

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_232763**

UNIVERSAL  
LIBRARY





فَعَلَيْهِ وَالْكَافِرِينَ عَلَى الشَّيْطَانِ ابْنِ آدَمَ

المؤلف والناشر: راجع اول كتاب معتد به باب الامم اعظم مستند علماء عرب مجسم مفيد خواص و عوام روزگار بشری

جلد پہلی غایۃ الاطوار

ترجمہ اردو در المختار

جس کا ترجمہ مولوی خرم علی صاحب رحمہ اللہ اور مائتہ فی کے اقوال کا ترجمہ ہے مجمع بحیرۃ العباد محمد اسحاق صدیقی دہلوی

مطبع فی واقعہ بریلے بین ہفتامو محمد صدیق

بریلے ریوی سیٹھ و سیکرٹری

# فہرست جلد اول غایۃ الاوطار ترجمہ و تخریر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۲	سجدہ کوڑا پھینکنا یا نہ پھینکنا کے بارے میں	۱	دیباچہ
۸۵	باب المیاء یعنی بائوچن کے مسائل	۲	بیان مصنفات امن
۹۳	بانی میں وہ درود کی مقدار کسی اصل سے ماخوذ نہیں	۶	مقدمہ تعریف اور موضوع اور غرض علم فقہ کے بیان میں
۱۰۱	فصل فی البیدر یعنی کتو کے مسائل	۹	بیان حساب جمل و سیان
۱۰۳	مسئلی استئمان	۱۰	اسباب مورثہ حفظ
۱۰۵	شب باغی کفار مسجد	۱۱	تحصیل علم کے حکام کو فرض کس علم کا سیکھنا ہو اور کس سے اور کس کو کس
۱۰۷	باب التیمم یعنی تیمم کے احکام	۱۲	فضائل امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نقالے
۱۱۲	اگر بالکل گلا میر تو تیمم کیسے کرنا چاہئے	۱۳	ان ملامتوں کا ذکر غیر غرضی و بیوقوفانہ وقت منقہ کو کار بند ہونا چاہئے
۱۱۳	باب المسح علی الخفين یعنی دو نو موذن پر مسح کرنا یا نہ	۱۴	مراتب سیدہ محبت مقبہ
۱۱۴	باب الخیض یعنی حیض کے حکام و مسائل	۱۵	کتاب الطہارۃ
۱۱۵	اقسام استحاضہ	۱۶	یعنی پاک صاف ہونے کے مسائل
۱۱۶	باب الانجاس یعنی نجاستوں اور زبالہ کیسے پاک نہیں	۱۷	وضو کچھ اور پیرتیس مقام میں مستحب ہے
۱۱۷	کتو اور چیل کی میٹ سے کڑا ان ناپاک نہیں ہوتا	۱۸	ارکان وضو
۱۱۸	دوسرے کے بعد بوجی نجاست کا رشتہ نہیں	۱۹	جب ہاتھ ناپاک ہوں اور پانی نہ ملے تو کیا کرنا چاہئے
۱۱۹	طریق ہر طرح کے برتن دوسرے کا	۲۰	چار چیزیں نیسیا کی سنت ہیں
۱۲۰	فصل اس فصل میں استنجا کے احکام ہیں	۲۱	وضو میں ایکس سنتیں ہیں
۱۲۱	مسئلہ عجیب	۲۲	مستحبات وضو
۱۲۲	کتاب الصلوۃ	۲۳	مقدار صلا و نماز بحساب وزن
۱۲۳	یعنی نماز کے احکام اور مسائل	۲۴	نواقض وضو
۱۲۴	تعداد اوقات کردہ نماز	۲۵	مسائل غسل
۱۲۵	جن مکانات میں نماز کرو ہے	۲۶	اقسام غسل
۱۲۶	باب الاذان اذان کے بیان میں اور	۲۷	جس صوف میں پڑا تھا تو اسکو دفن کیا جائے
۱۲۷	اسی جگہ سے پڑھنا جو مترجم ثانی کے ترجمہ کی	۲۸	ترقیہ وضع کتب
۱۲۸	آخری وقت پر سلام پڑھنا بعد اذان کے امر جدید ہے	۲۹	تقریر کو نفاذ دیتے ہیں

صفحہ نمبر	باب	مضمون	باب
۱۸۰	باب شروط الصلوة	یعنی نماز کی شرطوں کا بیان	۱۸۰
۱۹۲	تو رکب نماز کا مذہبی مسئلہ علیہ وسلم میں		۱۹۲
۱۹۳	جہت قبلہ کے معنوں کی تشریح		۱۹۳
۱۹۹	باب صفة الصلوة	یعنی نماز کی کیفیت کا بیان	۱۹۹
۲۰۵	وجہات نماز		۲۰۵
۲۱۵	ترکیب جامعی کے دفع کی		۲۱۵
۲۱۶	فصل اس فصل میں نماز کے ادا کرنے کا ذکر ہے		۲۱۶
۲۲۸	نماز کو اندر پھینچیں یا تو نہیں عورت مخالف ہے مرد		۲۲۸
۲۳۴	اوقات درود پڑھنے کے		۲۳۴
۲۴۲	فصل اس فصل میں قرات کے احکام ہیں		۲۴۲
۲۴۸	باب الامامة	یعنی امامت کے مسائل	۲۴۸
۲۵۴	جب چند شخص کسی امر شرعی یا عادی میں فراجم ملن تو بدول مرجع کے کسی کو مقدم کیا جائے		۲۵۴
۲۶۰	اکیس اوکھ صغیرین داخل کیا جائے		۲۶۰
۲۶۲	باب الاستخلاف	یعنی خلیفہ کر نیے کے احکام	۲۶۲
۲۸۰	باب ما فیہ الصلوة وما یکرہ فیہا	یعنی ان امور کے بیان میں جو نماز کو فاسد کرتے ہیں اور جو شکوہ اندر کر دے بخیر یا تہریر ہی میں	۲۸۰
۲۸۱	جن لوگوں پر سلام کرنا مکروہ ہے		۲۸۱
۲۸۲	جن لوگوں پر سلام کا جواب واجب نہیں		۲۸۲
۲۸۵	مشابہت اہل کتاب ہر چیز میں مکروہ نہیں		۲۸۵
۲۸۸	قاعدہ نماز کے فاسد ہو نیک قرات کی غلطی سے		۲۸۸
۳۰۱	احکام مساجد		۳۰۱
۳۰۳	باب الوتر والنوافل	نماز وتر و نوافل کے بیان میں	۳۰۳
۳۰۶	پانچ چیزیں انام کا اتباع جائز اور چار میں نہیں		۳۰۶
۳۱۱	نماز تہجد کی تحقیق		۳۱۱
۳۱۲	صلوة التسمیہ کی کیفیت شرح دار		۳۱۲
۳۱۴	مسئلہ ثانیہ		۳۱۴
۳۱۶	ریل پر نماز کا بیان		۳۱۶
۳۲۲	باب احوال الفریضہ	یعنی جماعت کے ماحصل کرنے کا بیان	۳۲۲
۳۲۶	نماز کو توڑنا کہی اور نہ کہی کبھی کبھی مباح کبھی واجب		۳۲۶
۳۳۲	باب قضاء الفرائض	یعنی فوت شدہ نمازوں کی قضا پر معنی کا بیان	۳۳۲
۳۳۴	باب بیحد السہو	یعنی سہرے کے سجدہ کا بیان	۳۳۴
۳۳۶	حکایت عجیبہ		۳۳۶
۳۳۹	باب صلوة المریض	یعنی بیمار کی نماز کے احکام	۳۳۹
۳۴۰	باد جو وقت تہجد کو سوجھایم کے پیش نماز پڑھنی نہ چاہئے		۳۴۰
۳۴۳	باب سجود التلاوة	یعنی سجدہ تلاوت کے احکام	۳۴۳
۳۵۲	باب صلاۃ المسافر	یعنی غلام مسافر کے احکام	۳۵۲
۳۶۱	باب الجمعة	یعنی جمعہ کے احکام	۳۶۱
۳۶۵	درود و خطبہ کے درمیان دعا مانگنی بدعت ہے		۳۶۵
۳۶۸	باب العیدین	یعنی درود و عیدین کے احکام	۳۶۸
۳۸۵	باب الکسوف	یعنی سورج گھرن کی نماز کا ذکر	۳۸۵
۳۸۶	باب الاستسقاء	یعنی طلب بارش کا ذکر میں	۳۸۶
۳۸۹	باب الجنون	یعنی غار خون کے بیان میں	۳۸۹
۳۹۱	باب صلاۃ الجنائز	یعنی جنازہ کی نماز اور ادا کرنا اور نہ کرنا	۳۹۱
۳۹۳	جن لوگوں سے سوال قبر نہ کرنا		۳۹۳
۳۹۸	خاطر علامت سیدان ہونے کی		۳۹۸
۴۱۳	قبر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ دار نہیں		۴۱۳
۴۱۸	باب الشہید	یعنی شہید کے احکام	۴۱۸
۴۲۲	باب الصلوة فی الکعبۃ	یعنی کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی کیفیت	۴۲۲
۴۲۳	کتاب الزکوٰۃ	یعنی احکام زکوٰۃ کے بیان میں	۴۲۳
۴۲۵	شرع پر مہر جو مل یا نہ زکوٰۃ نہیں		۴۲۵
۴۳۳	باب السائغۃ	یعنی چرنیوالے جانور کی زکوٰۃ کی بات میں	۴۳۳

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
باب اسباب میں از توئی زکوٰۃ کا بیان ہے	۲۲۲	باب فصل فی الاحرام اس فصل میں مسائل	۲۳
باب زکوٰۃ البقر یعنی گائے بیل کی زکوٰۃ	۲۲۵	احرام اور حج مفرد کا بیان ہے	
باب زکوٰۃ العنقر یعنی زکوٰۃ بہیر بکری یا بٹین	۲۳۶	دعائیں طواف کی	۲۰
باب زکوٰۃ المال یعنی مال نقد کی زکوٰۃ کا ذکر	۲۴۲	دعائیں و توف عرفت کی	۲۶
مخلوط چاندی سو فی میں طریقی زکوٰۃ کا کیا ہے	۲۴۵	سوال و جواب بطور ہیستان کے	۲۸
باب العاشر یعنی وہ کی وصول کرنیو کا بیان	۲۴۶	باب القرائن یعنی حج اور عمرہ کو ملاک	۳۶
باب الزکاز یعنی فیسہ کے احکام	۲۵۴	اداکر نے کا ذکر	
باب العشر یعنی دیو کی کے احکام	۲۵۹	باب التتمہ یعنی عمرہ سے حلال ہکر	۳۹
باب المصروف یعنی زکوٰۃ اور عشر کے خرچ کرینکو	۲۶۵	باب الجنایات یعنی حج میں جو باتیں منع	۴۱
موقوف کا بیان		ہیں اونکے ارتکاب کی سزا کیا ہے	
رسم حید میں آثار کو کچھ دینا زکوٰۃ کی نیت سے جائز ہو	۲۷۸	باب الاحصار یعنی اگر کسیدہ سے ہٹاؤ	۶۰
باب صدقۃ الفطر یعنی صدقہ فطر کے احکام	۲۷۹	حج میں رگ جاری تو کیا کرے	
اسلام کے واجبات ساتھ میں	۲۸۷	باب الحج عن الغیر غیر شخص کی طرف سے	۶۱
کتاب الصوم		حج کرنے کا ذکر	
یعنی روزہ کے بیان میں		فضیلت حج کی باب کی طرف سے	۶۶
باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ	۵۰۲	باب الحکایہ یعنی اوس جانور کا ذکر جو	۶۸
یعنی اوس چیزوں کے بیان میں جو روزہ کی مفسد ہیں اور		حرم میں نہ بھیج کیا جائے شکر یہ کے طور پر یا قصور	
جو مفسد نہیں		کی عرض میں	
عقد پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	۵۰۳	مسائل مختلفہ حج	۶۹
فرق جلال و زینت میں	۵۱۸	توف عرفہ جمعہ کے دن	۷۱
فصل فی العوارض یعنی اوس امور کا ذکر جنسو	۵۲۰	مسئلہ اقامت حرمین	۷۲
روزہ نہ کھنا صباح ہو جاتا ہے		فصل کیفیت حج آنحضرت صلی اللہ علیہ	۷۵
باب الاعتکاف یعنی عتکات احکام	۵۳۱	وسلم کی	
شب قدر کا بیان	۵۴۰	فصل اداب زیارت مدینہ مطہرہ	۸۳
کتاب الحج		عہ صاحبہا الف الف تھیتمہ و سلام	
احکام حج کا بیان اور بیان سے بہرہ شدہ ہے شرح جملہ	۱		
کے ترجمہ کی			

بسم الله الرحمن الرحيم

## دیباچہ از طرف مترجم ثانی

الحمد لله رب العالمین اکل الخیر علی کل حال والصلوة والسلام علی سیدنا وعلیٰ آله وصحبه وسلم  
 علیٰ آله واصحابہ ذوی الشرف والکمال وعلیٰ من تبعہم یحسب ان یموت الذین الذلک  
 بعد حمد و صلوة کے اختصار الباء محمد حسن صدیقی ثانی تو می عرض کرتا ہوں کہ کتاب در النسخ شرح توبیر الابصار فقہ امام عظیم  
 ابو حنیفہ کو فنی کی جگہ نہ ہب ہندوستان میں مروج ہے اس فن میں نہایت معتبر ہے اس زمانہ کے سب علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جسطرح کی تفسیر  
 سائل اور تصحیح دلائل اس کتاب کو مؤلف محمد علاء الدین حصفی نے کی ہے دوسری کتابوں میں نہیں پائی جاتی حتیٰ کہ یہ کتاب باوجود  
 فتادی ہونے کے مدار نہ ہب شہر گئی اور سب علماء اسکی روایات کو مستند جانا اور اس پر جوہر سے بڑی بڑی عالم مثل علامہ علی اور  
 علامہ لطفاوی اور شیخ رحمتی اور محمد عابد سندھی مدنی اور ابن عابدین شامی وغیرہم اس کتاب پر حواشی لکھ کر فائدہ دینے لگے اور  
 کوئی اسطر کا نہیں جس پر اس قدر حاشیہ اول سے آخر تک ہوں یا اس کے مسائل مثل متون کے متصور ہوں اس کتاب جلیل الشان کو  
 مولوی خرم علی صاحب مرحوم بلہوری نے صلیب الفیش نو البصاحب بہادر میر ودالی باندہ شمسہ ہجری میں کتاب الکناج سے  
 اردو میں ترجمہ کرنا شروع کیا متواتر تیرہ برس ترجمہ کر کے رجب شمسہ ۱۲۸۷ھ میں آخر کتاب تک پہنچا دیا پھر مرحوم شمسہ ۱۲۸۷ھ تک کتاب الحج  
 ترجمہ ہوا کہ کے شروع کتاب سے اب الاذان تک لکھنی پائی تھی کہ یکایک رگرامی عالم بقا ہوئی اس عاجز نے نظر فرما عام ترجمہ مذکورہ  
 مترجم مرحوم کے ورثہ سے لیکر حقد ر باقی یہ گیا تھا اسکی تکمیل اور سپر جہر کر کے قصد چھپوانے کا کیا اور از اسجا کہ خود اس قدر پیر نہ کہتا  
 تھا کہ تنہا اسکا مشکل ہونا لہذا چند اصحاب کو اس میں شریک کیا ایک جلد بھی اسکی چھپنے پائی تھی کہ بعض شرکا حوادث آسمانی کے

باعث شرکت سے دست بردار ہوئی اس وقت جو کیفیت میں سر دل پر گذر فی تھی اس کو خدا ہی جانتا ہے رات دن بجز التماس اور خیر  
 کے جناب باری میں دوسرا کارنتہا اس پر صہ میں ایک اشتہار اسکی طبع کا مشہور کیا کہ شاید اس سے طبع میں کچھ نہ دے قدرت  
 قادر مطلق کو دیکھئے کہ جب اشتہار مذکور جناب مستطاب علی القاب اعظم الامراء امیر العظام منقہ ذرہ و شہامت و جلالت نقطہ دائرہ  
 امارت و ایالت مؤید مراسم سیاست و عدالت متوی ارکان ابحاث و بسالت حامی دین منین ناصر اہل لقین لمہما العلماء لاد انصلا  
 مہد قواعد خیر و سماکوسس قوانین علم و ہدیہ نظر و از لطف اوسر یاہ دریا دکان + پر تو می اندازی او پیرایہ خورشید و ماہ یعنی  
 جناب نواب محمد کلب علیہا نصاحب بکھا و در والی رامپور دامت دولتہ بنیرید النعم و طالت بدتہ فی نشر آثار الکریم کے لکھنؤ  
 فیض شوال سے مشرف ہوا تو احقر کے حاضر ہونے کا حکم دیا کہ نرن اسکو تائید غیبی جانکر تہمیل ارشاد شرف ملازمت سے مشرف ہو کمال  
 قدر وافی حال اس کتاب کے طبع کا استفسار فرمایا عاجز نے سب کیفیت مفصل عرض کی اوس وقت ارشاد ہوا کہ تم خاطر جمع رکھو کہ  
 اسکی تحمیل کی صورت مابہ دلت فرماینگو چنانچہ دوسری روز جعفر کی کمی کہ حاجت سے عرض کی تھی اسکی دانید کارشاد فرمایا غرض کہ  
 صرف ادنی توجہ جناب مہموم سے بکھا کتاب انجام کو پہنچی اس کتاب کا خزانہ ہی ہے کہ اسکا دیباچہ ایسی امیر کیسے نام سوزن  
 ہو اگر ہم کار ساز حقیقی نے بکھا محمدت جاد وانی جناب مغنم الہم کے لکھو مقرر فرمائی ہے این سعادت بزور بازو نیست + تائید خدا  
 بخشد + بکھا کہ نرن اسکی شکر یہ میں ہو اسکی مدد کے دعا کرو اور کیا کر سکتا ہو + از دست فقیر بیوانا ید مسیح + جزا کہ بعد فی دل دعا  
 بکشد + اللہ دفعہ لہا ثبوت و ترضی و اعطہ سئو کہ فی الدنیا و اخسل شدتہ قلزم اہل النبی و آخرتہ خیرا من الاولی بحر مہ سیدنا  
 محمد المصطفی و آلہ البکھتہ اب چند باتیں متعلق اس ترجمہ کے عرض کرنا ہوں اقول بکھا کہ چونکہ مترجم اول کو جہت سب کتاب کے پورا  
 کرنے کی بھی غلی سلسلہ اس ترجمہ کا نہ کوئی دیباچہ لکھی بائی اور نہ نام رکھنا پائی اور از انجا کہ مترجم مرحوم نے ترجمہ کا شروع ۱۲۸۵ھ  
 میں کیا اور اسے تک سلسلہ ترجمہ کا جاری رہا اس لحاظ سے میں نے اسکا نام تاریخی غایۃ الاوطار لکھا حسین ۱۲۹۳ ھ تک میں جو ۵۸ اور  
 اسے کاروبانی سال سے محب نہیں کہ مترجم کی روح کو اس نام سے تازگی ہو و وہ بکھا کہ عبارت در مختار اور تنویر الابصار کی بخط نسخہ  
 لکھوائی گئی اور متن پر خط سیاہی کا کسینہ یا گیا سو ہم بکھا کہ عبارت نسخہ عنوانوں کی جو قلم جلی سے لکھی گئی ہو وہ متن کی عبارت ہوا  
 شارح نے جو شروع ہر باب کے آخر میں لکھی ہیں تو لفظ شروع کو بھی قلم جلی سے لکھا ہوا اور اسکی بعد ترجمہ میں لکھ دیا ہو کہ بکھا سائل غرض  
 شارح نے اضافہ کئے ہیں اسطرح لفظ فائدہ جو کلام شارح میں کہیں آیا ہو اسکو بھی جلی لکھا ہے اور اگر عبارت عنوان کی قلم جلی  
 سے نہیں لکھی گئی تو معذرت من پر لکیر کر دی گئی ہو چہاں ہم بکھا کہ مترجم اول نے جہاں کہیں احوال مشیہ کے نقل کو خود نواد کے شروع میں  
 بکھا جملہ لکھا تھا مترجم کہتا ہو میں نے اس جملہ کی جگہ قلم جلی سے لکھا دیا ہو البتہ ہر جملہ کے شروع میں ایک دو جگہ ہر جملہ بھی  
 لکھ دیا ہو تاکہ ناظرین جان جائیں کہ میم جلی مختصر جملہ مذکور کا جو کچھ ہم بکھا کہ ترجمہ میں مترجم مرحوم نے اکثر جگہ فرود گذشت کر دی  
 نہیں اور حاشیہ پر لکھ دیا تھا کہ اس عبارت کا ترجمہ بعد نال لکھا جاد و گیا و انکو اس حاجت سے پورا کر دیا اور جس وجہ سے ان میں

قابلِ مخاطب متبادله کو دیکھو سو اسکو صاف کر دیا ستم بھ کہ بعض جا عبارت در مختار کی بالکل فرو گذاشت ہو گئی تھی بانو سہو  
 سو رکھی ہو جس نسخہ سے مترجم نے ترجمہ کیا تھا اس میں نہو بہر حال میں نے مقابلہ کیوقت ایسی عبارتوں کو داخل ترجمہ کر دیا ہے  
 ہنتم بھ کہ نظر ثانی قرار واقعی مترجم سے نہونے پائی اسوجہ سے بعض جا خود ترجمہ غلط ہو گیا تھا ایسی مقامات کو اکثر میں نے بدل دیا  
 اور جہان میں بدلادان حاشیہ پر اشارہ کر دیا ہے کہ مترجم اول سے اس جگہ تسامح ہوا ہشتم بھ کہ مترجم موصوف اکثر جا محاور  
 اردو کے لحاظ سے تذکیر و تانیث میں غلطی کی تھی اور کہیں الفاظ غیر مانوس داخل ترجمہ کر دیئے تھو ان سب کو میں نے حال کی بول چال کے  
 موافق صحیح کر دیا ہنتم بھ کہ اثناء ترجمہ میں جو عبارت عربی کی یا الفاظ مشکل نظر آئے انکے معانی حاشیہ پر یا لفظوں کے نیچے  
 لکھ دیئے ہیں وہم بھ کہ اگر اثناء ترجمہ میں کوئی آیت قرآنی یا کوئی دعا یا نسخ آگئی ہو تو اسکی دونوں طرف خط متوس کہیند یا ہر سطر  
 ( ) تاکہ کوئی اسکو عبارت در مختار کی نہ سمجھے یا نہ وہم بھ کہ ہم دونوں مترجموں نے اس بات کا التزام کیا ہو کہ عبارت اردو کا  
 محاورہ بھی ہاتھ سے نہانے پائے اور حتی الوسع الفاظ عربی کی رعایت بھی ملحوظ رہو اسی جہت سے بیشتر تقدیم و تاخیر کرنی پڑی ہے مثلاً  
 شارح نے ابتدا در خبر یا فعل اور فاعل کے درمیان میں کوئی قید بڑا دی تو ہنتم بھ میں اول پوری جملہ کا ترجمہ کیا سو اسکو بعد شارح  
 کی تحقیق کو بیان کیا ہے اور جس مقام پر کہ ایک ابتدا کی کوئی خبر یا ایک شرط کی کوئی جزا میں واقع ہوئی ہیں تو ان مقاموں میں ترجمہ کے اندر  
 لفظ ابتدا یا شرط کو فہم مطلب کے لئے کر لکھا ہے اسطر مقدرات اور محذوفات کو اکثر ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے حتی کہ ضمیر و ن کی جگہ ان کے  
 مزج لکھ دیئے ہیں تاکہ عبارت کا مطلب بخوبی سمجھ میں آوے اور سطر علی گنگام مسئلہ میں باقی نہ رہی پادے و واز وہم بھ کہ خوشی کی  
 پوری عبارت کا ہنتم بھ ترجمہ نہیں کیا بلکہ اتنی باتوں کا لحاظ رکھا ہے ۱ توضیح مطلب مسئلہ ۲ ترکیب نحوی اور اشتقاق کلمات اگر مشکل ہو  
 سلم شارح کا تسامح جس جگہ واقع ہوا ہو ہم کسی بیان کی تفصیل جسکو شارح نے مجمل بیان کیا ہو ۵ جن مسائل کا حوالہ شارح دوسری  
 کتابوں پر کیا ہے انکا نقل کرنا بشرطیکہ کوئی خاص فائدہ ان سے متعلق تصور کیا ہو ۶ اگر شارح نے کسی مسئلہ میں قول ضعیف لکھا یا  
 ہو تو اس میں روایت قوی کتب مردجہ سے ۷ جس جگہ شارح نے لکھا ہوا کہ اس مسئلہ کا حکم میں نے نہیں دیکھا اسکی تصحیح کتابوں  
 ۸ تطبیق شارح کے اقوال میں اگر مظاہر مختلف معلوم ہوئے ۹ عنوان باب کے مناسب کوئی مسئلہ فردری جو خوشی میں نظر پڑا ۱۰ دلیل  
 مسائل کی کتاب ارسنت اور اصول سے خواہ دلیل عقلی ۱۱ اختلاف نسخوں کا ذکر ۱۲ جس مسئلہ کو شارح اصرار و راج لکھا ہے اسکا  
 معتدل نقل کیا ہو اور اسکی محنت یا مرجع ہونے میں نقہا کے قول نقل کو میں سمجھتا ہوں کہ کہیں کہیں ایسا بھی ہوا ہو کہ خوشی میں  
 ایک عبارت دوسری مقام کے نیچے لکھی ہوئی تھی اور ہنتم بھ اسکو اور مقام پر ترجمہ کرنا مناسب جانا ایسیلئے ہنتم بھ التزام نہیں کیا  
 کہ ہر قول کا حاشیہ اسکی ذیل میں رہے دوسری جگہ نہو چھار وہم بھ کہ اثناء ترجمہ میں اگر کوئی قید ہنتم بھ زیادہ کی ہو جس کتاب میں  
 وہ قید نظر پڑی ہے اسکا حوالہ اثناء ترجمہ میں کر دیا ہو مثلاً اگر بحر الرائق سے نقل کیا تو اس قید کے بعد کہذانی البحر لکھ کر باقی عبارت کا  
 ترجمہ کیا ہو یا نہ وہم بھ کہ جس حاشیہ سے ہنتم بھ نقل کیا ہو آخر کو اسکا نام اور حوالہ کر دیا ہو جسکو کہذانی الشامی یا قالہ الشامی اور کہذانی لکھا



اور ان محشیوں نے جن کتابوں سے نقل کیا جو بعض جا ادخا بھی حوالہ کر دیا ہو مثلاً کذا فی الشامی عن العلی اور کہیں صرف ان کتابوں کے نام پر اکتفا کیا ہے مثلاً کذا فی المعنی اور کذا فی الہدایہ شانزدہم بھکہ عبارت حاشیہ کی اگر ہننے طویل دیکھی ہے تو اوسمین سے بعد اپنے التزام کے لکھ کر حوالہ کے بعد مختصراً لکھ دیا ہو اور کسی جگہ اور قسم کا تصرف بھی کرنا پڑا ہو تو وہ ان حوالہ کے بعد بتصریف بالمتقارن یاد دیا ہو اور بعض جا اب بھی ہوا ہو کہ صورت مسئلہ یا تحقیق کو سوا ہی حواشی کے اور کتابوں میں پایا ہو تو وہ ان کتابوں کا نام لکھ دیا ہو ہفتدہم بھکہ بعض مواضع میں جن کتابوں کو محشیوں نے کوئی مضمون لیا ہو جسے بدو ن رجوع اصل کتاب کے بغیر محشیوں کے حوالہ لکھا ہو میجدہم بھکہ جس عبارت میں شام کی کوئی ستم محشیوں نے بیان کیا ہو اور سکا ترجمہ ہننے ان لفظوں کے لحاظ سے کیا ہو جنکو محشیوں نے میجد فرار دیا ہے اور جا بجا اسکی تصدیق بھی کر دی ہے کہ لفظ غلط کو چوڑ کر ہننے میجد لفظ کا ترجمہ کیا ہو تو ترجمہم بھکہ مترجم اول نے اکثر احوال حاشیہ مطہر دی اور مدنی سے لے کر کسی جگہ سہو کتاب سے حوالہ دیا ہو تو ناظرین جان لین کہ یہ مسئلہ انہیں دو حاشیوں میں کسی میں ہو گا اور مترجم ثانی نے ترجمہ کیوقت اکثر پیش نظر حاشیہ شامی رکھنا تھا تو میری ترجمہ میں جس جا حوالہ مترجم اول کو سکھو قول شامی کا تصور فرامین کنتر جگہ ایسی ہیں جہاں ہننے اپنی طرف سے کچھ لکھا ہو اور جس جگہ لکھا ہو سیاق عبارت آباد از بلنہ لکھ دیا ہو کہ بھکہ ہماری بحث ہونے محشیوں کا قول بستم بھکہ بعض جا ایسا بھی ہوا ہو کہ ایک تقریر کو شامی نے اور طرم لکھا ہو اور مطہر دی دوسرے طریق تو میں نے اس تقریر کا ترجمہ ایسی طرح کیا ہے کہ دو نو حاشیوں کی تحریر کو شامل ہوا اور ایسی جگہ حوالہ میں دو نو کتابوں کا نام لکھ دیا ہو اور سبظم جو مسئلہ دو نو میں کیا نظر آیا ہو اور اسکے حوالہ میں بھی دو نو کا نام مندرج کر دیا ہو سبت و یکم بھکہ جو مسائل مفید اور فوائد عجیب کتاب میں نظر پڑے ہن انکا اشارہ حاشیہ پر فٹ لکھ کر کر دیا ہو اور نیز ایسے مسائل کو نہر ت میں بھی لکھ دیا ہو تاکہ ناظرین کو انکی تلامین وقت نہر سبت و و و ہم بھکہ اس کتاب کی تکمیل میں مجھ کو میرے بڑے بھائی جناب مستطاب علی القاب مولانا مولوی محمد مظہر صاحب نے بہت سی مدد دی واللہ تعالیٰ انکی اور میری سعی کو مشکور فرما دے سبت سوم بھکہ جسے المسیح صمیم کتاب اور تقیم مسائل میں میں نے بہت جان فشانی کی ہے اور با اینہما اپنی قلت بفاعت کا معترف ہوں اگر کسی جگہ غلطی ہوئی ہو تو ناظرین عالی ہم سوراچی کرم ہوں سے نازم بسہ یا بفضل خویش بدریوزہ آوردہ ام دست پیش ہو اور اللہ تعالیٰ سے توقع رکھتا ہوں کہ جیسے اسکی اصل کتاب کو عرب و عجم کے باشندہ و نہیں مقبول و نثار فرمایا ایسی ہی اس ترجمہ کو پسند ارباب دین اور اصحاب یقین فرمائیں اور ہمارے اسکے بایات صالحات میں ہو کر ہو

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَاخْسُءْ ذُخُونَنَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَآصْحَابِهِ وَأَشْيَاعِهِ طَيِّبِينَ بِجَمْعِهِمْ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ آمِينَ \*\*\*









رجال جو من حصہ فقد حصل الخط الواف لانه البحر لکن بلا ساحل و و ایل القطر غیر انه متواہل و در جنو اس کتاب کو حاصل کیا سر  
 مہر اور مکوفت حصہ لا اسو اسطو کہ وہ مستند ہو لیکن نے کنار و اور بڑی بوند دن کا مینہ ہو رہا ہوتا ہے ہم اس صنعت عبارت کو تالیف الخرج با  
 بشبہ الذم کہتے ہیں جسٹین عبادیت و سر اس اشارت و متفق معانی فقہ پر مبنی حالانکہ کتاب میری یا اسکی تحقیقات خوبی عبارات اور پوشیدہ  
 اشارات اور منقح کرنے معانی اور آراستہ کردین الفاظ سولگی یعنی اسکی عبارت الجہی نہیں تعقیدات لغویہ اور مغویہ اور طولیلا طویل سو معراے  
 و لیس الخیر کا لعیان و مستقر بعد التامل العینان اور خبر دیکھنے کی برابریں اور تامل کرنے کے بعد و دوا نہیں اس کتاب سو اب ٹھنڈی  
 ہو گئی ہم یعنی دیا جبہ کتاب میں میر تو صیف کرنا اس کتاب کا خبر سے اور خبر محمل ہوتی سے صدق اور کذب کی مگر جبکہ تو مطلع ہوگا اس کتاب پر پوچھ  
 نزدیک اسکا خود مشاہد ہو جاوے گا عیشیہ کے بودمانند دیدہ ہو تو یہ تفسیر عیسیٰ مد عامی عذوف کی فخذ ما نظرت من حسن روضہ الاشقیہ  
 ما سمعت عن الحسن سئل اسو لے اسکو جو نو دیکھ چکا ہے اس کتاب کا بقدر باغ کی خوبصورتی کو اور اسکو چوڑ جو تو نے خوبصورتی اور سلی  
 کی حکایت سنی ہے ہم سلی مشرقہ کا نام سے یعنی حسن ہو رہی کلمات الفات کر حسن ہوئی اس کتاب پر نظر کر خذ ما نظرت و دعه شکیا  
 سمعت بہ و فی طلعة الشمس ما عینک عن زحل لے اسکو جو نو نے دیکھا اور چوڑ اسکو جو نو نے سنا آفتاب کے طلوع ہونے میں وہ روشنی ہو  
 جو چمکونے پر واکرتی سے زحل کی روشنی ہو ہم زحل کم روشن ایک ستارہ ہو جسکو فارسی میں کیوان اور ہندی میں منجر کہتے ہیں ہذا و قول خشت  
 اعراض المصنفین آخر ارض سیام السنة الحساد بوجہ لے اسکو اور مقرر اہل تصانیف کی ابرو میں اہل حد کی زبانوں کی تیروں کی ن نہ ہو گئیں  
 میں و نقاشن تصانیفہم معترضہ بایک ہیہ تہذیب فوائدہم تہذیب بالکساد اور اہل تصانیف کے عمدہ مصنفات اہل حد کے انہوں میں بڑی  
 ہیں انکے فوائد کو تو میں پیراؤں کو کہتا کر کے پسکتے ہیں آخا العلم لا یجزل کعبیہ صنیع و لم یقیق لہ صنیع تعرف ایجاب  
 علم شنبانی کر مصنف کی عیب جوئی میں حالانکہ تجھ کو اسکی خطا کا یقین نہیں ہوا جان بوجہ کہ فلم افسد الراوی کلا ما بعقلہ و کو حرف کلا قال  
 قوم و تحقیق اسو بیت بجا اسو روایت کرنا لے کلام کو اپنی عقل ناقص ہو اور بہرہ قو لکی تحریف کی ہو ایک قوم نے تصحیف کی ہو ہم تحریف  
 عبارت ہو تفسیر اور تبدل سو خواہ تبدل ایک لفظ کی دوسرے لفظ سو یا ایک حرف کی دوسری حرف سو اور گاہی تحریف یعنی تاریل آتا ہو یعنی غیر مراد کا ارادہ  
 کرنا اور تصحیف عبارت ہو خطائی الصیغہ سو یعنی لکھنے میں چونکہ کذا فی الطوطا یعنی جب افساد راوی اور خطا کا تب کا دخل ہوا تو مصنف کی خطا یقین نہیں  
 ہو سکتا ابوجہ دیگر توجہ گوئی میں عالم کو محبت مناسب نہیں و کو ناسیخ اصفح معنی مغیر و وجاء بشیء لم یخیر المصنف اور بہت کا تون  
 نے منی کو بدل الا ارادہ و خیر لا یجوز حکما مصنف ارادہ نہیں کیا و ما کان قصدا من ہذا ان بدل صح ذکرہ بین المحدثین من المصنفین الموفین  
 بل القصیدہ یا صۃ القرعۃ و حفظ الفرق الصیغۃ مع رجاء الغفران و دعاء المؤمن اور اس تصنیف سو میرا قصیدہ تھا کہ میرا ذکر داخل ہو اہل  
 تحریف میں کہ مصنفین اور موفین ہیں بلکہ مقصود وہن کی مشق ہو اور محو ظر کہنا صحیح مسائل کا تو تم بخشش ربانی و دوا برادران دینی و داخل من لیس احسن  
 الخا و دین عنہ حال حیاتی فستتلقون بالقبول ان شاء اللہ تعالیٰ بعد فانی او مجھ کو کچھ نہیں چاہی و نہ کی ہو گردانی کا اس کتاب سو میری زندگی پر  
 ہو کہ میری یہ اسکو قبول کر لیں گران اللہ تعالیٰ میری موت کے بعد کا قیل و تری القیۃ ینکر فضل الفی و کو یا و ضیفا فاذا ما ذهب و لیس  
 یہ البحر فی علی لقتہ و یکتبہ اعنہ بما و الذہب چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہو دیکھتا ہوں ایک جوان کو کہ دوسری جوان کے کمال کا انکار کرتا ہو مگر ظنی اور  
 حیات کی راہ سو بہر جبکہ وہ جا رہا یعنی مر گیا بقرار کرتی سے اسکو حرم مسئلہ ایک ہو کہ کہتا ہے اس کا دل مسود کے کلام کو سونیکے پانی سو فہا کہ  
 صوفیاً محمد باہو ہما تہذا الذوق مظہر الدقائق استغلت فیہا اذ ما لیل جن متحیرا ارجح لا قال و ارجح العباسہ معتمدہ ارجح  
 لا یزاد الطیف لا شاعر تو سو امر مخاطب اس فن کے تراستہ مجموعہ کو چلا کر کرنا لے ان بار کیونکہ جن میں نے اپنی فکر کو استعمال کیا جبکہ رات  
 چاہتی تھی رانچہ ترا احوال اور مختصر عبارت کو تلاش کرنا دفع کرنے اعراض میں لطیف ترا اشارہ کو قصہ کرتا فرہا خالف و حکم او دلیل فحسب

۴  
 کتاب میری یا اسکی تحقیقات خوبی عبارات اور پوشیدہ اشارات اور منقح کرنے معانی اور آراستہ کردین الفاظ سولگی یعنی اسکی عبارت الجہی نہیں تعقیدات لغویہ اور مغویہ اور طولیلا طویل سو معراے و لیس الخیر کا لعیان و مستقر بعد التامل العینان اور خبر دیکھنے کی برابریں اور تامل کرنے کے بعد و دوا نہیں اس کتاب سو اب ٹھنڈی ہو گئی ہم یعنی دیا جبہ کتاب میں میر تو صیف کرنا اس کتاب کا خبر سے اور خبر محمل ہوتی سے صدق اور کذب کی مگر جبکہ تو مطلع ہوگا اس کتاب پر پوچھ نزدیک اسکا خود مشاہد ہو جاوے گا عیشیہ کے بودمانند دیدہ ہو تو یہ تفسیر عیسیٰ مد عامی عذوف کی فخذ ما نظرت من حسن روضہ الاشقیہ ما سمعت عن الحسن سئل اسو لے اسکو جو نو دیکھ چکا ہے اس کتاب کا بقدر باغ کی خوبصورتی کو اور اسکو چوڑ جو تو نے خوبصورتی اور سلی کی حکایت سنی ہے ہم سلی مشرقہ کا نام سے یعنی حسن ہو رہی کلمات الفات کر حسن ہوئی اس کتاب پر نظر کر خذ ما نظرت و دعه شکیا سمعت بہ و فی طلعة الشمس ما عینک عن زحل لے اسکو جو نو نے دیکھا اور چوڑ اسکو جو نو نے سنا آفتاب کے طلوع ہونے میں وہ روشنی ہو جو چمکونے پر واکرتی سے زحل کی روشنی ہو ہم زحل کم روشن ایک ستارہ ہو جسکو فارسی میں کیوان اور ہندی میں منجر کہتے ہیں ہذا و قول خشت اعراض المصنفین آخر ارض سیام السنة الحساد بوجہ لے اسکو اور مقرر اہل تصانیف کی ابرو میں اہل حد کی زبانوں کی تیروں کی ن نہ ہو گئیں میں و نقاشن تصانیفہم معترضہ بایک ہیہ تہذیب فوائدہم تہذیب بالکساد اور اہل تصانیف کے عمدہ مصنفات اہل حد کے انہوں میں بڑی ہیں انکے فوائد کو تو میں پیراؤں کو کہتا کر کے پسکتے ہیں آخا العلم لا یجزل کعبیہ صنیع و لم یقیق لہ صنیع تعرف ایجاب علم شنبانی کر مصنف کی عیب جوئی میں حالانکہ تجھ کو اسکی خطا کا یقین نہیں ہوا جان بوجہ کہ فلم افسد الراوی کلا ما بعقلہ و کو حرف کلا قال قوم و تحقیق اسو بیت بجا اسو روایت کرنا لے کلام کو اپنی عقل ناقص ہو اور بہرہ قو لکی تحریف کی ہو ایک قوم نے تصحیف کی ہو ہم تحریف عبارت ہو تفسیر اور تبدل سو خواہ تبدل ایک لفظ کی دوسرے لفظ سو یا ایک حرف کی دوسری حرف سو اور گاہی تحریف یعنی تاریل آتا ہو یعنی غیر مراد کا ارادہ کرنا اور تصحیف عبارت ہو خطائی الصیغہ سو یعنی لکھنے میں چونکہ کذا فی الطوطا یعنی جب افساد راوی اور خطا کا تب کا دخل ہوا تو مصنف کی خطا یقین نہیں ہو سکتا ابوجہ دیگر توجہ گوئی میں عالم کو محبت مناسب نہیں و کو ناسیخ اصفح معنی مغیر و وجاء بشیء لم یخیر المصنف اور بہت کا تون نے منی کو بدل الا ارادہ و خیر لا یجوز حکما مصنف ارادہ نہیں کیا و ما کان قصدا من ہذا ان بدل صح ذکرہ بین المحدثین من المصنفین الموفین بل القصیدہ یا صۃ القرعۃ و حفظ الفرق الصیغۃ مع رجاء الغفران و دعاء المؤمن اور اس تصنیف سو میرا قصیدہ تھا کہ میرا ذکر داخل ہو اہل تحریف میں کہ مصنفین اور موفین ہیں بلکہ مقصود وہن کی مشق ہو اور محو ظر کہنا صحیح مسائل کا تو تم بخشش ربانی و دوا برادران دینی و داخل من لیس احسن الخا و دین عنہ حال حیاتی فستتلقون بالقبول ان شاء اللہ تعالیٰ بعد فانی او مجھ کو کچھ نہیں چاہی و نہ کی ہو گردانی کا اس کتاب سو میری زندگی پر ہو کہ میری یہ اسکو قبول کر لیں گران اللہ تعالیٰ میری موت کے بعد کا قیل و تری القیۃ ینکر فضل الفی و کو یا و ضیفا فاذا ما ذهب و لیس یہ البحر فی علی لقتہ و یکتبہ اعنہ بما و الذہب چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہو دیکھتا ہوں ایک جوان کو کہ دوسری جوان کے کمال کا انکار کرتا ہو مگر ظنی اور حیات کی راہ سو بہر جبکہ وہ جا رہا یعنی مر گیا بقرار کرتی سے اسکو حرم مسئلہ ایک ہو کہ کہتا ہے اس کا دل مسود کے کلام کو سونیکے پانی سو فہا کہ صوفیاً محمد باہو ہما تہذا الذوق مظہر الدقائق استغلت فیہا اذ ما لیل جن متحیرا ارجح لا قال و ارجح العباسہ معتمدہ ارجح لا یزاد الطیف لا شاعر تو سو امر مخاطب اس فن کے تراستہ مجموعہ کو چلا کر کرنا لے ان بار کیونکہ جن میں نے اپنی فکر کو استعمال کیا جبکہ رات چاہتی تھی رانچہ ترا احوال اور مختصر عبارت کو تلاش کرنا دفع کرنے اعراض میں لطیف ترا اشارہ کو قصہ کرتا فرہا خالف و حکم او دلیل فحسب











جو حصہ کا علم سے ومن هنا قيل في خبر علوم علم فقہیہ لانه ميكون في كل كتابا توشلا فان فقہا ولما متوجعا على الف  
 ذي زهد بفضل طاعتی اور اسی جگہ کسی نے کہا ہر علم میں اور ہر علموں میں ہر فرقہ کا علم سے اسو اسکو کہ وہ سب مراتب عالیہ کبریا رسید ہوتا ہے  
 کیونکہ ایک فقہ متقی ہزار ہا زہدوں بزرگ اور عالیقدر ہوتا ہے ہر فرقہ کے فقہیہ ان زہدوں سے افضل ہے جو فقہ کو نہیں جانتے ہیں وجمعا لخواذان جماعہ لاول  
 محییہ صنفہ فان الفقہ افضل فاکمل الی البر والنقوی والحدی فأجد ان من مستغنی اکمل من یحکم من الفقہ واستبح فی مجالس الخواکد  
 فان فقہنا ولما متوجعا شد علی الشیطان من الف عابد اور وہ دونوں شہرین جو گند گئیں یا خود ہیں اس نظم آئندہ سے جو امام محمد کی صفہ منسوب ہے  
 وہ ہے جو کہ فقہ کو سیکھے اسو اسکو کہ فقہ افضل کیسے والہ ہونگی اور ہر چیز کا کسی کیلئے اور معتدل تر فقہ جو یعنی اعلیٰ ترین مرتبہ مقصود ہے اور ہر دور و حال  
 کو نواز دیا واتی کا فقہ سے اور نیز اگر فوائد کے دیا ہوں میں اسو اسکو کہ ایک فقہ متقی سنت نبوی شیطاں پر ہزار عابد سے ہم نظم سابق اور نیز نظم امام محمد کا اس شعر  
 مرفوع سے اخذ ہے من ابن عباس قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقہیہ ورجل علی شیطاں من الف عابد یا خیر الزندی جانی بخ اسکا ترجمہ غریب  
 مذکور ہو چکا ہے علی بن حنفیہ رحمہ اللہ عنہما الفضل الا اهل العلم ایضا علی الہدی یعنی استہدی اذ لا کاذ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کلام سے ہم  
 نظم ہے کہ بزرگی نہیں مگر اہل علم کو اسکو کہ وہ ہدایت پر ہیں اور طالب ہدایت کے رہنما ہیں وذن کی فریہ کا کان مجتہدہ ہوا لجاہل اہل  
 العلم اعتد اع اور ذہن یعنی فہم اور غوی ہر مرد کی موافق اور کسی خوب کرداری کے جو اور جاہل لوگ اہل علم کے دشمن ہیں ہم تو صانع کی قدر اسکو حسن  
 صفت کی مقدار پر ہے اور جسو علوم آداب کے خوب سیکھو تو اسکی قدر اور نہیں کی مقدار پر ہوگی اور جسو علم فقہ کا خوب حاصل کیا تو اسکی قدر عظیم ہوگی نسبت فقہ  
 الحاصل جو شخص کسی چیز کو خوب حاصل کر گیا تو اسکا مرتبہ اسی کی مقدار پر ہوگا کہ انی الطحاوی سے فقہ علم وکمال یہ آید کہ الناس من حیوانی واهل العلم انصیاہ  
 اسو سگارا اور ظفر باب ہو علم کے سبب اور علم سے جاہل تر ہو ہمیشہ یعنی اسباب جہل ہو جناب رکھو سب آدمی فردی ہیں اور علم والے زندہ ہیں ہم یعنی  
 جاہل فردی مانند ہیں لائق شمار کے نہیں اور انکو کچھ فائدہ نہیں اور اہل علم زندہ ہیں یعنی اوکی زندگی سو اوکو اور لوگوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے تو  
 علماء دین کا وجود رحمت اور نور سے کیونکہ وہ وارث ہیں انبیا علیہم السلام کے اور جمہور جہالت کے اسباب جہل اور لیان کا ارتکاب ہے چنانچہ جہالت کا  
 بڑا سبب کامی ہے اور کامی بیاد ہوتی ہے کثرت بغم سے اور کثرت بغم کی ہوتی ہے بہت پانی پیئے سو اور پانی بہت پینا ہوتا ہے بہت کھانے سو تو بہت افساد  
 کثرت اکل شہر اور تغلیل اکل کا نتیجہ ہے یہ کہ قلت اکل کے منافع کو آدمی غور کرے از بکلہ ایک فائدہ ہے یہ کہ آدمی تندست رہتا ہے اور زیادہ کہاں والا اگر ان  
 تن اور اکثر نیاز ہو جاتا ہے اور بہت کہاں والا حق تعالیٰ کو ناپسند ہے اور دوسرا فائدہ قلت اکل کا اشارے یعنی کہانے میں غیر کو مقدم رکھنا اور بہت کہانے  
 والے کو دوسرے کا کھانا دینا اور ہوتا ہے اور جمہور اسباب لیان کے معاصی اور کثرت ذنوب ہے اور امور دنیا کی تشویشات اور کثرت اشتغال اور زیادتی علاقہ  
 اور ہر آؤ دنیا کہاں آؤ متسلک کو دیکھنا اور الامام قبور کو پڑھنا اور انوکھی قطار میں چلنا اور زندہ و جون زمین پر ڈالنا اور گدھی پر چھنے لگانا اور جمہور اسباب  
 سوزہ حفظ و حافظہ کوشش کرنا ہے اور ہمیشہ مذاکرہ رکھنا اور کہہنا اور تہجد کی نماز پڑھنا اور قرآن کو دیکھ کر پڑھنا اور بہت درود پڑھنا اور شہید کا پناہ اور  
 کندہ کو شکر کے ساتھ کہنا اور آ۴ مویز متقی کا نہا رہنا کہنا اور جو چیز بغم اور طباط کو کم کرے وہ حفظ کو زیادہ کرتی ہے معلوم کرنا چاہیے کہ طالب علم کو  
 عظیم نہیں آتا اور نہ اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے جب تک کہ علم کی اور اہل علم کی امداد استاد کی عظیم اور توفیق کرے اسو اسکو کہ کوئی کمال کو نہیں پہنچا مگر حرم  
 کرنے سے اور کوئی نے نصیب نہیں رہا مگر ترک حرم سے علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ میں اسکا غلام ہوں جسکو ایک حرف بتایا چاہے بیچ لے بلکہ چاہے آزاد کرے  
 یا بدن رشید بادشاہ نے اپنے فرزند کو مہمی کے پاس بھیجا کہ وہ علم اور ادب سیکھے تو بادشاہ نے ایک دن دیکھا کہ مہمی دھوکہ دے رہا ہے اور شاہزادہ پانی ڈالتا ہے  
 تو بادشاہ نے اسپر خطاب کیا اس امر میں اور کہا کہ میں نے اسکو اسو اسکو بھیجا ہے کہ آپ اسکو علم اور ادب سکھائیے آپ نے اس سے یوں کیوں نہ فرمایا کہ آپ  
 ہاتھ سے پانی ڈالے اور دوسری ہاتھ سے اسکا پاؤں دھو دی اور نیز عظیم علم کے کتاب کی تعظیم سے تو طالب علم کو لائق ہے کہ کتاب کو ہاتھ نہ لگا دے بدن  
 بھارت کے شمس اللہ مرغی کی ایک حکایت اسہال عارض ہوا اور وہ شہسب کی تکرار کرتی تھیں تو اس رات کو شہسبہ بار و فریاد کیا اسو اسکو کہ وہ سننے کی کڑواہی

باب اسباب جہالت  
 اسباب جہالت

دھرم کے کرتے تھے وہ اسکی جیسہ کہ علم نور سے اور نور بھی نور سے تو علم کا نور و نور دو چند ہو جاتا ہے اور سچو تعلیم وہ جسکے سے کہ کتاب کیطرت بانوں نہ  
 پہلائے اور کتاب کی تعلیم ایک ہی سے کہ خوشخود دھرم کے اور بہت باریک نہ کہے امام اعظم نے ایک کتاب کو دیکھا کہ باریک لکھتا تھا تو فرمایا کہ باریک مت لکھ کہ  
 شاید نور نہ دے مگر پہنا لگا اور اگر مگر کیا تو جھگو لو کہ بڑا کہیں گے یعنی اگر نوپر ہو گا اور میری بصارت ضعیف ہوگی تو اس باریک تحریر پر جھگو نہ امت ہوگی اور سچو تعلیم  
 علم کے ہم سبق مہا یون کی تعلیم سے اور ہا پورسی مہیوب چتر سے کہ طلب علم میں نہ موم نہیں ہو سکتا کہ استاد اور ہم سبق کی چالیوسی کرنا لائق سے تاکہ افسر فائدہ  
 حاصل ہو کہ انانی الطوطی مختصر آ و قد قيل العلم وسیلۃ الی کل فضیلت کذا اور کہ لکھا ہے یعنی علماء و محرمین نے فرمایا ہے کہ علم وسیلہ ہے بر بزرگی اور کمال کا  
 ترقیات دارین کا سبب ہے العلم برفع الملوثات الی محال السائل لکھ علم بلند تیر کر اسے غلام کو پادشاہی کی مجلس تک یعنی نہایت حقیر شخص علم کی جلالت شان  
 سے پادشاہی کا ہم سمت اور مجلس ہو جانا ہو لولا العلماء لم یلک الاصل اگر عالم نہ ہوتے تو امیر ہلاک اور بادشاہ ہو جاتے ہم وہ جسکی یہ ہو کہ امیر خلق اللہ کے  
 حاکم میں تو اگر فصل مصوات میں علماء دین کیطرت رجہ کر کے تو گراہ سچو اور عذاب آخرت میں گرفتار ہونے باوجود اسکی علماء دین کو لائق نہیں امیروں کے پاس مانا  
 آنا دنیا کی فانی کے حاصل کرنے کیو اسطو عالم کو چاہیے کہ اپنی نفس کو ذلیل کرے بلکہ مقصود پر راضی رہے کہ عالمی رکھے تو گوں کے مل میں طبع کرے جو زمانہ سابق  
 میں دستور تھا کہ اول لوگ پیشہ سیکھتے پھر علم حاصل کرتے تھے تا خلق اللہ کے مال میں طبع کی مجال باقی تیرے اور جبکہ عالم طامع ہوا تو اسکی علوم کی حرمت باقی  
 نہیں رہتی اور وہ حق گوئی سے بھی کھینا ہو اسکی کرنے اپنی تاریخ میں اس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ میری ہمت کی عزالی سے علماء بدر کے دار سے اس علم  
 کو تجارت قرار دینے کے اسکو یہ نہیں گے اپنی زمانے کے امیروں کی اپنی شغف کیو اسطو خدا کی تجارت میں نفع نہ بخشو اور مردی جو کہ بدتر علماء وہ ہیں جو امیروں  
 کے پاس جاتے ہیں اور بہتر امیر وہ ہیں جو عالموں کے دروازوں پر آتے ہیں اور مردی جو کہ دو قسم آدمیوں میں سے ہے جب آراستہ ہوئی تو سب لوگ آراستہ ہو جاتے  
 ہیں اور جب وہ بگڑی تو سب لوگ بگڑ جاتے ہیں علماء اور امرا کہ انانی الطوطی و ایما العلم کا کہ باریک و ایما العلم کا کہ باریک اور سواہی اسبات کے  
 نہیں ہے کہ علم صاحبان علم کیو اسطو وہ منصب دائمی ہے جسکی معزوفی نہیں یعنی بادشاہ اس منصب کو نہیں چھین سکتا ان اکابر ہو اللہ الذی یصلی علیہم اجمعین  
 علیہ ان نزل سلطان لا یزال فیہ صوفی سلطان فضیلہ سبتہ امیر وہ جو امیر بار سے اپنی معزول ہونے بقوت اگر قوت منصب کی زائل ہو گئی تو وہ اپنی  
 کمال کی قوت میں ثابت ہو و اعلموا ان تعلم العلم یکن فرض عین و هو بقدر ما یحتاج الیہ اور معلوم کر اسی مطلب کہ علم کا سیکھنا فرض عین ہونا ہے  
 یعنی ہر شخص پر اور فرض عین اسقدر علم ہے جسکی طرف آدمی حاجت مند ہو اپنی دین کیو اسطو ہم تعلیم متعلم میں ہے کہ مسلمان ہر پر علم کا حاصل کرنا فرض نہیں  
 بلکہ علم حلال کی طلب فرض ہو یعنی آدمی جس عالمین واقع ہو اس حال کا علم سیکھنا فرض ہو مثلاً جیسہ نماز اور وزہ فرض ہو اگر کسپر موم اور صلوة کے مسائل کا  
 دریافت کرنا فرض ہے اور اگر مال حاصل ہوا تو زکوۃ اور حج کے مسائل کا سیکھنا فرض عین ہو اور سو اگر پر علم ہو فرض ہے بالجلد جو جس چیز کا شغل کہتا ہو  
 اکسپر اسکا علم فرض ہو تاکہ اس میں ارتکاب حرام ہو محفوظ رہے اور علم واجب ہے جسقدر سوا مر واجب اور کہ اسے الطوطی و فرض کھائی  
 اور علم سیکھنا فرض کفایہ ہوتا ہے فرض کفایہ وہ ہے کہ ہر شخص پر فرض نہیں بلکہ بعض کا سیکھنا ایک شہر میں سبکی طرف کفایت کرنا ہو و هو ما نزل علیہ لرفع  
 عنہ اور فرض کفایہ وہ علم ہے جو اپنی حاجت سے زیادہ ہو غیر کہ رفع کیو اسطو یعنی نادانوں کے بتانے کو تاکہ وہ لوگ مہالک اور محورات سے ہمیں تو ایک عالم  
 ہر فرامی میں ضروری کہ عوام سلیک کو ضروریات دین کے سکھادے نہیں تو عوام ضائع ہونگے و صند کجا و هو التجرۃ فی الفقہ و علم الطب اور علم سیکھنا  
 مستحب ہوتا ہے اور مستحب علم تجارت اور بہتات کا حاصل کرنا ہے نقد میں اور دیکے علم میں ہم علم قلب سے علم علق مراد ہو یعنی جس علم سے انواع فضائل اور انکی  
 حاصل کرنے کی کیفیت معلوم ہو اور اقسام و ذائل اور انکی بھیجی کی کیفیت دریافت ہو تعلیم متعلم میں ہو سیکھنا فرض ہو علم احوال قلوب چنانچہ توکل اور انابت اور  
 خوف الہی اور رضا یا بغض یا اسطو کہ ہم سب احوال میں واقع ہے اور بزرگی اس علم کی کسی پر مخفی نہیں ہو اور اسطو اخلاق میں معرفت جو داد و دخل اور  
 کبر اور تواضع اور محبت اور اسراف و تقصیر وغیرہ کی فرض ہے اسکو کہ دخل اور نامردی اور تقصیر حرام ہو اور اسکی بجا ہونا اسکی علم اور اسکی ضد  
 کے ممکن نہیں انتہی تو علم قلب نقد پر عطف جو نہ تجر پر تو مطلب یہ ہو کہ اصل علم اخلاق فرض ہے اور اس میں تجرید اگر ناستحب ہو اور اگر تجر پر عطف ہو

۴۲  
 نیز منہ عنہ  
 و منہ عنہ  
 و منہ عنہ  
 و منہ عنہ















امیر مراء نہیں جو کہ جو کہو میں خفی مذہب ہوں اسکی مغرت ہو جاوے کذا فی المطاوع فقہر وقیل لابی حنیفہ یہ کلمت ما یکتب علی الخلفاء بالافادۃ و  
 کما استقلت عن الامام متفقہ اور امام ابو حنیفہ سے کہا گیا کہ کس چیز سے تم اس مرتبہ کو پونچھو کہہا کہ میں نے بخل نہیں کیا غیر کے تانیس اور نہ عاری کی سیکھو کر  
 ہم امام کو کسی نے ایک روپہا کہ بعد علم آپ کو کر حاصل ہوا جو ابدا کہ محنت اور شکر گذار ہی ہو حاصل ہوا جب میں کسی حکمت اور فقہ کو سیکھا تو میں نے کہا الحمد للہ  
 یعنی خدا کو شکر ہے جس نے مجھ کو اس فہم کی توفیق دی تو میرا علم اس محنت اور شکر گذار ہی ہو بڑھ گیا یعنی اس واسطے کہ شکر زیادہ نعمت کا باعث ہو وقال مسعر بن کدھم  
 من جعل بالحنیفۃ بینہ و بین اللہ یکتب ان لا یخلفا اور مسعر بن کدھم نے کہا کہ جو امام ابو حنیفہ کو درمیان اپنی اور درمیان حق تعالیٰ کے کرے یعنی اگر کو پہلے  
 کرے اور ان کے مذہب پر چلے میں امیر کہتا ہوں کہ اسکو کچھ خون نہ ہو وقال فیہ حبیبی من الخلفاء ما یکتب علیہ یوم القیامۃ فی رضی عنہم فی حقہم فی حقہم  
 عتہ و خیر لہم ثم اعتقادہ علیہم لہم اور مسعر بن کدھم نے امام کی طرح میں کہا کفایت کرنی ہو مجھ کو قیامت کے دن تیکہ یہ سو چیز جو میں نے ملار کر  
 رکھی ہو زمین کی رنسانہ ہی میں سو وہ چیز دین ہی مجھ کا جو تمام خلق میں ہیں پس بعد اسکو میرا اعتقاد نعمان کے مذہب کا یعنی ابو حنیفہ امام مقدمہ غزنوی میں یہ  
 دونوں بیتیں ابو بوسف کی طرف منسوب ہیں تو مسعر نے یہ کہا بطور حکایت عن النیر کذا فی المطاوع مسعر بن کدھم اسناد میں ثقیان ثوری اور ثقیان بن  
 عسینہ کے کذا فی الفاموس اور یہ دونوں بزرگ مجتہد اور استاد المحدثین میں رحمۃ اللہ علیہم و عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہم اختلفوا وانا افرق  
 برجل من امتی اسمہ ثقیان وکتب علی حنیفہم کلمۃ اور روایت ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ مقرر آدم نے میرے سبب سے فرمایا اور میں نے فرمایا  
 اکبر کے سبب سے جو میری امت میں ہوں امام اسکا نعمان ہو اور کفایت اسکی ابو حنیفہ ہو وہ میری امت کا چراغ ہو و عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سائر الامامین  
 یفقرون بى وانا افرق کتب حنیفہم احبہ فقد احببتہ ومن ابغضہ فقد ابغضتہ کذا فی المقدمۃ شمسہ صفحہ ص ۱۱ اللیث اور نبی علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام روایت ہے کہ تمام انبیاء میرے سبب سے فرماتے ہیں اور میں ابو حنیفہ کے سبب سے فرماتا ہوں جو اسکو ساتھ محبت رکھو سو مقرر آدم سے میری ساتھ محبت رکھو اور  
 جو اسکو ساتھ دشمنی رکھو سو ابستہ آدم سے میری ساتھ دشمنی رکھو اسطر یہ دو نو حدیثیں مقدمہ میں مذکور ہیں جو شرح ہو مقدمہ ابو اللیث کی ہم مطاوعی کہا  
 اگر کوئی کہو کہ صحابہ کرام قبیلاً افضل میں ابو حنیفہ سے تو وہ حضرات احق بالاقتدار میں اسکا جواب یہ ہے کہ ابو حنیفہ اس زمانے میں موجود ہوئے کہ صحابہ کا زمانہ  
 ہو گیا تھا اور سنت میں کچھ ضعف طاری تھا تو انھما جو دخل کیو اسطر حتم ہو گیا اور احکام دینی کے فہم میں نفع عظیم حاصل ہوا قال فی الضبائہ المعنویہ و  
 قد ابی الجوزی انہ صرح مع بعض کلامہ رضی بطریق مختلفۃ بنیاد منوی میں کہا اور ابن جوزی کا یہ قول کہ حدیث مذکور موضوع ہو یعنی دروغ  
 بسنہ محرم تعصب اور نا انصافی سے اسواسطے کہ روایت اسکی اسناد مختلفہ ہو ثابت ہو ہم ضیاء معنوی مقدمہ غزنوی کی شرح ہے یعنی جبکہ روایت  
 حدیث کی اسانید متعدد ہو مگر ہی تو اسکو موضوع کہنا نا انصافی سے زیادہ برین نیست کہ ضعیف ہے نہ کہ موضوع علاوہ یہ محکم کہ جب ضعیف حدیث  
 کے طرق متعدد ہو تو وہ مرتبہ حسن کی قریب ہو جاتی ہے کذا فی المطاوع وی و رضی الجوزی فی حقاۃ بسندہ لیسئل بن عبد اللہ الشافعی  
 انہ لو کان فی امۃ صوفی و عیسوی مثل ابی حنیفہ لما ائقوا واولما انتصرنا اور جرجانی نے مناقب نعمانیہ میں اپنی سند کے ساتھ ہل بن عبد اللہ  
 شافعی سے روایت کی کہ اگر امت موسوی اور عیسوی میں ابو حنیفہ کی مانند عقل اور دیانت میں کوئی عالم ہوتا تو وہ لوگ یہودی اور نصرانی نہ ہوتے  
 یعنی دین کی تحریف اور تبدیل کرتے و متناقضہ اکثر میں ان کے امام اعظم کے مناقب اور فضائل حصر کرنے سے زیادہ تر ہیں یعنی حصر نہیں  
 ہو سکتا ہم جلال الدین سیوطی شافعی نے تبیین الصحیفہ میں کہا کہ علمائے ذکر کیا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت دی اس حدیث  
 میں جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ضعیف لوگ سفر طویل اختیار کرینگے علم کے حاصل کرنے کیو اسطے تو مدینہ کے عالم سے کسیکو عالم نرپا دین گے  
 اور امام شافعی کی بشارت دی اس حدیث میں جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ قریش کو بڑا کم ہو اسواسطے کہ قریش کا عالم طبقہ زمین کو علم سے بہرہ بجا میں  
 کہتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت دی اس حدیث میں جسکو ابو نعیم نے علیہ میں ابو ہریرہ سے روایت کی مثال  
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم بالشراۃ لقتلوا ذکر رجال من انبار فارسی یعنی حضرت نے فرمایا کہ اگر علم شرا پر ہوتا تو البتہ چند مرد

بہار شریعت جلد اول صفحہ ۱۶



عبدالمطلبؑ کے ہاں پیدا ہوئے اور آپ کا نام محمدؐ رکھا گیا۔

ابو طالبؑ

ابو طالبؑ کے ہاں پیدا ہوئے اور آپ کا نام محمدؐ رکھا گیا۔

ابو طالبؑ کے ہاں پیدا ہوئے اور آپ کا نام محمدؐ رکھا گیا۔

اور پھر مسودہ لکھا جس میں ابا حنیفۃ النعمان بن اعظمؒ نے جو کچھ لکھا اور حاصل کلام ہے کہ نے شک امام ابو حنیفہؒ نے  
 معجزات معصومی میں سوزان کے بعد بڑا سبزوہ ہے ہم سبزوہ کہا امام کو اس واسطے کہ ان کی خبری نسل اور کو جو کے ان احادیث میں جو مذکور ہیں  
 فقیر ابواسطو کہ احادیث علم ثریا امام اعظمؒ پر قطعاً محمول ہیں بخلاف عالم قریش کی حدیث کے کہ اسکو مفسد بنی ابن عباس پر محمول کیا ہو اور عالم  
 مدینہ کی حدیث کو اور علماء مدینہ پر محمول کیا ہو بخلاف حدیث مذکور کے کہ اسکا کوئی محل واقعی سمجھ نہیں سکتا ابو حنیفہؒ اور انکی اصحاب کے اور بیان  
 معجزات سے مراد معجزات حقیقیہ نہیں ہیں ابواسطو کہ سبزوہ وہ ہے جو معتز بن جریجؒ ہی ہو بلکہ معجزات سے مراد کرامات ہیں کذا فی الطحاوی وحشیانی  
 میں مناقبہ اشہار مذہبہ ما قال قولہ الا اخذہ امامہم الامامہ الامامہ اور امام کے مناقب سے جو کچھ کفایت کرتا ہے اس کے مذہب کا مشہور ہونا  
 امام نے کوئی ایسا قول نہیں کیا جسکو کسی امام نے اسد اعلام سے لیا ہو ہم اخذ سے مراد موافقت ہو اجتہاد میں نہ تعلیم ابواسطو کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد  
 کی تعلیم نہیں کرتا وقد جعل اللہ لکل حکم لا یحکمہ ولا یفکہ من غیرہ لہذا لا یأمر الی ان لکل مجتہد ہدیہ عیسیٰ علیہ السلام اور البتہ حق تعالیٰ  
 نے ٹھہرایا ہے حکم شریعت اور سیاست کا فقہ میں امام کے اصحاب اور اتباع کو امام کے زمانے سے ان دنوں تک تا ایک امام کے مذہب کے موافق عیسیٰ  
 علیہ السلام حکم کرینگے ہم یعنی احکام مذہب حنفی کے دم اور توران کی سلطنت میں تازان شارح بلکہ اب تک جاری ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت  
 عیسیٰ بھی اسی مذہب کے موافق عمل کرینگے سوجلی محشی نے اسکا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ حضرت سیم اجتہاد کرینگے اور انکا اجتہاد ابو حنیفہ کے  
 اجتہاد کے موافق پڑیگا لیکن شافعیہ توافقی اجتہاد شافعی کے مدعی ہونگے اتھے اور سید احمد طحاوی حنفی نے بعد نقل کلام حلبی کے کہا میں کہتا ہوں کہ  
 جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ مؤثر بہ بولنا ہرگز لائق نہیں کہ ایسا امور سے نفی نہیں مذمت قائل کی ثابت ہوتی ہے ذخائر مہمان کے مصنف صاحب  
 اشاعت نقل کیا کہ بعض جہاں حنفیوں نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ از مہدی دو تو بزرگ مذہب حنفی کے مقلد ہوں گے اور ملا علی قاری حنفی نے اپنی  
 کتاب الشرب الکوردی فی مذہب المہدی میں اسکو خوب رد کیا ہے اور امام مہدی کو مجتہد مطلق کہا لیکن صاحب فتوحات انکا اجتہاد کے منکر ہیں کیونکہ  
 انکو احکام شریعت کے خاکیر سے تعلیم ہونگے بواسطہ ملک اور سبیلہ دلائل استنباط نقیبہ ان حضرات کی یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی موصوم ہیں مطلقاً  
 اور امام مہدی موصوم ہیں احکام میں اور ابو حنیفہ مجتہد ہیں اور مجتہد نہ بخفی فیہ لہذا ان کے صاحبین اکثر ثلث احکام سے انکا خلاف کیا ہے جو  
 کیونکہ نقیبہ کے رد شخص جو موصوم ہے کہی خطا نہیں کرتا اس شخص کی جبکی صفت بخفی فیہ عیسیٰ علیہ السلام نظر جاہلون کا فطر تصعب اور عبادت کو سمجھ نہیں کر  
 ابو حنیفہ کی تفصیل اگر چہ نے اصل حیرت ہو گو وہ کلام مؤدی الے الکفر ہو اور ان جاہلون کو علم نہیں امام اعظم کے ان فضائل جمیلہ حقہ کا جنہیں علماء  
 محققین نے کتابین تصنیف کی ہیں دہند انہوں نے اس کذب اور افترا کو پسند کیا جو جس سے اللہ اور اسکا رسول راضی نہیں بلکہ خود ابو حنیفہ راضی نہیں  
 اور اگر ابو حنیفہ ایسے افتخار کو مستحق تو قائل کے کفر کے قائل ہوتے امام کے دوستوں کو ان کے فضائل واقعیہ کافی ہیں اثبات تفصیل کیا اس واسطے قادیل کا  
 کی حاجت نہیں جسے متیقن انبیاء علیہم السلام کی لازم آوے تو تائید و اتنا الیہ را چون توای مطالب تو اپنے او پر اتباع سنت غر لازم کر کہ وہ پناہ ہے  
 ہوا پرستی سے اور سہام شیطانی سے اور چہرہ تصعب مذہاق جانب داری کو کہ وہ باب عظیم ہے ابواب شیطانیہ سے کذا فی الطحاوی ملتقط ہم کا شبہ  
 طحاوی میں محمد بن جریج ایک حکایت طویل مشغول ہو خلاصہ اسکا یہ ہے کہ احکام شرعی کو بغیر علیہ السلام نے ابو حنیفہ سے ہم پرسم حاصل کیا ہے  
 تین سال میں ابراہیم قاسم شیری کو تعلیم کیا انہوں نے مذہب حنفی میں ہزار کتابیں تصنیف کیں اور صندوق میں بند کر کے نہر جموں میں امانت رکھیں جب  
 علیہ السلام قریب قیامت کے نزدیک کرینگے تو انکی کتابوں کو نکال کر ان کے موافق عمل کرینگے ملا علی قاری اور صاحب شاعت نے اس پر بوجہ بیرون کو  
 تفصیل نام رد کیا جو حق تعالیٰ سے اتنی براختصار کیا جو اسکی تفصیل کا طالب ہو وہ طحاوی کی کتاب رجوع کرے اور ابو حنیفہؒ من الافراط والتفريط  
 مع دوستی بخود دشمنی سے + و ہذا یدل علی عظمیٰ خضوع ہمیں سائر ائمہ کبار کے امام ابو حنیفہؒ سے تو مناقب مذکورہ اس امر  
 عظیم پر دلالت کرتا ہے جو مخصوص امام محمد باقی علماء عظام کے بابین سے کیفہ کا ذکر کا حدیثی ہے رضی اللہ عنہ کہ اجترکوا جس میں کتب النفا



حواہن کما ان حضرت کے بعد ہیں وہ شریعت اور طریقت اور حقیقت میں اوکونکے تابع ہیں اور جو بات کہ ان بزرگوں نے سمجھ بوجھ کے مخالف ہو وہ مردود  
 اور باطل ہے۔ اور بالحلۃ جلس ابن حنیفہ فی رفقہ وورعہ وعبادتہ وعلیہ وفعیہ ویناظر ما مل کلام اور قول مجمل ہے کہ امام ابو  
 حنیفہ کے زہد اور تقویٰ اور عبادت اور علم اور فہم میں دوسرا کوئی شریک نہیں یعنی بی غیر میں وہاں قال فیہ ابن المبارک لہ لغز ان  
 البلاذری عن علیہا + امام المسلمین ابن حنیفہ اور سجدہ ان مانع کے جو عبد اللہ بن مبارک نے امام کی طرح میں کہا ہے یہ آیات میں البستہ  
 زینت دی شہر وکوا اور شہر والو کو مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ نے یہ باحکام و لانا و رفقہ کا کلمات الزین علی الصنیفہ زینت دی سبب  
 احکام شرعی اور احادیث اور فقہ کے جیسے زبور کی آیات درج پر مرقوم ہیں یہ فمافی المشرقین لہ نظیرہ وکافی المغربین وکافیہ سوسہیں  
 ہے دونوں مشرق میں اسکا نظیر اور نہ دونوں مغرب میں اور نہ کو فہم میں دونوں مشرق یعنی ایک جائز کی مشرق اور دوسری گرمی کی مشرق  
 اسبطرح دونوں کو دریافت کرنا چاہیے مراد اس سے تمام ہوا ہے یہ یسیرت مشتمل اسفل اللہان + وصام فہارہ للہ حنیفہ رات  
 کا تاسے امام دامن چڑھائے یعنی مستند عبادت راتوں میں جاگتا اور دن میں روزہ رکھتا اللہ کے خوف سے ہم ہم برس تمام رات کی بیداری  
 کی اور اس سے پہلے نصف شب کی اور سہ برس برابر روزہ رکھا کہ انہی لفظاوی سے فمافی حنیفہ فی علا + امام الخلیفہ والخلیفہ سو  
 کون ہے ابو حنیفہ کی مانند بلند رتبی میں امام خلق کا اور بادشاہ کا سہ مراتب العالیین لہ سفاکھا خلافت الحق مع صحیحہ صنیفہ وکما  
 میں نے اس کے صیغہ کرنا لیا تو کو موقوف امر حق کے مخالف دلائل ضعیفہ کے ساتھ ہے وکیف یحکم ان یؤدی فقیہہ لہ فی الاکثر ان اثار شریفہ  
 اور کیونکر حلال ہو اس فقیہ کا ایسا دنیا جس کے آثار شریفہ زمین میں ثابت ہیں یہ فقد قال ابن ادریس حقا + صحیحہ النقل فی حکمہ لطیفہ سو  
 البستہ محمد بن ادریس ثقی نے ایک قول صحیح نقل کیا ہے لطیف حکمتوں میں یہ بان الناس فی فہمہ عیال + علی فہمہ الامام ابن حنیفہ امام  
 شافعی کا وہ قول یہ ہو کہ تمام لوگ فقہ میں عیال ہیں یعنی بال بچے ہیں امام ابو حنیفہ کی فقہ کے ہم خلیفے ربیع سے روایت کی کہ میں نے شافعی  
 سے سنا کہ تھے ان میں عیال علی ابی حنیفہ فی الفقہ یعنی لوگ ابو حنیفہ کے عیال ہیں فقہ میں اور خطیب نے تحریر کیا ہے کہ میں نے محمد بن محمد  
 بن ادریس شافعی سے سنا کہ تھے لوگ ابو حنیفہ کے عیال ہیں فقہ میں ابو حنیفہ اور میں نے جو کو فقہ کی توفیق دی گئی کہ ان فی الطحاوی عن تبیین الصنیفہ للعلی  
 اثنامی یہ فلعنہ مرتباً علیہ اذکر علی من رآہ قول ابی حنیفہ لعنہ جو ہمارے کئی بقدر شمار بیت کے اس پر جو ابو حنیفہ کے قول کو رد  
 کرے ہم علی نے کہا مراد یہ ہے کہ جو ابو حنیفہ کے قول کو رد کرے او کو حقیر جانکر ان کے اجتہاد کا منکر ہو کر اس واسطے کہ ائمہ اجتہاد بعضوں کے  
 قول کو ہمیشہ رد کرتے رہے ہیں اور وہ اس پر سخت ثواب ہیں اسوجہ سے کہ انہوں نے نصرت حق کی اپنی گمان کے موافق تو انہوں کو یوں کہا اسلام تھا علی  
 من خطہ قدر ابی حنیفہ انہی لفظاوی نے کہا جو امام کے قول کو رد کرے بعین مقتدرہ تو اس کا فایت رتبہ یہ ہے کہ وہ حرام کا مرتکب ہوا حالانکہ مرتکب  
 حرام پر لعنت نہیں بلکہ کا فر مخصوص پر بھی لعنت جائز نہیں کہ شاید اس کا فائدہ بخیر ہو ان مجملہ کفار پر لعنت جائز ہے انہی میں کہتا ہوں یوایت مقتدرہ  
 میں ذکر ایو فزینی کی کتاب اثار البلاذری آیات عبد اللہ بن مبارک نقل کی ہیں لیکن لعنت کی بیت اوسمیں نہیں تو اغلب کہ یہ بعض شیعہ صبیح کے  
 لمعات سے ہے اس واسطے کہ علم اور درج ابن مبارک سے اس قدر بیباکی نہایت مستبعد ہو اللہ اعلم وقل ثبت ان تائباً والد لا محام اذ مرکب  
 الامام حر بن علی طالب قد حالہ ولید تائباً بالبرکۃ اور تفریح یہ بات ثابت ہو کہ امام اعظم کے والد ماجد یعنی ثابت نے امیر المومنین علی بن ابیطالب  
 کرم اللہ وجہہ کو پایا یعنی اونکی خدمت میں حاضر ہوئے سو اپنے ثابت اور اونکی اولاد کو اسطرح برکت کی دعا کی ہم حافظ جمال الدین نے کتاب  
 تنہید الکمال فی اسما الارجال میں احمد بن عبد اللہ بن شادان مروزی سے روایت کی کہ میرے والد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے  
 اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے سنا کہ تھے کہ میں اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہوں مرزبان اہل فارس اور  
 کے فرزند دن سو قسم خدا کی ہم پر بروقی یعنی کسیکا مملوک ہونا واقع نہیں ہوا میرا جد یعنی امام اعظم پیدا ہوا ہجری انسی میں اور اسکا باپ

وکما  
 وکما  
 وکما













اتفاق نہیں بلکہ ایک امام کا فتوہ سے اندھا لگ کر قول متفق علیہ پر عمل کرنا موافق نہ رہا حسیا طبع سے تو اس ہندو کو کیا درگاہ تشریف رکھتے ہیں؟  
**المفتی** اذا اذیت من کتاب معنی بالاحتیاج والا کوئی نہ لے ولا وفق و نحوھا فان یفتی بھا کوئی شخص ایضا آقا شاہ پر میں نے دیکھا رسالہ  
 ادب اللفظی میں کہ جب کسی مستند میں روایت مذکور بالاسم ہو یعنی روایت کے بعد لکھا ہو کہ یہ اسم ہے یا اولی یا اذنی سے اور مانند اسکی چنانچہ اوچھ اور ادر  
 زنی کوئی شیار ہے کہ اس روایت کا فتویٰ دی اور اسکو مخالف دوسری روایت کا بھی فتویٰ دی جسکا چاہیو ذوق نہیں سو ہم اسواسطی کہ اسم تفصیل اس  
 دلائل کرنا ہے کہ مقابل ہم تفصیل کا بھی مرتب ہے کہ ان فی الطحاوی و لہذا اذیت بالاصحیح والاعلیٰ وہو یہ کہنے اور علیہ الفتویٰ ہے لہذا یہ تھا علیہ  
 اور جبکہ روایت کے بعد صمیم یا یا خود بہ یا بلفظی یا علیہ فتویٰ لکھا ہو تو اسکو مخالف روایت کا فتویٰ نہ دی ہم اسواسطی کہ صمیم کا مقابل نصیف اور یا خود بہ  
 کا مقابل غیر یا خود بہ اور بلفظی اور علیہ فتویٰ کا مقابل غیر مفتی ہے لہذا ان کا ان فی الہدایہ مثلاً کہ الصحیح والاعلیٰ کا مقابل تھا کہ وہو الصحیح والاعلیٰ  
 یقیناً کہ کوئی خدا ولا کائنات کا علیہ انتہی فلینظر کجسکے ہا یہ میں روایت کی ذیل میں ہو صمیم ہو اور کانی میں اسکو مخالف روایت کی ذیل میں ہو صمیم ہو  
 تو مفتی مجتہد اور وہ اس روایت کو اختیار کرے جو اسکے نزدیک قویتر اور لائق تر اور صالح تر ہو انہو مافی الرسالہ تو اسکو یاد کرنا چاہیو ہم قویتر کا  
 اختیار کرنا مادی قدسی کی عبارت سابقہ پر مبنی جو یعنی در صورت اختلاف قوت دلیل کا اعتبار ہو کہ ان فی الطحاوی و حاصل کا ذکرہ الشیخ قاسم  
 فی تصحیح اللفظی بین المفتی والفاضل الا ان یختار عن الطحاوی والفاضل فی وجہ شیم قاسم نے اپنی تصحیح میں ذکر کیا ہو اسکا حاصل  
 یہ ہے کہ کچھ فرق نہیں در میان مفتی اور فاضل کے یعنی بوجہ تفصیل مذکور کے فاضل بھی انہیں علامات افتا پر عمل کرے مفتی کی مانند مگر اتنا فرق ہے کہ مفتی  
 حکم شرعی کا بتا دینے والا ہو اور فاضل حکم مذکور کا لازم کرنا والا ہے حکومت جس اور مندرجہ اگر کوئی عمل کرے اور اسکو اختیار یا اقامت حد و حدود اور  
 کا کذا نے الطحاوی و ان لحدود الفقیہ بالاقول للرجحان لحدود الاجماع اور یہ کہ فاضل کا حکم کرنا اور مفتی کا فتویٰ دینا مروجہ قول پر جماعت اور  
 کا بھارنا ہے یعنی حرام اور باطل ہم قول مروجہ چنانچہ صاحبین کے قول پر عمل کرنا لاکہ اس قول کی تصحیح نہیں ہوئی یا اسکی وجہ کی قوت نہیں ہوئی اور  
 اولے بالبطان جو ظاہر الروایۃ کے مخالف پر فتویٰ دینا ثابت تصحیح اور یہ طبع قول مروجہ غلبہ پر فتویٰ دینا کذا فی العللہ و ان لحدود الفقیہ بالاقول للرجحان  
 اور یہ کہ حکم ملحق لینے بلا مجاہدہ مذاہب ایک حکم مرکب کرنا بالاجماع باطل ہے چنانچہ دسویں ایک کے بالکامح کیا بندہ بیش نمی پر فتویٰ ہو کر نماز  
 پڑھی فاتحہ چوڑ کے بوجہ مذہب امام اعظم کے کذا نے الطحاوی و شافعی مذہب پر نماز اسواسطی نہ ہوئی کہ فاتحہ پڑھا واجب نہا سوا سنہ ترک کیا اور حنفی  
 مذہب پر اسواسطی نہ ہوئی کہ وضو کا فرض ترک ہو یعنی جو نہائی سرکاسج تو کسی مذہب پر نماز درست نہ ہوئی و ان السجود عن التقیۃ لحدود الاجماع  
 اتفاقاً کہ وہو المختار فی الذہب اور یہ کہ ہر تقلید پر عمل کر چکنے کے بعد بالاتفاق باطل ہے اور یہی قول مختار ہے مذہب میں ہم مثلاً فاضل حنفی نے  
 ثبوت کساح بغیر مشہود میں امام مالک کی تقلید کی پہر اس تقلید پر رجوع کرنا قصہ کیا یعنی جانا کہ اپنے مذہب کے موافق نہ رجوع نہ کرے مگر حکم کرے  
 تو یہ اور اسکو جائز نہیں معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہاں جواز تقلید کی مطلقاً نفی ہے بلکہ کسی صورت مذکور میں اسواسطی کہ یہاں  
 تقلید مذکور کے پر نہ سہی غیر لازم آتا ہو اور اسکو دریافت کرنا چاہیے کہ صنفی کو مثلاً شافعی کی تقلید کرنا ایک مسئلے میں جہالت ہو شافعی کے قول پر عمل کرنا  
 باوجود باقی رہنے کے اپنے مذہب پر ایسی سہولت میں یہاں تک کہ اگر اسی مسئلہ خاص میں جس میں حنفی نے شافعی کی تقلید کی ہو سوال کرے وہ طریق استفادہ ہے جواب  
 نہ ہو مگر اپنے امام کے مذہب کے موافق اور بقا علی مذہب کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں عمل کو بقوت مذہب شافعی اپنے امام کی متابعت کے اعتقاد پر باقی ہو یعنی  
 اگر زبان مستقبل میں وہی ہی صورت جس پر عمل کر چکا ہے مذہب شافعی پیش آو گی تو پھر امام کے مذہب پر عمل کر چکا اگر کوئی کہو کہ اپنے مذہب پر باقی رہنا اور جو  
 مستحق کو نہ دیا گوا ہے امام کو قول پر عمل کرنا ہو شافعی کی تقلید پر مسئلہ تقلید نہیں ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ اسی واقعہ خصوصاً متفقہ سے رجوع کرنا ہوتا  
 ہے نہ اس واقعہ سے رجوع بلکہ کسی جس کا حادث ہوا تقلید مذکور کے جواب میں دو قول ہیں قول مختار یہ کہ تقلید جائز ہو اور وہ اسکی جہت  
 اور اتنا ثابت کرنا ہو کہ جس شخص کے قول کی تقلید کی وہ صد کے نزدیک صواب اور اہم ہو یا احتمال خطا اور بھی بعینہ جواب ہو سکتا ہے اس سوال کا کہ حنفی کو







اور حکم طہارت کا معنی وہ اثر اور ثمرہ جو طہارت پر مترتب ہوتا ہو مباح کر لینا سے اس عمل کا جو حلال نہیں بدون طہارت چنانچہ نماز کا پڑھنا اور  
 مسح کا چھونا ہم ثواب کو طہارت کا حکم کہنا اس واسطے کہ طہارت میں ثواب لازم نہیں کہونکہ ثواب موقوف پر نیست پر اور نیست طہارت میں شرط این  
 و سببها ای سبب وجوبها مالا یحل فعله فرضاً کان اذ غیر مکالمات و من المصحف لا یبھک یا طہارۃ اور طہارت واجب ہونیکا  
 سبب وہ فعل ہے جو حلال نہیں ہوتا بدون طہارت کے خواہ وہ فعل فرض ہو جیسا نماز یا فرض ہو جیسا مسح کا چھونا صاحب البصر قال بعد کلام  
 الاقل و نقل کلام الکمال الطاهر ان السبب هو لا یراد فی العرض والنقل بخلاف ان کے مصنف یعنی زین الدین ابن نجیم مصری نے بعد  
 ذکر کرنے احوال ملا کے سبب طہارت میں اور نقل کرنے کلام کمال الدین بن ہمام صاحب نعم القدر محشی ہایہ کے کہا کہ قول ظاہر ہے کہ طہارت کا سبب یہ وہ  
 کرنا ہی نماز فرض اور فعل کا ہم طہارت کے سبب میں چار قول میں جملہ قول غرضی کا کافی مانع ہے کہ نجاست محکم یا تحقیقی سبب طہارت کا وہ دوسرا یہ کہ آفت  
 صلوۃ سبب تیسرا یہ ہے کہ ارادہ نماز کا سبب چوتھا یہ کہ وجوب صلوۃ سبب ہو نہ وجو صلوۃ صاحب نعم القدر نے تیسرے قول پر یہ شبہ کیا کہ اگر  
 ارادہ نماز سبب ہو طہارت کا تو اسکا مقتضی یہ ہے کہ جب فعل نماز کا ارادہ کرے اور وضو کرے تو گنہگار ہو اگرچہ نماز نہ پڑھے حالانکہ ایسا نہیں ہے یعنی اگرچہ  
 نماز کا ارادہ موقوف کرے تو بھی چاہیے کہ وضو کرنے کو گنہگار ہو اسکا جواب شارح آگے بطریق استدلال کے دیا لیکن بتواریک ارادۃ النقل سیقظ  
 الوجوب ذکرہ الزیلعی فی الطہارۃ سبب طہارت کا ارادہ نماز سے لیکن فعل کا ارادہ ترک کرنے سے وجوب طہارت کا ساقط ہو جانا ایسا ذکر کیا ہم  
 زیلعی شارح کنز نے باب الطہارۃ میں ہم زیلعی نے کہا کہ جب فعل نماز کا ارادہ کیا تو طہارت اکسیر واجب ہوئی ہر جبکہ فعل پڑھنے سے دل ہٹا تو طہارت بھی  
 ساقط ہو گئی اس واسطے کہ طہارت کا وجوب تو نماز ہی کی واسطے تھا کذا فی الطحاوی وقال العلامة فاسم فی تکلیفہ الصمیم ان سبب وجوب الطہارۃ  
 وجوب الصلوۃ او لا یراد ما لا یحل الاہم اور علامہ قاسم نے اپنی تکلیم میں کہا کہ احوال مذکورہ میں جو صحیح قول ہے کہ وجوب طہارت کا سبب وہ  
 ہونا ہی نماز کا یا ارادہ کرنا اس فعل کا جو حلال نہیں بدون طہارت کے ہم طحاوی نے کہا کہ یہ قول یعنی وجوب نماز کو سبب کہنا طہارت کا نماز فعل کی  
 طہارت کو شامل نہیں اس واسطے کہ بیان وجوب نہیں جو سبب ٹھہرے طہارت کا اگرچہ کہ اسکو ارادہ مالا یحل کے تحت میں مع ملاحظہ استدلال و نقل کیجئے  
 وقیل سببها المحدث فی الحکیۃ اور بعضوں نے کہا کہ طہارت کا سبب حدث ہے نجاست مکلیہ میں ہم نجاست محکم کی وجہ شرع کے حکم سے اسکی  
 نجاست ثابت ہوئی ظاہر میں کوئی نجاست بذریعہ محسوس نہیں وجود وصف شریعی فی الاعضاء عین الطہارۃ اور وہ یعنی حدث شرعی صفت ہے کہ  
 اعضا میں ساری اور طاری ہو جاتی ہو طہارت کو دور کر دیتی ہے ہم وصف اور صفت لغت میں مترادف مصدر ہیں لیکن اصطلاح میں صفت عبارت ہے  
 اس معنی سے جو موصوف میں قائم ہو اور وصف ذکر کرنا ہی موصوف کی صفت کا اگر اطلاق وصف کا صفت پر جائز ہے کذا فی الفتح و یقول انہ بالخصیۃ  
 شرعیۃ قائمۃ بالاعضاء الی غایۃ استعمال المثل فی غرضہا لکی در یہ جو کسی نے حدث کی تعریف اس طرح کی ہے کہ حدث مانع شرعی ہے یعنی حکم  
 شرع مانع ہے نماز وغیرہ کو وہ مانع قائم ہے اعضا میں ناحۃ استعمال مریض یعنی جبکہ پانی یا خاک کا استعمال نہ ہو وہ قائم ہے تو یہ تعریف ثمرہ حدث سے  
 یعنی مانع نماز وغیرہ ہونا حدث کا اثر اور ثمرہ ہے اور حقیقت حدث کی وہی ہے جو مذکور ہو چکی یعنی وصف شرعی مریض طہارت والحبۃ  
 اور طہارت کا سبب نجاست جسکے ہی نجاست حقیقی میں و مبعوثین حستہ قد شکر اور وہ یعنی خبث جرم ناپاک کہن والی ہے شرع کے اسو چنانچہ  
 بول و براز اور شراب شرع کی قید سے ظاہر مستقر طبعی خارج ہو گیا چنانچہ بلغم اور رینث وقیل سببها القیام الی الصلوۃ اور یہ ہے کہ  
 طہارت کا سبب قائم ہونا ہی نماز کی واسطے تیسرا قول ہے احوال مذکورہ سے اور شارح کے بیان میں چوتھا و سببها الی ماہل الطہارۃ و فسادہا طہار  
 اور وہ دو قول یعنی حدث اور خبث کا سبب ہونا اور قیام صلوۃ کا سبب ہونا اہل ظاہر کی طرف نسبت کیا گیا ہے اور دونوں قولوں کا کارہ اور حقیقت  
 ہونا ظاہر ہے ہم اہل ظاہر وہ علما ہیں جو قرآن اور حدیث کے ظاہر مطلب پر عمل کرتے ہیں اجتہاد کے منکر ہیں انہما داؤد ظاہری ہے وجہ فساد قول  
 اہل کی یہ ہے کہ حدث اور خبث طہارت زائل کرنے کی واسطے اسکو دور کر کے خواہ ان ہونگے اسواسطے کہ ایک چیز جو اور عدم کا سبب نہیں ہو سکتی

۱۰  
 منہا  
 منہا  
 منہا

اگر مستحکم تر وہاں اضافت بمعنی لام موجود افتحاص پر نہایت کرنا ہی چاہیے غلام زید یعنی وہ غلام محمد کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہو اور اگر میں سے  
 مضاف کا تو وہاں اضافت بمعنی من بیانہ جارہ کے ہوتی ہے چنانچہ خارجہ تہذیب یعنی جائزہ کی انگوٹھی اور اگر خنصری نو وہاں اضافت بمعنی فی ظرفیہ کے  
 ہوتی ہے چنانچہ صوم الریح یعنی ہنسنے روزہ وجودن کے اندر واقع سے توجہ کہ اضافت کتاب الطہارۃ کی لامی ہوئی تو تقدیر توین ٹھہری کہ کتاب تکبیر لیس لیسان  
 سائر الطہارۃ یعنی وہ کتاب جو بیان سائل طہارت کی واسطی موضوع سے اور چونکہ طہارت عین کتاب نہیں لہذا اشارہ سے اسکی نفی کی اسطرح کہ یہ اضافت  
 من والی نہیں ہے اور امان کی شرح میں جسکا مع الفخار نام ہے کہا ہے کہ یہاں اضافت بمعنی فی متوجہ ترحی مطلب یہ ہوگا کہ یہ کتاب ہی سائل طہارت کے  
 بیان میں داخل ہوئے وقت حد تک بعض مفسرین اور کتاب الطہارت کی تعریف جبکہ وہ نام اور لقب ہوں سائل کا دوسرا دون مفرد یعنی کتاب اور طہارت  
 کی شناخت پر موقوف ہے یا نہیں ہم یہ سوال سے شارح اسکا جواب آگے دیتا ہے واللہ اعلم بقول راجع یہ ہے کہ ان موقوف ہی ہم مرکب  
 نام ہو کسی چیز کا تو حسین و ذوقل بین قول ضعیف مروج ہمیشہ کہ اسکی تعریف اس کے جس کے معلوم ہونے پر موقوف نہیں اسواسطیکہ نام رکھتی ہو اسکی  
 معنی افراد ہی معلوم ہوگی چنانچہ عبد اللہ کسیکا نام رکھا اور قول راجع قوی ہے کہ البتہ انفرادی کے علم پر مرکب کا علم موقوف ہی فرید توضیح کیوجہ سے  
 علی الخصوص جبکہ نام میں معنی وصفی کا لفظ ہو چنانچہ عمدہ باغ کا کوئی بہشت دنیا نام رکھے اب آگے شارح قول راجع پر مبنی کر کے دونوں مفرد یعنی مضاف  
 اور مضاف الیہ کا بیان شروع کرتا ہے فالکتاب حصہ من حصہ یعنی جمع یعنی لانا ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ  
 اور صاحب بحر وغیرہ نے جو کتاب کے معنی جمع حروف کہی ہیں تو خصوصیت مقام کا لفظ لایا ہے لغوی معنی کا اور یہ کتاب مصدر ہے کتب کا و یہی کتابت اور  
 بھی اسکا مصدر ہے لکن فی اللطفا دی مصدر وہ ہے جس سے اضنی مضارع امر نہی وغیرہ مشتقات نکلیں اور یہی مصدر ہی معنی بن آکا لفظ چنانچہ جلوس بیٹھا قیام کرنا  
 ہوا جیل شرعاً غننا کتاباں مستقلة بمعنى المكتوب اور اصطلاح اہل شرع میں کتاب کو سائل مستقلة کا سزا مراد اور لقب قرار دیا ہے معنی مجموعہ  
 یعنی جمع کرنا ان الفاظ کا جو سائل مجرور پر دلالت کریں بھی مراد ہے کتاب سے اور استقلال سائل کا مطلب یہ ہے کہ ان سائل کا تصور کرنا موقوف نہیں اس سے  
 جو اس سے پہلے اور نیچے ہے سو کتاب الطہارۃ بمعنی مستقل ہے یعنی کتاب کا یہ اصول ہے کہ اسکی سائل کا فہم موقوف نہیں اور استقلال کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اصل  
 سے کیسا تابع نہیں کہ یہ مطلب صحیح نہیں اسواسطی کہ طہارت تابع ہے مملوۃ کی سائل کی قید سے ان حروف اور کلمات کا جمع کرنا خارج ہو گیا جو سائل  
 نہیں ہیں اور استقلال کی قید سے کتاب کی حقیقت سے باب اور فصل نکل گئی کیونکہ دونوں مستقل نہیں ہر کتاب کی تحت میں داخل ہیں تو فصل وہ صنف ہے جو دخل  
 ہے اس صنف کے تحت میں جسکا باب نام ہے اور باب اس صنف کے تحت میں ہے جو جسکا نام کتاب ہے اور کتاب اس صنف کے تحت میں ہے جو جسکی تعلیم ہے تو  
 علم نہ وہ صنف عالی ہے اور کتاب اور باب اور فصل اسکو مضاف سافلہ میں درجہ بدرجہ اور تعریف کتاب کے شامل ہے اسکو جسکی سائل کی ایک ہی  
 نوع ہے چنانچہ کتاب اللغۃ اور اسکو جسکی بہت انواع ہیں چنانچہ کتاب البیوع اور کتاب کو جو شارح نے معنی مکتوب کہا تو اسوجہ سے کہ مصدر بمعنی مفعول  
 ہے یا کہ فعال کا صیغہ بمعنی مفعول آتا ہے جس سے لباس بمعنی لبوس کذا فی نثر الفائق واللطفا دی ملقطا منها والظہارۃ مصدر مکتوب کا لغت و لغت بمعنی  
 القمۃ اور لغت میں طہارت بمعنی پاکیزگی مصدر ہے مگر کا جو فعل ماضی مضارع العین ہے اور مضمرم العین بھی آیا ہے یعنی بقلت ہم صاحب لبوس نے میں  
 راضی کیا اور ضمہ برابر نہ کر کیا ہے اور طہارت کو ضد بکاست کہا ہے ولینا آفکھا اور مان نے اسید اسطی طہارت کو مفرد ذکر کیا ہے یعنی چونکہ طہارت کا  
 لفظ مصدر ہے اور اصل مصدر میں افراد ہو لہذا صنف اسکو مفرد لایا نہ جمع اگرچہ طہارت کے انواع بہت ہیں چنانچہ وضو اور غسل اور تیمم اسواسطیکہ  
 مصدر قلیل اور کثیر بہرستعلیٰ ہوا ہے وشرعاً النظافۃ عن حدیث اوجبت اور شرع میں طہارت پاک صاف ہونا ہے نجاست حکمی یا نجاست حیثی  
 سے من جمہر کلامہا اور جو طہارت کو صیغہ جمع لایا یعنی جس صنف کے کتاب الطہارات کہا اسکی طہارت کے اقسام پر نظر کی وہی کثرت  
 اور اقسام طہارت کے بہت ہیں چنانچہ وضو اور غسل پانی سے یا مٹی سے اور کپڑے یا مکان کی طہارت و حکمہا شتیہ اور طہارت کی مکسیر مشہور ہیں  
 یعنی جن امر کو اسطی طہارت مشرہم ہوئی وہ اہل دین میں مشہور ہیں انہو کو گناہوں کا جراثیم اور شیطان سے محفوظ رہنا و حکمہا استباحۃ کما یحل بدین

بعض اہل لغت  
 نے کتاب کو  
 اس میں لکھا  
 فصل نہیں















ملا ہو اسباب کو عرب جب قضاء حاجت کا ارادہ کرتے تو پست مکان کی طہارت میں ہاتھ لگا نیکو بولتے ہیں یہاں مراد جماع سے مسلول  
 کہ جو جماع کا ارادہ کرتا ہے تو بوس و کنار سے شروع کرتا ہے کذا فی المطالعہ و ذکر امتیاز طہارۃ اللہ لغویہ و انصاف النفعۃ ای مجموعہ شہیدان لہریت  
 من دواہم علی الوضوء مائتہ شہیدہ اذکر فی الجوہرۃ اور دو بزرگیوں پر یعنی حق تعالیٰ نے اپنی مومن بندوں کو طہارت میں دو طرح کی بزرگی عطا کی ایک  
 نکلتا ہے کہ ایک کر دینا فی قولہ تعالیٰ لیسطہم کعبۃ و ازمنت کو پورا کر دینا فی قولہ تعالیٰ لیسطہم کعبۃ علیکم تمام نعمت ہو اور دوسری شہید ہو کر فریسی اس حد کی  
 دلیل ہے کہ جو وضو کرنے پر پیشگی کریم گا وہ شہید مر گیا ایسا ذکر کیا ہے جو ہرہ میں جو تدویری کی شرح ہے و ایضا قال اہلنا بالغبیۃ دون انتم لیعم  
 کل من امن الیوم الفیقۃ قالہ فی الضیاع و کائنۃ مبنی علی ان فی الاکتاف التفتان و التحقیق خلافہ و نہیں فرمایا آمنوا غائب کے سیغہ سے نہ انتہی  
 غائب کو صیغہ سے مگر اسوا سطر کہ خطاب شامل رہی ہر ایک اس شخص کو جو ایمان لاتا جاہر قیامت تک یون کہا ہے ضیاع میں اور شاید کہ یہ قول اسپر مبنی ہو کہ آیت  
 وضو میں الغائب ہو حاضر سے غائب کی طہارت اور قول تحقق اسکے مخالف ہے ہم الغائب اسکو کہتے ہیں کہ غائب بولنے کے مقام پر حاضر ہوا جاہر اور حاضر کے مقام  
 میں غائب ہو بعض عالم یا ایہا الذین آمنوا اگر الغائب کے قبیل سے سمجھتے ہیں اسوا سطر کہ آمنوا غائب کا صیغہ ہے اور انتہی حاضر کا صیغہ ہے اور حق منادی کا  
 مخاطب ہونے کی وجہ سے یہ کہ اسکی تفسیر حاضر کی تفسیر سے ہو اور قول صحیح ہے کہ بیان الغائب نہیں ہے مسلول کہ آمنوا اصلہ ہے الذین کا اور موصولات نہیں  
 غائب کے ہیں اور جو تفسیر صلیہ سے راجع ہوتی ہے موصول کی طہارت وہ نہیں ہوتی ہے مگر غائب کذا نے العینی شرح البدایہ خلاصہ ہے کہ صنعت الغائب  
 اسوقت ہوتی کہ حاضر کے محل میں غائب کا صیغہ ہو اسو یہاں غائب کا صیغہ انہی محل میں ہے و ان فی الوضوء باذاتہ التحقیقۃ و فی الجنائۃ بذات  
 التشکیکۃ لا اشتراک فی ان الصلوۃ من الامور الاخرۃ والجنائۃ من الامور العارضۃ اور حق تعالیٰ وضو کے بیان میں اذاکا لفظ لایا جو حق  
 اور ثابت ہونے پر دلالت کرتا ہے اور جنابت میں ان کا لفظ لایا جو مشکوک اور تردد و سہو پر دلالت کرتا ہے تاکہ اسکی طرف اشارہ ہو کہ قیام الی الصلوۃ  
 امور لازمہ سے ہے اور جنابت امور عارضہ سے ہے اذ ان اور ان شرط جزا پر آتے ہیں تو اگر وقوع شرط کا یقین ہو یا امید قوی ہو تو ان اذاکا لفظ  
 بولتی ہیں اور اگر وقوع شرط کا یقین نہ ہو یعنی تردد ہو ہونے اور نہ ہونے میں تو ان ان کا لفظ بولتے ہیں جب یہہ معلوم ہوا تو دریافت کرنا چاہیے  
 کہ وضو میں حق تعالیٰ نے اذ انتم ائے الصلوۃ فرمایا اسوا سطر کہ نماز کیو اسطر اور ہٹنا امور لازمہ سے ہے اور بظہر دیانت منکم غالب جو ہر کہ رات  
 نہیں پانچ بار نماز فرض ہے اسوا سطر اذاکا لفظ جو امر ثابت پر دلالت کرتا ہے نہ ذکر کیا اور جنابت میں ان کثرت ضمنا فرمایا کہ وہ نسبت نماز کی قلیل  
 الوجود ہے اور امور عارضہ تردد سے ہے کہ ہو یا نہ ہو اسو یہی ان کا لفظ جو شک اور تردد پر دلالت کرتا ہے ارشاد کیا کذا فی العینی و صرح  
 بذکر الحدیث فی الغسل و التیمم دون الوضوء لیعلم ان الوضوء سنۃ و فرض و الحدیث بشرط الثانی لا الاول فیکون الغسل علی الغسل  
 الیتمم علی التبع عینا و الوضوء علی الوضوء اعلیٰ نورا و حق تعالیٰ نے حدیث کو صریحا ذکر کیا غسل اور تیمم میں نہ وضو میں تا معلوم ہو کہ اسبتہ  
 وضو سنت ہے نہ وضو حدیث کے اور فرض ہے حدیث کے ساتھ اور حدیث ثانی کی شرط جو اول کی یعنی فرض وضو کی شرط جو نہ سنت وضو کی تو ایک غسل پر  
 دوسرا غسل کرنا اور ایک تیمم پر دوسرا تیمم کرنا عینا و بیغائہ ہوگا اور ایک وضو پر دوسرا وضو کرنا نور علی نور ہے ہم طحاوی نے کہا شارح کے  
 کلام سے بخلاف تیمم اور غسل نہیں ہوتے ہیں مگر فرض اس میں خلل ہے کہ غسل چند مواضع میں سبب ہوتا ہے اور چند مواضع میں سنت اور اس طرح تیمم وضو  
 قائم مقام ہوتا ہے یعنی عدم فرضیت میں چنانچہ سونے کی وقت اور مسجد میں جانی کے واسطے تو غسل اور تیمم کا فقط فرض ہونا ثابت ہوا اگر کان الوضوء  
 اس وقت وضو کے رکن چار ہیں ہم لغت میں رکن کہتے ہیں ہر چیز کی جانب قوی کو اور وضو ماخوذ ہے وضو کاوت سے جو بمعنی لطافت اور حسن کے ہے اور  
 وضو بالضم مصدر ہے اور بالغتم وہ پانی ہے جس سے وضو کرتے ہیں اور اصطلاح شرم میں وضو عبارت ہے اعضا و اعضاء کے دھونے اور کسے کہ کسے  
 غیر بالاشراک ان لایا اقلہ اقلہ مشفق ارکان کہا فرض نہ کہا اور مصنف کی مانند اسوا سطر کہ رکن کہنا مفید تر ہے ہم اسلی کہ رکن انھیں فرض ہے  
 اور تا کہ معلوم ہو کہ جن کتابوں میں فرض الوضوء مذکور ہے وہاں فرض ہی ارکان مراد ہیں کذا فی شرح المصنف رکن فرض ہی اسلی خاص ہو کہ رکن اس































ثابت ہو اور فرمایا کہ یہ وضو ہو کہ بدون اس کی حق تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا کذا فی الطہارۃ من الملبی ولو اخذ ماء فغسل به بعضه وبتستقی ما فیہ  
 اشیاء وکلمۃ کذا صراحتاً بانی لیا طہرہ سرور ہو پانی کی سرکشی کی اور باقی سے سنشاق کیا تو اس کو کفایت کرتا ہو اور اس کو رکعت یعنی پہلے ناکین والا پیرانی پانی کی سرکشی  
 کذا فی نہیں ہو یعنی ہو اس کو کہ پانی اس صورت میں منسل ہو گیا اسو اسطر کہ ناکین پانی نہیں نہم سکتا اور نہ میں نہم رہتا ہو تو اول کلی کرنے سے پانی پانی مستقیم  
 ہو جانا اور ناک سے پانی ہٹ آتا ہو لہذا باقی منسل ہو جانا کذا فی الطہارۃ ویحل یصل اصبعہ فی فہ واللہ الا ان فی فہ قسائی اور توضی کیا اپنی کلی  
 اپنے منہ اور ناکین ڈالو یا نہ ڈالو جواب بہتر یہ ہے کہ ان ڈالو کذا فی القہستانی و تحلیل لہ فیہ غیر الخیم بعد التکلیف و یحل یصل اصبعہ فی فہ اور سنت  
 طہارۃ کا خلال کرنا غیر محرم کو تین بار منہ دھو کے بعد اور خلال کرنے کے وقت اپنی ہتھیلی کی پشت اپنی گردن کی پشت کر سوسن ابوداؤد میں اس سے  
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو کف مبارک میں پانی لیتے تھے اور سخت لٹکا کر داخل کرنے تھے اور اس سے شیش مبارک کو  
 خلال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس طہرہ میں کربے فرمایا پیر معلوم کہ تحلیل لیش میں چار قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ واجب ہو جھ نول سے سبب بن جائے  
 کا دوسرا قول یہ ہے کہ سنت ہو جھ مذہب ہو ابو یوسف اور شافعی کا اور ایک روایت ہو جھ غیر مطلوب میں کہا کہ سنت کا قول بھی صحیح ہو ستر قول یہ ہے  
 کہ مستحب ہو اور چوتھا قول یہ ہے کہ جائز ہے ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک اور بھی قول ہو مالک کا جائز کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کرنا بلا منسوب بدعت نہیں اور  
 مسطور میں ہو کہ تحلیل لیش ابو حنیفہ کے نزدیک مستحب ہو صاحبین کے نزدیک جائز ہے کذا فی المعینی مع الفقار میں ہے کہ کیفیت تحلیل بطور سنت کی جھ  
 کہ ہاتھ کی انگلیاں دائرہ کے باطن میں نیچے سو ڈالے اور پھر کف لادھی اسطر کہ پشت ہاتھ کی متوضی کف طر ہو و تحلیل الاصابۃ الیدی بالکف  
 والجلد من غیر یک الی غیرہ الی غیرہ الی غیرہ اور سنت ہو انگلیوں کا خلال کرنا دونوں ہاتھوں کا خلال بطریق تشبیک ہو یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں  
 دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا اسطر کہ کرتے ہیں اور دونوں ہاتھوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چنگلی سے آہستہ کر دینا پانوں کی چنگلی سے اور  
 ختم کر دینا پانوں کی چنگلی پر ہم بحر الرائق میں ہو کہ تحلیل پانوں کی اسفل متابع شروع کر کے پشت نہم کف لادھی انتہو یعنی نے کہا اس کیفیت کی کچھ اسل میں  
 ابوداؤد اور ترمذی نے مستحکم روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب وضو کرتے تو اصابع بدین کو دھاک کرتے چنگلی سے  
 تو حدیث بلایت خضر کی تفسیر انتہو ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو وضو کرے تو خلال کرنا پھر دونوں  
 ہاتھوں کو اور دونوں پانوں کو ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہو نہ الفائق میں ہو ابن ماجہ کی روایت میں تحلیل بالانفرامی ہے لیکن بائیں چنگلی  
 یا اسفل سے فائدہ علم ہائے و هذا بعد دخول الماء و خلا لہا اقل من ثلثہ فی وضو جھ یعنی تحلیل اصابع کا سنت ہو پانی داخل ہونے کے بعد  
 انگلیوں کے اندر تو اگر انگلیاں ملی ہوں تو اوکے بائیں کا دھونا فرض ہے فیم فی الفہرین ہو کہ جب دھان پانی نہ پونچھو تو دھونا دھانا فرض ہوگا  
 کیونکہ تحلیل اور چیز ہے اور غسل اور چیز ہے کلاخفی کذا فی الطہارۃ عن البحر و ثلاثین غسل للستویب ولا عبۃ الغرقاۃ اور تین بار پورا دھونا ہر  
 عضو من غسل کا سنت ہو اور چلوٹوں کا اعتبار نہیں بدون ہتھیلیک ہم یعنی تین بار پورا غسل سنت ہو پورا دھونا فرض ہے اور دوسرا دوسرا سنت کو  
 سے قول صحیح پر چنانچہ بحر الرائق میں مشغول سے سراج سوا دھونا ہر بار کے غسل میں ہتھیلیک یعنی پورا دھونا سنت ہو تین چلو کا اعتبار نہیں تو اگر اول بار چلو ڈالو  
 کچھ خشک پانی رہا ہو دوسری بار تھوڑا دھونا پتھیری بار تمام عضو پورا ہو گیا تو بہرہ میں بار کا دھونا ہوگا کذا فی الطہارۃ ولو اکتفی بمرۃ اذا اغتسل کا  
 اشتم اور اگر ایک بار دھونے پر اکتفا کیا جسک اسکی عادت کر لگا تو کھار ہوگا گناہ کیو جھ جھ کہ اسے سنت مشہور کے ترک پر عادت کی صاحب سخن  
 کہا کہ اگر اس وقت ہوگا جسک تلیث غسل کے مسنون ہو گیا معتقد ہو و لو تدا لھا بیدہ الغلب او بوضوء الوضوء علی الوضوء کا بائیں بہ اور اگر  
 تین بار سے زیادہ دھونا و کلی تسکین کیو اسطر بائیں وضو پر دوسرا وضو کرنے کو تو کچھ مضائقہ نہیں زیادت میں ہم در صورت شک خاطر جمعی کیو اسطر  
 تین بار سے زیادہ دھونا اور اسطر پانی کی قلت سے یا سردی کی شدت سے یا اور حاجت سے تین بار سے کم کرنا مکروہ نہیں کذا فی العالم گیرۃ نسیم السلام  
 صبی نے کہا کہ تسکین خاطر کیو اسطر زیادہ کرنا شک کے نزدیک یا دوسری وضو کی نیت کرنا بائیں جھ بدلیل حدیث ابن عمر کہ آنحضرت علیہ السلام فرماتے تھے

۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



کو شرح دیا ہے من آثمہ صحابہ میں سے نقل کیا اگرچہ اکثر طرق اس حدیث کی ضعیف ہیں لیکن ابن عباس کی حدیث جو دارقطنی میں ہے ابن قطان نے اسکو صحیح و  
 زائر نے اسکو صحیح کہا ہے اسنے لیکن و مستحکمہ فلا بد من ماء جلیل لیکن اگر مسح سر کے بعد گڑھی کو ماتمہ لگا یا نوب یا پانی کا نون کے مسح کو اسطر  
 لینا ضرور و الترتیب للذکور فی النقص اور سنت ہو و ترتیب جو نقص قرانی میں مذکور ہے یعنی اول چہرہ دہونا پھر دہونا ماتمہ کھنبنون تک پھر مسح سر کا  
 کرنا پھر بانوں دہونا ٹخنوں تک و عند الشاکفی رضی اللہ عنہ فرض صلی مطابقتاً لللیل اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ترتیب فرض سے  
 اور انسو دلیل فرضیت کا مطالبہ ہے ہم بحر الاق من بعد و لائل اور بحث کے کہا خلاصہ یہ ہے کہ عدم انقراض پر اقامت و دلیل کی حاجت نہیں کیونکہ  
 وہ یعنی عدم انقراض اصل صواب اور اسکو مدعی کسی دلیل کا مطالبہ ہو و لائل و لا یکسر الواد غسل للتاکثر و مسحہ قبل جفاف الاول بلا غلظ  
 حق فی فاقہ فضیلت طہیۃ لا بائس بہ اور سنت ہو و لا کسرہ و لغوی ہے درپے وضو کرنا عبارت ہے عنہر شاکر کے دہونے سے یا مسح کرنا مسح عنہ  
 اول کے خشک ہو جانے سے پہلے بدن عذر کے یعنی اگر عذر سے خشک ہو جائے ہو ای گرمی اور تیز سی تو کچھ مضائقہ نہیں یہاں تک کہ اگر درمیان وضو کے پانی چاک  
 کیا سو وہ اسکو لینے کو گیا اور عذر خشک ہو گیا تو پے درپے کی سنت فوت نہو گی اس عذر سے ہم مولاۃ میں حدادی نے اعتدال ہوا اور اعتدال میں دن  
 اور عدم عذر کی قید لگائی ہے کذا فی الطحاوی نو اگر ہوا کی گرمی یا سردی یا بدن کی گرمی اور سردی خشکی طاری ہوگی اشارہ وضو میں تو یہ مانع نہیں ہے پے درپے  
 کی سنت اور غلظہ کو و مثل الغلظ و التیمم اور وضو کی مانند غسل اور تیمم ہے کہ او کو افعال بھی پے درپے سنون میں اور اگر کسی عذر سے متابع فوت ہو جائے تو کچھ  
 در نہیں طحاوی نے کہا تیمم میں بحث ہے کیونکہ ہوسمین خشکی کو مانع مولاۃ قرار دینا منصوص نہیں و عند مالک و فیہ اور امام مالک کے نزدیک مولاۃ یعنی وضو  
 پے درپے کرنا فرض ہے و من السنن الثلاث و ترک الاستلزام و ذکر لطمہ الوجه بالماء و غسل فرجاً اشباح و در سنن ابی داؤد کے منصوص ہے کہ  
 غطا اور پانی کا اسرات چہرہ زانیہ زیادہ خرم کرنا اور منہ پر پانی سخت نہارنا اور عورت کو باہر کی شرنگاہ کا دہونا مسنون ہے ہم علی نے کہا کہ عورت کی شرنگاہ  
 دہن کی مانند ہے تو جس دہن یعنی منہ کا دہونا وضو میں سنون ہو اور غسل میں واجب ہے اسکی طرح شرنگاہ کا دہونا اتھو اور ظاہر شرنگاہ کا دہونا فقط واجب  
 استیجاب میں سنون ہو نہ وضو کرنے کی بوقت لیکن ظاہر بیان شارح اسکو مخالف ہے کذا فی الطحاوی **مسئلہ** مصنف تیرہ سنین مذکور کہین اور کیا ہے  
 چار زیادہ کہین کتب فقہ میں کم و بیش مذکور کرتے ہیں بعضے مستحبات کو سنن میں اور بعض سنن کو مستحبات میں شمار کرتے ہیں تحفہ میں کہائیں مسنین وضو کی  
 میں اس طرح کہ استیجاب کرنا ڈیوٹیل اور نیت اور تکبیر اور غسل میں بین الی السنین اور استیجاب کرنا پانی سے اور دہونا نہی صلی اللہ علیہ وسلم میں آداب سے تھا  
 اور آپ کے زمانہ کے بعد سنت ہو گیا باجماع صحابہ تراجم کی مانند اور منصفہ اور اشتیاق اور دہونے میں ترتیب اور ہر ایک کیو سطر جدا پانی لینا اور منصفہ اور  
 اشتیاق میں مباغہ کرنا اگر صوم کی حالت میں اور سوک کرنا منصفہ کیوقت اور ترتیب اور مولات اور تثلیث غسل اعضا منقولہ اور دہونا سے غسل شروع  
 کرنا اور انھیں کے سر سے غسل شروع کرنا ماتمہ بانوں میں اور تحلیل اصابع اور اشتیاق تمام سر کا اور شروع کرنا مقدم سر سے اور ایکجا مسح کرنا اور  
 تثلیث مسح کو کرنا اور کا نون کے ظاہر و باطن کو مسح کرنا سر کے پانی سے نہ آب جدید سے اور تحلیل ریش ابو یوسف کے نزدیک اور مسح گردن میں اختلاف ہے  
 بعدون کے نزدیک سنت ہو اور بعضوں کے نزدیک ادب کذا فی العینی و مستحبہ و یسئلی مبدئاً و ادباً و فضیلة و ہوا فاعلم علیہ الصلوۃ والسلام  
 حرمہ و ترکہ احکم و واجبہ السلف اور وضو کی سبب یا سنن اور مسح کو مندوب اور ادب اور فضیلت بھی کہتے ہیں اور سبب و عمل جو جسکو  
 رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے کہی کیا کہی نہ کیا اور وہ عمل جسکو سلف صالحین نے دوست رکھا اور پسند کیا ہم اصولیوں کے نزدیک سبب اور مندوب یکساں  
 چیز ہیں اور فقہاء کے نزدیک سبب وہ ہے جسکو رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے لایا کیا گا ہرگز کیا اور مندوب وہ ہے جسکو ایک دو بار کیا جائے کی تعلیم کو سطر اب ہے  
 شرح نقباء میں لیکن اس تعلیم میں تصور ہے اسے اسکو کہ جس فعل کی شارع نے ترتیب دی اور خود کیا وہ اس سے خارج ہوا تاہی اور محیط میں مندوب کی تعلیم کی گئی  
 جو بیان سبب کی تعریف ہے کذا فی البحر نہر الفائق میں کہا صاحب کثر اکثر مندوب کہتا ہے اور اس سے مستحب کا ارادہ کرتا ہے اور یہی قول ہے اصولیوں کا یہ ہے  
 تحریر میں کہا ہے کہ جب موبلیت نہیں ہو وہ مندوب اور مستحب ہو اگرچہ اسکو کیا ہو تو ترتیب کے بعد نحو التیامن فی المیین **مسئلہ** مستحب ہو وہی طریقت





[illegible]

ۛہی سونہا جگو و جنت کی ۛ







کی کراہت اور نیز اسی پر دلالت کرنا ہو گا کہ انہی الطہارۃ وسورة القدیمہ اور مستحب ہی سورہ انا انزلنا کا پڑھنا وضو کے بعد شارع منیہ نے اس پر بہت ثواب ذکر کیا ہے کہ ان فی الطہارۃ وصلوۃ کعبین فی غیر وقت کما ھذا اور مستحب ہو بعد وضو کے دو رکعت کا پڑھنا سوا کسی وقت کراہت کے ہم اس نماز کو تہنیت الوضو کہتے ہیں مسجد مسلم وغیرہ میں مقبہ بن ماسر مودی جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کوئی ایسا مسلمان جو وضو کرے اس پر طہر ہو کر نماز پڑھے وہ نور کون پر توبہ ہو کر انجو دل اور چہرہ سرور اور سکون و طہریت و احب ہو گئی کہ ان فی تسبیح الوضو لے جامع الاصول میں حضرت ظاہری اور ہاشمی پر جنت کا وعدہ ہو و مکر وہہ الطہارۃ تجبہ وغیرہ لکھا ہے متنہا اور مکروہ تنزیہی سے چہرہ وغیرہ پانی کو زور سے مارنا والی التقتیل والاشراف اور حاجت سے کم دیش کرنا ہم کہی کہ بھوت سے کہ غسل اعضا میں نیل کی مانند پانی چپڑے بلکہ اچھی طرح اعضا پر نہیں بار پانی کو روان کرے و مینہ الریاء علی الثلاث اور بخند اسراف کے ہو غین بار سوز یا وہ دھونا لیکن نسکین دل با وضو پر دوسرے وضو کو قصد زیادت درست ہو چنانچہ مذکور ہو چکا ہم بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی میں حدیث صحیح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہیسی وضو کرنے اور ایک صاع سو غسل فرماتے تھے اور منفعہ روایات میں کم و بیش بھی آیا ہے اور صاع چار دہ کا ہوتا ہے اور تہ دو رطل کا اور رطل میں استار کا اور ہر استار ساڑھ چار مثقال کا اور تہ دو رطل میں شرعی ایک ہی چیز سے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام خود پانی وضو کا کم کر کرتے اور بہت پانی بہانے منع فرماتے اور فرماتے کہ میری امت میں وہ لوگ پیدا ہونگے جو وضو میں تہی اور تجاوز حد کو کرین اور فرماتے نہی کہ وضو کا ایک مثقال ہے نام اس کا وہاں ہے تو پانی کے دو اس سے ہر پیر کر دنا فی سفر السعاده و شرعاً اب چونکہ ہر مثقال ساڑھ چار مثاق ہوتا ہے تو تہ دو رطل میں شرعی لکھنؤ کے سیر کے حساب سے تھینا تین پونچھ کا ہوا اس واسطے کہ لکھنؤ کا پونچھ سیر ۹۶ روپیہ کا ہے اور ہر روپیہ گیارہ ماشہ کا اور صاع جس سے غسل سنت ہو تین سیر قدر زیادہ کا ہوا عادت ہو گئی ہے پانی کے استرا کی لہذا اکثر لوگ اس قدر پانی میں تہیر ہونے میں اگر تنگ ٹوٹی کے کوٹے سے یا احتیاط وضو کرین اس طرح سے کہ بد پانی گرے زمین پر بیفادہ نگرے تو تین پونچھ پانی سے بخوبی وضو ہو سکتا ہے اسکا ضرر و اہتمام کرنا چاہا اگر سنت پر عمل کرنا ثواب حاصل ہو اور اسراف مکروہ ہے جناب ھذا ہے جس کا کو ھذا اللہم منہم لعلہ پانی میں استرا مکروہ بخوبی ہے اگر نہ کر پانی سے یا اپنی ملکوت پانی سے وضو ہو ہم مکروہ بخوبی نہیں کے نزدیک حرام نہیں حرام سو قریب اور محمد کے نزدیک مکروہ بخوبی حرام ہے بعینہ اھتمام السوقوف علی من یطہر و ینہ ماء المسد اس میں ختم اور وہ پانی جو طہارت کرنے والوں پر وقف کیا گیا اور وقف کی قسم سے سے مدسوں کا پانی سوا اس میں توہم نہ کرنا حرام ہے بالاتفاق و تثلیث المسح بہا یک جہدیل اور تین بار مسح کرنا پانی سے مکروہ ہے اتاجا بد واحد و فصد و ب و مٹوئی اور ایک ہی پانی سے تین بار مسح کرنا تو مستحب ہے یا مسنون چنانچہ منع النفاہ میں زیلیسی منقول ہے ہم ہا ہ میں اسکر مشرورم کہا ہے اور مینی نے کہا کہ مسنون ہونے کی بھی امام سے روایت ہو اور صحیح قول امام سے ترک تثلیث کا ہے انتہی و من منہ تباکۃ التوضیہ بفضل علی المراتۃ اور وضو کی ممنوعات سے عورت کی وضو یا غسل کے باقی رہی پانی سے وضو کرنا ہم اس واسطے کہ شاید اس سے مرد کو کچھ تہذیب حاصل ہو یا یہ وجہ ہے کہ اکثر عورتوں کو نجاست سے محافظت کمزور ہوتی ہو اور یہ کراہت تنزیہی پر دلالت کرنا ہو گا کہ ان فی الطہارۃ ای وضو صلیع نجس لان لیا الوضوء حرمۃ بالکرم وضو کرنا پاک مکافین ہلک کہ وضو کے پانی کی کچھ بہت سے ہم طحاوی نے کہا کہ اگر کچھ بھی وجہ ہے کہ وہاں نجاست کی چھینٹوں کے پڑنا خوف ہو ا فی المسجد الا فی اناء یا کریم وضو کرنا مسجد کے اندر اگر مسجد میں برتن کا اندر وضو جائز ہے اور ہے موضع اعدا لذل اللعاب وضو جائز ہے مسجد کو آسمان میں جو وضو کرنا لیا گیا چنانچہ اس ملک میں مسجد کے اندر وضو کے واسطے بنائے ہیں واللہ اعلم بالصواب الامتیحاً فی العاء اور مکروہ ہے تھوکرنا اور سٹکنا پانی میں یعنی اگر جب آب جاری ہو طحاوی نے کہا یہ کراہت تنزیہی ہے اس واسطے کہ انکے ترک کرنے کو سنبات میں شمار کیا ہے و یفصلہ عن وج کل خارج لیس فی الفہم و لیس منہ ای من المتطہر بالحق اور وضو کو نورنا ہر اٹھنا ہر ناپاک چیز نکلنے والی کا زندہ وضو کرنا اے سو شام نے کہا کہ جس نعمت جیم ہے اور کبھی جیم کو کہہ یعنی زیر بھی دیا جاتا ہے ہم

مذکورہ صاع و رطل

فی وضو

نہیں بغیر جیم میں نجاست کا نام ہو اور کسرہ جیم اور سکون نام ہو چراک نہ تو یہ عام ترجمہ تو متن میں دو دو طرح ہو سکتا ہو مگر فتح جیم کا الین ہو کہ تحلف کو دور جو اور لغت کی راہ سے دو نو میں کچھ فرق نہیں چنانچہ ہر الفائق میں سے زندہ کی قید سے مردہ نکل گیا اس واسطے کہ مردہ نجاست کا مردہ ہوا نقص ہو سکتا ہو ورنہ کا نہیں بلکہ موضع نجاست کا دھونا چاہیے کذا فی المطاویٰ معنًا اولا خمس خارج عادت کی چیز ہو چنانچہ بول اور برازا عادت کی چیز نہ ہو چنانچہ خون کا نکلنا من السبیلین اولا بول براز کی راہ سے نجاست نکلے یا نہیں ان کا یطہرون بالبناء للمفعول ای ما یطہرون حکم الظہیرین تہنیر و فتوحی طہارۃ نجاست کا استعمال تک بدن سے جو ظاہر کیا جاتا ہے یعنی جسے پاک کرنے کا حکم لاحق ہوتا ہو وضو یا غسل میں ضرر لگنا یا کسر و جرح من السبیلین مجزئ الطہور پہر اس کو معلوم کر کہ خرو ج سبیلین سے مراد فقط ظاہر ہونا ہو بدون سیلان کے یعنی جب نجاست بول اور براز کی راہ سے ظاہر ہوئی خرو ج متحقق ہوا اور وضو ٹوٹ گیا اگرچہ سیلان نہ ہو ہم محیط میں ہے کہ حد خرو ج کی انتقال ہے باطن سے ظاہر کی طرف اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے مگر سبب سیلان کرنے کے موضع نجاست سے خرو ج کی تعبیر سیلان سے کی برخلاف اس کی اگر نجاست ظاہر ہوئی سبیلین کے سر پر کہ وہ وضو کے ناقص مگر اگرچہ سائل نہ ہوئی اس واسطے کہ اس سبیلین نجاست کا مکان نہیں ہے وہاں تو نجاست آتی ہے اپنی مکان اصلی سے منتقل ہو کر تو انتقال نجاست کا ظہور کر معلوم ہوا تو ظہور کو خرو ج کے قائم مقام کر دیا کذا فی الدرر المنکسر و فی غیرہا علی السبیلین اور سبیلین کے سوا میں خرو ج بعینہ سیلان سے یعنی بیٹا ہی نکلنا ہے ہم سیلان یعنی ہنسی کی حد یہ ہے کہ نجاست زخم کے اوپر آدمی پر دمان سے ڈھلجائی ایسا بیان کیا ہو ابو یوسف اس واسطے کہ تنبیہ انحراف یعنی سر زخم سے ڈھلنا یا یا نجاست کا تو اپنی مکان سے نجاست کا انتقال نہ ہو گا کیونکہ جب تک خون سر زخم کے موازی اور سامنے ہو وہی اس کا مکان اصلی ہے اور اسی تقریر سے معلوم ہو گیا کہ غیر سبیلین میں خرو ج بعین سیلان سے کذا فی الدرر المنکسر اصل سبیلین میں جرح نجاست کا تحقق فقط ظاہر ہو جانے سے ہوتا ہو اگرچہ سیلان نہ ہو اور غیر سبیلین میں یعنی زخم وغیرہ میں خرو ج ثابت نہ ہو گا بدون سیلان کے و لکن لفقہاء ما قالوا لو حصی الدم کلما خرج ولو انہ نکسک ففرض الا لا اگرچہ سیلان بالفعل نہ ہو بلکہ بالغوہ ہو یعنی ہنسی کی لیاقت اور قابلیت رکھتا ہو تو ناقص ہو گا اس لیے کہ فقہوں نے کہا ہے کہ اگر خون نکلے کو تو بچھتا رہا اور ہنسی نہ یا لیکن اگر نہ بچھتا تو بہتا تو ایسا خون وضو کو توڑتا ہے اور جو ایسا نہیں وہ ناقص نہیں ہنسی اگر ہنسی کے لائق نہیں وہ وضو کو نہیں توڑتا کما لو نکسک فی باطن عین وجرح او ذکر لہ یخرج جیسو وضو کو نہیں توڑتا وہ خون جو ہا آنکھ کے اندر یا زخم کے اندر یا انہر کے اندر اور باہر نہ نکلا اس واسطے کہ ان مواضع کا دھونا نہ وضو میں لازم ہے نہ غسل میں یہ معتزلہ سے قول ہے مجتہد حکم الظہیر کا ذکر ہے و حق الا تعرف مد من الخرفنا و قضی علیہ اسید ذکر المصدق و لافہ کلاہر جیسو اسو اور بسا وضو کو نہیں توڑتا اس کی نجس نہیں مگر وائیم الخ کا بسا تو وضو کا ناقص ہے بنا براس قول کے جس کو مصنف ذکر کر گیا آخر کتاب نوادہ شریعت میں اور ہکو اوسین گفتگو ہے ہم حاصل کلام شایع یہ ہے کہ وہ تو اضعیف اور تخریج غریب ہے تو اعتماد کے لائق نہیں کذا فی المطاویٰ و فی وجہ تخریج جسے مثل پہنچا وہ وہ وہ او حصاۃ من کثیر اور وضو کو توڑتا ہو نکلنا پاک چیز کا قطع سے چنانچہ ہوا یا کیر یا پتھر ہی ہم یہ کہ اگرچہ پاک نہیں قول مجہد میں چنانچہ زائد ہی غیر میں ہو مگر وضو کی ناقص ہو جس کی مجاہد کی سبب ہو اور کیر یا پتھر وغیرہ پر اگرچہ نجاست قلیل ہے لیکن ان کا نکلنا سبیلین سے ناقص وضو ہے چنانچہ در میں مصرعہ کہ کذا فی المنہ لا یخرج ذلک من جرح ناقص وضو نہیں نکلنا ریج اور کیر یا پتھر کا زخم سے و لا یخرج ریح من قبل غیر مضطرب اور ناقص وضو نہیں نکلنا ریج اس عورت کی فرج سے جو مضغۃ نہیں جو آہی فینذب لہا الوضوء و قبل لہ فی قبل لو مضغۃ لیکن مضغۃ کہ وضو کرنا مستحب ہے فرج کے ریج نکلنے سے اور بعضوں نے کہا واجب ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگرچہ بوجہ ریج میں خود جب ہو وضو اور نہیں نہیں ہم مضغۃ وہ عورت ہو جس کی دونوں راہیں ایک ہو گئیں در میان کا پردہ بچھ کر و ذکر لافہ اختلاہج اور ناقص وضو نہیں انہر کی ریح اس واسطے کہ یہ مستباح ہے یعنی وضو کا بہرہ نہ ہو در حقیقت خرو ج ریج نہیں ہو ہم مصنف نے اپنی شرح میں لکھا کہ فرج اور ذکر کی ریح اس واسطے کہ وضو کی ناقص نہیں کہ وہ نجاست کے مقام سے نہیں اٹھی اور ریج ناقص نہیں ہوتی مگر اس وجہ سے اور یہ وجہ نہیں ہو کہ ریج خود نجس ہو جسے لو شیخ ریح من اللہ و هو یقللہ لہ لیکن میں

۴  
و فی وجہ تخریج جسے مثل پہنچا وہ وہ وہ او حصاۃ من کثیر اور وضو کو توڑتا ہو نکلنا پاک چیز کا قطع سے چنانچہ ہوا یا کیر یا پتھر ہی ہم یہ کہ اگرچہ پاک نہیں قول مجہد میں چنانچہ زائد ہی غیر میں ہو مگر وضو کی ناقص ہو جس کی مجاہد کی سبب ہو اور کیر یا پتھر وغیرہ پر اگرچہ نجاست قلیل ہے لیکن ان کا نکلنا سبیلین سے ناقص وضو ہے چنانچہ در میں مصرعہ کہ کذا فی المنہ لا یخرج ذلک من جرح ناقص وضو نہیں نکلنا ریج اور کیر یا پتھر کا زخم سے و لا یخرج ریح من قبل غیر مضطرب اور ناقص وضو نہیں نکلنا ریج اس عورت کی فرج سے جو مضغۃ نہیں جو آہی فینذب لہا الوضوء و قبل لہ فی قبل لو مضغۃ لیکن مضغۃ کہ وضو کرنا مستحب ہے فرج کے ریج نکلنے سے اور بعضوں نے کہا واجب ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگرچہ بوجہ ریج میں خود جب ہو وضو اور نہیں نہیں ہم مضغۃ وہ عورت ہو جس کی دونوں راہیں ایک ہو گئیں در میان کا پردہ بچھ کر و ذکر لافہ اختلاہج اور ناقص وضو نہیں انہر کی ریح اس واسطے کہ یہ مستباح ہے یعنی وضو کا بہرہ نہ ہو در حقیقت خرو ج ریج نہیں ہو ہم مصنف نے اپنی شرح میں لکھا کہ فرج اور ذکر کی ریح اس واسطے کہ وضو کی ناقص نہیں کہ وہ نجاست کے مقام سے نہیں اٹھی اور ریج ناقص نہیں ہوتی مگر اس وجہ سے اور یہ وجہ نہیں ہو کہ ریج خود نجس ہو جسے لو شیخ ریح من اللہ و هو یقللہ لہ لیکن میں









احداث بدنی سے آگاہ تھا اور طلوع آفتاب کا اوقات دل پر متعلق نہیں آگاہ کا یہ کام ہے سو آگاہ نورسنی بھی ایسا مشہور ہے محدثین اور فقہا کی کتابوں میں علامہ ابو سعید نے کہا علاوہ یہ کہ جو کہ قوم کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ قوم کے سوا اور نوافض کا بھی حکم ہے تو وقت میں غفرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو کرنا انہوں کی تشددیم کو اسطر تھا مگر نوافض کے اغما اور غشی مستثنیٰ ہیں کذا فی الطحاوی **وَعَلَى الْفَيْضِ نَوَافِلٌ** وغیرہم ظاہر کلام اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اغما اور غشی ناقض و مضری یا نہیں جواب ہمسکا ظاہر کلام مبسوط سو یہ کہ جو کہ ان ناقض ہے ہم اغما یعنی بیوشی بیماری کی ایک قسم ہے جس سے قوت ضعیف ہو جاتی ہے اور عقل زائل نہیں ہوتی بلکہ عقل کو چھاتی ہے برخلاف جنون کے کہ وہ عقل کو زائل کر دیتا ہے اور غشی یہ کہ قوت محکمہ اور حسیہ یہ عقل پر جابو بسبب قلب ضعیف ہو جانے کے کہ سستی وغیرہ سو چنانچہ ہنسٹانی میں ہے تو غشی قوم کی برابر سے زوال اعتبار اور قوت قدرت میں بلکہ قوم کو سزا دے ہو اسطر کو نام نہ جگانے سے ہوشیار ہو جانا ہے اور غشی جو اغما کی ایک قسم ہے اسکا صاحب ہوشیار کرنے سے بھی ہوشیار نہیں ہوتا کذا فی الطحاوی **وَيُقْضَىٰ أَهْلًا وَجَنَةً** اور وضو کو نوافض ہو اغما اور اسکی ایک قسم ہے غشی یعنی اغما اور غشی دونوں ناقض ہیں **وَجَنُونَ** اور جنون یعنی دیوانگی ناقض وضو ہے جنون عبارت ہے زوال عقل سو اسکا ناقض ہونا ظاہر ہے باعتبار عدم مبالغت کے اور عدم تیز حدت کی غیر حدت سے کہ جو کہ جنون سلو العقل ہو جانا ہے لہذا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جنون کا ہونا صحیح نہیں اور اغما صحیح ہے اسو اسطر کہ عقل اس میں مندرج ہے نہ سلوب کذا فی العینی **وَسَكَرٌ يَجْلُ فِي حَشِيَّةٍ تَمَّا كَلَّ** ولوا کل الحشیشہ اور ناقض وضو ہے و نسا کہ مست اپنی جال میں اوپر اوپر چٹکتا جاتا ہو اگرچہ ہینگ کے کہانے سے نشا حاصل ہوا ہو ہم نشا اور سستی عبارت ہے اس سرور سے جو عقل پر غالب ہو جائے بعض مرکبات کے استعمال سے تو آدمی عقل کے موافق عمل نہیں کر سکتا مگر اسکی عقل زائل نہیں ہو جاتی اسو طوطو و خطاب شرع کے لائق باقی رہتا ہے یعنی لائق توفیق ہے اور انہوں نے کہا کہ سستی کا سرور عقل کو زائل کر دیتا ہے اور یاد جو زوال عقل کے اسکا مکلف ہونا بطریق زجر اور توبیخ کے ہے کذا فی الطحاوی **وَقَدْ تَقَبَّحُوا قَبِيحًا** اور قبیحہ یعنی ٹھٹھا مار کے ہنسٹانا ناقض ہے بشرط آئندہ ہم قیاس اسکو چاہتا ہے کہ قبیحہ ناقض نہ ہو اسو اسطر کہ وہ خارج جنس نہیں اور یہی مذہب ہے شافعی اور مالک اور احمد وغیرہم کا اور ہمارے مذہب کی دلیل وہ حدیث ہے جو چہ صحابہ میں سے مرفوع مروی ہے از زکریا ایک طریق یہ ہے جو ترجمہ طبرانی میں ابو العالیہ ابو موسیٰ اشعری نے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے کہ ایک کھنڈ آدمی آیا اور اس کڑھے میں گر بڑا جرسجد میں تھا پس بہت لوگ جو نماز میں تھے جنس پڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسنے والو کو فرمایا کہ وضو کر نماز کا اعادہ کرین اور یہی نے خلافت میں آئندہ اسکے روایت کی پہر اس حدیث کو معلول کہا اسطر کہ ثقات کی جماعت نے اس حدیث کو عن ابی القاسم ابن الشیبہ صلی اللہ علیہ وسلم مرسل روایت کیا یعنی تابعی نے صحابی کا نام نہیں لیا میں کہتا ہوں یہی اس حدیث کے رد کرنے پر قادر نہ ہوا سو اسے مرسل کہنے کے اور حدیث مرسل ہمارے نزدیک محبت ہے اور مرسل ابو العالیہ کا صحیح ہے اور عجیب ہے احمد بن حنبل سے اسو اسطر کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ حد مرسل اور حدیث ضعیف کو تقدیم دیتے ہیں قیاس پر سو بیان انہوں نے قیاس کو حدیث مرسل پر مقدم کیا کذا فی العینی مختصر تمام السببان فیہ حی ما یصح خبرہ قبیحہ وہ کسی جو جسکو پاس کے لوگ سنیں اور محکمہ وہ کسی جو جسکو آپ آدمی سنی اور کوئی نہ سنی اور محکمہ کا حکم یہ ہے کہ وہ وضو کا ناقض نہیں نماز کا مطلق ہے اور تبسم وہ کسی جو جسپر بظن آواز نہ ہو بلکہ فقط دانت کھل جاوین اسکا حکم یہ ہے کہ نہ وضو اس سے جانا ہے نہ نماز باطل ولا واحد استسویا الطہات قبیحہ جاگو جو ان کا ناقض ہے اگرچہ عورت ہو گو ہو لکر قبیحہ کیا ہو فلا یطیل قصو صبی وناکیر یصلو کاتے توڑے اور سونے کا قبیحہ وضو کو باطل کر گیا بلکہ دونوں کی نماز کو باطل کر گیا اسی قول کا مضوی ہے جس کے دلیل چکا کا لکبان ناقض وضو ہے قبیحہ اس جاگو جو ان کا جو نماز پڑھتا ہو خواہ افعال نماز کے بالفعل اور اگر تابی یا نمازی کا حکم رکھتا ہو بانی کی آئندہ بانی وہ شخص ہے جسکا وضو نماز میں ٹوٹا ہو وضو کرنے کو گیا اس قصد سے کہ وہ غیر کے بعد نماز مذکور کو تمام کر دے مگر وضو کر کے بعد قبیحہ ار کے ہوا وضو ٹوٹ گیا کذا فی فادی قاضیجان یطہر اذہ صغری ولو قیما مستغفرا نماز پڑھتا ہو اس طہارت صغری کے ساتھ جو بالاستقلال کی ہے نہ در ضمن غسل اگرچہ تبسم ہو ہم طہارت



منہ سے عبارت ہو وضو اور تیمم سے اور طہارت کبری عبارت ہو غسل سے فلا یبطل وضو فی حق البسمل تو باطل ہوگا وہ وضو تہقہ منہ تمام بدن کے دھونے کے ضمن میں حاصل ہوا ہم اور اگر اہل وضو کے غسل کرے گا تو طہارت وضو مستقل ہے کذا فی الطحاوی لیکن ریح فی الحائضۃ فی النہج والنہج المقض حق قبلہ وعلیہ السلام ہوگا فی الذخائر لا ینفیکین غایہ اور نہ الغائی من وضو غائی کے نقص کو راجع کہا ہے ہنسی والیکو نرا دیکو اسطرذ غائر اشرفیہ میں کہا کہ جمہور اسی قول پر ہیں کہ وضو نہیں رہتا صلوٰۃ کا حیلہ بالتمذکر پوری نماز پڑھا ہو وہ ہم نماز کا مل سے مراد کو عسجد والی نماز سے یا جو رکوع سجدہ کے قائم مقام ہے چنانچہ اشارہ معذور کا یا سوار کا تو نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت میں تہقہ سے وضو نہ ٹوٹے گا لیکن وہ نماز اور سجدہ باطل ہوگا ولو عند السکام عدلاً فانہا یبطل الوضوء لا الصلوٰۃ خلاف کفر کا کفر کہ فی الشیخ فی اللیثۃ اگرچہ سلام کبریت عمدہ تہقہ کیا اسو اسطر کہ یہ تہقہ وضو کو باطل کرتا ہے نہ نماز کو برخلاف زفر کے چنانچہ شریانیہ شرح و ہیکہ میں اسکو کہنا ہے ہم عمدہ کی قید اسو اسطر لگائی تا ضرر نہ یغشیہ متحقق ہو تو اس سے نماز باطل نہ ہوئی اور وضو ٹوٹ گیا اسو اسطر کہ نماز کی جزا میں تہقہ یا گیا ولو یقفہ اما ما واخذت عدلاً ثم یقفہ المؤمن ولو مسبوفاً فلا یقضی اور اگر مقتدی کے امام نے تہقہ کیا یا عدا حدث کیا پر مقتدی تہقہ کیا اگرچہ مقتدی مستحب ہو تو مقتدی کا وضو نہیں ٹوٹا اسو اسطر کہ امام کے تہقہ یا حدث فصل سے نماز باطل ہو گئی تو مقتدی کا تہقہ خارج نماز کے واقع ہوا اور خارج نماز کے تہقہ ناقض نہیں بقیہ بعد کلامہ عمدہ فی الاصحہ برخلاف اس تہقہ مقتدی کے جو واقع ہوا امام کے عمدہ کلام کرنے کے بعد قول اصح میں ہم یعنی اگر امام نے فعل کلام کیا پر مقتدی نے تہقہ مارا تو صحیح تر قول میں مقتدی کا وضو ٹوٹ جاوے گا وجہ فرق تہقہ اور کلام میں یہ ہے کہ کلام قاطع ہے نماز کا نہ مقتدی اسو اسطر کلام سے نماز کی شرط یعنی طہارت فوت نہیں ہو گئی تو اس سے مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوئی تو تہقہ مقتدی کا نماز کے اندر واقع ہوا لہذا وضو نماز برخلاف تہقہ یا عدا حدث کے کہ اس سے طہارت کو فاسد کر دیا تو مقتدی کی بھی نماز فاسد ہو گئی تو یہ تہقہ مقتدی کا بعد نماز کے واقع ہوا تو وضو نہ ٹوٹا کذا فی الطحاوی ومن مسائل الاحقاف لو نسی سجۃ السجۃ فقفہ قبل فباہر للصلوۃ انتقض کلامہ لا یطال بہا بالقیام الیہا اور آرائش کے مسئلوں میں ایک بھیسیدہ ہو کہ اگر بانی مثلاً مسج کرنا سر یا موزی کا بھول گیا پر اس سے تہقہ مارا نماز میں شروع کرنے سے پہلے تو اسکا وضو ٹوٹ گیا یعنی اسو اسطر کہ نماز کے اندر تہقہ واقع ہوا اور اسو اسطر کہ بانی کا وضو کیو اسطر آتا جانا نماز میں داخل ہے اور جب شروع کرنے نماز کے ہنس تو وضو نہیں ٹوٹا بسبب باطل ہو جانے نماز کے شروع کرنے سے کیونکہ نسیان سے وضو طہارت نہ ہوئی تو نے طہارت نماز پڑھنے سے نماز باطل ہو گئی تو تہقہ خارج نماز کے ٹھہرا ہم یعنی اگر سائل چاہے کہ مسؤل کو آزمادہ کیو اسطر علم اس مسئلہ کا صحیح یا نہیں تو یوں پوچھے کہ وہ تہقہ کون ہے کہ جب نماز کے اندر واقع ہو تو ناقض نہ ہو اور جب خارج نماز کے صادر ہو تو ناقض ہو حالانکہ امر بالمعسر ہے کذا فی الطحاوی ومباشرة فاحشۃ بتماثل الفحیح ولین المراتین والرجلین مع الانشأ للیابنیر المباشرة والمباشرة بلا لیل المعتقد اور ناقض وضو کی مباحثرت دونوں شرط کا ہون کے بھڑ جانے سے اگرچہ بھڑا مرد و عورت تو نہیں واقع ہو یا وہ مرد و عورت میں ہستی کے ساتھ جانیں یعنی لگانا والا اور جسکی لگایا دونوں کے وضو کی ناقض ہے اگرچہ مباشرت مذکورہ میں مذبی کی تراوت نہو بنا معتد قول کہ ہم بھڑ قول یحییٰ کا ہو اور محمد نے کہا کہ مباشرت فاحشہ ناقض نہیں جب تک کچھ نہ سکے اور صاحب حقائق نے اسکو صحیح کہا لیکن شیخ محمد نہیں اسکو صحیح من تصحیح کی چنانچہ اسکو شارح منیہ نے نقل کیا کہ یحییٰ کا قول صحیح ہے اور یہی قول سنون فقہ میں مذکور ہو کذا فی الطحاوی من البحرین کہتا ہوں فتاوی عالمگیری میں جو نبایہ سے محمد کے قول پر فتویٰ اور نصاب سے صحیح اسکی نقل کی ہے وہ بھی بقول صاحب تحسیر منون کے مخالف ہو سکی لائق اعتماد کے نہیں قسمین میں جو کہ عورت کے وضو ٹوٹنے میں انتشار آکر مرد معتبر نہیں کذا فی العالمگیری لا یقضہ عشی کی لکن یسئل یدہ کذا نہیں ٹوٹتا وضو کو نماز کا چہو نا لیکن مستحب ہے کہ اتھ دھوٹے ہم بشرہ بنت صفوان کی حدیث میں سنس ذکر سے نقص وضو مذکور ہو اور طلق بن علی عن ابیہ کی حدیث میں جسکو سواہ بن ماجہ کے اصحاب سنن نے روایت کیا جو نقص وضو مذکور نہیں نزدیکی نے کہا کہ بھڑ حدیث ہم

نماز پڑھنے کے بعد

بغیر نماز کے

نماز پڑھنے کے بعد

اور حسن و برکت بن حسین وغیرہ بتائے کہ بنت صفوان کی حدیث کو ضعیف کہا کہ کذا فی الطحاوی مختصر آقا و آخر د اور ناقض وضو نہیں  
عورت کا چونا اور لڑکے پریش کا ہم امام شافعی کے نزدیک عورت کا چونا ناقض وضو ہے بدلیل نور تعالیٰ (وَلَا يَسْتَمِعُ الشَّاءُ) ہماری دلیل ہے  
اگر سب مخالف ہو عورتوں سے تو جہاں مراد چونا ہے اور صحیح مسلم حدیث عائشہ کا چونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کا نماز کے اندر ثابت ہو  
اور صحیحین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بیانا عائشہ صدیقہ کے ہاتھ کا نماز میں ثابت ہو لیکن یکتب للخرج من الخلاف لا یستعمل الا لافہام  
لیکن وضو کہ لینا مس ذکر اور اس عورت سے مستحب ہو تاکہ بالافاق مجتہدین کے طہارت حاصل ہو خصوصاً امام کے مقلین یعنی اسو اسطو کہ امام کے پیچھے ہوں اور  
مخالف سب نماز پڑھتے ہیں تو مقتد یونکی رعایت کرنا خوب بات ہو لیکن بشرط عدم لزوم اور انکار کاف مکرر ہے مذهب لیکن بشرطیکہ اگر کافر کافر کا  
لینے مذہب میں لازم نہ آوے مگر شارح نے استدلال کیا اس مفہوم سے جو اس کلام سے مجاہد کیا کہ امام کو مراعات مقتد یونکی مذہب کی مستحب ہو خواہ اس  
مسئلے میں یا اسکے غیر میں والا اس مسئلے میں تو اپنی مذہب کے مکروہ کا کچھ بھی ارتکاب نہیں کذا فی الطحاوی عن الجلی کہا لا ینتقص لخرج من  
ادنیہ وضو کا کہینہ و تذکرہ قیچ و شوی کہ کھداید و کاء ستر و غیرہ لا یوجع سے وضو نہیں ٹوٹتا اگر متوضی کے کان سے اور باندھنا و کچھ پیچ  
اوسکی آگے یا پستان سے بدن در کے پیچ نکلا اور اوسکی باندھنا پیچہ زرد آب اور ناف کا پانی وغیرہ یعنی ناف کا پیچ اور زرد آب نکلا ناقض نہ ہو  
بدن در کے و ناف خارج ہوا یا پیچ قطع لائقہ دلیل الجرح اور اگر پیچ وغیرہ درد کے ساتھ نکلا تو وضو کا ناقض ہوگا اسو اسطو کہ درد کی  
ساتھ نکلا ہو درد خیم کی دلیل ہے ہم بحر الزائقین کہا کہ پانی میں بھیہ نفسیل البتہ خوب ہو اور پیچ اور زرد آب تو بدن زخم کے نہیں ہوتا نہ الفائقین  
میں اسکا جہانہ یا کہ ممکن ہو کہ زخم چمکا ہو کہ پیچ نکلا ہو اور درد کا نہ ہونا بھی صحت کی علامت ہے فتاویٰ عالمگیری میں ماتن کی تفصیل کے موافق محیط  
شمالی حلاوی کا فتویٰ نقل کیا ہے اور کہا کہ اسطرح وغیرہ اور زلیمی اور سراج و دایج میں مذکور ہے تو صاحب بحر کا مشبہ لائق التفات کے  
نہیں راقد مع متبعینہ سلا و عشمش ناقض فان استمر صارت اذ اعتدلتی والناس عنہا فلوک جب معلوم ہو کہ جرد درد کے ساتھ خارج  
ہو و ناقض ہے تو آنسو اور ششخص کا جبکی آنکھ اوٹھنی آئی اور دکھنی ہے یا ایسی چونہ ہو اور چٹری کہ اکثر پانی بہا کرتا ہے ناقض وضو ہو  
اور اگر آنسو بہنا دائمی ہو گیا تو یہ شخص معذور ہو گیا اور معذور کا حکم باب بعض میں معلوم ہوگا اب مذکور ہے مجتہدین اور لوگ اس مسئلے کے حکم  
سے غافل ہیں یعنی اس آنسو کا ناقض وضو نہیں جانتے ہیں ہم فقہانے کہا ہو جسکی آنکھ سے پانی یا غشی ہو آنسو جاری ہو اوسکو ہر وقت نماز  
کے وضو کرینکا امر کیا جاوے صاحب بحر نے کہا بھیہ تعلیل اسکی مقتضی ہو کہ بھیہ استیباب کا امر ہے صاحب نے نہ کہہ بلکہ وجوب کا امر ہے تقریبہ  
مرض اسطرح نعم القدر میں ہے اور مجتہدین میں اسکی وجہ یون بیان کی ہے کہ شاید بلکون کے زخم سے آنسو آتا ہو کذا فی الطحاوی لکھا  
ینقص لو حشا حلیلہ یقطنہ و ابتل الطرف الظاہر من الاقطنة علیہ او حشا یقلل من الحلیل ان مسقطا عنہ لا ینقص حیوانہ  
وضو ہے اگر مرد نے شتاب کے سوراخ میں ردی بردی ہو اور ردی کی ظاہر طرف تر ہو گئی بھیہ نقص وضو کا حکم ایسوی نہیں ہے کہ اگر ردی سوراخ  
کے سر سے ردی ہو یا برابر ہو اور اگر سوراخ کے سر سے ردی ہو اور طرف ظاہر تر ہو باجی تو تر ہونا ناقض نہ ہوگا اسو اسطو کہ خرد ج متحقق نہ ہو و کذا  
الحکم فی الذب والفرج الداخل اور اسطرح کا حکم ہے متعدد در فرج داخلی کی ردی کا یعنی اگر دمان کی ردی وغیرہ اوچنی یا برابر ہو تو طرف  
ظاہر تر ہونے سے وضو ٹوٹیکا ورنہ وضو قائم ہے ہم منبہ اصلی میں ہو کہ اگر ردی یا کپڑا فرج خارج میں ہے اور تر ہو گیا تو وضو ٹوٹا نافذ ہو  
یا نہ ہو کذا فی الطحاوی وان ابتل الطرف الداخل لا ینقص اور اگر ردی وغیرہ کی اندر کبیر تر ہو گئی تو ناقض وضو نہیں و لو سقطت  
فان سرتبہ ینقص والا اگر ردی وغیرہ ساقط ہوئی یعنی گر پڑی تو اگر تر ہے تو وضو ٹوٹا اور اگر تر نہیں تو نہیں ٹوٹا و کذا فی الذب والفرج الداخل  
ذکرہ و یقتبہا اور اسطرح کا حکم اگر داخل مقتد میں داخل کی اور ساری انگلی غائب نہیں کی یعنی اگر تر نکلی تو وضو ٹوٹا اور اگر خشک نکلی تو  
نہیں ٹوٹا فان غشیہا و ادخلها عند الاستنجاء یطل وضو و وضو مہ پر اگر داخل نکلی تمام غائب کر دی یا پانی سے استنجا کرنے داخل کی تو

یعنی

برہنہ اور ذرہ اسکا باطل ہو گیا ہم شارح کلام میں لفت و نشر مرتب ہی تو بطلان وضو کا ادھلی غائب کرنے سے متعلق حوا و بطلان وضو اور خلل استنجائی متعلق سے ہوا مگر جب ادھلی غائب ہوئی تو یونٹ نہایت سوجھ بوجھ کی تو وضو باطل ہو گا اور جب تک استنجائی کرنے میں ادھلی داخل کی تو پانی کا داخل ہونا بیٹھ میں لازم آیا موم باطل ہو گیا کذا فی الطحاوی بعضوں نے لفت و نشر کا بیان نہیں کیا تو شارح پر اعتراض کیا کہ ادھلی کے داخل کرنے پر اگر ترنہ تو موم باطل نہیں ہوتا شارح نے بھی کیا کہا حالانکہ شارح کا مطلب یہ ہے کہ ادھلی غائب کرنے سے وضو باطل ہوتا ہے نہ موم اور داخل حالت استنجائی سے موم باطل ہوتا ہے **فروع** مسائل لمحقہ شارح کے ہم فروغ جسم سے فروغ کی اور فروغ کہتے ہیں ہر شے کے اعلیٰ کو اور فروغ کے شریف کو تو فروغ سے مسائل عالیہ اور شریفہ مردہ ہیں بطریق استعارہ کے شارحین کی غالباً دیت یہ ہے کہ بلغض فروغ ان مسائل کو جو مان میں فوت ہوئے یا مستغرب میں ذکر کرنے میں مناسب ہر مقام کے کذا فی الطحاوی شارح رحمۃ اللہ علیہ آخر بحث میں فروغ ضروریہ اور عیبہ اکثر بیان کرتا ہے اور گاہے قیاسی کلام میں مناسب مقام **بیشب للرجل ان یختشی ان یراہ الشیطان ویحب ان کان لا یقطع الاکلیہ قد یصلی مکرر قیام** اعلیل میں دوی وغیرہ کہنا اگر شیطان اسکو شک میں ڈالتا ہو فطرہ آنیکے دوسو سو اور واجب بقدر نماز پڑھنے کے اگر فطرہ قطع نہ ہوتا ہو تو بروی رکھنے کے تاکہ نماز سے القدر و طہارت سے حاصل ہونے لگا دیتی کہا جب محدث نے وضو کیا اور جنب نہا یا پیشاب کے بعد پھر اسنو اپنی ذکر پر بھی اور تراویح دیکھی اور اسکو معلوم نہیں کہ وہ پانی ہے یا پیشاب ہو تو وہ وضو کا عادی کرے اور اگر نماز کے اندر یہی بات حاصل ہوئی اور شیطان اسکا بہت دوسو سو والے اور اسکو نجاست کا یقین نہیں ہے تو وہ نماز پڑھتا ہے اور اسکا بیان کرے جس تک اسکی پیشاب ہو نہ کیا یقین حاصل نہ ہو اور جو مبتلا ہو ایسے سو اس کا اسکو چاہیے کہ وہ اپنی شہر گاہ پر پانی چڑھ لے تاکہ اگر تراویح نظر آوی تو اسکو پانی جانے نہ پیشاب کذا فی الخانیہ یا سونے کی حج ذکرہ ان ادخلہ بیدہ انتقص وضو وان دخل بنفسہ لا یسیر دالے کی مفسد باہر نکلی اگر اسکو اپنا ہاتھ سے اندر کر دے یا تو اسکا وضو ٹوٹا اور اگر نہ دیکھو دو داخل ہو گئی تو وضو نہیں ٹوٹا لیکن اگر کچھ نجاست ظاہر ہوگی تو ناقض وضو ہے کذا فی الطحاوی وکذا الوجہ فی بعض المذہبات اور اسطرطہ اگر کچھ نجاست اسکا پیر گیس گیا تو ناقض نہیں مگر مذکورہ آسان فالذی لا یحکم منہ البس الی المتکثر لیس فی بعض المذہبات سے ذکر کے و مرنہون تو جس سے عادت والا پیشاب نہیں نکلتا وہ بمنزلہ زخم کے ہے یعنی اس سے اگر کوئی چیز نکلے گی تو نہ نہ تو ٹیکا جب تک وہ شہر مسائل نہ ہوگی جس سے زخم سے نکلتا بد دن سیلان ناقض نہیں الختہ غیر الشکل وجہ الاخر کا جی طرح وضو منقہ کہ مشکل نہیں اسکی دوسری فرم ہزارہ زخم کے جو تو فطرہ تو ٹیکا بد دن ہونے کے الباقی فیغ القدر وغیرہ میں اور اکثر فقہاء کہتے ہیں کہ وضو ٹوٹے کا دونوں فرم کی پیشاب نکلتی سے سائل ہو یا نہ ہو اسکا حال ظاہر ہو گیا ہو یا نہ ہو نہر الفائق میں زلیلی سے نقل کیا کہ اول قول پر اعتماد کرنا لائق ہے کذا فی الطحاوی و الشیخ انتقص وضو بیکل ارضی مشکل کا وضو ٹوٹتا ہے ہر فرم کے ٹخنو سے بد دن سیلان کے نظر احتیاط کے کذا فی القوییم ہم غرضی مشکل اسکو کہتے ہیں کمر و اور عورت ہوا کسی علامت سے ثابت نہ ہو نہ قبل از بلوغ نہ بعد از بلوغ متبرک الوضو حل یقول ان انکر الوضو للصلو نعم وغیرہ اس سوال وضو کا منکر کا فرم یا نہیں جواب اگر اسنو وضو کا انکار کیا نماز کیواسطی تو مان وہ کا فرما اور غیر نماز کیواسطی منکر وضو نہیں ہو گا ہم نماز کے وضو کا منکر اسواسطی کا فرما کہ اسنو قرآن کی تکذیب کی قال اللہ تعالیٰ انھا الذین احدثوا اذا قئتم فی الصلوة لم یصلوا وغیر نماز اگر جس شخص کے وضو کا انکار کرے گا فرما ہو گا اسواسطی کہ اسکی آیت میں اختلاف ہی چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی تو قطعی کا منکر نہ ٹھہرا مشکل فی بعض وضو نہ ہوا کما مشقہ لوفی خللہ ولہو بک الشک عاقلہ والا لاشک پڑا وضو کے بعض افعال میں یعنی کسی عضو کے فصل میں یا سج میں تو جس فعل میں شک پڑا کہ کیا یا نہیں کیا اسکو پھر کرے اگر اشارہ وضو کرنے میں شک ہوا اور شک کا ہونا اسکی عادت نہ ہو ورنہ عادی نہیں یعنی اگر اشارہ وضو میں شک نہیں پڑا بلکہ بعد وضو کر چکے کے شک پڑا خواہ اسکو شک کی عادت ہو یا نہ ہو اسکو شک کی عادت خواہ اشارہ وضو میں ہو یا بعد وضو ان صورت میں عادی نہ کرے اور شک کی طرف التفات نہ کرے

۴  
وضو منقطع ہوتا ہے اگر کسی عضو کے فصل میں شک پڑے اور اگر اشارہ وضو کرنے میں شک ہو جائے تو وضو صحیح ہے بشرطیکہ وضو کرنے کے بعد دوبارہ وضو نہ کرے اور اگر اشارہ وضو کرنے میں شک ہو جائے تو وضو صحیح ہے بشرطیکہ وضو کرنے کے بعد دوبارہ وضو نہ کرے





بان کی ہر نوا شکل ساقط ہو گیا ہم یعنی جب صر جہ کو علت قرار دیا تو زمینی کا اقرض ساقط ہو گیا حاصل اقرض کا یہ ہے کہ اگر داخل قلفہ کا غسل  
 میں دھونا واجب نہیں باوجود صیغہ مبالغہ فاکہر کے تو اسکو جہل بدن کا حکم دیا تو اس میں پیشاب کے قطرہ آنے سے کیوں وضو تو مٹا ہی نہیں  
 صحیح بقول اقرض کیوجہ یہ ہے کہ عدم وجوب غسل دفع حرج کیوجہ سے جو نہ اسواسطہ کہ یہ ظاہر بدن نہیں ہر وہی المسعودی ان علی  
 فتح القلقۃ بلامشقة فی الاورسودی میں جو کہ اگر کہو لانا قلفہ کا بدن مشقت کے ہو سکتا نذر کا دھونا واجب ورنہ واجب نہیں  
 ہم اسی نو کو شربلانی نے پسند کیا ہے اور اسکی کثرت نعم القدر کا کلام شیر ہو اسواسطہ کہ سقوط کو مفید نہ کر کیا ہر تو جہاں حرج نہیں دمان  
 دھونا بھی ساقط نہیں کذا فی الطحاوی وکفی بل اصل صغیر تھا ہے شعر اللہ للخصف للرجل ج اور کفایت کرنا ہر کرنا اور ہلکنا عورت کی  
 گوند ہی چوٹی کی جڑ کا یعنی گوند ہی بالوں کا دھونا عورت پر فرض نہیں جڑوں کا ترک کرنا کفایت کرتا ہی تکلیف اور مشقت کیوجہ سے صغیر و مراد عورت  
 کے گوند ہی بال ہیں ہم صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں وہ عورت ہوں کہ اپنی سر کی گوند ہی چوٹی خوب مضبوط کر  
 باندھتی ہوں کیا حیض اور جنابت کے غسل کیواسطہ اسکو کہو لاؤں فرمایا نہیں جبکہ تو تین بار دھونا تو تین پانی لیکر سر پر ڈالنا کفایت کرتا ہی ہے  
 اپنا اور پانی کا بہانا اور پاک ہونا اور ابو داؤد میں ثوبان سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کا سوال ہوا تو فرمایا کہ مرد تو پانی  
 بال کہو لاؤں اور بالوں کو دھو دی بہا تک کہ بالوں کی جڑ تک پہنچے اور عورت پر تو بالوں کا کہو لانا ضرور نہیں اسکو تو تین چلو جس کے پانی سر پر ڈالنا  
 کفایت کرتا ہی ہے کذا فی التیسیر اما المنقوض فیخص غسل کلہ اتفاقاً اور عورت کو کہلے بالوں کا تو بالکل دھونا فرض ہے بالاتفاق یعنی یہاں  
 فقط جڑوں کا ترک کرنا کافی ہو گا و لو لم یستل اصلاً یا یجب قطعاً عطاء لم یصلح در اگر گوند ہی چوٹی کی جڑ سے ہیکے تو چوٹی کا کہو لانا واجب ہے  
 ہر طرح سے بھی قول صحیح ہر طرح کہو لانا واجب ہو خواہ اس میں تکلیف ہو یا نہ ہو اور فریمیم دعویٰ ہے کہ بالوں کا پھڑنا دھونیکے بعد ضرور ہی خواہ  
 گوند ہی ہوں یا کہلے کذا فی الطحاوی و لو قطعاً کسئل لیس ہا ترک کسئل اور اگر سر کا دھونا عورت کو ضرر کرے تو سر کا دھونا چوڑ دھو یعنی وضو  
 ضرر سر کا دھونا اور سر کرنا بھی غسل جنابت وغیرہ میں ساقط ہے سر کو چوڑ کے باقی بدن دھو دی پاک ہو جاوے گی وقیل تمسکاً بالعبیون  
 کہا کہ سر کو مسح کر ہی اگر دھونا نہ کرے تاہو لا تمتنع و وجہ اس میں فی التیمم اور نہ منع کر ہی اپنی زوج کو جماع سے اور اسکا ذکر آگے آچکا ہم  
 مساکیم ہم یعنی اگر عورت کو سر کا دھونا ضرر کرے تاہو اس قدر سر اسکو اپنی شوہر کا روکنا جماع سے نہیں پہنچا ہی اسواسطہ کہ وہ شوہر کا حق ہو اور  
 اسکو دفع ضرر کا علاج ہے یہ کہ بقول اول غسل اور نہ دو نو کو ترک کر ہی یا بقول ثانی سر کو مسح کرے کذا فی الطحاوی لا یلغی بل صغیر قد  
 فینقصها وجہاً و لو علوئاً و ذکر کیا لامکان حلق کفایت نہیں کرتا ہی مرد کی گوند ہی چوٹی کا ہلکنا تو واجب یعنی فرض ہی اسکا کہو لانا  
 اگرچہ مرد علوی یا تری ہو اسواسطہ کہ مرد کو سر کا مونڈنا یعنی بدون قباحت اور بدنامی کے ممکن ہو چوڑ خلاف عورت کے ہم علوی یعنی سادہ  
 مرتضوی اور ترکیوں کی عادت ہو بال رکھنی اور چوٹی گوند ہی کی اسواسطہ انکو بالخصوص ذکر کیا ولا یجتمع الطہارۃ وینزع اے خذ باب و  
 بر عورت لو یصل الماء تحتہ و طہارت کا مانع نہیں کہی اور مہر کا وہ گواہ جسکو بیچ پانی نہیں پہنچا اسواسطہ کہ اس سے بچا ممکن نہیں کذا فی الطحاوی  
 و حیثاً و لو حیثہ نہ یقوت اور نہ مہندی طہارت کی مانع ہے اگرچہ مہندی کا جرم لگا ہو سبکافنوی ہی ہم لیکن اگر مہندی کا جرم ہو گا تو  
 اسکو نیچے پانی کا پونچنا ضرور ہے اور اگر نہ پونچے گا طہارت حاصل نہوگی و لہذا بحر الرائق میں کہا ہے کہ اگر عورت نے اپنی سر میں خوشبو چسکائی ہو  
 اسطرح کہ پانی بالوں کی جڑوں میں نہ پہنچتا ہو تو اسپر واجب ہو اسکا دور کرنا کذا فی الطحاوی و حسن و شیخ عطف تفسیر و کذا  
 دھون و مسوحہ اور نہ میل بدن کا مانع طہارت ہے اور اسطرح تیل اور چکنائی مانع طہارت کی نہیں شارح نے کہا و شیخ کا عطف تفسیری ہے  
 یعنی وزن اور نہ دھون بیک معنی ہیں و ذاب و طین و لو قطعاً مطلقاً ای صبر و دیا و حدیثی الا صحیحہ اور خشک مٹی اور گیلی مٹی مانع  
 طہارت کی نہیں اگرچہ ناخن کے اندھ ہوا وہ شخص گوار ہو یا شہر کا رہنے والا دونوں برابر من قول اصح میں ہم اور فریمیم قول صحیح ہے

و لو حیثہ نہ یقوت  
 و لو قطعاً مطلقاً  
 و لو قطعاً مطلقاً  
 و لو قطعاً مطلقاً

کہ شہری کے حق میں ناخن کی مٹی مانع طہارت ہے مگر نادر کے حق میں اس واسطے کہ شہری کا بدن چمکانا ہوتا ہے تو پانی نفوذ نہیں کرنا طہارۃ ہی نے کہا  
 قول امیر کی وجہ یہ ہے کہ بہر صورت پانی نفوذ کر جانا ہے بخلاف خوجین بر خلاف گوئیے آنے کی مانند کہ وہ طہارت کا مانع ہے عدم نفوذ کی  
 وجہ سے ہم کو نہوئے کی مانند وہ چیزیں ہیں جنہیں پانی سرایت نہیں کرتا چنانچہ چمکانی ہوئی روٹی اور میل کے پڑے ناکین اور کہاں مچھلی کی کذا  
 فی البحر ولا یجمع ما علیہ صفحہ صلیح در مانع طہارت کی نہیں وہ چیز جو گرہ کے ناخن پر جگہی ضرورت کیوچہ ہو اور بعضوں کے نزدیک مانع جو  
 سفیرات میں کہا کہ اول قول پر فتویٰ ہے کذا فی السنن عورتیں ہندوستان کی جوسی لگانی ہیں اگر فقط رنگ ہی بدو نہ جرم کے تو ظاہر اسندی  
 کی مانند مانع طہارت نہیں اور اگر جرم ہے جسکو دھڑی کہتے ہیں تو ظاہر عین کی مانند مانع طہارت ہے واللہ اعلم والہما بین استناہ او  
 فی سببہ الموقوف بہ یقویٰ و یقال ان صلیبا منع و مہلک صحیح اور مانع طہارت کا نہیں وہ کہانا جو دانوں کے اندر رہتا ہے یا پوے دانت کی  
 اندر گھس جاتا ہے اسی قول کا فتویٰ ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر وہ سخت اور خشک ہو تو طہارت کا مانع ہے ہی قول میچم ترے ہم رسم سختی  
 میں مذکور ہو گیا کہ فتویٰ مقدم ہے اصم وغیرہ سے طعام بامین الاسنان اس واسطے مانع طہارت نہیں کہ پانی لطیف چیز ہے ہر جگہ غالباً سرایت کر جاتا  
 ہے ایسا نہ کرے جنہیں من بحر الرائق میں فقیہ ابو اللیث اور فتاویٰ فصلی سے نقل کیا کہ حسیا بھہ ہو کہ اسکو نکال کے پانی اور سپر بہا دی  
 کذا فی الطحاوی و لو کان خاتمہ صلیبا منع او کہ وجہ اکثر اور اگر غسل کرنے والی انگوٹھی تنگ ہو تو واجب ہو کہ اسکو نکال ڈالو یا ہلا دو  
 جیسا کہ ابی کا نکالنا یا گھمانا واجب ہے یعنی انگوٹھی اور بالی کا اتنا ہلانا اور گھمانا چاہیے کہ وہ ان پانی پونچھ جائیگا گمان حاصل ہو و لو تکرر  
 یثقب اذنیہ ثم قد حل الماء فیہ اے الثقب عند من ردہ علی اذنیہ اذنیہ اور اگر اسکو کان کے سوراخ میں بالی ہو سو پانی پونچھ گیا  
 سوراخ میں کان پانی بہنے کیوقت تو فاسل کو کفایت کرنا ہو کسبتی و اذن دخلہما الماء یسیر ناف اور کان میں پانی داخل ہو گیا اور پھر  
 سائل ہونے سے نو کفایت کرتا ہے یعنی ادھکی وغیرہ داخل کرنا ضرور نہیں والا یدخل اذخلہ و لو باصبعہ ولا ینکف بجمشید و نحوہ لکن للفقہ  
 غلبۃ طہارۃ بالوصول اور اگر سوراخ میں پانی نہ گیا تو قصد ادا خل کرے اگرچہ اپنی ادھکی سے اور کڑی اور مانند اسکو سینک وغیرہ سے پانی  
 داخل ہونے کے لئے خلف کرے اور پانی پونچھو میں اپنی گمان کا غلبہ معبر ہے یعنی جب اپنی اٹھل میں آگیا کہ پانی وہاں پونچھ گیا ہو گا تو زیادہ  
 خلف اور دوسراں کرے **فروع** مسائل لمحقہ شارح کے سنن المصنوعہ او جزء من بدنیہ فصل فی الذکر فلو نفل انہ یعد بعد  
 صحۃ شمسہ بخانیو الاکلی کرنا یا کچھ بدن کا دھونا بھول گیا پھر اسنو نماز پڑھی پھر اسکو یاد آیا تو اگر وہ نماز اقل تھی تو اسکا اعادہ کرے شروع  
 نماز کے میچم پڑھے یعنی بسبب ناپاکی کے نماز کا شروع کرنا صحیح نہ تھا تو نماز اوپر لازم نہ ہوتی تو اسکا اعادہ بھی لازم نہ ہو گا علیہ غسل وقتہ جل  
 لا یدعہ وان سلا وہ مرد پر غسل کرنا واجب ہے اور وہاں لوگ ہیں تو نہانے کو نہ چھوڑے اگرچہ لوگ اسکو دیکھیں ہم یہ تصور نہیں ہے کہ پردہ  
 وہاں نہیں ہو سکتا اور نماز کے فوت ہو جائیگا ڈرے اور جو عہد اسکو دیکھتا وہ گنہگار ہو گا نہانیو الامعذور ہے والمراد بان رجلا ورجلا  
 ویناء توخرہ لاین یستلک فقط اور عورت درمیان مردوں کے یا درمیان مردوں اور عورتوں کے نہانے میں تاخیر کرنا تاخیر کرے  
 فقط عورتوں میں ہم اسواسطے کہ نظر کرنا جنس کا ہم جس کی طہارت خفیہ تر ہے بر خلاف غیر جنس کے والیختلف فی الرجل بین رجل ورجلا ویناء  
 فقط کما یستلک ابن التیمیۃ اور اختلاف ہے اس مرد کے غسل کرنے میں جو درمیان مردوں اور عورتوں کے یا فقط درمیان عورتوں کے واقع ہے  
 چنانچہ ابن شہنہ شارح دیبانیہ نے اسکو مشرودہ جابیان کیا ہے ہم ظاہر کلام شارح اسکا متفق ہی ہے کہ یہ مسئلہ مذہب میں منصوص ہے اور اس میں اختلاف  
 واقع ہے حالانکہ ایسا نہیں اسکو کہ شارح دیبانیہ نے تصریح کی ہے کہ میں اس مسئلہ کی نقل پر واقف نہیں ہوا اگر قیاس یہ چاہتا ہے کہ مرد عورتوں میں  
 مردوں اور عورتوں میں غسل کو تاخیر کرے اور حشمت کو کسب صحت میں کشف حدت جائز نہیں کذا فی الطحاوی مختصر و یلیغ لہا ان تلتیم و  
 نصیر لہا کشف عاقل الباء اور حدت کو چاہیے کہ تیم کرے بعد نماز پڑھی اسواسطے کہ عورت مرد و نہین شرعاً پانی کے استعمال سے عاجز ہو





فیستحب

والا حتم بأعضاء الوضوء شامکہ وہ نقبا جو بانوں دھونے کے تاوقتیکہ نقطہ انیسواں اسطر تاخیر کو مستحب جانتے ہیں تاکہ غسل کی ابتدا اور ختم و وضو کے اعضاء پر کذا فی البحر وقولہ الوضوء او لا یأتی بہ ثانیاً لانه لا یشترک وضوءان للغسل لثباتہما اور نقبا نے کہا جو کہ اگر غسل میں پہلے وضو کیا تو بعد غسل کے دوسری بار وضو نہ کرے اس واسطے کہ ایک غسل کو اسطر دو وضو الاثنان مستحب نہیں اما لو توضأ بعد الغسل واختلف المجلس علی مذہبنا وفضل بینہما بصلوة کقولہ لثباتہما فہو مستحب اگر بعد غسل کے وضو کیا اور مجلس بدل گئی ہم حنفیوں کے مذہب پر یاد اور وضو میں نماز کو حاصل واقع کیا شافعیوں کے تو لگی مانند تو بیحد دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے ہم یہ بحث ہے صاحب بحر کی اور سابق مذکور ہو گیا کہ وضو پر وضو نور علی نور ہے اگرچہ مجلس بدلے ہو اور جو وضو کہ اس طرف میں داخل ہے وہ دوسری بار وضو کرنا ہی جائز ہے اس کی تحقیق صاحب شہر کلام سے وضو کے مسائل میں مذکور ہو چکی کذا فی المطالعہ ہی تہ فیض العلماء علی کل بکدہ ثلثا مستوعبا صحت العلماء المتفقون فی الشرع للوضوء والغسل وهو ثمانیۃ اشرطالی پھر وضو کے بعد پانی بہا دے یا پھر تمام بدن پر تین بار برابر تمام اعضاء پر پانی پونہ چار اور مقدار پانی سے وضو اور غسل کرے جو مقدار مقرر اور معین ہے شرع میں وضو اور غسل کیو اسطر اور وہ آٹھ رطل پانی ہے ہم غسل کیو اسطر ایک صاع پانی معین ہے اور وضو کیو اسطر ایک مد اور صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ہر مد دو رطل کا اور رطل سے مراد بعد ادا دی رطل ہے جو ۱۲۰ درم کا ہوتا ہے اس واسطے کہ نقبا نے صاع کا اندازہ کیا ہے کہ اوسمین ۱۲۰ درم بھر ہو گا یا مسوسما و کذا فی المطالعہ وی کردات وضو کے ترجمہ میں مذکور ہو چکا کہ لکھنؤ کے حساب سے مد تخمیناً تین پاؤ کا ہوتا ہے اور صاع تین سیر نیم کا ہے صحیحین ابی بن امام محمد باقر سے مروی ہے کہ ہم جابر بن کے پاس تھو سو لوگوں نے غسل سے سوال کیا جو جابر نے کہا کہ ایک صاع تک جو کفایت کرتا ہے یا کم و کثرت کہا کہ مجھ کو اس قدر کافی نہیں تو جابر نے کہا اس شخص کو صاع کفایت کرتا تھا جس کے بال تھبہ سو زیادہ تر تھو اور وہ تھبہ سے بہتر تھا یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی التیسیر وقیل المقصود عدم الاستیفاء اور بعضوں نے کہا کہ آٹھ رطل سے مقصود عدم استیفاء ہے ہم شارح نے بسبب ترمیم تفسیر قول کہیتر اشارہ کیا اور شرنبلالی نے اپنی متن میں سہی قول پر اعتماد کیا جو حکم الراقی بن کہا کہ تقدیر مذکور لازم نہیں یہاں تک کہ اگر پورا غسل کرے یا نہ سے کم پانی میں تو کافی ہے اور اگر کفایت نہ کرے تو صاع سو زیادہ کرے اس واسطے کہ آدمی کی طالع اور احوال مختلف ہوتے ہیں ایسا مذکور ہے بالعم میں اور نووی شافعی نے عدم لزوم تقدیر پر اجماع نقل کیا ہے کذا فی المطالعہ وفي الجہاہل کاشمل فی الداء الجاری لانه غیر مضیع وقت قد دعنا عن اہمستحسانی اور جابر میں ہے کہ جاری پانی میں اسراف نہیں ہے اس واسطے کہ وہ پانی تلف نہیں ہوتا ہے اور غنی اس مسئلہ کو مقدم ذکر کیا ہے نعمانی سے نقل کر کے ہم یہ قول ضعیف ہے چنانچہ اس کی تفسیر مسائل وضو میں شرم مذکور ہو چکی تادیباً بحسب کتبہ الاکتاف تہ الاکتاف شرم راسیہ تہ علی بعینہ بد نہ مع ذلکہ ندنا وقیل یکتفی بالی ایں وقیل یبذل ابا ایں وصلا لا حصر وطأہ الروایۃ والا حادیث قال فی البحر وہ یستغنی فی الغسل عن شروء کتاہو اپنی داہنی نوٹ ہے پھر اسکو بعد بائیں نوٹ ہے پھر اپنی سر سے پھر بائیں بن پر لینے کے ساتھ استحباب کی رد و اور بعضوں نے کہا کہ اول داہنی نوٹ ہے پھر پانی بہا دے پھر دوسری بار سر پر اور بعضوں نے کہا کہ سر سے پانی بھانا شروع کرے اور یہی قول صحیح تر ہے اور ظاہر الروایۃ اور ظاہر الاحادیث جو حکم الراقی کے مصنف نے کہا اور اسیر جہی یعنی چونکہ سر شروع کرنا ظاہر الروایۃ اور ظاہر الاحادیث ہے لہذا در کی تصحیح کی تفسیر کی گئی ہے یعنی در میں جو ملاحظہ ہو ناخبر سر کی تصحیح کی ہے سو وہ ضعیف قول ہے ہم ظاہر الروایۃ وہ مسئلہ ہے جو امام محمد کی کتب میں مروی ہے یعنی بسط وجس کو اصل بھی کہتے ہیں اور جامع کبیر اور جامع صغیر اور زیادات اور تیسرے اور حاکم شہید کی دو کتاب میں یعنی مستغنی اور کافی جو مستخرج ہیں کتب خمسہ مذکورہ ہیں وہ بھی ظاہر الروایۃ ہیں اما احادیث پس حضرت مہموز رضی اللہ عنہما سے صحاح میں مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فصل جنابت کیو اسطر پانی لائی سو حضرت نے دونوں ہاتھ دوبار بائیں بار دہو تھو پھر آپ نے دونوں ہاتھ ڈائے برتن میں پھر پانی ڈالا شرمگاہ پر اور بائیں ہاتھ سے اسکو دہو یا پھر بائیں ہاتھ زمین پر غوب رگڑا پھر دھو کر کیا نماز کا ساتھ وضو پھر بن بار سر پر پانی ڈالا پھر بائیں بدن دہو یا پھر اس مقام سے علیحدہ ہو کر پھر دونوں ہاتھ دہو کر کذا فی اغنی شرم والہ

اور جب رسول اللہ جامع الاصول بن مصالح سب سے سخت تر ہوا کہ رضی اللہ عنہما کی حدیث یوں منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل  
 جنابت کرتے تھے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوئے پھر نازکی مانند وضو کرتے پھر اٹھائیں پانی میں ڈالتے اور اسی بالوں کی ٹھون میں غلال کرتے  
 یہاں تک کہ ساری جلد پر پانی پونچ جائے گا فلن حاصل ہو تا اب اوپر تین بار پانی مہاتے پھر باقی بدن کو دھوتے پھر دونوں ہاتھ دھوتے اور پھر  
 کی ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ جب غسل جنابت فرماتے تو پانی کا برتن ہاتھ میں لیتے اور کمر دھنی طے و شرمہ کرتے پھر کمرے میں  
 طرف سے آتے پس ان احادیث مجھ سے بعد وضو کے نہانے کی ابتدا اس سرسخت ثابت ہوئی اور ختم غسل کا پانچویں اور پہلی مذکور ہے ہدایہ میں  
 تو اسکو قوی اور سنون سمجھا جائے واللہ اعلم وفتح نقل بکے عضو الی عضو فی غیرہ بشرط التقاطط اور غسل میں مجھ سے  
 ایک عضو کا پانی دوسری عضو پر لیجا یا شرط ٹپکنے کے ہم یعنی نقل میں پیشہ رو ہے کہ دوسری عضو پر جا کر ٹپکے تاکہ دھونا اسکا ثابت ہو  
 چہرہ یا منصف نے اپنی شرح میں یہ شرط قاطع کی شرط کے ساتھ نوادہ ناجیہ سے نقل کیا ہے کہ فی الوضوء لعماد البدن کلہ کعضو واحد  
 نقل کرنا ایک عضو کا پانی دوسری عضو کی واسطے وضو میں مجھ نہیں اس واسطے کہ یہ مذکور ہو گیا ہے کہ غسل میں تمام بدن ایک عضو کی مانند یعنی برص  
 وضو کے کہ اس میں چار عضو جدا ہیں و فرض الفصل عند دخول منی من العضو اور غسل فرض کیا گیا ہے نزدیک ٹپکنے منی کے  
 عضو سے یعنی ذکر اور فرج سے والا فلا یفرض اتفاقاً لانه فحکم الیٰ کلین اور اگر منی عضو سے باہر نہ نکلی تو بالاتفاق غسل ضروری نہیں  
 اس واسطے کہ وہ باطن اور داخل کے حکم میں ہے یعنی شرع میں اسکا اعتبار نہیں جیسے بدن کے اندر کی نجاست کا اعتبار نہیں جنابت ثابت  
 ہوئی ہو وہ سب ایک متفصل ہونے منی کے شہوت سے دوسری داخل سے آدمی کی شرمگاہ میں کذا فی النجاسۃ صنف فصل عن متصرعہ مصلوب  
 و تریب المراءاة وہ منی جو جدا ہوئی اپنی ٹپکانے سے وہ یعنی منی کا ترار گاہ مرد کی بیٹھ ہے اور عورت کی چپائی کی ہڈیاں و  
 منیہ و بیض اور مرد کی منی سفید ہے یعنی اور گاڑی کے ٹپکنے سے اس سے است ہو جاتا ہے و منیہا احضرت اور عورت کی منی زرد ہے یعنی  
 اور تلی فلو اغتسلت فخرج منہا منی انت کان منیہا عادت الفصل لا الاصل و الا لہا تو اگر عورت نے مرد کی صحبت کے بعد  
 غسل کیا پھر اسکی شرمگاہ سے منی نکلی تو اگر عورت کی منی سے یعنی زرد اور دھنیق ہے تو غسل کا اعادہ کرے نہ اس نماز کا جو غسل کے بعد  
 اس منی کے ٹپکنے سے پہلے پڑھی اور اگر عورت کی منی نہیں بلکہ مرد کی منی سفید اور گاڑی عورت کی شرمگاہ سے نکلی تو عورت دوسری باغسل کرے  
 ہم اعادہ غسل کا امام اور محد کے مقدمہ قول پر ہے کیونکہ پہلا غسل ٹوٹ گیا اور اعادہ نماز کا اس واسطے نہیں کہ نماز اس وقت ادا ہوئی جبکہ  
 منی در حکم باطن کے تھی تو نماز باطل نہ ہوگی نزول منی سے بعد اسکی کذا فی المطاویٰ لیشہوۃ اے لدقہ ولو حکمنا کحکم غسل فرض ہم نماز  
 اس منی سے جو شہوت یعنی لذت کے ساتھ نکلے اگرچہ لذت حقیقی نہ ہو بلکہ لذت حکمی ہو جیسے خواب دیکھنے والے کی لذت ہم افلام والیکو حقیقی  
 لذت نہیں ہوتی کیونکہ اسکا اور اک منحور ہے درین میں ہے کہ شہوت کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر منی بھاری چیز کو اٹھانے سے اور مانند اسکی  
 بلا شہوت نکلے تو غسل فرض نہیں خلافاً لشافعی و لحدیثہم الذق لیسئل منہ المراءاة لان الذق فیہ غلط اھل اور مصنف منی کی حسرت  
 میں ذق کا لفظ جو یعنی او چلنے اور کودنے کے ہے ذکر کیا تاکہ منی عورت کو بھی شامل رہی اس واسطے کہ او چل کر منی نکلتا عورت کی منی میں  
 نہیں ہدایہ اور کنز میں ذق مذکور ہے لیکن چونکہ امام اور محد کے نزدیک اھلیل سے منی ٹپکنے میں ذق شرط نہیں اور عورت کی منی میں ذق  
 ظاہر نہیں لہذا مصنف نے عبارت کتب مذکورہ سے عدول کیا مصنف نے اپنی شرح میں دلوالی سے نقل کیا کہ منی عورت کی ذاق نہیں یعنی کو ذکر نہیں  
 نکلتی اسکی چپائی سے شرمگاہ میں اور تراتی ہے مطاویٰ نے کہا کہ ایسا محمل کے سبب سے اس میں ذق نہیں ہوتا اور اس میں خارج کی طے نہ  
 کرنے کی قوت نہیں برخلاف مرد کے کہ نگلی محمل سے اسکی منی خارج کی طے نہ ہوتا ہے و اما سنادہ الیہ الصافی فلو تعلق  
 خلق من ما وکذا فی الایۃ فیحصل التعلیل اور عورت کی منی کی طے نہ بھی ذق کی نسبت کرنا حق تعالیٰ کے اس قول میں کہ خلق من ما وکذا فی





وجوب غسل کا اعتراض دار نہ ہوگا اس واسطے کہ خنثہ مشکل کا حشفہ اور فرج مشکوک الوجود ہو اور مصنف کا کلام متحقق الوجود میں ہو اور مشکوک فاعل ہو  
میں غسل اس واسطے واجب نہیں کہ شاید وہ عورت ہو اور اسکا ذکر عضو زائد ہو تو اسکا داخل کرنا بمنزلہ داخل کر کے ہو اور اس طرح دوسرے  
خنثہ کی فرج میں اگر اسنو داخل کیا تو غسل دونوں پر نہیں کہ شاید وہ نون مرد ہو اور دونوں فرجین زائد ہوں اور خنثی مشکل کے مفعول ہونے  
میں غسل نہیں کہ شاید وہ مرد ہو اور اسکی فرج بمنزلہ زخم کے ہو اور فرج کی نقسید سے معلوم ہو گیا کہ خنثی مشکل کی درمیان اگر کوئی اعضا کا داخل ہوگا  
تو فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہوگا اور سبیلین سے مراد ذکر اور فرج جو اس واسطے کہ بر خنثی مشکل کی ثابت الوجود ہو بلا شک تو اگر شاک  
ہوں کہنا لائق الکلام نے خنثہ و فرج محققین تو نہیں ہوتا کہ انہی اصطلاحی وعقدیہ مستقیقہ سے جزوۃ السکران و  
المغصہ علیہ المذیٰ حیثا و مذبذبا وان لم یثبذ کما لا احتیاج لہ اور غسل فرض ہو نہ دیکھیں مستقیقہ یعنی سوکر جاگنی دلیکو منی  
کو یا ندی کو بد نہ پراکپڑے پر اگرچہ احتلام ہونا اسکو یا نہ ہو شارح نے کہا مستقیقہ کی قید سے منوالی اور غشی والے کی ندی کا دیکھنا نکل گیا  
ہم یعنی اگر بعد ہوشیار ہونیکے متوالا یا صاحب غشی ندی دیکھ لگا تو دونوں پر غسل نہیں برخلاف مستقیقہ کے وہ فرق یہ ہے کہ غشی منہ ہونے پر  
احتلام کا راحت پانے کے سبب سے تو ندی کا دیکھنا منی پر محمول ہوگا احتیاط کی راہ سے کہ شاید ہو اگی گرمی یا غذا کے سبب سے منی تلی ہو گئی  
اور متوالے اور صاحب غشی میں یہ سبب متحقق نہیں یعنی مستی اور غشی اخت کا سبب نہیں ہی کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر مستی پیش بعد افاقہ منی  
دیکھیں گے تو بالاتفاق غسل واجب ہوگا معلوم کرنا چاہیے کہ مستقیقہ کا مسئلہ بارہ صورتوں کا متحمل ہے اس واسطے کہ یا اسکو یقین ہو کہ وہ ندی  
یا ندی یا قوی ہو یا اسکو شک ہو منی یا منی اور ددی میں یا ندی اور ددی میں اور ان چہ صورتوں میں کسی صورت کے ساتھ  
احتلام یا دہر یا نہیں تو غسل واجب ہو بالاتفاق جب منی کا یقین ہو احتلام یا دہر یا نہ ہو یا ندی کا یقین ہو احتلام کے یا دہر ہونیکے ساتھ یا  
ہے ندی یا ندی میں یا ندی یا ددی میں اور احتلام یا دہر یا نہ ہو یا ندی کا یقین ہو احتلام کے یا دہر ہونیکے ساتھ یا  
تو غسل واجب نہیں احتلام یا دہر یا نہ ہو یا شک ہو ندی یا ددی میں اور احتلام یا دہر یا نہیں یا یقین ہے ندی کا اور احتلام یا دہر یا نہیں  
نے ان صورتوں میں سے چار صورتوں کو ذکر کیا اسلئے کہ جمیع خبریات کا بیان کرنا لازم نہیں ہے مخصوص نادرۃ الوجود کا کذا فی الطحاوی و فتح الباری  
ندی سفید پتلا پانی ہے جو حالت انتشار میں عورت کی ملاعبت کے ساتھ نکلتا ہو اور ددی گاڑا پانی سفید ہے جو میناب کے بعد اور غسل کا  
کے بعد خارج ہوتا ہے احتلام لغت میں خواب دیکھنے کو کہتے ہیں اور استعمال میں خواب جماعی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اکثر انزال منی کا ہوتا ہے  
یا لا اذ اعلم انه صدق و کذب ان الله قد علم ما فی قلوبہ و کان ذکرہ مستشیرا فی اللہ و لا علیہ الا اتفاقا گو جبکہ مستقیقہ کو یا یقین  
معلوم ہو کہ وہ ندی ہے بشرطیکہ احتلام یا نہ ہو کذا فی الطحاوی یا اسکو شک ہو کہ وہ رطوبت ندی یا ددی ہو یا اسکا ذکر مستادہ تھا  
سہو یا تو اس پر غسل نہیں باتفاق طرفین اور ابو یوسف کے ہم اس واسطے کہ اگر ذکر منتشر تھا سو سہو پہلے تو جو رطوبت پائی گئی جاگتے کے بعد  
تو وہ اسی مستادگی کے آثار سے ہوگی تو اس پر غسل لازم نہ آوے گا لیکن اگر اسکو منی ہونیکا گمان غالب ہوگا تو غسل لازم آوے گا اور اگر سوچنے  
کیونکہ اسکا ذکر ساکن یعنی مستادہ ہوگا تو اس رطوبت کو منی قرار دینے کے اور اسکو غسل کرنا لازم ہوگا شمس المہ حلوانی نے کہا یہ مسئلہ اکثر ائمہ  
ہوتا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں تو اسکا یاد رکھنا ضرور ہو کذا فی الخانیہ کا لودجے جیسو ددی کے دیکھنے میں غسل نہیں باتفاق احتلام یا دہر یا  
لکن فی الجملہ الا انہ انما مضطجعا و یثبثون انہ حیۃ و قد ذکر حکما فاعلیہ العسل و الناس غما فلیکلین بواہر و اہر حاشیہ  
و ناظرین یہ ہے کہ منتشر قبل النوم میں غسل نہیں مگر جبکہ وہ شخص کرٹ پر سو یا یا اسکو منی ہونیکا یقین ہو گیا یا اسکو احتلام یا دہر یا دہر یا  
منی یا ندی کے ہونے میں شک واقع ہے کذا فی الطحاوی تو ان تینوں صورتوں میں اس پر غسل واجب ہے اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں  
لا یفرض ان تذکرہ لومع اللہ و الا نزل و لم یزل علی رأس الذکر بل لا یجاء غسل فرض نہیں بالاتفاق اگر احتلام یا دہر

اس کا جواب ہے کہ اگر وہ عورت ہو اور اسکا ذکر عضو زائد ہو تو اسکا داخل کرنا بمنزلہ داخل کر کے ہو اور اس طرح دوسرے  
خنثہ کی فرج میں اگر اسنو داخل کیا تو غسل دونوں پر نہیں کہ شاید وہ نون مرد ہو اور دونوں فرجین زائد ہوں اور خنثی مشکل کے مفعول ہونے  
میں غسل نہیں کہ شاید وہ مرد ہو اور اسکی فرج بمنزلہ زخم کے ہو اور فرج کی نقسید سے معلوم ہو گیا کہ خنثی مشکل کی درمیان اگر کوئی اعضا کا داخل ہوگا  
تو فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہوگا اور سبیلین سے مراد ذکر اور فرج جو اس واسطے کہ بر خنثی مشکل کی ثابت الوجود ہو بلا شک تو اگر شاک  
ہوں کہنا لائق الکلام نے خنثہ و فرج محققین تو نہیں ہوتا کہ انہی اصطلاحی وعقدیہ مستقیقہ سے جزوۃ السکران و  
المغصہ علیہ المذیٰ حیثا و مذبذبا وان لم یثبذ کما لا احتیاج لہ اور غسل فرض ہو نہ دیکھیں مستقیقہ یعنی سوکر جاگنی دلیکو منی  
کو یا ندی کو بد نہ پراکپڑے پر اگرچہ احتلام ہونا اسکو یا نہ ہو شارح نے کہا مستقیقہ کی قید سے منوالی اور غشی والے کی ندی کا دیکھنا نکل گیا  
ہم یعنی اگر بعد ہوشیار ہونیکے متوالا یا صاحب غشی ندی دیکھ لگا تو دونوں پر غسل نہیں برخلاف مستقیقہ کے وہ فرق یہ ہے کہ غشی منہ ہونے پر  
احتلام کا راحت پانے کے سبب سے تو ندی کا دیکھنا منی پر محمول ہوگا احتیاط کی راہ سے کہ شاید ہو اگی گرمی یا غذا کے سبب سے منی تلی ہو گئی  
اور متوالے اور صاحب غشی میں یہ سبب متحقق نہیں یعنی مستی اور غشی اخت کا سبب نہیں ہی کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر مستی پیش بعد افاقہ منی  
دیکھیں گے تو بالاتفاق غسل واجب ہوگا معلوم کرنا چاہیے کہ مستقیقہ کا مسئلہ بارہ صورتوں کا متحمل ہے اس واسطے کہ یا اسکو یقین ہو کہ وہ ندی  
یا ندی یا قوی ہو یا اسکو شک ہو منی یا منی اور ددی میں یا ندی اور ددی میں اور ان چہ صورتوں میں کسی صورت کے ساتھ  
احتلام یا دہر یا نہیں تو غسل واجب ہو بالاتفاق جب منی کا یقین ہو احتلام یا دہر یا نہ ہو یا ندی کا یقین ہو احتلام کے یا دہر ہونیکے ساتھ یا  
ہے ندی یا ندی میں یا ندی یا ددی میں اور احتلام یا دہر یا نہ ہو یا ندی کا یقین ہو احتلام کے یا دہر ہونیکے ساتھ یا  
تو غسل واجب نہیں احتلام یا دہر یا نہ ہو یا شک ہو ندی یا ددی میں اور احتلام یا دہر یا نہیں یا یقین ہے ندی کا اور احتلام یا دہر یا نہیں  
نے ان صورتوں میں سے چار صورتوں کو ذکر کیا اسلئے کہ جمیع خبریات کا بیان کرنا لازم نہیں ہے مخصوص نادرۃ الوجود کا کذا فی الطحاوی و فتح الباری  
ندی سفید پتلا پانی ہے جو حالت انتشار میں عورت کی ملاعبت کے ساتھ نکلتا ہو اور ددی گاڑا پانی سفید ہے جو میناب کے بعد اور غسل کا  
کے بعد خارج ہوتا ہے احتلام لغت میں خواب دیکھنے کو کہتے ہیں اور استعمال میں خواب جماعی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اکثر انزال منی کا ہوتا ہے  
یا لا اذ اعلم انه صدق و کذب ان الله قد علم ما فی قلوبہ و کان ذکرہ مستشیرا فی اللہ و لا علیہ الا اتفاقا گو جبکہ مستقیقہ کو یا یقین  
معلوم ہو کہ وہ ندی ہے بشرطیکہ احتلام یا نہ ہو کذا فی الطحاوی یا اسکو شک ہو کہ وہ رطوبت ندی یا ددی ہو یا اسکا ذکر مستادہ تھا  
سہو یا تو اس پر غسل نہیں باتفاق طرفین اور ابو یوسف کے ہم اس واسطے کہ اگر ذکر منتشر تھا سو سہو پہلے تو جو رطوبت پائی گئی جاگتے کے بعد  
تو وہ اسی مستادگی کے آثار سے ہوگی تو اس پر غسل لازم نہ آوے گا لیکن اگر اسکو منی ہونیکا گمان غالب ہوگا تو غسل لازم آوے گا اور اگر سوچنے  
کیونکہ اسکا ذکر ساکن یعنی مستادہ ہوگا تو اس رطوبت کو منی قرار دینے کے اور اسکو غسل کرنا لازم ہوگا شمس المہ حلوانی نے کہا یہ مسئلہ اکثر ائمہ  
ہوتا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں تو اسکا یاد رکھنا ضرور ہو کذا فی الخانیہ کا لودجے جیسو ددی کے دیکھنے میں غسل نہیں باتفاق احتلام یا دہر یا  
لکن فی الجملہ الا انہ انما مضطجعا و یثبثون انہ حیۃ و قد ذکر حکما فاعلیہ العسل و الناس غما فلیکلین بواہر و اہر حاشیہ  
و ناظرین یہ ہے کہ منتشر قبل النوم میں غسل نہیں مگر جبکہ وہ شخص کرٹ پر سو یا یا اسکو منی ہونیکا یقین ہو گیا یا اسکو احتلام یا دہر یا دہر یا  
منی یا ندی کے ہونے میں شک واقع ہے کذا فی الطحاوی تو ان تینوں صورتوں میں اس پر غسل واجب ہے اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں  
لا یفرض ان تذکرہ لومع اللہ و الا نزل و لم یزل علی رأس الذکر بل لا یجاء غسل فرض نہیں بالاتفاق اگر احتلام یا دہر

اگر چہ نہت اور انزال کے ساتھ خواب یا دہواور حالانکہ اسنو سرزد کر بر طوط کو نہیں دیکھا ہم اتفاق سو راہ بیان نہیں اور محمد کا اتفاق  
اور خلاف نہیں مگر عورتین کذا نے الطحاوی سے ذکر کی قید اتفاقی سے تو یہی حکم ہے اگر کثرت وغیرہ بر طوط کو نہ لکھا و کذا علیٰ کذا مثل  
الرجل علیٰ المذہب اور اس طرح عورت کا حکم سے مرد کی مانند بابر مشہد مذہب کے یعنی بدون دیکھنے بر طوط کے احتلام یا دہونے سے  
عورت پر غسل نہیں جیسو مرد پر غسل نہیں طحاوی نے کہا یہی مذہب متقدم سے سبکے نزدیک اور وہ جو محمد سے روایت ہو عورت کے واجب  
غسل کی وہ اعتماد کے لائق نہیں شمس المومنین نے کہا کہ ہم اس روایت کو نہیں لینے ہیں اتنے مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور اس  
مسئلہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ ام سلمہ ابوطالب کی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
آئی اور کہا کہ جھکو احتلام ہوا یا رسول اللہ حق تعالیٰ شرم نہیں کرتا حق سو کیا عورت پر غسل ہے جبکہ اسکو احتلام ہو فرمایا کہ ہاں جبکہ وہ پانی  
کو دیکھو یعنی جبکہ نہی نظر ہو تو وہی نے شرح مذہب میں اس پر اجماع نقل کیا ہے اگر کوئی کہے کہ تمہارے مذہب میں منہم شرط کا مستحب نہیں  
ہم جواب دیتے کہ حکم غسل کا مطلق بشرط جو تو غسل کا حکم منہم ہوا عدم اصلی سے اور یہ نہیں کہ عدم شرط کو عدم حکم میں اثر ہے اتنے  
انی انہم لم یصلوا ولم یجدوا بین الذین جئنا صلاء ولا حیز ولا تذکر ولا نام قبلہا خیرھا اغتسلت لا اور اگر مسلمان زویہ اور زوج  
پانی یعنی منی یا ندی پانی لگی یعنی زویہ میں بستر پر گئے سونے سے بیدار ہو تو بستر پر منی یا ندی پانی اور تیز کی کوئی وجہ نہیں جس سے مرد یا  
عورت کی منی متعار ہو اور نہ دونوں کو احتلام یا دہواور ان دونوں سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سوا تھا تو وہ دونوں پر نہانا واجب ہو  
احتیاطاً کذا اسے الحنفیہ ہم وجہ تیز کی یہ کہ مرد کی منی سفید اور گاڑی ہوتی ہو اور عورت کی منی تلی اور وہ مرد کی منی طول میں واقع  
ہوتی ہے اور عورت کی عرض میں تو جسکی علامت پانی جاوی اس پر غسل لازم ہوگا اور جسکو احتلام یا دہواور اس پر غسل لازم ہوگا اور جو اس بستر پر  
اول کوئی سوا ہوگا اور منی خشک ہوگی تو ظاہر کسی پر زویہ میں غسل واجب نہ ہوگا کذا فی البحر بحرنا اقولہ حشفہ شافعیہ اقولہ حشفہ شافعیہ ان  
وجہ لہ الا اجماع وجب الغسل والا لا یصل الا حشفہ والا حشفہ الوجہ حشفہ کرمین لیسئلہ قبل یا دہر میں داخل کیا یا بعد حشفہ قطع  
انحنہ نے اس طرح داخل کیا اگر لذت جماع کی پانی تو نہانا واجب ہو اور اگر لذت اور گرمی کذا فی المنع نہیں پانی تو غسل واجب نہیں یا اسے  
قول کے اور زیادہ ترا احتیاطاً ہر غسل کے واجب ہونے میں دونوں صورتیں لذت حاصل ہو یا نہ ہو کذا فی البحر عند القطاع حیض نفاس  
حائض و ما قبلہ میں یا نہا فدا حکم الال شریح اسے یہ ہے حشفہ ہا بل یوجوب الغسل او لراۃ کلا یصل کما فی غسل فرس  
سے حیض اور نفاس کے منقطع ہونے کی نیت خارج ہے کہا یہ یعنی انقطاع حیض و نفاس اور جو اس سے پہلے مذکور ہو چکا یعنی خروج منی اور احتلام  
حشفہ اور رویت مستفیضہ من فیسل نسبت کرکٹ حکم کے ہر طرح شرط کی یعنی غسل واجب خروج منی اور احتلام حشفہ اور رویت مستفیضہ  
اور انقطاع حیض اور نفاس کو اوقات میں نہ ان اشیاء کے سبب بلکہ غسل واجب ہر سبب جب کہ نماز کے سبب ارادہ کرنے اور غسل  
کے جو بدن غسل کے حلال نہیں چنانچہ تلاوت قرآن مثلاً جیسا کہ مسائل و ضوابط میں گذر گیا ہم یعنی نفقہ کی جن کتاب میں خروج منی وغیرہ کو  
غسل کا سبب کہا ہو وہ ان حکم کو شرط کی طرف نسبت کیا ہو کیونکہ امور مذکورہ سبب غسل کے نہیں ہیں بلکہ غسل کی شرط ہیں اور غسل کا سبب نہ  
نے اہلیۃ وجوب صلوٰۃ ہو یا ارادہ تلاوت قرآن مثلاً لا عند حدیثی و کذا ہے غسل فرض نہیں مذی اور دومی کے نکلنے کی نیت اور مستفیضہ  
کو زہدی کے دیکھو سو غسل لازم ہوتا ہو تو اس احتمال سے کہ بدن کی یا ہوا کی گرمی سے منی رقیق ہو گئی جلی الوضوء حشفہ ومن البول حیضاً  
حشفہ طحاوی نے مذکورہ دو روایتوں کو دیکھ کر فرمایا کہ ہم اور اسکا نظیر عرف بعد البول سے یا بول بعد الرعان تو  
اگر قسم کیا ہو منی و منی کو بلا عرف سے پہر اسکو عرف ہو یا پیشاب کیا یا اس کے بالعکس تو وہ خود دونوں سے ثابت ہوگا اور وہ شخص ثابت ہوگا  
اگر کوئی کہے کہ کیا فائدہ ہو دوسری صورت کے وجہ کہ منی اور حالانکہ بول سابق سے خود ضرور واجب ہو گیا اسکی پانچ جواب بحوالہ ان میں مذکور





باعتبار ہر مرد کے انزال کی گھرچہ اوکو معلوم نہ ہو بہن بہن ہوں اور غرض مذکور تمام ہو گا مگر جبکہ بکارت خروہ منی کی مانع ہو اور حلالانہ  
 بر خلاف اسکی ثابت ہو اسراطلو کہ حیض اوسے سبب سے خارج ہوتا ہے ونامہ فی الطحاوی و صحیح ابی یوسف علی الاحوال المسلمین کھانا  
 بجا آتا ہے یسئلوا یا التحفیف المیت المسلم الا الحلیۃ للشک فیہ اور واجب ہو یعنی فرض سے زندہ مسلمانوں پر بطور فرض کفار جماع  
 کی دلیل سے یہ کہ نکلادین مرد مسلمان کو سوا ہر مرد کے جو خستہ مشکل ہو تو اوکو غسل نہ بھیجے بلکہ اوکو غسل کے عوض نیم کرواؤ ہم  
 شارح نے وجوب کی تفسیر فرض کی ماسلوم ہو کر بیان وجوب اصطلاحی مراد نہیں جسے اسلئے مسئلہ میں بھی وجوب سے فرض مراد ہو مصنف نے اپنی  
 شرح میں قسم اللہ برسی نقل کیا کہ یہ فرضیت اجماع سے ثابت ہو اور غسل میت کی صحت میں نیت شرط نہیں مان ذمہ تکلیفیں سبب اسقاط فرض کا نہ ہو گا  
 بہر نیت کے تو غرضی کو بھی تین بار غسل دیا زندہ و نزلہ ہر لازم ہو گا مگر خانیہ میں زندہ و نزلہ ہر بھی نیت کو لازم نہیں کہا انتہی شارح نے ایسلا  
 میں تحفیف کی قید اکامی حالانکہ تحفیف و تشدید دونوں متعدی ہیں کذا فی القاموس تو مترجم نے وہن ناقص میں آتا ہے کہ بالتحفیف کا لفظ  
 لفظ نیت کے ہو گا شاید کہ کتاب سے تقدیم واقع ہو گئی اسلئے کہ طحاوی وغیرہ نے تصحیح کی ہے کہ نیت بالتحفیف وہ ہو کر گیا اور میت  
 بالمشید وہ ہو جو زندہ ہے آگے مرگا کما یجب علی من اسلم جنبا او صلیا او قضا و لو بعد الا فلو طاع علی الاحوال کما  
 فی الشرع بلا لیت عن الیثرہان و علیہ ابن الکمال یقال لحدت الحلیۃ جسی واجب یعنی فرض ہے یا اوس شخص پر جو مسلمان ہو حالت جنبا  
 یا حیض یا نفاس میں اگرچہ حیض اور نفاس کے موتوت ہو جانے کے بعد اسلام قبول کیا یا برصیم تر قول ہے چنانچہ شرط بلا لیتہ میں بران ہی قول  
 ہے اور ابن کمال نے وجوب غسل بعد الا استطاع کی دلیل بیان کی ہے حدیث حکیم کے اپنی رہنمائی سے کہ حدیث اتنی رہا تو وہ زائل ہو گا بدو غسل  
 کے اذ بلع لا یسن بل یا قزلی او حیض او ولدت و لو قد ما او صلیا تکلی بدنیہ فی کسہ او اعضاءہ و کما یقال جو ان ہوا آدمی  
 ہر کے حساب سے نہیں بلکہ انزال یا حیض کے آتیے یا کہ عورت جنبی اور اوسہ فون کو نہ دیکھا یا آدمی کے تمام بدن پر نجاست لگی یا ہنوسے بدن پر  
 نجاست لگی اور نجاست کا مکان مخفی رہا تو ان باخون صورتوں میں غسل کرنا لازم ہو گا ہم اور اگر بلوغ عمر کے حساب سے ہو گا تو غسل واجب نہیں  
 مستحب ہو چنانچہ مختصر یک تا ہو اور بلوغ کی عمر لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس میں اسی قول پر فتویٰ ہے فی الاصول راجع للجمع غرض لازم ہو چھوڑ  
 قول میں شارح نے کہا اصح ہر اسب باخون صورتوں کیطرت راجع ہو فی التذاریع خانیۃ صغیرا للعتابیۃ واختار وجودہ علی جمیع  
 افاق قلت وھو یحکم کما یأی حدیثا الا ان یحکم اللہ ربی صلیا اور تار فانیۃ غایۃ کیطرت منسوب ہو کہ قول مختار وجوب غسل کا  
 ہے اس مجنون پر جو ہوشمیں آگیا میں کہتا ہوں یہ قول مخالف ہے اوس قول کے جو من میں آگیا یعنی استحباب غسل کا مگر یہ کہ وجوب غسل کو اس پر  
 محمول کیجئے کہ مجنون نے بعد افاقہ اپنے بدن یا کپڑے پر منی دیکھی اور استحباب کہ قول کو عدم رویت پر محمول کیجئے تو اب خلاف باقی رہا وھل  
 الشکران و المنفی علیہ کذا لکیر اجمع اور کیا مست اور صاحب غشی کا حکم سلیط مجنون کی مانند ہو ہوشیار ہونے کے بعد کہتا ہوں میں آ  
 حکم دیکھنا چاہی یعنی سمجھنے اسکا حکم نہیں دیکھا تو تلاش کرنا چاہیے ہم بحوالہ من مذکور ہو کہ مست جب ہوشمیں آیا اور اوسہ مذہی کو دیکھا تو  
 اوسپر اتفاق غسل نہیں اگر مذہی نہ دیکھکا تو بطریق اولیٰ اوسپر غسل لازم نہ ہو گا اور صاحب غشی کو تو خود شارح نے سختی میں غرالاہ کا  
 سے نقل کیا ہے کذا فی الطحاوی و لا یأی سئلوا طہرا و یبلغ بالسن فھذا وجب اور اگر وہا نہیں یعنی جنابت یا حیض یا نفاس سے  
 پاک صاف مسلمان ہوا یا عمر کے حساب سے جو ان ہوا تو غسل کرنا مستحب فرض نہیں و سنن لصلوۃ جمعہ و لصاۃ عید یھو الصیحہ کہ کف  
 غش کا ذکر کا وغیرہ او غسل کرنا سنت ہے جسے کی نماز کیو اسلئے اور عید کی نماز کیو اسلئے بھی قول صحیح ہو چنانچہ غرالاہ کا ذکر وغیرہ میں ہر  
 ابو یوسف کے نزدیک جمعہ کا غسل نماز کیو اسلئے ہر اور حسن بن زیاد کے نزدیک جمعہ کے دن کیو اسلئے اور ثمرہ اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے اس  
 شخص میں جسے جمعہ کے دن غسل کیا ہوا سکاد وضو ٹوٹا اور اوسہ وضو کیا اور جمعہ کی نماز پڑھی تو ابو یوسف کے نزدیک سنت نہ ادا ہوئی اور حسن

یہاں فرمایا ہے کہ اگرچہ حیض اور نفاس کے موتوت ہو جانے کے بعد اسلام قبول کیا یا برصیم تر قول ہے چنانچہ شرط بلا لیتہ میں بران ہی قول ہے اور ابن کمال نے وجوب غسل بعد الا استطاع کی دلیل بیان کی ہے حدیث حکیم کے اپنی رہنمائی سے کہ حدیث اتنی رہا تو وہ زائل ہو گا بدو غسل کے اذ بلع لا یسن بل یا قزلی او حیض او ولدت و لو قد ما او صلیا تکلی بدنیہ فی کسہ او اعضاءہ و کما یقال جو ان ہوا آدمی ہر کے حساب سے نہیں بلکہ انزال یا حیض کے آتیے یا کہ عورت جنبی اور اوسہ فون کو نہ دیکھا یا آدمی کے تمام بدن پر نجاست لگی یا ہنوسے بدن پر نجاست لگی اور نجاست کا مکان مخفی رہا تو ان باخون صورتوں میں غسل کرنا لازم ہو گا ہم اور اگر بلوغ عمر کے حساب سے ہو گا تو غسل واجب نہیں مستحب ہو چنانچہ مختصر یک تا ہو اور بلوغ کی عمر لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس میں اسی قول پر فتویٰ ہے فی الاصول راجع للجمع غرض لازم ہو چھوڑ قول میں شارح نے کہا اصح ہر اسب باخون صورتوں کیطرت راجع ہو فی التذاریع خانیۃ صغیرا للعتابیۃ واختار وجودہ علی جمیع افاق قلت وھو یحکم کما یأی حدیثا الا ان یحکم اللہ ربی صلیا اور تار فانیۃ غایۃ کیطرت منسوب ہو کہ قول مختار وجوب غسل کا ہے اس مجنون پر جو ہوشمیں آگیا میں کہتا ہوں یہ قول مخالف ہے اوس قول کے جو من میں آگیا یعنی استحباب غسل کا مگر یہ کہ وجوب غسل کو اس پر محمول کیجئے کہ مجنون نے بعد افاقہ اپنے بدن یا کپڑے پر منی دیکھی اور استحباب کہ قول کو عدم رویت پر محمول کیجئے تو اب خلاف باقی رہا وھل الشکران و المنفی علیہ کذا لکیر اجمع اور کیا مست اور صاحب غشی کا حکم سلیط مجنون کی مانند ہو ہوشیار ہونے کے بعد کہتا ہوں میں آ حکم دیکھنا چاہی یعنی سمجھنے اسکا حکم نہیں دیکھا تو تلاش کرنا چاہیے ہم بحوالہ من مذکور ہو کہ مست جب ہوشمیں آیا اور اوسہ مذہی کو دیکھا تو اوسپر اتفاق غسل نہیں اگر مذہی نہ دیکھکا تو بطریق اولیٰ اوسپر غسل لازم نہ ہو گا اور صاحب غشی کو تو خود شارح نے سختی میں غرالاہ کا سے نقل کیا ہے کذا فی الطحاوی و لا یأی سئلوا طہرا و یبلغ بالسن فھذا وجب اور اگر وہا نہیں یعنی جنابت یا حیض یا نفاس سے پاک صاف مسلمان ہوا یا عمر کے حساب سے جو ان ہوا تو غسل کرنا مستحب فرض نہیں و سنن لصلوۃ جمعہ و لصاۃ عید یھو الصیحہ کہ کف غش کا ذکر کا وغیرہ او غسل کرنا سنت ہے جسے کی نماز کیو اسلئے اور عید کی نماز کیو اسلئے بھی قول صحیح ہو چنانچہ غرالاہ کا ذکر وغیرہ میں ہر ابو یوسف کے نزدیک جمعہ کا غسل نماز کیو اسلئے ہر اور حسن بن زیاد کے نزدیک جمعہ کے دن کیو اسلئے اور ثمرہ اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے اس شخص میں جسے جمعہ کے دن غسل کیا ہوا سکاد وضو ٹوٹا اور اوسہ وضو کیا اور جمعہ کی نماز پڑھی تو ابو یوسف کے نزدیک سنت نہ ادا ہوئی اور حسن



امداد الفواحش والستفکاء و فرج و خلاصہ و درجہ مستند اور اسطو طلب بارش کے اور خوف اور تاریکی روز اویخت آمد ہی میں نسل کو مستحب  
 ہے تاکہ باکل طہارتین التکلیف اللہ تعالیٰ دفع مصیبت کو اسطے حاصل ہو کہ ذاتی امداد الفواحش و کذلک الدخول للدينه و المحصول محمد الناس و لعن  
 لبس تو بکجدید و غل صفت اور اسطو غل سبب جو مدینہ منورہ کے داخل ہونے میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور  
 تکریم کی اسطو اور آدمیوں کے مجسم میں جانے کو اسطے غل سبب جو تاکہ لوگوں کو میل اور پسینہ کی بدبو سے تکلیف نہ ہو اور اسکو غل سبب جو چونا  
 کپڑا پہننے یا مردہ نہلا دے جو ظاہر کلام شاریح و دلائل کرتا ہو کہ مجسم کا غسل نہ سبب خفی میں منصوص ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ صاحب بحر نے کہا کہ  
 یہ نوادی شافعی کا قول ہے جسے اپنے علماء کے قول میں نہیں دیکھا کہ انہی الطحاوی اور اذقلہ یا اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جسکے  
 قتل کا ارادہ کیا جائے یعنی قتل اور کا خواہ بحد یا قصاص یا بظلم ہو بہر صورت غسل مستحب ہے تاکہ موت طہارت کے ساتھ ہو اور بدشعبہ ہو  
 مرے کہ انہی الطحاوی و تکیب میں ذنب اور لٹاؤ سے توبہ کرنے والے کو غسل مستحب ہے تاکہ توافق حاصل ہو طہارت ظاہری کو طہارت باطنی کے  
 ساتھ اسوا اسطو کہ طہارت ظاہری مانع نہیں بدو طہارت باطنی کے وفاق میں صفت اور غسل مستحب جو سفر سے آیا ہو ایک و لیستحاضہ النقط  
 دمھا اور اس عورت مستحاضہ کو غسل کرنا مستحب ہے چنانچہ خون بند ہو گیا کہ شاید استحاضہ کے اندر حیض واقع ہو لکن انی الطحاوی عن صا  
 اغتساکھا و صغر علیہ اے الزوج و غنیہ کما فی الفیہ لادہ لایذہا مت فصار کالتیستحب فاجتنبہ علیہ اور زوجہ  
 کے غسل اور وضو کے پانی کی قیمت زوج پر لازم ہے اگرچہ زوجہ بالدار ہو چنانچہ فتح القدیر میں جو اسوا اسطو کہ عورت کو غسل اور وضو کا پانی  
 ضروری پیسے کے پانی کی برابر تو حمام کی اجرت بھی زوج پر جو حمام کی اجرت تیس سے صاحب بحر کا مذہب کی روایت نہیں اور یہ جو طحا  
 میں تفصیل مذکور ہے کہ محتاج زوجہ کے غسل اور وضو کا پانی زوج پر ہو اور والدہ کا نہیں سو ضعیف قول ہے کہ ذاتی الطحاوی و لو کان  
 الاغتساک لا عن حیض بل لا نزلہ السعش و السعش قل شیخنا الطحاوی لا یلزمہ اور اگر زوجہ کا نہانا جنابت  
 اور حیض سے نہ ہو بلکہ کمر گرد آلودگی اور میل کے دود کرنے کو اسطے ہو تو ہمارے استاد خیر الدین ربلی نے کہا کہ ظاہر ایسے نہانے کے پانی  
 کی قیمت زوج پر لازم نہیں ہم اسوا اسطو کہ یہ ضروریات سے نہیں جو بلکہ از قسم بالکبرگی بدن کے جو اور اس کلام سے ظنا ہے کہ سر کا تیل اور  
 مشط کی جست واجب نہیں زوج پر کہ ذاتی الطحاوی و یجوز بالحدث الا کبر محلول مسیدہ لا یصل علیہ و جوازہ و مراد و طحا  
 ذکر المصنف وغیرہ فی الحبض و قبیل الیٰ لیکن فی وقت الفتنۃ المذمومۃ اذ لم یجتمعا اهلہا الناس من الصلوٰۃ فیہا  
 فہی مستحججہ و حدیث اکبر لغی جنابت اور حیض اور نفاس سے حرام ہے جانا مسجد کا اور حرام نہیں داخل ہونا عید گاہ اور عینا زہ گاہ کا  
 اور صوفیوں کی خانقاہ اور مدرسہ کا ایسا ذکر کیا ہے مصنف وغیرہ نے حیض میں اور مسائل و تر کے پہلے لیکن فنیہ کی کتاب الوقف میں ہے کہ جب  
 اہل مدرسہ لوگوں کو اسکو اندر نماز پڑھنے سے مانع نہیں تو وہ مدرسہ مسجد جو مدرسہ مذکورہ میں مسجد کے احکام مرعی ہونگے اور خانہ مسجد مدرسہ  
 مسجد سے جواز اقتدا میں اگرچہ مصنف متصل نہیں نہ دخول کے حرام ہونے میں کہ ذاتی الطحاوی من النہر و لو للعنول خلافا لکشاف فی  
 الا یصر قد یجوز لا یکنہ عیدہ جنب وغیرہ پر دخول مسجد کا حرام ہے اگرچہ دخل گدسان ہو خلافا لامام الشافعی مگر عبور کرنا مسجد میں جائز  
 ہے ضرورت سے اسطو کہ سوائے مسجد کے اور مدرسہ ٹھکانا اسکو ممکن نہیں ہے ضرورت کی یہ صورت ہے کہ اسکو گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور غیر ضرورت  
 کی قید لازمہ و درمیں لگائی ہے اور خوب قید ہے اگرچہ اطلاق مشائخ کے مخالف ہے صاحب بحر نے کہا اس میں یہ قید لگانا بھی لائق جو کہ درمیں  
 و دروازہ حسین کہ سکتا اور اس گھر کے سوائے اور مکان کے رہنے پر قادر نہیں کہ انہی النہ و لی یجوز فیہ ان خرج مشرعا لیتیم  
 ندبا وان ملک لہ فیہ و یجوز لا یصل و لا یصل اور اگر کسی شخص کو مسجد میں اختلام ہوا تو اگر مسجد سے جلد غلا تو اسکو تیمم کرنا مستحب  
 ہے اور اگر مسجد میں پھر ارنا خوف کے سبب بدن کا خوف ہو یا مال کا تو تیمم کر لینا واجب ہے اور اس تیمم سے نماز پڑھنا قرآن ہم

ما یجوز  
 کہ وہ بدن  
 نہ یصل

اس نیم سو اسواطی صیح نہیں کہ مسجد کا ٹھہرا عبادت مقصود وہ نہیں اور اباحت نماز کیو اسطو وہ نیم شرط ہو کہ عبادت مقصودہ کیو اسطو کیا ہو  
 کذا فی الخطا دینی و یحرم بہ تلاوة قرآن و لودون آية علی المختار اور حدیث اکبر سے حرام ہو تلاوت قرآن کی اگرچہ آیت سے کم  
 پڑھی بنا بر قول مختار کے ہم حرمت کی دلیل وہ حدیث ہے جو کو نزدیکی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور نہ دہری نے اسکو حسن اور صحیح کہا حال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم لا یقرأ الحائض ولا الجنب شیاً من القرآن یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پڑھی حائض اور نہ جنب کچھ  
 قرآن کو تو بطلان آیت اور کم آیت و دونوں کو شامل ہے اور بھی تو اسے کجی کا اور صاحب دہری نے اسکو نجس میں اور قاضی خان نے شرح جامع  
 مغیر میں اور ولوالحی نے اپنے فتاویٰ میں صحیح کہا ہے اور اسطرح مصنفی اور کافی میں ہے اور صاحب بدائع نے اسکو عامہ شائخ کبیر بن مسعود  
 کیا ہے تمصح کے ساتھ اس دلیل سے کہ احادیث میں قلیل اور کثیر کی تفصیل نہیں اور طحاوی کی روایت میں آیت سو کہ قرآن کا پڑھنا مباح  
 ہے اور صاحب خلاصہ نے اسکو صحیح کہا اور فخر الاسلام نے شرح جامع مغیر میں اور زاہدی نے اکثر شائخ کبیر بن مسعود کیا صاحب سحر الانوار  
 نے بعد حکایت مذکورہ کے کہا الحاصل کثر از آیت میں تصحیح مختلف ہے لیکن منع تلاوت کا قول راجح ہے اسواطی کہ احادیث میں تفصیل  
 نہیں اور تعلیل نص کے مقابلہ میں مردود ہے اسواطی کہ لفظ شیاً کا جناحہ کافی میں ہے مگر ہر سباق نفی میں تو اسکو عمر کا فائدہ دیا  
 اور کثر از آیت بھی قرآن ہو تو اسکی بھی قرأت ممنوع ٹھہری پوری آیت کی مانند کذا فی منہم الغفار یقصدہ فلو قصد الدعاء والثناء  
 واجتناب احرام والتعلیم وحقن کلمہ حل فی الاصح قرآن کا ارادہ کر کے جنب وغیرہ کو تلاوت کرنا حرام ہے تو اگر آیات قرآنی  
 سے دعا کرنا قصد کیا یا ستائش کا یا شروع کرنا سبکام کا یا تعلیم کا اور ایک ایک کلمہ جدا جدا تعلیم کیا تو اسطرح حلال ہے صحیح ترقول میں  
 ہم عیون میں ہے کہ اگر سورہ فاتحہ پڑھا بطریق دعا کے یا اور آیات کو خمین دعا کی معنی میں اور تلاوت کا قصد کیا تو لا بأس بہ انتہی اور  
 اسکو حواشی نے مختار کہا ہے اور صاحب غایۃ البیان نے اور ہندوانی نے کہا کہ میں اسکا فتویٰ نہیں دینا اگرچہ امام شافعی مروی ہے کہ  
 فی الخطا دینی حتم لو قصد بآلھا فی الثناء فی الجنائز لم یکرہ بیانہ کہ اگر فاتحہ سے ستائش کا قصد کرے نماز جنازہ میں تو مکروہ  
 نہیں یعنی قرآن کا پڑھنا اگرچہ نماز جنازہ میں جائز نہیں لیکن اگر بعد سبحانک اللهم کے سورہ فاتحہ بقصد ثنا پڑھ لیا تو جائز ہے بحد تغریع  
 ہے تو قصد الثناء پر الا اذا قرأ المصلی قاصداً للثناء فاھا کجریہ لا ینافی محلھا فایستغیر حکمھا بقصدہ مگر جبکہ نماز گزار  
 اپنی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھے شاکنی نیت کر کے تو وہ قرأت اسکو کافی ہے اسواطی کہ قرأت فاتحہ اپنی مناسبت میں ہے تو اسکا حکم بدلے گا اور اسکی  
 قصد کرنے ثناء سے ہم بحدہ ستائش کلام مخدوف سے مرتبہ ہے تقدیر کلام یوں ہے کہ نماز جنازہ میں فاتحہ مکروہ نہیں اسواطی کہ قصد ثناء سے فاتحہ  
 قرأت سے خارج ہوگی مگر اس صورت میں خارج نہیں اور بحدہ جواب ہے اس سوال مقدمہ کا کہ اگر سورہ فاتحہ کا اخراج قرآنیت سے بقصد ثنا صحیح ہو تو جائز ہوگا  
 پڑھنا شائے قصد نماز کا مل میں کفایت کرے حالانکہ وہ کافی ہے شارح نے اسکا جواب دیا کہ نماز کامل میں سورہ فاتحہ اپنی محل پر بھی نواب شاکا  
 قصد کرنا اسکو حکم کو بدل نہیں سکتا کذا فی الخطا و عن النہر یعنی اور نماز جنازہ میں فاتحہ خوانی سے محل بھی تو وہ مان قصد ثناء کے حکم کو بدلے یا  
 و من من صحت مستدرک بما بعدہ و هو ما قبلہ ساوۃ من نسخ الشرح و کما تہ لا تہ ذکرہ فی الحلیۃ اور حدیث اکبر سے حرام  
 ہے چہرنا مصنف مجید کا شارح نے کہا کہ مسی مصنف کا مسئلہ زائد ہے حاجت ہے اسواطی کہ بعد اسکی بھی مسئلہ مذکور ہے اور وہ امداد قبل اسکا  
 یعنی مس مصنف اور تادہ قرآن مصنف کی شرح کے نسخوں سے ساقط ہے اور شاید کہ مصنف کا ساقط کرنا شارح سے اسواطی ہو کہ اسکو حلیہ  
 کے مسائل میں مصنف نے ذکر کیا ہے و یحرم بہ طواف لوجوب الطہارۃ فیہ اور حدیث اکبر سے بیت اللہ کا طواف کرنا حرام ہے بسبب وجوب  
 ہونے طہارت کے طواف میں ہم صحیحین میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حالت حیض میں طواف  
 بیت اللہ سے منع کیا اور باقی افعال حج کی اجازت دی اور صاحب بدائع نے دخول مسجد کو حلت قرار دیا ہر طواف کی حرمت کا قطع التذیر میں کہا کہ اس







مختصر فرمودہ سالی مختصر کئی المصنف اذا صرح بالجلال لا یقرب فیہ صید فی المسلم سمعت جک ایا بر سیدہ ہر جا یا نہایت یک  
خط ہو کہ اوسمین پڑا نہایت تو دفن کیا جائے مسلمان میت کبیر یعنی بلکہ لحد یا شن کے و یمنع الکافر من مسیدہ اور کافر کو منع کیا جائے مصنف  
کے جو نے سے وجوہہ عجل اذا اغتسل اور کافر کو اسکا چہرہ محمد بن حسن نے جائز کہا ہے جبکہ کافر نے غسل کیا ہو ہم ظاہر ایہ قول  
مصدق نہیں کہ شیخین کے مخالف سے کذا فی المطاوی ولا یأمن بتعلیمہ القرآن والفقہ عسان یتحدیہ اور مصافقہ نہیں کافر کو قرآن اور فقہ  
کے سکھانے میں شاید کہ راہ راست پر جائے یعنی مسلمان ہو ہم معلوم ہو کہ تعلیم قرآن کافر کو بوجہ ہدایت جائز ہو تو اس زمانہ میں جو  
بعض ام کے مسلمان نصاریٰ کو قرآن پڑھانے میں تو کرمی کی طبع سے سو جائز نہیں بلکہ بالیقین حرام ہے اسو اسلو کہ نصاریٰ مسلمانوں کے  
الزام دینے کو واسطے سبکتے ہیں اور قرآن مجید کے رو کرنے میں اپنے گمان فاسد میں کتابین تصنیف کرنے میں حق تعالیٰ اہل اسلام کو بغیرت  
وہ کہ مزید طبع اور حس سے ایسی بغیرتی اور نہ دینی اختیار کریں ویکوہ وضع المصحف تحت رأسہ الا للفظ والمقلۃ علی  
الکتاد الا للکتابۃ اور کردہ ہو مصنف کا کہنا اپنی کسر نیچر کہ حفاظت کی نیت سے درست ہو اور قلب ان کا کہنا کتاب پر کر دے مگر کہنے  
کیواسطی جائز ہے یعنی کتابت کی حالت میں و یمنع الخو تو فرقہ بالتعبیر فی الکلام فی الفقہ تو لا یحییٰ الملو عظم فی النفس و اوصد  
و بغیر اول رکھی جاوے علم نحو کی کتاب میں پڑا نہ کہ اوپر علم تعبیر کی کتاب میں پڑا نہ کہ اوپر علم کلام یعنی عقائد کی کتاب میں پڑا نہ کہ اوپر فقہ کی کتاب میں  
پڑا نہ کہ حدیث اور ہند کی کتاب میں پڑا نہ کہ تفسیر کی کتاب میں ہم لغت کی کتاب میں نحو کی مانند میں چنانچہ تفسیر میں ہو اور مصنف کا ذکر نہیں کیا اسو اسلو کہ وہ  
نور الکل سے ٹکے و ذابہ درہم علیہ ایۃ الا اذا کسر کردہ پگھلانا اور گلانا اوس درم کا جس پر آیت قرآنی کا سکھ ہو مگر جبکہ درم توڑا  
جائے تو اب درست ہو ہم توڑنے سے حشر و متفرق ہو گئے تو اب گلانے میں امانت نہیں اور اگر آیت سے کسر سے تو بدو توڑ نیکی بھی گلاتا اور  
ہے کذا فی المطاوی شرقیۃ فی خلافہ صیحا فہم نیکوہ دخولہ الخ لا یو لا یحییٰ الملو عظم فی النفس و اوصد جو تعویذ جدا گانہ غلات میں ہو یعنی تعویذ پر  
ٹرا نہ ہو تو اسکا لہجہ یا خانہ میں کردہ بخوبی نہیں اور پر ہیز کرنا یعنی باہر کہہ جانا بہتر ہے ہم علامہ غزالی کی شرح جامع صغیر میں ہے کہ عالمون کا  
اجمل ہے اسپر کہ تعویذ اور انسون میں شرطوں کے ساتھ جائز ہے ایک ایسے کہ تعویذ اور انسون کلام اللہ اور اسکی صفات سے ہو اور دوسری یہ کہ  
عربی زبان میں ہو یا اُس زبان میں جو کوئی معنی معلوم ہو نہ تیسری یہ کہ جہ اعتقاد ہو کہ انسون بالذات ماثرات نہیں بلکہ بتقدیر الہی اثر کرتا ہو اور قرطبی نے کہا  
کہ رقبہ یعنی انسون میں قسم ہو ایک قسم وہ جسکا مطلب و معنی معلوم نہیں تو اُس سے پر ہیز کرنا واجب کہ مبادا اوسمین شرک ہو دوسری قسم یہ کہ کلام  
الہی اور صفات ربانی ہو تو جائز ہو پر اگر احادیث میں منقول ہو تو وہ مستحب ہو تیسری قسم یہ کہ اسماء ربانی کے سوا فرشتہ یا ولی یا جلیل القدر مخلوق یا  
چنانچہ عرض کے نام سے ہو تو اُس سے پر ہیز واجب نہیں اور نہ اسکا شرع میں حکم ہو تو اسکا ترک کرنا بہتر ہے مگر یہ کہ متفقین تعظیم ہو چنانچہ حلف بقرآن  
تو اب پر ہیز کرنا لائق ہے کذا فی المطاوی وخصایجی دس ہے بواۃ العلم الجدید و لا تری بواۃ العلم المستعمل لا یحییٰ الملو عظم فی النفس و اوصد  
و کناستہ و لا یحییٰ الخ فی موضع یحییٰ بالعلم و جائز ہے نئے قلم کا تراشا پھینکا اور نہ پھینکا جائے مستعمل قلم کا تراشا اسکی حرمت اور تعظیم کی وجہ  
سے جیسے مسجد کی گھاس اور کوڑا اور نہ ڈالا جائے ایسی مقام میں کہ نخل ہو اسکی تعظیم کا ہم لکھو والے قلم کی تراش کی تعظیم میں جہت سے جو کہ قلم  
سے اسماء ربانی اور انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے اسماء مبارک لکھو جاتے ہیں علاوہ یہ کہ جسروں کو بذات خود احترام ہو اور شہرہ جہ کے  
تراشے میں جہ بات نہیں کذا فی المطاوی و لا یحییٰ الخ فی کذا فی خفۃ و فی کتب الطیب یحییٰ و لوفی اسم اللہ تعالیٰ و لا یحییٰ  
فیجوز فی کتبہ فیہ شہادہ جائز نہیں پسنا کسی چیز کا اُس کا خد میں جسین فقہ کے مسالی لکھی ہوں اور طب کی کتابوں میں پسنا جائز ہو اور اگر  
اوسمین اللہ تعالیٰ اور رسول کریم کا نام ہو تو اسکا مٹانا کسی چیز کے پسینے کیواسطی جائز ہے و یمنع بعض الکتاب سائرین یحییٰ و لا یحییٰ الخ و بعض لکھو جو نہ کا  
مٹانا عاب و ہر جس جائز ہے ہم بعض کی قید سے اللہ تعالیٰ کا نام پاک اور قرآن خارج ہو گیا چنانچہ اسکی تصریح مذکور ہوئی ہے و قد ورد الخ



مثبت ہو احسان بنانے کے مقام میں عام ہو جاتا ہے ہم اسم نکرہ اسکو کہتے ہیں جو معین چیز کو اسطرح موصوفہ ہو جائے جو مرد اور عورت اور پانی سو حجب کا  
 فاعدا ہے کہ نکرہ نفی کے بعد عام ہوتا ہے یعنی اپنی سب احوال کو شامل ہو جاتا ہے لیکن اثبات میں نکرہ ہر جگہ عام نہیں ہوتا بلکہ مقام ہستان میں عام  
 ہوتا ہے سو اس آیت شریف میں کہ احسان بنانے کا مقام ہے نفی مار کا کہ نکرہ مثبت ہو سب پانیوں کے اسام کو شامل ہو گیا کیونکہ اگر موصوفہ پر دلالت  
 نکرہ ہو تو مطلب فوت ہوتا ہے و ماکہ شرا خرم بلا اگر اھۃ و عن شہد بکثرۃ اور جاہ زفرم کے پانی سو حدث اکبر اور اسفرد و رکنا جاتا ہے بدون  
 کراہت کے اور نام احمد بن حنبل سے کہ است سقول جو ہم مرید زفرم کو و نمین و نخل تھا لیکن اتق نے اسکو بالغہ و من ذکر کیا اور کسی شرافت کی وجہ  
 سے اور اخلاف کے سبب سو وجہ فاضل شریف نے ذکر کیا اھۃ اور اس پانی سو طہارت درست ہو جو قصد و ہوب میں رکھا گیا بدون کراہت  
 و کراہتہ عند شافعیہ طیبہ اور ہوب کے گرم پانی کی کراہت شافعیوں کے نزدیک طب کی راہ سو ہے یعنی اسطرح کہ سورث برص و ککۃ  
 اسجل المسکن بالیاسۃ اور نکرہ و سجدہ و امین حنبل نے اس پانی کو جو نہاست سے گرم کیا گیا و مرید جماعہ یعتقد بہ علم لا جماعہ حاصل  
 بلذوان مسلح یعتقد الاول علی طبعینہ الاصلیۃ و انقلاب الشیء الی طبیعتہ العلمیۃ اور حدث دو ہوتا ہے اس پانی کو  
 کہ جتا ہے اس سے تک یعنی اس میں کھڑک ہو جانے کی سند ہے اس پانی کو جو تک پھل کر پانی ہو جائے سبب باقی رہی ہو پیلے پانی کے اپنی اصل  
 پہ آشی طبیعت پر اور سبب برہمانے دو سری پانی کے تک بنجانی کی طبیعت کی طرف ہم تو تک پہنچنے کے بعد وہ پانی ایسا ہو گیا جیسے سونے اور چاندی  
 محمول کا پانی تک کا پانی گرمی میں جتا ہے اور سردی میں گھٹتا ہے بر خلاف اور پانی کے ولا یفصد بکرات ای معتبر من شیء او  
 غیر لا یعتقد اور زوید کی کے پانی سے یعنی جو پانی کہ درخت اور پھل سے پھڑا گیا چا پو کیلے کے درخت سو اور زوید سے اسو اسطرح کہ وہ معتبر پانی جو  
 یعنی از حدیث کراہت طلق پانی مشط ہے نہ معتبر اور اگر طلق پانی ہو اور کیلے یا زوید کا پانی ہو تو اس سے دھو جائز نہیں تیمم کرنا چاہیے کذا فی البحر  
 خلاصہ ما یقصر من الکرم والاعراکہ بنفسہ فانیہ و فہم لا یحکم لا یھو الا حکم کافۃ النہی بلا لیتۃ عن اللہ و ہاں بر خلاف  
 اس پانی کے جو انکھ کے درخت یا پھلوں سے خود بخود پھٹتا ہے ہمارے موسم میں اسو اسطرح کہ وہ دور کرنا ہو حدیث کو اور بعضوں نے کہا کہ وہ رافع حدیث  
 نہیں اور یہی عدم جواز کا قول ظاہر ہے چنانچہ شریک علیہ میں بریان سو متقول ہے ہم جو پانی کہ درخت اور پھل سے لوگوں نے پھڑا اور پچا یا وہ بالا اتفاقاً  
 حدیث نہیں اور جو کہ درخت یا پھل سے خود بخود پھٹا اس میں اختلاف جو اتق نے باقیام صاحب دایہ جواز ہم حدیث کو اختیار کیا موطاوی سے بحر الرائق سے  
 نقل کیا کہ عدم جواز بہت کتا و نہیں مرم جو اور قاضی خان اور صاحب محیط اور کافی نے اسی قول پر اعتقاد کیا ہو اور شرم منہ میں ہی کہ عدم جواز اشہر  
 سے قریح قول اولے شہر احوال انراج کیو یہ سے و اعتقاد کما فی ہستانی منکلا و اجتہاد فی غیر الحقیۃ و حکمۃ کما فی الکرم و کما فی  
 الدن بونۃ و البلیک بلا مستطہر و کذا ینبذ القواعد ہم جواز پر اعتقاد کیا ہے ہستانی شام غایہ نے سو یوں کہا کہ اعتقاد یعنی بخود شامل  
 ہے اعتقاد یعنی کہ چنانچہ کرٹ کر یا داب کر پانی نکالنا اور اعتقاد علی جیسو انکھ کے درخت کا پانی کہ خود بخود پھٹتا ہے اور انکھ کے پانی کی مانند جو  
 دابو نہ اور غریب کی کا پانی جو خود بخود نکلا بدون نکالنے کے اور اسطرح ہی شربت خرا کا ہم علی محشی نے کہا کہ میں نے قصیر دابو نہ اپنے پاس کے کتب  
 کتب میں نہیں پائی موطاوی نے کہا کہ ایک شخص ساکن بلد و خلیل علی الصلوۃ و السلام نے مجھے کہا کہ دابو نہ لوگ زمین سو حرجین نکالتے ہیں اور پانی میں کہتے  
 ہیں وہ پانی سترم ہو جاتا ہے اس کو کہاں کی دباغت کرتے ہیں اسکو دابو نہ بولتے ہیں انھیں میں کہتا ہوں محسن الادویہ کی فرہنگ میں دار بو نہ  
 کو بطیم منہ ہی یعنی زوید کہتا ہے ظاہر بھی مناسب مقام ہے شاید کہ دابو نہ مرم ہو و زوید کا و اللہ اعلم و لا یحکم مغلوب بیشیخ علی احمد  
 اور طہارت جائز نہیں اس پانی سے جو مغلوب ہو گیا پاک چیز کے لہانے سے ہم مغلوب ہو گیا یعنی اپنی طبیعت اور اصل خلقت سو خارج ہو گیا چنانچہ  
 شربت اور سرکہ اور گلاب اور باقلا کا مطہر پانی اور شہد با اسو اسطرح کہ ان چیزوں سو پانی کا نام زائل ہو گیا مغلوب کی قید اسو اسطرح لگائی کہ اگر پانی  
 مغلوب ہو کر غالب ہو تو طہارت جائز ہے چنانچہ آگے آد جا در یافت کر کہ اس مقام میں کتب فقہ کی عبارتیں مختلف ہیں تو فاعدا کلیہ چاہیے

و کراہتہ عند شافعیہ طیبہ  
 و کراہتہ عند شافعیہ طیبہ  
 و کراہتہ عند شافعیہ طیبہ

شافعی بنی حنبل  
 کراہتہ عند شافعیہ  
 کراہتہ عند شافعیہ  
 کراہتہ عند شافعیہ





میں تر قول میں جس شخص کے ساتھ کی موت سے پانی نجس ہو جاتا ہے اگر اوس میں خون سائل ہو اور اگر خون نہ ہو یا خون سائل نہ ہو تو ناپاک نہیں ہوتا اور  
 کذا لکھتے کہ لو مات کا ذکر خارجہ والقی فیہ فی الاصحہ فلو تفتت فیہ لیس فیہ نجس وجہ جازا للوضوء بعد الاستنجاء بحجر صخرہ طحہ اور  
 اسبطر حکا حکم ہے یعنی پانی ناپاک نہیں ہوتا اگر مر گیا وہ جانور جو مذکور ہوا پانی سے باہر اور پانی میں ڈالا گیا بھی تر قول میں تو اگر پانی میں منڈک  
 کی مانند جانور ریزہ ریزہ ہو گیا تو وضو اوس سے جائز ہے مگر اوسکا جائز نہیں اوسکا گوشت کے حرام ہونے سے ہم مسندک کی مانند وہ جانور جو  
 جزا ناپاک نہیں مگر اوسکا کھانا حرام ہے وینجس الماء القلیل بموت حاجی معاینہ بڑھ مولی فی الاصحہ کبکیر واولاد اور ناپاک ہوتا ہے  
 مٹھوڑا پانی صحیح تر قول میں اس جانور کے مرنے سے جو پانی میں رہتا ہو خشکی میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ بطا اور سیبوی بطم پانی کی جڑوں میں لیسیم  
 مختلف ہے لیکن شہم جامع صغیر قاضی خان کی تصحیح موجب ہے کہ امانت نے اوس پر اعتماد کیا کہ انہ نے النجس و حکم سائر المائعات کا لفظ  
 فی الاصحہ اور پانی کے سوا باقی سائل اور روان چیزوں کا حکم پانی کی مانند ہے صحیح تر قول میں یعنی وقوع نجاست سے قلیل فاسد ہوتا ہے نہ کثیر  
 حتی لو وقع بولہ و عصیر عسیر فی عسیر لم یفسد نجاست کہ اگر آدمی کا پیشاب پڑا اس عرض میں حسین وہ وہ رس ہو کسی چیز کا تو وہ  
 فاسد یعنی ناپاک نہ ہو گا جسے اتنا پانی ناپاک نہیں ہوتا و لوسال دمہ رجلہ مع القصد لا یفسد الا لکلمہ ذکرہ الشیخ غنیہ اور اگر پانون  
 کا خون بہا رس کے ساتھ یعنی جاری رس کے ساتھ کذا فی الطحاوی تو وہ ناپاک نہ ہو گا برخلاف محمد کے ایسا ذکر کیا ہے شمس وغیرہ نے  
 ہم انکور وغیرہ کا پانون سے داب کر رس بچڑتے ہیں تو اگر پانون کا خون جاری رس کے ساتھ بھیگا ناپاک نہ ہو گا جیسے آب روان کے ساتھ  
 خون کا بہنا ناپاک نہیں کرنا و ینتقلی احد او صافہ مر لوان و طعیر او یج یجس کثیرا اور ایک وصف کے بدلے سے پانی کے تین اوصاف  
 میں سے کہ رنگ اور فزا اور برے ناپاک ہو جاتا ہے بہت پانی اوس بطرح رس ہم شارح نے کثیر کا لفظ ذکر کر کے اشارہ کیا کہ نجس کا لفظ فعل  
 صغار ہے اور کثیر اوسکا فاعل ہے سو یہ بات ٹھیک نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ قولہ و بتیر عطف ہے بموت مائی پر تو وہ متعلق ہے نجس بموت مائی کا  
 اور جسکو شارح مضارع سمجھا ہے وہ جار مجرور ہے یعنی بار بار ہونے یا رہنا یہ اور یہ جار مجرور متعلق ہے یہ تیر کا تو مطلب یہ ہے کہ ناپاک ہو جاتا ہے  
 پانی ایک وصف کے متغیر ہونے سے سبب واقع ہونے نجاست کے اذ شارح کے بیان میں بھی خلل ہے کہ فاعل کا حذف کرنا بدون قرینہ جائز نہیں اور  
 یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ پانی کا تغیر کس چیز سے ہوا پاک چیز سے یا ناپاک سے کذا فی الطحاوی مختصر او لوجار یا جماعا ایک صفت کا بدلنا  
 نجاست سے پانی کو نجس کرنا جو اگرچہ جاری اور بہتا پانی ہو بالاتفاق ہم علما کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ جب پانی کا ایک صفت ہی نجاست  
 سے بدل گیا اوس سے طہارت جائز نہیں خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر جاری ہو یا غیر جاری اسبطر منقول ہے ہم حنفیوں کی کتابوں میں اور امام نووی  
 شافعی نے بھی شرح مہذب میں اسبطر منقول کیا ہے اور اگر نجاست سے تغیر نہیں ہوا تو اتفاق ہے عامہ علما کا اس پر کہ قلیل ناپاک ہو جاتا ہے کثیر لیکر  
 حد قلیل اور کثیر میں اختلاف ہے چنانچہ آگے معلوم ہو گا کذا فی البحر والنع اما القلیل فینجس و البحر متغیر خلافا لکلام اللہ و قلیل پانی تو ناپاک  
 ہو جاتا ہے نجاست کے واقع ہونے سے اگرچہ پانی رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے برخلاف امام مالک کے مذہب کے ہم امام مالک کا یہ مذہب ہو کہ  
 وقوع نجاست سے قلیل پانی نجس نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ یا مزہ یا بو اوسکی تغیر نہ ہو لیکن سبب اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب پانی متغیر نہ ہو کثیر جو  
 امام مالک کے نزدیک نہ قلیل کذا فی البحر والنع لکلمہ و کلمت ناپاک نہیں ہوتا پانی اگر اوسکا مزہ وغیرہ بدل گیا زیادہ ٹھہرنے سے فساد  
 علمہ نکتہ بنی ساقی کہ اگر اوسکی گندگی معلوم ہوئی نجاست کے سبب سے تو طہارت جائز نہیں و لوشا لکھتے فاکاصل الطہارۃ اور اگر  
 گندگی بن شک پڑی معلوم نہیں کہ زیادہ ٹھہرنے کے سبب سے جو نجاست کے سبب سے تو اصل طہارت ہے تو اصل ہی کا امتبار کرنا چاہیے تو گوشت  
 اسکی تخفیف اور نقیض ضرور نہیں کذا فی النجس و التوضی من الخوض افضل من البصر کما لا یغترک اور وضو کرنا عرض سے بہتر ہے نہر سے  
 مستتر کہ توڑ پر ہم معتزلہ ایک فرقہ ہے اسلام میں اہل سنت کے مخالف ہیں اصول میں اور فردع میں حنفی ہیں مگر اس مسئلہ میں مخالف ہیں

یعنی او کے نزدیک عرض کبیر و قوم نجاست ہو جس پر جاتا ہو اگرچہ نجاست قلیل ہو بحوالہ اثنین میں منہج القدر سے نقل کیا کہ او کی مخالفت اور معصیت  
 میں سے جبکہ معقول ہو وہ بون اور جان و وہ لوگ نہیں تو دمان وضو کرنا نہر سے بہتر ہے عرض سے وکذا یجوز نساء حائل خطا کھ چاہے حائل خطا  
 کا اٹھنا نہ ہو ولفصل اور اس طرح ہمارے جائز ہے اس پانی سے جس کے ساتھ مخلوط ہو گئی پاک چیز بستہ غیر سائل ہر طرح کی چنانچہ اشنان اور زعفران  
 ہم حاضر غیر سائل کا نام ہر طرح مانع ہمارے نہیں خواہ وہ چیز زمین کی جنس ہو چنانچہ مٹی اور چونہ بالقصد تغلیف تخلیط ہوئی چنانچہ اشنان اور  
 صابون یا کوئی اور چیز سے چنانچہ زعفران امام کے نزدیک کذا نے المصحح لکن فی البحر عن القنیۃ ان فلک الصبیح بہ لیس کفینہ یقرب لکن سوا  
 میں قنیدہ منقول ہے کہ اگر زعفران کے پانی سے رنگنا کہے وغیرہ کا تعلق ہو تو ہمارے اس سے جائز نہیں جس پر شربت خراساں جائز نہیں وفاقا کھ  
 وقرق شرب و غیرہ کی اور صفائے کلا حتمہ اور جیسے پہلے اور درخت کی پتوں کے پانی میں لجانے سے ہمارے جائز ہے اگرچہ پتوں سے  
 پانی کے تمام اوصاف باگلو میں صحیح قول میں ہم غصہ میں ہوتا ہے و اسکا دوسرے منقول ہے کہ وہ وضو کیا کرتے تھے ان جو ضوں میں جنہیں درختوں کی پتیوں  
 ہوتی تھی یا جو درختوں سے جاتے تمام اوصاف کے اور کوئی کسیکو منع نہیں کرنا تھا اور مقابل اصح کے محمد بن ابراہیم میدانی کا قول ہے کہ اگر اس پانی  
 کی رنگت جھیلی میں اٹھانے سے معلوم ہو تو اس سے وضو درست نہیں اسکا پنا درست حوالہ کفایت رہنمائے واسمہ کما فی شریک اور منہج  
 بتلین اور نام اسکا باقی رہا چنانچہ گذر گیا اب مخلوط کیا بیان میں ہم اور جبکہ پانی کا نام نہ اٹلی ہو چنانچہ زعفران کا پانی اس پر نہیں کہ کہے وغیرہ  
 رنگتا ہو تو اس سے وضو جائز نہیں کیونکہ عربی زبان میں اسکا نام منع ہو گیا چنانچہ بنید تم کذا فی الطحاوی و یجوز یحار و فقت فیہ جاکسہ  
 اور ہمارے جائز ہے اس سے پانی سے جس میں نجاست پڑی ہم خواہ نجاست نظر آتی ہو پانی میں یا نہ نظر آتی ہو آب جاری اس کو پاک نہیں ہوتا خود  
 محل وقوع نجاست سے وضو درست ہے ابو یوسف کے نزدیک اور یہی مختار ہے مشائخ بخارا کا نصاب میں کہا کہ اسی قول پر غرضی ہو کذا فی الطحاوی  
 و یحار کے ہو مائتدا جاری کا سوغا اور جاری پانی وہ ہو جسکو روان اور بہتا عرف میں شمار کرنے میں وقیل و یذہب یشترک و الاولی  
 اظهر و الثاني اقل و بعضوں نے کہا جاری پانی وہ ہو جو تھکے کو بہا لجامی اور پہلا قول ظاہر تر ہو اور دوسرا قول مشہور تر ہو کذا فی البحر  
 و ان وصلیۃ لم یکن حیوانا بعد حیوان الا صحیح اب روان پاک نہیں ہوتا اگرچہ اسکا بہنا او پر کے پانی کی مدد سے نہو صحیح تر قول میں یعنی اگرچہ  
 مبداء و منشا اسکا چشمہ یا چیل یا سینہ نہو ہم عدم اشتراط مد کی تعمیم صاحب سراج اور صاحب نجس نے کی جو اور مقابل اسکو فتح القدر کا قول ہے کہ  
 جاری ہونے میں پانی کی مدد ضرور ہے چنانچہ چشمہ اور کنوئیں بھی قول مختار ہے تو یہاں دونوں قولوں کی تعمیم واقع ہو کذا فی الطحاوی  
 فلو سدت النهر من فوقی فتوقد رجل بملکھ بملکھ جاک لانه جائز لو اگر نہر بند کی گئی اور پسر اس طرح کہ بند سے مطلقا پانی نہیں رستا  
 ہے پھر کسی مرد وضو کیا اس پانی سے جو بہتا ہو بدون مدد کے تو جائز ہے اسو اس طرح کہ وہ جاری پانی سے وکذا الوصف لیس و ان میں جنہیں  
 صغیرا و صبت رقیقہ الماء فی طرفہ صینا بید و توصلا فیہ و عند طرفہ الاخر اناء فجمع العلم جاز و حقیقہ بتانیا و قد و شتم و  
 لتأمت فی البحر اور اس طرح اگر نہر کھودی ہو چوئے عرض سے اور اس میں پانی بہا عرض کا یا ایک شخص کے رفیق نے پانی ڈالا پر پانی کے ایک کنارے  
 پر اور اس شخص کے وضو کیا نہر یا پر نالے کے روان پانی میں اور پر نالے کی دو سر طرف کوئی برتن ہے جس میں روان پانی جمع ہوتا جاتا  
 تو دوسری بار اسی پانی سے وضو کرنا جائز ہو اور پھر سری بار اس طرح اور پھر چوتھی بار اس طرح پانی بہا کر وضو جائز ہے اور اسکا پورا بیان  
 بحوالہ اثنین میں جو ہم یعنی عرض صغیر سے پانی بہا یا نہر میں اور پہنے کی حالت میں وضو کیا پیرہ پانی جمع ہوا ایک مکان میں سو دوسرے آدمی نے  
 اس مکان سے نہر کھودی اور اس میں پانی بہا یا اور وضو کیا جاری ہونے کی حالت میں پیرہ پانی جمع ہو گیا اور مکان میں پیرہ آدمی اس طرح  
 کیا تو شبہ خصوص کا وضو درست ہے اسو اس طرح کہ ہر ایک نے پانی پہنے کی حالت میں وضو کیا اور جاری پانی جس میں نہر یا نہر چنانچہ  
 بحوالہ اثنین میں جو اور جب پانی کہ جمع ہوا وہ ظاہر اور ظہور یعنی پاک کر نیا لائے اسو اس طرح کہ اسکا استعمال جاری ہونے کی حالت میں ہوا ہے اور





معتدین جو ناپاک نہیں ہو جانا بلکہ ظہور اثر نجاست کے بخیر غالب منہ سے بسطے کی معنی اس شخص کی جبکہ طہارت کو اسطریانی کی حاجت پڑی تو اگر اس کی گمان میں عدم خلوص یعنی نہ پونہچا نجاست کا مدہر طہارت غالب ٹھہر گیا تو وہ آب کثیر سے اس آب بستہ سے نہ وہ اس غسل جائز ہو اور اگر جب گمان غالب نہیں ہوتا تو وہ قلیل پانی طہارت اس سے جائز نہیں بھی ظاہر الروایۃ ہے امام اعظم سے اور اسی قول کثیر محمد نے جسو ذہ در وہ کا قول منقول ہے جو کہ کیا ہو اور بھی قول مجتہد جابحہ غایۃ السببان وغیرہ میں سے اور بحر الرائق میں ثابت کیا ہے کہ بھی قوی مذہب ہے اور کسی پر عمل کرنا چاہتے ہیں بحر الرائق میں دس روایات سے اسکو مذہب ثبت کیا ہے پر یوں کہا ہے کہ مجھ جہاں اکثر لکھ نام علماء متاخرین نے وہ مدہ کو آب کثیر قرار دیا جو وہ ہمارے اصحاب کا مذہب نہیں اور محمد نے اگرچہ اسکی تقدیر کی جو مگر اس وجہ سے کہ اگر جمع بھی ثابت نہ ہوتا تو یہ تقدیر لازم نہیں مگر انہیں کے حق میں اسو اسکو کہ جبکہ ہر حاجت کے استکثار کا اعتبار ہوتا تو ایک شخص کا کثیر سمجھا دوسرے پر لازم نہیں بلکہ بعد از مختلف ہے جو جسکے دلیں پڑی اوس پر عمل کریں اور بعد از ان امور میں جو حسین حامی پر مجتہد کی تقلید واجب ہو چکا ہے فتح القدیر میں سے کہ ان فی الطحاوی مصنف نے اپنی شرت میں کہا چونکہ وہ آب کثیر میں غلبہ ظاہر الروایۃ تھا اور اسکی تصحیح اکثر کتب مقدمہ میں واقع تھی لہذا انہوں نے اس حق میں اسی پر افتاد کیا اور متاخرین نے جو وہ در وہ کو اختیار کیا وہ ظاہر الروایۃ نہیں اور نہ ہمارے علماء و متقدمین کا مذہب ہے اگرچہ صاحب کثیر نے اس پر یقین کیا ہے اور صاحب ہدایہ نے اس پر فتویٰ ٹھہرایا ہے نوجو مذہب میں مجھ قول سے اوس پر عمل کرنا متعین ہے انہو ان التقدیر فی عیشی فی عشر لا یجوز الی اصل تعلیل علیہ ورتہما احبابہ صدق الشیخ اور بحر الرائق میں بھی ثابت کیا ہے کہ آب کثیر میں اندازہ ٹھہرا نہ وہ در وہ کا اصل سند علیہ کثیر راجع نہیں ہوتا اور جو اصل کا جواب باہر صدق الشیخ نے شرح و قایہ میں اوسکو رد کیا ہم صدق الشیخ نے وہ در وہ کی بھی حدیث اصل ٹھہرائی کہ جو کہ ان کہو دی تو اسکا حق کنوی کے گرد ہرگز سے تو اسکو گرد و چاروں طرف سے تازہ ہو تو اگر وہ سر شخص دس گز کے اندر میرا ہو یعنی نجاست والو کا کثرت کہو دیکھا تو رد کا جا دیکھا اسو اسکو کہ پہلی کنوی کی طہارت سرائت کرگی اور اگر دس گز کے بعد کہو دیکھا تو رد کا سجاد دیکھا تو معلوم ہوا کہ شرح نے وہ در وہ کو عدم سرائت میں مبتلا کیا ہے صاحب نے اسکو تین جہوں سے رد کیا ہے از اول ایک جہ یہ کہ حرم چاہ کا گز ہر شخص کا قول ہے اور مجھ قول بھی ہے کہ اسکا حرم ہر طرف ہے کہ ہر دوسری جہ یہ کہ زمین ہر جانب سخت ہے پانی سے تو پانی کو زمین پر قیاس نہ اعد سرائت میں سیم نہیں کہ ان فی الطحاوی مختصر علامہ یعنی نے شرح ہدایہ میں فرمایا کہ حدیث برضا عدہ وہ در وہ کی سند ہو سکتی ہے کیا بھی ہو کہ محمد بن حسن جب آب کثیر کا سوال ہوتا تو کہا کہ اگر میری مسجد کی برابر ہو تو وہ کثیر ہے جب اسکو ناپا تو مسجد اندر ہی ہشت و ہشت تھی اور باہر وہ در وہ تھی اور قول صلیف بھی کہ وہ در وہ تھی اور میری بقاعہ کی ہشت و ہشت تھی اور دلیل اس پر ابو داؤد و حجتانی صاحب سنن کا قول ہے کہ میں نے برضا عدہ کو ناپا اپنی چادر سے تو عرض اسکا چہ گز تھا اور میں نے وہاں پونہچا کہ زمان سابق میں اس میں کچھ تغیر ہوا ہے جواب دیا کہ نہیں پر جب اسکا عرض چہ گز کا ہوا تو طول اسکا زیادہ ہو گا اسو اسکو کہ اکثر طول زیادہ ہوتا ہے عرض سے اور اگر وہ گنواں مدہر ہوتا تو کہنے کہ اسکا دور چہ گز تھا تو حیکہ طول کی زیادت عرض کے ساتھ طائی جاوی تو مقدمہ اسکی ہشت و ہشت و ہشت و ہشت طہرگی تو محمد نے اس تقدیر کو لیا لیکن اب عبادات میں جہتا بہتر ہے لہذا انکی مسجد اصلی کے خارج کو یعنی وہ در وہ کو اعتبار کیا انہیں لکن فی القل و انت حیران اعتدال عشر اصنبت ولا سیما فی حق من لا کرے کہ من العوام فلذا اکتفی بہ المتاسی و ان الاعل او لیکن ہر الفائق میں کہ کہ اسی مخاطب تو جانتا ہے کہ مقرر اعتبار کرادہ در وہ کا ضبط اور بند و بست کی بات ہے خصوصاً عوام لوگوں کے حق میں جنکو ظن غالب اور تجرید حاصل نہیں تو ہیو اسطری علماء کبار متاخرین نے وہ مدہ و کافنوی دیام فوت دلیل صاحب بحر الرائق کے کلام میں جو اور جبکہ تو صاحب بحر اور صاحب نہر دو نو کے کلام پر بخوبی آگاہ ہو تو جنکو اسکا یقین حاصل ہو جایں اور جبکہ صاحب نے ذکر کیا اسکو صاحب نے بھی ذکر کیا اور اسکو قابل التفات کے بنانا لکھا نے الطحاوی ای فی المربہ باربعین و فی المذہب البستہ وثلثین و فی المثلث مریک لجانہ عشر و ثلثا و حسیل ذلک ان الکراہین یعنی متاخرین کافنوی جو عرض مریم میں ہم گز پر اور عرض مدہر میں ۶ گز پر اور عرض ثلث میں ہر طرف سے پندرہ گز اور چوتھائی اور پانچواں حصہ گز پر تینون صدقون میں کہ پڑے ناپے گا گز مراد حرم یعنی عرض کبیر جو آب جاری کی مانند نجاست کے پڑنے سے بدن ظہور اثر کے ناپاک نہیں ہوتا اسکی مقدار بموجب فتاویٰ متاخرین کے اگر وہ مریم سے نوہ در وہ ہے یعنی ہر طرف سے دس گز اور پانی کی چاروں طرف سے ہم گز اور سطح پانی کا طول اور

وہاں سے روایت ہے کہ اگر وہ در وہ کا اصل سند علیہ کثیر راجع نہیں ہوتا اور جو اصل کا جواب باہر صدق الشیخ نے شرح و قایہ میں اوسکو رد کیا ہم صدق الشیخ نے وہ در وہ کی بھی حدیث اصل ٹھہرائی کہ جو کہ ان کہو دی تو اسکا حق کنوی کے گرد ہرگز سے تو اسکو گرد و چاروں طرف سے تازہ ہو تو اگر وہ سر شخص دس گز کے اندر میرا ہو یعنی نجاست والو کا کثرت کہو دیکھا تو رد کا جا دیکھا اسو اسکو کہ پہلی کنوی کی طہارت سرائت کرگی اور اگر دس گز کے بعد کہو دیکھا تو رد کا سجاد دیکھا تو معلوم ہوا کہ شرح نے وہ در وہ کو عدم سرائت میں مبتلا کیا ہے صاحب نے اسکو تین جہوں سے رد کیا ہے از اول ایک جہ یہ کہ حرم چاہ کا گز ہر شخص کا قول ہے اور مجھ قول بھی ہے کہ اسکا حرم ہر طرف ہے کہ ہر دوسری جہ یہ کہ زمین ہر جانب سخت ہے پانی سے تو پانی کو زمین پر قیاس نہ اعد سرائت میں سیم نہیں کہ ان فی الطحاوی مختصر علامہ یعنی نے شرح ہدایہ میں فرمایا کہ حدیث برضا عدہ وہ در وہ کی سند ہو سکتی ہے کیا بھی ہو کہ محمد بن حسن جب آب کثیر کا سوال ہوتا تو کہا کہ اگر میری مسجد کی برابر ہو تو وہ کثیر ہے جب اسکو ناپا تو مسجد اندر ہی ہشت و ہشت تھی اور باہر وہ در وہ تھی اور قول صلیف بھی کہ وہ در وہ تھی اور میری بقاعہ کی ہشت و ہشت تھی اور دلیل اس پر ابو داؤد و حجتانی صاحب سنن کا قول ہے کہ میں نے برضا عدہ کو ناپا اپنی چادر سے تو عرض اسکا چہ گز تھا اور میں نے وہاں پونہچا کہ زمان سابق میں اس میں کچھ تغیر ہوا ہے جواب دیا کہ نہیں پر جب اسکا عرض چہ گز کا ہوا تو طول اسکا زیادہ ہو گا اسو اسکو کہ اکثر طول زیادہ ہوتا ہے عرض سے اور اگر وہ گنواں مدہر ہوتا تو کہنے کہ اسکا دور چہ گز تھا تو حیکہ طول کی زیادت عرض کے ساتھ طائی جاوی تو مقدمہ اسکی ہشت و ہشت و ہشت و ہشت طہرگی تو محمد نے اس تقدیر کو لیا لیکن اب عبادات میں جہتا بہتر ہے لہذا انکی مسجد اصلی کے خارج کو یعنی وہ در وہ کو اعتبار کیا انہیں لکن فی القل و انت حیران اعتدال عشر اصنبت ولا سیما فی حق من لا کرے کہ من العوام فلذا اکتفی بہ المتاسی و ان الاعل او لیکن ہر الفائق میں کہ کہ اسی مخاطب تو جانتا ہے کہ مقرر اعتبار کرادہ در وہ کا ضبط اور بند و بست کی بات ہے خصوصاً عوام لوگوں کے حق میں جنکو ظن غالب اور تجرید حاصل نہیں تو ہیو اسطری علماء کبار متاخرین نے وہ مدہ و کافنوی دیام فوت دلیل صاحب بحر الرائق کے کلام میں جو اور جبکہ تو صاحب بحر اور صاحب نہر دو نو کے کلام پر بخوبی آگاہ ہو تو جنکو اسکا یقین حاصل ہو جایں اور جبکہ صاحب نے ذکر کیا اسکو صاحب نے بھی ذکر کیا اور اسکو قابل التفات کے بنانا لکھا نے الطحاوی ای فی المربہ باربعین و فی المذہب البستہ وثلثین و فی المثلث مریک لجانہ عشر و ثلثا و حسیل ذلک ان الکراہین یعنی متاخرین کافنوی جو عرض مریم میں ہم گز پر اور عرض مدہر میں ۶ گز پر اور عرض ثلث میں ہر طرف سے پندرہ گز اور چوتھائی اور پانچواں حصہ گز پر تینون صدقون میں کہ پڑے ناپے گا گز مراد حرم یعنی عرض کبیر جو آب جاری کی مانند نجاست کے پڑنے سے بدن ظہور اثر کے ناپاک نہیں ہوتا اسکی مقدار بموجب فتاویٰ متاخرین کے اگر وہ مریم سے نوہ در وہ ہے یعنی ہر طرف سے دس گز اور پانی کی چاروں طرف سے ہم گز اور سطح پانی کا طول اور

عرض بن سوگن اور عرض مدور بن ۳۶ کی ترجیم مذکور ہے طہیر بن اور غیر طہیر بن ہم گزیمین کہا کہ ہم گز کے اعتبار میں زیادہ تر حنیط و عرق کمانی  
 النہر اور اگر عرض ثلث ہو یعنی جسکے تیمنوں کو نے معذل میں تو ہر طرف سے نہر گز اور چارم گز اور شارح نے جو پنجم گز زیادہ کیا ہو اسکی کچھ حاجت نہیں  
 کہ انتہی سے مساحت پانی کی سوگن ہو جاتی ہے ورنہ نہر نے اطمحادی نہر الفائق میں ہو کہ معتبر ذراع کر باس ہے یا ذراع مساحت یا ہر زمان اور مکان کا گز جس  
 سے پائش کرتے ہیں تیمنوں کو لونی ترجیم واقع ہے اور پہلا قول مناسب تر ہے انھو ہدایہ اور تفسیر میں ذراع کر باس کو اختیار کیا ہے علامہ عینی نے کہا مساحت کا  
 گز سات ثلث یعنی سات ٹھی کا اور ہر ٹھی ہر ایک کٹری اٹھلی اور ذراع کر باس یعنی کٹری ہونے کا گز نقطہ سات ٹھی کا ہے اور ہر ٹھی ہر ایک ٹھی فاقیم نہیں اور ہر  
 قول صحیح ہو کہ ۳۶ اٹھلی کا گز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جردن کی شمار کے موافق ولولہ طول لا عرض لکنہ یبلغ عشرانی عشر جاز تیسرا اور اگر  
 عرض یا خندق کا طول ہے اور بیت عرض نہیں لیکن اگر اسکو کسر کر کے حساب کیجئے تو وہ درود یعنی سو گز تک پونچھا ہو تو ضرور کرائس ہو جائے ہر خلق اللہ  
 کی آسانی کیواسے کذا نے النہر ولو اعلا عشرًا واسفلًا قل جازحتہ یبلغ الاقل اور اگر ایک عرض اوپر سے درود ہو اور پچیس سو کم درود  
 سے نو دوا تیس سو باوجود و قوم بجاست جائز ہے تا وقتیکہ پانی کتر کو پونچھ یعنی جب کتر تک پانی پونچھ جائیگا تو درود قوم بجاست سے ناپاک ہوگا و ضرور جائز ہوگا  
 ولو یسککہ فوقع فیہ نجس کسب حتی یبلغ للعشر اور جو اسکو بالعکس ہو یعنی عرض اوپر سے درود درود ہو کم اور پچیس سو کس کا وہ بعد درود  
 کے سو او سمن بجاست پڑی تو ضرور جائز نہیں جب تک کہ اوپر کا پانی فنا ہو کر وہ درود کو پونچھ یعنی جب وہ ان پونچھ کا ثواب و ضرور کرائس سے جائز ہوگا  
 کذا فی النہر عن اسراج الہندی ولا تجدوا ذلک فثقیب ان الماء عن منفذ لا عن البحر جاز لا لا کا مسقفہ ان متصلا لا لا کا متصلا  
 اور اگر عرض کبیر کا پانی برقی سردی سے جو کتر تھنے کی مانند ہو گیا پھر او سمن سوراخ کیا گیا اگر پانی جدا ہے آب بستہ سو تو ضرور جائز ہو اسواسطی کہ وہ پانی شکی  
 مانند ہے جسے چیت ہو یعنی اگرچہ سوراخ وہ درود ہو کم ہو اور اگر پانی عرض کا آب بستہ ہو ملا ہو تو ضرور کرائس سے جائز نہیں اسواسطی کہ وہ  
 طاس اور طغاری کی مانند ہو یعنی وہ پانی قلیل ہے جیسے طاس کا پانی کہ و قوم بجاست سے ناپاک ہوگا کذا فی اطمحادی فنا وی فانی خان میں ہو کہ و ضرور  
 اس سے جائز نہیں مگر اسوقت جائز ہے جبکہ ثقب وہ درود ہو جتنے تو وقع فیہ کتب یخس میا تک کہ اگر کتنے نے اس میں پانی یا یعنی اس ثقب  
 سے جس سے عرض کا پانی متصل ہے پانی پیا تو وہ ناپاک ہوگا لا و وقع فیہ فکانت تسفلہ ناپاک نہ ہوگا وہ عرض اگر کتا او سمن گر پڑا اور مر گیا  
 اسکو تہ نشین ہونے کی وجہ سے یعنی اس میں تو پانی کثیر ہے کتنے کی تہ نشین ہونے سے ناپاک نہ ہوگا مگر جبکہ اوصاف ثلثہ سو کوئی وصف متغیر ہو کذا نے  
 اطمحادی ثم اغتسلوا طہارۃ التیمم و دیجی یابوہر معلوم کرنا چاہیو کہ نختار اور پسند یہ مذہب میں پاک ہو جانا یا ناپاک پانی کا اسکو جاری  
 ہونے کے ساتھ ہی ہم یعنی اگر ناپاک عرض یا تالاب میں پاک پانی داخل ہوا اور عرض یا تالاب جاری ہو تو بعد جاری ہونے کے وہ پاک ہو گیا اور قیل  
 ضعیف یہ ہے کہ جب سب پانی ناپاک عرض کا ٹھیکہ پاک ہوگا اور بعض نے کہا جبکہ سب چند پانی نکلے گا تب پاک ہوگا اور یہ مطلب شارح کا نہیں ہے بل  
 داخل ہونے پاک پانی کے اگر نالی یا گرا اسکو جاری کیجئے تو وہ پاک ہو سحر الاثنین میں کہا طہارت کا حکم اسوقت ہوگا جبکہ ٹھنکا پانی کا پاک پانی کے داخل  
 ہونے کیوقت ہو کذا نے اطمحادی و کذا الیہ و عرض الحکماء هذا اور بھی حکم ہے کنونی اور حمام کے عرض کا یا در کھ اسکو یعنی اگر کنوان بجاست ہے  
 گرنے سے ناپاک ہوا اور جاری ہوا پاک ہو گیا اسکو جاری ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پاک پانی اوپر سے داخل ہوا اگر کنوان لبالب ہو کر جاری ہو  
 دو صورت یہ ہے کہ چشمہ چارے جوش مارا اور اندر سے بطریق کاریز کے بہاؤ فی القسما والختا و ذراع الکر یا سب سب قسما ک  
 فقط فیکون ثمانیا فی ثمان بدیع امان قسما و قسما اصحاب علی العزلی المفسر بلعشر اربع و وحکمہ لبعق ما اطلو فی النہر  
 فی الاصح و کذا فی عشر فی الاصح اور تہستانی میں ہو اور نختار اور پسند یہ مذہب میں کتر و ناپاک گز سے اور وہ فقط سات ٹھی کا  
 ہے تو وہ درود کا عرض ثلث و ثلث کا ہوتا ہے ہر زمانہ کے گز سے جو آٹھ ٹھی اور تین اٹھلیوں کا ہو یہ قول ہے بابر فتویٰ مناخین کے وہ درود  
 کے کتر ہونے میں نہیں اگرچہ وہ درود حقیقتہ نہ ہو بلکہ عکس ہو یہ اسواسطی کہ ناکہ وہ درود شامل ہو جائے اس عرض طریق کو جس میں طہر ہے و درود



کے نزدیک قرب بھی سبب اور ازالہ حدت بھی بلکہ اسقاط فرض بھی اور جن چیزوں کا ازالہ یا ہواستعمال بانی کا نابالغ صاحب نیت نہ  
 مائیں سبب عبادت کی عادت بانی رہنے کیواسطے یعنی نابالغ جو وضو کرے ثواب کی نیت سے یا حیض والی عورت وضو کرے چنانچہ اسکو مستحب ہے کہ نماز کے  
 وقت وضو کر کے جائز نماز پر بیٹھ کر تسبیح اور تہلیل کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹے وہ بانی بھی مستعمل ہے قہر کے سبب اس مستعمل سے بھی وضو جائز  
 نہیں اور غسل مکیت یا ہواستعمال بانی کا میت کے نہلانے سے یعنی میت طاهر ہے اگر اسکو بدینہ نجاست نہ ہو وہ الاصح اور دوسرا قول ہے جو کہ نجس ہو  
 نجاست خبث تو اسکا غسل نجس ہوگا اور اس قول کی بھی تصحیح واقع ہے اور مجھے جو غسالہ میت کو مطلقاً نجس کہا ہے تو اسوجہ سے کہ غالباً نجاست  
 خالی نہیں ہوتا کذا فی البحر ویدیکلکلی اوھنہ بیتیہ السنۃ استعمال ہوا نجس کے دھونے سے کھانیکے واسطے یا کھانے سے فراغت کر کے اور اسوقت کے  
 قصد سے ہم حدیث میں وارد ہو کر کہانے کی برکت سے پہلے اور بعد کھانے کے ساتھ دھونا تو اگر اس نیت سے یا نجس دھونے ثواب حاصل ہوا بانی استعمال  
 ہو گیا اور اگر یہ نیت نہیں چنانچہ میل ممان کرنے کیواسطے دھونے سے بانی مستعمل ہوگا کیونکہ نہ ازالہ حدت حد نہ اقامت قربت کذا فی الطہارۃ ۱۰  
 لا جملہ فی حدیث وروایہ وروایہ کو ضوع و حدیث و لولہ للتبرید استعمال ہوا بانی ازالہ حدت کے سبب سے اگر چہ ازالہ حدت قربت کے ساتھ مقیم ہو  
 چنانچہ یوسف شخص کا وضو کرنا اگرچہ اسوسر دھونے کیواسطے وضو کیا ہو مگر جبکہ یہ وضو نے وضو کیا قربت کی نیت سے تو یہاں دو سبب تھماں کے جمع ہو گئے  
 یعنی ازالہ حدت بھی اور قربت بھی اور اگر فقط گرمی دفع کرنے کو وضو کیا تو فقط ازالہ حدت ثابت ہوا نہ قربت بہر صورت بانی مستعمل ٹھہرا فلو توصلاً  
 متوضی لہذا و تعلیم و لظہین بیکہ لا یصد استعمال اتفاقاً اور اگر اب وضو شخص نے وضو کیا سر دھونے کو یا تعلیم وضو کیا اسطے یا مٹی دھونے  
 کیواسطے اپنا تھ سے تو وہ بانی باتفاق شخصین اور محرم کے مستعمل ہوگا ہم یہ تفریم سے اس تقسید پر کہ استعمال ثابت ہوا ہی قربت سے یا ازالہ حدت  
 سے سوان صورتوں میں کو ہی سبب استعمال کا نہیں قربت تو اسواسطے نہیں کہ نیت نہیں کیونکہ ثواب بدون نیت کے نہیں ہوتا اور ازالہ حدت بھی  
 نہیں اسواسطے کہ وہ شخص با وضو اگر کوئی کہی کہ تعلیم مقصود میں بالمشابہ ثواب ہی ہو گیا وجہ سے کہ تعلیم قربت نہ ہو اسکا جواب یہ ہے کہ قربت تو فقط  
 تعلیم میں ہے نہ بانی کے استعمال میں لہذا اگر تعلیم فوری کرے تو اس تعلیم فعلی کی وجہ حاجت نہیں ہی کرے یا توجہ علی التلک لیلۃ قسرت چنانچہ بانی مستعمل  
 نہیں ہوتا میں بار دھونے پر زیادہ کرنے سے یہ دون قصد کرنے ثواب کے یعنی بار بار دھونے سے زیادہ دھونے سے مستعمل نہیں ہوتا و تفصیل  
 لحنی فی ذلک و توبیخ ظاہر و دالہ علی کمال اور یہی بانی مستعمل نہیں ہوتا مثل ران کے یا پاک کپڑے یا حلال چپائے کے دھونے سے ہم مثل ران  
 سے مراد اعضاء غیر وضو میں یعنی اگر غیر جنب اپنی ران دھو دے تو وہ بانی مستعمل ہوگا یا بر قول اصح کے کہانی البحر اسواسطے کہ اس میں نہ قربت ہی نہ ریح  
 حدت نہ اسقاط فرض اور کپڑے کی مانند پاک برتن ہوا کلا جلی شفا فی حدیث استعمال ہوا بانی اسقاط فرض کے سبب ہم غلامہ کھم محلالت  
 ہے کہ بانی مستعمل ہو جاتا ہی چیزوں میں کسی ایک سبب سے یا ازالہ حدت سے خواہ اسکا ساتھ تقرب ہوا نہ ہو یا اقامت قربت سے خواہ اسکا ساتھ  
 ازالہ حدت ہو یا نہ ہو یا اسقاط فرض کے سبب سے یا لیل قول فقہاء جو اپنے ساتھ کہنوں تک یا لیل یا لون نقاری میں ڈالے تو بانی مستعمل ہوگا اور اس  
 صورت میں نہ ازالہ حدت ہوا نہ قربت کی نیت یا ہی گئی فقط فرض ساقط ہو گیا عضو منسول سے صاحب نہرنے کہا کہ اسقاط فرض کو زیادہ کرنا یعنی بر غلا  
 اور کتابوں کے اسقاط فرض کو استعمال کا سبب ثالث قرار دینا اس تقدیر میں تمام ہوگا جبکہ اسقاط میں ثواب نہ ہو ورنہ قربت ثابت ہوگی اسنے اسکا  
 جواب یہ ہے کہ فرض ساقط ہو جاتا ہے مکلف کے فعل سے اگرچہ نیت نہ ہو اور جبکہ نیت نہیں تو ثواب نہیں ثواب اسقاط فرض کیونکہ قربت ہوگا کذا فی  
 الطہارۃ ۱۰ اصل فی الاستعمال کمال یہی یعنی فرض کا ساقط کرنا اصل سبب بانی کے مستعمل ہونے کا چنانچہ اس پر نگاہ کر دے  
 کمال الدین محقق نے ہم یعنی رفع حدت میں حقیقت اور قربت میں علماً اسقاط فرض موجود ہو اسواسطے کہ قربت نیز لہ اسقاط کے محدود سری بار کذا فی  
 الطہارۃ ۱۰ بان یصل بعض اعضا بہ و ینخل بدلہ او رجلہ فی جبت غیرہ لغیرہ فی حق کفر کفر فانیہ یصد استعمال لہذا فی الطہارۃ ۱۰  
 اسقاط فرض کا اسطر محرم دھو دے نہ ہو بعض اعضا کو یا اپنا تھ یا اپنا پاؤں ڈالے سکے میں بغیر بانی لینے کے اور مانند اسکی چنانچہ کوزہ کھانے

کو جو سنے میں گر گیا ہے تو البتہ اس سے نہیں بانی مستعمل ہو جائیگا فرض کے ساتھ ہو جائے کیونکہ یہ بالاتفاق یعنی اگر وضو یا غسل میں اس عضو کو نہ دھو تو کافی ہے ہم یہ صورت حدیث اصغر اور اکبر دونوں کو شامل ہے لیکن محیط میں ابو یوسف سے مشہور ہے کہ پورا عضو پانی میں ڈالنا مستعمل ہو جائے من شرط جو اور ایک دو اونٹنی کے ڈالنے سے مستعمل ہو گا اور داخل کف سے مستعمل ہو گا چنانچہ عالم گیری میں ہے تیرہ پانی لینے کی یہ صحت ہو کہ مٹی یا نمیر ہاتھ میں بھرتھا اور کھڑے ہوئے کیواسطے ہاتھ شے کے میں ڈالنا معلوم ہوا کہ اگر پانی لینے کے قصد سے ہاتھ شے کے میں ڈالنا تو پانی مستعمل ہو گا نہ کہ سبب سے اس پر جس سے ہاتھ ڈالنا کو نہ کھانے کو یا کھنوی میں اور ترنا ڈال کھانے کو اس سے بھی پانی مستعمل نہیں ہوتا اور اتفاق سے بیان مراد ان ضحا کا اتفاق ہے جو تجزیہ حدیث کے قائل اور جو کہ قائل نہیں کہ ان فی الطحاوان لم یزل حدیث عضوہ او حناۃ ما لیکم بیکم لعلکم تجزئوا ما لکم و شربا علی المصلیٰ اگرچہ شخص مذکور کے عضو کا حدیث یا اس کی جنابت زائل نہ ہوگی جب تک کہ اسقاط فرض کا پورا نہ ہو گا بسبب تجزیہ ہونے حدیث اور جنابت کے زائل ہونے اور ثابت ہونے کی راہ سے قول متحد پر ہم یعنی زوال حدیث اور جنابت کا اور اونٹنات ہونا تجزیہ یعنی پارہ پارہ نہیں ہو جیکہ دونوں زائل ہونگے تو بالکل زائل ہونگے اور جبکہ ثابت ہوگی تو بالکل ثابت ہوگی تو سقوط فرض کا مثلاً ہاتھ سے اسکا متقاضی ہے کہ ہاتھ کا دھونا دوسری بار باقی اعضا کے ساتھ واجب نہوا اور حدیث کا زائل ہونا باقی اعضا کے دھونے پر موقوف ہو ایسا ہی بحر الاوقیٰ میں شیخ قاسم حاشیہ میں کہا ہے کہ حدیث کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے اول معنی انقیب شرعیہ یعنی شرعاً ممنوع ہونا اور اس فعل کا جو حلال نہیں بدون طہارت کے اور یہ تجزیہ نہیں اتفاق امام اور صاحبین کے اور ثانی معنی نجاست مکیہ اور یہ تجزیہ ہے ثبوت اور ارتفاع میں ملاخلاف اور پانی کا مستعمل ہو جانا نجاست مکیہ کے ازالہ سے ہر قاسم نے کہا کہ یہ تحقیق یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ان فی الطحاوانی وینبغیٰ ان یجوز ان یتوضا لیسعہ لمصنعة ولا یستشقاق فتاقل اور چاہیو کہ زیادہ کیا جائی لفظ اوستیہ کا بد اسقاط فرض تاکہ مضمضہ اور استنشاق کو بھی شامل ہو تو اس میں تامل کر ہم یعنی یون کہنا چاہیے اور اسقاط فرض اوستیہ تو مطلب یہ ٹھہر گیا کہ مستعمل ہونا پانی کا فرض یا سنت کے اسقاط سے تو اب کلی اور ناکہ پانی بھی مستعمل ٹھہر گیا جلی مٹی نہ کہا سنت کے زیادہ کرنے کی کچھ جانب نہیں کہ وہ تو قربت میں داخل ہے اس واسطے کہ سنت اور انصہر ہوتی بدون نیت کے پر جب سنت میں نیت ہوئی تو قربت ٹھہری انھیں بھی وجہ ہونا کی جسکی طرف اشارہ نے اشارہ کیا ان فی الطحاوانی وینبغیٰ ان یجوز ان یتوضا لیسعہ لمصنعة ولا یستشقاق فتاقل ان سبب سے تو نہیں پانی مستعمل ہو جاتا ہے اسوقت جبکہ جدا ہوا عضو اگرچہ کسی چیز میں نہیں ٹھہرنا برزہب درست کے وینبغیٰ ان یجوز ان یتوضا لیسعہ لمصنعة ولا یستشقاق فتاقل اور قول ضعیف یہ ہے کہ جب عضو جدا ہو کر کسی مکان میں یعنی زمین یا کف یا کپڑے میں ٹھہر جائی اور حرکت سے باز رہے تب مستعمل ہو گا اور اس قول کی ترجیح دیکھی ہے حرج کے سبب ہم یعنی اگر مجرّد انفصال کے عضو سے استعمال ثابت ہو تو اس میں مشقت ہو اسلئے کہ کپڑے پر گرنے سے نجس ہو گا نجاست مستعمل کے قول پر اور شرعاً اختلاف ظاہر ہوتا ہے اس صورت میں کہ جب پانی عضو سے جدا ہوا اور ہسوز کہیں نہیں ٹھہرا بلکہ وہ ہوا میں ہے پھر وہ اگر کسی آدمی کے عضو پر اور اس پر بجا بدن اسکو کہ اسنو اپنی ہتھیلی میں لیا ہو تو اول قول پر اس وضو صحیح نہیں اور قول ثانی پر صحیح ہے کہ ان فی الطحاوانی وینبغیٰ ان یجوز ان یتوضا لیسعہ لمصنعة ولا یستشقاق فتاقل اور وہ ترجیح دینا ہے اسطر سے کہ جو مستعمل پانی و فوکر نوا لیسے رومال اور کپڑہ کو لگیا تاوی وہ معاف ہو باتفاق شیخین اور محمد کے اگرچہ مقدار درم سے زیادہ ہو یعنی جب معاف ہو تو حرج ثابت نہوا ہم محمد کے نزدیک مستعمل پانی پاک ہو تو ان کو قول پر معاف کہنا مناسب نہیں اور شیخین کے نزدیک اگرچہ بعضی روایت میں وہ نجس ہے گریبان ضرورت کی وجہ سے نجاست ساقط الاعتبار ہے وہو طاهر و یوحیٰ جب شے کے الظاہر اور مستعمل پانی پاک ہو اگرچہ وہ جانب والیکا مظهر مذہب پر ہم مشائخ عراق نے کہا کہ مستعمل پانی بالاتفاق ظاہر ہو اور دوسرے قول یہ ہے کہ طہارت محمد کا قول ہے اور امام سی بھی مروی ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس مغلطہ ہے اسکو حسن روایت کیا اور چوتھا قول یہ ہے کہ نجس مخفف ہے اور اسکو ابو یوسف نے امام سے روایت کیا اور اسی پر اونٹنات عمل ہے لیکن علمائے طہارت کی روایت کو صحیح کہا ہے یہاں تک کہ مجتہبیٰ میں ہے کہ مقرر امام

وینبغیٰ ان یجوز ان یتوضا لیسعہ لمصنعة ولا یستشقاق فتاقل

اور صاحبین کچھ روایات بھی ہیں کہ وہ طہر فرمایا ہو مگر حسن کی روایت تحریر اسلام نے کہا کہ ظاہر ہونا نماز پر حادی نزدیک اور بھی مذکور ہو محمد کی تمام کتابوں میں جو مروی ہیں جاری و ساری اسکو مقضیٰ اور دار النہر نے اختیار کیا جو اور محیط میں ہے کہ یہی قول مشہور جو امام سہروردی اور اگر کتب ابو نعیم طہر ہونے پر مستوفی مذکور ہو بلا تفصیل میں المحدث والجنب کذا فی الطحاوی معنی نے کہا یہی قول ہے احمد بن منہل کا اور نہ پیشانی میں بھی یہی قول صحیح ہو اور وہ بھی امام مالک سے مروی شافعی نے کہا یہی قول طہارت کا جہر سلف اور خلف کا قول ہو لکھو یہ کبرہ شریعہ والحق بہ تذکرہ الاستیعاب و علی سر فلیہ لجا استسملیٰ لیکن مستعمل پانی کو پسنا اور اس سے گوند ہنا کبرہ و نہر بھی ہے گہنہ نے کبرہ سے اور اسکی نجاست کی روایت مکرر وہ تحریر بھی ہے و حکمہ انہ لیس یطہرون لیل لیل لیل علی اربع طہر لیل اور مستعمل پانی کا حکم یعنی اثر ترنہ بھید ہو کہ وہ محدث اصغر اور اکبر کا پاک کرنا بالا نہیں یعنی وضو اور غسل کے لائق نہیں بلکہ باہر قول راجع معصیت کے نجاست حقیقی کا پاک کرنا بلا جو ہم بھتی لہو شریع ارشاد میں ہو کہ ازالہ نجاست کا مستعمل پانی سے جائز ہے باہر روایات عامہ کہ کذا فی النہم فروع اختلاف فی حدیث النفس فی بدیل لکھو و بدیل مستعمل بالکلام ولا یجس علیہ ولم ینو ولم تبدلک ولا یجس انہ طاهر والما مستعمل الاستیصال لا الاستعمال اختلاف واقع اس حدیث کے حکم میں جسے غوطہ مارا کنوئین ڈول نکالنے کو یا ٹھنڈک حاصل کر نیکو غوطہ مارا پانی سے استنجا کر کے اور اسکو بدینہ نجاست نہیں اور نہ اسنو وضو یا غسل کی نیت کی اور نہ بدینہ غوطہ مارا اور صحیح تر قول یہ ہے کہ وہ شخص پاک ہو اور کنوئین کا پانی مستعمل ہو اسو اسکو کہ مستعمل ہو جسکے واسطے حیدر ہونا پانی کا مشرط عام یعنی جب شخص کنوئین سے نکلا تو انفعال پایا گیا ہم محدث حدیث اکبر کو بھی شامل ہے خواہ جنابت سے ہو خواہ حیض یا نفاس سے یعنی جبکہ عورت بعد انقطاع حیض یا نفاس کے کنوئین میں گھسے اور اگر قبل انقطاع جاوے گی بشرطیکہ اسکو عضو پر نجاست نہ ہو تو عورت اور پانی دونوں ظاہر کی مانند ہیں ہو اسطیکہ وہ خارج نہیں ہو ہی حیض اور نفاس سے تو پانی مستعمل ہوگا چنانچہ غایہ اور خلاصہ میں اور کنوئین سے وہ مراد صریحہ و در سے کہ ہے ڈول نکالو اور سرد ہو سکی فید اسو اسکو لگائی کہ اگر غوطہ مارا گیا نہ ہونے کے قصد سے تو پانی بالاتفاق مستعمل ہوگا اسو اسکو کہ ازالہ نجاست اور نیت قربت کی باقی گئی اور اگر ڈھیلوں سے استنجا کیا ہوگا تو پانی بالاتفاق ناپاک ہوگا اور بطریق اگر اسکو بدن پر نجاست ہوگی یا ازالہ محدث کی نیت کر گیا اور عدم دلالت کی قید محیط اور خلاصہ میں مذکور ہو مگر الرافق میں کہا اسو اسکو کہ لسانیت غسل کے قائم مقام ہو تو لغو ہو پانی بالاتفاق مستعمل ٹھہر گیا اور اصح کے مقابل غیر اصح ایک بھد کہ مرد اور پانی دونوں ناپاک ہیں اور بھد امام سہروردی نے اور دوسرا قول بھد کہ مرد کا محدث بسا حال سابق قائم ہے اور پانی ظاہر اور مطہر ہے بھد روایت ہے ابو یوسف سے اور بھد جو شافعی نے کہا کہ پانی مستعمل ہے سو بغیر کا قول ہے اسو اسکو کہ ڈول نکالنے کی ضرورت سے اسلا استعمال نہیں چنانچہ محدث اگر پانی ہاتھ سے لے تو پانی مستعمل ہوگا بلا خلاف کذا فی الطحاوی لغوا والمراد ان ما لا یصل یا عضایہ والفصل عنہا مستعمل لاکل الماء علی ما مراد بھد کہ جو پانی کہ منفس کے اعضا سے ملا اور پھر جلیا اعضا سے وہ مستعمل نہ تمام پانی کنوئین کے استعمال ہو بنا برادس قول کے جو گزر گیا ہم یعنی اسی صورت میں جس کا اعتبار سے یعنی جو پانی کہ سا قطہ ہوا اعضا سے وہ مستعمل بنایت کر کے کنوئین کے پانی سے وکل اھاب ومثلہ الشائئ والکثرین قال القمہ فالاوٹ وما ذبغ وواشتمین ہو محکم طہر کیسے کہ بہ ویتوقھا احتیاد جہا چھڑا داغت کیا جائے یعنی پاک یا جائے اگرچہ وہ بوب میں ڈالے اور وہ داغت کے لائق ہو تو وہ دیکھنے سے پاک ہوگا تو آدمی پرستین پھنکر ماز پڑے اور پڑے کی دلچسپی وغیرہ بنا کر اس سے خوف کر جو شافعی نے کہا اور پڑے کی مانند داغت قبول کرنے میں بھوکنا اور اوچھڑی سے ہستانی نے کہا تو بھجائی کل تا بھجائی کی ماؤت کہ بھتا ہتر تھا یعنی جس چیز کی داغت ہو وہ پاک ہوگی تاکہ پھر اور بھکنی اور اوچھڑی سکھو شامل ہو ہم چہرے کی داغت سے تین مطالب متعلق ہیں اسکا پاک ہونا بھ متعلق کتابہ صیغہ اور اس میں نماز کا جائز ہونا اس متعلق کتابہ صلوٰۃ سے مرد اور اس سے وضو کا جائز ہونا بھ متعلق ہو پانی سے لہذا استعفیٰ پانی کی بحث میں اسکو ذکر کیا داغت وہ قدر ہے حقیقی اور علمی حقیقی وہ جو پھنکری یا بھول کے پتہ وغیرہ سے ہو وہ پانی پونچھو سے ناپاک نہیں ہوتی بالاتفاق روایات اور علمی داغت وہ ہے جو



وہو پھر شک ہو اوسمین بانی پہنچے سرور ورتین میں ایک روایت یہ ہے کہ وہ ناپاک ہو جاوے گی و دوسری روایت یہ ہے کہ ناپاک نہ ہوگی و حال  
 یحتملہا فلا علیہ العفو لے اور جو چڑا وغیرہ دباغت پذیر نہیں وہ پاک نہوگا اور اسی قول پر سنوئی حوالہ بطور حلیہ صغیرہ  
 ذکر الزلیع اتما فہیضہا فظاہر ہو پاک نہوگی دباغت سے چوٹے سانپ کی کھال ایسا ذکر کیا ہے زلیعی نے لیکن سانپ کی کچھلی تو پاک ہے  
 و حال پاک نہیں ہوتی چوٹے کی کھال یعنی عدم احتمال دباغت سے کھال نہ لگے لکن کھال کا کہ لفظ کھال ہما یا لفظ کھال جس سے کہ سانپ  
 اور چوٹے کی کھال پاک نہیں ہوتی ذہم کرنے سے اس واسطے کہ دباغت اور ذہم میں احتمال اور بیاقت کی قیاس یعنی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے  
 وہ کھال جو دباغت کی بیاقت رکھتی ہے اور ذہم کرنے سے اس جانور کی کھال ظاہر ہو جاتی ہے جو ذہم کرنے کے لائق ہے حلالہ خذیر  
 فلا یظہر و قدیم لان المقاحر لا لہا انتہ ہر چڑا دباغت سے پاک ہوتا ہے سو کہ کھال کے ہوا سو وہ پکانے سے پاک نہیں ہوتی اور سو  
 کو کھالے ذکر کیا آدمی سے اس واسطے کہ یہ ذلت اور خوارمی کا مقام ہے یعنی نجاست کا تو یہ بیان ذلیل اور خوار چیز کو بیان کرنا متقضا ہے بیاقت  
 و آدمی فلا یدفع دیکر امتہ اور آدمی کے ہوا تو آدمی کی کھال کو دباغت نہیں دیکھائی اوسکی تعظیم اور توفیر کے سبب ہم بعضوں کے  
 نزدیک سو اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی اس واسطے کہ پرت پرت ہونے سے دباغت پذیر نہیں اور بعضوں نے کہا کہ آدمی کی کھال پاک  
 ہو جاتی ہے دباغت سے لیکن اوسکا استعمال جائز نہیں اور بھی منقول ہے مذہب میں شارح کا کلام قول ثانی پر مبنی ہے ولو دبیغ طہران  
 سر اس استعمال کے موطن عظمہ فی ذہنی و یحکم الا حواجز اما اور اگر آپسکی کھال دباغت کیجی تو پاک ہوگی اگرچہ اوسکا استعمال  
 جس سے ہم بیان کیا کہ اگر آدمی کی ہڈی بیسی کی آٹے میں تو اس آٹے کو کھائی بھی صحیح تر توں میں اسکی تعظیم کی وجہ سے و آفاک کلامہ لہا ذہب کلاب  
 و فیل و ہو المفہد اور صنعت کے کلام نے فائدہ دیا کہ اور ہاتھی کی کھال کے پاک ہو گیا یعنی دباغت سے اور بھی قول معتد ہے ہم جبکہ سب  
 کھالوں کی طہارت سے سو اور آدمی کو استثنا کر لیا تو معلوم ہو گیا کہ انکے سوا سب چڑی دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں و ما ای اہا طہر  
 بلہ بد باع طہر و کلا علی المذہب لا یظہر حلیہ علی قول الا الذین کان غیرہ کول ہذا اصح ما یضربہ وان قال فی المفیض  
 الفتنی علی طہر کرتہ اور جب کھال کے پاک ہوتی ہو دباغت کرنے سے وہ پاک ہو جاتی ہو جانور کے ذہم کرنے سے مذہب صحیح پر پاک نہیں ہوتا اسکا  
 گوشت اکثر علماء کے نزدیک اگر وہ جانور جسکو ذہم کیا غیر کول اللحم ہے اقوال نفی میں یہی قول عدم طہارت کا صحیح تر قول ہے اگر فیض میں  
 کہا کہ گوشت کی طہارت پر فتویٰ ہے ہم سراج الدیابہ میں کہا کہ عدم طہارت کا قول محققین کا قول ہے افضل تفصیل کے صیغہ سے طہارت  
 کے قول کی بھی صحیح معلوم ہوتی مگر عدم طہارت زیادہ تر صحیح ہے کذا فی الطہارۃ و ہل کثیرہ طہارۃ جلد ۱ کون الذکا لہ شریعتہ  
 بان تکون من الہل فی الخلی بالکسمیتہ قبل قیل کا والاول اظہر لا تذبح الجوریت و قارک التسمیۃ عمل کلا الذبح و  
 ان صلی التانی صلی لا اھل فی العتہ والحقہ و اقوی فی الجی سوال اور کیا شرط ہے اوسکو کھال کے پاک ہونے میں بطور حکم شرع کے  
 ذہم کرنا اسطر کہ ذہم کرنا صادر ہوا اہل سے یعنی مسلم عاقل یا کتبی سے ذہم کرنے کے مقام میں بسم اللہ کے ساتھ جواب ایک قول یہ ہے کہ ان  
 ذہم شرعی شرط ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ شرط نہیں اور پہلا قول ظاہر ہے اس واسطے کہ ذہم کرنا مجوسی کا اور اس سلمان اور کتبی کا جسو  
 بسم اللہ کہنا عذر نہ کیا عدم ذہم کی مانند اگرچہ قول ثانی کی زاہدی نے قنہ اور مجتبیٰ میں صحیح کی ہے اور بحر الرائق میں اس صحیح کو ثابت رکھا ہے ہم  
 اشتراط ذہم شرعی اکثر کتب معتدہ مذہب میں سطر ہے کذا فی النسخ زاہدی امام شہورہ قنہ اور مجتبیٰ کا مصنف ہے قنہ فتاویٰ اور مجتبیٰ شرح  
 قدوری کے زاہدی عقائد میں معتزلی مذہب ہے اور فردم میں حنفی صرف مسئلہ لمحقہ شارح کا مابینہ من دار الحنفیہ کتبہ  
 ان علم الذبہ بطاہر و ظاہر و نجس فیس وان شئت فقلہ افضل جو چڑا کہ کفار کی ملک سے نکلا ہو اور دار الاسلام میں آہر چاہیے  
 سبجا اگر اوسکی دباغت پاک چیز سے معلوم ہو جائے تو وہ چڑا پاک ہے یعنی اوسکو ہینکر ناز و دست ہو اور اگر اوسکی دباغت ناپاک چیز سے شامرا

وہو پھر شک ہو اوسمین بانی پہنچے سرور ورتین میں ایک روایت یہ ہے کہ وہ ناپاک ہو جاوے گی و دوسری روایت یہ ہے کہ ناپاک نہ ہوگی و حال  
 یحتملہا فلا علیہ العفو لے اور جو چڑا وغیرہ دباغت پذیر نہیں وہ پاک نہوگا اور اسی قول پر سنوئی حوالہ بطور حلیہ صغیرہ  
 ذکر الزلیع اتما فہیضہا فظاہر ہو پاک نہوگی دباغت سے چوٹے سانپ کی کھال ایسا ذکر کیا ہے زلیعی نے لیکن سانپ کی کچھلی تو پاک ہے  
 و حال پاک نہیں ہوتی چوٹے کی کھال یعنی عدم احتمال دباغت سے کھال نہ لگے لکن کھال کا کہ لفظ کھال ہما یا لفظ کھال جس سے کہ سانپ  
 اور چوٹے کی کھال پاک نہیں ہوتی ذہم کرنے سے اس واسطے کہ دباغت اور ذہم میں احتمال اور بیاقت کی قیاس یعنی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے  
 وہ کھال جو دباغت کی بیاقت رکھتی ہے اور ذہم کرنے سے اس جانور کی کھال ظاہر ہو جاتی ہے جو ذہم کرنے کے لائق ہے حلالہ خذیر  
 فلا یظہر و قدیم لان المقاحر لا لہا انتہ ہر چڑا دباغت سے پاک ہوتا ہے سو کہ کھال کے ہوا سو وہ پکانے سے پاک نہیں ہوتی اور سو  
 کو کھالے ذکر کیا آدمی سے اس واسطے کہ یہ ذلت اور خوارمی کا مقام ہے یعنی نجاست کا تو یہ بیان ذلیل اور خوار چیز کو بیان کرنا متقضا ہے بیاقت  
 و آدمی فلا یدفع دیکر امتہ اور آدمی کے ہوا تو آدمی کی کھال کو دباغت نہیں دیکھائی اوسکی تعظیم اور توفیر کے سبب ہم بعضوں کے  
 نزدیک سو اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی اس واسطے کہ پرت پرت ہونے سے دباغت پذیر نہیں اور بعضوں نے کہا کہ آدمی کی کھال پاک  
 ہو جاتی ہے دباغت سے لیکن اوسکا استعمال جائز نہیں اور بھی منقول ہے مذہب میں شارح کا کلام قول ثانی پر مبنی ہے ولو دبیغ طہران  
 سر اس استعمال کے موطن عظمہ فی ذہنی و یحکم الا حواجز اما اور اگر آپسکی کھال دباغت کیجی تو پاک ہوگی اگرچہ اوسکا استعمال  
 جس سے ہم بیان کیا کہ اگر آدمی کی ہڈی بیسی کی آٹے میں تو اس آٹے کو کھائی بھی صحیح تر توں میں اسکی تعظیم کی وجہ سے و آفاک کلامہ لہا ذہب کلاب  
 و فیل و ہو المفہد اور صنعت کے کلام نے فائدہ دیا کہ اور ہاتھی کی کھال کے پاک ہو گیا یعنی دباغت سے اور بھی قول معتد ہے ہم جبکہ سب  
 کھالوں کی طہارت سے سو اور آدمی کو استثنا کر لیا تو معلوم ہو گیا کہ انکے سوا سب چڑی دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں و ما ای اہا طہر  
 بلہ بد باع طہر و کلا علی المذہب لا یظہر حلیہ علی قول الا الذین کان غیرہ کول ہذا اصح ما یضربہ وان قال فی المفیض  
 الفتنی علی طہر کرتہ اور جب کھال کے پاک ہوتی ہو دباغت کرنے سے وہ پاک ہو جاتی ہو جانور کے ذہم کرنے سے مذہب صحیح پر پاک نہیں ہوتا اسکا  
 گوشت اکثر علماء کے نزدیک اگر وہ جانور جسکو ذہم کیا غیر کول اللحم ہے اقوال نفی میں یہی قول عدم طہارت کا صحیح تر قول ہے اگر فیض میں  
 کہا کہ گوشت کی طہارت پر فتویٰ ہے ہم سراج الدیابہ میں کہا کہ عدم طہارت کا قول محققین کا قول ہے افضل تفصیل کے صیغہ سے طہارت  
 کے قول کی بھی صحیح معلوم ہوتی مگر عدم طہارت زیادہ تر صحیح ہے کذا فی الطہارۃ و ہل کثیرہ طہارۃ جلد ۱ کون الذکا لہ شریعتہ  
 بان تکون من الہل فی الخلی بالکسمیتہ قبل قیل کا والاول اظہر لا تذبح الجوریت و قارک التسمیۃ عمل کلا الذبح و  
 ان صلی التانی صلی لا اھل فی العتہ والحقہ و اقوی فی الجی سوال اور کیا شرط ہے اوسکو کھال کے پاک ہونے میں بطور حکم شرع کے  
 ذہم کرنا اسطر کہ ذہم کرنا صادر ہوا اہل سے یعنی مسلم عاقل یا کتبی سے ذہم کرنے کے مقام میں بسم اللہ کے ساتھ جواب ایک قول یہ ہے کہ ان  
 ذہم شرعی شرط ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ شرط نہیں اور پہلا قول ظاہر ہے اس واسطے کہ ذہم کرنا مجوسی کا اور اس سلمان اور کتبی کا جسو  
 بسم اللہ کہنا عذر نہ کیا عدم ذہم کی مانند اگرچہ قول ثانی کی زاہدی نے قنہ اور مجتبیٰ میں صحیح کی ہے اور بحر الرائق میں اس صحیح کو ثابت رکھا ہے ہم  
 اشتراط ذہم شرعی اکثر کتب معتدہ مذہب میں سطر ہے کذا فی النسخ زاہدی امام شہورہ قنہ اور مجتبیٰ کا مصنف ہے قنہ فتاویٰ اور مجتبیٰ شرح  
 قدوری کے زاہدی عقائد میں معتزلی مذہب ہے اور فردم میں حنفی صرف مسئلہ لمحقہ شارح کا مابینہ من دار الحنفیہ کتبہ  
 ان علم الذبہ بطاہر و ظاہر و نجس فیس وان شئت فقلہ افضل جو چڑا کہ کفار کی ملک سے نکلا ہو اور دار الاسلام میں آہر چاہیے  
 سبجا اگر اوسکی دباغت پاک چیز سے معلوم ہو جائے تو وہ چڑا پاک ہے یعنی اوسکو ہینکر ناز و دست ہو اور اگر اوسکی دباغت ناپاک چیز سے شامرا

وہو پھر شک ہو اوسمین بانی پہنچے سرور ورتین میں ایک روایت یہ ہے کہ وہ ناپاک ہو جاوے گی و دوسری روایت یہ ہے کہ ناپاک نہ ہوگی و حال  
 یحتملہا فلا علیہ العفو لے اور جو چڑا وغیرہ دباغت پذیر نہیں وہ پاک نہوگا اور اسی قول پر سنوئی حوالہ بطور حلیہ صغیرہ  
 ذکر الزلیع اتما فہیضہا فظاہر ہو پاک نہوگی دباغت سے چوٹے سانپ کی کھال ایسا ذکر کیا ہے زلیعی نے لیکن سانپ کی کچھلی تو پاک ہے  
 و حال پاک نہیں ہوتی چوٹے کی کھال یعنی عدم احتمال دباغت سے کھال نہ لگے لکن کھال کا کہ لفظ کھال ہما یا لفظ کھال جس سے کہ سانپ  
 اور چوٹے کی کھال پاک نہیں ہوتی ذہم کرنے سے اس واسطے کہ دباغت اور ذہم میں احتمال اور بیاقت کی قیاس یعنی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے  
 وہ کھال جو دباغت کی بیاقت رکھتی ہے اور ذہم کرنے سے اس جانور کی کھال ظاہر ہو جاتی ہے جو ذہم کرنے کے لائق ہے حلالہ خذیر  
 فلا یظہر و قدیم لان المقاحر لا لہا انتہ ہر چڑا دباغت سے پاک ہوتا ہے سو کہ کھال کے ہوا سو وہ پکانے سے پاک نہیں ہوتی اور سو  
 کو کھالے ذکر کیا آدمی سے اس واسطے کہ یہ ذلت اور خوارمی کا مقام ہے یعنی نجاست کا تو یہ بیان ذلیل اور خوار چیز کو بیان کرنا متقضا ہے بیاقت  
 و آدمی فلا یدفع دیکر امتہ اور آدمی کے ہوا تو آدمی کی کھال کو دباغت نہیں دیکھائی اوسکی تعظیم اور توفیر کے سبب ہم بعضوں کے  
 نزدیک سو اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی اس واسطے کہ پرت پرت ہونے سے دباغت پذیر نہیں اور بعضوں نے کہا کہ آدمی کی کھال پاک  
 ہو جاتی ہے دباغت سے لیکن اوسکا استعمال جائز نہیں اور بھی منقول ہے مذہب میں شارح کا کلام قول ثانی پر مبنی ہے ولو دبیغ طہران  
 سر اس استعمال کے موطن عظمہ فی ذہنی و یحکم الا حواجز اما اور اگر آپسکی کھال دباغت کیجی تو پاک ہوگی اگرچہ اوسکا استعمال  
 جس سے ہم بیان کیا کہ اگر آدمی کی ہڈی بیسی کی آٹے میں تو اس آٹے کو کھائی بھی صحیح تر توں میں اسکی تعظیم کی وجہ سے و آفاک کلامہ لہا ذہب کلاب  
 و فیل و ہو المفہد اور صنعت کے کلام نے فائدہ دیا کہ اور ہاتھی کی کھال کے پاک ہو گیا یعنی دباغت سے اور بھی قول معتد ہے ہم جبکہ سب  
 کھالوں کی طہارت سے سو اور آدمی کو استثنا کر لیا تو معلوم ہو گیا کہ انکے سوا سب چڑی دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں و ما ای اہا طہر  
 بلہ بد باع طہر و کلا علی المذہب لا یظہر حلیہ علی قول الا الذین کان غیرہ کول ہذا اصح ما یضربہ وان قال فی المفیض  
 الفتنی علی طہر کرتہ اور جب کھال کے پاک ہوتی ہو دباغت کرنے سے وہ پاک ہو جاتی ہو جانور کے ذہم کرنے سے مذہب صحیح پر پاک نہیں ہوتا اسکا  
 گوشت اکثر علماء کے نزدیک اگر وہ جانور جسکو ذہم کیا غیر کول اللحم ہے اقوال نفی میں یہی قول عدم طہارت کا صحیح تر قول ہے اگر فیض میں  
 کہا کہ گوشت کی طہارت پر فتویٰ ہے ہم سراج الدیابہ میں کہا کہ عدم طہارت کا قول محققین کا قول ہے افضل تفصیل کے صیغہ سے طہارت  
 کے قول کی بھی صحیح معلوم ہوتی مگر عدم طہارت زیادہ تر صحیح ہے کذا فی الطہارۃ و ہل کثیرہ طہارۃ جلد ۱ کون الذکا لہ شریعتہ  
 بان تکون من الہل فی الخلی بالکسمیتہ قبل قیل کا والاول اظہر لا تذبح الجوریت و قارک التسمیۃ عمل کلا الذبح و  
 ان صلی التانی صلی لا اھل فی العتہ والحقہ و اقوی فی الجی سوال اور کیا شرط ہے اوسکو کھال کے پاک ہونے میں بطور حکم شرع کے  
 ذہم کرنا اسطر کہ ذہم کرنا صادر ہوا اہل سے یعنی مسلم عاقل یا کتبی سے ذہم کرنے کے مقام میں بسم اللہ کے ساتھ جواب ایک قول یہ ہے کہ ان  
 ذہم شرعی شرط ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ شرط نہیں اور پہلا قول ظاہر ہے اس واسطے کہ ذہم کرنا مجوسی کا اور اس سلمان اور کتبی کا جسو  
 بسم اللہ کہنا عذر نہ کیا عدم ذہم کی مانند اگرچہ قول ثانی کی زاہدی نے قنہ اور مجتبیٰ میں صحیح کی ہے اور بحر الرائق میں اس صحیح کو ثابت رکھا ہے ہم  
 اشتراط ذہم شرعی اکثر کتب معتدہ مذہب میں سطر ہے کذا فی النسخ زاہدی امام شہورہ قنہ اور مجتبیٰ کا مصنف ہے قنہ فتاویٰ اور مجتبیٰ شرح  
 قدوری کے زاہدی عقائد میں معتزلی مذہب ہے اور فردم میں حنفی صرف مسئلہ لمحقہ شارح کا مابینہ من دار الحنفیہ کتبہ  
 ان علم الذبہ بطاہر و ظاہر و نجس فیس وان شئت فقلہ افضل جو چڑا کہ کفار کی ملک سے نکلا ہو اور دار الاسلام میں آہر چاہیے  
 سبجا اگر اوسکی دباغت پاک چیز سے معلوم ہو جائے تو وہ چڑا پاک ہے یعنی اوسکو ہینکر ناز و دست ہو اور اگر اوسکی دباغت ناپاک چیز سے شامرا



کی چھٹیوں سے اور نہ اسکو کٹھنے جب تک اسکی مال کا گنت بذکر معلوم نہ ہو یعنی اگر کسٹوں میں کٹا سہ ڈالیا یا کٹوں میں اسکی مال پر ہر لگی ہوئی  
اور بدن ناپاک ہوگا اسواسطے کہ مال پیدا ہوتی سے گوشت سے اور گوشت اسکا ناپاک ہوگا اسلئے حاکمہ و لو کبیرا اور نہ فاسد ہوگی غار اسکی جو  
ناز پر ہے میں کٹے کو کھوے اگرچہ بڑا کٹ ہو مگر اسواسطے کہ ظاہر اسکا ناپاک نہیں اور باطن کی نجاست ناز کی مانع نہیں شارح نے بقولہ ولو  
کبیرا اشارہ کیا کہ یہ جو بعضی روایت میں کلب منبر کی قید ہے سو اتفاقی قید ہے نہ اختیازی و بشرط الحلول فی مستندۃ اور مسالائمہ علوی لکھتے کا  
مستندہ بند کر لینا شرط کلب سے یعنی حامل شک کی غار اس شرط سے فاسد نہیں کہ اسکا مستندہ بند ہوتا کہ اسکا لبا سے کلب کے بدن اور کپڑے کو نہ لگا اسواسطے کہ  
ظاہر بدن ہر مانور کا پاک ہے جس نہیں ہوتا بدن موت کے اور اسکو باطن کی نجاست اپنی معدن میں قائم نہ اسکا حکم ظاہر نہیں ہوتا جسو باطن  
مصلے کی نجاست کا کذا نے البحر والاختلاف فی کسبۃ علیہ و ظہار کے شعر کہ اور امام اور صاحبین کا اختلاف نہیں کٹے کے گوشت سے  
ناپاک ہونے میں اور اسکی مال کے پاک ہونے میں ہم بعضوں نے وہم کیا کہ جب کتب جس العین نہ ہو تو اسکا پس خوردہ کیونکر ناپاک ہوگا حالانکہ وہ بالاعیان  
مقام ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ طہارت عین اسکی مستلزم نہیں کہ اسکا ہر جز پاک ہو بخوردہ اسکا سو پر سیاہ پاک ہو کہ اسکی ساتھ لبا اسکا مستلزم  
اور لبا پیدا ہو لے گوشت سے اور گوشت ناپاک ہو دم معلوم کے ختم اس واسطے کہ ظاہر حلال ہو کل بکل جلی اور شک پاک حلال ہے ماکول  
ہر حالت میں یعنی خواہ غذا میں خواہ دوا میں خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو مگر بعد حلال کا لفظ اسواسطے زیادہ گیا کہ طہارت کو علت اکل لازم  
نہیں اسواسطے کہ مٹی پاک ہو کر اسکا کھانا حلال نہیں و کذا فی کتبہ ظاہر کے مطلقاً علی الاطلاق و کذا فی کتبہ الاشباہ والاستنباطات  
الطیبۃ اور اس طرح مشک کا نافع پاک ہو مطلقاً یعنی خواہ پانی کے گٹھ سے فاسد ہو یا نہ ہو بنا بر قول اصح کے کذا فی الفتح اور اس طرح زیادہ پاک  
ہے کذا فی الاشباہ و نجیب شوہو جانے ہر ایک مشک اور زیادہ کے ہم یعنی ہر چند مشک اصل میں خون تھا اور زیادہ و غیر ماکول کا پسینہ ہو لیکن آب استحیل  
بخوشبو ہو گیا حیثیت اسکی بد لگتی و دونوں پاک ہیں اور غیر اصح زلیعی کا قول ہے کہ اگر نافع مشک پانی گٹھ سے فاسد نہ ہو تو پاک ہو اور یہ اختلاف  
مردار جانور کے نام میں ہے اور زندہ غزال کا نافع بالاتفاق پاک ہے زیادہ زرا و سجدہ بار و مودہ و بر وزن کتاب خوشبو دار چیز ہے یعنی ایک قسم کی  
تلی کا پسینہ اور میں ہے کہ اسکی دم کے نیچے خرچہ کے پاس منجس ہو جاتا ہے اسکو بیکڑے کے کمر پر لیتے ہیں قاموس میں ہے کہ جسے زیادہ کی تفسیر جانور  
کی اور سنو فطک کذا فی المعادی و یقول ماکول اللحم نجس نجاسة خفيفة و لحم محمد اور ماکول اللحم نجس جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے نجس  
کبری اور اونٹ اسکا پیشاب نجس ہو نجاست خفیفہ اور محمد بن حسن اسکو پاک کہا ہے ولا یشرب ببولہ اصلہ ولا لیس لہ دوی ولا یغیرہ عند  
ابی حنیفہ اور ماکول اللحم کا پیشاب نہ پیا جائی مگر نہ دوا کیو اسطو اور نہ سوا دوا کے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہم اور محمد کے نزدیک مطلقاً جائز ہو  
اور ابو یوسف کے نزدیک دوا کیو اسطو جائز ہو مگر نہ کسے کسے خرچہ کے پاس منجس ہو جاتا ہے اسکو بیکڑے کے کمر پر لیتے ہیں قاموس میں ہے کہ جسے زیادہ کی تفسیر جانور  
کی اور سنو فطک کذا فی المعادی و یقول ماکول اللحم نجس نجاسة خفيفة و لحم محمد اور ماکول اللحم نجس جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے نجس  
کبری اور اونٹ اسکا پیشاب نجس ہو نجاست خفیفہ اور محمد بن حسن اسکو پاک کہا ہے ولا یشرب ببولہ اصلہ ولا لیس لہ دوی ولا یغیرہ عند  
ابی حنیفہ اور ماکول اللحم کا پیشاب نہ پیا جائی مگر نہ دوا کیو اسطو اور نہ سوا دوا کے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہم اور محمد کے نزدیک مطلقاً جائز ہو  
اور ابو یوسف کے نزدیک دوا کیو اسطو جائز ہو مگر نہ کسے کسے خرچہ کے پاس منجس ہو جاتا ہے اسکو بیکڑے کے کمر پر لیتے ہیں قاموس میں ہے کہ جسے زیادہ کی تفسیر جانور  
کی اور سنو فطک کذا فی المعادی و یقول ماکول اللحم نجس نجاسة خفيفة و لحم محمد اور ماکول اللحم نجس جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے نجس  
کبری اور اونٹ اسکا پیشاب نجس ہو نجاست خفیفہ اور محمد بن حسن اسکو پاک کہا ہے ولا یشرب ببولہ اصلہ ولا لیس لہ دوی ولا یغیرہ عند  
ابی حنیفہ اور ماکول اللحم کا پیشاب نہ پیا جائی مگر نہ دوا کیو اسطو اور نہ سوا دوا کے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہم اور محمد کے نزدیک مطلقاً جائز ہو

نہیں کھائی جاتی  
حلال نہیں کہ کھائی جاتی  
پاک اور حلال ہے  
اسکا بعضی روایت  
حلال نہیں کہ کھائی جاتی  
پاک اور حلال ہے  
اسکا بعضی روایت



قول میم ہے ہم نجس العین کے ساقط ہونے سے تمام پانی نجس ہو گا خواہ مریضہ اور سکا پانی میں داخل ہو یا نہ ہو اور شارح نے نجاست حکمی کو جو  
 بیان کیا تو شاکر کہ یہ قول آپ سننے کی نجاست پر منحصر ہے کہ انہی نے الطحاوی نے انصاف کے تحت عشرۃ فی مشکوٰۃ لاجل الطہورۃ کہ کافی لفظ  
 بابت سبب جو دس ڈول کا لانا مشکوک میں نظر ہوئے کے واسطے چنانچہ غائب ہیں ہم اور بعضوں نے مزید احتیاط کیواسطے ساری پانی کا نکالتا سبب  
 کھائے چنانچہ عالمگیری وغیرہ میں سے زاد فی التکلیف مخالفتی وعشرین فی الفکارۃ واربعین سیاقیہ مخالفتی کا دعویٰ محمد بن  
 انار غائبہ میں اتنا زیادہ کھائے کہ سبب جو دس ڈول کا لانا جو ہے میں اور بہ تلی اور کو جو گرد مرغی میں جیسی جو ضرور اڑنے غسل آدمی کے کنوئین  
 کرنے اور زندہ نکلنے میں بہ ڈول کا لانا سبب جو ضرور اڑنے والے کو لکن الفکارۃ ہاں یہ میں ہے کہ وہاں البقرۃ من کلہ ولا الشاة من تسبیح  
 فالکناک نزح کلمہ مطلقاً کما فی الجہۃ پھر حکم یعنی سارا پانی نہ نکالتا بلکہ حیوان زندہ نکلے اور وہ نجس العین نہ ہو اس صورت میں سے جبکہ چرنا  
 بھانگا نہ ہو تلی سو اور نہ تلی گتے سے اور نہ بکری درندہ کسی سو اگر ہر ایک بھانگا کہ کنوئین میں گرا ہے تو سارا پانی نکالا جاوے گا مطلقاً یعنی پانی میں کل غل  
 ہو یا نہ ہو داخل ہو یا نہ ہو چنانچہ جو ہرہ میں ہم جانور کو غصہ خون سے پیشاب کر دینا بھی وجہ ہے تمام پانی نکالنے کی لکن فی التقریرین البحتی  
 الفتویٰ علی خلافہ لان فی ہولہا شکا لکن نہ الفائق میں مجتہد سی منقول ہے کہ فتویٰ سبب خلاف پر بھی یعنی پانی نکالنا واجب نہیں ہوا اسکو کہ  
 پیشاب کے وجود میں شک ہو یعنی اور شک ہو کسی چیز ثابت نہیں ہوتی فان تغذر نزح کلہا لکن نفعا معینا فینکدر یا فینکدر وقت ابتر ہوا  
 اللہ جل جلالہ قال الخلیہ پر اگر متغذر ہو تمام پانی کا نکالنا سبب ہو کنوئین کے چشمہ دار تو متغذر پانی نکالا جاوے گا جسنا اس میں تھا ابتدا و اخراج کی وقت  
 ایسا کیا ہو طبیعتی ہم یعنی زائد کا نکالنا لازم نہیں اور شارح نے ابن کمال سے پہلے وقت و قوم کا اعتبار کرنا نقل کیا ہے جو محمد بن اذلت  
 بقول رجلین عدلین لہما اجتہاد بالعماء بہ لفتی وقیل یفتی بما ائمتین اقلنا فیہ ومذا لیسر وقلنا احوط عمل کرنا چاہیو اس میں یعنی پانی کی مقدار  
 میں ان شقی دو مردوں کے قول پر جسکو پانی کی خوبہ شکل ہے کسی قول پر فتویٰ ہو یعنی جب آنکی انداز کے موافق پانی نکل چکا کنوئین پاک ہو گیا  
 اور دوسرا ضعیف قول ہے کہ چشمہ دار کنوئین میں دو سو ڈول کا تین سو ڈول تک فتویٰ ہو اور بعد دوسرا قول آسان تر ہو اور وہ بھلا قول بہت احتیاط والا  
 ہم دوسرا قول محمد بن مروی پر اور جبکہ اوہم نے دیکھا کہ بعد اذ کے کنوئین بہ ڈول سے زیادہ تھے تب بھی فتویٰ دیا لیکن یہ قول ضعیف ہے اسکو کہ  
 نجاست کے سبب سے حکم شرع ہے کہ سارا پانی نکالا جاوے نہ عد و منہوس پر اقتضای کرنا ظاہر ہو جانے میں بلا دلیل سمی کیونکہ مقبول ہو کہ ابن عباس اور  
 ابن زبیر سی مخالف اسکو منقول ہے کہ ان فی الطحاوی من الجہاد اخرج السیوان غدا متغیر ولا متغیر ولا متغیر فان کلت کا دعویٰ وکے ذ  
 سیفۃ وسیفۃ وحدۃ فی ذلک کثیر کلمہ ہر جب کہ کنوئین سے مراد جانور نکالا گیا حالانکہ وہ بھولا نہیں اور نہ چھٹا اور نہ اسکا بال جڑے ہیں تو اگر  
 جانور آدمی کی برابر سے سمیت میں اور اسی کی مانند ہو ساقط محل اور بکری اور بھیڑ کا بچہ اور بڑی بٹو تمام پانی نکالا جاوے گا ورنہ کان کے حصہ  
 وھرۃ تخرج از بون من الذی لا وجوہا کی سینک تبا اور اگر جانور کہ تراوے گی کی مانند ہو تو بہ ڈول نکالے جاوے جو بہ کی راہ ساتھ ڈول  
 تک نکالنا جو احتیاط کی راہ ہو ان کے مقبول و فاکرۃ مقبول لے لکھان کما قر اور اگر جانور کہ کنوئین اور چھہ کی مانند تو بہ ڈول نکالے جاوے  
 بہ ڈول تک جس طرح مذکور ہو چکا یعنی بہ ڈول کا نکالنا واجب ہو اور میں کا سبب و ہذا لعمریۃ لعلین وغیرہا خلاف خصوص ہر فی وجہ حیث یفرق  
 العلماء کلہ لخصیص الا بلایا لانا جو ہر ہر اور یہ حکم شمار ہی ڈول نکالنے کا شامل ہے چشمہ دار کنوئین اور غیر چشمہ دار کو بہ خلاف عرض اور منہور  
 کے واسطے کہ اسکا تمام پانی بہا دیا جاوے گا اگر اس میں جانور گر کے مر جائے اسواسطے کہ کنوئین کا ناپاک ہونا پھر اچھا چند ڈول کے نکالنے سے پاک ہو جائے  
 انصاف میں ثابت ہوا ہے صحابہ کرام کے اقوال اور افعال سے کہ ان فی البحر والنہر ہم یعنی کنوئین کا حکم بہ خلاف قیاس انار سے ثابت ہے جو عرض اور منہور  
 کو غیر چشمہ دار کنوئین کے ساتھ ملحق نہیں کر سکتے قال المصنف فی حوالہ شریع علی التکثر فی وجہ التفتیہ مصنف نے کنز الدقائق کے حوالے  
 میں کہا اور بحر الرائق اور نہ الفائق کی مانند ہے مفت میں وقل عن العینان حکم الکتب کا لیسر اور مصنف نقل کیا نتیجہ سے کہ کہیہ کا حکم کنوئین

انہی کے قول میں  
 کہ کنوئین پاک  
 ہو جائے گا  
 اگر اس میں  
 جانور گر کے  
 مر جائے  
 اسواسطے کہ  
 کنوئین کا  
 ناپاک ہونا  
 پھر اچھا  
 چند ڈول کے  
 نکالنے سے  
 پاک ہو جائے

کی مانند ہم کہ ریتہ بر وزن عطیہ کنوئین کو کہتے ہیں نہ تشبیہ نہیں ہو سکتی گرچہ کہہ سکتے ہیں کہ مراد حضرت یعنی گڑھا جو چنانچہ قانوس میں کی اپنی نظر  
 مذکور ہے کہ ذانی الطہارۃ ہی ظاہر ایک ہی مراد چاہے کثیر المعنی ہے جس کو اہل ہند جو نابولتے ہیں واللہ اعلم وعن الصادق علیہ السلام المضمون  
 اکثر ذی الاثر من کثیر علیہ فاکثرہم واولیٰ الذکر یترجم منہ کالیکر فاعلم انہما فی هذا الخیرا نسہ اور مصنف نے فوائد سے نقل کیا کہ جو  
 شہور پانی کے آدھو سے زیادہ زمین میں گڑھی ہو وہ کنوئین کی مانند ہے اور بنا بر قول فوائد کے تو حوض منیع الماء اور بہت بڑی شہور سے کنوئین کی  
 مانند قدر واجب ڈول نکالنا چاہیے سو اسو مخاطب غنیمت جان اس تحریر کو یہاں تمام ہوا کلام مصنف کا جو کثر کے معنی میں ہو یہ تو وسطیٰ و هو  
 کثر ذلک الیتریش یا چالیس ڈول نکالے جاوے تو متوسط ڈول سے اور متوسط یعنی میانہ ڈول سے وہ ڈول مراد ہو جس کو اس کنوئین کا ڈول ہی یعنی جس  
 ڈول سے اسکا پانی بھرا جاتا ہو فان لم یکن فمات کثیر صلیا پر اگر اس کنوئین کا کوئی ڈول مقرر نہ ہو تو اس ڈول کا اعتبار ہو جس میں ایک صاع پانی  
 سہاوی صاع آٹھ رطل ہے لہذا کنوئین کے سیر سے تخمیناً تین سیر صاع ہوتا ہے وغیرہ کی تشبہ یہ اور اسکی سوای یعنی جو ڈول کہ صاع سے  
 کم زیادہ ہو اسکا حساب کر لیا جاوے صاع والے ڈول سے یعنی اگر بہت بڑا ڈول ۳۰ یا ۴۰ ڈول کی برابری ہو ایک ہی ڈول کا نکالنا کفایت کرتا ہے ظاہر  
 ہونے کو ظاہر مذہب میں اسواسطیٰ قدر واجب کا اخراج حاصل ہو گیا اور اگر نہایت چھوٹا ڈول مثلاً قدر واجب کے برابر یا زیادہ صاع کے موافق نکالنا چاہیے  
 ویکفی ملائکہ الذکر اور کفایت کرتا ہے ڈول کی شمار میں بہر آدھو سے زیادہ ڈول کا یعنی اسواسطیٰ کہ لاکثر حکم الکمل و تترجم ما وجد ان علی  
 اور کفایت کرتا ہے نکالنا اسقدر پانی کا جو کنوئین میں موجود ہو اگرچہ ڈولوں کی شمار سے کم ہو یعنی ۴۰ ڈول مثلاً نکالنا واجب ہو اور کنوئین میں نقطہ  
 ۳۰ ڈول پانی تھا تو اسقدر کے کالو سے پاک ہو گیا نہر الفائق میں کہا کہ اگر بعد اسکو پانی زیادہ ہو گیا تو کچھ نکالنا واجب نہیں وحبس بان بعضہ اور  
 کفایت کرتا ہو کنوئین کے تھوڑی پانی کا بہت کم کنوئین کے جاری ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس میں دھبہ ہو یا ایک ہی پانی نکالنا ضرور  
 دوسری ہو جہاں دو سر صورت یہ کہ اس میں سوراخ کیا بطریق رنگ کے اور اسکا پانی بہا اگرچہ قلیل ہی جاری ہوا وہ پاک ہو جاوے گا اگرچہ  
 طہارت کا سبب یعنی جاری ہونا یا پاک ہونا یا سبب سے پاک حوض جاری ہو جائے یا نہ ہو وحق ان قدر الواجب اور کفایت کرتا ہے طہارت میں  
 کنوئین کے اسقدر پانی کا زمین کے اندر سما جانا جس قدر کا نکالنا واجب تھا ہم اگر اسفل خشک ہو گیا تو پھر پانی کے آنے سے پاک ہو گا اور اگر خشک  
 نہیں ہوا تو صحیح تر یہ ہے کہ پانی آنے سے پہلے پاک ہو جاوے گا ذانی الطہارۃ ہی من البحر عن سراج و ما یلین حکما مفادۃ فی الخیر کفارتہ  
 قلت اور جو جانور کہ جھو میں کہو تر اور جو ہے کے درمیان کا جو ہے کی مانند ہو حکم میں یعنی اس میں ۴۰ ڈول کا نکالنا واجب ہے  
 کما ان ما یلین دجا حقیقۃ و شاکلۃ کجلیۃ فالحق بطریق اللاتۃ یا لا صغیر خیا سچہ وہ جانور کہ مرغی اور بکری کے درمیان کا جو ہے  
 مرغی کی برابر ہو حکم میں تو جو جانور کہ چھوٹے اور بڑے کے مابین جو اسکو چھوٹے جانور کے ساتھ ملا دیا بطریق دلالتہ انص کے ہم دلالتہ  
 اسکو کہتے ہیں جو صریحاً مذکور نہیں مگر بطریق اولے اسکو سمجھ لیتے ہیں یعنی جب مرغی میں ۴۰ ڈول واجب ہو تو جو جانور مرغی سے بڑا ہو  
 اس میں بطریق اولے ہم واجب ہو گئے اسواسطیٰ کہ اسکو بڑی جانور کی مانند کہنا دلیل سے ثابت نہیں کما ان ذیل الاصل فی الاکثر کفارتہ  
 جمع ہر حقہ جیسا کہ قیل داخل کیا گیا اکثر میں جیسا کہ پانی کے ساتھ ہم سراج و داج میں ہو کہ اگر پانی سے چھوٹا ہو اور دونوں کنوئین میں گڑھی تو اگر دونوں  
 زندہ ہو تو کچھ نکالنا واجب نہیں یا دونوں مردہ ہوئے تو ہم ڈول نکالنا واجب ہو یا فقط جو مردہ نکلا تو ۴۰ ڈول واجب ہیں اور اگر مردہ مرغی  
 ہے یا اسکی بیاب کر دیا تو تمام پانی نکالنا واجب ہے ذانی الطہارۃ من النہر وحق النہر یکن کشتا فی اتفاقاً اور وہ بیون کی مانند بکری کی برابر ہو حکم  
 میں بالاتفاق یعنی تمام پانی نکالنا چاہیے وحق الفار یکن کشتا اور وہ جو ہو کی مانند ایک چوہی کی مانند ہو حکم میں یعنی ۴۰ ڈول نکالنا چاہیے  
 وانشئت الحسین کھڑکی اور میں جو ہے پانچ چوبون تک پانی کی مانند ہیں ۴۰ ڈول نکالو من والشیۃ کشتا علی الظاہر اور جو ہے  
 بکری کی مانند ہیں تمام پانی نکالو من بناظر الروایۃ کے چنانچہ مہسٹو میں ہو اور اسکو محمد نے لیا کہ ذانی البو وحقہ کفایتہ من

وقت التوضیء ان حکمو اور کنوین کی نجاست منقطع کا حکم کیا جاتا ہے جانور کے گرنے کی وقت سو مگر وقت معلوم ہو والا فہم و  
 لمیلہ ان کہ یستنج اور اگر جانور کے گرنے کا وقت معلوم نہ ہو تو ایک رات اور ایک دن پہلے سو ناپاکی کا حکم ہوگا بشرطیکہ پھول گیا ہو یعنی اند  
 نہ پھا اور نہ بال جہر ہو کذا فی الطہارۃ و هذا فی حق الوضوء والغسل وما یجوز بہ فیقطع عملہ لکلاہ وقیل یشک من شاکہ اور یہ  
 حکم یعنی کنوین کا ناپاک ہونا ایک رات اور دن سو وضوء و غسل کے حق میں اور اس آئے کے حق میں جو گناہ گیا اس پانی سے خود نہ کھلا  
 جائے کتون کو اور بعضوں نے کہا کہ شافعی مذہب کے ہاتھ بیجا جامی یعنی اسو اسطر کہ شافعی کے مذہب میں یہ پانی ناپاک نہیں آتا فی حق غیرہ  
 لغسل وقتہ فحکم یجاسنہ فی الحال اور وضوء و غسل کے ماسوا کے حق میں چاہے کپڑا دھو سکے حق میں تو پانی کی نجاست کا حکم کیا جاوے گا  
 نے الحال بنے بیان ایک رات دن کا اعتبار نہ ہوگا الحاصل وضوء و غسل میں حکم نجاست کا بطریق اشتداد کے ہے اور اگر اسو اسطر میں بطریق  
 افتقار کے وہذا لوطہ من حدیث او غسل من حبشہ واکو یکرہ شیخ اجماعا جوہرہ اور یہ حکم یعنی وضوء و غسل میں ناپاک ہوا بطریق  
 اشتداد اور کپڑے میں بطریق افتقار کے اسوقت ہے کہ وضوء و غسل کیا ہو حدیث اصغر اور اکبر سے یا کوئی چیز دھوئی ہو نجاست حقیقی کے دور  
 کرنے کو اور اگر ایسا نہ ہو یعنی وضوء یا غسل کیا بدون حدیث کے یا کپڑا دھویا بدون نجاست کے تو کوئی چیز لازم نہیں بالفاق امام اور صاحبین  
 کے کذا فی البحر یعنی نماز کا اعادہ اور دہونا کپڑے کا لازم نہیں اسو اسطر کہ مقتضی صحت نماز کا یا گیا یعنی طہارت سالفہ اور مانع میں شک ہو  
 اسو اسطر کہ پانی کی طہارت اور نجاست مشکوک ہو اور نماز شک ہو باطل نہیں ہوتی برخلاف پہلی صورت کے اسو اسطر کہ اوسمین نوافع بالیقین  
 ہے یعنی حدیث اصغر یا اکبر اور کپڑے کی نجاست اور فیریل میں شک ہو کذا فی الطہارۃ وی حدیثہ ایامہ یلیک الہام ان النجس او قسح استخفافا  
 اور میں رات دن سو نجاست کا حکم کیا جامی اگر جانور پہلا یا پہتا ہو آسمان کی دوسوہم آسمان جبارت جو حسن اگر طلب کرنے سے وضوء و غسل  
 نے کہا عبارت ہو قیاس کے ترک کرنے اور اس امر کے لینے سو جو لوگوں کو آسان تر ہے اور بعضوں نے کہا عبارت جو احکام میں آسانی کے  
 طلب کرنے سے اور خلاصہ ان عبارتوں کا یہ ہے کہ آسمان سختی کا چوڑنا ہی اور آسانی کا لینا قال اللہ تعالیٰ یرید اللہ بکرم الیکم و لا یرید  
 بکم العسر کذا فی الطہارۃ وی اور بعضوں نے کہا کہ آسمان اس قیاس کو کہتے ہیں جسکی وجہ مخفی ہو لیکن قیاس علی سے تو میرے نہر الفائق میں ہے  
 و بعد آسمان بھی ہے کہ پانی میں حیوان دھوی کا واقع ہونا اسکی موت کا سبب ظاہر ہو تو اسی پر موت کا حوالہ ہوگا نہ موہوم سبب پر اور بلا شک جو  
 برزائہ و قوم کا سابق ہو تو آفتاب میں تین دن کی تقدیر ہوئی اور اسکی غیر میں ایک دن رات کی بنا بر اکثر عادت کے وقلا من وقتہ اعلم فلا  
 یلزمہم شے قبل قیل یدہ یقفہ اور صاحبین کہا کہ پانی کی نجاست کا حکم ہوگا جو اوق کے معلوم ہونے کے وقت سے تو لوگوں کو معلوم ہونے سے پہلے  
 کوئی چیز لازم نہ ہوگی بعضوں نے اسی قول کو مفتی یہ کہا ہے ہم صاحبین کا قول بھی قیاس ہے اسو اسطر کہ یقین طہارت کا متیقن ہونا زمانہ گذشتہ  
 میں ناپاک نہیں ہونا شک سے یعنی نجاست سے اسو اسطر کہ احتمال ہے کہ حیوان کنوین سے باہر مرا ہو پھر اسکو سخت ہوانے یا کسی نادان یا چڑیا  
 نے کنوین میں ڈال دیا ہو نہر الفائق میں ہے کہ غایۃ البیان میں کہا کہ امام کا قول احوط ہے اور صاحبین کا قول لوگوں کو آسان تر ہے فداو عی ثانی  
 میں ہے کہ صاحبین کا قول فداو عی اور شیخ فاسم نے اسکو رد کیا ہے کیونکہ اکثر کتب کے مخالف ہے اسو اسطر کہ امام کی دلیل کی اکثر کتب میں چیم  
 واقع ہے اور وہ احوط بھی ہے نہی طحاوی نے کہا شام کو یون کہنا بہتر تھا قیل و ہوا المختار اسو اسطر کہ اختیار کو انفا لازم نہیں  
 فرام مسلحہ شام کا وجہ فی توبہ میتا و بولہ و دا عا عا د من اسخ احتلا و بولہ و عا عا اپنی کپڑے میں نمی یا پشباب یا خون  
 کو پایا تو نماز کا اعادہ کرے پہلے حلام یا پشباب یا کسیر پھونکے سوہم نودا رہن رستم میں امام سے منقول ہے کہ خون میں نماز کا اعادہ نہیں اور  
 اسکو محیط من اختیار کیا ہو کذا فی النہر فام عدم اعادہ کی وجہ یہ ہے کہ غیر شخص کا خون شاید لگ گیا ہو ولو وجد فی جیبہ فامہ میتہ  
 فان لا ثقیب مہما عا د مد فضع ففطن واکملنہ ایامہ لو منقحہ واکلیفہ واکلیفہ واکلیفہ اور اگر اپنی جیب میں مردہ چڑیا پایا تو اگر

نہ پھا اور نہ بال جہر ہو کذا فی الطہارۃ و هذا فی حق الوضوء والغسل وما یجوز بہ فیقطع عملہ لکلاہ وقیل یشک من شاکہ اور یہ حکم یعنی کنوین کا ناپاک ہونا ایک رات اور دن سو وضوء و غسل کے حق میں اور اس آئے کے حق میں جو گناہ گیا اس پانی سے خود نہ کھلا جائے کتون کو اور بعضوں نے کہا کہ شافعی مذہب کے ہاتھ بیجا جامی یعنی اسو اسطر کہ شافعی کے مذہب میں یہ پانی ناپاک نہیں آتا فی حق غیرہ لغسل وقتہ فحکم یجاسنہ فی الحال اور وضوء و غسل کے ماسوا کے حق میں چاہے کپڑا دھو سکے حق میں تو پانی کی نجاست کا حکم کیا جاوے گا نے الحال بنے بیان ایک رات دن کا اعتبار نہ ہوگا الحاصل وضوء و غسل میں حکم نجاست کا بطریق اشتداد کے ہے اور اگر اسو اسطر میں بطریق افتقار کے وہذا لوطہ من حدیث او غسل من حبشہ واکو یکرہ شیخ اجماعا جوہرہ اور یہ حکم یعنی وضوء و غسل میں ناپاک ہوا بطریق اشتداد اور کپڑے میں بطریق افتقار کے اسوقت ہے کہ وضوء و غسل کیا ہو حدیث اصغر اور اکبر سے یا کوئی چیز دھوئی ہو نجاست حقیقی کے دور کرنے کو اور اگر ایسا نہ ہو یعنی وضوء یا غسل کیا بدون حدیث کے یا کپڑا دھویا بدون نجاست کے تو کوئی چیز لازم نہیں بالفاق امام اور صاحبین کے کذا فی البحر یعنی نماز کا اعادہ اور دہونا کپڑے کا لازم نہیں اسو اسطر کہ مقتضی صحت نماز کا یا گیا یعنی طہارت سالفہ اور مانع میں شک ہو اسو اسطر کہ پانی کی طہارت اور نجاست مشکوک ہو اور نماز شک ہو باطل نہیں ہوتی برخلاف پہلی صورت کے اسو اسطر کہ اوسمین نوافع بالیقین ہے یعنی حدیث اصغر یا اکبر اور کپڑے کی نجاست اور فیریل میں شک ہو کذا فی الطہارۃ وی حدیثہ ایامہ یلیک الہام ان النجس او قسح استخفافا اور میں رات دن سو نجاست کا حکم کیا جامی اگر جانور پہلا یا پہتا ہو آسمان کی دوسوہم آسمان جبارت جو حسن اگر طلب کرنے سے وضوء و غسل نے کہا عبارت ہو قیاس کے ترک کرنے اور اس امر کے لینے سو جو لوگوں کو آسان تر ہے اور بعضوں نے کہا عبارت جو احکام میں آسانی کے طلب کرنے سے اور خلاصہ ان عبارتوں کا یہ ہے کہ آسمان سختی کا چوڑنا ہی اور آسانی کا لینا قال اللہ تعالیٰ یرید اللہ بکرم الیکم و لا یرید بکم العسر کذا فی الطہارۃ وی اور بعضوں نے کہا کہ آسمان اس قیاس کو کہتے ہیں جسکی وجہ مخفی ہو لیکن قیاس علی سے تو میرے نہر الفائق میں ہے و بعد آسمان بھی ہے کہ پانی میں حیوان دھوی کا واقع ہونا اسکی موت کا سبب ظاہر ہو تو اسی پر موت کا حوالہ ہوگا نہ موہوم سبب پر اور بلا شک جو برزائہ و قوم کا سابق ہو تو آفتاب میں تین دن کی تقدیر ہوئی اور اسکی غیر میں ایک دن رات کی بنا بر اکثر عادت کے وقلا من وقتہ اعلم فلا یلزمہم شے قبل قیل یدہ یقفہ اور صاحبین کہا کہ پانی کی نجاست کا حکم ہوگا جو اوق کے معلوم ہونے کے وقت سے تو لوگوں کو معلوم ہونے سے پہلے کوئی چیز لازم نہ ہوگی بعضوں نے اسی قول کو مفتی یہ کہا ہے ہم صاحبین کا قول بھی قیاس ہے اسو اسطر کہ یقین طہارت کا متیقن ہونا زمانہ گذشتہ میں ناپاک نہیں ہونا شک سے یعنی نجاست سے اسو اسطر کہ احتمال ہے کہ حیوان کنوین سے باہر مرا ہو پھر اسکو سخت ہوانے یا کسی نادان یا چڑیا نے کنوین میں ڈال دیا ہو نہر الفائق میں ہے کہ غایۃ البیان میں کہا کہ امام کا قول احوط ہے اور صاحبین کا قول لوگوں کو آسان تر ہے فداو عی ثانی میں ہے کہ صاحبین کا قول فداو عی اور شیخ فاسم نے اسکو رد کیا ہے کیونکہ اکثر کتب کے مخالف ہے اسو اسطر کہ امام کی دلیل کی اکثر کتب میں چیم واقع ہے اور وہ احوط بھی ہے نہی طحاوی نے کہا شام کو یون کہنا بہتر تھا قیل و ہوا المختار اسو اسطر کہ اختیار کو انفا لازم نہیں فرام مسلحہ شام کا وجہ فی توبہ میتا و بولہ و دا عا عا د من اسخ احتلا و بولہ و عا عا اپنی کپڑے میں نمی یا پشباب یا خون کو پایا تو نماز کا اعادہ کرے پہلے حلام یا پشباب یا کسیر پھونکے سوہم نودا رہن رستم میں امام سے منقول ہے کہ خون میں نماز کا اعادہ نہیں اور اسکو محیط من اختیار کیا ہو کذا فی النہر فام عدم اعادہ کی وجہ یہ ہے کہ غیر شخص کا خون شاید لگ گیا ہو ولو وجد فی جیبہ فامہ میتہ فان لا ثقیب مہما عا د مد فضع ففطن واکملنہ ایامہ لو منقحہ واکلیفہ واکلیفہ واکلیفہ اور اگر اپنی جیب میں مردہ چڑیا پایا تو اگر







بات یہ ہے کہ مصنف نے فوائد ناجیسہ سب سے پہلے نقل کیا ہے کہ جس حیوان کا اندہ الاہوتی ماکول ہو اور دوسرا غیر ماکول ہو تو وہ حلال نہیں اجماع قول میں  
 عدم اعتماد اس قول کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اعتبار کرنا متعین میں مشہور قول ہے کہ کذا فی الطہارۃ ہی مشکوک فی طہورتہ لہذا فی کذا فی حجتہ کو وقع فی  
 حناہ قلیل اعتبار کیا کہ اگرچہ وہ اور حجر کے جو ٹھکے مطہر ہونے میں شک اور اسکی پاک ہونے میں شک نہیں یہاں تک کہ اگر اسکا جو ٹھکا پانی قلیل پانی میں  
 پڑ جائے تو اجزا کا اعتبار ہو گا یعنی اگر نصف سو کم ہے تو نہ تو اس کو جائز ہے چنانچہ آپستعل میں جب سنا کا اعتبار ہو ہی ہم دلیل شک یہ ہے کہ ثبوت ضرورت میں  
 تردد ہو اس واسطے کہ اگر ماسکات میں ابداء جاتا ہے تو طرف سے پانی پتیا اور ضرورت کو اسقاط سبب است میں اثر ہے چنانچہ قلی اور چوے میں مگر گدھی کی  
 ضرورت علی اور چوے سے کہہ کرے کیونکہ وہ دونوں ہر جگہ گہر میں آمد و رفت رکھتے ہیں بریحات نہ ہے کے اور اگر مطلق ضرورت ثابت نہ ہوتی چنانچہ کلب و شجاع  
 تو نجاست کا حکم سوا بلا اشکال تو جبکہ ضرورت ایکو چھ سو ثابت ہو اور دوسری وجہ سو ثابت نہ ہوئی تو طہارت اور نجاست دونوں ساقط ہو گئی تعارض کی وجہ سے  
 کہ انے البعد وہل یطہر الخسوف لان اور گدھے کا جو ٹھکا پانی ناپاک چیز کو پاک کرنا ہی یا نہیں اس میں دو قول ہیں ایک قول یہ کہ ان پاک کر دیتا ہے اور دوسرا  
 قول یہ کہ پاک نہیں کرنا فیتو ختماءہ او یغسلہ و یتیمم لہ یجمع بینہما احیاناً فی صلیوہ واحدہ فی حالہ واحدہ ان فقد ماء مطلقاً بکہ  
 اور حجر کا جو ٹھکا مشکوک ہو تو اس سے وضو کرنا یا نہ کرنا اور تیمم بھی کرے یعنی دونوں کو مشابہ کی راہ سے جمع کرے ایک نماز میں نہ ایک حالت میں بشرطیکہ یہ  
 مطلق غیر مشکوک کو بنا دے ہم نماز واحد میں جمع بین الوضو و التیمم ضابطہ ہے نہ اور واحد میں تو اگر گدھی کے جو ٹھکا پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر وضو  
 ٹوٹا اور اوسے تیمم کیا اور وہی نماز پھر پڑھی تو جائز ہے بھی قول صحیح ہے اگرچہ اسی واحد میں جمع کیا کذا فی الطہارۃ و صحیح تقدیم التیمم کذا فی الاکھم  
 اور وضو اور تیمم میں جسکو چاہو مقدم کریں تیمم تر قول میں و لو تیمم و صلی لہ اثم اعداءہ للتیمم والصلوۃ لا یختار لہوۃ اور اگر تیمم کیا اور  
 پڑھی پھر گدھے کا جو ٹھکا پانی اگر دیا تو اوس پر تیمم کرنا اور وہی نماز کا پڑھنا لازم ہو گا اس پانی کے مطہر ہونے کے خیال سے یعنی تیمم کا اعتبار اسوقت ہے جبکہ پانی  
 مطہر نہ ہو لہذا بیان کرانے کے بعد نماز اور تیمم کا عادی لازم ہو گا کیونکہ اسکا مطہر ہونا متحمل ہے و یقیناً التیمم علی مینہ النعل علی اللہ ھبہ المصنوع  
 بہ لان التیمم اذا مرجع عن قولہ لا یجوز الاخذ بہ اور تیمم کو مقدم کرنا چاہیے شریعت عرب کی طہارت پر یعنی فقط تیمم مستحب ہے وضو اور سب سے جائز نہیں بنا  
 قول تیمم بھرا ہو گئی مفتی بد مذہب پر اس واسطے کہ کہتے ہیں جبکہ رجوع کیا ایک قول سے تو اوس پر عمل کرنا مفاد کو جائز نہیں ہم بنید ضرا اس سے عبارت ہے کہ وضو پانی  
 میں ڈالے جاوے اور وہ پانی میٹھا اور سائل باقی رہے تو امام کا اول قول بھی تھا کہ بنید سے وضو مستحب ہے یعنی تیمم کرنا سچا ہے اور الیہ رجوع کیا کہ فقط تیمم  
 کرنا چاہیے اور محمد کے نزدیک جمع بین الوضو و التیمم ہے اور بنید ضرا جبکہ گناہ اور مشکوک ہو جائے تو بالاتفاق وضو جائز نہیں ہے ہم مجہد اور ابو الزناد میں  
 کہ امام کے نزدیک تیمم تعین ہے اسی قول کی طے امام نے رجوع کیا ہے کہ تیمم کرے اویس و نہونکری بھی مذہب صحیح تھا ہے کذا فی النسخ المختار و حاکم و الترمذی  
 کسب و ابوسید جو ٹھکے کی آندہ جس حکم میں ہم اس واسطے کہ جو ٹھکا مخلوط ہوتا ہے ٹھاکہ سی اور لعاب اور پسینہ دونوں پیدا ہونے میں کوشت سے تو ہر حیوان  
 کا پسینہ اسکی جوتھکے کے ساتھ معتبر ہے طہارت اور نجاست اور کراہت میں کذا فی النسخ حرق الخاذا وقع فی الماء و صارت مشکوک علی اللہ  
 کما فی المستصفیٰ تو گدھے کا پسینہ جبکہ پانی میں پکا تو پانی مشکوک ہو گیا صحیح مذہب پر چنانچہ مستصفیٰ میں مذکور ہے فی الخیو عن الجلالہ  
 عقیقۃ الثوب و البدن اور محیط میں ہے کہ اونٹ وغیرہ ماکول اللحم نجاست خور کا پسینہ معاف ہے کہ ہے اور بد نہیں یعنی ہر چند کہ جس کو مکر مفر ہے  
 اور ظہر تفسید اس پر دال ہے کہ پانی میں معاف نہیں و فی الحالیۃ اللہ طہر لہ النقاہ اور فساد فی قاضی خان میں ہے کہ اسکا پسینہ پاک ہے ظہر تفسید  
 پر یعنی جس معفر نہیں اور ظاہر اسکی پڑنے سے پانی بھی پاک رہیگا واللہ اعلم **باب التیمم** باب تیمم کے احکام میں ثلث  
 یہ تأشیگ بالکتاب مصنف نے تیمم کو بعد وضو اور غسل کے تیسری درجہ میں مذکور کیا قرآن مجید کی پوری سی قرآن مجید میں تیمم دو مقام میں  
 مذکور ہے سورہ نسا اور سورہ مائدہ میں سو حق تعالیٰ نے پہلے وضو کو بیان کیا پھر غسل کو پھر تیمم کو سو مصنف نے بھی قرآن مجید کی اقتدا کی وہ میں  
 حصا کھن شدہ الاہل بلا رتیاق ہے اور تیمم اس محمدی امت کی ضرورت ہے جو بلاشبہ یعنی اگلی امت کو اسکا حکم نہ تھا حق تعالیٰ نے فرید رحمت سے

تیمم



اور پستین تیمم کی جگہ میں کہ اس تیمم کو نوا لے بسم اللہ کہہ اور باطن کفین سے ضرب کر اور اوپر ٹھونکوں دہ دیکھ اور تھیلو کو بخار اور ترتیب کے ساتھ  
تیمم کر اور پچھلے درپے بلا توقف تیمم کر اور سٹی پر ہاتھ رکھ کر آگے کھینچ اور پچھلے ہاتھ اور منہ شروط تیمم کے جسمی اہل تصانیف نے غفلت کی قطعاً  
جیسی اور نفاس سے اور زائل ہونا مانع مسح کا چنانچہ موم اور چربی کا اعضا تیمم پر ہونا کذا فی الطحاوی میں ہے مبتداءً جگر کی تیمم عن  
المستعمل الماکل المطلق بالکافی لظہار کتہ لصلوۃ بقولہ الخلفیۃ لبدلہ ولو مطلقاً فی العصر مثلاً جو شخص کہ عاجز ہو اس آب مطلق  
کے استعمال سے جو کافی ہو اس کی طہارت کو اس نماز کی واسطے جو فوت ہوتی ہے اپنا خلیفہ چوڑ کر اسکا عاجز ہونا پانی کے بعد ہونے سے ہو ایک نیل  
اگرچہ وہ شخص شہر کا مقیم ہو شارح نے کہا من غیر مبتداء اور تیمم اس کی خبر سے جو آگے آجکا چند سط کے بعد ہم آب مطلق اور کافی کی قید  
اس واسطے لگائی کہ آب مقید اور غیر کافی بمنزلہ معدوم کے ہو اگر اس پانی ہو کہ فقط وضو یا فقط ازالہ نجاست کو جو کپڑے میں نماز کی مانع ہو کفایت  
کرنا ہو تو اس کو کپڑا ہو دی اور وضو کی عوض تیمم کرے سبکے نزدیک اور اگر وضو کر کے جس کپڑے میں نماز پڑھ لگا تو نماز ادا ہوگی مگر گنہگار ہوگا  
چنانچہ بھکر الرائق میں ہے خانہ سے اور جو نماز کہ خلیفہ چوڑ کر فوت ہوتی ہے وہ پنجگانہ نماز جسکا خلیفہ تھا ہو اور نماز جسد ہو جسکا خلیفہ ظہر ہو  
اور جس نماز کا خلیفہ کوئی نہیں وہ نماز جنازہ اور عیدین ہو تو نماز جنازہ اور عیدین کو اسطی تیمم کرنا درست ہے اگرچہ پانی موجود ہو شارح نے  
مقیم شہر کو اس واسطے شامل کر لیا کہ تیمم کی شرط عدم آب ہو چہر جان یہ شرط متحقق ہو دین تیمم جائز ہے سفر میں باقائت چنانچہ یہ مسئلہ  
اسرار میں مصر میں ہے کہ قلیل سفر اور کثیر تیمم میں برابر ہو وتمامہ فی الطحاوی اگرچہ ذکر کرم وحواربع وعیشر فی  
اصبعاً ونبی سبب شیعرات ظہر البطن وہی سبب شیعرات بغل میل چار ہزار گز ہے اور گز نہ آٹھ اٹھل کا ہو اور اٹھل چلے جی ہو  
اسطرح کہ ایک جو کی بیٹھ دوسری جو کے پیٹ سے ملی ہو اور جو منچر کے چلے بالون کا ہو اور پھر لیٹاؤ میتد غلبہ طین اور قول حارث  
مشیو ولو یجری باعاجز ہو پانی کے استعمال سے اس بیماری کے سبب جو سخت ہوتی ہو یا دراز ہو جاتی ہے بطن غالب یا طیب کمال  
مسلمان کے کہنہ سو اگرچہ شدہ مرض اور ہندہ حاصل ہوتا ہو حرکت کرنے سے ہم یعنی جب بیمار کو بطن غالب ہو کہ اگر میں وضو یا غسل کر دنگا تو بیماری تیز  
ہوگی یا طول کیسجی یا طیب ذوق مسلم ہی بنا دی تو تیمم کرنا جائز ہے اسطرح اگر بیمار کے پاس پانی نہیں ہو اور اسکا ہاتھ میں تخت ہو یا نہ ہو وہی وہ بطن  
غالب جانتا ہو کہ میں اٹھ کر پانی لاؤنگا تو بیماری دراز ہوگی تو اب بھی تیمم اسکو جائز ہو اولو یجد تحت یو صیغہ یا ہمارے پانا یا اسکو جو اسکو نوکر ہو  
اور وہ خود وضو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا فان وحده ولو باجر العسل وله ذلک لا یتیم فی ظاہر المذہب کما فی اللہ بہر اگر بیمار وضو کرنا نہ ہو  
پاؤں اگرچہ دستور کے موافق فردوری دیکر ملتا ہو اور اسکو فردوری دینی کی طاقت ہو تو اب بیمار تیمم کرے ظاہر مذہب میں چنانچہ بھکر الرائق میں ہے  
وفیه لا یجب علی احد الزوجین صما حیدہ او تہدہ فی مملو کہ یجب اور بھکر الرائق میں ہے کہ زوجین میں سے ایک پر وضو کرنا دوسرے کا  
یا خبر گیری اسکی واجب نہیں اور نوٹ دی غلام میں واجب ہے یعنی مالک مملوک کی خبر گیری کرے اور مملوک مالک کی اور بکر یقلاً الحنبی او یجی صمہ  
ولو فی البصر الذی لیکلہ احرم الحرام ولا یقینہ باعاجز ہواں سردی جو جنابت والیکو مالک کرتی ہو یا یا کرتی ہے اگرچہ جنب شہر  
میں ہو جبکہ اسکو پاس حمام میں نہانے کی فردوری ہو اور نہ وہ خبر جو غسل کرنے والیکو گرم کر دی یعنی پانی گرم کرنا یا نہ ہوا در نہ مکان محفوظ اور  
نہ اب لباس ہم شارح نے جنب کی قید اس واسطے لگائی کہ سردی کے خوف سے وضو چوڑ کر تیمم کرنا جائز نہیں صحیح قول میں مصفی میں اس پر اجماع نقل کیا  
ہے اس واسطے کہ بعد توقف ہم سے کہونکہ وضو میں ہلاکی یا تندرست کی بیماری نہیں ہوتی عادت میں کہانی البحر و ما قبل اللہ فی نہرنا یحسب  
یا بعدہ فینما لیا ذن بہ التشریح اور وہ قول جو کسی نے کہا کہ جو جنب ہلاکی سے فدیہ ہمارے زمانہ میں حمام کے نہانے کی واسطے حیل کر دی فردوری  
دیکر کا وعدہ کر دی سو یہ بات اس قسم سے ہو جسکی شرع شریف نے اجازت نہیں دی یعنی جو مجلس ہو وہ معذور ہو تیمم کرے اس جملہ گری کی کچھ طا  
نہیں نعم انکان لہما کما غائب یکر مکتوبہ و لا لایان اگر اس شخص کا مال اس وقت موم و نہ ہو تو اسکو لازم نہیں خبر دیکر کا وعدہ پر







اور وہ چیز جو اگ شہ کیلے اور نہ راکھ ہو جائے بلکہ چنانچہ پتھر اور گچ اور چوڑا اور سرسہ اور گبر و اور ہر مال اور گندہک اور بانوت اور زبر  
اور مرد اور فرورہ اور عقیق اور ریمہ اور پختہ اینٹ اور بھار کے ٹک میں یعنی سبند مالون میں دو دایتین میں مگر جواز تیمم پر مستوی ہے چنانچہ  
نخمس میں جو تو دخت اور شیشہ جو ریت اور ریمہ سوختا ہے منہ ارض سے خارج ہو گیا الحاصل جو منقطع اور متحد نہ ہو جس ارض سے ہو اور کس  
تیمم کرنا جائز ہے مدہ جائز نہیں کہ انے الطحاوی و فلولہ یدخل یدین أصابعهما حتى إلى حدوده ثالثه للتحلل تو اگر غبار داخل نہ ہو اعلیٰ  
کے اندر تو تیسری بار ہاتھ مارنے کی خلال کرنے کیوہلو حاجت نہیں بلکہ خلال کرے بدون نصب کے اور یہ مراد نہیں کہ اصلا خلال کریں اسکو کہ  
استیسا یسج پوری حقیقت ہے تیمم کی چنانچہ منیہ اور اسکی شرح میں ہے اور یہی ظاہر الروایہ سے اور عالم گیری میں ہے کہ اگر غبار اور غلیو نہیں داخل نہ ہو  
تو تحلیل اسباب واجب یعنی فرض ہے اور یہ بھی ہے کہ کف کا مسح کرنا ضرور نہیں بلکہ ضرب کف کافی ہے کہ انی الطحاوی و عن محمد بن کثیر الیہا اور محمد  
سے روایت یہ ہے کہ اگر غبار داخل نہ ہو تو تیسری ضرب کی حاجت ہے نعم لو یتم غیر یک یکتی ثلثا للوجه والقد والیس فی وجہ مان اگر  
دوسرے تیمم کرادی تو تین بار ہاتھ زمین پر ماری ایک چہرہ کیوہلو اور دوسری بار دہنیوہلو اسطو اور تیسری بار بائیں ہاتھ کے ٹو ایسا کہ ہرستانی  
شایع ثنائی ہے وہ مضطرب عن اللہ لیس لکالہ تراکب دقیق اور غبار سے بڑھ نیم جائز ہے مٹی یا نہ لے اسو اسطیکہ غبار تو ایک  
مٹی سے فلا یجوز لیکو ولو مسحوا التولید من حیوان الیہ ولا یجوز لیکو البصا الشہد بالنبات لکونہ اشیا کرناکتہ فی قدر الیہ علی ما  
حدیث المصنف جب تیمم کیوہلو اسطو جس میں کا ہوا شرط ہوا تو نیم جائز نہیں مٹی سے اگرچہ وہ نپسا ہو اسو اسطو کہ اسکی پیدائش ہو سمندر  
کے جانور سے اور سو گئے کسی بھی تیمم جائز نہیں کہ وہ رسیدگی کے مٹا ہے اسو اسطو کہ مٹا ان درختوں میں ہے جو سمندر کی تہ میں جسے میں ایسی تحریر  
اور تقویٰ کی ہے مصنف نے اپنی شرح میں ہم بعد دی صاحب بحر اسو اسطو کہ اسکی فتح القدر سے عدم جواز تیمم کا مو گئے مو نقل کیا ہوا اسکے  
سہو پر حکم کیا اسو اسطو کہ غایۃ السبان اور تو شیم اور فایہ اور محیط اور مخرج الدایۃ اور تین میں جواز ثابت ہے مصنف نے اپنی شرح میں کہا ظاہر  
یہ ہے کہ نہیں اسو اسطو کہ عدم جواز کی وجہ یہ ہے کہ مٹا منعقد ہوتا ہے پانی سے مٹی کی مانند بدلیل شہادت اہل تجربہ اور جو جواز کے قائل ہیں  
اسکو اذوا ارض سے سمجھیں کہ انے الطحاوی و مختصر او لا یجوز طبع کوضیۃ ورجا آج اور نیم جائز نہیں اس چیز سے جو اگ سو گداخت ہو یعنی پہلجا کر  
بیسر چاندی اور کانچ و صغر و قد یا لا حترق اور نہ راکھ ہو جائیو الی چیز سے بلکہ یعنی جو آگ سے جل کر راکھ ہو جائیو چنانچہ درخت اگر مٹا کھجور  
پھل کچھ مدوقی و محسول او حارطہ مطبوخ او محض صوان او ان من طین غیر فانی ہو تہ و طین غیر مغلوب بلکہ اگر تہر کی راکھ سے تو تیمم جائز  
ہے جیسو جائز ہو کئی تہر یا دھوئی صاف تہر سے یعنی اگرچہ اس پر غبار نہ ہو اور جائز ہے کھل کی ہوئی یا گچ لگائی ہوئی دیوار سے اور مٹی کے بڑوں  
سے جو روضی نہیں اور گیلی مٹی سے جو پانی سے مغلوب نہیں ہم تو طرف چینی سے تیمم جائز نہیں اسو اسطیکہ اس پر کانچ کا روض ہوتا ہے مان اگر منہ  
ارض سے اُپر روض ہو چنانچہ گبر و کا تو جائز ہے چنانچہ بحر الران سے مستفاد ہونا ہے اور گیلی مٹی جسکو کارا اور پختا ہونے میں اگر اس میں پانی غالب ہو مٹی پر  
یا برابر ہو تو اس سے تیمم جائز نہیں چنانچہ من میں مذکور ہوگا کہ غالب چیز کا حکم ہے لکن لا یبطل تیمم قبل خوف فوت وقت لثلا یبطل  
مُثَلَّةً بلا ضرر و لیکن گیلی مٹی سے تیمم کرنا فوت ہو جانے وقت کے بعد سے پہلے چاہیے تاکہ بد شکل نہ ہو جائیو بہوت مگر بدون ضرورت کے ہم  
یعنی گیلی مٹی سے تیمم خلاف ادلی ہے اور اگر گچ کا تو جائز ہے ولو لم یسجین ہو کہ اگر سا فکاؤنی کی مگر میں ہو اور معید یعنی خشک مٹی چاؤی تو پانچ کڑا  
چھاؤ کر تیمم کرے اگر کس پر غبار ہو اور اگر غبار نہ ہو تو اپنی کڑی میں گیلی مٹی لگا دو جب وہ خشک ہو تو تیمم کرے کہ انی النہر و معادین فی محلکھا فھو  
یروا علیہا جیسو جائز ہے تیمم کافی چیزوں سے جو اپنا اصلی مکان زمین میں یعنی جب تک انکو خاک سے جدا نہیں کیا چنانچہ خاک آمیختہ سونا اور چاندی  
اور لوہا کہان کا تو تیمم اور ہر جائز ہے بسبب اس مٹی کے جو اس پر لٹی ہے کہ انی النہر و قیدہ الا سبب الی بان یستین ان الشراب یجذبہ  
علیہ و لا یستین لکھجور اور معدن میں جواز تیمم کو اسطو اسبجائی نے یہ قید لگائی کہ مٹی کا اثر ظاہر ہو اس پر دو نو نام چھلکار اور اگر مٹی کا

اور اگر غبار داخل نہ ہو تو تیمم جائز ہے

اور اگر غبار داخل نہ ہو تو تیمم جائز ہے







تلاش میں اس کی ذات کو اور اس کو سنبھالنے سے تامل نہ کرنا چاہیے۔ اگر ایک کو بھی اونچے سے ضرر ہو تو صدم طلب مبارک سے اِن ظن  
طحا قو قریہ دون خیل بامکارہ او اختیار عدل تلاش فرض سے اگر گمان قوی ہو پانی کے پاس ہونیکا ایک میل سے کم کسی علامت سے بالیک  
ستقی آدمی کے خبر دینے سے ہم غن میں اور غن غالب میں فرق یہ ہے کہ اگر احد الطرفین قوی اور اجماع ہو دوسری سوا اور دل نہ جمی راجح پر  
چھوڑ دے دوسرے کو تو اسکا نام غن اور گمان ہے اور جبکہ احد الطرفین دین جیم جاوی اور دوسری جانب کو چھوڑ دی اسکا نام اکثر غن  
اور غالب الراے سے میل کی قید اسو اظہر ہے۔ یہ میل ان کے ساتھ ہے کہ طلبہ جب نہیں قرب بانی کی علامت ہے جو کہ سب سے نظر آوی اور  
پڑان گوہستی ہون کذات الطحا و الا یقلب علی حلقہ قریہ لا یجب بل یندکب ان زجا والا لا اور اگر پانی کے نزدیک ہونیکا اسکو  
غن غالب نہ یعنی شک ہو یا غیر قوی غن ہو تو تلاش واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اگر امید ہو نزدیکی کی اور اگر امید نہ ہو تلاش مستحب بھی نہیں۔  
لوصلہ بتیمیم و تھتھ من یسألہ عنہما یجیبہما بالما عا عاد والا لا اور اگر نماز پڑھی تیمم سے بدون جو چھنے کو اور حالانکہ وہاں وہ شخص تھا جس کو  
پوچھا پھر نماز کے بعد اس شخص نے پانی کے نزدیک ہونے کی خبر دی تو نماز کو پھر پڑھے ورنہ اعادہ نہ کرے کذا نے الزلیعی ہم بحر الرائق میں سراج  
سے منقول ہے کہ تیمم کیا بدون طلب اور طلب واجب بھی اور نماز پڑھی پھر تلاش کی سو پانی پایا تو اعادہ واجب ہے طرفین کے نزدیک مطلقا خواہ وہ  
اسکے پانی کی کوئی خبر دی یا نہ دی خلا غالبی یوسف کذا فی الطحا و کذا فی طحا اے للتیمیم فی حق جوالہ الصلوۃ مین عبادۃ اور شرط تیمم  
کیو اسطر نماز جائز ہونے کے حق میں عبادت کی نیت کرنا ہم جواز نماز کی قید اسو اسطر لکھی کہ نماز کے سوا چنانچہ سلام یا جواب سلام کیو اسطر  
نقطہ تیمم کی نیت کفایت کرتی ہے اور عبادت کی نیت کی مانند طہارت یا نیت نماز یا نیت صحت یا نیت جنابت کی نیت ہر کذا نے ابوہریرہ و صلوۃ  
خجنازۃ اور سجدة بلا وۃ لا شک فی الاصح اگرچہ عبادت نماز جائزہ ہو سجدة تلاوت کا نہ سجدة ہشکر کا امام کے صحیح تر قول میں یعنی اگر نماز خیار  
یا سجدة تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس تیمم سے مطلق نماز جائز ہے اور اگر سجدة شکر کیو اسطر تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں کیونکہ وہ عبادت  
نہیں امام کے نزدیک حلی نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک سجدة شکر مستحب ہے اور اسی پر فتویٰ چنانچہ سجدة تلاوت کے باب میں مذکور ہوگا تو جب  
عبادت ہو تو اس تیمم سے نماز صحیح ہوگی مقصود ہے تیمم کیو اسطر نماز عبادت کی نیت مشروط ہے جو مقصود بالذات ہو یعنی دوسری عبادت کا وسیلہ ہو  
خرج دخول مسجد من صلوۃ عبادت مقصودہ کی قید سے مسجد کا داخل ہونا اور مصحف کا چھونا نکل گیا یعنی داخل مسجد اور من مصحف خود  
عبادت مقصودہ نہیں بلکہ نماز اور قرآن پڑھنے کے وسیلہ میں اگر کوئی کہے کہ دخول مسجد قطع نظر نماز کے اعکاف کیو اسطر ہوتا ہے اسکا جواب یہ  
ہے کہ عبادت تو اعکاف ہے اور دخول مسجد اسکا تابع ہو تو عبادت مقصودہ نہ ٹھہر اور قرأت کی نیت سے تیمم کرنے میں تفصیل حق ہے چنانچہ بدیم  
میں ہے کہ اگر جب قرأت کیو اسطر تیمم کیا تو اسکا اور نماز میں پڑھنا جائز نہیں کذا فی الطحا و لا تصح اے لا یحل لیم قراۃ القرآن للجدب بدن  
طحا کہ تیمم کیو اسطر وہ عبادت مقصودہ مشروط ہے جو صحیح نہیں یعنی حلال نہیں بدون طہارت کے لائیم کی تفسیر لا یحل اسو اسطر کی تاکہ عبادت مقصودہ  
جنب کی قرآن خوانی کو بھی شامل ہو جائے زلیعی اور سراج و ما ج وغیرہ میں مطلق مذکور ہے کہ صحیحہ یہ ہے کہ قرآن خوانی کے تیمم سے نماز پڑھنا درست  
نہیں لیکن بالبع اور غایۃ البیان اور مجتبیٰ میں کہا کہ اطلاق صحیح نہیں تفصیل حق ہے یعنی اگر جنب قرآن خوانی کیو اسطر تیمم کرے تو اور نماز میں پڑھنا درست  
ہے چنانچہ بحر الرائق میں ہے کہ شرط یہ ہے کہ نبوی عبادت مقصودہ ہو یا عبادت مقصودہ کا جز ہو اور وہ حلال نہ ہو بدون طہارت کے تو قرآن خوانی  
عبادت مقصودہ یعنی نماز کا جز ہے لیکن اگر قرآن خوانی جب ہو تو شرط اخیر یعنی عدم حلت فعل الا بالطہارہ پائی گئی تو تیمم کی شرط پوری ہو گئی تو نماز  
اس سے درست ہوئی اور اگر قرآن خوانی جنب نہیں بلکہ یوضو ہو تو شرط اخیر پائی گئی تو اس تیمم سے نماز جائز نہ ہوئی کذا نے المنہ شاری نے لافصح کی  
تفسیر لا یحل کی تاکہ اشارہ ہو اس تفصیل تحقیق کیطرح خروج للسلام و شرطہ اخیر سے سلام کرنے اور سلام کے جواب دینا کا تیمم خارج ہو گیا  
یعنی سلام اور جواب اگرچہ عبادت مقصودہ ہیں لیکن بدون طہارت کے بھی صحیح ہیں تو ان کے تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہیں فلما تلبثتم کذا فی الطحا

در بیان

حلال نماز  
جو طہارت کا

لا يذهب بياضها لئلا يفسد الماء لا يذهب من غير نية مخصوصة بشرط هري تو كافر كائين كان في يده ماء من غير نية  
 كافر نيت کرنے کی اہمیت نہیں رکھتا تو جو عمل کہ اپنی صحت میں نیت کی طرف حاجت رکھتا ہے۔ کافر سے میٹھا کام اسو اسلو کہ نیت سے فعل ثواب آخر  
 کا نتیجہ ہوتا جو اور کافر سے حالت کفر میں ایسا فعل واقع نہیں ہوتا و لہذا کافر کا وضو صحیح ہے کیونکہ اس میں نیت کی حاجت نہیں تو کافر بعد اسلام کے  
 وضو سابق سے نماز پڑھ سکتا ہے نہ تیمم سابق سے و وَجِبَتْ لَهُمُ الْحُرَّةُ فِي الْوَضُوءِ اور تیمم ہی جنب کا تیمم کرنا وضو کی نیت سے اسی قول کا فتور  
 ہے یعنی وضو کی نیت سے جنابت سے بھی پاک ہو جاتا ہے و وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَالًا اور جب کو پانی ملنے کی امید قوی ہو تو وہ  
 وقت مستحب کے آخر وقت میں نماز پڑھنا مندوب اور مستحب ہے کذا فی النسخ عن الروانی ولو لم يوتر ويقيم وصله جائز كان بينه وبين الماء ميل  
 والا لا اور اگر تاخیر کی اور تیمم کیا اور نماز پڑھ لی تو جائز ہے اگر ہو در میان اس شخص کے اور پانی کی میل ہو کہ مسافت اور اگر اس قدر مسافت کہ  
 ہو تو نماز جائز نہیں وصله من ليس في العمران بالتيتم وتيسر الماء في رحله وسواء ينسئ كذا لا إعادة عليه نماز پڑھی اس شخص نے جو  
 آبادی میں نہیں اور بھول گیا اس پانی کو جو اونٹ کے کھاد میں ہے اور کجاوہ اس قسم سے کہ اس کی چیز کے بھول جانے کی عادت ہو تو اس پر نماز کا  
 نہیں ہم آبادی میں نہونا عام ہے خواہ وہ مسافر ہو یا مقيم اور اگر آبادی میں ہو اور اس طرح نماز پڑھی تو اعادہ واجب ہو اور جس مسافر کی نیت  
 لگائی ہے تو نظر غالب عادت کے کذا فی النسخ اور نسیان وغیرہ باقی تہود کے احترازا ت کو شارح مذکور کر گیا وَلَوْ كَانَ فَنَاءَ الْمَاءِ عَادَ اتَّفَاقًا  
 اور اگر ان کے ٹپک جائیگا ان کیا اور تیمم سے نماز پڑھی تو پانی دیکھا نماز کا اعادہ کرے بالاتفاق کما لو نسيه في غنقه او ظهره او في مقدمه رجليه  
 او مشطه كذا في النسخ او نسيه ثوبه وصله عن يمينه او في ثوبه خيسل مع خيسل معه ما يزيله او نسيه ثوبه خيسل وصله عن يمينه ذكر اعاد  
 اجتماعا چنانچہ اگر اس پانی کو بھول جو اسٹکی گردن یا اس کی پیٹھ یا اس کے سامنے ہاتھ سوار کی کھال میں یا اونٹ کے پیچھے ہاتھ بیکہ وہ اس کا ہاتھ نہ  
 تھا یا شخص اپنا کپڑا بھول اور برہنہ نماز پڑھی یا ناپاک کپڑے میں یا نجاست کے ساتھ نماز پڑھی اور حالانکہ اس کا پاس وہ چیز ہے جس سے ازالہ نجاست ہو  
 تھا یا وضو کیا جس پانی سے یا وضو نماز پڑھی پھر اس کو پانی یا کپڑا یا نجاست یا وضو ہونا یا دھوا تو نماز کو پھر پڑھے بالاتفاق ہم بعضی صورتوں  
 میں حکایت اجماع میں کلام ہے کہ بحر الرائق اور منہم الغفار کی مراجعت سے معلوم ہوتا ہے وَيُطْلَبُ وَجْهًا عَلَى الظَّاهِرِ مِنْ مَرْفِقِهِ مَنْ مَوْجَعَةً فَإِنْ  
صَنَعَهُ وَلَوْ دَلَّ أَنَّ اسْتَهْلَكَ تَتِمَّتْ حُجَّتُهُ اور بنا بر ظاہر الروایہ کے وجہ سے کہ پانی ان کے اپنی رفق سے جو اس کو ساتھ ہو پیر گردہ پانی نہ سے  
 اگرچہ نہ دینا دلالت حال کی راہ مستحکم ہے کہ کچھ پانی کو تلف کر دیا اور باقی طہارت کو کافی رہے تو تیمم کی سبب ثابت ہو جائے اس کو عاجزی کے  
 رفق کی قید یا اعتبار عادت کے ہے ہر مسلم کو جو نماز کی وقت موجود ہو اس سے مانگنا جائز ہے رفق ہو یا غیر رفق وان لم يعلقه الا بيمين مثله وان كان  
 وله ذلك فاحضل من حاجته لا يتم اور اگر وہ شخص پانی نہ ہو مگر بعض اس شخص کے جو اس قدر پانی کا معمول ہو یا ٹھوڑا ہو جس سے وضو کے ساتھ آوے  
 پاس وہ من موجود ہو اس کی حاجت سے زیادہ تو تیمم کرے بلکہ پانی خرید کر کے وضو کے ساتھ نماز پڑھے ہم نہیں بسمیرہ ہو جو وہ چند نیت سے  
 کہ ہر مجتہد معام ہوتا ہے جن فاحش کی تعریف سے جو غریب مذکور ہوگی ولو اعطاه كذا كثر رفقين فاحش من مضعف قهرا ذلك المكان  
 اوليس له من ذلك شيء اور اگر ان کا الگ پانی دے اکثر من سے یعنی جن فاحش کے ساتھ اور جن فاحش دہندہ پانی کی قیمت کا اور مکان میں  
 یا اس شخص کے پاس اس قدر من نہیں ہو تو تیمم کرے ہم جن فاحش سے خرید کرنا اسو اسلو جب نہوا کہ حرمت مال مسلم اس کی جان کی حرمت کی اند  
 اور جان میں ضرر سے ہر مہرم مال میں کذا فی البحر والاعطش في حكي القادر شره لا باصعاف في قهرا حياة لنفسه اور پاس کو ہر مہرم واجب  
 خریدار اس قدر درجہ بر اضعاف مثلاً کے بدلے اپنی جان کو زندہ رکھنے کی وجہ سے یعنی اس کو حفظ جان کا مقدمہ ہر مال کے حفظ پر اولیٰ اعتبار المثل فی قہرہ  
 عشر موضعاً مذکورہ فی الانبیا اور غیر مثل مذہب نہیں مگر ۱۹ سالہ نہیں جو شہادہ میں مذکور ہیں ہم مہرم مذکورہ کی تفصیل جان ضرر نہیں لہذا جنون  
 تطرل انما مذکور کیا وقل طلبه الماء لا يتم على الظاهر الظاهر الروایہ عن اهلنا كانه مبدول عاده كما في البحر عن المدبوع

۷۷  
 شامی نے فرمایا ہے  
 اگر کسی شخص نے وضو کیا  
 اور نماز پڑھی تو پانی  
 اس کے ہاتھ میں نہ ہو  
 تو اس پر نماز کا  
 اعادہ واجب ہے

۷۸  
 شامی نے فرمایا ہے  
 اگر کسی شخص نے وضو کیا  
 اور نماز پڑھی تو پانی  
 اس کے ہاتھ میں نہ ہو  
 تو اس پر نماز کا  
 اعادہ واجب ہے

وعلیہ السلام

وہی ہے جو

اور بانی ہستی پر خیر کریم بنا بر طایر الہیہ کے ہمارے کاتب یعنی ابو صیفیہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہ اللہ سو اسطرح کہ بانی میں نخل نہیں ہوتا وہ نہ خور  
خیر کرنے کی چیز سے عارت میں نہ پانچ بھر پور ائمہ میں سے ہونے متحمل ہو اور اسکو دین میں نخل کی عادت ہو تو نہ کہ نخل میں نہیں  
نخل اور خور ہی نہیں اسواسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بعض کو ایچہ کو فیروں کو سوال کیا ہی کذا فی الطہارۃ یعنی البحر علیہ علیہ  
طَلَبُ الدُّوَاۓ مَسْئَلُوۃً اَدْبَاراً اَوْ سُوۡمِیۡ جَزَءً اَوْ بَنَیۡ کَا طَلَبَ کَرَادَ اَجَبَ مَبْدُوۡلٌ یُّوْنِیۡکَ سَبَبٌ تُوۡدُوۡلٌ اَوۡرِیۡ کَا اَمَّا اَدَبٌ اَجَبَ یۡمِیۡ اَسْمِیۡنَ یُّوۡنِیۡ  
کی عادت نہیں مگر کذا لا یتطہر لوقال حتی استقع وان خرج الوقت واور سطر طہر نظر کرنا واجب اگر طالب کہا دول اور کسی مالک نے ٹھہر جا  
یحاتک کہ بانی بھر لون اگر یہ انظار میں نماز کا وقت ٹھہری ہم اور دوسرا قول ہے کہ تہار کرنا واجب نہیں مستحب جو کذا فی الطہارۃ وی ولو کان  
فی الصلوۃ ان لم یحطہ قطع ولا لا اور اگر مستحضر نماز میں کسی دوسرے شخص کے پاس بانی دیکھو اگر اسکو بانی دیکھو کا گمان ہو تو نماز کو قطع  
کرے اور اگر دیکھو کا گمان نہ ہو تو نماز توڑے نہ ہر الخاق میں جو کہ تیمم کرنا نماز میں ہو اور اسکو دیکھو کا گمان غالب ہو تو قطع کرے اور طلب کرے یہ  
اگر وہ مذہبی تو تیمم اسکا بانی ہے پھر اگر اسکی ملا سوال نماز تمام کی پھر سوال کیا تو اگر اسکو بانی دیا تو نماز پھر پڑھے ورنہ نماز تمام ہو گئی کذا فی الطہارۃ  
لکر فی الفہم سماع علیہ ان لم یحطہ قطع ولا لا اور اگر مستحضر نماز میں کسی دوسرے شخص کے پاس بانی دیکھو اگر اسکو بانی دیکھو کا گمان ہو تو نماز کو قطع  
رستی دیکھو کا گمان ہو تو طلب کرنا واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہم یہ روایت مخالف ہے طہار الروایۃ کے جو متن میں مذکور ہے ہر علی اور محیط کی مانند وانی میں  
بھی تفصیل مذکور ہے کذا فی الطہارۃ والمختصر کا وہ الماء والذائب الطہر کذا فی بیان حدیث فی حکا ان لم یحطہ قطع ولا لا اور اگر مستحضر نماز میں کسی دوسرے شخص کے پاس بانی دیکھو اگر اسکو بانی دیکھو کا گمان ہو تو نماز کو قطع  
عنہا المرصیٰ یوثر ہا عندہ اور بندہ ان پانچوں الا بانی اور مٹی پاک کرنا ہوا اسطر طہر کرنا واجب ہے کیا گیا یا پاک مکان میں اور اسکو مکان میں نہیں پاک  
مٹی کا ٹکڑا زمین یا دیوار کو دکر اور اسطر طہر بندہ ان کی مانند ہے جو بانی اور مٹی مطہر ہے عابثہ جو مٹی کے سبب نماز کو تاخیر کرے یا امام  
کے نزدیک ہم تاخیر کرے یعنی اسپر نماز حرام ہے ایسا فعل کیا ہو تو وہی شافعی نے امام کا مذہب کذا فی المنع اور گناہ کی نوبت مٹی کے نکالنے پر قادر ہو  
تو مٹی نکالنے نماز ہے باقی امام اور صاحبین کے چنانچہ مذہب میں یہ ہے فلا یتشبه بالمریض یطبخ وجوفا فی کفر ویجحدان وجد مکانا یا بئسا والا  
یومی فاعلم انہ یعد کالصوم اور صاحبین نے کہا کہ فائدہ الطہر میں نمازوں کے مشابہہ نجاسی و بونا نور کوم اور سجدہ کرے اگر خشک مکان یا دیوار اگر خشک  
مکان نماز کو نماز کا اشارہ کرے کہ ہے جو کہ ہر جب بانی یا مٹی یا دیوار نماز کا اعادہ کرے موصوم کی مانند ہم یعنی اگر سافر موضع قامت میں داخل ہو گیا ہو  
بہر رمضان شریف میں یا اسوقت پر ہو یا کہ نیت موصوم کا وقت بانی نماز تو باقی دن میں اسپر اشک واجب ہے ورنہ دارو کے مشابہہ ہر اس ورنہ  
کا اعادہ واجب ہے کذا فی الطہارۃ یہ یقعہ و یقعہ حرجہ ای الامام کما فی الفیض اور اسی صاحبین کے قول پر فتویٰ ہو اور اسی قول کی تائید امام  
کا جرم کرنا صحیح ہے چنانچہ فیض میں ہو و فیہ ایضا مقطوع الیدین والرجلین اذا کان یوجہہ حرجہ یصلیٰ بغیر طہارۃ ولا یصلیٰ ولا یصلیٰ  
علی الاضطرار یہ سلسلہ بھی فیض میں ہے کہ جسکی دونوں ہاتھ اور دونوں پائوں کٹ ہوئے ہیں جبکہ اسکو چہرہ پر زخم ہو تو بد دن طہارت کے نماز پڑھے  
اور تیمم کرے اور نماز کا اعادہ کرے صحیح ز قول ہے ہم اور اگر چہرہ صحیح اور سالم ہو تو مٹی پر پلے اور جبکہ ہاتھ مثل یعنی خشک ہو گئے وہ اپنا چہرہ اور اسکا  
مٹی سے ملے اور نماز کو نہ چھوڑے اور قطع یعنی جسکے دونوں ہاتھ کٹ ہوں وہ باقی کا مسح کرے اگر غسل مفروض کا کچھ محل بانی ہو والا لاکہ فی الطہارۃ  
وہذا طہرات فہذا لہم تلک بلا طہر غیر مکر فیہم فہم قدس وسبیۃ فی صلوۃ المرصیٰ اور مسئلہ سابقہ سے ظاہر ہو گیا کہ قصد نماز پڑھنا بد دن  
طہارت کے نماز پڑھنے والیکو کافر نہیں کر دیتا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے اور اسبہ یہ مسئلہ مذکور ہو گیا اول کتاب الطہارۃ میں اور آگے بھی آگیا  
صلوۃ المرصیٰ کے باب میں **سفر** سائل لمحہ شارح کی صلیٰ علیہ وسلم بالکثیر ان فی اللہ انکاد والا لا محجوس نے تیمم کے ساتھ نماز  
پڑھی اگر وہ قیدی شہر میں ہو تو عکاش ہو سکے بعد نماز کو پیرے اور اگر شہر میں نہیں ہو تو پیرے ہم یعنی مقیم مجوس پر اعادہ ہے نہ مسافر پر  
اسواسطہ کہ سفر کا عذر مجزئی کے ساتھ مل گیا اور سفر میں غالب آبی ہو تو عدم متحقق ہو گیا ہر وہ جو مسافر اور مقیم کو اعادہ اسواسطہ ہوا کہ مجزئی



ہو عباد کے فعل سے اور فعل عباد مؤثر نہیں حق اللہ کے سقاط میں کہ انے العالم کر نہ قل يتقوا الله في السفر والجماع  
 تلاوت کیو اسطو کہ اگر سے جواب اگر وہ شخص سفر میں سے تو ان نیم کرے اور اگر سفر میں نہ ہو تو کرے اگر کسی نے پانی موجود ہوئے میں نہ ہو تو  
 تو نہیں ہو کہ مطلقاً بہت نہیں نہ سفر میں نہ اقامت میں اور اگر پانی موجود نہیں تو مطلقاً نہ ہو کہ انے العالم المسبب في الغلابة لا يتقوا  
 التيمم ما لم يكن كذا فيقول الله للوضوء عا ليعضاً جو پانی کہ بطریق سبیل کے رکھا جو جگہ چوہ تیمم کر نہ پانی نہیں واجب تک کہ بہت نہ ہو یعنی اگر کثرت ہو  
 تو معلوم ہو گا کہ تیرہ سو کہ وہ وضو کیو اسطو بھی سے ہم پنی کیو اسطو پانی راہوں میں دفع ہوتا ہو وہ تیمم کا مانع نہیں اسو اسطو کہ وضو کا پانی شرعی معلوم  
 ہے اور کثرت پانی سے اس وقت وضو درست ہو گا جبکہ فقط مشرب کا یقین نہ ہو اور جبکہ یقین ہو کہ فقط پنی کیو اسطو سے وضو حرام ہے اسو اسطو کہ وضو  
 کی شرط شارع کے نص کی اندہ ہو کہ انے الطحاوی وشرب ما للوضوء اور وہ پانی جو وضو کیو اسطو دفع اور سبیل ہو اسکا پنا درست ہے اگر کثرت  
 اولیٰ علیہم من جاکثین محمد بن حنیف بنات والا مقدم اور لائق ترشحاح پانی کے استعمال کرنے میں حاضر اور وضو اور غسل میت کی یعنی اسو اسطو  
 کہ جناب اللہ ہی تو اسکا ازالہ ہے ولو لا احدثهم فهو اولیٰ اور اگر وہ پانی انین کسی ایک شخص کا ملول ہو تو وہی شخص مقدم ہے کیونکہ وہ  
 مالک ہے ولو مشدداً لا یمنع صوفی للیت اور اگر وہ پانی نمون بن مشرک ہے تو اسکا صرف کرنا غسل میت کیو اسطو لائق ہو جائے تیمم جماعت میں عمل کی وجہ  
 تیمم کرنا ہے لکن اگر کسی جو جائز یعنی اسو اسطو کہ ٹیپ سے مل نہیں ہوتی یہاں تک کہ اگر تیمم کر نہ پانی الون کے ہاتھوں کی مٹی ایک جگہ جمع ہو تو اس پر بھی تیمم درست  
 کہ انے الطحاوی حیلہ جائز تیمم سے جمعہ مائزہ ہے ولا یجوز العطش ان یحفظہ بما یقلہ او یمنہ علی وجہ یمنع الرجوع نہ ہر جائز ہو  
 تیمم کی اس شخص کو جس کے ساتھ زم زم کا پانی ہے اور اسکو پانی کا کھٹا نہیں ہے جو کہ زم زم کے ساتھ اس چیز کو ملا دی جو اس سے غالب ہو گا یا  
 برابر چنانچہ گلاب وغیرہ کو مخلوط کر دی یا اسکو پیہ کر دی اسطو کہ مانع ہو جو جمع نے البعد کے ہم عدم خوف تشنگی کی اسو اسطو قید لگائی کہ تشنگی  
 کے خوف سے تیمم جائز ہے بدون مخلوط کرنے کے اسو اسطو کہ وہ پانی حاجت اصلی میں مشغول ہے اور ظاہراً یہ نہ کہ وہ کا حیلہ خوب نہیں کہ اس میں پنا کہ  
 فائدہ نہ راہ اللہ اعلم وناقصنا فی الاصل ولو غسلنا اور تیمم کا تقدیم والا وہ ہے جو تیمم کی اصل کا ناقض ہے یعنی تیمم جسکا خلیفہ اور بدل ہے  
 اگرچہ وہ اصل غسل ہو یعنی جو چیز کہ وضو کی ناقض ہے وہ اس تیمم کی ناقض ہے جو غلیظہ ہے وضو کا اور جو چیز غسل کی ناقض ہو وہ اس تیمم کی بھی ناقض  
 ہے جو بدلہ غسل کا مصنف نے اپنی شرم میں کہا کہ کنز اور دقایق میں یوں کہا ہے کہ تیمم کا ناقض وہ ہے جو وضو کا ناقض ہے اور شرم نقایہ میں کہا کہ  
 ناقض ناقض الاصل وضو کا ان او غسل اور یہی کہنا بہتر ہے اسو اسطو کہ جو ناقض ہے وضو کا وہ ناقض ہے وضو کا لیکن مرنا ناقض وضو کا غسل کا  
 ناقض نہیں کیونکہ حدت ناقض وضو ہے پر وضو کا ناقض نہیں تو یہ کہ حدت ناقض وضو کا ہر تیمم کا ناقض ہے انہی فلو تیمم للجنابة ثم احدث  
 صاخر یحییٰ لا اجنب اگر جنابت کی وضو تیمم کیا ہے حدت اصغر واقع ہوا تو وہ محدث ہو گیا نہ جنب یعنی اسکا وضو ٹوٹا نہ غسل ہم دریافت  
 کر کہ متن مذکور میں صورت کو شامل ہے ایک تھک کہ اگر تیمم حدت اصغر ہے تو اسکا ناقض وہ ہے جو اسکی اصل یعنی وضو کا ناقض ہے جو وضو کی صورت ہے  
 کہ اگر تیمم جنابت سے ہو تو اسکا ناقض وہ ہے جو غسل کا ناقض ہے جو وضو کی صورت ہے جو حدت اصغر اور حدت اکبر یعنی جنابت کیو اسطو سانھی تیمم کیا ہے حدت  
 اصغر واقع ہوا تو یہاں تیمم ٹوٹا ایک اصل کے اعتبار سے یعنی باعتبار حدت اصغر کے باعتبار جنابت کے تو شارح کا متفرع کرنا صحیح ہے اور مطلبی کا  
 اعتراض جو شارح پر تھا کہ اسکو سکوت حدت بر تفریع کی دفع ہو گیا کہ انے الطحاوی تعرف فیتصلوا ویدفع حقیقہ جبکہ وہ محدث ہو گیا نہ  
 جنب تو اب وہ وضو کرے اگر پانی بعد وضو کے پا دی اور اپنی دونوں موزی اور انار کے پانوں وہ دوسری ہم یعنی جو موزی کہ جنابت سے بھلی طہارت  
 کا طہر پہنچے تھی انکو اور اس پر چنانچہ زم زمی میں ہے موزہ اسو اسطو انار کی موزہ جنابت کا مانع نہیں چنانچہ باب اسح سے الغنیم میں مذکور ہو گا کہ انار  
 نے اعلیٰ نہ تیمم علیہ ما لم یتم الماء پھر وضو کے بعد ہر موزی پر تیمم کر نہ ہو جب تک اسفند پانی پر نگہ نہ کرے جو غسل کیو اسطو کفایت کرتا ہے کیونکہ  
 اگر اسفند پانی پر گزر ہو گا تو جنابت کا بھی تیمم ٹوٹ جا دیا پھر بخار کے بعد جنابت کیو اسطو وہ موزی تیمم کرے کہ چلا ٹوٹ گیا پانی کے دیکھو یہی ہے پراگ

وہ وضو کیو اسطو کہ اگر کسی نے پانی موجود ہوئے میں نہ ہو تو کرے اگر کسی نے پانی موجود ہوئے میں نہ ہو تو کرے





مذکورہ کتاب سے کلامہ ساقط ہو گیا تو ہم راہ الرافق کے موافق عبارت اسطر مناسب تھی ولابن القضاہ مطلقاً یعنی اجتماع نہیں در میان قصاص اور عتدہ سیکھ سوا سوا کہ قصاص میں اگر برقتل حد ہو تو اس میں کفار و نہیں اور کفار ہونا ہر شبہ عہد اور خطا اور اس کے بلحاظی مجاز میں اس میں قصاص نہیں آتھے مافی الخطا کہ اس میں سبب ان بون عبارت ہو اور قصاص احد و تیر یعنی جمع نہیں در میان قصاص اور دیت کی و اس کے نام و لامکان فی قطعہ اولیٰ اور انعام نہیں تاوان اور قطع میں یا تاوان اور اجتناب میں یعنی جب سارق کا دھتہ کاٹا گیا تو اس پر مال ستردہ کا تاوان نہیں اور جس فرد پر مال کے تلف کرنے سے تاوان ہو اس کو واسطہ فردوری نہیں اور جسکی فردوری لازم ہو اس پر تاوان نہیں ولا خلاف مع جرم لغوی یعنی اگر کسی نے یا اسے سنگسار ہی یا تعزیر کے ساتھ یعنی اخراج از وطن ہم اس واسطہ کہ کنواری کی حد درجہ میں اور یا بی کی حد سنگساری درجہ اولیٰ تاوان کے ساتھ جمع نہیں ہوتا مگر بخیر حکم لیکن درہ مارنا قید کرنے کے ساتھ جمع ہو سکتا ہو کہ انے اطمینان دی ولا ہر فرد متعلقہ واحد استمان اقصائہا و موطنہا جیسے عتدہ اور اجتماع نہیں نہ اور متعہ میں یا میرا و حد میں یا میرا و عورت کی ضمانت یا اس کی موت میں زوجہ کے جماع سے ہم میرا و متعہ میں اس واسطہ جماع نہیں کہ مطلقہ قبل از دخول کا اگر نہر سی ہے تو نصف میرا و جب میرا و نہر سی نہیں تو متعہ و جب یہاں متعہ و لا درائی اور اوڑھنے اور چادر مراد ہے اور میرا و حد میں عدم اجتماع کی وجہ یہ ہے کہ اگر دوطی میرا و متعہ سے تو میرا و جب میرا و جب نہیں اور اگر دوطی زمانہ کی ہے تو حد میرا و متعہ اور انفا کی حقیقت یہ ہے کہ زوجہ کے جماع سے عتدہ کے بدل اور بدل کی دونوں راہیں بیکر ایک ہو گئیں تو یہاں زوجہ پر ضمان ہو نہ میرا و اسی حرم اگر اس کی جماع سے زوجہ مرگئی تو تاوان ہے ولا خلاف فی اصل و تہنیتہ اور اجتماع نہیں میرا و متعہ میں اس واسطہ کہ اگر میرا و کا تعین ہو گیا تو وہی وجہ ہے اور اگر میرا و ذکر نہ ہوا یا غیر جائز کہ متعہ کیا چنانچہ شراب یا سحر تو میرا و متعہ واجب ہو گا ولا وصیۃ و ولایت اور اجتماع نہیں وصیت اور میراث میں یعنی وارث کی و اس کو مست کرنا صحیح نہیں الا باجارت باقی درتہ کذا فی الخطا دی وغیرہا مسمیٰ فی فتح اللہ ان مثلاً اللہ تعالیٰ اور ان اشیاء مذکورہ کے سوا اور چیزیں عدم الاجتماع میں جبکہ ذکر آئے آدھکا اپنی موقع پر اگر حق تعالیٰ نے چاہا من بہ و جمع راہیں لا یستطیع معہ متعہ عتدہ و لا عتدہ جمعاً فی الغیض عن غریب الروایۃ یقیمہ و اقر قاری الہدایۃ انہ یسقط عنہ و حق متعہ کے سر میں اب سخت درجہ کہ اس کو متعہ میں نہیں کر سکتا بوضہ ہونے میں اور نہ اس کو دہر سکتا ہو نہ جانے کی حاجت میں تو فیض میں ظاہر الروایۃ کے خلاف غریب الروایۃ سے یہ مذکور ہے کہ وہ شخص تیمم کرے یعنی وضو اور غسل کے عوض اور قاری ہدایہ نے لکھا فتویٰ دیا ہے کہ اس شخص سے مسح سر کی فرضیت و وضو میں ساقط ہے ولو علیہ حیثیۃ خفیہ سمحاً کان اور اگر سر پر کپا چون کی پٹی ہے تو اس کو مسح میں دونوں میں مسح کرنا اور نہ کرنا ہم اور جو تیمم کا قول اظہر ہے کہ ان فی الخطا دی و کذا ایستغفر فیستغفر علی حیثہ ان لم یضربہ ولا سقط اصل الاصل عاۃ کذا فی الغرض حکما لکما فی اللعن و حقیقۃ اور اسطر غسل میں دہرنا سرقا ساقط ہوتا ہے تو سر کو مسح کرے اگرچہ پٹی پر مسح ہو بشرطیکہ مسح اس کو ضرر نہ کرنا ہو اور اگر ضرر کرنا ہو تو دہرنا اور مسح کرنا دونوں بالکل ساقط ہیں اب یہ شخص حکم شرح میں بدون اس عضو کے شہرہ یا گیا گیا اس کی سر ہی نہیں جطریم فی الحقیقہ مدد و العقبہ سے دہرنا اور مسح کرنا ساقط ہوتا ہے **باب المنع علی الخفیۃ** یہ باب ہے دونوں موزون پر مسح کرنا کہ اس میں التوبۃ بالسنۃ صحت لے موزون پر مسح کرنا تیمم کے بعد ذکر کیا بسبب ثابت ہونے سے مسح کے حدیث سے اور تیمم ثابت ہو تو ان مجید سے و ہوا فی امر اللہ علی مسحہ اس میں لغت عرب میں ہاتھ کا پہرنا کسی چیز پر خواہ وہ چیز موزد ہو یا عضو یا دیوار و شجرۃ اصابۃ البلاء لیس فی مخصوص میں نے میں مخصوص میں اور شرم کی مطلق میں مسح عبارت ہو تراوی کے ہونے سے خاص موزد کو زمانہ خاص میں ہم خاص موزد جس میں شرط اندہ موجود ہیں اند زمانہ خاص میں مراد ایک دن یا دو ایک ات میں خیمہ کو اسطر او تین و ات اور دون مسافر کو و الخفیۃ شرعاً العائین لکعبین فاکثر من جلیہ و خفیہ اور شرم میں موزد اس کا نام ہے جو ڈھکے و دون ٹخنہ کو پہر نہ دے نہ کو یا جو ٹھہرے اور اس کی مانند اور چیزیں شرط مسیحہ

در این باب











نماز و دو رکعتی اول وقت میں کہ اسے اقصیٰ فی وقت لا یتکلم الا من امرکم اور کبھی آدمی قدامہ میں ہونا کر جائز ہے کہ کہیں  
توضاء و تحفۃ ثم قبل الفجر فلما اطلع صلیٰ فلما انتہیٰ لشدت بنا منہ ایک شخص نے وضو کیا اور کھڑا ہوا پھر وضو کر کے پہنچا  
طلوع فجر کے نماز پڑھتا ہے چوبیس رکعتیں پڑھتا ہے وضو کر کے نماز پڑھتا ہے اس شخص کو اگر اگلی فجر کی نماز پڑھنا مسح کے ساتھ ممکن نہیں ہو اسکو کہ نماز  
واقع ہوا اسکو آخر نماز میں کہ انہی اقصیٰ فی وقت یعنی طہر عصر مغرب نماز پڑھنا کیونکہ اس شخص کو مسح کر لگا اور دوسرے دن کی وضو کر لگا اگر مسح کر لگا  
تو نماز سے فارغ ہو گا نہ کہ گنہگار کے ساتھ اور یہ نہ کہ نماز پڑھنا کیونکہ اس شخص کو مسح کر لگا اور دوسرے دن کی وضو کر لگا اگر مسح کر لگا  
نہیں مسح کر لگا اگر کسی اور ٹوپی اور بربقع اور دستاروں پر مسح کے لئے شفت اور تحف کے ہم اور دوسری وجہ عدم جواز کی یہ ہے کہ مسح  
موزی کا ثابت ہوا حدیث میں ہے کہ خلافت قیام تو اور چیز کا قیام موزی پر نہیں ہو سکتا اور فرصہ عملاً وہ ثلاث اصابع لیکن اصابع ہا لہ  
وخرمنا من کل یصلیٰ وہ ثلاث اصابع لیکن اصابع ہا لہ وخرمنا من کل یصلیٰ وہ ثلاث اصابع لیکن اصابع ہا لہ وخرمنا من کل یصلیٰ وہ ثلاث اصابع لیکن اصابع ہا لہ  
ہم یعنی فرض مسح سے بعد ہر خواہ ابتدائے مسح کی بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں  
سے ہی پٹائی تک ہر بانوں کی قید ہو اسکو طہر لگانی کہ اگر ایک بانوں پر ہندھا جائے اور کھینچے سے مسح کیا اور دوسری برقعہ دو اوٹھیں کے فرض اور اگر  
اور سپر اگر موزہ زیادہ ہو بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں  
بقدر تین اوٹھیں کے مسح ہوا تو بقیہ بانوں سے مسح میں ایک اوٹھیں کی اوٹھیں سے مسح کیا جائے اگر ایک اوٹھیں کی اوٹھیں سے مسح کیا جائے اگر ایک اوٹھیں کی اوٹھیں سے مسح کیا جائے  
نہیں اور اگر ایک اوٹھیں سے مسح کیا اور ہر بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں ہر ایک بانوں کی اوٹھیں  
وجہ فی اصولہ کہ کھینچنے سے اگر اوٹھیں کے سرور پر مسح کیا اور اگر کھینچنے کی جڑ پر مسح کر دیا تو مسح جائز نہ ہو یعنی اسکو طہر کہ مستعمل الی  
سے مسح ہوا اگر ان کی کھینچنے سے ان کے سرور پر مسح کیا اور اگر کھینچنے کی جڑ پر مسح کر دیا تو مسح جائز نہ ہو یعنی اسکو طہر کہ مستعمل الی  
تو مسح اب جائز ایسا کہ ابی حنیفہ نے اپنی شرح میں ہم اس کو کہ فرض مائل ہو گیا بدو مستعمل بانی کے کہ انہی الطحاوی نے مشکال میں ہے  
الذخیرۃ بان النکاح منہا جاز کذا و لا لا یہر صنف نے شرح میں کہا اور ذخیرہ میں ہے کہ اگر اوٹھیں کے سرور سے بانی ٹپکنا ہو تو مسح جائز  
ہے یعنی اسکو طہر کہ فرض مائل ہو جائے مستعمل بانی سے اور اگر ٹپکنا نہیں ہے تو مسح جائز نہیں ولو فی طہرۃ فادان یقے من طہرۃ قد انقضت  
مسح والا غسل کہ قطع میں کھینچا اگر ایک آدمی کا بانوں کا نا گیا تو اگر پشت قدم بقدر فرض کے یعنی بقدر تین گشت کے باقی ہو تو موزہ پر  
مسح کرے اور اگر بقدر فرض باقی نہیں تو دونوں بانوں کو دہریہ منہ اس شخص کے جسکا بانوں منوں سے کاٹا گیا یعنی منوں کے چھو سے سوا اسکو  
یہی مسح کرنا جائز نہیں کیونکہ مسح کا عمل باقی نہیں مگر غسل کا عمل باقی ہو لو کہ رجل واحد متبذرا اور ایک آدمی کے ایک ہی بانوں پر یہی مسح  
یا ایک بانوں منوں سے سوا پر کاٹا گیا تو اسی ایک بانوں کو یعنی اسکو موزی کو مسح کرے وجاز متبذرا مقصود یہاں لہذا لہذا اور جائز ہو  
مسح کرنا چھو موزی پر بر خلاف جناب مذہبوں کے ہم ہر خد نصیب کرنا گناہ کبیرہ ہے لیکن مسح کی نماز ادا ہوگی کما جاز غسل رجل مقصود  
اجلکما جس طرح جائز ہو ہونا مقصود بانوں کا بالاتفاق ہم اطلاق نصیب کا اس پر مسلم ہو اور اسکی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کا بانوں  
سرد یا قصاص کے سخت قطع ہوا ہر وہ بھاگ گیا اور دھوکہ کے اسنے بانوں دہریہ کا انہی الطحاوی والحق کی کبیرۃ یوحدۃ او مشلثۃ و  
ہو قد ثلاث اصابع العلم الا صاعہ بکمالہا ومقطوعہا یصلیٰ ہا لہ مما یلہ یصلیٰ ہا لہ و موزی کا بڑا یا بہت سوراخ یعنی قدم کی چوٹی  
پر ہی تین انگلیوں کی برابر مانع ہو مسح کر لیا اور جس شخص کی سب انگلیاں کٹی ہیں تو اسکو مانع دوسرے شخص کی اوٹھیں کا اعتبار کیا جاوے گا شاذ  
نے کہا لفظ کبیرہ کا بار موعده یا ثلثۃ دونوں سے ہر سنگا و طحاوی نے شرح منیۃ المصلیٰ سے نقل کیا کہ بار موعده کی روایت صحیح ہو اگرچہ  
ثالثہ بھی تباہیل تصور ہو الا ان یكون فوقه خف اخر اوجز مونی فیسلم علیہ مگر یہ کہ پہلو موزی پر دوسرا درست موزہ ہو یا جرمون

تو اس پر سے کہنے ہو اس کو کہ اس کا نام سبار ہے۔ اسفل کا وہ الیٰ الحق علیٰ غیر اصابعہ و عقبہ و یشیٰ ما خشتہ اور بعد یعنی اصابع میں منبر  
 کا است بار کرنا اور سرف ہو کہ سطح آخری حد تک اس کی انگلیوں اور ابری پر ہوا اور سوارانہ کے نیچے ہونے نظر آتا ہو فلو علیہا اخیتر التلک  
 اور لو کبکرا اور اگر دریدگی اور انگلیوں پر ہو تو وہ مہ جواز مسج میں تین اور انگلیوں کا اعتبار ہو گا اگرچہ بڑی اور انگلیاں ہوں بھی تو اس صورت میں منبر  
 است بار نہیں تو اگر ابہام اور کھٹکھٹا ہوتی اور انگلی شکست ہو جائے اور وہ بعد تین چوٹی اور انگلیوں کے ہو تو مسج اور سبب جائز ہے اور اگر ان  
 دونوں کے ساتھ بیچ کی اور انگلی بھی کھلی ہو تو مسج جائز ہو گا علی الاصح کذا فی الطحاوی عن تہذیب الفوائد و علیہ اخیترتہ و اکثر  
 اور اگر دریدگی ابری پر ہے تو اکثر ابری کا کھلیا مستحب ہے یعنی آدھی ابری سے اگر زیادہ کثرت ہو تو مسج جائز نہیں ہم قاضی خان کے  
 شرح جامع منبر میں اسی قول پر اقتصار کیا ہے اور ظہر منحنون میں ہر مقام میں تین اور انگلیوں کا اعتبار ہے اور اسی قول کو کمال الدین صاحب  
 فتح القدر اور سرخسی نے پسند کیا ہے کذا فی الطحاوی و لولہ لولا العذر لکان عند الشیخ لصلاۃ لم یمنع و ان کثر اور اگر نظر پڑے  
 قدم اور سقد جو مسج کا مانع ہو یا پادہ یا چلنے کی وقت موز کی سختی کے سبب سے تو مسج کا مانع نہیں اگرچہ بہت پیشا ہو ہم طہی نے کہا کہ زمین سے  
 پانوں اور ہانے کی وقت اگر نظر آدھی تو مسج کا مانع نہیں کما لو استقضت الظہار فی دون البکاء فیہا منہ اگر موزی کا ابرہ بہت گیا ہو  
 استر تو مسج کا مانع نہیں خواہ استر چڑی کا ہو یا کڑی کا سبب امر موزی میں کذا فی الطحاوی و جمع الحقوق فی حقیقہ واحد فیہما اور  
 متفرق سوراخ میں گنجانے میں ایک موزی میں نہ دونوں موزوں میں یعنی اگر ایک موزی میں کئی جگہ تھوڑا تھوڑا پیشا ہو تو اس کو جمع کر کے کہیں گے  
 اگر بعد تین انگشت کو ہے تو مسج جائز نہیں والا جائز ہے اور اگر ایک موزی میں بعد دو انگشت کے پیشا ہو اور دوسرے موزی میں بعد ایک انگشت کے  
 تو دونوں پر مسج جائز ہے انہ طحاوی نے فرمایا علیٰ ان یقع فرضہ علی الخفت لیس فیہ لعلہ من حق یدسیر مسج جائز ہو و دونوں موزوں پر اس شرط سے کہ فرض  
 مسج کا مانع ہو نفس موزی پر نہ اور مقام پر جو تھوڑا پیشا ہو یا حق یدسیر یجمع لیس فیہ المسح الحالی والا استقبال کما ینقص الماصو قہستہ  
 اور کثر سوراخ جو جمع کیا جائے وہ اس طرح کرنے سے مسج طالی اور استقبال کے جطر گذشتہ مسج کو توڑنا سو کذا فی القہر ان ہم مسج طالی کے جسکے فی الحاکم  
 ارادہ ہو اور استقبال سے مسج وہی جائے ہو گا اور ہم نامی کی یہ صورت ہے کہ درست موزی پر مسج کیا ہو وہ اس قدر بہت گیا کہ مانع ہو مسج کا تو مسج باقی  
 ٹوٹ گیا کذا فی الطحاوی قلت و مرآت کما ینقص النیمر منہ و کما ینقص حق النقاد کما ینقص فیہ فیہ فیہ من کہتا ہوں اور  
 یہ مذکور ہو چکا اب تیمم میں کہ جو چیز تیمم کی ناقص ہے چنانچہ پانی کا موجود ہونا اور اس کی استعمال پر قادر ہونا وہ ابتدا تیمم کا مانع ہو اور دور  
 کرنا اور تیمم موجود کا مانند نجاست اور انکشاف عورت کے کہ وہ ابتدا صلوٰۃ کی مانع ہے اور صلوٰۃ موجود کی مانع ہے پانی کی سیاحت کہ انفا و مسلوٰۃ  
 یعنی تحریم کا مانع ہے چنانچہ آگے آدھکا تو اس کو باور کیا جائے ہم خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح ناقص تیمم اور نجاست اور انکشاف عورت مانع اور مانع ہے  
 ہر طرح غرق موزہ بھی مانع اور مانع ہے مانند کل فیہ المسئلۃ (۱) اما دونہ الحاکم اما عواہم الحاکم کثر سوراخ جو مسج کی ناقص ہے کما ینقص مسج طالی کا جائز  
 جو میں ثبات وغیرہ کے سینہ کا سودا داخل ہوا وہ سوراخ جو اس سے کتر ہے بوجہ الحاکم بواضع و دخت یعنی جیسو و دخت موزی کی سوراخ بالانفاق غمر  
 میں لائق شمار کے نہیں ہر طرح مسج سوراخ بھی لائق شمار کے نہیں بخلاف المسئلۃ متفرقہ فی تکشاف عورت و طہیب محض و اعلام فیہ میں چرچہ  
 فانہا حقیقہ مطلقا بخلاف متفرقہ نجاست اور انکشاف عورت کے اور خوشبوئی محرم کے اور کپڑے پر رشیم کی بوٹیاں اسو اسطر کہ کچھ سبب جمع کئے جائیں  
 سلفا یعنی ایک مقام میں ہوں یا چند مقامات میں ہم نجاست متفرقہ موزوں میں ہو یا کپڑے یا بدن یا مکان میں یا مجموعہ میں اور انکشاف متفرقہ چنانچہ  
 عورت کی کچھ شرکاء اور اس کی بیٹہ اور کچھ ران میں تو کچھ جمع کیا جاوے نجاست کی مانند اور نماز کا مانع ہو گا اور محرم کی خوشبوئی متفرقہ اکثر اعضا  
 میں جمع ہوگی اگر بعد ایک عضو کے چھچھکی تو جائز لا ذبح کرنا لازم ہو گا اور رشیم بوٹیاں بھی جمع کیا جائیں گی اگر چار انگشت سے زیادہ ہوں تو موزوں کو اس کا  
 پیشا جائز ہو گا یہی قول مستند ہے کذا فی الطحاوی و اختلف فی جمعہ خروق اذنی اخیترتہ و یشیٰ ما خشتہ و یشیٰ ما خشتہ حقیقا اور قربانی کے دونوں کا

موضع تیمم کی  
 وضو کی وجہ سے  
 اگر کپڑے کی  
 خوشبوئی متفرقہ  
 نجاست سے  
 تیمم جائز ہے

سورائون کے جمع کرنے میں اختلاف واقع ہے یعنی ایک قول یہ جو کہ جمع کرے گا اگر ایک کان کی ہنسی ہو زیادہ ہو تو قربانی جائز نہیں  
 دوسرا قول یہ ہے کہ جمع کرے گا اگر ایک کان کے سوا خورن موزی کی مانند اور جمع کرے گا تو ترجمہ دینا کا حق ہے معیاط کی راہ سے باب عبادت  
 میں کذا فی النحر والیقینہ ناقض وضو لانه بعضہ اور سم کا توڑ ہوا لا وہ ہو جو وضو کا توڑ ہوا لا ہے اسو اسطو کہ مسج بعض ہی وضو کا یعنی توجہ  
 کل کا ناقض ہے وہ بعض کا بھی ناقض ہو گا و تخرج خففتی ولو لاجلہ اور مسج کا ناقض ہے موزہ اوتارنا اگرچہ ایک ہی موزہ اوتارنا  
 وَمِنْهُ الْمَلَكَةُ وَاَنْ لَمْ يَكُنْ حَرَمٌ اور مدت کا گذر جانا مسج کا ناقض ہے اگرچہ اس وقت میں مسج کیا ہو لکن لم یحس بقلبہ الطلحہ حاج  
 رجلیہ من رجلیہ للضوضیۃ گذرنا مدت کا ناقض ہے بشرطیکہ اسکو لہن غالب خوف نہ ہو پانی پانوں کے جانے رہی کا سردی سے یہ شرط ہوئی  
 ضرورت کے سبب سے ہم ظاہر اس کلام کا اس پر دلالت کرنا جو کہ مسج نہیں ٹوٹتا سے مدت کے گذرنے سے خوف مذکور کی وقت پر اس میں حلال  
 یہ ہے کہ سردی کے خوف کو سرایت حدت کے منع میں کچھ اثر نہیں غایۃ الامر یہ ہے کہ مہذہ نہ اذہدی لیکن مسج نہ کرے بلکہ تیمم کرے کذا فی انبی  
 السعدی مگر اس میں یہ غلط ہے کہ فقہانے وضو کا تیمم منع کیا ہے سردی کے خوف میں لہذا نفع القدر میں جو کہ لائق یہ ہے کہ وضو دیا جائے مسج  
 کے ٹوٹنے کا مدت کے گذرنے سے اور دوسری مسج کی استیفاء کا بھی کی مانند شارح نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی قول اعماد کے لائق  
 سے کذا فی الطحاوی فی حدیثہ کہ لا یستوی علیہ المسح والیتوقفت تو خوف مذکور میں موزہ ہو جائیگا پانی کی مانند تو ساری موزی کو پورا  
 مسج کرے اور اس مسج کی مدت نہیں جیسو پانی کے مسج کی مدت نہیں یعنی جب تک خوف باقی ہے مسج کرنا ہر مسج پورا مسج کرنا افضل ہو اور اگر  
 اکثر موزی کا مسج کر لیا تو تیمم ہے اور یہ جو صاحب نہر نے معراج سے جو باہستیا کیا بیان کیا ہے اور سعود نے اسکو رد کیا ہے اسطرح کہ حدت  
 معراج کی فضیلت کا احتمال رکھتی ہے کذا فی الطحاوی ولا آقا لوالوقت الحدیث وہو فی صلوٰۃ ولا حدیث مضی فی الاصل اور اسو اسطو  
 یعنی ضرورت میں مدت کے گذر جانے سے مسج نہیں ٹوٹتا فقہانے کہا ہے کہ اگر مسج کی مدت تمام ہو گئی اور مسج کرنا لازماً میں ہے اور پانی موجود  
 نہیں تو نماز پڑھتا ہے مسجی قول میں اسو اسطو کہ موزہ اوتارنے میں کچھ فائدہ نہیں کیونکہ پانی نہیں جو پانوں کو دھو دی وقیل لیسئل فی تیمم  
 وعلیٰ کتابہ اور بعضوں نے کہا کہ شخص مذکور کی نماز فاسد ہو جاتی ہو اور وہ تیمم کرے اور بھی قول مناسب ہے روایت کی راہ سے اور اگرچہ تر  
 ہے فہم کی راہ سے ہم دہر اسکی یہ ہے کہ مدت کے گذر جانے سے حدت نے پانوں میں سرایت کی اسو اسطو کہ پانی کا نہونا مانع سرایت کا نہیں تو  
 تیمم کرے اور نماز پڑھے جس طرح وضو شخص کہ اسکی اعصار وضو میں کچھ شک باقی رہا اور پانی نہیں جو اسکو دھو دی تو اسکو تیمم کرنا چاہی  
 کذا فی الطحاوی وبعدھا ای الذرع والمضی غسل التوضی رجلیہ لا یجوز لحدیث المسابق قد مضی اور موزہ اوتارنے اور مدت کی  
 گذر جانے کے بعد با وضو شخص دھو دی آچہ دونوں پانوں کو نہ اذہر اعصار وضو کو سبب بات کرنے اگلے حدت کے اوسکے دونوں پانوں کو یعنی  
 حدت سابق کے بعد باقی اعضا دھو گئے فقط قدم باقی رہے تو اسپر کچھ واجب نہیں قدم و ہر ایک سو اذہ فی البحر الا انہ لیسئل فی تیمم حیثین  
 مگر کسی مانع کے ہو سبب قد ہو گا نہ دھو دیو چنانچہ نہایت سردی سے تو اب تیمم کرنے ہم جلیبی کشی ہے کہا کہ اسوقت میں تیمم صحیح نہیں اسو اسطو کہ وضو  
 کے خوف میں مسج کرنا چاہیے موزی پر پانی کی مانند اور تیمم تو اسوقت ہو جبکہ نذر کا خوف ہو اور پانی نہ ہو کذا فی الطحاوی وضو صحیح الذی قد فیہ  
 من الحنفیۃ الشیعۃ وکذا أخرجه ترمذی فی الاصل اعتباراً لاکثر اور ٹکنا اور ٹکنا آدمی قدم سے زیادہ شرعی موزی سے کذا فی انما  
 موزی کا مسجی قول میں اکثر کے اعتبار کرنے سے یعنی اسو اسطو کہ اکثر حکم الکمل ہم قدم عبارت ہو زمین سے تا سرا صابغ اور شرعی موزہ ہونا جو شخص  
 سے سرا صابغ تک ولا غیرتہ فی وجہ عقبہ ودخولہ اور کچھ اعتبار نہیں پانوں کے فروج اور دخول کا یعنی اگر بقیہ موزی کی کثرت و کمی سے  
 فروج اور دخول عقب کا مستبر نہیں و ما روی من النقیض بزوال عقبہ فقیہاً اذا کان بنية نزح الحنفیۃ اور یہ جو فقہ بنی اڑی  
 کے مل جانے سے مسج کا ٹوٹ جانا مروی ہے سو مقید ہے اوس صورت کے ساتھ جبکہ اسکا ٹکنا ہو موزہ اوتارنے کی نیت سے اعمالاً اذا

اسی پر نہایت  
 سے صفحہ اول  
 پر اس کا موزہ

لو كن اے نروال مستحبہ بتیجہ الی سئلوا عنہا فلا ینقص بالاجماع كما یكلمون البریجند منیراً للنہایة وكذا القہسینا كن  
 بانستصاریحاً منہم لہم سئلوا عن اجماع فتنبہ لیکر جبکہ ایڑی کا ٹھکانا اپنی سہل سے نہو بلکہ موزی کی کشا دینی یا اسکو سوا اور وہ  
 سے ہو توسع نہیں ٹوٹتا ہے اتفاق روایات چنانچہ برجنیدی سے معلوم ہوتا ہے کہ نول بھیا کی طہر منسرب کے اور سہلیم نسبتاً فی شراح تغایر نے بیان کیا  
 کہ اختصار عبارت کے ساتھ ہاں تاک کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ تم تانی سے اجماع کو بھار یعنی مخالف اجماع کے بیان کیا سو خبردار ہو کہ اسکا نول  
 اجماع کے مخالف نہیں ہے وینتقصن ایضاً یفسل الذی لوجل فیہ لو ادخل الماء حقیقہ صحیحہ فیہ لاجل اور موزی بن اکثر بانوں کے دہو جانے سے  
 بھی صحیح ٹوٹتا ہے اگر اوسنی اپنی موزی نہیں پانی کو داخل کیا اور اس قول کو بہت قیہوں نے صحیح کہا ہم طہی نے کہا اور اسطر حکا حکم ہو اگر پانی خود ہو  
 میں داخل ہو گیا و قبل لا ینتقص وان بلغ الماء الرکبۃ ومہو لا یطہر کما فی الیمن عن الشراح لان استینار القدر بلحظ یمنع من الیحد  
 الی الرجل فلا یقع ہذا تمسلاً معنی فلا یوجب لطلان المسیم نہر فیعیلہ کما ثانیاً بعد المذلة والذی عن کما ہر اور بعضوں نے کہا کہ موزی میں پانی  
 کے داخل ہونے سے صحیح نہیں ٹوٹتا ہے اگر پانی زانو تک پہنچا ہو اور بھی قول ظاہر ہے چنانچہ بحر الرائق میں سراج سے منقول ہے اسواسطو کہ چنانچہ  
 قدم کا موزی سے منع کرتا ہر حدت کے پہنچنے کو پانوں تک تو اسطر حکا دہو جانا معتبر نہ ہوتا ہے نہ ٹھہر گیا تو بطلان صحیح کا موجب نہو گا چنانچہ نہر الفائق  
 میں ہو تو دونوں قدموں کو مدت اور اوتار کے بعد دوسری بار دہو دیگا چنانچہ مذکور ہو چکا کہ فی من لول قضیہ الحرق وخریج الوقت للمعدول  
 اور صحیح کے نواقض میں سے باقی رہا موزی کا پھٹنا اور سفور کے حق میں نماز کے وقت کا نخل جانا مسیم مقتیہ بعد تہضاً و قبل تمام یوم و  
 لیلۃ فلو بعدہ دس مسیم نکتہ تمیم نے مسیح کیا وضو ٹوٹنے کے بعد پیراوسنی سفر کیا ایک رات اور دن کے تمام ہو جانے سے پہلے تو وہ  
 تین رات اور دن سم کرے تو اگر مدت کے تمام ہو جائے کے بعد سفر کرے تو موزہ اوتار سے ہم تین دن صحیح کرے یعنی مسیح کی مدت کو پورا کرے اگر  
 کہ مجموعہ تین دن ہو جاوے اور یہ مراد نہیں کہ سر نہی تین دن تک مسیح کرنا ہر کذا فی الطحاوی ولو اقام مسلاً و بعد مضی ملة مقیم نزع  
 ولا اتمھا لا تھما کر مقیم اور اگر مسافر مقیم ہو گیا مدت تمیم یعنی ایک رات دن کے بعد تو موزہ اوتار سے اور بانوں دہو دی اور اگر ایک رات  
 دن نہیں گذرا تو مقیم کی مدت کو پورا کرے اسواسطو کہ مسافر مقیم ہو گیا وحکم مسیم جدیدہ ہی عبدان لیمجھا الکسر وخریجہ وخریجہ وضع  
 قضیہ وکی وغیر ذلک کعباً بتراحة ولول لیسہ کفیل لیمأ لھما اور سم جبرہ کا حکم اور زخم کے پھانسی کا اور قصد اور داغ کے مکان کا او  
 ماند اسکی چنانچہ زخم کی ہٹی کا اگرچہ زخم سر میں ہوا اسکی ماتحت کے دہونے کی مانند ہی یعنی بدل نہیں ہے شارح نے کہا جبرہ وہ لکڑیاں  
 میں جنسی ٹوٹی ہڈی باندھی جاتی ہے ہیکون فرضاً یعنی عملیات النبوة لیمی وھذا لیمأ والیہ رجیم الامام خلاصہ علی الفتوی شرح  
 اجمع جبکہ مسیم جبرہ وغیرہ کا ماتحت کے دہونے کی مانند ہوتا تو مسیح کرنا فرض ہو گا یعنی فرض عملی نہ فرض اعتقادی بسبب بات ہونے سے مسیح  
 کے دلیل طہی سے اور یہ یعنی مسیح مذکور کو فرض کہنا صاحبین کا قول ہے اور اسکی طرف امام نے آخر کو رجوع کیا چنانچہ خلاصہ میں ہے اور  
 اسی فرض ہونے پر فتویٰ ہے چنانچہ مجمع کی شرح میں ہم جواز مسیم جبرہ کی دلیل یہ ہے کہ علی مرتضیٰ کے ہاتھ کی ہڈی جنگ احد یا خیبر میں  
 ٹوٹ گئی تھی سورسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مسیح علی الجبار کا امر فرمایا اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن تعدد طرق سے قوی ہو گئی  
 ہے امام اول سے جبرہ کو واجب کہتے تھے پہر فرض ہونے کے قائل ہوئے و قلصنا ان لفظ الفتحۃ کے لفظ النصح من الفتحۃ والایضہ والصحیح  
 اور منہو دیا کہ کتاب میں پہلے ذکر کر دیا ہے کہ فتویٰ کا لفظ تصحیم میں موکد تر ہو شمار اور امتحان اور صحیح کے الفاظ سے ہم یعنی ہر چند بعضوں کے  
 وجوب مسیح کی تصحیم کی ہے لیکن فرضیت میں فتویٰ کا لفظ واقع ہوا ہے تو فرضیت موکد تر ٹھہری لہذا لیمأ لھما مسیم الحقت من وجوب  
 ذکر منها ثلثۃ عشر معلوم کرنا چاہیے کہ مسیم جبرہ کا مخالف ہی مسیح موزی کی کئی وجہوں سے ادین سے مصنف نے یہ وجہ جو کہ بیان  
 ذکر کیا ہے فقال فلا یثبوت لانہا لیسئل حتی یوتر الا جماعہ سو مصنف نے کہا تو مسیم کا وقت یعنی مدت معین نہیں اسواسطو کہ وہ

دہونے کی مانند ہوتا ہے کہ مس کرنا اور نہ سوئنا کی امت کرنا ہی یعنی اسو اسطہ کہ وہ صاحب نہیں کذا فی الطہارۃ وی ولو بدلت لہا یا سئلے او سقطت  
 العلما للرجب اعادۃ المسح بل یبدل اور اگر ایک جبرہ کو بدل کر دوسرے جبرہ کو باندھا یا اوپر کے جبرہ یا قط ہو گئی تو دوسری بار مس کرنا واجب نہیں  
 ہے بلکہ سب جمع ہو جائے اور رجل جمعہ ای ہم غسل اُخریٰ اور جمع کیا جاتا ہے ایک پانوں کی پٹی کا مسج دوسری پانوں کے دھونیکے  
 ساتھ یعنی اگر مسج جبرہ کا مسج ہوتا تھا تو غسل کے ساتھ جمع ہوتا جیسے ایک قدم کا دھونا اور دوسری قدم کے دھونے پر مسج کرنا جائز نہیں کذا فی اللہ  
 لا یمسح بجمع جمع نہیں کیا جاتا جبرہ کے مزید کا مسج دوسری قدم کے جبرہ کے مسج کے ساتھ یعنی اگر دو نون قدم پر جبرہ ہو سو اسنی ایک قدم  
 کے جبرہ پر مسج کیا اور دوسرے قدم کے دھونے پر مسج کیا تو جائز نہیں طحاوی نے لکھا اسو اسطہ کہ اصل اور بدل میں جمع کرنا لازم آیا بل خفیۃ  
 بلکہ دو نون موزوں کا مسج جمع کیا جاتا ہے ہم صورت اسکی بھی ہے کہ اگر ایک پانوں پر جبرہ ہے سو اسکا مسج کیا اور دوسرے پانوں کو دہو باہر  
 دو نون قدم پر موزی پہنے پر دھوٹا تو دو نون پر مسج کرنا جائز ہے اسو اسطہ کہ جمع مقدم بیان نہیں ہے یعنی اصل اور بدل میں یہاں اجتماع نہیں  
 کذا فی الطحاوی ویلینا ای یصلح مسحھا ولو شدت بلا وضوء غسل دفعا کذا ہے اور جائز ہے یعنی مسج جبرہ کا مسج ہو اگر جبرہ بدو ن  
 وضوء دہونے کے باندھی گئی ہو نہ شمت کیو اسطہ ویلینا المسلم کا لغسل ان ضرر والا لا یزالہ اور ترک کیا جاتا ہے جبرہ کا مسج جیسے دھونا یا کھا  
 متروک ہو اگر ضرر کرتا ہو اور اگر ضرر نہ ہو تو ترک کیا جائے ہم ضرر سے مراد وہ ضرر ہے جو اعتبار کے لائق ہو نہ مطلق ضرر اسو اسطہ کہ عمل اوتے ضرر سے خالی  
 نہیں اور جبرہ ترک کو مباح نہیں کرنا کذا فی الطحاوی وہو ای مسحھا مشرطاً بالبرء من نفس الموضع اور وہ یعنی جبرہ کا مسج کرنا مشرطاً ہو  
 ساتھ عاجز بننے کے سبب کے نفس موزوں پر یعنی عضو کو جس سے نہ جبرہ کا مسج ہو ہم عاجز کی صورت یہ ہے کہ موضع جبرہ کو پانی ضرر کرتا ہو  
 یا پٹی بندھی ہو جبکہ کو نہ ضرر کرتا ہو کذا فی الدرر فان قدر علیہ فلا یمسح علیہا سو اگر عضو کے سبب پر قادر ہو تو پٹی پر مسج کرنا ہم نہیں ہم فوطین  
 ہے کہ اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ لوگ اس شرط سے غافل ہیں کذا فی الدرر والحاصل ان وضوء غسل الحلق ولو یصلح احیاناً فان مسحھا فلو صدق  
 مسحھا بسقط اصلہا مطلقاً ہم ہے کہ دھونا محل کسور کا لازم ہے اگر گرم پانی ہو یعنی اگر سرد پانی سے دھونا ضرر کرتا ہو تو گرم پانی سے دھونا جائز ہو  
 اور گرم پانی سے بھی دھونا مان کا ضرر کرتا ہو تو عضو کو مسج کرے اور اگر نفس عضو کا مسج ضرر کرتا ہو تو اسکی پٹی پر مسج کرے اور اگر پٹی پر مسج کرنا بھی ضرر  
 کرتا ہو تو بالکل ساقط ہو گیا یعنی نہ دھونا لازم رہا نہ مسج کرنا ہمیشہ فی مقتصد وجہ علی کل عصا بہ مع فحشہ فی الاحقان ضرر الماء علی کل  
 اور ہم کرے نفس لیسر والا اور زخمی اور جو کہ انکی مانند ہر ساری پٹی پر اس مکان کے ساتھ جو پٹی کی گرہ کر دو نون طرف کشا وہ ہم مجہم تر نول میں اگر اسکو  
 پانی ضرر کرتا ہو یا پٹی کا کہ نہ ضرر ہو ہم مصنف استیعاب ہم میں صاحب کنز کا تابع ہوا اور قول اصح ہے ہر قسم سے یہ ہم کہ اگر عصاب کا مسج کافی ہو  
 اور گرہ کے پاس کی کشا دگی کا مسج کرنا کافی ہے ذخیرہ میں کہا کہ بھی قول اصح ہے یعنی خلاصہ میں جو دمان کے دھونیکو فرض کیا ہے سو اصح نہیں کذا  
 فی الطحاوی ومنہ ان لا یملئہ ریحہا بنفسہ ولا یحد من ریحہا اور مجہد ضرر ہے یہ ہم کہ اس شخص کو خود پٹی کا باندھنا ممکن نہیں اور نہ اس شخص کو  
 پاتا ہو جو پٹی کو باندھ دے انکس لطفہ فجعل علیہ دواء او وضعہ علی شفتہ رجلہ اجماع الماع علیہ ان قلہ والاصح ان لا یحد من ریحہا  
 کا ناخن ٹوٹا سو اسنی او سپرد وار کھی یا پانوں کی پڑائی پر دوا لگائی تو دھونے میں او سپر پانی کو بہا دے اگر ہو سکے اور اگر سپر نہ دھونے تو اسکو مسج  
 کرے اور اگر مجہد بھی ہو سکے تو چوڑے یعنی تو دھونا اور مسج کرنا دونوں ساقط ہو گیا عذر مسج والسمیہ فیظلمہ سقوطہا عن لیسر والا لا اور ہم کو  
 باطل کرتا ہے اگر پٹی کا زخم کے چلے ہو جانے سے اور اگر بدن صحت کے پٹی ساقط ہو گئی تو مسج باطل نہیں ہوتا برخلاف سیم موزہ فان سقطت  
 فی الصلوۃ استأنفہا پیر اگر پٹی صحت کے بعد نماز میں ساقط ہو گئی تو نماز کو پھر شروع کرے وکذا الحکم لو سقط الدواء او برء من صغیرا ولا یعیظ  
 مجتہد اور اسطہ مکر تفسیلی ہو اگر وہ اساقط ہو گئی یا پٹی کا مکان اچھا ہو گیا اور نہ زخمی نہیں کذا فی الہدیٰ ہم یعنی اگر دوا صحت کے بعد نماز میں ساقط  
 ہوئی یا پٹی کا محل اچھا ہو گیا تو نماز کو پھر شروع کرے وینبع نقضہا لیسر اذا لم یصل اللہا فان صدقہ فلا یحد من ریحہا اور علم کو مکرر کو مقید کرنا چاہیو اس

صورت کے ساتھ جبکہ بی کا و تانہ نامہ کرے تو اگر مضر ہو تو مسح باطن نہیں کہ انی البوم یعنی بی کے ساتھ ہونے سے بعد صحت کے اور وقت مسح باطن ہوتا ہے جبکہ بی کا کہو لہ اننا مضر لکھا ہو اور اگر مضر جو اسطرح کہ بی نہایت چپکی سے گوشت سے اور اسکی جہا کرنے میں نازکی زخم کا احتمال ہو تو اس صورت میں مسح باطن نہ ہو گا واللہ والرحل والمرأۃ والمحدث والمکسح علیہما علی نقی العباس علیہ السلام اتفاقاً اور مرد اور عورت اور محدث اور جنب جبرہ کے مسح میں اور اسکی قوائیل میں برابر ہیں بالاتفاق ہم تو ایچ جبرہ بھانا اور قصد کی بی اور داغ کا موضع اور وہ تندرست مقام جو ضرورت کے سبب سو بی کے نیچے آگیا ہے ولکن شرط فی مسحہ استیعاب وتکرار فی الاضغۃ منکے مسیحہ لکھنا امر کہ یہ یقیناً اور بی کے مسح میں پوری بی پر مسح کرنا اور مسح کو کمر کرنا شرط نہیں سمجھتا قول میں تو بی کا ایک بار آدھی سوزیادہ مسح کرنا لغایت کرتا ہے اسی قول پر فتویٰ می ہم یہ قول مخالف ہو قول سابق کے کہ وہاں پوری بی کی مسح نہ کرے اور اگر اسی قول اخیر پر اقتضار ہوتا تو بہتر تھا اسواسطے کہ فتویٰ اسی قول پر ہے کہ انہ الطحاوی وکذا لا یشترط فیہا ثبوت اتفاقاً بخلاف الحنفی وفتویٰ اور اسی طرح بی کے مسح میں نیت شرط نہیں بر خلاف مسح موزہ کے کہ اوسمیں ایک قول میں نیت شرط ہے اور اس قول میں کہ موزہ کے مسح میں نیت شرط نہیں و کافی تفسیر اللان سر جمع عنہ المصنف فی شرح اور جو عبارت کہ متن کی نسخہ نہیں ہے مصنف نے اسکو ترک کیا ہے اپنی شرح میں ہم یعنی شرح نعم الفقار میں وہ مسح کو نحو تفسیر جبرہ سے آخر تک ساتھ ہو طحاوی نے کہا تو اسکا ذکر نہ کرنا بہتر تھا کہ متانف کا مصنف پر اعتراض نہ لگتا باب الحیض

یہ باب ہر میض کے احکام اور مسائل میں عتقوت بدلتکتیہ واصالۃ اللہ فیہ تالشخیص فہا من استاضہ مصنف نے حیض کو عنوان قرار دیا اسباب کا میض کی کثرت اور امالت کے سببے ورنہ عورت کے خون تو تین قسم میں حیض اور نفاس اور استحاضہ یعنی ہر خبہ اسباب میں حیض اور نفاس اور استحاضہ تینوں خونوں کے احکام مذکور ہیں مگر مصنف اسباب کو نقطہ اسباب لکھ کر کے آغاز کیا تو اسکی وجہ یہی ہے کہ حیض کثرت لکھتا ہے اور اصل سے برخلاف نفاس کے کہ ہمیشہ نہیں ہوتا جبکہ بدلتکتیہ کے بعد ہوتا ہے اور استحاضہ بھی بیمار عورت کو ہوتا ہے نہ ہر عورت کو ہوتا ہے لہذا

وہی علی القول بانہ من الاحداث، ما فیہ شریعتاً بسبب اللہ واللہ کو یہ وہ یعنی حیض لغت عرب میں ردائی اور نہنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرعی میں برابر اس قول کے کہ حیض حدث ہو مخد حدث اور احداث کے شرعی رد کتا ہے خون مذکور کے سبب سو یعنی جن عبادات میں طہارت شرط ہے چنانچہ نماز اور مسح اور دخول مسجد اور نین شارع نے میض کو مانع طہارت اعتبار کیا ہے اگرچہ ناعیت حسیۃ نہ ہو علی القول بانہ من الاحداث

الاحکامیں دم میں حیض اور برابر اس قول کے کہ میض ناپاک چیز ہے بخلا اور نجاسات کے نوہ خون ہو کہ عورت کے رحم یعنی بچہ دان سے جاری ہوتا ہے خراج الاستحاضہ رحم کی قید سے استحاضہ میض کی تعریف سے نکل گیا اسواسطے کہ استحاضہ رحم کا خون نہیں بلکہ رگ کے پھٹانے سے نکلتا ہے اور اسی طرح نسیر اور غموان کا خون اور جو کہ مقعد سے خارج ہو وہ رحم کی قید سے خارج ہو گیا ومنہ ما ترہ صغیرۃ والنسۃ و مشکلی اور منجملہ استحاضہ ہی وہ خون ہو جبکہ نو بریس کی کم عمر کی چوٹی لڑکی دیکھتی ہو اور وہ بڑھی عورت جسکو میض کی امید نہ رہی اور جو خون کہ خنزیر مشکل دیکھتے قول مختار یہ ہے کہ ہا ہر سکی عورت ایسہ ہو کہ انی اکثر التبرات لا لولادۃ خراج النفاس نہ ولادت کے سبب سو اس قید سے نفاس خارج ہو گیا حیض کی تعریف سو اسواسطے کہ نفاس خارج ہو تا ہی رحم سے ولادت کے سبب سو برخلاف میض کے وسببہ ابتداء

ابتداء اللہ علی التبیان اور حیض کے ہونیکا پہلا سبب خدا کا بتلا کرنا تھا تو علیہا السلام کو درخت منی عن کے کہا لینی سو وہ درخت کیون نہا یا انیر یا انکر و مکنہ بنی نزلہ دم من الی حیض اور حیض کا رکن خون کا برابر نکل آتا ہے رحم سے یعنی فرج کے داخلی کے کنارے کی برابر ہو جا بھی قول مستند می اور محمد کے نزدیک میلہ رکن میض کا اور ثمرہ اخلاط اسصورتیں فائز ہو کہ عورت نے وضو کیا پیر گدی رکھی پیر نزول خون کا جسکا ہوا قبل غروب کے پیر گدی ہی جدا کی اسکو بعد تو محمد کے نزدیک روزہ ٹوٹا برخلاف یمنین کے یعنی جبکہ کلید فرج کے محاذی نہ ہو اور اگر محاذی ہو گا تو بالاتفاق میض یا نفاس ثابت ہو گا کہ انہ الطحاوی عن النبر و شرطہ تقدیم نضاب الطہر ولو حکما اور حیض کی شرط مقدم ہونا ہے نضاب طہر

الکتاب

تسعة اقل مدت طهر کا کہ پندرہ دن میں اگرچہ طهر علی ہوم طهر علی کی دو صورتیں ہیں ایک تو عورت مستحاضہ کہ بعد ایام حیض کے وہ طہرے ملے اگرچہ  
خون بہا کرے دوسری وہ عورت جسکو اول بار حیض نمود ہو تو یہاں بھی نصاب طهر کا مقدم ہونا حکما ہے **وَعَلَّمَ نَفْضَهُ عَنِ أَقْلِهِ** اور شرط حیض  
کی کم ہونا ہے کثرت حیض سے یعنی تین دن سے **وَأَوَّلُهُ بَعْدَ الْيَسَعِ** اور حیض کا زمانہ نو برس کے بعد شروع ہوتا ہے **ثَبُوتُهُ بِالْبَدَنِ وَنَزْهُةً تَارِكَةً**  
**الْمَمْلُوقَةَ وَلَوْ مُبْتَدَأَةً فِي الْأَحْصَانِ** اصل الصحة والحیض **صَحَّةٌ شَقِيظَةٌ** در حیض کے ثابت ہونا وقت او سکھ خارج ہونے سے مراد وقت میں  
عورت نماز کو چھوڑ دے اگرچہ اسکو پہلی پہل حیض آیا ہو صحیح قول میں اسکو طهر کہ صحیح سالم ہونا اصل ہے اور حیض صحت کا خون ہو کذا نے اسنی ہم  
غیر اربع یہ قول ہے کہ حیض اول بار خون دیکھا وہ تین دن کے بعد نماز چھوڑ دے کہ شاید وہ خون استحاضہ کا ہو نہ حیض اور اس قول اکثر مشائخ بخارا کا ہے  
کہ جب اوسنی حالت بطور میں خون دیکھا تو مجرد دیکھنے کے نماز ترک کرے اسواسطے کہ صحت اجسام صلی ہو اور مرض مقتضی استحاضہ عارض ہو تو مقتضی  
اصالت اس خون کو حیض قرار دینا چاہیے نہ استحاضہ **وَأَوَّلُهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ** بلکہ **لَيْسَ لَهَا ثَلَاثٌ** اور کثرت حیض کی تین دن میں تین راتوں کے  
ساتھ خواہ انہیں دنوں کی راتیں ہوں یا نہ ہوں **فَالْإِضَافَةُ لِسَيِّانِ الْعِدَّةِ الْمُقَدَّرَةِ لِسَاءِ عِلَّةٍ أَفْطَلِكِي** لایلاختصاص خاص زمانت اور نسبت  
لیالی کی ایام غیر کی طہرہ اس زمانہ کی شمار کیا واسطے جسکا اندازہ ساعات فلکیہ یعنی نجومی گھڑیوں سے کیا گیا ہے نہ خصوصیت کے بیان کیواسطے یعنی  
بجہ مراد نہیں کہ انہیں ایام مخصوصہ کی تین راتیں ہوں ہم ساعت دو قسم سے ساعت فلکی اور ساعت زمانی ساعت فلکی پندرہ درجہ کی ہوتی  
ہے اسکو ساعت معتدل بھی کہتے ہیں ایک رات اور دن کی ۲۴ گھڑیاں ہوتی ہیں تو اقل مدت حیض کی ۲ گھڑیاں ہوں اور ساعت زمانی رات یا  
دن کے باہر ہوں حصے کا نام ہے اسکو ساعت متوجہ بھی کہتے ہیں تو ساعت فلکی کی قید سے ساعت زمانی سے اختلاف ہوا اور اس طرح ساعت لغوی ہے  
ساعت شرعی ہے کہ عبارت ہونا زمانہ کے ایک جز سے اگرچہ وہ قلیل ہو تو اگر عورت کو اول بار خون آیا جبکہ نصف قمر ص آفتاب کا طالع تھا اور چھتے  
دن منقطع ہوا جبکہ چہارم قمر ص طالع تھا تو وہ استحاضہ ہے حیض نہیں کیونکہ اقل مدت اسکی باہر نہیں گئی اور اگر نصف قمر ص کے طلوع ہونے کے بعد خون  
منقطع ہوا تو البتہ حیض ثابت ہو گا کذا فی المصطلح **وَعَنِ الْقَبْطَانِي** نہ ہر وقت کا گھڑی کے بقایا **لَا تَلْزَمُ** ایام جبکہ اضافت مذکورہ بیان عموماً اسطرح ہے  
نہ اختصاص کیواسطے کہ تو راتوں کو انہیں دو فلکی راتیں ہونا لازم نہیں ہم رات مقدم ہوتی ہو تو اگر جمعہ کے دن سے حیض شروع ہوا تو یہ لازم نہیں کہ  
جمعہ کی رات میں بھی ہو بلکہ مطابق تین راتیں لازم ہیں جس طرح یہ لازم ہے کہ تین دن پورے ہوں آفتاب کے طلوع سے بلکہ مقدار تین دن کی زمانہ گذرنا  
چاہیے **وَكَذَا قَوْلُهُ كَثْرَةُ عَشْرَةٍ** یعنی کثرت ایام **أَلَا دَرَجَتُهُ** وغیرہ اسطرح مصنف کا یہ قول ہے کہ کثرت حیض کی دس دن میں  
دس راتوں کے ساتھ مطلقاً خواہ انہیں دنوں کی راتیں ہوں یا نہ ہوں ایسا روایت کیا ہے اقل اور کثرت کو دارقطنی وغیرہ نے ہم بحد  
طرق متعدد سے مروی ہے تو مرتبہ حسن کو چونکہ لائق احتجاج کے ہو گئی کذا فی النہر والناقص عن اقلہ والی اقل کثرتہ او کثرتہ انفاً  
او علی العادة وجاؤنہا اکثرہا واثراہ صغیرہ دون **يَسَعُ عَلَى الْمُعْتَدِلِ وَالْمُتَعَدِّلِ عَلَى الْإِسْرَافِ** اور قبل خروج اکثر اول  
استحاضہ اور جو خون کہ حیض کی اقل مدت یعنی تین رات اور تین دن سے کم ہے اور جو کہ کثرت حیض سے یا کثرت انفاً سے زیادہ ہو یا زیادہ  
حیض اور انفاً کی عادت سے جو مقرر تھی اور بڑھ گیا کثرت حیض اور انفاً سے اور جو خون کہ نو برس سے کم عمر کی لڑکی دیکھو یا بڑھ گیا کثرت حیض اور  
خون کہ وہ نہ ہی عورت دیکھو جسکو حیض سے ناامیدی ہو گئی یا بڑھ گیا کثرت حیض اور جو خون کہ طالع عورت دیکھو اگرچہ وہ اکثر دہ کی غلطی سے پہلے ہو تو  
سب استحاضہ ہے اقل اور کثرت سے مراد اصل اور زائد ہونا استحاضہ ہے اگرچہ کئی اور زیادہ قی نہایت کم ہو تو اگر صحت کو پانچ دن کی مثلاً عادت ہو  
اور اسکا خون جاری ہوا پہلی تاریخ جبکہ نصف قمر ص آفتاب کا طالع ہوا اور گیارہویں تاریخ منقطع ہوا جبکہ دو ثلث قمر ص طالع ہوا تھا تو جو پانچ دن  
سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے اسواسطے کہ دس دن سے بعد رعد سے زائد ہو گیا کذا فی المصطلح **وَعَنِ الْقَبْطَانِي** وَاَقْلُ الظَّاهِرُ لَيْسَ الْحَيْضُ ثَلَاثًا  
الانفاً والحیض خمسة عشر يوماً ولایاکیھا جماعاً اور کثرت طهر کی کسی پاک رہنے کی دو حیض کے درمیان یا انفاً اور حیض کے درمیان پندرہ

ع  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰





اور اگر تردد ہو حیض اور طہر میں اور طہر کے داخل ہونے یعنی حیض سے خارج ہونے میں تو ہر نماز کی واسطے غسل کرے اس واسطے کہ شاید حیض سے خارج ہو گیا  
 اور طہر میں داخل ہوئی وکنز خیر ہو گئی تو مسجد میں رکعت اور چوتھی نماز غیر موکدہ کو اور کسی کے جانے کو اور جماعت کو یعنی زوج کو اپنا اور پر  
 قادر نہ ہونے کی شاید حیض میں جماعت واقع ہو ہم حلبی محشی نے کہا کہ یہ دوسری صورت سے منقطع ہے و تصوم من معان ثم تقصیر عشرين يوما  
 علیک بدایۃ لیلۃ اور ساری رمضان میں روزہ رکھی ہو تو ۳۰ دن قضا کرے اگر جانتی ہو شروع ہونا حیض کا اس بیماری سے پہلی رات کو ہم  
 اس واسطے کہ اگر حیض رات سے شروع ہوا تو رات پر ختم ہو گا تو اس کا روزہ رمضان میں سوا دس دن کے فاسد نہوا اور مثل دن قضا کے فاسد  
 ہونے کذا فی الحلبي قضا کے دن فاسد ہوئی حیض کے احتمال سے تو ۳۰ دن کے قضا کرنے میں مثل روزی بالیقین طہر میں واقع ہو گئی و کذا فی کتاب  
 صحتہ میں دن و نہ بالیس دن قضا کرے یعنی اگر ابتدا حیض رات سے ہو تو ۳۰ دن قضا کرے اس واسطے کہ اگر حیض دنگو شروع ہوا تو دن میں ختم  
 ہو گا گیا ہو دن تو گیا ہو روزی اس کو فاسد ہو گئے اور اس بقدر قضا میں کذا فی الحلبي تو ۳۰ دن کی قضا میں گیارہ روزی بالیقین طہر میں واقع  
 ہو گئی و تطوف لکن فی حدیث ابن عمرؓ اور طواف کرے فرض جو طواف الزیادۃ کہتے ہیں پیرا دس کا عادیہ کرے دس دن کے بعد یعنی اس واسطے کہ  
 طواف الزیادۃ میں طہارت واجب ہے اور شاید کہ وہ طواف حیض میں واقع ہو اور وہ وصیہ یا ولا یقید اور طواف اللہ رکھ کر یعنی کعبہ کی سمت  
 ہو نیک طواف اور اس کو عادیہ نہ کرے اس واسطے کہ حائض پر ہی طواف اللہ ساقط ہے و یستحب لطلیق فی سبکۃ المستوفی فی الحدیث و در حدیث  
 کریم طواف کیو جس سے سات چھتے معنی یہ قول پر معنی مسئلہ اور ہیطرم معنادہ سبترہ اللہم بقول حاکم شہید سات چھتے کی حدیث کرے کذا فی الحلبي اس  
 کہ تین حیض کے ۳۰ دن اور چھتے چھتے کے تین طہر چنانچہ سابق میں گذرا کہ اگر طہر اس کا دوسرا دن و مینر کا ہے و قاضی کا کہ من لوک کذا فی حدیث  
 حدیث اللہ المستوفی و حیض کی مدت معنادہ میں جو تک کہ دیکھی چنانچہ تیرگی اور خاکستری و حیض سے ہم جیکہ تیر و اور خاکستری و حیض  
 ٹھہر اندر سرخ اور سیاہ اور زرد و اور سبز بطریق اولی حیض ہو گا سو بے بیاض خالص قبل موشیہ شیشہ الخیط کا لیس سفیدی خالص کے سوا  
 کہ وہ حیض نہیں ہے بعضوں نے کہا کہ بیاض خالص ایک چیز سے سفید رنگ کی مانند یعنی بعد ختم حیض کے وہ گدھی یا ظاہر ہوئی ہو لیکن بعضین میں  
 ہے کہ بیاض خالص سے انقطاع حیض مراد ہے کہ انہی الفائق و لو العزیم طہر کذا فی کتاب الدین فیہ الحیض اگرچہ مدت کے اندر وہ خون  
 کے درمیان طہر معلوم ہو وہ بھی حیض سے یعنی حیض کے ۳۰ دن کی مدت میں اول خون نظر آیا اور آخر میں بھی نمود ہوا اور مابین میں جھنکی معلوم  
 ہوئی تو یہ طہر متخلل بین الدین بھی حیض میں داخل ہے لکن العزیم لا ولہ و آخری و علیہ المؤمنون فی حدیث طہر متخلل ہو اس واسطے کہ بعض ٹھہر کہ اس  
 اول اور آخر کا اعتبار بھی اور کسی قول پر متون فقہ کا اتفاق ہو تو اس کو یا رکھنا چاہیو ہم یعنی جیسو وجوب زکوۃ میں ابتدا اور انتہا رسال میں ہوتا  
 کا ہونا کافی ہے اگرچہ سال کے اندر پوری نصاب باقی نہ رہی ہو ہیطرم حیض میں مدت کے اول اور آخر کا اعتبار بھی درمیان کی خشکی سا قاطع اعتبار نہ کرنا  
 شارح نے اس قول سے صاحب بحر کے اس کلام کے رد ہونے پر اشارہ کیا کہ اگرچہ اس روایت کو اصحاب متون نے اختیار کیا ہے لیکن اصحاب شروع  
 اسکی تفسیر نہیں کی اس واسطے کہ نصاب پر قیاس صحیح نہیں کہ یہ بیان خون اشارت میں منقطع ہے اور زکوۃ میں بغاوت نصاب ابتدا و سال میں شروع  
 صاحب بحر الفائق نے اس کو یوں رد کیا ہے کہ بھ قیاس نہیں ہے نصاب پر بلکہ اس کا نظیر بیان کیا ہے کہ لکن حکماء بقولہ یمتص صلوٰۃ حلقا و  
 لو سجدۃ شکر پر معصیت احکام حیض کے بیان کو اپنی اس قول سے کہ حیض منع کرتا ہے نماز کو مطلقا یعنی خواہ رکوع سجود والی نماز ہو خواہ جنازہ  
 کی اگرچہ سجدہ شکر کا ہو و صحا جملہ اور حیض مانع ہے روزہ اور جماعت کو و یقینہ کذا فی حدیث ج و عورت روزہ کو قضا کرے  
 ضرور نہ نماز کو سبب جماعت و شفقت کے ہم نماز ہر سال ہر روز فرض ہے اور روزہ سال بھر میں ایک مہینہ تو قضا و صوم میں حرج نہیں اور نماز کی قضا  
 میں وقت سے و لو شعت تطوعا فیہا کفایت قضا کا خلافا لما رخصہ صمدی و اگر عورت نے نفل نماز روزہ شروع کیا  
 پہرہ و حائض ہو گئی تو نماز روزہ و نہ کو قضا کرے برخلاف اس قول کے جو صدر الشریعہ نے گمان کیا کہ کذا فی البحر یعنی شارح و قاضی سید کہا ہے



مفسر اور فقہ اور احادیث کی کتابوں کا چونا طعن کو روک دے کیونکہ آیات قرآنی سے غالی نہیں اور تفسیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع شرواح نحو کا ہی یہی حال ہے کہ انہی انہی و کذا ینتج حملہ کلوج و رقیہ ایلا اور حیض ابطر منع کرنا ہی قرآن کیا دہانے کو جس سے اس نحو اور ورق کا اوٹھنا منع ہے جس میں آیت قرآنی مکتوب ہو م اور اگر آیت سے کم مکتوب ہو تو اسکا چونا مکروہ نہیں کذا فی الطحاوی عن تہستانی ولا بائس لحالہن وجنب لیساء الذمۃ و مسیحا و حمالہا و ذکر اللہ تکالیف و تسلیہ و تزیارۃ قبور و دخول فی صلیب و دیگرہ مصافحہ نہیں حائض اور جنب کو دعاؤں کے پڑھنی اور چونسے اور اوٹھانے میں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اور سبحان اللہ کہہ کر اور قبروں کی زیارت اور عید گاہ کے داخل ہونے میں م لا بائس کے لفظ میں اشارہ ہے کہ جنب اور حائض کو ان چیزوں میں دھوکہ لینا مستحب ہے واکل و شرب بعد منہ ہضہ و غسل بد اور کہانے پیونے کی گئی اور ماتمہ دہونے کے بعد م تو کلی اور ماتمہ دہونے کے بعد کہا جائیگا اسلام مکروہ نہیں حائض کو تو فطرا لا بائس کا خلاف اولے پر جو مرجع ہو کرامت تزییح کا دلالت نہیں کرتا بدلیل قول شارح واما قبلہا فیکہ کذا فی الطحاوی واما قبلہا فیکہ لجنب لیساء الذمۃ و مسیحا و حمالہا و ذکر اللہ تکالیف و تسلیہ و تزیارۃ قبور و دخول فی صلیب و دیگرہ مصافحہ نہیں حائض اور ماتمہ دہونے سے پہلے تو کہا جائیگا جنب کو مکروہ ہے نہ حائض کو جب تک کہ حائض کو نہایکا حکم ہو یعنی ظاہر ہونے کے بعد ایسا ذکر کیا ہی جلی ہے م جنب اور حائض میں فرق یہ ہے کہ جنب کا منہ دھونا کلی سے ساقط ہو جاتا ہے تو بانی استعمال ہو گا استعمال بانی مینا مکروہ ہے جب یہ تعلیل طعام میں جاری نہیں بر خلاف حائض کہ اسکا شایع نہیں ہو قبل از افطام حیض ولا یکرہ فی ہما شمس قرآن بکے عند التعمہ و تیسید و صحت فی الہدایۃ الذکر الہ و ملحوظ اور مکروہ تری نہیں ہونا قرآن کا آستین سے اکثر علوان کے نزدیک آسانی کیونکہ اور جاہ میں اسکو مکروہ ہونے کو صرح کیا ہے اور آستین زیادہ احتیاط ہے م آستین سے مراد وہ کپڑا ہے جو چونسے والیکے بدن سے متصل ہو ویکل و مسیحا اذ انقطع حیضہا کاکثرہ بلا غسل و حائض لیساء الذمۃ اور حلال ہو عورت سے جماع کرنا جبکہ اسکا حیض منقطع ہو گیا حیض کی اکثریت کے بعد بدون غسل جبکہ بلکہ قبل جماع کے نہایا مستحب ہے یعنی جبکہ دنش رات دن کے بعد حیض بند ہوا تو بدون نہانے کے اس عورت کا جماع درست ہے اور قبل جماع کے غسل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے جو جماع بلا غسل مکروہ تری بھی ہو و ان الفطع لہون اولہ توجہا و یضل فی اہل الوقت اور اگر منقطع ہوا جو حیض کی اقل مدت سے کم تری یعنی تین رات دن سے کم مدت میں بند ہوا تو عورت وضو کرے اور نماز پڑھے نماز کے آخر وقت میں م بیان غسل نہ ثابت ہوا کیونکہ یہ خون حیض کا نہیں ہو طحاوی نے کہا شارح نے اسکو تین جماع کا حکم بیان نہیں کیا لیکن اسکا حلال ہونا اگلے مسئلے سے ظاہر ہوتا ہے یعنی جبکہ عادت سے کم اقل مدت کے بعد منقطع ہونے سے حلت نہیں تو یہاں بطریق اولے حلت نہ ہوگی و ان فلیہ فان لا یون عادتہا لم یحیل اور اگر حیض منقطع ہو اپنی اقل مدت کے بعد پھر اگر عادت سے کم مدت میں بند ہو گیا تو جماع حلال نہیں اگرچہ وہ غسل کر چکی ہو کذا فی البحر و تنقیل و لیساء الذمۃ احتیاطا اور عورت مذکورہ غسل کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے احتیاط کی راہ سے م تاخیر کرنا غسل کا آخر وقت تک مستحب ہے جبکہ پوری عادت کے بعد حیض منقطع ہوا ہو اور اگر عادت سے کم منقطع ہوا ہو تو تاخیر واجب ہے کذا فی التہر و ان یعاد تہا فان کتلیہ حل فی الحکام اور اگر اقل مدت کے بعد عورت کی عادت پر حیض منقطع ہوا تو اگر وہ عورت اہل کتاب سے ہو تو اسکا جماع کرنا فی الحال حلال ہو گیا یعنی اسو حکم کہ اس پر غسل کرنا واجب نہیں کیونکہ اقرار احکام شریعہ کے مخاطب نہیں کذا فی البحر و الا لا یحلی حتی تنقیل او تیکمل شرطہ اور اگر عورت مذکورہ مسلمان ہو تو جماع حلال نہیں بیان نہ کر کہ غسل کرے یا تیمم کرے بدے غسل کے تیمم کی شرط کے موافق یعنی اگر آب مطلق کافی کے استعمال سے عاجز ہے تب اسکو تیمم درست ہے م گاہ ہر الفاعل میں ہے کہ تیمم کے بعد بدون نماز پڑھے جماع اسکا حلال نہیں بالاجماع بنا بر قول اصم کے او یحییٰ علیہا من ہمسہ الغسل و کس الثیاب و اللہ یبعث من اخر وقت الصلوۃ لتعلیمہم یوم یوم فی ذمہا حتی لو طهرت فی وقت البعد لا یذکران ماضی وقت تنقیہ کما فی التیسار ج یا منقطع حیض کے بعد اسقدر زمانہ گندہ جاری ہو کر کچا ہو نہاں اور کپڑے پہننے اور خوب باندھنی کی یعنی نماز کے آخر وقت سے اسقدر زمانہ جائز ہے سبب بیان کرنے فقہاء کے واجب ہونے نماز کے عورت کے ذمہ پر یعنی وجوب نماز کا ثابت نہیں بدون خروج وقت کے نوکل عورت ظاہر ہوئی عید کی وقت تو ضرور ہے کہ ظہر کا وقت گزر جائے یا فجر سراج و ذمہ میں مذکور ہے

هم تو مردی بود که ایستد وقت بین پاک بود که خود بر وقت یک اسفند باقی بود که بنانا اور کپڑے پہنا اور تحریم باند نہا ہو بدیہ مرد نہیں کہ نماز کے اول وقت  
 میں پاک ہو اور اس قدر زمانہ گذر جائے کہ بعضی غلط سمجھ میں ہر چند معصفت کی عبارت عام ہے لیکن مراد یہی ہے جو مذکور ہو گیا اور جماع کو اس واسطے مخصوص کر کے  
 ذکر کیا معلوم ہو کہ حیض اور نفاس کی طہارت وقت مذکور کے گذر جانے سے جماع کے حق میں ہے نہ قرآن پڑھنے کے حق میں کذا فی الطحاوی  
 عن الحموی عن البرصندی ودرمین ہو کہ اگر حیض بند ہوا دس دن کے بعد تودہ پاک ہو گئی اور غسل واجب ہوا اور اگر تین دن سے کم میں خون بند ہوا تین  
 دن سے زیادہ عادت سے کم یا عادت کے موافق بند ہوا اور پھر جاری ہوا دس دن کی مدت میں تو اس کی طہارت کا حکم باطل ہو گیا خواہ وہ مبتدأ ہو خواہ  
 متدأ ہو وعلی اعتبارہ فی حقہ فی حقہ لا اور کیا موم میں بھی تحریم معتبر ہے یا نہیں جواب یہ ہے کہ صحیح تر قول میں معتبر نہیں یعنی اگر قبل  
 فجر کے ظاہر ہوئی تودہ جو موم کو اس واسطے زمانہ شرط سے رات کا جسمین نہانا اور کپڑے پہنا ممکن ہو تو نماز اور موم میں کچھ فرق نہیں سو تحریم  
 کے تو نماز میں غیر معتبر ہو اور موم میں معتبر نہیں ہی من الطہم مطلقاً اور وہ یعنی تحریم طہار اور پاک کی من داخل ہے نہ حیض میں ہر صورت صحیح  
 انقطاع اکثر مدت سے ہوا ہو خواہ اقل سے کذا فی العلوی وکذا فی العسلی وکذا فی الاہل من الحيض فقط مطلقاً ان فی قدر المسئل للفقہ  
 ولو عتسرا فقد لم یفقد حیضاً بل لا یأثم علی عتسرا فلیقظ او اس طرح غسل بھی طہر میں داخل ہے اگر حیض منقطع ہوا ہو اکثر مدت پر اور اگر ایسا  
 نہیں تودہ حیض میں داخل ہے تو عورت نماز قضا کرے مطلقاً اگر زمانہ بعد غسل اور تحریم کے باقی ہو تاکہ حیض کے ایام دس سے زیادہ نہ ہو جائے  
 سو اس کو یا رکھنا یا بیٹھنے یعنی اگر اکثر مدت میں انقطاع ہوا ہو تو غسل کا زمانہ حیض میں شمار نہ ہو گا ورنہ ایام حیض کے دس سے زیادہ ٹھہر گیا اور بشرع  
 سے ثابت نہیں ووطیہا بکفر مستحکمہ کما یجزم بہ بغیر وایجاد جماع کرنا مائض سے کافر ٹھہرنا ہر اس کی حلال سمجھنے والے کو خیانت اس کفر پر ایک نئے  
 نہیں بہت قہار ہے یقین کیا ہو از اقل صاحب مبسوط اور صاحب اختیار اور صاحب فہم القدر ہے کذا فی الطحاوی وکذا فی المسئل ولحق اللہ عندہ بلیم ہو  
 عجبت انہ اسطیع دلی ذکر کا حلال سمجھنے والا کافر ہے اکثر علماء کے نزدیک کذا فی المجتبی ہم حلال عورت کی ذہر مراد ہے اور غلام وغیرہ کی ذہر میں ہر  
 یہ کفر کا حلال جاری نہیں کذا فی الطحاوی وقیل لا یکفر فی المسئلین ومعنیہم خلاصۃ علیہ المقول کا حرام لینہ ولبا کی علی  
 الصریح لانه لا یقتضی تکفیر مسلم کان فی کفر خلاصۃ ولو مرایۃ ضعیفۃ اور بعضوں نے کہا کہ حلال سمجھنے والے کو کفر کا فرکنا سچا بیٹے دونوں مسلمان  
 میں اور بھی قول سمجھ کر کذا فی الغلامۃ اور اسی قول پر اعتماد ہو اس واسطے کہ وہ اپنی غیر کے سبب سے حرام ہے یعنی حیض اور برائے کی نجاست کی وجہ سے اور اس  
 کہ باب المرتد میں آدھکا کہ فتویٰ نہیں دیا جاتا اور مسلمان کی کفر کا جسکے کفر میں عالمن کا خلاف واقع ہو اگرچہ ضعیف ہی روایت ہو ہم حرام لغیرہ کے  
 مستحل کی کفر پر فتویٰ نہیں بلکہ حرام لعینہ کے مستحل پر فتویٰ ہے جبکہ اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو سو اگر حرام لغیرہ دلیل قطعی سے ثابت ہو یا  
 حرام لعینہ اخبار احاد سے تو اس کی حلالیت کا مستحق کافر نہیں کذا فی الطحاوی عن البحر مشکوٰۃ فیہ لعلہ اختلاف علیہ بالجماع ہے معلوم کرنا چاہئے  
 کہ جماع کرنا حیض میں گناہ کبیرہ ہے اگر کبیرہ ہو اپنی اختیار سے حشر کو جان بوجہ لاجل طہار اور کھانا کھانا کبیرہ نہیں اگر اس کی حرمت کو  
 نہ جانتا ہو یا نے اختیار ہو کیسے جبر کرنے سے یا حیض کو بھول کر جماع کیا ہو فتوٰۃ الذیۃ جب گناہ کبیرہ ہو تو اس کو فاعل کو توبہ اور استغفار لازم ہو  
 وعبادہ تصدقہ بدلیہ یا سواہ ووضفہ اور سبب ہو اس کو صدقہ دنیا ایک دینار یا نصف دینار کا ہم دینار ساڑھی چار ماشی سونے کا ہونا ہی صحابہ  
 شہن کی ابن عباس سے ایک روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد نے مائض سے جماع کیا اول خون میں اور حالانکہ خون شریخ  
 ہو تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر انقطاع خون میں جماع کیا اور حالانکہ خون زرد ہو تو نصف دینار خیرات کرے کذا فی تیسرے جامع الاصول  
 وعضوہ کر کو تو اور حضرت اس دینار اور نصف دینار کا زکوٰۃ کی اماندہ ہو وعلی علیہ الرحمۃ لیسک قال فی الضیاء الطاہرہ لا اور کیا عورت  
 پر بھی خیرات کا مستحب ہو ضیاء میں کہا کہ ظاہر عورت پر یہ حکم نہیں ہے ودم استیاضۃ حکمہ لکن عائدۃ الرحمۃ کا حلال اور استعمالہ کی خون  
 کا حکم کسب وائمی کی اماندہ ہو نماز کے پوری وقت میں جاری ہو ہم خون استیاضۃ چہرہ سے ہی ایک دہ جو جواقل حیض سے کم ہو ہم یہ کہ اکثر حیض سے



اور محمد کے نزدیک اور نے مائتہ یوم کے بعد کہ دم قدر دن اور ایک مائتہ ہر ایک مائتہ نفاس کی اور پندرہ دن طبع کے اور تین جنس نوں کے اور باہر کے  
 طبع کے دم دن کہ انکے اہم و غامضی و اللہ اربعون یوماً کا لہذا ہاہ الترمذی وغیرہ ولاک الذی اربعہ اہمنا لک الذی لیس فیہ اور اکثر مائتہ نفاس کی  
 دم دن میں ایک طبع ترمذی وغیرہ مائتہ میں نے روایت کی ہے اور اس واسطے کہ اکثر نفاس اکثر حیض کا چار چند ہر دم اکثر حیض و مائتہ دن کا چار نوں کا  
 چار گنا دم دن ہوئی چار چند ہر نیکی بھی وہ جو کہ چار مہینے کے بعد بچے میں جان پڑتی ہے تو اس وقت سے حیض کا خون اوسکی غذا ہوتا ہے اور پہلو جو  
 بار مہینے خون بند رہا وہ نفاس ہو کر نکلتا ہے واللہ اعلم والذی لا یستلک اکثر مائتہ کو مائتہ لہذا اگر جو خون کہ زیادہ ہو اکثر نفاس یعنی  
 دم دن سے وہ استخاضہ ہو کر وہ عورت مبتداء سے یعنی پہلی پہلی جنسی ہو اوسکی عادت مقرر نہیں ہوئی امّا المعتادۃ فتدعیاد یھا اور عادت  
 والی رہا تو اپنی عادت کیطرت پھر یہی جاری رہی اگر اوسکی عادت دم دن کے نفاس کی ہو اور خون دم دن جاری رہا تو دم دن نفاس کے میں  
 اور باقی استخاضہ ہو کر الذی المتکثرین اور سبطہ طبعہ کا حکم یہ یعنی اگر مبتداء میں دس دن سے زیادہ خون جاری ہوا تو زائد استخاضہ ہے اور عادت والی  
 تو اپنی عادت کیطرت پھر یہی جاری رہی کہ انکے اہم و غامضی و اللہ اربعون یوماً کا لہذا ہاہ الترمذی وغیرہ ولاک الذی اربعہ اہمنا لک الذی لیس فیہ اور اکثر مائتہ نفاس کی  
 بند ہو گیا نفاس اور حیض کی اکثریت پر باہر سے اسکو تو سارا خون نفاس میں نفاس ہو اور حیض میں تمام بیض ہو اگر ہم ایک نفاس اور حیض کے بعد پوری  
 طبع کر یعنی پندرہ دن کا اتصال ہوا والا فتدعیاد یھا اور اگر ایسا نہیں ہو یعنی اگر اس خون کے بعد پندرہ دن کا طبع ہوا تو عادت کے موافق نفاس  
 اور حیض ہے اور عادت سے زیادہ استخاضہ ہے دم حیض کیطرت پھر یہی عورت کی عادت نہیں ہر مہینے میں مثلاً پانچ دن کی سوا و سکو چھ دن خون آیا تو  
 چھ دن حیض کا ہے پہلے اگر اسکے بعد دم دن طبع رہی پھر خون آیا تو اپنی عادت کیطرت پھر یہی جاری رہی اور زائد استخاضہ ہو گا اور اگر پندرہ دن طبع رہا تو  
 اب چھ دن کی اوسکی عادت پھر یہی اور نفاس کیطرت پھر یہی عورت کی عادت نہیں ہر مہینے میں مثلاً پانچ دن کی سوا و سکو چھ دن خون آیا تو پھر چھ دن  
 طبع رہا پھر خون آیا تو اپنی عادت کیطرت پھر یہی جاری رہی اور یوم زائد پندرہ دن کے طبع میں شمار ہو گا لہذا فی الھطیاء وہی تثبتت وتنتقل بحکم  
 بدلت وتمامہ فیما علقناہ علی الملتصق اور عادت ثابت ہوئی ہو اور بدلجاتی ہو ایسا ہی اسی قول پر فتویٰ ہے اور اسکا پورا بیان ملتی الامح  
 کی ہمارے شرح میں ہر دم مثلاً مبتداء کو چار دن خون آیا بھیہ اوسکی عادت پھر یہی پھر جبکہ بانچہ دن مثلاً خون آیا تو اب بھی عادت پھر یہی پہلی عادت  
 بلکہ دوبار ایک طبع رہا اثبات اور انتقال عادت میں ابو یوسف کے نزدیک شرط نہیں اسی قول پر فتویٰ ہے اور طریفین کے نزدیک عادت ثابت ہونے  
 ہوتی بد دن دوبار کے والنفاست لایم لقاہن من الاولین بمانا لدان بینہما دون نصف حول اور دو جو روان بخون کی مان کا نفاس  
 پہلے بچے کے پیدا ہونے سے ثابت ہوتا ہے تو میں وہ دو بچے میں جسکے مابین میں آدمی برس سے کم زمانہ ہے یعنی اسواسطے کہ ولدا اول سے الفساح  
 رحم ظاہر ہوا تو اوسکو بعد کا خون نفاس ٹھہرے گا وکذا الثلثہ ولولین الاول والثالث اکثر مائتہ فی الاصلہ اور سبطہ حکا حکم میں بخون کا اگر چہ  
 مابین ولدا اول اور ولدا ثالث کے نصف سال سے زیادہ زمانہ ہو گیا ہو سمیع تر قول میں یعنی اول اور ثانی میں اور ثانی اور ثالث میں نصف سال سے  
 کم ہو تو اول اور ثالث کے زیادہ ہو گیا ہو سمیع تر قول میں چہ سبب نہیں صنف نے اپنی شرح میں بحر الرائق سے نقل کیا کہ جو خون کہ ولدا ثانی کے بعد  
 آیا اگر دم دن سے پہلے ہو تو وہ ولدا اول کا نفاس ہو پوری دم دن تک اور دم دن کے بعد استخاضہ ہو تو عورت غسل کرے اور نماز پڑھے پھر وضو  
 ثانی کے دہر اصحیح انتہی و تقضیۃ العذۃ من الاصلیۃ وفاقا لعلفہ بالفساح اور عدت کا منتفی ہونا پہلے بچے سے ہے بالاتفاق بسبب متعلق  
 ہونے انقضاء ورجوع رحم کے خالی ہو جانے سے وبقیۃ مثلث السین ای مسقط طبعہ یعنی خلقہ لید اور رجل او اصبع او خلف او شعر ولا  
 یستبین خلقہ الا بعد ما یؤشیہ یوماً ولا حکما اور سقط یعنی جو بیٹ سیاب بچہ نام کر پڑا جبکہ بعض خلقت ظاہر ہو گئی چنانچہ ہاتھ یا پاؤں  
 یا دھن یا ناخن یا بال نوہ بچہ جو حکم شرع میں شام نے کہا کہ سقط کے سین میں نمون حرکات زبر زبر پیش لغت میں جائز ہیں اور وہ معنی سقوط  
 کے ہو اور ظہور اعضا نہیں ہونا مگر ایک سوزنیں دن کے بعد دم بحر الرائق میں ہر کہ سقط کی تعبیر ساقط کے ساتھ حق ہے لفظاً و معنی اسواسطے کہ

سقط لازم ہو اسکا منقول نہیں آتا اور مقصود تو سقوط دلہ جو خواہ آپ گرجا میں یا اسکو کوئی گراہی شصیدہ لکھنا کہ وہ نفسہ والا کہ آخر میں وہ  
 بہ فی تعلیقہ و تنقیہ بہ العیال جبکہ ساقط دلہ ٹھہرا تو عورت اسکی سبب سے نفاس والی اور نوڈی نام دلہ ہو جاو گی اور مرد اسکی سبب سے  
 تعلیقہ میں قسم توڑیو لا ٹھہر گیا اور اس سے عدت تنقیہ ہو جاو گی ہم نوڈی اسوقت ام دلہ ٹھہر گی جبکہ اسکا مولے دعوی کرے کہ بھیر میری لفظ سے  
 ہے اور تعلیق کی یہ صورت ہو کہ طلاق یا عناق وغیرہا کو عورت کی ولادت پر معلق کیا تو طلاق اور عناق واقع ہوگی ساقط کے پیدا ہونے سے اور دلہ  
 کی عدت آخر ہوگی خواہ وہ یہی ہو یا نوڈی یا اسکا شوہر ہو گیا ہو کہ اسنے الطحاوی فان لم یظہر لہ منہ فلیس بشیء پیر اگر حمل ساقط میں کہ عیال  
 سے ظاہر نہ ہو تو وہ کوئی چیز نہیں یعنی نفاس وغیرہ کا حکم اس سے متعلق نہیں والہم فی حیض ان دام ثلثا ونقصا طہر تا آخر جو خون نہ آوے  
 بعد دیکھا جاوے و حیض اگر جاری رہا تین دن اور اسکو پہلے پورا طہر گذر یعنی پندرہ دن کا والا استیحا خذہ اور اگر ایسا نہیں یعنی تین دن جا  
 نہ آوے اور پورا طہر مقدم ہوا یا تین دن جاری رہا اور پورا طہر مقدم نہیں ہوا تو وہ خون استحاضہ ہی ولولہ یلہ حاکم ولا عدہ ایامہ منہا و دالہ اس  
 تدعی الصلوۃ ایام حیضہا ببقایہ من قنصلہ کما عدل لہ اگر حمل ساقط کا حال معلوم نہ ہو کہ اسکی بعض نسلقت ظاہر ہوئی یا نہیں مثلاً آنکہ  
 میں گرا اور پھینک دیا گیا اور نہ حمل کے خون کا شمار دریافت رہا اور خون ہمیشہ جاری ہو گیا تو نماز کو چھوڑ دینی حیض کے بعضی دنوں میں پیر نماز  
 پیر نماز پڑھا کر سے معذور کی مانند ولا یحکم ایامہ بل هو ان یتبع من العیال کالایض من ثلثا غیثہ ما ذالک فی الطہارۃ و منہا حکم  
 یا یا سہا اور محمد و دہنیں امید ہی حیض کی پیری کیو جس کسی عدت معین کے ساتھ بلکہ ایسا یعنی امید ہی بھہر کہ عورت اپنی فکر کو پوچھو کہ راسی عورت  
 کو اس عمر میں حیض نہ آتا ہو پیر عورت جبکہ اس عمر کو پوچھی اور خون اسکا نہ ہو گیا تو اسکو ایسا کا حکم ہو گا ہم طہر نشی نے کہا کہ بھہر انامہ سرور  
 ہے اور حکم ایسا کا فائدہ یہ ہے کہ اسکی عدت مہینوں سے ٹھہر گی اگر اشارہ عدت میں خون نہ ہو تو فضا مآئہ بعد الا فطام حیض تکمل الی ان  
 بالاشھار و نفسہ لایکثر پیر جو خون نہ دیکھا اسنو انقطاع کے بعد وہ حیض ہو تو باطل ہو گا عدت کا شمار مہینوں سے اور کام فاسد ہو جاوے گا ہم  
 طلاق کی عدت تین حیض سے تنقیہ ہوتی ہے اور ایسا میں تین مہینوں سے پیر جب بعد انقطاع کے حیض آیا تو مہینوں کی عدت باطل ہو گئی اب حیض سے عدت نہ  
 جائے اور نکاح ہو مطلق فاسد ہو کہ عدت کے اندر نکاح واقع ہوا وہ جائز نہیں وقیل لیل الحیض سنہ وعلیہ القول والفقہ فیہ انما یحکم  
 وغیرہ فیکسیر اور بعضوں نے کہا کہ ایسا کی عدت ہر کے ساتھ محمد و ہر اور ہر قول پر اعتماد ہی اور اس پر فتویٰ ہے ہا و انما یحکم  
 محبتے وغیرہ میں حم آسانی کیو اسطر وسط فی العیال لیل الحیض سنہ وعلیہ الاحتماد اور مصنف نے باب العدة میں عربین  
 پر کسی حد ایسا بیان کی ہے نہ بیان کیا اور اس قول پر اعتماد ہو و ما من آتہ بعد ہا ای اجل العدة المذکورة فایس لیل الحیض طہر لہا و ہر  
 الا ان کان دمہا اصاب حیض حتمہ یصل بہ الاعتداد بآہ منہا کی قبل تمام ہوا لا عدۃ حتی لا یفسد الاکثرۃ و منہا الحدیث  
 الفقہ ہے ہر حدیثا و تحقیق فی العیال اور جو خون نہ عورت دیکھ گی عدت نہ کرے کہ بھہر یعنی یا د کہ بھہر کہ بھہر یعنی حیض نہیں ہو تا تو مہینوں  
 اگر حیض خون فاسد ہو تو وہ حیض ہو تو باطل ہو جاوے گا خون فاسد کے نکلیں سو عدت کا شمار کرنا مہینوں سے لیکن قبل تمام ہونے عدت کے بعد ان سے  
 نہ بعد تمام ہونے کے تو نکاح فاسد نہ ہو گی بعد عدت کے خون فاسد کے نکلیں سو اور بھی قول فتویٰ کیو اسطر فساد جو حیض ہو پیر و غیرہ میں ہے اور  
 ہم آگے اسکی تحقیق نہ کر کریں گے باب العدة میں وصاحب جہان رکن یہ سلیب لیل لایمکنہ امساکہ واستیحا ان لیل والفلات لیل او  
 استیحا خذہ او بعینہ زکاء و عیال او عدۃ کذا کل فی کثر یجمع ولو من اذن و تذلی و منہا ایام صاحب غدر یعنی معذورہ شخص جو کسی کو  
 ملس البول کی بیماری ہو یعنی جسکا پیشاب ہر وقت جاری ہو اس طرح کہ اسکو روک نہیں سکتا باکہ اسکا پیٹ چلا ہی یعنی دست آتے ہیں یا کسی شخص  
 یا استیحا خذہ ہی یا اسکی آنکھ میں جوش ہے یعنی رد کے ساتھ یا آنکھ چاند ہی ہے کیو پیر ہرے یا گوشہ چشم میں یا سر ہی یا پیر ہرے جو پیر ہرے  
 بدن سے نکلے رد کے ساتھ اگرچہ کان اور پستان بعد ان سے بھی رد معذورہ ہے ہم جوش چشم اور اسورہ وغیرہ میں انسا و ہا فی الکتاب



انست و غدر کمان استونب عذر که تنم وقت صلوة مغفرضه بان لا یجلی فی جمیع وقتها نیتونما و تصلیع منه  
 علیکم السلام الحرات بشریکه گریه عذر او سکا نماز فرض کے تمام وقت کو اس طرح کہ نماز کے ساری وقت میں ایسا زمانہ پایا نجاتی جس میں وضو کرے اور  
 نماز پڑھے حدیث صحیحہ میں ہے کہ ولو حکمنا ان لا یقطع للبشر علی کمال کسر مگر چہ استیجاب اور اعطاء عذر کا حکم ہوتا حقیقی اسو اسطی کہ حضورؐ اس  
 قطع ہو جانا عذر کا عدم انقطاع کے ساتھ ملحق ہے ہم استیجاب حکم کی وجہ صورت ہو کہ اس قدر انقطاع قلیل ہو کہ اس میں ادا نماز اور اس سے غالی ہو کہ  
 ہو کہ کذا نے الطحاوی و مہذب الفقہ العذر فی حق الاستیجاب اور وجہ یعنی استیجاب عذر کا نماز کے تمام وقت میں شرط ہے عذر کے شروع ہونے  
 کے حق میں یعنی ثبوت عذر اور اس طرح ہوتا ہی حق البقاء کھی وجود ہ فی جزء من الوقت ولو عذر باقی رہنے کے حق میں عذر کا  
 پایا جانا وقت نماز کے کسی شخص میں کفایت کرنا اگرچہ ایک ہی بار ہو یعنی الیکبار کا وجود کافی ہے نہ استیجاب و فی حق الیوال کثیر قطع استیجاب  
 الانقطاع تمام الوقت حقیقۃً لا لانقطاع الکامل اور عذر جاتے رہنے کے حق میں استیجاب انقطاع عذر کا تمام وقت میں حقیقتاً  
 شرط ہے اسو اسطی کہ انقطاع کامل بھی ہے ہم انقطاع حقیقی یہ ہو کہ تمام وقت میں اصلاً عذر کا اثر معلوم نہ ہو پھر اگر انقطاع کامل کے بعد دوسرے  
 وقت میں عذر موجود رہا تو وہ پھر صاحب عذر ٹھہر گیا اور نہیں تو نہیں کذا فی الطحاوی و حکمہ الموضوع لا یقتل لوقته و لیس لکل فرض  
 اور حکم عذر کا وضو کرنا ہی ہر نماز فرض کے وقت نہ ہو نا کپڑی کا اور مانند اس کی یعنی بدن اور مکان کا ہم وضو کرنا مراد طہارت صحیحہ و خواہ وضو  
 سے ہو خواہ تیمم سے اور متوی سپر ہو کہ اگر یہ حالت ہو کہ جو کپڑا دھویا جائے تو نماز کے فراغت ہو سکتی ہے وہ ناپاک ہو جائے تو اب کپڑا دھونا لازم  
 نہیں اور اس طرح بدن اور مکان کا کذا نے الطحاوی و لا یقطع کما فی اللہ لیس حرف لام کامل فرض میں وقت کی وضو چنانچہ قرآن  
 مجید میں لہ لوک الشمس کا لام وقت کی وضو یعنی نماز کو قائم کر سورج ڈھلنے کی وقت چونکہ کمال فرض سے وضو کرنا ہر نماز فرض کی نیت کا تھا اگرچہ  
 ایک وقت میں چند فرض ہوں لہذا اشارہ نے جوابدہ کہ حرف لام کا بیان وقت کی وضو ہے تو نصیحتاً بہ فیہ وضو و نقل من دخل الواجب  
 کا لاؤ گئے ہر نماز پڑھو اس وضو سے وقت کے اندر فرض اہل عمل تو واجب نماز بطریق اولیٰ داخل ہے یعنی جبکہ نفل باوجودیکہ ضرور نہیں جائز ہو  
 تو واجب بطریق اولیٰ جائز ہے فان خرج من وقت یکل الی ظہر حلالاً لیساقی حق لو تو وضو اعلیٰ الانقطاع و دام الی آخر وجہ لیساقی  
 بلکہ وجہ کا کہ لیساقی حاکم استیصال پر جبکہ وقت گیا تو وضو باطل ہو گیا یعنی اگر حادث ظاہر ہو گیا یعنی ظہر حدث سابق بطلان کا نتیجہ  
 خروج وقت سبب نہیں تو اگر عذر نہ وضو کیا عذر کے قطع ہو جائیکے وقت پہرہ و انقطاع دائم بار بار وقت نماز کے نکل جانے تک تو وضو  
 باطل نہیں وقت کے خارج ہونے سے جب تک کہ دوسرا حدث اس وضو پر طاری نہ ہو یا عذر سابق جاری نہ ہو ہم اس وضو میں خروج وقت سے اسو اسطی  
 وضو باطل نہیں اگر سبیلان کی وقت وضو نہیں کیا اور نہ سبیلان اس کے بعد پایا گیا کسکتلہ فی سبیلان کے سلسلہ فائدہ مسلمہ کرنے موزہ معذور کے ہے  
 یعنی اگر عذر کی وقت وضو کر کے موزہ پہنا تو وقت کے اندر مسح کرنا جائز ہے اور خروج وقت سے بدون نزاع خف مسح روا نہیں اور اگر انقطاع عذر  
 میں وضو کیا اور موزہ پہنا تو غیر معذور کی مانند ایک رات دن نیم کو اور تین رات دن مسافر کو مسح جائز ہے و اقاً حائلہ لو تو وضو بعد الطلوع ولو  
 یعیل او اقلیٰ لو یعیل الاخر ہر وقت اقلیٰ در وقت کی قید نے اسکا فائدہ دیا کہ اگر بعد طلوع کے وضو کیا اگرچہ عید یا جاشت یا عید اضحیٰ  
 کا وضو نہ ہو وضو باطل ہو گا مگر ظہر کے وقت کے خارج ہو جانے سے یعنی یہ جو معصفت نے کہا کہ خروج وقت باطل ہے سو وقت سے مراد نماز پختہ  
 کا وقت ہے اور ہر وقت کے بعد نصف النہار کوئی نماز فرض کا وقت نہیں تو بدون خروج وقت ظہر بطلان وضو ثابت نہیں گا و ان مسائل سے  
 قیہ فرقہ ہے چنانچہ ان لا یعیلہ انکان لو غسلہ قبل الفرائض منها فی الصلوۃ والایستنجاء بل فرغہ فلا یجوز فیہ فرائض غسلہ  
 نہ نصف النہار کے بعد اگر معذور کے پڑھے پر درم سے زیادہ نجاست روان ہوئی تو اس کو اسکا نہ دھونا جائز ہے جو اس طرح ہو کہ اگر اس کو  
 نہ دھو کر نہ پڑھے مگر نماز کے فراغت ہو سکتی ہے اگر ناپاک نہ ہو فارغ ہو سکتی ہے پہلے تو بدون نماز ترک کرنا جائز نہیں بھی قول پسندیدہ ہو

نمود و نیکی و اطمینان و کذا می بیند و لا یستطیع قوای الحائض فوراً ترک آن و در بعضی می گویند که نهین بجهان کپڑے کو مگر فوراً ناپاک ہو جائے  
 تو اسکو ترک فرما جائے ہم صورت اسکی بچہ جو کہ زمین پر پاک مکان نہیں پاتا ہی نماز کیواسطے اور اگر ناپاک کپڑا پہنا ہے تو اسکی زخون  
 کی نجاست مانوس قبل از نماز ناپاک ہو جاتا ہے تو اب اسکو ترک بطل ثوب جائز ہے فوراً اسکی مراد ظاہر قبل اتمام نماز می گذارنی الطحاوی  
 والمعدن و ما تمایض طہارہ فی الوقت لبس الحین اذا توضع لعدۃ و لم یطهر علیہ حدث آخر و معذرت کی طہارت باقی نہیں ہوتی  
 میں گرد و شطرون می ایک بچہ کہ جب وضو کیا اپنی عذر کے سبب می اور دوسری بچہ کہ اسکی طاری ہوا ہوا اما اذا توضع لحدث  
 آخر و بعد منقطع ترسأل او توضع لعدۃ ثم طهر علیہ حدث آخر بان سأل لحدث آخر یا وجوہیہ او وجوہیہ ولو من حدث  
 ثم سأل الاخر فلا یستطیع طہارہ لیکن جبکہ وضو کیا معذرت نے کسی اور حدث کے سبب می اور اسکا عذر سابق بند ہی ہوا اسکا عذر روان  
 یا وضو کیا اپنی عذر معلوم کے سبب می ہوا اس وضو پر کوئی اور حدث طاری ہوا اسطرچہ کہ اسکا ایک نہننا یا ایک زخم یا ایک قرعہ جاری ہوا اگرچہ  
 وہ چھک کا ہو پھر دوسرا نہننا یا دوسرا زخم یا دوسرا قرعہ جاری ہو گیا تو طہارت اسکی باقی نہیں ہم پہلی صورت میں نقص وضو عذر نہیں ہوا  
 ہوا کہ وضو عذر کیو جسے نہننا تھا بلکہ اور وجہ سے واقع ہوا تھا چنانچہ نہننا اور اسکی شرح میں می اور اگر دونوں نہننے یا دونوں زخم ساتھ ہی  
 جاری ہوئی ہوا ایک بند ہو گیا تو اسکا وضو باقی ہے جب تک کہ وقت نماز کا باقی ہے کہ انے البحر فروغ مسائل لمعہ شارح کی کتاب  
 سرحدی و نقلیہ لعدۃ فلا یستطیع طہارہ ولو لصلوۃ من حیثا در جب ہی شانا اور رد کنا اپنی عذر کا یا اسکا کہ کنا بعد اپنی طاقت کے اگرچہ  
 کر کے نماز پڑھو می عذر موقوف ہو سکی ہم یعنی اگر عذر ہٹ سکتا ہو تو اسکو شادی نہیں تو کم کر دی عذر الائق میں می کہ جب معذرت قادر ہو تو  
 سیلان پر ہی باندھنی یا ردی اندر کرنے کی یا اگر بیٹھ کر پڑے تو سیلان بند ہو تو رد کرنا واجب یعنی فرض می تو بیٹھ کر اشارہ می نماز پڑھو  
 اگر سیلان می سیلان ہوتا ہی اسواسطے کہ ترک سجدہ آسان تر ہے حدث کے ساتھ نماز پڑھنے می ویرقا لا یستطیع صاحب حدیث اور عذر کے  
 روک دینو می و شخص معذور باقی نہ ہو بلکہ یعنی تندرست کا حکم مگر اگر کجا لجا لاف الحائض بر خلاف حیض والی عورت کے یعنی اگر حائض حیض کا  
 سیلان روک دے کسی تدبیر می تو وہ طافض ہی باقی رہیگی اور سخاۃ میں اختلاف ہی بعضوں نے کہا کہ وہ معذرت کی مانند می اور بعضوں نے کہا کہ طافض  
 کی مانند می طحاوی نے کہا کہ اسخاضہ عزرات میں داخل ہو تو قول ثانی ضعیف می و لا یستطیع من بہ انفلات کما یخلف من سلسلہ لوکی  
 لانه حدث و نجس اور نماز پڑھے و شخص بکریج جاری ہے بچہ اس شخص کے جسکا شباب نہیں نہننا اسواسطے کہ امام من دو عذر میں  
 ایک حدث اور دوسرا نجاست یعنی مقتدی میں ایک ہی عذر سے حدث کا نہ نجاست کہا **باب الخامس**  
 بعد باب سے نجاستون اور ناپاکیوں کے احکام میں ہم جبکہ نجاست مکبہ کے بیان سے فراغت ہوئی تو نجاست حقیقہ اور اسکو پاک کرنا بیان  
 شروع ہوا اور مکبہ کو اسواسطے مقدم کیا کہ وہ تو پڑھے کیونکہ نجاست مکبہ قلیل بھی نماز کی مانع سے بالاتفاق اور اسکا وجوب ازالہ کی  
 حدیث سے ساقط نہیں بر خلاف نجاست حقیقہ کے جمع کی نفی میں و هو لغة تعمر الحقیقۃ و الحکمیۃ و عرفا یخص بالاولیٰ انجاس بیت عمر  
 نجس کی لغت نوین و جیم اور وہ لغت عرب میں شامل ہے ناپاک حقیقی اور حکمی کو اور عورت میں اول یعنی حقیقی کو خاص ہے ہم نجس بفتح جیم مخصوص  
 نجاست ذاتیہ اور نجس کبیر جیم ذاتیہ اور عرقیہ و دونوں میں استعمال می و وہ عام ہی مطلقاً تو گوہ اور شباب کو نجس الغیمہ اور بالکسر و دونوں  
 کہیں گے اور جس کپڑے میں نجاست لگ گئی اسکو نجس لغت جیم نہ کہیں گے بلکہ اسکو نجس کبیر جیم بولیں گے اور نجس کا لفظ نجاست حقیقی کو شہ  
 اور حدث نجاست حکمی کے ساتھ مخصوص می اور ازالہ حقیقی کا بدن اہ کپڑے اور مکان سے فرض ہے اگر مقدار مانع صلوة ہو اور اسکا ازالہ  
 بلا ارتکاب امر آشد ممکن ہو تو اگر ازالہ بلا کشف عورت ممکن ہو تو نجاست کے ساتھ نماز پڑھے کیونکہ کشف عورت شد بدتر می تو اگر کشف عورت  
 لوگوں میں کر لیا تو فاسق ہو گا اسواسطے کہ جو شخص دماغ فیمین میں مبتلا ہو وہ آسان تر کو اختیار کرے کہ ان فی الطحاوی مختصر اچھو نہ رفع نجاست

کتاب الطہارت

لا یستطیع طہارہ فی الوقت لبس الحین اذا توضع لعدۃ و لم یطهر علیہ حدث آخر







معاف ہو بعضوں نے دم کے وزن کا اعتبار کیا مطلقاً اور بعضوں نے مساحت کا ہندوانی نے دونوں قوتوں میں توفیق دی اس طرح کہ اگر نجاست کا ٹہری سے تو دم کے وزن کا اعتبار ہو اور اگر نپلی سے تو مساحت دم کا اعتبار ہو بدائع میں کہا یہی قول شائع مادر المنبر کے نزدیک مختار ہو اور زبانی اور زبانی نے اسکو بھیج کہا ہو امام اعظم کے نزدیک نجاست غلیظ حسین و نعل منقار منہون صاحبین نے کہا اور اسکا ساتھ مجتہدین معاصرین اور اوتے سابقین کا اجماع اختلاف نہوا اور نجاست خفیہ امام کے نزدیک وہ جو حسین و نعل منقار منہون صاحبین نے کہا اور اسکا ساتھ مجتہدین کا اختلاف بھی ہو غلیظ کی تعلیق میں اتنا زائد اور ہو کہ اسکا اعتبار میں بلوی یعنی برج واقع نہوا کہ انے الطحاوی مختار و کمال کا آخر ہند منہون کو وضو و غسل مطلق اور اسطرح جو چیز کہ آدمی کے بدن سے نکل دھو یا غسل کی موجب ہو کہ وہ نجاست غلیظ ہو ہم چنانچہ پیشاب اور منی اور زہی اور دوسری اور جب اوتے منہ بہرے اور خون جفت کا بعد سب نجس نجاست غلیظ میں لیکن اس کلیہ پر یہ کہ اگر افاضہ وارد ہوتا ہو کہ باوجودیکہ ناقص و نسوی برطاس سے دلوں تعمیر لاکو بی و لو من صندوہ یقیم الاول الحقائق و حق و فطائرہ چنانچہ جائزہ دیا کہ اگر نجاست کا پیشاب آدمی ہو یا غیر آدمی اگر چہ شیعہ خوارج کا پیشاب ہو کہ جلیقہ کا پیشاب اور اسکی بیٹ پاک ہو و کذا اول الفکر لتعدہ الخ لیسعنه و علیہ الفتوح لکما فی التائمان خلیقہ و اسطرح جو کہ پیشاب کی یعنی منہ سے سبب نہوا سکتی ہوا کے اس سے اور اسی پر فتویٰ چنانچہ تائمان خلیقہ میں جو ہم طبعی نے کہا بعد معانی اکثر ان اور طحاوی میں جو تائمان خلیقہ میں اور فتاویٰ قاضیان میں جو کہ نجاست کو ظاہر الروایہ کہا ہو لیکن ظاہر الروایہ پر فتویٰ ہے کہ انے الطحاوی و سیبہ الخ کتاب ان حرکاتھا لا یضد کلم یظہر لہ اور آخر کتاب میں آوگا کہ جو کہ کی بیگنی ناپاک نہیں کرتی جبکہ اسکا اثر ظاہر نہوا یعنی رنگ یا بوم روی کے اندر جو کہ کی بیگنی نکلے اگر سخت ہو تو اسکو نکال دے اور روی کو کہا کہ وہ پاک کر دے انی البحر فی کہ تشبہ لولہ لیس یورخ غیر وانی الملو عقیقہ علیہ لیس و اور اشباہ میں کہ تلی کا پیشاب پانی کے برتنوں کے سوا معاف ہو اور اسی پر فتویٰ ہو و دم مسفوح من سائر الحيوانات الا دم شہید مادام علیہ و طبع فی سحر مجرول و صغر و کبر و کمال و قلب و ما لم یسک و دم سہک و قلی و غیر غویث و وقت نجاست غلیظ ہے خون روان تمام حیوانات اگر شہید خون پاک ہو جب تک اسکی جسم پر اور جو خون کہ دبی گوشت اور گرن اور کچھ اور تلی اور دل میں باقی رہا یعنی ذبح کے بعد اور جو خون کہ جاری نہیں اور جھلی اور بھن اور لپٹو اور چمچ کا خون کہ بعد سب پاک ہیں ہم جو خون کہ کچھ وغیرہ میں باقی رہتا ہو وہ جاری نہیں تو وہ دم مسفوح کی قید سے خارج ہو گیا تو ہستنا کی کہ حاجت نہیں نہوا فی التبرج و کتاب و ہی کہما فی الفا موس کرانید و یبہ سائر لستاعة اسطرح و نام میں جو اور خون کتاب بر وزن رمان کا چنانچہ قاموس میں ہے چوٹا سا کیر سے سرخ رنگ بسیار گزند ہم شاید کہ کتاب مذکور کہ کتاب ہے و الله اعلم فالمستتر انما عشر حیوانات سواہ خون مذکور مستتر ہیں کہ وہ ناپاک نہیں و سحر و فی باقی الاشربة روايات للتعلیظ و الخفیة و الطہارۃ لیس فی اللہ الاولی فی اللہ الاولی و سطرہ اور جس پر غریب شراب انگری کہ وہ نجس مغلطہ ہو اور باقی مسکر شرابوں میں تعلیظ اور تخفیف اور طہارت کی روایات مختلف ہیں بحر الرائق میں اول یعنی تعلیظ کی معایت کی ترجمہ اور نہ الفائق میں در میان یعنی تخفیف کی ترجمہ ہے ہم صاحب نے منہ کہ اس مسئلہ سے استدلال کیا ہو کہ اگر نماز پڑھو اور اسکی کپڑی میں شراب مسکے کثیر از حش نہیں تو قول اصح میں وہ کافی ہو طبعی نے کہا بعد نص سے تخفیف نجاست میں تو صاحب نے یہی کا قول ہے اسو اسکو ذمہ منصوص کیلئے ترجمہ ہو اور صاحب بحر کی ترجمہ نو نقط بحث کی راہ سے جو و سحر و کل طیر لایدر فی اللہ و کذا طہارۃ و حلیج و نجاست غلیظہ جیسو و بنال ہر ایک اس پرندہ کی جو ہوا میں نہیں اور ناچانچہ عالمی باو بط اور مرغی کا کایدہ فیہ فان ما کو کا کٹھا ہو کا کھنفت لیکن جو پرندہ کہ ہوا میں اور اگر ناہی تو اگر وہ حلال جیسے کہ بوتر اور کچھ شک تو اسکی بیٹ پاک ہو اور اگر حرام ہو تو اسکی بنال ناپاک نجاست خفیہ ہو چنانچہ باز اور شرک اور جمل لیکن انکی بیٹ سے کہوان ناپاک نہوا بلو کہ محرم بلوی کی جہت سے یعنی اس سے بچنا مشکل ہو کہ انے الطحاوی و سحر و اور نجاست غلیظہ جیسو لید اور گوہر ہم بحر الرائق میں جو کہ نص نہ فرس اور ہمار کو عرب میں روٹ یعنی لید کہتے ہیں اور گای میل ہمیںس کو رخی یعنی گر کہتے ہیں اور فضلہ اونٹ کو بقر یعنی میگنی اور فضلہ انسان کو غلط یعنی گوہر ہوا میں آقا دہما لجا سبہ شکر کل حیوان غیر الطیور مصنف لید اور گوہر کے لفظ سے بحر حیوان کے فضلہ کی نجاست کو جتا دیا سوا ہر چیز کو

نویسندہ صاحب بحر کی ترجمہ نو نقط بحث کی راہ سے جو و سحر و کل طیر لایدر فی اللہ و کذا طہارۃ و حلیج و نجاست غلیظہ جیسو و بنال ہر ایک اس پرندہ کی جو ہوا میں نہیں اور ناچانچہ عالمی باو بط اور مرغی کا کایدہ فیہ فان ما کو کا کٹھا ہو کا کھنفت لیکن جو پرندہ کہ ہوا میں اور اگر ناہی تو اگر وہ حلال جیسے کہ بوتر اور کچھ شک تو اسکی بیٹ پاک ہو اور اگر حرام ہو تو اسکی بنال ناپاک نجاست خفیہ ہو چنانچہ باز اور شرک اور جمل لیکن انکی بیٹ سے کہوان ناپاک نہوا بلو کہ محرم بلوی کی جہت سے یعنی اس سے بچنا مشکل ہو کہ انے الطحاوی و سحر و اور نجاست غلیظہ جیسو لید اور گوہر ہم بحر الرائق میں جو کہ نص نہ فرس اور ہمار کو عرب میں روٹ یعنی لید کہتے ہیں اور گای میل ہمیںس کو رخی یعنی گر کہتے ہیں اور فضلہ اونٹ کو بقر یعنی میگنی اور فضلہ انسان کو غلط یعنی گوہر ہوا میں آقا دہما لجا سبہ شکر کل حیوان غیر الطیور مصنف لید اور گوہر کے لفظ سے بحر حیوان کے فضلہ کی نجاست کو جتا دیا سوا ہر چیز کو

ہم بہتر یہ بتا کر سنا کہ کتنا کہ غلیظ نجاست پر آگاہ کر دیا وہ یہ کہ جو کہ غلیظ نجاست طلال جبار کے فضلے میں ثابت ہوئی تو حرام جانور میں ہی  
 ثابت ہوگی بلکہ طہرین اس کے کذا فی الطہارۃ وقال المحققون در صاحبین نے کہا کہ لید اور گو برنجس نجاست خفیہ میں ہم صاحب بحر نے کافی سے نقل کیا  
 کہ گوشت اور دہن جو جانوروں کے گوشت کی نجاست غلیظ ہونے میں امام اور صاحبین کا اتفاق ہے تو اختلاف نہیں مگر لید اور گو برنجس کذا فی الطہارۃ دے  
 دی کہ ثمنہ بالایۃ قولہما الخ اور شہرہ بالایۃ میں ہے کہ صاحبین کا قول ظاہر تر ہے اس واسطے کہ علی کا اختلاف ہے نجاست اور طہارت میں تو نجاست  
 نجاست کا سرشت جو اور معلوم ہو جو کے سبب سو بھی کہ راہین اس سے پر رہتی ہیں بر خلاف حارہ وغیرہ غیر اکول اللحم کی منیاب کے کذا میں اس کو سرکافی ہے  
 کذا فی الزمینی وطہرۃ الخ لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان اور محمد بن حسن نے لید اور گو برکذا آخر حال میں پاک کہا معلوم ہو جو اور فریضہ نجاست کہ برنجس  
 اور نجس ہے امام مالک کا ہم جیکہ امام محمد غلیظ کے ساتھ ہے جو میں داخل ہو جو اور نجس اور نجس کو لکھی دیکھی کہ راہین اور راہین اس سے برنجس  
 جو کہ نجس کا پہلا قول ترک کر کے طہارت کے قائل ہوئے ولواجمہا من نجاست غلیظہ ولما کست خفیۃ الخ نجاست غلیظہ نجاست غلیظہ نجاست غلیظہ  
 کما فی الطہارۃ اور اگر بدن پاکیزے کو نجاست غلیظہ اور نجاست خفیہ لگ گئی تو خفیہ جامع غلیظہ کے ٹھہرائی جاوے گی حیثیات کی راہ سے چاہو طہرین  
 میں ہے یعنی خفیہ اس سے برنجس غلیظہ کے ہوگی تو اگر دو نوں لکھو۔ درم سے زائد ہوں تو نماز جائز نہ ہوگی لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان  
 التعلیل ظہر مانا چاہیے کہ جب نجاست نجاست کو مطلق بلا قید برنجس تو ظاہر اطلاق کا غلیظ نجاست پر دلالت کرتا ہے یعنی دونوں کا مجموعہ بدلہ  
 ثوب ولو کثیرا اھل النجاست لکن فی الحدیث ویرجھ فی النہر علی التقادیر لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان  
 خفیہ مات ہو تمام بدن اور کپڑے کی جو نجاست سے کم اگرچہ کپڑا اور چنانچہ جامہ اور کپڑا ایسا ذکر کیا ہے جس سے اور اس قول کو نہر الفان میں ملے  
 کہا جو اس چیز کے جو تنہا ہی تقدیر پر جسکو نجاست لگ گئی جو چنانچہ دائمی اور اس میں اگرچہ خفاقی میں کہا ہے علیہ السعوی یعنی بدن پاکیزے کی جس کو گوشت  
 نجاست لگی ایسی کہ جو نجاست سے کم ہونے کی معافی پر فتویٰ ہے خفاقی میں نہ تمام بدن اور جسم ثوب کی جو تنہا ہی پر فتاویٰ عالم کہ میں جو کہ ایسی تو لگو  
 صاحب تھو اور غلیظ اور بدائع اور مجتہبی اور سراج و ثانی نے صحیح کہا جو طہرین میں درج ہے کہ نجاست غلیظہ کا لفظ مقدم ہے نجاست اور درجہ کے لفظ پر صحت  
 نجاست خفیہ نجاست خفیہ کہوں گا کولہ و منہ لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان  
 کہوڑی کا پیشاب اور مالک اللحم کے پیشاب کو محمد نے پاک کہا جو ہم شیخین کے نزدیک کہوڑے کی منیاب کی نجاست خفیہ ہے اور امام نے اس کو گوشت کو  
 کر دہ جو کہا ہے تو اس واسطے کہ وہ جہاد کا سامان نہ اس واسطے کہ اس کا گوشت ناپاک ہو ورنہ عظیم من المستباح اور غلیظہ مالکول اور چنانچہ نجس  
 غیر مالک اللحم جو برون کی خفیہ نجس جو خدادادہ بڑیاں دہن ہون شل باز جڑہ یا دہن ہون و قبل طہارۃ الخ اور بعضوں نے اس کو پاک  
 کہا جو اور اس کی تصحیح بھی بعضوں نے کی ہے لکن الخ لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان  
 ہوتی ہے تو اس کو پاک کہنا چاہیے یعنی نجاست خفیہ کے پڑنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے طہرین نے کہا کہ اگر طہرین مالکول کی بیٹ سے کونان نجس نہیں ہوتا تو  
 یہ مستثنیٰ ہے چنانچہ سابقہ کہوڑے کا دھواں و لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان  
 کی اور مجتہب مذہب ان کے ظاہر ہو چکا یعنی دم ستمک و لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان  
 سوئی کی نوک کی برابر ہو اگر سیکڑوں ہوں و کذا لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان  
 و ان کثیرا صابۃ الماء للظہر اگرچہ پیشاب کی چھینٹیں بہت ہو جاوے بانی لکھانے سے یہ معافی ہے ضرورت کے سبب سے یعنی اس سے چھینٹ  
 و شوار سے لکھو لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان لکنہما لیسوا بکذا قال صاحبان  
 ناپاک کر لگی صحیح قول میں اس واسطے کہ پانی کی طہارت میں زیادہ تر ناپاکہ جو کذا ہے البھرہ ہم پانی اس صورت سے نجس ہوگا جبکہ چھینٹ کا اثر پانی بظاہر  
 ہو اس واسطے کہ اگر نے کیونکہ پانی میں فرجہ ہو جاوے یا پانی بظاہر ورنہ اس کا کچھ ہستار نہیں چنانچہ ہستانی نے نمرانی سے نقل کیا باوجود اس کے اگر

کثرین من یشاب کی حیثیت گر کی تو ناپاک نہ ہو گا کہ اسے الجلی فی الفتنۃ وانیسٹو من ادخلی فذلہم ہم یعنی ان یکن کذلک  
 الخس اذا انسلط اور قسبہ میں جو اگر یشاب کی حیثیت باہم لکس اور پھیل گئیں اور دم کی مقدار سے زیادہ ہو گئیں تو چاہے کہ ناپاک تیل کی  
 مانند مانع نماز ہوں جبکہ وہ میں جلیجی ہم بعد ہر صورت میں جو جب کرنے کی نیت کپڑے پر نودار ہو چنانچہ ہستانی میں جو کہانی کی کدانی احمدا دی  
 عن الجلی وطریش وعلی الخس وعبادہ من حین وحق کلاب وانیسٹو من ادخلی فذلہم ہم یعنی ان یکن کذلک اور کپڑے شام  
 عام نہیں بڑی اسبہ کی اور ناپاک پزیر کی بھاپ اور گوبر کا غبار اور کٹن کے مقام کا اور حیثیت وندیا غسل کے پانی کی کہ او کی قطرات کے مقامات  
 نمودار نہیں ہن میں بعد سب معاف ہیں یعنی ضرورت کی وجہ سے ہم اس قول سے کہ اگر میت کے بدن پر نجاست نہ ہو تو اسکا غسل ناپاک نہیں ہو  
 مگر محمد نے جو اسکو نجس کہا ہے تو اسوجہ سے کہ غالباً میت کا بدن نجاست سے خالی نہیں ہوتا اگر پانی سے استنجا کیا اور اسکو نہ پونجا اور پریم کا  
 خراج ہوتا تو اسکی نجاست میں اختلاف ہو لیکن اکثر علما کے نزدیک وہ ناپاک نہیں ہوتا اور نجاست کا دھواں اگر کپڑے میں لگایا بدین اس میں ہی  
 اختلاف ہے ہم یہ ہے کہ وہ ناپاک نہیں کرنا کہ اسے الطحاوی عن البحر واما کالمذ واما ای جی لے علی الخس اذا واما کالمذ واما ای جی لے علی الخس اذا واما کالمذ  
 ولو اقلہ کمیتہ فی نفہ الخس علی سطح لیکن قد منات العبدۃ للارض اور جو پانی کہ وارد ہو یعنی جاری ہونا ناپاک پر وہ ناپاک ہے بشرط  
 سارا پانی اکثر نجاست پر گندا ہو اور اگر تھوڑا پانی نجاست کو لگا اور بہت غلط اس سے گزر گیا تو وہ ناپاک نہیں چنانچہ مردار جانور نہر میں پڑا ہے  
 نجاست جہت پر ہو اور پانی بہتا جا رہا ہے تو میان تھوڑا پانی نجاست کا ملائی ہو گا تو ناپاک نہ ہو گا لیکن ہم نے باب البیاء میں مقدم ذکر کیا ہے کہ اثر  
 نجاست کا اعتبار ہے یعنی جبکہ تھوڑا پانی نجاست پر گزرے ہم درود عام سے جریان اور پختگی سے اور بہان حکم علی عام جو تو بہتر ہے نہ کہ شام  
 درود کی تفسیر جریان نکراتن کو عام رہی ویتا پانی کا گزرنا نجاست پر ہر طرح جو کہ ساری زمین ناپاک ہو یا پرناے کے پاس نجاست پڑی ہو  
 بحر الرائق میں جو کہ آب باران جبکہ نجاست پر گزرنا ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ نجاست پاک زمین سے زیادہ تر نہ ہو یا پرناے کے پاس ہو کہ انی الطحاوی  
 ذکرہ ای ذل و ردب البیاء علی الماء فلیس الماء اجماعا لکن لا یحکم بیا سئلہ اذا الی المتقیر واما یفصل فلیفصل فی الخس  
 اس میں ہے کہ ناپاک ہونا ہے یعنی جبکہ نجاست پانی پر پڑی ہو پانی ناپاک ہو جائے باجماع حنفی وشافعی لیکن اسکی نجاست کا حکم نہیں کیا جاتا کہ ناپاک  
 پیرا اسکو ملی ناقتیکہ نجاست سے جدا نہیں ہوتا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم بحر الرائق میں ہے کہ قیاس اسکا مقتضی ہے کہ پانی ناپاک ہو جائے  
 کی اول طافات سے لیکن یہ قیاس ضرورت کے سبب سے ساقط الاعتبار ہے خواہ نجس کپڑا تغیر میں ہو اور پانی او سپر والا بامی یا پانی تغیر میں ہو اور  
 ناپاک کپڑا او سین والا جاری ہم نفسیوں کے نزدیک تو وہ اپنی محل میں طاف ہے اور نجس ہے جبکہ وہ ان سے جدا ہو اور ناپاک کپڑے دھوئے پیر  
 بھر مجھے ہے کہ کپڑا تغیر میں رہی بدن پانی کے پیر پانی او سپر ڈالے نہ یوں کہ پانی تغیر میں اول رکھی پیر ناپاک کپڑا او سین ڈالے تاکہ امام شافعی  
 کے مخالف نہ ہو اسو اسلو کہ اس کے نزدیک پانی میں ناپاک کپڑا ڈالنے سے ناپاک ہو جائے انتہی مختصراً لیکون نجساً کما قد ذکرہ الی واما نجاست  
 للنفی ساکن الا متصداک ناپاک نہیں ہوتی نجاست کی را کہ چنانچہ گوبر اور لید اور آدمی کی گند کی در نہ لازم آوے ناپاک ہونا ولی کا اکثر شہرہ  
 میں جہاں کڑی میس نہیں یا کباب گران قیمت ہو لا یرکان سہماً او خنزیراً اور نہ وہ ملک ناپاک ہو جو اول گد یا سور تھا جو ملک سار میں  
 پڑ کر ملک بن گیا ولا قد ذکر فی بدھ فضار حجاجہ لا انقلاب العیان بدھ لفظ اور نہ وہ گند کی ناپاک ہو جو کوس میں لڑی ہو فانی مٹی ہو کر کچھ ٹٹلی لیب  
 بہ لجانے اسکی ذات کے اسکا فتویٰ دیا جاتا ہے ہم انقلاب ذات متیون سنو کی دلیل ہے یعنی گند کی را کہہ کا اور گد ہے اور سور کے ملک  
 اور گند کی کے کچھ کا ناپاک نہ ہونا اسو اسلو کہ اسکی حقیقت بد گوارہ خیر نشی و غسل طرف نوبت او بدن اصابت نجاستہ علامتہ و  
 نسق الحیل مطہر لہ ہوان وقع الفصل لیسر ہو الغنا کر اور اس کپڑے یا بدن کا دھونا جسکی ایک مکان پر نجاست لگ گئی اور وہ کان ہوا  
 کما ہو اس کپڑے کا ناپاک کر نوالا ہو اگر جب بدن غائب ہو یا جو یہی قول مختار ہے ہم یہ ردھی بدھ لفظ اور اسکی ذات کے قول کا بدھ لفظ



کے دہونے کو واجب کہا ہے اور سب جانی نے اٹھ کر کے دہونا شروع کیا ہے کذا فی الطہارۃ فی قولہما تھا فی حرف آخر من صیغۃ  
 الخلاصۃ بعد فی الظہیرۃ الحمد للہ لا یعیذ الا الصلوۃ اللتی ہو علیہا برکۃ و نوحۃ بعد ظہر ہوا کہ نجاست و دوسرے چیز سے جہر  
 نہیں دہونا نہ دہونے کا اعادہ کرے یا نکرے خلاصہ میں ہے کہ ان دہونوں میں سے جو نجاست سے کہ عادیہ کرے اور اس نماز کا حسین  
 اور نجاست کو دیکھا ہم یہ غفلت ہو شارح صواب نہر الفائق کی اتباع کسی اسو اسطی کہ ظہیر کا مسئلہ خارج ہے مسئلہ خلاصہ کے چنانچہ  
 عزرائلی کی عبارت حسین صریح ہے غیرہ میں یوں ہو کہ نماز پڑھنے والے نے اپنے کپڑے پر نجاست دھپی اور معلوم نہیں کہ کب ہو گئی ہے تو اہم  
 کی روایات مختلفہ قول مختار یہ ہے کہ اعادہ نکرے مگر اسی نماز کا حسین و مشمول ہے کذا فی الجلی کہا لو انک تمحطہ بالقلیل من اہل  
 اتفاقا علی وجہ غلطہ قدوسھا فقسیم وغیرہ بعضہ او ذہب بحدیثہ او اکل او بیع کہا تم چنانچہ اگر گدھوں نے پیٹا کیا مثلاً اس گدھوں پر  
 جساوہ لاندے میں یعنی روزہ کر چھو کسی سیدھا کرتے ہیں پر گدھوں یا بچوں کے یا تمہاری کسی دہونے ہو گئی یا کچھ جاتے رہے بخشش یا کھانے یا بیع  
 کیو جسے چنانچہ آیات سابقہ میں اسکا بیان گذرا مصنف نے گدھوں کو خاص کر کے اسو اسطی بیان کیا کہ اونکے پیٹا کی نجاست بالافتان  
 سے حیث یظہر الباقی و کذا الذہب لاحتمال وقوع الغش فی کل طرف کمسئلۃ التوب اسو اسطی کہ باقی گدھوں پاک ہو جاتے ہیں  
 اور اسطر ۱۰ گدھوں بھی پاک ہو جاتے ہیں جو صرف ہو گئے بسبب جنجال واقع ہونے ناپاک کے بھڑت میں یعنی ہو سکتا ہو کہ جعفر گدھوں بعد تعریف کی باقی  
 ہو ناپاک گدھوں انہیں میں ہون تو بصورت میں بد ہوئی پاک ٹھہریں گے اور بچہ بھی ممکن ہو کہ ناپاک گدھوں او میں جاتے رہے ہون جو تعریف ہو گئی ہیں تو اس  
 مسئلہ میں باقی پاک ٹھہریں گے جسے کپڑے کا مسئلہ کہ ایک طرف کے دہونے سے سب پاک ٹھہرا نجاست دہونا جس کے احتمال سے و کذا یظہر حل لجاناسہ  
 اما علیہا فلا یقبل الطہارۃ من ثیۃ بعد جفاف کدم یقلعہا ای زوال عینہا و ازہا و لو جری و اما فوق التلث فی الا ح ۱۰ اسطر ۱۰  
 خشکی کے بعد نمودار نجاست چنانچہ خون پاک ہو جاتی ہے اسو اسطی کھارنے اور بالکل دور کر ڈالنے سے یعنی عین نجاست اور اسو اسطی اثر کے زائل ہونا  
 سے اگرچہ زوال ایکبار سے ازالہ سے مو یا میں بارہوی زیادہ پیچیدہ قول میں مصنف نے طہارت کے محل کو اسو اسطی ذکر کیا کہ عین نجاست تو طہارت کو  
 قبول نہیں کرتی ہم غایۃ البیان میں کہا نمودار نجاست سے مراد وہ نجاست ہے جو خشک ہو جائے کہ بعد نظر اسو اسطی چنانچہ خون اور گدھوں اور جو خشکی کے  
 بعد نظر آوے وہ نمودار نہیں آتے بھی ہے کہ ایکبار سے دہونے سے بھی بشرط ازالہ کلی طہارت حاصل ہوتی ہے خواہ گرم پانی کسی ہو خواہ آب  
 کثیر سستہ سے خواہ آب ریتہ سے خواہ تغار میں تین بار سے زیادہ دہونا اسوقت ہو جبکہ اقل کافی نہ ہو اور غیر صمیم پھل سے کہ بعد زوال عین دہونا  
 دہونا واجب یا نہیں بار یا ایکبار اسطر ۱۰ کذا فی الطہارۃ و لم یقل یغسلها لیس لہذا وجوب و مصنف نے قلع نجاست کہا نہ اسو اسطی دہونے  
 کو تاکہ رگڑنے اور لٹنی وغیرہ کو بھی شامل ہے یعنی تطہیر فقط دہونے پر منحصر نہیں بلکہ رگڑنے سے چنانچہ موزی میں اور قلع سے چنانچہ میں بھی ملتا  
 حاصل ہوتی ہے و لا یستوی قلاء کلون و یلوا لہر قلاء تکلف فی ازالۃ الی مایحار او صابون و طی کا اور طہارت میں ضرر نہیں  
 باقی رہنا نجاست کے اثر لازم کا یعنی جسکا زوال شوارح اثر نجاست چنانچہ رنگ اور بو تو مسلمان مکلف نہیں اثر لازم کے دور کرنے میں گرم  
 پانی یا صابون اور اسکی مانند اور چیز کھینچ کر مٹانے اسکی وہ برقی ہے جس میں شراب نمی خواہ برقی یا بڑا تو بوکا باقی رہنا مضر طہارت نہیں  
 یعنی دہونے کے بعد کذا فی الطہارۃ من البعر عن الفتح ی یظہر ما حینہ او حینہ یغسلہ ثلاثا نہ پاک ہو جاتا ہو دہونے کا گیا یا خضاب کیا گیا  
 ناپاک چیز چنانچہ ہندوئی اور کسم ناپاک سوا و سکر تین بار دہونا اسو اسطی جس سے مراد بیان تجسس ہے تجسس العین بلیل مسئلہ جزئی مراد تو اگر رنگ  
 یا خضاب کیا گیا تجسس میں سے چنانچہ خون سے تو اسکی عین اور مزہ اور بوکا ازالہ واجب ہو رنگ کا باقی رہنا مضر نہیں و الا ولی غسلہ الی ان یصفو  
 الصابون اور ہنر سے اسکا دہونا بھان تک کہ دہونے کا پانی صاف ہو رنگ کھلم و لا یبصر اذہن الا اذہن و ذک مینۃ لایۃ عین الخامسة حق  
 لا یدلہ بہ جلد بل یستقیہ بہ فی غیر مسجد و ضرر نہیں کرتا ظہر ہونے میں ناپاک تیل کی چکنائی کا رہنا گرم و مراد جانور کی چکنائی کی چکنائی مضر

یہاں تک کہ اگر  
 دہونا نہ ہو تو











والا لاه اگر خاست کسی خبر میں پڑا آدمی کے کپڑے پر وہ بانی پڑا اگر سخاست کا اثر یعنی رنگ یا بظاہر ہوا تو کپڑا پاک ہوا اور اگر ایسا نہیں تو پاک نہیں  
لَعَنَ طَاهِرٌ فَنَفْسٌ مُّتَبَلِّغَةٌ إِنْ لَحِثَتْ لَوْ عَصَوْهُ فَطَرَفٌ يَنْفُسُ وَالْأَلَا پاک کپڑا پسینا گیا اس پاک کپڑے میں جو تر ہو گیا ہو بانی سے اگر پاک کپڑے سے تر  
ہے کہ جو اسکو پھڑپھڑے تو دے نا پاک ہو گیا اور اگر ایسا نہیں تو نا پاک نہیں اگر چہ تر ہو گیا ہو وَلَوْ لَفَتْ فِي مُتَبَلِّغٍ لَوْ كُنْ إِنْ لَحِثَتْ وَنَفْسُ  
أَنَّهُ تَحْسِنُ الْأَلَا اور اگر پاک کپڑا پسینا گیا اس نا پاک کپڑے میں جو تر ہو گیا ہو پیشاب کی مانند نجس العین سے تو اگر اسکی نزاحت یا اثر اسکا طہا  
ر ہو تو تو پاک کپڑا نا پاک ہو گیا اور اگر نزاحت یا اثر طہر نہیں تو پاک نہیں فَاتَرَكْتُ وَحْدَتِي فِي حَقِّهِ حَيْثُ قَطَعْتُ إِنْ تَفْتَحُ فَتَحْسِنُ وَالْأَلَا  
میں جو پیشاب گیا پیرہ و شراب سرکہ بنگلی اگر چہ اچھا ہے مگر اسکا تر کرنا نا پاک ہے اور اگر ایسا نہیں تو نا پاک نہیں ہم نجس سے جو چھو جس کے شراب ہو  
تو شراب کے نجس ہو جائے جو چھو کر اجزا ربکہ نجس بظاہر نہیں ہو سکتے وَقَدْ حَمَى فِي خِلِّ إِنْ قَطَعَهُ لَمْ يَحِلَّ الْأَعْدَسُ سَاعَةً وَإِنْ كُنْ تَحَلَّى لِحَالِ  
شراب گری سرکہ میں اگر ایک قطرہ گر تو سرکہ کھانا حلال نہیں مگر ایسا صحت کے بعد اور اگر شراب کو نہ بہرے تو وہ سرکہ نے بحال حلال ہو ہم وہ اسکی  
بھڑے کہ ایک قطرہ میں نہ فرود چو نہ جو جس سے انقلاب میں پرستند لال کہیں تو کچھ توقف کرنا چاہیے اور اگر کو نہ بہر شراب سرکہ میں گری اور اسکا فرود  
اور بوبانی تر تو صاف معلوم ہو گیا کہ وہ نجس ہے کہ ہو گئی کہ انہی الجبسی فَاتَرَكْتُ وَحْدَتِي فِي حَقِّهِ حَيْثُ قَطَعْتُ إِنْ تَفْتَحُ فَتَحْسِنُ وَالْأَلَا  
بَلْ يَحْسِنُ عَلَى الْحَقِّ دُرُود چو نا پاک یا گیا لوٹے میں اور معلوم نہیں کہ وہ لوٹے میں مرا یا کپڑے میں یا کنوین میں تو اسکا مزاولوٹے میں محمول ہو گا یعنی  
اسو اسکو کہ حادث کی اخلافت اسکی افراب اوقات کی طہر جونی ہو کہ انہی الجبسی ثَلَاثٌ قُرْبٍ مِنْ مَتْنٍ وَحَسَلٌ وَدَسِرٌ لِحْدٍ مِنْ كُلِّ حَصَّةٍ وَخَلَا  
فَوَجَدَ فِيهِ فَاسَرَةً تَضَعُهَا فِي الشَّمْسِ فَإِنْ سَخَّرَ مِنْهَا لَدَهْرٍ فَهِنَّ وَالْأَلَا انہی الجبسی لِحَالِ الْمُهْرَةِ الْعَسَلُ الْمُتَلَقَّى مَالِ الْبَنِي تَنَكُّبِينَ مِنْ كَمِيٍّ وَشَهْدَا  
شیر و خراکی ہر ایک سو حصہ لیا گیا ادبہر مخلوط کیا گیا سو اس میں مردہ چو نا نکلا تو اس پر مخاطب تو اس چو چو کو آفتاب میں رکھ پیرا گرا اس چو چو چو چو چو  
نکلا تو گئی نا پاک ہو اور اگر چو چو نہیں نکلا تو اگر حال بستہ جا رہا باقی رہا تو شہد نا پاک ہو یا لہر اچ چیا نا تو نو فرما نا پاک ہو یعنی اسکو کہ چو چو گئی کھل جانا ہو اور شہد مستحکم  
اور شیر و خرازم ہو جانا ہو یعنی لِحْدٍ فِي الْبَيْتِ وَجِلِّ لِحَالِ فِي مَاءٍ وَطَعَامٍ عَمِلَ كَيْ جَامِ حَرَمَتِ كِي خَبَرِ بِرِذِيحٍ مِنْ أَوْحَلَتِ كِي خَبَرِ بِرِذِيحٍ اِدْر کھانہ میں  
ہم یعنی ذبیحہ اور بانی اور طعام کی حرمت اور حلت میں دو خبریں متعارض مسوم ہوئیں یعنی ایک نجس کہتا ہے کہ بچہ حلال ہے دوسرا کہتا ہے کہ حرام ہے تو ذبیحہ  
میں اسکو حرام سمجھنا چاہیے اسو اسکو کہ ذبیحہ میں اصل شترم کو نہ ذبیحہ حیوان کی تعذیب ہو اور بانی اور طعام میں اصل حلت ہو تو وہ دونوں خبروں کو قسماً  
الاعتبار کر کے اصل پر عمل کرنا چاہیے یَقُولُ فِي ثِيَابٍ أَقْلَعًا طَاهِرًا تَحْرِي كِي سے یعنی سوچو اور اٹھ دوڑا دوسو پاک کے دریافت کرنے میں ان کپڑوں  
میں جو آدمی کو کم پاک ہیں اور اکثر نا پاک ہیں ہم جب سوچو جس کو ایک کپڑا پاک ٹھہرا تو اسی میں نماز پڑا کر جو نجس تحریری جائز نہیں مگر قبلہ میں ہاں اگر اس میں  
سخاست ظاہر ہو تو دوسرا کپڑا سو چکر خستار کر کہ انہی الجبسی وَإِنْ أَكْثَرُهَا طَاهِرٌ لَا أَقْلَعًا بَلْ يَحِلُّ كِي بَلَا غَلَبِ الْأَلَا خُذْ وَشَرِّبْ اِدْر چو  
کر بانی کے اُن برتنوں میں جن میں اکثر یعنی ادبوسو زیادہ پاک ہیں نہ اُن برتنوں میں جو آدمی کو کم پاک ہیں بلکہ غالب پر حکم کرنا چاہیے یعنی سکونا پاک  
جانے کر پینے کی ضرورت سے اقل میں بھی سوچ پر عمل کر سوچو اکل لِحْدٍ لِحْدٍ كِي لِحْدٍ سَمِيٍّ لِحْدٍ حرام ہو کھانا اس گوشت کا جو شرب گیا گئی اور  
دودھ ایسی مٹی چیز کا ہم مطہر دی نے کہا اسو اسکو کہ شرا گئی ضرر نہیں کرتا یہی خلاف شریکو گوشت کے سَتَعْرِيفٌ بَعْدَ اِدْر وَتِ صَلْبٍ وَكُلُّ  
بَعْدَ عَسَلٍ فِي خَلِّ بَزْخَلْ سو گئی بنگلی ابید میں نو دہرنے کے بعد کھائی جادین اور اگر گوبر میں سکے تو نہ کھائی جادین حرام ہے کُلِّ حَيَوَانٍ كِي لِحْدٍ  
جَوَانَةٍ كِي لِحْدٍ تَا بَرِ جَانُورِ كَا اِدْر بَشَابِ كِي مانند ہو اور جگالی ہر جانور کی اسکو سرگین کی مانند ہو یعنی جو بول ماکول اللحم کی طہارت کا قائل ہے وہ  
اسکو ہر کو بھی طہر کہتا ہے حَكْمُ الْمَصْنُوعِ حَكْمُ الْمَاءِ پھل اور گھاس کے رس کا حکم بانی کی مانند ہے یعنی جیسو سخاست حقیقی بانی سے دور ہوتی ہو جیسی  
ہی نجس ہو اور جیسا آب کثیر تو ہم سخاست سے نا پاک نہیں ہوتا و ایسا ہی وہ بھی اگر وہ درود ہو تو نا پاک نہیں گارِ رُطُوبَةٍ اِدْر چو طہر خرافا لہ  
معدنی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہو امام کے نزدیک نا پاک ہو صاحب کے نزدیک الْعَذْرَةُ لِلطَّاهِرِ مِنْ تَرْكِبِهَا وَمَا اخْتَلَطَ بِهِنَّ فَتَحْسِنُ اِدْر چو شری







و دیگر جاکه هالفتو تا بدلیل قطعاً در نماز کا انکار کر نیوالا کا فر ہو جانا محسب ثابت ہونے نماز کے دلیل قطعی سے یعنی قرآن امارت  
اور اجماع کی یعنی دلیل سے نماز ثابت ہے جس میں کبر احتمال نہیں منہ انظار میں ہے کہ منکر نماز کا حکم مرند کا حکم سے و تاکہ کما کما کما کما کما کما  
ای نکاسلاً فاسقاً لیس فیہ عیب لانه یحبس علی العبد فحق الحق الحق وقیل یضرب حتی یسبیل منه الدم وعند اللہ فی القتل الصلوة  
واحد فی حد او قبل کفر اور نماز کا نسد چوڑ نیوالا سستی اور کالی کی راہ سے گنہگار سے قید کیا جاویں یا تنگ کر نماز پڑھے اسو اسطر کہ تکلف  
مجبور ہوتا ہے حق العبد کے سبب سے توفد کے حق میں جس کر نماز یا وہ ترسرا وادری اور بعض یعنی امام مجبوری نے کہا کہ تارک الصلوة مارا جا  
بھانک کہ اسکا خون جاری ہو اور امام شافعی کے نزدیک تارک الصلوة قتل کیا جاتا ہے ایک نماز کے چوڑنے سے یہ قتل سے مد کی راہ سے اور  
قول مجہول قتل سے کفر کی راہ سے ہم اسطر م رمضان کا تارک الصوم جب کہ جس ہو اور شافعی کی مانند مالک اور احمد کے نزدیک بھی مقرر تارک  
اصلہ متکامل لازم القتل سے گزرنے کے نزدیک وہ کا فر نہیں سوا امام احمد کے کہ ان فی الطوطوی ویکبر بایستام فاعلها جنت ووطا اربعہ  
التصبیح فی الوقت مع جماعة من ثم صلیتمہ اور حکم کیا جاتا ہے نماز پڑھنے والے کے مسلمان ہونے کا چار شرطوں کے ساتھ ہے کہ نماز  
پڑھو عین وقت میں جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز کو پورا کر کے ہم اسطر نماز پڑھنا انت محمدی میں مخصوص ہو لہذا اسکو فاعل پر اسلام کا  
حکم ہوا وقت کی قید اسو اسطر لگا ہی کہ وہ دلیل سے فرضیت نماز کی اعتقاد کے برخلاف تھا کہ اوسمین نفل کا احتمال سے یا اعتقاد فرضیت وقت  
تھا اور چونکہ جماعت مقصدی اور امام دونوں کو شامل تھی لہذا شارح نے اقتدا کی قید زیادہ کی اسو اسطر کہ اقتدا اتباع سبیل مومنین پر دلالت کرتا ہو  
برخلاف امام ہونے کے کہ اوسمین نیت انفراد کا بھی احتمال ہے تو جماعت ثابت نہ ہوگی اور تمام صلوہ سے مراد یہ ہے کہ اسکو فاسد نہ کرے کذا فی  
الطوطوی وکذا الوادئ فی الوقت اوسید للطلاق او ذکی الشاکمة صار مسلماً اور اسطر اگر اوسر وقت نماز میں اذان دی یا اذان  
قرآن فاسد کیا یا چند سو جانور دن کی زکوۃ ادا کی تو وہ مسلمان ٹھہرے گا ہم اسو اسطر کہ یہ امور خصوصیات اہل اسلام سے ہیں لا لوصی  
فی غیر الوقت او مؤخر او اماماً او فاسداً او فعل بقیۃ العبادات لانھا لا یختصن بشئ یعمیاً مسلمان نہ ٹھہرے گا اگر ایک شخص نے غرضت میں  
نماز پڑھی یا تمبا یا امام ہو کر نماز پڑھی یا نماز کو فاسد کر دیا یا ان نہ کورات کے سوا باقی عبادات اوسر لگی اسو اسطر کہ امور مذکورہ ہماری شریعت محمدی کے  
ساتھ مخصوص نہیں ہم باقی عبادات چنانچہ زکوۃ اموال غیر سوائم اور روزہ اور حج غیر کامل اور صدقات انت محمدی میں مخصوص نہیں لیکن میت کاملہ پر  
حج کرنا اور قرآن کا پڑھنا بھی اس است کی خصوصیات سے ہو تو انکو بھی مستثنیٰ کرنا چاہیے کذا فی المنہ و نظمہا صاحب الفقہ قال وکذا فی  
الوقت صلی باقرہ مکتوماً صلوۃ لا مقصدہ او اذن ایضاً معللاً او ترک سوا ما کان سید مرتکب ففسد لا بالصلوۃ  
منقذہ ولا الزکوۃ والصیام الخ ترک ذہا و خصوصیات مذکورہ اسلام کو صاحب نہر الفائق نے نظم میں یوں کہا ہے اور کاٹنے عین وقت  
میں نماز پڑھی امام کے پیچھے اپنی نماز کو پورا کر کے نہ فاسد کر کے یا اذان بھی دی اشکارا یا چند سو جانور و لکی زکوۃ ادا کی مانند سجدہ تلاوت کرنے کے  
بال ہو کر تو وہ کا قرآن انحال سے مسلمان ٹھہرے گا نہ نماز پڑھنے سے اور نہ اموال کی زکوۃ دینے سے اور نہ روزہ رکھنے سے اور نہ حج غیر کامل کر کے  
وہ عبادۃ بدنیہ محصۃ فلا ینابہ فیہا اصلاً لا بالفسخ کا حکم فی الحج ولا بالمال کہما صحت فی الصوم بالقدرۃ للقاء فی  
لا ایضاً فالجوز ذان الشاکر و لا یجوز و یعنی نماز صرف بدن کی عبادت ہے تو اوسمین نیابت نہیں کسیطر یعنی نہ جان کی نیابت سے جو حج  
میں مجہ سے نہ مال کی نیابت سے جو کہ روزی میں درست ہو فدیہ دیگر شیعہ فانی کو اسو اسطر کہ نیابت یا فدیہ تو فقط شارع کے اذن سے جائز ہوتا ہے سوا  
اذن نماز میں پایا نہیں گیا ہم نماز محض عبادت بدنی ہے یعنی مرکب نہیں مال اور بدنی سے جو کسی کہ حج مرکب ہے اور حج فعل میں دوسرے شخص کو نائب  
کرنا ہر طرح درست ہو اور حج فرض میں بشرط عجز دائمی میم سے اور عزم کے فدیہ بھی مجزواً ہی ناموت شرط سے منہ انظار میں ہے کہ نماز میں  
نیابت اسو اسطر سے درست نہیں کہ نائب شریعت سے مقصود ابتلا اور شقت ہو سوا بدنیہ عبادات بدنیہ میں جان اور اعضا کی موت کشتی یا نبال

مجبور ہوتا ہے حق العبد کے سبب سے توفد کے حق میں جس کر نماز یا وہ ترسرا وادری اور بعض یعنی امام مجبوری نے کہا کہ تارک الصلوة مارا جا

کے کرنے سے معاملہ اور ناسب کے کرے فیہ کے نفس پر شفقت متحقق نہیں ہوتی تو نیابت مطلقاً جائز نہیں نہ محرمین نہ قدرت میں انہو مسکین  
 زاد وقت النعمان الخ طالب فر الوقت نماز کا سبب دے ہو یا جو اسانات ربانی کا ہر حکم قرانی پر وقت نماز کا انا ہم سب عبارت سے  
 متفق ہے اس حکم سے بدو ن تاثیر کے کذا فی البحر نو نماز کا سبب متفق اوقات پنجگانہ میں تو اثر نماز محو ہر حکم قران مجید کا چنانچہ (اقموا الصلوات  
 دائر الصلوة کانت علی المؤمنین کما یا توحید) پر سب ظاہری وقت ہر اسو اسطو کہ وجوب مسجد و ہوا جو اوقات کے مسجد دوسری ہی علامت سے  
 سبب ہونے کی کذا فی المطاویٰ ہی الحی الاول صنفہ ان الفصل الاول الاداء والافعال سے شروع من الوقت بتصل الالاء والافعال  
 بتصل الالاء ہی سبب ہو الخ الاخیر وقت سبب ہر یعنی اس کا پہلا جز سبب ہے اگر اس کو ساتھ ادائی نماز متصل ہو اور اگر جز اول میں  
 نماز نہ پڑھیں تو وقت کے جس جز سے ادائی نماز کا اتصال ہو گا وہی جز سبب ٹھہرے گا اور اگر وقت کے کسی جز سے ادائی متصل نہ ہوئی تو وقت کا پہلا  
 جز سبب ہو گا ہم غلامہ مقام یہ ہے کہ وجوب نماز میں وسعت ہو تو جز اول اور ثانی اور ثالث کی تاخیر سے مثلاً گنہگار نہ ہو گا حل ہی کے کہا مفہم بیان  
 یہ ہے کہ نماز کا سبب وقت کا وہ جز جس سے ادائی متصل ہو والا جلد وقت سبب ہو کذا فی المطاویٰ دی دوناً حصلاً حصلاً علی صحنہ و  
 علیہ افاقاً وحاشیہ ونفساء کھڑا وصبی بلغ وحرکۃ استلم وان صلیک فی اول الوقت وقت کا پہلا جز سبب ہے اگرچہ ناقص ہو چنانچہ مصر  
 میں دھوپ کا زور ہو جانا تو واجب ہوگی نماز مجنون اور غشی والے پر کہ دونوں ہوش میں آگئے پچھلے جز میں اور حنفی دالی اور نفاس دالی عورت پر  
 کہ دونوں پاک ہو گئیں اور صغیر پر کہ وہ بالغ ہو گیا اور مرد پر کہ جزا غیر میں مسلمان ہو اگرچہ صغیر اور مرتد نے اول وقت میں نماز پڑھی ہو ہم  
 جزو اخیر سے مراد وہ جز جو تکبیر تحریمہ کی گنجائش رکھتا ہو نہ وہ ان اور لحظہ جسمین اللہ اکبر کہنا نہ ہو سکے تو اگر بعد افاقہ اور طہارت اعد طہرانہ اور اسلام  
 کے بعد تحریمہ وقت باقی ہو تو اس وقت کی نماز اگر واجب ہوگی اور نہیں تو نہیں اور کا فرائضی کا حکم مرتد کا حکم ہے اور نماز مرتد کی صورت یہ ہے کہ  
 وہ مسلمان تھا اول وقت طہرانہ مثلاً اس پر فرض نماز ادا کی ہو وہ معاذ اللہ مرتد ہو گیا پھر ظہر کے آخر وقت میں اسلام لایا تو وہ ظہر کی نماز کا اعادہ  
 کرے کیونکہ پہلی نماز ارتداد سے باطل ہو گئی کذا فی المطاویٰ مختصر بعد از وجہ لیضاف السبب الی محتلیہ ینثبت ان واجب وجہ انکال  
 وانہ الاصل حصہ بلکہ ہم قضاء فی کاحل من الصلوة اور بعد غلبانے وقت کے معاف ہوتا ہے سبب جمیع وقت کی طرف تاکہ واجب ثابت ہو کمال کی  
 صفت پر اور حالہ کہ ثبوت وجوب علی منہ الکمال بھی اصل ہو تو مجنون وغیرہ کو قضاء کا لازم ہو گا کمال کی طرف وقت میں نہ ناقص میں بھی قول صحیح ہے ہم  
 تو اگر آجکی عصر فوت ہوئی اور کل یا دوسری آخر وقت عصر میں غروب سے پہلے تو اس وقت قضاء کو ہر اسو اسطو کہ وہ ناقص وقت ہو وقت صلوة لغیر  
 قلم لا تہ (احادیث) میں نماز فجر کا وقت شام نے کہا صنف نے فجر کی وقت کو مقدم کیا اسو اسطو کہ اس کے دونوں طرفوں میں یعنی اس کے  
 اول اور آخر میں خلاف نہیں اتفاق سے امت کا برخلاف ظہر وغیرہ کے ہم اور بعد جو بعضوں نے اول فجر میں اختلاف کیا ہے کہ اول صبح ہو یا انتظار  
 اسکا اور آخر وقت نہ صرف آفتاب کی کرن کے طلوع تک جو یا نیز انداز کو زیر کرنے کے مقام کے نظر کرنے تک سبب صغیر ہونے اس قول کے لا یغنی  
 کے نہیں کذا فی المطاویٰ واول من صلا ادم واول الخسین وبعثنا اور اسو اسطو کو مقدم کیا کہ اول اس کو آدم علیہ السلام نے ادا کیا اور وہ پنجگانہ  
 نماز کے پہلو پر واجب ہونے کی راہ سے یعنی پنجگانہ نماز شب سراج میں فرض ہوئی تو اس رات کے بعد پہلے نماز فجر کی ٹھہری النبی بن مالک سے روایت  
 ہے کہ نبی سے اللہ علیہ وسلم شب سراج میں بعد نماز میں پڑھیں یہاں تک کہ پانچ ٹھہر گئیں پھر پڑھا ہوئی یا محمد ہارے نزدیک بات نہیں بدلتی  
 انکو پانچ وقت کی نماز میں بعد وقت کا ثواب ملے اس حدیث کو سنی اور احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کذا فی العینی شرح الہدایہ وقت صحیح  
 الظہر لا تہا و یہا و یہا اور امام محمد رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں ظہر کو اول ذکر کیا ہے اسو اسطو کہ وہ نماز پنجگانہ کے پہلو پر باعتبار  
 ظہر ہونے اور بیان کرنے جبریل علیہ السلام کے ہم بعد قول نبی ہر اسپر کہ جبریل علیہ السلام کی امت اول ظہر کی وقت ہوئی تھی شب سراج کے بعد  
 اور صبح کی امت دوسری دن ہوئی تھی اس میں دور و این میں مشہور تر بھی روایت ہے کہ ابتدا امامت ظہر سے ہوئی کذا فی المطاویٰ

ولا یخلف توفیق وجوب الاداء علی الصلوة بالکفایت فالانما یمکن بنیاً صل الله علیه وسلم الخ صبیحاً فیکلفه الاشرار اور پشیدہ  
 نہیں موقوف ہونا وجوب ادا کا کیفیت نماز کی دانست پر تو سب اسطرحی ماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کی قضا کی شب موع کی صبح کو ہم بھر جو  
 سے غفلت افسوس کا حاصل سوال بھی ہے کہ جب فجر کی نماز چمکا نماز کے اول ٹھہری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر ترک کی شب موع کی صبح کو باوجود  
 وہ واجب ہو گئی تھی رات کو غلامہ جواب بھی کہ طرفہ ادا نماز کا معلوم نہ تھا اور بدو ن اسکو ادا کرنا واجب نہیں اور بھی سوال وار د ہوتا ہے مشہور  
 روایت پر نہ غیر مشہور پر اگر کوئی کہے کہ وجوب کیونکر ثابت ہو گا بدو ن وجوب ادا کے ہم جواب دیں کہ اس میں کچھ استبعاد نہیں اس واسطے کہ جو شخص دار  
 میں اسلام لایا اور شرائع کو اوسنی بجلا معلوم کیا تو اوس پر وجوب ثابت ہو گا اور ادا کرنا بلا علم کیفیت وہ جب نہ ہو گا کذا فی المطالعہ دی نہ کل کتاب  
 قبل الیقین متعیناً استبرعوا احداً الصلوات عندنا لایل کان یقل مما ظہر له من الکشف الصادق من شہدائنا ہم وغیرہ پر اگر کوئی  
 کرنا چاہیے کہ ہمارے حضرت نبوت سے پہلے کسی نبی کی شریعت پر عبادت کرتے تھے یا نہیں جواب پسند یہ ہم خفیوں کے نزدیک ہے کہ کسی شریعت قاضی  
 پر عمل کرتے تھے بلکہ اوس پر عمل کرتے تھے جو کشت صادق سوا کچھ ظاہر نہ تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کی شریعت سے جو کچھ ہندو فحش اشیاء  
 انیسویں سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عبادت کرنا غار میں جسکا ترجمانام سے کذا فی البحر میں ابن اسحق وغیرہ نے مذکور کیا کہ نبی علیہ السلام  
 ہر سال ایک مہینہ جبرائیل شریف لیا کرتے تھے عبادت کرنے کو بعضوں نے کہا عبادت آج کی ذکر تھی اور بعضوں نے کہا فکر تھی واللہ اعلم کذا نے  
 اخطا ہی حسن اول طایفہ البیہ الدنایہ وموالہیہا حل اللہ المستطیع نماز فجر کا وقت جو ابتدا طلوع کر کے فجرانی سے اور وہ  
 تیسرے فجرانی سے ہی جو پہلی گیارہ گھنٹہ میں عارض اور چڑھی نہ لہی ہم فجر و قسم سے اول اور ثانی فجر اول طویل ہوتی ہے جسکو حدیث میں مذکور  
 جیسے پیر نے کی نام وہ مندرجہ ذیل سیاحی دان ہو جاتی ہے لہذا اوسکو صبح کا ذب کہتے ہیں اوسوقت تک عشا کی نماز کا وقت ہے اور صبح کو سحر  
 کہا نام وقت جو صبح کی نماز اوسوقت جائز نہیں اور فجرانی افق میں منصرف اور شتر یعنی دانہ اور بائیں پہلی اور چوڑی ہوتی ہے یہ صبح اسکی کہانی  
 مذکور ہو جاتی ہے اوسکو صبح صادق کہتے ہیں اسی وقت جو ابتدا نماز فجر کا اوسوقت صائم کو سحر کہا نام درست نہیں الی فیصلہ کلموع  
 ذکاء بالانصاف صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کا وقت شروع فجرانی سے جو آفتاب کی نکلنے تک تھا اساطیلے شارح نے کہا ذکا بعض ذال فجر  
 فجر سے آفتاب کا نام ہے ہم جو کہ حدیث امامت جبریل موافقت نماز میں اصل ہے اور شہر لہذا اوسکا ذکر کرنا یعنی شرح ہے ایسی مناسب مقام  
 ہے اور وجوب برکت معلوم کرنا چاہیے کہ اس حدیث کو بہت صحابیوں نے روایت کیا ہے از ابوالفضل ابن عباس اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ اور  
 عمر بن خرم اور ابوسعید خدری اور انس بن مالک اور ابن عمر اور بریدہ اور ابونوسی اشعری اور برار بن عازب اور جابر بن رضی اللہ عنہم  
 ابن عباس کی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور انہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امامت کی جبریل  
 علیہ السلام نے بیت اللہ کے نزدیک دوبار تو ظہر ادا کی پہلی بار جسوقت کہ سایہ اصلی مثل شراک یعنی بندہ فعلین کی مانند تھا پھر عصر پڑھی جبکہ  
 سایہ ہر چیز کا اوسکی برابر تھا پھر ظہر پڑھی جبکہ آفتاب ڈوبا اور روزہ کہو لہذا وقت آیا پھر عشا پڑھی جبکہ شفق ڈوبا پھر فجر کی نماز پڑھی جبکہ فجر کی اور ہم  
 پر کہا نام حرام ہوا اور دوسری بار ظہر پڑھی جبکہ سایہ ہر چیز کا اوسکی برابر ہو گیا کہ کسی عصر کی وقت پھر عصر پڑھی جبکہ سایہ ہر چیز کا اوسکی  
 پڑھی پہلے دن کی وقت پر پھر عشا پڑھی جبکہ تھائی رات کی پھر صبح پڑھی جبکہ زمین روشن ہو گئی پھر جبریل علیہ السلام میری وقت بتائی اور کہا اے محمد  
 یہ وقت ہے تجھے سمجھنے لیا کہ ادا وقت ہو یا نہیں ان دونوں وقتوں کے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں  
 اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کذا فی البدایہ شرح البدایہ للعینی وقت الظہر من ہلالہ ای میل  
 ذکاء عن کعب السدائی الی کلموع الظل مثلیہ اند ظہر کا وقت آفتاب کے زوال سے یعنی آفتاب کے ڈھلنے سے وسط آسمان سے ہر شو کے سایہ کے  
 دو چند ہونے تک ہم ظہر کے اول وقت میں غلات نہیں آخر وقت میں غلات ہو امام اعظم کے نزدیک مثلین تک جو یعنی دن و ناسایہ ہونے تک

حدائق مصطفیٰ  
 بکچھ میں کچھ نہیں  
 بہت قرب علی تقدیر  
 کی اور بعد میں ہونا  
 انکی کا دلیل ہے  
 پہلی ذکر اس میں  
 کے ساتھ گواہی  
 ہو دوسرے کتاب  
 تشریح سے ۱۸



المعنی فی السراج الرابع وقت العصر منه الى قبيل الغروب او عصر وقت سائر شلین سو وقت آفتاب کے ڈوبنے تک ہر پہلے طحاوی نے کہا ہے کہ  
مستند سے اور قول ضعیف یہ ہے کہ آفتاب کے زرد ہونے تک ہر وقت صحت ہے بعد الوقت الظلمة بعد شمس اگر آفتاب ڈوبا پر کل آیا تو عصر  
وقت دوسری بار محدود کر گیا یا نہیں جواب ظاہر ہے کہ ہاں وقت پہر آو گیا ہم یہ بحث ہے صاحب نہر کی بدلیل حدیث ہر شمس یعنی نخت سے اس  
علیہ وسلم علی مرفعی کی گوہر میں سو گئی جب آپ جلے تو معلوم ہوا کہ علی مرفعی نے عصر کی تکلیف فرمائی کہ الی علی نیری اور بری رسول کی طاعت میں آیا  
تو آفتاب کو پیر و دوسرے آفتاب پر کل آیا یا نہ کہ انہوں نے عصر کی نماز پڑھی اور بعد واقعہ خبر میں ہوا تھا اس حدیث کو طحاوی اور قاضی عیاض نے  
صحیح کہا ہے اور جب محدثین نے اسکو روایت کیا ہے از انجد طبرانی نے سند حسن سے اسکو روایت کیا ہے اور جسو اسکو منوع کہ چنانچہ ابن جوزی نے  
اسکو خطائی اور جاری تو اہد بھی اسکو مخالف نہیں کذا فی الطحاوی و فی الوسطی علی الخشب اور بھی عصر کی نماز وسطی سے بنا رہا ہے صحیح کے ہم  
قرآن مجید میں فرمایا کہ لِحَافِطُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى یعنی محافظت کرو نمازوں پر اور نماز وسطی پر یعنی درمیان کی افضل نماز پر سو  
نماز وسطی کی تعین میں تیسرے قول میں جو وہابیہ اور اسکی شرم میں مذکور میں از انجد ایک قول یہ ہے جو شارح نے ذکر کیا واللہ اعلم و وقت  
المغرب منه الغروب الشفق وهو الخمر عند ما دبه قالت الثالثة والیہ مرجع الامام کافی شمس المجمع وغیرہا کان هو المذهب  
اور منہ بیک وقت آفتاب کے غروب ہو سو شفق کے ڈوبنے تک اور شفق سو دوسری مراد جو غروب آفتاب کے بعد مغرب کی طرف رہتی ہے صاحبین  
نزدیک اور بھی کہا ہے تینوں اماموں نے اور اسی قول کی علت امام اعظم نے جو کلمہ چنانچہ مجمع وغیرہ کی شرح میں مذکور ہے تو بھی صاحبین کا  
قول صحیح مذہب شہر کیا ہم امام اعظم کے نزدیک وہ سفیدی ہے جو سحر کی بعد افاق میں ہوتی ہے اور بھی قول سے صدیق اکبر اور اس اور معاذ  
اور عائشہ صدیقہ کا اور ایک روایت ہے ابن عباس اور ابو ہریرہ و سو اور بھی مذہب ہے محمد بن عبدالعزیز اور اوزاعی اور زفر اور مرقی اور ابن منذر  
اور خطابی کا اور یہی مختار ہے میرا اور تھلب احمد لغت کا ابو داؤد میں حدیث ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نزول کیا اور فرمایا کہ نماز عشا کا وقت وہ  
ہو جبکہ افق سیاہ ہو جائے ابن حبان نے اسکو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابو داؤد اور ترمذی اور احمد نے تھلب بن بشیر سے روایت کی کہ رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جبکہ تیرہ یا سیر کا چاند ماقط ہوتا تھا کذا نے المعنی اور محقق نے نفع القدر میں امام کے قول کو ترجیح  
دی ہے اور کہا کہ شفق کو حرمت کہنا نہ امام کی روایت سے ثابت ہے نہ روایت سے اول تو اسو سلم کہ امام کی ظاہر الروایۃ کے مخالف ہے اور ثانی تو بدلیل حدیث  
ابن فضیل کے کہ آخر وقت مغرب کا بیان تاکہ ہے کہ افاق غائب ہو جائے اور غائب ہونا افاق یعنی کنارہ آسمان کا اس سفیدی کے ساقط ہو سکتا ہے جو سحر  
کے بعد ہوتی ہے اور محقق کے شاگرد شیخ قاسم نے صحیح قدوسی میں کہا تو ثابت ہوا کہ امام ہی کا قول صحیح ہے انہو تو اس سے ظاہر ہوا کہ فتویٰ اور عمل نہیں کہ  
امام اعظم کے قول پر اور اسکو چھوڑ کر صاحبین کے قول کو یا کسی اور کے قول کو لینا چاہیے بالضرورت ضعف دلیل یا تعامل کے اگرچہ شائخ نے صاحبین  
کے قول پر فتویٰ دیا ہو چنانچہ اسی مسئلہ میں اور سراج میں ہے کہ صاحبین کا قول اسے اور امام کا قول احوط کہانی البھر اور بعد جو دور میں ہے کہ  
بیان صاحبین کے قول پر فتویٰ افندی نے اسکو یوں رد کیا ہے کہ اسپر اعتماد جائز نہیں اور امام کے قول پر صاحبین کے قول کو ترجیح دینا  
درست نہیں مگر بوجہ ضعف دلیل کے بالضرورت یا بسبب تعامل یا اختلاف زمان کے حالانکہ ان چاروں امور سے کوئی متحقق نہیں تو امام ہی کے قول  
پر عمل کرنا اعلیٰ الخصوص جبکہ حسیا طبعی امام ہی کے مذہب پر ہو چنانچہ اس مسئلہ میں جو لازم ٹھہرا انہو و فیہ ان التعامل علی خلافہ اگر کوئی کہے کہ جب  
امام ایک جانب ہوں اور صاحبین دوسری جانب تو مفتی مختار جو چہر چاہے عمل کرے اسکو دو جواب ہیں ایک یہ کہ بعد حکم مفتی مجتہد پر محمول ہو اور  
جو مجتہد نہیں تو اسے یہ ہے کہ امام ہی کے قول پر مطلقا فتویٰ دے چنانچہ سراج میں مصرح ہو اور دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ بعض مشائخ کا قول ہو اور  
بعضوں کے نزدیک تو امام کے قول کے ہوتے صاحبین کے قول پر عمل چاہیے از انجد صاحب ہدایہ ہے اسنو تنقیس میں کہا کہ میرے نزدیک واجب ہے  
ہے کہ امام کے قول پر ہر حال میں فتویٰ دیا جائے کذا فی الطحاوی و وقت العشاء والیہ منہ الی الصبح اور نماز عشا اور وتر کا وقت

ملک غفرلہ میں مذکور ہے کہ زکریا کے منہ پر ہے

غروب شفق سے جو سب تک و لیکن لایقہ ان یقتل علیہا الوسا لا ناسیاً لوجوب الترتیب لا ینکھضان عند الامام و لیکن سبب نہیں  
مشاور و ترکا مقدم کرنا گھڑھو لکھ لکھ سبب و انتخب ترتیب کے ہو اسلئے کہ عشا اور ورون فرض میں امام کے نزدیک یہ لیکن عشا فرض میں ہے  
اور ورون فرض میں ہے اور صاحبین اور امامہ ثلثہ کے نزدیک و ترست ہو والدلائل نے اہلسنت و فاقہ وقتہما کبکلتا فان فیہما یظلم البصر  
قبل غروب الشفق فی اربعین فیہ الشتا ع اور نہ پانچوالا عشا اور ورون وقت کا جسے بنگار کے ساکن ہو اسلئے بنگار میں فجر طلوع کرتی ہو شفق کے  
غروب ہونے سے پہلے چار سو سال میں ہم قانوس میں ہو کہ بنگار ایک شہر ہے ملک مقابلہ کا نہایت جانب شمال کی شدید البرد اور بھیر جو شارح نے چاہ  
سرا کو ذکر کیا سو سہو ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ قصر لیا فی سال میں وہاں مشا کا وقت نہیں ہوتا چنانچہ بحر الرائق اور امداد الفلاح میں مذکور ہے یعنی  
اول صیف میں جبکہ آفتاب طلوع کرتا ہو اس سلطان میں تو اس وقت آفتاب زمین پر ۳۰ گھنٹے ٹھہرتا ہے اور ایک ساعت یعنی گھنٹہ بھر غروب ہوتا ہے  
عرض بلد کے حساب پر چنانچہ علمیت میں اسکی تفصیل مذکور ہے کذا فی الطوطا دی عن المجلی مکلف بہما فیقول لہما کہ پانچوالا عشا اور ورون کا مکلف  
ہے ان دونوں کا یعنی اس پر عشا اور ورون کا فرض ہے تو اندازہ کر لے ان دونوں نمازوں کو اسلئے یعنی بقدر مدت کے بعد غروب ہو کر  
بچھے عشا اور ورون جو تھی اسی قدر مدت کے بعد دونوں کو پڑھو یا بلا و قریہ پر قیام کر دو لا ینکھضان عند الامام و لیکن سبب نہیں  
الکبیر اور عشا اور ورون کے قضا کی نیت نکر ہو وقت ادا کے نہ ہونے کے سبب و اسکا فتویٰ دیا ہے برہان الدین کیر نے ہم قضا کی نیت ہو اسلئے کہ قضا  
اسکو کہتے ہیں جسکا وقت ہو اور وقت ہو جامی اور بہان وقت ہی نہیں تو قضا بھی نہیں واختارہ الکمال و تبعہ ابن السنت فی الغلظہ و صحیحہ و فتح  
المصنف اللہ للہب اور فرضیت عشا اور ورون کو نیت یا کر یا کر کمال الدین صاحب نفع القدر نے اور ابن شہنہ شارح و ہانیہ نے اسکی پیروی  
کی اپنی کتاب میں سو اسکی تعلیم کی ہے تو مصنف اس میں نے اسی تو کو مذہب صحیح کہاں کیا یعنی ولہذا اسکو میں میں داخل کیا برخلاف اکثر کے اور اکثر کے  
قول کی تصدیق کی چنانچہ اسکو اسکے یہ بصیرت تراضی ذکر کیا ہم شارح نے ہم تصدیق قول مصنف پر اشارہ کیا اور شہنہ نے امداد الفلاح  
میں اسکو تصدیق ہونے کی تصریح کی ہے کذا فی الطوطا دی و قیل لا یکلف بہما لعدم سببہما اور بعضوں نے کہا کہ عشا اور ورون کو وقت کا پانچوالا  
مکلف ان دونوں نمازوں میں ان کے سبب نہ ہونے کی وجہ نماز کا شکی ہو اور انشاء سبب بلزم انتفاء سبب و یہ جو ہے فی الکفر  
والدہر والمطلی اور اسی عدم وجوب کا یقین کیا ہو تون ثلثہ یعنی کثر الدقائق اور ورون اور ملتقی الا بحرین و یہ اقوی البقالی و واقعہ  
المطلی والمغنیانی اور اسکا فتویٰ دیا علامہ بقالی نے اور انکی موافقت کی بعد مخالفت کی طرانی اور مرغینانی تو ہم مجتہدین میں ہے  
کہ برہان امامہ کی وقت میں استفتاء وارہو کہ ہم لوگ اپنی شہر میں عشا کا وقت نہیں پاتے تو ہم پر عشا کی نماز واجب ہے یا نہیں تو جواب یہ لکھا کہ  
تیسرے واجب نہیں اور اسکا ظہر الدین مرغینانی نے فتویٰ دیا اور اسکا استفتاء بنگار سے وارہو الشمس اللامہ سدا فی پر تو قضا کرنے عشا کا فتویٰ  
دیا پر خوارزم میں سبب اسنتہ بقالی سے یہی استفتاء ہوا تو انہوں نے عدم وجوب کا فتویٰ دیا سو انکا جواب علوانی کو پونچا تو ایک شخص کو بھیجا کہ  
پاس خوارزم میں کہ مجھ میں اس سوال کر کے کیا کہنے ہو اس شخص کے حق میں جو پانچ فرضوں میں سے ایک فرض کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے یا نہیں تو  
شیخ بقالی نے طلب مال کا سمجھ گئی تو جواب یہ کہ تم کیا کہتے ہو اس شخص کی نسبت جسکے دونوں ہاتھ کبینوں سمیت با دو نو پانچوں ٹخنوں سمیت کاڑ گئے  
اوسم و منہ میں گئے فرض میں سائل نے جواب دیا کہ میں فرض میں سبب نہ ہونے محل چیتے فرض کے بقالی نے کہا کہ اس طرح پانچوں نماز بھی نہیں  
نہیں اسکو وقت کے نہ ہونے سے پہر جبکہ بھر جواب علوانی کو پونچا تو پسند کیا اور اس مسئلہ میں ان کے موافق ہو گئے کذا فی المسح و صحیحہ و شہنہ نے امداد  
و الحلیہ و کسعا المقال و منعا کذا الکمال اور عدم وجوب عشا کی ترجیح دی شہنہ نے امداد الفلاح میں حلیہ شارح میں نے اور اس میں کشتگو  
لی جو اور نہیں مانا اس قول کو جو کمال الدین محقق نے فتح القدر میں ذکر کیا ہے ہم غلامہ کلام محقق یہ ہے کہ قیاس عدم وجوب عشا سقوط غسل  
یہ میں نظر عین پر قیاس مع الفارق ہو کیونکہ عدم محل فرض میں اور عدم سبب جمعی میں جو وجوب حق نفس الامر کی علامت ہو فرق صریح ہو علاوہ

اسکو اخبار متواترہ شب سراج سو فریفت صلوٰۃ خمسہ جمیع اتفاق پر تفصیل شریعت عام ہو اور سیکڑم حدیث نسیم سلم دلیل مدعا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا صحابہ نے کہا کہ وہ زمین میں کتنا ٹھہرے گا فرمایا ہم دن ایک دن سال کی برابر اور ایک دن بیسے کی برابر اور ایک دن بیسے کی برابر اور باقی دن تمہاری دنوں کی مانند صحابہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دن کہ سال کی برابر ہے اوسمین ہوا کہ ایک دن کی نماز کفایت کرے گی فرمایا نہیں اوسکو واسطہ اندازہ کر لیا کہ نا ایتھے تو اس دن میں ۳۰۰ سوزیادہ عصر کی نماز واجب ہوئی مثل یا مثلین کے سایہ ہو جانے سے پہلے اسی کلام الکل علقہ جو طبعی ہے جو کہ جیسی صلوٰۃ خمسہ ٹھہر چکی ہیں اوسیکڑم وجوب کیواسطہ حساب اور شرع ٹھہر گئی ہیں کہ بد دن اونکو وجوب نہیں پایا جاتا اور اگر صلوٰۃ خمسہ کا حکم عام حساب اور شرع کے ساتھ مراد ہو تو مسلم ہو اور ٹھہر گئی ہیں اور اگر ہر فرد تکلف کا عموم مطلقا مراد ہو تو باطل ہو اسلام کے ماضی اگر بعد طلوع آفتاب کے ظاہر ہو مثلاً تو اس پر اوس دن فقط چار نمازیں واجب ہیں نہ پانچ اور حدیث دجال کی مخالف قیاس ہو تو اس پر غیر کو قیاس نہیں کر سکتو و تمام فی الطحاوی وغیرہ من البسوط غلط ولا یستأخذ بحديث الدجال لأنه وإن وجب لکن من ثلثه فلهذا مثلاً (أجل الزوال ليس كمثلنا لأن المقصود فيه العلامة لا الزمان وإنما فيه حقيقة فكذا لا مراتب من كتبنا ہون اور کمال الدین سنا نہیں کرتی دجال کی حدیث اسواسطہ کہ اگرچہ وہ ان تین سونظر سے مثلاً زیادہ تردد جب ہو کر زوال آفتاب سے پہلے ہماری اس سلسلہ کی مانند وہ دن نہیں اسواسطہ کہ یوم دجال میں فقط علامت اوقات مفقود نہیں اور بلغاریک عشا اور وتر میں علامت اوقات اور زمانہ دونوں مفقود ہیں یعنی نہ علامت عشا کی موجود ہو اور نہ اس قدر زمانہ متمد سے کہ مغرب اور عشا اور صبح کے اوقات کی برابر ہو بلکہ بامین غروب اور طلوع آفتاب کے فقط بعد مغرب اور صبح کے زمانہ ہوتا ہو ہم شارح کا مجھ کلام مسلم نہیں اسواسطہ کہ یوم دجال سال بھر کا ہو تو چوبیس چوبیس ساعت یعنی ۲۴ گھنٹے میں پانچ نمازیں ادا ہو گئی اور بلغاریک دن بھی اپنی رات کے ساتھ ۲۴ گھنٹے کا ہو تو اوسمین بھی پانچ نمازیں واجب ہو گئی تو زمانہ پایا گیا اور ہر نماز یوم دجال کے ہو گیا میں کہتا ہوں الحاصل وجوب اور عدم وجوب عشا میں دونوں تو نوکی نصیم ثابت ہی مگر یہ کہ دلیل تقدیر کی تشریح ہو اور مجھو بلغاریک کے رہنوالے نے خبر دی کہ جلد ایام گزرا میں شفق سرخ کے غائب ہونے سے پہلے فجر طلوع کرتی ہو اور وہ ان کے لوگ صوم میں رات کی مدت میں ایک بار یا دو بار کہاتے ہیں قبل ظاہر ہونے فجر کے اور وہ ان سے بھی دور کے رہنوالے شخص نے مجھ سے حکایت کی کہ وہ ان مطلق اندہ میرا نہیں ہوتا اور نصیر اور بلاد میں ہمیشہ اندہ میرا رہتا ہے وہ ان روشنی نہیں مگر چراغ کی نسیبان العلیم بحقائق الاحوال کذا فی الطحاوی والمصنوع للرجل لا ابتداء فی الفجر یا سفارہ والخمر بہ هو النجس اکلیت یزید اربعین آیہ ثم یقیدہ بلہامہ لوفضد اور مرد کو مستحب ہو شرع کرنا نماز فجر کا روشنی میں اور ختم کرنا روشنی میں بھی قول مختار سے اسطرح کہ آیت کو اذا حستہ کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کے دونوں کسٹون میں پڑے ہر نماز کو اعادہ کرے طہارت کے ساتھ اگر نسا کا ظاہر ہو ہم نسا کی صورت یہ کہ بد دن طہارت کے سب سے نماز پڑھی یا نماز میں کوئی نسا داغ ہو اور قبل یوم دجال لان النسا دمہم اور قول ضعیف یہ کہ فجر کی نماز کو بہت تاخیر کری اسواسطہ کہ ناسد ہو جانا نماز کا امر موم ہو ہم بحر الزمان میں ہر ایام کے تقدیر تاخیر نہ کرے کہ طلوع آفتاب میں شک و طغ ہو الاصل یہ کہ لایفہ فالغلیلین افضل کہ کلام مطلقا اگر ماسی کو فردا فقہ میں روز روشن میں نماز پڑنا مستحب نہیں تو وہ ان اندہ میری میں نماز افضل ہے جیسو عورت کو مطلقا خواہ حج میں یا غیر حج میں اندہ میری میں نماز بہتر ہے یعنی اسواسطہ کہ ناسد حال اس میں پردہ داری میں ہو وہ اندہ میری میں حاصل ہے وفي غیر النجس لافضل لہا انتظار فرائع الجماعۃ اور نمبر کے سوا اور نماز نہیں عورت کو فراغت جماعت کا انتظار کرنا افضل ہے یعنی جب مرد کی جماعت ہو چکے تب عورت مسجد میں نماز پڑھے و تاخیر لہا الصیغہ لیت کیستی الخ لفظ کذا فی الجمع وغیرہ ای بلا اشتراط شدۃ سحرۃ بلکہ وضد الجماعۃ اور مستحب ہو دیگر ناگرمی کی طم کا اسطرح کہ دیواروں کے سایہ میں پہلے مسجد جانے کی وقت مطلقا ایسا ہو مجھ وغیرہ میں مطلقا کی تفسیر یہ کہ تاخیر نہ کرے میں شرط نہیں شدت موسم گرما کی اور گرما شہر کی اور مسجد جماعت کا ہم صیغ کی قید میں اشارہ ہو کہ ربیع اور زلیحہ کے موسم میں نہیں طہر کی مستحب ہو اور تاخیر کی حد یہ کہ قبل از مثل نماز ہو اسواسطہ



خزانہ میں ہو کہ وقت کمزور ہو جو اختلاف کی حد میں داخل ہو اور جبکہ سایہ پیشی کا اوکی بار ہوا تو حد اختلاف میں داخل ہوا اور بعد قول شارح کلام سے بہتر ہے اسو اسلم کہ مصر کی دیوار دن کا سایہ اونکی بلندی کے سبب جلد حاصل ہوتا ہے کذا فی الطحاوی من کلمی و کافی الجوہرۃ وغیرہ کما مشہور علی ذلک منقول ہے اور جو کہ جوہرہ وغیرہ میں جو مشروط ہونا تاخیر کو بطور اسودہ کر دہ کا یعنی شدت حرارت وغیرہ کا سو مسلم نہیں اور میں خلل جو و جمعہ کلمہ اصلاحاً استحبنا فی الزمانیک لا غنا خلفہ اور جمعہ طہر کی مانند ہے اصل اور استحباب کی راہ سے درون موسم گرمی اور جاڑی میں اسو اسلم کہ جمعہ مختلف ہو طہر کا ہم یعنی اصل وقت جو طہر کا ہے وہی جمعہ کا ہے اور جیسو صیف میں طہر کی تاخیر مستحب ہے اور تعمیل اور ایام میں ویسایہ میں کما مشہور ہے اور جمعہ کو سرد وقت میں پڑھنا سنون نہیں سو شاید اس سلسلہ میں دروایتین میں اور جو کہ کہا کہ جمعہ غلیفہ ہے طہر اسو حد القولین ہے اور دوسرا قول مشہور ہے کہ جمعہ فرض مستقل ہے طہر سے زیادہ نہ ہو کہ کذا فی الطحاوی و تاخیر عصر و صبحا و شتاء توسیعہ للنفی اور مستحب ہے تاخیر کرنا عصر کا گرمی اور جاڑی میں نوافل کی گنجائش کیو طہر ہم ابو داؤد میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کو تاخیر کرتے تھے جب تک کہ آفتاب سفید اور صاف رہتا تھا کذا فی البحر مالہ تغیر ذکا بیان لا لحاکم الراعی فیہ فی الاصح تاخیر عصر کی مستحب ہے جب تک کہ آفتاب تغیر نہ ہو طہر چہر کہ آنکہ بہتر ہے آفتاب میں حیران ہو تو طہر ہم مراد ہے ہو کہ آفتاب کی روشنی کی چمک جاتی رہی تو بصارت کو اس سے حیرت حاصل نہ ہو اور تاخیر روشنی کا اعتبار نہیں اسلو کہ وہ تو زوال کے بعد حاصل ہوتا ہے اور قول ضعیف ہے کہ شعاع دیوار دن پر بد لجا ہے اور بعضوں نے کہا قرص آفتاب تغیر ہو جائی کذا فی الطحاوی من سراج و تاخیر عنسناو الی ثلث اللیل فیہ فی الحامیۃ وغیرہا بالشداء اعا اللہ فینذیر بغیرہا اور مستحب ہے دیگر پڑھنا عشا کا نہائی رات تک غایہ وغیرہ میں اس تاخیر کو مقید کہا ہے جاڑ دن کے ساتھ اور گرمیوں میں تو جلد پڑھنا عشا کا مستحب ہے یعنی اس خوف سے کہ عشا کا وقت خارج نہ ہو جائی غلبہ خواب سے کیونکہ رات بہت کم ہوتی ہے فان اشرفها الی ان زاد علی النصف کرہ لعل اللہ العالیہ فیغلب شہر اگر عشا کی تاخیر کی بیان تک کہ آدمی رات سے زیادہ ہو گئی تو بھٹا کر کہ وہ غلبہ غفلت جانت کیونکہ آدمی رات سے زیادہ ہو گیا تو تاخیر صباح ہو ہم نصف شب سے زیادہ تاخیر کر دہ بخیر ہے کذا فی الطحاوی من سراج و تاخیر عشا کی تاخیر اسو اسلم مستحب ہے تا قصہ خوانی کر دہ قطع ہو اور نامہ اعمال نماز پر ختم ہو جیسو شروع ہوا تھا صبح کی نماز سے تاکہ ویسایہ کی خطائیں نہ جادیں حق و غالی کے فرائض الحسناات یذہبن الشیطان نکلیان پڑھو کو دفع کرتی ہیں اور عشا سے پہلے ہونا کر دہ فوت جو عت کے وقت صلاہ کے لئے نہ جت ملکہ کر دہ کر دہ نہیں چنانچہ قرآن پڑھنا اور ذکر کرنا اور حکایات صالحین اور مذاکرہ فقہ اور گفتگو کرنا جہان اور اپنی جو روسی اور کر دہ کلام بعد فجر ہونے کے پہر جب نماز پڑھ چکے تو کر دہ نہیں کذا فی الطحاوی و اس العسکر الی اصغر الذکا ع اور اگر عت کی تاخیر کی آفتاب کے زرد ہو جانے تک تو کر دہ موقوف شروع دینہ قبل التقریر مذکا الیہ لایکرا پیر اگر عصر شروع کی آفتاب کے تغیر ہونے سے پہلے پہر نماز کو پڑھنا زردی آفتاب تک تو کر دہ نہیں و آخر المغرب الی الشبک اللہم کرہ ہا کرہ التاخر الفعل لایہ ما مویہ و اگر مغرب کی تاخیر کی تارون کے جب تک جانے تک یعنی اونکی بکثرت نمود ہونے تک تو بہر تاخیر کرنا کر دہ جو نہ نماز پڑھنا اس وقت کا اسو اسلم کہ نماز خوانی کا تو حکم ہے وہ کیونکہ کر دہ ہے حق میما المبعین کسفر فین علی اکل تاخیر عشا زائد از نصف شب اور تاخیر عصر تاروی آفتاب اور تاخیر مغرب تا طہر بخوم کر دہ بخیر ہے جو کر سفر اور کہنا کہانے کے عصر سے تاخیر کر دہ نہیں ہم کراہت بخیر تینوں سگون مستحق ہے کذا فی الطحاوی لہذا ازجہ میں اسکی تصریح کر دی و تاخیر الفوت الی اللیل والوقت بالانتساب اور تاخیر کرنا و تر کا آخر شب تک مستحب ہے اسکو جو اس وقت کے جاگنو پر بہر و سار کہتا ہے والا فقبل اللوم اور اگر جاگنے پر اعتماد نہ ہو تو سونے سے پہلے و تر کا پڑھنا افضل ہے فان آفاق فافق الا فاضل پہر اگر اول وقت و تر پڑھ کر سونے کے بعد جاگا تو امر مستحب فوت ہو گیا ہم ظاہر غیر و افق کے جاگنو سے استحباب فوت نہیں ہونا بلیل قول فیضان کہ جسکو نوبت نہ ہو تو اسکو مطلقاً تعمیل افضل ہے کذا فی الطحاوی و المستحب تعمیل ظہر و شتاء اور مستحب ہے جلد پڑھنا طہر کی نماز کا جاڑی میں ہم شتاء و زمانہ گرمیوں میں سردی شدید ہو اور صیف و گرمیوں میں گرمی سخت ہو اور بعضوں نے کہا کہ شتاء و گرمیوں میں دروایتین کی

ہونا چوکی اور روئی بھری کپڑے کی اور صیف وہ جو حسین و دونوں چیزوں کی حاجت نہ ہو اور ربیع اور خریف وہ جو حسین ایک چیز کی حاجت نہ ہو دونوں چیزوں کی کذا فی المطاویٰ عن الخلاصة علیٰ بہ الی بیع وبالصیف الخیف سوسم سہ ما کے ساتھ ربیع ملحق ہو اور موسم گرما کے ساتھ خریف ملحق ہو بحث ہو صاحب بحر کی اور منقول مذہب کے مخالف ہو اسو اسطر کہ شربلانی نے مجمع الروایات سے نقل کیا کہ ربیع اور خریف میں تعمیل ظہر کی مستحب ہو حالانکہ نقل کے ہوتے بحث کا کچھ اعتبار نہیں کذا فی المطاویٰ وقیل عصر عشاء یوم عید اور مستحب ہو تعمیل عصر اور عشا کی ابر کے و نہیں یعنی اسواسطے کہ تاخیر عصر میں احوال سے کمزور وقت کے آجائیکا اور عشا کی تاخیر میں تغلیل جماعت کا احتمال سے پانی پرستے اور کچھ کے خوف سے وقیل مغرب مطلقاً اور جلد پڑھنا مغرب کا ہر موسم شتا اور صیف میں مستحب ہو ہم اور اطلاق سے یہ مراد نہیں کہ ابر ہو یا نہ تعمیل مغرب کی مستحب ہو اسواسطے کہ ابر کے دن تاخیر مغرب کی مضر ہے و تاخیر کچھ قدر تک نہیں دیکھ کر تو تھا اور مغرب کی تاخیر کرنا بعدد دور کوئی کے کمزور ہے و تاخیر غیر عید کا اور عصر اور عشا کے سوا اور نماز و نہیں ابر کے دن تاخیر کرنا مستحب ہو یعنی فجر اور ظہر اور مغرب میں تاخیر ابر کے دن میں افضل ہے اسواسطے کہ فجر اور ظہر کے وقت میں کراہت نہیں تو تاخیر مغرب نہیں اور مغرب کی تعمیل میں یہ خوف ہو کہ قبل از غروب مبادا وہم ہو ہذا فی دیار کثرت تہاتک و یقل عادیۃ اوقاھا یہ حکم تعمیل عصر اور عشا کا اور تاخیر انکی سوا کا ابر کے دن ان ملکوں میں ہو جن میں جبارا بکثرت ہوتا ہو اور رعایت اوقات نماز ابر کے سبب سے کم ہوتی ہے چنانچہ بخارا وغیرہ اور الدنہ کے ملک میں اتمافی دیار ناقدی الخ حکم الاول اور ہمارے ملک میں یعنی مصر اور شام میں تو تعمیل حکم مرعی ہے یعنی تاخیر عصر کی مطلقاً اور عشا کی ثالث لیل اور تعمیل ظہر سہ ما اور ابرا اور ظہر صیف کے آخر مقدم ہے بحث ہو عینی کی اور صاحب ہستہ اسکو پسند کیا کہ کذا فی المطاویٰ وحکم الاذان کا لہذا وقیل الخ اور اذان کا حکم نماز کی مانند ہو تعمیل اور تاخیر میں تفصیل سابق کے موافق و ذکر الخیر و کل ما لا یجوز مکر وہ صلوۃ مطلقاً ولو قصداً او واجباً او نافلاً و علی جہاد تو وصیل کذا لایدری و سہو لا شک فیہ ہم سنو فی اور طوم آفتاب کے ساتھ کمزور ہے تحریمی ہو مطلق نماز اگرچہ قصداً ہو یا واجب یا فاضل یا جائز ہو یا نماز اربعہ ملاوت اور سجدہ سہو کا شمار نہ کیا نہ کہ کاسجدہ اور وقت کمزور نہیں کذا فی التبیان اور جو چیز جائز نہیں وہ کمزور ہے ہم یہ جواب سوال مقدور کا وہ یہ ہے کہ مصنف نے کمزور میں مطلق نماز کو غیر معتقد کو بھی شامل ہے ذکر کیا اور غیر معتقد باطل ہو نہ کمزور و خلاصہ جواب یہ ہے کہ مصنف نے کراہت لغوی کا اور ذکر کیا اور شام غیر جائز کو کمزور کہا ہے خواہ غیر جائز ہو یا باطل یا کمزور یا مطلق فقہ پر معلوم کرنا چاہیے کہ اصل میں مذکور ہے کہ جب تک آفتاب بقدر نیزہ بلند نہ ہو تو وہ در حکم طلوع ہے اور اتمام نماز کا یہ قول مختار ہے کہ جب تک آدمی آفتاب کے دیکھنے پر قدرت رکھتا ہے وہ طلوع میں داخل ہے اس میں نماز طلال نہیں پہر جب عاجز ہو اسکو نظر کرنے سے تو نماز طلال ہو گئی بھی تفسیر تفسیر مصمم کی مناسب ہو چنانچہ سابق میں گذر گیا کذا فی المطاویٰ والا لعلوا فلا یستعینون من فعلہا الا انہم یذکرکھا والاداء الجاؤ عند البعض والی من ان ذلک اصلاً کما فی التقنیۃ وشیخنا مکرعوا لم یذکر نماز دین اور وقت کی نماز سوسواسطر کہ وہ نماز چوڑ وین کے اور جو اگر بعضوں کے نزدیک جائز ہو وہ بالکل چوڑ وین سواوی ہے چنانچہ تمیز و غیر مابین ہم بعض سو بیان امام شافعی مراد ہیں کذا فی المطاویٰ واستویہ الا فضل یوم الجمعة علی قول الثانی للصحیح المعتمد کذا فی الاکتفاء و لعل الخ علی الخ و ان علیہ الفتویٰ اور نماز مطلق کمزور تحریمی ہے آفتاب کے متوسط ہونے کے وقت آسمان میں یعنی تھیک و پہر کو کمزور و جمع کے فعل کمزور نہیں ابو یوسف کے قول کے معتد پر چنانچہ اشباہ میں جو اور حلبی شارح غیب نے عادی سے نقل کیا کہ ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہے و عروب الاعصر یومہ فلا ینکر فعلہ لادانہ کما یجب بخلاف الفی و الاحادیث لقار جہت فلتساقطت کما یطہر صدر الشریعہ و نماز کمزور تحریمی ہو آفتاب کے غروب ہونے کے ساتھ مگر روز غروب کی عصر تو اسکا پڑھنا اور وقت کمزور نہیں بسبب اسکو اور جو جانے کے جسطرح کہ وہ نقص واجب ہوئی تھی برخلاف فجر کے اور احادیث اس میں متعارض ہیں تو ساقط العمل ہو گئی چنانچہ شریعت و قایہ میں صدر الشریعہ نے اسکو مشرح بیان کیا جو ہم اسی دن کی عصر جائز ہو



عن البردکری نقل عنہ اذ لو تحية مسجد وكل كان واجبا له ليعينه بل لغيره وهو ما يتوقف وجوبه على ضلوه كمن سئل فمضى  
 ركنه لطواف وسجد سجدتين والذى شئ من ضلوه وقت مصلته او كذا ثم افسداه ولو سنة الفجر بعد الصلوة في وقتها  
 اور بعد نماز عصر کی نماز کے قصد انفل کر دے اگرچہ تحية المسجد ہو اور جو نماز کہ واجب لعینه نہیں بلکہ واجب لغیرہ ہو واجب لغیرہ وہ جو جسکا  
 وجوب عین فعل پر موقوف ہو چنانچہ تحية المسجد کی نماز اور طواف کی دو رکعتیں اور دو سجدہ سہو کے اور جس نماز کو شروع کیا سجدہ یا کر و ہفت  
 میں پہراؤ کو فاسد کر دیا اگرچہ فجر کی سنت ہو ہم بعد اسے اس قول کا کہ جب فجر کی اقامت ہو اور فوت ہوئے فرض کا خوف ہو نوست کو شروع  
 کر کے قطع کرے پہراؤ کو فساد کرے طلوع سے پہلے دہر و دہر عی کہ جس فعل کو فساد کیا اسکی قضا اسوقت میں کر دے علاوہ یہ جو کہ قطع  
 کیواسے شروع کرنا شرعاً قیہم سے فعل میں قصد کی قید اسواسطہ لگائی کہ اگر تہجد کی نماز پڑھتا ہو اور ایک رکعت کے بعد فجر طالع ہو تو انفل ہیہ  
 کہ دوسری رکعت پڑھے کیونکہ فعل بعد فجر کے بدون قصد کے واقع ہوئی اور یہ نماز سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتی صحیح تر قول میں گذرا  
 نے الطحاوی و ابی الجوزی و یعقوبہ نقل وغیرہ معہ کے بعد کر دے اگرچہ عصر کے ساتھ ملائی گئی ہو عرفات میں گذرا فی النہر عن اہراج  
 و الفسنة لا یکرہ قضاء فائتة ولو فی وقت لا یجوز الا ان یصلوا حیث لا یکرہ و نہیں قضاوت ہو گئی ناگاہا گھٹانہ و تر ہو امدت  
 سجدہ تلاوت کا اور نہ نماز جنازہ بعد نماز فجر اور عصر کے و کذا حکم من کراهة تفیل و واجب لغیرہ کا فرض و واجب لعینه بہا لہ  
 فی سبب سنتہ لشغل الوقت بہ تفکیک اور اسی طرح حکم کر دے ہوئے فعل اور واجب لغیرہ کا نہ فرض اور واجب لعینه کا بعد طلوع  
 ہونے فجر کے سوا پر سنت فجر کے بسبب مشغول ہونے اسوقت میں فجر کی نماز فجر کے ساتھ تقدیراً یعنی شام نے اسوقت میں نوافل اور واجب  
 کی گنجائش نہیں رکھی سوا پر سنت فجر کے ہم کراہت فعل کی دلیل صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے جو ام المؤمنین حفصہ سے مروی ہے کہ رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع کرتی تھی نہیں پڑھتے تھے مگر ملکی دو رکعتیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو رکعت سنت سے زیادہ نہیں پڑھا  
 تھے باوجود شوق کثرت نوافل اور محبت سے میں جو کہ سنت فجر میں حقیقت ذات چاہتے بدلیل قول ابن عمر کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو سنا کہ دونوں رکعتوں میں مثل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ یحیی و یمیت پڑھتے تھے گذرا فی المسینہ حجتہ لو فی نظو کا کان سنۃ الفجر  
 بلا تعین بھانگ کہ اگر بعد طلوع فجر کے کسی فعل کی عین کی تو وہ سنت فجر کی جو جاوگی بدون تعین کرنے کے ہم بعد میں ہی اس قول باجمہر  
 کہ تعین نیت شرط نہیں سنت اور سجدہ میں بلکہ اسکو مطلق نیت نماز کی کافی ہے گذرا فی الطحاوی و قبل صلوة مغرب لکراہۃ تاخیرہ  
 یسیرا اور کر دے فعل اور واجب لغیرہ نماز مغرب سے پہلے بسبب کر دے ہو تاخیر مغرب کے مگر ٹھوڑی تاخیر کر دے نہیں ہم قضا فائتہ اور  
 نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت اسوقت میں بلا کراہت جائز ہے اور پہلے مغرب کی نماز پڑھی ہو چنانچہ کی نماز پر سنت مغرب کی ابتدا ہوا کہ  
 بعد انصاف کا بیان ہے اور شرح فیہ میں ہے کہ فتویٰ اسپر جو کہ جمعہ کی سنت کے بعد نماز جنازہ کی پڑھی تو بموجب اسکی مغرب کی سنت  
 سے بھی تاخیر جنازہ جائز ہے اسواسطہ کہ موکر نہ ہے گذرا فی الطحاوی عن البردکری عن احمد بن محمد عن ابی الجوزی او فایہ للفقہ ان لم  
 یکن الحجۃ لخطبة ما وسیعاً ما غنر کی تمام صلوات کر دے ہوئے فعل اور واجب لغیرہ وقت خطبے امام کے جو عیسوی خطبہ پڑھا  
 کیواسطہ امام کے کھڑے ہونے کیوقت منبر پر چڑھے کے لہذا اگر امام کا جوہر آخر نماز امام نہ کرے اور آگے باب العیدین میں اور چاکر  
 خطبے و مثل میں یعنی خطبہ جمعہ اور خطبہ عید الفطر اور خطبہ عید اور تین خطبے جمع کے اور خطبہ ختم قرآن اور خطبہ ختام اور خطبہ استعاذہ و خطبہ کو  
 بخلاف فائتہ فائتہ لاکر کہ بر غلات نماز فائتہ کہ اسکی قضا وقت خطبہ کر دے نہیں و قیدھا المصنف و البیہقی واجبۃ  
 التنبیہ والا فیکر و بہ الحصل التوفیق بین کلاہما فی النہایۃ و القہر و المصنف فائتہ میں باب العیدین و فیہ لکائی اور اگر وہ نماز  
 فائتہ لازم الترتیب نہیں نوافل اسکی قضا خطبہ کیوقت کر دے ہو اور اس قید سے موافقت حاصل ہوئی ہے نہایت اور صدر الشریعہ کے دونوں

تساقطت علی وقتہ ہرگز و فرمودہ کہ اگر وقت میں تو وہ فرض ہے جس کو اس وقت پر مقدم کیا یعنی اگر ظہر کی وقت  
پڑھی تو عصر کی نماز قاسد ہو گئی و حکم کو محسوس کی آخر اے وہاں ہم بطریق فقہاء حرام سے ناخبر اگر اس کے بالعکس کیا یعنی فرض کی تاخیر کیست چنانچہ  
غیر عشا کے ساتھ ملا کر پڑھے اگرچہ تاخیر سے فرض صحیح ہے بطریق فساد کے الا حکم جامعہ و منہج فیہ کہ حاجی کو جمع کرنا ظہر اور عصر کو وقت  
میں اور مغرب اور عشا کا مزدلفہ میں ثابت ہو چنانچہ کتاب الحج میں آدھکا و لا باس بالقلید عند الضرورة اور کچھ مفاہیہ نہیں ابو امام کے سوا دوسرے  
امام کی تقلید کرنے میں ضرورت کی وقت یعنی اگر امام شافعی کی سفر کی ضرورت سے جمع میں الصلوٰۃ میں مثلاً تقلید کرے تو جائز ہے علیٰ ہر صورت  
مجاز میں کہ وہاں اہل قافلہ نہیں ٹھہرتے اور قہار نہیں ہیں جان و مال کا خوف ہو چکا ہو دے کہ ظاہر ضرورت کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ بدون  
ضرورت کے تقلید غیر امام جائز نہیں اور مجہد ایک قول ہے مذہب ہواد دوسرا قول فقہاء مجہد ہے کہ تقلید دوسری امام کی جائز ہے اگرچہ بدعت ہے  
کے ہو گو کہ بعد وقوع اور نزول کے ہو چنانچہ خطیب اس کتاب میں ہم مذکور کر چکے ہیں اور البتہ مسئلہ تقلید میں چند مسائل جدا گانہ تصنیف ہوئی  
ہیں و نو تو نو پر انتہائی الطوطاوی لکھتے ہیں ان کے مجموعہ کا فیصلہ الا ما مر لک من انما قد خلت احکامہم بالاجماع لیکن  
دوسری امام کی تقلید میں شرط مجہد ہے کہ لازم پڑھے سب ان احکام کو جن کو اس عمل کیو اسطو اس امام نے واجب ٹھہرایا اس واسطے کہ ہم ان کے مذہب  
کو پہنچے ہیں کہ جو حکم و مذہب سے مخلوط ہو وہ بالجامع باطل ہے ہم جمع میں الصلوٰۃ میں امام شافعی کے احکام مجہد میں کہ اگر ہم تقدیم سے نواد میں  
شرط ہے پہلے نماز کی تقدیم اور جمع کی نیت کر لینا پھر اس کے فارغ ہونے سے پہلے اور دونوں نمازوں میں مسند جدائی کرے جسکو عرف میں چائی  
جست ہوں اور جمع تاخیر میں اسکو سوا کسی کوئی شرط نہیں کہ نیت کرے جمع میں الصلوٰۃ میں پہلی نماز کی وقت کے خارج ہونے سے پہلے اور جمع تقدیم فصل  
ہے مسافر کو منزل پر اور جمع تاخیر سے پہلے کی حالت میں اور مسافر اکثر مبتلا ہوتا ہے ایسی فعل کا خصوصاً حاجی اور تقلید میں کچھ ڈر نہیں کدا  
فی الزہر الفائق **باب الاذان** یہ باب ہے اذان کے بیان میں ہم اذان بروزن زمان مصدر ہے اور یقیناً نے کہا  
اس مصدر سے اسکو کہ ماضی اسکی اذان بالشدید اور مصدر اذان آتا ہے ہو لفظ الاذان احکام اذان نیت میں ہمینی اعلام صحیح یعنی آگاہ و خبردار کرنا و شرعاً  
اسلام مخصوص ہے لم یقل بل یقول الوقت لیعلم الفائتہ و بین یدی الخطیب کی وجہ مخصوص ہے لفظ الاذان مخصوص ہے و شریعت میں  
اذان ایک مخصوص خبردار کرنا ہے یعنی نماز کے ٹی طریق مخصوص جہ الفاء معینہ مرتبہ سے مصنف نے اذان کو اعلام مخصوص بدخول وقت نکالنا  
اذان کی تعلیم فضا کی اذان اور خطیب کے سامنے کی اذان کو بھی شامل رہی یعنی قضا کی اذان میں وقت نہیں ہوتا اور خطیب الی اذان میں اگرچہ وقت  
ہو اگر اسکی آگاہی تو اذان سے پہلے ہو چکی ہے ہم جن لوگوں نے دخول وقت کی قید لگائی ہے تو انہوں نے اصل مشروعیت اذان کا لحاظ کیا ہے اور  
بمقتورین اذان فائتہ اور خطیب کے سامنے کی بھی داخل رہی اور الفاظ مخصوصہ کی قید سے بھی شاربہ ہوا کہ فارسی میں اذان درست نہیں گو لوگ  
جان لین کہ اذان ہوتی ہے کہ ماضی انسانی ناقل عن اسلم مسیحیہ ابتدا اذان جبریل علیہ السلام و اقامتہ صلی علیہ وسلم  
قرم و یا عبد اللہ بن زید اذان الملائک النازل من السماء فی الشیئہ الا ان من الجبریل شروع میں اذان کا سبب جبریل علیہ السلام کی اذان  
ہے اور اقامت اذکی شب معراج میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہونے کی وقت یعنی جب بیت المقدس میں آپ امام ہوئے تھے حضرات  
انبیاء علیہم السلام کو درگفت فعل میں پہلے کے بعد خواب میں دیکھا عبد اللہ بن زید انصاری کا اول سال ہجری میں اس فرشتے کی اذان جو اس  
سے آتا تھا ہم بیان یہ اعراض ہوتا ہے کہ غیر انبیاء کی خواب پر بناء احکام شرعی نہیں ہوتی پھر عبد اللہ وغیرہ کی خواب سے اذان کی بھی شروع ہوئی  
تو اسکا جواب مجہد کہ ثبوت اذان کا فقط عبد اللہ وغیرہ کی خواب سے نہیں ہوا بلکہ آنحضرت مسلم کے حکم سے ہوا بعد وحی کے ہوا علیہ عبد اللہ بن زید  
اور ابو داؤد نے مسہل میں روایت کی کہ عمر بن الخطاب نے جب اذان خواب میں دیکھی اور حضرت کو خبر دی کہ اسکی قوم معلوم ہوا کہ وحی میں اسکا حکم ہو چکا اور  
بلال کی اذان کان میں پونچھی پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان میں وحی تجھ سے سبقت کر گئی ابن حجر کی نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
الحمد لله رب العالمین  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله  
والسليم

کہ پھر حدیثین اس بات پر وال میں کہ اذان کہ منقطع میں قبل جرت شروع ہوئی چنانچہ طبرانی اور دارقطنی اور بزار نے اس مضمون کی حدیثین روایت کی ہیں  
 مگر حق یہ ہے کہ ان احادیث میں سے کوئی بھی نہیں خبر صحیح ہے کہ شروع اذان کا مدینہ پاک میں ہوا جس کا مسلمین میں مذکور ہے کہ اذان فی الشامی وہل ہو  
 جبکہ قبل و قبل سوال اذان کا فرشتہ جبریلؑ تھے یا کوئی اور جواب بعضوں نے کہا جبریلؑ تھے اور بعضوں نے کہا غیر جبریلؑ علیہ السلام و سببہ  
 بقاء دخول الوقت اور اذان کا سبب کی راہ سے نماز کی وقت کا داخل ہونا ہی ہم شامی نے کہا کہ بقاء و تیز سے جسکا معنی ابھی سپرد ہو گیا ہے  
 یعنی سبب سے کہ باقی رہنے کا اس سے بھی مراد کہ جس کے حادث ہونے سے اذان اُسر نہ کہنی پڑی وہ دخول وقت ہو و سببہ للرجل فی مکان علی  
 مؤکدہ تھی کا لوجہ فی حق الا للرجل الحسن اور اذان مردوں کو اسطوار و غیر مکان میں سنت مؤکدہ ہے و فرض چمکان کے لئے سنت  
 مؤکدہ و جب کی مانند ہر گنگھار ہونے میں اگر چوڑ و غیر سو ہم محمد نے کہا کہ اگر اہل شہر ترک اذان پر اتفاق کریں تو انکا قتال حلال ہے اور ابو یوسف نے  
 کہا کہ وہ لوگ مارنے اور قید کرنے کے لائق ہیں اور وہ سنت کفایہ ہے یعنی شہر میں ایک شخص کی اذان کفایت کرتی ہے کہ اذان فی الطحاوی و فی وقفا و اوقفا  
 لا تنسہ للصلوة حتی یدرکہ لا للوقت اذان سنت ہے فرض کی وقت میں اگرچہ فرض نفا ہو ہو مسلم کہ اذان نماز کی سنت ہے نہ وقت کی یہاں  
 کہ اگر مہینوں کو غیر کی ٹھنڈی وقت اذان و بجائی ہے یعنی تقدیم و تاخیر میں اذان نماز کی تابع ہے کہ اذان فی الطحاوی و لا یسن لغیرہا کعبہ اذان سنون  
 نہیں ہوا فرض نمازوں کے اور نماز ان کے لمو مانند عید کی ہم عید کی مانند نماز جنازہ اور نماز کسوف اور نماز استسقا اور تراویح اور سنن و تہابین  
 اور تراویح و امام اعظم کے نزدیک واجب ہے مگر چونکہ وقت عشا میں اذان کیا جاتا ہے تو عشا ہی کی اذان پر اکتفا کیا گیا کہ اذان فی الشامی فقہاء اذان وقع  
 بعضہ قبلہ کا اقا و خلافا لا لا لا فی العجب تو دوسری بار اذان کہی جاوے اگر بعضے کلمات اذان کے فرض کی وقت سے پہلے واقع ہوئے ہوں  
 اقامت کی مانند بر خلاف ابو یوسف کے فوج میں یعنی اذان کے نزدیک آدمی رات کے بعد فجر کی اذان درست ہے ہم اقامت اگر قبل وقت ہو تو اسکا اقامت  
 بالانفاق ہے اور اگر امام حاضر ہو اقامت کے بعد ساعت بہر ہے اور اسوقت فجر کی سنت پڑھی تو اقامت کو دوسری بار کہنا واجب نہیں تو صریحاً معلوم  
 ہو گیا کہ اگر اقامت کے اذان نماز نہ پڑھی تو اقامت باطل نہیں کہ اذان فی الطحاوی و عن الخ یعنی یکتب تکبیر فی ابتدا اذنه و عن الشافعی  
 اذان سنت ہے جا بار تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے کے ساتھ شروع اذان میں اور ابو یوسف سے ایک روایت میں دو بار تکبیر ہے ہم بھلی اذان میں جا  
 بار اللہ اکبر کہے ہر طرح کہ ایک آواز میں دو بار اور دوسری آواز میں بھی دو بار اللہ اکبر کہے یعنی چار آوازوں سے چاروں تکبیر کو غلطہ و غلطہ کہی  
 کہ اذان فی الطحاوی و بفتح کواکبر العوام یعقوب اکبر کی رسم کو زبر کے ساتھ کہی اور عوام لوگ اسکو پیش دیتی ہیں کہ اذان فی روضہ ہم مفسرین میں  
 ہے کہ ہون کو اختیار ہے چاہی کہ بر کی رسم کو ضمہ یعنی پیش دے چاہی جزم اور اگر آتش زدگی میں اللہ اکبر چند بار کہے تو ہم ذات مزونہ سے یہ بار اور  
 اکبر کا لفظ بھلی بار کی سوا چاہے پیش کے ساتھ کہی جائے جزم کے ساتھ کہ اذان فی الطحاوی و عن ابی السمو و لکن فی الطلبہ معنی قولہ علیہ السلام  
 الا اذان جس میں ای مقطوع لہ فلا یقول للہ لانه استغنام و اللہ کے شریعت لیکن طلبہ میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول الا اذان  
 جزم کا بھیہ مطلب ہے کہ اذان مقطوع اللہ سے یعنی اللہ کے لفظ میں اللہ کو شش نہیں تو اسکو الف کو بڑا کر بولے کہ وہ پر چند ہے کہ کیا اللہ  
 بڑا ہے اور ہون کہنا شرعاً غلط ہے ہم جبکہ ہمیشہ غلط ہو تو اسطرح اذان کر دے جو اگر استغنام کا ارادہ کر لگا تو کافر ہو گا کہ اذان فی الطحاوی  
 اور شامی میں ہے کہ سیوطی سے اس حدیث کا حال پوچھا گیا تو کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں بلکہ ابراہیم نخعی کا قول ہے او مقطوع عن کذا الاخر للوقوف  
 فلا یقف بالافہ فاما لکن لکن فیہ من الباب السادس والثلاثین یا حدیث مذکور کا یہ مطلب کہ آخر کی حرکت مقطوع ہے نہ وقت  
 انکر ہو پیش پر کہ وہ لغت عرب میں غلط ہو چنانچہ فتاویٰ میر فیہ کے چتر میں باب میں ہے یعنی اذان میں جنس میں سے کسی آخر حرکت پر وقت کر  
 حرکت نہ ہو لیکن چہہ اللہ اکبر جو اذان میں ہیں اور میں سے اول اور تیسری اور پانچویں میں البر کی رسم کو چاہی ساکن اور اگر یہ چار ہی فتم کے ساتھ آوے  
 ملا ہو اور اگر پیش سے ملا دیا تو خلاف سنت ہو گا کہ اذان فی الطحاوی و الشامی لنفسا ولا یجیم فانه مکرر و ملحق اور اذان میں ترمیم نہیں ہونی

۹۰  
 فیہ من الباب السادس والثلاثین  
 یا حدیث مذکور کا یہ مطلب کہ آخر کی حرکت مقطوع ہے نہ وقت

ترجیع کرد و چون کذا فی التعلق هم ترجیع بجهت حرکات شهادتین یعنی تشهدان لا اله الا الله تشهدان لا اله الا الله تشهدان محمد رسول الله تشهد  
 ان محمد رسول الله که چنانچه است ای هر چاره آن کلمات کو زور کسی که بجهت شامعی بجهت سبب است و در هر بار نزدیک کرده و ترجیحی بکذا فی التعلق  
 و ادائی مذکور کی اذان جزو ترجیع حدیث میں مذکور و در اسباب بر محمول بود که بطریق تعلیم کے بھی کیونکہ جمیع روایات متفق ہیں کہ اس پر کہ بلال اذان  
 میں ترجیع کرتے تھے اس کو اس کا اہلانی میں انی مقدمہ کی اذان میں بھی ترجیع نہیں تو عدم ترجیع ہی ثابت ہوا اور وجہ کراہت بعد ہی کہ اذان اعلام کے لہجے  
 میں ہے اور اس لئے کہ بعد ہی اعلام نہیں ہوتا کہ نہ فی الشامی ولا فی الیہای تلقی بقید کلماتی فانہا لیل فیلہ وبعائہ کا لفظ اذان اور اذان  
 میں کہ نہیں یعنی وہ لگتی ہوا اذان کے کلمات متغیر کردی کہ اس کا کرنا او شستنا حلال نہیں جیسو اذان کو رفتی کا فعل اسو سماع حلال نہیں ہم لہجے میں ہے کہ  
 حروف کے ادائی اور انکی حرکات اور سکانات میں کوئی تبدیلی رائج ہو چکا ہے کہانے میں ایسا ہوتا ہو اور خطا و اعرابی کو بھی لہجے میں و بلال فقیر حسن  
 اور خوش آواز ہی بغیر متغیر کرنے کلمات اور حرکات اور سکانات کے ثواب ہے اذان اور قرآن میں ہم یعنی نفسی یا تغیر خوب ہی اسو اسطو کہ نفسین ترجیح طلبہ  
 ہے اور تحسین صوت کو تغیر لازم نہیں کذا فی البعد و قبل لا یاس بہ فی الیہای علیہ اور قول ضعیف یہ ہے کہ کچھ در نہیں جی علی الصلوۃ اور جی علی  
 الفلاح لہجے میں ہم فاعلی اس قول کا حلوانی ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ وہ دو کلمات ذکر نہیں اور لفظ لا یاس بہ جیسا اشارہ ہے اسطو کہ کذا فی  
 یہ ہے کہ ان میں بھی لہجے میں کذا فی الشامی و بترسل فی سبک کلمتین و یکلا ترکہ و یثدب عاقلہ و در موزن اذان کو ضمہ ٹھہرے  
 اندک سکوت کر کے دو دو کلمہ کے درمیان میں اور ترسل یعنی سبک کلمتین کرنا کر دے اور اسکو ترک کرے اذان کو پہر کہنا مستحب ہے کذا فی الطحاوی  
 عن الطبرانی و یکتف فیہ وکن ایما مطلقا و قبل ان یحلل متساعیا مینا و یثا لا یظن ان لا یستدبر القبلة بصلوۃ و فلاح  
 اذان میں منہ جھپٹ دینے اور بائیں جی علی الصلوۃ اور علی الفلاح کہنے کے ساتھ اور اسطو کہ اقامت میں التفات کرے تر حال میں یعنی جگہ میں دست  
 نہ یا ہو اور بعضوں نے کہ اگر جگہ کا کان کت دہ ہو تو التفات کرے التفات فقط دانی اور بائیں سے تاکہ پشت واقع ہو قبلہ کی طرف و لو وجہ  
 و یسویہ و لا یستدبر القبلة اذان و بعد التفات نہ کو ترک کرے اگرچہ موزن نہ ہو یا بچہ ہوئے کیونست اذان کہتا ہو اسو اسطو کہ التفات اذان میں  
 سنت ہو ہر طرف و یستدبر القبلة و یثدب عاقلہ کہ منہ آ اور موزن گردش کرے اذان کے متناہی میں اگر وہ کثا و دہ ہوا دیا ہوا سر او  
 طاقم سر چلنے کے خبردار کرے کہ ہم ہنخت صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت منارہ اذان کے لہجے نہ تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جہت پر اذان کیا کرتے  
 تھے بعد کو امیر معاویہ کے حکم سے منارہ بنا یا گیا و یقول ندباً بعد فلاح اذان الفلاح الصلوۃ خیر من النوم مرتین لکذا وقت نوم و دستہ ہا  
 کے طریق سے و بار کے اذان بخیر می علی الفلاح کذا بعد الصلوۃ خیر من النوم یعنی نماز بہتر سے نیند سی اسو اسطو کہ یہ نیند کا وقت ہو و یجعل لکذا خیر  
 و خیرا و ذیہ فاذا نہ بد و لا حسن فیہ حسن اور بطریق استحب کہ کرے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں کے سوراخ میں کہ اذان لہجے  
 انگلی کہنے کے خوب ہو اور انگلی کہہ کریت خوب ہی ہم کان میں انگلی رکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس فعل سے آواز بلند ہو جاتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ  
 حضرت بلال کو فرمایا کہ دو نو کانوں میں انگلیاں کر کہ اس سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہوگی اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ پہر اور دور کا آدمی آواز نہیں  
 سنا اس فعل کو دیکھ کر گاہ ہو جائے کہ اذان ہو و الا فاکہ کلا اذان فیما حق و اقامت جبکہ عوام تکبیر بولتے ہیں اذان کی اندھے حکام  
 مذکورہ میں ہم اذان کے احکام جو جن میں گئے دس میں یعنی مشن ہونا و اذان کی اسطو اور اعادہ اسکا اگر وقت سے پہلے ہوئی ہو اور شروع  
 کرنا چاہتے ہیں اور ترجیع کرنا اور لہجے میں اور شمر ٹھہر کرنا اور التفات اور گردش اور ترجمان الصلوۃ خیر من النوم کا زیادہ کرنا اور کانوں میں انگلیاں  
 کہنا و لیکن صنف نے تین احکام کو ان احکام شمرہ سو خال والا تو شمر ٹھہر کر کے پہلے جلد جلد کہنا اور الصلوۃ خیر من النوم کی عوض و اقامت الصلوۃ  
 کہنا اور کان میں انگلی نہ کہنا مذکور کیا نوسات حکم مشترک باقی رہے نہ کہنے کا لہجے کا لہجے کرنا بھی لازم نہیں لکن جی ای الا فاکہ و  
 کذا الامامۃ افضل منہ فیہ لیکن اقامت اور اسطو کہ اذان ہو اذان کو کذا فی الفتح و لا یضرب المذمۃ اصغیر فی الذین کہانہا اخفض اور اقامت

و یکتف فیہ وکن ایما مطلقا و قبل ان یحلل متساعیا مینا و یثا لا یظن ان لا یستدبر القبلة بصلوۃ و فلاح  
 اذان میں منہ جھپٹ دینے اور بائیں جی علی الصلوۃ اور علی الفلاح کہنے کے ساتھ اور اسطو کہ اقامت میں التفات کرے تر حال میں یعنی جگہ میں دست  
 نہ یا ہو اور بعضوں نے کہ اگر جگہ کا کان کت دہ ہو تو التفات کرے التفات فقط دانی اور بائیں سے تاکہ پشت واقع ہو قبلہ کی طرف و لو وجہ  
 و یسویہ و لا یستدبر القبلة اذان و بعد التفات نہ کو ترک کرے اگرچہ موزن نہ ہو یا بچہ ہوئے کیونست اذان کہتا ہو اسو اسطو کہ التفات اذان میں  
 سنت ہو ہر طرف و یستدبر القبلة و یثدب عاقلہ کہ منہ آ اور موزن گردش کرے اذان کے متناہی میں اگر وہ کثا و دہ ہوا دیا ہوا سر او  
 طاقم سر چلنے کے خبردار کرے کہ ہم ہنخت صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت منارہ اذان کے لہجے نہ تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جہت پر اذان کیا کرتے  
 تھے بعد کو امیر معاویہ کے حکم سے منارہ بنا یا گیا و یقول ندباً بعد فلاح اذان الفلاح الصلوۃ خیر من النوم مرتین لکذا وقت نوم و دستہ ہا  
 کے طریق سے و بار کے اذان بخیر می علی الفلاح کذا بعد الصلوۃ خیر من النوم یعنی نماز بہتر سے نیند سی اسو اسطو کہ یہ نیند کا وقت ہو و یجعل لکذا خیر  
 و خیرا و ذیہ فاذا نہ بد و لا حسن فیہ حسن اور بطریق استحب کہ کرے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں کے سوراخ میں کہ اذان لہجے  
 انگلی کہنے کے خوب ہو اور انگلی کہہ کریت خوب ہی ہم کان میں انگلی رکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس فعل سے آواز بلند ہو جاتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ  
 حضرت بلال کو فرمایا کہ دو نو کانوں میں انگلیاں کر کہ اس سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہوگی اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ پہر اور دور کا آدمی آواز نہیں  
 سنا اس فعل کو دیکھ کر گاہ ہو جائے کہ اذان ہو و الا فاکہ کلا اذان فیما حق و اقامت جبکہ عوام تکبیر بولتے ہیں اذان کی اندھے حکام  
 مذکورہ میں ہم اذان کے احکام جو جن میں گئے دس میں یعنی مشن ہونا و اذان کی اسطو اور اعادہ اسکا اگر وقت سے پہلے ہوئی ہو اور شروع  
 کرنا چاہتے ہیں اور ترجیع کرنا اور لہجے میں اور شمر ٹھہر کرنا اور التفات اور گردش اور ترجمان الصلوۃ خیر من النوم کا زیادہ کرنا اور کانوں میں انگلیاں  
 کہنا و لیکن صنف نے تین احکام کو ان احکام شمرہ سو خال والا تو شمر ٹھہر کر کے پہلے جلد جلد کہنا اور الصلوۃ خیر من النوم کی عوض و اقامت الصلوۃ  
 کہنا اور کان میں انگلی نہ کہنا مذکور کیا نوسات حکم مشترک باقی رہے نہ کہنے کا لہجے کا لہجے کرنا بھی لازم نہیں لکن جی ای الا فاکہ و  
 کذا الامامۃ افضل منہ فیہ لیکن اقامت اور اسطو کہ اذان ہو اذان کو کذا فی الفتح و لا یضرب المذمۃ اصغیر فی الذین کہانہا اخفض اور اقامت

کھینے والا اپنی دونوں انگلیاں کا نوٹن نہ کرے ہوا طے کہ اقامت کی آواز پست نہ ہوتی ہے اذان کی آواز سے دیکھ کر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اذان اور اقامت کہیں بن جلدی کر رہی یعنی بین العینین مسئلہ نکرہ شارح نے کہا کہ بعد بصرہ دال یعنی بصرہ سے یعنی سرعت کرے فلوہ تہل لہ بعد ہانی کا  
 نوٹن اقامت مختصر ہے کہ اذان کی مانند تو اسکا عادیہ نکرہ صبح تر قول میں ہم لیکن اگر اذان کو جلد جلد نکرے طے کہ اسکا عادیہ بارہ کہنا مستحب ہے  
 کہ اگر اذان میں نکرہ ارشاد ہے ہر چاہے جس کے روز اور یکسیر میں نکرہ ارشاد میں ثابت نہیں ہے **ویرایہ قد قامت الصلوة بعد فراغها من رکعات**  
 کے حی الفلاح کے بعد بارہ کہ نہ ثابت الصلوة **وعند الثالثة هي فراغها** اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد مینوں کے نزدیک اقامت  
 ایک ایک کمرہ ہے **ويستقبل قبل الركب القبلة** اور سوار کے سوا اور شخص اذان اور اقامت میں قبلہ رخ ہو جائے ہم جماعت کی ہوا طے سوار کے  
 اذان کی سیر کے حال میں سوار کو انہی دو اسطو اذان اور اقامت درست ہے اور استقبال قبلہ شرط نہیں ہے **ويكبر في الركعة** اور ترک استقبال قبلہ نکرہ  
 تہل بھی ہے ہم جماعت محیط نے استقبال قبلہ کو حسن کہا پہلے جب گھر نے اس کو کالا کر سکا ترک کر دے تہل بھی ہے **وكذا في الطحاوي ولو قدم فيها**  
**موضع** اور اگر اقامت نہ ہو بلکہ اگر اذان اور اقامت میں مؤخر لفظ کو مقدم کیا تو فقط مقدم لفظ کو پست ہے یعنی اسی لفظ کا اوسیکو محل میں اعادہ  
 کرے مثلاً حی صلیہ الفلاح و حی صلیہ بعد یا تو اعادہ صرف انہیں دو نوٹوں کا صحیح طور پر کر دے تمام اذان کا اعادہ ضرور نہیں ہے **ولا تكلم**  
**فيها أصلاً** اور اقامت میں اصلاً کلام نکرہ اگرچہ ہو وہ کلام جواب سلام کا ہم یعنی سلام کا جواب نہ دینا اپنی دل میں نہ  
 نہ اذان اور اقامت کے بعد بھی قول صحیح ہے اور کھنکھارنا بھی کلام میں داخل ہے اگرچہ تحسین صوت کی ہوا طے جائز ہے **كذا في البهان** **تکلم** **استغفار**  
 سوا اگر اذان اور اقامت میں بولا تو پھر سر پر سرور و شرم کرے **ويستحب بين الاذان والاقامة في الكل للكل بما تقرأه** اور مؤذن اذان  
 اور اقامت میں بلا و سب نماز کو برون تخصیص اور غیر کے سب نماز و نہیں جسطرح کہ آنگے بلانے کی عادت ہو ہم تشریب یعنی اعلام بعد الاذان  
 کا طریقہ یہ ہے کہ بعد اذان بعد میں آیت پڑھنے کے ٹھہر جائے پھر بلا و سب طے کہ بعد اذان یا جسطرح کارواج ہو پھر آیت  
 بعد آیت کے توقف کرے پھر اقامت کہو کہ انی البکر مغرب میں تشریب نہیں چنانچہ تغایہ کی شرح میں مصرح ہے اور ماننے کے آگے کلام سب بھی  
 خلاصہ **ويجاء بهما بقدر الحاجة** **لا يقرأ من القرآن** اور مؤذن بیٹہ جائے اذان اور اقامت میں بعد آنے ہمیشہ آنیوں اور  
 کے وقت تشریب کی رعایت کر کے ہم جیسو جیسو میں استغفار کا اور پھر صفت میں ارادہ کا ملاحظہ مؤذن کو لازم ہے **والا في المغرب فیسکت قائماً**  
**قد تلت اذین فصلاً** مگر مغرب میں تشریب اور بلا و سب سب آیتیں تو مؤذن چکا کہ اس کی چوٹی میں آیتوں کی مقدار **وذلك الوصل لجماعاً** اور بلا توقف ملا  
 دینا اذان اور اقامت کا اتفاق کر دے ہے ہم بدلیل اس حدیث کے کہ نوٹن اذان اور اقامت میں توقف کر اسقہ کہ کہا نیلا اپنی کہانے سے  
 از وقت حاصل کرے **فائدہ** کہ اندہ منہ شارح کا التسلیم بعد الاذان **حدث في ربيعة الاحمسة سبعة واجل وتماثل في عشاء ليلة**  
**الاثنين في يوم الجمعة فبعد عشرين سنة** **حدث في الكل** **لا المغرب** **ثم فيها مائة وثلاثون سنة** **حدث في الكل** **لا المغرب** **ثم فيها مائة وثلاثون سنة**  
 سلام کہنا بیدار بعد الاذان سب سال ہر چہ میں عشا کی نماز میں دو تہیہ کی رات پہر جمعہ کن پیر دس برس کو بعد بیدار سب نماز و نہیں ہوگا  
 مغرب کے بعد مغرب میں ہی دوبارہ سلام کہنا اور سب سال ہر چہ میں عشا کی نماز میں دو تہیہ کی رات پہر جمعہ کن پیر دس برس کو بعد بیدار سب نماز و نہیں ہوگا  
 نقل کیا اور سخاوی نے قول میں ہے کہ اسکی ابتداء حدیث سلطان صلاح الدین بن المنظر بن الوبک حکم سے ہوئی **لأنه من طحاوي** نے کہا  
 کہ مغرب کا سلام ہر چہ وقت میں پڑھنا چاہیے اور نہ سیوطی کی اس عبارت میں ہے **وجزئ الفائق بين منقول** ہے اتہو بدقت حسد وہ ہے جو قراۃ شریفیت  
 کے مخالف ہے **ويستحب ان يؤذن ويقرأ في جماعة** **او يقرأ في جماعة** **او يقرأ في جماعة** **او يقرأ في جماعة** **او يقرأ في جماعة** **او يقرأ في جماعة** **او يقرأ في جماعة**  
 کی ہوا طے آواز بلند کر کے اگر جماعت سے قرا کرنا ہو یا جمل میں نہ اپنی گھر میں ایسے اگر گھر میں بھی جماعت کے ساتھ نفا کرے تو بلند آواز سے اذان کہو  
**وكذا يستحب ان يؤذن في جماعة** اور اقامت سنوں پر چند نفا نماز و نہیں سے پہلی نماز کی اسطو نہ نفا نماز کی اسطو



مخفی بکرا عادی و کما دقت من یکنزفیه لباقی نونی مجلس فضله **اَنی** و **هتیر لکل** اور آدمی اذان اور اقامت میں مختار ہو قضا کی باقی نمازوں  
 کی طرح اس میں برادر اگر چند مجالس میں قضا کو نوا کرے تو ہر مجلس میں اذان و اقامت کہہ دے اسی کی افی الشامی اور باقی میں اذان کہنا بہتر ہے اور اقامت  
 کے سب نمازوں قضا میں اسو اسطی کہ جب غنہ فی من انخست سے اللہ علیہ وسلم نے چار نمازوں کی قضا میں اذان اور اقامت کا حکم کیا کہ ہے  
**الصلوة ولا یسن ذلك فوالله لیساء اداء وضوءه ولو جماعه کما جاعه صبیان** و عیدید اور مجید یعنی اذان اور اقامت مسنون نہیں  
 اس نماز میں جسکو عورتیں پڑھتی ہیں ادا اور قضا اگرچہ جماعت سے پڑھتی ہوں جیسو اسکے اور غلاموں کی جماعت میں اذان اور اقامت مسنون نہیں  
 ہم اگر شارج بجاورد لوجاعت کے اور منفرد کہنا تو بہتر تھا اسلئے کہ عورتوں کی جماعت شریعہ میں صحیح نہیں لکن افی الشامی و لایستأن  
**الصلوة الطهریم** یعنی اذان اور بھی اذان اور اقامت سنت نہیں ہے کہ دن ظہر کی نماز کیو اسطی شہر میں ہم اسو اسطی کہ اس میں شبہ پڑتا ہے  
 مخالفت جملہ کا اور شہر کی قید سے معلوم ہوا کہ کانوں میں اذان سمجھ کے روز کر دہیں **ولا یقض من القوائت فی مسجد لان فیه تشویشا**  
**و تقلیطا** اور نہیں مسنون اذان اور اقامت اس نماز میں نوافل سے جسکو قضا کرتے ہوں مسجد میں اسو اسطی کہ اس میں لوگوں کی پریشان خاطر می اور غلط  
 انداز می سے یعنی وہ وقت کی اذان سمجھ کے **ویکر قضا وھا می لان التاخذ معصیة فلا یطهرها زبہ** اور نماز فائزہ کا قضا کرنا مسجد میں  
 مکروہ ہے اسو اسطی کہ وقت سے نماز کا ناخیر کرنا کما ہے تو گناہ کو نہ ہر کرے کہ افی البراز یہ ہم مجید و جب جماعت میں ظاہر ہے نہ منفرد میں اسلئے کہ منفرد  
 اذان اہستہ کہنا جو کہ تقلیل مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قضا کو جتا کر اذان کر دے جو جماعت میں ہوا کیسے و یجوز لاکر اذان طبعی ہے و کجیہ  
 اور بلا کراہت جائز ہے اذان صغیر میں اپنی فاعل اور غلام کی ہم کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے و نہ کراہت تنزیہی تو ثابت ہے جیسا کہ تحریر الراقی  
 میں غلام سے منقول ہے کہ سوار کی اور شمس اولی سے تو انکی اذان میں ترک اولی ہوا لکن افی الشامی و لایحیل الا باذن کا جبر خاص اور عام کو  
 اذان جماعت کی طاعت نہیں مگر سوائے اذان سے خاص مزدور کی نائف ملکہ اسکو بھی اذان ملان نہیں بلکہ اذان مسند جبر کو نہ وراعات اوقات نفی قضا میں  
 سوائے اور ستا جبر کا لازم آوے گا اور سب سے مزدور خاص کو نوافل کا پڑھنا درست نہیں و **یعنی ولد زنا و سکران** اور جائز سے اذان اندیم اذان  
 اور دہنائی کی و **اھما یتحقق ثواب المومنین اذا کان علیہما کالشنة والاحوقات** ولو غیر محاسب لکی و اذان کہنہ والا مومنون کے  
 ثواب کا مستحق نہیں ہوتا مگر جبکہ وہ اذان کے طریقہ مسنونہ کو جانتا ہو اور نماز کے اوقات کو پہچانتا ہو اگرچہ غیر محاسب ہو کہ اسے بوجہ یعنی اگرچہ مرت  
 بہیت ثواب نہ کہتا ہو بلکہ اجرت لیکر اذان کہنا ہر لحاظ سے ہی کہا و غیر محاسب یقین کرنے کے لائق نہیں اسو اسطی کہ صاحب بحر نے اسکو بطریق جنائ  
 کے بیان کیا ہے **ویکر اذان حنیب و اقامتہ حدیث لا اذانہ علی المذھب** اور مکروہ ہے اذان نہانے کی حاجت والے کی اور  
 اسکی اقامت اور مومنون آدمی کی اقامت نہ اذان محدث کی مذہب درست پر ہم مکروہ ہے و مراد ظاہر مکروہ و تحریمی ہے اور وجہ کراہت جنب کی اذان  
 کی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نماز کے لہو بٹاتا ہے اور خود اسکی اجابت نہیں کرنا لکن افی الشامی و اذان اھل الا و حشی و فاسیق و فاسکاک لکھ  
**اولی با مآة و اذان من جھل قہ** اور کرب اذان عورت اور فاسق کی اگرچہ فاسق عالم ہو لیکن اقامت اور اذان میں فاسق عالم  
 آدمی سے باقی ہے نیز فاسق یعنی جہان سے جو اس فاسق کے دوسرا عالم نہ ہو لکن افی حاشیہ المجلع و سکران و دو لیبکس اور اذان کر دے تو اسے  
 ای اگرچہ سب چیز سے مست ہو لیا ہو چنانچہ غراسانی احوال سے کعبہ و حقی لایقین جیسو ہوش اور صغیر فیر فاعل کی اذان کر دے و فاسق  
**لا اذا اذن لنفسه** اور مرد و شہ کی اذان کر دے مگر جبکہ وہ اپنی اسلئے اذان کہے تو مکروہ نہیں و **راکب الالمسکاف** اور سوار کی اذان  
 مکروہ ہے مگر سوار کی اذان مکروہ نہیں و **یعدا اذان جنب یذکبا و قیل و حیل** اور ہر کہی جائے اذان جنب کی استحباب کی راہ سے اور منصوص  
 ہے کہ اگرچہ کی راہ سے **لا اقامتہ لشرعیکہ و تکرارہ فی الجمعة دون تکرارہ** و بارہ نہ کہی جائے اقامت جنب کی بسبب شروع ہونے تکرار  
 اذان کے جہ میں اور نہ شروع ہونے اقامت کی تکرار کے یعنی جمعہ کی اذان مکرر ہونے سے معلوم ہوا کہ عذر سے تکرار اذان درست ہے و کذا

اور  
 اگرچہ  
 سب  
 چیز  
 سے  
 مست  
 ہو  
 لیا  
 ہو  
 چنانچہ  
 غراسانی  
 احوال  
 سے  
 کعبہ  
 و  
 حقی  
 لایقین  
 جیسو  
 ہوش  
 اور  
 صغیر  
 فیر  
 فاعل  
 کی  
 اذان  
 کر  
 دے  
 و  
 فاسق





آخر من المصنف وقرأه في نفسه ناقلاً عن المحيط وغيره بأنه على الأول لا يبرئ السلام ولا يسلم ولا يعبر بل يؤتمر ولا يجيب ولا يستعمل  
 بغير الإجابة أو يجده جراته في اجابت بالقدم كذا ذكرها مترجمه واستخرج من طوایف کے قول پر اور ظاهر قول واجب ہذا جو حاجت کا زیادتی سے دلیل  
 ظہر امر کے جو اس حدیث میں ہے کہ جب تم موزن کی اذان سنو تو کہو مثل اس قول کے جو موزن کہتا ہے چنانچہ ہر موزن میں ان کی صحت اور ثابت کیا  
 اسکو مستحق اپنی شرح میں اور زبان اس سے جواب دینے کو قوی کیا ہے نہ الفاظ میں محیط وغیرہ سے نقل کر کے اسطر کے اول قول پر یعنی وجوب اجابت زانی  
 پر اذان کا ساتھ سلام کا جواب نہ دے اور نہ کسی سلام کرے اور نہ قرآن پڑھے بلکہ قرأت کو قطع کرے اور اذان کا جواب دے اور مستند نہ ہو کسی نقل میں بخیر  
 اجبت کے قال ویبغی ان لا یجیب بل یسأله اتفاقاً بین عبد الخطیب ان یجیب بعد الاتفاق الا اذان الاول یوم الجمعة لوجوب السجدة  
 بالنقص ما حسب من لم یجیب جواب نہ دے باتفاق قولین علیک سلامتی کی اذان میں جس کے دن اور یہ کہ اجابت بالقدم کر کے  
 باتفاق قولین روز جمعہ کی پہلی اذان میں بسبب حاجت سے کسی کے نفع قرانی سے ہم عدم اجابت لسانی کی یہ وجہ ہے کہ جب خطیب خبر پڑھے تو امام  
 نزدیک مطلقاً کلام کرے۔ لیکن باب الحمد میں آدھکا کہ مجھ قول یہ ہے کہ امام کے نزدیک ذکر جائز میں خطبہ شروع ہونے سے پہلے جواب کون مانع سے  
 اجابت کا کہ انہی الطحاوی و فی التتاکر جائزاً فیما یجیب اذان مسجداً و تارخ غابہ میں ہے کہ جواب نہ دے کر اپنی مسجد کے اذان کا ہم یعنی جواب  
 قدم سے چل کر اپنی مسجد کو حضور سے یہ مترجم سے طوایف کے قول پر چنانچہ شارح سیر پہلے اشارہ کر دیا کہ بانی کھڑکذا فی الطحاوی و یجوز لہما ان لا یجیب  
 عمن یسجد فی ان من جہان ما ذلک یجیب لہما لاجابہ اذان مسجدہما بالفضل اور غیر ہمدین سے موصول ہوا کہ جس شخص نے ایک آق میں اذان کی  
 کسی طرفوں سے اس پر کیا ہے جب کہ اس پر اپنی مسجد کی اذان کی اجابت فعلی یعنی قدم سے چل کر جواب دے یہ فی الجیب الاقامۃ بعد اذان و  
 یقول عند قامة الصلوة اقامہا للہ و اقامہا اور جواب لسانی سے اقامت کا استنباب کی راہوں باتفاق اذان کی مانند اور کہ وقت قات  
 الصلوة کے وقت قاتماً و اقامہا میں ان الفاظ کو الوداع دینے روایت کیا ہے اسفند زیادتی کے تارخ اذیت السموات والارض و جہان میں صاویح و اقامہ  
 اللہ تعالیٰ نماز کو قائم و دائم رکھے جس تک آسمان و زمین رہیں اور مخلوق زمین کے یکتب باشند زمین کرے و قبل لا یجیبہا و یہ خبر الشافعی اور بعضوں نے  
 کہا کہ اقامت کا جواب نہ کہہ اور اسی قول کا بغیر کیا ہے شمس شارح نقایس سے ہم یہ فعلی اجماع سابق کی مثل نہیں کہونکہ یہ فعلی نفعی وجوب پر معمول ہے اور الفاظ  
 اجماع استنباب پر ہے **فروغ** مسائل لمحہ شارح صلی الشیخ بعد الاقامة ان حضرت الامام علیہ السلام نے سنت نماز پڑھنی اقامت کے  
 بعد یا امام یا اقامت کے بعد تو اقامت کا اعادہ کر کے کہانی البرزخ و یبغی ان طاک الفصل او حید ما اقامہا طاکاً کل ان یعاد اور لائق طاعت  
 مستحب ہے کہ اگر اقامت اور نماز میں دلت زیادہ ہو جائے یا باجائی و دھل جو قاطع اور فاصل گنا جائے درمیان اقامت اور نماز کے چنانچہ کہا تو اقامت  
 پر کسی جائے داخل المسجد والمقعد یقعہ فی الی قیام الیہا فی مسجد الیہ شخص مسجد میں داخل ہوا اس حال میں کہ موزن اقامت کہے تو مسجد یا  
 امام کے کہے ہوئے تک اپنی جائے نماز پر نہیں چلائے بلکہ منتظر ہو کہ اول وقت مستقیم ترس مولد کا انتظار کیا جائے جس تک کہ وہ شریعتاً  
 نماز کا وقت خارج یعنی اگر وقت کسیم اور نہیں شرع سے تو ادسکی انتظار ہی جائز ہے اور اگر وقت تنگ ہو تو انتظار نہ جائے اگرچہ نہیں بذات ہو کہ  
 لہ ان یؤذن فی مسجدین موزن کو کہہ دے اذان کہنا دوسری زمین میں ہم یہ کرامت اور صفت ہے جسکے موزن پہلے مسجد میں نماز پڑھ چکا ہو کہ انی البصر  
 ولایہ الاذان والاقامة یجب المسجد مطلقاً اذان اور اقامت کا اعتبار مسجد کے بانیوں کے واسطے ہی ہے یعنی خواہ عادل ہو یا غیر عادل  
 اگرچہ لوگوں کو پسند نہ کر دیا البتہ و کذا الاقامۃ لو عدل لا اور اسطر و مسجد کے بانیانہ کو اقامت کا اختیار ہے اگر عدل ہو یعنی خاص نماز الاختصاص  
 کو الاہام یوالمختص الام ہی کا موزن ہونا بہتر ہے ہم امام ابو حنیفہ رحمہم ہی کیا کرتے تھے اذان فی الطحاوی و فی العینۃ لہما علیہ الصلوۃ والسلام  
 اذان فی سلفہ بنسبہ و اقامۃ و علیہ الطغر وقد حفظنا فی الطرائق اور ضیاء مقدسی میں ہے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے سر میں ذات مقدس  
 اذان اور اقامت کہی اور ظہر کی نماز پڑھی اور البتہ ہنسوا اسکو محقق بیان کیا ہے قرآن لا امرار میں ہم سرور عام صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کی جسکے



اسلو جائے محاکمہ شرط کی نفی میں آنا اور زیادہ کہنا کہ دلا بوجہ وہ دلا بوجہ میں آئے اجماع یعنی نہ چیز میں مؤثر نہ ہوا اور نہ اس کی طرف کسبہ وصل ہو  
 کذا فی الشامی عینی نے کہا اور بعضوں نے شرط کی بون توفیق کی ہے کہ شرط وہ ہے جس کے ہونے سے مشروط کا نہ ہونا لازم ہو دی  
 اور مشروط کی وجہ سے مشروط کا وجود لازم نہ ہو ہی سہی طہارۃ البدن ای حیثیۃ الفعول الاطراف فی الجسد دون البدن فلیحفظ  
 شرطین نماز کی جہ میں پہلی شرط پاک ہونا ہے نمازی کے بدن کا بدن سے مراد جسد ہی بسبب داخل ہونے یا نہ ہونے کے بدن میں تو  
 اس کو یاد رکھنا چاہیے ہم چونکہ لغت عرب کی راہ سے اتحاد بانو بدین داخل نہ تھو لہذا شارح نے بدن کی تفسیر جسد کی ناکرنا تھا بانوں کی بھی طہارت  
 ثابت ہو اگرچہ اردو زبان میں بدن ساری جسم کو کہتے ہیں من حدیث بنی عقیہ طہارت بدن کی شرط ہے دونوں قسم کی حدیث یعنی مکئی یا ہاکی سے  
 ہم دونوں قسم سے مراد حدیث اصغر اور حدیث اکبر میں اول مقتضی وضو کا ہے اور دوم موجب غسل کا و قدّمہ لایۃ اعظم اور مقتضی مقدم کیا  
 حدیث یعنی نجاست حکمی کو نجاست حقیقی پر انشاء اللہ کہ وہ غلط تر اور سخت تر ہو نجاست حقیقی سے ہم یعنی اس واسطے کہ نجاست حکمی تصور ہی بھی تھا  
 نہیں بر غلاف نجاست حقیقی کے کہ وہ قلیل صاف ہو و حین ما یغسل کذا لث اور طہارت شرط ہے بطرح دومون قسم کی نجاست حقیقی سے جو  
 نماز کی مانع ہے ہم دونوں قسم کی نجاست یعنی منغلظہ اور مخففہ سو منغلظہ زائد از دم مانع نماز ہے اور مخففہ زائد از ربع ثوب و توبہ و کذا احکام  
 یعنی لیس کہ جس کے لئے دوسری شرط نماز کی پاک ہونا نمازی کے کپڑے کا اور اگرچہ پاک ہونا اس چیز کا جو پہلو نمازی کے ہاتھ سے ہے یعنی ایسی چیز جو نمازی  
 کے بدن سے متصل ہو مثلاً ایک چادر کا اکھنڈ اس کے بدن پر ہو اور دوسری اکھنڈ پر ایسی نجاست ہو جو مانع نماز ہے تو اگر نمازی کی حرکت سے  
 پاک ہو جائے حرکت کرے تو نماز کا مانع ہے اور نہیں تو نہیں اور اگر وہ ہنر اس کے بدن سے متصل نہیں مثلاً جامی کا ایک کنارہ یا پاک ہو اور  
 دوسرا کنارہ نماز پر متاثر تو یہ نجاست نماز کی مانع نہیں خواہ جامی ٹیسی ہو یا چوٹی کذا فی الشامی او کذا حکم اللہ کہ صلی علیہ وسلم ان لا یستقیم  
 بدنه منہ ولا یتکلم الا بما یؤمر بہ و لا یجوز جسدہ لولا کہ جسے نجاست ہی بشرط پاکہ وہ آب نہ نمر سکے بدن سے ہاتھ نمازی کے ہونا کا  
 مانع ہو اور اگر لڑکا نمازی کے نہمانی کا محتاج نہ ہو خود اس کو چھتا ہو تو نمازی اس کا حامل نہ ٹھہرے گا تو نماز کا مانع نہ ہو گا ہم اور بھی حکم پاک چہیت  
 اور چہرہ اور خیمہ نجس کا ہر جگہ نمازی کا سر کٹھن ہونے سے ان چیزوں میں لگتا ہو کذا فی الطحاوی و کتب کلب ان شہدۃ فی الا حۃ مبطل  
 مانع نماز نہیں اگر نمازی پر جب آدمی اور کتا ہو اگر اس کا منہ باندھا ہو سمجھتے قول میں ہم اگر شارح یوں کہتا کہ کتا بشرطیکہ اس سے لعاب وغیرہ مانع  
 نماز نہ تھو تو ہنر مونا کذا فی الشامی بحر الرائق میں ہے کہ اگر نمازی کے پاس وہ اندام جو اندر سے خون ہو گیا تو نماز جائز ہے کیونکہ وہ اپنے بدن  
 میں سے برخلاف اس شے کے جس میں شیبہ ہو یعنی وہ مانع نماز ہو و مکاتہ ای موضع قدّمیہ او احدہما ان دھم الا شہدۃ و مہمہ  
 اتفاقاً فی الا حۃ اور یہی شرط پاک ہونا مسئلے کے مکان کا یعنی اس کے دونوں قدموں کی جگہ کا یا ایک قدم کی جگہ کا اگر نمازی نے دوسرے قدم  
 اوٹھالیا اور سجدہ کی جگہ کا بالاتفاق سمجھتے قول میں ہم موضع قدّمین کی طہارت امام اور صاحبین کے نزدیک شرط ہے بالاتفاق بلانقل خلاف اور  
 موضع جو دین خلاف ہے اگر صحیح نہ بھی قول ہے کہ امام کے نزدیک اس کی طہارت بھی شرط ہے اگر نمازی کے کپڑوں کی اطراف نجاست پر پڑی  
 اور نماز پڑھی تو کچھ ضرر نہیں کذا فی الطحاوی لا یؤثر فیہ و مہمہ علی الظاہر کا اذ السجد علی کفہ کیا ہے شرط نہیں پاک ہونا دونوں  
 ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کے مکان کا ظاہر الروایۃ میں مگر جبکہ سجدہ کیا مصلی نے اپنی ہتھیلی پر چاٹو آگے آگیا یعنی اس وقت ہاتھ کے مکان  
 کی طہارت شرط ہوگی کیونکہ یہ سجدہ کا مکان ٹھہرا ہم نفعیہ البر الوالیث کے نزدیک ہاتھوں کے مکان کی عدم طہارت سے نماز فاسد ہوتی ہے اور اس کی  
 نصیحہ کی ہے عیون میں اور اطلاق منون ہی اسی پر دلالت کرتا ہے اور شیخ الاسلام ابو سعید مفتی دوم نے کہا کہ جس عضو کا رکنا واجب ہے اگرچہ  
 دونوں ہاتھ ہوں تو اس کے مکان کی طہارت شرط ہے کذا فی الطحاوی من الشاکی الحبث لقولہ لوالی وثبتاک فظہر فیہ و مکاتہ  
 بالاحۃ لایستأثر من کبریٰ اور مکان کی طہارت شرط ہو مانی یعنی نجاست حقیقی سے بدلیل قول حق تعالیٰ و ثباتک فظہر فیہ و مکاتہ اور اپنے کپڑوں کو پاک کر

ہو ہم اجزا سے مراد کسویہ یا بنی شلا یا پخوان اور چٹا اور آٹھون حصہ تو اگر شلاران ایک جگہ سے آٹھون حصہ اور دوسری جگہ سے بھی پسند  
 آسکتی ہے تو وہ تو کو جمع کر کے تو چار حصہ معہ شہر کا اور نماز کا مانع ہوگا اور اگر جمع کرنے سے اس عضو کا چار حصہ نہ ہوگا تو مانع نماز کا نہ ہوگا **والا بقا القدر**  
 اور اگر عورت کثوفہ متفرق ایک عضو میں نہیں بلکہ چند اعضا میں ہے تو وہ پیمائش جو جمع کی جائے گی نہ اجزا سے **فان بلغ ذلک اذناھا کاذن منع** ہو اگر  
 کثیفہ اعضاء میں سے کثر عضو کے چار حصہ کو پیمائش ہو چو جائیگی چنانچہ کان تو یہ کہل جائے گا نماز کا مانع ہوگا مثلاً سولہون حصہ ران کا اور کچھ کان عورت  
 کا کہل گیا تو اسکی نماز جائز نہوگی اسواسطے کہ وہ نون کا مجموعہ کان کے چار حصہ سے زیادہ تر ہو اور یہی قول حق ہے برخلاف بعض اراق کے کہ اس میں مجموعہ  
 اعضا متشککہ کے چار حصہ کو متبرک کہا ہو **کذا فی المطاوع والشروط سدا علی غیرہ ولو حکما کما کان منظم** اور شرط عام تو کن برہنگی کا غیر شخص سے  
 اگر کچھ شرعی ہو چنانچہ غازی ہوا نہ میری سکا نہیں یعنی اگر وہ دستور یا اعتبار جس کے یا بنی نہ کہ وہ نظر نہیں تا لیکن حکم شرعی میں تو نہیں ہوا کپڑی وغیرہ کی وجہ  
 کذا فی الملبی لاسفہا **عن نفسہ وبھغیہ** شروہ نہیں چنانچہ ہنگی کا بنی ذات سیکہ فتویٰ دیا **فلما راھا من ینفہ نفسا** وہاں کچھ نماز کی شرع کا کو کہا اگر کسی راہ سے تو  
 نماز فاسد نہوگی اگر پیمائش نظر نہ کر دے جو یہی ہے کذا فی المطاوعی **وعادہ سائر لا یصیف ما لفتہ** اور نہ پانی والا اس چپاٹے والی چیز کا جواب  
 اندکی چیز کو ظاہر کر دے یعنی جس میں بدن نظر نہ آوے ہم عادم مبتدئ اسکی خبر آگے آتی ہے یعنی بقی فاعدا سائر میں یہ قید اسواسطے لائی کہ اگر ایسا کپڑا  
 ہے جس سے نیچے کا بدن معلوم ہو یا چنانچہ باریک ملل یا جالی تو وہ بمنزلہ عادم کے ہو **ولا یضر التضاقة وتشتکلا** اور ضرر نہیں کرنا سائر کا بدن میں  
 چپٹا اور عضو کی شکل کو نہ مینی نماز ایسی کپڑی سے درست ہو جائیگی ولو حریرا **او طینا ینقی الی تمام صلوتہ** او ماء کدر **اگرچہ سائر شرعاً گاہ**  
 نشی کپڑا یا ایسی مٹی ہو جو پوری نماز تک بدستور باقی رہے باگذا پانی ہو **اگرچہ شیشی کپڑا** مرد کو حرام ہے اور اسکی ساتھ نماز نہ کر دے لیکن اگر کوئی چیز  
 پانی سے تو شیشی سے بن چیا کر نماز پڑھے اسکے ہوتے نماز برہنہ جائز نہیں **لا صاھیان وجع غیرہ** نہ صاف پانی اگر اسکی سوا کوئی چیز سائر پادی  
 یعنی صاف پانی میں مٹھ کر برہنہ آدمی نماز نہ پڑھے اگر دوسری چیز مل سکتی ہو اور اگر نہ ملی تو اسی میں نماز واجب ہے جو بھٹوڑا گھٹنے کو کذا فی المطاوع  
**وہل تغمیہ الظلمۃ فی جمع الاھن** چنانچہ **الاختیار** لا الاضطرار اور کیا برہنہ شخص کو اندھیر میں نماز کفایت کرتی ہے مجھے اندھیر شرح  
 مفتی الامیر میں بحث کر کے یوں جواب دیا کہ ہاں اضطرار میں کافی ہے نہ اختیار میں ہم اس کلام کا کچھ فرقہ معلوم نہیں ہوتا اسواسطے کہ جب سائر  
 مفعول ہو تو ہر حال میں نماز پڑھ خواہ اندھیر ہو یا روشنی اور شاید کہ اس میں اشارہ بھی بعضے شائع کے ہیں توں کا کہ برہنہ دیکھو بیٹکر نماز پڑھو اور  
 کو کھڑے نماز پڑھے اسواسطے کہ رات کا اندھیر اسکی شرعاً گاہ کا سائر ہے کذا فی المطاوع **فیصلہ** فاعدا کما فی الصلوتہ نہ پانی والا کسی چیز سائر کا  
 نماز پڑھو بیٹکر جس سے نماز میں بیٹھتے ہیں یعنی مرد یا بنی یا نون پر بیٹھے یا ہٹا پانوں کپڑا کر کے اور عورت سرین پر بیٹھے وھیل کا دسر جلیکہ اور بعضوں نے  
 کہا دو نون پانوں پہلا کر بیٹھے ہم اور عورت غلطہ پرنا تھ رکھے اور راج پہلا توں ہے کہ اس میں کثرت پرستیا ہے یا وجوہ خالی ہونے کے بنا کہ طرف  
 پانوں پہلانے سے جو بہتر نہیں کذا فی البصر **مٹھیا برکھ و سجد** مٹھ کے نماز پڑھے رکوع اور سجود کا اشارہ کر کے تاکہ برہنگی نہ کھلے وھو افضل ہر  
 صلوتہ **فاعد ایوگم و سجدہ** وقائمہ **ایوگم** اور **سجدہ** لان **السجدۃ** من **اداء الادکان** اور وہ یعنی برہنہ شخص کو مٹھ کے رکوع  
 سجود کا اشارہ کر کے نماز پڑھنا افضل ہے اسکی نماز سے مٹھ کر رکوع اور سجود کر کے ہو کر اشارہ سے یا رکوع سجود کر کے اسواسطے کہ شرعاً گاہ کا  
 چپاٹا زیادہ تر مفعول ہر ارکان کے ادا کرنے سے ہم اسواسطے کہ ستر عورت مطلقاً فرض ہو نماز اور غیر نماز میں اور ارکان یعنی قیام اور رکوع اور سجود  
 نماز میں فرض ہیں **ولو ارجلہ** **لہ** **توب** **ولو یا عار** **تثبت** **قد رتہ** **ہو** **اھم** اور اگر برہنہ کو سبام کیا جائے کپڑا اگرچہ اباحت بطور عاریت کے ہو تو  
 اسکا قادر ہونا سائر برتات ہو گیا بھی قول مجھ سے یعنی اگر اس عورت میں برہنہ نماز پڑھ گیا تو نماز جائز نہوگی **ولو یعدہ** **بیت** **نظر** **ما** **کھف** **فہی**  
**الوقت** **ہو** **اھم** **لھ** **کھف** **کراچی** **ما** **و** **توب** **ولھما** **کما** **کان** اور اگر اباحت یا عاریت کا کوئی شخص سے ہو کر ہو تو اسکا انتہا کر سے جب تک نوت نیت  
 کا عورت نہو یہی قول ظاہر ہے جس سے انتظار کر رہی پانی اور کپڑی اور طہارت مکان کا امید دار ہم یعنی اگر مکان محسوس میں مثلاً قید ہو اور نوبت نوی دہان سے

نہنے کی ہو تو نماز میں تاخیر کرے جب تک کہ فوت وقت کا خوف ہو وہاں تک کہ الشتر لے بشی مثلاً یسبح ذلک سوال اور کیا برہنہ شخص کو لازم  
 ضرور ہو غریب کرنا کپڑے کا اوسکی برائیت سے جواب لائق ہے کہ غریب یا ضرور ہو ہم یہ بحث ہی صاحب بحر الرائق کی ذہب کی روایت نہیں ولو وجہا  
 اے سائر اکلہ فی حق لیس یصلیٰ کجا بصیۃ لہم بل بقرانہ لا یتشریہ فیہا اتفاقاً بل خارجاً ذکر الایمان و اهل من مرہہ لہا  
 نہ مت صلوات فیہ و جازاً لا یسأ کا حق اور جو یا برہنہ نے وہ سارے اوسکا کل نجاست کے گھوسے پاک ہے اصل پاک نہیں اصل پاک جب سوار  
 کی کہال جیسا دباغت نہیں ہوئی تو شیعہ شخص ستر عورت کے اس اصل پاک سے نماز میں بالاتفاق بلکہ خارج نماز کے اوس شرمگاہ چپا دی اسے ذکر کیا  
 سے علامہ رانی محشی فرمے یا ایسا سارے یا جو چہ تہائی سو کتراک ہے تو اوسکو اوسین نماز پڑھنا مستحب ہے اور جائز ہے برہنہ نماز پڑھنا اشارہ ہے  
 نماز کا پڑھنا گند گیا و حتمہ لکھنہ واستحسہ فی الاصل و بہ قالت المشیئة اور محمد بن حسن نے اس سارے کا جو تمام پاک ہے یا چارم سے کسر  
 عاشر سے پینا لازم کیا ہے مستحب اور ہر ارین اس قول کو اچھا سمجھا ہے اور یہی قول ہے آئمہ فہ کا ولو کان رجبہ لہا اصل فیہ مستحباً  
 اذ الیٰ بل کالکلی اور اگر سارے کا چوتھائی حصہ پاک ہو تو اسی سارے میں بالضرور نماز پڑھنی چاہیے چارم کل کی برابر ہے یعنی چوتھائی کا حصہ  
 کل کا سامی مثلاً خیم کو چوتھائی سر کا منہ انا کل کی برابر ہے اور چوتھائی برنگی کا لکھنا نماز کا نام ہے کہ انانی اسی و ہذا اذا الیٰ بل کالکلی  
 او یقللہا اور یہ حکم مذکور اس وقت ہے جبکہ بنیاد ہے اس چیز کو جو نجاست کو دور کر دی یا اوسکو کم کر ڈالے یعنی اگر فریل نجاست پادے تو نوازہ  
 واجب ہے کہ انی البحر یقتم کینس قل تو یکم فی کسۃ جب تغلیل نجاست کا حکم ہو انولازم ہے نماز میں پینا پنود دونوں پاک کپڑوں سے اوس  
 کپڑے کا جسکی نجاست کسر ہو دوسری سے والضرایہ ان من ایت لیلین فی ان تسادیا کثیر ان اختلافاً کثراً کثف اور قاعدہ  
 تکلیف اس مسئلہ کا یہ ہے کہ جو شخص مسند ہو دو بلاؤں میں مثلاً دو پاک کپڑوں میں سو اگر دونوں برابر ہوں منع نماز میں تو اوسکو اختیار ہے یا  
 اوسکوے چاہے اوسکو اور اگر دونوں مختلف ہوں یعنی ایک پاک کم ہو اور دوسری زیادہ تو وہ ملکی کو اختیار کرے ہم مثلاً زخمی اگر سجدہ کرنا ہو تو  
 زخم سیلان کرنا ہی اور نہیں تو نہیں تو وہ بیٹھ کر اشارہ کرے نماز پڑھے سو اسکو کہ ترک سجدہ ہلکا ہے جو ضرور ہونے کے ساتھ نماز سے اور ترک سجدہ  
 حالت اختیار میں بھی کر سکتا ہے مثلاً سواری پر نماز نفل اشارہ سے درست ہے تو حالت عذر میں ترک سجدہ کا مضائقہ نہیں کذا فی البحر ولو وجہ کت  
 الحرقۃ بالکفۃ سائر ایت شرعاً مع ذلک من ایتہا یجب سترہا فلو تکت سترہا ایتہا اعدت خلاف الملۃ لہا لا یتک  
 سقط بعد الرق فیغسل الیٰ بل اور اگر آزاد جوان عورت نے یا یا ایسا سارے جو ڈھکنا ہے اوسکو بدن کو اوسکو چوتھائی سر کے ساتھ تو  
 بدن اور چارم سے کا ڈھکنا واجب یعنی فرض ہے دونوں کا ڈھکنا تو اگر اپنی سر کا ڈھکنا چھوڑے گی تو نماز کا عادیہ کرے یہ خلاف قریب البلوغ  
 عورت کے یعنی اگر وہ بدون سر ڈھکنے کے نماز پڑھے تو عادیہ نماز کا ضرور نہیں ہو اسکو کہ سر کا ڈھکنا جبکہ ساقط ہو گیا تو نہ ہی ہونے کے قدر  
 سے تو رکین کے قدر سے ساقط ہونا اولیٰ محرم شمار ہو کہ طہت بیان کرنا اس حدیث سے مناسب تھا کہ کوئی بالغ عورت نماز بدون سر ڈھکنا کو  
 نہ پڑھے کہ شمار کے قول سے مفہوم ہوتا ہے کہ جن اعضا کا ڈھکنا تو نہ ہی ہونے کی جہت سے ساقط ہے انکا ڈھکنا رکین سے ساقط ہو حالانکہ یہ کہیں  
 کذا فی انانی ولو کان یتشدق من ذلک الیٰ بل لایجب بل یتدب اور اگر سارے ڈھکنا ہو کسر چوتھائی سر سے تو اوسکو ڈھکنا واجب نہیں بلکہ  
 مستحب ہے لکن قولہ ولو وجہ المكلف ما یتشریہ بعض العون و وجب استعمالہ ذکر الکمال زاد الخلیۃ وان قل یقتضی وجہ  
 مطلقاً کمال لیکن مصنف کا یہ قول اور اگر پادے مکلف وہ چیز جس سے بغیر برنگی کو چپا دی تو اسکا استعمال واجب ذکر کیا ہے سکو کمال الیٰ بل  
 نے فتح القدیر میں طبعی شارح ضیہ نے اتنا زیادہ کیا ہے وان قل یعنی اگرچہ وہ سارے قلیل ہو چاہتا ہے سارے کے استعمال کو مطلقاً خواہ چوتھائی  
 کا سارے ہو یا کسر کا سو تا مل کر ای محلیہم یعنی مصنف کے دونوں قولوں میں تناقض ہے پہلا قول یہ کہ چارم سے کسر کا ڈھکنا واجب نہیں  
 اور دوسرا قول یہ کہ بعض عورت کا ڈھکنا واجب ہے خواہ چارم ہو یا کسر طبعی محشی درالمتعارف نے کہا کہ اگر کمال الدین کے کلام کو سر کے سوا معمول کیجیے



اسو اسلو کہ سرکار محبت ہونا خفیت تر ہے باقی محبت سواس دلیل ہو کہ صلوة مزید سرکشی کی سمجھ ہو تو اب تناقض باقی نہ رہے گا ویسے سر  
 القبل والذکر الا اولادہ کے پیشاب کی راہ کو اور جانوروں کی راہ کو پہلے فان وجد ما یستلزم احدہما قبل یسئل اللہ عنہ فحسن  
 فی الذکر والشجر وقیل القبل حیث کان فی البین لا ترجیح پیرا اگر پاؤں میں وہ چیز جو ایک شرکاء کو چھو دی ہو چھوٹ کر گیا اور اگر چھو گیا  
 اسو اسلو کہ اسکا کہنا کہ کرم اور سجدہ میں فاحش تر اور نفیس تر ہو اور بیضوں کے کہنا قبل کو چھو دی یعنی اسلو کہ وہ قبلہ رخ ہو اور کوئی عضو  
 اسکی آٹھین جیسو سرین مقعد کا حجاب میں کدافی اش می نقل کیا ہو وہ دونوں کو تو کو بحر الرائق میں بدون ترجیح کے وفی الذکر الطاهر  
 ان الخلاف فی الاولیاء والتعلیل فیضید ان الاولیاء کے بالادہ کے عقین سائر القبل فی حدیث قرطبن الصلوة ولھما ان الذکر لیس فیہ  
 علی الشجر اور نہ الفائق میں ہے کہ ظاہر اور دونوں قولوں کا خلاف اولیٰ ہونے میں ہو اور تعلیل یعنی کشف دبر کا نفیس ہونا کو ع اور سجدہ میں  
 اسکا مفید ہو کہ اگر بدون رکوع اور سجدہ کے اشارہ سے نماز پڑھی تو قبل کا جیسا انستین ہو گا پیرا اسکے بعد ان کا پھر عورت کے پیش اور پیرا  
 پیرا نو کا پیرا باقی بدین برابر ہو م ران وغیرہ کا ذکر علی کے کلام سے ہو نہ نہ الفائق سے یعنی اگر زیادہ ہو کر انوفیل کے بعد ران کو بہر وقت  
 اپنے پیش اور شہ کو پیرا نو کو چھو دی کدافی الطاهر واذ المرء یجد المكلف للسافر ما یریل بہ فحاسة او یقلل البعد حیث لا او  
 یطیش من معان عادیہ ولا اعداد علیہ اور اگر عاقل یا بن مسافر بنا دی اس چیز کو جس سے نجاست کو دور کر دیا اسکو کم کر دے  
 بسبب برنے زریل کے کوس پیرا یا پیرا کے سب سے تو نماز پڑھے نجاست کے ساتھ یا برہنہ ہو کر اور اسکا پیرا عادیہ نماز کا نہیں و یکنع  
 لزوم ان العزین قرین و سائر یعمل العباد کما فی البیت اور لزوم عادیہ نماز لائق ہے اگر عاجز ہو نماز فریل نجاست اور سائر  
 بندون کے فعل سے ہو چنانچہ نیم من کد رکیہم یہ بحث ہے صاحب بحر الرائق کی اور مصنف نے اپنی شرح میں سکونات رکھا ہی فتح ہذا  
 للمسافر لان للمقید شیتہ طہارة السبا وان لا یطہر فیہا پیرا معلوم کر کہ مجھ نماز کا برہنہ جائز ہونا مسافر کے حق میں ہو اسکو کم  
 نفیس ہو اسطر طہارت سائر کی شہ ہو اگر چہ سائر کا وہ مالک ہو چنانچہ فہستانی میں ہو موطا دی نے کہا کہ اس حکم کی تخصیص مقیم کے ساتھ بلا  
 وہ ہو والاحسن النیۃ بالاجماع اور باخچین شرط نماز کی نیت یعنی نیت ارادہ ہو بدلیل اجماع و اتفاق ہم یعنی اشتراط نیت کی دلیل  
 اجماع ہے یہ آیت اور آیت اولا یعبدا واللہ فخلصین اسو اسلو کہ عبادت سے یہاں توحید مراد ہو توحید خلاص منی خلوص ارادہ  
 وقت اس آیت سے توحید میں یا ایما عبادت میں اور یہ حدیث ہی دلیل نہیں ہے کہ انما الاعمال بالنیات اسو اسلو کہ اس میں توفیت کا ثواب مراد ہے  
 اور سمت سے تعرض نہیں کدافی الطاهر وھی الاملاۃ والرحمۃ کلحد المتساویین اور نیت ارادہ ہو ترجیح دینی والا ایک چیز کا دینا  
 چیزوں سے ہم وہ چیزیں برابر چنانچہ کرنا اور کرنا افعال اختیار یہ کا مثلاً نماز پڑھنا اور پڑھنا دونوں برابر ہیں کہ بذات خود فعل کا  
 لازم اور محال ہے نہ ترک اسکا پیرا جبکہ ارادہ متعلق ہو فعل سے تو نماز واقع ہوئی تو ترجیح فعل کی ترک پر صرف ارادہ سے ہوئی اسی  
 ارادہ فرقہ کو نیت کہتی ہیں موطا دی نے کہا کہ نیت مطلق ارادہ کا نام نہیں بلکہ عبارت ہو اس ارادہ فعل سے جو فعل کے ساتھ ہو اور علم  
 میں اس سے پہلے ہوا ہے ارادۃ العبد للعلی علی الخلوص یعنی نیت ہر ارادہ کا نام نہیں بلکہ یہاں ارادہ نماز کا مراد ہے خلوص کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ  
 کسیکو شریک نہ کرے عبادت میں نہ شرک علی مشرک کوئی بات نہ شرک خفی ربا کا ردن کی طر پر لا ھطلق علیہ فلا ھما لا تری ان من علم الکفر  
 لا یکر ولو لا یکن نیت عبارت ہو ارادہ نہ کہ وہ کسی مطلق دانست سے مجتہد قول میں کیا تو نہیں دیکھتا کہ جسکو کفر کا جانا وہ کافر نہیں ہوتا  
 اور اگر کفر کی نیت کی تو کافر ہو جانا ہو ہم غیر ہم عباد واحد کا یہ قول ہے کہ نیت دانست کا نام ہے حالانکہ دونوں کے منہم متباہن میں ارادہ کو  
 علم یعنی دانست لازم ہو احد دانست کو ارادہ لازم نہیں کدافی الطاهر وھی والمعتبر فی عمل القلب لازم لارادۃ فلا یحرق القلب

وہ انجلی علم  
 ہوا اسکا قیاس  
 کہتے انصاف  
 ساتھ



سب نہیں ہر بابا بنی ہم عمل قاطع نیت چنانچہ کہنا اور پنا اور کڑی خبر یہ کرنا کذا نے البحر و مع کل ما يمنع البصاۃ اور وہ یعنی عمل غیر مستحب  
نماز وہ عمل ہے جو بار نماز کا مانع ہے ہم اگر اٹھا نماز میں نمازی کا وضو جانا ہی تو وہ چپ چاپ جامی اور دوسرا وضو کر کے بقیہ نماز  
پڑھی اس بقیہ کے پڑھنے کو بنا کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ چلنا اور وضو کرنا قاطع نیت نہیں ہوا کیونکہ یہ وہ نون کا نماز کے بعد قاطع نیت نہیں  
ہوئے تو نماز کے خارج بطریق اولیٰ قاطع نہیں ہو گئے **وَمَنْ شَافَهُ فَرَّ هَا هُنَا فَكَيْفَ يُسَعِّدُنَا** اور امام شافعی نے نیت کا متصل کرنا تحریر کے ساتھ  
شرط کیا ہے تو نیت کا ملانا تحریر کے ساتھ ہمارے نزدیک مستحب ہو گا ہم اسو اسکو کہ محل اختلاف سے بچنا مستحب ہو گا اگرچہ ہمارے نزدیک فران شرط نہیں  
ولا عبادة بنية متاخرة عنها كمنى لهدى سبب وجوه الكرخي الى الركوع اور اس نیت کا اعتبار نہیں جو تحریر کے بعد ہو نا بار مجھ مذہب کے اور  
کرمی نے رکوع تک تاخیر نیت کو جائز کہا ہے ہم شامی نے کہا کہ رکوع وغیرہ کی تحریر کر خفی نے نہیں کی بلکہ علمائے اذکر مذہب کے بوجہ تاخیر کا جواز نکالا  
ہے کسی نے شامی کسی نے کوہ تک کسی نے قندہ تک دیکھے مطلق سبب الصلوة وان لم يقل لله لفضل وسنة دانية وسرا على المعتمد  
اذ تعينها بوقوعها وقت الشروع اور کفایت کرنی سے مطلق نیت نماز کی نفل اور سنت ہو کہ وہ اور تراویح کو اس طرح مستند قول پر اگرچہ اس میں کہا ہو کہ  
الله تعالیٰ کی اس طرح نیت کرنا ہون اسکو کہ نفل اور سنت اور تراویح کا متعین ہونا ثابت ہو جانا ہو اور اگر واقع ہو یہی شروع کرنے کی وقت ہم یعنی یون کہنا  
یا ارادہ کرنا کہ نیت کرنا ہون نفل کی یا سنت تحریر کی مثلاً تراویح کی ضرورت نہیں بلکہ بلا قید نیت کرنا کافی ہے ہر جہ کی نیت کی وقت مطلق نیت سے نماز پڑھنا  
سنت کا متعین حاصل ہو گا تو کہ **ان لم يقل لله** بیان ہو اطلاق نیت کا والے تعین اسکو اور نفل یا سنت کا متعین کر لینا احوط ہے یعنی تعین میں یا  
تراویح یا نہ ہے اسو اسکو کہ اطلاق اور تعین کی تصحیح میں اختلاف ہو کذا فی البحر ولا بد من التعيين عن النية فلو جهل الفرضية لا يلزم في فرض نماز  
نماز میں متعین کر لینا نیت کی وقت ضرورت ہو تو اگر نماز کے فرض ہونے سے نا واقف ہو گا تو نماز اسکی جائز نہ ہو گی ہم ایک شخص یا پنج وقت کی فرض نماز  
پڑھتا ہے لیکن اسکا فرض ہونا نہیں جانتا ہے تو اسکی نماز جائز نہیں اور سبب نقصا کرنا واجب ہے کیونکہ اسکو فرض معین کی نیت نہیں کی کذا فی المطالع  
وعلی علم و هو بمنزلة الفرض من غير ان نوله الفرض في الكلي جازما اور اگر اسکو بعضی نماز و نکو فرض اور بعض کو نفل جانا اور بعد انکما فرض  
کو غیر فرض سے تو اگر سب نماز و نہیں فرض کی نیت کی تو جائز ہے یعنی بقدر فرض کے فرض ہو گی اور باقی نفل و کذا الواعظین فيما لا يشته قبلها  
اور اسطر نماز جائز ہے اگر غیر مزین غیر شخص کی امامت کی فرض کی نیت ہو اس نماز میں جسکے پہلے سنت نہیں ہے ہم یعنی جو شخص فرض اور  
نفل کو متاخر نہیں کرنا وہ غیر کی امامت کرے فرض کی نیت سے مغرب اور عصر اور عشا میں جسکو پہلی سنت ہو کہ وہ نہیں تو مقتدیون اور امام کی نماز  
سمیجہ سے تشبہ میں تعین سے مشغول ہو کہ نمازی چہ قسم میں پہلی قسم وہ نمازی ہے جو فرض اور نفل نماز کو جانتا ہے یعنی جانتا ہے کہ فرض وہ جو  
جسکے کرنے میں ثواب اور نکرانے میں عذاب ہو اور سنت وہ جسکے کرنے میں ثواب ہو اور نکرانے میں عذاب نہیں سو اسکو ظہر یا فجر کی نیت کی تو کاف  
ہے وہ نمازی ہے جو فرض اور نفل کو جانتا ہے اور فرض کی نیت سے نماز پڑھتا ہے مگر بھی نہیں جانتا کہ فرض کس قدر ہو اور سنت کتنی اسکی چلی  
دست ہو ۴ وہ نمازی ہے جو فرض کی نیت سے نماز پڑھتا ہے مگر فرض کے معنی نہیں جانتا تو اسکی نماز کفایت نہیں کرتی ہم وہ نمازی ہے جو  
یہ جانتا ہو کہ آدمی جو نماز پڑھتا ہے اور نہیں بعض نماز فرض ہے اور بعض نفل اور ہتیار نہیں کرتا فرض اور نفل میں تو اسکی نماز جائز نہیں  
اسو اسکو کہ فرض میں نیت کا معین کرنا شرط ہو اور بعضوں نے کہا کہ اسکو جو نماز کہ جماعت سے پڑھی اور امام کی نماز کی نیت کی تو درست ہو ۵  
وہ نمازی ہے جو سمجھ اعتقاد کیا کہ ہر نماز فرض ہو تو اسکی نماز جائز ہو ۶ وہ نمازی ہے جو یہ نہیں جانتا ہو کہ خدا کی نار بند و ہر فرض ہے  
لیکن وہ پنجگانہ نماز پڑھتا ہو اسکی نماز جائز نہیں ہے انتہی مخصصا لفرض **الکلا طهرک واعصرک فربا لیوم** اور الوقت او لا هو الا صلی یعنی  
ضرورت ہر نیت کی تعین فرض کی اس طرح اسطرچہ کہ وہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی خواہ ظہر یا عصر کے ساتھ دن اور وقت کو ملا دی یا غلامی ہی قول  
سمیجہ تر ہے ہم یعنی یون کہنا یا نیت کرنا کہ اصلی ظہر لیوم یا ظہر الوقت یعنی آجکی ظہر یا اسوقت کی ظہر ادا کرنا ہون کچھ ضرورت نہیں فقط ظہر عصر





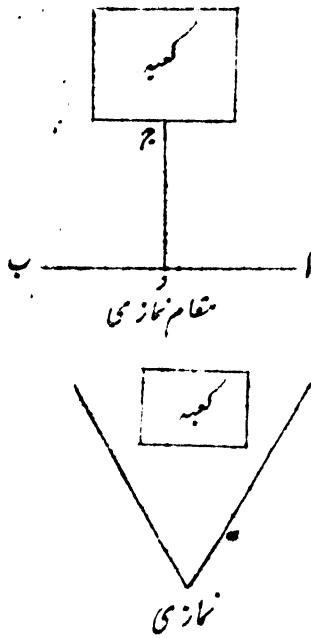


ہم مقابل قول نوی کا بعد قول نصیحت ہو کہ چونکہ قریب شخص کے لئے عین کعبہ کا سامن ہونا فرض ہے بالاتفاق اور دوسرا جو کہ ہم امر ممکن نہیں ہو سکتا  
کہ وہ زمین نیت کرے اسلئے وعدہ کو نیت قبلہ کی طرف سے نہ کرنے کی شرط کی گئی مگر اصل کو بقوی بملک الکعبة وال مقام و محراب مستحب ہے لیسر حضرت  
علی المرتضیٰ صرح تو یہ جو کسی نے کہا ہے کہ اگر نمازی عمارت کعبہ کی نیت کر گیا یا مقام ابراہیم کو یا اپنی مسجد کی جواب کی تو درست نہوگی یہ مسئلہ قول نصیحت پر  
متفرع ہے ہم بھی جو لوگ نیت قبلہ نہ ہونے کی شرط کہتے ہیں اوپر مذکور ایک اگر کعبہ کے سوا اور طرف سے نہ کرنے کی نیت نہوگی تو درست نہوگی مثلاً نیت کعبہ کی عمارت  
کی جائز نہوگی اسلئے کہ کعبہ میدان خاص رہا کا نام ہے نہ عمارت کا اور مقام ابراہیم دو پہر سے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کے بنائے کیوقت کبریا  
ہوتے تھے اور محراب مسجد خلافت سمت کعبہ کی ہے غرض مکان صورتوں میں عین کعبہ کی طرف سے نہ کر نیکی نیت نہیں پاتی جانی اسلئے اونکے نزدیک ہمار بھی درست نہوگی  
اور یہ قول نصیحت ہی اور قول نوی کے بموجب نماز درست ہوگی اسلئے کہ جب نیت کعبہ شرط نہیں تو غیر کعبہ کی نیت سے کچھ نقصان نہوگا کذا فی الشامی لمقطع کثیرۃ

**فصل فی الاکارہ فی حقہ الافادۃ فاما لیست بشرط میسوریت امام کی تعیین کی اقتدا کی درستی میں کہ وہ بھی شرط نہیں فلما یتم بہ بطئہ منہ فاذا**  
**ہو گیا تھا اگر امام کا اقتدا کیا اسکو زیادہ سمجھکر پس وہ بیکرخلا تو اقتدا درست ہوگا اسلئے کہ اوستہ امام موجود کی اقتدا کی نیت کی تھی تو اب اگر اس کا**  
**نام کچھ اور سمجھ لیا تو کیا نقصان ہو کیونکہ اعتبار نیت کا یہ ہے سمجھ کا کذا فی الملبیہ الا اذا عینہ یا سمیہ فبان عنہ** اگر مسورت میں اقتدا درست نہیں  
کہ امام کو اسکو نام سے معین کیا ہے کوئی غیر نکلا یعنی اقتدا میں امام موجود کی نیت تھی بلکہ اقتدا ازید کی نیت کی خواہ اسکا نام یا بیگانہ یا مجاہد یا بیکر ذاب اگر وہ  
حرم ہوگا تو اقتدا درست نہوگا کیونکہ نیت کا اعتبار ہی اور اوستہ امام حاضر کی غیر کی اقتدا کی نیت کی اسلئے صحیح نہوگی الا اذا استوفی بہ حکایت  
کا کذا فی المحراب و اشارۃ کذلک الا کام الذی ہو نزدیک کر نام کے ساتھ تعیین میں اسوقت اقتدا درست ہوگا کہ امام کا پنا جگہ سے متباد  
مثلاً یوں کہ زید جو محراب میں کھڑا ہے یا اشارہ سوا اسکو بنا دی کہ یہ امام جز یہ سی تو اب اگر کوئی اور امام نکلا تو کچھ مضائقہ نہیں اسلئے کہ  
اشارہ کردیو سو نام لینے کا اعتبار جاتا رہا کذا فی الشامی الا اذا التذاکر بصرف حق قصۃ کہ لا الشائب فاذا اھتمتیم فلا یشکم ان کسی منت خارج  
سم اشارہ کر چکا اور وہ صفت امام میں پائی جا ئیگی تو اقتدا ایچھ نہوگا مثلاً یوں کہا کہ اس جوان کے چھپو اور وہ بوڑھا بھی تو اقتدا ایچھ نہیں دیکھیں  
**یفعل لان الشائب یکن شایحا لعلہ** اور اسکو عکس میں اقتدا درست ہی یعنی اگر نیت کی کہ اس کے چھپو اور وہ جوان نکلا تو اقتدا ایچھ ہی کیونکہ جوان کو  
اسکو علم کی جنت سے بوڑھا کہا کرتے ہیں وفی الجنبی قوله ان الصلی الخلف من هو علی مذہبہ فاذا اھتمتیم لہ یخبرنا درجہ میں ہی کہ مقتدی  
نے نیت کی کہ اسکو چھپو نماز پڑھتا ہوں جو میری طریق پر ہو اور پردہ اس طریق کا نہ تھا تو اقتدا درست نہوگا ہم وجہ عدم حوازی کی یہ ہے کہ جب اسکو  
اپنے مذہب کے امام کی نیت کی اور امام غیر مذہب کا نکلا تو گویا اوستہ امام معدوم کی اقتدا کی نیت کی کذا فی الشامی من المنیہ **قائد** یہ ایک کام  
کی بات حملہ کان الاحتمال للشمۃ یہ عندنا لم یحقق ثواب الصلوٰۃ فی مسجد علیہ الصلوٰۃ والسلام بمکان فی زمنہ فیلزم ط چونکہ  
ہم خفیون کے نزدیک اعتبار نام لینے کا ہے (یعنی اسصورت میں کہ اشارہ نہو) اسلئے ثواب نماز کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں  
خصوصاً اس مقدار پر نہوگا جو آپ کے عہد مبارک میں تھی نو اسکوبارکنا چاہئے ہم یعنی یہ جو بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ روایت کی ہے  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں بہتر سے ہزار نماز دن کسی اسکوسوا دوسری مسجد میں سوا مسجد حرام  
کے تو بہتر ہزار گنا ہونا نماز کا صرف اسقدر مسجد پر مخصوص نہیں جو حضرت کے وقت مبارک میں تھی بلکہ مسجد شریف میں جو حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ  
اور ولید اور عبدی نے اضافہ کیا ہے اس زیادہ کی ہوئی میں ہی ایک ہزار ہزار کی برابر ہوگی اسلئے کہ حدیث میں میری مسجد ارشاد فرمایا ہے اور ظاہر ہے  
کہ جو مسجد اب موجود ہے وہ سب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتی ہے قریب ہی ہوئی مقدار میں بھی ثواب ہزار گنا ہوگا اور امام نووی نے اس ثواب کا حال  
اکوسی مضار کے ساتھ کیا ہے جو آپ کے عہد مبارک میں تھی وہ یہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں سوا نام لینے کے اشارہ بھی ہو کہ فی مسجدی ہذا فرمایا ہے یعنی میری  
اس مسجد میں جس جگہ خاص جو اس دوزمرجہ تھی مرادی پس پڑسی ہوئی مقدار اس میں داخل نہوگی اسکے داخل ہونے کو کوئی دلیل چاہئے اندیشہ







جائے رہا ہو اور یہ فاصلہ زیادہ ہو تو اس کی مناسب سرگرمیوں سے مقابلہ جاتا ہے۔ غرض اس سے پہلے  
بائیں ہونے سے نہیں جانا مشافہانہ جو گون سے بہت دور ہو تو تمام شہر کے آدمیوں کو یکساں معلوم ہو گا  
یعنی اگر ایک کے سر پر ایک جگہ ہو گا تو اس وقت سب شہر کے لوگوں کو ہر جگہ سر پر ہی معلوم ہو گا  
اسی طرح کعبہ کا فاصلہ جب بہت دور ہو گا تو مقابلہ تحقیق کے مقام سے اوپر اور دیر میں جانے سے مقابلہ  
نمازی نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے اکثر شہروں کی مسجدیں ایک سمت کو ہیں +

دوسرے طرف جب معلوم ہو گیا ہے کہ نماز کی آگہوں کے بیچ کے نقطہ سے دو خط ایسے کھینچ جائیں کہ  
وہ ایک دوسرے سے مل کر زاویہ قائمہ ہو سکے کہ بائیں تو اگر کعبہ ان دونوں نقطوں کے درمیان میں واقع ہو گا تو  
مقابلہ زائیں ہو گا ورنہ زائیں ہو گا اس کی صورت یہ ہے کہ ذاتی امتیازی تفریق +

فَلْتَفَهِّلُوا مَعْنَى التَّيَامُنِ وَاللَّيْكَاسِيَةِ عِبَارَةً اَللّٰهُمَّ فَتَيْضِرْ مِنْ كَبْتِ بَوْنِ كَبِي مَعْنِي مِنْ  
دہنے بائیں ہٹنے کے اور کی عبارت میں تو اس کو جنوب و یکہ ہاں کے کہ مطلب قیاس سے ہم یعنی در کا  
بہ مطلب نہیں کہ کعبہ کو دہنی طرف کر لے یا بائیں طرف کہ اس صورت میں قطعاً مقابلہ جاتا رہے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ

خط جہت پر دائیں بائیں ہونے سے مقابلہ بنا رہتا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جہت کے طریق اول میں و تعریف باللیل اور قبلہ پہچانا جانا جو اس علامت  
سے جو قبلہ کو بتائے وہو فی القریۃ والا مہماد فہا رجب الصحابة والنابغیان وفی المفاوز والجارحجیم کالقطب اور علامت قبلہ  
شہروں اور گانوں میں مسجدیں صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کی ہیں اور جھنگوں اور سمندر و زمین سنارہ ہیں جیسے قطب یعنی جس جگہ مسجدیں قریب ہوں  
ہوں وہ ان سمت قبلہ کی اس سے معلوم ہو سکتی ہے ورنہ قطب غیر سنارہ کے مثلاً ہندوستان کے اکثر شہر زمین قطب نمازی کے دہن شائد پر جتا ہو تو  
رات کو ہر جگہ اس سمت قبلہ معلوم ہو سکتی ہے وَالْاٰمِنِ الْاَهْلِ الْعَالَمِ بَہِمْ تُو صَاحِبِ بَہِمْ تُو اذ نہیں تو اس جگہ کے باشندہ قبلہ کے جانور کے  
سے پوچھا جائے اور باشندہ انہیں سے پوچھا کہ اگر نمازی اس کو زور سے پکارے تو وہ اس کی پکار سے ہم یعنی اگر مسجد زمین قطب ہی حال کیلئے نہ کوئی آلہ  
مثل قبلہ نما کی پاس ہو تو سمت قبلہ کو اس جگہ کے باشندہ سے پوچھا جائے اور اس سے پوچھو زمین و زمین میں ایک جگہ کہ قبلہ کا جانور والا ہو تو ہر انسان  
میں کہا کہ اس کا نہ یہ بھی چاہیے کہ مقبول الشہادۃ ہو تو اس سے معلوم ہو کہ ذمی اور جاہل کا کہنا اسباب میں مفید نہیں دوسرے جگہ کہ نماز کی پکار  
سنی طحاوی نے کہا کہ من لو صاحب بدل تراحو اہل سو والمعتبر فی القبلة العزم لا البناء فہی من الامر فی الشکایۃ الہ العزیز  
اور قبلہ کے باب میں متبرکشا دگی اور میدان کعبہ حوزہ اس کی مہارت تو وہ کشادگی سانوں زمین سے لیکر عرش تک ہو طحاوی نے کہا کہ اس سے معلوم  
ہو کہ اگر کوئی شخص زمین کے اندر گہر کرے تو وہ زمین یا اونچے پہاڑوں پر نماز پڑھتا تو اس کی نماز درست ہوگی جیسے کعبہ کی جہت پر نماز جائز ہوگی  
جہل مارت ہوتی تو نماز صحیح نہ ہوتی وقبلة العاکسین علیہا لہوض دیان وجدل مؤتہ علیہ الامام وحق مال وکل اکل من سقط عنہ الامام  
جہلہ فادہ ولو مضطجعا یا یما لہوض فیرؤی قعدہ اور قبلہ اس شخص کا جو کسی مرض کے سبب سے قبلہ رخ ہونے سے عاجز ہو گا کسی قبلہ رخ  
کر دینے والے کو پادری امام کے نزدیک یا مال کے چوری جانے وغیرہ کے خوف سے قبلہ کی طہ سے عاجز ہو اس طرح ہر شخص جسے ارکان نماز ساقط  
ہو گئی ہوں ایک کا قبلہ اس کی قدرت کی جہت ہی یعنی جہر کو پڑھ سکتا ہو پڑھ قبلہ رخ ہونا لازم نہیں اس لئے کہ خود کعبہ تو مقصود ہی نہیں اور امتحان  
ایسی صورتیں بھی حاصل سے اگر مہرمن کے دیکھنے کے خوف سے نماز لیکن اشارہ سے پڑھو امام کے نزدیک اس لئے کہا کہ صاحب جہت کے نزدیک اگر وہ  
کی دوسری قبلہ رخ ہو سکتا ہو اور دوسرا اس کی پاس موجود ہو تو اس کو جہت قدرت کی طہ نماز درست نہ ہوگی اور جسے ارکان نماز کے ساقط ہو گئی  
ہوں اس کی مثال بڑا آدمی ہے جو پیری کے ضعف سے قیام و قعود نہیں کر سکتا تو اس سے قبلہ رخ ہونا بھی ساقط ہے اور ایک مثال شارب سے

[illegible]

لازم آتی ہے جو نماز کی غصہ ہو اور اگر نہیں پہنچتا تو جانب بوجہ قبلہ کے سوا اور طرف کو نماز پڑھتا ہے یہ بھی غصہ نماز ہی تو بھی حال لاحق کا بھی جو جب نماز  
کی اصلاح ہو تو جو نہیں ہو سکتی اسکو از سر نو پڑھے کہ انبی الشامی نے لکھا و من لم یقع قریبہ علی شیء صلیٰ لکل جہۃ من الخبیثات و جب تک اسکا کعبہ نہ ہو  
نہو بلکہ سب طرفیں قیام کرنے میں اس کے نزدیک برابر ہوں تو وہ ہر طرف کو ایک بار نماز پڑھ کر پھر باقی اہم احتیاط کہ ہم جب نماز کی قبلہ کے لئے چاروں طرف اسٹل  
اور اوپر اور کبھی چھو تو اس میں تین قول ہیں آیات یہ کہ نماز میں ایسا کہ جب تک کہ ایک طرف قبلہ اور کبھی غصہ میں خبر ہو تو دوسری جگہ کہ چاروں طرف کہ  
ایک ایک نماز پڑھ لے تب یہ بھی کہ اور کبھی اختیار ہو جائے یا آخر کہ سے چاروں طرف نماز میں پڑھے مگر تیسری عالمگیری میں ہر مضرعات سے نقل کیا جو کہ زیادہ  
درست دوسرا قول ہے اسلمو شارح نے اسکو اختیار کیا اور مشہور منہ میں بھی اسکو اختیار کیا ہے کہ انبی الشامی نے لکھا و من لم یقع قریبہ علی شیء صلیٰ لکل جہۃ من الخبیثات  
الان فی الاستدلال و اگر جس شخص کی ایسی پہلی طرف کو پھر چاروں طرف اور کبھی ہر طرف پر چاروں طرف یعنی کعبہ نماز ایک طرف کو پھر چاروں طرف پر نماز میں  
دوسری جانب قبلہ کی معلوم ہوئی اور اس طرف کو پہلی اور کبھی ہر طرف پر ایسی الگئی تو اسکی طرف کو ہو جائے اور غلط حد میں ایک قول  
یہ ہے کہ از سر نو پڑھی مگر تا نماز خانیہ اور قیامت کی سب سے اول تو کبھی مقدم کیا ہو اور پھر دوسری اور شامی نے بھی اسکو اوجہ ذکر کیا جو وہیں تک ذکر کرتے ہیں  
یہ حدیث صحیح الا وثلی استئذنت و جب جس شخص کو پہلی رکعت کا سجدہ چھوٹ جاتا یا یادہ از سر نو نماز پڑھو ہم سورت اسکی یہ بھی کہ ایک شخص نے پھر  
بعد ایک رکعت ایک جانب کو پڑھی پھر ایسی دہلگئی دوسری رکعت دوسری طرف کو پڑھنے لگا اور وقت یا یاد ایک پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو نماز کو پھر سے  
پڑھے اسلمو کہ اگر سجدہ مذکور اس جانب کو کرنا ہی جدید دوسری رکعت پڑھنا ہی از سجدہ قبلہ کی طرف ہو گا اسلمو کہ پہلی رکعت کا قبلہ یہ طرف نہ تھی اور  
یہ سجدہ رکعت نہ کر کا مجھے سے اور اگر پہلی رکعت کی قبلہ کی طرف کرنا ہی تو جو طرف اب اسکو نزدیک قبلہ ہو اس سے پہلے لازم آتا ہے اسلمو نماز از سر نو  
پڑھ کر انبی الشامی و ان کی سب سے اول تو کبھی مقدم کیا ہو اور پھر دوسری اور شامی نے بھی اسکو اوجہ ذکر کیا جو وہیں تک ذکر کرتے ہیں  
بدون تحری کے شروع کر لیا تو شروع درست نہ تھا اگرچہ ٹھیک قبلہ کو پڑھتا ہو اسلمو کہ اوسنی فرض تحری کو چھوٹا یا یعنی در صورت اشتباہ قبلہ کے  
تحری فرض تھی اسکو از سر نو چھوٹا یا الا اذا علم احصاۃ بعد فراغہ فلا یعد اتفاقا اگر جب اپنی فراغ ہو نیکی کے بعد ٹھیک قبلہ کو ہونا جانے  
تو دوبارہ نماز نہ پڑھی بالاتفاق بخلاف مخالف جمہور فقہاء فانہ یستأنف مطلقا بخلاف جہت تحری کے سوا اور طرف پڑھنے والے کے کہ وہ  
از سر نو پڑھی ہر حال میں یعنی اگر تحری کی طرف ہوئی اور اسنو دوسری طرف نماز پڑھی تو نماز کو پھر پڑھی ہر حال میں یعنی خواہ نماز میں جانے کہ ٹھیک  
قبلہ کی طرف پڑھی یا غلط کی یا بعد نماز کے جانے یا کبھی بھی معلوم نہ ہو اور امام اعظم سے مروی ہے کہ اس شخص پر خوف کفر ہو کہ انبی الشامی نے لکھا و من لم یقع قریبہ علی شیء صلیٰ لکل جہۃ من الخبیثات  
انہ محدث او ثوبہ بنفسہ والوقت لہ یدخل فیہا بخلافہ یعنی جس نماز پڑھنے والا اس گناہ سے کہ وہ یہ وضو ہو یا اسکا کپڑا ناپاک ہو یا  
نہیں آیا پھر اسکا خلاف معلوم ہو تو اسکی نماز درست نہ ہوگی وہ یہی نماز از سر نو پڑھے و جانا جائز ہو نیکی یہ بھی کہ اسکو غصہ میں نماز فاسد ہو چکی ہو  
تو اب خلاف ظاہر ہونے سے جائز نہ ہوگی کہ انبی الشامی نے لکھا و من لم یقع قریبہ علی شیء صلیٰ لکل جہۃ من الخبیثات و جب تک اسکا کعبہ نہ ہو  
و تبیین النہی صلیٰ لکل جہۃ من الخبیثات و من لم یقع قریبہ علی شیء صلیٰ لکل جہۃ من الخبیثات و جب تک اسکا کعبہ نہ ہو  
ایک جماعت نے نماز پڑھی قبلہ کے مشتبہ ہونے کیوقت تحری سے ایک امام کے ساتھ اور ظاہر ہوا کہ انہوں نے مختلف سمتوں کی طرف نماز پڑھی تو سب  
شخص کو اس میں سے یقین ہوا غلطی اور امین یعنی غلبہ ہوا کہ انبی الشامی نے لکھا و من لم یقع قریبہ علی شیء صلیٰ لکل جہۃ من الخبیثات و جب تک اسکا کعبہ نہ ہو  
نماز درست نہ ہوگی اور بعد ادا کے مخالفت کا حال معلوم ہونا اسکو مضر نہیں شمار نے کہا کہ اگر قبلہ مشتبہ تھا تو اگر نماز ٹھیک طرف کو پڑھا تو درست ہوگی یعنی  
اگر کوئی ایسا شخص موجود تھا جس سے قبلہ پوچھ لیا ممکن تھا مگر وہ نہ دریافت کے تحری سے نماز پڑھی تو اگر ٹھیک قبلہ کی طرف کو پڑھی ہوگی تو درست ہوگی  
و نہ درست نہ ہوگی شامی نے کہا کہ حالت الاداء طرف میں یقین مخالفت کا تقدم کو اس سے کہ یہ علائقہ نہیں اسلمو کہ آگے پڑھنے سے تو نماز ہر صورت سے درست نہیں  
خواہ حالت ادا میں آگے پڑھنا معلوم ہو خواہ ادا کے بعد لا عن عمدہ خطا کا و ولترکہ فرض المفام حالت ادا میں امام کی مخالفت معلوم



ہم نماز کا کافی ہونا تو اس پر کسی ہو کہ فرض میں رہا کہ وہ نفل نہیں اور دینار کا استغفار اس پر کسی نہ رہا کہ نماز اسکے ذمہ واجب نہیں واجب چیز پر اجرت  
 کا استغفار نہیں ہوتا مثلاً باب انہو یجب علیہ کو اپنی نیت کے لئے ذکر رکھے تو جتنا کہہ کر کسی کا مستحق نہ ہو کہ اس پر واجب ہو کہ انی الشامی  
 الصلوة لا یزنها المصنوع لا یصلیہ اللہ تعالیٰ فان لم یقف خصمہ اخذہ من حسنہ نماز کا پڑھنا دشمنوں کے راضی کرنے کے لئے مفید  
 نہیں بلکہ نماز اللہ تعالیٰ کو اس پر اسے پڑھنا اور اس کا حسن اپنا حق محاف کر لیا تو آخرت میں اس کی ٹیکو نہیں کسی لیکر خدا کو عدا کی جائیگا ہم شمار ہے  
 اس نماز کے جواز اور عدم جواز کو ذکر کیا بلکہ یہ کہہ کر کہ مفید نہیں لیکن فحشاءات التوازل میں کہا کہ ایسی نماز درست نہیں یعنی اگر نماز اس نیت سے پڑھے  
 کہ خدا کی واسطے پڑھتا ہوں تاکہ وہ مقداروں کو مجھے عطا کرے تو درست نہ ہوگی اسلام کو بدعت ہو کہ انی الشامی جاء انہ یؤخذ لایق نواجب  
 سبعاً صلوة بالمکاح یعنی کتب آسمانی میں آیا ہو کہ ایک دن ایک کے لئے ثواب سات سو نماز باجماعت کا دیا جائیگا ہم دانگ درسم چنے حصہ کو کہتے  
 ہیں اور نماز باجماعت سے فرض فرائض میں کہ جماعت اور نہیں میں ہوتی ہے یعنی اگر کسی کا حق ایک دانگ دوسرے کے ذمہ ہو گا جو حال کے سکھ کے اعتبار سے  
 ہونے کے قریب ہوتا ہو تو اس کو فرض آخرت میں سات سو فرضوں کا ثواب ظاہر سے خدا کو دلا جائیگا ولو ادرک القوم فی الصلوة ولو یدرہا  
 امر تراویح یقوی القوم فان ہفہ صیۃ والا لاقم فلان اگر عاری سے لوگوں کو نماز میں پایا اور یہ سب نماز کہ نماز فرض پڑھتے ہیں یا تراویح تو یہ شخص  
 فرض کی نیت سے ان کا شریک ہو جائے گا اگر وہ فرض ہی میں ہونے تو اس کا فرض بھی درست ہو گا ورنہ نماز نفل ہو جائیگی یعنی تراویح نہ ہوگی کیونکہ تراویح میں  
 فرض مشاک ہوتی ہو کہ انی الشامی ولو فوئے فرضین کلمتین ووجنا فلا یستکتی اور اگر نماز میں نیت کی دو فرضوں کی یعنی فرض میں اور فرض  
 آگاہی کی ایک ساتھ نیت کی چنانچہ فرض وقت ۱۔ خانہ کی نیت تو یہ نیت صرف فرض وقت کی ہوگی اسلام کہ فرض وقت قوی ہو اور حقیقت میں نماز  
 ایسا نام جو کہ اس میں کوہ اور مسجد سب ارکان میں اختلاف نماز بنا دے کہ ہم قیادہ کلیہ طر محلی نیت کا یہ ہو کہ جب دو عبادتوں کو ایک نیت کے  
 ساتھ جمع کر لیا تو اگر ان دو فرضوں میں سے ایک تو نیت ایسی ہو جائیگی اور اگر دونوں برابر ہو گئے تو نیت انہو ہوگی اور کسی میں شروع کرنا والا  
 نہ ہو گا کہ انہو طوطی ولو ملکوتین فالوقتین اور اگر دو فرض وقت کی نیت کی یعنی ایک جس کا وقت موجود ہو اور ایک جس کا وقت ابھی نہیں  
 ہوا مثلاً ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کے ساتھ نیت کی تو نیت اس کی ہوگی جس کا وقت ہو اسلام کہ عصر کی نیت ظہر کی وقت میں درست نہیں اگرچہ نماز عرو فان  
 میں ہو کہ یہ کہ ظہر کا مقدم کرنا عصر پر واجب ہو سبب ترتیب کے کہ انی الطوطی عن العلی ولو فائتین فلان اولیٰ اھل الذلتیہ اور اگر قصداً  
 نمازوں کی نیت کی تو اس پر کسی پہلی کی نیت ہوگی بشرطیکہ نماز میں اہل ترتیب سے وہم اہل ترتیب اس کو کہتے ہیں جس کے ذمہ شروع فرضیت نماز سے پہلے  
 نماز میں متصل باقی ہوں تو ایسا شخص اگر دو قضا نمازوں کی ایک ساتھ نیت کر لیا تو یہ نیت پہلی کی ہوگی اسلام کہ ترتیب والے کی دوسری نماز نہیں ہوتی  
 جب تک پہلی نوا اکیسے کہ انی الشامی والا فلان یلحق ظاہر اگر صاحب ترتیب نہ ہو اور دو قضا نمازوں کی ایک ساتھ نیت کرے تو یہ نیت نفل  
 ہوگی کہ کسی سے نماز میں پہلی کی نوا ہو کہ اوپر کرنا چاہیے ہم وجہ نفل ہونے کی یہ ہو کہ ایک ساتھ دو دنوں کا ادا ممکن نہیں کیونکہ ہر ایک کو ایک نفل  
 علیہ و سبب اور خاص ایک کا ادا ہونا ترجمہ لازم ہے اور صاحب ترتیب نے سوا ولوب ترتیب مقبر نہیں رہی کہ اول کی نیت ہو جائیگی اسلام  
 انہو موئی کہ انی الطوطی عن العلی ولو فائتہ وقتہ فالفائتہ لو الوقت صلتاً اور اگر ایک قضا نماز اور ایک وقت کی نماز کی نیت کی  
 تو نیت قضا کی ہوگی بشرطیکہ وقت میں گنناش ہو یعنی بعد قضا پڑھنے کے وقتی کو ادا کر کے طوطی نے کہا کہ وقت میں گنناش ہونے کے سوا  
 بھی شروع کر نماز میں صاحب ترتیب ہو اگر صاحب ترتیب نہ ہو گا تو نیت نفل ہو جائیگی اور اگر وقت تنگ ہو گا تو نیت وقتی ہے کہ نفل ہوگی خواہ صاحب  
 ترتیب ہو یا نہ ہو ولو فرضنا وقلنا فلان فی اور اگر فرض اور نفل کی ایک ساتھ نیت کر لیا تو نیت فرض کی ہوگی سبب قوی ہونے فرض کے  
 ولو فائتین کہ سنیہ فی وقتہ صلیہ قد ہما اور اگر نفل نمازوں کی نیت کر لیا جیسے صحت فجر اور نیت السجد کی تو نیت دونوں کی طرف  
 سوا کافی ہوگی یعنی دونوں کا ثواب دیا و لو فائتہ وقتہ اور نفل اور بنا دے کہ نیت کر لیا تو نفل ہوگی اسلام کہ نفل حقیقت



نہیں وہ بوجہ اتصال کبیر میں ملحوظ ہو نہیں کہ خود تکبیر کے رکن ہونے کی جہت سے ملحوظ ہوتی ہوں وقد منعہ الربی علی نے کیا  
تحریر کے لئے شرائط کی مراعات کا انکار کیا ہے یعنی امام شافعی جو اس کے رکن ہونے کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شرطین نماز کی ہیں وہی تکبیر کے رکن  
ہیں اور ان کو جواب میں زیلعی نے کہا ہے کہ یہ کہان ہے کہ جو شرطین نماز کے لئے ضروری ہیں وہی تکبیر کے لئے ہوں مثلاً ایک شخص نے نجاست کو ادھار  
کبیر تحریر کیا اور تحریر سے فارغ ہو کر نجاست والدی یا شرط گاہ کہوئے تحریر کی اور تحریر کے بعد تہوڑی سی حرکت سے شرط گاہ چپائی تو نماز درست  
ہوئی حالانکہ نماز میں بعد از نماز ہین نو شرط نماز کی رعایت تحریر میں نہیں تھوڑا جہاں الیہ بقولہ دلائل مستلک بہ زیلعی نے مراعات شرط  
لیط شرط جوع کیا انہوں نے اس قول میں کہ اگر مراعات شرط نماز تحریر میں ان لیا جائے تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ مراعات اس میں ہیں کہ تحریر رکن نماز میں ملکہ  
اس وجہ سے کہ اور نماز تحریر سے متصل ہے طحاوی نے کہا کہ شارح نے جو زیلعی کا رجوع قرار دیا تو اس میں کلام ہے اس لئے کہ یہ قول برسیل و غیر  
و تزل سے نہ بلکہ یقین و جزم اور رجوع و سرگاہا ہے نہ بلکہ لغو ہے الغلو لغو لغو لغو علی التسلیم اور اس لئے ان تلویح میں ہے کہ  
مراعات شرط کے نکرانے کو رعایت شرط کی مان لینے پر ترجیح دینا بہتر ہے یعنی یہی اچھا ہے کہ تحریر میں مراعات شرط نماز کا انکار کیا جائے  
ورنہ جو صورتیں زیلعی نے لکھی ہیں وہ بن نہ سکتی طحاوی نے کہا کہ جب شارح نے زیلعی کے قول کو بلفظ رجوع بیان کیا تو اس میں یہ تھکا تھا  
کہ شاید وہی قول متحد ہوگا اس لئے تلویح کے اس جملہ سے اس ہم کو دور کر دیا لیکن نقول الاحتمال خلاف مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ حنیف  
اسکے خلاف ہی یعنی ہر چند تلویح کے قول سے ترجیح مذموم مراعات کی معلوم ہوتی ہے مگر امتیاز کی صورت یہ ہے کہ مراعات شرط کو مان لیا جائے  
طحاوی نے کہا کہ ظاہر عبارت بحر الرائق اور نہ الفائق اور نہ الفاسیہ یہ ہے کہ عدم مراعات پر اعتماد ہو وعبارة البرہان والتماسیہ  
لہا کاما شرط للصوم لا باعتبار دلتیہا بل باعتبار انصافہا بالقیام الذی ہو کثرتا اور عبارت بران کی یہ ہے کہ تحریر کی لکھ  
جو چیز شرط ہوئی جو نماز کے لئے ہے تو وہ باعتبار تحریر کے رکن ہونے نہیں بلکہ اس لحاظ سے ہو کہ تحریر قیام سے متصل ہے جو نماز کا رکن ہو  
و منها القیام بحیث لو عدلہ لکان کثرتا و ایک فرض نماز کا جس کے بدون نماز نہیں ہوتی کثرتا ہونا ہی اس طرح کہ اگر کثرتا ہوا ہوتا تو  
اتحاد ہوتا تو اس کو دو گھنٹوں کو نہ پونچھ لینے اگر نماز میں خرب سید ہا نہ ہوگا کس قدر چکا ہوگا تو فرض ادا ہو جائیگا لیکن جب اتنا چکا کہ اتنا  
گھنٹوں کو نالگ جائیں تو فرض ادا نہ ہوگا و معروضہ و واجبیہ و مستوفیہ و مستوفیہ بقدر القیام عینہ اور مقدار قیام کو فرض اور واجب  
اور مستوفیہ اور مستحب ہونے کی خصوصیت اسکے اندر قرات کی مقدار پر یعنی قیام مقدار ایک آیت کی فرض ہے اور بقدر سورہ فاتحہ اور دوسری  
سورت یا تین چوٹی آیتوں کے واجب ہو اور درمیان اتنا قیام جس میں سورہ اعلیٰ اور کا فرون اور اعلام پڑھی جائی مسنون ہے اور صحیح میں  
طرائی متصل کے پڑھنے کی قدر مستحب ہے غیر ملکہ نماز میں جب قرات فرض یا واجب ہو اس قدر قیام بھی فرض و واجب ہو وغیرہ ہر حال کثرتا  
عزیم و لو تعدلہ لکان کثرتا بل من القیام الذی یبطل رکوعہ بکثرتہ فتنبیہ پس اگر کثرت ہو کہ اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا اور اللہ اکبر  
اور رکوع کے درمیان میں وقفہ نہیں کیا تو قیام صحیح ہو گیا اس لئے کہ جب قیام اوس رکوع میں پونچھ تک کیا اس قدر کافی ہے کہ کافی بقیتہ  
ہم یعنی رکوع میں چلنے کی وقت بھی جب تک گھنٹوں تک اتنا نہ پونچھ کر قیام ہی میں داخل ہے طحاوی نے کہا کہ یہ صورت اس شخص کے  
حق میں ممکن ہے جس پر قرات نہ ہو جیسے امی یا مقتدی جو امام کو رکوع میں پاؤں یا کہ وہ ادنی قرات پر اکتفا کرے مثلاً تم نظر کر لے  
فرض میں دھننی بہ کثرتہ و مستوفیہ الا حکم قیام فرض ہے فرض نماز میں اور جو فرض سے ملحق ہے چنانچہ نماز ادرستہ تحریر میں  
قول میں یعنی تحریر کی سنتیں بعضوں کے نزدیک واجب ہیں تو ان کے وجوب کی رعایت سے جو ان کو مسنون کہتے ہیں وہ بھی قیام کو ان میں فرض  
کہتے ہیں غلام میں ہو کہ تحریر کی سنتیں بدون ہر کے جیسے کہ جائز نہیں الا جماع چنانچہ یہی روایت سے سن کی امام اعظم سے یہ روایت ہے  
و علی السبیل قیام فرض ہے اس شخص پر جو قارہ ہو قیام پر اس سبب پر طحاوی علیہ دون السبیل و رب ایہ لعلہ قارہ اپر اگر صورت قیام قارہ ہو جائے





خدیجہ رحمہا علیہ نے کہا کہ مجھ علت شرط ہونے کے لئے کافی نہیں کہو کہ قیام بھی درجہ سجدہ کا ہے حالانکہ وہ رکن جو شرط ہے قعدہ وغیرہ  
میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک رکن اصلی ہے اور بعض کے نزدیک شرط اور بعض کے نزدیک رکن زائد پر اس میں بھی اختلاف ہے کہ فرض ہے یا واجب  
مگر اجماع یہ ہے کہ فرض ہے اور رکن جو وصی فی البدایع اناہ مرکن نہ انہما لحدیث من حلف لا یصلی بالرفع من السجود اور یہ ان میں  
تعمیم کی ہے اس بات کی کہ قعدہ وغیرہ رکن زائد ہے اس وجہ سے کہ اگر کوئی قسم کہے کہ لازماً پڑھو گا تو اس کی قسم سجدہ سے سزا دہانے پر ناجائز ہے  
اگر قعدہ وغیرہ رکن اصلی ہوتا تو جب وہ نہ پڑھتا تو قسم نہ ٹوٹتی فی الجموعۃ لایکفر مثلاً اور اگر سجدہ میں ہے کہ قعدہ وغیرہ کا منکر کافر  
نہیں شامل ہے کہا کہ مراد منکر سوا اس کی فرضیت کا منکر ہے اس لیے کہ بعض کے نزدیک قعدہ وغیرہ واجب ہے اور اگر اس کی اصل مشروع ہے تو منکر  
ہو گا تو کافر ہونا چاہیے کہو کہ اس کا ثبوت حق ہے بالاجماع قد مر ان فی قرآن الشہادۃ لایکفر مثلاً اور سولہ بلا شرط مؤکدہ و علیہ  
فاجل قعدہ وغیرہ فرض ہے مقدار کم سے کم تشہد پڑھو کی عیدہ و رسولہ تک بدون شرط پیہ پیہ اور فاصلہ ٹرنیکے ہم یعنی قعدہ وغیرہ تنہا  
دیر کا بیچ ہو گا جس میں جلد جلد صحت الفاظ کی انعمیات پوری عیدہ و رسولہ تک پڑھو اور بقدر بیٹھنے میں پیہ ہونا اور فاصلہ ٹرنیکے شرط نہیں  
لیما فی الاول الحیۃ صلی امر بقاء وجلس لخطۃ فطمنا ثلثا فقام ثم تذاکر فیلس ثم بکرم فان کل الی الخ لیس فی قد مر ان فی قرآن الشہادۃ لایکفر مثلاً  
سولات کی شرط اس لئے نہیں کہ اول الجہد میں بیٹھ کر ہو کہ ایک شخص چار کتبیں پڑھ کر ایک لفظ بیٹھا پڑھو تو کوئی کتبیں بھیکر اٹھا پڑھو اور کہ بیٹھ گیا  
پھر بول پڑا تو اگر وہ نو بار کا بیٹھا قعدہ انعمیات کے ہو گا تو نماز اس کی صحیح ہوگی اور اگر اس قدر نہ ہو گا تو صحیح نہ ہوگی خود یک سو صورتیں بیٹھا پیہ نہیں  
ہے چہ میں اٹھنا بھی موجود ہے ومنہا الخ زہر یصنعہ کہلہا لثاھا بعد نمازہا وان کثرہ فحقیقۃ اور ایک فرض نماز کا باہر ہونا نماز کا  
ہے اپنی کام سے چنانچہ اس کا کرنا وہ کام جو مخالف ہے نماز کے بعد پورا ہونے ارکان نماز کے اگرچہ ایسا کام کرنا کہ وہ تحریمی ہے ہم مراد  
خروج سے بذریعہ اپنی فعل کے سلام پیرا ہے کہ لفظ اسلام کہنا واجب ہے اور اس کی جگہ و سرانفل قعدہ اختلاف نماز کا مثل کہانے اور بیٹھنے  
اور باتیں کرنے کے مکروہ تحریمی ہے بسبب ترک کرنے واجب یعنی لفظ سلام کے اگرچہ نماز فاسد نہیں ہوتی اور نماز کی تمامی کی قید اس لئے لگائی کہ اگر  
ایسا فعل قبل تمامی کے ہو گا مثلاً قعدہ سے پیشتر تو وہ بالاتفاق نماز کا مفید ہو گا لکن فی الطحاوی و الشامی و الصغیر اناہ لیس بعد فی اتفاقاً  
فلا یصلی وغیرہ و آخر المصنف و فی الحجۃ علیہ الحقون اور صحیحہ جو کہ خروج بعقد فرض نہیں باتفاق امام اور صاحبین کے  
کہا ہے اس کو زلیمی وغیرہ نے اور ثابت رکھا ہے اس کو مصنف اور مجتہدین میں ہے کہ اسی پر بین تحقیق والے ہم اپنی فعل کے ساتھ نماز سے باہر آنا امام  
اعظم سے مراحۃ نہیں ثابت ہے بلکہ احمد بن حنبلہ بر دعی نے ان بارہ مسئلوں کو جو مفردات نماز کے پیشتر مذکور ہیں اور جن میں بعد تمامی  
ارکان نماز کے امام اعظم کے نزدیک نماز باطل ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک نہیں ہوتی یہ نکالا کہ خروج بعقد امام کے نزدیک فرض ہے  
حالانکہ بر دعی کی راہی حلط ہے کیونکہ ان مسائل میں نماز کا باطل ہونا اس وجہ سے نہیں کہ خروج بعقد پایا گیا تو ایک فرض چوٹ گیا بلکہ اس وجہ سے  
بطحان ہے کہ نماز کے اندر ایسے عوارض پیش ہوتے ہیں جن سے فرض اور کا اور ہو جاتا ہے چنانچہ معلوم ہو گا کہ فی الشامی و بیہقی من العود  
تخیر للکون و جن اور ماتن تے جو فرض مذکور کہو اور جن استے فرض اور باقی رہی اول جدا کرنا مفرد فرض کا ہم طبعی نے کہا کہ تیز مفرد فرض سے بھی  
فرض ہے کہ صلی نمازین اور ہر فرض میں اونکو تیز کر موان سہو فرض نہیں بیان تک کہ اگر کوئی شخص پانچ نماز دن کے فرض پھرنے کو نہ جانتا ہو  
مگر ان کے اوقات میں اونکو پڑھ لیا کرنا ہو تو یہ پڑھنا اس کو کافی نہ ہو گا اور طحاوی نے تیز مفرد فرض کے بعد منی کہے ہیں کہ سجدہ ثانیہ کو پہلی سجدہ سے  
جدا کر دینی سجدہ اول فرض ہے تو وہ سر کو اس سے جدا کرنا چاہیے اس طرح کہ دونوں کے پیہ میں سر اٹھا دے اور سر اٹھانے کے بعد ثانیہ ادا  
کرے یا تو نماز نہ کی و ترتیب ایضاً علی الکریم والکریم علی الشیخ و الشیخ علیہ السلام کے مابقیہ وہ سر فرض جو اتن نے نہیں بیان کیا نیز  
ہو نماز کے ارکان میں یعنی مقدم کرنا قیام کا رکوع ہر اور رکوع کا سجدہ ہر اور موخر کرنا قعدہ وغیرہ کلا و سہ پیشتر کے ارکان کی طبعی نے کہا کہ اگر شارع

بسبب کو ایک طرح بیان کرنا تو اچھا ہوتا یعنی یوں کہتا کہ تقدیم قیام کی رکوع پر اور رکوع کی مسجد پر اور مسجد کی قعدہ وغیرہ پر اس ترتیب کے خلاف کرنا گناہ نماز فاسد ہو جائیگی کذا فی المطحطاوی وائتمام الصلوٰۃ تیسرا فرض جو امت کے بیان سے رو کیا نماز کا پورا کرنا بھی یعنی کسی طرح ادا کرنا کہ اسکا کوئی فرض نہ چھوٹے ہم مطحطاوی نے ابراہیم و سوسو نقل کیا کہ شارح کے اس قول کے بعد کہ قعدہ وغیرہ کو ماقبل کے ارکان سے جو فرض کرنا اسکی حاجت نہیں کہ نماز کے اتمام کو بعد فرض کہا جائے کیونکہ اس سے تمام نماز کا خود لازم آتا ہے و الا فتعال من لکن الی آخر جو ہر نماز ایک رکعت سے دو رکعت تک ہوتا ہے و مثلاً بقیۃ الامامہ فی الفروض بانچوان فرض اپنا امام کی پیروی سے فرضوں کے اندر یعنی ہر رکعت میں امام کے ساتھ یا اسکو بعد شریک ہو اور اس سے پیشتر ادا کرے ورنہ نماز نہ ہوگی اور فرضوں کی قید اسلمو لگائی کہ اگر واجب اور سنت نماز دن میں متابعت ترک کر لیا تو نماز فاسد نہ ہوگی کذا فی الشامی و صحیحہ صلوٰۃ امامیہ فرمائیہ چنانچہ فرض یہ ہے کہ اپنے منصب میں اپنا امام کی نماز کو صحیح بنا ہو مثلاً شافعی مذہب امام نے اپنا نماز یا عورت کو چھو لیا اور اسکو بھیجو کسی خفی نے اقتدا کیا تو خفی کی نماز درست ہوگی کیونکہ اسکو نزدیک ہے دونوں باتیں نافض و مفوض و عدل و تقدیر علیہ ساتواں فرض مقتدی کا آگے نہ بڑھنا ہے امام پر یعنی ایڑیاں امام سے آگے نہ بڑھنا کی حاجت نہ ہے و عدم تحالفہ فی الجہۃ آٹھواں فرض حجت میں امام کے مخالف نہ ہونا یعنی اقتدا اور ادا کی وقت یہ سبنا ہو کہ امام کا منہ اور طرف ہو ورنہ نماز نہ ہوگی چنانچہ پھر گذر چکا و عدل و تقدیر علیہ فائزۃ محمد مرشحاً کذا فی اہرام التکلیف ص ۱۸۰ ان فرض نہ یا دو ہونا قصداً نماز کا ہر ادا ہون فرض نہ برابر ہو نا کسی عورت کا بموجب شرط ان دونوں کے یعنی تنہا کے نہ یا دو ہونے کی فرضیت میں یہ شرط ہے کہ نماز میں مذہب ترتیب ہو اور وقت میں گنجائش ہو اور عورت کی برابر نہ ہونے میں شرط ہے جو امامت کے بیان میں مذکور ہوگی و تعدیل الاکرکان عند التثانی والاکتمال التثانی و التثانی گیارہواں فرض ارکان میں تعدیل ہے امام ابو یوسف اور باقی مین امامون شافعی اور مالک اور احمد کے نزدیک ہم تعدیل لغت میں برابر کرنا کہتے ہیں اور شرعاً اعضا کا ساکن کرنا رکوع اور مسجد اور قریب اور جلسہ میں یعنی ان ارکان کو اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہئے اسکا بیان آگے آدیا گا فال العینی وہو المختار و اوراق المصنف و بسطناک فی الاماکن عینی نے کہا اور تعدیل ارکان کا فرض ہونا ہی مختار ہے اور اسکو مصنف نے ثابت رکھا ہے اور ہمیں خزائن الاسرار میں مفصل لکھا ہے و شریطی ادا کیا ہے

ہذا الفصل اور شرع و طہران فرائض یعنی ارکان کے ادا کے لئے اختیار یعنی بیداری ہم شرط بعینہ مجہول ماضی ہوا کا نائب فاعل لفظ انما ہے بعد نظم کے مذکور ہے فلت و بہ بلغت تکفلاً و عتسی لیت و قد نظم الشیخ بلالی فی شرحہ للوہابیۃ للتحفۃ عشرين تنبیلاً و لیس ہاں تنبیلاً میں کہنا ہوں کہ اس شرط اختیار کے ساتھ شرطین کچھ اور ہیں یعنی کس ہو گئیں اور شرط بلالی نے اپنی شرح و ہبانیہ میں تحریر کے بموجب شرطین ادا کرنا سوا باقی نماز کے لئے تحریر شرطین نظم کی ہیں چنانچہ کہا ہے

شروط التحفۃ لیس شرطین کچھ اور ہیں یعنی کس ہو گئیں اور شرط بلالی نے اپنی شرح و ہبانیہ میں تحریر کے بموجب شرطین ادا کرنا سوا باقی نماز کے لئے تحریر شرطین نظم کی ہیں چنانچہ کہا ہے

تحریر کی بہرہ در ہوا میں اونکو لکھا کہ دین سے مالک و شرطین آراستہ ہیں تحریر سے اور زمانہ ہر جگہ میں سے دخول الوقت و اعتقاد دخول وقت و شہادۃ و التکلیف لیس شرطین کچھ اور ہیں یعنی کس ہو گئیں اور شرط بلالی نے اپنی شرح و ہبانیہ میں تحریر کے بموجب شرطین ادا کرنا سوا باقی نماز کے لئے تحریر شرطین نظم کی ہیں چنانچہ کہا ہے

دوسرے شرطین کچھ اور ہیں یعنی کس ہو گئیں اور شرط بلالی نے اپنی شرح و ہبانیہ میں تحریر کے بموجب شرطین ادا کرنا سوا باقی نماز کے لئے تحریر شرطین نظم کی ہیں چنانچہ کہا ہے

کے شروع کر لیا تو کافی ہوگا اور سنہ عورت اور کھارت حدت سے اور بدن اور کپڑے اور مکان کی نجاست سے اور قیام مقیم کیا ہو یعنی قدرت والے کو لیس اس طرح کہنا ہونا کہ تنہا سے گشتہ نہ بڑھ سکے و دینہ اتباع الامام و لفظہ و تعیین فرض و وجوب فیکرہ الدنیا و الدنیا کی متابعت کی مقتدی کے حق میں اور بولنا تکبیر کا ایسی طرح کہ اپنا آپ اچھی طرح سینے اور تمہیں کرنا فرض یا واجب کا نیت میں کہ ظہر سے یا عصر اور ہے یا قضا پہر نمازی ذکر کرے یعنی اگلی شعر میں جو ذکر خالص مذکور ہے اسکو منہ سے ادا کرے و لفظہ و دیکر خالص عن ثواب لیس و بسم اللہ تحریر کرے ان ہو قیاد بولے ایک جملہ ذکر کا جو خالص ہو اسکی حاجت ہے جبہ اللہ اکبر سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر اللہم اغفر لی کہا تو تحریر درست نہ ہوگی کیونکہ بعد جملہ غالی حاجت سے نہیں اور خالص ہو وہ جملہ بسم اللہ سے کہ بسم اللہ سے بھی تحریر صحیح نہیں چنانچہ غلابہ میں ہے اور وہ جملہ عربی ہو اگر غازی عربی پر قادر ہو اور اگر عاجز ہو گا تو غازی جملہ سے بھی تحریر صحیح ہے شامی نے کہا کہ آگے آدیا گیا کہ شروع کرنا نماز کا سوا عربی زبان کے بھی درست ہے و لفظہ

کعبہ نمازی عزی پر قادر ہو ان فارسی میں قرات مجہم نہیں ہے **وَعَنْ رَبِّكَ هَآؤَ اَوْ بِهَا جَلَالَهُ** : وَعَنْ مَذْهَبَاتٍ دِيَا بَاکْتِ کبر قالی ہو لفظ اللہ  
 الکیو چھوڑنے سوا دی یعنی الف و دم لفظ اللہ کے اور قالی ہو چھوڑنے لے لفظ اللہ سے اور قالی ہو دو نو غزوں کے کسی یعنی نہ اللہ کے جزو پر مد ہو نہ  
 اکبر کے اور قالی ہو اکبر کی ج کے کسی کہ ان باتوں سے معنی بگڑ جاتے ہیں **وَعَنْ فَاَصِلْ فَعِلْ کَلَامٌ مُّبَآئِنٌ** : وَعَنْ سَبْکَتِ بَکْبَرٍ وَمُتْلَاکِ  
 یصلی اور قالی ہو **وہ** جملہ ہم میں آیا اسے فعل نماز کے مخالف کسی جیسے اگر نیت کے بعد کہڑے یا بدن سے کہیں کیا ہر تحریر کی تو درست نہ ہوگی اور قالی  
 ہو کلام فاصل نماز کے مخالف سے مثلاً نیت کر کے کعبہ کلام دیا وہی کیا پہر اللہ اکبر کہا تو درست نہ ہوگا اور قالی ہو اللہ اکبر کے پیشتر کہنے سے یعنی ایسا نہ ہو  
 کہ اول اللہ اکبر کہی ہر نیت کر کے ورنہ نیت مجہم نہ ہوگی اور مثل تبرائے مخالف سے در کہنا جو کعبہ نماز نام نے اپنے انکار کے لہو کہا کہ مخالف اگر کوئی غلط افہام  
 میں دیکھو تو ناظم کا قدر قبول کرے کہ نظم میں نگی الفاظ کی مجبوری ہو جاتی ہے **وَلَا وَتَاکَ مَبْدِئٌ مُّسْتَقِیْمًا لِّقَوْلِهِ لَعَلَّوْهُ لَعَلَّوْهُ بِالْقَبُولِ وَتَشْکُلُ**  
 باتوں کو لے شیدہ باندہ ہو والا قبلہ کی نیت یعنی شرط غیر قبلہ رخ ہونا ہے بعد والے کے حق میں تاکہ تو بہرہ پکار ان اشعار کے قبول کا اور شکر گذار  
 اللہ تعالیٰ کا کہ اوستو ایسی نعمت دی یا شکر گذار ہو ناظم کا کہ شرط متفرق کو نظر سے ایک جا کر دیا **فَجَلَّهَا الْعَشِیُّ وَنَیْلٌ یُّدْرِغُهُآ** : وَدَلَّهَا  
 یَرْجُو الْوَادِیَّ فَعَفَّرَ نَوْجُومُہَا ان شرط ان کا پس ہو بلکہ ان کے سوا زیادہ بھی کی گئی ہیں مثلاً مطلق نماز کی نیت اور اعتقاد طہارت کا اور تیز مفروض  
 اور نظم کرنا والا ان شرطوں کا توقع رکھنا ہے اللہ تعالیٰ بہت جو ذکر نوا ہے سو کہ وہی اسکی مغفرت فرما **یَا مَکَّانَ** : وَأَمْرٌ بِیْ صَلَوةٍ مَّعَ سَلَامٍ مَّحْصُفٍ  
 ذِخْرٍ فَاَخْلَقَ اللّٰہُ لَہٗ یَنْحَضُّ اور عمدہ درود سلام کے ساتھ معصوم سے سرور کائنات مغفرت معصی اللہ علیہ وسلم کے لہو جو فراموشی میں اللہ  
 کی مخلوق کے اور دین کے مددگار ہیں **وَالْحَقُّہَا مِّنْ بَعْدِہَا اَلْغَیْرُہَا بَلَدٌ سَنَہُ الصَّلَاتِ اَلْخَمْرُ** : اَمَّا ذَاکَ مِیْنَہُ بَعْدِ بَیَانِ اِنْ شَرْطُ  
 کے تحریر کے سوا اور نماز کے لہو نیز شرط کو جو نماز یوں کے لہو ظاہر ہوتی ہیں **قَبْلَکَ فِی الْمَقْرُونِ مَقْدَامُ اَلْبَیْہِ** : وَمَقْرُونٌ فِی شَرْطِہَا مَحْصُفٍ  
 اور وہ شرطین مجہد ہیں کہ ان میں تیرا بقدر ایک ایت کے فرض نماز میں اور جو فرض ہو بلقی ہر نیت واجب اور نیت فخر میں اور فرض کی دو کہتوں میں تیری قرات  
 لیکن بگڑا ہوا یا جانا ہو کہ چاہی اول کی دو میں پڑھ جا یہ پہلی دو میں **وَقِیْرُکَآبِ الْعَلِیَّہِ الْوِیْرُ فَوْضَاکَ** : وَعَنْ کَانَ لَہٗ فَوْضَاکَ اَلْمَلَاکَ  
 یَحْطَرُ اور فعل اور وتر کی سب کہتوں میں قرات فرض ہو اور جو معنی ہو وہ اس قرات سے مراد کیا جانا ہی یعنی اس کو حق میں قرات کر دے تحریر سے  
 کہو کہ امام کی قرات اسکی قرات ہو جو جب حدیث کے ہم فعل کی سب کہتوں میں قرات اسکی فرض ہوگی کہ ہر ایک دو گانہ اسکا نماز علیہ ہو اور وتر بھی  
 شاہ سنون کے ہو اس اعتبار سے کہ اسکی لہو اذان و کبیر نہیں ہوتی کذا فی الشامی **وَشَرْطُ سَبْکَتِہَا فَاَلْقَاہَا** : وَفَرْقٌ قَدْرٌ مَّحْصُفٍ  
 فصل **مَحْصُفٌ** اور مسجد کی شرط پیشانی کا ٹھہر جانا ہے یعنی ایسی طرح کہ اگر نمازی بائد کرے تو اسکا سر شے نہ ہو جاوے جیسا کہ کہا تھا اسی حالت پر جو  
 ایسی معلوم ہو کہ اگر چاہوں یا سو وغیرہ کے ذہن پر مسجد و رک گیا تو حاضر نہ ہوگا مان اگر غلہ گون میں بہرہ ہوگا تو درست ہوگا کیونکہ مسجد میں قرار  
 ممکن ہو سب طرح روئی اور گدے پر درست نہ ہوگا لیکن اگر سر کہتوں سے زمین کی سختی محسوس ہوگی تو درست ہوگا اور پیشے کے قریب ہو جانا حد فاصل  
 دونوں مسجد و مکی منعم ہوئی ہے یعنی ایک مسجد کے بعد دوسری کے لہو آنا اور ٹھہر کر پیشے کے قریب ہو جاوے جب نماز درست ہوگی ایسی معلوم ہو کہ بعض  
 فقہانے جو اپنے سراوٹھا بنکو حد ٹھہرا یا ہو وہ قول متع نہیں ہے **دَعَا فِیَامَ فَاَلْکَوْحُ فَنِیْدَا** : وَثَانِیَہُ قَدْ حَقَّعْنَا لَوْحُورَہَا بَعْدَ نِیَامِہَا  
 فرض رکوع سے پہر سجدہ اور ساتواں فرض ترتیب ہی جو ناظم کے قول بعد اور حرفت سے بھی جاتی ہے اور دوسرا سجدہ پہلے سجدہ سے سو مگر کرنا  
 مجہد سے یعنی دونوں سجدہ میں ترتیب فرض نہیں بلکہ واجب ہو اور دوسری سجدہ کی تاخیر آخر نماز تک مجہد **عَلٰی طَرَفِکَ اَوْ عَلٰی فُصْلٍ** : تَوْبِہُ  
 اِذَا اَلْقَاہَا اَمْرٌ اَلْحِیْ اَللَّہُ کہ جبکہ زمین پاک ہو تو اپنی مہنہلی پر یا اپنی کہڑے کی زیادتی پر مثلاً آستین یا دامن وغیرہ پر سجدہ کر چکا جواز ثابت ہو  
 ہم خلا سے اس شرکاء میں فرض کا بیان کرنا ہی یعنی آٹھواں فرض سجدہ کی جگہ کا پاک ہونا ہو جو سجدہ مہنہلی یا بازائے کہڑے پر ہو **مَحْصُفٌ**  
 فی حال **فَلَمْ یُشَآہِدْہَا** : تَعَاذَہَا بِکَ یُفْکَرُ سجدہ کرنا تیرا اپنی جگہ میں اور اس شخص کی پشت پر جو نماز کے سجدہ میں تیرا شرک

یہ سب کچھ فقہانے  
 بیان کیا ہے

وقت انہو اور پیش کے معاف ہو ہم بعد بیان ہر نوین فرض کا یعنی سجدہ ہاں شدہ ہر من سوا پہلی جگہ پر ہنوا اور اکثر سیر کی جیت ہو یا کسی غرضی ہو  
 تو معاف ہو سیرم اگر کثرت آدمی کی جیت سوزنا کسی شخص کی پشت پر سجدہ کرے بشی جگہ وہ شخص بھی وہی نماز پڑھنا ہو جو نمازی پڑھتا ہو تو یہ بھی ہوتا  
 ہے کذا فی الشامی **اداء افعال الصلوة بیقظة** و غیر مفروض حلیہ مفقودہ اور اگر بابت نماز کے افعال کو بعد از ہی میں اٹھو نیز مفقود  
 کی تفسیر مقرر ہے **و یختار افعال الصلوة** فقہ دہ **و فی ضمیمہ عنہا** الخ **و یختار** اور غرض کہ نماز کے افعال کو بعدہ کرنا نمازی کا اختیار  
 آنا نماز سے بسبب فعل کے منع سے شامی نے کہا کہ قیاس سے ہی اور منہا تسلسل ضرور ہو اور غیر صلوة کی طرقت ہی کا اختیار آئی **لا یستتفطا**  
 اور ای فرافض کے لئے اختیار شرط سے یعنی ہوشین ہونا اور جاگنا ہم ایک سو دین و شرطی اور انہا الا اختیار سے چونکہ مان کے قول میں و شریک  
 فی آدابہ گذر چکا ہے تو شارح کا کرنا افضل ہے لیکن البتہ بسبب دور پڑ جانے قول مان کے عادیہ اسکا غامی فائدہ ہو نہیں اصالہ کو مع  
 او سجدہ **ذہا کل الھول** اختراہ تو اگر رکوع کیا یا سجدہ کیا بالکل فضلت کی حالت میں تو اسکو کافی ہو گا یعنی خلعت اور بیہول نماز اختیار کے سبب  
 بلکہ سونا اسکو مخالف ہو چنانچہ مان کہتا ہے **فان اتی بہا و یلحدھا بان قام او قرا او رکع او سجدہ او قعد** الا اخیر ظاہرا لا یختص بما فی  
 بل یصلیہ و لو القراءۃ او القعدۃ علی الاصح پس اگر او کیا سبب فرائض کو یا انہیں سو ایک کو سونے کیما تعین ہر رکوع کے سونے میں قیام کیا یا قرات  
 کی یا رکوع یا سجدہ یا قعدہ غیر کیا تو جو رکعتوں میں او کیا وہ متبرکہ لا بلکہ اسکو دوبارہ او اگر ہو اگرچہ قرات یا قعدہ ہو جو غیر قول کے بموجب ہم قول غیر  
 اصح قرات اور قعدہ کے باب میں فقہ ابو الیث کا قول ہے کہ اونکے نزدیک یہ دو فرق سونے کی حالت میں بھی متبرک ہوتے ہیں کذا فی الشامی وان  
 لم یعدۃ لنفسہ لصلوۃ و رکع اختیار مکان وجوہ کا تعویذ و الناس عنہ غافلین اور اگر جس رکعت کو سونے ہو یا او کیا اسکو نہ دہرا دینا  
 تو نماز فاسد ہو جاو گی بسبب سوز ہونے اس رکعت کے نئے اختیار ہی تو اسکا وجود اور عدم برابر ہو گیا اور لوگ اس سے غافل ہیں یعنی ایسی اور کان کو دہرا  
 نہیں پڑھتے جنکو سونے کی حالت میں او کیا ہو **فلو اتی الناس رکعۃ ناولۃ لنفسہ صاۃ لا یزاد رکعۃ و یحلی لھن** پھر اگر سونے والے نے  
 ایک رکعت پوری او کی تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اسلئے کہ اس سے ایک رکعت زیادہ کر دی حالانکہ تترک کو قبول نہیں کرنی یعنی سونے میں جو رکعت ادا  
 کی وہ غیر متبرک ہوئی اسکو عوض دوسری رکعت ادا کی تو اب پوری نماز میں ایک رکعت بڑھ گئی اور ایسا ہو نہیں سکتا کہ قدر غیر متبرک کو ترک کر کے باقی کو صحیح  
 جائی جیسو چار رکعتوں کی جگہ کوئی پانچ پڑھ دے تو نماز درست نہیں ہو سکتی اسلئے کہ یہ نماز بھی درست نہیں و لو رکع او سجدہ فاسد **فہ اختراہ** لا یخص  
 الرضع والوضیع بالاختیار اور اگر نمازی نے رکوع کیا یا سجدہ کیا اور رکوع یا سجدہ میں سو گیا تو اسکو کافی ہو گا و اسلئے باقی جائے سسر او مٹانے اور  
 رکعتوں کے اختیار کے ساتھ یعنی رکوع کے لئی جیکنا اور سر اٹھانا اور سجدہ کے لئی زمین پر سر رکھنا اور اٹھانا افعال اختیار ہی میں انکے سچ میں سو جانا ضرر نہیں و لھا  
 واجبات **لا تقصہ** تترک اور نماز کے کچھ وجہ جنکو ترک سو نماز فاسد یعنی باطل نہیں ہوتی ہم شارح نے لا تقصہ سے تفسیر کی کہ قول کو رو کیا کہ اس نے ترک  
 کیا ہو کہ واجب ترک سو نماز فاسد ہوتی ہے مگر باطل نہیں ہوتی وجہ رو یہ ہو کہ آئمہ فقہا عبادات میں فاسد اور باطل کو ایک ہی معنی میں ہوتے ہیں تو پھر اگر  
 کیا معنی کہ فاسد ہوتی ہو باطل نہیں ہوتی البتہ معاملات میں فاسد اور باطل جدا جدا معنی میں متعل میں فاسد اسکو کہتی ہیں جس کو کوئی وصف مزعوب جائز ہو  
 اور باطل وہ جو سبب سے کوئی رکن مفقود ہو جائی و لھا وجہ تالی العکم و السہوان **لا یستتفطا** اور جس نماز میں واجب ترک ہو اور وہ دوبارہ پڑھنی جائز  
 بطور وجہ کہ فسخی میں بیہول میں بشی جگہ بیہول کا سجدہ نہ کیا ہو یعنی اگر دستہ واجب ترک کیا ہو یا سجدہ ہو سہو نہیں کیا تو وہ ضرور تو نہیں اس نماز کا  
 دوبارہ پڑھنا واجب ہو وان لم یعدۃ ہا کیوں فاسد تھا اور اگر اس نماز کو نہ دہرا دیا تو فاسد اور گناہگار ہو گا اسلئے کہ ترک واجب کردہ تحریمی جو  
 اور کردہ تحریمی کے ارتکاب سے فاسد اور گناہگار ہوتا ہو و لھا اکل صلوۃ **اذیت** ہم کی **لھا** الخ **لیم** **لیم** **لیم** اور سیرم جو نماز کہ کراہت تحریمی کے  
 ساتھ ادا کیا جائی مثلاً بول یا براز کو بدقت روک کر یا جس کپڑی میں تصویر ہو اسکو پہنکر نماز ادا کی تو ایسی نماز کا دہرا نا واجب ہو و لھا تترک **لھا** **لھا** **لھا**  
**لان** الخ **لیم** کی اور نماز سجدہ ہو کہ دوبارہ پڑھنا اس نماز کا پہلی نماز کے نقصان کا پورا کرنا لا ہی اسلئے کہ فرض کر نہیں ہوتا ہم قول مختار کا مقابل کرنا













رکعت میں قعدہ کر لیا یا چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ کر لیا تو سجدہ سہولاً لازم ہوگا وکل تر زیادتی تخلل بین فرضین کے تحت ہے ترک کرنا ہر زیادتی کا جو دو فرضوں کے بیچ میں پڑے شامی نے کہا کہ دو فرضوں کی کچھ قید نہیں فرض اور جب کے بیچ میں بھی زیادتی کا یہی حکم ہے مثلاً قعدہ اول کے تشہد میں زیادتی کی اور تیسری رکعت کو نہ اٹھتا تب بھی سجدہ سہولاً لازم ہوگا اور زیادتی میں جب رہنا بھی داخل ہے والفضاء للفقہاء اور واجب ہے چپ رہنا مقتدی کا تو اگر مقتدی امام کے پیچھے قراوت پڑھتا تو قراوت کر دے تو بھی ہوگی مگر اصح قول میں نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر بھول کر پڑھ لیا تو سجدہ سہولاً لازم ہوگا کیونکہ مقتدی پر سہو نہیں ہوتا وھنا کعبۃ الکھام یعنی فی الخشوع ۱۱۱ اور واجب ہے امام کی پیروی ان افعال میں جنہیں اختلاف مجتہدین ہے ہم مجتہد فقہ سنی سے مراد ہے کہ جب تک بنا دلیل متبرعہ شرعی پر جو کسی رو سے مجتہد کو غیر کی مخالفت جائز ہو مثلاً امام نے عید کی تکبیر میں تین سو زیادہ کہیں جیسے شافعی پانچ کہتے ہیں یا دو سجدے و سبک سلام سے پیشتر کہے یا وتر میں فنوت بعد رکوع کے پڑا تو ایسے امور میں پیروی امام کی واجب ہے اس طرح جن امور میں اتفاق ہے اور جن میں اختلاف ہے بطریق اولیٰ واجب ہے کلا فی المقتضیٰ نہیں واجب ہے متابعت اس فعل میں جس کا منسوخ ہونا قطعی ہے جیسے نماز جنازہ میں امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچوں میں اتباع کرے اسلئے کہ ہر خدائے نختہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ اور سات اور نو اور زیادہ تکبیریں مروی ہیں مگر آخر فعل آپ کا چار تکبیریں تھیں تو یہ فعل پیشتر کے افعال کا مانع ہوا کہ ان فی الشامی عن الادلہ او اعداہم سنیین کہتے ہیں پانچ یا تین اس فعل کے نہ سنون ہونیکا تو اس میں بھی متابعت امام کی واجب نہیں جیسے فجر کا قنوت یعنی بصورت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر بد دعا ایک مہینہ تک کی تھی پھر اسکا مسنون ہونا منسوخ ہو گیا تو اس میں بھی متابعت امام کی نہ کرے تو غلط وہی ہے کہا کہ اس قنوت فجر پہلے سنت تھا اب منسوخ ہو گیا یہی مثال تہ طوع السنن کی بھی ہو سکتی ہے واللہ اعلم بحقائقہ فی المفروض کے کتبہ تاکہ فی الشریعہ اور ما صرف فرض میں امام کی مخالفت کرنے سے فاسد ہوتی ہے چنانچہ ہم نے اسکو فرائض الاسرار میں شرح بیان کیا ہے شامی نے کہا کہ فساد نماز وہ میں فرض کے ترک سے ہوتا ہے نہ متابعت کے ترک سے مگر چونکہ ترک متابعت سے ترک فرض لازم آتا ہے اسلئے نماز کے فساد کو مخالفت کی طرف منسوب کیا اور فرض کی قید سے معلوم ہوا کہ واجب یا سنت کے ترک سے نماز فاسد نہیں ہوتی قلت قبلت اھو لھا کھیا و لھا عین میں کہتا ہوں کہ مول داجبات کے کچھ اوپر ہم ہو گئے ہم ایسی چوڑا واجب مصنف نے بیان کے تھو اور ۳۸ شارح نے زائد کو توکل ۲۲ ہو گئے اور انکی تفصیل شامی نے یوں بیان کی ہو کہ اھو کو ماتن نے ایک واجب کہا شارح نے چھون آیتوں کو جدا جدا واجب بیان کیا تو پانچ واجب ہیں بڑے اسطرح عیدین کی چھون تکبیر دن کو ماتن نے ایک کہا اور شارح نے ہر ایک کو علحدہ کہا تو پانچ ان میں زیادہ ہو اور قعدیل اراکین ایک واجب ماتن نے شمار کیا اور شارح نے رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ میں چار جگہ تعدیل کو واجب کہا تو تین واجب ہیں زیادہ ہونے توکل تبرہ ہونے چوڑا ہونانہ کر پڑھنا فاتحہ کا پہلے سورہ کے پندرہ ہونان ترتیب قراوت اور رکوع میں ہو گھبران ترتیب عدد رکعات میں شتر ہونان چھ کی التجات پر زیادتی نہ کرنی انھار ہونان تکبیر فنوت اور بیٹھوان تکبیر فنوت کے رکوع کی بیٹھوان تکبیر رکوع دوم دو گاتہ عید کی ایکسوان عید کے دو گاتہ کے شروع میں اللہ اکبر کہنا یا بیٹھوان ہر فرض دو واجب کو اپنی محل پر اور اگر نا بیٹھوان ترک کرنا تکبیر رکوع چوبیسواں ترک کرنا تثلیث سجدہ کا بیٹھوان ترک کرنا قعدہ کا دوسری یا چوتھی رکعت سے پیشتر بیٹھوان ترک کرنا زیادتی کا بیچ میں دو فرضوں کے شائیسوان چپ رہنا مقتدی کا اتنا بیٹھوان پیروی امام کی اور چونکہ ان داجبات میں حاجت ضرب اور تفصیل کی نہیں اسلئے شارح نے انکو اصول داجبات کہا انتہو بالبسط اکثر من ۱۰۰ الف اذا حدھا بقیۃ ۳۴ من ضرب حبسۃ قعدۃ المعصیۃ بتثلیث اور شارح نقص منہ ویزادۃ فیہ او علیہ فی ۸۰ کما تھو اور پہلے نے سو قعدہ داجبات کی ایک لاکھ سو زیادہ ہو جائیگی اسکو کہ ایک واجب مبنی تشہد ۳۹ واجب پیدا کرنا ہو یعنی پانچ واجب مفصلہ ذیل کے ضرب کر سہ ۵۰ تشہد و نہیں جسکا بیان اوپر گذرے یعنی جہان شارح نے کہا کہ

کہ شہد کسی دہل بار کر رہا ہو الخ اور وہ پانچ واجب یہ ہیں اول قعدہ مغرب دوم اسکی التیات سوم التیات کو ناقص نہ پڑھنا  
چہارم اسکی کلمات کے آئین میں زیادتی نہ کرنی پنجم اس کے تمام کرنے پر کچھ زیادہ نہ کرنا تو چونکہ ہر شہد میں ۸۰ شہدوں سے یہ پانچوں واجب  
ضرور ہونے چاہئیں اسلیٰ پانچ کو ۸۰ میں ضرب کیا ۳۹۰ ہوئی ہم شامی نے کہا کہ ان واجبات مذکورہ بالا میں سو سے زیادہ سجدہ ہیں اور ہر سجدہ  
میں تین واجب ہیں تبدیل اور دونوں کا تکرار میں پر رکھنا اور دونوں انوار کا رکھنا ان تین کو سو میں ضرب کرنے سے تین سو ہوتے ہیں اور پہلو واجب  
میں لانے سے ۱۰۰ کے قریب ہو جاتے ہیں اور جب اس قسم کو بقیہ ۳۲ واجبات میں ضرب کر دے تو ۳۵۰۰ ہزار سے زیادہ ہو گئی اور چونکہ مقتدی کی  
منابت کچھ اور پر ۳۰ فرض میں اور کچھ اور پر ۳۰ واجب ہیں یعنی کچھ اور پر ۶۰ جگہ واجب نواب اگر اوپر کے مجموعہ کو ۶۰ میں ضرب کر دے تو ۲۱۰  
لاکھ سے زیادہ واجب ہو سکتی ہیں حالانکہ ابھی اور واجب باقی ہیں مثلاً ناک پر سجدہ کرنا اور کوم میں قنارت نہ پڑھنا اور التیات اور سلام سے پیشتر  
کھڑا ہونا وغیرہ پس انہیں ضرب دینو سو تعداد اور بھی بڑھ جائیگی اسلیٰ شارح کہا **الْمَقْتَضِیُّ الْحَصْرُ فَبِتَحْصِیْنِ** اور تلاش واجبات کی نفی کرتی  
ہے حصر کو یعنی تلاش سے معلوم ہوتا ہے کہ لائقہ ولا تحقیق میں تو اسکو خوب دیکھ بھال لو ہم شامی نے کہا کہ ان واجبات میں سے اکثر صومنین فرضی  
اور فعلی میں کہ کبھی خارج میں نہیں پائی جاتی اور انکی تلاش سے بجز تفصیل اوقات اور کچھ فائدہ نہیں اور اگر ضرورت شارح کے کلام کے بیان کی  
نہوتی تو بہتر تھا کہ اس سے پہلو تھی کیجانی اتنے شرح میں بھی اسلیٰ مختصر ترجمہ پر کفایت کی اور شامی کی عبارت میں بہت کچھ تصرف کیا تاکہ صریح  
مطلب عبارت شارح کا ظاہر ہو جائے جو کوئی تفصیل مقام کی چاہے وہ شامی کو دیکھو **فَلْيُغْزَا لَیْ** واجب یستوجب ۳۹۰ واجب تو  
جیساں پوچھی جاتی ہے کہ وہ کونسا واجب ہے جو ۳۹۰ وجہوں کا مستوجب ہوتا ہے یعنی جس سے ۳۹۰ واجب لازم آتے ہیں ہم جواب اس  
جیساں کا وہی قاعدہ اول مغرب کا ہر مقتدی کے حق میں تفصیل مذکورہ بالا وسنتہا اذ نماز کی سنتیں یہ ہیں جو آگے مذکور ہوتی ہیں **ثُمَّ**  
**السَّجْدَةُ لَا يَجِبُ فُسَادًا وَلَا سَهْوًا** اہل السَّاءَ قَالُوا كَيْفَ لَا يَجِبُ مُتَخَفِّتٌ ترک کرنا سنت کا نہ تو نماز کے فساد کا موجب ہوتا ہے نہ سجدہ سے ہوا  
بلکہ اسارت یعنی برا کر نیک موجب ہو اگر نمازی نے دانستہ ترک کیا ہوا درست کو ہلکا نہ سمجھا ہو ہم یعنی اگر ترک سنت ناہنگی میں ہوا تو کچھ برائی  
بھی نہ ہوگی اور اگر سنت کو حقیر جانیکا تو کافر ہوگا چنانچہ نہر الفائق میں بلزیر سے منقول ہے کہ اگر سنت کو حق جانیکا تو کافر ہوگا اسلیٰ کہ حق  
سنانا حقیر سمجھنا ہے **وَقَالُوا لَا سَاءَ مَا أَذْنُ مِنَ الْكُفْرَانِ** اور فقہانے کہا ہے کہ اسادت کم سے بہ نسبت کرامت کے ہم شامی نے  
کہا کہ مراد کرامت سے تحریری کرامت ہے یعنی اسادت میں ملامت بہ نسبت گمروہ تحریری فعل کے کمتر ہے اور گمروہ نیز بھی سے زیادہ ہے اسلیٰ کہ گمروہ  
میں جو کہ سنت موکہ کا چھوڑنا حرام سے قریب ہو اور نہر الفائق میں ہے کہ حکم سنت کا یہ ہے کہ اسکو ترک پر ملامت کیجائی اور سبقت گناہ بھی حق  
ہو اور طحاوی نے کہا کہ اسادت کے معنی ترک اولے ہیں تو وہ اور کرامت نیز بھی ایک ہوئی **فَرَحَىٰ عَلَىٰ مَا ذُكِّرَ** ثلاثہ وعشرون پر بیستین  
بموجب حنف کے بیان کے ۳۳ میں اور واقع میں زیادہ ہیں چنانچہ شارح بیان کر گیا دفع الیہ **لِلْفَتْحَةِ فِي الْخِلَاصَةِ** ان اعتنا دتو کہ  
انتہر سنت ہو ادھانا دونوں کا تھوہ کے لئی یعنی تکبیر سے پیشتر اور بعضوں نے کہا کہ تکبیر کے ساتھ اوٹھا دی خلاصہ میں ہے کہ اگر اتھ  
اٹھانیکا عادی ہوگا تو گناہگار ہوگا اور اگر کبھی ایسا ہو جائے تو گناہگار نہ ہوگا و انتہر لاصیاع اے رکھ لکھا ایسا اور سنت سے تکبیر کی وقت پہلا  
رکھنا اور غلبہ کو لایینی اوٹھنا حال خود چھوڑنا کہ بہت ملی ہون نہ بہت پہلی دان لایطالعی **وَأَسْأَلُكَ عَنِ التَّكْبِيرِ فَإِنَّهُ بِلَا حَقِّ** اور سنت سے  
تکبیر کی وقت اپنی سر کو نہ جھکانا کیونکہ سر جھکانا او سوف بدعت ہو طحاوی نے کہا کہ ظاہر تمام قیام میں سر جھکانا ایسا ہی ہو و جھکا لا مام بالتکبیر  
بقدر حاجتہ **لَا اَعْلَامَ بِالسُّلُوكِ** والاعمال **وَالسَّلَامُ** اور سنت سے پکار کر رکھنا امام کا اللہ اکبر کو بعد اسکی حاجت کے  
خبردار کر نیکی لئی اور اتھال پر یعنی اسقدر پکار کر کہے کہ مقتدیوں کو نماز میں داخل ہونے اور ایک رکب سے دوسری کی طرف جانے کی خبر دینا  
اور یہ طرح سنت ہے پکار کر رکھنا **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمْدَهُ** اور سلام کا ہم طحاوی نے کہا کہ اگر امام حاجت سے زیادہ پکار کر رکھ لکھا تو گمروہ ہوگا شامی

کہا کہ کردہ اس صورت میں جو کہ حاجت سوز یا دینی نہایت درجہ کو ہو مثلاً اس کو بھیجو ایک صفت جو آوردہ آنا چھتا جو کہ دس صفوں میں آواز جادوی تو  
 کردہ ہو گا چہرہ معلوم کرنا چاہیے کہ جب امام شہر دم میں اللہ اکبر کہے تو اگر اس کی نیت صرف تو کو کو خبر دینا نہ ہوگی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور کسی  
 مقتدی کی ہوگی بلکہ خبردار کر نیکی ساتھ نیت اپنی نماز کی تحریر کی بھی کرے اس طرح مگر جو امام کی آواز دوسری تو کو کو خبر دینا چاہے وہ بھی اگر فقط  
 خبر دینا نہ ہوگی نیت سے اللہ اکبر کہے تو نماز نہ اس کی ہوگی اور نہ اس شخص کی جو اس کی آواز نہ پڑے اگر بلا کار کر کہنے کے ساتھ مگر خبر نہ پڑے کا قصد کرے  
 تو نماز ہوگی اور بدو ن حاجت کے مگر کہ اللہ اکبر کا کر کہنا کردہ ہو وَأَمَّا الْمَوْكُوفُ الْمُنْفَرِدُ فَيُصَلِّعُ نَفْسَهُ اور مقتدی اور تنہا پڑھنے والا  
 اکبر انہی آواز سے کہو کہ انہی آپ سنئے وَالشَّاءُ وَالْمَقْشُ وَالنَّسِيمَةُ وَالنَّائِينَ وَكُوفُونَ اور سنو جو سبحانک اللہم پڑھنا اور عز  
 باللہ من الشیطان الرجیم کہنا اور بسم اللہ کہنا اور الحمد کے بعد آمین کہنا اور ان سب کا آہستہ ہونا یعنی آہستہ کہنا سنت عظمہ جو اور ایک  
 پڑھنا سنت جداگانہ وَوَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى يَسَارِهِ وَلَوْ لَمْ يَلْمُحْ الشَّيْءَ لِلرِّجَالِ لَقَالَ عَلَى رِجْلَيْهِ لَلَّحْتُ الشَّيْءَ  
وَلَحُفَّ اجْتِمَاعُ الدِّمِ فِي مَرْحَلَتِهِ اور سنو جو کہنا اپنی دائیں ہاتھ کا بائیں پر اور سنو جو مرد دن کو کہنا اونٹنان کے نیچے سبب  
 زبانی علی مرتضیٰ نے کہ سنت جو کہنا اونٹن ہونٹنان کے نیچے اور سبب خوف خون جمع ہوجانے کے اور غلبہ کے پور دن میں یعنی حکمت ہاتھ  
 کے نیچے نہ کہیں میں یہ جو کہ زیادہ کثرت سے اور غلبہ میں خون نہ آوے تو اگر دیکھو کہ وہ الرفع منہ لہجہ نہایت قائم  
النَّسِيمَةُ نِيَّةً فَلَا تَأْكُلُ وَالصَّاقُ كَعِيَّةٍ واحد مرکبہ بیدارہ فی الزکوۃ وغیرہ کے اصحابہ للرجل ولا یذکر التفریح الاصل کو اللہ  
 الا فی السجود اور سنو جو رکوع کے لئے اللہ اکبر کہنا اور اس طرح سنو جو رکوع سے سر اٹھانا اس طرح کہ برابر کھڑا ہو جادوی اور سنو جو  
 رکوع میں تین بار سبحان ربی اعظم کہنا یعنی تین بار کہ کہنا کردہ نیز بھی ہے اور سنو جو دو ٹخنوں کا لٹکانا یعنی اگر بلا عذر ہو سکی اور سنو  
 جو پکڑنا اپنی دونوں بازوؤں کا اپنے دونوں ہاتھوں کو رکوع کے اندر اور سنو جو پہلانا اپنی اوٹھلیوں کا مرد کو اور نہیں خوب ہو کٹا دہ کہنا  
 اوٹھلیوں کا مگر کو نہ کہ اندر اور نہ ہوا کہنا مگر سجدہ کے اندر وَنُكْبِئُ السَّجْدَ ہو کہ النفس الرفع منہ لہجہ نہایت لیساقی حجاب لیساقی  
تکبیرہ والنَّسِيمَةُ فِيهِ فَلَا تَأْكُلُ وَصَمْعٌ بِلَا وَرُكْبَتَيْنِ فِي السَّجْدِ اور سنو جو سجدہ کے لئے اللہ اکبر کہنا اور اس طرح سنو جو سجدہ سے  
 اٹھنا اس طرح کہ برابر بیٹھ جادوی اور ایسے ہی سنو جو سجدہ سے اٹھو کہ اللہ اکبر کہنا اور سنو جو سجدہ میں تین بار سبحان ربی اعظم  
 کہنا اور سنو جو دو دونوں ہاتھوں اور زانوؤں کا کہنا سجدہ میں ہم اکثر فقہانے ہاتھوں اور زانوؤں کا زمین پر کہنا سنو کہنا جو  
 اور فقیہ ابو اللیث نے فرض کیا جو اور فتویٰ عدم فرضیت پر جو اور فتم القدر میں سکون جب کہا جو اسوچہ کسی مطابق حدیث کے جو اور  
 اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائیت فرمائی ہے جو الزانی میں کہا کہ افلا اللہ وجوب کا قول سبب اقبال ہے بہتر اور متوسط  
 ہے بسبب اس کی موافق ہونے کے اصول سو کذا فی الشامی فَلَا تَأْكُلُ طَهَارَةً مَكَانَ جَمَاعَةٍ نا جمع پس لازم نہیں پاک ہونا تاکہ اور زانو  
 کی جگہ کا ہم خفیوں کے نزدیک کذا فی الجمع یعنی جب انکار کہنا سجدہ میں فرض نہیں تو اگر پاک جگہ پر کہی جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی  
 شامی نے کہا کہ ان دونوں اعضا کے مکان کی طہارت کا شرط نہ ہونا روایت ضعیف ہے صحیح یہ ہے کہ اگر ان کی جگہ بھی پاک ہوگی تو نماز فاسد نہ ہوگی  
 کیونکہ اعضا کا نجاست سے لگنا ایسا ہے جیسے نجاست کا اٹھنا إِذَا سَجَدَ عَلَى كَهْفٍ كَمَا سَجَدَ حِينَ صَوَّتَ کہ سجدہ اپنی پہلی پر کرے  
 اور وقت پاک ہونا اس کی جگہ کا شرط ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا فَإِنْ سَجَدَ فِي رَجُلٍ لِّلنَّسِيمَةِ فِي نَشْقِ الرَّجُلِ اور سنو جو بھانا اپنے  
 بائیں پاؤں کا مرد کے تشہد میں یعنی التعمات پڑھنے میں مرد بائیں پاؤں کو بھائے وَالْجَلَسَةُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اور سنو جو بیٹھنا دو فر  
 سجدوں کے درمیان میں طحاوی نے کہا کہ ہاتھ کے اول سر اٹھنا سجدہ میں سنو کہنا شامی نے اس میں یہ قید لگائی کہ اس طرح  
 سر اٹھنا جو کہ برابر بیٹھ جادوی تو اس قید سے بیٹھا کر ٹھہرتا ہے لیکن اگر شامی کی قید کا لحاظ نہ کرے تو سر اٹھنا بعد سنت پر اور علیہ السلام

وہم ید یہ فیہا علیٰ حدیثہ کا شہدہ اللہ اس وقت اور سنوں میں کہنا اپنی دونوں ہاتھوں کا جلسہ میں اپنی دونوں زانو پر جسے التعمیات  
 میں ہاتھوں کا کہنا زانو پر سنوں سے اسباب قرار دے کہ یعنی اگر کسی طرح پونچھا سے طحاوی نے کہا کہ ہاتھ ایسی طرح رکھو کہ ٹھکانوں  
 کی پوریں گھٹنوں کے پاس ہوں و ہذا قیاماً اہل السنون و اشترک فیہ کیا فی بدل اور الفتاح للشمس منبلا لی اور یہ یعنی جلسہ کا مثل لہیات  
 کے بیٹھنے کے ہونا اس قسم سے ہو کہ تن اور شرم والوں نے اسکا ذکر نہیں کیا چنانچہ شریانی کی امداد الفلاح میں ہو قلت و یا فی مغرباً  
 للمنبیہ فافہم میں کہنا ہوں اور یہ ذکر منسوب فیہ کی طرف آگے آجگا تو اسکو سمجھ لے ہم شاید فافہم سے یہ اشارہ ہو کہ کلام فقہا سے اس  
 جلسہ کا حال مثل شہد کے جلسہ کے محل سے اس طرح کہ اگر ان دونوں میں کچھ مخالفت ہوئی تو اسکو بیان کر دیجیے جسے اخیرہ میں دونوں  
 ہاتھوں کے ایک طرف رکھنے کو بیان کرتے ہیں نوجب مطلق بیان کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جلسہ مثل جلسہ شہدہ کی کذا فی الشامی والصلوۃ علی النبی  
 فی القعدۃ الا اخیرہ فرض الشافعی قول اللہ صلی علی محمد و آلہ و سلم و درود پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم برقعہ و اخیرہ میں اور  
 فرض کیا ہے امام شافعی نے کہنا اللہم صل علی محمد کا یعنی اس کے نزدیک قعدہ و اخیرہ میں درود اس قدر فرض ہے و تسبیحہ الی الشذوذ  
 و حکایۃ الامام اور محدثین نے اس قول کو شاذ اور مخالف اجماع کے کہا ہے طحاوی اور ابوبکر رازی اور خطابی اور بنو اوزین  
 مندر اور ابن جریر طبری نے اسکو شاذ کہا لیکن بحر الرائق میں منقول ہے کہ بعض صحابہ اور تابعین سے روایت موافق امام شافعی کے پائی جاتی  
 ہے تو اس قدر نہیں شاذ کہنا بلا وجہ ہو کذا فی الشامی والصلوۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنوں سے درود کے بعد اور قبل  
 سلام کے ایسی چیز کی دعا جسکا مانگنا بندہ دن سو حال ہو جو دعا کہ اب باب میں سنوں ہو اسکا ذکر فصل آئندہ میں آجگا و سبقتی بقیۃ  
 تکبیرات الا شاذ لا حق مکتبۃ الفکر علی قول اور سنوں میں ہا فی رہی اور تکبیریں ایک رکعت سے دوسری رکعت میں جانی یعنی رکعت  
 کے بدلتے لئے اللہ اکبر کہنا سنوں ہو عیانہ کہ کہ تنوت کے لئے اللہ اکبر کہنا ایک قول کے بموجب طحاوی نے کہا کہ اس تکبیر کے سنوں ہونے  
 کا قول ضعیف ہے بلکہ وہ جب سے بیان ہوا والشمیع للامام والحمد للہ فیہ اور سنوں ہو سمع اللہ لمن حمدہ کہنا امام کو اور ربنا  
 والحمد کہنا امام کے غیر کو یعنی مقتدی اور تنہا پڑھنے والیکو و تحویل الوجہ بحدۃ و یستقر للسلام اور پھر یا منہ کا دہنی اور بائیں  
 سلام کی بوقت ہم اور سنوں ہو سلام میں ابتدا کرنا دہنی سے اور امام کو نیت مردوں اور فرشتوں کی کرنی اور پست کہنا و سر سلام کا  
 نسبت اول کے کذا فی الشامی ولہا اذاب اور نماز کے کچھ ادب ہیں تراکبہ لا یوجب اساعہ ولا جتا باکتر لث سئلۃ الزوائد لکن  
 جعلہ افضل ادب کا ترک کرنا نہ مکروہ تزیہی ہونے کا موجب ہے اور نہ عتاب کا باعث جیسے چوڑا سنت زوائد کا عتاب کی میت کا  
 موجب نہیں لیکن کرنا ادب کا افضل ہے ہم نماز میں ادب اسکو کہتے ہیں جبکو انکسرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو بار کیا ہو اور  
 اس پر دامت فرائی ہو جیسے رکوع اور سجدہ میں تین بار سے زیادہ تسبیح کہنا اور جلسہ میں کسی تعریفین ادب کی کر کے آخر کو کہا کہ ظاہر ادب  
 اور مستحب ایک ہی چیز میں اور سنت زائدہ اسکو کہتے ہیں جو مکروہ نہ ہو اور انکسرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بطور عادت کے کیا ہو جیسے  
 ایک ہی سیرت لباس اور نشست و برخاست میں یا نماز جاشت اور اسکا مقابل سنت ہدایہ ہے یعنی سنت مکروہ جیسے اذان اور جماعت ہر کذا  
 فی الشامی نظر الی موضع سجودہ حال قیامہ والی ظہر قدیمہ حال کو عہ والی اسرۃ النفاۃ حال یحییٰ والی سجۃ حال حقوۃ  
 والی منکبہ الامن والایم عند التسلیۃ الاولی والثانیۃ لتفصیل المنشوع مستحب ہے و کہنا نمازی کا کھڑے ہونے کی بوقت اپنے  
 سجدہ کا کہ کی طرف اور رکوع کی بوقت اپنی و دونوں ہاتھوں کی پشت کی طرف اور سجدہ کرنے میں اپنی ناک کی نوک کی طرف اور نمود کی حالت میں  
 اپنی نوک کی طرف اور پہلے سلام پہلے کی بوقت اپنی و اپنی شانہ کی طرف پھر سب ادب ہیں  
 و اسطرحا مل کرنے قسم اور انکسار کے طحاوی نے کہا کہ ظاہر اگر ان جگہ نہیں کہ جی ایسی چیز ہوگی جس سے دل بڑھو تو انکی طرف دیکھنا

مستحب نہ ہوگا کیونکہ اس سے انکسار جانا رہیگا جو مستحب ہو کر ہے وامننا ان فیکم عند اللہ ذریعہ دلو باخذ شفقہ لیسبہ فان لم یعد  
 غطا بظہرہ یدہ البسر وقل بالیمنی لوقائما والا فیسواہ عجبتہ اور مستحب ہو اپنا منہ بند کرنا جامی لینے کی وقت اگرچہ ہونہ نہ کرنا  
 کے پڑنے سے بند ہو رہا اگر منہ بند نہ ہو سکے تو اسکو اپنی بائیں ہاتھ کی بیسویں چپا دے اور بعضوں نے کہا کہ اگر کھڑا ہونو دہنی کی بیسویں چپا دے  
 اور نہیں تو بائیں کی بیسویں سے کڈانے الجھنی ہم وجہ منہ کے بند کرنے کی بھی ہے کہ جامی لینا نماز میں اور خارج نماز کے کر دے اور کھڑی ہونے  
 میں دھنا ہاتھ اسکو کہا کہ حرکت ایک ہی ہاتھ کی ہو ورنہ بائیں ہاتھ کو دہنی کے نیچے سے نکالنے میں دونوں ہاتھوں کو حرکت دے گی اور بعض  
 نسخہ نہیں لفظ شقیۃ بصفینہ تنبیہ ہے مگر چونکہ دونوں ہاتھ کا دانا جامی کے دفع کے لئے دانت سے دشوار ہے اسکو بیسویں مفرد درست محکمانے  
 الشامی اور کھڑا منہ کو چپا دے اپنی آستین سے لان التظیۃ بلا ضرر دۃ مکروہہ ہاتھ یا آستین سے منہ اور سوت چپا دے کہ جب بلا مدد  
 اور آستین کے منہ نہ بند ہو اسکو کہ منہ کا چپا نا بدون ضرورت کے مکروہہ ہو اگر ہونہ نہ کو دانت سے دبا کر جامی روک سکتا تھا مگر اسطر مذکور  
 بلکہ ہاتھ یا آستین سے منہ کو چپا یا تو مکروہہ ہوگا کذا فی الخلاصہ **فائدہ** ترکیب جامی کے دور کرنے کی یہ بہت عمدہ ہے کہ اپنی دہلیں سوچ کر  
 انبیا علیہم السلام نے جامی نہیں لی تو دہلی اور شامی نے ذکر کیا کہ ہنواسکا بارہا امتحان کیا نوراً جامی دور ہو گئی واسی اسب کھینچنے کھینچنے  
 عند التکبیر للرجل الا لضررۃ کبرۃ اور مستحب ہو اپنی دونوں آستینوں میں سے دونوں ہاتھوں کا باہر کرنا مرد کو اللہ اکبر کہنے کی وقت یعنی شروع نماز  
 مگر کسی ضرورت سے مثل سردی کے باہر نکالنا ہاتھوں کا مستحب نہیں رہتا ودفع الشعلال ما استطاع لانه لا یلحد مقبۃ فینبہ اور مستحب  
 زرع کرنا کہ کسی کا اپنی مقدمہ زعمیہ اسکو کہ کہا سنا بلا غدر غدر نماز ہو یعنی جبکہ اوس سے مردن پیدا ہوں کڈانے العینی تو اس سے اجتناب کری  
 والقیام للامام وموثر حین قبل حی علی الفلاح خلافاً لفرقندہ عند حی علی الصلۃ ابن کمال اور مستحب ہو کھڑا ہونا امام امد  
 مقتدی کو جبکہ تکبیر میں حی علی الفلاح کہا جاوے بخلات قول زفر کے کہ اذکر نزدیک حی علی الصلوۃ کہنے کی وقت کھڑا ہونا مستحب ہو کڈانے ذکر ابن  
 کمال شامی نے کہا کہ بھنے نقل قول زفر کی درست نہیں بلکہ حسن بن زیاد اور زفر کا قول بھی ہو کہ قد قامت الصلوۃ کہہ کر کی وقت کھڑا ہونا کان  
 الامام بقرب الیہ اب والحقیف فم کل صفت ینتہی الیہ الامام علی الاکملہ حی علی الفلاح کی وقت کھڑا ہونا اور سوت مستحب ہو کہ امام  
 محراب کے پاس ہو اور اگر محراب سے دور ہو یعنی صفوں کے پیچھے ہو اپنی جگہ جانا چاہو جس صف میں امام پونچھے وہی کھڑی ہو جامی ظاہر تو لین  
 وان دخل من قدام قاصد حی لقع بصرہ علیہ اور اگر امام آگے کی جانب سے داخل ہو تو لوگ اسوقت کھڑے ہوں جب انکی نظر امام  
 پر پڑے والا اذا قام الامام بنفسہ فی مسجد فلا یقف حتی یدلہ اقامتہ لہدیا مگر جبکہ امام خود مسجد میں تکبیر کہے تو مقتدی کھڑی نہ ہوں  
 بیان تک کہ امام اقامت پوری کرے کذا فی الطبریۃ شامی نے کہا کہ شامی کو فی مسجد الف لام کے ساتھ اور فلا یقفون کہنا مناسب تھا  
 بصیغہ نفی وان حکمہ فام کل صفت ینتہی الیہ اور اگر امام مسجد کے باہر ہو تو جس صف تک پونچھو وہ کھڑی ہو کڈانے البو شامی نے کہا  
 کہ اس قول کو میں نے بحر الزمین پایا بلکہ نہ الفائق میں مذکور ہے وشیعہ الامام فی الصلوۃ قبل قد قامت الصلوۃ ولو اخرجت  
 اتمہا لا بأس بہ اجماعاً وبقول الثانی والثالث لا یقفون عند الیہ اھب کافی شرح المحکمہ ص ۱۸۷ فی الفہرست امام الخلال  
 انکلا لا یقف اور مستحب ہو نماز شروع کرنا امام کا جبکہ قد قامت الصلوۃ کہا جاوے اور اگر نماز کے شروع کرنے میں تاخیر کی جائے کہ موزون  
 نے اقامت تمام کر لی تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں بالاتفاق اور وہ یعنی تاخیر کرنا امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ کراہت اور وہی درست تر ہے  
 کا ہو جیسا کہ شرح مجہد میں اوسکی مصنف نے ذکر کیا جو اور قسطنطینی میں منسوب بخلاصہ یون ہو کہ تاخیر کرنا یہی صحیح تر قول ہے اسکو کہ اس سے نماز یون  
 پر اشتباہ نہ ہوگا اور موزون بھی امام کے ساتھ نماز شروع کر سکیگا **فہرست** مسئلہ نمبر شامی اللہ تعالیٰ فی الصلۃ من فلیض ولسنہ  
 احسن راہ فلیض اور اگر نماز ہی نے یہ بجا کیا کہ جو نماز مثلاً ادا کرے اوس میں فرض کیا انغالی میں اور سنت کیا تو یہ نماز اسکو کافی



تعبہ تمجید کیا یا مودون کے جوابدہی کا ارادہ کیا تو شروع کرنا اور نماز کا نہوگا کیونکہ تعجب کرنا اور جواب اذان کا دینا اجنبی باتیں ہیں اور نماز کی قصد ہیں تو ان سے شروع درست نہوگا ولینعم الرائد علیہ السلام الاذان سجود والا فاقم سجود والتمسک بیدرجہ  
 عینہ ومفی الاذان اور اللہ اکبر کی رکوع جزم کرے بسبب فراموشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان جزم ہو اور اقامت جزم ہو  
 اور اللہ اکبر کہنا جزم سے کڈانے ائمہ اور بھیہ حدیث باب الاذان میں گذری ہم اذان جزم سے یعنی اس کے کلمات کے آخر پر کہہ کر نیت نہیں  
 یہ حدیث ابراہیم نعمی سے موقوف اور مروی ہو ایمنا یصید شاداً بالذیہ عندنا تکبیراً لاہ وحلہ ولا یھا وحداہا بل یھا اور با  
 یون ہو کہ شروع کرنا لائیت سے ہوتا ہو اللہ اکبر کہنے کی نیت نہ صرف اللہ اکبر کہنے سے اور نہ صرف نیت سے بلکہ دو نوخیز دن سے ہم بینی چونکہ نیت  
 بھی صحت نماز کی شرط ہے اور تحریمہ بھی اور نیت تحریمہ سے پیشتر بھی جائز ہے بشرطیکہ کوئی اجنبی فعل مثل کہانے چننے کے پیچ میں واقع نہ ہو تو اس  
 سے بھی وہیم ہوتا ہو کہ شاید صرف نیت کافی ہو اسلئے اتنے سے تحریم کر دی کہ نیت تحریمہ کی نیت ہونی چاہیئے کذا فی الشامی ولا یلزم التمسک  
 عن اللطیف کا حشرس وافنی تحریمہ لیسانہ ولذا فی حق القراءۃ ہو الصمیم لتعذر الواجب فلا بد من غیرہ الا بدلیل علی النیۃ اور جو غیر  
 کہ بولے عاخر صبر ہو گا اور امی اسکو اللہ اکبر کہنے کے لئے اپنی زبان کا بلانا ضرور نہیں اور اسبطرح قرات کے حق میں زبان کا بلانا ضرور نہیں  
 بھی صحیح ہے زبان کا بلانا لازم نہیں بسبب شوار ہونے واجب ہے تو نہیں لازم ہوگا واجب کا غیر بدون دلیل کے اسلئے نیت کافی ہوگی ہم بینی اللہ اکبر  
 کہنا اور قرات واجب ہو اور یہ واجب عاخر سو انہیں ہو سکتا تو دوسری چیز یعنی زبان بلانے کو اس پر لازم کرنا بدون دلیل کے کیسے درست  
 اسلئے عاخر کی نیت ہی نماز میں کافی ہے لیکن ینبغی ان یشترط فیہا الایام وعدم تقدیمہ بالقیامہا مقام القیۃ ولہذا لیکن سزاوار ہے  
 کہ عاخر کی نیت میں قیام شرط ہو اور نماز سے پیشتر نہو کیونکہ نیت اس صورت میں قائم مقام تحریمہ کے ہو اور میں نے اسکو دیکھا نہیں ہم بینی عاخر  
 عاخر کے حق میں نیت کافی ہے تحریمہ کی کچھ ضرورت نہیں اس سے بھی نکلا کہ نیت قائم مقام تحریمہ کے ہو گئی تو شارح بتبعیت مصنف نہو الفائق  
 کے کہنا ہو کہ تحریمہ کی شرطیں قیام اور مقدم نہونا عاخر کی نیت میں ملحوظ ہونا چاہیئے مگر میں نے اسکی تحریم نہیں دیکھی شامی نے کہا کہ قاف  
 کی نیت کا قائم مقام تحریمہ کے ہونا بدون دلیل کسی ناما جاد کیونکہ نیت اور تحریمہ دونوں شرطیں غلطہ ہیں توجب ایک شرط کسی حد سے  
 ساقط ہو گئی اور دوسری برکت کی گئی تو اس سے بھی کسی لازم آیا کہ دوسری شرط ساقط کے قائم مقام ہو گئی تحریمہ کی اکثبات لاف  
 قاحلہ التامیم تالیفہ فالصفتی بہ لزومہ فی تکبیرۃ وتلبیۃ لاف اقرامہ کسرا شباہ میں اس قاعدہ کے بیان میں کہ تابع تابع رہتا ہو  
 یہ ہم کہ فتویٰ سپر ہو کہ زبان بلانا عاخر پر لازم ہے اللہ اکبر کہنے اور لبیک کہنے میں اور لازم نہیں قرات میں ہم شامی میں محیط سے منقول ہو  
 کہ قرات فرض قطعی ہے اور تلبیہ فرض ظنی تو چاہیئے کہ تلبیہ میں بطریق اولیٰ لازم نہو ہر افع بدایہ قبل التکبیر وقیل سمعہ ما شباہا ہما متما  
 متصتی اذنیۃ اور اتحادی اپنی دونوں ہاتھ اللہ اکبر کہنے سے پہلے اور بعضوں نے کہا کہ اللہ اکبر کے ساتھ ہی اوٹھا ہو گا نیوالا دونوں کو ہون  
 کو دونوں کا فون کی نحو ہم اللہ اکبر سے پہلے ہاتھوں کا اٹھانا مستحب ہے طریقین کی طائر اور صاحب بدایہ اسکی تفسیر کی ہو اور خلاصہ اور محیط  
 میں ہو کہ جب اللہ اکبر کہنا شروع کرے اسوقت ہاتھوں کا اٹھانا شروع کرے اور جب اسکو تمام کرے اسوقت اسکو تمام کرے اور سیر  
 قول یہ ہو کہ بعد اللہ اکبر کے اوٹھا ہو اور یہ سب اقوال حدیث شریف میں مروی ہیں کذا فی الشامی ہو اللہ اذ بالحق اذ لا کھت  
 تلیقن کا بذلک کانون تک ہاتھوں کا اٹھانا ہی مراد ہو محاذات سے جو ظاہر الروایۃ اور بعض احادیث میں وارد ہو اسلئے کہ محاذات ہا  
 اسطرہ اٹھانے کے یعنی نہوگی ہم یعنی بعض احادیث میں جو حد و اذنیۃ آیا ہو یعنی دونوں کانون کے برابر ہاتھ اوٹھا ہو اس سے مراد بھی  
 کہ انکو ٹھکانوں کی کو کو گین اور شانوں تک اٹھانے میں برابری کانون کی ثابت نہیں اور میں حدیثوں میں شانوں تک اٹھانا مروی ہو تو  
 وہ اس حالت پر محمول ہو کہ ہاتھ سردی کے سبب کپڑوں کے اندھ ہوں اور میں ہمام نے دو نو حدیثوں میں تو فیق اسطرہ کی حد کہ کلا یون کو





اسی بر قوی ہو گئی و جعل العبدی شروع کا قراءۃ لاسکلف لہ فی کلا ولا سند یقوی بل حبکہ فی النماز خانیۃ کالنلیۃ لجمۃ  
انما ناطقاً ہر کلمتہ رجوعہما الیہ لہو الیہا فاحفظہ فقد استنبہ علی کثیر من القاصد من حتی الشیئ بلالی کل کتبہ قدنبہ  
اور یعنی نہ شروع نماز کی تکبیر کو قرات کی مانند کیا ہو یعنی غیر زبان میں اور اسکی صحیح ہونے کو تو بھی قید عربی و غیر عربی کی لگائی نہ تو اسباب میں یعنی  
کا کوئی سلف ہو جس نے عشاء ایسا کہا ہو اور نہ کوئی سند اسکو دعویٰ کو قوت دینی ہو بلکہ شروع کوتا تا رخانیہ میں تلبیہ کی مانند ٹھہرایا ہو کہ غیر زبان  
میں اتفاق جائز ہے پس ظاہر بخوبی تا تا رخانیہ کا مثل متن تنویر الابصار کے بعد ہو کہ صاحبین امام کے قول کی طرہ رجوع کیا ہے یہ کہ امام نے  
صاحبین کی طرہ رجوع کیا ہو تو اسکو یاد کر کے کہ بہت سی کم تو جہ کرنا والوں پر بھی امر مشتبہ ہو گیا ہو یہاں تک کہ شریانی پر بھی اور اسکی سبب ابون  
میں مشتبہ ہو گیا ہو سو خبردار ہو جاہم صاحبین کے نزدیک نماز کو سب ذکر اور تحبیر تحریمہ دوسری زبان میں اور وقت درست ہونے میں کہ نماز  
عربی سے عاجز ہو اور امام کے نزدیک سوا قرات کے سب اذکار و تحیمہ باوجود قدرت عزلی کے غیر زبان میں جائز ہیں تو قطعاً امام صاحب  
قرات کے باب میں صاحبین کے قول کی طرہ رجوع کیا ہو اسوجہ سے کہ قرآن ایک خاص عربی منظوم کلام ہے جو نقل و نثر ہم تک پہنچا ہو تو فارسی  
و غیرہ میں وہ منقول خاص باقی رہے گا شروع کا حال تو اوس میں امام صاحب کی دلیل قوی ہے یعنی وہ یہ فرماتے ہیں کہ شروع میں مطلوب ہے  
اور تنظیم ہے بعد ہر زبان میں حاصل ہو سکتا ہے خصوصیت عربی کی نہیں پس عربی سے جو شروع کو قرات کی مانند ٹھہرایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام  
صاحبین کا قول شروع نماز میں اختیار کیا حالانکہ الیہ نہیں کیونکہ تا تا رخانیہ میں شروع نماز کو تلبیہ کے موافق کہا ہو بالا اتفاق و دوسری زبان میں  
بھی اور اسی میں بھی شروع نماز میں قید عاجزی کی نہیں لگائی جیسی قرات میں لگائی ہو تو تا تا رخانیہ کی ظاہر عبارت اور اس میں کہ عدم تفسیر اس  
بار کی دلیل میں کہ صاحبین نے شروع نماز میں امام کا قول اختیار کیا ہو نہ یہ کہ امام نے صاحبین کا قول لیا ہو جیسا یعنی نے سمجھا کہ ان فی الشامی تفسیر  
لا یصح ان اذن بہا علی الاصح وان یسلم انہ اذان ذکرہ الی الداعی احتسب کل الی التعداد نہیں صحیح ہو اگر اذان دوسری غیر عربی میں صحیح  
قول کے بوجہ اگرچہ لوگ یہ جانیں کہ وہ اذان ہو ذکر کیا ہے اسکو مداد دینی نے اور عربی نے قرات کا اعتبار کیا ہو یعنی اگر اذان فارسی میں ہو اور  
لوگ جان جاویں کہ اذان ہوتی ہے تو درست ہوگی ورنہ جائز نہ ہوگی کیونکہ اذان جو مقصود و خبر کرنا نماز کا ہو وہ حاصل نہیں ہوا **فروع** مسائل محلہ شارح  
کے قراءۃ بالفارسیۃ والی اللہ فیہ والی اللہ فیہ اوالاجلیل ان فقیہہ تفسیر ان ذکرہ قرات پڑھی فارسی میں یا قرآن کی جگہ نوریت یا انجیل پڑھی اگر  
کوئی قصہ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر ذکر پڑھا تو فاسد نہ ہوگی ہم یہاں میں کہا کہ فارسی میں قرات سے نماز فاسد نہیں بلکہ خلاف بشرط جسد  
قرات سے نماز درست ہوگا اور مقدر عربی میں پڑھی ہو اور فارسی خان نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے نعم القدریر میں ان دونوں  
قول میں یون تو فقیہ کی کہ اگر فارسی میں قصوں کی جگہ یا امر دہی کی جگہ سے پڑھیں تو فاسد ہو جائیگی اور اگر ذکر اور تفسیر کے مقام کو پڑھیں اور  
اوسے پر اکتفا کر لیا تو یہ بھی فاسد ہوگی کہ نماز قرات سے خالی ہو جائیگی اور مقدر قرآن اسکی ساتھ ملا لیا تو فاسد نہ ہوگی کہ ان فی الشامی والحق یہ  
فی الحجر الشاذ و سوا الرائق میں فارسی میں قرات پڑھنے کے ساتھ قرآن کی روایت شاذ کو لکھی گیا ہے یعنی روایت شاذ کا حکم بھی اوسے نفی ہے  
ہے جیسا فارسی قرات میں مذکور ہو انکس فی النہر لا وجہ انہ لا یفسد ولا یصحی کالیکس نہر الفانق میں ہے کہ جو ترجمہ ہو کہ روایت شاذ  
کو فاسد نہیں کرتی اور نہ قرات واجب ہو کافی ہوتی ہو چنانچہ محکم کہ پڑھنا قرآن کا مثلاً یون کہنا لاجرم دل لہ کہ وہ یہی مقصد نہیں اور نہ مقدار واجب کو کا  
ہو ہم قرآن مجید کی روایات مشہور سات ہیں اور آئمہ قرات دس ہیں و تشریک ہو سکتی ہیں پس جو روایت کہ ان دسوں روایات  
سے خالی ہوگی وہ شاذ ہے نہر الفانق میں کیا کہ وجہ اسکی فساد نہ ہوگی یہ ہے کہ روایت شاذ کے قرآن ہونے میں شک ہو تو شک سے نماز فاسد نہیں  
ہوتی بخلاف فارسی کے کہ وہ ہرگز قرآن نہیں کیونکہ عرف میں قرآن عربی زبان ہی کہتے ہیں و لکن فی کتابہ آیۃ او ایسین بالفارسیۃ لا اکثر  
اور درست ہو گئی ایک آیت یا دو آیتوں کا فارسی میں نہ زیادہ کا طوطا و سنی علی و نقل کیا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ آیت یا دو آیت تعلیم سے اور

قلین حاف بہ کثیر نو بدون ضرورت کے کثیر معات نہ ہوگا اور ضرورت کی صورت میں زیادہ کے کثرت میں بھی کچھ مضائقہ نہیں دیکر کہ کتب تفسیر کا  
 تحت لکھا اور کردہ ہو لکھنا قرآن کی تفسیر کا قرآن کے بیچ فارسی میں طحاوی نے کہا کہ اسکی وجہ یہ کہ شریف بن حکم جو قرآن کے خالی رکھنے کا غیر قرآن  
 سے اور فتح القدیر میں کافی ہے منقول ہے کہ لکھنا قرآن کا اور سر جرح کی اور ترجمہ اسکی بھی لکھنا جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ کراہت سے تفسیر بھی درست  
 مراد ہے اور فارسی کی کچھ قید نہیں ہر زبان کا بھی علم ہے تو ترجمہ کے نزدیک بہتر طریق یہ ہے کہ قرآن مجید متن میں اور ترجمہ حاشیہ پر لکھی تاکہ اس کی کراہت  
 سے بچے و لوث و تواتر بمشوبہ بجا حجتہ کثرتہ و جوازہ و اللہ اعلم و اذکی ہا عند اللہ لہ علیہ و اگر نماز کو شروع کیا ان لفظوں  
 سے جو مخلوط ہیں فارسی کی حاجت کے ساتھ تو شروع درست ہوگا جیسو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا کہ بعد قائم مقام عاکے ہو گیا کہ یہ کھانا  
 کہ الہی مجھ کو پناہ دے و شیطاں سے اور جیسو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرنا کہ یہ بھی برکت کیو اسطرح جو تو گویا یون کہا کہ الہی تو میری واسطی برکت کر  
 اور جب نازل و لا قوۃ الا باللہ سے شروع کرنا کہ وافع میں بھی دعا ہو تو گویا یون کہیگا کہ الہی مجھ کو اپنی معصیت سے بھری دی اور اپنی طاعت قبول  
 دے کہ میری اور کسیکو بھی طاعت نہیں اور جیسو اللہم اغفر لی کہنا کہ صریح دعا ہے مغفرت کی پس ان سے نماز کا شروع جائز نہیں یا ذکر کیا اللہم اغفر لی  
 کو تو یہ کیفیت تو ذہم درست ہوگا فلا الہ الا انت اللہم فافتح لی فی الاھم کے سبب اللہ تعالیٰ صرف لفظ اللہم کے کہ شروع اور ذہم دونوں  
 میں جائز ہے معجم ترقول میں مثل اللہ کے کہ وہ بھی شروع اور ذہم میں درست ہے باتفاق شامی اور طحاوی نے کہا کہ اسم کی قید میں ان لوگوں کا قول  
 نقل کیا جو نہ صحت شروع اور ذہم کے فانی میں خاتمہ ہو بروہ میں اس قول کی تصحیح کی ہے اور اللہم یعنی اللہ سے و وضع الرجل یمینہ علی  
 ایسا سر تھکے تھکے اخلد ارجعنا یا یخصرنا و اھما ہو الخت اور کہو مردینی بعد تحریر کے اپنا دانت تھکے بائیں پر نیچے اپنی ناف کی کمر بند  
 بائیں ہاتھ کی کلائی کو دائیں چنگلی اور انگوٹھ سے بھی مٹا رہے یعنی چنگلی اور انگوٹھ کو حلقہ کر کے بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑے اور باقی تین انگلیاں  
 پیلا دی اور بعضوں نے کہا کہ خضر اور نصر اور ابہام سے عائد کر دو کو پونچھے پر کچھ مگر مختار اول طور سے اور وجہ مختار ہونے کی یہ ہے کہ بعض  
 اعاذت میں ہاتھ کا رکھنا دوسری ہاتھ پر مروی ہے اور بعض میں پکڑنا تو اسطرح رکھنے میں دونوں بائیں حاصل ہیں کذا فی الشامی تعرفت و  
 نضع المرأة الکف علی الکف تحت ثلثینھا اور کہو عورت اور خنثی شکل دہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر اپنی دونوں پستان کے نیچے  
 شامی نے کہا کہ منہ کے بعض نسخوں میں تحت ہو اور بعض نہیں علی بنی پستان کے اوپر کچھ مگر بہتر یہاں کہ یون کہنا کہ سینہ پر کچھ کہ اکثر فقہانے سینہ پر  
 رکھنا لکھا ہے نہ پستان پر ہم غنٹی اسکو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت دونوں کی علامت ہو پس اگر مرد کی علامت کو قوت ہوگی تو اسکو حکم مردوں کا  
 ہوگا اور اگر عورت کی علامت کو غلبہ ہوگا تو اسکا حکم عورتوں کا سا ہو اور اگر کسی علامت کو غلبہ اور قوت نہ ہو تو وہ غنٹی شکل سے کچھ خارج  
 من التکید بالادسالی الا حتم تھکے کہو مجرد فارغ ہونے کے اللہ اکبر کہنے سے بدون ہاتھ لٹکانیکے معجم ترقول میں شامی نے کہا کہ ظاہر الزد  
 بھی ہے اور اسکا مقابل نوادر میں امام محمد سے مروی ہے کہ ٹاٹ پر نہ کیو قوت دونوں ہاتھوں کو لٹکا رکھ کر جب بجا نک اللہم سو فارغ ہو جاوے تو ہاتھ  
 باندھے ہم کات کا فرغ کا مبادرت کا کات کہلاتا ہے وہی وسنۃ قیام اور ہاتھوں کا باندھنا سنت ہے قیام کی یعنی شیخین کے نزدیک اور امام  
 محمد کے نزدیک قرات کی سنت ہے ہیسلو شامین اونکو نزدیک ہاتھوں کا لٹکانا اور اونکو نہ باندھنا اسوقت تک درست ہے کہ قرات شروع کرے و ظاہر  
 ان القاحل لا یضم لہ اذہ اور ہاتھوں کے باندھنے کو سنت قیام میں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بیٹھنے والا اپنی ہاتھ نہ باندھے اور میں نے اسکو مصرعین  
 دیکھا قراۃ فی جمعہ لانہم المراد من القیام ما ہوا لا یضم القیام فی کذا لہ ہر میں نے مجسم الانہر میں دیکھا کہ مراد قیام سے وہ ہے جو عام  
 ہے جنہی اور حکمی سے اسکو کہ بیٹھنے والا بھی ایسا ہی کرنا ہو یعنی ہاتھ وہ بھی باندھتا ہے تو معلوم ہوا کہ قیام خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہاتھوں کا باندھنا سبکی  
 سنت ہے حکمی قیام میں ہی نقل میں بیٹھنا اور فرعون میں قدر کی جیت سے بیٹھنا کہ بیٹھتے قائم مقام قیام کے ہے لہ قراۃ فی کذا مسنون فیہم  
 بحالۃ الشاکر و فی القنوت و تکبیر ایل الخنا و ہاتھوں کا باندھنا اس قیام کی سنت ہے جس میں طہل ہو اور اس میں بھی شروع ہو کر بیٹھنے کا



ترکہ ولو قبل کمالہا تَعْنِیْ اَلْبَسْبَابَ اَنْفَعَا ذَکْرُ الْخَطِیْا عَزْ بِرِیْ قَرَارَتِ کَے لَو اِس سبب سے نکلا کہ اگر بعد الحمد کے اعوذ کا نہ پڑنا باد  
 پڑنا تو اسکو ترک کرے اور اگر الحمد کے پر کر کے پیشتر یاد ہو تو اعوذ پڑھے اور چاہیو بون کہ الحمد کو از سر نو پڑھے ذکر کیا ہے اسکو مطلقاً  
 ہم شامی نے کہا کہ اصل مسئلہ غلامہ میں مذکور ہے مطلقاً اسکو بھوتا سمجھ لیا اسلئے ایسا لکھا یہ کسی ہو سکتا ہے کہ قرأت کو جو فرض ہے چھوڑ کر اعوذ  
 پڑھو جسنت ہو پس تحقیق اسباب میں وہ ہے جوقبیلہ ابو جعفر نے نوادر میں بیان کی ہے کہ اگر تکبیر کے بعد قرأت شروع کر دے اور خدا اور تعوذ کو  
 بھول گیا تو انکو ترک کر کے اسلئے کہ اونکی پڑھنے کا مرقم جائز ہوا وَلَا یَتَعَذَّرُ التَّكْلِیْفُ اِذَا اَقْبَلَ عَلٰی اَسْنَادِ ذَخِیْرَةِ اٰی لَا یُسَبِّحُ خَلِیْفَةُ اَمِ  
 اعوذ نہ پڑھو شاگرد جب اپنا اسناد کے پاس پہنچے پڑھ کر کذافی الذخیرہ یعنی اعوذ پڑھنا اسکو مستحسن نہیں تو اسکو یاد رکھنا چاہیو یعنی چونکہ اعوذ پڑھنا  
 قرأت قرآن کے لئے مستحسن ہے اسلئے اور عبارت کے پہلے پڑھنا سنون نہ ہو گا بقایا بِالسَّبِّیْقِ عِنْدَ قِیَآءِ الْقَضِیَّاءِ مَا لَہٗ لِقَاءُ لَا الْمَقْتَدِرِ  
 لَعَلَّہٗ اَکْبَرُ اعوذ پڑھو پس موت کبڑا ہو اپنی باقی نماز پورا کرنے کو اعوذ پڑھو اسلئے کہ اسکو باقی نماز میں قرأت پڑھنی ہوگی نہ اعوذ پڑھنا  
 مقتدی سبب پڑھنے قرأت کے و یَحْضُرُ اَلَا مَامُ التَّعَذُّرِ عَنْ تَکْبِیْرِ اَتِ الْعِیْہِ لِقَرَأَتِہٖ بَعْدَہَا اور امام اعوذ کو عید کی تکبیر میں بھی پڑھو جو ہم  
 قرأت پڑھنے کے بعد تکبیر دن کے ہم طرفین کے نزدیک اعوذ قرأت کا تابع ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک ثنا کا تاہم توان کے نزدیک ثنا کے  
 بعد پڑھنا چاہئے اسصورت میں تکبیر دن سے پہلے اعوذ پڑھنا ہوگا اور غلامہ میں اسکو اسکا کہہ کر قاضی خان اور ہدایہ اور کافی وغیرہ کا مختار طرز  
 کا قول ہے اور شرح منیہ میں کہا کہ اسکو ہم لیتے ہیں کذافی الشامی و کما تَقُوْضُ سَمْعُیْ خِیْرِ اَلْوَقْتِ بِلَفْظِ اَلْبَسْمَلَةِ لَا مَطْلُوْقَ الذِّکْرِ کَمَا فِی ذَبِیْہِ وَ وَضُوْعِ  
 سِتْرُوْنِیْ اَوَّلِیْ کَلِّ دُکْعَہٗ وَ وَجْہِہٖ اَوَّلِیْ اَعُوْذِ پڑھنے کے غیر مقتدی یعنی امام اور تنہا پڑھنے والا اللہ کا نام لے بلفظ بسم اللہ الرحمن الرحیم مطلق  
 ذکر جیسو ذبیحہ اور وضو میں مطلق ذکر کافی ہے خصوصیت بسم اللہ کی نہیں بسم اللہ کہی برکت کے شروع میں آہستہ سے اگرچہ رکعت چہری ہو ہم غیر مقتدی  
 کی تہ اسلئے لگائی کہ مقتدی قرأت نہیں پڑھتا اور ہر رکعت کے شروع میں اسلئے بسم اللہ پڑھو کہ ہر رکعت نماز مستقل کی جگہ ہے اور چہری کی قید نہیں  
 نزل کے رد کرنے کے لکھو کہ بسم اللہ ستر ہی نماز میں پڑھو نہ چہری میں حالانکہ ہم قول غلط ہو کذافی الشامی و لَیْسَ بَيْنَ الْفَلَاحِ وَالسُّوْمِ کَمَا مَطْلَقًا  
 اَوَّلِیْہِ وَلَا ذِکْرُہٗ اَلْفَا قَا نَحْنُ سُنُوْنِ ہُوَ بَسْمُ اللّٰہِ کہنا الحمد اور سورہ کے درمیان میں مطلق خواہ پہلی رکعت ہو یا اور کوئی اگرچہ نماز ستر ہی ہو  
 اور نہیں کر دے ہو بسم اللہ کہنا سورہ پر بالانفاق ہم شامی نے کہا کہ وجہ نہ کہ وہ سبکی ہے جو کہ بعض کے نزدیک بسم اللہ ہر سورہ کی آیت ہے  
 بسم اللہ کہہ لیں سو شبہ اختلاف جائز میگا بلکہ ذخیرہ اور مجتہدین میں تصریح کی کہ سورہ سے پیشتر اسکا کہہ لینا چاہیو وَاَحَقُّہُ الرَّاٰہِدِیْ مِنْ جَعَلِیْ  
 صَیْفَہٗ فِی الْیَمِیْنِ اور زاہد ہی نے جو بسم اللہ کے واجب ہوگی یعنی الحمد کے شروع میں تعجب کی ہے اسکو بحر الرائق میں ضعیف کہا ہے یعنی اسوجہ سے  
 کہ مخالفت عام مذہب کی ہو جو متون اور شروح اور فادہ میں مذکور ہے اور نہر الفائق میں کہا کہ حق یہ ہے کہ دو نون قول مرتب ہیں وہی آیت واحدا  
 مِنْ اَلْقُرْآنِ کَا اَنْزَلَتْ اَلْفَصْلَ بَيْنَ السُّوْرَ اَوَّلِیْہِ اَلْبَسْمَلَةِ اَبَیْتِ ہُوَ نَامُ قُرْآنِ مِنْ سُوْرَتِیْ ہُوَ سُوْرَتُوْنِ مِنْ جَعَلِیْ کرنے کو شامی نے کہا کہ  
 نواحمد کے شروع میں ترک کے لئے مذکور ہوتا ہے اَللّٰہُ بَعْضُ اٰیۃِ اَجْمَاعًا تو جو سورہ نعل میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے وہ آیت کا کمر ہے  
 بِالْاِنْفَاقِ مِیْنِ شُرُوعِ اَبَیْتِ اِنَّہٗ مِنْ سِتْمَانِ سُوْرٍ اور اختصاراً اَنْزَلَتْ اَلْفَصْلَ بَيْنَ السُّوْرَ اَوَّلِیْہِ اَلْبَسْمَلَةِ اَبَیْتِ اَلْحَمْدِ اَوَّلِیْہِ اَلْبَسْمَلَةِ اَبَیْتِ  
 جَزْءِہِیْنِ اَوَّلِیْہِ ہر سورہ کا سیم نون قول میں ہم شامی نے کہا کہ مناسب تھا کہ من الفاتحہ کے بعد فی الاصح کو ذکر کرتا تاکہ لغوی کے قول کا رد ہو تاکہ اسکو لکھا  
 ہو کہ اکثر شائخ کے نزدیک بسم اللہ فاتحہ کا جزو ہے اور ہر سورہ کا جزو اور سورہ توبہ کے تو امام شافعی فرماتے ہیں تو اونکی غلات دفع کر سکتی ہیں الا  
 کہنا تھا کہ اسور نہیں ہے اَللّٰہُ عَلَی الْمُنَیْبِ وَ اَللّٰہُ عَلَی الْعَمَلِیْہِ اَلْحَمْدُ اَبَیْتِ ہُوَ بَسْمُ اللّٰہِ پڑھنا حرام ہے جب کو اور سبطرم حائل اور ثقف کو اور غیر  
 جائز ہے صرف بسم اللہ سے نماز اضیاء کی راہ سے ہم شامی نے کہا کہ احتیاطاً دو نون مسئلہ کی علت ہے یعنی چونکہ بسم اللہ بوجہ متواتر لکھی جانے لگی  
 تو صحیح کلمہ معلوم ہوئی ہو اسلئے احتیاطاً اسکا پڑھنا جب کو حرام ہوا اور اسوجہ سے کہ امام مالک اسکو قرآن نہیں کہتے تو قرآن ہونا اسکا مشکوک ٹھہرا اسلئے

[illegible]

انجمن آباء و اُمّات

[illegible]

سنو موقوف نہیں بلکہ الحمد کی حاجی معلوم کرنے پر جو خواہ امام سے منکر تھامی کا علم ہو یا تنقہ ہی سے منکر کذا فی الطحاوی متفقہ کما قریب  
 یکتر مع الاحتیاط للشرکاء پر خوات سب فارغ ہوتے ہی رکوع کے لئے اشکیر کہہ چکنے کے ساتھ ہی یعنی سنون میں ہی کہ چکنا اور اللہ  
 اکبر کہنا ایک ساتھ شروع ہوں ولا یرکوا وصل العزاة متکبیر اور کردہ نہیں خوات کا ملا دیار رکوع کے اللہ اکبر میں یعنی آخر صرف  
 خوات کو لام اللہ اکبر میں لانا کردہ نہیں شلا سورہ فشرم کا خاتمہ فارغ ہو کر اگر اسکی تک اللہ اکبر میں زیر سر ملا کر پڑیگا تو کردہ نہیں ہوا  
 شامی نے انار خانہ سے اسباب میں بعد تفصیل ذکر کی ہے کہ اگر آخر سورہ میں شامی نے متکبیر تو ایسی صورتیں لانا بہتر ہے ورنہ جدا کرنا بہتر ہے  
 جیسو سورہ کوڑ کا اخیر کہ اسکو مانا بہتر نہیں دلوینی حرف ادکلہ قائمہ حالۃ الاغنیاء لا یأس بہ عند البعض منہ المصلیٰ اور اگر  
 خوات میں سو کوئی حرت یا نکاح باقی رہا اور اسکو چکنی کھالت میں پورا کیا تو بعض کے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں کذا فی منہ المصلیٰ شامی نے کہا کہ بعد  
 قول ضعیف ہر سند وہی ہے کہ سب خوات کو پوری کر کے رکوع کرے ویضمنہ یلا معتقدا بہا علی کتبیکہ وایفزع صلیاۃ لکم ان اور اپنے  
 بعد ہی ہاتھ جو دو و نوزاد پر سہارا دیکر کہو اور مانو کی اور ٹھیکہ کو سپلا دیں تک کہ لہو یعنی تاکہ گھٹنوں کو اچھی طرح پکڑ سکے طحاوی نے کہا کہ نہیں  
 کا رکنا اور ان سو گھٹنوں کا رکنا اور ادھیرن کا کثا و در کہنا سنت ہے ویضمن ان یلصقن کعبیکہ ویضنب ساقیکہ ویسبط طہرہ لخصیٰ غیا  
 ہر افزع ولا متکبیر سنو اللہ اکبر سنون ہی رکوع میں اپنی دونوں ٹخنوں کا ملانا اور دونوں ہڈیوں کا سیدھا کرنا کہنا اور اپنی  
 پشت کا سپلانا اور پشت کو سرین کی برابر رکنا دونوں سر کے اوپر ہانے یا نیچے ڈالنے کے بعد سر بھی کر کے برابر ہونے اور بچا ہونے بچا شامی نے کہا  
 کہ ہڈیوں کو کان کی طرح کرنا جیسو اکثر عوام کرتے ہیں کردہ ہے اور شامی کو مناسب تھا کہ لفظ یضنب کو قیغ کے بیشتر لانا تاکہ وضع اور زانو کے پکڑنے  
 وغیرہ مستحسنوں سے ہوتا ہے بعد سب سنن مردوں کے حق میں ہیں اور عورتیں رکوع میں تھوڑا جھکیں اور ادھیرن یا نہ سپلا دیں بلکہ ہڈیوں  
 اور انہ گھٹنوں پر رکھ لیں یعنی پکڑنا اور انکو سنون نہیں اور اپنی گھٹنوں کو چھکالیں اور بازو کو طحہ و کریں ویضنب ساقیکہ وایفزع فلو تو صبر  
 وادقصرہ کہ نہ تنزیہا اور رکوع میں نسیم کہو اور کتر نسیم میں بارہوی پس اگر نسیم کو ترک کر گیا یا کم کر گیا تو کردہ ہے تنزیہی ہو گا ہم امام احمد نزدیک  
 ایک بار نسیم واجب اور علی بھی واجب کی طرف اہل حقو نسیم ضرور کہنی چاہیے تاکہ اختلاف سے بچاؤ ہو وکرا لخصیٰ اطلالہ سر کو ہم او  
 خوات لا ذکر الہ الجاکئی لے ان عقیقہ والا فلا یأس سب اور کردہ ہے تنزیہی ہو رکوع یا خوات کا دراز کرنا اسفرض ہو کہ انیوالا نماز میں بچا  
 یعنی اگر امام اسکو بچھا کر طول دیو تو کردہ ہو گا ورنہ کچھ مضائقہ نہیں شامی نے لکھا کہ اسو میں طول اس قدر ہے کہ دوسری مقدمہ یوسر بار نہو اور  
 لفظ یاسو معلوم ہے کہ طول نہ بنا افضل ہو ولو اسما الذقرب الی اللہ تعالیٰ لکثرہ انفا لکثرہ نادس وشی مسئلہ الیاء فیذیف  
 للذین عینہا اور اگر امام نے طول خوات یا رکوع سے صرف اللہ تعالیٰ کا تقرب ارادہ کیا نہ انیوالا بلکہ لانا تو کردہ نہیں ہوا بالانفاق کر خاص  
 تقرب الہی کی نیت ہوئی کیاب ہو اور یہ مسئلہ سب مسئلہ نمود ہو نو اس سے احتراز چاہیے واصلہ لا یضنب علی لزوم المتابعۃ فی الامکان  
 انہ لو عرف الامام داسہ من الکوہ والسجود قبل ان یتکلموا سبب التالیات وجب متابعتہ لکثرہ انفا لکثرہ نادس وشی مسئلہ الیاء فیذیف  
 رکوع عین اور جان کہ ارکان میں امام کی پیروی لازم ہونے پر یہ مسئلہ منی ہو کہ اگر امام نے اپنا سر رکوع یا سجدہ سے اٹھایا بیشتر اس سے کہ  
 مقتدی میں بار نسیم پوری کرے تو مقتدی کو امام کی متابعت واجب ہو یعنی جس قدر نسیم رہی ہو اسکو ترک کر کے امام کے ساتھ ہی سر اٹھاو اور  
 اس طرح حکم ہو اسکی عکس کا یعنی اگر مقتدی نے امام کی نسیمیں پوری ہو جسو بیشتر سر اٹھایا مثلاً رکوع سو تو متابعت امام کی واجب ہے یعنی  
 پھر رکوع میں بچا جائے اگر بچا بیگا تو کردہ ہے تنزیہی ہو کا مرکب ہو گا اور یہ دو رکوع منبر کی کیونکہ دوبارہ کار کو پہلی کی تکبیر کے لئے ہونے جدا  
 مستقل کذا فی منہ المصلیٰ او قیامہ ثلاثۃ قبل التمام لکثرہ انفا لکثرہ نادس وشی مسئلہ الیاء فیذیف و لو یضنب جاز بخت  
 امام کے سلام پیرنے اور تیسری رکعت کو لکھنا وکثرہ انفا لکثرہ نادس وشی مسئلہ الیاء فیذیف و لو یضنب جاز بخت امام کی مگر بلکہ التیمات کو تمام

ایک



کر ہی سبب واجب ہونے النیات کے اور اگر النیات پوری نہ ہو گا اور امام کے ساتھ سلام پیر دیکھا یا سیری رکعت کو لکھو اگر وہ ایسا ہو گا تو جائز ہو گا اور اگر  
 سیر کی جیسو النیات واجب ہو متابعت بھی واجب ہو تو ایک واجب کو ترک کر کے دوسری کا کرنا بلا کراہت درست ہو گا کذا فی المطاوعی مگر علی نے کہا  
 کہ نماز درست ہوگی کراہت تحریمی کے ساتھ کیونکہ النیات کے پورا کرنے سے متابعت بالکل بجا نیکی بلکہ اوسمین تاخیر واقع ہوگی اور متابعت کرنے سے  
 النیات کا قبضہ فوت ہو جائیگا اور پوری تقریر شامی میں ہر دو سکر والی صورت اور اجماع التمسک بتأییدہ لا تھا سنیہ قولنا سنیہ عنہا فلو  
 اور اگر امام سلام پیری اور مقصد ہی شہد کی دعائیں پڑھتا ہو تو امام کی متابعت کرے کیونکہ وہ سون میں واجب نہیں اور پھر اگر ضرر ہو اور کو  
 اس امر سے غافل ہیں یعنی دعائیں پڑھتے رہتے ہیں امام کے ساتھ سلام نہیں پیرنے سنت کی لکھو واجب میں تاخیر کرنے میں شامی نے کہا کہ دعا  
 میں درود بھی داخل ہے نیز دفعہ دسبہ میں ذکر کو چھ مستحکم پیر کو مسمی اپنا سر اوٹھا دی طبع اللہ لکھن جیدہ کہتا ہو یعنی سر اوٹھانیکے ساتھ  
 ہی یہ الفاظ شروع کرے نہ جھکے ہو نہ سیدہ ہو کہ فی الواقع الحجة لو اکتدل النوان لکھا قسہ در الجیدہ میں ہو کہ اگر نون کو لام سے بدل کر دیا  
 نئے لکھن حمد کی جگہ لکھ حمد کہیگا تو نماز فاسد ہوگی اسلو کہ معنی لفظ ہو گیا شامی نے کہا کہ مذیہ اصلی میں ہو کہ غالباً فاسد ہوگی علی شارح سنیہ  
 کہا کہ اسکا حکم تو نئے آدمی کا سا ہو یعنی اگر قادر نہ ہو گا میم کہنے پر نو فاسد ہوگی وہل یقوتی عجزاً وحقاً یقولان اور کیا دفع کرے حمد کی  
 و پر خرم سیر یا حرکت سوسمین و قول میں یعنی جو لوگ اس کو سکون کے لکھتے ہیں وہ خرم پر وقت کرتے ہیں اور جو غیر کہتے ہیں وہ غمہ شہام  
 کے ساتھ کہتے ہیں کذا فی الشامی ویکنی بہ الامام وقالہم النعماء سیر ویکفیہ فی النعماء اللہ اور کفایت کرے مع اللہ من حمد پر امام اور فساد  
 نے کہا کہ اوسمین رہنا دلک الحمد آہستہ سولادی اور کفایت کرے رہنا دلک الحمد پر مقصدی مطاوعی نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں وارد ہو ہے  
 کہ جب امام سمیع اللہ لکھن جیدہ کہو تو رہنا دلک الحمد کہو وافضلہ اللہ ربنا دلک الحمد نوحہ واللہ وحذف اللہ فقط اور تحمید کی کلمات  
 میں ہی افضل اللہ ربنا دلک الحمد ہی پر حذف کرنا واد کا یعنی اللہ ربنا دلک الحمد پر حذف کرنا صرف اللہ فایدہ دن حذف واد کے یعنی رہنا دلک الحمد  
 شامی نے کہا کہ اسکی بعد چوتھی صورت یہ ہے کہ اللہ اور واد و نو محمد و ہون یعنی رہنا دلک الحمد اور واد میں اختلاف ہو بعض زائد کہتے ہیں اور بعض واد  
 عطف و تحمید بینہما کو مستفرد اعلیٰ للمعتمد فیستم دافعاً و تحمیداً مستغنیان واد و نو کو جمع کرے اگر رہنا پڑھتا مدہب معتد پر یعنی سمیع اللہ  
 لکھن حمد کہو سر اوٹھانے وقت اور تحمید کہو سیدہ ہو کہ ویقوم مستغنیان لکھن ربنا سنیہ واد و وجب او فرض اور کہہا ہو سیدہ برابر اسوہ  
 سیر کہ پیشہ کندہ کی جگہ قیام سنت یا واجب یا فرض یعنی سنت ہی بقول طرین اور واجب ہو جب اختیار کمال الدین صاحب فہم القہر کے اور فرض  
 ہے بقول امام ابو یوسف کے کذا فی المطاوعی فیکبر مع الشیخ و یسجد و اضماً کبکیہ الاھل وعباد من الارض خیر لکھن ربنا دلک الحمد ربنا دلک الحمد  
 مقتداً انھما متین کثیر اعتباراً بالآخر رکعہا واولھا صلاً ما اصحابہ یدیدہ لکھن جیدہ للقبلا قبلہ اللہ اکبر کہے جکنے کے ساتھ ہی اور سجدہ کرے  
 اس طرح کہ اپنی و نو کہنے زمین پر اول رکہو کہو کہ زمین سے قریب وہی میں پہر اپنی و نو دن ہاتھ رکہو مگر کسی قدر سیر اگر ہاتھ پہر رکہو گشتوں سے  
 نو مضافہ نہیں پہر اپنا منہ یعنی پیشانی رکہو اس طرح کہ پہلے ناک رکہو اسی دلیل سے کہ گذری یعنی ناک نسبت پیشانی کے زمین سے قریب ہو پیشانی کو کہو  
 و نو تہلیلوں کے بیچ میں ایسی طور پر کہ انگوٹھے کا نو کی لوسے برابر ہو جائیں اسطوار اعتبار کرنے رکعت کے آخر کے اسکی اول پر یعنی جیسو شروع  
 رکعت اول میں تحریر کیونکہ سر و نو تہلیلوں کے بیچ میں تھا آخر میں بھی ویسا ہی ہو جائی اور دوسری سیری وغیرہ رکعتوں کو اول پر قیاس کر لیا  
 جس میں تحریر سیری اور اپنی ہاتھوں کی انگوٹھوں کی رکہو تاکہ سب قبضہ طیرت متوجہ رہیں و تفسیر میں اور عکس کرے سجدہ سوسمین میں یعنی سجدہ سوسمین  
 میں اول پیشانی اٹھائی ہر ناک پہر ہاتھ پہر گشتے و سجدہ انھما اعلیٰ ما جلد ہن جہتہ سجدہ ہا و انھما الصلح و الصلح و صلاً من صلاً  
 لکھن جیدہ الی اللہ سجدہ کرے اپنی پیشانی ناک سے یعنی ناک کے مقام سے کہ سخت ہو مطاوعی نے بحوالہ ائق سیر نقل کیا کہ اگر ناک کے نرم مقام پر سجدہ میں  
 انکشاف بخانہ جائز نہ ہو گا باوفاق اور سجدہ کرے اپنی پیشانی کی حد طول میں ایک کن پٹی سیر دوسری ناک ہر اور عرض میں دو نو ہر وقت سیر لکھ

و اگر امام سلام پیری اور مقصد ہی شہد کی دعائیں پڑھتا ہو تو امام کی متابعت کرے کیونکہ وہ سون میں واجب نہیں اور پھر اگر ضرر ہو اور کو

اس امر سے غافل ہیں یعنی دعائیں پڑھتے رہتے ہیں امام کے ساتھ سلام نہیں پیرنے سنت کی لکھو واجب میں تاخیر کرنے میں شامی نے کہا کہ دعا

الاستحقاق



کھڑی ہو کر اور بعضوں نے مدبستانی کی سجدہ بھی ہو کر نہ ہون کے اوپر سے سر کے بال جھٹک کر اور یہ سجدہ راضع نہ ہے کذا فی الثامی و وجہ  
اکثر ہا واجب وقیل فرض کبعضہا و انفسہا اور کہنا اکثر مدبستانی کا سجدہ میں واجب ہو اور بعضوں نے کہا فرض ہے جسے بعض مدبستانی کا  
کہنا فرض ہے اگرچہ قلیل ہو ہم اس میں اختلاف ہو کہ سجدہ میں اکثر مدبستانی کا کہنا فرض ہے یا سبقت کا اور راجح دوسرا قول ہو کہ اکثر مدبستانی  
کا کہنا واجب مواظبت کی وجہ سے کذا فی البحر اور سراج میں ہے کہ مدبستانی کی سب طرف کا کہنا شرط نہیں بالاجماع تو اگر بعض اطراف پر  
اکتفا کر گیا تو قلیل ہو تو سجدہ جائز ہو گا کذا فی الثامی و ذکرہ اقتصادہ فی السجود علی احوالہا و منعہا ککفایہ بالاکتفاء بالاکتفاء و  
الیہ عم رجوعہ و علیہ الفتویٰ کا سرزد ناہ و سنن کرم المصنف اور مکروہ تحریمی سے اکتفا کرنا سجدہ میں مدبستانی اور ناک میں سوا ایک پر اور  
ما جہن نے منع کیا مگر ناک پر اکتفا کرنے کو بدوین غدر کے اور ما جہن کے قول کی طرہ معجم ہو اور جو کرنا امام کا اور اسی پر فتویٰ ہو  
کہ صرف ناک پر سجدہ کرنے سے سجدہ ادا نہ ہو گا چنانچہ جسنے شرح تفتی میں اسکی تہنیم کی ہے و فیہ یفتی جنہ و ضمیمہ اصابہم القدم و لو و ائینہ  
محمی العبدلہ و الا لہم فی الناس عنہا خلون اور شرح تفتی میں ہے کہ فرض ہے ہاتھوں کی اور گلیوں کا کہنا اگرچہ ایک ہی ہو قبلہ کی طرہ در نہ  
سجدہ درست نہ ہو گا اور لوگ اس شرط سے غافل ہیں ہم شامی نے سراج سے نقل کیا کہ اگر سجدہ میں دونوں ہاتھ زمین سے اٹھ جائیں تو سجدہ درست  
نہو گا اور اگر ایک اٹھ جائیگا تو درست ہو جائیگا اور اسی پر فتویٰ ہے اور برجنیدی اور فہستانی میں ہے کہ قبلہ سرخ کہنا ہاتھوں کی اور گلیوں کا  
سنت ہو اور اس سنت کا ترک کر دینے کا نیکو تذکرہ لکھنا و ان صحیحنا نالینہ طرہ کو نہ علی جہتہا کما ہا و بعضہا  
کیا ہو جسکو مکروہ تہنیم سے سجدہ کرنا اپنی گڑھی کے پیچ پر بدوین کسی قدر کے اگرچہ ہمارے نزدیک درست ہو بشرطیکہ پیچ ساری مدبستانی پر ہو  
یا تھوڑی پر چنانچہ گند گیا کہ سجدہ بعض مدبستانی پر فرض ہے یعنی اگرچہ ہاتھ نہ اٹھ کر یا گھبرا گیا ہو گا تو اس پر سجدہ کرنا مکروہ تہنیم سے نہ یہ کہ ہر  
کے پیچ پر ہو اسلئے کہ اگرچہ سجدہ درست نہیں چنانچہ مصنف بیان کرنا ہے انا اذا کان الکعبۃ علی اسیہ فقط و سجدہ علیہ مقصدا  
ای و لہو تصدیرا لرض جہتہ و لا انفہ علی الفواق لا یصح لعدم السجۃ علی علیہا جس صورت میں کہ پیچ صرف نمازی کے سر پر ہو اور سجدہ کر  
اور سجدہ اکتفا کر کے یعنی زمین کو نہ اسکی مدبستانی لگے اور نہ ناک اس قول کے بموجب کہ ناک پر اکتفا درست ہو سجدہ درست نہ ہو گا بسبب ہونے سجدہ کے  
اپنے مقام پر یعنی محل سجدہ ناک اور اکتفا سے توجہ بہ دونوں یا ایک زمین پر نہ لگے تو سجدہ جائز نہ ہو اؤ لیشند طہارۃ المکان و ان  
یحیجہم الا خیر و الناس عنہا خلون اور پیچ پر سجدہ کرنے میں یہ شرط ہے کہ سجدہ کی جگہ پاک ہو اور سجدہ کے پیچ کے نیچے سے زمین کی  
سختی نمازی کو معلوم ہوتی ہو اور لوگ اس شرط سے غافل ہیں ہم شامی نے کہا کہ زمین کے حجم معلوم ہونے سے یہ مراد ہو کہ اگر نمازی سینہ  
میں زور کرے تو سر زیادہ نیچو کو نہ ہو و لو متجدد علی کتبہ او فاضل توبہ صحیح لولکان المبتسوم علیہ ذلک طاهر والا لا مال لیکل سجدہ کا  
حل طاهر فصیح اتفاقا اور اگر سجدہ کرے اپنی آستین پر یا جو ہرے کپڑے پر تو درست ہو گا بشرطیکہ جس جگہ آستین یا پیرا ہو اکبر اسیلا ہو پاک ہو  
اور اگر وہ پاک نہ ہوگی تو سجدہ درست نہ ہو گا جب تک کہ دوبارہ پاک جگہ پر سجدہ نہ کرے اور پاک جگہ پر سجدہ دوبارہ کرے یا اتفاق درست ہو جائیگا  
طہارۃ کے کہا کہ شارع مصنفات نماز میں ذکر کر گیا کہ ناک پاک جگہ میں سجدہ کرنا نماز کا مفسد ہو کہ دوبارہ پاک جگہ پر کرے تو سجدہ بیان اسکو مخالف ہے  
اور یہ جو فرق کیا گیا ہے کہ جہاں سجدہ کی جگہ میں آڑ ہے اور وہاں بدوین حائق کے سجدہ تو سجدہ واجب ہے و لکن اسکو کل متصل اور  
ککفہ فی الاصلہ و یجوز لولبذ لا یکتبہ لکن صحیح الحلیۃ انا لکفنا اور سیطرم حکم ہو چیز کا جو نمازی سبولی ہو یعنی اس پر سجدہ معجم  
ہے بشرطیکہ اس کے نیچے کی جگہ پاک ہو اگرچہ متصل چیز نمازی کا جزو مثلا اسکی مشبلی صحیح تر قول میں اور اسکی رائے اگر کسی عذر سے ان پر سجدہ  
کرے مثلا پشت کے درد کی وجہ سے تو نہیں مجھ سے سجدہ زور پر لیکن جلی نے تہنیم کی ہو کہ گھٹنا بھی مثل ان کے ہے یعنی عذر سے اس پر سجدہ درست  
ہے اور بلا عذر و زور پر درست نہیں کذا فی الطہارۃ و ذکرہ بسطہ ذلک ان لو یکن تمۃ و ابی و احتصاہ او حوا و بدو لایہ و نعم اور مکروہ

بجہا آستین وغیرہ متصل چیز کا سر کے لئے اگر سجدہ کی جگہ مٹی یا لٹکرا گر می یا دوسری نہ اس لئے کہ یہ فعل کبر سے شامی نے کہا کہ اگر انقبضہ کبر بجایا تو کہ وہ تحریری ہوگا والا لیکن قرعاً فاذا الوضوء اذنی لا باس بہ فیکرہ ترفیفا وان شافہ کان مباحاً اور اگر بجہا بقصد کبر نہ ہو اگر مٹی یا لٹکرا وغیرہ کی اذا سے بڑھ کر تو کچھ مضائقہ نہیں اور اس صورت میں بجہا نہ کر دینا بھی ہوگا اور اگر اذا سے خوف کرے تو مباح ہوگا دینے والی علی ان لدفع تراب عن وجہہ لکھ و عن عمامتہ لا اور زمیں میں ہے کہ اگر بجہا نہ اسلور دور کرنے مٹی کے سے ایجوہر سے تو کہہ ہے اسلور کہ علامت کبر کی ہو اور اگر اپنے عامہ سرخاک دور کرے تو کبر سے تو کہہ نہیں کہ مال کی حفاظت ہو وصحیح الحدیث عدم کراہۃ بسط النعل اور حلبی نے تقسیم کی ہے نہ کردہ ہوئے کپڑا بجہا نیکی سجدہ کے لئے ہم یعنی اس دلیل سے کہ حدیث میں آچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چوڑا بربار خرا کا ساتھ رہتا تھا جب آپ سجدہ کرتے تھے اور امام غلامی سے مروی ہے کہ جب وہ سجدہ حرام میں آئے تو کپڑے سجدہ کیا ایک شخص نے انکو منع کیا امام نے پوچھا کہ تو کہاں کا ہے اوسنے کہا کہ خوارزم کا آپ نے فرمایا کہ کیا خوب بھی سے سیکھتے ہو اور بھی کو سکھاتے ہو کیا تم جانیوں پر نماز نہیں پڑھتے اوسنے کہا کہ پڑھتے تو ہیں آپ نے فرمایا کہ گناہ پر سجدہ جائز بتلاتے ہو اور خرقہ بڑا جائز غرض کہ زمین پر ایسی بھی مٹی چیز پر سجدہ میں بالاجماع کہ بہت نہیں جو نازی کے لئے سے نہ لے لو لیستہ القباء جعل کفہ تحت قدحک و یصل علی ذیلہ لانیۃ اقرب للنواضح اور اگر نازک کے لئے قابو پہاڑ تو اسکو شاذن کو ایجوہر کے نیچے کرے اور سجدہ اسکو دھن پر کرے اسلور کہ یہ فعل تو اضع سے زیادہ توبیہ اور نیز شیطان کا خلاف بھی ہو کہ وہ اکثر دھن کی نجاست کا دوسرہ ڈالا کرنا ہو کذا فی الطحاوی و ان تصحیح اللیخام علی ظہرہل ہو قید احترازی لہ اراہ مصلی صلوٰۃ الیٰی ہو فیہا جاک للظہر و دہ اور اگر میرے کے سبب سجدہ کر و پشت پر پڑے اور کسی نماز کے یعنی جس نماز کو وہ خود پڑھ رہا ہو اسی کے پڑھنے والی پشت پر سجدہ کرے تو درست ہوگا ضرورت کی وجہ سے شامی نے کہا کہ پشت کی قید احترازی جو یانین اسکا مکہ میں نے نہیں دیکھا طحاوی نے کہا قستانی سے منقول آگے آنا ہے کہ سجدہ عذر اذ عام کے باعث راؤن پر درست یعنی توفیق مذکور اتفاقی ہو وان لہ فیہا بل صلی غیرہا اول فیصل اصلا و کان فرجہ لا یصح اور اگر دوسرا شخص وہی نماز نہ پڑھتا ہو بلکہ اسکے سوا دوسری پڑھتا ہو یا سر سے نماز ہی نہ پڑھتا ہو یا فرجہ ہو یعنی اذ عام است ہو مگر نازی کے سامنے کشادگی سجدہ کے لئے موجود ہو تو ان صورتوں میں دوسرے شخص کی پشت پر سجدہ صحیح ہوگا بشرط فی الکفایۃ کو کہ فی الساجد علی الارض بشرط فی الخیۃ لیسجد المسجد علی الارض فالشروط خمسۃ اور شرط کیا ہو کفایہ میں سجدہ کرنا لیکے دو گھنٹوں کا نماز میں پر اور محبتی میں شرط کیا ہو سجدہ کرنا اور شخص کا زمین پر جس پر سجدہ کیا جائے تو کل شرطیں جواز سجدہ کی پانچ ہو ہیں یعنی اول انہو کثیر من انہ فرجہ سجدہ کے لئے نہ ہو دوم سجدہ دوسری نماز ہی کی پشت پر نہ ہو شوم سجدہ کرنا لے اور سجدہ کرے گا ایک نماز میں شریک نہ ہو چوتھے سجدہ کرنا لیکے گھنٹوں کا زمین پر نہ ہو پانچویں سجدہ علیہ کا سجدہ زمین پر نہ ہو لکن نقل القمستانی الجواز ولو انکما علی ظہر الثالث و علی ظہر غیر المصلی بل علی ظہر کل ما کول بل علی غیر الظہر کا الفخانی للعدن لیکر قستانی نے جواز سجدہ کا نقل کیا ہے گو دوسرا شخص تیسری کی پشت پر سجدہ کرے اور اگر یہ نماز نہ پڑھو والی پشت پر کرے بلکہ ہر کول کی پشت پر سجدہ کا جواز بلکہ پشت کے سوا اور چیز پر مثلاً اپنی دو نورانوں پر عذر انہ کی جہت سے جواز نقل کیا ہو غرض کہ قستانی کے نزدیک سجدہ اونچی جگہ پر کر نیکی کے لئے صرف کثرت اذ عام شرط ہے اور قستانی نے جلابی سے نقل کیا ہے کہ مستحب ہے کہ نماز میں تاخیر کرے یہاں تک کہ اذ عام کم ہو مگر میرا اس صورت میں ممکن ہے کہ نماز جماعت نہ ہو لو کان موضع یسجدہ اذ دفع من موضع المقدان بمقل لبتان منہو یکن جائز یسجدہ وان اکثر لا الا ان حتمہ کا حق اور اگر نازی کے سجدہ کی جگہ قدر مٹکی جگہ کی نسبت کر دے دوسری منزل کی برابر اونچی ہو تو اسکا سجدہ درست ہوگا اور اگر اسقدر سے سجدہ کی جگہ زیادہ بلند ہوگی تو سجدہ درست ہوگا مگر اتوار کے باعث سو جانیہ مذکور ہو کہ انہو کچھ حالت میں پشت پر سجدہ درست ہو مالا نکہ پشت دو میٹروں کی بلند سی سے زیادہ اونچی ہوتی ہے والمراۃ لیستہ بخار

وہی ذبح ذرا عرصہ آٹھ آٹھ نصف ذرا مثنیٰ عشر کہ اصبعاً ذکر الحلیۃ اور اپنیٹ سوراہ بخارا کی ٹیٹ  
 سے یعنی جو تنائی ایک پہ کی کہ جہ انگشت ہوتی جو تو ہنداردون کی اونچائی کی نصف مائتہ جو یعنی بارہ انگشت ذکر کیا جو اسکو علی نے ہم جہ بندی  
 ایک انگشت کی ہوتی ہے متوسط مائتہ سے وکلیہ ہر عضو کے فی غیر زحمۃ ویکای علی جہنہ عن فخذہ لیطہر کل عضو بغيره بخلاف الصغیر  
 فان المقصود الخادھم حتی کاکھم جسد واحد اور ظاہر کرے اپنودون بازون کو بدن از و عام ہونکی صورتیں در دور کہو اپنیٹ  
 کو دروز بازون سے تاکہ ہر عضو خود بخود ظاہر ہو جائی یعنی ایک کو دوسرے پر سہارا نہ ہو بجلات صفوں کے کہ اونکو اندر اپنی بازو چٹائی رکھے  
 طہرہ کرے اسلئے کہ مقصود صفوں سے سب لوگوں کا ایک ہر جانہ ہو میاں تک کہ گویا ایک ہی جسم میں اور جہ مقصود بازون کے لئے رہنموی و طہرہ  
 ہر اس وقت مستقبل اکثراف اصابع رجلیہ القبلا ویکای ان لو یفعل ذلک اور متوجہ کرے اپنی بازون کی اونگیوں کے سرور کو ٹیکہ لپٹا اور  
 کردہ تیز بھی ہے اگر قبلہ رخ کر گیا اسلئے کہ قبلہ رخ کرناست جو کذا فی الشامی کالیکہ لو وضعہ قائماً و رقم آخری بلا حذر میسر کردہ ہو اگر ایٹ  
 کو رکھا اور دوسرے کو بدن مڈا و ٹھالیا ہو اسلئے کہ ظاہر ایٹ کہ بہت تحریر ہو اسلئے کہ جہ فعل عبث اور لغو ہو تو اسکا کرنا کردہ تحریری ہو گا و  
 شیتہ فی مثلہ کالو درتسیم پر ہر بینی سبحان ربی الا علی سجدہ میں بین بار جنانہ اور گزارا کو ع کے بیان میں کہ اگر بالکل تسبیح کو ترک کر دی گا  
 یا تین بار سے کم کر گیا تو کردہ تیز بھی ہو گا و المرأۃ تخفض فلا تبدی عضدہا و تلمس بطنہا یحذر نہا لانه استند و حسن نافی الخزان  
 انھا ثلث الرجل فی خمسۃ و عشرين اور عورت سجدہ میں پست ہو یعنی اپنے بازون کو ظاہر نہ کرے اور اپنیٹ کو اپنی رانوں سے ملارکے  
 اسلئے کہ جہ امر او سکونے زیادہ پردہ کا ہو اور جسے خزان الاسرار میں لکھا ہے کہ عورت مرد کے مخالف ہو کہ پیش باقون میں ہم شامی میں اون شروع  
 کو خزان سے معہ اپنی تحقیق کے بطریق ضبط کیا ہو عورت تحریر میں مائتہ او ٹھا و اپنی شانوں کی برابر ۳ مائتہ استینوں سے باہر نکالے اسلئے کہ مائتہ کی تیلی  
 دوسری تیلی پر رکھے ۴ مائتہ پستان کے نیچے باندھ دے ۵ رکوع میں تھوڑا جھکے ۶ رکوع میں ہاتھوں پر سہارا نہ کرے رکوع میں ہاتھوں  
 کی اونگیوں کو نہ پہلا و بلکہ ملی رکھے ۸ رکوع میں مائتہ گھٹنوں پر رکھے اونکو کپڑے نہیں ۹ اپنے گھٹنوں کو رکوع میں جکائے ۱۰ رکوع  
 میں سستی رہی ۱۱ سجدہ میں اپنی بغلیں نہ کمرے یعنی اوس میں بھی سستی رہی ۱۲ سجدہ میں اپنے دونوں مائتہ ہچک ۱۳ التیمات میں دونوں  
 بازون راہنی طرفہ کو نکال کر سرین پر بیٹھے ۱۴ التیمات میں ہاتھوں کی اونگیوں ملی رکھی ۱۵ جب کوئی نماز میں پیش آوے تو تالی بجا دے  
 یعنی مردوں کی طرح سبحان اللہ کہے ۱۶ مرد کی امامت کرے ۱۷ عورت کو کی جماعت کردہ ۱۸ عورت کو کی جماعت میں امام عورت بیچ میں کڑی  
 نہ آگے بڑھ کر ۱۹ کردہ ہو اسکا حاضر ہونا جماعت میں ۲۰ مردوں کے ساتھ میں عورت بیچ کڑی ہو ۲۱ عورت پر جمعہ فرض نہیں لیکن اگر پڑھ لکھی  
 تو سیم ہوا گیا ۲۲ عورت پر عید کی نماز واجب نہیں ۲۳ عورت پر ایام تشریق میں نمازوں کے بعد تکیہ واجب نہیں ۲۴ عورت کو مستحب نہیں کہ نماز  
 فجر خوب جائز ہونیکے بعد پڑھے ۲۵ ہلز جہری میں پکار نہ پڑھے بلکہ جن لوگوں کے نزدیک عورت کی آواز داخل ستر ہے اونکو نزدیک نماز  
 غائبہ ہو جائیگی اور بحر الاحتمال میں ذکر کیا ہے کہ عورت پاؤں کی اونگیوں کو سجدہ میں کہڑی نہ رکھے طحا و کئے دو باتیں اور زیادہ کی ہیں کہ عورت  
 اذان ندے نہ سمجھ میں و حکایت کرے اور جہ مخالف عورت کی مردوں سے مرت نماز میں جو در نہ عورت بہت سو مسائل میں مردوں سے طہرہ  
 صحتکایا میں ہشاد کے احکامات میں جو تو فرم دامتہ ملکین ویکفی فیہ مہم الکراہۃ اذ فی ما یطلق علیہ اسطرالرقم کما صحیح فی الحلیۃ  
 الرکنیۃ بالاذن کما تراه لکن ہر نمازی سجدہ سو اپنا سر او ٹھا و سو اندہ اکبر کنت ہوا و رکافی سو سر او ٹھا میں کہ بہت تحریری کے ساتھ ہر نماز  
 سر او ٹھا جب سترام او ٹھا نکالو لا جائی جنانہ اسکی تصحیح کی جو محیط میں اتنا او ٹھا کافی سہا سبب متعلق ہونے رکنت کے ادنی کے ساتھ مثل تمام  
 ارکان کے یعنی ادنی بھی آخر رکن ہی کہ لایا جو جن لوگوں کے نزدیک او ٹھا نہ رکھن سو اونکو نزدیک بھی سب رکن باجماع وین کے بل لو متحد علی  
 کہ ہر ختم فتحید بالادفع اصلاً سجدہ بلکہ اگر سجدہ کی تہمتیں بہرہ نکال لی گئی سر کے نیچے سو پر سجدہ کیا بدن کہہ بھی سر او ٹھانیکے یعنی

مرد و عورت







اردائین ہمارے تین اماموں کی کہ اشارہ کرنا سنت ہوا و سہیلے ممد شریع کنز میں ہے و غیر کتبہ کہ ان مسعودی و جی کتبہ کتبہ فی الجہان کلام میں  
 بقید ندبہ و جہنم شیخ الاسلام الجہان باقی الخلاف فی الافہ تہلیہ و صنف فی مجمع الاہل و اشرار پر ہوا وہ النہات جہر مدی و ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے  
 بطور وجوب چنانچہ بحث کیا ہوا و سکونہ الرائن میں لیکن کلام اور دن کا سوا ہی صاحب جو فائدہ دیتا ہوا اس شہد کے مستحق ہونے کا اور شیخ الاسلام جہر بغیر  
 کیا کہ خلاف فضل سے میں ہوا و سبکی مثل سے مجمع الاہل میں ہم النہات کو تشہید اس کی کہا کہ شہد سے و شہادہ نون پر اور عبد اللہ بن مسعود تشہید  
 یہ ہوا النہات بقید و القصدات و الطبیات السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیہ و علی عبادہ و الصالحین شہد ان لا الہ الا اللہ و اللہ اعلم  
 ان محمد عبدہ و رسولہ بخلاف الرائن کی بحث سے معلوم ہوا کہ کسی شہد کا پرہیز واجب ہے اگر اس کے عہد میں غیر الدین ملی نے کہا کہ تشہید نماز میں واجب ہے لیکن غیر میں  
 واجب نہ خاص اور نہر الغائق میں ہے کہ اس میں تشہد کا پرہیز ہر جیسے و تر و تری و عادت و عادت واجب ہے اور الفاظ مخصوصہ یہ ہم انستعینک الخ سنت پر  
 اور تمام اہل حنفیہ کا قول ہے کہ اگر النہات میں کہیں کے یا زیادتی کر گیا تو کر وہ ہو گا اسے کہ نماز کے ذکر مخصوص اور محدود میں اور نہ نماز میں تشہد کہ انی  
 الشامی و الفاظ و مقتضی بالفاظ الشہادۃ معانہ ادا لہ علی وجہ الاکثاہ کا نہ بھیجی اللہ تعالیٰ و یسلیم علی نبیہ و علی آلہ و علیہ السلام  
 لا اختیار عن ذلک ذکر فی الجہان اور قصہ کہ تشہد الفاظ سوا ان کے معنی ہر بطور انشاء کے نمازی کو مخصوص ہوں یعنی ان کا ایجاد و اس وقت تصور کر رہے ہیں  
 کہ یا نمازی اللہ تعالیٰ کو محبت پہنا ہوا و اپنے نبی پر اور اپنے نفس و ارجاء پر سلام بھیجتا ہے نہ قصہ کہ تشہد الفاظ سے خود دینا اور حکایت کرنا و حال کا ذکر کیا  
 ہوا و سکونہ میں ہم یعنی جو قصہ سراج میں واقع ہوا تھا اس کی حکایت کا قصہ نہ کر اور وہ قصہ یہ ہے کہ شب معراج میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام  
 قرب پر فائز ہوئے تو آپ کو پیشی کا ارشاد ہوا آپ نے فرایا النہات بقید و الطبیات یعنی جیسے کوئی بادشاہوں کے پاس جا کر اول نماز یا ہر پہر خدمت  
 پہر مال مذکر کرنا ہی دیکھے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادتین اپنی اور بدنی اور مالی پیشکش کیں جناب احدیت سے بطور خلعت شاہی ارشاد ہوا  
 السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی یہ ہمارا سلام خاص تم پر ہوا ہے نبی اور رحمت اللہ برکتیں اللہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس طرح خاص  
 الی اس کو ملاحظہ فرمایا مقتضی جو ذکر یا نہ عبادت ہی اس پر نہ ہر نہ ہر عرصہ کیا السلام علیہ و علی عبادہ و الصالحین یعنی یہی سلام خاص ہے ہم پر  
 اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر جو علیہا میں گستاخان ہت کو ہی شان کردہ کہ کوئی اور سلام خصوصیت الیہا ہے جو ہم پر ہی و لغم یا قبل سے چہ ہم  
 دو بار مشرک کہ شہد جو نہ پیشیان چہ پاک از سوچ کر آئے کہ شہد لوح کشتیان جب ملا کہ مقرر جن میں جہر و ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ کیا تو لبوس  
 شہد ان لا الہ الا اللہ و اللہ اعلم ان محمد عبدہ و رسولہ بخلاف الرائن کی بحث سے معلوم ہوا کہ کسی شہد کا پرہیز واجب ہے اگر اس کے عہد میں غیر الدین ملی نے کہا کہ تشہید نماز میں واجب ہے لیکن غیر میں  
 کی حضور میں تحت پیش کر رہا ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنی اور پر اور دستوں پر سلام بھیجتا ہوں و ظاہر آقا صہر علیہا الصلوٰۃ و السلام کا حکایت مسامح  
 اللہ تعالیٰ اور ظاہر کلام مصنف کا یہ ہے کہ غیر علیہا جو شخصوں یعنی امام اور مقتدی اور ملائکہ کی طرف سے نقل سلام اللہ تعالیٰ کی طاعت دہی کہا کہ مواہب  
 کہ شاہج نقل سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا چنانچہ مترجم جو قصہ مذکور کیا اس سے ظاہر ہے کہ سلام علیہا مقولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا  
 کان علیہ الصلوٰۃ والسلام یقول اللہ انی رسول اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہد میں یوں فرمایا کرتے تھے انی رسول اللہ یعنی یہی ان محمد عبدہ و رسولہ  
 انی رسول اللہ کہتے تھے تو ہم نقل کیا ہے کہ کوئی نے شافی لوگوں کو ملاحظہ ابن حجر اسکر دیکھا ہے کہ اس کی کچھ میں نہیں بلکہ تشہد کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 منوثر سہیلے مردی ہیں کہ آپ شہد ان محمد عبدہ و رسولہ فرمایا کرتے تھے ان گرتشہد سوا ان کی شہادتیں مراد ہوں تو یہ قول صحیح و اسلو کہ ثابت ہوا ہے کہ آپ نے  
 سفر میں دیکھا یا ان کہ ایسا فرمایا اور بخاری میں سنن ابن الاکثر کی حدیث میں بھی مذکور ہے کہ آخر شہد ان لا الہ الا اللہ و اللہ اعلم ان محمد عبدہ و رسولہ فرمایا مگر یہ نماز کے  
 باہر کا ذکر ہے نہ النہات میں کہ انی الشامی و لا یرید فی الفوض علی الشہادۃ الا قلی اس کا اور زیادہ کہ فرض میں النہات پر کوئی چیز سہل نہ ہوتی  
 ہے نہ وہ دیکھ ہم طاعتی نے کہا کہ رسول حنفیہ اور امام مالک اور احمد کا ہی اور امام شافعی و فقہ مالک میں درود کہ لازم فرمایا ہے پیشان سکونہ تشہد کہ اچھا  
 کی جگہ باتفاق کہتا ہے ان لا الہ الا اللہ و اللہ اعلم ان محمد عبدہ و رسولہ فرمایا مگر یہ نماز کے

وہ النہات جہر مدی و ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بطور وجوب چنانچہ بحث کیا ہوا و سکونہ الرائن میں لیکن کلام اور دن کا سوا ہی صاحب جو فائدہ دیتا ہوا اس شہد کے مستحق ہونے کا اور شیخ الاسلام جہر بغیر کیا کہ خلاف فضل سے میں ہوا و سبکی مثل سے مجمع الاہل میں ہم النہات کو تشہید اس کی کہا کہ شہد سے و شہادہ نون پر اور عبد اللہ بن مسعود تشہید یہ ہوا النہات بقید و القصدات و الطبیات السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیہ و علی عبادہ و الصالحین شہد ان لا الہ الا اللہ و اللہ اعلم ان محمد عبدہ و رسولہ بخلاف الرائن کی بحث سے معلوم ہوا کہ کسی شہد کا پرہیز واجب ہے اگر اس کے عہد میں غیر الدین ملی نے کہا کہ تشہید نماز میں واجب ہے لیکن غیر میں واجب نہ خاص اور نہر الغائق میں ہے کہ اس میں تشہد کا پرہیز ہر جیسے و تر و تری و عادت و عادت واجب ہے اور الفاظ مخصوصہ یہ ہم انستعینک الخ سنت پر اور تمام اہل حنفیہ کا قول ہے کہ اگر النہات میں کہیں کے یا زیادتی کر گیا تو کر وہ ہو گا اسے کہ نماز کے ذکر مخصوص اور محدود میں اور نہ نماز میں تشہد کہ انی الشامی و الفاظ و مقتضی بالفاظ الشہادۃ معانہ ادا لہ علی وجہ الاکثاہ کا نہ بھیجی اللہ تعالیٰ و یسلیم علی نبیہ و علی آلہ و علیہ السلام لا اختیار عن ذلک ذکر فی الجہان اور قصہ کہ تشہد الفاظ سوا ان کے معنی ہر بطور انشاء کے نمازی کو مخصوص ہوں یعنی ان کا ایجاد و اس وقت تصور کر رہے ہیں کہ یا نمازی اللہ تعالیٰ کو محبت پہنا ہوا و اپنے نبی پر اور اپنے نفس و ارجاء پر سلام بھیجتا ہے نہ قصہ کہ تشہد الفاظ سے خود دینا اور حکایت کرنا و حال کا ذکر کیا ہوا و سکونہ میں ہم یعنی جو قصہ سراج میں واقع ہوا تھا اس کی حکایت کا قصہ نہ کر اور وہ قصہ یہ ہے کہ شب معراج میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام قرب پر فائز ہوئے تو آپ کو پیشی کا ارشاد ہوا آپ نے فرایا النہات بقید و الطبیات یعنی جیسے کوئی بادشاہوں کے پاس جا کر اول نماز یا ہر پہر خدمت پہر مال مذکر کرنا ہی دیکھے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادتین اپنی اور بدنی اور مالی پیشکش کیں جناب احدیت سے بطور خلعت شاہی ارشاد ہوا السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی یہ ہمارا سلام خاص تم پر ہوا ہے نبی اور رحمت اللہ برکتیں اللہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس طرح خاص الی اس کو ملاحظہ فرمایا مقتضی جو ذکر یا نہ عبادت ہی اس پر نہ ہر نہ ہر عرصہ کیا السلام علیہ و علی عبادہ و الصالحین یعنی یہی سلام خاص ہے ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر جو علیہا میں گستاخان ہت کو ہی شان کردہ کہ کوئی اور سلام خصوصیت الیہا ہے جو ہم پر ہی و لغم یا قبل سے چہ ہم دو بار مشرک کہ شہد جو نہ پیشیان چہ پاک از سوچ کر آئے کہ شہد لوح کشتیان جب ملا کہ مقرر جن میں جہر و ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ کیا تو لبوس شہد ان لا الہ الا اللہ و اللہ اعلم ان محمد عبدہ و رسولہ بخلاف الرائن کی بحث سے معلوم ہوا کہ کسی شہد کا پرہیز واجب ہے اگر اس کے عہد میں غیر الدین ملی نے کہا کہ تشہید نماز میں واجب ہے لیکن غیر میں کی حضور میں تحت پیش کر رہا ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنی اور پر اور دستوں پر سلام بھیجتا ہوں و ظاہر آقا صہر علیہا الصلوٰۃ و السلام کا حکایت مسامح اللہ تعالیٰ اور ظاہر کلام مصنف کا یہ ہے کہ غیر علیہا جو شخصوں یعنی امام اور مقتدی اور ملائکہ کی طرف سے نقل سلام اللہ تعالیٰ کی طاعت دہی کہا کہ مواہب کہ شاہج نقل سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا چنانچہ مترجم جو قصہ مذکور کیا اس سے ظاہر ہے کہ سلام علیہا مقولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا کان علیہ الصلوٰۃ والسلام یقول اللہ انی رسول اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہد میں یوں فرمایا کرتے تھے انی رسول اللہ یعنی یہی ان محمد عبدہ و رسولہ انی رسول اللہ کہتے تھے تو ہم نقل کیا ہے کہ کوئی نے شافی لوگوں کو ملاحظہ ابن حجر اسکر دیکھا ہے کہ اس کی کچھ میں نہیں بلکہ تشہد کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منوثر سہیلے مردی ہیں کہ آپ شہد ان محمد عبدہ و رسولہ فرمایا کرتے تھے ان گرتشہد سوا ان کی شہادتیں مراد ہوں تو یہ قول صحیح و اسلو کہ ثابت ہوا ہے کہ آپ نے سفر میں دیکھا یا ان کہ ایسا فرمایا اور بخاری میں سنن ابن الاکثر کی حدیث میں بھی مذکور ہے کہ آخر شہد ان لا الہ الا اللہ و اللہ اعلم ان محمد عبدہ و رسولہ فرمایا مگر یہ نماز کے باہر کا ذکر ہے نہ النہات میں کہ انی الشامی و لا یرید فی الفوض علی الشہادۃ الا قلی اس کا اور زیادہ کہ فرض میں النہات پر کوئی چیز سہل نہ ہوتی ہے نہ وہ دیکھ ہم طاعتی نے کہا کہ رسول حنفیہ اور امام مالک اور احمد کا ہی اور امام شافعی و فقہ مالک میں درود کہ لازم فرمایا ہے پیشان سکونہ تشہد کہ اچھا کی جگہ باتفاق کہتا ہے ان لا الہ الا اللہ و اللہ اعلم ان محمد عبدہ و رسولہ فرمایا مگر یہ نماز کے

















نماز سواہر نہ لگا بلکہ اوپر سلام پیرا واجب اور قیامہ وقت حدیث نماز کے مفہوم میں تو جو کچھ نامی ارکان کے تحت لکھا ہے نہ لکھنا اور سلام کا  
 پیرا بھی واجب نہ لگانا امام پر مقتدی پر کذا فی الشامی و لو اُفہ قبل امامہ فعلہ و جاز و لکن فلو عرض منافی تفسیر سلو الامام فقط اور مقتدی  
 کی تفسیر کو اپنی المسمی پہلے پورا کر لیا پھر بول پڑا تو نماز درست ہوگی اور یہ فعل مکرر ہوگا کیونکہ متابعت امام کی بدون عذر کے ترک کی اب اگر مقتدی کو کلام  
 کرنا چاہیے بعد کوئی نماز کا منافی امام کو مقتدی پر لگا تو منہ امام کی نماز فاسد ہو جائیگی مقتدی کی ہوگی کیونکہ وہ تو منافی کے پیش جو بیسی پہلی ہی نماز سے ملتا  
 ہو گیا ہو تاکہ تہتیم الامام و قال الا فضل فیہما بعدہ سلام پس کے مثل تکبیر و تحمید امام کے ساتھ ہی نہ پڑھیں اور صاحبین نے کہا کہ افضل تحریر اور سلام  
 میں ہی ہو کہ بعد امام کے ہر قائل السلام علیکم ورحمۃ اللہ وکلمۃ اللہ سلام پس کے یہ کہتا ہوں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہ ان الفاظ کا کنہا سنت ہو و الحمد  
 الحمد للہ بلکہ اذہ علیکم السلام و اللہ لا یقول ہذا ویرکالہ اور ہادی نے تصریح کی ہو علیکم السلام مکرر ہو نیکی اور سہادت کی کہ دیکھو کہ بعد حمد اللہ  
 کے تکبیر بیان سلام پس کے میں بلکہ یہ لفظ التیمات میں کہو وجعہ النعمانی یذاعہ و ردۃ الحلجی اور کوہ کا پتہ لکھنے کو نووی نے بدعت قرار دیا ہو اور حبشی  
 شامی نے نووی کے قول کو رد کیا ہے کہ کہہ کر کہ سن اے اور میں بروایت وائل بن حجر ہاندا صحیح لفظ دار و بدعت کیسے ہو سکتا ہو فی الحادی  
 اللہ حسن اور ہادی قدسی میں کہ یہ لفظ کنہا جہت و تہن جہل الثانی الخفض من الاولی حصہ فی المذنیہ بالامام و اقل المصنف اور سنن  
 ہو دو سلام کو نسبت اول کے نسبت کنہا منہ میں سہات کو امام کے لئے خاص کیا ہے نہ مقتدی اور منفرد و نوظف یکسان آواز سے سلام پیرا ہو  
 ثابت رکھا ہے مقتدی کے قول کو مستثنیٰ و یغوی الامام خطابہ السلام علی من بعدہ و تسبیحہ من معہ فی مہلک و لو جئنا و نساء اما سلام التہنید  
 فیعم التعم الخلفاء الخلفاء فیہما بالانبیاء علیہ السلام کا ایمان بالانبیاء اور نیت کر امام اپنی خطا بسلام علیکم سے سلام اون لوگوں پر جو اس کے  
 بائیں طرف اور کسی نماز میں شریک ہیں گویا غور ترین ہوں اور سلام تشہید کا یعنی السلام علینا عام ہو سب کا انون پر نسبت خطاب کے اور نیت کر فرشتوں کے لفظ  
 کی دو فوسلامون میں بدون نیت شمار کے جیسا ایمان لانا انبیاء علیہم السلام پر یہ دن شمار کے جو محافظ فرشتوں کی تعداد میں اختلاف ہو بعض کہتے ہیں کہ  
 ہر مومنین کے ساتھ دو ہیں اور بعض کہتے ہیں نزدیک چار اور کسی کے نزدیک پانچ اور کسی کے دس اور کسی کے ایک سو ہے اور اسکا پورا بیان منہ کی شرح میں ہے  
 کذا فی الشامی و قد تم القوم لان الخلفاء خراس بنی ادم و ہمو الانبیاء افضل من کل المملکۃ و عوام بنی ادم و ہمو الا تبقیاء افضل من عوام  
 المملکۃ و لہذا بالانبیاء من اتقی الشک فقط کالفسقۃ کما فی الجرح عن الرضا و اقل المصنف اور مصنف اول قوم کو یعنی آدمین کو مقدم کیا  
 فرشتوں سے پہلے کہ مختار ہے کہ بنی آدم کے خواص جہ انبیاء میں وہ مشیر شتون و افضل ہیں اور بنی آدم میں کے پیر ہنگار عوام فرشتوں سے افضل ہیں اور  
 ہر آدم پر ہنگاروں سے دو لوگ ہیں جو مصنفہ شرک سے پرہیز کرتے ہیں جیسے ناسق چنانچہ بحرین و روضہ منقول ہو اور مصنف لکھتا ہے کہ کتاب  
 روضۃ العلما امام ابی الحسن بخاری کی تالیف جو اس میں لکھا ہو کہ امت کا اجماع ہو ہے کہ نبیا محبوب حق سے افضل ہیں اور ان میں سے افضل سرکار کائنات صلی اللہ  
 علیہ وسلم ہیں اور بعد انبیاء کے حبشی و حبشی و فضل خواص ملائکہ ہیں یعنی جبریل اور میکائیل اور عزرائیل اور عاملین عرش اور روافی اور خوان  
 اور مالک علیہم السلام اور صحابہ اور تابعین اور شہداء اور صالحین باقی فرشتوں و فضل ہیں اب اس کے بعد اختلاف ہو امام صاحب تو فرماتے ہیں کہ سب اہل امام  
 باقی فرشتوں سے افضل ہیں اور صاحبین کہتے ہیں کہ باقی فرشتے عوام مسلمانوں سے افضل ہیں غرض کہ تشریف میں ہم خواص مثل انبیاء اور اوساط مثل صحابہ  
 صلی اور عوام مثل باقی لوگوں کے اور فرشتے دو قسم ہیں خواص اور ہر آدمی اور عوام جو ان کے سوا ہیں تو نفیست باتفاق تین درجہ تک ہو نفیست  
 میں افضل خواص بشر ہیں ہر خواص ملاک ہر اوساط بشر اور ہر کے بعد اختلاف ہو امام کے نزدیک باقی لوگ افضل ہیں عوام ملاک سے اور صاحبین کے نزدیک  
 عوام ملاک افضل ہیں کذا فی الشامی و تفسیر فلت فی جمع الازہر بقاء القہستانی خواص البشر و اوساطہ افضل من خواص المملکۃ و اوساطہ  
 عند اکثر المشائخ میں کہتا ہوں اور مجمع الانہر میں ہے بیستہ تہا فی مذکور کہ خواص بشر افضل ہیں خواص ملاک سے اور اوساط بشر افضل ہیں اوساط ملاک سے  
 اگر شامی کہنے نزدیک ہر شامی نے کہا کہ اس عبارت میں لغت و نشر مرتب ہو تو اس میں ہر آدمی و بدو ضہ کی عبارت میں کچھ منافات نہیں آتا ہوں کہ اس میں

کتاب  
 علم ہر چہ ہو  
 میں اور جو کہ  
 جہاں کی شہادت  
 و علی عبد السلام  
 کتابی و قرب  
 نیک نیت کو اسان  
 دین میں پر سلام  
 ہوئی ہو









یعنی قیام الفصل للذکر او ذکرہ اور غایہ یہ ہے کہ مستحب ہے امام کو پڑھنے کے بائیں طرف اٹھ کر پڑھنا یا دلیفہ پڑھنا کو وحیدۃ فی المصنوع  
 ہن خلیفہ یا مکتبہ یا شہادۃ یا اماماً وجعلنا ذہاباً لکینہ واستقبلہ الناس بوجہہ ولودون عشر حاکمہ بکینۃ یحییٰ اہلہ فصل وکعبۃ علی المذا  
 اور مذہب میں امام کو اختیار دیا ہو چاہے وہ بائیں کو چاہے آگے اور چپے کہ پائے کہ کمر کو یا چپے کو یا کمر کے طرف ہونا چاہیے اور جماعت میں کمر پر ہو  
 بشرطیکہ امام کے سامنے کوئی غازی ہو گو دروازہ پر ہوتا ہو یا ہر مذہب کے بموجب ہم یہ میں اختیار دینی کہ وہ مدت چوبیسین فرسوں کے بعد ستین ہوں اور لوگوں کے  
 طرف مونہ کر سیکے وہ مونہ ہو کہ فرسوں کے بعد ستین ہوں اور اس مردوں کے کہ کسی قید پہلے لکائی کہ جن لوگوں سے کہا کہ دس مردوں کی جماعت ہو تو مونہ کری  
 ہنیں تو کوئے لندن لوگوں کا قول ہے اصل ہے اور یہ جو کہا کہ امام کے سامنے کوئی غازی نہ ہو اگرچہ دور ہی پڑتا ہو تو یہ ذبحہ میں مذکور ہے کہ علیہ میں ہوں  
 کہا کہ جب امام کے اور غازی کے چہرے میں کوئی تیرا شخص ہو جس کی پشت غازی کچھانچے تو امام کے مونہ پہلے میں کہہ کر است نہیں لیکن شخص مجاہد تیرہ کی چھانچا  
 چھانچہ فقہائے لغویہ کی ہے اگر ایک شخص کے مونہ کی طرف نماز پڑی اور دونوں کے درمیان تیرا شخص ہو جس کی پشت غازی کی طرف ہو تو کہہ نہو گا اور شاہ ظاہر  
 مذہب میں امام جس شخص کے حامل ہونے کی پہلے قید نہیں لگائی کہ اس کا حال تو معلوم ہی ہو گئے لکن فی الشامی **فصل** بہ فصل فی فرائض کے  
 حکام میں جو کہ ادارہ کا ان کے نسبت کر فرائض سے زیادہ حکام متعلق ہو اس کی از کو جہاں بیان کیا ویجہہ الامام وجہاں محسبہ لجماعۃ فان زاد علیہ اسما  
 اور پکار کر پڑی امام بطور واجب ان جماعت کے یعنی بقدر جماعت ہو سیکر آزادانہ کرے ہر اگر حاجت زیادہ پکار کر پڑی گا تو پکار کر پڑی گا وہ چہرہ کی سوزنیت  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے چہرہ کے ذانی الطمادی ولوا تم یہ بعد الفاکحۃ وبعضہا علیا اعادہا کجہا کجہا لکن فی آخر شرح المذنبۃ انتم بہ بعد  
 الفاکحۃ یجہا بالسوقۃ ان قصہ الامامۃ والا فلا بلزمۃ الجہاد و اگر اذہا کیا غازی کسی نے بعد کئی فائدہ یا نہو پڑی سی فائدہ تہتہ پڑنے کے تو فائدہ کر  
 چہرہ امام دکر کذا فی البحر لکن آخر شرح میں ہے کہ اذہا کیا غازی کا بعد فائدہ کے تو وہ سورہ کو پکار کر پڑی اگر امام ہو نیکا قصہ کر دہ پکار کر پڑنا اس کو ضرور  
 نہیں ہم بحر الران میں وجہ جسے عادیہ کر نیکی یہ لکھی ہے کہ دو کے کہ فائدہ کی سبب جہاد سپر واجب کیا اب اگر صرف باقی فرائض کو پکار کر پڑتا ہو تو ایک  
 رکعت میں تہتہ پڑنا اور پکار کر پڑنا صحیح ہو ابا امام حالانکہ یہ امر ہر اور اگر تہتہ پڑنا ہو تو جہ کے واجب نیکی بعد تہتہ پڑنا واجب ترک ہے اس کو  
 اعادہ ہو کر ضرور اور اس کی کو خلاصہ سے نکل گیا ہو اور خلاصہ میں اس منقول ہے جو قبل شرح میں کا جو شارح نے لکھا ضعیف اور یہ جو کہا کہ اگر امامت کا قصد  
 کرے یہ بھی ضعیف ہے کہ نہایت امامت کا اعتبار جو غور تو ان کے امام ہو کر کسی جانبین کذا فی الطحاوی والفرج والکلی العشاۃ ادا و قضا و جمعۃ وعیدین  
 و تراویح و غیرہا وغیرہ ففصل للتواریث امام چہرہ کی نماز جو میں اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتوں میں اور پڑی یا قضا اور عید اور دن عید کی نماز  
 اور تراویح میں اور تراویح کے بعد کہ وتر نہیں یعنی منہ رمضان میں پکار کر پڑی بسبب ارث کی یعنی سلف ایسا ہی منقول ہے اماما ہو فلفی تغلید لا بعدھا  
 نظر جہاد لایہ ولان لم یصل التواریث علی الصحیح کانی جمع الاھلین کہنا ہوں کہ مصنف جو وتر میں بعد اذہا کی قید لگائی تو ہمیں حکام ہر اس کے کہ امام وتر میں جہر کر لگا کر  
 اس میں تراویح نہ پڑی ہو مذہب صحیح پر چنانچہ مجمع الاھلین جو یعنی مصنف کے قول سے ایسا ہم ہوتا ہے کہ جہر مشورہ میں ہے کہ وتر بعد تراویح پڑنے کے پڑے حالانکہ قبل تراویح  
 اگر وتر جماعت پڑے تو اس میں جہر واجب شامی نے شارح کا جواب یہ ہے کہ تراویح رمضان میں ہوتی ہو اور اس کے بعد کہ وتر بھی رمضان میں ہو تو کہ تو بعد اس  
 یہ مطلب اگر رمضان کے وتر میں جہر کرے اور وتر نہیں تعوی القضاۃ تبعاً للقاء عدی لایہ ہو الخ کذا فی غیر الفرائض کعید و وتر بعد الجہر فصل بان  
 نہتانی میں یہ نہایت قاعدی مذکور ہے کہ سواری فرضوں کے اور جہر ہی نماز و نہیں تہتہ پڑنے سے سجدہ ہو نہیں جو مثل عید اور وتر کے ان جہر افضل ہے ہر شامی اور  
 طحاوی کہ کہا کہ نہتانی نے بعد اس عبارت کو یہ کہا کہ صبح یہ ہو کہ عید اور وتر میں ہی جہر کرے یعنی وجہ چنانچہ اکثر کتب مردہ ہیں دیکھتے بغیر ہا دکان علیہ  
 ان لا یجوز فی کل ثم نہ فی الظہر والقصر لکن فی ذی الکفار کافی اور تہتہ پڑی نمازوں اور رکعتوں مذکورہ بالا کے سوا میں اور نہتانی نے حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے نماز و نہیں جہر کرتے ہو جہر کر کر ظہر اور عصر کی نماز میں لکھا بسبب کہ نہتانی لکھا کہ کفار کے کذا فی ہا کافی ہم آپ شرع میں یہ نماز و نہیں جہر فرمائی ہو اور  
 سبب اکو ایدہا دینی صلی اللہ علیہ وسلم کہ گاہیں دیکھتے تو نہتانی نے نصیبتہ آیت نازل فرمائی (ولا یجوز لکم ان تکرر علی وک ق کا



و علی ما تشرناھا وجہ ذیل ندایم الغایۃ جہدانی المخرجات بان لا یتجزئ الجسد بین جہدین فحاشا لکذا شیئینم اور اگر عشا کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ کو چھوڑا اگرچہ ہر ایک سے ترک کیا ہو تو واجب اور بقول بعض مستحب ہو کہ سورہ کو سورہ کو چھوڑ دے پہلی دو رکعتوں میں جب پڑھو اگر صرف سورہ کو پکار کر پڑھو گا اور الحمد کو ہر ایک سے ترک کیا ہو تو ایک رکعت میں جہاد آہستہ پڑھنا جمع ہوگا اور جمع کرنا ان دو نو کا ایک رکعت میں برابر ہی ہر شائع ہو تو قبول کر کے باقی کیا تاکہ معلوم ہو کہ صاع قول وجوب کیونکہ وجوب طرف جامع وغیرہ میں امام مستثنیٰ شمار کیا ہو کہ ان فی الشامی و لکن تذکرہ فی رد المحتار و اعاد الکوثر اور اگر سورہ کو یاد کیا رکوع کے اندر تو ہر ایک سورہ کو پڑھی اور رکوع دوبارہ کر کے پہلے کے ترتیب و میان اون ارکان جو کہ نہیں نہیں ہی ہو تو اگر رکوع ہو کر گیا تو نماز فاسد ہو جائیگی کذا فی الشامی و لکن ترک الغایۃ فی الاولیین لا یغنیہا فی الآخرین للزم تکرار یہاں اور اگر پہلی دو رکعتوں میں الحمد کو پکار کر کیا تو اس کو چھوڑ دینا نقصان کرے سبب عدم لئے تکرار فاتحہ کے معنی پچھلی رکعتوں میں فاتحہ دوبارہ تو جائیگی حالانکہ کرنا پڑنا فاتحہ کا واجب و لکن تذکرہ حافل الکوثر و قرآن اعاد السورۃ اور اگر فاتحہ کو رکوع کے پیشتر یاد کیا تو فاتحہ پڑھ لے اور سورہ کو دوبارہ پڑھی بطور وجوب ہو کہ ترتیب فاتحہ اور سورہ واجب کذا فی الشامی نے کہا کہ قبل رکوع فیہ نہیں بلکہ اگر رکوع کے اندر یاد کرے تب بھی ٹھیک ہو اگرچہ سورہ کو یاد پڑنے میں کیا تھا کیونکہ جب رکوع کر پڑی ہو کر شہادہ واجب تو فاتحہ تو سورہ کی نسبت زیادہ مؤکد ہے و قد من الفراءۃ آیۃ علی اللہ ہی لغز اللہ و ہر کما لعلہ من القرآن صریحہ کہ انکما سیتہما کفر و لکن نقول بمرکبہ یکذا اور فرض قرات کا جبکہ پڑھو نہی نماز صحیح ہو جائے ایک آیت ہی ظاہر مذہب پر یعنی بقول امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک تین آیتیں چوٹی یا اون کے برابر پڑھی آیت فرض ہو کہ انہی لطحاوی آیت لغت میں ملامت اور عن فقہاء میں ایک جملہ ہی قرآن سے بیان کرنا بلا مینی جسکی ابتدا ادا نہ تھا کا اعتبار کیا گیا ہو کہ ان فی الحلیۃ عن مائتہ الکتاب اس جلد میں کم سے کم چھ پڑھوں اگرچہ تقدیر ہونے میں کہ یہ کہنے کے بعد پانچ حرف ہیں مگر چونکہ اصل میں لم یؤدی تھا اسلئے تقدیر چار حرف ہوئی الا اذا کان تکلمہ فلا یمنع عدم النقص و ان ذکرہا ہر ادا اگر جس صورت میں کہ آیت ایک کہ ہو تو صحیح تر نہ درست ہونا نماز کا ہو گا اس آیت کو نماز چار چار کہو مثلاً من یاق یاں وغیرہ کہ انکو چند بار کہو سے ہی نماز صحیح ٹھیک کی الا اذا احکمھا کم بھی ذکر ذکر الغیبت لیکن اگر کوئی حاکم حکم کرے تو ایک کہہ کی آیت سے ہی نماز جائز ہوگی ذکر کیا ہو کہ کوئی تسانی نے ہم صورت مسئلہ کی سیسہ کہ ایک شخص پانچ غلام کو کہا کہ اگر تو نماز صحیح پڑھی تو آدھ ہی پیراؤں نماز پڑھی جس میں قرات ایک کہہ کی آیت پڑھی خواہ اسکو کر پڑا ہو یا نہیں بعد کے اس فقہ کی نائش ایسے حاکم کے بیان ہوئی جو پہلے قرات سے صحت نماز کا قائل ہے تو اسے اس غلام کی آزاد کی کا حکم کیا پس نماز کی صحت کا حکم آزاد کی کے ضمن میں ہو جائیگا کذا فی الشامی و لکن قرآنہ طویل الی الکتبین لا یصح النقص اتفاقاً لآلہ یزید علی ثلاث آیات قصار قالہ الحلی اور اگر ایک بت طویل دو رکعتوں میں پڑھی تو صحیح ہونا نماز کا بانفاق امام اور صاحبین کے سلیے کہ ہر پڑھنا زیادہ ہے تین چوٹی آیتوں کو کہا ہو کہ صلی نے ہم یعنی نصف آیت طویل جس میں پانچ تین آیتوں میں اور ہوگی تو صاحبین کے قول پر ہی نماز درست ہوگی کذا فی لطحاوی و حفظہ فافضل علی کل مکلف اور یاد کرنا ایک آیت کا فرض میں ہی یعنی ہر شخص مطلق بالغ مسلمان پر فرض نہیں ہے و حفظ جملہ القرآن فرض ثانیۃ سنۃ عین افضل من التعلیل اور یاد کرنا سبب آن کا فرض کفار ہی یعنی کچھ مسلمانوں کے یاد کرنا ہے اور دکن کے یاد کرنا فرض نہیں کیا اور سبب آن کا یاد کرنا سنت ہے ہر شخص مکلف کو لیے نہیں ہو پڑھو سے ہم شامی نے کہا کہ ہمیں اشارہ ہو کہ سنت ہی کہی ہیں ہوتی ہو اور کچھ کفار یا پڑھنا سنت عین اور کسی جماعت ہر محلہ میں سنت کفار ہی تو تنبیہ قرآن کو جو ہونا حرام نہیں مگر جب کہ ایسا ہوں جا کہ قرآن سے دیکھ کر کسی نے پڑھا ہو کذا فی شرح النبیہ و تعلو الفقہ افضل منہا اور سیکھنا فقہ کا افضل ہے اور نہ دوسری یعنی نفل پڑھنا اور باقی قرآن کے یاد کرنا بھی ہم فقہ سے مراد وہ مسائل و مینی ہیں جو از ادائش نفس کی حاجت ہوں ورنہ بقدر حاجت کا سیکھنا تو فرض میں ہی و یا طبعی قرآن سے جو بعض ہی کہ جسد قرآن کا یاد کرنا فرض یا واجب اس کے سوا باقی کو یاد کرنا فرض فقہ کا سیکھنا نہیں ہے اور میں شہر طبرستان کو کھلیک سبب آن کو یاد کرنے ہوں اگر کوئی یاد کرنا ہو گا تو اس میں فرض فقہ کا سیکھنا افضل ہوگا و حفظ فکثر الکتاب و وسو فی واجب علی کل مسلم و لیکن نقص شئی من الواجب اور یاد کرنا الحمد کا اور ایک چوٹی سورہ کا واجب ہے ہر مسلمان پر اور مکروہ غریبی ہو کہ کرنا کسی چیز کا واجب میں جو مکروہ غریبی ہو سنت

میں کسی چیز کا کہ نہ لکھے مطلقاً ای حالۃ قراۃ و فی الزکاۃ اطلق فی الجامع الضعیف و مرجح فی الجہر و دما فی اللہ  
 وغیرہا من التفصیل و ذکر فی اللہ و سحر آت ما فی الہدایہ ہو لہذا الفاعلہ و جہا و ای سورۃ نشاء و سون ہو سفر میں بہر حال یعنی خواہ  
 حالت طہان ہو یا جلدی کی پڑھنا الحمد کا بطور وجوب اور جس سورہ کو کہ مسافر یا جو شائع کہا کہ ہر جہد مطلق کہا ہو جامع صغیر میں اور اطلاق کو نہ جمع  
 دی ہو بحر الزمان میں اور ہدیہ وغیرہ کی تفصیل کو صاحب بحر الزمان نے دیکھا ہے اور صاحب بحر کے قول کو نہ الفائقین میں دیکھا ہے اور قول منع بیان کیا کہ جو کہ پڑھتا  
 میں تفصیل سے رہی منع ہدیہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مسافر جلدی میں ہو تو الحمد اور جس سورت کو چاہے پڑھے اور اگر طہان کسی ہو تو وہ بحر میں مثل سورہ  
 بروج کے پڑھے اور بطور مثل خبر کی ہو اور عصر اور عشا میں بروج سے چھوٹی سورتیں پڑھے اور مغرب بھی سمجھت چھوٹی صاحب بحر نے اس کو دیکھا کہ اس تفصیل  
 کچھ محل نہیں جامع صغیر میں اطلاق مثل متون کے مذکور ہو علاوہ اسکے مثل سورہ بروج کے مسافر کے لئے مبین کر نیکی کوئی دلیل چاہو حالانکہ کوئی دلیل مقول  
 نہیں تو ظاہر یہی ہو کہ حالت قراۃ جلدی و دونوں حکم یکساں ہو صاحب نہر الفائقین نے کہا کہ مراد صاحب ہدیہ مثل سورہ بروج سے طوالم تفصیل میں تعیین  
 حد خاص کی پس جب مراعاة سنت کی سناستہ کن ہو تو کیا وجہ کہ اسکی رعایت نہ کریں پڑھو اور وجہ کی قید جو شائع نے لگائی تو اس وجہ کے دفع کی ہو کہ  
 کوئی نسخہ جو کہ سفر میں الحمد کا پڑھنا سنت ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ بعد الحمد کی قراۃ واجبہ کی جو سورت کو مسافر چاہے اور مسکا پڑھنا مسنون ہو لکن فی الجماعۃ و الشاہی  
 و فی القصر و در مقام الحال اور مسنون ہو کہ پڑھو عزت میں بقدر گنجائش حال کے ہم مثلاً اگر وقت تنگ ہو کہ قراۃ مسنون پڑھنے سے نماز قضا ہوئی ہو اتنی  
 قراۃ پڑھو جس سے نماز کامل ہو جائے اور یہی حال ہے اگر خوف جان یا مال ہو کہ نہ افی مطلقاً و یسقط فی الحکمۃ لاہام و منفذ ذکر کہ الحلی فی الناس عنہ عافلو  
 طوالم تفصیل من الطحرات الی البدوہ فی الفجر و الظہر و مسنون ہو حضرت میں منی مقام کر نیکی و عزت میں امام اور منفرد کو پڑھنا طوالم تفصیل کا جو سورہ جبراً  
 ہو سورہ بروج تک ہیں فجر اور ظہر کی نماز میں امام اور منفرد دونوں کے لئے مسنون ہو نیکی جلی نے ذکر کیا ہے اور لوگ اس دفع میں آدھ کو خبر نہیں کہ منفرد  
 حق میں قراۃ مسنون امام کی مثل ہے ہم طوالم بکسر طامع ہو طویل کی اور تفصیل کے معنی تفصیل کی ہوئی قرآن کے آخر کو ساتویں حصہ کی سورتیں تفصیل کہلاتی ہیں اس  
 وجہ کہ اگر وہ ساتویں حصہ تفصیل کے لئے بہت ہو گا یہ ہو اسوجہ کہ اسی میں شیخ آیتین بہت کم ہیں ہر تفصیل کی ساتویں حصہ میں طوالم یعنی لمبی اور واسط یعنی درمیانی اور قصا یعنی  
 چھوٹی سورہ و جرات سے سورہ بروج تک طوالم تفصیل میں اور دامن سے آخر کم تک واسط تفصیل اور دامن سے آخر قرآن تک قصار تفصیل کہتے ہیں الی انفس  
 لم یکن واسطاً فی العصر و العشاء و باقیہ قصار لہ فی المغرب اور سورہ بروج سے آخر کم تک واسط تفصیل نماز عصر اور عشا میں پڑھنا مسنون اور  
 باقی تفصیل سورتیں یعنی کم ہیں سورہ آخر قرآن تک قصار تفصیل مغرب میں پڑھنا مسنون ہو ہم سہل حکم قراۃ کا مسنون ہونا اثر سے ثابت ہو یعنی حضرت عمر  
 نے ابوسری شمری رحمہ کو نامہ لکھا کہ نوہ ظہر میں طوالم تفصیل پڑھا کر دو اور عصر اور عشا میں واسط تفصیل اور مغرب میں قصار تفصیل کذا فی الشامی ای فی کل  
 سورۃ لا یأخذ لک ذکر کا الحلی یعنی ہر رکعت میں ایک سورہ اور ان سورتوں میں سے کہ مذکور ہو ہیں پڑھو ذکر کیا ہے کہ جلی نے و اختار فی البکاء علیہ السلام  
 و انہ یختلف بالوقت و المقام و الاما کر و بدائع میں نہ اندازہ کرنے کو پسند کیا ہے اور یہ کہ حال قراۃ کا مختلف ہوتا ہو وقت اور قوم اور امام کے  
 باعث کہ ہم یعنی متبادلاً نے کہا کہ قراۃ میں کوئی حد مقرر نہ ہوئی مختار ہو تو بحر میں کہی چھوٹی سورہ پڑھے کہی بڑھی سہل طرح اور نمازوں میں اور یہ خلاف  
 وقت پڑھنے کی یعنی اگر وقت میں گنجائش ہو تو زیادہ پڑھے ورنہ کم اور قوم پر منحصر ہے کہ اگر مقتدی بولی نہوں تو زیادہ پڑھے ورنہ کم اور امام پر منحصر ہے پڑھنا  
 آدھ ہو تو لوگوں کو زیادہ پڑھنا ناگوار نہیں ہوتا ورنہ گھبرائے ہیں و فی الحقیقۃ یقرانی الفرض بالترکیل حراً و فی اللہ و یجہد بین و فی النفل لیکلا  
 ان یسیر بعد ان یقرأ کما یفصحہ اور قراۃ و جمع ہے کہ فرض نماز میں قراۃ پڑھ کر ہر حرف کو جدا پڑھے اور تراویح میں نہ پڑھ کر ہر حرف کو بلکہ متوسط طور  
 پڑھے اور رات کی نفلوں میں پڑھنا میں نمازی کو جائز ہو کہ جلد کی بات کہ سب میں آدھ شامی نے کہا کہ رات کی قید غالباً سہل لگائی کہ تہجد والو کی عادت  
 زیادہ قرآن پڑھنے کی ہوتی ہو تو جلد پڑھنے سے آدھ کا درود پڑھو کہ سکتا ہے کہ جلدی کے پڑھنے کے بعد زیادہ نہ کہیں نہ یہ کہ سمجھ میں نہ آوے ورنہ حرام ہو گا سبب  
 ترک کو نہ ترتیل کے و یجوز بالرواہات السبعۃ بان لا یلی ان لا یقرأ بالفریۃ عند العوائم صیانہ لایہم اور جائز ہے پڑھنا قرآن کا ساتون

معاذون میں گہرے سحر ہو کر روایت غریب علم کے سامنے نہ پڑے واسطے خلافت اذکر دین کے ہم یعنی ہر چند ساتون روایتیں صحیح اور فصیح ہیں مگر غریب  
روایت مولف کے سامنے نہ پڑیں چاہے جو جیسے روایت ابی جعفر اور ابن عامر اور حمزہ اور کسی کی کہ اسکو مستحکم عوام سمجھتے ہیں اور ہنسنا قرآن پر بدعتی ہو  
اسکو اس کے کچھ بھانیکے لئے روایت غریب پر موطا لاولی الفجر علی ثانیہا بعد الثلث وقیل الذہف ندبا فالحش لا بأس بہ فقط اور زیادہ  
بکھائی پہلی رکعت مشر فخر کی دوسری رکعت پر بعد سوم جمع کے اور بعض نے کہا بعد نصف کے ازراہ استحباب کے پس اگر پہلی رکعت میں زیادتی بہت کر دے گا  
مشر فخری میں دس گنی قراوت پڑھے یہ نسبت دوسری کے تو کچھ مضائقہ نہیں ہم یعنی پہلی رکعت میں اتنی قراوت پڑھے کہ اسکی زیادتی دوسری رکعت کی  
قراوت سے بعد سوم جمع و قراوتوں کے ہو جائے مثلاً پہلی رکعت میں ۴۰ آیتیں پڑھیں اور دوسری میں ۲۰ تو دونوں میں ۶۰ آیتیں ہوئیں اور اول میں ۲۰  
دوسری میں ۴۰ اور دہ تائی میں ۶۰ کی اور اگر اول میں ۴۵ پڑھیں اور دوسری میں ۱۵ تو پہلی میں تیس زائد ہونگی یہ نسبت دوسری کے اور وہ نصف ہیں  
قراوت کی اور فقط سوم جمع اور جو کہ جسکے مشر فخر کی نماز میں ہوئے دوسری نمازوں میں وقال محمد بن ابی الکرخ فی الذہف قیل وعلیہ الفتویٰ اور  
امام حنفیہ فرمایا کہ سب نمازوں کی اول رکعت دوسری بڑی کرنا مستحب ہے بیان نکے تراویح کی بھی کہتے ہیں کہ نوتری اس قیل پر ہی موطا لاولیٰ کہا کہ سب نمازوں  
جمعہ اور جمع کے سوا دوسری نمازوں میں اور ان دونوں میں بالاتفاق دو نو رکعتیں برابر پڑھنی چاہیں اور علیہ میں امام محمد اور شافعی کی دلیلین قیل کر کے  
کہا کہ نوتری شافعی کے قول پر سونا چاہیے و لاطا لہ الثانیۃ علی لاولیٰ لکن تزییجا لجماعا لکن بشانک آیات ان تقاربت طوعا وقہرا اور لا اعتبار بالحدیث  
والکلمات واعتدال الحلی فحش الاول لا عدل لآیات اور دوسری رکعت کا زیادہ کرنا اول پر بعد میں آیتوں کے کردہ نیز بھی ہے بالاتفاق اگر آیتیں دو  
رکعتوں کی پڑھیں اور چوتھی پڑھیں تو سب عین اور اگر ایک سی آیتیں نہ ہوں تو اعتبار حروف اور کلمات کا جو گا یعنی اس صورت میں دوسری رکعت کلمات اور  
حروف اول سے زیادہ ہوں اور جلسے بہت سی زیادتی کا اعتبار کیا ہے نہ شمار آیتوں کا یعنی دوسری رکعت اول سے بہت نہ پڑھنی پادوسی و استثنیٰ فی  
الحدیث ما وردت بہ السنۃ و مستظهر فی القیل عدم ذکر احکام مطلقا اور برالرائے میں ہنسا کیا ہے اور ان سورتوں کو جو حدیث میں وارد نہیں ہونگی پڑھنی میں کہ بہت  
بیشتر ہے بعد از عبد بن اول رکعت میں سب اسرار دوسری میں لی انک پڑھنا ملا کہ پہلی میں نہیں آیتیں ہیں اور دوسری میں جب پڑھیں اور تیسری میں جو نفل ہیں  
عدم کر بہت کی مطلقا یعنی حدیث میں وارد ہو یا ہو وزن باقل لا یکرہ لہ علیہ والقیل و الا شام حسن بالمعنی تین اور اگر زیادتی دوسری رکعت کی تین  
آیتوں سے کم ہو تو کر دہ نہیں بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا پڑھیں جو سورتیں سب یعنی فخر کی اول رکعت میں سورہ فلق اور دوسری میں سورہ ناس پڑھیں  
دوسری میں چھ آیتیں ہیں اور اول میں پانچ ولا یعتق شی من القرآن نصلا علیہ علیہ علیہ الفرض بل تعین الفکح علی وجہ التوجہ اور میں مقتدی ہے قرآن  
میں کسی کبھی کسی نماز کے لئے بطور فرض کے کہ اس کے دون نماز دست نہ ہو بلکہ معین ہے فاتحہ نماز میں بطور واجب کی ویکل التہنیت کا بعد قراوت وکل الخ  
یعنی کل جمعہ بل بتدبیرا تمام کھیا یا اور کر دہ میں کرنا کسی شکر کا نماز کے سبب جیسے جمعہ کی فجر میں پہلی رکعت میں اتم جمعہ اور دوسری میں سورہ ہر  
پڑھنا کہ کبھی کبھی ان دونوں کا پڑھنا مستحب ہے ہر طحاوی اور سیبانی نے ہمیں نصیب لکھا ہے کہ اگر میں سورہ کہ پڑھوں کہ واجب جائز اور دوسری کو جائز نہ سمجھوں تو طرح  
کی تین میں کر دہ ہے اور اگر باجماع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معین کو پڑھیں اور بعض اوقات دوسری سورتوں کو بھی پڑھیں یا سوا میں سورتوں کے دوسری کو  
یا سورتوں یا دو کھیا اسکو سہل پڑنا ہو تو کر دہ نہیں اور ہر ایہ میں وجہ کر بہت کی سہل لکھی ہے کہ معین کر سبے جوڑنا یا فی قرآن کا اور دوسری میں سورہ فضل  
ہو سکا لازم آئے کہ فی الشام مختصر اولیٰ مطلقا ولا الفکح فی الشیرۃ اتفاقا واما لشیخ الحدیث کا بسطہ الکمال اور مقتدی قراوت  
پڑھیں ہر چہ میں نماز میں دوسری میں اور نہ الحمد پر دوسری نماز میں باتفاق المم اور صاحب کے اور جو قول کہ امام محمد کی تفسیر میں ہے کہ سری نماز میں مقتدی کو احتیاطاً  
المم کا پڑھنا مستحب ہے و ضعیف ہے چنانچہ کہ کمال نے مشر جان کیا ہے کہ کمال اللہ تعالیٰ فی القہر کہیں کہ امام محمد نے اپنے کتاب تار میں فرمایا کہ امام کے پیچھے  
پڑھنا چاہیے نزدیک ہے نہیں خواہ نماز چہرے ہو سہری فان قرأ فی حق نماز و تعقی فی الاصل پس اگر مقتدی قراوت پڑھنا تو کر دہ توحید ہی ہوگا اور نماز صحیح  
ہوگی صحیح قول میں وہی قدر الجملہ عن مبطی طحاوی زادہ انما لنفسہ یلوک و کتفا و ہر وی عن علی بن الصغیر قال لستم اکتوا اور درکار

میں مسطور خواہر اذکرہ منقول ہے کہ اگر کسی نے قرات پڑھنے سے نماز کا سہو ہو جی اور پڑھنے والا غاسق ہو یا ہوا اور قرات کا منع ہو یا چند صحابہ مروی ہے  
 اسلئے منع کرنے میں بادہ احتیاطی ہو مگر خزان اور کافی میں ہے کہ مقتدی کو قرات سے منع کرنا انتہائی معاصی ہے یا تو پڑھنے والے جن جن حضرات علی مرتضیٰ اور عبد اللہ بن عباس  
 اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم مجھ میں اور فساد نماز کا قول مقابل ہے صبح قول کا کہ صبح میں نماز صحیح رہتی ہے بلکہ یستقیم اذا اجہز  
 وتخصیص اذا استقر لفظ ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہنا لفظ اختلف الامام فذل ذلذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا بلکہ مقتدی قرات اللہ کی  
 سنے جب ہر بار کر پڑھے اور جب پڑھتا ہے تو سبقت لے کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ ہم امام کے پیچھے پڑھتے ہو پس حکم نازل ہوا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو  
 ہلکے سنا اور جب ہر دم اس قتل ہو وہ ہر ہلال کی سیدہ کی کہ آیت میں دو باتیں مطلوب ہیں ایک قرآن کا سننا دوسرے سکوت کرنا تو سننا تو جہری نماز کے لئے مخصوص مگر  
 سکوت خاص نہیں اسلئے کہ دو نو نمازوں میں مطلقاً واجب رہا کہ کذا فی الشامی وان وصلیۃ قرآن الامام آیۃ ترغیبی ترغیبی کذا الامام لا یشغیل بقدر  
 القرآن وما ورد فی النفل من قرآن کما قرأ مقتدی کچھ پڑھے اگرچہ امام آیت ترغیب پڑھے یعنی حسین ذکر رحمت اور جنت اور ثواب کا ہوا یا آیت ترغیب پڑھے یعنی  
 ذکر دوزخ اور عذاب کا ہو یعنی نہ سوال ثواب کا کرے نہ عذاب سونا یا نہ مانگے بلکہ سکوت کرے اور سہی طرح امام ہی سوا قرآن کے آیت ترغیب ترغیب پڑھے کہ کوئی  
 دھام میں مشغول نہ ہو اور اگرچہ سبب میں حدیث میں وارد ہو یا وہ حالت افراد میں نفل پڑھنے پر محمول ہو جس کی پیشتر اسکی نظیر واجبات کے بیان میں گذری ہے نیز سہیل  
 خاص شراح نے کہا کہ ان متصلا سے نہ شرط ہے ہم یعنی ابو داؤد میں بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکران نماز پڑھی تو جس نے  
 رحمت برگزیدہ بیان توقف فرما کر اپنے لیے سوال کیا اور جس نے آیت عذاب برگزیدہ بیان وقفہ کر کے پناہ مانگی تو یہ نماز نفل پر محمول ہو کذا فی الشامی وکذا الخطبۃ  
 فلا یاتی ما یفوت الا ینکح ولو کتابة اور دسلام وان صلی الخطبۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اذا قرأ آیۃ صلوٰتہ علیہ فیصلی السجۃ سیرا  
 فی نفسہ ویخصیص بالآیۃ علیہ السلام صلوٰتہ اور سہی طرح حکم ہو خطبہ کا یعنی امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت آدمی دو بات کرے جس سنا جائے اگر  
 کہنا یا سلام کا جواب یا یہی ہو اور اگر خطبہ پڑھنے والا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو وہ پڑھنے پر اسوقت بھی سکوت کرے کہ جب کہ خطیب یہ آیت پڑھے صلوٰتہ علیہ  
 تو سننے والا خطیب کا پوشیدہ ہونے میں رو دو پڑھے اور زبان سے سکوت کرے تاکہ دو نمازوں میں عمل ہو یعنی ایک حکم صلوٰتہ علیہ کا اور دوسرا انصتہ کا تو دل میں رو  
 کہو سو دو کوئی تعمیل ہو جائیگی شامی نے کہا کہ جو نماز میں حرام ہو وہ خطبہ میں ہی حرام ہے اور خطبہ بعد کا ہوا یا کج کا یا عید کا سب سیکھتے واجب اور ظالم حال کو  
 امام اور تعریف خطبہ میں اخل نہیں البعد عن الخطبۃ القریب سنیان فی اقتراح الاصل اور خطیب اور کا شخص اور نہ دیکھا برابر میں سکوت کرے کہ کوئی فرض ہو یعنی  
 ہم شراح نے سکوت کو فرض کہا بہ نسبت ہر ایک اور نہ الفائن میں کو واجب کیا ہو خطبہ کی کہ اگر وجوب ہی بہ نسبت ہے کہ ترک سکوت کردہ جو بھی ہے فرض و مسائل  
 لمحہ شمار ہو چکا لا یتعارف للقرآنۃ مطلقاً لان العیۃ لعموم اللفظ واجب سننا قرات قرآن کا ہر حال میں یعنی نماز میں اور خارج نماز سے کہ ہتھار علم کا  
 ہر دم یعنی آیت فاستمعوا ہر خد نماز کے باہر میں نفل ہو ہی چنانچہ پیشتر بیان ہوا اگر احکام میں اعتبار الفائد کے عام ہو یا نہ ہو سبب خاص ہو یا نہ ہو حکم وجوب نماز کا  
 بے قدری میں ہو اور عذر کی صورت میں سننا واجب نہیں مثلاً اگرچہ میں رکعت قرات کر رہا ہو اور آدمی اپنے کاروبار میں بھلا سے مصروف ہو تو اون پر سننا واجب گا ہی  
 طرح جو شخص باذن میں تلاوت کرے اگر کوئی بار اس کی دہر بار کرے والوں پر سننا واجب گا کذا فی الشامی لم یقل لا یاس ان یقرأ سورۃ و یعیذ ھا فی الثانیۃ  
 کچھ مضامین جن میں آیت کا کہ پڑھے ایک سورت ایک رکعت میں اور پھر دوبارہ وہی پڑھے دوسری میں ہم لایس کے لفظ سے معلوم ہوا ایسا کرنا ترک اولیٰ یعنی کرنا نہ  
 ہو اور نہ خطبہ کی صورت میں بلکہ اگر بت جائے مثلاً پہلی رکعت میں سورہ انا سہو پڑھ گیا تو دوسری میں پڑھنا سیکو پڑھے ورنہ اولیٰ پڑھنا لازم آد گا کذا فی الشامی  
 وان یقرأ فی الاولیٰ من جملۃ الثانیۃ من التورۃ لو یقرأ ان کان بلیہما یتان فاکثر اور اس کا بھی مضامین نہیں کہ پہلی رکعت میں ایک جگہ سے پڑھے اور  
 دوسری میں دوسری مقام سے اگرچہ دو مقام ایک ہی سورت میں ہیں بشرطیکہ دو نو مقاموں میں دو آیتوں یا زیادہ کا فاصلہ ہو تو اگر ایک بیت کا فاصلہ ہو گا تو  
 کردہ ہو گا لیکن الفصل فی فصل فی اور کردہ ہو دو نو رکعتوں کی قرات میں چوتھی سورہ کا فاصلہ کرنا مثلاً پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری  
 میں بت پڑھے اور نہ ضرر کا فاصلہ پڑھ کر دہو گا ان اگرچہ میں پڑھے سورہ کا فاصلہ ہو گا نہ کر دہو نہیں وان یقرأ من التورۃ من التورۃ وہی کہ قرآن کی

اٹھائے پڑھتا ہے رکعت میں سورہ اخلاص اور دو ستر تین پڑھو مگر کہتے ہیں کہ ترتیب سورہ نون کی تلاوت کے واجب ہے اور رکعت کے بعد  
 جو ترتیب بدل کر پڑھتے ہیں وہ تعلیم کی ضرورت کے سبب ہے کذا فی الشامی الا اذا اختلفت فقہ من البقرۃ اور ثانی پڑھنا کر وہ بھی مگر جب قرآن کو ختم کر دے تو سورہ  
 بقرہ میں سے پڑھو سورہ کو حدیث میں اس طرح کو ختم کی خوبی دارم سے دنی القلیۃ قرآنی الاولیٰ الکا فروع فی الثانیۃ الم ترا و ثبت تم ذکر کریم و قبل  
 بعد کہ دیکھو اور فیہ میں ہے کہ اول رکعت میں سورہ کافرون پڑھی اور دوسری میں سورہ فیل یعنی خلاف ترتیب یا سورہ بقیۃ یعنی چوتھی سورت کا  
 فاصلہ پڑھ کر شروع کی پہر یا دیکھا کہ ترتیب بدل گئی یا چوتھی سورہ رہ گئی تو انہیں سورہ تو تکو تمام کر جو اور قبل ضعیف یہ ہے کہ اول کو چوتھی سورہ اور دوسری سورہ  
 پڑھی جس میں ترتیب وغیرہ لازم نہ آوے شامی نے کہا کہ جس معلوم ہو کہ اگر سحر اور ترتیب بدل جائی یا چوتھی سورہ کا فاصلہ پڑھ جائی تو مکروہ نہیں و لا یکن فی النفل  
 شیئ من ذلک اور نفل میں ان باتوں میں سے کوئی مکروہ نہیں ہم یعنی اور ترتیب پڑھنا اور چوتھی سورہ کا فاصلہ چوتھ یا نفل میں درست ہے و علیٰ نے اس پر غرض کیا  
 جو ترتیب سورہ کی واجبات تلاوت سے جو وجہ تیار کے باہر ہے ترتیبی کر وہ تو نماز کے اندر کیوں نہ ہوگی طحاوی نے جو ابد یا نفل میں چونکہ گنہگار زیادہ ہو گئے  
 اسکی ہر رکعت ایک نفل مستقل ہے تو ترتیب پڑھنا ایسا جو اگر ایک شخص نے کوئی آیت قرآن کی پڑھی اور جب ہو گیا تہوڑی دیر کے بعد دوسری آیت اس کے  
 اوپر کی پڑھی جو صلیح کا پڑھنا مکروہ نہیں البتہ یہی نماز نفل میں مکروہ نہیں وثلاث تملک ذلک اقصیٰ اقصیٰ افضل من ایفہ طول بلکہ اور میں آئین کہ بمقدار چوتھی  
 سورت کو جو جائز پڑھی ایک آیت سے نفل میں ہم شامی نے کہا کہ فضیلت سے مراد کثرت ثواب ہے اور ثلاث مبتدا ہے بقدر مقتضای فی الزاۃ ثلاث اور بعض نسخوں پر  
 ثلاث ہے تو اس صورت میں تقدیر صلوٰۃ ثلاث ہوگی دنی سورۃ وبعض سورۃ العیدۃ لا لکذۃ بسطنا کذا فی المختار اور پوری سورت اور تہوڑی سورت پڑھنی  
 میں اعتبار رکھ کر کاہر باعتبار آیات یعنی اگر اکثر آئین پڑھی ہوگی تو سورہ کامل شمار ہوگی ورنہ ناقص اور مکمل اس کے فروع کو خزان الاسرار میں شرح بیان کیا ہے یا  
**الامامۃ** یہ باب ہے امامت کے بیان میں جو حق تعالیٰ و کبریٰ کا لہجہ استغاثہ کا تعریف عام علی الامام و تحقیقہ فی علم الکلام امامت و منہم ہے  
 ایک چوتھی ایک بڑی بڑی امامت مستحق ہوا انصرف عام کاہر نفل پر اور اسکی تحقیق علم کلام میں مذکور ہے طحاوی نے کہا کہ اس تعریف میں یہ غلط ہے کہ تحقیق تعریف  
 امامت کا اثر نہ اسکی حقیقت بلکہ حقیقت اسکی وہ جو جو مفاد میں مذکور ہے کہ امامت ریاست عامہ ہے لوگوں کی دین و دنیا کو مسالحت کی حفاظت کے لیے طحاوی نے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات اور ریاست عامہ کی فیدہ سے ناظمی اور امر اس کے لیے کہ از انکی ریاست اہل اسلام پر عام نہیں ہوتی بلکہ خاص مسلمانوں پر ہوتی ہے اور خلق  
 سے مراد مسلمان ہیں اور جو اس حکم میں مشغول ہیں غیر کے و تضییع اھل الحبۃ اور قائم کر امام کا مسلمانوں پر زیادہ ضروری واجبات ہیں جس سے اس لیے  
 کہیت سے واجبات شرعی امامت پر موقوف ہیں اور یہ ہیں وجہ عقائد تنفیہ میں کہا ہے کہ مسلمانوں کے لیے ایک امام ضروری ہے کہ ان میں حکام جاری کرے اور ان کو  
 سزا دیں اعمال پر کی دے اور دشمنوں کو ان پر سروسرے اور ان کو لشکروں کو سامان دے اور ان کو صدقات وصول کرے اور گردن کشوں کو سزا دے  
 اور جو دن اور ہر دن کو زبردستی اور مجبور اور عید قائم کرے اور حقوق کے ثابت کرنے کی گواہیاں سننے اور جن بچوں کے ولی نہیں ان کی نکاح کر دے اور مسلمانوں میں  
 فضیلت اہل تقسیم کر دے انتہی فلذا اقدار علیٰ حق صاکیہ حیرات صلی اللہ علیہ وسلم اور اس وجہ کہ امام کا مقرر کرنا ہم واجبات سے جو صحابہ رضی اللہ عنہم  
 خلیفہ مقرر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دن پر مقدم کیا ہم یعنی وفات شریف و شہیدہ کی روز ہوئی اور شہیدہ کی دن یا بدہ کی سات خاہ دن میں فن ہو کر  
 کذا فی الجلی طحاوی نے کہا کہ یہ بہت اہم بات ہے کہ کوئی خلیفہ دفن نہیں ہوا جب کہ سورہ اور اسکی جگہ قائم نہیں ہو چکا و فیستطیع لکونہ مسلماً کذا کذا اقل  
 بالکافاد راقوشیا اور شرط ہے ہذا امام یعنی خلیفہ کا مسلمان آزاد مذکر صاحب عقل بالغ قدرت والا قریش کے نسب سے ہم مسلمان ہو جب کہ کافر کو مسلمان پر دلا  
 نہیں اور کتبنا دین وجہ کہ ظلم کو خدائی نفس پر دلاہت نہیں خود و سر پر کیسے ہوگی اور مرد اس کی عورتوں کو گھر میں بیٹھ کر حکم ہو اور عقل کی ناقص میں تو  
 ان سے واجبات شرعی کی تعمیل ہو سکیگی اور ماعظی بالغ اس کی مجنون اور رشک کے گواہی اور پر دلاہت نہیں اور قادر سے یہ غرض کہ حکام کے جاری کرنے اور  
 مصالح اہل اسلام کے قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہو ورنہ امام کے مقرر کرنے کی غرض فوت ہو جائیگی اور قریشی ہونا ہو جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ علم قریش میں سے کوئی کذا فی الشامی اور مجبور سے امامت کے لیے شجاعت کو ہی شرط کیا ہے اور بعض نے عالم ہونا امام کا شرط قرار دیا ہے لاکھ









نہ موزن ہم کر دے اور اگر وہ کسی کے ہاتھ میں ہو تو کافی ہے کہ ہاتھ کی جماعت دوبارہ جائز نہیں اور جمع میں جماعت کر سب انہیں اور شرح جامع صغیر میں جو کہ ہے  
 اور مسجد مجلیہ سے بیرون ہو کر جس کا امام اور جماعت مقرر ہو درمیان کہا کہ اگر اہل محلہ بدوین اذان و اقامت کے جہاد دوبارہ کرین یا مسجد شاریع عام پر جو خود دوسری  
 جماعت جائز ہوگی بالاتفاق جیسے ان میں سے جس کا امام اور موزن نہیں اور آدمی گردہ گردہ اگر نماز پڑھتی ہو تو فاضل ہے کہ ہر گردہ و اذان اور اقامت  
 جدا گانہ سے نماز پڑھتی ہو کہ ہر گردہ دوسری اذان کی قیاسی احتراز ہو اور اس صورت سے کہ محلہ کی مسجد میں دوبارہ جماعت بدوین اذان پڑھی جائے کہ سطح  
 پڑھنا مباح ہے بالاتفاق اور جماعت و کچھ کر دے ہوئی کی پڑھ لیں جو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ میں سلا کر دینے کو حکم فرمایا تھا کہ دقت مسجد میں  
 لنگو جس میں جماعت ہو چکی تھی آپ اپنی مقام پر واپس تشریف لے گئے اور گھر والوں کو جمع کر کے نماز پڑھی پس اگر جماعت دوم مسجد میں درست ہوتی تو مسجد کی جماعت چھوڑ کر  
 آپ گھر میں کیوں نماز پڑھتے تھے علامہ کے جماعت ثانی کے جائز رکھنے میں جماعت کی کمی بھی مقصود ہے کیونکہ جب لوگوں کو معلوم ہو گا کہ دیر کے بائیں بھی جماعت ہوئی  
 اگر اول غلبہ کی دوسری بلایا کی قیاسی فتاویٰ میں اگرچہ نہ ہو گئے تو اس تعلیل سے یہ نہ نکلتا ہے کہ مسجد مجلیہ میں تکرار جماعت کو بدوین اذان کے ہو کر وہ بھی اور مسجد کا مؤید ہے  
 میں جو کہ اگر کچھ لوگ ایک مسجد میں آج جس میں جماعت ہو چکی ہو تو وہ نماز نماز پڑھیں اور بیچ ظہر الراء ہو اور مسجد کے شیخ سندھی علیہ ابن الہام نے اپنی رسالہ میں  
 ذکر کیا ہے کہ یہ جو اہل حرمین جدا جدا امام کے پیچھے جماعتیں ایک ہی وقت میں پڑھتی ہیں یہ بالاتفاق کر دے اور شریف غزنوی جو شہسوار میں حج کو گئے تھے ان جماعتوں کے  
 باب میں لکھا ہے کہ یہ کیا تھا اور بعض لکھتے ہیں کہ نماز پڑھ کر جماعت مسجد مجلیہ میں چاروں مذہب کے علماء کے قول پر ناجائز ہے مگر اس میں شک ہے کہ مسجد مجلیہ  
 اور مدینہ منورہ کے لئے نمازی متفرق نہیں تو ان کو مسجد مجلیہ کیسے کہہ سکتے ہیں بلکہ ان کا حال مثل مسجد شاریع عام کے ہے اور بیشتر گزرجا کہ شاریع عام کی مسجد میں کلمہ  
 جماعت بالاتفاق کر دے نہیں اور شرح منیہ میں امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ جب دوسری جماعت پہلی جماعت کی صورت پر نہ ہو تو کلمہ نہ ہوگی و نہ کر دے ہوگی اور یہی قول  
 صحیح ہے اور تا ما زانہ میں وہ وہاں سے منقول ہے کہ اس قول کو ہم لیتے ہیں اور نیز یہ ہیں کہ محراب ہٹ کر کھڑی ہونے میں پہلی جماعت کی صورت بدلتی ہے کہ کذا فی  
 الشافعی مختصر چونکہ اس باب میں جماعت دوم باب میں بہت بحث رہی ہے اس لئے ترجمہ سے استنباط دایات کو مناسب سمجھا اور محکم کریمت و علم کریمت جہاد میں  
 تردد تھا کہ اگر زور و زور و صلوٰۃ خوف کا خیال دل میں گذرے کہ نصف نوح مقابل و شریع کے رہتی ہے اور نصف امام کے ساتھ پڑھتی ہے تو اگر فرضی شاریع کی دوسری  
 جماعت کی ہو تو نصف کو ایک امام کے ساتھ پڑھنے کا اور نصف کو دوسرے امام کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہوا ہے نصف کی اجازت نہ تھی اس روز سے جبکہ وہ تردد  
 رفع ہو گیا اور معلوم ہو کہ جماعت دوم کا کلمہ ہونا ہی ارجح ہے و اقلھا اتفاق و احکام الامام دلی علیہ السلام و کذا و جنابانی مسجد یا وغیرہ اور کمرہ جماعت و غیر  
 ہیں یعنی ایک مقدمی امام کے ساتھ اگرچہ کہ اگر نماز دار ہو یا فرشتہ ہوا یا غیر مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں ہو کلمہ پڑھا دے اور دوسرے جو نیکی و بدہ و عیب و جھگڑے  
 سیوٹی نے جامع صغیر میں روایت کیا ہے کہ وہ اور اس سے زیادہ جماعت میں اور سب الرافق میں وہ عقلی بیان کی ہے کہ جماعت جمع ہو یا غرض ہے کہ وہ میں ہی جماعت  
 جو اس وقت چاہتی تھی یا بدی اور یہ کہ اگر فرضوں میں سوای جمع کے کیونکہ جبہ میں امام کے سابق آدمی لائق امام ہونیکے مقدمی ہو چاہیں کہ کذا فی الشافعی و  
 بعض علماء اہل سنتی اشتباہ اور صحیح ہے امام ہوا جن کا کذا فی الاشباہ و سلمی کہ جن میں کلمہ ہے اور فرشتہ کی امامت درست نہیں کیونکہ فرشتہ مکلف ہونے کی وجہ سے  
 نفل پڑھنا اور فرض پڑھنا اور ایسا کہ نفل پڑھنے والے کے ہاتھ درست نہیں اور حضرت جریر علیہ السلام کا امام ہونا اوقات کی تعلیم کے لئے مخصوص تھا اور یہ بھی  
 تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کا امام دے فرمایا ہو کہ انی اطاعہ و قول ارجیہ و علیہ العاقبۃ ای عامۃ متشاخنا و ابہ حکم فی الخلفۃ و  
 غیریہ قال فی الجہاد ہوا لایحی عند اہل المذہب اور بعضی کہہ کہ جماعت واجبہ اور اس قول پر ہر کثر ہوا ہوا ادرسی کا بتین کیا ہے جو تغذیہ میں ہر لائق  
 میں کہا کہ یہی روایت وجوب کی تھی ہے اہل مذہب کے نزدیک طحاوی نے ہر الفائق سے نقل کیا کہ یہی قول سب میں نہیں اور نوی تری اور اسی لئے جو چاہے میں کہا ہے کہ  
 جو کوئی جماعت کو حارکت باعث ہو پڑے تو اس کی گواہی مقبول نہیں اور بعضوں کے نزدیک جماعت فرض کفار یا فرض میں فتنن و ادجب ثمرہ فہم لہی لا یغیر  
 بڑا کثرۃ علی الرجال الفقہاء الباکنین الاحرار القادیون علی الصلوٰۃ لیکما حد من غیور سے ہر جماعت نفل ہو یا واجب مردوں فاعل و بالغ و آزاد  
 اور جماعت کی نماز پر وہ کسی وقت کے قدرت رکھنے والوں پر شاریع کہا کہ واجب و مسنون ہو گا کہ اگر وہ اس میں تفریق ظہر ہو جائے کہ جماعت کو کیا چھوڑ دے تو وجوب





عن محمد بن علی المرتضیٰ عن جنابہ بر مقدم کیا جاوے جس حدیث سے ہم کیا ہوا اس شخص پر جس جابت سے ہم کیا ہو سہلو کہ ہو نہ ہو ناخلف ہی نسبت  
جناب کا ایک کام کی بات ہو لا ینقلہ احد فی القرائن الا من سمع جب چند شخص کسی امر شرعی یا عادی میں ایک دوسرے سے مزاحم ہوں تو کسی کو بد  
مرج مقدم کیا جاوے ومنہ السبق الی الدلیل والافتاء والدعویٰ اور سبب ترجیح میں جو پیشتر اپنا پرہیز کے لئے یا فتویٰ لے کر یا قاضی کے سامنے دعوئی بیان کرے  
ہر معنی و مطالب علم ایک ہوتا ہے سو چاہئے کہ ہر ناول سہلو پڑاوی جو پیشتر آیا ہو سہل تر معنی کے بیان فتویٰ جو پہلے والوں میں مقدم ہو اس کی وجہ سے اور شامی نے  
کہا کہ پیشتر یہ کہ اس کی جگہ ہوتا ہے ترجیح سے ترجمہ میں معنی انتہائی کے لئے کہ میں فان استوفی الجہی اوفہ بہم انہی کلام الاشیاء پر اگر انہیں برابر  
ہوں یعنی سب ایک سا ہوتا ہے ہوں تو ان میں فرقہ ڈالا جاوے جس کا نام پیشتر لے کر ہو سہلو مقدم کیا جاوے تمام ہر الامام شہادہ کا و فی الفصل الثانی والثلاثین میں  
حفظ الناکار خانیہ و فی طلبہ العلم یقدم الشاہقان اختلافوا دغہ ینتہ فیہ الاولیٰ ثم لبعینہم معاً کا فی الحرفی والعرفی اذ انہ یعرف الاولیٰ فاف  
یجعل کاظم کا موافقاً تیسویں فصل کتاب الحفظ آثار خانیہ میں مذکور ہو کہ کتاب طبرک کے سبب میں مقدم کیا جاوے پیشتر انہی الا یعنی اگر وہ سب ایک دوسرے کے بعد اور  
اور وہ ان کچھ سے پیشتر آئے ہو تو اسی پر عمل ہوگا ورنہ فرقہ ڈال لیا جاوے گا جیسے سب ایک سا ہوتے لے میں فرقہ ڈالا جاوے یا جو چاہے ایک سا ہوتے بلکہ والوں  
اور دو جز والوں میں جب اول نہیں معلوم ہوتا اور یہ پیشتر لیا جانا ہو کہ گویا وہ سب ہوتے ہی ہر میں تمام ہوا تو اول آثار خانیہ کا ہم تشبیہ جلد والوں اور دو جز  
والوں کی صرف یہیں ہو کہ در صورت معلوم ہونے ترتیب کے ایسا کیا جاتا ہو کہ سبب یا ہوتے ہیں اور فرقہ ڈالنے میں تشبیہ نہیں سہلو کہ جلدی اور دو جز والوں میں فرقہ  
نہیں ہوتا لہذا فی اشامی و فی محاسن القرائن و ہما کہ وقیل ان لم یکن التشیب معلوم حجاز ان یقدم من شاء و اکثر مشائخنا علی تقدیم الاصلین  
و اول من سئلہ ان یکنیز اور ابن وہبان کی محاسن القرائن کے بعض علماء کا قول یہ ہے کہ اگر سناؤ کو طابعلو ان کا حال معلوم نہ ہو تو جائز ہو کہ جس کو چاہی  
مقدم کرے اور ہمارے اکثر مشائخ پیشتر انہی کی تقدیم پر ہیں اور اول جس سے یہ طریقہ مقرر کیا ابن کثیر ہے ہم سمجھتی تھے جو ہر تقدیم میں یہ روایت کی ہو کہ ایک  
انصار ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہہ چکے ہو چکے یا اور ایک آدمی ثقیف کی قوم کا دوسرے کے بعد آیا ہے فرمایا کہ انصار ہی تجھے سو پہلے سوال کر یا ہی انما یسئل  
کہ ایک حاجت رد ہو اس سے معلوم ہوا کہ یہ طریقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیا اور ابن کثیر نے اس میں ثابت اپنی اختیار کی کہ فی الشاہقان مشہور  
یقدح بین المستویین والخیار فی القوم فان اختلفوا اعتبروا اکثرہم میں اگر مستحقین امامت برابر ہوں یعنی کہ میں وجہ زیادتی اور ترجیح کی وجہ سے  
تو برابر صفات والوں میں فرقہ ڈالا جاوے جو ثقیف ہو نہ ہو اختیار ہو کہ جسکو چاہیں امام بنائیں ہر اگر اختیار میں مختلف ہوں کچھ کیسے چاہیں کہہ دوسرے کو اختیار  
اور اگر اکثر کا ہو یعنی جس امام کو بہت مقدس پسند کریں ہی امامت کرے و لو قد موافق الاولیٰ امساؤ الاولیٰ ثم لبعینہم معاً اور اگر مقتدی اولیٰ کے سوا دوسرے کو پیش امام  
کرے تو اگر کسی کے گناہ کے معنی ترک سنت کی وجہ سے ہر کسی کے اور گناہ کا ہر کسی کے واعلم ان صاحب البیت مثلاً امام المسجد الزاویہ اولیٰ  
بالامامة من غیره مطلقاً الا ان یکن معہ سلطان او قاضی ینقدہ علیہ لعموم ولا ینما صرح الحدادی ینقدہم الوالی علی الراعی اور جاک  
گھر کا مالک امامت دہلے ہر دوسرے لوگوں کے ہر حال میں یعنی گو دوسرے اس سے عالم اور زیادہ فارسی ہو تب بھی مالک مکان فضل ہے اور مالک کو مانند دوسرے  
امام معین ہوگا یعنی وہ بھی جو غیر سے محبت ہے اگر وہ غیر اس سے صفات گذشتہ میں فائز ہو تو اس صورت میں کہ ہر دوسرے مالک یا امام معین کے ساتھ ہوا خواہ یا  
قاضی کہ بادشاہ یا قاضی مالک وغیرہ پر مقدم ہوگا بسبب عام ہونے ولایت اور صفات بادشاہ اور قاضی کے تصریح کی ہے ہر مدارسی والی کے مقدم کر کے مالک یا امام معین  
و المستعید والمستجیر حق من الممالک تمام اور مکان کا عاریت لے والا اور گریہ دار زیادہ حقدار ہیں نسبت مالک کے اور من و جیسے کہ پیشتر گذشتہ ہی شامی نے  
کہا کہ شامی نے سہلو لکھا کہ سبب تھا کہ کو کہ اور ہر قوم ولایت کا ذکر ہے مالا کہ مستیہ اور کراہی ولایت عام نہیں تو ہوں کہنا چاہیے تھا والوں کو ولایت کا حق نہیں ہوتا  
و انہ الذاک یعنی اس وقت اوں دونوں کا نفی ہے لہذا لکھا کہ ولو ان قوم قدامہ لہ کار حق ان الذاک اھلہ لفساد فیہ او لا نفہم احوا بالامامة منہ  
کیونکہ کہ ذلک حق بلکہ حدیث ابی داؤد لا یقبل اللہ صلواتہ من تقدم قوما و ہم لہ کایہ فان ذلک ہوا حق لا و الذاک اھلہ علیہم اور اگر کوئی شخص  
ایک قوم کا امام ہوا دوسرے کو برا جانتے ہیں تو اگر ان کی نفرت امام کے لئے کسی خرابی کے لئے ہو یا اس سے کہ دوسرے نسبت امام کے لئے زیادہ حق ان کے لئے ہو



رضی اللہ عنہ کا یہی مری کی خبر قرآن مجید میں (اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَجْنَبْ) کہ افی الجلی تو ایسے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنی مگر درست نہیں تو سکو یاد رکھنا چاہیے  
 وولدا الزنا اور مکروہ کے واسطے کہ لوگوں کو یہ سے منع ہوتی ہو خدا ان وجد عیوہم والا فلا کراہۃ لہم چنانچہ مکروہ ہونا ان کو گناہ  
 کی امامت کا افسوس ہو کہ ان کے سوا اور سر امام اور بہتر موجود ہو اور اگر ان کے بہتر کوئی اور وہ ان نہیں تو کراہت بھی نہیں ایسا کہ بعد ہی بحوالہ اثنی عشر  
 کی رسالہ و فی النہو عن الخطیئہ صلی خلف فاسق او مبتدع نکال فضل الجماعۃ اور بہر الغائبین میں بیحدیث منقول ہے کہ اگر نماز پڑھنی ہیچ فاسق یا بدعتی کے توجہ سے  
 جواب دیا گیا مگر معلوم ہو کہ نہ پڑھنا پڑھنے سے ان کے پیچھے پڑھنا بہتر ہے کہ افی الشامی وکن انکرا خلف اکثرہ و سفیہ اسے بطرح کردہ تفسیر ہی ہر نماز پڑھ  
 بی رہنے کے اور پچھلے کم غلط ہے مگر شیخ رحمتی عفی عنہ نے کہا کہ اگر مکرر اور بعضہ ہر کہ محل فتنہ ہوتا ہے اور جب سب میں زیادہ عالم رہی ہو اور خوف شہوت بالکل  
 کی نفرت کا نہ ہو تو نماز پڑھ کر بہت صحیح ہے اور سفیہ اس کو کہتے ہیں جو تعصبات و مقتضات شیعیہ عقل کو پہنچے خوب کر سکتا ہو و مقلد و لکن خص شائع موصیہ اور  
 کردہ ہر نماز پڑھنا جائز و اور برص و ایسے جس کا برص ہو گیا ہو ہم پر ایک مرتبہ ہو کہ ان پر اس کے مخالف رنگ کے داغ سفید سیاہ ہر طرح میں اور جگر  
 وہی تفسیر و شاذ ابن حجر و اہل الربوا و تمام و مراد و مکتبہ منعم اندکر دے نماز پچھے شریح اور اسوہ کیا ہو اور چل خرا اور یا کار اور تکلف و ایسے شامی  
 نے علی سے نقل کیا کہ یہ پانچون فاسق میں گئے انکو علی کہہ کر اکرادیا ہوا ہے اور فرق ریا کا اور متکلف میں ہے کہ ریا کا وہ جس کا مقصد لوگوں کی تائیں ہو  
 خواہ طاعت کو اچھی طرح اور اسے یا نہیں اور متکلف وہ کہ غاٹ اور تحلف طاعت کو اچھی طرح ادا کرے تو متکلف خاص ہے نسبت ریا کار کے و من اہم بالجوہ  
 فستأ اور کردہ ہر نماز اس کے پیچھے جو امامت کرے ضروری ہے کہ افی التہذیب ہم سب سے مستندین کے مذہب پر رہنی ہو کہ امامتوں پر جہت ریا باطل ہو اور مفتی پناہ  
 کے نزدیک ہے کہ قلیل قرآن اور اذان اور امامت پر جہت ریا درست ہے ضرورت کی وجہ سے کہ چونکہ مفت یہ امور کوئی نہیں کرتا تو اگر ان پر اجرت لینے کو  
 ناجائز کہنا جائز تو یہ بائیں ایک ظلم ہو تو ان سادات ابن ملکان و فی الحالف کشاف لکن فی دیر الہی ان تیقن المرأۃ لم یکن ادھما کما یصل  
 و ان شاک فی ان ملکے نماز زیادہ کہا ہو کہ مکروہ ہر نماز پڑھنے مخالف مذہب شافعی کے لیکن بحوالہ اثنی عشر کے ورنہ کی بحث میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مقتدی تعین کرے  
 مراعات امام کا یہی یہ جا کہ فرض میں جو شرطیں اور رکن مقتدی کے ہفتادین میں امام ان کی رعایت کر گیا تو اقتدا کردہ ہو گا با عدم مراعات کا تعین کرے  
 تو اقتدا صحیح ہو گا اور اگر شک ہے کہ مراعات اور عدم مراعات میں تو مقتدی میں اقتدا کردہ ہو گا مگر لاعلی قاری نے اپنے رسالہ ابتدا فی الاقتدا میں کہا کہ  
 قاری اگر علماء کا مذہب ہے کہ اقتدا اضفی کا مشافعی کے پیچھے جائز ہو بشرطیکہ شافعی خلاف کی جگہوں میں جہتیا طری یعنی فصد اور نہ کیے تعلق و فصد کے اور اگر  
 احتیاط کرے تو اقتدا درست ہو گا حاصل یہ کہ رعایت کرے والے کے پیچھے طاعت درست ہو و نہ مکروہ شامی نے کہا کہ تفصیل بحوالہ اثنی عشر کی مستند  
 کہ مقتضی کا میلان اس طرف ہو اور تو اقتدا مذہب کسی ایک شاہ میں ذکر لا یحضر ہما تعلق بل الصلوٰۃ علی القوم ذاکذا علی قدر الشک فی قراءۃ و اذکار  
 و حق القوم اذ لا خلاف الا کما یلتحق فیہ ہذا اندکر وہ نہ ہی ہو طول دینا نماز کا قدم ہر قراءت اور ذکر وین مقدار سنت زیادتی کے کے قوم اضفی  
 یا نہیں یہ ہر نماز مکروہ و سبب ملکت ہو امر کے و سلم و خفیف پڑھنا نماز کے کذا فی النہر ہم معین ہیں کہ جبکہ ہی تم میں ہو گو کہ نماز پڑھنا ہی تو چاہو کہ تخفیف کر  
 کیونکہ لوگوں میں کمزور اور بیمار اور بوڑھے ہی ہیں الحدیث صاحب بحوالہ اثنی عشر نے اس سے یہ نکالا کہ تخفیف کے ساتھ پڑھنا واجب ہے سببے شاربے ترک تخفیف یعنی  
 تعدیل کو کردہ نہ کرے کہ فی الشرب لا کذبہ ظاہر حدیث معاذ انا لا یزید علی صلواۃ اصغیرم مطلقا و لکن اقل الکمال الا لیضروہ و فی اور  
 شربلا یہی کہ ظاہر حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ امام زیادہ کرے قراءت کو ضعیف ترین مقتدی کی نماز سے مطلقا یعنی اگرچہ قراءت مسنون ہے کم ہو اور ہی  
 و یہ کمال الدین نے فتح القدیر میں کہا ہے کہ قدر مسنون ہو کم کرے مگر ضرورت کی جہت ہم مراد حدیث معاذ سے حدیث مسلم کی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرما  
 عشا کی نماز میں شربہ کی تو ایک مقتدی نے سلام پیر کر تھا نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں بیٹھ کر تھکنا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی جانب کی تو پوچھا ان کو  
 فرمایا کہ تم کیا لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو جب امامت کرو تو شمس و صغیرا اور سب اسم اور اقرا اور والیس پڑھا کر و شامی نے کہا کہ شربلائی نے جو اس حدیث کو  
 یہ نکالا کہ ضعیف تر مقتدی کی نماز سے زیادہ کرے گو قدر مسنون سے کم ہو جائے یہ بات اس سے نہیں نکلتی بلکہ یہ بظاہر ہے کہ مقتدر مسنون سے زیادہ نہ پڑھنا چاہیے حضرت



صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو فرمایا کہ سورہ ہود اور یس فیہ ہائے کریم ہوشیاری سنو ہن باوجودیکہ قوم سعادۃ کا عذر ثابت تھا اور یہی مطلب کمال کی اعتبار  
 کا جو کہ مقدار سنوں کم کر دے مگر ضرورت کی وجہ سے یہ نہیں کہ ضعیف کی حالت کرے اگر خیر رسنوں سے کم ہو جائے جیسا شریعتی نے سمجھا ہے وہی ہے  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن بالمعقودین فی الفجر حین سجد بکاء صہبی اور صبح ہو جائے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فجر کی نماز میں معوذتین پڑھیں جبکہ رونا  
 ایک سو کا سننا ہم نماز فرمیں طویل مفصل کا پڑھنا سنوں گے اگر آخرت میں علی علیہ السلام نے ایک بار معوذتین پڑھیں سلام کے بعد لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے  
 ختم فرمایا ارشاد ہوا کہ میں نے ایک بچہ کا رونا سنا تو ڈر کر کہیں سکی مانگیں اور اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت مقدار سنوں کم کرنا امام کو شایان  
 ہو ویکرمہم لجماعۃ النساء ولفی الذواخیر فی غیر صلوات جہاد لا ہاں شتم مکرر لا فلو انفقوا نفقوا بغير اذن احدہم اور کردہ تو بھی ہوتا  
 صرف عورتوں کی اگر چہ نماز تراویح کی جماعت ہو سوا نماز جنازہ کے کہ نماز جنازہ میں ان کی جماعت کر دہ نہیں سنو کہ نماز جنازہ دوبارہ شروع نہیں تو اگر چہ نماز جنازہ  
 پڑھیں گی تو ایک عورت کے فارغ ہونے سے باقی عورتوں کو نماز فوت ہو جائیگی کہ دوبارہ پڑھنا نماز جنازہ کا مکروہ ہے اور کو جماعت کرنی جنازہ کی نماز میں مکروہ  
 ہوتی ہے نماز جنازہ فرض ایک ہی ابرہہ سے دوسرا پڑھنا نقل مکروہ ہے تو جب ایک عورت نماز پڑھیں تو فرض ادا ہو جائیگا باقی عورتیں اس سے محروم رہ جائیں گی  
 اس لیے جماعت سے پڑھیں سب کو نفیست فرض کی فوت نہوگی اور یہ مسئلہ اس صورت میں کہ جنازہ پڑھنے عورتیں دن دلوائت فہا رجاء لا لا تعاد لسنق  
 الفرض بصلواتہا الا اذا استخلفها الامام وخلفہ رجال ویشاء فتمسک بصلوات الکل اور اگر نماز جنازہ میں مردوں کی امام ہوئی تو نماز دوبارہ نہ پڑھو  
 بسبب تقویٰ فرض کے عورت کی نماز میں مردوں کی نماز تو سرسری منعقد نہیں ہوتی تھی تو چنانچہ امام کی نماز ہوئی اسی سے فرض ساقط ہو گیا کذا فی العلمی گراوس مشرین  
 اعادة نماز کا چاہیے جب حد تک امام ضعیف کرے اور امام کے پیچھے مرد اور عورتیں محکم کیونکہ غلیفہ انبیہ نماز سب کی فاسد ہو جائیگی ہم شیخ رحمتی نے مع سب کی نماز  
 فاسد ہونے کی یہ بیان کی کہ جب امام نے ایسی شخص کو غلیفہ کیا جو لائق امامت نہیں تو خود اس کا مقتدی پھر اسلمی اس کی نماز فاسد ہوئی اور اس کی نماز کے فساد سبب  
 مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی فان فعلت تقی الامام وسطہم فلو تفلت اثم الامام الخشی فیتقلدہم ہر اگر عورتیں باوجود کہ یہ جماعت کریں تو انکم  
 اور کو بیچ میں کہہ رہی ہو تو اگر لگے بڑھ کر کہہ رہی ہوگی تو گناہگار ہوگی بخیر نفس کے کردہ عورتوں سے لگے بڑھ کر کہہ رہی ہوگی بیچ میں ہم لفظ المعین مذکر و مؤنث برائین  
 اور بیچ میں کہہ رہی ہوگی یہ مرد اور عورت کے صف کے برابر ایسی طرح کہہ رہی ہوگی کہ اس کی برائیاں صف کی برائیوں سے نکل رہی ہیں اور حضرت کے لگے پڑھنے کی یہ وجہ کہ اگر اس کو  
 مرد فرض کریں تو عورتوں کی برابر ہی اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اسی وجہ سے سبکی نماز نہوگی کذا فی العلمی کالمرافق فیتقلدہم الامام ویکرمہم لجماعۃ النساء  
 فہم جیسے ہو گئے آدمی کہ امام کو بیچ میں کہہ رہا ہو اور ان کی جماعت کردہ تحریری ہو کہ ان فی الفتح ہم بیچ میں کہہ رہی ہوگی قیاسی افادہ کیا کہ تشبیہ گن اور عورتوں کی  
 جماعت میں صفت تشبیہی کہے پڑھ رہی ہوگی نہیں کیونکہ منگو کو میٹر نماز پڑھنا نفس سے بخلاف عورتوں کے کہ ان کے الجور اور وجہ کرہت جماعت کی غالباً دیکھنا وہ  
 کی برائی کا ہو ویکرمہم لجماعۃ النساء وعلیہم عید و عظیم مطلقاً لو عجزوا لیل الی اللہ ہل یقی بہ الفساد الزمان واستثنی الکمال الخنا  
 الجعاز المتفانیہ اور کردہ ہو حاضر ہونا عورتوں کا جماعت میں اگرچہ حاضر ہونا واجب ہے اور عید میں اور عظیم میں ہو مطلقاً یعنی اگرچہ بوڑھی عورت ہو یا جوان  
 مجمع میں حاضر ہو یا ان کو مکروہ ہو یہ صفتی پر سبب فراموشی زمانہ کو اور سننا کیا جو اس کم سے کمال نے براہ بحث بوڑھی عورتوں فانی کو ہم حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے وقت میں عورتیں جماعت میں حاضر ہوتی نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرمایا عورتوں کو ان کی شکایت حضرت  
 عائشہ رضی اللہ عنہا کی آپ نے جواب دیا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حال معلوم ہوتا جو عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو ان کو اجازت سہی میں جائیگی نہ تو ایسی ہوتا نہ تو  
 نے فرمایا کہ عورتوں کا کھانا جماعتوں میں مکروہ کذا فی العلمی ویکرمہم لجماعۃ النساء وعلیہم عید و عظیم مطلقاً لو عجزوا لیل الی اللہ ہل یقی بہ الفساد الزمان  
 اور وجہ ادا متہ اما اذا کان معہن واحد من ذکر او اناہن فی المسجد لیکرمہم لجماعۃ النساء وعلیہم عید و عظیم مطلقاً لو عجزوا لیل الی اللہ ہل یقی بہ الفساد الزمان  
 کوئی مرد عورتوں کے پاس نہو کہ کوئی محرم امام کی عورتوں میں ہو مثلاً امام کی بہن یا وجہ یا نوٹھی تو اگر عورتوں کے ساتھ ان میں جی کا ذکر ہوا کوئی ہو یا مردانہ  
 امامت مسجد میں نہ ہو کہ وہ نہو گا کذا فی الجرح میں مرد اگر عورتوں کا امام ہو تو غلو کے مکان میں نہو بیان تک کہ مسجد میں جو تودہ نماز مسجد کا پہلا ہونا





ہو اور اگر کسی عذر سے کھڑا ہو اشتلا و شخص کھڑے ہو اور طاق پر چڑھنے سے آواز سب صفوں میں پہنچے تو اس صورت میں مکروہ نہیں اور نماز میں بعد نیت کی اگر  
اپنی سامنے کی صف میں کھڑے ہوئی دیکھی اور اپنی جگہ سے جگہ الگ صف میں کھڑا ہو گیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی پھر فرضہ والی صف میں کھڑا ہو کر وہ عرصے سے با  
قی رہے اس کی تہنیت چاہیے کہ حدیث شریف میں جو وعید آیا ہے کہ جو شخص صف کو قطع کرے اس کو خدا قطع کرے اس کا مؤید ہے کہ مکروہ تحریمی ہے لکن فی الشامی قلت  
واللہ اذہا ایضا صرح الشافعیہ میں کہتا ہوں کہ فرضہ والی صف چھ کھڑے ہوئی کہ امت کو شافعیوں نے بھی صحیح کر دیا ہے قال الشیوخ فی بسط الکف فی  
تام الصف و هذا الفعل معقوب لفضیلة الجماعۃ الذی هو التضعیف لا الاصل بلکہ الجماعۃ فضعیفاً غیر کہنا اور لکھا ہے عوۃ بحرۃ الکامل  
منہم علی الناقص انتہی سیوطی شافعی نے اپنی کتاب بسط الکف فی تمام الصف میں بیان کیا ہے کہ صف میں جگہ پورا جماعت کے ثواب کو فوت کرنا ہے ثواب ہو مگر  
کسی گناہ ہونا ہے نماز کا اصل برکت جماعت کو فوت نہیں تاکہ نہ کہ تضعیف دوسری پیسر برکت کے سوا اور جماعت کی برکت یہ ہے کہ نمازیوں میں کامل شخص کی برکت  
ناقص ہو جاتی ہے یعنی یہ جو وارد ہے کہ جماعت کی نماز تنہا پر چھ پچیس ہوتا میں کئی زیادہ ہے فرض چوبیس یہ ثواب نہیں بلکہ اصل برکت جماعت کی ملتی ہوئی  
جو کامل شخص کے ہذا کے سبب امت نازل ہوتی ہے اور میں حاضرین شریک ہو جاتے ہیں لکن فی الشامی نے کہا کہ تھوین کے نزدیک تضعیف بھی ملتی ہے مگر اگر  
کو ساریہ ولو جحد فرجۃ فی الاول لا الثانی لہ خرق الثانی لتقصیرہم اور اگر نمازی اول صف میں فرض چوبیس دوسری میں نو اس کو جائز ہے چار دوسری  
صف کا سبب تصور کرنے دوسری صف والوں کے ہم یعنی جب کسی شخص نماز میں داخل ہوا چاہے اور اگلی صفوں میں جگہ دیکھ تو پچھلی صف والوں کے سامنے کو یا ان کو  
چیر کر دوس جگہ میں جا کر کھڑا ہو کہ پچھلی صف والوں کا تصور ہے کہ انہوں نے جگہ کو نہ پہرا سلیما و کو چیرا یا ان کی نماز کے لئے کو نہ زانچہ نہ ضایع نہیں کیونکہ حدیث میں  
کہ جب کسی شخص نے دیکھ تو اس کو نہ بند کر دے اور اگر نہ بند کرے تو دوسرے شخص اس کی گردن پر ہوا کر دے اور اس کی کو نہ تھیم نہیں ہی اخرجہ فی الفردوس عن ابن عباس  
فی الحدیث من منکر فرجۃ غفرلہ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص فرض چوبیس کی مغفرت دے گی یہ تھیم کہ ان کے متاکب فی الصلوة اربعین ہوا یعنی حدیث صحیحہ  
آیا ہے کہ عمر بن ابی بکر و من جہ نماز میں یا دہ فرض نہ ہوں یعنی اگر کوئی صف میں داخل ہو گیا اور اس کے شانہ پورا نہ رہے تو وہ شانہ کو نرم کر دین اور اس کو جگہ دیدین و لہذا یعلم  
بحکم من کیتمسک عند دخولہ داخل جنبہ فی الصف ویظن آتہ دیکھا کہ بسط فی الجماعۃ اور اس میں کہ تھیم کہ معلوم ہے کہ ہر ایک شخص کی جگہ کے برابر جب  
کوئی صف میں داخل ہو تو اس کی برابر آنا چاہیے اور گناہ کرنا ہے کہ دوسری کو چاہیے ہی نہ ہو کی بات ہے جیسا مشرت بیان کیا ہے جو الرائق میں ہم جو الرائق میں فتح القدیر سے نقل کیا  
ہم کر یا گناہان اس پر کہ نمازی دوسرے کیلئے حرکت کرنا چاہا حالانکہ یہ بات نہیں بلکہ وہ کہ جو جماعت کی فضیلت میں پروردہ و تیا ہے اور نہ کہ بند کر نیکی حکم کی تعمیل کرنا ہے  
لن نقل المصنف وغیرہ من القنیۃ و یہ حدیث صحیحہ لکنہم منکون قنہ اور اور کتا بون سو وہ صفوں نقل کیا ہے جو مخالف نقل عن الرائق کے  
ہو یہ یعنی مصنف وغیرہ نے نہایت ساقب سے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے صف سے آدھ کوٹیا یا اور وہ اس کے لیے جگہ نہ ہو کر بیٹھا ہو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اس لیے کہ اس نے  
نماز میں خارج صف کا گناہ مانا خطا ہے کہ کہا کہ شارح کما کہ کاندہ کو نہ کرنا بہتر تھا اس لیے کہ مخالف حدیث کے ہے یعنی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ دوسرے جگہ نہ ہو کر کیلئے  
ہٹنا افضل ہے تو پھر فساد نماز کے کیا سمجھتے تم نقل تصحیح عدم الفساد فی مسئلہ من جذب من الصف فتأخر فہل تعرفون قالہ پھر پھر صف ذہ فاسد ہوئے  
نماز کے تصحیح کی نقل کی اس مسئلہ میں کہ ایک شخص صف میں کھینچا گیا اور وہ چھوٹ آیا تو کیا اس میں اور پہلے مسئلہ میں کہ یہ فرق ہو اس کی تہنیت چاہیے ہم مسئلہ قنہ کی یہ  
حدیث ہے کہ ایک نمازی سو دوسرے کیلئے بڑے آگے بڑ گیا یا دوسرے نے صف میں کیلئے اول کو ہٹایا اور اس جگہ دیدی تو بقول صاحب قنہ نماز فاسد  
ہوگی کہ مخلوق کے امر کا ماننا پائیگا اور اگر بدو ان کے امر کے نمازی نے جگہ دی تو اس مسئلہ میں اور اس میں کہ یہ فرق نہیں موطا و ہی کہا کہ اگر اس مسئلہ کا تفصیل  
بیان کیا جائے تو خوب یعنی دو مسئلوں میں اگر مٹنے والا یہ ہے کہ میں اطاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتا ہوں تو نماز و نہ جگہ فاسد نہ ہوگی اور اگر خیال امر  
شرعی کا کہ ہر منہ نماز میں شریک ہو نہ اس کی خاطر سے ہو تو نماز فاسد ہوگی الرجال ظاہر لا یعبر العبد صف بامرہم ام کے پیچھے مرد شارح کہا کہ ظاہر  
مصنف کا یعنی الرجال عام ہو غلاموں کو کہ مرد آزاد ہوں یا غلام بنیہ اس لیے لگا ہی تاکہ معلوم ہو کہ علیہ میں جو رکوع کو بالغ غلاموں پر مقدم بیان کیا ہے سو درست نہیں  
اس لیے کہ حدیث میں وارد ہے کہ مجہد سے قریب بالغ مائل مائل بن اس سے معلوم ہوا کہ بالغ ہونا ازادی پر مقدم ہے تو الصبیان ظاہر نقل ہم فلو داحدا دخل الصف

بنا بکلیت

مردون کے پیچھے رکے صف یا نہ میں جمع کر کے رکے کسی ہون تو پیچھے صف کریں پس اگر ایک لڑکا ہو تو صف میں داخل کیا جائے وہ جلیے کہا کہ یہ حکم  
ہر پیچھے والے کے پیچھے کہ اگر ایک لڑکا ہو تو اگلی صف میں بجایے شلختے لکھا ہو تو اوکون کی صف میں بجایے وہ ان جس صورت میں کہ او کے منہ سے برابر والی  
نماز جانی ہو تو پیچھے جسے البلی عورت مردوں کی صف کے پیچھے ہو تو وہ پیچھے ہی رہی کہ اگر صف میں کھڑی ہوگی تو او کے برابر لڑکا مرد کی نماز درست نہ ہوگی  
کذا فی الشامی ثم الحنفی ثم النبیاء پیر اوکون کے پیچھے صف کریں خستے پھر صف کریں عورتیں قالوا الصفوف المکنة اثنا عشر لکن لا یلزم صف کلکھا  
معاملة الحنفی بالاکثر فقہانے کہا جو کہ معین جو ہو سکتی ہیں بارہ ہیں لیکن لازم نہیں درست ہونا اون سبب بسبب بلہ خستوں کے ساتھ مضر تر بات کہ  
ہم بارہ معین سطر ہو سکتی ہیں کہ وقت سے اندر کر جو گایا موٹ یا خستہ پیر ایک یا بالغ ہوگا یا بالغ توجہ قسم مقدم ہی ہو پھر انہیں سے ہر ایک آزاد ہوگا  
یا غلام پس بارہ ہون ان کی تفصیل ترتیب جلیہ میں ہون مذکور ہے کہ اول صف آزاد بالغ کریں دوم آزاد لڑکے سوم غلام بالغ چارم غلام لڑکے پنجم آزاد  
بالغ خستہ شش آزاد لڑکے خستہ ہفتم غلام بالغ خستہ ہشتم غلام لڑکے خستہ نهم آزاد عورتیں بالغ دہم آزاد عورتیں نابالغ یا زہم لونڈیاں بالغ دوازدہم  
لونڈیاں نابالغ شارب کہ تاہم کہ ان سب صفوں کا صحیح ہونا ضروری نہیں کیونکہ خستے صحت صف کو ضرر کرتے ہیں اسلئے کہ خستہ کا برابر ہونا دوسرے خستہ کے یا او  
پچھو کھڑا ہونا صحیح نہیں کہ شاید اگلا عورت ہوا و پچھلا مرد یا برابر والوں میں ایک خستہ مرد ہوا و دوسرا عورت شامی نے امداد الفلاح سے نقل کیا کہ بالغ خستوں کو  
ایک صف میں طرح کھڑا کریں کہ دو خستوں کے پیچھے میں کوئی چیز آ رہو یا فاصلہ ایک شخص کا چوہا رہے کہ او کا برابر کھڑا ہونا ایک دوسرے کی نماز کو مضرت ہے اور ایک صف  
میں آزاد اور غلاموں کو جمع کر دین کہ ایک دوسرے کے پیچھے ہو نہیں بھی ضرر ہے و اذا اخذناہ ولو بعضہم احد وخصہ الزبلی بالتساقی والکعب امر آقا و لو  
امام متشہدا کما لا یکتب فیہ مطلقا و ثمان سید لوی حنفیہ او ما ضیاع لکھو و جبکہ محاذی ہو کوئی عورت مرد کے اگر یہ مقابلہ ایک ہی صف ہو اور زلیلی نے  
خاص کیا یہ محاذات کو ساتھ نہیں اور خستہ کے کو عورت لوندی ہو طحا دی نے کہا کہ یہ شارب سے اسلئے کہا تاکہ معلوم ہو کہ لونڈی کا حکم حساب میں مختلف نہیں اور شارب نے  
تشدید یہ سیم ہو یعنی اگر یہ عورت مذکورہ مرد محاذی کی یا کوئی اور محرم ہو اس محاذات مرد کی نماز فاسد ہوگی و شارب طحا دی نے پانچ جانی سے اول شرط عورت کا مشہدہ یعنی  
قابل جہل ہونا جو خواہ اس وقت جو حیثیت فو برس کی لڑکی مطلق یعنی دلی ہو یا جلی اور آئندہ اور شارب میں لڑکی بشرطیکہ موتی تازی ہو خواہ زمانہ فاضل میں مشہدہ ہو  
شلل ہو یا ہم ظاہر کلام شارب سے لالت کر تاہم کہ محاذات یعنی برابر ہی اور سیدہ عورت کی کسی عضو کی کسی عضو کو ساتھ مشہدہ ہو جائے کہ ایسا نہیں بلکہ فاضل ان نے  
تصریح کی ہے کہ عورت کو عضو ہر مرد اس قدر ہے یعنی قدم عورت کا اگر کسی کسی عضو کی سیدہ یا برابر ہی میں ہوگا تو نماز مرد کی فاسد ہو جائیگی خواہ عورت اور مرد  
برابر ہو یا نہ ہوں خواہ عورت لگے ہو اور مرد اس کے آچھٹے اور یہ جو شارب نے مشہدہ ہونیکو لیے برسوں کی قدر مذکور کی جو طحا دی نے کہا کہ میل مستند  
نہیں کیونکہ اس میں پانچ کی عورتیں ہرگز فو برس کی عمر میں قابل صحبت نہیں ہوتیں چنانچہ زلیلی وغیرہ نے تصحیح اس امر کی کی ہے کہ مشہدہ میں اعتبار عمر کا نہیں جس میں  
ایافت وظی کی ہو جائے اسی کا اعتبار ہے کہ ان فی الشامی و الطحا دی و لکھنا اقلہ قدر ذرا عی غلط اصح و درجہ شتم کجلا دوسری شرط طحا دی  
کی ہے کہ عورت اور مرد میں کوئی آ رہو کہ اگر بلندی میں ایک ماہتہ اور موٹائی میں ایک انگشت ہے یا یہ کہ دونوں فاصلہ اتنا نہ چھڑا ہو کہ ایک آدمی کی گنجائش کہتا ہو  
کہ آڑ یا فاصلہ ہوگی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ مشہدہ میں ہو کہ دونوں برابر ہوں اور اگر عورت لگے ہوگی تو فاصلہ مذکورہ مانع فساد نہ ہوگا البتہ آڑ مانع ہوگی فی صلو  
وان لم یختل لکیتھا ظہر اجمعی علی الصحنہ سراج فاناہ یعم نقل احوالی المذہب جو بیعتی مطلقہ سراج فاناہ یعمی لکیتھا قیسری شرط محاذات کی ہونا مرد اور عورت  
ہو نماز مطلق یعنی رکوع سجدہ والی میں خواہ نماز عید ہو یا وتر یا نفل اگر یہ صورت میں دونوں کی نماز ایک ہو جسے عورت کا نیت کرنا ظہر کے لیے پیچھے عصر پڑھنے والے کی بشرط  
محاذات دونوں کی نماز فاسد ہوگی صحیح قول پر کہ ان فی الشارب اسلئے کہ یہ نماز عورت کی نفل ہو کہ صحیح ہو مذہب قومی کے بموجب کہ ان فی العبر اور مغرب یہ مسئلہ مذکور ہوگا  
شارب لکھا کہ مطلق کی قید سوا نماز جنازہ نفل گئی کہ اس میں محاذات مفید نہیں کیونکہ وہ حقیقت میں عادی نماز ہم جلی ہے لہذا علی الصحنہ متعلق مذکور ہے جو یعنی فساد  
صلو نہا کے اور مذہب قومی سے مراد شیخ کا قول ہے کہ جب عورت کا ظہر صحیح ہو تو وہ نفل ہو گیا کیونکہ وصف باطل ہوئیے اصل باطل نہیں ہوتی تو جب وضو  
باطل ہو تو نفل ہونا باقی رہ گیا اور امام محمد کے نزدیک جب عورت کی نماز کا ظہر ہونا باطل ہو تو وہ نفل نماز باطل ہو گئی کیونکہ وصف باطل ہونے سے او کو نزدیک

اہل باطل جو مانتے ہیں تو ان کے قول کے بموجب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ عورت حقیقت میں نماز نہیں پڑھتی بحوالہ ائین میں اس قول کو خلاف مذہب کہا ہے کہ انبی الشہابی  
بصرف مشترک تھا ذاتاً لئلا یصلیٰ فیہ فصل لیس صلواتہا مکروہۃ لا یفسد فیہ تخریجہ وان سبقت ببعضہا اداءہ ولو حکمہا للاحقین بعد اغ  
الکھام بخلاف الکتابین والمخاذاۃ فی النظر بین جو نہی شرط محاذات کی ہونا نماز کا مشترک مرد اور عورت میں تحریم کی راہ اور ادا کی راہ تحریم میں مشترک نہ ہو  
یہ غرض ہے کہ عورت نے پہلے نماز کی محاذی مرد کی تحریم پر اپنی تحریم کی بنا کی ہو یا محاذی کے امام کی تحریم پر اگرچہ بعض نماز عورت سے پیشتر ہو چکی ہو یعنی یہ شرط نہیں کہ عورت  
شروع نماز میں پہلے اگر مرد ایک باد و رکعت پڑھ چکا ہو اور اس وقت عورت اگر شریک ہو تو بقیہ نماز میں اگر محاذات ہوگی تب ہی مفید کی اور اگر نہیں شریک ہو تو یہ مرد  
کے جس نماز کو دونوں پڑھتے ہیں اس میں ایک دوسرے کا امام ہو یا وہ دونوں ہی شخص کے متقدمین کو شریک ادا کی حکم جو جیسے دو لاحق بعد امامتے خارج ہو چکے یعنی اگر عورت  
اور مرد کی محاذات امام کے سلام پہنچنے کے بعد لاحق ہو چکی ہو تو شریک ہو جائیگی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی پہلو کہ حکم دو نو ایک امام کے متقدمین ہیں بخلاف دو ہونے کی محاذات  
امام کے بعد کہ مفید نہیں کیونکہ مسبق باقی نماز کے پڑھنے میں منفرد ہوتا ہو تو اس وقت کی محاذات میں شریک فی الاداء باقی گئی اور بخلاف محاذات رہتہ کہ وہ بھی مفید  
نہیں یعنی اگر مرد اور عورت بیوضو ہو کر وضو کر فسی گئے اور راہ میں محاذات ہوئی تو نماز کی مفید نہ ہوگی نتائج کہا تو اس شریک کی تیسرے معلوم ہوا کہ محاذات نماز  
پر شرط دالی سورت کی اس مرد نمازی سے جو عورت کی نماز نہیں پڑھتا مثلاً دو علیہ علیہ پڑھتے ہیں یا ایک مقدمی امام کا مرد و مرسل منفرد تو اس وقت میں نماز اگر مرد  
نماز کی مفید نہ ہونے الفتح طحاوی نے کہا کہ مرد اور عورت کے سبب منقطع شہوت کے ولحدیث الجلیۃ فلو اختلفت کتافی فجاء الکعبۃ و  
لیلاۃ مظلمۃ فالفساد باجماع شرط محاذات کی یہ ہے کہ جہت دو نو کے قبل کی ایک ہو تو اگر جہت مختلف ہو جیسے کہ ایک اندر مثلاً کہ ایک کا مونہ ایک یوار کی طرف ہو اور  
ایک کا دوسری دیوار کی طرف اور جیسے اندھیری راہ میں دونوں نماز قبل کی شکل کر کے پڑھیں اور مختلف سمت کے پڑھیں تو اس صورت میں محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی  
بلکہ مرد و عورت کی فساد نہ ہوگی بلکہ فساد لا فاسد ہوگی تاہم مرد کی اگر وہ عاقل اور بالغ ہو گا اور نہیں تو فاسد نہ ہوگی یعنی جہتی شرط فساد نماز کی مانع اور مانع نہ ہو  
مفسد صلیٰ جہاں اذا حاذتہ کی او تکلیف کی تیسرے معلوم ہوا کہ اگر محاذات ارکے کے ساتھ ہوگی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور مرد کی نماز فاسد ہوگی اس سے  
یہ مسئلہ کہ عورت کی نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ مرد محاذی امام نہ ہو نہ وہ دونوں کی فاسد ہوگی کہ انبی الشہابی ان توفی الامام وقت شرعاً لا بعداً امامتہ وان لم تکن  
حاکمۃ علی الظاہر لو توفی امرأۃ معینۃ أو النبیاء الاہل ہذا علیہا تلبیۃ والامیوہا فسد صلواتہا کما لو اشار الیہا بالناخۃ فہم تلتزمون لہا فرض المقام  
فہم ساتون شرط محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی یہ ہے کہ نماز مرد کی ہو وقت فاسد کی جلیاں پہلے شروع کیوت عورت کی امامت کی نیت کرے نہ نماز شروع کرے کہ عورت کی نیت  
عورت کی اگر بعد نماز شروع کرے کہ عورت کا یہ سمجھنا کہ وہ نماز مرد محاذی کی نماز نہیں فاسد نہ ہوگی نیت امامت عورت کی امام نے کی جو اگرچہ عورت ہو وقت موجود ہو  
قول ظاہر پر اور اگر امام نے نیت کی عورت کی امامت کی یا اور عورت کی نیت کی سو اسی عورت کی تو عمل کرے کی نیت یعنی عورت کے سوا دوسری محاذات  
پہلی صورت میں اور جس کی استیسا کیا اس کی محاذات دوسری صورت میں مفید نہ ہوگی اور اگر امام نے اوٹ کی نیت کی ہوگی تو عورت کی نماز فاسد نہ ہوگی جیسے اگر امام نے اسکو شہادہ  
کیا پھر جیسے کا اور وہ بھی نہیں تو اس میں بھی اس کی نماز فاسد نہ ہوگی پہلے کہ عورت کی فرض مقام کو ترک کیا کہ اسے الفتح ہم شامی نے کہا کہ اکثر فقہاء پر یہ ہے کہ جب  
عیدین میں عورت کو اقتدا کی نیت کے لیے نیت امام شرط نہیں اور یہ قول اصح ہے جیسا کہ خلاصہ میں اور جنازہ میں تو بالاتفاق شرط نہیں مگر تہستانی میں عدہ شرط کو  
عدم محاذات پر منحصر کیا ہے یعنی عیدین میں اگر عورت نے اقتدا کیا اس میں مرد کی محاذات نہیں تو اسکا اقتدا صحیح ہو گا اگر امام نے نیت کی ہو اور نہ ہی جیسے کہ  
عدم شرط امام عظم کا اول قول ہے تو اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ شرط ہونا نیت کا پچھلا قول ہے اور عمل اور فتویٰ پہلے قول پر ہوتا ہے و شرط کو ان کا فائدہ اور فقہاء  
شرط کیا ہے یعنی شرط طہیان کی جو ہونا عورت کا عاقل اس میں معلوم ہوا کہ اگر عورت کی محاذات ہوگی تو فساد نماز نہ ہوگی کیونکہ پہلی نماز منعقد ہی نہیں کی شامی نے  
کہا کہ امام کے قول فی صلوة سے اس شرط کے ذکر کی حاجت نہیں تو کھان کی حکایت و احیاء اور نوین شرط ہے ہونا مرد اور عورت کا ایک مکان میں یعنی اگر شرط اول و دوم  
اونچی و کان میں ہو اور عورت پہنچے ہو تو فساد نماز نہ ہو گا نہ الفائق میں کہا کہ یہ شرط ہر چند محاذات کے لفظ سے معلوم ہے مگر مشائخ نے توضیح کے لیے یہ کہہ کر کہ وہ  
فی کین کلیل دوسری شرط یہ ہے کہ محاذات ایک کن کا مل کے اوپر لے میں ہوا شامی نے کہا کہ غایت میں ہے کہ محاذات مفید نہ ہو کہ ہوا یا بدہ یعنی کن کا مل کی شرط کا

اعتبار نہیں فاکتہ عشرت پس محامات سر مرد کی نماز فاسد ہو نیکی شرطین و س جن چاند تر چشم او کو شمار کے ساتھ لکھا ہو اور اگر شتر اک درخت پر اور شتر اک  
وراد کو دو قرار دو تو کیا رو ہو جاتی ہیں اور تپتے صحنے کے لیے امام کے اشارہ کرنے کو بعد اشرط ہیر او توبارہ ہوتی ہیں اب معلوم کرنا چاہیے کہ ایک عورت کی  
محاذات میں مردوں کی نماز فاسد ہو سکتی ہو ایک کو کی جو عورت کی دوسری طرف ہو ایک بائیں طرف والے کی ایک چپے کپڑی ہونیوالے کی اس سے زیادہ کی نماز فاسد  
ہو گی کیونکہ جنگلی نماز فاسد ہوئی وہ حامل ہوئے درمیان عورت اور دوسرے نازیروں کے دھڑا ڈاڈا لا کر دیکھیں المشہور لا یقیدھا علی المذہب فی تصنیف  
لما فی جامع المحبوی و درالبحار من الفساد لانه فی المذہب لا یشترط ان یسقطوا بل یسقطوا بکل حال و فی المقام کا حقیقہ ان الہام اور عادی بنو باریش لڑکے  
خو بصر لائق شہوت کا نماز کو فاسد نہیں کرتا قومی مذہب پر شائع کیا کہ ماتن کا یہ کہنا ضعیف بنا ہو اس قول کا جو جامع محبوی اور درالبحار میں مذکور ہے یعنی نماز کا  
فاسد ہونا اور وہ ضعف کی یہ ہے کہ نماز کے فاسد ہو نیکی علت عورت میں شہوت نہیں تاکہ اوسی علت سے امر کی محاذات کو مفسد نہ ہو یا جاسی بلکہ وجہ فساد چھوٹا  
فرض مقام کا ہو جیسا کہ شکوہ ابن ہمام نے ثابت کیا ہے ہم سے اگر وجہ فساد کی عورت کی محاذات میں شہوت ہو تو چاہیے کہ بڑھیا اور ماہین اور دوسری عورتوں  
کی محاذات سے فساد نہ ہو مالا لکھا کہ ان کی بھی ہوتا ہے اس سے معلوم ہو کہ علت فساد یہی ہے کہ جہاں عورت کو کھڑا کرنا فرض تھا اس جگہ نہ لکھا گیا ولا یصح قتلہ  
درجیل بکر ایہ و حسن و صبیحی طلقا و لوفی جنازہ و نفل علی الکعبہ اور نہیں صحیح ہے اقتدا مرد کا چھ عورت اور عورت اور لڑکے کے کسی نار میں اگر چہ زخا زہ  
اور نماز نفل میں جو صحیح تر قول کے بموجب ہم مخطا نہیں کیا کہ ماتن کی اس عبارت میں لکھا ہے کہ اگر مرد اور جل سے بالغ ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابالغ کا اقتدا  
جو صحیح عورت اور خنثی کے درست ہو اور اگر جلیل سے مراد مرد ہو تو ابالغ ہو یا نابالغ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قہر ابالغ کا پیچھے نابالغ کے صحیح نہیں حالانکہ  
و تو بائیں غیر داغ میں تو ستر بیت کہ عبارت سطر ہوتی کہ درست نہیں اقتدا مذکر کا عورت اور خنثی کے پیچھے اور نابالغ کا لڑکے کے پیچھے کذا فی الجلبی  
طی الاصح راجع ہر صورت مرد بالغ کے اقتدا کرنا کو نفل نماز میں ہر ایہ میں کہا کہ تراویح اور سنتوں میں شیخ یوسف نے لڑکے کے پیچھے اقتدا کو جائز کہا ہے اور محاریر  
اگر کسی نابالغ لڑکے کے پیچھے اقتدا بالغ کا درست نہیں خواہ تراویح ہو عید یا وتر یا کوف و خس و غیرہ سب کی لڑکے کے فتنے کوئی نماز نہیں لکھ نماز کا صرف  
عادت پر نہیں لکھا جاتا مگر اگر لڑکے کی نماز بالفرض نفل ہو تو اقتدا فرض نہیں والیکانظرن ہر دہلے کے پیچھے لازم آویگا اور یہ بھی درست نہیں انفسہ  
سبقت اقتدا جائز نہ ہو کہ بالغ کی نفل قومی ترہ کی شرع کر نیسے واجب جانی ہے کہ لڑکے لہر دہلے لایعہ الا فذا ۱۱ بھون مضمین او منقطع فی غیر حلالہ افافہ  
او سکران او متعلق ذکرہ الحلبی او سطر ج درست نہیں اقتدا چھ مجنون امی یا مجنون منقطع کے سوا و حالت افافہ کے پیچھے متوالے کی پیچھے مذکور کیا ہے  
شکوہ حلبی نے ہم مطبق بضم میم و سر مودہ وہ جنون جب میں کہی ہوش نہ ہوا ہو اور منقطع وہ کہ کبھی افافہ ہوتا ہو اور کہی جنون اور وجہ عدم جواز اقتدا کی یہ ہے کہ مجنون مکلف  
نہیں اور متوالے اور بکیش میں ثبوت نیت کا نہیں ولا طاهر بعد از ہذا ان قارن الوضوء الحکم او طرہ علیہ بقدرہ و حقہ لوقضا علی الا یقطام  
او صلی اللہ اور نہیں صحیح ہے اقتدا طاهر کا چھ مجنون کے یہ شہوت میں کہ جب فتنے کے ساتھ ہی حدت ہو ہو یا بعد وضو کر نیسے یعنی نماز سے پیشتر حدت او ستر  
طی ہی ہو اور اقتدا درست ہے بشرطیکہ عذر نہ ہونے پر وضو کیا ہو اور نماز سطر چھٹی ہو یعنی تمام نماز میں عذر نہ ہو تو اب طاهر کا اقتدا اس دور کے چھ درج  
ہو جائیگا ہم مخطا نہیں کیا کہ ماتن کو ستر بیت کہ بجای طاهر کے صحیح کہنا سید کہ معذور کو طاهر کے مقابلہ الہی سے معلوم ہوا ہے کہ معذور طاهر نہیں مالا لکھ شرعاً وہ  
طاهر ہو کا فدا ۱۱ بضم صمد ۱۱ حرج الدیم و کا فدا ۱۱ امرایہ مبتدھا صحتی مثیلہ و کذا ۱۱ مثیلہ و ذی عذرین بذی عذرہ لا عکسہ کذا ۱۱ انفلان  
بذی سلسلین کما تم الامام حلاً و جاساۃ جیسو درست ہے اقتدا صحیح آدمی کا پیچھے قصد کھلوانیوالے کی کہ خون کے نکلنے سے لہون ہو اور جیسو صحیح ہے اقتدا عورت کا چھ  
اپنی مثل سنی دوسری عورت کا اقتدا لڑکے کا دوسرے لڑکے کے پیچھے اور اقتدا عذر والے کا اپنے مثل کے پیچھے اور اقتدا مرد والی کا ایک عذر والے کے پیچھے نہیں  
صحیح ہے اس کا عکس یعنی اقتدا کرنا ایک عذر والے کا دوسرے لڑکے کے پیچھے مثلاً اقتدا کرنا بائیں والی کا اوش شخص کے پیچھے جسکو سلس البول ہو درست نہیں سبب کہ امام  
یعنی سلس البول والیکے ساتھ وہ عذر میں ایک بوضو ہونا دوسرے نجاست کا ہونا اور قصدی میں مشر ایک عذر ہے یعنی بائیں سے بوضو ہونا ہم نہر الغائی  
میں کہا کہ اقتدا معذور کا اپنے مثل کے پیچھے ہر وقت صحیح ہے جب کہ وہ خود کا عذر معذور ہو تو اس صورت میں یہ جو شائع کیا کہ وہ عذر والے کا ایک عذر والے







کیونکہ امام کا حال سفر و کاسا ہر طرح مسبق تیجھے سبق کے قہر انہیں کر سکتا کیونکہ وہ سفر میں ہوتا تھا حالات انہیں اور میں کر سکتے ہیں اور میں  
 حال سے اگر لائق سبق کے تیجھے انداز سے اور سبق میں ان کے چھوڑنے کی تعلیم دلا مسافر بقیم بعد الوقت فیما بینہما السفر کا نظم ہو سوا تھا  
 بقیم بعد الوقت اودیه فخر جہ ذاکندک انساؤ اور نہیں بھیجے ہوا تھا مسافر کا چھوڑنے کے بعد وقت کا اور نماز دن میں جو سفر کے باعث ہو رہی  
 ہیں جیسی پھر اور عصر و عشاء پر اگر ہو کہ مقتدیہ کو قہر وقت کے بعد کی ہو یا وقت کے اندر تحریم کی ہو وقت نکل گیا تو اس وقت مسافر نے اقد کیا مہ مسافر کی  
 نماز وقت کے اندر تمام ہو سکتی ہو خواہ وقت اقامت کر نیسے خواہ وقت چھوڑنے سے پہلے مسافت کی جہت اگر جب وقت نکل گیا تو اس کے ذمہ دو رکعتیں ثابت  
 ہو گئیں اب انہیں قابلیت تمام ہو چکی کیسے طریق نرہی اسلیو بعد وقت کو اقد صحیح نہیں ہے اور مستغیر نمازوں کی قید اسلیو لگائی کہ جن میں تغیر نہیں مثلا فجر اور  
 مغرب تو انہیں اقد درست ہو کہ لکھنے میں ان کے حکم فی الوقت فخر ہے و لا یجوز لہما مایہ اما بعد الوقت فلا یجوز فیہ فیکون اقدانہ  
 جہت فی حق فعدا و قراۃ یا قراۃ فی شفعہ اول اوانان بلکہ مسافر اقد کی تحریم وقت کے اندر کرے پھر وقت نکل جائے تو اقد صحیح ہوگا اور  
 مسافر جہا رکعتیں پڑھ لے امام کی حیثیت میں ایک وقت کے بعد نماز فرض نہیں بدلیگا دو ہی رکعتیں اگر ذمہ ہوئی تو اگر وہ مقتدیہ کا اقد اپنے دو گانہ میں کر گیا تو  
 اقد کے حق میں اور دوسرے دو گانہ میں کر گیا تو قرات کے حق میں قہر افضل ہو چھوڑنے کے تیجھے ہو جائیگا حالانکہ فرض والیکہ قہر افضل والیکہ پھر جائز نہیں  
 ہم فضل سے مراد غیر فرض ہو خواہ سنت ہو یا واجب نہ قہر اول امام کے ذمہ واجب ہو اور مقتدیہ مسافر پر اخیرہ ہو چکی جہت سے فرض ہو تو اقد فرض والیکہ اقد  
 والیکہ پھر ہوگا اور تیجھے دو گانہ میں قرات امام مقتدیہ کے حق میں سنہاں ہو نہیں اگر مسافر اقد اگر کتاب ہی میں بھی ہو گا کیونکہ قرات اس کے حق میں فرض ہو تو  
 اقد فرض والیکہ سنت والیکہ پھر ہوا اگر وہ اقد کے لکھنے الشامی و کاناؤل ہر ایک لکھ والکے و ابیہ آخری فلو معہ ہے اور صحیح نہیں اقد اسوا کی  
 سو اور ہوا لے کا تیجھے سوار کے اور اقد اسوار کا تیجھے دوسرے سوار جو دوسری جانور پر سوار ہو تو اگر مقتدیہ امام کے ساتھ ایک جانور پر ہو تو اقد درست  
 ہو گا مہ وجہ عہد جہ ازانہ کی ان صورتوں میں جب تک مکان اور شرائط اقد ہو مکان کا متحد ہونا اور پرنہ کو جو چکا اس سے معلوم ہوگا اگر سوار آخری ہو تو شخص کا اقد اگر گیا  
 تب ہی جائز ہوگا کہ بی شامی و لا ینبذ الا تیجھے ای لا یلزم علی الاھل کافی الخیر عن المجتہد اور نہیں درست ہوا اقد غیر تو تلی کا تو تے کے چھوڑنے سے تو ایک جہت  
 بیساکہ جہا ان میں جیسے ہی منقول ہے ہر شے پر وزن نفس و شریعت کے ہر جہت کی زبان سے ایک حرف کی جگہ دوسرے شے کی جگہ میں یا مہدی میں ہو تو تولا  
 کتب میں اور صحیح کی قید ہو گئی کہ نماز ہوا اور اتنا فرضانہ و نظیر میں تو تلی کی امامت کو بھیج گیا ہے کہ ان فی الشامی و حراہ الحلی ان الشیخ انہ بعد بلکہ جہت  
 کما ینحاکم لا ینبذ الا ینبذہ ولا ینبذہ صلوٰۃ اذا ینبذہ الا ینبذہ ابن تیمیہ اور لا یجوز ہذا و وجد قد الفرض ما لا ینبذہ ہذا ہذا  
 انھم الخنازی حکم الا تیجھے اور جلی اور ابن شہینہ فرماتے ہیں کہ تو تولا ہیشہ کی وجہ کو کوشش کر نیسے بعد امی کو مانند بھی بھی پڑھتے تو تلی کے سوا اور کسی  
 امامت کرے اور نہ صحیح ہوئی اسکی نماز جبکہ اسکو اقد البشیر شخص کا جو قرآن اچھا پڑھ کر مکن ہو یا وہ کوشش کرنا چوڑی یا بقدر فرض قرات وہ آیتیں حاصل کرے جنہیں تولا  
 نہ ہو بھی تیجھے صحیح اور مختار ہو تو تے کے حکم میں ہم حاصل تیجھے یہ ہو کہ تو تے کو معنیہ واجب کہ تیجھے الفاظ میں کوشش کرے اگر کوشش کے معنی الفاظ نکال  
 سکیگا تو نماز اسکی جائز ہوگی اور اگر کوشش کے بدن پر ہوگا تو نماز ناسد ہوگی چنانچہ محیط وغیرہ میں ہو مگر یہ ہشتہ میں کہ بقدر فرض ایسی آیتیں پڑھ سکے جنہیں  
 نہ تولا ہو اور اگر پڑھ سکتا ہو تو اسے کوشش کرنا ضروری نہیں دوسری صحیح پڑھو والیکہ اقد انھم مہ کہ ان فی الشامی و کاناؤل ہر ایک لکھ والکے و ابیہ آخری فلو معہ ہے اور صحیح نہیں اقد اسوا کی  
 لا یقید علی اخراہر الفاظ الا ینبذہ و ہر طرح حکم جو اس شخص کا جو کوئی حرف حرف ہی سے نہ بول سکے یا نہ کو بدون کر کر نیسے نکال سکے مہ یعنی البشیر  
 کو بھی ہیشہ کوشش کرنا چاہی دہ اسکی نماز صحیح ہوگی مثلاً بعض لوگوں سے جہ اربع اور ص اور کھ نہیں ادا ہو تو انکو کوشش کرنا انکی تیجھے میں اچھا اور جو کہ الش  
 کو مغرب وغیرہ میں خاص کیا ہو اس شخص کے لیے جو سین اور نہ بول سکے ایسے شایع ہر حرکت نہ بول سکے کو اس قول میں عام کر دیا اور حق کی مکر اس سے باہر ہوگا  
 یہی تلامذہ میں داخل ہے کہ ان فی الشامی و کاناؤل ہر ایک لکھ والکے و ابیہ آخری فلو معہ ہے اور صحیح نہیں اقد اسوا کی  
 ہی غیر صلوٰۃ الا افراد علی الصبیح محیط و ادعی فی الخیر انہ اقد ہب اور جان کے کجا اقد ناسد ہو اسکیطیر چہ ناسد ہو خواہ موت اور لکھ کے امامت ہو



دوسری باتوں سے جدا و پر مذکور ہوئے تو نہیں صحیح شرع کرنا مقتدی کا خود اپنی نماز میں اگر بوجہ نفل ہی ہو سیکو کہ مقتدی نفل و دوسری شرکت کا قصد کیا تھا اور شرکت میں پڑنا خیر ہے تنہائی کی نماز کا نہیں صحیح شرع قول صحیح پر کذا فی النہیۃ اور بوجہ الرأی میں عموماً کیا کہ عدم صحت شرع مذہب ہم وجہ عدم صحت شرع ہے جو کہ جب اس نماز میں جس کا مقتدی قرار دے کیا اسکا شرع صحیح ہوا تو فریقین کسی صحیح ہو گا کذا فی الشامی قال المصنف لکن ہاں لخاصہ یقید آیتا  
قولی محمد خاصہ تصنف کہا لیکن غلام کا کلام سہاٹ کا مقصد ہے کہ عدم صحت شرع قول سے فاسد امام محمد کا ہم غلام میں میرے مضمون کہ جس جگہ پر اقتدی صحیح ہو گیا مقتدی خود اپنی نماز کا شرع کر نیوالا ہو جائیگا یا نہیں امام محمد کے نزدیک نہیں تا اوشیخین کے نزدیک ہو جائیگا یا کذا فی الشامی قلت وقد ادعی بعض  
بعد تصحیح الشیخ اجماع خلافہ ان المذہب انفلافاً فاقول میں کہتا ہوں کہ صاحب بحثے بیان گذشتہ میں یعنی عورت کے عادات مسئلہ میں عموماً  
کیا ہو کہ مذہب بدل جائیگا یا ناز کا نفل سے بعد تصحیح سراج کے خلاف عدم صحت کو سوتا مل کرے اس تناقض کو ہم صاحب بحثے عادات میں سراج سے نقل کیا تھا اگر  
مرد و عورت ہوتا ہو اور عورت نے فہر کی نیت سے اور اس کا اقتد کیا اور محاذی ہوئی تو مرد کی نماز باطل ہوگی کیونکہ اقتد امر خیر فرض میں صحیح ہوا اگر نفل میں ہو جب تک  
و صحت ہوا تو اس سے شافعیہ سے کہ جب اقتد فرض میں فاسد ہوا تو شرع باطل فاسد ہوا بلکہ نفل میں اقتد باقی رہا اور صحت شرع مذہب نہیں اور نہ نماز مرد کی  
کیونکہ فاسد ہوتی اور بیان دوسری عدم صحت شرع کا کرنا ہو تو مرد و کلاموں میں صریح تناقض ہو گا کذا فی الشامی وحینئذ لا تشبہ ما فی الزلیلی اذہ متی قصد  
لنقدہ شرط کلامیہ و مذہباً لا یتمتعہ اصلاً و ان لا یخلاف الصلواتین تعقد نقلاً عن غیر مضمون و ثمرہ لا ینقض بالفقہۃ اور سہوت میں  
جب کلام صاحب بحثے کا نقل مذہب میں مختلف ہوا تو شاید تر تو اعتد فیہ سے وہ قول ہے جو زلیعی میں ہے کہ جس صورت میں اقتد فاسد ہو سبب بنائی جائے کسی طو  
چنانچہ اقتد اطہار کا پیچھے مذکور کے تو اس صورت میں نماز صحت سے مستعد نہ ہوگی اور اگر وہ نمازوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اقتد فاسد ہو تو نماز مقتدی کی نفل  
فریق مضمون مستعد ہوگی یعنی اسکو فاسد کر نیسے فقہاؤں کے ذمہ لازم نہ ہوگی اور ثمرہ خلاف کا وضو کا ٹوٹنا ہی فقہ سے یعنی صحت شرع کے تو ان پر وضو ٹوٹ جائیگا  
کیونکہ فقہ شامی نماز میں پایا جائے گا اور عدم صحت قول پر وضو بنائے گا مگر زلیعی کی تفصیل سے دو فرقوں میں تو فریق ہو گئی یعنی عدم صحت کی تصحیح ہے  
صورت محمول ہے کہ فساد اقتد کسی شرط کے معدوم ہو نیسے ہوا اور صحت کی تصحیح اور ہر محمول ہے کہ اقتد فرضیت میں نہ ہو نفل میں باقی رہی و فیہم عن الاذکار  
صفت من النفس بالاحلال قد اذاعوا ان تفاعہن قد اقاموا لرجل مفنا السعادة اور منع کرنی ہوا اقتد ہو عورت کی صف بدن اس حال تک  
جو مقدار ایک تہ کر ہو یا بدن او کو مرفوع ہو نیسے کسی کے تہ کے برابر کذا فی مفتاح السعادة ہم عورتوں کی صف اگر پر ہی ہو تو یعنی صفیں مرد و عورتوں کی اس کے پیچھے  
ہوگی سبکی نماز فاسد ہوگی اور اگر تین عورتیں ہوگی تو مرد و عورتیں ہوگی سبکی نماز فاسد ہوگی اور اگر وہ عورتیں ہوگی تو مرد و عورتیں ہوگی سبکی نماز فاسد ہوگی  
صحت کے مرد و عورت کی نماز کا دیگی ہوا ان کے پیچھے سیدہ ہیں جو سہل طرح ایک عورت سے بھی پیچھے کے ایک ہی مرد کی نماز فاسد ہوتی ہے آخر صفوں تک اور صفیاء اس کا  
مقتضی ہو کہ اگر عورتیں ہیں یا پوری صف ہوں تب بھی ان کے محاذی مردوں کی ایک ہی صف میں نماز فاسد ہو چکی صفوں میں یا نہ پہلا اس لیے کہ اس کا  
صف کے مرد اپنے پیچھے کے مرد کے لیے عامل ہو جاتی ہیں جیسے ایک یا دو عورتوں میں سے ہوں اگر اس میں کو استہسان کی وجہ سے ترک کیا کیونکہ حضرت نے مرد  
مرد و عورتوں کے درمیان اور ہر کے امام کے پیچھے میں ہر یا رستہ یا عورتوں کی صف ہو تو اس کی نماز نہیں تو معلوم ہوا کہ شافعیہ جو  
مائل اور ارتفاع کا اعتبار کیا ہے یہ ایک یا دو عورتوں کے لیے جو صف میں سببیت مذکور کے مائل کا اعتبار نہیں کذا فی الشامی او طریقی فیہ العجلۃ  
یخبرھا التعلل بارتبہ عام نافذ جس میں کارٹی گذر سکے اسے اقتد ہو شافعیہ کہا کہ عجلۃ یفتحقین وہاں جو جسکو پہل پہنچتے ہیں او طریقی فیہ السفقین و لو  
زود کا دونی السبق یا ان اقتد امر نہ جہتیں جل سکیں اگرچہ چوبلی نکستی یعنی دونوں کی ہو اور اگرچہ مسجید میں ہوا و خارجہ فی فیہما فی الطہر ایداد  
فی مسجد کبیر جہاں السبق الفقد من کسبہ صحتین فاکثر الا اذا نصحت انصفون فیہم مطلقاً کان قائم فی الطریق ثلثہ و کذا الشان عند الشافعی  
اذا احداً انفاً لانه لکراۃ صلاتہ صلاۃ وجوبہ لکراۃ صلاۃ فی حق من خلفہ یا ان اقتد امر نہ جہتیں یا ان اقتد امر نہ جہتیں یا ان اقتد امر نہ جہتیں یا ان اقتد امر نہ جہتیں یا ان  
اقتد کے کہ نہیں گناہیں وہ مضمون یا زیادہ کی ہو مگر صورت میں یا نہ نہیں جبکہ صفیں ملی ہوئی ہوں تو صحیح ہو اقتد مطلقاً یعنی اگرچہ پیچھے میں ہر یا راہ نافذ ہو شافعیہ میں





کذا فی الشاشی اور اگر امام نے نماز پڑھنے کے بعد کہا کہ دو شخص کا ذکر ہو تو قول یہاں مانا جائیگا کیونکہ نماز پڑھنا مسلمان ہونے کی دلیل ہے اور امام پر جب کیا جائیگا مسلمان ہو کر کہہ کر اس کلام سے وہ مرد ہو گیا بالقدر المثلین بلسانہ او بلسانہ اور رسولی علی الاھل من صلیتین والا لایلزما بجز عن المصلیہ و صحیح فی جمیع  
 مکتوباتی علی ما مطلقا لکن عن خطایہ معنی عنہ لکن الشرح مرتبہ علی الفتاویٰ امام کے ذریعہ جو دنیا بطرح کہ ہو سکے یعنی زبان سے کہہ کر یا خط  
 لکھ کر یا قلم سے کہہ کر لازم ہے جو صحیح قول کے موجب اگر مقتدی میں سے معلوم ہوں اور اگر معلوم نہ ہوں تو خبر دینا اسپر لازم نہیں کذا فی البحر عن المعراج حلبی نے کہا کہ اگر  
 ہتھوڑی معلوم ہوں اور ہتھوڑی نامعلوم معلوم کو خبر دینا لازم ہے اور تصحیح کی ہے مجمع الفتاویٰ میں: نہ خبر دینے کی مطلقا یعنی خواہ نماز کا فاسد ہونا بالاتفاق ہو یا مختلف فیہ  
 بسبب ہر دو اس فعل امام کے خطا کے طور پر جسے درگزر کی گئی ہو لیکن مشرین ترجیح دی گئی ہیں فتاویٰ میں پر یعنی خبر دینا معراج الدرایہ شرح بہ ایداد برکات اللہ  
 شرح کنز الدقائق میں مذکور ہے تو مجمع الفتاویٰ کا قول ان کے سامنے قابل التفات نہیں شامی نے کہا کہ بالقدرة متعلق اخبار سے ہے اور علی الاصح متعلق ہے ہرگز سے  
 واذا اذنتی ایضا قاری یا مبی تعقد صلوة الکل للقدرة علی القیامۃ بالانذار بالقاری سواء علیہ اولا خواہ اولاً علی المذہب المتخالف  
 الامام امیانی الکفر بیان و نو فی التشہید اما بعد اذ تعقد نماز دجا بعضہ تفسد صلواتہم لان کل رکعة صلوة فلا تخلو عن القیامۃ ولو  
 تقدیرا اور جبکہ اقتدا کیا ایک امی اور ایک قاری نے چچو امی کے تو نماز سبکی فاسد ہوگی بسبب دو سبب امیوں کے قراءت پر قاری کے چچو پڑھنے سے برابر جو کلام  
 طعم قاری کا ہو یا نہ ہو اور میت قاری کی کی ہو یا نہ ہو بنا بر مذہب قوی کے شامی نے زبانی سے نقل کیا کہ وہ سبکی یہ ہے کہ فرائض کا حال علم اور جہالت سے بدلنا  
 نہیں تو جب علم شرط ہوا تو میت ہی بطریق اولیٰ شرط نہ ہوگی اتنے یا خلیفہ کردی امام کسی امی کو چھپی درگھنوں میں اگرچہ تشہید میں خلیفہ کردی فاسد ہوگی نماز سب کی امی  
 کہ ہر رکعت نماز علیحدہ ہے تو غائی نہ ہوگی کوئی رکعت قراءت اگرچہ قراءت تقدیری ہو اور جی میں قراءت تقدیری ہی نہیں کہہ سکتے وہ اہل ہی نہیں تو امام کیسے کہ خلیفہ  
 کیا جس میں صلاحیت امامت کی نہیں پس نماز مستند ہوگی فاسد ہوگی اور امام کی نماز عمل اکثر کی جہت سے فاسد ہوگی اور مقتدیوں کی نماز امام کی نماز پر ہی تھی کذا  
 فی البحر شارح کہا اور جب تشہید کی خلیفہ کرے تو نماز درست ہوگی جسبب اربع ہوں امام کے اپنے فعل میں تشہید سے و صحیح تو صلی کل من الاھل القافیہ ہے  
 و کذا فی الصحیح اور صحیح ہے نماز اگر پڑھی ہر ایک یعنی امی اور قاری نے تہما قول صحیح میں ہر قول صحیح کا مقابل قول ابو حاتم کا ہے کہ نماز امی کی اس صورت میں جائز  
 نہیں بقیام مستند گزشتہ اور ہدایہ میں قول اول کو صحیح کہا ہے کذا فی الشاشی بخلاف صحیح الاھل بعد اذ انما لیس القادی اذ انما یقتدی بہ و صلی منفرقا انما یقتدی  
 فی الاھل ما لم یختلف لکن امی کے بعد شروع کرنے قاری کے جبکہ قاری کا اقتدا کرے تو تشہد نماز پڑھی کہ نماز امی کی فاسد ہوگی صحیح تر قول میں اس وجہ کی سبب  
 کہ کذا گئی یعنی امی نے بادجو قدرت علی القیامۃ کے قراءت کو ترک کیا اگر قاری کے چچو پڑھا تو اسکی قراءت پہلی ہی قراءت ہو جائی و اعلم ان المذہب  
 من صلاھا کاملہ مع الامام والاھل من فاتتہ الركعات کلھا او بعضھا کائن بعدا اقتداۃ اور جان کہ مذہب وہ مقتدی جو پیش نماز کی پابندی ہے  
 امام کے ساتھ پڑھتی ان اور لایق وہ مقتدی جو جسے کل کیا یا ہتھوڑی سے کہتے امام کے ساتھ نہ پڑھتی ان اگر اقتدا کر چکنو کے بعد یہ کہتے فوت ہوئی  
 ہوں بعدا کفایۃ و زحمة و سبق شد و صلوة خوف و مقید انتہی کفایت فوت ہونا کل یا بعض رکعات کا کسی مذہب سے ہو مثلاً غفلت سے یا ہتھوڑی سے یا وضو  
 جاتی ہے سو یا خوف کی نماز یہ تہم کہ اقتدا کرے مسافر کے چچے ہم غفلت کی صورت یہ ہے کہ مقتدی اقتدا لے بعد غافل ہو گیا بیان تک کہ امام نے سبب یا بعض ثبلی  
 اور انہو کی صورت یہ ہے کہ مثلاً جبہ میں اقتدا کیا اور لوگوں کی کثرت کی باعث ایک رکعت امام کے ساتھ نہ پڑھ سکا اور جو وضو جاتی سے مقتدی اور امام دونوں  
 الاھل ہو سکتے ہیں امام کے لائق ہو یا نہ ہو کہ جب امام وضو کو گیا تو جسکو خلیفہ کر گیا تھا اس نے اس آئین میں کل یا بعض رکعات پڑھ لین اور خوف کی نماز  
 سہلح ہوتی ہے کہ امام فوج کے دو حصہ کر کے ایک کو نماز پڑھا دی اور دوسرے کو مقابل دشمن کے کھڑا کرے جب پہلا حصہ نصف نماز امام کے ساتھ پڑھ لے تو دوسرے  
 سامنے باد ہو اور دوسرا امام کے پیچھے اقتدا کرے چنانچہ صلوة خوف میں بیان ہو گا تو پہلا حصہ لایق چکا جو شارح نے مراد لیا ہے اور دوسرا حصہ سبق ہے وہ وہاں  
 نہیں اور مقیم جو مسافر کے پیچھے پڑھتی چار رکعتوں کی نماز میں مقیم کو امام کے فارغ ہونے کے بعد درگھنوں اور پڑھنی پڑھنی کی اون دونوں مقیم کا مکمل لایق کا  
 ہو و کذا بلا علیہ ان سبق امامہ فی رکوع و سبحی فانہ یقتدی رکعة اور سہلح ہے فوت ہونا رکعات کا بلا عذر سہلح کے مقتدی ہی امام جو پیشتر

ایک رکوع اور سجدہ کر کے خود ایک رکعت نفا کر گیا اور اس رکعت پڑھنے میں لاحق ہو گا وحکمہ کہ کئی قریب فلا یاتی بقرآن ولا یتعدی قرضہ بیدہ اقامتہ  
 ویکد یتعدی ما فاتہ اور حکم لاحق کا مقتدی کی طرح ہو یعنی فوت شدہ رکعت میں قرات پڑھی اور اگر اس کے پڑھنے میں کچھ ہو جاوے تو سجدہ ہو کر پڑھ کر  
 دوسرا فرض نہ بدلیگا اقامت کی نیت سے یعنی اگر سارا لاحق ہو گیا اور فوت شدہ نماز کو پڑھنے میں نیت اقامت کی کر لی تو وہی رکعت اس کے ذمہ پڑھیں گے پھر  
 کھوجا بیگی اور شروع کر دے اگر نوافت شدہ کا یعنی لاحق اول وہ رکعت پڑھی جو فوت ہو گئیں پھر امام کی متابعت کرے عکس المسبق سبوت کے برعکس یعنی چار  
 باتوں مذکورہ بالا میں لاحق سبوت کے برعکس تو سبوت اپنی باقی نماز میں قرات پڑھی گا اور اگر سبوت پہلے ہو کر گیا تو سجدہ ہو کر پڑھ لیا اور نیت اقامت سے  
 دوسرا فرض بدلیگا اور کی جگہ چار رکعتیں پڑھنی ہوں گی اور اول امام کی متابعت کرے گا بعد اسکے فارغ ہونے کے باقی نماز پڑھیں گے ثم یتابع اماما ان اقلتہ  
 اور اگر وہ الا تابعہ موصولی ما نام فیہ بلا فرائض ثم ما استقیہ بہا ان کان مسبقا ایضا پھر لاحق بعد اس کے فوت شدہ نماز کے اپنے امام کی متابعت  
 کرے اگر امام کا پالینا اسکو ممکن ہو ورنہ متابعت امام کرے پھر اگر لاحق سبوت بھی ہو تو اول وہ نماز سے قرات پڑھے جو حسین شلا سو گیا ہو اس کے بعد وہ پڑھے  
 قرات کے ساتھ جس میں سبوت ہو جو صورت لاحق اور سبوت پڑھنے کی سیر جو کہ ایک شخص شلا لھر کی دوسری رکعت میں شریک کر لاحق ہو گیا یعنی تیسری اور چوتھی  
 رکعت ہلکے علی قواب وہ تیسری اور چوتھی کو بلا قرات پڑھے پھر اول رکعت کو قرات ساتھ پڑھے شامی نے لکھا کہ شارح کی عبارت فہم مطلب قاصد ہی بہتر  
 تعبیر ہون تھی کہ شارح یون کہتا ویداً بقضائہ ما فاتہ بلا قراءۃ عکس المسبق ثم یتابع اماما ان اقلتہ اور اگر کثر مسبق یہ یعنی شروع کرے قضا کی قانات کو یہ قرات  
 کی برعکس سبوت کے پھر متابعت امام کی کرے اگر لھر نماز میں باقی نماز پڑھیں سبوت ہو گیا ہو تاکہ عبارت مختصر اور تنہیم غرض کے لیے و مختصر ہوتی  
 غرض کہ شارح کا قول والا تابعہ الم یجوز ہر سبوتی مترجم ہو گیا اور طوطی پر کیا ولو عکس عکس و ان لم یکن لکون اللزیم اور اگر لاحق اس کا عکس کرے یعنی اول وہ  
 رکعت پڑھے جس میں سبوت ہو پھر دوسری میں لاحق ہو تو نماز صحیح ہوگی اور گناہ کا ہو گا بسبب ک ترتیب کما توجبہ واجب اور امام زکریا کے نزدیک اس کی نماز  
 صحیح ہوگی کیونکہ ترتیب کما توجبہ اور کذا فی الشامی والمسبق من سبقہ الا امام تھا و بعضہا اور سبوت وہ مقتدی ہو جس پیشتر امام  
 سبب کتین یا بعض کتین پڑھے چکا ہو یعنی شلا اگر اخیر رکعت کے رکوع کے بعد ملا ہو گا تو سبب کتین سبوت ہو گا ورنہ بعض میں ہم غرض کہ مقتدی چار طبع کے ہو کر  
 اول مدرک دوم لاحق سوم سبوت چہارم وہ جو لاحق بھی ہو اور سبوت بھی وہو مصنف کحی ثلثی ویتعقذہ و یقرأ وان قرأ مع الامام لعدم الاعتداد  
 بما لکراہیہا مفتاح السعادت اور سبوت منفرد ہوتا ہو میان تک کہ وہ سبحانک اللہم ارحمہ ذ اور قرات پڑھے اگرچہ امام کے ساتھ اس نے قرات  
 پڑھی ہو کیونکہ امام کے پیچھے قرات مکروہ ہو نیکی جہت سے اور سبب کچھ شارح نہیں وجہ عدم برابر ہو کہ کذا فی مفتاح السعادت لما یقتضیہ ای بعد متابعتہ  
 کو امامیہ فلو قبل کما فاکلہ لہر الفساد اور سبوت منفرد ہون نماز میں کہ قضا کرے یعنی وہ نماز جو امام کے ساتھ نہیں ملی کے پڑھنے میں منفرد ہو شارح کہا  
 کہ فوت شدہ کو اگر سے بعد متابعت اپنے امام کے اپنی امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھے پس اگر قبل متابعت یعنی شامی متابعت میں پڑھے گا تو ظاہر تر نماز کا  
 قاصد ہوتا ہو سہو کہ منفرد ہونا اقتدا کی محل میں درست نہیں د یغنی اول صلواتہ فی حق قراءۃ و آخرہا فی حق تشهد فمذک رکعۃ من غیرہ  
 یا فی برکتین بغاۃ حق و سولۃ و تشهد بینہما دہا بقای الزبانی بغاۃ فقط ولا یفقد قبلہا اور سبوت قرات کے باب میں اول اپنی نماز کا اور تشهد  
 باب میں آخر اپنی نماز کا پڑھے یعنی فوت شدہ نماز کو قرات کے حق میں شروع نماز سمجھے اور تشهد کے حق میں امام کے ساتھ پڑھے ہوگی کو بھی ملا ہوگی ابنا رح سپر تفریع  
 کر تا ہو کہ پانیو الا ایک رکعت کا جس کے بعد دوسری نماز دن میں بقیہ نماز سہل پڑھے کہ دو تین اول فاتحہ اور سورہ کے ساتھ اور اون کے درمیان میں شہد سنا  
 اور اگر کو یعنی ایک رکعت الحمد و سورہ پڑھے پھر تشهد دو رکعت کے بعد ہوتا ہو اور اس میں ایک امام کے ساتھ پڑھے ہو پھر تیسری رکعت الحمد و سورہ پڑھے  
 و پھر تہی رکعت چار رکعت والی نماز کی صفت الحمد کے ساتھ اگر کسی اور اس سے پیشتر یعنی تیسری آخر میں بیٹھو ہم فیض میں مستغنی ہو کہ امام عظمیٰ کے نزدیک  
 سبوت سہل پڑھے کہ پہلی دو رکعتیں سہ قرات پڑھے تشهد کرے اور تیسری کو صفت فاتحہ پڑھے اور شامی نے لکھا کہ ظاہر اہتمام قول بر صاحبین کے جو جملہ  
 شارح نے بیان کیا ہے الا فی اربعہ فکے مقتدی احدھا لاجلھا الا عند امیہ وان صح استخلافہ فی حدیثہ لاحتالہ القضاء فلا استثناء جملہ

پڑھنے کی سیر



بَلَدًا فَتَقْسِدُ فِي صَلَاتِهِ مَطْلَقًا وَكَذَا إِذَا رَأَى وَاسْتَوَانَ تَابَعَهُ وَالْأَكْلَا... اور یہ سب سے پہلے سبق کا ہو کر نماز مسجد ہو اور صلیبی اور تلاوت میں امام کی متابعت کرنی اور وقت تک جو کہ جس رکعت کو مسنون پہنچ کر پڑھا اور اسکو مسجد کے ساتھ مقید کیا اور مسجد کے مقید کرنے کے بعد تو صلیبی مسجد میں نماز مطلقاً فاسد ہوگی خواہ متابعت کرے یا نہ کرے کیونکہ وہ منفرد ہو گیا حالانکہ دوستی و رکن مسجد اور قعدہ و رکوع اور بعد رکعت پورا کر نیسے متابعت عاجز ہو جائے نماز فاسد ہوگی کذا فی المعنی اور یہ طریق نماز فاسد کی مسجد و تلاوت اور مسجد ہو میں اگر مسنون متابعت کر گیا اسلئے کہ ایک رکعت کو پورا کر کے حالت انفرادہ مستحکم ہو چکی اب وہ متروک نہیں ہو سکتی اور متابعت اس کا ترک لازم آتا ہے کذا فی الشامی اور اگر متابعت کر گیا تو نماز فاسد کی کیونکہ مسجد ہو تو جب مسجد و تلاوت سے جو قعدہ و اخیرہ جاتا رہا تو اس وقت گیا کہ سبق پکا منفرد ہو چکا تھا وہ سبق پر لازم ہو گا اور یہیں وجہ نماز فاسد ہوگی کذا فی المعنی و لعل سلم سائہیان بعد ما یہ لزمہ الشہوق الاکالا اور اگر سبق نے ہو کر سلام پیرا تو اگر بعد السلام کے پیرا تب تو اس پر مسجد ہو لازم ہے کیونکہ وہ احکام میں منفرد ہے اور اگر ایسا نہیں ہے المسمیٰ بشیر ہوا اسکو ساتھ ہی پیرا تو مسجد ہو لازم نہیں کیونکہ وہ دو صورتوں میں مقید ہے جو اور مقیدی کے مسجد مقید ہے پر کیونکہ لازم نہیں دلی قلم امامتہ لخاصۃ فناء بقاء ان بعد القعود تقسدا والا لا حتی یقید الخ خاصۃ بعد الا اور اگر سبق کا امام پانچویں رکعت کو پڑھا ہو گیا اور سبق نے اسکی متابعت کی تو اگر امام بعد قعدہ و اخیرہ کے پڑھا ہو تو سبق کی نماز فاسد ہوگی کیونکہ انفرادہ کی جگہ میں اقتدا کر گیا اور اگر امام نے قعدہ و اخیرہ نہیں کیا اور پڑھا ہو گیا تو نماز سبق کی فاسد کی اسکو کہ امام کی نماز ایسی پوری نہیں ہے تو متابعت کچھ ضرر نہیں جب تک کہ امام پانچویں رکعت کو مسجد کے مقید کرے کیونکہ پانچویں رکعت مسجد کرنے سے امام کی نماز نفل ہو جائیگی اسلئے سبق کی نماز فاسد کی دلی قلم الامام المسمیٰ فناء بقاء ان لا یسجد فالا شیعۃ انفسا لا یقیدانہ فی موضع الانفراد اور اگر امام نے اپنے سے پہلے گمان کر کے مسجد ہو گیا اور سبق نے اسکی متابعت کی پھر ظاہر ہو کہ امام پر ہوتا تو مشابہت نہ رہتی اور قعدہ سے فاسد ہو نماز سبق کا جو بسبب اقتدا کرنے سبق کے انفرادہ کی جگہ میں مصداق نے فیض سے نقل کیا کہ عدم فساد پر قعدہ اور فقہ ابو الدیثمی عدم فساد کی وجہ بیان کی کہ اس زمانہ میں قاریوں پر حالت غالب ہے بالاختلاف یہ آیت خلیفہ کر نیسے حکام میں یعنی اگر امام کو شامی صلوۃ میں مانع صلوۃ میں آدمی اور وہ دوست شخص کو اپنا نائب کر دے اس کے حکام اس باب میں مذکور ہیں موطا ہی نے کہا کہ سین راست اختلاف میں آئے ہیں کیونکہ مقصود بیان خلیفہ کا جو طلب کرنا خلیفہ کا اور نہ کہ استخفاف اس حدیث کے ہونے پر بحث و موطا جو بنا کا مانع ہو سکتا ہے شیخ عثمان بن نباجی کو ذکر کیا اور کہا اعلم ان لحنی اذ الیاء ثلاثۃ عشر نہیں ظاہر ہے کہ بنا کی جائز ہو نیسے یہ نیز خیرین میں کون الحدیث کا مانع دیکھتا ہے شرط ہو احداث کا جو شامی میں حدیث میں اور اس کے سبب میں بندہ کہ اختیار ہو اگر حدیث اختیار ہی ہو گا تو بنا درست ہوگی نماز جو سر سے پڑھیں پڑھیں میں بدلتا ہے دوسری شرط ہے جو احداث کا نمازی کے بعد یعنی خارج سے بجا نہ آئے نماز نہ لگے غیری موجب کسبیل نیستی شرط یہ ہے کہ حدیث جو پیش کی جائے مشاوری سے انفرادہ ہو گیا ہو دکانی وجہ اور چونکہ شرط ہے حدیث کا تا اور الوجود نہ ہو اس کو کہ کھلا کر نہ سنا اور پوششی نکل گئی دلم یوسف کہ لکھا ہے محدث اور پانچویں شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی رکعت کے ساتھ نہ ادا کیا ہو مثلاً سب سے میں شد ہو اور اپنا سر قعدہ ادا نہ کیا ہو تو نماز میں پڑھ کر پڑھ کر اور چھٹی شرط یہ ہے کہ کوئی رکعت چھٹے کے ساتھ نہ ادا کیا ہو مثلاً جہا زمین سے وضو کرنے گیا اور پیش کرنے میں قراءت پڑھتا یا تو سنا ہو گیا وہ نہ یفعل مطلقاً اور ساتویں شرط یہ ہے کہ کوئی فعل مخالف نماز نہ کیا ہو مثلاً کہا یا کہا یا جو یا پانی نہ پیا ہو ورنہ از سر نو نماز پڑھ جو او فاعلا کہ منہ بکلا اور آٹھویں شرط یہ ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کیا ہو جس سے نمازی کو چارہ ہو مثلاً پانی پامس یا اور بلا ضرورت دور چلا گیا و لہذا آخر یلکذا لکن کما اور نویں شرط یہ ہے کہ بدن عذر کے دیر کی ہو عذر جیسو انہو کا ہونا تو اگر بدن انہو کے مقدار ادا کرنے رکعت کے توقف کر گیا مثلاً نماز فاسد ہو جائیگی اور بنا جائز ہوگی و لم یظہر حدیثہ الشانق کفنی لکھا ہے اور دسویں شرط یہ ہے کہ اس حدیث سے پیشتر کا کوئی حدیث ظاہر نہ ہو جو جیسو کہ جہا نہ نمازی کے موزہ کے سج کی کہ اس صورت میں بھی نماز فاسد ہو جائیگی و لہذا یلکذا لکن کما دہو و ترتیب اور کیا ہو جو شرط یہ ہے کہ اس نے کوئی نماز قضا یا دکی ہو اس صورت میں کہ وہ ترتیب لایا ہو کیونکہ ترتیب اگر کوئی فائتہ کا یا دانا منہ ہو سکی حال کی نماز کا ہو دلم یم القوام فی غیر مکانہ اور بارہویں شرط یہ ہے کہ قعدہ

بَابُ الْاِسْتِخْلَافِ







میں خلیفہ کر دیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی و استیفاءۃ افضل لحضرت اعم الخلفاء اور از سر نو پڑھنا امام کا فہم ہے و سہل بچے کے خلاف سوم  
 امام شافعی کے نزدیک اختلاف جائز نہیں اوس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے پہلے کہا کہ نماز کو نئی سر سے پڑھنا افضل ہے تاکہ سب کے نزدیک نماز ہو جائے  
 استیفاء کی یہ صورت ہے کہ کوئی کام غلط کر کے مخالف کر کے پہلے نماز کو قطع کرے اور وضو کے بعد وجہ انت کرے کہ انی الشافی و یقعین الکاسنی  
 ان لم یکن تشهد لکنی اذ حدثت عمداً و اخری حیا من مسجد یظن حشداً و احتلام منی و تغیر او نظیر او تمس بشلوۃ او عمارۃ و قطعہ  
 لکن دیکھا اور متعین ہے از سر نو پڑھنا اگر تدریجاً بیجا سبب جن کے یا دہنہ حد کو نیکی جہت کے گمان پر سب سے باہر نکلنے کے یہاں قلام ہو جائیکہ  
 سونے سے یا فکر سے یا دیکھنے یا شہوت کے ساتھ جو بیجا سبب ہو سکے یا کھلکھلا کر مہینے کے کیونکہ اس قسم واقعات نادر ہیں اور شرط اختلاف اور بنائی عدم  
 قدرت ہے جو چاہے مذکور ہو اور کذا لہو لہ ان یختلف اذ احصر عن فراءۃ قل الامض فی حدیث ابی بلال الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاکتہ  
 لما احسن بالنس صلی اللہ علیہ وسلم حصیر عن القراءۃ فمات آخر فقلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانما الصلوۃ فلو لم یکن جائزاً لافعل  
 بدل اثم اور یہ طبع جائز ہے امام کو خلیفہ کرنا جب کہ بند ہو جائے قدر فرض قراءت کے پڑھنے سے سببیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ از سر نو  
 جب آئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پائی تو قراءت بند ہوئی اور جو بیٹ گویا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نماز کو تمام کیا تو اگر یہ امام جائز ہو تو قراءت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرے کہ انی البدایہ ہم فرض کے مقدار کی قید نہیں لگائی کہ اگر بعد پڑھنے مقدار فرض کے رکے گا تو خلیفہ کرنا بالاجماع جائز ہو گا کذا فی البدایہ  
 و قال لا یفسد اذا صحت فیہ فراءۃ فرض سے رکے گا نہ باعث نماز فاسد ہو جائیکہ از سر نو پڑھنے کی وجہ سے فساد دیکھ کر یہ عذر نادر الوجود ہے اور  
 شرط اختلاف یہ ہے کہ نادر نہ کر لے الشافی و بعض الخلفاء لو حصیر بول او غلطی از اس خلاف کرے عکس ہے اگر امام باعث پیشاب یا پاخانہ کے نماز سے بجا کرے  
 یعنی صاحبین کے نزدیک اختلاف جائز ہے اور امام غلط کرے نزدیک ناجائز و لو عجز عن رکوع و سجد یدھل یختلف کالقراءۃ اذ لا اور اگر امام عاجز ہو کر کوع  
 اور سجود سے تو کیا خلیفہ کر دے جیسے قراءت کے ٹکے میں کرنا ہے اس مسئلہ کا حکم میں نہیں کیا ہم شافی نے کہا کہ میں شارح کی بات نہ کر لکھا غرض الامر کے حاشیہ  
 دیکھا کہ ظاہر کلام فقہانہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں خلیفہ کرے کہ اختلاف خلاف قیاس بات ہو ایمینی بسبب عمل کثیر ہونیکے تو جان دار ہو اسی جگہ جائز  
 ہو گا نہ وہ جگہ میں لچل ای لاجل تجلیل او خوف اعتراک قراءت سے رکنا بحسب ان کے ہو یا سبب ان کو کہ امام کو پیش آتا ہو لایستخلف لاجل ان لیس  
 القراءۃ اھلاً لانیہ صار اھلاً و اصحابہ عطف علی المنفی بول لثاری یخس مانع من غیر سبق حدیثہ فلو منہ فلفظ ہی حلیفہ کرے اجماع اگر  
 ہو جائے قراءت کو سر سے پہلے کہ امام استعین امی ہو گیا اور قوم کی نماز باطل ہو گئی تو از سر نو کو یہ صورت میں ہوگی تو وہ بھی بنا کر سکیگا کذا فی الشافی یا گاہ عالمی  
 پیشاب بہت یعنی نجاست مانع نماز کی اس کے حدت سابق کے سوا میں کو اگر حدت سابق کی نجاست لگے تو بنا کر لے شارح نے کہا کہ ادا صابہ عطف ہے منی یعنی  
 لیس ہے پر وہ صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ امام کو مثلاً کھجور اور زراعت قدر در دم اسکے کپڑے کو لگ گئی تو اس نجاست نماز فاسد نہ ہوگی وضو کے ساتھ کہ اوپر کرنا سکتا ہے  
 ہاں اگر خارج ہو نجاست مانع لگے تو وضو ہوگی او کشف عنی تا فی الاستیفاء لکوالمر اذ ذرا عنہا للوضوء اذ لم یضطر لہ فلو اضطر لم یفسد لکھو لے  
 اجنبی برہن کی استیفاء نہیں یا قوت کہہ لے اپنا ہتھ و وضو کے لیے تو نماز فاسد کی اور اختلاف اور بنا درست نہ ہو گا بشرطیکہ کشف کورت کے لیے مضطر نہ ہو پس اگر اچا رکھو لے پڑھو  
 یعنی دیکھو پڑھو استیفاء وضو ممکن ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی و قوی حالہ الذی لہا ب او الوجہ لک لاد اہ دیکھا حدت اس میں پڑھو قراءت وضو کے لیے جائز حالت میں  
 یا دوسرے ایک حالت میں تو نماز فاسد ہوگی بسبب کرنے نمازی کے رکن نماز کو حدت کے ساتھ جائز میں یا دوسرے کے ساتھ دوسرے ایک صورت میں حالہ کہ شرط یا ہر  
 ہتھ کی ادا کی رکن حدت کے ساتھ نہ ہو چلنے کے ساتھ غرض کہ میں بھی اختلاف و بنا درست نہیں بخلاف تسبیح فی الاھل بخلاف سبحان اللہ کہ میں  
 صحیح ترقی میں کہ اوس نماز فاسد نہ ہوگی ہم شافی نے کہا کہ فی الواقع قراءت اور تسبیح دو نوسے متصل ہے اور اس کا مقابل قراءت میں زیلعی کا قول ہے کہ چاہے  
 قراءت پڑھو گا تو فاسد کی اصد جمع کے وقف پڑھو گا تو فاسد نہ ہوگی او طلب نماز بالاشادۃ و اشادۃ بالکفا طوۃ لکما فایا پانی یا ماکا اشارہ یا دوسرے  
 غیر اعلانی ہو تو نماز فاسد کی بحسب اہل ہونے ان دو نوبتوں کے نماز میں ہم شریفی نے پہلے مسئلہ میں یہ ہر امر فرض کیا ہے کہ اگر نمازی سلام کا جواب نہ دے











باب یقید الصلوٰۃ و ما یلحق فیہا

تہ کے خلیفہ کے نماز فاسد ہوگی جسب اگرچہ امام کے لیے فعل اختیار کی گزانی الشامی دواام رجل رجلا فاحدا و آخر جابر للنجہ صلوٰۃ  
 الامام و یقی علی صلوٰۃ و قد صلوٰۃ المقتد کما مر اور اگر ایک شخص دو کرا امام ہو اور دو یو یو وضو ہو گئے اور سب سے باہر گئے تو امام کی نماز پوری  
 اور اپنی نماز پر ناکر اور مقتدی کی نماز فاسد گئی بسبب اس وجہ کے کہ گزری بنی امام کی امامت قائم ہے اور مقتدی ملا امام رہ گیا گزانی لفظ صلوٰۃ  
 رکعتی یکت الی انقطاعہ وغیرہ وضو و بنی لکما مر و اللہ اعلم نماز کو مکمل ہوئی اس کے بعد وضو تک تو ف کر ہی پھر وضو کر کے نیک کر ہی وضو کر کے سبب  
 کہ پیشتر ہوئی یعنی توقف کرنا عذر کے لیے مانع بنائیں واللہ تعالیٰ اعلم **باب یقید الصلوٰۃ و ما یلحق فیہا** یہ باب ہے  
 اور امر کے بیان میں جو نماز کو فاسد کرتے ہیں اور جو اس کے اندر کردہ تحریری یا تحریری بن عقید العارض الاضطرابی بالاختیار و یقید و ما یلحق  
 نہ ظاہری کے بعد اختیار ہی کو ذکر کیا ہم بنی عوارض و منہم میں ایک بے اختیار جس کا بیان باب سابق میں گذر اوس کے اختیار جمی کہ مقتدی اس باب میں ذکر  
 کرنا یقید و ما یلحق فیہا لفظی و تحریری و غیرہ مفہوم کے و انرا دلوا استعطف کلمہ او قرا و ساق حمار الاقتسد لانه صلوٰۃ  
 لہ ہوا انما ساق و راجع نماز کو کلام کرنا کلام بولنا ہی دو حرفوں کا ایک حرف مطلب جہاں ایک شائع آدرق امر کے صبیحہ کے اول کے معنی میں حفاظت کر اور  
 دوسرے میں بجا تو اس کو یہ کہ ایک حرف ہمیں کا بولنا کلام میں داخل ہو گا کہ لفظ الشامی اور اگر کہنے یا لی کو بلا ناجائز یا لگے جو کو ناکا تو نماز فاسد ہوگی سبب  
 یہ ہے اور بن میں چکی ہے نہیں اور کلام میں حرفوں کا یہ بولنا چاہیے پس یہ آدرق بن بعد نہیں مگر کردہ بن گذانی لفظ و عذر و کہہ قیل قیل لانه التسلط  
 میں ان کلام کو لہ نہ کرنا اور سب سے کرا یہاں ہفتے نمازی کے مقدار اسی کے یکساں ہم قیل قیل کی اسٹی قید لگائی کہ یہی خود کے کلام عذر ہو سہوا مقتدی  
 و سوا مکان تا مینا او قایا و جاکلا و حجتا او ملکہا ہو الخنا و اور برابر جو کہ کلام صادر ہو نسیان یعنی بھول گیا کہ نماز پڑھتا ہی یا سو میں کلام کیا یا نہ  
 کیسے میں یعنی اس کو معلوم تھا کہ کلام فاسد ہی یا چوک کر کلام کیا کہ قصد قرات خواہ ذکر کرتا ہو اسکی جگہ کلام صادر ہوا یا حالت اگر وہ بن کلام کیا مطلق کہ کسی  
 نے پڑھنی اوس کلام کو ان نسیان کلام سے نماز فاسد ہوگی ہی مختار ہو ہم جانا چاہیے کہ فقہاء اور اصولیوں اور اہل لغت نزدیک سہوا و نسیان میں یہ  
 فرق نہیں مگر حکام یہ فرق بیان کرتے ہیں کہ سہوا کہہ رہے ہیں کہ کوئی چیز فوت نہ کرے جاتی رہی لیکن حافظہ میں باقی رہی اور نسیان یہ کہ نہ کرے اور حافظہ دور  
 سے رہی اس کے بعد کہ نہ کرے سبب یہ کی احتیاج پڑی اور سہوا و نسیان میں یہ فرق ہے کہ سہوا والا گاہ کرتے ہی خبردار ہو جاتا ہو اور خطا والا نسیان میں ہوتا  
 اور اگر کوئی نسیان کے بعد ہی کہہ کہ ابوقت صلوٰۃ کی حالت کے کلام کی طرف رجوع ہو سلیقہ کہ اوس میں اختلاف فقہاء و مذہب مذکور ہی چاہئے فخر الاسلام عدم  
 فساد کو اختیار کیا اور بقیہ صورتوں میں جنہوں کا خلاف نہیں بلکہ اور مذہب لرون کا ہو وحدیث ارفع عن اتی الخطا و یقول علی ارفع الاثم اور یہ حدیث کہ ہوا  
 لکھ کر ہی سنت چکنا محمول ہے گناہ کے اٹھالینہ و پرم جلی کے کہا کہ حدیث ان الفاظ کسی کتاب حدیث میں نہیں بائی گئی بلکہ ابن بابہ اور ابن جابر و جاکہ نے  
 ان الفاظ روایت کی جو ان اللہ وضع عن امی الخطا و نسیان و ما یستحقوا علیہ یعنی اللہ تعالیٰ نے اٹھالینہ و پرم جلی کے کہا کہ حدیث ان الفاظ کسی کتاب حدیث میں نہیں بائی گئی بلکہ ابن بابہ اور ابن جابر و جاکہ نے  
 اس حدیث سے مسلم نے سہوا کہ کلام کرنا بھولنے کے لیے یا زبردستی سے فاسد نہ ہوا سلم شائع کہا کہ اس حدیث کے برخلاف ہیں کہ بھول اور چوک اور زبردستی سے آخر ہی حکم  
 مراد ہے یعنی گناہ کا وہ سہوا و نسیان و زبردستی و زبردستی لازم آوے کہ گزانی فی القدر و حدیث ذی الیدین منسوخ شد حدیث مسلم و یقول  
 لحدیث لا یصلح فیہا من کلام الناس اور حدیث ذی الیدین کی منسوخ ہو مسلم کی اس حدیث سے کہ چار ہی اس نماز میں آدمیوں کا کوئی کلام نا مناسب نہیں ہم ذی الیدین  
 کے وہ نماز میں ایک لیا تھا اس جہت سے ذی الیدین کہلام اور ان کا نام غیر اور لقب خرق اور کنیت ابو محمد ہو انکی حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو صحیحین میں روایت ابو ہریرہ  
 فی الیدین و انہ ردی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں غریب یا عشا کی پڑھی اور دو رکعتوں پر سلام پیر کر اوی اور مسجد میں ایک لکڑی پر تکیہ لگایا اس کے آخر میں  
 مذکور ہو کہ ذی الیدین عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز کم ہوئی یا آپ بھول گئے آپ فرمایا کہ نہ میں بھولا نہ نماز کم ہوئی اوس نے عرض کیا کہ کوئی بات تو ہوئی آپ نے  
 حاضر بنے دریافت فرمایا کہ ذی الیدین کلام کیا ہو یا آپ بھول گئے عرض کیا ہاں آپ لگے بڑھے اور جب قدر نماز لگئی تھی اس کو پڑھا اور سجدہ ہو گیا تو اس حدیث  
 سے معلوم ہوا کہ کلام فاسد نماز ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود کلام فاسد کے پہلی ہی نماز پر ناکا شائع جواب دینا ہو کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور حدیث سے جو













اول شریع کیا تھا وہ فاسد ہو جائیگی مثلاً فجر کی نماز پڑھنا تھا ایک رکعت کے بعد جو اسد لکھا گیا اس وقت عصر کی کرنی تو فجر کی نماز فاسد ہو جائیگی بخلاف نیت ظہر کی  
بعد ایک یا دو رکعت ظہر کے یعنی اگر ایک ہی نماز کی نیت دو بارہ کی تو پھل نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً ظہر کی نماز پڑھنا تھا ایک رکعت کے بعد پھر اوس ہی ظہر کی نیت  
کی تو اول رکعت باطل نہ ہوگی مگر اوس صورت میں کہ نیت کے الفاظ میں سے کہ تو اس صورت میں از سر نو پڑھنے والا ہو جائیگا مطلقاً یعنی خواہ غیر نماز کی نیت کرے خواہ  
اوس کی کرے مطلقاً نیت سے پھل نماز فاسد ہوگی کیونکہ نیت کا لفظ کلام ہے اور کلام نماز کا منہ سے کذا فی الشامی وقرآنہ من مصحف ای مافیہ قرآن مطلقاً  
لا تفسدہ اور فسد نماز جو نمازی کا پڑھنا مصحف کو دیکھ کر یعنی حسین قرآن کہا ہو خواہ مصحف ہو یا محراب ہو اوس میں سے دیکھ کر پڑھنا فسد ہو مطلقاً خواہ پڑھا  
پڑھے یا بہت امام ہو یا نہ ہو دن و رات کے پڑھنا اوس کو مکمل ہو یا نہیں ہر صورت میں منہ سے یہی کہ پڑھنا تعلیم ہے ہم امام کے نزدیک دیکھ کر پڑھنا ہی نہیں ہے جس فساد  
کی و طرح سے ذکر کی گئی اول جو ضعیف ہے وہ بھی ہے کہ اس میں قرآن کا ادھنا اور دھکا دیکھنا اور درق ٹوٹنا پڑھنا ہے یہ عمل کثیر ہو اور دوسری وجہ جو کافی ہے  
بیتیت حسری تعبیح کی جو یہ ہو کہ ہر طرح پڑھنا منہ سے یعنی گویا قرآن سکھاتا جاتا ہو اور نمازی سیکھتا ہو اور تسلیم و تعلیم نماز کی فسد ہو کذا فی الشامی  
اذا کان حافظاً لما قرأه ذقاً بالاحلی بان اگر حافظ ہو اوس کا جسکو دیکھ کر پڑھا اور بد دن قرآن ادھنا کے پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ کلام  
و حسین نسا کی آیت میں مفسدہ میں وقیل لا تفسد الا بآیۃ واستظهرہ الحللی اور ایک قول ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی اگر ایک آیت سے اور ظاہر کہا ہو اوسکو حللی نے  
یعنی اسوجہ سے کہ ایک آیت سے امام کے نزدیک نماز جائز نہ ہوتی ہے وبقیۃ الشافعی بالذکر اذہا دھاکاً للثبۃ باھل الکتاب ای ان قصدہ فان للثبۃ  
بہم لا یکن فی کل شیء بل فی المذموم و فیما یقصد بہ للثبۃ کافی للجماع اور جائز کہا ہو دیکھ کر پڑھنا امام شافعی نے بد دن کر کے اور صاحبین نے اوسکو جائز  
رکھا ہو اگر اہمیت کے ساتھ بیسیب بہت اہل کتاب کے کہ وہ بھی نماز میں نوریت داخل دیکھ کر پڑھنا نہیں یعنی اگر نمازی قصد ثبۃ کا کرے تو کر اہمیت ہوگی کیونکہ ثبۃ جو اہل  
کتاب سے ہر چیز میں کرے وہ نہیں مثلاً کھانا اور پینا اور دوسری ضروریات بدنی مسلمانوں اور اہل کتاب میں یکساں ہیں تو مشابہت سے کچھ حرج نہیں بلکہ بری بات نہیں ہے  
مگر وہ ہی اور اسچیز میں مکر وہ جو جس قصد مشابہ ہو نیکیا یا باجائز یا غیرہ الرافق میں سے و یفسدھا کل عمل یکنایہ لیس من اعمالہ ولا اصلحھا فاسد  
کرنا ہو نماز کو ہر عمل کثیر جو نماز کے اعمال میں سے نہ ہو اور نہ نماز کی مصلح کے لہو ہو ہم نماز کے اعمال میں سے نہ ہو یعنی اگر شمار کرے یہ مکر وہ یا نہ کر لیا تو ہنس نہ ہوگا  
اگر عمل کثیر ہے مگر نماز کے اعمال میں سے ہو سب طرح مصلح کے لہو عمل کثیر مفید نہیں جیسے بیوکھ ہو جائے و ضو کو جائز کذا فی الشامی و فیہ اقوال خمسۃ اھمکما لا یشک  
بستبہ الناظر من بعد فاحلہ اللہ لیس فیہا اور عمل کثیر کی تعریف میں پانچ قول ہیں اول میں سے صحیح یہ ہے کہ عمل کثیر وہ ہے کہ جس کے سبب دور کا دیکھو نہ  
اوس کے کرنا البیوکھ سبب میں تردد نہ کرے کہ وہ نماز کے اندر نہیں ہم دور سے دیکھنے والے سے یہی مراد کہ جس کے سامنے نماز شروع کی ہو حاصل یہ کہ عمل کثیر وہ ہو کہ اوس کا  
کرنا والا دیکھو والی نظر میں بغیر فالبیوکھ کہ نماز نہیں پڑھتا یہ ایک قول ہو اور دوسرا قول ہے کہ جو کام عادت میں دہا ہوں سو کیا جاتا ہو وہ کثیر ہے اگرچہ نماز کی  
ایک ماہ سے کہ جسے پکڑی یا جامہ کا باندھنا اور جو ایک ماہ سے کیا جاتا ہو وہ قلیل ہے اگرچہ نمازی دہا ہوں سو کہ جسے ٹوپی کا پھنسا یا آٹا تیسرا  
قول یہ کہ تین حرکتیں متصل ہیں کثیر ہیں روز قلیل جو تھا قول ہے کہ عمل کثیر وہ ہے کہ کرنے والا مقصود ہو یعنی جسے یہ کہ گانہ مجلس کرتا ہو یا چوٹاں تول یہ کہ عمل  
کثیر وہ ہے جسکو نماز خود بہت سمجھ کر کذا فی الشامی مختصر اول شق انہ فیہا تم لا قلیل لکنہ یشکل بمسئلۃ المسئلۃ التغبیل فنامثل اور اگر دیکھو وہاں تردد  
کرے کہ کام کرنا الا نماز میں جو یا نہیں تو وہ عمل قلیل ہے لیکن مشکل پڑتی جو مسئلہ چوبے اور بوسہ لینے سے سو سو سوچے ہم صورتیں اور تغبیل کی یہ ہے کہ ایک وقت نماز  
پڑھتی ہو اس کے شہر ہٹے ہو شہوت سے جو دباؤا بد دن شہوت کے ہکا بوسہ لیا تو نماز عورت کی فاسد ہو جاتی ہے حالانکہ عورت سے اس صورت میں کوئی فعل سرزد نہ  
ہو یا چاہے بیسٹم سے اسکے جواب کشاخ فرود عین ذکر کر گیا فلا تفسد برقعہ ید فی ملکبات الرد اند علی المذہب و ما دوی من الفساد فشاڈ پس بیسٹم  
ہوئی جو نماز نمازی کے اوٹھانے سے دو نو اٹھو نہ کر کوہ کر نیچے دنت اور اوس سر اٹھانے کے وقت مذہب قوسی کے بموجب اور جو نسا کہ روایت کیا گیا ہے وہ  
مخالف ہے روایت اور درایت کے مطلقاً سچی کہا کہ تکبیرات زوائد سے مراد رکوع کرنا اور اوس سر اٹھانے کا وقت ہے اور انکو تکبیرات زوائد کہنا خلاف مطلق  
فتحا جو سب کے فتحا کی مطلقاً تکبیرات عیدین کو زوائد کہتے ہیں اور روایت مذکورہ جو کھولنے حضرت امام غزالی سے ہے کہ رکوع کی وقت اور اوس سر اٹھانے

مشابہت اہل  
کتاب کی ہر چیز  
کر دہ نہیں

بوقت ہاتھوں کا اٹھانا سجدے اور وجہ اسکے شاذ نہیں کی یہ کہ کثیر اصح قول کے بموجب وہ جو نہ کہنے والی نظر میں معلوم ہو کہ اسکا کرنے والا نماز میں نہیں نہ وہ کہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے کہ انی الشائے ویفسد یا سجدے کا علیٰ خیر وان أعادہ علی طائر بخلاف یدایہ و رکبتیہ علی الظاہر اور فاسد کرنا چہ نماز کو سجدہ کرنا غازی کا پاک چیرہ اگر ہو سکے پاک چیرہ پر دہر الیہا ہو بخلاف دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں کے کہ اگر انکو نجس پر رکھا ہو گا تو نماز فاسد نہ ہوگی ظاہر روایت پر ہم فساد نماز سجدہ کی صورت میں قول طرفین کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک صحت سجدہ فاسد ہوتا ہے نماز سجدہ اگر ظاہر چیرہ پر رکھ سجدہ کر لیا تو ابو یوسف کے نزدیک نماز صحیح ہو جائیگی اور طرفین کے نزدیک جب بھی صحیح نہیں کیونکہ اس کے نزدیک نماز قابل قسمت نہیں جب اس کا ایک جز فاسد ہو اکل فاسد ہو گئی اور ہاتھوں اور گھٹنوں کے مسئلہ میں عدم فساد اس جہت سے ہے کہ اونکا زمین پر رکھنا نماز میں شرط نہیں کڈانے الشامی ویفسد ہا ادا رکعتی حقیقۃ اتفاقاً علیٰ عمدۃ منہ جسدہ وہو قد تاملت حسیلیات مع کشف عیوبہ او نجاستہ مانعۃ او دفعہ لرحمۃ فی صحت نسیا او اتمام مکمل عند الثانی وہو لاختلاف فی الکمل لانه احوط قالہ الحلبی اور فاسد کرنا چہ نماز کو خفیف میں ادا کرنا ایسا رکع کا بائفاق امام ابو یوسف اور محمد کے بقا وہ نماز غازی کا ادا ہی رکع پر موافق سنت کے بغیر بقدر زمین و فہر سبحان اللہ کہنے کے توقف کرنا فاسد کرنا ہے امام ابو یوسف کے نزدیک برہنہ کی کہیلے رہنے کے ساتھ یا نجاست نماز کی مانع کے گناہ کی صورت میں یا ہیر کے باعث صورتوں کی صف میں جا پڑنا امام سے آگے ہو جائے کی صورت میں اور یہی قول مختار جو ان سب علون میں کہونکہ زیادہ احتیاط والا ہے بیان کیا ہے کہ طبعی نے ہم حاصل یہ کہ اگر غازی کی برہنہ کی بعد ریح عضو کہ مانع نماز ہو کہل گئی پس اگر خفیف میں اس سے کوئی رکع ادا کر لیا تو ابو یوسف اور محمد دونوں کے نزدیک نماز فاسد ہوگی اور اگر واقع میں ادا نہیں کیا مگر نماز عرصہ الکا کہ ادا کر سکتا تھا یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے موافق دیر لگی تو ابو یوسف کے نزدیک نماز فاسد ہو جائیگی اس سے معلوم ہوا کہ اگر سجدہ رسمی کم دیر تک برہنہ کی کہیلگی تو نماز کی سبکو نزدیک فاسد ہوگی اور یہی حال ہے اگر نجاست بدن پر لگ گئی اتفاقاً یا نجاست پر کھڑا ہو گیا یا صورتوں کی صف میں کسی طرح سے جا پڑا امام سے آگے نکل گیا تو اگر ان صورتوں میں کوئی رکع ادا کر لیا تو بائفاق نماز فاسد ہوگی اور اگر اتنا ہیر کہ رکع ادا کر سکتا تھا تو ابوا یوسف کے نزدیک فاسد ہوگی طحاوی نے کہا کہ رحمت کی قید اتفاق سے و صلوٰۃ علیٰ محمد و آلہ و صحابہ کرام علیہم السلام بخلاف غیرہ و مفسر علیٰ نجس ان لم یظہر لو ان اودیم اور فاسد کرنا چہ نماز کو نماز پر ہنا نماز کی کسی ہوئی جائنا چہ سکا استرنا پاک ہے بخلاف بدو سہی ہو چکی اور بخلاف بھی ہوئی کہ پاک اگر زنا یا نجاست کا ظاہر نہ ہو کہ اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی ہم یعنی اگر پاک زمین یا فرش وغیرہ پر کوئی پاک کپڑا بچھا یا تو اگر کپڑا ایسا باریک ہو کہ وہاں میں سے رنگ یا نجاست کی معلوم ہوتی ہے تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر گارٹا ہے تو درست ہوگی شامی نے کہا کہ باریک کپڑا اس جگہ حامل شمار ہوگا جہاں نجاست سجدہ یا قدم کی جگہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں سجدہ یا قدم نجاست پر ہوگا ورنہ مطلق ہوگا انا مفید نماز نہیں نجاست قریب ہو یہ سجدہ یا قریب صلوٰۃ عن القبلة اتفاقاً بغیر عمدہ اور فاسد کرنا چہ نماز کو پھر لینا نماز کی کاپنے سینہ کو قبلہ کی جانب سے بالاتفاق بدو مذکر کے ہر شامی نے کہا کہ سجدہ کا پیرنا کر وہ جو منصف خواہ سارا منہ پھیرے یا تھوڑا فلوظن حدیثہ فاستدبر القبلة ثم علیٰ حدیثہ ان قبلہ وجہ من المسجد لا تقصد و قبلہ قد تفسد پس اگر غازی نے اپنا جو عضو ہوا گمان کیا اور قبلہ سے پشت پھیری بسبب مدد نہ کر کے پیر جانا کہ حدیث نہیں ہے تو اگر یہ علم سجدہ نکلنے کے بیشتر ہوا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر سجدہ نکلنے کے ہوگا تو فاسد ہوگی بسبب مختلف ہوجانے مکان نماز کے **فصل** مسائل متعہ شارع کے مشی مستقبل القبلة هل تقصد ان قد تصقی ثم دفعت قدرہ کی من مشی و وقف کذا لک و لکذا لا تقصد وان کثیر ما لم یختلف المكان فقیل لا منفسہ حالۃ العذر و ما لو یستدبر القبلة لا یفسد انما ذلک ان الفہستہ نماز میں پلا قبلہ کو منہ کے نماز فاسد ہوگی یا نہیں جواب اگر بقدر ایک صف کے چلا پھر پھر بقدر ایک کن کے پھر چلا اور پھر اسی طرح یعنی ایک صف اور ایک رکع کی مقدار اور یہی طرح چلا گیا تو فاسد نہ ہوگی اگر یہ بیت و فہ چلا اور پھر ابوجہ تک کہ مکان مختلف ہو گا یعنی اگر مسجد میں ہے تو جب تک مسجد میں ہی باہر ہوا ہوگا اور جب تک مسجد میں ہی باہر ہوا ہوگا فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہو جائیگی جیسی ایک ہی دفعہ میں دو صفوں کی مقدار چلنے سے فاسد ہوئی ہو کذا فی الشامی اور بعض فقہاء

کہا کہ حالت عذر میں چلو سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگر بہت چلے اور جگہ مختلف ہو جائے جب تک کہ فقیر کھڑے نہ ہو اور ہر سہماں کے ذکر کیا ہو اور سہماں  
 ہستانی نے لکھا وہی نے کہا کہ قبرستان میں حالت غزو میں جاوے نہ حالت عذر وہی کثرت طوفانی المفید الاختیار فی الحجازیۃ نعروا للجلالی  
 لا اور کیا شرط ہے عمل مفید میں نمازی کا قابو ہو ناجازیہ میں ہے کہ ان شرط پر اور جلی نے کہا کہ عمل مذکور میں اختیار کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اصل  
 کہنا کہ ظاہر از مشروط ہونا معتد ہے پہلے کہ شایع ہی پر گلا نول متفرع کرتا ہے فان من دقہ او جحد بآلہ خطوات او وضع علیہا او  
 آخر بہ من مکان الصلوة او مضی نذہا لانا او مشق و نزل لہنا او مشقہا کتبہا او قبلہا ابد و تھا فسدت کیونکہ جس نمازی کو کھڑا یا کھڑا یا کھڑا  
 سواری کے جانور نے کھینچا اور اس وقت تک یا گھسیٹو سے وہ چند قدم چلا اپنی جگہ سے ہٹا کر سواری پر رکھ دیا گیا یا نمازی  
 عورت کی پستان میں بار ہو سی گئی یا کبھی بار ہو سی گئی اور اس کا وہ وہ اور آیا بار دے نمازی عورت کو شہوت سے جو ابد و ن شہوت کے  
 اوس کا بوسہ لیا تو سب صورتوں میں نماز فاسد ہوگی حالانکہ عمل اختیار کسی میں نہیں پایا جاتا شامی نے کہا کہ شرک و کفر و سبب تک سبب اور قبلہ  
 کی جگہ مشت اور قبلت بعینہ محمول کہتا جیسو اس سے اوپر کے افعال تھے لالو فیکلہ و لم یشتہا و الفرق ان فی تقبیلہ معنی کلمہ غیر  
 فاسد ہوگی نماز عورت کی اگر عورت نے اس کا بوسہ لیا اور مرد کو اس کی خوشنہی اور فز و فز سٹون میں یہ ہے جو کہ مرد کے بوسہ لہو میں جماع کے  
 معنی میں جماع یعنی اگر عورت نماز پڑھتی تھی اور شوہر نے بوسہ لیا تو عورت کی نماز اس لیے فاسد ہوگی کہ فاعل جماع کا مرد تو اسے نوجب و داعی جماع  
 میں سے کوئی عورت کے ساتھ کہتا کہ نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر مرد نماز پڑھتا ہو اور عورت نے بوسہ لیا تو عورت فاعل جماع کی نہیں ہے بلکہ  
 اس کے طرف سے و داعی جماع کا پایا جائے نہ جنس جماع نہیں جب تک کہ مرد کو شہوت نہ ہو کہ فی الشامی معنی کلمہ غیر فاعل جماع کا مرد تو اسے نوجب و داعی جماع  
 متفقہ فیہ و لیس لہ لائمہ خاصہ او نادیک او ملاعبہ و ہوا عمل کثیر و ذکر فی الحلی نمازی کے پاس ایک پہرے اوس نے اس کا ایک  
 پرند پر ہینکا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر کسی انسان پر ہینکا تو فاسد ہوگی جیسے کہ یارنا اگر ایک دفعہ ہی اسے ہلیو کہ مارنا یا پتھر ہینکا انسان پر  
 یا ہجم خصوصیت ہو یا داب دنیا یا چیل کرنا بھر حال عمل کثیر ہے ذکر کیا جو شکو جلی نے شایع مسنیہ ہم طحاوی نے کہا کہ فیہ بین یون جو کہ اگر چہ  
 زمین سے اوٹھا کر ہینکا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر اپنے پاس سے ہینکا تو فاسد نہ ہوگی تو اس سے ظاہر ہے مرد انسان میں فرق نہیں معلوم  
 ہوتا اور اگر کسی ہینکے کو عمل کثیر فرار دیجیے تو پرند پر ہینکے سے بھی نماز فاسد ہو جائیگی نفی من المفیدات از دنا یقلبہ باقی رہی مفید  
 نماز سو شہادہ و آئندہ اول مرتبہ نماز میں کالہ دل میں یعنی نیت یا اعتقاد کفر کر نیے نماز جانی رہتی ہے و موکد و دوسرا مفید نماز کا مرد یا عورت کا  
 شامی نے کہا کہ اس کا مکرہ اس مسئلہ میں معلوم ہوا ہے کہ اگر بعد قعدہ اخیرہ کے امام مریا تو نماز مقصد یونکی باطل ہو گئی ہے ستر او کو پڑھنی چاہی ہو  
 جھٹلنا و دیکھنا کہ اور مفید نماز جو جنوں اور بیہوشی اور ان کا حکم مفصل صلوة مریف کے آخر میں آو گیا و کل موعجیب الوضوء او غسل اور مفید نماز  
 ہر فعل موجب وضو کا چیل کا ہر شامی نے کہا کہ شایع نے بتجیت صاحب نہر الفائق موجب وضو کو مفید لکھا حالانکہ ہر موجب وضو مفید نماز نہیں ہے  
 استخفاف اور بنا کے بیان میں مذکور ہو چکا کہ حدیث اتفاق سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو بہر حال شایع یون کہتا کہ ہر شدہ مفید ہوا و شامی نے  
 ذکر بلا فضائے اور مفید نماز جو چوڑا کسی رکن کا بد و ن او اسکے مثلاً ایک سجدہ چوڑا یا اور سلام پہنچنے تک اور سکا او کیا تو نماز فاسد ہو جائیگی  
 ان شرط بلا اعتدال بہ نماز جو چوڑا کسی رکن کا بد و ن عذر کے مثلاً وضو سے عورت پہنچنا قبلہ بلا عذر کیا تو فاسد ہوگی اور مذکر  
 ساتھ ان باتوں کا نماز فاسد نہیں ہے سابقہ المقام بمذکر لکھا کہ فیہ امامہ مکان رکعہ و راقعہ رائسہ قبل مایہ و لم یعدہ معہ  
 او بعدہ و سلم معہ الامام اور مفید نماز جو پہلے کر لیا مقتدی کا کسی رکن کو جیسے امام اسکا امام اسکا شریک ہوا مثلاً مقتدی نے رکعہ امام  
 پیشتر کیا اور امام کے رکوع سے پیشتر اپنا سر اٹھا لیا اور پورا رکوع کو امام کے ساتھ یا اسکے بعد و بارہ کیا اور امام کے ساتھ سلام  
 پھر دیا تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی ہم طحاوی نے کہا کہ امام کے ساتھ سلام چھٹنے کی قید کی کچھ حاجت نہیں و متابعتہ المسبق امامتہ نے

تبعیہ اللہ بعد تاذک انفرادیۃً اجماعاً فہی منبت لبعثہ اور مسند نماز سے پردی کرنا مسبق کا اپنے امام کو سجدہ سجدہ میں بعد مستحکم ہونے انفرادی  
 مسبق کے اور پیشتر مستحکم ہونے انفرادی کے تو متابعت واجب ہے صورت مسئلہ کی وجہ سے کہ مسبق امام کے سلام پہلے ہی سے پیشتر یا بعد مثلاً اگر  
 کھڑا ہو اور ایک گھٹ پر چکا یعنی سجدہ رکعت مذکور کا کر لیا اور وقت امام نے سجدہ سجدہ ہو کیا تو اس سجدہ میں امام کا شریک ہو گا تو اس کی  
 نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ اس نماز میں اتنا کرنا مسبق ان جب تک اپنے رکعت جدا جدا کا سجدہ نہیں کیا تب تک انفرادی سجدہ نہیں ہوا ہوتی اگر  
 امام سجدہ ہو کر تو مسبق پر متابعت واجب و عدم اعادة الجلوہا لاخیر بعد اداء سجدة واحدة اولاً وثانیاً ثلثاً رابعاً بعد الجلوہا اور  
 مسند نماز میں دوبارہ کرنا نمازی کا قعدہ بغیر کو بعد اگر نے سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت کے جو آیا ہو بعد قعدہ کے ہم پہلو کہ سجدہ پہلی اور سجدہ تلاوت  
 قعدہ پہل ہو جاتا ہے تو اگر دوبارہ کرے گا تو ایک رکعت نماز کا یعنی قعدہ خیسہ چوٹ جا دیکھا اور نماز فاسد ہو جائیگی طحاوی نے لکھا کہ یہ بیہوش  
 ترک کن میں داخل ہے سجدہ الکننا منہ تھا و عدم اعادة فی ذکرین اذا لا فائدا اور مسند نماز میں دوبارہ کرنا نماز کا اس رکعت کو جسکو سونے کی  
 حالت میں ادا کیا موطاوی نے کہا کہ یہ صورت ترک شرط میں داخل ہے یعنی نماز میں اگر نا حالت اختیار میں شرط نماز ہے اور سونے کی حالت  
 میں پیشتر چوٹ جاتی ہے لیکن مترجم حکم نزدیک ترک شرط میں بلا عذر کی قید تھی وہ بیان متفق نہیں پہلی یہ صورت جدا سے دفعہ ایک استافر  
 المسبق بعد الجلوہا میں لاخیر اور مسند نماز میں کھلکا کرنا مسبق کے امام کا بعد قعدہ خیسہ کے یعنی اگر امام قدر شہد کے بعد قعدہ خیسہ  
 میں زور سے نہیں پڑے گا تو اس کی اور ہر رکعت کی نماز پوری ہو جائیگی مگر مسبق کی نماز فاسد ہو جائیگی کہ یہ فعل امام کا اس کی نماز کے درمیان میں  
 واقع ہو گا چنانچہ اسکی تفصیل پہلے باب میں گذر گئی وینما مکتا الخیر فی التکبیر کا اور ایک مسند نماز کا ہمزہ کا کہینا جو اسد کر کہنے میں چنانچہ  
 پیشتر گذرا ہم یعنی اسد کر رکوع و سجدہ کی ہمزہ اگر کہیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور کبیر تحریر میں تو اس سے نماز کا شروع ہی صحیح نہیں فساد تو  
 شروع کے بعد ہو کر اسے کہ انی الشامی وینما الفراء بالمان ان غایر لعلی الاول والاخری حکف مکتا لعلی اذا تحشوا الا لا یزادہ اور ایک  
 مسند نماز میں قرات کا پڑنا الحان سے یعنی زیر و زبر پیش کو فنون کی رعایت سے پڑھ کر پڑنا لکانی فیغ القدر الحان سے پڑنا مفید ہے اگر سے کو بدل دے  
 مثلاً رب العالمین کو رب العالمین پڑھے اور اگر سے نہ بدلین تو مسند نہیں مگر حرف و اور لیلین میں اگر حد سے زیادہ الحان کریگا تو باوجود سے نہ بدلنے کے نماز  
 فاسد ہو جائیگی اور اگر حد سے زیادہ ہو گا تو نماز فاسد نہ ہوگی کہ انی البرازیہ ہم و آسمی تین حرف علت کے حرف کہلاتے ہیں ان کے پہلے کی حرکت اگر ان کے  
 موافق ہوتی ہے یعنی واو کے پہلے پیش اور الف کے پہلے زیر اور می کے پہلے زیر ہو تو ان کو حرف و کہتے ہیں اور اگر نا موافق حرکت ہو یعنی واو کے  
 پیشتر یا می کے پہلے زیر ہو مثلاً تو حرف لین کہلاتے ہیں تو حرف لین صفت و دہن کیونکہ الف سے پہلے سوای زیر کے اور کبہ نہیں ہوتا غرض کہ  
 حرف علت میں شباع زائد از حد مسند نماز ہے وینما ذلک الفاء ای اور ایک نماز کا مسند قاری کی لغزش یعنی غلط پڑنا ہے ہم جاننا چاہی کہ قرات میں  
 غلطی سے نماز فاسد ہوئی کیونکہ قاعدہ میں کہ اگر ان کو جان لیا جائے تو حکم پر غلطی کا مسلم ہو سکتا ہے کہ اس سے نماز فاسد ہوئی یا نہیں تو ان  
 قواعد کے ضبط کر نیکی لیے ہم کہتے ہیں کہ غلطی یا تو اعراب میں ہوگی یعنی زیر و زبر پیش سکون میں اور اسی میں داخل ہے شد و کو تخفیف سے پڑنا اور  
 اس کا عکس اور مد و کو حد سے پڑنا اور اس کا عکس یا غلطی حرف میں ہوگی یعنی ایک حرف کی جگہ دوسرے کو ادا کرنا یا کسی حرف کا زیادہ کرنا یا کم  
 کرنا یا مقدم و مؤخر کرنا یا غلطی کلمات میں ہوگی کہ ایک کی جگہ دوسرے کو پڑنا یا زیادہ کم کرنا یا مقدم و مؤخر کرنا یا غلطی جملوں میں ہر اسی طرح یا غلطی  
 وقف میں ہو کہ وصل کی جگہ وقف کیا جائے اور وقف کی جگہ وصل اب متقدمین کو نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جس غلطی سے معنی ایسے بگڑ جائے  
 کہ اوکا قعدہ کرنا کفر ہو تو اس غلطی سے نماز فاسد ہو جائیگی خواہ کسی قسم کی غلطی ہو اور اگر غلطی سے معنی ایسے نہیں بگڑتے جن کا اعتقاد  
 کفر ہو لیکن بہت سی تبدیلیں سنون میں آجاتی ہے جیسے التراب کی جگہ ذالغبار پڑنا یا باطل ہے سے لفظ ہو جاتا ہے جیسے سرائل پڑنا سرائل کی جگہ  
 تو اس صورت میں بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر غلطی سے معنی بہت تبدیل نہیں ہوتی مگر مطلب سے دور پڑ جاتے ہیں تو اس صورت میں



دیکھنا چاہیو کہ دوسرا لفظ قرآن میں جو یا نہیں اگر نہیں محو تب بھی نماز فاسد ہوگی اور اگر قرآن میں وہ لفظ ہے تو طرفین کے نزدیک نماز فاسد ہوگی اور یہی قول  
 احوط ہے اور ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگی اور اگر غلطی سے سے نہ بگڑے اور دوسرا لفظ قرآن میں نہ ہو تو نماز طریق کے نزدیک فاسد  
 ہوگی جیسے نوایں کی جگہ قیام پر ہنا کہ دونوں کے سے ایک میں حالانکہ قیام قرآن میں نہیں اور ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو جائیگی  
 یہ فاعل مستفیدین کے ہیں اور ابن مقفال اور ابن سلام اور سہام علی زاید اور ابو بکر بن محمد اور سہدانی وغیرہ متاخرین کا  
 اسپر اتقان محو کہ عراب میں غلطی کر لینے کی طرح کی ہو نماز کی مفید نہیں اگرچہ اس کا ہتھکا کھڑ ہو کیونکہ اکثر آدمی عراب کی تفسیر نہیں کر سکتے  
 اور اگر غلطی حرف کی تبدیل میں ہو تو اگر وہ دونوں صدقوں میں فرق باسانی معلوم ہو سکتا ہو مثلاً ص کی جگہ ط پڑھنا تو متاخرین کا اتفاق  
 محو کہ نماز کا مفید ہو اور اگر صدق مشکل سے معلوم ہو تا ہو جیسے ص کی جگہ س پڑھنا تو اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن  
 متاخرین کے قواعد مضبوط نہیں پہلے نماز کے باب میں متقدمین کا قول اختیار کر نہیں زیادہ احتیاط ہے کہ اس کے قواعد بھی درست ہیں اور  
 اکثر فروع فساد میں اور نہیں کے قول پر محمول ہیں کہ لفظ الشامی من شرح النبیہ طوی فی اعرابہ و تخفیف مشگلہ و حکمیہ او زیادہ  
 شمس فاکثر نحو القضا طال الذین اذین اصل حریف جملہ غرض ابانک انفسہ اذین اذین وابتدا لم تقصہ و لکن غیر المعنی بہ یفصی  
 ہزار ذیہ پس اگر غلطی عراب میں ہو جیسے نعبہ کی ب کو ز پڑھنا یا تخفیف جو پڑھنا یا مشد کے جیسے فتو کی جگہ فتو پڑھنا اور شد و پڑھنا  
 مخفف کے جیسے انفسہ کو فہمنا پڑھنا یا غلطی ہو ایک حرف یا زیادہ کے بڑا و جو کی جیسے اعراب الذین بجای اصل الذین کے یعنی الف اور لام کی زیادہ  
 جو پڑھنا یا غلطی ہو ایک حرف کے لائیک و دوسری جگہ میں جیسے ایک نعبہ میں یا بعد اذین پڑھنا اور ک کو نعبہ میں وصل کرنا یا غلطی ہو وقف کرنے  
 اور ابتدا اگر نیکی جیسے لا الہ الا اللہ سے ابتدا کرنا تو ان صورتوں میں نماز فاسد ہوگی اگرچہ بدل جائیں ہسی کا فتو دیا جائے  
 کہ انی لہذا یہ شامی نے کہا کہ شامی کے ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب اہل میں عدم فساد پر فتویٰ ہے ہزار ذیہ میں منقول ہے حالانکہ ایسا  
 نہیں بلکہ ہزار ذیہ میں مشد عراب کی غلطی میں اگرچہ بھی گریہا میں فتویٰ عدم فساد کا مذکور ہے اور باقی صدقوں میں در صورت بگڑ جائے  
 سنو کے تو اکثر مشائخ کے نزدیک فساد مذکور ہو جیسے اگر متقدمین کا قول ہے اور احتیاط اوس میں حوالہ شدیدیہ و العلمین و انالک  
 نعبہ فبذلک تقصد اگر شدید ب العلمین ب اور ابانک نعبہ کی سی کی کہ اس کے ترک سے نماز فاسد ہو جائیگی جو لوذا ذکلمہ او نقص کلہ او  
 نقص حد ما و قد لہ او بدلہ بالآخر من غیر اذا امر و استحضرتہ فکالجدد لہا اخر جت بدل انفرجت ابانک او ابانک تقصد  
 حکم بقدر المعنی اور اگر زیادہ کیا ایک کلمہ کو مثلاً نثرہ و اذا امر میں کلمہ و قصد زیادہ کر دیا یا ناقص کیا کلمہ کو سکی مثال شامی نے نہیں لکھی  
 کہ ہمس وراثتہ سیتہ تہلہا میں جزا و سیتہ تہلہا و دوسری سیتہ کو جوڑ کر یا کہ کیا ایک حرف کو جیسے فاعل ہو بنا بد دن ی کے آخر میں مفید کیا ایک حرف کو  
 و دوسرے جیسے انفرجت عوض میں انفرجت کے یا بعد لائیک حرف کو و دوسرے جیسے یا سب جگہ اداب کے تو نماز فاسد ہوگی جب تک  
 کہ صورت بدلیں ہم شامی کے کلام میں ان و شد مرتب ہو پہلے مترجم تہلیل کے و اسلی ہر مثال کو اس کے موقع پر ترجمہ کر دیا اور واضح ہو کہ  
 تفسیر میں کی صورت میں نماز طرفین کے نزدیک فاسد ہوئی ہے اور ابو یوسف کے نزدیک اس صورت میں کہ لفظ مفرد قرآن میں نہ ہو فاسد ہوگی  
 ورنہ فاسد ہوگی الا ما یشتق تمیزہ کا لفظ و الظا و اکثرہم لوی تفسیرہا عرف کے بدلے سے در صورت بدلیا نے منو کے نماز فاسد  
 ہوئی جو اگر کسی صورت کے مبادیہ سے جن میں تمیزہ شوارح مثلاً ضلوا و ط کے بدلے سے کہ اکثر فقہاء نماز کو فاسد نہیں کہتے ہم شامی میں جیسے  
 منقول ہے کہ اگر ایسی تبدیل دلہنہ کر لیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر بے اعتبار زبان سوسل گیا یا نیز حرف کو نہیں جانا تو فاسد ہوگی ہزار ذیہ  
 میں کہا کہ یہ قول سب اقوال سے درست تر ہے اور یہی متاخرین کا قول ہے کہ لفظ کلمہ و غیر الباقی الفساد ان غیر المعنی بخلاف و الباقی  
 لا یضاہیہ کا کو بدل کلمہ بکلمہ و غیر المعنی بحال الفحاکفی جنات و نامہ فی المعطیات اور سبیل فاسد نہیں ہوتی نماز اگر کر دے



کسی جگہ کو اور نصیحت کی جو باتانی سے نساو نماز کی اگر سے بر لجا میں جیسو رب رب العلیٰ سبب اضافت جیسو فاسد ہوئی جو نماز اگر بدلہ دیا ایک کلمہ کو دوسرو  
اور سے بگڑ جائیں جیسو ان الفاظ لغی جبات پڑھنا لغی جیم کی جگہ اور پورا بیان اسکا بڑی کتابوں میں سے شامی نے کہا کہ ظاہر کلام ظہیر سے  
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکرر پڑھنا ایک کلمہ کا اس صورت میں مفید ہے کہ پڑھنے والا مصافحہ و مصافحہ الیہ کو جانتا ہو اور اگر جانتا ہو تو قصہ نہایت  
نکلیا ہو بلکہ نصیحت مناجح کے لیے کلمہ کو دوبارہ کہا ہو یا زبان سے بے ساختہ نکل گیا ہو تو چاہیے کہ نماز فاسد ہو اور مصفات نماز سے وہ صورتیں بھی ہیں  
جو اس باب سے پیشتر ہو چکیں مثلاً عورت کا محاذی ہونا اور خلیفہ الیہ کو بنانا جو قابل امامت ہو اور امام کا مسجد سے باہر چلا جانا بدوین خلیفہ  
کرنے کے اور حد کے بعد نمازی کا ایک رکن کی مفید اور ٹھنڈا یا حالت حدت اور رفتار میں ایک رکن کو ادا کرنا یا آنا و نماز میں کسی فصل لغی  
نماز کا صادر ہونا وغیرہ تو غالباً باتن و شارح نے ان کو پہلے بیان ذکر نہیں کیا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے و لا یقیدھا نظرا الی مکلف فی فہمہ  
و لکی مستفیضہما و ان کی اور نہیں فاسد کہ نماز کو دیکھنا نمازی کا کبھی چہ نہ کہ اور سببہ جانا اس کا اگر وہ اپنے سببہا ہو ہر چند وہ اپنے سببہا  
کر وہ چاہیے کہ کلمہ کو سببہ نماز کے حال میں سے نہیں اس سے یہ نکلا کہ اگر اتنا ناظر لکھو پر ٹیگنی اور سببہ میں بدوین قصد کے الیا نہ کر وہ  
یہی نہیں کہ ان فی الطہارۃ و در نماز فی الصلوٰۃ اذ فی مسجد یکبر یہو موضع میں دہنے والا تھا اور نہیں فاسد کہ نماز کو گذرنا کسی گزرنے  
والے کا جھل میں یا بڑی مسجد میں نمازی کے سجدہ کی جگہ میں کو سجدہ قول میں ہم یعنی نمازی کے قدموں سے سجدہ کی جگہ تک میں کسی کا  
گذرنا مفید نماز نہیں اور اس کا مقابل قول تفرناشی کا ہے کہ قدموں سے لیکر اس جگہ تک گذرنا مفید نہیں جہاں تک نمازی کی نظر پڑے  
جبکہ دو سجدہ کے مقام کو آتا ہو فرض کہ فساد نماز تو در فساد نماز نہیں لیکن گزرنے والے پر گناہ کا ہونا اجماع قول میں قدموں سے لیکر  
سجدہ تک کی جگہ میں گزرنے سے ہو گا اور تفرناشی کے قول پر اس جگہ میں ہی گزرنے سے جو گناہ نمازی کی نظر پڑی سجدہ گاہ کو تلمکے کی  
حالت میں گذرنا فی الشاسے اور وہ کہ بدین بدینہ از حد الخطیۃ فی بیت و مسجد صغیر فانہ یکفیر و احد فی مطلقاً و ان اس آقا و کلبا  
افسد نماز نہیں گذرنا گزرنے والے کا سانس نمازی کے ادا کے قدموں سے لیکر دیوار قبلہ تک جو ہیں اور چوٹی مسجد میں کہ گہرا دیوٹی مسجد میں  
ایک مکان کے میں یعنی مقدار دو صفوں کے فاصلہ کا ہونا و دونوں میں مانع اتدا کا نہیں جیسو جگہ اور بڑی مسجد میں مانع ہوتا ہو نفس نماز  
نہیں گذرنا کسی کا مطلق خواہ وہ عورت ہو یا کتا ہم شامی نے کہا کہ سہین رد سے ظاہر یہ کہ قول پر جو کہتے ہیں کہ گذرنا عورت یا کتے یا کتے کا  
فسد ہو اور اشارہ ہے اس امر کے طرف کہ اس باب میں جو کچھ مروی ہے وہ نسخہ ہی چاہیہ علیہ میں سکونت کیا ہے اور وہ کہ وہ ہفت  
من الذکان امام المصلی لو کان یصل علیہ ای الذکان اکثر من حیث ان بعض اعضاء الما یصل علیہ بعض اعضاء الذکان و کذا استخرجہ من  
کل من یفعل دون قامة الما و قبل دون انت ترک کاف شرک الذکان منہ نماز نہیں گذرنا گزرنے والی کا و کان کے بچے نمازی کے  
سامنے جو جبکہ وہ دوکان پر ہوتا ہو بشرط برابر آجانے بعض اعضاء گزرنے والی کے بعض اعضاء نمازی کو اور یہی حکم عدم فساد کا ہے چہ  
اور تحت اور ہر ادبی چیز کا جسکی بندی گزرنے والی کے قد سے کم ہو اور قول ضعیف یہ ہے کہ مقدار سترہ یعنی ایک ماہرہ سو کم ہو جیسا کہ  
غیر الازکار میں ہے ہم بحر الرائق میں اس قول ضعیف کو غلط کہا جو اسویر سے کہ اگر مقدار سترہ کا اعتبار ہوتا تو سوار کا نکلتا نمازی کے سامنے  
کر دہوتا کہ وہ تو غالباً ماہرہ سے اونچا ہی ہوتا ہے کہ ان فی الشاسے و ان آخر الما و لعل لیش الذکار لو یصل الما و ما ذ احلیہ من الیوا زیر  
لو قف اربعین خیر یقانی ذالک الما و لو بالاحاکل ولو ستاداً لا تنقطع اذا سجد و تعویذاً قائم اگرچہ اس گزرنے میں گذرنا لا گناہ گاری ہوتا  
ہو سبب حدیث بنار کے کہ اگر گزرنے والا جانتے کہ اوپر کیا گناہ ہے تو ہٹ کر رہے چالیس ہیں اور گناہ او سوقت ہو کہ گذرنا بدوین آٹھ کے ہو اگرچہ  
ایسا سترہ ہو کہ سجدہ کر نیچے رفت و در ہو جانا ہوا در قیام کے وقت پھر سترہ ہو جانا ہو علیہ میں کہا کہ اس مسئلہ میں چار صورتیں ہیں اول یہ  
کہ گزرنے والی کو گناہ پیش ہے کہ نمازی کے سامنے کو نہ گذرنا نمازی نے سترہ رد کا نہیں تو اس صورت میں اگر گذرنا گناہ خاص

گھڑنے والے پر ہو گا دوم یہ کہ اور طرف کو رہتے نہیں اور نمازی نے رہتہ روک لیا ہو تو اس صورت میں گناہ خاص نمازی پر ہو گا سوم یہ کہ نمازی نے رہتہ روکا ہو مگر گھڑنے والا اور طرف کو بھی نکل سکتا ہو تو اب گھڑنے سے دو گنا ہمارے گناہوں کے چارم یہ کہ نمازی نے رہتہ نہیں روکا اور گھڑنے والے کو اور طرف راہ نہیں تو اس میں کسی پر گناہ نہیں اور صورت سترہ کی یہ کہ مثلاً ایک انگشت کے برابر موٹی رشتی باکوی اور بیضیت میں لکٹی ہوئی نمازی ہو کہ تار ہو تو وہ سر کی حرکت پہلی گردن یا کمر پر ہو جاتی ہو اور جب کبڑا ہو یا پر ہو جاتی ہو تو اس طرح کی آڑ سے ہی گھڑنے والا یہ کہ گناہ نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہتھار سترہ کا قیام کی حالت میں ہے کذا فی الشافعی واطھادی ولو کان فرجاً فللذاتھن ان من علی رقبۃ من لم یستھما لانه استقط حرمۃ نفسیہ فتنبہ اور اگر صف میں کوئی جگہ خالی ہو تو نماز میں آئے لے کو جائز ہے کہ جس صف میں اس جگہ کو بند نہیں کیا اس کی گردن کو ہلانگ کر چلا جائے کیونکہ اس نے اپنی عزت آپ کہو دی تو بجز دار ہو جائیگی اس کے سامنے سے گھڑنا گناہ نہیں مگر شامی نے کہا کہ اگر ایک شخص نمازی کے سامنے گڑا جائے تو اس کے ساتھ کوئی چیز قابل سترہ کر دینے کے ہے تو اس کو نمازی کے سامنے رکھ دو اور دوسرے طرف جا کر اس کو اٹھالیا اور اگر دوسرے شخص ہوں تو ایک نمازی کے سامنے کھڑا ہو جائے دوسرے اس کی آڑ سے نکل جائے پھر دوسرے کھڑا ہو جائے تاکہ اول شخص اس کی آڑ سے گھڑ جائے ان دونوں میں سے معلوم ہوا کہ ایک طرف سے سامنے نمازی کے کھڑا ہو جائے یا نہ ہو تاکہ اس کے سامنے سے چرکا اٹھالینا موجب گناہ و کا نہیں و غیر ذلک بالذات الامام و لکن المنفرد فی الصحیح و حق ہا شافعی بقدر یزید علیہ طحاوی علیہ السلام نتیجہ و لکن ناظر بقیہ دون ثلثہ اذ علی حد اسمہا حبیبہ یا باین عینیہ و لا یکن افضل اور کھڑا کرے امام بطور استیجاب کڈانے البدائع اور سیوط تہذیبی و لا یجمل من اور شمل یجمل من یعنی بڑی مسجد میں کھڑا کرے ایک سترہ مقدار ایک ماہرہ کے لبنانی میں اور ایک انگلی کے موٹائی میں تاکہ سینے والے کو یعنی گھڑنے والے کو سونے قریب اپنی منہا تک فاصلہ کے اندر مقابل ایک ماہرہ کے نہ دو فون لکھوں گے پھر کے سامنے اور واجبی ابراہیم کے مقابل کھڑا کرنا بہتر ہے کہ مطابق سنت ہر دم طحاوی نے کہا کہ مشایخ کو سب تہما کہ دون ثلثہ اذ علی حد اسمہا حبیبہ اذ علی حد اسمہا حبیبہ کہ جلی میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ فاصلہ و میان نمازی اور سترہ کے میں ماہرہ زیادہ نہ ہو و ایک ماہرہ کا طول اور انگلی کی موٹائی میان اقل مقدار کا ہو کہ اس سے کم نہ ہو اور جبر الراقین میں کہا کہ مذہب قومی کے بموجب موٹائی کا کچھ اعتبار نہیں و لا یکن فی الوضوء و لا یخط و قیل یکن یخط طحاوی و قیل لا یخط طحاوی اور کتابت نہیں کرتا کہ بد یا سترہ کا یعنی زمین پر نہ لیا دینا مثل الہی وغیرہ کا اور نہ کافی جو خط کہینا اور بعض فقہانے کہا کہ اگر سترہ پس نہ ہو تو خط کہینے کا کافی ہے تو خط کہینے نمازی طول میں یعنی سینہ اور بعض نے کہا کہ مثل محراب کے یعنی بشکل کان کہینے جو مفتح القدر میں در صورت نہونے سترہ کے خط کہینے پر یقین کیا ہو اور کہا ہے کہ اتباع سنت بہر حال بہتر ہے علاوہ کے خط کچھ کچھ نظر آئے ہے تو کافی ہو گا اور یہ قول امام محمد مروی جو اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کتاب یا کچھ لپٹنے سامنے نہ کہ لے گائب ہی سترہ ہو جائیگا ویدفعہ ہوا شخصہ فتنگہ افضل جدا اثم قال الباقی فان فلو ضربہ فکت لاشی علیہ عند الشافعی رضی اللہ عنہ خلافاً لکنا علی ما یفہم من کتبنا بسبیح او جہر و اذ شاذ و لا یزاد علیہا عندنا فکنا لا یجہا کافہ یکن او جہش دی نمازی گھڑنے والے کو یعنی جگہ سترہ ہو یا سترہ ہو لیکن دوسرے کا ذکر کرنا بہتر ہے و سبام اللہ کہنے یا پکار کر پڑھنے سے اگرچہ نماز سترہ ہو یا اشارہ سے ماہرہ یا انکبہ سترہ کے شایع کہا کہ مثلاً رخصت ہو غریب نہیں پس کد و نہ بہتر ہے اسلئے کہ دفع کرنا نماز کے جہان سے نہیں کذا فی البدائع باقانی نے کہا کہ اگر نمازی نے گھڑنے والے کو ارادہ و رگیا تو اس پر کچھ نہیں نہ دست نہ نقصان امام شافعی ہم کے نزدیک بخلان ہمارے مذہب کے جب کہ سمجھا جاتا ہے ہمارے کنا ہوں سے ملنے رخصت فقط اشارہ ہو نہ جناب و محاربہ اور نہ زیادہ کیا جائے ان باتوں پر ہمارے نزدیک یعنی کسپر پکڑ لینا یا مارنا ہمارے نزدیک درست نہیں کذا فی لغہ ستانی نہ دفع کرے سبحان اللہ کہو اور اشارہ و دوسرے کہ دونوں باتوں کا جمع کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ مقصود ایک سو حاصل ہو مگر یہ چھ بیت میں آیا ہے کہ گھڑنے والا سے جنگ کرے کہ وہ شیطان جو تو یہ متروک ہو چنانچہ زمینی نے شخصی سے نقل کیا ہے کہ جب حکم ابتدائی اسلام میں تھا جب نماز کے اندر کام کرنا مباح تھا اب اسکی

اجازت نہیں کرنے والے شامی مختار اور المار انما تصحیح لا یطعن علی یطعن اور عورت گزرنے والے کو ہٹانے کے لیے گائی بجا ہونے سے اس طرح کہ سبیل سبیل  
 ایک ایک کیفیت تالی بجا نیکی جو الرائق میں یوں متقول ہو کہ پشت دہن ہاتھ کی اوکھلیوں کی بائیں ہاتھ کے اندر طرف یعنی سبیل میں ماری شامی اور طحا  
 نے کہا کہ اس طرح تالی بجا نیکی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی دو فوہ تھانچہ اپنی جگہ سے ٹل جاتے ہیں اس سے فوجی ہنر ہو کہ بائیں ہاتھ کو اپنی جگہ رہنے دینا  
 داسے ہاتھ کے اوکھلیوں کے اندر طرف کو بائیں کی پشت پر مار دے کہ اس میں عمل تھوڑا ہے ولو تصحیح ان سبکت لم تقصد وقد ترکا الشبهة  
 تاکہ خانیہ اور اگر ہٹانے کے لیے مرد نے تالی بجا نیکی یا عورت فرسجان اندکھ یا فوہ نماز فاسد نہ ہوگی لیکن دونوں طریق سنوں کو ترک کیا کذا فی التہذیب  
 وکفت سندہ الامام علیہ السلام اور کافی ہو سترہ امام کا اہل مقتدیوں کے لیے یعنی اگر امام کے سامنے سترہ ہو گا تو جو کوئی مقتدیوں کی صف کے سامنے کو  
 گزر جائے اس پر کہ گناہ ہو گا ولو عدل المرد والطرأ جازر تھا وفعلا اذی اور اگر گزرا در سترہ نہ ہو یعنی ایسی جگہ نماز پڑھو جہاں کوئی گناہ نہ ہو اور  
 منہر سترہ کی طرف ہو تو ترک کرنا سترہ کا جائز ہے اور کہہ کر نا سترہ کا ایسی جگہ بھی بہتر ہو کہ سترہ کے طرف منہ کر نیکی فید ایلی لگائی کہ سترہ  
 کی طرف کو نماز پڑھنا سترہ کے سامنے اور بدو کن سترہ کے دونوں طرح کر دے ہو کہ نہ سترہ چلنے کے لیے جلتے تو اس میں ایسی چیز بچاؤ جو اس کے  
 فاسد نہ ہو کذا فی البحر وکرنا تعذر التزہیۃ التي من جہا خلافت الاولی فالفارق اللدلیل فان فیما طعن للثبوت ولا صارت فحقیر بیہتہ و  
 الا لفت تہیۃ اور کر دے لگا نا کر نیکی کا شان کہ کراہت شامل ہے تہذیبی کو جس کا مال ترک او لے ہو پس فرق کر نیوالی چیز کراہت تحریمی اور  
 تہذیبی میں دلیل ہے یعنی اگر دلیل کراہت وہ مانع شرعی ہو جس کا ثبوت ظنی ہے اور کوئی پہلے والا تحریم سے استنباب کی طرف نہ ہو تب تو کراہت تحریمی  
 ہو ورنہ کراہت تہذیبی ہے مگر جو الرائق میں کہا کہ کر دے تو ہم جو ایک کر دے تحریمی جو واجب کہ تہذیب میں ہے یعنی طرح ثبوت واجب کا دلیل ظنی ہے ہو یا  
 ہی طرح ثبوت کر دے تحریمی کا دلیل ظنی ہے ہو یا جو دہم کر دے تہذیبی جو ایسا ہو تو ب فضا کی عبارت میں لفظ کر دے پایا جاوے تو اس کی دلیل کو دیکھنا  
 یا ہی اگر دلیل نہ کر دے ظنی ہو تو تحریمی ہے جو دہم تہذیبی ہے نے کہا کہ بدون دلیل کہ ہی اس کا حال معلوم ہو سکتا ہے اس طرح کہ کر دے کر دے  
 ترک واجب کو متضمن ہو تو تحریمی ہو گا و اگر ترک سنت کو متضمن ہو تو تہذیبی ہو گا سکا کہ حق تھا اللہ تعالیٰ بہ ای اسکا کہ بلا لکین معتاد و لکن القباہ  
 یکو الی و د آت کر کن الحلق کر دے تحریمی ہو لگا نمازی کا سبب کہ سترہ کو سبب ثبوت کے یعنی جو پڑھنا کر دے کا بدون پہننے سمونی کے اور ہی دلیل ہو  
 قبا کا ہنسا ایسی طرح کہ آئین پشت کی جانب ہو یعنی اس کی کشادہ بغلوت میں سے ہاتھ نکال کر آئینین پیچے کوڑا لٹا ہی سدل میں داخل کر دے جو ذکر  
 کیا ہو اسکو جلی ہے ہم مطالعہ میں نے کہا کہ شارح کو مناسب تھا کہ تحریر لکھنی کو بعد ثوب کے لکھنا تاکہ لفظ سدل جو مضاف ہو اور ثوب جو مضاف الیہ ہے ان  
 دونوں میں خاصہ نہ پڑا اور سدل کی صورت کرمی نے یہ بیان کی ہے کہ مثلاً پادریا و سدا پڑا اس خواہش پر کہ کراہت کے کتا رہی جو پڑھ کر دے تو کر دے  
 وامنون کا لکنا اور علامہ کے مشعلہ کا لکنا ہیں و حمل نہیں کذا فی الشامی کشدہ و مندی یلی یرسلہ من گفتیہ فلو من احد ہا من یکن کما انزلہ  
 زخاریہ صلوۃ فی الاھم مشدود پیر اور و مال کے کہ اسکو انجو دونوں مذہبوں سے لکھا دی تو کر دے ہو گا پس اگر ایک مذہب سے لکھا لگا تو  
 کر دے ہو گا جیسے مذکر کی حالت میں نماز سے باہر جمع تر قول میں سدل کر دے نہیں ہم شد شیخ محمد و دلل شد و ایک کراہی ہو کہ دونوں پر وہی  
 ہیں اور خارج نماز سدل مگر کہ تہذیبی نہیں بشرطیکہ تکبیر کے بعد نہ کذا فی الشامی من البہرہ فی الخلاصۃ اذالم یدخل یدہ فی کواقر العری الخصار  
 اذہ لا یکن و دل بریل الکرا و فیکل خلاف و لا حوالہ لثانی فہما فی اور خلاصہ میں ہو کہ جب نمازی اپنا ہاتھ زنجیر کی آئین میں ڈالے تو مختار  
 یہ ہو کہ کر دے نہیں اور کیا اس صورت میں آئین کو لٹا کر ہو دیو ایک کراہی ہے آئین خلاف زیادہ احتیاط کی بات آئین کا پکڑ لینا ہو کذا فی البہتان میں  
 شامی نے کہا کہ خلاصہ میں ہم کراہت کو قنار کہا ہے اس پر کسی نے سوای برازی کے اسکی موافقت نہیں کی بلکہ صحیح وہ قول ہے جو قاضی طحطاوی اور  
 جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ وجہ کو بدو آئین میں ہاتھ ڈالنے کو کہنا کر دے ہو کہ نہ سدل صورت میں ہی موجود ہے دیکھ لگا ای دفعہ و اولی  
 لکھنا اور ذیل فاعبہ بہ ای جنویہ و جب سدل لکھنا لکھنا و لا باس بہ شاریہ صلوۃ اور کر دے تحریمی ہے کہ پیر کا دہا پڑھنا

بہ شاریہ صلوۃ اور کر دے تحریمی ہے کہ پیر کا دہا پڑھنا

اگرچہ میں نے برنے کے سبب جو جیسو کر وہ مرد چل پڑا نماز میں آئینے یا دوسرے ٹیڑھے یا اور کمرہ و تحریری سے کہینا نمازی کا اپنے کپڑے سے اور بدن سے  
 بسبب ممانعت کے مگر حاجت کے یو کر وہ نہیں مثلاً بدن کو غار ش کے سبب کھلا یا یا پسینا تکلیف دینا تھا اور سکو پونچھ ڈالنا تو عمل قلیل سے یہاں  
 کر وہ نہ ہوں گے اور کچھ مضامین کہیں گے کہ کپڑے اور بدن سے نماز کے باہر ہر شے سے کہیں پڑا نماز شروع کرنے میں یہ صورت بھی  
 واصل ہو کہ آئینے اور کام کے لیے چڑائی نہیں یا دوسرے کے لیے چڑائی بھی اور رکعت میں کہیں گے کہ جلدی میں آئینے یا دوسری شریک جماعت ہو گیا تو ایسی صورت  
 میں فہمیل یہ ہو کہ عمل قلیل سے آئینے نماز کے اندر آنا لے اور عبت کے باب میں بھی وہ حدیث جو جسکو خصا نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری لیے تین چیزیں کر وہ کہیں نماز کے اندر عبت کرنا اور روزہ میں بخش بائیں کرنی اور نماز میں  
 میں نہ ہونا صلواتی نہ فی ثواب یدلہ علیہ کافی بلیغ و تھنہ ای خدا تعالیٰ نے غیظاً و کلاماً اور کمرہ و تسبیح بھی چڑائی البیہ نماز پر ہونا نمازی کا سبب  
 کچھ کپڑوں میں جنکے گہر میں ہوتا ہے اور کام کر نیکی کپڑوں میں بشرطیکہ اسکے پاس اور کپڑے ہوں ورنہ کمرہ ہو گا کام بدلہ باوجود کمرہ اور کپڑوں  
 ذال جو سے بعض خدمت اور ہتھال جو اور ہنہ بفتح سیم و سکون باعطف تفسیر سے یعنی وہ کپڑے جنکو پہن کر دوسرے دن کے پاس نہاوی کہ فی الشامی  
 واخذ صرہ و خوفاً فی ذلک لم یغتنم من القراۃ فلو غتنمہ تعقید اور کمرہ جو درم اور اوس جیسی چیز کا ہونہ میں لینا جو نمازی کو قرات  
 مانع نہ ہو اور اگر قرات کی مانع ہو یعنی اس طرح کہ بالکل پڑھ سکے یا ایسی الفاظ تخلیل جو قرآن کے الفاظ نہ ہوں تو نماز ناسد ہو جائیگی ہم شامی نے قاضی خان  
 نقل کیا کہ کسی چیز کا ہونہ میں لینا جو مانع قرات نہ ہو کمرہ و تسبیح بھی چڑائی کا شفاؤ اللہ تعالیٰ و لا بأس بہ بالمثل و اما  
 لا لہا ثبوت ہا فکفر اور کمرہ ہونا نماز پر ہونا نمازی کا سر کپڑے سستی کی وجہ سے اور کچھ مضامین میں کہ کپڑے کا انکسار کے یو اور نماز کی امانت کو کچھ  
 تو سر کپڑے کفر بھی ہم شامی نے بعض علماء سے نقل کیا کہ گرمی کی وجہ سے بھی خشک سر نماز پر ہونا کمرہ ہو و لو سقطت فلنستویہ فاعاد ترا افضل  
 اذا احتاجت لتکون علیہ و علی کثیر اور اگر گرمی نمازی کی ٹوپی تو اس کا دوبارہ سر پر رکھ لینا افضل ہے مگر جس صورت میں کہ محتاج ہو پہننے  
 کی یا عمل کثیر کی تو اعادہ افضل نہیں و صلواتی تاسع مقدمہ لا یختص بالواحد و الا بالجمع قلت ہی اور کمرہ و تحریری جو نماز پر ہونا نمازی کا بول اور  
 براز کے دباؤ کے ساتھ یا دوسرے دن میں سے ایک کے دباؤ کے ساتھ یا ہوا کے روک رکھنے کے ساتھ اور یہ کراہت بابت ممانعت کے جو  
 یعنی ابو داؤد کی حدیث کے باعث کہ نہیں حلال ہے کیسکو جو ایمان رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اور روزہ میں ہر نماز پر جو اور طہا میں کہ پیشاب کو  
 دباوی ہو بیان تاکہ اس سے ہلکا ہو جائے اور اوس جیسا جو پاخانہ کا ضبط کرنے والا کذا فی الشامی و عقص شعیر لا للثی عن کیفہ و لو  
 یجمعه او دخل اطرافہ فی اصبغہ قبل الصلوۃ اما فیہ فمستند اور کمرہ سے بالون کا جوڑا کرنا بسبب منع سکے ان کے اور ہر نماز میں  
 سر اگرچہ جو شاکر ان دن کے کہنا کرنے سے ہو یا دوسرے کو جوڑوں میں کر لینی سے ہو نماز کے پیشتر اور نماز میں جوڑا کرنا نماز کا مفسد ہے ہم فقہ  
 بفتح اول بالون کے گوندہ منی کو کہتے ہیں یہ بیان یہ مراد ہے کہ بالون کو سر پر جمع کر کے گوندہ سے چپکا لے یا دوسری سے باندھ لے خواہ فیہ بیان  
 گوندہ کر کے گرد لپیٹ لے خواہ گدی پر سب کو باندھ دے کہ سجدہ میں نہ پڑے گرین تو یہ سب باتیں کمرہ ہیں کیونکہ طہرائی کی حدیث میں  
 اس سے ممانعت وار د ہے اور طہر میں نقل کیا کہ چہرہ موجب مضمون احادیث کے کراہت تحریری ہوئی چاہے مگر اجاع سپر جو کہ یہ فعل کر د  
 تحریری ہے اور نماز کے اندر اسکے مفسد ہونے کی یہ وجہ ہے کہ بالاجماع عمل کثیر ہے کذا فی الشامی و قلت المصالح فیہ الا ان یجوز  
 التام فیہ فی شخص مرق دس گھاؤلی اور کمرہ ہو کنگرہ کا شامی بسبب نہیں کے مگر اسے پورے سجدہ کرنے نمازی کے کمرہ نہیں ہو لکن فیہ ثبوت نیکی  
 اجازت ہے اور بزرگ ایک دفعہ کا بھی بہتر ہے ہم صلواتی سبہ میں مصیبت ہے مردی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ کنکرن کو مت شائب کہ نہ  
 نماز پر ہوتا ہو اگر بالفرد نہ ہوتا ہو تو ایک بار ہتھالی اور پورے سجدہ کر نیکی قید اس لیے لگی کہ اگر بالکل سجدہ نہ ہو سکے بدوں شامی ہوتا ہو کنگرہ کو  
 ہتھالی کو ایک دفعہ سے زیادہ ہتھالے پڑیں کذا فی الشامی و فی حقہ الاما یہ و تشبیکھا و لو منظر الصلوۃ اما شایا الہا اللہ و لا یکن

خارجہ استجۃ اور مکروہ تحریمی سے انگلیاں چٹکانی اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے کی انگلیوں میں ڈالنا اگرچہ نمازی میں منقطع نماز کا یا بطلان  
والا نماز کے طرف تب بھی مکروہ و مجربا عت نہی کے اور مکروہ نہیں نماز کے باہر سبب کسی حاجت کے ہم ابن ماجہ نے مروی روایت کیا کہ اپنی انگلیاں  
مست چٹکا جب کہ تو نماز پڑھتا ہو اور مجتبیٰ میں حدیث نقل کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا اس کو کہ اپنی اپنی انگلیاں چٹکائی جس وقت کہ مسجد  
میں نماز کا منقطع ہو یا نماز پڑھتا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جس وقت کہ نماز کے لیے جاتا ہو اور احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے تشبیک کی ممانعت کی حدیث نقل کی ہے  
اور خارج نماز سے مجربا عت مراد ہے کہ نماز کو سمجھنا ہو اور نہ مسجد میں اوس کا منظر ہو اور حاجت یہ کہ جو دن کا آرام دینا ہو مثلاً اس سے معلوم ہوا کہ بدو  
حاجت کبیل کے طور پر انگلیوں کا چٹکانا ایک سبب کا دوسرے میں ڈالنا مکروہ و تنزیہی ہے کیونکہ ان فی الشامی و المختصر وضع البید علی الحاکمۃ للابھی  
و دیگر لا خیار جہا تدریجاً اور مکروہ و تنزیہی ہے یعنی ہاتھ کا کوٹے پر رکھنا سبب نہی کے اور باہر نماز کے مکروہ و تنزیہی ہے ہم صحیحین وغیرہ میں  
مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز میں کوٹے پر ہاتھ رکھنے سے ممانعت فرمائی اور خارج نماز کی کراہت بحث ہو صاحب بحر کی کہ ان فی الشامی  
و المختصر و الا لکنافات بوجہ کلامہ اوبعضہ لکنہی اور مکروہ و تحریمی ہے سارا پھر یا تھوڑا پھر کر نماز میں دیکھنا سبب نہی کے ہم ترمذی نے انس سے  
روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نماز میں التفات سے کیونکہ التفات نماز میں موجب ہلاکی ہے کہ ان فی الشامی و بعضہ یلکروا  
نماز ہا کہ بعد ازہا نفسہ کاملاً اور بدو کہ مونہہ سپیشہ کے اکٹھے سے اور ادرہ دیکھت مکروہ و تنزیہی ہے اور سینہ کو پیر کر دیکھنا بدو و غرض کے  
منفرد نماز میں چنانچہ منفرد نماز میں بیان ہوا و ذیل فائزہ قاضی خان نقصد بحق بلہ و المعقل اور قاضی خان نے کہا کہ نماز نافسد ہونی سے  
مونہہ کے سپیشہ سے ادرہ مستعد ہے کہ کاندھ میں ہونی بلکہ مکروہ و تحریمی ہے و انشاء کا کالکلب للحنی اور مکروہ و تحریمی ہے جو نمازی کا بیٹھنا خارج کتے کے  
سبب نہی کے ہم ہا کی تفسیر اسی نے یہ بیان کی ہے کہ دو نو سرین پر بیٹھے اور رالون کو کہہ کر کے دو نو گھٹنے چبائی سے لگائے اور دو نو  
ہاتھ زمین پر رکھے اور جو کہ یہ نشست کتے کی نشست کے مشابہ ہے یہی معجز تر ہے اور حدیث میں اسی نشست کی ممانعت ہے اور اگر کسی نے یہ تفسیر کی ہے  
کہ دو نو پاؤں کو کھڑ کر کے اوکلی اتر یوں پر بیٹھے اور دو نو ہاتھ زمین پر رکھے یا زینے کے کہنا کہ یہ نشست مکروہ و تنزیہی نہیں بلکہ مذکورہ مخالف نشست سنو  
کے یہ سپیشہ نہ کہ وہ تنزیہی ہے کہ ان فی الطحاوی و اقتراش الرجل ذرا عیہ للحنی اور مکروہ و تنزیہی ہے بچانا مرد کا اپنے دو نو ہاتھوں کو دلو نہیں کے  
یعنی حدیث مسلم میں ممانعت دار وھو و ملوۃ الی وجہ انسان کے کراہہ استقبالہ فالاستقبال لو میں المعصی فالکراہۃ علیہ و  
الافعلی المستقبل و لی بدیہ او لا حائل اور مکروہ و تحریمی ہے نماز پڑھنا نمازی کا کسی آدمی کے مونہہ کی طرف سے کہ وہ نماز کی نمازی کے طرف  
اس اگر مونہہ کہ نمازی کے طرف سے ہو گا تو کراہت اور میر ہوگی ورنہ دوسرے شخص پر جو نمازی کے طرف کو مونہہ کر گیا اگرچہ مونہہ کرنے والا دور ہو  
اور نماز میں ہی اور اوس میں کوئی اثر ہو نہ خطا دی سے کہنا کہ استقبال کی غیر نمازی کے طرف ہے اور استقبال نصیر منقول کے طرف ممانعت ہو اور اگر  
ہو کہ کسی نے ہا کی گائی کہ اگر کسی میں کراہت نہیں رہتی شام نمازی کا مونہہ دوسرے کو مونہہ کی طرف سے ہو گا تو کسی کے سپیشہ میں ایک اشخاص ہے جس کی پشت نماز  
کی طرف ہے تو یہ کہ وہ ہو گا ورنہ لا شک لہم بیلہ کا ادرہ ایسہ کما مر اور مکروہ و تنزیہی ہے جواب سلام کا دینا اپنے ہاتھ سے یا اپنی سر سے جیسا پیشہ منقذ  
ہے کہ اگر اشخاص مستعد بعد شام کا لابس بقا المصلی و یطابقہ برأسیہ کما لو طلیب منہ شیء او آری در ہا و ذیل آجیداً فاذا کما بنم  
اذا کما ذیل اوصلانم فاذا آیدہ اہم ہم ملو اذ کعتین کچھ معا یقہ نہیں نمازی کے بولہ یا جواب دینو میں اپنے سے جیسے کسی نے نمازی سے  
کوئی چیز کی ہے یا نہ ہو چکا کہ کہلے پس نمازی نے اشارہ ہوا یا نہیں کیا یا نمازی سو پرچہ گیا کہ تم کہتے رکعتیں پڑھی ہیں اور اوس نے  
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تم نے رکعتیں پڑھی ہیں ہم لفظا لباس سے اشارہ ہوا کہ بہتر یہی ہے کہ سر ہاتھ سے اشارہ نہ کرے کہ ان فی الطحاوی و اما لھا  
ذیل لہ لافعلیہ منقذہ اوصلانم لہ فوا فاستد ذکر الحلی و غیرہ خلافاً لکما مر عن الجہاد اگر نمازی سو کسی نے کہا کہ  
سے بڑھ جائیں وہ آگے بڑھنا کوئی شخص منوں میں چل ہوا اور نمازی نے فوراً اس کو مگہ دی یہی تو نماز نافسد ہو جائیگی ذکر کیا ہو کہ وہی نے بظلاف

اوس قول کے جو گذر ابو الرائق سے ہم جو الرائق میں کہا کہ اس صورت میں نماز ناسد نہیں ہوتی اور طحاوی نے کہا کہ یہی قول عدم فساد کا منہ ہوا قول نماز کے ناسد ہونے کا ضعیف ہے چنانچہ پیشتر شریانی سے اسکی تصدیق گذر چکی وکن الترتیب متزیداً لذلک الجائزۃ المسلمون فی غیر عید ولا یکن بخارجھا لاقہ علیہ الصلوۃ والسلام کان جمل جلیوسہ مع اھماکیہ الترتیب وکذا اعمدہما لہ تعالیٰ عتہ اور کہ وہ تنزیہی ہو پارا نو مینا نماز کے اندر ہر دن عذر کے بسبب ترک کرنے جلتے سنون کے اور مکر وہ بن البقی مار کر مینا نماز سے بپراسیچہ کہ تفتت صمدی صمد علیہ السلام کی نشست ہے کہ بار کے ساتھ اکثر بار زانو ہوتی تھی اور یہ بطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نشست تھی نقل کیا ہے اس حدیث کو شرح ضیہ میں ابن ہام سے اور اس میں ہوا و ن لوگون کے قول کا جو کہتے ہیں کہ چار زانو بیٹھنا نماز کے باہر کر دہے اس وجہ سے کہ جابر لوگون کی نشست ہو کر انی الشامی والذنا فیہ ولولھا رجھا ذکرہ متکین لاقہ من الشیطان والا نبیاً کشفوا ظون منہ اور مکر وہ ہو جائی لینا اگر وہ نماز کے باہر ہو ذکر کیا ہے ہنگو سکیر اس لہو کہ جائی لینا شیطان کے طرف سے ہے اور انبیاء علیہم السلام اس سے محفوظ ہیں ہم یہیمین میں مروی ہے کہ جائی لینا شیطان کے طرف سے ہو تو بھی کوئی تم میں سے جائی لے تو چاہی کہ ہو کہ حق الوسع رد کے شامے لے کہا کہ جائی کی کراہت کو کسی نے یہ نہیں کہا کہ تخریج ہے یا تنزیہی مگر ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر اپنے آپ آدھے نوکر و تنزیہی ہو اور اگر دلہنتہ جائی لے نوکر و تخریج ہو کیونکہ یہ فعل عبت ہو اور عبت کہ وہ تخریج ہو تا ہو و تعیمین عیدہ للہی الا لکمال الخشوع اور مکر وہ تنزیہی ہو کر انی لیسر کر اپنی آنکھوں کا بسبب نہیں کے مگر کمال خشوع کے لہو نہ کر مکر وہ بن ہم نہی کی حدیث کو ابن عدی نے بسبب ضعیف روایت کیا جو اور بدائع میں وجہ کراہت یہ مذکور ہے کہ سجدہ گاہ کا لکنا مسنون ہو اور کراہت کے بذکر نے سے یہ سنت متروک ہو جاتی ہے تو اسی لیے عدیہ اور ابو الرائق میں کراہت کو تنزیہی کہا کہ انی الشامی بتفسیر و فیما ہا الامام فی الخراج بھی کہ قیہ وقد ما لا خراجہ لان العبدۃ للقدم مطلقاً وان لم یشتد حال الامام ان یعلل بالاشتباہ والاشتبایہ ولا اشتباہاً ذل اشتباہاً فی نفس لکراہت فہو مکر وہ ہو کر ہونا امام کا محراب میں سجدہ کرنا امام کا محراب میں مالانکہ دونوں اواسکے محراب کے باہر ہوں اس کی کراہت اور باہر ہونے میں اعتبار قدم کا ہو امام کا کھڑا ہونا محراب میں مطلقاً کر دہ ہو اگر عدیہ حال امام کا مقتدیون پر شتبہ ہو خواہ محراب مسجد میں ہو یا بیہو اگر عدیہ ہو سکی اہل کتاب کی مشابہت کو تنزیہی اجابہ اور اگر عدیہ کراہت امام کے مشابہت ہو تو کیا اجابہ اور مواہد میں کہ امام سے ہو کہ یہ شتبہ ہو تا ہو تو مکر وہ نہیں میں کہ یہ شتبہ نہیں ہم حاصل یہ ہو کہ امام محمد نے جامع صغیر میں امام کے محراب میں کھڑا ہونے کو کہنا ہو اور کہ یہ یقیناً نہیں کی اس لہو اس کراہت کو تنزیہی مشابہت نے اختلاف کیا بعض نے تو یہ کہا کہ محراب ایک جہاز کا نہ جہز کی طرح ہو تو اس میں کھڑا ہونا اہل کتاب کی مشابہت ہو اسے کہ وہ بھی اپنے امام کا مکان جدا گانہ جانتے ہیں اور یہ ایہ میں ہیں ہر کتا کیا کیا ہو اور فقہ امام شافعی بھی یہی ہے اور بعض فقہائے کراہت کا سبب یہ میرا ان کیا کہ امام کا حال دہنی ہا میں کے مقتدیون پر شتبہ ہم گاہ سے مکر وہ ہو تو شایع کو تا ہو کہ اگر عدیہ کراہت اہل کتاب کی مشابہت ہے تو ہر صورت میں مکر وہ ہو مقتدیون پر شتبہ ہو یا تنزیہی اور اگر عدیہ کراہت شتبہ حال امام ہے تو جس صورت میں شتبہ ہو گا کر دہ بھی نہ ہو گا کر دہ فی الشامی وانظر ذالک امام علی اللہ فی وقایہ الار قفائہ بل لا یم ولا یأس بما قد نہ ذیل ما یقع بہ الا اشتباہاً فی الا وجہ ذکرہ الکمال وغیرہ اور مکر وہ ہو کر ہونا امام تنہا جو ترہ پر بسبب نہیں کے یعنی حدیث حاکم کے کہ س فرایا حضرت سلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ امام کھڑا ہو یا تنزیہی ہوا لوگ اس کے پیچھے بھی رہیں گدا سنے لفظا و اندازہ کی گئی ہو بہت آگاہ ہونہ کی اور کچھ مضائقہ نہیں ایک ماہرہ سو کتر بلندی کا اور بعض کا قول مقدار ارتفاع میں یہ ہو کہ جس سے اتنا نہ ہو گا اور یہی قول موہر زیاد ہو ذکر کیا ہو شکو کال الدین عقیق وغیرہ نے ہم بدائع میں کہا کہ ظاہر الروایہ بھی دو مانوں ہو اور حدیث کے اطلاق کے مناسبت ہو مطلقاً دی نے کہا کہ ذاکہ یفتح دال و تشدید کاف دہ او پھی چکے ہو پیشتر کے لیے بنائی بنائی اور مرقعہ نامی حدیث یہ ہو کہ کراہت تخریج ہو کر انی الشامی سے ذکرہ حاکم فی الا حنفیہ اور مکر وہ اس کا عکس عیج ترقول میں یعنی کہ ہونا مقتدیون کا اونچو مکان پر اور مشر امام کا پستی میں ہونا ہم مطلقاً ذکرہ کہ غالباً کراہت تنزیہی ہو سکی کہ نہی تو عام ہو سکی ہی مکر وہ بن وار و ہوا و ہم کراہت یہ ہو کہ اس میں امام کی حقارت ہو اور اس قول ہی ظاہر و دہنی ہو اور ہر

مقابل قول محمدی کا جو کہ یہ صورت کردہ نہیں کذا فی الشامی و هذا کما عند علمائنا من کتبہ و عید فلو قاموا علی الارض و الاصلام علی الارض و فی الخراب لخصیق الکفاح لم یکن کالو کان معہ بعض القوم فی الآخرة و بہ سہرۃ العادۃ فی جوامع المسلمین اور یہ کہ اہل بیت میں وقت نہ ہونے ہزار کے جو مثل انجہ و عید کے دن کے تو اگر میر اور کثرت کے باعث مقتدی بالا خانہ پر کھڑے ہوں اور امام حسین یا عراب میں کھڑا ہو بسبب تنگی جگہ کے تو کمرہ نہ ہوگا جیسے اس صورت میں کردہ نہیں کہ امام کے ساتھ مقتدیوں میں سے بعض ہوں میں نے قول میں یہی لکھا ہے جو نہ ہو اور اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں تو کمرہ نہ ہوگا اور یہی بات کی عادت ہو گئی ہے جامع مسجدوں اہل اسلام میں لینے اگر تنگی کے باعث امام کو عراب میں یا عید میں پر کھڑا ہونا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ دو ایک مقتدی بھی کھڑے ہوتے ہیں وہ مقتدی ارادۃ التسلیم اور التسلیم کا بسط فی الجہت اور عید میں ہی جو ارادہ کرنا امام کا تسلیم کو مقتدی کا قصد کرنا امام کی آواز پر انہی کو دیکھتے مقتدیوں تک چاہے مفصل بیان کیا ہو کہ جو لائق بن جم یعنی اگر امام تھا باندی پر ہلو کھڑا ہو کہ مقتدی اس کے خیال دیکھ کر یہ کہیں مقتدی پہلو کھڑا ہو کہ اللہ کبریا پر کھڑا ہو کمرہ نہ ہوگا اس معلوم ہو کہ اگر بدون ہزار کے ہوا کھڑا ہو تاکہ ایک مقتدی کا اپنی جگہ پر کردہ کذا فی الشامی وقد متنا کراہۃ القیام فی مصنف خلف صفی فی فرجۃ تگاہی و کذا فی القیام منفردا وان لم یجد فرجۃ بل یجد و احد من الصفین ذکرنا ان الکمال لکن قالوا فی زحاکنا من کہ اولی فلذا اقل فی الخیر من کراہۃ الا اذا لم یجد فرجۃ اور ہم پیشتر باب الامت میں لکھ آئے ہیں کہ وہ ہونا قیام کا ایک صف میں چھ ایسی صف کے جس میں خیر ہو بسبب تنگی کے اور سہل کر دہ ہونا قیام کا تنہا اگر یہ صف میں جگہ بنادی بلکہ ایک نمازی کو صف میں سے اپنے برابر کہیں لے ذکر کیا ہے کہ ابن کمال نے لیکن کہا ہے صاحب تفسیر غیبیہ کہ ہمارے زمانے میں کہیں بہتر ہے یعنی لوگوں میں جہل زیادہ ہے اکثر لوگ نادانگی کی جہت سے لڑ پڑتے ہیں اور ہمیں دیکھ کر لائق میں کہا کہ کمرہ ہی تھا کھڑا ہونا اگر اس صورت میں کہ صف میں جگہ بنادی تو تنہا کھڑا ہونا کمرہ نہیں لینے دوسرے نمازی کے کہنے کو صاحب کتبہ ذکر نہیں کیا و لیس ثواب فیہ فائیل ذی ریح وان یلوک فرق رائیہ اوبین یدہ او لیخداۃ یمینہ اور جیسے لا و حل جہود فیہ من شال و لوفی و سادۃ منصفی بآیہ لا مفر و شافہ اور کردہ ہے نماز کو پہنچاؤ اس کے لیے کہ جس میں تصویر میں جاندار کی ہون اور کردہ ہو نہ ہو کہ نمازی کے سر پر یعنی جہت میں با ساسو یا برابر دامن خواہ بائیں پسیدہ کی جگہ میں کوئی تصویر گرہ پر کھڑے ہو گدے میں جو پیشتر ملے ہوئے تھے کہتے ہوں نہیں کہ کمرہ اگر کھینچے ہو گدے پر تصویر جو ہم منشاں منشاں جاندار کی صورت کو کہتے ہیں اور تصویر عام سے جاندار کی ہو یا سبب جان کی اور جاندار کی تصویر کا گہر میں رکھنا کمرہ تحریر ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہو کہ فرشتے داخل نہیں ہوتے اس گہر میں جس میں کتاب تصویر ہو کذا فی المنہر برابر جو کہ تصویر کپڑے میں ہو یا برتن میں یا دیوار میں و اختلاف فیہ اذا کان القتال خلفہ والاظهار لکراہۃ اور خلاف ہو اس صورت میں کہ تصویر نمازی کے پیچھے ہو اور ظاہر تر کر اہت ہے اس لیے کہ جامع صغیر میں امام محمد اس کی کراہت کی تصریح کی ہے اور یہ کتاب او کی خبر تالیف ہو تو غالباً اس میں اور امور کو لکھا ہوگا جو مستحق ہو چکے ہونگے کذا فی المنہر و لا یکرہ لوان کانت تحت قدمیہ او حل جلی مہ لا تھا کراہۃ او فی بلاد عبارۃ الثمنی ہدفہ لا تھا مسلمون لا بنیایہ اور کردہ نہیں اگر تصویر نمازی کے دو ہوا پوز کے پیچھے یا پیٹھ کی جگہ میں دبی ہو کہ کمرہ اس صورت میں تصویر ذلیل ہے یا تصویر نہ ہونے کے اندر جو تب بھی کمرہ نہیں کہ وہ نمازی کے کپڑوں میں پوشیدہ ہو یا شامی نے کہا کہ شمش کی عمارت میں فی یہ کی جگہ فی جہت سے یعنی اس کے بدن میں تصویر کا ہونا کمرہ نہیں ہم یعنی من کی عبارت میں یہ اشکال ہے کہ اگر اہل بیت میں تصویر ہوگی تو ایک اہل بیت کو دیکھ کر کہیں کی سنت اور انہو سبکی ملا کہ ترک سنت کر دے پھر ہم کراہت کا قول کیجے درست ہو گا ان گن تصویر اہل بیت میں لکھی ہو یا اگر ہی جوئی ہو جو سکتا ہے کذا فی شرح النبیہ اعلیٰ خانہ بنفش غیبیہ و عید فی الجہت مفادہ کراہۃ التسلیم لا المستند یکسیر اور صراحتاً و انہو صلوٰۃ المستند اذ کانت صغیرۃ لا تنبئ نقاصیل اعضاءہا للناظر فاما دہی علی الارض ذکر الحللی یا تصویر نمازی کی انگوٹھی پر جو فرمایا ہر نقش سے تب بھی کمرہ نہ ہوگی جو لائق میں کہا کہ اس کا مفاد یہ ہے کہ جس تصویر کا نقش ظاہر ہو وہ کردہ ہو نہ وہ کہ تہی یا بدہ



یاد دوسرے کپڑے میں چھپا ہوا اور ثابت رکھا ہو کہ مصنف نے یا تصویر اتنی چھپی ہو کہ اس کے مضافی تفضیل دیکھو دیکھو نہ صحتی موجب وہ کٹر ہو  
اور تصویر زمین پر چھپی ہو اگر اتنے فاصلہ سے اس کے مضافا جدا معلوم ہوتے ہوں تب بھی کردہ بخوگی ذکر کیا ہو اسکو جلی سے او مطلقاً  
الرائیں او الوجهہ او محققاً عقلاً لا نقیض بدینہ او لذیر ذی روح لا یکرہ لانہا لا تعبد یا تصویر سرکشی ہو یا چہرہ کشا ہو یا اوس کا ایسا  
عضو شاہد ہو جسکے بدن اس صورت کا جائدار زندہ نہ رہے یا تصویر بے جان چہر کی ہو تو کردہ نہ ہوگی کیونکہ یہ سب مذکور چہرین عبادت نہیں  
کی جابین ہم شامی نے کہا کہ سر کا کشا عام ہے اس سے کہ اسکو شاہد یا ہو یا بنا یا ہو یا بنا کر لکیر دن سے کاٹ دیا ہو یا کھرچ ڈالا ہو یا سیاہی  
نخاہ سرخی پیر دی ہو سب صورتوں سے کراہت نہ ہوگی وختہ تبدیل مخصوص من بغیر المکانۃ کما بسطہ ابن الکمال اور حدیث جبریل علیہ السلام  
کی مخصوص ہے اس تصویر کے باب میں جو دلیل ہو چنانچہ شرح بیان کیا ہو اسکو ابن کمال نے ہم یہ جواب ہی ایک سوال مقدر کا اسکی تقریر یہ ہے کہ  
اگر تصویر کی کراہت اس وجہ سے کہ جس جگہ میں نماز ہوتی ہے وہاں فرشتے بسبب تصویر کے نہ آئیں گے چنانچہ حدیث جبریل میں جسکو مسلم نے  
روایت کیا ہو مذکور ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ ظان ساعت میں حاضر خدمت ہو گا جب وہ ساعت آئی  
تو جبریل آیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا اور عجاآپ کے ہاتھ میں تھا سکنوز میں پر ڈالا پھر دیکھا تو  
ایک کتے کا بچہ چار پائی کے نیچے تھا آپ نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ یہ کب آگیا انہوں نے عرض کیا کہ مجھ کو خبر نہیں پھر وہ بچہ نکالا گیا اسوقت جبریل  
تشریف لایا آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری وعدہ کا منتظر تھا تم وعدہ پر نہ آئی انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اندر آنے کا یہ بچہ مانع ہوا آج آپ کے  
گھر میں سنا ہم ایسے گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو تب تو تصویر ذلیل ہو یا غیر ذلیل دو صورت میں کراہت ہوئی چاہی ہو کہ حدیث میں  
لفظ صورت عام مذکور ہے اور اگر وجہ کراہت مشابہت عبادت ہے تو جس صورت میں تصویر سامنے یا سر کے اوپر ہو ہیوقت کردہ ہوئی چاہیے  
نہ واجباً یا نہیں ہونے میں شارح جواب دیتا ہے کہ کراہت کی وجہ یہی ہے کہ نماز کی جگہ میں فرشتوں کا گذر نہیں ہوتا اور حدیث جبریل میں ہر چند لفظ  
تصویر عام ہے مگر وہ اسی تصویر سے مخصوص ہے جو دلیل ہو اسکی خصوصیت دوسری حدیث سے ہے جسکو شامی اور ابن حبان نے روایت کیا ہو  
کہ جبریل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ اندر آؤ انہوں نے عرض کیا کہ میں اندر کیسے آؤں آپ کے  
گھر میں تو ایک پردہ ہے جس میں تصویر بنی اگر آپ کو ان کا رکھنا منظور ہے تو اس کے سر کاٹ ڈال دو یا اونگے گتے کی اور بچھونے بڑا لچھو اتنے کڑے  
الشامی والختلف الحدیثون فی امتناع ملائکۃ الرحمۃ بما علی النقیین فتغاف عیاض واثبتہ النوی اور خلاف کیا ہے اہل حدیث نے رحمت کے  
فرشتوں کے نہ آنے میں بسبب اذن تصویروں کے جو روپ پشتمنی پر ہوتی ہیں تو قاضی عیاض مالکی نے اقلع کی نفی کی ہے اور نووی شافعی نے ہنگو  
ثابت رکھا ہے شامی نے کہا کہ قول قاضی عیاض کے موافق علما وحنفی نے بھی تصریح کی ہو چنانچہ فتح القدیر میں کہا کہ چھٹی تصویر کا رکھنا گھر میں مکروہ  
نہیں یعنی جو تصویر اتنی چھپی ہو کہ اس کو نماز مکروہ نہ ہوتی ہو تو اس کا رکھنا گھر میں مکروہ نہیں اور جو نماز میں کراہت پیدا کرتی ہو اس کا رکھنا  
بھی مکروہ ہے فائدہ یہ کہ حکم تصویر کے رکھنے کا ہی لیکن بنا نا تصویر جائدار کا چھٹی ہو یا برسی برطیج سے حرام ہے کہ اس میں مشابہت اللہ تعالیٰ  
کی پیدا کرنے سے ہے چنانچہ نووی نے شرح مسلم میں سہر جلع نقل کیا ہے کہ نازیبا علی الاشیء والشوہد التسلیم بالبدن فی الصلوٰۃ مطلقاً ولو  
نقلنا ما شاکرنا فلا کراہۃ لقلبہ او بغیرہ الاصلہ وعلیہ یجمل ما جاء من صلوٰۃ التسلیم اور کردہ تشریح جو شارح کراہتوں اور صورتوں  
اور سبحان اللہ کہنا کا لہجہ سی یعنی انگلیوں پر التسلیم ہاتھ میں لیکر کہ افی البحر مطلق نماز میں اگرچہ نقل نماز ہوا اور کردہ نہیں جو شارح کرنا باہر نماز سے  
جیسو مکروہ نہیں شارح کرنا نماز میں کا اپنے دل میں یا پوروں کے وہانے سے اور ہی پر معمول ہے صلوٰۃ التسلیم جو حدیث میں مذکور ہے یعنی اس میں  
بھی شارح دل سے کہ ہو یا ایک ایک پر کردہ یا ناجائز فرسہ سند متفقہ شارح کا لا باس بلخاذا المسبحۃ بغیرہ یا کہ کا بسطی اللہ کی کہ مضافاً ہے  
التسلیم کہہ کر دونوں زبان کے جیسا کہ شرح بیان کیا ہے بحر الرائق میں ہم یہ کہہ کر تسبیح صغیرہ کا جو اور بحر الرائق اور علیہ وغیرہ میں تسبیح بصرہ میں ہے کہ









میں کہا کہ ظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب عید گاہ اور نماز جنازہ کا مکان مسجد نہیں تو اوس میں بلبل و بواز و جامع جائز ہو مالا لنگہ بانی نے اسے  
 نہیں بنایا تو لائق یہ ہے کہ یہ امور درست ہوں اگرچہ ہم کو مسجد کہیں اور مقابل قول مشتے بہ کا وہ قول ہے جسکی تفسیر محیطین کی ہے کہ مکان  
 نماز جنازہ کے لئے کسی بات میں حکم مسجد نہیں اور جسکی تفسیر تاج شریف نے کی ہے کہ عید گاہ و ہرات میں حکم مسجد کا رکھنی ہو کہ ان فی الشامی شکل  
 دخولہ الجنی حائض کفنا مسجد و رابطہ و مدلسہ و مساجد حیاض و استوائی لا قوارع پس ملال سے داخل ہوا عید گاہ اور مکان  
 جنازہ میں جنب اور عائضہ کو جیسے ملال سے انکو داخل ہوا مسجد کے قنات میں اور خانقاہ اور درہ میں اور حوضوں کی مسجدوں اور بازار و فکی مسجدوں  
 میں نہ شارع عام کی مسجد میں ہم نما مسجد و مکان ہے جس کے اور مسجد کے پیچ میں رہتے ہو اور حوض کی مسجد سے وہ چوترا مراد ہے جو حوض کے  
 پاس بنا دیو ہیں تاکہ جو کوئی وضو کرے اور نماز پڑھے اور بازار کی مسجد وہ چوترا مراد ہے جو غیر نافذ بازار میں نماز کے لیے  
 بنالیو ہیں جیسے سودا گروں کی سرائی میں جو اگر تے ہیں غرض کہ ان مکانوں کو حکم مسجد کا نہیں اور شارع عام کی مسجد میں جنبین جامعہ معین نہیں  
 وہ در حکم مسجد میں گروں میں عتکاف کیا جائے کہ ان فی الشامی و لا بأس بنقشہ خلاصہ ابہ فانه لکرا لانه بلایا لمصلی و یکرہ التکلف بدقائق  
 التفتیش و نحوہا خصوصاً فی جدار القبلة فاکہ الحلی و فی حذر المجتبی و قبل بکرہ فی الحجاب دون السقف و الموضع انھی و ظاہر ان  
 المراد بظہار جدار القبلة فقط اور کہہ مضایقہ نہیں مسجد کے نقش کرنے کا سوا اور ہر جگہ کہ محراب کا نقش کرنا مکروہ ہے اس لیے کہ نمازی کو کہو میں ڈالتا ہے  
 یعنی خشوع کو مغل ہے اور مکروہ ہے کہ عتکاف کرنا بار یکا نقش و نگار اور اس کے مثل سے خصوصاً قبلہ کی دیوار میں کہا ہے کہ عتکاف کی وجہ سے باب الخطر  
 میں ہے کہ بعض فقہانے کہا کہ نقش و نگار محراب میں مکروہ ہے نہ چپ اور پچلی دیوار میں تمام جو اقول مجتبی کا اور ظاہر اس قول کا یہ ہے کہ محراب سے مراد قبلہ  
 کی دیوار ہے تو اسکو یاد کر لیا جائے ہم یعنی پچلی دیوار اور چپ کو کراہت سے مستثنیٰ کرنے سے اور نیز علت کراہت کو عدم خشوع قرار دینے سے معلوم ہوتا  
 ہے کہ محراب سے غرض مصلیٰ کے سامنے کی دیوار ہے اس لیے کہ خشوع کا جاتا رہنا جیسا امام کو برہے و سیاہی صف اول کے مقتدیوں کو بھی برا ہے کیونکہ  
 خشوع سبکے لیے مستحب ہے اور اس کو علت کراہت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ بھان غرض کراہت سے تنزیح ہے کہ ان فی الشامی جیچ دما ذہب  
 لو بالہ الحلال لامن مال الوقف فانه حرام و حرم متوالیہ لو اقل النقش واللبیاض الا اذا خیف طمع الظلمة فلا یاس بہ کافی و الا  
 اذا کان لاحکام البناء و الوقف فعل مثله لعلہم انہ یعبر الوقف کا کان و تملک فی البحر مضایقہ نہیں نقش کرنا مسجد کا چوترا اور سونے کے  
 پانی سے اگر نقش کرنا مال اپنے مال ملال سے کرنا مال وقف سے اس لیے کہ مال وقف سے نقش کرنا حرام ہے اور ضامن ہو گا مسجد کا ہوتی اگر نقش و نگار  
 یا سفیدی مال وقف سے کر لیا کہ جب کہ خوف ہو لاپظالمین کا یعنی مال وقف بہت سا جمع ہو اور نہ ہو کہ ظالم ہیں لیکن تو اس وقت نقش کرنا مضایقہ  
 نہیں کہ ان فی الکافی اور اگر اس صورت میں ضمان ندیا کہ نقش وغیرہ عمارت کی مضبوطی کے لیے ہوں یا خود وقف کرنے والے نے اوس ہی طرح کی  
 نقش بنائی ہو تو اس صورت میں بھی ضمان ندیا کہ بننے قول فقہا کے کہ وقف کی تعمیر ویسی کی جائے جیسی پہلے تھی اور اس کا پورا بیان جو لائق  
 میں ہے وہ مال ملال کی قید اس لیے لگائی کہ مال حرام سے مسجد کا نقش و نگار مکروہ تحریمی ہے اور مسجد سے غرض اندرون مسجد جو اس سے معلوم  
 ہوا کہ خارج مسجد کی زبنت کرنی مکروہ ہے کہ ان فی الشامی من البحر فروع مسائل لمحہ شارح کے مسجد کے احکام میں افضل المستاحد مکہ ثم المذکر  
 ثم القدس ثم قیام الاقدم ثم الاعظم ثم الاقرب سبب دون میں افضل مسجد کہ منظر ہے کیونکہ اوس میں کہ ہے جسکی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 لا اول ثبوت و ضم للناس ہر مسجد بدینہ منورہ ہے جسکی شان میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں برابر ہے ہزار  
 مازوں کے اوسکی سواد دسری مسجد میں ہر مسجد حرام کے ہر مسجد قدس یعنی بیت المقدس سے کہ تصریح ثواب کی زیادتی کی اس کے اندر حدیث میں  
 موجود ہے ہر مسجد قاضی و الف مقصورہ یا محمد و ہے جسکی شان میں آیت (تیس علی التفتی من اول یوم لآیہ ہوان چاروں مسجدوں کا  
 بعد افضل و مسجد جو قدیم تر ہو پھر وہ ہے جو زیادہ بڑی ہو پھر وہ جو قریب تر ہو ہم یہ ترتیب حلبہ میں اخبار سے نقل کی ہے اور بکر اللائق

عید گاہ  
 جو نماز جنازہ کے  
 واسطے ہے  
 جو کہ میں نے  
 عید  
 نماز والی  
 کی ہے ہر گاہ  
 ہر مسجد میں ہے

اعلام

میں بعد بیت المقدس کے جامع مسجد دن کو اور اون کے بعد محلہ کی مسجد دن کو اور اون کے بعد شارع عام کی مسجد و گلو گھاڑی اور شارع عام کی  
 مسجد دن کو و مسجدین مراد ہیں جن کا نام اور موزن عین عین اور جامع مسجد دن سے یہ غرض ہو کہ جنین دست زیادہ اور جماعت بہت ہوتی ہو  
 اور اون میں افضل وہ ہے جو زیادہ قدیم ہو جیسے مسجد تباہی پور و حسین جماعت زیادہ ہوتی ہو پورہ جو قریب تر جو کذا فی الشائے و مسجد استاذ  
 الذکر سیہ اولیٰ الکبار افضل اتفاقاً اور مسجد پلے استاد کی درس سی پڑھنے کے لیے یا حدیث سننے کے واسطے افضل ہے یعنی قدیم تر اور عظیم  
 اور اتریب و بالاتفاق پہلے کے دو سین و ثواب ہیں ایک جماعت و دستہ تحصیل علم و مسجد حنیہ افضل من الجامع اور مسجد غازی کے محلہ کی افضل  
 ہے مسجد جامع و ہم شامی نے کہا کہ مسجد جامع سی مراد یہ ہے کہ جس کی جماعت یا نسبت محلہ کی مسجد کے زیادہ ہوتی ہو بلکہ غانیہ میں ہے کہ اگر محلہ کی مسجد  
 میں کوئی موزن نہ ہو تو غازی اوسین جاکر اذان کہے اور غازی پڑھے اگرچہ تنہا ہو پہلے کہ محلہ کی مسجد کا اوسکے ذمہ حق ہے اور اگر محلہ میں دو  
 مسجد ہیں ہون تو جو پیشتر بنی ہو اوسین جای اگر فاصلہ برابر ہو ورنہ قریب کی مسجد میں جامع و الصلحہ ان مائلین مسجد المدینہ علیٰ کھانے  
 الفضل فیہ فی مائتہ ذراعی ذکرہ ملا علی فی شرح لباب المناسک اور میچ یہ ہے کہ مسجد یہ نہ منورہ میں جگہ  
 اعلیٰ کی گئی ہو و ثواب میں مہل مسجد کے ساتھ ملتی ہو بیٹھے مقدار لاحق میں بھی ایک غازی کا ثواب ہزار کی برابر ہے مان اول مسجد کی شکل کرنی بہتر ہے اور  
 مہل مسجد سونا تہہ کا طول اور اتنا ہی عرض ہے ذکر کیا ہے سہک ملا علی قاری نے لباب المناسک کی شرح میں ہم ان دنوں میں مہل مسجد کی شناسائی  
 بچو سلطان دوم مرحوم نے ستموں پر لکھو یا ہم تاکہ ہر شخص سہولت سے تمیز کرے کہ مسجد مبارک ہے قدیم تھی اور اس سلسلہ کا ذکر شرط صلوة میں قبلہ  
 کی بحث سے پیشتر گذر چکا و مان و لیکن چاہیے دھجیم فیہ السوال و لیکن الاعطاء مطلقاً و قبل ان تحلی اور عرام ہے مسجد میں سوال کرنا اور کر دے  
 مسائل کو مسجد میں دینا ہر حال میں اور بعض نے کہا کہ اگر مسائل گردونوں پر لوگوں کی پہلائے نوکر وہ ہے ورنہ کر وہ نہیں ہم شارع نے بالجملہ الا بائنا  
 اسٹی مسجد قول پر انگنیا ہے چنانچہ کہا کہ کر وہ ہے مسائل مسجد کو دینا اگر حیثیت کر وہ لوگوں کی گردنیں نہ پہلائے قول مختار میں اس کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 اپنی انگلیوں سے اندر دسی اللہ تعالیٰ نے ان کی تریف کی اس آیت میں (وَبَقِيَ ثَقَاتُ الْاَوَّلُونَ وَهُمْ ذَاكَوَنَ) یہی بیٹے بن خیرات اوس وقت میں کہ وہ  
 رکوع کرنے ہوں کذا فی الطحا و انشاء ضالہ و ادشع الامافیہ ذکر اور کر دے کہ بوی چیز کا تلاش کرنا مسجد میں اور کر دے کہ مسجد میں شعر پڑھنا اگرچہ  
 اشعار میں ذکر ہو اوسکا پڑھنا کر دہین ہم گم ہوئی چیز کا مسجد میں تلاش کرنا اس لیے کر دے ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی کو مسجد  
 کی مسجد میں گم ہوئی چیز کو ڈھونڈتے ہو تو کہو کہ اللہ تعالیٰ اسکو تجھ پر پس کرے یعنی خدا کرے کہ تجھ کو وہ چیز ملے اور ابواللیث سمرقندی نے شعر میں  
 یہ تفصیل کی کہ اگر شعراء میں و عطا و خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر اور متقیوں کی صفت کا بیان ہو تو اون کا پڑھنا بہتر ہے اور اگر  
 اون میں ذکر زمانوں اور امتوں کا ہو تو مباح ہے اور اگر کسی مسلمان کی بوجو یا بیوقوفی کی باتیں ہوں تو عوام ہے اور اگر خط و خال کا وصف ہو تو پڑھنا  
 کر دے ہے اور ابو داؤد اور ترمذی کی حدیث مسجد میں شعر خوانی کی ممانعت کی ہے ہر شمار پر محمول ہے کذا فی الشامی و رقم صحت بذکرہ الامام الفقہ  
 اور کر دے کہ مسجد میں بلند کرنا آواز کا ذکر سے گرفتہ کیے سکھانے والوں کو آواز کا بلند کرنا کر دہ نہیں ہم ذکر جبری میں قید سہات کی ہوتی چاہیے  
 کہ جس میں خوف رہا یا نمازیوں کی ابتداء کا ہو اور اگر ان سے خالی ہو تو بعض ملہ کے نزدیک ذکر جبری ہی افضل ہے اس لیے کہ درس کا فائدہ سننے  
 والوں کو بھی ہوتا ہے اور خود ذکر کرنا ابیدار دل رہتا ہے اور نشاط زیادہ پانا ہے اور اکثر علماء ذکر خفی کو ترجیح دیتے ہیں اسوجہ سے کہ حدیث میں وارد ہے  
 خیر الذکر الخ یعنی بہتر ذکر تہنہ ذکر کرنا ہے کذا فی الطحا و الشامی بتحدیث الوضوء الا فجا اعد لذلك اور کر دے کہ مسجد کے اندر وضو کرنا اس لیے  
 کہ اوسکے بائیں سے گہن آتی ہے کہ اکثر تنہک اور ریث سے خالی نہیں ہوتا کذا فی الشامی گرد وضو کرنا اوس مقام میں جو وضو کے لیے بنایا گیا ہو کر دے  
 نہیں طحاوی نے کہا کہ بھی حکم بدن جنابت کے نہانے کا ہے و غیر ان الا بشکار الا بغیر کفعلہ نزو لکون لیسجد اور کر دے کہ مسجد میں بیعت کا  
 لگا کر کسی نفع کے لیے کر دہ نہیں جس کو کرنا شرط بیت کا اور دہ درخت یعنی ان کی کٹائی اور پہل مسجد کا ہو گا ہم نہ بیعت نون دلت بذرا و تہم میں کی

رطوبت کو کہتی ہیں جسلاہ میں کہا کہ جب سجد کے ستون باعث رطوبت کے نہ ہوتے ہوں تو اس رطوبت کے کم کرنا ضروری ہے لگائے کا مضامین  
اور بدو ن کسی نفع کے لگائے جائز ہے اور فتاویٰ مالگیری میں ہے کہ اگر لوگوں کو درخت کے سایہ میں آرام ہوتا ہو اور ان کو مسجد تک نہ  
اور جماعت میں غلغلہ پڑی تو کچھ مضامین اور اگر کوئی خاص اپنے نفع کے لیے لگا دے کہ ان کے پہلے اور گھڑی آپ لیا کر یہ یا مضمون میں غلغلہ ہوتا ہو  
یا درختوں کے باعث کفار کے عبادت میں مشابہت ہوتی ہو تو مذکورہ سے داخل و تعلق الالمعتکف وغیرہ اور مذکورہ مسجد کے اندر کہا نا اور مسجد کا  
عزیزان دین اور مسافر کو کہہ دینے و دخول اہل سفوف و غیرہ منہ دکن اہل موخ و لوہا لسانہ اور مذکورہ مسجد میں انکا بیواسے لہسن جیسی چیز نہ  
کچا پیاز اور سونے وغیرہ جن میں بدبو آتی ہے اور منع کیا جائے ایسا شخص مسجد میں کہنے سے اور سب طرح ہر شخص ایذا دینے والا اگر زبان ہی سے ایذا دے  
مسجد سے منع کیا جائے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت بدبو میں سے کھائے وہ ہمارے مسجد کے پاس نہیں ہے اس لیے کہ جس چیز سے  
انسانوں کو ایذا ہوتی ہے اس سے فرستو نکو ایذا ہوتی ہے لہذا اس درخت اور ایذا دینے والے سے برا گندہ دہن اور گندہ بغل میں جس کے پسینے سے اگر کوئی بدبو  
سے تکلیف ہوتی ہے اور زبان سے ایذا سے غرض نصبت اور جملی وغیرہ جو کہ انی لخطاوی دکن عقید الالمعتکف بشرطہ اور مذکورہ مسجد میں ہر معاملہ لینے  
معاذ اللہ مثل یہ بشرطہ کہ انی النہامی مگر عکاف والو کو یہ پڑا درست ہے جو بوجہ اسکی شرط کے ہم شرط یہ ہے کہ اس کی حاجت نہ ہو یا اس کے عیال کو  
اور ایک یہ کہ متاع کو مسجد میں نہ منگا دے کہ انی لخطاوی و الکلام للباسم و قدید فی الظہیرۃ بانہ یجلیس لاجلہ لکن فی النہر الاطلاق اوجہ اور  
مذکورہ مسجد میں کلام مباح کرنا اور ظہیرہ میں قید لگائی ہو کہ کلام ہی کی خاطر مسجد میں بیٹھنے یعنی اگر مسجد میں عبادت کے لیے بیٹھا اور اس کے بعد کلام دینا  
کیا تو مذکورہ نہ ہوگا لیکن نہر الفائق میں ہے کہ اگر سب کو مطلق رکھنا موجب تر ہو لینے کلام کے لیے بیٹھا ہو یا عبادت کے لیے دو صورتوں میں کلام مباح مذکورہ  
ہم شامی نے کہا کہ صاحب نہر کی بحث مخالف متقول ہے اور سیدین مرجع ہی بہت ہی و تخصیص مکان لنفسہ و لیس لہ اذاعہ غیرہ لہ منہ و لو ملل لہ  
واذا صارت لالمصلی اذاعہ القاعدہ لومستغلا بقرآنہ اذاعہ بل ولاہل الخلفۃ منہ من لیس منہ صرح القائلون فیہ اور مذکورہ مسجد  
خاص کر انکی مسجد کا اپنے ایوان اور ہمیں جائز ہو سکتا دینا غیر شفع کا اس کی مسجد اگر غیر درس میں ہو اور اگر حلیہ تنگ ہو تو نمازی کو جائز ہے عبادت  
بیٹھنے والے کا گوشہ و الاقراءت یا درس میں مشغول ہو بلکہ تنگی کی صورت میں اہل محلہ کو اختیار ہے کہ جو شخص اس محلہ والوں سے ہو سکتا مسجد میں نماز  
سے منع کریں ہم شامی نے کہا کہ اگر کسی نے بیٹھنے سے صف میں خلل پڑا ہو تو اس کا اوٹھا دینا بھی نمازیوں کو جائز ہے و لہو نصیب متقول وجعل  
المسجدین واحدا و حکمہ لصلوۃ لالہ ریس اذکر اور جائز ہے محمد والوں کو مقرر کرنا مسجد کے کاموں کے لیے اگرچہ قاضی مقرر کرے اور جائز  
ہو مسجد دان کا ایک کر لینا اور ایک مسجد کا دو کر لینا نماز کے لیے نہ درس اور ذکر کے لیے کیونکہ مسجدیں درس اور ذکر کے لیے نہیں بنائی گئیں  
درس اور ذکر اور نہیں جائز ہے کہ انی القنیہ فی المسجد عظیمۃ و قرآن فاستقام العظۃ اولی مسجد میں وعظا اور تلاوت قرآن ہی تو سنا وعظا کا بہتر ہے  
ہم شامی نے کہا کہ جبکہ عوام کے لئے ہے اور جو لوگ آیات قرآنی کے معانی اور نکات اور حکام شرعی سمجھ سکتے ہوں ان کے حق میں قرآن کا سننا  
بہتر ہے بلکہ پڑھنا بھی و لا یغنی لکتابۃ علی جلدانہ اور مناسب نہیں لکھنا قرآن اور شہادت بل تعظیم کا مسجد کی دیواروں پر ہم یعنی اس کی گزرا ہاں  
ہوں کہ انی البحر اور مثل اسکے ہر نفوس پر کچھ لکھ کر دروازوں پر چپکا نا کہ انی لخطاوی و لا یأس برمی تحسین تحفیش و حکم لتقیۃ اور کچھ  
مضامین چپکا کر دروازوں کے گھوٹے کا پہنکنا یا واسطے مسجد کی صفائی کے ہم خطاوی نے کہا کہ تنقیہ جواب سوال ہے اسکی تقریر یہ ہے  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہو دو پرندوں کو اور نہ کہہ ردن میں نو در کرنا گھوٹوں کا مخالف جو اس امر کے شارح نے جواب دیا  
کہ مسجد در کرنا صفائی کے لیے جو شرعاً مطلوب ہے اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کا حکم غیر مسجد کے لیے مخصوص ہے **باب الوتر والنوافل**  
مسجد باب جو وتر اور نوافل کے بیان میں ہم وتر یعنی اور کسرہ دا و لغت میں طاق عدد کو کہتے ہیں اور مطلق شرع میں تین رکعتوں کا نام ہے چنانچہ  
لکے آج اور نفل کے معنی نفلت میں زیادتی کے ہیں اور شرعاً نفل اس عبادت کو کہتے ہیں جس کے کرنا نوافل ہو اور نہ کرنے سے عذاب ہو مگر

باب الوتر والنوافل

































استثنائیکہ اگر آپ کا ثواب قیام اور نومرد میں کسب سبب آپ کی شرافت کے کہ اتنی اعلیٰ ولا یصلی بعد صلوٰۃ منفرد مثلاً فی القراءۃ و فی  
الجماعۃ اور نمازی پڑھنے بعد فرض نماز کے ایسی نماز کہ مثل جو نماز سابق کی قراءت میں یا جماعت میں ہم ابن ابی شیبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ روایت  
کئے ہیں لا یصلی بعد صلوٰۃ مثلاً یعنی پڑھنے یا بعد نماز کے کوئی نماز مثل اسکی اور ظاہر کلام امام محمد کا یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوعہ ہے اور چونکہ ظاہر حدیث عام  
مراد نہیں کیونکہ مسجد کی اور ظہر کی نماز سب طرح پڑھی جاتی ہے جو کہ اس کے پیشتر ایسی ہی سنیں ہیں اور ضرور ہو گا کہ اس حدیث کو کسی خاص صورت پر حمل کیا جائے  
یعنی مثل جو نماز مطلقاً مراد نہیں بلکہ قراءت یا جماعت میں مثل جو نماز ہو تو اگر ظہر کے بعد چار سنیں سب طرح پڑھی کہ اول کی دو میں قراءت پڑھی اور دوسرے  
دو گانہ کو غالی مثل فرض کے تو یہ نماز کردہ ہوگی اس طرح دوسری بار جماعت ہو پھر ایک ہی نماز کا کردہ ہو گا کہ اتنی الشامی مختصراً کا تعداد عندہم  
الاعتقاد للتحقیق اور نہ پڑھائی جائے نماز وقت ہو پھر فساد سبباً نہ ہوگی اگر ایک بار نماز پڑھی ہو سو چھ یا تین یا چار ہو گیا کہ یہ نماز باسد ہوئی تو اس نماز کا  
ماہرہ نہ کر دے گا ان اگر غلط نماز کا ثابت ہو مثلاً کوئی واجب چوتھ گیا تو سہ مرتبہ ادا دہ واجب ہو اور نہ ہی سے مراد وہی حدیث ہو جو اوپر گذری کہ نہ  
الوقت وما یقبل ان الامام قضی صلوٰۃ صحیحاً فان صح نقول ان یصلی المغرب والوقت بعد ثلاث تعدات اور یہ جو نقل کیا گیا ہے کہ امام مہم نے اپنی عمر  
کی نماز قضا کی تو اگر یہ نقل صحیح ہو تو ہم کہتے ہیں کہ امام صاحب مغرب اور دیگر کو چار کہتے ہیں تعدات پر لگا کرتے تو ہم یہ جواب دے گا کہ سوال کا تو یہ سوال یہ ہے کہ  
امام صاحب نماز کو قضا کرنا حدیث مذکور کے خلاف ہے اس لیے کہ ایسا تو ہوا ہو گا کہ امام صاحب نے اپنی سبب تیر کی نمازوں میں کوئی واجب چوتھ دیا ہو یا کسی  
کر کے اگر ہم کہیں کہ یہ ہون تاکہ اعادہ اذکار واجب ہو جائے بلکہ غالباً ان کی قضا بنظر احتیاط اور تو ہم فرمادہ ہیں تو یہ قضا حدیث مذکور کے مخالف  
ہے نیز اگر یہ کہہ کہ قضا کی سبب رکعتوں میں آپ نے قراءت پڑھی تاکہ نفل ہو جائے تو مغرب اور وتر کی تین رکعتیں نفل نہیں ہیں حالانکہ نفل  
تین رکعت موضوع نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو نقل عمر کی نماز قضا کرنے کی امام سے صحیح نہیں اور اگر صحیح ہو تو وتر اور مغرب کو آپ چار  
رکعتیں تین تعدات سے پڑھتے تھے یعنی تیسری رکعت پر بھی بشکر تشہد پڑھتے تھے تاکہ اول کی نماز اگر صحیح ہو تو یہ نماز نفل ہو جائے اور تعدہ کا زیادہ  
ہو جائے نفل کو باطل نہیں کرتا اور اگر پہلے کی نماز نہیں ہو تو یہ نماز فرض ہوگی اور ایک رکعت کی زیادتی فرض کو باطل نہیں کرتی شامی نے کہا کہ جواب اول ہی درست  
ہو کہ یہ روایت صحیح نہیں و یقعد فی کل نفلہ کافئ الذی یقبل علی الخیار اور شیخ نمازی تمام نفل میں جیسے تشہد میں ہوتا ہے قول مختار پر فقہ ابو الیقین نے کہا کہ اگر  
نماز ہو اور یقعد کہہ کر بارانہ بشکر نفل پڑھی اور بعد نماز کہہ کر اذکار اور یہ یہ خلاف فضیلت میں نہ جواز میں یعنی مختار یہ ہے کہ تشہد کی مشورہ پر بشکر پڑھنا  
افضل ہے گو اور طرح پر پڑھنے سے بھی ادا ہو جائیگی مگر تشہد میں کسی خلاف نہیں سبب مذکور نفل میں بھی النیات کے لیے اسی طرح بھی جیسے فرضوں میں  
بیشتر ہیں کہ اتنی شامی نے یقعد المقیم الذی یقبل علی الخیار علی المقصر مؤمناً فلو یجد اختیاراً لھا لھا اثماً شیخ عت بالامام الی ایہما ہے جو چھتے  
دو لو ابتدا عند اذعلی مگر یہ بخل شکر عند اذکار اور نفل پر جو مقام حالت سواری میں مشہر کے باہر یعنی ایسی جگہ کہ وہاں مسافر کو قصر کرنا ہے  
اشارہ ہو پھر اگر کسی نماز میں بارین برسد کہ اگر تو یہ سجدہ کرنا بھی مشاہدہ میں منظور ہو گا کیونکہ سواری پر نماز صرف اشارہ ہی مشروع ہوئی ہو نفل پر  
جس طرف کو اسکی سواری کا جانور جاتا ہو اگر وہ نفل کے شروع کرنے کے وقت ہو ہمارے نزدیک یعنی سواری پر نماز پڑھنے میں استقبال قبلہ  
شرط نہیں نہ نیت کے وقت نہ درمیان میں بخلاف امام شافعی کے کہ وہ ان کے نزدیک نیت کے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری ہے کہ اتنی شامی  
یا اگر وہ اسکے زمین پر چلاستہ ہوتے ہو تب بھی نفل درست ہوگی اگر کے نزدیک ہم شامی نے کہا کہ یہی ظاہر مذہب ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر جانور  
یا رکاب پر چلاستہ ہو تب بھی حکم ہی سبب ضرورت کے اور غیر کی قید سے معلوم ہو گا کہ مسافر کو بطریق سواری پر نفل نماز درست ہے ولو سافر یا یقبل فلیکل  
یہ وہ اگر سواری کا جانور کو تھوڑے سے علی سے لگا تو اس کا مضابطہ نہیں یعنی اس نماز خاصہ نہ ہوگی ولو اقلتم النفل را کبائتم نزل یعنی وہی حکم کہ لاکان  
الاولی اذ کل ما وجب والثانی بعد کسبہ اور اگر شروع کیا نفل کو حالت سواری میں پھر اگر پڑھنا تو اسی پہلی نماز کو پورا کرے یعنی باقی پورا کرے  
عکس میں یعنی شروع کیا زمین پر پھر سار ہو گیا بنا کر وہاں پہلے لاکان اذ کی گئی زیادہ کامل نسبت نماز واجب کے اور دوسری اذ کی عکس سے ہم نے

پہلی صورت میں نیت ایسی نماز کی ہو جس میں رکوع اور سجدہ و اشعار ہو نماز اور جب نماز کو ادا کیا تو شروع کی نسبت زیادہ کامل طور پر ادا کیا اور دوسری  
صورت میں کبیر تحریر میں اس نماز کی ہے جس کا پٹنار رکوع و سجدہ کے ساتھ واجب فوجہ دن مذکر کے اس وجہ کو جو پڑھنے کے لئے کذا فی البقرہ و لوقا فتنہا خدا کے  
لعمریہ و دخل المصنوع علی الدابة یا بایہ وقیل لابل یازل وعلیہ الا کذا قالہ الحلی وقیل یتقوا الکتاب ما لم یکنہ منزلاً فہستائی اور اگر نماز نفل کو  
شہر کے باہر شروع کیا پھر شہر میں داخل ہوا تو ساری ہی پر اشعار ہو مدگر اور ایک قول ہے کہ سواری پر تمام کرے بلکہ باقی کو آخر تمام کرے اور  
اسی قول پر میں اکثر فقہاء کا یہ ہو سکتا ہے اور قول ضعیف ہے کہ سواری پر تمام کرے جب تک اپنی مکان کو نہ پہنچا ہوا اور مکان پر پہنچنے سے آخر کر  
تمام کرے کہ نفل ہے فقہائے حنفیہ کا اہل القبلا و فاعدا اور بنا کرے قید کے طرف کو کھڑا ہو کر یا ٹیہ کر ہم یعنی جب نفل کو سواری پر شروع کیا پھر اتر پڑا  
تو اب باقی نماز کو قبلہ رخ کھڑا ہو کر پڑھے یا ٹیہ کر دلو دلیب نفسہ لائے علی کثیر بخلاف التذلل اور اگر نفل کو زمین پر شروع کیا پھر سواری پر تو فارسی  
ہو جائیگی ایسے کہ سواری پر نماز عمل کثیر بخلاف اترنے کے سواری سے کہ عمل قبل سے ممکن ہے ہر طرح کہ دو یا نو ایک طرف کو کرے کہ کبھی پڑھے یا ٹیہ کر  
نے کر رہا ہو یا نہ کیا کہ پہلے علت فساد یہ کہی تھی کہ کامل طور پر ادا کر کے ضعیف طور پر ادا درست ہو گا اور یہاں علت فساد عمل کثیر کو ٹیہ کرنا ہے کہ نفل  
اشامی دلو وصل علی البقیۃ شیخ شعیب دلو بقدا علی الذلک بنفیسہ لا تجوز صلی علیہا اذا کان ذلک واقفا الا ان کان عیدان المحلل علی الارض  
یاں کو تختہ خشبہ اور اگر نماز پڑی اونٹ پر عمل کے ایک طرف میں حالانکہ وہ اپنے آپ سے اتر سکتا ہو تو اسکی نماز اونٹ پر درست نہ ہوگی جبکہ اونٹ  
ٹیہ کرنا ہو اگر یہ کہ اپنے عمل کے زمین پر ہوں مثلاً محل کے خیمے لکڑی کا ڈھکی جو جس محل زمین پر ٹیہ کرنا اونٹ کی پشت پر نہ ہو ہم بیان سو نماز فرض  
اور واجب کا بیان ہو سواری پر سو جانا چاہیو کہ فرض واجب ہو کہ بیرون ضرورت جائز نہیں اور ضرورت میں جب ہم کہ خوف ہو چرکا باورندہ کا اترنا  
کی صورت میں یا زمین پر گاراد غیرہ ہر چنانچہ ملے آتا ہو اور محل میں نماز کا حال ایسا ہو جیسا خود سواری پر ہو ٹیہ کرنا یا نماز اشعار پر پڑھو بشرط اوکے  
ٹیہ کرنا کے بلکہ کے طرف کو اگر ممکن ہو ورنہ حتی الوسع قبلہ جانب رکھنا چاہیو اور چلتی سواری کو اگر ٹیہ کرنا نہ ہو تو نماز درست نہیں اور اگر خوف وغیرہ  
مذروک باعث ٹیہ کرنا سکے تو جسطرح پڑھ سکے پڑھ لے اور قدرت کیوقت اس نماز کا اعادہ اس کے ذمہ نہیں ہے جیسے عمار کے ذمہ اعادہ نہیں کہانی  
اشامی و اما الصلوۃ علی الجماعۃ ان کان طرف الجماعۃ علی الدابة و یستیدر ولا تسیر فی صلوۃ علی الدابة فیقول فی حاکم العزیز الذکر فی الیم  
لافی غیرہا اور گاڑی پر نماز کا یہ حال ہو کہ اگر گاڑی کا جوا جانور ہو اور گاڑی چلتی ہو یا نہ چلتی ہو تو وہ نماز سواری ہی پر ہے یعنی جائز ہوگی حالت خدر  
جس کا ذکر ہم میں ہوا نہ وہی حالت میں ہم مجاہدین بوجہ لادیک کی گاڑی کو کہتے ہیں جو کرانچی کی طرح کی ہوتی ہو کہ انی المغرب اور خدر جس کا ذکر ہم میں ہوا  
خوف مال اور نفس یا عورت کو خوف کسی بیکار کا و من العذر للطمع و یغیب فیہ الوجہ و ذہابا لوفاء و دابة لا ترکب الا بعتک و اذ بعتک و لو  
تھما لان قد لا العذر لا تستبر اور خدر میں داخل ہے میں کا برسنا اور گاسمین نہ غائب ہو جاوے یعنی لہر جاوے اور چلا جانا رفیقوں کا اور جانور کا ایسا ہو  
جس کا بد و شقت سواری نہ سکے یا بد و ن مدگار کے سواری نہ سکے اگر مدگار محرم ہو یا نہ کہ غیر کی قدرت سبب نہیں ہم شامی نے کہا کہ اگر کسی شخص کے پاس  
سواری نہیں اور زمین سب کا راہور ہی ہو کہ سجدہ نہیں کر سکتا تو وہ شخص کھڑا ہو کر اشعار نماز پڑھو جو حق لوکان مع ائوہ مثلاً فی شیخ علی و اذا ذل ان تقدیر ترکب  
و حاکم جازلہ ایضا کذا افادہ فی البحر فلیمظہر بان تاک کہ اگر جو مرد اپنی اسے ساتھ محل کے ایک طرف میں اور جب وہ اترتا ہو تو اسکی ایک ساری نہیں ہو سکتی تو اس  
مرد کو بھی نماز پڑھنا محل میں درست ہو چنانچہ بیان کیا ہو کہ بوالا فی من تو ہو کہ اور کہنا چاہیو ہم میں محل کے دو سواریوں میں سے ایک کا ایسا ہونا کہ نہایت ہم  
وہ مرکز حقیقہ نہ ہو وان بلین طرف الجماعۃ علی الدابة جازلہ واقفا کتعلیمہ بان تاک کہ اگر گاڑی کا بلکہ چل دغیرہ نہ ہو تو نماز زمین جائز ہو کہ اگر وہ کھڑی  
چلتی ہو سبب علت بیان کوئے فقہاء کہ زمین پر کھڑی ہوئی گاڑی مثل تخت کہ جو ہم بیان کی کہ اند نماز پڑھو کا حکم بیان کرنا ضروری ہے کہ اس میں علل و سبب مختلف ہیں بعض  
کہتے ہیں کہ چلتی بیل میں نماز فرض واجب درست نہیں اور بعض کہتے ہیں جو درست نہیں کہنے ان کی تفریق یہ ہے کہ ریل پر ٹیہ کرنا یا زمین پر ٹیہ کرنا جو کہ زمین پر ٹیہ کرنا  
چوٹی کی سواریوں کو سوار کی طرح پڑھ سکتا ہو اور نماز کی ہر ایک وقت میں اتنی درست ہو کہ ہر عرصہ میں بیل کسی طرح ضرورت ٹیہ کرنا جو تو بیل کو سوار لکڑی ہر عرصہ میں بیل

بیل یا گاڑی کا



اور جو تداریک پر چلے کہ اگر ہونے پر ہم میں اگر کبھی ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھا کر وہ نہیں اور بیٹھ کر پڑھنا بلا ضرر و کمرہ متحرک ہو چکے کہ خلاف سلف کے  
 فعل کے جو کہ فی الشامی کا ذکر ہے کہ اگر کسی کو کوہ الامام القسبہ بالمتأخیرین جیسے کر دے وہی دیر کرنا قیام میں امام کے رکوع تک وہ سہل و سہل ہے  
 متاخرین سو ہم یعنی مقتدی کا بیٹھا رہنا اور امام کے رکوع کی وقت نماز کا شروع کرنا کر دے وہی اسلئے کہ یہ علامت کس کی ہو چنانچہ امام شافعی (فرما تاہی متاخرین  
 حال میں لو ان اقاموا الصلوٰۃ قائموا آتکمالی کمن جب نماز کو کھڑی ہوں تو کھڑی ہوں سنت ایسی ہے کہ جب سو بیہ حرکت کر دے وہی دیر کرنا الجماۃ فی الغرض  
 ایسی ہو انفرادی جماعۃ لا یتابعہم فصلیہ و وحدانہ یصلیہا معہ اور اگر لوگوں نے جماعت فرض میں بھی ہو تو تراویح کو جماعت سے پڑھیں اسلئے کہ جماعت تراویح  
 کی تابع ہو جماعت فرض کی تو جس شخص نے فرض پڑھا وہی تراویح کو امام کے ساتھ پڑھے ولو یصلیہا ای للتراویح بالامام اذ صلاہا مع غیریہ ان  
 یصلیہا الوتر جمعہ اور اگر پڑھا تراویح کو امام کے ساتھ یا تراویح کو دوسرے امام کے ساتھ پڑھا تو غازی کو جائز ہو کہ وتر کو امام کے ساتھ پڑھے ہم مراد ہے  
 یہ ہو کہ فرض کو جماعت کے ساتھ پڑھا اور تراویح کو جماعت سے نہیں پڑھا تو تراویح سے پڑھ سکتا ہے لیکن اگر فرض پڑھا پڑھے ہوں تو وتر کو جماعت  
 سے پڑھے کہ فی الشامی بقی لو ترکھا اکلھل یصلون الوتر جماعۃ فلا یجوز باقی رہا یہ مسئلہ کہ اگر تراویح کی جماعت میں نہ کی ہو تو کیا سب لوگ  
 وتر کو جماعت سے پڑھیں اسکا حکم تلاش کرنا چاہیے ہم شامی نے کہا کہ ظاہر ہے کہ جماعت سے نہ پڑھے اسلئے کہ وتر میں جماعت کا سنون ہونا تراویح  
 کی جماعت کے بعد سلف سے منقول ہو تو وتر کی جماعت تلع ہوئی تراویح کی جماعت کی ولا یصلی الوتر ولا التلویح جماعۃ خاتمہ رمضان ای تذکرہ ذلک  
 لو حل سبیل التداخی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر والکحلات فی حقہ الاقنداع اذ لا ماکم ہر اور نہ پڑھا جائے وتر اور نہ نفل جماعت  
 میں سے سو اور دو تو نہیں یعنی جماعت وتر اور نفل کی اور دو تو نہیں میں کر دے وہی بشرط کثرت کی اس طرح کہ چاروں ایک کو پڑھے پڑھیں چنانچہ درمیں جو اور خلاف نہیں  
 اقتدائے صحیح ہو نہیں کیونکہ کوئی مانع اقتدائے انہیں کہ فی الشامی ہر چار مقتدیوں کی قید سہل گئی کہ اگر ایک شخص یا دو مقتدی جو کسی کو بلا کر اہت درست ہو  
 شامی کہہ کہ ہر چند اقتدائے نفل میں درست مگر تراویح جماعت کا نہیں ہوتا وہی لا شیا عن البراہین فی الاقنداع فی صلوۃ رکعات ثلاثۃ وقد لا اذا کان لدا و تکلیف  
 دیکھتے ہیں الامام جگہ انہی قلت وحق عبارت لا الذاریۃ من الامامۃ ولا یبقی ان تکلف کل هذا التکلف لا یزکو و لا وہی شہادۃ میں مذکور ہو  
 کہ کر دے جو اقتدائے رکعات میں اور صلوۃ براءت اور صلوۃ قدر میں مگر مقتدی ہوں کہ جو کہ میں اتنی رکعتیں اس امام کے پیچھے جماعت سنو نہ کی تمام  
 ہو اتوں شہادۃ کا میں کہتا ہوں کہ باقی عبارت برازیہ کی باب الامامۃ سے جیسے کہ نہیں چاہو یہ کہ تکلف ایام امر کر دے کہ لیو ہم جب تک پہلے جمیع کی شب میں نماز  
 نفل صلوۃ رکعات کہلاتی ہو یہ نماز سنہ امین ایجا ہوئی اور طوائف اسکی برائی اور اسے پڑھنے والوں کی حافت میں کتابین تالیف کین اور منیہ کے شارحوں نے  
 تقویٰ کی کہ جو کہ اس باب میں مروی ہو سب باطل اور موضوع ہو اسکی حافت کے لیو اہل روم یہ جلیلہ کرنے میں کہ رکعتوں کو نذر کر لیتے ہیں تاکہ جماعت نفل کی  
 تراویح واجب کی ہو جائے اور صلوۃ براءت سے مراد پندرہویں شب شعبان کی نفلیں ہیں اور صلوۃ قدر ستر یا ستیوسین شب رمضان کی نفلیں ہیں اور نہیں کسی  
 جماعت کر دے ہو تو جماعت سے نفل ادا کر سکے لیو نہ رکعات تک نماز چاہیے کہ فی الشامی وفي التنازع خاتمۃ لو لم یبق الامامۃ لا کراہۃ حل الامام فی حفظہ  
 تا نماز غائبہ میں ہے کہ اگر امام امامت کی نیت نہ کر گیا تو اس کے حق میں کر اہت نہ ہوگی تو اسکو یاد رکھنا چاہو دفعہ ای رمضان یصلی الوتر و قیامہ  
 تھا اور رمضان میں پڑھا جائے وتر اور قیام رمضان جماعت سو قیام رمضان سے مراد تراویح ہو جسے وتر اور تراویح کو جماعت سے پڑھے وہی  
 الا فضل فی الوتر الجماعۃ ام المذلل تعینہا ان لکن نقل شارح الوہاب کاتبہ ما یقتضی ان المذہب التلانی وافر للمصنف و غیریہ  
 اور کیا نفل وتر میں جماعت سے یا اگر پڑھنا دو تو دونوں کی تصحیح ہوئی لیکن شارح وہابیہ نے وہ عبارت نقل کی ہو جس کا مقتضایہ ہو کہ  
 اگر پڑھنے کا نفل پڑھا نہ ہو ہو اور اسکو ثابت رکھا ہے مصنف وغیرہ نے ہم مجھے نے کہا کہ شارح نے جو اوپر قاعدہ لکھا تھا کہ پڑھا  
 جماعت سے نہیں پڑھا اول کو مسجد میں پڑھنا نفل ہے اس کے رو سے معلوم ہوتا ہے کہ قول اول ہی رائج ہے

باب اذ ان الوتر





طہر کی اور سنت جمہر جماعت نظر شروع ہو جائی یا امام خطبہ پڑھنے لگے تو آدم کو چار رکعتیں پڑھ کر قول فالتیٰ بوجہ اس کے کہ وہ تین ایک نماز میں اور قطع کرنا اذکار  
 کامل کر نیسکے لی نہیں ہے بلکہ باطل کرنے کے لیے ہو بخلاف اس میں اس کے کہ ترجیح دی ہو کہ کمال نے تم قطع کرنا کمال کے لیے نہیں ہے بلکہ سبب ہے کہ اگر قطع کر گیا ہو  
 پھر پڑھ گیا تو پہلی ہی طرح پڑھو گا بخلاف فرض کے قطع کر نیسکے کہ اس کو دوبارہ جماعت میں پڑھتا ہو تو اس کا نوازنا کامل کرنے کے لیے ہو اور کمال الدین  
 اسکو ترجیح دی ہو کہ سنت کو دو رکعتوں پر قطع کر دی اور ہدایہ میں بظاہر یہ سبب اختیار کیا ہے کہ انی الشامی وکچہ آخر ہا لکن فی خبر من تم کیصل من مسجد  
 اذین فیہ جہری علی الغالب الم اذ دخول الوقت اذین فیہ اولاً اور مکروہ بخوبی جو سبب نعت کو کھانا اور شخص کا جس نے نماز نہیں پڑھی اور جس سے جس میں  
 اذان ہو گئی ہو شائع کیا کہ ماتن چلا ہو کثرت یعنی اکثر یہی ہوتا ہے کہ وقت نماز ہو جانے پر اذان ہو جاتی ہو اور مراد اذان ہونے سے وقت نماز کا آجانا ہو  
 خواہ مسجد میں اذان ہوئی ہو یا نہ ہو یعنی اگر کسی شخص کو کسی مسجد میں نماز کا وقت ہو جائی تو بدو نماز پڑھو اور سبب کھانا مکروہ بخوبی ہو طحاوی کہ اگر داخل وقت  
 مراد لینا بحث ہو صاحب بحر الرائق کی اور مانعیت کی حدیث ابن ماجہ روایت کی ہو کہ جس نے مسجد میں اذان کو پایا نہ پڑھ گیا اور کسی کام کو نہیں نکلا اور پڑھ گیا  
 اور وہ نہیں کہتا تو وہ منافق ہو الا لمن یستطیعہ امر جائزہ آخری او کان الخربہ مسجد حیہ ولم یصلوا فیہ اولاً استاذہ لہا سبب اولیٰ سبب الی عطف  
 اولھا جاعلہ ومن عنہ ان یقول فیہ مگر کھانا اور شخص مکروہ نہیں جس سے دوسری جماعت کا اتمام ہو یعنی دوسری مسجد کا امام یا مؤذن ہو یا یہ کہ کھانا اپنے  
 محلہ کی مسجد کے لیے ہو اور اس میں لوگوں نے نماز نہ پڑھی ہو یا کھانا اپنے استاد کی مسجد کے لیے ہو اپنے پڑھنے کے لیے یا کھانا ہو عطف کو سننے کے لیے یا کشتی  
 کر لی ہو اور اس کا ارادہ ہو کہ ہر آدھ تو مکروہ نہیں کہ انی النہر الا لمن صلی الظهر والعشاء وحده فلا یکرہ لہ الخربہ بل تکرہ الجماعۃ الاعنہ  
 الشرح فی الاقامۃ فیکرہ لھا کفۃ الجماعۃ بلا عذر بل یقتدی متغلاً لکما مر اور مگر اس شخص کے لیے جو جس نے نماز اور عشا کی نماز تہا ایک مرتبہ پڑھ  
 لی ہو تو نہ کھانا مکروہ نہیں بلکہ چھوڑنا جماعت کا یعنی یہ فعل مکروہ ہو کہ نماز کو تہا پڑھ لیا اور جماعت کا انتظار کیا مگر وقت شروع ہونے تکبیر کے مکروہ دوس  
 شخص کو کھانا سبب کی مخالفت کرتی جماعت کو بدولت عذر کے بلکہ وہ اقدار کو نقل پڑھو والا سبب اس میں ہے کہ گندی یعنی نفل اور جماعت دونوں حاصل کر کے لی  
 کہ انی لعلھا و الا لمن صلی الفجر والعصر والمغرب مرتۃ فیخرجہ مطلقاً وان اقیمت لکراۃ النفل بعد الاذکارین فی المغرب یصل النفل  
 البتہ کراۃ او خالفہ الامام بالاقامۃ اور مگر اس شخص کو مکروہ نہیں جو فجر اور عصر اور مغرب کی نماز یا یکبار پڑھ چکا ہو تو وہ مکمل حال میں اگر چہ کبیر ہو جائی  
 بسبب مکروہ جو نفل کے بعد فجر اور عصر کے نماز کو یعنی اگر ان دونوں نمازوں کو پڑھ کر امام کا شریک بیت نفل ہو گا تو نفل کا پڑھنا ان دونوں کے بعد مکروہ بخوبی ہو اور مغرب کی  
 میں اقدار کی نیت سے دوسری باتوں میں ایک ہوگی یا ایک رکعت نفل کی یا امام کی مخالفت ہو کر کسیے ہم پیرا تغیر ہو کر اذکار اور تبرعات اور اس امر کی کہ کوہو  
 جس کو سہانہ دوسری ہو یعنی اگر مغرب میں اقدار بیت نفل کر گیا تو اس سے یہ لازم آدیا کہ تیسری رکعت تھار ہو جائی اگر یہ فرض کیا جائی کہ مقدس امام کے ساتھ  
 تین رکعتیں پڑھ کر ان میں چوتھی اور کما قولہم کی مخالفت لازم آتی ہو فی النہر یعنی ان تین آخر فجہ لان کراۃ مکثہ بلا صلواتی اشد اور یہ لغات  
 میں جو کہ مناسب یہ ہو کہ جماعت جو نیسکے وقت اس کا کھانا واجب ہو اسلئے کہ ہر نماز اس کا مسجد میں بدولت نماز کے زیادہ مکروہ ہو بہ نسبت  
 نفل پڑھنے کے ہم نے محط میں کہا ہے کہ مخالفت جماعت کا گنا بہت بڑا ہو کہ انی لعلھا ہی قلت افاذا القہستان ان کراۃ النفل  
 بالثلاثۃ تفریغۃ فی المفہرات لہ اقدار فیہ لاساءۃ میں کہتا ہوں کہ قہستانی نے بیان کیا ہے کہ تین رکعتیں نفل پڑھنے کی کراہت  
 تنزیہی ہو اور مضمرات میں ہو کہ اگر تہا کر گیا مغرب میں تو بڑا کر گیا قہستانی نے اپنے قول کی تائید میں مضمرات کا یہ قول نقل کیا  
 ہے حالانکہ قول قہستانی کا مردود ہو اسلئے کہ صاحب ہدایہ نے تصریح کراہت کی کر دی ہے اور غایۃ البیان میں کہا ہے کہ تین رکعتوں  
 نفل کا پڑھنا بدعت ہو اور قاضی غل نے شرح جامع صغیر میں کہا کہ اذن کا پڑھنا حرام ہو اور صاحب بحر الرائق نے  
 کہا کہ حدیث میں مستحکم سے مانعیت وارد ہے تو معلوم ہو کہ اذن کا پڑھنا مکروہ بخوبی ہے کھانے لعلھا ہی لعلھا ہی  
 لکن فی النہر کراۃ بستیۃ اذ کان کلہا لکلیۃ اکل اور جب نماز پڑھو تو جماعت دو گنا فرض ہو جو سبب اپنی مشغول ہونے کی ہر سنتوں میں تو سنتوں کو















اور جو وہ نہیں کرنا اور ترتیب کا بعد ساقط ہو جائے اس کے فوت کی کثرت کی وجہ سے سبب ہو جائے فوت کے کامل ہو گئی یا باعث قضا یا نہ ایسا بعض نوادرات کے  
 مذہب معتد پر وجہ عود کو ساقط کی ہے کہ ساقط چیز دو بار نہیں آتی ہم صورت اس کی یہ کہ مثلاً ایک شخص کے ذمہ سال ہر کی نمازین قضا ہیں تو طارح ہے  
 کہ لازم ترتیب ان فوت کی وجہ سے ساقط ہو گیا اب اس شخص نے ان نماز کو قضا کر دیا تو وہ نمازوں کے کمرہ یا ہوا تک کہ مثلاً ایک ہی نماز کے اسکو  
 ذمہ رہ گئی تب بھی لازم ترتیب عود کر گیا یعنی اس نماز کو یاد کر کے اگر کوئی نماز پڑھ گیا تو نماز وقتی جائز ہو گئی اور بعد کی قید ساقط ہو گئی کہ غیر معتد  
 قول یہ ہے کہ جب فوت چوتھ سے کم ہو جائیں تو ترتیب عود کر آتی ہو اور اسی قول کو بہ ایہ میں پسند کیا جو اور کافی میں اسکو رد کیا جو اور معتد پر  
 معتد کافی میں فتویٰ اول قول پہلے اور بعض کے قضا پڑھنے کی قید ساقط کی کہ اگر کل کی قضا کر لیا اور ایک نماز بھی اسکو ذمہ نہ رہی تو سب کے نزدیک  
 صاحب ترتیب ہو جائیگا چنانچہ فتاویٰ نے اسکو نقل کیا ہے کہ فی الشامی وکن الا یعود بالترتیب بعد سقوط بعض السقطات  
 السابقة من الغنسیان والضیق حتی لو خسر الوقت فی خیال الوقت لا تعدد وهو مؤید ہوا لاصح معتد اور سبط مود  
 نہیں کرتی ترتیب بعد اس کے ساقط ہو سکے کسی گذشتہ ساقط کر دیا چیز دو بار نہیں آتی وجہ سے یعنی ہر لئے اور تنگی وقت کے سبب اگر ترتیب ساقط  
 ہو جائیگی تب بھی عود کر گئی یہاں تک کہ اگر وقت جانا رہ گیا در بیان وقتی کے تو نماز وقتی فاسد نہ ہو گی اور نماز اور ایسا ہوا لامو گویا صحیح ترجمہ کرنے  
 المجتبیٰ ہی یعنی تنگی وقت کے باعث ترتیب ساقط ہو کر اگر وقت جانا رہ گیا تو ترتیب عود نہ کر گئی یہاں تک کہ اگر وقتی کے پڑھنے کے در بیان وقت جانا تو  
 فاسد نہ ہو گی کیونکہ ترتیب ساقط ہو گئی اور یہ نماز وقتی اور ہو گی نہ قضا ایسا ہی نمایاں سے ساقط ہو کر پھر عود کر گئی اور بعض فقہاء کے نزدیک یعنی نماز وقت میں  
 ہو گئی اور سقد راد ہو گئی اور معنی وقت سو خارج ہو گئی وہ قضا ہو گئی اور ایک قول یہ ہے کہ سبب قضا ہو گئی اگر صحیح یہ ہے کہ اور ہو گئی کذا فی الطحاوی و مختصر ابن  
 قلیب و التشریح عن الدرایۃ لوسقط للغنسیان والضیق فتدکک والشتم الوقت یعود اتفاقاً و نحوه فی الیہ تشبہ فی بیان السقط  
 لا یعود فی کل حال لیکن نہ الفائق اور سراج میں درایہ سو کہ اگر ترتیب نمایاں اور وقت کی تنگی سے ساقط ہو گئی پھر اسکو نماز فاسد یا ہوئی اور وقت میں گنجائش  
 ہے تو ترتیب عود کر گئی بالاتفاق اور مثل اسکے جو مشاہدہ میں اس قاعدہ کے بیان میں کہ ساقط چیز غنہ کی تو اسکی نتیجہ کرنی چاہئے وہ ترتیب یہ ہے کہ  
 وقت کی تنگی میں غلات لفظی ہے کیونکہ مجتبیٰ میں عدم عود کی تصریح اور اس صورت میں ہو کہ وقت مکمل گیا ہو اور درایہ میں عود کی تصریح اور اس صورت میں  
 کہ وقت میں گنجائش ہو ورنہ کو جمع کر نیکی تو دونوں قولوں میں کہہ سنا فات نہیں اور سبط مود نے کے بعد یاد کر نیکی صورت مجتبیٰ میں اور  
 معمول ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد فائز یا ہوئی ہو اور درایہ میں اور سبط مود نے کے نماز وقتی کے فارغ ہونے سے پیشتر یاد ہوئی ہو کذا فی الجلی و  
 فساد اصل الصلوة بترك الترتیب موقوف عند البخفة سواء ظن وجوب الترتیب او لا فان كثرت وصار من القواسم  
 مع الفائتة سبباً ظہر صحیحاً بخروج وقت الخامسة التي هو السادسة الفوائت لان دخول وقت السادسة غير شرط لكانه  
 لو ترك فجر يوم واذی باقی صلواتنا انقلبنا صحیحاً بعد طلوع الشمس وخلصه هو وصف نماز کا سبب جو پڑھنے ترتیب لم یزید  
 امام ابو یوسف کے نزدیک برابر ہے کہ نمازی نے وجہ ہونے ترتیب کا ظن کیا ہو یا نہیں پس اگر بہت ہو جائیں اور سب نمازین جنکا فساد موقوف ہو جائے تو  
 ساتھ لکھ جہ ہو جائیں تو ظاہر ہو گئی صحت ان باوجود تنگی یا بخیر نماز کے کلمہ کے وقت پر جو شمار میں چہی نمازوں سے اسکو کہ داخل نماز چہی نماز کے وقت کا  
 شرط نہیں کہ اگر ایک شخص نے کسی روز کی فجر پڑھی اور باقی نمازین اور اسکی ادائیگی ہو کر دے کہ تو یہ نمازین دوسروں کے آداب طوع ہونے پر  
 صحیح ہو جائیں گی ہم یعنی اگر دخول وقت چہی نماز کا شرط رہتا تو دوسروں کے رد الیہ صحیح ہو تین شامی نے کہا کہ شامی نے بتیمت نہ الفائق فساد اصل کہا حال  
 اکرم نزدیک اصل نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ وصف فاسد ہو جاتا ہے یعنی نماز فرض نہیں رہتی فعل ہو جاتی ہے تو بہرہ ہلکہ شامی اصل کی جگہ وصف کرتا چنانچہ  
 بہرہ نے ترجمہ وصف کا کیا جو اور صاحبین کے نزدیک فساد موقوف نہیں رہتا بلکہ امام محمد کے نزدیک اصل و وصف دونوں قطعاً فاسد ہو جائیں اور امام ابو یوسف  
 کے نزدیک فقط وصف قطعاً فاسد ہو جاتا ہے ہر ایک کے ساتھ القوت کہنا مناسب نہیں بلکہ ساتھ الصلوات درست اسکو کہ پہلی یا جو نماز پڑھنے

کہ ان فی الصلوات لا یفہم صحۃ اہل نصیر فہم لا یفہم صحۃ اہل نصیر فہم لا یفہم صحۃ اہل نصیر فہم لا یفہم صحۃ اہل نصیر  
 بہت ہوں یعنی یہ جو ہمارے تو اذان نمازوں پر چمکانے کی فریضت ظاہر ہوگی بلکہ غفلتیں ہو جائیں گی یعنی اگر نماز مٹو کہ فجر کو دوسرے فجر کے وقت میں عید نماز یا  
 قبل نماز طلوع ہو پیشتر ہو گیا تو جو نماز میں موقوف العشاء ہیں وہ فاسد ہو جائیں گی یعنی غفلتیں ہو جائیں گی اور اگر نماز مٹو کہ کو طلوع شمس تک نہ ہو گیا  
 تو سب درست ہو جائیں گی اور اسی جہی نماز میں یہ بھی معاکیا جائے کہ ایک نماز یا پنج نمازوں کو درست کر دیتی ہے اور دوسری نماز یا پنج فرض کو فاسد  
 کرتی ہے ہم جواب اس معاکیا یہ ہے کہ وہی نماز فاسد ہو کہ اگر اسکو پنجون نماز پر مٹو کہ بعد اسکے وقت تک نہیں ہو سکتا تھا کہ کیا تو باخون نماز میں تھا  
 ہو جائیں گی اور اگر وقت تک نہیں کے بعد ہو گیا تو باخون نماز میں صمیم ہو جائیں گی اور دوسری نماز اسکو کہا کہ وقت تک نہیں کے بعد ہو گیا کئی روزہ حقیقت  
 میں ایک ہی ہے اور جو نہ صحت کا مدار وقت کے تکلیف پر ہو تو نماز کو صحیح کہنے میں شام سے سامت ہوئی کذا فی الشامی ولو مات وصلی صلوات  
 خاتمة و اوصی بالکفاۃ فی بعضی لکل صلوة نصف صلیح من ہیکل القسط اور اگر ایک شخص اور اسکو ذمہ نمازین فوت شمس میں اور وصیت  
 کی کفارہ دینو کی وجہ نماز کے لئے ادا صلح گیر ہوں مانند صدقہ فطر کے ہم یعنی ادا صلح گیر ہوں یا انا یا ستویا ایک صلح جو خواہ جو ادا یا آگے  
 قیمت دیکھ اور وصیت کرنی اور شخص کو لازم ہوگی مگر وہ قادر رہا فوت کے اوپر اور ادا نہ کی اور صلح کا بیان فطرہ کے ذکر میں لکھا جائیگا انشاء اللہ  
 تکا و کذا احکم الوتر والصلو و اما یعطى من ثلث ماله ولو لم یدرک ما لا یشترک من وارثہ نصف صلیح مثلاً ویدفع لفقیر  
 فترید قعد الفقیر للوارث فہو حق یلزم اور ایسا ہی حکم ہو تو اور روزہ کا یعنی ادنیٰ سے ہر ایک کے عوض صدقہ فطر کی مانند دینا  
 جائے اور یہ کفارہ میسکال کی تمائی سو دیا جائے اور اگر میت نے کچھ مال نہ ہو یا امیرا آنا ہو کہ سب نمازوں کے کفارہ کو کافی ہو تو وصیت کا وارث  
 یہ تدبیر کرے کہ نصف کثیر گیر ہوں مثلاً فرض لے اور اسکو فقیر کے حوالہ کرے پھر فقیر گیر ہوں وارث کو سہ کر دی اور وارث پھر فقیر کو دیکھ اسطرح  
 اتنی بار دہرے کہ کفارہ تلیم ہو جائے ہم یہ حیلہ اس امر کا جو اس نامہ میں اتقاط کو نام سے مشہور ہو رہا جو اور اہل منہ حساب میں بالفعل  
 یہ حیلہ استعمال کرتے ہیں کہ ہر کے نماز روزہ کا حساب کہ کفارہ کا نقد ام طہر یا اناج معلوم کر لیا پھر فقیر کو وہ نقد یا غلہ زانی دیکر اپنی ذمہ  
 فرض کر لیا بعد اسکو اس قرص کی عوض ایک قرآن مجید فقیر کے حوالہ کرتے ہیں اور یہ ہتھکڑی وارث کے ذمہ وجب نہیں ہے جو مگر سطرہ کا کفارہ  
 خالی کا کفارہ نہیں ولو قضا ہا و رشک بامرہ لو تجزئ لا تھا احبادہ بدنیہ بخلاف الحج لا یتقبل النسیاۃ اور اگر نمازوں فوت شدہ  
 کو میت کے وارثوں نے اسکو حکم سے قضا پڑا تو اسکی طرف سے درست ہوگی اسکو کہ نماز عبادت بدنیہ ہر ملک کو حکم ہو کہ اپنی بدین سو اسکو بجا آئے  
 دوسرے کے ادا کرانے سو ادا ہوگی بخلاف حج کے اسکو کہ وہ نیات کو قبول کرنا یعنی وارث کو حج کرنے سے فرض ہے نہ سو ساقط ہو جائے اور اگر وصیت نے  
 اسکی وصیت کی ہو کہ میت نے انھیں منسلک علیہ وسلم نے ایک عورت کو اسکو مردہ باپ کی طرف سے حج کرنا کی اجازت فرمائی تھی کذا فی الطحاوی  
 ولو اذی الفقیر قل من نصف صلیح لو تجزئ ولو اعطاک کل جازا اور اگر دیا وارث نے فقیر کو کتبہ صلح سے جو جائز ہو گا اور اگر سب غلہ اسکو دیا  
 تو درست ہے ہم یعنی صدقہ فطر سو اس کفارہ میں اتا فرق ہے کہ نصف صلیح سے کہ ایک فقیر کو فطرہ درست ہو اور کفارہ نماز روزہ کا درست نہیں اور کفارہ میں اور  
 طہار اور انطار میں صدقہ طہر ایک کو سب یا درست نہیں کذا فی الشامی ولو قضا عن صلوة فی من ضیہ لا یصح بخلاف الصوم اور اگر فقیر یا  
 میت کا اپنی نماز سو اپنی مرض موت میں تو صیم ہو گا اور ہر وجہ سے کہ وصیت کر جائے نماز روزہ کہ اگر مرض موت میں روزہ کا ذبیحہ ہو تو درست ہے لیکن اسکی وصیت  
 بعد موت کو ثابت ہوگی کذا فی الطحاوی وجوز تأخیر القواۃ وان وجبت حمل القوی بعض من العقیال فی الحوائج حل الاصحہ اور جائز تاخیر  
 کرنا وقت شدہ نمازوں کا اگر وجہ اوستیت ہو تو بین السبب کہ کاشی کے عیال کے لئے اور سنی کر نیکے اپنی حاجتوں میں صیم تر قیل کے بموجب غنی  
 بہت سی فائزہ میں ستر تیب قلم ہو جاتی ہو انکو اگر زن و فرزند کو لئے کافی کی وجہ سے یا اگر کسی حاجت کے باعث تاخیر کرے جو جائز ہو وجب اپنی کام سے جفت  
 فرض ہے اور یہ قضا پڑے اور انکو ہر نماز یا ہر کہ انی الطحاوی وجوز التلاوة والسنن المطلق وقضاء رمضان عن مکر وضیق الحوائج اور ان





















بین قرات اربعین میں مشغول ہو کر کیا ہو سکتا ہے اور غیر وہ میں وجہ ہے اور سجدہ وسجدہ سب ترنمین شک کی یعنی خواہ اوستی عمل غالب برطن کیا ہو اکثر دہائی  
کذا فی الفہم سجدہ وسجدہ وجہ تباخیر رک کے معنی غلبہ ظن کی صورتیں اور امر یقینی کے اعتبار کی صورتیں اگر شک کر سید بقدر رک کے تاخیر ہوئی تو سجدہ کر دی اور  
اوستی محکم فکر کرین سجدہ وسجدہ نہیں کذا فی الطحاوی کہ فی التمریم انا لیستجد للسنی فی اقل الاقل مطلقا وغلبہ الظن ان کل قد کمن  
لیکن سراج میں ہے کہ وہ سجدہ وسجدہ کو اقل کے تحت یا رک کے میں مطلق خواہ مقدار رک کی تا مل کر دی یا کر دی اور غلبہ ظن میں اگر فکر بقدر رک کر دی تو سجدہ کر کے  
ورنہ کر کے فروغ مسائل لمحہ شاکم اخیرہ حدلہ باتہ ماضی اربعاً وشاک فی صدقہ وکذا اعداد احتیاطاً خبر دی اسکو ایک عامل یعنی سجدہ  
ہوئی ہے کہ اوستی چار رکعتیں نہیں پڑھیں اور اوستی شاک کیا ہو کر سجدہ وسجدہ نہیں پڑھیں اور احتیاطاً اور اگر نازی کو یقین ہو کہ سجدہ  
بعدی چار پڑھی ہیں تو مخیر کے قول پر لحاظ کر کے کذا فی الطحاوی ولو اختلف الامام والقوم فلو الامام علی یقین لم یعدی والا احاد بقولہم اور اگر قتلان  
کیا امام اور مقتدیوں نے بلکہ امام کو یقین ہو یا نہ ہو شاک پڑھنے کا تو اعادہ کر دی اور اگر یقین نہ ہو مقتدیوں کے کہنے کے موجب نماز کا اعادہ کر کے طحاوی نے کہا  
کہ پہلی صورت میں تو ماعادہ کر دیو کہ ظن میں او کی نماز فاسدہ شاک اتماماً ثانیۃ الوتر ام ثالثۃ فنت وقدر ثم صلی اخری فنت ایضاً  
فی الاخرہ شک کیا نمازی نے سبب میں یہ کہ رکعت وتر کی دوسری ہو یا تیسری تو وہ قنوت پڑھو اور تعدہ کر دی پھر اور رکعت پڑھو اور او میں بھی قنوت پڑھے  
مسیحی قول میں ہم قول صحیح کا مقابل یہ کہ وہ بارہ قنوت نہ پڑھے کہ بدعت ہو اور اسکو جواب یہ کہ ترک وجہ کی ضرورت سے احتیاط قنوت پڑھیں ہیں کذا فی الشاک  
شاک هل کبر لا فتنہ اولاً او احداً اولاً او اصحاباً فی سۃ اولاً او مستحکم داسۃ اولاً استقبل ان کان اول صرۃ ولا لا شاک کیا  
کہ شروع کی تکبیر کی یا نہیں خواہ یہ شک کیا کہ حدت ہو یا نہیں خواہ یہ کہ کبر یا نہ ہو یا نہیں خواہ یہ کہ مسج یا نہ ہو یا نہیں تو اگر یہ شک اقل مرتبہ ہے  
تو از سر نو کر دی ورنہ نہیں ہم یعنی اول صورت میں نماز از سر نو پڑھے اور دوسری میں وضو کر دی اور تیسری میں نجاست کو دہو کر پاک کر دی اور چوتھی میں مسج کر دی  
اور اگر شک اول دفعہ نہ ہو تو اس شک کا کہہ اعتبار نہیں طحاوی نے کہا کہ یہ حکم شام وضو یا نماز میں شک پڑنے کا ہو اور بعد فراغ کے شک کا اعتبار نہیں  
والخلف لو شک فی ارکان الحج وظاہر الروایۃ البناء علی الاقل وحلیۃ بالمشاہدۃ فاعادۃ الیقین لا یزول بالشک اور ختلان کیا گیا  
ہو اس صورت میں کہ شک کیا کہ ارکان میں اور ظاہر روایت ہو یا نہ ہو یا نہیں اگر شک کیا کہ طوط نیات مثلاً چار پیر ہو یا تین تین برتار ہو اور  
تکبیر چار ہو یا تین تین شک سوزا کل نہیں ہوتا ظاہر روایت کا مقابل یہ کہ غلبہ ظن ہو کر دی کیونکہ رکن کا کر رہنا اور پیر  
زیادتی کا ہونا حج کا مقصد نہیں اور بحر الرائی میں اس قول کو اکثر فقہاء کی طرف منسوب کیا کہ کذا فی الطحاوی باب  
یہ ایک بیماری کی نماز کے احکام میں من اضافة الفعل الفاعله او حمله ومنسبۃ کوئہ حارضا کما وکافنا تسبیح اللیلۃ ضررۃ اضافة فعل  
کی مریض کی طرف از قبیل اضافة فعل کے ہر طرف فاعل کے یا اضافة فعل کی ہر طرف محل کے یعنی مریض یا فاعل یا محل نماز کا اور مناسبت اس باب کی احادیث  
مواضع کا ہر مریض یا فاعل اس لحاظ سے ہوا اور مرض دو نو کیساں میں اسکو اس باب کو متصل سجدہ وسجدہ کے بیان کیا ہے پیر چارہ کیا سجدہ تلاوت فردت کی وجہ سے یعنی نماز  
تھا کہ سجدہ وسجدہ تلاوت اس باب میں بیان ہے کہ جو کہ دو نو جز نماز پڑھتے ہیں مگر صلوۃ مریض میں اس مناسبت کی راجحہ سبب سجدہ تلاوت ہے چہ بیان ہو کہ نہ  
الطحاوی حسن تعدد علیہ القیام ای کلہ لمرض حقیقی وحالہ ان یلحقہ بالقیام ضررۃ یعنی قیام اور فی ای الفریضۃ ارسلک ان خوف  
بیلانہ وکلہ بمرئۃ بقیامہ وودان راسیۃ او وحید القیامہ لئلا شذیذا ارکان لوصلی انک لیس بولیۃ او تعدد علیہ الصبح کا ہر صلی احد  
ولو مستنداً الى سادۃ انسان فانه یلحقہ ذلک علی الخیار کیف شاء علی المذهب ان المرض سقط عنه الارکان فالعیثیات اولی من صریح  
کہہ نماز اور ہر یعنی سب قیام کر سکتا ہو سبب کسی مرض یعنی عذ حقیقی کے اور تعریف اس عذر کی جس سے نماز بیشک درست ہو یہ کہ نمازی کو قیام میں ضرر ہو پھر ہی بر  
فتویٰ یہ ہر شواہری قیام کی پہلو فرضوں سے واپس خود فرضوں کے اندر خواہ قیام نہ ہو سبب عذ حکی کے ہر طرف کہ خوف کر دی بیماری کے پڑ جائے یا اسکو دیر کر جائے یا نہ  
کہہ انویس کے باعث یا کہ پڑنا ہو سجدہ کا یا پڑنا ہو قیام بہت سادہ و زیاں ایسا ہے کہ اگر نماز پڑھ کر پڑھنا تو بیشک جاری ہو جائے گا یا روزہ کہ نہ شمار ہو جائے گا چنانچہ

باب الصلوة فی المرض











فصل الخامس ان نماز وقت صلوٰۃ سادسہ لایحرج ولو افاق فالتکبیر فان لا فایہ وقت معلوم فتفحی و الا لا اور جو  
 شخص مجنون ہو یا بیهوش ہو اگر کسی درندہ یا آدمی کے خوف سے بیہوش ہو یا ہو ایک نرات تو وہ پانچ نمازین قضا پڑھے اور اگر بڑھیا کے  
 بیہوشی پر وقت چٹھی نماز کا تو قضا نہ پڑھے بسبب عرج کے اور اگر نرات میں اس کو افتادہ ہوتا ہو تو اگر افتادہ کا وقت معین ہو تب تو قضا  
 پڑھے ورنہ قضا نہ پڑھے ہم مثلاً نرات بیہوش رہتا ہے مگر صبح کو بوشین آتا ہے تو اول کی بیہوشی بیکار ہوگی اور قضا پڑھنی پڑیگی اور  
 اگر وقت ہوش کا معین نہیں کیا ایک ہوش ہو جائے تو اس ہوش کا اعتبار نہیں کذا فی الطحاوی و ذال عقلہ و عیادہ و دواعیہ القضاۃ  
 وان لم یلت لانه یصنم العباد عکس الشیخ زائل ہوئی عقل نمازی کی ہوئی یا شراب یا کسی دوسری تو اس کو قضا پڑھنا بیعتی کیونکہ  
 کی نمازوں کا لازم ہے اگرچہ مدت بیہوشی بہت ہو سکتی کہ عید بیہوشی خود بندہ کے کرنے سے بھی مثل سورہ منی کے تو جیسا سونے سے قضا باطل ہے  
 ہوتی اس طرح کچھ کچھ بیہوش ہونے سے ساقط نہ ہوگی ہم سبج بفتح موحده نام ایک بوٹی کا ہے جو بند لانی پر سوار ہنگ کے کڈانے  
 الطحاوی اور بعضوں نے کہا کہ اجوان خراسانی ہے ولو قطعت یداہ ورجلا من المرفق والکعب ووجه جراحۃ صلیٰ غیر ملہا  
 ولا یتیم ولا یتیمہا لا یصلیٰ موقوف التیمۃ قبل الاصل صلیٰ وقیل بل یرتہ غسل موضع القطع اور اگر کٹے ہوں دونوں ہاتھ  
 نمازی کے کہنی سے اور دونوں پاؤں ٹخنوں سے اور اس کی جہرہ میں زخم ہے تو وہ نماز پڑھو بدون وضو اور تیمم کے اور اذکارا عادیہ مکرری ہی  
 میسر ہے اور یہ مسئلہ گذر گیا تیمم میں اور بعضوں نے کہا کہ اس شخص پر نماز نہیں اور بعضوں نے کہا کہ اس پر لازم ہے دہرائی جگہ کا ہم یہ دونوں  
 قول بمقابل قول اصح کے ہیں اور لزوم غسل تصور نہیں ہے کہ اس کو وضو کرنا ایوالا موجود ہو کذا فی الطحاوی و فی موضع مسائل لم یشرع  
 امكن الفرغ الصلوٰۃ بالایماء بلا غسل کذا فیہ الا اذا اکتلا قادر ہوا و بنا آدمی نماز پڑھنے پر اشارہ سے جو بدن عمل کثیر کے تو اس کو  
 ادا پڑھنا لازم ہے اور اگر بدن عمل کثیر کے نہ پڑھ سکے تو ادا لازم نہیں قضا لازم ہے ہم بدن عمل کثیر کے اس طرح کہ کوئی چیز سہارے کو  
 لگائی ہو یا تیرا خوب جانتا ہو کذا فی البحر احراز الطیب لا یستلزم لرفع الیاء من عینہ صلیٰ بالایماء لان حرمة الاصل کفریۃ  
 النفس حکم کیا نمازی کو طیب حافظ مسلمان نے بت لیتور ہو کہ بسبب پانی نکالڈالنے کے ہلکی آنکھ سے نوہ نماز اشارہ سے پڑھی اس کو  
 کہ حرمت اعضا کی مثل حرمت نفس کے ہے یعنی جیسی جان کا بچانا فرض ہے ویسی ہی اعضا کا بچانا فرض ہے ہم نزع بفتح فون و سکون زاو مجھڑ  
 عین مہل یعنی نکالنا اور بعض نسخوں میں بزغ ہو بفتح موحده و سکون مجھڑ وغین معجم یعنی پھینک دینے کے کذا فی الطحاوی و صریح فیہ کتاب  
 الخبثۃ و کل البسط مٹی تھنکس مریا عتہ صلیٰ علی حالہ و کذا لولہ یکتبہ الا انہ یلحقہ منسۃ بیکہ ایک بیمار ہے جو کچھ بچھڑ کپڑی  
 میں اور جب کوئی چیز بچھڑائی جاتی ہو فوراً ناپاک ہو جاتی ہے تو وہ بیمار آدمی حال پر نماز پڑھو اور اس طرح اگر ناپاک فوراً نہ ہونے ہوں مگر انگو  
 زور کرنے سے بیمار کو حرکت تھو بہت سی تخلیف ہوتی ہو تب بھی نماز اد نہیں ناپاک کپڑوں میں پڑھو کہ اس کو حق میں پاک ہیں واللہ اعلم  
**باب سجۃ التلاۃ** سجہ باب سجہ تلاوت کے حکام میں من صلاۃ التلاۃ سبب سجہ کی اصناف  
 طرف تلاوت کے اصناف حکم کی طرف انہو سبب کے ہم طحاوی نے کہا کہ حکم تو وہ جب سجہ ہی نہ خود سجہ تو اگر شارح حکم کی جگہ فصل  
 کہتا تو مناسب تھا یا سجہ کہ حکم معنی محکوم بہ یعنی فعل کے لیا جائے تجب بسبب تلاۃ آیۃ الکرہا تم حرف الاستجداء من اربع  
 عشۃ آیۃ اربع فی النصف الاول و عشر فی النصف الثانی واجب ہو ایک سجہ بسبب پڑھو ایک آیت کے چودہ آیتوں سجہ  
 سے شارح نے کہا ایک آیت سے غرض اکثر آیت ہی لفظ سجہ کے ساتھ اور چودہ سجہ وغین سے چار قرآن مجید کے نصف اول میں ہیں  
 اور دس نصف دوم میں ہم یہ کہ اگر آیت سجہ کو لکھو یا جو کرے تو سجہ واجب نہ ہو کلاسیطہ ساری آیت میں ہو اگر کلاہ سجہ کو پڑھی  
 یا اکثر آیت پڑھی مگر کلاہ سجہ واجب نہ ہو کلاہ فی الطحاوی و شامی نے کہا کہ وجوب عام ہے خواہ تلاوت آیت نماز میں ہو یا نماز

باب  
 سجۃ  
 التلاۃ

سوی فار جہ اذبات قابل یاد رکھو کہ ہر کہ سجدہ سورہ نمل میں رب العرش العظیم پر اور سورہ قس میں حسن آب پر اور حم سجدہ میں لا یسئرون پر اور امام شافعی کے نزدیک قعود پر جو کہ نیکہ وائل بن حجر اور ابن عباس سے لایا نمونہ پر مروی ہے اسلمو اعتقاد اسی میں ہے کہ ابی اسون پر سجدہ کیا جاوے کیونکہ سجدہ میں ایک آیت کی تاخیر مضر نماز نہیں اور ایک آیت کی تعدیم کسی نماز فاسد ہوتی ہے اور یہی دلیل سورہ قس میں بھی ہو گوزلی نے اب پر سجدہ لکھا ہے منہا اذلی الحج اما ثانیہ ضلوتہ لافتن انہا بالکرم کوع و من خلا فلا شافعی واحمد و فی الثالث یسجد المفضل ان چودہ سجدہ نہیں سہلا سجدہ سورہ حج کا ہے اور دوسرا سجدہ سورہ مذکرہ کا وہ تلاوت کا نہیں بلکہ داو اس سجدہ کا سجدہ ہے بسبب متصل ہونے اس سجدہ کے رکوع سے اور ایک سجدہ سورہ قس کا ہے بخلاف امام شافعی اور احمد کے کہ ان کے نزدیک سورہ قس میں سجدہ نہیں اور حج میں دو سجدہ ہیں غرض کہ شمار سجدہ کا اونکی نزدیک بھی چودہ ہے اور امام مالک نے فرمایا کہ مفضل سورہ نون میں سجدہ نہیں یعنی سورہ نجم اور اذا السمار انشت اور اقرا میں اونکی نزدیک سجدہ نہیں تو اونکی نزدیک قعدا دیکارہ جو ہم اگر شافعی کے پیچھے حنفی سے نماز پڑھے اور اوسنی سورہ حج کے دوسری سجدہ پر سجدہ کیا تو متابعت واجب ہے اور خارج نماز اگر سنگا تو اوپر سجدہ نہیں کذا فی الموطا وی بشی طہ سجدہا فاسبب التلاوة وان لم یؤخذ السجدة کتلاوة الا بعد السجدة شرط فی حق غیر المتکالی ولو بالعارسیة اذا اخبر واجب ہے سجدہ تلاوت بشرط سنن آیت سجدہ کے یعنی سبب سجدہ کے میں بین اوّل تلاوت اگر پہلے سجدہ کیا یا جامی جیسی پڑنا بہرے آدمی کا دوم سننا آیت سجدہ کا یہ شرط ہے پڑھنے والے کے سوا دوسری شخص کے حق میں اگر پہلے فارسی میں ہو جسکا خبر دیاجاؤ اور اگر اوسکو خبر نہو کہ آیت سجدہ ہے تو معذور ہے بشرط سبب کو مان آگے بیان کرتا ہوں بشرط الا تمام ہم موطا وی لکھا کہ شارح کو مناسب تھا کہ غیر المتکالی راہ الترتیب کہتا کیونکہ مقتدی کو سننا شرط نہیں حالانکہ غیر متکالی میں وہ بھی اخل ہو اور بشی طہ الا تمام کا الا قد لا یمن کلاھا فانہ سبب لوجوب ایضا وان لم یستتمعھا ولم یخبرھا لکن لا یبایعہ باسجدہ تلاوت واجب ہے بشرط مقتدی ہونیکے اس شخص کے پیچھے جو آیت سجدہ کو پڑھے کہ اقتدا کرنا بھی سبب سجدہ کے واجب ہو گیا اگرچہ مقتدی آیت سجدہ کو نہ سنے اور نہ موجود ہو آیت سجدہ پڑھے کیونکہ یعنی گو امام نے اقتدا سے پہلے سجدہ کی آیت پڑھ لی ہو تب بھی سجدہ واجب ہو بسبب اجب ہو متابعت امام کے ہم اقتدا سے واجب ہونے میں بھیہ بھی شرط ہو کہ امام سجدہ کرے اور اگر امام سجدہ نہ کرے تو مقتدی پر واجب نہیں اگرچہ آیت کو سننا ہو کذا فی شرح المنیہ شامی نے کہا کہ شارح کو مناسب تھا کہ فائز سبب کی جگہ فائز شرط کہتا تاکہ بشرط الا اقتدا کے موافق ہوتا ولو کلاھا المثل تعلم یستجد المصلی اصل الا فی الصلوة ولا بعدھا اور اگر پڑھے آیت سجدہ کو مقتدی تو نہ سجدہ کرے نماز پڑھنے والا اگرگز نہ نماز میں نہ بعد نماز کے ہم یعنی نہ خود پڑھنے والا سجدہ کرے اور نہ امام اور نہ دوسری مقتدی اوسکو ساتھ والے بخلاف الحاجہ لان فیہ تبت المعبدین فلا یبیدوہم حتی یدخل معہم یقطعت بخلاف خارج کے کہ وہ سجدہ کرے اسلمو کہ روک یعنی قنات کی مخالفت ثابت ہوئی ہو معین شخصوں کے کہ تو اوسنی نماز نہ کرگی بہانہ کہ اگر خارج نماز میں داخل ہوگا اونکے ساتھ تو اوسپر بھی سجدہ ساقط ہو جائیگا ہم خارج سے مراد وہ شخص ہے کہ بالکل نماز نہ پڑھتا ہو یا وہ کہ دوسری نماز پڑھتا ہو خواہ اکیلا خواہ دوسرا امام ہو کذا فی المجلد شامی نے کہا کہ علت مسئلہ کی جو شارح نے بیان کی اوسمیں امام داخل نہیں اسلمو کہ اوسکو مخالفت قنات کی نہیں تو تعلیل وہ خوب ہے جو شرح منیہ میں ہے کہ اگر مقتدی کے پڑھنے سے امام سجدہ کرے تو متبوع تابع ہو گا و لا یجب علی من تلافی رکوعہ او سجدہ او تشهدہ الخ فہذا عن الغراء کا اور نہیں واجب ہے سجدہ اس شخص پر کہ پڑھے آیت سجدہ کو یا پھر رکوع یا سجدہ میں یا التیمات میں واسطو مخالفت کے ان ارکان میں قنات سے ہم اور مرغیانی نے کہا کہ سجدہ واجب ہے اور نماز کے اندر اوسکو اور اگر بیرون فرق میں مسئلہ میں مقتدی کے مسئلہ میں بھی بیان کیا ہے کہ مقتدی کو امام کی جہت سے قنات کی روک ہو اور امام کا نصف پھر جاری اسلمو اوسکی نصرت کا



تلازم من موصوفه حل ماشره سلاست و لاکن جرم الشرب لا لی باختلافه لا یؤثر فی فعل الوجوب بالانکاح من الجنین عن الفتاوی  
 القسریة من الجبره قلت و به جزم القسریة و ادھر اگر کم ہوا جنون جنون کا یعنی ایک دن اور رات ہو یا اس کی کثیر تو اوپر سجدہ لازم ہو  
 خواہ وہ خود پڑے یا دوسرے کسی سے ہو اور اگر جنون ایک دن عات سے زیادہ ہو جائے تو سجدہ خود اوپر لازم نہیں بلکہ اس شخص پر لازم ہو جو اس  
 سے آیت سجدہ کو سننے پر جب اس بیان کے کہ منقطع بیان کیا ہو اس کو مثلاً حسرت لیکن یقین کیا ہو شرب لا لی نے اختلاف زیادہ مدعی جنون  
 کے ادھ نقل کیا ہو و جب سجدہ کو جنون سے شکر فناء ہی منبری اور جو برہ سوتیں کہتا ہوں اور اسی وجہ پر یقین کیا ہو قہستانی نے  
 ہم شرب لا لی نے کہا ہے کہ جنون سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ و تلاوت کے واجب ہونے میں دور و این میں اور دونوں کی تعلیم ہوئی ہو  
 اور جو برہ میں کہا کہ اسم بھہ ہو کہ سجدہ واجب نہیں کذا فی الشامی کا یجب یسأله من الصمدی والظہری من کل الی حراماً و لا بالفتح  
 اشتباہ و لا من اللوغہ لکان السامع فی صلوة فلو کان لا یستطیع الحاکم منین واجب ہو سجدہ بسبب سننے سجدہ کی صلہ  
 یعنی کہ سجدہ کی آواز سے جو ہاڑوں اور جھکوں وغیرہ میں پٹ کر دینی ہی سنائی دیتی ہو اور نہیں واجب ہو پڑ سجدہ کے سبب یعنی تو نا  
 یا بنا وغیرہ اگر آیت سجدہ پڑھو تو سننے والے پر اصح قول میں سجدہ واجب نہیں اور واجب نہیں سننے سے ایک کلمہ پڑھو والیکے اور نہ سجدہ  
 کے ساتھ پڑھو والیکے سننے سے کہانی الاشتباہ و غلطادی نے کہا کہ ایک کلمہ کے سننے سے عدم واجب کا مسئلہ متن میں آگے مذکور ہے تو شاید شارح  
 نے یہاں کلمہ اسلمی ذکر کیا تاکہ تنبیہ ہو یہاں پر کہ اس مسئلہ کا اسی جائز ذکر مناسب تھا اور نہیں واجب ہو بسبب کے مقتدی سے اگر سننے والا  
 مقتدی کی نماز میں ہو یعنی وہی نماز پڑھتا ہو خواہ امام ہو یا وہ سزا مقتدی اس کو ساتھ کا بخلاف خارج کے نماز مقتدی سے کہ اوپر واجب  
 ہو گا چنانچہ پیشتر گذار دی علی اللہ علیہ السلام و ذکرہ تأخیر ہا لذلک و تکفیه ان یستند عدل ما علیہ بلا تعین و یکن موثقاً و تستقط  
 بالحقین و الیہ ان لو تکلن صلواتہ علیہ لصلوہ و ذلک جزم انما دسیا ثم تلخیرھا و یقینہا مادام فی حرمة الصلوة و لو لبعث  
 السلام فخر در سجدہ و تلاوت واجب ہو تا ہر تراخی کے طور پر تیار قول کے بموجب یعنی امام محمد کے نزدیک تمام عمر و سکا دنت ہو اور یہی قول  
 تیار ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک فوراً واجب ہو یعنی تاخیر سے گناہگار ہو گا بشرطیکہ سجدہ مذکور نماز کے اندر کا نہ ہو کہ وہ اتفاقاً واجب  
 فوراً بسبب ہو جائے اس سجدہ کے جزو نماز کا اور گناہگار ہو گا سجدہ و تلاوت نماز کی تاخیر سے اور اس کو نقصان کا و جبکہ کہ نماز کی مدت باقی رہے اگر چہ سجدہ  
 سکون ہو یعنی جنگ کی نعل مخالفت تاکہ کیا ہو کذا فی الفتح شارح کہا اور اگر تہنیر ہو تاخیر کا سجدہ تلاوت کا جزو نماز نہ ہو اور کافی ہو و ان پڑھو والیکو کہ مقتدی  
 سجدہ یا اوپر ہوں او مقتدی سجدہ بلا تعین کرنے اور ہو و بجا ادا کرنا لا یعنی تاخیر سے کرنا بہتر بھی ہو گی یہ نہ ہو گا کہ قضا ہو جائیں اور ساقط ہوتا  
 ہے سجدہ و تلاوت جس سے اور مرد ہونے سے یعنی اگر عورت نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا یہاں تک کہ حائض ہوئی تو اوپر سجدہ ساقط ہو گا  
 اصحابہ مرد ہونے سے کہانے تمیز فیہ النسب فی الصواب فیہ الصلوة فیہ انما لا یستطیع لکن فی الغنایہ انہ خطا یستعمل  
 و من عنہ انما یستعمل من صواب و بدیر یہ نسبت یعنی نصف کا صلوة کہنا درست ہو اور اس کی جگہ فقہا کا قول صلوة کہنا غلط ہو کہا ہے کہ  
 مستحب ہے کہ عقیقہ میں ہو کہ صلوة کہنا غلط ہو لیکن مرد جو اور یہ غلط مرد جو فقہا کے نزدیک بہتر ہے صحیح کم را تجر سے کہوں کہ او کی عرض صحت  
 احکام کا بتلانا ہر آن الفاظ میں جو عوام میں مشہور ہوں ہم و میر غلطی کی یہ ہو کہ قاعدہ نسبت کا یوں ہو کہ تا نا نیت کو حدت کر دین میں پھر  
 اگر اہل آخر میں ہو تو اس کو و اونی بدل کرتے ہیں تو اس کا صلوة کہنا بموجب قاعدہ کے درست ہوا بخلاف صلوة کہنا کہ اہل پیشت کو حدت  
 کیا ہو نہ انت کو بلکہ کذا فی الفتح و سی مختار و من مکتوبہا من اصحابہ و لو انما قند الیہ فانتم بہ قبل ان یسجدوا لاسجد معہ و لو انتم بعدہ  
 لایسجدوا صلاکذا الخ فی الکثیر و ما لا یسجد ان لم یقنہ بہ و صلا سجدہا و کذا الواقع ہے وہ نے دفعہ اس سے علی ما احتار  
 البرودی وغیرہ و ہوا فی الحد ایضاً و برحق سننے میں سجدہ کو امام سے ارجمند و امام ہی مقتدی سے کہتا تھا اسی سے کیا ہو یعنی اولیٰ اکمل

پڑھتا تھا پھر اس شخص نے اُسکے پیچھے ہٹ کر اُٹھ کر اس کے پیچھے اس کو کہ امام سجدہ تلاوت کرے  
تو وہ شخص امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر اُسکا اقتدا بعد سجدہ کر چکے اسی رکعت میں کرے تو سجدہ کرے نہ اندر نماز کے نہ بعد نماز کے  
ایسا ہی مطلق بیان کیا ہے کہ زمین اصل کی تبعیت سے یعنی اقتدا کرنے سے وہ سجدہ نماز کا ہو گیا تو خارج نماز اور انہیں ہو سکتا اور نماز کے اندر  
امام کی مخالفت نہیں ہو سکتی اور اگر اقتدا امام کے پیچھے کیا نہ اُس رکعت میں نہ دوسری میں تو سجدہ تلاوت کر لے اور یہی طرح اگر اقتدا کرے  
دوسری رکعت میں تو سجدہ کرے مگر بعد نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُس رکعت میں نہ دوسری میں تو سجدہ کر لے اور یہی طرح اگر اقتدا کرے  
کا ہم حاصل بھی کہ جب آیت سجدہ امام سے ہو تو اگر اُسکا اقتدا کرے تو خارج نماز رہے تو سجدہ تلاوت کرے اور اگر اقتدا کرے اسی رکعت میں  
جس میں امام نے آیت سجدہ پڑھی تو اگر سجدہ امام سے پیشتر اقتدا کیا تو اسکی ساتھ سجدہ کر لے ورنہ اوسپر یہ ساقط ہوگا اور اگر دوسری رکعت  
میں اقتدا کرے تو بعد نماز سے فارغ ہونے کے بعد اگر کذا فی الشامی لفظاً ولو بکلامی الصلوۃ سجدہ آیتاً لاحقاً رجحاناً کما مر اور اگر پہلی  
آیت سجدہ کو نماز کے اندر تو سجدہ تلاوت نماز کے اندر کرے نہ خارج نماز سے بسبب اُسوجہ کے کہ پیشتر بیان ہوئی یعنی نماز کے اندر سجدہ  
تلاوت نماز کا جزو ہو جاتا ہے و فی البدائم دادا اللہ لیستجدنا فی الامۃ التقیۃ اور بدائع میں ہے کہ اگر نماز کے اندر سجدہ تلاوت کرے تو نماز کا جزو  
ہو گا پس لازم ہوگی اُسکو تو اسلیٰ کہ ترک واجب کیا جسکی قضا ممکن نہیں تو گناہ ثابت ہو گیا اور اُس سے غلطی کی صورت بھی تو نہ کے اور پیشتر  
کذا فی المطاہری الا اذا فسدت الصلوۃ بعد الجبض فلو تسقط عنہ السجدة ذکرہ فی الخلاصۃ فی سجدہ لاحقاً رجحاناً کما مر  
فکانت لو یبقی لا یجوز کاؤ فلو تلک مکتوبہ مگر جبکہ فاسد ہو جائے نماز سوا میں حیض سے تو سجدہ تلاوت کرے خارج نماز سے اسلیٰ کہ جب نماز  
فاسد ہو گئی تو صرف تلاوت ہی رہی اسلیٰ سجدہ مذکور نماز کے اندر کا نہ اسلیٰ خارج نماز سجدہ کر لیا حکم ہوا اور سوا میں حیض اسلیٰ کہ اگر حیض  
سے نماز فاسد ہو گئی تو عورت پر سجدہ تلاوت ساقط ہو جائیگا ذکر کیا ہے اُسکو خلاصہ میں ولو بعد ما سجدہا لم یعدھا ذکرہ فی  
القیۃ وینالہ فی النہایۃ فی النہایۃ فافسۃ کا قصہ کہ دون السجۃ الا ان یحیل علی ما اذا کان بعد سجدہا و اگر نماز فاسد  
ہوئی نماز بعد سجدہ کر کے تو عادیہ سجدہ کا کلمہ ذکر کیا ہے اُسکو قنویہ میں اور اوسکی مخالفت ہو دہ جو خانہ میں ہے کہ آیت سجدہ پڑھی نماز  
نفل میں پھر نفل کو فاسد کر دیا تو نفل کی قضا کرے نہ سجدہ کی یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قضا و نماز کی صورت میں سجدہ خارج نماز  
کرے اور متن کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سجدہ کر لیا جائے مسئلہ خانہ کا یہ صورت پر کہ قضا و نفل کا بعد سجدہ تلاوت ہو تو اس  
صور میں ظاہر ہے کہ سجدہ کا عادیہ ہو گا چنانچہ شارح قنویہ سے نفل کیا ہے وقتی و کوئی و سجدہ غیر کوئی و الصلوۃ و سجدہ جوھا  
فی الصلوۃ و کذا فی خارجاً کما مر عنہما الزکوۃ فی طہار المردیٰ بآیۃ لہا لے للارواح اور ادا ہو جاتا ہے سجدہ تلاوت رکوع کر کے  
سی یا سجدہ کرنے سے وہ سجدہ تلاوت کے سوا رکوع نماز کے اور اسکی سجدہ کے نماز کے اندر اور یہی طرح خارج نماز میں قائم مقام سجدہ کا  
ہو جاتا ہے رکوع ظاہر قول روایت کہ گئی میں کذا فی الزانیہ ہم صورت مسئلہ کی سجدہ کہ ایک شخص نے نماز کے اندر آیت سجدہ پڑھی اور  
اُسکی رکوع کیا سوا نماز کے رکوع کے یا سجدہ کیا سوا نماز کے سجدہ کے تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائیگا یہی طرح خارج نماز میں رکوع  
یا سجدہ سوا ادا ہو گا مگر رکوع میں یہ شرط ہے کہ فوراً ہو بلا تاخیر اور اگر تاخیر کر لیا تو یہ سجدہ تلاوت کیو سجدہ خاص جائیگی خواہ نماز کے  
اندر ہو یا نہ ہو کذا فی الشامی و فی ذی رکوع صلوۃ اذا کان رکوع علی النہایۃ و کذا فی النہایۃ علی الطاہری  
کافی للفران ہوا کا رکوع رکوع لیسجد للارواح علی الارض اور ادا ہو جاتا ہے سجدہ تلاوت نماز کے رکوع سے جبکہ رکوع ہو دوسری ایک  
آیت کے پڑھنے سے پیشتر یا دوسری رکوع میں آیتوں سے ظاہر ہے کہ اگر سجدہ پڑھی تو رکوع کے بعد چنانچہ بحر الرائق میں ہے اگر نیت کرے سجدہ کی یعنی  
نیت کرے رکوع کے ہونے کی سجدہ تلاوت کے لئی قول راجح پر ہم یعنی اگر آیت نماز میں پڑھی اور اُسکی بعد میں آیتوں سے زائد نہیں پڑھا



ایک رکعت سو کہ کامتد نماز نہیں تو صرف ایک سجدہ کی زیادتی مفید نہ ہوگی بان اگر پروردی کرے نماز پڑھنے والا تلاوت کر نیوالے کی یعنی جب تلاوت کر نیوالے نے سجدہ کیا اور سبقت نماز ہی نے اسکی ساتھ کیا تو نماز فاسد ہو جائیگی بسبب تلبعت کرنے نماز ہی کے اس شخص کی جڑا سکا انا ہم نہیں اور یہ سجدہ نماز ہی کا اسکو سن کر ہی سجدہ کیے بغیر کسی کافی نہ ہوگا کہ اسنے التمجیس وغیرہ وان لاہا ان بعد الصلوۃ فسیحیہ داخلہ فی الصلوۃ فتاکرہا فیما بعد آخرتہ ولولم یسجد الا لکافۃ و لحد لا لان الصلوۃ تہتہ اقویٰ من غیرہ او تستتبع غیرہا وان اخلاف المجلس اور اگر آیت سجدہ کو نماز سے خارج کر دے سجدہ کر لیا پہر نماز میں داخل ہوا اور اسی آیت کو نماز میں پڑا تو دوسرا سجدہ کر دی اور اگر اول سجدہ نہ کیا ہو تو بیچ نماز کے اندر کا ایک سجدہ واسکو کافی ہے اسکو کہ نماز کے اندر کا سجدہ وغیرہ سے تو اپنے غیر کو اپنا تاج کر لیا اگر حسب مجلس بدل جائی ہم طحاوی نے کہا کہ شارح اس مسئلہ میں صاحب نہر الفائق کا تابع ہوا اور پھر الراقی میں مجلس کا ایک ہونا شرط کیا ہے ایک سجدہ کافی ہو نیکی لہذا اگر آیت سجدہ دوسری جگہ میں پڑی اور نماز میں پیراش آیت کو دہرایا تو اب نماز کے اندر سجدہ تلاوت کر نیسے سجدہ کا ساقط نہ ہوگا اسکو سنے دوسرا سجدہ بعد نماز کے کرنا چاہیے دل لہر یسجد فی الصلوۃ مستطانی الاحد و اشہر کما مراد اگر سجدہ نہ کیا نماز کے اندر تو دونوں سجدہ ساقط ہونگے پھر قول میں اور گناہگار ہوگا چنانچہ کذا اسی باب میں ہم اور ایک قول یہ ہے کہ سجدہ خارج نماز کا ساقط نہ ہوگا اگر صحیح ہو کہ دونوں ساقط ہیں اسلیکے کہ خارجی سجدہ تابع ہو داخل کا کذا فی الجملی لکن کھائی مجلس استیذکر دست فی مجلس واحدہ لکن کذا بل کذا واحدہ و فعلہا بعد الاولی اولیٰ قنیہ و فی الجملی التاخذ لحدیث اور اگر کر دے آیت سجدہ کو در مجلس میں تو سجدہ کر کر ہو جائیگا اور ایک مجلس میں کر نہ ہو بلکہ ایک سجدہ کافی ہو اور کرنا سجدہ کا بعد اول آیت کے بہتر ہے بسبب جلد بجالانے عبادت کے کذا فی القنیہ اور پھر الراقی میں ہے کہ تاخیر میں زیادہ احتیاط ہم قاعدہ دہیہ کہ وجوب سجدہ کا تین باتو نہیں ہے ایک کے باعث کر رہا ہے اول اختلاف تلاوت کا دوم اختلاف سنن کا ستم اختلاف مجلس کا پہلے دوسری غرض یہ لانا آیتوں کا ہی یعنی اگر ایک ہی مجلس میں مختلف آیتیں سجدہ کی پڑیگا یا شنیگا تو قعدہ آیات کی برابر سجدہ واجب ہوگی اور اختلاف مجلس دو قسم ہے ایک حقیقی کہ ایک مجلس سے دوسرے میں دو قدم سے زیادہ چلکر ہو پھر اس میں پھر شرط ہے کہ دونوں مکانوں کو ایک حکم ہو مثلاً چوٹی مسجد یا گھر کی مختلف جگہ ہو کہ ایک حکم ایک ہی مکان کا ہو پس اگر ایک ہی آیت سجدہ کو مسجد یا گھر کے کئی کونوں میں پڑیگا تو سجدہ ایک ہی واجب ہوگا اور ایک قسم اختلاف مجلس کی بھی ہے وہ یہ ہے کہ دونوں جگہ پڑنے کو پڑنے میں عمل کثیر کیا ہو مثلاً خرید و فروخت یا عقد نکاح یا کہا نا کہا یا تین قدم چلنا وغیرہ کیا ہو تو اس صورت میں بھی سجدہ کر رہا ہو جائیگا اور اگر محل قلیل کیا ہو مثلاً آیت سجدہ پڑ کر ایک گھونٹ پانی یا ایک لقمہ کھایا یا ایک در قدم چلا پھر اس آیت کو پڑا تو سجدہ تلاوت ایک ہی کافی ہوگا اور مستحب نہیں دوسرا سجدہ کرنا اس جگہ جہاں ایک کافی ہو کذا فی الشامی والاصل ان عباداً حائلہ التداخل دفعا لحرہ بشرط اتحاد الایۃ والمجلس اور اصل یہ ہے کہ بنا سجدہ کی تداخل پر ہی یعنی ایک سجدہ دوسرا کیا تابع ہو جاتا ہے واصلی وہ کرنے حرج کے یعنی ہر تلاوت پر سجدہ واجب کرنے میں سکھائیوا لون اور سیکھنے والوں پر وقت ہوگی بنا تداخل پر اس شرط سے کہ آیت اور مجلس متحد ہو یعنی ایک ہی آیت کو ایک ہی مجلس میں کر دے پھر ہی ایک سجدہ کے لہذا کافی ہوگا اسطرچ اگر ایک آیت کو خود پڑا اور اسکو اسی مجلس میں دوسری سجدہ بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا دھوقہ داخل فی السبب ان یجعل الکمل کتارۃ واحدۃ فخلو الالحاد تسبیحا و الباقی متعالمہا و هو الحق بالعبادۃ لان ترکہا مع وجوب تسبیحہا شیئ اور وہ یعنی کر سجدہ کا کرنا تداخل جو سبب میں اس طرح کہ کیا جاوے سبب فہ کا پڑنا مثل ایک تلاوت کی پس ایک بار کی تلاوت سبب سجدہ کا ہوگی اور باقی تلاوتیں اسکی تابع ہونگی اور سبب میں تداخل کہنا لائق نہ ہو عبادت کو لہذا اسلیکے کہ چوڑا عبادت کا باوجود پائی جانے اسکو سبب کی پڑی ہم حاصل یہ کہ عبادت کے معاملہ میں ہم تداخل حکم میں نہیں کہہ سکتے کہ ہوگا اسکی گھنٹی بھی خرابی لازم آتی ہے کہ سبب عبادت موجود ہو





تکدر فی حسیہ و هو تبدل مجلس الشکر و ان الشکر علی المفتی بہ و هذا یقید تحجیم سببیتہ البتاع نہیں کر رہتا ہے سجدہ سنو  
 دے پر اس کے عکس میں یعنی تلاوت کر نیوالے کی مجلس کے بدلے اور سنو والے کی مجلس کے بدلے یعنی قول مفتی بہ پر شلا تلاوت کنندہ پڑھتا  
 جاتا ہے اور سنو والا ایک جگہ بیٹھا ہے تو سنو والے پر شرط اتحاد آیت کے سجدہ مکرر نہ ہوگا اور یہہ یعنی کر رہنا سجدہ کا سامع پر اس کی  
 مجلس کے بدلے سو پہلی صورت میں اور مکرر نہ ہونا اس کی مجلس کے متحرک نہ ہو سو دوسری صورت میں اس بات کا مفید ہے کہ سنو کے سبب ہو نیکوتر چیز جو  
 یعنی اگر تلاوت سبب سجدہ کا ہوتی تو اس صورت میں حکم سننے والے پر برعکس ہوتا تو وہ بھی تلاوت کنندہ کی طرح ہو جاتا اور جب ایسا نہیں ہوا  
 تو معلوم ہوا کہ سننا بھی سبب نہ شرط جیسا کہ بعض فقہائے کہا ہے کہ ان فی الطحاوی و اما الصلوة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فکذلک عند المتقدمین و قال المتأخرون تنکراد لا تدخل فی حق العباد اور وہ پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا ہی  
 ہے متقدمین کے نزدیک اور متاخرین نے کہا ہے کہ مکرر ہونا ہی اس کی کہ بندوں کے حقوق میں تداخل نہیں ہم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ہم شریف پر درود کا حال مثل سجدہ تلاوت کے ہو کہ جیسا اتحاد مجلس کی صورت میں سجدہ کر رہا نہیں ہوتا اور ایسا ہی ایک مجلس میں کرنا ہم  
 پاک کے مذکور ہونے سے درود کر رہا نہیں ہوتا اور متاخرین کے نزدیک مکرر ہونا ہی اور یہہ سجدہ پہلے گذر چکا ہے کہ ان فی الشامی و اما العیاض  
 فالاحتمال ان تراذ علی الثلاث لا یستقیم خلاصہ اور چھینک کا حال صحیح ہے کہ اگر تین بار سو زیادہ ہو تو اس کا جواب مذکور گذرے  
 اخلاصہ ہم اصح کا مقابل ہے کہ صرف ایک بار تک اور ایک قول ہے کہ دل بار کہو اور ایک یہہ کہ جتنی بار چاہیں اور سجدہ  
 پر حرکت شدہ کہ پیش طیکہ چھینکنے والا ہر دفعہ الحمد للہ کہ ان فی الشامی ذکرہ قول آیتہ صلی اللہ علیہ وسلم و قراءۃ باقی السورۃ لان فیہ قطع الظہر  
 القرآن و تفہیم تالیف و التالیف ما من بہ اللہ و مفاد ان الذکرہ فی تالیف و ذکرہ چھوڑ دینا آیت سجدہ کا درجہ  
 باقی سورت کا اس کی طرح پڑھنے میں عبارت قرآن مجید کے نظام کا قطع کرنا اور اس کی ترکیب کا بگاڑنا ہی اور اس کی عبارت و ترکیب کے اتباع  
 کا حکم ہی گذارنے الیہ ائمہ اور اس سے معلوم ہوا کہ صرف آیت سجدہ کا چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے ہم اتباع نظم کا رشتہ اس آیت میں مذکور ہے  
 فاذا قرأناہ فلیقرآنہ یعنی جب ہم اس کو پڑھیں تو پڑھیں اور اس کی تالیف کی گذارنے اس کو لایکہ عکسہ و لکن بذات حدیث آیتہ او  
 ابنین الیہا قبلہا و بعدہا لدفع و ہذا التفصیل ذالکل من حیث انہ کلام اللہ و رتبہ ان کان لبعضہا فضیلۃ باشتغالہ علی  
 صفحۃ اللہ تعالیٰ نہیں کر رہا ہو اس کا عکس یعنی صرف آیت سجدہ کو پڑھنا اور باقی سورہ کو نہ پڑھنا لیکن مستحب ہو لانا ایک آیت  
 یاد و آیتوں کا اس کی ساتھ خواہ پیشتر ملاوی یا بعد کو واسطی دور کرنے و تفصیل کے یعنی تاکہ یہہ وہم ہو کہ اس آیت کو فضیلت ہے  
 اور دن پر کیونکہ کل آیتیں اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ایک رتبہ میں ہیں اگرچہ بعض آیتوں کو فضیلت ہے بسبب او کو مثال  
 ہونے کے اللہ تعالیٰ کی صفات پر واضح حسن اخفاء ہا من لکم غیر مفتی السبحان اور مناسب ہی نہ سنا آیت سجدہ کا اس سنو والے  
 کو جو سجدہ کر لیا وہ نہ وہم یعنی اگر سنو والا بوضو ہوا او سر سجدہ کرنا شاق ہو تو قاری آیت سجدہ کو آہستہ پڑھ لیا ہی اور صورت  
 میں کہ سنو والے کا حال معلوم ہو کہ ان فی الطحاوی و اختلف الصحیح فی وضع یدہ علی متشاعل یعمل و لو سمعھا و الراجح الیہ  
 (نحوالہ) عن کلام اللہ تعالیٰ فذل سماعا لانه بعضہ ان یکتبع و مختلف ہوئی ہی تم سجدہ کے واجب ہونے میں اثر  
 شخص پر کہ کام میں مشغول ہو اور آیت کو نہ سنو اور راجح ہو سجدہ کا واجب ہونا اس کو زجر کے لہذا کلام خدا کو چھوڑ کر کام میں مشغول نہ ہونے کے  
 باعث تو قائم مقام سنو والے کے ٹھہرایا گیا کیونکہ وہ سنو کے وقت پر ہم سننے انصار میں ہو کہ اس سجدہ میں انہم عدم وجوب ہی اس کی  
 کہ سننا جو شرط ہے وجوب کے ایک قول پر اور سبب ہی دوسری پر وہ پایا نہیں گیا کہ ان فی الطحاوی و لو سمع ایتہ سجدہ من خود  
 من کل واحد منہم حرقا لیس لہ لایہ لم یسمہا من الخانیہ فہذا فان الخانیہ لایہ شرط اور اگر سنا آیت سجدہ کو ایک قسم





معمولاً سفر است کہ تا پہلے اور درمیانی جال سو دریا باد و پاؤں اونٹ کی چال میں جو چکر ہو اور گھوڑی کی کیونکہ چپڑے کی چال سب سے  
 ہو اور گھوڑے کی نیزہ و شکہ عادت اور معمول کے موافق تین ملکی سفر میں مدت سفر کی ہین کذا فی الشامی بدائع میں کہا کہ منزلوں کا حال تو کو کو  
 معلوم ہوتا ہے شبہ کی صورت میں او نہیں کیلئے جو کرنا چاہیے حتیٰ علیٰ معنیٰ ع فوصلیٰ فی یومین قصہ یہاں تک کہ اگر جلد چلا اور دور  
 میں پونچھ گیا تو نماز قصر کرے یعنی تین دن کی راہ کو دور میں قطع کیا تو قصر کرنا چاہیو ولو لم یوضع طریقان احداً امدت السفر والاخر  
 اقل قصہ الاول دون الشکلی اور اگر کسی جگہ کے دو راستے ہوں ایک مدت سفر ہو اور دوسرا کم تو نماز قصر کرے اول میں نہ دوسرے  
 میں صلیٰ الفرض الرباعی رکعتین جو کلفول ابن عباس ان الله فرض علی لسان نبيكم صلوة المقيم اربعاً والمسافر ركعتين  
 لان اعدال المصنفين قولهم قصر لان الركعتين ليستا قصر حقيقة عندنا بل هما تمام فرضهما والاكمال ليس خصته فحقه بل مساءة  
 جرح شخص اپنی بستی سے بارادہ تین دن کے سفر کے باہر نکلے وہ چار رکعتوں والے فرض کو دو رکعتیں پڑھو فرض ہونے کی راہ سے بسبب فرمانے  
 حضرت ابن عباس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرض کی تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فی مقیم کی نماز چار رکعتیں اور مسافر کی دو رکعتیں اور  
 ایسے مصنف نے عدول کیا فقہاء کے قول قصر سے یعنی یہ کہہا کہ نماز کو قصر کرنا ہو بلکہ یہ کہہا کہ دو رکعتیں پڑھو اسلئے کہ دو رکعتیں اربعہ میں  
 قصر تین ہمارے نزدیک بلکہ دو رکعتیں مسافر کا پورا فرض ہے اور پوری نماز پڑھنی مسافر کے حق میں اجازت شرعی نہیں بلکہ برائی اور مخالفت  
 سنت کی جو ہم رخصت کے معنی بھی ہیں کہ حکم اصلی کی سیر سے بہرہ لکھو تشریح و تخفیف اور آسانی کی یہ اگر تو یہ بات مسافر کی نماز میں نہیں ہوگا  
 اصل میں اسکو لکھ دو ہی رکعتیں فرض ہوئی ہیں نہ یہ کہ چار کی دورہ گئی ہوں بلکہ اول دو ہی رکعتیں سبکو لکھ فرض ہوئی تھی پھر تھیم کو حق  
 میں چار ہو گئیں جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہ ہنس مروی ہو کذا فی الشامی ترجمہ قلت وفی شرح الخیاری ان الصلوات فی قصر  
 لیلۃ الاصل رکعتین سے قصر و قصر الا المغرب فلما تکلمنا علی الصلوة والسلام فاحاطت بالمدینۃ فزیدت رکعة الفجر لصلی الصلوات  
 فیها والمغرب لا تقاؤا وانا ہمار فلما استقر فرض الرباعیة تخفف فیہا فی السفر عند دخول قلا تعلقا فلا یسر علیک وجناح ان لا تقاؤا  
 من الصلوة وکان قصر ہما السکنة الاربعة من الحجۃ وینفذ الجمیع کالدلیل انہما کلامہم فلیفہم من کتابہون اور بخاری کی شرح میں ہے  
 کہ نمازین شب معراج میں دو رکعتیں سفر اور اقامت کو لکھ فرض ہو تین سوا مغرب کے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور مدینہ  
 منورہ میں مطمئن ہوئی رکعتیں زائد کی گئیں بخبر فجر کی نماز کے کہ وہ دو ہی رہیں بسبب بڑی ہونے قرات کے نماز فجر میں اور بخبر نماز مغرب کے  
 کہ وہ بھی تین ہی رکعتیں رہی اسلئے کہ وہ وتر میں دن کی یعنی دن سو قریب اور اسکو متصل میں سلو دن کا وتر کہا پھر جب فرض چار رکعت  
 کے ثابت ہو گئے تو سفر میں انہیں تخفیف کی گئی وقت اترنے اس ارشاد خداوندی کے کہ نہیں ہو تیرمخاہ اس سے کہ قصر کرو تم نماز کو اور نماز  
 کا قصر سنہ چار ہجری میں ہوا اور اس تقریر شارحین سے مطابق ہو جاتی میں دلیلین تمام ہوا کلام بخاری کے شارحوں کا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے  
 ہم یعنی ہماری دلیل جو قول ابن عباس تھا کہ مسافر کے لکھ دو رکعتیں میں بھی بلحاظ اس صورت کے جو مسجد آخر کو نماز آٹھویں اور امام شافعی  
 جو مسافر کو پورا پڑھنا جائز بتاتے ہیں وہ اس لحاظ سے کہ بعد ہجرت کے رکعتوں میں زیادتی ہوئی کذا فی الطحاوی شامی نے کہا کہ یہ دلیل  
 امام شافعی کے مذہب پر مبنی ہے اسلئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض چار رکعت سفر اور حضور دو نہیں ہو گئے پھر سفر میں تخفیف ہو گئی حالانکہ یہ  
 بات ہمارے مذہب کے خلاف ہے اور نیز اس حدیث کے خلاف ہے جو حضرت عائشہ ہنس مروی ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سفر کی  
 ہرگز زیادہ نہیں ہوئی اور آیت ان تقصر واسی مراد نماز کی صورت کا قصر کرنا اور خوف کی وقت قصر کی طرح ادا کرنا ہے چنانچہ شرح منیہ میں مفصل  
 مذکور ہے انتہی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سب سے پہلے قصر نماز عصر میں ہوا جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ انمار میں مقام عسفان  
 پر قصر پڑھا کذا فی الطحاوی ولو کان حاصیاً بسفہ لان العبد لجا دیراً لیکدم الشیخۃ مسافر چار رکعتوں کے فرض کو دو پڑھ کر

وہاں تک کہ اگر کسی جگہ کے دو راستے ہوں ایک مدت سفر ہو اور دوسرا کم تو نماز قصر کرے اول میں نہ دوسرے میں صلی الفرض الرباعی رکعتین جو کلفول ابن عباس ان الله فرض علی لسان نبيكم صلوة المقيم اربعاً والمسافر ركعتين لان اعدال المصنفين قولهم قصر لان الركعتين ليستا قصر حقيقة عندنا بل هما تمام فرضهما والاكمال ليس خصته فحقه بل مساءة جرح شخص اپنی بستی سے بارادہ تین دن کے سفر کے باہر نکلے وہ چار رکعتوں والے فرض کو دو رکعتیں پڑھو فرض ہونے کی راہ سے بسبب فرمانے حضرت ابن عباس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرض کی تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فی مقیم کی نماز چار رکعتیں اور مسافر کی دو رکعتیں اور ایسے مصنف نے عدول کیا فقہاء کے قول قصر سے یعنی یہ کہہا کہ نماز کو قصر کرنا ہو بلکہ یہ کہہا کہ دو رکعتیں پڑھو اسلئے کہ دو رکعتیں اربعہ میں قصر تین ہمارے نزدیک بلکہ دو رکعتیں مسافر کا پورا فرض ہے اور پوری نماز پڑھنی مسافر کے حق میں اجازت شرعی نہیں بلکہ برائی اور مخالفت سنت کی جو ہم رخصت کے معنی بھی ہیں کہ حکم اصلی کی سیر سے بہرہ لکھو تشریح و تخفیف اور آسانی کی یہ اگر تو یہ بات مسافر کی نماز میں نہیں ہوگا اصل میں اسکو لکھ دو ہی رکعتیں فرض ہوئی ہیں نہ یہ کہ چار کی دورہ گئی ہوں بلکہ اول دو ہی رکعتیں سبکو لکھ فرض ہوئی تھی پھر تھیم کو حق میں چار ہو گئیں جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہ ہنس مروی ہو کذا فی الشامی ترجمہ قلت وفی شرح الخیاری ان الصلوات فی قصر لیلۃ الاصل رکعتین سے قصر و قصر الا المغرب فلما تکلمنا علی الصلوة والسلام فاحاطت بالمدینۃ فزیدت رکعة الفجر لصلی الصلوات فیها والمغرب لا تقاؤا وانا ہمار فلما استقر فرض الرباعیة تخفف فیہا فی السفر عند دخول قلا تعلقا فلا یسر علیک وجناح ان لا تقاؤا من الصلوة وکان قصر ہما السکنة الاربعة من الحجۃ وینفذ الجمیع کالدلیل انہما کلامہم فلیفہم من کتابہون اور بخاری کی شرح میں ہے کہ نمازین شب معراج میں دو رکعتیں سفر اور اقامت کو لکھ فرض ہو تین سوا مغرب کے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں مطمئن ہوئی رکعتیں زائد کی گئیں بخبر فجر کی نماز کے کہ وہ دو ہی رہیں بسبب بڑی ہونے قرات کے نماز فجر میں اور بخبر نماز مغرب کے کہ وہ بھی تین ہی رکعتیں رہی اسلئے کہ وہ وتر میں دن کی یعنی دن سو قریب اور اسکو متصل میں سلو دن کا وتر کہا پھر جب فرض چار رکعت کے ثابت ہو گئے تو سفر میں انہیں تخفیف کی گئی وقت اترنے اس ارشاد خداوندی کے کہ نہیں ہو تیرمخاہ اس سے کہ قصر کرو تم نماز کو اور نماز کا قصر سنہ چار ہجری میں ہوا اور اس تقریر شارحین سے مطابق ہو جاتی میں دلیلین تمام ہوا کلام بخاری کے شارحوں کا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنی ہماری دلیل جو قول ابن عباس تھا کہ مسافر کے لکھ دو رکعتیں میں بھی بلحاظ اس صورت کے جو مسجد آخر کو نماز آٹھویں اور امام شافعی جو مسافر کو پورا پڑھنا جائز بتاتے ہیں وہ اس لحاظ سے کہ بعد ہجرت کے رکعتوں میں زیادتی ہوئی کذا فی الطحاوی شامی نے کہا کہ یہ دلیل امام شافعی کے مذہب پر مبنی ہے اسلئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض چار رکعت سفر اور حضور دو نہیں ہو گئے پھر سفر میں تخفیف ہو گئی حالانکہ یہ بات ہمارے مذہب کے خلاف ہے اور نیز اس حدیث کے خلاف ہے جو حضرت عائشہ ہنس مروی ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سفر کی ہرگز زیادہ نہیں ہوئی اور آیت ان تقصر واسی مراد نماز کی صورت کا قصر کرنا اور خوف کی وقت قصر کی طرح ادا کرنا ہے چنانچہ شرح منیہ میں مفصل مذکور ہے انتہی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سب سے پہلے قصر نماز عصر میں ہوا جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ انمار میں مقام عسفان پر قصر پڑھا کذا فی الطحاوی ولو کان حاصیاً بسفہ لان العبد لجا دیراً لیکدم الشیخۃ مسافر چار رکعتوں کے فرض کو دو پڑھ کر

اپنی سفر کے سبب سوویت کرنا اور مثلاً سفر اسلمی کرنا ہو کہ رہنے کی کسے تب بھی قصر کی مسکنی کو برائی ساتھ ہو جائیو الی نہیں معدوم کرنی جو  
 شروع ہونے کو ہم مجاور برائی سے بچہ غرض کہ جدا ہو سکنی کے قابل ہو مثلاً سفر معصیت بن برائی مجاور ہو اسلمی کہ معصیت بدون سفر کے  
 بھی ممکن ہو تو اس قسم کی برائی قصر کے شروع ہونے کو مسافر کے لئے ضرر نہیں کذا فی الطحاوی حتی یدخل موضع مقامہ ان سار مکتا  
 الشفری الا فیئذ یجد منہ العنق العذی استیقام لیسف و سافر نماز میں قصر کرنا ہو جب تک کہ داخل ہو اپنی اقامت کی جگہ میں بشرطیکہ مدت سفر کی  
 پل چکا ہو اور اگر مدت سفر گھٹا ہو تو بغور نیت کہہ کر پرنسپل کے پوری نماز پڑھو لیست مسکن ہونے سفر کے ہم صورت مسئلہ کی بھیر کر ایک شخص بارادہ  
 سفر چار منزل کے اپنی شہر سے نکلا اور دو منزل جا کر پہرے کی نیت کی تو پھر تین امیوت سے پوری نماز پڑھو اور اگر تین منزل جا کر پہرے تو اپنی  
 شہر میں آنے تک قصر کرنا چاہیے کہ کہا کہ جب ابتدا قصر کے لئے شہر سے نکلتا ہو وہی ہی بقا قصر کے لئے مدت سفر کا پورا ہو جائے اور اگر  
 ہے او بیٹھے ولو فی الصلوۃ اذا لم یخرج وقتہ ولم یکن لا حقا اقامۃ نصف شہر حقیقۃ او حکم الی الذلین ہرہ و غیرہ لکن فی کل  
 الحاج الشام و علم انہ لا یخرج الامع القافلۃ فی نصف شہر شوال انما لایۃ کما فی الاقامۃ موضع واحد صلی لہا من صلی و لایۃ ان  
 صحرا و دایرا و ہوں اہل الکحبیۃ یا قصر کو جائی مسافر جب تک کہ نیت اقامت کی کرے پندرہ دن ایک جگہ میں جلائی اقامت کے ہو  
 یعنی شہر یا گارہ میں یا دارالاسلام کے صحابین حالانکہ مسافر خیمہ والو نہیں ہے ہو تو اگر مسافر خیمہ کے باشندہ نہیں ہے نہوا دینیت اقامت کی  
 صواب میں کرے تو اسکی نیت معتبر نہ ہوگی شام نے کہا کہ اگرچہ نیت اقامت کی نماز کے اندر کرے بشرطیکہ نماز کا وقت نہ نکلا ہو اور مسافر  
 لاق نہو یعنی اس صورت میں فرض دو کی جگہ چار پڑھنی ہونگے اور اگر نماز پڑھنے میں وقت نکل گیا اور اقامت کی نیت کی تو اس نماز کی  
 چار رکعتیں پڑھنی نہ پڑھنی اسی طرح مسافر نے اگر مسافر کے پیچھے اقتدا کیا اور لاق ہو گیا تو اسوقت نیت اقامت معتبر نہ ہوگی پھر  
 نیت اقامت پندرہ دن کی حقیقت میں ہو یا حکم دو معتبر ہیں حکم کی مثال بزیہ و غیرہ میں ہے کہ اگر حاجی شام میں داخل ہوا اور جانا کہ بدو  
 قافلہ کی ہر حاجی کے جو پندرہ یوں شوال کو چلیگا روانہ ہوگا تو وہ پوری نماز پڑھے اسلمی کہ وہ مثل اقامت کی نیت کرنا ایسے ہو یعنی گو  
 حقیقت میں نیت اقامت کی نہیں کی مگر جو کہ عزم رواگی کا قافلہ کے ساتھ کیا اسلمی نہنا اور حکما اقامت کی نیت ہوگی کذا فی الشامی  
 فیصلہ رکعتین از فوۃ الاقامۃ و اقل منہ من نصف شہر او فی فیہ لکن فی غیر صلی کیم اجزیۃ او فوۃ فہ لکن  
 بمصنفین مستقلین حکمۃ فیہ پس نماز پڑھو دو رکعتیں یعنی قصر کے ساتھ اگر نیت اقامت کی کرے پندرہ دن ہو یا پندرہ دن کی اقامت  
 کی نیت کرے مگر ایسی جگہ میں جو قابل اقامت نہ ہو جسے دریا میں یا جزیرہ میں یعنی جس جزیرہ میں آبادی نہ ہو یا اقامت کی نیت کرے قابل اقامت  
 جگہ میں لیکن دو مستقل جگہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت کرے جس جگہ اور منی میں مثلاً یعنی خواہ دو شہر ہوں یا گارہ یا ایک شہر ہو ایک گارہ  
 غرض کہ ان سب صورتوں میں مقیم نہ ہوگا فلو حل الحائجر مکۃ ایام العشر لہ فیئذ لایۃ یخرج الی منی و شرح قصدا کیئذ لایۃ اقامت  
 فی غیر موضع نہا پہرہ داخل ہوا حاجی کہ میں دنل دنو نہیں دسی الجوحہ کے توان تاریخوں میں نیت اقامت درست نہوگی اسلمی کہ وہ منی اور عرفات  
 کو جائیگا تو ایسا ہو جس نیت اقامت موضع اقامت کے سوا میں کرنا یعنی جب عزم کلیم کا منی اور عرفات میں ہو تو نیت اقامت بجمل ہوگی  
 و بعد سعی من منی لہ فیئذ لایۃ یخرج الی منی و شرح قصدا کیئذ لایۃ اقامت و بعد سعی من منی لہ فیئذ لایۃ یخرج الی منی و شرح قصدا کیئذ لایۃ اقامت  
 کر کے منی سویت اقامت کی درست ہو جسے درست ہو نیت اگر نیت کی رات کے رہنے کی دو جگہ میں ہو ایک میں یعنی مثلاً بھ نیت کی کہ  
 دن کو کہ میں رہو گا اور رات کو منی میں تو درست ہی اسلمی کہ اقامت میں رات کے رہنے کا اعتبار ہو تو جب منی میں داخل ہوگا مقیم ہو جائیگا  
 یا دو جگہ میں ہو ایک تابع ہو دوسرے کے اس طرح کہ وہ جب ہو جمہ او سکے رہنے والے پر بسبب اتحاد حکمی کے یعنی اگر ایک گارہ شہر کے ہند رہے  
 ہو کہ او سین اذان جمعہ کی آواز آتی ہو تو دو دنو نہیں اقامت کی نیت کرنی مثلاً یوں نیت کرنی کہ شہر میں دنل روز اور گارہ میں یا پھر روز رہو گا

درست ہو اسلئے کہ دو نو حکم کی راہ سے ایک میں اولہ رنگ مستقل اور ثانیہ کعبہ امی ای نماز قصر پڑھے وہ شخص جو اپنی راہ میں مستقل ہو  
جیسے غلام اور عورت یعنی اگر کوئی شخص دوسری کا تابع ہو تو نیت اقامت میں آقا کا اعتبار ہو نہ تابع کا مثلاً غلام یا عورت نے نیت اقامت کی اور  
آقا یا شوہر نے نہ کی یا اسکا حال معلوم نہ ہو کہ کی یا نہیں تو غلام یا عورت قصر پڑھے نہ کہ انی الشامی او دخل بلادہ ولم یبق ہا کے مد کا قائل  
بل فی السفر عدل الاولیٰ ولہ فی ذلک سنین الا ان یعلم تأخر القافلۃ نصف شہر کما مر یا وہ شخص قصر کرے جاوے جو کسی شہر  
میں داخل ہو کسی کام کو یا انتظار بقا کے لئے اور مدت اقامت کی نیت کرے بلکہ متوقع سفر کا ہو کل یا برسوں اگر چہ اس موقع پر برسوں رحمتی بھی  
قصر کرنا رحمتی ہے مگر یہ کہ جانے دیر کر چلنا قافلہ کا بندرہ روز چنانچہ نماز کے مسئلہ میں گذرا ہم یعنی اگر نیت میں تردد رہا اور ہر روز بھی جانا  
کہ کل جاؤ گنا تو اسی نیت سے اقامت نہوگی جب تک نیت ارادہ بندرہ دن کی اقامت کا کرے و لکن یصلیٰ رکعتین عسکرا دخل ارض حبش  
وحاصہ حصینا ہلجناہل من خلجناہل اما ان یدم او خاصہ اہل البغی دارینہ غیر صبی مع نیتہ الا فاما ما رواہ اللہ ویدین القراء والفقہ  
اور سبطہم دو رکعتیں پڑھو، شکر کہ داخل ہوز میں حرب میں یا محاصرہ کرے کسی قافلہ کا دار الحروب بخلاف اس شخص کے کہ دار الحرب میں امن لیکر  
داخل ہو کہ وہ پوری نماز پڑھے کیونکہ امن کے باعث کوئی اسکا فراجہ نہوگا کہ اسکو تردد ہو یا وہ شکر قصر کرے جو محاصرہ کرے یا غیور کا دارالسلام  
میں غیر شہر میں باوجود نیت اقامت کے مدت اقامتک واسطو تردد کے درمیان ٹھہرنے اور کوچ کے ہم باغی اور کو کہتے ہیں جو امام کی اطاعت  
نکریں نہ انے النہر شامی نے کہا کہ غیر مصر قید نہیں ہو اگر شہر میں محاصرہ کے لئے فردکش ہوں تب بھی نیت اقامت درست نہوگی چنانچہ سراج میں  
مصرح ہے اور علت مسئلہ جو شارح نے ذکر کی وہ بھی اسکی مقتضی ہے انتہو بخلاف اہل الاجنبیہ کہ جب وہ کھانہ تو ہاے القفار کے ساتھ  
نقص فی الاجتہاد بہ یقینی اذا کان عندہم من الماء والکل ما یکفیہم مدۃ تھلکان الا فاما اصل بخلاف خیون کے باشندہ دن کے مثل بدو  
اور ترکہا نون کے کہ نیت کریں اقامت کی جنگل میں کہ انکی نیت درست ہو صحیح قول میں اور اسی پر فتویٰ ہو بشرطیکہ او کو پاس پانی اور چارہ اتنا  
ہو کہ مدت اقامت کے لئے کافی ہو اسلئے نیت درست ہو کہ اقامت اصل سے یعنی ایک چرگا ہسو دوسرے میں جانے کے سبب سے اقامت جاتی  
نہیگی اور قول اصح کا مقابل قول ضعیف یہ ہے کہ وہ قصر کریں کیونکہ جنگل محل اقامت نہیں کہ انی الطحاوی الا اذا قصدوا موضعاً یستحبونہ  
السفر فبقیۃ دون ان لو اسفروا والا لکن جب خیون والے جائیں اسی جگہ کو کہ دو نو جگہوں میں فاصلہ مدت سفر کا ہو تو اس صورت میں قصر  
کریں بشرطیکہ سفر کی نیت کریں اور اگر نیت سفر نہ کریں تو قصر بھی کریں ولو لے غیر ہلجنا فاما ما ہم یحییٰ الاجتہاد اور اگر نیت اقامت کرے  
غیر خیمہ والوں کا اونکے ساتھ تو درست نہوگی صحیح قول میں داخلہ ان تقریرات انتہام سنیۃ النیۃ والمدة واستقلال اللوائے وولف الشیخ  
واختاد الموضع واصلحینا فہستہ در حاصل یہ ہے کہ شرطین پوری نماز پڑھنے کی مسافر کے لئے چہرہ میں اول نیت اقامت کی دوم مدت  
اقامت ہندہ روز کی ستوم راہ کا مستقل ہونا یعنی کسیکا یا ہم نہونا چہارم سیر کا ترک کرنا یعنی اگر جنگل میں ہو اور کسی شہر یا کانو کو دیکھ کر  
اقامت کی نیت کرے تو چلنا موقوف کرنے سے نیت صحیح ہوگی پنجم اقامت کی جگہ کا ایک ہونا ششم جگہ کا لائق اقامت ہونا کہ انی انقہستانی خلجنا  
انہ مسافر ان فقد فی القعدۃ الاولۃ تفرضا و لکنہ انشاء لو اعدوا لتأخیر السلام وذلک واجل القصر واجتکیر قافلتا کسہ النفل  
وتخلط النفل بالفضۃ ہذا لایحل کما فی القہر استبدالان فسر انشاء بالقرۃ واستحققت ان ومارا ان فلک فی النفل انما یس اگر چہ بار  
رکعتیں پڑھیں کسی مسافر نے تو اگر وہ قعدہ اولیٰ میں بیٹھا ہو تب تو اسکی فرض پوری ہو جائیگا مگر اس پر کیا کہ دو کی جگہ چار پڑھے اور دو رکعتیں  
زائد نفل ہو گئی جیسے فجر کی نماز کو کوئی چار پڑھے کہ اس صورت میں بھی دو فرض اور دو نفلین ہو گئی شارح نے کہا کہ بڑائی اس صورت میں ہے کہ  
دوستہ ایسا کیا ہو کیونکہ چار پڑھنے میں اتنی خرابیاں ہیں کہ اول سلام میں دیر کرنا دوم قصر واجب و لکن کرنا مسموم نفل کی تکبیر تحریمہ و  
کو چھوڑنا چہارم نفل کو فرض نہیں بلکہ واجب چار دن یا تین حلال نہیں چنانچہ ہستانی نے اسکو شرح بیان کیا ہے اور پہلی یون ذکر کیا ہے



کہ معنی آسا کے بعد میں کہ وہ شخص گناہگار اور مستحق آگ کا ہوا شامی نے کہا تو ابن سیر معلوم ہوا کہ مسافر کو نماز کا پورا پورا ہنا کر دیکھ کر بھی اگر  
 اِن لم یقعد بطل فرضہ و صدار الکلی بفعل ترک القعدة للعز و صفة الاذان فی الاقامة قبل ان یقعد الثالثة بسجدة لکن  
 یقعد القیام والركوع لوقوعه ففلا یفوت عن الغرض ولو توفی السجدة صدار بفعل اور اگر نعدہ اسے میں مسافر نہ بیٹھا تو  
 اسکی فرض باطل ہو کر اور کل رکعتیں نفل ہو گئیں فرض باطل ہو کر سبب چھوڑنے قعدہ فرض کے مگر فرض باطل نہ ہونگے اگر نیت  
 کر مرقامت کی پہلے اس سے کہ تیسری رکعت کا سجدہ کر لیں وہ انادہ نیت قیام اور رکوع تیسری رکعت کا سبب ارفع ہونے  
 اس قیام رکوع کے نفل تو وہ قیام رکوع فرض کا قائم مقام نہ ہو گا اور اگر تیسری رکعت کے سجدہ میں نیت اقامت کر لیا تو فرض  
 نفل ہو جائیگے ہم شامی نے کہا کہ الا اذا نوى استغناء دون تصور توفی مرقامتی اگر نعدہ او میں بیٹھا یا نہیں مگر تیسری رکعت میں نفل  
 سجدہ نیت اقامت کر لیا تو فرض باطل نہ ہونگے اور سجدہ کے اندر نیت کرنے سے نفل ہو جائے گا نہ سبب امام ابو یوسف کا یہی اور بعد خاصہ بچلی صورت میں  
 ہے کہ نعدہ اولیٰ میں نہ بیٹھا ہو اور نہ دیکھا اقلین المقید بالمد آتی الوقت و بعد کا فاد انک المقید الی الا تمسک لا یقول ولا یسجد  
 المستعمل فی الاقامة کالركوع والقعدة فان فی ذلک علیہ وقیل لا یقید اور درست ہے اقتدا متیم کا بھی مسافر کے وقت کے اندر اولیٰ  
 وقت کے معنی مثلاً دو نوا یک ہی نماز کو تیسرا پڑھیں تو جب متیم اپنی نماز کے پورا کرنے کو کھڑا ہو بعد امام کے سلام پہرینکے توباقی کی دو رکعتوں  
 میں ضرورت نہ پڑھے بلکہ سفار احمد کے جب کھڑا ہو کر رکوع و سجدہ کرے اور متیم سجدہ و سہو بھی کرے یہی ترنول میں قرأت نہ پڑھے اسکی متیم شامی  
 لاحق کے جو اور دو نوقدہ فرض میں متیم مذکور پر یعنی ایک امام کی تبعیت ہو اور دوسرا خبر مونی جہت سے اور بعضوں نے کہا کہ پہلا نعدہ او پہر  
 فرض نہیں کرنا ہے الغنیہ و دل لیس لکام ہذا لی الخافۃ وغیرہا ان العالم جاز الامام شیخ لکن فی حاشیۃ الہدایۃ للحنبلۃ الشرح  
 العالم جاز فی الجملة فی حال الامام و فی شرح الارشاد ینبغی ان یجب برہم قبل شریعہ والا فینعد سلمہ ان یقول بعد التسلیتین  
 فی الاقامۃ اتموا صلاتکم و انما یقول بعد التسلیتین و سجدہ امام مسافر کو کہہ دینا مقتدیوں سے بعد و دون سلام کے صحیح قول میں کہ  
 اپنی نماز کو پورا کر لو کہ میں مسافر ہوں مجھ تو اس دہم کے دور کرنے کے مستحب ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ امام نے سہو کیا شریعہ کہا کہ مجھ قول  
 باتن کا کہ امام کو مستحب ہے خبردار کر دینا اپنی حال سے مخالف ہے قول خانیہ وغیرہ کے کہ او میں اقتدا کے لیے جانا امام کے حال کا شرط ہے یعنی قول  
 ماتن سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیوں کو امام کا حال معلوم نہیں کہ مسافر ہو یا متیم اور خانیہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ اقتدا کی شرط ہے معلوم ہونا امام  
 کے حال کا تو وہ دونوں اختلاف ہوا لیکن ہندی کے حاشیہ دہا میں ہے کہ شرط اقتدا امام کے حال کا معلوم ہونا ہے الجملة خواہ ابتدا میں  
 معلوم ہو خواہ انتہا میں مجھ نہیں کہ شریعہ ہی میں معلوم ہو تو اس تقریر سے شارح نے خلافت ماتن اور خانیہ کے قولوں کا دفع کر دیا اور  
 شرح ارشاد میں ہے کہ امام کو چاہیے یعنی مستحب ہے کہ مقتدیوں سے قبل اپنی شریعہ کرنے کے کہی کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی مقتدی اسکا حال  
 نہ جانتا ہو اور اگر شروع نماز سے پیشتر نہ کہی تو بعد سلام کے آگاہ کر دیں و لکن فی الاقامة لا یقتضی بل لیتتم صلوٰۃ المقیدین لہ یصح  
 مقتدی اور اگر امام مسافر نیت اقامت کی کرے نہ حقیقت میں اقامت کی ہو بلکہ اس غرض سے کہ متیم مقتدیوں کی نماز پوری پڑے تو اسکی  
 نیت سے متیم ہو گا یعنی صورت میں اسکی فرض پورا نہ ہونگے دو فرض اور دو غلطیں ہونگی اور اگر مقتدی اسکی پیچھے اپنی نماز پوری کرے تو اسکی  
 نماز ناسد ہوگی کیونکہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھیں گے کذا فی الشامی و اما اقتداء المساکین و الفقراء فی وقت و بطلان بعد کھانا  
 یتبع لانه اقتداء المفترض بالمتفضل فی حق القعدة لا یقتضی الا بالیدین والقراءة لولا ان یکتفوا و اما اقتداء مسافر کا بھی متیم کے  
 درست ہے وقت کے اندر اور مسافر و مسکین چار رکعتیں پڑھیں یعنی امام کی تبعیت کی جہت سے اسکی فرض بھی چار ہو جائیگے نہیں مدت ہی  
 اقتدا مسافر کا پیچھے متیم کے بعد وقت کے ان نماز دن میں کہ بدلتا ہے میں یعنی ظہر و عصر و عشاء میں اسکی اگر مسافر اول دو گانہ میں





کیونکہ تالیف کتاب سے تو اشدائے فرحت پائی تھی چنانچہ آخر کتاب میں خود لکھا ہے یا کسی شاعر نے غلو یا مبالغہ و کلام میں علم تسلیم  
بدیہ المتبع فالوجه المستوعب الاقامة ولم يعلم التائم فهو سائم حتى يعلم على الاقامة وفي الغرض به يقضي كما في الحديث  
وغیرہ۔ قصداً للصلوٰۃ اور ضروری جاننا تاہم کامیوبہ کی نیت کو پس اگر مقبوع اقامت کی نیت کری اور تابع کو معلوم ہو تو تابع مسافر  
رہیگا جب تک کہ اسکو علم ہو تبصرہ قول کے بموجب اور فیض میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے چنانچہ محیط وغیرہ میں ہے وہ مطلق دور کرنے کے تابع  
سے یعنی اسکی تعلیم میں اگر اسکو وہی حکم جاری کئے جائیں تو اسکا ضرر ہوگا حکماً فی الحال صاف ہے اُمّ مولاہ فتویٰ الصلوٰۃ  
الاقامة اذ انت حاکم و لا یجوز خلاف الاقامة جو مسئلہ خلاصہ میں ہے کہ ایک غلام اپنے آقا کا امام ہوا اور آقا نے  
اقامت کی نیت کر لی تو اگر غلام چار کھینچ پڑیگا تب تو وہ نوکی نماز صحیح ہوگی اور اگر پوری نہ پڑیگا تو نماز دو نوکی درست نہوگی غلام کی بوجہ  
سے کہ اسکو چار پڑھنی چاہئیں تب دو پڑھیں اور آقا کی بوجہ سے کہ غلام کی نماز پڑاوسکی نماز تو میرے لیے صحیح قول کے خلاف پر مبنی ہے یعنی جس  
قول میں کہ نیت مقبوع کا علم تابع کو ضرور نہیں والقضاء فی ای شئ لا بد الا من سفر او حضر لانه بعد ما تقدم لا یستغیر و قضاء نماز مشاہدہ  
کے ہو سفر میں اور اقامت میں اسلی کہ قضاء بعد ثابت ہو سکے تبصرہ نہیں ہوتی ہم یعنی اگر سفر کی نماز قضاء ہو گئی اور اقامت میں اسکو پڑھنا  
چاہے تو قصر ہی پڑھو اور اقامت کی قضا کو سفر میں پوری پڑھیں کہ اگر وہاں پڑھتا کیونکہ جب وقت کے نکلنے سے نماز ثابت ہو گئی تو عیسیٰ  
واجب ہوئی تھی ویسی ہی رہیگی تبصرہ آدھکا بان وقت کے اندر بدل سکتی ہے نیت اقامت کرنے سے یا سفر کر دینے سے یا مقیم کے پچھے مسافر کے  
پڑھنے سے کہ ان فی الشامی حیرات المریض یقضي فائتة الصحة و صحیح ہے کہ اگر مریض حالت سمیت کی قضا کو اپنے مرض میں نہیں ہو سکا ویسے  
پڑھ لے ہم مریض اگر صحت کی نماز مرض میں بیٹھ کر پڑیگا تو درست ہوگی بیعت عذر کے اور مرض کی قضا کو ضرورتی میں اگر بیٹھ کر پڑیگا تو  
درست نہوگی کیونکہ عذر جائز یا کذا لے لفظ صحیح ہے **فروع** مسائل موقفہ شارح کی مسائل السلطان قصر کا وقت ہے سفر کا تو قصر نہیں پڑھتا  
ہم یعنی نیت سفر کے ساتھ سفر شرعی کرنے سے وہ بھی مسافر ہو جاتا ہے مجھ نہیں کہ ممالک محروسہ اسکا لایزال ایک شرط ہے ہون لانی الشامی  
زوج المسافر یصلی صلا مقیم علی الاکثر مسافر نے کسی شہر میں شادی کر لی تو وہ مقیم ہو گیا تو اسے جو ہے موجب ہم یعنی گواہ شہر  
کو وطن نہ بنا دی نیت اقامت کر تو وہ شادی سے مقیم ہو جاوے گا بحوالہ ابن من وجہ یہ کہی کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی شہر میں شادی  
کرتے وہ اوسی شہر کا شمار ہوتا ہے اور بعض فقہانے کہا کہ اگر چند روز کے اندر چلے جائیگا ارادہ ہوگا تو مسافر نہ ہوگا اور یہ اختلاف ضرور  
کے باب میں ہو عورت اگر مسافر ہو تو صرف شادی سے مقیم ہو جائیگی بالاتفاق حکمیت الحائض بقی مقصد علیہا ان تلحق فی الحج وکذا حدیث  
تکلف فی ذلک قولنا سلم یک ہوئی حاکمہ سفر میں جبکہ منزل مقصود دو دو کی مسافت پر ہی ہو وہ نماز پوری پڑھی تب صحیح قول میں اس طرح اگر لڑکا  
و منزل بچو بالغ ہو تو وہ بھی پوری پڑھی مختلف کافر کے کہ مسلمان ہو جبکہ منزل مقصود تک میں دس کی کم کی راہ رہی ہو تو وہ نماز قصر سے  
پڑھے ہم حاکمہ اسلی پوری پڑھی کہ وقت سفر کے وہ اہل اذان نبی اسلی حکم سفر کا اوس میں مقیم ہو اور لڑکا بچے سے مکلف ہی نہ تھا اور کافر کا عذر  
اعتباری تھا کہ ہر وقت مسلمان ہو سکتا تھا اسلی اوس حق میں حکم سفر کا ابتدا سے معتبر ہوا اور حاکمہ کا عذر آسمانی تھا اسکا دور کرنا اسکو قابو  
میں نہ تھا کہ ان فی الشامی عبد اللہ بن مقبل مسافر ان لایستغیر فی نوبة المسافر الا یقرض علیه الفقه الاول و یتم تحریطاً  
و لا یتقرض اصل لہو ما یقتضی ایک غلام مشرک ہو مقیم اور مسافر میں اگر دونوں نے اوسکی خدمت کی یا یہی سفر کر لے ہو تو وہ قصر سے نماز  
پڑھے مسافر کی یا میں اور اگر بادی نہ شہرانی ہو تو اس غلام پر فقہ اولیٰ فرض ہوگا اور پوری نماز پڑھو احتیاط کی راہ ہے لیونکہ جب اوس کے  
مالک دو میں تو وہ ایک کے لحاظ سے مقیم ہے اور دوسرے کے اعتبار سے مسافر اور وہ غلام کسی مقیم کے قمر کے اقتدار میں ہو مطلقاً یعنی نہ وقت  
کے اندر نہ بعد وقت کے نہ اول دو گانہ میں نہ دوسری میں اور مجھ غلام کا حکم ان مسائل سے بھی جو معام کے طور پر پوچھ جاتے ہیں ہم سلخ









نہیں کہ بادشاہ جب اقامت جمعہ کا اذن کسی مسجد میں دے تو ہر شخص یا ہر خطیب کو اس مسجد میں اجازت اقامت جمعہ کی ہو گئی اب ضرورت اجازت کی سلطان کسی یا جس کو اس کی اجازت دے ہی اس سے نہیں رہی جیسا کہ ظاہر عبارت شارح سے سمجھا جاتا ہے کذا فی الشامی وصافقہ الیہی کا دلیل علیہ وذلک لیسے جو کہ خطیب کو خلیفہ کرنا درست نہیں مگر جبکہ یونہی ہو جائے تو اس پر کوئی دلیل نہیں فقہا کی عبارتوں سے تو مطلق خلیفہ کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے دوسرے جگہ کہ یہ صورت خاص نماز میں خلیفہ کرنے کی ہے خطبہ تو یونہی بھی درست ہے حالانکہ ذکر یہ تھا کہ خطیب خطبہ کے لئے نائب ہو یا نہیں کذا فی الشامی ہم اقامت جمعہ مراد خطبہ اور نماز دونوں اور اجازت پر صرف خطبہ موقوف ہے نہ نماز تو اقامت جمعہ کے لئے خلیفہ کرنے سے مراد خطبہ کی طرح خلیفہ کرنا ہے نہ نماز کے لئے جیسا کہ بعض فقہاء کو دسم ہوا ہے کذا فی السبع وما ذکرہ منا احسن وغیرہ ان الکمال فی مسائل خاصہ بزہن فیہ علی الجواز بلا شرط والخطبہ فیہا واجب ویکثیر من الفوائد اودع اجسبات کو ملاحظہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے اس کو ابن کمال نے ایک خاص رسالہ میں رد کیا ہے جس میں خلیفہ کرنا جواز بدون شرط اذن سلطانی کے مدلل کیا ہے اور اس رسالہ میں لمبی تقریریں ڈھنگ پر بیان کی ہیں اور بہت سے فوائد مندرجہ کئی ہیں ہم ملاحظہ فرمائیے بیان کیا ہے کہ خطیب کو نائب کرنا نہیں ہوتا جب تک کہ بادشاہ کو مفسر اس کو نائب کر لینے کا اختیار نہ دیا گیا ہو فی مجمع الکفرانہ ج ۱۰ مطلقاً فی زمانہ لانا لہ وقم فی تاریخ خصیصہ اربعین وتسعمائة اذن عالم علیہ الفتنی وجمع الانہر میں ہے کہ خلیفہ کرنا جائز ہے مطلق ہمارے زمانہ میں یعنی خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو اسلامی کہ سنہ ۱۰۴۰ھ میں سلطان کی طرف سے اجازت عام ہو گئی ہے کہ ہر خطیب کو اختیار ہے کہ دوسرے شخص کی جگہ خلیفہ کر دے اور اسی پر فتویٰ ہر شامی نے کہا کہ شاید شارح کے زمانہ کے علما کا فتویٰ مراد ہے تو یہ تصحیح ناممکن ہے کیونکہ اس زمانہ کے علما اہل تصحیح نہیں بلکہ تصحیح دسے پشتر کے لوگ ہیں فی السراجیہ لو صلے احد بعد اذن الخطیب کیجی الا اذا اقتدی بہ من لہ ولایۃ الخلیفۃ ویوکل ذلک انہ یلزم اداء النفل جماعۃ وافرۃ مثیلہ لا سلاہ اور سراجیہ میں ہے کہ اگر کسی نے نماز پڑھائی بدون اذن خطیب کے تو درست نہ ہو گی مگر جبکہ اقتدا کرے اس کے پیچھے وہ شخص جو کو اختیار جمعہ کا ہے کیونکہ اقتدا کرنے سے دلالت اجازت ہو جائیگی اور اگر والی آیا اور اقتدا کیا تو اقامت اس شخص کی ناجائز ہو گی اور تائید کرتا ہے عدم جواز کی جھڑپ کہ لازم آتا ہے نفل کا اور اگر جماعت سے اور ثابت رکھا ہے اس کو شیخ الاسلام نے ہم یعنی جب جمعہ بدون اذن کے ناجائز ہو تو پھر نماز نفل ہو گی اور نفل جماعت سے نہیں کرنا صحیح ہے جلد ۱ نے کہا کہ مکرر ہر جگہ کہ نیت نفل سے شروع کیا ہو بیان تو نیت فرض سے شروع کیا ہو تو مکرر کسی ہو گی کذا فی الطحاوی وکات ولایۃ من خلیفہ واصلح الشیخ بفتنہین حاکم السیاسة والقاضی المادون لہ فی ذلک جاز لان تفویض امر العلمۃ الیہم ذلک لک لہ لہ حاکم شہر کا یا جمہ میں کسی نساد کے خوف سے نہ آیا کذا فی البدائع میں جمعہ پڑھوایا اس کو خلیفہ نے یعنی ولیعہد یا حاکم نو جداری نے یا قاضی نے جس کو اقامت جمعہ کی اجازت ہے تو درست ہے اس لئے کہ سپرد کرنا عوام کے امور کا اذکود لالتہ اجازت ہے اقامت جمعہ کی شارح نے کہا کہ صاحب الشرط مفتی شین سمجھو وراہلہ حاکم سیاست ہے یعنی جمعہ کی شرط کی ہم شامی نے کہا کہ جمعہ بتشدید سیم ہے یعنی صیغہ ماضی باب تفعیل سے فلیقاضی لفظہ بالشام ان یقہا وان یصل الخطیب لادین صریح ولا تقریر الباشا سودرست ہے شام کے قاضی القضاۃ کو جمعہ کا قائل کرنا اور خطیب کو اختیار دینا بدون اجازت صریح اور بدون مقرر کرنے باشا کے ہم شامی نے کہا کہ یہ اختیار اس قاضی القضاۃ کو ہے جس کو قاضی الشرع دامن ہے کہ ہی تو قاضی شام اور مصر دونوں اجازت اور ان کو اختیار نہیں دی سکتا اگر ان کو بھی اذن عام خطیب کے تقرر کا ہو تو مضائقہ نہیں وقالی یقہا امیر البلد ثم الشرط ثم القاضی ثم ولا قاضی القضاۃ ورفقہا نے ترقیب اقامت جمعہ کی اس طرح بیان کی ہے کہ جمعہ کو حاکم شہر قائم کرے ہر حاکم سیاست پہر قاضی پہر وہ شخص جس کو قاضی القضاۃ نے مقرر کیا ہو ہم شامی نے کہا کہ حاکم سیاست کا مقدم کرنا قاضی پر مخالف ہے فقہا کی تصریح کی نماز جنازہ میں کہ قاضی مقدم ہے حاکم سیاست پر ولتہب العامة الاحکام



ہر وہی ہوا در نمازی اور نماز نشی اور صاحب نماز نے اسکو اختیار کیا ہے کیونکہ کسی صحابی یا تابعی سے عید کے چند جا پڑنے کا جواز ثابت  
 نہیں اور شرح منیہ میں عدم جواز کو امام سیوطی نے رد کیا ہے اور نہ الفائق میں حادی نے کسی سے قول پر نقل کیا ہے تو  
 معلوم ہوا کہ یہ قول مذہب میں معتد ہے نہ قول ضعیف اسی جہت سے شرح منیہ میں چار رکعتوں کے پڑھنے کو حنیفہ کہا ہے کیونکہ خلاف  
 چند جگہ جمع کے جواز اور ناجائز ہونے میں قوی ہوا اگر بالفرض عدم جواز ضعیف ہو تب بھی خلاف سے باہر ہونا بہتر ہوتا ہے چہ جائیکہ  
 قول مخالف امام مذہب کا ہو کذا فی الشامی فقہ رآی بحکم الکلام علی المصطلک لکن فیہ الخطیئہ اذ ذکر وقتہ لان وجہ علیہ  
 بالشر الوقت فتنبہ اور مجمع الانہرین مطلب بطرف منسوب یہ ہو کہ زیادہ امتیاز اس میں ہے کہ نیت یوں کر ہے کہ سب سے پہلا ظہر کا نیت وقت  
 پایا ہوا اور ابھی ادا کیا ہو اسلیو کہ وجوب ظہر کا اوسے آخر وقت سے ہی پس آگاہ ہو جاہم اس تحلیل میں غلط ہے کیونکہ وجوب ظہر اول وقت سے ہی  
 اور اسلیو اس جگہ کو نہ الفائق میں ذکر نہیں کیا شارح میں بحر الرائق کا تابع ہو گیا ہے کذا فی المطحطا دی اور فائدہ اس نیت کا یہ ہے کہ اگر جمع  
 نہ ہوا ہو گا تو پہلا ظہر جمع کے روز کا ہو گا وہ اس نیت سے ادا ہو جائیگا اور اگر جمع درست ہوا ہو گا تو سب سے پہلا ظہر قضا نماز دن کا اس سے  
 ادا ہو جائیگا ورنہ فضل ہوگی اور ترتیب شرح منیہ میں اس طرح مذکور ہے کہ اول چار سنتیں ظہر کی پڑھی ہو چکی ہوں چھتین چھتیاہلی پڑھے ہو دو سنتیں  
 پڑھی اور چھتین سورہ ملا دی اگر قضا نماز اسکو ذمہ نہ ہوا اور اگر قضا ہو تو پہلی دو رکعتوں میں سورہ نملادی۔ بعض  
 نسخہ میں منسبہ کی جگہ قنہ ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ عبارت قنہ کی ہے کذا فی الشامی والثالث وقت الطہر فنبطل الجمعة  
 جن جمہ مطہقا ولو لا حقا بعد انہما و ذہب علی المد مذہب لان الوقت شرط الاداء لا شرط الاختصاص اور یہی شرط ادائی وقت  
 ظہر کا ہے پس باطل ہو گا جمعہ وقت کے غلطی سے طعنا یعنی اگر جمعہ بعد بیٹھنے کے مقدار تشہد کی وقت جاتا رہے تب بھی جمعہ باطل ہو جائیگا تو  
 مقتدی لاحق ہو گیا ہو سبب سے پہلے یا بہتر کے مذہب معتد ہے اسلیو کہ وقت شرط ہے ادائی نہ شرط شروع کرنے کی ہم نوادریں ہے کہ مقتدی  
 بہتر کے سبب سے کہ جمعہ پر قافور ہوا یا نہ ہو کہ نام نے سلام پیر دیا پھر وقت عصر کا ہو گیا تو وہ جمعہ کی نماز پوری کر کے اسلیو شارح سے  
 اس قول کو رد کیا کہ مذہب معتد یہ ہے کہ لاحق خواہ بہتر کی جہت سے ہو یا سو جائے اگر وقت ظہر کا نہ ہو تو جمعہ پورا کرے کہ باطل ہو گیا بلکہ ظہر  
 قضا پڑھی اسلیو کہ وقت ظہر ادائی شرط ہے تو سب نماز وقت کے اندھ ہونی چاہیے شروع کی شرط نہیں کہ صرف وقت میں شروع کرے یا نہ ہو جا  
 کذا فی المطحطا دی والاربع الخطبة فیلو طبت لہ وکے فیہ لم یقصر اور جو بھی شرط صحت جمعہ کی خطبہ ہو وقت کے اندر پس اگر خطبہ وقت سے  
 پہلے پڑھا لیا اور نماز وقت میں پڑھی تو جمعہ درست ہو گا ہم خطبہ بغیر غرض معنی مقول ہے مشتق ہے خطبہ سے جسکی معنی دو شخصوں میں گفتگو ہونے  
 کے میں کذا فی المطحطا دی والٹحاص مس کو کما قبلہ لان شرط الشئ سابق حلیہ بحضرۃ جامعۃ تنقذ الجمعة ہم لو کانوا یحکموا ویتکلموا فلو خطب  
 وحده لم یجز فی خطبۃ کان فی العین الذہیریۃ لان الامر بالشئ لکن لیس الا لاستباحہ والماتی جمعہ جنم فی الخلاصۃ بانہ یکنی خطبۃ  
 والحداد اور پانچوں شرط صحت جمعہ کی ہونا خطبہ کا ہی پہلا نماز جمعہ سے اسلیو کہ شرط چیز کی اس سے پیشتر ہوا کرتی ہے خطبہ ہو یا سنی ایسی لوگوں کے  
 جنسو جمعہ ہو جا دی یعنی مرد بالغ اور عاقل ہون اگرچہ بکر یا سونے ہو ہی ہوں سو اگر خطبہ پڑھنا اکیلا بدون کسی مقتدی کے حاضر ہونے کے تو  
 درست ہو گا صحیح تر قول کے بموجب چنانچہ بحر الرائق میں ظہیر یہی اسلیو کہ حکم ملنے کا ذکر کفایت نہیں ہے مگر اس ذکر کے سنتی کے لئے اور امور  
 لفظ جمع سے اور یقین کیا ہے خلاصہ میں اس پر کہ کافی ہو حاضر ہونا ایک مقتدی کا ہم یعنی آیت (فاستوا الی ذکر اللہ) میں حکم سے کا بصند  
 جمع وارد ہے تو ایک کا حاضر ہونا کافی ہو گا اور بیرون اور سونے ہونے کے حاضر ہونے میں ہر چند سنتا یا نہیں جاتا مگر بجا آوری سے حکم  
 کی موجود ہے اسلیو خطبہ کا پڑھنا ادائی سامنہ درست ہوا اور قول خلاصہ کا صحیح نہیں اسلیو کہ حضور جاعت شرط ہے ہر ایک کا حاضر ہونا کیسوی کافی ہو گا کذا فی کشا  
 وکف تغیدہ او تملیہ او تسبیحہ للخطبة المفوضۃ لکرامہ وکالا لا بد من ذکر لیلہ وقلہ فذلک الشہد للوالجب اور کافی ہے

خطبہ فرض کے لئے ایک بار الحمد للہ کہنا یا لا الہ الا اللہ کہنا یا سبحان اللہ کہنا ساتھ کراہت کے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا کہ ضرور ہر دو ذکر طویل کا ہونا اور کمتر مقدار و سکی التعمیات واجب کی برابر ہر دو دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ آیت میں مطلق لفظ ذکر جو شامل ہے تہوڑی اور بہت کو اور وجہ کراہت مخالفت سنت ہے ہر پہر یہ کراہت بعضوں کے نزدیک غریبی ہے اور نہستانی کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریح بھی ہے کذا فی الطحاوی بنیہا فالجحد لعلاسیہ او یقیناً لم یکتب علیہ علی المدہب کما فی التسمیۃ علی الذیۃ لکن ذکر فی الذلک لہ فیہ بنویجہ فتأمل کفایت کرنا ہی ایک بار الحمد للہ کہنا خطبہ کی نیت سے تو اگر الحمد للہ کہنا اپنی چینیک کے لئے یا تعجب کی راہ سے تو یہ کہنا خطبہ کے قائم مقام نہ ہو گا مذہب تومی پر جیسی نہیں کافی ہے الحمد للہ کہنا ذبیحہ پر وقت ذبح کے لیکن مصنف نے کتاب الذبائح میں ذکر کیا ہے کہ الحمد للہ کہنا چھینکنے والے کا خطبہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے سو اس اختلاف کو سوچ لے ہم مصنف نے کتاب الذبائح میں کہا ہے اور اگر چینیک لی ذبح کرنے کی وقت اور الحمد للہ کہنا تو جانور حلال نہ ہو گا صحیح تر قول میں بخلاف خطبہ کے تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر چینیک کے لئے الحمد للہ کہنا تو خطبہ کے لئے کافی ہو گا اور یہاں بیان کیا ہے کہ خطبہ کا قائم مقام نہ ہو گا شامی نے کہا کہ تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ کتاب الذبائح میں اس روایت کے بوجہ ہو جو مقابل مذہب تومی کے ہے یعنی ایک روایت امام شافعی کے الحمد للہ کہنا چینیک والیکہ کافی ہے خطبہ کے لئے ویسے خطبتان خفیفتان و ذکرہ زیادۃً علی قدر سورۃ من طویل للمفصل اجلسۃ بیکہما بعد ثلاث آیات علی المدہب و ناذلک صبیح علی المدہب و ذکرہ قراءۃ قدر ثلاث آیات اور سنون میں دو خطبہ ہلکے سے ایک جگہ کے ان دونوں کے درمیان میں مقدار میں آیتوں کے مذہب مستند پر اور چوڑی نوا اس جگہ درمیان کا برا کر نیوالا ہی صحیح قول کے بوجہ شارح نے کہا کہ دو خطبوں کو اتنا لبا کرنا کہ برابر ایک سورہ طویل مفصل سے ہو جائیں مگر وہ ہر جیسی بقدر میں آیتوں کے پڑھنے کا ترک کرنا خطیب کو مکروہ ہے یعنی نہ اتنا طویل دے کہ خطبہ طویل مفصل کی برابر ہو جائے اور نہ اتنا چھوٹا پڑے کہ تین آیتوں کی مقدار نہ ہو شامی نے کہا کہ بعض خطیب جو دو سرے خطبہ میں درود پڑھتے کی وقت اپنا منہ دھنوا رہے یا تین کو پھیرتے ہیں تو ان جہر نے شرح منہلج میں لکھا ہے یہ بدعت ہے یعنی اسکو ترک کرنا چاہئے تنبیہ آج کل یہ دستور ہو رہا ہے کہ جب خطیب خطبہ اول پڑھ کر بیٹھتا ہے تو لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے گتو میں اس مسئلہ کی تحقیق سمجھنا مناسب معلوم ہوئی ہے ابو داؤد و ترمذی و ابن عمر و مروئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبہ پڑھا کرتے اس طرح کہ منبر پر چڑھ کر بیٹھتے جتنا کہ مودن فارغ ہوتا پہر کھڑی ہو کر خطبہ پڑھتے پھر بیٹھتے اور کلام کرتے پہر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے تھما دی نے کہا کہ اس مجلس میں کوئی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور اس لئے سرخس نے شرح ہدایہ میں فرمایا کہ خطیب درمیان دو خطبوں کے جدائی کے لئے جلتا کرنا چاہیے کہ تمام اعضاء اسکو قرار پا جائیں اور اس جلسہ میں دعا کرنا بدعت ہے اور سنناتی نے لکھا ہے کہ ہاتھ اوٹھانا دعا کی لہو دو خطبوں کے درمیان میں غیر مشروع ہے اور جامع الخطیب میں ہے کہ ہاتھ اوٹھانا دعا کے لئے دو خطبوں کے بیچ میں حرام ہے اور شیخ عبدالحق نے شرح مشکوٰۃ میں حدیث مذکورہ بالا کے ذیل میں لکھا ہے کہ کلام نکرتے اسکی جگہ معنی کہ نہ دعا مانگتے نہ دعا کے سوا اور کوئی بات کرتے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ میں ساعت دعا کے قبول ہونے کی امام کے منبر پر چڑھنے کی وقت سے ہی نماز کے پورا ہونے تک تو ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہی وقت ہے کہ نماز کو کلام اس وقت میں حرام ہے اور دعا سے مراد وہ دعا ہے جو امام سب مسلمانوں کے لئے پڑھتا ہے خطبہ اور نماز کو اندہل سے یہ نہیں ثابت ہو گا امام باسنی والے جلسہ اندر ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگیں اور اس امر میں شک ہے ہجری میں ایک ہفتا ہوا تھا تمام علما و نامی دہلی و مدینہ و بریلی نے یہی لکھا کہ دو خطبوں کے بیچ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست نہیں اگر کوئی بدو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور بدو زبان ہاتھ دلیں دعا مانگے تو اسکا مضافہ نہیں چنانچہ بحر الرائق اور فتح الباری میں مصرح ہے اور عمارۃ بن زکویہ نے جب بشر بن مروان

کو خطبہ میں ہاتھ اٹھانے کا حکم دیکھا تھا تو بدو عادی تھی چنانچہ ترمذی میں مروی ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ بدعت خلفاء مروانیہ کے زمانہ میں پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ اتباع شریعت حکمو اور سب دیندار کو نصیب کرے اور اللہ جل جلالہ سے محفوظ رکھے اور دین خالص پر ہمارا خاتمہ کرے آمین

دیکھو بالثانیہ لا کلا ولی ویبک ابا لثعوفہ عیسیٰ اور پکار کر پڑھو دوسرے خطبہ کو گزشتہ اول کی یعنی اول کو زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور دوسرے کو اس سے کم اور شروع کر کے اول خطبہ کو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم آہستہ کہہ کر ہم یعنی اول اعوذ پڑھو پھر حمد و ثناء الہی پھر شہادتین پھر درود شریف پھر وعظ و نصیحت اور قرآن مجید کی آیت اور تفسیر میں کہا کہ دوسرے خطبہ مثل اول کے ہو مگر اس میں وعظ کی جگہ مسلمانوں کے لئے دعا مانگنے کے بعد اراق میں کہا کہ دوسرے خطبہ میں ایک آیت کا پڑھنا سنو جس میں رسول اول خطبہ میں سنو جس کی کذا فی الشامی وینتدب ذکر الخلفاء الی اللہ والتمن اللہ علیہم السلطان جونہ الفہستہ اور منتخب ہو ذکر کرنا خلفاء راشدین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عمر بزرگوار یعنی حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم اجمعین کا نہیں منتخب ہو دعا مانگنا خطبہ میں بادشاہ کے لئے اور جائز کہا ہو اور سکوت ہتھانی نے ہم شامی نے کہا کہ جائز ہونے سے بھیہ اشارہ ہوا کہ مستحب نہیں اور باب الامتہ میں جو شارح نے لکھا ہے کہ دعا امام کی نیک نیتی کے لئے واجب ہو وہ اس قول کے مخالف نہیں کیونکہ یہاں خاص خطبہ کا ذکر ہو ویکرہ فی ثبوتہ بمالیکسی حیدر مکر وہ تحریمی سے منت بیان کرنی بادشاہ کی اس پر مکرہ اور اس میں منوں مثلاً عادل کہنا جس صورت میں کہ وہ و ظالم ہو کیونکہ یہ وصف بیان کرنا خطیب جھوٹ ہو گا ویکرہ نکلیہ فیہا الا لامر بمعرفہ و نہ لاہلہ منہا اور مکرہ ہے کلام کرنا خطیب کا خطبہ کے اندر مگر امر بالمعروف کرنے کے لئے کلام مکرہ نہیں کیونکہ یہ کلام تو خطبہ ہی ہے یعنی اجنبی بات کا حکم کرنا جزوی خطبہ کا مطلقا ہی نے کہا کہ کلام کی کراہت کو مطلق بیان کیا تو ظاہر مکرہ و تحریمی ہو ومن اللہ تعالیٰ علیہ عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن مسعود السواد ذلک السلام حین سوجہ الی الخولہ والصلوۃ وقال الشافعی اذا استنق علی المذبح سلم جنتہا اور سنت ہو بیٹھنا امام کا اپنی حجرہ میں منبر کی داہنی طرف اور بیٹھنا سیاہ لباس کا اور نہ سلام کرنا خطبہ کے لئے نیک کیونکہ سو نماز میں داخل ہونے تک اور امام شافعی نے فرمایا کہ جب منبر پر بیٹھ آ سلام کرے کذا فی الجنبیہ ہم محمد بن برون منبر قاموس میں لکھا ہے اور سیرطی نے برون کتب اور ضمیر بیان کیا ہے وہ خلونغان سے جو مسجد کے اندر بنا ہو تو جن مسجد و نہیں ایسا مکان منبر کی داہنی طرف نہ ہو یا امام داہنی طرف بیٹھو اور قبل خطبہ کے محراب کے اندر خطیب کو نماز پڑھنا مکرہ ہو کذا فی الشامی و لہ ہارۃ و سدۃ عولۃ قائمہ اور سنن ابی داؤد نے خطبہ کا پڑھنا طہارت اور ستر عورت کے ساتھ کہا ہے اور کہ ہم یعنی یہ بیٹھنا یا تین مسنون میں شرط نہیں پس اگر خطیب بوضو پڑھنا یا ہوا وغیرہ کسی برستی کپل یا جائی یا شکر پڑھنا تو جائز ہو گا کراہت کے ساتھ وارد سکا عادیہ واجب نہیں گا کذا فی الطحاوی و حل ہی خاتمہ مقام رکعتین الا حقہ لادکرہ الویلقی بالشرط فی التوا اور کیا خطبہ قائم مقام دو رکعتوں کے ہے صحیح ہے کہ نہیں ذکر کیا ہے اور سکون لیتی بلکہ ثواب میں نصف نماز جمعہ کی مانند ہے ہم یعنی یہ جو اثر میں وارد ہے کہ خطبہ نصف صلوٰۃ ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کی دو رکعتوں کے قائم مقام خطبہ جو جمعہ کا دو گنا قائم مقام اس کی دو رکعتوں کے ہے تو اس سے بھیہ ٹھکانا ہے کہ نماز کی شرطیں خطبہ میں بھی ہونی چاہئیں شارح اس اثر کی تاویل بیان کرتا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ خطبہ کا ثواب جمعہ کی نماز سے آتا ہوتا ہے نہ یہ کہ ظہر کی دو رکعتوں کے قائم مقام ہو اور نماز کی شرطیں اس میں لازم آدین کذا فی الشامی و لیس خطبہ جنتا نہ احسن لصلۃ لہا اور اگر خطبہ پڑھا حالت جنابت میں پڑھنا یا اور نماز پڑھائی جائے یعنی نہانا فاعل متصور ہو گا کیونکہ نماز کے اعمال میں سے کسی میں نہیں بہتر سے اعادہ کرنا خطبہ کا کذا فی البحر دل و ہلک با جنتہ فان لہا ان رجع بقیہ فقد لہ او جازمہ احسن مستقبل خلاصہ لہ او تم البطلان الخطبہ قس لہم لکن مسیحی لہ لا یستقر لہا کذا لہم الخطبہ اور اگر خطبہ اور نماز میں فعل اجنبی کا فاعل کیا تو اگر فاعل بہت ہوا اس طرح کہ امام اپنی گہر پر چلا آیا اور کہا نا کہا یا یا صحبت کی اور نہایا تو خطبہ از سر نو پڑھنا کذا فی الخلام یعنی واجب ہے از سر نو پڑھنا سبب باطل ہو چکا خطبہ کے کذا فی السراج لیکن آگے آدیکھا کہ شرط نہیں ہے ایک ہونا نماز پڑھنا والے اور خطبہ پڑھنے والے کا ہم یعنی بعض صورتوں میں اعادہ ضرور ہو گا مثلاً خطیب خطبہ پڑھ کر کسی کو نماز پڑھانے کے لئے نائب کر کے گہر جاوے تو اس صورت میں اعادہ خطبہ نہیں کذا فی الشامی

والسادس الجماعة وأقلها ثلاثة رجال ولو غير الثلاثة الذين لا يتصلون بالخطبة سوى الإمام بالنظر لانه لا بد من الذين لا يتصلون  
 وثلاثة سواء بمضيق فاستعمل في ذلك جماعة من شرط صحة جمعة کی جماعت ہو اور متعدد جماعت کا تین مرد ہیں سوا امام کے جس کے سبب  
 سے اگرچہ سوائے ان تین شخصوں کے ہوں جو خطبہ میں موجود ہوں پہلی کہ آیت فاستعملوا سے ذکر شدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ذکر کرنا لا محذورہ خطبہ  
 سے اور تین اور اسکے سوا ہوں تاکہ مسند جمع اور بر صا دق ہو ہم تین مرد و تکو مطلق رکھیں سے معلوم ہوا کہ اگر غلام یا مسافر یا بیمار یا امی یا گونگی  
 ہونگے تب بھی جمعة درست ہوگا اور مرد کی قید سوائے اسکے اور عورتوں تکلفی کہ وہ کسی حال میں امام ہونے کی لیاقت نہیں رکھتی اور امام ایوان  
 کے نزدیک سوا امام کے تین مرد شرط جماعت کے ہیں کذا فی المطاوعی فان تغدوا قبل مجزئہ وقال اقل للخطبة لصلوات پس اگر جماعت  
 کے لوگ چلے جائیں پہلے سجدہ کرنے امام کے توجہ باطل ہو جائیگا یعنی اب ظہر کی نماز از سر نو پڑھے اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر نحر سے  
 پیشتر چلے جائیں تب جمعة باطل ہوگا تو صاحبین کے نزدیک بعد تحریک کے اگر جائینگے تو جمعة باطل ہوگا امام اوسکو پورا کر لے (اور شیخ)  
 ثلثة رجال ولذا اتی بالتاء ونقدوا بعد صبحی و عادوا ذکرہا کما کان غفروا بعد الخطبة وصلى بأخري لا تبطل و  
 اتفقوا جمعة و اگر جماعت میں تین مرد رہ گئے یا بعد سجدہ کرنے امام کے سب چل گئے یا بعد تحریک یا خطبہ کے چلے گئے لیکن پہلے آؤ اور امام  
 کے ساتھ رکوع میں شامل ہو گئے یا خطبہ کے بعد چلے گئے اور امام نے دوسری مفتہ یوں کے ساتھ نماز پڑھی جو خطبہ میں نہ تھے تو ان میں  
 میں جمعة باطل ہوگا اور امام اس نماز کو جمعة ہی پورا کرے شارح نے کہا کہ ثلثہ سے مرد مرد ہیں سبیلو باتن نے اس لفظ کو ت کے ساتھ ذکر کیا کہ  
 اعداد تین سے لیکر دس تک ذکر کے لغت کے ساتھ آئے ہیں طحاوی نے کہا کہ یہ کیا ضروری کہ ذکر پوری مرد ہوں لڑکے بھی تو سب طرح ثلثہ  
 بولے جاتے ہیں اور بعد سجدہ کے آدھوں کے چلے جائیے اسٹی جمعة پڑھے کہ جماعت شرط بقا کی نہیں اور تغدوا بعد الخطبة کے ذکر کی حاجت نہیں  
 کیونکہ شکوہ شام پہلے کہہ چکا ہے کہ اگر تین مرد خطبہ نہ پڑھیں اور ان کے سوا ہوں والسا کہ الاذن العام من الامام هو حصیل بقیہ ابی  
 الجامع للوادین کافی فلا یشر علی باب القلعة للعکاف والحادی قدیمہ لان الاذن العام مقرر لاهل غلقہ منم العکاف والصل  
 نعم لو لم یعلق لکان احسن کافی مجمع الاءہ کما لشرح عیون المذہب آل و ہذا اولی حکم فی الجرم والعزم علیہ فلفظ اور ساتویں  
 شرط صحت کی اذن عام ہی امام کی طرف سے یا اوسکی نائب کی طرف سے جو جمعة کے قائم کرے یا اختیار کرتا ہو اور اذن عام حاصل ہوتا ہے سجدہ جامع کے  
 دروازوں کے کھلے رکھنے سے یا کسی اور وجہ سے چاہئے اولی روک نہو کذا فی کافی ایسی سے معلوم ہوا کہ صریح اذن شرط نہیں  
 دروازوں کا کھلنا رہنا اور متغیر جمعة کا روکا نہجانا کافی ہے تو نہیں ضرر کرتا بند کرنا دروازہ قلعہ کا دشمن کے سبب سے یا عادت قدیم  
 کی جہت سے اسلی کہ اذن عام ثابت ہے شہر کے باشندوں کو اور بند کرنا دشمن کی روک کے لئی ہی نہ نمازی کے منع کر نیکیاں اگر بند  
 کیا جاوے بیٹھ جبکہ خوف دشمن کا نہو تو بہتر ہے چنانچہ مجمع لا تہرین ہی منسوب شرح عیون الذہاب کی طائفة صاحب مجمع لا تہرین نے کہا  
 کہ ضرر کرنا افضل دروازہ قلعہ کا بہتر ہے اس قول سے جو بحر الرائق اور منہم النظار میں ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہئے ہم بحر الرائق میں  
 مذکور ہے کہ جب حاکم قلعہ کے دروازے متغیر کرے اور دشمن اینٹ لٹکا رہا یا باشندگان قلعہ کے ساتھ جمعة پڑھے تو جمعة جائز ہوگا  
 چنانچہ ماتن آگے بیان کرتا ہو فلو دخل امیر حصن او حصہ و اخلق بابہ وصلى لحدیہ لم یستغفر و لو فتح و اذن للناس بالصل  
 جائز ہے کہ پس اگر داخل ہو کوئی حاکم قلعہ میں یا اینٹ محل میں اور بند کر دیا دروازہ قلعہ یا محل کا اور نماز پڑھی اپنے ساتھیوں کے  
 ساتھ تو جمعة منع نہوگا کیونکہ اذن قضا پر نماز کی قیوت چاہئے اور یہ مصورت میں حاصل ہوگا اور اگر دروازہ کو کھول دیا اور لوگوں  
 کو اندر آنے کی اجازت دی تو جمعة درست ہوگا اور مردہ ہوگا وجہ کراہت کی یہ کہ جامع مسجد کو ترک کیا کذا فی المطاوعی قال صاحب  
 فی دینہ و دنیاہ الی العلمۃ محتاج منہ سبحان من تدری عن الاحیاء پس امام اپنی دین اور دنیا میں عوام کا محتاج ہے تو پاک ہے









نہیں اور بعد دو سر خطبہ میں ایک سیر ہی اترنے میں نہر چڑھتے ہیں یہ بدعت سنیم ہو کذا فی الشامی طحاوی بحر الرائق سی  
 نقل کیا کہ سنون ہی نہر کا مونا قبلہ کی بائیں طرف اور امام کا سورہ جمعہ اور منافقون پڑھنا اور زامدی نے ذکر کیا ہے سورہ اعلیٰ اور غاشیہ  
 کا پڑھنا لا ینفع ان یصلیٰ الموعود الخ خطیب لا یماکتہ فی حدیثنا سب نہیں کہ سوائے خطبہ پڑھنے والیکے دوسرا شخص گناہگار نہ ہو اور اس خطبہ  
 اور نماز دو نو ایک ہی چیز ہیں کیونکہ شرط اور شرط و طہرین اور شرط کے پابان نہیں جاتا تو اس خطبہ دو نو کا فاعل ایک جو مناسب  
 کذا فی الشامی فان فعل بان خطبہ صبیح باذن السلطان صلیہ بالتم جازہ فی الخبر پس اگر ایسا کیا جائے کہ امام جدا ہو اور خطیب جدا  
 اس طرح کہ خطبہ پڑھے ایک لڑکا نابالغ سلطان کی اجازت سے اور نماز کوئی نابالغ پڑھاوی تو درست ہو یہی مختار ہے ہم لڑکے کی  
 قید اس خطبہ لگا دی کہ یہ وہم نہ ہو کہ لڑکے کا خطبہ پڑھنا جائز نہیں اور ان سلطان کی قید خطبہ میں لگائی نہ نماز میں تاکہ معلوم ہو کہ خطیب  
 میں ان شرط پر نہ نماز میں کذا فی الطحاوی لا یأثم بالشفیعہ ما اذا خیر من عیال المصدوق فی وجہ وقت الطهر کذا فی  
 الثانية لکن عبادۃ الطہرۃ وغیرہا بلفظ دخول بدل خبر نہیں مضائقہ ہے سفر کا دن جمعہ کے جبکہ غلجہ شہر کی آبادی سے پھلے  
 غلجہ نے وقت طہر کے کذا فی الغانیہ لکھتے ہیں اور اسکو سوا دوسری کتابوں کی بلفظ دخول ہی عوض خروج کے یعنی آبادی سے  
 غلجہ نے بیشتر داخل ہونے وقت طہر کے ہم سفر سے مراد ہی ایسی جگہ جانا ہے کہ بشند دن پر جمعہ واجب نہ ہو کذا فی الشامی وقال  
 فی شرح المنیۃ والصحیح انہ لیکرہ الشفیعہ بعد الزوال قبل الزوال لیکرہ قبل الزوال اور شرح منیہ میں کہا ہے کہ صحیح ہے کہ سفر کا  
 بعد زوال کے جمعہ پڑھنے سے پہلے مکروہ ہے اور زوال سے پیشتر مکروہ نہیں یعنی اسکو کہ زوال کے پیشتر اور سپر جمعہ واجب نہیں ہم اس  
 قول کو شارح نے ظہر کی تائید کے لئے بیان کیا اس عرض سے کہ معلوم ہو جائے کہ غانیہ کا قول ضعیف ہے کذا فی الطحاوی القوی فی اذا  
 دخل العصر یومھا ان یومھا المکث ثمہ ذلک الیوم لمتہ الجمعۃ وان فی الحرج من ذلک الیوم قبل وقتہ او بعدہ لان لمتہ ملک  
 والفرز ان فی الحرج بعدہ لومتہ والا لا فی شرح المنیۃ ان فی المکث الی وقتہ لومتہ وقیل لا کانو کا رہتہ والا غیب  
 شہر میں جمعہ کے روز داخل ہوا اگر شہر میں اوسنی اس روز نیت پڑھنے کی کی تب تو اس پر جمعہ لازم ہوگا اور اگر اوسنی روز چلی جانے کی  
 نیت کی جمعہ کی وقت سے پہلے یا پیچھے تو جمعہ لازم نہ ہوگا لیکن نہر الفائق میں ہے کہ اگر جانے کی نیت بعد جمعہ کی وقت کے کر لیا تو اس پر جمعہ لازم  
 ہوگا اور نہیں تو لازم نہ ہوگا اور شرح منیہ میں ہے کہ اگر شہر میں نیت کی نیت وقت جمعہ تک کر لیا تو جمعہ لازم ہوگا اور ایک قول ہے کہ لازم نہ ہوگا  
 ہم شامی نے کہا کہ قروی بفتح قاف و سکون راسبت ہو قریب کثرت کا لازم لو قدیم مسافر و غیرہ علی غرض ان لا یخیر یومھا و لیس  
 لیو کا قامة نصف شہر جب جمعہ لازم نہیں اگر کوئی مسافر آیا جمعہ کے دن شہر میں اس ارادہ سے کہ اس روز وہ نہ ہوگا اور پندرہ دن ٹھہرنے  
 کی نیت کی یعنی اگر نیت اقامت کر لیا تو جمعہ واجب ہو جائیگا خطیب الا ما یسیر فی بلدہ فیتبہ کما لا لکنا نام خطبہ پڑھے  
 تلوار حامل کر کے اس شہر میں کہ تلوار سے نفع ہوا ہو جس کی منظر ہو اور اگر تلوار سے نفع نہ ہوا ہو تو وہ ان تلوار لیکر خطبہ پڑھے جس پر مدینہ منورہ  
 ہے فی الحاکوی القدسی اذا فرغ اللوین قادم الا ما مر السیف فی سائرہ وهو مشک علیہ حاوی قدسی میں ہے کہ جب موزن  
 فارغ ہو جائیں خطیب کے سامنے اذان دینو تو خطیب کہہا ہوا اور تلوار اپنی بائیں ہاتھ میں لیکر اوسپر سہارا کر لے ہم طحاوی نے کہا کہ یہ  
 قول مخالف ہے تحقیق بحر الرائق کے کیونکہ اوسمیں تلوار کا حامل کرنا لکھا ہے لیکن صاحب نہر الفائق نے یہ توجیہ کی کہ تلوار کو حامل کر کے پیرائی  
 نوک زمین پر ٹھہرا کر اوسپر ہاتھ کا سہارا دی تاکہ دونو بائیں حاصل ہو جائیں و فی الخلاصۃ یکرہ ان یتکی علی قوس او عصا و غلجہ  
 میں ہے کہ مکروہ ہے خطیب کے سہارا لگانا کان پر یا لٹھی پر ہم علیہ میں خلاصہ پر عرض کیا کہ ابو داؤد کی حدیث سے آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا خطبہ میں لٹھی یا عصا پر سہارا دیکر ٹھہرنا ثابت ہے یہ مکروہ ہے کیسی ہوگا بلکہ محیط میں ہے کہ جس پر ٹھہرنا خطبہ میں سنت ہے

۷۷  
 خطبہ پڑھنے کے بعد  
 اگر کوئی مسافر ہو  
 اور نماز کے بعد  
 خطبہ پڑھے  
 تو اس پر جمعہ لازم  
 ہوگا

اسی طرح عساکر کا بسا بھی سنون جو کذا فی الشامی **فیر** مسائل متعدد شام کے سماع البداء و هو یاکل ترکہ الخاف فوجیۃ  
 او مکتوبہ لاجلہ ایک شخص نے اذان سنتی اور وہ کہا نا کہنا تا ہے تو کہا نا ترک کری اگر خوف ہو جمہ کے غلبی یا فرض نماز کے فوت ہونے کا نہ ترک  
 کری کہنا اگر خوف ہو جماعت کے فوت ہونیکا کیونکہ اب کہا نا جو کہ کسی بگڑی یا جبکی طرف آدمی کا دل مشتاق ہو وہ عذر ہی جماعت کے  
 ترک کرنے کا چنانچہ گذار سننا فی سماع زید الجمعة وعلیہ السلام منقطع مقصود الجمعة ثالثا السعی الیہا و هذا یعلم ان سماع  
 فی حبادتہ فالعبرة بالاحتساب ایک مامور والا شہر کو چلا جس کے قصد سی اور اپنی دوسری حاجات کے لئے اگر زیادہ تر مقصود اسکا جمہ کا پڑنا  
 ہے تو اسکو جمہ کیلئے چلنے کا ثواب ملے گا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص عبادت میں شرکت کرے یعنی وہ سر کوئی مطلب اور مین ملائے  
 خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کرے تو اعتبار غالب ترک ہو گا مثلاً جمہ میں ارادہ تجارت کا کرے تو ثواب عبادت اور وقت ہو گا کہ مقصود غالب جمہ  
 ہو کذا فی الشامی الا فضل حلق الشعر قبل الطغی بعد ہکتر ہے بالون کا سنڈ وانا اور ناخن کا ترشونا بعد نماز جمہ کے ہم اتار خانہ میں  
 لگایا ہے کہ نماز جمہ سے پیشتر بالون اور ناخنوں کا بنوانا اچھا نہیں کیونکہ جمہ میں کیفیت حج کی سی ہے تو جسی حج میں بعد فراغت حج کے ان کا بنوانا  
 جائز الیسی ہی بعد میں بعد نماز افضل ہے باقی میان اس مسئلہ کا کتاب المحقر والاباحہ جلد چہارم میں دیکھنا چاہیے لا بأس بلکلیت حالہ بالکلیۃ  
 الاہام فی الخطبة ولہ یخ احد الان کلمۃ الا فرجۃ کلمۃ فی خطبۃ الیوم للصدر کا مضائقہ نہیں گردنوں پر کو پھانڈنا بشرطیکہ امام نے  
 خطبہ شروع کیا ہو اور شرطیکہ کیواندہ نہ ہو مگر بھیجہ کہ اسکو سوار خالی جگہ کے اپنے سامنے کوئی جگہ نہ ہو تو اس خالی جگہ کے ہر نیکیو پہاڑ جاو  
 ضرورت کیوجہ سے ہم یعنی اوکو نہر سے پہاڑ نا ایک عمل ہے تو خطبہ کی حالت میں جائز نہیں اسی طرح اور و نکو ایدادینا درست نہیں کہ پہاڑ نہ  
 میں کسیکا کپڑا یا دوسری کسیکے پیر یا پور کھدیوان اگر اگلی صف میں فرجہ جوڑا ہو اور اسکی ہر نیکی کے لئے کسیکو اس قسم کی ایذا دے تو ضرورت کی  
 وجہ سے درست ہے بشرطیکہ اور کوئی جگہ نہ ہو کذا فی الشامی و ذکرہ فی التعلیل المستوفی ان کل حال اور کمرہ ہو مگر دونوں پر ہی پہاڑ نا سوال کے لئے  
 ہر حال میں یعنی خواہ ایذا کسیکو ہو یا نہ ہو مسجد میں سوال کرنے اور مسائل کے دینی میں اختلاف ہے کہ درست ہے یا نہیں خبر اللہ ان بن کہا کہ  
 اگر مسائل نماز میں کے سامنے کو گزری اور نہ گردن کو پہاڑی اور نہ اصرار کے ساتھ طلب کریں تب تو مانگنا اور اسکو دینا درست ہے ورنہ مکرر  
 ہے کذا فی البرزخ و سئل علیہ السلام عن ساعة الاجابة فقال ما یزجل من الاما ان تتم الصلوة وهو العیون قبل نقت العصر و  
 ایہ ذہب المشاکم کافی الشان خارجہ اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چاہا کہ حالہ عاکسے قبول ہونے کی ساعت کا نا آپ نے فرمایا کہ وہ  
 ساعت امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے لیکر اسوقت تک ہے کہ نماز کو پورا کر لیا ہو یعنی سیم ہے اور ایک اول بھیجہ ہو کہ وہ ساعت عصر کا وقت ہے اور اس  
 قول کیلئے گروہ میں مشائخ چنانچہ تانا خانہ میں ہم معین میں ہے کہ جو کہ کے اندر ایک ساعت ہے کہ جو مسلمان بندہ او مین کپڑا ہوا نماز پڑھے  
 اللہ تعالیٰ سے کہہ جائے تو اسکو اللہ تعالیٰ وہ چیز عنایت ہے کہ اس ساعت میں اسکا وہ ہو کہ کوئی ہو اور سب قوال یا لیس میں خیریں مسرور  
 قول معین میں ایک تو یہ کہ وہ ساعت خطبہ کیلئے بیٹھنے کی وقت ہے جو نماز کے پورا ہونے تک چنانچہ مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ابو موسیٰ سے مروی ہے  
 روایت کیا ہے تو اس قول کے بموجب دعا اپنی دین بائگی سلمی کہ خطبہ میں سکوت کا حکم ہے اور دوسرا قول ہے کہ ساعت مذکور جمہ کی پہلی ساعت  
 اسکو مالک اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے جابر اور ابن جریر اور ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور غالباً مشائخ کی مراد یہی ہے  
 ہے جو کذا فی الشامی و فیہا سئل عن المسألة الجمعة افضل ام یوم فقال یوم واما فیہ  
 میں ہے کہ بعض فقہاء سوال ہے کہ جمہ کی رات بہتر ہے یا جمہ کا دن تو انہوں نے فرمایا کہ جمہ کا دن افضل ہے اسلئے کہ رات کو فضیلت صرف  
 نماز جمہ کے باعث ہے اور نماز دن کو نہوتی ہے و ذکر فی احکامات الاشکال ما اخص بہ من کل ما لا یفیدہ من کفر فیہ و من فیہ من عطفہ  
 علی قولہ و ذکرہ او اذادہ بالصلو و او اذادہ لیلہ ما لا یام فقتلہ و فیہ یجتمعا لاسلم و ترار القبلی و یام من للیت من سداب القدر من

صَاتَ فِيهِ اَوْ فِي لَيْلِهِ آمِنٌ مِنْ حَذَابِ الْقَدَرِ وَلَا تَسْجُدُ فِيهِمْ مِنْ دُونِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَهُمْ لَكَ اَوْ اَشْبَاهُ كَ اَحْكَامِ مَجْدِ مِنْ ذَكَرَ هَكَذَا  
 جن امور سے جمعہ کا روز مخصوص ہے ایک سورہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن یارات میں کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ جو کوئی سورہ کہتے ہو تو پڑھے تو  
 ایک جمعہ سے دوسرے تک محفوظ رہتا ہے سو تین دن زیادہ کے اور جس شخص نے قرات کہتے کا عطف اشباہ والیکے اس قول پر سمجھا کہ مکرر ہے  
 تیناروز جمعہ کا روزہ رکھنا اور تنہا اوسکی رات کا جاگنا تو اوسکی غلطی کی یعنی سہلو کہ سنون چیز کو کروہ میں شامل کر دیا اور جمعہ کے دن رو صحت  
 اکٹھی ہوتی ہیں اور اسی دن میں قبروں کی زیارت ہوتی ہے اور مردہ عذاب قبر سے مامون رہتا ہے اور جو شخص جمعہ کے دن یارات میں مرتا ہے وہ عذاب قبر سے  
 محفوظ رہتا ہے اور اُس روز میں دوزخ گرم نہیں کھجائی اور جمعہ کے روز جنت کے اپنے پروردگار جل شانہ کے دیدار سے شرف ہونے میں ہم اشباہ  
 کے احکام جمعہ میں مذکور ہے کہ جمعہ بہت سی باتوں سے مخصوص ہے نماز جمعہ کا لازم ہونا اور اوسکی لمبی جماعت کا شرط ہونا اور سوامی امام کے میں مردوں  
 کا ہونا اور نماز سے پیشتر خطبہ کا ہونا اور خاص سورتوں کا پڑھنا اور نماز سے پیشتر سفر کا حرام ہونا سوائے اوسکی شرط کے اور سنون ہونا اور  
 فصل کا اور خوشبو لگانا اور اچھا لباس پہننا اور بال اور ناخن بنوانے لیکن بعد جمعہ کے فضل میں اور مسجد کو خوشبو بسانا اور جمعہ کی نماز کو سیر  
 جانا اور جس تک خطیب نکلے عبادت میں مشغول رہنا اور نہ سنون ہونا دیر کرنا نماز جمعہ میں اور مکرر ہونا تنہا اوسکی روزہ کا اور تنہا اوسکی رات میں  
 جانے کا اور اوسین سورہ کہتے ہیں کہ پڑھنا اور نہ مکرر ہونا افضل کا اُسکی شکاک دو پہر میں ہو جب قول امام ابو یوسف کے جو میثم اور معتز ہیں اور معتز  
 کے دونوں اور سکا بہتر ہونا اور اسکا روز عید ہونا اور اوسین دعا قبول ہونے کی ساعت کا ہونا اور ارواح کا اُس روز اکٹھا ہونا اور قیرون کی  
 زیارت کرنی اور مردہ کا اُس روز عذاب قبر سے محفوظ رہنا اور جو شخص اوسکی دن یارات میں مرتا ہے فتنہ قبر سے اسکا بچار ہوتا اور اُس روز  
 دوزخ کا گرم ہونا اور اُس روز آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا اور اُنکا جنت سے نکلنا اور جنت والوں کو اُس روز دیدار اللہ تعالیٰ کا ہونا تمام ہوانوں  
 اشباہ کا ہر خندان امور میں کسی اکثر اوقات اور شارح کے اقوال میں گذر گئے تھے مگر ایک جامعہ ہو نیکی کے لحاظ سے سب کا ترجمہ کر دیا گیا اور دیدار کا  
 جمعہ کو ہونا بعض اشخاص کے لئے ہو اور بعض کو اس سے کم مدت میں اور بعض کو اس سے زیادہ میں ہونا لگایا بہانگ کہ عورتوں کو صرف بتلی عام کے  
 وقت نصیب ہوا کہ لگانے لفظ اسی **باب العیدین** ایسے باب ہے دونوں عیدوں کے احکام میں ہم مناسبت علیہ  
 کی جمعہ سے سمجھ رہے ہیں کہ وہ نوجامعت سے پہلے ہی غاتی میں اور قرات دونوں میں آواز بلند ہوتی ہے اور نماز عید اسی پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہے  
 اور سوا خطبہ کے اور شہدین بھی دونوں میں یکساں ہیں اور جمعہ مقدم ہے ہوا کہ اوسکا ثبوت کتاب اللہ سے ہے اور سال میں بہت ہونا بڑا کذا ہے  
 الشامی سے کہ لان **لِلَّهِ فِيهِ عَوَائِدُ الْاَحْسَانِ وَالْعَوَائِدُ الْاَشْقَا** اور عید کا اس روز کا نام عید ہے لہذا کہا گیا کہ اوسین اللہ تعالیٰ  
 کے انعام بندوں پر عائد یعنی مکرر ہوتے ہیں اور سہلو کہ یہ روز اکثر خوشی کے ساتھ رجوع کرنا ہی یا فال کے لحاظ سے کہ جس کو عید آدمی خوشی کے  
 ساتھ آدمی ہم لفظ عید اصل میں عود تھا اور اُس کے ساتھ تودا و سبب کسرواقبل کے آتی ہے لہذا اب چونکہ عود کے معنی رجوع کے ہیں اسلئے عید  
 دن کو عید کہنا یا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کہا ہے پیسے و نعمان میں سے کہ ایسا عید کے باعث اوسکو انعام یعنی افطار نے بند و غیر رجوع  
 کیا یا اسلئے کہ غالباً اس دن میں خوشی کی عادت ہوا کرتی ہے یا سمجھ کر خوشی کے ساتھ ہر آدمی اسکا نام عید ہوا اولیست تحمل فی کل  
 يوم فيه مسرة و لا اقل سے عید عید و عید صحت جمعة و وجہ المجید وین العید و الجمعة اور منسل ہونا ہی لفظ عید اُس روز کو لئے  
 جس میں خوشی ہو اور اسی استعمال کے اعتبار سے یہ شعر کسی نے کہا ہے کہ تین عیدیں متفق ہو گئی ہیں دن صبح کے دیکھنے کا اور روز عید اور جمعہ کا دن یعنی  
 چونکہ یہ تینوں اوقات خوشی کے ہیں اسلئے شاعر نے انکو عید کہا فلما جمعا لہ نکرانہ الاصلو احدہما وقیل الا ولی اصلو الجمعة وقیل اصلو  
 العید لکن فی القصص عن التمرناشی قلت قد اجعت التمرناشی فرأیتہ حکاکا عن مملہ العیز و بصیغۃ التمرناشی ففتنہ پس اگر عید  
 عید ایک روز پڑیں تو لازم نہیں مگر ایک کی نماز اور بعض نے کہا کہ نماز جمعہ کی بہتر ہے اور بعض نے کہا کہ نماز عید کی ایسا ذکر ہے تہستانی میں ترمناشی

فصل فی عید

باب العیدین

سے میں کہتا ہوں کہ میں نے تمہاری کہہ دیا تو معلوم کیا کہ اوسنی اس حد کو خفی نہ کہے سو اسکی اور ذوالنقل کیا ہو اور وہ بھی ضعیف ہے  
 سو آگاہ ہو جاؤ کہستانی کے اس محل بیان کرنے کی غلطی پر اہم جامع سفیر میں ہے کہ اگر عید اور جمعہ ایک روز میں جم ہوں تو عید سنت ہو اور جمعہ فرض  
 اور درنویں سے کوئی ترک کیا جائی تو یہ وہ دونوں قول جو کہستانی میں ہیں کہ جمعہ بڑے یا عید پر ہی عید تفریق کا مذہب نہیں اور وہ سرے  
 مذہب والو کا بھی قول ضعیف ہے کہ ذی الشامس ملتقطہ و شیح فی الاذکی ملنا لہجہ اور شہد و عہد ہونی عید اول سال ہجری میں ہم ابو داؤد نے  
 حضرت انس سے روایت کیا کہ جب آنحضرت بیٹے اللہ علیہ السلام مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ دو دن سال میں کہلا کر تے ہیں  
 آپ پوچھا کہ بیکہ کیوں ہیں انہوں نے عرض کیا کہ ہم انہیں حالت کفر میں کہلا کرتے تھے انہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عرض تکو و روزانہ کو  
 بہتر بدل دیا اول عید اسنے دوم عید نظر کہ اسے الطحاوی نے تصحیح کیا انہی الاصح علی من تجب علیہ الجماعة و تشریف اللہ المتقدّمہ سونے  
 الخطایہ و انہما کہتے بعد ازاں جب ہونا تو عیدوں کے صحیح قول میں اس شخص پر جب عید مذہب مذہب شرطوں جمعہ کے جو پہلے گذرین  
 سوائے خط کے کہ وہ سنت بعد نماز عید کے ہم اس قول کا مقابل ہم ہو کہ نماز عید سنت ہو اور نماز ہر دو نو تو لوہیں مخالفت نہیں سلوک کہ سنت  
 اور سنت ہو کہ یہ جو بقرہ واجب ہو یا یہ کہ سنت سے ہم غرض کہ ثبوت اسکا سنت سے ہی اور خطبہ عید کی نماز کے بعد سنت ہے یعنی اگر پیشتر  
 پڑھ لیا یا اہل ترک کر دینا تو نماز کا اعادہ نہ ہو گا اور برابر اگر گناہ انے الطحاوی و فی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القنیۃ تکرہ خطبہ عید کا سنت  
 اشتغال یا لا یصح لان المصنوع الصلۃ لا رقیہ میں ہے کہ عید کی نماز کا نوہیں مکرر نہ ہو یعنی اسلئے کہ عید پڑھنا کا نوہیں ایسی چیز میں  
 مشغول ہونا ہی جو درست نہیں اسلئے کہ صحت عید کی شرط شہر ہے جو کا نوہیں منقوہ ہے ہم یعنی گانوہیں عید بھی نہیں اگر پڑھیں گے تو عید نہ ہوگی  
 نماز نقل جماعت سے ہوگی اور وہ مکرر وہ جماعت کے ساتھ کذا فی الجلی و تقدّم صلوٰۃ الجنازۃ اذا جمعت کلاً لہ واجب  
 حیثاً و الجنازۃ کھا یا ہر مقدم کجا دی نماز عید کی جنازہ کی نماز پر جبکہ دو نمازین جمع ہو جائیں اسلئے کہ عید واجب نہیں ہے یعنی شخص پر اور  
 جنازہ فرض کنایہ ہے کہ دوسروں کے پڑھنے لکھنے ہو جاتا ہے ہم واجب سے مراد یہاں وہ ہے جس کا کرنا لازم ہو خواہ وجوب اصطلاحی کے طور پر ہو  
 جیسا عید میں ہے یا فرضیت کے طور پر ہو چنانچہ جنازہ میں کذا فی الطحاوی و تقدّم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ فی مسنۃ المغرب وغیرہ کی  
 العید علی الکسوف و مقدم کجا دی جنازہ کی نماز خطبہ عید پر اور مغرب وغیرہ کی سنتوں پر کیونکہ جنازہ کی نماز فرض ہے اور خطبہ عید سنتیں  
 مسنون ہیں اور مقدم کجا دی نماز عید سورج گہن سے ہم یہ ہر حد فرضی ہے ورنہ سورج گہن اور عید ایک روز نہیں پڑھ سکتی کیونکہ سورج گہن  
 پہنچنے کے تمامی پر ہوتا ہے اور عید پہلے یا دسویں کو ہوتی ہے لکن فی القنیۃ صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ فی مسنۃ المغرب وغیرہ کی  
 آفرۃ المصنف کاتۃ الحاکم الہا بالصلوٰۃ لکن فی القنیۃ صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ فی مسنۃ المغرب وغیرہ کی سنتوں پر ہوتی ہے  
 اور ثابت رکھا ہے اسکو مصنف نے شاید اسوجہ سے کہ سنتیں نماز فرض میں لاحق ہیں یعنی فرضوں کے تابع ہیں لکن فی القنیۃ صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ  
 ینفع تقدّم الجنازۃ والکسوف حتی علی الفرض ان لم یضیق وقتہ فثاقل لیکن شبہہ کے احکام دین کے آخر میں ہے کہ مناسب ہے مقدم کرنا  
 جنازہ اور سورج گہن کا منکر کہ فرض پر ہی اگر فرض کا وقت تنگ نہ ہو سو اسکو تاخیر کر لے ہم یعنی جنازہ کی تاخیر میں مردہ کے بگڑنے کا خوف ہوا  
 کسوف کی تاخیر میں آفتاب کے گرہن اور صاف ہو جانے اور نماز کسوف کی تلاوت کا اندیشہ ہے اسلئے ان کی تقدیم کو مناسب کیا مگر ہمیشہ وجوب  
 شبہہ کی تو قول مفتی بہ کے سامنے معتبر نہیں ہو سکتی و ذلک یوم الفطر کلاہ حلوا و ترابا و قریبا قبل خروجه الی صلوٰۃ العید انہما کہ در  
 احتساب لہ و ذلک لہ جمالہ ریحہ کا لون و لیسہ الحسن ثیابہ و لو غیر کتبنا و سجب ہر عید نظر کے دن کہا لینا نمازی کا کوئی شیون گفتی میں  
 طاق مثلا ایک یا تین یا پانچ خرا اگرچہ نمازی گانو کا رہنؤ والا ہو پیشتر اپنی جائیکے نماز عید کے لکھو اور سجب ہو سو اس کا کرنا اور غسل کرنا اور  
 خوشبو لگانا اسکا ایسی چیز جو حسین خوشبو ہو اور رنگ نہ ہو اور سجب ہو اچھا لباس پہننا اگرچہ سفید نہ ہو ہم اتن نے سجب کہا حالانکہ غسل





صاحبین کے نزدیک تکبیر کا رکعے اور امام حسن کے نزدیک آہستہ یہ نہیں کہ اگر تم تکبیر لکھ کر نہ آؤ فی البدھان و قللا الجھڑ سنۃ کلاحتی لہو  
روایۃ عنہ و وجہا ظاہر قولہ تعالیٰ وَلَتَكْسِرُ لَكَ لُحْدَةً وَلَتَكْلِبُكَ اللَّهُ عَلَى مَا كُنْتَ تَكْرَهُهُ الْأَوَّلُ الْخَامِسُ الصَّلَاةُ بِالدُّرُودِ فَيَقْتَضِي حُلَّ الشَّرْطِ  
زیادہ کہا ہے برہان میں اس قدر کہ جس سے کہنا تکبیر کا سنت ہے بقول صاحبین مثل عید منجی کے اور ہر ایک روایت جو امام اعظم سے اور وجہ اس روایت جہر  
سے کہنے کی ظاہر اس ارشاد الہی کا ہے اور تاکہ پورا کر دے گنتی اور بندگی بیان کر دے اللہ تعالیٰ کی اس پر کہ تلو اس کی عین اس آیت میں ائیں روز نعمتون  
کا اظہار قصود ہے اور جس سے تکبیر کہنا بھی اظہار نعمت میں داخل ہے اور وجہ روایت اول کی یعنی جس سے تکبیر نہ کہنے کی یہ ہے کہ بلند کرنا آواز کا ذکر میں  
بدعت ہے اب التفکیک جابجا مشرود ہونے کے مقام پر ہم بحر الرائق میں ذکر کیا ہے کہ جس سے تکبیر سنون نہیں مگر شمن کے سامنے اور جردن کے خوف سے  
اور اسی پر قیاس کیا ہے بعض فقہانے آگ لکھی اور دوسری خوف کے مقامات کو شامی نے کہا کہ نہر الفائق پر برہان کے قول کی کچھ یاد دہانی نہیں  
بجز اس کے کہ صاحب برہان نے جو تصریح کی کہ تکبیر جس سے سنت ہے مستحب و کذا لا یشقل بعدہا فی مصلیٰ ہا فائہ مکرر عند الطحاوی و سیطرہ نہ نفل  
پڑے بعد نماز عید کے عید گاہ میں کہ کچھ نفل کر دے جو اکثر فقہاء کے نزدیک یعنی کر دے تحریری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پڑھنا ثابت  
نہیں ہو اگذا فی الطحاوی و ان یشقل بعدہا فی البیت جاز بل یشقل بالبدن اگر نفل پڑے بعد نماز عید کے گھر میں تو جائز ہے بلکہ مستحب ہے  
چار کتب نفل پڑھنا گھر میں فتح القدیر میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر پس تشریف لا کر دو کتب پڑھتے تھے اور قہستانی نے چار کو نفل  
کہا ہوں ہذا للفقہاء اما العوام فلا یفتیون فی تکبیر ولا تنقل اصل الفلہ عن غیبتہ فی الزمانی اور یہ حکم یعنی تکبیر نہ کہنے اور نفل نہ پڑھنے کا خواص  
کے لیے ہے یعنی جو کسل عبادت میں نکرین اور عوام کو تکبیر کہنے اور نفل پڑھنے سے کسی حال میں منع کیا جاوے بسبب کہ ہونے اور نفل کے اچھی  
انہوں میں کذا فی البحر یعنی خواہ تکبیر آہستہ کہیں یا چار کر اور نفل عید گاہ میں پڑھیں پہلے نماز سے خواہ بعد نماز کے کذا فی الطحاوی و ہم عوام کو  
منع کرنا بحث ہے صاحب بحر کی نہ روایت مذہب یعنی اس وجہ سے منع کیا جاوے کہ اگر اس وقت روک دیا جاتا ہے تو پھر خیرات کے گرد نہیں پرتے سرے  
سے ترک کر دیتے ہیں کذا فی الشامی و فی ہا مشنہ بخط ثقہ و کذا اصلہ لا رغائب و بداء و قد لا و بحر الرائق کے حاشیہ میں ایک معتبر کے ہاتھ  
سے لکھا ہوا ہے اور سیطرہ نہ منع کیا جاوے عوام کو صلوٰۃ رغائب اور نماز شب براءت اور نماز شب قدر سے ہم صلوٰۃ رغائب کا حال ہم آخر باب فی الزمان  
میں لکھ چکے ہیں کہ جو اس کو اب میں منقول ہے سب موضوع و باطل ہے ہر شارح نے جو یہ حکم حاشیہ سے نفل کیا شیخ رحمۃ بخشی نے کہا کہ اس پر اعتماد نہیں  
ہو سکتا اس لیے کہ فقہاء کا اتفاق ہے کہ حدیث موضوع پر عمل کرنا حرام ہے اور ان نماز و نفل کی حدیث کے موضوع ہونے کی تصریح کر دی ہے اور حکام  
نفع گناہ حاشیہ میں بیان نہیں کیا جاتے خصوصاً وہ وحشی جگہ صاف ظاہر ہے کذا فی الشامی لان علیہا صریح اللہ صہ من جہا لا یصلی بعد  
العید فیصل اما تمنعہ یا مایہ المؤمنین فقال الخائف ان ادخل تحت الوحدہ و قللا اللہ تعالیٰ ان یتفق عبدہ اذا اصل مسلمہ کہ حضرت علی  
نے ایک شخص کو بعد عید کے نماز پڑھتے دیکھا تو کسی آپ سے کہا کہ ایو امیر المؤمنین آپ اس شخص کو منع نہیں کرتے آپ نے فرمایا کہ مجھ پر یہ ڈر ہے کہ کہیں  
و عید میں نہ داخل ہو جاؤں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کیا دیکھا تو نے اس کو جو منع کرتا ہے بندہ کو جب وہ نماز پڑھے ہم بھہ غلتے اس  
قول کی جو شارح نے بحر الرائق سے اوپر نقل کیا تھا کذا فی الشامی و وقتہا صین الامر قلم قدرہ فی فلا تھت قبلہ بل تکلن فلاحہما لے  
الرفق الی باحقاط النکایہ و در وقت نماز عید کا آفتاب کے ایک نیزہ اونچا ہونے سے زوال تک شارح نے کہا کہ اگر ایک نیزہ کی مقدار بلند ہوئی  
پیشتر پڑھی جائیگی تو درست نہوگی بلکہ نفل حرام ہوگی اور زوال میں سے حد ساقط ہے یعنی زوال کا وقت نماز عید کا وقت نہیں ہم ایک نیزہ کی  
مقدار بارہ بالشت یعنی تین گز ہو کذا فی الشامی فلان لست الشمس و ہون انما ہا کسندت کما فی الجمعیۃ کذا فی السیر لم قد مناہا فی لا  
حشہ پس اگر ڈھلجادی آفتاب اور نماز عید کی نماز میں ہو تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی جس سے جمعہ میں عید کا وقت آجائے فاسد ہو جانا  
ایسا نہ کہ جو سراج میں اور منی اس کو پیشتر بیان کیا ہے بارہ مسائل اختلافی ہیں یعنی خلیفہ کرنے کے لیے ہم فاسد ہوئی ہے غرض ہے کہ وقت



دو نوسنت میں پس اگر خطبہ پڑا پہلے نماز کے تو درست ہو اور بر کیا شریک کرنے سنت کے اور جو چیز کہ جمعہ میں سنون اور مکروہ ہے وہی نماز عید میں سنون اور مکروہ ہو ہم طحاوی نے کہا کہ دو باتوں کا فرق ہو ایک یہ کہ تجزیر کہنا قبل خطبہ کے عید میں سنون ہو اور جمعہ میں نہیں دوم یہ کہ بیٹھا خطبہ سے پیشتر جمعہ میں سنون ہو اور عید میں نہیں والخطبہ ثقیان بل عشرین بالتحفید فی تکت خطبہ جمعۃ استیعفاء و تکلیف و یبغی ان تجزیر خطبہ الکسوف و خاتم القواک فلازمہ اور خطبہ آٹھ میں بلکہ دس اونیں سو تین کو الحمد للہ کہنہ سے شروع کرے اول خطبہ جمعہ کو دوم طلب باران کے خطبہ کو سوم خطبہ نکاح کو اور چاہیے کہ خطبہ کسوف کا اور خطبہ فتم قرآن کا ایسا ہی ہو یعنی الحمد للہ سے شروع ہو اور میں نے اسکا حکم صرح نہیں دیکھا ہم شامی نے کہا کہ طلب باران میں صاحبین کے نزدیک خطبہ ہو اور کسوں میں بموجب ایک قول کے خطبہ ہو اسلی شارح دس خطبہ بیان کئے وید بال تکبیر فی خمس خطبہ العید و ثلاث خطبہ الحج اذ ان اللہ بکلمہ تعرفہ یبداء فیہ بالتکبیر ثم بالتلیۃ ثم بالخطبة کذا فی خزائن اللیلۃ اور شروع کرے اللہ اکبر کہنہ سے پانچ خطبہ نکو و دو عید کے خطبہ نکو اور چم کے تین خطبہ نکو گو کہ یہ کہ خطبہ مکہ اور عرفہ میں ہو اس میں اول تکبیر کہے پھر لیسک کہی پھر خطبہ شروع کرے ایسا مذکور ہے خزائن البلیث میں یعنی جو خطبہ منی میں گیارہوں زنجیر کو سوتا ہو اس میں لیسک نہ کہی کذا فی الطحاوی و یستحب ان یتقدم الاول یتبعہ تکیرات تکبیر ای متتابعات والثانیۃ یتبعہ الحمد للہ وان یکد یکل ذلہ من المنزلة بعشرۃ اور مستحب ہے کہ شروع کرے پہلے خطبہ کو نو بار اللہ اکبر پیم کہنے کے بعد اور دوسرے خطبہ کو سات بار کے بعد یہ سنت ہو اور مستحب ہو کہ منبر سے اترے کہ پیشتر چار بار تکبیر کہے و اذا صعد علیہ لا یجلس عندئذ معراج اوز جب منبر پر چڑھے تو خطبہ سے پیشتر نہ بیٹھے ہمارے نزدیک کذا فی المعراج اسلی کہ بیٹھا اذان کے فتم کے انتظار کے لہو ہو اور چونکہ عید میں اذان نہیں اسلی بیٹھنے کی حاجت نہیں کذا فی الشامی و یجوز ان یس فیہ احکام صدقۃ الفطر للیوم یا من لم یؤتیہا و یبغی تلیہم فی الجمعة الثانی قبلہا لیس جواز محلی و لہ اذہ اور مسلم کہے کہ لوگوں کو عید کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام تاکہ صدقہ ادا کرے جس نے ادا کیا ہو اور چاہے کہ لوگ کو عید سے پیشتر کے جمعہ میں بھی احکام بنا دی تاکہ لوگ صدقہ فطر ادا کرے موقع پر ڈیالین اور میں نے اس بات کو کہیں صرح نہیں دیکھا شامی نے کہا کہ شارح نے اس مضمون کی حدیث باب صدقہ الفطر میں بیان کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر سے دو روز پیشتر ایک خطبہ پڑھتے اور اس میں صدقہ فطر کے دین کو ارشاد فرماتے و لکل ذاکل حکم الخیر الیہ لا الخطبۃ شرعت للتعلیم و یسطرح جس حکم کی حاجت ہو امام خطبہ جمعہ میں اسکا تعلیم کر دے اسلی کہ خطبہ تعلیم ہی کے لہو شروع ہو اسکی لا تضلیہا و حدیث ان فالت مع الامام و لو کہ قضا اتفاقا فی الاخر کا فی ینتہ الخیر فیہا لفرس رجل احسن صلوۃ و لجة علیہ و لا قضا علیہ اور نہ نماز پڑھے عید کی تہذ اگر عید فوت ہو امام کے ساتھ اگرچہ فوت ہونا فاسد کر دینے ہو بلاتفاق صحیح تر قول میں جیسا کہ مذکور ہے بحوالہ اراق کے باب التیمم میں اور اسی مسئلہ میں جستان بوجہ جاتی ہے کہ کون شخص جو اپنی ذمہ کی نماز واجب کو فاسد کر دے اور اس پر قضا نہ ہو اگر بلا عذر امام کے ساتھ نہ پڑھ لگا تو گناہگار ہو گا بسبب ک واجب اور تولی الصبح کا مقابل قول امام ابو یوسف کا ہو کہ فاسد کر دینے سے قضا لازم ہو کذا فی الطحاوی و لو امكنہ الذہابی امام آخر فعل لا تھا کو دئی بمصلحتی و لضع کثیرۃ اتفاقا فان عجز ضلی اربعا کا لضعی اور اگر ممکن ہو اوسکو جانا دوسری امام کے پاس تو چلا جائے اور دوسرے کے ساتھ نماز عید پڑھے اسلی کہ نماز عید ایک شہر میں چند جگہ ادا کی جاتی ہو بالاتفاق پس اگر عاجز ہو یعنی دوسری جگہ جانے سے تو چار رکعتیں پڑھے مثل نماز چاشت کے یعنی یہ رکعتیں عید کی قضا نہیں بلکہ چاشت ہی میں اور مثل اسلی کہنا کہ تجزیر میں کذا فی الشامی و تو خبر بعد کلمۃ الی الزوال من العذر فقط فوقہا من الشیء کا اول و تگون قضا لا اداء کا سیغ فی الاضیاء و حکلی القضا قولین اور تاخیر کیجا نماز عید کسی عذر سے مثلاً بارش وغیرہ سے دوسری روز کے زوال تک نفل طحاوی نے کہا کہ نفل عذر اور زوال اور فرایندہ تینوں سے متعلق ہو یعنی صرف عذر سے تاخیر

کیجا یہ بلا غدا اور تیر زوال تک تاخیر ہونہ بعد زوال اور صبر دوسری روز تک تاخیر درست ہے نہ اسکو بپس وقت نماز عید کا دوسرے دن میں کیا جائے  
کے ہی اور دوسری روز نماز عید نصاب ہوگی نہ ادا چنانچہ انھیں میں نہ کو ہوگا اور ہستانی نے دو توان اقل کسی میں ایک مجھ کہ نماز دوسرے دن کی نماز ہوگی  
دوم مجھ کہ اور ابھی اور شاہینشا اسکا اختلاف ہے وایتان کا کذا فی الطحاوی و احکامہا احکام لا یحق لکن ہذا یحق بلخانی ثانی میں  
بلا حدیث مع الکرہۃ وہی ای بالعدا بدینھا فالعذر ہذا لدفع الکرہۃ فی الفطر للصلو و احکام عید فطر کے مثل احکام عید قربان کے ہیں یعنی وہ  
اور صفت اور شرط میں وہ تو یک ان میں لیکن عید قربان کا تاخیر کرنا قربانی کے تیسرے دن تک یعنی یاربون یا ریح کے زوال تک بدون عذر درست  
ساتھ درست ہے اور عید کے ساتھ بلا کراہت تاخیر جائز ہے تو عذر عید قربان میں کراہت کے دور کرنا کو مشروط ہے اور عید فطر میں نماز کی صحت کے  
نہ شرط ہے یعنی بدون عذر کے عید فطر کو دوسری روز پڑھنا درست نہیں بلکہ جہو اتفاقا فی الطریق قبل و الصلۃ و علیہ علی الناس الیوم  
لا فی البیت اور تکبیر کھے بلند آواز سے بالاتفاق رہتہ میں اور ایک قول بھی ہے کہ عید کا دین بھی تکبیر نہیں کسی اور اس قول پر عمل ہی لوگوں کا آج یعنی  
عید کا دین تکبیر کہتے ہیں اور ایک روایت یہ ہے کہ عید کا دین تکبیر کھے جہتک امام نماز نہ پڑھ چکے بعد نماز کے تکبیر کا کر کہ نہ تکبیر کھے کہ نہ اند  
یعنی مسنون رہتہ میں ہی نہ گہر میں اور بحر الرائق میں جو مکرہ لکھا ہے تو کراہت کی وجہ کو ہی معلوم نہیں ہوتی کذا فی الطحاوی وینذرب للخطا کلہ عین  
وان لم یضغ فی الاصح ولو اکل لویکرا ای تہیما و مستحب ہے کہا نمازی کا نماز عید اخص ہے چھو اگرچہ قربانی نہ کری صحیح تر قول میں اور اگر کہا لیگا تو  
مکرہ و ترجیح ہوگا ہم یعنی میں نہیں سو وہ کہ انظار سے پہلے اس وقت کے اس تک کرنا جائز ہے کہ اس سے بچا جائے عید قربان کی صبح  
کو لوگوں کو کھانا کھانے سے اور شیر خوار و کمزور و مسکین کو دینے کا فی الطحاوی اور غریبائی قید جو شارح لکھا ہے تو اسکی مقتضی ہے کہ شاید کھانے سے  
کراہت نہ بھی ہے یا ناگہ ایسا نہیں ہوگا ایہ میں کہا ہے کہ اگر چاہی کھائی جائے نہ کھائی مگر مستحب ہے کہ نماز ہو چکنے تک کھائی نہ کرے قربانی میں کسی کھانا  
سے کذا فی الشامی و اعلم الاضحیۃ و تکبیر التشریق و الخطبۃ اور تعلیم کرے خطیب قربانی اور تکبیر یا م تشریق کو خطبہ میں ہم انھیں ہم عمرہ اور  
کمر عمرہ قربانی کو کہتے ہیں اور تشریق کے سنی گوشت کو دو سوپ میں ڈالنے کے ہیں چونکہ ایام حج میں قربانی کا گوشت بہت سکھایا جاتا ہے اسلی و مشوینہ  
تاریخ کے بعد میں ان امام تشریق کذا فی میں بطاوی میں کہا کہ چونکہ تکبیر عرفہ کی فجر سے شروع ہوتی ہے اسلی عرفہ سے پیشتر کے جمعہ میں اسکی احکام میں  
کرنے مناسب ہیں و وقوف الناس یوم عقیقہ غیر ہا تشددا بالواقین لبس لبشی ہونکہ فی موضع النبی ففعلوا مع العبادۃ من و غیرہ  
و واجب مستحب و یقید لا باحۃ و قبل یسجد لکذا فی مسکین و ظلالہا فان لواجتمعوا لشرک لکذا فی الیوم و لیسکام الوطی بلا وقوف و  
کشفہ اس جاز بلا کراہۃ اتفاقا اور ٹھہرا لوگوں کا عرفہ کے روز سوای عرفات کے و سطوح بہت عرفات میں ٹھہرنا و اونکی کوئی عبادت نہیں شارح نے  
کہا کہ شکی نہ ہے نفی کے نیچے تو عام ہوگا مستحب ہون عبادت یعنی فرض اور جب اور جب کو معنی یہ ٹھہرنا نہ فرض ہے نہ واجب مستحب فائدہ دیگا مباح ہوگا  
کا اور قول ضعیف یہ ہے کہ یہ وقوف مستحب ہے ایسا ذکر کیا ہے ملا مسکین نے اور باقانی نے کہا ہے کہ اگر لوگ جمع ہوں اس دن کی بزرگی اور عظمت سنو  
کے لہو بدون ٹھہرنے اور سر کو لہو کے تو درست ہے بلا کراہت بالاتفاق ہم شرح منہ میں کہا کہ عرفہ کے شام کو جو لوگ جامع مسجد و نہیں شہر کے باہر  
کسی مکان میں جمع ہوتے ہیں اہل عرفات کی مشابہت پیدا کرنے کو تو یہاں جماع کر دے ان اگر اس روز طلب باران یا اور کسی مطلب کی لہو جمع ہوں تو مکرہ  
نہیں اور نعم القدر میں کہا کہ ادنیٰ بھی ہے کہ یہاں جماع اگرچہ بدون وقوف اور سر کو لہو کے ہو تب بھی مکرہ ہو تاکہ عوام کے عقیدہ میں کوئی خرابی پیدا  
نہو اور درمکار میں اسکو مکرہ لکھا ہے اور بحر الرائق میں کہا کہ ظاہر عبارت غایۃ المسببات میں ہے کہ مجھ فعل مکرہ و تحریری ہے اور نہر الفائق میں ہے کہ  
عبارتین فقہا کی ناطق ہیں کہ کراہت کو ترجیح ہو اور دوسرا قول شاذ میں کذا فی الشامی و یجوز تکبیر التشریق فی الاصح للام یہ ہوا وان تراک  
علیہا لیکون کذا قالہ العیض و جب ہی تکبیر تشریق صحیح تر قول میں ایجا سبب سکوا سورہ نمبر کے اور اگر زیادہ کہی ایکبار کسی تو ہوگا ثواب کہا ہے  
اسکو یعنی نے ہم امم کا مقابل یہ ہے کہ تکبیر سنت ہے اور امر تکبیر کا اس آیت میں ہے (وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي آيَاتِهِ مَعْقُودَاتٍ) یعنی ذکر کرنا اللہ کا کفنی کے











ایسا ہی کیا تھا شامی نے کہا کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہی اور چار روایت امام لمبوزہ مقدسی و بلا حصنی ذی ان کان الرابع اذ قال  
 انکاف قد یستحب الاستیذان لجماعہ و اما قائل انکاف فی الاذان صلاۃ فی الاخرۃ شریعہ مجمع اور دعا ہی بدو نہ ساتھ  
 ہونے کا فرض می کے اگر یہ قول راجع یہ ہو کہ دعا کا فری کہی قبول ہوتی ہو خلاف عادت اور یہ جو ارشاد خداوندی ہو کہ نہیں ہو دعا  
 کا فروں کی مگر بہکنا تو یہ بہ آخرت میں ہو کذا فی شروع جمع ہم اس امر میں اختلاف ہو کہ دعا کا فری مقبول ہوتی ہو یا نہیں تو بعض فقہا  
 نے کہا کہ مقبول نہیں ہوتی آیت مذکورہ صدر کی دلیل ہو اور نیز اسوہ یہ ہو کہ کافر دعا خدا تعالیٰ سے نہیں مانگا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو  
 سمجھتا ہی نہیں اور بعض فقہا نے کہا کہ دعا مقبول ہوتی ہو چنانچہ شیطان نے مصلحت مانگی اور اسکی دعا مقبول ہوئی حالانکہ سب میں بڑا  
 کافروہ ہے اور صدر شہید نے کہا کہ فتویٰ اسی پر ہو کہ دعا کا فری مقبول ہوتی ہو خصوص جبکہ مظلوم ہو چنانچہ حدیث میں ہو کہ مظلوم کی  
 دعا مقبول ہے اگرچہ کافر ہو اور آیت کا جواب شارح نے دیا کہ وہ آخرت کی دعا ہو اسلئے کہ اس سے پہلے دوزخ والوں کا ذکر ہو کہ جب مظلوم  
 سے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ ہم پر ایک دن عذاب ہلکا کر دی تو وہ کہیں گے کہ تمہاری پاس کیا پناہ مبرنیات نہ لائی ہو وہ کہیں گے  
 کیون نہیں رشتے کہیں گے کہ تو تم دعا مانگو اور نہیں ہے کافر ذکی دعا مگر بہکنا کہ انے لطمہ دای وان صلوٰۃ فی اذی جاذ فی حشر دعتہ  
 للمنفرد وقول النبیؐ وغیرہا ظاہر الروایۃ لا صلوٰۃ فی جماعۃ اور اگر سب لوگ تمہا پر پڑہیں تو درست ہو کیونکہ نماز تمہا کے لئے شروع ہو  
 اور تحفہ وغیرہ کا یہ کہنا کہ ظاہر روایت یہ ہو کہ استسنا میں نماز نہیں ہو کہی معنی کہ جماعت کے ساتھ نماز نہیں دینے میں ثلاثۃ آیام کائنۃ  
 لہم لکن لکنہا مستحبۃ و فی سنی الامام ان یامم ہم بصیام ثلاثۃ ایام قبل الحسب و بالتوفیۃ قرینہ ہذا فی الرابع مشکاۃ فی باب  
 مسئلۃ اذین و قد ذکرنا فی موضعین سبعین کسیں و سہم و رجل کو جائیں دعا کے لئے تین روز برابر اسلئے کہ زیادہ تین روز سے مینہ کی  
 دعا کے لئے بار بار مانگتا نہیں ہو اور سب ہو امام کو کہ اب رخصت ہو پشتر گوگوگو تین دن روزہ رکھو کا اور گناہوں سے خالص تو یہ کرنا  
 حکم کر ہی ہو چوتھو روز اس کے ساتھ غلے طرح کہ سب پیا وہ باد ہو ہو ہو کی پشتر یعنی پڑانے یا پوند لگو دلیلو کی صورت بنا کر فرد تنی  
 اور عاجزی کرتے ہو ہو گردن جھکا ہو ہم جھکل میں جانے کا حکم ان لوگوگوگو ہو کہ منظرہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے  
 باشندہ ہو نہ ہو کہ اوکو لگو حکم و مانگی افضل مساجد میں جائیگا ہی اور تو یہ خالص ہو یہ غرض کہ حقوق خدا رکھو بھی ادا کر دین کہ تو بہین  
 بہتر طرکی ہوئی ہو کہ کسی حق اور پرزے کذا فی الطحاوی و یقولون الصدقۃ و کل یوم قبل خرم و یقولون التوبۃ و یستغفرون  
 للمسلمین و یستغفرون بالصدقۃ و السیو و العجاہ و الصبیان و یقولون لا اخطا عن اہل ہضم اور ہر روز اپنی کلنے سے بہتر صدقہ  
 دیوین اور از سر نو تو یہ کرین اور مسلمانوں کے لئے دعا منفرت کرین اور ضعیفوں اور بوڑھوں اور بڑھوں اور لڑکوں کے ذریعہ سے  
 کی دعا کرین اور بچوں کو انکی ماؤں سے غلہ کرین ہم ان لوگوں کے ذریعہ کر نیکی بھ منی کہ اوکو آگے کر دین تاکہ وہ دعا مانگیں اور جو ان  
 آمین کہیں کہ اوکی دعا جلد مقبول ہوتی ہو چنانچہ ہماری کی حدیث میں ہو کہ تمکو ذوق اور فتح جو ملتی ہو تو تمہاری ضعیفوں کی بدولت ہی ملتی ہو اور  
 بچوں کو مان سے جدار کہتے ہیں یہ حکمت ہو کہ رونا اور فریاد زیادہ ہو تاکہ لوگوگوگو رقت ہو اور اسکو سبب سے دریا جی رحمت ایزدی  
 جوش میں آوی کذا فی الشامی و الطحاوی و یستحب الخیر الدواب و استحب ہو بار بار کالنا جانور دن کا اسلئے کہ گھسی مینہ انھیں  
 کے سببے غایت ہوتا ہو چنانچہ احمد نے روایت کیا ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام لوگوں کے ساتھ مینہ کی دعا کو نکلے دیکھا تو ایک  
 چینی اپنی مانگیں آسمان کی طرف اٹھائی ہو آپ نے فرمایا کہ لوٹ چلو کہ تمہاری دعا اس چینی کی جہت سے مقبول ہوئی کذا فی الطحاوی  
 و الاولیٰ خروج الامام مہدیؑ ان خرجوا باذنہ او بعینہ جازا و بہتر ہو کھانا امام کا لوگوں کے ساتھ اور اگر لوگ غلین امام کی اجازت  
 سے یا بدو ان اسکی اجازت کے ب بھی درست ہو و یجمعون فی المسجد بجماعۃ و بیت المقدس لہم لکن لکنہا مستحبۃ و جسد ہر دین

مسجد الحرام میں کچھ منظر میں اور بیت المقدس میں اور اتن نے مدینہ منورہ کو ذکر کیا کہ وہاں کے لوگ مسجد شریف میں جمے ہوئے شایدا اس  
مسجد کے تنگ ہونے کی جیت سے ذکر کیا ہو گا ہم شامی نے کہا کہ یہ وہ جگہ کافی نہیں اسلئے کہ باشندی مدینہ منورہ کے ایام حج کے قافلوں  
سے زیادہ نہیں کہ اونگی گنجائش تو ہو جاوے اور باشندہ بھی نہ ہو اسلئے ضرور ہو کہ دعا بار بار ان مسجد مبارک میں سرور کائنات صلی اللہ  
علیہ وسلم کے سامنے کیجا جس جگہ ہر حادثہ کے لئے دعا ہے کہ شاید یہ میں کیجاتی ہو اور چوایوں کو ان مساجد کے دروازہ پر کھڑا کیا  
جاوے اور ان دعاؤں میں صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت ہو اور اگر مینہ کی جبری لگے یہاں تک کہ افسانہ کرے تو نصرت  
نہیں دعا کر لیا اوسکو بند ہونے اور ایسی جگہ مصروف ہونے کیواسطی جہان مفید ہو م یعنی یوں دعا کرے کہ الہی اب جہان مینہ کا  
برسنا مفید ہو وہاں برسا اور یہاں سے اوسکو مٹا دے اور ان سے قبل خود چھ بدایہ ایچ جو شکر اللہ تعالیٰ اور اگر ایہ مانے  
سے بیشتر لوگوں کو مینہ غایت ہو تو مسخ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شکر یہ کے لئے بار نکلیں یعنی جب قبل سوال کے مطلب پورا ہو گیا تو اب  
اس انعام کا شکر بھی ہے کہ بار نکلو دعا کر ن تا کہ مینہ خاطر خواہ بر سے کہانی الشامی لمقطا۔

三

**باب صلوة الخوف** یہ باب ہر نماز خوف کے بیان میں اسکی مناسبت نماز استسما کی  
یہ ہے کہ دو نوخون کے وقت ہوتے ہیں من اضطرار الشیء بشرطہ اضافت صلوة کی خوف کی طرف جزیر کی اضافت ہر شرط کی طرف  
یعنی خوف شرط بھی اس نماز کی ہم بعضوں نے خوف کو سبب قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اضافت سبب کی ہر طرف سبب کے شامی نے کہا  
کہ نظائر خوف نماز کا سبب اور دشمن کا موجود ہونا شرط ہے تو اگر خوف سے مراد دشمن کا ہونا ہو تو یہ اضافت شرط کی طرف صلوة  
اگر خوف کے حقیقی معنی مراد ہوں تو اضافت سبب کی طرف یہی جائزہ لیں کہ علیہ السلام عندہا ای عنہا الحنفیہ و جمہور  
اللہ تعالیٰ خلافاً للتثانی بشرط حصول حد یقیناً فالنوع لواعظہ فہا ان خلافتہ اعدا و اوسع اوحیہ عظمتہ فہو احوال خوف  
الوقت کافی مجمع الاندلس لکثیرہ فی حقیقۃ قلۃ شرایک شرح البیاض للعلینا انہ لیس بشرط الا عند البعض عند  
القیاس الشکب نماز خوف کی جائزہ بعد آنحضرت علیہ السلام کے طرفین کے نزدیک یعنی امام اعظم اور محدث کے بخلاف امام  
ابو یوسف کے کہ انکی نزدیک جائز نہیں ہو یہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کے پیچھے پڑنے کے ثواب حاصل کر نیکیو یہ نماز شروع  
ہوئی تھی بعد آپ کے یہ بات جاتی رہی تو اب اسکا ادا کرنا جائز نہ ہوگا اور طرفین فرماتے ہیں کہ صحابہ نے آپ کے بعد اس نماز کو پڑھا ہی  
اسلمی جائزہ بشرط موجود ہونے دشمن کے یقیناً یا موجود ہونے دندہ یا اثر دیا اور اسکی مثل اور چیزوں کے مثلاً آتش زدگی وغیرہ  
کے شامح نے کہا کہ یقیناً کی قید ہمیں اسلمی لگائی کہ اگر لوگ دشمن کا موجود ہونا خیال کر کے پڑھیں گے پھر اسکی خلاف ظاہر ہوگا  
دشمن موجود نہ ہو تو نماز اسرو پڑھیں اور درست ہے یہ نماز جبکہ وقت جائیکو ہو چنانچہ مجمع الانہر میں ہے اور یہ قید میں نے  
اور وکے کلام میں نہیں دیکھی تو اس قید کو یاد رکھنا چاہیے پھر میں نے عینی کی شرح بخاری میں دیکھا کہ وقت کا نکلنے کے قریب  
ہونا اس نماز کی شرط نہیں مگر بعض کے نزدیک جبکہ لڑائی اور قتال ہو رہا ہو م شامح نے عینی کا قول نقل کر کے بیان کر دیا کہ  
مجمع الانہر کی روایت پر عمل کرنا چاہیے اسلئے کہ وہ بعض کا قول ہے کہ زانی الشامی فیجعل الامام طائفة بازاء العدد پڑھا جائے  
فیصل باخر فی رکعة فی الثانی ومنہ الجملة العید رکعتین فی غیر لزوما و ذہبت الیہ وجاءت الاخری فیہ کہ ہم باہمی وسلم  
وحکاء و ذہبت الیہ کذا وجاءت الطائفة الاولی و اتوا صلواتہم بلا قرأۃ لا تم کلھن وسلموا ثم جاءت الطائفة الاخری  
واکتوا صلواتہم بقرءۃ لا ھم مسبقون تو کرم امام ایک ٹولی مثلاً آ دشمن کے مقابل اسکو ڈرائیے لہذا نماز پڑھا و درہری  
ٹولی کو مثلاً بک رکعت و در رکعت والی نماز دشمن اور اس میں داخل ہو جمہ اور عید اور در رکعتیں پڑھا دی غیر ثانی بن بطریق

کے یعنی اگر ایک پڑا دیکھا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور چلی جائی یہ ب ٹوٹی دشمن کے سامنے یعنی بعد دوسری سجدہ کے ایک رکعت پڑھنی کی صورتیں اور بعد انبیاء کے بعد رکعتوں کے پڑھنے میں اور آدھی آٹھویں پس انکو امام پڑا دوسری باقی نماز یعنی جتنی نماز اور سکو باقی ہو وہ اس ٹوٹی کے ساتھ پڑھ کر امام کیلئے سلام پیرے بعد قعدہ اخیر کے پیرے آٹھویں دشمن کے سامنے جائی براہ استعجاب یعنی اگر نجائیں اور اسی جگہ بقیہ نماز تمام کر لیں تو درست ہو اور آدھی ب ٹوٹی اور اپنی نماز پوری کریں بدو ن قرأت کے اسلئے کہ وہ لاحق میں اور لاحق کا حکم منفی کا ساتھ اور سلام پیرے میں پڑا دوسری آٹھویں اور اپنی بقیہ نماز تمام کریں قرأت کے ساتھ اسلئے کہ وہ مسبوق میں اور مسبوق اور مغفرو کا ایک حال ہو مصلوۃ خوف کی کیفیت میں علما کا اختلاف ہے اور استعفیٰ میں ہے کہ جائزہ کیفیت سے ہے مگر اختلاف اس میں ہے کہ بہتر کونسی ہے اور قرآن مجید میں جو کیفیت مذکور ہے اس سے زیادہ تر قرب یہ صورت ہے جو اتن نے مذکور کی اور دو رکعتوں کی نماز میں سفر کی نماز بھی داخل ہے اور عید کی قید سے شارح نے آگاہ کیا کہ مصلوۃ خوف صرف فرض میں منحصر نہیں واجب میں بھی ہوتی ہے لکن فی الشامی ملاحظہ دیئے کہ اگر دشمن بالفرض قبلہ کی طرف ہو تب بھی اس نماز میں کچھ فرق نہ ہوگا اس طرح دشمن کے مقابل کی ٹوٹی اگر قبلہ کی طرف پشت کو ہو تو کچھ حرج نہ ہوگا اور دشمن کے مقابل جائنا یادہ مستر ہے اگر سوار ہو کر جائیگے تو نماز باطل ہو جائیگی و ہذا ان تمارع علیٰ الصلوات خلفہ احدی الا فالاضل ان یصل بکل طائفة امام اور یہ نماز اس کیفیت پر اور مضبوط ہے کہ مقتدی ایک ہی امام کے چھ نماز پڑھنے میں جگہ اگر کین در نہ افضل بھی ہے کہ ہر ٹوٹی علیحدہ امام کے چھ نماز پڑھیں یعنی ایک ٹوٹی دشمن کے مقابل ہو اور ایک امام کے ساتھ نماز پڑھے جب امام فارغ ہوئے تو یہ ٹوٹی دشمن کے سامنے چلی جائی اور دوسری ٹوٹی کے لئے امام کیسکد اجازت نماز پڑھانے کی دی کہ وہ انکو پڑا دوسری اور اگر وقت اتنا نہ ہو تو وہی صورت ہے جو اوپر مذکور ہوئی لکن فی الشامی وان اشتد خوفہم وغیرہ اعلیٰ الترتیل صلوات و کذا انما فی الا اذا کان حرجاً لا لامام فیضہ الا قتلاً بالایمان الی جهة قد یتم للضیق اور اگر زیادہ ہو خوف کو گونگوا اور عاجز ہو اترنے سے تو نماز پڑھیں حالت سوار ہی میں تنہا رکوع اور سجدہ کو لکھو اشارہ کر کے جس طرح کو ان سے ہو سکی بسبب ضرورت کے شارح نے کہا اگر وہ شخص کہ امام کے چھ سوار ہو ایک سوار ہی پر تو اسکا اقتداء امام کے چھ چھ ہوگا بسبب اتحاد مکان کے و فسدت بمشی یعنی اطمینان و صحت حدیث مذکور مطلقاً و قال لا یقبل کریمۃ سکھ اور یہ نماز فاسد ہو جائیگی یادہ چلنے سے جو دشمن کے سامنے صفت باندھنے کے لئے نہ اور نہ بیوض ہو جائیگے سبب سے ہو اور فاسد ہوگی سوار ہونے سے مطلق یعنی خواہ صفت باندھنے کے لئے ہو یا دوسری مطلب کے لئے اور فاسد ہوگی بہت کشت و خون کریمۃ تہوڑا لٹنے سے مثلاً ایک تیر چلانے سے فاسد نہ ہوگی کیونکہ عمل قلیل ہے اور گہڑی پر چڑھنا اور بہت لڑنا حمل کثیر میں ان سے فاسد ہو جائیگی ملاحظہ دیئے کہ اگر تیر چلانے کا عمل قلیل ہو نا مسلم نہیں کیونکہ جو کوئی اسکو دیکھ گیا ہی جائیگا کہ نماز نہیں پڑھتا و السالیم فی الجہان امکنہ ان یرسل اعضاءہ صلی بالکمال والا لاصح کھ مصلوۃ الماشی السالیم وھو فی صلب السیف اور تیر نہ والا دریا میں اگر اسکو ممکن ہو کہ اپنا اعضا ڈھیلے کر دے ساعت بہر تو نماز پڑھ اشارہ سے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی جیسے نماز یادہ چلنے والی اور تلوار والی کی جیکہ تلوار سے مارا ہو کہ انکی نماز بھی صحیح نہیں **فروع** مسائل لمحہ شارح کی الوکب ارباب کان مطلقاً صحیح مصلوۃ و ان کان طالباً لاعداء خوفہ سوار اگر مطلوب ہو یعنی اسکے پیچھے کوئی کھڑے نہ آتا ہو تو اسکی نماز درست ہو سکتا ہے اور اگر طالب ہو یعنی دوسری کو پکڑنے جاتا ہو تو سوار ہی پر اسکی نماز درست نہیں اسلئے کہ اسکو کچھ خوف نہیں ستر عوانہ ذہب الدار لہ فی الجہان و کسبہ کسبہ لوگوں نے نماز خوف شروع کی پھر دشمن چلا گیا تو انکا اپنی جگہ سے ٹٹنا درست نہیں یعنی ہر ٹوٹی جہان کی تہاں نماز پڑھ لکن فی الشامی اور اسکا عکس ہو تو درست ہے یعنی شروع کی وقت خوف تھا پھر ہو گیا تو مضبوطین اگر کچھ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیگے تو یہ نماز کا مغل ہوگا بسبب ورنہ لکن فی الشامی و لا یصلح فی سفر کاف الطہر یتو حلیہ فلا یصلح فی سفر کاف الطہر یتو حلیہ مشرور نہیں نماز خوف اگر

شخص کے لئے جو اپنی سفر کی جہت سے گناہگار ہو چنانچہ ظہیر میں اور اس بنا پر نماز خوف باغیوسہ درست نہ ہوگی ہم یعنی جس شخص کا نفس سفر میں صحت ہو جس پر زہنی اور بغاوت کے لئے سفر کرنا تو اس کی صلوٰۃ خوف جائز نہیں کذا فی الشامی رحمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلاہا فی اسرار ذات الرقاق وبلین نخل و عصفان و ذی قح ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف چار مقام پر پڑھی اول غزوہ ذات الرقام میں دوم بلین نخل میں سوم غزوہ عصفان میں چارم غزوہ ذی قرد میں ہم ذات الرقام کے معنی پوندون والا اس غزوہ کا نام ذات الرقام اسلیم ہوا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بخاری میں روایت ہو کہ میں غزوہ میں ہمارے باؤں زخمی ہو گئے تھے اور انھیں گر گئے تھے تو ہم باؤں پر چھوڑے بیٹھے تھے اس سبب سے اسکو ذات الرقام کہا یہ غزوہ تیسری سال ہجری میں غزوہ خندق سے پہلے ہوا تھا اور بلین نخل ایک جگہ کا نام ہوا اور عصفان بروزن عثمان مکہ سے دو منزل کی مقام ہے اور ذی قرد بفتح قاف ورا و مہملہ و وال مہملہ ایک مقام ہے مدینہ کے قریب اس غزوہ کو غزوہ غایہ بھی کہتے ہیں یہ غزوہ ششہ ہجری میں ہوا طحاوی نے لکھا کہ امداد الفتح میں حاوی سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف چوبیس مرتبہ پڑھی اور شارح چار مقام لکھتا ہے تو یا یہ مراد ہے کہ چار بار غزوہ وغیرہ انفاق ہوا اور تیس بار دوسرے مقاموں میں یا یہ کہ ان مقاموں میں چوبیس نمازین خوف کی پڑھیں واللہ اعلم

## باب صلوٰۃ الجنائزۃ

یہ ہے کہ خوف و قتال کہی نوبت موت کی پہنچاتے ہیں اور اسکو بھی اسلیم یا لکھا کہ یہ نماز ہر صورت میں نماز نہیں کیونکہ ہمارے کو م اور سجدہ اور اذان و کبیر کے ہونی جو دوسری جگہ کہ یہ نماز آدمی کے آخر حال سے متعلق ہے کذا فی الطحاوی بن اضافۃ الشیخ المسبک نماز کی اضافت جنازہ کی طرف چیز کی اضافت ہے اپنی سبب کی طرف یعنی میت سبب ہے اس نماز کا رہی بالفتح للیت بالکسر للیت وقیل الجنائزۃ اور جنازہ ہفتیم جیم مردہ کو کہتے ہیں اور کبیر جیم چار ہائی یا نابوت ہر جیسر مردہ ہوتا ہے اور کبیر لغش کہتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ بفتح اور کسر دو نومردہ کو کہتے ہیں کذا فی الشامی والصوت صفۃ وجہ خلفۃ الخیر وقیل حدیثہ اور موت ایک کیفیت و جود ہے جو پیدا ہوئی ہو زندگی کے مقابل اور ایک قول یہ ہے کہ کیفیت عدمی ہے جو موت میں اختلاف ہے کہ جود ہے یا عدمی جو جود ہے کہتے ہیں اور کبیر دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے خلق الموت و الحیوۃ یعنی پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے موت اور حیات کو تو چونکہ پیدا کرنا ایک چیز کا موجود کرنا ہے اس سے معلوم ہوا کہ موت و جود چیز ہے اور اس میں اور حیات میں مقابلہ نہیں ہو سکتا اور جو لوگ عدمی کہتے ہیں اور کبیر دلیل یہ ہے کہ زندہ چیز سے مراد حیات کو نیست کرنا نام موت ہے تو عدمی ہو اور ان میں مقابلہ عدم اور ملکہ کا ہے اور اکثر محققین نے دوسری قول کو یعنی عدمی ہونے کو اختیار کیا ہے اور آیت کے معنی یہ کہ ہیں کہ مقدر کیا موت اور حیات کو کذا فی الشامی تیجۃ المختصر خلاصہ استخفاء قد صیرہ واعین جامع خیرۃ واختصاصہ القبلۃ علی عینہ اللہ المستثنیٰ منہ ہر جا و مدی وہ شخص جو مرے ہو قبلہ کی طرف نہ ہو کروٹ پر اور یہ منہ پیرا سنت ہے شارح نے کہا کہ علامت موت کے قریب ہونے کی یہ ہے کہ پاؤں اسکو ڈھیلے ہو جائیں اور ان کا پائے ٹڑا ہو اور کن پٹیاں اند کو دھس جائیں ہم طحاوی نے کہا کہ مختصر بصیرۃ اسم منقول ہے یعنی حیرت حافر ہوئی یا فرشتہ موت کے آمو جو ہو کر و جاؤ الاستلقاء علی ظہرہ وقد ماہ الیہا وہو المعتاد فی زمانہا و لکن ہر جا و مدی قلیل لا یتوقۃ للقبول وقیل انہ یوضوہ کا یشترک الایضہ فیہ ذلالتہ وان شئ علیہ ذلک علی حالہ للجمہ لا یوجہہ معراج اور جائز ہے جہت لٹا پٹت پر اور مصرعین کہ دونوں پاؤں اس کے قبلہ کی جانب ہوں اور یہی صورت رائج ہے ہمارے زمانہ میں لیکن اسکا سر تھوڑا سا او بھار دیا جاوے تاکہ جانب قبلہ اسکا منہ ہو جاوے آسمان کی طرف نہ ہو اور ایک قول یہ کہ منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے جس طرح بن سکر میجر قول کے بموجب یعنی داہنے کروٹ پر ہوا یا بائیں پر یا جہت لٹا نے سے اور سطر منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے جو تعصیم کی ہے اس قول کی مستثنیٰ میں اور اگر قبلہ رخ کر نہیں اسکو تکلیف ہو تو اپنی حال پر چھوڑ

باب صلوٰۃ الجنائزۃ



بیٹے اور عورت ہو تو یوں کہو اکی بیٹی ومن لا یسأل فیہ فی الاصل والکلیف والاعتراف ان الانبیاء علیہم السلام لا یسألون ولا الھکماء اللومین  
 ونوقت الامام فی اطفال المشرکین فیلزم حد اھل الذنبا ورجو شخص کہ قبر میں سوال کیا جائی مناسب کہ اسکو تلقین بھی کیجائی اور صحیح یہ  
 ہو کہ ہمیں علیہم السلام سے سوال نہیں ہوتا اور نہ مومنوں کے بچوں سے اور توفت فرمایا ہی امام اعظم نے مشرکین کے بچوں کے باہمین کہ ان سے  
 سوال ہوتا ہی نہیں اور وہ دوزخ میں رہیں گے یا جنت میں اہل کفر ہیں کہ وہ جنت والوں کے خادم ہوگی ہم جن لوگوں سے سوال نہوگا  
 وہ ہم میں انبیاء اور شہید اور غازی اور صدیق اور پختے اور جو شخص روز جمعہ یا اسکی شب میں مری اور جو شخص ہر شب سورہ ملک پڑھے  
 اور اطفال مشرکین میں اخبار کے تعارض کے باعث قول صحیح ہی ہو کہ انکا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر سپرد کرنا چاہیے کیونکہ حد صحیح  
 میں ہو کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہو جو کچھ اطفال مشرکین عمل کرتے کذا فی الشامی دیگر کہ متقی المموت وقامہ فی الفہر وسبیح فی الحظوظ  
 اور کہ وہ تنہا کرنی موت کی بیٹے صدقات وغیرہ سے تنگ ہو کر کچھ تنہا کرے کہ میں مر جاؤں اور اسکا پورا بیان نہر الفائق میں ہو اور کتاب الحظوظ  
 داتا با حتمین اگر آویجا ہم نہر الفائق میں کہا ہو کہ اگر مجھدی موت مانگی تو یوں دعا کرے الہی مجھ کو زندہ رکھ جس تک کہ زندگی میرے حق میں بہتر  
 ہو اور مجھ کو موت دی جسوقت کہ موت میرے حق میں بہتر ہو کذا فی الطحاوی لفظ فی الحظوظ اکثر نسخوں میں نہیں وما ظہر منہ من کلمات کفریہ معتقد  
 فی حقہ ویعامل معاملة الموق للسلیمین حملا علی انہ فی حال ذوال عقلہ لذلذا بخلاف بعض ذوال عقلہ قبل منہ ذکر الکمال اور جو الفاظ  
 کفر کے میت سے جان کنی میں سرزد ہوں اور کلمہ اوسکی حق میں مغفرت مانگتی چاہیو اور اوسکی ساتھ مسلمانوں کے مردوں کا ساما مالہ کرنا  
 چاہیے یعنی اسوقت کے کفریہ الفاظ کہی ہو اوسکو کافر نہ کہا جائیگا اس خیال سے کہ وہ اپنی عقل کے زائل ہو چکی حالت میں ہو اور اسی  
 جہت سے بعض فقہانے اختیار کیا ہو میت کی عقل کا جاتا رہنا اوسکی موت سے پیشہ رکھیا ہو اوسکو کمال الدین محقق نے ہم یعنی اس جہت سے  
 عقل کا زائل ہونا پسند کیا ہو کہ ایسا نہ ہو کہ مرینکے رد سے یا شیطان کے دھوکے سے کلمات کفر قصد اکبری لگو اور قائمہ کفر ہو تو اگر اسوقت  
 میں عقل نہ ہو نیک حکم کیا جائیگا تو ان کلمات سے کافر نہ ہوگا کذا فی الشامی فاذا ماتت تشدد لھما لا تقصص عینا لا تحسینا لا یقول لصغیرہ  
 یسبح اللہ وحمل صلوۃ رسول اللہ صلی علیہ وسلم علیہ ما بعدہ واستعدہ بقلانک اجعل لھما خیرا ما خرج الیہ شہد  
 تشدد اعضاۃ ما یوضع علی بطنہ سیف واحد لئلا یتفقد ویحضر عندہ الیہ یتخرج من عند الخلق والنفساء والجنۃ  
 پس جب وہ شخص مر جاوی تو اوسکو جبری باندہ دی جائیں اور اوسکی آنکھیں بند کیجائیں اور اوسکو آچھا معلوم ہو کہ یعنی اگر منہ اور آنکھیں کھلی  
 رہیں گی تو صورت خوفناک معلوم ہوگی اور کہی آکھو نجانہ کہ نبی الہی اللہ علی یتبر رسول اللہ الہی تو اس مرد پر اسکا معاملہ تجزیہ و تکفین  
 وغیرہ کا آسان کر اور سہل کر اور سپردہ حال جو اوسکو آگے کو درپیش ہو یعنی سوال قبر اور احوال قیامت اور سپردہ مل کر اور اوسکو مشرف  
 کرنا پڑیدار سے اور جس چیز کی طرف وہ نکلا ہو اوسکو بہتر کر نسبت اسکی جس سے وہ نکلا ہو یعنی آخرت کو اوسکی حق میں دنیا سے بہتر کر بھر  
 اور اسکی اعضا پھیلا دی جائیں اور اوسکی پیٹ پر تلوار یا لولہ رکھ دیا جاوے تاکہ پیٹ نہ پھولے شامی نے کہا کہ تو یا یا آبنہ بالجنا سبت بیٹ  
 کو پہنلو نہیں دیتا اور اگر لولہ یا آبنہ نہ تو بہاری چیز رکھدی جائی اور اوسکی پاس غریب حاضر کیجائی اور اوسکی پاس سے بعض دفعا کس  
 والی عورتیں اور ناپاک آدمی چلی جائیں ویلکے بہ جیسر انہ واقارہ و لیسر ع فی جھازہ اور اطلاع کیجائی اگر مرئی اسکو مسایون اور ستہ دار  
 کو اور جلدی کیجائی اور اسکو سامان کفن دوزخ میں کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ مسلمان کے مردہ کو اوسکو گہر والوں میں روکنا ناپاکی  
 کذا فی الشامی ولا یقر عندہ القرآن الی ابیہ فی القبر کا فی القہر صغیر اللہ تعالیٰ اور پڑیا جائی میت کے پاس نہ ان  
 یہاں تک کہ اٹھایا جائی نہ لانے کو جبکہ کہ ہستانی میں جو نفق کی طرف منسوب ہم طحاوی نے کہا کہ نفق میں دقیر و ہی بقیہ اثبات  
 اور شامی نے کہا کہ میں بھی ہستانی کے دو نسخہ میں دیکھا لا نفی دو نو میں نہیں پایا علاوہ اسکی اگر لا ہو تو توفت اور زلیعی کے قول میں

جن عورتوں کو سوال  
 نہیں کیا جائی



اختلاف نہیں رہتا اور نہ بخواراؤن کی توجہ کی کچھ حاجت رہی جو شارح آگے بیان کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ لا غلطی کا تہی زیادہ ہو گا  
 قلت و لیس فی النصف الی الفصل بل الی ان یؤخر فقط و یفسر فی الجہت و یؤخر وجہ و عبارۃ الی الی و یحیل تکرار القراءۃ عند حق  
 یفسر و حلالہ الشربلا الی و اما فی الفتنہ نذرہا للقرآن من سبۃ اللیتہ لنفسہ بالیوت میں کہتا ہوں کہ نف میں نہانے تک کی قید نہیں  
 بلکہ اس میں صرف اتنا جو کہ پڑھا جاوے قرآن میت کے پاس آتا ہو جانے تک اور بخواراؤن میں آتا ہو جانے کی تفسیر میت کی روح کے آتا ہو  
 جانے سے کہ جو یعنی صرف جان نکلتی تک قرآن پڑھو بعد اس کو نہ پڑھو اور زلیمی وغیرہ کی عبارت یہ ہے کہ مردہ غریبی سے قنوت قرآن مردہ کے  
 پاس یہاں تک کہ نہلا یا جائی اور شربلائی نے امداد الفناح میں اسکی علت یہ بیان کی ہے کہ اس صورت میں قرآن کا صلحہ کہنا ہی میت کی سجا  
 سے کیونکہ میت موت کے سبب سے نہیں ہو جاتا ہی قبل النجاسۃ حبث و قبل حدث بعض فقہانے کہا کہ میت کی نجاست حقیقی ہے اور بعض نے  
 کہا کہ حکمی ہے م اول قول کی دلیل یہ ہے کہ آدمی خون کا پتلا ہے مثل دوسرے حیوانوں کے تو جیسے دوسری مردار نجس حقیقی ہیں ویسے ہی  
 آدمی بھی ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے اکثر فقہا کا اور یہی ظاہر ہے اور اسی کو کافی میں صحیح کہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر مردہ مسلمان نہلائے  
 سے پیشتر کوئین میں گر جائی تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے اور نہلائے سے جو پاک ہو جاتا ہے تو یہ مسلمان کی تنظیم کی جت سے ہے اور دوسری قول  
 کی دلیل یہ ہے کہ موت کے باعث سے وضو جانا رہتا ہے بسبب اسل ہو جانے مفاصل کے جیسے سونے سے جاتا رہتا ہے اور زندگی میں بیوضو  
 ہونے سے جو صرٹ تھوڑی سی اعضا ہوتے ہیں اسکی وجہ یہ کہ وضو ہر روز پانچ بار کرنی پڑتی ہے اگر تمام بدن دھویا کرتے تو بڑا ہرج  
 ہوتا اسل چند اعضا پر اقتصار کیا گیا اور مرنے اور جنابت میں وہ حرج نہیں اسل تمام بدن کا دھونا مشرور ہو اور دوسرے یہ کہ حاکم نے  
 حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی مرد و نکو نجس مت جانو کہ مسلمان نہ زندہ بخیر  
 ہوتا ہے نہ مردہ شامی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم نہیں ہوتا کہ مرد کی نجاست حکمی ہے بلکہ یہ معنی میں کہ مسلمان مردہ نہلائے سے پاک ہو جاتا  
 ہے اسکی نجاست آدمی نہیں بخلاف کافر کے کہ وہ بعد نہلائے بھی پلید رہتا ہے غرض کہ مختار اکثر فقہا کا قول اول ہی ہے و علیہ فیذبح  
 جازہا کفراۃ الخ و ہذا مردہ کی نجاست حکمی ہونے پر چاہیے کہ اسکی پاس قنوت درست ہو جیسے بیوضو کو قرآن کا پڑھنا درست  
 ہے حاصل یہ کہ مردہ اگر ایسا کہا جائی جیسا بیوضو آدمی ہوتا ہے تو اسکی پاس قرآن کا پڑھنا مکروہ نہیں اور نیت کا قول اسی پر محمول  
 اور اگر مردہ جانور دن کی طرح نجس ٹھہرایا جائی تو مردہ ہو اور زلیمی وغیرہ کا قول اس روایت پر محمول ہو گا طحاوی نے لکھا کہ مردہ اس  
 وقت ہے کہ مردہ کے قریب پڑا جاوے اور اگر دور پڑا جاوے تو مردہ نہیں شامی نے کہا کہ اہت میں یہ قید ہے ہونی چاہیے کہ مردہ پاک  
 جاوے جیسا نہ ہو اور اگر چہا ہوا ہو گا تب بھی قنوت مردہ نہ ہو گی و یؤخر کمالات کا تفسیر فی الاصل علی سبب بھی تکرار الی سبب فقط  
 ہم کہتے ہیں عند موتہ فی ثلاث لا خفاء فی القدر اور جی کہ مر جائی رکھا جائی جسطرح بن سکی صخر قول میں تحت پر جسکو طاق مرتبہ بسایا ہو  
 سات دفعہ تک فقط کنا فی الفتح یعنی اس سے زیادہ بسائیں مثل اسکو گفن کے کہ وہ بھی طاق دفعہ بسایا جاوے اور اسکی موت کی وقت خوشبو  
 بسائی چاہیے تو یہ تین وقت کا بسانا ہونا چہا ہو سکی اور نہ قبر میں ہم بسانے سے مراد یہ کہ کسی برتن میں آگ رکھ کر اس پر خوشبو جلاوین  
 اور اسکو مردہ یا گفن کے گرد پھراوین تو یہ بسانا تین وقت چاہیے ایک جس وقت اسکی جان نکلے وہ غسل کی وقت سترم کفنا نیکے وقت  
 اور جنازہ کے پچھو بسائی خوشبو نہ لجاوین کہ احادیث میں منع وارہو کہ جنازہ کے پیچھے آگ مت لہجو اور نہ قبر کو بسائیں کہ قبر میں آگ لیجانی  
 بے فانی ہے اور یہ جو کہا کہ بعد مرنے کے ختمے پر کہیں یہاں دسھرت میں ہو کہ جان اسکی زمین پر نکلی ہو باین کا لاکہ زمین کی تری سے اسکا  
 بدن بڑھ جاوے یہ تہمت پر کہنا ایک قول یہ ہے کہ شلا جنو بار کہیں قبر کی طرح اور ایک قول یہ ہے کہ پانز شہ کی طرف کریں اور اصح یہ ہے کہ یہ  
 ممکن ہو یہ کہیں کہ انی شامی تحریر و ذکر القراءۃ القرآن عند الی تمام سبب عبارۃ الی الی یفسر و عبارۃ الی الی یفسر و عبارۃ الی الی یفسر

اور مردہ نحر ہی پر قرآن کا پڑھنا میسر ہے یا نہیں؟ کہ زلیحی کی عبارت یوں ہے کہ جب تک میت کو غسل دیا جاوے اور نہر الفائق میں  
یہ ہے کہ اس کے غسل سے پیشتر مردہ پر ہم اختلاف الفاظ کسی فائدہ کے لئے نہیں ملا سکی ہیں کہ غسل ہو چکے تک قرأت کر دے  
کذا فی الطحاوی و تستر عیونہ الغلیظۃ فقط علی الظاہر من الروایۃ وقیل مطلقا الغلیظۃ والخفیۃ و صحیحہ الرالیو وحیدہ  
اور پوشیدہ کیجا مردہ کی صورت شرمگاہ غلیظہ ظاہر روایت کے بموجب اور ایک قول یہ ہے کہ مطلق برہنگی جیسا کہ جاری خواہ خفیہ ہو یا غلیظہ  
اور اس قول کی تصحیح ہوئی ہے یعنی زلیحی وغیرہ نے اسکو مجہم کہا ہے ہم عورت غلیظہ تمام باخانہ اور شباب اور انکے آس پاس کو کہتے ہیں اور  
عورت خفیہ ناف سے لیکر گھٹنوں تک جو تو قول مجہم ہے کہ نہلائے میں ناف سے لیکر گھٹنوں تک نہند والین اسلمی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ زندہ اور مردہ کی ران کا دیکھنا حرام ہے کہ ان فی الطحاوی و فی بعضی  
لحمۃ خفیۃ السدۃ بعد کفۃ خرقۃ مثلاً علی یدیه لیس لک النظر اور وہودی برہنگی کو نہند کے نیچے بعد لیسٹے ایک کپڑی مثل نہند کو اپنی  
ہاتھ پر بسبب حرام ہونے ہاتھ لگانے مثل دیکھنے کے ہم شامی نے کہا کہ کیسہ کا مثل محمد کے ہونا شرط نہیں بلکہ ایسا ہونا چاہیے جو چھوئے  
کا مانع ہو کیونکہ بدون آٹکے ہاتھ لگانا شرمگاہ کو حرام ہے جیسو دیکھنا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ چون کے لئے نہند اور کیسہ ضرور نہیں دینے  
من شائبہ کا مانع وصلہ علیہ السلام فی قمیص من خواصہ اور نگا کیا جاوے اپنی کپڑوں سے بغیر اپنی مرنے کے اور نہلایا جانا آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کا آپ کی قمیص میں آپ کے خواص سے جو ہم بغیر مرنے کے اسلئے نہلا کیا جاوے کپڑوں کی گرمی سے بدن میں تغیر آوے اور آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کا نہلایا جانا قمیص میں اسلئے خواص سے ہوا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ بعد وفات شریف کے لوگوں کو ترو دہوا کہ آپ کو  
نہلا کرین جیسو اپنی مردوں کو کرتے ہیں یا معہ کپڑوں کے نہلا دین تو گھر کے گوشہ سے آواز سنی کہ آکھو معہ کپڑوں کے نہلاؤ کذا فی الشامی  
و یوضا من یوم بالصلوۃ بلا مضغۃ واستنشاق للہر و قیل یغسلان یغسلان علیہ العمل الیوم ولکن جنبنا و احاطنا و غسلنا  
فی الاغواق تقیما للظہار کذا فی امداد الفتاویٰ مستند من شرح القدسی و وضو کرایا جاوے وہ مردہ کہ حکم کیا جائے نماز کا بدون کلمی اور  
ناکین پانی دینے کے بسبب یہ کہ یعنی پانی نہ پانی ناک میں ڈالکر اسکا نکالنا وقت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ کلمی اور ناکین پانی دینا کپڑی سے  
کراچی جائے یعنی نہلا نیوالا اپنی انگلی پر کپڑا لپیٹ کر دھون اور سورہ ہون اور ناک کے نہنوں میں پیر سے اور اسی پر عمل ہے اس زمانہ میں اور  
اگر میت جنب یا حاکن یا نفاس والی ہو تو دونو باتیں کیجائیں بالاتفاق واسطی پورا کرنے طہارت کے جیسا کہ امداد الفتاح میں ہے شرح  
مقدس سے مدد لیکر ہم نماز کا حکم کیا جائے اس سے بھی عرض کہ جو بچہ بیقل ہوا سکھو وضو کرانا چاہیے شامی نے کہا کہ یہ قید اچھی نہیں ہے اسلئے  
کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوانہ شخص کو بھی وضو کرایا جائے حالانکہ مجنون بالاتفاق وضو کرایا جاتا ہے اس طرح بچہ کو بھی وضو کرایا جائے کیونکہ  
یہ وضو غسل میت کی سنت ہے اور جنب کے لئے جو کلمی اور ناک میں پانی دینے کو بالاتفاق لکھا ہے تو شامی نے کہا کہ میں نے بالاتفاق نہ  
امداد الفتاح میں پایا نہ شرح مقدسی میں دیکھا ہے و یغسل رأسہ اور شرع کیا جائے اسکو چہرہ سے یعنی جنب کی طرح اول دونو ہاتھ پہنچو تک  
نہ دہوئی جائیں بلکہ اول کپڑی سے نہند اور نہند کو بچا نہند ہو یا جائے اور مسح کیا جائے اسکو سر پر یعنی وضو میں ہم شارح نے استیحا کو ذکر کیا  
کیونکہ اس میں اختلاف ہے طرفین کے نزدیک استیحا کیا جائے اور امام ابو یوسف کے نزدیک کیا جائے اور اسکی صورت یہ ہے کہ نہلا نیوالا نہند  
کیسہ لپیٹ کر شرمگاہ کو دہو کر کذا فی الشامی و یصبت علیہ ماء یغسل بہ ذرق اللبۃ و یحضر یضم فیکون الاشتان ان یتکلم بالاضاء  
خالصۃ اور اسپردہ پانی ڈالا جائے جس میں بیری کے پتی جو نش دیکھو ہوں یا اشتان پڑا ہو اگر یہ چیزیں ملین ورنہ پانی خالص جوش دیا ہوا  
ڈالا جاوے شارح نے کہا کہ سدر سے مراد بیری کے پتی ہیں اور حوض بضم حا ہملہ اور کون راہ ہملہ اشتان ہے جو چوٹی چوٹی طرین ہوتی ہیں اس  
سے کپڑے دھوتے ہیں جیسو ملین سے صاف کرتے ہیں و یغسل رأسہ لحدیثہ بالطحی نبت بالعراق ان وجہ الاہمال ابولہ و یغسل لولکان





مسلمان ہوتی تو نکاح قائم رہتا اور فرد کو ماتم لگانا درست ہوتا اس پر جمہ اوسکے مرنیکے بعد مسلمان ہوتی تو اس صورت میں بھی ماتم لگانا درست ہو گا کذا نے مجلسی وجہ اسل دھو او احد شقیہ لا یغسل الاصل علیہ بل یدفن الا ان یوجد اکثر من نصفہ لولہ الارش پایا گیا سر آدمی کا یا ایک نصف اوسکو دوا دیوں میں سے تو نہ غسل دیا جاوے اور نہ اسپر نماز پڑھی جاوے بلکہ دفن کر دیا جائے مگر جس صورت میں کہ نصف سوزا دیا جائے اگرچہ بدون کے ہو تو غسل دیا جاوے مگر الرائق میں کہا کہ اگر نصف دھڑلے سر پایا جاوے تب بھی غسل دیا جائے والا فصل ان یغسل الميت جماعا فان ابغ الفاسل الاجز جاز ان کان ثمة غیرہ والا لا لتغنیہ علیہ ینبغ ان یکون حکم الحکم المظہار کذلک سبب اور افضل یہ ہے کہ نہلا یا جامی مردہ مفت پس اگر نہلا نیوالا اجرت مانگی تو درست ہے اگر کوئی نہلا نیوالا دمان آدمی سوا بھی ہو اور اگر کوئی اور نہلا تو اجرت درست نہیں بسبب جب عین ہو جائے نہلا نیکی اسپر اور چاہیو کہ حکم جنازہ کے اٹھائیو اور گورکن کا بھی یہی ہو کہ اگر اور بھی ہوں تو اجرت درست ہو ورنہ ناجائز کہو نہکے صورت میں اٹھانا اور قبر کھودنا واجب ہو گا اور طاعت پر اجرت یعنی درست نہیں کذا نے اسلرج ولو غسل الميت بغیر نیۃ لیسوا ای لظہار نہ لا لا سقاط الفرض عن ذمۃ المکلفین لولا قال لورید صحت فی الماء فاراد من غسلہ ثلاثا لکانا اصلنا بالاعمال فیکون الماء بنية الغسل ثلاثا فیموت وتغلیبہ بغیرہم و یصلو علیہ لایحکم غسلہ صبر وان لا یسقط لیسوا فیکون غسلہ ثلاثا اور اگر میت کو نہلا یا بدون نیت کے تو کافی ہو گا اوسکے پاک ہو جائیو نہ واسطی ساقط کرنے فرض کے مکلف شخصوں کے ذمہ ہے اور اسی جہت سے کہ نیت شرط طہارت نہیں بلکہ شرط فرض کے ساقط کرنے کی ہے مصنف نے کہا کہ اگر کوئی مردہ بہت سو پانی میں پایا گیا تو اسکو تین بار نہلا نا ضروری مسلم کہ مکمل حکم ہے میت کے نہلا نیکیا پس اوس مردہ کو غسل کی نیت سے تین بار پانی میں حرکت دی کہ کذا فی الفتح اور فتح القدیر کا علت بیان کرنا اس بات کا مفید ہے کہ اگر لوگ اسپر نماز پڑھیں بدون تازہ غسل دینے کے تو درست ہو گا اگرچہ غسل کا وجوب ان سے ساقط نہ ہو گا تو اسکو سمجھ لینا چاہیو ہم مخطاوی نے کہا کہ قول معتد بہ ہے کہ نہلانے میں نیت شرط نہیں چنانچہ خانیہ میں مذکور ہے کہ اگر مردہ کو نہلا یا تو فرض اور ذمہ ساقط ہو گا اگر یہ انکو نیت نہلا اور پانی میں مردہ کا ملنا دوسرے صورت سے اس میں بدون نہلائی فرض ساقط نہ ہو گا انتہی فی الاختیار الاصل فیہ تغسیل الملائکۃ لادم علیہ السلام وقالوا لولہ لایکون ہذا سنۃ متواترہ اور اختیار میں ہے کہ اصل غسل میت کے باہر نہلا نا فرشتوں کا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو اور انکی اولاد سے یہ کہنا کہ مجھ طریق سے تمہاری مردوں کا ہم مخطاوی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ مجھ شریعت قدیم سے اور مجھ بھی معلوم ہوا کہ نہلا نیوالا مکلف ہونا شرط نہیں اور اسکو جو سے اولاد آدم علیہ السلام نے آپکے غسل کا اعادہ کیا اور فرشتوں کے غسل پر اکتفا کیا **فروغ مسائل** محققہ شارح کے لولہ لیدر امسئلہ ام کا ذکر لا حکامہ فان فی دارنا غسل اصل علیہ والا لا اگر مردہ کا حال معلوم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا کافر اور کوئی نشانی پہچان کی نہیں تو اگر اسطر حکام مردہ دارالاسلام میں ہو تو اسکو نہلا کر نماز پڑھی جائے اور اگر نے علامت دارالاسلام میں پایا جائے بلکہ دارالحرب میں لے تو نہ نہلا یا جائے نہ نماز پڑھی جائے ہم بدائع میں ہے کہ مسلمانوں کی علامتیں چار ہیں اول خضاب دوم حقنہ سوم سیاہ لباس چارم زیرات کے بالوں کا موڑنا لیکن اس زمانہ میں سیاہ لباس اور خضاب علامت اسلام نہیں رہی اور ملک ہندوستان میں موچھوں کا ترانا اور بیل کے بالوں کا موڑنا اور بائیں طرف پروہ کا ہونا بھی علامت مسلمان ہونیکے ہے اختلاط طہارۃ بکفار ولا حلالہ اعتدلا اکثر فاراستو وغسلوا الخلف الصلوۃ علیہم دھو لالدفن مسلمانوں کے مردہ کی کافر و نہیں ملگنی اور کوئی پہچان نہیں تو اعتبار اکثر کا ہو گا یعنی اگر مسلمان زمانہ میں تو مسلمان قرار دئی جائیں گے نماز کے حق میں یعنی اور نماز پڑھی جاوے اور دعائیں مسلمانوں کی نیت کیجائی اور اگر کافر زیادہ ہوں تو نماز کسی پر نہ پڑھی جاوے نہلا کر اور کفن دیکر کفار کے قبرستان میں دفن کیو جاوے کذا فی شرح الطحاوی ہر اگر شمار میں برابر ہوں تو سبکو غسل دیا جائیگا اور اوپر نماز پڑھنی اور انکو دفن کرنے کی جگہ میں اختلاف ہے

ہم بعض فقہانے کہا کہ اور نماز نہ پڑھی جاوے کیونکہ آخر بعض مسلمانوں نے نماز نہیں پڑھی جاتی جس پر انہیں اور باغی ہیں اور کافر پر نماز کی صورت سے جائز نہیں بدلیل ارشاد خداوندی (وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ مِنْ ذُلٍّ أَوْ هَيْبَةٍ أَوْ مَغْرَمٍ) یعنی اور نہیں سو جو مر گیا ہو او سپر کبھی نماز مست پڑھ اور بعض فقہانے کہا کہ نماز پڑھی جاوے کیونکہ یہاں اگر تعین نہیں ہو سکتی تو قصد سو تو عاجزی نہیں مسلمانوں کا قصد کر کے نماز پڑھے شامی کہا کہ مذہب باقی میں اماموں کا یہی ہے اور یہی بہتر معلوم ہوتا ہے اور محل دفن میں بھی اختلاف ہی بعض نے کہا کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہون اور مندوانی لے کہا کہ اونکو قبرستان علیحدہ بنا دیا جاوے زیادہ حسیط اس میں ہو کذا فی المحمودی کذا فی ذیل صلوٰۃ حصلاً من صلواتہم قالوا لا یجوز وفاقاً علیہ و یجعل لہما الی القبر لئلا یفصلوا لعلہما جسد واحد یختلف فی دفن میں اس میں کتابت کے جو کسی مسلمان کی حالت ہو فقہانے فرمایا کہ زیادہ حسیط ہو اسکا دفن کرنا علیحدہ اور کجاوے اسکی پشت قبلہ کی طرف اسوجہ سے کہ بچہ کا منہ ماں کی پشت کی جانب ہو ہم یعنی بچہ بسبب تبیت اپنی باپکے مسلمان ہو تو دفن میں اسکا لحاظ ہو گا کہ ایسی طرح دفن ہو کہ بچہ کا منہ قبلہ کی طرف رہو شامی نے کہا کہ اختلاف تصور میں ہے کہ بچہ میں جان پڑ گئی ہو اور اگر جان نہ پڑی ہو یعنی حمل چار مہینہ سو کم کا ہو تو بالا فقہانے کفار کے قبرستان میں دفن کیا دیو صانت بین رجالہ بعدین نسائیکم فان لم یکن فاکتبتم فی حجرکم کی عورت مرد کی در میان مردوں کے یا مرد مرا عورتوں میں نو مرد کو محرم نیم کرا دی یعنی مردہ عورت کو مرد محرم نیم کرا دی اور مرد میت کو عورت محرم نیم کرا دی اور اگر محرم نہ ہو تو اجنبی تہلی سے نیم کرا دی یعنی اگر مرد و عورت کا محرم نہ ہو یا عورت تو نہیں مرد کی کوئی محرم نہ ہو تو اجنبی مرد یا عورت کا محرم کو کبر البیت کر مردہ کو نیم کرا دی و یمسک الحنفی المشکل عمر اھقاؤ الا فکیر فی غسل الرجل النساء ز نیم کرایا جاوے غشی مشکل اگر قبر بالغ ہونے کے ہو اور اگر قرب البلوغ نہ ہو تو وہ مثل اور بچوں کے ہو اسکو مرد خواہ عورتیں غسل دیوں یعنی بچہ ہونیکی صورت میں اوکو اعضا کو حکم برہنگی کا نہیں نعم لفقدہ وصلی علیہ ثم وجدہ غسلہ وصلوا ثانیاً وقیل لامردہ کو نیم کرایا گیا بسبب نہ ہونے پانی کے اور اسپر نماز پڑھی گئی پھر لوگو کو پانی ملا تو مردہ کو نہلا دیں اور نماز دوبارہ پڑھیں اور ایک قول یہ ہے کہ غسل ندین اور نہ نماز کا اعادہ کریں ہم بعد نیم و نماز کے پانی ملنے میں امام ابو یوسف کے نزدیک غسل و نماز دونو جائز ہیں اور امام صاحب کے نزدیک صرف غسل دیا جاوے نماز کا اعادہ نہ کیا جائے اور شرح منیہ میں ہے کہ زندہ کے لحاظ سے نہ غسل چاہئے نہ نماز یعنی جیسے زندہ آدمی پانی نہ ملنے سے نیم کر کے نماز پڑھے پھر پانی پا دی تو وہ نماز کا اعادہ نہیں کرتا ایسا ہی یہاں بھی چاہئے شامی نے کہا کہ قول راجح موافق اصول کے یہی ہو ویسے فی الذکر منہ انزل التوضیح لغاۃ و ذکر العمامۃ للذات فی الاصحح جعبتی مستحسن المتأخرون للعسل والاکتفی است اور سنون ہو گفن میں مرد کی وسطی تن پہلے ایک ازار یعنی چادر سر لیکر پانون تک اور ایک قمیض یعنی گفن گردن سے لیکر پانون تک بدن آستین کے اور ایک پوش کی چادر اور کردہ پگڑی میت کے لئے سمیٹھ قول میں کذا فی الجعبتی اور اچھا جانا ہو اولو پچھلے فقہانے علما اور سادات کیو اسطرح اصل گفن دینا فرض کفایہ ہو اور تن پہلے کفن مسنون ہو اور محیط میں ہے کہ پگڑی کسی حال میں باندھی بنائی خواہ عالم ہو یا سیدہ اور ازادی نے کہا کہ اصم ہی ہے کہ عمامہ ہر عاملین مکروہ ہو کذا فی الشامی ولا بأس بالریاضۃ علی الثلثۃ در کچھ مضائقہ نہیں تن پہلے کفن زیادہ کرنا کام میں مسئلہ غایتہ لبیان میں مرقوم ہے مگر جمعی میں ہے کہ زائد کرنا تن سے کم کروہ ہو کذا فی الطحاوی وحسن الکف حدیث حسن انھا الموعود فی التعمید اور دن فیما بینہما تحقیقاً آخرین حبس الغنائم طہاریہ اور اچھا کیا جاوے کیونکہ لباس شد کر کہ اچھا کر دو مرد و عورت کو کفو کہ وہ آپس میں ملاقات کرنے میں اور اپنی کفون کے اچھا ہونی کی ضرورت ہے تن یعنی خوش ہونے میں اسوجہ سے کہ کفن موافق سنت کے ملا کذا فی الطہیریہ ہم اچھو کفن دینی سو مرد کفن مثل ہو یعنی جیسے کبری جمعہ اور عید میں پہنتا تھا ویسے کا کفن سفید اور ستہر دینا چاہئے سو مرد نہیں کہ بہار سی دام کا ہو کیونکہ اس سے ابوداؤد کی حدیث







از سبب سواست لکھ کر اگر آئین پیر اگر اس کپڑے کو کچھ باقی بچو تو صدقہ دینو و الیکو و پس کر دین اگر معلوم ہو کہ فلاں شخص نے یہ کپڑا یا تھا  
اور اگر معلوم نہ ہو یا وہ واپس نہ لے تو اس باقی کپڑے سے اس مردہ کی طرح کسی اور غفلت کو کفن دین اور اگر کوئی اور مردہ اس طرح کا غلطے تو اس  
کپڑے کو خیرات کر دین کذا فی الجہتے اور ثواب کہنے سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقف کار و نہ صرف کفن ضرورت کا مانگنا واجب ہے نہ کفن  
کفایت کا موطا دی نے کہا کہ کفن دینا فرض کفایہ ہے اگر واقف کار زندگی کو سب گناہگار ہو مگر دلوکان فی مکان لیس فی الا و احدا و ذلک  
الواحد لیس لہ الا وثب لا یلزم تکلیفہ بدو اگر مردہ ایسی جگہ ہو جس میں مرگ ایک شخص ہو اور اس ایک کے پاس بھی سوا ایک کپڑے کے  
دوسرا نہ ہو تو اوپر لازم نہیں کفن دینا اس مردہ کا اس کپڑے سے کیونکہ زندہ زیادہ حاجت مند ہے و لا یجوز تجزئ الکفن عن ملک المتذرع و کفن  
احسان کر نبوالے کی ملک سے خارج نہیں ہوتا تو اگر مردہ کو مثلاً کوئی زندہ کہا جاوے تو اس کا کفن اصل مالک کو پونچھا مردہ کا وارث نہیں  
اسکا کذا فی الشامی و الصلوۃ علیہ صفتا و حق کفایہ یا اجماع فیکفون منکر کھانا لہ انکر الاجماع فکذبہ کذا فی غسل میتہ فاما فی حق  
کفایہ اور جنازہ کی نماز کا حال یہ ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے سبب اجماع کے تو کافر ہو گا اسکا انکار کر نوالا اسلام کہ اسکا انکار کیا اس امر کا جو  
اجماع سے ثابت ہو تو آگاہ رہنا جس مردہ کا دفن کرنا اور اسکا نہلانا اور سامان دنیا کہ یہ چیزیں بھی فرض کفایہ ہیں ہم بشارح و مات  
نے نماز کی صفت اور شرطین اور رکن اور اسکی کیفیت اور اسکو کون زیادہ مستحق شخص کا بیان کیا مگر سبب وجوب اور وقت اور غرض  
کا ذکر نہیں کیا پس سبب نماز جنازہ کے واجب ہے کہ مسلمان مردہ اور وقت اس نماز کا حاضر ہونا جنازہ کا ہے اور جو چیز اور نماز و نکی منفرد ہو  
وہی اس نماز کی منفرد ہے بجز عورت کی برابری کے کہ وہ نماز جنازہ کی منفرد نہیں اور مکروہ و قنون میں بھی نماز مکروہ ہے اور اگر امام اس میں  
بیوض ہو جاوے تو اسکو خلیفہ کرنا درست ہے کذا فی الشامی و شہا کسبۃ اسلام للشیخ و لہذا فی کمالہ علیہ الذرائع فیصل علی قبرہ  
بل اعمل ان علی علیہ واکا استسکا و شرطین نماز جنازہ کی جگہ میں اول مسلمان ہونا مردہ کا دوم اسکا پاک ہونا یعنی سونا اور سپرد  
اور مکان کا پاک ہونا اور طہارت اسوقت تک شرط ہے کہ اسکو مٹی نہ چسائی اور مٹی دینی کے بعد اسکی قبر پر نماز پڑھی جائے بدون غسل کے اگرچہ  
پیشتر نماز پڑھی گئی ہو قبر پر نماز پڑھنا بوجہ تسخیر کے محرم و جبہ تسخیر کی جگہ کہ اول نماز جو مکہ بدون طہارت ہوئی تھی باوجود قند  
کے اسکو جائز نہ ہوئی اور اب دفن کر دینے کے سبب سے طہارت مستعد ہے اسکو قبر پر نماز درست ہوگی کذا فی الطحاوی و فی القنیۃ الطحاوی  
من الفاسکۃ فی ذوب و بدین و مکان ستر الکونۃ فی حق المیت و الامام جیسما فلو اقام بدلا طہارۃ و النقوم جہا ائیدت و بعکسہ کا اور تہ  
میں ہے کہ طہارت نجاست سے کپڑے اور بدن اور مکان کی اور چھاپا بر منگی کا شرط ہے میت اور امام دونوں کے حق میں پس اگر امام ہوا بدن  
طہارت کے اور مقتدی طہارت کے ساتھ ہوں تو نماز پھر سے پڑھی جاوے اور اسکے عکس میں یعنی مقتدی نے وضو ہوں اور امام وضو  
اعادہ کیا جائے اسکو کہ مرگ امام کی نماز سے سبکے ذمے فرض سا قسط ہو جائیگا اور پہلی صورت میں امام کی نماز پر اور دوسری نماز میں بھی جب  
اسکی نہ ہوئی تو کسیکی نہ ہوئی ہم طہارت مکان سے غرض چار پائی کا پاک ہونا ہے اگر مردہ چار پائی پر ہو اور اگر زمین پر ہو تو زمین کا پاک ہونا مردہ  
اور کپڑے اور بدن ابتداء میں پاک ہونا شرط ہے تو اگر بعد کفن کے مردہ سے نجاست ٹھکڑ کفن ناپاک ہو جائے یا بدن مردہ کا نجس ہو جائے تو دفع  
وجہ کے لئے بھیہ نجاست انہ نماز نہیں بان اگر پہلے ہی ناپاک کپڑے کا کفن دیا جائیگا تو نماز درست نہ ہوگی کذا فی الطحاوی و کذا فی الوقت المثل  
و لواءۃ یسقطونہ فہا بسو لحد جیسے اگر امام ہوئی عورت نماز جنازہ میں اگرچہ نوٹھی ہو تو نماز کا اعادہ نجس یا سبب ہوئے  
فرض نماز کے ایک شخص یعنی نماز جنازہ ایک مرد یا عورت کے پڑھنے سے فرض سا قسط ہو جاتا ہے تو اگر عورت امام ہوگی مرد کی تو مرد کی نماز ہوگی  
اور عورت کی نماز سے فرض سا قسط ہو جائیگا و بقی من الشرط بلوغ الامام تا قبل ان یصلح لہ وضعہ و کونہ ہو ان اکثر الامام المصلح  
و کونہ للقبول و باقی رہا شرطین سے بالغ ہونا امام کا اسکو سوچ لے یعنی تیسری شرط ہے اور چوتھی شرط موجود ہونا مردہ کا ہے اور پانچواں

شرط مردہ کا رکھا جانا ہی زمین پر خواہ ہاتھوں پر زمین سے قریب کذا فی المطحطاوی اور چٹنی شرط یہ ہو کہ مردہ بالکل یا اکثر نمازی کے سامنے ہو قبلہ  
کی جانب ہم اگر مردہ کے ستر عورت اور قبلہ کی طرف ہو نیکیو جدا شرط ٹھہرایا جائی تو شرطین اٹھ ہو جائیگی اور امام کی ستر عورت اور طہارت کو اگر زیادہ  
کر دو تو اس ہو گئے پیر سامنے ہونا مردہ کا امام کے حق میں شرط ہو جبکہ مردہ ایک ہو اور اگر زیادہ ہوں تو سب کا سامنے ہونا شرط نہیں ایک  
ہونا کافی ہے کذا فی الشامی فلا یختص علی غایب و علی حلی غویۃ و موعی خلفہ لانه کالاجسام من وجہ لحدیثہ اعلیٰ الصیغ  
پس نہیں درست ہو نماز اور مردہ غائب کے بسبب پائی جانے شرط موجودگی کے اور نہ اوپر جو اوٹھایا ہو مثل سواری پر یعنی کسی گاڑی  
یا جانور یا لوگوں کے مونڈ ہونے پر بسبب پائی جانے شرط کہی جانے کے زمین پر اور نہ اوپر جو رکھا ہوا ہو نمازی کے پیچھے کیونکہ مردہ مثل امام  
کے ہو ایک طرح سے نہ دوسرے بسبب یہ سمجھ ہونے نماز کے ارٹکے پر ہم اپنی اس لحاظ سے کہ مردہ کا پاک ہونا اور سامان ہونا اور قبلہ کی طرف  
ہونا اور ستر عورت شرط ہے مردہ مثل امام کے ہو اور ہر وجہ سے امام نہیں کیونکہ اگر ہر وجہ سے امام ہوتا تو ارٹکے پر نماز درست نہ ہوتی اسلام کو رکھا  
قابل امام ہونے کے نہیں طحاوی نے کہا کہ شرط اسلام معلوم ہوا کہ کافر پر نماز درست نہیں اور طہارت کی شرط سے معلوم ہوا کہ غیر طہرہ  
درست نہیں اور ستر عورت کی شرط سے معلوم ہوا کہ سنگے مردہ پر درست نہیں اور بلوغ امام کی شرط سے پائی گیا کہ ارٹکے کی امامت درست نہیں  
و مملوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الفحاشی لغویۃ و اخضعت اور نماز پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سناشی پر لغوی زیر یا خاص ہے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہم یعنی یا تو صلوة کے معنی صرف دعا کیوں جائیں یا بحد نماز غائب پر آپ کے خواص سے ہی سناشی کیوں  
دفعہ جیم بلا تشدید یا مخففہ جیم کا بادشاہ جسکا نام اصمہ تھا اسکی خبر مرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوئی آپ نے اسکا  
کو خبر دی اور اس کے ساتھ اس پر نماز پڑھی شامی نے کہا کہ لغوی معنی یعنی بعد میں بلکہ یا تو اس نماز کو آپ کے خواص سے کہا جائی یا بحد کتبنا  
کا جنازہ آپ کے سامنے کر دیا گیا ہو کہ آپ دیکھتے ہوں اور دوسرے کو نظر نہ آتا ہو و حق لوی صعب الی اس موضع الجلیلین و استساقا  
ان تعملوا و اور نماز جنازہ درست ہو اگر لوگوں نے سر کو ٹانگوں کی جگہ رکھ دیا ہو اور انہوں نے بڑا کیا اگر دانستہ جنازہ کو اٹھا رکھا یعنی  
سر جنازہ کا امام کے دہن ہاتھ جا ہیو اگر بائیں ہاتھ رکھ کر پڑھیں گے تو کمرہ تزی بھی ہے کذا فی المطحطاوی و لکن لکھا و القبلہ صحت  
ان یحکم اولاً لا یفقدنا السعادة اور اگر جو کمر قبلہ کو یعنی اور طر فکو نماز جنازہ پڑھی تو درست ہوگی اگر قبلہ کی شکل کی ہوگی اور اگر بلا  
اشکل پڑھی ہوگی تو درست نہ ہوگی کیونکہ اشتباہ قبلہ کی صورت میں اشکل کرنا فرض لکھا شہیدان التکیدات الادبغ خال اولی دکن الیہا لاشی  
فلذلک یجوز بناء اخرى علیہا والقیام علیہا فی قاعدہ اور نماز جنازہ کی رکن و وجہین میں اول جار و تکبیرین دوم کھڑ ہونا شامی  
کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ پہلی بار اللہ اکبر کہنا بھی رکن ہے شرط نہیں اسد یہ وجہ سے جائز نہیں دوسری تکبیر کی بنا اول اللہ اکبر کہنے پر واجب کہنا  
ہونا رکن ہوا تو نماز جنازہ بیہکریہ و ن عذر کے صحیح نہ ہوگی ہم پہلی مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ امام نے اول اللہ اکبر کہا پھر اس تکبیر سے نیت دوسری  
اللہ اکبر کی بھی کرنی تو نماز صحیح نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں صرف تین دفعہ اللہ اکبر کہنا اور یہ جائز نہیں کذا فی المطحطاوی و سننا ثلاث  
التکیدۃ النساء والدعاء فہا ذکرہ الزاہدی غیرہ و ما فہم الکمال من ان الدعاء رکع التکیدۃ الاولی شرط ذکرہ فی اللہ بتصدیحہ  
بجلاۃ اسنن اس نماز کی تین میں حمد و ثنا کرنا اور نماز میں دعا کرنا ذکر کیا ہو اسکو زاہدی وغیرہ نے اور جو کچھ کمال الدین عقیق نے سمجھا  
ہے کہ دعا رکن ہو اور تکبیر اولی شرط ہو اسکو بحر الرائق میں رد کیا ہے بسبب تعزیم کرنے فقہاء کے اسکی خلاف پر ہم شارح کے قول سے معلوم ہوا  
ہے کہ ثنا اور چیز جو اور تکبید دوسری چیز حالانکہ تعزیر ثانی خود آگے کر گیا کہ شجاعت اللہم و بحکرت کہ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں سے  
مراد ایک ہی چیز ہے تو مناسب تھا کہ یوں ذکر کرنا کہ تیسری سنت درود ہو اور چونکہ نماز جنازہ کی حقیقت اور مقصود دعا اسلام کمال  
دعا کو رکن کہا اور تکبیر اولی کو تحریمہ کیواسطی ہونے کی وجہ سے شرط کہ بحر الرائق میں کہا کہ یہ قول فقہاء کی تصریح کے خلاف ہے چنانچہ بحر







نکرو اسی وقت تحریمہ لکھ کر شریک ہو جائیے اسلئے کہ تحریمہ کی وقت موجود ہونے کے باعث وہ مدد کی مانند ہو گیا کہ گونا گام کے ساتھ ہی اللہ اکبر  
کہا نہ تکبران مافاقتہ بعد الفراع نسقاً لادخلہ اختصاراً لیسئلہ علی الاختصاف پہر سبق اور موجود شخص تکبیر کہیں جعفر اور نکو فوت  
ہو جائیں بعد فارغ ہونے امام کے پیچہ بہ و ن دعا کے اگر خوف کرن میت کے اٹھائی جائے گا گردنوں پر ہم موجود شخص سے فوت ہو  
کی صورت یہ ہو کہ مثلاً امام نے دو تکبیریں کہیں اور پیشہ شخص شریک نہوا فیسرین شریک ہوا تو دو تکبیریں باقی بعد سلام کے کہہ اور اپر  
بیان ہو چکا کہ موجود شخص اگر تکبیر اول امام کے ساتھ نہ کہہاؤ سکتی ہے کہہاؤ اس سے کچھ فوت ہو گا کذا فی الشامی و ما فی المجتبی من ان  
المند لیکل الحال فشاہذا فقرا در مجتبی میں جو یہ ہے کہ مدد یعنی موجود وقت تحریمہ کی کل تکبیریں فوت شدہ اسی وقت کہل نو یہ خلاف  
قیاس ہے کذا فی النہرم مجتبی میں ہے کہ اگر امام نے تکبیر کہی اور ایک شخص موجود تھا شریک نہوا یہاں تک کہ دوسری تکبیر کہی تو یہ شخص بخیر و دم  
میں امام کا شریک ہو جائیے اور پہلی تکبیر کو اسی وقت کہل اسطرح اگر دوسری اور تیسری میں شریک نہوا تو چوتھی میں شریک ہو کر فوت شدہ کہ  
اوس وقت کہل شارح نے کہا کہ یہ قول مخالف تعزیم فقہا کے ہے کہ اکثر نے یہی کہا ہے کہ بعد سلام کے کہہ کذا فی الشامی فلو جلاء المسبق  
بعد تکبیر الامام الرابعة فائتہ الصلوۃ لکن فی الدخول لکبیرۃ الامام عند الدخول یسفل بدخل البقاء للتحقیق فاذا سلم الامام کبیراً ثانیاً کما فی  
الحاضر من حلیۃ الفقیہ ذکرہ للحلیہ وغیرہ پس اگر سبق بعد امام کی چوتھی تکبیر کے آیا تو طرفین کے نزدیک اوسکو نماز فوت ہو گئی بسبب تنہد  
ہونے شرکت کے امام کی تکبیر میں اور ابو یوسف کے نزدیک نماز میں داخل ہو جائیے بسبب باقی رہنے تحریمہ کے اور جب امام سلام پہرے تو  
تین تکبیریں کہے جیسے موجود شخص کہ چوتھی تکبیر تک امام کا شریک نہوا اور بعد چوتھی کے شریک ہو جائیے تو وہ سلام کے بعد تین تکبیریں کہتا  
ہے بالاتفاق اور اسی قول امام ابو یوسف پر فتویٰ ہے ذکر کیا ہے اوسکو جلی وغیرہ نے ہم یعنی طرفین کے نزدیک سبق کو انتظار امام کی  
تکبیر کا کرنا چاہیے تب شریک ہو سکتا ہے اور چونکہ چوتھی تکبیر کے بعد کوئی تکبیر باقی نہیں اسلئے اوسکی شرکت نہیں ہو سکتی اور امام ابو یوسف  
کے نزدیک چونکہ قبل سلام تحریمہ باقی ہے اسلئے شریک ہو سکتا ہے کذا فی الشامی و اذا اجتمع الجنائز فاولاد الصلوۃ علی کل واحد  
اولی من الحجۃ و تقدیر افضل الفضل و اجمع جائز در جیکہ کئی جنازہ مجتمع ہو جائیں تو ہر ایک پر جدا جدا نماز پڑھنا بہتر ہے بہ نسبت  
سب پر ایک ساتھ نماز پڑھنے کو اور مقدم کرنا افضل شخص کا افضل ہے یعنی اول سب افضل پر نماز پڑھے ہر اس سے کہ کم فضیلت والے  
پر اور علیٰ ہذا القیاس اور اگر جمع کرے یعنی سب پر ایک ہی نماز پڑھے تو درست ہے ان شاء اللہ جل الجنائز صفحا واحداً و اقام عند افضل  
وان شاء جعلہا صفحا علی القبلة فاحد خلف و احین یتبکون و احین یتکلمون کل جنازۃ علی الامام لیقوم بعد از صلاۃ کل واحد ان جعلہا دحی  
فحسن لوصول المقصود پر اگر جامع ہو تو ایک ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں سب جنازہ کو ایک صف کردی اسطرح کہ ایک کا سر دوسرے کے پاؤں  
کی طرف ہو اور امام کہہاؤ اس شخص کے سینہ کو مقابل جو ان سب میں افضل ہو اور اگر جامع ہو تو انکو قبلہ کی جانب ایک دوسرے کے پیچھے رکھ کر  
صف بنا دی اسطرح کہ ہر جنازہ کا سینہ امام کے مقابل ہے تاکہ امام سب کے سینہ کے مقابل کہہاؤ اور اگر اس صورت میں زینہ کی طرح صف کرے  
یعنی ایک کا سر دوسرے کی پیچھے کرے اسطرح کہ ہر جنازہ بہ نسبت پہلے کے تھڑا سا بائیں طرف کورے تو بہتر ہے بسبب حاصل ہونے مقصود  
کے ہم طوطا دی لئے کہا کہ حصول مقصود تینوں کیفیتوں کی علت ہے کہ جسطرح جامع پڑھے مطلب میں حاصل ہو و راعی الترتیب المعہود  
خلفہ جائز لیسئلہ فی قرب منہ افضل کل الفضل الرجل علیہ فالصبر فالحسنۃ فالبکاء فالتفہم فالمرأۃ فالصغیر فالجوف فالحقیقۃ علی العبد العبد علی  
المرأۃ و اما ترتیبہ فی ذلک احد الضمیر ذلک کس هذا فیفضل کل الفضل علی القبلة فحسبہا اور نماز کہی ترتیب معمولی کا اپنی پیچھے زندگی کی  
حالت میں یعنی اپنی پاس سب سے افضل شخص کا جنازہ کرے ہر اوسکا جو اس سے کم ہو مثلاً عالم فاضل کا جنازہ اپنی متصل کرے پھر  
اور دنیا اور اگر علم و فضل میں برابر ہوں تو بڑی عمر والے کو مقدم کرے کذا فی الشامی مرد کو اپنی پاس کرے ہر اوسکے کو پھر خشی کو پھر















بالکس اسکا مرد ہونا صاف ظاہر ہے ولولیع مال غیر و مات کھلی بیوقوفان دلائل کھنڈے اور اگر کوئی شخص پر ایسا مال ٹکڑے کر گیا  
 تو اسکا بیٹ چیرا جائے یا نہیں اسباب میں رد و تول میں اور بہتر ہے کہ ان چیرا جائے کیونکہ اسکی حرمت اسکی تعدی کے سبب سے جاتی رہتی  
 اس سے معلوم ہوا کہ اگر بلا تعدی اسکی بیٹ میں مل چلا گیا ہو گا تو بیٹ نہ چیرا جائیگا کذا فی التکفیر مسائل لمخبر شام کی الایضاح  
 افضل من النوافل یوقی بہ اوجہ اوفیہ صلاحتہ صحت جنازہ کے ساتھ جانا افضل ہے نسبت لفظوں کے اگر میت کی ساتھ قربت یا  
 مسالگی ہو یا مرد و عورت مشہور ہو وہ افضل ہونے کی وجہ سے کہ جنازہ کے ساتھ جانے میں سلوک زندہ اور مردہ دونوں کے ساتھ ہوا  
 کاف نواب زیادہ ہو کذا فی المطاوعی یتذکرہ فی جہۃ صلوٰۃ و بحیلہ کذا موضح مسئلہ فلا یراہ الا کاسیلا من یعیذہ و انکس بہ  
 ما یکملہ لہ یخیر کذا حدیث اذ کو اھل کس من ناکہ و کفوا حق صلوٰۃ من سب ہو دفن کرنا میت کا اسکی موت کی جہت میں یعنی جس جگہ ہوا مردہ  
 کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہو دوسری جگہ لیجانا چاہیے اور مستحب ہو جلدی کرنا دفن میں اور مستحب ہو نہلانے کی جگہ چھپانا اس طرح کہ  
 ہوا نہلا نوالے یا اسکی مددگار اور کوئی نہ کیجو اور اگر مردہ کسی کوئی امر ایسا دیکھو جو برا معلوم ہو مثلاً صورت کا بڑا ہونا یا رنگ سیاہ پڑنا تو اسکا  
 بیان کرنا درست نہیں اس حدیث کے کہ بیان کرو خوبان اپنی مردوں کی اور باز رہو انکی برائیوں کی ہم شامی نے کہا کہ اگر میت عقی  
 ہو تو اسکی حال کے کبھی نی کا مضائقہ نہیں تاکہ اور لوگ بدعت سے باز رہیں و لا بائس بفعلہ قبل دفنہ اور کچھ مضائقہ نہیں مردہ کو دوسری  
 جگہ لیجانا پیشتر اسکی دفن ہونیکے ہم یعنی دفن کر نیکیے بعد بالاتفاق نقل درست نہیں اور قبل دفن نقل کرنا بعض فقہاء کے نزدیک تو  
 مطلقاً درست ہو کتنا ہی فاصلہ ہو اور بعض نے کہا کہ اگر مدت سفر و نو جگہ میں ہو تو نقل درست ہو اور امام محمد نے ایک یاد و میل کے فاصلہ کی  
 قید لگا دی ہے کہ اس قدر دوری تک نقل درست ہو اور اس سے زیادہ فاصلہ پر لیجانا کر دے کذا فی الشامی و بالاحوال ہم کہوتہ اور کچھ مضائقہ  
 نہیں میت کے مرنے کی خبر آپس میں ایک دوسرے کو کہہ دینی تاکہ لوگ اسکا حق ادا کریں اور تہیز و تکفین میں شریک ہوں و بار تائیدہ بشع  
 اوخیر لکن نیکوہ الا فی اطمی مدحہ کاسیلا کذا حدیث من تعدی لیس لہ اھل و کچھ مضائقہ نہیں مردہ پر روزیکا شعر سے یا غیر  
 شعر سے مگر کر دے زیادتی کرنی اسکی تعریف میں خصوص اسکی جنازہ کے پاس سبب اس حدیث کی کہ جو کوئی داویلا کرے یا م کفر کرے  
 سے یعنی وہ ہم سے نہیں ہم جاہلیت کے رونے سے مراد چیخا اور نوہ کرنا اور پیٹنا اور کپڑا پہنا نا ہو کہ یہ سب امور ناجائز ہیں اور شعر سے  
 رونے سے بھی غرض کہ ایسا شعر پڑھ کر دنا جس سے اپنی غم کا اظہار یا مردہ کی محاسن کا شمار بد و ن مبالغہ ہو شامی نے کہا کہ شام نے  
 ارشاد باب افعال سے لکھا حالانکہ مزید مستعمل نہیں رونے کے معنی میں مجروحی آتا ہے مصدر اسکا مرثیہ ہو و بتغیر اھلہ و توخیمہ فی الصلوات  
 اور کچھ مضائقہ نہیں میت والو کی تسلی کرنی اور انکو صبر میں رغبت دلانے کی ہم شرح منیہ میں کہا کہ ماتم پر سی مستحب ہو اسکی کہ آنحضرت  
 علیہ السلام علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبر دلایا اپنی بیانی کو کسی مصیبت میں اللہ تعالیٰ اسکو فیاست کے دن کرامت کا لباس پہنا دے گا  
 کذا فی الشامی و بالتی کا ذکر لکھا اور کچھ مضائقہ نہیں میت کے گھر والوں کے لئے کہا نا پکوانیکا ہم فتح القدر میں کہا کہ میت کے ہمسایوں  
 اور دور کے رشتہ داروں کو مستحب ہو کہ میت کے گھر والوں کو دوسری اٹھانا کہنا پکوانی جو انکو اس دن اور رات میں شکم سیر کر دی اور اسباب  
 میں اصل وہ حدیث ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ جب آئی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جعفر کے متعلقوں کے لئے کہا نا تیار کر دو کہ وہ اپنے  
 و جسد میں گھومیں و بالتی لیس لکھا فی غیر مسجد ثلاثہ آیام اولھا افضلھا و ثلثہ ابعداھا الا ثانیہ اور کچھ مضائقہ نہیں سوگ کیو اسطو میں  
 دن بیٹھنے کا مسجد کے سردار دوسری مکان میں اور اول روز یعنی جس روز مردہ دفن ہوا ماتم پر سی کیو اسطو اور دنوں سے بہتر ہو کیونکہ پہلے روز  
 میں وحشت فراق زیادہ ہوتی ہے تو تسلی ایسی ہی وقت میں مناسب ہے اور کر دے تعزیت بعد تین دن کے مگر غائب کیلئے مردہ نہیں یعنی اگر  
 کسی شخص نے تین دن کے بعد موت کی خبر سنی اور اسوقت و اما نہ دینی تعزیت کو آیا تو مردہ نہیں سبط مگر اگر میت کا رشتہ دار نہ ہو کیوقت بہتر



اور بعد موت کے آدمی کو بھی اوسکی پادشاهی میں عزت کو جانا کر وہ نہ ہوگا کذا فی الشامی و تکرار النعزۃ ثانیاً و عند القبر و عند باب الدار و یقول ۱۰ عظم الله  
 اجرتک و احسن جزاءک و عظم لمیتک و ادکر وہ جو عزت دوبارہ یعنی ایک بار اگر عزت کر لی ہو تو دوسری بار بخاری اور کر وہ عزت قبر کی پاس  
 یعنی قبر کے پاس میت کے لئے دعا کا مقام ہے نہ عزت کا اور کر وہ عزت گہ کے دروازہ کے پاس اور عزت میں یون کہی کہ اللہ تعالیٰ تیرا ثواب  
 زیادہ کرے اور تیرا صبر اچھا کرے اور تیری میت کو بخش دے یا رة العقبی و لوللنساء الحدیث کنت فہنکم عن یارۃ العقبی الاخری و عہد کر وہ عزت  
 نہیں دینی زیارت کا اگرچہ عورتیں زیارت کریں بسبب اس حدیث کے کہ میں نے تمکو منع کیا تھا قبر دینی زیارت سے اب آگاہ ہو کہ انکی زیارت کیا کر د  
 ہم بعض فقہانے کہا کہ عورتوں کو قبر دینی زیارت کرنی حرام ہے اور شارح نے لایا اس پر کہا خیر الدین نے اسکی تفصیل خوب کی جو یعنی اگر  
 عورتیں اسوجہ سے جائیں کہ غم تازہ ہو جائے اور رونا اور سہنا اپنی معمول کے موافق قبر و قبر کریں تو ہرگز جائز نہیں اور یہ جو حدیث میں آیا اگر  
 کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرنا ہے قبر دینی زیارت کرنے والیوں کو تو اس میں وہی عورتیں مرد ہیں جو قبروں پر امور نامشروع کریں اور اگر اسوجہ سے جائیں  
 کہ عبرت حاصل کریں یا تبرک جانکر صلحا کی قبروں پر جائیں تو اس صورت میں اگر عورتیں بڑی ہی ہوں تو مضائقہ نہیں اور اگر جوان ہوں تو اونکی حق میں  
 زیارت مذکور کر وہ اور مردوں کے حق میں ہو جب حدیث بالا زیارت قبر مستحب ہے اور افضل ہے کہ جمعہ کو زیارت کرے یا اس سے ایک روز پہلے  
 یا ایک روز پیچھے کذا فی الشامی و یقول السلام علیکم دار قوم مبین انا انشاء اللہ بکم لایحق بوقرۃ لیس فی الحدیث من قرۃ الاخلاص لحد  
 عشر من کافر و ہب الخیر اللہ صلات اعطی من الاخر بعد الاموات اور زیارت کرنا قبرستان میں یہ الفاظ بھی السلام علیکم و لایحق بکم  
 یعنی سلام ہو تمہاری ایماندار قوم کے گھر والو اور بیشک ہم اگر خدا نے چاہا تو تمسویں گے اور سورہ یسین پڑھو اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سورہ  
 اخلاص گیارہ بار پڑھے اور سکا ثواب مرد و کنوختہ سے نو مرد دینی شمار کے موافق اوسکو ثواب دیا جائیگا علی نے کہا کہ احد عشر کی جگہ احدی  
 عشرہ صواب ہے و یجوز قد لفسہ و قبل یکر و الذی یمنع ان لایکرہ تہنئۃ فی الکفن بخلاف القدر کچھ مضائقہ نہیں اپنی لکھی قبر کو دور سے  
 کا اور بعض نے کہا کہ کر وہ اور مناسب بقواعد یہ ہے کہ کفن جیسی چیز کا تیار کر لینا کر وہ نہیں بخلاف قبر کے ہم و جب قبر کے کھودنے کی یہ  
 ہے کہ پہلے سفر آخرت کی تیاری ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ربیع بن خثیم وغیرہ نے ایسا کیا بھی ہے اور جن لوگوں نے کر وہ کیا  
 اوسکی علت یہ بیان کی کہ آدمی کو معلوم نہیں کہ میں کہاں مرد نکاحا چنانچہ قرآن مجید میں مصرح ہے ہر خاص جگہ قبر بنوانا نص کے خلاف نہیں آیا  
 طحاوی نے کہا قبر کھودنا قرآن کی نص کے مخالف نہیں اسکو کہ اس سے کچھ کچھ فائدہ ہوتا ہے یعنی اگر خود دمان نہ مرے گا تو دوسرے کا نام دینی  
 لیکرہ المشی فی طریقت ان تصدق حق اذ التصلی الی قبرہ الا بطلی قد تکررہ ہے چنانچہ قبرستان کے اس رستہ میں جسکو گمان کرے کہ یہ رستہ  
 رستہ ہی مہاتک کہ اگر میت کی قبر تک بہ دن کسی قبر کے روندنے کے نہ پونچے تو اوس کے پاس جانا ترک کرے و لایکرہ الدفن لیللا اور  
 کر وہ نہیں دفن کرنا رات کو ہم شرح منید میں کہا کہ دیکو دفن کرنا مستحب ہے کذا فی الشامی و لایجلال القارین عند القبر ہی الحدیث  
 اور نہیں کر وہ قرآن خوانوں کا بھلانا قبر کے پاس اور یہی مختار ہے ہم نور الایضاح کی عبارت یہ ہے کہ قرات قرآن کو لکھو قبر کے پاس  
 بیٹھنا اسفرض ہے کہ تلاوت اچھی طرح ہو اور خوب سمجھ میں آدی اور باعث عبرت ہو قول مختار میں کر وہ نہیں کذا فی الشامی اس نقل سے شامی  
 کی عرض شاید یہ ہے کہ قاریوں کا بھلانا جو شارح نے مختار لکھا ہے کہ میں مصرح نہیں عظم الذی یمنع آدمی کی بڑی حرمت رکھنی جو یعنی  
 اگر قبر میں کسی کا فردمی کی بڑی پائی جائے تو اوسکو توڑنا بھیگنا اور کسی قسم کا ہتک کیا جائیگا انما یعدب للیت بکاء اھلک اذا اوی لک  
 میت پر عذاب ہوتا ہے اوسکو گھر والوں کے روندنے سے بشرطیکہ میت روندنے کی وصیت کی ہو ہم اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ لوگوں کا قول  
 یہ ہے کہ گھر والوں کی رو سے میت پر عذاب ہوتا ہے سو ہم سے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ میت کو گھر والوں کی رو سے عذاب ہوتا ہے اور اکثر علما کا  
 قول یہ ہے کہ عذاب نہیں ہوتا کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (و لا تزدوا منہ) اور حدیث ہے معنی یہ ہیں کہ اس زمانہ کے

۴۰  
 اور نہیں اسفرض ہے  
 کہ قاریوں کا بھلانا  
 جو شارح نے مختار لکھا ہے  
 کہ میں مصرح نہیں



صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خظلہ کو دوبارہ غسل نہ یا سبب ہو چکا غسل کے فرشتوں کے فعل سے حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کی دلیل ہو  
 خظلہ بن ابی عامر تفسی جب شہید ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری یا خظلہ کو فرشتے نہلا رہے ہیں صحابہ نے انکی یہی سے  
 پوچھا تو انہی کہہ کر وہ ناپاکی کی حالت میں نکلے تھے آپ نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے انکو نہلا یا تو اس میں حاجتیں پیدا فرماتے ہیں کہ اگر ناپاکی شہید کا  
 نہلا جائے تو آدم پر واجب ہوتا تو چاہیے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خظلہ کو دوسری بار نہلاتے شارح امام اعظم کیطریقی جواب دیتا ہے کہ  
 غسل بلا شہید واجب ہے مگر نہلا نیواسے کچھ ضرور نہیں کہ آدمی ہوں چنانچہ حضرت آدم کے نہلانے کا قصہ باب النجائز میں گذرا کہ انکو فرشتوں نے  
 نہلا یا تھا اسطرچ بیان ہی جب عرض غسل یعنی طہارت فرشتوں کے نہلانے سے حاصل ہو گئی تو پھر بنی آدم کے غسل دینے کی کیا حاجت رہی کذا فی  
 الشامی مقتضی قتل طمأ البعیر حی جازحہ ای علی حبیب الفصاح فی نفس القتلیۃ بل فصاح شہید وہ پاک مسلمان بکلف ہی عظم  
 سے ناحق قتل کیا جاتا ہے زخم کر نیوالی چیز سے یعنی ایسی چیز سے مارا جاتی جو قصاص کی موجب ہو مثلاً تلوار اور چھری اور تیر وغیرہ سے نہ لاٹھی اور  
 غلہ کی مانند سے کہ ان دونوں سے مارنے کی صورت میں قصاص لازم نہیں آتا اسلئے انکی کشتہ کو غسل دیا جائیگا اور نہ واجب ہو و خود اس قتل  
 کے سبب مال بلکہ واجب ہو قصاص صحتی وجہ الجبال بعارضین کا صلحہ او قتل الایمان لا تسقط الشہادۃ کیا شک کہ اگر مال واجب ہو  
 کسی عارض کی جیت سے قتل کیوہ ہو جیسو قتل سے صلح کرنے میں کہ ہر چند قتل موجب قصاص ہو مگر قصاص سا قہ ہو جانا ہی صلح سے جو امر عارضی ہی یا قتل  
 کر ہی باپ اپنی بیٹے کو کہ بیان بھی نفس قتل سے قصاص ہی وجہ ہو گر باپ ہونے کی جیت سے قصاص نہیں لیا جاتا تو ان دونوں صورتوں میں شہادت سا قہ  
 نہ ہو گی یعنی اسکو غسل نہ یا جائیگا ولہذا قتل فلان امرت غسل کھاسیجہ اور ایک شرط غسل دینے کی یہ ہے کہ زخمی ہونے کے بعد زندہ نہ رہا ہو پس اگر  
 زندہ رہا ہو گا تو غسل دیا جائیگا چنانچہ آگے مذکور ہو گا ارشاد میں ان جنگ سے اوٹھا لائے کو کہتے ہیں جبکہ زخمی میں جان باقی ہو اور یہ فعل  
 مجہول مستقبل ہوتا ہے کہانی القاموس اور شرع میں جو کیفیت ارشاد کی ہو وہ آگے مذکور ہو گی و کذا لیکون شہید الوقولہ باغی اور حی اوقاطح  
 طریق ولو شہیداً او لعدو الجاحد فان قتلہم شہیداً ہی ای قتلوا انکا صلاہ شہادۃ لعل لیکون کلمہ قتل سیرا لرحہ اور اسطرچ یعنی بشرط زندہ  
 پائے جانے کو شہید ہو گا اگر قتل کیا ہو اسکو باغی یا کافر حزنی یا راہزن نے اگرچہ قتل سبب ہو یا بدون اوزار زخم کر نیوالی کے موت ہی شہید  
 ہو گا کیونکہ ان لوگوں کا مارنا انہو شخص شہید ہوتا ہے کسی اوزار سے اسکو مار میں اسلئے کہ اصل سباب میں جنگ احد کے شہید میں اور وہ سب متہار سے  
 نہیں مقتول ہوئے تھو قتل سبب کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی کافر یا راہزن یا باغی سوار کے پانوں سے دب کر مسلمان مر گیا یا انہوں نے کسی مسلمان  
 سوار کے گھوڑے کو بھڑکایا یا سانک کہ وہ گر کر مر گیا یا مسلمان کے رہنے کی جگہ میں آگ لگا دی اس سے مر گیا تو ان صورتوں میں شہید ہو گا کذا فی  
 الشامی تقریر اور وجہ جرحا مینا فی مع کلمہ المراد بالجلحۃ صلاۃ القتل کس وجہ الدیم من عینہ او اذنیہ او حلقہ کلمہ لیس انہم و ذکرہ انہم مراد  
 حلقہ کلمہ یا شہید ہو گا وہ شخص کہ پایا جاتی زخمی مردہ ان لوگوں کے میدان جنگ میں شارح نے کہا کہ مراد زخم سے قتل کا نشان جو خواہ ظاہر میں  
 زخم ہو یا نہو مثلاً ٹکنا خون کا او سکی آنکھ سے یا کان سے یا خلق سے خون صاف کا ٹکنا نہ ٹکنا خون کا او سکی ناک سے یا پیشاب کی جگہ یا مقام  
 پاخانہ سے یا خلق سے خون بستہ کا ٹکنا ہم یعنی خون جس مقام سے ٹکنا ہو دیکھا جائے کہ اس مقام سے بدون کسی مرض یا نفی کے بھی نکلا کرتا ہے یا  
 نہیں اگر ٹکنا ہو جیسو نمبر تو یہ صورتیں شہید ہو گا اور اگر بدون مرض یا بطن نہیں ٹکنا جیسو آنکھ یا کان سے تو یہ خون علامت قتل جو اس سے  
 شہید ہو گا اور اگر خون منہ سے ٹکنا ہو تو اگر سر سے آرتا ہو تب تو شہید ہو گا اور اگر پیٹ سے چڑھتا ہو تو شہید ہو گا کیونکہ بدون زخم یا جرح کے  
 پیٹ کیطریقی خون منہ کو نہیں آتا اور سچاں سر اور پیٹ کے خون کی جگہ ہے کہ سر کا خون صاف ہوتا ہے اور پیٹ کا خون بستہ ہوتا ہے کذا فی  
 الجرح و الفتح شامی نے کہا کہ شارح کی عبارتیں قلب ہو گیا صواب یہ ہے کہ جائز اول ذکر کرنا چاہیے اور صافیا آخر میں قیل حصہ ما لا یصلح لکلف  
 ویزاد انہم علیہ عن کفن السقوی فیصل ان زاد کجل ان یلفکفہ المسقی پس اناریکا شہید پر سیدہ چیز جو کفن کی لیاقت نہیں رکھتی

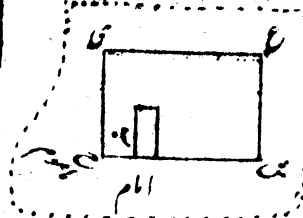


طرحی ہوگی تب تو غسل دیا جائیگا اور اگر امور مذکورہ میں سے کسی سے ناامیدہ لیتا بعد زخمی ہو سکے یا یا جائیگا تو شہادت کاملہ نہ ہوگی جس سے غسل نہ پاتا ترک کیا جاوے وہ مکملہ اذکار کا بعد الغناء الحرب ولو فیہا ای فی الحرب لا یصیر موتاً علی ذلک اور یہ سب باتیں بن سے شہادت ناقص ہوتی جو اس شخص میں کہ لڑائی ہو چکی ہو اور اگر لڑائی کے اندر بہ امور جون توان مذکور چیز و زمین کسی کو موت پہنچا ہر صورت میں شہید کامل ہوگا و کل اذکار فی الشہداء الکامل الا فقلت شہید الاخرۃ وکذا الجنۃ وحقاً اور یہ سب باتیں شہید کامل کے باب میں جو دنیا اور آخرت دونوں میں شہید ہو ورنہ مرث شہید آخرت تو ہوتا ہی ہو اور اس طرح شہید آخرت ہو جنات والا اور مثل اس کی جیسے مجنون اور لڑکا امردہ مقتول جو ظلم سے مارا جاوے اور اس کو ایسا نہ سوال جب ہو بھیجی شہید آخرت میں ہم شرطیں شہید کامل کی جہت نہ کر ہوئی ہیں اول عقل دوم بلوغ سوم طہارت جنات جیسے چیز سے چارٹم قتل ہونا براہ ظلم یا جہاد میں شجاعت واجب ناموں مالی کا ششم بعد زخمی ہونیکے مستقیم ہونا امور مذکورہ بالا سب اور شہید دنیا سے بھی غرض کہ غسل دیا جائیگا مگر اس صورت میں کہ جب ہو یا نجس خارجی ہو او اسکے خون کے لگی ہو اور شہید آخرت سے بھی مراد کہ جو ثواب شہداء کے لئے وعدہ ہوا ہو اس کو حاصل ہوگا کذا فی البحر وفتح القضاۃ العدل فاصحابہ الغنی والفقیر والمہلک علیہ والمبطون والمطعون والمفسد والمذنب لیسوا بشہداء لیسوا بشہداء لیسوا بشہداء لیسوا بشہداء صونہات ہو یطلب العلم وقد علمہم السیوطی فی کتابہ الذین دلت علیہ احادیث شہید آخرت سے جو شخص کہ دشمن کا قصد کرے اور تیار اپنی ہی اور پانی میں ڈبا ہو اور جگر مرنی والا اور سفر میں مرنی والا اور جسم مکان گر گیا ہو اور پیٹ کی بیماری یعنی دستون یا استسقا سے مرنی والا اور یا سے مرنی والا شامی نے کہا کہ جو شخص ایام و بایں اپنی شہر میں صابر بہ نیت حصول ثواب ٹھہرا ہو وہ اگر اس عرصہ میں کسی اور مرض سے مر جائیگا وہ بھی شہید ہوگا اور نفاس والی عورت خواہ جنتی کی وقت مری یا بدت نفاس میں اور جو شخص جمعہ کی شب کو وفات پاوے اور ذی الحجہ والہ اور جو شخص اس حال میں مری کہ علم کا طالب ہو یعنی علم میں مشغول ہو خواہ تالیف کرنا ہو یا پڑھنا ہو یا پڑھنا ہو یا پڑھنا ہو اور شہداء آخرت کو سب نے بقدر تیس کے شمار کیا ہے واللہ اعلم ہم جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تثبیت میں تعداد مذکور طرح بیان کیا ہے پیٹ کی بیماری والا غریق دیکر مرنی والا ذات الحجب والا جو عورت کہ اپنی حمل وغیرہ پیٹ کے اندر کی چیز سی مرنی والا سفر میں مرنی والا مری والا تپ والا اپنے گھر والوں کی حفاظت یا اپنی مال کی حفاظت یا اپنی جان کے بچانے میں مرنی والا ظلم سے مرنی والا عشق میں مرنی والا بشرطیکہ پارسانہ اور شہداء کے ساتھ ہو جس شخص کے گلے میں پانی وغیرہ کا ہند الگ کرنا ہو یا جو جسکو درندہ نے ہارٹا ہو جسکو بادشاہ نے ظلم کیا ہو یا زبردستی ہٹایا ہو یا بادشاہ کے خوف سے چھاپا ہو اور مر گیا ہو جسکو سانپ بچھو وغیرہ نے کاٹا ہو جو علم شرعی کی طلب میں مرا ہو جو بیت ثواب اذان دیتا ہو جو ستر و اگر سچ بولتا ہو جو شخص اپنی زن و فرزند اور ملک و کون میں اللہ تعالیٰ کا حکم جاری کرنا ہو اور حلال کی کامی ہو انکو کہلاتا ہو جسکو جہاز میں منی اور تھے سو وفات ہو جو عورت غیرت پر صبر کر کے مری جو شخص ہر روز ۴۰ بار یہ کلمات کہہ لیا کرے (اللہم یادک فی الخلق و فی کعبۃ اللہ) جو شخص نماز چاشت پڑھتا ہو اور برہمنے میں تین روز مری کہہ اور وتر کو ترک کرے نہ سفر میں نہ مقام میں جو شخص ست کے فساد کی وقت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مضبوط رہے جو شخص اپنی مرض موت میں ہم بار کہے (لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الخالین) کذا فی المطاوعی شامی نے کہا کہ اس تعداد پر بعض علماء مالکیہ نے اتنا اور زیادہ کہی ہیں جو جگر مر جائے جو گھوڑا کمر منتظر جہاد کا رہے جو ہر شب سورہ بیں پڑھے جو شخص سواری کے جانور پر سوار ہو کر مری جو ثواب کو طہارت کر ساتھ سو دی اور مر جائے جو شخص زندگی بہر لوگوں کی مدارات کرنا ہو جو شخص ہر روز توبہ بار و د پڑھے جو شخص سچو دل سے اللہ کی راہ میں قتل ہو سکے و عامان کا کرے جو شخص حاجت کی وقت مسلمانوں کے کسی شہر میں غلبہ لجاوے جو شخص ذریعہ کو وفات پاوے جو شخص صبر کر تین بار کہے احمود باللہ اس میں اللعین من الشیطان الرجیم اور تین بار آمین سورہ حشر کر آخر کی پڑھے اور اس روز وفات پاوے اور ان سب اشخاص کو لکھو ثواب شہادت احادیث میں آیا ہے اور پورا بیان شامی میں ہے

۴  
بیت میں تین  
تین تین تین تین  
تین تین تین تین تین

بیت میں تین  
تین تین تین تین تین  
تین تین تین تین تین





امام دروازہ تب کے سامنے کھڑے اور مقتدی نے رکن جبرکیت منہ کر کے نیت کی تو اس صورت میں چونکہ گوشہ مشترک و دو طرفہ تھا ہوتا ہے مقتدی کی جہت قبلہ و دیوار ح سن اور ح ی دونوں میں لیکن اگر امام کی نسبت کعبہ سے قریب ہو جائیگا تو اسکی نماز درست نہوگی اسلئے کہ ہر چند جانب ح ی بھی اسکی جہت ہو مگر چونکہ ح سن کی طرف امام ہی ہوتا ہے اسلئے اس میں کہ اس جہت کو مقتدی کی جہت ٹھہرائی جائے تو مقتدی کا کعبہ سے قریب ہونا ایسا ہوا کہ اتحاد جہت کی صورت میں اپنی امام سے آگے بڑھ گیا اور حلقہ نقطہ کا پہلے مسئلہ کی صورت بنانا ہے کہ امام کی طرف کے نقطے مقام مقتدی کے ہیں جو امام کی نسبت کعبہ سے دور ہیں اور باقی تین طرفوں میں کعبہ سے قریب ہیں و کذا لواقظہ من خارجہا باکام فیہا والباقی مفتوح صحیح لانه کتباہ فی الحجاب اور اس طرح درست ہے اگر مقتدی کعبہ کے باہر سے اقتدا کریں اس امام کے پیچھے جو کعبہ کے اندر ہوا اور دروازہ کعبہ کا کھلا ہو اسلئے کہ امام کا کعبہ کے اندر ہونا ایسا ہے جیسا محراب میں کھڑا ہونا امام کا کعبہ کے اندر ہونا عام ہے اس سے کہ مقتدیوں میں سے کوئی اس کے ساتھ ہو یا نہیں اور یہ اقتدا اگر درست ہے مگر کراہت کی سائنہ اسلئے کہ امام کا قد آدم اور بچا کھڑا ہونا مکروہ ہے اور دروازہ کے کھلے ہونے کی قید اسلئے لگائی کہ امام کے رکوع سجدہ کا حال مقتدی دیکھ کر معلوم کر لیں پس اگر دروازہ بند ہوا اور کوئی کبیر امام کی اللہ اکبری کی آواز پہناتا جائے تو اقتدا جائز ہوتا جائے کذا فی الطحاوی والنداء علم و استغفر اللہ العظیم الکرم \*

## کتاب الزکوٰۃ

الذکر یل حلیل کمال الاتصال بینہما ووضعت فی السنتہ الثانیۃ قبل فرضہ بعض کتاب ہوا حکام زکوٰۃ کے بیان کرنا زکوٰۃ کا نماز سے ۸۲ جگہ قرآن شریف میں دلیل ہے و دونوں کمال کے درجہ کے اتصال کی اور زکوٰۃ دوسری برس فرض ہوئی رمضان کے فرض ہونے سے پیشتر ہم یہ بیان مناسب گناہ نے کر دیا کہ ہر چند روزہ اور نماز عبادت بدنی میں دو نو پاس پاس ذکر ہونی چاہئیں مگر چونکہ نماز زکوٰۃ میں اتصال شدت سے ہوا اسوجہ سے زکوٰۃ کو روزہ پر مقدم کیا گیا طحاوی نے کہا کہ شارح نے ۸۲ جگہ یہ نعت صاحب نہ الفائق اور بحر الرائق کے لکھ دیا جنہوں نے اس شمار کو گناہ بزاز کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ شمار غلط ہے صحیح یہ ہے کہ ۸۲ جگہ ایک ساتھ دو نو کا ذکر قرآن مجید میں ہے چنانچہ ہماری دستاویزوں سے اس شمار کیسے ولا یجب علی الانبیاء اجماعاً اور زکوٰۃ واجب نہیں انبیاء علیہم السلام پر بالاتفاق ہم مفتی ابو السعد نے وجہ انبیاء علیہم السلام پر زکوٰۃ واجب نہونکی یہ لکھی ہے کہ یہ بزرگوار اپنے پاس کی چیز کو ودیعت جانتے تھے خرچ کے مرتع پر اسکو صرف کر دیتے تھے اور جو موقع صرف کرنے سے اسکو روکتے تھے دوسری یہ کہ زکوٰۃ طہارت ہے اس شخص کے حق میں جو آلودہ گناہ ہو اور انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں کذا فی الطحاوی ہی لغۃ الطہارۃ والفقہ وشیء تکلیف خرج الا باحۃ فلو اھتم بکمالنا ویا الزکوٰۃ لا یجوز لہ الا اذا فہم لہ المطعم کالوکسۃ بشیء ان یعقل الفیصل الا اذا حکم علیہ بنفقہم مصلحتہم لکن لا لکنانی بل لکنانی زکوٰۃ لنت میں پاک ہونے اور بڑھتی ہوئی کہتے ہیں اور شرعاً مالک کرنا ہی فقیر کو اس حصہ مانی کا جسکو شارح نے معین کیا ہے شارح نے کہا کہ تملیک کی قید سے اجتناب یعنی چیز کا سیاحت کر دینا نکل گیا تو اگر کسی یتیم کو یہ نیت آئے زکوٰۃ کوئی شخص کہنا نہ کھلا دیوے تو کافی نہ ہوگا سبب نہ ہونے تملیک کے مگر جیکہ کہانے کی چیز یتیم کو دینا لے تو کافی ہوگا جسے کافی ہے اور ای زکوٰۃ کے لئے اگر کبیر اپنا دی یتیم کو بشارت ملے وہ قبض کو سمجھتا ہو یعنی چیز کو سپینک نہ دیتا ہو لیکن جس صدقہ میں کہ اس شخص پر یتیموں کے لئے نفقہ کا حکم ہو گیا ہو تو اب اسکو کبیر اپنا نا وادی زکوٰۃ میں کافی نہ ہوگا کذا فی المغصنات بخلاف ابو یوسف کے کذا فی الزاویہ ہم چیز کے لینے کو سمجھنا کہتا ہے اور لباس و نو سے متعلق ہے اور سبب حکم نفقہ کی یہ صورت ہے کہ مثلاً فاضل نے یتیموں کا نفقہ کیسے دیا ہے اس شخص کے ذمہ کیا اب اگر یہ شخص نفقہ کی چیز کو زکوٰۃ میں شمار کر لیا تو زکوٰۃ ساقط نہوگی اسلئے کہ حکم فاضل کی تعمیل تو خود واجب ہے پس ایک واجب سے دوسرا واجب کیسی ادا ہوگا اور فقیر جمع کی تقسیم میں مناسب نہیں فقیر مفرد چاہیے اسلئے کہ اسکا مرحوم یتیم یعنی مفرد مذکور ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اباحت

کتاب الزکوٰۃ



سوی سہی اور زکوٰۃ درست ہو کذا فی الشامی بعد فرق اباحت اور حلیک میں سبب کہ اباحت سو چیز کا کام میں لانا مباح ہو جائی ہے یہ نہیں کہ اس میں  
جو تصرف چاہی وہ کوئی اور ملک سے سبب ملے نہ صرف کا اختیار ہو تاہم اگر کہا نامیں کو مباح کیا تو اسکو اختیار اسکی کہایں کا سہی نہ اور  
صرف کا اور اگر مالک کیا تو چاہی وہ کوئی اور ملک سے سبب ملے یا سبب سے حق مالک کے حق النفع کے خلاف اسکی فیکر کا نام نہ لایا جائیگی  
حیثہ الشارح وہو یبہش فی حق خیر النافذہ والنفذہ زکوٰۃ مالک کرنا ہی مال کے ایک ٹکری کا کہ شارح نے اسکو ٹھہرا دیا ہے اور وہ  
چالیسواں حصہ اس مال نقد کا جس پر ایک سال گزر گیا ہو شارح نے کہا کہ مال کا حصہ کہی ہی نفع خارج ہو یعنی وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہو سکتا  
مثلاً اگر کسی فقیر کو اپنی گھر میں ایک سال بہ نیت ادار زکوٰۃ رکھا تو کافی نہیں گا کیونکہ اسکو نفع کا مالک کیا نہ مال کا اور چالیسواں حصہ کی نسبت  
مدتہ نفل نکل گیا کہ اسکی بائیں کچھ حصین ہی نہیں اور مدتہ فطر بھی نکل گیا اسلیئے کہ وہ چالیسواں حصہ نہیں ہوتا ہم طحاوی نے کہا کہ چالیسواں  
حصہ شارح نے بیان کیا اور زکوٰۃ کا فورون اور غلہ کی بھی اسپین شامل ہو کیونکہ وہ قانوم مقام چالیسواں حصہ کے ہر من مستقیم فقیر کو ملتا ہے  
ہا شامی نے اسکو لایا ہے مقتداً من هذا معنی فی الذلک لای یجوز لای العہود اخرجہ شکر مالک کرنا ہی مسلمان فقیر کو اگرچہ ناقص العقل ہو نہ اولاد ہو نہ  
اور نہ ادنیٰ مولے یعنی آزاد کو ہو نہ غلام کو اور یہی ہر مراد کرنے کے قول ملک المال کی یعنی وہ مال جسکا غائداً شرعاً معلوم ہو ہم مصنف زکوٰۃ  
کی تعریف میں نزدیک جزو مال کتبہ اشارہ کیا ہے اور صاحب کرنے نے ملک المال کہا ہے تو شارح کہتا ہے کہ مال دو تو تعریفوں کا ایک ہے کیونکہ کثر علی  
سے مال مہود مراد ہے اور الف لام عہد کا ہے یعنی وہی مال جو شارح نے مقرر کیا ہے وقتہ قطع النفعۃ عن المصالح من کل حیوان ولا یدفع الی حیوان  
وخصہ مالک کرنا ہی اسطر کہ مصنف مالک کر نیوالی کی ہر وجہ سے منقطع ہو جاوی اس سے یہ نکلا کہ زکوٰۃ کا دینی والا اپنی اصل یعنی مان باپ دادا  
داوی نانا نانی وغیرہ اور اپنی فرع یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی وغیرہ کو نہ دی کیونکہ ان کو دینی میں من وجہ اسکی منفعت باقی ہے  
لہ تعالیٰ انکشاف الذبیۃ مالک کرنا ہی خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے شارح نے کہا کہ یہ بیان ہی نیت شرط ہونے کا یعنی جب ہم  
کہا کہ فقیر کو دنیا خدا تعالیٰ کے امر کی بجا آوری کے لئے ہو تو معلوم ہوا کہ زکوٰۃ میں نیت شرط ہے جیسے اور عبادات مقصودہ میں شرط ہے  
بالاجماع کذا نے البھوشن فی اقرضہ لعل فی الذلک و اسلام و حریۃ والعلم بہ لہو حکماً لکونہ فی دارنا اور زکوٰۃ کے فرض ہونے کی شرط  
عاقل ہونا اور بالغ ہونا اور مسلمان ہونا اور آزاد ہونا اور فرض ہونیکا جانتا ہو اگرچہ فرض ہونے کا علم حکم کی روسی ہو جیسو مال دار کا  
دارالاسلام میں ہونا کہ یہاں یہی علی غر نہیں ہو سکتی مان اگر کوئی کافر مالدار وار الحرب میں مسلمان ہوا اور چند سال دمان رہا اور اسکو  
زکوٰۃ کا حال معلوم نہ ہوا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی کذا فی الشامی ہم فرض ہونے میں اتنی قید دن کے لگانے سے معلوم ہوا کہ لڑکے اور مجنون  
اور کافر اور غلام کے مال پر زکوٰۃ نہیں دسببہ اسسبب اقرضہ مصلک نصاب حق نسبتہ لعل لکونہ حلیۃ نام بالوفیہ صنفہ مالک  
مستحق مال الملکاتیب اسسبب اسکا یعنی زکوٰۃ کے فرض ہونیکا پوری ملکیت نصاب حولی کی ہے شارح نے کہا کہ حولی نسبت ہے حولی بکھن  
بعضی سال اور اس مال کو حولی اسلیئے کہا کہ اس پر سال گزر جاتا ہے اور لفظ تام رفع کے ساتھ صفت ہے ملک کی اس قید سے ملکاتیب کا مال نکل گیا  
کہ اس پر ملک کامل ملکاتیب کو نہیں ہونی اسپسہ ہوا اسکی مال پر زکوٰۃ نہیں ہم سال سے مراد چاند کے بارہ مہینے ہیں نہ سال شمسی کذا فی الشامی  
اقولہ انہ مخبر باشراط اخر فیصل الی السطوق ینصرف للکامل من کہتا ہوں کہ ملکاتیب تو نکل چکا ہے حریت کے شرط ہونے سے علاوہ اسکو مطلق  
ملک سے فرد کامل یعنی ملک تام ہی مراد ہوگی ہم اس بیان سے شارح کی غرض یہ ہے کہ لفظ تام مصنف کی عبارت میں زائد ہو شامی نے کہا  
کہ شارح کے قول میں کلام ہے کیونکہ مصنف سبب وجہ کی تعریف کرتا ہے جو جامع و مانع ہونی چاہیئے تو اگر ملک مطلق بیان کیجا تو اور  
تام کی قید نہ لگائی جائی تو بلاشبہ ملک ملکاتیب کی تعریف میں داخل ہوگی اور ذکر حریت کا شرط کے بیان میں سبب کی تعریف کا نقصان  
دور نہیں کرتا اور مطلق کا محمول ہونا فرد کامل پر ایسی جگہ ہوا کرتا ہے کہ کسی وجہ سے قید نہ کر نہ ہوئی ہو تو دفع اقرضہ کے لئے یہ

یہی ہے کہ اگر مالک کا مال ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ وہ فقیر ہو یا غنی ہو اور اگر مالک کا مال ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ وہ فقیر ہو یا غنی ہو اور اگر مالک کا مال ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ وہ فقیر ہو یا غنی ہو

توجہ کر دینی ہیں نہ یہ کہ جو قید مفید ہو اور سکون راہ سمجھا جاوے خصوصاً سمجھانے کے مقام میں انتہی و دخل مملکت بسبب خدیش کے غصہ سے جھلکا اذکار کا  
 خلیفہ منصف ہے نہ وہ دنیا و دنیا پر داخل ہوا یعنی اس نصاب میں جس پر زکوٰۃ واجب ہو وہ مال جس کا مالک ہوا نصیب سب سے جیسے چھینی ہوئی چیز کو اپنی مال  
 میں ملا دیا بشرطیکہ اس کو پاس اور مال ہو اس مال مخلوط ہو جدا اس قدر کہ ہر ایک کو دے اس کا دین یعنی مال منسوب کی قدر اس جدا گانہ مال سے اور اگر مال  
 ہم صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کا مال چھین کر اپنی مال میں لپیٹ کر ملا دیا کہ وہ نو بعد انہیں ہو سکتی تو امام صاحب کے نزدیک دو صورتیں  
 مال کا حلقہ کر دینا ایسا ہے جیسو اس کو تلف کر ڈالنا یعنی اس شخص پر ضمان لازم ہو تو اس سب مال کی زکوٰۃ اس کو دینی ہوگی کیونکہ غلط ہو جس سبب  
 خبیث ہو وہ اس مال منسوب کا مالک ہو گیا ہے مگر سبکی زکوٰۃ دینی میں یہ شرط ہے کہ اس کو پاس اس مال مخلوط کے ہوا علیحدہ اتنا مال ہو کہ اس سے  
 ضمان ادا کر سکے اور اگر اور مال نہ ہو گا تو چونکہ اس کی مال میں غیر کا حق ملا ہو اس لیے اس پر ضمانت مال کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور صاحب کے نزدیک غلط  
 کرنا مثل تلف کر ڈالنے کے نہیں بلکہ موجب ضمان بھی نہیں اس سے ملک ثابت نہ ہوگی اور نہ زکوٰۃ واجب ہوگی کذا فی الشامی حضرت فارغی عن دین کے  
 عطایہ من جملة العباد سواء کان من زکوٰۃ و خارج اد للعبد لو کفالة او من جلا ولو صدق ان وجہه للخیل للفرق او نفقة لزمته بقصد او  
 برضا خلاف دین نہ دیکھا کہ اس سے لے کر لطف کے سبب جب زکوٰۃ ملکیت اس نصاب کی ہو جو زائد ہو اس فرض سے جس کا طلب کرنا لاکھوں ہندوں  
 کی طرف سے جو برابر ہے کہ فرض مذکور اللہ تعالیٰ کا ہو جیسے زکوٰۃ اور خراج یا فرض بندہ کا ہو گو بطور کفالت کے ہو یا فرض مبادی ہو اگرچہ ہر ایک زکوٰۃ  
 ہو جس کی مدت وقت فراق ہو یا فرض بندہ کا بطور فقہ کے ہو کہ اس پر فاضل کے حکم سے یا آپسکی رضامندی سے لازم ہو یا بختلاف فرض غذا اور کفاره  
 اور حج کے سبب سے مطالبے یعنی ان فرضوں کا طلب کرنا لاکھوں ہندوں نہیں اگرچہ قیامت میں ان کا مطالبہ ہو گا ہم زکوٰۃ میں بندہ کی طرف سے طلب  
 اس طرح ہے کہ شروع اسلام میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وقت تک زکوٰۃ امام لیا کرتا تھا پھر آپ نے تقدیر کی زکوٰۃ کا نکلنا مالکوں کے سپرد کر دیا تاکہ حکام  
 ظالم لوگوں کے مال پر طبع نہ کریں تو گو با بر مالدار آپ کی طرف سے زکوٰۃ لینا لاکھوں مال سے وکیل ہو گیا اور فرض زکوٰۃ سے زکوٰۃ کے واجب نہ ہوئی تھی  
 ہو کہ مثلاً ایک شخص کے پاس مال بقدر نصاب ہو اور اس پر دوسرے گند گنو تو اس پر دوسری برس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اس لیے کہ پہلی برس کی زکوٰۃ اس کی  
 ذمہ فرض ہے اس کو کمالی کے بعد نصاب ناقص ہو جائیگی اور کفالت کے فرض کی یہ صورت ہے کہ کسی شخص نے ہزار روپہ فرض لیا اور دس آدمی  
 اس کی قلیل ہوئی اور ان سب کے پاس ہزار ہزار روپہ ہیں تو ان میں سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں اس لیے کہ فرض دینو دلیکو اختیار ہے کہ جس سے چاہے  
 فرض لے سکتا ہو اور ہر محل بعض فقہاء کے نزدیک مانع زکوٰۃ نہیں کیونکہ عادت یہ ہے کہ اس کو کوئی مالگنا نہیں اور ہستانی میں سیکو معہ کہا جو  
 کذا فی المطاویٰ تو شارح کا قول ہر محل کے باب میں ضعیف ہے شامی نے کہا کہ فارغ صفت نصاب کی ہو اور نفقہ نصیب کے ساتھ عطف ہے کفالت پر  
 و لا ینفک الدین وجوب عشر خراج و کذا فی شرح و فرض مانع نہیں ہو وہ یکی اور خراج اور کفاره کے واجب ہونیکا یعنی اگر آدمی کے ذمہ فرض ہونے  
 نہیں کہ زمین کی پیداوار سے وہ یکی یا خراج اس کو ذمہ واجب نہ ہو یا کفاره کسی قصور کا اس پر واجب نہ ہو کیونکہ عشر و خراج متعلق پیداوار سے ہیں جو  
 ہمیشہ نیا ہوتا رہتا ہے اور کفاره متعلق ذمہ سے ہے اور میں مفلس اور فاقہ برابر ہیں اتنا فرق ہے کہ مفلس کو مہلت دست رسی تک دیا جائیگی مطاویٰ نے  
 کہا کہ یہ مسئلہ اس باب سے کہ قلع نہیں رکھتا شارح نے بڑا دیا جو خارج عن حاجتہ الاصلیۃ لان الشغل باکمال عدم تفسر کذا فی مملکت  
 ہذا کہ خیر منہ الاموال فقیرا کذا فیہ ان قدر یزید کذا فیہ اور نصاب مذکور فارغ ہوا اس شخص کی حاجت اصلی ہو کہ جو مال اصلی حاجت نہیں لگا ہوا  
 وہ نہیں لے کی برابر جو امد حاجت میں لگے ہوئے مال کو ان ملک نے یون بیان کیا ہے کہ جس سے آدمی اپنے اوپر سے ہلاک دفع کر چھینت  
 ہیں جیسو اس کی کڑے ہیں یا ہلاک تقدیری دفع کرے جیسو دین ہم حاجت اصلی کی چھین بہ ہر روز مرہ مکان سکونت آلات حرب  
 جائز کر کے کڑے پیشہ درون کے اوزار سامان خانہ داری سواری کے جانور اہل علم کے حق میں کما بین اور فرض کو ہلاک تقدیری  
 اس کو کہا کہ اس کی فکر میں آدمی شب و روز گھٹنا ہے اور آگے کو کوئی فرض نہیں دیتا اور خوشنما ہوں کے ہاتھ سے دولت ادبنا ہو کذا فی

نہیں کہ زمین کی پیداوار سے وہ یکی یا خراج اس کو ذمہ واجب نہ ہو یا کفاره کسی قصور کا اس پر واجب نہ ہو کیونکہ عشر و خراج متعلق پیداوار سے ہیں جو ہمیشہ نیا ہوتا رہتا ہے اور کفاره متعلق ذمہ سے ہے اور میں مفلس اور فاقہ برابر ہیں اتنا فرق ہے کہ مفلس کو مہلت دست رسی تک دیا جائیگی مطاویٰ نے کہا کہ یہ مسئلہ اس باب سے کہ قلع نہیں رکھتا شارح نے بڑا دیا جو خارج عن حاجتہ الاصلیۃ لان الشغل باکمال عدم تفسر کذا فی مملکت ہذا کہ خیر منہ الاموال فقیرا کذا فیہ ان قدر یزید کذا فیہ اور نصاب مذکور فارغ ہوا اس شخص کی حاجت اصلی ہو کہ جو مال اصلی حاجت نہیں لگا ہوا وہ نہیں لے کی برابر جو امد حاجت میں لگے ہوئے مال کو ان ملک نے یون بیان کیا ہے کہ جس سے آدمی اپنے اوپر سے ہلاک دفع کر چھینت ہیں جیسو اس کی کڑے ہیں یا ہلاک تقدیری دفع کرے جیسو دین ہم حاجت اصلی کی چھین بہ ہر روز مرہ مکان سکونت آلات حرب جائز کر کے کڑے پیشہ درون کے اوزار سامان خانہ داری سواری کے جانور اہل علم کے حق میں کما بین اور فرض کو ہلاک تقدیری اس کو کہا کہ اس کی فکر میں آدمی شب و روز گھٹنا ہے اور آگے کو کوئی فرض نہیں دیتا اور خوشنما ہوں کے ہاتھ سے دولت ادبنا ہو کذا فی

الشیء نام ولو تقدیرا بالعدۃ علی الاستثناء ولو بکثیر نصاب مذکور بر بنی دالی ہو اگرچہ تقدیرا بر ہی اسطر محکم مالک اوسکی بڑبانے پر قادر ہو  
 گواہے نائب کے وسیلہ سے بڑا سکتا ہو ہم مال زکوٰۃ دو طرح سے ایک غلطی یعنی جسکی پیدائش دفع حاجت کے لئے ہے وہ تو چاندی اور سونا  
 سے تو ان دونوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے خواہ آدمی تجارت کی نیت کرے یا نہیں دوسرا فعلی کہ آدمی کی نیت سے زکوٰۃ کی لیاقت پیدا  
 کرتا ہے اور وہ سوا نقدین کے اور چیزیں ہیں پہر مال کا بڑانا دو طرح سے ایک حقیقی تجارت اور جانوروں کے بچو لینے اور ایک تقدیری  
 یعنی تجارت وغیرہ کی قدرت ہوتی اسطر محکم مال اپنے ماتہ میں ہو یا اپنے نائب کے ماتہ میں کذا فی الطحاوی و الشیء رفع علی سببہ فعلی  
 فلا زکوٰۃ علی مکتبہ لیسلم المملک التام ولا فی کسبہ ولا فی مرہون بعد قبضہ ولا فیما اشتراہ لبقاۃ ہک قبضہ پر صفت نے  
 سبب موجب پر اپنا اس قول سے تفریع کی کہ زکوٰۃ نہیں مکتب پر سبب نہیں مکتب کی ملک کامل کے یعنی جو مال مکتب کے پاس ہو وہ مکتب  
 کی ہمدی ملکیت میں نہیں کیونکہ اوسمین حق اوسکا آقا کا لگا ہوا ہے جب تک مال کتابت اوسکی ذمہ ہو اور نہ اُس غلام کی کائی میں زکوٰۃ ہے جسکو  
 آقا نے اجازت تجارت کی دیدی ہے بشرطیکہ مال غلام کے قبضہ میں ہو کذا فی الطحاوی اور نہ گروہی ہو مگر چیز میں زکوٰۃ جو مرتب سے  
 لے لینے کے بعد یعنی اگر راہ میں لے اپنا مال کچھ برسوں تک رہن رکھا تو بعد چھڑانے کے اوسکی زکوٰۃ زمانہ رہن کی اوسکی ذمہ نہیں بسبب قبضہ  
 کے اور نہ مرتب پر اوسکی زکوٰۃ ہے کیونکہ اوسکی ملک نہیں اور نہیں زکوٰۃ اُس مال میں کہ اوسکو تجارت کے لئے خرید یا ہو پیشہ اوسکو قبضہ کر نیکی  
 یعنی اگر مشتری نے مال تجارت خریدا اور بعد برس روز کے مثلاً قبضہ کیا تو اس برس کی زکوٰۃ مشتری پر ہوگی وعلیٰ بن ابی نعیم بعد دیکھ فیہ  
 الزکوٰۃ انکسب قبضہ انا و نہیں زکوٰۃ بندہ کے فرضدار پر بقدر اوسکو فرض کے پس زکوٰۃ دوسرا زکوٰۃ فرض کی اگر وہ نصاب زکوٰۃ ہو مثلاً ایک صحر  
 کے ذمہ سور و پہ قرض میں اور اوسکی پاس مال زکوٰۃ دوسر و پہ کا ہے تو سوسکی زکوٰۃ دوسر و پہ کے فرض دیکر تو بچتے ہیں جو نصاب سے زیادہ ہے  
 اور اگر کم بچیں یا کچھ بچے تو زکوٰۃ نہیں مثلاً ۲۰ کا مال ہو یا تنکو کا تو اول صورت میں فرض کے تنو دیکر ۲۰ بچیں گے جو نصاب سے کم ہیں اور دوسری  
 صورت میں کچھ بچا تو ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ اوس پر نہیں یعنی واصل الدین کا لکھا کہ عند محمد بن حنفیہ فی اللہ اور سال کے درمیان فرض کا  
 ہو جانا مثل مال کے جانے رہنے کے ہے امام محمد کے نزدیک اور ترجمہ دی ہے اوسکو بحر الرائق میں ہم صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس  
 دوسر و پہ کا مال زکوٰۃ ہے آٹھ مہینوں کے بعد مثلاً اوسکی ذمہ دوسر و پہ یا ڈیڑھ سو فرض ہو گئی اور سال پورا ہو نیکی بعد پیر دوسر و پہ گئی تو  
 امام محمد کے نزدیک نہ سر سے برسا شمار کرے پچھلے برس کی زکوٰۃ اوس پر نہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک فرض مذکور بالغ زکوٰۃ نہیں اُس سال کی  
 بھی زکوٰۃ اوسکی ذمہ ہوگی اور اگر فرض بعد تمام ہونے سال کے ہو جاوے تو اُس سے زکوٰۃ بالاتفاق سافطہ ہوگی کذا فی الطحاوی و لعلہ فیہ  
 صحت الدین لکھتا ہے فقہاء ولو اجناسا صوف لا قلاہا زکوٰۃ فلا استعیا کا کہ بیان شاہ فیہ علیہ السلام اور اگر مالدار کے پاس کئی مال ہو تو انکی نصاب  
 ہوں تو فرض اُس نصاب کے قبضہ لگا یا جاوے گا جس سے اوپر فرض زیادہ ہے ان جو اگر ایک قسم کے مال کی کئی جہتیں ہوں تو فرض اُس نصاب میں  
 لگا یا جائیگا جسکی زکوٰۃ کم ہو اور اگر زکوٰۃ میں جنسین برابر ہوں مثلاً ہم بکریاں اور پانچ اونٹ کہ دونوں کی زکوٰۃ ایک بکری ہو تو مالدار کو اختیار دیا  
 جائیگا کہ جن جنس کو چاہے دین میں رکھے باقی جنس کی زکوٰۃ دوسرے کئی نصابوں کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس روپیہ اشرافیان بھی بقدر نصاب  
 میں اور اسباب تجارت بھی بقدر نصاب اور جانور بھی تو اوسکو فرض میں اول روپیہ اشرافیان محسوب ہوگی پہر اسباب تجارت پہر مویشی اور تھلے  
 جنسوں کی مثال یہ ہے کہ مثلاً جانور و کئی کئی جنس بقدر نصاب ہوں یعنی ہم بکریاں اور ہم گائیں اور پانچ اونٹ تو فرض میں بکریاں خواہ اونٹ  
 محسوب ہونگے گائیں نہ ہوگی کیونکہ ہم گایوں کی زکوٰۃ ایک برسا پچھڑا ہو اور بکریوں اور اونٹوں کی زکوٰۃ ایک بکری جو کم قیمت ہے پچھڑا ہو  
 اور یہ صورت ناموقت ہے کہ صدقہ لینے والا موجود ہو ورنہ صاحب مال کو اختیار ہے چاہے دین کو مویشی کی طرت لگا کر دے ہوں اشرافیان کی زکوٰۃ  
 دوسرے اسکا مال کر کے کذا فی الشیء ولا فی مکتبہ لیسلم المملک التام ولا فی کسبہ ولا فی مرہون بعد قبضہ ولا فیما اشتراہ لبقاۃ ہک قبضہ پر صفت نے

عقبت فیہ بکتر  
 و لا فی مکتبہ لیسلم المملک التام ولا فی کسبہ ولا فی مرہون بعد قبضہ ولا فیما اشتراہ لبقاۃ ہک قبضہ پر صفت نے

[illegible]



لے کوئی چیز معین اسباب تجارت کے بدلے یا کرایہ دے یا مکان تجارت کا عوض کسی سبب کے تو ہو جائیگا بھہ سبب تجارت کے لئے  
بدون نیت صریح کے واستثنائے من اشتراط النية ما يشترطه المضارب فان يكون للفقارة مطلقا لانه لا يملك ثباتا بها لغيره كما في الاستثنا  
کیا ہے علامہ نے نیت کے شرط ہونے سے اس مال کو کہ مضارب خرید کرے اسلام کو وہ ہر صورت میں تجارت کے لئے ہے خواہ مضارب نیت  
کرے یا نہ کرے اسلام کو مضارب مال مضارب تجارت کے لئے خرید نیکی سے یا اختیار نہیں رکھتا نہ الفائق میں کہا کہ اگر مضارب کی مول  
لی ہوئی چیز کو دلائل نیت میں شامل رکھیں تو استثنا کی حاجت نہیں کذا فی المطحون ولا تعقبة الفقرة فيما حصر من ارضه العشرية  
او لمواجية او المستنارة او المستنارة لثلاث الحتم الحقائق اور درست نہیں نیت تجارت کی اس پیداوار میں جو پیدا ہوا اسکی زمین  
عشری میں یا خراجی یا اجارہ لی ہوئی یا مانگی ہوئی میں تاکہ نہ جمع ہوں وحق ہم بھہ علت سے چار دن صورتوں کی مگر کرایہ اور  
عاجت کی صورت میں اسوقت نیت درست نہوگی کہ زمین عشری ہو کیونکہ کرایہ اور عاریت کی زمین کی وہ یکی ذمہ کرایہ دار اور مانع  
والے کے ہوتی ہے اسلام اگر پیداوار میں زکوۃ بھی لازم ہو تو وحق جمع ہو جائیگے ان اگر زمین مذکور خراجی ہو تو خراج مالک میں ہر  
ہوتا ہے اب اگر کرایہ دار اور مانع والائیت تجارت پیداوار میں کرینگے تو درست ہوگی کیونکہ اس صورت میں وحق جمع نہوگی خراج  
اور شخص پر ہوگا اور زکوۃ دوسری پر کذا فی المطحون وحقه اذ انما يملكه اقله للاداء ولو كانت الفقرة حكمة كالقوله  
دفع بلائيه فحق في المال فانه في يد الفقير او تولى حقه الدفع للوكيل ثم دفع الوكيل بلائيه او دفعها لذی ليدفعها للفقير اذ ان  
المعتبر منه الاثر في هذا القول هذا انما هو من كفله ثم نواه من الزکوۃ قبل دفع الوكيل صح اور صحت ادا زکوۃ کی شرط وہ نیت جو جوادا  
کے ساتھ متصل ہو اگرچہ متصل ہونا حکما ہو مثلاً زکوۃ فقیر کو بلا نیت دے پھر نیت کی اسوقت کہ مال فقیر کے پاس سلامت ہو یا ایک شخص کو  
ادا زکوۃ کا وکیل کیا اور وکیل مذکور روپیہ کیونکہ نیت ادا زکوۃ کی کر لی پھر وکیل نے بلا نیت مستحق کو حوالہ کیا یا زکوۃ کسی ذمی کو  
دے یا اس غرض سے کہ وہ فقیروں کو دیدے اسلئے تو درست ہے اسلام کہ معتبر نیت امر کرنے والی ہے اور اسوجہ سے اگر وکیل سے کہا کہ بھہ  
صدقہ فعل سے یا میرے کفارہ کی عوض سے پھر پھر اس سے کہ وکیل وہ مال کسی کو دے نیت کر لی کہ زکوۃ کی طر سے ہو تو درست ہے  
ہم یعنی اگرچہ وکیل دینے کی نیت صدقہ فعل یا کفارہ ہو کل کی کر سے مگر جو کچھ ہو کل اوسکو دینے سے پیشتر نیت کر لیا دے معتبر ہوگی  
اور ذمی کے دینے کی مثال اسلام لکھی تاکہ معلوم ہو کہ عبادت مالی میں کافر کی نیابت جائز ہے بخلاف جہنم کے کہ وہ مرکب ہے عبادت بدنی اور  
مالی سے اس میں کافر کو وکیل کرنا درست نہیں کہ اسے الشامی ولو خلط ذکوۃ موكلة فمن كان متبعا لا اذا وكله الفقهاء اور اگر وکیل  
نے اپنے موكلون کی زکوۃ میں باہم خلط کر دین تو وکیل ضمان دے گا اور مال مخلوط اگر فقیر و نکو دید الیگا تو اپنی طرف سے احسان کرنا والا  
ہوگا موكلون کی طرف سے زکوۃ ادا نہوگی مگر اس صورت میں کہ وکیل مذکور کو فقیروں نے مال زکوۃ لینے کا اپنی طرف سے وکیل کیا ہو  
ہم ضمان وکیل پر اس صورت میں ہو کہ مالکون نے اذن خلط کا نہ یا ہو اور اگر اذن دیا ہو صراحت یا دالۃ اذن ہو اس طرح کہ مالکون کو  
علم خلط کا ہو اور وکیل سے تعرض کیا تو بصورت میں خلط جائز ہو کذا فی المطحون ولو کیل ان یدفع لولہ الفقیر من نیتہ لا لنفسہ الا اذا خال  
دینا صنفہا حیث شئت اور وکیل کو جائز ہے کہ زکوۃ دیوے اپنی لٹے محتاج اور اپنی زوجہ محتاج کو نہیں جائز ہے کہ لے لیا خود اپنی لٹے مگر  
جس صورت میں کہ مالک نے کہہ یا ہو کہ صرف کرنا زکوۃ کو جس موقع پر تو چاہی تو بصورت میں اگر وکیل مصرف زکوۃ پر اور اپنی لٹے کر لے کر جائز ہو تو  
جائز نہیں کذا فی المحلی ولو تضمنت بدل اہم فہمہ اجزا انما کان علی نیت الوجع وکانت در اہم الموکل قائمہ در اگر وکیل نے خود اپنی روپیہ زکوۃ  
میں دیدی تو کافی ہو بشرطیکہ وکیل کی نیت ہو کہ موكل کے روپیہ نہیں سے انکو لے لٹھا اور موكل کے روپیہ ہی اوسکی پاس موجود ہوں تو اگر  
موكل کے روپیہ اسکو پاس ادا نہیں گئی ہوں یا اس نیت اپنی روپیہ کا عوض لینے کی مکی ہو تو موكل کی طرف سے یہ دینا کافی نہوگا کہ اس نے

الطحاوی و آفتقار نہ بفرما کہ واجب کمالہ و بعضیہ و لا یجوز من النعمان بالعلی بالکمالہ لاداء الفقراء بابت ادا و ذکر و متصل ہو کر واجب کے  
 طالعہ کرنے سے خواہ کل واجب کے طالعہ کرنے سے متصل ہو یا بعض کے اور مالدار بری الذمہ ہو گا زکوٰۃ کو طالعہ کر دینی سے بلکہ فقیر و نکو دینی کی  
 جہت سے ذمہ ہوا کہ جو کمالہ یعنی اگر زکوٰۃ کا مال جو طالعہ کیا تھا ضائع ہو جائیگا تو زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی اور فقیر و نکو دینی کی جہت سے  
 اس وقت فقیر و نکو دینی کی جہت سے ادا ہو کر زکوٰۃ کی صحت کے لئے شرط ہے کل مال کا خیرات کر دینا مگر جس صورت میں کہ اس خیرات سے نیت کرے کسی فقیر کی یا  
 کسی دوسری واجب کی تو یہ خیرات اس کی نیت کے موافق درست ہو جائیگی اور زکوٰۃ کا ضمان دینی ہم طحاوی نے کہا کہ تصدق کی قید سے  
 معلوم ہوا کہ اگر مال کو بعد زکوٰۃ واجب ہوئے کسی غنی کو یہ کہ وہ بجا تب بھی زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی جیسے مذہب میں ادا تھا و الہی سے ساقط نہیں ہوتی  
 ولو تصدق ببغیرہ لاسقط حکمہ عنہ انما خلاف اللک لکذا اور اگر بعض مال صدقہ کر دیا تو اس صدقہ کو جوئی کی زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی امام ابو  
 یوسف کے نزدیک بخلاف امام محمد کے کہ اون کے نزدیک ساقط ہو جائیگی اور امام ابو حنیفہ اس مسئلہ میں امام محمد کے ساتھ ہیں تو بھی امام  
 محمد سے ہوتا ہے کہ ان کے طحاوی و آفتقار نے العین والکائنات حتی لو کان الفقیر عن النصاب حتی لا یستطیع حذہ اور مان نے تصدق کو مطلق  
 رکھا تو وہ عام ہے موجود خیر اور دوسرے ذمہ دین کو یہاں تک کہ اگر فقیر کو بری کر دیا نصاب سے تو صحیح ہو گا ابراہم اور زکوٰۃ اس کی ذمہ  
 ساقط ہوگی ہم یعنی مثلاً زید کا فرض ذمہ عمر کے بعد نصاب ہو اور عمر و غلس سے زید نے کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو فرض معاف کیا تو مجھے  
 معاف کرنا بھی صحیح ہے اور زید کے ذمہ سے زکوٰۃ بھی اس نصاب کی ساقط ہو گئی واعلم ان اداء الدین عن العین والکائنات  
 عن الدین یعنی و اداء الدین عن العین وجہ تین سلیقہ لایحی اور جانا جائیے کہ ادا کرنا دین کا بعض دین کے ادا کرنا ہوتا ہے  
 جبر کا بدلہ موجود کے اور بدلہ دین کے درست ہے اور ادا کرنا دین کا بدلہ موجود چیز کے اور بدلہ اس دین کے جو غریب قبضہ میں آجیگا  
 درست نہیں ہم مراد دین سے وہ مال زکوٰۃ ہے جو دوسرے ذمہ ہو اور عین سے یہ مراد ہے کہ اس کی ملک میں قائم ہو نقد ہو یا اسباب  
 تو اس مسئلہ کی چار صورتیں ہیں اس لئے کہ زکوٰۃ دو حال سے خالی نہیں یا دین ہوگی یا عین اور جس مال کی زکوٰۃ دینی منظور ہے وہ بھی با دین  
 ہو گا یا عین لیکن چونکہ مال دین و دوطر حکم ہو سکتا ہے ایک وہ کہ قبضہ میں نہ آوی ساقط ہو جائی اور ایک وہ کہ بعد زکوٰۃ اس کی قبضہ کر لیا  
 استحقاق رہے تو اب پانچ صورتیں ہو گئیں جن میں سے تین میں ادا درست ہے اور دو میں ناجائز پہلی صورت زکوٰۃ دین کا ادا کرنا اس  
 مال دین سے کہ ساقط ہو جائی جب کی مثال اوپر گزری یعنی مدیون مجلس کو نصاب بالکل معاف کر دینا دوسری ادا کرنا زکوٰۃ عین کا مال موجود  
 سے مثلاً نقد یا اسباب بقدر نصاب ہی اس میں سے مقدار واجب کو دینا لا تو ادا درست ہے سوم ادا زکوٰۃ عین مال دین کے عوض مثلاً  
 ایک شخص دوسرے کا مالک ہو مگر کسی کو فرض دے رکھی ہو تو اون کی زکوٰۃ میں پانچ روپیہ یا سہ روپیہ تو یہ ادا درست ہوا اور  
 جن صورتوں میں ناجائز ہو ان میں سے اول یہ ہے کہ مال موجود کی زکوٰۃ میں دین کو دینا مثلاً ایک شخص کے پاس ۱۰۰ روپیہ موجود ہیں  
 کی زکوٰۃ بیش از ۱۰ روپیہ اور اس کو ۵ روپیہ کسی مجلس پر آتے ہیں تو ان روپیہ کو اس مال موجود کی زکوٰۃ میں مجر د دینا جائز نہیں  
 دوسرے صورت یہ ہے کہ ادا کر دی دین کو اس مال دین کے عوض جو غریب قبضہ ہو گا مثلاً عاید کے ذمہ سورہ روپیہ محمود کے ذمہ فرض میں  
 عاید نے اس کو ۵ روپیہ معاف کر دیا تو ان ۵ کی زکوٰۃ بھی اس کی ذمہ سے ساقط ہوئی لیکن اگر یہ نیت کر لیا کہ تلو جو باقی رہی ان کی  
 زکوٰۃ بھی انہیں پچاس میں آجادی تو یہ درست نہ ہو گا کیونکہ اب اس کی قبضہ میں آئیگی تو عین ہو جائیگی اور عین کی زکوٰۃ دین سے  
 درست نہیں کہ ان فی الشامی بہر و حیلۃ اللواذ ان علی مدیونہ الفقیر ذکوٰۃ فیہ یلکھذا عن نبیہ ولو ائتمنتہ للادیون مدیکہ و لکھذا لکونہ  
 لکن جنس حقہ فان معافہ وہ لکھذا اور جواز کا جملہ یعنی مال موجود کی زکوٰۃ کو دین سے ادا کر نیکی تدبیر ہے کہ اپنی فرض دار محتاج کو اپنی  
 زکوٰۃ حوالہ کرے پھر اس زکوٰۃ کو عوض اپنی فرض کے لئے لے لے اور اگر وہ مدیون تو ہوتا ہے بڑا مگر چھین کر کیونکہ اس کو حق کی جنس لگتی ہے اور



فرموا جب فرض دار کی کوئی چیز اپنے حق کی جنس سے یا باہمی توزیر و مستی یا سکتا ہی ہو اگر محتاج فراغت کرے تو اسکو فرضی کہے پاس پہنچا  
کہ وہ اس سے دلوادینکا تو اس صورت میں فرض بھی اس قدر وصول ہو جائیگا اور مال کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جائیگی **وَجِلَّةُ التَّكْلِيفِ بِالْمَصَدَقِ**  
**عَلَى فِتْنَةٍ هُوَ يَكْفِيكَ بَكُونُ الثَّوَابِ لَهَا وَكَذَلِكَ فِي تَعْدِيلِ الْمَسْبُورِ** تمامہ فی جمل الاشباہ اور جیلہ زکوٰۃ سے کتنی دین کا حصہ ہو کہ زکوٰۃ کو کسی محتاج  
کی ملک کر دی ہو پھر وہ محتاج اس سے مردہ کو کفین دے تو اس صورت میں ثواب دو نو کو ہو گا اور ایسا ہی جیلہ زکوٰۃ کو مسجد کی تعمیر میں لگانا یعنی  
کسی محتاج کو دینے کہ وہ مسجد میں مشرک ہو اور اسکا پورا بیان اشباہ کے سیلون کے بیان میں ہو م اور یہی جیلہ ہی بنی ہاشم کو زکوٰۃ کے  
عینے کا بشرطیکہ درمیانی شخص امین ہو پیچ میں دے باز کہے **وَأَقْرَبُهَا مَعَهُ عَلَى الذَّائِقِ حَتَّى يَلْبَسَ كَأَنَّهُ وَخَيْرُهَا قَبْلَ تَوَرُّدِهَا وَجِلَّةُ**  
**الْفَتْوَى لِلْفَتْوَى كَمَا فِي شَرْحِ الْوَهْبَانِيَةِ** اور فرض ہوا زکوٰۃ کا عمری سے یعنی اگر عمر بریں کہی ادا کر دے گا تو گنہگار نہ ہو گا اور اسکو سیم کہہا  
جائی وغیرہ نے اور ایک قول بھی ہے کہ اسکا فرض ہونا فوری ہے یعنی اوس وقت ادا کرنا واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے خواجہ شمس  
وہابیہ میں ہے **فَمَا تَرَ تَخْلِيَهَا بِالْعَدَلِ وَتَرْتَمَّهَا دَنَاءُ لَا تَالَامَ بِالْعَدَلِ إِلَى الْفَقِيرِ مَعَهُ قَوْنَةُ الْفَقِيرِ هِيَ الْقَدْرُ حَاجَتُهُ إِلَى حَاجَتِهِ** **عَلَى الْفَقِيرِ كَيْسَلُ الْقَصْدِ مِنَ الْإِجَابِ عَلَى حَوَالَةِ التَّمَامِ** تمامہ الفتم پس گناہگار ہو گا ادا زکوٰۃ میں بدون عذر تاخیر کرے اور اسکی گواہی  
مقبول نہ ہوگی یعنی سبب اس میں ہو جائیکہ سہل کہ زکوٰۃ کو فقیر پر مشرک کر نیکی امر کے ساتھ علی القدر ہو نیکیا قرینہ موجود ہے اور وہ تو نہ ہو  
کہ امر فقیر کے دین کا اسکی حاجت کے دور گریو ہو اور اسکی حاجت سردست موجود ہے تو اگر زکوٰۃ طے الفور واجب نہ ہو تو زکوٰۃ کے جب  
کرنے سے مقصد و کامل طور پر حاصل نہ ہو گا اور اسکا پورا بیان فتح القدر میں ہے **لَا يَتَّقِي لِلْفَقِيرِ حَالَهُ حَيْثُ شَاءَ اشْتَرَا لَهَا فَتَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ الْعَدَلُ**  
**أَمَّا مَا نَوَاهُ لِلْفَقِيرِ لِمَا لَا يَصْلَحُ لِلْفَقِيرِ وَأَنْفَاقُهَا كَمَا لِلْبَيْتِ بِجَنَسِ قِيَمِ الزَّكَاةِ وَالْفَرْقُ** **الْفَقِيرُ يَعْمَلُ فَلَائِمٌ بِحُجْمِ النِّيَّةِ فِي الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلُ وَالْعِلَلُ فِيهِ**  
نہیں باقی رہتا تجارت کو لکھو وہ مال یعنی مثلاً غلام کہ اسکو مول لیا ہو تجارت کو لکھو اور بعد اسکو نیت کر لی اس سے خدمت لینے کی تو بھروسہ نیت نہ  
کے تجارت کا نہ ہوگا پھر حسن ال کو استعمال کے لکھو نیت کی وہ تجارت کا نہ ہوگا اگرچہ مالک اسکو تجارت کر لکھو نیت کرے جو جنگ کہ اسکو اس مال  
عوض نہ سچا لے جسمین زکوٰۃ ہوتی ہے یعنی مثلاً غلام خدمت کی نیت مول لیکر تجارت کی نیت کی تو صرف نیت سے تجارت کا نہ ہوگا جنگ اسکی  
عوض ایسا مال لے جسمین زکوٰۃ ہے اور فرق دو صورتوں میں ہے کہ تجارت ایک عمل ہے تو صورت نیت سے پورا عمل نہ ہوگا بخلاف مول لکھو  
یعنی خدمت کے کہ وہ ترک عمل ہو اور ترک عمل نیت سے بھی کامل ہو جاتا ہے جو جنس باقیہ الزکوٰۃ کی قید سے بھی صورت نیت گئی کہ مثلاً غلام کو  
کو بعد نیت تجارت اپنی زدہم کے مہربین دے دیا یا قصاص کی صلح میں دے دیا یا عورت نے خلع کے عوض میں حوالہ کیا تو ان صورتوں میں اگر  
زکوٰۃ نہ آدگی اور ترک عمل میں صرف نیت کافی ہو مثلاً مقیم اور زوردار اور کارفرمین صرف نیت کافی ہو کیونکہ اقامت ترک سفر کا نام ہے اور زور  
ترک افطار کا اور کفر ترک اسلام کا اور اسکے مقابل میں صرف نیت کافی نہیں مثلاً صرف نیت سے مسافر نہ ہو گا اور نہ افطار کرنا والا اور نہ  
کذا فی الشامی **وَمَا اشْتَرَا لَهَا أَى لِلْفَقِيرَةِ كَانَتْ لَهَا كَقَارَةِ النِّيَّةِ لِعَقْلِ الْبِقَارِ لَمَّا دَوَّرَ نَوَاهُ لَهَا لَعَدَمِ الْقَوْلِ كَالْأَقْصَرِ فِي مَالِهِ**  
**نَادِيًا فَتَجِبُ الزَّكَاةُ لَا فَرَقَ لَانِ النِّيَّةَ وَالْعِلَّ الْأَلْهَبُ الْفَتْهَةُ وَالسَّامَةُ لَمَّا فَايَ الْخَائِنَةُ وَلَوْ وَرِثَ سَائِمَةُ لَمَّا زَكَاةً بَعْدَ تَحْلِيلِهِ نَوَاهُ الْأَوَّلُ** اور حوال  
کہ تجارت کیو اسطے مول لیا وہ تجارت ہی کا ہو گا بسبب متصل ہونے نیت کے عقد تجارت سے نہیں ہو گا تجارت کا وہ مال کہ اسکا وارث ہوا  
اور نیت کی تجارت کی بسبب شہو عقد کے یعنی میراث کے ملنے میں کوئی عقد معاوضہ نہیں کہ اسکو باعث ہے نیت کا اعتبار ہو مگر جب  
مال دیکھتے تعریف کرے نیت تجارت یعنی بیع کیوقت مثلاً نیت کر لے کہ اسکا عوض تجارت کے لکھو تو آپ زکوٰۃ واجب ہوگی پھر  
بعد گذرنے برس کے بسبب متصل ہونے نیت کے عمل سے مگر سونا اور چاندی اور چرائی کا پھر اگر میراث میں ملے تو انہی زکوٰۃ لازم سے  
اس لئے کہ غائبہ میں ہے کہ اگر سائمه کا وارث ہوا تو اسکی زکوٰۃ اوس پر لازم ہے برس گذرنے کے بعد نیت سے تویم کی کرے یا کرے



ملاحظہ فرمائیں

**باب** السائمة یتہایب ہے چرنیوالے جانور دن کی زکوۃ کے بیان میں ہی الراعیۃ فیہا المتکفیه بالکسر المتباس ذکرہ الشمنہ فی اکثر العام لقصد الدن والنسل ذکرہ النبی وناد فی الحیط والزیادۃ والتسین لیسع الذکور فقط لکل فی البدائع لو اسناھا للیح فی لا زکوۃ فیہا کما لو اسناھا للیل والکوب ولو للتجارة فیہا زکوۃ التجارة ولعلہم ترکوا ذلک لتصل الیہم الحاکم سائمہ لغت میں چرنیوالے جانور کو کہتے ہیں اور شرعاً جو کفار سے مباح چرائی پر یعنی جس میں مالک کو کچھ دینا پڑے جو اس قید کو سمجھ کر کیا ہے کفار سے اکثر سال میں واسطہ قصد وود کے اور نسل یعنی بچہ لینے کے ذکر کیا ہے اسکو زلیعی نے اور حیط میں اتنا اور زیادہ کیا ہے اور زیادتی اور مثالیہ کے لئے تاکہ شامل ہوئے مزدون کو بھی لیکن ذاکع میں ہے اگرچہ ایسا اتم کو گوشت کے لئے تو نہیں زکوۃ نہیں ہے ایسا ہی اگرچہ ایلا لاد نے یا سواری کے لئے اور اگر تجارت کے لئے چرایا تو انہیں زکوۃ تجارت کی ہے اور شاید کہ اہل متون نے اس قید کو سہیلے نہیں ذکر کیا کہ دونوں ملکوں کی تصریح کر چکے ہیں م یعنی بیان کر چکے ہیں کہ جس مال کی نیت تجارت کی ہو اس میں زکوۃ ہے اور مال کا لفظ حیوانات کو بھی شامل ہے اور سوامہ جو محل اور رکوب کے لئے ہون اور میں زکوۃ نہیں ہے قالہ اشائے فلو علمہا نصفہ لانکون سائمة فلا زکوۃ فیہا للشک فی الموجب پس اگر گھاس کھلایا جانور دن کو آدھے برس یعنی گھر پر باندھ کر تو سائمہ نہوں گے اور سہیلے زکوۃ بھی اون میں نہو گی کیونکہ موجب زکوۃ یعنی سوامہ مشکوک ہے م یعنی جانور دن میں زکوۃ بشرط سوم ہوتی ہے تو جب نصف برس اپنی گرسے گھاس کھلایا تو سوم میں شک پڑ گیا و یجملان حول زکوۃ التجارة بجملہا للشموم لان زکوۃ السوا لہو زکوۃ التجارة فختلفان قد راسباً فلا یبئ حول احدہما علی الآخر اور زکوۃ تجارت کا برس باطل ہو جاتا ہے اون کے سائمہ کرنے سے کیونکہ زکوۃ سوامہ کی اور زکوۃ تجارت کی مختلف ہیں مقدار میں اور سبب میں تو ایک کا برس دوسرے کے برس پر مبنی نہیں ہو سکتا م اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس تجارت کے مویشی میں چند روز بعد اوسنے اذکو وودہ اور نسل کے لئے چرنے جوڑ دیا تو اب سال زکوۃ چرائی کے دن سے شروع ہو گا پہلے دن اس سال میں محسوب نہوں گے کیونکہ زکوۃ تجارت کی مقدار چالیسواں حصہ ہو اور سوامہ کی زکوۃ جانور دینا پڑتا ہے اور دونوں کو تو نہ کا سبب بھی مختلف ہو کہ تجارت میں نصاب مالی کا مالک ہونا سبب ہو سوامہ میں عدم معین کا مالک ہونا کذا فی الطوطا فلو اشتکت لھا اے للتجارة ثم جعلہا سائمة اعتد اولى الحول من وقت العمل للشموم کما لو باع السائمة فی وسط الحول او قبلہ بیوم بجنسہا او بغیر جنسہا وینقل ولا نقد عندہ بعرض ونوی لھا الجادة فانہ یستقبل حولاً آخر جوہرہ وفیہا لیس فی سوا اتم الوقف والحیل المصنکة زکوۃ لعدم المال ولا فی المواشی العنوم ولا مقطوعاً القواثر لھا لیست سائمة پس اگر خریدہ مویشی کو تجارت کے لئے پہر جوڑ دیا چرائی پر تو معتبر ہو گا اقل سال جس وقت سوچرائی پر کیا ایسا ہی اگر بچہ یا سوامہ کو برس کے اندر یا برس روز سے ایک دن پہلے بڈھلی جس کے یا غیر جنس کے یا بدلہ نقد کے اور نقد اسکے پاس موجود نہیں یا بیجا بدلہ اسباب اور نیت کر لی اسباب میں تجارت کی تو ان سب صورتوں میں نئے سے برس شروع ہو گا کذا فی الجوزہ اور میں یہ بھی ہے کہ وقتی مویشی میں زکوۃ نہیں آتی کہ جوڑ دن میں جونی سبیل اللہ کے لئے بسبب نہونے مالک کے اور نہ اندھے مویشی میں اور نہ بانوں کٹوں میں کیونکہ وہ سائمہ نہیں م نقد پاس نہونکی قید اسلئے لگائی لگا اسکے پاس نقد نصاب ہوگی تو قیمت سوامہ کی اسکے ساتھ ملا کر زکوۃ دی جائیگی نقد حال کے لئے نیا برس مقرر نہ کیا جائیگا اور بہتر یہ تھا کہ شارح لاصحاب عندہ کہتا کہ شامل ہوا ہر طرح کے مبادلہ یعنی جنسی اور غیر جنسی کو اور جوڑ دن پر صاحبین کے نزدیک بالکل زکوۃ نہیں اور ظہیر میں لکھا ہے کہ اندھ مویشی میں دو روایتیں

ہیں اور صاحبین کے نزدیک واجب اور بحر الرائق میں ہے واجب گھبراہٹ قالہ الشافعی باب  
 یہ باب جو اونٹوں کی زکوۃ کے بیان میں موطاؤ نے کہا کہ لفظ باب تنزین کے ساتھ ہے اور اسکی خبر مخدوف ہے نصاب  
 ابابلی بکسر الباء وتسلک مؤنثہ لا واحد لہا من لفظہا والانسبہ الیہا ابابلی بفتح الباء وتثنیۃ بہ لا یثما بتول صل کلمۃ ذہا  
 نصاب اونٹوں کے پانچ میں شارح نے کہا ابابلی کے کسرہ کے ساتھ اور کبھی ساکن بھی کیجاتی ہے مؤنث مستعمل ہے اسکا وہ  
 اس لفظ سے نہیں آتا اور باری نسبت لگانے سے بکو فتح ہو جاتا ہے اور اونٹ کو ابابلی اسلئے کہتے ہیں کہ رانوں پر بھاریا کرنا  
 ہم یعنی ابل اور بول میں اشتقاق کبیر ہے اور وہ نیمہ ہے کہ اکثر حروف میں اشتراک ہوا اور معنوں میں مناسبت ملحوظ رہی ہے  
 کہا کہ نصاب ابابلی مستدا ہے اور خمس اسکی خبر خمس فیوخذ من کل خمس منہا ال خمس وعشرین ثلث جمع بنتی وھو مالہ  
 سیکامان منسوب الی ثلث نظر لہ اول من جمع بین العربی واللحم فلو لد منہما ولذ فلتی ثلثتیا اور ابابلی شاکہ وما  
 بین النصابین عقی نصاب اونٹوں کی پانچ میں پس لیجاوے ہر ایک پانچ پانچ سے پچیس تک ایک بکری خواہ اونٹ بنتی ہوں  
 یا عربی شارح نے کہا بنت جمع بنتی کی ہے اور بنتی دو کومان والے اونٹ کو کہتے ہیں منسوب ہے بنت نصر کی طر اسلئے کہ اول  
 اوسنے عربی اور عجمی اونٹوں کو جمع کر کے نسل حاصل کی تھی اسلئے وہ بنتی نسل کہلائی اور ابابلی مررد نصاب کے عقی ہے یعنی  
 پانچ بکری ایک بکری ہے چھ سات پر بھی وہی ایک بکری ہے نو تک اور سول پر در بکران تو پانچ سے زیادہ اور سول سے کم پر کچھ  
 زکوۃ نہیں وہ سعادت میں وہی ہا ای الخمس عشرین بنتی فحاض وہی الی طعنت فی السکنۃ الثانیۃ وتثنیۃ بہ لا یثما  
 اثموا ظاہرا تکون محاضا ای حاکما لآخری اور اوسمیں یعنی پچیس اونٹوں میں بنت محاض ہے اور بنت محاض وہ شتر ماوہ جو  
 جسکو دوسرا برس لگا ہو یہ اسکا نام اسلئے ہوا کہ محاض کے معنی عالمہ کے ہیں اور دوسرے برس اسکی ان اکثر عالمہ ہوتی ہے  
 دوسرے سوچ کی وفی سبتین وثلثین ال خمسین واربعمین بنتی لکون وہی الی طعنت فی لثالثہ لان اثمہا تکون ذات لکن لآخر  
 ظاہرا اور چھتیس اونٹوں میں پینتالیس تک بنت لبون ہے اور بنت لبون وہ اونٹنی ہے جسکو تیسرا برس لگا ہو اور ابابلی لفظی معنی ہیں  
 دو وہ والی کا بھی اسلئے کہ اسکی ان اکثر اس مدت میں دوسرا بچہ جن کر دودہ والی ہوتی ہے وفی سبتین واربعمین ال سبتین حقیۃ  
 بالکسر وہی الی طعنت فی لاربعا وحش رکوبہا اور چالیس میں سا تہ تک حقہ ہوا حطی کے کسرہ سے اور حقہ وہ اونٹنی جو کچھ چھ  
 برس شتر ہوا ہو اور لائق ہوتی ہو سواری کے وفی احد و سبتین ال خمسین وسبعین جدۃ بفتح الذال المعجمہ وہی الی طعنت  
 فی الخامسۃ لانہا تجدع ای یقلع ہننا اللبۃ اگر شتر میں بچہ تک جدع ہے ذال معجمہ کے فتح سے یعنی وہ اونٹنی جو پانچ سو تک لگی ہو اور  
 اسکو لفظی معنی ہیں توڑنیوالی تو جدع اسلئے نام ہوا کہ دود کے دانت اس عمر میں توڑتی ہے وفی سبتین وسبعین ال تسعین ہننا  
 لبون وفی احد وتسعین حقتان ال مائۃ وعشرین کذا کتب رسول اللہ علیہ وسلم والی بکر رضی اللہ عنہ اور  
 چھترین نوۃ تک و بنت لبون اور اکاؤنٹ میں دو حقہ ایک سو بیس تک یہی ہے مکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ کا لفظ کتب مصدر مضارع ہوا بعض نسخوں میں الی ابی بکر سے یعنی کتابت رسول اللہ کی جو پانچ سو تک ابی بکر کے کیونکہ زکوۃ  
 کا نام حضرت کے قریب وفات کے لکھوا یا تھا اور جاری ہونے کی نوبت نہ آئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اس  
 نام کے موافق حضرت ابو بکر نے تعمیل کی اور شارح نے اس جملہ کو بیان درج کیا آخر کلام میں نہیں لکھا اسلئے کہ بعد کے روایات میں  
 کچھ اختلاف ہوا اور ایک سو بیس تک اتفاق ہے مگر وہ جو حضرت رضی علی سے منقول ہے کہ پچیس پانچ بکران بھی جائز ہیں کذا فی الشامی  
 نو تسنائف الفریضۃ عندنا فیوخذ فی کل خمس شاة مع الحقتان ثونی کل مائۃ وخمس واربعمین بنتی فحاض وحققتان

تقری کل مائۃ و خمین ثلث حقائق پر از سر نو زکوۃ حساب کیا جسے ہمارے نزدیک کہتی جاوے ہر پانچ پر ایک بکری یا سح دو حقون کے ہر ایک سو پینتالیس میں بنت مخاض اور وجہ پر ایک سو پچاس میں تین حصہ امام شافعی اور احمد کے نزدیک جب ایک سو پچاس پر ایک زیادہ ہو تو اس میں تین بنت لبون ایک سو پچاس تک اور ایک سو پچاس میں ایک حصہ اور دو بنت لبون پر ہر چالیس میں بنت لبون اور ہر پچاس میں حصہ اور امام مالک سے دو قول مقول میں ایک ہمارے مذہب کے موافق اور دوسرا امام شافعی کے موافق کہ ان فی الشامی ثلث ثلث الفرضیۃ بعد المائۃ و خمین ففی کل خمس مائۃ مع ثلث حقائق تقری کل خمس وعشرون بنت مخاض مع الحقائق تقری سب و ثلثین بنت لبون مع حق تقری مائۃ و سب و تسعین اربع حقائق الا تین ہر ہستیان کی جاوے زکوۃ مقررہ بعد ڈیڑھ سو کے پس ہر پانچ میں ایک بکری یا سح تین حقون کے ہر پچاس میں بنت مخاض مع تین حقون کے ہر چالیس میں بنت لبون مع حقون مذکورہ کے ہر ایک سو چھانو میں چار حصہ دو سو تک مائۃ کے قول شرفی کل خمس عشرین سے لفظ کل مذکور کرنا چاہیو کہ غلام مقصود کیونکہ لفظ کل سہاوت کا مقتضی ہے کہ اگر یہ محدود کر دو بار تین بار تو بھی واجب لازم ہو حالانکہ یہ مراد نہیں ہے اور ایسی ہی شرفی کل مائۃ و خمس واربعین ہے اور ان مواقع میں بجائے ش کے و او مناسب ہے کیونکہ ہستیان نہیں ہے بلکہ ہم پہلے ہستیان کا ہے کہ ان فی الشامی اسلئے ترجمہ لے لفظ کل کا ترجمہ دو نو تک نہیں کیا ثلث ثلث الفرضیۃ بعد المائۃ و خمین ابد انما تستأنف فی الخمین التي بعد المائۃ و الخمین حتی تجب فی کل خمسین حصۃ ہر از سر نو زکوۃ کا حساب شروع کیا جاوے دو سو کے بعد ہمیشہ اوسط طرح جسے ڈیڑھ سو کے بعد پچاس میں کیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب پچاس میں ایک حصہ مراد یہ ہے کہ جب زیادہ ہوں دو سو پانچ ادب تو ان میں ایک بکری اور چار حصہ یا پانچ بنت لبون اور دوسو ستائین دو بکریاں چار حصے اور دوسو پندرہ میں تین بکریاں چار حصے اور دوسو بیس میں چار بکریاں چار حصے ہر چھ سو پچاس ہوں تو ان میں ایک بنت مخاض اور چار حصے دو سو پینتالیس تک اور دو سو چالیس میں بنت لبون مع چار حقون کے ہے دو سو پینتالیس تک ہر دو سو چالیس میں پانچ حصے دو سو پچاس تک ہر ہستیان سے طرہ کیا جاوے یہاں تک کہ دو سو چھانو میں چھ حصے ہوں تین سو تک کہ ان فی الشامی ولا تجب ذکوۃ بل الا بالقیمۃ للاناہ بخلاف البقر والغنم فان المائۃ و الخمین کافی تراوٹ اگر حسب قیمت مادہ کے یعنی مادہ کی قیمت زیادہ سے اونٹوں میں بخلاف گاو بکری کے کہ ان دونوں میں مالک کو اختیار ہے جابے ضرورت جابے مادہ یا نب۔

**ذکوۃ البقر** یہ باب ہو زکوۃ کا جو بیل کا من البقر بالشکون وھو الشق

سببی بہ لا یتفق الا دھن کا البقر لا یتفق الا دھن و مفرقہ بقرۃ و التاء للوحدۃ بقر بقرۃ شق ہے بقر ساکن الاوسط جسکے معنی ہواؤں کے ہیں اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمین کو ہار تاء ہے جیسا کہ لڑ بھی کہتے ہیں اسلئے کہ زمین کو او تہا نام جو یعنی لائق زراعت کے کرتا ہے اور مفرقہ بقر کا بقرہ ہے اور تائین کی نہیں ہے بلکہ وحدت کی ہے فصاحب البقر والجاموس ولو متولدا من جنس واحد لا یخلف عکسہ و وحشی بقر و غنم و خیرھا فانہ لا یخلف فی النصاب ثلثون سائۃ غنم شکر کا جو ہینس کی نصاب میں عددین ہر کل کے جو نو سے شکر ہوں سائے کہا اگر چہ وحشی ز اور اہلی مادہ سے پیدا ہو جو ہوں بھلا اسکے کہ مادہ جنگلی ہو اور ذرا اہلی اور بخلاف جنگلی گائے اور بکری کے کیونکہ یہ نصاب میں شمار نہیں کئے جاتے اسلئے کہ جانورین میں جہت بار مادہ کا ہے نہ کہ اعتبار نہیں غیر مشترک کی قید اسلئے لگائی کہ اگر تیس عدد و شکر ہوں گے تو اوپر زکوۃ ہو گی ہر ایک کا حصہ نصاب ہے کہ ہوگا کہ ان فی الشامی و فیہا تین سائے لا یتشم آتہ ذو سائۃ کاملۃ و تبعیۃ اثناہ اوتیس گائی میں پور برس روڑ کا بھڑا یا بھڑی و جب شکر اسکو جمع اسلئے کہتے ہیں کہ تبع کے لفظی معنی میں ساتھ رہنوالا اور یہ بھی اجنبی ہوں کے ساتھ رہتا ہے ہم کا فہم کی قید اسو اسطو بڑائی کہ بعض علمائے لکھا ہے کہ دوسری برس میں لگا ہو پس جب ایک برس کا پورا

ہوگا تو دوسرا برس غنای خواہی شروع ہو جاوے گا کہ ان فی الشامی وفي لولیعین مسیق ذوسنتین اوصینتہ اور جالیس میں پوری دو برس  
کا زیادہ جمع من کے معنی ذہت والا اور اس کو سن سنا کہتے ہیں کہ اس میں دو روکے دانت ٹوٹتے شروع ہوتے ہیں اور سننے دانت  
ٹوٹنے میں دینا زاد علی الاربین بحسابہ فی ظاہر الروایۃ عن الامام وعنه لاشی فیما زاد الی سنتین اور جو زیادہ موطا  
سے اس کی حساب سے زکوٰۃ بھی لجاوے گی ساٹھ تک یعنی اگر ایک زیادہ ہو تو چالیس حصہ ایک سنہ کا اور دو میں بیوان حصہ بیہ مذہب  
امام حنبلہ کا موافق ظاہر الروایت کو اور ایک ایسا حصہ بھی ہو کہ زیادہ میں کہ نہیں لیا آخر آسان تک فیہا ضعف مافی ثلثین پس آٹھ میں دوا اسکا جو تیس میں  
آتا ہو یعنی ربع و حقوق لهما والثلثۃ وعلیہ الفی جرح عن الیسا بصر وضحی القدر اور یہی موقوف صاحبین کا اور مافی ثلثون امامون کا اور  
یہی پرفتمو سے کہ ان فی الجوزا فلما عن الیسا جمع وضمیم القدر وری تفری کل تلخین تبیم و فی کل اربعین مسیقہ الا اذا اند اخل  
اکمامہ و عشرین فیخبر بن اربع اتبعہ وثلث مسیقہ وکلان پھر تیس میں ایک جمع اور پھر جالیس میں ایک سنہ مگر اس میں  
میں کہ دو زبیسے تبع اور سنہ مست داخل ہون جیسے ایک سو میں کہ مالک فقہانے جاوے جاوے تبعہ دیوے چاہے میں سنہ  
و علی ذہ القیاس یعنی دوسو جالیس میں آٹھ تبعہ یا چھ سنہ قالہ الشامی ہم متداخل سے یہ مراد ہے کہ ایسا عدد ہو جو تیس اور چالیس  
دو ہون پر پور اقسیم ہوتا ہو تو تیس کے حساب سے چاہے جمع و جاوے جالیس کے حساب سے سنہ و باء  
کو کو فی الغنیمہ باب زکوٰۃ بہر بکری کے بیان میں مشتق من الغنیمۃ لانه لیس له آلۃ الدفاع فكانت غنیمۃ لكل طالب  
غنم فبقتین شق سے غنیمت سے اور وجہ تسمیہ یہ ہو کہ غنم کے پاس ایسا اور زمین جس سے طالب کو ٹٹا کے پس گویا ہر طالب کے  
لئے غنیمت ہے اور سیٹاؤں کا عدم وجود برابر ہے کیونکہ اون سے مدافعت نہیں کر سکتی نصاب الغنم ضانا ومعل افانہو  
فی تکمیل النصاب والاضحیۃ والربواف اداء الواجب الا یمان اربعون وفيما شاة نعم الذکور والا فانات نصاب غنم کی  
بہر ہو یا بکری جالیس میں اور جالیس میں زکوٰۃ ایک بکری ہے نہ ہو یا ماہ شلح نے کہا کہ غنم بہر بکری دو نو کو شامل ہے اس  
کہ یہ دو نو برابر ہیں نصاب کے پورا کرنے اور قربانی اور سود میں نہ ادای و جب میں اور قسموں میں ہم نصاب کا پورا کرنا یہ کہ  
اگر بہر بکری ملے جالیس ہون تو زکوٰۃ لازم ہوگی اگر چہ اکیلے کی پوری نصاب نہ ہو اور سود میں ہر طرح کہ اگر بہر ہی کا گوشت بہ کہ بکری  
کے گوشت کے زیادہ کم نیچے کو حرام ہے اور ادای و جب اور قسم میں برابر نہیں یعنی اگر کسی کے پاس چالیس بہر یاں ہوں  
تو ادبہر ایک بہر ہی و جب ہوگی اس سے بکری نہیں لے سکتے یا کسی نے قسم کہا ہی کہ بہر ہی کا گوشت نکھان کا تو بکری کا تو  
کہانے سے ثابت ہوگا کہ ان فی الشامی وفي مائۃ واحدۃ وثلث شیکہ وفي اربع مائۃ اربع  
مستحبہ و ما بہ ہما عفو اور ایک سو اکیس میں دو بکر یاں اور دو سو ایک میں تین بکر یاں اور چار سو میں چار بکر یاں اور ایک نصاب  
سے دو کے نصاب تک جو عدد میں وہ معاف ہیں ہم یعنی چالیس سے جو زاد ہو ایک سو میں تک او میں کچھ نہیں بشرطیکہ مالک  
ی ہو اور اگر تین مالک میں تو تین بکر یاں لجاوے گی ہر شخص سے ایک بکری بحر میں ہے کہ اگر ایک سو میں بکر یاں ایک غنص کی ہیں  
اور سامی کو نہیں پہنچا کہ او کو متفرق کر کے ہر چالیس پر ایک ایک بکری لے لے اور اگر جالیس بکر یاں دواوی کی ہیں تو او نہیں  
ہے کسی پر زکوٰۃ نہیں ہے اور سامی کو نہیں جائز کہ او کو جمع کر کے اون پر زکوٰۃ لے لے اسلئے کہ ہر ایک حصہ نصاب سے کم ہے  
کہ ان فی الشامی فربعد بلوغا اربع مائۃ فی کل مائۃ شاة الی غیر النہایۃ بہر بکر یاں چار سو ہو گئیں تو ہر سیکڑی سے ایک  
بکری سے بے انتہا تک دیں حد فی زکوٰۃ ای الغنم الشری من الضان والمعسن وهو اتمت لہ سنۃ لا یجدع  
الا بالقیمۃ وھذا فی باب ان مالک الظاہر وعنه جواز الجذع من الضان وهو قیل لھما والدلیل میرجہ ذکرہ الکمال

و فی زکوٰۃ الغنم

و فی زکوٰۃ البقر

وَالشَّيْءُ مِنَ الْبَقَرِ ابْنُ سَنَيْنٍ وَمِنْ الْإِبِلِ ابْنُ خَمْسٍ وَالْجَزْءُ مِنَ الْبَقَرِ ابْنُ سَنَيْنٍ وَمِنْ الْإِبِلِ ابْنُ أَرْبَعٍ  
 زکوۃ میں شیئی یعنی مینڈ یا اور بکر پورے برس روزگار اور بیل کے دو برس برس میں جو جیسو ہمارے اور کتب فقہ میں مسطر ہے نہ لیا جاو  
 جندم مگر قیمت کر کے اور جندع او سکو کہتے ہیں کہ جس پر اکثر سال گذر گیا ہو اور نہ لیا جانا جندم کا بنا بر ظاہر روایت ہے اور ایک روایت امام  
 صاحب سے یہ ہے کہ جندم مینڈ ہون میں کا لیا جاسکتا ہے اور یہی قول ہے صاحبین کا اور دلیل اسکو ترجیح دیتی ہے ذکر کیا ہو اسکو طاعت  
 لیکن بحر وغیرہ نے ظاہر روایت پر جزم کیا ہے اور اختیار میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور فنی بلیون میں دو برس کا ہونا ہے اور اونٹوں میں  
 پانچ برس کا اور جندم تقریباً ایک برس کا ہو اور ابل میں چار برس کا وہاں شیئی فی حیل سائمتہ عندہا وعلیکہ الفتح خانہ وغیرہا  
 ثم عند الإمام هل کھا نصیباً بعتک ولا حتم لا لعدم النقل بالتقدم اور زکوۃ نہیں ہے گھوڑوں جنگل کے جزو النون میں صاحبہ  
 نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی النمائہ وغیرہ اور طحاوی نے کہا کہ یہی پسندیدہ ہے اور اصرار اور زرعی اور نیابہ اور جوامہ اور کافی میں  
 اسکو ترجیح دی ہے لیکن فتم القدر میں قول امام کو ترجیح دی ہے اور صاحبین کی دلیل سے جواب بتعالیٰ اہ مطرہ دیات کے عدم زکوۃ جنگل  
 اور غازیوں کے گھوڑوں میں اور یہ قول باعتبار حجت کے قوی ہے جیسا بخیرہ اور موطا کے شاہدین کذا فی الشامی پر حزب امام کی نزدیک  
 اونیں زکوۃ ہوئی تو کوئی نصاب بھی اون کے لئے مقرر ہو یا نہیں تو بعضوں نے تین اور بعضوں نے پانچ کہی ہیں لیکن اصح یہ ہے کہ کوئی  
 نصاب مقرر نہیں کیونکہ تقدیر اور اندازہ سلف سے منقول نہیں دلا فی الغال وجہہ سائمتہ اجماعاً لیست للتجارة فلو کھا فلا کلام لھا  
 من العرفین اور نہیں زکوۃ بالاتفاق خچرون اور گدھوں جنگل کے جزو النون میں کہ تجارت کے نہوں پس اگر تجارت کے ہوں تو  
 کچھ کام نہیں زکوۃ کے وجہ سے ہوں کیونکہ مانند اور سبب میں دلا فی عوایل وعلوفۃ مالہ تکت العلوۃ للتجارة اور نہیں زکوۃ  
 کام کرنا اے جانورون یعنی کشتی کو بیل وغیرہ میں اور نہ گہ سے گھاس کھانا نون میں زکوۃ ہے جب تک کہ گہ والے جانور تجارت  
 کے نہوں م عوامل میں قید تجارت کی نہیں لگائی علوفہ میں لگائی کیونکہ عوامل تجارت کے لئے نہیں ہو سکتے اگر چہ نیت ہی کہ ہو سکتا  
 کہ حاشی میں کشتوں میں کذا فی الشامی دلا فی حملی بفتحین ولذا الشاة وفصیل ولذا الناقة وبعول بوزن سنوز ولذا البقرة  
 وصورتہ ان حیوت کل الکبار ویکون الحول علی اولادھا الصغار اور نہیں ہے زکوۃ بچوں میں خواہ بکری کے ہوں یا اونٹنی کے  
 یا گاو کے اور سنہ کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ سب بڑے جاوین اور بچہ باقی رہیں اور پھر برس گذر جاوے ہم کو پھر امام اعظم  
 اور امام محمد کے نزدیک زکوۃ نہیں وجہ موتی اور امام ابو یوسف کے نزدیک اونہیں میں سے ایک اور اگرے جانا جائیو کہ پوتے اونٹوں  
 کی نصاب میں پچیس موزا امام ابو یوسف کے نزدیک ضروری ہے اور پچیس سے کم میں بالاتفاق کچھ لازم نہیں ہوتا اور صحیح قول  
 طرفین کا ہے کذا فی الشامی لا تتبع البکر ولو واجداً ویجب ذلک لواحداً ولو ناقصاً فلو جتداً یلزم الوسط وھلالہ  
 لیقسط لھا یعنی بچوں میں زکوۃ نہیں گو تبعیت بڑوں کی اگر بچہ بڑا ایک ہی ہو اور زکوۃ میں وہ بڑا ہی دینا وجہ اگر چہ ناقص ہو  
 پس اگر وہ اول قسم کا ہے تو وسط لازم ہوگا اور اگر وہ بڑا بعد برس گذر جائیو کے ملاک ہو جاوے تو زکوۃ سا قاطع ہو جاتی ہے م  
 یعنی طرفین کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک بچہ کے لئے لازم ہون کے کیونکہ بڑے کے مرنے ایک جزو یعنی  
 جائز ان حصہ ساقط ہو گیا قالہ الشامی ولو تخذ الواجد من البکر فقط ولا یکمل من الصغار خلافاً للشافعی واور اگر زکوۃ جب  
 مستعد ہو تو صرف بڑے ہی دئے جاوین اور چوٹوں سے ملا کر پورا کرنے کی حاجت نہیں بخلاف قول امام ابو یوسف کے ہم بیان  
 اسکا یہ ہے کہ جب کسی شخص کے پاس دو سنہ اور ایک سو ادنیس بکری کے بچے ہوں تو اس صورت میں وجہ دو سنہ میں بالاتفاق  
 اور اگر ایک سنہ ہو اور ایک سو بیس بچے ہوں تو طرفین کے نزدیک ایک سنہ لازم آتا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک سنہ



اور ایک بچہ اور سبط اگر مودین اولئہ کا جو کے بچے اور ایک بیع کذا فی الشامی ولا فی عفی و هو باین النصیب کل لہ موال  
اور نہیں زکوۃ اس قدر میں جو عفو سے اور عفوہ صدقہ کے درمیان دو نصابوں کے موقوفہ قسم کے اموال میں سے ہر شخص کا  
قول ہے یعنی وجب بمقابلہ نصاب کے جو عفو کے اور امام محمد اور زفر کہتے ہیں کہ وجب بمقابلہ کل عفو کے ہے اور نتیجہ خلاصہ اس میں  
میں ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص کے پاس نو اونٹ میں اور چار ہلاک ہو گئے تو شیخین کے نزدیک ایک بکری پوری لازم آویگی اور  
امام کے نزدیک چھ ایک بکری کو لازم آویگی اور چار نویں حصہ ساقط ہو جاویگی قالہ الشامی و حصہ کا بالستوائثم اور صاحبین نے  
عفو کو خاص کیا ہے سوائہ میں نہ نفوذ میں ہم ہوا ہے کہ نفوذ میں جو دو سو درم سے زیادہ ہو صاحبین کے نزدیک معاف نہیں ہے  
بلکہ چالیسواں حصہ کل کا لازم ہوتا ہے بخلاف امام اعظم کے کہ اون کے نزدیک بعد دو سو درم کے جو دیا وہ مودہ عفو ہے جب  
ہو سکے اور چالیسواں حصہ درسم زیادہ ہوں تو ایک درسم زیادہ لازم آویگا یعنی چھ درم ہو جاوے گئے الغرض درم کی کسر امام صاحب  
کے نزدیک معاف ہے کذا فی الشامی ولا فی ہالک بعد وجوبہ و صنم الساعی فی لاصحہ لتعلقہا بالعیان لا بالذات  
وان ہلک بعضہ سقط حقہ اور جمال ہلاک ہو گیا ہو بعد وجوب زکوۃ کے اور منع کرنے بیاعی کے اوسمیں زکوۃ نہیں  
اسم مذہب پر یعنی اگر برس گذر گیا اور ساعی نے طلب کیا اور مال دہلے لے انکار کیا یہاں تک کہ مال ہلاک ہو گیا تو صحیح یہ ہے  
کہ زکوۃ ساقط ہو گئی کیونکہ زکوۃ معین جس پر علقہ رکھتی ہے نہ ذمہ سے قالہ الشامی اور اگر بعض مال ہلاک ہو گیا تو اقصیٰ  
کی زکوۃ ساقط ہو گئی و یضرب الی ہالک الی العفو ولا تفرق فی نصاب یلینہ نفوذ و جو مال ہلاک ہوا وہ پہلے عفو کی طرف  
لگا یا جاوے گا پھر اوس نصاب کی طرف جو اس کے متصل ہے پھر اوسیطر اوس نصاب کی طرف جو اس سے پیچھے ہے ہم یعنی اگر  
مثلاً کسی شخص کے پاس تین نصابین اور کچھ شے زائد ہو کہ نصاب کو نہ پہنچتی ہو پھر اوسمیں سے کچھ ہلاک ہو جاوے تو وہ  
اولاً عفو میں سے سمجھا جاوے گا پھر جو زائد تھا اگر سب ہلاک ہو گیا تو وہی تین نصابوں کی زکوۃ اوس کے ذمہ وجب ہوگی اور اگر اور  
زیادہ ہلاک ہو گیا تو یہ منصرف ہوگا اوس نصاب کی طرف جو اس کے قریب ہے یعنی تیسری نصاب اور صرف دو نصابوں کی زکوۃ  
رہے گا اور یہی حال ہے اگر نصاب اول تک ہلاک ہو چکے کذا قالہ الشامی لا فی المثلک بعد الحول لوجود التعلک منہ  
ومنہ ما لو حبسہ یمن العلف والما وحشی ہلک فیضمن بدایع بخلاف اوس صورت کے کہ قصد ہلاک کرے بعد برس گذرنے  
کے کیونکہ تعدی اس کی طرف سے باقی گئی اور تعدی میں شمار کیا جاوے گا اگر جانوروں کو گھاس یا بافی نڈیا اور باندہ رکھا یہاں تک کہ  
ہلاک ہو گئی تو زکوۃ کا ضمان دیکھا جائے والی القرض بعد القرص والی حاکمۃ واستبدال مال التجارۃ بمال التجارۃ ہلاک و بغیر مال  
التجارۃ والساۃ بالساۃ استبدال و کم ہونا لکی کا بعد قرض لینے کے یا عاریت کے یا بے مال کے بدلے مال کو ہلاک  
کیا جاتا ہے اور بدلہ مال کا کسی اور چیز کے ساتھ ہوا مال تجارت کے یا ساۃ کا بدلے ساۃ کے بمنزلہ ہستہلاک کے ہے ہم حکم نفوذ کا  
حکم مال تجارت کا ہے یعنی مثلاً کسی شخص کے پاس ہزار درم میں پھر اوس کے بدلے ایک غلام تجارت کا مول لیا یا اور کچھ باب تجارت  
کا خرید لیا پھر وہ ہلاک ہو گیا تو زکوۃ ساقط ہو گئی اور اگر غلام خدمت کا خرید تو ساقط نہیں ہوتی اور بہتر یہ ہے کہ لفظ بالساۃ ساقط  
کو لیا جاوے تاکہ شامل ہو بہتبدال ساۃ کو غیر ساۃ سے درم ہوں یا عروص کیونکہ زکوۃ متعلق ہوتی عروص کے ساتھ اولاً وبالذات اور  
عین بدل گیا پس جب ہلاک ہو گیا عین یعنی ساۃ بدلہ لا ہوا تو وجب ہوگی زکوۃ اور پوشیدہ نہ ہے کہ یہ اس وقت ہو کہ بعد برس کے  
استبدال کیا ہو لیکن جب برس کے اندر بہتبدال کر لیا تو جب تک اس عروص پر برس نہ گذرے گا زکوۃ وجب نہ ہوگی بلکہ ہر ایک کے پاس ان  
درام میں سے سوا اور درام ہوں تو اون کے ساتھ ہلاک سبکی زکوۃ و کذا فی الشامی و جاذد فم القیۃ فی زکوۃ وغنیہ و خراج

حفظہ

وفطره ونذر وغفارة خیر الاعناق وتعتبر القیمة یوم النحر یوم الاذیاء فی الشوال یوم الاذیاء اجماعاً ھو الاصل فی ارجاء  
ہے دینا قیمت کا زکوۃ میں اور عشر میں اور خراج میں اور فطرہ میں اور نذر میں اور اس کفارہ میں جو سوامی آنا دکر نے کے مو یعنی جائز ہے  
یعنی اگر پہلے جب ہی اسکے پاس موجود ہو مثلاً تین کربان موٹی جو قیمت میں چار کربون اور اس کی برابر ہون اور چار کے عوض دیر ہو  
تو جائز ہے لیکن نصاب کیلی میں یا وزنی میں جب جس کے بدلے جس دیوے تو اس کی قیمت معتبر نہیں ہوتی مثلاً چار کربل اپنے گھوڑوں کے  
پانچ کربل ناقص گھوڑوں کے یا چار درم جدید بدلے پانچ درم بٹے کے دیوے ماز نہیں اور اگر جس جس کے ساتھ قیمت کر کے دیوے جائز ہے قالہ  
اشعاشی اور قیمت وہ معتبر ہے کہ جو روز واجب زکوۃ کے مو اور صاحبین کے نزدیک اس دن کی جس روز ادا کرتا ہے اور سوامی میں اتفاق  
یوم الاذیاء کی قیمت معتبر ہے ہی اصم ہے ویقولون فی البکاء الذی المال فیہ ولوفی معانقہ ففی اقرب الی انصار الیکہ فتح اور مال کی قیمت  
دکان کی جائے جس شہر میں وہ مال ہے اور اگر جنگل میں ہے تو جو شہر دکان سے قریب ہو کذا فی الفتح اگر ایک غلام کو کسی شہر میں بھیجا  
تجارت کے لئے تو اس کی قیمت اس شہر کی معتبر ہوگی نہ مالک کے شہر کی بجز المصدق لایأخذ الا بالوسط وهو اعلى الا کذا فی وادنی اصل  
ولو کلاہ جتید لہ نجید اور کوئی نہ لایوے مگر اوسط اور اوسط وہ ہے کہ اعلیٰ سے کم درجہ کی ہو اور ادنیٰ سے زیادہ درجہ کی اور اگر اس  
اعلیٰ قسم کی ہون تو اعلیٰ ہی ہوے یعنی اگر نیت ہون مثلاً اوسپر واجب ہوئی ہے تو ب بنت لبون سے جہی چہاٹ کر نلیو ہو اور  
نہ سے بڑی لے وان لم یجد المصدق وکذا ان وحیداً لقید اتفاقاً واجب من ذات سیر دفع المال لا کذا فی مع الفضل  
جب اصل الشاعی لایہ دفع بالقیمۃ و دفع لاصل و دفع الفضل لا یجوز لایہ شرا فی شرط فیہ الرضا ھو الطحیحہ سراج اور اگر زکوۃ کے  
مال میں مصدق اس عمر کا ساتھ نہ دے جو زکوۃ میں واجب ہو اسے اور یہی حکم ہے اگر اس عمر کا یا اس صفے کا مال میں موجود ہو پس  
قیمہ بنانے کی اتفاقی ہے تو مالک اور اگر دے دیکھ کا مع نہ دے دے زور مصدق پر سئل کہ یہ ادا ہو قیمت سے نہیں ہے یا اعلیٰ درجہ  
کا اور اسے اور زیادتی دہیں کر لے بغیر جہ کے سئلے کہ اس صورت میں مصدق مشتری ہے پس اس کی رضامندی ضرور ہے یہی صحیح ہو  
کذا فی السراج و دفع القیمۃ ولو دفع ثلث شیاہ سیمان عن اربع وسط جاز یا مالک قیمت دیوے اور اگر تین کربان فریہ بدلے چار  
اوسط کربون کے دیدیوے تب ہی جائز ہے والمستفاد ولو بھیا اوارث وسفط الحول یضم النصاب من جنسہ فیکلہ بھو کل  
لا اصل اور جو مال درسیان برس کے حاصل ہو اگر یہ بذریعہ ہر کم ہو یا درشت لایا جاوے اس کی جنس کی نصاب کے ساتھ ہر اس کی  
زکوۃ و بجاوے اصل نصاب کی برس کی تمامی پر سوامی میں بچوں کا بڑھنا درسیان سال کے اور تجارت کے مال میں نفع کا ہونا سب کا  
یہی حکم ہے جو مذکور ہوا بشرطیکہ اسکے پاس پہلی نصاب پوری ہو اور اگر پہلی نصاب پوری نہ ہو تو جو وقت سے بچوں یا مال استفاد کے نصاب  
پوری ہوا سو وقت سے برس روز کے بعد زکوۃ واجب ہوگی بخلاف اس صورت کے کہ شروع سال میں نصاب پوری ہو پہر بچہ میں  
ناقص ہو گئی پہر سال تمام ہو پوری ہو گئی تو اس بچہ کے نقصان کا امتبار نہیں ہمارے نزدیک اور اس سے پہر ہی معلوم ہوا کہ اصل  
کی بقا ضرور ہے یہاں تک کہ اگر اصل نصاب خاتم ہو گئی تو استفاد کا برس سے سرے شمار کیا جاوے گا پہر اگر ایک روز پہلے بھو اصل  
نصاب میں سے کچھ ماتہ آدمی تو کل کی زکوۃ استفاد سمیت دیوے ولو اذی زکوۃ نقد کا ثم اشد سے بہ سائیکہ لا یضم اور اگر  
بچہ نقد کی زکوۃ دیکر اسکے بدلے سوامی خرید کر سے قیمت سوامی ملا تو بخارین کے ہم صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس  
کچھ سوامی اور کچھ نقد مال ہے اس بعد ادا ہو زکوۃ نقد کے اسکے بھی سوامی خرید لے تو ان کو خرید سوامی کو پہلے سوامی میں غلام یا  
بلکہ ادنیٰ برس جدا ہو گا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ملا جاوے ہے اور یہی ہمارا گرائمہ کی زکوۃ دیکر نقد کے بدلے بچہ  
بر خلاف اس کو کہ اگر ادا کیا عشر غلام یا زمین کا یا صدقہ فطر غلام کا پہر اس کو بیچا الا تو قیمتیں بالا اتفاق اصلی نصاب نقد کے ساتھ ملا جائیگا

اور فرق امام صاحب کی نزدیک بہ کسی شخص کا مال زکوۃ کا بدلہ ہے اور بن کو حکم سبیل منہ کا ہونا ہے پس اگر ملایا جاوے گا تو زکوۃ کا لازم  
 آوے گا و اولہ یصلان حالہ فینہم احدھا کفین سائماۃ من کافۃ و انعم دھرم و ویرث الف اصمت ال اقربھا حولا و درہم کل یضع  
 ال اصلہ اور اگر اوسکے پاس دو نفسا میں ایسی ہیں کہ نہیں ملائی جاتیں جیسے شخص مائتہ زکوۃ دی ہوئی گا اور ہزار دھرم اور اثاث میں سے  
 اوسکو ایک ہزار تو ہزار وراثت کے اوسکو سائتہ ملائی جاوے گی جسے غریب برس پر یا ہونو لاسے اسلئے کہ ملائے میں تو دونوں برابر ہیں مگر  
 قرب کی جہت سے قریب کو ترجیح ہے اور میں فقیروں کا فائدہ ہے کذا فی الشامی اور فائدہ ہر ایک کا اوسکی اصل کے ساتھ ملا یا جاوے یعنی  
 اگرچہ اوسکا برس پورا ہوئے میں دیر ہو کہ نہ فائدہ اپنی اصل کے تابع ہے اور یہی حکم ہے بچہ کا سوائہ میں احسن البغاة والساداتین  
 الحجازۃ زکوۃ الا موال الطاهرۃ کالشواہد والعشر والخراج لا اعادۃ علی اربابھان صرف الماخوذ فی محلہ الا ان ذکرہ و  
 الا یصرف فیہ فعلیکم ہم فیما بینہم و بان اللہ احادۃ غیر الخراج لا ہم مصارفہ اگر باغیوں نے اور ظالم بادشاہوں نے اموال  
 ظاہری کی زکوۃ لی جیسے سوائہ و عشر اور خراج پس مالکوں کے ذمہ دوبارہ دینا لازم نہ ہوگا بشرطیکہ انہوں نے اوسکو صرف کیا ہو  
 کے موقع پر جبکہ بیان باب المصروف میں آوے گا یعنی فقیروں وغیرہ کو دیا ہو اور اگر اپنے موقع پر صرف نہیں کیا تو مال والوں کے ذمہ دینا  
 کی راہ سے پھر دینا لازم ہے سوائہ خراج کے کہ اوسکا اعادہ لازم نہیں اسلئے کہ وہ لوگ خراج کے مصروف ہیں کیونکہ خراج حق مقالمیں  
 ہے اور اہل بے اہل حرب سے مقابلہ کرنے میں مال ظاہری وہ کہلاتا ہے جسکی زکوۃ حاکم اہل سلام لیتا ہے اوجمال عشر لینے ویسکے  
 سامنے آوے و اخلاف فی الاموال الباطنۃ فی الولو الجندیہ و شرح الوہابیۃ المعنی بہ خدم الاجزاء اور جملات ہے  
 اموال باطنہ میں پس لو بحیثہ میں اوشیح و ہانیہ میں ہے کہ مفتی عبدالمکات ہے مال باطن فقیر و اور سبب تجارت کو کہتے  
 ہیں یعنی اگر مال باطن کی زکوۃ باغیوں نے لیلی توفیق سے ہے کہ مال کی طرف سے کافی ہوگی اوسکو پھر سے اور اگر فی جائز ہو مگر یہ  
 شرط ہے کہ ماحر کے سامنے نہ لیگی ہو ورنہ مال ظاہر کی زکوۃ کا حکم ہوگا اور شامی کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ اموال ظاہری میں نہ ملتا  
 نہیں ہے حالانکہ اوسمیں بھی اختلاف ہے اور تفصیل اوسکی شامی میں ہے وفي المیسر طحا لا صمۃ الصغیۃ اذ انوی بالدفع لطلما  
 زماننا الصدقۃ علیہم لا تھم بما علیہم من التبتا فقرۃ حتی افسی امیرہم بالصیام لکفارۃ عن یمنینہ اور موسط  
 میں ہے کہ اصم یہ ہے کہ درست ہو یعنی مالک پر دوبارہ دینا لازم نہیں جبکہ مال باطنی کی زکوۃ باغیوں اور ظالموں نے لی تو بشرطیکہ  
 نیت کرے ظالموں کے دینے سے اوسکو اور پر صدقہ کرنے کی اسواسطہ کہ وہ لوگ فقیر ہیں بسبب اوس حقوق کے جو اوسکے پیچھے لگے  
 ہیں اور یہی اسطو فتوے دیا گیا امیر بلخ کا کفارہ میں کہ زکوۃ کے لئے ہم امیر بلخ یعنی موسیٰ بن جیسے بن ہامان خراسان کے  
 والی نے محمد بن سلمہ سے سوال کیا اپنی قسم کے کفارہ لینے سے پس محمد بن سلمہ نے دوسری کہنے کا فتویٰ دیا حالانکہ کفارہ قسم مسئلہ  
 سکینوں کو کہنا یا کپڑا دینے کا یا بروہ آزاد کرنا ہے اور جب یہ امور عیسویوں تو روزہ رکھنے کا حکم ہے مگر چونکہ امیر مذکور کے  
 پاس مال موجود لوگوں کے حقوق سے زائد نہ تھا اسلئے اوسکو فقیر ہے اس لئے اس تصور کیا گیا فتح القدیر میں ہے کہ اس تعذیر پر اگر  
 کسی نے وصیت کی کہ ثلث مال اوسکا فقرا کو دیا جاوے پھر وہ دیا گیا سلطان ظالم کو تو اوسکی وصیت اور مرگئی ولو اخذھا الساع  
 جبراً لم یقع زکوۃ لکونھا بلا اختیار و لکن یجوز بالجنس لئلا یؤثر فیہم فیسبب لکونہ لا ینافی باختیار اور اگر لیلیا صدقہ  
 نے زکوۃ کو جبکہ زکوۃ نہ ہوگی کیونکہ اوسمیں اختیار نہ تھا اور زکوۃ دینے میں نہایت اختیار ضروری ہے لیکن مالک مال کا قریب کیا جا  
 تا کہ خود بذاتہ ادا کرے اسواسطہ کہ وہ باوجود اختیار کے سنانی نہیں ہم فقیر زنی میں ہے کہ اگر امام نے صدقہ بجز لیکر مصروف میں صرف کیا  
 تو کفایت کرتا ہے اسلئے کہ امام کو ولایت اخذ مال کی ہے تو اوسکا لینا مالک کے دینے کے قائم مقام ہو گیا بجز الرافق میں ہے کہ فقیر

تفصیل گئی اگر اموال ظاہری میں سے لیا تو فوج ساقط ہو گیا اسو اسکو کہ سلطان کو اور اسکے آپ کو ولایت اخذ مال کی جتنے اور اگر اموال باطنی میں سے بزرگ لیا تو ساقط نہ ہوگا وہی الفقہیں المغنی بہ سقوطہما فی الاموال الطاہرۃ لا الباطنۃ اور فقہیں میں ہے کہ مالک جابر کو دینے کی صورت میں مفتی یہ ہے کہ زکوۃ ساقط ہو جاتی ہے اموال ظاہری میں نہ باطنی میں ولو خلط السلطان المال المقتضی بملکہ فحب الزکوۃ ویکو رشعہ لان الخلط استہلاک اذا لم یکن تخییر عند الحلیفۃ وقوۃ اذ قد اخلطو مال عن غصب اور اگر لایا بادشاہ نے چھینا ہوا مال اپنے مال میں تو اسکا مالک ہو جائیگا پس زکوۃ واجب ہوگی اور دینے کے بعد وراثت بھی جاری ہوگی مسئلہ کہ خلط کرنا اس طرح کہ تخییر ممکن نہ ہو نزدیک امام صاحب کے بمنزلہ قصد انشاء کر نیسے ہے یعنی جب استہلاک ثابت ہو تو ضمان اسکا لازم آیا اور مضمون کا مالک موانع مان کے عوض لازم ہوا اور امام کے قول میں لو گن کے لئے موقوفہ اسو اسکو کہ کتر کوئی مال غصب سے خالی ہوتا ہے اور صاحبین کے نزدیک ضمان نہیں لازم ہوتا اور جب ضمان لازم ہوا تو ملک بھی ثابت نہ ہوئی اور وراثت بھی جاری نہ ہوئی کیونکہ وہ مال مشترک ہے اور اس میں سے صرف حصہ میت کی میراث جاری ہوگی وھذا اذا کان له مال غیر ما استہلک بالخلط من فصل عنہ یوفی دینہ ولا فلاح زکوۃ کما لو کان کل خبیثا کما فی النہر عن الحواشی السعدیۃ اور خلط کی جہت سے زکوۃ واجب ہونا اس صورت میں ہے کہ اس کے پاس جب مال سو ادا اسکے جسکو خلط سے ہلاک کیا جو اتنا ہو کہ اس کے دین کو کافی ہو ورنہ زکوۃ نہیں لازم آوے گی جیسا اس صورت میں کہ کل مال حیث ہو کہ فی النہر عن الحواشی السعدیۃ یعنی جب غبیث ال نصاب کو پہنچ جانے سے زکوۃ لازم نہ ہوگی کیونکہ اس مال کو تمامہ تصدق کرنا واجب ہے بعض کا صدقہ دینا کیا کام کر گیا کذا فی القنیۃ وفتاویٰ الوہابیۃ عن ابن اذیۃ انما یکفر اذا تصدق بالحرام القطعۃ اما اذا اخذ من انسان مائۃ ومن اخر مائۃ واخلطھما فزکوا تصدق لا یکفر لانہ لیس بحررام قطعۃ لا استہلک بالخلط اور ربانیہ کی شرح میں نقل عن البرزازیہ یہ ہے کہ آدمی اوسی صورت میں کا فر ہوتا ہو کہ حرام قطعی کو صدقہ دیوے یعنی بہ نیت حصول ثواب کہ حلال جانے پر مبنی ہے لیکن جب لئے ایک سے سو اور دوسری سے سو پہر او کو ملو دیا پہر سب کو تصدق کیا تو کا فر نہ ہوگا کیونکہ یہ دو سو حرام قطعی نہیں اسکو کہ خلط کی وجہ سے گویا ادا کرنے او کو ملو دیا اور بوجہ وجہ ضمان او کا مالک بن گیا ہم شارح نے صرف عدم کفر پر اقتصار کیا ہمیں اشارہ ہو کہ مال مخلوط بھی تصرف کرنا بدو اد اموال کے جائز نہیں اگرچہ خلط کی وجہ سے مالک ہو گیا ظہیر میں ہے کہ کسی شخص نے مال حرام میں سے کسی فقیر کو کچھ دیا تو اب کی توقع سے تو کا فر ہوا اور اگر فقیر جانتا ہو اور عادی اور معطلی نے آئین کہی تو دو دو کا فر ہو گئے اور شرح و ربانیہ میں ہے کہ اگر غیر شخص آئین کہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکا حال بھی یہی ہے اور آدمی اس سے غافل میں اور بختال اس میں مبتلا ہیں غلام نے حرام قطعی کی قید لگا کر ظہیر کے کلام کو معنیہ کر دیا اور ظاہر کر دیا کہ حرام سے حرام قطعی ہے جس میں کا فر ہوتا ہے کذا فی الشامی ولو تخلل ذو نصاب زکوۃ لیس نیک اول نصاب یخرج لوجود السبب کذا فی النہر عن الحواشی السعدیۃ اور اگر نصاب والا زکوۃ پیشگی چند سال کی ادا کرے یا چند نصابوں کی زکوۃ ادا کرے تو درست ہوگی نہ سبب زکوۃ یعنی نصاب موجود ہے اور ایسا ہی اگر عشر کبیتی کا یا شمار کا پیشگی ادا کرے بخلو کے بعد پکتنے سے پہلے تو درست ہوگی یعنی اگر کسی کے پاس تین سو درہم ہیں اور اس کا سو درہم کی زکوۃ سو درہم میں برس کے لئے ادا کی تو درست ہے یا یہ کہ سو درہم ادا کئے بہ نیت دو سو درہم نصاب موجود ۱۹ نصاب غیر موجود کے پہر اس برس میں دو نصاب ہیں اوسکے پاس موجود ہو گئیں تو تو درست ہوگا اور اگر اس برس میں موجود نہ ہو تو زکوۃ علی حدہ فرد ہے اور وہ سو درہم زکوۃ نصاب موجود کی یعنی دو سو درہم کی ہیں برس کے لئے موجود ہیں گئے جیسا پہلے مسئلہ میں تھا کذا فی الشامی واختلف فیہ قبل التبا وخریج الثمرۃ والاطھر الحجاز وکذا لو تخلل خراجہ وتمامہ فی النہر اور غلط ہے



مئة شعبة فهو درهم وثلثه أسباع درهم سونكى نصاب میں مثقال اور چاندی کی دو سو درہم ہر وزن سات مثقال کے اور  
 دینار میں قیراط کا ہے اور درہم چودہ قیراط کا اور قیراط پانچ جو کا تو درہم شرعی اس حساب سے شتر جو کا ہوا اور مثقال سو جو کا پس مثقال مساوی  
 ایک درہم اور تین ساتویں حصہ درہم کے ہوا نصاب سونکی ۲۰ مثقال یعنی ۷۰ تولہ وزن درہم اور نصاب چاندی کی ۲۰۰ درہم یعنی ۱۴۰۰  
 مثقال یعنی ۵۲ تولہ جس کے ۵۴ درہم روپے بحساب فی روپیہ ۱۱ ماشہ اور ۵۶ روپے بحساب ۱۱ ماشہ اور ۵۴ روپے یعنی  
 ۵۶ روپے تقریباً بحساب ۱۱ ماشہ رقی زیادہ یعنی ۱۲ ماشہ ۳ رقی کم جو وزن چہرہ شامی روپیہ کا ہے اور جاننا چاہئے کہ درہم حضرت عمر کے  
 زمانہ میں مختلف تھے بعضی دس مثقال کے دس درہم بعضی چھ مثقال کے دس درہم بعضی پانچ کوثر درہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مساوی نکال لیا تو سات مثقال  
 کے دس درہم ٹھہرے اور شامی میں اس میں زیادہ گفتگو کی ہے وقیل یفنی فی کل بلد بوزنهم وبتخلفہ فی متفرقات البیوع اور یہ بھی کہا گیا  
 ہے کہ ہر شہر میں ان کے وزن کے موافق فتویٰ دیا جاوے اور متفرقات بیوع میں اس کی تحقیق آو گئی ہم شامی میں لکھا ہے اسی فتویٰ کو تسلیم کیا  
 ہے ولوا بحیث میں اور اسی کو لیا ہے خراسانی نے اور پند کیا مجتہبے اور جمع النوازل اور عیون اور معراج اور غانیہ اور فتح القدیر میں پہرے کے  
 بعد میں لکھا ہوں کہ درہم رائج الوقت کثر نہ ہوا چاہئے اس درہم سے جو حضرت کے وقت میں کم ہو کر وزن کا رائج تھا یعنی وزن خمر کے لیکن  
 جہو کا قول یہ ہے کہ درہم چودہ قیراط کا ہے اور سب کتب متقدمین و متاخرین متفق ہیں اور بیوع میں جو درہم کی تحقیق کی ہے اس کو زکوٰۃ سے  
 کہہ علامہ نہیں بلکہ عقو سے متعلق ہے یعنی عرف میں کو نصاب درہم مراد ہوا جو ب مطلق بولیں والمعتبر وزن لھما ادا علی وجہ کلا فیہما  
 اور زکوٰۃ کی نصاب میں معتبر وزن سونے چاندی کا جو باعتبار اوزان کے اور وجوب کے قیمت ان دونوں کی گشتا اگر بہن چاندی کا سو درہم کے  
 وزن کا کسی شخص کے پاس ہو اور غریبی ساخت کے اعتبار سے اس کی قیمت دو سو درہم کی ہو تو اس پر زکوٰۃ نہ آو گی جب تک وزن پورا دو سو  
 درہم کا نہ ہو واللہ صمدی مضرب و بکل منہما و معمولہ ولویذرا و حلیا مطلقاً مباح الاستعمال والا ولو للفقیر و للفقیر لا یجوز  
 خلطاً اثماً قبیحاً کیہما کیف کان اللزیم مبتدأ اس کی خبر آگے آئی جو بیع وغیرہ یعنی جالیسوا حصہ لازم ہے اس مال میں جو سونے چاندی کا  
 جیسے درہم دینار روپیہ اشرفی یا اون سے کچھ بنا جو جیسے بن یا تو اگر کوئی یا لگام اگر جو سونے یا چاندی کی ٹلی مویا زیور بنا یا گیا جو مال  
 میں یعنی اس کا استعمال مباح ہو یا نہ ہو اگرچہ آرایش کے لئے یا نفقہ کے لئے رکھا ہو سہو کہ سونا چاندی بحسب قیمت ثبوت کے لئے موضوع  
 میں تو ان کے اوپر زکوٰۃ ہر صورت میں ہو گی وفي عرض تجارت قیمته نصاب الجملة صفة عرض وهو هنا مال الیس بنقد و اما حد  
 صفة النسیة فی نحو الارض الخرجیة فلغیا المانیہ کا قلمنا لا لان الارض للیس من العرض فتنبہ اور جالیسوا حصہ  
 لازم ہے حساب تجارت میں جس کی قیمت نصاب کو پہنچی ہو مشاہدے کہ اگرچہ جلیہ صفت عرض کی اور عرض سے مراد یہ ہے کہ نقد نہ ہو اور  
 زمین خراج میں جو نیت تجارت کی سیج نہیں ہے وہ بسبب مانع کے جو یا پہلے گذر چکا یعنی اگر زکوٰۃ کا لازم آتا ہے نہ اس حد تک کہ زمین بظلال  
 عرض کا نہیں ہوتا حساب کو سمجھ لو میں ذهب او ورق ای فضة مضروبة فاذا دان التقویہ انما یكون بالمسکون علی عمل بالعرف  
 من ذهب او ورق بیان ہے نصاب کا یعنی حساب تجارت کی قیمت نصاب ہو سونے مضروب یا چاندی سکہ لگائی ہوئی تو اس سے معلوم ہوا کہ  
 قیمت کرنا بجز سکہ کے دوسری چیز نہیں ہوتا کیونکہ یہی متعارف ہے مقو باحدھا ان استویا فلو احدثھا از وجہ تعین التقویہ  
 قیمت کی گئی ہو نصاب مذکور انہیں سے کسی ایک ہو اگر دو برابر ہوں یعنی جلیں میں پس اگر ایک رواج میں زائد ہو تو قیمت کر نیکی  
 لئے ہی تعین ہو گا ولو نلکم باحدھا نصابا دون الاخر تعین مایکلم بہ اور اگر پہنچ ایک کے ساتھ قیمت کرنے سے نصاب کو نہ  
 دوسرے کے ساتھ تو جس کے اعتبار سے نصاب کو پہنچو وہی تعین ہے قیمت کے تقریر کے لغو مثلاً مال تجارت کی قیمت اگر چاندی سے کی جاتی ہے  
 تو سادہ جو با وزن تولہ کا ہوتا ہو اور سونے سے کرتے ہیں تو تین یا چار تولہ کا ہوتا ہو تو قیمت چاندی سے لگائی جائیگی نہ بلکہ باحدھا نصابا و

درہم حضرت عمر کے زمانہ میں  
 مختلف تھے بعضی دس مثقال کے  
 دس درہم بعضی چھ مثقال کے  
 دس درہم بعضی پانچ کوثر درہم  
 حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مساوی  
 نکال لیا تو سات مثقال کے دس  
 درہم ٹھہرے اور شامی میں اس  
 میں زیادہ گفتگو کی ہے وقیل  
 یفنی فی کل بلد بوزنهم وبتخلفہ  
 فی متفرقات البیوع اور یہ بھی  
 کہا گیا ہے کہ ہر شہر میں ان کے  
 وزن کے موافق فتویٰ دیا جاوے  
 اور متفرقات بیوع میں اس کی  
 تحقیق آو گئی ہم شامی میں  
 لکھا ہے اسی فتویٰ کو تسلیم کیا  
 ہے

درہم حضرت عمر کے زمانہ میں  
 مختلف تھے بعضی دس مثقال کے  
 دس درہم بعضی چھ مثقال کے  
 دس درہم بعضی پانچ کوثر درہم  
 حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مساوی  
 نکال لیا تو سات مثقال کے دس  
 درہم ٹھہرے اور شامی میں اس  
 میں زیادہ گفتگو کی ہے وقیل  
 یفنی فی کل بلد بوزنهم وبتخلفہ  
 فی متفرقات البیوع اور یہ بھی  
 کہا گیا ہے کہ ہر شہر میں ان کے  
 وزن کے موافق فتویٰ دیا جاوے  
 اور متفرقات بیوع میں اس کی  
 تحقیق آو گئی ہم شامی میں  
 لکھا ہے اسی فتویٰ کو تسلیم کیا  
 ہے

تختہ و بالآخر اقل قوتہ بالا نفعم للفقیر علیہ اور اگر پونچھ سونے چاندی میں سے ایک کے ساتھ تقویم کرنے سے نصاب اور خمس نصاب کے  
 اور دوسرے کے ساتھ قیمت کرنے سے کمتر کو تو وہ کو تقویم کریں اور اس کے ساتھ جو فقیروں کے حق میں نافع ہو کذا فی السراج ہم یعنی اگر درامہ کے  
 ساتھ قیمت کریں تو دوسو جالیس درہم مولیٰ اور دنانیر کے ساتھ تینیس دینار مولیٰ تو درامہ کے ساتھ تقویم کریں گے کیونکہ آہین چہ درہم  
 لازم مولیٰ کے بخلاف دنانیر کے کہ انہیں وجہ نصف دینار ہے کہ مساوی ہے پانچ درہم کو اور اگر دیناروں سے ہم کو پونچھ اور درامہ سے  
 ایک سو چھتیس کو تو دیناروں کے ساتھ تقویم ہوگی چار دینار میں ہے کہ شرع میں دینار و مثل درہم کا موائے فتح العذیر میں کہا جو کہ دینار کا قیمت  
 و مثل درہم کا جو جائے میں شروع تین ایسا ہی تھا رتبہ عشر خبر قولہ اللانہ و فی کل خمس ضمیم الخاء بحسابہ ففی کل اربعین درہم  
 درہم و فی کل اربعہ مثاقیل قراطان و ما بین الخمس الی الخمس عقیق قالا ما زاد بحسابہ وہی مسئلہ الکسور درہم عشر خبر ہے  
 الا لازم کی یعنی وجہ سونے چاندی میں جالیسوان حصہ ہے اور ہر پانچوں حصہ نصاب میں اسی حساب کو جب جو یعنی ہر جالیس درہم ہر ایک درہم  
 اور ہر جالیس مثقال پر دو قیراط اور ایک خمس سے دوسری تک معاف ہو اور صاحبین کہتے ہیں کہ بہت نصاب سے زیادہ ہوسکی اسی حساب سے زکوۃ  
 لیا جائے یعنی خمس تک کے جو کسور اہم صاحب کے نزدیک معاف تھیں وہ انکو نزدیک نہیں اور یہ مسئلہ الکسور ہے ماخوذ ہے حدیث لا تاخذ  
 من الکسور شیئاً یعنی نہ لے کسور میں کچھ کذا فی الشامی وغالب الفضۃ والذهب فیضۃ وذهبین ما غلبت شیئہ منہما یقویٰ کا  
 و کثیر ط فیہ الیشیۃ اور سونا یا چاندی اگر کسی مولیٰ کے ساتھ مخلوط مولیٰ اور مولیٰ پر سونا یا چاندی غالب ہو تو اسکا حکم سونے چاندی کا ہو  
 یعنی زکوۃ سے یعنی اگر سونا غالب ہو تو سونا کا حکم ہو اور چاندی غالب ہو تو چاندی کا حکم ہو اس قسم کی مخلوط میں زکوۃ سونے چاندی کی لازم ہے یہاں تک کہ  
 اگر بہ نیت تجارت ہی رکھا ہو گا تو زکوۃ نقدین کی لازم ہوگی نہ عروض کی اور اگر مولیٰ نقدین پر غالب ہو تو اسکی قیمت کیجاوے مثل اور  
 اسباب تجارت کے بشرطیکہ تجارت کی نیت ہو اذ اکلن یخلص عنہ ما یبکمن نصاباً او اقل وعنده ما یتقوہ او کانت اثماً اثاراً ثبہ  
 وبلغت نصاباً من ادنی نقد یجب زکوۃ فحجب ولا یت مشروط ہو مگر اس صورت میں کہ مخلوط میں اسقدر چاندی یا سونا جدا ہو سکتا  
 ہے کہ نصاب کی مقدار کو پونچھ یا سونا چاندی اگرچہ نصاب سے کم ہے لیکن جسقدر نصاب میں کمی ہے اسکو پورا کرنے کو اسکو باس کی نئی  
 تجارت کی چیز یا نقدین میں سے موجود ہے یا یہ کہ غالب بعض شے میں مروج مولیٰ اور قیمت میں اس ادنی نقد کی نصاب کی برابر مولیٰ جب  
 زکوۃ وجہ ہوتی ہے تو زکوۃ وجہ ہوگی ورنہ نہیں وجہ ہوگی و اختلاف فی الغیش المساک و الخمار لہ و ما احتیاطا خانہ ولذا  
 لا یباع الا وزناً اور جو مال ایسا ہو کہ اوسمیں مولیٰ اور چاندی یا مولیٰ اور سونا دونوں برابر ہیں اوسمیں اختلاف ہے مختار یہ ہے کہ زکوۃ لا یسجد  
 احتیاطاً کذا فی الخانیہ اور اسی وجہ سے اسکی بیع بغیر وزن کے نہیں جائز ہے تاکہ رہا لازم نہ آوے و اما الذہب الخلط  
 بفضۃ فان غلب الذہب فلذہب و لا فان بکمل الذہب والفضۃ نصاباً و جبہ اور سونا جو چاندی میں مخلوط ہو پس اگر سونا  
 غالب ہو تو حکم سونے کا ہو اور اگر سونا غالب نہ ہو پس اگر سونا یا چاندی نصاب کو پونچھ تو وجہ ہے ہم شے میں ہر طرح تقریر کی ہو اگر گھلا  
 لیا سونا یا چاندی کے ساتھ پس اگر سونا نصاب کو پونچھے تو کل کی زکوۃ سونے کی دیکھا و کی سونا غالب ہے یا مخلوط پہلے کہ وہ عزیز ہے امدار  
 اس نصاب کو نہ پونچھو پھر اگر چاندی نصاب کو پونچھ گئی تو کل کی زکوۃ چاندی کی زکوۃ ہوگی میں کہتا ہوں کہ صورت سونے چاندی کے  
 مخلوط ہونے کی بارہ طرح ہوسکتی ہے یا کہ سونا غالب ہے یا مخلوط برابر اور ہر صورت میں یا دو نو حد نصاب کو پونچھیں یا پونچھیں یا سونا فقط  
 نصاب ہو یا چاندی فقط نصاب ہو انہیں سورتوں میں مشنع ہیں ایک یہ کہ سونا غالب ہو اور چاندی فقط نصاب کو پونچھ دوسری یہ کہ سونا چاندی  
 دو برابر ہوں اور چاندی فقط نصاب کو پونچھے باقی دو صورتیں ممکن ہیں اور تار علیہ میں ہے کہ جب فضہ غالب ہو اور سونا مخلوط ہے  
 دو ٹکٹ چاندی او مالیک تہائی سونا یا زیادہ تو کل کا حکم چاندی کا ہو گا کیونکہ سونا قیمتی چیز ہے اسے کمتر کا اہل نہیں ہو سکتا بخلاف ہلو کہ سونا

۴۴۴  
 کتاب نوبہ  
 جلد

۴۴۴  
 کتاب نوبہ  
 جلد





قلولہ مائۃ درہم و عشۃ دینار فیہا صائۃ و اربعون خمسینۃ عندہ و خمسۃ عندہما فافہم پس اگر مرنے کے پاس سو درہم اور  
 دس دینار موجود ہوں کہ دیناروں کی قیمت ایک سو چالیس درہم ہوں تو چھ درہم امام صاحب کے نزدیک واجب ہوں گے اور باقی چھ صاحبین کے نزدیک  
 ہر معنی نصف نصاب چاندی کی جو سو درہم میں اوسکی زکوۃ دوا ہوتی اور دس دینار جو نصف نصاب سونے کی ہے امام صاحب کے نزدیک  
 باعتبار قیمت کے الٹے جانینگے اور قیمت اونکی ایک سو چالیس درہم مفروض میں جسکی زکوۃ ساڑھے تین درہم ہوتے ہیں پس کل زکوۃ چھ درہم ہوتی اور  
 صاحبین کے نزدیک اجزائے اعتبار سے جمع ہوگی یعنی نصف نصاب چاندی کی ہے اور نصف سونے کی تو ایک نصاب ہوگئی اور چونکہ ایک نصاب  
 دو سو درہم کی ہوتی ہے تو دوسو کی زکوۃ یعنی پانچ درہم لازم ہوں گے شامی نے کہا کہ بتبعیت نذر الفاقی شارح نے پانچ درہم کے حالانکہ صورت  
 مفروضہ میں صاحبین کے نزدیک بھی چھ درہم ہوتے ہیں کیونکہ صاحبین کے نزدیک ہر نصف نصاب چاندی کو ان حصہ لازم ہے تو دس دینار کا  
 چالیسواں حصہ دینار کی چوتھائی ہے اور یہاں دینار چودہ درہم کا مفروض ہے تو اوسکی چوتھائی ساڑھے تین درہم ہوتے ہیں جو سو درہم کی زکوۃ  
 میں ملائے سے چھ درہم ہوتے ہیں اور شارح نے فافہم کہنے سے قول کافی کا رد کیا جو یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک وجوب اجزائی کے  
 بدلہ ہونے سے جو قیمت کا اعتبار نہیں چنانچہ اگر کسی کے پاس سو درہم اور دس دینار ہوں جسکی قیمت سو درہم سے کم ہو تو زکوۃ واجب ہے حالانکہ  
 قیمت کے اعتبار سے دو سو درہم نہیں مگر اجزائے اعتبار سے نصف سونے کی اور نصف چاندی کی ملکر پوری نصاب ہو اور یہ قول کافی کا غلط ہے بلکہ  
 کہ وجوب امام صاحب کے نزدیک قیمت ہی کی جہت سے ہے اور مثال بالا میں جرید نصاب چاندی کی پوری نہیں مگر جب سو درہم کے دینار باقی ہوں  
 تو دس دینار ہو کر کچھ بچ رہے تو سونے کی نصاب پوری ہو جائیگی غرض کہ امام صاحب کے نزدیک قیمت کے اعتبار سے یہ ہر ادنیٰ نہیں کہ دو نو کی نصاب ہی  
 ہو سکے بلکہ یہ غرض ہے کہ دو نو میں سے کسی کی پوری ہو جائے کذا فی الطحاوی و مشرف ولا یجوز الزکوۃ عندنا فی نصابی مشترکین  
 سائۃ و مال حارۃ اور نہیں وجوب موتی زکوۃ ہمارے نزدیک نصاب مشترک میں خواہ سائۃ ہو یا مال نجاسہ یا مشترک سے مراد یہ کہ جہا  
 جہا شخص کا مال زکوۃ کے لائق نہیں بلکہ جب دونوں کا مال ملا دیں تو نصاب ہوتی ہے وان صحیحہ لطلحۃ فیہ ای فی النصاب بالحدود  
 الا سائۃ التمسعۃ اللہ یجمعہا اوص من یشفع و بیانہ فی شرح الجمع اگرچہ ملنا درست ہو گیا ہو نصاب میں لیسبت ہونے سے ہون چرائی  
 کے بعد دین نو میں جسکی طرف ایسا کہ ہے جملہ اوص من یشفع اور اسکا بیان شروع مجمع میں ہے ہم عندا کہ لفظ سے اشارہ ہر طرف خلاف  
 امام شافعی کے کہ اوسکے نزدیک زکوۃ واجب ہے اور سبب اشتہار حقیقت میں شرط تسعہ میں مجازاً شرط کو سبب کہا اور اوص من یشفع میں  
 شرط اشارہ ہے طرف الیسبت یعنی دونوں شرکاء اہل ہوں وجوب زکوۃ کے اور دوا اشارہ ہے وجود اختلاف کی طرف شروع سال میں اور دوا  
 قصد اختلاف کی طرف یعنی اختلاف اختیاری ہوا اور جمع اتحاد و مترک کی طرف یعنی جانا و دونوں موافقی کا چرکا ہ میں ایک جگہ سے اور دونوں اشارہ  
 انہو احد کی طرف یعنی وہی جس میں دودہ دوا جاوے ایک ہوا وری اتحاد راعی کی طرف کہ دونوں کا جہا انیوالا ایک ہوا وری اتحاد وری  
 کی طرف یعنی باہمی پنے کا کنواں یا تالاب ایک ہوا وری اتحاد فعل کی طرف یعنی ایک ہی فرد و نو پر پڑا ہوا اور میں اتحاد مری کی طرف یہ  
 شرطیں سوائے ان کے اختلاف کی ہیں اور شرط اختلاف کی مال تجارت میں کتب شافعیہ میں مذکور ہیں مجملہ اون کے یہ کہ دو گان اور جو کیدار  
 اور مکان حفاظت علی حدہ نہ کہ کذا فی الشامی وان تعد النصاب جمعاً ویدراجعان بالخصوص و بیانہ فی الحاشیہ اور اگر  
 نصاب متعدد ہو تو بالاجام زکوۃ واجب یعنی اگر قبل ملائیک ہر ایک کا حصہ جدا نصاب ہے تو زکوۃ دونوں پر واجب ہر ایک کے مال  
 کی اور پس میں ایک دوسرے سے پھر لیون بحساب حصہ ہر مال کے اور اسکا بیان حادسی میں ہے ہم قاضیخان نے حادی ستر یا  
 بیان کی ہے کہ اوسکی صورت یہ ہے کہ اون دونوں کے پاس ایک سونے کی بریاں ہیں ایک کی دو تہائی اور ایک کی ایک تہائی پس زکوۃ  
 وجوب دو بریاں ہوں تو ہر ایک سے ایک ایک بکری معصق لے لی پھر دو تہائی مال والا تہائی اوس بکری کی جو ایک تہائی والے لے

اور اگر کسی کے پاس  
 ایک سو درہم اور دس دینار  
 ہوں تو زکوۃ واجب ہے

وی جو پہلے ایک تہائی مال والا دو تہائی اور اس بکری کی کہ دو ٹکڑے والے دینی ایک تہائی ٹکڑے کے بدلہ میں بھرا گا باقی رہا ایک ٹکڑے میں ایک  
 تہائی مال والا اس کا مطالبہ دو تہائی والے سے کرے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ تراجم جانہین سے سے موافق اصل باب تفاعل کے  
 کذا فی الشامی فان بکرم نصیب احدہما انصبا باکذا گاہ دونوں کے لئے اگر بونچو حصہ ایک کا اون دونوں سے مقدار نصاب کو تو وہ اپنے  
 حصہ کی زکوۃ دے دے نہ دوسرے اس کی صورت یہ ہو کہ اسی بکریاں دو مخصوصی شریک میں ایک کی ایک تہائی ایک کی دو تہائی مصدق نے نہیں  
 سے ایک بکری کی یعنی دو تہائی والے کی زکوۃ تو ایک ٹکڑے والا دوسرے سے بکری کی تہائی قیمت پہلے دے کیونکہ تہائی والے پر زکوۃ  
 نہیں کذا فی الشامی عن الجویط ولویثہ ویان ثمانین رجلا انما نون شداک لا شئ علیہ لاناہ حملہ فی شراک اللتان میں لہ اور اگر  
 ایک شخص کے اور اسی آدمی کی شریک میں اسی بکریاں ہوں یعنی نصف نصف تو اس شخص پر کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ یہ مال شریک اور عین  
 سے جو کہ تقسیم نہیں ہو سکتا یعنی ہر بکری کا اور انہیں ہو سکتا برخلاف قول امام ابو یوسف کہ کذا فی السراج ہم تجنیس میں ہے کہ اسی بکریاں دو چالیس  
 آدمیوں میں مشترک ہیں اس طرح کہ ایک شخص کی ہر بکری میں سے آدھی ہے اور دوسرا نصف باقی لوگوں میں ہے تو اس چالیس پر زکوۃ پانچ  
 امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور یہی قول امام محمد کا ہے اور اگر دوسری آدمی مشترک ہوتے تو دو نو پر زکوۃ واجب ہوتی اسلئے کہ اس حالت میں  
 تقسیم ہو سکتی ہے اور پہلی صورت میں تقسیم نہیں ہو سکتی یعنی چونکہ ہر ایک بکری نصف نصف ہے تو تقسیم نہیں ہو سکتی بدون اختلاف کے بخلاف  
 اس کے کہ اسی کی دو آدمیوں میں دو ٹکڑے کر کے کذا فی الشامی واعلم ان الدیون عند الامام ثلاثہ قوی ومتوسط وضعیف فقیر  
 زکوۃ اذا انصبا یا وسال المحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درہم ما من الدین القوی کف عن ذلک مال تجارۃ فکلما  
 قبض اربعین درہم یا زکوۃ درہم اور جان لے کہ دیون امام صاحب کے نزدیک تین قسم کے ہیں ایک قوی دوسرا متوسط تیسرا وضعیف پس زکوۃ  
 دیون واجب ہوتی ہے جب نصاب پوری ہو اور برس گذر جاوے لیکن علی القوی نہیں بلکہ جب چالیس درہم دین قوی سے قبضہ کرے اور دین  
 فرض مال تجارت کا بدلہ ہے سو ہر ایک چالیس درہم وصول کرے ایک درہم لازم آوے گا یعنی پہلے چالیس پر ایک درہم جب چالیس وصول  
 ہوں تو دوسرا درہم علی ہذا القیاس ہر چالیس پر ایک درہم ہو گا کیونکہ امام کے نزدیک کسور معاف ہیں عن الشامی وعند قبض ماثلین ہستہ  
 لغیرہا ای من بدل مال بغير تجارۃ وطلو المتوفی کف عن سائرۃ وعبید خذلہ وینفقہا مع ما هو مشغول بجمع ثباتہ الاصل  
 کقطعہ ویشترک فی املاک اور لازم ہے زکوۃ وقت قبضہ دوسرے درہم کے بدلہ مال سے جو تجارت کے لئے نہوا اور یہ دین متوسط جو ہے قیمت سامان  
 کی یا خدمت کے غلام کی یا مکان کی چیزوں کی کہ جو اس میں مشغول ہیں جیسے کہانا پینا الماک وغیرہ کی ہم الماک جمع ملک کی جو زمین ملک  
 مطلق یہ عطف عام کا جو خاص ہوا اور عین میں اضافی کو کہتے ہیں اس صورت میں یہ عطف سابق کا جو عن الشامی ویدون ما مضی من  
 المحول قبل الفقبض فی الاصل اور گائی جاوے کے برس کو وہ ایام ہر دین متوسط کے قبض سے پہلے گذر گئے اصغر روایت میں مہین  
 متوسط میں دو روایتیں ہیں روایت اصل ہے کہ زکوۃ واجب اور ادا لازم نہیں یہاں تک کہ قبض کرے دوسرا درہم اور وقت زکوۃ ادا  
 کرے اور اس سماعت کی روایت میں امام ابو حنیفہ سے یہ ہے کہ اوسمین زکوۃ واجب نہیں یہاں تک کہ قبض کرے اور برس گذری اس وقت تک  
 یہ مال زکوۃ کے قابل بعد قبض کے ہوتا جو کہ بزرگہ اوس مال کے ہے جو ابھی پیدا ہوا اور وہ ظاہر روایت کی یہ ہے کہ جب اوسنی حاجت  
 کی چیز کی بیع پر اقدام کیا تو گویا مال تجارت کا بیع سے پہلے کر دیا حاصل یہ ہو کہ مبیع اختلاف کا دین متوسط میں ہسبات پر جو کہ وہ مال زکوۃ  
 کا بعد قبض کے ہوتا ہے باقی کے پہلی صورت میں ضروری گذرنا برس کا بعد قبض نصاب کے اور دوسری صورت میں ابتدا رسال وقت سے  
 اور اصح یہ ہے اور بعض محشیوں نے اس نکتہ خلا واقع ہوئی ہے اور دین قوی میں کچھ اختلاف روایات نہیں زکوۃ اوسمین اصل مال کے  
 برس سے واجب مگر ادا و سو وقت لازم ہے کہ چالیس وصول کرے کذا فی الشامی بقرۃ وفضلہ ماکو ورت دینا علی اجل اور دین متوسط

کی خصل ہے اگر وارث ہوا اس دین کا جو کسی شخص کے ذمہ ہے ہم یعنی نصاب اس کی قوت و ثروت سے متعین ہے اور بھی ظاہر الروایۃ مجتہدین پہلے جو کچھ  
ہوا کہ دین قوی اور متوسطین اور امیر زکوٰۃ نہیں وجہ لگے بعد قبض کے اس سے یہ معلوم ہوا کہ مورث اگر بعد چند سال کے مر گیا قبل قبض دین کے تو اس کے  
وصیت اخراج زکوٰۃ کی قبضہ ہونے پر لازم نہیں ہے کیونکہ اگر اس کے ذمہ ابھی لازم ہی نہیں ہوا اور نہ وارث کے ذمہ زکوٰۃ لازم ہوگی کیونکہ اس کی  
ملکیت وراثت سے پہلے تھی تو اس کا ابتدا بر سال وقت موت سے ہوگا کذا فی الشامی وعند قبض و امتداد مہم حوالہ الحوالہ بعدہ ای بعل الفیض  
من دین ضعیف و هو بدل غیر مال کھنر و دینہ و بدل کتابیہ و خلع اور زکوٰۃ لازم ہے وقت قبضہ و سو دین کے دین ضعیف اور  
گذر جانے سال تمام کے بعد قبض کے اور دین ضعیف وہ ہے کہ بل مال کا نہ جو یہ مہر اور ویت اور بدل کتابیت اور بدل خلع ہے الا اذا کان عن  
مال یقو ال الذین الذین الضعیف کا مگر جب کہ ہوا اس کے پاس وہ مال کہ ملا و دین ضعیف کے ساتھ جیسا پہلے گذر چکا ہم یہ استثناء مشترک اط  
حوالہ حوالہ سے بعد قبض کے حاصل یہ کہ جب اس کو کچھ حاصل ہوا اور اس کے پاس پہلے سے نصاب تو مقبوض کو نصاب کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ  
ادا کرے اور مقبوض کے واسطے بعد سال بعد قبض کے شرط نہیں و تولہ کا مگر اشارہ ہے المستأوفی اثنا الحول الخ کی طرف اور مراد  
یہ ہے کہ بیان جو مذکور ہے وہ اسی قاعدہ میں داخل ہے ورنہ کوئی تصریح پہلے بیان نہیں کی و لو ان ذلک الذین المدیون بعدہ  
الحول فلا ذکوٰۃ سواء کان الذین قویا و لا خانیہ اور اگر معاف کر دیا دین کے والی نے مدیون کو بعد برس گذرنے کے تو زکوٰۃ نہیں  
برابر ہے کہ دین قوی ہو یا نہ کذا فی الخانیہ و قیادہ فی المحیط بالمغنیس اما المؤمنین فمیں ہم سے ہلاک فی غنیمہ و محیطین عدم زکوٰۃ کو برابر  
و ان کی صورت میں مقید کیا ہے مدیون مغنیس کے ساتھ اس صورت میں ابراہیم نے ہلاک کے موالیکن اگر مدیون مالدار ہے تو یہ بمنزلہ قصدا  
ہلاک کرنے کے جو یعنی زکوٰۃ واجب ہوگی یا ورنہ کذا فی البحر قال فی النہس و هذا ظاہر فی انہ تقدیر لایلاطاف و هو خبر صحیح ہے  
الضعیف کا لایفکے نہ الفائق میں کہا اور یہ یعنی قول بحر کا و قیادہ الخ ظاہر ہے کہ حساب میں کہ قول مذکور یعنی سواء کان الذین قویا و لا  
کہ دین کے اتھام ثلثہ کو شامل ہے عام نہیں ہے بلکہ مقید ہے مغنیس کے ساتھ اور یہ صحیح نہیں ہے دین ضعیف میں کیونکہ دین ضعیف  
میں زکوٰۃ نہیں وجہ ہوتی مگر بعد قبض نصاب کے اور گذرنے برس کے بعد قبض کے اس صورت میں اس کا بری کرنا درست ہلاک ہوا و وجہ  
سے پہلے پس زکوٰۃ کا ضامن ہوگا اور بھی مال دین متوسطین ہے کذا فی الشامی و یجب علیہا ای علی المرأة ذکوٰۃ نصف خنر من  
نقد مرد و بعد مضمی الحول من الف کانت قبضتہ مہر ان ذلک الذین نصف لظافی قبل الذین فلان کل لما نقص من  
ان النقود لا تتعین فی العقود و الفسوخ اور وجہ عورت پر زکوٰۃ نصف مہر نقد کی کہ مٹا گیا بعد برس روئے کے اس پر ہر دین  
کہ بعضینہ مرقبض کیا ہے مٹا یا و بسبب طلاق قبل الذین کے پس زکوٰۃ دیو کل ہزار کی اسلئے کہ مٹا ہوا قاعدہ ہو کہ نقد یعنی سوا جائیدی  
عقود میں یعنی بیع اور عبادہ اور کلاخ وغیرہ میں فسخ میں یعنی اقالہ اور خلع وغیرہ میں متین نہیں میں نقد کے لفظ سے احتراز جو ساتھ  
سے اور شام نے جو من نقد زیادہ کیا اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ من الف جو مصنف کہا ہے وہ اس مطلب کے اس کے لئے کافی  
ہے صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ کسی عورت سے نکاح کیا ہوا و دم کے مہر پر اور نذر یعنی کل مہر اس کو دید یا اور ایک برس گذر گیا ہر شرم  
نے قبل الذین طلاق دی عورت کو نصف مہر ہر نذر او عورت پر اس نصف مرد و دی زکوٰۃ ہے مرد کے ذمہ نہیں کیونکہ عقود میں نقد میں  
نہیں ہوتے اس لئے جو قبض کیا تھا وہ اس کی ملک میں ہو گیا تھا اب جو مٹا یا پڑا تو بعینہ وہ بالسنو مٹانے ضرور نہیں ہیں بلکہ اس کی جگہ  
اوپر سنو اگر دیوے تو درستی اسی جہت سے زکوٰۃ اسی کے ذمہ لازم ہوگی اور دین کا ذمہ ہر مونا بعد سال گذرنے کے مٹا کر زکوٰۃ نہیں کذا  
فی الشامی نقل عن الروایۃ و تسقط الزکوٰۃ عن مہر و یلہ فی نصاب مہر جو فیہ مطلقا سواء رجع بقضایہ و خیر بعد  
الحول لورود الی سبب فاق علی عین الموهوب و لذلک لا رجوع بعد ہلاک و اسناد ہرئی ہے زکوٰۃ مہر ہر ہر کے ذمہ ہر ہر

مہر ہر ہر کی زکوٰۃ

میں کہ جب بعد میں روز کے نصاب کو دیکر مٹایا ہو بہر حال قاضی کے حکم سے مٹایا ہو یا نہیں اس کے استحقاق سے عین بموجب ہر واقعہ اور بموجب ہر بعد ملاک ہو جسے رجوع نہیں ہوتا قید یا لاکھ لا زکوٰۃ حل الواجب اتفاقاً لعدم الملك وهو من الجبل بموجب لکی قسبہ کے سقوط میں اس سطر لکائی کہ وہ جب کے ذمہ بالاتفاق وجب نہیں ہے کیونکہ اس کی ملک منقطع ہو گئی تھی اور یہ سقوط زکوٰۃ کے لئے ایک حلیہ ہے صمد اتفاقاً کے لفظ میں ایسا جو کہ بموجب لہ سے زکوٰۃ ساقط ہونے میں اختلاف ہے چنانچہ امام زفر وجب کے قائل ہیں اگر غیر مکر قاضی ہو تو اس کو اس لئے کہ لینے اپنے اختیار سے اس کو دیا تو یہ جدید ہو اور نیز مستحب کے ہر امام کہتے ہیں کہ اس کو زکوٰۃ میں اختیار نہیں ہے اگر یہ خود نہ دیتا تو وہ قاضی کے یہاں نالاش کر کے بچرے لیتا اس وجہ سے ہنزلہ لاکھ ہر امام مستحب کے کذا فی الشامی و فیہا آن حبہ لطفہ قبل العلم بوجہ اور ایک حلیہ سقوط زکوٰۃ کا یہ ہے کہ مال میں کر دے انچوڑا کے کو سال پورا ہونے سے ایک روز پہلے اور اس قسم کا حلیہ دفع زکوٰۃ کے لئے امام محمد کے نزدیک کر دے اور امام ابو یوسف کے نزدیک کر دے نہیں اور محیط میں ہے کہ یہ بھی صحیح ہے اور اہل کو شیخ حمید الدین نے اختیار کیا ہے اور یہی اختلاف دفع شفعہ کے حلیہ میں اور کہل گیا ہے کہ فتویٰ شفعہ کے باب میں امام ابو یوسف کے قول ہے امد زکوٰۃ میں امام محمد کے قول پر اور یہ تفصیل اچھی اور پسندیدہ ہے کذا فی شرح در البحار و کتاب الشفعہ میں مصنف اور شام نے اس کو بیان کیا ہے باب

العاشر باب عشرینے والے کے بیان میں قبل ہذا احسن تسمیۃ الشیء ماسی بعض لحوالہ ولا حلیۃ الیہ بل العشر علم لما یأخذہ العاشرین مطلقاً کما سئل عن ای حکم جنس کہا گیا ہے کہ یہ نام رکھنا ہے کسی چیز کا اس کو بعض حالات کے اعتبار سے یعنی عاشر کہی عشر تیسارے اور کہی نصف العشر اور کہی ربع العشر ہیں جو کہ بعض حالتیں وہ ہیں کہ جن میں عشر لیتا ہے قراوسی اختیار ہو گا نام عاشر رکھا گیا اور اس کلفت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ عشر نام رکھنے اور اس چیز کا جو عاشر مال داروں سے تیسارے خواہ عشر ہو یا نصف العشر فکر کیا ہے اس کو سعدی نے بیعتی علم جنس ہم شامی نے کہا کہ مناسب ہے کہ جنس کہا جاوے کیونکہ علم جنس میں طبیعت ضرورت ناما کر کے میں جیسا اساتہ میں کہ ضرورتوں کا استعمال ہوتا ہے اور کوئی اولیٰ تم لیتا کہ جن میں اور میان کوئی ضرورت علم نامنے کی نہیں ہوگی شمس سلیم بظنا یعلم حشرۃ تولیۃ الیہ و حل الاعمال عاشر تزار ہے مسلمان یعنی نہ غلام ہو نہ کافر اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ معاملہ یا ناجرام ہے غیر ہاتھی لافہ من شنبہ الکوفۃ اور عاشر ہاشمی ہو کیونکہ اس میں زکوٰۃ کا مستحب ہے کہ ہاشمیوں کو جاری نہیں ہم غیر ہاشمی کی شرط علیہ میں لگائی ہے اس کے سوا اور کسی کتاب میں نظر نہیں آتی اور یہ مخالفت ہے اس کے جو نہادہ وغیرہ میں ذکر ہے کہ جب ہاشمی صدقات پر مقرر کیا جاوے تو اس کو اجرت لینا ملال نہیں اور اگر عامل مقرر کیا جاوے اور روزیہ کسی دوسری جگہ سے دیا جاوے یا وہ بلا اجرت مقرر کا نام کرے تو درست ہو کذا فی الشامی قادح علی الحاکم من اللصوص والقطاع لان الجیماء بالکلیۃ وہ عاشر قد ذکر کتابہ تجارت کے بجائے جو دونوں اور رزقوں سے پہلے کہ لینا مال تجارت سے سبب حلیہ کے ہو یہی امام جلال لیتا ہے تو اس مال کی حفاظت کے لئے لیتا کہ نصیب کا عام حل الطریق للسماعی فریہ خرج السامی فانیۃ اللہ کیسے فی القبائل لیاخذ صدقۃ اللواتی فی ملکھا مقرر کیا ہو عاشر کو امام نے راہ پر ساروں کے لئے اس سے نکل گیا سماعی کیونکہ سماعی وہ ہے جو مقابل میں جاوے کہ ہاشمی کا صدقہ ہاشمی کے مقرر پر ہر ہر مقرر وصول کرے لیاخذ الصدقات فلیب للعبادۃ حل غیر ہا اس کو امام نے مقرر کیا ہوتا کہ وصول کرے صدقہ اور جو کہ عاشر مسلمانوں سے صدقہ وصول کرنا ہو اور کفار سے جزیرہ تو تعریف میں صدقہ کا ذکر کرنا ترجیح دیتا ہو مبادت کو عیادت پر حین الثار یوزن بخارج المازین بامین الصو الطاهرۃ والمباطنۃ حلیہ لفظ تجارت جمع اجر کی جیسے فاجر میں فاجر کی معنی عاشر ہے کہ ہاشمی عاشرین سے کہ اس پر گذرین انچوڑاں سے مال طاهر ہو یا باطن میں مال کی دو قسمیں ہیں ظاہر و باطن ظاہر ہاشمی اور جو ہاشمی کے پاس باطن میں ہے اس سے اور باطن میں لیا جائے ہی اس مال تجارت اپنے موقع پر کذا فی البحر اور بیان باطن سے مراد ہاشمی کے ہاں باطن یا باطن جمع کے

بجائے

ورنہ مال عاشق کے سامنے آیا تو وہ ایک قسم ظاہر کی ہے پس اسکو باطن کہنا مجاز ہے باعتبار پہلے مال کے کسواً اسکو کہ اموال باطنہ جو کہ  
 میں ہیں اگر عاشق کو خبر بھی کہ سے تو ان میں سے نہیں لے سکتا جیسا جو بطن صرح سے اور باطنہ اور ظاہرہ کی تعین میں اشارہ عنایہ وغیرہ کی  
 روکیٹھٹھ کہ مراد اموال باطنہ میں کیونکہ اموال ظاہرہ یعنی مراد میں عاشق کے پاس ایسی کی ضرورت نہیں بلکہ عاشق خود مال وصول کرے اور اشارہ  
 اسطرح ہوا کہ یہ مبنی ہے عاشق اور سامعی میں فرق نہ کرنے پر حالانکہ ان دونوں میں فرق ہے جیسا کہ چکا کذا فی اشامی و ماوردی فی دیم العیشا  
 محمول علی لاخذ ظلماً اور وہ جو حدیث شریف میں عاشق کی خدمت میں وارد ہوا سے لایزال صاحب کتب الخیرۃ زواہ ابو داؤد و صخرہ مبنی  
 نہ داخل ہوگا عشر لینے والہ جن میں سر یہ محمول ہے غلام سے لینے پر فسخ انکرتام الحول او قال لم اتو الفجارۃ او حلل دین حیضہ او مطلقاً  
 للنصاب لان ما اخذہ زکوۃ معرابہ و هو الحق بخروجہ لذلک اطلقہ المصنف پس شخص انکار کرے جس کی تمامی کا الیوم کہ میں نے  
 نیت تجارت کی نہیں کی یا کہ کہ میری ذمہ دین محیط ہوا اس قدر دین کہ بعد ازاں اسکے مال بمقدار نصاب نہیں رہتا شام نے کہا کہ دین کی تعین  
 اسو اسطرح ہے کہ عاشق جو ایسا ہے جیسے زکوۃ لیتا ہے کذا فی المعراج اور یہی حق ہے کذا فی البیور و سبیلہ مصنف دیکھیں مطلق کر کہا او قال اذین  
 الی عاشق آخر و کان عاشق کثرتاً کہا کہ میں دوسرے عاشق کو دیکھا اور دوسرا عاشق محقق ہوا و قال اذین الی الفقراء فی المصی لا یبک  
 لکس و جلدیاتی یا کہا کہ میں دیکھا کہ فقیر دن کو شہر میں شہر سے حکم کے بعد کہ اسکی وجہ غنیمت آویگی و حلف صادق فی الکلی بلا  
 اخر ارجع براءۃ فی لا حرج لا شیشیاہ للکلی یعنی ان سب صورتوں مذکورہ میں اگر بیان کو بحاجت ہو کہ کرے تو مانا جاوے دون پس  
 کرنے چہی دوسری عاشق کے اسو اسطرح کہ خطوط مشتبہ ہوتے ہیں و ہم رویت میں اور بھی ظاہر رویت ہو کذا فی البدائع حتی لو اتی بیہا  
 علی خلاف اسم ذلک القایس و حلف صادق و حلف صادق کہ جہی پس کی برخلاف نام اس عاشق کے اور قسم کہائی  
 تو مانا جاوے اور چہی کا عدم شمار کیا و لو طهر کذا بعد سئل ان اخذ منہ اور اگر ظاہر ہو دعوہ جو مال و الیک چند سال  
 کے بعد زکوۃ لیا جائے اس سے کافی السواۃ و الا اموال الباطنہ بعد اخراجھا من الیکل یہی متنناہ صدق سے یعنی قول  
 مانا جاوے لیکن سو ائمہ میں اور اموال باطنہ میں بعد نکالنے کے غیر سے مانا جاوے لا نقایا لاخر ارجع التحققت بالاموال الظاہرۃ  
 فکان لاخذ فیہا الامام فیکون فی الزکوۃ والا ولی یقول نفلاً اسکو کہ اموال مذکورہ نکالنے کی جہت سے اموال ظاہرہ کے ساتھ  
 الحق ہو گئے پس حق لینے زکوۃ کا نہیں امام کو ہوگا پس بہ اخذ زکوۃ ہوگا اور پہلا دیا ہو انزل و یاخذ ہامنہ بقولہ لقول عمک کنشیلاً  
 علی الناس متاعہم لکنہ یخلفہ اذا اقم اور یہی زکوۃ کو عاشق مال دیکھ سے بموجب اسکو بیان کے کیونکہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہر کہ  
 نہ تعیش کہ روگوں کی متاع کو لیکن مال پہلے کو عاشق قسم دیوے اگر اسکو قسم جائے و کل ما صدق فیہ مسلماً ما صدق فیہ  
 ذہبی کان لہو مانا اور امور مذکورہ میں سے جو امر ایسیو میں کہ انہیں مسلمان کا قول مانا جاتا ہے کا فرضی کا ہی قول انہیں مانا جاتا  
 کیونکہ او کہنے وہ رعایت مانو ہے ہمارے لئے ہے کذا فی قولہ اذین انما للفقیر لعدم ولایۃ ذلک فرضی کا یہ قول کہ میں  
 فقیر کو دینا مقبول ہوگا کیونکہ کا فرضی کا فرضی کی ولایت نہیں ہے ہم اسو اسطرح کہ جو کہہ اس سے لیا جاتا ہو وہ جزو ہے اور جزو میں جب اور  
 کا دعویٰ کہ سے تو نہیں مانا جاتا اسوجہ سے کہ اہل ذمہ کے فقرا اسکو مصرت نہیں اور کا فرضی مستحق بر یعنی مسلمانوں پر صرف کر تکی  
 ولایت نہیں کذا فی الشامی لا یصدق فی سبکی و شہی اور کا فرضی کا قول کسی امر میں نہیں مانا جاتا یعنی اسکی طرف التفات نہیں  
 اگر جو کہ اسکا ثابت کرے و لکن الاموال فی ائمہ و لکن اسکی ام ولد کے باب میں کہ اگر کسی باندی کو ام ولد ہو گیا اقرار کرے تو مانا جاتا  
 بخلاف اقرار برائیکے کہ وہ مقبول نہیں اسلئے کہ دارالاحباب میں مذکور کہ صحیح نہیں کذا فی البیور و قولہ لغلام یولد مثلاً مثلاً ہذا  
 و لکن نے اور اگر اس صورت میں کہ کسی غلام کو کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور وہ غلام بیٹا ہو کہ اسکی جیسا اس جیسے کا بیٹا ہو سکتا ہو یعنی

اور اگر اسکا ثابت کرے و لکن الاموال فی ائمہ و لکن اسکی ام ولد کے باب میں کہ اگر کسی باندی کو ام ولد ہو گیا اقرار کرے تو مانا جاتا





بالمکادیم اور اسلئے کہ تمام کام اخلاق کے جو زیادہ مستحق ہیں وہ لا یؤخذ العشر من مال صبیح حرب الا ان یکنوا یاخذون من اموال صبیاننا شئاً کافیا فی الحکم اور دنیا جاوے عشر عربی کے رشک کے مال سے مگر اس صورت میں کہ دو لوگ ہمارے وطن کے مال میں سے کچھ لیتے ہوں جیسا مذکور ہے مگر کسی کافی میں انھوں میں سے کسی کو لا یؤخذ منه ثانیاً فی ثلاث السنین الا اذا حاد الی دار الحرب حربی سے ایک بار عشر لیا گیا تو دوبارہ اس سے اس برس میں نہ لیا جاوے مگر یہ کہ دار الحرب کو لوٹ جاوے یعنی اور پہرہ دار الاسلام میں آوے تو دوبارہ عشر لیا جاوے لکھ لکھ جوار لا یؤخذ الا عن بلایہ الخ لا یؤخذ عن سواہ الخ اور غنیمت کی نسبت کیا سال نہ لیا جائے نہ وہم حربی کو قدرت نہی جاوے دار الاسلام میں ٹھہرنے کی پوری برس بلکہ اس کو امام لے وقت یہ کہہ دے کہ اگر تو یہاں اقامت کرے گا تو جو چیز لیا جاوے گا پھر اگر وہ اقامت کرے تو چیز لگاویں ہر دار الحرب میں بجائے دے کہ فی الغنیمہ ولو من الحرب فی بعضا میں من لہ فی الغنیمۃ العائش حتی دخل دار الحرب تو عشر ثانیاً لہ فی عشرہ لما مضی لستقطط ما یقطط من التولایۃ اور اگر حربی گذر غنیمت پر اور عاشر کو خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ دار الحرب کو چلا گیا پھر دوبارہ دار الحرب سے نکل آیا تو اس سے پہلے عشر لے کیونکہ وہ ماضی ہو گیا ولایک منقطع ہونے سے یعنی دار الحرب میں باقی ہو ملکوت اہل اسلام کی اور نہیں رہتی بخلاف المسلمون الذین لہم المشرق والمغرب ذکیہ الذین علیہم بغاوت مسلمانوں اور ذمی کے کہ اگر بغیر میں گذر جائیں پھر عاشر کو خبر ہو تو اس عشر لیا جاوے کیونکہ یہاں سے قطع یعنی عشر کا قطع کرنا اور اسے ذکر کیا ہے اسکو زلیلی نے ویؤخذ نصف یخشی من فیہ من غیر وجہ و میت کا قریکذا قرأ المصنف فی موضعہ فی شہدہ لوللجائزہ و بیلکہ فیضاً اور لیا جاوے میراں حصہ کا فری شرب کی قیمت سے اور اسکی مردار کی کمالوں کی قیمت سے اگر تجارت کے لئے ملے اور نصاب کو پہنچیں شارح نے کہا کہ مصنف نے سطر احبہ میں کو بی بیات کیا ہم غیر مصنف ہے اور علو مینہ دوسرا مصنف ہے ہمارا کا رمضان الیہ سبیلے خبر کو متوفیوں سے نہ بڑھنا چاہئے بلکہ ایک کسر ہے اور یہاں یہ مشکل ہے کہ کمالین مثلی نہیں میں بلکہ قیمت کی چیز ہیں تو یہ شرط کی مانند ہر دین نہ شرب کی تو ان سے عشر نہ لینا چاہئے اور اسکا جواب یہ ہے کہ جس عین کی قیمت میں جس سے بالکل انتفاع نہیں ہو سکتا اور اس چیز کی قیمت میں کہ جس سے انتفاع ہو سکتا ہے فرق ہے پس خبر سے کسی وجہ سے انتفاع درست نہیں اور جاوے یہ بعد بافتک انتفاع درست ہو اور سبیلہ مذکور علما نے شرب کے مشابہ کہ ماخیز برکی مانند نہیں رکھا کہ ان فی الشامی اختصار ویؤخذ عشر الغنیمۃ من حربی بلائیۃ تجارۃ ولا یؤخذ من المسلمین انتفاعاً اور لیا جاوے دسواں حصہ قیمت شرب کا حربی سے بدون نیت تجارت کے اور نہ لیا جاوے مسلمان سے کچھ باتفاق ہم اسلئے کہ مسلمان شرب کے مالک بننے سے منع کیا گیا ہے تو اگر اس سے عشر لیا جائے تو اسکا قبضہ اس پر اور مستحکم ہو جائیگا کہ ان فی الظلم ولا یؤخذ من غیرہ مطلقاً لہ فیہ فی فاختہ قیمتہ کہ یہ نہ لیا جاوے عشر کا فر کے سب سے بالکل اسلئے کہ وہ قیمت دلی چیزوں سے ہے تو اسکی قیمت کا لینا گویا اسکا خود لینا ہے ہم اس سطر کو جو ان کی قیمت کا حکم جو ان کی قیمت کا ہے اسلئے کہ کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کوئی جو ان میں ٹھہرا یا جو ذمہ پر لازم آوے تو جابہ قیمت اور اگر کوئی چاہے جو ان اور شرب کی قیمت کا حکم میں شرب کا سنا نہیں ہے سطر اگر کسی ذمی نے شرب کے بدلہ نکاح کیا ہے قیمت دین کا تو عورت اور سکر یعنی ہر چیز کی وجہ سے عشر شرب کی قیمت سے دیا گیا نہ نفس شرب سے کیونکہ مسلمان کے مالک بننے سے منع کیا گیا ہے کہ ذمی شرب اجماع لغایمان بخلاف الشفیعۃ لہ لہ لولو یاخذ الشفیعۃ بقیۃ الخیر یستطیع حقا اصبلاً فیہ فیہ فیہ وهو اخص المصروف مستثنیٰ ذلک الشفیعۃ یہ جواب ہے سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہے کہ قیمت کا حکم میں حکم نہیں ہے کیونکہ اگر کسی ذمی نے اپنا گھر بدلہ خزانہ کے دو کمرے ذمی کے ماتہ یہ عید یا اور اسکا شیفع مسلمان سے فرو قیمت خزانہ کے بدلے لے سکتا یا نہیں اور اسکا جواب یہ ہے کہ اگر کسی ذمی نے اگر شیفع خزانہ کی قیمت کے عوض مکان کو نہ لے لے تو اسکا شیفع باطل ہو گا پس اسکا نقصان ہو گا اور مرداضع ضرورت خواہ عید

سے مستثنیٰ ہو تے ہیں ذکر کیا ہے اسکو سعدی نے حاصل مجھ کہ بیان جو ادرحق العیبت کے ہے جو کہ وہ حاجت مند ہے اور حق شرع میں ضرورت نہیں کہ شائع  
 مستثنیٰ ہے کا بشرط فی المعراج من الکافی ولا یؤخذ ایضاً من مال فی بدینہ مطلقاً اور نہ لیا جاوے اور مال سے جو گذرنے والے کے گھر میں  
 ہے مطلقاً یعنی خواہ مسلمان ہو یا دمی ہو یا عربی و کلام من مال بضاعتہ اور نہ لیا جاوے مال بضاعت سے ہم بضاعت لغت میں ایک قطعہ مال کا سنے اور  
 اصطلاح میں وہ مال جو مالک کسی کو تجارت کے لئے سپرد کرے اس طرح کہ نفع سب مالک کا ہے اور عاقل و پیر نہیں کذا فی المعراج اور اگر مصنف بضاعت کی جگہ  
 امانت کہتا جیسا صدر الشریعہ نے کہا تو کافی ہوتا اور جو مال بزرگ پرین اور کی ضرورت نہ ہوتی لہذا ان تکون لیس لکیر یہ کہ ہر مال بضاعت کسی عربی کا  
 تو عشر لیا جائیگا و کلام من مال مضاربۃ الا انک برجم المضارب فی غیرت نصیبہ ان بلغ نصفاً اور کچھ نہ لیا جاوے مال مضارب سے سو گھر اس  
 صورت میں کہ مضارب کو نفع ہو پس مضارب کے حصہ کا عشر لیا جاوے اگر انصاف کی مقدار کو پونچھو و کلام من کسب فاذون مدیون بدین  
 محیط بما لہ و رقبۃ اور نہ لیا جاوے عید اذون کی کمائی سے کہ دیون ہو یا سیر قرض کا کہ محیط مواد کے مال اور اس کی جان کو ہم یہ قیہ  
 استثنیٰ بڑائی کہ یہ محل خلافت امام صاحب اور صاحبین میں امام صاحب کے نزدیک مولیٰ غلام کی مقبوض چیز کا مالک نہیں ہے اور صاحبین کے  
 نزدیک اس کی کمائی کا مالک ہے جیسے اس کی جان کا بالاتفاق مالک ہے پس اگر عید اذون کی کمائی میں کوئی غلام ہو اور اسکو مولیٰ آزاد کر دے  
 تو امام صاحب کے نزدیک عتیق جاری ہوگا اور صاحبین کے نزدیک جاری ہوگا سو اس حالت کا عید اذون اگر عاشر پر گذرے تو اس سے  
 کچھ نہ لیا جاوے گا ورنے اس کے ساتھ ہو یا نہ ہو امام صاحب کے نزدیک تو اس جہت سے مولیٰ کی مالک میں نہیں اور صاحبین کے نزدیک  
 اس جہت سے کہ دین سے فارغ نہیں او اذون غیر مدیون لکن لیس معہ مولیٰ یا عید اذون قرضدار ہو لیکن اس کے ساتھ اسکا  
 آقا نہیں تب بھی نہ لیا جاوے جلی نے کہا ایسا ہی ہے عید دیون کہ دین اسکا محیط ہو ورنے اور جس صورت میں کہ آقا اس کے ساتھ ہو اور  
 او سب دین نہیں یا ہے لیکن محیط نہیں اس کے کسب کو جو زیادہ دین سے ہے اگر بمقدار انصاف ہو تو اسکا عشر لیا جاوے کذا فی المعراج  
 علی الصحیح فی الثلثۃ لعدم ملک صحیح عشر نہ لیا جائے بنا بر دہت صحیح کے مسائل تشریح مذکورہ میں واسطے مفقود ہونے ملک ان نمونوں کے  
 یعنی مضارب اور بضاعت ورنے اور غلام کے ہم معراج میں ہے کہ انصاف میں مذکور ہے کہ لینے میں شرط ہے حاضر ہونا مالک اور مالک  
 دو نو کا پس اگر مالک بلا مال آوے تو نہ لیا جاوے اور اگر مال بلا مالک آوے تب بھی نہ لیا جاوے ولذا لا یؤخذ العشر من من  
 اذا قال هذا مال الیتیم ولا من عید و مکاتب اور سیلتو یعنی بوجہ ہونے ملک کے نہیں لیا جاتا ہے عشر وصی سے جب بیان  
 کرے کہ یہ مال یتیم کا ہے اور نہ غلام سے جب گذر چکا اور نہ مکاتب سے کیونکہ اس کی مالک تمام نہیں حتیٰ علی عائشہ الخواجیم فعشر وہ  
 ثم حتیٰ عائشہ اهل العذر اخذ منه ثانیاً لتقصیر یحی و لا یجوز ان گذر ابا حنیفہ کے عاشر پر پس انہوں نے اس سے  
 عشر لے لیا پر گذر اہل حق کے عاشر کے پاس تو اس سے دوبارہ عشر لیا جاوے کیونکہ خوارج کے عاشر کے پاس جانا یہ قصور کا  
 ہے بخلاف مالو علیہ و احوالہ بخلاف اس صورت کے کہ خوارج یعنی باغی تسلط کر لین بزرگ کسی شہر پر یعنی اس صورت میں اگر  
 وہ صدقات وصول کر لین گے تو دوبارہ دینے نہ آوین گے کیونکہ اس صورت میں قصور امام کا ہے نہ مالداروں کا کذا فی الطحاوی  
 مسئلہ ثانیہ کا مرقن انصاف بطریق التجارۃ بطریق و نحو ہذا یعنی عید امام لا اذا کان عند العائشہ فقراء فی انصاف لیتیم  
 کہو تاجر میوہ تر بقدر نصیبہ سچے لکھ لیکر عاشر پر گذرے مثلاً تر بوز وغیرہ تو امام صاحب کے نزدیک عاشر اسکا عشر نہ لیتے مگر اس  
 صورت میں کہ عاشر کے پاس فقر اموجود ہوں تو مال دالے سے عشر لے تاکہ اسکو دے ہم بطاعت سے مراد جو چیزیں سال بھر میں  
 بشرط لایہ میں ہے کہ صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس مال تجارت تھا تہا تہا می سال کے نزدیک اس کے بدلے بقولات میں  
 سے کچھ خریدا یا پس امام صاحب کے نزدیک زکوٰۃ نہیں لیکن مالک کو کہہ دیجئے کہ بنفسہ زکوٰۃ ادا کرے اور صاحبین کے نزدیک

زکوٰۃ کا مالک  
 مالک کا مال



اور مدبر سے کما جاتا ہے اور ڈھٹا ہے کسی دوسری چیز کے ساتھ مل کر پانچویں کی مانند ہوا یعنی پانچویں جب تک کسی دوسری چیز کے ساتھ مخلوط نہ ہو زمین ڈھٹی کذا فی الفسح اور معلوم ہے کہ خلافت اوس پارہ میں ہے جو معدن میں سے حاصل کریں لیکن جو موجود کفار کے خزان و غیرہ میں ہے اوس میں بالاتفاق خمس لازم ہے کذا فی الشامی فخر جہ المائک کذا فی وقار وغیرہ المنطبع کمعادن لا تخارج پس کل کتین بہتی چیزیں یعنی جامہ کی قید سے جیسے نطفہ اور رال اور نکل گئی یا قطع کی قید سے جو نرم نہیں ہوتے جیسو کان پتھروں کی یعنی فیروزہ و زمرہ وغیرہ کی ہم قسم تانی میں ہے کہ کان تین قسم کی ہے ایک وہ سخت چیزیں کہ پگل جاتی ہیں آگ سے جیسے سونا چاندی رانگ تانبا پیتل لوہا دوم وہ سخت چیزیں جو آگ سے نرم نہیں ہوتیں جیسے چونا فوزہ سرسہ یا فوٹ وغیرہ سوم وہ چیزیں کہ جامہ نہیں جیسے بانی رال نقطہ وغیرہ کذا فی المبسوط والتمہ فی قطع ایک روغن ہے کہ باقی پر اجاتا ہے اور قرار اور قیر اور زفت و جس سے کشتیوں کو روغن کرتے ہیں کذا فی الشامی فی ارضی حلی اجنیۃ او حشیش یا فخر جہ المائک کذا فی وقار لا یخرج باکلا ولی کان یا دفینہ باد سے زمین خراجی یا عشری میں شارح نے کہا کہ زمین کی قید سے نکل گیا گہرا اور نہیں خارج ہو چکا نکل کر وہ بالا والے داخل ہے ہم مراد عشری اور خراجی سے یہ ہے کہ جب کا وظیفہ عشر ہو یا خراج ہو خواہ کسی کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو تو جب عشر و خراج کے ہوتے خمس لیا جائیگا تو جنگل جس میں نہ عشر ہو نہ خراج بطریق اولیٰ داخل خمس رہیگا کذا فی الطحاوی خمس غنفا ای اخذ خمسہ لے لے لے و فی الرکاز الخمس وهو غیر المعدن کا حصہ مسلمان یا ذمی کی باقی ہوئی کان خواہ دفینہ سے یا بخوان حصہ لیا جاوے بموجب اس حدیث کے فی الرکاز الخمس اور یہ شامل ہے معدن کو جیسے پہلے گذرا و باقیہ لما لکھا ان ملکک اور باقی رکاز یعنی چار خمس زمین کے مالک کے ہیں اگر وہ زمین کسی کی ملک ہو ہم حاشیہ ابو السودین کہا کہ ملوکہ سے مراد یہ ہے کہ غیر کی ملک ہو یا بنیو الیٰ کی ہو کیونکہ با بنیو الیٰ کی ملک ہوگی تو اوس میں خمس ہوگا جیسا مصنف آگے بیان کرتا ہے ولا شئی فی الرکاز شامی نے کہا کہ اسکی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ جب با بنیو الیٰ مالک زمین نہ ہو تو خمس واجب ہو اور خود مالک ہو تو وہ جب نہ ہو کیونکہ علت وجوب دونوں میں ایک ہے وہ یہ کہ معدن تمام اجزا سے مالک کی ملک ہے تو مصنف کے کلام میں تعارض یقیناً ہے یہاں باقیہ لما لکھا کہتا ہے اور آگے لاشیٰ فی ارضیہ کہا شیم جستی نے اس تعارض کو یوں دفع کیا کہ زمین ملوکہ کی معدن میں دو روایتیں ہیں روایت اصل یہ ہے کہ اوس میں خمس نہیں کل مالک کی ہے اور جامع صغیر کی روایت یہ ہے کہ اوس میں خمس ہے اور جامع مالک کے میں پس بیان کا قول مطابق روایت جامع صغیر کے ہے اور قول آئندہ موافق روایت اصل کے کذا فی الشامی لمقطا و لا یجبل ومفازہ فلولوا جید اور اگر زمین رکاز کی کسی کی ملک ہو جیسے بہارہ و جنگل پس وہ چیز با بنیو الیٰ کی ہے والمعدن لاشیٰ فیہ از وجہ ہذا فی دارہ و حقائقہ اور معدن میں کچھ نہیں لازم آتا اگر باو سے اوس کو سلجے گہر میں اور اپنی پانچویں میں ہم معدن کے لفظ میں احتراز ہے دفینہ سے اسلے کہ اوس کا خمس لیا جاتا ہے اگرچہ کسی کی ملک زمین میں ہو یا نہ ہو گہر میں ہو اسلے کہ وہ اجزا زمین میں نہیں ہے جیسا بدائع میں ہے اور گہر اور دکان کی معدن میں کچھ نہ لازم آتا امام صاحب کے نزدیک ہے برخلاف صاحبین کے کذا فی الشامی و ارضیہ فی روایۃ الاصل واختار کھا فی الکفر اور کچھ نہیں لازم آتا اگر باو سے معدن اپنی ارضی میں اصل کی روایت کے بموجب اور یہی کو اختیار کیا ہے کثر زمین ہم غایۃ البیان میں کہا ہے کہ زمین ملوکہ میں امام صاحب سے دو روایتیں ہیں روایت اصل کے موافق ارض اور وار میں کچھ فرق نہیں یعنی دونوں میں کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ زمین جب اسکی طرف منتقل ہوئی تو بالکل مع اپنے تمام اجزا کے منتقل ہوئی اور معدن بھی اوسی زمین کی مٹی کی ہے تو خمس لازم نہ آیا جیسے غنیمت جب اوس کو امام کسی کے ہاتھ فروخت کر دے تو اور لوگوں کا حق اوس سے قطع

ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ شخص اس کا مالک بقابلہ عرض کے ہو اسے ہی کہا ہے جصاص نے اور جامع صغیر کی روایت کے موافق ان میں  
 فرق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دار میں کسی طرح کی مشقت اور کبیر انہیں تو خمس ہی لازم نہ آیا اور سب کا سب پا نیولے کا ہوا بخلاف  
 ارض کے کہ اوسمین مؤنت خراج اور عشر کی لازم آتی ہے پس اوسمین خمس لازم ہے اور کنز کے اختیار کر نیکو بیان کرنے سے  
 ظاہر اشارہ کو ترجیح روایت اصل کی مقصود ہے لیکن ہر ایہ میں امام سے دو روایتیں نقل کیں اور وجہ فرق کی جامع صغیر کی روایت  
 بموجب بیان کی اور اصل کے روایت کا وجہ نہیں ذکر کی اس سے استدلال ہو سکتا ہے کہ صاحب ہر ایہ نے روایت جامع کی اختیار کی  
 اور علامہ فرح نے ذکر کیا ہے کہ قیاس ہی ترجیح روایت جامع صغیر کو چاہتا ہے دو وجہ سے اول یہ کہ جامع صغیر اور رون پر معارضہ  
 کے وقت مقدم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ یہی قول صاحبین کا ہے تو مشفق علیہ روایت کو اخذ کرنا اوسلئے حاصل یہ ٹھہر کہ امام  
 نے فرق کیا ہے وجہ خمس میں مہیمان معدن اور فیسہ کے اور مہیمان جنگل اور گہر کے اور درمیان زمین مباح اور ملک کے اور  
 صاحبین نے کچھ فرق نہیں کیا انہیں وجہ کے باب میں کذا فی الشامی ولا شئ فی قوت و ذکر و فین قوت و مخی ہا  
 و نجدات فی جبل ہے فی معاد نھا اور کچھ نہیں عشر وغیرہ یا قوت اور زمرہ اور فیر وزہ اور مکی مثل میں یعنی بہر کی قسم جو زمر  
 نہ ہو سکتی ہو اور ہاؤن میں پائی جاوین مراد یہ ہے کہ اپنی معاون میں خواہ ہاؤن ہاؤن ہو و نجدات و فین قوت و نجدات  
 ای کذا انھیں لکھنہ غنیمہ اور اگر پائی جاوین ہاؤن کورہ یا قوت وغیرہ در حالیکہ مدفون جاہلیت کی ہوں یعنی کچھ حکم کے  
 آوگا تو خمس لیا جاوگا کیونکہ وہ بمنزلہ غنیمت کے ہے کہ کفار کے پاس تھی پھر ہمارے قبضہ میں آگئی کذا فی البحر والحااصل ان الکفر  
 خمس کھیت کان والمعدن ان کان یظہر اور حاصل یہ ٹھہر کہ وفین میں خمس لیا جاوے ہر حال میں اور معدنی جس صورت میں  
 کہ آگ سے نرم ہو جاوے یعنی باغات میں جس شکل بال وغیرہ اور جو نرم نہ ہوں انہیں خمس لازم نہیں و لاف لوف لوف هو مصلح البعیر  
 اور کچھ نہیں لازم مہرتوں میں کہ وہ بہار کے مینہ سے پیدا ہوتا ہے یعنی سیب میں کہتے ہیں کہ وہ ایک جاوے ہے جھلی کی قسم  
 سے البعد قلے اوسمین موتی پیدا کرتا ہے کذا فی الکرامی وغیرہ حشیشک یطعم فی البحر او خنی دابة اور نہ عنبر میں کہ وہ ایک  
 قسم کا گہاس ہے کہ دریا سے اگلتا ہے یا گوہر کسی جو پایہ کا ہے م شیخ داود و انطاکی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے  
 کہ قمر دریا میں خیمے ہیں وہ غنیمت باہر کھڑے دفع کرتے ہیں وہ بانی پر جمتی ہے اوسکو دریا کی موج کنارہ پر ڈالتی ہے وہ عنبر ہے  
 کذا فی الشامی ولکذا اجمیع ما یستخرج من البحر من حلیۃ ولو ذہب کان کذا فی قعر البحر اور ہر سی ہی سب چیزیں جو دریا  
 سے نکالی جاوین زبور وغیرہ کے لئے اگر چہ ہونا ہو کہ فیسہ ہو قمر دریا میں یعنی کسی کا رکھا ہوا اور ظاہر یہ ہے کہ اوسپر  
 علامت السلام کی نہ لیکن میں نے اسکو نہیں دیکھا قالہ الشامی لانه لم یؤثر علیہ الفقہر فلو لکن غنیمۃ اسوا سلم کہ اوسپر  
 غلبہ اور تسلط کسی کا نہیں وارو مو اس غنیمت نہ ہو حاصل یہ کہ محل خمس غنیمت ہے اور غنیمت وہ ہے کہ کفار کا مال موہر  
 سلمانوں نے اوسکو بزرے لیا ہو اور قمر دریا پر کسی کا زور اور غلبہ نہیں ہو اس پس وہ مال غنیمت نہ ہو کذا قالہ فاضلان  
 و ما علیہ سعة الاسلام من الکفر نفقا او غیک فلکظۃ سبج حکمھا اور جو فیسہ کہ اوسپر علامت اسلام کی  
 خواہ نقد ہو یا سوا اس کے پس وہ نقطہ ہے کہ اوسکا حکم لگے آوگا کام غیر نقد میں شامل میں تہیات لات اثاث البیت کچھ اور غیر  
 اور غنیمت اسوا سلم نہیں ہو کہ سلمانوں کا مال غنیمت نہیں ہوتا اور نقطہ کا حکم جو آوگا وہ یہ کہ مسجدوں کے دروازوں پر  
 اور بازوؤں میں پکارا جاوے یہاں تک کہ گمان ہو کہ مالک انکی طلب سے بیٹھ رہا ہو گا پھر لکھو خود فقیر ہے تو اپنے آپ مرن  
 لے نہیں تو کسی دوسرے فقیر کو دے بشرطیکہ جب طالب اسکا آوے تو ضمان دے کذا فی الشامی و ما علیہ سعة

الکفر خمس و باقیہ للماثلین اول الفیقہ اور دو فی سہ ایسا ہو کہ اور سہ پر علامت کفار کی ہو تو اوس میں سے خمس لیا جاوے  
اور باقی اوس شخص کا ہے جو اول فتح اسلام میں اوسکا مالک ہو امام کی تملیک سے ہم قاضی خان نے کہا کہ سب خمس لینا باطل وفاق  
ہے اسلئے کہ کنز اجزاء اور سہ نہیں ہے تو خمس مقرر کرنا اوس میں ہو سکتا ہے بخلاف مدین کے اولو ارثہ و لوطیہ و الا  
قلبیت المال حلّی الا و نتیجہ اصل مالک کے وارث کا ہے اگر وہ زندہ ہو اور زمین تو بیت المال کا ہے اور یہ اور یہ  
ہے ہم نہیں کہا ہے اگر ورنہ مالک اول کے معلوم نہ ہوں تو اقصی مالک زمین کا اوسکے وارث کا ہے اور ابو ایسر نے کہا کہ  
بیت المال میں رکھا جاوے فتح القدر میں کہا ہے کہ یہ موجب ہے قائل کے بعد الخ اسلئے کہ بحر میں مذکور ہے کہ کنز زمین میں  
امانت ہے پس جب مالک اول زمین کا مالک ہو تو جو اوس میں رکھا ہے اوسکا بھی مالک ہوا اور اگر زمین کو وہ مجید سے تو فرخت  
سے جو جز زمین کے اندر و ولایت ہے اوسکی ملک سے کل نہ جاوے گی جیسے بھلی کے پیٹ میں موتی وہذا ان ملکک ارضہ  
والا فللو اجد یہ اس صورت میں ہے کہ زمین اوسکی ملوک ہو اور اگر ملوک نہ ہو جیسے جنگل وغیرہ تو باقیو الے کا ہے ہم  
یعنی خمس نکال کر کافی البحر ہذا اشارہ ہے باقیہ للمالک کی طرف اور یہ صاحبین کا قول ہے اور یہ ایہ وغیرہ اسے اسکی ترجیح معلوم  
ہوتی ہے لیکن سراج میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسف نے کہا کہ باقی باقیو الے کا ہے جیسا مال غیر ملوک زمین کا ہے اور اسی پر قوی  
ہے شام نے کہا کہ اچکل ہی مناسب ہے کیونکہ بیت المال کا انتظام نہیں ہے ولو ذمیا قیتا صغیرا انشی لا تھم من اھل  
الغنیۃ اگرچہ باقیو الا ذمی ہو غلام ہو سفیر ہو عورت ہو سہلے کہ یہ سب اہل غنیمت میں یعنی امام غنیمت میں سے کچھ بطور عطا و ان کو  
دیاکر اے شامی عن جنتی خلاصہ بی مستأجین فانه یسدد منه ما اخذ یعنی باقیو الے کا ہے سوا اسی کا فرجی مستأجین کے  
کہ لوٹایا جاوے اوس سے جو اسنو لیا کیونکہ غنیمت میں اوسکا کچھ حق نہیں ہے اذ اعلم فی المعافاة و باذن الامام حلّی شرط  
فلاہ المشروط کہ جب کہ کام کرے جنگوں میں امام کے اذن سے کسی شرط پر تو اسکو مشروط یعنی سترہ لیکھا کہ لو عسمل بعجل  
فی طلب الرکاز فھو للواحد اور اگر وہ شخص ملکر کام کریں وہی سہ کی طلب میں تو وہ اوسکا ہو گا جس نے باہم ظاہر اسکا ولایت  
کرتا ہے کہ دوسرے کو کچھ نہ لیکھا اور یہ اوس صورت میں ہے کہ ایک نے کھودا بہرہ دوسرا لیا اوسنے باقی رہا ہو کھودا اور  
نکا لایکن اگر وہ دونو مشترک ہوں اوسکی طلب میں سوا باب الشرکۃ الفاسدہ میں آویگا کہ شرکت صحیح نہیں گہاں کھودنے اور  
شکار کرنے اور باقی مباحات میں جیسا پہاڑوں میں سے میوہ چننا اور طلب کرنا کان کا اور کانا اینٹوں کا مباح  
سہی سے سہلے کہ یہ شرکت مضمن ہے وکالت کو اور وکیل کرنا مباح چیز کے لینے کے لئے جائز نہیں اور جو کچھ اونہیں سے کسی  
نے حاصل کیا وہ اوسکا ہو گا اور جو وہ نونے حاصل کیا وہ نصف نصف ہو گا اگر یہ نہ معلوم ہو کہ کتنا کسکا ہے اور جو کچھ  
ایک ہر اسی کی مدد سے ملے تو وہ اوسکا ہے اور ہر اسی کو اجر مثل لیکھا جس قدر ہر امام محمد کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے  
نزدیک اس قدر کہ اوس مشق کی نصف ثمن سے زیادہ نہ ہوں کا نا اسجیدین فھو للمستأجیر اور اگر وہ دونو مزدور ہوں  
تو مال اوسکا ہو گا جس نے انکو اجرت پر رکھا وان خلاصہ ہا ای العلامة او اشتبہ الضرب فھو جاہل علی ظاہر  
المدھب ذکرہ النبی لہ الغالب وکیل کا لفظ اور اگر خالی ہو ملامت سے یا مشتبہ ہو سکے تو وہ عاجلی  
ہے یعنی اسلام سے پہلے کا ظاہر مذہب پر ذکر کیا ہے اوسکو زلیعی نے کیونکہ غالب ہی ہے اسلئے کہ کفار حریص ہوتے ہیں  
جمع اموال پر کذا فی الطحاوی اور ایک قول یہ ہے کہ مال مذکور نقطہ کی مانند ہے ہم ہر ایک میں ایک قول یہ ہے کہ اوسکو  
مال اسلامی تصور کریں گے بہت زمانہ گزرنے کی جہت سے یعنی ظاہر یہ ہے کہ آثار جاہلیت سے کچھ باقی نہیں رہا اور ظاہر ہی کا

اور اگر مالک اول زمین کا مالک ہو تو جو اوس میں رکھا ہے اوسکا بھی مالک ہوا اور اگر زمین کو وہ مجید سے تو فرخت سے جو جز زمین کے اندر و ولایت ہے اوسکی ملک سے کل نہ جاوے گی جیسے بھلی کے پیٹ میں موتی وہذا ان ملکک ارضہ والا فللو اجد یہ اس صورت میں ہے کہ زمین اوسکی ملوک ہو اور اگر ملوک نہ ہو جیسے جنگل وغیرہ تو باقیو الے کا ہے ہم یعنی خمس نکال کر کافی البحر ہذا اشارہ ہے باقیہ للمالک کی طرف اور یہ ایہ وغیرہ اسے اسکی ترجیح معلوم ہوتی ہے لیکن سراج میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسف نے کہا کہ باقی باقیو الے کا ہے جیسا مال غیر ملوک زمین کا ہے اور اسی پر قوی ہے شام نے کہا کہ اچکل ہی مناسب ہے کیونکہ بیت المال کا انتظام نہیں ہے ولو ذمیا قیتا صغیرا انشی لا تھم من اھل الغنیۃ اگرچہ باقیو الا ذمی ہو غلام ہو سفیر ہو عورت ہو سہلے کہ یہ سب اہل غنیمت میں یعنی امام غنیمت میں سے کچھ بطور عطا و ان کو دیاکر اے شامی عن جنتی خلاصہ بی مستأجین فانه یسدد منه ما اخذ یعنی باقیو الے کا ہے سوا اسی کا فرجی مستأجین کے کہ لوٹایا جاوے اوس سے جو اسنو لیا کیونکہ غنیمت میں اوسکا کچھ حق نہیں ہے اذ اعلم فی المعافاة و باذن الامام حلّی شرط فلاہ المشروط کہ جب کہ کام کرے جنگوں میں امام کے اذن سے کسی شرط پر تو اسکو مشروط یعنی سترہ لیکھا کہ لو عسمل بعجل فی طلب الرکاز فھو للواحد اور اگر وہ شخص ملکر کام کریں وہی سہ کی طلب میں تو وہ اوسکا ہو گا جس نے باہم ظاہر اسکا ولایت کرتا ہے کہ دوسرے کو کچھ نہ لیکھا اور یہ اوس صورت میں ہے کہ ایک نے کھودا بہرہ دوسرا لیا اوسنے باقی رہا ہو کھودا اور نکا لایکن اگر وہ دونو مشترک ہوں اوسکی طلب میں سوا باب الشرکۃ الفاسدہ میں آویگا کہ شرکت صحیح نہیں گہاں کھودنے اور شکار کرنے اور باقی مباحات میں جیسا پہاڑوں میں سے میوہ چننا اور طلب کرنا کان کا اور کانا اینٹوں کا مباح سہی سے سہلے کہ یہ شرکت مضمن ہے وکالت کو اور وکیل کرنا مباح چیز کے لینے کے لئے جائز نہیں اور جو کچھ اونہیں سے کسی نے حاصل کیا وہ اوسکا ہو گا اور جو وہ نونے حاصل کیا وہ نصف نصف ہو گا اگر یہ نہ معلوم ہو کہ کتنا کسکا ہے اور جو کچھ ایک ہر اسی کی مدد سے ملے تو وہ اوسکا ہے اور ہر اسی کو اجر مثل لیکھا جس قدر ہر امام محمد کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس قدر کہ اوس مشق کی نصف ثمن سے زیادہ نہ ہوں کا نا اسجیدین فھو للمستأجیر اور اگر وہ دونو مزدور ہوں تو مال اوسکا ہو گا جس نے انکو اجرت پر رکھا وان خلاصہ ہا ای العلامة او اشتبہ الضرب فھو جاہل علی ظاہر المدھب ذکرہ النبی لہ الغالب وکیل کا لفظ اور اگر خالی ہو ملامت سے یا مشتبہ ہو سکے تو وہ عاجلی ہے یعنی اسلام سے پہلے کا ظاہر مذہب پر ذکر کیا ہے اوسکو زلیعی نے کیونکہ غالب ہی ہے اسلئے کہ کفار حریص ہوتے ہیں جمع اموال پر کذا فی الطحاوی اور ایک قول یہ ہے کہ مال مذکور نقطہ کی مانند ہے ہم ہر ایک میں ایک قول یہ ہے کہ اوسکو مال اسلامی تصور کریں گے بہت زمانہ گزرنے کی جہت سے یعنی ظاہر یہ ہے کہ آثار جاہلیت سے کچھ باقی نہیں رہا اور ظاہر ہی کا





پر اور اپنی فرم یعنی اولاد پر اور اجنبی پر بشرطیکہ محتاج ہوں یعنی وہ خود اگر محتاج ہو اور چار خمس میں اس کا کام نہیں نکلتا تو خود  
 سب کا سب رکھ لے اگر نصاب سے کم ہو اور اگر نصاب کو پونہ بیس تو خمس کا خرچ کر لینا اس کو جائز نہیں کذا فی البحر عن ابی النعمان میں کہتا  
 ہوں کہ ہمیں گفتگو ہے کہ چونکہ بعض اوقات نصاب سے زیادہ بھی کافی نہیں ہوتا مثلاً جب کہ باقی الاقدار ہوں پس ہر سہ ہے کہ حاجت  
 ہی پر اقتصار کیا جاوے اور حاکم نے کافی میں کہا ہے کہ جب کور کا مال لے اس کو گنجائش ہے کہ صرف اسے خمس سکین پر بہرہ اگر  
 امام کو اطلاع ہو تو اس کے کہنے ہوئے کو قبول کرے اور اگر اس کو تمام مال کی ضرورت ہو تو گنجائش ہے کہ اپنے واسطے رہنوی ہے  
 اور یہ بھی گنجائش ہے کہ حاجت مند کو دے اگرچہ اس کا باپ دادا یا اولاد ہو اور یہ مال منبر لہ اس عشر کے نہیں ہے کہ زمین پر  
 لازم ہوتا ہے کذا فی افادہ الشامی باب **العشر** یہ باب ہے وہ یکی کے احکام میں ہم عشر کہتے ہیں  
 میں کے ایک ہزار سے کو اور بیان مراد وہ ہے جو عشر کی طرف منسوب ہوتا کہ شامل ہونے والی العشر اور ضعف العشر کہ انہی تھری اور ہر کو کو  
 میں اسلئے ذکر کیا کہ اس کا مصرف وہی ہے جو کو کہ **یجب العشر من غسل وان قل** وجب ہر دو ان حصہ شہدین  
 اگرچہ قلیل ہو ہم شامی میں کہا کہ غسل میں کتنے سے تو بن نہیں کیونکہ مضام ہے ایسے کی طرف اور لفظ وان قل کی ضرورت نہیں  
 اسلئے کہ مصنف کا قول بلا شرط نصاب اس سے معنی ہے ارض غیر الخرابہ ولو غیر غشس یا کجسبل وقعا زہ عشر وجب ہے  
 اس شہدین کہ غیر خرابی زمین کا ہو اگر غیر عشری بھی جو جیسے بہار و جنگل یا ارض الخرابہ لکن اجنبیہ لکن العشر و  
 لکن اجنبیہ بخلات شہدین زمین خرابی کے یعنی اوسین عشر نہیں تاکہ جمع ہو و بن عشر اور خرابی ہم ارض غیر الخرابہ کے لفظ میں شہد  
 ہے کہ یہ شامل ہے زمین عشری کو اور بن میں کو کہ عشری ہو و خرابی جیسے بہار و جنگل لیکن فانیہ میں ہے کہ بہار عشری ہے یعنی اگر  
 اسے مال میں اسے تو عشری ہو کذا فی افادہ الشامی و کذا یجب العشر عشر و جبسبل او مفاخرہ ان سماہ الامام لانہ مال مقصود  
 اور ایسا ہی عشر وجب بہار یا جنگلی پہلوں میں اگر امام نے اس کی حفاظت کی ہو اسلئے کہ وہ مال مقصود ہے ہم امام کو اس کی  
 حفاظت اسلئے مقصود ہے کہ عشر وجب ہو کیونکہ اخذ مال حفاظت ہی کی وجہ سے ہے تو یہ علت اشتراط کی ہے یا یہ کہ وہ احسن سے  
 ہے کہ بن سے غلہ حاصل کرنا زمین کا مطلوب ہوتا ہے تو یہ علت وجب کی ہوئی کذا فی الشامی لانہ لو محو لہ لہ کالضئیل عشر  
 وجب ہوگا اگر امام نے اس کی حفاظت نہیں کی جیسا کہ کار کہ اوسین ہی عشر نہیں و یجب فی مسکنی سماء ای مکر و کسین  
 کھرا اور وجب ہے عشر اس زمین بن جو مینہ سے بانی دی گئی ہو یا جاری بانی سے مشمل نہر کے ہم سیح بانی کے جاری  
 مونے کو کہتے ہیں زمین پر یعنی نہر کا بانی یا مالون کا کذا فی مغرب بلا بشرط نصاب راجع للکل بدون شرط نصاب کے  
 یعنی کچھ ضرور نہیں کہ پید اور بقدر نصاب ہو اگر کمتر ہو گا تب بھی عشر وجب ہو گا شارح نے کہا کہ نصاب کا یہ مناسب مذکور است کی طرف  
 ہے یعنی شہد و ہل وغلہ و بلا بشرط بقاء و سوا لان حول لان فیہ معنی المؤمنہ اور بدون شرط باقی رہنے تمام سال کے  
 اور گزرنے برس کے اس واسطے کہ عشر میں معنی مؤنۃ الارض کے ہیں یعنی اجرت زمین کی تو یہ عشر عبادت محض نہو ہم اگر پید اور  
 سال بہر میں کمی بار ہو تو ہر بار عشر وجب ہوگا اور ایسا ہی خراج مقاسمۃ یعنی بٹائیگا لیکن خراج موظف جو فی جریب ایک مراع یا  
 مثل اس کے سالانہ مقرر ہوا کرتا ہے تو وہ برس روز میں ایک بار وجب ہوا کرتا ہے مگر نہیں ہوتا اگرچہ زمین کا پیدوار کئی بار  
 ہو کذا فی الشامی ولذا کان الامام اخذ لا جبر و کوخذ من الزکوٰۃ اور سیلئے امام کو گنجائش ہے کہ ان چیزوں کا  
 عشر ضرور لے اور ترکہ سے لیا جاسکتا ہے و یجب مہم الدائن و فی ارض صغیر و جھون و مکاتب و ہادون و وقف  
 اور وجب ہوتا ہے یہ عشر باوجود قرضداری کے اور ادا کے کی زمین میں اور مجنون کے اور مکاتب کی اور ہادون کی اور دفنی زمین

بہار و جنگل

بہار و جنگل  
 و جھون و مکاتب  
 و ہادون و وقف  
 و دفنی زمین

ہم زمین کی ایک وجہ عشر کے لئے شرط نہیں کیا ہے اور نہ کسی ایک شرط ہے اس لئے کہ عشر پیداوار میں ہے زمین میں نہیں تو زمین  
 کا ایک ہونا اور ہونا دو نور اور زمین و فنی میں عشر اس صورت میں ہے کہ اگر کسی وقت سے اسکو دیا ہو کہ انی اشامی  
 مختصراً و تملیکہ ذکوۃ بھائی اور عشر کو ذکوۃ بھائی ہے اس میں ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے جو عنایہ سے اور زمین اس کی تعویث کی ہے  
 لیکن عنقریب اسباب میں کہہ گئے تھے جو علی ہے الا فی ما ہذا فی حدیث یہ اس مسئلہ کا رد ہے مگر ان چیزوں میں عشر نہیں کہ زمین  
 کے محاسن میں مقصود نہ ہو نہ جو حطب و قصبہ کا دسے جیسے گڑھی اور نہ قصبہ لغت میں ثابت ہا تھا کہ گڑھی کو کہتے  
 ہیں اور فارسی کے لفظ سے احتراز ہو گیا گئے اور قصبہ الذریعہ سے جسکو قصبہ السبل کہتے ہیں کیونکہ ان دونوں میں عشر ہے گاری الجوز  
 اور معراج میں ہے کہ گنے کے رس میں عشر فرو گئے میں کہ انی الشربلایہ و حشیشہ و بانیہ اور جیسے گھاس ہرا اور سوکھا مفتح میں کہا  
 مگر اتنی بات ہے کہ اگر اسکو کاٹ لیا دینے کے انعقاد سے پہلے تو اس میں عشر واجب ہو کیونکہ وہی مقصود ہو گیا اور ایک روایت امام  
 محمد سے ہے کہ سوکھی گھاس میں عشر ہے کہ انی الشامی و سعفیہ و صمغ و قطران و خطمی و اشنان اور جیسے کھجور کے پٹھے  
 اور جیسے گوند اور قطران جو ایک وقت کا عصارہ ہے اور خطمی اور اشنان و شیحی قطن و بادفجان اور جیسے گھاس کا دھت  
 اور بیجان کا دھت ہم یعنی ان دونوں کے وختوں میں عشر نہیں بلکہ خود گھاس اور بیٹنوں میں عشر ہے کہ انالہ الطوطی و بڈن بطین  
 و قیثاء و آذویہ کھجور و سنونیز اور جیسے تربوز کے بیج اور گڑھی کے اور جیسے درائیان مثل میٹھی اور کلو بیج کے ہم کیونکہ ہم  
 سے مقصود زکار یاں ہوتی ہیں اور ان میں عشر لازم آتا ہے خود شخم مقصود زمین میں غائیہ میں ہے کہ دارون میں عشر نہیں ہے  
 جیسے کیدہ اور ملیلہ اور کندر میں کہ انال الشامی حتی لو اشغل ارضہ بھا کجبت العشر یہاں تک کہ اگر زمین کو انہیں چیزوں  
 میں لگا دیا تو عشر واجب ہو گا یعنی اگر کوئی شخص زمین کو لے اور گھاس وغیرہ کے واسطے رکھتا ہو محاصل کسے اور اسکو  
 کاٹتا ہو اور بیچتا ہو تو اس میں عشر ہو گا کہ انی غایۃ البیان والبدائع اور شربلای میں کہا کہ بیچنا کچھ شرط نہیں اس لئے قاضی حاکم نے  
 مطلق رکھا یعنی بیچنے کی قید نہیں لگائی کہ انی الشامی و کجبت لیسفہ فی صنفی غریبہ ای دلو کبیر و دالیۃ ای ذوالاب  
 لکثرۃ المثنیۃ اور نصف عشر یعنی بیوان حصہ واجب ہے اس زمین کی پیداوار میں جو جس سے بانی دی گئی ہو یا ریشہ سے بسبب  
 زیادتی محنت کے ہم یہ وجہ ہے نصف العشر لازم آنی و فی کتب الشافعیۃ و ستقاہ بماہ اشقراہ اور کتب شافعیہ میں مذکور  
 ہے یا اس صورت میں کہ بانی مول لیکر دیا ہو اور یہ ہماری قواعد کے مخالف نہیں ہے یعنی اس صورت میں ضعیفوں کے نزدیک بھی بیوان حصہ  
 لیا جاوے گا کہ انی الشامی و لو سقی بسنجا و بالہ اعتدبا الغالب اور اگر بانی دیا ہو اسکو نہر سے اور کسی آہ سے یعنی جس وغیرہ سے  
 اعتبار کیا جاوے گا اکثر ہم یعنی اگر اکثر جس سے بانی دیا ہو گا تو بیوان حصہ لیا جائیگا اور اگر اراں سے یا نہر سے دیا ہو گا تو دوسرا حصہ کذا  
 فی الزلیعی و لو استویا فی نصفہ اور اگر دو طرح پانی دیا برابر ہو تو نصف عشر ہے کیونکہ ذاتی میں شک واقع ہوا اور شک سے لزوم  
 نہیں ہوتا و قیل ثلثۃ اناحہ اور ایک قول یہ ہے کہ تین ربع عشر کے اس صورت میں لازم ہیں غایۃ البیان میں کہا کہ یہی قول ہے کہ  
 ثلثہ کا نصف نصف دونوں ضعیفوں کا لیا جاوے یعنی چونکہ آدھی زمین بہرگی تھی تو دسویں حصہ کا آدھا لازم ہوا اور آدھی دولابی تو بیویں حصہ کا  
 آدھا لازم ہوا اس لئے تین ربع عشر کے ہوتے اور زلیعی نے روایت اول یعنی لزوم نصف عشر کو ترجیح دی جو سوائم پر قیاس کو کہ جس  
 صورت میں آدھو برس گھر سو گھاس دیا ہو کہ انی الشامی بلا دفع مؤن ای کلّف الزرع و بلا اخراج البذر لیسفہ صمغ و حشیشہ  
 فی کل الخاصہ عشر اور نصف عشر لیا جاوے دونوں مجرا کر لے اخراجات کہیتی کے اور بغیر نکالنے بیج کے ہلو کہ علماء نے تصریح کی ہے عشر کی  
 کل پیداوار سے ہم یعنی عشر اول صورت میں اور نصف عشر دوسری صورت میں جو لازم ہو تو کل میں سے لازم ہو بغیر جدا کرنے مزدوری

کیردن اور خرچ بیرون کے اور ہر دن کی کہو دوائی اور اجرت محافظہ وغیرہ کی کد فی الدر و سبب ضعیفہ فی ارضین عشرین کا تغلیبی  
مطلقاً اور وجہ ہے وہاں عشر کا یعنی پانچواں حصہ اور عشری زمین میں جو تغلیبی کی ہو ہر صورت میں ہم بنی ثعلاب قوم نصاریٰ میں ہیں  
حضرت عمر سے صلح ہسبات پر ٹھہری تھی کہ مسلمانوں کا دونا دن سے لیا جاوے طحاوانے کہا کہ علمائے فرقہ نہیں بیان کیا زمین کے  
دولاب سے بانی دینے یا نہر کے بانی دینے میں اور متفقنا صلح کا جز اتم ہوئی یہ ہے کہ مسلمانوں کی نسبت اونسو دجین لیا جاوے ہر صورت  
میں و ان کان طفلاً او کبلاً او اسلم او ابتاعھا من مسلمہ اگرچہ تغلیبی لڑکا ہو یا عورت یا اسلام لے آیا یا زمین خرید کی ہو مسلمان  
سے ہم تغلیبی اگر مسلمان ہو تو اس کے پاس جو زمین تصنیفی موجود ہو وہ دونوں طرفین کے نزدیک تصنیفی رہتی ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک  
عشری ہو جاتی ہو اور بھی حال موجب خرید ہو اس سے کسی مسلمان نے اور اگر خرید تغلیبی نے عشری زمین کو کسی مسلم سے تو شیخین  
کے نزدیک تصنیفی ہو جاوے گی اور امام محمد کے نزدیک عشری باقی رہیگی کد فی الحلبی او ابتاعھا منہ مسلمہ زحیفی پکاں الضعیف  
کا لفظ لیسہ قالہ تبدل یا خرید از زمین کو تغلیبی سے کسی مسلمان نے یا ذمی نے اس جہت سے کہ تصنیف خراج کی اندہ ہے پس تبدل ہوگی  
ہم ذمی جب تصنیفی زمین تغلیبی سے خریدی تو بالاتفاق تصنیفی رہتی ہے کد فی الحلبی اور شرکا ذکر بار کثرت ہو ورنہ سبب انتقالات میں یہی  
حکم ہے اسمعیل عن البرہدی اور عدم تبدل خراج بالاتفاق ہے اور تصنیف میں امام ابو یوسف کا اس صورت میں خلاف ہے کہ تغلیبی مسلمان  
ہو جاوے یا اس سے کسی مسلمان نے خریدی ہو کیونکہ وہ عشری ہو جاتی ہے جیسا پہلے بیان کر چکے کد فی الحلبی و اخذ الکسایم من  
ذحیفی غیر تغلیبی اشتدنی ارضاً عشریہ من مسلمہ و قبضہا منہ لکنانی اور لیا جاوے گا خراج اس ذمی سے جو تغلیبی ہو اور  
خرید ہو زمین عشری کو مسلمان ہو او قبضہ کیا اس کو کیونکہ عشرین اور کفر میں منافات ہے ہم ذمی سے خراج لینا اس صورت میں مذہب  
شیخین کا ہے اور امام محمد کے نزدیک عشری ہی رہیگی اور غیر تغلیبی کی قید اسو طحاوانے کہ عشری آپر مضاعف ہو جاتی ہے شیخین کے نزدیک  
اور قبضہ کی قید ہے لکائی کہ خراج وجہ نہیں ہوتا مگر زراعت کی قدرت سے اور زراعت پر قدرت نہیں حاصل ہو سکتی بدون قبضہ  
اور کفر منافی ہے عشر کے مسلمہ کہ عشر میں معنی عبادت کے میں حاصل ہے کہ زمین عشری ہوتی ہے یا خراجی یا تصنیفی اور عشری یا  
مسلم ہوگا یا ذمی یا تغلیبی پس جب مسلمان خریدی عشری یا خراجی کو تو بہ طور انہو مال پر رہتی ہو یا خریدی تصنیفی کو تب طرفین کے نزدیک  
بہ طور رہتی ہے اور امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ عشری ہو جائیگی اور خراجی خریدی ہو خراجی کو تو خراجی رہیگی اور تصنیفی کو خریدی سے تو تصنیفی  
رہیگی اور اگر عشری کو کسی مسلمان سے خریدی تو تصنیفی ہو جائیگی شیخین کے نزدیک برخلاف قول امام محمد کے اور جب خریدی سے  
ذمی غیر تغلیبی خراجی یا تصنیفی کو تو بہ طور رہیگی اور اگر عشری خریدی سے تو خراجی ہو جائیگی اگر ٹھہرے اس کی ملک میں امام عظیم  
کے نزدیک کد قالہ الشامی و اخذ العشر من مسلمہ اخذ ہامدہ ای من الذحیف بشفعۃ الخول الصنفۃ الیکہ و در لیا جاوے گا  
عشر مسلمان سے کہ لیا ہو زمین عشری کو ذمی سے شفعہ کی وجہ سے و اسطو تبدل عقد کے ذمی سے طرف مسلمان کے ہم یعنی گویا کہ مسلمان  
نے مسلمان سے لیا ذمی کا وہ اسطو صحیح میں سے اوشہد گویا کد فی البحر وغیرہ او دیکھتے علیک لفساد البیعہ زمین رکھی گئی مسلمان پریم کو فساد  
کو سبب ہم اور نہ عطلت انہو حکم خرید اسکو ذمی و مسلمان بشر نفاسد پر وہ زمین بہت شرافاں ہو چکے رو کی گئی مسلمان پر تو وہ زمین عشری ہوگی  
بہ طور بحرین کہہ ہے کہ رد اور فسخ کی جہت سے صحیح کان لم یکن ہو گئی مسلمہ کہ حق مسلمان کا یعنی بائع کا اسطرح کی بیع منقطع نہیں ہوتی  
کہ ہمزہ استحقاق پر لینے کا اسکو ثابت ہو و نجیاد بشرط یاد رو کی گئی ہو یا بشرط کی جہت ہم یعنی جس صورت میں کہ بائع کو اختیار تھا  
جیسا قاضی خان نے جامع صغیر کی شرح میں قید لکائی ہے اسلئے کہ اختیار بائع کا منسہ اگر تاجر و مالک کو قالہ الشامی اور ذمیہ مطلقاً  
یا رو کی گئی ہو بخیار رویت بہر حال یعنی رد و فسخ قاضی سے ہو یا بغیر اس کے کد فی الشامی او عیب بقضاء یا رو کی گئی بہت عیب کے

کافی کے مکہ سے م نوان باہر ن سو تون میں مسلمان عشر لیا جائیگا ولو بغیر بکفیت خراجیہ لایہ اقالہ لافتحہ اور اگر رکھی بغیر مکہ فاضی کے  
تو بیگ خراجی ہو سکو کہ یہ اقالہ ہونہ قسم یعنی اقالہ بیع جدید ہوتا جو غیر متعاقدین کے حق میں کذا فی الشامی و اخذ خراج حسن داجہ صلیت بسمنا نا اور مکرر  
ان کا منت لذلک محی مطلقاً اور لیا جاوے و خراج گہر سے کہ بنا لیا ہو اسکو یا بغیر کفیت اگر وہ گہر ذمی کا ہو ہر صورت میں ہم یعنی عشر کے پانی سے اسکو پانی یا  
ہو یا خراج کے پانی سے اسکو کہ ذمی خراج کے لائق ہے نہ عشر کے کذا فی البہار و مسلک و قد سقاھا بماء لکھڑا یا یہ یا دہ گہر مسلمان کا ہو لیکن مسلمان نے  
اسکو پانی یا خراج کے پانی سے اسکو کہ مسلمان راضی ہو خراج کے ادا یا ہو جو کہ اسکو خراج کا پانی یا بغیر کفیت کو دو ہم خراج کا پانی یعنی  
وہ نہیں کہ عجمیوں نے کہو دی جیسے گنگا اور جہنا کی نرین اور اوسکی مانند جو سیون و جیون و وطلہ و فوات بر خلاف قول امام محمد کے اور عشر کا  
پانی مینہ اور کو ان اور شبہ اور وہ دریا جو کسی کے تحت میں نہر کذا فی الملتقی و نہر عتباتی نے اشکال کیا تھا کہ میان مسلمان پر خراج لگانا ابتداء  
لازم آتا ہے شام نے اس کے جواب کی طرف اشارہ کیا کہ منوع سے خراج بجز لگانا ابتداء مسلم پر اور میان مسلمان نے چونکہ خراجی زمین سے  
پانی یا خراج خراجت یا کیا جیسا زمین موات کو امام کی اجازت سے درست کرے اور پانی خراج کا ذمی تو خراج واجب ہوتا ہے کذا فی البہار  
و اخذ عشر کن سقاھا المسلم عباۃ او بجملاً لایہ الیق باہ اور لیا جاوے کا عشر اگر پانی یا ذمین کو مسلمان نے عشر کے پانی سے یا ذم  
طرح کے پانی سے اسکو کہ عشر لائق ہے مسلمان کو کیونکہ مسیحین عبادت کے معنی یا ہو جائے ہیں و لا شیء فی دایرہ مقبرہ و ولولہ حی اور  
کچھ نہیں لازم گہر میں اور مقبرہ میں اگر ذمی کا ہو کہ کیونکہ حضرت عمر نے مساکن کو معاف کر دیا تھا اور سی پر اجاء سے صحابہ کا دوسری وجہ یہ  
ہے کہ زمین میں نمودار زیادتی نہیں اور خراج کا وجوب نمو کی جہت سے ہے اور سی قیاس پر مقابر میں زیلعی اور اس بیان سے یہ ظاہر ہوا کہ  
پڑائے اور نحو میں کچھ فرق نہیں لیکن علما نے فقیر کی حیثیت کو اگر کسی ذمین کو معطل رکھے تو اس پر خراج لازم ہے غایت میں ہو اگر خراجی زمین  
کو خرید کر کے گہر بنایا یا عمارت بنائی تو اس پر اس زمین کا خراج لازم ہوگا جیسا اس صورت میں کہ اسکو معطل رکھو اور ایسا ہی ذخیرہ  
میں ہو کہ کہہ کہ قبا جو ابو الیث میں ہو کہ جب کرین خراجی زمین کو مقبرہ کر لیا کہ قبا یا گہر فقیر بن کے لئے تو خراج ساقط ہو جاتا ہو استواء و سیہ  
دوسری روایت شاید کہ مبنی ہو منفعت عامہ پر کذا فی اقالہ الشامی و لا فی حلین فقیرای ذفیت اور کچھ نہیں رال کے چشمہ میں ہم اسکو کہ رال میں  
مسلمان یعنی بڑی مورتی نہیں ہے یعنی زمین مسیحین پیدا ہوتی بلکہ چشمہ ہے جو ش یا جیسا پانی کا چشمہ تو اس میں عشر اور خراج نہیں کذا فی  
البہار و فلفظ دھن لعلو الماء مطلقاً ای فی ارض عشر او خراج اور کچھ نہیں لفظ میں کہ ایک روغن ہو جو پانی پر آ جاتا ہو کسی صورت  
میں یعنی رال و غیرہ زمین عشری میں ہو یا خراجی میں و لکن فی حرمینہما الصالح للزراۃ من ارض الحرام خراج لیکر خراجی میں چشمہ کے  
گرد و نواح میں جو صلاحیت کفیتی کی رکھتا ہو خراج لازم ہو لایہ فیما لیتعلق الحرام بالکفر من الزراۃ خراج نہیں خراج نہیں ہر مسئلہ  
کہ خراج متعلق ہے کفیتی کی قدرت پر ہم یہ عات جو الصالح لکما کی اور خراج و تلف میں ہو سکتی ہے اور خراج مقاسمہ کا حکم ماند کہ عمر کے  
ہے کذا فی اقالہ الشامی و اما العشر ففیہ فی حرمینہما العشر لان زراۃ و لا لیتعلقہ بالخارج اور عشر واجب ہو عشری میں کے  
چشمہ کے گرد و نواح میں بشرطیکہ ہو واد نہیں تو نہیں لازم کیونکہ عشر پیدا اور سن متعلق ہو و لوخذ العشر عند الامام عند ظہور  
التمرة و بدن و صلحہا برہان و شرط فی الہر امن فسادھا اور لیا جاوے عشر امام صاحب کے نزدیک وقت ظاہر ہونے پہل کے  
اور وقت ظاہر ہونے اسکی رستی کے یعنی گد ر مویکے کذا فی البرہان اور نہ میں شرع کیا کہ فساد ہو یا موان ہو جاوے ہم جو ہر میں کہا ہو کہ فساد نہ  
ہے عشر کے وقت میں جو کہیتوں اور پہلوں میں سے لیا جاتا ہو پس امام ابو حنیفہ و زفر کہتے ہیں کہ اس وقت لیا جاوے کہ جب پہل ظاہر ہو اور  
خرابی ہو محفوظ ہو اگر جب کٹنے کے لائق نہ ہو یعنی اس وجہ کو پوچھو کہ اس میں مسخ و انقضاء ہوئے اور انہو پوچھتے کہتے ہیں کہ جب کٹنے کے  
لائق ہو اور امام محمد کہتے ہیں کہ جب کٹ جاوے اور کہل یا ان لگایا جاوے کذا فی الشامی و لا یصل لصاحب الحرام خراجیہ اکل غلہما قبل

۹  
و لا یصل لصاحب الحرام خراجیہ اکل غلہما قبل

الذی خرجھا اور زمین میں دے کو کہ کہا وادی اس کی آمدنی خراج کے اور پہلے بعضوں نے کہا کہ یہ حکم خراج مقاسمہ کا ہے جسکو کہ خراج موظف ذمہ پر  
لازم ہوتا ہے پیداوار اسو اسکو علائقہ نہیں اور بعضوں نے کہا کہ خراج وظیفہ بھی ایسا ہی ہے جسکو کہ امام معینی حکم کو جس کا حق ہے خراج کے اور اس کے لئے پس اگر پیداوار  
کو مالک کہا جاوے تو امام خراج کہاں سے لے گا ان فی الذخیرہ مطہر نے کہا کہ واقعات میں جو مقامات میں مالک زانیہ کہ پیداوار سے کہا اور است نہیں قبل اور اس کے  
خراج کے اور ایسا ہی قبل اور اس کے عشر کے کو جب کہ مالک غرم اور عشر کا کہتا ہوا اور یہ قید تحسین ہے کہ ان فی الشامی دہا یا کل من طعام العشر حتی یؤد  
العشر و ان اکل صحن عشرہ جمع الفنا و اور یہ کہا واکولات عشر یہ سہا نک کہ اور اگر عشر اور اگر کہا واکولات عشر کا نام نہ ہو گا کہ ان فی جمع الفنا  
ہم شرح ملتقى میں مضمرات سے متقول ہو کہ اگر مستور کے موافق تہو ہوا کہا لے تو اس پر کہہ لازم نہیں فقیر ابو الیث نے کہا کہ اسی قول کو لیتے ہیں کہ ان فی الطما  
ولا لام حقیق الخراج للخراسان اور اگر کہہ پوچھا کہ پیداوار کو روک دے و اسطو وصول خراج کے ومن ہنم الخ اس پر سنائی کہ لا یؤخذ لدا حصہ  
عند ابن حنیفہ قحانیہ اور جس شخص نے خراج چند سالہ اور کیا ہو تو گزری برسوں کا خراج نہ لیا جاوے گا امام صاحب کے نزدیک کہ ان فی الخانیہ ہم اور  
یہ مسئلہ کتاب الجہاد کے باب الجزیہ میں مع غنی زادہ مذکور ہے غانیہ کا یہ قول محمول ہے و اس حالت پر کہ مالک زراعت سے علاوہ جو گیا دوسری عبارت سے  
غانیہ کی معلوم ہوتا ہے کہ ان فی الشامی مختصراً و فیہا من علیہ عشر و اسو اسو اذ امانت اخذ من ترک و فی روایہ لا یل یسقط بالموت ولا ذل  
من ظاہر الروایۃ اور غانیہ میں ہے جبہ عشر خراج موجب مر جاوے تو اسکو ترکہ سولیا جاوے اور ایک روایت یہ ہے کہ نہ لیا جاوے بلکہ موت کی وجہ سے  
ساقط ہو جاتا ہے اور اول ظاہر الروایت ہے ہم شامی نے کہا کہ ذخیرہ میں ہے کہ نہیں ساقط ہوتا عشر بسبب فرد و مرخص کے جب کہ ذمہ میں ظاہر الروایت میں  
اور ابن المبارک نے ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہ ساقط ہو جاتا ہے پر دو رتوں کے بعد ہے کہ ساقط ہوتا ہے خراج اسکو کرنے سے جب کہ ذمہ خراج ہے  
جب کہ مخرج موظف ظاہر الروایت میں اور ابن المبارک نے کہا کہ ساقط ہو جاتا ہے جس معلوم ہوا کہ بابر دو نور و اتوں کے فرق جو میان عشر و خراج  
کے اور سقوط میں خراج موظف کی قید لگائی اس سے معلوم ہوا کہ خراج مقاسمہ ساقط نہیں ہوتا مانند عشر کے ظاہر الروایت میں استوف و حسمال  
لمحہ شارح کے ممکن و لو یزغ و جب الخ اس دون العشر تا دو روز زمین کا قابض زراعت پر اور زبوا تو خراج و اس پر ہم عشرہ یعنی خراج موظف  
اور خراج مقاسمہ جب نہیں تو واجب پہلے گزرجا اور مصنف ہی باب العشر الخراج میں ذکر کر گیا کہ ان قالہ الشامی و کیفطان بھلا لای الخ الخ  
اور ساقط ہو جاتے ہیں و روایہ میں عشر و خراج مقاسمہ پیداوار کے مالک موجب ہے لیکن موظف اگر کہتی کٹے سو پہلے مالک ہو جاوے تو ساقط ہو جاتا ہے  
اور بعد کٹنے کے نہیں کہ ان قالہ الجلی و الخ الخ علی الغاصب ان ذہبھا و کان جاحدا و لا بیتۃ لہ بھا اور خراج غاصب کے ذمہ پر  
ہے اگر بویا ہو زمین منسوبہ کو اور وہ غصب سے انکار کرتا ہو اور مالک پاس گواہ ہوں ہم غانیہ میں ہے کہ وہ زمین کہ اسکا خراج مقرر ہے کسی شخص نے ہنگو  
غصب کر لیا اور غصب کا شکر ہے اور مالک کے پاس گواہ نہیں اگر غاصب نے دوسکو نہیں بویا تو خراج کسی پر نہیں اور اگر غاصب نے بویا اور زراعت  
سے زمین ناقص نہیں ہوئی تو خراج غاصب پر ہے اور اگر غاصب غصب کا مقرر ہو یا مالک کے پاس گواہ ہوں اور زراعت کی وجہ سے زمین میں  
کچھ نقصان نہیں آیا تو خراج مالک کے ذمہ ہے اور اگر زمین کو زراعت سے نقصان پہنچا ہو تو امام صاحب کے نزدیک زمین کے مالک پر ہے نقصان پہنچا  
ہو یا بہت کیونکہ گویا اس شخص نے زمین کو اجارہ دیا ہے ضمان نقصان کے غاصب کا تہہ اور بھی تفصیل جو زمین عشری کی غصب میں کہ ان قالہ  
و الخ الخ فی سیر الوفاء علی البائت ان یحق فی یکہ اور یہ بالفانین خراج باکم پر ہے اگر زمین اس کے قبضہ میں رہے ہم سیر الوفا  
کا نام ہم الطاعت بھی ہے زمین شرط موتی ہے کہ بیع بائع کو پیر و جاتی ہے جب وہ زمین عشری کو پیر و دی اور بیان آخر کتاب البیوع میں  
آو گیا انشاء اللہ و لو بائع الزرع ان قبل ادرا کہ فا لعشر علی المشتک ولو بعدیکہ فعل البائع اور اگر کہتی کو بی بی پس اگر کہی نہ پہلے  
بیجا تو عشر مشتری پر ہے اور اگر کہی نہ پہلے تو بائع پر ہے اور یہ شامل ہے اس صورت کو کہ کہی کو بی بی اور مشتری نے مالک کی اجازت سے کہی نہ  
پستور ہو و یا تو طرفین کے نزدیک عشر مشتری پر ہے اور ابو یوسف کے نزدیک ہری کٹی ہوئی کہی کی قیمت کے برابر تو بائع پر ہے اور باقی مشتری پر

بہ حال کسبت کی بیع کا یہ کذا فی الفسخ اور اگر کسبت ہو کہ کسبتی کے بچا اور مشتری کے سپرد کر دیا اگر استقدرت باقی رہی کہ اس میں کسبتی کر سکتا ہو تو مشتری  
 مشتری پر جو زمین تو بائع پر اور مدت کے اندازہ کے باب میں فتویٰ میں ہمیں جو بھی اور اگر بچہ یا مشتری نے دوسرے کے ہاتھ اس کو تیسری کے ہاتھ بیگ  
 کہ زراعت کا وقت جاتا رہا تو خراج کسی پر لازم نہ ہوگا یعنی کسی کے ہاتھ میں استقدرت نہ رہی کہ زراعت کر سکے دوسری میں کے آنے سے پہلے  
 کذا قالہ الشامی والعش علی المؤمنین کسب اہل موطیف وقالا علی المستاجر اور عشر اور اجارہ دینے والے کے ہوا امام صاحب کے نزدیک  
 جب خراج موطیف بالاتفاق مقرر ہے اور کہا ہو صاحبین کے ہاں عمارہ لینے والے پر ہے ہم یعنی اگر زمین کو اجارہ دیا تو عشر امام کے نزدیک  
 مقرر ہے جو اجرت میں مسجوب یا تارخانہ میں ہے اور صاحبین کے نزدیک مستاجر پر فتح القدر میں ہے کہ صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ عشر متعلق پیدا کر  
 ساتھ ہو اور وہ مستاجر کا ہو اور امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ زمین کا ناجبیا زراعت سے متعلق ہو یا اجارہ سے بھی متعلق ہو یا اجرت متعلق  
 ہے جیسا پہلے فرما حقیقت میں مقرر کے پاس ہے اور وہی مالک بھی ہے تو عشر کے وجہ ہونیکے لئے بھی اولیٰ ہے کسبتیں مسلّمہ انت  
 عاریت لینے والے سلم کے ہم یعنی جیسا عاریت کی صورت میں کہ اگر کسی مسلمان زمین عاریت کی تو تیسری کے اوپر خراج ہو اور زفر کے نزدیک عاریت  
 دینے والے پر ہے کیونکہ جب اس کو بائع کی طرف سے مستحق کو بخشی اپنے قائم مقام کیا تو عشر کسی پر لازم ہو جیسا موجد کا حال ہے ہم کہتے ہیں کہ موجد  
 نے صنعت زمین کی حاصل کی کہ قائم مقام پیداوار کے جوئی بجات موطیف اور سلم کے قیام سلمہ لگائی کہ اگر زمی عاریت سے تو عشر میر پر ہے  
 بالاتفاق کیونکہ اس کو حق فقہ کا عاریت لینے کی وجہ سے کہ وہ مالک کذا فی الدرر النجاشی اس وجہ سے کہ کا فخر عشر کا اہل نہیں ہو لیکن بدائع میں جو کہ اگر  
 کہ فرنے عاریت کی تو صاحبین کے نزدیک عشر اسکے ذمہ لازم ہوگا اور امام صاحب دو روایتیں ہیں ایک روایت میں تو ایسا ہی جو اور ایک  
 روایت میں مالک پر تا مل کذا فی الشامی و فی الہیو بقولہما کذا فی الدرر النجاشی اور دوسری میں کہ صاحبین کے قول کو ہم اخذ کرتے ہیں و فی المراجعت  
 ان کان البذل من ربح فعلیہ ولو من الغافل فعلیہ معادلہ متداۃ اور جو زمین فراغت پر دیا دوسرے اگر زمین مالک کی  
 طرف ہو تو عشر اس پر اور اگر فراغت کی طرف سے ہو تو دونوں پر حصہ ہوتا ہے ہم واضح ہو کہ عقد فراغت اس کو کہتے ہیں کہ زمین اور بیج اور  
 بیل اور کام میں سے کچھ ایک شخص کا ہو اور کچھ دوسری کا امام اعظم کے نزدیک فراغت کی سبب قسمیں باطل ہیں مگر صاحبین کے نزدیک تین ہیں  
 جائز ہیں اول یہ کہ زمین اور بیج ایک کے ہوں اور کام دوسری کا دوسری یہ کہ زمین ایک کی ہو باقی دوسری کی تیسری یہ کہ کام ایک  
 ذمہ ہو باقی دوسری کے باقی صورتیں صاحبین کے نزدیک باطل ہیں تو یہ تفصیل جو شارح نے بیان کی ہے نہ تو امام صاحب کے قول بنتی ہے نہ  
 صاحبین کے سلم کہ امام صاحب کے نزدیک عشر مالک پر ہو خواہ بیج اور کام ہو یا نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک دونوں پر ہے حصہ ہوتا ہے اور یہی مذکور  
 ہے اکثر کتب میں تو شارح کو مناسب تھا کہ اکثر کتب کی متابعت کرتا یہ حال عشر کا ہو اور خراج بالاتفاق مالک پر کذا فی الطحاوی و الشامی و  
 من له حظ فی بیت المال و حظیرہا ہو موطیف لہ لہ أخذ دیانہ اذ جک حق بیت المال میں ہو اور وہ خوش اسلوبی ہو اور مستاجر ہو  
 آگیا تو اس کا لے لینا اس کو دیانہ جائز ہو ہم شارح کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المال کے حقدار کو پونہ چھٹا چلے لینا جہاں سے باو سے  
 اگرچہ اس خاصہ میں سے نہ ہو جو اس کو اسطو مقرر ہے اور یہی حکم کے ظاہر کلام کے خلاصہ ورنہ مدد دن کی جائز نہیں کرنے کا کیا فائدہ ہاں  
 امام کو البتہ پونہ چھٹا چھ کہ وقت ضرورت ایک میں سے قرض لیکر دوسری مصارف میں صرف کرے جو قرض لیا اس کو اس کی جگہ کہہ کرے  
 تو یہ سلم البتہ دن چاہتا ہو کہ دوسری مدین سے ہی امام کو دیدیا جائز ہو پس سلمہ مذکورہ میں اگر حقدار کو اپنی حق پر پونہ چھٹا ممکن ہو تو اس  
 جو زمین اس کا حق ہے دوسری سے لینا درست نہیں مگر ضرورت کے لئے جائز ہو سلم کہ ضرورت میں اگر نہ جائز ہو تو لازم آتا ہے کہ کوئی  
 حقدار فی زمانہ اپنی حق کو نہ پونہ چھٹا کہ بیت المال کی مدت جی جی نہیں ہوتی بلکہ سب مال کو اکٹھا کر دیتے ہیں کذا قالہ الشامی و الطحاوی  
 ضرورت و دلیعہ مات دینا و لا وارث لنفسیہ او غیرہ من المصارف اور جس شخص نے کسی کی روایت لکھی ہے مالک مر گیا اور

کوئی وارث نہیں تو اسکو اپنے نفس پر یا جو سو کسی اور پر صرف کرنا جائز ہے اگر صرف ہوں ہم امام طحاوی نے کہا جب کسی کا پس و پیش نہ ہو تو وصیت کر لی جائے  
و وصیت کر لی جائے یعنی مالک بلا وارث ہو تو وصیت کر لے جو مال کو اپنی ذات پر خرچ کرنا فی زمانہ جائز ہے اسلئے کہ اگر اسکو بیت المال میں دیکھا  
تو ضائع ہوگی کہ بیت المال واسلئے مصارف میں صرف نہیں کرتے پس اگر یہ شخص صرف زکوٰۃ جو تو اپنی ذات پر صرف کرے اور اگر مصارف صدقہ  
سے نہیں تو اور کسی پر جو صرف ہر صرف کرے کذا فی الشامی دفع المأثبة والظلم عن نفسہ اولی الا اذ اختلفت حصصہما فیم ہونہ کرنا  
تاوان اور ظلم کا اپنی نفس سے بہتر ہوگا اس صورت میں کہ اسکا حصہ باقی جماعت پر پڑے ہم نائبہ وہ جو بادشاہ وغیرہ کی طرف سے لازم ہوئی یا ناحی حبیب  
فقینہ میں ہے منقول عن الزودی اور مرداویہان وہ جو جماعت پر سید اسلم ظلم کو بطور عطف تفسیر کی ہے کہ اگر کیا اور اوس میں یہ یہی ہے کہ شمس الانصاف  
مخبر سے منقول ہے کہ اگر کسی جماعت پر کوئی جینی ناحی لگا جائے جو تو بعض کو اور نہیں سے پونچھا ہے کہ اپنی ذات پر سے اسکو دفع کرے جس  
صورت میں کہ اسکا حصہ باقیوں پر نہ لگایا جاوے نہ بہتر یہ ہے کہ اپنی ذات پر سے نہ دفع کرے کذا قالہ الشامی وقسم الکعالہ بھا اور نائبہ کی  
کفالت جائز ہے ہم نائبہ کی دو قسمیں ہیں ایک حق ایک ناحی قسم اول جیسے ترکہ وانا عوام کی منفعت کے لئے اور عہد کی جو کیدار کی اجرت اور  
شکر کو سالانہ دینے کے لئے امام جو مقرر کرتا ہے اور سلمان قیدی جو کفالت کے ماتہ میں اسیر ہیں اور کچھ پھر اناتو اگر ان مال کی ضرورت ہو اور بیت المال  
میں کچھ نہ ہو اور لوگوں پر اسکو حصہ نہ پہنچا رہا جائے تو اس قسم کے نائبہ کی کفالت بالاتفاق جائز ہے دوسری قسم جماعت ہے جیسے اس  
زمانہ کے تاوان پس یہ بھی مطالبہ میں ماند اور دیون کے ہے اور صحت کفالت کے معنی نائبہ ناحی میں یہ ہیں کہ کفیل نے جب اسکو امر سے  
کفالت کی اور روپیہ دیدیا تو مطالبہ ہے روپیہ کا اس سے کر سکتا ہے نہ یہ کہ ظالم کو حق مطالبہ کا کفیل کفالت پر جائے کذا قالہ الشامی وچو  
من قام بتوزیعہ بالعدل وان کان الاخذ باطلا اور ثواب ہوتا ہے وہ شخص جو نائبہ کی تفسیر کر دے انصاف کی رو اگر یہ  
لینا باطل اور ناحی ہو مسم یعنی ہر ایک پر بقدر اسکی طاقت کے تقسیم کر دیں اسلئے کہ اگر اسکی تفسیر ظالم کے حوالہ ہوگی تو بہتر ہے غبار کے ذمہ  
پر طاقت سے زیادہ لگا دیا تو یہ ظلم ہوگا اگر کوئی شخص انصاف اسکو تقسیم کر دیں تو ظلم میں کمی ہو جائیگی سید اسلم اسکو اجاز ہوگا  
اور ایسا آدمی فی زمانہ مثل اس کے ہے قالہ الشامی وھذا یعرف ولا یعرف کھانا ذوالظلمہ اور یہ سئلہ سیکھا جاوے اور نہ بتلایا جاوے  
واسلم و دکنے اور فساد کے ہم مشار ایہ کلام میں مذکور نہیں اور اسکی اصل فقینہ میں ہی اس طرح کہ کہا ابو جعفر بنی نے جو لکھا یا بادشاہ  
پر او کی مصلحت کے لئے ہو جائے دین و جب اور حق مستحق مثل خراج کے اور جاری مشائخ نے کہا کہ جو کچھ امام مقرر کر دیں تو پھر انکی مصلحت  
لئے ان سب کا یہی حکم ہے یہاں تک کہ محافظون کو رستون پر زمین کرنا اور جو رہی کی ہند اس کے لئے جو کیدار مقرر کرنے اور یہاں تک لگا  
اور کو یہ بندی کرنے اور یہاں تک معلوم کر لینا چاہئے اور بتلانا نہ چاہئے فتہ کے خوف سے یعنی کہ حکام کجرات زیادہ ستانے پر نہیں کہنا  
کہ اس میں اتنی قیہ اور چاہئے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ بیت المال میں بقدر روپیہ نہ ہو کہ اس کام کے لئے کافی ہو جیسا باب الجہاد میں  
آویگا انشاء اللہ تعالیٰ کذا قالہ الشامی وھذا یعرف بالحق لیس للمالک العتق اور جائز ہو جو دنیا خراج کا مالک کو نہ عشر کا ہم بجا  
میں متن اور شرح میں مذکور ہے کہ اگر بادشاہ یا نائب اسکا خراج جو روئے زمین دسلے کو یا بخشے یا اگر یہ سفارش ہی سے ہو تو جائز ہے  
ابو یوسف نزدیک اور مالک کو حلال ہے اگر مصرف ہو ورنہ اسکو نقد کر دے اسی پر فتویٰ ہے اور عادی میں جو راجہ کر کے  
بیان کیا ہے کہ اگر مصرف نہ ہو جی حال ہو تو یہ سئلہ مطلق ہو اور اگر عشر کو چھوڑے تو بالاجماع نہیں جائز ہو اور خود اسکو فقیروں کو دیدہ ہو کذا فی السراج  
وسبجی تھامہ مع بیان بیوت المال ومصارفہا فی الجہاد ونظمہا ابن الشنخلف قال اور اسکا بیان ہے بیت المال کے تمام  
اور مصارف کی کتاب الجہاد میں آویگا اور اسکو محمد بن شعبہ نے نظم کیا ہے اور کہلے بیوت المال اربعۃ کلک مصارف  
یتکتمھا العالمون بیت المال چار قسم ہے ہر ایک کے لئے معرفت جدا گانہ ہے کہ انکو علماء نے بیان کیا ہے ہم شرنبلالی نے اپنی رسالہ





مصراف

یعنی نامی و غیر نامی  
اور مسکین اور مسکین

مصرف

مصرف

جو فقیر ہو اور اور فقر جتنا کوئی ولی نہ ہو تو اس قسم سے اور کا نفقہ اور دوا اور کفن اور خجائت کا عوض خرچ کیا جاوے جیسا زلیعی وغیرہ میں ہے حاصل یہ ہے کہ اسکا مصرف عاجز فقیر میں پس اگر ناظم رابع کو ثالث کی جگہ رکھتا یعنی ورا بھما حواہ عاجزون ونا لھما مصرفہ جہات کہتا تو اکثر کثرت برکت کے موافق ہوتا کہ آقا لہ الشامی باب **المصرف** ای مصرف الزکوۃ والعشیرہ باب ہو مصرف زکوۃ اور عشر کے خرچ کے موافق کے بیان میں ہم سابق گذر چکا کہ عشر سے مراد منسوب الی العشر ہے یعنی عشر اور نصف عشر اور ربع العشر ہفت تالی میں ہے کہ جو مصرف عشر کا ہے وہی مصرف صدقہ فطر اور کفارہ اور زکوۃ اور وجب صدقون کا ہے واما حسن البعلدین فخص وہ کا لغنا ثمر اور بعدل کے نفس کا مصرف ماخذ فینیت کے ہے ہم یہ جملہ اقتدار زکوۃ و عشر کی وجہ کی طرف اشارہ ہے یہی خمس معدن کا ذکر کرنا اس جگہ مناسب نہیں اگرچہ عنایہ اور معراج میں ذکر کیا ہے اور اسے یہ نہ تھا کہ شارب خمس الکا زکوۃ تاکہ کثر کو بھی شامل ہوتا کہ مصرف میں کثر بھی شامل معدن کے ہے کذا فی الشامی ہو فقیر ہو من لہ آذنی نفعی ایک مصرف زکوۃ و عشر کا فقیر ہے اور فقیر وہ ہے جس کے پاس ہو طرا مال ہے ہم فقیر کو مقدم کیا آیت شریفہ کے ابلع سے اور مسلم کہ فقر شرط ہے جمیع اقسام میں سوا عامل اور مکاتب اور مسافر کے اور شے سے مراد نصاب نامی ہے اور ادنیٰ سے مراد اس سے کم اور ظاہر یہ تھا کہ کہتا لا یملک فضا لا یسا لیکن چونکہ تمیز فقیر اور مسکین میں مقصود ہے نہ غنی میں اور فقیر میں اور مسکین کے معنی یہ ہیں کہ اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اس کے مقابلہ کی جہت سے فقیر کے یہ معنی ہونے کہ اس کے پاس کچھ مال ہو نہ کہ فی الشامی فقیر بتصرف ای دون نصاب اور قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجۃ یعنی کم مصرف نامی سے یا غیر نامی نصاب کی برابر ہو اور حاجت میں مشغول ہو ہم حاجت میں مشغول جیسے رہنے کا گھر اور خدمت کا غلام اور پہننے کے کپڑے اور اپنے پیشہ کے آلات اور کپڑے جسکو ادنیٰ ضرورت ہو بڑا ہونے میں یا یاد کرنے میں یا تفصیح میں جیسا زکوۃ کے شروع میں بیان اسکا گذر اہل اگر یہ چیزیں مستغرق ہوں تو مالک کو مباح ہے زکوۃ کا لینا نہیں تو حرام ہے بلکہ اس شخص پر زکوۃ کے سوا اور حقوق لازم ہوں گے یعنی صدقہ الفطر اور قربانی اور اپنے قریب محرم کا نفقہ کذا فی البحر وغیرہ و مسکین ممکن ہوا شئی لہ علی المذہب دوسرا مصرف زکوۃ و عشر کا مسکین ہے یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ ہو بنا بر ذہب صحیح ہم یعنی مذہب یہ ہے کہ مسکین زیادہ تنگ حال ہے فقیر سے اور بعض نے اس کے برعکس کہا ہے لیکن پہلا اصم ہے کذا فی البحر اور یہی قول ہے اکثر سلف کا اور عطف سے مفہوم ہوا کہ فقیر اور مسکین دو صفتیں ہیں مصارف کی اور یہی امام صاحب کا قول ہے اور امام ابو یوسف نے کہا کہ یہ دونو ایک ہی صنف میں کذا فی الشامی عن النثر لقولہ نکلا او صنفین کذا او صنفین بلیل قول حق سبحانہ کے یا مسکین فلان میں ملاہم یعنی اپنی جلد مٹی میں کرنا کہود کر چپا رکھی ہو کہ قائم مقام آثار کے ہونا انہوں کی جہت سوا انہو پیٹ کو زمین سے لگا رکھا ہے بہرہ کی شدت سے اور آیت شریفہ سے استدلال بہات پر موقوف ہے کہ ذامرہ صفت کا شفعہ ہے احترازی نہیں ہے اور اکثر کے مخالف میں باقی نفع القدر میں مذکور ہے وایہ المستفینۃ للو شحہ اور آیت مستفینہ میں مسکین کا اطلاق واسطے زحم کے ہے ہم جو لوگ فقیر کو زیادہ تنگ حال کہتے ہیں وہ آیہ انما المستفینۃ فکانت لیسکین یقولون فی البحر سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر کثرت شئی تھی ہر انکو مسکین فرمایا اسکا جواب دیا کہ انکو مسکین نہ تھا کہاتے اور دوسرا جواب یہی دیا گیا ہے کہ وہ کشتی انکی ملک تھی بلکہ وہ مزدور تھے یا بعاث تھی کذا فی النفع اس صورت میں لام واسطے اقتصاص کے ہو نہ واسطے ملک کے کذا قالہ الشامی وعامل یعبر الساعی والعاکش یرسی صنف مصرف کی عامل ہو اور یہ عام ہے ساعی اور عاکش کو ساعی وہ کہ قبائل میں سوا اہم کا صدقہ لینے کو جارہے اور عاکش وہ جو امام نے عشر وغیرہ لینے کو سرگ پر زمین کیا ہو فیعطی لو لو غنیاً لا یملک لانه فرغ نفسه لھذا اللعنۃ لیسکین الی الکفایۃ والغنیۃ لا یمنع من تناولہا عند الحاجة کابن السبیل لہ عن البذلہ سوا عامل کو زکوۃ کے مال میں سے دیا جارہے اگرچہ غنی ہو لیکن ناشی ہو اسلئے کہ اسنے اپنی ذات کو اسکی زمین لگا دیا پس اسکو

فرد رہے خرچ کی کہ اوسکو کافی ہو اور غنی کو ضرورت کے وقت اوسکی مخالفت نہیں ہے جیسے مسافر کہ انی البورق فلان عن البدائع ہم یعنی عامل اپنے  
 عمل کی اجرت لیتا ہے کیلئے اگر زکوۃ ادا کرنے والے امام کو خود ادا کرین تو عامل کو کچھ نہیں لگیا اور اگر مالک ہو جاوے گا سب مال عامل کا جسے کیا ہو  
 تب ہی عامل کو کچھ نہ لگیا لیکن اس میں مشابہہ صدقہ ہونے کا ہے بدلیل مانتھو نے زکوۃ کے مال والوں کے ذمہ سے سواں جہت عامل ہاشمی کو لینا  
 حلال نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کو میل کے مشابہہ سے بھی بچا جاوے اور غنی کو حلال ہے کیونکہ غنی ہاشمی کے رتبہ کو شرافت میں  
 نہیں پہنچتا تو اوسکے حق میں مشابہہ تبرع نہ ازلیعی علاوہ برین عامل ہاشمی کو لینے سے مخالفت صحیح حدیث میں موجود ہے اور نہایہ میں  
 ہے کہ اگر عامل ہاشمی صدقات کے لینے کے واسطے مقرر کیا جاوے اور اوسکو حسین سے روزینہ دیوین تو اوسکو لینا نہیں جائز ہے اور  
 اگر وہ یہ کام کرے اور روزینہ دوسری جگہ سے دیا جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں بحر میں کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اوسکو اس کام پر  
 مقرر کرنا درست ہے اور اوسکو اجرت صدقات سے لینا کر وہ ہے نہ حرام انہ مراد کہ ہر شخص پر یہ ہے کیونکہ علماء اوسکو لایکل سے تعبیر کرتے  
 میں کہ انالہ الشامی وھذا التعلیل یقول ما فیہ من اللواحق من ان طالب العلم یجوز لہ اخذ الزکوۃ ولو غنیاً اذا اؤف  
 نفقۃ لا فادۃ العلم واستفادۃ لھو بحسب الکسب والحاجۃ داحیۃ انی لا یلزم منہ کذا ذکرہ المصنف اور اس توجیہ کے  
 بیان سے قوی ہوتی ہے کہ وہ روایت جو مشرب ہے واقعات کی طرف کہ علم شرعی کے طالب کو زکوۃ لینا جائز ہے اگرچہ غنی موجب اپنے  
 آپ کو لگاوے پڑھنے پڑانے میں کیونکہ مشغولی کی جہت سے وہ کسب عاجز ہے اور حاجت فردیات کی طرف ہوتی ہے یہی ذکر کیا ہو  
 مصنف ہم یعنی انسان کو بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اگر زکوۃ لینا اوسکو جائز نہ ہو اور کسب کی فرصت نہیں تو جو اوسکے  
 پاس سے وہ قنایو جائیگا پھر وہ محتاج ہو جائیگا اور تعلیم اور تعلم سے باز رہیگا پھر ذمہ مست ہو جائیگا اور یہ خاص مسئلہ مخالفت ہے جسکے  
 جو علماء غنی کو زکوۃ لینا مطلقاً حرام کہا ہے اور اس مسئلہ پر کسی نے اعتقاد نہیں کیا ہے کہ انالہ الشامی نے کہا کہ قول مخطوط  
 کا نہیں ہے اور بہتر ہے کہ طالب علم کو فقیر کی قیہ کے ساتھ مقید کریں اور طالب علم فقیر کو مال زکوۃ وغیرہ کے سوال کے لئے اجازت  
 و رخصت دیجاوے اگرچہ وہ شخص کس پر تاد ہو بقدر علمہ ما یلغیہ واخلو نہ بالوسطۃ یعنی عامل کو اجرت دیجاوے اور  
 عمل کے موافق اس قدر کہ اوسکو اور اوسکے عملہ کو کفایت کرے اور مگر نہ پرم اسلئے کہ خواہش نفسانی کا اتباع کمانے پینے میں  
 حرام ہے کیونکہ اسراف ہے اور امام کے ذمہ ہے کہ ایسے آدمی کو پہنچے کہ جو واسطہ پر راضی ہو دے لیکن لا یزاد علی انصفہ بالیقین  
 لیکن ذمہ مقبوضہ کے آدھے سے زیادہ نہ دیا جاوے ہم یعنی اگر قدر کفایت تمام مال زکوۃ کو مستغرق ہو تو نصف سے زیادہ نہ دیو  
 اسلئے کہ نصف عین انصاف ہے کہ انی البورق وھذا کتاب غیر ہائیکہ جو تمام معرفت زکوۃ کا مکاتب ہے کہ ہاشمی کا مکاتب نہ ہو  
 کیونکہ جب ہاشمی کے آزاد کئے ہوئے غلام کو زکوۃ کا مال دینا درست نہیں تو مکاتب میں تو کچھ عبادت باقی ہے اسکو بطریق اولیٰ  
 دینا جائز نہیں اور مکاتب کو زکوۃ کا مال لینا جائز ہے اگرچہ غنی کا مکاتب ہو یا مکاتب کے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہو کہ اوسکی  
 بدل کتابت کے سوا جو زائد ہو وہ نصاب کو پہنچے کہ انی الشامی ولو عین حل لکولہ ولو عین تیا اور اگر مکاتب حاضر ہو جا  
 تو مال زکوۃ کا جو مکاتب کے پاس ہے اوسکے موئے کو حلال ہے اگرچہ موئے غنی ہو ہم اسلئے کہ سولی کی ملک میں جب آیا کہ پہلے مکاتب  
 کی ملک میں آچکا ہو اسکو مکاتب کو تصرف آزادانہ حاصل ہے اور ملک کے تبدیل سے احکام بدل جاتے ہیں حضرت نے فرمایا لہما  
 صدقہ ونا بدیکہ انی الشامی کفقیر استغنی و ابن السبیل وصل لہ الہ بطرح حلال ہے فقیر کو کہ غنی ہو جاوے یا مسافر کو  
 کہ اپنے مال تک پہنچ جاوے ہم یعنی اگر فقیر کے پاس مال زکوۃ کا باقی ہو اور پھر اوسکو غنا حاصل ہو تو جو مال اوسکے پاس موجود ہو  
 اوسکو حلال ہے کیونکہ اعتبار فقر و غنا کا ادا کے وقت ہے اور وقت ادا کے وہ فقیر تھا اور ایسا ہی مسافر کہ انی الشامی ہو سکتا

۱۔ غنی ہونے سے  
 ۲۔ حق میں صدقہ  
 ۳۔ عداوت کا نتیجہ  
 ۴۔ عداوت کا نتیجہ  
 ۵۔ عداوت کا نتیجہ  
 ۶۔ عداوت کا نتیجہ  
 ۷۔ عداوت کا نتیجہ  
 ۸۔ عداوت کا نتیجہ  
 ۹۔ عداوت کا نتیجہ  
 ۱۰۔ عداوت کا نتیجہ



وہ جو کہ زکوٰۃ دینا چاہتا ہے

عن انقیادہ اور فقہ القدرین کہتا ہے کہ ابن بسیل کو قد حاجت سے زیادہ لینا جائز نہیں اور ازلے یہ ہے کہ قرض سلسلے اگر قدرت ہو لیکن لازم نہیں اور نہ بیچے ہوئے کا صدقہ کہ جب ہے جب اوسکو اپنے مال پر قدرت ہو بخلاف فقیر کے کہ اوسکو حاجت سے زیادہ لینا بھی درست ہے قالہ الشامی ومنہ والوکات مالہ مؤخرًا او علی غائب او معسیر او جاحل ولو لہ بیئۃ فی الاصحہ اور اسی قسم میں شامل ہو اگر ہوا اسکے پاس مال اور دار یا کسی شخص غائب کے ذمہ یعنی اگر چہ نقد ہی ہو یا مفلس پر یا منکر پر اگر چہ اسکے پاس گواہ بھی ہوں اصح روایت پر ہم یعنی اگر مال موجد ہو اور اوسکو نقد کی ضرورت ہو تو بقدر رکفایت اوس مدت مقرر کے لئے زکوٰۃ کا لینا جائز ہے کذا فی النہر عن الخانیہ اور اگر مفلس ہو اسکا دین اتنا ہے تو اصح احوال میں زکوٰۃ لینا جائز ہے کیونکہ بمنزلہ مسافر کو اور اگر دیون اقرار کرنا تو اگر نہ تو نہیں جائز کہ فی الخانیہ اور فتح القدرین ہے کہ اگر کسی عورت فقیرہ کو کہ اوسکا مہر اوسکے خاوند کے ذمہ بقدر نصاب آتا ہے اور خاوند مالدار ہے اس طرح کہ اگر عورت ماسکے نوید سے تو عورت کو زکوٰۃ یعنی جائز نہیں اور اگر جانے کہ مانگنے پر نہ دیکھا تو جائز ہے بحر میں کہا کہ مہر سے مراد مہر محل ہے اور اخذ زکوٰۃ سے مانع نہیں کذا قالہ الشامی والباقی فیہ یتضح فی المرتبۃ الکلہم اوالی بعضہم ولو واحد من اہل صفۃ کان زکوٰۃ دینے والے کو نعمت یا ہے کہ زکوٰۃ ان سب اقسام میں صرف کرے ببعض میں اگر چہ ایک ہی شخص ہر کسی قسم کا کلات الکیسۃ یبطل الجمعۃ اسلئے کہ الف لام جنسی جمع کے معنوں کو کہہ دیتا ہے ہم جلیبی نے کہا کہ یہ علت ہے ایک فرد پر اقتصار کر تیلی اقسام سبعہ کو کہ میں سے لیکن جمیع اقسام سے بعض اقسام پر اقتصار کر نیکی وجہ یہ ہے کہ مراد آیت شریف میں بیان اون اصناف کا ہے جنکو دینا جائز ہے نہ اون کی تعیین کذا فی البحر وشرط الشافعی ثلثۃ من کل صنفہ اور امام شافعی نے شرط کیا ہے کہ فرقی ہر قسم میں سے تین تین شخصوں کو دیوے و بشرط ان یکون الصنف تملیکًا لا اباحۃً مکامًا اور شرط ہے کہ دینا زکوٰۃ کا بطور تملیک کے مزید بطور اباحت کے جیہ گذر اول کتاب الزکوٰۃ میں اور فرق تملیک و اباحت میں مترجم نے اس جگہ بیان کیا ہے لا یصح فی الی بناء نحو مسجد خرج کرے زکوٰۃ مسجد وغیرہ کی بنا میں ہم مثل مسجد سے مراد پبل اور بسیل اور مٹک اور نہر اور حج اور جہاد اور جو اس قسم کی چیزیں ہوں کہ مسکن تملیک نہ ہو کذا قالہ الشامی عن الزلیعی ولا الی کفن میت اور نہ خرچ کرے میت کے کفن میں ہم سئل کہ میت میں مضمون تملیک کا نہیں بن سکتا اس واسطے اگر میت کو کوئی زندہ کہا جاوے تو کفن کفن دینے والی کا ہو گانہ وارث کا کذا فی النہر وفضلہ دینہ اور میت کے دین کے اوکر نے میں نہ صرف کرے ہم اس واسطے کہ زندہ کا دین اوکر نہ دیون کی تملیک کو مقتضی نہیں مثلاً اگر اسپین دائن اور دیون مان لیون کہ دین ذمہ پر نہیں تو اوکر فیو الا اپنے دیا ہوا دائن سے بنا سکتا ہے اور دیون اوسکو نہیں لے سکتا جب زندہ کا دین اوکر نہ تملیک ہوا تو مردہ کا بطریق اولیٰ ہو گا کذا فی الشامی اما دین المحی الفقیر فیہ زکوٰۃ کہ لیکن دین زندہ محتاج کی طرف سے اوکر نہ جائز ہے مالی زکوٰۃ سے اگر اوسکی اجازت ہو ہم یعنی ہر جہ سے کہ دینے والے نے فقیر کو مالک کر دیا اور دائن نے فقیر کی طرف نیابت قبض کر لیا پھر اپنے دین میں مجر کر لیا کہ انی الفقیر ولو اذن فمات فاطلاق الکتاب یفید عدم الجواز و ہولاء وجہ ظہر اور اگر فقیر اجازت دیا کہ کیا تو طلاق کتاب قدوری کا سنید ہے ہم جو زکوٰۃ اور یہی وجہ ہے کذا فی النہر کتاب سے مراد یہاں یا قدوری کیونکہ دونوں دین میت کو متعلق رکھتا یعنی امر کی قید نہیں لگائی اور اصل بحث ابن ہام کی ہے یہاں کی شرح میں کہ کہا ہے کہ اگر زکوٰۃ کے فقیر سے کسی زندہ کا دین اوکر سے یا مردہ کا اوسکے امر سے تو جائز نہ اور ظاہر غایہ کا بھی ہیکے موافق ہے لیکن ظاہر اطلاق کتاب کا یہ ہے کہ ہم زکوٰۃ دینے میں ہر سال میں اور خلاصہ سے بھی ظاہر ایچی معلوم ہوتا ہے کہ اسپین کہا ہے اگر اوکر دین دین زندہ کا یا مردہ کا بغیر اون زندہ کے تو نہیں جائز ہے پس زندہ کو مقید رکھا اور مردہ کو مطلق اور دموال وجہ سے یہ غرض کہ زکوٰۃ میں

تعلیک ضروری ہے اور عرف اور کون سے تعلیک نہیں ہوتی کیونکہ مامور نے قبضہ کیا اور نہ دیون مردہ سے تملک کے لائق نہیں جانتے  
 مامور کے قبضہ کے وقت اور سکا تملک کے لائق ہونا چاہئے کذا ذکرہ الشامی ولا الی تحت حا ای قیق لیتق مامور نہیں جائز صرف کذا زکوٰۃ کا  
 قیمت میں اس غلام کی جو آزاد ہوگا ہم یعنی زکوٰۃ کے مال سے غلام خرید کر آزاد کرے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا اسے باپ کو مثل زکوٰۃ کی قیمت  
 سے خریدے تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگی یعنی التعلیک وهو الوکف بسبب منہ نے تعلیک اور یہی جزو اعظم ہے یہ علت ہے سب  
 مسائل مذکورہ کی قالہ الشامی وقد منّا ان الحیلۃ ان یصلحوا علی الفقیر تقریاً منہ بفعل هذا الاشیاء اور ہم پہلے بیان  
 کر چکے کہ حیلہ زکوٰۃ کی درستگی کے لئے یہ ہے کہ کسی فقیر کو زکوٰۃ دے اور یہ کہہ دے کہ امورات مذکورہ میں اپنی طرف سے صرف  
 کر دے کہ اس شخص کو زکوٰۃ کا ثواب ہوگا اور فقیر کو ثواب اس خیرات میں منکر کرنے کا کہ فی الجوہل کہ ان یخالفوا  
 لہم اذکاء والظاہر نعم رہی یہ بات کہ فقیر کو زکوٰۃ دینے والے کے امر کی مخالفت جائز ہے یا نہیں میں نے اس مسئلہ کو کہیں نہیں  
 دیکھا اور ظاہر یہ ہے کہ مخالفت بوجہی ہے اسلئے کہ فقیر مذکور جب مال ہو گیا تو اپنی ملک میں جو چاہے سو کرے کذا فی النہ ولا الی  
 من بیئہم ولا ذرئہ اور نہ اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز ہے کہ اس میں اور دینے والے میں قرابت تو الٰہ کی توہم اسلئے کہ  
 منافع الماک کے آپس میں ملے جلے میں تو تعلیک پوری پوری نہوگی کذا فی الہدایہ اور ولا د شامل ہے سب اصول کو یعنی مان باپ ادا  
 وادی مانا نانی وغیرہم اور شامل ہے سب فروغ کو یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی وغیرہم کو خواہ اولاد تکام ہو یا نہ ہو اور بیٹا  
 برصدقہ وجہ جیسے قطرہ نذر کفارہ لیکن صدقہ نفل جائز ہے بلکہ مستحسن ہے کذا فی البیان باپ کے لئے حیلہ کرنا اس طرح کہ زکوٰۃ  
 کا مال کسی فقیر کو دیدے اور کہے کہ ادبہ صبر کر دے کہ وہ جسے کافی القنیہ اور سچ و جانیدہ میں ہے کہ یہ مسئلہ مشہور ہے  
 اور اکثر کتابوں میں مذکور و لو صما و کما لفقیر الی وجہ ولا و الاملوک کسی فقیر کا مولیٰ یعنی اس کو زکوٰۃ دینا تب ہی ناجائز ہے او بیہنہما  
 زوجیۃ و لو صبا نہ یادینے والے اور لینے والے میں رشتہ زوجیت کا ہو اگرچہ زوجہ مالک کی ہوئی مولیٰ یعنی عدت میں ہو اگر صبیہ  
 طلاق کی عدت ہو کذا فی النہ عن معراج الدرایہ وقالا کذا فقہی زوجہا اور صاحبین کہتے ہیں کہ عورت دیکھتی ہے اپنے خاوند  
 کو بسبب فرمائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابن مسعود کی زوجہ کو جب اونہوں نے اپنا زیور دینا چاہا کہ تیرا خاوند اور  
 اولاد زیادہ مستحق ہیں کذا فی الطحاوی ولا الی مملوک المسکین اور نہیں جائز زکوٰۃ دینا اپنے مملوک کو ہم یا ایسے نا خود  
 کے مملوک کو جن میں قرابت ولا و یا زوجیت کی ہو کیونکہ بحر اور فتم میں کہا ہے کہ اپنے بیٹے کے مکاتب کو دینا جائز نہیں جیسا اپنے  
 بیٹے کو نہیں جائز شرعاً لایہ و لو مکاتبا او مدبرا اگرچہ مملوک مکاتب ہو یا مدبر ہم یعنی اس وجہ سے کہ عبد اور مدبر میں تو تعلیک  
 نہوئی کہ وہ لیاقت مالک نہیں رکھتے اور مکاتب کے کسب میں مولے کا حق ہے کذا فی الزلمی ولا الی عبد اعتق  
 المزکی بعضہ اور نہیں جائز زکوٰۃ دینا اس غلام کو کہ مزکی نے اس کے بعض کو یعنی نصف یا چوتھائی وغیرہ کو آزاد کیا موسوع  
 کان کالہ او بیئہ نہ و بیان ابنہ فاعتق لہ ایضہ ظہر معسیر لایذ فقہ لہ لایہ مکاتبہ او مکاتب ابنہ برابر  
 کہ ہو دے غلام تمامہ مزکی کا یا مشترک ہو اس میں اور اس کے بیٹے میں پرتا د کیا باپ نے اپنا حصہ بحالت مفلسی سود کی  
 ایسے غلام کو زکوٰۃ نہیں دیکتا اسلئے کہ وہ یا اس کا خود کا مکاتب ہے یا اس کے بیٹے کا ہم کیونکہ جب غلام تمامہ اس کا ہے  
 یا اس میں اور اس کے بیٹے میں مشترک ہے اور باپ تو اگر ہے اور بیٹے نے اپنے حصہ کی قیمت کا ضمان باپ سے بھر لیا اور باپ  
 نے غلام سے تو غلام باپ کا مکاتب ہو کہ جب اس قدر راہ اگر دے تو آزاد ہو اور اگر باپ مفلس ہے یا تو اگر لیکن بیٹے نے  
 غلام سے سلی کرنا اختیار کیا تو وہ مکاتب بیٹے کا ہوتا اور بیٹے کے مکاتب کو بھی زکوٰۃ دینا درست نہیں اور منہ جو تقریر کی اس سے

واضح ہوا کہ لفظ مسر کا قید اخترازی نہیں ہے ہر شام نے اس غلام کا نام مکاتب رکھا اس جہت سے کہ سہی کرنے میں مضافہ مکاتب کے ہے  
قال الشافعی وأما المشترك فبینه وبين الأجنبي فحکمہ غلو صیغتا من اور اگر غلام مشترک در میان مزی کے اور کسی اجنبی کے ہو  
تو اس کا حکم معلوم ہوا بیان گذشتہ سے ہم کو بین ہو کہ اگر غلام مشترک دو شخصوں اجنبیوں میں ہو پس آزاد کیا ایک نے اپنا حصہ اور وہ  
مغلس ہے اور شریک ساکت نے سہی کرانی اختیار کی تو معتق اس کو زکوۃ دیکتا ہے کیونکہ یہ مکاتب اسکے شریک کا ہوا اور ساکت کو بھی  
نہیں پہنچتا کہ اس کو زکوۃ دے کیونکہ اس کا مکاتب ہے اور اگر معتق تو اگر ہو اور ساکت نے معتق سے ضمان لینا اختیار کیا تو ساکت  
غلام کو زکوۃ دیکتا ہے اسلئے کہ یہ اجنبی ہے اور معتق زکوۃ نہیں دیکتا جب اختیار کرے ضمان دینے کے بعد غلام سے سہی کر لیا کیونکہ  
اس صورت میں وہ سہی کا مکاتب ہے کذا قال الشافعی لأنہ إقامت مکاتب نفسہ وغیرہ اس واسطے کہ وہ غلام یا مکاتب اس کا خود کا ہے  
یا غیر کا ہم اسکی توضیح بیان گذشتہ سے معلوم ہو سکتی ہے و قال لا یجوز مطلقاً اور صاحبین کہتے ہیں کہ جائز ہے ہر صورت میں ہم سہی  
معتق اور مبرا یا مغلس اور غلام تمامہ اور سکا ہو یا مشترک در میان اسکے اور اس کے بیٹے کے یا اجنبی کے مگر کذا قال الشافعی لأنہ لا یجوز  
اکلہ او تحرم دیون فاقہوہ اسلئے کہ وہ غلام آزاد ہے تمامہ یا آزاد ہے اور قرض دار سوا اس کو سچہ لے ہم تمامہ آزاد ہے یعنی غیر  
جب کہ کل عبد معتق کا ہو یا بعض اس کا ہو مگر معتق تو اگر ہو اور شریک اس سے ضمان لے چکا ہو اور حر دیون اس صورت میں کہ معتق مغلس  
اسلئے کہ غلام شریک کے واسطے روپیہ کا دیکھا آزاد ہو کر واضح ہو کہ یہ مسئلہ اسپرینی ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک شریک ساکت  
کو ضمانت یار ہے چاہے اپنا حصہ آزاد کرے چاہے مبرا یا مکاتب کے چاہے غلام سے اپنے حصہ کا روپیہ کو اسلئے بشرطیکہ آزاد کر نیو لا مغلس ہو  
اور اگر وہ مالدار ہو تو شریک مذکور اس سے تاوان بھی لے سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک مغلس کی صورت میں بجز غلام سے  
کو اسلئے کہ مالدار ماری کی صورت میں بجز آزاد کنندہ سے ضمان لینے کے اور کچھ اختیار نہیں رکھتا چنانچہ کتاب العتق میں آویگا اور  
نافع کا اشارہ اس طرف سے کہ نئے تحریر مطلب کی اسطر میں کی کہ جو اعتراض در میں ہدایہ کی عبارت پر وارد کیا ہے یہاں نہیں وارد ہوتا  
اگرچہ شراح نے تکلف کر کے تاویلین کی ہیں جیسا ملاحظہ کتب ہدایہ و در سے واضح ہے کذا فی الشافعی و کذا فی عینی و مالک قد  
نصابہ فارغ عن حاجتہ الا صلیۃ من احوال کانت اور نہیں جائز زکوۃ دینا غنی کو کہ مالک ایسے نصاب کا موجود حاجت صلی  
سے زائد ہو اگرچہ کسی مال کی موم واضح ہو کہ نصابین تین ہیں ایک نامی کہ دین سے زائد ہو اور حاجات سے فارغ وہ قریب  
مالی چیزوں کی وجہ کر نیو الی ہے مثل زکوۃ و کفارات وغیرہ کے دوسری نصاب غیر نامی کہ دین اور حاجتوں سے زائد ہو اسکے باعث  
قریبانی اور فطرہ اور محتاج قریبوں کا نفقہ واجب ہوتا ہے اور زکوۃ کا لینا ایسے نصاب کے مالک کو بھی حرام ہے جیسے مال کی نصاب  
نامی کے مالک کو حرام ہے اور ایک نصاب وہ ہے جس کے موئے سوال کرنا حرام ہے وہ غذا ایک روز کی ہے اس کو نصاب کہنا  
مجاز شرعی ہے کذا فی الطحاوی اور تارخانہ میں صغریٰ سے منقول ہے کہ ایک شخص کے پاس گہرے کہ اس میں رہتا ہے لیکن نیکی  
قدر حاجت سے زیادہ ہے کہ سب مکان رہنے میں مشغول نہیں تو اس کو لینا صدقہ کا صمیم روایت میں حلال ہے اور اسپرینی  
ہے کہ امام محمد نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہے کہ اس کو ہوتا ہے یا دکان کہ اس کا کہ یہ کہتا ہے یا مکان ہے کہ کہ یہ اس کا  
تین ہزار ہیں اور اس کے اور اسکی حیال کے نفقہ کو برس دن کے لئے کفایت نہیں کرتا تو اس کو زکوۃ کا لینا حلال ہے اگرچہ  
اسکی قیمت نفقہ کو زنا کرتی ہو اور سہی برتنو سے ہے اور شیخین کے نزدیک حلال کذا قال الشافعی کمن لہ فیضا بستان  
لا یستأجر ما یحی در ہیر کا جزم بہ فی البحر والنہر وأقوال المصنف قائلًا وہ یظهر ضعف ما فی الوہابیۃ و شرحھا  
من انہ تحیل لہ الزکاۃ و تکتبہ الزکاۃ الخ جیسا زکوۃ دینا جائز نہیں اس شخص کو کہ اس کے پاس سوا کم کی نصاب ہو



کہ وہ دوسرے کی قیمت کو نہ پونہ بیچ کر اور نہ زمین جزم کیا ہے اور یہ کہ مصنف نے ثابت رکھا یوں کہ اگر اس سے ظاہر ہو گیا  
ضعف اور سکا جو وہ ہبانیہ اور اس کی شرح میں مذکور ہے یعنی اسکو زکوٰۃ لینا حلال ہے اور اس کے اوپر زکوٰۃ لینا لازم ہے اجماع بحرین  
کہا ہے کہ نصاب نامی میں داخل ہے پانچ اونٹ پس اگر پانچ اونٹ کا مالک ہو یا کسی اور نصاب کا سو اٹھ میں سے کسی مال میں سے ہو  
تو اسکو زکوٰۃ میں سے دینا جائز نہیں برابر ہے کہ دوسرے دوسرے کو اس کی قیمت پونہ بیچ یا نہ پونہ بیچے اور یہ کہ شارحون نے اس کی  
تقریم کی ہے کہ قالہ الشامی ولكن استند في الشئ نبلا ليقه مافي الوهبانية وحرر وجنم بان مافي البحر وھم کہیں شریک  
میں وہ ہبانیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے اور جزم کیا ہے کہ بحرین جو مذکور ہے وہ ہم سے ہم شریکالیہ میں کہا ہے کہ جو بحرین کے  
خلاف مذکور ہے سو وہ ہم سے پس اس سے مشابہہ ہو حالانکہ صاحب بحر نے اس کے مخالف ہشباہ و نظائر کے العارین ذکر کیا  
ہے پس اپنے قول کا آپ ہی خلاف کیا اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا یہ کہ شارحون میں سے کہ بحر کے موافق تقریم کی ہو بلکہ انکی  
عبارت سے اس کے برخلاف معلوم ہوتا ہے اور اکثر کتابوں میں اس کی تقریم کی ہے کہ اعتبار سو اٹھ کی قیمت کا ہے ہشباہ اور  
سراج اور وہ ہبانیہ اور اس کی دونوں شرحوں اور ذخائر اشرفیہ اور جہرہ میں مذکور ہے کہ مرغینانی نے کہا کہ جب کسی شخص کے  
پاس پانچ اونٹ ہوں کہ انکی قیمت دوسو درہم سے کم ہو تو اسکو زکوٰۃ لینا حلال ہے اور ہر زکوٰۃ واجب بھی ہے اور اس  
ظاہر ہوا کہ معتبر نصاب نقد کی ہے کسی مال سے ہو وہ مال اپنی جنس کے اعتبار سے نصاب کو پونہ بیچ یا نہ پونہ بیچے اس سے قالہ مرغینانی  
یہ شریکالیہ کے کلام خلاصہ بیان کیا ہو شامی میں اسکو زیادہ بطن سے بیان کیا ہے اور بحر کے کلام میں اور اس میں تطبیق کی ہے جو جامع  
و مان ملاحظہ کرے ولا الی مملوکہ ای الغنی ولو کون بکرا و زمین جائز زکوٰۃ دینا غنی کے مملوک کو اگرچہ مدبر ہو اس سے معلوم  
ہوا کہ فقیر کے مملوک کو دینا جائز ہے کافی منیہ المغنی اور مدبر کے حکم میں ام ولد ہے قالہ الشامی عن البحر و ذہب اللیس فی سیال  
مولاہ او کان مولاہ خلیفۃ علی المذہب اگرچہ مملوک ابابہم اپنے مولے کی عیال میں نہ ہو یا مولے اور سکا غائب ہو تب بھی اسکو  
زکوٰۃ دینا درست نہیں بنا برہنہ صحیح کے ہم ذخیرہ میں کہا کہ روایت ہے ابو یوسف سے کہ اسکو زکوٰۃ دینا جائز ہے فقہ القدریین کہا  
کہ اس میں نظر ہے کیونکہ وجہ اشناع کی یہ ہے کہ زکوٰۃ عبد کی ملک نہیں ہوتی بلکہ مولیٰ کی ملک ہوتی ہے اور وہ غنی ہے اور اسکا جوہر  
اس طرح دیا جاسکتا ہے کہ جس صورت میں کہ مولے غائب ہے اور مملوک کسب بر تاد رہیں تو ابن لبیل کے درجہ سے تو کم نہیں ہے  
کہ جسکو زکوٰۃ لینا جائز ہے کہ ان فی الشامی لا ینفع المایع و فروع المملکات لمولاہ اس سے زکوٰۃ کا عدم جواز اس جہت سے ہے  
کہ جو عبد کو دیا جاتا ہے وہ اسکو مولے کی ملک ہو جاتا ہے غیری المکاتب والمأذون المذینون یجوز فی غنی و غلام  
کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں سو اسے مکاتب کے ارادہ ہونے کو جس پر زمین اتنا ہو کہ اس کے رقبہ اور کسب کو محیط ہو سو اسکو زکوٰۃ دینا  
جائز ہے ہم مکاتب کی وجہ پہلے گذری اور اذون لہ اس جہت سے کہ اس کے کسب کا مالک امام صاحب کے نزدیک مولے نہیں  
ہوتا اس صورت میں بخلاف صاحبین کے قول کے قالہ فی البحر ولا الی طفله بخلاف ولایہ الکبیر اور زکوٰۃ دینا جائز نہیں  
غنی کے لڑکے نابالغ کو بخلاف بالغ کے ہم یعنی بالغ کو اگرچہ ابابہم موافقہ کے مقرر مولے سے پہلے زکوٰۃ کا دینا باجماع جائز  
ہے اور ہر بے تقرر کے امام محمد کے نزدیک جائز ہے برخلاف امام ابو یوسف کے اور یہی قیاس ہے فی آثار ابن اور غنی کی دختر غاوند  
والی میں اختلاف ہے اور سمیع جواز ہے اور یہی قول طرین کا ہے اور ایک روایت امام ابو یوسف سے کہ ان فی النہر و ابیہ  
اھترایہ الفقراء و طفله الغنیہ فیجوز لا ینفع المایع اور بخلاف غنی کے باپ کے اور اس کی بی بی کے بشرط فقر و  
کے اور بخلاف مادر عورت کے لڑکے کے یعنی اگرچہ اسکا باپ نہ ہو کہ ان فی البحر سو ان سب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے و اس سے ظاہر ہے

جمع الفقہاء  
بحرین

از کتاب  
الغنی

مانع کے ہم یہ سب کی علت ہے یعنی چوہا لو کا غنی گنا جاتا ہے اپنے باپ کی غنا سے بخلاف بڑے را کے کے اور باب اور زوجہ کے اور  
 اس طرح لو کا اپنی مان کے الدار مولے سے غنی نہیں شمار کیا جاتا ہے جلی عن البحر ولا الی بنی ہاشم اور نہیں جائز زکوٰۃ دینا بنی  
 ہاشم کو ہم جانا جائے کہ ہر مناف جو چوتھی پشت کا داد اپنی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اسکے چار بیٹے تھے ہاشم مطلب قنزل  
 عبد شمس ہر ہاشم کے چار بیٹے ہوئے جنہیں سے ایک عبد المطلب بن باقر بن کی نسل منقطع ہو گئی عبد المطلب کے بارہ مولے سوز کو  
 ان سب کو دیکھا سکتی ہے بشرطیکہ مسلمان اور حاجت مند ہوں مگر اولاد حضرت عباس کی اور عمارت کی اور اولاد ابوطالب کی یعنی حضرت  
 علی و جعفر و عقیل کذا فی القمنی اور اس سے معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کو بطور اطلاق بیان کرنا نہ جائے اسلئے کہ تمام بنی ہاشم پر زکوٰۃ حرام  
 نہیں ہے بلکہ بعض پر حرام ہے کذا فی الشامی الا من ابطل النخل قرأنا و ہم بنو طہب فخل لمن اسلم منہم کا نخل لبسے  
 المطلب مگر اسکو جائز ہے کہ جسکی قرابت بنسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منقطع ہو گئی اور وہ ابوطالب کی اولاد میں پس جو انہیں  
 سے اسلام لے آیا اسکو زکوٰۃ جائز ہے جب مطلق مطلب بنی ہاشم کی ہستی کی اولاد کو ہم نص سے مراد قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا لا قرأتہ بنی دین آبی کمپ فانہ اثر علینا الا فخر بن اور بعض نسخ میں بنو ابی لہب اور یہی درست ہے کذا قالہ الشامی فقر ظاہر  
 المذہب اطلاق المنعم وقول العیسیٰ یجوز لہ دفع زکوٰۃ لمن شایہ صوابہ لایجوز ہذا پر ظاہر مذہب یہ ہے کہ بنی ہاشم  
 کو مطلقا ممنوع ہے یعنی خواہ بنی ہاشم بنی ہاشم کو دے یا کوئی غیر دے اور ہر زمانہ میں ممنوع ہے اور عینی نے جو کہا ہے کہ جائز  
 ہے ہاشمی کو کہ زکوٰۃ دیوے اپنے مثل یعنی ہاشمی کو توصیم عبارت یہ ہے کہ نہیں جائز ہے کذا فی النہرہم ابو عاصم نے امام سے  
 روایت کی ہے کہ فی زمانہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اسلئے کہ زکوٰۃ عارض یعنی پانچویں حصہ کا خمس جو بنی ہاشم کا حق تھا وہ  
 اد کو نہیں پہنچتا کیونکہ غنیمت کے باب میں اور اسکو مستحق ہیں دسٹر کرنے میں لوگ تغافل کرتے ہیں اور جب عوض اون کو  
 نہ پہنچا تو اصل کی طرف رجوع کیا کذا فی البحر اور نہر میں کہا ہے کہ امام ابو یوسف نے بیان کیا ہے کہ ہاشمی ہاشمی کو دیدے  
 اور یہ امام صاحب سے بھی منقول ہے اور عینی میں جو یہ کہا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک درست ہے کہ ایک ہاشمی دوسرے کو زکوٰۃ  
 دیدے بخلاف امام ابو یوسف کے تو اس میں معجم لفظ لا یجوزی چاہئے یعنی امام صاحب کے نزدیک ہاشمی کا دوسرے ہاشمی کو  
 دینا کافی نہ ہو گا کیونکہ امام ابو یوسف تو جواز کے قائل ہیں ہر درست مولے کی صورت میں اون کے خلاف کے کیا معنی ہو گا  
 اور شارح کے مختار میں ابہام ہے قالہ الشامی عن الجلی ولا الی موالہم اسے غنمقا فارقا لہم اولیٰ اور نہیں  
 جائز زکوٰۃ دینا بنی ہاشم کے آزاد کئے ہوئے غلاموں کو اور جب آزاد کئے ہوئے کو نہیں جائز تو غلاموں کو بطریق اولیٰ  
 نہیں جائز کیونکہ غلام کی ملک مولیٰ کی موتی ہے محدث موالی القوم صنفہ بنی ہاشم کے موالی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں بسبب  
 اس حدیث شریف کے کہ آزاد کیا ہوا کسی قوم کا وہ اور نہیں میں سے ہوتا ہے ہم اسکو روایت کیا ہے ابو داؤد و ترمذی و  
 نسائی نے بلقاء موشی القوم من القسہم وانا لا نخلنا الصلۃ فہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ضعیف ہے اور یہ حکم حد تک  
 حرمت و علت کے باب میں ہے نہ جمیع وجوہ میں کیونکہ مولیٰ اپنے مسوق کا کو نہیں ہوتا اور جب آزاد کیا ہوا کسی مسلمان کا کافر  
 ہو تو جزیر لیا جاتا ہے اور تعلبی کے آزاد کئے ہوئے سے وجہ نہیں لیا جاتا کذا فی النہر قالہ الشامی و ہل کانہ نخل  
 لسا و لا نبیا و خلافہ و اعتقاد فی النہر حاکم لا قرأنا لہم اور باقی انبیاء علی نبینا وعلینہم الصلوٰۃ والسلام  
 کے لئے صدقہ ملال تھا یا نہیں اس میں خلاف ہے اور نہر میں علت کو معتمد کہا ہے اون کے انحراف کے لئے نہ اس کے خود کے  
 لئے و جازحت المطوحات من الصدقات و غایۃ الاوقاف لہم لیس بنی ہاشم سواہم الواقف و اولاد

بنی ہاشم پر زکوٰۃ واجب ہے  
 بنی ہاشم پر زکوٰۃ واجب ہے  
 بنی ہاشم پر زکوٰۃ واجب ہے

بنی ہاشم پر زکوٰۃ واجب ہے  
 بنی ہاشم پر زکوٰۃ واجب ہے  
 بنی ہاشم پر زکوٰۃ واجب ہے

ما هو الحق كما حقيقته في القية اور جائز ہے نفل صدقہ اور آمدنی اوقات کی بنی ہاشم کو برابر ہے کہ وقف کرنا لے اور کما نام لیا ہو یا  
 نہ لیا ہو یہی حق ہے جیسا نعم القدر میں اسکو تحقیق کیا ہے ہم شامی نے کہا کہ بحرین متعدد و کتابوں سے نقل کیا ہے کہ نفل صدقہ اور ان کو  
 جائز ہے بالاجماع اور ذکر کیا ہے کہ بھی مذہب ہے اور یہ کہ تقوم اور وقف میں فرق نہیں ہے جیسا محیط اور کافی میں ہے لیکن  
 زیلی میں اسکے خلاف ہے یعنی صدقہ نفل اور کو با نکل حرام ہے اور نعم میں کیسی قنوت کی ہے اور کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ وقف  
 کو بجائے نفل کے سمجھنا جائز ہے اور طبعی نے اسکی عبارت طویل نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وقف ہی بنی ہاشم کو منعم ہے مثل  
 نفل کے اور اس سے معلوم ہوتا ہے سقم کلام شارح کا کیونکہ شارح کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ فتح القدر کا کلام صرف وقف میں ہے  
 اور وقف اور کو حلال ہے لیکن طبعی نے جس نسخہ در المختار سے لکھا ہے اوسمین علی ابو احق سے پہلے اسقدر زیادہ ہے وقیل لا  
 مطلقاً تو اس زیادتی سے البتہ عبارت درست ہو جاتی ہے اور بعض نسخوں میں یہ زیادتی معہ ما بعد کے ولا تدم فی ذمی تک ساقط  
 ہے انتہی اقالہ الشامی لکن فی الشرح وغیرہ ان سماء حم جاذ ولا لا قلت وقد جعله محتجاً بالاشباہ وحمل القولین  
 لیکن سراج وغیرہ میں ہے کہ اگر بنی ہاشم کا نام واقف نے لیا ہے تو جائز ہے نہیں تو نہیں جائز میں کتابوں کہ شباہ کے محشی  
 یعنی صالح مرغی مصنف کو بیٹو شارح ہیری نے سراج کی عبارت کو دو نو قولوں کا محل ٹھہرایا ہے ہم یعنی جس صورت میں نام لیا ہو  
 تو جائز اور نہ نام لیا ہو تو ناجائز اور وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جس صورت میں نام نہیں لیا تو ہر وجہ سے صدقہ ہوا ہاشموں کو  
 جائز نہوا اور جب او کما نام لیا یا تو تبرع اور صلہ ہوا صدقہ نہوا جیسا کہ وقف کیا جاعت غنیار ہر فقرہ اور اقالہ الشامی شکر  
 نقل عن صاحب النسخ عن المبسط وهل تحلل الصدقة لساوا الانبياء قيل لغفر وهذه خصوصية لنبينا صلى  
 الله عليه وسلم وقيل لا بل تحلل لقرابتهم فهم خصوصية لقرابة نبينا اكراما و اظهار الفضيلته صلى الله عليه و  
 سلم في حفظ بهر محشی مذکور نے بحر الرائق سے اور اسنے مبسط سے نقل کیا آیا حلال ہے صدقہ باقی انبیاء کے لئے تو ایک قول  
 ہے کہ ان جائز ہے اور یہ خصوصیت ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہ او کو نہیں جائز اور ایک قول یہ ہے  
 کہ شبیار کو حلال نہیں بلکہ ان کے اقربا کو حلال ہے تو خصوصیت ہوتی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقربا کے لئے بحسب اکرام  
 اور فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ یاد ہے ہم یہ مسئلہ مکرر ہے سابق اسکا مذکور ہو چکا تو اسکا حذف کرنا مناسب ہے  
 اقالہ الشامی ولا تدفع الی ذی حق لحدیث معاویہ اور نہیں جائز دینا زکوۃ کا ذمی کو واسطے حدیث معاذ رضی اللہ عنہ یعنی ذی حق  
 جسکو شارح نے بلطف خدا من غنم یا غنم انہ بیان کیا ہے اسلئے کہ غنم یا غنم کی ضمیر مسلمانوں کی طرف پہرتی ہے تو فقر اسم کی ضمیر  
 بھی اوسی طرف پہرتی جائے اور کا ذکر نہ دینی جائے کہ ان فی المعراج و حجاز دفع غیرہا وغیرہ العشر و الشرح الیکہ اسے  
 الذی اور جائز ہے صدقہ دینا سوامی زکوۃ کے اور سوامی عشر اور خراج کے ذمی کو ہم عشر زکوۃ کے ساتھ ملحق ہے لیکن خراج  
 اور صدقات میں نہیں ہے جسکا ذکر ہے کیونکہ اسکا مصرف مصلحت عامہ سلیم ہے جیسا پہلے بیان ہوا اور پہلے کفر اور ہدایہ  
 میں اسکا استثنا نہیں کیا اقالہ الشامی ولو واجبا کذلک و کفاس و وفطیۃ خل (فاللذان اگرچہ صدقہ واجب ہو جسے نذر اور  
 کفار کا دفعہ بخلاف قول امام ابو یوسف کے ہم یعنی وہ کہتے ہیں کہ کسی صدقہ وجہ کا دینا ذمی کو جائز نہیں اور ہدایہ وغیرہ میں  
 تصریح کی ہے کہ یہ ایک روایت ہے ابو یوسف سے اور اس عبارت کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ قول مشہور امام ابو یوسف کا مثل  
 طرفین کے ہے وبقولہ یفتی صاحب النفل اور امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہے کہ ان فی حادی القدر ہی ہم لیکن ہدایہ  
 ہر غیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قول طرفین کا راجح ہے اور یہی بہترین منعہ بین کذا فی الشامی واما الشرح و لو سئل عنک فی غیر

تو جائز اور نہ نام لیا ہو تو ناجائز اور وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جس صورت میں نام نہیں لیا تو ہر وجہ سے صدقہ ہوا ہاشموں کو

المصدق فاسو لا تجوز له اتفاقاً بحسب عن الغایة وغیرها لیکن حربی اگر چہ مستامن ہو اسکو کوئی صدقہ دینا جائز نہیں بالاتفاق کذا فی  
 البصر عن الغایة وغیرہ لیکن جزم الزلیلی بجواز النقص علیہ لیکن زلیلی نے جزم کیا ہے کہ نفل صدقہ حربی کو دینا جائز ہے ہم یعنی مستامن کو  
 جیسا نہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے ہر شامی نے کہا کہ اسکو میں نے زلیلی میں نہیں دیکھا اور ایسا ہی ابو اسود وغیرہ نے کہا ہے مع ہذا  
 اتفاق کے دعویٰ کے خلاف ہے لیکن محیط کی کتاب الکلب میں ہے کہ سیر کبیر میں امام محمد نے ذکر کیا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں کہ مسلمان کا فر  
 حربی کو یا زمی کو کچھ دے یا اسکا ہدیہ قبول کرے اسوجہ سے کہ حضرت علیؓ نے اسکا ہدیہ و صلہ سے منقول ہے کہ ہاں صدقہ دینا نقطہ کے دونوں  
 میں کہ کو بھیجے اور حکم دیا کہ صفوان بن حرب اور ابوسفیان کو دین کہ وہ سے فقر ادا مل کہہ برقیہ کر دین اور اس وجہ سے کہ صلہ و صلہ  
 ہر دین میں پسندیدہ ہے اور یہ یہی مکارم اخلاق سے ہے نیز قولہ الشامی کہ قطعاً لیکن یضہ مصص فافہان انہ عبدہ  
 او مکاتبہ او حران ولو مستتاراً احادہا من صدقہ دینا محمل کر کے ایسے شخص کو کہ اپنے گمان میں مصروف جانا تھا پھر  
 ظاہر ہوا کہ مرکزی کا غلام ہے یا اسکا مکتب ہے یا حربی ہے اگر چہ مستامن ہو تو پھر دوبارہ دے اسوجہ سے کہ سابق ذکر ہوئی ہے  
 یعنی عید کی صورت میں تو اپنی ملک سے خارج نہیں ہوا اور مکتب کی صورت میں اسلئے کہ اسکا حق مکتب کی کما حقہ میں لگائے تو  
 پوری تملیک ہوئی اور حربی محمل زکوٰۃ ہی نہیں لیکن حربی کے دینے میں ایک روایت یہ ہے کہ دوبارہ نہ دے کذا فی الشامی  
 بان یضناہ او کوئہ ذمیاً او انہ ابواہ او ابناہ او اصرانہ او اھاشیجہ لا یعیل اور اگر ظاہر ہوا کہ جسکو دیا تھا وہ غنی ہے  
 یا زمی ہے یا اسکی بی بی ہے یا اسکا خود باپ ہے یا بیٹا ہے یا بھتیجے تو اعادہ لازم نہیں لآئہ آتی بما فی ذلک اسلئے  
 کہ وہ کچھ جہتقدار اس سے ہو سکتا تھا ہم یعنی تملیک کر دی جو اسکی وسعت میں تھی رہی یہ بات کہ انہ میرے میں یہ پوچھے کہ تو  
 کون ہے اور نسب اسکا دریافت کرے اسکا مکلف نہیں لیکن حربی کی طرف سے دلیل پر شبہ پڑتا ہے کیونکہ حربی میں تملیک جو کہ  
 تھی پوری ہو جاتی ہے پس اس تعلیل سے وہ روایت جو حربی کے دینے کے بعد اعادہ لازم نہیں آتا تاہم باقی ہے کذا فی الشامی  
 حتی لو دفعہ بالحق لیس یجز ان یخطأ بیان تاک کہ اگر بدون تحوی کے دیا تو نہیں جائز ہے اگر خطا ظاہر ہو کر اعطاء  
 فقیر نصاباً او اکثر اور مکروہ ہے دینا ایک فقیر کو مقدار نصاب یا زیادہ ہم اور ایک روایت ابو یوسف سے ہے کہ قدر  
 نصاب دینا مضائقہ نہیں لیکن زیادہ مکروہ ہے اسلئے کہ فقیر بونیک کی جہت سے فی الحال ایک جزو نصاب کا محتاج ہے اور باقی  
 قصاب سے کہ ہے کذا فی الشامی الا اذا کان المدفوع الیہ مدیوناً او کان صاحب عیال یحیث لو وقع علیہم لا یصح  
 کلا ولا یفضل بعد دینہ نصاباً فلا ینکح فمک وجب کہ مدیون شخص جسکو زکوٰۃ دی ہے مدیون یا عیال دار اس طرح کہ اگر تمام  
 عیال پر زکوٰۃ تقسیم کیا دے تو ہر ایک کے ہائے نصاب تا دے یا دین کے ادا کے بعد قدر نصاب باقی نہ رہے تو مکروہ نہیں کذا فی  
 الفتح عم بحیفہ لوفقرہ صاحب عیال سے علاقہ رکھتا ہے اور لا یفضل مدیون سے پس اس میں لعن و نشر غیر مرتب ہے اور وجہ تقسیم  
 عیال کی یہ ہے کہ حقیقت میں وہ صدقہ عیال ہی ہے جن پر وہ خرچ کر گیا کذا فی الشامی عن المعراج وکوہ نفلہا الا ان قواہم  
 اور مکروہ ہے زکوٰۃ کا نفل کرنا یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف لیجا کر لے کر یا کبیرت ہم کیونکہ اس میں رعایت بڑوس  
 کی ہے تو یہی اولے جو زلیلی اور اس سے متبادر یہ ہے کہ اگر اہتہ تنزیہی ہے پس اگر نفل کو سے تو جائز ہے کذا فی الدرر اور  
 زکوٰۃ میں معتبر وہ جگہ ہے جس جگہ مال موجب روایات میں کذا فی الشامی بل فی الظہیر فیہ لا یقبل صدقہ الرجل وقواہم  
 محاذیج حتی یصل الیہ بلکہ ظہیر میں ہے کہ نہیں مقبول ہوتا صدقہ اس شخص کا کہ قراہتی اوسکے محتاج ہوں یہاں تک کہ شرع  
 اور نہیں سے کرے ہم عدم قبولیت سے مراد نفلنا قواہم کا ہے اگرچہ فرض ساقط ہوتا ہے نسبتانی میں ہے کہ افضل سبائی اور بہن میں

پہر ادنیٰ اور زیادہ ہر مرنی کا چچا اور پوپچی پر مومن اور غلام بہر زدی الامام ہر پڑوسی پر اوسکے کوچہ والے ہر شہر والے اور اسخوج  
 اور احنبل اور سمرقند اور انعم المسلمین اور میں دار الحرب الحرام اور الاسلام اور نقل کرنا کر وہ نہیں طرف زیادہ احتیاج والے  
 یا قریب و نیکیخت یا زیادہ و پوپیز گار کے یا اوس شخص کے جو مسلمانوں کے نفع پر نیچا سے یا دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہم کو نہ  
 و دار الاسلام کے فقراء مسلمان و دار الحرب کے فقراء سے افضل میں کذا فی البحرین کہنا ہر دن کہ مسلمان قیدیوں کو ہتھکڑا کرنا جائز  
 جب کہ ان لوگوں کے دینے میں اعانت ہو قید سے چھوڑانے پر کذا قالہ الشامی والی طالبہ حلویہ فی المعراج التصدیق  
 جعل العالم الفقیر افضل والی الزہاد او کانت محبۃ قبل تمام الحول فلا ینکھ خلاصہ اور کر وہ نہیں نقل کرنا کر وہ  
 کا طرف طالب علم کے اور معراج میں ہے کہ صدقہ کرنا عالم فقیر پر افضل ہے جاہل فقیر سے اور کر وہ نہیں نقل طرف زیادہ و ن کے  
 یا یہ کہ زکوٰۃ پیشگی ہو پہلے سال تمام زنی کے تو نقل کرنا کر وہ نہیں کذا فی المختار صہ ولا یجوز حبس فقیر لاهل البدن کا لکھ لینا  
 اور نہیں جائز اوس کا صرف کرنا اہل بیت پر جیسے کہ امیہ ہم عبارت بزانیہ کی یہ ہے کہ نہیں جائز صرف کرنا کہ امیہ کی طرف ہر  
 مراد بدعت سے وہ ہے جو تکثیر تک نوبت پر نیچا سے قائل اور کر امیہ ایک مشتبہ فرقہ ہے مشرب عبد التبارین محمد بن گرام  
 کی طرف وہ قائل ہے کہ حق تعالیٰ عرش پر مستقر ہے اور اس میں جوہر کا اوس پر اطلاق ہو سکتا ہے کذا فی المغرب لا ینکھ مشتبہ  
 فی ذات اللہ تعالیٰ وکل المشتبه فی الصفات فی المختار اسلے کہ فرقہ کہ امیہ تشبیہ کا قائل ہے خداوند تعالیٰ کی ذات  
 میں اور بھی حکم ہے اوس فرقہ کا جو صفات میں تشبیہ کے قائل میں مذہب مختار میں ہم یہ وہ فرقہ ہے کہ قیام حوادث کا خدا  
 تعالیٰ کی ذات کے ساتھ جائز رکھتے ہیں تو بعض صفات کو حادث کہتے ہیں جیسے اور حوادث کی صفات میں کذا فی الطحاوی  
 لان محفوت المعرفة من جهة الصفات علی محفوت المعرفة من جهة الذات جمع الفتاویٰ اسرطو کہ فوت  
 کر فی الامور من سببانہ کا صفات میں یعنی نہ جاننے والا صفات کا لاحق کیا گیا ہے اوسکے ساتھ جسے فوت کر دی معرفت  
 ذات کی یعنی تشبیہ ذات اور تشبیہ صفات ایک حکم رکھتے ہیں کذا فی جمع الفتاویٰ اسلے کہ لا یجوز دفع زکوٰۃ الزانی لولدہ  
 منہ آی من الزانی وکل الذی نفاه احسن کیا گیا نہیں جائز ہے زانی کو زکوٰۃ دینا اپنی بیوی کو جو زانیہ سے ہو اور بیوی  
 اوس کو جس کو نفی کر چکا ہے خواہ ام ولد کا اوس کو جس کو نفی کیا یا ملاعنہ کا اوس کا نفی کیا ہو اور یہ عدم جواز براہ احتیاط ہو الا اذا  
 کان الولد من ذات زوج معروف فصولین اگر اس صورت میں کہ اوس کا بیوی عورت کا جسکے خاوند کو لوگ جانتے  
 ہیں کذا فی جامع الفصولین ہم عبادہ میں اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ چونکہ نسب النکح سے ثابت ہوتا ہے تو یہ شرعی شایعہ کا کچھ ہوا  
 اور صیر فیہ سے اسکے خلاف ایک روایت شامی نے نقل کی ہے والکل فی الاشبہاء اور سب فردم لا یجوز صرفہا لاهل البدن  
 سے یہاں تک ہشباہ میں مذکور ہیں ولا یجوز ان یسأل شیان من القوت من لہ قوت یومہ بال فعل او بالقوۃ کا لکھ لینا  
 الملکیت اور نہیں حلال کہ مانگے کہ قوت وہ شخص کہ اوسکے پاس اوس روز کا قوت موجود ہو بال فعل یا بالقوۃ موجود  
 ہو مثلاً تندرست کہ کائی بر قادر ہو ہم شیان من القوت اسلے کہا کہ اگر حاجت کی چیز جیسے کپڑا وغیرہ سوال کرے تو جائز ہو  
 قالہ الشامی ویا قوۃ عطیہ ان علم بالہ لا حانتہ حل الحرام اور گنہگار ہو گا اوس کو دینا والا اگر اوس کا حال جانتا ہو کہ ہم  
 حرام چیز پر اعانت کرتا ہے ہم اکل نے شرم مشاق میں کہا ہے کہ اس جیسے شخص کو دینا اگر جہ از روی قیاس گناہ معام ہوتا ہو  
 لیکن اگر اوس کو یہ کہیں تو گنہگار ہو گا مقدمہ سی نے اپنی شرح میں کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد علماء کی اوس سے یہ ہے کہ اس شخص  
 شخص کو دینا آمادہ کرنا ہے سوال پر اس مہیث سے اور نہ دینے سے ہو سکتا ہے کہ ایسی باتوں سے تو بر کرے کذا فی الشامی

دفعہا

۷۷  
 زکوٰۃ کی روایت سے  
 زکوٰۃ کی روایت سے  
 زکوٰۃ کی روایت سے



باب صدقۃ الفطر

۱۰  
صدقۃ الفطر

عیال کی قدر کفایت سے اور اگر اس طرح صدقہ دے کہ تعدادوں کے حق میں کوتاہی ہو تو گنہگار ہوگا اور جو شخص کہنگی پر صبر کر سکے اور سکو اپنا نفقہ قدر کفایت اتھ سے کم کرنا کر وہ ہے کہ ذاتی شرح در العیال اور تارخانہ میں محیط سے منقول ہو کہ جو شخص نفل صدقہ دے تو افضل یہ ہے کہ جمیع مومنین و مومنات کی نیت کرے کیونکہ ان کو فواہ پونجیگا اور اسکے اجر میں سے کچھ کم نہ ہوگا واللہ اعلم

**باب صدقۃ الفطر** یہ ہے صدقۃ فطر کے احکام میں اسکی مناسبت زکوٰۃ سے یہ ہے کہ دونوں طہفہ مالہ میں ہیں اور مبسوط میں بعد صوم کے بیان کیا ہے کیونکہ صوم کے بعد صدقۃ فطر ہوتا ہے اور فطر سے مراد فطر کا دن ہے نہ لغوی معنی کیونکہ اس طرح تو ہر شام کو رمضان میں افطار ہوتا ہے اور اسکو صدقہ اس جہت سے کہتے ہیں کہ دینے والے کا صدق اور اخلاص ظاہر کرتا ہے کہ ذاتی المراج من إضافۃ الحکم لغیر طہ اضافت صدقہ کی فطر کی طرف اضافت حکم کی ہے شرط کی طرف ہم حکم سے مراد جو صدقہ ہے اسلئے کہ حکم شرعی واجب ہے تو یہاں حذف مضاف کا ہے اور وجوب سے مراد وجوب الادا ہے اسلئے کہ وجوب الادا کی شرط فطر ہے نہ نفس وجوب کی کیونکہ وجوب کا مدار سبب کے موجود ہونے پر ہے اور سبب اس لئے ہے قالہ اجماعی والفقہ الفطر اسلام علی الفطر مؤکد بل قبل کھنجر اور فطر اصطلاح اسلام والوں کی ہے اور فطرہ ساختہ بلکہ کہتے ہیں کہ غلط ہے ہم ظاہر یہ ہے کہ شارح کی مراد یہ ہے کہ لفظ فطر جو مضاف الیہ صدقہ کا ہے اور نام روز مخصوص کا ہے یہ لفظ شرعی ہے یعنی اطلاق اسکا اور اس خاص روز پر اصطلاح نہیں ہے کیونکہ فطر جو صدقہ صوم کی ہے لغوی ہر شے سے پہلے مستعمل ہے اور اسکی لفظ فطرہ کا ہے یعنی فطرہ کہ جس سے صدقہ مراد لغوی نہیں ہے اسلئے کہ ان مسنون میں نہیں آیا اور وہ جو قاموس میں مذکور ہے کہ فطرہ بالکسر صدقۃ الفطر تو قاموس کے اعلیٰ میں شمار کیا گیا ہے اور فردی نے تحریر میں کہا ہے کہ اسم ہو گیا ہے اور غالباً ماخوذ ہے فطرہ سے جو بمعنی خلقة کے ہے یعنی گویا کہ یہ زکوٰۃ ہے بدن کی قالہ الشامی وأمر بها فی السکنۃ الی فی رمضان قبل الزکوٰۃ اور حکم کیا گیا اور ای صدقہ فطر کا جس رسک رمضان فرض ہوا زکوٰۃ سے پہلے ہم روزے رمضان کے فرض ہوئے شعبان میں بعد تحویل قبلہ کے کہ یہ کی طرف اور حکم نبی صلی علیہ وسلم کا صدقۃ فطر کے لئے عید سے دو روز پہلے ہوا اور یہ زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے ہی صحیح ہے قالہ الشامی و کان علیہ السلام یخطب قبل الفطر بیومین یا آخر ایھا ذکر الشمنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے عید سے دو روز پہلے حکم فرماتے صدقہ کا لینی کا ذکر کیا اور سکو شمنی نے ہم عبد الرزاق نے سند صحیح سے تحریر کیا ہے عبد اللہ بن ثعلبہ سے کہ خطبہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الفطر سے ایک روز یا دو روز پہلے پھر فرمایا ادا کرو ایک شام گہرا دو آدمیوں میں یا ایک صلح کجھو یا جو ہر شخص کی طرف سے آزاد ہو یا غلام جو یا بڑا کذا فی الفتح عجیب و حدیث و حسن سند اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر معناه قیل للإجماع علی أن منکر کھا لیکف وجوب صدقۃ الفطر اور وہ حدیث حسین مذکور ہے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو اسکے معنی یہ ہیں کہ مقرر کیا اسوجہ سے کہ اجماع ہے کس بات پر کہ منکر اسکا فر نہیں ہے ہم امام شافعی کے نزدیک صدقۃ الفطر فرض ہے اور کما استدلال حدیث مذکور عی شارح نے استدلال جواب کی طرف اشارہ کیا مؤشعاً فی العمر عند اصحابنا وھو الصحیح بحسب عن البکر اثم صلی اللہ علیہ وسلم الا مریاد اثم مطلق کالکونی و علی قول وجوب صدقۃ الفطر اس طرح کہ مدۃ العمر میں اور انکی گنجائش میں چار سو تین سو امان کے نزدیک بھی صحیح ہے ذکر کیا اسکو جو میں بدائع سے اور وجہ یہ بیان کی کہ امر صدقۃ الفطر کی ادایں مطلق ہو یعنی وقت کی قید نہیں سودۃ العمر میں جب ادا کر لیا اور ای ہوگا قضا نہ ہوگا ان البتہ عید گاہ میں جانے سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے کہ ذاتی البدائع مانند زکوٰۃ کے کہ اسکا وجوب بھی مؤشع ہو ایک قول چبیا پہلے گند چکا ولو مات فأذاھا وارثہ مجاز اور اگر مر گیا

۱۱  
صدقۃ الفطر



پہلے اسکے وقت صدقۃ الفطر اسکی طرف سے اور کیا تو جائز ہے ہم جو ہر دین جو کہ جس شخص کے ذمہ زکوۃ یا صدقۃ الفطر کا کفارہ یا نذر ہو  
 اور وہ مہاجر سے تو اس کے ترک سے نہ لیا جاوے مگر یہ کہ وہ غریب کریم اور ورثہ اہل تیرہ کے بھی ہوں اور چھڑ گیا جاوے اور ہر اور  
 اگر خود وصیت کر کے مرا تو ثلث میں وصیت جاری ہوگی قالہ الشامی وقیل مضیقاً فی یوم الفطر عیناً اور کہا گیا ہے کہ ادا اسکا مقید  
 ہے خاص عید کے روز ہم یہ قول حسن بن زیاد کا ہے کہ اور کرنا اسکا یوم الفطر میں ہے اول سے آخر تک اگر اسکو نہ ادا کیا کہ عید کا دن  
 گزر گیا تو ساقط ہو جائیگا مثل قربانی کے کذا فی البدایع وشرح الہدایہ وغیرہ اور ابن ہمام نے اپنی تحریر میں ترجیح دی ہے کہ یہ مطلق نہیں  
 ہے بلکہ مقید باوقت ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا اَمْنُوْا مُمْرِئِیْ ہَذَا الْیَوْمَ عَنِ الْمَسَاءِ تو بعد اس روز کے قضا ہوگا اور ابن نجیم نے بھی سب کا  
 اتباع کیا ہے جو میں لیکن اسنے اپنی شرح میں جو سنار پر جو کہا ہے کہ یہ ترجیح مقابل میسر کے ہے میں کہتا ہوں کہ یہ تیسرا قول جو مذہب  
 خارج اسو اسطو کہ عید کا دن گزرنے کے بعد صدقۃ کا قضا واقع ہونا سنار اس قول کے ہے کہ عید کا دن گزرنے سے ساقط ہو جاتا جو اور  
 علامہ مقدسی نے اسکو رد کیا ہے کہ حضرت کے وقت میں صحابہ صدقۃ الفطر پیشگی دیدیا کرتے تھے اور یہ بات حضرت کی اجازت سے تھی  
 جیسا خود ابن ہمام نے کہا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ مقید یوم الفطر نہ تھا اسو اسطو کہ اگر خاص اس روز کے ساتھ مقید نہ تھا تو اس  
 پہلے ادا ہونا مثل قربانی اور نماز روزہ کے اور امر اغنوم الخ محمول ہے استحباب پر کذا فی الشامی فیعدہ لیکون قضاء واختارہ  
 الکمال فی شریہ ودرجہ فقویر البصائر پس بعد یوم العید کے ہو گیا قضا اور اسکو سخت یاد کیا جو کمال نے اپنی تحریر میں اور ترجیح  
 دی اسکو تزیار البصائر میں ہم پہلے معلوم ہو چکا کہ معین کرنا عید کے دن کا ایک تیسرا قول ہے کہ سوا ای ابن ہمام کے کسی اور نے نہیں  
 کہا اور اس میں جو کہہ ہے وہ بھی واضح ہو چکا اس میں تین تالیف ہیں نظر ہو قالہ الشامی علی کل محیز مسلک ولو صغیراً او مجنوناً وجب ہے  
 صدقۃ الفطر پر آزاد مسلمان پر اگرچہ صغیر مجنون ہو ہم حر کے لفظ سے معلوم ہوا کہ غلام پر لازم نہیں اور مسلمان کی قید سے معلوم  
 ہوا کہ کافر کے ذمہ نہیں اگرچہ اسکا غلام یا بیٹا مسلمان ہو کذا فی البحر اور بعض نسخوں میں و مجنوناً واد کے ساتھ واقع ہو اور یہ  
 اس صورت میں ہے کہ اون دونوں یعنی صغیر اور مجنون کے پاس مال ہو، البتہ میں کہتا ہوں کہ عقل اور باطن و وجوب کی شرائط میں نہیں  
 ہے امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک یہاں تک کہ اگر مجنون و صغیر کے پاس مال ہو تو ادکا ولی صدقہ نکالے اسکے مال میں سے اور امام محمد اور  
 ابو زفر کہتے ہیں کہ نہیں وجب ہے پس اگر ولی صدقہ اون کے مال میں سے دیکھا تو ضامن ہوگا قالہ الشامی حتی لو لو یخفی جنھا  
 ولیھما وجب الاداء بعد البلوغ یہاں تک کہ اگر نہ نکالے صدقۃ الفطر مجنون اور صغیر کا ولی تو بعد بلوغ کے اور بعد افاقہ کے  
 ادا وجب ہوگا ذی نصاب فاضل عن حاجتہ الاصلیۃ کدینہ وحوالہ عیالہ وان لو یکتفر کما سنن یعنی صدقۃ الفطر وجب ہے  
 پر آزاد مسلمان پر کہ فصائل الاموال ودرہ نقصان زیادہ ہو اس کی حاجت اصلی سے جیسا دین اور زیادہ ہو عیال کی حاجات سے اگرچہ نصاب  
 نامی جو پہلے گزر چکا وہ ای لھذا النصاب یختم الصدقاتہ کما تروجب الاضحیۃ و نفقۃ الخادم حل الراجح اور اسی  
 نصاب کی جہت سے حرام ہو کہ صدقہ وجب جیسا گزر چکا اور وجب ہوتی ہے قربانی اور نفقۃ محارم کا بنا بر قول راجح کے ہم یعنی ان  
 فقرہ وجب کا مجنون یا عورتین فقیر ہوں اور محارم کی قید مان باپ کے نکالنے کو کیونکہ مان باپ جب فقیر ہوں تو مختار یہ کہ کوئی کمر  
 اپنے نفقہ میں شامل رکھے اگر کسب کرتا ہو و انما لم یشرط الثمولا وجوبہا بقدر مصلحتہ اور منوکی شرط جو نہیں لگائی  
 اسی جہت سے کہ وجوب صدقۃ الفطر کا قدرت ممکنہ کی جہت سے ہو ہی جائے بجز التمكن من الفعل فلا یشترط بقاءھا  
 لبقاء الوجوب لانتہا شرط محض قدرت ممکنہ کا نہ مشد کے کسر سے وہ جو وجوب ہو بقدر قدرت کے فعل پر پس نہیں شرط  
 باقی رہنا اس قدرت کا وجوب کے باقی رہنے کے واسطو اسطو کہ وہ صرف شرط ہے ہم واضح کہ قدرت جس سے آدمی مامور ہو ادا کرے

ابن نجیم  
 نے ترجیح دی ہے

اور قسم ہے ایک وہ کہ تو انگریز اور مسلمانوں کے ساتھ معتبر ہو اور مسکو قدرت مطلق اور قدرت ممکنہ یعنی قادر کریم کوئی شک نہ ہو کہ اس کی قدرت سے  
آدمی اور وامور پر قادر ہو جائے جیسے نصاب صنف نظر کی قدرت ممکنہ ہے اور زادا اور راحلہ جو کی اور اگر قدرت کے ساتھ تو انگریز  
یہی معتبر ہو تو وہ قدرت معتبر یعنی اس کی توانائی اور قدرت کا کمال مطلق جیسے نصاب صنف کی ہے کذا فی الطحاوی اس سے معلوم ہوا کہ شام نے جو تعریف کی  
ہے وہ خود قدرت کی نہیں بلکہ اس وجہ کی ہے جو قدرت نہ کہ وہ شرط ہو اور بقا قدرت ممکنہ کے شرط ہونے سے یہ نہ نکلا کہ اگر نصاب  
عید نظر کی صنف کے بعد جاتی رہی تو صنف فطر ساقط ہو گا چنانچہ آگے آگے کا لا بقدرہ ضعیفہ کی وجہ سے بعد التاکن بصنف لا یقدر  
تغیرتہ من العنصر الی البیض نہ قدرت ہر صنف کے ساتھ میں مشدک نہ کہ وہ قدرت میرہ وہ ہے کہ وجہ جو قدرت کے مسہولت کے  
وصف کے ساتھ بدل ہوا جو اسکو دشواری سے آسانی کی طرف ہم اس تعریف میں بھی وہی خلل ہے جو قدرت ممکنہ کی تعریف میں گذر حاصل  
کہ قدرت ممکنہ ہر گاہ شرط ہو ممکن اور احوال فعل کو تو شرط محض ہوئی کہ اس میں معنی علت کے نہیں ہیں اس کا بقا بھی شرط نہیں بقا  
کیونکہ بقا معنا ہے وجود کا اور وجود کی شرط کو کچھ لازم نہیں کہ بقا کی شرط بھی جو جیسے نکاح کے شادی کہ شرط میں انعقاد نکاح میں نہ بقا نکاح  
میں بقاء نہیں کہ اس واسطے کہ وہ ایسی شرط ہے کہ اس میں معنی علت کے ہیں کیونکہ اس میں فعل وجہ کی صفت کو دشواری سے مسہولت کے  
ساتھ بدل دیا یعنی ہو سکتا تھا کہ فعل وجہ بقاء ہو جو قدرت ممکنہ کے بصفت دشواری سے دشواری کو چھوڑ کر اسکو بصفت میرہ وجہ  
کیا میں ہر طرح کی قدرت کا وہ شرط ہے باعتبار معنی علت کے کیونکہ حکم نہیں باقی رہ سکتا بدون اس کے کذا فی الشامی مختصر فیض شرط  
بقا ہا لاقا شرط فی معنی الیلاہ پس شرط کیا گیا ہے بقا قدرت میرہ کہ کیونکہ میرہ شرط ہے علت کے معنی میں ہم یعنی اور حکم اپنی  
علت کے ساتھ رہتا ہو وجود اور عدم میں کذا فی الطحاوی وقد حصرنا فیہما حکمنا علی المنار اور میں اسکو منقح بیان کیا جو منار کی تعلیل  
میں توفیق علیہ فلا یفسد الفطر و کذا فی الجملہ المال بعد الوجہ پر تفریم کیا مصنف نے اور میرہ جہاں میں مذکور ہو  
یعنی قدرت ممکنہ اور میرہ پر ہیں نہیں ساقط ہوا فطرہ اور ایسا ہی ہم مال کے ہاں کہ جو ہاں سے وہ وجہ ہو نیکی کے بعد کیونکہ ان دونوں میں قدرت  
ممکنہ معتبر ہے کذا قالہ الشامی کما لا یجوز الی الشکاح عنہ الشہود جیسا نہیں باطل ہوا نکاح کو انہوں کے ہر گز سے بخلاف الزکوۃ  
والعشر والی الخراج لا شکر الا بقا علی التمسک بالجملة زکوۃ اور عشر اور خراج کے یعنی خراج مقاسمہ اسوہ کو قدرت میرہ کی بقا شرط  
ہے یعنی تاہم یعنی اگر مال برس گذر نیکی کے بعد ہاں کہ جو ہاں سے اس کی قدرت اسکو ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو زکوۃ ساقط ہو جاتی ہے بخلاف  
استملاک کے کیونکہ اس صنف میں بقا قدرت باقی ہو کہ اس میں زجر ہو تقدیسی اور فقیر دن کا بھی لحاظ ہے عن فقہاء متعلق شیخ  
وان لو یجوز لحدیہ عن نفسه متعلق ہے کہ یعنی صنف فطر وجہ جو انہو نفس کی طرف ہو اگر کسی عذر سے روزہ رکھا ہو ہم میرہ ساقط ہو  
فطرہ کے سبب اور اصل میں خود اسکا نفس ہے اور آدمی بیشک اپنا جوہر آب اوٹھا جوہر سے جو اور پھر اس کا آپ متولی جو جو شکر  
ممنون میں ہے وہ جوہر کو ساتھ ملتی ہو یعنی اسکو تربع جلی موت اسکو زہر جو اور صوم میں عذر کی قیور اتفاق ہے اگر بلا عذر بھی  
کوئی شخص فطرہ کرے تب بھی یہی حکم ہے کیونکہ فطرہ کے اوامین میرہ شرط مذکور نہیں قالہ الشامی و طحاوی الفقیر الکبیر الجمنین  
بعد از چھوڑنے کے کہ محتاج کی طرف سے اور بزرگوں کی طرف سے ہم یعنی جو فقیر ہو کہ نہ غنی کا صدقہ اسکو مال میں سے ہو گا امام ابو حنیفہ اور امام  
ابو یوسف کے نزدیک جیسا پہلے کہ جو با اور طفل کے عذر سے معلوم ہوا کہ جن میں کی طرف سے صدقہ الفطر لازم نہیں اور طفل اس کے اور اس کی  
دو نو کو شامل ہے کہ انہی الفطرہ قالہ الشامی ولو تعدی دکانا یا بفعل کل فطرہ اور اگر اب متعدد ہوں تو ہر ایک پر فطرہ لازم ہو گا ہم سکی  
ہو رہے ہیں کہ کسی فقیر پر دو آدمی ہو کر ہیں کہ میرہ میرا میرا یا ہر شکر ہاں ہی کہ بیٹے پر دو نو مالکوں نے دعوی کیا قالہ الشامی ولو  
زجر طفلہ الصلحۃ الخلدۃ الزجر فلا فطرہ اور اگر نکاح کر دیا یا بیلا کی کا کہ زوج کی خدمت کر سکتی ہے پس فطرہ لازم نہیں ہاں

ہم نہ خاندان پر لازم آویجا جب آگے بڑھیں تو گناہ اور نہ باپ پر نہ کہ ترمیم کو تسلیم کر دینا خلاصہ میں ہے معنیہ اگر ناسبت عادی کے سچ کی گئی نہ تو  
 اس کے باپ پر خطر نہیں ہے کیونکہ اس کی موت اور سکر ذمہ نہیں رہی اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ میں دو قیدین میں خدمت کی صلاحیت  
 اور خاندان کی سہولت کی مثال کا لاہر عند قفلہ کا اختصار اور اضافہ کی مثال ہے باپ کے منہ سے  
 جیسا اختیار میں ہو سیکو اختیار کیا ہے ہم یہ حسن کی روایت ہو اور ظاہر الروایت کے خلاف ہو کہ دادا باپ کے حکم میں ہے کہ جب یہ مسائل  
 میں انہیں سے ایک مسئلہ ہی ہو اور فتح القدر میں بھی ہو سیکو اختیار کیا ہے کیونکہ سبب وجہ کا تحقق ہو یعنی راس اور اس کی موت اور تولیت  
 برائیت مطلق دادا کے ذمہ ہے اس پر اصرار ہے اسی روایت کو اختیار کیا کہ دادا فی الشامی وحبیلہ لہ الحدیثہ ولو عدلہ یوناد  
 مستأجر اور مرہون اذ ان حدہ وفاء بالذکین اور فطرہ واجب ہے ابو غلام خدمتی کی طرف سے اگرچہ دیون مرہون مستغرق  
 کذا فی السیلع اما جارہ دیا ہوا مرہون رکھنا ہوا موجب کہ راس کے پاس دین کے دیو کی قدر ہو ہم یعنی دین سے زائد نصاب ہی ہو گیا  
 مرہون میں ہے اور مراد نصاب سے یہ ہے کہ غلام کے سوا ہو کیونکہ وہ حاکم اصلی میں ہے کذا فی الطرہ بلا کیہ واما المفقہ نے بخل متہ لو حلال  
 و برقبہ لا یخلف فیہ حلی مالہ برقبہ اور وہ غلام کی خدمت کی وصیت ایک شخص کے لئے کی امداد اس کی ملکیت کی دوسرے کے  
 لئے تو فطرہ رقبہ کے مالک پر ہے کالعبد العادیۃ والودیعۃ والمجانۃ جیسو عارت کا غلام اور ودیعت کا اور وہ غلام جس کو کسی کا بکاؤ  
 کیا ہو کہ اذکا صدقہ مالک کے ذمہ ہے جنایت کوئی سی ہو عداً یا اخطاً کیونکہ مالک کی ملک غلام سے جب زائل ہوئی ہے جب جنایت کے  
 بدلہ میں اس کو واپس پہلے سے زائل نہیں ہوتی کذا فی النخایہ و قول الزلیعی لا یجوز سبکی فکلم فخر اندر زلیعی کا قول کہ صدقہ جب  
 نہیں ہے خطا سے کہ غلام سے نکل گئی کذا فی الفتح ہم زلیعی میں ہے کہ جس غلام کے رقبہ کی وصیت ہو تو اس کا فطرہ مالک پر نہیں لیکن یہی  
 محشی زلیعی نے اس کو محمول کیا ہے اس صورت پر کہ موصی مرگیا اور موصی نہ لے لے ہی نہ قبول کیا نہ رو کیا قالہ الشامی وعلیٰ ہذا و آخر  
 ولایہ ولو کان عبداً کافراً للتحقق السبب وهو ان یمن یمنیہ ویلخص لکمدہ اور صدقہ دعو اپنی مدبر اور ام ولد کی طرف سے اگرچہ غلام  
 کافر ہی ہو کیونکہ سبب وجہ متحقق ہو یعنی راس کی موت اس کے ذمہ ہے اور اس کا وہ ولی ہے ہم یعنی موت وجہ کا ملہ مطلقہ پہلی  
 قید سے موت اجنبی نکل گئے جو لدا اپنے ذمہ کہے ہو جبہ اور دوسری قید سے عید مشترک نکل گیا کہ اس کی موت کامل نہیں اور میری  
 سے زوجہ نکل گئی کہ اس کی موت مطلقہ نہیں بلکہ موت ضروری ہے نظام خانگی سکھائے اور پہلی بوجہ مسمولی اخراجات کے کوہ لازم  
 نہیں جیسو واکرنا کافی الزلیعی لا عن زوجتہ ولایہ الکبیر العارقل نہیں وجہ صدقہ الفطر اپنی بی بی کی طرف سے اور ابو ولد کی طرف  
 سے جو بالغ مائل ہم زوجہ کی طرف سے اس لئے نہیں وجہ کہ اس پر ولایت تامہ نہیں کیونکہ سوا جو حقوق زوجیت کے اس کو کسی طرح کی ولایت  
 نہیں ہے اور ولد مائل بالغ اگرچہ ابوجہ ہو اور خود و نوس میں اس کا شریک ہو کر اس کا صدقہ باپ پر وجہ نہیں کیونکہ ولایت نہیں کذا  
 فی جوہرہ اور مائل کی قید سوا خزانہ ہو گیا معترہ اور مجنون سے کہ اذکا حکم باندہ منہر کے ہے ولوا ذی عنہما بلا اذن ائیر استیذان  
 للاذن حاد قادی لونی عیالہ ولا فلا قہستان فی حق المحیط فی حفظ اور اگر فطرہ بی بی کی طرف سے اور باقیہ اس کے کی طرف سے  
 اجابت دیدہ تو کافی قبیل استمان اور اسی پر فتویٰ ہو کذا فی النخایہ کیونکہ عادیہ اذن موجود ہو یعنی اگر اس کی عیال میں ہو ورنہ نہیں  
 کافی کذا فی قربانی عن المحیط اس کو یاد رکھو ہم للاذن عادیہ سے اشارہ ہے کہ نیت حکماً موجود ہے عادیہ بالغ میں مقرر کی ہو کہ فطرہ ہذا  
 نیت کے اور انہیں موتاً بحر میں کہا ہے کہ طہیرہ کی طائر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ادا کرے اور ان اشخاص کی طرف سے جو اس کی عیال  
 میں ہیں یعنی جن کا خود و نوس اس کے متعلق ہے چونکہ اس کی اجازت کے بوجہ نہ ہو مطلقاً یعنی قید زوجہ اور ولد کی نہیں قالہ الشامی  
 وحبیلہ والایقین والمأکون والغصن الجھونان لو تکن حلیہ بیتہ نہ ہلگے ہو غلام کی طرف سے کیونکہ ولایت اس پر قائم نہیں



حق معلوم کیا ہے اور جس کی قیمت میں لگائی اس واسطہ کہ اگر نصف صاع خاب بھی اور اگر کچا تو جادو ہے اور اگر وہ اکھا بودا یا صبیغہ لگا  
 نقصان بھی ہو دعوہ اور اگر روی کی قیمت دی تو جو زیادتی باقی رہ گئی وہ بھی اور اگر دسے کذا فی الطبیۃ اور اگر گیسوں جو میں مخلوط ہوں نہیں  
 اگر جو غالب ہوں تو ایک صاع اور اگر گیسوں غالب ہوں تو نصف صاع قالد الشامی و ملاوۃ فیصل حکیم کذا فی رقم و مختصر فقہ فیہ الفقہاء  
 اور جو غلہ وغیرہ کہ حضرت حبیب اللہ علیہ السلام سے اس میں تصریح وارد نہیں ہوئی اس میں معتبر قیمت ہے جیسے حبیبہ اور روی ہم بدلہ میں کیا  
 کہ منصوص علیہ میں بعض کو بعض کی جگہ قیمت کے اعتبار سے دینا جائز نہیں برابر ہے کہ جس چیز کے بدلہ میں دیا ہے وہ اس کی جنس سے ہوا  
 اطلاق جنس میں مثلاً گیسوں کے بدلے قیمت کے اعتبار سے یعنی اس طرح کہ نصف صاع اچھو گیسوں کے بدلے ایک صاع متوسط گیسوں  
 سے جائز نہیں یا دوسرا غلہ گیسوں کے بدلے قیمت کے اعتبار سے وہ بھی جائز نہیں جیسے نصف کچھ جو قیمت میں نصف صاع  
 کچھ کی برابر ہو بدلے نصف صاع گیسوں کے اور اگر کوئی کچھ بجا نصف صاع کچھ کے شمار کیا جائیگا اور اس کے ذمہ باقی کا پورا کرنا لازم ہوگا  
 کیونکہ قیمت منصوص میں معتبر نہیں کذا قالہ الشامی و هو المصلح المعتمد ما یستعمل القاد و اردبیلک و مرہا من ماسن اسی  
 حکم میں اور صاع جو شرفاً معتبر ہے وہ طرف سے جس میں ایک ہزار جالینکس درم کے وزن کے ماش یا مسر یا دین ہم صاع جاری  
 ہوا ہے اور نہ دو رطل کا اور رطل نصف من کا اور من درہم من سے دو سواٹھ درہم کا اور ہستار سے جالینکس ہستار کا  
 اور ہستار کسر ہمزہ و را ہم کے وزن سے سارے چار شقال کا کذا فی شرح در البھار پس مذکور من و وزن برابر ہیں یعنی ہر ایک  
 دو رطل عراقی اور صاع کا چوتھائی اور رطل ایک سو تین درم کا اور زلیعی اور فتح القدیر میں ہے کہ صاع میں اختلاف ہے  
 امام ابو حنیفہ اور محمد نے کہا ہے کہ آٹھ رطل عراقی کا ہے اور امام ابو یوسف نے کہا ہے کہ پانچ رطل اور تھائی رطل کا  
 اور کہا گیا ہے کہ اختلاف نہیں ہے بلکہ تعبیر کا فرق ہے اس لئے کہ ابو یوسف نے اندازہ مدینہ شریف کے رطل سے کیا  
 ہے جو سینہ ہستار کا ہے اور عراقی سینہ ہستار کا ہے اور جب مقابلہ کیا جائے آٹھ رطل عراقی کا ۵ رطل  
 مدنی کے ساتھ تو دو برابر ہیں کیونکہ میں ہستار کو آٹھ میں ضرب دینے سے ایک سواٹھ ہستار ہوتے ہیں اور پانچ کو سینہ میں ضرب دے  
 سے ڈیڑھ سو ہوتے ہیں اور تھائی میں کے دس ہوتے تو یہ بھی ایک سواٹھ ہستار ہوتے اور یہی مشابہ بصواب ہے کیونکہ امام محمد  
 نے خلافت ابو یوسف کا نہیں ذکر کیا اگرچہ تاویز شکیک ذکر کرتے ہیں جانا چاہئے کہ درہم شرعی جو وہ قیراط کا ہوتا ہے اور جو اس  
 متعارف ہے وہ سولہ قیراط کا ہے جب صاع ایک ہزار جالینکس درم شرعی کا ہوا تو متعارف درام کے وزن سے نو  
 سو دس کی برابر ہوا کذا قالہ الشامی قاضی ثناء اللہ بلاتی پتی نے لکھا ہے کہ رطل میں ہستار کا ہوتا ہے ہر ہستار  
 ۴ ۱/۲ مثقال کا پس وزن رطل کا برابر چوبیس روپیہ دہلی کے ہے یعنی جو روپیہ کہ سوا گیارہ ماش کا ہے حاصل  
 ہے کہ صاع یعنی (۱۰۴۰ درم = ۳۷۷۷۷ دہلی = ۲۸۲ روپیہ چھوٹا خیامی کہہ کم = ۱۰۳۰ روپیہ  
 دو روپیہ زائد دہلی کے سیر سے جو ہستی روپیہ ہر کا ہے اور قریب ۳۸۲ چشاک کے سمبار پور کے مسر  
 سے ہے جو اثنا مشتی روپیہ ہر کا ہے اشتقاقاً و یحتمل کذا و یحتمل کذا و وزن ماش اور عدس کے ساتھ اندازہ معلوم  
 مقرر کیا گیا کہ یہ کیل اور وزن میں برابر ہوتے ہیں یعنی بعضے ہولے اور بعضے ٹوس نہیں ہوتے پس جب ایک برتن کو ایک قسم  
 کے ماش یا عدس سے پر کریں کہ بمقدار (۱۰۴۰) درم کے ہوں پھر او کو کمال کر دوسرے کو ماش یا عدس اس میں ہوں  
 تو ہر کو کا شمار ہی ہوں گے بلکہ پہلے کے برابر ہوں گے بخلاف گیسوں اور جو کے کہ ہوں میں بعضی بہادی اور بعض  
 بلکہ ہونے میں تو اس کے کیل اور وزن میں اختلاف ہو سکتا ہو پس عدس اور ماش سو کیل اس طرح مقرر کیا جائے کہ ہر













دو شنبہ اور جمعرات کے روزہ کے کسی نے تکلیف قرار دے سکے بے دوسری دو نہیں ہیں بلکہ یہ ممکن ہے لیکن یہ حکم اس قدر کا ہے جس کی چیز پر شرط  
 کیا ہو بخلاف قبل اعتکاف کے آدھ کا فالہ الشامی والکفار اجتنبوا القتل اور سبب کفارات کے روزہ دن کا قسم کا توڑنا اور قتل کرنا یا غصہ  
 قتل کرنا کسی نفس کا خطا یا قتل کرنا صید کا احرام میں شاملی نے کہا کہ اولی وہ عبارت ہے جو قسم میں ہے کہ کفار و کفر روزہ کا سبب ان کے  
 اسباب ہیں قسم توڑنا اور قتل وغیرہ اسلئے کہ اسباب میں یہ بھی نہیں خود پر عزم کرنا ظہار میں اور روزہ توڑنا رمضان میں اور سر موٹا نا احوال  
 میں فالہ الشامی و من صام شعبہ دجہ من الشهر من لیل او نهار علی المختار کما فی الخبایہ اور سبب رمضان کے روزہ کا حاضر ہونا ایک  
 جزو کا اس میں سے خواہ رات ہو یا دن بنا بر ذہب ہمار سرخی کے جیسا خبایہ میں ہے و المختار فی الاسلام و خیراۃ الجلی  
 اللہ یسئلکم اللہ فیہ من کل یوم اور نماز الاسلام وغیرہ نے اختیار کیا ہے کہ ہر یوم کا وہ جزو سبب جو جسمین روزہ کی ابتدا ممکن ہو  
 ہم یعنی صوم صادق کے شروع سے دو پہر کی کچھ پہلے تک کیونکہ رات میں اور خود دو پہر اور اس کے بعد میں انشاء صوم ممکن نہیں اور شام میں  
 نہ صرف نیت ہی ہے نہ صوم لیکن جو میں نصرت کی ہو کہ سبب وہ جزو ہے جس کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے ہر روز میں پس روزہ واجب ہوتا ہے  
 جزو کے متصل اور یہ کلام جو کہ متفق ہے اس بات کو کہ سبب ہر دن کا جزو اول ہی ہے جیسا اور علماء نے بھی اسکی تصریح کی ہے فالہ الشامی  
 حتی لو افاق للجن فی لیل و افاق لشیء یا کرم بعد الزوال لکھن حلیہ و حلیہ الفتن کما فی المجتبیٰ النہر عن الایہ بانک کہ اگر چہ جن کو  
 کسی رات میں افاقہ ہوا یا آخر روز رمضان میں بعد زوال کے افاقہ ہوا تو اس پر قضا لازم نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا مجتبیٰ میں ہے اور نیز  
 میں منقول ہے و ایسے صحیح و خیر و واحد مولد کاف فی الفایق اور بہت لوگوں نے اسکی تصحیح کی ہے اور یہی حق ہے جیسا خایہ میں ہے ہم  
 یعنی صاحب نہاد اور ظہیر اور قاضی خان اور مسایہ اور اسماعیلی اور حمید الدین وغیرہم نے تصحیح کی ہے میں کہتا ہوں کہ اسکی تصحیح کو ذخیرہ میں  
 نقل کیا ہے لیکن یہ بھی نقل کیا ہے کہ لزوم قضا صحیح ہے اور اسی طرف نعم القدر جلا سے اور شرم ملتقی میں ہے کہ یہی ظاہر الہدایت ہے اور بدلت  
 میں اسکو ہمارے اصحاب کی طرف نسبت کیا ہے اور خلاف نہیں نقل کیا اور اب اس پر ارجح میں ہے اور اسی پر خرم کیا زبلی نے اور ظاہر شدہ  
 اور کنز اور ہدایہ کا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے حاصل یہ کہ وہ تو قرون کی تصحیح کی گئی ہے اور متحدہ دوسرا قول ہے کیونکہ وہ ظاہر الزوال  
 ہے اور متون اسی پر مستند ہیں فالہ الشامی و هو اقسام ثمانیہ فوف من ہونوا کان معین کصوم رمضان اداء و خیر معین کصوم شعبہ  
 الکفار اور صوم کی آٹھ قسمیں ہیں ایک فرض ہے اور دوسری میں معین جیسا رمضان کے ادارہ روزی اور غیر معین جیسا رمضان کے  
 قضا روزی اور کفار دن کے روزی لکنہ میں عمل لا یتعد اول ذلک ولا یلحقہ ولا یلحقہ البتہ سبغ لابن الکمال لیکن کفار و کفار کے روزے  
 فرض علی ہیں نہ اعتقاد ہی اسلئے اور جسکو منکر کو کافر نہیں کہتے یہ ہنسی نے کہا ہے ابن کمال کی اتباع سے ہم اصلاح الاصلاح میں کہا ہے  
 کہ روزہ نذر اور کفارہ کا واجب ہے اسکی فرضیت پر اجماع نہیں مستند ہوا بلکہ اسکو وجوب سلئے ثبوت پر عمل کے اعتبار سے نہ اعتقاد کے  
 اعتبار سے اسبواسطہ اسکا منکر کافر نہیں حاصل یہ کہ اگرچہ لزوم ہر واحد کا کتاب اللہ اور اجماع سے ثابت ہے لیکن اس طرح نہیں ہے  
 کہ اسکا منکر کافر وجوباً حال فرضی قطعی کا ہوتا ہے مثل رمضان وغیرہ کے اس قدر پرانے کہ متناہ کہ کفارات کو واجب کی قسم میں ذکر  
 کرنا جیسا ابن کمال نے کیا ہے فالہ الشامی و واجب ہو نوا کان معین کالذہا العین خیر معین کالذہا اللطیف اور ایک روزہ واجب ہو  
 اور دوسری میں ایک معین جیسا غیر معین اور ایک غیر معین جیسا غیر معین ہم معین وہ جسکا وقت خاص ہو مثلاً جمعرات کا روزہ اور  
 غیر معین جیسا ایک دن کا روزہ مثلاً اور واجب ہے تمام میں جو نقل روزہ جو شروع کر کے توڑ دے یا نقل کے قضا کو فاسد کر دے اور  
 اعتکاف کے روزی فالہ الشامی و اما قوله تعالیٰ و یؤذونہم فدخلہ المصوح کالذہا عین خیر معین قطعیاً لیکن قول عن سبحانہ و تعالیٰ  
 کا و یؤذونہم سے ہر شخص وارد ہوا ہے یعنی گناہ کی نذر اس میں سے مخصوص ہے پس قطعی نذر کیونکہ مخصوص بعض قطعی الدلالت نہیں ہوا

و من صام شعبہ دجہ من الشهر من لیل او نهار علی المختار کما فی الخبایہ

و من صام شعبہ دجہ من الشهر من لیل او نهار علی المختار کما فی الخبایہ

و من صام شعبہ دجہ من الشهر من لیل او نهار علی المختار کما فی الخبایہ

وقیل قالہ اکمل معنی اعتماد الشیخ لای اور کہا گیا ہو کہ نذر فرض جو شارح نے کہا کہ فاعل اکمل وغیرہ اور شریعتی نے اور سہر اعتقاد کیا  
 ہے ہم پس اس میں یہ شبہ ہو کہ اکمل نے غایہ میں تو وجوب ثابت کیا ہے مگر کچھ کہ اس موضع کے سوا اور کہیں کہا نہ ہو اور نذر وغیرہ میں مذکور ہو کہ  
 اسکا فاعل کمال ہو تو شاید یہ شارح کے قلم کی خطا ہو بسبب بہت دو نوافلون کے قائل اچلی اور کمال کا کلام فقہ القدر میں یہ ہو کہ فرضیت پر  
 سے مستفاد ہو کہ اجماع ہو اسکا لزوم پر نہ آیت شریف ہو کہ نہ وہ مخصوص البعض ہو قالہ الشامی لیکن تعقب مستغنی بالعرف بان المندرج فیہ لا یقتضی  
 بعد جملہ العصر خلاف الفائدہ لیکن سعدی نے نذر کے فرض ہونے پر اعتراض کیا ہے اس فرق سے کہ مسلمہ مندورہ بعد عصر کے اور نہیں کیا جانی  
 بخلاف قضا نماز دن کے تو اگر نذر فرض ہوتی تو بعد عصر اسکی نماز کر دہ نہ ہوتی ہو فرض علی الاطلاق کا کفار ایت یعنی علان مطلق اجماع  
 لا یغنی عن الفرض القطع اور کہا گیا ہو کہ نذر فرض ہے بنا بر اظہار احوال کے جسے کفار ایت یعنی فرض علی ہے کیونکہ مطلق اجماع فرض قطعی کو مفید نہیں ہوتا  
 ہم فرض علی لیکر شارح کا توجیہ کرنا ایسا ہو کہ خود بھی اسکو اچھا سمجھتا ہو اسکو کہ جو شخص ایت شریف سے فرضیت پر استدلال کرنا ہو وہ فرض ہے  
 کہتا ہو نہ ظنی جیسا درمیں تصریح کی ہے اور اسکی نفع من اعراض کیا ہو کہ آیت ہو استدلال فرضیت پر نہیں ہو سکتا کہ وہ مخصوص ہے اور صدر الشریعہ  
 نے اسکو چھوڑ کر اجماع سے استدلال کیا ہو کہ ان فی الشامی کا کتبہ خط مشرق جیسا تفصیل بیان کیا ہو جسے وہ ہم یعنی صدر الشریعہ کا یہ قول ذکر کیا کہ مذکورہ  
 فرض ہو اسوجہ سے کہ لزوم اسکا بالا اجماع ثابت ہو پس قطعی الثبوت ہو اسکا سطر جماد یا کہ فرض ہو مراد بیان فرض اعتقادی ہو جسکا منکر کا فرض ہو تو ہو  
 چنانچہ عبارت ہابہ کی اسپر دلالت کرتی ہو اور فرضیت ان معنوں سے مطلق اجماع ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس اجماع سے جو بواہر منقول ہو فرضیت پر جیسا رمضان  
 کے روزی اور جب مندورہ میں اجماع فرضیت پر بواہر منقول نہ ہو تو مرید وجوب میں رہا اسکو اسکو کہ اجماع جو منقول طریق شہرت یا احاد ہو وہ وجوب  
 مفید ہوتا ہو نہ فرضیت کو قالہ الشامی ولفظ کفر ہما اور ایک روزہ نفل ہے چنانچہ فرض اور واجب کے سوا دوسری روزی ہم بیان نفل کے  
 معنی لغوی مراد ہیں یعنی زیادتی نہ معنی شرعی کیونکہ اس میں دو تفسیریں کر دہ کی بھی داخل ہیں اور کہیں کہا جاتا ہو کہ معنی شرعی ہی مراد ہیں اسوجہ سے  
 کہ روزہ ایام منہیہ کا باعتبار اپنی ذات کے عبادت سمجھتا ہو اور اس اعتبار سے کہ ضیافت خداوندی سے روگردانی کو مستلزم ہو نہ جس میں اپنی اصل  
 کے اعتبار سے مشرور ٹھہرا اور صفت کے اعتبار سے کر دہ قالہ الشامی یقیناً الشیخ کھم عاقلہ صم التا سبع نفل شامل ہو سنت کو جس پر وہ دسویں  
 محرم کا مہینوں کے ہم جو نفل کہ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہو یا خلفاء راشدین نے حضرت کے بعد وہ سنت ہو پر وہ دو قسم  
 ہے ایک سنت الہدی کہ اسکا ترک کفرائی اور کراہت کو موجب ہو جیسے جماعت اور اذان و دم سنت زوائد جیسے عادات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 لباس اور قیام اور نمودین اور اسکا ترک کراہت کو موجب نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ سوم عاشوراء قسم ثانی میں ہو بلکہ غایہ میں اسکو مستحب کہا ہو اور ایسا  
 ہی دایع میں ہو تا قیالہ الشامی وللتدلیک ایام البیض من کل شہر اور نفل شامل ہو مندوب کو جیسے ہر مہینے کے ایام بعض کے روزی ہم  
 بعض صفت ہو لیا بی کی جو محدث ہے یعنی غیر مہین جو دہوین چند ہوین مستحب کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اصولیوں کے نزدیک مستحب اور مندوب میں  
 فرق نہیں یعنی وہ نفل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر مواظبت کی ہو اگرچہ کبھی بخیر ہو مگر رغبت اور کی طرف ثابت ہو کہ ان فی التحریر اور  
 کے نزدیک مستحب ہو جو حضرت نے کبھی کیا ہو اور کبھی ترک کیا ہو اور مندوب وہ کہ صرف ایک بار یا دو بار جواز کی تعلیم کے لئے کیا ہو قالہ الشامی دیویم  
 البیضاء ولو صغر او شاعی ہے جس کے دن کے روزہ کو اگرچہ اکیلا ہو ہم نہیں اسکی تصریح کی ہو اور ایسی ہی تحریریں ہیں کہ جسے کار روزہ  
 اکیلا مستحب ہو اکثر دن کے نزدیک جیسا دو شبہ اور جموات کا اور بعضوں نے سبکو کر دہ کہا ہو اور اسکی مثل محیط میں ہو اور یہ سببتان کیا ہو  
 کہ ان ایام کی تفصیل ہو اور اگر روزہ میں غیر فیکہ والوں کے ساتھ شبہ نہیں ہے پس جو ہشاد میں کراہت اکیلا جسے کے روزہ کے نفل کی ہو سو وہ  
 قول بعض کا ہو اور غایہ میں ہو کہ کچھ سفائف تہن جس کے روزہ کا امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک کیونکہ عبد اللہ بن عباس اسکا روزہ رکھتے اور اظہار  
 کرتے تھے اور اس اثر سے مستنبط ہو کہ دلیل ہو حسابات پر کہ لا باس ہو مراد اسجاب ہو اور ابو یوسف نے کہا ہو کہ حدیث اسکی کراہت میں کچھ اور ہو پس حجتا

بیمہ سے کہ اگر روز پہلے یا پہلے سے فالہ الشامی نہ ہو تو کوئی لحاظ نہ لے کر روزہ رکھ کر روزہ سے نہ صیغہ نہیں یعنی اگر روزہ رکھ کر روزہ اگر کوئی حاجی رکھے کہ اسکو قوت عزت میں خلل اذانہ نہیں اور دعاؤں کا عارضہ نہ ہو کہ وہ نہیں کذا فی المحیط اور اگر صیغہ طاری ہو تو کوئی کہ اقلہ الشامی والمکر وہ قریباً علیہ اور نفل شامل ہو کر وہ تجویز کو جسب و عیدین کا روزہ ہم یعنی اور ایام تشرین کا گذرانے انہیں اور اگر وہ نصب کی علامت سے عطف سے سنت پر یا مرقوم ہو مبتدا اور کا عیدین خبر اور اصغر تین جو مختلف نفل کے معنوں میں کیا گیا کر کے شامل کرنے کو اسکی ضرورت نہیں فالہ الشامی وتذنیہا کما شق او کھل اور شامل ہو کر وہ تشریح کو جیسا عاشور کا روزہ اکیلا ہم یعنی اسطرح کہ نون یا گیارہویں کو اسکا ساتھ ملا جاوے فالہ امداد اسلام کہ مشابہت ہو مہود کے ساتھ کہ انے المحیط فالہ الشامی وسکتبت حدکا اور غنہ کے روز کا اکیلا ہم کیونکہ مہود کے ساتھ مشابہت ہو کر انے البحر اور یہ علت کراہت تحریمی بردالت کرنی سے مگر جحد کہ کہا جاوے کہ کراہت تحریمی قصد شائست سے ثابت ہونی ہو و دیگر و غیر جان از غنہ اور روزہ نوروز اور مہربان کا اگر قصد رکھو اسکو ہم نبرد مہرب ہو نوروز کا اُس روز کا نام کہ آفتاب برج حمل میں آتا ہو اور مہربان مہرب ہو مہرگان کا وہ دن کہ آفتاب میزان میں آتا ہو اور یہ دونوں فارسیوں کے عید کے دن ہیں قولہ ان قمتہ کذا نے المحیط پر محیط میں ہو کہ مختار یہ ہو اگر پہلے سے روزہ رکھتا ہو تو افضل بھی ہو کہ روزہ رکھے روزہ رکھے کیونکہ اس روز کی تعلیم کی مشابہت ہو جاتی ہے اور یہ حرام ہو فالہ الشامی و صوم دہی و صوم صحت و صوم کال دان اقلہ الاکام الخسہ اور شامل نفل کراہت کے ساتھ روزہ کو اور سکوت کے روزہ کو یعنی یہ کہ روزہ میں کلام نہ کرے اور کلام کرنے کی کراہت اسو اسطرح ہو کہ مجوس کے ساتھ مشابہت ہو کر وہ روز میں نہیں بولنے کذا نے المحیط اور شامل ہو وصال کے روزہ کو یعنی کئی روزہ یا چاہے کچھ اور پیچ میں افطار کرے اور عمر بہر روزہ رکھتا کر دے سے اگر چہ پانچ دن مافقت کی یعنی دو نو عید کے دن اور تین ایام تشرین میں افطار کرے ہم خلاصہ میں ہو کہ جب ایام منہ میں افطار کرے تو مختار ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں فالہ الشامی و هذا عند ابی یوسف کما فی الخیر اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہو جیسا محیط میں ہو ہم یعنی کر دے عمر بہر کے روزہ رکھنے کا امام ابو یوسف کے نزدیک بہت شکر کہ فرائض اور واجبات اور کسب ضروری میں ضعف طاری ہو گا یا روزہ رکھنا اسکی سرشت ہو جائیگی مشقت نہ سگی کذا نے المحیط و حصہ عشرت سے تقریر ہو علیہ سہ الخ پر یعنی جملہ مذکورات جو نفل میں داخل ہیں پندرہ ہیں ہم اسطرح کہ عیدین کو دو شمار کریں اور اتوار کا دن کہ بہت سے نسخوں میں موجود ہو اس میں شامل رکھیں لیکن کر وہ تحریمی سے ایام تشرین اور مہوم ہوم اولئک باقی رہ گئے اور کر دے تشریحی صورت کا روزہ بدون اپنے فائدہ کی اجازت کے اور غلام کا روزہ بدون مولیٰ کی اجازت کے اور اجیر کا روزہ بدون مساجر کی اجازت کے باقی رہ گئے اور منہ و آبائیں و ذنب و زہر و حبت کا روزہ و مہوم اور یعنی اگر مہوم اور اگر ذنب و زہر و حبت کا روزہ رہے باقی رہ گئے فالہ الشامی و اقلہ ثلاثہ عشرت اور اتمام مہوم لازم کے نیزہ میں سبعة عشرت و ثمانین تسعین بلا نفل روزہ رکھ جاتی ہیں و مضائقہ و کذا فی الخیر و قیل و بیلان و انظار ہر مضائقہ معین استکاد کاف الحجت ایک نور مضائقہ کے روزہ و دوسری کفارہ ظہار کے روزہ و تیسری کفارہ نفل کے جو سنے کفارہ خمسہ کے باخبرین کفارہ افطار رمضان کا چھٹے ذرمین ساتویں اعکاف واجب کہ دسیتہ یخفی فیہا نفل رمضان و صوم متعلقہ و ذلہ باحلی و صیغہ مذکورہ مطلق اور چہ تیسرین وہ میں جنہیں رکھتے و الیکو اختیار ہو نفل کا ایک نفل دوسری رمضان کی قضاء تیسری جمعہ نیت (اور قرآن) کے روزہ یعنی جب استطاعت ذبیحہ کی نہ ہو اور تین روزہ ایام چرمین اور سات پہرین کے بعد رکھے جو تھو سر نہ انے کے خدیہ کے روزہ باخبرین جزا و حیدر روزہ چھٹے ذرمین کے روزہ یعنی حسین حسین حسین یا پیارے رکھنے کی قید نہیں لگائی اور نہ نیت کہ اذا اقرضت نفل رمضان صوم رمضان و النذرین للعلل و النذرین للعلل جب یہ نہایت ہر چاہے صوم ایام رمضان کے روزہ اور نذر میں اور نفل کی رات سے نیت کرنے سے ہم ادا کی قید اسو اسطرح لکھی کہ قضاء رمضان کے اور قضاء نذر میں اور نفل کی قضا کے لیے رات سے نیت کرنی اور تیسرین شہر و طہر جیسا آدھا اور نفل سو مراد سوا فرغ اور واجب یعنی سنت ہو یا عہد و یا کر دے کذا فی البحر و النہر اختیار میں کہا ہو کہ نیت شرط ہو روزہ میں

۴  
 ۱۔ اگر روزہ رکھ کر روزہ اگر کوئی حاجی رکھے کہ اسکو قوت عزت میں خلل اذانہ نہیں اور دعاؤں کا عارضہ نہ ہو کہ وہ نہیں کذا فی المحیط اور اگر صیغہ طاری ہو تو کوئی کہ اقلہ الشامی والمکر وہ قریباً علیہ اور نفل شامل ہو کر وہ تجویز کو جسب و عیدین کا روزہ ہم یعنی اور ایام تشرین کا گذرانے انہیں اور اگر وہ نصب کی علامت سے عطف سے سنت پر یا مرقوم ہو مبتدا اور کا عیدین خبر اور اصغر تین جو مختلف نفل کے معنوں میں کیا گیا کر کے شامل کرنے کو اسکی ضرورت نہیں فالہ الشامی وتذنیہا کما شق او کھل اور شامل ہو کر وہ تشریح کو جیسا عاشور کا روزہ اکیلا ہم یعنی اسطرح کہ نون یا گیارہویں کو اسکا ساتھ ملا جاوے فالہ امداد اسلام کہ مشابہت ہو مہود کے ساتھ کہ انے المحیط فالہ الشامی وسکتبت حدکا اور غنہ کے روز کا اکیلا ہم کیونکہ مہود کے ساتھ مشابہت ہو کر انے البحر اور یہ علت کراہت تحریمی بردالت کرنی سے مگر جحد کہ کہا جاوے کہ کراہت تحریمی قصد شائست سے ثابت ہونی ہو و دیگر و غیر جان از غنہ اور روزہ نوروز اور مہربان کا اگر قصد رکھو اسکو ہم نبرد مہرب ہو نوروز کا اُس روز کا نام کہ آفتاب برج حمل میں آتا ہو اور مہربان مہرب ہو مہرگان کا وہ دن کہ آفتاب میزان میں آتا ہو اور یہ دونوں فارسیوں کے عید کے دن ہیں قولہ ان قمتہ کذا نے المحیط پر محیط میں ہو کہ مختار یہ ہو اگر پہلے سے روزہ رکھتا ہو تو افضل بھی ہو کہ روزہ رکھے روزہ رکھے کیونکہ اس روز کی تعلیم کی مشابہت ہو جاتی ہے اور یہ حرام ہو فالہ الشامی و صوم دہی و صوم صحت و صوم کال دان اقلہ الاکام الخسہ اور شامل نفل کراہت کے ساتھ روزہ کو اور سکوت کے روزہ کو یعنی یہ کہ روزہ میں کلام نہ کرے اور کلام کرنے کی کراہت اسو اسطرح ہو کہ مجوس کے ساتھ مشابہت ہو کر وہ روز میں نہیں بولنے کذا نے المحیط اور شامل ہو وصال کے روزہ کو یعنی کئی روزہ یا چاہے کچھ اور پیچ میں افطار کرے اور عمر بہر روزہ رکھتا کر دے سے اگر چہ پانچ دن مافقت کی یعنی دو نو عید کے دن اور تین ایام تشرین میں افطار کرے ہم خلاصہ میں ہو کہ جب ایام منہ میں افطار کرے تو مختار ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں فالہ الشامی و هذا عند ابی یوسف کما فی الخیر اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہو جیسا محیط میں ہو ہم یعنی کر دے عمر بہر کے روزہ رکھنے کا امام ابو یوسف کے نزدیک بہت شکر کہ فرائض اور واجبات اور کسب ضروری میں ضعف طاری ہو گا یا روزہ رکھنا اسکی سرشت ہو جائیگی مشقت نہ سگی کذا نے المحیط و حصہ عشرت سے تقریر ہو علیہ سہ الخ پر یعنی جملہ مذکورات جو نفل میں داخل ہیں پندرہ ہیں ہم اسطرح کہ عیدین کو دو شمار کریں اور اتوار کا دن کہ بہت سے نسخوں میں موجود ہو اس میں شامل رکھیں لیکن کر وہ تحریمی سے ایام تشرین اور مہوم ہوم اولئک باقی رہ گئے اور کر دے تشریحی صورت کا روزہ بدون اپنے فائدہ کی اجازت کے اور غلام کا روزہ بدون مولیٰ کی اجازت کے اور اجیر کا روزہ بدون مساجر کی اجازت کے باقی رہ گئے اور منہ و آبائیں و ذنب و زہر و حبت کا روزہ و مہوم اور یعنی اگر مہوم اور اگر ذنب و زہر و حبت کا روزہ رہے باقی رہ گئے فالہ الشامی و اقلہ ثلاثہ عشرت اور اتمام مہوم لازم کے نیزہ میں سبعة عشرت و ثمانین تسعین بلا نفل روزہ رکھ جاتی ہیں و مضائقہ و کذا فی الخیر و قیل و بیلان و انظار ہر مضائقہ معین استکاد کاف الحجت ایک نور مضائقہ کے روزہ و دوسری کفارہ ظہار کے روزہ و تیسری کفارہ نفل کے جو سنے کفارہ خمسہ کے باخبرین کفارہ افطار رمضان کا چھٹے ذرمین ساتویں اعکاف واجب کہ دسیتہ یخفی فیہا نفل رمضان و صوم متعلقہ و ذلہ باحلی و صیغہ مذکورہ مطلق اور چہ تیسرین وہ میں جنہیں رکھتے و الیکو اختیار ہو نفل کا ایک نفل دوسری رمضان کی قضاء تیسری جمعہ نیت (اور قرآن) کے روزہ یعنی جب استطاعت ذبیحہ کی نہ ہو اور تین روزہ ایام چرمین اور سات پہرین کے بعد رکھے جو تھو سر نہ انے کے خدیہ کے روزہ باخبرین جزا و حیدر روزہ چھٹے ذرمین کے روزہ یعنی حسین حسین حسین یا پیارے رکھنے کی قید نہیں لگائی اور نہ نیت کہ اذا اقرضت نفل رمضان صوم رمضان و النذرین للعلل و النذرین للعلل جب یہ نہایت ہر چاہے صوم ایام رمضان کے روزہ اور نذر میں اور نفل کی رات سے نیت کرنے سے ہم ادا کی قید اسو اسطرح لکھی کہ قضاء رمضان کے اور قضاء نذر میں اور نفل کی قضا کے لیے رات سے نیت کرنی اور تیسرین شہر و طہر جیسا آدھا اور نفل سو مراد سوا فرغ اور واجب یعنی سنت ہو یا عہد و یا کر دے کذا فی البحر و النہر اختیار میں کہا ہو کہ نیت شرط ہو روزہ میں







خدا یا ان یمن علی اهل الفطر اذ نیت نہیں باطل ہوتی انشاء اللہ کئی سو بلکہ نیت سو رجوع کرنے سے باطل ہو جاتی ہے اس طرح کہ رات سے  
 عزم کر دی انظار کا ہم نہیں باطل ہوتی یعنی اس خدا نامی صحیح ہے اس واسطے کہ یہ حقیقت میں استثناء نہیں ہو بلکہ استعانت اور طلب توفیق کے  
 واسطے ہو یہاں تک اگر ارادہ استثناء کا کرے بالتحقیق تو صائم نہ ہوگا جیسا تارخانہ میں ہے قالہ الشامی ونية الصائم الفطر العفو اور روزہ دار  
 کی نیت افطار کے باب میں لغو ہے یعنی دیکھو صریح نیت افطار سو روزہ بجا بیگا ونية الصائم في الصلوة صحیحہ کہ لا نفسا لها باللفظ اذ نیت روزہ  
 کی نماز میں درست ہے اور یہ دن تلفظ کے نماز کو فاسد نہیں کرتی ولو توى الصائم فطرًا فلا يقضي به ولو افسده لان الجمل في داخله لا يفسد  
 معتبر فلو لم يكن كالمطلوب ليجزى اذا اراد ان يكون نیت قضاء روزہ کی کرے تو وہ روزہ نفل ہوگا اگر اسکو توڑ دے تو قضاء کرے اس واسطے کہ اگر اس  
 میں جمل غیر متبرع ہے پس ہوا مثل روزہ نفل کے کذا فی البحر ثم القدر بر میں ایک قول نفل کیا ہے کہ لزوم قضاء اس صورت میں ہے کہ جانتا ہو کہ قضا  
 کی نیت دیکھو درست نہیں لیکن جب بخانا ہو تو شروع کرنے سے لازم نہ ہوگا شارح اسکا جواب دیا کہ دارالاسلام میں جمل معتبر نہیں خصوصاً جو معتبر  
 کہ عدم جواز نیت قضا کا دیکھو ظاہر متفق علیہ ہے اور نفل روزہ کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے اس گمان سے کہ میری ذمہ روزہ ہے بشرائط کوئی  
 روزہ شروع کیا پھر اسکو ظاہر ہوا کہ میرے ذمہ روزہ نہیں تو اس شخص کو اس روزہ کا انعام لازم نہیں ہے کیونکہ اسکی اپنا ذمہ بری کرتی  
 کے لئے شروع کیا تھا نہ یہ کہ اپنے ذمہ التزام کیا ہو قالہ الشامی ولا یصح صوم الشاک ولو لم یکن یشتبه بان لم یکمل حلقہ اور نہ کہا جاوے  
 روزہ یوم الشک کا یعنی تیسویں تاریخ شعبان کا اگرچہ ابرو بخار نہ ہو شارح نے شرح ملتفی میں کہا ہے کہ اس سے رو ہو گیا کلام قہستانی وغیرہ  
 یعنی اسکو مقید کیا ہے کہ یوم الشک اس صورت میں ہے کہ مشتبہ ہو بالرمضان کا اور معلوم نہ ہو کہ شعبان کی تیسویں ہے یا رمضان کی پہلی یا ایک شخص نے  
 یاد و فاسقون نے ہلال دیکھا اعداد کی مشاہدات نامقبول ہوئی پس اگر آسمان صاف ہو اور کسی نے نہ دیکھا ہو تو یوم الشک نہیں ہے اور ایسا ہی  
 سراج میں ہے کہ کذا فی الشامی لعلی القول بعدکم احتیاطاً لاختلاف الظاہ لعلی تحقیق الرقبة فی بلوغ النحری واما حلقہ مقابلہ فلا یشک  
 ولا یصح اصلہ اس میں البحر للحنہ من قولہ لعلی شک کا روزہ بنا براس قول کے ہے کہ اختلاف مطلع کا معتبر نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے  
 شہر میں رویت ہوئی ہو لیکن بنا بر قول اعتبار اختلاف مطالع کے یعنی ہر جگہ کا مطلع جدا جدا ایک جگہ کا دیکھنا دوسرے کے لئے کافی نہیں ہوگا  
 صورت میں وہ روزہ روزہ شک نہیں ہے اور روزہ بالکل نہ کہا جاوے کذا فی شرح البحر للحنہ عن الزاہدیم یعنی ابتداء فرض نہ نفل ہو اسکو کہ اس  
 روزہ رکھنے میں کچھ شبہا نہیں بخلاف یوم الشک کے قالہ الشامی لا یقلد دیکھو اختیار کا یوم الشک میں یہ نیت نفل روزہ کا مضائقہ  
 نہیں اور نفل کے ہوا دوسرا روزہ مکرر ہے فرض ہو یا واجب نیت معتبر ہے ہو یا متردد اور ایسی ہی مطلق نیت سو بھی مکرر ہے کیونکہ  
 مطلق تہی افراد کو شامل ہے کذا فی المعراج ولو صائمہ لولجہ النحر کما تدریجاً اور اگر یوم الشک میں کسی دوسری وجہ کا روزہ رکھا تو کوئی  
 تہنیز بھی ہے ولو جم ان یکن عنہ مضائقہ حشریاً اور اگر بالمعزوم رمضان کا کرے رکھا تو مکرر و تہنیز بھی ہو م اسلئے کہ اہل کتاب کی مشابہت  
 لازم آتی ہے کہ انہوں نے اپنے روزہ و تہنیز کو بدلتے ہیں اور اسی پر حدیث شریفہ محمول ہے کہ رمضان ایک دن روزہ پھلے  
 روزہ میں مسیقت نہ کر و کذا فی البحر و یقع حنفیہ فی الاصح ان لو یطہر من مضائقہ تا و راقع ہو گا واجب و جسکی نیت کی تہی اسم روایت میں  
 اگر نہ ظاہر ہو کہ وہ رمضان کا دن ہو م سراج میں ہے کہ جب کسی نے اور واجب کی نیت سو اس روزہ روزہ رکھا تو اسکو ذمہ ہے  
 وہ واجب سا خط نہ ہوگا کیونکہ جائز ہے کہ یہ دن رمضان کا ہو پس شک کی جہت سے واجب کا ادا ہو جانا ثابت نہوا اس سے معلوم ہوا  
 کہ اگر حال معلوم نہ ہو تو جسکی نیت کی تہی اسکو لہو بھی کافی نہیں پس مصنف کو یوں کہنا مناسب تھا جیسا ہدایہ میں ہے کہ اگر ظاہر ہو کہ  
 وہ دن شعبان کا ہو تو جسکی نیت کی تہی اسکو لہو کافی ہے اسم روایت میں اور اگر ظاہر ہو کہ رمضان کا دن ہو تو رمضان میں مجزا ہوگا  
 کیونکہ اصل نیت موجود ہے قالہ الشامی والا بان طلع رمضان لو صیماً اور اگر ایسا نہ ہو یعنی رمضان ظاہر ہو جاوے تو وہ روزہ رمضان

فلو کان  
 یوم الشک  
 لکان یوم  
 الشک



ترودے در میان دو مکروہوں کے یعنی فرض و واجب پہلے مسئلہ میں یاد رہا کہ وہ فرض و مکروہ کے یعنی فرض و نفل کے دوسری مسئلہ میں فان طهره من ثلثه والافضل فيهما اي الوجوب والنفل غير منقطع بينهما لعمركم التثنية قصدا لیس اگر واضح ہو کہ وہ دن رمضان کا ہی ہو روزہ رمضان ہی کا ہو گا نہیں تو نفل ہو گا وہ دو صورتوں میں یعنی واجب اور نفل میں ایسا کہ توڑنے سے قضا لازم آوے گی کیونکہ قصداً نفل نہیں تھا ہم اسلام کو من وجہ اسقاط فرض کا قصد رکھتا تھا تو نفل ہی روزہ کی مانند ہوا اس وجہ سے کہ وہ دو نہیں اسقاط نہ نظر ہو نہ التزام قالہ الشامی اکل المتلوم ناسیاً قبل الذیۃ کا کلمہ بعد ہا وعلیہ السلام شیخ وھدایتہ منظر کا کہنا ما ہو لکرمیت سے پہلے ایسا ہی جیسا بعد نیت کے ہو لک کہنا اور یہی صحیح ہے کذا فی شرح و بیان یہ ہم یعنی یوم النکاح میں ایک شخص نے نصف روز تک انتظار کیا اور ہوئے سے اس سے کہہ کر کہنا کیا معلوم ہوا کہ رمضان کا دن ہے تو اگر اب روزہ کی نیت کر لیا تو جائز ہو گی ہو مگر کہہ لک کہنا سے روزہ نہیں جاتا اور ایک قول یہ ہے کہ نہیں جائز ہے جیسا تنبیہ میں ہو اور اس کا جزم کیا ہے سراج اور شریانیہ میں قالہ الشامی دانی مسئلہ ہذا لہ مضطربا والفظ فی قولہ بدلیل شیخ ہما مطلقا وجہ او قیل انہا کسی عاقل بالغ نے ہلال رمضان کا دیکھا یا عید کا اور اس کا قول تحت شریعی کی رو سے ناگیا یعنی ناسق ہو سکی جہت سے یا علی کی وجہ سے تو وہ روزہ رکھی ہر صورت میں عید کا چاند ہو یا رمضان کا وجوہا اور کہا گیا ہے کہ روزہ رکھو نہ باہم عاقل بالغ یعنی اگر ناسق ہو کہ اس نے البھر اور اگر لڑکا یا مجنون دیکھے تو واجب نہیں دیکھی حکم پر اگر خود یا م نہا دیکھو تو کوئی روزہ رکھو کہ اس نے انتظار کا اور خیر الدین علی نے کہا ہے اگر دیکھنے والی جامعہ ہو اور انکی شہادت مسند ہو گئی ہو جامعہ عظیم ہونے کی جہت سے تو یہ صورتیں بھی یہی حکم ہے فان افضل شہادۃ فقط فیہما کی شہادۃ اگر پس اگر انتظار کیا تو صرف قضا لازم ہو دو نہیں یعنی کفارہ نہیں دیکھا شہید ہونے شہادت کے ہم اور نفی زہر کہ یہ علت سقوط کفارہ کی ہے ہلال رمضان لیکن عید کے چاند میں بہت سے کفارہ نہیں کہ اس کے نزدیک وہ عید کا دن ہے کذا فی الزہری اور شاہ اسکوطو کی جہت سے بیان نہیں کیا قالہ الشامی واختلاف المسائل فکدم الروایۃ حسن للنقدین فیما اذا قیل قبل الذیۃ ہادیۃ و الی آخرہ وجوب الکفارۃ قد صححہ غیر واحد کما مر اہمجل ان یكون خیالاً لا ھذا ولا ذلک اور شاہ نے اختلاف کیا ہے اس وجہ سے کہ تقدیر میں کوئی روایت نہیں اس صورت میں کہ انتظار کرے شہادت سے پہلے اور اجماع یہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں اور اس کی تصحیح کی ہے بہنوں نے کیونکہ جو اس نے دیکھا ہے شاید خیال ہو ہلال نہوم حضرت عمر سے منقول ہے کہ جس نے ماہ دیکھا تھا اس کو کہا کہ اپنی ہونے کو دو ہونے سے پہلے کہا اب تا چاند نکلا سے اس نے کہا وہ تو کم ہو گا جب فرمایا کہ بال ہو نہیں قائم ہو گیا تھا تو نے اس کو چاند جان لیا کذا فی السراج اور جیسا پہلے مذکور ہو چکا ہے علت ہلال رمضان میں تو ہو سکتی ہے اور عید میں یہ کہ اس کے نزدیک عید کا دن ہو قالہ الحلبي واما بعد فلو لم یفقد الکفارۃ ولو فاسقاً فی الاصل لیکن بعد قبول شہادت کے یعنی رمضان کے چاند میں پس کفارہ واجب ہو اگرچہ فاسق ہو صرح روایت پر ہم کیونکہ وہ تو لوگوں کے روزہ رکھنے کا دن ہو پس اگر عدل ہو تو چاہیے کہ وجوب کفارہ میں خلاف نہ ہو کیونکہ ہم کفارہ کی وجہ یہ ہے کہ فاسق کی شہادت پر حکم لگانا جائز نہیں اور وہ بیان مستفہ ہے کذا فی البھر عدم جواز سے مراد عدم حلت ہے کیونکہ قضا فاسق کی شہادت پر صحیح ہے اگرچہ فاسق گنہگار ہوتا ہے کذا قالہ الشامی وقیل بل ادعوا باللفظ اشہاں بلا حاکم وجعلہ قصداً لانه خیر کانفاۃ للصوم مع حله کما فیہ وغیرہ اور قبول کیجا روزہ رکھنے کیلئے خبر عادل کی آسمان میں روگ ہونے سے مثل ابرو و خبار کے بغیر دعویٰ اور بغیر لفظ اشہد کے اور بدو حکم اور مجلس فقہاء بوجہ اس کو کہ یہ خبر سے شہادت نہیں خبر عدل مستور علی صحیحہ البرازی محلی خلاف ظاہر الروایۃ خبر عدل منقول بالتمسک فاعلمہ ہو قبل یعنی قبول کیجا خبر ایک عدالت والے یعنی پرنسپل کی یا ایک دستور الحال کی یا برائے قول کے کہ بزاز می نے اس کی تصحیح کی ہے ظاہر الروایت کے خلاف ہم اور سراج اور نجفیس میں ہی اس کی تصحیح کی ہے اور فتح القدیر میں کہا ہے کہ یہ روایت ہو حسن کی اور عدل نے اس کو لیا ہے اور نور الایضاح والا یہی ادھر ہی گیا ہو میں کہنا ہوں کہ یہ بھی ظاہر الزہری ہے کیونکہ حاکم شہید نے یعنی جسے امام محمد کے

۴۹۶  
کتاب سوم  
در بیان دو مکروہوں کے یعنی فرض و واجب پہلے مسئلہ میں یاد رہا کہ وہ فرض و مکروہ کے یعنی فرض و نفل کے دوسری مسئلہ میں فان طهره من ثلثه والافضل فيهما اي الوجوب والنفل غير منقطع بينهما لعمركم التثنية قصدا لیس اگر واضح ہو کہ وہ دن رمضان کا ہی ہو روزہ رمضان ہی کا ہو گا نہیں تو نفل ہو گا وہ دو صورتوں میں یعنی واجب اور نفل میں ایسا کہ توڑنے سے قضا لازم آوے گی کیونکہ قصداً نفل نہیں تھا ہم اسلام کو من وجہ اسقاط فرض کا قصد رکھتا تھا تو نفل ہی روزہ کی مانند ہوا اس وجہ سے کہ وہ دو نہیں اسقاط نہ نظر ہو نہ التزام قالہ الشامی اکل المتلوم ناسیاً قبل الذیۃ کا کلمہ بعد ہا وعلیہ السلام شیخ وھدایتہ منظر کا کہنا ما ہو لکرمیت سے پہلے ایسا ہی جیسا بعد نیت کے ہو لک کہنا اور یہی صحیح ہے کذا فی شرح و بیان یہ ہم یعنی یوم النکاح میں ایک شخص نے نصف روز تک انتظار کیا اور ہوئے سے اس سے کہہ کر کہنا کیا معلوم ہوا کہ رمضان کا دن ہے تو اگر اب روزہ کی نیت کر لیا تو جائز ہو گی ہو مگر کہہ لک کہنا سے روزہ نہیں جاتا اور ایک قول یہ ہے کہ نہیں جائز ہے جیسا تنبیہ میں ہو اور اس کا جزم کیا ہے سراج اور شریانیہ میں قالہ الشامی دانی مسئلہ ہذا لہ مضطربا والفظ فی قولہ بدلیل شیخ ہما مطلقا وجہ او قیل انہا کسی عاقل بالغ نے ہلال رمضان کا دیکھا یا عید کا اور اس کا قول تحت شریعی کی رو سے ناگیا یعنی ناسق ہو سکی جہت سے یا علی کی وجہ سے تو وہ روزہ رکھی ہر صورت میں عید کا چاند ہو یا رمضان کا وجوہا اور کہا گیا ہے کہ روزہ رکھو نہ باہم عاقل بالغ یعنی اگر ناسق ہو کہ اس نے البھر اور اگر لڑکا یا مجنون دیکھے تو واجب نہیں دیکھی حکم پر اگر خود یا م نہا دیکھو تو کوئی روزہ رکھو کہ اس نے انتظار کا اور خیر الدین علی نے کہا ہے اگر دیکھنے والی جامعہ ہو اور انکی شہادت مسند ہو گئی ہو جامعہ عظیم ہونے کی جہت سے تو یہ صورتیں بھی یہی حکم ہے فان افضل شہادۃ فقط فیہما کی شہادۃ اگر پس اگر انتظار کیا تو صرف قضا لازم ہو دو نہیں یعنی کفارہ نہیں دیکھا شہید ہونے شہادت کے ہم اور نفی زہر کہ یہ علت سقوط کفارہ کی ہے ہلال رمضان لیکن عید کے چاند میں بہت سے کفارہ نہیں کہ اس کے نزدیک وہ عید کا دن ہے کذا فی الزہری اور شاہ اسکوطو کی جہت سے بیان نہیں کیا قالہ الشامی واختلاف المسائل فکدم الروایۃ حسن للنقدین فیما اذا قیل قبل الذیۃ ہادیۃ و الی آخرہ وجوب الکفارۃ قد صححہ غیر واحد کما مر اہمجل ان یكون خیالاً لا ھذا ولا ذلک اور شاہ نے اختلاف کیا ہے اس وجہ سے کہ تقدیر میں کوئی روایت نہیں اس صورت میں کہ انتظار کرے شہادت سے پہلے اور اجماع یہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں اور اس کی تصحیح کی ہے بہنوں نے کیونکہ جو اس نے دیکھا ہے شاید خیال ہو ہلال نہوم حضرت عمر سے منقول ہے کہ جس نے ماہ دیکھا تھا اس کو کہا کہ اپنی ہونے کو دو ہونے سے پہلے کہا اب تا چاند نکلا سے اس نے کہا وہ تو کم ہو گا جب فرمایا کہ بال ہو نہیں قائم ہو گیا تھا تو نے اس کو چاند جان لیا کذا فی السراج اور جیسا پہلے مذکور ہو چکا ہے علت ہلال رمضان میں تو ہو سکتی ہے اور عید میں یہ کہ اس کے نزدیک عید کا دن ہو قالہ الحلبي واما بعد فلو لم یفقد الکفارۃ ولو فاسقاً فی الاصل لیکن بعد قبول شہادت کے یعنی رمضان کے چاند میں پس کفارہ واجب ہو اگرچہ فاسق ہو صرح روایت پر ہم کیونکہ وہ تو لوگوں کے روزہ رکھنے کا دن ہو پس اگر عدل ہو تو چاہیے کہ وجوب کفارہ میں خلاف نہ ہو کیونکہ ہم کفارہ کی وجہ یہ ہے کہ فاسق کی شہادت پر حکم لگانا جائز نہیں اور وہ بیان مستفہ ہے کذا فی البھر عدم جواز سے مراد عدم حلت ہے کیونکہ قضا فاسق کی شہادت پر صحیح ہے اگرچہ فاسق گنہگار ہوتا ہے کذا قالہ الشامی وقیل بل ادعوا باللفظ اشہاں بلا حاکم وجعلہ قصداً لانه خیر کانفاۃ للصوم مع حله کما فیہ وغیرہ اور قبول کیجا روزہ رکھنے کیلئے خبر عادل کی آسمان میں روگ ہونے سے مثل ابرو و خبار کے بغیر دعویٰ اور بغیر لفظ اشہد کے اور بدو حکم اور مجلس فقہاء بوجہ اس کو کہ یہ خبر سے شہادت نہیں خبر عدل مستور علی صحیحہ البرازی محلی خلاف ظاہر الروایۃ خبر عدل منقول بالتمسک فاعلمہ ہو قبل یعنی قبول کیجا خبر ایک عدالت والے یعنی پرنسپل کی یا ایک دستور الحال کی یا برائے قول کے کہ بزاز می نے اس کی تصحیح کی ہے ظاہر الروایت کے خلاف ہم اور سراج اور نجفیس میں ہی اس کی تصحیح کی ہے اور فتح القدیر میں کہا ہے کہ یہ روایت ہو حسن کی اور عدل نے اس کو لیا ہے اور نور الایضاح والا یہی ادھر ہی گیا ہو میں کہنا ہوں کہ یہ بھی ظاہر الزہری ہے کیونکہ حاکم شہید نے یعنی جسے امام محمد کے

اقوال ان کی کتابوں سے جمع کئے ہیں جو ظاہر الزمہ کہلانی ہیں کافی میں یہ کہا ہے کہ قبول کیجا و نہ شہادت مسلم اور مسلمہ کی خواہ عادل ہو یا غیر عادل اور غیر عادل سے مراد مستور ہو قالہ الشامی القاضی اتفاقاً نہیں مقبول روزہ کے لئے قول فاسق کا بالاتفاق ہم اس مسئلہ کو ثابت کیا قول ایسویہ میں مقبول نہیں جنکا حاصل ہونا عادلوں سے پیشتر ہو سکتا ہو جس سے روایت احادیث بخلاف پانی کی طہارت و نجاست وغیرہ کے کہ اس کی خبر میں اٹھل کھجانی ہے اسلئے کہ بعض اوقات ایسی چیزوں کا ملنا عادلوں سے پیشتر نہیں ہوتا قالہ الشامی و اہل اہل لکھنؤ شہادہ جملہ بفسقہ قالہ فی ذلک المقاصد بمقتضاہ اور آیا فاسق مجاز ہے اسکا کہ شہادت دیوے یا دوجہ ویکہ اپنا فاسق جانتا ہو باز می نے کہا کہ ان اسو اسلئے کہ قاضی کسی فاسق کی شہادت قبول ہی کر لیتا ہے ہم حلوانی نے کہا کہ عادل کو لازم ہے کہ اگرچہ لونڈی یا پردہ نشین ہو کہ اس رات شہادت ادا کرے کہ کہیں لوگ مسجد کو اظہار نکولین اور یہ شہادت فرض میں ہے لیکن فاسق اگر جانے کہ حاکم میرا قول بان لیکتا تو اس پر ادا ہی شہادت واجب اور مستور میں دور و راجع ہیں کہ ان سے اسلئے اسلئے کہ ان کی امانت اور عدل کا فی ذلک کتاب بیان کیفیتہ الیہ و اولیہ اللہ تعالیٰ عیب اگرچہ عادل ذکر غلام ہو یا عورت باز ناکی شہادت میں پنا ہو کہ توبہ کر لی ہو کیفیت رویت کی بیان کرے یا نہ کرے بنا بر ذہب درست کے ہم برخلاف امام فاضل کے وہ کہتے ہیں کہ احد عدل کی خبر جب مقبول ہوتی ہے تو تفسیر کو ہی اور کہو کہ میں نے شہر کے باہر محل میں دیکھا ہے یا کہے کہ شہر میں آکر گھر میں دیکھا ہے اور بدو ان ایسی تفسیر کے مقبول نہیں کہ ان سے الظہیرہ قالہ الشامی و تقبل شہادۃ واحد علی الخی کسبہ ان سے اور مقبول ہو گا ہی ایک کی دوسری جو جس مقبول ہو شہادت غلام اور عورت کی ہم یعنی بخلاف شہادت علی شہادت کے اور احکام میں کہ وہ مقبول نہیں جس تک ایک شخص کی گواہی پر دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں شاہ نہ ہوں کہ ان کا قالہ الحللی لولہ علیہا اگرچہ شہادت غلام اور عورت کی اپنی مثل پر ہم اس قسم سے یہ نکلا کہ ان دونوں کی شہادت آزاد اور مرد کی شہادت پر مقبول ہو اور اسکو صاحب نہ رہے بطریق بحث بیان کیا ہے اور کہا کہ میں نے شہر میں دیکھا و جب علی الجاریۃ القدرۃ ان فی فی لیلۃ جا بلا ذلک مواکھا و کشفہا کا الحافظین دور واجب ہونڈی پر پردہ نشین پر نہیں جو مرد و عورت میں آمد رفت نہیں رکھتی کہ نکلے اس رات بدو ن اجازت اپنی مولیٰ کے اور شہادت ادا کرے جیسا حنفیہ میں ہے اور یہی حکم آزاد عورت کا ہے کہ نہ اجازت اپنے خاوند کے نکلا اور غیر مردہ بانے کام بطریق اولیٰ تھیں قالہ الطحاوی اور ظاہر یہ کہ اسکا عمل وہ ہے کہ اثبات رویت اس پر موقوف ہو ورنہ ٹکنا لازم نہیں قالہ الشامی و شملہ للفظ مع العلة والعدالة فیما الشہادۃ و لفظ استہادۃ و حدیث فی ذلک لتعلق فیما العید اور ہلال عید میں خبر وغیرہ کے ہوتے عادل ہونیکے ساتھ نصاب شہادت احوال (یعنی دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں) شرط ہے اور لفظ استہادۃ محدود دئے القدر ہونا شرط ہے کیونکہ اس میں نفع بندہ کا متعلق ہے ہم یہ علت پر استہادۃ شہادت مذکورہ کی فطرت میں صوم میں یعنی صوم مرد و عورتی ہے اس میں یہ شرط نہیں اور شرط میں نفع دیا دی ہو پس اس میں حقوق کے مشابہ ہوا پس جو چیزیں حقوق میں شرط ہیں وہ ہونا بھی شرط ہونگی قالہ الشامی لکن لا یشترک الدین فی کمالہ و لا یشترک عتق الکلمۃ و لا یشترک الخی لکن نہیں شرط ہے و عوی جیسا نہیں شرط ہے ہونڈی کے متعلق میں اور مردہ کی طلاق میں م لونڈی کی آزادی میں و عوی اسلئے شرط نہیں کہ اس میں حق العبد کے ساتھ حق اللہ تعالیٰ کا بھی ہے یعنی خلعت اپنی فرج کی اسلئے اگرچہ حق عید ہو لیکن اس میں ہی حق اللہ تعالیٰ کا ہے یعنی صوم اس روز کے روزہ کا حرام ہونا اور صلوة عید کا واجب ہونا اسلئے اس میں بھی شرط نہیں ہوا اور طلاق میں مردہ کی قید سے مفہوم ہونا ہے کہ وہ عید کے میں و عوی شرط ہے اور جامع الفصولین سے اطلاق معلوم ہوتا ہے کہ ان فی الشامی و لو کان فی لیلۃ لا یشترک فیما حکم فیما حکم بقول شافعیہ اگر لوگ ہو دین ایسویہ شہر میں یا باغ میں کہ اس میں حاکم نہیں یعنی نہ قاضی نہ والی نوروزہ کہیں ایک مہندہ کے قول پر یعنی روزہ رکھنا فرض ہے ایسا معلوم ہوتا ہے مصنف کی شرح سے ہم میں کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ قانون والوں پر روزہ لازم ہو تو چون کی اواز دن سے یا قندیلوں کی روشنی سے اسلئے کہ یہ ظاہر علامت ہے اور غلبہ ظن کو مفید ہے اور غلبہ ظن محبت ہے عمل کیو اسلئے جیسا علمائے فقہ کے ہیں اور یہ احتمال کہ رمضان کے سوا کسی اور مہینے کو اسلئے عید ہے کیونکہ یہ امر عجیب ثابت

لیلۃ الشک میں نہیں کہو جاتے مگر ثبوت رمضان کے لئے قالہ الشامی وافر قیلاً یا بخیار عدلین مع العلم بالضعف اور انظار کریں دو عدل کے خبر پر  
سے اگر اسان میں غبار وغیرہ ہو واسطو ضرورت کے ہم یعنی اسوجہ سے ضرورت ہے کہ کوئی حاکم موجود نہیں ہو سکتا سوائے شہادت ادا کیا جاسکے  
اور ہم لیلۃ متعلق ہی ماموا اور انظر اور دونوں کے ساتھ قالہ الشامی ولولا انہ لکن ادرجہ فی الصبیحین نصیب شاہدین امیں  
بالصحة بخلاف العید کافی الحجۃ اور اگر اکیلے حاکم نے چاند دیکھا ہو نوروزہ کے چاند میں چھو بہم اختیار ہے کہ کوئی شاہد اپنی قول پر مقرر کرے  
یا لوگوں کو روزہ کا حکم دیں بخلاف عید کے چاند کے کہ اوسمیں ایک آدمی کافی نہیں ہے کذا نے ابوہریرہ ہم نصیب ہر کسی بہم غرض کہ اپنی شہادت  
پر دوسرا شاہد میں کرے تاکہ دوسرا شخص شہادت پر شہادت ادا کرے افادہ الجلی لیکن جوہرہ کی عبارت ان یتصب من کیشہ عندہ الخ  
پر اور اسکے معنی ظاہر یہ ہیں کہ حاکم اپنی طرف سے کوئی نائب مقرر کرے تاکہ اُس نائب کے سامنے شہادت گزاری جیسا علماء نے خصوصت کی باہم  
کہا ہے اگر حاکم کو کسی کے ساتھ خصوصت دائم ہو تو ایک نائب مقرر کرے کہ اسکو درود مقدمہ پیش ہو کیونکہ حاکم کا حکم اپنے اور درست نہیں اور  
جو بہم سنی ہو اسکی دلیل یہ ہے کہ بعض شخص در مختار میں نصیب نائب ہو بلکہ نصیب شاہد کے قالہ الشامی ولا یحق فی التوقین ولولا انہ لکن ادرجہ  
المذاہبہ اور نہیں اعتبار بخیر میں ان کا اگرچہ عادل ہوں بنا بر مذہب صحیح ہم یعنی وجوب صوم کے باہم معراج میں کہا ہے کہ ان لوگوں کا قبل الاحرام  
مستبر نہیں اور خود منجم کو نہیں جائز ہے کہ اپنے حساب پر عمل کرے اور نہ میں ہے کہ منجم کے قول پر کہ غلانی تاریخ چاند و کبائی دیکھا روزہ لازم نہیں  
مگر ہم نہیں عدول ہوں صحیح روایت پر کہ ان فی الشامی قال فی الوہابینہ وفعول ان التوقیت لیس جو جب و قبل مع و البعض ان  
کان ینکث و بانیہ میں کہا ہے کہ قول افادات ضبط کرنی بالوفا کا روزہ رکھنی کا موجب نہیں اور کہا گیا ہے کہ ان اور بعض کا قول ہے اگر کثیر ہوں  
ہم یہ عبارت یعنی قبل ہم سو ہم سے اسکو کہ در قول ہے کہ عمل کو موجب ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ خلاف صرف جواز اعتبار میں ہے اور نہیں  
میں مینون قول نقل کے ہیں پس پہلے قاضی عبدالبار و صاحب جمع العلوم سے نقل کیا ہے کہ منجموں کے قول کے اعتبار کرنے میں کچھ نقصان  
نہیں اور ابن متعالی سے نقل کیا ہے کہ وہ اسوجہ چاکر فومر اور انکو قول کا اعتبار کرنا درست بلکہ ادنیٰ جماعت متفق ہوتی ہے ہر شرح شرحی سے نقل کیا ہے یہ  
بسیار ہی ادریس الائمہ ملوانی سے کہ وجوب صوم اور انظار کی شرط رویت ہی ہے اور منجموں کا قول یا خود نہیں پر محمد الائمہ زجاجی سے نقل  
کیا کہ اصحاب ابو حنیفہ سوائے شاذ و ناد کے اور شافعیہ سب متفق ہیں کہ منجموں کے قول کا اعتبار نہیں کذا قالہ الشامی و قبل بلکہ ادرجہ  
جسم عظیم فیقیم العلم الشرعی و من علیہ الفلک نجس ہوا در قبول کیا جاوے جو جب آسمان صاف ہو قول جماعت عظیم کا کہ حاصل ہو علم شرعی یعنی غلبہ  
ادنیٰ خبر سے ہم یعنی جب مطلع صاف ہو تو خبر ایک شخص کی معتبر نہ ہوگی کیونکہ ایک شخص کو نظر آنا اور ایک خلق کو نظر آنا باوجودیکہ سب کی  
کی طرف متوجہ ہیں اور کوئی مانع نہیں اور سبکی بنیائی درست ہے اگرچہ بعض تیز نظر ہوں اور سبکی غلطی کی دلیل ہے کذا نے البحر مطہی نے کہا کہ جماعت  
میں اسلام اور عدالت شرط نہیں جیسا ادا و القناع میں ہے اور نہ حجت اور نہ دعویٰ جیسا مہستانی میں ہے جو میں کہتا ہوں جواد و کی طرف نسبت  
کیا جو میں نے اوسمیں ملاحظہ کیا وہ ان نہیں پایا اور اسلام شرط نہ ہونے میں نظر ہو کہ جماعت عظیم سے بیان یہ مراد نہیں ہے کہ عدل و ترازو کو پسٹھے  
جز سے علم قطعی ماسل ہوتا ہے کہ اوسمیں اسلام شرط نہ ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ غلبہ ظن کو مفید ہو اور اوسمیں اسلام شرط نہ ہونا اسکو کوئی فرق  
نقل پہلے قالہ الشامی اور علم شرعی سے مراد مطلع اصولیوں کی ہے جو موجب عمل کا ہوتا ہے وہ علم جو یقین کے معنوں میں ہے کہ ہر نفس کی  
سے منافع اور غایۃ البیان اور کچھ میں فروع من الفروع اور صدر الشریعہ نے جو علم یعنی یقین لیا جو ابن کمال نے اسکو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ  
خطا ہے صدر الشریعہ سے قالہ الشامی دھو حق من الی راے الامام من غیر قیاسی بعد علی المذہب و وہ امام کی راہ پر منحصر ہے جو غیر یقین  
وہ دسے بنا بر مذہب صحیح کے ہم سراج میں کہا ہے اس جماعت کی تعداد ظاہر الیہ امین میں نہیں ہے اور ایک روایت میں ابو یوسف سے  
کہ مرد میں اور بعض کے نزدیک اکثر اہل مملہ اور بعض کے نزدیک ہر مسجد میں سے ایک یا دو اور خلف بن ابویہ نے کہا ہے کہ یہ علم میں قلیل

اور ان سب میں سے صحیح بھی ہے کہ امام کی رای پر غرض ہو اگر اپنے ولین ادنیٰ درستی اور محبت مجھ تو صوم کا حکم دی اور موہب میں سبکو  
صحیح کہا ہے اور شرن بلائی نے اسکا اتہام کیا جو اور بحر میں فتح سے نقل کیا ہے کہ حق وہ ہے جو محمد و ابو بکر سے روایت کیا گیا ہے کہ  
اعتبار خبر متواتر آنیکا ہے ہر طرف سے اور نہر میں کہا ہے کہ یہ نصیح ہر لاج کے موافق ہے قالہ الشامی عن الامام انہ یکنے لست اھل ولا اختار  
فی البحر اور ایک روایت امام صاحب سے یہ ہے کہ گفتا کیا جاوے دو گواہوں پر اور بحر میں اسکو اختیار کیا ہے ہم بحر میں کہا ہے کہ اس  
زمانہ میں چاہیے کہ محل اسی روایت پر ہو اسو اسلو کہ لوک چاند دیکھنے سے کالی کرتے ہیں پس علم نے جو کہا ہے کہ جم غفیر ہلال کے طالب میں  
یہ مستغنی ہو گیا پس دیکھنے والے کی غلطی کا احتمال غیر ظاہر ہے پہر اسکی تائید کی کہ دو ابجہ اور ظیریہ ظاہر اولالت کرتی ہیں کہ ظاہر الروایت  
صرف اشتراط عدد و جمع عظیم اور عدد و دو پر بھی صادق آتا ہے اور اسکو صادق رکھا ہو نہر میں اور منہ میں قالہ الشامی و صحیح  
فی الاقصیٰ الاکتفاء بل حدیث جاء من خارج البلد اذ کان علی مکان متفق و اختارہ اظہار الدین اور اقصیہ میں (جو ایک کتاب نام ہے)  
تصحیح کی ہے کہ ایک شخص کفایت کرتا ہے اگر شہر کے باہر سے آیا ہو یا کسی اونچے مکان پر ہو اور اسکو ظہیر الدین نے اختیار کیا ہے ہم اور فتاویٰ  
مصری میں اسی پر اعتماد کیا ہے اور یہی قول طحاوی کا ہے اور امام محمد نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے اصل کی کتاب الاحسان میں مگر ظاہر  
میں کہا ہے کہ ظاہر الروایت یہ ہے کہ شہر اور خارج شہر میں فرق نہیں ہے کندنے لہجہ وغیرہ میں کہتا ہوں کہ نہایت میں کہا ہے کہ مبسوط میں  
کہ امام اسکی مشہادت جب رد کرے کہ آسمان صاف ہو اور وہ شخص شہر والا ہو پس اگر آسمان میں ابر ہو یا وہ باہر سے آوے یا داخل مقام پر  
ہو تو ہمارے نزدیک مقبول ہوگی پس لفظ عندنا دلالت کرتا ہے کہ ہماری ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے اور محیط میں اسی پر جزم کیا ہے اور اسکے  
متقابل کو بلفظ قبل بیان کیا ہے پر ذکر کیا ہے کہ وجہ ظاہر الروایت کی یہ ہے کہ رویت مختلف ہوتی ہے باعتبار ہوا کی صفائی و کد و دھند  
اور باعتبار مکان کے نیچے اور اونچے ہونے کے کیونکہ جبل کی ہوا صاف ہوتی ہے شہر کی نسبت اور کبھی ہلال اونچے مکان سے نظر آتا ہے  
تو اس شخص کا قہر و خلاف ظاہر ہوا بلکہ ظاہر کے موافق ہوا لہذا سو اس کلام میں تعریج ہے کہ یہ ظاہر الروایت ہے اور حقیقت میں ایسا ہی ہے کہ  
مبسوط بھی کتب ظاہر الروایت سے پس معلوم ہوا کہ دونوں میں ظاہر الروایت میں کڈانے الشامی و حنفی ثنائی و فضائل السیارات میں کڈانے  
معلقۃ بدخول مقتضی بن علی القاضی قزوینی والکمالۃ وینکر الذخیر فی شہادۃ الشہوق برئۃ الہلال فیخص حلیہ بالقیضت بدخول الشہوق  
لعدم دخولہ تحت الحکمہ در رمضان اور عید کے اثبات کا طریق یہ ہے کہ کوئی شخص کسی حاضر پر کسی غائب کے دین کے قبضہ کرنیکی و کالت کا ذکر  
کری جو مشروط ہو رمضان یا عید کے آنے پر پہر یہ شخص حاضر و دین اور و کالت کا اقرار کرے اور رمضان یا عید کے آجانے سے انکار کرے یا  
رویت ہلال پر گواہی دین پس حکم لگایا جاوے ادا دین کا شخص حاضر پر امد میں ہے کا داخل ہونا ضمانت ہو گیا کیونکہ مہنا زیر حکم دہل نہیں  
ہم یہ بھی مجہول ہے یا معلوم ہے اور فاعل ضمیر مدعی کی جو سیاق عبارت سے مفہوم ہو یعنی مدعی و دعویٰ کرے کسی شخص ضرور کہ ظانی مخفی  
کے تیرے ذمہ استقدر در اہم ہیں اور مجھو اسکو کہد یا حق کہ جب رمضان داخل ہو تو تو دکیل ہو دین کے قبضہ کر نیکی لہذا اور مہنا زیر حکم  
داخل نہیں اسکا مطلب یہ کہ رمضان کا روزہ بغیر ثبوت بھی واجب ہو سکتا ہے یعنی صرف خبر سے کیونکہ وہ دینیات میں سے ہے اور وجوب میں  
سے ثبوت رمضان لازم نہیں آتا اور اسوقت میں فائدہ رمضان کے اثبات کا بطریق مذکور یہ ہے کہ جماعت عظیم پر یقین نہ ہو سکا اگر  
آسمان صاف ہو کیونکہ مشہادت ثبوت و کالت پر سے بروقت دخول رمضان کے نہ رویت ہلال پر ارد و کالت دو گواہوں سے ثابت  
ہو سکتی ہے حق عید ہونیکی جہت سے اور و کالت ثابت نہیں ہوتی جب تک رمضان کا دخول نہ ہو اور جب دخول ضمانت ہو تو روزہ واجب  
ہو قالہ الشامی شہدوا انہ شہدوا فی حقہ کہنا شہادۃ برئۃ الہلال فیلیلۃ کذا و قضا القاضی بہ و جعل استحقاقہ کسب لیلۃ  
قضاہا مجاز لہا القاضی ان لیلۃ شہادۃ بعض نسخون بن شہد لفظ ثنیہ ہو اور جن نسخون شہد و بلفظ جمع ہے اس سے مراد





سے پرچا تو جواب میں یہ کہ افطار قاضی کے حکم سے ثابت ہوا واحد کے قول سے نہیں یعنی جب قاضی نے رمضان کے چاند میں ایک آدمی کے قول پر حکم لگایا تو اس بنا پر افطار بعد ۳۰ دن کے ثابت ہو گیا قالہ الشامی فی الزیلعی الاکتبۃ ائتمعت حل الاکلا اور زیلعی میں ہے کہ مشابہت صحیحہ ہو کہ اگر ابرہہ تو نفاط جلیل ہو اور جو نہ ہو تو نہیں دھلا الاضواء بقیۃ الاشیاء التسمیۃ کالغفر حل الصیام اور بقرہ صید کا چاند اور باقی نو مہینوں کا مانند عید کی ہے صحیح مذہب پر ہم قولہ والا ضعیف کالغفر یعنی ذوالحجہ شوال کی مانند ہی پس ابرہہ میں ثابت نہ ہو گا مگر دو مرد دن کسی یا ایک مرد دو عورتوں کسی اور صفائی کیمال میں زیادتی عدد کی ضرور ہے اور نواد میں امام صاحب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مانند رمضان کے ہو اور تحفہ میں اسکی تصحیح کی ہے لیکن روایت اول ظاہر المذہب ہے اور اسکی تصحیح بہاؤ اور اسکی شروہ اور تبیین میں کی ہے پس تصحیح مختلف ہوئی اور پہلی کو ترجیح اسو سطر ہو کہ وہ مذہب ہی کذا نے البحر اور باقی نو مہینے کا چاند مثل عید کے چاند کی ہے یعنی انہیں مقبول نہ ہو گی مگر گواہی دو مرد و نکی یا ایک مرد دو عورتوں کی جو آزاد ہوں اور نہت زمانہ میں نہایت نہوں جیسو اور احکام میں کذا نے البحر عن مشرہ مختصر الطحاوی اور امام دین ذکر کیا ہے کہ ان مہینوں کا حکم صفائی کیمال میں مانند رمضان اور عید کی ہے یعنی جماعت عظیم چاہیے لیکن خیر الدین ربلی نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ باقی مہینوں میں ابراہم وغیر ابراہم کچھ فرق نہیں کیونکہ جماعت عظیم کی شرط نہیں پائی جاتی یعنی سب لوگوں کا متوجہ ہونا چاند دیکھنے کو پس اگر دو مرد دن نے گواہی دی صفائی کی صورت میں شعبان کے چاند کی اور شعبان بربوت شرعی ثابت ہو گیا تو ۳۰ دن کے بعد رمضان ثابت ہو جاوے گا اگرچہ رمضان صفائی کیمال میں دو شخصوں کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں اسکا ثبوت ضمنی ہو اور ضمنیات میں بہتیری باتوں میں گند ہوتی ہے جو تصدیقات میں نہیں ہوتی قالہ الشامی در ثبوتہ بالذکر لللیلۃ الاکتبۃ مطلقا علی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو چاند دن کو نظر آدے وہ اگلی رات کا شمار کیا جاوے گا ہر صورت میں صحیح مذہب پر ذکر کیا اسکو حدادی نے ہم یعنی قبل زوال کے نظر آویں یا بعد زوال کے اور مذہب کے سنی یہ کہ قول ابی حنیفہ و محمد کا ہی بدائع میں کہا ہے پس وہ دن رمضان کا نہ ہو گا طرفین کے نزدیک در ابوسف کہتے ہیں کہ اگر بعد زوال کے نظر آیا تو نئے شک آئندہ شب کا ہے اور اگر قبل زوال کے نظر آیا تو پچھلی شب کا ہی اور وہ دن رمضان کا ہو گا اور اسی خلاف پر شوال کا چاند ہے کہ طرفین کے نزدیک آئندہ شب کا ہی ہر صورت میں اور وہ دن رمضان کا ہو گا اور ابوسف کے نزدیک اگر زوال سے پیشتر نظر آیا تو چاند شب گذشتہ کا ہی اور یہ دن عید کا ہی اسکو کہ ہلال قبل زوال کے نظر نہیں آتا عادت مگر یہ کہ وہ رات کا ہو پس ہلال رمضان میں وہ دن رمضان کا ہونا ضروری ہوا اور شوال کے چاند میں عید کا دن اور طرفین کو نزاع اصل یہ ہے کہ دلی روایت کا اعتبار نہیں اعتبار روایت بعد الفرد بکہ ہو کیونکہ حضرت نے امر فرمایا صوموا لرؤیتہ و أفطروا لرؤیتہ پس ابراہم صوم و افطار کا روایت کے بعد ہی اس صورت میں امام ابو یوسف کا قول مخالف نص کے ہو اتنی لمخاض فتم القدر میں ہو کہ حدیث شریف موجب ہے روایت کی سبقت کو صوم اور افطار پر اور متبادر روایت سے ہر مہینے کے آخر وقت شام کی روایت سے نزدیک صحابہ اور تابعین و محدثین کے بخلاف ما قبل الزوال کے تیسویں تاریخ اور مختار امام ابو حنیفہ و محمد کا قول ہے قالہ الشامی باختلاف المطالع و در ثبوتہ کما قبل الزوال و بعد کما قبل الزوال علی ظاہر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر المشائخ علیہ السلام و عن الخلفاء و اختلاف مطالع کا اور دن کو چاند دیکھنا زوال سے پہلے یا بعد زوال کے غیر متبرہ ہے ظاہر مذہب پر اور اسی پر اکثر مشائخ ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے کہ کذا نے البحر عن الخلاصۃ ہم جانتا چاہیے کہ نفس اختلاف مطالع میں نزاع نہیں ہو یعنی کبھی دو شہر زمین اتنا بعد ہوتا ہے کہ ایک میں ہلال ایک تاریخ نظر آویں دوسرے میں نظر نہ آویں کیونکہ انفصال ہلال کا شعل شمس سے مختلف ہوتا ہے باعتبار اختلاف ملکوں کے اور یہی حال ہے اختلاف مطالع شمس کا کہ جب ایک ملک میں صبح ہوگی تو بعض میں سورج نکلیگا اور بعض میں غروب ہوگا اور بعض میں آدھی رات بلکہ مطالع کے اعتبار کر نہیں چلا

وہاں سے کہ افطار قاضی کے حکم سے ثابت ہوا واحد کے قول سے نہیں یعنی جب قاضی نے رمضان کے چاند میں ایک آدمی کے قول پر حکم لگایا تو اس بنا پر افطار بعد ۳۰ دن کے ثابت ہو گیا قالہ الشامی فی الزیلعی الاکتبۃ ائتمعت حل الاکلا اور زیلعی میں ہے کہ مشابہت صحیحہ ہو کہ اگر ابرہہ تو نفاط جلیل ہو اور جو نہ ہو تو نہیں دھلا الاضواء بقیۃ الاشیاء التسمیۃ کالغفر حل الصیام اور بقرہ صید کا چاند اور باقی نو مہینوں کا مانند عید کی ہے صحیح مذہب پر ہم قولہ والا ضعیف کالغفر یعنی ذوالحجہ شوال کی مانند ہی پس ابرہہ میں ثابت نہ ہو گا مگر دو مرد دن کسی یا ایک مرد دو عورتوں کسی اور صفائی کیمال میں زیادتی عدد کی ضرور ہے اور نواد میں امام صاحب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مانند رمضان کے ہو اور تحفہ میں اسکی تصحیح کی ہے لیکن روایت اول ظاہر المذہب ہے اور اسکی تصحیح بہاؤ اور اسکی شروہ اور تبیین میں کی ہے پس تصحیح مختلف ہوئی اور پہلی کو ترجیح اسو سطر ہو کہ وہ مذہب ہی کذا نے البحر اور باقی نو مہینے کا چاند مثل عید کے چاند کی ہے یعنی انہیں مقبول نہ ہو گی مگر گواہی دو مرد و نکی یا ایک مرد دو عورتوں کی جو آزاد ہوں اور نہت زمانہ میں نہایت نہوں جیسو اور احکام میں کذا نے البحر عن مشرہ مختصر الطحاوی اور امام دین ذکر کیا ہے کہ ان مہینوں کا حکم صفائی کیمال میں مانند رمضان اور عید کی ہے یعنی جماعت عظیم چاہیے لیکن خیر الدین ربلی نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ باقی مہینوں میں ابراہم وغیر ابراہم کچھ فرق نہیں کیونکہ جماعت عظیم کی شرط نہیں پائی جاتی یعنی سب لوگوں کا متوجہ ہونا چاند دیکھنے کو پس اگر دو مرد دن نے گواہی دی صفائی کی صورت میں شعبان کے چاند کی اور شعبان بربوت شرعی ثابت ہو گیا تو ۳۰ دن کے بعد رمضان ثابت ہو جاوے گا اگرچہ رمضان صفائی کیمال میں دو شخصوں کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں اسکا ثبوت ضمنی ہو اور ضمنیات میں بہتیری باتوں میں گند ہوتی ہے جو تصدیقات میں نہیں ہوتی قالہ الشامی در ثبوتہ بالذکر لللیلۃ الاکتبۃ مطلقا علی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو چاند دن کو نظر آدے وہ اگلی رات کا شمار کیا جاوے گا ہر صورت میں صحیح مذہب پر ذکر کیا اسکو حدادی نے ہم یعنی قبل زوال کے نظر آویں یا بعد زوال کے اور مذہب کے سنی یہ کہ قول ابی حنیفہ و محمد کا ہی بدائع میں کہا ہے پس وہ دن رمضان کا نہ ہو گا طرفین کے نزدیک در ابوسف کہتے ہیں کہ اگر بعد زوال کے نظر آیا تو نئے شک آئندہ شب کا ہے اور اگر قبل زوال کے نظر آیا تو پچھلی شب کا ہی اور وہ دن رمضان کا ہو گا اور اسی خلاف پر شوال کا چاند ہے کہ طرفین کے نزدیک آئندہ شب کا ہی ہر صورت میں اور وہ دن رمضان کا ہو گا اور ابوسف کے نزدیک اگر زوال سے پیشتر نظر آیا تو چاند شب گذشتہ کا ہی اور یہ دن عید کا ہی اسکو کہ ہلال قبل زوال کے نظر نہیں آتا عادت مگر یہ کہ وہ رات کا ہو پس ہلال رمضان میں وہ دن رمضان کا ہونا ضروری ہوا اور شوال کے چاند میں عید کا دن اور طرفین کو نزاع اصل یہ ہے کہ دلی روایت کا اعتبار نہیں اعتبار روایت بعد الفرد بکہ ہو کیونکہ حضرت نے امر فرمایا صوموا لرؤیتہ و أفطروا لرؤیتہ پس ابراہم صوم و افطار کا روایت کے بعد ہی اس صورت میں امام ابو یوسف کا قول مخالف نص کے ہو اتنی لمخاض فتم القدر میں ہو کہ حدیث شریف موجب ہے روایت کی سبقت کو صوم اور افطار پر اور متبادر روایت سے ہر مہینے کے آخر وقت شام کی روایت سے نزدیک صحابہ اور تابعین و محدثین کے بخلاف ما قبل الزوال کے تیسویں تاریخ اور مختار امام ابو حنیفہ و محمد کا قول ہے قالہ الشامی باختلاف المطالع و در ثبوتہ کما قبل الزوال و بعد کما قبل الزوال علی ظاہر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر المشائخ علیہ السلام و عن الخلفاء و اختلاف مطالع کا اور دن کو چاند دیکھنا زوال سے پہلے یا بعد زوال کے غیر متبرہ ہے ظاہر مذہب پر اور اسی پر اکثر مشائخ ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے کہ کذا نے البحر عن الخلاصۃ ہم جانتا چاہیے کہ نفس اختلاف مطالع میں نزاع نہیں ہو یعنی کبھی دو شہر زمین اتنا بعد ہوتا ہے کہ ایک میں ہلال ایک تاریخ نظر آویں دوسرے میں نظر نہ آویں کیونکہ انفصال ہلال کا شعل شمس سے مختلف ہوتا ہے باعتبار اختلاف ملکوں کے اور یہی حال ہے اختلاف مطالع شمس کا کہ جب ایک ملک میں صبح ہوگی تو بعض میں سورج نکلیگا اور بعض میں غروب ہوگا اور بعض میں آدھی رات بلکہ مطالع کے اعتبار کر نہیں چلا

ہو کہ ہر قوم کو اپنے مطلع کا اعتبار لازم ہے اور غیر کے مطلع پر عمل کرنا لازم نہیں یا یہ کہ اختلاف کا بالکل اعتبار نہیں بلکہ جس جگہ چاند پہلے  
نظر آوے سب کو اسی پر عمل کرنا لازم ہے یہاں تک کہ اگر مشرق میں جمعہ کی رات کو چاند نظر آیا اور مغرب میں ہفتہ کو تو اہل مغرب پر لازم ہے کہ  
بموجب روایت اہل مشرق کے عمل کریں پس بعض قول اول کے قائل ہوئے ہیں اور زمیلی اور فیض نے اسی پر اعتماد کیا ہے اور شافعیہ کے  
نزدیک ابھی بھی صحیح ہے کیونکہ ہر قوم کو خطاب اللہ ان کے موافق ہو جیسا اوقات معلومہ میں اور ظاہر الزمات قول ثانی ہے اور وہی بہار  
بیہان مستند ہے اور مالکیوں اور حنبلیوں کے نزدیک بھی کیونکہ خطاب عام ہی مطلق روایت کے ساتھ حدیث منوثرہ اور روایت میں بخلاف  
اوقات معلومہ کے قالہ الشامی فیلم کل الشریق بیدۃ اهل الغرب اذا ثبت عندہ روایۃ اولیٰ علیہا فی موضع متکرر پس اہل مشرق کو  
روزہ یا افطار لازم ہو گا اہل مغرب کی روایت ہو جبکہ ثابت ہو مشرق والوں کو ان لوگوں کی روایت اس طریق سے کہ عمل کو موجب ہو جیسا  
سابق میں گذرا ہم یعنی دو آدمی شہادت پر شہادت دین یا حکم قاضی پر شہادت دین یا خبر مستفیض ہو بخلاف اس موثر کے کہ دو آدمی  
شہادت دیں کہ فلاں شہر والوں نے دیکھا ہے کیونکہ یہ حکایت سے حلبی وقال الذیل علیہ الاکثبہ انہ یعتبرون زمیلی نے کہا کہ مشابہت میں  
ہے کہ اختلاف مطلع منبر ہے قال لکمال الاخذ بظاهر الایۃ احوط کمال نے کہا ہے کہ ظاہر الزمات کے اخذ میں جیسا طریزادہ ہے  
**فتح** مسئلہ لمحہ شارح کا اذا اراد الہلال انکر ان یشہدوا لہ لا من عمل الجاہلیۃ کما فی السراج علی کل اھل البلاۃ جب چاند نہ  
نور ہو کہ اس کی طرف اشارہ کریں کیونکہ عمل جاہلیت کا ہے جیسا سراجہ میں ہے اور نیزازیہ کے باب الکراہۃ میں ہے کہ اگر یہ قصد کہلا  
دوسرے شخص کے ہو جسے نہیں دیکھا ہے اور علت بظاہر دلالت کرتی ہے کہ کراہت تنزیہی ہو قالہ الشافعی +

باب مائید الصور و ما لایقہ باب اُن چیزوں کے بیان میں جو روزہ کی مفید ہیں اور جو مفید نہیں

ہم مفسد کی دوسمین میں ایک جس سے صرف قضا لازم ہو دو جس سے قضا اور کفارہ دو دو لازم ہوں اور غیر مفسد کی تیسری دوسمین میں  
 ایک وہ جس کا کرنا سباج ہے دو مردہ جس کا کرنا مکروہ ہے الفساد والبطالان فی العبادات استیکان فساد اور بطلان عبادات میں برابر ہیں  
 ہم اور معاملات میں فرق ہے اگر معاملہ کا اثر کچھ مرتب نہ ہو تو بطلان ہو اور اگر اثر مرتب ہو پہلے اگر شرعاً منقطع ہو تو سباج ہی نہیں تو  
 صحت ہی طلبی عن البحرین اس کا یہ ہے کہ اگر منیہ کو بیچا تو اثر معاملہ کا یعنی ملک اس پر غیر مرتب ہی تو یہ بیع باطل ہو ہی اور اگر غلام کو شرط  
 فاسد سے بیچا اور مشتری کے حوالے کر دیا تو مشتری اس کا مالک ہو جاتا ہو لیکن اس کا منقطع کرنا دو دن کے فساد واجب ہی تو یہ بیع فاسد  
 ہو ہی اور اگر غلام کو بدو ن شرط فاسد کے بیچا تو مشتری اس کا مالک صحیح ملک کے ساتھ ہو گا یہ بیع صحیح ہو ہی قالہ الشامی اذا اکل اللحم  
 او شرب او بامم حال کونه ناسیا فی الفوض النفل قبل النية او بعد اهل العیج عن الغنیة واکل الخمر شرط ہو اس کی جزا لم یفطر آگے آگے  
 یعنی روزہ نہیں ٹوٹا جب کھادے روزہ دار یا پیوے یا چما کرے بہر لکر فرض میں یا نفل میں نیت سے پہلے یا بعد صحیح الروایت پر کنذا فی البحرین  
 الغنیہ ہم علی العیج قبل النیة کے ساتھ متعلق ہو اور اس کی تعیم تار خانہ میں بھی نفل کی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے رمضان  
 ثابت ہو نیکی انتظار میں انتظار کی خبر دوں سو نفل کیا اور بہر لکر کچھ کھا لیا تو بعد بھی نیت روزہ کی کر سکتا ہے اور یہ مسئلہ پہلے گذر چکا  
 سہلات مستفل کے کیونکہ اگر وہ پہلے نیت کے کھالے تو اس کو تاسی نہیں کہتے اور ایسا ہی حکم ہے صوم قضا و کفارہ میں مانع البیہ نسیت  
 متصور ہو سکتا ہے اور ای رمضان میں اور ذی حجہ میں قالہ الشامی الا ان یکون فی قلم نیت کثیر مگر حکم بدو دلا یا جاوے پر نہ یاد کرے ہم  
 جب بہر لکر کھادے ہو ہر کوئی شخص اس کو روزہ یاد دلا دے اور وہ نہ یاد کرے بہر کھالے تو صوم فاسد ہو جاوے گا صحیح روایت میں برخلاف بعض  
 کے کہ انہ انظر فیہ اسو اسکو کہ خبر ایک شخص کی دیانات میں مقبول ہو پس اوپر واجب نہا کہ نفل کرنا اور دوہر التفات کرنا کہ ان فی البحرین کتابان  
 لیکن اوپر کفارہ نہیں بھی مختار ہے جیسا تار خانہ میں ہے منقول فساد ہی کنذا فی الشامی ویکبر الخوف والاکلا اور یاد دلا دے روزہ کو

لاؤزہ اگر وہ قوی ہو یعنی روزہ کے انجام کی طاقت رکھتا ہو بغیر ضعف کے اور اگر ایسا ہو کہ صوم کی جہت سے ضعف ہو لیکن کہا ہو تو عبادات کو  
 اچھی طرح ادا کرے تو گنجائش ہے کہ نہ یاد دلا دی کہ نہ انے الفتح ہم سوا الرائق میں کہا کہ قوی آدمی کو سورت کی صورت میں یاد دلا نا لازم ہو نہ کہ  
 نہ یاد دلا کر دے و لیس حدیث فی حقوق العباد اور بیان حقوق العباد میں خبر نہیں ہے یعنی اگر ولایت کو ہو لکن کہا جادی تو اس کا ضمان  
 لازم ہو گا گو آخرت کا مواخذہ نہیں ہے کہ نہ فی الشامی و کحل حلقہ حبلاً و ذباب و ذخان و لولہ لک الاستحسانا لک عدم امکان الحظر فی حینہ  
 اور روزہ نہیں ٹوٹا اگر حلق میں غبار داخل ہو یا کہی یا دہوان اگر چہ روزہ یاد ہو بدلیل احسان کیونکہ اس سے بجا و ناممکن ہے ہم اور قیام  
 فاسد ہو جانا ہے یعنی کہی کی صورت میں کیونکہ منظر بیٹ میں پونجا اگر چہ خدا نہیں جیسے لکھ اور مٹی سے ٹوٹا ہو کہ نہ فی الہدایہ و مفاد کا اللہ  
 لو ادخل حلقہ الذخان اظھر انہ کان لولہ و ذباب و ذخان و لولہ لک الاستحسانا لک عدم امکان الحظر فی حینہ فلیتنبہ لہ کما یستطاع الشرب و الاور سفا و اسکا جھجھ  
 کہ اگر بقصد دہوان حلق میں پہنچا دی تو روزہ ٹوٹ جاوے گا کیونکہ دہوان ہو اگر چہ عود یا خضر ہو اگر روزہ یاد ہو کیونکہ اس سے احتراز ممکن ہے پس چاہیے  
 کہ خبردار ہو اس سے چنانچہ شرب نالی نے بسط کیا ہے ہم یعنی کی صورت سے دہوان داخل کیا ہو یہاں تک کہ اگر کھڑ کیا اور بقصد اس کو سونگھا روزہ  
 کی یاد گاری کی حالت میں تو روزہ ٹوٹ جاوے گا کیونکہ اس سے بجا و ممکن ہے اور اس سے اکثر لوگ غافل ہیں اور اس کو بھول یا گلاب یا مشک کو  
 سوچنے کی مانند سمجھنا چاہیے کیونکہ فرق ہے اس میں کہ ہوا خوشبودار نا کین جاوے اور اس میں کہ خود دہوان اپنے فعل سے جوف میں پہنچا دی اور  
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حد پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے چنانچہ شرب نالی نے شرح و بیان میں اس کی تصریح کی ہے قالہ الشامی و ان  
 این الکحل او الحقیقہ وان وجد طعمہ فحلقہ یا روزہ نہیں جانا اگر تیل لگایا یا سرمہ لگایا یا پچھنے لگوانے اگر پسرہ یا تیل کا فرہ اپنی حلق میں جاوے  
 ہم اور ایسا ہی اگر تھوک میں اس کا رنگ پاوے یا صبح روایت پر کہ نہ انے الحجز نہیں کہا ہی اس واسطے کہ موجود حلق میں ایک اثر ہے جو مسام کی بنا  
 سو دھل ہوا و منظر وہ جو خدا کی راہ داخل ہو کہ جو شخص فعل کی پابندی پر روتا اپنا اندر پاوے تو بلا اتفاق روزہ نہیں ٹوٹتا اور امام نے جو پانی میں داخل  
 ہونے اور ترک کرنا اور نہ کور روزہ میں کر دے کہا ہی سو وہ بہت سہی کہ اس فعل سے عبادت کی بجا آوری میں تنگدلی معلوم ہوتی ہے نہ یہ کہ  
 موجب انظار کا ہے قالہ الشامی او قبل لم یذلل او استحل او اتزل بغير قی لولی فحیما یرا او فیکر وان طالع جمع یا برہ لیا اور انزال  
 یا اعتلام ہوا یا انزال ہو گیا نظر سے اگر چہ عورت کی شرکاء کیلئے نظر کرنا ہو یا انزال ہوا فکر سے اگر چہ دراز ہو کہ نہ فی الجمیع یعنی ان صورتوں میں  
 روزہ نہیں ٹوٹتا ان غیال فی ذیہ بعد للمصنعة و المصلحة و الیق یا منہ میں تری باقی رہ گئی کلی کر نیکی بعد اور اس کو تھوک کے ساتھ نکل گیا  
 ہم فتح اور بایہ میں اس کو مثل دخول غبار و دخان کے کہا ہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علت عدم امکان احتراز ہی لیکن یوں چاہیے کہ پانی منہ  
 سے گرائیے بعد نہ کہ شرط ہو کیونکہ پانی تھوک میں لا رہتا ہے البتہ تھوک میں مبالغہ شرط نہ ہونا چاہیے قالہ الشامی لک عدم امکان الحظر فی حینہ  
 جیسے فرہ و دایون کا اور چوسنا ہر کام یعنی دایون کے کوٹنے سے اور کافرہ اگر اپنے حلق میں پاوے تو روزہ نہیں جاتا جیسا محیط میں ہے  
 اور البیلم و دسرے لام کے کسر ہے قالہ ابو عبیدہ و الفراء یعنی اگر ٹھکر چاوی اور تھوک اس کا حلق میں جادی لیکن اس کو اجزاء میں سے کچھ  
 سجادی تو روزہ نہیں جاتا کہ نہ انے الشارخانیہ و غیرہ لکھتے ہیں فی شکر و شکر جی چیز کے کہ اس کے جو سوسے روزہ جاتا رہتا ہے  
 او دخل اللہ فی ذیہ لکان یفعل حل الحنایا و داخل ہو پانی اس کے کان میں اگر چہ اس کو فعل سے ہو تو روزہ نہیں جاتا نہ بھتہا پر ہم  
 ہا یہ اور تبیین میں کو اختیار کیا ہی اور محیط میں اس کی تصحیح کی ہے اور دلو اجیہ میں کہا ہی کہ یہی مختار ہے اور غانیہ میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر پانی  
 کان میں چلا گیا تو نہیں جاتا اور اگر خود داخل کیا تو جاتا رہتا ہے ہم روایت پر کیونکہ جب اس کو فعل سے جوف میں پہنچا تو اس میں صلح بین  
 کا اعتبار نہیں ہے اور یہی بزاز یہ میں ہے اور نعم اور برمان میں اس کو قوت دی ہو کہ نہ انے الشرب نالیہ حاصل یہ کہ اگر تیل کا نہیں ڈالا تو لا لاف  
 روزہ جاتا رہا اور اگر پانی کان میں چلا گیا تو بلا اتفاق روزہ نہیں جاتا اور اگر بقصد پانی کان میں ڈالا تو اس میں اختلاف ہے اور یہی مختلف

نہی ہو کہ روزہ جاتا رہتا ہے



الیاسۃ فیعاله دین او فوجا و قبله فسکد اور روزہ نہیں جانا اگر سوکھی اوکھی دیر میں دی یا عورت اپنی فرج میں اور اگر اوکھی  
ترسو نو فاسد ہو گا ہم اور خل کی غیر شخص صائم کی طرف ہر نفی سے جو شامل ہے مذکر و مونث کو قالہ الشامی دلالت قطنۃ ان  
حاکم فسکد ان سے ملے فوجا و الخارج کا اور عورت نے اپنے اندر ردی رکھی اگر غائب ہو گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر ایک  
جانب فرج خارج میں نکلی ہوئی رہی تو نہیں ٹوٹا ولو انکلم فی الاستبراء حتی یلم موضع الحقیۃ فسکد هذا فلما لیکون ولکات  
فیودیت داء حطیما اور اگر استبراء میں مبالغہ کیا یہاں تک کہ بانی حقنہ کی جگہ تک پہنچ گیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور یہ بہت کٹر توبہ  
اور اگر واقع ہو تو بیماری سخت کا موجب ہوتا ہے ہم موضع حقنہ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں دوا آلہ کے وسیلہ سے پہنچا جاتی  
ہے اور منہ علیا کیم حال کو نہ ناسیگا عند ذکرہ و لکنا عندنا طوع الفرج انک بعد اللتی کاتہ کا اختلاص یا جماع کرنا نہا بھو لکرم بحال  
لیا یا آتے ہی یعنی اس سے روزہ نہیں جانا اب یہی روزہ نہیں ٹوٹتا اگر قبل الفجر جماع کیا پھر بحال لیا فجر ہوتے ہی اگرچہ منی  
نکلی ہو بخالنے کے بعد کیونکہ یہ بہ بنزلہ اختلام کے ہے ولو مکث حتی یکنی لم یکنی قضی قضی وان سئل نفسه قضی کھڑا اور اگر کھڑا  
رہا یہاں تک کہ منی خارج ہو گئی اور حرکت نہیں کی تو صرف تضا لازم ہے اور اگر اپنی نفس کو حرکت دی اور منی خارج ہوئی تو قضا اور کفارہ  
دو نو لازم ہیں ہم حتی امنی فساد کی شرط نہیں ہے صرف کفارہ کے حکم بیان کر نیکی لہ ذکر کیا ہے شارح نے یہاں صرف تروا  
و جواب کفارہ کا ذکر کیا ہے حال انکہ نفع القدر وغیرہ میں دو نور و تین ذکر کی ہیں بدون ترجیح کے اور بدائع میں ہے کہ عدم  
ادسوت میں ہے کہ کمال نے بعد یاد آنے کے یا طلوع فجر کے لیکن جب نہ نکالا اور اسی حالت پر باقی رہا تو اوپر قضا ہے کفارہ نہیں  
ظاہر الروایت میں اور تروا ہے امام ابو یوسف سے کہ کفارہ نہ ضرر طلوع فجر میں واجب نہ یاد آنی صورت میں اس واسطے کہ ابتدا جماع  
قصدا تھی اور جماع ابتدا و انتہا ایک ہی ہے تو جماع بالقصد سے کفارہ واجب ہوا اور وجہ ظاہر الروایت کی یہ ہے کہ کفارہ واجب  
ہونا ہے روزہ کے ٹوٹنے سے اور توڑنا ہوتا ہے بعد وجود کے اور اسکا جہاں میں مشغول رہنا وجود سوم کو منقطع کرتا ہے پس چونکہ تروا  
موم کا تحقق نہوا اسلئے کفارہ بھی لازم نہ آیا انتہی پس یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ عدم وجوب کفارہ یا یاد آنی صورت میں مستثنی  
علیہ کیونکہ ابتدا و جماع اس صورت میں عمدہ نہ تھی اور جماع فعل واحد پس اسوجہ سے شبہہ گیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں شبہہ ہو  
خلاف امام مالک کا یعنی اس کے نزدیک بھوکہ کہانے یا جماع سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے اب اگر قصد جماع کر گیا تو انکی نزدیک  
کفارہ نہیں غرض کہ خلاف صرف طلوع فجر میں ہے نہ یاد آنے کی صورت میں اور ظاہر الروایت کی وجہ کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ  
تحریک نفس اور غیر تحرک میں کچھ فرق نہیں ہے قالہ الشامی کالو فی شح شحاً و لکیم جیسا کفارہ واجب ہو اگر بحال لیا پھر داخل کیا  
ہم یعنی دو نو مسکوتین کیونکہ خلاصہ میں ہو اگر یاد آنے پر بحال لیا پھر عدو کیا تو کفارہ واجب ہو اور ایسا ہی مسئلہ صبح کا انہو لیکن مسئلہ  
تذکر میں چاہیے کہ کفارہ نہو جیسا معلوم ہو چکا کہ اس میں شبہہ خلاف امام مالک کا ہے اور شاید یہ دوسری قول پر مبنی ہو حسین  
اعتبار اسکا نہیں ہے اور دھی اللقمۃ من فیه عند ذکرہ او طلوع الفجر ولو ابتلعها ان قبل اخیل جھا کھڑا بعد کا لا یا سینک یا لقمۃ  
اپنے منہ میں سے روزہ یاد آئی ہی یا فجر ہوتے ہی یعنی روزہ نہیں جانا اور اگر نکل لیا اس طرح کہ منہ میں سے نہیں نکالا اور نکل گیا  
تو کفارہ لازم ہے اور اگر منہ سے نکال کر اوکھڑے ہوئے کو کہا گیا تو کفارہ لازم نہیں ہے کیونکہ طبیعت اس کی نفرت کرتی ہے اور یہی  
اصح ہے جیسا شرح و ہانیہ میں محیط سے منقول ہو قالہ الشامی و جامع فیما دون الفجر و لکیم یعنی فی غیر السبیلین کسرت و  
خبر یا جماع کیا غیر فرج میں یعنی قبل اور دیر کے سوا دوسری جگہ میں مثل نائ اور ان کے اور انزال ہوا تو روزہ ناجایگام  
یہاں مراد فرج سے قبل اور دیر و دونوں میں ہو اسلئے فرج اگرچہ دیر کو شامل نہیں لہ لیکن باعتبار حکم کے شامل ہے کیونکہ مغرب میں

۴  
بعض نسخوں میں فرج  
جگہ سے بھی آواز دینا  
اسکا اور دیر و دونوں  
میں سے بھی آواز دینا  
میں سے بھی آواز دینا  
میں سے بھی آواز دینا



اگر دھاکا یا بنا تھوک میں نثر کر کے چند بار اگرچہ اوس میں تھوک کی گرہ باقی رہ گئی ہو ہم اپنے جتنا گلاب نشے کا ارادہ کرے اور تھوک میں اوسکو بہکودے پہر اوسکو مشہد میں چند بار ڈالے اگرچہ کچھ تھوک بچے تاگے میں لگا رہ جاوے تو روزہ بجاوے گا اور زندہ دلی کے نظم میں کہ روزہ جانا رہتا ہے کذا فی القنیہ قالہ الشامی الا ان یکن مصبوحا وظهر لونه فی لقیۃ ابتلعہ اگرچہ جبکہ ہوتا کارنگین اور اسکا رنگ تھوک میں ظاہر ہو پہر اوسکو ٹھکانا دی اور روزہ یاد ہو تو پھر پھر تین روزہ ٹوٹ جاوے گا و نظمہ ابو الحسنہ و نقل سے ممکن بل الخیط بالرقین فان لا یادخال فی فیہ لا یتضحی اور اسکو این شعبہ نے نظم کیا ہے اور کہا کہ بار بار دھاکا یا سبکونیا الا تھوک میں باقی ہوئی نہیں نقصان اور نہ ہائے تاکامنه میں داخل کرنے سے یعنی صوم فاسد نہیں ہوتا ہم کہہ جتنا مضامین ہوا لہ الرین متعلق بل کے اور باوفا متعلق خبر کے ہے و عن بعضہم ان یتلبم الرین بعد ان یتکلم بکعبۃ لوفہ و فیہ لیلہ و اور بعض مشائخ سے مروی ہے کہ اگر تھوک ٹھکانا دی بعد تکرار داخل کے تو روزہ کو نقصان نہ آتا ہے جیسا رنگ کہ اوسکی رنگت تھوک میں ظاہر ہو ہم یعنی جیسا گلنا رنگ کا روزہ توڑتا ہے اور اس میں خلافت نہیں ہے اور لوند کی ضمیر صیغ کی طرف پہرتی ہے اور فیہ کی ضمیر رین کی طرف اور یہ متعلق ہے لیکر کے کذا فی الطحاوی و از انظر خطہ کما تکتفخص فسیبقہ للامہ اوشی ب نامہ انما انت کما تکتفخص علی حق حد المفسر اور اگر افطار کیا خطا سے جیسی کلی کی اور نہ میں پانی چلا گیا یا پلایا سونے میں یا سحر کہا ہی یا جماع کیا اس گمان پر کہ صیغ نہیں ہوئی ہم ان افطار نام شرط ہے اسکی جزا آگے نہ کو رہو گی یعنی قضا نطف اور یہاں سے شروع ہے قسم ثانی کا یعنی جس سے قضا لازم آوے نہ کفارہ اور خطا سے افطار کر نیکی یہ معنی کہ ایسا فعل معصوم ہے جس سے روزہ ٹوٹ جاوے لیکن قصد روزہ توڑ نیکی نہ کہ اسے النہر عن الفتح حاصل ہے کہ اگر کلی کرتے ہو پانی حلق میں چلا گیا پس اگر روزہ یاد نہ جانا رہا نہیں تو نہیں جاتا اور سونے کو مخطی ٹھہرانے میں یہ کلام ہے کہ نائم کا فعل قصد انہیں بان نہر میں البتہ قصد ترک کی ہو کہ مکرہ اور نائم مخطی کی مانند ہیں ہونو والیکے حکم میں نہیں کیونکہ نائم اور جنون کا ذبیحہ حلال نہیں اور بسم اللہ ہونو والیکا ذبیحہ حلال ہے کذا فی البحر عن النخانیہ رحمۃ نے کہا کہ اسکو معنی یہ ہیں کہ نسیان عذر سمجھا گیا بسم اللہ نہ کرنے میں بخلاف نوم اور جنون کے سو اس طرح مفطرات میں نسیان عذر ہوا کیونکہ اکثر واقع ہوتا ہے اور ذبیحہ کرنا اور مفطرات کا استعمال کرنا حال نوم میں یا جنون میں نادر الوقوع ہے اسکو نسیان کے ساتھ ملحق نہوا قالہ الشامی ناو اوشی کما تکتفخص لکھایا اسکو حلق میں کوئی چیز ڈالیا دیوے برزوم حلق میں ڈالنا شرط نہیں ہے بلکہ اگر کہا گیا یا پلایا زبردستی سو تب بھی روزہ فاسد ہو جاوے گا پس لفظ اوحد اگر سا قط کیا جاوے تو بہتر ہے تاکہ شامل ہو مصور نہ کوہ کو اور شامل ہو اس اکراہ کو کہ جماع ہو کیا گیا ہو قالہ الشامی و نا کما یا حلق میں ڈالی جاوے کوئی چیز سونے کی حالت میں یعنی تب بھی قضا لازم ہوگی و اما حدیث رفعہ لفظ اللہ ارفع الاثم اور وہ حدیث جس میں خطا کے رفع کا ذکر ہے پس اس سے مراد رفع گناہ کا ہے ہم سمجھتے ہیں صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کما تکتفخص عن اثمی الخطا و النسیان و ما استکثر منوا فکبیر امام شافعی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ مخطی اور مکرہ کا روزہ قائم رہتا ہے کیونکہ وہی مانند ہونو والیکے مرفوع القلم میں اسکو جواب کی تقریر یہ ہے کہ حکم بیان سے نصیح کلام کے لئو مقدر ہے تو اقصا و ثابت ہے اور مقتضی کے لئو عموم نہیں ہوتا ہے جسے جب رفع اثم مراد ہوا کہ حکم اخروی ہے تو دوسری مسنون کا ارادہ یعنی حکم دنیاوی کا کہ فساد صوم سے درست نہیں اور ہونو والیکا روزہ جو سلامت رہتا ہے تو وہ دوسری حدیث کی جیت سے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہو لجاوے اور روزہ سے پہر کہالے پانی لے تو چاہیے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو کہلا دیا و بعدہ قیاس اوس میں بھی چاہتا تھا کہ روزہ فاسد ہوتا اور اسکی بحث مطولات اور اصول میں ہو و فی اللہ فی الموالخذا للخطیہ حاکم و قصدا لکھایا اللہ تعالیٰ در تحریر میں ہے کہ خطا پر مواخذہ ہمارے نزدیک جائز ہے یعنی عقلا کیانی شرم التوریا بر خلاف معتزلہ کے و اکل و جامعہ ناسیبا و احکام اوائل بنی بنی و در حقیقت انہ اطفال کل عمامہ الشیخہ یا کہا یا یا جماع کیا ہو لکھایا احکام ہو گیا

و شایعہ کہ اگر روزہ یاد نہ آوے تو روزہ فاسد ہے



[illegible]













[illegible][illegible]







کم میں روزہ نہیں جانا ہم چنوں کی مقدار کو صد شہید نے ختم کیا ہے اور دوسری نے یہ اختیار کیا ہے کہ جس کا ٹھکانا ممکن ہو بدوین سخاوت  
لعاب دہن کے اور کمال نے اسکو پسند کیا ہے اسلئے کہ مانع افطار سے وہ چہرے جس پر کجاؤ مشکل ہو اور یہ اسوہ پور تین ہی کہ خود تہوک کے  
ساتھ جوف میں جاویں وہ جو بقصد جوف میں لجاویں والا اذا استجبا منیٰ کا لفظ کہ جبکہ منہ سے نکل لے پر کہا جاویں یعنی اس وقت میں  
روزہ ٹوٹا دیا جائے گا لان النفس تنافہ اور کفارہ لازم نہیں آتا کیونکہ نفس اسکو مکروہ سمجھتا ہے واکل مثل سمیۃ من خارج یقطر  
تغیر والا حتم اور کہا لینا مقدار ایک تہ کے بھی خارج ہے روزہ توڑنا ہی اور کفارہ بھی لازم ہے صحیح روایت پر الا اذا مضى نحيث تقرر  
فی فنیہ مگر جبکہ چاروں سے اس طرح کہ اس کے اجزاء متفرق ہو جاویں منہ میں ہم یعنی اسوہ اسلئے کہ دانو نہیں جٹ جائیگا اور جوف میں  
کچھ نہ ہو جائیگا اور تہوک کے تابع ہو گا کذا نے اس طرح پس روزہ سلامت رہیگا الا ان یجد الطعام فی حلقہ کا مترجم یہ کہ فردہ پاؤں جو خلق  
کے اندر تو روزہ ٹوٹ جاویگا جیسا سابق مذکور ہوا اسلئے کہ الکل فالادھوا اصل فی کل قلیل مضنہ اور اسکو کمال نے پسند کیا ہے  
اور کہا ہے کہ یہی قاعدہ کلیہ ہے ہر قلیل شے میں جسکو چاہو کہ اگر فردہ خلق کے اندر پاویگا تو روزہ جاتا رہیگا ورنہ نہ جائیگا اور کفارہ  
ذوق شہم کذا مضنہ بلا حد قید فیہما فالہ العینہ اور کروچے صائم کو چکھنا کسی چیز کا اور ایسی ہی چنانچہ غریبہ قید و تو نہیں ہے  
قالہ المیسرہ ظاہر ہے کہ یہہ کراست تزیجی ہی قالہ الرملی نکون دومہا و اسلئے کہ اسکی الحلقہ مثل اسکی کہ عورت کا غاوند یا مالک  
بد خلق ہوا ورنہ نمک چکھنے کے یہہ مثال چکھنے کی ہے اور چنانچہ فی مثال یہہ کہ کوئی شخص بچے کے منہ میں کچھ چاکر دیوی جبکہ کوئی  
شخص چاہو الا یعنی حلقہ یا لڑکا وغیرہ موجود نہ ہو فی کراہۃ الذوق عند الشہاق لان اور خبر کے مول لینی کی وقت چکھنے میں دو قول ہیں  
دو قول فی الہدایۃ ان رجلاً اذا لکھ مضنہ کراہۃ والا لہ اور نہ میں دو قول ہیں تو میں کی ہے اس طرح کہ اگر بدو چکھنے کے کسی اور طرح  
لے سکتا ہے اور غین کا خوف نہیں تو چکھنا مکروہ اور اگر بدو چلو چارہ نہیں اور غین کا خوف ہو تو مکروہ نہیں ہم نہ میں کراست کو  
اسی قید کے ساتھ مقید کیا کہ چکھنے کے سوا کوئی تدبیر موثر کے لکھنے میں کا خوف ہو یا نہ پس شارح کا قول درم تحف غیباً  
نہ کے مخالف ہے البتہ والا لہ کے موافق ہے قالہ الشامی وھذا فی الفرض لا النفل کذا لہا وادنیہ کلام الحرمۃ الفطریۃ بلا حد اصل  
المذہب فقہ الکرہاء اور چکھنا فرض میں مکروہ ہے نفل میں اس طرح علما نے کہا ہے لیکن اس میں کلام ہے کیونکہ نفل میں بھی نفل ہے  
مکروہ ہے صحیح مذہب پس کراست باقی رہی ہم رملی نے کہا ہے کہ فرض میں مکروہ ہو اسکی قوت کی جہت سے کہ اسکی حفاظت کرنی  
چاہیے اور ایسا نفل کرنا چاہیے جس سے افطار کا خوف ہو اور نفل میں مکروہ نہیں اسوہ اسلئے کہ نفل روزہ اصل میں جائز الطریقین  
تھا گو اس وقت شروع کے بعد توڑنا درست نہیں پس نفل کا مرتبہ فرض سے پیچھے رکھا کہ جو چیز اکثر افطار ہو تو بہت نہیں پونچھتی اور اسکو نفل  
میں جائز رکھنا فرض میں قالہ الشامی دکن ممتنع حالک البیض مضمین حلتہ و الا فی قیوطی اور مکروہ چنانہ گوند کا جو سفید ہوتا ہے  
چبانے کا دلی بندہ ہوا ورنہ روزہ ٹوٹا دیا جائے گا ملک کو جدا بیان کیا اسلئے کہ غور میں اسکو بھجی مسواک چبا یا کرتی میں نواہ اس سے شبہ  
ہوتا تھا کہ شاید جائز ہو حاصل یہ کہ اس قسم کا گوند جوف میں عادیہ نہیں پونچھتا اور سیاہ گوند اور جسکو نہیں چبانے اور لپا ہوا  
جوف میں چلا جانا پس اگر یہہ ہی جوف میں پونچھ جاویگا تو روزہ ٹوٹ جاویگا اور اگر دلی گوند بھی جوف میں نہ پونچھتا تو روزہ  
نہیں ٹوٹے گا وکواللفظ فی الا فی الحلقۃ بعد لہا و مکروہ ہے استعمال ملک کا منظر و لکھ مگر خلوت میں غرض اسوہ اسلئے کہ دلیل لینی  
عورتوں کی مشابہت متضمنی ہے کہ است کو مردوں کے حق میں اور کوئی اسکا معارض نہیں اور ظاہر یہہ کہ کراست تحریمی ہے  
کذا فی الطحاوی وھذا بیان ۱۲ در ایک قول یہہ کہ گوند کا چبنا مباح ہے ہم فخر الاسلام نے کہ کہ امام محمد کے کلام میں  
اشارہ ہے کہ غیر صائم کے لکھ مکروہ نہیں ہے لیکن مرد و لکھ سکا ترک سبب ہے مگر غرض کی جہت سے مثلاً منہ میں بدو بدو کے لکھ لکھ













ادراک صورتی است و اگر مرید زغال صدر کے بعد توحید و محبت واجب بعد شمار ان ایام کے جواد کرے و اما فی حق  
قوی علیہ بالادنی کلین جس شخص نے بلا قدر انظار کیا ہو پس جو بدمست اس کی ذمہ بطریق اولیٰ ہے جو ہم رہتی ہے کہا کہ اس شخص کو سزا  
فرست اور اگر زمانہ قضا کی شرط نہیں کیو کہ ادا وقت پر کہہ سکتا تھا اس سے وقت کو سبقت نہ دیا و قدی لکھا کہ ایسا ہی حالت علیہ السلام  
تبع کرے والا کا لفظ قد گذارندہ دیوید و جو بامت کی طرح سے اس کا دی جواد حکم ال میں حضرت کرنا ہے اس نظر کی مقدار میں ہم یعنی دلی  
قد یہ آکر ثالث مال سے لازم ہو جب وصیت کی ہو اور نہیں تو لازم نہیں بلکہ جائز ہے سراج میں کہا ہے کہ اسطر و زکوۃ جو وارث کے ذریعہ اس کا  
لازم نہیں مگر وصیت پر اگر یہ وارث عا داکر ہی ادا الذی تصرف سے اشارہ ہے کہ لفظ دلی وصی کو بھی شامل ہے کذا فی البحر و تشبیہ نظر کی صاف  
صرف مقدار ادا دای قیمت کے جواز میں ہے یہاں تک کہ تسلیم بیان شرط نہیں بلکہ اباحت کافی ہے بخلاف نظر کے اور قیمتانی نے کہا ہے کہ  
اطلاق کلام کا دلالت کرتا ہے کہ اگر ایک فقیر کو سب قد یہ دیوید تو جائز ہے نہ حد و شرط ہے مقدار لیکن اگر نصف صاع سے کم دیا تو وہ شمار میں نہیں  
اسی پر فتویٰ ہے یعنی بخلاف نظر کے ایک قول پر جیسا کہ حکا قالہ الشامی بعد ذکر تالیف علی صلیہ و فونہ او فوج القضا بالیوم و بعد  
اس کی میت کو قدرت قضا صوم کی حاصل ہوئی پر موت کی جیت سے قضا فوت ہوئی اور طرف یعنی عبدالم متعلق قدی کے ہے اور فتوہ کا حلف قدرت ہے  
فلو فاقہ حسنہ ایام ضداد حل خستہ اھا فطہ پس اگر دس روز وصیت سے فوت ہوئی ہے اس کو پانچ روزہ کی قدرت ملی تو پانچ ہی کا قد یہ و ہم  
اس تقریر میں اشارہ ہے کہ طحاوی جو کہا ہے کہ یہ قول محمد کا ہو اور شیخین کے نزدیک وصیت اور قدر تمام روزوں کا ہے جب اگر ایک روز کی بھی  
قدرت ہو سو یہ قول طحاوی کا مردود ہے یہ خلاف صرف مذم میں ہے رمضان میں کیونکہ وجوب بعد قدرت کو جو تاسع حبسہ یا یہ وغیرہ میں  
تنبیہ کی ہے بوضیئہ من الثلث متعلق بقدر و هذا لولہ وارث والا فکل کل فیستقامت کی وصیت کی جیت سے دلی قد یہ و ثلث مال  
اور جہاد صوم نہیں ہے کہ میت کا کوئی وارث ہو اور اگر وارث نہ ہو تو کل مال سے دیوید کذا فی القضا تانی ہم اسطر و کز یادتی کی ممانعت وارث کے  
حق کے سبب ہے ہر جب وارث نہ ہو تو منع نہیں ہے جیسا اس صورت میں کہ وارث ہو اور اجازت دے اور یہی حکم ہے اگر وارث ایسا جو سیرہ نہیں  
یعنی زوجه و جن میں سے کوئی ہو تو وارث کے حصہ کے بعد زیادت علی الثلث کی گنجائش ہو قالہ الشامی و اب حییون تیج و لیلہ ہجاء و انشاء  
اللہ لیکون الثواب الاختیار اگر میت نے وصیت نہیں کی اور ولی نے بطرحان قد یہ دیا تو جائز ہے ان شاء اللہ اور ثواب اسطر و کی کو ہوگا  
کذا فی الاختیار ہم اعتبار کی عبارت میں نے اسطر و دیگی ہے و ان لم یومس لایجب علی الورث الا طعام لا یتا عبارة فلا تو یومی الا مارہ  
و ان قتلوا ذلک جائز و لیکن کو ثواب انتہا اور کچھ شبہ نہیں کہ فقیر کی میت کی طرے اور یہی ظاہر ہے کیونکہ وصی نے میت ہی کی طرے صدقہ دیا ہے  
اپنی طرف سے پس ثواب میت کو ہوگا جیسا ہایہ میں تصریح کی ہے کہ ان کو پونچھ سکتا ہے کہ اپنی عمل کا ثواب کسی غیر کو دی صلوٰۃ ہو یا صوم یا صدقہ  
وغیرہ ہاں اگر کسی غیر کی طرے صدقہ دیا تو اس کو ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی قالہ الشامی و انصحاہ و اصل عندہ المولیٰ الحدیث لکھ صوم احل  
و اصل عندہ لکھ حدیث عندہ لکھ اگر روزہ رکھو یا نماز پڑھے میت کی طرے اس کا دلی تو نہیں جائز ہے اسطر و حدیث نسائی کے کہ نہ روزہ  
رکھو کوئی کیسی طرے اور نہ نماز پڑھو کوئی کیسی طرے لیکن کہا نا دیوید اس کی طرے اس کا دلی و کذا لیلہ کو تبرع عنہ و لیلہ بکفار یتدین او قتل  
باطعام و کسوة بغیر تہائی اور اسطر و جائز ہو اگر تبرع کیا اس کی طرے اس کے ولی نے کفارہ میں یا قتل میں ساتھ کہا نا کہ لیلہ یا کبر اپنا بیٹے  
سوائے آزاد کر نیے ہم اسطر و عزیزی اور در اور سحر اور نہر میں لیکن شرط لیلہ میں کہا ہے کہ تبرع وارث کا کفارہ قتل میں کسی چیز کے ساتھ صوم نہیں  
ہو کہ نہ اگر صوم واجب احسان بقہ کا ہو اور وارث کا احسان اس کی طرے صوم نہیں جیسا ذکر کیا ہے اور احسان کا بدل صوم ہے اس میں قد یہ ہم نہیں  
اذا طعام و کسوة ای کفارہ میں ہوتا ہے نہیں تو کفارہ قتل کو کفارہ میں کے شریک کرنا سیرہ انتہائی الشرط لیلہ و کذا فی المعرفیہ اور علامہ قطری  
نے لکھا جہا یہ دیا ہے چنانچہ ابو اسحق و اس کو قتل کیا ہے کہ قتل سے مراد قتل العید ہے نہ قتل النفس میں کہنا ہوں کہ اس پر ہی وارد ہوتا ہے کہ صوم قتل العید میں

ثابت ہے کہ اگر میت نے وصیت کی ہو تو وارث کے حصہ کے بعد زیادت علی الثلث کی گنجائش ہو  
قالہ الشامی و اب حییون تیج و لیلہ ہجاء و انشاء اللہ لیکون الثواب الاختیار  
اگر میت نے وصیت نہیں کی اور ولی نے بطرحان قد یہ دیا تو جائز ہے ان شاء اللہ  
اور ثواب اسطر و کی کو ہوگا  
کذا فی الاختیار ہم اعتبار کی عبارت میں نے اسطر و دیگی ہے  
و ان لم یومس لایجب علی الورث الا طعام لا یتا عبارة  
فلا تو یومی الا مارہ و ان قتلوا ذلک جائز و لیکن کو ثواب انتہا  
اور کچھ شبہ نہیں کہ فقیر کی میت کی طرے اور یہی ظاہر ہے  
کیونکہ وصی نے میت ہی کی طرے صدقہ دیا ہے اپنی طرف سے  
پس ثواب میت کو ہوگا جیسا ہایہ میں تصریح کی ہے  
کہ ان کو پونچھ سکتا ہے کہ اپنی عمل کا ثواب کسی غیر کو دی  
صلوٰۃ ہو یا صوم یا صدقہ وغیرہ ہاں اگر کسی غیر کی طرے  
صدقہ دیا تو اس کو ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی  
قالہ الشامی و انصحاہ و اصل عندہ المولیٰ الحدیث  
لکھ صوم احل و اصل عندہ لکھ حدیث عندہ لکھ  
اگر روزہ رکھو یا نماز پڑھے میت کی طرے اس کا دلی تو نہیں  
جائز ہے اسطر و حدیث نسائی کے کہ نہ روزہ رکھو کوئی  
کیسی طرے اور نہ نماز پڑھو کوئی کیسی طرے لیکن  
کہا نا دیوید اس کی طرے اس کا دلی و کذا لیلہ کو تبرع  
عنہ و لیلہ بکفار یتدین او قتل باطعام و کسوة  
بغیر تہائی اور اسطر و جائز ہو اگر تبرع کیا  
اس کی طرے اس کے ولی نے کفارہ میں یا قتل میں  
ساتھ کہا نا کہ لیلہ یا کبر اپنا بیٹے سوائے  
آزاد کر نیے ہم اسطر و عزیزی اور در اور سحر  
اور نہر میں لیکن شرط لیلہ میں کہا ہے کہ تبرع  
وارث کا کفارہ قتل میں کسی چیز کے ساتھ صوم  
نہیں ہو کہ نہ اگر صوم واجب احسان بقہ کا ہو  
اور وارث کا احسان اس کی طرے صوم نہیں جیسا  
ذکر کیا ہے اور احسان کا بدل صوم ہے اس میں  
قد یہ ہم نہیں اذا طعام و کسوة ای کفارہ  
میں ہوتا ہے نہیں تو کفارہ قتل کو کفارہ میں  
کے شریک کرنا سیرہ انتہائی الشرط لیلہ و  
کذا فی المعرفیہ اور علامہ قطری نے لکھا  
جہا یہ دیا ہے چنانچہ ابو اسحق و اس کو قتل  
کیا ہے کہ قتل سے مراد قتل العید ہے نہ قتل  
النفس میں کہنا ہوں کہ اس پر ہی وارد ہوتا  
ہے کہ صوم قتل العید میں







نعم ان زمانه توافقه روزہ نہ کنند بجا بیجے ہر دن اجازت اور اگر نقصان نہیں کرتا تو اسکو روزہ جائز مردی و عصب و لطمہ و غیرہ کا قیام رکھ کر  
 الصوم و ایضا قبل از انال صبح طہارت اند اگر نیت کی مسافہ نے افطار کی یا نہ نیت کی پر تقیم ہو گیا اور نیت کرنی روزہ کی نیت کی وقت میں ردال سے  
 پہلے یعنی نصف النہار سے پہلے طہارت کیا نہ ہو تو تقیم ہو کر صوم نہیں ہم یعنی نفل ہو یا درمیں یا اور رمضان میں صوم ہو کہ اسکا عمل روزہ ہے  
 جس میں رات سے نیت کرنی شرط نہیں ہے اگر اس روزہ کی نیت کی جس میں رات سے نیت ضرور ہو تو نفل ہو گا کذا فی الطحاوی قال الشافعی و یجب علیہ  
 الطہارۃ لو کان نیتہ ان ینزل الی الخوض اور واجب ہر روزہ اور اگر بعد واقعہ رمضان میں ہو بربا ال ہونے فرض کے یعنی رخصت سفر کی جہت سے  
 نفل جب سفر نازل ہو گیا اور نیت اقامت کی کرنی روزہ واجب ہو گا کما یجب علی مقلی الختام صوم ہر روزہ کے لئے نصف ساقوفیہ ایضا فی ذلک الخ  
 مباح واجب مقیم ہر تمام کرنا اس روزہ رمضان کا جس میں سفر واقع ہو یا ہم اس واسطے کہ سفر روزہ شروع کرنے کو مباح کرنا ہر روزہ کو روزہ  
 کو پس اگر فجر کے بعد سفر کیا تو افطار حلال نہیں ہو کر میں کہا ہے کہ بھی حکم ہو اگر مسافر نے نیت کی رات کو اور صبح ہونے تک اسی نیت کو نہیں تو اگر پھر  
 روزہ رکھا تو اس روزہ افطار حلال نہیں اور اگر افطار کرنے کو کفارہ لازم نہیں و لکن کفارہ کا علیہ و لا یطہر فیہما اللہ تعالیٰ فی اول کفارہ و آخرہ  
 اور لیکن کفارہ نہیں لازم اگر افطار کیا دونوں مسئلوں میں یعنی مسافر کہ تقیم ہو اور مقیم کہ سفر کیا دھرم و تقیم کے اسکواں آخر میں یعنی اول مسئلہ  
 میں شہد اول وقت میں ہر اور دوسرے مسئلہ میں آخر میں یہ لفظ و نشر مشرب قال الشافعی الا اذا دخل مہلک الشیء لیس فیہ فاضل یا نہ بکفر کر میں  
 عندہ نہیں کہ اپنی شہر میں داخل ہو کسی چیز کے لینے کو کہ بھول آیا تھا پھر افطار کر لیا تو ہر روزہ تقیم کفارہ دوسرے اس واسطے کہ کہانے کی وقت و تقیم ہو  
 کہ گہرانے کی جہت سے سفر کو چھوڑ دیا اور یہاں قیاس پر عمل کرنا اسخسان پر اور پہلے مذکور ہو چکا کہ اگر کسی شخص نے کہا یا پھر سفر کیا یا بارہ سفر کر لیا  
 کیا تو کفارہ نہیں ساقط ہوتا کذا فی الشافعی و لو نزل الصائم الفطر لیکر مفسر ان کما مر کونوی التکلم فی صلوٰۃ و یحکم شریح الوہابینہ قال فیہ  
 خلاف الشافعی اور اگر روزہ دار نے نیت افطار کی کی تو مفسر خبر جا و مجا جیسا مذکور ہوا یعنی لا یعصم کو م الشک سے پہلے بطرح نماز میں نیت  
 کی بولنے کی اور نہ لکذا فی شریح الوہابینہ ابن شحہ نے کہا کہ اس میں خلاف ہے شافعی کا ہم طحاوی نے کہا کہ معتد نہ بیٹم شافعی کا ہی یہ ہے کہ اگر اس  
 نماز نہیں فاسد ہوتی و دفعی یلم بخلافہ و لو کان الاثماء مستغفر اللہ ہر لکذا فی الشافعی اور فقہا کی صیام یا م بیوشی کے اگرچہ تمام ماہ رمضان  
 بیوشی رہا ہو کیونکہ بیوشی کا بڑا سبب نامادیر ہر ہم یعنی بغیر کہانے پینے کے استعدت جیسا ہر صیہ مادر ہر روزہ اور واقعات میں حرج نہیں ہو گا  
 نے ریشی سے جو حدیث الاصل فیہ و اولیہ فیہ فلا تقضیہ الا اذا حل لہ یومہ سوامی اس روزہ کے جس میں بیوشی طاری ہوئی یا دوسری رہیں  
 سواہ سکو فضا کرے کہ جب تک کہ اسکی نیت نہیں کی ہم فضا کرے اس واسطے کہ ظاہر حال تقضی ہو کہ رات سے نیت کی ہوگی اور اگر جنون دن کو حادث  
 ہو ہو تو بطریق اسے اس پر عمل کر سکتے ہیں یہاں تک کہ اگر وہ شخص صیام ہو رمضان میں کہانے کی عادت رکھتا ہو یا مسافر ہو تو نفل کو نقصان  
 ہو گا تا حال کذا فی الشافعی و فی الجنون ان لا یستوعب فیہ فضا کذا فی الشافعی و جنون میں اگر تمام ماہ رمضان ہو تو جنون ہر ایام گذری ہون اور نفل فضا کرے  
 ہم اور اگر تمام ماہ رہا ہو تو مطلقا فضا لازم نہیں بلا خلاف قال الشافعی و ان استوعب جیسے ما یلکنا انشاء الصوم و یحکم لایقضی مطلقا لک  
 و لکن جلد واقعات کو احاطہ کر میں جن میں صوم شروع ہو سکتا ہو جیسا اول کتاب الصوم میں گذرانو نہ فضا کرے بالکل اسطرح حرج کے ہم انشاء صوم  
 جس میں ہو سکتا ہو وہ مدت طلوع فجر سے نصف النہار تک ہر مردن میں پس حصول افادہ کا بعد زوال کے اور تمام شب کا مقیم نہیں ہو یعنی اگرچہ نیت  
 اس میں ہو سکتی ہو لیکن انشاء صوم بالفعل رات کو نہیں ہو سکتا اور نہ بعد نصف النہار کے لیکن یہ مخالف ہے مصنف کی مراد کو کہ اوسنی استنباح کے مطلق  
 کیا ہو یعنی وہ تقضی ہو کہ اگر ایک ساعت کا بھی افادہ ہو اگرچہ رات کو ہو یا بعد نصف النہار کے تو فضا کرے ورنہ نہیں اور جنو اول کتاب الصوم میں  
 اختلاف کا بیان کیا ہے اور یہ کہ دونوں قول صحیح ہیں اور معتد دوسرا کیونکہ وہ ظاہر الزدہ ہو اور جنون میں مذکور ہو اور مطلقا صوم مراد یہ ہے کہ  
 جنون اسلی ہو یا بعد بلوغ کے عارض ہو گیا ہو اور یہ ظاہر الزدہ ہو اور امام محمد سے ایک روایت ہے کہ ان دونوں میں فرق ہو اسلی کہ جب نام

و اگر روزہ دار نے نیت افطار کی تو اگر اس روزہ کی نیت کی جہت سے رخصت سفر کی ہو تو نفل ہے و اگر نیت اقامت کی کرنی ہو تو واجب ہے و اگر نیت اقامت کی کرنی روزہ واجب ہو گا کما یجب علی مقلی الخ

نصف النہار سے پہلے طہارت کیا نہ ہو تو تقیم ہو کر صوم نہیں ہم یعنی نفل ہو یا درمیں یا اور رمضان میں صوم ہو کہ اسکا عمل روزہ ہے

ہر وقت جن میں تو مہی کے ساتھ ملحق ہوا پس خطاب اسکی دسترس ہوئے اور اختلاف اس سرسخت کہ بالغ ہر حالت میں پھر بخیر ہو گیا اور مہی  
مخارج بعض مشاخرین کا کذا فی اللہ ایہ اور سرسخت ایہ میں برابری ہوئی بسوسو نقل کیا کہ مخیر اصل پر پچھلے ایام کی قضا نہیں صحیح  
روایت میں یعنی ان ایام کی کہ اتفاق ہو پہلے گذری قال الشافعی ولو لم یکن صوم الا یام المنہیۃ او صوم منہیۃ لکن مطلقا لکل الحلال اور اگر  
تذکرہ روزی ایام منہیہ کے یا اس برس کے تو نذر صحیح ہے مطلقا مذہب فقہائے اہل ہند یہ بیان ہو شروع ہو ان صیام کا جو بندہ اپنی قول سے  
لے لے اور لازم کر لے اور سابق میں ان روزوں کا نہ کر رہا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے لازم ہوئی مطلقا کی شریعت میں کہا ہو کہ نذر عمل بان کا ہو اور  
اسکی صحت کی شرط یہ ہے کہ معصیت ہو جسے شراب پینا اور نہ اوپر سے الحال جب ہو عیسا نماز روزہ جو واجب ہو مگر میں آئندہ کو واجب ہو  
جیسو وہ نماز روزہ جو آگے کو واجب ہو اور پیشہ شرط ہو کہ اسکو جنس کا کوئی واجب عینہ مقصود موجود ہو اور اس میں قضا کی قاضی کو قبول نہیں  
اور مطلقا کے بعد مہی کہ منہی نہ کا ذکر صریحا ہو یا نہ ہو جیسا بحر میں ہو اور جزبان سے بولا ہو یہ مقصود ہو یا نہ ہو یعنی اگر چہ کہ کچھ کا چھو کہ کچھ بکات ہی  
نذر مقصد ہو جاوے گی چنانچہ ولو الجہد میں کہا ہو کہ کسی شخص نے کہنا جائز اللہ علی صوم تویم اور اسکی زبان سے نکلیا موشم ہر تو اس پر ایک مہینہ کے  
روزہ لازم ہو گیا کذا فی البحر اور اسی طرح اگر کوئی اور کلام بولنا چاہتا تھا اور اسکو منہی نذر کا کلمہ نکل گیا تو نذر لازم ہوگی کیونکہ مذہب میں  
ہر نذر ہر جہ کے ہر مثل طلاق کی کذا فی الفح اور علی النہار اسوسو کہا کہ ابو یوسف امام صاحب روایت کی ہے کہ یہ نذر نہیں صحیح ہو اور  
یہی قول زفر کا ہو اور حسن نے امام صاحب روایت کی ہے کہ اگر معین کہا تو صحیح نہیں اور اگر کل کے روزہ کی نذر کی اور اتفاقا وہ دن یوم النحر  
کا ہو تو صحیح ہو کذا فی الشامی وقرقائین الذن والشیء فیہا بالانفس الشیء مع معصیۃ وفسد الذن طاعة فطرہ نذر کرنے اور اس میں  
شروع کرنے میں فقہانے اس طرح فرق بیان کیا ہو کہ شروع کرنا کہ ہو اور نذر نفعیادت ہو پس نذر درست ہوئی یعنی لازم ہوئی و لکن افطر  
الا یام المنہیۃ وجوباً فیما یصلح الحیۃ وقضاہا استقامتاً للاحیۃ لیکن نذر ایام منہیہ میں افطار کر دے جو بانا کہ گناہ سے بچے ہر انکی قضا کر  
لے نہ ہو و جب فطر کرے وہ ان صامہ آخر جز العہد مع کلمہ اور اگر انہیں روزہ رکھ دیا تو عہد ہو بری ہو گیا مگر یہ فعل ام  
ہو دھنا فانذرت قبل الا یام المنہیۃ فلو بعد ہا لہ یفرض شیاناً لکن یلزم ما بالسنۃ فیصلہ ما ہو الصوم اور یہ اس وقت ہو کہ نذر ایام منہیہ سے پہلے  
واقع ہوئی ہو پس اگر بعد ایام منہیہ کے نذر کی مثلاً چودہ برین ذبحہ کو تو کچھ قضا کرے اور اسکو مشر باقی سال کے روزی یعنی ذبحہ کی تہامی کے  
لازم ہو گئے اور یہی صواب ہے ہذا کا اشارہ وہ مسئلہ ہو کہ اگر سال معین کے روزی نذر کرے تو قضا ایام منہیہ کی لازم ہوئی ہو اور بقیا ایام  
کے روزہ کا لازم ہونا صواب اسوسو ہو کہ سال معین عذری ایک ت معین ہو محرم سے ذبحہ تک تو ذہ اسنہ کا اشارہ دلالت کرتا ہو کہ وہی  
دست معینہ مراد ہو جس میں شخص ہو پس نذر حقیقت میں زمان یا ماضی اور زمان مستقبل پر واقع ہوئی پس جعفر زمان ماضی کے مقابلہ میں ہوئی  
اور مستدر لہو ہوگی اور زمان مستقبل کی لازم ہوئی چنانچہ اگر کہی لکھ علی صوم منہیۃ نذر ہو تو ماضی کذا فی الشامی وکل الحکم لوکل السنۃ وشیء  
الذات فی فطرہا مری حکم ہو یعنی جو معین سال میں مذکور ہوا اگر سنہ کو نہ کہا یا یا ہے رکھنا شرط کیا پس افطار کرے ایام منہیہ کو ہم اور اگر  
او نہیں ایام میں روزہ رکھے تو عہد سے خارج ہو جاوے گا کیونکہ جی الزام کیا تھا لیس او کیا لکنہ یفرض ہا ہنا متناہیۃ لیکن بیان ایام  
منہیہ کی قضا کر پے در پے یعنی آخر برس کی تہامی سے ملی ہوئی بغیر فصل کے تاکہ تابع بقدر الاسکان متحقق ہو و یفید لو افطر فی کل یام  
المعیشۃ اور عادیہ کرے یعنی جتنے ایام کے روزی افطار سے پہلے رکھ چکا ہو اگر ایک روز کا روزہ بھی توڑے اگر چہ ساری رکھ چکا ہو مدت  
ایک ہی رہا ہو بخلاف سال معین کے کہ اس میں قضا ایام منہیہ کی پے در پے واجب نہیں ہو اور ان میں تابع صرف بغیر وقت کی لازم  
ہو گیا ہو اسوسو اگر ایک دن افطار کرے تو صرف اس میں کی قضا لازم ہوگی کذا فی المطاوعی واولیٰ کتبہا لکنہ فیما یصلح الحیۃ وثلثین لکنہ فیما  
صوم الحیۃ فی کل یام لکنہ فیما یصلح الحیۃ واولیٰ کتبہا لکنہ فیما یصلح الحیۃ واولیٰ کتبہا لکنہ فیما یصلح الحیۃ واولیٰ کتبہا لکنہ فیما یصلح الحیۃ

نذر کرے کہ کچھ کا چھو کہ کچھ بکات ہی

نذر کرے کہ کچھ کا چھو کہ کچھ بکات ہی









جیسا کہ فی رمضان میں وہ بڑا شامی کا لکھا اذ انزلت و مات قبل تمام الشہر کرمہ الوہب علیہ السلام کما فی الجہان فی رمضان  
فان سبک ادوات العبد تمانہ تندرست کی کہ مذکی جینے کی اور جینے کے تمام ہوئے سو پہلے مر گیا اور اس ماہ میں روزہ نہیں رکھا تو اس کو  
دست جیسے جینے کی لازم ہو بالا جماع جیسا جنازہ میں ہو بخلاف قضا و رمضان کے کہ اگر کوئی نسیا کا ادا رکھ دے تو اس قدر دلت کا ہر دم یعنی جس روز نہیں  
کہ رمضان فوت ہو جاوے کسی قدر سو پہر بعض دلت کی اس کو کھانیش ملی اور روزہ نہ رکھا تو اس کو دسبت کرنی اس مقدار کی کہ فوت کی سے  
بالا اتفاق لازم ہو مجھ مذہب پر بخلاف طحاوی کے کہ اس کو کہا ہو کہ خلاف اس سلسلہ میں بھی جاری ہو کہ ان فی الحلی فی شرح مسائل جزیرہ  
شارح نے لکھ کر قال اللہ اھوم کاھوم علیہ بل ان صائم کھیکہ کا سیج کی ایک سیر لفظ کہا و اشیر آھوم نوروزہ او سکو دلازم نہیں  
بلکہ اگر روزہ رکھنا نہ عاٹ ہو گا جیسا کتاب لایان میں یاد کیا ہم اجمعت سو کہ مضارع مثبت جواب قسم میں نہیں واقع ہونا مگر نون تاکید کے  
ساتھ اور نون تاکید مثال مذکور میں نہیں تو لا و فی کا حذف ماننا ضرر ہوا جیسے گو با اس کو و انھ لا آھوم کہا قال الحلی لیکن علامہ مقدسی نے  
کہ یہ حکم سابق میں تھا قبل تغیر لغت کے اور اب نو عوام اثبات اور نفی میں صرف لفظ لا کے ہونے یا نہ ہونے فرق کرنے میں ہیں میرا مثل اصطلاح  
فارسی وغیرہ کے سے قسم کے باب میں قال الشامی ہذا صوم واجب فلا یحل اھوم یعنی اھوم لفظ صوم کا حذف کی وجہ کے روزہ کی ہر وجہ  
آگیا اور یہ مراد ہے جو تو قضا کرے اور قضا کرے مثل رمضان کی یعنی متصل یا متصل کنانی الدرا و صوم الابدی صوم حلالا شیعا بالعیس  
اکثر لکھ کر کما مذکور کی ہمیشہ کے روزہ کی پر ضعیف ہو گیا سبب میں شغولی کی جیت سو تو افکار کرے و خاتمہ ذکر ہو العینی شیخ فانی  
کے حکم میں کہ مثل فطرہ کے کہا نا دیو وادیوم تقدیم فلان مقدم بعد الاکل والشراب و فی حقہ ما قطنی الشاکل لکھا الثالث باندر کی کہ روزہ  
سکو کھا جس دن فلا تا شخص آدیا سو آید وہ کہانی کے بعد یا فہو کبرو کے بعد یا بعض آئیے کے بعد تو قضا کرے الیو یوسف کے نزدیک بخلاف قول محمد  
ہم فتح تقدیر اور نہ میں کہا کہ اگر بعد زوال کے آیا تو محمد کہتے ہیں کہ اس پر کھلازم نہیں اور سوا محمد کے اور کسی سے روایت نہیں ہو سرخسی نے  
کہا کہ اظہر یہ ہو کہ دونو برابر میں جیسے آنا بعد الاکل اور آنا بعد الزوال پس شارح فرع ثانی میں اسی پر چلا سو ولوقدم فی رمضان  
فصلہ اتفاقا اور اگر ظانا آیا یا رمضان میں تو قضا لازم نہیں بالاتفاق کہونکہ انجا مکار نذر اسکی رمضان پر واقع ہوئی اور جو شخص رمضان  
کی نذر کرے تو اس پر کھلازم نہیں ہوتا قال الحلی ولو حق یا علیین کفر صلا الا اذا قدم قبل نیقوا لاصنا بز النیة ووقع عن رمضان  
اور اگر نیت کی یا نذر سے ہیں کی تو قسم کا کفارہ دیکو فقط مگر جبکہ وہ شخص آگیا نیت کرنے سے پہلے پس دا نذر کی نیت کرنی تو نیت کی  
جیت سو خدا و اہر گئی اور روزہ رمضان کا واقع ہوا ہم اس مسئلہ کے بیان میں مختصر محل واقع ہو اہر نہر کے اتباع سو اور اصل سلسلہ فہم  
وغیرہ میں اس طرح مذکور ہے اگر کہا کہ مجہزہ کبر اسطر روزہ اس روز کا لازم ہو جس روز طمان شخص آدمی اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے  
اور اس نول سے ہیں کا لہادہ کیا پہر وہ شخص رمضان کے دن میں آیا تو اس پر کفارہ میں ہو گا اور قضا نہ ہو گی کیونکہ قسم پوری ہو نیکی شرط  
پائی گئی یعنی روزہ بہ نیت شکر اور اگر آیا نیت کرتے سے پہلے پھر اس روزہ میں صوم شکر کی نیت کی نہ رمضان کی تو قسم پوری ہوئی نیت کی  
جیت سو اور یہ روزہ رمضان کی طور بھی کافی ہو قضا لازم نہیں اور اس کو مصنف کا کلام واضح ہو جاتا ہو قالہ ان می لو نذر شہر الی ان کا کلام  
اور اگر نذر کی ایک مہینہ کی تو لازم ہو نیکی پوری جینے کے روزی ہم اور جس روز جاری شروع کرے صدمہ کے اعتبار سے نہ بل اس کو اور اگر مہینہ کی نذر  
کی تو چنانچہ کے اعتبار سے منظور ہو گا کہ انے الفم والشہر فقیہ کا تقد کی اس مہینہ کی تو باقی رہا ہو لازم ہو گا ہم اس واسطے کہ اس کو صوم  
بالام ذکر کیا ہو جو حاضر ہونے کی جیت سو صوم دگر ہی مراد ہو گا اور اگر تمام جینے کی نیت کرے تو اس کی نیت پر ہو گا کیونکہ کلام کو بھی  
مقتل جو فتح عن التمس او جمعاً لاسبوع الا ان الیوم بانہ کی جمع کی تو براہتہ لازم ہو گا مگر یہ کہ نیت کرے خاص روز جمعہ کی ولو نذر صوم  
یوم السبت ثانیۃ ایام صائم متبیین ولو لا سبب ضعیف استنبط الفرق الست لا یتکثر السبب فیصل علی الحد خلا لال اور اگر نذر کی





سہرے ایک واجب جو بیکر بننے کی وجہ سے واجب ہے اور سبب شرم و کبر کے ذکر کیا ہے اسکو ابن کمال نے  
 زبان کی قید اسلئے لگائی کہ واجب کرنے میں صرف نیت کافی نہیں کدائے کفر اور شروع کرنے سے واجب ہونا قبل از نیت پر  
 متفرع ہے یعنی حسین فعلی اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے اور مذہب مجہم ہے کہ اعتکاف فعل کے لئے کمیت زمانہ ایک ساعت ہو نہ تمام  
 دن نوافل کے بموجب شروع کرنے سے واجب ہو گا اور بالتعلیق عطف محو بالذکر اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نذر اور چیز جو اند  
 تعلیق وہ سری چیز کو کہ معطوف اور معطوف علیہ ایک دوسرے کے غیر ہونے میں لاکہ تعلیق بھی نذر ہی سے نوافل کو مناسبت تھا  
 کہ یون محسب واجب بالتدریج اور تعلیقاً یعنی واجب ہونا ہی نذر سے خواہ نذر بدون شرط کے ہو یا کسی شرط پر مشروط ہو جیسا بحرین  
 و مداد او میں ہے قالہ الطحاوی و شمسہ مؤکداً فی التسمیۃ الخ و بعضاں قسم دوم سنت مؤکدہ ہے رمضان کو اخیر عشرہ میں اے  
 سنت کفایہ کا لفظ بڑھانے سے سنت کفایہ ہو کہ بعض کے کہنے سے اور دیکھے دہ سے ساقط ہو گا جیسا بران میں ہے م  
 اسکی نظیر حاجت سیرا ویم کا پڑنا ہے کہ اگر بعض لوگ او کو پڑھیں تو باقیوں سے ساقط ہو جاتی ہیں لیکن انی شمام یعذر نہ کہ برواہت  
 کرین نہ گنگار نہ گئے اور اگر سنت ہر ایک شخص پر ہوتی تو ترک کرنا سنت مؤکدہ کا گناہ ہوتا جو ترک واجب کی نسبت کم ہو کذا فی لکھا  
 لا فیران بعدہ الا حکار علی النکاح و بعدہ من الصحابہ کیونکہ صحابہ میں جو جس شخص نے انکو ادا نہیں کیا تو حضرت نے اونپر انکار نہیں کیا  
 اور یون کو کام یہ جواب ہوا اسکا جو ہدایہ کے قول پر کسی نے عرض کیا ہوا یاہ کا قول یہ کہ مجھ سے کہو کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے  
 کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپرا اخیر عشرہ رمضان میں موافقت کی ہے اور موافقت دلیل جو سنت ہونے کی اعتراض کی تقریر ہے  
 ہے کہ موافقت بغیر ترک کے دلیل ہے وجوب کی خود واجب کہنا جائزہ سنت مؤکدہ اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ناک پر انکار نہیں کیا اگرچہ  
 ہونا ضرور ہوئے کذا فی الشامی مستوفی عن غیرہ من کذا لکنہ عو بعلی غیر اللو کذا تیسری قسم اعتکاف مستحب ہو جو اسکو سوا درزا و لہ  
 میں ہوا مستحب یعنی سنت غیر مؤکدہ کے ہو و شیخ الصوم لفتی الاول بانفاذ طے کے السنہ صلب اور شرط کیا گیا ہوا روزہ و معلوم قسم  
 اول یعنی واجب کے فقط بالاتفاق باہر مذہب مجہم کے ہم علی الذہب فقط کے ساتھ علاوہ کہتا ہے اور یہی روایت ہی اصل کی اور  
 اسکی مقابل روایت حسن کی ہے کہ فعل اعتکاف میں بھی شرط ہو اور یہ بھی ہو اختلاف پر اسبات میں کہ نقل میں عقیدہ تقدیر یوم کی  
 ہے یا نہیں پس اصل کی روایت پر یوم کی قید و تقدیر نہیں ہے اسلئے روزہ بھی شرط نہیں اور جس روایت میں یوم کی قید ہے  
 حسن کی روایت میں تو اس میں صوم شرط ہے جیسا بدائع وغیرہ میں ہے کہتا ہوں کہ اسکا مقضا یہ ہے کہ اعتکاف سنون میں بھی  
 صوم شرط ہو کیونکہ وہ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں ہوتا ہے بیانک کہ اگر اعتکاف کرے بلا صوم کسی مرض یا سفر کی وجہ سے تو جائز ہے کہ  
 سنت نہ شمار کیا جائے بلکہ فعل ہوا اور اس سے سنت کفایہ کی بجائے اور ہی حاصل نہ ہو قالہ الشامی و بسطہ فلولہ اعتکاف و لکھو کہ  
 وان فی صوم الیوم لقدم علیہ الصوم مالووی مالووی و الیوم و الیوم و الیوم پس اگر رات کے اعتکاف کی نذر کی تو نہیں صحیح ہو اگرچہ  
 اسکو ساتھ دن کی نیت بھی کرے کیونکہ رات محل صوم کا نہیں ہے لیکن اگر رات بولے اور یوم ارادہ کرے تو درخت ہوا و فرق مخفی نہیں ہے  
 ہم فرق ہے کہ پہلی صورت میں یوم کو تابع رات کے کیا ہو اور جب متبرم میں نذر نادرست ہوئی تو تابع میں بھی نادرست ہوئی اور دوسری  
 صورت میں لکھ بولا اور یوم مراد لیا یعنی مجاز مرسل و درتہ کا اس طرح کہ پہلے عقیدہ کو یعنی لکھ کو مطلق زمانہ میں استعمال کیا پیرا دس مطلق کو  
 عقیدہ میں استعمال کیا پس یوم مقصود ہوا قالہ العلوی میں کہتا ہوں کہ مجھ پر مسئلہ ہو کہ یوم کو اطلاق شمار کا مطلق زمانہ پر جائز ہے نہ لیل کا اطلاق  
 اور اگر اس طرح ہوتا اطلاق و عقیدہ کے علاوہ سبب جائز کیا جائے تو جائز ہو کہ اطلاق آسمان کا زمین پر یا درخت خرا کا کسی چیز پر لیل پر  
 اس میں کے سوا جائز ہو حالانکہ کتب اصول میں اسکو خلاف کی تصریح کی ہو قالہ الشامی و لکھو کہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

۱۰  
 غرض از حدیث صحیحہ  
 کہ اگر کسی نے روزہ  
 کے لئے نیت کی ہو  
 اور پھر اس کو  
 روزہ نہ پڑے  
 تو اس کو روزہ  
 نہیں ہے















خواہ صوم ہو جسو ایام اور لیالی کہنا خواہ ضمناً جو صوم ثلثین یو یا کہنت اور تشنہ کی صورت میں اعتکاف دو روز کا مع دو راتوں کے طرفین کے نزدیک لازم ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک پچھلی رات اوس میں داخل نہیں قالہ الشافعی فلو غای فی سکر یا الا یا مہلکاً خاصۃً حقیقت لغوی کی نیت کی کو عرف میں یوم آہر پہر کو یعنی مجموعہ شب و روز کو کہتے ہیں اور کبھی لفظ کو بسطہ حقیقت لغوی ہو اور حقیقت عرفی ہو تو اطلاق کے وقت حقیقت عرفی کے طرف مصروف ہونا ہی اسی جہت سے یہاں نیت کی ضرورت ہوئی اور جب اوسکی نیت صرف نہار میں درست ہوئی تو اوسکو اعتکاف ایام کا لازم ہو گا بغیر رات کے اور قبل طلوع فجر کے مسجد میں داخل ہو کر سے اور بعد غروب شمس کے نکلے قالہ الشافعی و ان نواظرتے ہا ائی یا مہلکاً لایبیل یوماً مکلفاً اور اگر نیت کی ایام سے لیالی کی تو بہر نیت صحیح نہیں ہے بلکہ لازم ہوں گے رات اور دن دو نوم کہ اگر ایسی نیت کی جو کلام کی محفل نہیں ہے کذا فی الجواد حاصل یہ کہ یا لفظ مفرد ہے یا تشنہ یا جمع اور ہر ایک ان میں سے یا یوم ہو یا لیل اور ہر ایک جن ان چوں میں سے یا حقیقت کی نیت ہو یا مجازی یا دونوں کی یا بالکل نیت نہ ہو یہ جو بیس صورتیں ہوں اور مشور اور مجموعہ کا حکم اوس کی انعام کے مذکور جو چکا مفرد یا جمع رات پس اگر ایک یوم کے اعتکاف کی مذکر کی تو فقط یوم ہی لازم ہو گا نیت اوسکی کرے یا نکرے اور اگر اس کے ساتھ رات کی بھی نیت کی ہے تو دونوں لازم ہوں گے اور اگر اعتکاف لیل کی نیت کی ہو تو دن لازم ہو گا جب تک اوس میں نیت یوم کی نہ ہو کذا فی البحر قالہ الشافعی کما لو نذر اعتکاف شہر نذر فی النہر خاصۃً و نذر حکم الیل خاصۃً فان نذر نیتہ لان الشہر اسم لم یقدر یشمل الا یام و اللیل فی کل ما ذہ جیسو اگر نذر کیا اعتکاف ایک جیسو کا اور نیت کی دنوں کی خاص کر یا نیت کی ایک عکس یعنی راتوں کی نیت تو اسی نیت صحیح نہیں کیونکہ شہر یعنی مہینا نام جو ایک مقدار میں جمع ہوتا ہے یا یام و لیالی کو پس اوس میں کمتر پر اطلاق کا احتمال نہیں ہے مہر جب جو کہ بلفظ شہر تعبیر کرے اور اگر ثلثین یو یا کہو گا تو اوس کا حال سابق مرفوم ہو چکا قالہ الشافعی الا ان یسکت فی اللیل فی تحقیق یا کتھر کر اس صورت میں کہ ہشتادوی راتوں کا پس خاص ہو جاوے گا اعتکاف دنوں ہی کا مہر نہیں جمع ہے نہار کی دنوں اسکتے الا یا مہلکاً و لا شی علیہ مکلف اور اگر دنوں کو ہشتادویا تو استثنائاً صحیح ہو اور ہر کہہ لازم ہو گا چنانچہ مذکور ہو چکا مہر نے باب اول میں کہ رات محل صوم نہیں حاصل ہے کہ جب ایام کا معنی دنوں کا ہشتادویا کر لیا تو باقی صرف راتیں رہ گئیں اور نیت اعتکاف مذکور صحیح نہیں ہے کیونکہ رات کو اعتکاف کی شرط ہے صوم کے ساتھ منافات ہو قالہ الشافعی و اعلم ان اللیل تابعہ للا یام و اللیلۃ عرفۃ و لیکل فی النہر فتمت للشہر المسکت و زفق بالکناس کما فی الصحیۃ الاول الجیدیۃ ہذا اور جان لو کہ راتیں تابع ہیں ایام کے مگر عرفہ کی رات اور نہرانی کی راتیں سو یہ تابع ہیں گذشتہ روز کے لوگوں کو سہولت کے لیے جیسو اولو الجیدی کی صحیحہ میں مذکور ہو سکا یا ذکر لوہر یعنی ہر شب تابع ہے اوس روز کی جو اسکے بعد ہے چنانچہ تراویح رمضان کی اول شب میں پڑھی جاتی ہیں نہ شوال کی اول شب میں تو اس تقدیر پر جب ذکر کرے نذر میں تشنہ یا جمع کو تو مسجد میں داخل ہو قبل غروب کے اور نکلے مذکور ہی جوسنے کے دن خود کی بعد چنانچہ خانیہ میں اسکی تصریح کی ہو اور یہ بھی تصریح کی ہو کہ جب یا مہلکاً یو یا کہو تو دو رک شروع کرے پس داخل ہو مسجد میں طلوع فجر سے پہلے الخ سو اس تقدیر پر لیل داخل نہوگی ایام کی نذر میں کہ جب کہ ایام کے عدد معین ذکر کرے کذا فی البحر اور عرفہ کی رات تابع ہے یوم التزویر کے اور سحر کی رات تابع ہے عرفہ کے یہاں تک کہ دسویں رات کو و نواف عرفات جساڑ ہے و لیکل الفلک و امشد فانی و مضی انفاً الا انھا متفقہ فی ہذا متفقہ خلافاً لہما اور شب قدر رمضان میں دائر ہے

عہد کی ذی الحجۃ  
بارہویں تا دہم  
مہر کی رات داخل  
کے ناک نہیں اسی  
دستار پہنیں  
میں امام کے نزدیک  
قرانی نماز نہیں  
نکاح شافعی کے  
اور گیارہویں تا پندرہ  
رات میں سترانی  
جساڑ ہے

بالا تفاق امام صاحب کے نزدیک رمضان کی تاریخوں میں مقدم موخر ہوتی رہتی ہے بخلاف صاحبین کے کہ اوّل کے  
 نزدیک تاریخ مسبق سے مقدم موخر نہیں ہوتی و بشرطہ فیمن قال بعد لیلة منہ انت حرّاً و انت طالع  
 لیلة القدر فقد لا یقع حتّٰی یتکلم شہر رمضان الا لای جواز کے کو تھا کہ الاوّل فی الاوّل  
 و فی الاخر فی الاخر لا و لا یقع اذا حضر مثل تلك اللیلة فی الاخر و لا خلاف انہ لو قال قبل دخول  
 رمضان وقع بمضیہ او شہرہ اس اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے اور اس صورت میں کہ کسی شخص نے رمضان کی پہلی  
 تاریخ کے بعد اپنے غلام کو کہا کہ تو آزاد ہے یا بی بی کو کہا کہ تجھ کو طلاق ہے شب قدر میں تو امام غلط کے نزدیک  
 عتق و طلاق واقع ہوں گے جب تک کہ دوسرا رمضان تمام نہ گذر جاوے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس  
 رمضان کی شب قدر پہلی تاریخ ہو چکی ہو اور دوسرے کی شب قدر چھٹی تاریخ میں ہو اور صاحبین کہتے ہیں  
 کہ اس رمضان کی جس تاریخ پہ قول کہا ہے وہی تاریخ دوسری رمضان کی گذر گئی تو عتق و طلاق وہم  
 ہو گئے اور اگر رمضان کے شروع سے پہلے یہ قول کہا ہے تو بالاتفاق اسی رمضان کے گذرنے  
 پر عتق و طلاق واقع ہوں گے قال فی المحیط الفتنی علی قول الامام لا یکن قبل  
 دخول الحالف فیہا یعدّ الاختلاف ولا لای فی لیلة السابع والعشیرین  
 و اللہ اعلم بحکم محیط میں کہا ہے کہ فتوے امام صاحب کے قول پر ہے لیکن صاحب محیط نے قول امام پر فتویٰ کو مفید  
 کیا ہے اس بات سے کہ جس نے عتق و طلاق کو شب قدر پر معلق کیا جو وہ فقیہ ہو اور اختلاف کو جانتا ہو اور اگر شخص مذکور غلام  
 میں سے ہو تو شب قدر ستائیسویں جو ہم کہہ نکلے اول تو غلام ہو سکتا ہے شب قدر کہتے ہیں دوسری ایک قول احوال میں سے یہ بھی منقول  
 کہ ستائیسویں رات کو شب قدر ہوتی ہے اور احادیث کثیرہ اس پر دلالت کرتی ہیں امام صاحب نے یہ جواب دیا ہے  
 کہ اس برس اس تاریخ میں تھی اور یہ جو شراح نے ذکر کیا کہ شب قدر رمضان میں دائر ہو گئے پیچھے ہوتی رہتی ہی  
 یہ ایک قول ہے امام کا اور بحر میں غائب سے منقول ہے کہ مشہور قول امام صاحب کا یہ ہے کہ تمام سال میں دائر ہے  
 کہی رمضان میں ہوتی ہے کہی غیر مہینے میں کہتے ہوں کہ ہسی کا مؤدے وہ قول جو شیخ نے الدین ابن عربی نے  
 فتوحات مکیہ میں ذکر کیا ہے کہ لوگوں نے لیلة القدر کی تاریخ میں خلاف کیا ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تمام سال میں دائر ہے  
 اور میں بھی کہتا ہوں کہ میں نے اس کو کبھی شعبان میں دیکھا اور کبھی ماہ ربیع الاول میں اور اکثر رمضان  
 کے عشرہ اخیرہ میں اور ایک بار عشرہ واسط میں اور کبھی جنت راتوں میں کہی طاق میں سو مجھ کو یقین ہے  
 کہ وہ سال بہر میں دائر ہی مہینے کی جنت رات ہو یا طاق انتہی اور اس باب میں علما کی احوال کلین جو شمار میں چہالیس کو پہنچتے ہیں

### حاشیہ

وضع ہو کہ لیلة القدر بڑے مرتبہ کی رات ہے اسکی طلب مستحب ہے اور وہ برس میں فضل شب ہے قرآن مجید میں اسکو  
 ہزار مہینے سے فضل فرمایا ہے بر عمل خیر اور اس میں ہزار عمل کے برابر ہے بالنسب دوسری اوقات میں کہ سیکو سالانہ  
 میں جسکو خدا تعالیٰ چاہی یہ دولت نصیب نہ ہو اور جو شخص شب کو دیکھ چاہی کہ چاہی ہو اور غلام سے یہ فاکر اللہ اننا شاء انک لا خلاص فی القول و  
 العمل تحسن الختام عند انشاء الجمل و اللہ اعلم قال الشافعی و الحمد لله اولادنا و الصلوة والسلام علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ کلہم  
 یہاں تک ترجمہ مترجم ثانی کا تمام ہوا و اللہ الحمد

ملاحظہ فرمائیے صاحبین کا  
 اختلاف در تاریخ شب قدر  
 و اختلاف در وقت طلاق  
 و اختلاف در وقت عتق  
 و اختلاف در وقت طلاق  
 و اختلاف در وقت عتق  
 و اختلاف در وقت طلاق  
 و اختلاف در وقت عتق



و اگر کسی از این روایت را در کتاب خود ببرد باید بداند که این روایت در حدیث معتبر است و اگر کسی از این روایت را در کتاب خود ببرد باید بداند که این روایت در حدیث معتبر است

نقعه خبیثه لیکر خلفا ہے اور کلاب میں پانوں ڈالکر لبتیک کہنا ہو تو آسمان سو کجاریا پکارنا ہو لایک لایک ولا سجد تک تیرا نقض جہرام ہو اور تیرا جہرام  
مستقبل نہیں کذا فی الزخرب والتریب لابن جریر و بالکراهۃ کلمۃ بلا اذن من یحب استیذانہ در گاہی جم کر وہ کہلا تاہی چنانچہ جم کر نا  
بلا اجازت اس شخص کی جس کو انوٹ لیا و جب ہو چنانچہ بلا اجازت محتاج والدین کے جانا اور سپہر زور و جہ اور جسم اقارب جٹا نقض اس شخص پر فرض  
ہے تو شام کے یا کسی معلوم ہوا کہ جم فرض بھی ہوتا ہو اور واجب اور نفل اور حرام اور مکروہ بھی اور ظاہر اجماع میں نہیں ہو سکتا اسو اسطر  
کہ پہلی عبادت ہو کذا فی حاشیۃ المطاوی فی النوازل لو کان الابن صبیحا فللاب منہ حتی یتکلم اور نوازل میں ہو کہ اگر لڑکا گواہ ہو تو  
ہو تو اس کو باپ کو جائز ہے کہ اس کو ستر جم سے منع کرے و اگر ہی نکلے تک بلکہ گھر کے کھنڈ سے بھی روک سکتا ہو کذا فی حاشیۃ المطاوی علی الفوق  
فی العامر الاول عند الثانی و اصح الروایۃ عن الامام مالک و اصح حدیث الکبار فی الفور فرض ہے پہلی سال میں نزدیک ابی یوسف  
اور امام مالک اور امام احمد کے اور امام اعظم کی اصح روایت میں اسو اسطر کہ احتیاط بھی ہو کہ اول سال اسکان میں ادائی جم ہو کیونکہ سال  
بھر میں جم کا ایک وقت معین ہو اور موت کا کوئی وقت معین نہیں تو باوجود قدرت کے تاخیر کرنا گویا مسدوم کرنا ہو ابی یوسف کی وہ حدیث دلیل  
جو امام احمد اور ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جم کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا لازم ہے  
اسو اسطر کہ گاہے آدمی بیمار ہو جاتا ہو اور راحہ گم ہو جاتا ہو اور کوئی حاجت فردی پیش آجاتی ہے کذا فی البیہقی شرح الکفر اور محمد شافعی  
کے نزدیک جم علی الفور فرض نہیں بلکہ علی التراخی فرض ہے بشرط عدم فوت فنیق و توشہادۃ بتاخیر ای سینین لان تلتخیر صغیر  
و بار نکاہ مرقۃ لا ینسق الا بالاصل لحدود وجہ ان الفونیۃ طنبۃ لان دلیل الاحادیث طوطی و لذلک اجماعنا انہ لو تراخی کان ادا  
و ان اسیم بموتہ قبلہ پر جب جم نے الفور فرض ہوا تو فاسق ہو گا اور اس کی گواہی مرد و ہوگی جم میں تاخیر کرنے سے یعنی چند سال کی تاخیر  
سے نسق ثابت ہو گا اسو اسطر کہ تاخیر جم کی سنیر و گناہ ہو اور ایک بار صغیرہ کرنے سے مسلمان فاسق نہیں ہوتا مگر اگر اس سے البتہ فاسق ہوتا ہے کذا  
سے البحر اور دلیل اس امر کی کہ تاخیر صغیرہ جم نہ کبیرہ جم ہے کہ فی الفور کی فرضیت ظنی ہو اسو اسطر کہ دلیل احتیاط کی چنانچہ قول سابق کے یا نہیں  
نہ کر ہو چکی ظنی ہو نہ قطعی اور گناہ کا کبیرہ ہونا ثابت نہیں ہوتا مگر قطعی دلیل سے نہ ظنی سے و لہذا فقہا کا اجماع ہے کہ اگر باوجود قدرت کے اگر  
چند سال تاخیر کی اور پھر جم کیا تو یہ جم ادا ہو گا نہ قضا اگر جم قبل جم کے مر جائے سو گنہگار ہو گا و قالوا لولہ لہ حق تلف مالہ و سمعہ  
ان ینستقرض و لہ و لآخر قادی علی وفائہ و یرجی ان لا یحدک اللہ بذا لک اے لو ناویسا و فاء کان قدار کا قید فی الطہرۃ  
اور فقہانے کہا ہو کہ اگر مقدمہ دالے نے جم نکلیا یہاں تک کہ اس کا مال تلف ہو گیا تو اس کو جائز ہو کہ فرض لے اور جم کرے اگر جم اس کو قدرت ہو  
ادائی فرض کی اور امید ہو کہ حق تعالیٰ اس کا مواخذہ نہ کرے اگر بدو ن ادا کے مگر کیا بشرطیکہ اس کو ادا کرنے کی نیت ہو و در صورت قدرت چنانچہ یہی قید  
لگا ہی ہو عدم مواخذہ کی ظہیر یہ میں ہم طوطا دی نے کہا کہ تراشی میں ابی یوسف سے منقول ہے کہ ایسی صورتیں فرض لینا جم کیو اسطر لازم ہو  
مسلم لان الکفر غیر محض طیب لغزہ ایمان فی حق الاداء و قد تحقیقناہ فیکلفناہ علی المسلمانہ جم فرض ہو مسلمان پر نہ کا فرض ہو  
کہ کا فرض مل نہیں فرضی احکام کے ادا کرنے کے حق میں ہاں در حق اعتقاد احکام لہستہ مخاطب ہو اور البتہ ہمیں اس مسئلہ اصولی کو شرح منار میں  
محقق کیا ہو ہم بیان سے تفصیل شرائط جم کی شروع ہوئی تو اجمالا دریافت کرنا چاہیے کہ شرائط جم کی تین قسم ہیں ایک شرائط واجب جم کی  
اور دوسری شرائط وجوب ادائی جم کی اور تیسری شرائط صحت جم کی سو شرائط وجوب کی آٹھ ہیں بنابر قول اصم کے اسلام عقل بلوغ  
حریت وقت قدرت زاد قدرت راحہ فرضیت جم کا علم اور شرائط وجوب ادائی جم میں بقول اصم صحت بدن کی قدرت زوال موانع حسیہ  
اسن راہ قدم قیام عدت عورت کے حق میں غرضہ زوجہ یا محرم عہد کے ساتھ اور شرائط صحت جم کی جائز ہیں احرام جم زمانہ خاص  
مکان خاص اسلام کذا فی منہ انفار جم مکلف علی بعضیہ اما بالکون بدامرا نا و بانخبار احدہ او مستوفین جم فرض ہو مکلف پر جم







جاتے ہوں تو سطرط حج میں عذر صریح ہو اسو اسطرط کہ غلبہ سلامتی کا نہیں وہل ما یؤخذ فی الطریق من المکسر الخفاۃ حلاۃ مکران وللمعتمد  
لا کافی القنیہ والحقنہ علیہ الفتویٰ فیختص فی الفاضل عما لا بد منہ القلیۃ ط المکسر الخفاۃ کافی مناسک الطرۃ سلم اربا  
وہ مال جو بطریق وہ یک اور راہ داری کے یا جاتا ہو راہ میں عذر ہو سکتا ہے سطرط حج کا اس میں دو قول ہیں اور قول مستند یہ ہے کہ سطرط دینا عذر نہیں  
کذا نے القنیہ والحقنہ اور اسی قول پر سنتوی ہے نو اسو زمین اسو مال دینی کی قدرت کو بھی زائد از ضروریات میں حساب کرنا چاہیئے اسطرط مذکور ہے  
طر ابسی کی مناسک میں وضع زوج او حرم ولو عبد او ذمیۃ او من ضلیم اور سطرط ہو ساتھ ہونا زوج یا حرم کا اگرچہ زوج اور حرم غلام ہو یا  
ذمی حرم ہو یا رضاعی ہم محرم عورت کا وہ ہے جس کا ہر نکاح اس عورت کو درست نہ ہو خواہ نسب سے یا رضاعت یا مصاہرت سے کو کذا نے النہر مسلم اور ابو داؤد  
میں حدیث مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت مومنہ کو حلال نہیں تین منزل یا زیادہ سفر کرنا بدو انہو باب یا سیاہی یا بیٹے یا  
زوج یا حرم کے کذا فی البیانی شرح المکنز بالبعقید لهما فی النہر یحکم بالغ زوج اور حرم دو نو کی قید ہو کذا فی النہر یحکم بالغ زوج یا حرم منبر ہو  
نو عورت پر حج واجب نہ ہوگا تا قیل ہر اسی زوج یا حرم ہو یا شیار کی شرط ہو تو بخون زوج یا حرم سے وجوب نہیں والہو الحق کما لہم جو ہر اور تزا  
البلوغ بانہ کی مانند ہے کذا فی الجوہرۃ غیر محسبی و لا فاسق بعد حفظہا بشرطیکہ محرم جو سی نہ ہو اور مسلم فاسق نہ ہو بسبب عدم حفاظت دو نو کی  
اسو اسطرط کہ جو سی کے دین میں یا بہن حلال ہے اور فاسق بھی لائق اعتماد کے نہیں مع وجوب النفقة لہم ما علیہا کذا نے عجین علیہا ساتھ وجوب  
ہونے نفقہ محرم کے عورت پر یعنی جب محرم ساتھ ہوا تو اسکا نفقہ عورت پر واجب ہو اسو اسطرط کہ وہ اسکو کام میں بند ہو گیا لاہو اسطرط ولا عجزاً  
فسق سفر حج میں حرم عورت کیو اسطرط زوج یا حرم مشروط ہو اگرچہ عورت بڑی ہو ہل یلزم الیہا نفقہ حق لان اور کیا لازم عورت کو نکاح  
کر لینا اس میں دو قول ہیں یعنی اگر عورت مالدار ہو اور اسکا کوئی محرم نہ ہو تو وہ حج کیو اسطرط نکاح کر لے اور دوسرا قول یہ ہو کذا اسطرط نکاح لازم نہیں  
ولیس عبدہا حرم لہا اور عورت کا غلام عورت کا محرم نہیں اگرچہ وہ خصمی ہو تو غلام کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے کذا فی حاشیۃ الطحاوی عن الزیلعی  
ولیس لزومہا منعہا عن حجۃ الاسلام اور زوج کو جائز نہیں کہ عورت کو حج اسلام سے منع کرے یعنی حج فرض ہو بشرط محرم بان حج فاسق ہو و کذا نے  
ہے کذا فی منع انفار ولو حجت بلا حرم جاد مع الذکر کذا نے اگر عورت نے بدن محرم کے حج کیا تو جائز ہو گا کراست کے ساتھ کراست سہرا کراست  
تحریری کو کذا فی الطحاوی ومع عدم عذر علیہا مطلقاً ایقہ علیہا کانت ابن ملک اور بشرطیکہ عورت پر مطلقاً عدت نہ ہو کوئی عدت کیون نہ ہو  
خواہ عدت وفات کی خواہ طلاق بان یا رجعی کی کذا اصرم ابن ملک والعبارة لوجوبہا کے للعدۃ العاکفۃ من یسفر ہا وقت سن ورجع اہل بلاہا و  
کذا اساکم الشریعہ اور اعتبار اس عدت کے واجب ہو نیکا جو عورت کو سفر سے منع ہو اسکو شہر والون کی تکلیف کیوقت کا ہی میں عدت بان حج کیو اسطرط  
تخلین اگر عورت عدت میں ہوگی تو سفر حج کو سلیکی کہ عدت میں سفر کرنا جائز نہیں اور اگر بعد سفر کرنے کے عدت واجب ہوئی تو اسکی تکفیل کتاب العدة  
میں مذکور ہے اور چنانچہ اعتبار وجوب عدت کا خروج کیوقت منبر سے سطرط سب شرط سابقہ کا اعتبار خروج ہی کیوقت ہے یعنی اسلام اور تحریر  
اور عقل اور بلوغ اور صحت بدن اور بیانی اور قدرت زادا اور اعلیٰ وقت خروج منبر سے قبل خروج کے نہ بعد خروج کے مثلاً قبل خروج قافلہ  
مقدور زاد کا تہا اور خروج کیوقت مفلس ہو گیا یا خروج کیوقت مفلس تھا اور بعد قافلہ طے جانے کے مقدور بالا ہو گیا تو اس سال کا حج اسپر لازم  
نہیں فلو حرم حبشی عاقل او حرم عنہ ابویہ صبار حرم او یلبغی ان یحرمہ قبلہ ویلبس ملہا وارجع الیہ وجسوط و طہارۃ ان احرمہ  
عنہ مع عقلہ صحیح فمعه عاۃ اولیٰ سو اگر احرام باندہ صغیر ہو شیار نے یا اسکی طرف سے اسکو اپنے اسکا احرام باندہ تو بدو ن طرف سے صغیر حرم  
ہو گا اور باکو چاہیئے کہ صغیر کو لباس سے پر بند کرے اور اسکو نہ ہدا اور چادر نہ ہدا و یو کذا فی البسوط امد بسوط کا ظاہر کلام سہر ولالت کرنا ہی کہ اگر  
کرنا باپ کا صغیر کیطرف سے باوجود اسکی عقل اور حرم کے میم ہو تو اسکی بیہوشی اور ناہمی میں یا کما احرام باندہ دینا بطریق اولیٰ میم ہو گا کذا نے  
او عبد ذنق قبل الوقوف فی صراط علی الحرام لہ یسقط خضبا لا انعقادہ نقل پر صغیر احرام باندہ میم کے بعد باپ ہو گیا با غلام حرم

باندہ کر آزاد ہو گیا قبل ٹھہرنے عرفات کے پہر اسی انگو احرام پر ہر ایک چلا گیا یعنی دوسرا احرام نہ باندھا تو وہ نون کا فرض چھ سات چھوٹا سا  
 کہ شروع سے نفل تھا پھر نفل کی نیت سے فرض کیونکر ادا ہو تو بعد بلوغ اور آزادی کے چھ فرض منبر اور عید پر لازم رہا فلوجلہ الصبیح الاحرام  
 قبل وقوف بعرفة و تھے حجة الاسلام احقر اگر منبر نے بعد بلوغ کے نیا احرام باندھا قبل وقوف عرفات کے اور اس احرام بعد  
 فرض حج کی نیت کی تو کافی ہے یعنی فرضیت ادا ہو گئی ہم احرام جدید اس طرح کرنا چاہیے کہ بیعت تک پلٹ جاویں اور وہاں دوسرا احرام باندھیں  
 حج کی نیت سے ایک کہہ لو فضل العبد المذنب کذا القصد الذکر کلمہ یخبرہ لا نفقادیہ لا نزل الخلاف الصبیح والکافر والمجنون  
 اور اگر آزاد غلام سطر حسی نیا احرام باندھیں تو اسکو کفایت کرے گا یعنی اس پر فرض چھ سات چھوٹا سا اس طرح غلام پر نفل چھ شروع کرنے سے لازم  
 ہو گیا تو اسکو توڑ نہیں سکتا بخلاف منبر اور آزاد مجنون کے اسو اس طرح منبر کا احرام لازم نہیں تو اسکو احرام توڑنا جائز ہے اور اگر آزاد احرام  
 سرخو سیح نہیں بسبب مہلت کے والحق فرضہ ثلاثۃ الاحرام اور جو میں تین کام فرض ہیں اول احرام باندھنا فرض وہ جو جسے ترک سے حج طہل  
 ہو جاویں اور سال آئندہ میں اسکی تعذیر لازم آویں وہو شرط امتداد ولہ محکم الرکن باندھنا حتی لم یجئ لفاقیۃ الحج المستیلا مقننہ لیقضی  
 من قایل اور احرام شرط ہو باعتبار ابتداء کے ولہذا اسکی تقدیم حج کے مہینوں پر جائز ہے جسود منوقبل وقت نماز کے جائز ہو اور احرام کو رکن  
 کا حکم ہے باعتبار انتہا کے تا ایک جسکا احرام باندھ کر حج فوت ہو گیا ہو اسکو احرام کا باقی رکھنا تا کہ سال آئندہ اسکی ہجرتی تعذیر جائز نہیں اور  
 اگر شرط ہو تا ہر طرح سے تو اسکا باقی رکھنا جائز ہو تا الوقوف بعرفۃ فی اوانہ سمیت بہا لان آدم علیہ السلام منی تعادفا فیہا اور دوسرا  
 فرض عرفات کا ٹھہرنا اسکی خاص وقت میں عرفات کا نام اسو اس طرح کہ گیا کہ آدم اور حوا علیہ السلام میں وہیں تعادف ہوا یعنی بہشت سے زمین پر تفرق  
 اور واپس بہشت عرفات میں لکھا ہوئی اور ایک نے دوسری کو سپانا ومُعظم لطائف الزیارت وہاں کائنات اور تیسرا فرض اکثر طواف زیارت اور  
 درون یعنی وقوف عرفات اور طواف الزیارت رکن ہیں حج کے لیکن وقوف عرفات فوتری طواف اسو اس طرح جامع قبل وقوف سے حج فاسد ہو جاتا ہو اور  
 جامع قبل طواف سے فاسد نہیں ہوتا کذا فی العالم کبریہ وواجبہ نیف وعشر دن اور واجبات حج کے سیرت اور کئی ہیں چنانچہ پچیس کام ہیں چنانچہ  
 شمار واجبات کا رقم ہندسہ سے معلوم ہو گا واجب وہ جو جسے ترک سے حج باطل نہیں ہوتا بلکہ ذبح کرنا لازم آتا ہے وقوف حجیم وھو المدخلۃ لمقننہ  
 بذلک لان آدم اجتمع لحوادۃ لکھائے دناضہا اٹھرا جمع کا بیسے مژدہ کا اسکا فرد لغہ اسو اس طرح نام ہوا کہ آدم حرا کے  
 ساتھ وہاں جمع ہوئے اور ان سے قریب ہو گئے واللہ سبحانہ وعند الامۃ الثلاثۃ ھو لکن بین الصفا معنی لان محکس علیہ آدم صفو اللہ واللہ  
 لانہ جلس علیہا امرآۃ وھی حواء ولذا انقضت ۳ اور چلنا صفا اور مرد کے درمیان اور تینوں اماموں کے نزدیک سنی کرنا رکن ہے صفا اور  
 مرد و دیہاڑیان میں سجدہ الحرام کے پاس صفا اسو اس طرح اسکا نام ہوا کہ آدم صفی اللہ او سپر بیٹھے اور مردہ اسو اس طرح نام ہوا کہ امرآۃ یعنی عورت او سپر  
 بیٹھی عورت سے حوا مراد ہیں اور اسو اس طرح مردہ مرث ہو ہم بعضی علما نے وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے کہ صفا اکبر وکانام تھا اور مردہ البکورت کا نام  
 تھا سو درون نے بیت اللہ میں حرام کاری کی حق تعالیٰ نے انکو تہر کر ڈالا و درون مردوں کو وہاں پہاڑ یون پر لوگوں کی جہت کیو ہو کہ اسکا کھانا  
 فی ماشیۃ الطحطاوی واللہ اعلم درحی البیاد لکل من حج ۴ اور کنگر یان ملا جمرات ٹٹہ پر ہر حج کرنا لے کو خواہ قارن ہو خواہ متمتع خواہ منفرد وھو  
 المستدیر ای الوقف لا فاقی خیر الحاکمین ہم اور طواف الصفا یعنی رخصت کا طواف افغانی کو سوا ہی حاکم کے تو کی اور بستانی اور عائضہ پر طواف  
 الصفا واجب نہیں والحق او التقصیر اور سہ منہانا بالکراۃ والنشاکد الاحرام من الیقاق ۶ اور احرام کا شروع کرنا بیعت کر  
 یعنی احرام کے مقام سے وھذا الوقف بعرفۃ الی الغریب ان وقت ہنار آئے اور نماز کرنا درون عرفات کا غروب آفتاب تک اگر دین و نون کی ہجرت  
 کچھ دن اور کچھ رات کے درون کو جمع کرنا واجب والیدۃ بالطواف من الحج الاستیذان علی الاستیذان علیہ السلام قبل وقوف  
 مستحب ۸ اور واجب ہے ہر اسو اسو طواف کا شروع کرنا یا ہر شبہ قول کے اسو اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ابتدا طواف ہر اسو اس طرح

اور بعد ان سب کے نزدیک یہ فرض ہے اور بعضوں کے نزدیک نہ ہے۔ اور اللہ یا مَن فیہ ای فی الطواف فی الاصح ۹ اور طواف کو پنجواہنی کرنے  
 کرنا یا بیرونِ مہم کے یعنی جب حج اسود کے مقابل کھڑا ہو تو اپنی داہنی جانب سے طواف کرے ہر طواف اور دروازہ ہر بیت اللہ کا والشمسی یہو  
 العین لمیس لہ تذکرہ منہ ولونڈا رطو فان حقا کرہ ما شیا ولوشوع مستغلا رجفا شیا افضل ۱۱ اور واجب ہر طواف میں پنجواہنی  
 چلنا ہو سکو ایسا عذر نہیں جو چلنے کا مانع ہو اور جس قدر مانی طواف کی زمین ہو سکر تو اس پر بدل طواف کرنا لازم ہے اور اگر نفل طواف زمین پر چل کر  
 شروع کیا تو اسکو طواف میں پانچ سو چلنا افضل ہے والظہارۃ فیہ من البیاسۃ الحکیۃ علی المذہب قبل والحقیقۃ من ثوب ویدان و  
 مکان طواف والاكثر علی انہ سنۃ موکدہ کما فی شروح لباب الناسک ۱۱ طواف میں طہارت نجاست ملنی سہو واجب ہے بنا بر فوسی مذہب اور  
 قول بعضی یہ ہے کہ شہادت نجاست حقیقی کی کپڑے اور بدن اور طواف کے مکان سہو واجب ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ نجاست خف کی طہارت  
 سنت موکدہ ہے وجوب چنانچہ لباب الناسک کی شرح میں مذکور ہے وسائر العودۃ فیہ ویکشف ریم العضم فاکثر کما فی الصلوة فی الحج والعمرة  
 ۱۲ اور شروع کرنا اور طواف میں اور چوتھائی غرض یا زیادہ کھنسی سے طواف میں مذکور کرنا واجب ہوتا ہے چنانچہ کشف عرق کا بیان کتاب الصلوۃ میں مذکور  
 ویدادۃ السعی بین الصفا والمروة من الصفا ولویل البلمروۃ کا یقیناً الشوط لادل فی الاصح ۱۳ اور صفا اور مروہ کے درمیان  
 فی حق کو سب سے شروع کرنا اور اگر شروع کر دے تو شوط اول میں اسکا شمار نہ ہوگا قول میں یعنی اول شروع کرے چلنا صفا تک یہ شوط اول ہے  
 داخل نہیں پسیدہ کہ واجب ہے بلکہ شوط اول عبارت ہے ابتدا ہی صفا سے شروع کرنا والشمسی فیہ فی السعی لمیس لہ تذکرہ کما شکر ۱۱ اور چلنا سہو  
 جسکو چلنے میں کچھ عذر مانع نہیں چنانچہ طواف میں مذکور ہوا ذلی الشاة للقاتل والمتمتع ۱۵ اور ذبح کرنا بہر یگری کا قارن یا متمتع کو دو  
 صلوۃ رکعتیں لعل استنبین من ای صلوۃ سیکان غلو تر کھا اهل علیہ دم قبل تم فی بھی ہے ۱۶ اور در رکعت نماز پڑھنا واجب ہے سات یا  
 بیت اللہ کے گرد گھومنے کے بعد کوئی طواف کیوں نہ ہو یہاں تک کہ طواف نفل میں بھی دو رکعتیں واجب ہیں سو اگر دو رکعت کو طواف کرنا چاہے ترک کیا  
 تو اس پر ذبح کرنا کیا واجب ہے یعنی علمائے کہا کہ ان واجب ہے تو اگر قبل ذبح کے موت او سکوا آدمی تو ذبح کرنے کی وجہ سے کرنا یا نہ کرنا اللہ یتب الاتی  
 بیانہ بین الرمی والحلق والذبح یوم الحضر ۱۱ اور ترتیب کرنا درمیان کنکریان مارنے اور سر منڈانے اور ذبح کرنے کے قرانی کے دن چنانچہ  
 بیان اس ترتیب کا ویگا اما الترتیب بین الطواف و بین الرمی والحلق فمسئۃ فلو طواف قبل الرمی والحلق لاشی علیہ ویکو لباب  
 اور وہ ترتیب جو طواف کے درمیان اور کنکریان مارنے اور سر منڈانے کے درمیان میں ہے سو تو سنت ہے واجب نہیں تو اگر طواف کیا  
 قبل رمی اور حلق کے تو کوئی چیز اس پر لازم نہیں لیکن کر وہ تنزیہی ہو تشبہ سنت کے کذا فی لباب الناسک وسیحی ان المقصد لا یخفی علیہ  
 مستحقۃ اور آگے آویگا کہ مفرد پر یعنی جو فقط حج کی نیت کرے بلا قرآن و بلا تمتع اس پر ذبح واجب نہیں اور فقیر باب النجایات میں ہم اسکی  
 تحقیق کریں گے وفعل الحواف الافاحۃ ای الزیادۃ فی یوم من ایام الفخر ۱۸ اور طواف الافاحۃ یعنی طواف الزیادۃ کا کرنا کسی دن میں قرانی  
 کے دنوں سے ومن الوجبات کون الطواف ورماء الحطیم ۱۹ اور واجبات سے ہر طواف کرنا بیت اللہ کا حطیم کے ساتھ ہم حطیم اس حطیم کا ہم  
 ہے جو بیت اللہ کی جانب مغرب اور شمال واقع ہو اسکو گرد لپوٹی دیوار سے کان کی مانند حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں  
 حطیم بیت اللہ کے اندر داخل تھی تریش نے ایام جاہلیت میں جب کعبہ بنایا تو قبلت معاصت کے حطیم کو کعبہ سے جدا کر دیا پر جب حطیم بیت اللہ میں  
 داخل ہوئی پھر ہی لہذا طواف میں اسکا داخل کرنا واجب ہوا اور فرض اسکو طواف کرنا کہ داخل اسکا بیت اللہ میں بدلیل قطعی ثابت نہیں واللہ اعلم  
 وکون السعی بعد طواف معتد بہ ۲۰ اور سعی کا ہونا بعد اس طواف کے جو شمار کے لائق ہو یعنی چار شوط یا زیادہ کے بعد ہو اسکو کہ دو تین  
 شوط سے طواف مقبر نہیں ووقیت الحلق بالمکان والزمان ۲۱ اور سر منڈانے کی قصین مکان خاص اور زمانہ مخصوص میں یعنی حلق کرنا  
 حرم کے اندر ایام نحر میں واجب ہے وتر الحلق بالکعبۃ بعد الوقوف ۲۲ اور مسنوعات غیر مقبہہ کا ترک کرنا بعد وقوف عرات

حج و عمرہ کے لئے  
 اگر کسی نے حج و عمرہ کے لئے  
 طواف کیا تو اسکو  
 چار شوط یا زیادہ  
 کے بعد ہو اسکو  
 کہ دو تین شوط  
 سے طواف مقبر  
 نہیں



کو لیجانا کمال شہم ادبی سے اور نفقہ حلال کی طلب میں نہایت کوشش کریں اور اس سفر میں ضرور جو رفیق صالح کی صحبت کہ غفلت کہ وقت میں نہ ہونے  
 کر دیں اور مصیری اور ناشکیبائی کی حالت میں صبر کی تعلیم کریں اور جب یہ عاجز ہو تو وہ اعانت کریں اور حج کو مناسب ہو کہ کراہ  
 والیکو اپنا اسباب دکھلا دیکو اور بدو اسکی اجازت کے زیادہ سواری پر نہ لادیں اور بعد اجازت کے بھی جانف کی طاقت سے زیادہ بوجھ  
 نہ لے اور سفر میں بہتر سہارے کہ تجارت کی نیت نہ کریں اگرچہ تجارت سے ثواب کم نہیں ہوتا مگر غازی کی اور لازم سے کہ اس سفر میں برباد ہو  
 اور نفاخر سے آگے بھاڑیں اور بعد حمل کی سواری سے نفی علامتے کر دہ جانی ہے انتہی مافی البہر الفائق اور فتم القدر میں ہر کہ تحصیل نفقہ حلال  
 میں کوشش ملینے لازم ہے اسو اسکو کہ حرام نفقہ سو حج مقبول نہیں ہوتا اگرچہ فرض مافق ہو جائے اور سقوط حج اور عدم قبول حج میں کچھ فرق  
 نہیں عدم قبول کی یہ معنی کہ ثواب حاصل نہیں ہوتا اور سقوط کا یہ مطلب کہ آخرت میں عذاب نہیں جیسا کہ تارکین حج کو ہو گا اور خدا ہی بخشنا  
 میں ہو کہ جب آدمی کے پاس حلال مال ہو اور اس میں کچھ شبہ ہو حرمت کا تو اسکی تدبیر یہ ہو کہ نفقہ حج کیو اسکو فرض لے ادا ہو اس مال کو فرض  
 کو ادا کرے اور نیامع میں ہو کہ عیال کا خرچہ دیکھا دے اور خوش خرم سفر کریں اور راہ میں تقویٰ اختیار کرے اور ذکر اللہ کی کثرت کریں اور  
 بخلق اور غضب پر پرہیز کرنا ہو اور لوگوں کی بد خلقی اور غصہ سہا کرے علم اور بردباری کرنا ہو کذا فی العالم گیرتہ اور سفر کی دعائیں حصص میں  
 وغیرہ کتب احادیث سے یاد کرے یا لکھ لے تاکہ انکو اپنی موقع پر پڑا کرے ہم یہ سنجات اور آداب سفر سے جو بقدر ضرورت ذکر ہوئے آج  
 سنن اور منوعات حج کو دریافت کرنا چاہیے طواف القدوم اور طواف میں رتل کرنا یعنی اکرنا اور صفا مردہ کے اندر دو تیسرے مینار کے درمیان  
 شتاب چلنا اور ایام نحر کی راتوں میں منا میں رہنا اور عرفہ کے دن بعد طلوع آفتاب کے مناسی عرفات کو جانا اور مزدلفہ سے مناکب چلنا  
 قبل طلوع آفتاب کے سنت جو کذلک نے فتم القدر اور مزدلفہ میں رات کو رہنا سنت ہے اور جرات ثلثہ کی رمی میں ترتیب سنت ہے کذا فی العالم گیرتہ میں بھی  
 اور منوعات حج دو قسم ہیں ایک وہ جو انسان اپنی ذات پر کرے وہ چہ طرح ہو جماع کرنا اور شرمندانہ اور ناخن کاٹنا اور خوشبو لگانا اور شرم  
 اور چہرے کو ڈھکنا اور کپڑا پہنا اور دوسری قسم وہ ہے جو آدمی اپنی ذات کے سوا غیر میں کرے جیسے شکار کرنا حل اور حرم میں اور حرم کے  
 درخت کو کاٹنا کذا فی العالم گیرتہ واشہرہ متوال و ذوالقعدة بفتح الفاف وتکسر وحسری ذی الحجۃ ویکسر الحاء وفتح عین اللام  
 لیس عنہا یوم الفیضۃ وذلک لایحی کلہ عملاً بالآیۃ قلنا اسمہ المبعثین شذرت فیہ ما وراہ الواحہ اور حج کے مہینے شوال اور ذی  
 اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں اور امام شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک قربانی کا دن حج کے مہینوں میں نہیں اور امام مالک کے نزدیک تمام ذی الحجہ  
 حج کے مہینوں میں داخل ہے بدلیل آیت قرانی کے حق تعالیٰ نے فرمایا لا تحجوا الا فی الحجۃ واثنتین من الشہر یعنی حج کے مہینے معلوم اور مشہور ہیں لفظ شہر جمع  
 سے اور اقل جمع تین ہوتا ہے ہر ماہ حج کے مہینوں میں امام مالک کے ہند لال کا کہ صیغہ جمع میں ماہ واحد بھی مشرک ہے یعنی دو اور دوسرے  
 زیادہ پر بھی اطلاق جمع کا فرمان مجید میں ثابت ہے حق تعالیٰ نے فرمایا لا یفقد صغف قلوبکم یعنی تم دونوں کے دل مائل ہو گئے قلوب جمع  
 اور مرد مشق ہے یعنی دو چنانچہ زحشری نے اسکو مصرح کیا ہے فوج جمع کا اطلاق دو پر ہوا تو ایشہر کا اطلاق دو مہینوں اور بعض ثالث پر طواف  
 اولی صبح ہو گا کذا فی حاشیۃ الطحاوی اگر کوئی کہے کہ غمرہ ائمہ ثلثہ کے اختلاف کا کیا شارح نے اسکا جواب توں آئندہ میں دیا و فان ائمتہ  
 التواقیت انہ لو فعل شتاکا من افعال الحج خارجا لایبغیہ اور فائدہ اس توفیق اور حسین کا یہ ہے کہ اگر افعال حج میں سے کوئی  
 فعل اس مدت سے باہر کریں تو کفایت نہ کرے لایبغیہ اور فائدہ اس توفیق اور حسین کا یہ ہے کہ اگر افعال حج میں سے کوئی  
 کے ایشہر حج سے پہلے تو صحیح نہیں اور احرام باندھنا ایشہر حج میں کر دہ نہیں اور اس سے قبل جائز ہے مع الکراہت جبکہ یہ معلوم ہوا تو دربارت کرنا  
 چاہیے کہ شارح کو لازم تھا کہ بکام لایبغیہ کے لایبغیہ کہنا تاکہ احرام قبل ایشہر الحج کا شامل رہتا اسو اسکو کہ احرام قبل ایشہر حج کے کفایت  
 کرنا ہو مگر حلال نہیں فہستانی نے کہا کہ رمی اور طواف الزیارة بعد ایشہر حج کے کفایت کرتے ہیں لیکن حلال نہیں بلکہ حرام ہیں کذا فی





مستحکم کرنا چاہیے کہ شانشاہ علی الاطلاق نے کعبہ منظرہ کو بزرگی دی اور سکو بارگاہ قدسی قرار دیا اور سجد الحرام کو اود کا جلو خانہ بنایا۔  
شہر مکہ کو مسجد الحرام کا احاطہ کیا اور محرم کو شہر کا پیگاہ ٹھہرایا اور موافیت کو محرم کا مجرا گاہ قرار دیا اور وہاں سجد الحرام باندھنا واجب  
کیا اور سنہ مبارکہ کے اظہار شرف کیو سطر تو اسمین سب فاصدین مکہ داخل میں خواہ بہ نیت جم یا عمرہ و جاوین خواہ بہ نیت سکونت و حیرت  
خواہ بہ نیت تجارت بہر صورت احرام واجب ہو و الحلیفۃ نصف فقط مکان علی سبۃ امینال حین کلمۃ اللہ و عیشی و ایل من حکۃ شہداء  
العراق ابار علی رضی اللہ عنہم و انہ قاتل الحریۃ فی بعضہا و ہو کذب ایک میقات ذوالحلیفۃ سے بغیر عادیتم لام وہ مکان بہت  
کو سن پر ہی مدینہ طیبہ سے اور دس منزل سے کہ منظرہ سے و ان کے کو نکو حرام عرب ابار علی کہتے ہیں اور کالان بھیسے کو علی مرتضیٰ سے جنون سے  
تعال کیا وہاں کے کسی کو یمن میں اور علائکہ مجہ جوت پر کہیں ثابت نہیں یہ میقات ہو اہل مدینہ کا سب موافیت سے یہ میقات دور ہی کہ منظرہ سے  
و ذات عرق بکسی فسگون علی محلہ بن مریکہ اور ذات عرق بکسر عین و سکون ثانی یہ میقات کہ منظرہ سے و منزل پر ہی جانب مشرق کی  
و جحفۃ علی ثالث محلہ بن مریکہ اور جحفۃ بغیر جیم و سکون حاکمہ کو یمن منزل پر ہی قریب رابع کے اود بالفعل عوام اور سکوز بن کہتے ہیں کذا فی  
النہر اور یہ قریب ہی کہ سمرقند اور شمال کے درمیان شام کی راہ پر اور یہ میقات ہو اہل مصر اور مغرب اور شام کا کذا سے انجمن جحفۃ کا بالفعل ثانی  
باقی نہیں رہا لہذا رابع سے احرام کرتے ہیں کذا فی حاشیۃ المطالع و قس علی محلہ بن حکۃ و فیہ الی خطا و نسیمۃ اولیس الی خطا  
اختر اور قرن بغیر فاف و سکون ثانی پہاڑ کا نام ہو عرفات کو نظر آتا ہو کہ سے و منزل پر ہی اور قرن کو بغیر را کہنا عظیم ہو جو سری کی اور اولیس  
کی نسبت کرنا و سکی طرف دوسری خطا ہو اسو اسکو کہ اولیس قرنی اس قبیلہ کی طرف منسوب ہیں جسکو بنو قرن کہتے ہیں کذا فی النہر و یہاں محلہ بن  
محلہ بن الیضا اور بلکم بغیر مشنا و تھانی و دلام ملک ہماہ کا پہاڑ سے مجہ بھی و منزل پر ہی کہ منظرہ سے جانب مغرب لکھنا ہوا فی العراق و ذات  
میقات ہو اہل مدینہ کا اور ذات عرق میقات ہو اہل عراق کا عراق اس ملک کا نام ہو جبین بغداد اور کوفہ اور بصرہ اور نجف اور کربلا ہو اور اہل  
خراسان اور اہل النہر بھی بھی میقات ہو و السبۃ امی الخیر الما المینۃ بقرنیۃ ہا یا ثانی اور جحفۃ میقات ہو اس شامی کا جو مدینہ میں ہو کہ کہتے  
نہیں یا مجہ قید شارم نے بقرنیہ آئندہ لکھی و الخیر الما المینۃ لکھی و نشی و شب اور قرن میقات ہو اہل نجد کا اور بلکم میقات ہو اہل یمن اور  
اہل مدینہ کا مستحق موافیت اور بلاد و کولہ و لعل و نشر و رب کے مذکور کیا و سطر اختصار کے و لیجہا قولہ عرق العراق کذا فی النہر و مدینہ  
الحلیفۃ یقول المانی و الشام جحفۃ ان حرۃ ہا و لاهل نجد قرن فاستیجہ مجہ بھی ہو موافیت اور اہل موافیت کو شاعر نے بنو قریظ بن کہ  
خلف آسان ہو یعنی ذات عرق عراق کا میقات ہو اور بلکم یعنی کا اور ذوالحلیفۃ سے مدنی احرام باندھنا سے اور اسو شام کے مجہ ہو کہ گذری  
نواہی شامی جحفۃ کی طرف سے اور اہل نجد کیہ اسو قرن میقات ہو سطر ہر سطر و کذا ہی یمن ہو ہا میں غیر اہل ہا کا شامی یہ میقات ہے لہذا  
فہو میقاتہ قالہ النہر و الشافعی و غیرہ کا اور سطر یہ سکانات اسکو و سطر بھی میقات ہیں جہاں سکانات کی طرف ہو کر غلے و دوسرے طرف والا  
چنانچہ شام کا رہی والا اہل مدینہ کی میقات پر ہو کر سکلتے تو وہی اسکا میقات ہو جاوے گا یعنی شامی کا میقات جحفۃ تھا سو وہ اود بر گیا ذوالحلیفۃ میں  
ہو کر نکلا تو اب یہیں سے اسکو احرام باندھنا چاہیے جحفۃ کی طرف جانا اسیر فرد نہیں امام نووی شافعی وغیرہ نے سطر مذکور کیا ہو ہم شامی  
اشارہ کیا کہ مجہ مسئلہ اتفاقی ہے حنفی شافعی مالکی حنبلی کا اسمین اختلاف نہیں و قالو الی حلیفۃ فاسو و من الابد اھل و لواحتر  
الی الثانی لاشی علیہ علی الذہب اور علمائے کہی ہو کہ لکھ کوئی آدمی دو میقات پر گذرنا تو اسکا احرام باندھنا اس میقات سے افضل ہے جو  
مکہ منظرہ سے دور تر ہو اور اگر ناخیر کر گیا احرام باندھنے میں دوسری میقات تک تو اسپر کہی گناہ اور کفارہ نہیں بنا بر نووی مذکور ہے و عبادۃ  
اللباب سقط عنہ اللہم اور کتاب کی عبارت مجہ ہو کہ ساقط ہو گیا اسپر سو ذمہ کرنا یعنی میقات اول سے نئے احرام گذرنے سے ذمہ کرنا کہ اسپر  
لازم ہو گیا نہ واجب دوسری میقات پر اسنہ احرام باندھنا تو اسپر سو ذمہ کرنا ساقط ہو گیا و اولہ نہیں ہا کہتے و آخرہ ذاکذا ہا





وہو حلی طہارتہ اور شہ غسل کی ایسے حاصل ہونے ثواب سنت کے بعد جو کہ احرام باندھو غسل کی طہارت پر تو اگر غسل کا بعد وضو تو  
 پر احرام باندھو اور وضو کرنا تو اس فضیلت سے محروم رہے گا کہ انے النہر عن البناہ وکذا ایضاً بعد منی الا احرام اذالہ ظفرہ وشاربہ  
 وعائتہ وحلقہ ان اعتادہ والا فیسستی حہ و غسل کسی طرح مستحب ہو آزاد کرنے والے کو اپنی ناخن کا دور کرنا اور مونچوں کا کترانا اور  
 زبانت کے بالوں کا صاف کرنا اور اپنا سر منڈانا اگر منڈانے کی عادت ہو اور اگر سر پر بال ہوں تو انہیں کنگھی کرے ہم بدن اور بالوں کا گرد  
 فہاء اور میل چڑھانا غلطی اور شہان وغیرہ مستحب ہو کہ انے حاشیہ مطاوی وجماعہ منہ جتہ اوجادینہ لومعہ ولا مانع منہ کیض اور  
 مستحب بلکہ سنت ہو اپنی زوہ یا اپنی نوٹہ سی وجماع کر لینا قبل احرام کے اگر اسکو ہوا ہو اور کوئی جماع کا مانع نہ ہو چنانچہ حیض ولبس  
 اذالہ من اللہ الی الرکبۃ اور انار پہنے یعنی تہ بند باندھے نہ سوزانوں تک ویران علی ظہرہ ولبس ان یدخل تحت یمینہ و یقلعہ  
 محل کفہ الا یشی فان شربہ او حلقہ او عطلہ اساء ولام حرج علیہ اور چاروں کو اپنی ٹیبہ پر ڈالے اور سنون بھر جو کہ چادر کو ٹیبہ پر ڈالکر  
 داجنے ہا نہ کیطرت بغل کے نیچے کر کے اپنے بائیں نوٹہ سے پر ڈالے سو اگر چادر میں گھنٹی لگائی یا اسکو کاٹے سو اٹھایا اگر لگائی تو  
 برا کی لیکن یہ ایسا تصور نہیں کہ نہ ہم کرنا اس پر لازم آوے جو کہ یادیق او غشیان طہارین یا یضیکان کے فتن الکفایہ وھذا بیان السنۃ  
 والا حسن العودہ کا فیت تہ بند اور چادر میں ہوں یا دونوں پر انہیں دوہین پاک سفید ہوں جب کفن کفایت کا ہوا ہو اور یہ جو نہ کر ہوا تہ  
 اور چادر کا سوبان سے سنت کا والا احرام کیو اسطو سر عورت کا کافی ہے وطیب بدنہ ان کان عندہ لا ینوبجا یبقی عنہ ہوا کھڑے اور  
 غسل اور لباس کشے اور قبل احرام کے اپنے بدن میں خوشبو لگا دی اگر اسکو لباس ہو اور نہ تو کسی سے طلب نہ کری اور اپنی کپڑے میں ایسی خوشبو  
 لگا دی جسکا ثاب باقی رہو اور نظر آدمی بھی قول مجتہد سے دوسری قول سے ہم بدن میں خوشبو لگانا ہر طرحی درست ہو ظاہر الزواہ میں  
 خواہ اسکی ذات باقی رہی جیسو شک اور غالیہ باندھ باقی رہی صمیم سلم بن عائشہ مدیقہ سی روایت ہو کہ احرام کیوقت رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے سر مبارک پر بنے شک لگایا اور اسکی چمک نظر آتی تھی لیکن بقول ائمہ کبریٰ میں ایسی خوشبو لگانا درست نہیں جو نمودار ہو و  
 صلی اللہ علیہ وسلم نہ بعد ذلک سفعا یعنی دکتین فی غیر وقت مکروہ و تخریجہ المکتوبہ اور بعد اسکی نماز دو گنا نہ مستحب پڑی اسوقت میں مکرور  
 نہیں اور کافی ہو اسکو نماز فرض باندھتے مسجد کے وقال اللہ رب العالمین لا یسارہ مطاہراً لیلناہ اللہم انی لعلی اللہ فیسیرہ لی مشقہ  
 وطول مدتہ و مقبلہ متى لعلی ابراہیم واسمعیل علیہما السلام ربنا تقبل منا در نقطہ جم کا کر نوالا اپنی زبان سے موافق اپنی دل کے یہ  
 کرے اللہم انی اید اللہ فیسیرہ لی و تقبلہ منی یعنی خداوند امین جم کا ارادہ کرتا ہوں سو اسکو میری دھڑا آسان کر دی اور اسکو قبول کر دی  
 جانب سے آسانی کی ہو عا اسو اسطو سے کہ حج میں مشقت زیادہ ہو اور مدت دراز اسکو ادا کرنے میں لگتی ہو تو اس میں درخواست آسانی کی مناسب ہو اور  
 قبول ہونے کی خواہش کی قید باندھو و عا ابراہیم واسمعیل علیہما السلام کے کہ دونوں حضرات نے فرمایا کہ امی ہمارے رب قبول کر حج کو ہمارے  
 جانب سے بلا شک تو سمیع اور علیم ہو وکذا المعقم والطارف الصلوۃ لا تمدتہا لیسیرہ کذا فی الہدایہ اور اسی طرح عمرہ  
 کر نوالا اور قرآن کر نوالا آسانی ملنے نیحال مشقت کے بخلاف نماز کے کہ اس میں آسانی کی و عا فرد نہیں اسو اسطو کہ نماز پڑھنے کی مدت قلیل  
 ہوتی ہے بلا مشقت کذا فی الہدایہ وقیل یقول کذا فی الصلوۃ وعمرہ لا یطیع فی کل عبادۃ وہاکی الہدایہ اولی اور بعضے علمائے سنیے  
 صاحب تحفہ اور نغیہ نے محسوس روایت کی کہ نماز میں بھی بطور حج کے آسانی کی درخواست کر دی اور یہی نے ہر عبادت میں اسکو عام کہا ہو اور  
 جو ہدایہ میں جو وہی ہر سے تہ لعلی ذر صلوۃ ناویا ہا بالعلیہ اللہم بیان لا کمل والا فیض اللہم لعلی اللہ و لو مقبلہ و لکن بشرط  
 متفادہ تا یذکر بعدہ التعلیم کتبیہ و تلیل و لو بالفارسیہ وان احسن العوبۃ پیردو گنا احرام کے بعد تفسیر کر دی یعنی لبیک کہو  
 اور لبیک کہو سو حج کی نیت کر دی یہ بیان ہر شروم حج کا بطریق کا قدر الامم جو مطلق نیت سو بھی صحیح ہو اگرچہ دل ہی میں نیت حج کی کر کے زبان









من تشریف لیکو اور یہ حدیث حضرت ابن ابی شیبہ بن عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ انہی نے ابراہان اور سالم کی حدیث میں مذکور ہے کہ حضور  
نے حالت احرام میں غسل فرمایا تھا وہی نہ کہ غسل جائز ہے لیکن سبیل کا چھڑانا مکروہ ہے والا استطلاق بابت غسل اور یہ حدیث ہے  
اور وجہ فلو صاب احدھا اذ كان حرا وادبر برئیر کہ اگر احرام میں ہونے سے پیشہ طہارہ کی حیثیت اور بدو و بعد و کھڑا  
چہرے کو نہ لگو سوا کر سربا جہر کو لگاتا تو مکروہ ہے چنانچہ غفر بن مذکور ہو چکا کہ کپڑوں کا سر پر اوٹھانا نہ لگوانا میں داخل ہے اور کعبہ کا خلاف سر لگنا  
مکرم کو باطل کر دے و شدھ بیان یکسوی الھما فی وسطہ اور نہ برئیر کو اپنی کمر پر مہیا کی کے باندھنا خواہ او صعب اپنا نقد مال ہو یا غیر کا کہ انی یمن  
و منقطعہ و سیف و سلاح و قنطاریل و یلیم و اللبس اور نہ برئیر کو کمر بند اور تلوار اور شہیار کے باندھنا بھی اور انکو بھی کہ چھو  
سو کذا نے شرح الزمعی اسو اسو کہ اگر اور محل کا استطلاق قطع نہیں اور میان فی وغیرہ کا باندھنا ایسا نہیں اعلیٰ میں و انکھا کا لغوی طیب فلو کحل  
بخطیب مرقہ او مرتب فعلیہ صدقہ ولو کثیرا فعلیہ دم منی اچھا نہ ہے برئیر کو سر لگانے سے پیشہ طہارہ خوشبو دار سر  
ایک دو بار لگا دیا تو اس پر صدقہ دینا لازم ہو گا اور اگر تین بار یا زیادہ لگا دیا تو اس پر ذبح کرنا جائز کا واجب ہو گا کہ انی السراجیہ ولا  
یتع خصا تا و فصلک او حجامہ و قلع ضرسہ و جگر کسی و حکا دیشہ و بد نہ لکن و فنی ان خاف سقوط شعرق او فصل و فانی  
فی الواحد یتصدق بشتی فی الثالث کف من طعام حتی الا دکا د اور محرم پر ہیز کرنا منع کرنے اور فصد اور پھینکنا اور انہی  
ژادہ او ٹھانے سے اور ٹوٹی ڈبی کے باندھنا بھی اور انہی سر اور بدن کے کھلانے سے لیکن آہستہ کھلا دے اگر بال یا چون چہرے کا خوف ہو اور اگر  
خوف نہ ہو تو زور سے کھلا دے کہ انی النخ ایک چون میں کچھ صدقہ دی اور تین چون میں مٹی بہر گھون خیرات کرے کہ انی غر الا دکا د اور انی اسکا  
بیان آگے آگیا و اکثر الھم التلبیہ ند باعتی صلی و لو فلا او حلا شرفا او بطل او دیا او لقی کیا جمع و اکب و حجتہ و اکبائ  
او مشائہ و کذا لقی بعضہم بعضا کرم اثر لیک کہا کہ سے بنا برستجاب کے جبکہ نماز پڑھ کر اگرچہ نفل نماز ہو یا جب بلندی پر چڑھو یا جب  
مالی میں آتری یا جب شتر سواروں یا پیدل سواروں اور اس طرح اگر اپنی فافہ میں سے جب ایک دوسرے کو ملے تو لیک کہہ شارح کہتا ہے کہ بے سکون ثانی  
جمع ہو کر جب کسی جیسو صوب مع صاحب کی اور ان دونوں کی جمع نہ کھلے ہو و انھیں کے دخل فی الشکر واجب ہے کہ وقت میں داخل ہو تو لیک  
م سے کہتے ہیں رات کے پچھلے چھٹے حصے کو قبول ہونے کا کا وہ وقت ہے کہ انی ماشیہ الطحاوی اذ التلبیہ فی الاحرام کالتسکیر  
فی التلوی حالات اور اوقات مذکورہ ہیں لبیک کہنا اسو اسو مستحب ہے کہ لبیک کہنا احرام میں ایسا جیسو اللہ اکبر کہنا نماز میں تو جیسو نماز میں آ  
حال سے دوسری حال کے انتقال کی وقت اللہ اکبر کہتے ہیں ویسی ہی احرام میں انتقال حالات میں لبیک کہنا چاہیے و افعا استئنا صلیہا  
بلا حرج کا فعلہ العوام لبیک اکثر کہا کہ ہے انہی آواز کو بلند کر کے سنت جان کر چلا کر جیسو عام لوگ کہتے ہیں و اذا دخل کعبہ بالمسجد  
لحرام بعد ما یأمن علی منعتہ داخل امن باب السلام ہا اذ با ملینا متواضعا شاعا ملاحظا لجلالہ البقیۃ و رجب کہ منقطعہ  
داخل ہو تو راس بر الحرام میں جا دے اسکو کہ اپنی اسباب اور سامان کو خاطر میں نہ لے کر اول اسباب سفر کو مکان محفوظ میں رکھ کر مسجد الحرام میں داخل  
ہو و رگہ نماز استجاب کے اس دروازہ سے جو کعبہ باب السلام کہتے ہیں اور سابق میں اسکو باب بنی شیبہ کہتے ہیں لبیک کہنا غاکسا رائہ کو لگا دے طہارت  
اور جلال اس مکان قدس کا درمیان کرنے ہو تو اندر جا دے ہم شہر مکہ میں ایک جانب کو او لپی ہو اور دوسری جانب نہی تو مسنون ہے کہ داخل  
ہو بدھ کی طہارت سے ہر قبرستان ہی جسکو جنت السلا اور کذا البقیۃ کان کہتے ہیں اور نہعت کی وقت بھی جانب سے نکلتے جسکو کذا البقیۃ کان و بنو میں  
اور داخل ہوا ہر وقت جائز ہے اور وہ کو مستحب ہے لیکن اہل ہند کا قافلہ اکثر سر کی وقت داخل ہوتا ہے اور مستحب ہے کہ میں داخل ہونے پہلے عاکر  
اللھم هذا حر ملک و ما منک قلت و قلک الحق و من دخلہ کان امنا اللھم عظمیٰ و عظمیٰ علی اللہ و قتی عذابک یوم تبعث  
عبادک کہ انی شرح التمار و البران و بین النسل للبرہا و هو النطا فہب لھا حق و نفسا و سنون پر نہیں کرا دے داخل ہونے کے بعد

من تشریف لیکو اور یہ حدیث حضرت ابن ابی شیبہ بن عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ انہی نے ابراہان اور سالم کی حدیث میں مذکور ہے کہ حضور نے حالت احرام میں غسل فرمایا تھا وہی نہ کہ غسل جائز ہے لیکن سبیل کا چھڑانا مکروہ ہے والا استطلاق بابت غسل اور یہ حدیث ہے اور وجہ فلو صاب احدھا اذ كان حرا وادبر برئیر کہ اگر احرام میں ہونے سے پیشہ طہارہ کی حیثیت اور بدو و بعد و کھڑا چہرے کو نہ لگو سوا کر سربا جہر کو لگاتا تو مکروہ ہے چنانچہ غفر بن مذکور ہو چکا کہ کپڑوں کا سر پر اوٹھانا نہ لگوانا میں داخل ہے اور کعبہ کا خلاف سر لگنا مکرم کو باطل کر دے و شدھ بیان یکسوی الھما فی وسطہ اور نہ برئیر کو اپنی کمر پر مہیا کی کے باندھنا خواہ او صعب اپنا نقد مال ہو یا غیر کا کہ انی یمن و منقطعہ و سیف و سلاح و قنطاریل و یلیم و اللبس اور نہ برئیر کو کمر بند اور تلوار اور شہیار کے باندھنا بھی اور انکو بھی کہ چھو سو کذا نے شرح الزمعی اسو اسو کہ اگر اور محل کا استطلاق قطع نہیں اور میان فی وغیرہ کا باندھنا ایسا نہیں اعلیٰ میں و انکھا کا لغوی طیب فلو کحل بخطیب مرقہ او مرتب فعلیہ صدقہ ولو کثیرا فعلیہ دم منی اچھا نہ ہے برئیر کو سر لگانے سے پیشہ طہارہ خوشبو دار سر ایک دو بار لگا دیا تو اس پر صدقہ دینا لازم ہو گا اور اگر تین بار یا زیادہ لگا دیا تو اس پر ذبح کرنا جائز کا واجب ہو گا کہ انی السراجیہ ولا یتع خصا تا و فصلک او حجامہ و قلع ضرسہ و جگر کسی و حکا دیشہ و بد نہ لکن و فنی ان خاف سقوط شعرق او فصل و فانی فی الواحد یتصدق بشتی فی الثالث کف من طعام حتی الا دکا د اور محرم پر ہیز کرنا منع کرنے اور فصد اور پھینکنا اور انہی ژادہ او ٹھانے سے اور ٹوٹی ڈبی کے باندھنا بھی اور انہی سر اور بدن کے کھلانے سے لیکن آہستہ کھلا دے اگر بال یا چون چہرے کا خوف ہو اور اگر خوف نہ ہو تو زور سے کھلا دے کہ انی النخ ایک چون میں کچھ صدقہ دی اور تین چون میں مٹی بہر گھون خیرات کرے کہ انی غر الا دکا د اور انی اسکا بیان آگے آگیا و اکثر الھم التلبیہ ند باعتی صلی و لو فلا او حلا شرفا او بطل او دیا او لقی کیا جمع و اکب و حجتہ و اکبائ او مشائہ و کذا لقی بعضہم بعضا کرم اثر لیک کہا کہ سے بنا برستجاب کے جبکہ نماز پڑھ کر اگرچہ نفل نماز ہو یا جب بلندی پر چڑھو یا جب مالی میں آتری یا جب شتر سواروں یا پیدل سواروں اور اس طرح اگر اپنی فافہ میں سے جب ایک دوسرے کو ملے تو لیک کہہ شارح کہتا ہے کہ بے سکون ثانی جمع ہو کر جب کسی جیسو صوب مع صاحب کی اور ان دونوں کی جمع نہ کھلے ہو و انھیں کے دخل فی الشکر واجب ہے کہ وقت میں داخل ہو تو لیک م سے کہتے ہیں رات کے پچھلے چھٹے حصے کو قبول ہونے کا کا وہ وقت ہے کہ انی ماشیہ الطحاوی اذ التلبیہ فی الاحرام کالتسکیر فی التلوی حالات اور اوقات مذکورہ ہیں لبیک کہنا اسو اسو مستحب ہے کہ لبیک کہنا احرام میں ایسا جیسو اللہ اکبر کہنا نماز میں تو جیسو نماز میں آ حال سے دوسری حال کے انتقال کی وقت اللہ اکبر کہتے ہیں ویسی ہی احرام میں انتقال حالات میں لبیک کہنا چاہیے و افعا استئنا صلیہا بلا حرج کا فعلہ العوام لبیک اکثر کہا کہ ہے انہی آواز کو بلند کر کے سنت جان کر چلا کر جیسو عام لوگ کہتے ہیں و اذا دخل کعبہ بالمسجد لحرام بعد ما یأمن علی منعتہ داخل امن باب السلام ہا اذ با ملینا متواضعا شاعا ملاحظا لجلالہ البقیۃ و رجب کہ منقطعہ داخل ہو تو راس بر الحرام میں جا دے اسکو کہ اپنی اسباب اور سامان کو خاطر میں نہ لے کر اول اسباب سفر کو مکان محفوظ میں رکھ کر مسجد الحرام میں داخل ہو و رگہ نماز استجاب کے اس دروازہ سے جو کعبہ باب السلام کہتے ہیں اور سابق میں اسکو باب بنی شیبہ کہتے ہیں لبیک کہنا غاکسا رائہ کو لگا دے طہارت اور جلال اس مکان قدس کا درمیان کرنے ہو تو اندر جا دے ہم شہر مکہ میں ایک جانب کو او لپی ہو اور دوسری جانب نہی تو مسنون ہے کہ داخل ہو بدھ کی طہارت سے ہر قبرستان ہی جسکو جنت السلا اور کذا البقیۃ کان کہتے ہیں اور نہعت کی وقت بھی جانب سے نکلتے جسکو کذا البقیۃ کان و بنو میں اور داخل ہوا ہر وقت جائز ہے اور وہ کو مستحب ہے لیکن اہل ہند کا قافلہ اکثر سر کی وقت داخل ہوتا ہے اور مستحب ہے کہ میں داخل ہونے پہلے عاکر اللھم هذا حر ملک و ما منک قلت و قلک الحق و من دخلہ کان امنا اللھم عظمیٰ و عظمیٰ علی اللہ و قتی عذابک یوم تبعث عبادک کہ انی شرح التمار و البران و بین النسل للبرہا و هو النطا فہب لھا حق و نفسا و سنون پر نہیں کرا دے داخل ہونے کے بعد





قرآنی سے فرمائی ہے اور عظیم کا بیت اللہ میں داخل ہونا خبر واحد سے ثابت ہے نہ دلیل قطعی سے تو احتیاط اسکو متعین ہے کہ طواف میں تو عظیم کو داخل کیجئے اور  
نار میں خارج وہ قبر اسمعیل و ہاجر اور عظیم بن جعفر اسمعیل اور ہاجر علیہما السلام کی قبر سے سبعة اشواط فقط بیت اللہ کے گرد فقط سنا  
بارگھر میں اشواط جمع سے شوط کی ایک بار گھر میں کہتے ہیں یعنی حجر اسود سے حجر اسود تک گھر گھر دو بیجا بعد ایک شوط جو اور سات بار گھر میں ایک  
طواف ہوتا ہے فلو طَافْنَا مَعَهُ عَلَيْهِ بِهٖ فَالصَّيْحَةُ اِنَّهُ بِكَلِمَةٍ اَتَاهُمُ الْاَسْبُوحُ لِلشَّهِيدِ اِنَّهُ لَآلِهٖ سُبْحٰنٌ فِیْهِ مَلٰئِكَةٌ رَّا جِلَافَ مَالُوْطٍ اِنَّهٗ  
سَابِقٌ لِّشَرِّهِمْ مُسْقَطٌ لِّمَلٰئِكَةِ جِلَافٍ اَلْحَمْدُ لَكَ اَشْهُدُ اَنْ شَوْطُكَ اَشْهُدُ اَنْ جَانُكَ تُوْذِبُ بِحَبِّهِمْ اَوْ سَبْرًا نَزَمَ سَوَیْكَ اَوْ اِنْ نَاسَاتِ شَوْطُ  
كَانِیْنِے دوسرا طواف سات شوط والا لازم ہوا بسبب شروع کر دیکھتے ہیں اسو اسطو کہ اسنو دوسرا طواف شروع کر دیا التزام کر کے بخلاف اسکو کہ اگر اٹھوین  
کو ساتواں گمان کر کے شروع کر لیا تو دوسرا طواف اسو لازم نہ ہوگا اسو اسطو کہ اسکا شروع کرنا بنا بر اسقاط کے حو نہ بنا بر التزام کے بخلاف حج کے اسطو کہ  
بطور اسقاط شروع کرنے سے بھی انعام حج کا لازم ہو جانا ہی بخلاف بقیہ عبادات کے کذا فی النعم من البعد اعلیٰ اَنَّ مَكَانَ الطَّوْفِ دَاخِلُ الْمَسْجِدِ لَوْ  
وَدَاعَ ذَنْبُہُمْ لَاحْذَرُجَہُ لَصِدْرٌ وَلَمْ يَلْطَافَا بِالْمَسْجِدِ بِالْبَيْتِ اَوْ مَعْلُومِ کہ طواف کر نیکا مکان تمام مسجد الحرام ہی اندر کیطرف اگر چہ زفرم کو بھی طواف  
میں داخل کر لے اور باہر مسجد الحرام کے طواف کا مکان نہیں اسو اسطو کہ اگر باہر مسجد الحرام کے طواف کر لیا تو وہ شخص مسجد الحرام کا طواف ہو گا نہ بیت اللہ کا ہم  
ہر چند تمام مسجد الحرام میں طواف جائز ہے لیکن بیت اللہ کے گرد چند ستون قائم ہیں اسو اسکو اندر طواف ہوتا ہے اسکو سطات کہتے ہیں اور نقشہ بیت اللہ کا  
مجاہد یون ہو کہ درمیان میں بطور کو ٹھہری کے بیت اللہ ہی اسکو گرد و مٹانے کے ستون ہیں پہر چار و نظرت بڑا صحن ہو جس میں زفرم کا کنواں اور مقام ہم  
اور چاروں اماموں کے سعلے ہیں پہر چار و نظرت مسجد الحرام کے عمارت ہی یک منزلہ تین درجہ کی پہر پشت کی دیوار جو اور مسجد الحرام کی پشت پر محیط  
صفا کی بھاڑی اور دوسرے جانب مزوہ کی بھاڑی جو اور صفا اور مروکہ درمیان مسجد الحرام کے دیوار سے متصل دوسرے کنارہ ہیں جس میں سے کوئی نہیں  
اور بیت اللہ کے چار کونے ہیں جنکو ارکان کہتے ہیں ایک کونے پر یمنینا تین ہاتھ کی بلند سی پر حجر اسود منسوب ہے پہر جب حجر اسود دس طواف کیجئے بیت اللہ  
دروازہ کی جانب سے نو دوسرا کونا ملتا ہے اسکو کرک غرافی کہتے ہیں پہر اسکو بعد سے کرکنا ہے جسکو کرک شامی بولتے ہیں پہر چوتھے کونے کو کرک مبنانی  
کہتے ہیں اور حجر اسود سے تاد کرک اس مکان کا مفرم نام ہے اور بیت اللہ سے جانب مشرق تین کوس پر پٹا ہے جہاں قربانی ہوتی ہے اسکو آگے تین کوس  
پر فرد لغہ ہے جہاں مغرب اور عشا کی نماز ملا کر پڑھتے ہیں اسکو آگے تین کوس پر عرفات کا میدان اور سہارے جہاں حج ہوتا ہے اسقدر جان لینے  
سے مسائل حج کا دریافت کرنا آسانی سے ہوتا ہے ولہٰذا تَوَجَّهْ مِنْهُ لِمَنْ السَّعْيُ اِلَى جَنَاتٍ ذٰلِكَ اَوْ مَكْتُوبًا اَوْ حِجْدًا يَدُ وَضْعُ عَصَا كَبِيٍّ اَوْ اِذَا  
سات شوط کے طواف سے نکلے یا سعی کرنے سے نکلے نماز جنازہ کیو اسطو یا فزنی نماز کیو اسطو یا نیا وضو کرنے کیو اسطو پہر وہیں آدمی جہاں سے طواف اور  
سعی کو نفع کیا تھا نوہ ہیں سعی چڑھے و سبَّاد فِیْہِمْ سَمَآکُلٌ وَبِیْعٌ وَاَفِئَاءٌ وَحَرٌّ لَّکِنَّ الَّذِیْکَ اَفْضَلُ مِنْہَا اَوْ طَوَاتٍ اَوْ سَعِیٍّ مِّنْ جَانِبِیْہِمَا اَوْ  
بیجا لیکن بلا ضرورت مکر وہ ہے کذا نے النہر اور جائز ہے تفری و دنیا اور قرآن پڑھنا بلا نفع صوت کذا فی النہر لیکن ذکر کرنا افضل ہے قرآن کے پڑھنے  
سے اسو اسطو کہ ابن ماجہ نے حدیث روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو بیت اللہ کا سات بار طواف کرے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ  
واللہ اکبر دلا حول ولا قوۃ الا باللہ کے سوا کوئی بات نہ کرے تو اسکو دس گناہ مٹائی جاتے ہیں اور دس درجہ اسکو سبب سے بلند کئے جاتے ہیں کذا فی النہر  
وَفِیْ مَنْسَکِ النَّوْیِ الَّذِیْکَ اَلْمَاثُورُ اَفْضَلُ اَمَّا فِیْ خِیْلِ الْمَاثُورِ فَالْقُرْآنُ اَفْضَلُ فَلِیْہِ اَجْعُ اور نووی شافعی کی منسک میں یون ہے کہ ذکر منقول  
افضل ہے اور غیر منقول سے تو قرآن افضل ہے طواف میں تو اسکی تلاش کرنا چاہیے ابن ہمام محقق نے فتح القدیر میں کہا کہ طواف میں تو مجرد ذکر اللہ  
معروف ہے اور مجھکو کوئی حدیث ایسی معلوم نہیں جس میں قرآن قرآن طواف میں مروی ہو ابن ماجہ کی حدیث مرفوعہ میں طواف کے اندر تسبیح اور تہلیل  
اور تہمید اور تکبیر اور حم مودی ہی ہے واللہ اعلم و در مکمل مشی سے عرقہ مع تقدیر الخطا و ہر کتفیہ فی التلیۃ الا کوئی استیثنا فقط  
اور بدل کرے یعنی جلد چلے نزدیک نزدیک قدم رکھک اور دونوں دونوں ہون کو ملا کر جیسی جانمرد چلو ان صف جنگ بین کرتے ہیں سفر کرنا



[illegible]







۱۔ اسی سال کی شادی  
 ۲۔ اسی سال کی شادی  
 ۳۔ اسی سال کی شادی  
 ۴۔ اسی سال کی شادی  
 ۵۔ اسی سال کی شادی  
 ۶۔ اسی سال کی شادی  
 ۷۔ اسی سال کی شادی  
 ۸۔ اسی سال کی شادی  
 ۹۔ اسی سال کی شادی  
 ۱۰۔ اسی سال کی شادی

[illegible]

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰







رحمہ کذا فی النعم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر کسی کو شتاب ہو تو شتاب چھوڑ دے اور اگر سوار ہو  
 اپنے اسباب کی نیک کی لاکھی کا مقام سے غضب الہی وہاں نازل ہوا تھا تو وہاں سے بھاگنا چاہیے اگر میدان ہو تو غور و مشاہدہ کرے اور اگر سوار ہو  
 تو رکب کو نیز کرے یہی مسنون ہے طوطا دی نے کہا کہ مسافت وادی قسری ۵۴۵ھ آئندہ سے توجہ جو شتاب نے سرعت کی مقدار بیان کی سو  
 تعدید نہیں بلکہ قریب مودعی جبرۃ العقبة من یطعن الوادی ویکرہ نزقھا من فوق سبعاخذاً بمعینین وہو من الھضباع  
 جب نمازین آدمی توجہ العقبة کو مانی کے آئندہ سو سات کنکریاں اور ٹھیکوں کے سرے سو سوار اور نالی کے اوپر سے اڑنا مکروہ تر بھی ہے کہ خلاف سنت  
 ہے ہم جبرہ سفود حواد جمع اسکی جمار حواد جمار چوٹی چوٹی پہرے کو کہتے ہیں اور مناہین جماروں میں مکانون کا نام ہے جسے کنکریاں اور پہرے  
 پھینکے ہیں ایک کو جبرہ اولے کہتے ہیں جو مسجد الحقیق کے پاس ہے اور دوسرا جبرہ وسطی اور تیسرا جبرہ العقبة اور خذت بخارجہ وہو من الھضباع  
 شیکری وغیرہ کے پھینکے کو کہتے ہیں مگر کی دونوں اور ٹھیکوں کو کافی الفاظوں اور مغرب میں کہا جاتا ہے یہ ہے کہ ابہام کے سرے کو سب سے  
 سے پر رکھنا چاہیے اور دوا لہی نے قول ثانی کی تفسیر کی ہے اسوطلو کہ اس طریق میں شیطان کی زیادہ تر امانت ہے اور اس طرح پھینکنا اور اناسنت کا بیان  
 ہے ورنہ جسر سواری کا جائزہ کافی النعم جہم ابن خزیبہ بن عبداللہ بن عباس سرور اہل بیت جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم  
 خلیل اللہ مناسک کے ادا کرنے کو آئے تو شیطان سامنے آیا جبرۃ العقبة کے پاس خستہ خلیل نے اسکو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین کے  
 اندر جس گیاہ جبرۃ انیک کے پاس آئے حضرت نے اسکو سات کنکریاں ماریں تک کہ وہ زمین میں ٹپس گیا پہرہ واثقہ کے پاس سامنے آیا حضرت نے اسکو سات کنکریاں  
 ماریں یہاں تک کہ زمین کے اندر ٹپس گیا ابن عباس نے کہا تم شیطان کو مارنے ہو اور اپنی باپ ابراہیم کے دین پر چلتے ہو کہ انی التریب التریب  
 لابن جبرہ ویکون بعینہ من کھنسة اذ ذبح اور مارنے اور پانچ ماٹھ کا فاصلہ ہو کذا فی التہذیب اور ذکر الرافضی میں ظہر ہے منقول  
 کہ انسا فاصد ہونا اور جب کہ انی التریب و لہو وقت علی ظہر و دخل وجعل ان وقت بنفسہ ما یقرب الجھق جاذ و الا لا وثقۃ اذ ذبح  
 بعدہ وہ ما کد و نہ قریب ہو ہوا اور اگر ایک شخص نے کثرت مارنے کی کسی مرد یا اونٹ کی شبیہ پر گری تو اگر وہ خود گری جبرہ کے نزدیک جائے  
 ہو اور اگر اسکو قریب نہیں گری تو جائز نہیں یعنی اسکو حساب میں نہ لادو دوسری ماری اور جبرہ تین ماٹھ پر گزنا بعید میں داخل ہے  
 اور اس سے کتر میں گزنا قریب میں داخل ہے کذا فی الجبرۃ وکبر تکلیف مع کل منھا اور اللہ ابرکے ہر کنکری کے ساتھ اور اختیار  
 شرح مختار میں ہے کہ مارنے کی وقت یون کہو بسم اللہ واللہ اکبر و عظم الشیطان یضربہ النعم القدیر میں ہے کہ یہ حسن بن زیاد کی  
 روایت ہے و قطع التلبیۃ باولہا اور لبیک کہنا موقوف کرے ہر کنکری کے ساتھ اسوطلو صحیحین کی حدیث میں ثابت ہے کہ رسول  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے تھے جو سات تک کہ جبرۃ العقبة کی پہلی کی اور قطع تلبیۃ میں سفود اور متمم اور قارن سب برابر ہیں فلو  
 دعی بکثر منھا ای التلبیۃ جاذ لودعی باقل فالنفسیۃ بالتلبیۃ من النقصان کا الزیادۃ سو اگر سات کنکریوں کی زیادہ ماری تو  
 جائز ہے اور اگر سات سو کم مار لیا تو جائز نہیں سات کی قید لگانا کسی کے منع کرنے کیوں طوطا حوزہ زیادتی کے روکنے کو جاذ لودعی بکل ما  
 کان من جنس لا یؤخذ من الجھق والحداد والیطین والمقرۃ وکل ما یلحق التلبیۃ و لہو کما من قارن فیقوم مقام حصاة واحدا  
 اور جائز ہے اگر ایک اس نیز جو زمین کی جنس ہے جس پر تہ اور ڈبلا اور مٹی اور گبرہ اور اسطریم چونہ اور ہرنال اور نلک سنگ اور جس چیز  
 سے کہ تہم کرنا درست ہے اگرچہ مٹی بہر خاک ہو کہ ایک کنکری کے قائم مقام ہو لایچو از جنسہ و یضربوہ و لودعی بکثر منھا و لہو کما من قارن فیقوم مقام حصاة واحدا  
 اھانۃ وھیل فی نماز منین مارۃ عہرات کا گزری اور غیر اور بڑی موتیوں اور جواہرات سو اسوطلو کہ موتی اور جواہرات کے مارنے میں  
 غرت و بنا ہونہ ذلیل کرنا اور حالانکہ مارنے سے میان شیطان و جہم کی تذلیل مقصود ہے کہ انی مناسک الطرہ بسی اد قولی ضعیف یہ ہے کہ  
 جواہرات سو مارنا جائز ہے مناسک فارسی میں ہے کہ باقوت سو مارنا جائز ہے کذا فی النعم و ذھیب و فضۃ لا یسئل فی مثلہا الا ہرما و ہرما

وہو من الھضباع  
 و لہو وقت علی ظہر و دخل وجعل ان وقت بنفسہ ما یقرب الجھق جاذ و الا لا وثقۃ اذ ذبح  
 بعدہ وہ ما کد و نہ قریب ہو ہوا اور اگر ایک شخص نے کثرت مارنے کی کسی مرد یا اونٹ کی شبیہ پر گری تو اگر وہ خود گری جبرہ کے نزدیک جائے  
 ہو اور اگر اسکو قریب نہیں گری تو جائز نہیں یعنی اسکو حساب میں نہ لادو دوسری ماری اور جبرہ تین ماٹھ پر گزنا بعید میں داخل ہے  
 اور اس سے کتر میں گزنا قریب میں داخل ہے کذا فی الجبرۃ وکبر تکلیف مع کل منھا اور اللہ ابرکے ہر کنکری کے ساتھ اور اختیار  
 شرح مختار میں ہے کہ مارنے کی وقت یون کہو بسم اللہ واللہ اکبر و عظم الشیطان یضربہ النعم القدیر میں ہے کہ یہ حسن بن زیاد کی  
 روایت ہے و قطع التلبیۃ باولہا اور لبیک کہنا موقوف کرے ہر کنکری کے ساتھ اسوطلو صحیحین کی حدیث میں ثابت ہے کہ رسول  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے تھے جو سات تک کہ جبرۃ العقبة کی پہلی کی اور قطع تلبیۃ میں سفود اور متمم اور قارن سب برابر ہیں فلو  
 دعی بکثر منھا ای التلبیۃ جاذ لودعی باقل فالنفسیۃ بالتلبیۃ من النقصان کا الزیادۃ سو اگر سات کنکریوں کی زیادہ ماری تو  
 جائز ہے اور اگر سات سو کم مار لیا تو جائز نہیں سات کی قید لگانا کسی کے منع کرنے کیوں طوطا حوزہ زیادتی کے روکنے کو جاذ لودعی بکل ما  
 کان من جنس لا یؤخذ من الجھق والحداد والیطین والمقرۃ وکل ما یلحق التلبیۃ و لہو کما من قارن فیقوم مقام حصاة واحدا  
 اور جائز ہے اگر ایک اس نیز جو زمین کی جنس ہے جس پر تہ اور ڈبلا اور مٹی اور گبرہ اور اسطریم چونہ اور ہرنال اور نلک سنگ اور جس چیز  
 سے کہ تہم کرنا درست ہے اگرچہ مٹی بہر خاک ہو کہ ایک کنکری کے قائم مقام ہو لایچو از جنسہ و یضربوہ و لودعی بکثر منھا و لہو کما من قارن فیقوم مقام حصاة واحدا  
 اھانۃ وھیل فی نماز منین مارۃ عہرات کا گزری اور غیر اور بڑی موتیوں اور جواہرات سو اسوطلو کہ موتی اور جواہرات کے مارنے میں  
 غرت و بنا ہونہ ذلیل کرنا اور حالانکہ مارنے سے میان شیطان و جہم کی تذلیل مقصود ہے کہ انی مناسک الطرہ بسی اد قولی ضعیف یہ ہے کہ  
 جواہرات سو مارنا جائز ہے مناسک فارسی میں ہے کہ باقوت سو مارنا جائز ہے کذا فی النعم و ذھیب و فضۃ لا یسئل فی مثلہا الا ہرما و ہرما





والمحرم المستلزم) اور سبب ہو کہ بالو کو روک دین کرے اور سر کا منہ نہ اٹھو دہنی طرف سر شروع کرے یہی سنون ہو کہ انہی فتم القدر وحکم الہ  
کل شیء الا النساء قبل والطیب والصبیۃ اور بعد کرانے یا منہ اٹھانے کے جو چیزیں کہ احرام باندہنی سو منوم ہو گئیں نہیں سو حلال ہیں  
مگر عورتیں ہنوز حلال نہیں اور تول صبیغ بچہ ہو کہ خوشبو اور شکار بھی ابھی حلال نہیں ہم عدم ملت خوشبو غایہ بن مذکور صاحب پر ہے  
اور سکو صبیغ کہا ہوا مدہر الیث فقیہ کے نزدیک شکار حلال نہیں صاحب نے اسکی تصنیف کی ہوا امام اعظم کا مذہب یہ بھی ہو کہ رمی مصلح  
بلکہ حلق محلل ہے طحاوی اور دارقطنی کی اس حدیث سے من عائشہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ریمتم وعلقتکم وذبحتم فقد حلکم الا  
النساء یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غنور رمی اور حلق اور ذبح کیا تو ہر چیز تمکو حلال ہو گئی سو یہ عورتوں کے ادا کا نام لکھی  
کے نزدیک رمی محلل ہے بدلیل حدیث ابو داؤد و ابن ماجہ کذا فی البران نہ طواف للزیارۃ یوم ما من ایام للحر الثلاثۃ بیان وقتہ والواجب  
پر طواف الزیارۃ کرے یا مگر کے تین دنوں میں جس دن چاہے یا مگر میں طواف کرنا بعد طواف کے جب وقت کا بیان ہو سبب بیان کے  
والا فالکر ایضاً کہ طواف کو سات شرط پھر طریق اکمل کا بیان ہو ورنہ طواف میں رکن تو چار ہی شرط ہیں ہم طواف الزیارۃ کو طواف یوم النحر  
طواف الکرن اور طواف الافاضہ بھی کہتے ہیں بلا اصل کے اسے اسکی سنی قبل هذا الطواف والافاضہ کا بیان کیا کہ ایسی ہی طواف الزیارۃ  
کرے یوم النحر اور بلا سنی کے اگر اس طواف سے پہلے کسی گرجا ہو اور اگر نہ کرچکا ہو تو اب دو نو کو کرے سو اسکو کہ رمل اور سنی کو کرنا مشروم نہیں  
وطواف الزیارۃ اول وقتہ بعد کھانے پھر یوم النحر وہو فیہ الطواف فی یوم النحر الاول فضل امتداد وقتہ الی اخر النحر اور طواف  
الزیارۃ کا شروع وقت بعد طلوع فجر کے جو قربانی کے دن اور طواف کرنا قربانی کے پہلے دن میں افضل ہو سو اسکو کہ میثم مسلم بن عبد اللہ بن  
عمر سے روایت ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو طواف الافاضہ کیا پھر مناکو پلٹ گئے کذا فی البران اور طواف الزیارۃ کا وقت  
مستند ہو آخر عمر تک یعنی تمام عمر میں جب طواف کر چکا فرض ادا ہو گا وحل لہ النسلۃ بالخلق الشاکو حتی یوطا وقیل الحق لہ فی الیوم فلو قلتم  
ظفرۃ مثلاً کان جناحاً لآلہ لا یخرج من الاصل الا بالخلق اور بعد طواف الزیارۃ کے اوپر عورتیں حلال ہو گئی بسبب حلق ساق کے نہ بسبب اصل  
طواف کے یہاں تک کہ اگر طواف کرے قبل حلق کے تو کوئی چیز اوپر حلال نہ ہوگی اور اگر پاناخن مثلاً کاٹے گا تو گناہ ثابت ہو گا سو اسکو کہ احرام سے  
محرم نہیں ٹھکانا بدین حلق کے ہم در حقیقت محلل حلق ہی جو نہ طواف لیکن حلق کا عمل حلت نساجین ظاہر نہیں ہوتا مگر بعد طواف کو جب طواف رجعی کا  
عمل انقضای مدت کے بعد ظاہر ہوتا ہے کذا فی النعم فان اسحر عنہا ایام النحر ولیا لہا منھا کرۃ شریکاً وجب دھر کذا فی الواجب پھر اگر  
طواف الزیارۃ کو ایام نحر سے تاخیر کر چکا تو مکروہ تحریمی ہو اور ایام نحر کی راتیں بھی نون کے حکم میں داخل ہیں اور تاخیر سے ذبح کرنا واجب ہو گا  
بسبب ترک کرنے واجب کے وھذا عندنا ممکن فلو طوفت الحائض ان فلت علی ادبۃ شوالہ ولفعل لہم حکم الا لالہ اور یہ یعنی  
تاخیر سے ذبح لازم ہونا اور سوقت ہی جبکہ طواف کرنا ممکن ہو بلا حد شرعی سو اگر عورت حائضہ پاک ہوئی یوم ثالث میں قریب غروب آفتاب کے سو  
اگر طواف الزیارۃ کے چار شرط پر قادر تھے اور اسنہ نکلیا تو اسے ذبح کرنا لازم ہو گا اور اگر چار شرط کا زمانہ باقی نہیں بعد طہارت کے یا مطلقاً  
نہوئی تو اسے ذبح لازم نہیں بسبب ہم مکان کے قدرانی معنی فینبت ہا لکشی پھر طواف الزیارۃ کے بعد منائیں آدمی اور وہ میں رات کو رہے  
رہی جاکر اسے بھی سنت ہو مناکہ کے سوا اللہ کہیں نہ ہوا ان دونوں مکروہ ہو کذا فی الطحاوی و بعد ذوال ثانی النحر دھی الجمعۃ الثلاث  
یبداء اسبغنا احوال سجد الخیف اور یوم النحر کے دوسرے دن یعنی گیارہویں تا بیسویں دو پہر بھوکے بعد منون جمار کی رمی کرے شروع ہو گا  
جمرہ کو رمی جو سجد الخیف کے پاس ہی ہے سنون ہو اور اسکو جمرہ اول کہیں میں خیف بنتم اول سکون ثانی اونچے مکان کو کہتے ہیں جو مکروہ سجدہ کو  
پر ہے لہذا اسکو سجد الخیف کہتے ہیں نذر جا بیکتہ المصطفیٰ جمرہ اول رمی کرے جو جمرہ اولی کے قریب ہی ہے جو جمرہ اولی کے قریب ہی ہے جمرہ اولی  
اور جمرہ اولی میں ۳۰۰۰ نذر کا فرق ہو کذا فی الطحاوی نذر بالعقیقۃ سبباً سبباً کبر کل حصۃ پھر جمرہ العقبہ کو رمی کرے منون جمار

طاعت سات نکلیاں ماری اور ہر گندھی کے ساتھ اللہ اکبر کہے حجرۃ العقبہ میں اور آن دو نون کے درمیان میں ۱۰۰۰ بار تہ کا فاعل ہو اور جو  
 شخص بیمار یا جو شہر ہو اور رمی کر سکے تو اسکی طرف سے دوسرا آدمی رمی کر کے کذا فی الطحاوی اور رمی حمار میں بعد ترتیب سنون ہو جب نہیں کذا  
 النہر وقت حاداً صلیاً صلیاً قد قرأ البقرة بعد تمام کل دہی بعد دہی فلا یقف بعد الثالث ولا بعد فی یوم النحر  
 لیس بعد دہی اور ٹھہرا ہو ٹھہر اور تہلیل اور تعبیر کہتے ہو اور درود پڑھو پڑھو پڑھو سورہ بقرہ کے اور ہستانی بن مسنن اور رمی  
 سے کہ بعد ۳۰ آیت پڑھنے کے توقف کرے اور یہی زیادہ تر آسان ہو کذا فی الطحاوی توقف کرنا اس رمی کے بعد جائز ہے جس کے بعد دوسری  
 رمی ہو یعنی حجرۃ الاولیٰ اور حجرۃ الوسطیٰ کے بعد تو تیسرے حجرہ کے بعد یعنی حجرۃ العقبہ کے بعد ٹھہرا جائے نیز دن و نین اس واسطے کہ اسکے  
 بعد رمی نہیں اور نہ یوم النحر کے رمی کے بعد ٹھہرا جائے اسلئے کہ اس کے بعد بھی رمی نہیں مگر نہ وقت میں تمام رمی کی قید لگائی یعنی  
 سات نکلیوں کے مارنے کے بعد ٹھہرنا بدون اسکو دے کا لنفسیہ وغیرہ دافعاً لکھنا لکھنا اور دعارمی انہو واسطے  
 اور غیروں کو واسطے دن و نین تہلیلان آسمان کی طرہ یا ٹھہرا کر چاہے بعد نماز کے معمول ہے یہ قول ہو ابو یوسف کا یا دھا کیوقت کہ مفسر  
 کی طرہ تہلیلان کرے اور بھی ظاہر الرشید ہو کذا فی النہر دہی غدا کذا لک فی النہر وقت وهو واجب بہر جہات ثلثہ کی  
 رمی کیسے اس طرح یا جوین تاریخ کو پہر تیر سوین تاریخ کو بھی اس طرح رمی کرے اگر دو دن رمی اور تیر سوین تاریخ کا رہنا میں مستحب ہے  
 وارقت الہی فی اللہ علی الزوال جازاً فان وقت الہی فیہ من الحج والی الغروب واما فی الثانی والثالث  
 ضمن الزوال الی طلوع کلاء اور اگر یوم النحر کے چوتھے دن یعنی تیر سوین تاریخ رمی کو دہر ڈھنسی مقدم کرے تو جائز ہو کر اس وقت کے  
 ساتھ امام اعظم کے نزدیک اس واسطے کہ اس دن رمی کا وقت فجر سے غروب اور دوسرے دن یعنی گیارہوین اور یارہوین  
 رمی کا وقت زوال آفتاب سے آفتاب کے طلوع ہونے تک لیکن زوال سے غروب تک سنون ہو اور باقی مکروہ کذا فی الطحاوی  
 ولہ التفرع من قبل طلوع فجر الایام لادخل وقت الہی اور جائز ہو کہ چکرانہ سے قبل طلوع ہونے تیر سوین تاریخ کی نو کے بعد طلوع  
 ہونے فجر کے اس واسطے کہ رمی کا وقت آگیا تو بعد فجر کے بدون رمی کے چکرانہ یا زہرین وجازاً الہی کلاء دیکھا دیکھا فی کلا دیکھا اولیٰ والوسطیٰ  
 ما شیتا افضل لا یقف فی الاخر فی العقبہ لانا یمنصرف والاکا یقدر علیہ والخلق افضل للشر فی الظہر وحقہ الکمال وغیرہ  
 اور کل رمی سوار ہو کر درست ہو لیکن حجرۃ الاولیٰ اور حجرۃ الوسطیٰ میں پیدل نہیں ہو اس واسطے کہ وہ نون کے بعد ٹھہرا ہوتا ہو تو اگر دو دن سوار ہوگا تو اور ٹھہرے  
 والون کو تکلیف ہوگی نہ حجرہ اخیرہ میں یعنی حجرۃ العقبہ میں سوار ہو کر رمی کرنا افضل ہو اس واسطے کہ ان اسکو پاس نہیں ٹھہرا بلکہ اسکو رمی کرنے کے بعد ٹھہرا  
 ہے اور سوار پہرے پر زیادہ تر فارغ ہے اور یہ تفصیل ابو یوسف سے منقول ہے اور طریقہ میں اخصیلت پیدل ہونے کی مطلقاً بیان کی ہو یعنی نیز دن مقام  
 میں پیدل رمی کرنا افضل ہے اور کمال الدین وغیرہ نے یہی تو کو ترجیح دی ہو اس دلیل سے کہ پیدل رمی کرنا تو اضعاف عشرہ سے قریب تر ہے علی الخصوص  
 اس زمانہ میں کہ اکثر مسلمان پیدل ہوتے ہیں جارتہ کر رمی میں تو سوار ہونے میں اور تکلیف رسائی ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سوار ہو کر  
 کی بھی تو تعلیم کو سطر تھی تاکہ لوگ رمی کرنے کا طریقہ سیکھیں اور اقلہ اگرین چاہے حضرت کا طواف کرنا نہ سوار ہو کر کذا فی النہر ولوقد تم نقلہ جتحتہ  
 وخدمہ المکملہ واقام عینی اودھب بعرفۃ کیر ان لم یأمن لا ان یأمن کذا دیگرہ للصک جعل فیہ نقل خفہ لیسئل قلبہ اور اگر اپنے اسباب  
 اور خادموں کو کہ کیرٹ آگے روانہ کیا اور خادموں میں رہا یا کہ میں اسباب چکر عرفات کو گیا تو مکروہ ہے اگر اطمینان ہو اسباب کی مخالفت پر اور اگر اسباب  
 محفوظ رہا ہو کچھ تردد ہو تو مناسبی کہ میں اسباب کا روانہ کرنا یا عرفات کو آنے کہ میں چوڑا تاکر وہ نہیں اور اس طرح نماز پڑھنے والے کو اپنی اسباب کی جیسے  
 رکھنا مکروہ ہے بسبب تعلق خاطر کے کذا فی النہر من البحرۃ یعنی عبادت میں سبکین خاطر چاہیے ایسا کہم کر جس میں دل کو کشاکش ہو کہ اس عبادت کا  
 لطف نہیں رہتا واذ انظر الحاج الی مکة فزل استیئذنا ولسکنا بالخصیص ففقت الی الطیم ولسکنا بالخصیص ففقت الی الطیم ولسکنا بالخصیص ففقت الی الطیم





لعموم الخطاب على رخصة دليل المحصر اور حرم مرد کی مانند ہوا حکام مجہد کو ہر ایک بسیم خطاب کے معنی عورت اور مرد کو یکساں ہے  
 کے حکم شرع برابر ہے جس تک کہ دلیل خصوصیت کی نہ ثابت ہو چنانچہ جہاد اور مجاہدین عورتیں مردوں کے شامل نہیں لکن انکے کشف وجہ ہا  
 راسا کو دلو سے لے کر شیتا علیہ وجاقتہ عند حاد بل لکے لیکن عورت بعد احرام کے اپنا چہرہ کھولے جو اسو اسطو کہ عورت کا احرام اگر  
 چہرہ میں ہے نہ اسکو سر میں تو سر کو نہ کھولے اور اگر چہرہ کے اوپر کوئی چیز ڈالے اور چہرہ کو اسکو جدار کی تو جائز ہے بلکہ مستحب ہے کہ ان فی نسخ  
 القدیر اسو اسطو کہ کشف وجہ مرد و عورت کو کوئی چیز چہرہ سے نہ لگی رہے و لہذا برقع وائل کر دے کہ وہ چہرے کو لگا رہتا ہے نہ لگا کر چہرہ کو کشف  
 مانند تہ کھڑیوں کو نہ بنائے عورت اسکو اپنی چہرہ پر رکھتی ہے اور کپڑا اسپر ڈال لیتی ہے تو چہرہ بھی نظر نہیں آتا اور کپڑا بھی چہرہ کو نہیں لگتا  
 کذا نے انہم سنائی وادوا اور ابن ماجہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شتر سوار ہماری سامنے گذرتے تھے اور ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ساتھ ٹھہرے جب سوار ہماری برابر آتے تھے تو ہم چادر اپنی چہرہ پر سے ڈال لیتے تھے ہر چہ ہمارے آگے ٹھکانے نہ تھے تو ہم چہرہ کھول دیتے  
 تھے کذا فی البران ولا تلبس جہاد لیسیم نفسہا دھوا للفتنة وما قبل لہ عواضع ضعیف اور عورت بکار کے بسک کہ دم فساد کو  
 دھوا بلکہ اسطو کہ کپڑا آب نشی اور عورت جو بھون لے کہا ہے کہ عورت کی آواز عورت کو یعنی چپانے کی چیز ہے سو قول ضعیف ہوا لا ترقی ان تھطی  
 ولا تلبس بین المیلان ولا تلحق بل تنقہ من لم یسخر کما حد اور عورت طواف میں رمل کرے اور چادر سے دھما دھما باہر نہ نکالے جہاں  
 کھانا ہو اور دونوں بنا روم کے درمیان جہٹ کر نیچے اور شتر سوار سے اسو اسطو کہ عورت کو شتر سوار اسیا ہی جیسی مرد کو دھڑکی نہ دے بلکہ چوٹیا  
 کے بال ہونے کی برابر کڑا دی چنانچہ اسکا ذکر مفصل ہو چکا و تلایس الخیطة والحدیث الیہ در سیا کپڑا اور موزی اور زیور پہنے بشرطیکہ کپڑا دین  
 اور عفران سے رنگین نہ ہو اور لیشی کپڑا بھی عورت کو احرام میں پہنا درست ہو کذا فی الطحاوی ولا تقرب الطحی الی حاکم مانعہا من ہا ساء  
 الرجال اور مجرا سو دے قریب بخا دی ہجوم کہ وقت اسو اسطو کہ عورت کو مردوں سے یہ ن لگانا ممنوع ہو الخیطة للشکل کما ذکر فی احسن  
 اور جنسی شکل عورت کی مانند ہو جمیع امور مذکورہ میں برابر مانیلا کے و حیضہا لا یمس شمسکا الا الطواف اور عورت کا حیض ہو کسی عبادت کا  
 مانع نہیں سوائے طواف کے اسو اسطو کہ طواف مسجد الحرام میں ہوتا ہو اور عائفہ کو مسجد میں جانا جائز نہیں ولا شئ علیہا بئسجیرہ اذا لم تظہر الا بعد  
 ایام الفرج ولو طهرت فبها بقدر اکثر الطواف کہ ہم لاد ہم بتاخذہ لیاک اور عورت پر کوئی چیز لازم نہیں نہ صدقہ نہ ذم نہ کرنا طواف کی تاخیر سے کہ  
 وہ حیض سے پاک نہ ہو مگر ایام نحر کے بعد سو اگر وہ ایام نحر میں بقدر اکثر طواف کے پاک ہوئی اور طواف کیا تو اب ذم نہ کرنا او سپر لازم ہوگا بسبب غیر طواف کے  
 کہ ان فی لیاک المناک وهو بعد حصول رکعتیہ یسقط طواف الصلوة ومنہا التفاسل و حیض و درکن کے بعد یعنی وترت عرفات اور طواف اڑا  
 کے بعد طواف الوداع کو ساقط کرے تا ہی اسو اسطو کہ واجبات عذر سے ساقط ہو جاتے ہیں کذا فی الطحاوی اور نفاس حیض کی مانند ہو جمیع احکام کو  
 میں والبتن جمع بکذا فقہاء ہوا و ربتہ لغت اور شرع میں اونٹ کو بھی کہتے ہیں اور گامی کو بھی کہتے ہیں تو جس پر شرع میں بدنہ واجب ہوا وہ  
 گامی ذم کرے تو واجب ہوا ہو جاوید کا اور امام شافعی گامی کو بدنہ نہیں کہتے واللہ اعلم منہما ومن الغنم کما سیغے اور بڑی اونٹ اور گامی کی ہوتی  
 ہے اور بھڑ بھڑ کی بھی ہوتی ہے چنانچہ اسکا ذکر آگے آچکا ہے ہر سی و جانور ہے جو کہ منقطع بین جائز ذبح ہو **باب**  
**القرآن** بعد باب ہی قرآن کے حکام میں قرآن کے معنی لغوی اور شرعی غنیمت کر ہو گئے ہوا فصل حدیث انانیات  
 من رقی وانابا لعقین فقال یا اھل البیت و عذرا و عذرا و لا تسبقوا امام اور صاحبین کے نزدیک قرآن افضل ہے شیخ اور افراد اور عمر  
 سے اس حدیث کی دلیل سے کہ میری مالک بن ابی امیر سے کہ اس کو آیا اور میں عقیق میں تھا سو اسنو کہا کہ احوال محمد تم جہاد و عطا کا ساتھ ہی حرام  
 باندہ ہوا سو اسطو کہ قرآن زیادہ مشقت والا ہے منہ وغیرہ سے ہم لفظ وانا بالعقین اور نما حدیث میں داخل نہیں ہوا دی نے ام سلمہ سے کہ قرآن  
 کی سمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول ایلوا یا آل محمد بمرؤنی محمد یعنی میں نے سنا انھن سے اللہ علیہ وسلم کہ قرآن ہے احوال محمد احرام باندہ ہوا

یٰ





پہلے عمری کا طواف کرے جہاں تک کہ اگر حج کی نیت سے طواف کرے گا تو وہ طواف غلط عمری کا ہوگا اور اس کی نیت لغو ہو جائیگی لیکن اس نیت سے نہ حج  
 کرنا لازم ہوگا اس واسطے کہ تقدیم اور تاخیر مساک کی ذمہ کو واجب نہیں کرتی کذا فی المحیط و سیبۃ اشراج و کل فی الشک فی الاموال و سیبۃ  
 حلی عمری کا طواف سات شوگر کرے اور پہلے نیت طواف نیت کرے اور صفا کرے درمیان سعی کرے وہ دن سر نہ اٹانے کے فلحی و تحیل  
 من عمری و لیسۃ دکان سو اگر قارن نے بعد عمر کے سر نہ اٹایا تو اس کو عمری کا احرام نہ ٹوٹے گا اس واسطے کہ قارن کے عمری کا احرام بوم النحر کو ٹوٹا ہے  
 اوپر دو جانور ذبح کرنا لازم ہوگا اس واسطے کہ دو احرام میں بسبب طعن کے نئے اذنی ہوئی کذا فی النعم و المحیط و تحریج کامر فی طواف المقدم  
 و یسعی بعد ان شکہ پہریم کرے چنانچہ تفصیل حج کی مذکور ہو چکی تو طواف القدم کرے اور اس کو بعد سعی کرے اگر چاہے اور چارہ تو طواف الافا  
 کے بعد سعی کرے اور بھی افضل ہو چنانچہ مذکور ہو چکا فانما یجوز فی حق البین فی سبیل اللہ لہما جاز و اساء و لادم علیہ سورہ وادرج  
 کبرہ طواف و طواف متصل کو لینے چوہ شرط بلا فاصلہ کئے پہر دو با سعی کی یعنی ہر سعی میں سات شوگر کرے تو جائز ہے اور اس سے بڑا کیا کہ طواف القدم کر  
 عمری کی سعی پر مقدم کیا لیکن اس پر اس تقدیم اور تاخیر سے ذبح کرنا واجب نہیں و ذبحہ للقرآن و من سکر فی کل منہ بعد حی یوم الخیر و یوم  
 القریب و بعد سعی بوم النحر یعنی جمرہ عقبہ کے سعی کے بعد بکری یا گائے کو ذبح کرے بسبب قرآن کرنے کے اور یہ قربانی ادا ہو چکی ہے کہ  
 ایک احرام میں دو عبادتیں اور بون تو قارن اس قربانی سے کیا وہی اتانے قربانی کو بعد سعی کے ذکر کیا اس واسطے کہ ذبح کرنا قبل سعی کے جائز نہیں  
 بسبب قربانیت کے ہم قرآن مجید میں ارشاد ہوا انما یجوز فی حق البین فی سبیل اللہ لہما جاز و اساء و لادم علیہ سورہ وادرج  
 و سببہ اذ اجتمع عنہ کمال یعنی جو فائدہ لے عمرہ سعی حج تک سو جو بدی سیر آدمی یعنی ذبح کرے اور جو بدی آدمی تو تین روزی حج میں  
 اور سات جبکہ تم رجوع کرو بعد پوری دوش روزی میں تمنع سے مراد تمنع عرفی ہے جو قرآن کو بھی شامل ہے تو قارن ہر دو ذبح کرنا اور در صورت عدم  
 قدرت دوش روزی رکھنا اس آیت سے واجب ہوا انکم صام ثلاثۃ ایام و لی متفرقۃ آخر ہا جو سعی قد بار جاء القدر و علی الاصل  
 اور اگر قربانی کرنے سے عاجز ہو بسبب محاسنی کے تو تین روزی رکھو اگر متفرق کرے کہ بعد احرام کے مکرر سیر روزہ عرفہ کے دن رکھنا مستحب ہے یا سبب  
 قادر ہونے کے اصل پر یعنی شاہ عرفہ کے دن تو زنی خرید کرینکا بعد در ہر جا و سیبۃ بعد تمام حج و ضحاً و ولجیا و هو یضی ایام التشریق  
 و سببہ لکن ایام التشریق لا یجوز فی حق البین فی سبیل اللہ لہما جاز و اساء و لادم علیہ سورہ وادرج و سببہ اذ اجتمع عنہ کمال یعنی جو فائدہ لے عمرہ سعی حج تک سو جو بدی سیر آدمی یعنی ذبح کرے اور جو بدی آدمی تو تین روزی حج میں  
 تمام ہونے سے کہ رکھو خواہ فرض حج ہو خواہ واجب اور عامی حج کی بعد گذرنے ایام تشریق کے ہو اور یہ سات روزی جہاں چاہے رکھو خواہ ہنس  
 میں خواہ کہ میں خواہ اپنی وطن میں لیکن ایام تشریق کا روزہ کفایت نہیں کرتا اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ صوم سات دن کا جبکہ تم رجوع کر لینے  
 جبکہ تم افعال حج سے فراغت پاؤ تو فراغت پانا عام ہو اس کو بھی شامل ہو جکا ہنس وطن ہو یا جسی مناکو بعد حج کے وطن ٹھہرایا جکا کہیں وطن  
 نہیں خلاصہ یہ کہ رجوع اس آیت میں یعنی فراغ ہو جائے اسلئے کہ کو فراغ سبب رجوع کرنا طواف و وطن کی اور ایام شافعی نے رجوع کو حقیقی معنی  
 پر رکھا لہذا و یکون ذبح کہ میں سات روزی رکھنا جائز نہیں کذا فی النعم فلا تفتن الثلاثۃ لعلکم صوم سات روزی فوت ہو یعنی ایام حج میں بوم النحر  
 تک نہ کو ذبح کرنا لازم ہو گیا اس واسطے کہ روزی عرفی قربانی کے قرآن میں مخصوص بوقت حج تھو سو وہ وقت جانا تا اب روزہ رکھنا کافی نہیں ہے  
 و صل قربانی بھی اب وہی متین ہو گئی فلہذا یقبل علیہ و دکان سو اگر بعد فوت ہونے صوم کے قربانی پر قادر نہ ہو تو احرام اتاری اور اوپر قربانی  
 واجب ہیں ایک قرآن کی اور دوسری احرام اتارنے کی کذا فی المحیط و ولو قد صلیہ و ایام الضحیٰ قبل الحلق بک صوفیہ اور اگر قارن قادر ہو تو قربانی  
 پر ایام عمر میں قبل طعن کے نواد کا صوم باطل ہوگا اس واسطے کہ تین دن کا صوم در صورت عدم قدرت تھا سو قدرت حاصل ہوئی تو قربانی اس پر لازم ہو چکی  
 اور اگر بعد طعن کے قادر ہو تو صوم صحیح ہے اب قربانی اوپر واجب نہیں کذا فی المحیط و عن البحر فان وقت انما من بعد وقت قبل اکثر خلاف العرق  
 بطلت سعی سو اگر قارن عرفات میں وقوف کیا طواف عمری کے بار شوگر کرے سعی پہلے تو عمرہ و اس کا باطل ہو گیا اس واسطے کہ اب ادا کرنا عمرہ کا قصد

کیونکہ افعال جو پر عمر کے افعال کرنا خلاف مشروع حوا رد قوت عرفات کی قید سے معلوم ہوا کہ بعد تو جہ عرفات سے عمرہ باطل نہیں ہوتا تو ان میں  
 کذا نے انہر فلواتی بادیہا صراطا ولو بقصد الفداء وهو التطوع لم يتصل فيمنها يوم الفداء الاصل انما من جنس ما هو متعلق به  
 في وقت يصح له يصعد للمنتسب به سو اگر قبل قوت عرفات کے طواف کے چار شرط کئی اگر چہ طواف القدوم یا طواف نفل کے قصد ہو تو  
 تو عمرہ فارغ کا باطل نہ ہو گا اور عمرہ کو پورا کر لے یوم النحر میں یعنی باقی تین شرط اور سعی کر لے اور اصل اس سلسلہ کی یہ کہ جو چیز لائی جاوے وہ نہیں  
 اس کی جس سے مکلف مختلط اور شاغل ہو رہا ہو اس وقت میں کہ اس کی لائق ہو کہ تو وہ چیز اس کی حکمت پر جاوے گی جسا وہ شاغل سے ہم  
 ہم جس مشغولی کے فعل سے بیان چار شرط مراد ہیں جو قبل قوت عرفات کے حاصل ہوئی لہذا فارغ کی عمرہ میں بسبب مجاہدت اور صلاحیت وقت  
 کے شمار ہو گئی وقت نہایت متعلقہ ہے اور جو عمرہ کہ باطل ہو گیا تھا کیا جاوے بسبب شروع کے ہو اس کو شروع لازم کر دینا عبادت کو نہ  
 نذر کی وجہ سے الرقص للعصر اور واجب ہو گا ذبح کرنا بسبب چوڑنے عمرہ کے وصیطہ دم القوان لانه لم يوفق للمنتسب اور قرآن کا  
 ذبح ساقط ہو جاوے گا اس واسطے کہ وہ عبادتوں کے جمع کرنے سے نافرستین ہوا **باب التمتع** من غیر التمتع والتمتع ہے باب التمتع  
 کے احکام میں تمتع باعتبار لغت یا تمام سو ہو یا تمتع سے اور وہ یعنی نفع لینے کے حری یا نفع پر پہنچانے کے و شرعا ان یفعل التمتع اذا كان  
 اشواطاً من الحج اور مطلع شرع میں تمتع یہ ہے کہ عمرہ کیا جاوے یا عمرہ کو اکثر شرط یعنی چار شرط کئے جاوے جس کے میں سے سو اگر قبل شہر  
 چمکے طواف کر لیا تو تمتع نہ ثابت ہو گا فلوطاف الا فلی ذمضان من لا فطر طاف الباقی فتنوا لفرج من حادہ کا تمتع کہ قال الممتنع  
 فلتغیر التمتع الى هذا التمتع سو اگر عمرہ کا اقل طواف کیا مثلاً رمضان میں یعنی قبل شہر چمکے پر باقی اکثر طواف شوال میں کیا پر  
 اسی سال چمکے یا تو تمتع تمتع ہو گا کذا نے نفع القدر اس واسطے کہ اکثر طواف شہر چمکے میں ہوا مصنف نے کہا تو تعریف کتب فقہ کو اس تعریف کی نظر  
 بدلنا چاہیے ہم مصنف نے اپنی شرح منہ انصار میں تصریح کی ہے کہ ہایہ اور وقایہ اور در اور مجملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع من احرام عمرہ کا شہر  
 چمکے میں کرنا مشروع حالانکہ فتم القدر میں مصر ہے کہ شہر چمکے کا احرام شرط نہیں اور ہذا شرح مختار میں مرسیا موجود ہے کہ اگر قبل شہر چمکے کو احرام  
 کیا اور عمرہ شہر چمکے میں ادا کیا تو تمتع ثابت ہوا لہذا صاحب کنز نے شہر چمکے کے احرام کی قید نہیں لگائی تو اب یہ منفع ہوا کہ تمتع اس سے عبارت ہو  
 کہ عمرہ یا اکثر طواف شہر چمکے میں واقع ہو خواہ قبل شہر چمکے احرام کیا ہو یا حین شہر چمکے میں لہذا ہمنے یہی تعریف اختیار کی دیکھو ان ویستے کہ عمرہ  
 اور آؤ سے ناخانیہ مذکور ہو چکا ہم مطلع دینی لکھا کہ اس عبارت کی کچھ حاجت نہ تھی اس واسطے کہ عمرہ طواف اور سعی سے عبارت ہو پر جب عمرہ تمتع  
 کی تعریف میں مذکور ہو چکا تو اس کی حاجت رہی وحلق او یقصص انسان اور سر کے بال منڈاوی یا کزادہ اگر چاہے ہم منڈانا یا کزادہ تمتع پر  
 شرط نہیں تمتع کو اختیار ہو جائے محرم بنا ہو جائے سر منڈاوی اور مصنف نے حلق کو اس واسطے ذکر کیا معلوم ہو جاوے کہ عمرہ تمام ہو گیا کذا فی الشہر  
 و یقطع النبیة فی اول طوافہ للعرق واقام بکفلا لک اور بسبب کہنا قطع کی عمرہ کے اول طواف میں اور بدون احرام کے مکہ میں ہے  
 ہم تمتع کو کہ کارہا لازم نہیں خواہ مکہ میں سے خواہ داخل موافق خواہ خارج موافق فخریم بالی فی سفرنا لحدیثہ او حکما بان یکر  
 باھلہ لیسما لکیم عمرہ کا احرام کرنا ایک ہی سفر میں و مدت سفر کی قضی ہو یا مکملی و مدت قضی یہ کہ عمرہ کر کے اصلاً ہو کہ کو نہ آدمی اور عدت مکملی  
 بھر ہو کہ اپنی اہل بن آدمی غیر میجر کر الام غیر میجر ہو کہ مکہ کی طہر یا نیکار ارادہ لگا ہو یا ہی لہجہ یا قبل حلق کے وطن میں آیا  
 ہو اس واسطے کہ جو ہی لیجا نا حودہ احرام نہیں آتا سکن ذی الحج کی آٹھویں تاریخ سے پہلے اور جو بدون حلق کے آیا اس کو حرم میں پر جانا حلق کی واسطے  
 واجب ہو اما غفر اور محمد کے نزدیک اور ابو بکر سے نزدیک حرم میں جانا صحیح ہو اور الام صحیح یہ کہ حرم میں سر منڈاوی ہو کہ کو آدمی اور ہی کو  
 نہ لیگا ہو کذا فی ما شئنا لمطوادی یوم الذی و قبلہ افضل و کلمہ لک لک لک لک طواف الی بارۃ و یستع بعدہ البس و یکن قد صفا  
 بعد الاحرام و ذہبہ کالغبار جم کا احرام اندھو ذی الحج کی آٹھویں تاریخ مکہ سے اور مسجد الحرام سے احرام باندھنا اور آٹھویں تاریخ کے پہلو احرام باندھنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والتعمیر فیہ

افضل اور بہتر سے اور حج کو ادا کرے مانند تنہا حج کرنا ایلیٰ لیکن متنع طواف الزیادہ میں رمل کرے اور مضامردہ کی سعی طواف الزیادہ کے بعد کرے  
 اگر احرام حج کے بعد پہلے سعی کر چکا ہو اور ذبح کرے متنع مثل قارن کی یعنی جیسو قارن پر ذبح واجب ہو ویسی ہی متنع پر بھی واجب ہے **والتعمیر**  
**التعمیر** کا معنی تعمیر اور ترمیمی اس ذبح کے کا تم مقام نہیں ہو سکتی ہو سکتی کہ مسافر پر ترمیمی واجب نہیں اور یہ ذبح واجب ہے **فان حج عن دمہم**  
**کافران** پر اگر متنع عاجز ہو ذبح کرنے سے سبب حاجی کے تو قرآن کی طرح روزی کو بھی ترمیمی میں روزی ایام حج میں اور سات بعد فراغت کے واجب ہے  
 صوم التعمیر بعد احرام ای العمر لیکن **فان استہراجه لاقبلہ ای الاخر** اور وناخیر کا اھنل دجلم ووجہ الھنل کا مکرور جائز ہے تین  
 روزی رکھنا عسکے احرام کے بعد لیکن حج کے مہینوں میں اور قبل احرام کے تین روزی رکھنا جائز نہیں اور تاخیر کا صوم میں عرفہ کے دن تک افضل ہے  
 تو ہی کے با جانے کی امید پر چنانچہ قرآن میں گندوان **ان ارادکم التعمیر الشرف للھدی** وھو افضل کرم ثم ساق ھذا معہ اور اگر منعم ارادہ  
 ہی کے ایک لینے کا اور یہ افضل ہے اس متنع سے جیسے یہ ساتھ ہوا سو اس طرح کہ سنت نبوی کے موافق ہے تو پہلے احرام باندھ ہی احرام کی نیت سے  
 بسبب کہ یہ یہی کو ایک لینے اپنے ساتھ اور بدو بسبب کہ نیت کے قطع ہی کے ہاکنو سے بھی احرام جائز ہے لیکن افضل نہیں وھو اولیٰ من  
 قوتہ الا اذا كانت لا تنساق فینقو ھا اور یہی کا ایک لینے بہتر ہے اس کو کہین لینے سو گر جبکہ ہاکنو شکل ہو جانور کی تخلیف سے یا  
 ہو سکتی جنت سے تو کہین لینے اور اولیٰ من التخلیل اور پٹا گلے میں ڈالے اپنا اونٹ یا گامی کے اور پٹا ڈالنا افضل ہے چوں  
 ڈالنا سو اس طرح کہ چوں کہ اس کی اس طرح بھی ہوتی ہے بخلاف تخلیف کے کہ وہ یہی ہی کی طرح مخصوص سے تخلیف ہے کہ جانور کے گلے میں پٹا ڈالنا  
 ہوتا کہ اس میں باندھو یا کڑا چڑھو یا کبیر کی چال یا معلوم ہو کہ بعد جانور سواری کا نہیں بلکہ حرم کو جاتا ہے وکثر الاستعداد وھو شق استنکاح  
 الا لیسرا والا یمن لان کل واحد لا یستوی فاما من احسنہ فان قطع الحبل لا یسبب اور اشار کر دے اشار یہ ہے کہ اونٹ کے کونان کو  
 بامین یا داہنی طرف سے چری اشار اسو اس طرح کہ نہ شخص اس کو خوب نہیں کہ جاتا گوشت اور ہڈی تک صدمہ پر نہ پڑے جو شخص اشار خراب کر دے  
 لینے قطع کمال کو کاٹ دے نہ گوشت اور ہڈی کو تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اب اشار سبب ہو کڈانے لطمہ دی ہم بحث احرام میں مفصل نہ کر رہے ہیں  
 کہ امام ظہر کے نزدیک اپنا اہل زمانہ کا اشار کر دے تھا جو بہت زخم کر دیتی تھی اور یہ نہیں کہ مطلقا اشار کر دے واعتمد ولا یجوز انھا حتی  
 یخبروا من علیہما کا موقفین لہ یسبق اور عمرہ اور کھجور اور عمرہ کرنے سے احرام انارے اسو اس طرح کہ یہی لاکھنا مانع ہو احرام انارے سے نہ ہو کہ پہر  
 اتھو بن تاریخ حج کا احرام کرے چنانچہ کور ہو چکا اس متنع کے بیان میں جسو یہی کو نہیں بانگا وحتی یوم الفی واد اخلق حل من احرامہ  
**حل الطہار** اور سر منداوی یوم النحر میں اور جبکہ اسو سر مندا یا تو طلال پر گیا اپو دون احرام سے یعنی حج اور عمرہ کے دون احرام ساق  
 بید موقوف ہوئی بنا بر ظاہر کلام علماء کے تو معلوم ہوا کہ عمرہ کا احرام بعد وفوف عرفات باقی نہا سر مندا نے تک والذی من حج حکمہ یخبر  
 قطعہ اور کہ کار ہوا والا اور جو اس کی حکم میں ہے یعنی جو مراقبت کے اندر رہا ہو وہ زواج کرے فقط یعنی قرآن اور تم نکرے اسو اس طرح کہ جو سقا  
 نے فرمایا **خلع من لکم ینکن اھلہ ساجد السجود لھ** یعنی وہ متنع اس شخص کی طرح ہو جس کا اہل و عیال سجد احرام میں حاضر نہیں و  
 لو قرئت او تم جاز و اساء وعلیہ دم جبر و یغیرہ الصوم لومعشر اور کی نے اگر قرآن بانٹے کیا تو جائز ہے اور اسو نہ کیا اور  
 اس پر بعض اہل تصوف کے ذمہ کرنا واجب ہے اور اسو روزی رکھنا کافی نہ ہو گا اگر وہ محتاجی سے ذبح نہ کرے ہم مان نے اپنی شرح میں کہا  
 کہ کتب نفع میں جو یہ نہ کرے کہ کی قرآن اور تم نکرے تو نفی سے مراد علت کی نفی ہے نہ صحت کی نفی ومن اعتمد بلا شوق ھذا خبر بعد ھذا  
 الی بلدہ وخلق فھذا التکلیف کا صحیحاً فیصل غنہ جس منعم نے عمرہ کیا بدو نہ ہی ہاکنو کے پر بعد عمرہ کے پر گیا اپو شہر کو اور سر مندا یا تو  
 اسو امام حج کی نیت سے اس کا اہل پر گیا و مع سقوہ تم کافقارن اور اگر نیت ہی لگایا اور عمرہ کر کے اپو کھڑا آیا تو وہ متنع کرے یعنی متنع  
 کرنے میں اسکو اختیار ہو اور اگر بعد اس عمرہ کے اس سال حج کرے تو اس پر کچھ موانعہ نہیں ہو سکتی کہ حج ہند ضرور نہیں کیا اور چونکہ یہی سبب ہے

یہی ہے کہ اگر احرام کے بعد کسی نے اشار کر دے تو اس کا احرام صحیح ہے بشرطیکہ اشار خراب نہ کرے











موندنا اور ایسی حاجی کا حکم ہے اگر ایام حرم کے اندر حرم میں پلٹ آوے اور اگر بعد ایام حرم کے حرم میں بال کترا دے یا موند ادر تو اکسیر ذمہ کرتا وجب  
ہر گاہ بیت بنی کے اوٹ قبل طواف حلق یا عمرہ نے عزت کا بوسہ لیا تو ایک خون واجب ہو لفظ قبل کا حلق کے لفظ پر عطف ہو اولیٰ سبب نہیں  
انک اولا فی الاصل استسمنہ کفہ او جلمہ بھیجہ وائترال باعوت کا بشبہت ساس کیا انزال ہو یا نہ خون اکسیر واجب ہو قول صحیح میں یا  
ایک خدمت فلا ناسل من لک اگر کسی نکالی یا جانور کسی حجام کیا اور انزال بھی ہوا تو خون واجب ہو گا اور بدن انزال کے خون واجب نہیں کڈانے  
الطحاوی من البعد اخر الحائض الطواف الفرض عن ایام الحظوظ قہما بھا حاجی کے موندانے اور طواف الزبارہ میں ایام الخمری  
آخر کی اس واسطے کہ طواف الزبارہ ایام حرم میں نہیں بنی بار و جب اور صاحبین کے نزدیک مناسک کی تاخیر میں خون واجب نہیں اور قدم  
نکس کا علیٰ ستر خیمے یوم الحظ اربعۃ اشیاء الوحی کھد الذبح یعنی المفرد فی الحلق فی الطواف استقدم کیا ایک مبادت کو دوسری  
مبادت پر سبب یوم الخمرین جارعبا وین علی الترتیب واجب ہیں اول جمرہ عقبہ کی رمی پر ذمہ کرنا فارن اور ختم کے حق میں نہ تھا جم کر بنو الیکو پر ذمہ  
کے بعد موندنا پر طواف الزبارہ کرنا ان مناسک کی تقدیم اور تاخیر سے امام عظم کے نزدیک ذمہ کرنا واجب ہو اور صاحبین کے نزدیک تقدیم تاخیر کو  
کچھ واجب نہیں اس دلیل سے کہ بخاری اور مسلم میں حدیث صحیح ثابت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں مناسک کے اندر تھو اور لوگ مسائل دینا  
رہتے تھو سو ایک مرد آیا اور اسے کہا کہ مجھ کو معلوم نہ تھا سو میں نے سر مٹا دیا ذمہ کرنے سے پہلے حضرت نے فرمایا کہ ذمہ کر اور کچھ حرم نہیں اور دوسرا  
شخص آیا اسے کہا یا رسول اللہ مجھ کو معلوم تھا میں نے ستر کیا قبل رمی کے حضرت نے فرمایا کہ رمی کر اور کچھ حرم نہیں سو حضرت کسی چھری کی تقدیم اور تاخیر کی  
سوال نہوا مگر حضرت نے یہی فرمایا کہ کر یعنی اب اسکو کرے اور کچھ حرم نہیں امام اعظم کی طرف سے یہ جواب ہے کہ نفی حرم سے نفی کناہ اور نفی فساد جم البتہ تحقیق ہے  
لیکن نفی ہذا کی ثابت نہیں اور صاف ظاہر ہے کہ تقدیم اور تاخیر منوم تھی لہذا سائل نے اپنی ناہستگی کو غرض قرار دیا اور اگر ممنوم نہ ہوتا تو سوال اور غرض کی  
کی کیا حاجت تھی اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث تریب کی مسنون ہونی اور واجب ہونی دونوں کی محمل ہو اور چونکہ ابتدا ہی اسلام تھی لہذا حضرت نے یہی سبب چل  
اور کو موند در کہا اور جب نہ کا حکم نہ ہا تو مقام اضطراب میں بنا بہت یاد کے وجوب کا اعتبار کرنا واجب ہو علاوہ اسکو ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن مسعود  
روایت کی کہ جو ایک نسا کو دوسرا نسا پر مقدم کرے اکسیر خون واجب ہو اور بعض نسخوں میں بجا میں مسعود اب جاس مذکور ہیں حدیث کی سند میں ابراہیم بن ہاشم  
داخل ہوا اور وہ ضعیف لیکن مطاکو میں اس کو لکھو عبد اللہ بن جاس و دوسرے سند ذکر کیا ہیں ابراہیم بن ماجہ مذکور ہیں تو استدلال پورا ہو گیا کہ اذ فتح القدر لیکن کاشف  
علی بن حاتم قبل الوحی والحق نعم لیکرہ لہا وقد تقدم کما لا شیء علی النحر الا اذا حلی قبل الوحی لان ذلک لا یجوز لیکن کچھ جب نہیں مقدم خون اس شخص  
جو طواف کرے جو رمی اور سر مٹا انکو مان ہیہ تقدیم کر دے کہ نہ فی اللباب اور یہ پیش نظر گذر چکا جیسا کہ کچھ مقدم یا خون واجب نہیں حج کر کے پہلے گلا مسود تین کہ سر ادر پہلے  
رمی کرے کیونکہ اس پر ذمہ کرنا واجب نہیں یعنی حج کی تقدیم و تاخیر عیب ہم وجوب اشکو کیونکہ ہرگز کی کذا الطحاوی ابتدا اسباب بیان تک مسائل مصنف نے مذکور کی زمین ایک ان وجوب  
یجب ان خلق قادر علی الخلق قبل ذلک اذ جعلہم للتاخیر و دم للقرآن علی المذہب کی حرحہ المصنف قال دیہ اندفع ما توہم بعضہم من جعل الدائن للجناية اور  
میں دو خون اس قدر چستے سر مٹا یا قبل انہو ذمہ کر لیا ایک ان جنایت کا تاخیر ذمہ کے وجوب اور دوسرا قرآن کا بنا بہت درست چنانچہ اسکو متفرک کے بیان کیا ہے مصنف نے  
اپنی شرم الغفار میں اور کہا کہ اس تقریر سے دفع ہو گیا وہ ہم بعض علما کو پیش آیا یہ تصور کر کے کہ ذمہ دون خون جنایت کے ہم مصنف نے منع الغفار میں بیان کیا کہ کچھ میں اسکا  
میں تصدیق کی کہ ایک فن قرآن اور دوسرا تاخیر نسا کا تو اس تقریر سے وجوب ہایہ کاشتبہ دفع ہو گیا کہ دونو ذمہ کو جنایت کا سمجھا سو وان طبع حجابہ قولہ لاتی  
تصدیق اقل من عضو او ستر رأسہ اولیٰ سبب قل من یوم ادر اگر خوشبو لگائی عضو سے کمترین یعنی تمام عضو میں لگائی یا نہ سر کو ڈھک لیا یا ایسا کر اسنا ایک دن  
کچھ ترصدہ دیہ تقدیر نصف سابع کشار کشار سواتن کی عبارت میں ان طبع کا جو اسکا اقل قول ہے یعنی تصدیق فی الخمر لایہ فی الساعۃ نصف صلیحہ و فیما ذلک نصف  
وطا کہ ان الساعۃ فذلک فی الخمر لایہ فی الساعۃ کہ ایک ساعت کے باقی نصف صلیحہ کا موندنا اور اس کے میں مٹی پر کا موندنا شایع کتاب اور طحاوی فرما کہ انہو لالت کر اس کے دست  
سور ساعت سانی یعنی اڑائی گزری کر بنال گشتا کہ میں اسکو کہ ساعتی اور غنی کی کچھ زمین طحاوی نے لکھا کہ حسب خیر الزمان فی روت کی تصدیق کی ہے





















مفتی کرنا چاہیے قبل اڑانے کے یعنی اڑانے سے پہلے یوں کہنا چاہیے کہ جو اسکو کپڑے وہ اسکا دلک ہو کہ انی واللہ و فی کبر اہل حق و انہ  
 النوازل مستیثباتہ فاحذھا ما اخر و اصلکھا فلا سبیل للہ الا علیہا اہل قال عند تسمیہ ماہی لمن اخذھا و اہل قال  
 لا حرج لہا فی اخذھا و القول بعمیہ استغنی اور مختلرات النوازل کی کتاب اگر اسے میں ہو کہ ایک شخص نے  
 چاہا چوڑا یا سو دوسرے شخص نے اسکو کپڑا لیا اور اسکو آراستہ کیا تو مالک اول کو اسپر اختیار نہیں بشرطیکہ چوڑے دفت اور سنیہ کہا کہ  
 اسکا ہی جو اسکو لیا سو اور اگر چوڑے دفت یوں کہا ہو کہ بجواسکی کچھ حاجت نہیں تو مالک اول کو اسکا لینا جائز ہو اور مالک ہی کا قول اسپر  
 قسم کے مساندہ متبرکوا انہو کلامہ لا یجب ان کان الصبیۃ فی بدنیہ علی کمال العادۃ الفاضلۃ بذلک وہی من احکام اللہ چوڑا نا واجب  
 نہیں اگر صبیہ محرم کے گھر میں ہو بسبب جاری رہنمو عادت ظاہر ہو کہ اسپر اور جربان عادت دلائل شریعہ میں سے ایک دلیل ہو یعنی معاہدہ  
 احرام باندہ ہوتے اور انکو گہروں میں صید اور داجن موجود رہتی ہو اور اسکو منقول نہیں کہ وہ چوڑا دیتی ہو تو یہ اجماع فعلی ہوا اور اجماع  
 محبت شرعی سے داجن اس جانور کو کہتی ہیں کہ جو مکان سے ملوث ہو اصل اسکی وحشی ہو یا انوس چنانچہ ہرن اور کبوتر اور بکری کذا فی التنبہ  
 والنسخ ہم جربان عادت فردن لثبہ یعنی معاہدہ اور تالین اور تبع تالین کی البتہ محبت ہو کہ اوکو حق میں غیر الفردن وارد ہو اور یہ مطلب نہیں کہ  
 ہر فردن کی جربان عادت محبت شرعی سے واللہ اعلم او قصہ ولو الققص فی بدیہ بدلیل اخذ المصحف بخلافہ للحدیث با صبیہ بخبر  
 میں ہو تو بھی اسکا چوڑا دینا واجب نہیں اگرچہ بخبر محرم کے ہاتھ میں ہو بدلیل لینے مصحف کے ساتھ غلاف کے محدث کو یعنی جسی ہو ضرور مصحف کا  
 ہاتھ میں لینا جائز نہیں لیکن اگر جزوان میں ہو تو لینا اسکا درست ہو بشرط محرم کو صید کا ہاتھ میں لینا جائز نہیں لیکن اگر وہ بخبر میں ہو تو بخبر  
 کا ہاتھ میں لینا درست ہو اسو اسطو کہ صید بخبر میں ہوتا ہاتھ میں اور بعضوں نے کہا کہ بخبر میں لینا ہاتھ میں لینے کے برابر ہی اس دلیل سے کہ جو  
 بخبر کو غضب کرے وہ صید کا غاصب شمار ہوگا کذا فی النہر ولا یخبر الصبیۃ عن ملکہ ہذا الاسالیط اہل ساک فی الحل وہ اخذ من  
 انسان اخذہ لا ینالہ یشک علی اختیار اور صید اس چوڑا دینو سے محرم یا حلال کی ملک سے نکل جائیگا تو اسکو بعد فراغت احرام کے صید کا کپڑا  
 حل میں جائز ہو اور اسکو لینا صید کا اس آدمی سے جائز ہو جسی صید کو اس سے لے لیا تھا اسو اسطو کہ اسکا چوڑا دینا اختیار سے نہ تھا بلکہ مجبوری احرام  
 یا بضرورت داخل حرم تھا فلو کان جادھا کابا قسقتل حکام الحرم فلا تفرق لہما ولا یجوز علیہ پیر اگر صید بھاڑ بولا ہو چنانچہ بازو دھرم کے  
 کبوتر کو ماری تو چوڑا دینو والے پر کچھ جزا لازم نہیں اسطو کہ اسکو وہ کیا جو اسپر واجب تھا یعنی محرم پر صید کا چوڑا دینا واجب تھا سو اسکو چوڑا دینا  
 اگر وہ کسی جانور کو ماری تو اسکا کیا قصور فلو باعہ رد البیع الشیخ والا علیہ الجواب لان حرمۃ الحرم والاسرار یتم بیع الصبیۃ لہو صید  
 بجا تو بیع کو سپر ہو اگر صید باقی ہو اسطو کہ ہم فاسد ہو اور اگر صید مر گیا ہو یا مشتری نے کھانا ہو تو باقیہ پر جزا واجب ہی اسو اسطو کہ حرم اور احرام  
 باندہ ہو کی صید کے بیچ کی مانع ہو اور اگر مانع اور مشتری حرم میں ہو تو اور صید حل میں ہو تو بیع کے نزدیک بیع جائز ہو کذا فی النہر ولو اخذ حل صید  
 فاحرم صحن مرسلا من بدیہ الحکیمۃ اتفاقا فمن الحقیقۃ عند خلافا لہا وہا استحسن کما فی اللہا کان بعد اگر غیر محرم نے حرم کا صید کپڑا  
 پیر احرام باندہ ہوا تو اسکا چوڑا دینو والا اسکو حکمی ہاتھ سے اتفاقا امام اور صاحبین کے یعنی اگر گھر میں سے یا بخبر سے کوئی شخص اس صید کو  
 چوڑا دیکھا تو اسکو بالاتفاق ضمان دینا ہوگا اور اگر اسکو حقیقی ہاتھ سے کوئی چوڑا دیکھا تو امام اعظم کے نزدیک اسپر ضمان لازم ہوگا نہ ہوتا  
 کے نزدیک اور صاحبین کا قول ثابت ہو بدلیل تہمان کے کافی البران اسخان یہ ہو کہ جھٹہ نیما لے نے ابرا المروہ اور نہی عن الشکر کیا وہا علی صبیہ  
 من سبیل جسی غلاف شرم باجون کے توڑنے میں ضمان نہیں صاحبین نے کہا کہ صاحبین کا قول لائق تفسیر کے ہو چنانچہ آلات لہو کے توڑنے میں انہیں کا  
 قول منی ہو کذا فی النسخ ولو اخذہ من غیر صبیۃ اتفاقا لان الحرم لا یملکہ وحید عند فلا یأخذہ من اخذہ اور اگر حرم کا صید محرم نے کپڑا  
 تو اسکی چوڑا دینو دوسرے پر ضمان لازم ہوگا بالاتفاق اسو اسطو کہ محرم اسکا مالک ہی نہیں ہوتا نا مند عمر اور خیر کے اور اسوقت میں یعنی جبکہ محرم





احرام باندہ داخل ہر فرد و نو عمر خون واجب ہو سبب بلا احرام ہر جنم کے بیعتات اہل مکہ سے اسو اسو کہ اہل مکہ کا بیعتات جو کہ اسو اسو حرم میں مل جیسے طرم  
 اگر کسی اور قسم نے احرام باندہ عمر کا حرم سو تو ہر کتا اون پر جب اسو اسو کہ بیعتات عمر کا مل ہو اور بیعتات کی طرف پٹ آنسو جیسے طرم کہ مذکور ہے  
 نہ سچ کر اسو اسو کہ داخل کوئی کتا ای فاقی البستان سے مکہ اسن لیل داخل المیقات کے حاجۃ قصداً و لو حنڈ الحجاز ق علی حرم و  
 نیۃ قرة الإقامة فیست بشرط علی المذہب دخول مکة غیر محرم کرنی و داخل ہر البستان میں یعنی آفاقی اندہ بیعتات کے زمین مل میں سے  
 کسی مکان میں کسی حاجت کو پہلے بقصد آیا اگر یہ مجاوزت بیعتات کی نزدیک ارادہ اور حاجت کا کیا ہو چاہے یہ بیعتات میں نہ داخل ہو نہ کہ ہو گیا  
 اور اس آفاقی کو جائز ہو و اصل ہر مکہ کا بدون احرام باندہ ہو اور مدت آقامت کی نیت شرط نہیں بنا بر ذہب صحیح کے یعنی پندرہ روز یا زیادہ ہر  
 بستان میں مشروط نہیں احرام کے عدم وجوب میں بستان جنی عام ایک بستی ہو داخل بیعتات خارج حرم کے اور بالفعل اسکا نام مکہ محرم ہے  
 وہاں سے کہ منظر ہو پیش کو س ہر کتا فی الطمۃ و وقۃ البستان و لا شی علیہ و لا تہ الفصح باہلہ کما حصر اور بیعتات اس آفاقی کا بستان  
 میں کسی کام کو گیا بستان جو جنی مل بیعتات ہو جو اور عمر کا اور اسب مجاوزت بیعتات سے بلا احرام کوئی چیز وجوب نہیں اسو اسو کہ آفاقی بستان میں سے  
 اہل بستان میں مل گیا تو جیسے بستانی کو داخل کہ بلا احرام جائز ہو و بستی بستانی کا بیعتات جو اور عمر کا مل ہو و بستی بستانی  
 کا بھی مل ہو چاہے یہ اسکی تفصیل بیان ہو نیت میں کہ گئی و ہذا حیلۃ لا فاقی و لا دخول مکة بلا احرام اور یہ حیلہ جو آفاقی کے حق میں جو کہ میں مل گیا  
 چاہے بدون احرام کے و بھجب حل میں دخول مکة بلا احرام لکل صریح حجة او ستم و اور کہ میں داخل ہو بدون احرام باندہ ہو تو ہر بار بلا احرام  
 جانے میں و سبب ایک جو یا ایک عمر و جب ہو اس مکان اقدس کی تعلیم کہ اسو اسو کہ داخل ہو مکہ بستان آجراہ عن البیۃ و حوله و مقامہ فی البیۃ  
 سو اگر کہ میں بلا احرام جا کر بیعتات کی طرف پٹ آیا سو جو یا عمر کا احرام باندہ تو اسکو کافی ہو گا پچھلے بار کے دخول سے اور پورا بیان اسکا فتح ہوتا  
 میں ہو یعنی مثلاً دو بار بلا احرام داخل نہ اہل تو اس احرام سے دوسری بار داخل ہونے سے جو جو یا عمر و جب ہوتا ہوا و او ایوگا اسو اسو کہ اول بار  
 آج یا عمر و اسپر دین ہو گیا سو وہ بدون نیت کے ماقط نہر گا کذا فی النعم و حتم منہ ای آجراہ عمالۃ بال دخول و لو آخر حرم علیہ صریح  
 حجة الاسلام او نذر او شمرۃ مند و رق لک فی حایہ ذلک لندارکہ المترک و فقیہ لا بعد الصیرۃ نہ کذا تجویل الشذۃ اور صحیح  
 ہوگا اور سے یعنی کفایت کر جائیگا اور ج یا عمر و سے جو او سبب بلا احرام داخل ہونے سے لازم ہو گیا اگر یہ او سبب احرام باندہ ہو اور اس عبادت کو پہلے  
 جو او سبب جب بھی مجملہ حجة الاسلام کے یا جی ذر کہ یا عمر و نذر کے لیکن یہ اس صورت میں جو جب دوسری سال جو یا عمر و کرے ہر اسو کہ جو مترک  
 ہو گیا تھا اسکو ابو وقت میں تدارک کر لینا کافی ہو گا و علی بلا احرام بعد اس سال کے اسو کہ مترک دین ہو گیا سال پہلے سے جاوز المیقات بلا احرام  
 فاق حرم بصرۃ و فاضل ہا مضی و قضی لادم علیہ لک الوقت لکبر بلا احرام منہ فی القضاء ایک شخص جو گیا بیعتات سے بلا احرام جہا  
 عمر کا احرام باندہ ہو عمر کو فاسد کر ڈالا جمل قبل طرہ سو تو عمر کو پورا کرے اور اسکو قضاء کی اور اسپر خون نہیں بیعتات کے ترک احرام سو ہر اسو کہ  
 قضا کر نہیں بیعتات سے احرام باندہ میں اسکا تذکرہ تر جاو گیا تو کسی دم سے حکمہ طائف لعمرہ و لو شوطاً ای قل اسواطھا فاق حرم ہر کتا و قضۃ  
 وجوباً بلکنی لہم المکرم لہم بیعتھا کثرتہ اور اندہ بیعتات کے ہر فرد سے لے ہو عمر کا طائف ایک شوط کیا ایک شوط سو مراد یہ کہ میں مثلاً یا اس  
 کہ کہ ہر جہا احرام کیا تو جو کہ ترک کرے سو نہ اکر بجا نہ ہو کہ اہل مکہ کو جمع کرنا جی اور عمر کا منوم ہو و حکمہ کثرت لاجل الرضی و جہ دمرۃ  
 لا یستحق الحق لو سچ فی سنتہ سقطت العمر و لو و قضی فاقھا فقط او اسپر دیم کرنا وجوب سبب ترک کر کے اور جی اور عمر و جب  
 اسو اسو کہ مذکور اسکی اندہ جہا جوت ہو گیا اور ذات الحج عمر کر کے احرام آتا ہو اور دوسری سال جہا قضاء کرتا ہو یا نہ کہ اگر کی مذکور دوسری سال جی  
 کر گیا بعد عمر کر کے تو دوسرا عمر او سبب سے ماقط ہو جاو گیا اور اگر عمر کو ترک کر گیا نہ جو کہ فقط عمر کی قضاء کرے کذا فی المنع فلا انتقاماً و انتقاماً  
 و ذبح و من جنہ فی لا فاق ضم شکر سو اگر کی مذکور ہے ہم یا عمر و ترک کیا بلکہ و ذکر او کیا تو یہ صحیح ہو اسو اسو کہ ضحاک الترمذی کہ تہا شکر او کیا



لیکن بڑا کیا کہ منوم کام کیا اور ذبح کوستہ اور حیہ ذبح کرنا بجز نقصان کیہ اسطرح سے خود نکلتا اور افاقی کے حج اور عمرہ جمع کر نہیں دیکھ کر اسطرح  
 شک کے ہو تو خود اسکو کہنا یا بارہ سے کذا فی المنہ ومن اسخرم یحییٰ ثم اسخرم یوم النحر باسخرافان کان قد سکن للاول لزمہ لا یخلف العلم  
 القابل بلا دیم لا منتہا لاول اور جسے حج کا احرام باندھا اور حج کو اور کیا پر یوم النحر میں دوسرے حج کا احرام کیا تو اگر سر نہ اچھا ہوا دل پر حج اسطرح  
 تو دوسرا حج اور سپر لازم ہو گیا دوسرے سال میں بلا وجہ ذبح اسطرح کہ پہلا حج تمام ہو چکا تو یہ شخص بجاستبارہ اگر نے کے جامع میں الاحرام میں  
 نہ تھا کہ ذبح کرنا اور سپر واجب نہ تھا کذا فی المنہ عن البصر والاکتفاء للاول فم دیم فقہر جبرہ لبعثہ المرأۃ اول الحائضہ علی اسحرامہ  
 بالتحصین اول الشاخیہ اور اگر حج اول کے دوسرے سال اور دوسرے سال لازم ہو گا ساتھ ذبح کر کے بارہن کو کتر اور  
 یا نہ کتر اور ان سے بلفظ تقبیر اسو اسطرح کہ تا کہ یہ مسئلہ عورت کو بھی شامل ہے ذبح کرنا اسو اسطرح واجب ہو اگر او سے خیات کی بال کتر نہیں  
 اپنے دوسرے حج کے احرام پر یا اسطرح تاخیر کے وجہ ہوا جب یوم النحر میں قبل طلق کے دوسرے حج کا احرام کیا تو ہر طرح سے اسسبب سے کرنا  
 لازم ہو گیا اسو اسطرح کہ وہ حال کا فی نہیں کہ اول حج کے احرام اقرار نے کو اسنے سر نہ یا یا نہیں منڈایا اگر منڈایا تو چٹائی کے احرام چٹائی  
 یا قف ہوئی اسو اسطرح ذبح کرنا لازم ہوا اور اگر سر نہیں منڈایا تو اول حج کی عبادت میں یعنی یوم النحر کے سر نہ انہیں تاخیر واقع ہوئی تو بھی ذبح  
 کرنا لازم ہو گیا کذا فی المنہ وعن علی بن بعضہ الا یطو فاسخرم یا سخری ذبحہ الاصل ان الجمع بین الاحرامین نہیں تین مکروہ کفر ہیتم  
 فیہم الذم لا یجوز فی ظاہر الروایۃ فلا ینکح اور جسے کہ عمرہ اور کیا سوا سر نہ یا یا نہیں منڈایا کو ہر دوسرے عمر کا احرام کیا تو وہ ذبح کر کے اسطرح  
 سے کہ دوسرے دن کے دو احراموں کو جمع کرنا کر وہ تحریمی ہو اسو اسطرح ذبح کرنا لازم ہو اور وہ حج کے احراموں کو جمع کرنا ظاہر الودیت میں کر وہ  
 نہیں کذا فی البصر عن المحیط لہذا ارسن ذبح کرنا واجب نہیں اور غایۃ البیان میں جو وہ حج کے احراموں کو تمام اور بدعت کہ اس صاحبہ کی اور ان  
 سے کذا دوسرے حج کذا فی المنہ اتفاق اسخرم یحییٰ ثم اسخرم یوم النحر بعمرہ زناہ وصار قاریا مسیئنا کا حسن والی ابطلت عمرہ بالوقوف قبل اقامہ  
 لا تھا کر شریعہ مرتبہ علی الحج لا بالشوخیۃ العرقۃ اتفاقا نے حج احرام کیا ہر عمر کا احرام کیا تو دونوں اور سپر لازم ہوئی اور بھی شفق قرآن  
 بدکار ہو گیا چٹائی گذر اور سپر اسطرح اطل ہو گا عمرہ اسکا سبب قوت عرفات کی فعل افعال عمرہ کو اسطرح عمرہ مشروع نہیں حج پر مرتب ہو کر نہ ہاں  
 ہو گا عمرہ عرفات کی طرف مترجم ہونے سے اگر بدون وقوف کے عرفات کی طرف سے میرا دی اور عمرہ اولیٰ اور اگر کے حج کرے تو ممکن ہو کذا فی الطحاوی  
 فان طواف له طواف القدوم ثم اسخرم ہا مضمی علیہا قدیم وہو من جبرہ نذیب رخصتہا تاکثرہ بطوافہ فان وقضی قضی الصلۃ  
 الشریعہ فیہا وراق ذوال فضہا پر اگر افاقی نے حج کا طواف القدوم کیا ہر عمر کا احرام کیا ہر دو کو اور کیا تو ذبح کرے اور حیہ ذبح کرنا  
 و اسطرح بجز نقصان کے ہے کہ حج کے افعال میں عمرہ داخل کر دیا اور سبب ترک کرنا عمر کا ہر اسطرح کہ طواف القدوم کرنے سے حج متاکر ہو گیا سو اگر  
 جسے عمرہ ترک کیا تو اسکی قضاء کی بعد حج کے بر اسطرح سمجھئے شروع کے اور ذبح کر کے سبب ترک کرنے عمر کو حج فاعل یوم النحر اور فی ثلاثہ  
 ایام بعد انشاہ بالشریعہ لیکن ہم کی اہل القرمہ و رخصتہ وجوباً تکلفاً من لا تو وقضیت مع دم للرفض و ان مضمی علیہا صحیح و علیہ  
 دم لا یتکلف الکفر اھتد فم جبرہ ایک شخص نے حج کیا ہر عمرہ کا احرام کیا یوم النحر میں یا وکی بعد کے تین دن میں دوسرے کرنا اسکو لازم ہو گیا  
 شروع کے لیکن کہ بہت توجہ کے ساتھ اسو اسطرح کہ نہال حج سے منور فرات نہیں دیکھا عمر کا ترک کرنا واجب نہ تھا کہ اس گناہ سے بخلت ہو اور عمرہ کی قضاء  
 کیا دی ساتھ ذبح کر کے ذبح واجب ہو سبب ترک کے اور اگر عمرہ ترک کر دیا تو اسکی قضا ہو گا اور اسسبب سے ذبح کرنا واجب ہو گا سبب وجہ ہے  
 کہ بہت سے فقہاء نے بجز نقصان کیہ اسطرح فائت الحج اذا اسخرم بلا وجہ واجب للرفض لان الجمع بین احرامین الحجین اولیٰ عن ابن جبر  
 حشر و حناۃ الحج سبب کہ دوسرے حج یا عمر کا احرام کیا تو اسپر احرام ثانی کا ترک کرنا واجب ہو اسو اسطرح کہ وہ حج کے احراموں کو اور دوسرے احرام  
 کو جمع کرنا مشروع نہیں ہے ذبح کے احرام ظاہر میں ایک احرام اس حج کا جو عورت ہو گیا اور دوسرے احرام چٹائی کا بعد عمرہ کی دو احرام ہوں سبب کہ



ہدی کے ذبح ہو جائے گا نہ کیا سو منومات احرام سے کوئی نفل کیا جیسے غیر محرم کرنا ہی ہر نماز ہر ہر اکہ ہدی ذبح ہوئی تھی لامل میں ذبح ہوئی تھی نہ مرم  
 میں تو اس پر اپنی جنابت کر کے نفل لازم ہوگی لیکن علیہ ائصال من سجدہ ولو نفل لا حرج بالثمن من حرم و حرمہ للخلل ان لو سجد من حرمہ حرامہ اور اگر  
 حج کا احرام اتارا گیا اگرچہ نفل ہی حج ہو تو اس پر حج واجب ہے بسبب شرم کر کے اور عمرہ واجب ہے بسبب خلل کے بشرطیکہ اس سال حج نہ کیا ہو اور اگر  
 بعد نفل مانع کے اسی سال حج اور کیا تو فقط حج لازم ہوگا نہ عمرہ کذا فی الطحاوی و علی المعتمد عمرہ اور عمرہ کا احرام باندھنا والا اگر رد کا جائز  
 تو اس پر فقط ایک عمرہ واجب و علی القاری سجدہ و عمرتان اخذ لهما للخلل اور تارن پر ایک حج اور عمرہ واجب ہیں ایک عمرہ بسبب خلل  
 کے اور دوسرا تارن کا مضمنا میں اسکو ہستبار ہو یا جو قرآن کرے جائز ہون کو علمہ و علمہ و تضا کرے کذا فی الطحاوی فان بعثت لقرآن  
 الا حصار و قد عد علی ادلک الحدیث و الحج معاً و سجدہ و سجدہ ہدی کو ردانہ کیا بعد کے احصار زائل ہو گیا اور وہ قارہ ہو گیا  
 اور حج کے پانے پر ساتھی تو اس پر جب تک حج کر نیکو رواتہ ہو اور اس وقت میں ہرگز جائز نہیں احرام سے خارج ہونا ہدی بھیج کر اسو اسکو کہ ہدی  
 بیعتا نہ لائے حج کا اور حالانکہ اب خود اصل پر قارہ ہو گیا تو عرض کا کہ اعتبار نہ کذا فی المنع و لا یقدر علیہما الا یلزمہ التوجہ وھی  
 و بائعہ اور اگر ہدی اور حج کے پانے پر ساتھی قارہ نہ ہو تو اس پر رواتہ ہونا لازم نہیں اور تیسرے رابعی ہو یعنی بارہ صورتوں کا محتمل ہے پہلی صورت  
 یہ کہ ہدی اور حج دونوں کو با و دو دوسری صورت یہ کہ ہدی کو با و دو کو با و دو تیسری صورت یہ کہ فقط ہدی کو با و دو حج کو چوتھی صورت یہ کہ فقط حج  
 کو با و دو ہدی کو پہلی صورت میں تو جانا لازم ہو اور باقی تین صورتوں میں لازم نہیں لیکن اگر خلل کے واسطو جا و دو اور عمرہ کرے تو جائز ہو  
 کذا فی المنع اور چونکہ امام کے نزدیک زیم کرنا قبل تھا النحر کے جائز ہو تو اور اک ہر حج کا بدون ہدی کے ممکن ہے اور صاحبین کے نزدیک اور اک  
 حج کو ہدی لازم ہو اسو اسکو کہ اولی نزدیک قبل یوم النحر کے زیم کرنا جائز نہیں کذا فی شرح الوتایہ و لا احصاء بعد ما وقف بعرفہ للاکھن من  
 العتوات اور احصار نہیں بعد وقوف عرفات کے بعد وقوف عرفات کے فوت ہو جانا حج کا متصور نہیں تو من حاصل ہو گیا ہر اگر بعد وقوف  
 عرفات کے احصار قائم رہا تو ترک و اجبات ہو یعنی وقوف مزدلفہ اور رمی جمار کے ترک سو زیم کرنا لازم ہوگا اور سپر ترم یا غیر خلق اور طواف  
 سے زیم لازم ہوگا کذا فی الطحاوی و المصنوع ولو بملکۃ من الکنین یحضر علی الاشیۃ اور جو شخص کہ دو رکن یعنی وقوف عرفات اور طواف الزام  
 سے روکا جا و دو اگرچہ وہ کہ میں ہو وہ محصر ہو بقول اصح والقادر علی اسد ہما لا اما علی الوقوف فلتمام حجۃ بہ و اما علی الطواف فلتمام بہ  
 کا ہو اور جو کہ قارہ ہو ایک رکن پر وہ محصر نہیں جو وقوف عرفات پر قارہ ہو اور وہ اسو اسکو محصر نہیں کہ وقوف سو حج تمام ہو گیا اور جو طواف پر قارہ  
 ہو اور وہ اسو اسکو محصر نہیں کہ وہ طواف کرنے سو احرام سو خارج ہو گیا چنانچہ مذکور ہو چکا کہ طواف اصل ہو خلل میں اور زیم کرنا ہدی کا اسکا بدلہ ہے  
 اصل کے ہوتے بدلہ کی کچھ حاجت نہیں **باب الحج عن الغیر** یہ باب سو غیر شخص کی طرف سو حج کر نکال یعنی بطریبات کر دوسرے  
 کی طرف سو حج کرنا الاصل ان کل من سجد بعبادۃ مالئہ جعل ثوابہا لغیرہ و ان فواہا عند الفعل لغیرہ لظاهر الا دلۃ اصل یہ کہ جو  
 شخص کوئی عبادت کرے نماز یا روزہ یا خیرات یا قرآن یا ذکر یا حج یا عمرہ یا طواف یا اور نیکیاں تو اسکو جائز ہے کہ اسکا ثواب غیر شخص کی طرف سے  
 کر دے اگر یہ عبادت کر کے وقت اپنی ذات کی طرف سے نیت کی ہو یہ اصل ثابت ہو لال قرآن اور عادیث کی ظاہر و لالت بلا کتاب تاویل ہم قرآن  
 مجید میں دل کو اشارہ ہوا کہ والدین کی طرف سے یون و عاکر و ادب ارحمہما کاربنا فی صغیرہا یعنی اسو یہ کہ رب میری والدین پر رحم کر صبا  
 او منون نے مجھ کو کہیں میں بلانا تو اگر انہاں کا عمل دوسرے کو یہ مفید ہو تا تو دل کی رعاد الدین کے حق میں بیاندہ ہوتی مالا کہ یہ غلط ہو اور حق تھا  
 نے خبر دی ہو کہ منشیے مومنین کے واسطو عادیث مغفرت کرتے ہیں تو ثابت ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کو نفعی ہو تا جو اور عادیث تو نیابت اور تو ایسانی  
 میں بکثرت ہیں اذ انجلہ بخاری اور مسلم میں یہ حدیث متفق علیہ ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے دو میند ہون کو قربانی کیا ایک میند نا اپنی طرف سے  
 اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ عبادت الی میں نیابت صحیح ہے اس حدیث کی مستنون کو ابن ابی ادنا امام احمد بن حنبل

حج کا احرام اتارنا



دکیل کے دیکھ کر قیامت کی موت بھی صحیح ہے عبادات مالی میں نیابت اس واسطے جائز ہے کہ عبادات مالیہ میں ازالیش مالدار اور دفع حاجت محتاج مقصود اصلی سے موقوفہ ازواج کے فعل میں ہی حاصل ہے اور حرج و عبادت بدون نیت کے صحیح نہیں اور کار فرامی اہل نیت کا نہیں لیکن جب غیب کی نیت مقبرہ شہری نہ نائب کی تو مسلم اور ذمی نیابت میں دو برابر ہو گئے اور غیب کو اعتبار سے نائب کے دیکھ کر قیامت کی مرئی واجب نائب محتاج کو دیکھ گئے وقت نیت کرے یا ہوسان میں ادا می عبادت کی نیت کرے کذا فی المنہ والعلما و النہر والبدنیۃ کصلوۃ وصحیح لا تقبلہا مطلقا اور عبادت دینی جیسے نماز اور روزہ اور احکام اور قراۃ قرآن اور اذکار نیابت کو نہیں قبول کرتے ہر طرح سے نہ قدرت میں نہ عجز میں اس واسطے کہ عبادت بندہ میں غرض اصلی یہ ہے کہ افعال مخصوصہ روح اور بدن پر محنت و مشقت پڑے تاکہ روح کو صفائی اور قرب الہی حاصل ہو تو یہ امر حاصل نہیں ہو سکتا تاکہ فعل سے جب تک خود کو رسد اس میں مطلقا نیابت جائز نہ ہوئی نہ قدرت میں نہ عجز میں اور بھی مطلب اس حدیث کا کہ لا یضم احد من اجد ولا یصل احد عن حرجہ اخرہ النسائی عن ابن عباس یعنی کوئی روزہ نہ کرے کسی کی طرف سے اور نماز نہ پڑے کوئی کسی کی طرف سے یعنی نیابت صوم اور صلوۃ سے زمین سا تظہر نہیں ہر ماخیز سے بان فضل کا ثواب مترفع ہے چنانچہ اس حدیث میں مصرح ہے کہ ولد اپنہ والدین کی واسطے نماز پڑھے اور روزہ رکھے والمکہبۃ منہما کحجۃ الفرج من قبل النبیاء عند البحر فقط اور جو عبادت کہ مال اور بدن مرکب ہو جسے زمین حج سونیا ت کو قبول کرتی ہو عاجز ہو جس کے وقت فقط ہر جہت کدج کی حقیقت میں مال کو دخل نہیں اس واسطے کہ حج عبارت ہو وقت اور طواف لیکن جہت کہ یہ امر غالباً بدون زاد اور راحلہ کے حاصل نہیں ہوتا تو گویا حج مال کا جز ہو گیا کذا فی الطحاوی حج میں عجز کے وقت نیابت جائز ہوئی مال کی جہت سے اور قدرت میں نیابت جائز ہوئی بدن کی جہت سے کذا فی النہر لکن بشرط دوام البحر الی الموت لانه فرض العمرۃ تلزم الاعادۃ بزوال العذر عاجزی میں نیابت حج کی جائز ہو بشرطیکہ موت تک عجز ہو برابر رہے اور اگر عجز دائمی نہیں تو نیابت صحیح نہیں اس واسطے کہ حج تمام عمر میں ایک بار فرض ہو یا تک کہ اعادہ لازم ہو زوال قدرے یعنی ایک شخص حج کرنے سے عاجز ہو اور اس نے مال دیکر نائبے ابنہ واسطے حج کر دیا ہر بعد اسکے عاجزی کا عذر جاتا رہتا تو اس پر واجب ہے کہ خود دو سراج کرے اس واسطے کہ موت تک عجز دائم نہ ہو بشرط نیت الحج عنہ ای عن الامہ فیقول اسوئمت عن فلاں ولتبت عن فلاں ولتسبی اسمہ فتونی عن الامہ صحتہ وتکفی نیتہ القلب اور اس شرط سونیا ت جائز ہو کہ نائب ابنہ غیب امر کی طرف سے حج کرے سو یوں کہے احرام کی وقت کہ میں نے احرام باندھا فلاں شخص کی طرف سے اور میں نے ایک کہا فلاں کی طرف سے اور اگر نیک نام ہو تو مال کو اور اگر نیکو مال کی طرف سے نیت کرے تو صحیح ہے اور دل کی نیت کافی ہو تو قصر بلفظ ضرور نہیں لہذا ای اشتراط دوام البحر الی الموت اذا کان البحر کالتبس والمرض یخرج ذوالہ وان لم یکن کذلک کالتبس والتمانۃ سقط الفرض لیس الغیر عنہ فلا اعادۃ مطلقا سواء استمر ذلک العذر یا ام لا یہ یعنی مشروط ہوتا دوام عجز کا موت تک اور وقت تک ہے کہ عاجزی یا تنقید اور بیماری کے زوال پذیر ہو اور اگر ایسی نہ ہو یعنی ایسا عجز ہو کہ اس کو زوال کی امید نہ ہو جیسے اندام ہنا اور لا ہوتا تو اس کی طرف سے غیر کے حج کرنے سے زمین سا قطع ہو جائیگا تو اس حالت میں اعادہ حج کا مطلقا لازم نہیں خواہ یہ عذر عدم بصارت وغیرہ کا ہمیشہ جاری رہے اس واسطے کہ عجز لازمی بجای موت ہو کذا فی النہر کمزور وغیرہ متون میں مرض ندال پذیر اور عدم زوال پذیر کا کچھ فرق مذکور نہیں لیکن باتن اشارت سے باقتدای صاحب بوجہ تفصیل محیط اور فتاوی قاضی خان اور مسطور سو نقل کی اہد کہا ہے کہ کسی حق عود وہر علم کذا فی النہر ولو آتجہ وهو صحیح لفرجہ واستمر لم یکن لفقہ مشرطہ اور اگر ایک شخص نے حج کر دیا اپنی طرف سے حالت صحت میں پر وہ بعد فرحت ہونے نائب کے حج سے عاجز ہو گیا اور ہمیشہ عاجز رہا تا موت تک تو وہ حج سقوط زمین میں کافی ہو گا بسبب پائی جانے شرط کے یعنی نائب کی حج کرنا دعت منیہ عاجز ہوتا تو حج فعل کا قرب نائب کو حاصل ہو گا کذا فی الطحاوی و بشرط الا عریہ ای بالحق عنہ فلا یخرج الفرج بغير ذلک الا اذا حج او آتجہ الوارد عن مودتہ لوجہ الا عریہ لانه اور جائز ہو نیابت بشرطیکہ امر کو غیب نائب کو اپنی طرف سے زمین حج کرے یا تو جائز نہیں حج فرزند کا اب کہ پہلے بدون اجازت باپ کے گرجے کہ وراثت خود حج کرے یا غیر سو حج کرے اور سو اپنی موت کی طرف سے تو اہلہ جائز ہو سبب پائی جانے

اور مردہ کے بار و دلات حال کے بھی جب وارث مورث کے ال برتھن ہر تو اگر یارث نے اس کے کیا کہ میرے اور میرے دونوں کو کذا فی العلم  
 و یجب من الشرائط النفقة من مال المهر کلھا و اکڈھا و فی المأمر بنفسه و تعینہ ان حینہ فلو قال فی حقہ فلان لا یتبرک من غیر  
 حیدر و لو لم یقل لا یتبرک حیدر و شرائط نیابت جمہر بائی رافقہ یعنی شرط ہر کہ کل نفقہ نائب کا نیسک مال سے موی اکثر نفقہ او مکر مال سے موی اکثر  
 نیب کا مال نے اپنی مال سے حج کرے بطرحان کے تو نیب کی طرف سو حج نہ ادا ہو گا کذا فی العالم لکیرتہ عن البدایع اور حج کرنا امور کا بذات خود لازم نیسا  
 متعین ہوا مشروط ہوا اگر اسکو متعین کر دیا ہو سر اگر آمر نے یون کہا ہو کہ مثلاً زیہ میری طرف سو حج کرے نہ غیر اسکا تو غیر زیہ کا حج کرنا جائز نہیں اور تاگر  
 غیر کی نفی کی ہو تو غیر زیہ کا حج کرنا جائز ہو واصلھا فی اللباب الی عشرین شرطاً منها عدم اشتراط الأجر فلو استأجر حلاً بان قال  
 استأجر ثانی علی أن یحج بکذا لویحج حجه وانما یقول امریک ان یحج یعنی بلا ذکر اجارۃ لباب الناسک میں شرائط نیابت کی نیسک  
 یہ سہا یا ہو اور میں سے ایک شرط یہ ہے کہ نیابت میں اجرت مشروط نہ ہو اگر اجارہ شہر یا یا کیر سے اسطرح کہ اس کے کیا کہ میں نے تجھے نیسا کیا اپنی طرف  
 سے حج کر نیسا تو مال کے عمن تو اسکا حج جائز نہیں بلکہ یون کہے کہ میں نے تجکو امر کیا اپنی طرف سو حج کر نیسا بلا ذکر اجارہ شام کا کلام اسکو متفق ہو  
 کہ میرا حج اجرت نہ ہو اور حج اجیر کا ہونہ مستاجر کا اور غایہ میں مصرح ہو کہ ظاہر الودیت میں حج مستاجر کے واسطو واقع ہوگا اور اجیر کو اجرت مثل ملکی  
 تو عبارت غایہ اسکو متفق ہے کہ یہ اجارہ فاسد ہو کذا فی حاشیۃ الطحاوی و لو اتفق من مال نفسه و دخلت النفقة بماله و اتفق کلہ و اکڈہ  
 حجاز و بری من الضمان و اگر ماورے کچھ اپنی مال سے خرچ کیا اور حالانکہ خیسک نفقہ میں وضع کر لینا کی گنجائش ہے یا ماورے نیسک نفقہ  
 میں اپنا مال ملا دیا اور سب الخرج کر ڈالا یا اکثر یعنی بعد اکل مال امر کے یا اکثر مال امر کے صرف کر کیا تو جائز ہو اور امور ضمانت سو بری ہو گیا کذا  
 فی الطحاوی و شرط البصر الذکور للفرج کل للنفق لا یتسایع بایہ اور شرط عاجزی کی جو نہ کو رہی تو حج فرض کیر اسطرح ہو نہ نفل حج کو اسطرح اسے  
 کہ نفل میں وسعت ہو تو قدر کو نائب سو حج نفل کر دنا صحیح ہے و یقیمہ اسے حدیث عن الامیر علی الطاہر من المذہب قبل عن المأمورین فلا  
 ولا یرثوا اب النفق کچھ النفل اور حج فرض امر کی طرف سو واقع ہو اسو بنا بر ظاہر نہ ہو کہ اور نفل ضعیف یہ ہو کہ امر کی طرف سو حج نفل واقع ہوتا ہو  
 اور امر کو نفقہ دینا کو نائب جو جیسے نفل حج میں اور یہ قول اخیر محمد کا قول ہے لیکن اس اختلاف کا کچھ اثر نہیں اسو اسطرح کہ سب متفق ہیں اسباب پر کہ امر  
 سے فرض ساقط ہو جانا ہو اور ماورے ساقط نہیں ہوا کذا فی المنہ اور ظاہر نہ ہو کہ یہ حدیث دلیل ہو جو صحاح مستدین ابن عباس سے مروی ہو کہ حجہ الوداع  
 میں ایک عورت غنیم کی قوم کی آئی اور سنو کما یا رسول اللہ سیکر باب پر حج فرض ہوا اور وہ بہت بڑا ہو اسکو طاقت نہیں کہ اونٹ پر ثابت رہ سکے کیا میں  
 اسکی طرف سے حج کر دن حضرت نے فرمایا ان اور بخاری اور مسلم میں ابن عباس سے مروی ہو کہ ایک روئی صلے اللہ علیہ وسلم کے پس کیا سو اسکو کہل کر  
 میری پس نے حج کی نذرانی تھی سو وہ مرگئی حضرت نے فرمایا کہ اگر اوپر فرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتا اوسنے کہا میں ادا کرتا فرمایا تو خدا کا فضل دا  
 کہ وہ حق! انقضت کو کذا فی التیسیر اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ امر کی طرف سو حج واقع ہوتا ہو نہ امر کی طرف سو لکنہ تشدق الصحۃ النبیۃ  
 اھیتۃ المأمورین صحۃ الافعال ثور فرج علیہ بقولہ فجاءتہ الصرورۃ بمحملۃ من لم یحج والمرأۃ ولو أمة والعبد وغیرہ کا لفظ  
 وغیرہ مراد ہی لعدم الخلاف لیکن صحت نیابت کی واسطو مشروط ہو اہلیت ماور کی سلام اور عقل ماور میں لازم ہوا کہ اسکو افعال صحیح ہوں  
 یہ بات نے اشتراط اہلیت یا ملا قول متفرع کر کے کہا تو جائز ہو حج کرنا اسکا جسے خود حج نہیں کیا اور عورت کا حج جائز ہو اگرچہ وہ لڑھی ہو اور  
 عیب ماور نہ وغیرہ کا جیسے سفیر قریب البانوم کا حج کرنا جائز ہو اور ان اشیا میں سے کہ سو اور شخص مبتدع نیابت کو اسطرح خلاف شافعی ہو مشروط ہو  
 اھادی و مفتوحہ اسکو کہتے ہیں جیسے نوز حج نہیں کیا کذا فی القانوس جیسے نیابت عورت اور غلام اور جسو حج کا ہی نہیں کیا اور مراہق کی طبعی  
 سب اہلیت صحت افعال کے لیکن جو کہ کہ بہت سو غایہ میں اور ملہ شافعی کے ہی مخالف ہو تو ادا ہو اور کچھ اور کچھ نیو نائب کر بہت سو اسکا کہ طبعی ہو کہ  
 ہے کہ جو غیر کی طرف سو حج کرے تو انقضت یہ ہو کہ وہ داخل الیہ ہوا و افعال حج اور طریق حج کا عالم ہوا و فرض حج اپنی طرف سو حج کرنا کذا فی المنہ







طے کیا تو زمانہ میں سبب حصول مقصد کو اسوہ ملو کہ حج تمام ہو گیا و ادا مانتا ملو اور صرف نفقہ و الطریق قبل وقوفہ حج من منزل آسہ  
 بثلث ما بقی من ماله فان لم یغنی فمیں جیت بکلم فان ما و سیر فی ثانیاً حج جس ثلث الباقی بعد ما اهلکذا الی ان لا یقی من ثلثه ما یبلغ الحج  
 فی طے الی حدیثہ اور اگر امور راہ میں دیکھا یا اسکا نفقہ چوری کیا راہ میں قبل وقوف کے تو حج کیا جاوے اور اگر کے وطن سے اسکو تاملی باقی مال سے یعنی باقی  
 مرد کہ میت کے نفقہ سے مواکرت الی ابعی کفایت کرے وطن سے جس مکان سے پہنچ سکے وہاں سے حج کیا جاوے اور اگر دوسری بار بھی امور راہ میں یا نفقہ چوری  
 جاوے تو اسکو حج نہیں کہ باقی مال کے ثلث سو حج کیا جاوے و سیر فی ثانیاً حج جس مکان سے پہنچ سکے وہاں سے حج کیا جاوے اور اگر دوسری بار بھی امور راہ میں یا نفقہ چوری  
 ثلث سو حج ہو سکو کہ حج باقی زمرہ تو وصیت حج کی باطل ہو جاوے گی بھیر قول هو امام غلامی کا اور اب دوست کے نزدیک کل مال کے ثلث سو حج کیا جاوے  
 نہ باقی ہو کہ اسکو حج کے نزدیک اگر اس مال سے جو امور کو دیکھا باقی ہو بقدر کفایت تو حج کیا جاوے اور زمین تو وصیت باطل ہے کذا فی فتح القدر و لہذا  
 قلت و طہا اہم اتہ لا یجوز فی ترکۃ المملوہ فلیکن اجم شارح کہنا یہ ظاہر قول ابن یعنی ثلث باقی سے حج کرانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ ترکہ امور سے سفر  
 حج کا پیر لیا نہ جائز ہو تو اسکی تصریح کہ کتب فقہ میں ملاحظہ کرنا چاہیے ملاحظہ کرنے کہا میں نے مراجعت کی کتب فقہ کی طے تو اسکو دیکھا کہ ترکہ امور سے  
 پیر لیا جائز ہے ہم لیکن طے کے کسی کتاب کا نام نہ کر دیا و السلام لا من حیث ما خلا فالحما و قولہما استحسن یعنی اگر امور راہ میں مر جاوے  
 تو پیر امر کے وطن سے حج کیا جاوے نہ وہاں سے جہاں امور مر گیا بخلاف صاحبین کے اور قول صاحبین کا استحسن اور نقل امام کا قیاس ہے لیکن صاحبین  
 بمقابلہ قیاس کے مترک ہے چنانچہ معتزلیہ مذکور ہو چکا فروغ مسائل لمحہ شارح کے تصحیح فی القابا لقرآن او التعمیم کا مترک لا بالتاخییر عن الشک و لا  
 وان عینت جتانہ للاستیصال للثقتین امور مخالف مرکا ترکہ قرآن یا تمتع کرنے سے چنانچہ مذکور ہو چکا نہ مخالف مرکا سال اول کے اخیر کرنے سے اگر یہ  
 آسہ سال اول کا حج مترک ہو یا امور اسوہ کچھ تعیین جلد ہی کچھ اسوہ کی تعلیم کے واسطے اسوہ کہ سب سال برابر میں ادا فرمیں لیکن اول سال افضل  
 ہے کذا یلفظہ باقی ہو کذا فی الطحا و لا افضل ان یجوز الذیکہ اور افضل یہ ہے کہ امور بعد حج کے ترکے وطن کی طرف پیرا تو اور کہ میں اقامت کرے  
 اگر لے مایکون فثاکر کر اسے و حکیتہ ذکا افضل من النفقہ وان شرطہ فالتشرط باطل لان یوکلہ بعبء الفضل من نفسیہ او لیس فی  
 المیت بہ یلعین اور امور پر وجب ہو کہ جو خرچہ لے جائے زیادہ ہو اسکو پیر و ارث یا وصی کو اور اگر امور سے فاضل مال کی اپنی واسطہ ملے تو پیر  
 شرط باطل ہو کہ اگر اسطر فاضل مال کا پیرا پیرا نہیں کہ اگر اپنی طرف فاضل مال ہے کہ دین کا دیکل کر دیا ہو یعنی برین کہا ہو کہ جو فاضل مال ہے اسکی ملک میں ہے  
 بھوک دیکل کیا تو اس مال پر اپنی ذات کو بھوک بھوک کر لیا تو ایسی ہیست مال نہ دے دیت کی مرخص معین کیواسطہ اور غرض معین خواہ امور ہو یا غیر اسکا  
 کذا فی الطحا و ارث فاضل مال اپنی خوشی امور کو دے پیر دیا اسواسطہ لازم ہو کہ نفقہ امور ملو کہ نہیں ہو گیا حج کر لے سے آئی جانے میں فقط ضروریات  
 کے صرف کرنے میں اسکو اختیار ہو کہ وہ مال میت کا ملو کہ ہو اسواسطہ کہ اگر امور مالک مرنا تو بطور اجارہ مالک مرنا حالانکہ طاعات برا جاوے جائز نہیں کذا  
 فی فتح القدر و لہذا امور کو اپنی ساتھ کسی کو کھانا اور حمام کی اجرت دینا اور چراغ کا تیل بول لینا اور حمام کو اجرت دینا اور دوا خریدنا اس مال سے جائز  
 نہیں الا باجارت میت یا ارث کذا فی النہر والفتح و لو ارثہ ان یسترد المال من المأمورہ المشرع اور میت کے وارث کو جائز ہو کہ مال پیرے اور  
 ہے جس تک اسکی احرام نہ ہو و کذا ان استخیر وقد قدم الیکہ لیس عنہ بلا وصیۃ فانعم ثم مات لا یفر و سیرم اگر احرام باندھا اور  
 حالانکہ بھوک مال یا تہا میت کی طرف سو حج کرے کہ بلا وصیت پیرا اسکی احرام باندھا پیرا مر گیا تو اسکو وارث کو مال لینا بعد احرام کے بھی درست ہے و لیس فی  
 ان یجوز نفیہ الا ان یأثر بالذکر و یكون و انما ولہ شیخ البقیۃ اور وصی کو جائز ہو کہ خود میت کی طرف سو حج کرے اگر اس صورت میں اسکو حج کرنا  
 جائز نہیں کہ میت نے اسکی ملک میں کیا ہو مال دین کا یعنی برین کہا ہو کہ اسقدر مال دیا اسکو جو میری طرف سو حج کرے کذا فی الفتح یا وصی وارث مراد باقی وارث  
 اسکو حج کرے کہ جائز نہیں تو بھی اسکو بذات خود حج کرنا جائز نہیں و لو قال منعت و کذا یوہ لہ یصدق لہ ان یکون امرًا ظاہر اور اگر امور  
 نے کہا کہ میں حج کرے رہا گیا طے عذر سے اور وارثوں نے اسکی کذب کی تو امور کی تصدیق کیسا دگی اور اگر مال خرچ کیا مرکا تو اسکو دینا چاہیے

مگر یہ کہ کوئی ظاہر امر اسکو صدق کا شاہد ہو مثلاً راہ میں عاجزوں کا قافلہ آتا ہو یا مدت تک مینہ کی جھڑی لگے گی تو ایسا اسکی تصدیق ہوگی کہ زانی الطحاوی  
 ولو قال سمعت وکذا بوجہ صدق بیحدیثہ الا ان کان ملبون المیت وقد ابرأ بالوفائی اور اگر اسنے کہا کہ میں حج پر جا ہوں مینہ کی طرح سوار  
 اور زن ہے اسکی تکذیب کی تو ہمارے تصدیق کیجا رہی قسم کے ساتھ گرا و سقت تصدیق نہیں کی جب کہ امور زور و جبر و مہیت کا اور اسکو فرض میں سے  
 راہ حرج کر لیا اور ہوا پر ولا تقبل بیعتہم ہر انہ کان یوم الفرض بالبلد الا اذا برھنوا اصل قرار آتے اور پھر اور مقبول نہیں گئے و انوں کے گواہ اس  
 بات پر کہ امور یوم الفرض کو اس شخص میں تھا کہ کوئی نفعی پر گواہی مقبول نہیں اسکو کہ مقصود اس قول سے و انوں کو یہ کہ حج کی نفی ہر جاکو اگر وہ قول  
 ظاہر میں اثبات ہو لیکن دیر و دہنی ہو مگر جب وارث گواہ گذارین ہمارے اس اقرار پر کہ میں نے حج نہیں کیا تو البتہ گواہی مقبول ہوگی اسکو کہ لفظ کراہ  
 کا ان الفاظ کو اثبات ہو نفی کذا فی الطحاوی باب **الحد** هو فی اللغۃ والتصریح ما یحد الی الحد من النعمۃ والحد من النعمۃ فی حد  
 یہ باب ہر وہی کے احکام میں ہر ہی لغت اور شریعت میں اسکو کہتے ہیں جو حرم حرم میں ہو یا حلال حلال کا تحفہ گذارنا جاوے تاکہ اسکو زہم کرنے سے حرم میں  
 حق قتل کا قرب اور ضمانتی حاصل ہر اذناک شافہ ہر ہی کا ادنیٰ رتبہ ہر پر کسی دھواں ابل و ان خمس سنین و بقرآن سنین و بقرآن سنین اور  
 ہر ہی کی اصل قسم یا پنج برس کا اونٹ ہو اور واسطہ قسم میں کی گامیل ہو اور ادنیٰ قسم ایک برس کی بیڑ پر کسی رتبہ ہو ولا یجب تفریقہ بل یجوز فی قسم  
 الشکر اور وہ جب نہیں ہر ہی کو عرفات میں لیجا یا پڑے گردن میں ڈالکر یا کومان کی کمال چیر کر مشہور کرنا بلکہ شکر کے خون میں ہشتاد مرتبہ یعنی دن  
 ہر متنع اور نفل کے ہر ہی میں ہشتاد مرتبہ اور جنایات کے ہر ہی میں چھتراساتبہ جیسے قضا کی نماز کو چھانا افضل ہے کذا فی المنہ ولا یجوز فی  
 الحد یا اہل ما جاز فی الصحایا کا سب سے مفعول اشترک فی حدیث شریعت لفرقہ وان اختلف اجناسہا اور جائز نہیں ہر ہی میں مگر جو  
 جافد کہ صمیم سالم جائز ہو قرآن میں چنانچہ اسکی تفصیل کتاب الاضعیہ میں آئیگی تو صمیم جو شریک کر لینا ایک شخص کا چہرہ شکر ہو اٹھ اور گامی  
 میں جو بہت توبت کے خرید ہوئی مگر اگر جناس قربت کے مختلف ہوں چنانچہ قرآن اور متنع اور احصاء اور جزا و صید وغیرہ ایک لیکن قربت کا  
 مستحکم نہیں ہر مناسبت ہے کذا فی المنہ و تجوز الشافہ فی الحج فی کل شیء الا فی طواف الکریم جنبا و احاشا و بعد الوضوء قبل التحلی کا مکرر  
 اور جائز ہو بیڑ پر کیا زہم کرنا حج کی ہر شئی میں مگر طواف الزیارت کو جنایات یا حیض یا نفاس کی حالت میں کرنے سے اور بعد و نون عرفات قبل منی کے  
 دلی کر نہیں بیڑ پر کسی کا فی نہیں بلکہ اونٹ یا گامی کا زہم کرنا بیان واجب ہو چنانچہ باب الجنایات میں مکرر مکرر و تجوز اکلہ بل میں بلکہ کا مضمینہ  
 میں کھنک الطوطم اذا بلغ الحرم والمتعة والقران فقط ولو اکل من غیر ما صحت ما اکل اور جائز نہ کرنا ہر ہی کا بلکہ قربانی کی مانند مستحب ہے  
 کہانا نفل کے ہر ہی کا جب کہ وہ حرم تک پہنچ جاوے اور متنع اور قرآن کے ہر ہی کہ کہانا جائز ہو فقط اور ہر ہی نفل اور متنع اور قرآن کے اور ہر ہی کو  
 اگر کہانا گیا تو بقدر کہانی کے قیمت دینا لازم ہوگا اگر نفل کے ہر ہی کو قبل حرم پہنچنے کے ذبح کیا تو اسکا کہانا جائز نہیں کہ وہ صدقہ ہو ہی نہیں  
 تو اسکا کہانا ہی جائز نہیں کذا فی المنہ و تبعین یوم الفرائی وقتہ و هو الا یام الثالثہ لذلہ المشی والقران فقط فلو حی قبلہ بل بعدہ  
 و علیہ ذم اور فقط متنع اور قرآن کے ہر ہی کے ذبح کر نیے واسطہ یوم النحر متنع سے لفظ یوم کا بیان مطلق تہ ہو تو جمیع اوقات مکرر داخل ہوگا اور وہ  
 تین دن میں یعنی دسویں گیارہویں بارہویں تو متنع اور قرآن کے ہر ہی کو ذبح کرنا قبل یوم الفرائی لا جاع جائز نہیں بلکہ بعد بارہویں کے ایسا کافی  
 ہے لیکن ترک واجب ہر اہم بخیر ہو ہی لہذا اور سپر و سرخون واجب ہر اہم کے نزدیک صاحبین کے نزدیک اور سوا تو متنع اور قرآن کے  
 جنایات اور نذر اور احصاء اور نفل کے ہر ہی کا ذبح کرنا اہم بخیر من مضمون نہیں کذا فی الطحاوی و تبعین لفرم مضمون فکل لا یفقی لکنتہ فصل  
 اور سب قسم کے ہر وہی کے ذبح کر نیے واسطہ حرم متنع ہے سنا کی کچھ خصوصیت نہیں بقول صمیم اور تصدی ہر ہی کے گوشت کا حرم کے محتاج کیونکہ خصوصیت  
 نہیں بناوے جو جب لیکن حرم کا محتاج افضل ہے فیہر دینہ صمد فی اللہ و خطا و ای و ما و اور ہر ہی کی جمل اندکیل کو خیرات کر دے اور اسکو کہ  
 اصلاح مستہ میں علی غرضی سے روایت ہو کہ حضرت علی علیہ السلام نے بھی حکم کیا انوں کے گوشت اور جروان اور کمالوں کے تصدیق کرنا محتاج ہوں

باب جنایات

ہو اور فو مال کہ قصاب کی فروزہ کی اس میں نہ بجا کذا فی الفتح ولو لبطیخ آخر الخبر اذ ای الذی یجوز منه فان اعطاه ضمن اما لو صدق علیہ جاز اور  
 قصاب کی فروزہ کی ہر کسی کے گوشت غیر سیرتہ نہ بجا کذا فی الفتح ولو لبطیخ آخر الخبر اذ ای الذی یجوز منه فان اعطاه ضمن اما لو صدق علیہ جاز اور  
 بلا ضرورت اور نہ سوار ہو ہی پر بلا ضرورت ہم صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ سوار ہو کے ہر  
 تو مراد اس حدیث سے ہے کہ اس شخص کو حاجت ہو گی سوار کی اسو اسلو کہ صحیح مسلم میں جابر سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار ہو  
 ہی پر دستر کے موافق جس وقت کہ تجھ کو حاجت ہو تو معلوم ہو کہ بلا ضرورت چڑھنا جائز نہیں کذا فی فتح القدیر فان اضطرر الی الذکر یضمن فانقص کذا فی  
 وحمل متاعہ و تصدق بالحق الفقراء شربا لایہ فان اطعمہ منہ غنیا یضمن قیمتہ مبسوطہ پر اگر مضر ہو سوار کی کیلئے تو ضمان نہ ہو جہتہ  
 نقصان ہو ابو ہریرہ میں سوار ہونے اور سباب لکھو اور ضمان نقصان کو فیرون پر خیرات کہ کذا فی الشرح للامام سوار ضمان میں سے مالدار کو کمانا  
 دیکھا تو جتنا مالدار کو دیا اس کی قیمت کا ضمان دینا لازم ہو گا کذا فی المبسوط ولا یحکمہ و یضمن ضرعہ بالماء الباری لو المذبح قریبا ولا حلیہ  
 و تصدق بہ اور ہی کا دودھ نہ دوسرا اور اسکو تنہا کر ٹھنڈی یا نیک جیٹا مار تو کہ دودھ کا ٹپکنا بند ہو جاوے بشرطیکہ زہر نہ نیک مکان قریب اور اگر دودھ  
 دودھ کو دوسرا کہ جانور کو تنہا کے تناو سو تکلیف نہ ہو اور اس دودھ کو خیرات کر دے و یفقیہ بک ہک و اعطیک او تعیب بما یمنع لہ خصیۃ  
 و صنف بالمعنی ما شاء اور قائم کر دے دوسرے ہی عرض اس پر کہ جب جو مالک ہو گی یا اس میں سیاحیہ ہو گیا جو قربانی کا مانع ہو یعنی ننگی ہو گی یا  
 انہی اور جب بلا دیا تو عیب دار کو چاہی ہو کہ چاہی ہو چاہے زہر کر کے کہا جاوے ولو کان اللعین طوعا و شری و صنف فلا ذکہ بد ما و صنف بہ صنف  
 سنا کہ لیعلم انہ ہک للفقراء ولا یطعمہ منہ غنیا لعدم بلوغہ بھلہ اور اگر نفل کے ہی میں عیب ہو گیا ہو یا قریب مالک ہو تو اسکو نخر کرے  
 اور اسکا پٹہ اسکو خون میں رنگین کرے اور اسکو کومان کی ایک جانب پر رکھ دے اس نفل سے غرض یہ ہے کہ معلوم ہو کہ یہ ہی محتاجون کی اسلو ہے  
 اور اس میں غنی کو نہ کو نہ کیے واسطو اسلے کہ وہ ہنوز کچھ نہیں سمجھتا کہ مالداروں کو اسکا کمانا جائز ہو یا نہیں سمجھتا اور سند احمد میں قبیحہ مروی ہے کہ رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ ہی کو بھیجا کرتے تھے اور فرماتے کہ اگر ہی مالک نے لے لے تو اسکو نخر کرنا اور نفل کو اسکو خون میں ڈوبنا اور اسکو  
 ایک جانب کو رکھ دینا اور تو اس میں سے نہ کھانا اور نہ کوئی تر اساتھی کہا کذا فی امینہ شرح الکفر و یقلل ذکا بدلة القطع ومنہ التذکر المتع  
 والقران فقط لان لا مشتملہا بالعبادۃ الیق والسنۃ تبعیہا استحق اور فقط نفل اور متع اور قران کے اونٹ یا گامو کی گردن میں پٹا ڈالنا جائز ہو  
 اور نفل میں زکے ہی بھی داخل ہو اسلو کہ مشیت دینا عبادت کے ساتھ لائق تر ہو اور غیر عبادت میں یعنی خیایات وغیرہ میں جہاں سزا دار تر ہو مشیت دینا  
 بعد الوقوف ہو تو فقہ بعد وقتہ لا تقبل شہاد تھم والوقوف صحیح استہنا تا حتی الشہود للشرع الشدید کو امون نے گواہی دی بعد  
 وقوف عرفات کے اس امر کی کہ حاجیوں کا وقوف بعد اسکو وقت کو ہو یعنی عرفہ کے دن خواہ بلکہ دسویں تا یوم واقع ہو تو اونکی گواہی مقبول ہو گی اور وقوف  
 حاجیوں کا صحیح ہو یا نہ استحسان کیان تک کہ گواہوں کا وقوف بھی صحیح ہے جب شہید کے یعنی اس شہید کا اشتباہ اکثر ہو جاتا ہو کہ اس سے سمجھا ممکن  
 نہیں تو اگر جواز او صحت کا حکم دیا جاوے بعد اجتہاد اور کوشش کر نیے تو سخت جرح میں آوے اور حالانکہ غنی مطلق نے دین میں جرح کو نفی کر ڈالا ہے  
 قال المتکا و ما جعل علیکم فی الدین من حرج اور یہ طر اشارہ ہو اس حدیث میں کہ حضرت نے فرمایا فتنارہ امور اس میں جو ہیں تم روزہ  
 رکھتے ہو اور روزہ کو نہ کھا ہی دن جو ہیں تم روزہ کو نہ کھاتے ہو اور عرفہ تنارہ امور میں دن جو ہیں تم عرفات میں ہوتے ہو اور قربانیا دن وہ جو ہیں  
 تم قربانی کرتے ہو یعنی وقوف عرفات کا وقت عند اللہ ہی دن جو ہو کہ اہل اسلام نے اجتہاد اور راہی سو عرفہ کا دن جائز ہیں اور اس میں وقوف کرتے  
 ہیں اور جب اس کو گواہی پر عدم صحت مترتب ہوئی تو اسکی سماعت میں کچھ فائدہ نہیں تو عاکم کو لازم ہو کہ اسکو نہ سنے اسلو کہ عاکم کی سماعت مشہور ہو جاوے  
 تمام اہل موقفین قریب و قال زیادہ ہو گا اور فتنہ راہی گنجہ ہو گا اور قلوب سلیں کے شک واقع ہوئے ہو کہ صحیح ہو یا نہیں ہو سخت کہ ہر مکان کے گھر  
 صحت اور سخت متعلق منازل بعدہ کہ کے اور خطیر اور ہمارا کہ ان میں نہیں پس نہ واجب گواہ گواہی کی اسلو اور میں تو عاکم اور اسکو کہ تم میں جائز ہو تم میں





حقوق اللہ البقیں ثابت نہیں ہے چاہی حقوق العباد اور اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد کل کی تکفیر کے قابل ہوئے تو بھی اسکا وہ مطلب نہیں جو اکثر لوگ غلط سمجھتے ہیں کہ حج سے لوگوں کا فرض دام ساقط ہو جاتا ہے اور سبط صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ کی قضاء ساقط ہو جاتی ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ادا حقوق کی تاخیر کا عین ساقط ہو جاتا ہے بالکل حج میں جو احادیث تکفیر مسیئات کی وارد ہیں اور کوموم اور اطلاق کا کوئی قائل نہیں کذا فی المنہ عن البحر وحدیث ابن ماجہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام استحب کہ حتی فی الدائم والمظالم الضعیف اور یہ حدیث ابن ماجہ کی ضعیف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی تھانکہ غن یزدین اور مظالم میں ہم پروری رویت ابن ماجہ کی عباس بن مرداس سلمی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی مغفرت کیو اسطر عفات میں دعا کی سو اس مظالم کے اور گناہوں کی مغفرت ہوئی اور ارشاد ہوا کہ میں مظلوم کیو اسطر مؤخذہ کرونگا حضرت نے عرض کیا کہ اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا کرے اور ظالم کو جہنم سے رو او صدق رہا قبول ہوئی ہے حضرت نے صبح کو مزدلفہ میں دہری دعا کی سو جو حضرت نے مانگی تھی اسکی اجابت ہوئی ملا حدیث نے لکھا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اسکو کہ عباس بن مرداس اسکا راوی منکر الحدیث ساقط الاجتہاد ہے حضرت یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اسکی شواہد احادیث صحیحہ کثرت میں اذ انجملہ چند احادیث مذکور ہوتی ہیں حافظہ منذری نے کہا عبد اللہ بن مبارک نے روایت کی سفیان ثوری سے اور او سو فی زبیر بن عدی سے اور انہوں نے انس بن مالک سے کہا انس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عفات میں دعوت کیا اور فرمایا کہ اقباب ڈوبے حضرت نے فرمایا کہ ایسا لال لوگوں کو خاموش کر سولال نے کثرتی ہو کر لوگوں کو خاموش کر لیا ہے فرمایا ایسا لوگوں کو جبریل علیہ السلام سے پاس لائے اور میری رب کا جھگو سلام پہنچایا اور کہا کہ اللہ عزوجل نے اہل عفات اور اہل مشرک کو بخشا اور انکی تبعات یعنی مظالم کا ضامن ہوا تو عمر بن خطاب کہہ کر طے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ میں نے ہم لوگوں کو مخصوص ہے حضرت نے فرمایا نہیں ہمارے واسطے ہو اور جو لوگ کہ تمہاری بعد آدین کے قیامت تک انکو واسطے بھی تو عمر بن خطاب نے لکھا کہ ہمارے رب کی خیر کثیر اور طیب ہے اور انام مالک کی موطن میں طلحہ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عرفت سے زیادہ تر ذلیل اور خوار اور غضبناک شیطان نہیں ہوتا اور اسکا سبب کچھ نہیں مگر یہ کہ دیکھتا ہوں نزول رحمت کو اور ذنوب عظام کی مغفرت کو کذا فی فتح القدیر اور صحیح بخاری میں حدیث مرفوع ہے کہ جس نے حج کیا سو عمر تو انکی طرف مخاطب ہوا اور گناہوں سے بچا تو گناہوں کے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے مان کے بیٹے سو پیدا ہوا شیخ الاسلام زکریا سے اس حدیث بخاری کا سوال ہوا کہ اس حدیث میں صفائے اور کبار کی مغفرت مراد ہے نقطہ صفائے کی جواب یا کہ ظاہر حدیث سے صفائے اور کبار و ذنوب کی مغفرت معلوم ہوتی ہے اور بعض احادیث میں اسکی تفسیر بھی ہے لیکن حقوق العباد کو اسکا پر محمول کرنا اقرب بدلیل ہے اور شیخ شہاب الدین دہلی شافعی سے اسکا سوال ہوا تو جواب دیا کہ صفائے اور کبار حتی کہ مظالم کی بھی مغفرت مراد ہے اسواسطے کہ طبرانی اور بنار اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کو دن و بھر ڈھلے حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بند پریشان ہو غبار آلود ہر طرف سے آئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہو کر تو اگر انکو گناہ مانع شمار کر کے یا مثل طہرات باران یا مسند کے گف کی برابر ہوں تو ہستہ میں بخوشی نکال دو میری بند و مغفرت ہو کر اللہ اعلم کذا فی منہ عن الفقار اور ملاحت اللہ کی منک متوسط کا الباب المناک نام ہو اور میں مذکور ہے کہ حج لگے صغیر گناہوں کو جو منجملہ حقوق اللہ میں بلا اتفاق قطعاً عدم کرتا ہے اور کبار متعلقہ حق اللہ اور مطلقاً مظالم میں مختلف ہو طبیقی قائل ہو کہ حج مظالم اور کبار کو ہم کرتا ہے لیکن قول معتد بہ ہے کہ مظالم اور کبار تحت مشیت عالم علی الاطلاق میں تمام اہل سنت اور جماعت کے نزدیک جتنی شیخ ترمذی وغیرہ ائمہ کبار نے اسکو معرہ مذکور کیا ہے اور احادیث مغفرت میں اور جمہور اہل سنت کی قول میں کچھ منافات نہیں اسواسطے کہ احادیث مذکورہ وعدہ مغفرت پر محمول ہیں در صورت مشیت حق یا ان لوگوں کی مغفرت مظالم مراد ہے جتنا حج مقبول ہے جتنا سچ روایت میں ثابت ہوا کہ جسکا حج مقبول ہوگا اسکو مظالم معاف ہو جائیں گے اسطرح کہ حق تعالیٰ اہل حق کو ایسا کہ عطا کرے گا کہ وہ ماضی ہو جائیں گے واللہ اعلم بند خدائی البیت اذ الیشیت علی الیاء فیفسہ او غیر مستحب ہے داخل ہونا نہ ربیب اللہ کہ بشرطیکہ نبی ذات کو یا غیر کو تکلیف نہ ہو اور مجموع میں تکلیف نہ ہو تا قلیل الوجود ہو اور اندر جانو ایکو مستحب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صلی پر ناز ہو اور جو



بن مریض داخل ہوئے تو زور و ازہ کہنے کو پس پشت ڈال کر پیچھے جا گئے میان تک کہ سامنے کی دیوار سے تین ہاتھ کا فاصلہ رہتا تھا پھر وہاں نماز پڑھتی ہوئی  
اور لائق ہو کر جتنا ہو سکے ظاہر الدین سے دامن باادب رہی اور پانچ سارہ اوس دیوار پر کہ جسے حضرت نے نماز پڑھی ہو اور حق تعالیٰ سے مغفرت مانگا اور ص  
الہی بجا لادی پھر چاروں کو نوکری طرف آوی اور تلیل اور شہیم اور بیکر کے اور جو چاہے سو و عا مانگا اور ان کے کو چیت کی طرف نہ اٹھا دیا کہ اوب کے خلاف ہو کہ ا  
فی النہر صبح میں عبد الصمد بن عمر سے روایت ہے کہ فتح مکہ میں حضرت بیت الدین داخل ہوئے اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن ابی طلحہ نے اندر سے دروازہ بند  
کر لیا پھر دیکے بعد کہ لا عبد الصمد بن عمر نے کہا میں سب سے پہلے دامن بچا تو بلال کو دروازہ پر پایا میں نے پوچھا کہ حضرت نے کہاں نماز پڑھی بلال نے کہا  
وہ تو مقدمہ ستروں کے اندر اور دوسری روایت یوں ہے کہ اوس وقت میں میں چہرہ ستروں میں سے حضرت نے تین ستروں کو پس پشت کیا اور ایک ستر بنائیں  
طرف اور دوستر نوکرو دامن طرف کو کے نماز پڑھی اور تاریک کہ میں مذکور ہو کہ معاویہ بن ابی سفیان عبد الصمد بن عمر سے پوچھا کہ حضرت نے کہاں نماز پڑھی  
کہنا کہ دیوار سے دو تین بات ہٹ کر نماز پڑھنا چاہیو گدا فی شرح سفر السعاده و ما یقولہ العوام الحسن الغزوی و التوفیقی و اللیثی و الدکن فی وسطیۃ شترۃ  
الذنیۃ لا اصل لہ اور یہ جو عوام دامن کے حلقہ کو عودۃ التوفیقی کہتے ہیں اور اوس کیل بوجھ ہر بیان میں ہوا ہے و نا کہ ستر میں سبلی اصل ہو کہ چہرہ  
شیراء الکسوف من بنی شہبۃ بل من الامام اوناثیہ اور بائز نہیں خرید کرنا کہ عبد کا خلاف بنی شہبہ سے جنگ میں کعبہ کی کعبی رہتی ہو بلکہ باہر تھا  
اب سے خرید کرنا جائز ہویم الفعل یون واقع ہوا کہ بادشاہ نے حکم دیا کہ جب غلاف کعبہ بنایا جاوے تو قرآن غلاف بنی شہبہ کو دیا جاوے اور بادشا  
کو اس کا اختیار ہو اور جاری عمل اسے اسو اسطو اسکی بیج سو منع کیا تھانہ بیت المال کا مال ہو اور بلاشبہ بیت المال میں بادشاہ کا قصہ ہو پھر جب  
بادشاہ نے کسی کو دیڈ الا تو اس سے خرید کرنا جائز ہو اور اسی قول کو امام دومی شافعی نے شرح منہب میں پسند کیا ہو اور کہا ہو کہ بادشاہ کو اختیار ہو  
کہ غلاف کو مصاف بیت اللین صفت کر ہو خواہ بیع ہو خواہ عطاسو اسطو اسے ازرقی نے روایت کیا کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر سال غلاف کو  
بدلے تھے اور پڑانا حاجیوں کو تقسیم کرتے تھے اور اگر اوسین نقد نہ جائز ہو تو بعد مدت و از تلف ہو جاوے کہ انی حاشیۃ الطحاوی و لہ لکھنا  
و لو حبنا اوحا حبنا اور جو غلاف کو خرید کر ہو اسکو پہننا جائز ہو جناب اور حیف کی حالت میں بھی لا یقتل فی الحرم لا اذا قتل فیہ ولو قتل فی  
البیت لا یقتل فیہ خون کا بدلہ لایا جاوے حرم میں گرا و سوت بدل لینا جائز ہو جب کسی نے حرم میں خون کیا ہو اور بیت اللہ کے اندر خون کیا  
تو اس کا قصاص اندر ہو گا اگر کسی نے باہر حرم کے خون کیا اور حرم میں جا چھا تو اس کا قصاص حرم میں نہ ہو گا بلکہ خرید فروخت اور ستر ہو کر کھیاوے  
اور کہا نا اسکو ندیا جاوے تاکہ وہ مضطرب ہو کر حرم سے نکلا جب باہر نکلا تو قصاص لیا جاوے اور اگر جان سوزہ مارا بلکہ آنکھ پڑھی یا ہاتھ کا نا تو اس کا  
بدلہ حرم کے اندر لیا جاوے گا بھی قول ہو امام اور صاحبین کا اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک حرم میں قصاص لینا ہر طرح درست ہو اور امام کے نزدیک  
سارق کا ہاتھ حرم میں نہ کا نا جاوے بخلاف صاحبین کے اور اگر کا قرحر بی حرم میں داخل ہو تو اس سے تعزیر کرنا چاہیو بلکہ اس کا گناہ اور بیانی بند  
کرنا چاہیو تاکہ محل سب کے گدا فی المنعم عن مناسک الطرالمسی دیکھ لایا سنیچا عبادۃ فخر لا لا عتسائی کردہ ہو استجنا کرنا فرم کے بانی سو اور  
غسل کرنا کر وہ نہیں اور دمنو کرنا بھی جائز ہو اور حرم کی کنکریاں اور ستر اور سطح بیت اللہ کی مٹی بیعت تبرک محل میں لانا جائز ہو بشرطیکہ قدر تلیل ہو  
اور ستر عمارت کا موجب نہ ہو زور کا پانی باہر لیا جائز ہو زور میں حرم کا پانی نہیں لیکن عمارت کا اور گناہ کا پینا جائز ہو کہ انی المنعم لاصح لایا  
حنفا مدینہ کبر اسو حرم نہیں ہو ہر نزدیک یعنی جیسے حرم کہ میں شک کرنا اندر وخت کا شاحولم ہو و یسا مدینہ میں حرام نہیں اور اگر مدینہ کا حرم  
کہ کی ہاتھ تو تا تو بدون احرام باندہ جو مال کا جانا جائز ہو حالانکہ حضرت سواد صاحب احوام باندہ داخل مدینہ کبر اسطو ثابت نہیں باقی تفصیل  
اس مسئلہ کی کتب مسطورہ میں ہو و اللہ اعلم و ما قبل الراسخ الا ما یقترع علیہ الشریعۃ فیصلی اللہ علیہ وسلم فانہ افضل مطلقا  
حق من الکعبۃ و القرین و الکئی شیئ اور کہ منظر افضل ہو مدینہ یسوق بلکہ سید کائنات کے اعضاء و شرفہ مقدمہ ہو سکی  
مے فاضل میاض نے جامع نقل کیا کہ جو موضع قبر حضرت عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل بقاع ارض ہو بلکہ مطلقا افضل ہو یہاں تک کہ کعبہ مدینہ و علی مدینہ

سے بھی افضل ہو نام عظم اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک کعبہ افضل ہو مدینہ سو اور امام مالک کے نزدیک مدینہ افضل ہو کذا فی الممنوع و زیارۃ قبر النبی  
مندوبہ بل قیل واجبہ لمن لہ سعة اور زیارت کرنا غیر شریف مصطفیٰ کا مستحب ہے بلکہ بعض علماء نے اسکو واجب کہا ہو جسکو مقدور اور طاقت ہو نماز  
تعالیٰ عنقریبہ طریق زیارت کا تفصیل تمام عاتقہ ج میں مذکور کیا جاوے گا اور اسلو انتفاع مسلمان شائقین کے ویدیا بالیچے کو فرضاً ویکھو لوفلا مالہ غیر  
حلیہ الصلوۃ والسلام فی کبدانہ لہ لا محالہ و لیسو معہ زیارۃ مسجد الشریف فقد استبان الصلوۃ فیہ خیر من الف صلوۃ  
فی غیرہ الا المسجد الحرام و کذا بقیۃ القرب اور پہلے حج ادا کر کے اگر فرض حج ہو اور اگر نفل حج ہو تو اس میں مختار ہو چاہو زیارت کرنا یا حج لیکن  
نفل حج میں اختیار اس وقت تک جب تک مدینہ میں ہو کہ نہیں نکلا اور اگر حج کو اسلو مدینہ میں ہو کہ نکلا تو زیارت کرنا ضرور ہو خواہ حج فرض ہو یا نفل اور تشریف  
کی زیارت کے ساتھ چاہو کہ حضرت کی مسجد شریف کی زیارت کی بھی نیت کرے اسو اسلو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اسکی ایک نماز ہزار  
نماز سے افضل ہو اسکی غیر مسجد میں سو اسکی مسجد الحرام کے اور اسطرح باقی عبادت مانند اعتکاف اور باروب کشی کے کہ اسکا ثواب سو اسکی مسجد الحرام کے اور  
سبا سے زیادہ تر ہو اسناد احمد اور صحیح ابن خرمیہ اور ابن جہان میں عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز میری  
اس مسجد میں اور سباجہ کی ہزار نماز نفل ہو سو اسکی مسجد الحرام کے اور ایک نماز مسجد الحرام میں افضل ہو اسکی سو نمازوں میں یعنی مسجد مدینہ سے ابن عباس  
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبد بن مسعود کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ سفر مدینہ میں فقط قبر شریف کی زیارت کیو اسلو نیت کو فاصل کے فریاد اجلال اور تعظیم مسجد العالیین ہو  
مستثنیٰ ہے اور اگر ظاہر حدیث و ازطنی کی موافق ہو مادی کہ جسکو کوئی حاجت نہ ہو سو اسکی میری زیارت کی اسکا میں شفیق ہو گا قیامت کے دن وہ لکھو  
الحجۃ بالمدینۃ و کذا بحکمۃ لمن یتقی بنفسہ اور مکر وہ نہیں نہ مدینہ کا اور اسطرح کہ اس میں شخص کو جسکو اپنی نفس پر اعتماد ہو حفظ ادب حریم  
شریفین کام محاورہ کہ مغلہ میں اختلاف ہو علما کا بعض شافیہ نے مذکور کیا کہ مجاورت مکہ مستحب ہے اگر جب وقوم امر منہوم کا ظن غالب ہو اور یہی نہیں  
صحابین کا اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک مکہ ہو اسو اسلو کہ انسان کی غالیات یہ ہے کہ معیشت میں خلاف خواہش نفسانی سے تنگی  
اور افسردہ خاطر ہو جائے اور کثرت مشاہات سو سیسے تعظیم اور توقیر چاہو ویسی باقی نہیں رہتی غالباً اور یہ بھی ہو کہ انسان خطاسر محفوظ نہیں اور  
حرم میں تضاعف معاصی کا خوف ہو چنانچہ ابن مسعود و مردی ہو اگر کعبہ روایت صحیح ہو والا اس میں تو شک نہیں کہ وقوم معاصی حرم میں زیادہ تر قہم  
اور خوفناک تر ہو لہذا عبد اللہ بن عباس نے طائف کا رہنا اختیار کیا تھا اور فرماتے تھے کہ اگر میں بچاؤں گناہ طائف میں کر دوں تو میرے نزدیک  
محبوب تر ہیں کہ میں ایک گناہ کرنے سو اور ابن مسعود و روایت ہے کہ کسی شہر میں سو اسکی کہ ہمت پر قبل عمل کے مؤخذہ نہیں اسو اسلو کہ حق تعالیٰ نے  
فرمایا (و من یرز فیہ یلکھ یلکھ یلکھ) یعنی جو حرم میں کجروی ظلم کا ارادہ کر گیا اسکو عذاب دردناک ملے گا وہیں گے اور  
عمر فاروق سے روایت ہے کہ اگر مجھے ایک گناہ کہ میں جو مادی وہ غالب تر ہو اور شہر کے شہر گناہوں کاں بعض فاضل جید القہر کے جو کثرت کثرت  
طبیعت انسانی ہو یا کہ میں وہ اہل میں اس سعادت عظمیٰ کے کہ وہ تضاعف حسنات نصیباً بل کہ جو ان ماجہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی کہ رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میں رمضان پایا سورہ زہر رکھا اور قیام شب کیا جتنا کہ ہو سکا تو اسکو دس لاکھ رمضان لکھو ماویں گے اور  
حق تعالیٰ ہر دن میں ایک گناہ کرے گا اور ہر رات میں ایک گناہ کرے گا اور کیا ثواب لکھیں گے اور ہر دن فی سبیل اللہ گھوڑا دو گنا ثواب ہو گا اور  
ہر چہ مدینہ میں تضاعف معاصی کا خوف نہیں لیکن افسردگی اور قلت ادب کا خوف ہو کہ وہ مخالف ہو احترام اور توقیر کے تو وہ ان کی مجاورت کرنا  
سے خالی نہیں مگر اہل صبر اور اہل ادب کیو اسلو وہ ان کا فرما عہدہ وسیلہ ہو نکات کا تقسیم سلم میں حدیث مرفوع ہے کہ جو تکلیف اور  
شدت بدینہ پر صبر کرے گا میری امت میں سے ہو گا میں اسکا شفیق ہو گا قیامت کے دن یا شاہ ہو گا اور ترفی وغیرہ نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ہو سکے مدینہ کا فرما وہ دکان ہو کہ میں مقرر شفاعت کروں گا وہ ان کے غرضاً لکھ کر کذا فی فتح القندہ اور مناسک  
طریقی میں ہو کہ امام ابو حنیفہ اور جامعہ محتاطین بخوف لال اور قلت ادب اور حرق قلب بکھنوسے مجاورت مکہ کی کہ ہمت کے فائل میں ابدان ہو

مسند احمد







دخول کہ میں مذکور ہو چکا اور پاک صاف کپڑے پہنواؤ خوشبو لگا دو کہ کعبہ اتر ہو تعلیم سے اور تھو کپڑی پہننا افضل ہے اور کعبہ جو بعض لوگ مدینہ مشرفہ کو دیکھ کر سوار یوں سے اتر پڑتے ہیں اور تبدیل چلتے ہیں تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں اس واسطے کہ قوم عبد القیس جب مدینہ میں داخل ہوئے تو حضرت کو دیکھ کر اتر پڑے تھے اور حضرت نے اس پر کچھ نکار نہیں فرمایا تھا اگرچہ او کی سروساکی جو بعد غسل کر کے اور پوشاک بدلنے کے تکسین تمام خدمت میں حاضر ہوا تھا تعریف فرمائی کہ امانی نے کھا کہ اگر باہر شہر کے غسل نہ ہو سکا ہو تو اندر شہر کے غسل کرے اور اس سے پرہیز کرے جو بعض جاہل سیاح اور انہیں پہننے میں ہمتا بہت احرام پر جب قہ شریفہ نظر آوے تو اسکی عظمت اور فضیلت کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ وہ مکان پاک ہے جسکو حق تعالیٰ نے اپنے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پسند فرمایا سو کمال شوق اور تعظیم سے رو دو پڑے ہر جب مدینہ شریفہ میں داخل ہوتوں گے بسم اللہ کہتے اذْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ فِیْ ذٰلِكَ سُلْکًا نَّاصِبًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَغْفِرْ لِّ ذُنُوْبِیْ وَاَفْتِحْ لِّیْ الْاَبْوَابَ صَدَقَ وَّفَضَّلَكَ اور لازم ہے کہ کمال فروتنی اور عاجزی سے اس شہر معظم کی عزت کو دیکھ کر کہتے ہو کہ رو دو پڑ جتا داخل ہوا اور کعبہ تصور کرے کہ اس شہر کو کس ذات پاک کے رہنوں سے شرف و جلالت حاصل ہو یہ وہ مقام ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کریم کا ہجرت گاہ ٹھہرایا اور یہ مکان مطہر مطہر وحی اور اصل احکام اور بیعت اسلام اور بیعت ایمان اور شہید عرفان ہے تمام اقدار میں عالیشانہ صدیقہ سے منقول ہے کہ تمام بلاد و ملک اس سے فہم ہوئے مگر مدینہ قرآن سے فتح ہو اسجو اور چاہنے کے لئے دل کو ہیبت اور عظمت مصطفوی سے برہیے اور دامن چلتے ہو کہ یہ تصور کرے کہ کعبہ گذر گاہ جناب سرور عالم ہے شاید میرا قدم حضرت کے موضع قدم مبارک پر پڑ جاؤی و لہذا امام مالک مدینہ میں سوار ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ کو حیا آتی ہے کہ میں دامن و دامن سوار ہوں جان خود بدولت موجود ہوں ہر جب سجد شریف میں داخل ہوں تو وہ کہہ جو دخول مساجد میں کرتے ہیں یعنی دامن پانچون پہلے کہے اور یوں کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّ ذُنُوْبِیْ وَاَفْتِحْ لِّیْ الْاَبْوَابَ و صَدَقَ اور روضہ شریفہ کا اہل قصد کرے مسجد شریفہ میں روضہ اوس مکان کا نام ہے جو منبر اور قبر شریفہ کے درمیان میں ہے حدیث صحیحہ میں ثابت ہے کہ میری قبر درمنبر کے درمیان میں روضہ ہے ریا من جنت ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے ہر دو رکعت تحیت المسجد اوس ستون کے آگے جسکے نیچے صندوق ہے یا کسی منظر کہ نہ باعمود و اسخو منڈ ہے کے مقابل ہوا درجہ مقوس لکھی کہ قیلہ مسجد میں ہو وہ دونوں انگوٹوں کے سامنے ہو کہ بھی مقام سے حضرت کے کپڑے ہونے کا کذا فی فتح القدیر کہانی اور صاحب اعتبار نے کہا ہر بعد نماز کے مسجد شکر کا کہے کہ کعبہ دولت نصیب ہوئی اور اسکی تاجی اور قبولیت کی دعا کرے اور حق تعالیٰ سے اسکی مدد چاہے کہ حضور مصطفوی کی رعایت اداب میں کوئی ادب مجھے فوت نہ ہو ہر قبر شریفہ کی طرف کمانی اور انکسار سے آنکھیں جھکا کر متوجہ ہوا اور دامن کی آرائش اور زینت کی طرف نظر نہ ڈالے کہ ادب سے بغیر اور مسافر فقہ کے ساتھ کوٹ ہو کر زیارت کرے اس واسطے کہ جو شریفہ کے گرد شبابک خاص یعنی تانبہ کی جالیان بن گئیں ہن دمن سے اور سابق میں موقف سلف جاہلونا کے اندر جو شریفہ کے دیوار کے قریب تھا و لہذا اسناک قدیم میں مذکور ہے کہ دیوار سے چار ہاتھ باتین ہاتھ ہٹ کر کھڑا ہو کذا فی تاریخ المدینۃ للسیہ السنو دی بالجمہ قبر شریفہ کے سامنے قبلہ کو پشت دیکر زیارت کو اس واسطے کہ کذا ہوا درالکرتب فقہ میں مذکور ہے کہ زیارت کے وقت حضرت کے سر مبارک کے قریب قبلہ رو کھڑا ہوا بن ہمام منقول ہے فقہ القدیر میں کہا کہ استقبال قبلہ فقہ ابو الیث کی روایت لائق اعتماد نہیں اس واسطے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنی مسند میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ حضرت کی قبر کی طرف قبلہ کی سمت آوے اور پشت اپنی قبلہ کی طرف کرے اور حضرت کی قبر شریفہ کی طرف منہ کرے ہر کے اسلام علیک ایسا نیسے وجہ اللہ برکاتہ ایتھے کلامہ اور بھی مذہب ہے ائمہ فکھ کا استحصال زیارت کی وقت مودب بطور نماز کہہ دے کہ صورت مقدسہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تصور کرے کہ یا حضرت سر مبارک میں تمام فراتوں میں اور میرے حاضر ہوئی کو جانتے ہیں اور میرا کلام سنتے ہیں اس واسطے کہ حضرت کی حیات اور سعادت حدیث میں منقول ہے ہر کمال مایا اور اربعہ یوں عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اٰیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ تین بار اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

یہ روایت صحیحہ ہے کہ حضرت کے کپڑے ہونے کا کذا فی فتح القدیر کہانی اور صاحب اعتبار نے کہا ہر بعد نماز کے مسجد شکر کا کہے کہ کعبہ دولت نصیب ہوئی اور اسکی تاجی اور قبولیت کی دعا کرے اور حق تعالیٰ سے اسکی مدد چاہے کہ حضور مصطفوی کی رعایت اداب میں کوئی ادب مجھے فوت نہ ہو ہر قبر شریفہ کی طرف کمانی اور انکسار سے آنکھیں جھکا کر متوجہ ہوا اور دامن کی آرائش اور زینت کی طرف نظر نہ ڈالے کہ ادب سے بغیر اور مسافر فقہ کے ساتھ کوٹ ہو کر زیارت کرے اس واسطے کہ جو شریفہ کے گرد شبابک خاص یعنی تانبہ کی جالیان بن گئیں ہن دمن سے اور سابق میں موقف سلف جاہلونا کے اندر جو شریفہ کے دیوار کے قریب تھا و لہذا اسناک قدیم میں مذکور ہے کہ دیوار سے چار ہاتھ باتین ہاتھ ہٹ کر کھڑا ہو کذا فی تاریخ المدینۃ للسیہ السنو دی بالجمہ قبر شریفہ کے سامنے قبلہ کو پشت دیکر زیارت کو اس واسطے کہ کذا ہوا درالکرتب فقہ میں مذکور ہے کہ زیارت کے وقت حضرت کے سر مبارک کے قریب قبلہ رو کھڑا ہوا بن ہمام منقول ہے فقہ القدیر میں کہا کہ استقبال قبلہ فقہ ابو الیث کی روایت لائق اعتماد نہیں اس واسطے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنی مسند میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ حضرت کی قبر کی طرف قبلہ کی سمت آوے اور پشت اپنی قبلہ کی طرف کرے اور حضرت کی قبر شریفہ کی طرف منہ کرے ہر کے اسلام علیک ایسا نیسے وجہ اللہ برکاتہ ایتھے کلامہ اور بھی مذہب ہے ائمہ فکھ کا استحصال زیارت کی وقت مودب بطور نماز کہہ دے کہ صورت مقدسہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تصور کرے کہ یا حضرت سر مبارک میں تمام فراتوں میں اور میرے حاضر ہوئی کو جانتے ہیں اور میرا کلام سنتے ہیں اس واسطے کہ حضرت کی حیات اور سعادت حدیث میں منقول ہے ہر کمال مایا اور اربعہ یوں عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اٰیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ تین بار اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اجْعَلْ لِي السَّلَامَ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَامَ الْمُتَّقِينَ السَّلَامُ  
 اسے بہترین مصلحت کے سلام تمہارے سردار بہترین کے اور ختم کرنے والوں کے سلام تمہارے اسے بہترین کے سلام  
 عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُجَلِّينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمُبْعُوثُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْمَذْمُونِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ  
 تمہارا ہی پیشوا اہل فتنہ کے اور اہل حق کے سلام تمہارے اسے بھیجے ہوئے اور رحمت عالم کے لوگوں کے سلام تمہارے اسے سفارش کرنے والوں کے سلام تمہارے  
 يَا حَبِيبَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَيُّهَا الْعَالَمُ إِلَى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ  
 اے حبیب اللہ کے سلام تمہارے اے اللہ کے سلام تمہارے اے برگزیدہ کے سلام تمہارے اے دنیا و آخرت کے سید راہ کے  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ وَصَفَهُ اللَّهُ بِقَوْلِهِ وَلَا تَأْتِكَ لَعَلَةُ الْخَلْقِ عَظِيمٍ وَبِقَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ سِرُّوْكَ تَحْلِيمُ السَّلَامُ عَلَيْكَ  
 سلام تمہارے اے وہ کمال کا وصف کیا اللہ نے نبیوں کے لیے اور اہل حق کے لیے اور اہل ایمان کے لیے اور اہل معرفت کے لیے اور اہل جہنم کے لیے سلام  
 يَا مَنْ سَبَّحَ الْحَصَى فِي يَدَيْهِ وَحَنَ الْجُدْعُ إِلَى اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ أَمَرَنَا اللَّهُ بِطَاعَتِهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْكَ السَّلَامُ  
 اے وہ کہ جس پر جہنم کے لوگوں نے لعنہ کی اور اہل ایمان نے امانت کی اور اہل حق نے حاکم کی اور اہل طاعت کا اور رسول اور رسول پر سلام  
 عَلَيْكَ وَحَلَّ سَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى ذُرِّيَّتِكَ الطَّيِّبِينَ وَأَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ أَصْحَابِكَ  
 تمہارا اور تمام انبیاء اور مرسلین پر اور آپ کی اولاد پاک پر اور آپ کی بیویوں پاک سلاموں کی ہر اور آپ کے ساتھیوں  
 اجْعَلْ لِي كَثِيرًا إِذَا عَمَّا أَبَدًا كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى جَزَاءُ اللَّهِ حَسَنًا أَفْضَلَ مَا جَزَيْهِ بِهِ رَسُولًا عَنْ أُمِّيَّةٍ أَشْهَدُ  
 بہت سا سلام ہمیشہ دہم کہ جس کا پسند کرے اور جہاں اور جہاں ہو جائے خدا کی طرف سے جو کچھ اس کے جہاں ہی ہو کسی رسول کو بھیجے کہ اس کے لیے  
 أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَخَيْرُهُ مِنْ خَلْقِهِ أَشْهَدُ أَنَّكَ  
 کہ کوئی سمجھ نہیں سکتا اے وہ اکیلا جو اور کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ انکو بھیجے اور رسول اور بہترین انکی خلق کے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ  
 قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَكْبَرْتَ الْأَمَانَةَ وَصَحَّتْ الْإِمَامَةُ وَكُشِفَتِ الْعَمَةُ وَأَقِمْتَ الْحُجَّةَ وَأَوْصَحْتَ الْحُجَّةَ وَجَلَّتْ  
 رسالت کو پہنچایا اور امانت کو ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی اور بہت زیادہ بات کو واضح کیا اور حق کو قائم کیا اور راہ کو واضح کیا اور مجاہد کیا آپ  
 فِي اللَّهِ حَقَّ جَمَادِيهِ وَقَالَتْ عَنْ دِينِ اللَّهِ حَتَّى أَشَكَ الْيَقِينَ فَصَلِّ اللَّهُ عَلَى رُوحِكَ وَجَسَدِكَ وَقَبْرِكَ  
 اللہ کے باب میں حق اور کو مجاہدہ کا اور آپ کو اللہ کے دین کی طرف سے جہاد کہ آپ کو وفات آئی پس رحمت کرو اللہ آپ کی روح اور آپ کے بدن اور آپ کے قبر پر  
 أَفْضَلَ وَأَكْمَلَ وَأَذْكَرَ وَأَنْبَى صَلَوةً دَائِمَةً إِلَى يَوْمِ الدِّينِ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَحْنُ وَفَدُوكَ وَرُؤُوفُكَ خَيْرٌ  
 افضل اور کامل تر اور زیادہ ستھری اور بہت بڑھیا ہمیشہ کو قیامت تک اے رسول اللہ کے ہم آپ کے پاس آپ کے میں اور آپ کی قبر کی زیارت کرنے والوں کے  
 مِنْ بِلَادِنَا سَبْعَةً وَتَوَاحُشِي بَعِيدَةٍ قَاصِدِينَ قَضَاءِ حَقِّكَ وَالنَّظَرَ إِلَى مَا نَزَلَكَ وَالشَّيْءُ مِنْ زِيَارَتِكَ وَاسْتِغْفَارِ  
 بہت مسافت کے مشہور اور دور کے شکون سے قصد کر کے آپ کے حق پر اگر نیکو اور دیکھو کہ آپ کے نشانات اور برکت لیں کہ آپ کی بابت سے اور سفارش جانے کہ  
 بِكَ بَيْنَنَا فَإِنَّ الْخَطِيئَاتِ قَصَمَتْ ظُهُورَنَا وَلَا وَدَّارَ قَدْ أَنْفَلَتْ كَوَا حِلْمَنَا وَأَنْتَ الشَّاكِرُ الْمُشْفَعُ الْمُؤْتَمِرُ  
 تمہارے لیے کہ خطاؤں کی طرح کی گھڑی کہ میں توڑ دی ہیں اور گناہ جہاں سے ہوں پر بعد میں بڑھوں ہیں اور تم سفارش کرنے کے شافعیت قبول کرو ہو تو مشغول ہو  
 بِالشَّفَاعَةِ وَالْمَقَامِ الْحَمْدُ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَ  
 سفارش کرنے اور مقام محمود اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ لوگ مجھ پر آجائے اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور اللہ سے استغفار کریں اور  
 اسْتَغْفَرُوا لَكُمْ الرَّسُولُ لَوْحَدُ وَاللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا وَقَدْ جِئْنَاكَ يَا أَيُّهَا الْمَلِئِينَ لَا نَفْسِيْنَا مُسْتَغْفِرِينَ لَكَ تَوَّابًا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا  
 بخیر آؤ گے رسول توبہ کرنے والے کو توبہ قبول کرنے والے اور ہم آپ کے لیے توبہ کریں گے اور ہم آپ کو پس سفارش کیجئے ہماری







[illegible]

بیاد رکھو اور اپنے مولیٰ کی عبادت پر سابق سے زیادہ تر مستغرق ہو جاؤ گے کہ جو مقبول کی بھی علامت ہے کہ آگے سے بہتر ہو جائے گا۔ ان ہی نیکو فلاح پر دلکشی کی حق تعالیٰ کے حکم اور ہمارے اخوان مسلمین کو حج مبرور اور زیارت مقبول اپنے کرم سے نصیبت کرے اور ہماری دستگیری فرما دے۔ تین تم آئین فائدہ جلیلکہ بعضے آداب زیارت کے واسطے اٹھارہ مسلیں کے خلاصہ ارشاد الہیہ درج فرماتا ہے۔  
 مذکور ہوئے میں سب آداب زیارت کے یہ ہے کہ قبر شریف کی دیوار کو ہاتھ سے چھوئے نہ چومے نہ دھان طواف کرے کہ کر دھتے ہیں کہ طواف بیت اللہ کیلئے نفوس ہوا اور پیٹ اور پیٹہ کو دیوار سے لگا نا بھی کر دے بلکہ مقتضای ادب یہ ہے کہ دور سے جھک کر جھک جھک کر حیات میں اگر حاضر ہو تا تو دور رہتا بھی حق ہے اور اسی پر علماء اجماع ہے اور جو مسیہ بھی کہ چوئے اور چومے میں محبت اور رحمت زیادہ ہے تو یہ اس کی محبت اور غفلت سے اس واسطے کہ برکت اور محبت پسندیدہ اور حسین ہے جو شریعت کے موافق اور قول علیہ کے مطابق ہے احتیاج العلوم میں معصوم ہے کہ قبور کا چومنا اور چومنا اور نصاریٰ کی عادت ہے اس بن مالک صحابی نے ایک کو دیکھا کہ حضرت کی قبر شریف پر ہاتھ رکھے ہے تو اس کو منع کیا اور کہا کہ یہ اہل جنت کے زمانہ میں معروف نہیں اور آداب سے یہ ہے کہ قبر شریف کے پاس جب کہ سلام کرے کہ بدعت ہے اور اس سے زیادہ بڑا بھی ہے کہ زمین کو چومے جاہل لوگ جانتے ہیں کہ یہ تعلیم کا کام ہے حالانکہ یہ غلط ہے علامہ عز الدین بن جماعة نے کہا کہ محکمہ جالمون سے تعجب نہیں آتا بلکہ بعضے علامہ محکمہ تعجب آتا ہے جو اس کی خوبی کا فتوہ دیتے ہیں جان بوجہ کر اور آداب سے یہ ہے کہ قبر مقدس کو پشت نہ سے نہ نماز میں نہ غیر نماز میں اور نہ قبر کے سامنے نماز پڑھے ابن عبد السلام نے کہا کہ جب نماز کا ارادہ کرے تو حجرہ شریفہ کو چھوئے نہ کہڑا ہو اور نہ نماز کے آگے کرے اور لازم ہے کہ قبر شریف کے ادب سے انکے نیچے کئے گئے اور بیہودہ گفتگو کرے اور چلا کر نہ بولے اس واسطے کہ حضرت کا آداب بعد وفات کے اس سیرم و جب ہے جیسا کہ حیات میں اس واسطے کہ حیات اور سماعت حضرت کی حدیث میں معصوم ہے اور جب قبر شریف کی طرف ہو کر نکلے اگر چہ خارج مسجد کیلئے سے نکلے تو لائق ہے کہ کھڑا ہو جاوے اور سلام عرض کرے امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ اہل مدینہ کو لازم نہیں کہ جب مسجد میں آئیں تو سلام کریں لیکن مسافروں کو لازم ہے اور باقی مذاہب متفقہ ہیں ہر شخص کو سلام کرنا لازم ہے ہر بار بطور استقباب کے اس واسطے کہ غیر کی کثرت بھی غیر ہے محمد الدین صاحب تامل نے کہا کہ حجرہ شریفہ کا دیکھنا عبادت ہے بقیاس رویت کعبہ کے اور مسجد سے باہر قبة شریفہ کو نہایت تعلیم اور محبت سے دیکھتا ہے اور آداب سے یہ ہے کہ قیام مدینہ کی حدت میں درود کی کثرت کرے اور روزے رکھے اور مسجد شریف کی نماز جماعت پر حریص ہے اور احکامات کرے اور ایک رات مسجد میں رہے اور قرآن ختم کرے اور مسجد کے بعد سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر روز بقیع میں جایا کرے امام نووی نے کہا علی الخصوص مسجد کے دن اور آداب سے یہ ہے کہ مدینہ کے رہنے والوں سے محبت رکھے خصوصاً علما اور صالحین اور سادات اور مسجد کے خادمین سے علی حسب المراتب بھانٹا کہ عوام اور وہان کے غلام جنہیں کوئی فضیلت نہیں وہ بھی واجب و لازم میں سبب ہسانیگی غیر الانام کے علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر وہ وہان کے عوام تارک السنہ اور مرتکب بدعت ہوں لیکن شرف سکونت مدینہ اور مسجد کی خدمت بلاشبہ اون کو ثابت ہے ہر صورت میں جنہیں واجب و تعلیم میں ہریدے کہ خانہ اذکار کا بغیر ہو اور قرب ظاہری قرب باطنی میں تاثیر کرے ۱ قیاساً ۲ کتباً ۳ طیباً ۴ ذکر ۵ اَلْقَلْبِ ۶ اَلْجَنَابِ ۷ حَبِیبِ کَذَنی ۸ رِیْحِ السَّیْدِ السَّنُوذِ ۹ جِیسے اہل مدینہ واجب و تعلیم میں ویسے ہی اہل کہ لازم التکریم میں اس واسطے کہ اہل مدینہ ہر سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اہل کہ ہمایہ بیت اللہ میں تو محبت اور تعلیم اہل حرمین شریفین انسان امسانی کی نور العینین ہے

یہ آداب زیارت

یہ آداب زیارت

## ختم الط

سہ

احقر العباد محمد حسن صدیقی عرض کرتا ہے کہ میری زبان کو قوت نہ قلم کو طاقت کہ شکر سنم حقیقی کا کہوں یا لکھوں جسے نصیب ہے کرم و فضل ہے اس کتاب عالی جناب کو میری تعظیم اور تکمیل اور تحشیہ سے اسام کو پہنچا یا اور مجھ دن اس سے فراغت پانچا شرائد احوام رجب المرجب ۱۲ ہجری میں دیکھا یا میں نے سنے الوسع اسکی تعظیم میں بہت خون جگر کھایا ہے اگر اسپر بھی کہیں غلطی ناظرین ملاحظہ فرما دیں تو بمقتضای معلومیتی اصلاح فرما کر اس عاجز کو دعا می فرمائیے یاد کریں سے برس گر خطای رسی و طعنہ فزون کہ کہ بیچ نفس بشر خالی از خطا نہ بود الحمد للہ آؤ کا و آخراً و ظاہراً و باطناً و صلے اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و عصبہ و نسا بعیدہ آمین الی یوم الدین

## اشتہار

اس کتاب کے حقوق برجیب قانون بستم شدہ ام کے محفوظ کر لئے گئے ہیں کوئی صاحب بدون اجازت تحریری احقر البرید کے قصیدہ

## التماس

جس جلد پر محمد طغرائی احقر ناظرین ناہین اد کو مسروق تصور کر کے قصیدہ شرا نغرائین

## تنبیہ

اس سلسلہ اسبات کے کہ مجھ کتاب مطبوع مطبع صدیقی سے سطر عنوان لوح متضمن مادہ تاریخ لکھی گئی



بفقره حسنہ بریلوی مفتی عتہ

# فہرست جلد دوم غایۃ الاوطار ترجمہ اردو و تراجم مختار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۹	باب ۱ طلاق خلیعہ دخول بها یعنی اور عورت کی طلاق کا بیان جس سے صحبت مکی ہو	۱	کتاب النکاح
۱۱۵	باب ۲ الکفایات یعنی ایسے الفاظ کا بیان جو طلاق پر مستعمل ہیں اور صریح لفظ طلاق اور نہیں نہیں	۹	یعنی نکاح کے احکام
۱۲۲	مسئلہ ۱ تحریر طلب	۱۱	فصل ۱ فی الحرام یعنی جو عورتیں مرد پر حرام ہیں
۱۲۷	باب ۳ نفوذ نفی الطلاق یعنی غیر شخص کو طلاق سپرد کر نیا بیان	۱۲	سوال و جواب لطیف
۱۳۸	باب ۴ الاکرام بالید یعنی طلاق کو عورت کے ہاتھ سے	۱۶	مسئلہ عجیب
۱۴۱	فصل ۲ فی المشیقۃ یعنی طلاق کو عورت کی خواہش پر رکھنے کا ذکر	۲۱	رفعتہ مثل اہل کتاب کے ہیں اور سنی عورت کا نکاح ان سے مستحب نہیں
۱۴۲	باب ۵ التعلیق یعنی طلاق کو کسی شرط پر موقوف کرنا	۲۱	باب ۲ الوالی یعنی جسکو ولایت نکاح کو عورت کی ہونا چاہیے
۱۴۶	فائدہ عجیبہ	۲۵	تعمید یہ نکاح زفاف کے وقت مستحب ہے
۱۴۹	مسئلہ عجیب	۳۲	باب ۳ للکفۃۃ یعنی مہر کی کا بیان
۱۵۰	روایت متون اور شروع کی فتاویٰ پر مقدم ہے	۳۸	باب ۴ المہر یعنی مہر کے احکام
۱۵۵	خلاف ترمیم قولین میں رجوع بظاہر روایت واجب ہے	۵۹	باب ۵ نکاح الیقوت یعنی غلام کے نکاح کا بیان
۱۵۶	مسئلہ ۲۱ خلاف منفی ہے	۶۳	مسئلہ عجیب
۱۵۷	تکفیر وجہ استثناء طلاق	۶۸	باب ۶ نکاح الکافر یعنی کافر کے نکاح کا بیان
۱۵۲	باب ۷ طلاق المریض یعنی بیمار کو طلاق دینا کے احکام	۷۲	باب ۷ الفسوخ یعنی عورت کو نہیں برابر ہی کرنا کہ احکام
۱۵۸	باب ۸ الرجعة یعنی طلاق سے رجوع کرنا بیان	۷۸	باب ۸ الإحصاء یعنی دوہ پینے کے احکام
۱۶۶	جملہ طلاق کرنا دوسرے شوہر کی طلاق کے لئے	۸۷	کتاب الطلاق
۱۶۸	باب ۹ الاکرام یعنی مرد کے قسم کھانا ذکر اس بات پر کہ عورت چار مہینے صحبت کرے	۸۷	یعنی عورت کو نکاح سے باہر کر نیسے احکام
۱۷۳	باب ۱۰ المطلقہ یعنی کھانا ذکر عورت کو طلاق لینا کا ذکر	۹۳	باب ۱۰ الطلاق العتق یعنی مہر کی طلاق کا بیان
		۹۳	صدقہ و قوم طلاق بدون اخافت الی الزوم
		۹۳	فرق در طلاق بائن و رجعی
		۱۰۲	طریق ثبوت احکام شرعیہ کے چار ہیں
		۱۰۳	یوم سے شمار اور وقت کس وقت سے ہونا ہے
		۱۰۸	بیان حکم جنس افرادی و جمعی
		۱۰۹	طلاق منقطعہ کے بعد نکاح مباح میں حاجت محلل کی نہیں



مضمون	مضمون
باب ۱۹۱ عقیق البعین یعنی غلام کہ جس کا آزاد کر دیا جائے	باب ۱۸۵ بالابطال ظہار یعنی عورت کو باہن وغیرہ سے مشابہ کر کے حکام
باب ۱۹۲ الحکوف بالعتق یعنی آزادی کی قسم کھانا کہ	باب ۱۹۰ الکفارۃ یعنی ظہار کے کفارہ کا بیان
باب ۱۹۳ العتق حل الحقل یعنی آزاد کرنا بشرط مال کے	فرق درسیان اباحت و تملیک
حق علی المال کتابت نویسیں باتوں میں جدا ہے	باب ۱۹۶ اللعان یعنی عورت اور مرد کا ایک دوسرے کو لعنت کرنا
باب ۱۹۴ التذہیر یعنی مدبر کے نیچے احکام	قضا سی فاضی و راسی مذہب خود غیر نافذ
مدبر کا چار طرح کے الفاظ سے ہے	غیر کے بچہ کو اپنا کہنا اور اپنی بچہ سے انکار کرنا حرام ہے
باب ۱۹۵ الاستیلاء یعنی غلام کو ام ولد بنانا کہ	باب ۲۰۲ البعین وغیرہ یعنی شوہر کے نام و غیرہ پر ہو کر حکام
حق تلفی ذمی اور جائزہ کی سخت تر ہے	باب ۲۰۳ البطلان یعنی نکاح کے جائز ہونے کے بعد عورت کے
تاکید الایمان	توقف کرنے کا بیان
یعنی قسم کھانے کے احکام	حکایت مجیبہ
قرآن کی قسم میں ہے	عدت بعد الاطلاق چار صورتوں میں ہوتی ہے
شرائط نذر	فصل ۱ فی الطلاق یعنی عورت کے سوگ کرنا ذکر بعد وفات
باب ۱۹۶ البین فی النکاح والطلاق والنفق والکفایہ	شوہر کے
یعنی اندر جانے اور باہر آنے وغیرہ کے باب میں قسم کا بیان	فصل ۲ فی ثبوت النسب یعنی نسب کے ثابت ہونے کا بیان
بین خوراجاد امام عظیم سے	جواز کرہت علی الارض
باب ۱۹۷ البین فی الکل والنسب والکلام	فرق مجزہ و کرہت
یعنی کھانے اور پینے اور پھنسنے اور گفتگو کی قسموں کا بیان	باب ۲۰۷ الحضانۃ یعنی بچہ کی پرورش کے احکام
سوال الطیف محمد بن حسن از امام عظیم	رضاعی رشتے صفات میں مثل اجنبی ہیں
امام عظیم نے جو وہ مسئلوں میں فرمایا کہ جواب میں نہیں جانتا	باب ۲۰۸ النفقۃ یعنی طعام و لباس و مکان کا دینا کس لئے
باب ۱۹۸ البین فی الطلاق والعتاق	کس پر واجب ہے
یعنی طلاق اور آزادی کی قسم کھانا بیان	مہر خانہ داری زوجہ پر دیانت کی راہ سودا جب ہیں
باب ۱۹۹ البین فی البیع والیشیاء والصوم والصلوات	اثاث البیت اور ضروریات زوج پر واجب ہیں
وغیرہا یعنی خرید و فروخت اور روزہ نماز وغیرہ کی قسم کا بیان	زینت زوجین کی ایک دوسرے کے لئے
باب ۲۰۰ البین فی الضمن والقتل یعنی باپٹ اور	ماکو دودہ پلانا بچہ کا دیا بیٹہ نہ قضاؤ
کشت و خون کی قسم کا بیان	شیعی بترائی مرتد ہے
تحقیق سماع اصوات	تاکید البعین
تاکید الخیر و	یعنی غلام کے آزاد کر نیچے احکام
یعنی عورت اور آزاد و غیرہ کی سزاؤں کے احکام	مدخل حریمات کرگشت و قرانی میں ماکا مستجاب ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۳	حومت و قس با جماع فقہاء اربعہ	۴۰۴	باب ۱۰۰۰ فی الجہاد یعنی اس کا بیان جس سے مدد جہاد کی ہو
"	باب ۱۰۰۱ البغاة یعنی باغیوں کا بیان	۴۰۱	باب ۱۰۰۲ فی الزنا و الشہد یعنی زنا پر گواہی دینی اور
۵۲۴	کفر و انفس		گواہی ذکر سے پر مابینا بیان
۵۲۵	کے لئے اور اپنے کے احکام	۴۱۵	باب ۱۰۰۳ حلال الشہر یعنی شہر حرام کی سزا کا بیان
۵۲۶	کے لئے پڑی چیز کے احکام	۴۱۸	باب ۱۰۰۴ حکم القتل یعنی قتل کی سزا کا بیان
۵۲۷	جیلہ مقام اور حقوق کا حکم مقدار معلوم نہ ہونے	۴۲۶	باب ۱۰۰۵ التعزیر یعنی مد سے کمتر تا دیب کا بیان
۵۲۸	کے لئے غلام کو بیعت کے احکام	۴۳۴	قاعدہ دریافت تعزیر و عدم تعزیر
۵۲۹	کے لئے اس شخص کا بیان جو کہ بیعت کرے کہ نہ فریاد و الفقد	۴۳۷	حکم انتقال از نہ ہی ہدیت ہے
۵۳۰	موضع ضرورت میں امام مالک کے قول پر فتویٰ دینا یا فقہین	۴۳۸	کے لئے التبرقہ
۵۳۱	کے لئے کسی چیز میں شریک ہونے کے احکام		یعنی چوری کا بیان
۵۳۲	مسائل مہایہ یعنی باری مقرر کرنے کے	۴۵۱	باب ۱۰۰۶ کیفیۃ القطع و التباہ یعنی ماتھ کاٹنے کی کیفیت اور
۵۳۳	شرکت مفاد و ضہ		اور کے ثابت کرنا بیان
۵۳۴	احکام شرکت عثمان	۴۵۶	باب ۱۰۰۷ قطع الطريق یعنی رہزنی کا بیان
۵۵۱	شرکت تقبل کا بیان	۴۵۸	کیفیت سولی دہن کی
۵۵۲	شرکت وجہ کا بیان	۴۵۹	کے لئے تاب الجہاد
۵۵۳	استحقاق نفع نہیں ہوتا بحر تین باتوں کے		یعنی دینی لڑائی کا بیان
"	فصل فی الشركة الفاسدہ یعنی شرکت فاسدہ کے احکام	۴۶۰	باب ۱۰۰۸ المقیم و قہتہ یعنی لوٹ اور اس کی تعمیر کا بیان
"	چند بہائی باب کی میراث میں تجارت آلوں میں و سب کا حصہ ہر ایک کا	۴۶۳	فصل فی کیفیۃ القسمہ یعنی کیفیت غنیمت کی تقسیم کی
	کو عمل و تدبیر میں مختلف ہونے	۴۶۷	لفظ لا با من سب میں بھی مستعمل ہوتا ہے
۵۵۸	کے لئے و ہر چیز کے لئے وقف	۴۶۹	باب ۱۰۰۹ استیلاء و الکفار یعنی کفار کے غالب ہونے کے احکام
۵۶۱	فصل یعنی وقف کرنا یا ایک شرط کی رعایت کرنا بیان	۴۸۲	باب ۱۰۱۰ المستبائن یعنی امن لیکر آنے والے کے احکام
	فصل فیما یعلق بوقف کا و لا یعنی وہ مسائل جو	۴۸۲	فصل فی استئمان الکافر یعنی کافر کو امن مانگنے کے احکام
۵۸۹	متعلق ہیں اولاد پر وقف کرنے سے	۴۸۷	دار الاسلام کس صورت میں دار الحرب ہوتا ہے
۵۹۲	اخلاق و دوا و امن کا نفع قبول شہادت ہو کر اگر اکتا نہیں ہو سکتا	۴۸۸	باب ۱۰۱۱ العشر و الخراج یعنی عسکر و عسکر کے عسکر و عسکر کا عسکر
۵۹۷	جب رہنا مثل بولنے کے ہو کر چند مسائل میں	۴۹۶	فصل فی الجزیۃ یعنی جزیہ کی مقدار وغیرہ کا بیان
۵۹۹	مشرک سے قسم نہ لیا جائے کہ نہیں اس مسئلہ میں	۵۰۵	تفسیر زنی و عطا و جاکیہ
۶۰۵	قاضی کا حکم مجتہد فیہ امر میں نافذ ہو جاتا ہے کہ چند مسائل میں	۵۰۶	باب ۱۰۱۲ المرتد یعنی دین اسلام سے ہرگز نہیں کے احکام
	کے لئے	۵۰۷	جن باتوں سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور کا ذکر

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وتفتيح المذنبين سيدينا ومولانا محمد وآله وصحبه اجمعين

## كتاب النكاح

مسائل نكاح میں نہیں کوئی ایسی عبادت ہم مسلمانوں کے واسطے جو شروع رہی ہو زمان آدم علیہ السلام سے اب تک بہرہ نشت میں دائمی رہے بجز نكاح اور ایمان کے یعنی نكاح اور ایمان دائمی عبادت ہیں انہیں نسخہ گو گنجائش نہیں نكاح کو بعد حج کے اس واسطے بیان کیا کہ دونوں مال کی حاجت سے ہو عند الفقہاء عقد فیئذ ٰلك المتعة ای حل استمتاع الرجل من امرأة لم یتم من نكاحها ما دام شرعی فسخ الذکر والختیة المشكل لجواز ذكوبته والو نذیة والحارم والمعتبة وإنسان الماء لا احتلال للبطن لبارئ الحرام لاحتیة بنہود فنیہ نكاح نزدیک فقہاء کے عقد مخصوص کا نام سے یعنی ایسی بندش ایجاب اور قبول کی جو مفید ہو ملک متاع کی یعنی حلال ہو نفع لینا مرد کا اور عورت سے کہ نہیں روکنا اور نكاح کو مانع شرعی جیسے ذی رحم محرم ہونا یا مشرک ہونا یا ناجنس نا تو عورت کی قید سے مرد اور خنثی مشکل جبکہ مرد یا عورت ہونا ہنہ ثابت نہیں نكل گیا کہ شاید وہ مرد ہو اور مانع شرعی کی قید سے مشرک بہت پرست اور محارم عورتیں نكل گئیں اور جنی عورت اور درانی انسان بھی نكل گیا کہ جنس کا اختلاف سے اور جائز رکھا ہے حسن بصری ہم نے نكاح ضنیہ کا گو اہوں سے کہ ان فی الغیہ قصہ لفتح مایفیئذ الملل ضمنا اکثر اءامیہ للتشیر یعنی بالقصد متع کا فائدہ بخشے اور کا نام نكاح سے نكل گیا اس قید سے جو مفید ہو ملت کا ضمنا جیسے خرید کرنا نوڈ کا حرم بنانیکے واسطے یعنی وطنی کے لئے تو یہاں اگر حبہ بنیت وطنی کے خرید ہوئی لیکن خرید سے مقصود مہلی ملکیت سے اور قرب کرنا ضمنا ثابت سے تو اس ملت ضمنی کا شرع میں نكاح نام نہیں وعند اهل الاصول واللفظ حقيقة فی الوطنی تجاؤ فی العقد فحیث جاء فی الکتاب او السنة مجزء عن القولین یؤاد الوطنی کافی ولا یتخلو اما نكم اباؤكم فخرتم منیة لہ علی الاصلین بخلاف حتی نكح زوجا لہن لا سنا ایہا المقصود منها العقد لا الوطنی لا فہا ذاء اور نكاح نزدیک علماء اصول اولغت عربی کے حقیقت مجزیعی جامع میں اور مجاز ہو عقیدین نوجوان آدمی لفظ نكاح کا قرآن اور حدیث میں خالی قرآن ہے تو وہاں جامع مراد ہو گا یعنی اس واسطے کہ حقیقت مقدم ہے مجاز پر جبکہ اس آیت شریف میں ولا یتخلو اباؤكم ایہا نكح اباؤكم یعنی نہ جامع کہ وہ جگہ ہمارے باپوں نے جامع کیا جامع عام ہے ملال ہو یا حرام تو جس سے بپنے زنا کیا وہی ہے پر



منعہ وراہیکوختیاز کرے اور فاسق سے نکاح کرے اور کوئی اپنی جوانی میں کو نہایت بڑے ہے مرد کے نکاح میں نہ دے اور نہ بد شکل کو دے  
 کذا فی حاشیۃ الدنّی وھلّ یکرّی الزّفات الخّارک لا اذا لم یستحل علی مقصدیہ دینیہ اور کیا کر وہ ہے زفاف یعنی عورت کا چوہا ادا اسکے خاوند  
 کے پاس روایت نما ہے کہ مکروہ نہیں جب کوئی مقصدہ دینی ہو جیسے اختلاط مرد و عورتوں سے اور خوش طبعی سے کسیکو ذلیل کرنا یا بڑائی  
 مارنا ہم فقط زفاف لائق اختلاف کے نہیں کہ کوئی جائز کہے اور کوئی مکروہ تو مرد و زفاف سے بیان خود نکاح اجتماع ہے اس واسطے کہ شب زفاف  
 میں عورت کو نکاح جمیع ہوا عرف میں لازم ہے اور بعضوں نے کہا کہ مرد و زفاف باطلان دف بجائے ہے کذا فی حاشیۃ الدنّی اور جو بعضی جگہ ہندوستان  
 میں رواج ہے کہ شب زفاف میں دولہن کو دولہا سے پہنچا کر عورتیں بہا نکاح کرتی ہیں سو بلاشبہ مکروہ بلکہ حرام ہے وینقذ ملتقیہا  
 بايجاب من احدہما وقبول من الآخر وضعاً للضمی لان الماضی اذلّ علی التحقیق کما وجہ فی نفسی او بلفظی او موقوفاً منک وبقول الآخر  
 وجہ اور نکاح منعہ اور بندہا ہے یعنی گھنٹا ہے جب سطلے ایک کے ایجاب سے اور دوسرے کے قبول سے دریا لیکہ ایجاب اور قبول  
 موضوع ہوا فعل ماضی کے واسطے اس واسطے کہ فعل ماضی خود دلالت کرتا ہے تحقق اور وقوع پر کیونکہ زمانہ حال کی کچھ حقیقت نہیں کہ وہ مرکب ہے  
 ماضی اور استقبال سے اور زمانہ مستقبل وقت کلام کے معذوم المضمر ہے اس واسطے ایجاب اور قبول کے لئے صیغہ ماضی کا مبین ہوا جیسے کوئی کہو  
 نکاح کیا میں نے اپنی ذات کا یا اپنی بیٹی کا یا اپنی موکہ کا بھائیوں کلام اول کو ایجاب کہتے ہیں مرد کہے یا عورت اور دوسرے کہے میں نے قبول کیا  
 اپنی ذات کے واسطے یا اپنے بیٹے کو واسطے یا اپنے موکہ کے واسطے اس دوسرے کلام کو قبول کہتے ہیں خواہ مرد کہے خواہ عورت زوجت نفسی  
 عاقدہ اصل کے اور زوجت اہل دلی کے اور زوجت مؤکلی وکیل کے وینقذ ایضاً بما آی بلفظین وضع احدہما لای للضمی لآخر  
 للاستقبال او للحال فالأول لا امر کزجینی او زجینی نفسک او کوئی امرائی اور بھی منعہ ہوتا ہے نکاح اذن ولفظون سے  
 کہ انہیں ایک تو موضوع ہوا ماضی کے واسطے اور دوسرا استقبال یا حال کے واسطے سوا اول یعنی استقبال سے مراد امر کا صیغہ ہے جیسے کہ مرد  
 کہے دلی سے یا عورت کے وکیل سے کہ میرا نکاح کر دے یا خود عورت سے کہے کہ میرا نکاح اپنی ذات سے کر دے یا یوں کہے کہ تو میری جو رہو  
 فأنہ لیس بايجاب بل توکیل ضمنی فاذا قال فی المجلس زوجت او قبلت او بالسم والطلقة قام مقام الطرفین سوا البیہ بھی صیغہ امر کا خود  
 ایجاب نہیں بلکہ ضناد و سر کو وکیل کرنا ہے اپنے نکاح کے واسطے یعنی جب زجینی کہا تو در ضمن امر کے گویا مطلب بھی ہوا کہ تو میری طرف سے  
 وکیل ہو کر میرا نکاح کر دے پھر جب دوسرے شخص نے کہا اسی مجلس میں کہ میں نے نکاح کر دیا یا قبول کیا یا مان لیا بسع وطاعت تو بھیہ قبل  
 قائم ہو گیا جیسے ایجاب اور قبول عاقدین کے نکاح صحیح ہو گیا و قبل ہوا یا کذب بکھ فی البحر اور بعضوں نے مثل قاضیخان اور صاحب خلاصہ  
 کے کہا کہ بھیہ صیغہ امر کا خود ایجاب ہے توکیل نہیں اور ترجیح دی ہے اس قول ثانی کو بحر الرائق میں والثانی للضمان المبتدئ لھما او بھما  
 او بئایہ کذا وجینی نفسک اذا لم یبق الاستقبال اور دوسرا لفظ مضارع کا جو مقصد ہمزہ ہو جیسے انز و ملک یا مقصد بنون جیسے تز و ملک  
 یا مقصد تباہ و جیسے خود شارح نے مثال دی تو صیغہ مضارع سے اس وقت نکاح منعہ ہو گا جب تک استقبال کے معنی کا ارادہ نہ کرے بلکہ معنی  
 حال مراد کہے اور اگر استقبال کا ارادہ کر گیا تو وہ نکاح ہو گا نہ ابتلع نکاح و کذا انا متمر و حاک و اجبتک خاطباً للعدم جرایبہ المشاوی  
 فی النکاح اور اس طرح نکاح منعہ ہوتا ہے اسم فاعل معنی حال سے جیسے کہ کہو کہ میں اب تیرے ساتھ نکاح کر رہا ہوں یا یوں کہے  
 کہ میں آتا ہوں یا تیرے پاس منگنی کر رہا ہوں اس واسطے نکاح صحیح ہو گا کہ مول چکانا نکاح میں جاری اور مروج نہیں بخلاف بیع کے کہ وہاں فقط انا مشتری  
 یا جنک مشتری ہے اور بعد اسکے بیع کے یوں کہنے سے کہ بیٹیک بیع منعہ نہیں ہوتی جب تک اسکے بعد مشتری نہ کہے اس واسطے کہ بیع  
 میں مول چکانا اور قیمت کا مروج ہے کذا فی حاشیۃ الدنّی او اهل طبعہ والوالمجلس للنکاح وان اللوغل فوعداً یا مقصد ہوتا ہے نکاح بطرح  
 بھی جب کہ مرد کہے عورت کے باب سے کہ کیا تو نے وہ عورت مجھ کو دی اور اس کا باب کہے اخلیت یعنی دی بشرطیکہ مجلس نکاح کی ہو وولات

بعضی نسخہ میں ہے  
اگر کسی نے نکاح کر لیا تو اس سے

حال میں ہی ہستغاثی معنی کو ایسا لیتا ہے کہ اگر مجلس وعدہ کر لی ہے تو اس کلام سے وعدہ نکاح کا ہوگا تو اس صورت میں نکاح منعقد ہوگا و لکن  
قال لکما یا عجمی فقالت لکما انفق علی المذهب لکما مردے لکما عورت سے کہ ای میری جو دوسو اسو سے جواب دیا کہ بیشک نکاح منعقد  
ہو گیا بنا بر مذہب فخر کے اس واسطے کہ یا عجمی قاتم مقام انما تزوجت کے ہے اور بیشک معنی انجبتک علیہ بعد جاتیہ کے تو ایجاب معنی حال ہوا در قبل معنی  
ماضی ہوا انشاء نکاح منعقد ہو گیا کذا فی مشاہیر لکما انفق بال فعل کقبض مفعول جب کہ ایجاب اور قبل لفظی شرط ہوا تو نکاح منعقد ہوگا قبول فعل  
جیسے مہر پر قبضہ کرنا بدون لفظ قبض کے ولا یستعمل اور نہ منعقد ہوگا نکاح تعاطی سے تعاطی عید کہ مثلاً اپنے اپنی بیٹی کسی مرد کو دی اس سے  
مہر اس کو عدا کیا شاید دن کے روبرو بدون تلفظ کے ولا بکتابة صاحب بل غائب بشرط اطلاق الشہود بما فی الکتاب اور نہیں منعقد ہوتا  
نکاح شخص حاضر کے کہنے سے بلکہ غائب کے کہنے سے نکاح منعقد ہوتا ہر بشرطیکہ شاہد و نکو مضمون خط سے آگاہ کر دیا ہو خواہ خط پر ہر خواہ زانی یا غیر ہر  
بلفظ الآخر فتقوا الطرفین غائب کی تحریر پر اطلاق شاید ہو سکتا اس وقت ضرور ہے جب خط میں عید امر کا نہ ہو یعنی لکھا ہو کہ میں نے تجھے نکاح کیا  
اور اگر امر کا عید اہلج ہو کہ زینبی نے نکاح کیا یعنی میرا نکاح اپنی ذات سے کر دی تو اس صورت تکمیل میں عورت دونوں طرف کی متولی اور تصدیق  
ہوگی کذا فی نسخ القدیر تو اس صورت میں نکاح یوں کہنا کہ زوجت نفیسی بنت یعنی میں نے اپنا نکاح اس کے ساتھ کر دیا قاتم مقام ایجاب اور قبول  
ہوگا اس وقت میں خط کا مضمون شاید دن کو سنا نامزد و نحین فقط لفظ قبول سنا نا کافی ہے بالاقوال حل المتنازع خلاصہ کہتوہ ہوا انما لکما  
الاقوال ہا رہا ہوا نکاح و لیس بالمشاک و اور نہ منعقد ہوگا نکاح اقوال سے بنا بر مذہب فخر کے کذا فی الخلامہ مثل قول مرد کے کہ عید میری جو دوسو  
اس واسطے اقوال سے نکاح ہوگا کہ اقوال ثابت چیز کے نکاح کا نام ہے اقوال انشائین حالانکہ نکاح میں انشاء چاہئے و قبل ان کان عجمی من الشہود  
حقہ کا بیع بلفظ الجمل اور نہ نکاح ہوگا اگر اقوال نکاح کا شاید دن کے حضور میں ہوا تو نکاح صحیح ہوگا یعنی اس صورت میں اقوال کو انشاء نکاح قرار دیا گیا  
اب نکاح ہوا جیسے نکاح صحیح ہوئے جب کہ لفظ صحیح النصار میں فتح القدیر سے نقل کیا کہ اگر زوج نے اقوال کیا شاید دن کے روبرو نکاح کا اور  
مالانکہ نکاح بدون گواہوں کے ہوا تھا تو اس میں اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ اگر زوج اور زوجہ نے مہر کا نام لیا تو نکاح جدید منعقد ہوا اور اگر عورت  
مرد نے بدون نکاح ہوئے نکاح کا اقوال کیا تو نکاح منعقد ہوگا اگر اس وقت نکاح منعقد ہوگا جیسا بدون نے یوں کہنا کہ جملنا نکاح چاہی ہے اس  
اقوال کو نکاح بنا یا پر دونوں نے قبول کیا تو میان بلفظ جمل نکاح صحیح ہوا کذا فی عارشیۃ الدینی و جمل الاقوال انشاء و ہوا صحیحہ امر اقوال انشاء  
کر ڈال گیا اور بھی اصح ہے کذا فی الذخیرۃ یعنی اقوال جملہ خبریہ ہے اور نکاح جملہ انشائیہ سے منعقد ہوتا ہے اس واسطے اس کو نکاح قرار دیا ولا یستعمل  
بشرط و جہت نصفہ فی الاصح احتیاطا خانیہ بل لا بد ان یستعمل الکل او ما یقربہ عن الکل ومنہ الظہر والبطن حل المشبہ ذخیۃ و رجحان  
فی الخلاق خلاصہ فیفتح الفرق اور نہیں منعقد ہوتا نکاح اس کلام سے کہ کوئی کہے کہ میں نے تیرے نصف بدن سے نکاح کیا مذہب اصح میں بنا بر مذہب  
کے کذا فی الخانیۃ اس واسطے کہ ملت اور حرمت ایک ذات میں جمع ہوئی تو احتیاطا حرمت کو غلبہ دیا بلکہ فرد سے صحت نکاح کی واسطے کہ نسبت کرے  
نکاح کو حرمت کے تمام بدن کی طرف یا اس عضو کی طرف جو بجا ہو کل بدن ہوا جاتا ہے جیسے پشت اور شکم بنا بر مشبہ مذہب کے کذا فی الذخیرۃ اور  
ترجمہ دی ہے فقہائے طلاق میں برخلاف اسکے یعنی یوں کہنا ہے کہ اگر کوئی مرد کہے کہ میں نے اپنی عورت کی پشت یا شکم کو طلاق دی تو برکت  
اصح طلاق نہیں واقع ہوتی تو احتیاج پڑی انہما رزق کی کہ کیا وجہ کہ اضافت پشت اور شکم سے نکاح تو صحیح ہوا و طلاق نہ پڑی و اذا وحل  
الایجاب بالنسبۃ للہم کان من تمامہ ای الايجاب فلو قبل الاخر قبلہ لم یجتم لتوقف اولی الکلام حل الخیرہ لوفیہ ما یقتضی اولہ و لہ اوجب  
ملایا ایجاب کو تسمیہ مرد کے ساتھ تو ہوگا مہر تاحی ایجاب سے سوا اگر قبول کیا دوسرے تسمیہ مرد سے پہلے تو نکاح صحیح ہوگا واسطے موقوف ہونے  
اول کلام کے اپنی آخر پر اگر آخر کلام میں وہ مضمون ہو جو مخالف ہوا اول کلام کے مثلاً عورت نے مرد کو کہا کہ میں نے نکاح کیا تیرے ساتھ خیر اور اگر  
برادر مرد نے قبول کر لیا مہر کے نام لینے سے پہلے تو نکاح صحیح ہوگا بشرطیکہ ایجاب قبول انشاء المجلس و صاحبین و ان لم یحل الخیرہ اور

[illegible][illegible]





نزدیک ماکہ جہالت ترمسہ اگر منکوحہ مجلس عقد میں حاضر ہو تو ہمارے اس کی طرف کفایت کرنا ہو اور چہرہ کو لکڑ لکھنا زیادہ تر احتیاط ہی پر اگر جسم منکوحہ نظر نہ آوی اور وہ اندر مکان سے ایجاب اور قبول کرے سو اگر دمان وہ اکیلی ہو تو نکاح جائز ہے اور اگر اس کے ساتھ اور عورت بھی ہو تو درست نہیں کہ جہالت مرتفع نہ ہوئی اور سیطرہ اگر منکوحہ کے کیس کو اپنی نکاح کا دلیل کیا تو یہی تفصیل دمان بھی ضرور ہو اور اگر منکوحہ مجلس عقد سے غائب ہو اور دلیل نکاح باندی ہو تو اگر شاہد عورت کا ارادہ جانتی ہو اور اس کو سچا سمجھتی ہو تو فقط اس کا نام لینا کفایت کرنا ہو اور اگر عورت کو نہ پہچانتے ہو تو اس کا نام اور اس کے باپ دادا کا نام لینا ضرور ہے کذا فی البحر کہ اسید احمد طحاوی نے کہ یہ جو بعض لوگوں میں معمول ہے کہ شاہد دروازے یا پردے کی آڑ سے توکیل عورت کی زبانی سن لیتے ہیں اور حالانکہ دمان عورت کوئی کثرت ہوتی ہے تو جائز نہیں اس واسطے کہ استیاض منکوحہ کی نہیں ہوتی تو ایسی مقام میں کوئی شخص اور صورت جواز کی نہیں سو اس کے کہ اس کو نکاح فضولی قرار دیکھو کہ عورت کی اجازت تو لی یا فعلی سے تمام ہو کذا فی حاشیۃ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر وہ دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تو غلاموں اور فقط عورت کوئی گواہی سے نکاح نہ ہو گا مکلفین دونو عاقل اور بالغ ہوں تو اگر کون اور دونو کوئی گواہی سے نکاح نہ ہو گا سمیعین معاً قائلین الا صحۃ دونو سنا ہی سامع ہوں عاقدین کے قول کو بنا بر مذہب اصح کے سو اگر عاقدین نے ایجاب اور قبول ایک گواہ کو سنایا ہو دوسری مجلس میں دوسرے گواہ کو سنایا تو نکاح درست ہو گا اور اس طرہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح علی المذہب بجز دونو گواہ سمجھتی ہوں کہ کلام عاقدین کا نکاح ہے بنا بر مذہب فقہائے کذا فی البحر تو اگر ہندی گواہوں کے روبرو عربی یا فارسی میں ایجاب اور قبول ہوا تو نکاح ہو کے کا فہم ہو تو نکاح صحیح ہو گا اور اگر فہم ہو گیا تو الفاظ کے معنی یہ سمجھو تو نکاح صحیح ہو گا منسلک فی نکاح منسلکہ ولو فاسقین دونو گواہوں کا مسلمان ہونا شرط ہے عورت مسلمان کے نکاح میں اگرچہ فاسق ہوں اس واسطے کہ گواہی کا فرقی مسلمان پر درست نہیں اور کحل قدیمی فی قدیم او عیدین یا دونو گواہوں پر ثمت زنا لگانے سے مار پڑی یا دونو ہندو ہوں تو بھی گواہی درست ہے اور انبیاء فی الجاہلیہ یا گواہ دو بیٹو زوج اور زوجہ کے ہوں جیسے عورت کا بیٹا دوسرے شوہر سے ہوا اور مرد کا بیٹا دوسری عورت سے یا انہیں زوج اور زوجہ سمجھتی ہوں سو یہ دوسری صورت اس وقت واقع ہوگی جب زوجین میں کسی وجہ سے نکاح ٹوٹ گیا ہو اور بہر دونو نکاح ثانی کا ارادہ کریں اور انبیاء احمدیہ وان لم یثبت النکاح لہما ای بالابنین ان ادعی القرب یا زوجین میں فقط ایک ہی کے دو بیٹو گواہ ہوں اگرچہ نکاح نہیں ثابت ہو گا دونوں بیٹو کوئی گواہی سے اگر بیٹوں والا مدعی ہو گا یعنی فقط عورت کے دو بیٹو ہوں یا فقط مرد کے دو بیٹو ہوں تو انکی بھی گواہی سے نکاح صحیح ہو جائیگا لیکن اگر عورت کو دو بیٹو کوئی گواہی سے نکاح ہوا تھا اور مرد نکاح کا منکر ہوا اور عورت نکاح کی مدعی ہوئی تو اس کے بیٹو کوئی گواہی سے قاضی کے روبرو اس کا دعوی ثابت ہو گا اور اصح ترین اگر مرد مدعی ہو گا تو عورت کے بیٹو کوئی گواہی سے اس کا دعوی ثابت ہو جائیگا اور سیطرہ اگر مرد کے بیٹو کوئی گواہی سے نکاح ہوا تھا تو مرد کا دعوی ثابت ہو گا اور عورت کا دعوی ثابت ہو جائیگا اس واسطے کہ فرع کی گواہی سے اصل کا نفع ثابت نہیں ہوتا البتہ ضرر ثابت ہوتا ہے چنانچہ نکاح منسلکہ عند فیعیقین ولو حنا لغان لانیھا وان لم یثبت النکاح بہما مع انکادہ جیسے کہ صحیح ہے نکاح مسلمان مرد کا ذمی عورت سے دو ذمیوں کے نزدیک گواہوں ذمی عورت کے دین کے مخالف ہوں یعنی اگر عورت نصرانیہ ہو تو گواہ یہودی ہوں یا بالعکس اگر عورت یہودی ہو گا نکاح ذمیوں کی گواہی سے مسلمان کے منکر ہو سکے وقت یعنی اگر مسلمان ذمی کے نکاح کا انکار کرے گا اور عورت مدعی ہوگی تو ذمیوں کی گواہی سے دعوی اس کا ثابت ہو گا اس واسطے کہ کافر کی گواہی مسلمان کے ضرر پر درست نہیں ولا اصل عندنا ان کل من ملک قبول انکاح یؤلایہ نفسیہ انفعاد بحضورہ اور قاعدہ کلیہ ہم خفیوں کے نزدیک صحت شہادتیں بھیجے کہ جو شخص مالک ہو سکتا ہے قبول نکاح کا اپنی ذات کی ولایت سے اس کے روبرو نکاح بھی منع ہو گا مثلاً فاسق اور ذمی کو قبول نکاح کا اختیار ہے تو اس کا گواہ ہونا بھی درست ہے بخلاف صبی اور مجنون کے کہ انکو اپنی ذات کا اختیار نہیں تو انکی گواہی بھی درست نہیں اصلاً اب جلالان برفہمہ وغیرہ فرمایا ہے





شمار کرنا ضرر بخانا اسو سطر کہ اگر عاقل آدمی کتاب النکاح میں غرض کرے تو بجا سبب معلوم ہو سکتی ہیں جو حرم علی المنزقہ میں ذکر کا کان اور نئی نکاح اصلہ و  
 فرعہ علا و نزل حرام سے نکاح کو جو سبب بر مرد و عورت نکاح کرنا اپنی طرف کا اوشاخ کا اگر یہ جڑ نہایت اونچی ہو جیسے ماورایہ اودادی پرداد اور پردادی  
 مرداد اسو دادی اور نانا نانی پرنا ماہر نانی مرنا مرانی اوشاخ بھی حرام ہے اگر یہ نہایت نیچی ہو جیسے بیابانی بوٹا بوٹی پروتا پروتی اور ناتی نانی پرنا نانی  
 و علی ذلک القیاس دہشت آخیزہ اور حرام ہے اپنی بیٹی کی بھائی کی بیٹی ہو یا سوتیلی کی و آخیزہ اور حرام ہے اپنی بہن کی ہو یا سوتیلی یا خیا فی و بنتھا  
 اور حرام ہے اپنی بھانجی سگی بہن کی بیٹی ہو یا سوتیلی کی و لو من زنا اگر یہ سبب ششتر ناسی من قومی حرام میں یعنی اصل اور فرع اور بیٹی اور بہن اور  
 بھانجی ہر طرح سے حرام میں کھیر رشتہ نکاح سے ہون یا نیا سے و عمدہ اور اپنی بیوی حرام سے نکاح سے ہو یا زنا سے و خالہ اور اپنی عاقلہ حرام میں نکاح  
 سے ہو یا زنا سے شایع اگر تمیز زنا کی محرمات نسبت کے آخر میں لگنا تو نہایت مناسب تھا کہ سبکو حکم شامل ہو جائے اھذا السبعة مذکورہ فی آیۃ حرمت علیکم  
 اتھانکم سو کھیر ساتون رشتہ محرمات کے محرمات علیکم اتھانکم کی آیت میں مذکور ہیں و یدخل عمة جلد و جلدہ و خالہا الا شقاء و غیرہن اور  
 داخل سے عہ اور خالہ کی حرمت میں داد اور دادی کی عہ اور اودوں دونوں کی خالہ سو اسی اصل اور فرع کے باقی رشتہ برابر میں حرمت میں سگی بہن یا  
 سوتیلی یا خیا فی چنانچہ اسکا بیان ترجمہ میں مفصل ہو چکا و اما عمة عمة امہ و خالہ خالہ امہ و خالہ خالہ امہ اور مادعی عہ کی عہ اور سوتیلی خالہ کی خالہ  
 حلال ہے اسو سطر کہ مادری عہ کا باپ دادی کا زوجہ ہے تو مادری عہ کی عہ و دادی کے زوجہ کی بہن ہوئی اور جو کہ زوجہ الام کی بہن حرام نہیں تو زوجہ الجوہ  
 کی بہن بطریق اولیٰ نہ حرام ہوئی اور اگر عہ سگی یا سوتیلی ہے تو عہ کی عہ حرام ہے اسو سطر کہ عہ بیان عبارت ہے باہکی بہن سے تو عہ کی عہ داد کی بھن  
 ہوئی تو جیسے باہکی بہن حرام ہے ویسوی داد کی بہن حرام ہے اور سوتیلی خالہ کی خالہ اسو سطر ملال ہوئی کہ سوتیلی خالہ کی باہکی نانی نہیں بلکہ نانا کی زوجہ  
 تو اسکی بہن سالی ہوئی نانا کی اور نانا کی ایسی سالی نانی پر حرام نہیں اور اگر سگی خالہ یا مادری خالہ ہو تو اس صورت میں خالہ کی خالہ حلال نہیں کنذا فی حاشیہ کہ  
 صن البحر من المحيط ملحق و کہنا کہ شایع کا یون کہنا مناسب تھا و اما عمة العمة لایم تاکہ جارج و مصنف الیہ کا صفت ہوتا اور داد و اضم ہو جائے کہ بنت عہ  
 و عہ و خالہ لقولہ تعالیٰ و اھل لکم ما و اء ذلکم چنانچہ اوجہ کی بیٹی اور امون اور خالہ کی بیٹی بھی حلال ہے بموجب اس قول فی حق نکاح  
 کہ حلال کر دیا گیا ہے سو اسکے اول حق تعالیٰ نے محرمات کو ذکر فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ سو امون محرمات کی سبب عورتیں حلال ہیں اور جو کہ عہ اور خالہ کی بیٹیاں اور  
 مادری عہ کے عہ اور سوتیلی خالہ کی خالہ محرمات مذکورہ میں داخل نہیں تو اود کی حلت صاف ثابت ہو گئی و حرم بالمصداھر کہ بنت ذو جنتہ الموطوعہ اور  
 حرام ہے بسبب سالی رشتہ کے اپنی زوجہ مذکورہ کی بیٹی یعنی رشتہ اور اگر عورت نکاح کیا اور بدون جماع اسکو طلاق دی تو اسکی بیٹی سے نکاح درست و  
 ام زوجہ و جلدہا مطلقا بھرح العقد الصمیم و ان لم یوطأ الزوجۃ و حرام ہے اپنی زوجہ کی ماوراد و ایدان نانیان ہر طرح سے سگی بہن یا  
 سوتیلی حرمت ثابت ہوتی ہے مجر نکاح صحیح کے اگر یہ زوجہ سہو جماع نکلیا ہو نکاح صحیح کی اسو سطر قید دی کہ مجر نکاح فاسد سے خوشدامن حرام نہیں ہوئی جبک جماع  
 یا ماسر غیر ہوا ہوا تقران و طی الامھات یحرم البسات و نکاح البسات یحرم الامھات حرمت ربیبہ کا مقید ہونا جماع زوجہ برا و خوشدامن  
 کی حرمت بلا قید اسو سطر ہو کہ ثابت ہو چکا ہے شرع میں کہ ان کا جماع بیٹوں کو حرام کر دیتا ہے اور فقط بیٹوں کا نکاح بدون جماع کے حرام کر دیتا ہے  
 انون کو چنانچہ کلام مجید میں مجید دونو سورتین صاف مصرح ہیں و یدخل بکات الریبۃ و الریبۃ اور داخل ہے ربیبہ کی حرمت میں ربیبہ اور ربیب کی  
 بیٹیوں کی حرمت و فی الکشاف و اللس و نحوہ کا الدخول عند الی حنیفہ و اقرہ المصنف و تفسیر کشاف میں ہے کہ ماسر غیر مشہوت سہو قائم مقام  
 و خول کے ہے نزدیک ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے تو فقط ماسر سے بھی حرمت ربیبہ کی امام اعظم کے نزدیک ثابت ہو گئی اور اسکو مصنف نے اپنی شرح منہ النکاح  
 میں مسلم رکھا ہے و در وجہ اہلیہ اور حرام ہے اپنی اصل کی زوجہ یعنی جن عورتوں سے باپ دادا نے نکاح صحیح کیا وہ حرام ہیں طبع ان سے کیا ہوا نکاح ہو  
 و فرعہ مطلقا ولو بعیدہ خل جہا و لا اور حرام ہے مطلقا اپنی شاخ کی زوجہ یعنی اولاد کی اگر چہ شاخ بعید ہو جیسے پوتا اور ناتی اولاد نے اپنی  
 زوجات سو محبت کی ہوا انکی ہو یعنی بیٹو اور پوتے کی زوجہ باپ اور دادا پر حرام ہے جماع بھان میں شرط نہیں فقط نکاح صحیح ہونے سے و اما بنت ذو جنتہ

عہ کی بہن سالی ہوئی نانا کی اور نانا کی ایسی سالی نانی پر حرام نہیں اور اگر سگی خالہ یا مادری خالہ ہو تو اس صورت میں خالہ کی خالہ حلال نہیں کنذا فی حاشیہ کہ صن البحر من المحيط ملحق و کہنا کہ شایع کا یون کہنا مناسب تھا و اما عمة العمة لایم تاکہ جارج و مصنف الیہ کا صفت ہوتا اور داد و اضم ہو جائے کہ بنت عہ و عہ و خالہ لقولہ تعالیٰ و اھل لکم ما و اء ذلکم چنانچہ اوجہ کی بیٹی اور امون اور خالہ کی بیٹی بھی حلال ہے بموجب اس قول فی حق نکاح کہ حلال کر دیا گیا ہے سو اسکے اول حق تعالیٰ نے محرمات کو ذکر فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ سو امون محرمات کی سبب عورتیں حلال ہیں اور جو کہ عہ اور خالہ کی بیٹیاں اور مادری عہ کے عہ اور سوتیلی خالہ کی خالہ محرمات مذکورہ میں داخل نہیں تو اود کی حلت صاف ثابت ہو گئی و حرم بالمصداھر کہ بنت ذو جنتہ الموطوعہ اور حرام ہے بسبب سالی رشتہ کے اپنی زوجہ مذکورہ کی بیٹی یعنی رشتہ اور اگر عورت نکاح کیا اور بدون جماع اسکو طلاق دی تو اسکی بیٹی سے نکاح درست و ام زوجہ و جلدہا مطلقا بھرح العقد الصمیم و ان لم یوطأ الزوجۃ و حرام ہے اپنی زوجہ کی ماوراد و ایدان نانیان ہر طرح سے سگی بہن یا سوتیلی حرمت ثابت ہوتی ہے مجر نکاح صحیح کے اگر یہ زوجہ سہو جماع نکلیا ہو نکاح صحیح کی اسو سطر قید دی کہ مجر نکاح فاسد سے خوشدامن حرام نہیں ہوئی جبک جماع یا ماسر غیر ہوا ہوا تقران و طی الامھات یحرم البسات و نکاح البسات یحرم الامھات حرمت ربیبہ کا مقید ہونا جماع زوجہ برا و خوشدامن کی حرمت بلا قید اسو سطر ہو کہ ثابت ہو چکا ہے شرع میں کہ ان کا جماع بیٹوں کو حرام کر دیتا ہے اور فقط بیٹوں کا نکاح بدون جماع کے حرام کر دیتا ہے انون کو چنانچہ کلام مجید میں مجید دونو سورتین صاف مصرح ہیں و یدخل بکات الریبۃ و الریبۃ اور داخل ہے ربیبہ کی حرمت میں ربیبہ اور ربیب کی بیٹیوں کی حرمت و فی الکشاف و اللس و نحوہ کا الدخول عند الی حنیفہ و اقرہ المصنف و تفسیر کشاف میں ہے کہ ماسر غیر مشہوت سہو قائم مقام و خول کے ہے نزدیک ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے تو فقط ماسر سے بھی حرمت ربیبہ کی امام اعظم کے نزدیک ثابت ہو گئی اور اسکو مصنف نے اپنی شرح منہ النکاح میں مسلم رکھا ہے و در وجہ اہلیہ اور حرام ہے اپنی اصل کی زوجہ یعنی جن عورتوں سے باپ دادا نے نکاح صحیح کیا وہ حرام ہیں طبع ان سے کیا ہوا نکاح ہو و فرعہ مطلقا ولو بعیدہ خل جہا و لا اور حرام ہے مطلقا اپنی شاخ کی زوجہ یعنی اولاد کی اگر چہ شاخ بعید ہو جیسے پوتا اور ناتی اولاد نے اپنی زوجات سو محبت کی ہوا انکی ہو یعنی بیٹو اور پوتے کی زوجہ باپ اور دادا پر حرام ہے جماع بھان میں شرط نہیں فقط نکاح صحیح ہونے سے و اما بنت ذو جنتہ

امیہ او ابنہ حلال اور اپنی اور اپنے باپ کی زوجہ کی بی بی سوتیل باکی لڑکی جو باپ کے نطفہ سے نہیں اور اپنے فرزند کی زوجہ کی بی بی جو فرزند کے نطفہ سے نہیں حلال ہے اسو اسکو کہ دونوں میں خون کا میل نہیں و حرام الکحل کا میل نہیں نسبا و محسنا و محسنا ہر نسبا و محسنا اسسنتی فی بابہ اور حرام ہیں سب سے جنکی تحریر نسبا و مصاہرہ مذکور ہو چکی شیر خوارگی سے مگر جنکی ملت رضاعت سے مستثنیٰ ہے چنانچہ اسکی تفصیل آگے دیگی رضاعی اور بہن اور رضاعی دادی نانی اور رضاعی بی بی چنانچہ حرام ہیں غلامہ بچہ کہ دایہ کی سب قرابت والی شیر خوار بر حرام ہیں اور شیر خوار کی طریقت سے زوجین اور فروغ دایہ وغیرہ بر حرام ہیں چنانچہ قاعدہ حرمت کا اس بیت میں موجود ہے **ملیت** از جانب شیر و دہمہ خویش شونده و از جانب خوار و جان و فروغ **فروع** تقیم مغلطہ چند فروغ متعلق بچہ شایع مذکور کر رہی جنکی جواب سے میں خطا کا احتمال ہے طلق امر آتہ تطلیقتین و لہامنه لابن فاعندک فقلت صعبا فارصعنه فحشمت علیہ فقلت احسن فدخل بها فاکلها فحل لا دل بعد احد الام بثلث البواب لا تعود الیہ ابدا البینہ و لہا حلیہ ابنہ رضاعا ایک مرد سے بننے اپنی زوجہ کو دو بار طلاق دی اور زوجہ شیر دار ہے اس مرد کے نطفہ سے بہر عدت کے بعد اسکی نکاح کیا کسی شیر خوار لڑکے سے سو اسکی سو اسکو دو دو بلایا تو حرام ہو گئی اس پر پھر اسکی اور مرد کا نکاح کیا تو اسنے عورت سے طلاق کیا پھر اسکو طلاق بائن دی سو بچہ عورت کیا پھر نکاح کر سکتی ہے پہلے شوہر سے ایک طلاق سے یا تین طلا توں سے یعنی شوہر اول و دو بار طلاق و چکا تھا سو دوسرے نکاح میں شوہر اول کو ایک یا تین طلاق کا اختیار ہوگا یا تینوں طلاق کا مالک ہوگا جو اب اس سوال کا بچہ ہے کہ بچہ عورت کہیں نہیں بہر سکتی شوہر اول کی طرف اسو اسکو کہ وہ زوجہ ہو گئی مرد کے رضاعی بی بی کی اور ہو کہیں حلال نہیں ہو سکتی مگر امیہ امیہ لا تحل لہ ان علم آتہ و لہا خدی کی اپنی باکی کو بی بی تو ولد کو اسکی وطی حلال نہیں اگر اسکی معلوم ہو کہ ایک اس سے وطی کی تو زوجہ بیکر ہا کتبنا و قالت ابوک قضی ان صدقنا کانت بلا مہر الا لا ستمی نکاح کیا ایک مرد سے بیکرہ عورت تو اسکو بیکرہ بنایا پھر اسکی بی بی کو نکاح کیا اور نکاح کر لیا کہ تیرے باپ نے میری بکارت کا ازالہ کیا سو اگر زوج سے اسکی تصدیق کی تو نکاح نہ ہو یا مگر اسکو بیکرہ بنایا مگر کے یعنی مرد دینا شوہر پر واجب نہ ہو قصور عورت کا تھا کہ اسکی اول کو یوں نہ ظاہر کیا اور اگر شوہر نے عورت کی تصدیق نہ کی تو نکاح نہ ہو یا مگر اسکو بیکرہ بنایا چوڑے و حشمت ایضا با صہرتہ اصل مرتبہ اور بھی حرام ہے سسر لی رشتہ عورت مرتبہ کی اصل یعنی جس عورت سے نکاح کیا تو اسکی ماور وادی اور نانی مرد بر حرام ہیں ادا کا لہذا الوطی الحرام مصنف نے ناسی حرام طبع مرد اور کما اسو اسکو کہ نکاح فاسد کی منکوہ اور جاریہ شوہر کہ اور زوجہ حاضہ اور نسک جملے سے بھی حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہے تو اعتبار جماع کا تھا حلال ہو یا حرام بچہ حرمت فقط نہ پھر جس عورت سے نکاح کیا تو اسکی اول کو نکاح نہ ہو یا مگر اسکو بیکرہ بنایا سل الارس جائل لا یتیم الحراۃ اور حرام ہے اصل اس عورت کی جسکو شوہر سے نکاح کیا اگر بچہ سے لے کر بون کو ساس کیا ہو اور اگر بچہ ایسا بایک کبر اور میان میں طاق ہو کہ گرمی بدن کی وصول کا مانع نہ ہو تو معلوم ہوا کہ لنگے بون کا ساس حرمت کا سبب نہیں اور سبط کا جو کچھ کیا حائل ہونا جو بد کی گرمی معلوم ہو نہ کیا مانع سے مسموہ کی اصول کو حرام نہیں کرنا و اصل ماسیۃ و فاطرۃ الکرہ والمنظور ال فیجاء المدور الداخل ولونظر من تلج او من مکاء ہی ذبیہ اور حرام ہے اصل اس عورت کی جسے مرد کو شوہر سے نکاح کیا یا مرد کے آلت ناسل کو شوہر سے دیکھ لیا اور اس عورت کی اصل حرام ہے جسکی گول شتر گاہ اندر و الیکو مرد کو شوہر سے دیکھا گوشت سے دیکھا ہو یا اس بانی سے دیکھا ہو جسکے اندر عورت داخل ہے سو اگر عورت کی شتر گاہ آئینہ میں دیکھی یا عورت حوض پر بیٹھی ہو اور اسکی شتر گاہ بانی سے نظر پڑی یا ناظر ہری شتر گاہ دیکھی یا باطنی دیکھی تو اسکی اصول اور فروغ کی حرمت ثابت نہیں ہوتی و فروغ عمن مطلقا اور فروغ ان محرمات مذکورہ کے حرام ہیں مطلقا یعنی جسے عورت مرتبہ اور مسموہ اور ناسہ اور ناظرہ اور نظیرہ کی اصول حرام ہیں پس فروغ بھی حرام ہیں اصول پیری اور مادری اگر بچہ عالی ہون اور فروغ پیری اور اختری اگر بچہ سافل ہون والعقبۃ للشہوۃ عند المس والیظر لا بعد ہما اور اعتبار شہوت کا ساس کہنے اور نظر کرنے کے وقت کا ہے بعد کا یعنی ساس اور نظر کے وقت اگر شہوت ہوگی تو حرمت مذکورہ ثابت ہوگی اور اگر بعد ساس کہنے اور بعد نظر پڑنے کے شہوت ہوگی تو اسکا کچھ متبارکین و حد ہا فیہما حشرک التوا و زیادہ بے یقنی اور مقدار شہوت کی ساس اور نظر میں بچہ ہے کہ آلت ناسل نبش میں آوے یا نظر اور ساس کرنے سے جنبش سابق سے زیادہ ہو جاوے اگر سابق سے کچھ شہوت تھی اسی رویت پر تو ہے

و اگر بچہ سافل ہو تو اسکی نکاح حرام ہے و اگر بچہ عالی ہو تو اسکی نکاح حلال ہے

کذا فی بحر الرائق وفي امرأه ونحو شیء تحریک القلیل ویداعته اور مقدار شهوت کی عورت اور مرد میں سے کہ دین میں بیش از حد بیش بود و کلی  
 خواہش سابق سے زیادہ ہو جائے شیخ کی مانند میں عین اور معنوم الذکر داخل مگے وفي لجمہ لا یشتد فی النظر للفرج تحریک الیہ ہفتہ  
 اور جوہر میں بھیر روایت ہو کہ عورت کی شرمگاہ کے نظر کر نہیں جنس آتہ ناسل کی مشروط نہیں ہسی بر فوسے ہذا اذا المویزل فلما نزل مع صبی  
 او نظر فلا حرمۃ بہ یعنی ابن کمال وغیرہ بھیر حرمت ساس اور نظر کی اوسوقت تک ہر جب انزال نہیں ہوا اور اگر انزال ہو گیا ساس اور نظر کر نیکی  
 ساتھ تو حرمت ثابت نہیں ہسی بر فوسے ایسے ابن کمال وغیرہ نے عدم انزال سبب حرمت کا اوسو سلی ہو کہ جب انزال نہیں ہوا تو جماع کی خواہش سے اوسو سلی  
 اوسکو قائم مقام جماع کے کر دیا بخلاف انزال کے کہ اوسوقت مطلق خواہش جماع کی نہیں ہوتی ہر کوئی جماع کے قائم مقام ہو کر ان فی حاشیۃ الدینی نا ظاہر لاشیا  
 وفي الخلاصۃ وظل اخت امرأۃ لا یجوز علیہ امرأۃ اور خلاصہ میں بھیر جماع اپنی زوجہ کی بہن کا اوسکی زوجہ کو اوسو سلی حرام نہیں کر دیا یعنی مصاہر  
 کی حرمت سوا فروع اور اصول کے اور کہیں ثابت نہیں ہوتی چنانچہ زوجہ کی بہن کے جماع سے زوجہ حرام نہو گئی لیکن اگر وظلی باشند ہری تو زوجہ کی  
 بہن بر عدت بیٹنا وجب ہے اور عدت تک زوجہ کے جماع سے پرہیز لازم ہو کر ان فی حاشیۃ الدینی لا تحرم المنظر والفرج الا فی جہا الداخل من امرأۃ او صبا  
 لان اکثری مثالہ بالانعکاس لا ہو حرام نہیں اصول اور فروع اور عورت کی جسکی غمر گاہ نہانی نظر پڑی آئے سے یا بی سے اوسو سلی کر شرمگاہ  
 کی مثال نظر پڑی انعکاس سے نہ خود شرمگاہ اور سہ طرح تصور اور خیال کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ہذا اذا کانت حیۃ او مشتتۃ ولو نا خبیثا اما  
 غیر ہا یعنی المیتۃ وصغیرۃ لو تشبہت لا تشبہت الحیۃ ہا اصل کو طری پر مطلقا بھیر حرمت مصاہرہ کی زنا اور ساس اور نظر سے جب کہ عورت  
 زندہ لائق شہوت کے ہو اگرچہ زمانہ ماضی میں لائق شہوت تھی اور اب نہو جیسے بڑی بچہ اور اگر سوا اسکے ہو یعنی عورت مردہ ہو یا فوج سے جہولی  
 ہو تو اسکے جماع اور ساس اور نظر شرمگاہ سہی ہرگز حرمت ثابت نہیں ہوتی چنانچہ عورت یا مرد کے اظہام مطلق حرمت مصاہرہ نہیں اگر کوئی سوال کرے  
 کہ بھیر عجیبات ہر کہ فقط ساس سے اصول اور فروع کی حرمت تو ثابت ہوا اور عورت کے اظہام سہی نہو حالانکہ اس میں بھی ساس کامل موجود ہے اوسکا  
 جواب بحر الرائق میں یون دیا ہو کہ واقع میں علت حرمت کی وہ جماع ہی جس سے لڑکا پیدا ہو اور ساس وغیرہ سہی اوسو سلی حرمت ثابت ہوتی کہ اس جماع سے  
 سبب ہے اور اظہام میں اسکا مطلق جمال نہیں کہ ان فی حاشیۃ الدینی وکالو انقضت علیہم یتقن کونہ فی الفرع مالم یجمل حرمۃ اور سہی اگر مرد و اوس  
 عورت سے جماع کیا جسکے قبل اور دیر پر وہ بہت کر ایک ہو گئی حرمت مصاہرہ کی ثابت نہیں ہوتی اوسو سلی کہ یقین نہیں اسباب کا جماع قبل میں واقع ہوا یعنی  
 جب دو مقام ملگے تو کر نہ کر یقین کامل ہو کہ دخول فقط قبل میں ہوا دیر میں نہو اس صورت میں حرمت اوسوقت ہوگی جب عورت اوسے حاملہ ہو جائے  
 اوسو سلی کہ محل قبل سے ہوا نہو وجہ سے بلا فرق بین زنا و نکاح یعنی میت اور صغیرہ کے جماع سے حرمت ثابت نہیں اس میں زنا اور نکاح کا کچھ فرق  
 نہیں فلو تزوج صغیرۃ لا تشبہت فی فحل ہا فطقتہا وانقضت عدتہا و تزوجت باخ جازلہ ای الاول الذویح بینہما لعدم الاشتہار  
 سو اگر نکاح کیا ایک مرد صغیرہ سے لائق شہوت کے نہیں ہوا اس صحبت کی پہر اوسکو طلاق دی اور اوسکی مدد گد گئی اور اوس عورت بعد شہوت  
 ہونیکے نکاح کیا اور شخص سے تو جائز ہے شہوت کہ اوس عورت کی بیٹی سے نکاح کرے اوسو سلی کہ شوہر اول کے پاس لائق شہوت کہنتی اور حرمت مصاہرہ  
 کے بدو نہ شہوت کے ثابت نہیں ہوتی لیکن اس عورت کی با شوہر اول پر بلاشبہ حرام ہے اوسو سلی کہ نکاح بات محرم ہے امان کا وکذا تشقظ  
 الشہوتۃ فی الذکر فلو جامع غیر مہرہ فی زوجۃ آبیہ لم یحرم فیم اور سہی حرمت مصاہرہ میں شرط ہو کہ شہوت بر مرد میں بھی ہو اگر جماع کیا  
 باپ کی زوجہ سوا کے نے جو قریب البلوغ نہیں تو باپ کی زوجہ باپ پر حرام نہو گی کہ ان فی فیم القدر یعنی سبب عدم شہوت کہ ہونہ شہوت کی کہ باپ پر  
 حرام ہو بلادی و لا فرق فیما ذکر بین الملتص نظر بشہوتۃ بین سجد و نسیان و خطایہ و اکرالا اور ساس مذکورہ میں کچھ فرق نہیں ساس اور  
 شہوت کی نظر سے درمیان قصد کرنے اور بول جانے اور جو کہنے اور زبردستی کے یعنی بر صورت مصاہرہ کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور نسیان اور  
 خطا اور اگر ایمان سب برابر ہیں فلو یعقظ زوجتہ او یقطعهہ لیس عا فست یذنبان المشتہا و یذنبان بآبہ حرمۃ لا یحرم ابدافہ سو اگر نکاح یا





یعنی ان صورتوں میں اگر مرد کہے کہ بھکوت موت نہ تھی تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی حرمت مصاہرت کی ثابت ہو جائیگی و فی الفقہ یقوی الخاف الخافین بالغیر  
اور نعم القدرین سے کہ راسی میں آنا ہی ملنا دو نو خساروں کا نہ کے ساتھ یعنی قیاس میں یوں آتا ہے کہ خسار و نکاح بوسہ لینا اور بون کا بوسہ لینا حکم میں  
برابر ہے و فی الخلاصہ قیل لہ ما فعلت بامر امریک فقال جامعہا متبث الحرة ولا یصدق انہ کذب لہا ذکا اور خلاصہ میں ہے کہ ایک مرد  
سے کہا گیا کہ کیا تو نے اپنی خوشدامن سے کیا سوا دوسری کہا کہ میں نے اس سے جماع کیا تو حرمت مصاہرت کی ثابت ہو جائیگی اور اس کو کاذب ہونے کی تصدیق  
نہ کی جائیگی اگرچہ اس کو دوسری سے کہا ہو و تقبل الشہادۃ علی الاقرار باللعن الثقیل عن شہوۃ اور قبول ہوگی گواہی شہوت چھوٹے اور بوسہ لینے  
کے اقرار پر یعنی مرد نے شہادہ کے رد پر اقرار کیا کہ میں نے زوجہ کی بیٹی کو شہوت سے مس کیا یا بوسہ لیا ہے جب زوجہ نے اس کا دعویٰ کیا تو مرد منکر ہو  
تو اس صورت میں اس کے اقرار کی گواہی سموع ہوگی اور زوجہ زوج پر حرام ہو جائیگی و کذا تقبل علی نفس اللیس الثقیل والنظر الی ذکرہ اور فقہ  
عن شہوۃ فی المختار فی نفس لان الشہادۃ حایث یقف علیہا فی الجملة یا انتشارا واثارا اور اس طرح سے مقبول ہے گواہی خود چھوٹے اور  
بوسہ لینے اور مرد کے آہ تاسل یا عورت کی شہ گاہ شہوت و دیکھنی پر بنا رہے نہ ہونے کے کذا فی التخیل اس طرح کہ شہوت اس قسم کی چیز ہے جس پر الجملہ  
اطلاع ہو سکتی ہے آہ تاسل کی سناوگی سے یا اور آہ تاسی و محرم لہم بدین الحارم نکاحا ای عقد صحیحاً اور حرام ہی جمع کرنا محرم عورت کو نکاح  
میں یعنی عقد صحیح میں جمع بنی المحرم بیہ و وہنوں کو نکاح میں جمع کرنا یا خالہ اور بہانچی یا پو پھی اور بہتھی سے نکاح کرنا حرام عام میں نسب میں ہونے یا  
رضاعی شریعت نے عقد صحیح کی اس طرح قید لگائی کہ نکاح فاسد میں جمع حرام نہیں جس پر ایک عورت سے نکاح فاسد کیا ہے اس کی بہن سے نکاح صحیح  
کیا تو درست ہے اس طرح کہ نکاح فاسد میں وطی کرنا حلال نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی و عذۃ ولوں من طلاق یا نیک اور حرام ہی جمع کرنا محرم کادت میں اگرچہ  
طلاق یا نیک کی عدت ہو یعنی جب عورت کو طلاق جہی یا بائنی تو جب تک عدت نہ ہو چکے تو اس کی بہن یا خالہ پو پھی سے نکاح کرنا درست نہیں و حرم الجمع  
وطیاً بملک یحییٰ اور حرام ہی جمع کرنا محرم کا وطی میں ہو اس طرح ملک میں کہ یعنی جب لونڈی تصدیر میں آئی تو اس کی بہن یا خالہ پو پھی کو ساتھ نکاح  
میں نہ لائے بلکہ ایہ امر باتین ایہما فرضت ذکر الہ التحلل لہ الاخر لہ ابدا یعنی نکاح اور عدت اور وطی ملک میں سے جمع کرنا اور دونوں میں  
ہے کہ اور دونوں میں سے کو مرد فرض کیجئے تو نہ حلال ہو اس کو دوسری کہیں جیسے عورت اور اس کی عہدہ اگر عورت کو مرد فرض کیجئے تو عہدہ کے ساتھ  
نکاح حلال نہ ہوگا اور عہدہ اگر مرد فرض کیجئے تو بہتھی سے نکاح درست نہ ہوگا اور اس طرح خالہ اور بہانچی کا حال ہی ٹھکانہ میں ہے لکن المرأۃ علی  
عمتہا و ہو مشہور یصلح فیہما للکتاب جمع کرنا دوسرے نکاح سبب صحیح مسلم کے حرام ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح  
نکاحا و عورت کا اس کی عہدہ پر اور حدیث صحیح مسلم کی مشہور حدیث ہے صلاحیت رکھنے سے کہ قرآن کی شخص ہو جائے یعنی حنیفہ قرآن مجید میں سوا جمع  
بین الاقربین کے بہتھی اور عہدہ کا جمع کرنا منع نہیں بلکہ عموم اصل لکھ ما وراؤذ لکم سے ملت معلوم ہوتی ہے لیکن عموم آیت کا حدیث مسلم سے مخصوص ہو گیا اس طرح  
کہ اصول فقہ میں ثابت ہو چکا ہے کہ عموم آیت کا حدیث مشہور سے تخصیص قیل کر لیتا ہے تیسرے الوصول میں صحیح مسلم ابو ہریرہ کی روایت موجود ہے کہ رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نکاح کیا جاوے عورت کا اس کی عہدہ پر اور عورت کا اس کی خالہ پر جمع بنی المحرم اس طرح حرام ہوا کہ اس میں قطع رحم ہوتا  
چنانچہ طبرانی میں اسی ضمن میں حدیث موجود ہے کہ زانی حاشیۃ المدنی فجاء الجمع بدین امرایۃ و بنت ذوجھا و امرأۃ ابنھا و امۃ ثم سئل  
لانہ لو فرضت لامرأۃ او امرأۃ لابن او السیدۃ ذکر الہ لیم یخلف عکسہ تو جائز ہے جمع کرنا عورت میں اور اس کی شوہر کی بیٹی  
میں اور جائز ہے جمع عورت میں اور اس کی بیٹی کی جو زمین اور جائز ہے جمع کرنا لونڈی میں پر اس کو مالک کی بی بی میں اس طرح کہ اگر عورت کو اور بیٹی  
کی جو رو کو اور بی بی کو مرد فرض کیجئے تو دوسری حرام نہیں ہوتی اور اس کے برخلاف میں حرمت ہی یعنی جمع کرنا اور دونوں کو حرام ہی جھکے مرد  
فرض کرنے سے دونوں طرف سے حرمت ہو اور بیٹوں صورتوں میں ایک طرف سے حرمت ہی دوسری طرف میں نہیں اس طرح جمع کرنا جائز ہو اشتباہی صورت  
میں اگر عورت کو مرد فرض کیجئے تو اس عورت شوہر کی بیٹی اور سہ حرام نہیں اور اگر شوہر کے بیٹے کو مرد فرض کیجئے تو البتہ اس سے عورت حرام ہوگی اور

عہدہ پر نکاح حلال ہے

دوسری صورتیں اگر نیستی کی جو رو کو مرد فرض کیجئے تو عورت اس پر حرام نہیں اور اگر عورت کو مرد فرض کیجئے تو البتہ نہ حرام ہوگی اور تیسری صورتیں اگر بی بی کو مرد قرار دیجئے تو نوڈی حرام نہیں اور اگر نوڈی کو مرد ٹھہرائے تو البتہ بی بی حرام ہوگی فان ترویجہ بینکما صحیحہ اختتامہ قد و طبعہما صحیح النکاح لکن لا یطأ و احدهما حتی یتقرح حل مستمتع اعدا علیہ مسبباً بہر اگر صحیح نکاح کیا نوڈی کی بہن سے جس نوڈی کو صحبت میں لا چکا ہو تو نکاح اس کی بہن کا صحیح ہوگا لیکن دونوں میں سے کسی کو تصدیر میں نہ لاد جب تک ایک کی طاعت جماع کو باغواہ کی ہے جب تک کہ حرام نہ کرے اگر منکوحہ کو کرنا منظور ہو تو نوڈی کی صحبت سے پرہیز کرے اور اگر نوڈی کو کرنا چاہے تو منکوحہ کو چھوڑے لان للعقد حکم الوطی حتی لو تکم مشرق مغرباً ثبتت نسب اولادہا منہ لوطی الوطی حکم لا نوڈی یا اسکی منکوحہ بہن کا حرام کرنا اسوہ طہ ضرور ہوگا نکاح جماع کے حکم میں ہو یا نہ ہو اگر نکاح کیا مرد مشرقی نے عورت مغربیہ سے اس طرح کہ اسکو ولی نے مشرق میں نکاح کر دیا تو ثابت ہوگا اس عورت کی اولاد کا نسب شرعی مرد سے و طو ثابت ہونے جماع ملکی کے بسبب نکاح ہونے کے ہو طہ کہ قطع مسافت بطریق کرامت یا بواسطہ اعمال علویہ کے ممکن ہے ولو لم یکن و طی لامة و طی المتکوحہ اور اگر نوڈی سے جماع کیا ہو تو مرد کو بائز ہو کہ اسکی منکوحہ بہن جماع کرے اسوہ طہ کہ ملک ہوا و طی کے حکم میں نہیں و ذوالعی الوطی کا لوطی اب کمال اور و طی کے سبب طہ کے برابرین حرمت جمع میں نہ آتا اب کمال یعنی اگر نوڈی سے مسلمان یا تقبیل شہوت کیا ہو اسکی بہن سے نکاح کیا تو کیسی و طی بدون تحريم دوسری کے طلاق ہوگی وان ترویجھا معاً ای الاختین او من بعناهما او یعتدین ونسب النکاح الاول فوق بینه و بینہما ویکن طلاقاً اور اگر ایک مرد نے نکاح کیا دو محارم ساتھی ایک ایجاب اور قبول سے یعنی دو بہنوں سے نکاح کیا یا جو دو بہنوں کی مانند ہوں حرمت میں یا دونوں سے نکاح کیا دو عقد میں یعنی ہر ایک ساتھی ایجاب اور قبول علیحدہ کیا اور پہلا نکاح ہو گیا تو جدائی کیجا دیگی و رسیان مرد اور دو دونوں کے اور بھی جدائی طلاق ہو دیگی نہ فسخ یعنی اس میں طلاق کے احکام جاری ہوں گے نہ فسخ گئے و لہما نصف المهر یعنی فی مسئلۃ النسیان اذ الحكم فی ترویجھا معاً البطلان و عدم وجوب المهر الابالوطی کافی عامۃ الکتاب فتنبہ اور واجب ہوگا اون دو بہنوں کے و طو آدابہ یعنی وجوب نصف مہر کا نسیان کے مسئلہ میں ہے جہاں دو عقد سے نکاح ہوا اسوہ طہ کہ دونوں کے ساتھ نکاح نہیں بطلان نکاح اور نہ واجب ہو مہر کا حکم ہے مگر و طی سہی البتہ مہر واجب ہوگا چنانچہ مجتہد مسئلہ تمام کتب فقہ میں مصرح ہے سو اس مقام میں آگاہ رہنا مرد کو کا کفانا و هذا ان کان مہراً متساویان قدراً و جنسا و هو مسمی فی العقد و کانت الفرقۃ قبل الدخول او اذ عت کل منہما انھا الاول و لا یتین لہما و ربحہ وجوب نصف مہر کا اسوقت ہر کہ جب دونوں کے مہر برابر ہوں مقدار میں اور ایک جنس ہوں اور مہر میں ہو گیا ہو عقد میں اور جدائی قبل دخول ہوئی ہو یا ہر ایک عورت و دعوی کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے ہوا اور دونوں کے گواہ نہ ہوں فان اختلفت مہرا فان علما فکل ذنب مہراً و الا فکل نصف اقل المستمیین سو اگر مختلف ہوں دونوں کے مہر ہر اگر دونوں کے مہر معلوم ہوں کہ فلا فی کا اتنا اور فلا فی کا اتنا تو ہر ایک کو اسکا جو تہائی مہر ملے گا اور اگر ہر ایک کا مہر بالخصوص معلوم نہ ہو اگر چہ بیعہ معلوم ہے کہ ایک کا مثلاً ہزار ہے اور دوسرے کا دو ہزار تو اس صورت میں ہر ایک عورت کو دو مہر سے جو کمتر ہے اسکا نصف نصف ملے گا مثلاً ہزار و دو ہزار سے کم ہے تو ہر عورت پانسو یا دیگی وان لم یکن مسمی فی الواجب متعہ واحدا لہما بک نصف المہر اور اگر مہر میں نہ ہو تو وجوب ایک پوشاک ہر دونوں کے و اسوہ طہ عرض نصف مہر کے وان کانت الفرقۃ بعد الدخول و جب یکل واحد مہراً کل لتقرۃ بالدخول اور اگر جدائی دونوں ہی کے بعد دخول کے ہوئی تو واجب ہوگا ہر ایک کو مہر کا مل سبب ثابت ہونے مہر کے دخول سے ومنہ یعلم حکم دخوله بواحدہ اور اس مقام سے ایک عورت کے دخول کا حکم بھی معلوم ہو گیا یعنی اگر دونوں عورتوں کی جدائی ایک عورت کے دخول پہنچنے کے بعد ہوئی تو مہر کا مل ملے گا اور غیر دخول چوتھائی مہر یا دیگی و کذا الحكم فیما جمعهما من المحارم فی نکاح یعنی جیسا حکم جمع بین الاختین کا ہو ویسا ہی حکم جمع بین المحارم سے نکاح میں اوسکی تفصیل سے حکایان ہو چکا و ترویج النکاح المولی امتہ اور حرام ہو نکاح کرنا مالک کا اپنی نوڈی سے اسوہ طہ کہ جماع کی ملکیت مالک کو نکاح سے قبل ہو گئی ہو اور بیان حرمت سہیہ مرد نہیں کہ نکاح کرنے سے موی لائق عذاب ہوگا بلکہ مرد بھیہ سے کہ موی بر نکاح کے احکام مثل مراد طلاق وغیرہ کے

بہن کی صحبت میں لا چکا ہو تو نکاح اس کی بہن کا صحیح ہوگا لیکن دونوں میں سے کسی کو تصدیر میں نہ لاد جب تک ایک کی طاعت جماع کو باغواہ کی ہے جب تک کہ حرام نہ کرے اگر منکوحہ کو کرنا منظور ہو تو نوڈی کی صحبت سے پرہیز کرے اور اگر نوڈی کو کرنا چاہے تو منکوحہ کو چھوڑے لان للعقد حکم الوطی حتی لو تکم مشرق مغرباً ثبتت نسب اولادہا منہ لوطی الوطی حکم لا نوڈی یا اسکی منکوحہ بہن کا حرام کرنا اسوہ طہ ضرور ہوگا نکاح جماع کے حکم میں ہو یا نہ ہو اگر نکاح کیا مرد مشرقی نے عورت مغربیہ سے اس طرح کہ اسکو ولی نے مشرق میں نکاح کر دیا تو ثابت ہوگا اس عورت کی اولاد کا نسب شرعی مرد سے و طو ثابت ہونے جماع ملکی کے بسبب نکاح ہونے کے ہو طہ کہ قطع مسافت بطریق کرامت یا بواسطہ اعمال علویہ کے ممکن ہے ولو لم یکن و طی لامة و طی المتکوحہ اور اگر نوڈی سے جماع کیا ہو تو مرد کو بائز ہو کہ اسکی منکوحہ بہن جماع کرے اسوہ طہ کہ ملک ہوا و طی کے حکم میں نہیں و ذوالعی الوطی کا لوطی اب کمال اور و طی کے سبب طہ کے برابرین حرمت جمع میں نہ آتا اب کمال یعنی اگر نوڈی سے مسلمان یا تقبیل شہوت کیا ہو اسکی بہن سے نکاح کیا تو کیسی و طی بدون تحريم دوسری کے طلاق ہوگی وان ترویجھا معاً ای الاختین او من بعناهما او یعتدین ونسب النکاح الاول فوق بینه و بینہما ویکن طلاقاً اور اگر ایک مرد نے نکاح کیا دو محارم ساتھی ایک ایجاب اور قبول سے یعنی دو بہنوں سے نکاح کیا یا جو دو بہنوں کی مانند ہوں حرمت میں یا دونوں سے نکاح کیا دو عقد میں یعنی ہر ایک ساتھی ایجاب اور قبول علیحدہ کیا اور پہلا نکاح ہو گیا تو جدائی کیجا دیگی و رسیان مرد اور دو دونوں کے اور بھی جدائی طلاق ہو دیگی نہ فسخ یعنی اس میں طلاق کے احکام جاری ہوں گے نہ فسخ گئے و لہما نصف المهر یعنی فی مسئلۃ النسیان اذ الحكم فی ترویجھا معاً البطلان و عدم وجوب المهر الابالوطی کافی عامۃ الکتاب فتنبہ اور واجب ہوگا اون دو بہنوں کے و طو آدابہ یعنی وجوب نصف مہر کا نسیان کے مسئلہ میں ہے جہاں دو عقد سے نکاح ہوا اسوہ طہ کہ دونوں کے ساتھ نکاح نہیں بطلان نکاح اور نہ واجب ہو مہر کا حکم ہے مگر و طی سہی البتہ مہر واجب ہوگا چنانچہ مجتہد مسئلہ تمام کتب فقہ میں مصرح ہے سو اس مقام میں آگاہ رہنا مرد کو کا کفانا و هذا ان کان مہراً متساویان قدراً و جنسا و هو مسمی فی العقد و کانت الفرقۃ قبل الدخول او اذ عت کل منہما انھا الاول و لا یتین لہما و ربحہ وجوب نصف مہر کا اسوقت ہر کہ جب دونوں کے مہر برابر ہوں مقدار میں اور ایک جنس ہوں اور مہر میں ہو گیا ہو عقد میں اور جدائی قبل دخول ہوئی ہو یا ہر ایک عورت و دعوی کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے ہوا اور دونوں کے گواہ نہ ہوں فان اختلفت مہرا فان علما فکل ذنب مہراً و الا فکل نصف اقل المستمیین سو اگر مختلف ہوں دونوں کے مہر ہر اگر دونوں کے مہر معلوم ہوں کہ فلا فی کا اتنا اور فلا فی کا اتنا تو ہر ایک کو اسکا جو تہائی مہر ملے گا اور اگر ہر ایک کا مہر بالخصوص معلوم نہ ہو اگر چہ بیعہ معلوم ہے کہ ایک کا مثلاً ہزار ہے اور دوسرے کا دو ہزار تو اس صورت میں ہر ایک عورت کو دو مہر سے جو کمتر ہے اسکا نصف نصف ملے گا مثلاً ہزار و دو ہزار سے کم ہے تو ہر عورت پانسو یا دیگی وان لم یکن مسمی فی الواجب متعہ واحدا لہما بک نصف المہر اور اگر مہر میں نہ ہو تو وجوب ایک پوشاک ہر دونوں کے و اسوہ طہ عرض نصف مہر کے وان کانت الفرقۃ بعد الدخول و جب یکل واحد مہراً کل لتقرۃ بالدخول اور اگر جدائی دونوں ہی کے بعد دخول کے ہوئی تو واجب ہوگا ہر ایک کو مہر کا مل سبب ثابت ہونے مہر کے دخول سے ومنہ یعلم حکم دخوله بواحدہ اور اس مقام سے ایک عورت کے دخول کا حکم بھی معلوم ہو گیا یعنی اگر دونوں عورتوں کی جدائی ایک عورت کے دخول پہنچنے کے بعد ہوئی تو مہر کا مل ملے گا اور غیر دخول چوتھائی مہر یا دیگی و کذا الحكم فیما جمعهما من المحارم فی نکاح یعنی جیسا حکم جمع بین الاختین کا ہو ویسا ہی حکم جمع بین المحارم سے نکاح میں اوسکی تفصیل سے حکایان ہو چکا و ترویج النکاح المولی امتہ اور حرام ہو نکاح کرنا مالک کا اپنی نوڈی سے اسوہ طہ کہ جماع کی ملکیت مالک کو نکاح سے قبل ہو گئی ہو اور بیان حرمت سہیہ مرد نہیں کہ نکاح کرنے سے موی لائق عذاب ہوگا بلکہ مرد بھیہ سے کہ موی بر نکاح کے احکام مثل مراد طلاق وغیرہ کے

لازم آید کہ والدین مستحقان المملوکیۃ ثنائی المسالکیۃ اور عوام نکاح غلام کو اپنی بی بی سے اسوہ طہرہ ملکوں نامہ ان کا ہونے کو کسی غلام کا نکاح بی بی سے اسوہ طہرہ ملک ہوا اور ملک کو مغلوب ہونا لازم ہے ہر غلام کا شہر ہونا غالب ہونا مقتضی ہے سو ایک شخص غالب ہو کر مغلوب ہی چھہ کیونکہ ہر ایک کے تعلق لو قعلہ المولا احتیاطا کا نزاحۃ فیہ انہ لا احتیاط فی صلح حدھا حکامیۃ وحقوۃ قائل ان اگر نکاح کرے مولیٰ اپنی لونڈی سے احتیاط کی راہ سے تو خوب گنا اسوہ طہرہ کی شاید حرمی ہی آزاد ہو اسوہ طہرہ کہ دست بدست جائے ایسا اکثر ہو جائے کہ ذی البصر شام نے کہا کہ اس میں بھی ہے کہ اس لونڈی کو باجوین یا مثل اس کے نہ شمار کریں جہاں نہیں سو سکتا بلکہ یعنی اگر بالفرض اس کو نکاح میں چار آزاد یا لونڈیاں ہوں تو نہی کو باجوین نہ شمار کریں جہاں نہیں جہاں نہیں اسوہ طہرہ کہ لونڈی سے حرم پر نکاح کرے تو اس نکاح میں کچھ احتیاط نہیں پس اس عبارت سے بظاہر ایسا جاتا ہے کہ مولیٰ کو لڑکی احتیاط بھی ہے کہ اپنی لونڈی سے عقد نکاح کرے اور قادی عالمگیرین قادی سر اجیہ سر روایت یوں ہے کہ علمائے کلمہ کے اس نامہ میں بہتر ہے کہ اپنی لونڈی سے نکاح کر لے تاکہ اگر حرم ہو تو جلال اس کا نکاح سو حلال ہو جاوے اور بزازین ہے کہ اگر لونڈی مولیٰ اور جلال کا ارادہ کرے تو احتیاط بھی ہے کہ اس سے نکاح کر لے اسوہ طہرہ اگر واقع میں وہ حرم ہو تو نکاح سے حرم و طہرہ کی جاتی رہی اور اگر لونڈی ہی ہو تو کچھ نکاح سے ضرر نہیں اس روایت سے معلوم ہوا کہ مولیٰ پر اپنی لونڈی نکاح حرام نہیں کذا فی حاشیۃ الدنی وحکم نکاح الوثیقۃ بالاجماع اور عوام ہر نکاح حرم مشترکہ بت پرست کا بالاتفاق فتح القدر میں ہے کہ آفتاب پرست اور ستارہ پرست اور صورت پرست اور مطلقہ اور زندقہ یعنی ملحد و باطنیہ اور اباحیہ بت پرست میں داخل ہیں اور شرح و جیزین ہے کہ جہزہ سبھا ہو کہ اس کے متقا و پر تکفیر وارد ہو تو اس غیب والی عورت سے نکاح نہیں جائز اسوہ طہرہ کہ مشترکہ نام اون سب کو شامل ہے اور بحر الرائق میں بھی اس قسم کا مضمون ہے کذا فی حاشیۃ الدنی وفتح نکاح کتابیۃ وانی کرۃ تذہب اور صمیم ہر نکاح کتابی عورت اگر یہ کر دے کہ اہل سنت ترمذی فتح القدر میں کہا کہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح درست ہے لیکن بہتر ہے کہ کسی سے اور کتابیہ حرمی سے بالاتفاق کر دے تاکہ مسلمان دار الحوب میں نہ رہے پڑی اور صحبت اہل کفر سے اولاد کے اعتقاد و اخلاق نہ بگڑ جائیں کذا فی حاشیۃ الدنی مؤمنۃ بنیتری مرسلی صفر بکتاب مدلل وان اعتقدوا المسیح لھا کتابیہ سے مراد وہ عورت ہے جو نبی مرسل کا ایمان رکھتی ہو اور کتاب آسمانی کا اقرار کرتی ہو جیسے یہود اور نصاریٰ اگر یہ اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام کو معبود و جہنم ہوں گو کہ اس اعتقاد سے وہ مشرک ہو گئے لیکن شرع میں اہل کتاب کے مشرکوں سے جو کیا چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا کہ لَئِنْ كَفَرْتُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْمَشْرُكِينَ اسوہ طہرہ کہ عطف دلیل سے مغائرت کی و کذا حل ذبیحہ علی المذہب بحر یعنی جیسے کہ کتابیہ سے نکاح درست ہے ویسے ہی اہل کتاب کا فہم کیا ہوا جو ابھی حلال ہے بنا بر مذہب تو کسی کے کذا فی بحر الرائق و ص ۱۸ فی النہر بجواز مناکحہ المعزلة لا تاملانکفرا احکام من اهل القبلة وان وقع لهم الزنا ما فی المباحث اور صاف کہہ دیا ہے نہ الفائق میں مناکحت معتزلہ کی جواز کو اسوہ طہرہ کہ ہم اہل سنت اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے اگر یہ واقع ہو گئی ہو گئی ہو تکفیر او کی بطور الزام کے مباحث خلافیہ میں معتزلہ ایک فرقہ ہے اسلام کا قرآن مجید کو مخلوق کہتے ہیں اور قیامت میں دیدار الہی کے منکر ہیں اور عباد کو خالق اپنے افعال کا جانتے ہیں وغیر ذلک من القباخ فاضل خیر الدین ربلی نے مصنف کی شرح منع القمار کے حاشیہ میں کہا کہ افسیو کی سب فرقہ اور معتزلین کے سب گروہ اہل کتاب میں داخل ہیں تو نہ جائز ہو گا شنی عورت کا نکاح رافضی سے اسوہ طہرہ کہ عورت مسلمان ہو اور مرد کافر و جلالانکہ سلمہ کا نکاح کافر سے جائز نہیں آیتیں اور شیخ حجتی نے کہا کہ بعضوں نے معتزلہ سے نکاح کرنا مطلقا ناجائز کہا تو رافضی او کی براہ ہون گئے یا اونسے بھی تر فاضل ربلی نے ان کو ان قبیل اہل کتاب کے قرار دیا تو او کی عورتوں سے نکاح کرنا اہل سنت کو درست ہو گا اور سنیہ کا نکاح رافضی یا سنزنی سے نہ جائز ہو گا اور یہ قول عدل الا قوال ہے اسوہ طہرہ کہ رافضیوں کے کفر میں شک نہیں بسبب ان کی اعتقاد کفریات کے لیکن جب کتابیہ سے نکاح درست ہو گا تو اہل کتاب مسیحی علیہ السلام کو معبود یا اہل سنت کہیں تو مقتضا اس کا یہ ہے کہ رافضی عورت سے بھی نکاح درست ہو اور جو شبہات بجا آو سنو اپنا دین بچا یا آیتیں کذا فی حاشیۃ الدنی لا یصح نکاح حائذہ کہ کہی کہ کتابیہ نہیں سمجھتے نکاح عورت ستارہ پرست کا جس کے

وہی کہ عورت مسلمان ہو اور مرد کافر و جلالانکہ سلمہ کا نکاح کافر سے جائز نہیں آیتیں اور شیخ حجتی نے کہا کہ بعضوں نے معتزلہ سے نکاح کرنا مطلقا ناجائز کہا تو رافضی او کی براہ ہون گئے یا اونسے بھی تر فاضل ربلی نے ان کو ان قبیل اہل کتاب کے قرار دیا تو او کی عورتوں سے نکاح کرنا اہل سنت کو درست ہو گا اور سنیہ کا نکاح رافضی یا سنزنی سے نہ جائز ہو گا اور یہ قول عدل الا قوال ہے اسوہ طہرہ کہ رافضیوں کے کفر میں شک نہیں بسبب ان کی اعتقاد کفریات کے لیکن جب کتابیہ سے نکاح درست ہو گا تو اہل کتاب مسیحی علیہ السلام کو معبود یا اہل سنت کہیں تو مقتضا اس کا یہ ہے کہ رافضی عورت سے بھی نکاح درست ہو اور جو شبہات بجا آو سنو اپنا دین بچا یا آیتیں کذا فی حاشیۃ الدنی لا یصح نکاح حائذہ کہ کہی کہ کتابیہ نہیں سمجھتے نکاح عورت ستارہ پرست کا جس کے

اس ہستی کتاب نہیں صابہ ایک فرقہ سے کفار کا اون کے اہل کتاب پر نہیں شبہا ہم صاحب داریے کہا کہ صابہ عورت سے نکاح درست اگر ان کو کشتی کا بیان  
 اور ہستی کتاب ہو اور اگر وہ ستارہ پست چون اور کتاب نہ کہتی ہوں تو نکاح درست نہیں اسوہلو کہ مشرکین مصنف نے بھی اس قول میں صاحبیہ کی  
 پیروی کی ولا فہمہا بملک یحییٰ اور نہیں حلال وطی ستارہ پست کی ملک میں سے واللہ بیہیقا اور نہیں صحیح ہے نکاح آتش پرست عورت کا اور نہ او کی  
 وطی حلال ہے ملک میں سے اسی پر اجماع ہے جابر بن ابیہ و القوتیہ اور نہیں صحیح نکاح عورت بت پرست کا بیان عورت بت پرست کو نکاح کی حد محبت  
 بیان ہوئی اور سابق میں عدم محبت مذکور ہو چکی تو اگر انہوی اسوہلو کہ عدم محبت کو عدم محبت لازم نہیں دھنا سابقہ نص نسخ الشرح ثابت فی نسخ  
 اللقن و هو عطف علی عابد کو کتب اور بھی یعنی جو سیدہ وعدہ فیکہ کا لفظ مصنف کی شرح منہ الغفار کے نسخوں سے سابقہ ہے اور متن کے نسخوں میں  
 ہے اور وہ عابد کو کتب پر عطف ہے تو مطلب یہ ہوا کہ عابد کو کتب اور جو سیدہ اور فیکہ کا نکاح درست نہیں وقولہ واللہ بیہیقا عجب ان عمرہ و لو غیر  
 عطف علی کتابیہ فتنبہ اور صحیح ہے نکاح اس عورت کا جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا اگر جب وہ بھی محرم ہو تو بھی صحیح ہے لفظ عمرہ کتابیہ پر  
 عطف ہو تو صحت نکاح ٹھوس ثابت ہوئی عابد کو کتب پر عطف نہیں کہ عدم محبت کوئی سبب بر شراح کہتا ہے اگر کتاب دیکھو والے اس مقام میں خبردار  
 رہنا کہ میں عطف عمرہ کا عابد کو کتب پر نکاح کا مطلب اور نہ ہو عابد کو لامۃ و لو کان کتبا میتا و مع طول الحیض و عا اور صحیح ہے نکاح کرنا نوڈی سے اگر جب  
 کتابیہ ہو یا بی بی کے ساتھ نکاح کرنا مقدم ہو تو نکاح حرہ کا مقدم ہو یعنی او کے مہر مری کا مقدم ہو تو بھی نوڈی سے نکاح کرنا صحیح ہے و لا حاصل  
 عندنا ان کل وطی یحل بملک یحییٰ یحل بملک یحییٰ و ما کلا فلا اور قاعدہ ہم ضعیفوں کے نزدیک یہ ہے کہ جو وطی حلال ہو ملک میں وہ کام بھی  
 حلال ہے اور جو ملک میں سے حلال نہیں نکاح سے بھی حلال نہیں نو کتابیہ نوڈی کی وطی ملک میں سے حلال ہو تو نکاح سے بھی حلال ہے اور نوڈی  
 کی وطی ملک میں سے باوجود قدرت نکاح حرہ کے جائز ہے تو نکاح سے بھی جائز ہے اور جو سیدہ اور بت پرست کی وطی ملک میں درست نہیں تو نکاح سے  
 بھی درست نہیں لکن اگر تحریم فی الحیض و تدریج فی الامۃ اگر جب نکاح کر دے جو کراہت تحریمی حرہ کے نکاح میں اور کراہت تریجی نوڈی کے نکاح  
 میں شراح نے کراہت تحریمی نکاح حرہ کی نہر الفائق کی پیروی سے بیان کی حالانکہ یہ قول مجہول فقہاء کے مخالف ہے اسوہلو کہ او کو اقوال میں نکاح  
 حرہ کی حلت مصرح ہے اور حلت کراہت تحریمی کے مباح ہے اور صحاح ستہ میں ابن عباس کی روایت ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرام  
 باندھ کر بوسے حضرت سیدہ سے نکاح کیا اور حالانکہ حضرت کے افعال میں کراہت تحریمی ہرگز افعال نہیں تو قول صاحب نہر الفائق کا اور او کے افعال میں  
 کالاتق اتفات کے نہیں کراہت حاشیہ المدنی مفصلا و مشرق علی امیۃ اور صحیح ہے نکاح حرہ کا نوڈی پر یعنی اول اول نوڈی سے نکاح کیا پر حرہ سے  
 نکاح کیا تو درست ہے عکسہ اور اس کا عکس صحیح نہیں یعنی اول حرہ سے نکاح کر کر پر نوڈی سے نکاح کر کے تو درست نہیں اسوہلو کہ لہذا فی حاشیہ  
 ہو کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوڈی کا نکاح حرہ پر کراہت حاشیہ المدنی و لو ام ولید فی عتۃ حرقۃ و لو من باقی اگر جب نکاح ام و لو کا حرہ  
 کی عدت میں ہو گو عدت طلاق باتن کی ہو تو بھی صحیح نہیں و صحت لود اجعہا ای الامۃ علی حرقۃ لبقاء المملک اور صحیح ہے اگر جو نکاح کیا نوڈی پر  
 حرہ پر یعنی اگر اول نوڈی سے نکاح کیا پر حرہ سے نکاح کیا پر نوڈی کو طلاق جمعی دی ہو اس کی طرف رجوع کیا باوجود حرہ کے تو درست ہے  
 و اسطو باقی منی ملکیت نکاح نوڈی کے اسوہلو کہ طلاق جمعی سے نوڈی نکاح سے باہر ہو گئی تو حرہ پر افعال امۃ لازم آیا کہ درست ہے و لو نکاح  
 ادبعا من الاماء و خسان لکرا فی عقد صحۃ نکاح الاماء لبطلان الخنس ہا اگر نکاح کیا جابر نوڈیوں سے اور باہر حرہ سے ایک عقد  
 میں تو صحیح ہو گا نکاح نوڈیوں کا و اسطو باطل ہونے کا باہر حرہ کے یعنی جیسا حرہ پر نوڈی کا نکاح درست نہیں ویسی ہی حرہ اور نوڈی کا  
 ایک عقد میں نکاح صحیح نہیں لیکن بیان اسوہلو درست ہوا کہ جب باہر حرہ کا نکاح باطل ٹھہرے تو بعد نوڈی کا نکاح صحیح ہو گیا و صحیح نکاح میں لکرا  
 و الاماء فقط للحرقۃ اکثر اور صحیح ہے نکاح فقط جابر حرہ کا اور فقط جابر نوڈیوں کا و حرہ کے و اسطو جابر سے زیادہ جائز نہیں و لا الذی یزنی بامنا  
 شاء من الاماء و جائز ہے حرہ کو نوڈی رکھنا صحبت کہ اسوہلو متنی نوڈی ان جابر یعنی نوڈی کو نکاحی مقدار مقرر نہیں فلولا انہم من الحرۃ و الف

شیرک و ادا شیراء آخرت فارادہ رجل خیف علیہ الکفر اس کے پاس جابر بن بیان اور ہزار نو مایان ہون اور وہ اور ایک نو مای کی فریاد کردہ کرے پھر اس کو کوئی مرد ملا کرے تو اس مرد ملا کر نیوالے پر کفر کا خوف ہو اس کو ہیکہ قرآن میں نو مایوں کے نصف پر کہتی ہیں ہون ملاست نہیں تو ہیکہ ملاست کرنا پھر اس پر دالت کرنا کہ اس کو قرآن کا یقین نہیں ولو اراد التبرع فقال امرأه اقل نفسي لا یتیم لانه مشرک اور اگر ارادہ کیا ایک شخص نے نو مای کے معرفت کا یا دوسرے کس کا یہ کہنا اس کی جو روئے کہ میں جان کو ہلاک کرتی ہوں تو نہ باز ہر نو مای کے نصف سے سو ہیکہ شرع میں حلال ہے یعنی باز رہنا اور سب پر حجب نہیں لکن لو ترک لثلاثا یغفرنا یغفر لحدیث من فی لا ھمتی رفی اللہ بزاز یہ لیکن اگر نو مای کا نصف یا دوسرے کس کا سو اس پر ترک کر دے کہ زوجہ کو رنج نہ ہو تو ثواب یا دیکھا اس حدیث کی دلیل سے کہ جو میری است پر نرمی اور شفقت کرے گا تو حق تعالیٰ اس پر رحم کرے گا ان فی البرزخ کہنا مشی شیخ عابد محدث مدنی نے کہ اس حدیث کا ٹھکانا مجھ کو معلوم نہیں لیکن اس مضمون کی حدیث جامع ترمذی اور ابوداؤد میں جو ہے حضرت نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر جہنم رحم کرنا ہی زمین والوں پر رحم کرنا کہ آسمان والا تبرہم کرے اور ابن عساکر اور بیہی نے صدیق اکبر سے حدیث قدسی مرفوعہ نقل کی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری رحمت کی امید رکھتے ہو تو میری خلق پر رحم کر کرو و نصیحا للعبد ولولہ لربا و قدیم علیہ غیظ لک فلا ھل لہ التبرع لانه لا یحکک الا الطلاق اور جتنی عورتوں کا نکاح حر کو جائز ہو اس کو نصف کا غلام کو صحیح ہے یعنی دوجہ کا اور دو نو مایوں کا اگر یہ غلام مرد ہو اور منع ہو اس پر اس کے سوا تو طلال نہیں اس کو نو مایوں کا نصف اسو ہیکہ غلام کو کسی چیز کی ملکیت نہیں اسو طلاق میں اپنی منگو کے غلام مذکر اس کو کہتی ہیں جس سے مالک کے کہ تو میری موت کے بعد اسے دے دو تو نکاح حلی من ذالاجل من غیر ہے الزنا بالتبویہ ولو من سحرہ او سبیلھا المیترہ اور صحیح کاجا ملہ کاجا حاصل زنا سے سحرہ کے سوا اور عانہ سے نکاح جائز نہیں اسو ہیکہ اس کا نسب ثابت ہو اگر جہل کا فرج جہل سے ہو یا نو مای کے ایسے مالک سے ہو جو اس کا اقرار کرے اور اگر اقرار نہ کرے تو نکاح حلی سے درست ہے اسو ہیکہ نفی دل کی جیسے میرے قول سے ثابت ہوتی ہے ویسی ہی دلائل حال سے ثابت ہوتی ہیں کہ ان فی عاصیۃ الدنیا و ان یحرم وطیھا و ذوا علیہ حتی یضمتھ بالمسئلۃ الاولی اگر جہل زانیہ حلیہ کی دلی اور بوسہ وغیرہ حرام ہو تو لا محظہ نہ نکاح کے نہ مالک محرم دہی چلے مسئلہ سے متصل ہے یعنی زانیہ حلیہ کا نکاح درست دلی درست نہیں اس کو سوا اور حلیہ کا نہ نکاح درست نہ دلی لثلاثا لیسق ماء کا ذریعہ خیر اذ الشتر ثبت منہ زانیہ حلیہ کی دلی اسو طلال منع اگر سب سے اس کا جماع کر نیوالا اپنا پانی بگانی کہتی ہیں اسو طلال مال اس سے جہنم میں یعنی زیادہ دہی میں نہ بھجے کہ کسی جہنما موقوف ہو کہ ان فی عاصیۃ الدنیا فروع لو نکحہا الزانی حل لہ وطیھا انفاقا والولد لہ ولزناہ النفقۃ فیہ چند مسائل میں جہل کا شرع نے بڑا کیا اگر زانیہ حلیہ سے زانیہ حلیہ کا نکاح کیا تو اس کو دوسرے دلی کرنا باتفاق نفی اور شافعی کے طلال ہے اور میاں اوس کا ہوگا اور اوس پر نفقہ دینا لازم آوے گا اسو ہیکہ دلی اس کو حلال ہے بخلاف غیر زانی کے اور اس کے کا نسب ان سے اس شرط سے ثابت ہوگا جب نکاح کرے جہل میں یا زیادہ دہی میں پیدا ہو اور اگر جہل میں سے کم میں پیدا ہو تو ثابت النسب کا و لو ذبح امته او امر ولہ الحامل بعد حلہ قبل اقرارہ بہ جائز و کان نفقۃ لولہ نہر عن التوشیح اور اگر نکاح کر دیا اکر دے اپنی حلیہ نو مای کا یا حلیہ ام ولد کا بعد دریافت کر دے اس کے اور ولد کے اقرار کرنے سے پہلے تو جائز ہو اور بھیرے عمل میں نکاح کر دینا باوجود اس کے عیو کے نفی ہے دل کی اپنی نسب سے کہ ان فی النحر عن التوشیح صحت نکاح الی طوعا قہرا یصحب اور صحیح ہو نکاح اس صحت کا جس سے صحبت کیجا جاتی تھی مالک میں ہے یعنی اگر ایک شخص کی نو مای تھی کہ اس کے معرفت میں نہا کرتی تھی پھر اس سے دوسرے شخص سے نکاح کر دیا تو درست ہے بشرطیکہ حلیہ نہ ہو اسو ہیکہ نو مای قوی فراس مالک کی نہیں جیانتک کہ اگر اس کے لڑکا پیدا ہو تو وہ دن اقرار سے کہ ثابت النسب ہوگا بخلاف زوجہ کے ولا یتبرکھا زوجھا اور نہ سب سے اس کے زوج اس کا نہ وجوب نہ استحسانا کہ ان فی العدایہ اور امام محمد کے نزدیک سب سے مستحب ہے اور اگر نو مای خود کرے تو سب سے سب سے اگر جہل عورت یا اس کے سر خرید کی ہو اس سب سے بھیرے کہ بدوان ایک بار حلیہ نے کہ صحبت کرنا بل سب سے بھیرے حلیہ علی الصبیحہ خیر بلکہ اس کے مالک پر واجب ہو سب سے نکاح کر دینے سے پہلے بنا بقول صحیح کے کہ ان فی الذخیرۃ او الموطوعۃ زانیہ جائز نکاح الزانیۃ و ان راہا ان فی

ولله وطمہا بلا اشتہار اور عورت کی طہنی زنا سے نہ ہو تو بھی نکاح صحیح ہے یعنی زانیہ کا نکاح جائز ہے اگر مرد نے نہ نکو زنا کرتے دیکھا اور اس کو جائز ہو طہنی کرنا بدین  
 استبراک بشرطیکہ حاملہ نہ ہو چنانچہ سابق میں مذکور ہو چکا و اما قوله تعالیٰ **لَا یَنْکِحُهَا اَنْثٰی فَمِنْهُمْ ذَا الَّذِیْنَ فَمِنْهُمْ ذَا الَّذِیْنَ فَمِنْهُمْ ذَا الَّذِیْنَ**  
 اور یہ جو قول ہے حق تعالیٰ کا کہ عورت زانیہ سے نکاح نہیں کرنا اگر زانی مرد تو اس کا جو اب بھیہ ہے کہ قول مذکور کا لفظ **اَنْثٰی** لفظ لفظ کی آیت سے منسوخ کیا  
 یعنی نکاح کر دے جو نکو اچھا معلوم ہو عورتوں سے اس آیت میں بلا قید زمانہ کے نکاح کا حکم ہوا اور نسخ کی دلیل بھیہ ہے کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم  
 کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری عورت کسی ہاتھ لگانے والی کا ہاتھ نہیں مالتی یعنی زانیہ سے حضرت نے فرمایا کہ طلاق دے اور اس کو اس سے نکاح  
 وہ خوبصورت ہے میں اس کو جاہتا ہوں حضرت نے فرمایا تو اپنا مطلب نکال اس سے یعنی نہ طلاق دے اور اس کو صحبت میں رکھ کر زانیہ حاشیۃ اللہ فی اللہ  
 عن البروف اس مضمون کی حدیث ابو داؤد و ابن ماجہ سے روایت کی کہ زانیہ سے نکاح اگر فی التیہ الوصول فی ایضاً خط الخطیہ لا یجوز علیہ السلام  
 تطلیق الفاجرة ولا تجوز علیہا تسبیح الفاجرة اذا اخاف ان لا یقیم احد و دامه فلا بأس ان یتفرقا فاما فی الوہابیۃ ضعیف کتابہ  
 المصنف اور مجتبے کے باب الخطر کے آخر میں ہے کہ واجب نہیں مرد پر طلاق دینا بدکار عورت کا بدکاری زنا سے ہو یا ترک فرائض وغیرہ ہو اور نہیں جب  
 عورت پر اپنا خلاص کرنا مرد بدکار ہو مگر اس وقت جب وہ فون ڈین کہ آقا ست احکام الہی کی نکر سکین گے تو کچھ مضامین ہیں دونوں کی جدائی میں سو جو  
 روایت کہ وہابیہ میں ہے کہ زانیہ کی طہنی زوجہ حرام ہے بدین حدیث جو جانیکی تو وہ روایت ضعیف ہے چنانچہ اس کو خوب بیان کیا ہے مصنف نے اپنی شہ  
 منع الغفامین و ہم نکاح المصنوعة الی غیرہ اور بھیہ ہے نکاح حلال عورت کا جو طہنی گئی محرم عورت سے یعنی ایک عورت مرد پر حلال ہے اور دوسری حرام  
 سوا دن و دون سے ایک عقد میں نکاح کیا تو حلال عورت کا نکاح صحیح ہوگا و محرم کا نکاح باطل ہو جائیگا و المسیحی کلہ لہا اور مرتبین سب حلال عورت کا ہوگا  
 یعنی دونوں کا ہر ایک کو ملے گا ۱۔ امام کے نزدیک نکاحین کے نزدیک دونوں کے مندرجہ تقسیم ہوگا و لکن فصل بالحق ما قلنا من المثل اور اگر صحبت کی حرم  
 عورت سے تو اس کو مندرجہ تقسیم ہوگا و بطل نکاح منقطع اور باطل ہے نکاح متعہ کا متعہ اس کو کہتی ہیں کہ کوئی شخص عورت سے کہی کہ میں نے تجھے متعہ کیا  
 دنس من یا مہینہ تک اتنا مال پر اول متعہ خیر اور فتح مکہ میں مباح تھا جب کہ مردوں پر مجرور ہونا نہایت سخت تھا اور عورتوں میں قلت تھی بہر بعد فتح مکہ کے قیام  
 تک حرام ہو گیا چنانچہ صحیح مسلم میں یح بن سبرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تین روز فتح مکہ میں متعہ مباح کیا پھر فرمایا  
 کہ اے لوگو میں نے تم کو متعہ کرنے کی اجازت دی تھی عورتوں سے اور بالتحقیق حق تعالیٰ نے اس کو حرام کر دیا قیامت کے دن تک ابن عباس اول صلت  
 متعہ کے قائل تھے آخر کو وہ بھی حرمت کے قائل ہوئے چنانچہ تابع ترمذی میں صرح ہے تو اجماع صحابہ کی حرمت ثابت ہوئی اور جو متعہ کو حلال جلانے  
 وہ کافر ہے چنانچہ حضرت میں موجود ہے کہ زانیہ حاشیۃ اللہ فی و موقوف اور باطل ہے نکاح موقت یعنی مدت مقرر کرنا نکاح میں اس کو نکاح موقت کہتے ہیں  
 نکاح موقت اور متعہ میں چند وجوہ سے فرق ہے متعہ میں لفظ متعہ کا بولنا ضروری اور موقت میں لفظ تزویج اور نکاح لازم ہے اور متعہ میں نہیں مقدار  
 مہر کی لازم ہے موقت میں نہیں اور متعہ میں گواہ شرط نہیں بخلاف موقت کے کہ زانیہ حاشیۃ اللہ فی وان جھلت الملكة او طالت فی الاہم نکاح موقت  
 باطل ہے اگرچہ مدت مجہول ہو یا طویل ہو یا بر قول اصح کے ولیس منه مالو نکحها حل ان یطلقها بعد شہس اور نکاح موقت سے بھیہ نہیں اگر نکاح  
 کیا عورت سے اس شرط پر کہ اس کو طلاق دیکر بعد ایک مہینہ کے اس کو طلاق کا طلع سے نکاح کی مدت کی شرط قاضی میں ہوئی نہ نکاح میں تو شرط باطل  
 ہوگی اور نکاح صحیح ہوگا بخلاف نکاح موقت کے کہ اس میں شرط نکاح شرط ہو و انوی فکلتہ معہ املاۃ معینۃ یا بیت کی نکاح کرنا والے نے زوجہ کے  
 ساتھ مدت معین تک رہنے کی یعنی بھیہ بھی نکاح موقت میں داخل نہیں بلکہ اس پر جہاں روایت حدیثی اور کچھ ضابطہ نہیں ہمارا یہ نکاح میں کہ زانیہ  
 فی البینہ ہا ریات وہ عورتیں جن کو پاس شوہر کو رہنے کی شرط کو و یجوز لہ طہنی اس آیت **وَعَلَّیْکُمْ عِنْدَ قَائِلِیْ اَنَّهُ تَزَوَّجَکُمْ بَاہِیْکُمْ** صحیح دھلے  
 و الحال انھا حل لا یشاء ای لا یشاء النکاح خلیۃ عن المذموم و قد ذکرنا الفاضل نکاح چھ بیعتیں تو انہا کو لو کہیں فی نفس الامر تزویجاً  
 اور مثال ہے مرد کو طہنی اس عورت کی جس پر مرد عوی کیا قاضی کے نزدیک کہ نکاح ہے اس سے صحیح نکاح کیا اور نہ لاکہ وہ عورت حمل ہے و جو نکاح



کی حلال ہے محرم نہیں خالی سے موانع نکاح سے یعنی شلاخیر کی منکوحہ یا مستندہ نہیں اور حکم کر دیا قاضی اور کے ثبوت نکاح کا بلیغ بھی ہوا اور گواہوں کے حکم عورت نے قائم کیا اور حالانکہ حقیقت مرد نے اس سے نہیں نکاح کیا تھا مدعیہ اور گواہ دونوں جوئے سو قاضی کا حکم ظاہر میں نافذ ہوگا نفقہ وغیرہ مرد پر لازم آگیا اور باطن میں بھی نزدیک امام غزالی کے نافذ ہوگا یعنی بلا تردد و طی حلال ہوگی امام غزالی کی یہ دلیل ہے کہ اگر کوئی گواہوں سے ایک عورت کا نکاح ثابت کیا علیٰ شرط کے رد بر حضرت نے اس کی ثبوت نکاح کا حکم کیا عورت کے ساتھ کہ سو کسی کا جو شاہر چار و چار اگر بھی حکم منظور سے تو میرا نکاح ہی کہ دیکھو حضرت علی نے فرمایا کہ تیرے دونوں شاہر ہیں تیرا نکاح کر دیا یعنی اب نکاح کی کچھ حاجت نہیں اگر نکاح تھا تو وہی بشہادت شہود ہو گیا کذا فی حاشیۃ المدنی ناقل عن البحر وکذا تخللہ لواء دعویٰ ہونکا حکم خلافاً لہا اور سیطرح سے حلال ہے دلی مرد کو اگر خود اس سے عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ شکر قاضی حکم دیا لیکن اول صورتیں دعویٰ باطل سے عورت گنہگار ہوگی اور صورت ثانی میں مرد ہوگا اور یہ قول حلت دلی کا خلاف ہے صاحبین کے نزدیک اسو اسلیک اور نزدیک بدوان نکاح جدید کے دلی کرنا حلال نہیں و فی التشریح لایۃ عن المعاصی بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت مومنا صاحبین قول برقیہ یہ ہوتا ہے اسی میں ہے کہ دلی کر کے لیکن حکم قاضی کا ظاہر میں بالاتفاق نافذ ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ولو قضی بطلانہا بشہادۃ الزور مقیم علیہا بدلائل نفوذ و حل لہا اللان فیہ باخبر بعد المعصیۃ اگر حکم قاضی نے عورت کی طلاق کا شہادت زور سے باوجود دریافت ہو عورت کے شہادت زور سے قصاص نافذ ہوگی اور طلال ہوگا عورت کو نکاح کر لینا دوسرے مرد سے عدت گزرنے کے بعد شہادت زور کا حکم عورت کو یوں منظور ہے کہ اس نے خود طلاق کا دعویٰ کیا اور کاذب گواہ پیش کئے تو وہ یقیناً جانتی ہے کہ اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی و حل للشاکھن و زنا و زہجھا و حرمات علی الاول اور طلال ہے شاہر زور کو نکاح کر لینا اس عورت کا اسو اسلیک قصاص نافذ ہوگئی ظاہر اور باطن میں اور حرام ہوگئی عورت پہلی شوہر پر بعدہ الثانی لا ینکح لہا ما و عندک محل تحمل للاولیٰ مالہ ینکح للثانی و ہو من فروع القضاء بشہادۃ الزور کا سیحی اور نزدیک ابو یوسف و دونوں پر طلال نہیں اول شوہر پر نہ ثانی پر اور نزدیک محمد کے شوہر اول پر حلال ہے جبکہ شہادت ثانی نہ ہوگی اگر صحبت کی تو اول پر حرام ہوگی اگر صحبت نہ ہوگی اور یہ مسئلہ نکاح اور طلاق کا قضاء شہادت زور کی ذریعہ سے ہی چنانچہ آگے کتاب القضا میں آویگا والنکاح لا یصح تعلیقہ بالشرط اور نکاح کا معلق کرنا شرط پر صحیح نہیں اسو اسلیک تعلیق بالشرط اسقاطات خالصہ کو مخصوص ہے جو حلف واقع ہوتی ہیں جیسے طلاق اور حنق اور نکاح اور نہیں سے نہیں گذرے جلیک ان فیہ ان لو یعتقد النکاح تعلیقہ بالشرط کان فی العادیۃ وغیرہا جیسے کوئی کہے کہ میں نے تجھے نکاح کیا اگر میرا باپ راضی ہوگا اور دوسرے کہ میں نے قبول کیا تو نکاح نہ منع ہوگا برہم معلق ہوئے نکاح کے شرط پر حتم ہے کہ شرط واقع ہو یا نہ ہو چنانچہ ہم سمعنا سمعنا نکاح معلق کی عادیہ اور سو ادا کر میں موجود ہے چنانچہ فتح القدر اور خلاصہ اور طبریہ اور بزازیہ اور غانیہ اور تاتاریا وغیرہ اور قادیانی ابواللیث اور جامع الفصولین اور قنیہ میں صریح ہے کذا فی حاشیۃ المدنی و کافی الدرس فغنیہ نظریہ اور جو روایت در میں ہے سو اس میں بحث اور نظر ہے یعنی مخالف ہو فقہاء کے لائق اسناد کے نہیں صاحب نے کہا کہ نکاح بالشرط صحیح ہے کوئی کہے کہ اگر تو گھر میں جا بیگی تو فلا نے سے تیرا نکاح کر دوں گا اور فلا نے نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو یہ تعلیق باطل ہے اور نکاح صحیح ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولا یشاہدہ الی المستقبل لکن وجبتک عدلاً و بعد عنہا لہم اور نہیں صحیح ہے اضافت کرنا نکاح کا زمانہ آئندہ کی طرف جیسے یوں کہے کہ میں نے تجھے نکاح کیا آج کے بعد کل یا پرسون تو نہ صحیح ہے و لکن لا یبطل النکاح بالشرط القاسد و لکن نکاح نہیں باطل ہوتا شرط فاسد سے جیسے کوئی کہے کہ میں نے تجھے نکاح کیا اس شرط سے کہ مرنے دوں گا یا اپنا گھر مجھ کو عاریت دیں یا نفقہ مجھ سے انگیو یا میری خدمت کرنا و انما یبطل الشرط دونہ یعنی لو عقدت مع شرط فاسد لو یبطل النکاح علی الشرط خلاف ما لو عقدت بالشرط اور باطل تو شرط ہوتی ہے نہ نکاح یعنی اگر عقد شرط فاسد سے ساتھ ہوا تو نکاح نہ باطل ہوگا شرط باطل ہوگی بخلاف اسکے کہ اگر نکاح کو شرط پر معلق کیا تو وہاں شرط بھی باطل اور نکاح بھی باطل ہے اس مقام میں فرق بتانا معلق علی الشرط اور بشرط بشرط فاسد کا ضرر ہے کہ نادر اقون کو جیرانی زور سے معلق علی الشرط سے یہ مراد ہو کہ ایسی شرط پر نکاح تعلیق کرے کہ وہ محتمل الوجود ہو نہ متعطل الوجود جیسے کیسی دلکی خوشی یا

موسیٰ بن جابر  
یوسف بن جابر  
نہی کہ ہوگی  
یوسف بن جابر

دخول واریا ہوا چنانچہ یا پانچ یا بیس یا کسی کے جن کو مہر پر نکاح کا معلق کرنا اسکو معلق علی الشرط کہتے ہیں اور نکاح بشرط فاسد سمجھا جاتا ہے کہ نکاح کے ساتھ ایسی شرط کی جو لو ازہم نکاح کے مخالف ہو جیسو مہر اور نفقہ نہ دینا و علی ہذا القیاس الا ان یعلقہ بشرط ما یضی کائن لا محالة مگر نکاح معلق اور وقت درست ہو جب اسکی تعلیق کر کے شرط ماضی موجود ہلا تر و پر یعنی سابق سے شرط پائی گئی یا وقت ایجاب اور قبول کے حادث ہوئی چنانچہ کسی نے کہا کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دیا بشرط اسے زید کے دوسرے نے قبول کیا اور حالت قبول میں فوراً زید آیا تو نکاح منعقد ہو گیا کذا فی حاشیۃ المدنی فیکون تحقیقاً فی منعقد الحال کا خطیب بنتا لہ فیہ فقال ابوہا ز و جہا قبلک من فلان فلذہ فقال ان لہ آکن زوجہا من فلان فقال زوجہا لہ بنک فقبل شرعاً لکن ذہ ان عقد التعلقہ بوجوہ یعنی جب موجود بشرط تعلیق ہوئی تو نکاح تحقیق ہو گیا معلق نہ تھا تو اسی وقت منعقد ہو جائیگا جیسو ایک شخص نے اپنے فرزند کو اسکو کیسی بیٹی سے منگنی کی تو اس کے باپ نے کہا کہ میں تو تجھے پہلے اسکا نکاح کر چکا ہوں فلا شخص سے سوا اسنے اسکی تکذیب کی پر بیٹی کے باپ نے کہا کہ اگر میں نے فلا شخص سے نہیں نکاح کر دیا تو البتہ اسکا نکاح تیری فرزند سے کیا سوا اسنے قبول کر لیا پر اسکا کذب معلوم ہو گیا خود اسکی اقرار ہو یا فلا نے شخص کے اظہار سے تو یہی نکاح منعقد ہو گیا و اسکو معلق ہونے نکاح کے شرط موجود پر یعنی نکاح معاق پس سب سے صحیح نہیں کہ شرط کا وجود حاصل نہیں اور جب شرط موجود ٹھہری تو نکاح معلق نہ رہا بلکہ محقق ہو گیا تو البتہ صحیح ہو گا و کذا اذا اوجہد المعلق علیہ فی المجلس کذا ذکرہ نخو نے زادہ و عظمیٰ لم یصحف بحثاً اور اس طرح نکاح صحیح ہو جائیگا جبکہ معلق علیہ یعنی جس پر تعلیق نکاح کی ہوئی وہ ایجاب اور قبول کی مجلس میں پایا جاوے جیسا کہ اسکو جو بیٹی زادہ نے مذکور کیا اور بعض نسخہ میں جو بیٹی زادہ کے مقام پر جو بیٹی زادہ مرقوم ہے اور مصنف نے اپنی شرح میں اسکو عام رکھا ہے بحث کر کے مصنف نے عادی سے نقل کی کہ اگر عورت نے کہا کہ میں تجھے ہزار درہم پر نکاح کیا کر فلا شخص آج راضی ہوا و وہ شخص مجلس میں حاضر تھا سو پوچھا کہ میں راضی ہوا تو نکاح صحیح ہو گا بطریق استحسان اور اگر حاضر نہ ہو گا تو نہ جائز ہو گا اور ظہیر یہ ہیں کہ اگر یوں کہا کہ میں تجھے نکاح کیا اگر میرا باپ راضی اور اجازت دے دے دوسرے نے قبول کیا تو صحیح نہیں سو مسئلہ تعلیق ہے اور نکاح تعلیق کا احتمال نہیں رکھتا اور اگر ایجاب مجلس میں حاضر ہو گا اور قبول کرے تو نکاح جائز ہو گا تو معلوم ہوا کہ فقط وجود معلق علیہ کا مجلس میں کافی نہیں جب تک وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دی اور اگر مجلس کے بعد اجازت دے دے تو جائز نہ ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی لکن فی النہر قبیل کتاب الصرف فی مسئلۃ التعلیق برضی الایب الحق الاطلاق فلیتأمل المفہم لکن نہ اتفاق میں کتاب الصرف کے قبل مسئلہ تعلیق برضی والد کے یوں کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ تعلیق علی الاطلاق صحیح نہیں خواہ باپ مجلس میں حاضر ہو کر راضی ہو یا نہ یعنی اور معلق علیہ خواہ باپ ہو یا اجنبی کسی طرح نکاح صحیح نہیں اس اطلاق کو صاحب نہ نے غایہ سے نقل کیا تو عاجز ہو کر مفتی تامل کر کے اس مسئلہ کے بیان میں اسو مسئلہ غایہ نہایت مستند کتاب ہو کہ فاضلین ان اسکی تصحیح برائے عمدت کرتا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی **باب العا** یہ باب ہے تعریف اور احکام ولی میں ہوا لغۃ خلاف العدو و غیر العادۃ باللہ تعالیٰ و شرعاً البالغ العاقل الوارث ولی فاستقام حل المذہب مالکین متفقین کذا فی لغت میں یعنی دوست ہی خلاف دشمن اور عرف میں ولی عارف بالمد کو کہتے ہیں اور عرف میں ولی اسکو کہتے ہیں جو بالغ اور عاقل اور وارث ہو اگرچہ فاسق ہو بنا بر مذہب صحیح کے بشرطیکہ پردہ و حرمت کمون والا نہوا اس تعریف میں سلطان اور مالک عبد خلیفہ اسو مسئلہ وارث نہیں تو مصنف اور شرح کو لازم تھا کہ انکو تعریف میں داخل کرتے و تحریم غصبی و وصی مطلقاً حل المذہب تو نقل کیا ولی کی تعریف سے لڑکا اور دیوانہ اور بیہوش اور وصی مطلقاً بنا بر مذہب صحیح کے لڑکا بالغ کی قید نکلا اور دیوانہ اور بیہوش عاقل کی قید سے نکلا اور وصی وارث کی قید سے نکلا وصی کو مطلقاً ولایت نکاح کی نہیں خواہ اسکو نکاح کی بیٹی کے باپ نہ وصیت کی ہو یا نہ کی ہو اور وارث کی قید سے کافر و غلام بھی نکل گیا تو کافر اپنے بیٹو مسلمان کا اور غلام حرہ کا ولی نہیں والی الایۃ تنفیذ القول علی الغیر اور ولایت عبارت ہو جاری ہونے قول ہی غیر پر یعنی دوسرے پر اسکا قول نافذ ہو جاوے فتشبت بادبہم قلیۃ و ملک و ولاۃ و امامۃ و شہادت ہو ولایت چار سببے اول قرابت جیسو جیسو نکاح بیٹی کا بچہ ہی دور ہو کر نکاح نکاح نوٹ دی یا غلام کا مالک کر دے تیسرے ولایت ازاد کر نیکی جیسے نکاح ازاد کا سکیڈے چوتھی امامت جیسو نکاح لا وارث کا

بہا کی بیٹی زادہ

نکاح

یا خواہ یا فاضی کرے شکاً و آئی غیر باضی ہو یا اراضی یعنی ولی کا قول بہ صورت غیر باضی ہو یا خوش و وہ ہنا فاضی و ولایت نہ دے  
 المکلف و لو یکرک اور ولایت یہاں نکاح میں دو قسم سے ولایت مستحب تک بالغہ پر اگرچہ کواری ہو یعنی باپ وغیرہ کو بالغہ بیٹی پر جبر کرنا نہیں ہوتا نکاح  
 میں لیکن مکلف کو مناسب کہ اپنا نکاح ولی پر کرے تاکہ خلاف فقہا سے بچے اور بیعی کی کثیر منسوب ہو و ولایت اجبار علی الصغیر و لو تکبر و معشوق  
 و مکر قہراً اور دوسری قسم زبردستی کی ولایت ہے جو ولی پر اگرچہ کواری ہو اور ولایت جبری ہو بالغہ بیٹی پر اور لو بڑی پر ولایت اجبار  
 صحیح ہے کہ ولی کے عقد کرنے سے نکاح نافذ ہوتا ہے گو یہ انکار کریں کا افادہ بقولہ و ہوا ولی شرط صحیحہ نکاح صغیر و مجنون و  
 رقیق لا مکلفہ چنانچہ قسم ثانی ولایت کو یعنی جبار کو مستثنیٰ ہے اس قول سے بیان کیا کہ وہ یعنی ولی شرط ہے صغیر و مجنون اور عبد کے نکاح کی صحت  
 میں نہ مکلفہ میں قید ذکر کی اتفاقی ہے صغیر و مجنون اور مرقوۃ کا بھی نکاح بدون ولی کے صحیح نہیں فقہان نے نکاح صحیحہ مکلفہ بلا رضی ولی  
 تو نافذ ہر نکاح حرہ بالغہ عاقلہ کا بدون رضامندی ولی کے کفو میں ہو یا غیر کفو میں اسوہ طیکہ اور ولایت استعجابی جبری نہیں بھی مذہب ہر امام اعظم  
 اور ابو یوسف کا اور محمد نے بھی ایطرف رجوع کیا اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک عورتوں کو بدون ولیا کے نکاح کا اختیار نہیں اسوہ طیکہ حدیث  
 شریف میں آیا ہے لا نکاح الا بولی اور جارا جواب بھی ہے کہ اکثریات قرآنی میں عورتوں کو اختیار نکاح کا ثابت ہوتا ہے کما قال تعالیٰ لا نکاح الا بولی و علیکم فیما  
 تعملون انفسکم اور حدیث لا نکاح الا بولی صحیح نہیں بلکہ مضطرب ہے بخاری اور یحییٰ بن سعید نے کہا کہ اس باب میں یعنی اشتراط ولی میں کوئی صحیح حدیث  
 نہیں ثابت چنانچہ زلیعی نے اسکو نقل کیا اور اگر صحت کو حدیث کی مسلمہ سمجھیں تو مرد و کمال کی نفی سے نہ جواز کی توفیق میں الادولہ اور اگر نفی جواز کی  
 مرد و لیجی تو بھی نکاح مکلفہ کا بطلان نہیں ثابت ہوتا اسوہ طیکہ مکلفہ خود اپنی ذات کی ولی ہے چنانچہ جو ان مرد اگر نکاح بدون ولی کے کرے تو جائز ہے خود  
 اپنی ولایت سے اور صحیح مسلم میں حدیث مرفوعہ موجود ہے کہ لا یمکن ان یفقیسوا من ولتھا کہ عورت بی شوہر اپنی ذات کی مرزا وار ہے نسبت اپنی ذات کی سکات  
 کہنے میں عورت بی شوہر کو اس میں باکرہ اور غیر باکرہ دونوں میں تو معلوم ہوا کہ بالغہ پر ولی کا جبر ثابت نہیں اسکو خود اختیار ہے جو کذا فی حاشیۃ اللہ نے  
 ولاصل من کل من تصرفت فی مالہ تصرفت فی نفسہ و مالہ فلا ارتعاع علیہ یہ ہے کہ جو اپنی مال میں تصرف کر سکتا ہے وہ اپنی ذات میں بھی  
 تصرف کر سکتا ہے اور جو اپنی مال میں تصرف نہیں کر سکتا وہ اپنی ذات پر بھی تصرف نہیں کر سکتا بالغہ کو اپنی مال میں تصرف کا اختیار ہے تو اپنا نکاح  
 میں بھی اختیار ہے اور صغیرہ اور مجنونہ کو اپنی مال میں اختیار نہیں تو اپنا نکاح میں بھی اختیار نہیں ولہ ای للہ اذا کان عصبہ و لو غیر محرم کابن  
 العیر فی الاصل خانہ صریح ذی الاحکام والاعراض فی حدیث الکفوی اور جائز ہوا ولی کو جب سے بنفسہ ہوا اگرچہ غیر محرم ہو  
 چاہا بیٹا قول اسمین کذا فی النانیۃ اعراض کرنا غیر کفو میں پہلے کہ فاضی باس جاکر نکاح کو فسخ کر دے اولے اور نکل گئی عصبہ کی قید سو ذی الاحکام  
 اور فاضی یعنی انکو اعراض کا حق نہیں وینکاح بطلان نکاح اور جدید ہوا فسخ نکاح کا نکاح کے بعد سے چنانچہ ولی نے عورت کا نکاح  
 کفو سے کر دیا پر عورت نے اسکو چھوڑ کر دوسرے غیر کفو سے نکاح کیا بدون مرضی ولی کے تو یہاں بھی ولی کو تفریق کا اختیار ہوا اسوہ طیکہ نکاح اول  
 کی رضا سے لازم نہیں آتا کہ دوسرے نکاح سے بھی راضی ہو فیفسخہ الفاضی مالہ نیکت حتیٰ کلا منہ لثلاث مہینات والہ نکاح کو فسخ کر دے  
 فاضی بشرطیکہ سکوت نکلیا ہو ولی نے یہاں تک کہ عورت شوہر غیر کفو سے جنوا اور اگر اس سے نکاح پیدا ہوا تو ولی کو حق اعتراض نہ تھا کہ نکاح نہ ممانع  
 ہو معلوم ہوا کہ بدون فاضی کی جدائی کا اختیار ولی کو نہیں اور قبل تفریق فاضی کے نکاح کے احکام مثل ارث اور طلاق کے ثابت ہیں سو اگر تفریق  
 بعد دخول کے ہوئی تو عورت کو مرعین ملیگا اور اس پر عدت لازم آئیگی اور اگر قبل دخول کے تفریق ہوئی تو مرعہ ملیگا اسوہ طیکہ جدائی شوہر کثیر  
 سے نہیں کذا فی حاشیۃ الدی فی اقلاع النانیۃ وینبغی الحاق النکاح الظاہرہ اور مناسب حل ظاہر کا ملحق کرنا ولادت حکم سے پہلے اگر ولی  
 ساکت رہا ہاں تک کہ عورت حاملہ ہو گئی تو حق فسخ کا ساقط ہو گیا اور یہ تجویز ہے صاحب درر کی و یفتی فی غیر الکفوی بعد جوازہ اصلاً  
 و ہوا لا یفتی اور فتویٰ دیا گیا غیر کفو میں عدم جواز نکاح کا یعنی اگر عورت غیر کفو سے بدون رضی ولی کے نکاح کر لے تو صحابہ و تابعین اور

مرد و لیجی تو بھی نکاح مکلفہ کا بطلان نہیں ثابت ہوتا

یہی روایت پسندیدہ فتویٰ دینی کو مسلم اور بھی روایت کی ہے حسن بن بنیہ امام عظیم سے کہ اگر زہر کفر ہو تو نکاح بدون ولی کے نافذ ہوگا اور اگر غیر  
کفر ہو تو ہرگز نافذ نہ ہوگا اور معراج میں غائبہ سے نقل کیا کہ سہارنہ میں منیٰ فتویٰ دینی کو مسلم حسن کی روایت اور زہرہ میں کہ حسن کی روایت کو اکثر  
مشائخ نے لیا ہے لغت الزمان عدم جواز پر فتویٰ ہوا فیسبب زمانہ کے نہ ہر مکلف با شرم دیا ہو کہ عزت کا خیال رکھو نہ ہر قاضی عادل ہو نہ ہر ولی کو ناشر  
کا سلیقہ ہو فلا حول مطلقۃً ثلثاً نکحت غیر کفو بلا رضی ولی بعد معرفتہ آیا کہ فیلخصہ تو نہ شوہر اول کو حلال ہوگی مطلقۃً ثلثاً جسے نکاح  
کیا غیر کفو سے بدون مرضی ولی کے بعد پیمان لینے ولی کے شوہر غیر کو سو سکویا رکھنا چاہئے کہ بیحد امر غیر کفویں کثیرہ وقوع سے یعنی جب فتویٰ ہو نکاح  
غیر کفو کے عدم جواز پر تو ایسی نکاح سے شوہر اول کو مطلقۃً ثلثاً نہ حلال ہوگی اور اگر مطلقۃً کا کوئی ولی نہیں یا ولی راضی ہو گیا شوہر غیر کفو کو جان بوجہ کہ  
تو مطلقۃً شوہر اول پر حلال ہوگی بعد طلاق سے شوہر ثانی کے اور نہر القاتلین میں برازیہ سے نقل کیا کہ بران الامۃ نے ذکر کیا کہ فتویٰ جو امام عظیم سے تواتر  
ہے بسبب قوت دلیل کے یعنی اگر مکلف غیر کفو سے نکاح کرے بدون مرضی ولی کے تو جائز ہے یا کرہ ہوا ثبوت کذا فی حاشیۃ الدینی تو معلوم ہوا اس مسئلہ میں  
فتوے مختلف ہو سکتا ہے بعضی یادرکھنا چاہئے علی الاکمل وهو ظاہر الروایۃ فی رضی البعض من الاولیاء قبل العقد اولیاء کا ککل لایق  
اکل کلا اور بنا بر قول اول کے یعنی ظاہر الروایت کے رضی ہوا بعض اولیاء کا قبل عقد کے یا بعد عقد کے سبکے راضی ہونے کی برابر ہے اسوہ طہیہ حق ولایت کا  
ہر ایک کو پورا ثابت ہے یعنی جب ایک لی راضی ہوا تو باقی ولیوں کو حق اعتراض نہ کہ لایۃ آمان وقود و مستحقہ فی الوقف مانند ولایت امان  
اور قصاص کے یعنی اگر ایک مسلمان نے حربی کو امان دی تو اور مسلمانوں کو اس کا تعرض نہیں ہوتا اور اس طرح اگر ایک نے اپنے قصاص معاف کیا تو  
باقی اولیاء کو طلب قصاص کا حق نہ رہا اور کتاب الوقف میں اسکی ہم آگے تحقیق کریں گے لو استوفوا فی الذمۃ ولا فلا اقرب منہ صحیح الفسخ ایک  
ولی کی رضا سبکی رضا کی برابر ہے اگر سب اولیاء درجہ میں برابر ہوں جیسو دو بہائی اور دو چچا اور اگر اولیاء برابر نہ ہوں ایک زیادہ قریب جیسو چچا اور  
دوسرا بعد جیسو مثلاً بہائی تو اولیاء میں سے اقرب کو حق ہے فسخ کا یعنی اگر بہائی نے نکاح کر دیا تو باقی نکاح کو فسخ کر سکتا ہو وان لم یکن لھا  
ولی فھوای العقد صحیحہ فاذن مطلقاً اور اگر عورت کا کوئی ولی نہیں تو عقد صحیحہ اور نافذ ہے مطلقاً خواہ کفر ہو نکاح کیا ہو خواہ غیر کفو ہو جسے نکاح  
وقبضۃ ای ولیہ حق لا عراض المہر شوکا ماید علی الرضا ضادلہ ان کان عدلہم الکفاۃ ثابۃ عند القاضی قبل فحاشۃ  
ولا لایکون رجعتاً ورجعت کرنا اوس ولی کا جس کو حق اعتراض ہو کہ اور جو ہر گز نافذ نہ ہو اوس قسم سے جو رضامندی پر دلیل ہو جیسو عقد لینا رضامندی سے  
باعتبار ولایت حال کے اگر عدم کفایت ثابت ہو قاضی کے نزدیک قبل فصاحت ولی کے امد اگر عدم کفایت قاضی کی نزدیک ثابت نہیں ناشر سے پہلے تو  
مرد غیرہ کا قبض کرنا ولی کی رضا پر دلیل نہیں کہ لایکون سکوتہ رجعتاً مالہم لکلی مجباً چاہے ہوا ولی کا رضامندی پر دلیل نہیں چنگ عورت نہ جنو جنانہ  
یہ مسئلہ سابق ہو چکا واما فصل فی بقاء بقاء کفو فلا ینقض حق الباقین مبسوط اور تصدیق کرنا ایک ولی کا کہ زوج کفو ہو ساقط نہیں کرنا باقی اولیاء  
کے حق کو کہ نہ فی البوط ولا تجد الباقیۃ البکلیۃ النکاح لا یفسخ بالبلوغ اور جبر کرنا نہیں ہوتا بالغہ یا کرہ پر نکاح کا برہم قطع  
ہونے ولایت کے بالغ ہوئیے فان استاذھا ہوا ولی وہا الشئۃ وولیکہ اور سولہ اور زوجھا ولیہا واخذھا رسولہ او  
فصل فی کفایت عن ردہا عن شاکرہ پسر اگر اجازت نکاح کی مافی بالغہ سے ولی نے اور بھی سہ سے یا ولی کے وکیل نے یا اس کو بیامی نے اجازت  
ناگی یا اس کا نکاح کر دیا اس کو ولی نے استیذان سے پہلے اور خبر کری بالغہ کو نکاح کی ولی کے بیامی نے یا نفوی عادل نے نفوی وہ جو ولی کا  
وکیل اور رسول نہیں ہو سکتا کیا بالغہ نے رد نکاح سے موالت اختیار میں تو اگر استیذان کے وقت عورت چینگ یا کھانسی آئی پھر بعد فراغت کے  
اوس سے کھانسی راضی نہیں نکاح رد ہوگا ایسا سکوت عدلی اختیار میں لائق اعتبار کے نہیں اور شارح نے سکوت میں قید عن الروی لکافی اسوہ طہیہ  
اگر استیذان کے وقت یا نکاح کی خبر نہ ہو کے بعد بالغہ نے کوئی اجنبی بات کی تو ایسا حکم سکوت میں شمار کیا جائیگا اسوہ طہیہ کلام اجنبی رد نکاح نہیں تو  
اجازت میں داخل ہوگا اور ھکایت غیب مستھزۃ یا بالغہ ہنسی بدون تمسخر کے سو اگر تمسخر مستھزۃ سے ہنسی تو بھی ضحک اذن ہوگا ان تبتہم



انکار سے ولید استحقاق التعلیل بد عند الفراق لان الغالب ظہار النفرۃ عند فجاءۃ التمتع اور یہی سہو بطریق باہر فقہانے ترجمہ نکاح کو زفاف کیوقت کہ یہ سہو ایک غالب عادت کواری عورت کو نکلی ظہار نفرت ہو نا گمان سماعت نکاح کیوقت یعنی تھاں ہے کہ اعلان نکاح کیوقت نکاح سے نفرت کی ہوا اور نکاح باطل ہو گیا ہو بسبب عدم رضا کے پر جب بعد نکاح جدید کر لیا تو یہ شہادہ جائزہ بخوارا تین میں کما تجدد نکاح اور سوت مستحب ہے جب نکاح قبل ہستی ان کے ہوا ہو اور اگر بعد ہستی ان کے نکاح ہوا ہو اسکی کچھ حاجت نہیں کذا فی حاشیۃ الدنی ولو استأذنا فی معاین فسکت فوکل من یزوجهما عن سکاہ جاذان عرف الزوج والمهر کما فی القنیۃ اور اگر ان لیا دلی نے عورت سے ایک مرد میں میں ہوا و سنی سکوت کیا ہو وکیل کیا دلی نے ایک شخص کو کہ عورت کا نکاح کر دیا و سنی سے جس کا نام لیا یا تو یہ تکیل اور عقد وکیل جائز ہے اگر زوج اور مرد کی معرفت ہو گئی ہو کذا فی القنیۃ صحت نکاح میں معرفت زوج کی ضرورت عورت بھی ہو سکتی ہے اور وکیل بھی جان گیا ہو تاکہ دوسرے سے نہ عقد کر دے اور مرد کی معرفت میں اختلاف ہو چنانچہ بات آگے فقہاء نے کہا کہ ہر چہ نکاح کی توثیق نہیں و استثنائہ فی الجرحا نہ لیکن التکیل بلا اذن فمقتضاہ عدم الجواز او انھا مستثنیۃ اور مشکل جائز ہستی سابق کو جو اگر ان میں بطرح ہے کہ وکیل کو اختیار نہیں کہ دوسرے کو وکیل کرے بدون اجازت موکل کے تو اس سے لازم آتا ہے عدم جواز نکاح کا یعنی بالغہ کے سکوت دلی اور سکا وکیل بشہرہ اور وکیل کر دینا اختیار نہیں کہ دلی کے وکیل کی ترویج جائز ہو یا یہ کہ کہو کہ یہ سکوت اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے یعنی ہر چہ وکیل کو تکیل کا اختیار نہیں لیکن نکاح میں اختیار ہے اس سہو ایک فقہانے فقہاء کی ہر کہ نکاح کی وکالت حقیقی وکالت نہیں بلکہ یہاں سفیر محض اور سفیر ہوا ہے اور یہی سہو بطریق عقد کے وکیل کی طرف رجوع نہیں کرتے اور باب الوکالت میں آدھکا کہ اگر موکل نے قیمت معین کر دی ہو تو وکیل کو اختیار ہے کہ دوسرے کو وکیل کرے یہ سہو بطریق بھی شوہر اور مرد معروف اور معلوم میں تو البتہ وکالت صحیح ہوگی تو اب کچھ مشکل باقی رہا کذا فی حاشیۃ الدنی ان علمت بالزوج انہ من ہولہ ظہر الرغبة فیہ او عنہ ولو فی ضمن العالم کثیرا بنی او بنی عتی لو یخصون سکوت بالغہ کا اذن ہو گا اگر وہ جان گئی ہو شوہر کو کہ وہ کو ان کے سہو شوق پھر کرے یا نفرت اگر چہ علم شوہر کا دشمن عام ہو جسے دلی نے کہا کہ میں تیرا نکاح کرنا ہوں ابنو مہاریوں سے یا ابنو چچا کے بیٹوں میں سے ایک کے ساتھ ہر طریقہ وہ متناہی ہوں تا ہر ایک کا حال عورت کو معلوم ہو سکے والا لا ماکو نفیض لہ الامر اور اگر متناہی ہوں گے تو رضائے ثابت ہوگی جب تک وکیل اپنا امر سپرد نہ کرے مثلاً اگر یوں کہے کہ جو تو کرے میں اور میں راضی ہوں یا یوں کہے کہ میرا نکاح کر دے جس سے تو جاہو تو البتہ رضائے ثابت ہوگی لا العلم بالمہر و فیل شیئہ و هو قول المتأخرین بحر عن الذخیرۃ و اقوال المصنف و ما صححہ فی الدہر عن الکافی ردۃ الکمال شرط نہیں ہر کا علم یعنی ہستی ان میں مقدار ہر کا علم ضرور نہیں اس سہو کہ صحت نکاح ہر پرہیز و قوت نہیں کذا فی الہدایہ اور بعضیوں نے کہا کہ ہر کا ذکر کرنا شرط ہے اس سہو ایک قلت اور کثرت ہر سے شوق مختلف ہوا ہے اور یہی ہے قولنا متاخرین کا کذا فی البحر عن الذخیرۃ اور مصنف نے بھی اسی قول کو ثابت رکھا ہے شرح منہ الغفار میں اور جسکی تصحیح کی ہے درمیں بروایت کافی کے اسکو رو کیا ہو کمال الدین محقق نے درمیں کہا کہ اگر دلی باپ یا دادا ہی تو ذکر شوہر کا کافی ہے ہر کا ذکر ضرور نہیں اور اگر باپ دادا کے سوا اور کوئی دلی ہو تو ہر کا تہذیبہ مدعی محقق نے اسکو یوں رو کیا کہ اس طرح تفصیل کرنا قائل کی غفلت ہے اس سہو ایک باہر دادا میں اور دادا کو سوا اور دادا میں تفرقہ کر دینا محل ترویج صغیر ہے کہ دان ولایت اجابت ہر اور یہاں نقلو بالغہ میں ہر اس میں باپ اصنی کی برابر ہے بدون اسکی رضا کچھ نہیں کر سکتا و کذا اذ انقضا الی عندھا ای جنہر تھا فسکت صم فی الاصح ان علمتہ کا ہر اس سہو ایک ہر کا نکاح کر دیا بالغہ کا دلی نے اسکو رو و ہر وہ چپ ہو رہی تو نکاح صحیح ہو گا قول اصح میں بشرطیکہ شوہر کو اس سہو کا باہر چنانچہ سابق میں مذکور ہو گیا و السکوت کا لفظ فی ستم و ثلثین مسئلہ ما ذکرہ فی الاشباہ اور سکوت نطق کی برابر ہے سنیس سکوت میں چکا ذکر شہادہ میں ہر کا شہادہ و النظائر میں ابن نجیم صاحب بحر الرائق نے بارہوں قاعدہ بیان کی کہ سنیس سکوت یا سکوت مانند نطق کی ہے ۱ سکوت باکرہ کا وقت ہستی ان دلی کے قبل مقدم ہر یا بعد ۲ سکوت کرنا اسکا ابنو قبض ہر کیوقت ۳ سکوت باکرہ کا ابنو بالغ ہونے کیوقت ابنو خیار نفس بن جبکہ باپ دادا کے سوا اور دلی نے اسکا نکاح کیا ہو ۴ عورت نے نکاح کر لیکلی قسم کمانی ہو ہو اسکا باپ نے اسکا نکاح کر دیا اور وہ چپ ہی تو حالت ہوگی یعنی قسم

نکاح کی توثیق

توٹ جائیگی ۱۵ سکوت متصدق علیہ یعنی فقیر کا برابر قبول کیے نہ ہو تو یہ کا ۶ قبض ہو رہے اور متصدق علیہ کی وقت سکوت کرنا مالک کا اذن میں افضل ہے  
 ۷ سکوت ذلیل کا قبول ہے اور رد کرنے سے نکالت رہا جاتی ہے سکوت مقررہ کا قبول ہے ۹ مغضن الیہ یعنی جسکو کچھ سپرد کچھ اور اسکا چپ ہنا قبول ہے  
 اور وہ تاجر رد کرنے سے ۱۰ موقوف علیہ کا سکوت جسکوئی چیز وقف کچھ قبول ہے اور وہ تاجر رد کرنے سے ۱۱ بیع التجویہ میں بائع یا مشتری نے  
 کہا کہ میں اس بیع کو بیع کرنا ہوں اور دوسرا چپ رہا تو یہ سکوت تصحیح بیع ہو گا ۱۲ غامین میں تقسیم مال کی وقت مالک قدیم کا سکوت رضامندی ہے  
 ۱۳ عبد کو بیع اور شتر کرتے دیکھ کر مشتری بالخیار کا سکوت کرنا خیار کو ساقط کرتا ہے ۱۴ مشتری کا تصفیہ بیع پر دیکھ کر دوسرے بائع کا سکوت کرنا جب تک  
 بیع میں غمستار تھا اجازت ہے تصفیہ کر سکی ۱۵ بیع معلوم ہو کر وقت شیخ کا سکوت حق شفیعہ کا مطلق ہے ۱۶ غلام کو غیر مال خرید فروخت کرتے دیکھ کر  
 مالک سکوت اجازت ہے تجارتی ہے ۱۷ مولے نے قسم کھائی کہ غلام کو تجارت کا اذن نہ دے گا پھر سکوت کیا خرید فروخت کرے دیکھ کر تو حاث ہو گا ۱۸ غلام کا  
 سکوت اور نقیاد بیع درمیان کی وقت اقرار ہے غلامی کا ۱۹ ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلا نے شخص کو اپنی گھر آڑے دوں گا پھر اسکو اپنے گھر میں آڑے  
 دیکھا اور سکوت کیا تو حاث ہو گا ۲۰ شتر کا سکوت کرنا عورت کی ولادت کی وقت یا اسکا کھادی دینے کی وقت اقرار ہے ثبوت نسب کا پھر سکوت کے بعد نفی دلہا  
 حقیقہ میں ۲۱ مولیٰ کا سکوت نزدیک ولادت ام ولد کے اقرار ہے دلہا کا ۲۲ قبل بیع کے بیع کا عیب نکال سکوت کرنا رضامندی ہے بشرطیکہ مخیر عادل ہو ۲۳  
 سکوت یا کرہ کا تزویج ولی کے معلوم ہونے کی وقت رضامندی کا ۲۴ زوجہ نے یا اور کسی قریبے زمین بیچی اور اسوقت شتر ہونے سکوت کیا تو یہ سکوت  
 اقرار ہے اسکا کہ وہ زمین شتر کی زمین اسی پر تومی جو مشایخ سر قند کا بخلاف مشایخ بخار کے در سطح زوجہ کا سکوت زوج کی بیع کی وقت اقرار  
 اپنی عام علیہ ہے ۲۵ ایک شخص نے دیکھا کہ اسکا اسباب یا گھر کسی نے بیچی پھر مدت تک مشتری اور پھر شتر کرنا یا اور یہ شخص چپ ہو تو اسکا سکوت  
 اسکا دعویٰ کا قطع ہو ۲۶ شرکت عثمان کے دو شریک میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس لونڈی کو خاص میں اپنی واسطی لیتا ہوں اور دوسرا چپ  
 تو ہمسایہ دونوں شرکت ہو گئی ۲۷ ذلیل نے مولے سے کہا کہ فلا نے چیز کو میں خاص بنے واسطی خرید کر لیا ہوں اور وہ سکوت رہا تو وہ چیز ذلیل ہی کی ہوگی  
 ۲۸ بی بی مائل کو خرید فروخت کرتے دیکھ کر اسکو ولی نے سکوت کیا تو یہ اذن ہو گا ۲۹ غیر کو مشک پہاڑ نے دیکھا یا اسٹاک کہ بیگ گیا جو اس میں ہوا تو یہ  
 سکوت رضامندی ہے ۳۰ قسم کھائی کہ مایک سے خدمت فوٹنگا پر وہ بدو ن اسکو امرا ورنہی کے خدمت کرنے لگا اور یہ سکوت ہو تو حاث ہو جائیگا  
 مسئلے جامع الفصولین وغیرہ میں تھے اصدات الگ مشاہد کے مصنف نے زیادہ کثرت اس مانے بیٹی کے جہیز میں کچھ اسباب با پکا دیا اور باپ اسکا  
 ہے تو اسکو پھر لیا نہیں چچا ۳۱ نے بیٹی کے جہیز میں وہ سامان دیا جسکا رواج ہو اور باپ اسکا تھا تو اسکی ضمانت ہو گئی ۳۲ زیور ہونے پر  
 بیجا بدو شرط کے پر لڑی مشتری کو مع زیور حوالہ کی اور وہ اسکو لیکھا اور بائع اسکا رہا تو یہ سکوت بمنزلہ تسلیم ہے زیور کا مالک مشتری  
 ہو گا ۳۳ اوستا دے کے شتر کا پر ہنا اور اوستا کا چپ رہنا تو یہ سکوت بمنزلہ لفظ کے ہے قول صحیح میں ۳۵ نے عذر مدعا علیہ کا سکوت بنا  
 انکار ہوا اور بعضوں نے کہا کہ انکار نہیں کذا فی قضاہ الخلاصہ ۳۶ سکوت راہن کا مرتبہ کے قبضہ کرتے وقت مرہون پر ۳۷ قاضی نے شہادہ حال  
 فرکی سے پوچھا اور اسکو سکوت کیا تو اسکا سکوت تبدیل ہے شہادہ کی دیکھ کر موی نے شہادہ کے حامیہ میں زیادہ کہنے تو سب اکاذیب مسئلے  
 ہوئے جنہیں سکوت برابر لفظ کے ہے خوف طوائف اور کا ذکر کرنا ضرور بخانا فان استأذنها عذرا لا قرب کا حقیقہ اولیٰ بعید فلا حرج  
 بسکو تھا سو اگر اذن جانا باکرہ بالغہ سے غیر ولی اقرب نے جیسے اجنبی یا ولی بعید اقرب ولی کے مجھے تو اسکو سکوت کا اسوقت میں کچھ اعتبار  
 نہیں بل لا بد من القول کا لقیب البالغۃ بلکہ اسوقت میں بولنا ضرور ہے مثل ثیب بالغہ کے ثیب اس عورت کو کہتی ہیں جسکا ایک بار نکاح  
 ہوا اور صحبت بھی ہوئی پھر شہر کی موت سے اطلاق وغیرہ سے جدا ہوئی لا فرق بدینہما الا فی الشکوک نہیں فرق دونوں میں اگر سکوت میں  
 یعنی باکرہ بالغہ اور ثیبہ بالغہ میں سو اسکو سکوت اور کچھ فرق نہیں مثلاً بائع نے اذن نکاح کا جانا تو اسوقت میں باکرہ بالغہ کا سکوت دلیل ہے رضامندی  
 کی اور ثیبہ کا سکوت کافی نہیں بدون رضامندی تو فی کے لاق رضامندی کیوں بالذالہ کا ذکرہ بقولہ او ملھون معنا کہ من فعل یدل علی



[illegible]



کیا یا نہ کہ دونوں سے کوئی مرگیا تو بسبب نکاح باقی رہنے کے ایک دوسرے کا وارث ہوگا اور تمام مہر لازم آوے گا اور اس طرح موت بمنزلہ دخول کے ہے مہر پورا  
 کرے۔ **فَوَالْفَرْقَةُ إِنْ مِنْ قَبْلِهَا فَفَسَخَ لَا يَنْقُصُ عِدَّةَ الطَّلَاقِ** پر مہر باقی اگر عورت کے جانب سے ہو تو فسخ ہی نکاح کا کم نہیں کرتا طلاق کے عدد کو نہیں  
 اگر عورت بعد فسخ کے بوجہ نکاح کیا تو زوج پر یہی تین طلاق کا مالک ہوگا بیان وہ فرقت مراد ہے جو غیر مہر سے خیار بلوغ کی کہ وہ تو محض فسخ  
 ہے طلاق کا اوسین اجمال نہیں **وَلَا يُلْقِيهَا طَلَاقٌ إِلَّا فِي الرَّدِّ** اور نہیں لاحق ہوتی طلاق اوس عورت کو فسخ کی عدت میں ہے مگر مرد بہر حال  
 طلاق لاحق ہوتی ہے یعنی ارتداد عورت کا اگرچہ فسخ ہو لیکن مردہ کی عدت میں طلاق پڑ سکتی ہے **وَإِنْ مِنْ قَبْلِهِ فَطَلَاقٌ** اور اگر فرقت جانب  
 زوج سے ہو تو طلاق ہے فرقت زوج مراد وہ فرقت ہے جو عورت کی طرف سے ہو سکے تو تقبیل اور اسلام اور ارتداد اور خیار بلوغ وغیرہ کی فرقت  
 نکل گئی اس طرح اس قسم کی فرقت طلاق نہیں بلکہ فسخ ہو کیونکہ عورت اور مرد دونوں کی طرف سے ہوتی ہے فقط مرد ہی کو خاص نہیں **إِلَّا بِعَمَلِكَ**  
 اور **رَدِّ** اور خیار عقیق مرد کی طرف کی فرقت طلاق ہو لیکن ملک یا ارتداد یا خیار عقیق میں طلاق نہیں ملک کی صورت یہ کہ اکبر دے تو مذہبی سے  
 نکاح کیا پھر اس کو مومن لیا تو نکاح فسخ ہو گیا تو جدائی مرد کی طرف سے ہوئی اور طلاق نہ ہوئی بلکہ فسخ ہوا اور ارتداد زوج بھی فسخ ہے طلاق نہیں اور  
 ذکر خیار عقیق میں شارح سے سہوا اسو سہو کہ غلام کو خیار عقیق نہیں ہوتا چنانچہ اس کی تفسیر بآب نکاح الرقیق میں آدگی ولیکن لئلا فاقہ منہ  
**وَلَا مَهْرَ عَلَيْهِ إِلَّا إِذَا اخْتَارَ نَفْسَهُ** بخیار عقیق اور نہیں ہے ہم حنفیوں کے نزدیک کوئی جدائی زوج کی طرف سے جس میں زوج پر مہر ہو مگر جبکہ  
 اختیار کرے اپنی ذات کو خیار عقیق سے شارح کو لازم تھا کہ بجا خیار عقیق کے خیار بلوغ کہنا چاہیے ابھی اس کا ذکر ہو چکا یعنی زوج کی طرف سے سب  
 جدائی تو نہیں زوج پر مہر دینا واجب ہے سو اسو خیار بلوغ کے کہ اوسین مہر ساقط ہو کہ ان فی حاشیۃ المدنی واللملک وشرط لکل القضاء علی ثانیۃ  
 اور شرط ہے سب جدائیوں کیوہلو حکم قاضی کا مگر آٹھ جدائیوں میں قاضی کا حکم شرط نہیں و نظمہ فی النہر فقال اور نظم کیا ہے کوہنہ الفائقین  
 سو یوں کہا اوس کو مستثنیٰ سے **فَوَقَّ الشَّكَّ** جمعاً انکاً **فَسَخَطَ طَلَاقٌ** و **هَذَا الَّذِي يُحْكِمُنَا** بدایان نکاح کی آیت تیسرے پاس مجموعہ  
 نافع ہو کر اور وہ دو جنس میں منع ہے فسخ یا طلاق اور یہی نظم جو نفاست میں موتی کی مانند ہو انکو بیان کرتی ہے **تَبَيَّنَ الدَّارُ** منع کل  
**مَهْرٍ كَذَا** فساد عقد و **فَقَدْ الْكَفَى نَعْنَهَا** اول فرقت تباین دار دوسری فرقت کی مہر کے ساتھ نکاح کے اس طرح تیسری فرقت فساد  
 عقد اور چوتھی فرقت فقدان کفو کا عورت کو غیر موت کی سنا ہے تباین دار و شلا عورت دار الحرب چوڑ کر دار الاسلام میں آئی مسلمان ہو کر یا ذمی ہو کر  
 تو اپنی شوہر سے جدا ہو گئی اگر حاملہ نہ تو فی الفور اس کا نکاح درست ہے دوسری فرقت نقصان مہر سے یعنی عورت نے اپنا نکاح مہر مثل سے کم کر لیا  
 تو ذمی دونوں تفریق کر دیا اگر قبل دخول کے تفریق ہوئی تو کچھ مہر نپا دیگی اور اگر بعد دخول کے تفریق ہوئی تو مہر سہمی یا دیگی تیسری  
 فرقت فساد عقد کی جیسے نوڈی سے نکاح حرمہ پر چوتھی فرقت فقدان کفو کی یعنی جب عورت نکاح غیر کفو سے کر لیا تو اولیا کو فسخ کر دینا ہوگا  
 حق ہے تقبیل سب سے **وَاسْلَامُ الْحَارِطِ** انصاع ضرر تھا قد عتد ایہما پنجون فرقت تقبیل کی چوتھی فرقت سببی کی ساتویں فرقت  
 اسلام عربی کی آٹھویں فرقت سوت کے دو وہ ملائیکہ اسلام اور انصاع بھی اوسین میں معدومین تقبیل کی فرقت یعنی بوسہ سے نکاح  
 ٹوٹا مراد تقبیل سے جو عمل کہ حرمت مصاہرت کا باعث ہو مثلاً عورت نے شوہر کے بیٹے کو شہوت سے مساس کیا یا بوسہ لیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا شوہر  
 نے زوجہ کی بیٹی کا مساس کیا تو نکاح فسخ ہو گیا سببی کی فرقت یعنی عورت کا قید ہو کر دار الاسلام میں آنا ناظم سے بیان سہوا اسو کہ  
 باب نکاح الکافر میں معلوم ہوگا کہ عدت تباین داریں سے جدا ہوتی ہے سببی سے جدائیں ہوتی اور اگر سببی سے تبیلین دار مراد ہے تو فقط  
 تباین دار فرقت میں کافی ہے سببی کی کچھ حاجت نہیں کہ ان فی حاشیۃ المدنی اسلام عربی کی فرقت یعنی شوہر عربی مسلمان ہوا اور  
 عورت کے تین حیض ہو چکے یا تین مہینہ گزر گئے تو یہ جدائی فسخ ہے انصاع کی فرقت یعنی جو ان عورت نے اپنی صفیہ سوت کو رد وہ بلا یا  
 جس کی عمر دس برس سے کم تھی تو رد نکاح فسخ ہو گیا **خِيَارُ عَقِيقٍ بِلَوْحٍ خَشَعَةٍ وَكَذَا** طلاق لبعض و **بِذَلِكَ الْقِسْمِ يُخَيَّرُ**

وقت خیار عتیق کی دسین وقت خیار بلوغ کی گیارہویں وقت ازداد کی بارہویں وقت ملک بعض کی ان سب جہاد کو فسخ کہتا ہے یعنی یہ سب ایان  
جو مذکور ہوئیں نسیم میں طلاق نہیں خیار عتیق کی وقت فقط عورت کی طلاق سے ہوتی جو نہ مرد کی طرف سے چنانچہ سابق میں مذکور ہو چکا اختلاف اگلی جہاد  
کے کہ وہ دو طرف سے ہوتی ہیں ملک بعض کی وقت یعنی زوج زوجہ کا مالک ہو یا زوجہ زوج کی مالک ہوتی کل ملکیت ہوا بعض نکاح نہ ہو گا غم  
نے ملک بعض کو اسوہ طلاق بیان کیا کہ جب ملک بعض سے وقت ہوئی تو ملک کل سے بطریق اولی ہوگی ۵ اما الطلاق فحجۃ عنہ وکذا  
ابلاکھ ولعان ذالک تیکوھا اور جو مدایان کہ طلاق میں وہ چارہیں محبوب ہونا اور عین ہونا اور ایلا اور لعان بھی حکم میں باقبل کا تا بیج  
محبوب ہو نیکی جہاد یعنی عورت نے مرد کو طلاق کر دیا اور عین عین یعنی نام دیا نیکی جہاد اور ایلا کی وقت یعنی مرد نے جہاد  
میں نہ صحبت کر نیکی قسم کھائی اور عین عین سے بدون جامع گذر گئے تعان کی جہاد یعنی مرد نے عورت کو بدکاری کی نسبت کی بدون گواہوں کے  
پر کا ذب پر لعنت کر کے اور عین جہاد ہو گئی یہ قسم قسم کی جہاد ایان مذکور ہوئیں ان میں سے بارہ جہاد ایان فسخ میں اور جہاد ایان طلاق ۵  
قضا کا ماضی آن شرعہ نسیم خیار عتیق و ملک و اسلام اتی فیہا حکم قاضی کا سب ان جہاد میں شرط ہو سو خیار عتیق اور ملک اور  
اسلام کی اور ان میں سے گیارہویں جہاد انصیل سے ۵ تا ۱۰ یا امل و تباہی مع قساد العقد میں تھا اور قبیل اور سبھی ساتھ ایلا کے اور  
حیرتی امید کا اور تباہی و اساتھ فساد عقد کے بعد فساد عقد عورت کو اس کو مرتب سے اذیتا ہو یعنی کوئی وقت بدون حکم قاضی کے تمام  
نہ ہو جاتی زوجین کو قاضی کے پاس رجوع کرنا ضروری ہے لیکن ان جہاد میں عین قاضی حکم کی کوہ حاجت نہیں ۱ وقت خیار عتیق کی ۲ ملک  
کی ۳ وقت اسلام کی ۴ وقت قبیل وغیرہ کی ۵ وقت سبھی کی ۶ وقت ایلا کی ۷ وقت تباہی و این کی ۸ وقت فساد  
عقد کی و قبیل بنیاد المسلم بالمشکوہ لو فسخا لہا مالہ باہل النکاح اور باطل ہوا ہو اختیار بارہ کا بشرطیکہ مختار ہو سکوت میں معذور ہو  
اور اصل نخل کا علم رکھتی ہو تو اگر چہ نیک اور کما نسی آئے سے یا کسیک منہ بند کر لینے سے بدل نہ سکے تو یہ سکوت عذری مطلب خیار کا نہیں اور  
علم نکاح کا اسوہ طلاق اگر بدون اہت کے نہ ہو لیکن ثبوت اختیار کا علم شرط نہیں ولو سالت عن قلد المهر قبل الخلق  
او عن المهر بعد الخلق عمل انہا و لو قبل خیار اھا خیر نفھا اور اگر بارہ نے مقدار مہر کی جو حی قبل غلط کر یا زوج کا حال ہو یا اسلام  
ایا شادون کو تو ایسا کام سے اور کما اختیار باطل نہیں ہونا چنانچہ بھیرہ روایت نہ الفائق میں سے بحث کے ساتھ ولا یتمد الی آخر المحکم  
یہا کہ شفعہ تہا و خیار بلوغ کا مدار نہیں ہونا آخر مجلس تک اسوہ طلاق خیار بلوغ کا اتحق شفعہ کے ہو یعنی جس مجلس میں عورت کو بلوغ  
ہوا یا علم نکاح ہوا تو اس وقت اگر سکوت کر لی تو سباعت نہ ہوگی جس حق شفعہ کا بعد علم بیع کے سکوت سے باطل ہو جائے اور لو شفعہ  
منہ بقول الخلق المؤمنین فو تباہی اختیار بلوغ کا نہ دینی و نشہا قائلہ بلغث الان خبر مرہ احباء الخ اور اگر حق شفعہ خیار  
بلوغ کے ساتھ جمع ہوا تو کہے میں وہ حق طلب کرتی ہوں ہر بیان میں ابتدا اختیار بلوغ سے کری اسوہ طلاق کہ بھیرہ دینی امر ہو اور گواہ کر دیا بلوغ پر  
یوں کہتے ہوئی کہ میں اب بالغ ہوئی یہ کہنا اختیار حق کی ضرورت کو سبب ہو جو ارااق میں کہا کہ جب کسی خون جیض یا غیر طلب کری ہر اگر رات کو  
دیکھو تو زبان سے یوں طلب کرے کہ میں نے نکاح فسخ کیا اور صبح کو گواہ کرے اور کہو کہ میں نے خون اب دیکھا اسوہ طلاق کہ جیض ہر دم اندک ایک  
خون ہوتا ہے صبح کو بھیرہ کہنا کہ میں نے اب دیکھا کذب نہیں علاوہ اس کہ ضرورت جیسا کہ حسین کذب بھی رد ہو چنانچہ امام محمد سے مروی ہے  
کہ فی حاشیۃ الدنی وان جھلت بہ یقرنھا بالعلو بخلاف خیار المتعفف فانہ یتمد بشغلھا بالموالی یعنی سکوت سے خیار بلوغ  
کا باطل ہو جائے اگر جہاد ہو اگر حق خیار سے جاہل ہو بیان بلوغ سے جہاد ہو اگر کما شرعی کے دریافت کیو اسوہ طلاق آزاد عورت کی خیار کے کہ  
اس کو استدعا ہو دریافت ہوتی تک سبب معروف رہے تو مذہبی کے خدمت سے ایان یعنی دار الاسلام میں حرم کا جہل عند نہیں اسوہ طلاق وہ  
اپنی جان کی مالک تھی کیونکہ نہ اس نے احکام شرعیہ کو سیکھا اور نوذریہ جہل عذر ہو اسوہ طلاق اس کو مالک کی خدمت سے فراغت نعتی کہ حکام



پہر ولایت کو ملے مولات کو ملے مولات اسکو کہتے ہیں کہ جسکے ہاتھ پر کوئی کافر مسلمان ہوا مثلاً زید کے ہاتھ پر غلام مسلمان ہوا اور وہ بھول گیا اس  
تساوی وہ دیکھا اور اسکی بی بی صغیر سے سو اسکو نکاح کی ولایت زید کو ہوگی ضرور للسلطان ثم لقا ضیضیٰ علیہ ففتشوا ولا تزلوا یاہ  
ان فتوض لہ ذلک والا لا پیر ولایت بادشاہ کو پہر قاضی کو جسکی سند قضائین تصدیق کر دی گئی ہے نکاح منکار کی ولایت پر پہر قاضی کے نابون کو  
اگر قاضی کو تزویج منکار کا حکم ہوا بادشاہ کی طرف سے اور اگر قاضی کو تزویج منکار کا حکم نہ ہو تو قاضی کے نابون کو تزویج منکار کی درست نہیں  
ولیکس للوصی من حیث ہو وصی ان یرث بجز الیتیم مطلقاً وان اوصی الیہ الایہ بذلک علی اللذہب اور جائز نہیں وصی کو وصی  
ہونکی راہ سے بھگے کہ نکاح کرے یہ سیم کا کی طرح اگر پہر اسکو باپ نے نکاح کر دینا کی وصیت کی ہو بنا پر قاضی کے نیک نکران قریباً و حاکماً  
بلکہ بالکریہ کا لا ینفہ لان اگر وصی قرابت دار یا حاکم ہو تو مالک ہوگا تزویج کا بسبب ولایت کو نہ بسبب وصی ہونکی چنانچہ بھگے یعنی نہیں زوج  
مسائل لمحمد شارح کے لیکس للقاضی تزویج الصغیر من نفسہ ولا یجوز لا تقبل شہادۃ لہ کافی معین الحکام جائز نہیں قاضی کو  
تزویم صغیرہ کی اپنی ذات سے نہ اس کے جسکی کو اپنی اسکو مقضین مقبول نہیں جیسو باپ اور بیٹا کافی معین الحکام و اقرا المصنف دیہ حلیہ افعالہ  
صکم وان عن علی ع اور ثابت رکھا ہو سکا سابقہ کو مصنف نے اپنی شرح میں اور اس سے معلوم ہوا کہ قاضی کا فعل بھی حکم ہے اگر پہر  
حال ہے اور دست صغیرہ تزویج بنفسہا ولا ولی ولا حاکم تمہ نوقت و نقد یا جازہ بعد بلوغہا لکھ لکھ لکھ اور هو السلطان  
صغیرہ نے نکاح کیا بنا اور مان کوئی ولی اور حاکم یعنی قاضی وغیرہ نہیں تو یہ نکاح موقوف رہیگا اور نافذ ہوگا بسبب اجازت صغیرہ کے بعد بالغ ہونے  
کے یہ نکاح باطل نہیں بلکہ موقوف ہو اسو اسکو کہ اسکا اجازت دینو والا موجود ہے اور وہ بادشاہ ہی ہے جو اس سوال مقدمہ کا کہ بھگے نکاح  
موقوف نہیں بلکہ باطل ہے اسو اسکو کہ بعد و عقد کے وقت اگر اسکو کوئی مجر نہ ہو تو وہ عقد باطل ہے شارح نے جواب دیا کہ بھگے باطل نہیں کہ اسکا  
بیمہ بادشاہ ہو ولو زوجہا و لیکن مستویان قد تم السابق فان لم یجد رأو وقعا معاً بطلان اور اگر اسکا نکاح دو برابر کے دیون  
کر دیا تو بطلان نکاح مقدم کیا جائیگا اور اگر نہ معلوم ہو کہ بھلا کون اور بھلا کون ہے یا دو نکاح ساتھ ہی ہوئے تو دو نکاح باطل ہون گے دو برابر کے  
ولی نیست و بیعتی یاد و چو واللوی لا بعد الذویہ یغیبہ الا قرب فلوزیہ لا بعد حال قیام الا قرب نوقت علی جائزہ و جائز  
ہے ولی بعد کو نکاح کر دیا ولی اقرب کے غائب ہونے میں سو اگر نکاح کر دیا بعد نے اقرب کے موجود ہونے میں تو نکاح موقوف رہیگا اسکی اجازت  
نہا سو تیل بہائی نے نکاح کر دیا اسکے تہائی کے ہوتے تو نکاح موقوف رہیگا چاہو سکا بہائی جائز ہے چاہی باطل کرے ولو تحولت الولایۃ  
الیہ لم یجزلہا باجاً ذیہ بعد التحول قصستانی و ظہیرتہ اور اگر پہر آئی ولایت بعد کی طرف تو بھی نکاح نہ جائز ہوگا مگر بعد کی اجازت بعد  
پہر آنے ولایت کے کذا فی القستانی و الظہیرتہ یعنی بعد نے اقرب کے ہوتے نکاح کر دیا پہر اقرب مر گیا یا بالکل غائب ہو گیا تو اب ولایت بعد پر  
پہر آئی تو بھی نکاح جائز نہ ہوگا دون اور وقت کی اجازت کو مسافۃ القصیر و لشار فی الملحقہ ما لم یتمیز الکفوف الخاطیہ جابہ و اعتمدہ  
الباقانی و نقل ابن الکمال ان الفتوی علیہ تزویج بعد کی جائز ہے جب اقرب غائب ہو بمقدار مسافت قصر کے یعنی تین شبانہ روز اور  
تبعین میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے کذا فی حاشیۃ المدنی اور خستیار کیا ملتی ہیں کہ غیبت کی مقدار سیاتک ہو کہ کفو منگنی کرنے والا ولی  
اقرب کے جواب کا منظر نہ رہ سکو اور اسی پر باقانی نے اہما دیکھا اور نقل کیا ابن کمال نے کہ اسی روایت پر فتویٰ ہے جو ارا تون میں کہا کہ  
تعریف غیبت میں تصیم متکلف ہے تو اس روایت پر فتویٰ دینا بہتر ہے کہ جسپر اکثر مشائخ میں یعنی ملتی کی روایت پر کذا فی حاشیۃ المدنی  
و ثمرۃ الخلاف فیمن اختفی فی المدینۃ هل تكون غیبۃ منقطعۃ اور ثمرہ اختلاف بین القولین کا اس ولی اقرب میں ظاہر ہوگا  
جو جب رامشہر میں اسطرح کہ معلوم نہیں ہو سکتا آیا بھگے اختفا غیبت منقطعہ ہے یا نہیں تو بموجب روایت میں کے اس صورت میں بعد  
کی تزویج نہ جائز ہوگی اسو اسکو کہ مسافت قصر کی نہیں اور بموجب روایت ملتی کی جائز ہے اگر کفو ظاہر نہ کرے ولو زوجہا و لیکن

حیث هو جائز النکاح علی القول الطاهر فلهذا لا یجوز ان یتزوج بها کما یرى من قولہ نکاح جائز ہو گا  
 بنا بقول طاهر کہ کہ انی الطہرۃ اور نہ الفائق میں کہا کہ یہ نکاح جائز نہیں اسوہلکہ بسبب غیبت کے ولایت سقط ہو گئی چنانچہ محیط اور بسوط میں  
 کذا فی مامشیۃ المدنی ویثبت للابن بعد من اولیاء النسب شرح الوہابیۃ لکن فی القصصاتی عن الغیبات لو لم یز وجہ الاقرب  
 ذوقہ القاضی عند فوج الکفو و ثابت ہو بعد کہ اولیاء نسبی سے تبا و شاہ اور قاضی کل گیا کذا فی شرح الوہابیۃ لیکن قسطنطینی میں غیبت الغیبت  
 سے نقل کیا کہ اگر نکاح کرے دلی اقرب تو قاضی نکاح کرے جب خوف ہو کہ غیبت کے نکلے کا الذویہ بعض اہل اقرب ای بامتناعہ عن الذویہ  
 اجماعاً خلاصہ یعنی ثابت ہو بعد کہ نکاح اتو کہ روکنی سے یعنی اسکے امتناع نزدیک سے بعد کہ نکاح کر دینا ثابت ہو بالاجماع کذا فی الخلاصہ  
 یعنی جب اقرب نے بالکل نکاح کو روک دیا تو ولایت سے معزول ہوا تو اسوقت میں بعد قائم مقام اقرب کے ہو گا ولا یجوز السابغ بعون الاقرب  
 لمصوبہ بتوکیۃ تامۃ اور نہ اہل ہو گئی غیبت اقرب میں نزدیک بعد کی جو سابق ہو چکی اقرب کے پر آنے سے بسبب مامل نے نزدیک کے پوری  
 ولایت سے دلی الجھنق ہو الجھنق ولو عارضاً فی النکاح اما التصرف فی المال فلا کاتفاقاً ابتداء وان سفلح وان ابیہا کما مر ودلی  
 مجنونہ اور مجنون کا اگر یہ جنون عارضی ہو نکاح میں بیٹا ہی امام اور ابو یوسف کے نزدیک کوسافل ہو جیسے ہوتا اور پرتاب مجنونہ کا چنانچہ  
 اسی مذکور ہو چکا اور مال کے تصرف میں تو باپ دلی جو بالاتفاق شیخین اور محمد کے دلاول ان یا کمل لایبہ لیصح اتفاقاً اور ستر سیر ہو کہ مجنونہ  
 کہ نکاح میں باپ ام کرے ہو کہ نکاح کرے تاکہ اتفاق امام اور صاحبین کے صحیح ہو دلو اقرب الصغیر و صغیرۃ ادا اقرب وکیل سبیل  
 وکمل امر اوامول العید بالنکاح لم یفقد کلاہ اقرار علی الغیر اور اگر اقرار کیا صغیر یا صغیرہ کے دل نے یا اقرار کیا مرد کے وکیل یا عورت  
 وکیل نے غلام کے میان نکاح کا تو اقرار نافذ ہو گا اسوہلکہ وہ اقرار غیر شخص پر اور اقرار اپنی ذات پر محبت ہوتا ہو نہ غیر پر قسم القدر میں کہا  
 صغیر اور صغیرہ جبکہ بالغ ہو نکاح کہ منکر ہوں اسوقت میں دلی کا اقرار نافذ نہیں اور اگر دلی نے ادنیٰ حالت صغیر میں اقرار نکاح کا کیا اور  
 دو نوٹے بعد بلوغ کے اسکا نکاح نکلیا تو بالاتفاق صحیح ہے کذا فی مامشیۃ المدنی بخلاف مولی لایۃ حیث یفقد اجماعاً لان منافق ضعیف  
 ملک بخلان نوڈی مالک کے اسوہلکہ اسکا اقرار نافذ ہو اجماعاً اس سبب کہ منافق اسکو تو بیکے سونے کی ملک میں یعنی اکیر دے نوڈی کے  
 نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ اسکی نہیں اور اس نوڈی کو میان نے اسکی تصدیق کی تو اقرار مولی کا نافذ ہو گا الا ان یشہد الشہود علی النکاح  
 بان یشہد المقاضی خصماً عن الصغیر حیث ینکح فیکفای البینۃ علیہ مگر اسوقت اقرار دلی کا نافذ ہو گا جب گواہی دین گواہ نکاح کی اس طرح  
 کہ قاضی قائم کرے ایک مدعی علیہ صغیر کی طرف سے تاکہ وہ نکاح کا انکار کرے ہر اس پر گواہ قائم ہوں بھان سوال کا مقام تاکہ اقامت بینہ کی صغیر  
 منکر ہو کہ صحیح ہو گئی شارح نے جواب دیا کہ صغیر کے قائم مقام پر اقامت بینہ ہو گئی اور یدیک الصغیر او الصغیرۃ فیصلۃ ای الولی المخرج  
 یا بالغ ہو صغیر یا صغیرہ ہر اسکی تصدیق کرے یعنی دلی مقرر کی او یصدق الموکل او العبد عند الی حنیفۃ وقال لا یصدق فی ذلک تصدیق  
 کر موکل اپنی وکیل کے اقرار کی یا تصدیق کرے غلام اپنے میان کی اقرار کی نزدیک ابی صغیر کے اور صاحبین نے کہا کہ بدو شہادت اور تصدیق  
 کے بھی دلی وغیرہ کے اقرار کی تصدیق ہو گئی و ہذہ المسئلۃ مخرجۃ من قولہم من ملک الانشاء ملک الاقرب و لہا نظائر  
 اور یہ مسئلہ اقرار کا خارج ہے فقہاء کے اس قول سے کہ جو مالک ہو نکاح کا وہ مالک ہے اسکو اقرار کرنا یعنی باوجودیکہ دلی نکاح کا  
 مالک ہے لیکن اقرار نکاح کا مالک نہیں تو اس قاعدہ سے بھی مسئلہ مستثنی ہوا اور اس مسئلہ مستثنی کی اور بھی مثالیں ہیں جیسے فرض لینا صبی  
 کا یتیم پر کہ وصی اسکو نکاح کا مالک ہو اور اسکو اقرار کا مالک نہیں یعنی اسکا اقرار بدو شہادت کو نافذ نہیں فی ع مسئلہ ملقہ شام  
 کا اہل لوی جھنق و معتولہ تزویجہ اکثر من واحدۃ لہ ارکۃ و صنغۃ الشافعی و سبکۃ فی الصبیۃ للآجۃ آیا دست ہو مجنون اور  
 احمق بدتبر کے دلی کو اسکا نکاح کر دینا ایک عورت یا عورت کا بیوہ ہو کہ متا ہو کہ یہ مسئلہ اپنی مذہب میں میں نہیں دیکھا اور



اسکو امام شافعی نے منع کیا ہے اور اسکو سب کے حنفی جاپہ کیسا ہے نسبت عادت کے باب النکحاء کہ من کا فاء و اساء و اولمرا و هذا  
 مساواة مخصوصہ اور کوٹ المراء آؤ اذنی یہ باب ہر کفارت کا عربیوں میں کا فاء جب کسی چیز کے برابر ہو اور کتاب النکاح میں کفارت کے مراد مخصوص  
 برابری جو سکا اگر ذکر ہو گا یا ہوتا عورت کا کمتر مرد سے تو اگر عورت نے اپنا نکاح کیا اپنی سوا افضل مرد سے تو بیان ولی کو حق تفریق نہیں اسوہطیکہ اس  
 سوہٹین ولی کو مقام تنگ نہیں الکفارة معتد فی ابتداء النکاح لان ذمہ اوجہ برابری معتبر ہے شروع نکاح میں تو اگر نکاح کی وقت مرد عورت  
 کی برابری پر کمتر ہو گیا یعنی مثلاً فاسق ہو گیا تو نکاح فسخ نہیں ہوتا کفارت معتبر ہے لزوم نکاح کو اسوہط یعنی ہر چند نکاح بدون کفارت کے بھی صحیح ہے  
 لیکن ولی کا حق اعتراض باقی ہے یہی برابر ہو سکتا نکاح ہوتا تو لازم ہو گیا اور دوسری روایت پر کفارت کا اعتبار و اہم صحت نکاح کے جو یعنی نکاح بدون  
 کفارت کے صحیح نہیں ہوتا من حیث انہ ای الرجل لا یزال الشریفۃ تاکی ان تلکون فرائشا للذی کفارت کا اعتبار ہو مرد کی جانب سے اسوہطیکہ عورت  
 شریفہ انکار کرتی ہے کفر کے فرائش ہونے سے یعنی کمتر ہو کر بچہ بنا قبول نہیں کرتی لا تعذر من جانبہا لان الذمہ مستغفر من فلا یغنیہ ذناء  
 الفرائش برابری معتبر نہیں عورت کی طرف سے اسوہطیکہ نفع طالب ہے فرائش کا تو اسکو سب سے نہیں آیا کمتر مرد سے و هذا عند الكل فی الصحیح  
 کافی الجنازۃ لکن فی الظہیرۃ وغیرہا عندہ وعندہما تعدد فی جانبہا ایضا اور یہی معنی کفارت کا اعتبار مرد کی جانب میں عورت کی جانب  
 میں امام اور صاحبین کے نزدیک ہے قول صحیح میں کافی الجنازۃ لیکن ظہیرہ و غیرہا میں عورت کی کفارت کا احتیاط امام کے نزدیک ہے اور صاحبین کے  
 نزدیک کفارت معتبر ہے عورت کی جانب میں بھی کفارت وہی غرض لایستحقاق فلو نکحت رجلاً ولو تعلم حالہ فاذا هو عیال لا خیاف لہا بل لا یزال  
 او کفارت حق ہے ولی کا نہ حق عورت کا تو اگر نکاح کیا عورت نے ایک دوسرا نکاح مال عورت کو معلوم ہوتا تھا سو نکاح مان وہ غلام نکاح تو غنیاء عورت کو  
 بایہ اسکو اولیا کو حق قسم ثابت ہے ولو زوج و خولہا رضاً ہا و لو یعلموا بعدہم الکفارة ثم علوا لا خیاف لہا ولا یزالوا یستحلون الکفارة او  
 أخبرہم ہا وقت العقول فزوجوها علی ذلک ثم طهرناہ فیما یکنون کان لہم الخیار و لو الخیۃ فیلحقہ اور اگر اولیا عورت کا نکاح کر دیا  
 انہ کی رضامندی سے اور بخانا اولیا نے عدم کفارت کو بہر معلوم کیا کہ زوج کفر نہیں کر سکتا حسیا فسخ کا نہیں نہ اولیا کو نہ عورت کو مگر اسوقت کہ جب شرط  
 کر لی ہو اولیا نے کفارت کی اور خبر کر دی زوج نے اولیا کو کہ عورت کی نکاح کی وقت سوا اولیا اسی شرط پر اسکا نکاح کر دیا ہر ظاہر ہو کہ زوج غیر کفر ہو تو  
 اولیا کو خست یا مرد کو فسخ کا کذا فی الاولیاء الجبۃ سو اسکو یاد رکھنا چاہئے و تعذر الکفارة لکن ذم النکاح خلافاً لما لا یزال و معتبر ہے کفارت و اہم لزوم  
 نکاح کے خلاف امام مالک کے کہ اولیاء نزدیک کفارت کا کچھ اعتبار نہیں نسبتاً اول اعتبار پر ابیکا بحت نسبت ہے اسوہطیکہ آدمی نسب کا پڑا فقر کرنے  
 میں فقر نہیں کچھ ہم الکفارة بعض سو قریش آپ میں ایک دوست کے ہمسار اور برابر میں قریش اور ان کے تین میں جو اولاد میں نصر بن کنانہ کی اور نصر بن  
 کنانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہویں پشت میں اور جابر بن خلفاء اشدین قریش میں قریش باعتبار نسب کے ایک دوسرے سے افضل نہیں ہوا شعی  
 اور نوفل اور تیس اور عدوی سب برابر میں اور سہو اسوہط علی قریشی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا عمر فاروق سے نکاح کر دیا حالانکہ علی قریشی ہاشمی میں اور  
 عمر فاروق عدوی میں و بقیۃ العرب بعضہم الکفارة بعض قریش کے سوا اور باقی عرب آپس میں ایک دوسرے کے ہمسار اور برابر میں تو عجم کے لوگ  
 عرب کے ہمسار نہیں واستثنی فی الملتق بتعالیہ یبنی باہلۃ الخستہم والحق الاطلاق قالہ المصنف کا لیس و النہد الفتح و تعذر الکفارة  
 الاطلاق المصنف کا لکھنا و الذمہ اور ملتقی میں ہدایہ کی بیرونی سے نکالا ہے جو بالہ کو اور عرب مسلمان کی خست اور ذرات کو اور حق یہ ہے کہ  
 او کو عرب سے نکالا انما صحیح نہیں بلکہ مطلق عرب برابر میں بھی کتاب مصنف نے اپنی شرح میں مثل بحر الرائق اور نہر الفائق اور فتح القدر کو اور  
 اسکی تائید کرتا ہے مصنف کا مطلق کہنا اس میں مثل کنز اور درر کے و هذا فی العرب و اما فی الفح فمعتد بحجۃ و اسلاماً اور یہی معنی کفارت  
 نسب کا اعتبار فقط عرب میں ہے اسوہطیکہ محبی لوگوں نے اپنے نسب کو ضائع کر دیا تو عرب کے سوا عجم کے لوگوں میں برابری معتبر ہے جو ہونے میں اور  
 مسلمان جو میں فمیلہ بنفسہ او ملتقی غیر کفاری لہ ابوہا مسلمہ او حراً و معتق و اما حراً کا اصل سو جو مرد و نو مسلمان ہو یا آزاد ہو وہ

برابر نہیں اوس عورت کے جکا باپ یا چرے یا باپ اوسکا آزاد ہو اور اوسکی حرہ سلی سے ومن ابوہ مسلمہ اور غیر کفو لہذا بتایا کہ عورتیں اور بیکان  
 بیکان سے یا چرے وہ برابر نہیں اوس عورت کے جکا باپ اور دادا اور نو مسلمان ہیں و ابوان فیہما کالاباء لتمام النسب بالحق اور باپ  
 دادا کا حر اور مسلمان ہو تا برابر ہے چند پشت کے اسلام اور حر ہونے کی معنی دو پشت کی آزادی اور اسلام دس پشت کی آزادی اور اسلام کی برابر ہے تیسری  
 ہفتے کے دادا پر وہی الفہم لا یبعد مکافاة مسلم بنفسہ لمعتق بنفسہ اور نعم القدرین سے کہ بعد نہیں ہے برابر ہی مسلمان بنفسہ کی آزادی وغیرہ  
 سے اسو مسلم کہ مسلمان کے باپ دادا حر تھے مگر مسلمان نہیں اور آزاد کے باپ دادا مسلمان تھے مگر آزاد نہیں تو عیب سے دو فوقانی نہیں و اما معتق التوم  
 فلا یکان فی معتقہ الشریف اور جو مرد آزاد ہو کم ذات کا سو برابر نہیں اوس عورت کی جکا آزاد کرنا الا شریف سے و اما زنا اسلم فکفر منہ  
 اور جو مرد ہو کہ ہر مسلمان ہو اسو برابر ہو اور مسلمان کے جو مرد نہیں ہوا و اما الکفاء ثابت الذمیدین فلا یعتد الا لفتنة اور کفارت برسان  
 دو ذمیوں کے سو معتبر نہیں مگر وہ مسلمان کے فساد کے یعنی راجہ اور چار دو برابر ہیں لیکن اگر راجہ کی بیٹی نے بیکان کا کاح کیا تو قاضی عدلی کرادیکا خیال  
 عدم کفارت کے بلکہ وہ مسلمان کے فساد کے و معتد فی العرب العجمیۃ ای نفقہ فلیس فاسق کفو الصالحۃ او فاسقۃ بنت صالحہ معلوم  
 کان الا علی الظاہر فہی اور معتبر ہے عرب اور عجم میں کفارت و نیکاری کی معنی پرہیزگاری کی تو مرد فاسق برابر نہیں عورت صالحہ کے فاسقہ کے  
 جو صالح کی بیٹی سے فاسق خواہ معلوم ہو خواہ غیر معلوم بنا بر قول ظاہر کے کذا فی النہر و اما لابان یقعد حل الحجل و نفقۃ شہر لو غیر محرم  
 و الا فان یکسب کل یوم کفایتہا لو تطیق الحجاج اور معتبر ہے کفارت مال میں اس طرح کہ قادر ہو زوج مہر محل پر بطور رواج اور قادر ہو ایک مہر  
 کے نفقہ پر اگر پیشہ ور نہ ہو اور اگر پیشہ ور ہو تو کسب کر سکا ہو ہر روز بقدر کفایت عورت کے قدرت نفقہ پر اس وقت ضروری اگر عورت کو جماع کی قدرت  
 ہو و الا فقط مہر محل کی قدرت کافی ہے کافی الذخیرۃ و حرقۃ فمثل حالک غیر کفو مثل خیاطہ اور برابری معتبر ہے پیشہ میں سومانہ جو لا ہو کے  
 برابر نہیں مثل درزی کی بیٹی کے اسو سلیکہ جو لا درزی سو ذلیل ہے و لا خیاطہ لہذا و تاجر و لا ہا لعالیہ و قاضی اور نہ درزی برابر ہے  
 بنزاز اور سوداگر کے اور نہ وہ دو نو مہر میں عالم اور قاضی کے و اما اتباع الطلۃ فالحس من الكل اور حکام ظالمین کے خدام تو سب پیشہ ہیں  
 خستہ اور تہرہ میں اگرچہ صاحب مروت اور مالدار ہوں اسو سلیکہ اور کم مال ظلم اور ستم سر جمع ہونے میں و اما الوظائف فحق الحرف فضا جہا  
 کفو للکلی غیر ذیئۃ کبوا بنۃ اور دقت کے وظائف اور روزیہ حرفوں میں داخل ہیں جیسے امامت اور خطیبہ وغیرہ انی سود دقت کا وظیفہ دار  
 ہر سے تاجر کا اگر وظیفہ متیر ہو جیسے درباری اور فراشی و ذوات رئیس اور نظیر کفو لبنت لا مید بعضی جس اور مدرس یا ناظر مہر ہے  
 امیر کی بیٹی کا مہر میں کذا فی البحر و الکفاءۃ اعتبارہا عند ابتداء العقد فلا یضرب و الہا بعدہ اور اعتبار کفارت کا نزدیک شروع نقد  
 سے سو ضرر نہیں کرنا زوال مہر کا بعد عقد کے فلو کان وقتہ کفو انہ فخر کفر فیسہ سو اگر زوج وقت کاح کے عورت کا مہر تیار ہو مثلاً فاسق ہو گیا  
 تو کاح فسخ نہ ہوا و اما لو کان ذبا ثا ثو صا زنا جرا فانہ فی عا زہا لم یکن کفو ولا لا فہر یحاکم اور اگر شوہر پہلے داغ تھا پھر تاجر ہو گیا  
 سو اگر داغ کی عار باقی ہو تو مہر نہ ہوگا اور اگر اوسکی عار باقی نہیں تو برابر ہو گا چنانچہ نہر الفائق میں ہے بانبار بحث کے نہ برابر روایت مذہب  
 کے البحر کیونکہ کفو المعربۃ ولو کان البحر علیہ عالما و سلطانا و ہوا لاصح فتح عن الینابیع و ادعی فی البحرانہ ظاہر لہ لایۃ و اقوالہ  
 المصنف مرد عجمی برابر نہیں عورت عربیہ کے اگر عجمی عالم ہو یا بادشاہ ہو یا بعضی قول اصح ہے چنانچہ فتح القدر میں ہے یا بیع سو اور دعوی کیا بحر الزمان  
 میں کہ بعضی ظاہر الروایت ہو اور ثابت رکھا ہی کہ مصنف نے اپنی شیعہ میں و لکن فی الفہر ان فیہم الحسب بتد المصنف الجاہ فیکو کفو  
 للکفوۃ ینابیع و ان بالعلم فکفو لان شرف العلم فوق شرف النسب الجاہل کا جہر بہ البزاز سے و ارضاء الکمال منیرہ  
 والوجه فیہ ظاہر و لذل فی ان عایشۃ افضل من فالہۃ فقہستان کی لیکن نہر الفائق میں ہے کہ اگر حسیہ کی تفسیر صاحب مذہب اور  
 جاہ کی کہتے تو حسب والا مہر علویہ کا نہیں کذا فی الینابیع اور اگر تفسیر حسیب کی عالم کر کہتے تو برابر ہے علویہ کے اسو سلیکہ بزرگی علم کی فوق ہے بزرگی

نسب وراثت چنانچہ ایک یقین کیا ہے بزازنی اور پسند کیا کمال وغیرہ اور وجہ اسکی ظاہر ہے البتہ فیت علم اور سیوا کما گیا ہے کہ غایتہ مدنیہ افضل ہیں فاعلمہ زہرا سے یعنی بسبب کثرت علم کے کذا فی الفتاویٰ میں برجندی میں تصریح ہے کہ عالم اور بادشاہ علویہ کا کفو نہیں تو اس روایت سے تفصیل نہ اتفاق کی نفی ہوتی ہے اور قول اصح وہی جو متن میں ہے بموجب تصریح سید احمد محشی کے کذا فی حاشیۃ الدینی والحنیف کفو لبنت الشافعیہ اور حنفی مرد کفو ہے شافعی مذہب کے بیٹی کا ظاہر ایون کما تھا کہ شافعی جسے حنفی کا اسواسطیکہ حنفی کے ہمسرہ نہیں شافعی سے ملتا حنفی کو شامل نہیں لیکن شارح نے برعکس کہا اسواسطیکہ کہ بعض حنفی متعصب شافعی مذہب پر طعن کرتے ہیں حالانکہ امام شافعی رکن قسطنطنیہ میں ارکان اسلام سے اور محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ تو ان کے مقلد ہی برحق ہیں کذا فی حاشیۃ الدینی وصحتی شیئنا عن مذهبہ اجبتنا بملہ ہینا کا بسطہ المصنف معین بالجواہر الفتاویٰ اور جب ہمسو سوال ہو مذہب شافعی کا تو ہم جواب دین گے اپنی مذہب سے چنانچہ اسکو تفصیل بیان کیا ہو مصنف نے اپنی تشریح میں جواہر الفتاویٰ سے نقل کر کے جواہر الفتاویٰ میں یوں ہے کہ باکرہ بالغہ شافعی مذہب نے حنفی سے نکاح کیا اور باپ اسکا رضی تھا تو نکاح صحیح ہے اور سیطرہ اگر شافعی مذہب سے نکاح کرے ہمسو اگر سوال ہو کہ یہ نکاح مذہب شافعی میں صحیح ہو یا نہیں تو ہم یہی جواب دین گے کہ نکاح صحیح ہے ابو حنیفہ کے نزدیک اسواسطیکہ ہمارا مذہب شافعی ہے اور شافعی کا مذہب مرجوح اور اس مسئلہ کا باب الکفارات سے کچھ تعلق نہیں کذا فی حاشیۃ الدینی والقروی کفو للمدنی فلا عذرہ بالکفر لا عبرۃ بالجل خانیہ ولا بالعقل ولا بیتی یفسدہا البیم خلافاً للشافعی اور گانون کا رہنمو والا کفو ہے شہر کے رہنمو والیکا ترک کفارت میں شہر کا کچھ اعتبار نہیں ہمسو جو بصورتی کا کچھ اعتبار نہیں کذا فی الحاشیہ اور نہ عقل کا کچھ اعتبار ہے یعنی مجنون کفو ہے عاقل کا اور نہ اون عیون کا اعتبار جو عیسویہ فسخ ہو جاتی ہے جیسے جذام اور برص اور گندہ و مہنی بر خلاف مذہب شافعی کے لکن فی التشریح الموعین فی الجنون لیکن بکفو للعاقل لیکن نہ الفتاویٰ میں منقول ہو چکا ہے کہ مجنون ہمسر عاقل کا نہیں وکذا الصبیح کفو یغناؤا بآبہ اوتامہ و جلد نہ ہر بالنسبۃ الی التشریح المجمل کا مکرر بالنسبۃ الی التفرقة لان العادۃ ان الایامۃ یتکون عن الایامۃ المہر لا التفقة ذخیرہ اور سیطرہ کفو ہے بسبب لاری اپنی باپ کے اپنی ماکہ یا اپنی داد کے کذا فی التشریح کفو ہے نسبت مہر کے یعنی مہر محل کے چنانچہ سابق میں مذکور ہو چکا ہے نسبت نفقہ کے اسواسطیکہ عادت یہ ہے کہ باپ اور بیٹی ہیں اپنی بیٹوں کا مہر نفقہ کذا فی الذخیرۃ ولو نکحت باقل من مہر ما فللول العصبۃ الاحراض حتی یتقر مہر مثلہا او یفرق القا بینہما دفعا للعار اور اگر نکاح کیا عورت نے کمتر اپنی مہر مثل سے تو جائز ہر ولی عصبہ کو روک دینا یہاں تک کہ مہر مثل اسکا پورا ہو جاوے یا جدائی کرے قاضی دونوں ولی کو حق اعتراض واسطہ دفع عار کے ہو ولو طلقها الزوج قبل تفریق الولی قبل الدخول فلها نصف المسمی اور اگر طلاق دی اسی عورت مذکورہ کو شوہر نے قبل تفریق ولی کے دخول سے پہلے تو اسکو آدھا مہر میں لیکھا ولو فرق الولیٰ بینہما قبل الدخول فلا مہر لہا وان بعد فلا مہر لہا حتیٰ اور اگر تفریق کر دی ولی نے دونوں قبل دخول کے تو اسکا کچھ مہر نہیں اور اگر بعد دخول کے تفریق ہوئی تو اسکو پورا مہر میں لیکھا وکذا لو مات احدہما قبل التفریق فلا یس للولی المطالبۃ بالایتام لانہما یتکاح بالموث جواہر الفتاویٰ اور سیطرہ مہر میں لیکھا اگر دونوں سے کوئی مرگیا قبل تفریق کے تو ولی کو مہر مثل پورا کر لینا اسواسطیکہ نہیں ہو اسطو آخر مہر نے نکاح کے موت کذا فی جواہر الفتاویٰ اسے اسے بتدویر امرأۃ فن رجہ امۃ نفذ وقال لا یصح و ہوا مستحساناً لمتقی تبعاً للہدایہ امر کیا ایک نے دوسرے کو کسی عورت سے نکاح کر دینا کہ اسو وکیل نے موکل کا نکاح کر دیا لڑکی سے تو نکاح نافذ ہوگا اور صاحبین نے کہا کہ یہ نکاح صحیح نہیں یعنی نافذ نہیں اور یہ قول استحسان یعنی قیاس حنفی ہے یہ روایت متقی میں ہے ہدایہ کی ہر دی سے وصی استحسان کی ہے کہ نکاح کر لینا ہر ایک کو قدرت ہو تو وکیل کرنے سے عمدہ غرض یہ ہوتی ہے کہ نکاح ہمسر اور برابر سے ہونے کتر سے دفی مشرہ الطحاوی قولہما احسن للفقہ واختارہ ابو اللیث اقرب المصنف اور شرح طحاوی میں ہے کہ قول صاحبین کا بشر سے نفقہ کیواسطو اور پسند کیا اسکو

ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہے

فقہ ابو الیث نے اثبات رکھا کہ سو سنتیں اپنی شرح میں واجعو انہ لونی وجہ بنتہ الصغیرۃ او مؤلستہ لم یخیر کما امرہ بمعینۃ او یخیر او  
 آتہ فخالف او امر نہ بذویہا ولم یخیر فن جہا غیر کفو لم یخیر اتفاقاً اور اجماع کیا فقہانے اس پر کہ اگر نکاح کر دیا وکیل نے سوکل کا اپنی  
 جہولی میں سے یا اپنی محکوم عورت سے اور اولاد نہ ہو اس کی یا بیعتی تو جائز نہ ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی جیسے وہ نکاح جائز نہیں کہ امر کیا ایک نے دوسرے کو  
 کہ نکاح کرے میں عورت سے یا عرصہ سو یا نوڈی سے پر وکیل نے سوکل کی مخالفت کی یا عورت اپنی وکیل سے اپنی نکاح کر دینی کو کہا اور زوج کو مہر  
 نہ کر دیا سو وکیل نے اس کا نکاح غیر کفو سے کر دیا تو مجھ نکاح بالاتفاق جائز نہ ہو گا ولونہ وجہ المأمورہ بتکاح امرأتین فی عقد واحد  
 لا یشکل الخالفۃ اور سب کو امر کیا تھا ایک عورت سے نکاح کر دینی کا اور سنہ دو عورتوں سے نکاح کر دیا ایک عقیدین تو مجھ نکاح نافذ نہ ہو گا بسبب مخالفت امر  
 ولہ ان یجوز ہاوا احدہما ولونی عقدین لزم الاول وتوقف الثانی اور جائز ہے سوکل کو کہ دو عورتوں کا نکاح درست کرے یا ایک عورت کا  
 اور اگر دو نکاح دو عقیدین ہو او تو پہلا نکاح لازم ہو گا اور دوسرا موقوف رہے گا سوکل کی اجازت پر دلو امرہ بأمرأتین فی عقدین وجہ  
 واحداً او اثنتین فی عقدین جائز الا اذا قال لا ثم وجہی لا امرأتین فی عقد او عقدتین لم یخیر الخالفۃ اور اگر امر کیا ایک نے دوسرے کو  
 دو عورتوں کے نکاح کا ایک عقیدین سو نکاح کر دیا اس کا وکیل نے ایک عورت سے یا دو عورتوں سے دو عقیدین تو جائز ہو گا جب کہ کہا سوکل نے کہ میرا  
 نکاح کرنا اگر دو ہی عورتوں سے ایک عقیدین سو وکیل نے دو عقیدین دو عورتوں سے کیا یا یوں کہتا کہ میرا نکاح کرنا اگر دو ہی عورتوں سے دو عقد  
 میں سو وکیل نے دو عورتوں سے ایک عقیدین کر دیا تو مجھ مخالفت نہ جائز ہو گی ولا یتوقف الايجاب علی قبول غائب عن المجلس فی سائر  
 العقود من نکاح و بیع وغیرہما بل یجوز الايجاب لا یلحقہ الا جائزۃ اتفاقاً اور نہیں موقوف رہتا ایجاب اس کے قبول کرنے پر جو مجلس سے  
 سے غائب ہے حاضر نہیں تمام عقود میں یعنی معاوضہ کے عقود میں از قسم نکاح اور بیع اور ان دونوں کے سوا جیسے سلم اور اجارہ بلکہ ایجاب باطل ہو گا  
 اور نہیں لاحق ہو سکتی اس کو اجازت بالاتفاق وینول طریق النکاح واحد ما یجاب یقوم مقام القبول اور دوطرفوں کا یعنی ایجاب  
 اور قبول کا ایک شخص متولی ہوتا ہو فقط ایجاب جو قائم مقام ہے قبول کے چنانچہ زوجین صغیرین کے ولی نے کہا کہ میں نے دو نکاح کر دیا تو یہ  
 ایسا ایجاب ہے کہ قبول کے معنی میں اب اس کے بعد قبول جدا گانہ کی کچھ حاجت نہیں فی خمسۃ ہود یأثر کأن لیا او وکیل لا من  
 الجانبین او اصیلاً من جانب و وکیل لا من آخر او لثماً من آخر او لثماً من جانب و وکیل لا من آخر کن وجہ بنتی من  
 شوکل ایجاب اور قبول میں ایک شخص کا متولی ہونا یا پنج صورتوں میں منہر ہے جیسے ایک شخص جانبین کا ولی ہو مثلاً زیویون کے کہ میں نے اپنی اتن  
 کا نکاح اپنی پوتے سے کر دیا یا ایک شخص وکیل ہو دو طرف سے تو یوں کہے کہ میں نے سوکل کا نکاح اپنی سوکل سے کیا یا ایک طرف سے امیل ہو  
 اور دوسری طرف سے وکیل ہو تو یوں کہے کہ میں نے اپنی سوکل کا نکاح اپنی ذات سے کیا یا امیل ہو ایک طرف اور دوسری طرف سے تو یوں کہے کہ  
 میں نے اپنی حوا کی بیٹی صغیرہ کا نکاح اپنی ذات سے کیا یا ولی ہو ایک طرف سے اور وکیل دوسری طرف سے جیسے یوں کہنا کہ میں نے اپنی بیٹی کا  
 نکاح اپنے شوکل سے کیا لیس ذلك الواحد بفضول ولومن جانب وان مکمل کلا مین علی الراجح اذ قبولہ غیر معتبر بشرط  
 لصا تقر ان الايجاب لا یتوقف علی قبول غائب بشرطیکہ شخص واحد جو متولی ہے طرفین کا فضولی ہو گو ایک ہی طرف سے یعنی فضولی  
 نہ چاہئے نہ دو طرف سے نہ ایک طرف سے اگر وہ فضولی دو نکاح ہو بے بنا پر قول راجح کے یعنی اگر یوں کہے کہ میں نے زید کا نکاح کر لیا ہے  
 کیا پر یوں کہے کہ میں نے کریم کی طرف سے قبول کیا تو بھی درست نہیں اس واسطے کہ قبول کرنا فضولی کا مستتر نہیں شرعاً اس واسطے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے  
 کہ ایجاب موقوف نہیں رہتا غائب کے قبول پر و نکاح عقیدہ و امیہ بغیر اذن السید موقوف حل الا جائزۃ نکاح الفضولی اور  
 نکاح کرنا غلام اور لونہ کا بغیر اذن میان کے موقوف ہو میان کی اجازت پر صریح نکاح کر دینا فضولی کا موقوف ہو زوج یا زوجہ کی اجازت  
 پر فضولی وہ جو غیر اس واسطے موقوف نہ کرے بدون ولایت اور وکالت کے مثلاً زید محمد کا نکاح کسی عورت سے کرے حالانکہ زید محمد کا ولی ہے

توکیل تو بیعہ نکاح موتوف سے محمود کی اجازت پر اگر محمود نے اسکو جائز رکھا تو نکاح نافذ ہوا اور نہیں تو باطل ہو گیا سیحی فی البیوع توقف عقوبہ  
 کلمہ ان لہا جیدۃ حالۃ العقد والا تبطل عن قرب آویگا کتاب البیوع میں موتوف ہونا تمام عقود فضولی کا اگر اداون عقود کا اجازت دینو والا  
 وقت عقد کے ہو گا اور اگر حالت عقد میں ادا کا بجز نہیں تو عقود باطل ہیں ولابن العثران یزید جہ بنت عتہ الصغیرۃ اور بایزید جہ کے بیٹے نکاح  
 کڑا بیزید جہ کی جو بیٹی کا اپنے ساتھ فلو کبیرۃ فلا یجد من الاستیذان حتی لو تزوجها بلا استیذان فسلکت او اقصمت یا اخصمت  
 لا یجوز عندہا وقال ابو یوسف یجوز وکذا القول المعنی والحاکم والسلطان جوہرۃ یعنی بخلاف الصغیرۃ کما مر فیلخص سواگر  
 بنت عم کبیرہ ہو یعنی بالغہ تو ضرور سے استیذان سے یہاں تک کہ اگر ابن عسّم اوس سے نکاح کر لیا بدون استیذان کے سو وہ چہرہ ہی یا رضامندی  
 کی تصریح کر دی تو بھی نکاح جائز نہیں نزدیک امام اعظم کے اور محمد کے اور کہا ابو یوسف نے کہ جائز جو اور سیطرہ مولیٰ آزاد کر لیا لیکو اور حاکم اور  
 سلطان کو نکاح بالغہ میں استیذان ضرور سے بدون استیذان کے عقد جائز نہیں کذا فی الجوہرۃ یعنی سخلاف صغیرہ کے اسو سلیکۃ قاضی اور سلطان کو  
 صغیرہ سے اپنا نکاح کرنا جائز نہیں چنانچہ بھیہ سابق مذکور ہو چکا تو بیان تحریر اور تعلیم چاہئے ایسا نہ کہ کوئی قاضی اور سلطان کو بے شبہ کے  
 جو از نکاح صغیرہ میں بالغہ ابن عم کے سبب سے نفسہ فیکون اصیلاً من جانب ولینا من آخر ابن عم کہ جائز سے نکاح صغیرہ کا اپنی ذات  
 سے تو ہو گا ابن عم اصیل اپنی جانب سے اور ولی دوسری جانب سے اور سیطرہ مولیٰ آزاد کنندہ صغیرہ کے نکاح میں اصیل ہو گا اپنی طرف سے اور ولی ہو گا  
 صغیرہ کی طرف سے نکاح کیلئے الذی وکلنہ ان یزید جہا من نفسہ فان لہ ذلک فیکون اصیلاً من جانب ولینا من آخر مباح کہ  
 جائز ہی عورت کے وکیل کو کہ اوس کا نکاح کرے اپنی ذات سے سو اوسکو بھیہ نکاح کر لینا درست ہے تو ہو گا اصیل اپنی جانب سے اور وکیل عورت کی  
 طرف سے بخلاف مالو وکلنہ بلز ویجہا من ذیل فروجہا من نفسہ لا فلها نصیبہ من زوجا لا مئذ وجا برفلان اوسکو بھیہ ہے کہ  
 اگر عورت نے اوسکو وکیل کیا اپنی نکاح کر دینو کا کسی مرد سے سو وکیل نے نکاح اپنی ساتھ کر لیا تو جائز نہیں اسو سلیکۃ عورت نے وکیل کو نکاح کرنا  
 قرار دیا نکاح کر لینے والا وکلنہ ان یتصرف فی امرها وقالت لہ زوجہ نفسی من شئت لویعہ تزویجہا من نفسہ کما  
 فی الخانیۃ والاصل ان الوکیل معرک بالخطاب فلا یدخل تحت النکح یا وکیل کیا عورت نے اوسکو تصرف کرے اوسکا امر میں یا کہا  
 کہ میرا نکاح کرے جس سے کہ تو چاہے تو نہ صحیح ہو گا وکیل کو اوس کا نکاح کر لینا اپنی ذات سے کذا فی الخانیۃ اور عدم جواز کا قاعدہ کلیہ بھیہ ہے کہ وکیل  
 بخطاب کرنے عورت کے معرفہ یعنی معین ہو گیا تو نہ داخل ہو گا معرفہ تحت کر کے یعنی غیر معین کے خلاصہ بھیہ ہے کہ وکیل بخطاب کے معین ہو گیا  
 اور عورت نے وکالت میں زوج کو معین کیا اور قاعدہ بھیہ ہے کہ معین غیر معین میں داخل نہیں ہوتا ولو آجاذ من لہ الا جازۃ نکاح الفضول  
 بعد موتہ صحیح لان الشک قیام العقول واصل العاقدین فقط بخلاف اجازۃ بیعہ فانہ یشذہ قیام اربعۃ شئیاء کما  
 سیحی اور اگر اجازت وہی ہو سکوا اجازت دینو کا اختیار سے یعنی زوج یا زوجہ نے جائز رکھا فضولی کے نکاح کو بعد اوسکو مریتو تو نکاح صحیح ہو گا  
 اسو سلیکۃ سمیت نکاح میں اجازت کے وقت شرط سے قیام مقودہ کا یعنی جس کے واسطے نکاح منعقد ہوا اور احد العاقدین کا فقط ایک عاقد کی موت  
 یعنی فضولی کی غیر سمیت نہیں ہو سلیکۃ و لہ قاعدہ موجودہ بخلاف اجازت بیع فضولی کو کہ بیک وقت فضولی کے جائز نہیں ہو سلیکۃ بیع فضولی کی سمیت میں چاہیہ کہ قیام شرط بیع سیحی اور دونو  
 عاقد اور قیام شرط سیحی کا بیان آگے آویگا کتاب البیوع میں فروع بھیہ چند مسائل میں شارح کے الحاق فی الفضول قبل الاحرازۃ لا یمکن فقہر  
 النکاح بخلاف البیوع فضولی قبل اجازت مالک کے مالک نہیں نکاح تو بیع بخلاف بیع کے کہ اوسکو توڑ سکتا ہو قیام شرط و حق عقد الوکیل  
 موافقہ فی المهر المستطی شرط ہو اسطی لازم ہونے عقد وکیل کے موافقت رکھنا موکل کی مرضی میں تو عدم موافقت میں نکاح لازم ہو گا بلکہ  
 موکل کو اختیار ہو گا قبول کرے یا نہ کرے و حکم دسولی کو وکیل اور حکم پیامی کا مثل حکم وکیل کے ہو مثلاً مرد نے عورت کو یا کسی کو بھیجا نکاح کا  
 پیام لیکر ادا عورت نے نہ قبول کرے و مرد قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہو گا بشرطیکہ مہر سی میں مخالفت نہ ہو یا بامہر



عورت کا پھر وغیرہ سے مجھے اور نکلی یا کبھی سے یا موسم کی تہی سے بخلاف اسکا اگر ڈھکیلنے سے زوال بکارت کا ہو گیا تو نصف مہر سہی واجب ہوگا طلاق قبل طہی سے ولولہ فم کچھنے فعل الحینۃ ایضا نصف مہر مثل ان طلققت قبل الدخول والاکم فکلمہ نہ ہر شے اور اگر امینی کے ڈھکیلنے سے زوال بکارت کا ہو گیا تو اجنبی پر بھی نصف مہر مثل واجب ہوگا اگر طلاق ہوئی عورت کو قبل دخول کے اور اگر بعد دخول کے طلاق ہوئی تو پورا مہر مثل واجب ہوگا چنانچہ یہ حدایت نہ الفائق میں ہے بنا برکت کے ویجب نصفہ بطلاق قبل طہی و مخلوق فلو کان نکحها علی باقیمتہ خمسۃ کما کان لہا نصفہ و طلاق و نصف و واجب پورا مہر نصف مہر طلاق قبل طہی یا خلوت سے تو اگر نکاح کیا عورت اسی چیز پر جسکی قیمت با پنج درم تھی پورا و سو طلاق دی قبل طہی یا خلوت کے تو وہ چیز اجنبی عورت کو ملیگی اور ارشائی درم اور طہی کے تو اسی چیز عورت کو ہوا سطر ملیگی کہ نصف مہر تھا ہو طلاق قبل طہی سے اور چونکہ مہر دس درم سے کم تھا تو دس کا پورا کرنا واجب ہوا اس سطر ارشائی درم اور عورت کو عین گئے تا اقل مہر کامل ہو جائے و عاذا الذی نصف ال ملک المرفوع بحرم الطلاق اذ الیک مسئلہا و ان کا مسئلہا الہام یطل ملکامہ بل توقف علی ذہ الی ملکہ علی القضاء و الرضاء اور پھر آویکا نصف مہر زوج کی ملکیت میں مجر و طلاق دینے کے جب کہ زوج سے زوجه کو مہر تسلیم کیا ہوا اور اگر مہر کو تسلیم کر دیا ہو تو عورت کی ملکیت کل مہر قبل طہی کے باطل نہیں ہوتی بلکہ نصف مہر کی ملکیت کا ہو و کرنا زوج کی طرف سے عورت کی رضامندی پر فلہذا لا نفاذ لیثقہ ای الزم عتہ المہر بعد طلاقہا قبلہ ای قبل القضاء و نحوہ لعدم ملکہ قبلہ تو اسی سبب نافذ نہیں زوج کا آزاد کرنا مہر غلام کو بعد طلاق دینے عورت کے تضایا رضاسو پہلے سبب مالک بچنے زوج کے قبل تضایا رضاسو یعنی جب ملکیت زوج کی تضایا رضاسو موقوف ہوئی تو بدو ن اسکو آزاد کرنا کیونکر ثابت ہوگا و نقل نصف المرقۃ قبلہ فی الکل بقاء ملکھا اور نافذ ہوگا نصف کرنا عورت کا قبل تضایا رضاسو کے کل مہر میں سبب باقی رہنے ملکیت عورت کے تو جس غلام پر عورت مہر کی وجہ سے قبضہ کیا بعد طلاق ہو گیا تو بھی اگر اسکو آزاد کر دے تو یہ عتق نافذ ہوگا اس سطر کہ اسکی ملکیت کل مہر پر قبل تضایا رضاسو کے ثابت ہو و علیہا نصف قیمتہ الاصل یوم القبض لان زیادۃ المہر المنفصلہ تنقص قبل القبض لا بعدہ اور عورت پر واجب ہوگی نصف قیمت اصل کی جو قبضہ کرے گی دن قیمت تھی فقط اصل قیمت اس سطر و جب تک کہ مہر کی بدی زیادتی تنصیف ہوتی ہے قبضہ کر نیسے پہلے نہ بعد قبضہ کر نیسے یعنی عورت کو مثلاً نوٹھی مہر میں بی براء اسکی ٹرکی پیدا ہوئی پھر عورت مطلقہ ہوئی قبل طہی کے تو قبضہ نوٹھی کی قیمت قبضہ کر نیسے دن تھی اسکی نصف قیمت عورت زوج کو پیر و گی مگر نوٹھی کی اولاد کو بالکل اپنی ملک میں لے گی اس سطر کہ اولاد زیادتی منفصل ہے اور زیادتی منفصل کی تنصیف قبضہ کر نیسے بعد نہیں ہوتی و وجب مطلق المثل فی الشغار و ہوان من قبضہ بذتہ او اخذہ علی بیعہ المثل و بقیۃ المثل معاوضۃ بال عقدین اور واجب ہو مہر مثل شغار میں شغار اسکو کہتے ہیں کہ نکاح کر دی و ایک و اپنی بیٹی یا پس کا دوسرے مرد سے اس شرط پر کہ دوسرا مرد مثلاً اپنی بیٹی یا پس کا نکاح کر دی اس سے تاکہ ایک عقد دوسرے عقد کہلا ہو مطلق و تو دونوں نکاح مہر سے خالی ہو کر وہو منہ عنہ الخلو عن المہر فأوجبنا فیہ مہرا المثل فلویق شغارا و شغار منوع ہو عیت سے سبب خالی ہونے شغار کے مہر سے سو ہمیں و اس میں مہر مثل واجب کیا مہر شغار نہ باقی رہا یعنی شغار اسی سبب منوع ہوا کہ اس میں مہر نہیں ہوتا پھر جب مہر مثل اس میں واجب قرار دیا تو عقیقت میں شغار نہ باقی رہا صحاح ستہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مہر دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا و فی حدیث زوجہ من سنۃ الامم و لیس فیہ اوائۃ لان فنیۃ قلب الموضوع کذا قالوا اور واجب ہو مہر مثل زوج مہر کچھ تین ایک برتن تک یعنی ایک برتن کی خدمت کرنا مہر شغار ہو حرہ کا یا نوٹھی کا اس سطر کہ مہر کے فارم جو ہمیں قلب موضوع ہے یعنی اولاد حاصل نہ ہونے سے کہ زوجہ زوج کی خدمت کرے پھر جب زوج کا خدمت کرنا مہر شغار تو بالکس ہوا اس سطر تا دست ہوا اور مہر مثل اس میں واجب ہوا ایسا کچھ نقصانے کہا ہے فاضی خان نے کہا کہ زوج سے خدمت لینا حرام ہے اس سطر کہ ذلت کا سبب کھڑا فی ما شیتہ الدنی و فسادہ حدیثہ زید چھ اصل ان فی حدیث سیدھا و ولینا فی قصۃ شعیب مع مثنوی حلیمہا السلام اور فساد و تعلیل فقہا کا یہ ہے کہ صحیح ہو نکاح نوٹھی کا اس مہر پر کہ خدمت کرے



زوج اور سوا مالک کی یا حرہ کا نکاح اس شرط پر کہ زوج اور سوا مالک کی کفایت کرنے سے بلیل قصہ شعیب کے ساتھ موسیٰ علیہما السلام کے اسوہ شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح موسیٰ علیہ السلام سے کیا اور اٹھ برس یا دس اپنی کریان چرانا مقرر کر لیا اور ان سے کھیت پر عمل خدامہ عبدہ او آمنہ اور عبدہ برضاء مولا کا اور آخر برضاء جیسے صحیح ہو نکاح اس مہر پر کہ شوہر کا غلام یا نوٹھی خدمت کرے زوجہ کی یا غیر کا غلام خدمت کرے اور اپنی مالک کی مرضیت سے یا کوئی اور حرا اپنی خوشی خدمت کرے لیکن جب حرکت مہر ہوگا تو زوج پر خدمت کی قیمت واجب ہوگی اسوہ سلیمہ خدمت مہر میں مفاسد بہت ہیں عورت ہونا اجنبی سے یا انکشاف بعض اعضا کا کذا فی فتح القدر فی تعلیم القرآن للنص بالابتغاء بالمال وجوب ہر مثل تعلیم قرآن میں بوجہ نص قرآنی کے کہ طلب نکاح کی مال سے چاہو قرآن شریف میں فرمایا کہ اَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ یعنی نکاح طلب کرو اپنی مالوں سے اور تعلیم قرآن مال نہیں اسوہ سلیمہ قرآن میں ہر مثل واجب کیا و بَاءُ اَرْجُوْكَ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ لِلْسَّبِيَةِ اَوَّلِ التَّعْلِيلِ لَكِنْ فِي الْبَهْرِ يَنْبَغِي التَّحْيِيْرُ عَلَى قَوْلِ الْمُتَأَخِّرِينَ اَوَّلِ اَرْجُوْكَ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ کی و اسوہ سبیت یا تعلیل کے یہ بھیہ شارح نے دفع و مل کا کیا یعنی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے ایک صحابی سے فرمایا کہ ازواج بما معك من القرآن کہ میں تیرا نکاح کیا ہوں بدلے قرآن کے جو تیری ساتھ ہے تو معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کی مہر ہے شارح نے اس کا جواب دیا کہ بھیہ دلیل اس وقت میں پوری ہوتی کہ اس حدیث میں بی کا حرف فقط عوض کے معنی میں مخصوص ہوتا بلکہ سبیت اور تعلیل کے معنی اس میں ہو سکتے ہیں یعنی سبب قرآن یا مہر ہو سکتا ہے قرآن کی برکت سے تیرا نکاح کیا تو تعلیم قرآن کا مہر ہونا ثابت ہوا چنانچہ اول باب میں اس حدیث کا بیان ہو چکا لیکن نہ الفاظ میں کہا ہے سزاوار بھیہ ہے کہ تعلیم قرآن متاخرین کے قول پر مہر ہو سکتی ہو اگر ائمہ اور نہ الفاظ میں کہا ہے کہ متاخرین کا فتوہ اس پر کہ تعلیم قرآن اور تعلیم فقہ پر اجرت لینا درست ہے پر جب اجرت لینا درست ہو تو مہر ہونا بھی درست ہوگا اسوہ سلیمہ جسکی اجرت لینا جائز ہو اسکا مہر ہونا بھی جائز ہے اور فتح القدر میں ہے کہ قول مفتی پر تعلیم قرآن کا مہر ہونا صحیح ہے لکن فی حاشیۃ المدنی ولها خد مثله لو كان النضر عبدك ما ذونك في ذلك اما لئلا تخد مثله لها حرام لمافيہ من الاكافه والاذلال و کذا استخذاه من عن البدایع اور جائز ہر حرہ عورت کو خدمت لینا شوہر سو بشرطیکہ شوہر غلام ہو اور اسکی مالک نے خدمت کر سکی اجازت دہی یعنی اگر غلام! اجازت اپنی ہونے کی حرہ سو نکاح کرے اور ایک برس کفایت مثلاً مہر شرعی تو درست ہے اسوہ سلیمہ خدمت کر نہیں غلام کی ذات نہیں لیکن جو خدمت کرنا زوجہ کی حرام ہے اسوہ سلیمہ سمیرنات اور امانت پر اور اسطرح زوجہ کو شوہر سے خدمت لینا حرام ہے چنانچہ نہ الفاظ میں ہے برائے سے ولذا يجب مهر مثل فما اذا لم يثبت مهر او نفق ان وطئ الزوجه او مات احدهما اذا لم يترضا على شيء يصليهما مهر ولا فذلك المسمى هو الواجب اور اسطرح واجب ہو مثل اوس صورتیں جب کہ مہر کا نام نہ لیا گیا یعنی نکاح کیا اور مہر کے ذکر سے سکوت کیا یا نفی مہر کی کی یعنی یون کہا کہ مہر نکاح کیا ہون مہر کے تو مہر مثل واجب ہوگا اگر وطی کی مہر زوج نے یا دونوں میں سے ایک مہر کیا بھیہ اوس وقت بوجہ دونوں نہ راضی ہو گئے ہوں کسی چیز پر مہر ہو سکتی یا قوت رکھتی ہو اور اگر کسی چیز پر راضی ہو گئی ہو تو وہی چیز واجب ہوگی مہر مثل کی کچھ ضرورت نہ ہے اوسٹی خیر او خذ بواو هذا الخل وهو خمر وهذا العبد وهو خمر لئلا يخذ التسليم يا نام یا شراب یا سور کا مہر میں تو مہر مثل واجب گا اسوہ سلیمہ شراب اور سور مسلمان کے حق میں مال نہیں یا اشیا کو ایک بزن کی طرف اور کہا کہ بھیہ سرکہ مہر ہے حالانکہ وہ شراب ہو یا ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ بھیہ غلام مہر ہے حالانکہ وہ حرہ تو مہر مثل واجب ہوگا اسوہ سلیمہ تسلیم کرنا حرام کا مستند ہے اسوہ سلیمہ تسلیم کرنا حرام کا مستند ہے کہ مسلمان کے کام کے نہیں اوداۃ او ثوباۃ اوداۃ او ثوباۃ جنسہما یفیش الجھالۃ یا نام یا مہر میں جانور کا یا کپڑا کا یا گھر کا اور نبی کیا اور مکی جنس کو کہ کون جانور گھوڑا یا بیل اور کون کپڑا اطل یا گزی اور کیسا گھر کجا یا کجا نو یا مہر صحیح نہیں سبب کثرت جمالت کے کہ کچھ امتیاز نہیں ہو سکتی لہذا ان صورتوں میں مہر مثل واجب ہوگا و يجب متعة لمؤمضة هي من رقت بلا مهر طقت قبل الوطئ اور اوسے متعة مؤمضة کبر سطر مؤمضة وہ عورت جو جبکا نکاح ہوا بدن مہر کے جو سطر مؤمضة ہوئی قبل وطی کے وہی حرج و خسار و لمؤمضة لا تؤید علی نصفہ اے



عن البحر والخلوة مبتدأ خبر قولہ لایزال کالوطی اور غلطی کا مبتدأ ہے اور خبر اس کی مسند کا آئندہ قول کا و طی ہے بیان احکام غلطی سمجھ کے شروع ہوئے غلطی سمجھ پر بار و طی کے ہے بشرطین موانع کے اور مبتدأ اور خبر میں موانع کا بیان ہے بلا مانع حتیٰ کما یزال لایزال ہا میں لایزال طبعی کو جو نہ نالت عاقل ذکرہ ابن الکمال وجعلہ فی الاستراد من الجحیۃ وعلیکہ فلیکن للطبعی مثال مستقل غلطی بدون مانع جس کی مانند دلی کے ہوا مانع حتیٰ وہ جو جو اس سے معلوم ہو جس پر زوج یا زوجہ کا ایسا بیمار ہونا کہ مانع ہو طی کا اور غلطی بدون مانع طبعی کے جیسے زوجہ اور زویہ میں سے کسی شخص عاقل کا موجود ہونا ایسا ذکر کیا ابن کمال نے اور جو نکاح کو اسرار میں مانع حسی سے ٹھہرا یا جو تو اس قدر بر مانع بلکہ کوئی مستقل مثال نہیں ہے وشرعی کا حرام لغرض او فغلل اور مانع شرعی جیسے احرام فرض حج کا یا نفل حج کا ومن الجحیۃ رتق بفتحتین التلاخیر وقتی بالسلکون عظم وعقل بفتحتین غدا و صقرن لوی زوج لا یطاق معہ الجماع اور مانع حسی سے رتق ہے رتق بفتحتین معنی قیام ہے یعنی شرکاء کا ایسا بند ہونا کہ داخل مکن نہ ہو اور مانع حسی سے قرن ہے قرن بالسلکون عظم ہے یعنی ایسی بڑی شرکاء میں جو مانع ہو دخول کی اور یعنی قرن کو غلطی غلطیہ کہتے ہیں اور بعضے گوشت زائد کو کہتے ہیں اور مانع حسی سے عقل ہے عقل بفتحتین غدا ہے قانس میں کہا کہ عقل ایک شے ہے کہ عورت کی شرکاء سے نکلتی ہے جیسے فوط بڑھنے کی بیماری مرد کو ہوتی ہے اور بحر الرائق میں کہا کہ عقل ایک شے ہے کہ عورت کی شرکاء میں نکلتی ہے یعنی مثل توبہ کے اور مانع حسی سے نکلیں ہے اگرچہ زوج ہی کہ سن ہو ایسا نکلیں کہ قدرت نہ ہو اس حال کے ساتھ جماع کر سکی و بلا وجہ نالت معہما ولونا عما او اعلمی ان یكون الثالث صغیر لا یعقل بأن لا یعتبر عما یكون بدھما او یجوز ان او صغریٰ علیہ لکن فی الذرازیۃ ان فی الدلیل صححت لا فی النهار ولذا لا اعلمی الا صحۃ او جارية احدهما فلا ینتم بہ یفتی مبتدئ و یزال کالوطی کے ہے بدون موجود ہونے سے شخص کے زوجین کے ساتھ اگرچہ شخص ثالث سوتا ہو یا اندام مانع ہو غلطی کا مگر کچھ کہ تیسرے شخص صغیر لا یعقل ایسا ہو کہ بیان کر کے جو دونوں میں ہوتا ہو یا دیوانہ یا بیہوش ہو تو غلطی زوجین کا مانع نہیں لیکن نیازہ میں ہے کہ اگر غلطی رات میں ہے اور دیوانہ یا بیہوش یا اس ہو تو غلطی باس ہو تو غلطی صحیح ہے اور دین غلطی صحیح نہیں اسو اسطیکہ مجنون کو کہی اور اک ہوتا ہو اور بیہوش گاہی ہوش میں آتا ہے اور ایسا ہی حال اندر جو کہ ہے قول اصح میں یا شخص ثالث لوطی ہو زوج کی نیازہ کی تو لوطی کا ہونا زوجین کے پاس غلطی کا مانع نہیں بھی قول مفتی بہ جو کذا فی المبتدئ خبر الرائق میں کہا کہ جاریہ میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا جاریہ مانع غلطی کی نہیں زوجین کی ہو یا اور کیسی اور بعضوں نے کہا کہ زوجہ کی جاریہ مانع ہے غلطی کی بخلاف جاریہ زوج کے اور مختار کچھ جو کہ زوج اور زوجہ دونوں کی جاریہ مانع غلطی کی نہیں کذا فی الخلاصۃ اور سی بر فتوحہ کذا فی المبتدئ اور امام شری نے بسوط میں کہا و دونوں کی جاریہ مانع ہو غلطی کی اور بھی ہے قول امام اور صاحبین کا اسو اسطیکہ لوطی کے روبرو جماع کرنا زوجہ سے بطبع نہیں ہو سکتا انتہی علی الخصوص وہ کی جاریہ کی روبرو و طی کرنا کی طرح حلال نہیں اسو اسطیکہ وہ اجنبی ہے زوج سوا اولاد لائق کچھ ہے کہ اس قول سے عدول کیجئے کہ باعتبار روایت اور روایت کے قوی ہے اور عجیب ہے کہ امام اور صاحبین کی مخالف قول کو مفتی بہ قرار دیکھو اور متن میں داخل کیجئے حالانکہ کی طرح لائق ترجیح کے نہیں کذا فی حاشیۃ الدنی عن الشیخ محمد بن الممشی والکلب یمین ان کان عقوداً مطلقاً و فی الفہم وعندی ان کلبہ لا ینتم مطلقاً او کلان وجہ ولا یکن عقوداً او کان لہ لا ینتم اور کتب کا ہونا زوجین کے پاس مانع ہے غلطی سمجھ کا اگر کتب ہو تو مطلق مانع ہے زوج کا کتا ہو یا زوجہ کا رات ہو یا دن اور فتح القدر میں کہا کہ میرے نزدیک زوج کا کتا مطلقاً مانع غلطی کا نہیں کتا ہو یا نہ ہو اسو اسطیکہ کہ اپنے مالک کو ہرگز نہیں کتا تو وہ بیوقوف و طی پر تادم ہو گا یا کتا زوجہ کا ہو تو اس کا ہونا مانع ہے غلطی کا اسو اسطیکہ زوجہ کا کتا اپنی بی بی کو مرد کے تلے ہو کر غضب میں آدیا اور حملہ کر گیا اور اگر کتا نہ ہو یا کتا ہو اور زوج کا ہو تو مانع غلطی کا نہیں اسو اسطیکہ کلب عقدا اپنے مالک کو نہیں کتا چنانچہ فتح القدر کی روایت میں مذکور ہو چکا و یق منہ حلاً صلا حیۃ النکاح کسجد و طریق و صلا و بیت بابا مفتوح و ما اذا لم یفر فھا اور باقی رہ گیا مانع حسی سے عدم صلاحیت مکان کی یعنی مکان لائق و طی کے ہونا جیسے مسجد اور راہ اور بایان اور جہت بدون پردہ کی اور کوئی

جسکا رد ازہ نما ہے سو اس طرح کہ بھد مکانات آمد و رفت اور نظر غیر سے غالی نہیں اور باقی رہی مانع شرعی کی وہ صورت جبکہ زوج زوجه کو نہ پہچانے سو اسطریقہ قدرت و ملی کی بدون معرفت زوجہ کے شرعاً متصور نہیں و صوم الصوم الطیخ و المفذ و الکفارات و القضاء غیر مانع لیفتہا فی الاصحہ اذ لا کفار با لا فساد و مفادہ انا لو اکل ناسیئاً فامسک فخلی بها ان یصح و کذا کل ما اسقط الکفارۃ فیہ اور روزہ نفل کا اور نذر اور کفار اور فضا کا مانع نہیں صحت خلوت کا قول اصح میں سو اسطریقہ ان روزوں کے توڑ نہیں کفارہ نہیں اور مفاد اس تحلیل کا یہ ہے کہ اگر صائم ہو کر کھائے یا پیو یا سنا یا باقی دن کا اسکا کیا پر عورت سے خلوت کی تو بھد خلوت صحیح ہوگی سو اسطریقہ حسین کفارہ نہیں چنانچہ اسکی تفصیل کتاب الصوم میں ملے گی اور سیوط جو کفارہ کو ساقط کرے سو مانع صحت خلوت کا نہیں کہ نہ فی الشرب بل المانع صوم و صحتان اداء و صلوٰۃ الفرض فقط بلکہ مانع خلوت صحیح صوم ہے ادا و رمضان کا اور نماز فرض فقط خواہ نماز ادا کی خواہ قضا کی اور باقی رہ گیا مانع شرعی سے وہ طلاق جو خلوت پر معلق ہو یعنی زوجہ کے ساتھ عورت سے کہ اگر میں میرے ساتھ خلوت کروں تو مجھ کو طلاق ہے پھر اوسنے خلوت کی تو طلاق واقع ہوئی تو زوج فقط نصف مہر دیکھا سو اسطریقہ خلوت کرتے ہی عورت مطلقہ ہوگئی تو دلی حرام ہوئی کذا فی الواقعات اور بزازیہ اور خلاصہ میں ہے کہ اس طلاق میں عدت واجب نہیں کذا فی حاشیہ اللہ لکالوطی فی الجئی ولو کان الزوج جھبیا او عتیا او حصیا او خنہ ان کلمہ حالہ ولا فتکاحہ موقوف یعنی خلوت بدون مانع مذکورہ کے برابر دلی کے ہے چند احکام میں جکا ذکر آئے آتے ہیں اگرچہ زوج مقطوع اند کرد الخصیتین ہوا یا مرد ہو یا خسی ہو یا عیسیٰ ہو یا بشر طریکے نشتے کا حال قبل خلوت کے مکمل کیا ہو یعنی مرد ہونا او سکا ثابت ہو گیا ہو تب اسکی خلوت مانند دلی کے ہوگی اور اگر نشتے کا حال نہ ظاہر ہوا کہ مرد ہے یا عورت تو اسکا نکاح موقوف رہیگا حال ظاہر ہونے تک تو ایسی نشتے کی خلوت مانند دلی کے نہیں و ما فی البحر ولا تشبہہ لیس علی ظاہرہ کا بسطہ فی النہی اور جو نشتے کا مسئلہ بحوالہ ائق اور شبہہ میں ہے وہ ابنو ظاہر پر محمول نہیں چنانچہ اسکو خوب بیان کیا ہے نہ الفائق میں ہم شبہہ میں کہا جو کہ اگر نشتے کے باپ نے اسکا نکاح مرد سے کیا پھر مرد اس سے دلی کی تو جائز ہو اور اگر مرد دلی کر سکا تو مجھ کو اسکا علم نہیں اور اگر نشتے کے باپ نے اسکا نکاح عورت سے کیا پھر نشتے نے عورت سے دلی کی تو جائز ہے اور نہیں تو اسکی مدت مقرر ہوگی عنین کی مانند اتنی عبارت اس عبارت سے یون ظاہر ہوتا ہے کہ قبل ظاہر ہونے حال نشتے کے خلوت کرنا اسکو جائز ہے اور نہ الفائق میں مبسوط سے نقل کیا کہ نکاح نشتے کا قبل ظاہر ہونے اسکی حال موقوف ہو پھر بعد بالغ ہونیکے اگر نشتے مرد نکلا اور نکاح عورت نکلتا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر مرد سے نکاح ہوا تھا تو نکاح باطل ہے اس عبارت سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ نشتے کو خلوت کرنا قبل ظاہر ہونے اسکی حال کے صحیح نہیں و فیہ عن شرح الوہابیۃ قد بکون القنۃ لمرص او ضعف خلقة او یکدب سین اور نہ الفائق میں ہے شرح وہابیہ سے اور گاہی ہوتی ہے نامردی بیماری سے یا نصف پیدائش سے یا درازی عمر سے بھد بڑا اوس سوال کا ہے جو نہ الفائق کی عبارت پر وارد ہوتا ہے نہ الفائق میں کہا کہ اگر نشتے بعد بالغ ہو کر نکاح پر قادر ہوا تو اسکی مدت مقرر ہوگی مانند عنین کے اس عبارت پر سوال لگتا ہے کہ نامردی تو درازی عمر میں ہوتی ہے بوجہ کیوقت تو جو شش شہوت کا زمانہ ہے اسوقت میں نامردی کیونکر متصور ہو خارج نے اسکا جواب شرح وہابیہ سے نقل کیا کہ نامردی فقط پیری پر موقوف نہیں بلکہ بیماری اور ضعف خلقت سے بھی ہوتی ہے کذا فی حاشیہ المدنی فی ثبوت النسب ولومین الحجوب یعنی خلوت صحیحہ مانند دلی کے ہے ثابت ہونے نسب میں اگرچہ خلوت زوج مقطوع اور الخصیت سے ہونا سب یون تھا کہ ماتن ثبوت نسب کو حکام خلوت سے نہ شمار کرنا سو اسطریقہ کہ نسب تو مجرد عقد سے ثابت ہوتا ہے خلوت پر موقوف نہیں و فی ناکد المهر المستطوع و مهر المثل بلا تسمیۃ اور خلوت مانند دلی کے ہے مہر مسمی اور مہر بدون تسمیہ کے ثابت اور محکم ہوجانے میں یعنی مسمی دلی سے مہر مسمی اور مہر مثل غیر مسمی میں زوج پر لازم ہوتا ہے و سیاہی خلوت صحیحہ سے بھی دو فو لازم ہوجاتے ہیں و النفقة و الشک و اور خلوت مانند دلی کے ہے نفقہ اور سکنی لازم ہونے میں یعنی نکاح کے بعد اگر خلوت صحیحہ کر کے طلاق ہے تو زوج پر نفقہ اور سکنی تا عدت لازم ہوگا و العتۃ و حرة نکاح اختیار و ادب معاہدہ کا فی عتہا اور خلوت مانند دلی کے ہے وجوب عدت میں اور منکوحہ کی بہن کا نکاح اور اسکو سوا و باہر

عورتوں کے نکاح حرام نہیں اس کی عدت کے اندر یعنی عورت سے نکاح کیا پر غلط سمجھ کر کہ اس کو طلاق دی تو اس کی عدت میں اس کی سے نکاح حرام ہے اور یہ طہر سوا دوسرے عورت کے اور عورتوں سے نکاح کرنا اس کی عدت میں حرام ہے و لیکن نکاح الحائضہ اور عادت ماندہ دہلی کے سے نوڈی کے نکاح حرام نہیں یعنی عورت بعد غلط کے مطلق ہوئی تو اس کی عدت میں نوڈی سے نکاح کرنا حرام ہے و لیکن عادت ماندہ دہلی کے نکاح حرام نہیں عورت کے حق میں یہی جیسے بعد دہلی کے مستوجب ہے کہ طہر میں طلاق رجعی سے نہ حیض میں ویسے ہی بعد غلط سمجھ کر بھی وقت طلاق کی رعایت رکھو چنانچہ اس کی تصریح کتاب الطلاق میں آئی و لکن وقوع طلاق بائن آخر علی المختار اور یہ طہر غلط ماندہ دہلی کے ہو دوسری طلاق بائن پر نہیں بنا بر قول مختار کے یعنی غلط کے بعد ایک طلاق دی پھر عدت کے اندر دوسری طلاق بائن دی تو دوسری طلاق واقع ہوگی قول مختار میں اور اگر پہلی طلاق بلفظ صریح تھی لیکن وہ بھی در حکم بائن ہے علماء کے نزدیک امتیاز اور مزید تصریح اس کی عارضیہ طلاق اور مدنی میں ہے جسکو زیادہ شوق ہر دو مان دیکھئے ولا یؤکد کالوطی فی حق بقیۃ الاحکام کالغسل نہیں ہے غلط برابر دہلی کے بقیہ حکام کے حق میں جیسے غسل میں یعنی دہلی سے زوجین پر غسل واجب ہوتا ہے اور عادت سمجھ نہیں ولا احصاء اور نہیں ہے غلط سمجھ ماندہ دہلی کے ثبوت احصاء میں یعنی دہلی سے حکم احصاء کا ثابت ہوتا ہے اور غلط سو نہیں محسن اگر زنا کرے تو سنگسار ہو بخلاف غلط والیک و لیکن المختار اور یہ طہر غلط ماندہ دہلی کے بشیو کی عورت میں یعنی عورت سے دہلی کی تو دہلی میں مرد پر حرام ہے اور غلط سے اس عورت کی بیٹی حرام نہیں و لیکن اول اور نہیں غلط ماندہ دہلی کے عورت کی طلال نہیں پہلے زوج کیو پہلی یعنی مطلقہ نہ زوج ثانی کی دہلی سے زوج اول پر طلال ہوتی ہے اور زوج ثانی کی غلط سے اس کو طلال نہیں ہوتی و لیکن المختار اور نہیں غلط ماندہ دہلی کے عورت میں یعنی دہلی کے بعد طلاق پر میں عورت سے رجعت درست نہیں اس کو طہر بعد غلط کے طلاق رجعی نہیں رہتی لکہ بائن ہو جاتی ہے چنانچہ وغیرہ وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے کذا فی عارضیہ المدنی والمیزان اور نہیں غلط ماندہ دہلی کو رجعت میراث یعنی اگر بعد غلط کے طلاق ہوئی اور عدت میں زوج مرگیا تو عورت نہ وارث ہوگی مرد کی نکلات دہلی کے و تزویجھا کا لا بیکار علی المختار و خیر ذلک کما نطہ صاحبہ النہر فقال اور تزویج غلط والی عورت کی مثل باکرہ عورتوں کے ہو بنا بر قول مختار کے یعنی جب باکرہ کو بعد غلط کے طلاق ملی تو اس کا نکاح ثانی ماندہ باکرہ عورتوں کے ہوگا اور سوا اس کو اور احکام میں نہیں غلط دہلی کا ماندہ نہیں جیسے اجازت نکاح تو قوت کی غلط سے نہیں ہوتی نکلات دہلی کے چنانچہ ہونے الفائق کے مصنف نے نظم کیا ہے وحلۃ الکن وچہ مثل الوطی فی طہر وغیرہ و لهذا العقل تحصیل اور غلط کرنا زوج کا ماندہ دہلی کے چند صورتیں اور مختار سے دہلی کے چند صورتیں اور اس نظم سے جو کہ موتوں کی لڑی ہو حکام غلط کی تحصیل سے تحصیل مہر اخلال کذا نسب و اتفاق سکتے ومنہم الاخت موقوف غلط برابر ہے دہلی کے تحصیل ہر میں اور یہ عورت میں اور یہ طہر نسب میں اور فقہ و یونین اور کسبی میں اور یہ نکاح منع ہونے موقوف ہے بھیر قول علماء کے نزدیک مرد و نہیں ہے و آریہ و کذا قالوا الاماء ولقد راعوا زمان فوافیہ ترحیل اور غلط ماندہ دہلی کے ہر عورتوں کے نکاح حرام ہونے اس کی عدت کی اند اور یہ طہر طمانے نوڈیوں کو کہا ہے اور مقرر رعایت کی ہے طمانے زمانہ فراق کی حسین رخصت کرنا ہو یعنی طہر کو وقت طلاق دینا چاہئے نہ حیض میں ہے و اوقفا فیہ تطلیقا اذ الحقا و قیل لا و الصواب الاول القیل اور واقع کی ہے طمانے طلاق کے اندر دوسری طلاق جبکہ وہ لاحق ہو اور طلاق سے اور بعضوں نے کہا کہ دوسری طلاق نہیں واقع ہوتی اور درست پہلا ہی قول ہے یعنی واقع ہوتی ہے اما المختار فالاخصان یا امل و رجعة و کذا التوریت معقول لیکن وہ احکام نہیں غلط مختار سے دہلی کی اول اور نہیں سو احسان ہوتا ہے میرے مقصود اور رجعت ہوا درہ طہر و انت معقول ہے سقوط و طہر و احلال لھا و کذا و مختار بابت نکاح البکر مہر ذلک اور سابقہ ہوا دہلی کا یعنی جب ایک بار زوجہ سے دہلی کی تو اس کا دہلی کا مطالبہ ساقط ہو گیا اور اگر فقط غلط کی تو زوجہ کو دہلی کے مطالبہ ساقط ہو گیا



مہر لیلیا تھا تو آدم ہر زوجہ کو پیر و نیا جائے اور زوجہ جو زوج کو مہر کیا اور اسکا اعتبار نہیں ہو اسکو کہ جو مستحق الاستبراء تھا وہ بعینہ زوج کو نہیں سہا بلکہ غیر مستحق سہا بسبب متعین ہونے نفود کے عقود میں مثلاً اگر وہ عورت سونکاح و نسل و دم پر جو اسکا پاس موجود تھے کیا پیر مرد کو اختیار ہو کہ ان دونوں کو اپنے پاس رکھے اور ان کی مانند اور دم زوجہ کو دے اور اس طرح بیع وغیرہ عقود میں نفود کی تعین متعینین وان لم یقبضہ او قبضت نصفہ فہبت الكل في الصودۃ الاولى او ما بقی وهو النصف في الثانية او ہبت عرض المہر لکثیر معین او فی اللہ قبل القبض او بعدہ لاجل حصول المقصود اور اگر زوجہ نے مہر قبضہ کیا یا نصف پر قبضہ کیا پھر زوج کو سب مہر بہ کیا پہلی صورت میں یعنی مہر قبض میں یا باقی مہر کو مہر کیا یعنی نصف مہر کے قبضہ کنہیں یا مہر نقد تھا بلکہ جنس تھی اور زوجہ نے جنس مہر کی زوجہ مہر کی جیسے کوئی معین کپڑا یا وہ کپڑا مہر کیا جو کسیکے ذمہ پر فرض تھا قبل قبضہ کرنے جنس مہر کے مہر جو اہو یا بعد قبضہ کرنے کہ پر طلاق ہوئی عورت کو قبل وطی کے تو ان چاروں صورتوں میں نصف مہر کا پیر لیا زوجہ سے نہیں ہوتا بسبب حصول مقصود کے یعنی زوج کا حق بعینہ مل گیا نیز ہر نکحہا بآلف علی ان لا یخرجہا من البکلا ولا یتزوج علیہا او نکحہا علی آلف ان اقام بہا علی الفین ان آخر جہا فان وفی بما شرطہ فی الصودۃ الاولى و اقام بہا فی الثانية فلہا لآلف لرضاہا یا فہنا صودتان الاولى کتبۃ المہر مع ذکر شرطینفعہا والثانیۃ تسمیۃ المہر علی تقدیر وغیرہ علی تقدیر ولا یؤتی ولا یؤتی فہم المثل لفقار رضاہا ہفت النفعہ نکاح کیا عورت سے بعض ہزار درم کے اس شرط پر کہ عورت کو شہر سے نہ نکال لیجا یگا یا اس شرط پر کہ اس عورت پر دوسرا نکاح کر گیا یا نکاح کیا عورت سے ہزار درم کے مہر پر اگر مرد عورت کے شہر میں اور دوسرا درم کے مہر پر اگر عورت کو اسکی شہر سے باہر لیگیا سو اگر زوج نے شرط کو پورا کیا پہلی صورت میں یعنی شہر سے باہر نہ لیگیا یا دوسرا نکاح کیا اور دوسری صورت میں عورت کے شہر میں مقیم رہا تو عورت کو ہزار درم کا مہر ملیگا بسبب راضی ہو جانے عورت کو تسمیہ مہر پر تو بیان دو صورتیں ہیں ایک تو مہر کا معین ہونا ایسی شرط کے ساتھ جو عورت کو مفید ہے دوسری صورت یہ کہ تسمیہ مہر کا ایک تقدیر پر اور اسکی دوسری تقدیر پر یعنی اقامت میں ہزار اور اخراج میں دوسرا اور اگر شرط پوری نہ کی اول صورت میں اور اقامت شہر کی نہ کی دوسری صورت میں تو مہر مثل واجب ہوگا ہوا سطور نہ راضی ہونے عورت کی مہر مسمی پر بسبب فوت ہونے منفعہ کے لکن لا یراد المہر فی المسئلۃ الاخیرۃ علی الفین ولا ینقص عن الفین لاتفاقہما علی ذلک لیکن مہر مثل زیادہ نہ کیا جائیگا دوسرا سے مسئلہ اخیر میں معینین شرط ہوئی تھی کہ اقامت میں ہزار اور اخراج میں دوسرا اور کم ہوگا مہر مثل ہزار سے بسبب شفق مجھے زوجین کے اس پر یعنی عورت راضی ہو چکی تھی دوسرا پر حالت اخراج میں تو اسکو دوسرا سے زیادہ کیونکر ملین مثلاً مہر مثل یا پھر اسے تھے تو دوسری ہزار یا دیگی نہ زیادہ اور اگر مہر مثل اسنو تھے تو ہزار سے کم نہ دئی جاوین گے اسو اسطیکہ مرد راضی ہو چکا تھا ہزار پر حالت اقامت میں تو حالت اخراج میں کیونکر ہزار سے کم ہو سکو و لو طلقا قبل الدخول تنصف المسمی فی المسئلۃ لیسقوط الشرط وقال الشرطان صحیحان اور اگر طلاق دی عورت کو قبل دخول کے تو آدم مہر مسمی یا جائیگا دو نو مسنون میں بسبب قطع ہوا بشرط کے طلاق قبل دخول سے اور صاحبین نے کہا کہ دو نو شرطین صحیح ہیں یعنی عورت ہزار یا دیگی اگر مرد شہر میں رہا اور دوسرا یا دیگی اگر اسکو باہر لے گیا کذا فی حاشیۃ المدنی بخلاف ما اذا تزوجہا علی الفین ان کانت قبضت علی الفین ان کانت جمیلۃ فانه یصح الشرطان اتفاقاً فی الاصح لقولہ الجہالۃ مسئلہ سابقہ بخلاف ہی مہر کی کہ جب نکاح کیا عورت سے ہزار پر اگر بد صورت ہو اور دوسرا پر اگر خوبصورت ہو تو بیعہ دو نو شرطین صحیح ہیں باتفاق امام اور صاحبین کے قول اصم میں قبضت جاتا ہے اسو اسطیکہ خوبصورتی اور بد صورتی ایسی چیز نہیں کہ جسکی معرفت دشوار ہو اور اسکو حصول اور عدم حصول میں تردد واقع ہو تو دو نو شرطین صحیح ہوں گی بخلاف شرط اقامت اور اخراج کے کہ اسکا وجود اور عدم دو نو محتمل ہیں تو ایسی شرط صحیح نہیں بخلاف مالک و فی المہر بای العاقۃ والکثرة للثبوت والبکارت فانہا ان تیبنا لہ لا قیل ولا فہم المثل لا یراد علی الاکثر ولا ینقص عن الاقل

۴۷  
مہر مسمی یا جائیگا دو نو مسنون میں بسبب قطع ہوا بشرط کے طلاق قبل دخول سے اور صاحبین نے کہا کہ دو نو شرطین صحیح ہیں یعنی عورت ہزار یا دیگی اگر مرد شہر میں رہا اور دوسرا یا دیگی اگر اسکو باہر لے گیا کذا فی حاشیۃ المدنی بخلاف ما اذا تزوجہا علی الفین ان کانت قبضت علی الفین ان کانت جمیلۃ فانه یصح الشرطان اتفاقاً فی الاصح لقولہ الجہالۃ مسئلہ سابقہ بخلاف ہی مہر کی کہ جب نکاح کیا عورت سے ہزار پر اگر بد صورت ہو اور دوسرا پر اگر خوبصورت ہو تو بیعہ دو نو شرطین صحیح ہیں باتفاق امام اور صاحبین کے قول اصم میں قبضت جاتا ہے اسو اسطیکہ خوبصورتی اور بد صورتی ایسی چیز نہیں کہ جسکی معرفت دشوار ہو اور اسکو حصول اور عدم حصول میں تردد واقع ہو تو دو نو شرطین صحیح ہوں گی بخلاف شرط اقامت اور اخراج کے کہ اسکا وجود اور عدم دو نو محتمل ہیں تو ایسی شرط صحیح نہیں بخلاف مالک و فی المہر بای العاقۃ والکثرة للثبوت والبکارت فانہا ان تیبنا لہ لا قیل ولا فہم المثل لا یراد علی الاکثر ولا ینقص عن الاقل



فتح بخلاف کہ اگر نزدیکیت اور خیرت میں بسبب غیب ہو اور باکرہ ہونے کے معنی یوں کہ اگر عورت غیب سے تو ہزار مرد اور اگر کہ ہو تو وہ ہزار  
سو اگر عورت غیب ہوگی تو مرد پر لازم ہوگا کہ ہزار مرد اور اگر باکرہ ہوگی تو مرد پر لازم ہوگا کہ ہزار مرد سے شلادو ہزار سے  
اور نہ کم ہوگا کہ ہزار سے کہ کافی فتح القدر ولو شرط البکارت فوجہا اثباتاً لہ الکلیہ منہ بنحوہ فی البزازیہ اور اگر شرط کی بکارت  
کی پر اسکو غیب پایا تو مرد پر لازم ہوگا کہ کل مرد کذا فی الدرر اور ترجیح دی ہے اس عبارت کو بزازیہ میں اسوہلو کہ مرد شروع سے جو کہ مستحق کے واسطے  
نہ بکارت کی اسوہلو تو بھیہ شرط فاسد ہوئی اور شرط فاسد سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ شرط باطل موباتی ہے ولو تزوجتمہا علی هذا العبد او هذا  
الانثی او لا فین او علی هذا العبد او علی احد هذین و احدهما او کس حکم القاضی مہمل المثل فان مثل الاکفر  
او فوقہ فلہا الاؤکم او غل الاؤکس او دونہ فلہما الاؤکس والا فہم ہذا المثل اور اگر مرد میں نام لیا دو چیز مختلف قیمت کا خواہ تو کچھ ہزار  
ہوں خواہ مختلف جیسو نکاح کیا عورت سو اس غلام پر یا اس ہزار مرد پر یا ہزار مرد پر یا نکاح کیا اس غلام پر یا یوں کہ اگر مرد میں سے  
کسی پر اور ان دو چیز میں ایک کم قیمت ہو اور دوسری زیادہ تو حکم کر لیا ان صورتوں میں قاضی مہمل کو سو اگر مرد میں دو چیز لیگی برابر ہو یا  
زیادہ تو عورت کو انہی قیمت والی چیز لیگی اور اگر مرد میں کم قیمتی چیز کی برابر ہو یا اس سے بھی کمتر تو عورت کو کم قیمتی چیز لیگی اور اگر مرد میں بیش  
قیمتی سے کم ہو اور کم قیمتی سے زیادہ تو عورت کو مرد میں ہی لیگا و فی الطلاق قبل الدخول شک مثلاً المثل لانہا الاصل حتی لو  
کان نصف الاؤکس قل من المتعہ وجبت للثمنۃ فقہ اور اسی مسئلہ میں طلاق ہونے قبل دخول کے حکم کیا جائیگا متعہ مثل کا اسوہلو کہ متعہ  
مثل کا اصل سے نساؤ تسمیہ کی وقت جیسو مرد میں اصل سے قبل طلاق کے سو اگر متعہ مثل کا برابر ہے نصف بیش قیمتی چیز سے یا زائد ہے نصف  
بیش قیمتی سے تو عورت کو نصف بیش قیمتی لے گا اور اگر متعہ مثل برابر ہے نصف کم قیمتی چیز سے تو انکو اس صورت میں نصف  
کم قیمتی لیگا یہاں تک کہ اگر نصف کم قیمتی کا کمتر ہوگا متعہ مثل سے تو واجب ہوگا متعہ مثل کا چنانچہ فتح القدر میں ہے کذا فی حاشیۃ الدرر  
ولو تزوجتمہا علی فہی او عکس او ثوب ہر دی او فہی او فہی بیت او حد معلوم من حی ایل فالواجب کل جنس لہ و وسط الو  
او قیمتہ اور اگر نکاح کیا عورت سو گھڑی کے مہر پر یا غلام پر یا شلادو ہرات کی کپڑے پر یا کوٹھری کے فرش پر یا حد معلوم پر یا دنٹ وغیرہ سے تو فہی  
ہوگا متوسط جنس متوسط والی میں یا قیمت ملے گی وجب ہوگی مرد کو ہتھیار سے چابی جنس متوسط دی اور چابی اسکی قیمت دے و کل مالک یجب المسلم  
فیہ فالغیاہ للزوج والا فلا فمراۃ او جو چیز کہ جس میں بیع مسلم جائز نہیں جیسو جانور اور جواہر اور چھلی تو ان میں ہتھیار زوج کا ہو خواہ جانور  
وغیرہ کو دے خواہ اسکی قیمت کو اور جس چیز میں کہ بیع مسلم جائز ہے جیسو کیل اور موزون تو ان میں عورت کا اختیار ہو چابی وغیرہ چیلے  
چابی اسکی قیمت لے و کذا الحکم ہو لہم النہی فی کل حیوان ذکر جنسہ ہو عند الفقہاء المقول علی کثیرین مختلفین فی الکلیہ  
دون فوجہ ہو المقول علی کثیرین متفقین فیہا اور یہاں ہی حکم ہے معنی لازم ہوا متوسط کا ہر حیوان کے مہر میں جس حیوان کی جنس  
مذکور ہوئی ہو نہ اسکی نوع فقہاء کے نزدیک جنس اسکو کہتے ہیں جو بہت افراد پر صادق آوے اور وہ افراد احکام میں مختلف ہوں جیسے  
انسان کہ مرد اور عورت دونوں پر صادق آتا ہے اور دونوں کے حکم فقہ میں مختلف ہیں مثلاً مرد قضا اور خلافت اور اذان کی لیاقت رکھتا ہو  
نہ عورت اور گھوڑا بھی جنس ہے کہ فرس غازی اور فرس غیر غازی پر صادق آتا ہے فرس غازی کا غنیمت میں حصہ نہ اندوس کا اور نوع فقہاء کے  
زادیک اسکو کہتے ہیں جو کثیرین متفقین الاحکام پر صادق آوے جیسے فرس عربی اور ترکی اور غلام مشمی اور ہندی اور مرد اور عورت مثلاً  
مجموع الجنس کتوب و ذائقہ لا تہ لا وسط لہ بخلاف جمول الجنس کے جیسو کبڑا اور جانور یعنی اگر جمول الجنس کا مہر ہوگا تو اسجنس کا  
متوسط نہ مراد ہوگا اسوہلو کہ جمول الجنس میں متوسط نہیں جمول الجنس وہ کہ جس کے احکام کثرت سے مختلف ہوں جیسو کبڑا کہ لباس حرام اور  
حلال دونوں پر شامل ہے جیسو حریر اور غیر حریر پر اور ان دونوں میں بامستی قیمت کے بڑا اختلاف ہو اور سیلح جانور میں بڑا اختلاف ہو بعض

حلال بعضی حرام بعضی سواری کے نائق میں بعض نہیں تو اگر مجبول الجنس کا عمر میں نام لیا جاوے گا تو تفسیر فاسد اسوقت میں مہر مثل وجہ ہوگا کہ ان فی عایشۃ  
المدنی ووسط العبدیہ فی زمانہ الحبشی اور غلاموں میں متوسط ہمارے زمانہ میں حبشی غلام ہے ذریعہ میں کہا کہ متوسط غلام سترک زمانہ میں  
سند ہی غلام ہے اور ان فی ترکی اور اعلیٰ ہندی اور مصر میں صاحب بحر الرائق کے وقت میں حبشی متوسط اور اعلیٰ رومی اور ان فی سیاحہ غرض کہ  
اعلیٰ اور ان فی اور متوسط ہونا باعتبار رواج ہر ملک کے اور ہر زمانہ کو مختلف ہے جو جس ملک میں ہو وہیں کے رواج کا اعتبار ہے وان لمصرھا  
العبدین والحال ان اخذھا حرمہا العبد عند الامام ان ساولی اقلہ ای عشرة درہم والاکمئل لھا العشرة لان وجہ  
المسمی وان قل بمنعہ المثل اور اگر مہر مقرر کیا زوج نے زوجہ کا دو غلام کو اور حالانکہ ایک ان دو میں کا عورت تو عورت کا وہی ایک  
غلام ہوگا نہ دو ایک امام غنیم کے بشرطیکہ برابر ہو اس غلام کی قیمت اقل مہر سے یعنی دس درہم سے اور اگر اس غلام کی قیمت دس درہم سے کم ہو  
تو پورا کر دیا جائیگا عورت کیو سط دس درہم کو مثلاً اگر غلام سات درہم کا تھا تو تین درہم دیکر عشرہ پورا کر دیا جائیگا اسو سط کہ وجہ مہر مسمی کا اگر مہر  
کمتر ہو اقل مہر سے مانع ہو وجہ مہر مثل کا وعند الناطقۃ لھا عبد ورجلہ الکامل کمالا لھا اسخیر احلھا اور دو ایک ابو یوسف کے  
عورت کو قیمت حر کی ملیگی اگر حر غلام ہو یا یعنی جب دو غلام کا مہر مقرر ہوا اور ایک اوسمیں حر نکلا تو عورت اس غلام کو ملیگی اور حر کی قیمت ملیگی  
سطح کہ حر کے در صورت غلام ہو نیکی جو قیمت ہو سکتی وہی قیمت زوج سے طلب کر لی اور اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ ان فی عایشۃ و غلام نہ  
میں سے اگر ایک غلام غیر ثابت ہو تو عورت غیر کے غلام کی قیمت پاوگی سیطرہ ایک کے صومین بھی اوسکو قیمت ملیگی وحبشہ المثل فی نکاح  
فاسد وھو الذی فقد شرطاً من شرائط الصیۃ کشفہ وادرجہ وجہ ہوتا ہو مہر مثل نکاح فاسد میں نکاح فاسد وھو مہر میں کوئی شرط نہ ہو  
صحیح نکاح سے مفقود ہو چنانچہ گواہ نہوں یعنی بدون گواہوں کے زوجین نے ايجاب اور قبول کر لیا یا نہ اور رسول کو کہہ کر نکاح کر لیا  
صحیح نہیں فاسد ہو اور سیطرہ و نہوں سے ساتھی نکاح کرنا یا ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح کرنا یا عدت والی عورت سے نکاح کرنا یا  
پانچویں عورت سے چوتھے عورت کی عدت میں نکاح کرنا یا لونڈی سے نکاح کرنا حرہ پر بھیہ سب قسمیں نکاح کی فاسد میں اسو سطیکہ سمیت کل فی بین  
شرائین بالوطی فی القبل لا بغیرہ کا کالوۃ وکسۃ وطمیہا مہر مثل وجہ ہوتا ہو نکاح فاسد میں فرج میں جماع کرنے سے نہیں وجہ ہوتا مہر مثل  
بدون وطی کے مانند خلوت کے یعنی جیسا خلوت سے نکاح صحیح میں مہر وجہ ہوتا ہو اس طرح نکاح فاسد میں خلوت سے مہر وجہ نہیں ہوتا سبب اسو سط  
وطی عورت کو یعنی نکاح فاسد میں جماع عورت کا حرام ہے تو وجہ مانع شرعی سے خلوت سمیجہ نہوئی اسو سط خلوت قائم مقام وطی کے نہیں ہو سکتی  
نکاح نکاح صحیح کے اور وطی میں شرط سمیجہ ہو کہ وطی فی القبل ہو تو وطی فی الدبر سے نکاح فاسد میں مہر نہیں وجہ ہوتا کہ ان فی عایشۃ الطی کا  
وایرۃ المثل علی المسخۃ رضایا بالخط ولو کان دون المسخۃ لزم مہر المثل لفساد التسمیۃ بفساد العقد ولو لم یسیرا ورجل لزم  
بالنکاح بلکم اور مہر مثل زیادہ نکلیا جائیگا مہر مسمی پر سبب اضافی ہو جانے عورت کے کہی مہر برابر اور اگر مہر مثل کم ہوگا مہر مسمی سے تو بھی مہر مثل ہی لازم  
ہوگا نہ مہر مسمی سبب فاسد ہو جانے تفسیر کے فساد عقد سے اور اگر نکاح فاسد میں مہر کا نام نہ لیا یا مہر مسمی ہو لیکن اسکی مقدار مجبول اور  
نامعلوم ہو گئی تو مہر مثل ہی لازم آوے گا کتنا ہی کیون نہویم نکاح فاسد میں اگر مہر مثل کم ہوگا مہر مسمی سے تو مہر مثل ہی واجب ہوگا اگر مہر دس درہم سے  
بھی کم ہو مثلاً پانچ درہم کا مہر مثل ہو تو بھی زیادہ ہوگا بخلاف نکاح صحیح کے کہ جب اوسمیں مہر مثل وجہ ہوگا اور کم ہوگا دس درہم تو دس درہم  
پورے کو معاویہ گئے لیکن اگر نکاح فاسد مجرم سے ہوا تو مہر مثل وجہ ہوگا کتنا ہی کیون نہو اگر مہر مسمی سے بھی زیادہ ہو جائے گا ان فی عایشۃ  
المدنی والوطی وینبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغیرہ محض من صاحبه دخل بها او لا فی الاصح خروج من المعصیۃ  
فلکیا فی وجہ بل یحب علی القاضی التفریق بیدہما اور ثابت ہو ہر واحد کو زوجین سے فسخ کر دینا نکاح فاسد کا اگر مہر بدون حاضر ہو  
ابو ساتھی کے ہو وطی کی ہو عورت سی یا نہ کی ہو قول اصح میں ہر واحد کو فسخ کا اعتبار ہے گناہ ہو کلہ کیو سط اسو سطیکہ عقد فاسد کا ہر کسب نا

پہر او بکو قائم رکھنا حرام ہے سو ملکیت فسخ کی منافی وجوب فسخ کی نہیں یعنی اگر کوئی کہے کہ نکاح فاسد کا فسخ کرنا واجب ہو تو اتن کو لازم نہ آتا  
کل وجہ علی کل وجہ ہوتا شایع ہے جواب دیا کہ ملکیت فسخ اور وجوب فسخ میں منافات نہیں جو علی کل و احد اتن کو کہنا ضرور ہوتا شایع ہے  
کہا بلکہ وجوب ہو قاضی پر جدائی کر دینا و مریاں و نو کے یعنی اگر زمین فسخ کرین تو قاضی پر تفریق وجوب ہو و شیب العدة بعد الوطی الخ  
**طلاق لا یلزم** اور وجوب نکاح فاسد میں بعد و طی کے نہ بعد طہوت کے وجوب طہوت طلاق کی نہ عدت موت کی یعنی نکاح فاسد میں بعد  
وطی کے اگر زوج نے نکاح فسخ کیا یا وہ مر گیا تو عورت پر طلاق کی عدت وجوب ہوگی یعنی بن حیض یا بن حیض یا وضع حمل اور زوج کی موت سے  
عدت موت کی نہ وجوب ہوگی یعنی چار مہینے اور دس دن کی من وقت التفریق او عتاد کذا الذی فیہ وان لم تعلم المرأة بالماکرکة فلا صح  
عدت وجوب ہو تفریق قاضی کے وقت سے یا زوج کے چہرے سے اگر عورت کو چہرے کا علم ہو تو اس میں **وثبت السب احتیاطاً بالانکاح**  
اور ثابت ہوگا نسب بنا رہتیا طہوت و لد کے بدون دعوی کے یعنی اگر زوج ثبوت نسب کے مدعی نہ ہوگا تو یہی نسب ثابت ہوگا و **تعتبر مدلہ وھی ستہ**  
**اشهر البطن** اور قریب ہوگی مدت نسب کی و طی سے مدت نسب کے چہ مہینے میں فان كانت منه الی الوضیع اقل مدۃ الحمل یعنی ستہ اشهر  
فانکرت ثبت النسب الا بان و لدلہ لاقل من ستہ اشهر لا یثبت هذا قول صحیح یہ یعنی اگر ہر وقت و طی سے پیدائش تک کمتر  
مدت حمل کی یعنی چہ مہینے ہوں یا زیادہ تو ثابت ہوگا نسب اور اگر اقل مدت سے ہو اس طرح کہ جنم لڑکی کو کم چہ مہینے سے تو نسب نہ ثابت ہوگا بحیث قول ہے  
محمد کا اور اسی پر فتوے ہو اسو اسطیکہ نکاح فاسد سبب حرام ہو نہ ہو موجب و طی کا نہیں نکاح صحیح کے کہ اگر مہینے وقت عدت سے نسب ثابت ہوتا  
ہے وقال ابتداء المدۃ من وقت العقد کا لصیغہ و شجہ فی الذہر بآیۃ احوط و ذکر من التصرفات الفایدة احکام و عتس این  
و اخص منها العشرة اللتی فی الخلاصة فقال اور کہا امام غلام اور ابو یوسف نے کہ ابتداء مدت ثبوت نسب کی عقد کے وقت سے ہے مانند  
نکاح صحیح کے اور ترجیح ہی ہے اس قول کو نہ الفائق میں اسطرح کہ اسی میں زیادہ تر ضابطہ ہے اور صاحب ہذا الفائق نے تصرفات فاسد اکبر  
ذکر کئے ہیں اور ان میں سے وہ غلط سم کہ ہیں جو خلاصہ میں مذکور ہیں سو غلط ہیں یوں کہا ہے **وقاصدا من العقود عتس** : احکام و حکم  
هذا الکبر : و جواب ادل المثل او مستثنی او کلیہ مع فقہاء المسمی اور عقود فاسدہ میں ہیں ایک اور نہیں سے اجارہ فاسدہ  
اور علم ہوا ہو وجوب اجرت کا اسطرح کہ اگر اجرت معین ہو گئی ہو تو کمتر اجرو و جب تک یعنی اگر اجرت کم ہوگا سمی سے تو اجرت مل وجوب ہوگا اور اگر  
مسمی کہ ہوگا تو مسمی وجوب ہوگا یا پورا اجرت مل وجوب ہوگا سا تھہ نقد ان مسمی کے یعنی اگر تسمیہ جو کا منوایا اجرو قبول ہوا تو اجرت مل وجوب ہوگا  
کتنا ہی کیوں نہ اجارہ فاسدہ وہ جو حسین شرط صحت اجارہ کی نہیں ہے **والواجب الاکثر فی التکلیف** : من الذی سئل ان من  
قیمہ اور کتابت فاسدہ میں جو مسمی اور قیمت سو زائد ہو وہ واجب ہو ہے **وفی التکلیف المثل ان یکن دخل و خارج المثل للمالك**  
اجل اور نکاح فاسد میں مثل وجوب ہو اگر و طی ہوئی ہو اور مزارعت فاسدہ میں جو چیز کہ پیدا ہوئی ہو کہیت میں وہ بیج کو مالک ہو پھر اگر بیج  
زمین والیکا سے تو عامل کو اجرت مل ہے اور اگر بیج عامل کا ہو تو زمین والیکا اجرت زمین کی ہو ہے **والصلح والین لکل نقضه** : امانۃ  
او کا **لصیغہ** حکنہ اور صلح فاسدہ میں ہر ایک کو عاتقین میں سے اختیار ہو تو دینو کا اور بدل صلح کا مصالح کے ماتعہ میں امانت ہو  
اور صلح زمین مرنے کے ماتعہ میں امانت ہو یا صلح فاسد کا مثل صلح صحیح کے حکم ہو اور زمین فاسد کا مثل زمین صحیح کے حکم ہے **فوالله اعلم**  
**یومر قبض** : و مہینہ بیعہ لعقد اقل من مہینہ فاسد میں مہینہ کا ضمان ہو مہینہ کا قبضہ کیا اور قرض فاسد میں مہینہ کا مہینہ کا  
قرض لینے میں مستقر من مال ہوتا ہو تو بیع کرنا غلام کا صحیح ہے قرض لینو والیکا اور اس وقت میں اس کی قیمت کا ضمان دینا مقرر من کو ہے **مضنا**  
و حکمہ الا مانہ : والمثل فی البیع والاقیمۃ : اور مضارب فاسدہ میں مل مضارب کا امانت ہو مضارب کا ماتعہ میں اور بیع فاسد میں مل  
مثلی چہ کہ تو مثل مقبوض مال کا ضمان مشتری پر اور اگر قیمت والی چہ کہ تو قیمت کا ضمان ہے اور اگر ان عقود کی خود تصریح آویگی اسو اسطرح

زیادہ تر تیسرے کرنا بیان ضرور نہوا والحرث مہر مثلها الشرعی مہر مثلها ای مہر امرأۃ مہر مثلها اور عذرہ کا مثل شری وہ ہر جو اسکو مثل  
 نفوی کا مہر یعنی مہر مثل شرع میں اسکو کہتے ہیں جو دوسری عورت برابر والیکہ مہر میں قوم ایسا کہ لا اہان لہ تنک من قومہ کہتے ہیں عذرہ  
 وہ عورت برابر والی اس عورت کی باپ کی قوم سے ہونے والی مہر اسکی ماں کی قوم سے ہو اور اگر باپ کی قوم سے ہو اور اگر باپ کی قوم سے ہو جیسے  
 اسکو مہر کی بیٹی تو ماں کی قوم کا بھی عہد ہو گا اسو علیکہ وہ تو ایک ہی قوم ہے خلاصہ یہ کہ عہد باپ کی قوم کا ہونے والی قوم کا وہی مثل  
 یعتد بنا خواتینہا وعصاھا فان لم تکن فبنت الشقیقۃ وبنت العمامۃ مفاذہ اعتبار الذریب فلیحفظ اور ملامتیں کہ مہر مثل  
 میں اول اعتبار ہوگا عورت کی بہن کا اور بیوی بیوی کا بہر اگر وہ بہن کی توسلی بہانجی اور چچا کی بیٹی کا اعتبار ہوگا انتہی اور عذرہ قول خلاصہ کا یہ ہے  
 کہ باپ کی قوم میں کسی ترتیب کا اعتبار ہے اول زیادہ تر قریب اعتبار ہوگا اور قریب والی درجہ بدرجہ اسکو یاد رکھنا چاہیے واعتبار النسبۃ فی  
الاوصاف وقت العقل سناوجا لا واما لا یلذ او عصرا وعقلا ودینا و بکارت و ثوبۃ وعقۃ وعلما وادبا وکمال خلقی وعلما وادبا  
 اور متبر جو برابری اس عورت کی باپ کی قوم کی عورتوں سے وقت عقد کے ان اوصاف میں عمر میں آسوال میں اور مال میں اور ایک شہر کے رہنے میں  
 اور عمر میں ہونے اور عقل میں اور تقویٰ میں اور اگر وہ ہونے اور تہذیب ہونے اور پاکدامنی میں اور علم و ادب میں اور کمال خلق میں اور نہ لڑکا  
 ہونے میں تو چھوٹی عورت بڑی عورت کی برابر نہیں اور خوبصورت بد صورت کی برابر نہیں اور مالدار مفلس کی برابر نہیں اور ایک شہر کی رہنے والی  
 دوسرے شہر والی کی برابر نہیں اور ایک زمانہ والی دوسرے زمانہ والی کی برابر نہیں اور عاقلہ اور مجنونہ برابر نہیں اور فاسقہ اور برہنہ اور اگر وہ  
 غیر اگر وہ برابر نہیں اور عقیقہ اور غیر عقیقہ برابر نہیں اور عالمہ اور باطلہ برابر نہیں اور ادب والی اور بے ادب برابر نہیں اور فطیق اور بد فطیق برابر نہیں  
 اور لڑکے والی اور بے لڑکے والی برابر نہیں و یعتد حال الریح ایضا ذکرہ الکمال قال ومہر لا یقصد الرغیۃ فیہا اور متبر جو مال زوج کا  
 بھی مسالمت میں یعنی اس عورت کا زوج اور عورتوں کے ازدواج کی برابر ہو مال اور حسب میں ذکر کیا ہو اسکو کمال بن الہمام نے فتح القدیر میں اور کہا ہے  
 لو نکحنا مہر مثل بقدر اسکی خواہش کے ہو یعنی دیکھنا چاہیے کہ اسکا خواہش کرنا لاکھ تک مہر دیکھتا ہے وہی اسکا مہر مثل ہے اور نوڈی میں اسکو کیا  
 کی قوم کا کچھ اعتبار نہیں جو الرائق میں کہا کہ مہر مثل دامن واجب تو ہاں جان نکاح صحیح ہوا اور مہر کا تسبیہ تسبیہ مجبول ہوا اس چیز کا تسبیہ ہو  
 جو شرعاً حلال نہیں اور نکاح فاسد میں بعد وطی کے مہر مثل ہو اور وطی بالشبہ میں جو مہر مثل لازم آتا ہے تو مراد اس سے یہ ہے مہر مثل مذکور نہیں ہوئی بلکہ  
 دامن مہر مثل سے مراد عقر عقر ہو کہ مہر میں کہ اگر زنا طلال ہوتا تو اس عورت کی کیا اجرت ہوتی اسبقدر وطی بالشبہ میں دینا لازم ہوگا کہ اگر  
 فی حاشیۃ الدنی وکتبت فیہ ای بکتبت للثلث ما ذکر خیبار رجلین اور رجلین وامرأتین ولفظ الشہادۃ اور شرط ثبوت مثل میں شہادۃ اور خبر  
 دینا دو عادل مردوں کا یا ایک مرد اور دو عورتوں کا اور شرط فی لفظ شہادت کا یعنی فقط خیبار دون لفظ کو اہی کے معتبر نہیں فان لا حاشیۃ  
 عندک فالقول للزوج بيمينہ وما فی الحیط من ان للقاضی فرض المہر حمله فی الزہر علیک اذا اذنیہا یدک سو اگر باہمی جاوین  
 گواہ عادل تو قول زوج کا قسم کے ساتھ تقدیر مہر مثل میں معتبر ہوگا اور جو محیط میں جیسے کہ گواہ ہونے میں قاضی کو چاہیے مہر مثل کا تقدیر اسو  
 اسکو نہ الفائق میں اس صورت پر مجبول کیا ہے جبکہ زوجین فرض قاضی پر راضی ہو گئے ہوں فان لم یؤجد من قبیلۃ ایسا فین الا جانب  
 سے قین قبیلۃ نمثل قبیلۃ ایسا سو اگر نہ باہمی جاوین سب اوصاف مذکورہ یا بعض عورت کی باپ کی برادری میں تو ابھی قوم کے مہر اعتبار  
 ہوگا یعنی جنہی وہ قوم جو مساوی اور مسائل ہو اسکو باپ کی قوم سے تو ابھی قوم یا چچی قوم کا اعتبار ہوگا ہم شرح مجمع اور جندی میں ہے  
 کہ اگر سب اوصاف مذکورہ باپ کی قوم میں نہ ہوں تو حسب قدر موجود ہوں وہی معتبر ہوں گے اسو علیکہ ان سب اوصاف کا دو عورتوں میں جمع  
 ہونا مستفہر ہے کذا فی حاشیۃ الدنی فان لم یؤجد فالقول لہ ای للزوج فی ذلک بيمينہ کما من ہر اگر غیر قوم میں بھی مسالمت باپ کی قوم میں  
 نہ باہمی جاوے تو معتبر قول زوج کا ہوگا مہر مثل کی تقدیر میں قسم کا نیکی ساتھ چنانچہ عنقریب گذرا وصم ضامن الولی مہر ہا و لو المرأۃ صغیر

ولو طلق لایته سیف لکن بشرط صحۃ فلو فی مرض موتہ و هو ارثہ لم یصح ولا صح من الثلث وقبول المرأة او غیرها فی مجلس  
الضمان اور صحیح ہر ضامن ہونا ولی کا عورت کے مہر کو اگرچہ عورت صغیر ہو اور اگرچہ ولی ہی عاقد ہو نکاح کا تو بھی اس کا ضامن ہونا درست ہے ہوسکتا ہے  
ولی عاقد تو محض صغیر و معتبر ہوتا ہے حقوق نکاح کے اور سپر لازم نہیں ہے کہ ایک ہی شخص عاقد بھی ٹھہرے اور ضامن بھی ٹھہرے ولی ضامن زوج کا ولی ہونا  
زوج کا خواہ زوجین صغیر ہوں یا جوان نیکن جو از ضمان بشرط صحت ولی کے ہو تو اگر ولی ضامن ہوگا اپنی مرض موت میں اور مکفول عنہ یا مکفول لہ  
وارث ہو ولیکا تو ولی کا ضامن ہونا صحیح نہیں اور اگر مکفول عنہ یعنی جسکی طرقتہ ضامن ہوا یا مکفول لہ یعنی جسکی دسٹھ ضامن ہوا وارث نہیں ولی کا  
توضات صحیح ہوگی ولی کے ثلث مال سے یعنی ولی کے ثلث مرد و سر مرد اور کیا جاوے گا اور دوسری شرط صحت ضمان ولی کی قبول کرنا عورت کا عویا او کو غیر کا  
مجلس ضمان میں یعنی بشرطیکہ عورت بالغہ مجلس ضمان میں ولیکی ضمانت قبول کرے اور اگر عورت صغیر ہو تو اس کا ولی قبول کی عیب اسکی ضمانت صحیح  
ہوگی نہ اتفاق میں ہو کہ اگر صغیر کا ولی ضامن ہو تو اس کا ضامن ہونا قائم مقام صغیر عورت کے قبول کے کذا فی حاشیۃ المدنی و نکالیں گے شاعت من  
نوعہا البالیغ والولی الضامن اور عورت مہر کو طلب کر جس سے یا خواہ اپنی زوج بالغ ہو ولی ضامن سے خواہ ولی ضامن زوجہ کا ولی ہو خواہ  
نکاح کا اور اگر زوج بالغ نہیں تو مطالبہ مہر کا فقط ولی ہی ہوگا نہ زوج سے فان اذی دیم علی الزوج ان امرکما ہو حکم الکفالتھ پر اگر ولی ضامن نے  
مہر کو اپنی پسند اور کیا تو زوج سے پہلے اگر امر کیا ہو زوج نے ضامن کو کچھ چاہا تو بھی حکم ہر ضمانت کا اور اگر دونوں زوج کے ضامن ہوں تو پہر لینا نہیں چھتا  
ولا ینکال لایلاب بھرا بنہ الصغیر الفقیر اما الغنی فیما لک ابویہ بالذقیق من مال ابنہ لا من مال نفسه اور مطالبہ نہ ہو گا باپ سے اسکی بیوی صغیر  
محلج کے مہر کا یعنی اگر باپ مہر کا ضامن نہیں تو اسکی بیوی بیٹے محتاج کر مہر کا اس سے مطالبہ نہ ہوگا لیکن فرزند والد صغیر کے مہر کا باپ سے تو مطالبہ ہوگا کہ اپنی  
بیٹے کے مال سے اور اگر نہ اپنی مال سے اذ اذ وجہ امر آلا اذ اضمیتہ علی المعتمد کافی النفقۃ فالتہ لا یؤخذ لہا الا اذا اضمین ولا یجوز  
للا بایلا اذا اشہک علی الرجوع عند الاداء ابن صغیر فقیر کے مہر کا باپ پر مطالبہ نہیں جبکہ نکاح کر دیا ہو اس کا کسی عورت سے یعنی فقط نکاح کر دینے سے  
باپ کو مرد دینا لازم نہیں ہوتا کہ جبکہ ضامن ہو مہر کا بنا بر قول معتد کے چنانچہ نفقہ دینے میں تو اخذ دباپ سے نہیں ہوتا ہا دن ضمانت کو اور جبکہ باپ نے بیٹے  
صغیر کا مراد کیا خواہ صغیر محتاج ہو یا غنی تو اسکو پہر لینا بیٹے سے نہیں سچا اگر جس صورت میں کہ باپ نے خواہ کر لیا ہو پہر لینے پر مراد کرتے وقت یہ ضمان  
ہو نہ ہو وقت تو البتہ پہر لے سکتا ہے کذا فی حاشیۃ المحکمات لہا منفعۃ من الوطنی و ذوا عیہ شرح جہم و السفر لہا و لو بعد طلی او خلوق  
اذ ضمت لہما لان کل وطئہ معقوک علیہا فتسلیم البعض لایوجب تسلیم الباقی جائز ہے عورت کو روکنا زوج کو وطی سے اور اسکو  
دوامی سے یعنی تقبیل اور ساس سے کذا فی شرح الجمع اور روک دینا اپنی سفر لینا سے اگرچہ روکنا ہو عورت نے اس وطی یا خلوت کو بعد جو اسکی ضمانت  
سے ہو چکی یعنی عورت کو مہر محلج کے لینے کو اسوطی اور اگر روکنا پسینا ہو اگرچہ اسکی خوشی سے ایک بار وطی ہو چکی ہو یا خلوت ہو چکی ہو تو بھی اسکو منع کرنا  
حق ثابت ہے اسوطیکہ ہر وطی مہر پر معتود ہے یعنی ہر وطی پر جدا جدا مر لازم ہو تو تسلیم بعض کی موجب نہیں تسلیم باقی کی لاخذن ما بین تبخیل من الہر  
کلا و بعضا و اخذن قدر ما یفعل لہا عر فابہ یفتی لان المعروف کاملہ شرط ان لم یؤجل او یجمل کلہ فلما اشترط لان الصبر  
یفتی الدلالة عورت کو جائز ہے روک دینا وطی کا و اسوطی لینے اس مہر کے جبکہ جلد دینا بیان ہو چکا ہو کل مہر ہو یا بعض یا اسوطی لینے اس مہر کے  
جو جلد دیا جاتا ہو اس عورت کو عذر میں سے کیا فتوی ہے اسوطیکہ مروج مثل شرط کے ہر رواج کا اعتبار ہے اگر کل مہر کی مدت یا تبخیل نہ مقرر ہو گئی ہو  
اور اگر کل مہر کی مدت مقرر ہو چکی ہو تو ویسا ہی کرنا چاہیو جیسا کہ دونوں نے شرط کیا یعنی مہر و جل میں عورت کو منع کرنا وطی سے نہیں چھتا اور محلج میں  
بچتا ہے مشروط مروج پر اسوطی مقدم ہوا کہ صریح فائق ہے دلالت پر معلوم ہوا کہ کل مہر کی بھی تاخیر درست ہے خلاف صاحب منظومہ کے کہ اس نے  
اپنی فتوی میں عدم صحت مذکور کی ہے کہ انی حاشیۃ المدنی لا اذا جمل الاجل جملہ فاحشۃ فیہا لا غایۃ الا التاجیل لطلاق او موت  
فیجمل المعروف بزاز یہ مہر و جل میں عورت کو حق منع وطی کا نہیں مگر اسوقت جبکہ مدت مہر و جل مہر و جل مہر کی مدت مقرر ہوئی ہو زوج کی

مشارکت یا اندھی چٹے تک یا پانی برسنت تک کہ ان چیزوں کا ایک وقت مقرر نہیں تو یہی مدت میں صرفی الحال جب ہوگا کذا فی غایۃ البیان لیکن اگر سر کی  
 مدت طلاق ہوئے تک یا موت تک مقرر ہو تو صحیح ہو مالا کہ اس میں بھی جہالت فاشہ ہو کہ ہرگز طلاق اور موت کا وقت میں نہیں مگر صحیح ہے وجوب رواج کے  
 کذا فی البزازیہ زاہدی نے کہا کہ تاخیر ہر کی موت اور طلاق تک غوازم میں عادت ماثورہ اور شریعت معروفہ ہو گئی ہو کذا فی حاشیۃ الطحاوی  
 اکثر بلاد ہندوستان میں بھی ایسا ہی مروج ہے بلکہ اگر زوج مرد ہو یا عورت کو کہے تو عورت ہرگز نہیں بیعتی تاوانی سے مانتی ہو کہ ہر بیعت سے کالج فسخ ہوگا  
 وعن الثانی لها منعه ان اجل کلمه وبه یفتی استفساراً ولولایۃ اور ابو یوسف سے منقول ہے کہ عورت کو منع وطی کا حق ہو اگر کل ہر کی مدت  
 مقرر ہو گئی ہو اور یہ کیا فتویٰ ہے بدلیل استفسار کے کذا فی الولوالیۃ دلیل استفسار ہے کہ جب زوج نے سب ہر کی مدت مقرر کی تو گویا بیعتی استفسار کے کلمات  
 جو منع پر راضی ہو گیا اس واسطیکہ مرد بلا صحت متاع کا خلاصہ میں ہو کہ استاذ طہیر الدین کا فتویٰ عدم امتناع ہے جو اور صدر مشہور فتویٰ جو از امتناع ہے جو اگر  
 میں کہا تو معلوم ہو کہ اس میں فتویٰ مختلف ہے کذا فی حاشیۃ الدفی وفي الذہر لو تفرقا جہا کمل فاما علی حکم المکحول علی ان یجعل ربعین لها منعه حتی  
 تقبضہ اور نہ الفائق میں ہے کہ اگر کالج کیا عورت سے نہ درم ہر کا بشرط انقضای مدت میں کہ اس شرط پر کہ چالیس درم عید اور اگر دیکھا تو عورت کو جائز ہے  
 منع کرنا وطی وغیرہ کا زوج سے یہاں تک کہ باقی رہیوں کو بھی قبضہ کرے ولها النفقة بعد المنع اثبات ہے عورت کی یہ شرط ہے کہ عورت کو طلاق کا حق ہے نہ کہ مام  
 کے بشرطیکہ قبل مطالبہ کے غلط یا دخول رسامندی سے ہو چکا ہو ولها السفر والحرج من بیت زوجها للحاجة ولها زیارة اهلها بلا اذنه ما  
 لم تقبضہ ای المجلل اور جائز ہے عورت کو سفر کرنا اور شوہر کے گھر سے نکلنا حاجت کیوہر طوطی حاجت نکلنا جائز نہیں اور جائز ہے عورت کو زیارت کرنا اپنی  
 اقربا کی بدون اذن زوج کے جب تک کہ مترجیل نہ ہو فلا یمنع الا یمنع لھا وعلیہا ولان یمنع ابویا کمل جمیعہ منہ والخاص کل سنۃ او لکنہا  
 قابلة او غاسلة لا فیما عدل ذلک وان اذن کان عاصبین اور یہ مترجیل یا بکی جو تو گھر سے نہ نکلا کر بسبب حق کے عورت کا حق کسی پر ہو یا  
 کیا حق عورت پر نہ ہو یعنی اگر عورت کا قرض کسی پر ہو یا کسی کا قرض عورت پر ہو تو اس کو نکلا درست ہے زوج کی اجازت ہو یا نہ ہو عورت نکلے واسطی زیارت  
 ایک ہر مہینہ میں ایک بار یا محرم کی ملاقات کیوہر طوطی ہر سال اگرچہ زوج منع کرے کذا فی فتاویٰ القدریہ عورت دائمی جناحی ہو یا مردہ شوہر تو بھی نکلنا درست  
 ہے لیکن دائمی اور مردہ شوہر کو زوج منع کر سکتا ہے نہ نکلے انکو سوا میں یعنی سوا قرض اور زیارت والزم اور محرم کے اور اگر کاجنا اور مردہ نکلائے  
 کے اور کسی کام کیوہر طوطی نکلنا عورت کا جائز نہیں اور اگر زوج سوا میں ان امور کے نکلنے کی اجازت دیکھا تو زوج اور زوجہ دونوں گناہوں کے والمعتد  
 جواز لاحتکام بلا تزئین اشباہ وصبغۃ فی النفقة اور قول معتد ہے کہ عورت کا محرم میں جانا درست ہے بدون آرایش اور عطر ملنے کے  
 کذا فی الاشباہ اور عقرب مسائل خروج عورت کے باب النفقة میں بھی آوین کے محقق ابن عمام نے کہا کہ جہاں عورت کا نکلنا درست ہے وہاں  
 بھی شرط ہے کہ آرایش اور شکر و زکریٰ ملکہ ایسی صورت بگاڑے کہ کسی مرد کو نظر دیر نہ پڑے اور جبہ و عادی نسائی اور تردی اور عمام میں یا  
 عمام وار ہوئی میں ان اجمالہ یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب تمیر ملک عجم فتح ہوگا اور وہاں تم چند موت پاؤ گے اور انکو  
 عمام کہتے ہیں تو مرد اس میں نہ جاویں بدون ازار کے اور عورتوں کو اس میں نہ جاوے اور نفاس والی کے کذا فی حاشیۃ الدفی وسیفنا  
 بہا بعد اداء کلمہ موجلا ومجلا اذا کان مأمونا علیہا ولا یؤکلہ ولا لہم لکن مأمونا لا یسافرہا وبہ یفتی کما فی شریعہ الجمع  
 واختارہ فی ملتقى البصر ومنهم الفتاویٰ واعتلوا المصنف وبہ افتی شیخنا الرطلی اور سفر میں ساتھ بیجا عورت کو میں منزل  
 یا زلا وہ بعد ادا کرنے کل ہر کے مرد ہو یا بھل ہو یا بھل زوج پر اطمینان ہو عورت کی طرقت میں یعنی سفر میں ایسا فی کا خوف نہ ہو اور اگر کل مرد  
 کیا اور زوج لائق اطمینان کے نہ ہو تو عورت کو سفر میں نہ لیجاوے اور اسی قول پر فتویٰ ہے کذا فی شرح مجمع اور یہ کیا پسند کیا ملتقى الابحار وجمع الفتاویٰ  
 میں اور مصنف نے اپنی شرح میں مسی پر ہتھا دیا اور اس کا فتویٰ دیا یہ ہمارے استاد غیر الدین رملی نے لکن فی الذہر اللہ علیہ العمل  
 فی دیارنا لا یسافر ہا جہا علیہا وجہ بہ الذارۃ وغیرہ فی المختار وعلیہ الفتویٰ فی الفصول یفتی بما یقیم عندہم من العمل

لیکن نہ اتفاق میں سے جس پر عمل ہو سکا کہ معنی مصر میں وہ ہمیشہ کہ عورت کو سفر میں نہ لیا جاوے اور سفر پر دستی کے معنی سفر عورت کی خوشی پر موقوف ہے اور اسی قول کی حقیقت پر یقین کیا جو براہی وغیرہ نے اور مختار میں بھی کہ اسی پر فتویٰ ہے اور فصل میں جو کہ فتویٰ دی منعی جو اس کی نزدیک مصلحت اور مناسب معلوم ہو یعنی اگر زوج امانت دار اور صالح ہو اور کفایت عورت کی سرکشی معلوم ہو تو سفر میں لیا جاسکتا ہے و الا نہ لیس لیس فتویٰ دی و جو کہ انی تائید الطلاق و منعھا فیما دون مائه ای السفر من المهر الی القرۃ و بالعکس من قرۃ بقربۃ لانه لیس لیس بقربۃ و قدۃ فی التاثر خانیۃ بقربۃ فیکفیه الرجوع قبل اللیل الی طئه و الخلقہ فی لکاف فاکمل علیہ الفتویٰ اور ہجرت زوج زوجہ کو وہاں جو مدت سفر کو کم ہو یعنی میں نے سے کم ہو خواہ شہر ہو گا تو کی طہر لیا خواہ گا نو سو شہرین لاو اور ایک گا نو سو دوسرے گا نو میں لیا خواہ سو ملو کہ اتنی دور جانا غریب نہیں اور قید لگا کر قنات و تارخانہ میں گا نو کی معنی لیس کا نو تک لیا جانا جائز ہے کہ ممکن ہو پٹ آنا زوج کو رات انی سے پہلو اپنی وطن تک اور کافی میں اس کو مطلق رکھا جو یوں کہہ کر کہ اسی پر فتویٰ ہے و ان اختلاف فی المهر ففی اصلہ خلقت منکر لک التسمیۃ فان فکل ثبت و ان خلعت حیث مہر امثل اور اگر اختلاف کیا زوجین نے مہر میں سو اگر اختلاف اصل مہر میں کیا اس طرح کہ ایک نے کہا کہ مہر میں تھا اور دوسرے نے کہا نہیں اور حالانکہ دونوں کو آہ لگنے سے عاجز ہیں تو قسم کھاو جو منکر تسمیہ کا سو اگر منکر نے قسم سے انکار کیا تو دعویٰ تسمیہ کا ثابت ہوگا اور اگر منکر نے قسم کھائی تو وجہ یہ کہ مہر مثل لیکن اگر عورت مدعی ہے تو مہر مثل اس کو دعویٰ سے زیادہ دیا جاوے گا مثلاً عورت کہتا تھا کہ مہر میں تیرا تھا اور مہر مثل دو ہزار تھے تو ایک ہزار وہ پاو گی نہ دو ہزار اور اگر مرد مدعی تھا تو مہر مثل اس کو دعویٰ سے کم کیا جاوے گا مثلاً مہر مثل ایک ہزار تھا اور مرد مدعی دو ہزار کا دعویٰ تھا اس سے دلائل و ماہرین کے کذا فی حاشیۃ الدفی ناقلا من البدائع و فی المہر خلعت اجماعاً اور مہر میں منکر پر قسم سے اتفاق امام اور صاحبین کے لفظ اجماع سے ماخوذ کیا قول صدر الشریعہ کا کہ اس قسم کا کہ منکر پر قسم سے صاحبین نزدیک نہ امام کے نزدیک ہو بلکہ امام کے نزدیک نکاح میں قسم نہیں صاحب بحر الرائق وغیرہ نے جواب دیا کہ بیان اصل نکاح پر قسم نہیں بلکہ مال پر قسم ہے تو بالا جماع منکر مہر پر قسم ثابت ہوئی کذا فی حاشیۃ الدفی و الطحاوی و ان اختلاف قدرہ حال قیام النکاح فالقول لمن شہد لہ ہر المثل یحییہ اور اگر اختلاف کیا زوجین نے مقدار مہر میں قیام نکاح کی وقت تو قول اس کا کہ منکر سے جسکی گواہی دے مہر مثل ساتھ قسم کے تو مہر مثل زوج دعویٰ سے برابر ہوگا کہ تو زوج کا قول مقبر ہوگا قسم کے ساتھ اور اگر مہر مثل زوجہ کے دعویٰ سے برابر ہو یا زیادہ تو زوجہ کا قول مع الیقین مقبر ہوگا و لکن انما بینتہ قبلت سواک شہد لہ مہر المثل اولہا و الا اور اختلاف مقدار میں زوجین میں سے جو اپنے شہادہ قائم کرے گا مقبول ہوگا خواہ مہر مثل زوج کی شہادت دے یا زوجہ کی یا دونوں کا شہادہ ہو یعنی گواہوں کے ہتھے مہر مثل کی موافقت اور عدم موافقت کا کچھ متباہر نہیں و ان آقا ما البینۃ فیہا مقلدۃ ان شہد لہ مہر المثل و بینتہ مقدمۃ ان شہد لہا مہر المثل لان البینۃ لا ثبات خلاصہ الطاہر اور اگر دو نو گواہ قائم کئے تو گواہ عورت کے مقدم ہوں گے اگر مہر مثل ہو دعویٰ سے موافق ہو اور گواہ کے مقدم ہیں اگر مہر مثل عورت کے دعویٰ سے مطابق ہو اور گواہ مقرر ہو جو بین و مطہر ثابت کرنے خلاف ظاہر کے خلاف اس کا دعویٰ ہے جو مہر مثل سے موافق نہ ہو و ان کان مہر المثل بینہما خلاف اور اگر مہر مثل دونوں کے مابین ہو تو دوسرے قسم لیا مثلاً عورت دو ہزار کے مہر کی مدعی ہو اور مرد ایک ہزار کا اور مہر مثل ہو پندرہ سو تو مہر مثل کیسے موافق نہ ہو بلکہ دونوں کے درمیان میں پڑا تو دونوں پر قسم آوے گی مرد اس طرح قسم کھاو کہ وہ الدین نے دو ہزار مہر پر نکاح نہیں کیا اور عورت اس طرح قسم کھاو کہ وہ الدین نے ایک ہزار پر نکاح نہیں کیا فان خلفاً او تبرہنا قضی بہ سو اگر دونوں نے قسم کھائی یا دونوں کو آہ لگائی تو حکم کرے گا قاضی مہر مثل پر یعنی مہر مثل دلاوے گا سو اس طرح کہ دونوں کی قسم اور گواہ برابر ہیں کیسا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا و ان تبرہن احدہما قبل برہانہ لا یتقد دعواہ اور اگر دونوں میں سے کوئی ایک گواہ لایا تو مقبول ہوں گے اس کو گواہ اس طرح کہ اس نے اپنے دعویٰ کو روشن اور ظاہر کر دیا و فی الطلاق قبل الوطی حکم متعذر المثل لو المستفی دینا و ان غینا کس علیہ العبد و الجاریۃ فلہا المتعہ بلا تحکیم الا ان یرضی الذکر من نصف الجاریۃ و طلاق قبل و طی من فیصلہ مقرر ہوگا مثلاً مہر مثل پر یعنی اگر اختلاف ہوا زوجین میں بعد طلاق قبل و طی کے تو متعہ مثل جسکی دعویٰ سے مطابق ہوگا اس کی تو کا قضا



ہوگا کہ ساتھ شہر طیکہ مرستی دین جو بیوہ درمیاں اور اگر مرستی عین مو یعنی مثل مو یعنی چیز جو بیوہ مسئلہ غلام اور نوڈ یکا مثلاً زوج کہتا ہو کہ مر غلام تھا اور زوجہ کہتی ہو کہ مر نوڈی تھی تو زوجہ کو متعہ مثل بیگاہ دون حکیم کے مگر اس صورت میں متعہ مثل کی حاجت نہیں اگر زوج راضی ہو جائے نصف جاریہ پر وائی آقاہر ہینۃ قبلت اور دونوں میں سے جو گواہ لاد گیا تو اسکی گواہ مقبول ہوگی **فَاِنْ اَقَامَا قَدِيْبُهُمَا اَوَّلٰی اِنْ شَهِدَتْ اِلَھُ الْمُنْعَةِ بِنِسْبَتِھِ** ان شہدات لھا سو اگر دو گواہ لادے تو عورت کے گواہ اولیٰ میں اگر موافق ہو متعہ مثل کا مرد کے اور گواہ مرد کے اولیٰ میں اگر مطابق ہو متعہ عورت کے اور پہلو کے گواہ خلاف ظاہر کو اثبات کرتے ہیں **وَ اِنْ کَانَتْ الْمُنْعَةُ بِنِسْبَتِھَا کُلُّا وَ اِنْ حَلَفَا وَ جَبَ مَنَعًا مِّثْلًا** اور اگر متعہ مثل دو نو کے باہن میں واقع ہو یعنی نصف و عوی زوج و نیا و ہوا و نصف و عوی زوجہ سے کہ ہو تو دو نو سے قسم لیا دیگی اور اگر دو نو نے قسم کھائی تو متعہ مثل کا وجہ ہوگا و موت احد ہا کہی تھا فی الحکم ابدالاً و قدراً العدم سقط طہ یعنی احد ہما اور دونوں میں سے کسی کا مرنا اور کسی زندہ ہو سکی برابر جو حکم میں خواہ اختلاف اصل میں ہو یا مقدار میں سبب ساقط ہونے پر مثل کے ایک کی موت سے و بعد مو قہ ما ففی القول لو بقیہ اور اگر دو نو کے مواجیک ہوئے اختلاف ہو و انونین تو مقدار میں کی اختلاف میں زوجہ قانون کا قول معتبر ہوگا ساتھ قسم کے و فی الاختلاف فی قولہ القول لیکن التسمیۃ اور اصل مرد کے اختلاف میں منکر تسمیہ کا قول معتبر ہوگا یعنی زوج کے وارثوں کا اسو پہلو کہ اگر عورت کی وارث تسمیہ کے منکر ہوں تو اسکا حق ساقط ہوتا ہے و لم یفرض بشیء ما لم یدہن علی التسمیۃ یعنی بعد موت زوج میں کے اختلاف پر اصل تسمیہ میں تو کچھ حکم کیا جاوے گا جب تک کہ گواہ نہ قائم نہ ہو جائیں گے تسمیہ یعنی بدون گواہوں کے مر مثل پر فیصلہ نہ ہوگا نزدیک امام کے اسو پہلو کہ مرنا زوجہ کا دلالت کرتا ہو کہ اسکی ہمسرہ عورتیں بھی مر گئیں تو قاضی کس عورت کو مر کو مر مثل ٹھہرا دے کہ انی المدایۃ اس دلیل سے معلوم ہوا کہ مر مثل کا اعتبار کرنا اس صورت میں جو جب زوجین کی موت کا زمانہ بہت گزر گیا ہو اور زمانہ قریب ہوگا تو مر مثل پر فیصلہ ہوگا کہ انی حاشیۃ الدفی و العلم و ما قلا عن البہر و قال لا یقتضی بھما المثل کمال الجبوت و بہ یفتی اور کسا صاحبین نے بعد موت زوج میں کے بھی مر مثل پر حکم ہوگا مانند مال زندگی کے اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ انی قاضیخان لیکن اگر زوج کے وارث گواہ لائیں اور اسے مر یا زوجہ کے اقرار پر یا اسکی وارثوں کے اقرار پر کہ ہم مر یا جاوے تو اس صورت میں مر مثل کے اعتبار کی کچھ حاجت نہیں و ہذا کلاہ اذا شہدتا نفسہما او بحیثیۃ اوس صورت میں جو جب کہ زوجہ نے اپنی ذات بخشی زوج کو نہ تسلیم کی ہو یعنی حکیم مر مثل اختلاف قدر میں زوجین کی حیات میں یا ایک کی حیات میں یا دونوں کی موت میں یا اختلاف اصل میں در صورت عدم تسلیم ہے فان سلمت و فی قع الاختلاف فی الحالین الجبوت و بعد لا یکتہر بہما المثل لانتہا لا تسلیم نفسہما الا بعد تبجیل شیء عادیۃ پر اگر زوجہ نے اپنی ذات تسلیم کی زوج کو اور واقع ہوا اختلاف و حال میں یعنی زندگی میں اور بعد اسکی تو نہ فیصلہ ہوگا مر مثل پر اسو پہلو کہ عورت اپنی ذات تسلیم نہیں کرتی مگر کچھ مر مجمل لینے کے بعد بطور رواج کے اور تبجیل مرد کی دلیل سے تسمیہ مرد کی اور تسمیہ کے ہتے مر مثل کا اعتبار نہیں لیکن بھیہ اوس صورت میں ہے جہاں عادت ہو تبجیل مرد کی اور جہاں کل مرد کی تاخیر ہوئی ہو مطلق یا موت تک جیسے خود از من تو وہاں تسلیم اور عدم تسلیم دونوں برابر میں کہ انی حاشیۃ الدفی ما قلا عن القاسمیۃ بالیقال لایدان یقرے بما تجلت و لا تقضینا علیک بالمتعارف تبجیلہ ثریع فی الباقی کا ذکر نا و ہذا اذا ادعی الریفۃ ایصال شیء الیکم لیسر لیکم عورت یا اسکی وارثوں کو کہ جائیگا کہ بالضرورت کچھ مر مجمل یا نیکا اقرار کرنا ہوگا اور نہیں تو ہم تبجیل حکم کریں گے تبجیل متعارف کا چنانچہ مصر میں دو ثلث مر مجمل دینا کارواج ہے پر بعد وضع متعارف کے عمل کیا جائیگا باقی میں یعنی ثلاث ہیں جیسا کہ مہنویان کیا اور بھیہ اوس وقت جو جب زوج نے کچھ عورت کو دینا کا دعویٰ کیا کہ انی البہر یعنی متعارف تبجیل پر فیصلہ اوس وقت ہوگا جب زوج کچھ ادا کر نیکا دیا ہو اور اگر زوج مدعی ہوگا تو متعارف پر فیصلہ نہ ہوگا بلکہ سابق کی تفصیل پر عمل ہوگا اور قضا یا المتعارف بحرا ائق اور نہ الفائق میں محیط سے منقول ہے اور بھی قول ہے فقیر ابو الیث کا اور قاضیخان کے نزدیک بھیہ قول مسلم نہیں و اسد اعلم کہ انی حاشیۃ الدفی ولو بعثت الی العتہ شیئا ولم یدیک جہۃ عند الدفیم غیر جہۃ المہر لقولہ لیشتم او حنا و فرقا قال انہ من المہر لم یقبل فنیہ لو تو عبدہ ہدیۃ فکے یقبل

مہرا اور اگر بیجا زوج نے اپنی عورت کو کچھ نقد یا جنس اور نہ بیان کیا دینی بوقت کسی وجہ کو جو منجائے محبت مہر کی بوقت مہر یا غیر مہر کا کچھ ذکر کیا سو اگر غیر مہر کو ذکر کیا مثلاً یون کما کہ اس نقد کو شمع میں مندر کر دیا منہ میں ہر زوج سے لکھا کہ وہ تو مہر میں تھی تو اس کا قول مقبول نہ ہو گا کذا اے الفقیہ اسوطلو کہ وہ چیز یہ ہو چکی تو مہر نہ ہو سکی گی اور اگر قبل عقد کے کچھ بیع ہوا تو اس کا بعینہ پیر لینا درست ہے کذا فی حاشیۃ الطحاوی فقالک ہوا المبعوث ہلا وقال ہو من المہرا ومن الکسوة و عاریۃ فالقول البیعیۃ والبیعۃ کما سوکما عورت نے وہ بھی چیز یہ ہے اور کما زوج کہ وہ مہر میں ہے! از قسم لباس یا عاریت ہو تو قول زوج کا معتبر ہو گا ساتھ قسم کے اور اگر دو گواہ لائے تو عورت کو گواہ مقدم ہون کے قول حلف والمبعوث قائم فلکما ان تزداد وترجمہ بآقی المہر ذکرا ابن کمال پر اگر قسم کما ہی زوج نے اور بھی چیز موجود ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ اس کو پیر کرے اور یا باقی مہر زوج سے لے جائے ابن کمال نے اس کو بیان کیا ولو عقیضۃ ثم ادعا عاریۃ فلکما ان نسد العوض من جنسہ ذلیلی اور اگر زوج نے یہ بیجا عورت کی طرف اور عرض میں بیجا زوج کی طرف ہر تکرار کا زمانہ ہر پیرنے اس کو بدل لیا ہر دعویٰ کیا کہ وہ چیز عاریت ہو تو باقی عورت کو عوض کی چیز جو ہر عوض کی جنس سے کذا فی الذلیلی لفظ من جنسہ کا ذلیلی اور بحر الرائق میں نہیں اور فتاویٰ عالمگیری میں یون سے کما ان لا اؤان تفسر ومنہ کا عقیضۃ عاریۃ کذا فی حاشیۃ الدنی فی غیر المہرا لاکل کتاب و شاقۃ حقیۃ و سکن و غسل و ما یبقی شہرا سخی فاداک اختلاف زوجین من زوج کا قول معتبر ہو گا و میں جو کما نے کیو اسطو میان میں کسی کبر سے اور زندہ کبری اور کسی اور شہد اور جو چیز کہ مینہ ہر باقی رہی اور نہ سہرے کذا ذکرہ انہی زاہد والقول لکما یمنہا فی المہرا لکھن و کچھ مشہور ہے لان الظاہر لکما یمنہ ولذا قال الفقیہ المختار انہ یصلحت فیما لا یجوز علیہ کحفت وملاءۃ لا یجوز کحما و زوج یعنی مالہ نکاح انہ کسوا لان الظاہر معہ اور قول زوج کا معتبر ہو گا قسم کے ساتھ و میں جو کما نے کے واسطو مہر ہر جیسے روٹی اور ہونہ گوشت عورت کا قول کما نیکی چیز دن میں اسوطلو معتبر نہ ہو گا ظاہر حال زوج کو جب شہادت ہے یعنی روٹی اور بختہ گوشت کو ہی مہر میں نہیں دینا اور کسیو اسطو فقیہ ابو الیث نے لکھا کہ قول غمار بھیہ جو کہ زوج کی تصدیق اس میں ہو گی جو زوج پر واجب نہیں جیسے سوزہ اور یاد دیا اباریک کپڑا نہ اس میں تصدیق ہو گی جو اس پر واجب ہے جیسو اور مہنی اور قمیص یعنی جب تک زوج نے اس کا دعویٰ کیا ہو کہ اور مہنی اور قمیص کو پر شک میں دیا ہو اور اگر پر شک کا دعویٰ کیا زوج نے اور زوجہ نے لکھا کہ پر شک نہیں بلکہ یہ ہو تو اس صورت میں زوج کی قول معتبر ہو گا اسوطلو کہ ظاہر حال زوج کا مصدق ہے خطب بنت اجل وبعث الیکما اشیا و لو یز وجھا ابو ہاشم ابی بخت لہم لیسیتہ عنہ فائما فقط وان تغیر لا استعمال او قیمتہ ہا لک لآلہ معاوضۃ و لو یز تخازا لا یسترد اذ منگی کی ایک روٹی بیسو اور بیجا زوج نے عورت کی طہر خند اشیا کو اور عورت کے اپنے عورت کا کما نکما تو جو چیز مہر کو اسطو بھی ہو اور وہ موجود بھی ہو تو فقط اس کو پیرے عا و سکی قیمت کو اگر قیمت نہیں ہو گئی ہو ہستمال سے یا قیمت اس کی پیرے اگر نہ موجود ہو اسطو پیرے کہ بھہ تو بدل لیا سو پورا نہوا تو پیر لینا جائز نہوا کذا یسترد ما بعت ہدیۃ و هو قائم دون العالک والمستملک لان فیہ معنی الہبۃ اور سطر عا و سکو پیرے جو بطریق تحفہ کے بیجا اور وہ موجود ہی ہو نہ پیرے مالک اور مستملک کو مالک وہ جو آپ بگڑ گیا جیسے بیوہ مگر گیا اور مستملک وہ جو دوسرے کے فعل سے مدوم ہوا جیسو شیرینی کسی نے کما نی مالک اور مستملک کا پیر لینا اسوطلو جائز نہوا کہ تحفہ دینی من مہی مہی کے سوجد میں اور مہرب جب مالک اور مستملک ہوا تو اس کا پیر لینا درست نہیں ولو اذ عث انہ ای المبعوث من المکرم قال ہو و دیعہ فان کان من جنس المہر فالقول لکما وان کان من خلافہ فالقول بشہادۃ الظاہر اور اگر دعویٰ کیا عورت نے کہ بھی چیز مہر ہے اور کما زوج نے کہ وہ امانت ہے تو اگر وہ چیز مہر کی جنس ہو جیسے مہر میں روپیہ اور اختری تو عورت کا قول معتبر ہو گا اور اگر وہ چیز غیر مہر کی جنس ہو جیسو مہر تدارم اور زوج نے زمین یا کپڑا بیجا تو زوج کا قول معتبر ہو گا اسوطلو کہ در صورت تو نہیں ظاہر حال دو گواہ ہے اتفاق رجل حل معتدک تو الغیر بشرط ان یز وجھا بعد حدھا ان تز وجھا لا یز وجھا مطلقا وان ائت فلا الرجوع ان کان دفع لھا وان اکتل معہ فلا مطلقا بل عن العادۃ خرج کیا اکیر دے غیر کی معتدہ پر اس

کتاب النکاح  
جلد ۲  
صفحہ ۵۶

شرط کے نکاح کر گیا اور اسے بعد نکاح کے تو اگر عورت نے اس مرد سے نکاح کر لیا تو تین کا پیر لینا مطلقاً نہیں خواہ دو سو ساقہ کہاتے ہوں یا علیحدہ اور اگر عورت نے نکاح سے  
انکار کیا تو مرد کو خیر پیر لینا ہوتا ہے اگر عورت کو دیا ہو اور اگر عورت مرد کے ساتھ کھاتی ہو تو مطلقاً پیر لینا نہیں خواہ نکاح کیا ہو یا کیا ہو کہ زانیہ جو عورت النکاح  
فیہ عن المصنف جہذا بنتہ لہجہا و سلمہا ذلک لیکن لہ الاستداد منہا ولا لورثتہ بعدہ ان سلمہا ذلک فی حقیقۃ بل مختص بہ و بیہ  
اور جو ان میں سے بیٹی سے منقول ہے بیٹی کی بیٹی کو چیز دیا اور اس کے قبضہ میں کر دیا تو اس کو پیر لینا اس سے نہیں ہوتا اور نہ باپ کے وارثوں کو بعد مرد کے اگر  
بیٹی کو چیز تسلیم کیا ہو باپ نے اپنی وصیت میں لکھا اس چیز کی ملکیت بیٹی کو مخصوص ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہوا اور چیز تسلیم نہیں کیا تو پیر لے سکتا ہے اسو سطلو کہ ملکیت  
بدون تسلیم کے تمام نہیں ہوتی اور سطلو اگر وصیت میں باپ نے چیز تسلیم کیا تو وہ وصیت ہوگی اور وصیت وارث کے حق میں درست نہیں و کذا الواسطۃ  
تھا فی صغرہا و لو الجیہ اور سطلو استر وادنوگا اگر باپ نے چیز کو مول یا صغیر بیٹی کو سطلو کنفا فی الوالجیہ اس صورت میں تسلیم کی حاجت نہیں اگر سطلو  
باپ کا قبضہ تمام صغیر کے قبضہ کے ہر والخیلہ ان یثبہ عند التسلیم البیانہ انما سطلو عاریہ و حلیہ ہستاد کا صغیر ہو کہ گواہ کرے باپ بیٹی کے  
چیز دینے کے وقت اس پر کہ چیز کو بطور عاریت ہی دیا ہے و لا حوطہ ان یثبیرہ منہا ثم ینبذہ درہ اور زیادہ تر حلیہ صغیرہ استر وادنو  
بچہ ہے کہ باپ چیز کو بیٹی سے مول لے پر بیٹی قبضہ سے انکار کرے کنفا فی الدرر اھل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فلزوج ان یسترد لہ لائے شیئ  
زوجہ کے لوگوں نے کچھ دیا تسلیم زوجہ کی وقت مثلاً بھائی نے بدوون نے قبضہ کیا تو زوج اس کو پیر لے سکتا ہے اسو سطلو کہ بچہ رشوت ہو جہذا بنتہ ثم  
ادعی انفاً فعد الیہا عاریۃ و قالت ہو تملیک او قال الزوج ذلک بعد موتہا لیرث منہ و قال الادیب او وثبتہ بعدہ عاریۃ فانما  
ان القول للزوج و لھا اذا کان العرف مستحکم ان الادیب یدفع مثلاً جہذا لاعاریۃ چیز دیا اپنی بیٹی کو پر مرد کو کیا کہ اس کو عاریت  
سمی دیا ہو اور بیٹی نے کہا کہ وہ تملیک میرا زوج نے بھی کہا بدوون نے زوجہ کے انکار چیز کا وارث ہو اور باپ نے اس کو مرد کو بعد کما کما  
ہے تو قول زوج اور بیٹی کا معتد ہو گا جب رواج دائمی عوامی اسکا ہو کہ باپ انما مال چیز میں دیا کرتا ہو نہ بطور عاریت و اما ان کان مشترکاً لکھیں  
والشام فالقول للادیب کما لو کان اکثر مما یجہزہ مثلاً اور اگر رواج مشترک ہو یعنی بعض چیز دیتے ہوں اور بعض عاریت تو قول باپ کا معتد  
ہو گا چنانچہ اگر چیز زیادہ تر ہو اس سے جو اس صبی عورت کو ملا کرتا ہو یعنی رواج سے چیز زیادہ تر دیا ہو اس رواج کی زیادتی میں باپ کا قول معتد ہوگا  
والاکم کالادیب فی تجهیزہا و کذا وئی الصغیرۃ شرح وہابیہ اور ماثل باپ کے بیٹی کے چیز میں اور سطلو صغیرہ کا دل کنفا فی شرم الوہابیہ  
یعنی اگر مانے و چیز تسلیم کر دیا تو ہستاد نہیں کر سکتی اور عاریت میں ما اور ولی صغیرہ کا وہی حکم ہے جو باپ کا حکم معلوم ہوا و استحسن النہر  
تبعاً لقاضیان ان الادیب ان کان من الاشراف لم یقبل قوله انہ عاریۃ و استحسن ما ہے نہ الفائق میں قاضی خان کی پروری ہے کہ اگر باپ  
اشراف ہیں ہے تو اس کا بچہ قول مقبول ہوگا کہ چیز عاریت ہو ولی کہتے فی تجهیزہا لاینتہا اشیاء من امتیاع الادیب بحضرتہ و حلیہ کان  
ساکتاً و دقت الی الزوج فلا یس للادیب ان یسترد ذلک من ابنتہ لحرکان العربیہ اور اگر مانے بیٹی کے چیز میں کچھ چیزیں میں باپ  
اسباب سے اس کو حضور اور دست میں اور وہ ساکت یا اور بیٹی زوج کے گھر بھائی کی تو باپ کو نہیں ہوتا کہ اس چیز کو پیر لے اپنی بیٹی سے بسبب  
جاری ہونے رواج کے اس پر یعنی رواج بھی ہے کہ باپ و بیٹی کو پیر سپرد کرتے و کذا الواسطۃ لایم فی جہازہا ما ہو معتاد و الادیب ساکت یقتضی  
الاکم و ہما من المسائل السبع والثلاثین بل الثمان و اربعین علی ما فی ذواہر الجواہر الی السکوۃ فیہا کالطوق اور سطلو اگر خرچ کیا  
مانے بیٹی کے چیز میں اس قدر جسکی عادت ہو اور باپ ساکت ہو تو باپ ضمان نہیں اور بچہ دو نو سطلو ان یستبش لکبہ انما لیس سکون میں سے چیز  
سکوت برابر لفظ کے ہی کنفا فی ذواہر الجواہر ہر **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے لودقت الیکہ بلا جہاز یلیق بہ فلہ مطالبہ الادیب انقدر قبضہ  
اگر بھائی کسی زوجہ زوج کی طرف بدوون اس پر جہاز کے جو لائق ہو زوج کے تو زوج کو جائز ہو مطالبہ باپ کا نقد مال میں کنفا فی القیہ حکم اس میں کہ  
مخصوص ہے جہاں عادت ہو کہ ولی زوجہ کا زوج سے کچھ نقد لیتا ہو نکاح کے سامان کے و سطلو پیر کچھ مسلمان زوج کا تیار کرنا ہو اور کچھ زوجہ کا تو بیسی

صورت میں اگر زوج کے ائق دینے کے آپ نے کہہ دیا تو زوج کو نقد ال پیسہ یا چٹا چوڑا سبیلہ موت کو اپنی مرضی سے چھوڑنا ہوتا تھا  
 من الجوزاد فی البحر عن البیضا اذ اسکت طویلا فلا خصومة قالہ اور بحر الرائق میں بھی مضمون زیادہ نقل کیا ہے مثنیٰ ہو کر جب زوج چپے یا مطالبہ سے  
 رت تک تو اسکو نزاع کرنا نہیں چھوڑتا اسوہلو کہ زمان طویل تک اسکت رہتا دلیل جو رضا مندی کی لکن فی النہر عن الذاذیۃ الصیغہ انہ لا ینجیہ  
 علی الابن بشی لان المال فی النکاح غیر مقصود لیکن ہر الفائق میں باریہ سو منقول ہے کہ میم یہ فواج ہے کہ زوج پہلے کہہ نہ پیرے اسوہلو کہ  
 مال نکاح میں مقصود نہیں تھا سید احمد طحاوی نے کہ یہ تصحیح مخالف ہے کہ اسوہلو کہ کو گوینہ قلت دینے اور کثرت مہر نکاح و عاری اور مال کا الکل عام  
 میں مقصود نہ ہوتا بھی اسلے الاطلاق صحیح نہیں کہ حق تعالیٰ نے طلب نکاح کی بوجہ مال کے مباح کی تکمیل و مستحق ذمہ اور حق حبس  
 ثمة بعیۃ او بلا مہر بان سکتا عنہ او نفعیہ والحوالی ان اذا جازت عندہم فوطیئت او طلققت قبلہ او مات عنها فلا مہر لها ولو  
 اسما و قاتلا البیضا لانا اضرنا بذكرہم وما ینبوت نکاح کیا ذمی یا ستامی ذمیہ سو یا ح رہنے طلع کیا عریضہ دار الحرب میں مرد و جانور کے  
 مہر یہ بدو ن مہر نکاح کیا طرح کہ دونوں میں مہر سے سلکت رہی یا دونوں نے مہر کی نفی کی اور حالانکہ بھیدہ او کو نزدیک جائز ہو و طعی موی ذمیہ یا  
 عریضہ کی یا طلاق قبل و طعی کے ہوئی یا زوج کو چوڑ کر مر گیا تو موت کا بکھ مہر نکاح اور بیعت طلاق قبل و طعی میں اگر یہ دونوں مسلمان ہو ہوں اور  
 مسی معاملہ رجوع کیا ہو تو بھی مہر نکاح اسوہلو کہ ہم اہل اسلام ماہر میں ذمیوں کے چھوٹنے پر اور او کو دین کے چھوٹنے پر یعنی او کو دین اور مقتادیر  
 او کو چھوڑنا چاہئے احکام اسلام کے انہیں جاری کرینا حکم نہیں اسوہلو و کھو شراب پیو اور سو کہنا سے روکنا حکم نہیں چھوڑنا و تثبت بقیۃ احکام  
 النکاح فی حقہم کا مسلمین میں وجوب الثقیۃ فی النکاح و وقوع الطلاق و غیر ہما کعدۃ و نسیت خیاب بلوغ و توارث و نکاح و نکاح  
 صحیح و حنفیہ مطلقۃ ثلثا و نکاح الحکوم اور مر کے سوا باقی احکام نکاح کے او کو حق میں ثابت ہوں گے مثل مسلمان کے جسے وجہ انفاق کا نکاح  
 میں اور واقع ہوا طلاق کا اور مثل ان احکام کے جیسے عدت اور نسب اور خیاب بلوغ کا اور وارث ہونا نکاح صحیح سے اور حرام ہونا مطلقۃ لکھ کا اور حرام  
 ہونا نکاح حرام کا لیکر احکام او موت ائین جاری ہون گے جب او کو بھی ان احکام کا مقتاد ہو اور جاری طلع مہر افدہ کرین کذا فی حاشیۃ الطحاوی  
 وان تلک تجزؤ خذیر علی ای عشاۃ الیہ ثم اسما او اسلم احدہا قبل القبض فلہا ذلک فخلل الخمر و نسیت الخمر و نسیت الخمر و نسیت الخمر  
 الدخول فلہا نصفہ اور اگر نکاح کیا ذمی نے ذمیہ سو شرب عین یا عین سو پر یعنی جسکی طلع اٹھا رہا ہو اسطرح کہ اس سو پر نکاح کیا پیرہ دونوں مسلمان  
 ہو گئے یا ایک اور نہیں مسلمان ہوا قبضہ کرنے سے پہلے تو عدت کو وہی لیگا یعنی وہی شرب اور سو یا وہی تو مہر کہ طلعے شرب کو اور چھوڑ دی سو کو اور  
 بہتر یہ کہ سو کو قتل کرے کذا فی حاشیۃ الدی اور اگر طلاق وہی قبل دخول کے تو عدت کو وہی شرب عین اور او مسود عین لیگا و لہا فی غیر عین  
 قیۃ الخمر و مہر المثل فی الخمر اذ اخذ قیۃ القیم کا خذین حکیمہ اور عدت کو غیر عین شرب اور غیر عین سو دین قیمت شرب کی لیگی اور  
 مہر مثل سو دین لیگا یعنی سو کی قیمت یا عدت نہیں اسوہلو کہ قیمت والی چیز کی قیمت لینا و میا ہی سے جیسو اسی چیز کو یعنی لینا تو اگر سو کی قیمت لی  
 تو کو یا سو یا فروغ مسائل لکھتے ہیں کہ الوطی فی دار الاسلام لا یجوز الا عن حل و مہر الا فی مسئلتین حبس کی کہ بلا ذلک و طاعت  
 و بآدم امة و طاعت قبل تسلیم و یفقط من اللغز ما قابل البکار و الا فی دار الاسلام میں سو ملک عین کے خالی نہیں عدت یا مہر سے کہہ مسلمان  
 میں نہ عدت نہ مہر ایک مسئلہ ہے کہ اگر نکاح سے نکاح کیا جو ان عدت سے بدو ن اجازت اپنی دلی سے اور عدت نے نکاح کی طاعت کی و طعی میں جس  
 صورت میں نہ عدت نہ مہر سے دوسرا مسئلہ کہ نوڈی کے چھوڑنے والے نے نوڈی و طعی کی قبل تسلیم مشتری کے تو بکھ پر نہ عدت نہ مہر سے اور کہ ہو لیگی اس میں  
 وہ قیمت جو مقابل تھی بکارت کے یعنی ازادہ بکارت محب ہوا تو اتنی قیمت ساقط ہوگی اور اگر نوڈی یا بکرہ ہستی تو بکھ قیمت نہ گہی گی نکاح جاری رہے  
 مع اسلے فاذا لک بکارتھا فی ہما مہر المثل ایک رط کی نے دوسری رط کی کو ڈھکیلا سو اسکی بکارت کو کو بکارت لازم ہوگا ڈھکیلا والی پر مثل  
 اور سبیلہ صبی اور مرد و عورت کے ڈھکیلا سے ازادہ بکارت کا اگر ہوگا تو ان پر بھی مہر مثل لازم آوگا کذا فی حاشیۃ الدی یا اب الصغیرۃ المطالبۃ

بالمهر وللزوج الطالبة بئسليمها ان تمسكت الرجل منيرة کے اب کو مطالبہ نہ کرنا اور جو بچہ ہو اگرچہ زوج کو منع نہ ہو اور زوج کو تسلیم نہ کرنا مطالبہ  
بچہ ہو اگر منیرہ مرد کی بدولت کر سکتی ہو قال الغزالی ولا بعد السون كما يراى حتى يتركها كچه اعتبار نہ کرنا یعنی اگر زوج اور باپ میں اختلاف ہو اور زوج کچھ  
کو منیرہ لائق تحمل مرد کے ہو اور باپ کچھ نہ ہو مرد کے لائق نہیں ہونا منیرہ کی عمر کا اعتبار نہ کرنا بلکہ قاضی منیرہ کو مورتوں کو دیکھا اگر مورتین کہیں کہ مورت  
مرد کے ہو تو زوج کو تسلیم کرے اور نہیں تو نہیں کذا فی حاشیۃ الدنی فلو سلمها ففعلت لم یکنہا طلبة اسے اگر باپ نے اپنی بیٹی زوج کو تسلیم کی پر وہ بیگم  
تو زوج پر اسکی طلب و تلاش لازم نہیں اسو اسلو کہ مرد کے کہ مورت پر ضمان نہیں کہ طلب زوج پر لازم ہو بخلاف نوڈی کے کہ اگر کسی کے نکاح میں ہو اور باپ  
تو زوج پر تلاش لازم ہے اسو اسلو کہ ہر گم مورتین زوج پر ضمان لازم ہے کذا فی حاشیۃ الدنی خلع امراة واخذها حیض الی ان یاتی ہا الذی یطفر  
موتھا کسی نے قریب دیا عورت کو اور اسکو نکال لیا تو وہ شخص قید کیا جائیگا بیات کہ کہ اسکو لے آؤ یا عورت کا مرنا معلوم ہو المهر مهر البیوت فیصل  
العلانیۃ نہ وہی معتبر ہے جو پوشیدگی کا ہے اور قول ضعیف بھی ہو کہ ظاہر کا معتبر ہے یعنی عورت سے نکاح کیا اور مخفی اکثر ارشاد مقرر کیا ہو تو نکاح  
نہ وہی سہل ہو گوان میں دو ہزار کا مهر ٹھہرایا تو اس موت میں مہر مخفی ہی کا اعتبار ہو گا نہ علانیہ کا المهر الی الطلاق یتجمل بالاجبی ولا یتجمل بجمعہا  
جو مرد کہ وہیل و طلاق تک وہ عمل ہو جاتا ہے طلاق جب سے اور نہیں ہو بل مورت پر عورت کی طرف مراجعت کرنے سے ولو حبثہ المهر علی ان یتزوج  
فان فانیہ باقی نگہا والا اگر عورت نے مہر بخشا اس شرط پر کہ مرد اس سے نکاح کر لے سو وہ مہر کا نہ قبول کیا تو مہر باقی ہو نکاح عورت سے کیا یا نہ کیا  
توضیح اس مسئلہ کی بحر الرافق میں یوں ہے کہ ایک شخص نے اپنی مطلقہ سے کہا کہ میں تجھے نکاح کر دے گا جب تک تو اپنا مہر معاف نہ کرے سو عورت بشرط نکاح معاف  
کیا پر مرد نے انکار کیا تو مہر باقی ہے کذا فی حاشیۃ الطحاوی و صورت نکاح کرنا تو مہر باقی رہنا ظاہر ہے اور نکاح کر نہیں مہر اسو اسلو باقی رہا کہ یہ بدون  
قبول کے تمام نہیں ہوتا اور حالانکہ مرد مہر سے انکار کر چکا ہو کذا فی حاشیۃ الدنی ولو حبثہ لا حد وکذا فی قبضہ صحہ اور اگر عورت نے اپنا مہر سیکو  
مہر کیا اور اسکو نہ لینے پر وکیل کیا تو صحیح ہے اور مہر کا بدون وکیل کے تمام ہے ولو اختلفت بہ انسانا ثم رغبته للمرجع لم یصح وھذا حیلہ  
من موتی ان یتجمل لا یتجمل اور اگر عورت نے اپنا مہر کسی آدمی کو دیا کیا یعنی زوج سے کہا کہ میرا مہر فاسے شخص کے اور زوج نے مہر جو الہ قبول کیا عورت  
نے وہی مہر زوج کو دیا تو صحیح ہے مہر نہ ہو کا اسو اسلو کہ مہر کا دو سرا آدمی مالک ہو گیا اور مہر جو الہ کر لیا حیلہ اس شخص کو سہل ہے کہ جو چاہے کہ مہر کرے او  
صحیح ہو یا **باب نکاح الرقیق** هو المملوک کلاً و بعضاً و الرقیق المملوک کلاً صحیح باب ہر نکاح رقیق کا قیق اس غلام کو  
کستہ میں جو بالکل مملوک ہو یا نہ ہو یعنی نصف مملوک ہو یا ربع اور رقیق اس غلام کو کہ تہہ بن جو بالکل مملوک ہو تو ققت نکاح رقیق و امہ و مملکت  
و مملکت و امہ و ولد علی اجازۃ المول فان اجازۃ نقد و ان یدخل مورتون ہر نکاح رقیق اور نوڈی اور نکاح اور مرد برادر ام ولد کا مولیٰ کی اجازت  
پر تو اگر مولیٰ نے نکاح جائز کر لیا تو نکاح نافذ ہو گیا اور اگر رو کیا تو باطل ہو گیا نکاح وہ غلام جو سیکو مالک نے کہا کہ تو سو روپے کو نکاح کیسے پیدا کر لاؤ تو  
آزادی اور بدوہ غلام جس سے مالک نے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزادی سے آزاد ہو و لدہ و نوڈی جو مالک کے تصرف میں رہو اور اس سے روکا  
پیدا ہوا فلا مہر مالو یدخل فیما یحب ہر المثل بعد غنقہ سوج غلام وغیرہ کا نکاح مولیٰ کی اجازت پر مورتون ٹھہرا تو قبل اجازت مولیٰ کے نکاح  
میں مہر نہیں جب تک و طلی نہ ہو واجب و طلی ہوئی تو مہر مثل طلب ہو گا بعد آزادی سے غلام کے اسو اسلو کہ قبل آزادی کے غلام کسی چیز کا مالک نہیں  
اور مولیٰ پر اسو اسلو مہر لازم ہو گا کہ اسکی بدون اجازت نکاح ہوا فخر المراد بالمولیٰ امن لہ و لایۃ تزویج لایۃ کا یدخل فیما یدخل و و طلی کا یدخل  
و مقارون و متولیٰ پر مولیٰ سے مراد وہ شخص ہے جسکو اختیار ہو نوڈی کے نکاح کر دینا کا صیغہ منیرہ کی نوڈی کا باپ اور دادا اور قاضی اور وی  
اور نکاح اور شریک مفاد و متولیٰ وقف تو باپ اپنی بیٹی منیرہ کی نوڈی کا نکاح کر سکتا ہے اور بیٹے دادا اور قاضی اور وی لیکن انکو بھیجہ  
اختیار نہیں کہ اپنی غلام سے اسکا نکاح کر دیں اور بیٹے عید نکاح کو اپنی نوڈی کے نکاح کا اختیار ہو اور بیٹے مفاد و متولیٰ کو شریک کی نوڈی کا  
نکاح کر دینا جائز ہو اور بیٹے وقف اور بیت المال کی نوڈی کا نکاح و ان کے متولیٰ کے اختیار ہو و اما العبد فلا یجوز لہ ان یتزوج

نکاح رقیق



پر محمول رکھا یا تاک کہ اگر مولیٰ بعد از نسی ان لغفلون کے اگر غلام کے نکاح کو جائز رکھتا تو یہی نکاح نافذ نہ ہوگا بخلاف نکاح فضولی کے یعنی ایک فضولی نے کسی مرد کا عورت سے نکاح کر دیا پر جب اس مرد کو نکاح کی خبر پہنچی تو اس نے کہا کہ اس کو طلاق دو تو نکاح کی اجازت ہوگی اس واسطے کہ زوج کو اختیار طلاق ہوگا تو طلاق کا حکم بھی دیکھتا ہے اور طلاق بہ دن ثبوت نکاح کے متصور نہیں بخلاف مولیٰ کے کہ اس کو طلاق کا اختیار نہیں واذلک لعبدک فی النکاح منقطع حاکمہ و فاسدہ فیما یباع العبد لمہ من نکلہا فاسد بعد اذ نہ فرہیمہا خلافا لہما اور اذن دینا مولیٰ کا اپنے غلام کو نکاح میں شامل ہے نکاح جائز اور نکاح فاسد کو تو بجا جائیگا غلام اس عورت کے مہر میں جس سے نکاح فاسد کیا بعد اذن مولیٰ کے پر اس سے وطن کی بخلاف مذہب صاحبین کے کہ اوپر نزدیک اذن مولیٰ کا نکاح فاسد کو شامل نہیں تو نکاح فاسد میں بعد وطن کے غلام نہ بجا جائیگا بلکہ بعد آزاد ہو کر اور مہر لازم آجیگا کذا فی حیاتہ الدنی و لو توفی المولیٰ بالبیعہ قطع نفقۃ بہ کالی نص علیہ ولو نص علی الفاسد صحیح و صحیحہ صحیحہ میبھتانہں اور اگر مولیٰ نے غلام کو نکاح کا اذن دیا اور فقط صحیحہ نکاح کی نیت کی تو صحیحہ اذن نکاح صحیحہ کو مخصوص ہوگا چنانچہ اگر مولیٰ تصریح کر دی اذن میں نکاح صحیحہ نہ تو فقط صحیحہ معتقد ہوگا نہ فاسد اور اگر تصریح کی مولیٰ نے نکاح فاسد کے اذن پر تو نکاح فاسد کرنا درست ہوگا اور نکاح صحیحہ بھی درست ہوگا کذا فی النہر ولو نکحہا ثانیاً صحیحہ او نکحہا ثانیاً بعد صحیحہ وقف علی الاجازۃ لا تنہا عن الاذن بمرۃ و ان نوفا مراداً اور اگر مطلق اذن دیا تو نے سو غلام نے نکاح فاسد کیا ایک عورت سے دوسری بار اوسے عورت سے نکاح صحیحہ کیا یا دوسری عورت سے نکاح صحیحہ کیا پہلی عورت کے بعد تو صحیحہ نکاح ثانی موقوف ہوگا مولیٰ کی اجازت پر اس واسطے کہ مولیٰ کا اذن ایک بار نکاح کرنے پر بنتی ہوگا اگرچہ مولیٰ نے چند بار نکاح کر نیکی نیت کی ہو تو بھی نکاح ثانی اجازت پر موقوف ہوگا ولو توفی ثانی قطع لا نکحہا کل نکحہا العبد اور اگر مولیٰ نے اپنے اذن میں دو بار دو عورتوں سے نکاح کر نیکی نیت کی تو صحیحہ نیت و دو بار کی صحیحہ ہوگی اور غلام کو دوسری عورت سے نکاح کرنا درست ہوگا اس واسطے کہ دو نکاح کرنا غلام کے نکاح کی تمامی سے یعنی غلام کو دو نکاح سے زیادہ کرنا درست نہیں وکذا التوکیل بالنکاح اور اس طرح وکیل کا نکاح میں یعنی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرا نکاح کر سے تو وکیل کو ایک نکاح کے سوا دوسرا نکاح کر نیکی اختیار نہیں بخلاف التوکیل بہ فانہ لا یتناول الفاسد فلا یہ یقتضی یعنی اذن مولیٰ کا نکاح صحیحہ اور فاسد دونوں کو شامل ہے بخلاف توکیل بالنکاح کے کہ وہ نکاح فاسد کو شامل نہیں تو نکاح فاسد پر بنتی ہوگی اسی قول کا فتویٰ ہے یعنی اگر نکاح کے وکیل نے فاسد نکاح کیا تو نافذ نہ ہوگا اور نکاح فاسد کر نیکی اس کی نکاح بھی منقطع ہوئی تو اگر اوسے عورت سے دوسری عورت سے دوسری بار نکاح صحیحہ وکیل کر دیا تو نافذ ہوگا و التوکیل بنکاح فاسد لا یتناول الصحیح بخلاف البیع ابن ماک اور نکاح فاسد کا وکیل مالک نہیں صحیحہ نکاح کر نیکی بخلاف بیع کے یعنی بیع فاسد کا وکیل بیع صحیحہ کا مالک ہے کذا ذکر ابن مالک فی شرح اللقی فی الاشباہ فی قاعدۃ الاصل فی الکلام الحقیقۃ الاذن فی النکاح و البیع و التوکیل بالبیع یتناول الفاسد و بالنکاح لا اور شہابہ کے اس قاعدہ میں کہ اصل ہر غلام میں صحیحہ حقیقی میں نہ مجازی یوں کہ اس کو نکاح اور بیع کے اذن میں اور بیع کی نکاح میں فاسد بھی شامل ہے اور نکاح کی نکاح میں نکاح فاسد بھی شامل نہیں یعنی اگر مولیٰ غلام کو نکاح اور بیع کا اذن دے تو صحیحہ اذن نکاح صحیحہ اور فاسد کو اور بیع صحیحہ اور بیع فاسد دونوں کو شامل ہے اور اس طرح بیع کی نکاح میں صحیحہ اور فاسد دونوں کو عام ہے لیکن نکاح کی نکاح فاسد کو شامل نہیں والیہ علی نکاح و صلوة و صوم و حج و بیع ان کانت علی الماضی تناولہ وان علی المستقبل لا اور قسم نکاح پر اور نماز پر اور صوم اور حج اور بیع پر اگر فعل ماضی پر ہو تو فاسد کو بھی شامل ہے اور اگر قسم فعل مستقبل پر ہو تو صحیحہ صحیحہ فاسد کو شامل نہیں یعنی اگر یوں قسم کھائی کہ میں نے نکاح نہیں کیا تو نکاح صحیحہ اور فاسد دونوں کو شامل ہے اور اگر قسم کھائی کہ میں نکاح نہ کروں گا تو فقط صحیحہ کو شامل ہے نہ فاسد کو تو حانت ہوگا مگر صحیحہ نکاح سے اور اس طرح اگر قسم کھائی کہ میں نے نماز نہیں پڑھی اور حج نہیں کیا یا بیع نہیں کیا تو نماز فاسد اور حج فاسد اور بیع فاسد بھی حانت ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ میں نماز پڑھوں گا یا حج کروں گا یا بیع کروں گا تو حانت ہوگا مگر نماز صحیحہ اور حج صحیحہ اور بیع صحیحہ سے ولو ذکرہ حبلاً کاذباً و ما یؤاخذ و ساکت المرء کعمر اعد فی مہر مثلہا و لا قلی واللہ اعلم علیک نظام اللہ علیہ سہیقاً الغرض اور اگر نکاح کیا مولیٰ نے اپنے غلام یا ذون فرضہ کا تو نکاح صحیحہ ہوگا اور برابر ہو جائیگی عورت غلام کے فرضہ ہونے پر نیز مثل میں



اور کمتر میں یعنی جیسے اور قرض خواہ غلام کی کائی سے حصہ تو زمین و سیاحی عورت بھی حصہ پاوے گی مگر مثل میں اور کمتر میں جو مکرر زائد ہو مگر مثل سے اور اصل سے  
 تو عورت غلام سے مطالبہ کرے گی زائد کا قرض خواہوں کے قرض یا نیکو بعد کثیر الصحتہ منہ المرحم سے دین صحت کا ساتھ دین مرض کے یعنی ایک شخص پر  
 قرض سے حالت صحت کا اور حالت مرض کا تو اول صحت کا دین دیا جائیگا پھر اگر کچھ مال باقی رہیگا تو دین مرض کا اور جو کا الا اذا ابتعد منها کما مر جو جبکہ  
 مولیٰ نے غلام کو عورت کے ماتھے پر یا تو باقی مکرر مطالبہ غلام پر نہ کیا چنانچہ سلسلہ صابن میں مذکور ہوا صورت اسکی یہ ہے کہ مولیٰ نے غلام میں دین کا  
 نکاح ایک عورت سے ہرگز ورم کے مہر ہو گیا اور غلام پر صابن سے ہزار ورم قرض تھے پھر مولیٰ نے غلام کو اسی عورت کے ماتھے پر قرض خواہوں کی اجازت سے  
 نو سو ورم کو عورت کو قرض ورم کو قرض خواہ اور عورت موافق اپنے حصوں کے بانٹ لیں گے اور جس قدر عورت کا مہر باقی رہیگا وہ ساقط ہوگا کذا فی مائشیتہ اللہ  
 ولو زوجه بنتہ مکاتبہ ثمرات لا یفسد النکاح لہا لم تملک المکاتب جوت ایہا الا اذا تجر قوت فی الرق فیختل یفسد النکاح فی  
 اور اگر نکاح کیا مولیٰ نے اپنی بیٹی کا اپنے نکاح غلام سے پھر مولیٰ مر گیا تو نکاح فاسد نہیں ہوتا اسو سلم کہ بیٹی ایک نہیں ہوئی مکاتب کی اینی باب کے ترجمے  
 مگر جب کہ حاضر ہوا اور کرنے ہاں کتابت سوا یہ غلام بنایا گیا تو اس وقت میں نکاح فاسد ہوگا بسبب مخالف ہونے زوجیت اور ملکیت کے ذوقہ ائمہ  
 اوئم ولد لا یجب علیہ یقوتہا وان شرط فی العقد نکاح کر یا مولیٰ اپنی لونڈی کا با ام ولد کہ تو وہ جب نہیں مولیٰ پر شب بانی کرنا لونڈی کا  
 زوج کے مگر اگر یہ مولیٰ نے شب بانی نکاح میں شرط کر لی تو یہ بھی وجہ نہیں اسو سلم کہ مولیٰ کا حق زوج کے حق پر مقدم ہے اگر کوئی کہے کہ کیا  
 سبب ہے کہ شب بانی کی شرط مولیٰ پر لازم نہ ہوگی اور اگر زوج لونڈی کا آزادی اولاد کی شرط کرے تو آزادی ثابت ہوجاتی جو نکاح جابر سے ابھی  
 شرط میں رہا آتا لو شرط لیس شرطی اولاد ہا کہ یہ صحیح و متفق علیٰ من وکذا فی فی هذا النکاح لان قبول المولیٰ الشرط والذیوم علی  
 اعتبارہ ہو معنی تعلیق لیس شرطی بالاولاد جمع فیہ ومعاخذ ائمہ لویا عھا اومات عنہا قبل العونہم فلا حرج لیکن اگر شرط کر لیا  
 زوج عورت آزاد ہونا لونڈی کی اولاد کا مہر میں تو یہ شرط صحیح ہوگی اور آزادی میں گئے جنکو لونڈی اس نکاح میں جوگی اسو سلم کہ قبول کرنا مولیٰ  
 کا اس شرط کو نکاح کرنا اس شرط کے اعتبار سے اختیار ہے آزادی کی تعلیق سے ولادت پر نہیں کیا مولیٰ نے لونڈی سے یوں کہا کہ اگر تو نکاح  
 میں آزاد ہوگی تو وہ سب ہر میں شرط تعلیق صحیح ہوگی اور جب تعلیق صحیح ہوگی تو بالضرورت اولاد کی ثابت ہوگی اور مولیٰ کو اس میں کچھ اختیار  
 باقی رہے حالات شب بانی کی شرط کے کہ اس میں تعلیق کے معنی نہیں ہو سکتے کذا فی فیجہ اھدیہ اور اس تعلیق سے یہ نکلا کہ لکھ مولیٰ نے اس لونڈی کو  
 زوج کر کے جو کہ ہرگز نہیں قبل ولادت کے اولاد کی آزادی ثابت ہوگی اسو سلم کہ تعلیق نہیں صحیح ہوتی مگر اس وقت کہ تعلیق کرنا لازماً  
 ہوا ورنہ نکاح جو وجود شرط کیونکہ ولو اذعی المزوج الشرط ولا یثبته خلاف المولیٰ فیہا اور اگر دعویٰ کیا لونڈی کو زوج نے حریت اولاد  
 کی شرط کا اور اسکی پاس گواہ نہیں تو قسم کما دعویٰ کذا فی النہ لکن لا نفقہ ولا سکنی لہا بان یلزمہا النکح ولا یستحقہا لکن لیس  
 نفقہ اسکی زوج پر نہیں ہاں شب بانی کے سبب بانی کا بعد طریق ہے کہ مولیٰ اسکو اسکی شہر کے حوالہ کر دے اور اس کی خدمت میں بے تحاشی  
 المولیٰ ویطاع الزوج ان طفرہا فارغہ عن خدمۃ المولیٰ ویکن فی تسلیمہا قولہ مستی طفرہا فارغہ عن خدمۃ المولیٰ اور لونڈی خدمت  
 دیا کہ مولیٰ کی اور وطنی کر دے زوج اگر اسکو یا بیوی مولیٰ کی خدمت سوغالی اور کفایت کرنا پھر لونڈی کی تسلیم میں مولیٰ کا یوں کہنا اسکو زوج سے  
 کہ جب اسکو خالی پایا کر دے مولیٰ کیا کہ کذا فی النہ فان بواھا انہ یجمع عنہا جہ رجوعہ لبقاۃ حقہ وسقطت النفقۃ شو اگر مولیٰ نے شب بانی  
 کی اجازت دی پھر اس سے رجوع کی تو اسکا رجوع کرنا صحیح ہوگا بسبب باقی رہنے مولیٰ کے اور ساقط ہوگا نفقہ زوج سے یعنی زمانہ آئندہ کا نفقہ  
 نہ طلب ہوگا اور گزشتہ کا نفقہ البتہ طلب ہوگا ولو خذل مثہ ای السکید بعد التبیۃ بلا استحقاقہ واستحقاقہا ہاں او اعادھا لیسبت  
 الزوج لیس لا یستحق لبقاۃ التبیۃ اور اگر خدمت کی لونڈی نے مولیٰ کی بعد اجازت شب بانی کی بیرون خواہش ہوئے کے یا مولیٰ نے اس  
 دن کی خدمت باجی اور رات کو شوہر کے گھر اسکو پھر بھیجا تو نفقہ زوج سے نہ ساقط ہوگا بسبب باقی رہنے شب بانی کے ولہ ای المولیٰ الشفہا



خطا فتح وهو مكلف فلو صبيا لم يسقط حل النكاح ذكره المصنف سقط المهر لغيره البدل كحرقه اذ نكحت ولو صغيرا، اور اگر قتل کیا مولیٰ نے اپنی  
 رزہ کی قتل مٹی یا غولت میچے اگر قتل خطا کا ہو کہ ان فی منع القدر اور مال کا کہ مولیٰ مکلف ہے یعنی مائل یا نفع سے تو اگر مولیٰ لڑکا ہو گا تو مساقط ہو گا بنا بقول  
 راجع کے چنانچہ مسکوت صنف نے اپنی شرح میں ذکر کیا تو مولیٰ کے قتل سے مساقط ہو گا مگر لڑکی کا اور زوج پر جس کے لئے مہر کے عوض کو یعنی مہر عوض سے  
 مٹی کا یہ جب قبل مٹی مولیٰ نے لڑکی کو قتل کیا تو مہر کو کس جسے باو گیا جیسے حرم کا مہر مساقط ہو جاتا ہے اور مسکوتہ ہونے سے قبل مٹی کو اگر مہر وغیرہ ہو  
 تو ہی مساقط ہو گا سو مسکوتہ کہ بانی عورت کی طرف سے مہر کی طرہ سے نہ مرد کی طرہ سے لا لوقعت ذلک القتل امرأۃ ولو أمه علی الصبیح خاتبة بنفسها  
 اوقتلها وارثها اور تذات الأمۃ او قتل ابن زوجہا کما رجحہ فی الذہار اذ لا تغیر من المولیٰ نہ مہر مساقط ہو گا اگر مہر قتل عورت نے کیا  
 اگرچہ لڑکی ہو بنا بقول صحیح کے کہ ان فی النکاح عورت خود آپ کو قتل کیا یا اس کے وارث نے اس کو قتل کیا یا لڑکی مہر ہو گئی یا اس سے زوج کے فرزند کا جو بیٹا  
 چنانچہ نہ الفائق میں اسی قول کو ترجیح دی ہے لڑکی کے قتل اور مہر ہونی اور جو بیٹا بیٹے سو مسکوتہ نہ مہر مساقط ہو گا کہ مولیٰ کی طرہ سے تقویت اور قصور  
 نہیں یعنی مہر کا مالک مولیٰ ہو تو لڑکی کے قصور سے مہر کو مساقط ہو گا اور یہ طرہ اگر مہر نے آپ کو قتل کیا تو اس کو مہر کے وارث مالک ہونگے اور اگر ایک  
 وارث نہ ہو تو قتل کیا تو اور وارث مالک ہونگے ان صورتوں میں مہر نہیں مساقط ہوتا او فکلہ بعد کا ای الوطنی لتقرہ یہ یا مولیٰ مکلف نے لڑکی کا  
 قتل بعد مٹی کے کیا تو مہر نہ مہر مساقط ہو گا بسبب ثابت ہو جانے مہر کے مٹی سے ولو فعل بعینہ او سکا تبثہ او نافذ وقته المدیونۃ لم یسقط اتفاقا  
 اور اگر مٹی نے غلام کو قتل کیا یا اپنی مکتبہ کو قتل کیا یا لڑکی ماؤ نہ تضرر کو قتل کیا تو مہر نہ مہر مساقط ہو گا بالاتفاق سو مسکوتہ کہ مہر کا مالک ان صورتوں میں مہر نہیں مولیٰ نہیں جب  
 مولیٰ نے اپنے غلام کو قتل کیا تو اس کی قیمت کا ضامن ہو گا اور اس کی زوجہ غلام کی قیمت سے پانچ سو روپیہ سے لگی ولا ذن فی العزل وہی لا تزال حاج  
 الفرج لمولیٰ الأمۃ لا لہا لاث الولد حقہ وهو یقید التقید بالبالغۃ وکلما المحرق فہی اور اذن و بنا قول میں عزل خارج شرمگاہ کو انزال  
 نوکتے میں اور بہت تعریف عزل کی بحوالہ اثنی عشرین میں عراج سے قول ہے وہ کہ مٹی کی وجہ سے انزال کا آدمی تو علمدہ ہو کہ خارج شرمگاہ کے انزال کو سو عزل  
 میں اجازت دینا مولیٰ کے اختیار میں ہے نہ لڑکی کے سو مسکوتہ کہ لڑکی کا حق ہے مولیٰ کا اور اس کی مہر ہے کہ لڑکی کو بالغہ کر مقید کرنا چاہو  
 یعنی جب لڑکا مولیٰ کا حق ٹھہرے تو اگر لڑکی بالغہ ہو تو اس کا شرم مولیٰ سے عزل کی اجازت کی صغیرہ لڑکی میں اجازت مولیٰ کی حاجت نہیں سو مسکوتہ کہ  
 صغیرہ کے لڑکا نہیں ہوتا جو عزل سے مولیٰ کا حق تلف ہو اور یہ طرہ حرم کو بھی بالغہ کر مقید کرنا چاہئے یعنی اگر حرم بالغہ ہو تو اس کا شرم اور اس سے عزل  
 کی اجازت ہے اور صغیرہ سے اجازت کی حاجت نہیں کہ ان فی الشر ویعزل عن المحرق وکل المکتبۃ فہی حجتا اذ نہا اور عزل کی حرم سے حرم کی حاجت  
 سے اور یہی حال ہے مکتبہ کا چنانچہ نہ الفائق میں ہے باعتبار بحث کے کہ فی الحانۃ انہ یلکھ فی مائتہ لفساد الران ذال الکمال فلیعتبر عذرا  
 مستقطا لاذ نہا لیکن غانیہ میں ہے کہ عزل حرم سے بدون اذن حرم کو مباح ہے ہمارے زمانہ میں لیبنا و زمانہ کے یعنی اس وقت میں اکثر لڑکی کو اطاعت  
 نہیں کرتے والدین کو رنج پہنچاتے ہیں تو کمال الدین محقق نے کہا کہ فساد زانی کو اذن حرم کا عند مسقط اعتبار کرنا چاہیے وقالوا یمکن استقاط الولد  
 قبل اربعۃ اشھر ولو بلا اذن ذی فہم اور کہا ہے فقہائے کہ مباح ہے مسقط ولد کا چار مہینوں سے پہلے اگر صغیرہ اجازت زوج کی ہو یعنی جان پڑنے  
 سے قبل بیٹا کا اگر انا درست ہے چہ شراح نے مسقط ولد مطلقا بیان کیا لیکن حق یہ ہے کہ بدون ضرورت جائز نہیں لڑکا عورت کا وہ دہ بتیا حرم اور اس کے  
 محل رہ گیا اور زوج کو دایہ رکھنی کی طاقت نہیں تو بسبب ہلاکی ولد کے مسقط قبل نفع زوج کے جائز ہے غانیہ کے باب الکراہت میں کہ میں نہیں کہنا کہ  
 مسقط مطلقا مباح ہے سو مسکوتہ کہ محرم اگر شکاری پرند کا انڈا توڑے تو اس پر شکار ہے سو مسکوتہ کہ انڈا اصل سے پرند کی جب محرم ماخوذ ہو تو بغیر  
 مسقاط میں کہو کہ گناہ ہو گا کہ ان فی مامشیۃ الدنی وعن امته بغیر ذہا بلا کراہتہ فان ظہر کما یجوز حل فقیہ ان لم یجوز قبل البولیٰ اور عزل  
 سے اپنی لڑکی سے بدون اس کی اجازت کو بلا کر اہست سو اگر لڑکی سے عزل کیا اور اس کو حل ہوا تو مولیٰ کو اس کی نفی کرنا درست ہے  
 یعنی یون کہنا کہ مہر حل ہے نطفہ سے نہیں ہے درست ہے بشرطیکہ دوبارہ مٹی کی مہر شیباب کرنے سے پہلے یعنی اگر مہر نے اول جابج کیا اور عزل کیا ہے

بدون پیشگی دوا غل کیا تو نفی کرنا درست ہوگا اسوہلو کہ قتال ہے کہ نفی معنی دوسرے غل میں نکلی ہو اور موجب حل کی ہوئی ہو اور دوسری شرط نفی کی یہ ہے کہ لونڈی غیر محصنہ ہو یعنی گھر سے باہر آتی جاتی ہو اور اگر محصنہ ہو تو نفی جائز نہیں اسوہلو کہ غل کی وقت شاید کچھ معنی اندر رہ گئی ہو عیسوی شرط نفی کی یہ ہے کہ غیر محصنہ میں ظن غالب جاسو کہ یہ حل سے نفی سے نہیں ہو کذا فی حاشیۃ الدینی وحیثوت امۃ ولوام ولد ومکاتبہ ولو حکما کمتقۃ بعض عتقت تحت ستر او عکید ولو کان النکاح برضاھا دفعا لکذا یدۃ المملک علیھا بطلانۃ ثالثۃ نکاح باقی رکھنی یا رکھنی میں مختار ہے لونڈی اگر چہ ام ولد ہو اور مکاتبہ قنار ہے اگر چہ علمی مکاتبہ ہو جیسو وہ لونڈی کہ کل آزاد نہو مثلا نصف آزاد ہو یا ربع حصہ اختیار او سوقت ہے جب آزاد ہو جاو خواہ عرصہ کیچہ ہو خواہ عید کے اگر چہ نکاح او کی رضا ہو یا ہو تو بھی او کو اختیار ہو تاکہ دفع ہو یا دنی ملک کی او سیر بطلانۃ ثالثۃ کے یعنی جب لونڈی تھی زوج کے دوا بطلاق فیہ سو ٹھٹھ سکئی تھی اور حصرہ بدون تین طلاق کے نہیں ٹھٹھتی تو حصرہ پر ہیبت لونڈی کے ایک طلاق کی ملک زیادہ ہوتی ہے تو اسوہلو شارح نے او کو اختیار دیا کہ اپنی او پر سو طلاق ثالثۃ کی ملک چاہو دفع کرے اور چاہو جائز رکھے فان اختارت نفسها فلا مہر لھا اور زوجھا فالملک لیسیدھا س اگر لونڈی آزاد نے اپنی ذات کو اختیار کیا یعنی نکاح توڑا تو او کا کچھ مر نہیں اگر و طعی ہوئی ہو اسوہلو کہ جدائی او کی طرف سے ہوئی اور اگر و طعی ہوئی ہو تو مہر مولیٰ کو ملیگا اور اگر او سنسوی زوج کو اختیار کیا یعنی نکاح قائم رکھا تو مہر او کو مولیٰ کا ہے و طعی ہوئی ہو یا سنسوی ہو مولیٰ مہر کا اسوہلو ملک ہو گا کہ مرثبات ہوا تھا عقد سو اور او سوقت و طعی کی ملک تھی و لوصغیرۃ تاکثر ابلوغھا ویسیرا خیارد بلوغ فی الاصحہ اور اگر لونڈی صغیرہ ہو تو او کی آزادی کا اختیار او کو بالغ ہونے تک شاخوہ میگا اسوہلو کہ سنیر کے افعال کا سبب عقل نہونیکو کچھ اعتبار نہیں اور نہیں اختیار لونڈی کو بلوغ کا قول اصح میں اسوہلو کہ خیارعق کا معنی ہے اختیار بلوغ سے چنانچہ اب الولایین مذکور ہوگا او کانت لامۃ عند النکاح ثم صارت امۃ بان بؤنکلا وحکما بدار الحرس ثم سیدامۃ قاتل حثوت عند الثانی خلا فاللثالث مبیسوط یا خیارعق کا او سوقت ہی ثابت ہوگا جب لونڈی نکاح کی وقت حصرہ تھی پھر لونڈی ہو گئی اسوہلو کہ زوج اور زوجہ مرتد ہو گئو اور دونو دار الحرب میں جا رہو پریان سید و نو قید ہو آئے دار الاسلام میں پھر عورت آزاد ہوئی تو او کو نکاح کیجئے پھر کا اختیار ہوگا نزدیک ابو یوسف کے نہ نزدیک محمد کے کذا فی المبسوط والجهل بهذا الخیار اختیار العتق عند فلو لم تعلم به حتی ادخلوا لیقضا فعلت ففسخت صحۃ اذا قضی باللیاق ولیکن هذا محکوم بل فتویٰ کافی اور جلی اس خیارعق کی عذر ہو بخلاف خیارد بلوغ کے اسوہلو کہ لونڈی کو سبب مشغولی خدمت مولیٰ کے تحصیل مسئل وینی کی فرصت نہیں بخلاف حصرہ کے سو اگر لونڈی کو خیارعق کا علم نہوا اسطرح کہ لونڈی مسکوحہ تھی پھر مولیٰ نے او کو آزاد کیا اور او کو خیارعق کا مسئلہ نہ معلوم ہوا یا نہ کہ وہ اور او کا شوہر دو مرتد ہو گئو اور دار الحرب میں جا پھر دار الاسلام میں گرفتار ہو آئے یا مسلمان ہو کر خود آئی پھر عورت نے خیارعق کا مسئلہ جاننا خواہ دار الاسلام میں خواہ دار الحرب میں سو نکاح فسخ کیا تو یہ فسخ کرنا باوجود اتنی مدت گذرنیکو سبب بطلان جمل کے صحیح ہوگا مگر جبکہ قاضی نے او کو حق میں لائق کفار کا حکم دیا تو عورت کا فسخ کرنا صحیح ہوگا اسوہلو کہ بعد حکم لائق کے اگر پھر آدگی تو لونڈی ہو جاو گی اور فسخ کو صحیح کہنا حکم نہیں ہے بلکہ فتویٰ ہے یہ جواب ہے سوال مقدمہ کا تقریر سوال کی یہ ہے کہ کتنے دار الحرب کے ملنے والوں میں بھی حکم دیا کہ فسخ نکاح کا صحیح ہے اور مالاکہ دار الحرب سے حکام سکینز منقطع میں شارح نے جواب دیا کہ یہ حکم نہیں بلکہ فتویٰ ہے یعنی عادیۃ سوال کا جواب ہو کذا فی حاشیۃ الطحاوی والذی ولا یتوقف علی القضاء ولا یبطل بسکائی ولا یتبک الغلام ویتبک علی مجلس الخیار غیر مطلقا بل خیارد بلوغ فی الکلی خانہ اور نہیں موتون ہو خیارعق کا قاضی کے حکم پر اور نہیں باطل ہوا سکوت سوا وراثت نہیں خیارعق غلام صغیر کو یعنی جب غلام صغیر آزاد ہو تو او کو خیارعق قابل نہیں اور مختصر سے یہ خیارد مجلس علم پر تو اگر مجلس سے عورت او کو گئی خیارد باطل ہو گیا جیسو خیارد غیرہ کا مجلس علم پر مختصر سے غیرہ وہ عورت جسکے ذمہ نے او سے کما کہ تجھ کو میں نے طلاق کا اختیار دیا تو اگر وہ مجلس سے او کو گئی تو اختیار او کا باطل ہو گیا بخلاف خیارد بلوغ کے کہ وہ باہنوں حکم





کے گویا سوائے عہد کے کہ میں نے اپنے غلام کو تیرے ہاتھ بچا یا اس کو میں نے تیری طرف سے آزاد کیا یعنی آزادی بدون ملکیت کے نہیں ہوتی پر جب اس کی طرف سے آزاد کیا تو اول حرم مالک شہری جب مالک ہوئی تو نکاح فاسد ہو گیا لیکن کو قال كذلك وقع العتق مع المأمور لعدم القبول كما في الموضع السعدی ومنعاده انه لو قال قبل في وقع عن لاهل لیکن اگر موتی میری کہہ کہ میں نے غلام کو تیرے ہاتھ بچا یا تیری طرف سے اس کو آزاد کیا تو عتق ہو کر طرّف سے یعنی موتی کی طرف سے واقع ہو گا لیکن بائیں قول کے اور طرّف سے یعنی اس صورت میں جو یعنی اس صورت میں فقط مامور کی طرف سے ایجاب مع کا ہوا اور قبول کا نہ ہوا تو بیع منقذہ منوی تو آزادی غلام کی مامور کی جانب سے ہوگی نہ آمر سے بخلاف سلسلہ سابقہ کے کہ اگر جہ دان بھی قبول امر کا ثابت نہیں لیکن بیع دان منقذہ منوی تھی نہ میری اور بیع منقذہ منوی قبول کی حاجت نہیں بخلاف میری بیع کے تو موصی سیدی کی تعلیل سے یہ نکاح اگر مامور کے ایجاب کے بعد امر کے کہ میں نے قبول کیا تو عتق اور طرّف سے ہو گا والی لاء لھا ولو لمھا لالف و سیقظ المھر در ولا حرم منکوحہ کیو سطر ہے اور اس پر ہر امر لازم ہونے کے اور میری کا سا قاطع ہو گا یعنی جب آزادی غلام کی حرم کی طرف سے ہوئی تو ولا حرم کا ہو گا اسو سطر کے ولا حق ہے آزاد کرنا لیا ولا اسکو کہتے ہیں کہ بعد میں نے غلام آزاد کے اگر اس کا کوئی وارث نہ ہو تو آزاد کرنا لیا اس کو مال کا مالک ہو گا و یقیم العتق عن کفار تھا ان فوئہ عنہما اور واقع ہو گا عتق عورت کے کفار سے اگر عورت نے عتق سے کفار کی نیت کی ہو ولو لم یقل بالعتق لا یفسد لعدم الملك والولاء له لانه العتق اور اگر حرم نے یون نہ کہا کہ ہزار درم کے بدلے آزاد کر لیا فقط آزاد کر لیا کہہا بدون ذکر مال کے تو نکاح نہ فاسد ہو گا لیکن مالک ہونے کے اور اس صورت میں حق ولا موتی کا ہو گا اسو سطر کے وہی آزاد کرنا لیا ہے

**باب نکاح الکافر بشکل المشرك والتکاثیر**

یہ باب ہر کار کے نکاح کا اور کافر شامل ہے مشرک اور کتابی کو وھما تلتا اصول الاول ان کل نکاح صحیح بین المسلمین فهو صحیح بین اهل الکفر خلا لما لا یؤذیہ قوله تعالیٰ و امرأتہ حلالۃ الخطب وقوله علیہ الصلوٰۃ والسلام و لذت من نکاح کافر لامن سفاح اور میان یعنی نکاح کفار میں میں قاعد میں پہلا قاعدہ یہ کہ جو نکاح صحیح ہو مسلمانوں میں سو صحیح ہے کافر میں بر خلاف امام مالک کہ ان کو نزدیک کافروں کا نکاح صحیح نہیں اور ذکر مامور اس قول کو قول اللہ تعالیٰ کا و امرأتہ حلالۃ الخطب حق تعالیٰ نے ابولسب کی جو فرمایا تو یہ ضاف عرف اور لذت میں صحت نکاح پر ناظر ہے اور اس کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رد کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ میں نکاح سے سید ہوا نہ زانی تو ساموم ہوا کہ قبل اسلام کے ہی نکاح صحیح تھا والی الثاني ان کل نکاح صحیح بین المسلمین لفقد شرطہ کعدم شہود و حیوٰۃ فی حقہم اذا اعتقدوا عند الامام ویقرن علیہ بعد الاسلام اور دوسرا قاعدہ یہ کہ جو نکاح کہ حرام ہو مسلمانوں میں نسبت میں شرط نکاح کے جیسے گواہوں کا نہ ہونا یا عدت میں نکاح کرنا وہ نکاح جائز ہو کفار کے حق میں جب کہ وہ اس کی صحت کے معتقد ہوں نزدیک امام غزالی کے اور ثابت ہو گا اور اسی نکاح پر بعد مسلمان ہونے کے اسو سطر کے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مسلمان ہونے کے ان کو نکاحوں کو دوبارہ کیا اور تفسیر فرمایا کہ تمہاری اپنا نکاح کیونکر کیا تھا تو اس دلیل سے معلوم ہوا کہ ان کو حق میں ویسا نکاح صحیح تھا گواہوں میں صحیح نہیں والی الثالث ان کل نکاح صحیح بشرطہ المحل کحارم یقیم جائزاً وقال مشائخ العراق لا بل فاسداً والا و لا احرم و علیہ فقیہ الفقہ و یجوز فادھ و ازیر قاعدہ یہ کہ جو نکاح حرام ہے نسبت محل کے جیسے حرام نکاح کرنا تو ہر مشائخ کے نزدیک جائز ہو گا اور مشائخ عراق نے کہا کہ جائز ہو گا بلکہ فاسد ہو گا اور پہلا قول اصح ہو تو اسی قول پر فقہ عورت کا وجہ ہو گا اور بعد مسلمان ہونے اور نکاح و الیکو اگر اس کو کوئی زانی کہہا تو اس پر عداری جاوگی و اجتماع اھم لا یتقارنون لان لا ذلث ثبت بالنص علی خلاف القیاس فی النکاح الصحیح مطلقاً فیتقصر علیہ ابن مالک اور اتفاق کیا ہے کہ کفار باہم وارث نہیں ہوتے نسبت نکاح حرام کے لیکن نسب کی جہت سے البتہ وارث ہونے مثلاً ایک کافر نے اپنی بہن سے نکاح کیا اور مر گیا تو عورت نسبت نکاح کے وارث نہ ہوگی لیکن بہن ہونے کی راہ سے وارث بہائی کی ہوگی اسو سطر کے درشت زمین ثابت ہوئی نص سے برخلاف قیاس کے اس نکاح میں جو علی الاطلاق صحیح ہو تو اسی پر منحصر ہوگی اسو سطر کے جو برخلاف قیاس سے وہ عام نہیں ہوتا کہ ابن مالک ثابت

جو نکاح الکافر

بشرط شہود و حیوٰۃ





نصرانیہ ہو تو نکاح باہر کیا جائے جو کسی یودیہ یا نصرانیہ ہوئے سے۔ سو اس نکاح باقی رہا کہ وہ اہل کتاب ہوئی باعتبار انجام کار کے اور مسلم اور کتابیہ میں نکاح درست  
 والتفریق بینہما طلاق یفقد العدة لوانی لا لوأبت لان الطلاق لا یكون من النساء اور تفریق کرنا دونوں طلاق بائج ہے کہ کم  
 کرتا ہے بعد طلاق کو یعنی اگر بعد تفریق کے اس عورت کو نکاح کر لیا تو زوج تین طلاق کا مالک نہ ہوگا بلکہ وہ بھی کا مالک ہوگا اور اگر زوجہ لونڈی ہو تو ایک  
 طلاق کا مالک ہوگا تفریق اور سوت طلاق سے اگر زوج اسلام سے نکاح کرے اور اگر عورت انکار کرے تو تفریق طلاق نہیں اسو اس طلاق عورتوں  
 کی جانب سے نہیں ہوتی وایاء الحقیق وأحد ابوعبید اللہ بن الحنفیہ لایصح وہی من أغرب المسائل حیث یقع الطلاق من صغیر وکبیر  
 ذلیلی وفيہ نظر إذ الطلاق من القاضی وهو علیہما کما فیہما فلیس بأهل للايقاع بل للوقوف واما نکاح سببی مجنون کا اور مجنون کی یا یا یا یا  
 طلاق سے تو اس میں اور بھی مسئلہ نہایت عجیب غریب ہے اسو اس طلاق واقع ہوئی صغیر اور مجنون کی طرف سے کہ ان فی الزلیلی شارح سے لکھا کہ طبیعی  
 کے کلام میں خلل ہے اسو اس طلاق واقع ہوتی ہے قاضی کی طرف سے اور طلاق صغیر اور مجنون پر زبردستی ڈالی جاتی ہے کہ اذ کو اختیار سو تو وہ  
 دو طلاق ان کے اہل نہیں بلکہ طلاق پڑنے کی اہل میں بہر حال ان کی طرف سے ہوئی تو یہیں تک کہ باقی رہا کہ لو کہ وقت قبیہ فانه یقتضی علیہ ولو قال ان  
 جعدت فاعت طلاق فحق لم یقع بخلاف ما اذا قال ان دخلت الدار فدخلتھا جعدتھا وقع جیسا کہ اگر صغیر یا مجنون وارث ہوا بیو قرابت دار کا  
 تو آزاد ہو جائیگا تو بھیجہ آزاد ہی شارح کی طرف سے واقع ہوئی نہ صغیر اور مجنون کی طرف سے اور اس طلاق اگر مکلف نے اپنی زوجہ سے یوں کہا کہ اگر میں مجنون ہو جاؤں  
 تو تم کو طلاق ہے پھر وہ مجنون ہو گیا تو طلاق نہ واقع ہوگی اسو اس طلاق بعد وجود شرط کے واقع ہوتی ہے اور بھیاں شرط تھی مجنون بہر حال مجنون یا مالک یا  
 تو وہ شخص مکلف باقی رہا بخلاف اس کے کہ اگر اس نے کہا کہ میں اگر گھر میں داخل ہوں تو تم کو طلاق ہے پھر گھر میں مجنون ہو کر داخل ہوا تو طلاق واقع  
 ہوگی اسو اس طلاق حلق ہے دخول پر سو دخول پا گیا تو بھیجہ وقت طلاق کا نہ ایقاع اور پہلی صورت میں ایقاع تہا و نوع اسو اس طلاق واقع ہوا خلاصہ حکم  
 کہ مجنون اور صغیر سے ایقاع طلاق صحیح نہیں وقوع طلاق البتہ صحیح ہے اور زلیلی نے ایقاع اور وقوع میں فرق کیا اسو اس طلاق تعیل و غرات کا قائل ہوا  
 کہ ان فی مائتہ الدہنی ولو اسلم احدهما ای احد المجننین او اصرأ أو انکأ ثمة ای فی دار الحرب وعلیٰ ہذا کا لکھا المکمل لمریدین حتی یخص  
 ثلثا وخص ثلثہ اشہر قبل اسلام الاخر اقامۃ لشط الفریق مقام السبب لیست بعد الدخول غیر المدخول ہوا اور اگر اسلام لاؤ دو  
 مجوسی مرد اور عورت ایک یا کتابی کی عورت مسلمان ہو گئی وہاں یعنی دار الحرب میں اور جو کہ دار الحرب سے ملحق ہے جیسو دریائے شتر تو عورت نکاح سے جدا  
 نہوگی یہاں تک کہ تین بار اس کو حیض آوے یا تین مہینے گزر جائیں دوسرے کے مسلمان ہو نہو کہ پہلے اس طلاق قائم کرنے شرط فرقت کے یعنی گزر جائے تا عدت کا  
 بجائے سبب فرقت کے یعنی انکار اسلام کا یعنی جب زوجہ اور زوج دونوں دارالاسلام میں نہوئی ایک ان میں سے دار الحرب میں ہے تو ایک کے مسلمان ہونے سے  
 دوسرے پر بعض اسلام نہیں ہو سکتا کہ وہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں اسو اس طلاق اتنی مدت جدا کی کہ قائم مقام عرض اسلام کے مقرر ہوئی اور بھی مدت مذکور نہیں  
 اسو اس طلاق عورت غیر مدخولہ بھی اس میں داخل ہے اور غیر مدخولہ پر مدت نہیں ولو اسلم زوج الکتابیہ ولو اسلم کما مرقیہ لہ اور اگر مسلمان ہو گیا کتابیہ  
 عورت کا شوہر تو وہ عورت اس کی ہو گئی یعنی جدا کی دونوں میں نہوگی اسو اس طلاق مسلم اور کتابیہ کا نکاح درست ہے اگر عورت پہلے سے کتابیہ نہو بلکہ پہلے ہی جوسہ  
 یا مشرک ہو آخر کار یہودیہ یا نصرانیہ ہو گئی ہو چنانچہ سابق میں اس کا ذکر ہو چکا والمرکۃ تثنیٰ بتثنی الدارین حقیقۃ حکما اور عورت جدا ہو جاتی  
 ہے اپنی زوج سے بسبب تباہی دین کے باعتبار تباہی حقیقی اور حکمی کے تباہی حقیقی بھی کہ دونوں شخصوں میں دوری واقع ہو جیسو مثلاً زوج دارالاسلام  
 میں ہو اور زوجہ دار الحرب میں اور تباہی حکمی بھی کہ مثلاً دار الحرب کا رہنے والا دارالاسلام میں پہر جائے قصہ سے آوے بلکہ بطریق سکونت اور وطن کے  
 وار د ہو تو اگر کا فوجی دارالاسلام میں امان لیکر آیا تو اس کی زوجہ بچوٹ جا دیگی اسو اس طلاق وہ مکمل اپنی ملک میں ہو کر جب کہ ذمی ہو کر ہو گیا تو  
 دونوں میں جدا کی ہو جائیگی لا بالشیء نہیں ہوتی عورت اپنی زوج سے بسبب قید ہو جائے کہ یعنی علت فرقت کی تباہی دین سے امام غزالی کے نزدیک  
 نہ مقید ہوا اور امام شافعی کے نزدیک بالکس سے فلو شخ احدہما الیکنا مسلما او ذمیما او اسلم وصار فمٹہ فی دانا ان اخریہ متبہا



نمایت تعزیران و کے نفاذ کو فرمایا میں اوی میں کہا کہ ابو یوسف قول یہ فتویٰ ہے اور بحر الرائق میں کہا کہ بھی مستحب کہ فی الطلاق والحد فی النکاح  
 الاسلام و علی خیار ید النکاح نہ رجلا لھا بھریہ یہ کہ بنا و علی الفتوح الجید اور زبیر سنی کیجا و عورت و تہ کے اسلام پر اور تجدید نکاح پر جہز کی کیوں  
 تو وہی ہر جہیز ایک و نیار پر یعنی: قبل منہ و اسے دیت پر فتویٰ ہے کہ فی الاولیاء تہ و ہر قاضی پر ضرور کہ تجدید نکاح کی کر دے عورت خوش ہو یا خوش  
 اور اگر نہ ہو تو کسی نکاح سے راضی نہ ہو یا سکتا ہے تو اس پر جہیز نہیں اور مرد و سوا کان اسکا کر دے جہز اسلام اور تجدید نکاح پر اس صورت میں جب عورت  
 ابطال نکاح کیوں اسکو اراد اختیار کرے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں یہی تصریح ہے کہ اگر عورت کہ کفر کا زبان پر جاری کرے تو وہ کہ رنج و دین کیوں اسکو اور  
 مرتد یا نکو و اسکو بک نکاح صریح ہے تو اسکو زبردستی مسلمان کرنا جائز ہے اور ہر قاضی اسکا نکاح عدید کر دے تو اسے مرتد کہ فی حاشیۃ الحدیث  
 و افقی مشائخہ بعدکم الفرقۃ برکھا زجرا و تفسیر الامتیا اللی نعّم فی الکفر نہ تنکحہا قال فی الفہر و الافشاء لہذا اول من لا فناء جا  
 فی النوادر اور فتویٰ دیشا کج بلخ نے عہدائی نہ پڑ گیا عورت کہ مرتد ہو عورت کی جہز کی کیوں اسکو اور اسکا عدید نہ چلو اور خلق پر آسانی کیوں اسکو  
 جو ان قاضی، حاکم نہ علی الخیر من وہ عورت کہ موجب کفر کرے ہر منکر جو دعوہ نہ الفائق میں کہا کہ اس روایت پر فتویٰ دینا بہتر ہے نوادر کی روایت  
 کے فتویٰ است علی فی المصنف و من تصیف احوال نساء زماننا و ما یقع منہن من موجبات الردۃ مکلف فی کل یوم لہو یتوہفت فی  
 الافشاء بروایۃ النوادر سابق و قد سبطت فی القنیۃ و الجنبۃ و الفیہ و البحر و حاصلہا انھا بالردۃ تسترق و تكون فیما للسلان  
 عند ان حقیقتہ و نہ تدریہا الزوج من الامام و یضرب فیما لیکہ توصیفہا و لو استول علیہا الزوج بعد الردۃ ملکھا ولہ بیعھا من  
 لہو تک و لدت منہ فتکون کأثر الولد لیکن مصنف اپنی شرح میں نسخ الفہر میں کہا کہ جو کوئی شخص اوکلاش کرے جو بارہ یا نہ کی عورت کے احوال کو اور جو  
 اس کے موجبات ارتداد و آں جو میں کہ مروان میں تو توقف اور تردید کرے و اس کی روایت پر فتویٰ دینا بہتر ہے مشایخ کہتا ہیں کہ اسون کہ نوادر کی  
 روایت جسطو و بشرح ہو نفیہ اور معتبر اور فتح القدر اور بحر الرائق میں اور خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ عورت بسبب مرتد ہو کر لوڈی بنا کی جاتی  
 ہے اور مسلمانوں کے واسطے غنیمت ہو جاتی ہے نزدیک امام ابو یوسف کے اوہول یعنی زوج اسکو امام سے اگر وہ صرف غنیمت کا بنو یا زوج اسکو ابو یوسف  
 میں لکھ کر وہ صرف غنیمت کا اور اگر زوج اس پر مسلط ہو بعد ارتداد کے مالک ہوگا اسکا اور اسکو اسکا عدید نہ چاہیے کہ عورت جہیز نہ  
 زوج سے اور اگر زوج کا لڑکا عورت جو تو وہ ام کہ لڑکا ہو یا لڑکی و نقل المصنف فی کتاب الغنیمۃ ان عمر رضی اللہ عنہ جہز علی ناشیۃ فہم نہ  
 بالردۃ حتی منقطع خمارھا فقیل لہا اصبر المؤمنین قد سقط خمارھا فقال انھا لا خمرۃ لھا و من هنا قال الفقیہ ابو بکر البلیح حین  
 بساء علی شہ نہی کاشفات الرق من الالباع فقیل لہ کیف ثم قال لا خمرۃ لہن انما الشک فی ایما فیہن کافرن خیر کثارت و نقل  
 کیا مصنف نے کتاب الغنیمۃ میں کہ البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ وقتہ جا پڑی ایک عورت فوسہ گر پر پر اسکو درہ سی مارا یا تاک کہ اسکو سر کا کپڑا اگر پڑا تو  
 او کو سن اسکا کہ کیا امیر المؤمنین اسکو سر کا کپڑا اگر پڑا اور حالاکہ عورت کا سر کو نہا جا رہے تھے تو فرمایا فادق غلم نے کہ مقرر اس عورت کی کچھ حرکت  
 اور عزت نہیں اسکو کہ خدا کی نافرمانی پر سر گرے اور گا جو فوسہ گری مرتد بھی کر دیتی ہے اور اس جگہ سے نفیہ ابو بکر لمجے کہا جب کہ وہ گذری عورت پر  
 جو نہ کہ کمار پر اور ماتھہ کو نہیں تو اس کے نوگوں نے کہا کہ آپ کیونکر انکو برہنہ دیکھ کر انکی پاس ہو کر کلی تو نفیہ موصوف نے کہا کہ انکی کچھ عزت اور  
 حرمت نہیں انکی تو ایمان میں شک ہو گیا کہ وہ عربی عورتیں ہیں اور عربی عورتیں تو زبان میں تو انکو سر اور ماتھہ و جب الشتر نہیں ہم جیسے  
 نقل مصنف کی استدلال نہیں بلکہ روایت سابقہ کی استیناس ہے اسکو کہ غالب حال فوسہ گری کا یہ ہے کہ باعث ارتداد کا ہو جا یا کہ فی حاشیۃ الفتوح  
 و بقی النکاح ان ارتدا متا بان لہ یعلم الشہن فیجعل کالفرق فیما اسلم کذاک استقصا اور باقی یہ نکاح اگر زوج اور زوجہ مسلمان  
 مرتد ہو یا دین پر اسکو مسلمان ہون ساتھی مرتد ہون جیسے شہ و نوکیارگی بت کو سجدہ کریں یا معاذا اللہ قرآن مجید کو امانت سے ہینک دین  
 یا اسکو کہ دونوں میں سے کسیکے ارتداد کی سبقت نہ معلوم پر تو غرض کی ماخذ قرار دے جاویں گے یعنی جو شخص غرض ہو گیا یا جمل گویا اور نہ معلوم نہیں کہ کوئی



منوکی اپنی زوج مسلم سے جبکہ وہ نوادار الحربین صغیرہ کو لیکر نہ ملین آئے اور والدین کے جدا ہی اسو مسلمہ منوکی کہ ہنوز نکاح اسلام کو نہ پڑتا تھا میں کیونکہ ان پر  
جبر کرنا مسلمان ہو گیا وہ اسو ثابت ہو اور ان کا کسب و رزق مسلمین کا ہے اور جب دار الحرب میں صغیرہ کو لیکر جاتے تو ان کا حربی ہونا ثابت ہو گیا اور حکومت  
مسلمین سے بالکل باہر ہو گیا اور اگر صغیرہ دار الاسلام میں رہی تو ہی نکاح قائم رہ گیا اسو مسلمہ کہ اس کا اسلام مکمل ہو موجود ہو اور لو بآبغت حافلہ مسلمہ  
نوحیت فادتا الرین مطلقاً اور اگر صغیرہ بیکہ مسلمہ کی تابع ہوئی مطلق مسلمان ہو کر پھر منجھون ہو گئی پھر اس کو باہر باب مرتد ہو گیا تو اپنی زوجہ سجد  
منوکی کسی طرح خواہ والدین دار الحرب میں جا لیں ہوں خواہ نہ مل ہوں اسو مسلمہ کہ عورت خود اصلی مسلمان ہو چکی اب تبعیت والدین کی باقی نہیں رہی مسلم  
تھے نصرانیہ فتحی اور نصرا کا بکثت ایک مسلمان کے بچہ نصرانیہ سے پر زوج اور زوجہ مجوسی ہو گئی یا نصرانی ہو گئی تو نکاح ٹوٹ جاگا عورت جلد  
ہو گی نزدیک ابو یوسف کے اسو مسلمہ کہ سبب قس کا یعنی ارتداد فقط زوج کی طرف سے ہو اور عورت تو کافر تھی اس لیے کہ زانی حاشیۃ الدینی ولا یصح  
ان ینکح مرتداً اور مطلقاً اور نہیں صحیح ہے کہ نکاح کرے مرد مرتد اور عورت مرتدہ سو کوئی آدمی مطلقاً یعنی نہ مرتد نہ مسلم  
نہ کافر اسو مسلمہ کہ مرتد ستمی سے قتل کا اور چند روزہ مہلت بضرورت تامل کی کہ یہ کیا یہ سمجھا مسلمان ہو جاوے اور مرتدہ واجب الجس سے دہ طہ تامل کے  
تو فوائد نکاح کے دو ہوں کہ یکو حاصل نہیں آسکے الکافر و تھمہ خسوسہ فصاعداً لیسختان اوام و بینہما باطل نکاحھن ان من وجھین  
واحداً فان رقب فلا خیر باطل مسلمان ہوا ایک کافر اور اس کو بیچ یا بچہ عورتیں میں لے زیادہ یا اس کو بیچے دو بیٹن میں لے یا اور اس کی بیٹی جو نکاح  
اون عورتوں کا باطل ہے اگر اس کو نکاح ایک عقد میں کیا اور اگر نکاح بہ ترتیب کیا یعنی اول پہلی سے پھر دوسری سے علیٰ ہذا القیاس یا بچہ میں کیا  
ایک عقد میں تین سے نکاح اور دوسرے عقد میں دوسرے کیا یا اول ایک بہن سے نکاح کیا پھر دوسری سے علیٰ ہذا القیاس یا اور بیٹی میں سے نکاح مرتب ہوا تو پہلا  
نکاح باطل ہو گا یعنی یا بچہ عورت کا یا دوسری بہن کا یا ماکا یا بیٹی کا و تحیرہ عن و الشافعی بخلاف فیروز اور اختیار دیا ہو اس کو محمد اور شافعی  
حدیث فیروز کی دلیل سے یعنی محمد اور شافعی نے غمنا کر کیا ہے اسلام لائے لایو ایک چار عورتوں کے گھن میں کوئی ہون اور دو بہنوں میں بھی اختیار ہو کہ جس کو چاہے  
رکھو اور باہر بیٹی کے نکاح میں فقط بیٹی کو اختیار کرے یا دونوں کو چھوڑ دے اور ترندی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان میں ضحاک ابن یزید  
عن ابیہ مروی ہے کہ رسول خدا صلی علیہ وسلم نے فرمایا فیروز دلی سے اور حالانکہ وہ مسلمان ہوا تھا اور اس کو بیچ دو بیٹن تین کہ ان دو میں سے  
جس کو تیرا چاہے اختیار کر اور دوسری کو طلاق دے اور ترندی میں مروی ہے کہ غیلان بن سلمہ نعمی مسلمان ہوا اور اس کو پس دس عورتیں تیز  
جاہلیت میں وہ بھی مسلمان ہوئیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ ان عورتوں میں سے جابر کو اختیار کر لے کہ زانی حاشیۃ الدینی  
فلما کان فی القحۃ بعد الفریقۃ محمد اور شافعی کے جواب میں ہم کہیں گے کہ حضرت کا اختیار دینا نکاح کر نہیں ہے بعد فرقت کے  
یعنی نکاح سابق باطل ہو گیا پھر نکاح جدید میں فیروز اور غیلان کو غمنا کر کیا کہ جس سے چاہیں کر لیں بلغت المسلمۃ المتکوحۃ ولو نصف الاسلام  
بانت ولا مہر قبل الدخول و ینبغی ان یدکر اللہ تعالیٰ لجمع صفایۃ عندھا و نقترب لک کافی کافی بالغ ہوئی مسلمہ منکومہ  
اور بیان کر سکی ارکان اسلام کو سبب جمل کے توجہ ہو گی شوہر سے اور اس کو مہر لیکر قبل دخول کے اور لائق ہو زوج کو کہ ذکر کرے حق تعالیٰ کو شکلی  
جمع صفات سے عورت کے پس اور اس سے اس کا اقرار کرے کہ زانی کافی یعنی اس یوں کہلاوے کہ لایۃ ایسا تو اگر کہہ کہ بیان ہے تو وہ مسلمان ہو نکاح قائم رہا اور اگر  
اسلام کو بوجہ جہتی ہوا اور بیان کر سکتی ہو تو بھی نکاح موجود ہے کہ زانی حاشیۃ الدینی عن الکافی یا القسۃ  
بقسم القاف القسۃ و بالکسر لتہب یہ باب ہوا زوج کے برابر کہہو کا قسم بقسم قاف اور سکون سین بمعنی قسم کے اور قسم کبر قاف  
بمعنی نصیب اور حصہ کے ہوا و بیان مراد تنویہ منکومات ہو کر عین ظاہر لایۃ آتھ فی ص ان یغیل ای ان لا یجوز فیہ ای فی القسم  
بالسویۃ فی البیوتۃ و فی الملبوس و الماکول و الصحۃ لای فی الجامعۃ کالحبۃ و جب ہوا در ظہر آیت کا چھہ کہ فرض ہے صل کرنا  
یعنی جو اور ظلم کرنا قسم میں اس طرح کہ برابر کرنا چاہو منکومات کو شبہ باشی میں اور لباس اور کھانے اور موہنت میں نہ جان کر نہیں مثل حجت

یعنی جماع میں برابری ضرور نہیں ہو اسلئے جماع نشا ط خاطر پر موقوف ہو اور سہی طرح محبت میں بھی برابر گنا ضرور نہیں ہو اسلئے کہ محبت آدمی کے اندر  
میں نہیں بل کہ بیعت و بیعت حقیقتاً بمنزلة و بیعت دیناً احکاماً جماع واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور ساتھ ہی عورت کا ایک بار جماع کرنے سے عورت  
مکمل قضا کے اور واجب جماع باعتبار دین کے گاہ گاہ دلائل کے ملاحظہ فرمائیے اور یہ بھی جماع کا ایلا کی مدت کہ یعنی حرم کو حق  
میں چار مہینے اور نو مہینے کے حق میں دو مہینے تک ترک کی نوبت نہ پہنچ کر عورت کی خوشی سے و یقیناً من المتعبد بحکمہما احکاماً اور اگر عورت عابد کو  
عورت کی صحبت گاہ گاہ اور بیعت جو شخص مشغول ہو نو مہینے تک نفقت کا اس کو بھی ہوا سنت ازواج کا قاضی حکم کر گیا گاہ گاہی گاہی یعنی اس میں مدت  
مقرر نہیں و قدرۃ المحل فی بیعت و لیکلہ من کل اربع مہینے و سبب لایاۃ او شہر اسی ہر مدت صحبت کی طحاوی نے ہر عابدون میں ایک رات اور  
دن حرم کیو اسلئے اور ہفتہ میں ایک رات اور دن مشکوٰۃ نو مہینے کیو اسلئے و لو تضرعت من کثرة جماعہ لم یخسر الزناۃ علی قدر طاعتہا والی  
فی تعیین المقدار للقاضی بما یطعن طاعتہا لہر یجئ اور اگر ضرور عورت کو کثرت جماع زوج سے تو جائز نہیں زیادتی اسکی قدر طاعت پر اور جو نیز  
تعیین مقدار جماع کی قاضی پر ہے جس قدر عورت کی طاعت کو گمان کر کہ کذا فی النہر از رو ی بحث کے شرح ملتقی میں کہا ہے کہ مقرر کرنا مقدار جماع کا نہیں  
ایسے علماء کی کتب میں نہیں دیکھا البتہ کتب مالکیہ میں ہے کہ چار بار دن اور چار بار رات کو چاہو اور بعضی روایت میں دو بار دن اور دو بار رات اور زہری  
میں کہا کہ میری نزدیک قاضی کی تجویز تعیین مقدار میں پسند ہے اور حالانکہ جو مسئلہ ہمارے مذہب میں مصرح نہ ہو تا امام مالک کی طرف رجوع کرنا چاہو چنانچہ  
حموی نے حاشیہ شاہ میں اسکو مصرح کیا ہے تو صاحب نہ الفائق کی تجویز اور بحث کوئی وجہ مقبول نہیں کذا فی حاشیۃ الدینی بلا فرق بین محل و  
خصی و عتبات و عجبون نے صریح و صحیح و صحتی محل بامراۃ و بالایہ لم یبدل محل یجئ و اقوال المصنف قسم زوج پر واجب ہے بدون حق  
کے و بیان فعل اور غصی کے اور نامرد اور منقطع الذکر کے اور بلا فرق در میان بیمار اور تندرست اور صبی کے جو وطی کر چکا ہے اپنی عورت کی  
اور بلا فرق بالغ کے بسنہ و وطی نہیں کی چنانچہ یہ مسئلہ بحر الرائق میں ہے بحث کر کے اور ثابت رکھا ہے اسکو مصنف نے ابو شرمہ میں فعل و جبکہ آئہ  
تسلسل صحیح اور جماع پر قادر ہو اور غصی وہ جبکہ غصی نکال دے گئے ہوں یعنی خصی اور عین اور محبوب ہے ہر جنہ جماع متصور نہیں تو یہی انکو شبہی  
ابن مشکوٰۃ کے ساتھ واجب مانند فعل کے و اسلئے صحبت اور موااسات کے و اسلئے جماع کے و مرضیہ و صحیحہ و حائض و ذات نفاس و عجز  
لا ثناء و رتقاء و قناء و صغیرہ ممکن ہو طہا و طہرہ و وضو اہرہ و مؤمل منها و مقایلاۃ و کذا مطلقہ رجعیۃ ان قصہ جمعہا  
والا لاجرا و قسم جب ہو بلا فرق در میان عورت بیمار اور تندرست کے اور عاتق و نفاس و الیک و اور اس مجتہد کو جس سے خوف ضرر رسانی کا  
نہیں اور بدون فرق رتقاء و قناء کے رتقاء و عورت جبکہ شرمگاہ بند ہو لائق دخول کے نہ ہو اور قناء وہ عورت جبکہ شرمگاہ میں ہڈی زائد مانع ہو  
جماع کی اور بدون فرق اوس صغیرہ کے جس سے وطی کرنا ممکن ہو اور بلا فرق مجتہد کے جس نے جماع یا عزم کا احوام باندھا اور بدون فرق مظاہرہ یعنی جبکہ  
محارم کے ساتھ تشبیہی و بدون فرق اوس عورت کے جس سے ایلا کیا یعنی چار مہینے تک جماع نہ کر نیکی قسم کھائی اور بلا فرق اوکو مقابلات  
یعنی غیر محرمہ اور جس سے ظہار اور ایلا نہیں کیا اور سہی طرح سو مطلقہ رجعیۃ اگر اسکو ساتھ قصد رجوع کر لیا ہو اور اگر قصد رجوع کا نہ تو اسکو  
ساتھ قسم نہیں کذا فی البیہ ظاہر ہے کہ مشکوٰۃ مذکورہ کے ساتھ شبہی و غیرہ واجب ہو و اسلئے دفع حشمت کے نہ جماع کے و لو اقام عند  
واحد شہر فی غیر سفر و خواصتہ لہ حزنی فی ذلک یوماً بالعدل بینہما فی المستقبل و ہذا ماضی و ان افریہ لاۃ القصة  
تکون بعد الطاب اور اگر اقامت کی زوج نے ایک زوجہ کے پاس ایک مہینہ بدون سفر کے پہر چکر لایا زوج سے دوسری زوجہ نے اس میں تو زوج  
کو دونوں کے برابر رکھو کا حکم ہو گا زمانہ آئندہ میں اور جو زمانہ ان میں ہو چکا اسکا عزم نہیں اگرچہ زوج اسکو سبب گنہگار ہو اسلئے کہ قسم  
بعد طلب کے ہوتی ہے اور طلب نہیں ہوئی مگر زمانہ مستقبل میں و ان عادی الجور بعد طہی القاضی یجئ بغیر حبس جو ہر لغویۃ  
المحل و ہذا اذالم یقل انما فعلت ذلک لان خیال الذکر لہ فینشئ یقضی القاضی بقدرہا ہر چکا اور اگر ہر ظلم کیا زوج نے بعد از



فاضلی کے معنی ایک منکوحہ کے پاس یا وہ رات کو تنہا ہو کر یا جو کہ زانیہ کے لئے کہ زانیہ کو بھی زوج کے حق کو یعنی حق زوجه فوت کر دیا  
اور منکوحہ شری کا مرکب ہوا اور یہ تعزیرا وسوقت ہوگی جب کہ زوج نے نکھا ہو کہ میں ایک کے پاس زیادہ اسو اسطی ٹھہرا کہ اختیار دورہ کا منکوحہ یعنی دوسری  
زوجہ کی باری میں اسے قضا کی پاس بھی رہوں گا تو اسوقت میں فاضلی حکم کرے اور سید کا یعنی جتنا ایک کے پاس رات دوسری کے پاس بھی اتنا سچی  
کہ انی النہیما علیکم والفتنہ والجدیدۃ والقديمة والسبلة والکتابیۃ سواک لا طلاق الا لایۃ اور بارہ اور ثنیۃ اور جدیدہ اور قدیمہ اور سلمہ  
اور کتابیہ سب برابر میں بسبب مطلق ثبوت آیت قرآنی کے عدل منکوحات میں اور سند امام احمد میں حدیث مرفوعہ ہے کہ جسکی دو عورتیں ہوں اور وہ  
ایک کی طرف اکل بہ تو وہ تینا مست میں آویگا اور وسکا اور زانیہ بن گیا ہوگا کچھ بیش بھی طلق ہو بارہ اور ثنیۃ اور قدیمہ اور جدیدہ وغیرہ کا اس میں کچھ  
فرق نہیں اور ائمہ مذکورہ کے ایک ایک بارہ سو نکاح کرے تو سات دن اسکو پاس سے اور اگر ثنیۃ سو نکاح کرے تو تین دن اسکو پاس سے چنانچہ حد میں  
آیا ہے کہ اگر سات دن اور ثنیۃ کے تین دن میں نہ حد مذکور کا کچھ طلب ہے کہ ابتدا و نوبت جدیدہ سو چاہئے نہ زیادتی نوبت کی یعنی اگر سات دن بارہ کے  
پاس ہو تو اسو اسطی زوج کے پاس بھی سات دن ہو اور اگر تین دن ثنیۃ کے پاس سے تو سید کا اور منکوحات کے پاس بھی رہنا چاہئے کہ انی حاشیۃ المدنی  
والامۃ والمکاتبۃ وام الولد والمکترۃ والمبعضۃ نصف ما لکترۃ ای من البیتۃ والسکنة معها اما النفقة فیما لهما اور قسم نوڈی  
اور کتابیہ اور ام ولد اور مدبرہ اور بیضہ کے اسطی بقدر نصف حرم کے ہے یعنی شب باشی اور اسکو سات عہد رہی میں لیکن نفقہ پس مقبرہ ہے بقدر حال زوجین  
تو نکاح اور افلاس میں خلاصہ یہ ہے کہ اگر نوڈی اور کتابیہ منکوحہ ہو تو اسکی باری حرم سے آدمی ہو مثلاً ایک مرد کے پاس ایک حرمہ اور ایک نوڈی  
منکوحہ ہو تو وہ شب حرم کے پاس ہے اور ایک شب نوڈی کے پاس بیضہ وہ عورت جو کل آزا وہ نصف آزا ہو یا ربع ولا قسم فی الشفرۃ فالحج  
فله الشفرۃ من شاء منهن والفرقة احب تطیبا لقلوب اور مغربین باری نہیں اسطی دفع حج کے تو مرد کو اختیار ہو جسکو چاہو اور نہیں سفر  
میں لجاؤ اور حرمہ کر لینا مستحب ہے ازواج کا دل خوش کرنا کہ اسطی اور فرقة کا کچھ طریق ہے کہ ایک پر یہ کاغذ میں سفر کا لفظ لکھا اور دوسرے کاغذ میں  
حضر کا لفظ لکھا پھر انہی یا بھٹی میں اندر کر کے گولی بنا کر ہر کسی ٹکے کو دے دے کہ ہر عورت کو مرد لے کر جسکی پاس سفر کی گولی جاوے اسکو ساتھ لے  
کر انی العلم لا یمنی عن القسم فی ولو تکلمت فتمتہا بالکفر لیس فی بئہا لعمۃ ما حشر ولہا الزم فی ذلک فی المستقبل لایۃ ما حشر  
فما سقط اور اگر ایک زوجہ اپنی باری جو بیوی اپنی سوت کیو اسطی تو بیعہ درست ہو اور اسکو جو عہد کرنا یعنی باری دیکر پھر لینا بھی اس میں جائز ہے زانیہ  
میں اسو اسطی کہ زمان مستقبل میں حق عورت کا وہ نہیں تو اسکو سا قی کرنے سو سا قی ہی ہوگا ولویعللہ لمعیۃ هل لہ جعلہ لغیرہا ذکر الشا  
لا فی البصر جتنا نعمر ونازعہ فی النہر اور اگر ایک عورت نے اپنی باری مخصوص ایک سوت کو دی تو آیا زوج کو جائز ہے کہ اسکو سوا دوسری کے  
اسطی مقرر کرے شافعی نے ذکر کیا کہ دوسرے کو باری دینا جائز نہیں اور بولاق میں بعد گفتگو کے کہا کہ ہاں زوج کو اختیار ہو اور نزاع کیا ہے اس سے نہ الفائق  
میں م بحر الرائق میں کہا کہ شاید شافعی نے اس تفصیل مشافعیہ کو اسو اسطی ذکر نہیں کیا کہ کچھ جب انتقال ہو زوج سے تو اس میں زوج کا اختیار ہوگا  
خواہ زوج کو سہ کرے خواہ سوت کو نہ الفائق میں کہا کہ سوت کو دینا سو زوج کا حق ہو جاوے بھیہ سلم نہیں اسو اسطی کہ باری عورت کا حق ہو یا سہ کے چاہی  
مترک کرے یا سوت نے کہا کہ باری عورت کا حق ہے قبل انتقال کے اور بعد انتقال کے زوج کا اختیار ہو نزدیک شافعی کے کہ انی حاشیۃ المدنی ولقییم عنہ  
یکلوا احدہما یوما ویکلۃ لکن انما لکلہ التسنونۃ فی اللیل حتی لو جاء الاول بعد الغروب للثانیۃ بعد العشاء فقد ترک القسم  
اور یہ ہر ایک کے پاس دو عورتیں ہو سکتی ہیں اور ایک رات اور جو دو کا حال ہی جائز کا حال لیکن برابر ہی تو زوج کو رات میں لازم ہو یا تاک کہ اگر  
آیا زوج پہلی عورت کے پاس بعد غروب کے اور دوسری کے پاس بعد عشاء کے تو البتہ اسنو جو اصل کو خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کے پاس رات کو رہنے میں زیادتی  
کمی کرے اور نہ کو اختیار ہو یا تاک کہ اگر ایک کے پاس دن بہرہ اور دوسری کے پاس ایک نخلہ ٹھہرا تو جائز ہے کہ انی حاشیۃ المدنی عن فقہ القدر  
ولا یحل علیہا فی غیر نوبتہا ولا لایحل علیہا باللیل الا لعیادۃ یا لو اشتد فنی الجوہر لا بأس ان یقیم عندہا حتی تشفی او تموت

انتہی یعنی اذالم یکن عندہا من یؤنسہا اور بچہ نہ کرے عورت کو اس کی سوا میں اگرچہ دن ہو اور سہلچ سوا میں باری رات کو اس کی پاس بھی ہو مگر سہلچ  
 عیادت کیو سہلچ اور اگر زوجہ کی بیماری سخت ہو تو جو مرد میں سے کہ کچھ مضائقہ نہیں کہ ٹھہر جائے اس کی پاس بیٹھ کر کہ اس کو آرام ہو یا مرد جو فقط یعنی سہلچ  
 بیمار عورت کے پاس ٹھہرنا اس صورت میں سے جب کہ اس کی پاس کوئی مؤنس اور مخوڑ نہ ہو اور مرض ہو فی بدینہ یعنی کلا فی نوبتہا لانیہ لکھا کہ اس کو کھانا  
 واداد بذلک یعنی ان یقبل صنفہا در اگر بیمار ہو زوج ایو گھر میں تو ملاوید ہر عورت کو اس کی باری میں اس سہلچ کہ اگر تندرست ہو اور بھی ارادہ  
 کرے یعنی لما ینکح لانیہ سے کہ اس کا قبول کیا جاوے کہ انی النہ وان شاء ثلثا ای ثلثۃ ایام و لیا لیتا اور اگر چاہے میں ان اور میں راتیں ہر ایک  
 کے پاس سے ولا یقبل عندہا کذا لایا ذن الا اخر نے خلاصہ و زاد فی الخانیۃ والرأی فی البدایۃ فی التفسیر لکھا کہ لکھا و مقلد  
 الذوہ ہدایہ و تبیین اور نہ ٹھہرے مرد میں سے ایک کے پاس زیادہ مگر دوسری کی اجازت سے کہ انی الخلاصۃ اور زیادہ کیا ہے ثانیہ میں اور تہذیب شرعی  
 باری میں زوج کی طرف سے یعنی مثلا اگر سفر سے آوے تو جس کو پاس چاہے وہی اور سہلچ مقدار دور کی زوج کے اختیار میں ہے یا ہر ایک کے پاس سات  
 سات دن رہے یا جو کم بیش کنزانی المدایہ و التبعین و فیکہ فی الفتح مجتہدا لا یلازم اوجہ و عتہ فی البحر فنظر فیہ فی النہر قال المصنف  
 وظاہر مجتہدا انہما لم یطعما علی ما فی الخلاصۃ من التقید بثلثۃ ایام کا عو کنا علیک فی المختصر المقادیر علم اور عقیدہ کیا ہے فتم القیہ  
 میں مدت دور کو از دوری بحث کے ساتھ مدت ایام کے بلکہ ساتھ مدت ایک ہفتہ کے اور عام رکھا ہوتی دور کو بحر الرأق میں سوا اعتبار میں کیا ہے جو کم بیش  
 صاحب نہر الفائق نے کہا مصنف نے منع الفقہاء میں اور ظاہر بحث صاحب فتح القدر اور بحر الرأق کی دلالت کرتی ہے کہ دونوں مطلع نہیں ہو اور اس روایت پر  
 جو خلاصہ میں ہے یعنی تین دن کی تعقید سے جیسا کہ ہم نے اسی خلاصہ کی روایت پر اعتماد کیا ہے فقہ میں یعنی تہذیب الا بعدا میں والہم علم فتم القیہ میں کہا  
 کہ اطلاق دور کا عقیدہ نہیں اس سہلچ کہ اگر ایک ایک برس کا دورہ زوج مقرر کرے تو بھی طلاق خیال میں نہیں آتا بلکہ مدت ایام یعنی چار ہفتہ تک طلاق کہنا کہ  
 لانیہ نہیں اور جب کہ باری تائیس اور دفع و حشمت لکھا کہ جب ہے تو قریب مدت اعتبار کرنا چاہیو اور میرے گمان میں یہ بھی ہے کہ ایک ہفتہ سے زیادہ دورہ  
 مقرر کرنا ضرر رسائی ہے مگر بھیجہ کہ دونوں سپر راضی ہو جائیں فقط تو معلوم ہوا کہ شارح کی عبارت میں لفظ او یعنی بل ہے سہلچ و ترجمہ نے ویسا ہی ترجمہ  
 کیا اور بحر الرأق میں کہا کہ مدت دور کی مطلق سے اس سہلچ کہ جب دورہ برابر ہو تو کچھ ضرر رسائی نہیں کیونکہ عورت اپنی باری کے آؤ پر مطمئن ہو سکتی اور  
 نہر الفائق میں کہا کہ اطلاق دور میں نفی مضرت کی مسلم نہیں فقط یعنی مثلا اگر مدت دور کی دس سہلچ اور زوجہ قبل نکاح باری دوسری عورت کے کر گیا  
 تصویر کا مضرت ہے اور مصنف جو خلاصہ کی عبارت سے تین دن کی تعقید سمجھا سبھی لانی اعتماد کے نہیں اس سہلچ کہ خلاصہ کی عبارت مختص ہے تشبیل کی تہذیب  
 کی اور شارح تہذیب نے ثانیہ اور سہلچ سے نقل کیا کہ زوج کو اختیار ہے کہ ہر ایک عورت کو پاس سات دن رہے اور بلا شک شرع تو ان کی ترجیح مقید  
 بین قما و دن پر کنزانی حاشیۃ الدنی فروع مسائل لمفہ شارح کے لکھا کہ لکھا در سن لکھا الشافعیۃ اذہ یقسم ظہا اور حسن  
 اگر کام زوج کرات کو جو جیسے جو کیا را اور اس کو دو تین عورتیں ہوں تو شافعیوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ دن کو باری مقرر کرے شارح نے کہا کہ جیسے کہ شافعیوں کا  
 خوب ہے و حقیقہ حکمہا ان یطیع فی کل مباح یا مہابہ اور حق زوج کا زوجہ پر بھیجہ کہ اس کی اطاعت کرے ہر ایک اور سام میں جس کا عورت سہلچ کرے  
 ظاہر بھیجہ کہ اس سہلچ زوج کے اس عورت پر واجب ہوتا ہے جیسے حکم سلطان کا رعیت پر اور زوج کو جائز ہے کہ ترک آرایش سے اور ترک نماز اور طہارت سے  
 اور وطی کی عدم اجابت سے عورت کو باری کنزانی فتم القدر اور اگر مرد کے پاس عورت ہو کہ نماز پڑھتی ہو تو اس کو طلاق دینا جائز ہے اگرچہ او ای ہر پر قاضی ہو  
 اور اگر عورت کا باپ لنگڑا ہو اور اس کا کوئی خبر گیر نہ ہو اور زوج اس کی پاس جانے سے منع کرتا ہو تو اس میں تعین عورت کو نافرمانی زوج کی جائز ہے اور حدیث  
 باب فی ضررہ باب خواہ مسلمان ہو خواہ کافر کنزانی حاشیۃ الدنی اطلاق العالمیہ ولہ منہا من الغرک اور جائز ہے مرد کو عورت کا منع کرنا سوت  
 کا تو ہے اس سہلچ کہ نفقہ اس کا زوج پر واجب ہو و میں اکل ما یتأذی من دلتہ اور مگر جائز ہے کہ عورت کو منع کرے اور میں چکے کہ نے سہلچ  
 بوسی اور سہلچ بوقت جو جیسے کا بیاز اور لمسن اور مولی اور حقہ کشی اس سہلچ کہ بوسہ لینا حق ہے زوج کا اور بوسہ نفرت آتی ہے اور سید احمد نے

اپنی نیا دین میں صبر کیا کرے کہ اگر مردہ علوم ہو تو مقہر سے عورت کو منع کرے کہ کذا فی حاشیۃ الدلی بل ومن الحائض والنفس ان تاکد من رثقتہ  
نہیں و نامہ فیما علمتہ علی الملتقی ملکۃ زوج کو اختیار ہے کہ ہندی لگا کر اور نقش کاری سے منع کرے عورت اگر اس کی بوسہ اور سکوا تکلیف ہوتی ہو کذا  
فی النہر الفائق اور اس مقام کی پوری تقریر ملتقی کے حاشیہ میں بیان کی ہو ہم ہائے میں ہو کہ احکام نکاح سے ایک معاشرت بالمعروف صبر و حیات  
و آئی کے یعنی حسان اور کرم کرنا عورت باعتبار قول او فعل او خلق کے اور معاشرت بالمعروف کو بعضوں نے مجیدہ یعنی کلمہ مرد و عورت سے ایسا سلوک  
کرے جو اپنی ذات کی واسطہ پسند رکھتا ہو اور کچھ حسن سلوک و دونوں طرف سے مستحب ہے اور احکام نکاح سے بھی ہے کہ اگر عورت نافذانی زوج کی کرے تو اول  
اوسکو نصیحت کرے کہ اگر نصیحت نہ کرے تو کلام کرے اور پاس لیٹا اور جماع کرنا ترک کرے اگر اس سے بھی شہباز آوے تو پھر زنا جائز ہو کذا فی حاشیۃ الدلی اور  
مردہ سے مرد کو اپنی عورت سے وطی کرنا صبیحی عاقل اور اندھی اور اوسکی سوت کے نزدیک اور سبطین اپنی لونڈی اور اوسکی لونڈی کے رد و برکذا  
فی حاشیۃ الطحاوی **باب الرضاع** عیہ باب رضاع کا یعنی اس میں حکام شیر خوار کی کے مذکور ہیں ہوا غرض بقیہ و  
کسین حص اللک و شرا حص من نذی آدمیۃ و لولیک او مینیۃ و ایسۃ و ایسۃ بالحق الوجہ و الشعوط رضاع بفتح و کسر لغت  
میں جو سنا ہو حیاتی کا اور شروع میں جو سنا ہو عورت کی جاتی سے اگرچہ عورت کو اری ہو یا مردہ یا بچہ ہی اور جو سنو سے ملتی ہے خلق میں ڈالنا اور انا  
سے شروع کرنا بھی اشارہ ہے صاحب بحر الرائق کی روایت اوسنی کہ کہیں سے ہوتا ہو اور بیٹ میں نہیں ماتا اور گاہی رضاع ثابت ہوتا ہو بدین جس کے  
بیسے کہ وجہ اور معوط میں شایع نے جواب دیا کہ وجہ اور معوط ملتی ہے جس سے اور چونکہ سبب غالب بیٹ میں جائیگا جس سے ہوتا ہو اس واسطے اسکی  
ذکر کیا نہ الفائق میں کہا کہ بعض تسلیم ہے رسول کا اس واسطے کہ صاحب قابوس نے جس کو شرب رقیق کر تھیں کیا ہے فی وقت مخصوص جس ہو چکلات  
ونصف حنکۃ و حو لان فقط عندہا و ہوا لا یصح فیم وہ یفتی کافی تصحیح القدوری عن العوالی ص ۲۰ وقت مخصوص میں  
وقت اڑائی برس میں امام کے نزدیک اور فقط دو برس میں صاحبین کے نزدیک اور بھی مذہب صاحبین کا اصم ہو کذا فی فتح القدیر اور اسی پر فتوح  
کافی تصحیح القدوری ظاہر عن الدراۃ فی فسحۃ عن الیون اور لفظ حو لین کا ملین سے جو کلام مجید میں واقع ہو ثابت ہوتا ہو کہ رضاع بعد تمام جولین کے  
نہیں ۱۰ طحاوی نے اسی روایت کو پسند کیا ہو لکن فی الجمرۃ آتہ فی الحو لین ونصف ولوبعد الفطام تحریم و علیہ الفتی لیکن جو ہر  
میں ہو کہ البتہ رضاع اڑائی برس کے اندر اگر بعد چوڑا ہو انکو مہر مت ثابت کرتا ہو اور اسی روایت پر فتوح ہے کافی الوالو الجیۃ اور بھی ظاہر اور اسی  
کافی الحانیہ اور فتح القدیر میں واقعات ناظمی سے منقول ہے کہ فتوحی ظاہر الروایت پر کذا فی حاشیۃ الدلی تو معلوم ہوا کہ مدت رضاع میں فتوح مختلف ہے  
تو اس میں تین ظاہر الروایت مرجع ہوگی واستند لوالی القول الامام بقولہ تعالیٰ وحملہا لک تلث ثلث شہرا ای صد کہ کل منہا ثلثون  
اور بہت لال کیا ہو علی نے واسطہ قول امام کے حق تعالیٰ کے اس قول پاک سے کہ کل لک لک کا اور وہ چھوٹا اوسکا تیس بیسے میں ہے یعنی مدت ہر ایک کی دونو  
میں سے تیس بیسے میں یعنی تیس بیسے اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر کیں اور دونوں کی مدت مقرر فرمائی تو وہ پوری  
مدت دونوں میں سے ہر ایک کی واسطہ ہوگی جیسے کوئی مدت مقرر کرے دو چیزیں کیوں کہ لک لک کے بعد ایک بار درم اور پانچ من جو ہیں جیسے بہرے عمدہ  
سے تو مینہ ہر درم کی بھی مدت ہوئی اور پورا مینہ جو کی بھی مدت ہوگی اب میان سوال ہوتا ہو کہ اس تقریر سے لازم آتا ہو کہ مدت حمل اڑائی برس ہو اور حالانکہ  
امام کے نزدیک حمل کی مدت دو برس سے زیادہ نہیں تو اسکا جواب اشارے نے اپنی آئندہ قول میں دیا غیۃ ان النقص فی الاول قائم بقول حاشیۃ لا ینقی  
الولد الا کثر من سنتین و مشکۃ لا یعرف الا سماء کا کہ بھیہ کہ کمی چہ مینہ کی اول امر میں یعنی حمل میں ثابت ہوئی حاشیہ صدیقہ کے قول سے فرمایا کہ  
نہیں باقی رہتا ہو لاکھا پٹ میں زیادہ دو برس اور مثل اس مضمون کا معلوم نہیں ہو سکتا مگر شایع کی سماع سے یعنی تعین مدت میں جہتا و مجتہد کو دخل نہیں  
تو یقیناً معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو سنا ہو گا تو اسوقت میں قول صحابی کا قائم مقام حدیث مرفوعہ کے ہو گیا چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے  
اسکو شرح تجتہ الفکر میں مشرح بیان کیا ہو اور قول حضرت صدیقہ کا سنن دارقطنی اور سبھی میں جمیل ثبت سعد کی روایت سے موجود ہو کذا فی حاشیۃ الدلی

القول

بہرہ











اُمَرُ رَضَاعِيَّةٌ اَوْ بِالْمَضَاءِ اِلَيْهَا كَالْاُمِّ كَانَتْ كَوْنُ لَهٗ اُمُّ نَسَبِيَّةٌ لَهٗ اُمُّ رَضَاعِيَّةٌ اَوْ بِهَا كَانَتْ يَحْتَمُّ مِمَّ اُخْرَى عَلٰى تَدْوِي اَجْنَبِيَّةٌ وَلَا خِيَةَ مَضًا  
اُمُّ اُخْرَى رَضَاعِيَّةٌ فَهِيَ بَالِيَّةٌ وَعَشْرُونَ وَهَذَا مِنْ حَوَاضٍ كَثَايَا اَمَّا رَاكِبَةٌ كَوْنُ اَلْيَسْرِ كَوْنُ جَارِزَةٍ كَمَا اُرْجُو لِيْنِي مِنْ الرضاع باعتبار تعلق موكبى تعلق موكبى  
يعنى من الرضاع مقدار بمشنتا كى اس ترينه كى مشنتى نهين كى توتقدير كلام يون كى كى موم من الرضاع باي موم من النسب الا اُم اخته من الرضاع موكبه جارجر و مضاف  
سے تعلق موكبى اُم اخته من اُم كلفظ اس طرح كى مشنتا كى نسبى من كى رضاعى مامو باي موم الرضاع مضاف اليه يعنى اخ كى لفظ سى اس طرح كى او كى  
بهاى نسبى كى رضاعى مامو امشال امشال مع خطا موكبى يون كى مشنتا كى نسبى مامو باي موم الرضاع مضاف اليه يعنى اخ كى نسبى باي موم الرضاع مضاف  
اور مضاف اليه در وقت تعلق موكبى كى راي شخص دوسرى كى ساتھ موكبى عورت كى جاتى پيچ موكبى مشنتا كى مضاف اليه يعنى عورت كى ساتھ موكبى مامو باي موم  
دودہ پيچا اور كى رضاعى بهاى كى نسبى كى سوا اور رضاعى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم  
سے يعنى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم  
يہن من ضرب و سبب سے ایک سو بیس صوتیں ہوتی ہیں تشریح کتاب کو کہ ہا بیان ہماری کتاب کے خواص میں سے ہے یعنی ایک سو بیس صوتیں مسائل رضاعیہ میں کان فقط  
اور الخاف کا فائدہ ہے دوسری کتاب فقہین انا بیان نہیں پیدا اور بطحا و کئے تھا کہ ابن عباس نے شرح منطوقہ میں مسائل استنباط رضاع کے کچھ اور ستر پچاس  
جو اراون میکانہ کیمہ کی کتاب کا خاصہ ہے صاحب بحر الرائق نے مسائل ذکرہ کو کاتیک پچاس اور ستر لفظوں کے ساتھ لکھا ہے اور کما کہ کیمہ میری کتاب کے خدمات سے ہے سو شارح  
نے پایا کہ ایک سو بیس تک پچاس سوا اور کما ارادہ پورا ہوا اسو اسطرح کہ ہر الفاق میں نو سو تون پر بنا تھی شارح نے دسویں صورت زیادہ کی سو کہ موكبى جی  
اسکایان سابق میں گذر اتوا اس حساب سے ایک سو بیس بارہ سو بیس کل گئیں تو دوسری ہر الفاق والہ ایک سو اٹھ سو بیس باقی رہ گئیں اور ششم غایب بخشی ہے موكبى  
سو سو تک نو بت پچاسی ہوا اور کما کہ کیمہ میری شرح کے خدمات سے ہے ہر ترجمہ نے خوف طوالت کتاب سے انکار ذکر کیا و اللہ اعلم الغناات کما مل تلخیص الخاف  
کا مطلب اس مقام میں محل موكبى و محل اخٹ اخیہ رضاعاً یعنی تعلق بالمشاء و کان لیکن لہ اُم نسبى لہ اخٹ رضاعیہ و بالمشاف لہ  
کان لیکن لہ اخیہ رضاعاً یعنی تعلق بالمشاء و کان لیکن لہ اُم نسبى لہ اخٹ رضاعیہ و بالمشاف لہ  
نسبى بھائی كى رضاعى من مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم  
متصل مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم  
بان یا کوٹ لہ اخیہ لہ نسبى اخٹ لہ فہو متصل ہما لا باعد ہما للزوم التکرار لا یخفى اور بطرح حلال ہوا ہوا بھائی كى من باعتبار نسب  
اسطرح کہ توطیل بھائی كى مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم  
تو زیادہ کو کہ یہ طحال سے توافقی نسب کا مضاف الیہ دو سو متصل سے نہایت بسبب لازم آوے مگر چنانچہ کیمہ چھپا نہیں سو اسطرح کہ اگر لفظ مشنتا  
سے نسب سے مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم  
دضبیعی اُمراء لہ لکن ہما اخوتین وان اختلف الزمن والادب اور ملت نہیں ایک عورت کے درخیز خوار دن میں سو اسطرح کہ وہ دو بھائی من اگر یہ  
تعلق ہوا نہ شیر خوارگی کا اور مختلف ہو دو نو کا باب رضاعی و لاجل ہن الرضیعة و ولد مضعتها ای التی ارضعها و ولد لہ لہ لہ لہ لہ  
الاخ و ملت نہیں ہر بیان عورت شیر خوار کے اور اسکی دامی کے بیٹے کے سو اسطرح کہ دو بھائی بھائی من اگر یہ دامی کے بیٹے اپنی اکا مطلق دودہ نہ پیا ہو  
اسطرح ملت نہیں شیر خوار عورت میں اور اسکی دامی کے بیٹے میں سو اسطرح کہ دامی کا پوتا بھتیجا ہو اسکا و لکن بکلی نہت تسع سنات فاکثر ثم ولد لہ لہ لہ لہ  
جو ہر اور دودہ کو اری نو برس کی عمر والیکا اور زیادہ عمر والیکا حرمت رضاعت کی ثابت کرنا ہو اور اگر نو برس سے موم مامو باي موم مامو باي موم  
فی الجورہ کو اری عورت مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم  
اور بطرح حرمت رضاعت کی ثابت کرنا ہو مردہ عورت کا دودہ اگر یہ بھائی من دودہ مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم

اُمَرُ رَضَاعِيَّةٌ اَوْ بِالْمَضَاءِ اِلَيْهَا كَالْاُمِّ كَانَتْ كَوْنُ لَهٗ اُمُّ نَسَبِيَّةٌ لَهٗ اُمُّ رَضَاعِيَّةٌ اَوْ بِهَا كَانَتْ يَحْتَمُّ مِمَّ اُخْرَى عَلٰى تَدْوِي اَجْنَبِيَّةٌ وَلَا خِيَةَ مَضًا  
اُمُّ اُخْرَى رَضَاعِيَّةٌ فَهِيَ بَالِيَّةٌ وَعَشْرُونَ وَهَذَا مِنْ حَوَاضٍ كَثَايَا اَمَّا رَاكِبَةٌ كَوْنُ اَلْيَسْرِ كَوْنُ جَارِزَةٍ كَمَا اُرْجُو لِيْنِي مِنْ الرضاع باعتبار تعلق موكبى تعلق موكبى  
يعنى من الرضاع مقدار بمشنتا كى اس ترينه كى مشنتى نهين كى توتقدير كلام يون كى كى موم من الرضاع باي موم من النسب الا اُم اخته من الرضاع موكبه جارجر و مضاف  
سے تعلق موكبى اُم اخته من اُم كلفظ اس طرح كى مشنتا كى نسبى من كى رضاعى مامو باي موم الرضاع مضاف اليه يعنى اخ كى لفظ سى اس طرح كى او كى  
بهاى نسبى كى رضاعى مامو امشال امشال مع خطا موكبى يون كى مشنتا كى نسبى مامو باي موم الرضاع مضاف اليه يعنى اخ كى نسبى باي موم الرضاع مضاف  
اور مضاف اليه در وقت تعلق موكبى كى راي شخص دوسرى كى ساتھ موكبى عورت كى جاتى پيچ موكبى مشنتا كى مضاف اليه يعنى عورت كى ساتھ موكبى مامو باي موم  
دودہ پيچا اور كى رضاعى بهاى كى نسبى كى سوا اور رضاعى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم  
سے يعنى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم  
يہن من ضرب و سبب سے ایک سو بیس صوتیں ہوتی ہیں تشریح کتاب کو کہ ہا بیان ہماری کتاب کے خواص میں سے ہے یعنی ایک سو بیس صوتیں مسائل رضاعیہ میں کان فقط  
اور الخاف کا فائدہ ہے دوسری کتاب فقہین انا بیان نہیں پیدا اور بطحا و کئے تھا کہ ابن عباس نے شرح منطوقہ میں مسائل استنباط رضاع کے کچھ اور ستر پچاس  
جو اراون میکانہ کیمہ کی کتاب کا خاصہ ہے صاحب بحر الرائق نے مسائل ذکرہ کو کاتیک پچاس اور ستر لفظوں کے ساتھ لکھا ہے اور کما کہ کیمہ میری کتاب کے خدمات سے ہے سو شارح  
نے پایا کہ ایک سو بیس تک پچاس سوا اور کما ارادہ پورا ہوا اسو اسطرح کہ ہر الفاق میں نو سو تون پر بنا تھی شارح نے دسویں صورت زیادہ کی سو کہ موكبى جی  
اسکایان سابق میں گذر اتوا اس حساب سے ایک سو بیس بارہ سو بیس کل گئیں تو دوسری ہر الفاق والہ ایک سو اٹھ سو بیس باقی رہ گئیں اور ششم غایب بخشی ہے موكبى  
سو سو تک نو بت پچاسی ہوا اور کما کہ کیمہ میری شرح کے خدمات سے ہے ہر ترجمہ نے خوف طوالت کتاب سے انکار ذکر کیا و اللہ اعلم الغناات کما مل تلخیص الخاف  
کا مطلب اس مقام میں محل موكبى و محل اخٹ اخیہ رضاعاً یعنی تعلق بالمشاء و کان لیکن لہ اُم نسبى لہ اخٹ رضاعیہ و بالمشاف لہ  
کان لیکن لہ اخیہ رضاعاً یعنی تعلق بالمشاء و کان لیکن لہ اُم نسبى لہ اخٹ رضاعیہ و بالمشاف لہ  
نسبى بھائی كى رضاعى من مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم موكبى مامو باي موم مامو باي موم  
متصل مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم  
بان یا کوٹ لہ اخیہ لہ نسبى اخٹ لہ فہو متصل ہما لا باعد ہما للزوم التکرار لا یخفى اور بطرح حلال ہوا ہوا بھائی كى من باعتبار نسب  
اسطرح کہ توطیل بھائی كى مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم  
تو زیادہ کو کہ یہ طحال سے توافقی نسب کا مضاف الیہ دو سو متصل سے نہایت بسبب لازم آوے مگر چنانچہ کیمہ چھپا نہیں سو اسطرح کہ اگر لفظ مشنتا  
سے نسب سے مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم  
دضبیعی اُمراء لہ لکن ہما اخوتین وان اختلف الزمن والادب اور ملت نہیں ایک عورت کے درخیز خوار دن میں سو اسطرح کہ وہ دو بھائی من اگر یہ  
تعلق ہوا نہ شیر خوارگی کا اور مختلف ہو دو نو کا باب رضاعی و لاجل ہن الرضیعة و ولد مضعتها ای التی ارضعها و ولد لہ لہ لہ لہ لہ  
الاخ و ملت نہیں ہر بیان عورت شیر خوار کے اور اسکی دامی کے بیٹے کے سو اسطرح کہ دو بھائی بھائی من اگر یہ دامی کے بیٹے اپنی اکا مطلق دودہ نہ پیا ہو  
اسطرح ملت نہیں شیر خوار عورت میں اور اسکی دامی کے بیٹے میں سو اسطرح کہ دامی کا پوتا بھتیجا ہو اسکا و لکن بکلی نہت تسع سنات فاکثر ثم ولد لہ لہ لہ لہ  
جو ہر اور دودہ کو اری نو برس کی عمر والیکا اور زیادہ عمر والیکا حرمت رضاعت کی ثابت کرنا ہو اور اگر نو برس سے موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم  
فی الجورہ کو اری عورت مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم  
اور بطرح حرمت رضاعت کی ثابت کرنا ہو مردہ عورت کا دودہ اگر یہ بھائی من دودہ مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم مامو باي موم

ابو کوفہ کہتے ہیں ایک نے میرے دودھ کو دیکھا اور اس سے کہنے لگا کیا تو صغیرہ کا زوج محرم ہو اہمیت کا یعنی دانا ہو اس کو اگر دانا عورتین ہوں تو بوجھ  
صغیرہ کا میت کو غسل کے لئے تیمم کرادی اور کبیرہ امالی کی تکلیف حاجت نہیں اور دفن بھی کر دے اسو اسو کہ عورت کا دفن کرنا محرم کو بہتر ہے اس مقام میں سوال درود ہوا  
کہ کیا وجہ ہے کہ میت کے دودھ سے حرمت رضاعت کی ثابت ہوئی اور میت کے بارے میں حرمت مصاہرت کی ثابت نہیں اور اسکا جواب اربع نے اگلا قول میں دیا ہے  
فلیعلموا فرق بوجود التغذي لا بالذوق بخلات، طبعی ہے کہ اس سے حرمت مصاہرت کی ثابت نہیں ہوتی اور وطی اور رضاعت میں فرق ثابت کیا ہے بسبب جو غذا  
ہو کر نہ حاصل ہونے لڑتے کے یعنی مقصود اصلی رضاعت سے غذا ہو سو میت کے دودھ سے بھی حاصل ہے اور مقصود وطی سے لذت کا علم ہو سو میت کے جماع میں حاصل نہیں اسو اسو  
دودھ سے حرمت ہوتی جماع سے لیکن بیان فرق میں لذت کا ذکر کرنا خوب نہیں اسو اسو کہ اگر فقط لذت ثبوت مصاہرت کی علت ہو تو انزال شہوت اور وطی فی الدبر بھی  
حرمت مصاہرت کی ثابت ہوا و حالانکہ یہاں نہیں تو شائع ہو تو ان کے مصاہرت کا سبب طلب لہو اور جماع میت میں یہ امر حاصل نہیں لہذا فی غایتہ  
الدنی و محلوہ بماء او دواء ولین اخری الاولین شفاء اذا غلب لبن المرأة وكذا اذا استنزلت اجزاء العدم لا ولو تبت وجعہا اور سبب حرمت  
رضاعت کی ثابت کیا ہے جو دودھ کہ غلبہ ہو یا فی سبیل دوا یا دوسری عورت کے دودھ سے یا کبری کے دودھ سے بشرطیکہ عورت کا دودھ یا فی وغیرہ غالب اور سبب جب  
عورت کو کا دودھ برابر محلوہ ہو تو دودھ عورتوں کی تحریم بالاتفاق ثابت ہوئی بسبب عدم ترجیح کے وعلق صحر الحرة بالمرأتین مطلقا قیل وهو لا صحیح اور ملحق  
کیا ہے جو حرمت کو دودھ عورتوں سے مطلقا یعنی دودھ عورتوں کے محلوہ دودھ سے دودھ عورتوں کی حرمت ہر طرح سے ثابت ہے خواہ دودھ برابر ہو یا خواہ کم بیش بعضوں نے کہا کہ کبھی کبھی  
جماع کے لئے محلوہ بطعام مطلقا ان حساء حسوا وكذا لو جثته لان اسو الصانع لا یقنع علیہ جماع میت ثابت نہیں کہ دودھ جو محلوہ ہو حکام کی نظر  
اگر جب اس کو محلوہ دودھ کو گھوٹ گھوٹ یا جو اور اس طرح اگر دودھ کو غیر بنایا ہو تو بھی حرمت ثابت نہیں اسو اسو کہ نام رضاعت کا اس پر نہیں واقع ہوا یعنی غیر کھانے کو  
دودھ پینا نہیں بلکہ کھانے کی جراثیم والا احتیقا والا قطار فی اذین واحلیل وجافقہ وامثله اور حرمت ثابت نہیں کہ دودھ سے مقصد لینا، دکان  
میں اور سوراخ ذکر اور پیٹ کے زخم اور سر کے زخم میں دودھ کا ٹپنا والا لبن رجل ومشکل الا اذا قال النساء انه لا یلکون علی اثر اللہ الا لیس آت ولا لا  
جو ہر اور حرمت ثابت نہیں کہ نام دوا وغیرہ مشکوک کا دودھ کہ جب کہ عورتیں غرض مشکوک کے دودھ کو کہیں کہ اس کثرت کا دودھ بجز عورت کے نہیں ہوتا واللہ اس سے حرمت  
ثابت ہوگی ثبوتاً اور اگر عورتیں اس کو دودھ کو یوں کہیں تو حرمت نہ ثابت ہوگی کذا فی الجواب مرہ مرہ کے اگر دودھ حکمی تو وہ حقیقت میں دودھ نہیں اسو اسو کہ حقیقت میں  
دودھ اس کا ہونا جس سے ولادت مقصود ہو والا لبن شفاء وغیرہ العدم الکراۃ اور حرمت رضاعت کی ثابت نہیں کہ کبیری کا دودھ اور اسکی ہوا اور حیوانات کا  
دودھ بسبب عدم بزرگی کے یعنی حرمت رضاعت کی بطریق کسب اور فضیلت کے اشتباہ جرمیت کے ہے اور ارمی اور ہائیم میں جرمیت نہیں بلکہ اذ ضعت الکبیرۃ ولو  
مُتَبَانۃ ضَرَّهَا الصغیرۃ وكذا لو اوجس رجل فی ذیہا حُرُمَتَا اَبَدًا ان دَخَلَ بِالْأَمِّ وَاللَبَنِ مِنْهُ وَلَا جَازَ قَرْنُ بَیۡہِ الصغیرۃ ثَابِتًا اور اگر دودھ بلایا  
زوجہ کبیرہ نے اگر یہ مطلقاً بآئینہ صغیرہ سو کو اور سبب حرمت اگر اس کو دودھ کو کسی مرد نے زوجہ صغیرہ کے طلق میں ڈال دیا ہو تو کبیرہ اور صغیرہ دونوں زوجہ بڑائی  
حرام ہو جائیں گی اسو اسو کہ اگر بیٹی رضاعی کا محتاج ہو بشرطیکہ وطی کی ہونے سے مافی زوجہ کبیرہ کی یا دودھ کبیرہ کا زوج سے ہو اور اگر زوجہ کبیرہ کی وطی کی ہو  
اور دودھ زوج سے نہ ہو تو جائز ہو زوج کا کھانہ کرنا صغیرہ سے دوسری بار اسو اسو کہ پہلا کھانہ جب جمع ہونے اور بیٹی کے ٹوٹ گیا اور دوسرا کھانہ مجیم ہو کہ زوجہ کبیرہ غولہ  
نہی تو صغیرہ ربیبہ ہوئی اور ربیبہ کھانہ درست ہے جب اسکی مادہ غولہ نہ ہو اور کبیرہ سے مطلقاً کھانہ جائز نہیں اسو اسو کہ بیٹی کا فقط کھانہ ماکو حرام کر دیا ہو دخول ہوا نہ ہو  
اگر کبیرہ غیر خواہنے بعد طلاق کے صغیرہ کو دودھ بلایا تو صغیرہ کا کھانہ نسخ ہو گا اسو اسو کہ بیٹی کو وقت کبیرہ سوٹ صغیرہ کی زہمی اسو اسو کہ غیر غولہ کی عدت نہیں کذا فی  
ماشیۃ اللہ ولا مہر الکبیرۃ ان لم یوطأ لیس الفرقۃ منہا وللصغیرۃ نصفہ لعدم الدخول اور کچھ مہر نہیں زوجہ کبیرہ کا بشرطیکہ غولہ نہ ہو بسبب جدائی  
کے اسکی طلاق سے اور زوجہ صغیرہ کو نصف مہر لیا بسبب مہر غولہ کے اور اگر کبیرہ غولہ ہوگی تو کل مہر لیا لیکن عدت کا نفقہ اسکو نکلیگا ورجع الزفر بہ علی  
الکبیرۃ وكذا اعلیٰ المخرجان تعدل الفساد بان تكون عاقلة طالعة مستیظنة عالمة بالنکاح وبإفساد الصانع ولو نقص الدفع جمیع او  
قلاۃ اور جماع کرنا زوجہ کبیرہ پر اور سبب حرمت اس پر جب نہ ہو اسکا، اور صغیرہ کے طلق میں ڈال یعنی نصف مہر صغیرہ کو دیا اس کو کبیرہ سے بڑے بشرطیکہ کبیرہ غولہ

پاکتے فساد نکاح کا قصد کیا ہو یا طهر پر کہ کبیرہ دودہ پلانچ وقت عاقل ہو اور اپنی خوشی دودہ پلایا ہو یا گنتی ہو یا منیہ ہو یا کج کج کو جانتی ہو اور دودہ  
 گر سنگی اور ہلاکی منیہ کا مقصد نہ ہو تب اس کو نصف مرد یا نہ ہو گا والا لا لایان التثبیت فیہ التعلیک اور اگر کبیرہ دودہ پلانچ فساد نکاح کا قصد کیا ہو یا طهر  
 کہ دودہ اس وقت مجنونہ تھی یا سوتی تھی یا اس کی کسی نے بیکر کیا یا وہ نکاح منیہ کو اور فساد نکاح کو نہ جانتی تھی یا اس کو دفع کسنگی اور ہلاکی منیہ کی مقصد تھی تو  
 ان صورتوں میں زوج نصف مرد کو کبیرہ سے نہ لے سکیگا اسو طهر کہ ضمانت میں تعدی اور زیادتی شرط ہو اور ان صورتوں میں کبیرہ کی تعدی نہیں والعقل لہا ان  
 لو طهر منہا تعدل الفساق معراج اور قول کبیرہ کا قسم کے ساتھ معتبر ہو گا اگر اس کی طرف سے فساد کا قصد ظاہر ہو گا نہ فی معراج الدراریہ طلاق ذات لہا فاعتدل  
 وزوجت باخر فقلت ان وضععت فحکمہ من الاول لانه منہ بقیان فلا نزول بالشافی ویکون دبیئاً للثانی حتی یولد فیکون اللہ من الثانی  
 طلاق دیا زوج نے دودہ والی زوجہ کو کبیرہ عدت میں ہی اور بعد عدت کے اسنو دوسرے زوج سے نکاح کیا سو اس کو مکمل رہ گیا اور اس نے کسی منیہ کو دودہ پلایا  
 تو حکم اس دودہ کا زوج اول کی طرف ہو گا اسو طهر کہ بچہ دودہ زوج اول کا ہو بالیقین تو بچہ یقین زائل ہو گا شک سے تو منیہ زوج اول کا بیٹا ہو گا اور زوج ثانی  
 کا بیٹا ہو گا تو زوج ثانی کے بیٹی کا نکاح اس منیہ سے جائز ہو گا زوج اول کا نکاح ثابت ہو گیا یا نہ ثابت کہ وہ عورت جزو حجب جنوگی تو اب زوج ثانی سے دودہ ثابت ہو گا  
 والوطی بالشبهة کا طلاق قبل ولدا الرنا والا وجه لا فیت اور شہدہ کی وطی ملال وطی کی برابر ہو حرمت کی رضاعت کے ثبوت میں اور بعض نے کہا اور  
 اس طهر زانیہ بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور قول محمول بھی ہو کہ زنا کے دودہ سے حرمت نہیں کذا فی فتم القدر مثلاً ایک عورت کی وطی ہوئی شہدہ سے سو وہ حاملہ  
 ہوئی اور جب اوپر اس سے نکاح کیا گیا تو کبیرہ دودہ پلایا منیہ کو تو بچہ منیہ بیٹا اس مرد کا ہو گا جسے شہدہ وطی کی نہ اس کو زوج کا اور اس طهر زنا کذا فی حاشیہ الطحا  
 قال الزوجۃ ہذا فی رضاعتہ عن قولہ ضرف لای رضاع صافی تحقیق فلا یتم التناقص فیہ اکر دودہ نے اپنی زوجہ کو کہا کہ بھیر میری  
 رضاعتی ہے پھر اس سے نکاح کیا گیا تو نکاح باطل ہے غلطی کے ساتھ تھا تو اس کو صاف جانیں گے اور زوجہ کی تفریق نہ واقع ہوگی اسو طهر کہ شیر خوارگی اس  
 قسم کی چیز ہے کہ نفی ہو سکتی ہے اس سے تناقض قول کا منہ نہیں ولو ثبت علیہ بان قال بعدہ ہو حق کما قلت ونحو ہذا کذا فی التثبیت  
 البدایۃ وغیرہا فرق بیدہ اور اگر نکاح اول قرار پر طهر پر کہ اس کو بعد بھی کہے گیا کہ قول اول حق ہو گیا کہ میں نے کہا اور انداس کلام کے پسینی  
 تفسیر ثابت کی جاوے وغیرہ میں خود دوسرے ثبوت تفریق کروائی جائیگی زوج اور زوجہ میں غائبہ میں ہو کہ قاضی تفریق کر دیکھا کہ زانیہ حاشیہ الدنی وان اقرت المرأة  
 بذلك ثم اکر ثبت نفسہا بان لک خطا وتزوجھا جاز کا لوقر جھا قبل ان تلکب نفسہا وان اکر ثبت علیہ لان لک خطا لکست الیکھا  
 قالوا وہ یفیت فی جمیع الوجوہ برازیہ اور اگر اقرار کیا عورت نے اس کا یعنی یون کہ کما کہ مرد میرا رضاعتی باپ ہے یا بھائی اور مرد اس کا منکر ہے پھر عورت نے  
 اکر جو شہدہ یا اور کہا کہ یہ بچہ خطا کی تھی دعوی رضاعت میں اور اس مرد اس عورت سے نکاح کیا تو درست ہو چنانچہ مرد کو جائز ہو کہ عورت سے نکاح کرے قبل اسکے  
 کہ عورت اپنی خطا کی قائل ہو اگر نہ عورت دعوی رضاعت پر مصر ہو تو بھی نکاح درست ہے اسو طهر کہ شرع میں حرمت کا امتیاز عورت کو نہیں دیا علی لہ تھا کہ اسنی  
 فتویٰ ہے جمیع قسم میں کذا فی البرازیہ یعنی مرد کو نکاح کرنا اور اس کو اس سے نکاح ملال ہے خواہ عورت مرد کو باپ رضاعتی کہا ہو خواہ بھائی یا یون کہ کما کہ میں نے  
 اس سے خلع کیا ہو یا اسنو مجھ کو طلاق بائن دی ہو سو اس کو بیسے یا اس سے نکاح ہو اور مرد کو باوجود ایسے اقراروں کے نکاح ہو اسو طهر جائز ہو کہ عورت کا مستعمل ہو نکاح  
 پر دلیل ہے کہ وہ دعوی رضاعت میں جو بھی ہو بھیر فتویٰ ہے لیکن ایسے مقام میں فتویٰ بھی ہے کہ نکاح کرے اسو طهر کہ حدیث میں ثابت ہو کہ جو شہدہ بچا ہو گا  
 دین سلامت رکھنا کذا فی حاشیہ الدنی ومعاذک انہا لکی اقرت بشکرت من رجل حل لہا تزوجہ اور مفاد تعلیل سابق کا بھی ہو کہ اگر عورت اقرار کرے  
 تین طلاق کا اکر مرد سے تو ملا ہے اس عورت کو اس مرد سے نکاح کر لے اسو طهر کہ طلاق عورت کے حق میں نفی رکھتی ہے تو اس کو بوجہ کرنا اس اقرار سے درست ہے کذا  
 فی النہ عن الصغری لیکن بچہ مکمل ظاہر کا ہو اور اگر عورت کو تین طلاق کا یقین ہو تو باعتبار دیانت کے عورت کو نکاح اس مرد کا حلال نہ ہو گا کذا فی حاشیہ الدنی فاعط  
 عن الحلبي أو أقر بذلك جميعاً ثم أكرهنا أنفسهما وقالاً أحطنا أن نترجها جازاً إذا أقرت أن رضاعتها من عورت مرد دودہ نے پھر دودہ نے اکر جو شہدہ  
 اور کہا کہ ہم خطا کی اقرار رضاعت میں پھر مرد اس عورت سے نکاح کیا تو جائز ہو اور اگر قیام نکاح کی حالت میں یون کہ کما تو دودہ نے تفریق نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیہ

الطحاوی وکذا الاقرار بالنسب لیس یکن مالا ثبت علیه فلو قال هذه اخی و اقرت لیس نسبهما مرد فافترقا قال افرقت علیک وان ثبت علیه  
 ففرق بینہما و سبطہم اقرار بالنسب مکرر من اقرار بکتابت اور بکتابت اور قائم رہی سو اگر ایک مرد نے اپنی زوجہ کو کہا کہ میری بہن ہے یا میری اور عورت کا نسب نہیں  
 پروردگار نے سن لیا اور نسب میں خلط کی تو اس کی تصدیق کیجاگی یعنی نکاح قائم رہیگا سو سبط کہ غلط اور شبہا نسب میں رضاعت زیادہ تصور ہو اور اگر مرد ثابت  
 رہا اقرار بالنسب پر تو وہ بن بھائی بن بھائی کی لیکن اگر عورت کا نسب ہو تو مرد کے اقرار کرنے اور ثابت رہنے سے تفریق نہ واقع ہوگی اور سبطہم اگر عورت کا بن  
 بنایا ہو اس مرد کی عمر کے لائق نہ ہوگا تو بھی تفریق نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحاوی والرد فی الوضیع تحتہ تجتہ المال وہی شہادۃ عدلین او عدل و  
 عدلین لکن لا یقع الفرقۃ الا بتفریق القاضی لتضمنہما حق العبد اور رضاعت کی حجت کا ثبوت وہی وجوب ثبوت مال کی اور ثبوت مال کی حجت گواہی دو  
 عادل مرد کی یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کی لیکن اگر دو عادل مرد گواہی رضاعت کی ہیں تو زوجین میں ذقت نہ واقع ہوگی بدین قاضی کی تفریق کے سوط  
 رشہ استحضرت فی العبد کو مبنی اگر ایک قائم ہے تو ابطال حق عید تو باہر اور اگر نکاح میں تو ابطال حجت گواہی تو باہر رضاعت کا ثبوت گواہی دو  
 کلم قاضی کے وہل یتو قف ثبوتہ علی عموم المرأۃ الظاہر لکن تضمنہما حصرۃ الفرحہ وھو من حقوقہ تعالیٰ اور کیا موقوف ہو ثبوت رضاع کا عورت کے  
 دعویٰ پر ظاہر بھی ہے کہ وہ سب دعویٰ پر ثبوت اور موقوف نہیں ہے رضاعت کے ثبوت کا وہی عورت کو اور وہ حق تعالیٰ کے حقوق سے ہو اور ثبوت حق اللہ و عویہ  
 و ثبوت بن کافری الشہادۃ و طلاقا ثبوت رضاع و عویہ پر ثبوت نہیں ہے کہ عورت کی طلاق کی گواہی میں دعویٰ رضاعت کا ضرر نہیں سو سبط کہ حق اللہ و عویہ  
 موقوف نہیں و لو شہد عندہا عدلین حل الرضاع بینہما و طلاقا ثبوتاً وھو یجوز ثبوتاً او کما یقبل الشہادۃ عند العدل انیسعہا المقام  
 معہ ولا قتله بہ یغنی ولا الذبح بالشر و قبل لھا الذبح حیوانہ شہد وھبانیہ اور اگر گواہی دی نزدیک عورت کے دو عادل گواہوں نے و دونوں کی  
 رضاعت پر یعنی یوں گواہی دی کہ وہ عورت اور اس کا زوج مثلاً رضاعی بہائی ہیں یا گواہی دی کہ وہ عورت کی تین طلاق پر اور زوج اس کا نکاح کرنا  
 پر و نوشاہ مرگے یا واثق سے غالب ہو گیا تاہی کے پاس گواہی نہ ہو سوط نہیں جائز عورت کو مرد کے ساتھ تیان کرنا سو سوط کہ عورت رضاعت کی ثابت ہو گئی فقط حکم  
 قاضی کا باقی رہ گیا و نہ عورت کو جائز ہے زوج کا قتل کرنا و اس پر مبنی بھی قول ہے بعضوں نے کہا کہ اگر عورت کو قدرت ہو تو وہ کہہ دے کہ میں نے مادام  
 تک لیکن اس روایت پر تفسیر میں سو سوط کہ حکم قاضی کا رضاعت کی گواہی سے منسلک نہیں ہوا کہ ثبوت کمال تھا اور بھی ہے عورت کو جائز نہیں کہ تین طلاق کی گواہی سنکر  
 و دیگر شہد سے نہ اسلے اور قول ضعیف بھی ہے کہ عورت کو مرد کے نکاح کر لینا باعتبار دیکھتے جائز ہے کذا فی شرح الدہانیہ شیخ عبد حبشی مدنی نے شرح و مہانیہ کی عبارت  
 اصل کی اس میں لکھا کہ اگر دو گواہ زوج اور زوجہ کی رضاعت کی گواہی دیں تو عورت کو مرد کے پاس سبکھا جائے طلاق ہے اور دوسرے زوج سے نکاح کر لینا دینا و دست اور بھون  
 نے نماز عورت کو بھیہ جائز نہیں تو انھیں شایع کی مخالف اصل کے **فروع** مسائل ملحقہ شایع کے قضی القاضی بالتفریق برضاع بشہادۃ امرأۃ لیس  
 حکم کا قاضی نے تفریق زوجین کا رضاعت سے سبب گواہی دی کہ ایک عورت کو بھیہ مکرر اندر ہوگا سو سوط کہ شہادت کامل نہیں حصّہ جلّ ثلث زوجہ و سوط نے بھی  
 ایک مرد نے اپنی زوجہ کی حیاتی تو نہ حیوہم ہوگی سو سوط کہ جو ان کی رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی تو زوجہ صغیرہ تین فأرضعت کلاً امراً وکلبہما من  
 رجل لم یضمنا وان تعدتا الفساد لیس فی ذلک بالاختیۃ نکاح کیا و صغیرہ پھر مردہ بلا یا ایک صغیرہ کو عورت یعنی ایک عورت ایک صغیرہ کر لیا اور  
 عورت دوسری صغیرہ کو لایا اور وہ دو عورتوں کا ایک مرد ہے یعنی دونوں کا زوج ایک ہی تو وہ دونوں عورتیں نصف نصف مرد کی ضامن ہوں گی اگر وہ دونوں عورتیں  
 سو سوط کہ فساد نکاح کا سبب بن جو ہاں دو صغیرہ ہو گیا یعنی جب دو عورتوں کا مردہ ایک مرد کے نطفہ سے ہوا تو وہ مرد رضاعی باپ ہوا و نہ صغیرہ کا اور دو صغیرہ  
 آپس میں ایک دوسری کی بہن ہو گئیں نکاح ٹوٹ گیا بسبب جمع بن الاختین کے اور زوج کو نصف نصف مرد کو دینا پڑا لیکن زوج اس مرد کو وہ پانچ و الیون نہیں  
 لے سکتا سو سوط کہ مرد کے فعل سے حرمت نہیں ہو جی ہاں و رضاع آدمی کو مکرر صحت تو سبب بن جو ہاں دو نو کے عارض ہو گئی قبل الا بن زوجہ ابیہ وقال تعالیٰ انفساکم  
 عنہم المهر لوطیہما وقال لک للزوج الحق فلزم المهر و سید یامیو نے بپ کی زوجہ کا اور کھاکہ میں نے عدا فساد نکاح بپ کا کیا تو بنیہم کا ضامن ہوگا  
 بسبب تبدی کے اور اگر بیوہ نے بپ کی زوجہ کی طہ کی اور بھی کہا یعنی فساد نکاح کیو سوط عدا میں نے طہ کی تو فہر کا ضامن ہوگا سو سوط کہ بیوہ پر عدا کی لازم آتی تو

مهر لازم ہوگا اسواسطے کہ عدا و مہر دنیا میں نہیں تھا و اللہ اعلم کتاب الطلاق

غير هذا اطلاقا فلذا كان انت مطلقا بالسكون كناية في كتابه جبين سال طلاق کے بعد کہ میں طلاق لغت عرب میں معنی رفع قید یعنی بند کونسا لیکن فقہائے  
عورت کی رفع قید نکاح میں طلاق ہونا قرار دیا اور عورت کے سوا اور چہر کی رفع قید میں طلاق مستعمل ہے تو یہی اصطلاح طلاق نسکون طلاق کسبی طلاق ہی ہوا اس طرح کہ  
مطلقہ طلاق سے مشتق ہے اور طلاق بمعنی طلاق کے مستعمل نہیں و شرعاً دفع قید لا نکاح فی الحال بالبائن او المال یا بجعل بل فقط حصصی ہوا اشتغال علی  
الطلاق فی بیع اللؤلؤ کثیرا و بلیغ لہ ذوقا فانتہ فیہ لا طلاق او طلاق شرع میں رفع قید نکاح کو کہتے ہیں خواہ رفع قید فی الحال ہو یہی کہ طلاق بائن سے  
یا آخر کار رفع قید ہو یہی کہ طلاق رجعی سے بعد گزرنے کے بعد اس طرح کہ زوج کو حد تک اندر رجعت کا اختیار ہو اور اگر زوج عدت میں مرجعاً تو زوجہ مطلقہ اسکی وارث ہوگی رفع  
قید نکاح ہو ہو اس طرح لفظ مقصود کے لفظ مقصود سے مراد وہ جو شامل ہو طلاق پر طلاق میرہ ہو یا نکاحی جسی ہو یا بائن تو لفظ مقصود کی قید سے رفع نکاح کے جس پر خارج  
نہی کیا اور خیال ہو غم صغیر اور صغیرہ کا اور فسخ بسبب ردا کے تو تفریق ان صورتوں میں فسخ ہی نہ طلاق چنانچہ شارح نے باب الولی میں قسام فسخ اور طلاق کے کھمبہ  
اشمال مفصل بیان کی ہیں اور مراد قید نکاح سے نکاح صحیح میں ثابت ہیں چنانچہ طلاق وطی اور عدت نظر اور ملک متعلق اور ملک محبس غیر ذلک و بعد از انکاح ان  
عبارة الکثیر والمطلق مقوضہ نظر کا و عکساً بحسب اور اس لفظ مقصود کی قید میں معلوم ہو گیا کہ مقرب عبارت کنز اور ملحق الابحر کی تعریف طلاق میں مقوض ہے  
باعتبار جمع اور منع کے کذا فی البحر الرائق کنز اور ملحق میں یہ عبارت ہو کہ الطلاق رفع القید الثابت شرعاً بالانکاح یعنی طلاق عبارت ہے رفع قید نکاح سے جو شرعاً ثابت  
تو یہ تعریف افراد محدود کو یعنی طلاق کو عام میں نہیں کیونکہ جمعی کو شامل نہیں اس طرح کہ اوس میں رفع قید بالفعل نہیں بلکہ بعد عدت کے جو غیر محدود کی مانع نہیں اس طرح کہ  
تفریق رداوی اور خیال بلوغ اور خیال غنم وغیرہ پر بھی یہ تعریف صادق آتی ہے اور حالانکہ یہ بیانان فسخ میں طلاق نہیں ہو اس طرح مصنف نے لفظ مال کا زیادہ کیا  
تاکہ طلاق رجعی و اصل ہے اور لفظ مقصود کو بھی زیادہ کیا تاکہ یہ فسخ بعد طلاق سے نکل جاوے و انقاعہ مضامیر عند العامة لا طلاق الا یات اکمل او طلاق  
او بنا سبب ہر نزدیک جمہور فقہاء کے بسبب مطلق ہونے آیات طلاق کے کما ذکرہ اکمل یعنی آیات قرآنی میں طلاق کی اجازت ہو یا قید تو یہیہ دلیل ہے اباحت کی نہ کہ حرمت  
کی لیکن الغرض المباحات ہے چنانچہ ابو داود و حاکم نے عبد الرحمن بن عمر سے روایت کی کہ حضرت صلہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الغرض الخلال الی اللہ الطلاق اس طرح کہ  
وصلان و میں کا قاطع ہو اور قلت تناسل کا باعث ہو یعنی فی نفسہ حالانکہ جو کہ سببوں سے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا طلاق دینا بھی ثابت ہے اگر کر وہ ہوا حضرت  
سے نہ واقع ہوا کذا فی حاشیۃ الدنی وقیل قائلہ الکمال لا یصح خطره ای منعہ الخ لاجلہ کی تفسیر و کسیرہ و المذہب لا دل کما فی البحر اور میں نے کما فی البحر  
بن الہمام کہ قول اسم یہیہ کہ طلاق مقوض ہو کر وقت حاجت کے ممنوع نہیں حاجت بیسی شبہ حرام کاری زوجہ کا یا بیا با عورت کا اور قوی مذہب یہاں یعنی اباحت  
قوی ہے بسبب طلاق آیات کے اور فعل نوی کے کذا فی البحر الرائق لیکن بیان سوال وارد ہوا کہ فقہانے طلاق کو مباح قرار دیا ہے اور فقہی مسائل کی تفسیل میں کہا ہے کہ  
طلاق اصل میں مستحب حاجت کیو اس طرح جائز ہے تو اباحت اور منع میں مرجعاً ناقض ہے اسکا جو شارح نے انکار کیا میں دیا و قولہ لا اصل فیہ الخ کما فیہ انکاشا  
تو لہذا الاصل فأباحہ بل یستحب لمؤذنیۃ او تارکۃ صلوۃ غایۃ اور فقہاء کما فیہ تو اصل طلاق میں منع ہے اسکی یہ مراد ہے کہ شارع نے اس اصل کو جو دیا  
سوا اسکو مباح کر دیا تو حقیقت میں اباحت اور منع کے دو فرقوں میں ناقض باقی رہا جب شرع میں اصل متروک ہوئی تو اباحت بلا تردد ثابت ہو گئی بلکہ طلاق مستحب  
اگر زوجہ قول اور فعل سے انذارسانی کر ہو یا تارک الصلوۃ ہو کذا فی الغایۃ ومفادہ ان لا اثم بمعاشرۃ من لا یتصلی اور مفاہم تعلیل استباحہ یہیہ کہ گناہ  
منہج ہے نماز عورت کے ساتھ کہنہ میں اس طرح کہ اگر گناہ ہوا تو طلاق واجب ہوئی نہ مستحب کیچہ لوفات الاصل بالمرحوم او طلاق واجب ہو اگر فوت ہو  
و مستحب ہو فاقرب رکنا چنانچہ اگر زوج خسی ہو یا عینین ہو یا مقطر الذکر ہو یا شکلا زوجین عورت کو یا حصہ فانی سے منزل ہو یا جو ہر وطی کے و اس طرح ہوتا ہے کہ نہ تو ان  
صورتوں میں طلاق واجب ہو اس طرح کہ اس میں عورت کی حق تلفی ہے و یحکم لولہ علیا او طلاق حرام ہو اگر کسی وجہ سے طلاق مجہد کہ حیض میں طلاق دی یا طہر  
میں وطی کے بعد طلاق دی یا تین طلاق ایک اندر سو میں یا تین طلاق ایک آن میں وین چنانچہ نسائی میں حدیث مروی ہے کہ ان حضرت صلہ اللہ علیہ وسلم کو غیر معلوم ہوئی  
کہ کچھ بے تین طلاق کیا گویا ہی تو غضب میں کہہ کر تو کہہ اور فرمایا کہ کتاب اللہ مکمل تو ہے یا ہرگز بے تین طلاق کی قرآن مجید میں اجازت نہیں اور ابن عمر کی حدیث

3

علاقہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں



طلاق کی تین مہینے میں اوس حرکت حق میں جسکو حیض نہیں آتا یعنی بڑی عمر والی اور صغیرہ اور حاملہ تو ان شرطوں سے طلاق دینا طلاق حسنہ اور حسنیہ  
یعنی سنون جو موجب کہ طلاق حسنہ سنون ہوئی تو طلاق حسنہ طریق اولی سنون ہوگی کہ اوسین فقط ایک ہی طلاق جو غالی طہرین حد تک اور سنون کے معنی  
کہ لائق عقاب کے نہیں اور بیکہ مراد نہیں کہ اوسین کچھ ثواب جو اسو سطر کھلاقی فی نفسہ عبارت نہیں کہ ثواب کی تو تم ہو و حل طلاق حق ای لا یستیتہ والصغیرۃ  
والحامل عقبہ طلاق الکراهۃ فیمن یحییٰ لتوہم للجل وهو مفقود ہذا او طلاق دینا او نکاح یعنی ایسہ اور صغیرہ اور حاملہ کا بعد و طہر کے ہی شرط  
کہ کراہت طلاق کی حیض والی عورتوں میں بسبب احتمال حمل کے ہو اور احتمال حمل کا بیان یعنی ان عورتوں میں مفقود ہے ایسہ وہ عورت جو جسکا حیض بسبب زیادتی مسک  
بند ہو گیا ہو سو چھین برس والی عورت ایسہ قول اطہر میں اور کسی عمر نو برس سے کم ہو وہ صغیرہ جو بنا بر قول مختار کے والدین کی تلافی متفقہ اور تین بھر تو او مرتب  
فی طہر واحد لا رجعة فیہ او واحدہ فی طہرین طہرین فیہ او واحدہ فی حیض کو طہرین یا دو طلاق بدعی یکھ کہ تین طلاق دینا جدا جدا و طلاق یکبارگی  
ایک لفظ سے یا طلاق دو لفظ سے ایک طہر میں جس میں وجبت نہیں یا ایک طلاق دینا او طہرین جس میں وجبت نہیں یا ایک طلاق دینا مدخلہ کے حیض میں یکھ سب  
صورتیں طلاق بدعی کی ہیں سو جب تین طلاق متفرق بدعی ہوئیں تو یکبارگی تین طلاق دینا بطریق اولی بدعی ہوگا اور اگر طہرین طلاق بدعی دیکر وجبت کر گیا تو طلاق  
بدعی باقی نہ ہوگی ظاہر یہ اور شیعہ کے نزدیک تین طلاق یکبارگی دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے نہ تین اور چار یا نزدیک تینوں واقع ہو جاتی ہیں اگر چہ تین  
طلاق دینا یکبارگی گناہ ہے چار ہی دلیل حدیث عملانی کی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم میں مروی ہے اوسین بیکہ مفسون ہو کہ عملانی نے تین طلاق بدون اجازت  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دی اور حضرت اوسہ را کا زعفران یا تو اس حدیث کو رد کرتے ہو کہ انسانی عارضیۃ الدنئی لوقال البدعۃ ما خالفنا کان اکابر  
واحد شامہ کہتا ہے کہ اگر مصنف صاحب حق بدعی کی تعریف میں یوں کہتا کہ طلاق بدعی وہ ہے جو مخالف ہو طلاق حسنہ اور حسن کے تو کلام مختصر ہوتا اور زیادہ تر  
ہوتا اسو سطر کہ طلاق بدعی ائمہ قسم ہے اول قسم میں طلاق متفرق ایک طہر میں دینا دوسری قسم میں طلاق ایک لفظ سے ایک طہر میں دینا تیسری دو لفظ سے  
دینا چوتھو دو لفظ سے اوس طہر میں دینا جس میں وجبت نہیں یا پنجویں حیض میں طلاق دینا چھٹے اوس طہر میں طلاق دینا جس میں وجبت نہیں یا سابع  
میں طلاق دینا جس میں وجبت نہیں ہوئی لیکن طہر کے قبل حیض میں وجبت ہو چکی آٹھویں نفاس میں طلاق دینا سو ساتویں اور آٹھویں قسم مصنف کی تعریف میں افضل  
نہیں اگر یوں کہتا کہ بدعی مخالف ہو حسن اور حسن کے تو چھ دو تو قسمیں بھی داخل ہو جاتیں کہ ان فی عارضیۃ الدنئی وجبت دجعتھا حل الا ھم فیہ امی فی الخیض  
و فملا للمحصبۃ فاذا طهرت طلقھا ان شاء او اسسکھا قیتک بالطلاق لان التخییر والاختیار والحکم فی الخیض لا یکرہ عجبتہ اور وجبت  
وجبت کرنا زوجہ کی طرف بنا بر قول اصم کے حیض میں یعنی حیض میں اگر طلاق دی ہو تو وجبت کرے وہ سطر گناہ دور ہو نہ کی وجہ عورت طہر ہو حیض سے تو باہر  
اوسکو طہر میں طلاق دے یا باہر اوسکو رکھ کر شراح کہتا ہے کہ مصنف قید طلاق کی اسو سطر لگائی کہ تخییر اور خلع اور اختیار حیض میں کردہ نہیں کہ ان فی الحبۃ  
تخییر یہ کہ زوج اپنی زوجہ کو نکاح باقی رکھو اور طلاق میں مختار کرے اور اختیار بیکہ کہ بالغ کا باپ و او کے سوا کسی اور ایسے نکاح کیا پر جب وہ بالغ ہوا تو اسکو  
اپنی ذات کا اختیار ہو چاہے نکاح کو باطل کر دی اگر چہ اوسوقت زوجہ حیض میں ہو مخلصہ یہ کہ طلاق دینا حیض میں کردہ ہے اور تخییر زوج اور اختیار مصلی اور سطر  
خلع حیض میں کردہ نہیں والنفاس کا الخیض جو ہرۃ او نفاس باندہ حیض کے ہے کہ ان فی الجور یعنی طلاق نفاس میں کردہ اور تخییر اور اختیار مصلی اور خلع  
نفاس میں کردہ نہیں قال لموطع تیر وھو حال کو نہا ھم تخیض انت طالق ثلاثا او شتین للسنة وقم عند کل طهر طلقہ و تقع اولھما  
فی طهر و طہر فیہ کہنا زوج نے اپنی مدخلہ سے و اسکا یکہ وہ حیض آئے والیوں میں سے کہ تھکوتیں طلاق میں یا وہ میں مخصوص ہست تو واقع ہوگی ہر طہر کے نزدیک ایک  
طلاق خواہ تامل نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور پہلی طلاق اون تینوں سے یا دوسرے اوس طہر میں واقع ہوگی جس میں وجبت نہیں ہوئی فلو تخیروا طہر یا طہرین یا طہرین  
تقع واحدہ للحال ثم کما انکھا او مضی شھد یقع سو اگر وہ عورت جسکو تین طلاق مسنون ہوئی مدخلہ ہو یا حیض اوسکو نہ آتا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی  
فی الحال پر غیر مدخلہ سے جب زوج نکاح کر گیا تو دوسری طلاق واقع ہوگی پر جب تیسرا نکاح کر گیا تو تیسری طلاق واقع ہوگی یا جس عورت کو حیض نہیں آتا جب ایک مہینہ  
گزر گیا تو طلاق واقع ہوگی کہ ان فی عارضیۃ الدنئی وان نوى ان تقع الثلاث الساعة او ان تقع عند ايس کل شھد واحدہ صححت نیتہ لا یتعطل



کلامہ اور اگر نیت کی تیون طلاق واقع ہوئی اور کسی ساحت میں یا نیت کی ایک طلاق واقع ہوئی ہر مینوں کے سر پر تو نیت اور کسی صحیح ہوگی اور کسی کلام میں  
 اسکا بھی خیال ہے اور اسکو نہ لفظ لفظ کا لام حسی ختم اس کا محتمل ہے و سیوی تعیل لابی احتمال رکستا جو تو اس صورتیں لفظ کے یکہ معنی ہونے کے کہ وہ طلاق کا کلام  
 مستجاب ہے یا واقع ہونا اسکا مذہب ہے اہل سنت کا و کیفیت طلاق کل زوج بالغ عاقل و لو تقدیرا بدایم لیدخل السکران اور واقع ہوتی ہے  
 طلاق برزخ یا بالغ عاقل کی اگرچہ تقدیرا عاقل ہو کہ فی البدایع تقدیرا کی قید اسکو سطر لکائی تاکہ مست عاقل میں داخل ہے یعنی عقل اور بشر ہو کہ کوئی تباہ نہ ہو  
 اسکو سطر کہ شارع نے مست کو نوع طلاق میں قائم مقام عاقل کے قرار دیا ہو و لو عبد او مملک فان طلاقہ صحیح کا اقرار کہ باطلاق اگر زوج غلام ہو  
 یا کرہ ہو یعنی زبردستی کسی اور سے طلاق دلوامی ہو اسکو سطر کہ طلاق دینا کرہ کا معنی ہے اور اقرار طلاق کرہ کا معنی نہیں یعنی زبردستی سے کوئی طلاق  
 کا اقرار کرے تو اس اقرار سے طلاق نہیں واقع ہوتی وقد نظم فی النہر ما یجوز مع لاکر او فقال طلاق دایا و لظہار و ذخعة و بکاحہ  
 استیلا و عقیقہ عن العمد و البتہ نظم کیا جو نہ الفائق میں اور ان حقوق کو جو اکراہ اور زبردستی کے ساتھ معہ جو ملنے میں ہو کہ طلاق سے اور خیار  
 ہے اور ایلا اور رجعت اور کلام ہر ساحت ہستیا کے اور حقوق کرہ و قضا و یمان و قی و ذکرہ قبول یا بدایع کذا الصلح عن عیالہ  
 رضاع ہے اور عدا کی قسمیں کمانا اور ایلا کر کے رجوع کرنا اور نکاح اور ولایت قبول کرنا یا سطر قضا عن سکران پر کلام طلاق علی جعل یسجد بہ  
 آتہ لکذا العقیقہ و الاسلام تدلیل علی العبد و طلاق عروص ہا کے خواہ زوجہ کی طرف سے یا غیر کی طرف سے اور قسم طلاق کی یعنی زبردستی سے کسی یون قسم  
 کمانی کہ اگر غلام کا کرے تو اسکی عورت پر طلاق ہے سو اگر وہ کام کرے یا طلاق واقع ہوگی اور سطر جو بکر آکر کرنا و زکمان ہونا اور غلام یا نوید کا تدبیر کرنا  
 صحرانیا جہان و عقیقہ فیہذا و نتیجہ ہم لاکر یا عشرین فی العدم اور جب کرنا صدقہ کا اور جب کرنا عقیقہ کا یعنی زبردستی یون کلام ہو کہ  
 میں نے اپنے اور اپنے اسکو کدیم یا ایک غلام کی آزادی و جب کی تو مجھے عقود مذکورہ صحیح میں اکراہ کے ساتھ میں میں شمار میں اور ہا کے لایقضاء حقیقہ کا  
 او سفہا خفیف العقل یا اگرچہ زوجہ یا زناں ہو یعنی خوش طبعی اور نہ ہی سے طلاق دی ہو یا زناں رہے ہو یا کلام کی حقیقت مقصود نہ ہو یا زوجہ سفیہ خفیف العقل  
 کر فہم و اسکران و لو بنیہ او حشیش او ایون او بنیہ و جزا بہ فیضہ تصحیح العقل دی یا ست ہوا اگرچہ نشا خیسارہ کر کا ہو یا سنگ کا ہو یا ایون کا  
 یا خراسانی اجوائن کا ان چیزوں کے نشو سے طلاق واقع ہوتی جو دلو جزا و بنیہ کے تاکوگ باز میں اسی پر فتویٰ ہے کہ فی تصحیح العقل دی جزا و بنیہ کی  
 قید سے معلوم ہوا کہ اگر خراسانی اجوائن اور ایون کو بطریق دوا کے استعمال کرتے تو اس پر جزا نہیں ہو سطر کہ معصیت نہیں تو اس صورتیں طلاق ہی نہ واقع ہوگی  
 نہ افاق میں کمانا کہ خراسانی اجوائن کی اباحت اور حرمت میں اختلاف ہے اور حق ہمیشہ ہے کہ اگر بطریق دوا کے استعمال جو طلاق نہ واقع ہوگی اسکو سطر کہ معصیت نہیں  
 اور اگر بطریق اسوا و سرور کے جو طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیہ الدنی و الخطا و مست کی طلاق اسکو سطر واقع ہے کہ شارع نے مست کو اسکی حالت مستی میں  
 امر اور نفس سے خطاب کیا چنانچہ فرمایا یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوات و انتم شکار و انتم شکار یعنی تو معلوم ہوا کہ اسکو بجای قائم العقل کے حکام شرعیہ میں  
 شاک کر لینا و سطر قرار دیا اور نوع طلاق میں حدس کی بھیجہ ہو کہ عورت کو مرد سے اور آسمان کو زمین سے فرق کرے بھی مذہب امام کا اور بھی قول بیان معتمد اور حدس  
 پر مدد جب ہو نہیں صاحبین کا قول مختار ہے وہ بھیجہ ہو کہ جسکا اکثر کلام ہیودہ اور ہذیان ہو اور طہارت تو نہیں حدس کر بھیجہ ہو کہ جسکی جال یا فساد اول ہو جو اول  
 میں کمانا کہ ورق العنہ یعنی سنگ کے نشو سے اتفاق علماء شافعیہ اور حنفیہ کے طلاق واقع ہوتی ہو اسکو سطر کہ اسکو حرام ہونے پر بالاتفاق فتویٰ ہو اور اسکی باطل  
 پر تفریق اور جو اسکو حلال کہے وہ زنیق اور ملکہ ہو کذا فی المبتنی اور جو مرد و من حرمت ایون اور خراسانی اجوائن کی مصرح ہو کذا فی حاشیہ الدنی و الخطا  
 المتصحیح فہم سکران ملکہ او مضطر ہو صحیح کمانا ملکہ کا او شش شخص کے حق میں جو مست ہو گیا زبردستی شاپا فوسے یا اضطرار سے پر اسنے طلاق  
 دی نہ الفائق میں کمانا صحیح ہو کہ اسکی طلاق واقع نہیں ہوتی چنانچہ متحدہ اور شرح جامع اور غانیہ میں ہے کذا فی الخطا و الدنی لغو لودال عقل یا لکذا  
 او بکامہ لو یقع ان اگر زائل ہو عقل نشاپنہ و ایک کی سبب در دے یا مباح چیز کے استعمال مجب سے کوئی ایون کمانا بطریق دوا کو طلاق واقع نہیں ہوتی سطر  
 کہ زوال عقل در دے ہوا نہ نشو سے فی القہستان منغزلہ للہ اھل انہ لو لم یمننا یا یقوم بہ الخطا بکان تصحی باطلا انھے اور متسانی میں

زادہ ہی متغول ہے کہ اگر مست کی ایسی عقل نامل ہو کہ متیان نکوسے حکام شرعیہ کو تو اس کا تفسیر باطل ہوگا قطعاً یعنی نہایت بدست کی طلاق نہ واقع ہوگی بحر الرکن میں  
 کہ تھوہ قول نیست ہی و استثنائی فی الاستثناۃ من تھوہ فوات السکون سببہ مسائل منها التوکیل بالطلاق صلیحاً اور استثنائی کیا ہو شہادین مست کے متعلق  
 سے سات مسائل کو یعنی مست اور ہوشیار کا ایک حکم جو کچھ بیان مسائل میں مست ہوشیار کی برابری میں از انجملہ طلاق کا دلیل ہوشیاری میں ہی مثلاً یہ حالت ہوشیاری  
 میں خال کو دلیل کیا طلاق کا سو خالی ہے مست ہو کر طلاق دی تو یہ طلاق نہ واقع ہوگی لکن قید الذراۃ بکونہ علی مال والا وقع مطلقاً لیکن مقید کیا ہے  
 بزازہ ہی نے طلاق کو دلیل کیا ہے اگر دیکھیں کہ طلاق دی تو طلاق صحیح ہوگی اور اگر طلاق عوض مال کے ضمن تو واقع ہوگی ہر طرح سے خواہ ہو کر  
 نے ہوشیاری میں کو دلیل کیا ہو خواہ مستی میں اور دلیل نے ہوشیاری میں طلاق دی ہو یا مستی میں ولم یوقع الشافعی طلاق السکران واختارہ الحل  
 والکفری فی التاخرانیۃ عن التفریق والفتویٰ علیہ اور امام شافعی نے مست کی طلاق کو واقع نہیں کہا اور پسند کیا ہے اس قول کو طوطی دی اور کفری  
 نے اور تارخانیہ میں تفریق سے یہ ہے کہ اس روایت پر فتویٰ ہے ہم یہ روایت مخالف ہو متون کے اور کتب معتدہ میں ہرگز اس پر اعتماد نہیں فنادی عالمگیری میں  
 محیط سے متغول ہے کہ طلاق مست کی واقع ہو اور بھی مذہب ہے ہمارے اصحاب کا کہ انانی حاشیہ الدنیا وآخر من ولو طاراً ان دام بالیوت یہ یعنی یا تو نکاح  
 ہو یعنی کو نکاح طلاق ہزارہ سے واقع ہوئی ہو اگر یہ پیدا ہوتی ہو یا نکاح ہو یا طلاق ہو موت تک گو نگار ہے اسی پر فتویٰ ہے وعلیہ فقہ حنفی کہ موقوفہ و استثنائی  
 الکمال استثنائی کتابتہ اور اس شرط پر کو نکاح کے تھوہ فوات موقوف رہیں گے موت تک یعنی اگر موت تک گو نگار یا تو اشارہ کی طلاق وغیرہ تھوہ فوات صحیح ہوگی اور  
 اگر زبان کمال گئی ہو یا نکاح تو اس سے دریافت کیا جائیگا اور پسند کیا ہے کمال الدین بن ہمام نے اس کی کتاب کا شرط ہوا یعنی اگر گو نکاح کہہ جاتا ہو تو اس کی طلاق  
 اشارہ سے واقع ہوگی لکن سے واقع ہوگی یا استثنائی المعصومۃ فاذا نکح کعبہ الناطق استثنائی کو نکاح کی طلاق واقع ہوگی اس کا اشارہ معلوم  
 سے اس طرح کہ اس کا اشارہ مطلق کے بیان کی بار ہے باعتبار تھوہ فوات کی جھد کہ اگر اس کا اشارہ مثل عبارت مطلق کے نہ تو زوج زوج کا و خطبہ  
 بان اراد التکلم فیر فی علی لسانہ الطلاق اولفظ بہ غیر علی بمعناہ او غافلاً او ساهياً او بالفاظ مکتدۃ یقع قضاءً فقط یا زوجہ طلاق  
 طلاق دی اس طرح کہ اگر وہ کسی بات کو نہ کہہ سکا ہو اس کی زبان پر طلاق جاری ہو گئی یا طلاق کا لفظ بولا نا لکھ اس کو معنی سے آگاہ تھا یا زوجہ بول کر عقل ہو یا  
 ہو کر طلاق بولا ہو سو کی صورت یہ ہے کہ اس سے قسم کہاجی کہ لفظ طلاق نہ بولا ہو یا طلاق بول گیا ہو لکھ یا طلاق کو الفاظ تحریر سے بولا جائیگی بجا ہوا قاف کے کان  
 یا عین یا عین بولا تو ان صورتوں میں طلاق واقع ہوگی فقط باعتبار قصد کے یعنی باعتبار حکم خارج کے نہ باعتبار خیال ان الفاظ و الا عیباً فاقبض  
 و دیانہ لان الشایع جعل ہزلہ بہ جملۃ فتح بخلاف ہنسی کر بولے اور کیلین و الیکو کہ اس کی طلاق ظاہر اور باطن دونوں واقع ہو جاتی ہے اس پر ہیکہ  
 شارح ہو سکی ہزل کو حد قرار دیا یعنی طلاق و نحو الیکو ہنسی اور خوش طبعی کو بجا و تمامی کلام کے تھوہ فوات کو کہانی فتح القدر اور مرصفاً و کفری الوجود التکلیف  
 یا زوجہ ہزار یا کافر ہو سبب وجود تکلیف کے یعنی کافر بھی حکام شرعی کا مخالف ہے لیکن قاضی مکرم تفریق کا کافر کے حق میں اس وقت کر گیا جب دونوں نے اس کو  
 پاس ناس کی ہو کہ انانی حاشیہ الدنیا و اما طلاق الفضول ولا حجازۃ قولا و فعلاً فکذا لیکام فزازیۃ اور طلاق دینا فضولی کا اور جائز کہ نکاح زوج کا  
 باعتبار قول اور فعل کے مانند نکاح کے ہو کہ انانی البراز یہ یعنی جیسے نکاح فضولی کا زوج کی اجازت پر موقوف ہے اور طلاق فضولی کی بھی اس کی اجازت پر  
 موقوف ہے اجازت خواہ قولی ہو یا فعلی یا زوجہ فضولی سے کہہ کر خدا تجھ کو رحمت و رحیم تو نے ہم کو اس عورت رحمت دی یا یون کہے کہ تو زوجہ ہزار یا حسن کیا  
 کہہ اس سے چڑا یا خواہ اجازت فعلی ہو یا خیالی اس کا باقی مہر و الدکر سے یا اس کو سو یا چار عورتوں سے نکاح کر دینا علی اعتبار الزوج المذکور لا یقع طلاق  
 المولی علی امرأۃ عبیدۃ الحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق الا اذا شرط فی العقد فقال ذو جثمہا منک علی ان احببہا بعد طلاق  
 کلاماً یشتمت فقال العبد قبلت و کذا اذا قال العبد اخذت جثمہا فاحببہا بعد ان کذا کان کذا لک خانہ اور باعتبار زوج کے جو سابق  
 میں منکر ہو چکا یعنی ہر زوج عاقل بالغ کی طلاق واقع ہوتی ہے اگرچہ وہ غلام ہو تو اس اعتبار سے نہ واقع ہوگی طلاق مولیٰ کی این غلام کی جو ورید بدل  
 حدیث ابن ماجہ کے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق کا ختم یا زکوہ جو جسے عورت کی بیٹی کو کو کر دینا یعنی زوج کے سوا کسی دوسرے کو طلاق کا عیناً

کتاب التکلیف فی النکاح و الطلاق  
 جلد اول  
 باب طلاق



الطلاق اوجعلہ طلاقاً وقهر بحس اور اگر انہم نے کہا بعد یہی کہ کے کہیں اس طلاق کو واقع کر دیا میں نے اس کو طلاق ٹھہرا دی تو اسے ہوگی کن فی الجہت  
 تو اس وقت میں مطلب یہ ہوگا کہ جس منہ کی طلاق حالت نوم میں صادر ہوئی تھی اسی منہ کی طلاق جیاری میں سے واقع کر دی تو یہ طلاق بدستور ہے  
 نوم کے ساتھ واقع ہوگی کن فی حاشیۃ الطحاوی واذا اطلق احدہما الاخر کلاہ لیس بعضہ بطل النکاح اور جب کہ مالک ہوا زوج اور زوجہ میں سے ایک دوسرے کا  
 کل کا مالک ہوا یا بعض کا تو نکاح باطل ہو گیا اسو اسطہ کہ الکیث منافی ہے زوجیت کے ولوقال حنفیہ حدین ملککۃ فطلقہا فی العدة او خرجت الجبر علیہا  
 مسئلہ ثمر خرجت زوجہا لذلک مسلماً فطلقہا فی العدة الغاء الثانی فی المسئلین وأقول الثالث فیہما اور اگر زوج نے کہا کہ عورت اپنے زوج  
 مملوک کو آزاد کر دیا جب کہ اسکی مالک ہوئی پر زوج نے عتق کو طلاق دی عتد میں یا عورت حریہ کل آئی ہماری طرف یعنی دارالاسلام میں آئی مسلمان ہو کر پھر نکاح  
 زوج نکاحاً سیلح مسلمان ہو کر پھر اسکی اسکو طلاق دی عتد میں تو اس طلاق کو ابو یوسف نے نکاحاً ہی دو صورتوں میں اور واقع نکاحاً ہی کو مکرر کرنے دو نوین  
 اور فتویٰ ابو یوسف کے قول پر ہے کہ انانی الخانیہ اسو اسطہ کہ مالک ہوتی اور دارالاسلام میں آئے بعد ائی دو نوین ہو گئی پھر جب عداہی ہوئی تو طلاق کا اختیار باقی نہ  
 کہ انانی حاشیۃ المدنی واعتباراً بحکمہ بالنساع وعند الشافعی ما لہ حال اور تبار بعد وطلاق کا عورتون پر ہے اور نزدیک امام شافعی کے مردوں پر ہے طلاق  
 حنفیہ قلت وطلاق اذۃ ثلثان مطلقاً لطلاق حنفیہ تین بار ہو اور طلاق لڑکی کی دو بار ہے ہر طرح سے یعنی حرہ کا زوج خواہ عورت خواہ عداہ کو تین بار  
 طلاق ہوگی اور لڑکی کا زوج خواہ عورت خواہ عداہ کو دو بار طلاق ہوگی اسو اسطہ کہ اعتبار بعد وطلاق کا عورتون پر ہے مردوں پر دو دفعہ طلاق بلفظ العتق  
 بدنیۃ و دلالة حالہ لا عکسۃ لان ازالة المالك اقولی من ازالة العتق اور واقع ہوتی ہے طلاق عتق کے لفظ سے بشرطیکہ یا دلالت حال کے نہ بلفظ  
 یعنی عتق طلاق کے لفظ سے نہیں واقع ہوتا اسو اسطہ کہ ازالہ ملک کا قوی تر ہے ازالہ قید سے یعنی عتق عبارت ہوا ازالہ ملک سے اور طلاق عبارت ہوا ازالہ قید سے  
 تو عتق سے طلاق مراد ہو سکتی ہے اسو اسطہ کہ عتق قوی تر ہے طلاق سے اور طلاق سے عتق قوی تر نہیں ہو سکتا اسو اسطہ کہ طلاق ضعیف ہے عتق قوی تو ضعیف میں قوی نہیں  
 مثلاً زوج نے زوجہ سے کہا کہ میں تجھ کو آزاد کیا تو اگر نیت طلاق کی زوج نے کی یا قید طلاق کا یا کیا جیسے زوج نے طلاق کی خواہش کی تھی تو طلاق واقع ہوگی  
**قواعد مسائل** ملحقہ شارح کے کتاب الطلاق ان مسئلین علی نحو اوچ وقم ان نومی وقل مطلقاً لکما طلاق کو یعنی زوج نے زوجہ کو بھیجہ کہہ کر دیا کہ  
 تجھ کو طلاق ہے اگر صاف ظاہر ہو جیسے تختہ پر یا دیوار پر یا زمین پر تو طلاق واقع ہوگی اگر نیت طلاق کی زوج نے کی اور قول ضعیف بھیجہ کہ ہر طرح طلاق واقع ہوتی  
 ہے نیت کی ہوائی کی ہو تو کون علی نحو الماعرف لا مطلقاً اور اگر طلاق کہی اوس چیز پر جس پر نقش ثابت نہیں رہتا جیسے پانی پر یا ہوا پر تو یہ طلاق نہ واقع ہوگی  
 نیت طلاق کی کرے یا کرے ولو کتب علی وجه الرسالة والخطاب کان کتب بافلاہ اذا ما کتباں ہذا فان طلاقاً طلاقاً بوجہ قول الکتاب  
 جو ہے اور اگر طلاق کہی زوج نے بطریق خط پہنچو اور خطاب کرنا کو چاہیوں لکھا کہ امی غلانی جب تیرے پاس میرا بھیجہ خط پہنچو تو تمہیں طلاق ہے تو عتق مطلقہ ہوگی  
 بجز خط پہنچنے کے کہ انانی الجورہ وفي البیوت لا امر لہ کل امر لہ لعلہ وغیرہ طلاق نعم علی اسمہ الاخیرہ ولعنہ لم یطلق وهذا جلیح عجیبہ  
 وسیحی اللو استثنیٰ ما لکتابۃ او بحر الا ان میں ہے کہ زوج نے اپنی عورت کو بھیجہ لکھا جاکشا کر میاں ہو کہ عورت کہہ دے امی غلانی تو میری عورت ہے اور سوا  
 غلانی کے یعنی مثلاً سوا زینب کے سوا طلاق نہیں ہوگی عورت کا نام مثلاً الامینی زینب کا تو زینب کو طلاق نہ واقع ہوگی اسو اسطہ کہ زینب کو بھیجہ کہہ دے مانند لکھنے کے وقت  
 مستثنیٰ کر دیتا کہ بعد اسکا مثلاً الامی مثلاً زید کی زوجہ کریمہ تھی پر وہ دوسرے شہر میں گیا اور وہاں زینب سے نکاح کیا پھر جس قدر کہ یہ کریمہ کو رنج و مات زینب نے اسطہ  
 سے کریمہ کو لکھا تاکہ اسکا دل خوش ہو جاوے اور زینب کو طلاق بھیجے پر وہ شہر میں نکاح کریمہ کو بھیجہ خط یہ ہے کہ لکھنا بعد شایانہ بھی سفید ہوا اور باب التعلیق میں عنقریب  
 آویگا جسکو مستثنیٰ کر لے کتاب سے **یاد** **التعلیق** ہے بابت طلاق میری کا صریح مالہ لیس علیہ الفیہ ولویا لقات  
 کطلقتک وانت طالق ومطلقة بالتشدید قید بخلافہ لہ لوقال ان خرجت نفع الطلاق او لاخری لایا اذن خلعتک لکلا فی حق  
 لم یقیم لذلک الاضافۃ الیہما طلاق میری وہ جو مستعمل ہو اگر میری زبان میں ہو فارسی سے مراد غیر عربی جو یعنی طلاق میری عربی میں مستعمل ہو لکھ کر  
 بولی میں جو لفظ ایسا ہو کہ سوا طلاق کے اور معنی میں مشتمل ہو وہ میری ہے چنانچہ عربی میں طلاق تشدید لہ طلاق میری جو یعنی میری نے تجھ کو طلاق دی اور

میرزا محمد تقی خان  
میرزا محمد تقی خان

میرزا محمد تقی خان

انت طلاق اور طلاق یعنی تو طلاق و الی سے لفظ طلاق کا تشدید لازم ہے جو او تصنیف لازم ہے کہ یہ کلام کما حقہ طلاق صریح کی مثالوں کو عورت کے خطاب سے  
تقدیر کیا گیا ہے مثال میں کاف نہیں ہے اور دوسری اور تیسری مثال میں انت جو اس طرح کہ اگر خطاب یوں ہو گا کہ اگر تو بکلی تو طلاق واقع ہو گی یا یوں کہ نہ کلام بدو  
مکرم کے معنی میں ہے قسم کھائی ہے طلاق کی پر بعد اس کلام کے عورت نکاح تو طلاق نہ واقع ہو گی بسبب ترک کرنے انسانیت کے عورت کی طرف یعنی دونوں صورتیں طلاق  
کو عورت کی طرف مضاف نہیں کیا تو اول صورت میں مثال ہے کہ اس عورت کی طلاق واقع ہو گیا کسی غیر کی اور دوسری صورت میں مثال ہے کہ اس عورت کی طلاق کسی قسم کھائی  
یا اس کا غیر کی ہم خطاب میں بھی پیشہ ہو کہ وہ عورت مقصود بالخطاب ہو تب طلاق واقع ہو گی اور اگر مقصود بالخطاب عورت نہ ہو چنانچہ مسائل طلاق کو مرے عورت کے  
سامنے کر کے بطریق تعلیم اور مثال کے تو طلاق نہ واقع ہو گی نہ قضائے میں نہ کذا فی ماشیتہ الطیحا و یفهم الطلاق بقای جملہ الالفاظ و بما معنا ہذا  
میں الصریح اور واقع ہوتی ہو کہ طلاق حبی اس لفظ طلاق کے معنی ان الفاظ مذکورہ سے جو کہ ان الفاظ کو معنی رکھتا ہوا تصدیق ہے چنانچہ یوں کہ نہ طلاق کما حقہ یعنی طلاق  
نہی ہو تیسری طلاق سے واقع عورت علیک طلاق یعنی میں نے تجھ پر ہی طلاق ڈالی کہ نہ فی عاشرۃ الدنیا تا قلنا من النہیہ ویدخل حوط طلاق و تلاح و طلاق و  
تلاح او طلاق یا ش بالافرق بین محاکم و جاہل وان قال تعذر یقال لیس فی قضاء الا اذا استہد علیہ قبلہ بہ یفسد  
او طلاق صریح میں داخل ہیں الفاظ مقررہ چنانچہ طلاق عین مملہ یا سحر سے آتا ہے یعنی تے عوض لہ کے یا طلاق یعنی کاف عوض قات کے یا طلاق یعنی تے عوض مل کے اور  
کاف عوض قات کے چنانچہ ہند کے عوام طلاق ہی بولتے ہیں اور ملاک تشدید لازم ہے حال میں متعل ہے یا طاق یعنی طلاق کو بطریق تعلیمی کے کما یا طلاق یا ش اس لفظ تو  
طریق کے طلاق غلط ہے کہ تفسیر کیا اس طرح کہ صریح حکیم ہے کہ یہ سوا دردی سے تھا کہ یہ لفظ فارسی ہے یعنی طلاق ہوتا ہے کہ کما ہوا ان الفاظ محرفہ کے ہونے میں کچھ فرق  
نہیں ہیں مارا اور جاہل کے یعنی عالم اور جاہل جو ان الفاظ عورت کی طرف خطاب کر کے طلاق واقع ہو گی بدو نہایت کے اس طرح کہ یہ الفاظ صحیح ہیں اصل میں  
کے متعلق نہیں اور اگر زوج نے تھا کہ میں نے بالقصد طلاق کو محرف کیا عورت کو رانکا و اس طرح تو ظاہر میں اس کی تصدیق کیجی دگی یعنی قاضی اس ہند کو نکالے اگر وہ سچا  
ہے تو عذر اس طلاق نہ واقع ہو گی مگر ظاہر اس وقت زوج کی تصدیق ہو گی جب کہ اس نے تمیز نہیں کر کے اس کے قول پر عمل کر کے اس کے قول پر عمل کر کے اس کے قول پر عمل کر کے  
اگر انک فقال نعم او بل یا لہجاء عطفہ کا جس اور اگر زوج کما گیا کہ تو نے طلاق ہی اپنی عورت کو سوا اس نے کما لہم یا لہجاء ہی کر کے یعنی تم کے حرف کو غلط  
طریقہ کما یعنی نہ مر یا لہجاء کے حرف کو جدا کیا کما یعنی بآل او طلاق بدو نہایت کے عورت کو ہو گی کہ نہ فی بحر الیقین یا بحیث طلبہ کہ ان میں نے طلاق دی جو بھی کر کے  
یعنی طاق لیکن اس صورت میں تکرار لازم آتی ہے اس طرح کہ طلاق تعلیمی کی سابق میں ہو گی واحدہ وجعۃ وان لوکی خلاقھا من الباشا و الا ان خلاف  
تشدید فعلی اولیٰ شہدائیک یعنی صریح الفاظ کے بولنے سے ایک جمعی طلاق واقع ہوتی ہے اگرچہ اس میں ایک جمعی کے خلاف کا راہ کیا نہ قسم میں یا ایک سے زیادہ کا خلاف  
نہیب امام شافعی کے یا طلاق صریح بول کر کہ ارادہ کیا تو بھی ایک طلاق جمعی واقع ہو گی اس طرح کہ صریح مخاطبیت کی نہیں ہم طلاق جمعی وہ کہ جب میں تجھ کا کھانچ کی  
نہیں اور عورت کی رضا مندی جو میں ضرور نہیں اور اس کی عدت میں ترک نہایت نہیں اور ایک گھر میں زوج اور زوجہ کا عدت میں رہنا جائز ہے بخلاف طلاق بائن کے  
اس طرح کہ کما ہو طلاق جمعی نہ قطع ہے اور طلاق اگر چند قول کہ جو دو لوگوں یہ الطلاق عن وثاق کی ان لوگوں یہ بعد لوکل ہا صمدائی قضاء علیہا کما لوکل  
بالوثاق ادا القید اور اگر نیت کی زوج نے طلاق صریح سے تمیز ہو چڑھے کی تو اس کی دیانت پر عمل کیا جا گا یعنی تصدیق اس کی ہو گی طلاق نہ واقع ہو گی اگر اس نے طلاق  
کو عدہ کو ساتھ نہ ذکر کیا یعنی یوں کہ کہا کہ تم کو میں طلاق اس طرح کہ ذکر عدہ کا قرینہ ہو طلاق کا نہ چوڑے قید کا تا زبردستی سے زوج طلاق بولا پر اس نے قید سے چوڑے  
ارادہ بیان کیا تو اس کی تصدیق ہو گی باعتبار حکم قضا کے بھی چنانچہ اگر طلاق صریح کی وقت وثاق یا قید کا لفظ صریح کر گیا تو ظاہر میں بھی اس کی تصدیق ہو گی طلاق واقع  
ہو گی و کذا لو لوکی طلاقھا من زوجہا الاول علی الصبیحہ خانیہ اور صریح ظاہر و باطن میں تصدیق ہو گی اگر زوج نے صریح عورت کی طلاق اس کا اول  
زوج سے ارادہ کیا بنا بر قول صریح کے اور قول غیر صریح میں تصدیق فقط دیانت میں ہو گی نہ قضائے میں نہ کذا فی النہیہ و لو فوی عن العمل لویسک ان اصل اولیٰ  
بہ ذیق فقط اور اگر نیت کی زوج نے طلاق کر کے بول کر طلاق عن العمل کی یعنی کام کرانے سے سو میں نے تم کو چوڑا تو مطلقا اس کی تصدیق نہ کیا دگی نہ دیانت میں قضا  
میں اس طرح کہ یہ لہجہ نیت ہو کہ اس کو لفظ متعلق نہیں اور اگر لفظ عن العمل کو کہہ کر کہا یعنی یوں بولا کہ لخلق عن العمل تو اس کی تصدیق فقط دیانت میں ہو گی قضا

میں ہم بحر الائق میں ہے کہ جب ثابت ہو کہ طلاق صریح محتاج نیت کی نہیں تو معلوم ہوا کہ اس کو مستثنیٰ کا علم غرض نہیں ہو کر حاصل کو کسی لفظ طلاق سکنا یا اور دو عورتوں کی  
 طرف خطاب کر کے بولا تو تضامین طلاق واقع ہوگی نہ ریات میں اور شائع اور جہدے تھا کہ مطلقاً طلاق نہ واقع ہوگی نہ تضامین نہ ریات میں نہ ایک فرسے والا کہ اس کو کسی  
 ضائع ہونے سے محفوظ رہیں چنانچہ ہذا میں اس کی تصریح ہے کہ کذا فی مائتہ الدینی وہی نہی الطلاق اوائی طلاق اوائی طلاق کا واحد رجعیہ ان صریح  
 کیو مثلاً واقع ہے یعنی یا بحدی لایہ لو فیک بطائق واحد و بالطلاق آخری و تعیناً جمعیتان لو مذکور لا یو کقولہ انت طالق انت طالق یعنی  
 واحد و یتین لایہ صریح مصلیٰ لا یجوز تعدد اوقات الطلاق یا انت طالق میں یعنی جس ترکیب میں مصدر زہد واقع ہو خواہ مصدر حرفہ ہو خواہ مکررات  
 طالق الطلاق میں یا انت طالق یا میں ایک طالق جس واقع ہوگی اگر تکلم نہ ایک دو کی کچھ نیت کی ہو یا ایک دو طلاق کی فقط مصدر نیت کی تو بھی ایک جس طلاق  
 واقع ہوگی مصدر کی قید اسو سطر لفظی کہ اگر انت طالق یا میں لفظ طالق سے ایک طلاق کی نیت کر گیا اور لفظ طلاق سے دوسری طلاق کا ارادہ کر گیا تو طلاق مثنیٰ اتم  
 ہوگی اگر عورت نہ ہو ہوگی اور اگر مرد نہ ہوگی تو ایک ہی طلاق سے بدون عتد کو بعدی ہو جاوے گی دوسری طلاق کا محمل ہی باقی نہی انت طالق طلاق سے دو طلاق ایسی  
 واقع ہوگی جیسے دو طلاق ہی اس تو اس سے واقع ہوتی میں یعنی انت طالق انت طالق سے کذا فی الزمینی فقط مصدر سے ایک یا دو طلاق کی نیت کرنے سے ایک طلاق  
 واقع ہوگی اسو سطر صریح مصدر شمال شمس کا میں کتا یعنی مصدر ضعیف ہو و بعد کا اوس میں کثرت کی گواہی نہیں فالنہ فی ثلثا فثلث لایہ و کذا فی الثلث  
 و لایہ و کذا فی حرة تقدّمہا واحد تجوز لکن سترجہ فی البحر لایہ سہو بمنزلہ الثلث فی الحشر سو اگر اقوال سابقہ میں مصدر تین طلاق کا ارادہ کر گیا تو  
 تین طلاق واقع ہوگی اسو سطر تین فرد کی میں معنی تین کل ہے طلاق کا اوس سے زیادہ طلاق نہیں تو طلاق کی فرد کامل ہوگی اور اسو سطر دو طلاق لوڈ کی حسین  
 بمنزلہ تین طلاق کے میں حرجہ کے حق میں یعنی لوڈی کے حق میں دو طلاق کل طلاق ہے جسے حرجہ کے حق میں تین طلاق تو اگر لوڈی سے کہا کہ انت طلاق او صد  
 سے دو طلاق کی نیت کی تو دو طلاق واقع ہوگی اسو سطر کہ دو طلاق اسو حرجہ میں فرد کی ہے اور سطر اوس حرجہ کے حق میں جسکو ایک طلاق سابق میں ہوگی دو طلاق  
 فرد کی ہے کذا فی البحر لیکن بحر الائق میں یقین کیا ہے کہ روایت جو ہوگی سب سے یعنی دو طلاق حرجہ کے حق میں مصدر نہ واقع ہوگی ومن اللفاظ المستعمل فی  
 الطلاق یلک منی والحق امل یلک منی و علی الطلاق و علی الحرام یقع بلا نیۃ فلیعرف ولو لم یکن لہ امر لیکون یحییٰ فیکفر بالجنۃ تصحیح القدر  
 اور الفاظ مستعملہ عوام سے بھیہ اتوا میں کہ طلاق مجھ کو لازم ہو اگر میں ہیا کروں اور حرام مجھ کو لازم ہو اگر میں ہیا کروں اور مجھ کو طلاق لازم ہو اگر ہیا کروں اور مجھ  
 حرام لازم ہے اگر میں ہیا کام کروں تو ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگی بدون نیت کے بعینہ کے یعنی عرف میں طلاق کہ قسم کسانا انجام ہو گیا ہو تو ان عبارتی  
 ہونا اسکا جب ہوا اور اگر ان اقوال کے بولنے والی کی زوجہ ہوگی تو بھیہ الفاظ قسم جو ہاویں گے تو کفارہ دینا ہوگا قسم تو نہ دے کذا فی التسمیۃ القدر و کذا علی  
 الطلاق یحرم ذرا عنی بحر اسو سطر طلاق واقع ہوگی اس قول سے کہ مجھ کو طلاق لازم ہے میرے ہاں ہے کذا فی البحر الائق ہم صاحب ہونے لایہ کہ ہذا میں ہم  
 ہے کہ انت طالق من ہذا لعل سے تضامین طلاق واقع ہوتی ہے نہ دینا تو یہ دلائل کراہی کہ علی طلاق من ذرا عنی بطریق اولیٰ طلاق واقع ہوگا ہذا میں نے لایہ کہ ہر  
 قیاس میں نہیں ہاں سطر کہ قیس علیہ میں عورت مخاطب ہے اور وہ محل طلاق کی بخلاف قیس کے قیس نے لایہ کہ کلام مقدس کا دال ہوا و ہذا میں نے لایہ کہ بھیہ تحقیق لائق ہو  
 قبول کریں و لو قال طلاقک صلی کہ یقع و لو ناک لازم او واجب اقابہ او فرضن ہل یقع قال الذاری الخ الخا و قال الخاضع الخ الخا و لایہ کہ اگرین  
 کہا کہ تیری طلاق مجھ پر ہے تو نہ واقع ہوگی اسو سطر کہ جیسا کہ میں نے تیری طلاق مجھ پر حرام ہے اور اگر اس قول پر لازم ہو واجب یا ثابت یا فرض کو جہاں یعنی یہ کہ  
 کہ تیری طلاق مجھ پر لازم ہے یا جب ہیا ثابت یا فرض ہے تو طلاق جب ہوگی یا نہیں ہذا میں نے لایہ کہ قول مختار بھیہ ہو کہ نہ واقع ہوگی اور خاص میں نے لایہ کہ  
 میں کہ قول مختار بھیہ ہو کہ ان واقع ہوگی اور فقہ ابو جعفر نے لایہ کہ جب میں واقع ہوگی نہ اور الفاظ میں کذا فی مائتہ الدینی و لو قال طلاقک اے محل یقین  
 لینیۃ قال الکمال الخی تعوی اور اگر دیں کہا کہ خدا تجھ کو طلاق دے گا اس کلام میں نیت طلاق کی حاجت ہو یا نہیں کمال الدین بن مام نے لایہ کہ حق بھیہ ہو کہ ان نیت  
 کی حاجت ہو یعنی بدو نیت کہ طلاق نہ واقع ہوگی اسو سطر کہ ہاں ہے کہ بھیہ کلام بطریق ہر دھاکے ہو و لو قال لھا کون لھا لھا او طلقی و یا مطلقۃ بالشدائد  
 وقسم اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طلاق دالی ہو یا دیوں کہا کہ او مطلقۃ مشدید لام تو طلاق واقع ہوگی و کذا یا طلال بکسر اللام و ضمہا لایہ کہ تحقیق











ایک تو آخر جب بعد از آب آفتاب طلاق واقع ہوگی اور اگر آخر شعبان کی نیت کی تو قضاء تو ثانی میں صحیح ہوگی اور دینہ دو نو میں تصدیق ہوگی و انت  
 طالق الیوم غدا وغدا الیوم اعتد الیوم الاول اور اس قول میں کہ تو طالق ہے آج کل یا تو طالق ہے کل آج پہلا لفظ مقبر ہوگا اور دوسرا لفظ لغو ہوگا  
 تو اول قول میں آج طلاق ہوگی اور ثانی قول میں کل ہوگی ولو عطف بالواو یقع فی الاول و احدهما فی الثانی ینتکان اور اگر مثال سابق عطف  
 و اور کہے کیا یعنی یون کہما کہ انت طالق الیوم وغدا آیا انت طالق غدا و الیوم تو قول اول میں ایک طلاق ہوگی یعنی الیوم وغدا میں اور قول ثانی میں دو  
 طلاق ہوگی یعنی غدا و الیوم میں کقولہ انت طالق باللیل والنهار و اول النهار و آخره و عکسہ او الیوم و راس الشہر چنانچہ اس قول  
 میں کہ انت طالق باللیل والنهار اگرچہ قول میں کو کہا تو دو بار طلاق ہوگی اور اگر یون کہ انت طالق باللیل والنهار تو ایک بار واقع ہوگی اور  
 اگر رات کو کہیے تو ایک بار طلاق ہوگا یا یون کہما کہ انت طالق اول النهار و آخره سو اگرچہ قول اول روز کہا تو یکبار طلاق واقع ہوگی اور اگر اول  
 یون کہما کہ انت طالق آخر النهار و اوله تو دو بار طلاق ہوگی اور اگر آخر روز میں یون کہما کہ انت طالق اول النهار و آخره تو دو بار طلاق واقع ہوگی اگر آخر روز یون کہما کہ انت  
 طالق آخر النهار و اوله تو ایک بار طلاق ہوگی اور اگر طالع عکس کا یعنی عکس باللیل والنهار کا لیل والنهار و اول النهار و آخره کا آخر النهار و اوله چنانچہ حکم بھی متصل ہوگا کہ یون کہما کہ انت  
 کہ انت طالق الیوم و راس الشہر اگرچہ حکم بھی تو ایک طلاق ہوگی اور اگر شروع معین میں کہا تو دو بار طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الہدٰی والاصل آتہ  
 منی اخصاف الطلاق لوقتین کائن و مستقبل یعنی عطف فان بدا بالکائن التحدا و بالمستقبل تعاد و قاعدہ کلیہ اسباق میں بھی  
 کہ جب مضاف کیا طلاق کو دو وقت کی طرف کہ ایک او نہیں ماضی ہے اور دوسرا مستقبل اور دو وقتوں کے مابین میں جسے عطف کا واسطہ اگر ابتدا  
 ماضی ہے کی تو دو وقت متحد ہون گے اس صورت میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی چنانچہ انت طالق الیوم وغدا میں اور اگر ابتدا مستقبل سے کی تو تعدد و کثیر  
 ہوگی یعنی دو بار طلاق واقع ہوگی چنانچہ انت طالق غدا و الیوم میں و فی انت طالق الیوم و اذا جاء خذل وانت طالق لایل غدا طلقت و احدهما  
 للحال و آخری فی العدا اور اس قول میں کہ تو طالق ہے آج اور جب کہ کل آویگا یا یون کہما کہ تو طالق ہے نہیں ملکہ کل طالق ہے تو اسکو ایک بار طلاق  
 ہوگی فی الحال اور دوسری بار کل ثانی میں تکلم کے لفظ لا بکل نفی کلام سابق کی ارادہ کی سو ابطال منجز کا ممکن نہیں انت طالق و احدهما اولاً و  
 ثم موبت او مع موبت لغو اما الاول فلیخلف الشک واما الثانی فلا یضاهی الخالفه منافیۃ للایقاع و لا یقع طلاق سے ایک بار کہ  
 طالق نہیں یا یون کہما تو طالق ہے میری موت کے ساتھ یا یعنی موت کے ساتھ تو کہیے دو تو قول اخیر میں یعنی اس کی کلام سے طلاق نہیں ہوتی پہلا قول تو ماضی ہے  
 لغو ہو کہ جس شک کا اوس میں واقع ہے اور قول ثانی اسو سطر لغو ہو کہ اوس میں طلاق مضاف ہو اس حالت کی طرف جو حال مذکور ہی اقامہ طلاق کے یا لغو  
 طلاق کے یعنی موت زوجہ کی مضافی ہے اقامہ طلاق کی کہ اس حالت میں اسکو اہلیت طلاق دینے کی نہیں اور موت زوجہ کی مضافی ہے وقوع طلاق کی کہ اس  
 حالت میں محل طلاق باقی نہیں کذا انت طالق قبل ان اتزوج حیث او اقبل وقد تلکھا الیوم اور سطر لغو ہے یہ قول کہ تو طالق ہو قبل اس کہ  
 میں سے ساتھ کلاخ کردن یا یون کہے کہ تو طالق ہے کل یعنی جو دن کہ ہو گیا اور حالانکہ کلاخ کیا اوس عورت سے آج بھیے دو تو قول اسو سطر لغو ہو کہ طلاق  
 کو اس وقت کی طرف مضاف کیا جب کہ اسکو ملکیت طلاق کی تھی اسو سطر کہ بعد کلاخ کے زوج طلاق کا مالک ہوتا ہے نہ قبل کلاخ کے ولو تلکھا قبل مہر  
 و قہ لان لا انشاء فی الماضی انشاء فی الحال اور اگر کلاخ کیا تھ عورت سے کل سے پہلے یعنی پر سون کلاخ کیا تھا اور یہ یون کہما کہ انت طالق  
 اس تو وقت تک کہ طلاق واقع ہوگی اسو سطر کہ ماضی کا ایقاع زمانہ موجود کا ایقاع ہو ولو قال امس و الیوم تغدا و عکسہ الخد قبل بعکسہ  
 اور اگر کہما کہ انت طالق امس و الیوم تو دو بار طلاق ہوگی یا بالعکس کے کہ یعنی یون کہما کہ انت طالق الیوم و الامس تو ایک بار ہوگی اور بعض علمائے اسکی بالعکس  
 کہا یعنی اول صورتیں ایک بار اور دوسری صورتیں دو بار ہوگی اور بھی قول اخیر موافق ہے قاعدہ سابقہ کے یعنی اگر ماضی مقدم ہو تو اتحاد ہوگا  
 اور مستقبل مقدم ماضی پر تو تعدد ہوگا اور بھی جس سے کذا فی حاشیۃ الہدٰی ناقلاً عن الحلوی و انت طالق قبل ان اخلق و قبل ان اخلق و طلقک  
 و انا صبی و ایاک و عجن و کائن معہ و کائن اکات لغو یا یون کہما کہ تو طالق ہو قبل میرے پیدا ہونے کے یا قبل تیری پیدائش کے یا یون کہما کہ میں نے تجھے

و انت طالق قبل ان اخلق و قبل ان اخلق و طلقک و انا صبی و ایاک و عجن و کائن معہ و کائن اکات لغو یا یون کہما کہ تو طالق ہو قبل میرے پیدا ہونے کے یا قبل تیری پیدائش کے یا یون کہما کہ میں نے تجھے



لینے کے لئے  
میں

کے توفیق واقع ہوگی فی الحال بطور قہصار کے ہم مصنف نے طلاق قبل موت میں ہندو کو ذکر کیا اور طلاق قبل قدم میں قہصار کو ذکر کیا تو اس طرح  
شراح نے ہندو اور قہصار کو اس لئے قول میں مصدق کیا اعلیٰ ان طریق ثبوت الاحکام اربعۃ الانقلاب والاقتصار والاستناد والتبیین معلوم  
کہ ثبوت احکام شرعیہ کے چار طریق ہیں ایک انقلاب دوسرا اقتصار تیسرا ہندو چوتھا تبیین فالانقلاب صیورث مالیکس بعلہ علة کالتعلیق  
سواء انقلاب بھیر ہو کہ جو چیز علت نہیں ہے واقع میں سوغت ہو جاوے جو چیز تعلیق مثلاً یون کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تجھ کو طلاق ہے سو دخول دار  
میں طلاق کی علت نہیں وقت حکم کے لیکن بسبب تعلیق زوج کے علت ہو گیا طلاق کی یعنی بعد تعلیق کے جب دخول دایا جاوے گا تو طلاق واقع ہوگی  
اور مراد تعلیق سے متعلق علیہ جو یعنی دخول دار والاقتصار ثبوت الحکم فی الحال اور قہصار عبارت ثبوت حکم سے فی الحال چنانچہ اثنا وعقود مثل  
زوج اور نکاح کے یا فسخ مثل طلاق اور حکم کے تو بوجہ ایجاب اور قبول کے بیع اور نکاح ثابت ہو جاتا ہے والاقتصار ثبوت فی الحال مستند الی  
ما قبلہ بشرط بقاء المحل کل الذکر کلہم الذکر حیث الحکول مستند الوجود النضار اور ہندو عبارت ثبوت حکم سے فی الحال نیز قبل  
کی طرف مستند ہو کر بشرط باقی رہنے محل حکم کے تمام مدت میں جیسے لازم ہونا زکوۃ کا سال تمام ہو تو وقت باعتبار وجود نصاب کے یعنی بعد سال کے زکوۃ  
بالفعل وجب ہوتی ہو باعتبار قبل کے یعنی جو لان محل شرط باقی رہنے کے اول سے آخر تک گو نصاب درمیان سال کے کہ ہو جاوے والتبیین ان یطہر  
فی الحال تقدیم الحکم کقولہ ان کان زیداً فی الدار فانت طالق وتبیین فی الغد وجودہا فیہا اطلاق من حیث القول فتعتمد منہ  
اور تبیین بھیر ہو کہ ظاہر ہو فی الحال حکم کا مقدم ہونا یعنی اب ظاہر ہوا کہ وقت حکم سے حکم مقدم تھا چنانچہ زوج کا بھیر قول کہ اگر زید گھر میں ہوگا تو تجھ کو طلاق  
ہے اور کل ظاہر ہوا وجود زید کا گھر میں یعنی دوسری دن ثابت ہوا کہ وقت تعلیق کے زید گھر میں موجود تھا تو عورت مطلقہ ہوگی وقت حکم سے تو اسی وقت  
سے اس کی عدت ہوگی خلاصہ بھیر ہو کہ ثبوت حکم میں حال سے خالی نہیں یعنی زمانہ مستقبل میں یا زمانہ حال میں یا زمانہ ماضی میں تو اگر زمانہ مستقبل میں ہے  
بطور تعلیق کے تو اس کو انقلاب کہتے ہیں اور اگر زمانہ حال میں ہو بلا ہندو سابق اس کو قہصار بولتے ہیں اور اگر زمانہ حال میں ہو یا قبل سے مستند  
ہو کر اس کو ہندو کہتے ہیں اور اگر نسبت ظہور کے زمانہ ماضی میں ہے اس کو تبیین بولتے ہیں اندت طالق مالہ اطلاق او متنی لہ اطلاق او  
متنی مالہ اطلاق و متکلت طلاق لہا بیکس کہ اگر زوج نے کہا کہ تو طالق ہو یا امیکہ میں تجھ کو طلاق ندون یا جب تک کہ میں تجھ کو طلاق نہ  
یا تا وقتیکہ تجھ کو طلاق ندون اور بھیر کلام کر کے زوج ساکت ہو گیا تو عورت فی الحال مطلقہ ہوگی بسبب اس سکوت کے اس طرح کہ متنی کا طرف زبان سے  
اور یہ طرح کہ ما کا مصدق ہے قائم مقام ظرف کے اگر بھیر معنی شرط کے متصل ہے لیکن فقہا کا اتفاق ہے کہ وہ بیان معنی وقت کے ہے خلاصہ بھیر کہ ان  
مثلاً نوین طلاق کی اضافت ہوئی اس زمانہ کی طرف جو طلاق منکوحہ ظہور کی ہے یہ جب اس نے سکوت کیا تو وہ زمانہ پایا گیا لہذا وہ مطلقہ ہوگی کذا فی  
ماسنیہ المدنی من البروفی ان لہ اطلاق لا تطلق بالسکوت بل بمثل النکاح حتی یوت احدھا قبلہ ای تطلیقہ فطلق قبل الموت  
لتحقق الشرط ویكون فاکاً اور اس قول میں کہ تو طالق ہے اگر میں تجھ کو طلاق ندون عورت مطلقہ ہوگی بسبب سکوت زوج کے بلکہ نکاح قائم ہو گیا تاکہ  
کہ کوئی اون دونوں میں سے قبل طلاق دینے زوج کے مر جائے یہ جب ایک کوئی مر گیا تو عورت مطلقہ ہوگی قبل موت کے قریب تر بسبب یا جو جانے شرط کی یعنی  
عدم طلاق کے پھر اگر زوج اول مر گیا تو فاتر ہوگا سو اگر عورت مدخلہ ہوگی تو وارث ہوگی زوج کی فاکہ بیان آگے آویگا ولا ذاماً واذاً بلا شیئ ان عندہ  
ومثل متنی عندہما وقد حرکھما اور کلمہ اذا کا اور اذا کا بدون نیت کے مانند کلمہ ان کے ہے نزدیک امام کے اور مثل کلمہ متنی کے ہے نزدیک  
صاحبین کے اور دونوں کا یعنی ان اور متنی کا حکم عنقریب مذکور ہو چکا یعنی جب اذا ما اور اذا بمعنی ان کے ہوگا تو طلاق نہ واقع ہوگی تا وقتیکہ کوئی زوجین  
میں سے مر ہو اور جب معنی متنی کے ہوگی تو فی الحال بسبب سکوت زوج کے طلاق واقع ہوگی ولو نوتی الوقت والشرط اعتبرت فیتہ اتفاقاً  
مالہ تقرقینہ العود فیکل العود اور نیت کی زوج لئے کلمہ اذا سو وقت کی یا شرط کی تو اس کی نیت معتبر ہوگی باتفاق امام اور صاحبین کے جب کہ  
قرینہ فی العود کا قائم نہ ہو اگر فی العود کا قرینہ قائم ہوگا تو فی العود طلاق واقع ہوگی نیت شرط کی معتبر ہوگی قرینہ فی العود کا بھیر کہ عورت نے کہا کہ تجھ کو

طلاق سے زوج نے نکاح کیا کہ انت طالق اذالم اطلقک تو فی النکاح و اتع ہوگی وہی قولہ انت طالق کا الم اطلقک انت طالق سے موصول بقولہ  
 الم اطلقک طلق بالخیار لا خیار فقط استحساناً اور اس قول میں کہ انت طالق الم اطلقک انت طالق یعنی زوج نے انت طالق کو پہلے  
 قول الم اطلاق سے ملکہ کہا تو عورت مطلقہ ہوگی نہ کہ پہلے قول تجسسے باعتبار استحسان کے یعنی اخیر قول انت طالق سے کہ وہ تجسسے معلق نہیں طلاق قائم  
 ہوگی اور اگر انت طالق کو الم اطلاق سے جدا کر دیا و مسل کیا تو تجسسے دو نودو واقع ہوگی کہانی مانتیہ الامسک والدی عن البحر **رفع** مسئلہ طلاق  
 شایعہ کا قال ان لم اطلقک الیوم ثلثاً فانک طالق فلیتہ ان یطهرها علی لعل ولا تسبل المرأة فاصبح الیوم لا تطیق به یفتی خانہ  
 لان الطریق المقتد بالمثل شئت المطلق کہا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ اگر میں آج تجھ کو تین طلاق ندوں تو تجھ کو طلاق سے توبیہ نہ طلاق واقع ہو گیا یہ  
 ہے کہ اس کو طلاق دی ہو من ہزار کے یعنی یوں کہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی بشرط ہزار اشرفی کے اور عورت ہزار اشرفی دینا نہ قبول کرے پھر اگر وہ یوں  
 نہ جواب دے تو عورت مطلقہ نہ ہوگی کسی پر تو کسی سے کہانی الخانیہ والخاصہ والوسطی کہ طلیق مقید داخل سے طلیق مطلق کے تحت میں یعنی ہر مذہب معتقد طلاق  
 مطلق پر تجسسے مومن مال ہو یا بلا مومن اور جو طلاق کہ زوج نے دی وہ مقید ہے یعنی بعض مال کے ہو لیکن چونکہ مقید مطلق میں داخل ہے اس واسطے طلاق نہ تو  
 ہوئی انت طالق یوم ازواجک فتحکھا کیا لا حینت بخلاف الا فرأی الی ای امرک بیدک یوم یقدم ذبک فقدم لیلادہ یخیر و لو فہلک  
 بقول اللغویہ کہام سے عورت سے کہ تو طالق ہوگی جس دن کہ میں تجسسے نکاح کروں پھر نکاح کیا اس سے رات میں تو مانت ہوگا یعنی طلاق واقع ہوگی ہر مذہب  
 یوم اس قول میں یعنی مطلق وقت کے ہر جرات اور دن دو نو شامل ہے بخلاف امر بالیکہ یعنی زوج نے زوجہ سے کہا کہ تیرا امر تیری ماتمہ میں ہو یعنی تجھ کو  
 طلاق کا اختیار ہے جس دن کہ زید آوی پھر زید آیات کو تو عورت کو اختیار طلاق کا ہوگا اور اگر دن میں زید آویگا تو عورت کو اختیار طلاق کا باقی رہیگا  
 اوسی دن کے غروب کے الاصل ان الیوم منی قرن بفعل لیس تو عیب المدۃ یأذیہ النہاد کا کہرا لید فآتہ یصلح جعلہ بیدھا ہو یا  
 او مشہراً ومنی قرن بفعل لیس تو عیب المدۃ یأذیہ النہاد کا کہرا لید فآتہ یصلح جعلہ بیدھا ہو یا  
 وتطابق الحال اور فاعلہ کلیہ جو فارق ہو طلاق اور امر بالید میں بھی ہو کہ یوم جب مقرون ہو پس فعل سے کہ پورا ہرے تمام مدت کو تو وہاں یوم ہو اور  
 نہما ہوگا چنانچہ امر بالید ایسی چیز ہے کہ اس کو عورت کے اختیار میں دینا ایک دن یا ایک مہینہ درست ہو اور اس طرح ہو سیر اور رکوب اور صوم کہ کل مدت یوم میں  
 معتد ہو سکتا ہو اور جب کہ یوم مقرون ہو اس فعل سے کہ کل مدت میں معتد ہو کہ تو وہاں یوم سے مراد مطلق وقت ہوگا جو شامل ہو لیل اور نہما کو چنانچہ  
 ایقاع طلاق اور زوج اور کلام اور دخول اور خروج اور اعتاق و اگر کہیگا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی مہینہ بہر تو ذکر مدت کا لہو ہوگا اور فی الحال  
 طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ ایقام طلاق لائق امتداد کے نہیں آنا منک طالق اور بری لیس شیشہ طوفانی بہ الطلاق اور اگر کہا اپنی عورت سے  
 کہ میں تجسسے طالق ہوں یا کہ میں تجسسے بری ہوں تو بھیہ قول کہہ نہیں اگر یہ اس قول سے طلاق کی نیت کرے تو بھیہ طلاق نہ واقع ہوگی اس واسطے کہ فعل طلاق  
 عورت ہے نہ مرد و سبب کہ اضافت طلاق کی مرد و کھڑے ہوئی تو یہی واقع ہوئی و شبہ فی البائن و لیس امر ای انما منک بائن و انما علیک  
 حرام انفعی لان لا بانیہ لا زالۃ الوصلۃ والفرج لا زالۃ الحلی و ہما مشترکان فحق لا ضافۃ الیہ حتی لو یقل صدق او  
 حکمیک لو یقیم اور جدا ہو جائیگی عورت لفظ بائن اور حرام میں یعنی اگر عورت سے کہا کہ میں تجسسے بائن میں یعنی جدا ہوں کہ میں تجسسے حرام ہوں تو طلاق  
 اگر طلاق کی نیت کرے اس واسطے کہ لفظ بائینی جدائی کا موضوع ہو و سبب زائل کرنے اتصال نکاح کے اور لفظ تحریم کا موضوع ہو و سبب زائل کرنے ملکیت  
 اور وہ دونوں یعنی ازالہ اتصال نکاح اور ازالہ ملت مشترکہ ہیں در میان زوج اور زوجہ کے تو صحیح ہوگی اضافت ابانت اور تحریم کی طرف زوج کے بیان  
 اگر نہ کیگا لفظ منک اور علیکا تو طلاق نہ واقع ہوگی اس واسطے کہ اس میں عورت کی طرف خطاب نہیں تو احتمال ہو کہ دوسری زوجہ کی جدائی اور حرمت مراد ہو  
 انت بائن او حرام حیث یقیم اذ انقہ وان لم یقل حتی بخلاف اس قول کے کہ انت بائن او حرام یعنی تو جدا ہو یا کہ تو حرام ہو اس واسطے کہ اس کلام سے  
 طلاق واقع ہوگی جب کہ زوج نیت طلاق کی کرے اگر یہ لفظ متنی کا ہو یعنی اگر یہ یوں نہ کہہ کہ تو جدا ہو جس سے تو بھی طلاق واقع ہوگی نہ کہ اس کلام سے

منہا سبب نکاح و ابانت  
 سبب نیت و سبب زواج



خزانۃ الاکل کی عبارت کو رو کیا اور سین میں سے کہ انت بائن سمعہ ای منین موتی تا و فیکہ انت بائن منی تکیے نعم لو جعل امرہا بیدہا شرط قولہا بائن منی  
 بان اگر عورت کو طلاق کا اختیار دے تو عورت کا یون کہنا مشروط ہو کہ بائن منی یعنی تو مجھے جدا ہو یعنی وقوع طلاق میں منی کا لفظ عورت کو کہنا ضروری ہے  
 بحر الرائق میں خلاصہ ان مسائل کا یون مذکور ہے کہ اگر اضافت حرمیت اور بیعت کی عورت کی طرف کی یعنی یون کہنا کہ تو حرام یا بائن ہے تو طلاق واقع ہوگی  
 زوج کی طرف اضافت کی حاجت نہیں یعنی یون کہنا کہ تو حرام ہو مجھ پر ضرور نہیں اور اگر حرمیت کی اضافت اپنی طرف کی یعنی یون کہنا کہ میں حرام یا بائن ہوں  
 تو طلاق نہ واقع ہوگی بدون اضافت عورت کے یعنی یون کہے کہ میں حرام ہوں مجھ پر تو بائن ہے مجھے اور اگر عورت کو طلاق کا اختیار دیا تو حرمیت اور بیعت  
 کی اضافت زوج اور زوجہ دونوں کی طرف ضروری ہے کذا فی حاشیۃ الہدیٰ ویقیم بآؤاؤک عن الرافعیۃ بلائیۃ و طلاق واقع ہوگی اس قول سے کہ میں نے  
 مجھ کو بری کر دیا تو زوجہ سے جو ان نیت کے جدا ہوگی اسوہ طرہ کہ بھہ قول صحیح ابطال کلاخ میں اور صحیح محتاج نیت کا نہیں انت طالق ینتہین مع حق  
 مولانا ایامہ فاعنی سیدہا طلق شدتین ولہ الرجعة لوجود الطریق بعد الاعتاق لاثہ شرط کہ بائن زوج نے اپنی زوجہ سے جو لڑی  
 ہے کیسی کہ تو طلاق ہے دوبار ساتھ آزاد کرنے والی کے مجھ کو یعنی تیری آزادی کے ساتھ مجھ کو دوبار طلاق ہو پیراؤ کا لکے اسکو آزاد کیا تو وہ طلاق  
 مطاقہ ہوگی اور اسکے زوج کو رجعت کا اختیار ہوگا بسبب وجود تطہیر کے بعد آزاد کرنا یعنی اول آزادی ہوئی بعد اسکو طلاق واقع ہوئی اسوہ طرہ کہ آزادی  
 شرط بھی طلاق کی اور بشرطہ مقدم موتی جو مشروط ہے تو آزادی مقدم ہوئی طلاق پر یعنی عورت پہلے حرم ہو چکی ہو طلاق واقع ہوئی اور وہ سے رجعت کرنا  
 وہ طلاق کے بعد دست ہوا کو کو کہی کہ لفظ مع تقارن کا مقتضی ہے جب تقارن ہوئی تو تقدیم اور تاخیر کی گمان گنجائش ہے اسکا جواب بھی ہے کہ لفظ  
 مع کا ہو یعنی تاخیر بھی شتمل ہو تاہم جہاں لایم العیر لایم یعنی سمتی کے بعد آسانی پر اور بھیہ مطلب نہیں کہ سمتی اور آسانی آں واحد میں تقارن و نقل  
 ابن الکمال ان کلمۃ مع اذا اُستعملت مع جنسین مختلفین یحل محل الشیء و نقل کیا ہے ابن کمال نے ایضاً میں ملحدی سے کہ کلمہ مع کا جب اصل کیلئے  
 در میان در جنسین مختلف کے تو عام مقام ہو تاہم شرط کے تو طلاق اور عتاق و جنسین میں مختلف انہیں کلمہ مع کا داخل ہوا اسوہ طرہ کہ بائن زوجہ کو تو گویا تقدیر  
 کلام ہون ہوئی کہ ان اعتقک مولاک فانت طالق ینتہین یعنی اگر تیرا مولی تجھے آزاد کر دی تو مجھ کو دوبار طلاق ہے ولو علیک بالبناء للجمہول عنہما و  
 طلاق بھی لایم العیر فجااء العذر لای رجعة لہ لتعلقہما بنسب و واحد اور اگر معلق ہو آزادی لوڑی کی اور طلاق اسکی کل کے آئی یعنی اس کے  
 مراد لے لیا ہو کہ جب کل کا دن آوی تو آزاد ہو اور اسکو زوج نے لیا کہ جب کل آوی تو مجھ کو طلاق ہے پیراؤ کل کا دن تو زوج کو رجعت کا اختیار نہ ہوگا دہے  
 معانی نے عتاق اور طلاق کے ایک شرط پر یعنی زمانہ عتق اور طلاق کا ایک ہی ہو اکیو کہ شرط دونوں کی ایک ہی بھی بخلاف سلسلہ سابقہ کے کہ وہاں عتق طلاق پر مقدم  
 تھا باعتبار مرتبہ کے اور لوڑی کے حق میں دو طلاق اپنی جہ سے مکر کے حق میں تین طلاق تو اسکو زوج کو رجعت کا اختیار نہ باقی رہا و علیکھا فی المسئلۃ  
 ثالثہ حیض احتیاطاً اور عدت اوس عورت کی دو مسئلوں میں یعنی اس مسئلہ میں اور سلسلہ سابقہ میں تین جہیں میں باجہ حیض کے ولو کان الزیج  
 مریضاً لا یرت منہ لوقوعہ وہی امۃ فلا یرت مبسوط اور سلسلہ ثانیہ میں اگر زوج مریض ہوگا تو عورت اسکی وارث ہوگی اسوہ طرہ کہ طلاق اور عدت  
 واقع ہوئی جب کہ وہ لوڑی تھی تو وارث ہوگی کذا فی البسوط بخلاف سلسلہ سابقہ کے کہ وہ وارث ہوگی انت طالق ہلکذا مشیروا بالاصحاب لیمیشو  
 وقع بعدہا عورت کے تو طالق ہے بطرہ منتشر انگریزوں سے اشارہ کر کے تو واقع ہوگی طلاق مشاۃ الیہ کی شہاد پر یعنی اگر ایک انگلی سے اشارہ کیا تو ایک  
 طلاق اور دو انگلیوں سے اشارہ کیا تو دو طلاق اور اگر تین انگلیوں سے اشارہ کیا تو تین طلاق واقع ہوگی اسوہ طرہ کہ لفظ کذا میں باوہ طرہ تیرے سے اشارہ کیا تو ایک  
 و سطر تشبیہ کے اور دو سطر اشارہ کے میں بخلاف مثل ہذا فانتہ ان لوئے ثلثاً و فعلن ولا فوا عدۃ لان الکاف للتشبیہ فی الذات  
 و مثل للتشبیہ فی الصفات ولذا قال ابو حنیفۃ انما یقال بایمان جبیل لا یقول بایمان جبیل جس بخلاف اسکو کہ اگر عورت سے کہنا کہ تو طلاق  
 ہے مثل اسکو اور تین اور انگلیوں سے اشارہ کیا تو اگر تین طلاق کی نیت کر گیا تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر نیت تعدد کی تکی تو ایک ہی طلاق ہوگی اسوہ طرہ  
 کہ مسئلہ سابقہ میں کاف کذا کا موضوع جو سطر تشبیہ فی الذات کے تو گویا اوس نے یون کہنا کہ مجھ کو ایسی طلاق ہے جسکی ذات ان انگلیوں کی ذات کی مانند

تو اس صورت میں انکلیون کا عدد متبر ہو گا اور اس سلسلہ میں یعنی مثل ہر میں کہ مثل کا موضوع ہو وہ سطر تشبیہ فی الصفا کے تو اس نے گویا یون کہا کہ جبکو طلاق ہے  
 ہے مانند ثبوت ان انکلیون کے اور طلاق نہایت سے ایک جی طلاق واقع ہوتی ہے اور جب کہ کاف او مثل میں تعزذات ثابت ہو تو بنا براسی تعزذ کے امام  
 اعظم و جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایجابی کا نیان جبریل لا مثل ایجابی جبریل یعنی میرا ایمان اور جبریل علیہ السلام کا ایمان ذات میں کیساں ہے نہ مثل  
 ایمان جبریل علیہ السلام کے صفات میں کذا فی البحر الرائق اسو سطر کہ ایمان عبارت سے تصدیق عازم سے اور ایمان امام کے نزدیک زیادہ اور کم تین ہوتا تو  
 ایمان امام کا اور ایمان ملاکہ کا اور ایمان ہر مومن کا ذات میں متحد ہوا اور یون امام نے نہیں کہا کہ میرا ایمان مثل ایمان جبریل علیہ السلام کے ہو سطر کہ صفا  
 مختلف میں کیونکہ علم یقین اور یقین یقین میں بڑا فرق ہے جو ترقی انوار اور ثمرات تقرب وغیرہ ملاکہ کو حاصل ہر وہ اور یونین کو کہان  
 کذا فی حاشیۃ الدینی و تعذیر المکتوبہ لا المضمونۃ الا دیانۃ ککتفہ اور اشارہ کہ یون متبر منتشر انگلیان میں بنا بر عت کے مضمون اور متصل کہ عتبا  
 دیا جسے یعنی اگر دو مضمون انکلیون سے اشارہ کر کے نیت کر گیا تو اسکی دیات میں تصدیق ہوگی نہ قضائین مانند حکم کف کے یعنی اگر نیت کر گیا تبیلی سے  
 اشارہ کر کے بدون انکلیون کے تو فقط دیات میں اسکی تصدیق ہوگی نہ قضائین بنا بر عدم عرف کے کذا فی حاشیۃ الدینی تا علما من البعد المعتقد فی الاشاک  
 فی الکفۃ نشر کلی الاصابہ اور متحد کف کے اشارہ میں کہلائے انکلیون کا ہو یعنی اشارہ کف میں باعتبار دیات کے تصدیق ہوگی جب تک سب اور انکلیون  
 علمیہ علمہ کہو لگا اور جب کہ بعض کو کہو لگا اور بعض کو متصل کہو لگا تو متبر منتشر اور انگلیان ہوگی اسو سطر کہ نشر کرنا اور انکلیون کا قرینہ ہر عدد کا کذا فی  
 حاشیۃ الطحاوی و نقل القہستان انہ یصمدق قضاء بنبیۃ الاشتارۃ بالکف وہی واحدۃ اور قستانی نے نقل کیا ہو کہ قضائین اسکی  
 تصدیق ہوگی اشارہ کف کی نیت سے یعنی جب اصابع منشور ہوں اور کف اشارہ کر کے نیت کر ہو تو قائل کی تصدیق ہوگی قضائین اور سطر چ اشارہ کف  
 سے اکبار طلاق ہوگی ولو لم نقل ہکذا یقع واحدۃ لنعقد التشبیہ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے اور اشارہ اور انکلیون سے کیا اور نکہا نکذا تو ایک طلاق  
 واقع ہوگی سبب فقدان تشبیہ کے ولو قال انت ہکذا امشیئاً ولو نقل طالق لم اکرۃ اور اگر عورت سو کہا کہ تو ایسی ہو انکلیون سے اشارہ کر کے اور  
 یون نہ کہا کہ تو طالق ہے شارح کتابہ کہ میں نے اس سلسلہ کا حکم کسی کتاب میں نہیں دیکھا م طبعی تھا کہ اس صورت میں طلاق نہ واقع ہوا نہایت صریح  
 ہے اسو سطر کہ جھ لفظ نہ طلاق صریح میں داخل ہے نہ کنایہ میں اور اشارہ بیان ہوا ہو لغو کا سو بیان موجود نہیں اور خیر الدین نے بھی کہا کہ ایسا قول  
 لغو ہو اگرچہ قائل نیت طلاق کی کرے اسو سطر کہ لفظ شعر طلاق کا نہیں اور نیت کو بدون لفظ کے طلاق میں تاثیر نہیں اور جمہوری نے بھی عدم وقوع طلاق  
 کی بعضی علما کے قول سے تصریح کی ہو کذا فی حاشیۃ الدینی ولو اشارۃ بظہر ہا فالضمومۃ للعرف اور اگر اشارہ کیا انکلیون کی بیٹھ سے یعنی بیٹھ گیا  
 کی مخاطب کی طرف کی اور بیٹھ ان کا مشیر کی طرف تو متبر علی انگلیان ہوگی سبب عرف محاسبین کے یا رواج میں الناس کے ولو کان رقی سہا نحو الطحاوی  
 فان نشر عن ضمیر فالعبدۃ للنشر وان ضمما عن کثیر فالضم ان کمال اور اگر ہون سر اور انکلیون کی مخاطب کی طرف سو اگر افراق کیا اور انگلیان کا  
 بعد اتصال کے تو اعتبار ہو افراق کا اور اگر اتصال کیا اور انکلیون کا بعد افراق کے تو اعتبار ہو اتصال کا چنانچہ ابن کمال نے اسکو مذکور کیا م جب ذکر نیت  
 ہوئی بیان طلاق جمعی سے تو اسکو بعد طلاق بائن کا بیان شروع ہوا ویقع طلاق انت طالق بائن او البتۃ وقال الشافعی یقع رجعیاً لو موطوءۃ  
 اور واقع ہوئی ہو طلاق بائن زوج کے اس قول سے کہ تو طالق بائن ہو یا یون کہا کہ تو طالق ہے البتہ کلمہ بتہ کا مصدر ہے بمعنی قطع اور جزم کے اور مصنف  
 بنا بر مصدیت کے تو ترجمہ لفظی یون ہو گا کہ تو طالق ہو قطعاً اور یقیناً اور امام شافعی نے کہا کہ لفظ بائن اور البتہ سے اسو سطر اور الفاظ آئندہ سے  
 طلاق جمعی واقع ہوتی ہو اگر عورت مدخل ہو کذا فی حاشیۃ الدینی او کفش الطلاق و طلاق الشیطان او البتۃ او اشتر الطلاق او کالجمل  
 او کالف او ملا البیت یا یون کہا کہ تو طالق ہو انکلیون طلاق کر یا جبکو طلاق شیطان ہو یا طلاق بعت ہو یا جبکو بد تر طلاق ہو یا جبکو مانند سہا  
 طلاق ہے یا تو طالق ہو مانند ہزار کے یا جبکو گہر ہر کی طلاق ہو و تطلیقۃ شندیۃ او عریضۃ او طولیۃ یا یون کہا کہ جبکو سخت طلاق ہو یا جوڑی طلاق  
 ہے یا بنی طلاق ہے او استواء او اشکاء او اخبثہ او خشنہ او اکرۃ او اعرضہ او اطولہ او اعطیۃ او اعظمہ واحدۃ یا ثبۃ فی

اکل لایہ وصفت الطلاق بها یجوز ان لم یسبق لکافی الحرة وثنتين فی الامانة فیصح لما هو یرون کما کہ بمسکو اسود طلاق سے یعنی جبری طلاق  
یا شد طلاق سے یا اجبت طلاق سے یا خشن طلاق ہو خشن بمعنی اشد ہو یا اکبر طلاق ہے یا امر من طلاق ہے یا طول طلاق ہو یا اعظم طلاق ہو یا عظم طلاق  
ہے تو ایک ہی طلاق بائن واقع ہوتی ہے ان سب الفاظ مذکورہ میں اسو اسطو کہ قائل نے طلاق کو موصوف کیا ایسی صفت کہ جسکو طلاق منسل ہو یعنی  
بیعت کی ان سب الفاظ میں مستدیع ہو مثلاً طلاق بعت اسو اسطو طلاق بائن ٹھہری کہ طلاق جمعی سنی سے تو جبری بائن ہوگی بسبب تقابل اور ضدیت کی اور  
طلاق شدید اسو اسطو بائن ہوگی کہ طلاق جمعی شدید نہیں چنانچہ تفصیل اسکی مطلوبات میں مصرح ہو ایک طلاق بائن ان الفاظ میں اور وقت ہو کہ اگر قائل نے  
نیت تین طلاق کی حرمہ میں اور دو طلاق کی لونڈی میں کی ہو اور اگر قائل نے تین طلاق کی حرمہ میں اور دو طلاق کی لونڈی میں نیت کی تو سمجھ ہوگی  
اسو اسطو کہ باب اول میں مذکور ہو چکا کہ مصدق منسل ہے فروعتیاری کو تو تین طلاق کی نیت حرمہ میں اور دو طلاق کی لونڈی میں سمجھ ہوگی ہم سیغہ  
افعل کا ان الفاظ میں بحسنی تفصیل کے نہیں بلکہ اصل وصف مراد ہو یعنی انخس بمعنی فاحش اور شد بمعنی شدید کے ہے نہ بمعنی شدید تر اور فاحش تر کذا  
فی حاشیۃ المدنی کا لونی بے بطریق واحدہ و بنی بائن اخری فیعم ثنائی باثنتان چنانچہ اس قول میں کہ انت طالق بائن صحیح ہو اگر نیت کہ لفظ  
طالق سے ایک طلاق کی اور بائن اور اسکی مانند سے دوسری طلاق کی تو دو طلاق بائن واقع ہوگی بائن کی مانند لفظ بہ اور جمیع کنایات جو منسل طالق کے  
واقع ہوں کذا فی حاشیۃ المدنی ولو عطف فقال و یا و یا و لو یو شیتا فرجعیۃ ولو یا لفاء فیائتہ ذخیرہ اور اگر عطف کیا سو یوں  
کہا کہ انت طالق و بائن یا یوں کہ کہ انت طالق ثم بائن اور لفظ بائن سے کچھ نیت کی تو ایک طلاق جمعی واقع ہوگی اور اگر بحرف فاعطف کیا یعنی یوں کہا  
کہ انت طالق فبائن اور کچھ نیت کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی کذا فی الذمیرہ کا یقع البائن لوقال انت طالق طلاقۃ تمکلیک بہا کفشدک  
لانتہا لا تمکلیک نفسہا الا البائن چنانچہ طلاق بائن واقع ہوتی ہو اگر یوں کہتے کہ تو مطلق ہو ایسی طلاق کہ کہ مالک ہو جاوے تو بسبب اس طلاق کے  
اپنی ذات کی اس قول سے طلاق بائن اسو اسطو ثابت ہوگی کہ عورت اپنی ذات کی مالک نہیں ہوتی مگر طلاق بائن سے اسو اسطو کہ طلاق جمعی میں زوجیت طرہ  
سے ثابت ہو گیا تاکہ اسکی باری واجب ہو کذا فی حاشیۃ الطحاوی و لوقال انت طالق علی ان لا رجعة لعلیک لہ الرجعة وقیل لا جوہرہ  
و رجح فی الجلی الثانی اور اگر لہا کہ تو طالق ہے اس شرط پر کہ مجھ کو رجعت نہیں تجھ تو اسکو رجعت کرنا جائز ہے یعنی شرط عدم رجعت کی لغو ہو اور یسبون کما کہ  
اس قول سے زوج مالک رجعت کا نہیں اسو اسطو کہ طلاق بائن بڑھ گئی اور اگر تین طلاق کی نیت کر لیا تو تین واقع ہوگی کذا فی الجوہرہ اور ترجمہ دی ہے  
بحر الرائق میں قول ثانی کو اسطرح کہ ظاہر یہ ہے ثابت ہوا ہو کہ قول ثانی قومی ہو کیونکہ ہادیہ میں کہا کہ جب طلاق کو کسی طرح کی شدت اور زیادت کر دے  
کیا تو طلاق بائن ہوتی ہے اور عناہ اور فتح القدیر میں مصرح ہو کہ شرط عدم رجعت سے طلاق بائن واقع ہوتی ہو تو مذہب صحیح قول ثانی ہی ٹھہر کذا فی حاشیۃ  
و خطا من افشی بالوجع فی التعالیش و قول الموثقین تكون طالقاً طلاقۃ تمکلیک بہا نفسہا سلمہ اور بحر الرائق میں خطا کار کہا ہو انکو  
جنہون نہ ہو طلاق جمعی کا دیا تعلیقات میں اور اس قول موثقین میں جو یقینہ نکاح میں بعد ذکر عقد اور شرط کے لکھتے ہیں کہ جب اس عورت پر دوسرا  
نکاح کر لیا یا اسکو شہرہ بربہا دیا تو یہ عورت طالق ہوگی ایسی طلاق کہ کہ مالک ہو جاوے گی بسبب اس طلاق کے اپنی جان کی الی آخر عبارتہ بالمرم  
موفقین تشدیداً مثلاً کہ مرد لوگ ہیں جو عدول ہیں دار الفساک کے موثقین اسو اسطو انکو کہتے ہیں کہ وہ شاہد کی توثیق کرنے میں بائید و میرہ کہ  
انکو کلمے شرعی کا فہم نہ ہو کہ نہیں ختم ہوتے ہیں کذا فی البیان و خلاصہ بحر الرائق کا یہ ہے کہ تعلیق مذکور موثقین کی طلاق بائن ہے جمعی نہیں بلکہ سنی  
البدائیۃ وغیرہا لوقال للمدخولۃ ان طلقک واحدة فہی بائنة او ثلث فترطلق بائعہ رجعیۃ لان الوصف لا یشیق الموصوف  
لیکن بزائد وغیرہ میں یوں ہے کہ اگر کما زوجہ مذکور سے کہ اگر میں تجھکو ایک طلاق دوں تو وہ ایک طلاق بائن ہے یا تیمم بارتلاق ہے پھر زوج نے اسکو  
طلاق دی تو طلاق جمعی واقع ہوگی اسو اسطو کہ صفت مقدم نہیں ہوتی موصوف پر یعنی اگر ہم اس قول کو طلاق بائن یا جمعی کہیں تو لازم آوے کہ سبقت صفت  
کی موصوف پر اسو اسطو کہ اصل طلاق موصوف ہے نمود واقع نہیں ہوئی پھر قبل وقوع اسکو بائن قرار دینا کیونکہ صحیح ہوگا مگر اشارہ نے اس قول سے اشارہ





تین دو خیرین میں ارادہ کرنے نفی طلاق کے ، دو مسلمان میں یعنی پہلی صورت جملہ خبریہ سے قبل سے صدق اور کذب کو اور قسم موضوع جو وسط تقویت ایک بات کے تو قسم سے خبریت قوی ہوگی اور طلاق واقع نہیں ہوتی مگر جملہ انبیاء سے اور سوال کا جواب بھی جملہ خبریہ تو اسے وفي الخلاصة قیل له انک تطلقکما تطلقک بکلمہ لا ینکحہ او خلاصہ میں ہے کہ پوچھا گیا اگر دوسرے کے است طلقتمانی یعنی تو نے اپنی عورت کو طلاق کیا نہیں دی تو طلاق واقع ہوگی لفظ بلو سویم سے یعنی اگر اوس نے جواب میں بلو کما تو طلاق واقع ہوگی اور اگر انکو کما تو منوگی اسو اسکو کہ کلمہ بلو کا موثوع ہو وسط منفی کے اثبات کے تو مثال مذکور کا یہ مطلب ہوا کہ میں نے طلاق ہی اور کلمہ قسم کا موثوع ہو وسط اثبات ماقبل کے منفی ہوا مثبت است فمادم ہوا غیر تو مثال مذکور کا یہ مطلب کہ طلاق نہیں دی وفي الفتح یتبغی عدم الفرق للعرف اور فقہ القدرین سے کہ بلو اور قسم میں فرق کرنا صحیح ہو سبب عرف اہل زمانہ کے یعنی جنہ اسل لغت عرب میں بلو اور قسم میں فرق ثابت ہو لیکن طلاق میں نہیں فرق کرنا لاقی نہیں اسو اسکو کہ صفت میں دو برابر ہیں تو دونوں لفظوں سے طلاق واقع ہوگی اسو اسکو کہ طلاق کا عرفی کلمہ اصل لغت پر وفي البرازية قالت له انا امر ائذک فقال انت طالق کان اقرارا بالکلمہ وطلاق لا یقبل ساء الطلاق النکاح وضمعا اور برازیل میں ہے کہ کما عورت کو قسم کہ میں تیری جوہر ہوں سو مرد کو کہا کہ تو طلاق ہو تو عید مرد کا کلام اقرار نکاح کا اور عورت بطلاق واقع ہوگی اس کلام نکاح اسو اسکو ثابت ہوا کہ طلاق مقتضی سے نکاح کا باعتبار شرع اور لغت کے علم انا حلفت ولم یدبر بطلاق او بغیرہ انکا لہ شلتک اطلق ام لا کہ عاشر کہ قسم کہائی ہو اور بھیا دینیں کہ طلاق کہ قسم کہائی یا غیر طلاق کے تو قسمی قسم لغو یعنی طلاق واقع ہوگی چنانچہ اگر کو شک ہو کہ طلاق ہی یا نہیں تو طلاق واقع ہوگی اسو اسکو کہ نکاح بالیقین ثابت ہو اور فاطمہ نکاح کا مشکوک ہو حالانکہ شک سو یقین نہیں ملتا و لو شلتک اطلق واحدة او اکثر بنی علی الاقل اور اگر شک ہو کہ آیا ایک طلاق دی ہو یا زیادہ تو کلمہ کو فاکم رکھو یعنی اگر ایک اور دو میں شک ہو تو ایک کو فاکم رکھو اور اگر دو میں او تین میں شک ہو تو دو کو فاکم رکھو وفي الجوہرہ طلق المتکوحۃ فایسدا نلتا لہ تزوجھا بلا تحیل ولم یحاک خلاف او جوہرہ میں ہے کہ ایک مرد نے اوس عورت کو طلاق دی جس سے نکاح فاسد کیا تھا تو باز نہ اوس مرد کو کہ اوس عورت سے بدون محلل کے نکاح کر لے اور صاحب جوہرہ نے اس مسئلہ میں خلاف فقہا کا نہیں نقل کیا ہم نکاح فاسد بیکہ مثلا عورت اوسکی بہن کی عدت کے اندر نکاح کرے یا نکاح بدون گواہوں کے کرے طلاق نکاح فاسدین محلل کی اسو اسکو حاجت نہوی کہ طلاق لاحق نہیں ہوتی مگر نکاح صحیح میں یا عدت میں یا فسخ استدادی میں یا انکاسلام میں تو نکاح فاسد انہیں داخل نہیں یا لب

**طلاق غیر المدخول بها** اس باب میں مسائل میں عورت غیر مدخولہ کی طلاق کے قال لزوجہ غیر مدخول بہا انت طالق یا زانیۃ نلتا فلا حد ولا لعان لوقوع الثلاث علیہا وہی وجبہ ثوابا نلت بعدا کما زوج نے اپنی زوجہ غیر مدخولہ سے کہ تو طالق ہو ای زانیہ تین بار تو زوج پر نہ حد نہ عتق کی اور نہ لعان و اسکو پڑ جائے تین طلاقیں کے حالت زوجیت میں پہرہ عورت بلو ہوگی بعد تین طلاق کے یعنی صدق اسو اسکو ساقط ہوتی کہ زوجہ کا قذف موجب حد کا نہیں اور جب کہ مرد نے اوسکو زانیہ کہا تھا تو وہ اوسکی زوجہ تھی یہ جب اوس نے تین طلاق کہی تو بلو ہوگی زوجت قطع ہوگی اور لعان نہیں ہوتا مگر زوجہ سے وکذا انت طالق نلتا یا زانیۃ ان شاء اللہ تعالیٰ الاستثناء بالوصف بزانیہ اور چنانچہ واقع ہونا قذف کا و سیان طلاق اور عدت کے مثال سابق میں فاسل نہیں سبط و واقع ہونا قذف کا و سیان طلاق اور استثناء کے اس مثال میں فاسل نہیں کہ زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے تین بار ای زانیہ اگر خدا نے طلاق کو بپا متعلق ہوا استثناء یعنی مشیت خدا وصف سے یعنی طلاق سے کلمہ فی البرازية تو طلاق اس صورت میں نہ واقع ہوئی اسو اسکو کہ فاصل کا کچھ اعتبار نہیں اور اس صورت میں یا زانیہ کہنا موجب ہو لعان کا سبب بقا عورت کے تو تشبیہ اس مثال کی مثال سابق سے محض بابر عدم فصل کے ہونے اعتبار نفی حد اور لعان کے و فتن لما نقر انہ متنی ذکر العدم کان الوقوع غیر یعنی اگر غیر مدخولہ ہو کہ انت طالق نلتا تو اوس پر تین طلاق واقع ہوں گی اسو اسکو کہ بھیا قاعدہ ثابت ہو چکا ہو کہ جب طلاق کے بعد عدت مذکور ہوگا تو وہ ہونا طلاق کا بقدر عدت کے ہوگا اور امام محمد نے تصریح کی ہے کہ غیر مدخولہ تین طلاق واقع ہونا حکم حدیث مرفوعہ اور ثمالی مرفعی اور ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو چکا ہے کہ زانی عاشرۃ الطلاق والحد فی بھیرہ و جوہر حسن مہر فی اور عطا کی مذہب کا کہ او کو نزدیک غیر مدخولہ تین طلاق نہیں واقع ہوتی

طلاق نکاح فاسدین محلل کی اسو اسکو حاجت نہوی کہ طلاق لاحق نہیں ہوتی مگر نکاح صحیح میں یا عدت میں یا فسخ استدادی میں یا انکاسلام میں تو نکاح فاسد انہیں داخل نہیں یا لب

المدخول بہا نکاح فاسدین محلل کی اسو اسکو حاجت نہوی کہ طلاق لاحق نہیں ہوتی مگر نکاح صحیح میں یا عدت میں یا فسخ استدادی میں یا انکاسلام میں تو نکاح فاسد انہیں داخل نہیں یا لب

نقطہ انت حالتی است۔ و سہ طلاق بائن ہو گئی لفظ ثلث کا سبب باقی رہنہ محال کے لغوی کیا اسکو زوج کو جائز ہو کہ اس عورت بدون محلل کے نکاح کر لے اور بھیجا  
 نہ کہ فان طلقها فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ عورت بدخولہ کے حق میں نازل ہوئی ہے غیر بدخولہ میں زوج ثانی سے نکاح کر لینا شرط  
 نہیں اسکا جواب شافعی نے آئندہ قول سے دیا و ما قبل انہ لا یقع لزول الایۃ فی المکھولۃ باطل محض منشأہ الغفلة عما تقر ان العیۃ  
 لغیرہم الملاحظ لا الخصوص السبب اور صحیحہ معنیوں کے ساتھ کہ انت طالق ثلثا سے تین طلاق نہیں واقع ہوتی اور غیر بدخولہ میں محلل شرط نہیں بیانی نازل  
 ہونے آیت بائن بدخولہ میں سو مفسر قول باطل ہے قابل تاویل کے نہیں منشأہ اس قول باطل کا غفلت ہو اس قاعدہ جو تھوڑا سا کاسم کہ ہست لال آیت اور حدیث  
 میں بہت بار عمومی لفظ نص کا یہ خصوص سبب کا یعنی ہر چند آیت موصوفہ بدخولہ کے حق میں نازل ہوئی لیکن لفظ آیت کا عام ہر بدخولہ اور غیر بدخولہ دونوں کو  
 اشارت سے و حکمہ فی غیرہ الا ذکر علی کو یہاں متفرقہ فلا یقع الا لا ولی فقط اور معمول کیا جس بصری کے قول کو غرض الامور میں متفرق تین طلاق  
 ہر چند میں اگر بعد اہل بیت کے طلاق کہی کہ تو نہ واقع ہوگی اس صورت میں کہ پہلی طلاق فقط اور اگر بالاجماع کیا گی کہ تین طلاق کہی تو تین واقع ہوگی سو اگر یہ  
 قول واقع میں ہے تو میں بصری اور جو میں کچھ خیالات نہیں لیکن ظاہر کتب کے مخالف ہو و اسدا علم و ان فرقہ جو صحیح اور اختیار و تحلل و طلع  
 اور غیرہ بابت لا ولی الا الی عداۃ اور اگر تین طلاق کو جدا جدا کہہ کر نصف یعنی یون کہہ کہ انت طالق واحدہ واحدہ واحدہ یا ذکر خبر تفریق کی  
 جتنی خبر یون کہہ کہ انت طالق و طالق و طالق یا ذکر چند اقوال تفریق کی خواہ بعطف چنانچہ یون کہہ کہ انت طالق و انت طالق و انت طالق یا بدون عطف  
 کے چنانچہ یون کہہ کہ انت طالق و انت طالق و انت طالق تو ان تینوں صورتوں میں پہلی لفظ سے طلاق بائن غیر بدخولہ پر بیجا ہوگی بدون عطف کے اسو سہو کہ طلاق  
 غیر بدخولہ میں عدت نہیں چنانچہ کلام مفید میں مصرح ہو و لذلک التفعیل الثانیۃ بخلاف الموطوعہ لا حیث یقع الکلی اور چونکہ غیر بدخولہ پر اول لفظ سے طلاق بائن  
 بلا عدت پر جاتی ہے اسو سہو اور سہ طلاق ثانی نہیں پڑتی تو ثلث بطریق اولی نہ واقع ہوگی بخلاف بدخولہ کے کہ اسو دوسری اور تیسری طلاق سب واقع  
 ہو جاتی ہیں کل ثلثہ یقین و عظم التفریق قولہ و کذا انت طالق ثلث متفرق انت و ثلثین مع طلاق ایالہ قطعہا واحدہ و رقم واحدہ اور  
 ثلثا و تفریق طلاق مصنف کی اس قول کو اس طرح جو یون کہہ کہ تو طالق ہے تین بار جدا جدا یون کہہ کہ تو طالق ہو دو بار ساتھ طلاق دینو میری کے تجھ کو  
 پہ طلاق ہی عورت کو ایک بار تو واقع ہوگی و دو صورتوں میں ایک طلاق اسو سہو کہ لفظ مع کا مثال ثانی میں بمعنی شرط کے ہو اور شرط مقدم ہوتی ہو مشروط پر  
 اور شرط ایک طلاق تھی جب ایک طلاق واقع ہو گئی تو مشروط کے دسہو یعنی دو طلاق کیو سہو حمل نہ باقی رہا اور طلاق کے کہہ کہ مع بیان بمعنی بعد کے جو ضابطہ  
 رہی کہ کہہ کہ یون کہہ کہ تو طالق بدخولہ میں بعد ایک طلاق پڑیکہ دو طلاق کا حمل نہ باقی رہا سبب نہونے عدت کو کما لوقال نصفوا واحدہ علی الصبیح جو ہر  
 چنانچہ اگر کہہ کہ تو طالق ہے تو ہی طلاق اور ایک طلاق تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی بنا بر قول سمیع کہ ثانی جو سہو کہ نصف و واحدہ بونستہل نہیں بلکہ واحدہ  
 و نصف بونستہل ہے ہر جب مخالف استعمال ہو تو کلام واحدہ ٹھہر متفرق ہو اولوقال واحدہ نصفان انفا فلا تہ جملة واحدہ اور اگر  
 کہہ کہ تجھ کو ایک طلاق ہو اور ادبی تو دو طلاقیں واقع ہو گئی بالاتفاق اسو سہو کہ بھیکہ ایک جملہ ہو موافق استعمال کے ولوقال واحدہ و عشرين و ثلثین  
 یا اقر اور اگر کہہ کہ انت طالق واحدہ و ثلثین تو تین بار طلاق واقع ہوگی بدلیل گذشتہ یعنی بھیکہ ایک جملہ ہو طلاق متفرق نہیں  
 و الطلاق یقع بعد قرین بہ لایہ نفسہ عند ذکر العدۃ اور طلاق واقع ہوتی ہی عدد سے جو طلاق کے متصل ہو نہ کہ خود لفظ طلاق سے نزدیک کہ  
 عدت کے تھکان ہر واحدہ سے وہ ہر جو واحدہ کو بھی شامل ہو و عند عدۃ الوقوع بالصیغۃ اور نزدیک عدم ذکر عدد کے وقوع طلاق ہوگا مصنفہ طلاق سے  
 خلاصہ بھیکہ کہ جب طلاق کے ساتھ عدت ذکر ہو چنانچہ انت طالق واحدہ و ثلثین اور ثلثا تو وقوع طلاق متعلق ہوگا عدت سے نہ مصنفہ طلاق ہی اور اگر عدت ذکر  
 نہیں چنانچہ انت طالق تو بیان وقوع طلاق قطع مصنفہ طلاق سے متعلق ہوگا فلوما لث یعزم الموطوعہ و غیرہا بعد الا ینقاع قبل تمام العدۃ لذلک لفظ  
 تو اگر زوجہ ہو گئی خواہ بدخولہ خواہ غیر بدخولہ بعد ایقاع طلاق کے قبل تمام ہونے عدت کے تو طلاق لغوی ہوگی یعنی نہ واقع ہوگی اسو سہو کہ اس بات ہو گیا کہ  
 وقوع طلاق عدت سے ہوا ہی نہ مصنفہ طلاق ہی اور جب کہ زوج نے عدد ذکر کیا تب زوجہ سبب کے محل طلاق نہ باقی رہی پر جب طلاق نہ واقع ہوئی تو عمر پر لیا



رہا اور زوج اپنی زوجہ کا وارث ہوگا شایع نے لفظ تمام کا زیادہ کر کے ہزارہ کیا کہ اگر اثنا لفظ عدہ کے بھی عورت مری گی تو طلاق نہ واقع ہوگی ولو انک الیحدی  
 او اخذ احد فمه قبل ذکر العدہ وقع واحدة عمل بالاصیغۃ لان الوقوع بلفظہ لا بقصدہ اور اگر مر گیا زوج یا کسی نے اس کا منہ نہ کیا بل  
 ذکر عدہ کے تو ایک طلاق واقع ہوگی بنا برعل صیغہ طلاق کے اسو سطر کہ جب عدہ نہ کر ہو سکا تو انت طالق باقی رہ گیا اور ابھی تابت ہو چکا ہے کہ در صورت عدم  
 ذکر عدہ تعلق طلاق کا صیغہ سے ہوتا ہے اور بھی نہیں کہ عدہ متوہی سے وقوع طلاق کو متعلق کیجئے اسو سطر کہ وقوع طلاق کا لفظ عدہ سے ہوتا ہے نہ اس کی قصد  
 کر نیسے بدون لفظ کے ولو قال لیغیر الموطوع انہ طالق واحدة واحدة باللفظ او قبل واحدة او بعدھا واحدة یقع واحدة بآئینہ و  
 لا تلحقھا الثانية لعدم العدۃ اور اگر کما زوجہ غیر مدخولہ سے کہ تو طالق ہی ایک بار یعنی بواو عاطفہ بولایا یون کہا کہ تو طالق ہے ایک بار قبل کی بار  
 کے یا یون کہا کہ تو طالق ہے ایک بار اور طالق ہی تو ان تینوں صورتوں میں ایک طلاق باقی واقع ہوگی اور دوسری طلاق اس کو  
 نہ لاحق ہوگی بسبب شہوت عدت غیر مدخولہ کے فی انتہ طالق واحدة بعد واحدة او قبلھا واحدة او مع واحدة او معھا واحدة ثنتان لا اصل  
 انہ متی وقع بالاول لثانی او بالثانی اقترنا لا لا ایقاع فی المصلۃ ایقاع فی الحال اور اس کلام میں کہ تو طالق ہے ایک بار بعد ایک بار کے  
 یا یون کہا کہ تو طالق ہے ایک بار قبل ایک طالق ہے یا تو طالق ہے ایک بار ساتھ ایک طلاق ہے جس کو ساتھ ایک اور طلاق ہے دو طلاق  
 واقع ہوگی ان مثالوں میں اور تا عدہ کلیہ بھی ہے کہ جب طلاق واقع ہوئی اول لفظ سے تو دوسرا لفظ لغو ہوگا چنانچہ انت طالق واحدة واحدة او مع واحدة  
 او بعد واحدة میں یا طلاق واقع ہوئی ثانی لفظ سے چنانچہ دو طلاق ہیں تو اول اور ثانی دو متصل ہو جائیں گی اسو سطر کہ ایقاع فی الکلیۃ  
 ایقاع فی الحال ہے یعنی زمان ماضی میں طلاق واقع کرنا مستحسن تو فی الحال واقع ہوگی تو گویا دو طلاق دفعۃ واقع ہوئیں بحیث تعلیل جاری ہو جائے  
 اور بعدیت میں اور حیثیت میں تو صاف اقتران علت ہو و یقع بآئینہ طالق واحدة واحدة ان دخلت الدار ثلثین لود خلعت لتعلقہا بالانکاح  
 دفعۃ اور واقع ہوئی میں اس قول سے کہ تجھ کو ایک طلاق اور ایک طلاق ہے اگر تو کہہ میں مدخل ہوئی دو طلاقیں بسبب تعلقی تھے دو طلاقوں کے بشرط  
 سے یکبارگی اور متعلق نزدیک وجود شرط کے مثل منجر کے ہو و یقع واحدة ان قدم الشرط لان المقام کا المنکح اور واقع ہوگی ایک طلاق اگر شرط مقدم  
 ہو بشرط یعنی اگر یون ہو کہ ان دخلت الدار فان طالق واحدہ واحدة تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور ثانی لغو ہوگی اسو سطر کہ ساق نزدیک وجود شرط کے  
 مانند منجر کے ہے و یقع فی الموطوع ثنتان فی کلھا لوجود العدۃ اور واقع ہوگی زوجہ مدخولہ کے حق میں دو طلاقیں سب اگلی مثالوں میں بسبب جو ہونے  
 عدت کے یعنی ایک طلاق حالت بقا و نخل میں ہوگی اور دوسری عدت میں بخلاف غیر مدخولہ کے کہ اس کی طلاق میں عدت نہیں تو طلاق ثانی کے وقوع گویا  
 محل باقی نہیں ومن مسائل قبل وبعد ما قبل مشعر وما یقول الفقہاء ایدہ اللہ فلا زال عندہ الاحسان فی فقه علی الطلاق  
 بشہرہ قبل ما بعد قبلہ رمضان و یثبث علی ثنائیۃ او جہہ و مسائل قبل اور بعد سے وہ نظم ہو جو بعضوں نے منظوم کی ہے کہ کیا کہتا فقہ  
 المدقالی اس کی مدد کرے اور ہمیشہ اس فقہ مجیب کے نزدیک احسان اور کرم بنا رہا اس جو ان کے مقدمہ میں کہ اس نے طلاق سعلق کی اس میں ہینہ چسکا  
 مابعد قبل کے قبل رمضان ہے جواب اس سوال کا بھی ہے کہ وہ مہینہ شوال کا ہے اور صرم اخیر آئمہ طرح پڑا گیا ہے چنی وجہ یہ کہ قبل ما قبل قبلہ رمضان  
 دوسری وجہ یہ کہ قبل ما بعد قبلہ رمضان تیسری وجہ یہ کہ قبل ما قبل بعدہ رمضان چوتھی وجہ یہ کہ بعد ما قبل قبلہ رمضان پانچویں وجہ یہ کہ بعد ما بعد بعدہ رمضان  
 چھٹی وجہ یہ کہ بعد ما قبل بعدہ رمضان ساتویں وجہ یہ کہ بعد ما بعد قبلہ رمضان آٹھویں وجہ یہ کہ قبل ما بعد بعدہ رمضان نویں وجہ یہ کہ بعد ما بعد قبلہ رمضان  
 طلاق واقع ہوگی صرف قبل کی تین لفظوں سے ذی الحجہ کے مہینہ میں چنانچہ پہلی وجہ میں ہے اسو سطر کہ ذی الحجہ کی ذی الحجہ ہے اور اس کو قبل  
 شوال ہے اور اس کو قبل رمضان ہے تو رمضان قبل قبل القبل ثم اوجض بعد فی حاکم الاخر ہے اور واقع ہوگی طلاق صرف بعد کی تین لفظوں سے  
 جمادی الاخری میں چنانچہ پانچویں وجہ میں ہے اسو سطر کہ بعد جمادی الاخری کے جب ہو اور بعد جبکہ شعبان ہو اور بعد شعبان کے رمضان ہو رمضان  
 بعد بعد صرم و یقبل او لا و سکا و اخر ا فی شوال و بعد کذلک فی شعبان لا لثاء الطرفین فیبقى قبلہ و بعد کذلک رمضان اور ذم



تو دوسری طلاق واقع ہوئی کہ اس میں گناہیں بخلانہ غیر خود کے کہ اس کی صفت نہیں تو دوسری طلاق کا وہاں محل نہیں اسو طلاق کی تصدیق نہ ہوگی  
 کے نزدیک قال امرأتی طالق کو کہہ دینا وہ امرأۃ معروفة لم یکتف امرأۃ استحصاناً کہا زوج نے کہ میری عورت طالق ہو اور عورت کا نام نہ لیا  
 اس کو ایک عورت مگر یہ تو اس کی وہی عورت مطلقہ ہوگی باعتبار استحسان کے اور قیاس کے یہ کہ بدون نام یا خطاب کے طلاق نہ ہوگا کہ نے کہا جبکہ زوج نے  
 دوسری عورت کا نہواں ایک ہی اس کی عورت مشہور ہو تو قیاس مقتضی ہو اس کی طلاق کا فان قال لی امرأۃ اخوئے وایاها عنیت لا یقبل قولہ لا  
 بیئۃ لک ان لا امرأتان کلناهما معروفة لہ صریحاً الی اثباتہا شاة خانیہ و لم یخالی خلافاً سبب کہ زوج کی سوا ایک عورت کے مشہور نہیں  
 اور اس میں عورت کہ میری عورت کو طلاق ہے ہر اگر زوج کہہ کہ میری ایک عورت اور ہر اسی غیر مشہور عورت کی طلاق کا ارادہ ہے چاہے تو اس کا یہ قول  
 نہ مقبول ہو گا بدین گوہر کہ اور اگر زوج کی دو عورتیں ہیں اور وہ مشہور ہیں تو اس کو اختیار ہو طلاق کو جس کی طرف چاہے یہ کہ فی الخانیہ اور  
 خانیہ کے معنی اس مسئلہ میں خلاف فقہا کا نہیں منقول کیا **فروع** مسائل لم یشرع کے کہ لفظ الطلاق وقم الکلی فان قوی التکیدین  
 کہ کہ لفظ طلاق کو معنی یون کہ کہ انت طالق انت طالق تو ہر ایک طلاق طوطہ طوطہ واقع ہوگی ہر اگر کہہ کہ میں نے طلاق تانی سے طلاق اول کی  
 تاکید کی نیت کی تو باعتبار دیانت کے اس کی تصدیق ہوگی نہ باعتبار قضا کے کہ فی المالگیری کا ان اسمہا طالق اور محققاً قادی اہل فی طلاق ان  
 العتاق وقصا ولا لانا نام زوجہ کا طالق اور لونڈی کا حورہ ہر اس دو زوجہ کو طالق کہہ کر اور لونڈی کو حورہ کہہ کر اگر نیت طلاق باطلاق کی کی تو  
 طلاق باطلاق واقع ہوگی اور اگر نیت نہیں کی نہ عتاق واقع ہوگا نہ طلاق قال لا امرأۃ یہ هذه الکلیۃ طالق لم یکتف اور بعدہ هذا لہذا محقق  
 کہ اپنی زوجہ سے کہ یہ کہ نیت طلاق ہو تو وہ مطلقہ ہو جائیگی یا کہ اپنی غلام سے کہ یہ کہ نیت اس تو وہ آزاد ہو جائیگا اسو طلاق کی پہلی صورت میں کالی کا ارادہ  
 اور طلاق کا اور دوسری صورتیں کالی کا تصدیق اور آزاد ہوئی کا قال انت طالق او انت محض یعنی یہ لا یشاہد کذا وقم قضاہ لا اذا اشہد  
 علی ذلک کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہو یا کہ غلام سے کہ تو حورہ ہو اور ارادہ ہر واحد سے جو طوطہ خبر دے گا کہ تو طلاق اور عتاق باعتبار حکم قاضی کے واقع ہوگی  
 مگر جب کہ گواہ کر رکھو جو طوطہ خبر دے تو باعتبار دیانت کے بھی اس کی تصدیق ہوگی اور باعتبار قضا کے بھی و کذا المعلوم اذا اشہد عند استیصال الطلاق  
 بالطلاق التلک انہ یجوز کاذباً صدقاً قضاء و دیا نہ مشہور و ہبانیہ اور ہر طرح مظلوم جب کہ گواہ کر رکھو نزدیک قسم لینو ظالم کے طلاق  
 کی اس بات پر کہ مظلوم جو بی قسم کھائیگا تو اس وقت مظلوم کی قضا اور دیانت دونوں میں تصدیق ہوگی کہ فی شرح الوہابیۃ اور اگر گواہ نہ کر رکھو جو بی  
 قسم کہنے پر تو قضا میں اس کی تصدیق نہ ہوگی اس کی زوجہ پر طلاق کا حکم ہو جائیگا ظالمین خلاف ہو کہ قسم میں قسم کھائیگا لیکن نیت کا اعتبار ہو یا قسم لینو  
 کی فتویٰ اس پر کہ اگر قسم کھائیگا لا مظلوم ہو تو اس کی نیت کا اعتبار ہو اور نہیں تو قسم لینو لیکن نیت مزید کہ فی حاشیۃ الدر فی افلاحن الاشباہ  
 وفی النہر قال فلا نہ طالق وسمہا کذا لک قال عدیت غیر جائزین ولو غیرہ صحیحاً قضاء اور نہ الفائق میں ہو کہ کہ طلاق یعنی زینب  
 طالق ہے اور واقع میں اس عورت کا نام بھی زینب تھا اور کہ زوج نے کہ میں نے اپنی زوجہ کے سوا اور عورت جس کا نام بھی زینب ہو ارادہ کیا تو اس کی  
 دیانت میں تصدیق ہوگی نہ قضا میں اور اگر اس کی زوجہ کا نام غیر زینب ہو تو قضا میں بھی اس کی تصدیق ہوگی و علی هذا لو حلف لکایہ بطلاق  
 امرأۃ فلا نہ و اسمہا غیر کذا لک لوطیق اور ہر طرح پر اگر قسم کھائی اپنی قرض خواہ سے اپنی زوجہ زینب کی طلاق کی اگر فلان دن ترصنہ ادا کرے اور  
 حالانکہ اس کی زوجہ کا نام زینب نہیں بلکہ علیہ ہو مثلاً تو اس کی زوجہ پر طلاق نہ واقع ہوگی وقد کتفی زعمنا قول الرجل انت طالق علی اگر بعدہ  
 مذہب قال المصنف یعنی الجرح بعد قرضہ قضاء و دیانۃ ادا البتہ بکثرت مستعمل ہمارے زمانہ میں مرد کا یوں کہنا کہ تو طالق ہو جاوے دن  
 مذہب پر یعنی بالطلاق مذہب اور بعدہ جبکہ طلاق ہے کہ مصنف نے اپنی شرح منہم الغفارین کہ لائق ہو یقین کرنا وقوع اس طلاق کا قضا میں بھی اور دیانت میں  
 بھی اور قضا و دیانت میں ہے کہ یہ طلاق جرمی ہے نہ بائن اسو طلاق کہ مذہب اربعہ کا اتفاق ہے کہ انت طالق سے طلاق رجعی ہوتی ہے نہ بائن کہ فی حاشیۃ  
 ولو قال انت طالق فی قولہ الفقہاء و فلا نہ القاضی او المقتضی اور اگر کہہ کہ تو طالق ہو فقہا کے قول میں یہ فلا نہ قاضی کے قول میں یا



دو کو شامل ہے اور ملاکہ قسم والا نہیں نکالتا اپنی ذات کو قسم سے تو مانتا ہوگا یعنی طلاق واقع ہوگی لیکن اگر جماعت سے مشکم کے سوا کوئی اور نواوا و سکا  
 حکم بیان نہ کرے نہیں ظاہر اس کو حکم سے طلاق ہوگی اسو سطر کو تعلیق اور قسم مشکم کے غیر جاری نہیں و احد اعلم کذا فی حاشیہ **باب**  
**الکلیات** یہ باب سے کلیات طلاق میں جب بیان احکام طلاق میرے سے کہ حقیقت میں وہی اصل ہے ذراعت ہوئی تو وقت بیان احکام کلیات کا  
 آیا کہانیہ **هَذَا الْعَقْدُ مَالُهُ يَوْمَ خْتَمَ لَهُ** ای للطلاق و استحتمه و غیرہ کنایہ طلاق فقہ کے نزدیک اس مقام میں وہ لفظ ہے جو طلاق کیو سطر  
 موصوم ہو اور اہمال کے طلاق کا اور غیر طلاق کا مثلاً لفظ تہ کا و احد نے طلاق کیو سطر موصوم نہیں کیا لیکن طلاق اور غیر طلاق کا محتمل ہے اسو سطر کو تہ  
 بمعنی قطع کے ہو اگر پوزن پنج کا کاشا مراد کیو تو بمعنی طلاق ہے اور اگر قطع الفت اور قطع آدمیت کو ارادہ کیو تو طلاق کا محتمل نہیں مصنف نے کنایہ کی تعریف  
 بصیغہ عام کی تو معلوم ہوا کہ کنایہ متعین نہیں شرح ملتقی میں کہا ہے کہ الفاظ کلیات یہ ہیں سے زیادہ میں کذا فی حاشیہ **الذی فالکلیات لا تطبق علیها**  
**قضاء لا بدیة** او کلا لکمال وہی حالہ مذکور اگر الطلاق او الغضب سو کلیات سے طلاق نہیں واقع ہوتی باعتبار قضا کے مگر نیت  
 طلاق سے یا دلالت حال سے دلالت حال بھیر کہ اس وقت گفتگو ہو طلاق کی یا رنج یا غصہ موصوم شارح نے قضا کی قید اسو سطر لگائی کہ وقوع طلاق باعتبار نیت  
 کے محض نیت پر موقوف ہے اس میں دلالت حال کا کچھ اعتبار نہیں اور کلیات سے وقوع طلاق میں نیت یا دلالت حال اسو سطر شرط ہوئی کہ الفاظ کنایہ کے  
 طلاق اور غیر طلاق دونوں کے محتمل ہیں تو احتیاج پڑی طرف مرجع کے کہ وہ غیر طلاق کے احتمال کو قطع کر دے اور بیان ایام مرجع سوانیت یا دلالت حال کے  
 کوئی نہیں مذکرہ طلاق اس طرح پر کہ زوج نے زوج سے کہا کہ تمکو طلاق دی اور زوج نے کہا اعتقدتی تو حالت مذکرہ دلالت کرتی ہے کہ اس لفظ سے زوج نے  
 طلاق کا ارادہ کیا فالجالات **ثَلَاثُ رَجْعًا وَغَضَبٌ وَهَذَا أَكْرَهُ** و الکلیات ثلاث ما یحتمل الرجوع او یصلح للرجوع او لا ولا سو حالات ہیں  
 میں ایک رضامندی کی حالت دوسری رنج و فتنگی کی حالت تیسری مذکرہ طلاق کی حالت اور الفاظ کلیات کے بھی تین اہمال سے خالی نہیں یعنی او نہیں ممکن  
 رد کو یعنی عورت کے سوال طلاق کا رد او نہیں سے نکلتا ہے اور جواب طلاق کے بھی محتمل ہیں یا بعضی او نہیں صلاحیت سب اور دشنام کی رکعتی میں اور محتمل میں  
 جواب طلاق کے بھی یا بعضی وہ ہیں کہ نہ رد سوال کے محتمل میں نہ لیاقت سب اور دشنام کی رکعتی میں لیکن جواب طلاق کا لفظ تہاں رکعتی میں فنی آخر ہے  
**وَإِذَا هُوَ وَقَوَى تَقْنَعِي تَخْجِرُ** استتری انطلقی اغری تہاں کہتے ہیں بھیر الفاظ رد سوال طلاق کا اور جواب کے بھی محتمل ہیں اور سب مشتم کی صلاحیت نہیں کہتے  
 سو آخر جی بمعنی نکل یعنی اس مکان سے نکل تاکہ تیری شر سے نجات ہو تو بھیر رد سوال طلاق کے سوال کا یا بھیر مطلب کے نکل سے کہتے ہیں اسو سطر کہ تو مطلق ہوئی  
 بھیر جواب طلاق کے سوال کا اور ازہبی بمعنی جابنی ہے کام کو ما بھیر رد سوال کا یا بھیر مطلب کے اپنی یا اپنے گھر جا اسو سطر کہ تو مطلق ہوئی یہ جواب سوال  
 کا اور قومی بمعنی ادبہ یعنی اپنے ضروری کام کیو سطر ادبہ یہ رد سوال کا یا ادبہ سے اسو سطر کہ تمکو طلاق ہوئی یہ جواب سوال کا اور نفسی  
 یا مشق قلع سے یہ یا فاعیت سے فاعیت بمعنی خارج یعنی اپنا مذکرہ کپڑے سو چپائے گیا کسی کام نہ کیا فاعیت سے یعنی اس کلام سے فاعیت کہ باز یہ رد سوال  
 کا یا استتار اور باز ہر کلام کا اسو سطر امر کیا کہ طلاق واقع ہوئی بھیر جواب سوال کا اور آخری بمعنی اپنی سر پر خار ڈال غار و کبراج میں سے سر چپائے میں اس لفظ  
 میں بھی اندہ تقنی کے دو اہمال ظاہر ہیں اور استتری بمعنی چپ اور پردہ کر استتار کا حکم اسو سطر کیا کہ شرعاً محمود ہے نور دہا سوال کا یا اسو سطر کہ تمکو  
 تیرا کینا باز نہ سبب طلاق کے یہ جواب سوال کا اور انطلقی بمعنی جل جانا نہ ازہبی کے دو اہمال ہیں اور آخری بمعنی مجہ اور ارمیہ  
 مشق سے غیبت بمعنی دور ہوا اعزبی میں مسئلہ ذرا مجہ مشق سے محروبت سے بمعنی تہ اور دوری کے تو مطلب یہ کہ دور ہو بسا کلام کر یہ رد سوال  
 سوال کا یا دور ہو یہ اس نہ بیٹہ اسو سطر کہ تو مطلق ہوئی یہ جواب سوال کا و غنی جلیت بریۃ حرام بائن و مراء فہا کتبۃ بئلا یصلح سبب  
 اور مانعہ الفاظ علیہ یہ حرام بائن اور ہم معنی ان الفاظ کے مثل تہ اور تہ کے صلاحیت رکعتی میں سب اور دشنام کی مراد ہے وہ کلام جس سے  
 آبروریزی ہو جس کو محکم کی ان الفاظ میں رد سوال کا احتمال نہیں ملے گی جواب سوال طلاق کا احتمال الیہ مودود ہو علیہ یعنی تو خالی جو حسن یا خوبیوں سے یہ دشنام ہو یا خالی



اسو اسکو کہ غضب قرینہ مرجع ہو طلاق کا وہی مکرر الطلاق ہی توقفت الاول فقط اور مذکر طلاق کی حالت میں فقط اول تسریت پر وقت ہوگی یعنی جو صلاحت  
 بعد اور جواب کی کہہ کر ہو وہی مکرر طلاق ہی توقفت الاول فقط اور مذکر طلاق کی حالت میں فقط اول تسریت پر وقت ہوگی یعنی جو صلاحت  
 باطنہ و لذت قبل یکنہا علی الدلالة لا علی النیة لان یقام علی اقرار لا بہا علی حقیقہ اور واقع ہوتی ہو طلاق و اخیر تسریت سے یعنی جو صلاحت  
 و مشام کی رکھے اور جو مشام اور رد کا حاصل نہ ہو اس کے طلاق واقع ہوتی ہو اگر چندہ نے نیت طلاق کی تھی ہو اسو اسکو کہ باوجود دلائل تسریت کے یعنی حالت  
 مذکر طلاق اور حالت غضب کی مرد کی قصد یکنہا علی الدلالة لا علی النیة میں اسو اسکو کہ دلائل قوی تر ہو نیت سے اس سبب کہ دلائل اظہار ہو ہر شخص کو  
 او سہر المانع مگر ہے اور نیت اور باطن ہو کہ سو ای زودہ کے کوئی شین جان سکے اور قاضی کو حکم ہو ظاہر پر عمل کرنا اور چونکہ دلائل اظہار ہو اور نیت اور باطن  
 اسو اسکو مقبول ہو کہ گواہ عورت کے دلائل کے اثبات پر نیت پر گریہ کہ گواہ قاضی کو حاکم ہو نیت کرنے زوج کے اقرار پر یعنی اگر زوج نے اپنی نیت کا کہیں اقرار  
 کیا ہو اور پر شکر ہو گیا ہو تو اسکا اقرار کے گواہ البتہ مقبول ہو کہ کذا فی العادیہ لغوی کل موضع کیشہط النیة فلی السوال هل یقیم یقول نعم  
 لان قویت دلویہ یقیم قویہ واحدہ ولا یتعین الا شدیدہ النیة برازیہ یلخفظ جس مقام میں وقوع طلاق کنایات میں نیت مشروط ہو یعنی  
 اقسام ثلثہ حالت رضامین اور قسین اولین حالت غضب میں اور قسم اول حالت مذکرہ میں تامل کر سے فتویٰ دینو والا سوال سائل میں سو اگر سوال یوں  
 ہو یعنی سائل کہے کہ میں نے یوں کہا ہوا یا اس لفظ سے طلاق واقع ہوتی ہے تو مفتی جواب دے کہ ہاں طلاق واقع ہوتی ہے اگر تو نے طلاق کی نیت کی  
 ہو اور اگر سائل نے کہا کہ میں نے یوں کہا ہوا یا اس لفظ سے چندہ طلاق واقع ہوئی تو مفتی کہے کہ ایک بار اور تعرض مکرر بیان نیت مشروط ہو گیا کذا فی البرزخ  
 اسکو یاد رکھنا چاہو سوال ثانی میں نیت مشروط ہو گیا ذکر اسو اسکو نہ چاہو کہ سائل کا یوں سوال کرنا کہ چندہ طلاق واقع ہوئی یہی صاف دلیل جو نیت  
 طلاق کی اس نیت کا ذکر کرنا کہ یا جلیلہ سکھانا ہو انکار نیت کا و یقیمہ رجعیہ بقولہ اعتدی و استتہر جرحک و انت واحدہ وان کوئی نے  
 اکثر ولا عبرۃ باعرا بعد واحدہ فی الاصحہ اور ایک طلاق جمعی واقع ہوتی ہے اعتدی و استتہر جرحک اور انت واحدہ کے قول سے اگرچہ زوج نے ایک  
 سے زیادہ کی نیت کی ہو اور کہہ اعتبار نہیں لفظ واحدہ کے اعراب کا قول اصح میں اور بعض کہے کہ انت واحدہ میں اگر لفظ واحدہ کو قائل نے منصوب کہا تو  
 طلاق بلا نیت واقع ہوگی اسو اسکو کہ واحدہ اس ترکیب میں صفت جو مصدر موصوف محذوف کی اصل میں یوں تھا کہ انت طالق تطلیقہ واحدہ اور اگر واحدہ کو  
 مرفوع کہا تو طلاق نہ واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اسو اسکو کہ واحدہ اس صورت میں صفت ہوگی عورت کی نیت طلاق کی اور اگر واحدہ کو ساکن پڑا تو دونوں  
 احتمال ہیں لیکن اصح یہ ہے کہ اعراب واحدہ کا کہہ اعتبار نہیں ہر صورت طلاق واقع ہوگی اسو اسکو کہ عوام احوال کا تفرق نہیں جانتے ہیں اور خواص بھی  
 التزام نہیں کہتے بیان عرف پر ہر اسو اسکو کہ اور لغت پر و یقیمہ بیاہی باقی الفاظ الکنایات المذكورۃ فلا یرید وقوع الرجعی ببعض الکنایات  
 ایضا نحو انما من طلاقک و خلعتک سبیل طلاقک و انت مطلقۃ بالتحفیظ و انت اطلق من امرأۃ فلا ین و ہی مطلقۃ و انت  
 طالق وغیرہ لک جماعت خولہ اور طلاق بائن واقع ہوتی ہو باقی الفاظ کنایات سے یعنی باقی وہ الفاظ کنایات کے جو بیان مذکور ہو چکے تو غیر  
 نہ وارد ہو گا واقع ہوگا طلاق رجعی کا بعض کنا یا ہے بھی مثل اما بری من طلاقک یعنی منراہ اور دور ہون تیری طلاق سے و خلعتک سبیل طلاقک یعنی تیری طلاق  
 کی راہ میں نے چوڑ دی سو طلاق نے براہ بائی اور مجھ پر واقع ہوئی و انت مطلقۃ بالتحفیظ یعنی تو مطلق العنان ہو و انت اطلق من امرأۃ فلا ین اور تو  
 مطلق العنان زیادہ تر ہر مثلاً زید کی عورت سے اور حالانکہ زید کی عورت پر طلاق واقع ہو چکی ہو و انت طالق یعنی تو طلاق ہو اور طالق کو بطور بھی  
 کہا اور سو ای وہاں شالوں کے جسکی نقض نے نصیر کی ہو ہم مصحف نے کہا کہ سو ای و مثلاً ثناء کے باقی کنایات سے طلاق بائن واقع ہوتی ہو حالانکہ چند  
 کنایات ایسی ہیں کہ اور بھی طلاق جمعی واقع ہوتی ہو تو حصر کرنا صنف کا صیم نہ اشارہ ہے جواب اس سوال مقدرا یوں دیکھ مصنف کو حصر اضافی  
 مراد ہو یعنی جو الفاظ کنایات کے اس کتاب میں مذکور ہو چکے ہیں ان میں سو ای میں کے طلاق بائن ہی واقع ہوتی ہو تو اگر بعض کنایات غیر مذکرہ سے  
 طلاق جمعی واقع ہو تو قاضی اس صحر کی نہیں خلا اختادی فان نیتہ الشلف لا تصح فیہا لا یقیمہ لا بائیں کہ بیدار الطلاق المرأۃ نفسها







خواہ سریم سے طلاق بائن واقع ہو یا جہی کذا فی فتح القدیر سوطی صریح میں داخل جو تین بار طلاق دینا تو بھیہ طلاق ثلث سریم اور بائن دونوں کو لاحق ہوگی  
 ہم بھونے سے کہ طلاق صریح وہ جو صریح سے جہی واقع ہو یا سہ نے اس قول کو رد کیا تسمیم صریح کی ثابت کر کے اور فی الواقع طلاق ثلث یا طلاق بونز  
 ال کے اگر بائن ہو جی چنانچہ بھونے کا گمان سے تو طلاق بائن کو نہ لاحق ہوئی حالانکہ دونوں کو لاحق ہوتی ہیں کذا فی حاشیۃ الدینی وکذا الطلاق  
 علی مال فلیقول جہی وحبیب المال والبیان ولا یکن الممال کافی للخلاصۃ اور سبط م طلاق عوض مال کے سریم میں داخل ہو تو لاحق ہوگی طلاق  
 جہی کو اور مال دینا عورت کو وہ جب ہوگا اور بائن کو لاحق ہوگی اور مال دینا اوسمین لازم نہ آوے گا کذا فی الغلاصۃ ہم جہی کے بعد مال دینا اسو سوطی و  
 ہوا کہ جہی میں خعیج کو اختیار ہو کہ رجوع کرے اور عورت کو چھوڑے تو عورت اپنی جان چھڑانیکا بدلہ دیا اور بائن میں زوج کا عورت سرحدوں اور سکی  
 رسا سندی کے کچھ اختیار باقی رہا تو عوض دینی کی کچھ حاجت باقی رہی فامقتبر فیہ اللفظ لا المعنی علی المشاہود تو مقبر طلاق کی صریح اور بائن  
 ہونین لفظ ہونہ سنی بنا بر قول شہد کے یعنی اگر لفظ تمامیت کا نہیں تو وہ سریم جو خواہ طلاق اوس سے بائن ہو یا جہی تو سریم میں طلاق ثلث اور طلاق  
 عوض مال کے داخل ہوگی اور جو کہ لفظ حرام ہو وہ بائن میں داخل ہے اسو سوطی کہ عدم احتیاج نیت کی اوسین طاری ہو گئی ہو بسبب شہد استعمال عنی کے  
 لا یلحق البائن البائن اذا امل جعلہ اخباراً عن الاول کانت بائن بائن او کانت بائن بائن بطلیقہ فلا یقزم لانه اخباراً ظاہراً و مرئی  
 جعلہ انشاء نہیں لاحق ہوتی طلاق بائن اول طلاق بائن کو جبہ ممکن ہو دوسری بائن کو اول بائن سے خبر ڈالنا چنانچہ اول کما انت بائن دوسری بار  
 کما انت بائن یا دوسری بار یوں کہما کہ انبک تطلیقہ یعنی میں نے تمکو ایک طلاق بائن کر دیا کیا تو بھیہ دوسری بائن نہ واقع ہوگی اسو سوطی کہ بھیہ خبر پہلے  
 اول سے تو کچھ ضرورت نہیں اسکا انشاء طلاق ٹھہرانے میں یعنی بائن ثانی سے دوسری طلاق بائن پیدا کرنا کچھ ضرورت نہیں اسو سوطی کہ اسکا خبر ڈالنا  
 اول سے ممکن ہے یعنی اول کلام سے طلاق واقع کی اور کلام ثانی سے دوسری طلاق سابق کی خبر دی ہم بھیہ جو کہما کہ بائن بائن سوطی نہیں ہوتی  
 مراد یہ ہے کہ جو بائن بلفظ کنایات ہو وہ لاحق نہیں ہوتی اور اگر بائن بلفظ کنایہ نہیں تو وہ واقع ہوتی ہو چنانچہ اگر اول یوں کہما کہ انت طالق فمستحق  
 الطلاق ہر دوسری بار کما انت طالق فمستحق الطلاق تو یہ طلاق ثانی بھی واقع ہوگی اور بھیہ جوش رح نے کہا اخبار کی مثال انت بائن بائن کی ذکر کے  
 ضرب نہیں بلکہ یوں کہنا مناسب تھا کہ انت بائن انت بائن اسو سوطی کہ بیان مراد اخبار سے خبر غوی نہیں بلکہ خبر غیر مراد کذا فی حاشیۃ الطحاوی  
 بخلاف آیتک بالآخری و انت طالق بائن او قال فویئ المینونۃ الکبریٰ لتعدی سحلیہ حل لاخبار فیجعل انشاء بخلاف سابق  
 کے بھیہ کہ اول طلاق بائن دی پر کہما کہ میں نے تمکو دوسری طلاق کر بائن کیا یا اول طلاق بائن دی پر کہما کہ انت طالق بائن یا اول کما انت بائن ہر  
 کما انت بائن اور کہما کہ میں نے ثانی بائن سے بیہونہ کبریٰ یعنی بہت بڑی جدائی کی نیت کی تو ان تینوں صورتوں میں دوسری طلاق بھی واقع ہوگی  
 بسبب تعدی محمول کرنے اس کلام کے اخبار پر تو بھیہ کلام ثانی انشاء طلاق قرار دیا جائیگا ہم صورت اول میں لفظ آخری کا مانع ہو محل خبر کا اور صورت  
 ثانی میں لفظ طالق کا صریح ہو اور محل خبر کا نہیں ہوا مگر کہنا یہ میں اور لفظ بائن کا لغویہ اور صورت ثالث میں بیہونہ کبریٰ یعنی طلاق ثلث کا ارادہ  
 کیا ہر جہت تینوں صورتوں میں بسبب جوہ مذکورہ کے محل علی الاخبار نہوسکا تو خواہ مخواہ دوسری طلاق بائن بھی واقع ہوئی و لدا وقم المعاک  
 کا قال لا اذا کان البائن معلقاً بشرط او مضماً قبل ایجاب الخبر البائن حکو لہ ان دخلت الدار فانت بائن و نایاً الطلاق  
 ثواباً تھا نہ دخلت بائن بالآخری لانه لا یصلہ اخباراً اور سوطی کہ یعنی بقید محل خبر کے واقع ہوتی ہو طلاق معلق چنانچہ  
 معلقہ کہما کہ بائن لاحق نہیں ہوتی بائن سے مگر جبکہ بائن معلق شرط ہو یا کہ بائن مضام ہو قبل واقع کرنے منجز بائن کے یعنی اول تعلیق یا اضافت  
 ہو بعد اسکا منجز بائن یعنی طلاق بائن بلا شرط واقع ہوگی مانند قول زوج کے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو بائن ہوگی تو بھیہ طلاق کی نیت سو پر اسنے  
 کے بعد عورت کو طلاق بائن دی پر عورت گھر میں داخل ہوئی تو اوپر دوسری طلاق بائن ہوگی اسو سوطی کہ طلاق معلق کو صلاحیت نہیں خبر واقع  
 ہونکی اسو سوطی کہ تعلیق قبل ہو چکی تھی اور خبر نہیں ہوتی مگر بعد خبر عنہ کے مثلاً المضام کانت بائن عداً ثواباً تھا نہ دخلت بالعدا تھیں





تفویض و توکیل و پرسالہ اور ایقاع غیر کی تین قسمیں ہیں ایک تفویض یعنی غیر کو طلاق کا مالک کر دینا دوسری توکیل یعنی دوسرے کو طلاق کا وکیل کرنا تیسری قسم رسالت یعنی غیر سے طلاق کو کلامی فریق تفویض اور توکیل میں حصہ ہے کہ جسکو تفویض ہو وہ اپنی ذات کی واسطہ عمل کرتا ہے اور توکیل میں وکیل ہوتا ہے غیر کی واسطہ عمل کرتا ہے اور رسالت تو محض نخل اور سفارت سے عبارت ہے والفاظ التفویض ثلثہ تخیل و امر بید و مستثنیۃ اور الفاء تفویض کے تین ہیں ایک تخیل دوسرا امر بالید تیسرا مشیت قال لھا اختاری او امر لک بیدک یعنی تفویض الطلاق لا یتما کتایۃ فلا یغاکر ان بلا نبیۃ او یطلق نفسک فلھا ان تطلق فی مجلس علیہا بدہ و مشافہۃ او اجماراً اگر کما زوج نے زوجہ سے کہ اختیار کر لے یا یون کما کہ تیرا امیر سے ہاتھ میں نہ نیت کی ان دونوں فہم میں طلاق پر کر نیکی اس واسطہ کہ یہ وہ لفظ کما یہ طلاق میں تو طلاق واقع ہو زمین بدون نیت کی عمل کریں گے یا زوج نے یون کما کہ طلاق دے لے اپنی ذات کو تو ان تینوں صورتوں میں زوجہ کو اختیار ہے کہ اپنی ذات کو طلاق دے دیو کہ علم تفویض کی مجلس میں یعنی مجلس عورت کو تفویض طلاق کا حال معلوم ہو اور میں تک اسکو اختیار حاصل ہو خواہ بالمشافہۃ زوجہ سے اسکا علم ہو اور خواہ وکیل یا رسول سے خبر پہنچے ہو یا زوجہ کا خط آیا ہو وراثت لھا یوماً او اکتد مالہ توفیقہ و یغنی الوقت قبل علیہا مجلس تک عورت کو اختیار حاصل ہے اگر یہ مجلس دراز ہو گئی ہو ایک دن تک یا زیادہ مجلس طویل میں ان تک اختیار جب تک زوج نے تفویض کا وقت نہیں ٹھہرایا اور حال یہ ہے کہ وقت میں گزر گیا قبل علم زوجہ کے یعنی مثلاً زوج نے کہا تمہارے زوجہ کو مجھ تک اختیار ہے ہر زوجہ کو خبر ہوئی بعد عروبہ اناب مجھ سے کہ تو تفویض باطل ہو گئی مالم یفعل تبدل مجلس بالحقیقۃ او حکماً بان تعمل ما یقطعہ مما یدل علی اصرارہ لانہ تملیک فیتوقف علی قبولہا فی المجلس لا توکیل فلم یصح رجوعہ زوجہ کو اختیار باقی ہے جب تک مجلس سلم سوزا و شو اس واسطہ کہ اوٹھن میں اسکی مجلس کا تبدیل ہو حقیقت میں یا تبدیل مجلس نکاح ہو اس طرح پر کہ وہ کام کر لے جو قاطع ہے اختیار اس قسم سے جو بدالت کی بلوغت اتی اور روگردانی پر اس واسطہ کہ تفویض تملیک ہو تو موقوف رہی عورت کی قبول پر مجلس میں تفویض توکیل نہیں بلکہ تملیک ہے تو زوج کو تفویض سے رجوع کرنا صحیح نہیں حتیٰ لو خیرھا فخر حلف ان لا یطلقھا فطلقت لہم یحکمت فی الاصحہ تفویض تملیک ہے بیان کہ اگر زوجہ کو اختیار طلاق کا دیا پر قسم کھائی کہ میں اسکو طلاق نہ دنگا پر عورت نے خود طلاق دے لی تو زوجہ حائضہ نہ تو اس میں اس واسطہ کہ طلاق دینے والی عورت ہوئی نہ زوجہ اور اگر تفویض تملیک ہوئی بلکہ توکیل ہوئی تو عورت کی طلاق سے زوجہ حائضہ ہوتا اس واسطہ کہ وکیل کا فعل بے نیہ ہو کل کا فعل ہوتا ہے اور اگر زوج بعد حلف سے زوجہ کو مختار کر گیا تو بالاتفاق حائضہ ہوگا شرم کو مناسب تھا کہ حتیٰ لو خیرا کنت اس واسطہ کہ یہ مسئلہ ہی مستفہم ہے تملیک تفویض پر کذا فی حاشیۃ المدنی لا تطلق بعدہ ای المجلس الا اذا زاد علی قولہ طلقی نفسک و احوالہ فی شئت او متی شئت و اذا شئت لم یثبت بالجلس لا یثبت بالجلس نہ طلاق دیکھ کی عورت بعد مجلس سلم کے گرا دسوت کہ زیادہ کرے اپنی قول طلقی نفسک اور اسکو مثال پر لفظ متی شئت کا یا متی شئت کا یا لفظ لا شئت کا یا اذا شئت کا تو اسکو زیادہ کر لے سے اختیار عورت کا مجلس علم تک مفید نہ ہوگا بلکہ ہر وقت اسکو اختیار باقی رہیگا اس واسطہ کہ قول زوجہ کا یون ترجمہ ہو کہ تو اپنی ذات کو طلاق دے واجب تھا کہ یہ بصورت تو ارادہ کرے و لا یصح رجوعہ لہا مگر اور نہیں صحیح ہے رجوع کرنا زوجہ کا اس سبب جو مذکور ہو چکا یعنی تفویض تملیک ہے نہ توکیل جو بطل جانا درست ہوتا و احوال طلقی نفسک او قولہ لا تجب علی طلق امرائی فیصح و یثبت بالجلس لانہ توکیل یخص اور اس قول میں کہ طلقی نفسک یعنی طلاق دی اپنی سوت کو یا اس قول میں جو اجنبی سے کہا کہ تو طلاق دے میری عورت کو صحیح ہے رجوع کرنا اس قول سے اور یہ تخیل مقتدا دوسری مجلس میں نہیں اگر اس میں قول محض توکیل ہے مطلق تملیک نہیں اس واسطہ کہ اس میں عمل غیر کی واسطہ کرتا ہے نہ اپنی واسطہ بخلاف مسئلہ سابقہ کے پر جب توکیل ہوئی تو رجوع کرنا درست ہے اور توکیل میں مجلس کی قید نہیں و فی طلقی نفسک و خیرک کان تملیکاً فی حقہا تو کیلا فی حقہا جو امرہ اور اس قول میں کہ طلاق دی اپنی ذات کو اور اپنی سوت کو تو یہ قول تملیک ہے مخاطبہ کے حق میں اور توکیل ہے اسکی سوت کے حق میں کذا فی الجوزہ و زوجہ کو طلاق دلائی مخاطبہ سے رجوع کرنا درست نہیں اور اسکی سوت کے طلاق دلائی جو رجوع درست ہے اور مخاطبہ کی تخیل مقتدا مجلس سے بخلاف اسکی سوت

تفویض و توکیل و پرسالہ اور ایقاع غیر کی تین قسمیں ہیں ایک تفویض یعنی غیر کو طلاق کا مالک کر دینا دوسری توکیل یعنی دوسرے کو طلاق کا وکیل کرنا تیسری قسم رسالت یعنی غیر سے طلاق کو کلامی فریق تفویض اور توکیل میں حصہ ہے کہ جسکو تفویض ہو وہ اپنی ذات کی واسطہ عمل کرتا ہے اور توکیل میں وکیل ہوتا ہے غیر کی واسطہ عمل کرتا ہے اور رسالت تو محض نخل اور سفارت سے عبارت ہے والفاظ التفویض ثلثہ تخیل و امر بید و مستثنیۃ اور الفاء تفویض کے تین ہیں ایک تخیل دوسرا امر بالید تیسرا مشیت قال لھا اختاری او امر لک بیدک یعنی تفویض الطلاق لا یتما کتایۃ فلا یغاکر ان بلا نبیۃ او یطلق نفسک فلھا ان تطلق فی مجلس علیہا بدہ و مشافہۃ او اجماراً اگر کما زوج نے زوجہ سے کہ اختیار کر لے یا یون کما کہ تیرا امیر سے ہاتھ میں نہ نیت کی ان دونوں فہم میں طلاق پر کر نیکی اس واسطہ کہ یہ وہ لفظ کما یہ طلاق میں تو طلاق واقع ہو زمین بدون نیت کی عمل کریں گے یا زوج نے یون کما کہ طلاق دے لے اپنی ذات کو تو ان تینوں صورتوں میں زوجہ کو اختیار ہے کہ اپنی ذات کو طلاق دے دیو کہ علم تفویض کی مجلس میں یعنی مجلس عورت کو تفویض طلاق کا حال معلوم ہو اور میں تک اسکو اختیار حاصل ہو خواہ بالمشافہۃ زوجہ سے اسکا علم ہو اور خواہ وکیل یا رسول سے خبر پہنچے ہو یا زوجہ کا خط آیا ہو وراثت لھا یوماً او اکتد مالہ توفیقہ و یغنی الوقت قبل علیہا مجلس تک عورت کو اختیار حاصل ہے اگر یہ مجلس دراز ہو گئی ہو ایک دن تک یا زیادہ مجلس طویل میں ان تک اختیار جب تک زوج نے تفویض کا وقت نہیں ٹھہرایا اور حال یہ ہے کہ وقت میں گزر گیا قبل علم زوجہ کے یعنی مثلاً زوج نے کہا تمہارے زوجہ کو مجھ تک اختیار ہے ہر زوجہ کو خبر ہوئی بعد عروبہ اناب مجھ سے کہ تو تفویض باطل ہو گئی مالم یفعل تبدل مجلس بالحقیقۃ او حکماً بان تعمل ما یقطعہ مما یدل علی اصرارہ لانہ تملیک فیتوقف علی قبولہا فی المجلس لا توکیل فلم یصح رجوعہ زوجہ کو اختیار باقی ہے جب تک مجلس سلم سوزا و شو اس واسطہ کہ اوٹھن میں اسکی مجلس کا تبدیل ہو حقیقت میں یا تبدیل مجلس نکاح ہو اس طرح پر کہ وہ کام کر لے جو قاطع ہے اختیار اس قسم سے جو بدالت کی بلوغت اتی اور روگردانی پر اس واسطہ کہ تفویض تملیک ہو تو موقوف رہی عورت کی قبول پر مجلس میں تفویض توکیل نہیں بلکہ تملیک ہے تو زوج کو تفویض سے رجوع کرنا صحیح نہیں حتیٰ لو خیرھا فخر حلف ان لا یطلقھا فطلقت لہم یحکمت فی الاصحہ تفویض تملیک ہے بیان کہ اگر زوجہ کو اختیار طلاق کا دیا پر قسم کھائی کہ میں اسکو طلاق نہ دنگا پر عورت نے خود طلاق دے لی تو زوجہ حائضہ نہ تو اس میں اس واسطہ کہ طلاق دینے والی عورت ہوئی نہ زوجہ اور اگر تفویض تملیک ہوئی بلکہ توکیل ہوئی تو عورت کی طلاق سے زوجہ حائضہ ہوتا اس واسطہ کہ وکیل کا فعل بے نیہ ہو کل کا فعل ہوتا ہے اور اگر زوج بعد حلف سے زوجہ کو مختار کر گیا تو بالاتفاق حائضہ ہوگا شرم کو مناسب تھا کہ حتیٰ لو خیرا کنت اس واسطہ کہ یہ مسئلہ ہی مستفہم ہے تملیک تفویض پر کذا فی حاشیۃ المدنی لا تطلق بعدہ ای المجلس الا اذا زاد علی قولہ طلقی نفسک و احوالہ فی شئت او متی شئت و اذا شئت لم یثبت بالجلس لا یثبت بالجلس نہ طلاق دیکھ کی عورت بعد مجلس سلم کے گرا دسوت کہ زیادہ کرے اپنی قول طلقی نفسک اور اسکو مثال پر لفظ متی شئت کا یا متی شئت کا یا لفظ لا شئت کا یا اذا شئت کا تو اسکو زیادہ کر لے سے اختیار عورت کا مجلس علم تک مفید نہ ہوگا بلکہ ہر وقت اسکو اختیار باقی رہیگا اس واسطہ کہ قول زوجہ کا یون ترجمہ ہو کہ تو اپنی ذات کو طلاق دے واجب تھا کہ یہ بصورت تو ارادہ کرے و لا یصح رجوعہ لہا مگر اور نہیں صحیح ہے رجوع کرنا زوجہ کا اس سبب جو مذکور ہو چکا یعنی تفویض تملیک ہے نہ توکیل جو بطل جانا درست ہوتا و احوال طلقی نفسک او قولہ لا تجب علی طلق امرائی فیصح و یثبت بالجلس لانہ توکیل یخص اور اس قول میں کہ طلقی نفسک یعنی طلاق دی اپنی سوت کو یا اس قول میں جو اجنبی سے کہا کہ تو طلاق دے میری عورت کو صحیح ہے رجوع کرنا اس قول سے اور یہ تخیل مقتدا دوسری مجلس میں نہیں اگر اس میں قول محض توکیل ہے مطلق تملیک نہیں اس واسطہ کہ اس میں عمل غیر کی واسطہ کرتا ہے نہ اپنی واسطہ بخلاف مسئلہ سابقہ کے پر جب توکیل ہوئی تو رجوع کرنا درست ہے اور توکیل میں مجلس کی قید نہیں و فی طلقی نفسک و خیرک کان تملیکاً فی حقہا تو کیلا فی حقہا جو امرہ اور اس قول میں کہ طلاق دی اپنی ذات کو اور اپنی سوت کو تو یہ قول تملیک ہے مخاطبہ کے حق میں اور توکیل ہے اسکی سوت کے حق میں کذا فی الجوزہ و زوجہ کو طلاق دلائی مخاطبہ سے رجوع کرنا درست نہیں اور اسکی سوت کے طلاق دلائی جو رجوع درست ہے اور مخاطبہ کی تخیل مقتدا مجلس سے بخلاف اسکی سوت

کے علاوہ اعلیٰ بالمشیت فیصیر تمکیناً لا توکیل الا توکیل من رجوع کرنا درست ہو کر جب کہ زوج نے طلاق کو مشیت تکمیل سے معلق کیا تو رجوع  
 میں توکیل تمکین ہو جائیگی توکیل نہ باقی رہیگی یعنی اپنی نوبت سے کہہ کہ اگر تراجعی چاہو تو اپنی سوت کو طلاق دی تو اب رجوع کرنا تو جو کہ اس قول سے  
 جائز نہیں کیونکہ یہ توکیل نہ ہی بلکہ تمکین ہو گئی اس واسطے کہ وکیل سے فعل مطلوب ہوتا ہو وکیل کا دل چاہو یا نہ چاہو اور جب اس کی خواہش اور رجوع پر  
 رکھا تو اس کو مالک کر دیا اس واسطے کہ اپنی خواہش کے موافق تصرف کرنا یہ صفت مالک کی نہ وکیل کی اس قول سے روکیا نہ یہ زکر کذا فی حاشیہ  
 والفرق بینہما فی خمسة احکام فعلى التکلیف لا یجزم ولا یغفل ولا یبطل بجنون الزوج وبتفقید المجلس لا یقفل فیه نفوذ  
 لجنون وصبی لا یقفل بخلاف التوکیل جبر اور فرق در میان توکیل اور تمکین کے پانچ حکم میں میں تو تمکین میں نہیں رجوع کر سکتا زوج اور  
 جنین میں نہ دل کر سکتا تمکین کو اور باطل نہیں ہوتی تمکین زوج کے دیوانہ ہونے سے اور عقید ہوتی تو تمکین مجلس سے اور نہیں عقید ہوتی ملک کی عقل  
 سے تو صحیح ہو تو فیض طلاق کی دیوانہ کو اور صبی عقل کو بشرطیکہ وہ دو کلام کر سکتی ہوں بخلاف توکیل کے کہ اس میں رجوع کرنا اور وکیل کو معزل  
 کرنا درست ہو اور مول کے جنون سے وکالت باطل ہوتی ہو اور وکالت عقید مجلس نہیں اور وکیل کے عاقل ہونے پر عقیدہ ہونا کذا فی بحر الرائق  
 عزل کے ذکر کر چکی کہ حاجت بنتی ذکر عدم رجوع کافی ہو یعنی جب تمکین سے رجوع کرنا جائز نہ ہو تو معزل کرنا بھی جائز نہ ہو گا کذا فی حاشیہ الطحاوی  
 والحد فی نفوذ وجہ بعد التفویض لو یقیم فہذا لتسویع ابتدا لا یقاع عکس القاعدة فیحفظ بان اگر مغضن الیہ یعنی جس کو طلاق کی  
 تفویض ہوئی مجنون ہو گیا بعد تفویض کے پھر اس کی حالت جنون میں طلاق دی تو یہ طلاق نہ واقع ہوگی تو اس مسئلہ میں مسامحہ اور تسامح ہو ابتدا  
 میں نہ بقا میں بالکس قاعدہ فقہیہ کے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ یتساعج فی البقاء لا یتساعج فی الابد العینی مسامحہ کیا جاتا ہو  
 بقاء امر میں ایسا جو کہ نہیں مسامحہ ہوتا ابتدا امر میں اور اس مسئلہ میں بالکس اس قاعدہ کے ہوا یعنی ابتدا میں مسامحہ ہونا نہ بقا میں یعنی مجنون کو  
 تفویض طلاق درست ہو اور اس کا ایقاع بھی درست اور اگر مغضن الیہ وقت تفویض کے عاقل ہو اور پھر مجنون ہو جائے تو اس کی طلاق درست  
 نہیں اور سب کا یہ ہے کہ جب مجنون کو زوج نے تفویض طلاق کی کی تو اس کا ایقاع طلاق پر باوجود اس کی عقل کے راضی نہ ہو تو گویا طلاق کو جنون  
 زوج پر معلق کیا نہایت اس کے اگر عاقل کو تفویض کی ہو وہ دیوانہ ہو گیا تو یہ تفویض بھی اس کی عقل کے عیناً پر حال نہ عقل بعد جنون کے کافی نہیں  
 وجعل من القائمة وابتداء القاعدة وقعود المتکثرة ودعاء الالب او غیرہ المستثناة بفتح فضع المشاورة ودعاء الشهود للامتناع  
 حل اختیار ما الطلاق اذا لم یکن عندہا من یدعوہم سواء تحت حکم مکلفا او لا فی الاصح خلاصہ اور قاطع مجلس کا نہیں بیٹھا  
 کر تری عورت کا اور تکیہ لگانا بیٹھی کا اور اٹھنا تکیہ لگانا غیر الیک اور بلانا باب کا یا غیر اس کو کسی اور کا باہم صلح کر تکیہ واسطی اور بلانا گواہوں کا گواہ  
 کر تکیہ واسطی اپنی طلاق کے اختیار کرنے پر جب کہ عورت کے نزدیک کوئی اور کا بلا دین والا نہ خواہ اس بلا نے بین عورت اپنی مکان سے مل گئی ہو یا  
 نہ ملی ہو دو فوراً برہن قول اصم میں کذا فی الخلاف معلوم ہوا کہ اگر باپ وغیرہ کو صلح کر تکیہ نہ بلایا ہو تو وہ سب کا دین والا ہو کر عورت خود گواہوں  
 بنائے کو گئی تو مجلس بدل گئی اس کو اختیار نہ باقی رہا کذا فی حاشیہ الطحاوی شارح نے کہا کہ مشورہ بفتح میم وضم شین معجم یعنی مشاورت ہو یعنی  
 باہم صلح کرنا اور مصباح میں تصریح ہے کہ مشورہ میں دولت میں لغت اول کن شین کا اور فہم واول لغت ثانی ضد شین کا اور سکون واول لغت  
 میں جو کہ مشورہ مفعلہ کے وزن پر جو نہ مفعلہ کے کذا فی حاشیہ الحدیث والیقاف داتۃ ہی مراکتبہا لا یقفل المجلس اور مشہرانا اس حوالہ  
 جبر عورت سوا ہو مجلس اختیار کو قطع نہیں کرنا دونوں قاصد او حاکم معاً مکرمہ بطل التکلیف میں لا اختیار اور اگر زوج نے بعد تخیر کے  
 عورت کو مجلس سے ادا نہ کیا یا زبردستی اس سے صحبت کی تو باطل ہو گیا اختیار عورت کا واسطی قاصر ہونے عورت کی اختیار سے یعنی حالت اقامت اور  
 حالت جماع میں عورت ہون کہنہ پر قاصر رہی کہ آخرت نفسی پر جب کہ اس سے کہتا تو اختیار باطل ہو گیا والفرق لکھا کالبدیت وشدیداً ایتہا کمال  
 حتی یتبدل المجلس بحال لکلت ویتبدل بسبب الدابة لا صافیتہ الیہا اور کشتی عورت کے حق میں مانند کو ٹٹری کے ہو اور ملانگی

مجلس عورت  
 کی عورت  
 کی عورت







اور ایک بھی قول مقدم کہ نیت مشروط ہو نہ ذکر نفس کہ فی حاشیہ الدلی و قالہ یقیم فی آخرت الاول الی آخرہ واحدًا بائنہً واختارہ الطحاوی  
 بحکم آخرہ المقتدر فی الحاق القدسی وبہ فاعلم انتہی فصل افاذات قولہما هو المقتدر بہ کون قولہم وبہ تأخذ من الالفاظ  
 المعلومہا علی الاقتران کذا بخط الشرح الثمینی محشی الہامیہ اور ماہرین نے کہا کہ آخرت الاولیٰ میں اور آخرت اسطیٰ اور آخرت الاخرہ  
 میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور طحاوی نے اسکو پسند کیا ہے کہ فی البیہ اور ثابت رکھا ہے اسکو مقدمی نے اور طحاوی قدسی میں ہے کہ اسی روایت کو  
 ہم لیتے ہیں تو طحاوی قدسی کے کلام نے البیہ اسکا فائدہ بخشا کہ صاحبین ہی کا قول مقتدر ہی اسطیہ تھا کا ہون کہ نہ بائن یعنی ہم اسکو کہتے  
 ہیں اور ان الفاظ سے سبب علم ہوا جاتا ہے اور ایسا ہی مرقوم ہے شرف غنی محشی ہامیہ کے مستطرد سے و لوقالک لہما بالاختیار المذکور فی طلقتہ فی  
 او آخرتہ فقہنی بطریقہ او آخرتہ الطلقة الاولیٰ بانث بواحد فی لاصح لہ فی ضیہ بالبائن فلا تملک غیرک اور اگر تورتے  
 کہما تخریر مذکور کے جواب میں کہ طلاق دی میں نے اپنی ذات کو یا اختیار کیا میں نے اپنی ذات کو ایک طلاق کر یا میں نے پہلی طلاق اختیار کی تو ایک  
 طلاق کر یا میں نے جوگی نہ سبب صبح میں اسو اسطی کہ زوج سے طلاق یا تو بعض کی ہے تو عورت مالک نہیں غیر بائن کی یعنی رجعی کو اختیار نہیں کر سکتی اصل  
 بیدار فی طلیقہ واختارہ طلیقہ فاختارہ نفسہا طلاق رجعیہ لفقہیہ الیہا بالکفر والحق للمنفک لہذا اذ اقرت  
 بالصبر صہار رجعیہ کہ عہدہ زوج سے کہتا ہے ۱ مرتبہ کے ہاتھ میں ہے ایک طلاق میں اور اختیار کر ایک طلاق کو سو عورت اپنی ذات کو اختیار کیا  
 تو اسکو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اسو اسطی کہ زوج نے اسکو صریح طلاق سے رجعی طلاق واقع ہوئی ہے نہ بائن اور لفظ  
 کہ حیثیت کا فائدہ دیا ہے جب صریح سے متصل ہوگا تو بائن بھی رجعی ہو جائیگا چنانچہ بالعکس اسکو یعنی جب صریح سے متصل بائن کے ہوگا تو صریح بائن ہو جائیگا  
 چنانچہ ان طلاق بائن میں طلاق بائن ہی واقع ہوگی جبہ جواب سوال مقدم کا یعنی لفظ امر یا نید اور لفظ اختیار کا حیثیت کا مفید ہے یہ طلاق رجعی کی  
 کیا وہ نہ شام سے بے باب دیا کہ جب بائن کے بعد صریح سے متصل ہو جائے تو رجعی ہو جائے اور صریح کے بعد بائن جب متصل ہوگا تو صریح ہوگا قید نفی  
 ومثلہا الداء بخلاف لفظ نفی نفسک او حتی تطلق نفی یا بئنہ فقہیہ کیا معنی ہے مثال مذکور کہ حرف فی اور مثل فی کے تو بھی یہ مفید کیا  
 السبب محال نفی نفسک یا حتی تطلق کے کہ اس میں ایک طلاق بائن ہوتی ہے یعنی امر کہ بیک فی طلیقہ میں جب طلاق ہوتی ہے بسبب انصال صریح کے بائن  
 کے ساتھ اسو اسطی کہ فی اور سبب لفظ ظرفیت کے ہے اور ظرف اور ظرف کا اتصال صریح سے بخلاف امر کہ بیک لفظ نفی کے یعنی تیرا امر ہے  
 ہاتھ میں ہونا کہ تو اپنی ذات کو طلاق دی یا ہون کہ امر کہ بیک حقیقی لفظ نفی یعنی تیرا امر ہے ہاتھ میں ہے طلاق دی ہونکہ کہ اس میں لفظ طلاق کا منفی  
 ہے اسو اسطی کہ عادت اور غایت شو کی تو اسو اسطی کہ بائن سے متصل ہونے پر تو بائن ہی واقع ہوگی کہ فی حاشیہ الدلی فی کما لوجعل  
 امرہا بیدار لو ان فصل نفقۃ الیک فطلق نفسک متی مشئت فلم یفلطعت کان بائنًا لان لفظہ الطلاق لو تکلف فی نفس  
 کا صریح ہے اگر عورت کو طلاق کا اختیار دیا اسطی کہ تیرا امر ہے ہاتھ میں ہے اگر میری طرف سے ہو کہ جو چیز تو طلاق دی لینا اپنی ذات کو جب جائز ہے  
 زوجہ کی طرف سے صریح نہ ہے سو عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی تو یہ طلاق بائن ہوگی اسو اسطی کہ لفظ طلاق کا لفظ امر کی ذات سے متصل نہ تھا پر جب اتصال صریح  
 کا بائن سے ہوا تو بائن طلاق واقع ہوگی ہم نفس الامر سے یہاں واقع مراد نہیں بلکہ لفظ امر کہ بیک مراد ہوئی فاقول فی مسائل الخ  
 ش کہ قال لیل خیرا لانی فلا خیرا لہا لہا خیرا ہا زوج نے کسی سے کہا طلاق کا اختیار دی میری زوجہ کو سو عورت طلاق کو اختیار نہیں کر سکتی کہ  
 وہ مرد عورت اختیار نہ کر اسو اسطی کہ زوج نے ایک امر کا امر کیا تو جب تک وہ مرد اسکو نہ کر گیا زوجہ کا امور نہ حاصل ہوگا کہ فی حاشیہ الدلی فی انما خیر  
 بخلاف اختیار ہا لہا خیرا لانی قرا وہ بہ بخلات اس قول کے کہ اگر زوج نے کسی مرد سے کہا کہ خبر کر دی عورت کو اختیار کی سو عورت قبل از یہ سبب  
 کے طلاق لی تو طلاق واقع ہوگی بسبب قرا کر نے زوج کے اختیار کی یعنی اس قول میں اختیار مقدم ہے خبر پر تو گویا زوج نے خود ثبوت اختیار کا اقرار کیا قال  
 انت طلاق ان مشئت واختاری فقال مشئت واخترت وقم ثبوت زوج نے ہاتھ میں ہے ہاتھ میں ہے کہ تو طلاق ہی اگر تو چاہے اور اختیار کر طلاق کو



اختیار میں اور میری یا محمد بنی سے اور اگر مرد نے خود اختیار کیا تو اس کے کذا فی الخ لا بد ہے احوال مذکورہ اندام کے ہر ایک میں تین طلاق واقع ہوتی ہیں بشرط  
 نیت کے اور اس قول میں کہ اوک بیدار ہو گیا ذکر اس امر اللہ تعالیٰ وہ مجلس بیکت کیوہ طوطی اور اگر ان احوال میں تین طلاق کی نیت ہو گئی تو ایک ہی طلاق واقع  
 ہوگی ولو طلقثی ثلثا فقال نوت واحدہ ولا کلا لا تحلف وتقبل بینہما علی الذل لانه کما حذر اگر امر بایہ وغیرہ میں عورت اپنی ذات  
 کو تین طلاق کر مطلقہ کیا پھر زوج نے کہا کہ میں نے تجھ میں ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی اور حالانکہ دلائل حائل و سوت و جہ و نہیں تو قسم لیا جی زوج شہوتین  
 طلاق کی نیت نہ کرنے پر اور اگر عورت گواہ لاوے گی تو مقبول ہون گئے و سکر گواہ دلائل حائل پر یا و سکر اقرار پر یا نہ یہ محمد بن عبد الرحمن اول باب انکسایات پیش کو  
 ہو چکا و اتحاد المجلس علیہا و ذکر النفس و ما یقوم مقامہا شرط فلو جعل امرہا بیدہا ولم تعلم بذلك و طلقثی نفسها لم یطلق لعدم  
 شرطہ خانیہ اور متحد ہونا مجلس تمیز اور اختیار کا اور دریافت کرنا عورت کا تمیز زوج کو اور مذکورہ نفس یا اس کی قائم مقام کا شرط ہے سو اگر زوج نے  
 لفظ امر بایہ عورت کو اختیار دیا اور اس کو اس کا علم نہ ہوا اور عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی تو عورت پر طلاق نہ ہوگی بسبب پاسی جانی شرط وقوع طلاق  
 کے یعنی علم کے کذا فی الخانیہ و کل لفظ یصلح للإیقاع منه یصلح للجباب منہا و ما لا یصلح للإیقاع منه فلا یصلح للجباب منہا فلو قلت أنا  
 طالق او طلقثی نفسی ثم غلظت غلیظا فقلت لا ان المرأۃ توصف بالطلاق دون الرجل اختیار اور جو لفظ کہ لیاقت رکھتا ہے ایقاع  
 کی جانب زوج سو ہی قیادت رکھتا ہے جو اس کی جانب زوج سو و ایقاع کی لیاقت نہیں رکھتا جانب زوج سو و عورت کی لیاقت نہیں رکھتا تو اگر عورت نے کہا کہ میں طلاق  
 ہوں یا یون کہا کہ میں نے اپنی ذات کو طلاق دی تو واقع ہوگی اسو اسکو کہ دو لفظ ایقاع طلاق کے لائق ہیں جانب زوج سو بخلاف ایسے قول کے کہ عورت مرد کے  
 کہ میں نے تجھ کو طلاق دی جہیدہ لفظ ایقاع زوج کے لائق ہے لیکن عورت کے جواب کے لائق نہیں اسو اسکو کہ عورت موصوف ہوتی ہے وقوع طلاق کر نہ مرد کذا فی الخانیہ  
 یعنی عورت پر طلاق واقع ہوتی ہے نہ مرد پر لفظ الاختیار خاصۃً فانہ لیس من ألفاظ الطلاق ویصلح لجلاب منہا بایم مگر لفظ اختیار کا خاص کر  
 اسو اسکو کہ لفظ اختیار طلاق واقع کر سکی الفاظ سو نہیں اور حالانکہ جواب کے لائق ہے عورت کی طرف سو کذا فی البدائع لکن یرید علیہ حکمہ بقولہا وقول  
 ایہا کما صرف قدس لیکن اعتراض وارد ہوتا ہے مصنف کے حصہ کرنے پر جواب میں ہو گیا عورت کے قبول کرنے اور اس کے اپنے قبول کر میں چنانچہ اسی باب میں غرضت کہ  
 ہو چکا سو اسکو غور کر لینی مصنف نے دعویٰ کیا کہ سو اس لفظ اختیار کے جو لفظ صالح ہے ایقاع کا مہی صالح ہے جواب کا اور حالانکہ قبول کرنا زوجہ اور سو اسکو صالح ہے  
 صالح ہے اور ایقاع کا صالح نہیں اور جو اب مصنف کی طرف سے یون ہو سکتا ہے کہ قبول کا جواب نہ ہوتا بقدر طلاق کے یہ یعنی گویا عورت یون کہتی ہے کہ میں نے طلاق  
 قبول کی اور طلاق کا لفظ ایقاع اور جواب و نو کے لائق ہے کذا فی حاشیۃ الدینی و فی قولہا فی جوابہ طلقثی نفسی واحداً واختصت نفسی  
 بتطریقۃ بانث بواحدة لہما ان المعتمد تفویض الزوج لا یقاع عھا اور یون عورت کے کہنے میں مرد جواب امر بایہ میں کہ میں نے اپنی ذات کو طلاق کیا  
 ایک طلاق کر یا یون کہا کہ میں نے اپنی ذات کو پسند کیا ایک طلاق کر تو عورت بائن ہوگی ایک طلاق کر اسو اسکو کہ مذکور ہو چکا کہ متبر بان یا جمعی ہونے میں تفویض زوج  
 کی ہے نہ ایقاع عورت کا یعنی جہیدہ عورت کے جواب میں لفظ طلاق ہی اور لفظ طلاق سے جمعی واقع ہوتی ہے نہ بائن لیکن چونکہ زوج نے لفظ امر بایہ بان کی تفویض  
 کی تو اسکی تفویض کا اعتبار ہو گا نہ عورت کے جواب کا وجہ کہ مرد میں طلاق کا اختیار عورت کو دیا تو ایک طلاق کا بھی اسکو اختیار ہو گا ولا یدخل اللیل  
 فی قولہ امرک بیدک الیوم و بعد غد لا لہما تملیکان اور نہ داخل ہوگی رات مرد کے اس قول میں کہ تیرا امتری ہوتا ہے میں ہی آج اور کل کے بعد یعنی  
 پرسوں رات اسو اسکو داخل نہیں کہ اس قول میں دو تملیکین میں جدا جدا فان ردت الاخری یومہا بطل الاخری ذلک الیوم فكان امرہا بیدہا بعد غد  
 ولو طلقثی لیلاً لا یصح ولا یطلق الاخری سو اگر مثال مذکور میں رد کیا عورت اختیار آج کا تو باطل ہو گا اختیار اسی دن کا تو اسکا اختیار باقی ہو گا پھر  
 اور اگر عورت طلاق دی رات کو تو صحیح ہوگی اسو اسکو کہ رات اس تمیز میں داخل نہیں اور طلاق نہ دیگی عورت مگر ایک یا بعض جہیدہ و تملیکین میں بیان جدا جدا  
 لیکن ایک طلاق کے سوا دو طلاق نہیں دیکھتی کذا فی حاشیۃ الحبی و یدخل اللیل فی امرک بیدک الیوم و غدا وان ردتہ فی یومہا لیس فی الغد  
 لانه تفویض واحد اور داخل ہوا رات اس قول میں کہ تیرا امتری ہوتا ہے میں ہی آج اور کل اور اگر عورت دو گئی تفویض کذا جہ تو باقی نہ ہو گا اختیار کل کے نہیں



کہ زوج نے اسکو بلا قصد یا تولیق ہیہ سے کہ مقبول ہوں چہ نہ نفی پر گواہ مقبول نہیں لیکن شرط منفی پر مقبول میں طلب اودیا ہوا ملاقات اذکر یہ کہ یہاں  
ما تریضی متی افعیل جائزید فیخرجہ فطلقہا ابوہا لم یطلق ان لم یؤد الزواج النقصان والقول له فیہ خلاصہ عورت کے دائرہ میں عورت  
کی طلاق طلب کی سوز زوج نے اسکو اپنے کہہ کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہو کہ جو تیرا جی چاہے اور یہ کہ لکڑی زوج باہر نکلا ہو عورت کے اپنے اسکو طلاق دی تو عورت کو طلاق  
نہوگی اگر زوج نے اس قول سے تنویض طلاق کا ارادہ کیا اور زوج ہی کا قول اس میں خیر ہو گا کہ ان فی الخلاصہ لا یدخل نکاحہ الغضول علیہ لم یفعل ان یخلت  
امراة فی نکاحی نہ داخل ہو گا نکاح فضولی کا جب تک زوج ہوں نہ کہ کہ اگر داخل ہو عورت سے نکاح میں یعنی زوجہ سے زوج نے کہا کہ اگر میں تمہارے دوسری عورت  
سے نکاح کروں تو اسکی طلاق تیرے اختیار میں ہے ہر ایک عورت داخل ہوگی اسکو نکاح میں فضولی کے نکاح کر دینے سے اور زوج نے فضولی کے نکاح کو جائز رکھا تو  
زوجہ اولی اسکی طلاق کی مالک نہوگی اسوسلہ کہ زوج نے اس عورت سے خود نکاح نہیں کیا بلکہ دوسرے شخص نے اسکا نکاح کر دیا اور اسنی اسکو جائز رکھا  
اور اسلہ اگر وکیل نے نکاح کر دیا کہ ان فی حاشیۃ المدنی جعل امرہا باین رجلین فطلقہا احدہما لم یقیم زوج نے طلاق عورت کی دوسرے شخص کو تنویض کی  
پہر اور نہیں سے ایک شخص نے طلاق عورت کو دی تو طلاق نہ واقع ہوگی اسوسلہ کہ ایک کو فقط اختیار نہ تھا **فصل فی المشتیہ فیہ فصل فی المشتیہ**  
میں یعنی وہ مسائل نہیں طلاق عورت کی خواہش پر زوج نے رکھی لیکن اول معتقد نے مسئلہ طلقی نفسک کا مقدم کیا مسائل مشتت پر قال لہا اطلقک نفسک  
ولم یؤد الزواج واحدہ او مشتتین فی الحکمۃ فطلقک وفعت رجعیہ وان طلقک ثلاثا وتواہ وقعن قید خطبہا لانه لو قال طلقک اثنی عشر  
مشتت لم یدخل تحت عموم خطبہ کما زوج نے زوجہ سے طلاق دی اپنی ذات کو اور کہ نیت کی یا ایک طلاق کی نیت کی یا دو طلاق کی نیت کی جو وہ میں  
زوجہ نے اپنی ذات کو طلاق دی خواہ ایک بار خواہ دو بار خواہ تین بار اور بھیہ تینوں صورتیں عدم نیت کے ساتھ ہوں یا ایک طلاق کی نیت کے ساتھ ہو یا  
دو طلاق کی نیت کے ساتھ ہو تو ان سب صورتوں میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت نے تین بار طلاق دی اور حالانکہ مرد نے نیت بھی تین کی کی تھی  
تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہوگی مگر مصلحت نے طلقی نفسک کو عورت کے خطاب سے معنی کیا اسوسلہ کہ اگر یوں کہتا کہ تو طلاق دی میری عورت تو تین سے جس عورت کو  
کہ تو بانی قوتی طبع اس عموم خطاب میں نہ داخل ہوتی لہذا یہ تین مقام کے مخاطبہ اس صورت میں خود اپنی ذات کو طلاق نہ دی سکتی بلقیلہ فی جوابہ ابنت  
طلقک رجعیہ ان احببک لانه کنا ینہ اور زوج کے جواب میں یعنی طلقی نفسک کے جواب میں عورت کا یوں کہنا کہ میں نے اپنی ذات کو طلاق بائن ہی ایک  
طلاق جمعی اور سپر واقع ہوگی اگر زوج نے اسکو جائز رکھا اسوسلہ کہ ابنت لغرضی کہ یہ ہو اور کہنا یہ محتاج ہوتا ہے نیت کا ہم زوج نے طلاق جمعی کو مومن کیا اور  
زوجہ نے طلاق بائن دی تو اصل طلاق میں دو نوکلام موافق ہوئے وصف بیعت زوجہ نے زیادہ کیا تھا اسونو مو گیا اور بھیہ جوشہ نے اجازت زوج کی شرط لگائی  
اور بسبب کہنا یہ ہوئی کہ احتیاج نیت کی طرف اشارہ کیا اسوسلہ کہ کچھ حاجت تھی اسوسلہ کہ طلاق کا حکم کرنا صاف دلیل ہے کہ زوج نے طلاق کی نیت کی تو ایک حاجت  
رہی اجازت اور نیت کی کذا فی حاشیۃ الطحاوی والمدنی لا باختر فی نسیج ان احببک لانه لا اختیار لیس بصریح ولا کلامیہ اور نہ واقع ہوگی طلاق  
عورت کے اس قول سے کہ میں نے اپنی ذات کو اختیار کیا اگرچہ زوج اسکو جائز نہ کہو اسوسلہ کہ فقط اختیار نہ طلاق صریح میں داخل ہے کہنا میں اور لفظ اختیار سے  
ایقام طلاق نہیں ہوتا تو جواب بھی ہو گا چنانچہ سابق مذکور ہو گیا ولا ینکال الزوج الرجوع عنہ ای عن النقصان بانواعہ الثلاثہ لصافیہ من  
التعلیق اور ایک نہیں زوج میں تو قسم کی تنویض سے رجوع کو یکا خواہ تنویض لفظ تحریر ہو خواہ لفظ امر یا لید ہو خواہ یوں ہو کہ طلقی نفسک رجوع کا اختیار  
اسوسلہ نہیں کہ تنویض میں تعلیق کے معنی پائے جاتے ہیں اور تعلیق میں رجوع کا اختیار نہیں تو تنویض میں بھی نہیں وثقید بالمجلس لانه تملیک لا  
اذا انزلت متی مشتت وحقہ مما یقید عموم الوقت فطلق مطلقا اور او تعلیق کا مقید ہے مجلس سلم سو اسوسلہ کہ نیک ہو کہ جب کہ زوج نے  
متی مشتت اور انہ اسکو جو عموم وقت کا مقید ہو زیادہ کیا تو عورت مطلقہ ہوگی مطلقا یعنی ہر وقت طلاق دیکر کی یعنی جب زوج سے کہہ کہ طلقی نفسک متی  
اور انشتت تو مجلس اور غیر مجلس ہر وقت عورت کو اختیار ہو لو قال لرجل ذلک او قال لہا اطلقک لیس فیہ رجوع لا یقید کل ذلک الرجوع  
الا اذا زاد وکلمہ اخر لثلاث فانت وکیل اور اگر کہا زوج نے کسی در سلسلہ کلام کو یعنی اپنی زوجہ کی تعلیق کو یا کہنا زوجہ سے طلاق دی اپنی سوت کو تو نہیں



مستند مجلس ہوگا اور اسکو مجلس اور بعد مجلس کے طلاق دینے کا اختیار ہوگا۔ یہ سب کچھ کلام خالص توکیل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ جب تک توکیل جوی تو زوج کو جو عذر کرنا بھی درست ہے اور سب سے زیادہ اہم وجوہ لازم کر مہریت کے زوج نے اور طلاق کے ساتھ انصاف سے زیادہ کیا کہ مہر وقت کے میں محکم معزول کر دن سو تو میر توکیل کو اب زوج وکیل کو معزول نہیں کر سکتا۔ ہم جو اراکان میں اس وکالت عالیہ کی تفسیر یوں بتلائی کہ یوں کہ میں نے جو کچھ جمع وکالات سے معزول کیا کہ ان فی حاشیۃ المدنی ہا اذ اذ ان مشیت فیتقید لہ ولا یجمع لصدیق رتبہ تعلق کا توکیل مفید مجلس نہیں جوی کر جب تک توکیل میں زوج نے ان مشیت کا لفظ زیادہ کیا یعنی کہ توکیل طلاق تو میری زوجہ کو اگر تیرے ہی جائے تو اس وقت میں مفید مجلس ہوگا اور زوج رجوع کر سکتا ہے۔ سبب ہوگا توکیل کے تعلق یعنی جب تک کی خواہش تو فیوض زوجی تو وکالت مطابق رہی اس سبب کہ وکالت میں خواہش باہر ہو جس کو وکیل کو دخل نہیں دینی الخانیۃ طائفتان شاعت لہ تصویر کچھ کلام تشافاذا اشارت فی مجلس علیہ لطلقتا فی علیہ لا غیر والو کلا عندہ غافلوت اور غایت میں ہو کہ اگر وہ سے زوج نے کہا کہ طلاق دے زوجہ کو اگر وہ چاہے تو وہ مرد وکیل ہوگا۔ جب تک عورت طلاق کی خواہش کرے گی بہر جب عورت طلاق کی خواہش کرے گی اپنی مجلس میں تو وکیل طلاق دے گا اپنی مجلس میں نہ غیر اس مجلس میں اس سبب کہ مشیت عورت کی منہ سے جو مجلس پر تو سبب وکالت اسکی مشیت کی بھی مجلس پر منحصر ہوگی اور وکیل اس مسئلہ سے غافل میں یعنی وکالت طلاق نہیں جانتی کہ ایقان طلاق مشیت کی مجلس تک مفید تو میرے مسئلہ مستثنیٰ ہے اور اس قاعدہ کے وکالت مجلس کی مفید نہیں کہ ان فی حاشیۃ المدنی والی طلاق وکالات عن النہی قال لہا طلقی نفسک ثلثا وشتین فطلقت واحدة وقعت لہ بعض ما فوق حصہ وکذا لو کیل لہ لم یقل بالف کہ زوج نے زوجہ سے کہ طلاق دے اپنی ذات کو تین بار یا دہر پر زوجہ نے اپنی ذات کو ایک بار طلاق دی تو یہ ایک طلاق واقع ہوگی اس سبب کہ ایک طلاق بعض تو فیوض زوج کی یعنی جب تک کہ اختیار ہو تو بعض کا بھی ہوگا اور سبب یہ کہ وکیل کا حکم جو جب تک زوج یوں نہ کہ جو کہ عورت ہزار کے یعنی وکیل کو تین طلاق کا اختیار دیا اور وکیل نے ایک طلاق واقع کی تو واقع ہوگی اور اگر وکیل نے تین یا یوں کہا کہ زوجہ کو تین طلاق دے تو جس ہزار درم کے مثلاً تین صورت میں اگر وکیل ایک طلاق واقع کر گیا تو نہ واقع ہوگی لا یتقم شیء فی عکسہ وکالات واحدہ نہ واقع ہوگی کوئی طلاق اسکو مجلس میں یعنی اگر یوں کہا کہ ایک طلاق دی اپنی ذات کو سو عورتیں کیا گی تین طلاق دیں تو کوئی خلاف واقع ہوگی امام عظیم کے نزدیک اور صاحبین نے کہا کہ ایک طلاق واقع ہوگی طلقی نفسک ثلثا ان شئت فطلقت واحدة وکذا علیک لہ لا یتقم فیہا لاشترط الموافقۃ لفظاً لہا تعدلین لثانیۃ امر ہا بعشر فطلقت ثلثا او بواحدۃ فطلقت نصفاً لو بقع کما روئے کہ طلاق دے اپنی ذات کو تین طلاق اگر تو چاہے سو طلاق دی عورت نے اپنی ذات کو ایک طلاق اور سبب یہ کہ بالکلیں عینی طلاق دی اپنی ذات کو ایک طلاق کر سو عورتیں تین طلاق واقع کیں تو ان دونوں صورتوں میں طلاق نہ واقع ہوگی بواحد شرط ہوئے مہریت لفظی کے اس سبب کہ غایت کے بالکلیں میں ہو کہ اگر کیا زوج نے زوجہ کو دس طلاق کا سبب یہ کہ اپنی ذات کو دس طلاق دی اگر تو چاہے ہر عورت تین طلاق واقع کیں یا امر کیا تھا ایک طلاق کا سو دس سو نصف طلاق واقع کی تو دونوں صورتوں میں طلاق نہ واقع ہوگی سبب یہ کہ لفظ لفظی کے اس مسئلہ میں دونوں مہریت لفظی کے مہریت معنوی کا فی نہیں بخلاف مسئلہ سابقہ کے جس میں مشیت پر تعلیق نہیں امر ہا باین اور فی فعلکست فی الحوائج فہر ما ارا فیہ بہ یلغو وصفہا ولا اصل ان المخالفۃ فی الوصف لا تبطل بخلاف لا اصل وکذا اذا لم یکن معلقاً بمشیتہا فان علقہ بمشیتہا فعلکست لہ یقیم نسیج لہا ما انت بمشیتہا ما فوق حصہ الیہا خانیۃ عی امر کیا مرد نے عورت کو طلاق باین کا جاری کا سو عورت جواب میں بالکلیں کہا یعنی پہلی صورت میں طلاق جمعی اور دوسری صورت میں طلاق باین واقع کی تو وہی طلاق واقع ہوگی جس کا زوج نے امر کیا ہے کہ اصل طلاق حاصل ہو ساتھ زیادتی وصف کے یعنی جمعی ہونا یا باین ہونا اصل قائم رہے گی اور وصف لغو ہو جائیگا اور قاعدہ کلیہ ان مسائل کا یہ ہے کہ مخالفت جواب کی تغویض ہے اگر وصف میں جو تو بھیہ مخالفت جواب کو باطل نہیں کرتی بلکہ وصف باطل ہوتا ہے چنانچہ باین اور جمعی کی مخالفت بخلاف مخالفت اصل کہ اس میں جواب ہی باطل ہوتا ہے چنانچہ امام کے نزدیک ایک طلاق کی تغویض میں تین طلاق واقع کرنا اور یہ وصف کا لغو ہونا اور بہر جب تغویض زوج کے واقع ہونا اس وقت ہی جب کہ طلاق معلق نہ ہو لہذا عورت کی مشیت پر مرد نے طلاق کو معلق کیا اور عورت نے جواب بالکلیں کہا تو کچھ نہ واقع ہوگا اس سبب کہ عورت نے لائی اور امر کر جو اسکی مشیت پر منحصر ہے لہذا کہ ان فی النہی تعلق لہا انت طالق ان شئت فطلقت ثلثا ان شئت فطلقت

نشئت یعنی الطلاق اذ قالت نشئت ان کذا لم یعد کذا ان شاء ربی اور ان جاء الليل وھي في النهار بطل الامر لفعل الشئ بها  
 محمد بن کرم طالق جو اگر تو جاہی عورت تھا مرد سے کہ میں نے چاہا اگر تو نے چاہا سو مرد کو کہا کہ میں چاہا اور اس قول سے طلاق کی نیت کی یا عورت جواب میں یوں کہہ کر کہ میں نے  
 چاہا اگر ایسا امر ہو یعنی امر معدوم پہ تعلیق کی مراد امر معدوم وہ امر ہے جو ممکن الوجود ہو لیکن ہنوز موجود نہیں مثلاً یوں کہہ کر عورت کہ میں نے چاہا اگر میری بیٹی چاہا یا  
 یوں کہہ کر کہ میں نے چاہا اگر رات آویں اور حالانکہ عورت وقت تکلم کے نہیں ہو تو ان دونوں میں تو نہیں بطل ہوگا امر یعنی طلاق جو حلقہ جمع عورت کی نشئت پر وہ بطل ہوگی  
 بسبب یا جو جائے شرط کے اسو اسکو کہ شرط زوج کی مطلق نشئت تھی باقیہ اور عورت نے اپنی نشئت کو معلق اور مقید کر دیا تو تعینت میں شرط نہ رہی لہذا ان کا نشئت  
 ان کے امر قدر مضی ارادہ بالماضی الحقیق وجود کا کائنات کا کائنات فی الدار وھو فیہا واد کان هذا لیلادھی فیہ مثلا لطف لکھنے کا یہ نیکو اور اگر  
 تفویض نہ کر کے جواب میں عورت کہہ کر کہ میں نے چاہا اگر ایسا ہو یعنی معلق کیا امر ماضی پر امر ماضی سے کہہ کر امر جو ثابت الوجود ہو چنانچہ عورت کہہ کر کہ میں نے چاہا اگر میرا بپ  
 کر میں ہو اور حالانکہ اسکا باب گھر میں موجود ہے یا یوں کہہ کر کہ میں نے چاہا اگر میری عورت وقت رات ہی اور حالانکہ عورت اس وقت رات ہی میں تھی مثلاً تو عورت مطلق ہوگی  
 اور عورت اسو اسکو کہ تعلیق امرات الوجود پر تعینت تعلیق نہیں بلکہ تنجیز ہے قال لھا انت طالق مٹی نشئت اور مٹی نشئت اور اذ امشیت او اذا ماشیت  
 فو کنت لامر لا یرد ولا یقید بالجلین لا تطلق نفسها الا واحدة لا تھلک لعم لا تھلک لان لا افعال فمطلق التطلاق فی کل زمان لا تطیق باعہ  
 تطیق کہہ کر عورت کہ تو طالق ہے جب کہ تو جاہی ہو یہ عموم زمانی خواہ بلفظ مٹی نشئت کر لیا یا نشئت امشیت یا فو کنت لعم لفظ سو بیان کیا یہ عورت نے کر کیا امر کو یعنی کہ میں طلاق  
 نہیں جانتی تو اس در کر یہ عورت کا اختیار نہ ہوگا اور مقید ہوگا نہ تنجیز نشئت کا مجلس مسلم بر اور نہ طلاق دیکھی گئی عورت اگر ایک مطلق اسو اسکو کہ یہ الفاظ  
 جب زمانوں کو شامل میں نہ افعال کو تو عورت مالک ہونگی طلاق کہ زمانہ میں اور مالک نہ ہوگی دوسری تطیق کی بعد تطیق اول کے بسبب عموم افعال کے ولہذا نفر  
 الثالث فی کلما نشئت ولا تجتمع ولا یثبت لھا لعموم الافراد اور عورت کو اختیار ہے کہ طلاق کو علیہ وعلیہ لیسنا کلما نشئت میں یعنی مرد کو کہ تو طالق ہے  
 برابر کہ تو جاہی سو عورت ایک مجلس میں کہہ کر کہ میں نے اپنی ذات کی طلاق یا جاہی پر دوسری مجلس میں یوں ہی کہہ کر تیسری مجلس میں یوں ہی کہہ کر تو درست ہے و لیکن  
 یہ طلاق کو ایک مجلس میں جمع کر سیکر اور نہ دو طلاق کو اسو اسکو کہ کما کالفظ موضوع ہے اسو اسکو موم افراد کے تو اس میں جمع اور تنفیذ کا ارادہ صحیح نہیں ولو طلق  
 بعد زوج اخر لا یقع ان کانت طلقت نفسها ثلثا متفرقة والا فلا نفقہا بعد زوج اخر وھی مسئلۃ الھام الا تبتہ اور اگر طلاق واقع کی  
 عورت نے بعد دوسرے زوج کے تو طلاق نہ واقع ہوگی اگر اپنی ذات کو تین متفرق طلاق دی چکی ہوگی یعنی اگر زینہ نے سنا حیدرہ کہہ کر کہ انت طالق کلما نشئت سو اسنو  
 میں طلاق متفرق اپنے نفس پر ذات کہیں اور اسنو خالد سو نکاح کیا پر خانیہ اسکو طلاق دی پر حیدرہ نے زینہ سو نکاح کیا اور اپنی ذات پر طلاق واقع کی تو یہ طلاق  
 ثانی نہ واقع ہوگی اسو اسکو کہ تین طلاق کی اول ملک تھی تو اس ملک ثانی تنجیز کو شامل نہ ہوگی اور اگر حیدرہ نے اپنی ذات پر مطلق طلاق نہ واقع کی تھی یا  
 تین طلاق ایک مجلس میں کر چکی تھی یا ایک ایک ہی طلاق یا دو طلاق ایک مجلس میں واقع ہو چکی تھی تو حیدرہ کو تین متفرق طلاق واقع کر لیا اختیار ہے بعد دوسرے  
 زوج کے اور اسکا مسئلہ الھام موم جو جواب تعلیق اور اب الرعۃ ین ادیکما انت طالق حیث نشئت او ایک نشئت لا تطلق الا اذا شاءت فی  
 المجلس ان قامت من مجلسہا قبل ان یثبتہا لامشیت لھا لا تقعا للمکان لا تعلق للطلاق بہ فجعل الھام ان لا یثبتہا لامشیت  
 کما زوج نے انت طالق حیث نشئت یعنی تو طالق ہے جہاں تو جاہی یا یوں کہہ کر کہ انت طالق این نشئت یعنی تو طالق ہے جس جگہ تو جاہی تو عورت طلاق مذکور کی اگر  
 جب کہ جاہی مجلس مسلم میں اور اگر اوٹھ کھڑی ہوگی اپنی مجلس سے قبل مشیت کے تو اب اسکی خواہش کا کچھ اعتبار نہ ہوگا اسو اسکو کہ حیث اور این موضوع  
 میں دوسری مکان کے اور حالانکہ طلاق کو کچھ تعلیق نہیں مکان سے تو مکان کا وجود اور عدم بہ نسبت طلاق کے برابر ہے تو اسو اسکو کہ حیث اور این باعتبار جہاں  
 یعنی ان شرط کے قرار دی گئے اسو اسکو کہ ان شرط پر اصل جواب تعلیق میں علاقہ مجاز کا یہ کہ خوف اور شرط میں مناسبت اسو اسکو کہ نظرون دون طرف کے  
 نہیں ہوتا جیسے کہ مشروطہ دون شرط کے نہیں ہوتا کہ انی عاشیۃ الدنی والمطلوۃ وفو کنت نشئت یقع فی الحال رجعیۃ اور انت طالق کیف نشئت  
 میں یعنی تو طالق ہے جس طرح کہ تو جاہی جو ایک طلاق رجعی فی الحال واقع ہوگی یعنی قبل نشئت عورت کے طلاق رجعی ہوگی امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک یہ







فقہی اس پر دنیا بچا ہو کھدانی الہیہ ازیمہ شیخ الاسلام مفتی ابوسعید خدائی مدظلہ فرماتے ہیں کہ وقت ضرورت کے لیے وقت پر عمل کر کے طواری کے کیا اسکا  
علم کو فقہی مذہب سے ناکہ جابلوگ ہم مذہب پر راہ بنادین اور جو اراکین میں بڑا ہی سیاق و سباق ہے کہ سب سے زمانہ میں نسخہ میں سو نکاح فعلی بشرطی طرح کہ کسی  
پاس جائی اور باقی میں کما کر کے اپنی مستیام طرف نکاح فضولی کے بیان کر کے سو عالم اسکا حکم عرصے کر دی اور یہ شخص اجازت فعلی سے نکاح کو صحیح کر دی  
تو اس تبریر سے کام بھی چو گیا اور عانت بھی ہو اگدا فی ماسیئۃ الدینی ونبطل تبخیر التثلیث للشرع والثنائین للامۃ تعلیقہ للتثلیث وادھو کھا اور باطل  
کرتا ہے فی الحال تین طلاق واقع کرنا حرامہ کے حق میں اور دو طلاق لوڑی کے حق میں تین طلاق کی تعلیق کو اور تین سے کتر کو یعنی زوج نے اول تین طلاق یا  
کتر کی تعلیق کی ہر اسکے بعد تین طلاق کو بلا تعلیق کے فی الحال واقع کر دیا تو اولی تعلیق کا کچھ است بار نہ اگر اس طلق سے بعد زوجہ ثانی کے نکاح کر گیا اور بعد  
اسکے شرط تعلیق پائی جائیگی تو طلاق نہ واقع ہوگی الا المضافۃ الی المملک کا حق تبخیر تین طلاق کی مبطول ہے تعلیق کی گراش تعلیق کو جو ملک کی طرف  
مضاف ہو مبطول نہیں چنانچہ سابق میں مذکور ہو چکا مراد تعلیق مضاف ہو تعلیق جو مضاف تھا ہو چنانچہ کما تر جب تک فائیت طالق یعنی حوا کہ میں تبخیر نکاح  
کردن تو طالق ہو تو تبخیر تین طلاق کی اس تعلیق مضاف کی مبطول نہیں ہو سکتی کذا فی ماسیئۃ الدینی طحاوی نے کہا یہ جو شاعر نے کہا کہ یہ سئلہ کر  
ہو چکا سو درست نہیں اسو سہو کہ سابق میں میسے کہیں کر نہیں ہوا الا تبخیر مادہ کھا مبطول تعلیق ثلث کی نہیں تین طلاق سے کتر کی تبخیر احکم ان التعلیق  
یستلزم زوال الحلی لا بزدال المملک دریت کہ تعلیق طلاق کی باطل ہوتی ہے زوال علت سے زوال ملکیت اور علت زائل ہوتی ہے میزنت کبر کو سو یعنی تین  
طلاق حرامہ میں اور دو طلاق سے لوڑی میں ہر جب تین طلاق کے بعد جدائی کامل ہو گئی اور علت باطل ہو گئی تو اب دو طلاق کا عمل باقی نہ رہا تو تعلیق بھی  
باطل ہو گئی اور جو علت کہ بعد زوجہ ثانی کے پیدا ہوگی وہ بالفعل معدوم ہے اور معدوم لائق اعتبار کے نہیں فلو یحق التثلیث او مادہ و لھا بدوئی  
الدار فخر التثلیث فخر نکاح بعد التحلیل بطل التعلیق فلا یقع بدوئی لھا شئی تو اگر زوج نے تین طلاق یا کتر کی تعلیق دخول اور کبر فی الحال  
تین طلاق کو واقع کر دیا ہر نکاح کیا اسی عورت سے بعد تحلیل زوجہ ثانی کے تو باطل ہوگی تعلیق مذکور تو نہ واقع ہوگا کچھ عورت کے دخول اور سہو سہو کہ  
اثر تعلیق کا اب کچھ باقی نہ رہا تعلیق کے وقت کی علت بالکل مٹ گئی اور علت عائد نہ ہو اس تعلیق کو کچھ علاقہ نہیں ولو کان شجرًا مذ ذلھا لم یطبل فبقیم  
المعلق کلہ اور اگر زوج نے تین طلاق یا کتر کی تعلیق کی ہر فی الحال دو طلاق یا ایک طلاق کو واقع کر دیا تو تعلیق نہ باطل ہوگی تو بالکل حلق واقع ہوگا تعلیق  
اسو سہو نہ باطل ہوگی کہ علت زوج کی ایک یا دو طلاق سے زائل ہوئی زوج کو جائز تھا بعد ایک دو طلاق کہ بدون زوجہ ثانی کے مطلقہ کی رضا مندی سے نکاح  
کر لیا اس صورت میں تو فقط ملکیت زوج کی سبب میزنت صغریٰ کے زائل ہوئی تھی اور ثابت ہو چکا ہے کہ زوال ملک سے تعلیق باطل نہیں ہوتی ہر جب تک  
علت باقی ہو تو تعلیق بھی باقی ہے ہر جب عورت زوج مطلق ہو تو تعلیق کے پاس عود کرے اور شرط پائی جائیگی تو جس قدر طلاق کی تعلیق ہوئی تھی سبب واقع ہوگی خواہ  
ایک طلاق ہو خواہ دو خواہ تین واقع ہو چکی ہو بقیہ الاولیٰ ہی مسئلۃ الہدم لا یشترکہ واقع کرتے ہیں امام محمد رحمہ اللہ اول کو یعنی جب تبخیر تین طلاق  
سہو کہ کی ہوئی تو جس قدر ملک اول میں عدو طلاق کے باقی رہ گئے اور بعد وجود شرط کے واقع ہوئے مثلاً زوج نے تین طلاق کی تعلیق کی دخول دار پر ایک طلاق  
کی تبخیر کی یعنی فی الحال واقع کر دی اور بعد زوجہ ثانی کے ہر زوج اول کے نکاح میں عورت آئی اور شرط تعلیق کی باقی گئی تو دو طلاق واقع ہو گئی اور اگر  
ایک اول میں دو طلاق کی تبخیر ہوئی تھی تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسو سہو کہ اتنا ہی بقیہ تھا ملک اول کا اور یہ مسئلہ ہم کا جو جواب الرحیمہ میں آویگا غلامہ  
یہ سہو کہ تبخیر دون ثلث میں اتفاق شیخین اور محمد تعلیق باطل نہیں ہوتی لیکن اختلاف ہر دو نوع معلق میں شیخین کے نزدیک کل معلق واقع ہوا ہے اور محمد کے  
نزدیک جس قدر تین طلاق سے باقی رہا ہو اور نہ واقع ہوا ہو و ثلثہ فیہ علق واحدہ فو تبخیر ثلثین فو تبخیر بعد از ہر آخر قد حکمت لہ رجعتھا  
خلافاً لحدیثی اور مشرہ اختلاف شیخین اور محمد کا ظاہر ہوا ہے اس سئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک طلاق کی تعلیق کی دخول دار پر بعد تعلیق کے اس نے  
دو طلاق کو فی الحال واقع کر دیا ہر اس حکمت سے نکاح کیا بعد دوسرے زوج کے ہر عورت دار میں داخل ہوئی تو شیخین کے نزدیک زوج اول کو رجعت نہ عورت  
درست ہو اسو سہو کہ زوجہ ثانی نے طلاق کی تبخیر کر دی گویا اسکا وجود ہی تھا تو زوجہ اول کو ملک جدید ہر تین طلاق کا اختیار حاصل ہوا ہر جب ایک













کافی نہیں اور یہ مسئلہ رابعی جو یعنی جاریہ صورت کا محتمل ہو ایک صورت بھیہ کہ دو فریقین ملک میں باہمی عادیں اس میں طلاق واقع ہوگی دوسری صورت بھیہ کہ دونوں فریقین ملک میں نہ باہمی عادیں اس میں طلاق نہ ہوگی تیسری صورت بھیہ کہ اول جزیکہ ملک میں باہمی گئی نہ دوسری نو اس میں طلاق نہ ہوگی چوتھی صورت بھیہ کہ دوسری جزیکہ ملک میں باہمی گئی نہ پہلے اس میں طلاق واقع ہوگی علی التلث والعتق لامتیہ بالوطی حین بالتقاء الختانیین ولو یجب علیہ العقر فی المسئلین

بالتلث بعد الاطلاق لیس بوطی معلق کیلین طلاق کو یا اپنی نو لڑی کی آزادی کو جامع پر تو عادت ہوگا بجز و لغو و نو شرکا کے معنی بجز و لغو کے طلاق اور آزادی ثابت ہوگی اور نہ وجہ ہوگا مرد پر عقر و نو صورتوں میں سبب توقف اور درنگی کے بعد ادخال کے اسو اسلو کہ ٹھہرا اور درنگی جامع نہیں بلکہ جامع عبارت ہو ادخال سے سو ادخال بعد طلاق تلتہ اور عتق کے نہیں باگیا عقر عبارت ہو مہر مثل سحرہ میں اور نو لڑی میں دسوان حصہ قیمت کا اگر وہ باکرہ ہو اور اگر باکرہ نہ ہو تو مہر دسوان حصہ و لذلہ لویضیرہ۔ قرآن مجید فی الطلاق الرجعی اور چونکہ لفظ ٹھہرا بدون ادخال کے جامع نہیں لہذا البتہ بیکے طلاق ربعی میں زوجہ مراجعہ نہ ہوگا یعنی زوج نے دخول کیا بہ عورت کو طلاق جمعی دی اور ٹھہرا گیا بدون حرکت کے تو بجز و اس ٹھہرا بیکے رجعت ثابت نہ ہوگی نزدیک مؤخر کے اسو اسلو کہ اس فعل کو جامع نہیں کہتے اور ابویوسف کے نزدیک فقط اسی فعل سے رجعت ثابت ہو اسو اسلو کہ بعد طلاق جمعی کے ٹھہرا مناسب سمجھا نہیں اور مناسب ثابت ہو رجعت کا بجز ارانق میں کما کہ مذہب ابو یوسف کا تلبیث دلیل کے لائق ترجمہ کے ہو کذا فی حاشیۃ المدنی لا اذ اخرج فواء کما ثانیاً حقیقۃً او حکماً بأن حركت نفسه فیصیر مراً اجعاً لحرکۃ الثانیۃ ویجب العقر لا الحلل لا تحلل المجلس لرجعہ زوج نے نکالا پھر داخل کیا دوبارہ خواہ ادخال ثانی حقیقہ ہو یا طرہ کہ آلتہ ناسل کو عورت کی شرمگاہ سے جدا کیا پھر داخل کیا یا ادخال حکماً ہو یا طرہ کہ بلا انفصال حرکت دی بدون اخراج اور ادخال کے تو دو نو طرہ زوج مراجعہ ہوگا سبب دوسری حرکت کے طلاق جمعی میں اور مرد پر عقر وجب کا تین طلاق یا عتق کی تعلیق میں اور مرد نہ وجہ ہوگی سبب متحد ہونے مجلس عتق اور وطی کے ہم اس قول سے شارح نے معراج الدرایۃ کے اعتراض کو دفع کیا و اس میں یون مذکور ہو کہ تعلیق عتق میں جب کہ آلتہ ناسل کو خارج کیا پھر داخل کیا تو جائز ہو کہ مرد پر عقر وجب آوی اسو اسلو کہ بھیہ وطی بعد آزادی نو لڑی کے نہ ملک میں واقع ہوئی شہرہ ملت میں بخلاف مسئلہ تعلیق طلاق کے کہ وہاں شہرہ ملت کا موجود ہو یعنی عدت شارح نے جواب دیا کہ سبب رجعت یا مجلس کے بھیہ فعل ابتدائی نہیں مرد سے کہ مرد لازم آوی کذا فی حاشیۃ المدنی لا یتطرق الجرد فی قولہ للقدیمۃ ان نکحہا ای فلائۃ علیک فھی طالق اذا نکح فلائۃ علیہا

حاشیۃ البانی لانتشار مشارکتہا فی القسۃ لم یوجد نہ مطلقہ ہوگی متکومہ جدیدہ متکومہ قدیمہ کو اس طرح کہتے زوج کہے کہ اگر میں فلائی سے نکاح کروں تیرا اوپر تو وہ طالق ہو جب کہ نکاح کیا زوج فلائی سے قدیمہ پر اسکی طلاق بائن کی عدت میں یعنی اول قدیمہ کو طلاق بائن دی پھر اسکی عدت میں مدیہ سے نکاح کیا تو مدیہ پر طلاق نہ واقع ہوگی اسو اسلو کہ شرط طلاق جدیدہ کی مشارکت تھی جدیدہ کی قدیمہ کے ساتھ باری میں ملائکہ مشارکت مذکورہ بعد طلاق بائن کے موجود نہیں م عدم لزوم قسم کی تعلیل خوب نہیں اسو اسلو کہ اگر جدیدہ سے سفر میں نکاح کر لیا تو بھی طلاق واقع ہوگی حالانکہ سفر میں باری نہیں تو عدم بقا نکاح قدیمہ بہتر تعلیل سے عدم طلاق کی کذا فی حاشیۃ المدنی ولو نکح فی عدۃ الرجعی او لم یقل علیک طلق الجرد لا ذکرہ صحت کی وقیۃ فی النص رجعتاً بما اذا اراد رجعتاً ولا فلا قسۃ لہا کما ہر اور اگر نکاح کیا جدیدہ سے قدیمہ کی عدت رجعی میں یا زوج نے یون نہ کہا کہ اگر تیرا اوپر نکاح کروں بلکہ یون نہ کہا کہ اگر فلائی سے نکاح کروں تو وہ طالق ہو تو دو صورتوں میں متکومہ جدیدہ مطلقہ ہوگی مذکور کیا اسکو مسکین نے اور بزرگوار میں بحث کر کے طلاق مذکور کو مقید کیا ہو قصد رجعت سے یعنی زوج جب قدیمہ سے رجعت کا ارادہ رکھتا ہو تب جدیدہ پر طلاق واقع ہوگی اور اگر ارادہ رجعت کا نہیں تو مطلقہ رجعی کی باری نہیں چنانچہ باب القسم میں ہکایان ہو چکا بہر جب اسکی باری نہ ہوئی تو جدیدہ مطلقہ ہی نہ ہوگی سبب عدم شرط قسم معتریب گزرا کہ سفر میں باری نہیں ملائکہ وہاں بھی نکاح بائن نہیں تو بحث صاحب نمر الفائق کی مستدفع ہو گئی کذا فی حاشیۃ المدنی قال لہا انت طالق انشاء اللہ

متصلہ لا یتنفس او سعال او جشاع او عطاس او یقل لسان او اسسا او فم او فاجل مفید لتاکید او تکمیل او حلال و طلاق او ندایہ کانت طالق یا نانیۃ او باطالق انشاء اللہ صحیح لا سبب نہ خانہ کما زوجہ سے کہ تو طالق ہو انشاء اللہ ملائکہ نہ بھیہ کہ فشار المد کو متصل نہ کہا





























المعتولين

ولمات بعد من غير ان يملكها جميعا فلو اقر او اوصى عاصديه او اكر مرگيا زوج بعد انقضائى عدتها وقت اقراره او عورت سب اس باين كچھوگي جسك زوجہ سے اقرار کیا یا وصیت کی گذانی عاصديه اسو سہو کہ بعد عدت کے وہ وارث نہی ہنسی ہوگی تو اقرار یا وصیت اسکو حق میں سمجھو گا گذانی عاصديه الدینی ولہذا کچھ نہیں سمجھو نہ حق اقرار و وصیتہ ولو لکن تہتم لہم اقرار کہ شہم مجمع اور اگر تصادق اور اتفاق زوجین زوجہ کے مرض الموت میں ہوا تو سمجھو گا اقرار اسکا اور وصیت اسکی اور اگر زوجہ نے صحت میں دعوہ طلاق اور انقضائى عدت کا کیا اور عرصہ اسکی گذریب کی تو نہ سمجھو گا اقرار اسکا گذانی شہم مجمع اور وصیت ہنسی سمجھو گی گذانی عاصديه الدینی وفي الفصل اذ عنت علیہ من حیث انہ ابانہا یحذف وحلفہ القاضی فحلفہ صرہا کہ وہ واستوزنتہ لوصدقہ قبل موتہ لا لوبعدہ او فصول میں جو کہ دعوہ کو عدت نے زوج پر کسی بیماری کی عاصنین کہ اسنہ عورت کو طلاق بائن دی سو زوجہ نے اسکا انکار کیا اور قسم لی اس سے قاضی نے سو اسنہ قسم کسائی طلاق مذکور پر عرصہ عدت مطلق میں زوج کی تصدیق کی اور زوجہ مرگیا تو عورت وارث ہوگی زوج کی اگر اسنہ تصدیق نہ ہوگی کسی اور عرصہ پہلے اور اگر اسکی موت کے بعد تصدیق کی تو وارث نہی کہن طلاق نلنا باکرہ صافی مرضیہ فراموشی لہا و اقراک لہا لاقول سئلہ تصدیق حکم اخذ اس عورت کے جو عرصہ ہوئی تین طلاق کرانی امر سو زوجہ کی بیماری میں بعد اسکو ندیم نے اسکو پہلو وصیت کی یا اقرار دین کیا تو عورت کے کفر یا ایسا ہنسی اگر وصیت کر نہی میراث سے تو وصیت کا مال باوگی اور اگر میراث کر نہی وصیت سے تو میراث باوگی قال صحیح لا مرأئیکہ احد کما طالق فتریک الطلاق فی مرضیہ الذی فیہ فی احد لہما صا و فارا بالبیان ففریت منہ کانی مفادہ انہ لو حلف صحیحاً وحیث من حیثاً فبیئہ فی احد لہما صا و فارا و لمرأۃ نہر کہا ایک مندرستہ اپنی دو عورتوں سے کہ ایک تم میں سے طالق ہے پر طلاق کی تحریر اور تعیین کر دی ایک عورت میں اپنی مرضی کے اندر حسین مرگیا تو مرگیا زوجہ فاریتین کے تو عورت اسکی وارث ہوگی گذانی الکافی اور اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر قسم کائی یعنی تعلیق کی زوجہ نے صحت میں او عانت ہو ایسی شرط واقع ہوئی مرض میں پر تعلیق سمجھو کا بین کر یا ایک عورت میں تو زوجہ فارموجا اور اس سلسلہ قسم کو کتب فقہ میں میں نے نہیں دیکھا گذانی الذہن الفائق ولا یشتق علیہ ای الزوج بأہلیتہا ای المرأة المیرغ فلو طلقها بایثنا فی مرضیہ وقد کان ستیدھا اعتقها قبلہ او کانت کتابیہ فأسلمت لمریغہ بہ کان فارا فخریتہ ظہیرہ اور شرط نہیں علم زوج کا ساتھ اہلیت عورت کے واسطو میراث کے سو اگر زوجہ نے عورت کو طلاق بائن دی اپنی بیماری میں اور مالانکہ عورت کے مال کے اسکو آزاد کیا تھا قبل طلاق کے یا کہ عورت کتا بیہ تمہی سو مسلمان ہوگی اور زوجہ کو اسکی آزادی یا اسلام کا علم ہوا تو یہی زوجہ فارموجا تو عورت اسکی وارث ہوگی گذانی غفریر بخلاف مالوقال کمنہ انت سرۃ عدا وقال الرفیعہ انت طالق ثلثا بعد عیدان عکرم کلہام المولی کان فارا ولا یغاکو لایثنا بخلاف سابق کے یہ صورت ہے کہ الکت نے اپنی نوٹھی سو کہا کہ تو آزاد ہو کل اور اس نوٹھی کے زوجہ نے کہا کہ تمکو تین بار طلاق ہو چرسموں اگر زوج کو کلام مولی کا علم ہوا تو عورت مرگیا یعنی زوجہ وارث ہوگی اعدلاک اسکو کلام مولی کا علم نہ ہوا تو عورت وارث نہی ہوگی گذانی الخانیہ اسو سہو کہ وقت تعلیق طلاق کے اسکو علم ہوا تو بطلان حق کا قصہ اسکی طرف سے ثابت ہوا اگر عورت اہل میراث کی ہوگی تھی قبل نزول طلاق کے ولو حلفہ بعقبتہا و عیضہ او نگاہ یہ وہو صحیح فاقول فی حال مرضیہ فایضہ علی غزلہ کان فارا اور اگر زوجہ نے معلق کیا طلاق کو عورت کے آزاد ہونے پر اپنی بیماری پر یا کوکل کیا زوجہ نے کسی شخص کو اپنی زوجہ کی تعلیق پر اپنی حالت صحت میں سو وکیل نے طلاق کو زوجہ کی بیماری میں واقع کیا حالانکہ زوجہ کا ورنہ وکیل کے معزول کرنے پر تو زوجہ فارموجا تو عورت عورت وارث ہوگی ولو یا شرت المرأۃ سبب الفرقۃ وھی والی النوا مرضیہ ومانک قبل انقضائى عدلتہا وندھا لزوجہ کا اذا وقعت الفرقۃ بدینہما باختیارہا ففسخا فی خیالہا ولباوعہ والیقین او یقبیلہما او صلحا وعتما بان زوجہا وہی مرضیہ لاھا من قبلہا وذا لمرکی طلاقا اور اگر عورت خود مرکب ہوئی فرقت کی سبب کی اور حالانکہ وہ جلد تمہی اور مرگئی قبل اپنی انقضائى عدت کی تو زوجہ اسکا وارث ہوگا چنانچہ سبقت فرقت نہ ہوئی دو نو میں سبقت بیاہ کرنے عورت کے اپنی ذات کو غیار باو غریمن اور خیار حق میں یا کہ جہائی ہوئی بسبب بوسہ یا سو عورت کے ابن زوجہ کا یا اسکی طاعت سے اپنی بیماری کی حالت میں زوجہ باوجود جہائی کے اسو سہو وارث ہوگا کہ ان مسائل میں فرقت عورت ہی کی طرف سے ہوئی اور سہو سہو جہائی طلاق نہیں کیونکہ عورت طلاق کی تاک نہیں بلکہ یہ جہائی فسخ سے بخلاف وقوع الفرقۃ بینہما بالیوم القنۃ واللعان فانہ لا یبرأ علی ما فی الحانیۃ والفقہ



۱۰۱

منا سبیل ہوگا اور بہن مورت کا تو ان میں ہوگا اور جو بہن کے دوزخ کے مناسب حال ہے اور جو کوشاں ہے مشکل کہا سوزج کے وارثوں کا ہوگا کذا فی حاشیہ المدنی \*  
**باب الرجعة بالغیر** وَلَا يَحِلُّ لِلْمَرْءِ أَنْ يَتَّخِذَ بَيْتًا بِرَجْعَتِهَا اور اسکو کسروہی ثابت ہو اور لفظ رجعت کا  
 متعدی بنفسہ ہوتا ہے اور اگر کسی نے بنفسہ متعدی نہیں ہوتا بلکہ بواسطہ عن اور الی کے متعدی ہوتا ہے رجعت کو بعد طلاق کے اسو اسطو ذکر کیا کہ رجعت مشروع ہو اسطو رفع طلاق  
 کے اور ارفع نہیں ہوتا اگر بعد وقوع کے ہی اسسند امہ الملک الفاکر بلا عنین مادامتی العکاة ای عدلة الدخول حقیقة اذ لا رجعة فی عدل الدخول  
 ابن النکال اصطلاح نقض میں رجعت عبارت ہے طلب دوام ملکیت استماع سے جو قائم ہو کلام سے بدون عوض کے رجعت کہ مطلقہ عدت میں سے جو اور مراد عدت سے عدت قبول  
 کی ہو فی ائمتیت یعنی دلی کی عدت اسو اسطو کہ عدت کی عدت میں رجعت نہیں کذا فخر ابن الکمال رجعت کو ہستہ است ملک قائم کیا اسو اسطو کہ حق ثانی نے فرمایا قائلہ اسکو کھڑا  
 یعنی رجعت یعنی کہ مطلقات کو دستہ کے موافق اور اساک عبارت ہے ہستہ است ملک قائم ہونے اور بلا عوض کی قید شلہ اسو اسطو گائی کہ رجعت میں مال  
 دیو کی حاجت نہیں اسو اسطو کہ عدت اپنی ملک قائم میں لکہ اگر رجعت میں کہ مال مشروع ہوگا تو سوزج پر اسکا دینا واجب ہوگا کذا فی المعراج اور ثبوت رجعت میں بقا و عدت  
 کی قید اسو اسطو گائی کہ بعد نقض عدت کے رجعت نہیں بسبب باقی رہی زوجیت کے بعد عدت کے کذا فی حاشیہ المدنی وفي البدن لایة اذ عی الوط بعد الدخول  
 وانکرت فله الرجعة لان عکسہ اور بزاز میں ہے کہ زوج نے دعوی کیا دلی کا بعد عدت کے اور عورت نے دلی کا انکار کیا تو زوج کو رجعت کا اختیار ہے اسکو  
 بالکس میں یعنی اگر عورت دلی کی مدعی ہو اور زوج منکر ہو تو زوج کو رجعت کا اختیار نہیں اسو اسطو کہ انکار دلی سے حق رجعت کا ساقط ہو گیا و تحقیق حکم اگر ایہ و  
 ہزل و کعبہ خط لکہ اور میم جرجعت ساتھ جبر اور بیوگی اور کھیل اور چکنے کے ہم نزل انقیض جبر کی اور قاض میں ہے کہ جب ضدی عدت کی تو ہزل اور جب  
 مراد نکر اور خطا کی صورت یہ کہ زوج اور کچھ کلام کیا جاتا تھا اور اسکو منہ سے نکال گیا کہ میں نے اپنی زوجہ سے رجعت کی تو یہی جرجعت میم ہوگی جو متعلق باسند  
 و اجتناب و رد و کذا و مسکتک بلا نیقہ لکہ جس جرجعت است ملک ثابت ہوتی ہے مانند لفظ رجعت یعنی میں نے تجھ سے رجعت کی اور لفظ و کسکس یعنی  
 میں نے تجھ کو میرا اور لفظ مسکتک سے یعنی میں نے تجھ کو رکھا ان الفاظ ثلثہ سے رجعت قولی میم جرجعت کے ہی اسو اسطو کہ لفظ الفاظ ثلثہ سے جرجعت میں جرجعت  
 اور میم جرجعت نیت کی نہیں اور کنایات رجعت سے بھی قول ہے کہ انت عندی لکن انت کہ تو میری نزدیک سی جرجعتی کہ قہمی و انت امراتی یعنی تو میری عورت ہو تو  
 ابن الفاظ سے بدون نیت کی رجعت میم ہوگی کذا فی حاشیہ المدنی ناقلا عن الحموی و بال فعل مع الکراهۃ بکل این جرجعت عروۃ المصاہر کسکس تو عدتھا  
 اختلاسا و نا ایما و کملھا او معقوھان صلاھا و کھاھا و و کثاۃ بعد موتہ جو ہرہ اور میم جرجعت فعل سے ساتھ کہ اس کے رجعت فعلی ہر اس  
 فعل سے میم جرجعت ہر حمت مصارت کا مانند مساس یا تقبیل کے اگر مساس عورت کی طرف سے بطور بیباکی یا کہ زوج سوتا ہو یا کہ اوپر زبردستی ہوئی ہو یا کہ  
 دیوانہ یا کہ بیوس ہو بشر لیکہ بعد خواب یا اگر اس کے یا ہوشیار ہو تو زوج عورت کی تصدیق کرے یعنی یون کہ عورت نے خود کو بیباکیت سے مساس کیا یا رات زوج کے بعد  
 زوج کے عورت کی تصدیق کرین کذا فی الحمیرہ و اس فعل سے ان حالات میں رجعت ثابت ہوگی اسو اسطو کہ رضامندی رجعت میں مشروع طلاقین کذا فی حاشیہ المدنی  
 و رجعت بطعنون بال فعل بزاز یہ اور رجعت دیوانہ کی مانند فعل کے ہو کذا فی البرزخ یعنی میں زوج نے حالت صحت عقل میں زبردستی کہ طلاق ہی ہر دیوانہ ہو گیا تو یہی  
 رجعت فعلی میم جرجعت اسو اسطو کہ اقوال مجنون کے لغو میں لائق اعتبار کے نہیں و تصحیف بنی جرجعت فی العکاة یہ یعنی جو ہرہ اور میم جرجعت عورت نکاح سے عدت میں  
 اسی پر فتویٰ ہو کذا فی الحمیرہ و صحت رجعت بلفظ زوج بھی مذہب ہے امام محمد کا خلافا للشیخین و وطیہا و لولی الدین علی الاعتقاد لکہ لا یخلو عن صحت شہ و قیو اور  
 میم جرجعت مطلقہ کی دلی سے اگر بعد دلی مقدم میں ہو یا بر قول مقدم کے اسو اسطو کہ دلی مقدم کی شہوت کی مساس سے خالی نہیں ان لوطیون باننا فان لہا فلا رجعت  
 میم جرجعت نے طلاق بان نہیں دی اور اگر عورت کو طلاق بان دی تو یہ رجعت نہیں ہو سکتی مگر عورت کی رضامندی سے اور نکاح بدیدہ و رات کت او قال الکلمات  
 رجعت لا رجعة فی الدخول بل رجعت میں اگر طلاق بان نہیں دی تو رجعت میم جرجعت ہے اگر عورت انکار کرے یا کہ زوج یون کہے کہ میں نے اپنی رجعت کو بطل کر  
 یا یون کہہ کہ رجعت میری دلی میں نہیں تو یہی زوج کو رجعت کا اختیار ہے بدون عوض کے اسو اسطو کہ رجعت باطل کرنا یا اسکی نفی کرنا خلاف مشروع ہے لہذا میم ہوگا  
 و لو سئل هل یجوز ان یتخذ فی النکاح لان اور اگر زوج کچھ بیان میں کیا رجعت میں یعنی یون کہہ کہ میں نے تجھ سے رجعت کی بے ہزار دم کے تو آیا میرا مال سیمی میرا





اور وہ کیا خبر ہو عورت کے بلا توقع جواب میں کہا کہ میری عدت منقضی ہو گئی تو میری رجعت صحیح نہ ہوگی نزدیک امام کے استیصال سے رجعت کے انقضای عدت یہاں تک کہ اگر عدت  
 سکوت کی گئی جب تک کہ میرا بعد کی انقضای عدت کا تو رجعت صحیح ہوگی یا اتفاق امام اور صاحبین کے یعنی رجعت بعد عدت کے صحیح نہیں تو جب بلا سکوت عورت نے انقضای عدت  
 کی خبر دی تو اقرب احوال بعد عدت کی قول زوج ٹھہرا تو رجعت انقضای عدت کے متعارف اور متصل ہوئی لہذا رجعت ثابت نہ ہوگی بخلاف جواب بعد از سکوت کے کہ وہاں تو  
 احوال بعد عدت کے سکوت ہو گا تو اس صورت میں رجعت عدت کے اندر واقع ہوگی لہذا صحیح ہوگی اور امام کے نزدیک انقضای عدت کی خبر اور ساقط مقبول ہوگی جب  
 متصل ہو انقضای عینی بعد طلاق کے دو مہینہ گزر گئے ہوں اور اگر دو مہینہ سے قبل انقضای عدت کے عورت نے خبر دی تو مقبول نہ ہوگی اور رجعت ثابت ہو جائیگی کذا فی مفتاح  
 المصلیٰ کالو تکلف عن الیمن عن مہیوق العدة جہا نہ رجعت صحیح ہو اگر قسم کی گئی عورت سے انقضای عدت پر سو سو سنہ انقضای عدت کی قسم صحیح ہو کر کیا قال زوج لا لامة  
 بعدہا ای العدة راجعہا فیہا فضلہ فیہ السید ولکنہ لامة ولا یلینہ، وقالہ منہ عدت وانک الزوج والمول فالقول لکھا  
 عند الامام لانہا امینہ لکھا نوڈی کے زوج نے بعد عدت کے کہ میں نے اس سے رجعت کی عدت کے اندر سو اسکی تصدیق کی مالک نے اور کذبیا اسکی کی نوڈی  
 نے اور گواہ زوج کے نہیں بلکہ نوڈی منکر مہنے کہا کہ میری عدت منقضی ہو گئی اور زوج اور مالک نے انکار کیا تو نوڈی ہی ہی قول مستبر زوج کا نزدیک امام کے اسو حکم  
 نوڈی بیان عدت میں اپن سے فلو کذبہ احوال وصداقہ لامة فالقول لہ ای للمول علی الصیحہ لکھا فی البیض فلا یحکمہا انطالہ پر اگر  
 کذب کی زوج کی عدت کی رجعت میں نوڈی کے مالک نے اور تصدیق کی زوج کی نوڈی نے تو مالک کی ہی قول مستبر ہو گا با خبر قول صحیح کے بسبب طہر ہو ملکیت مالک کے  
 نوڈی کی دلی میں سو ممکن نہیں نوڈی کو ابطال اسکا یعنی جب نوڈی کے زوج نے اسکو طلاق دی اور عدت گزر گئی تو سوا کی ملکیت علت دلی میں طہر ہو  
 اب تصدیق رجعت زوج سے اس ملکیت کو نوڈی باطل نہیں کر سکتی قالت انقضت عدتہا قالت لم تنقض کان لہ الرجعة لا بخارہا بلکہ بخار حق  
 علیہا شحنی کما عورت کے کہ میری عدت منقضی ہو گئی پر اسنے کہا کہ عدت نہیں منقضی ہوئی تو زوج کو رجعت کرنا صحیح ہو گا بسبب خبر عینی عورت کے ایو کذب پر  
 اوس حق میں جو اس پر واجب تھا لکھا ذکرہ الشنی ثم انما تعقب المدۃ لولہ بالخص لا بالسقط ولہ تخلیفہا لہ مستثنیٰ للخلق ولولہ لادۃ  
 لم تقبل الا بینه وخرۃ فیہ تہر اعتبار عدت کا اسی صورت میں ہے اگر انقضای عدت حیض سے ہو یعنی اگر عورت نے انقضای عدت کا بسبب حیض کے دعویٰ کیا  
 بعد طلاق کے دو مہینہ میں تو مسوم ہو گا اور اگر اس مدت سے کم میں دعویٰ کیا تو مقبول ہو گا اور مدت مستبر نہیں اسقاط حمل میں اسو حکم کہ ممکن ہے کہ بعد طلاق  
 کے بلا توقع اسقاط حمل ہو اور عدت منقضی ہو جائی اور در صورت دعویٰ اسقاط زوج کو جائز ہے کہ قسم سے عورت سے اس امر کی کہ اسقاط حمل سے جو بچہ گرا اسکو  
 بعض اعضاء مخلوق ہو چکے اسو حکم کہ گور شک کے تو بڑا کرنے سے عدت نہیں منقضی ہوتی یا قید کہ صورت نہ ہو اور اگر عورت دعویٰ انقضای عدت کی تو بسبب  
 ولادت کے تو اسکا قول مقبول ہو گا بدون گواہی کے اگر یہ عورت حرم ہو کہ ان فی نعم القدر وتنقطع الرجعة اذ اظہرت من الحيض الاخير بغير لامة لغرض  
 ایام مطلقا وان لم تغتسل اور منقطع ہوتی جو رجعت جبکہ عورت طہر حیض اخیر سے بسبب گذر جانے دن روز کے ہر طہر سے خواہ خون بند ہو گیا ہو یا کہ جاری  
 ہو اگر یہ طہر جاری نہ ہو اور طہر حیض اخیر سے لڑی کو بھی شامل ہے او یخصی وقت صلوة یا اگر یہ وقت ایک نماز کا گذر گیا ہو تو بھی بعد دن روز کے  
 عدت منقضی ہوگی ولا یحق لا تنقطع حتی تغتسل ولو یسجد حمار مع وجہ الماء المطلق لک لا یصل ولا یغسل ولا یغسل ولا یغسل ولا یغسل ولا یغسل ولا یغسل ولا یغسل ولا یغسل  
 سے دن دن سے کتر من تو عدت منقطع نہ ہوگی یہاں تک کہ عورت غسل کے اگر یہ غسل گدی کے جوڑے پانی سے ہو یا جوہر طلوع یا نیکو یعنی مشکو یا نیکو غسل سے  
 بھی طہارت ثابت ہوگی انقضای عدت کے حق میں لیکن اس غسل سے نماز نہ پڑھی اور نخل بھی نہ کرے با خبر ضیاء کے او یخصی جمیع وقت صلوة قصیر  
 کثبات فی وقتہا یا کہ گندہ با دو تمام وقت نماز کا تو نماز دین ہو جاوے عورت کے زعم میں مثلا اشراق کے وقت اقل مدت حیض میں عورت طہر ہوئی اور غسل کیا تو  
 حصر کو قہر و سکی مدت منقضی ہوگی ولو عاودھا ولو یحاکوز الفسۃ فلما الرجعة اور اگر عورت حیض نے پھر عود کیا اور طہر نہ پڑھا روز سو نماز نہ پڑھا  
 تو زوج کو رجعت کا اختیار ہو اسو حکم کہ بسبب عود حیض کے معلوم ہوا کہ ہنوز عدت منقضی نہیں ہوئی او یخصی تنکح عند عدم الماء وتصلی ولو بغلا لامة  
 لامة ولا یحق ایہا تک کہ عورت تیمم کرے یا نہ تو نیکو وقت اور نماز پڑھو پوری نماز اگر یہ نفل کی نماز ہو قول اصم میں یعنی اقل حیض میں عورت طہر ہوئی اور

بانی غسل کا موجود نہیں ہوا اس لیے کہ تم کے نماز پر ہی تب مدت منقضی ہوگی دفن لکنائے ہجرہ لا یقطع لمنفی لعدہ خطا کہا قلت مفادہ ان الجنونۃ  
 والمعتقۃ لذلک اور طلقہ کتابین میں بحر جیض منقطع ہو گیا مدت منقضی ہوئی ہو کہ ان فی الملتقی بسبب اس کی نہ محاط ہو گیا یعنی احکام شریعی کی وہ محاط طلب  
 نہیں شایع کتاب اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے کہ دیوانی عورت اور بیوہ میں بھی ایسا طرح ہی یعنی اس کی مدت ہی بحر انقطاع جیض کے منقضی ہوگی اس واسطے کہ وہ  
 ہی بسبب زوال عقل کے احکام شریعی کی مکلف نہیں دلو اخصسہ وکسیت اقل من عین منقطعہ لئلا یخرج البغافہ فلو یثبت عدم الوصول اور  
 ترکہ عدا لا تنقطع اور اگر غسل کیا عورت کے بعد اقل جیض کے اور بول گئی کسی عضو کے کاڑی کو پانی سے نہ پانچا نہ پانچا ایک اور گلی کو تو مدت منقطع ہوگی ہو سکتے  
 احتمال جلد شک ہو جائے تو اگر عورت کو پانی نہ پہنچو گا اس کاڑی میں یقین ہوگا اور اس سے انکو عدا ترک کیا ہو تو مدت منقطع ہوگی وکسیت عین لا تنقطع  
 اور اگر غسل میں پوری عضو کا پانی نہ پانچا بول گئی یا نہ پانچا تو ان کے تو مدت منقطع ہوگی وکسیت عین لا تنقطع ولا سنی شایع کا لا قبل لا تقوما  
 عضو واحد علی الصیحا در ہر دو اعضاء مضغہ اور ہستشاق سے مانند بعض کے ہی اس واسطے کہ وہ دونوں مکر ایک عضو میں بنا تو بول صحیح کے تو اگر گلی کرنا ہو گئی غسل  
 میں تو مدت منقطع ہوگی طلق حاملہ اسکا اور گھبراہٹ قبل الوضوہ فجاءت بولہ لا قبل من سیئۃ اشہر من وہب الطلاق اولیستہ اشہر  
 فصاعدا من وقت النکاح صحت بیعتہ السابقۃ طلاق ہی عا کے اور اس کی دلی سے منکر ہو کر ہر عورت سے وجہ کی قبل وضع حمل کے بہر حال طلاق کا جہ  
 میں جو سے کثیر میں طلاق دینے کی وقت سو یا پوری جہ نہیں یا اس سے زیادہ مدت میں جنی کا جہ کی وقت سو تو زوج کی اگلی جہت صحیح ہوگی ہم جبکہ بعد طلاق کے جہ نہیں  
 کثرت میں نہ عالمہ جنی تو زوج کے انکار دلی کو شرع نے باطل کیا اور یہ ایلا کا زوج ہی کا ٹھہرا تو وجہ سابقہ کی صحت ہی ظاہر ہو گئی اس واسطے کہ عین مدت میں و اہم  
 ہوئی اور اگر بعد کاح کے جہ نہیں سے کثرت میں جنی کی تو شرعاً کذب زوج کی انکار دلی میں ثابت ہوگی اس واسطے کہ انفرادہ کا قبل کاح کے ہوا تو وجہ ہی صحیح  
 ہوگی کذا فی ما شیتہ لدی تیان وراحتہ کے نسوان میں اختلاف ہو بعض نسوان میں یوں جو عادت ہو کہ لا قبل من سنیۃ اشہر فضا عدل من وقت  
 النکاح ظاہر یہ نسخہ صحیح نہیں اس واسطے کہ وقت کاح سے کثیر جہ نہیں میں ولادت ہوئی تو شرعاً کذب زوج کی ثابت ہوگی لہذا شرع نے نہ نہ نفی کی کا نتیجہ  
 کیا و نوذرت طہری صحتہ اعلیٰ الوضوہ لا یثانی صحتہا قبلہ فلا یستأخذ فی کلام البیاقیۃ اور یہ تو قہ ہونا ظہور صحت کی وجہ کا وضع حمل پر یہ صحیح ہوا وجہ  
 کی قبل وضع حمل کے مخالف نہیں کہ جو کہ سوال اور جوابی و قایہ الروایت کے کلام میں نہیں یہاں پر جواب یا اس اعتراض کا جو صدر الشریعہ نے شرح تو فیہ میں  
 اعتراض کیا میں بر قایہ کا وہ بیان یہ ہے کہ اگر طلاق کو طلاق ہی اس کی دلی سے منکر ہو کر تو زوج کو وجہ کا اختیار ہوتا ہے عبارت شرح و قایہ کی اعتراض کا  
 میرا کہ وقت طلاق سے بدون کثرت جہ نہیں کی دلاؤ کہ اصل ثابت نہیں ہو سکتا ہر جہ عورت جنی تو مدت منقضی ہو گئی ہر جہ کی وجہ کی صحیح ہوگی اور ملت جہت  
 کی قبل وضع حمل کے ہوا نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ زوج منکر ہو دلی کا اور بدن ولادت مذکورہ کے شرع اس کی کذب نہیں کرتی فقط شایع نے دلی کی طلاق  
 سے جواب دیا کہ صحت جہت کا ظاہر ہونا البتہ ولادت پر خوف ہوا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصل صحت قبل ولادت کو ثابت ہو جائے یہ کہ وضع حمل پر  
 طہر صحت موقوف نہ ہو اصل صحت اور کلام و قایہ کا اصل صحت پر نہ طہر صحت پر تو اب اس کلام میں کہ یہ سوال اور مسامحہ باقی نہ رہا کا صحت کو طلق موقوف  
 ولادت قبل الطلاق فلو ولدت بعد فلا رجعت فیہ العتقۃ منکلا و طہرہا لان الشرع کذبہ یجعل الولد للفرق من قبل زعمہ حیث  
 لم یثبت باقراہۃ حتیٰ یغیرہا نہ وجہ صحیح ہر اگر طلاق ہی منکر دلی ہو کر اس عورت کو جو جنی قبل طلاق کے اور اگر بعد طلاق کے جنی تو وجہ صحیح نہیں  
 اس واسطے کہ کذبیت کی عادت منقضی ہو گئی اور ولادت قبل طلاق میں باوجود انکار دلی کے وجہ اس واسطے کہ صحیح ہوئی کہ شرع نے انکار زوج کی کذب کی  
 بسبب ٹھہرانے والے کے و بطور فراس کے یعنی باقیام نکاح نکو نہ کا اڑ کا زوج ہی کی طرف منسوب کا شرعاً تو زوج کا عدم دلی کا عدم باطل ہو گیا اس وجہ سے کہ منکر  
 قرار پر غیر کا حق معلق نہیں دلو خلا ہوا شرعاً انکار اسی الوطی ثوطلمہا لا یملک الرجعة لان الشرع لہر کذبہ اور اگر عورت سے نفوت کی بر دلی کا  
 منکر ہو گیا ہو سکتا طلاق دی تو وجہ کا مالک نہ ہوگا اس واسطے کہ شرع نے اس کی کذبیت میں کی دلو افرقہ و انکار تہ فلا رجعت اور اگر زوج نے بعد نفوت کے  
 دلی کا اقرار کیا اور عورت نے اسکا انکار کیا تو زوج کو وجہ جا رہا ہو اس واسطے کہ ظاہر حال شایع ہر زوج کا دلو لہ یحل یفا فلا رجعت لہ لان الطلاق یحل یفا

وہی کہ عورت نے طلاق دیا ہے  
 اور اس کے بعد دوبارہ نکاح کیا ہے  
 تو اس کا نکاح صحیح ہے



والا لا یکره لیکن مطلقہ جی سے خلوت کرنا کر وہ جو کہ بہت تیزی بشرطیکہ زوج کو رجعت کا قصد نہ ہو اور اگر رجعت کا قصد ہو تو طوط کرنا کر وہ نہیں وینتبت  
 القسوم لہا ان کان من قصده المراجعة ولا لا قسم لہا خبر عن المداہم قال وہم حواہن لہ خبر امر لہ علی بن ابی ہریرۃ وہو شامی  
 للمطلقہ رجعیاً اور مطلقہ رجعی کیو اسطو باری ثابت ہو اگر زوج کو قصد رجعت کا ہو اور اگر قصد رجعت کا نہیں تو اسکی باری بھی نہیں کہ انی البع من المداہم  
 صاحب بحر الرائی منسے کہ فقہائے مصر کی کہ جو کہ زوج کو مارنا عورت کا ترک زینت پر جائز ہو اور یہ جو از ضرب مطلقہ رجعی کو بھی شامل ہے اسو اسطو کہ طلاق رجعی میں  
 زوجیت تا مدت منقطع نہیں وینتبت ممانہ بما دون الثلث فی العدة وبعداً ہا بالاجماع اور نکاح کرے زوج مطلقہ بانسہ سے تین طلاق سے کمتر میں یعنی اگر  
 ایک طلاق یا تین ہو یا دو طلاق عدت کے اندر بدلیل اجماع نکاح جائز ہو اور بعد عدت کے بھی جائز ہو لفظ بالاجماع متعلق ہے فی العدة کا تو بہترین شاکہ بفضل  
 اوسکی قریب ہوتا اور یہ جواب ہو سوال مقدار کا تقریر سوال یہ کہ جو کہ حق تعالیٰ فرماتا ہوا لا تقربوا الحفدة النکاح حتی ینکحکم الکتب اجماع یعنی نکاح کا  
 قصد نہ کرنا و فیکہ عدت نہ تمام ہو اور یہ خطاب شامل جو زوج اور غیر زوج دونو کو بہر زوج کو عدت میں نکاح کر نیکی کیا وجہ ہو خلاصہ جواب یہ کہ زوج اس  
 عموم سے بدلیل اجماع مخصوص ہے کہ انی حاشیۃ الدلی تا خلا عن الدلی المتقی و من غیرہ فیہا لا اشتباہ التنبہ اور غیر زوج ممنوع ہوا عدت میں نکاح کر نہ ہو  
 بسبب اشتباہ نسب کے یعنی اگر غیر زوج کو عدت مطلقہ میں نکاح جائز ہوتا اور بعد اوسکر لا کا پیدا ہوتا تو معلوم ہوتا کہ زوج اول کا یہ لفظ جو انی کا ہم یہ تعلیل نہیں  
 اور ایسہ اور عدت وفات قبل دخول اور عدت و صبی سے منقوض ہو تو یوں کہنا بہتر ہے کہ نص قرآنی سے عدت میں نکاح کرنا عموماً منع ہو اور زوج اور اسے بالاجماع  
 مخصوص ہو کہ انی حاشیۃ الدلی تا خلا عن الدلی لا ینکح مطلقہ من نکاح صحیحہ نافذ کا مستحقہ ہا بالثلث لوجہ وبالثبتین لوامۃ و لوقل الذکر  
 نکاح کرے زوج مطلقہ ششہ بشرطیکہ نکاح صحیحہ نافذ کے بعد تین بار طلاق واقع ہو چنانچہ قید صحت اور نافذ کی اس باب میں بعد ایک صفحہ کے ختم ثابت کرینگے  
 اگر متکونہ مرد ہو تو بعد تین طلاق کے نکاح نہیں اور اگر لونڈی ہو تو بعد دو طلاق کے نکاح نہیں اگرچہ قبل دخول مطلقہ ہوئی ہو تو بھی نکاح حلال نہیں و ما فی المتکونہ  
 باطل کا و ما فی نکاحا مرد و در قول مشکلات میں جو یعنی مطلقہ ششہ کا قبل دخول کے نکاح یا تحلیل جائز ہو سو باطل ہو یا اول جو باطل اس وجہ سے کہ نص اور  
 اجماع کے مخالف ہو اور تاویل اسکی یوں ہو سکتی ہو کہ متفرق تین طلاق پر محمول ہے تو اس حدیث میں اول طلاق سے بلا عدت جدا ہو گئی اور دوسری اور تیسری  
 طلاق لغو ہو گئی بسبب فدا ان محل کے چنانچہ اسکی بیان باب الطلاق قبل الدخول میں شرح ہو چکا حتی لکھا غیرہ ولوا الغیر مراً ہذا کما یجاءم مثلاً و قد ذکرہ  
 شمس الاسلام بعشرہ سنین او حصیاً او نحوہا او ذہباً الذمیکہ مطلقہ ششہ کا نکاح زوج اول کو جائز نہیں ہا تاکہ جماع کر دے غیر اسکا اگرچہ غیر یعنی  
 زوج ثانی یا تین یعنی قریب البلوغ لڑکا ہو کہ ویسا لڑکا جماع کر سکتا ہو اور شمس الاسلام مراہق کا اندازہ دہل برس کر مقرر کیا ہو یا کہ زوج ثانی رضی ہو یا کہ دیوانہ ہو  
 یا ذمی ہو مطلقہ ذمیہ کو اسے خصی کا محمل ہوا اسو اسطو سمجھو کہ اگر وہ اوسکو فوطی نہیں لیکن اتنا ساج ہے اور مجنون کی تحلیل اسطرح ہو سکتی ہو کہ اسکا ولی اسکا  
 نکاح کر دے مگر طلاق اوسکی بدون ہوش آنی سمجھ ہوگی اور ذمی کے محمل ہو سکتا یہ موت ہے کہ کتا فیہ مسلم کی متکونہ تھی مطلقہ ششہ ہوئی تو اگر بعد عدت  
 ذمی اوس سے نکاح کر گیا اور بعد دخول کے طلاق نکاح تو زوج اول پر نکاح اوسکا حلال ہوگا چنانچہ نافذ خیرہ الفاسدہ الموقوفہ فلونکہ عبد اللہ (اذن  
 سیدہ و وطیہا قبل الاجازۃ لا یجاءم حتی یطأ ہا بعدہ از زوج ثانی مطلقہ ششہ کی وطی نافذ نکاح سے کرے تو بزوج اول پر طلاق ہوگی نکاح نافذ کی قید سے  
 نکاح فاسد اور نکاح موقوف نکل گیا تو اگر مطلقہ سے غلام نے نکاح بدون ہوش ہو کر کیا اور وطی کی اوس سے قبل اجازت مولیٰ کے تو وطی اوس غلام کی عورت کو زوج  
 اول پر طلاق کر گئی جبکہ دوبارہ اوس عورت سے وطی نہ کرے بعد اجازت مولیٰ کے اسو اسطو کہ نکاح غلام کا مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے بدون اجازت کے نافذ  
 نہیں و من لطیف الخیل ان تفرق بر بمملوک مراهق بشاہدین فاذا اوفی لمیککہ لہا فیتبطل النکاح ثم تنعہ لبسلاً اخر فلا یطہر امر ہا اور زوج  
 اول پر طلاق ہو سکتی نہایت خوب تدبیر یہ ہے کہ مطلقہ ششہ کا نکاح کر دے قریب البلوغ غلام سے و بعد ہوش پر دونوں کے چرچہ و دخول کرے تو غلام مالک کی عورت کو غلام کا مالک کر دے  
 تو نکاح باطل ہوگا بہر عورت غلام کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دے کہ وہاں پہنچا لاجا دے تو اس تدبیر سے عورت کا حال کسی نہ کسی اور یہ عید یعنی جو طائر مذہب  
 پر کہ کفارت نکاح میں شرط نہیں لہذا اشارہ نے آئندہ قول میں اسکا سند رکھ دیا لکن غیبت کے ذریعہ الحسن المتقی ہا آتہ لا یجاءم العدم النکاحۃ ان



اور مرد یا نزع ثانی کا عورت کو زندہ چھوڑ کر صلا نہیں کرنا بدون وطی کے کذا فی الفقیہ اور شکل جانا جو اس طلاق کو مستحق اپنی شرح میں اور اصل اشکال صلا  
بحوالہ ائین کا جو تقریر اشکال کی یہ ہے کہ قید میں کہا کہ مجرد ادخال محل بکارت میں سبب صلت کا حالانکہ باوجود باقی رہی پر وہ بکارت کی دخول خشفہ کا مقصور نہیں  
اور تحلیل میں وہ ادخال معتبر ہے جو موجب غسل کا اور غسل بدون دخول خشفہ کے وجہ نہیں دئی لہذا کما فی الضعیف کما فی التبیان یستطیع ان یکمل  
الایلا حرج موجباً للغسل وهو المتقاء للثنا بن بلا حرجاً بل عین الحرجة اور نہ الفائق میں کہا ہے کہ شاید قول فقیہ کا ضعیف ہو اسو سطلو کہ تبیین میں یون  
ثابت ہو کہ تحلیل میں شرط یہ ہو کہ وہ ادخال ہو جو موجب غسل کا اور موجب غسل کا ملنا و نوزن کا ہو بدون مائل ہونے اور جس کے جوافع و مخرجات کی  
مشیتم یعنی محشی نے کہا کہ ادخال فی محل البکارت سے مراد یہ ہو کہ بعد از البکارت کو ادخال ہو اسو سطلو کہ دو چیز کا حلول کرنا محل واحد میں محال ہے تو اشکال  
مستصفا کا اور تعین صاحب نہر الفائق کی مندرجہ ہو گئی کذا فی حاشیۃ الدینی کو کہ عن قوۃ نفسه فلا یحلی لها من لا یقدر علیہ الا بمصاحف علیہ  
الا اذا استعش و غسل ولو فی حیض و نفاس و ان کان حراماً و ان لم یزل لان الشرط الذوق لا الشبع اور شرط تحلیل ہو مونا  
ادخال کا اپنی قوت ذات سے تو عورت کو زوج پر طلاق کرے وہ شخص جو فادرنہیں ادخال پر بدون مددکاری ہاتھ کے مگر اس وقت صلت ثابت ہوگی جبکہ بعد  
ادخال بساعتیہ کے اسکو ہتھوڑا کی حاصل ہو اور غسل کو سے یعنی لباسا عدت داخل کرے اگر یہ ادخال حیض اور نفاس اور احرام میں ہو اگر یہ وطی ان  
حالتوں میں حرام ہو لیکن تحلیل صحیح ہوگی اگر یہ اس وطی سے انزال ہو اسو سطلو کہ تحلیل میں لذت یا بشرط ہو کہ سیری جماع سے قلت و فی الحبۃ الصواب  
حکمها بدخول الخشفۃ مطلقاً لکن فی شرح المشارق لا یون ملک لوطیہا وھی نائمۃ لا یحلی لها الاول لعدم ذوق العسیلۃ وینیغی ان  
یکون الوطی فی حالۃ الا غناء کذا لک شارح کتاس میں کہتا ہوں کہ مجتبیٰ میں ہو کہ حق یون کہ ثابت ہوئی ہو صلت عورت کی دخول خشفہ سے مطلقاً خواہ  
بمساعت ہاتھ کے ہو خواہ بلا مساعت لیکن ابن ملک کی شرح مشارق میں یون ہو کہ اگر سوتی عورت سے وطی کرے گا تو عورت کو زوج اول پر طلاق کرے کیلئے  
عدم ذوق عسیلۃ و ذوق عسیلۃ کیا ہے لذت جماع سے یعنی حدیث صحیح میں مرد اور عورت دونوں کو اسو سطلو جماع کی لذت یا بی تحلیل کی شرط فرمائی ہو حالانکہ سوتی عورت  
کو لذت حاصل نہیں اور نہ دار یون ہو کہ بیوشی کی حالت کی وطی بھی اسو سطلو مو یعنی ماند و طی نامہ کے ہم شیخ رحمۃ محشی نے کہا کہ ہستہ راق شارح کا لائق  
اتحاد کے نہیں اسو سطلو کہ شرح مشارق فقہ میں ایسی کتاب ہستہ نہیں کہ اسکی رویت نقل مذہب میں معتبر ہو اور طلاق متوان اور شروع کا اسکو رو کر اسو اور  
ذوق عسیلۃ نامہ کو موجود ہو حکما کیا تو نہیں جانتا کہ جب نام طراوت کو باو تو اسو سطلو جب سے حالانکہ خروج منی بدون لذت کو موجب غسل کا نہیں تو نام  
کو حکم غسل کا نہیں مگر سبب ہے جو لذت حکمی کے اسو سطلو کہ اکثر یہ ہو کہ لذت حاصل ہوئی ہو مگر سبب ثقل نوم کے یا د نہیں رہتی کذا فی حاشیۃ الدینی دیگر الذوق  
لثانی تخریجاً لحدیث لعن الله المحلل والحلل له بشرط التحلیل کذا وجعل حل ان اطلاقاً وان حلت الاولی الصحة لکنا و بطلاق  
الشرط فلا یجوز علی الطلاق کا حقیقہ الکمل خلافاً لما زعمه الذاذی اور کرد و تحریری جو زوج ثانی کو نکاح کرنا تحلیل کی شرط سے موجب حدیث  
بن مسعود کے جو مانع ترمذی میں بروایت صحیح مروی ہو کہ سولہ اسلے علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعن کرے اللہ تحلیل کرنا والے پر اور اوپر جبکہ اسو سطلو تحلیل ہوئی  
یعنی زوج ثانی اور زوج اول دونوں پر لعن کی شرط تحلیل کا طریقہ یون ہے جیسے کہ زوج ثانی عورت سے کہو کہ میں نے تجسوی نکاح کیا اس شرط پر کہ میں نے نکاح طلاق  
دوہکا اگر یہ نکاح بشرط تحلیل سے عورت طلاق ہوئی زوج اول کو سبب صحیح ہو جائے اس نکاح مشروط کے اور باطل ہو جائے بشرط تحلیل کے تو زوج ثانی پر چہ نہیں ہو سکتا  
طلاق و جو پر چاہیچہ اسکو چھوٹیں کہ یہ نکاح الدین محقق نے بخلاف زعم بزاز کے بزاز نے کہا کہ نکاح بشرط تحلیل میں نکاح بھی جائز ہو اور بشرط ہی  
جائز ہو مینا نک کہ اگر زوج ثانی طلاق دیو سے انکار کرے گا تو قاضی مجبر اسو طلاق دلائیگا اور فتم القدر میں محقق نے اسکو رو کر کیا کہ یہ قول فاجر الروایت  
میں ثابت نہیں اور قواعد مذہب کے مخالف ہے اسو سطلو کہ یہ شرط ایسی جو جسکو عقد متقنی نہیں تو اصل نکاح صحیح ہوگا اور بشرط باطل ہو جائے کذا فی حاشیۃ الدینی  
ومن الطیف لیل قوله ان تزوجت وجامعتک او امسکتک فوق ثلث مثلاً فانما یجوز اور تحلیل کیو سطلو لطیف جملہ زوج کا یون کہنا  
ہے کہ اگر میں تجسوی نکاح کروں اور جام کروں تو تو بائن ہے یا اگر میں تجسوی رات سو مثلاً زیادہ روکوں تو تو بائن ہے تو اگر بعد جماع کے تین رات

زیادہ زوج ثانی عورت کو کہ کیا تو عورت مطلقہ ہو کہ بعد صحت کے زوج اول پر طلاق ہو جاوے گی و لو خافت ان لا یطلقها تقول زوجک نفسی علی اعتبار  
 یتبع ذیل فی القامۃ فی العادیۃ اور اگر عورت اس سے ڈرے کہ زوج ثانی اس کو طلاق نہ یگا تو اس کو دوسلو میہ عیلہ ہو کہ عورت ایجاب کے وقت یوں کہے کہ میں  
 اپنی ذات کا نکاح تجسوی کیا اس شرط پر کہ امر یہ اسیر و ماتعہ میں رہی یعنی طلاق کا مجھ کو اختیار ہو کہ ذاتی ازلیعی اور پوری تقریر کی فصول عادیہ میں ہے  
 فصول عادیہ میں یوں کہ جب عورت اس کا محل سے ڈری تو یوں کہ کہ میں نے اپنی ذات کا نکاح تجسوی کیا اس شرط پر کہ میرا امر میرا ماتعہ میں رہے اور زوج  
 کما کہ میں نے قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور عورت کو طلاق کا اختیار حاصل رہیگا اور اگر زوج نے ابتدا کی اور کہا کہ میں نے تجسوی نکاح کیا اس شرط پر کہ تیرا  
 تیرے ماتعہ میں رہے سو عورت نے اس ایجاب کو قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور طلاق کا اس کو اختیار نہ ہوگا و بعد فرق کی یہ کہ جب زوج نے عورت کو طلاق  
 تفویض کی تو اس کو نکاح میں نہ رہی اور تفویض بدو ن ملک یا اضافت الی سبب الحاکم کے معنی میں حالانکہ دو نوا امر و سوفت موجود نہیں بخلاف پہلی صورت  
 کے کہ جب زوج نے قبول کیا تو عورت کے منکومہ ہوئی کہ متعارف تفویض یا گئی گئی مندا میم ہوئی اما اذا اخبرنا لک لایکثر و کان الرجل ماجحا فی القصد  
 الاصلاح و تاویل اللعن اذا شرط الا یشترط الا یشترط اور اگر قصد تکمیل کو زوجہ ثانی نے ولین رکھا یعنی زبان سے کہا تو اس مرد کو قراب یلگا سبب  
 اسلام کے کہ بعد از اسلام کے دو بہرہ ہو مسلمانوں کو ملاو دیا اور تاویل معن محل کی یہ کہ جبکہ کچھ اجرت تکمیل پر بی کذا ذکرہ البرازی ثم هذا کلامہ فرغ  
 صحۃ النکاح الاول حتی لو کان بلا و ایل بعبارة المرأة او بلفظ هبة و بحصر القاسقین ثوطیقا تلتا و اراد حلالا ازواجہ کہ وہ کھڑے  
 یشافعی فیقضي به بطلان النکاح ای فی القامۃ و لان لا فی المتقضي بنزایہ پر یہ سبب کچھ جو مذکور ہو تو اول نکاح کی صحت پر متفرع ہے یعنی اگر  
 زوج اول کا نکاح صحیح تھا تو بعد تین طلاق کے تحلیل کیو سہو اچ جلیو کی البتہ حاجت ہو اگر اول نکاح بدو ن ولی کے تھا بلکہ خود عورت کی عبارت سے ہوتا یا لفظ سبب نہایا  
 دو فاسق گواہوں کے رد پر ہوتا ہے اور زوج نے اس کو تین بار طلاق دی اور عورت کا حلال ہونا بدو ن زوجہ ثانی کے چاہا تو اس امر کو فاضل شافعی الزہد کے پاس  
 رجوع کرے تاکہ فاضل حلت کا اور بطلان نکاح کا حکم کرے یعنی حکم بطلان کا اس نکاح میں کرے جو قائم اور اب موجود نہ نکاح گذشتہ میں کہ ذاتی البرازی شافعی کی  
 یہ تعبیر نہیں اس سہو کہ یہ تعبیر اس کو متقضي ہو کہ نکاح بلا ولی اور بلفظ سبب اور بضرر شافعی فاسقین جنفی مذہب میں صحیح نہیں بلکہ فاسد و حالانکہ یہ غلط ہے  
 تو عبارت میں تصور ہو یوں کہ نہایت کہ جب نکاح فاسد ہوگا تو طلاق نہ واقع ہوگی سو اگر ساری جزئیات صحیح ہو اور ساری غیر کے نزدیک فاسد ہو جائے مسائل مذکورہ  
 میں شافعی کے پاس مرفوعہ کرے تو فاسد ہی کما امیہ مسائل لائق اہل کے نہیں ہیں مگر دروازہ کھلتا ہے علاوہ اس کو تین طلاق کا وجود گاہی تحقق ہو سکتا ہے سو  
 کہ جب شافعی نے بطلان نکاح اول کا حکم در صورت شہادت فاسقین کے کیا تو عقد ثانی کس نہ پر ہوگا اگر شافعی مذہب پر ہو تو نہایت متسرع ہے اس سہو کہ عقد  
 مشروط نزدیک شافعی کے مادہ الوجود ہی علی الخصوص ساری عزائم میں اور اگر عقد ثانی بموجب مذہب جنفی کے ہو تو ہاں آس و کا سبب کہ ذاتی حاشیۃ الدینی و فیہا  
 قال الزوج الثاني كان النكاح فاسدا لولا اذخلها ولكن ثبتة فالقول لها ولو قال الزوج الاول ذلك فالقول له اور بنزایہ میں کہ زوج  
 ثانی نے کہا کہ نکاح ثانی فاسد نہایا یوں کہ نکاح صحیح تھا لیکن میں نے اس عورت سے جماع نہیں کیا یعنی بعد طلاق کے زوجہ ثانی نے یہ عیہ ظاہر کیا تاکہ عورت زوج اول  
 کو حلال نہ ہو اور عورت نے زوج ثانی کی تکذیب کی تو عورت ہی کا قول مقبر ہوگا اور اگر زوج اول نے یہ عیہ کہا یعنی فساد نکاح ثانی یا عدم دخول زوج ثانی کا دعویٰ کیا  
 تو زوج اول ہی کا قول مقبر ہوگا و الزوج الثاني یهدم بال دخول فلو لم یدخل لهدم اتفاقا فنیہ مادون الثلث ایضا کا یهدم الثلث اجماعا  
 لانه اذا هدم الثلث همدادها و اخلها فالحمد اور زوجہ ثانی بعد دخول کے تین طلاق سے کٹر کرے گا تاہی چنانچہ تین طلاق کو باجماع گرتا ہے اس سہو کہ  
 جب تین طلاق کو اس سہو گرایا تو کٹر کو بطریق اولی گرایا بخلاف امام محمد کے کہ او کو نزدیک ایک یا دو طلاق نہیں گرتا پر اگر زوجہ ثانی نے دلی نہیں کی تو  
 اتفاق گراوگا کہ ذاتی القنیہ فمن طلقته و عادت اکیہ بعد آخر عادت بثلث لوجرة و بشتین لورأمة و عند حجر و باو لا یجتمعا  
 بما یقی و هو الحی فخر و اقرأ المصنف و غیرہ موجود عورت کہ تین طلاق سے کم مطلقہ ہوئی یعنی ایک طلاق ہوئی نہ دو اور طلاق دینو و الی زوج کے نکاح میں  
 پہرانی بعد و دوسرے زوج کے تو زوج اول کو پہر تین طلاق دینو کا اس عورت پر اختیار ہوگا اگر وہ حرہ نہ ہو اور اگر لوطی ہی تو دو طلاق کا اختیار ہوگا اس سہو کہ







بنام خدا قسم کہ میں نے کذا فی حاشیہ لکھا کہ اگر کوئی کہے کہ جب نبی پر کفارہ لازم نہ ہوتا تو امام کے نزدیک اسکو ایلا کا کیا فائدہ ہر انسان نے اگلی قول میں اسکا جواب یا وفائد نہ  
وقوع الطلاق اور ایلا کوئی کا فائدہ وقوع طلاق یعنی اگر بعد ایلا کے چار مہینہ تک قربت نہ کرے گا تو طلاق واقع ہوگی ومن شرطہ عدم النقص عن المدۃ  
اور ایلا کی شرائط سے مدت معینہ سو گنہ نہ ہوتا تو اگر کوئی قسم کھاؤ میں ایک مہینہ قربت کرونگا تو ایلا نہ ثابت ہوگا وحکمہ وقوع طلاقہ بالشرع ان بنی فہم یطأ اور حکم  
ایلا کا یہ ہے کہ ایک طلاق بائن واقع ہوگی اگر اسکو قسم پوری کی یعنی چار مہینہ تک وطی نہ کی و الکفارۃ والنجس المعلق ان حیث بالکفران اور کفارہ اور جزا  
سید لازم ہوگی اگر اسنے قسم توڑی بسبب طی کے ہم والجزا کا و او معنی او یعنی اگر قسم بدوین تعلیق کے ہو تو کفارہ لازم ہوگا و اگر تعلیق کی قسم ہو تو جزا لازم  
ہے اور کفارہ اور جزا ساتھی لازم تا جب کہ علقہ بات او تعلیق معاہدہ نہ ہو یا اس مثال میں کہ واد کہ قربت کرونگا اور اگر قربت کر دین تو مجبور حج و المدۃ  
أقلها للشرع اربعۃ اشہار کلامہ شہران ولا حد لاکثرھا فلا ایلا بخلفہ علی أقل الاقلین اور مدت ایلا کی حرہ کیو اسطو چار مہینہ میں اور نو پوری کیو  
دو مہینہ میں اور اگر نہ کی کہ مہینہ تو دو نو کمتر تو ن سے کمتر کی قسم کہ میں ایلا نہیں کروں اگر حرہ میں دو باتیں یعنی کی قسم کہ میں ایلا نہیں کروں یا تو میں ایلا نہیں کروں  
کی تو ایلا نہ ثابت ہوگا وسببہ کالتبیین اجمعی اور سبب ایلا کا مانند اس کے ہے جو طلاق ہی میں یعنی چار مہینہ اختلاف مزاج اور ما وقت طلاق یعنی  
کاسبب تو باجو و سبب ہی ایلا کاسبب نہ ہوا و الذلۃ صریح و کثایۃ اور النفاذ ایلا کے دو قسم ہیں ہر کو اور کثایۃ صریح وہ جو حفظ طلاق میں نہ ہوں اور کثایۃ  
وہ جو باجماع اور غیر جماع و نو مہینہ مستعمل ہو یہ محتاج نیست کائنات کثایۃ کے کذا فی حاشیہ الہدی فیمن الطریق لوقال والیہ دیکھا یا یغفل البیان  
لا اکثر باجماع غیر جماع ذکرہ بعد عدم اذنیہ الممنوع الی الیہ من اور نہ ایلا صریح کے صحیحہ مثال ہوگا اگر نہیں کہے زونہ غیر ایلا سے کہیں تحت ہوتا  
کرونگا اگر میں ایلا نہیں کروں تو یہ بھی مانند واد کے ہے یعنی بعلیہ اللہ بخلاف دیکر ایلا صریح و او طلع اللہ او غلبہ ایلا صریح و او طلع اللہ او غلبہ ایلا صریح و او طلع اللہ او غلبہ  
اور ایلا صریح یعنی ہوتی ہے نہ نانی سے طلاق صریح کے لئے تحت ایلا میں عدم جمیع کی قیاسی سبب ہوتا ہے قربت کی قربت میں سے ایلا کی حالت میں ایلا  
رجحان وطی سے سبب من شرعی کے ہے نہ کہ سبب قسم کے اور ایلا لا اقل لا اجماع لا اطلاق لا ائصال منک من جہانہ اور ایلا ایلا ہر لولہ الاثنین  
لتعلین المدۃ یا ہون کما کہ اسد میں نکستہ قربت کرونگا تجسس جماع کرونگا تجسس طی کروں گا غسل جنابت کروں گا تیرے سبب چار مہینہ اگر نہ طلاق یا نفس سے  
ہر سبب میں کروں تو جس کے یعنی تین چار مہینہ کی بھی قربت ہو کہ منع وطی کا سبب قسم کے ہے نہ کہ سبب میض کے اسو اسطو کہ چار مہینہ تک براہ جہ میں ہوتا بخلاف مسئلہ  
سابقہ کے کہ وہاں قسم میں مدت نہ کو نہیں دان قربت فعلی ہے و نحوہ مما ینتفی بخلاف فیصلۃ رکعتین فلا یسئول لعدم مشقۃ ہا اور اگر قربت  
کروں میں تیری تو مجبور حج واجب ہو یا مانند اسکو اس قسم سے جس کا فعل نسیان پر شاق اور سخت ہو چاہے ایک مہینہ روزہ کہ نہ یا طلاق یا عتاق بخلاف اس قول کے  
کہ اگر میں قربت کروں تو مجبور و رکعت واجب ہوں تو اسکا قائل مولیٰ نہیں یعنی ایلا کروں یا نہیں سبب شاق مجھے دو رکعت نماز کے بخلاف فعلی مائۃ رکعت  
وقیاسہ ان لیکون مؤلیا بمائۃ رکعتہا واتباع مائۃ جنازۃ ولما اذا بخلاف اس قول کے کہ اگر میں تیری قربت کروں تو مجبور سو رکعتیں لازم ہوں اسو اسطو  
کہ اسقدر نماز اکثر لوگوں پر شاق ہو اور قیاس شقت کا اسکو مقتضی ہے کہ سو یا ختم قرآن مجید اور سو جنازہ کے اتباع سے مولیٰ پر شاق ہوتا ہے کہ اسکو میں نے لکھا  
میں نہیں دیکھا یعنی اگر کوئی کہے کہ اگر میں تجسس قربت کروں تو سو یا قرآن ختم کرنا مجبور لازم ہو یا سو جنازہ کی ہر اسی اور دفن کر نیکی شرکت مجبور ہے ہوتی تو  
ایلا نہ ہوتا اسو اسطو کہ اس میں نیت شقت ہو و فائدت طاق او عیدہ شامیوں کما کہ اگر میں تجسس قربت کروں تو تو طلاق ہو یا غلام او سکا آزاد ہو  
یھا تاک شالین ایلا صریح کی تین ومن الکثایۃ لا استیک لا استیک لا اعشاک لا اقرب فی شاک لا ادخل علیک اور قسم کثایۃ میں یہ مثالین کہ  
میں تجسس کرونگا تیرے پاس نہ آؤں گا تیرے چومکے نزدیک باؤں گا نہ داخل ہوں گا تیرے اوپر یعنی تیرے پاس نہ آؤں گا لا اعشاک یعنی لایاک کے  
یعنی تیرے پاس نہ آؤں گا اسو اسطو کہ غشیان کا کسر معنی تیان ہو کذا فی المغرب اور صراح میں کہا کہ غشیان بالکسر مجامعت فرد و رفتن و بیوش شدن ومن  
المؤلف فی حقی شجر الدابة والذیال وتطعم الشمس من معرھا اور از قسم ایلا و امی کے ہو یوں کہ نہ کہ واد میں تجسس قربت کرونگا یا تاک  
کہ واد ایلا یا مال خرید کر دیکر یا کہ انساب ایلا واد جگہ سے شروع کرے فان قربتھا فی المدۃ ولو تجسسنا حیث و حیث فی الطرف بالہ و حیث کذا

و اگر میں تیری قربت کروں تو مجبور سو رکعتیں لازم ہوں اسو اسطو کہ اسقدر نماز اکثر لوگوں پر شاق ہو اور قیاس شقت کا اسکو مقتضی ہے کہ سو یا ختم قرآن مجید اور سو جنازہ کے اتباع سے مولیٰ پر شاق ہوتا ہے کہ اسکو میں نے لکھا میں نہیں دیکھا یعنی اگر کوئی کہے کہ اگر میں تجسس قربت کروں تو سو یا قرآن ختم کرنا مجبور لازم ہو یا سو جنازہ کی ہر اسی اور دفن کر نیکی شرکت مجبور ہے ہوتی تو ایلا نہ ہوتا اسو اسطو کہ اس میں نیت شقت ہو و فائدت طاق او عیدہ شامیوں کما کہ اگر میں تجسس قربت کروں تو تو طلاق ہو یا غلام او سکا آزاد ہو یھا تاک شالین ایلا صریح کی تین ومن الکثایۃ لا استیک لا استیک لا اعشاک لا اقرب فی شاک لا ادخل علیک اور قسم کثایۃ میں یہ مثالین کہ میں تجسس کرونگا تیرے پاس نہ آؤں گا تیرے چومکے نزدیک باؤں گا نہ داخل ہوں گا تیرے اوپر یعنی تیرے پاس نہ آؤں گا لا اعشاک یعنی لایاک کے یعنی تیرے پاس نہ آؤں گا اسو اسطو کہ غشیان کا کسر معنی تیان ہو کذا فی المغرب اور صراح میں کہا کہ غشیان بالکسر مجامعت فرد و رفتن و بیوش شدن ومن المؤلف فی حقی شجر الدابة والذیال وتطعم الشمس من معرھا اور از قسم ایلا و امی کے ہو یوں کہ نہ کہ واد میں تجسس قربت کرونگا یا تاک کہ واد ایلا یا مال خرید کر دیکر یا کہ انساب ایلا واد جگہ سے شروع کرے فان قربتھا فی المدۃ ولو تجسسنا حیث و حیث فی الطرف بالہ و حیث کذا



اور اگر قسم دہمی کیا ہو اسے عورت سودگی کی بعد از سر زواج کے نوکفارہ واجب ہے۔ نیز عین کے کفارہ لازم ہے البتہ قسم توڑنے کے بعد یعنی عین بعد از طلاق  
 چنانچہ کہ جب قسم طلاق نہ پڑی ہو لیکن عین قربت کی منہ زبانی ہو تو دہمی سے کفارہ لازم ہوگا واللہ اعلم بالصواب۔ و شہرت بعد از طلاق شہرت ایدہ لا یحق  
 المدۃ اور یوں کہنا کہ والدین تجسس قربت کر دے گا و دہمی اور دہمی سے بعد از مدتی و مینوں کے تو ایسا ہی سبب تحقق موقوفیت ایلا کے اسوہ ہوگا و او عاقلہ موقوف ہوگا  
 جس کے تو عاقلہ مینوں ثابت ہوگا و لیکھت یوگا ادا دہم طلاق الزمان اذ الساعۃ کذا لکھت جس اور اگر زوج نے طلاق دے والدین و مینوں تجسس قربت کر دے گا ہر دو  
 ایک دن توقف کیا خارج کہتا جو معتدق افظہوم سے مطلق زمانہ اور کہا اسوہ ہوگا کہ ایک ساعت کا توقف بھی مانند یوم کہے حکم میں کذا فی البہار ائمہ فقہا  
 واللہ اعلم بالصواب۔ لیکن مؤلفا قال بعد الشہرت الا ولین اول النقص المدۃ بعد توقف ایک دن یا ایک ساعت کہے کہ والدین تجسس قربت کر دے گا  
 و مینوں بعد چلے و دہمیوں کے یا بعد شہرت ایدہ لا یحق کہ لفظ کو نہ بیان کیا یعنی سیتہ ہوگا کہ والدین مینوں تجسس قربت کر دے گا و دہمیوں تو نہیں ہوگی ہوگا یعنی ایلا  
 ثابت ہوگا سبب کہ شہرت ایدہ لا یحق کہ والدین تجسس قربت کر دے گا و دہمیوں اس میں سے ثابت ہوگا ہر دو اس نے ایک دن توقف کر کے  
 دوسری قسم کہانی ہر دو کہ والدین تجسس قربت کر دے گا و دہمیوں بعد چلے و دہمیوں کے تو دہمیوں کے چار مینوں ہونے ایک دن توقف کا درمیان سو سا قی ہوگا  
 تو ایک دن کہ چار مینوں باقی رہی اور حالانکہ مدت ایلا کی پوری چار مینوں ہیں لہذا ایلا نہ ثابت ہوا اور جبکہ زوج نے بعد الشہرت الا ولین کو عین ثانی میں نہ کر لیا  
 تو دہمیوں میں متداخل ہوگی شہرت ایدہ لا یحق سے شروع ہوئی آخر مینوں میں تمام ہوئی اور عین ثانی و دوسری تاریخ پر محرم ہوئی عہد بیت الا ولین  
 کو تمام ہوئی مدت ایلا کی عین بھی نہ پائی گئی لیکن ان قالہ اشعلہ الکفارۃ والا بعد وقت لیکن اگر بعد الشہرت الا ولین کہنا تو دہمی سے ایک ہی  
 کفارہ لازم آوے گا اور اگر نہ کہنا تو دہمی لازم آوے گی پہلی صورتیں اگر پہلے و دہمیوں میں دہمی کر لیا تو ایک کفارہ لازم ہوگا اور اگر پہلے و دہمیوں  
 میں دہمی کر لیا تو بھی ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اسوہ ہوگا کہ مدت ہر مین کی جدی جہدی جو متداخل نہیں اور دوسری صورتیں اگر دہمیوں کے اندر دہمی کر لیا تو دہمی  
 کفارہ لازم آوے گا ایک کفارہ عین اول سے اور دوسرا کفارہ عین ثانی سے اسوہ ہوگا کہ دہمیوں کی مدت متداخل جہدی جہدی نہیں اذ قال واللہ لا اقول بک  
 سنۃ الا یوگا لکن مؤلفا لعل ان قربھا و یقع من سنۃ اربعۃ شہر فاکثر صاۃ مؤلفا و لا لا یزوج نے زوجہ سے یوں کہا کہ والدین تجسس قربت  
 کر دے گا ایک سال اگر ایک دن تو فی الحال بولی ہوگا بلکہ اگر قربت کر دے اور وقت جب کہ باقی رہی یوں ایک سال سے چار مینوں یا زیادہ اس وقت مؤلفی ہوگا  
 اور اگر سال میں سے چار مینوں باقی نہیں رہے شہرت ایدہ لا یحق کہ والدین تجسس قربت کر دے گا و دہمیوں کے تو دہمیوں کے چار مینوں ہونے ایک دن توقف کا درمیان سو سا قی ہوگا  
 مؤلفیہ اور اگر مثل مذکور سے سال کا لفظ گراڈ الا یعنی یوں کہا کہ واقفین تجسس قربت کر دے گا اگر ایک دن تو مؤلفی ہوگا بدین قربت کہ ہر جب عورت سے قربت  
 کر لیا تو مؤلفی ہوگا بعد غروب ہونے آفتاب کے دہمی کے دن اور بھی قید مثال سابق میں بھی ہو کذا فی حاشیۃ الدفی و لولہ ذلک لا یوگا اذ قال فیہ لکن مؤلفیہ  
 ایدہ لا یحق کہ مؤلفیہ یوگا فیہ فلہ یستوی منعدۃ بعد از اور اگر اوس نے مثال مذکور میں الا یوگا ترکب فیہ کو زیادہ کیا یعنی یوں کہا کہ والدین تجسس  
 قربت کر دے گا ایک سال گروہ دن جس میں سے قربت کر دے گا تو گا ہی مؤلفی ہوگا خواہ قربت کر دے یا نہ کر دے اسوہ ہوگا کہ اوس نے ہر ایک اوس دن کو مستثنی کر لیا  
 جس میں عورت سے قربت کر لی تو اسکا منفع ہوا دہمی سے کہیں متصور نہیں تمام سال اذ قال و ہوا لہم ہر دو املہ لا اذ حل لہ و ہوا لہم ہر دو املہ لا یوگا لکن مؤلفیہ لا یوگا لکن  
 ان بشرحاً منہا فیہا آھا کہ زوجہ میرہ میں ہوا و اوس نے یوں کہا کہ والدین کہ میں بخاؤں گا اور حالانکہ زوجہ کہ میں ہو تو اس قریب سے مؤلفی ہوگا اسوہ ہوگا  
 کہ ممکن ہو کہ عورت کو کہ سو با دیو ہر اوس سے دہمی کر لیا لکن الملقۃ رجعیاً حتی یلقاہا الزوجیۃ و یبطل یخصی المدۃ ایلا کیا رجعیہ مطلقہ سے تو یہ صحیح  
 سبب باقی رہی زوجیت کو اور باطل ہوگا ایلا بعد طلاق یا بن پڑے کہ سبب گز جانو مدت ایلا کے یعنی چار مینوں گز گئے اور منہ زبانی عین کی باقی جو سبب استدا و  
 لہ کہ اور اگر مدت عدت کی قبل مدت ایلا کے گز گئی تو بھی ایلا باطل ہوگا سبب باقی رہی مہمل کے کذا فی حاشیۃ الدفی تا قلا عن النہر و البحر معنی نسخہ من  
 بعضی العدۃ جو بجا و معنی الدۃ کے جو کہ نسخہ معشیہ مدنی کا دوسری وقت کو مثال تھا لہذا اوسکو مترجم نے اختیار کیا و لولہ ان المین منبأۃ او اجنبیۃ نہ تھا  
 بعد از ای بعد از ایلا و لم یخصیۃ الی المملکۃ کا مر لا یخصیۃ لغوۃ حلالہ و لولہ طہا کفر لبقاہ الیہن اور اگر ایلا کیا مطلقہ یا نہ سو یا مینوں سے جس سے بعد



کذا فی القسطنطینی اور یہ کلام ایک بائن طلاق ہوگا اگر اس نے طلاق کی نیت کی اور تین طلاق کی نیت کی اور تیسری اسپرے کہ عید کا نام نہی  
انت علی حرام طلاق بائن ہی ہوگا عید زوج نے طلاق بائن کی نیت کی تو بسبب غلبہ استعمال کے یعنی بالغہ سے قول طلاق ہی میں کافر مستحل و لهذا اس قول سے سوائے مرد و ک  
ثوئی قسم نہیں کہتا دلو لوکین لہ امرأۃ او حلفۃ لہ المرأۃ کان یبطل کما لو کانت اوبانت لا الی حدۃ ثم وید الشطر لم یطلق امرأۃ المتزوجۃ بقیعہ لیس فیہا  
یمینا فلا تغلب طلاقا اور اگر مرد کے کوئی زوجہ نہ ہو اور اس نے کما علی الحوام یعنی حرام مجہر لازم ہوا یا کہ عورت کے بلفظ حرام قسم کی یعنی زوجہ سے خطاب کر کے بولی  
کہ تو مجہر حرام سے توحید قول میں ہوگا نہ طلاق چنانچہ اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو مجہر حرام ہو اگر میں غلام کو ماروں پر زوجہ مخا طبہ ہو گئی یا بائن ہو گئی بدون عدت کے  
بسبب طلاق قبل دخول کے بشرط بائن گئی یعنی مثلا غلام کو مارا تو مطلقہ نہو گی اس کی وہ عورت جس سے بعد موت زوجہ اولی کے نکاح کیا اسی قول پر فتویٰ ہے کہ زوجہ نہی  
پر طلاق نہ واقع ہوگی بسبب جو بائن تعلیق کے میں یعنی جب زوجہ مخا طبہ ہو گئی یا بائن ہو گئی تو تعلیق طلاق کی سبب بنے محل کے میں ہو گئی پر جب تعلیق میں ہو گئی تو  
میں منقلب ہو کر طلاق نہیں ہو سکتی مثلاً انت معی الحرام والحرام یلین معنی و سر متک علی انت تحرمہ او حرام علی اولی یقل علی وانا علیک  
حرام ادھر حرام و حرامت نفسی علیک اور انت علی حرام کل الحما و الخیر زیادہ اور انت علی حرام کی مانند میں یہ احوال کہ تو ساتھ میں سے  
حرام میں اور حرام ہو گیا اور میں نے تجھ کو اپنا اور پر حرام کیا اور تو مجہر حرام سے یا حرام ہو گیا کہ اس مثال میں مجہر کا لفظ نہ لایا یعنی فقط اسیتہر کہا کہ تو حرام  
یا محرم ہے اور میں تجھ پر حرام ہوں یا محرم ہوں یا کہ میں نے اپنی ذات کو تجھ پر حرام کیا یا کہ تو مجہر حرام ہو یا نہ ہو جو اس کے کذا فی البرازیہ یعنی ان مثالوں سے طلاق  
بائن واقع ہوگی بقول مفتی بواو اگر قائل کی زوجہ نہ ہوگی توحید احوال نہیں ہو جائیں گے تو مانت ہو نہیں سکتا کفارہ لازم آوے گا دلو لوکین لہ امرأۃ بستیوۃ و المسئلۃ  
بجاء واقعہ علی کل واحد منہم مطلقۃ بائنۃ وقیل یطلق واحد منہم والیہ البیان کما صریح الصریح وھو لا ظہر ولا شہبہ ذکر الیہ  
والبرازی و غیر ہما وقال الکمال الاشیہ شدک الاول وہ جرم صاحبہ لہ فی ذاد الہ و صحیحہ فی جواہر الفتاویٰ و اقوال المصنف فی سنن  
اور اگر زوج کی چار عورتیں ہوں اور یہ سب سبکال خود بطور بائن کے ہو کر تحریم میں یعنی چار عورتوں کے زوجہ نے کہا کہ امرأتی علی حرام یعنی میری عورت مجہر  
حرام ہو تو ہر عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ ان چار عورتوں میں سے ایک ہی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور زوجہ کا اختیار ہی جائز نہیں  
چنانچہ اسکا ذکر طلاق صریح میں ہو چکا اور بھی قول ظاہر تر اور شبہ بالمعنی ہے چنانچہ زبانی اور برازی اور انکو سوا اور فقہانے مثل صاحب خلاصہ مدار ذخیرہ  
اور جندی نے اسکو ذکر کیا ہے اور کمال الدین محقق نے فتح القدیر میں کہا کہ میں نے ایک شبہ بھی قول اول سے یعنی ہر عورت پر طلاق واقع ہونا اور سبک  
یعین کیا ہے صاحب بحر الرأی نے بیونہ دو میں اور جو ابراہنا وی میں ہی اسکی تصحیح کی ہے اور مصنف نے بھی اسی قول کو اپنی شرح میں قائم رکھا ہے  
سنم الفقہاء میں کلام محقق کا فتح القدیر سے یوں منقول ہے کہ میں نے ایک شبہ بھی وہ جو جو فائدہ میں ہے اور اسکو کہ یوں کہنا کہ طلال خدا یا طلال المسلمین کا مجہر حرام  
یہ ہر زوجہ شائع ہے تو ہر ایک زوجہ پر طلاق بائن واقع ہوگی انتھو تو معلوم ہوا کہ عقود مدوم اور اسکی البین کا کلام طلال اللہ اور طلال المسلمین میں ہے نہ کہ انت  
علی حرام میں اسرہط کہ خطاب صریحاً منافہ ہے عموم کا اور نہ امراتی علی حرام میں ہے اور ظاہر نظر میں بھی معلوم ہوا کہ یہ گفتگوات علی حرام میں ہے لہذا اشارہ  
اگر توبین کا مسئلہ رک کیا لکے فی الشہر حجب ان یکون معنی قول الزبلی والمسئلۃ بجاء لہا یعنی التواجر لا یقید انتھ علی حرام مخاطبہ بالحدۃ  
کافی المتن بل حجب فیہ ان لا یقع الا علی الخاطیۃ انتھی قلت یعنی بخلاف حلال اللہ و حلال المسلمین فانہ یمکن ان یحصل التوفیق فی الخلف  
لیکن نہ الفائق میں ہے کہ جب ہر کون معنی اس قول زبلی کے کہ عید سبک بطور سابق کے ہے یعنی فقط تحریم میں مثل مسک کہ سبک ہے نہ کہ بعین خطاب زوجہ  
وامرہ کے چنانچہ متن میں ہے یعنی کفر میں ملکہ عید جب امراتی علی حرام میں کہ طلاق نہ واقع ہو کسی پر بجز زوجہ مخا طبہ کے انتھ کلام الشہر شائع ہوتا ہے کہ میں کہتا  
ہوں معنی بخلاف طلال اللہ یا طلال المسلمین کے کہ یہ عام ہے چاروں عورتوں کو شامل ہوا اور اسی سے حاصل ہو گئی توفیق یعنی نصیر صاحب نہ الفائق اور توضیح  
شارح میں کلام فقہاء میں اتفاق حاصل ہو گیا سو اس مقتوی کا ذکر کہنا یا بھی یعنی ہو کہتا ہے کہ سب عورتوں پر طلاق واقع ہوگی سو اس قول سے کہنا کہ حلال البین  
حلال المسلمین اور جو کہتا ہے کہ فقط زوجہ مخا طبہ ہی پر واقع ہوگی سو اس قول سے کہتا ہے کہ انت علی حرام اور شارح کا یہ مطلب نہیں کہ نہ الفائق کی نصیر صاحب میں ہے

عید کا نام نہی  
انت علی حرام طلاق بائن ہی ہوگا عید زوج نے طلاق بائن کی نیت کی تو بسبب غلبہ استعمال کے یعنی بالغہ سے قول طلاق ہی میں کافر مستحل و لهذا اس قول سے سوائے مرد و ک  
ثوئی قسم نہیں کہتا دلو لوکین لہ امرأۃ او حلفۃ لہ المرأۃ کان یبطل کما لو کانت اوبانت لا الی حدۃ ثم وید الشطر لم یطلق امرأۃ المتزوجۃ بقیعہ لیس فیہا  
یمینا فلا تغلب طلاقا اور اگر مرد کے کوئی زوجہ نہ ہو اور اس نے کما علی الحوام یعنی حرام مجہر لازم ہوا یا کہ عورت کے بلفظ حرام قسم کی یعنی زوجہ سے خطاب کر کے بولی  
کہ تو مجہر حرام سے توحید قول میں ہوگا نہ طلاق چنانچہ اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو مجہر حرام ہو اگر میں غلام کو ماروں پر زوجہ مخا طبہ ہو گئی یا بائن ہو گئی بدون عدت کے  
بسبب طلاق قبل دخول کے بشرط بائن گئی یعنی مثلا غلام کو مارا تو مطلقہ نہو گی اس کی وہ عورت جس سے بعد موت زوجہ اولی کے نکاح کیا اسی قول پر فتویٰ ہے کہ زوجہ نہی  
پر طلاق نہ واقع ہوگی بسبب جو بائن تعلیق کے میں یعنی جب زوجہ مخا طبہ ہو گئی یا بائن ہو گئی تو تعلیق طلاق کی سبب بنے محل کے میں ہو گئی پر جب تعلیق میں ہو گئی تو  
میں منقلب ہو کر طلاق نہیں ہو سکتی مثلاً انت معی الحرام والحرام یلین معنی و سر متک علی انت تحرمہ او حرام علی اولی یقل علی وانا علیک  
حرام ادھر حرام و حرامت نفسی علیک اور انت علی حرام کل الحما و الخیر زیادہ اور انت علی حرام کی مانند میں یہ احوال کہ تو ساتھ میں سے  
حرام میں اور حرام ہو گیا اور میں نے تجھ کو اپنا اور پر حرام کیا اور تو مجہر حرام سے یا حرام ہو گیا کہ اس مثال میں مجہر کا لفظ نہ لایا یعنی فقط اسیتہر کہا کہ تو حرام  
یا محرم ہے اور میں تجھ پر حرام ہوں یا محرم ہوں یا کہ میں نے اپنی ذات کو تجھ پر حرام کیا یا کہ تو مجہر حرام ہو یا نہ ہو جو اس کے کذا فی البرازیہ یعنی ان مثالوں سے طلاق  
بائن واقع ہوگی بقول مفتی بواو اگر قائل کی زوجہ نہ ہوگی توحید احوال نہیں ہو جائیں گے تو مانت ہو نہیں سکتا کفارہ لازم آوے گا دلو لوکین لہ امرأۃ بستیوۃ و المسئلۃ  
بجاء واقعہ علی کل واحد منہم مطلقۃ بائنۃ وقیل یطلق واحد منہم والیہ البیان کما صریح الصریح وھو لا ظہر ولا شہبہ ذکر الیہ  
والبرازی و غیر ہما وقال الکمال الاشیہ شدک الاول وہ جرم صاحبہ لہ فی ذاد الہ و صحیحہ فی جواہر الفتاویٰ و اقوال المصنف فی سنن  
اور اگر زوج کی چار عورتیں ہوں اور یہ سب سبکال خود بطور بائن کے ہو کر تحریم میں یعنی چار عورتوں کے زوجہ نے کہا کہ امرأتی علی حرام یعنی میری عورت مجہر  
حرام ہو تو ہر عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ ان چار عورتوں میں سے ایک ہی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور زوجہ کا اختیار ہی جائز نہیں  
چنانچہ اسکا ذکر طلاق صریح میں ہو چکا اور بھی قول ظاہر تر اور شبہ بالمعنی ہے چنانچہ زبانی اور برازی اور انکو سوا اور فقہانے مثل صاحب خلاصہ مدار ذخیرہ  
اور جندی نے اسکو ذکر کیا ہے اور کمال الدین محقق نے فتح القدیر میں کہا کہ میں نے ایک شبہ بھی قول اول سے یعنی ہر عورت پر طلاق واقع ہونا اور سبک  
یعین کیا ہے صاحب بحر الرأی نے بیونہ دو میں اور جو ابراہنا وی میں ہی اسکی تصحیح کی ہے اور مصنف نے بھی اسی قول کو اپنی شرح میں قائم رکھا ہے  
سنم الفقہاء میں کلام محقق کا فتح القدیر سے یوں منقول ہے کہ میں نے ایک شبہ بھی وہ جو جو فائدہ میں ہے اور اسکو کہ یوں کہنا کہ طلال خدا یا طلال المسلمین کا مجہر حرام  
یہ ہر زوجہ شائع ہے تو ہر ایک زوجہ پر طلاق بائن واقع ہوگی انتھو تو معلوم ہوا کہ عقود مدوم اور اسکی البین کا کلام طلال اللہ اور طلال المسلمین میں ہے نہ کہ انت  
علی حرام میں اسرہط کہ خطاب صریحاً منافہ ہے عموم کا اور نہ امراتی علی حرام میں ہے اور ظاہر نظر میں بھی معلوم ہوا کہ یہ گفتگوات علی حرام میں ہے لہذا اشارہ  
اگر توبین کا مسئلہ رک کیا لکے فی الشہر حجب ان یکون معنی قول الزبلی والمسئلۃ بجاء لہا یعنی التواجر لا یقید انتھ علی حرام مخاطبہ بالحدۃ  
کافی المتن بل حجب فیہ ان لا یقع الا علی الخاطیۃ انتھی قلت یعنی بخلاف حلال اللہ و حلال المسلمین فانہ یمکن ان یحصل التوفیق فی الخلف  
لیکن نہ الفائق میں ہے کہ جب ہر کون معنی اس قول زبلی کے کہ عید سبک بطور سابق کے ہے یعنی فقط تحریم میں مثل مسک کہ سبک ہے نہ کہ بعین خطاب زوجہ  
وامرہ کے چنانچہ متن میں ہے یعنی کفر میں ملکہ عید جب امراتی علی حرام میں کہ طلاق نہ واقع ہو کسی پر بجز زوجہ مخا طبہ کے انتھ کلام الشہر شائع ہوتا ہے کہ میں کہتا  
ہوں معنی بخلاف طلال اللہ یا طلال المسلمین کے کہ یہ عام ہے چاروں عورتوں کو شامل ہوا اور اسی سے حاصل ہو گئی توفیق یعنی نصیر صاحب نہ الفائق اور توضیح  
شارح میں کلام فقہاء میں اتفاق حاصل ہو گیا سو اس مقتوی کا ذکر کہنا یا بھی یعنی ہو کہتا ہے کہ سب عورتوں پر طلاق واقع ہوگی سو اس قول سے کہنا کہ حلال البین  
حلال المسلمین اور جو کہتا ہے کہ فقط زوجہ مخا طبہ ہی پر واقع ہوگی سو اس قول سے کہتا ہے کہ انت علی حرام اور شارح کا یہ مطلب نہیں کہ نہ الفائق کی نصیر صاحب میں ہے





ہوگا کہ انی الخانیہ بلفظ الخلع خیر الطلاق علی مال فانہ غیر مستقط فیہ یعنی آزاد کہ لفظ خلع مرتباً اس سے طلاق بوجہ مال کے تعریف خلع سے نکل گیا  
اسو اسکو کہ طلاق مذکور حقوق زوجیت کو ساقط نہیں کرتا کہ انی فی حق القدر و زاد قوله او کافی معناه لیدخل لفظ المیسرۃ فانہ مستقط کما یجوز و لفظ البیع  
و البیاع فانہ كذلك کا صحیح فی الصحیح خلاف الخانیہ یعنی خلع عبارت ہو اس از الہ ملک سے جو بلفظ خلع ہوا اس لفظ سے ہو جو بمعنی خلع ہو مصنف نے  
اس قول کو اسو اسکو زیادہ کیا تاکہ عبارات کا لفظ خلع میں داخل ہو جاوے اسو اسکو کہ وہ بھی حقوق زوجیت کا مستقط ہو چنانچہ عنتریب آویگا اور تاکہ خلع بلفظ  
بیع اور شراد اعلیٰ راجع خلع میں اسو اسکو کہ وہ بھی اسطرح مستقط ہو چنانچہ اسکی تصحیح کی جو فتاویٰ صغریٰ میں بر خلاف خانیہ کے ہم اب تعریف غلام کی پوری ہو گئی اپنی  
افراد کی جامع اور غیر کی مانع و افاد المعرفۃ صحیحہ خلع المطلقہ شرح جعاً اور فائدہ دیا تعریف مذکور نے مطلقہ جمع کی صحت خلع کا اسو اسکو کہ خلع عبارت ہے از الہ  
ملک نکاح سے اور بقا زوجت تک طلاق جمعی میں ملک ثابت ہو لہذا زوجت بدون تجدید نکاح کے درست ہو بلائیں بہ صند الحاجة للیقین بعد از الہ  
اور کہ یہ ضابطہ نہیں خلع کر نہیں وقت ضرورت کی جب اسپین سوٹ پڑنا اتفاقی سے اور مرد کو مال لینا عورت سے جو ہر نیکی کے لئے جائز ہے بشرطیکہ انفراد  
مرد کی طرف سے نہ ہو چنانچہ صحیح بخاری میں بروایت عبدہ بن عبد بن عباس ثابت ہو کہ ایک عورت نے ایک باغ اپنے مہر میں پایا تھا اپنی زوجہ سے راضی نہ تھی سر غلام  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ باغ پھر کر خلع کرے اور بلا ضرورت عورت کو خلع کی خواہش کرنا حرام ہے جامع ترمذی میں حدیث ہو تو غلام ثابت ہو کہ عورت  
کہ بلا ضرورت زوجہ سے طلاق کی خواہش کرے تو اسیرت کی خواہش حرام ہے لیکن جب طہر ہو وقت نکاح کو تو عورت جو خلع کرنا چاہے اس کے جائز  
ہے کہ انی مائتہ ائمہ نے بما یصلہ للمہر بغیر عکس کلی لصحة الخلع بدون العشر و بیانی بدھا و بطین غنہا و جونا العیون انہا کما سہا طلع  
جائز جو من اس مال کے جو صلاحیت مہر کی رکھتا ہو بدون عکس کا کہ یعنی جو صلاحیت خلع کی رکھتا ہو وہ صلاحیت مہر کی بھی کہے یہ کلیہ صحیح نہیں بلکہ صحت  
خلع کے کمتر و نسل درم سے اور بعض اس مال کے جو عورت کے قبضہ میں ہو اور بعض اس پر کہ جو بکری کے پیٹ میں ہو اور مال کہ اس پر مہر ہو کہ میں اور  
عورت کے مقبوضہ سے بسبب مجهول ہونے مال کے اور بیٹ کو بچہ سے مہر صحیح نہیں اور علامہ عینی نے اس کا انکاس جائز رکھا ہے کلام عینی میں انکاس نکاح سے اور انکاس  
انکاس منطقی ہے اسو اسکو کہ منطقی میں موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئی ہو سو بیان صحیح جو عکس لغوی کی طہر صحیح نہیں ہو سکتا و منہا کہ انکاس طلاق اور شرط  
خلع کی مانند شرط طلاق کے ہو یعنی منکوحہ مازدہ کا اور اہلیت زوج کی توصیفی اور محضون کا خلع صحیح نہیں وصفیتہ ماذکر ثلثا ہوا عیاناً فی جانیہ لا یم  
تعلیق الطلاق بقبول المال فلا یصح رجوعہ عنہ قبل قبولہا ولا یصح شرط الخیار لہ ولا یقتصر علی المجلس ای مجلسہ و یقتصر قبل قبولہا علی  
مجلس علیہا اور خلع میں سے مرد کی جانب میں اسو اسکو کہ وہ تعلیق ہو طلاق کی مال کو قبول پر تو صحیح نہیں لیکن زوج کا خلع سے قبل قبول کرنے عورت کے  
اور صحیح نہیں زوج کو شرط کرنا اپنی اختیار کیا اور منحصر نہیں زوج کی مجلس پر یعنی اگر زوج مجلس بدل گیا تو خلع باطل ہوگا اور موقوف ہو قبول کرنا عورت کا اپنی  
علم کی مجلس پر یعنی جب عورت کو خلع کی خبر ہو اور وہ مجلس میں نہ قبول کرے ائمہ کرامی موقوف باطل ہوگا و فی جانبہا معاوضۃ بمال فصحة رجوعہا قبل  
قبولہ و صحت شرط الخیار لہا ولو اکث من ثلثۃ ایام بعد یقتصر علی المجلس کا البیع اور عورت کی جانب میں خلع بدلایں جو محض مال و غیر کے تو صحیح  
ہے عورت کا رجوع کرنا قبل قبول کرنے زوج کو اور صحیح ہے عورت کو اختیار کا شرط کرنا اگرچہ تین روز سے زیادہ اپنی اختیار کو شرط کرے کہ انی البیہ الراتی اور  
موقوف جمعیت غلام کی عورت کی مجلس پر یا نہ بیع کے فائدہ لیشترط فی قبولہا علمہا بھا لہ لا یم معاوضۃ بخلاف طلاق و عتاق و تدبیر  
استقاط و الاستقاط یصح مع الجهل فائدہ مشروط ہے عورت کی صحت قبول میں دریافت کرنا عورت کا معنی خلع کو تو اگر زوج مثلاً ہند کی عورت سے خلع  
بمرض مال عربی زبان میں کرادو تو قول صحیح میں صحیح ہوگا اسو اسکو کہ خلع بدلایں کا ہم جو اور بدلایں بدون دریافت کے نہیں ہوتی خلع طلاق اور عتاق اور  
تدبیر کی کہ اس میں علم موزاد نہیں اسو اسکو کہ مرد و عورت کے ہر دو احکامات میں سے اور استقاط و تدبیر کے ساتھ صحیح ہو جاتا ہے یعنی نقطہ فقہاء صحیح جو نہ و یا نہ  
کہ انی مائتہ ائمہ فی وطرف المعبود فی العتاق علی مال کطرح فی الطلاق اور جانب غلام کی آزاد دی بشرط مال میں مانند جانب عورت کو ہے طلاق میں نہیں  
اگر غلام کے مولیٰ سے کہ عورت بعد مال کے مجھو آزاد کیجو تو غلام کو رجوع کرنا قبل قبول مولیٰ کے درست ہے اور اگر مولیٰ کہے کہ میں نے بعد من انہ مال کے





وشرائط کالیب قدر البیہ سوال کما فی البحر اورد کوشری اور سند وق اور لڑائی کا بیٹ بشرطیکہ چہ بہینہ سے کترین جنی ہوا در بیکری کا بیٹ اور دخت کے پہل مکمل ہوا  
مانند ماخذ کہین تو ذکر اٹھا مسئلہ سابقہ میں بطور مثال کے کہ کذا فی البحر اراق یعنی اگر عورت نے کہا کہ میری کوشری والی یا سند وق والی چیز یا میری لڑائی کے  
بیٹ کے چار سے دخت کے پہلوں پر مجھے غلج کر اور اٹھا کہ اسکی کوشری اور سند وق میں اور لڑائی اور بیکری کے بیٹ میں اور دخت پر کچھ نہیں تو طلاق مفت  
ہوگی عورت پر کچھ دینا لازم نہ ہوگا لیکن اگر لڑائی چہ بنی سے کم مدت میں جنو کی تو مرد اسکی بچہ مالک ہوگا اور اگر بچہ چہ بنی سے زیادہ مدت میں جنو کی تو مرد مالک  
الک ہوگا کذا فی مائتہ الدنی قال قدیرہ فی اللہ اخصہ وغیرہا بعد اذہم الملک فقال لو علم انہ لا متاع فی البیت اوانہ لامهر طاعلیہ فی خلعتہا بمهرھا  
لا یلزمھا شیئ لاکھام ثلثہم بعد فلم یضربوا وادلوطن ان علیہ المهر ثلث کر عدہ دخت المهر اور صاحب بھو اراقن نے کہا کہ مسائل مذکورہ میں نہ  
طلاق واقع ہو تو کچھ غلامہ وغیرہ میں مقید کیا ہے بقید عدم علم کہ سو یوں کہا کہ اگر زوج نے جانا کہ کچھ سبب کوشری یا سند وق میں نہیں یا غلج بعض ہر  
میں زوج یہ جانتا تھا کہ عورت کا اوپر کچھ نہیں تو عورت کو کچھ دینا لازم نہ آوے گا اسو سہل کہ اس صورت میں عورت نے مرد کو کچھ لالچ نہیں دیا تو زوج کو  
عورت پر کچھ نہیں دینا اور اگر مرد کو ایسا اور ہر مرد واجب ہوگا گمان تھا ہر اسکو یا دالیا کہ مجھے مہر باقی نہیں رہا تو عورت کو مہر کا پیر دینا لازم ہوگا اسکو  
کہ مرد کو دیکھو کہ اوام طلاق سے کہا کہ شام کو مناسب تھا کہ بعد العلم سے لفظ عدم کو مہذوف کرنا کہ آئندہ قول سے مناسبت ہوتی کذا فی مائتہ الدنی  
خالفت علی عبدی ابق لھا علی برائتھا من ضمانہ لم یذکر او علیہا تسلیہ ان قد مرش والافقیہ لآلہ لا یطعن فی الشرط انما سجد کذا کذا  
عورت نے غلج کیا ایسا ہوا کہ غلام پر بشرط بری الذمہ ہو سکے اسکی ضمانت سے تو عورت بری الذمہ ہوگی اس شرط سے اور عورت پر تسلیہ غلام کی وجہ ہوگی  
اگر تاد ہوا و سپر اور اگر غلام نہ مل سکے تو قیمت غلام کی لازم ہوگی اسو سہل کہ غلج باطل نہیں ہوتا شرط فاسد سے چنانچہ نکاح نہیں باطل ہوتا خالف طلاق ثلثا  
بالغی او علی الف فطلعتھا واحدة وقع فی الاولی بائنا بثلثہ ای بثلث الالف ان طلقھا فی مجلسھا والا فھا نافیہ عورت نے کہا کہ مجھ کو تین طلاق  
سے عوض ہزار کے یا بشرط ہزار کے ہر مرد نے اسکو ایک طلاق دی تو پہلی صورت میں یعنی الف میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی ہزار کی تمائی کی عوض بشرطیکہ  
عورت کی مجلس نہ بدلی ہو اور اگر دوسری مجلس میں طلاق دی تو صفت طلاق واقع ہوگی کذا فی فتح القدیر فی الحانیۃ لو کان طلقھا اثنتین فلہ کل الالف  
اور خانیہ میں جو کہ اگر زوج عورت کو دو طلاق اول دیکھا تھا تو اسکو پورے ہزار دیئے گئے یعنی اگر بعد دو طلاق دینے کے عورت نے کہا کہ مجھ کو تین طلاق دی جو عوض  
ہزار کے اور زوج نے ایک طلاق دی تو عورت کو ہزار کا دینا لازم ہوگا اسو سہل کہ دو اور ایک ملکر تین ہو گئے عورت کا مطلب تباہی و جدائی سے سوا حاصل کیا  
فی الثانیۃ رجعیۃ حیث ان الالف علی الشرط و کالکالباء اور دوسری صورت میں ایک طلاق جمعی واقع ہوگی صفت یعنی جب عورت نے کہا کہ طلقنی علی  
الف تو ایک طلاق جمعی صفت واقع ہوگی اسو سہل کہ حرف علی کا دوسروں کے ہوا و شرط منقسم نہیں ہوتا اجزاء و شرط بر اور جمعی طلاق اسو سہل ہوگی کہ ال  
سے خالی ہو اور صاحبین نے کہا کہ حرف علی کا منہ بیکر کے ہو تو صبیہ پہلی صورت میں ہزار کی تمائی کے عوض ایک طلاق واقع ہوگی تہی و لیسوی دوسری صورت میں  
ایک طلاق بائن واقع ہوگی قال طلقنی نفساً ثلثاً بالالف او علی الف فطلعت نفساً واحدة لم یقع شیئ لآلہ لم یجن بالبینینہ الا بکل الالف  
بخلاف ما سئل عنھا بالالف فبعضھا اولی مرد نے عورت کو کہا کہ تین طلاق دی اپنی ذات کو عوض ہزار کے یا ہزار پر عورت نے اپنی ذات کو ایک طلاق  
دی تو کچھ نہ واقع ہوگا اسو سہل کہ مرد راضی ہو ابدائی سے گر پورے ہزار کو بدلے اور عورت نے تمائی کو بدلے جدائی یا جمعی تو مطلب مرد کا نہو لہذا ایک طلاق  
بہی واقع ہوگی بخلاف مسئلہ گذشتہ کے بسبب راضی ہونے عورت کو جدائی سے عوض ہزار کے تو ہر اسکو کم میں بطریق اولی راضی ہوگی و قولہ ان طلاق بالالف  
او علی الف فقبلتھا فی مجلسھا ان لم تکن مکملۃ کما مر ولا سیفہا ولا مریضہ کما یجی الالف لآلہ تبویض او تعلیق اور مرد کا عورت  
سے یوں کہنا کہ تو طلعتی جو عوض ہزار کے یا بشرط ہزار کے ہر عورت کو ایسا قبول کر لیا اپنی مجلس میں تو عورت پر ہزار کا دینا لازم ہوگا بشرطیکہ او شریعت  
مکمل ہو چنانچہ سکا ذکر سابق موجب اور عورت احمق اور بیمار نہ ہو چنانچہ حکم سہار کا آگے آوے گا ہزار دینا اسو سہل لازم ہوگا کہ یہ قول یا بد لائی ہو یا تعلیق  
ہو یعنی بالف کہنے میں بد لائی ہو اور علی الف میں تعلیق سے وفی البحر عن التامار و خانیۃ قال لیس فیہ احد کما طلق بالف درہم و لا شری باقا

عورت نے کہا کہ  
مجھ کو تین طلاق  
دی

دینا زقبلہ طلاقاً بغیر شیشہ اور جو اراق میں تار خانیہ سے منقول ہے کہا اپنی دو مرد توابع سے تم میں سے ایک مطلقہ جو بعض ہزار درم اور دوسرا بعض سو درم کے مقبول کر لیا اور سو دو نوٹے دو دو نوٹے طلاق واقع ہوگی مفت بسبب مجهول ہونے مال کے اسو اسطو کہ ہر عورت یہ کہہ سکتی ہو کہ مجھے لازم نہیں دینا مگر سو درم کا انت طالق وعلیک الف انت حر وعلیک الف طلق عتق عتقاً وان اول لقبلا لان قوله وعلیک الف فجعلت ثانیاً وقال ان قبلا صح ولم المال عملان الاول للحال وفي الحال وبقولہما کفایتی زوج نے زوجہ کو کہا کہ تو طلاق ہو اور تجھے ہزار درم دینا لازم ہے یا ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اور تجھے ہزار درم دینا لازم ہے تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا مفت اگر یہ دو نوٹے ہزار درم دینا قبول بھی کر لیا ہو اسو اسطو کہ زوج یا مالک کا یون کہنا وعلیک الف یہ پورا جملہ یعنی باقیل سے کچھ علاوہ نہیں رکھنا اعراب میں خواہ واد عطف کا موخر و استیناف کا اور صاحبین نے کہا کہ اگر عورت اور غلام نے ہزار درم کو مقبول کر لیا ہو تو طلاق یا عتاق صحیح ہوگا اور مال کا دینا ہوگا یا اعتبار اس عمل کے کر لیا کہ یہ وہ واد عالیہ ہے تو وعلیک الف پورا جملہ نہ ٹھہرے علیک انت طالق وعلیک الف ایک جملہ ہو گیا تو مطلب یہ ہوا کہ تو طالق ہے درحالت وجوب ہزار درم اور وادی قدسی میں کہا ہے کہ صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہو قال طلقک علی الف فلم تقبل فقل قبلت فالف قولہ بیہینہ بخلاف بعتک طلافاً اصبر علی الف فلم تقبل فقلت قبلت فالف لہا وکذا لوقال لعبدہ کذا کفولہ لغیرہ بعت منک هذا العبد بالان اصبر فلم تقبل وقال المشتق قبلت فان القول للشیخ والفرق ان الطلاق بآل یمین من جانبہ وہی تلغی حنثہ وھو تنکر اما البیکم فاقرایہ اقارباً لقبول فانکارہ سر جرح فلا یستعمل فلو فہنا اخذنا بیئینتہا کما انا رخصانیہ زوجہ نے زوجہ سے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی تھی ہزار درم پر سو تو نے ہزار درم دینا قبول کیا سو عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو زوجہ ہی کا قول مقبور ہوگا ساتھ قسم کے بخلاف اس قول کے کہ مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تیری طلاق کن بھی تھی ہزار درم پر سو تو نے ہزار درم کو نہ قبول کیا تھا اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو اس صورت میں عورت ہی کا قول مقبور ہوگا اور یہ طریقہ اگر نکاح کے بعد ہے یعنی اگر ایک نے غلام سے کہا کہ میں نے تجھ کو ہزار درم پر آزاد کیا تھا سو تو نے دینا نہ قبول کیا تھا اور غلام نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو ایک ہی کا قول مقبور ہوگا ساتھ قسم کے اگر یون کہہ کہ میں نے تیری ذات کو ہزار درم پر بیچا تھا سو تو نے نہ قبول کیا تھا اور غلام بولا کہ میں نے قبول کیا تھا تو غلام کا تو انہو کو چنانچہ مالک کا یون کہنا غیر عید سے کہ میں نے بیچا تھا تیری ماغضہ اس غلام کو بعض ہزار درم کے کل سو تو نے نہ قبول کیا تھا اور مشتری نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو مشتری ہی کا قول لائق اعتماد کے ہوگا نہ مالک کا اور وجہ فرق کی ہر بیان طلاق اور بیع کے یہ ہے کہ طلاق بعض مال کے تعلیق سے ہر جانب زوجہ سے اور تعلیق طلاق کو قبول زوجہ لازم نہیں اسو اسطو کہ تعلیق یہ دن قبول کے بھی صحیح ہے اور زوجہ مدعی ہو زوجہ کے عانت ہو سکتی یعنی تعلیق ٹوٹنے کی اور زوجہ اسکا انکار کرے اور قول مقبور نہیں مگر تنکر کا لہذا اور صورت مذکورہ زوجہ ہی کا قول مقبور ہو اور بیع کا تو یہ حال ہے کہ بیع کا اقرار دہی اقرار ہے قبول کا اسو اسطو کہ بیع عبارت سے ایجاب اور قبول سے وجوب بیع کا اقرار کیا تو وہی قبول کا بھی اقرار ہو گیا تو بیع کا اقرار کر کے قبول کا انکار کرنا ہزار اور پانچا بیع سے تو سمجھو نہ ہوگا اور اگر زوجہ اور بیعت ہو تو گواہ لایا دین تو عورت ہی کے گواہ لایا جائیگا اسو اسطو کہ عورت مثبت ہو اور بیعت نافی تو گواہ اثبات کے اولیٰ نہیں نفی سے کذا فی التارخانیہ ولو ادعی الخلع علی مال وہی تنکر بقتل الطلاق بآقارہ والدعوی فی المال بحالہ فیکون القول لہا لاکھا تنکر وعکسہ لاکیف ما کان بنوازیۃ اور اگر دعویٰ کیا مرد نے خلع کا مال پر اور عورت تنکر ہو تو طلاق واقع ہو جائیگی بسبب اقرار مرد کے اور دعویٰ مال کا بحال خود ہی سو اگر زوجہ گواہ لایا تو مال عورت پر لازم ہوگا اور اگر گواہ نہیں تو عورت ہی کا قول مقبور ہوگا اسو اسطو کہ وہ تنکر ہو اور اسکی بالعکس میں طلاق نہ واقع ہوگی یعنی اگر عورت نے دعویٰ خلع کا کیا اور زوجہ تنکر ہو تو طلاق نہ واقع ہوگی اسکا کہ عورت طلاق واقع کر نیکی مالک نہیں کی طرح کا دعویٰ ہو طلاق نہ ہوگا کذا فی البنوازیۃ یعنی دعویٰ خلع کا بعض مال ہو یا بلا بعض واجب خلع نہ ثابت ہوا تو عورت کو مال کا دینا بھی نہ لازم ہوگا اسو اسطو کہ مال تمام عرض خلع کے فروغ مسائل ملحقہ شراح کے انکس الخلع او ادعی شہ طلاق

استثناء اطلاقاً من ذینہ او اختلافانی الطلاق والکنہ فالقول لہ زوج نے خلع سے نکاح کیا یا خلع میں دعویٰ شرط کا کیا مثلاً یون کہنا کہ  
 میں نے خلع کیا تھا بشرط رضا مندی انہو اب کے یا دعویٰ ہستنا کا کیا یعنی خلع کے ساتھ میں نے نکاح کیا تھا یا میرے دعویٰ کا کہ جہاں کہ لیا وہ اسکو فرض  
 میں سے تھا یعنی زوجہ قرضہ ارضی زوجہ کی سوز و گم کے کہنا کہ مجھکو فرض کی بابت زوجہ نے مالی دیا نہ بابت خلع کے یا دونوں اختلاف پر خوشی اور زبردستی میں  
 زوجہ کہتی ہو کہ مجھے زبردستی ال کا اقبال کرایا اور زوجہ کہتا ہو کہ آؤ مجھے قبول کیا تو ان سب صورتوں میں اگر گواہ منوں گے تو زوجہ کی کا قول لائق  
 اعتبار کے ہوگا و لوقالت کان بغیر بدلہ فالقول لہا اور اگر عورت یوں کہے گی کہ خلع بلا عمن تھا اور زوجہ کہتا ہو کہ خلع عمن تھا تو عورت ہی کا قول معتبر  
 ہوگا اذعت المهر ونفقة العدة و آتہا طلقاً و ادعی الحلم ولا بینة فالقول لہا فی المہر و لہ فی النفقة دعویٰ کیا عورت نے مہر و نفقہ عدت کا اور یہ  
 دعویٰ کیا کہ مرد نے مجھکو طلاق دی ہے اور مرد نے دعویٰ کیا کہ خلع عمن مہر و نفقہ عدت کو مہر اسو اور گواہ کیسے سنیں تو عورت کا قول مہر میں معتبر ہوگا اور  
 مہر کا قول نفقہ عدت میں معتبر ہوگا مہر میں عورت کا قول اسو مسلم معتبر ہوگا کہ زمین میں بقای مہر سہلی امر ہو اور لائق اعتبار کے قول اسکا ہو جو متسک ہو  
 ہصل کا اور نفقہ عدت میں زوجہ کا قول اسو مسلم معتبر ہوگا کہ عورت نفقہ عدت کی استحقاق کی مدعی ہو بسبب طلاق کے اور زوجہ اسکا منکر ہو اور مجر الائق  
 میں کہنا کہ یہ تحلیل مشکل ہو اسو مسلم کہ زوج اور زوجہ استحقاق نفقہ عدت میں متفق ہیں اسو مسلم کہ طلاق اور خلع دونوں نفقہ ثابت ہوتا ہو تو کفر ساقط  
 ہوگا کذا فی حاشیۃ الدہنی خلعہ اسر آیتہ علی عبدی قسمتہ قمتہ حل مستقیمہما خلع کیا مرد نے اپنی دو عورتوں سے ایک غلام پر تو منقسم ہوگی قیمت غلام  
 کی دو عورتوں کے مبین مردوں پر مثلاً قیمت غلام کی جو تیس دن اور ایک عورت کا مرد و سودرم کا ہو اور دوسری کا ہو سودرم کا تو دوسو درم والی پر  
 بیس درم لازم ہوں گے اور سودرم والی پر دس درم جب ہو تو طلاق کے لئے کما حقہ قیمت اس دو تین ہو کہ وہ غلام کسی اجنبی شخص کا ہو یا وہ خود ہو تو  
 ہر دو دونوں مہر برابر ہوں اور اگر غلام عورتوں کا ملوک ہو المناصفہ اور دونوں کے مہر بھی برابر ہوں توقیت کی تقسیم کی کہ حاجت نہیں دہی غلام بدلا  
 خلع کا ہوگا کذا فی حاشیۃ الدہنی خلعہ علی عبدی وقتہ حل قبولہا ولو یجب شہر مرد نے عورت کے کہ میں نے تجھکو خلع کیا اسو غلام پر تو نافذ ہوتا ہے  
 کا عورت کو قبول کرنے پر موقوف ہوگا اسو مسلم کہ خلع بعض مہینہ کے بعد ہون عورت کی قبول کے کیونکہ درست ہوگا ولیکن عورت کو کچھ دینا لازم ہوگا  
 کذا فی المہر الائق اسو مسلم کہ زوج کو اپنا مال سے عمن غلام کا اقرار دینا صحیح ہے و شہدۃ الحکم فی نکاح صحیحہ ولو لم یطبع و شہدۃ کا اعتناء لہما تاکہ  
 و خیرا و للبا و اہ ای لا براء من الجانبین کل حق ثابت وقتہما لکل منہما علی الاخر متعلق و قہسا بالکناح حتی لو اباہا فلو نکحہا نایا بھم آخر  
 فاختلعت منہ علی مہر ہاری عن الثانی لا الاول و مثلاً المتعۃ زانیہ اور ساقط کرنا جو خلع کا صحیح میں اگر مرد بلفظ بیع اور شرکے ہونا یہ اسی پر  
 اعتنا کیا جو عادی وغیرہ نے اور ساقط کرنا ہر سبب سے ابرا و جانبین اہم کہ عورت کہی کہ مجھکو بڑی کر اتنا مال پر اور دوسرے کہ میں نے تجھکو بڑی کر یا خلع ہر  
 سبب سے ساقط کر تین ہر ایک ہی کو جو کہ بوقت خلع اور سبب سے ثابت ہو ایک حق دوسرے پر اس قسم کا حق جو متعلق ہو اس نکاح سے کہ بعد خلع ہو یا نکاح  
 کہ اگر عورت کو طلاق یا ن ہی ہر اس سے دوسری بار نکاح کیا دوسرے مہر اگر ہر عورت نے خلع کی خواہش کی زوجہ سو اپنی مہر پر تو زوجہ بری ہوگا نکاح  
 ثانی کے مہر سونہ نکاح اول کے مہر سو اور اندھ کے متعہ ہو کذا فی البرازیم یہ ہو کہ خلع حق ثابت کو ساقط کرنا یہ یعنی عورت اور نفقہ اگرچہ ہمارے کہشت کا ہو  
 اور ہر شک تو ثابت کی قید سے نفقہ عدت اور کسنی نکل گیا کہ یہ خلع سے بدون شرط کرنا ساقط نہیں ہوتا اسو مسلم کہ یہ حق خلع کی وقت ثابت تھا جبکہ بعد  
 ثابت ہوا اور یہ ہو کہ وہ حق ثابت ہوا جو متعلق ہو نکاح سے تو وہ حق نکل گیا جو بھوک نکاح کے متعلق نہیں جیسا کہ ایک کا دین مرد دوسرے پر بسبب نفقہ  
 یا بسبب قیمت بیع کے تو یہاں حق خلع سے ساقط ہوگا اور یہ ہو کہ کہ متعہ ہر کے مثل ہو کہ عورت یہ کہ عورت سے بدون تقرر مہر کے نکاح کیا اور عورت  
 خلع کیا تو متعہ یعنی ایک چوڑا کپڑی کا دینا ساقط ہوگا چہرہ قیاس اسکو متعہ ہو کہ متعہ ساقط نہ ہو خلع سے مانند نفقہ عدت کا اسو مسلم کہ یہ حق وقت خلع سے  
 ساقط ہے بعد ثابت ہوا لیکن جو کہ متعہ عمن ہو کہ تو جیسے مہر ساقط ہوتا ہو ویسی ہی یہ بھی ساقط ہو گیا کذا فی حاشیۃ الدہنی فالاعراض الی سود و نفقہ خلعہ  
 علی ان لا دعویٰ لکل حل صلیہ شر ادعی ان لہ کذا من العطن صم لاخصاص للبراءۃ بحقوق النکاح اور بزہد میں جو کہ عورت نے خلع کیا اس



شرط پر کہ کچھ عوی نہیں کیا جائے یا جو ساتھ پر پروردنے دعوی کیا کہ ہو سکتی یعنی میری اتنی دعوی عورت کے ذمہ پر تو یہ دعوی صحیح ہے بسبب مقصود سے جو بابت کے ساتھ حقوق نکاح کے یعنی خلع سے حقوق نکاح البتہ ساقط ہو جاتے ہیں نہ اور حقوق النفقة البتہ وسکناھا فالانسیطان الا اذا فصل علیھا فنسقط النفقة لا الشک لا فاقی الشرع الا اذا ابرأته عن مؤنة الشک فیصح فیم ویستغنی عنہما اذکر انما اذا النفقة والسکة لیجبا وقتہما بل بعد کما شعبہ من متعلق بنکاح ساقط ہوتے ہیں گرفتہ عدت کا اور سکنی عورت کا اور یہ نہیں ساقط ہو گا جب تک کہ عورت کو نفقہ عدت کی نفی پر نفقہ عدت کا شرط ہو گا نہ سکنی اسو سکو کہ سکنی حق شرعی جو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ لا یتزوج من یلکھن یعنی نہ نکاح مطلقاً کو اور نہ کہ ہنوکے مکان سے یعنی تا انقضاء عدت کر جب کہ عورت مرد کو بری الذمہ کر دی بار بار بری اور سکنی کے خرج سے سوطہ کہ خلا دو نو کر ایسے مکان میں رہتے تھے تو عورت فی ایہ اوپر کر ایہ دنیا لازم کر لیا یا یون بولی کہ میں دوسرے گھر کر ایہ کو نو کی لیکہ اپنی ملک کو گھر میں رہتی ہو تو سوطہ صحیح ہے کذا فی فتاویٰ القدر غلامتہ کہ سکنی کس طرح ساقط نہیں ہوتا لیکن کر ایہ سکنی کا البتہ ابرا سوطہ تو باقی شرع تھا سوطہ کہ نفقہ عدت اور سکنی کے استثنائے کر نکلی کہ حاجت نہیں ہو جب ہاں بیان کے یعنی تو ثابت وقتہا بعد قول المصنف کل حق کی اسو سکو کہ نفقہ اور سکنی درجہ کی نہیں وقت خلع اور مبارات کی بلکہ بعد ان دو وجہ ہو گی میں یعنی اگر مصنف ثابت وقتہا کی قید لگا جائیے شرع لگا فی عورت استثنائے کر نکلی کہ حاجت نہیں ہوتی لیکن چونکہ مصنف نے اس قید کو نہ کر نہیں کیا تو البتہ استثنائے کر نکلی حاجت ہو گی اور بعض حواشی میں یون ہے کہ قید ثابت کی مصنف نے قول سیقط نفقہم جو حق ہے اسو سکو کہ اثبات ساقط ہوتا ہے نہ کہ امر حادث تو اس توجہ سے الا نفقة البتہ استثنائے موقوف ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی وقیل الطلاق علی مالہ مسقط للمهر کا الخلف وللعمد لا ذکرہ البتہ اور قولنا مستدیر ہو کہ طلاق عود من ال کے بھی موقوف ساقط کرنا ہی مانند خلع کے اور قول مستدیر ہو کہ ساقط نہیں کرنا کہ اذکرہ البتہ لا یزالی ولا یزالی بآبائک اللہ ذکرہ البتہ جنسی اور زوج بری نہیں ہوتا عورت کی اس قول کو خدا تعالیٰ بکھڑی کر دی چنانچہ ہنسی نے اسکو فہر کیا اور اسکا شاہر علامہ باقانی اور خیر الدین ربلمی بھی اسکو فاعل میں لیکن فارسی ہدایہ نے اسکو خلاف فتویٰ دیا ہو اور کہا ہو کہ اس قول سے طلاق واقع ہو گی اور ابرا صحیح ہو گا اور گادرونی اسکا تابع ہو گیا ہو ابو فتاویٰ میں اور علامہ مقدسی نے لکھا کہ ہمارے زمانے میں بھیدراج ہو کہ مرد عورت سے برأت جاتا ہو عورت کہتی ہو کہ اللہ بکھڑی کرے اور میں نے لکھا یا ہو کہ میرات صحیح ہے بسبب عورت کذا فی حاشیۃ المدنی نا قلا عن الاستطاعہ شرط البتہ لا من نفقة الولد ان وقتا کسبتہ صح و لزم ولا لا بعد ذلک عن المستغنی خیرہ لو کان الولد رضیعاً صح وان لم یولد و قد اورد حوالہ بنی الخلف الفطیم شرط کیا زوج نے خلع میں اپنا بری الذمہ ہونا بنی اولیکم خرج ہو تو اگر د و نو نو کوئی بارت کی مدت مقرر کی چنانچہ ایک سال کی مدت تو یہ شرط صحیح ہو اور عورت پر نفقہ لڑکے کا لازم ہو گیا اور اگر مدت نفقہ کی مقرر کی تو شرط بھی صحیح ہو گی اور عورت پر نفقہ یہی نہ لازم ہو گا کذا فی البحر الرائق اور اس میں مستغنی وغیرہ سے منقول ہو کہ اگر اولاد شیر خوار ہو گا تو شرط بارت کی صحیح ہو گی اگر جبہ دونوں مدت نہ مقرر کی ہو اور عورت اسکو دودہ بلاء ہو د و برس اسو سکو شیر خوار میں قرینہ دلالت کرنا ہو کہ مدت رضاعت نفقہ مراد ہو خلاف اس اولیکم جو دودہ جو چکا ہو کہ اگر اسکی پرورش میں مدت مقرر نہیں ہو گی تو عورت پر نفقہ لازم ہو گا لیکن خلع صحیح ہو گا بسبب قبول کر لینے عورت کذا فی حاشیۃ الطحاوی ولون وجہا و ہرمت او ماتت او ماتت الولد تجمیع بقیۃ نفقة الولد والعدۃ اور اگر خلع کیا عورت سو شرط بارت نفقہ عدت اور نفقہ دل کے اور پرا دس عورت سو نکاح کیا یا کہ عودت نفقہ ساقط ولہ سو ہاں نکلی یا کہ عورت بعد شرط نہ کرے مگر یہی یا کہ اولاد مر گیا تو زوج پیر دی بقیۃ نفقہ ولہ اور نفقہ عدت کو در صورت نکاح یعنی قبلہ مذکورہ کنہ وجہ نفقہ عورت کا لازم ہو گیا اور بیان اگر اولاد کے کو بھی اسکو آپ کے ال سے کہلا دی لہذا زوج کو مسبقہ عدت بعد نکاح کو باقی رہی ہو گی اتنی مدت کا نفقہ عورت کا اور نفقہ ولہ کا پیر لینا جائز ہو اسو سکو کہ وہ عوض نہا خلع کا اور در صورت ہر ب ہی بقیۃ نفقہ کو زوج پیر لیا اسو سکو کہ عورت فی شرط کو پورا کیا ہے یا نہیں مراد ہو کہ نفقہ ساقط سے عورت ہماں لگا کذا فی النہر الفائق یا یہ مراد ہو کہ عورت ناشرہ ہو جاوے یعنی نافرا می کرے تاکہ نفقہ عدت کا ساقط ہو جاوے سو کذا فی البحر الرائق اور در صورت مر جائے عورت کی اسکی متروکہ ہو بقیۃ نفقہ کو زوج ہر لے کذا فی حاشیۃ المدنی لا اذا شہطت برأۃتھا و صورت مرنے عورت پیر ولہ کے بقیۃ نفقہ کو زوج پیر لیا اگر او موت نہ لیا کہ جب کہ عورت فی ایہ بارت شرط کر لی ہو یعنی خلع کے وقت عورت نے یہ شرط کر لی ہو کہ میں مگر یہی یا کہ لڑکا







اور فقہ میں کہا کہ کوئی رد ہوتا نہیں اس صورت میں کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے مجھ کو بری الذمہ کیا ہے بشرط طلاق جسی کے سو مرد و اسکو جسی طلاق دی یعنی جس  
صورت میں بائن طلاق ہوگی یا حتم یا تنکح یا جسی ہوگی یا اعتبار بقضاع کے لیکن زیادہت میں یوں کہ مرد نے کہا کہ مجھ کو آج ایک طلاق جسی جو اور کل دوسری  
جسی طلاق جو عرض ہزار درم کے تو ہزار درم بدلہ دو تو طلاق کا ہوگا اور دونو طلاق بائن ہوگی لیکن آج ایک طلاق بعوض یا نسو کو واقع ہوگی اور کل دوسری طلاق  
بعوض مان کے مائع ہوگی اگر دوبارہ ملک زوجہ کی نہ ثابت ہوئی ہو یعنی اگر زوجہ نے پہلی طلاق کے بعد عورت کو نکاح نکلیا تو عورت پر بال دنیا لازم ہوگا اسو اسکو طلاق  
بائن کا اقرار مان میں جسی سبب نہ باقی رہے ملکیت زوجہ کے تو عوض بلا عوض منکر کر مرمان اگر بعد طلاق کے دوسری بار نکاح کر لیا ہو تو دوسری طلاق  
بعوض نصف باقی کے البتہ واقع ہوگی ہم زیادہت سنو ثابت ہوا کہ طلاق جسی بمقابلہ مان کے بائن ہو جاتی ہو تو وہ جو فقہ میں کہا کہ مسئلہ مذکورہ میں رد ہوتا نہیں  
سو اسکی روایت بخوبی ثابت ہوگئی کہ فی حاشیۃ المدنی وفي الظہیر بقال لصنف غیر ان غیث حاکم اد بعد اشہر فاحر لک بیدک بعد ان ثلثی من  
المہر فی حد الشرح فآرائہ و طلقک نفسہا لا یسقط المہر و یقیم الی جسی اور فتاویٰ ظہیر میں ہے کہ زوجہ نے اپنی زوجہ منفرہ سو کہا کہ اگر میں ثابت ہو  
تجسس و جارہ منین تو مجھ کو طلاق کا اختیار ہو بعد اس امر کے کہ تو مجھ کو بری الذمہ کر دی ہے پس بشرط بائی گئی یعنی جارہ منین زوجہ غائب رہا سو منفرہ نے اسکو مرتے  
بری کر دیا اور اپنی ذات کو طلاق دی تو مرد و سا سا قط نہ گاہ و بریہ طلاق جسی واقع ہوگی اسو اسکو کہ منفرہ کا ابرا کہ اصحیح نہیں ہے جب منفرہ سا قط نہ ہوا تو طلاق  
بلا مان جسی ہوگی وفي البیازی اختلعت بمرہا علی ان یعطیہا عشرين درہما او کذا اعتنا من لا ذکر صحیح ولا یشتد مکان الا یفاد لان الخلع او ستر  
من البیعم اور بزنی میں ہے کہ عورت نے خلع کی درخواست کی عرض اپنی مہر کے اس شرط پر کہ زوجہ اسکو بیس درم دی یا اتنے من جائز تول دی تو بیکہ خلع صحیح ہے  
اور شرط نہیں مکان میں کذا و اسکو درم اور جائز تول دینے کے اسو اسکو کہ خلع وسیع تر ہے بیس سلم سے یعنی جیسے بیس سلم میں مکان جنس فیو دینے کا شرط سو بیس  
خلع میں شرط نہیں قلت و مفاد یہ صحیحہ ایجاب بدل الخلع علیک فیلخص اشارہ کہتا ہے میں کہتا ہوں کہ رویت بزازی سو بیس ستاد و ہوا کہ بدل خلع کا زوجہ  
پر جسی وجہ ہونا صحیح ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنی جب بیس درم پر لازم آئے تو بدل خلع کا وجہ زوجہ نہ ثابت ہو گیا لیکن بیس اس صورت میں ثابت ہوگا  
جب مہر عورت کا بیس درم سے کم ہو اور اگر مرد و سا زیادہ ہو بیس درم سے تو بیکہ بدل خلع ہوگا بلکہ استننا ہوگا بدل خلع سے بالحد زوجہ پر بدل خلع کا وجہ نہ  
تختلف فیہ جو فقہ میں کذا فی حاشیۃ المدنی وفي القنیۃ اختلعت بشرط الصلح او بشرط ان یؤدی الیکما اقششتہا فقبل لہم ثم وشتتہا کتبہ  
الصلح و شکتہ الا اقششتہ فی المجلس اور فقہ میں ہے کہ عورت نے خلع کی درخواست کی بشرط اقرا نامہ کو یعنی لکھنا اقرا نامہ کا زوجہ کے ذمہ ہو یا اس شرط بطعم  
کی درخواست کی کہ زوجہ عورت کی اجاس اور سباب کو پیڑی سو زوج نے اسکو قبول کر لیا تو بجز قبول زنی کے عورت مرد پر حرام نہ ہو جائی بلکہ حرام ہونے  
میں لکھنا یا زوجہ کا اقرا نامہ کو اور پیڑی و نیا سباب کا اوسی مجلس میں مشروط ہو چکا کہ اسے کہا کہ خلع مسقط ہو حقوق کا تو عورت کا مرد اس صورت میں  
سا قط ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی یا کتب ————— الظہیر ہا ریحہ باب ہر ظہر کا خیار کو خلع کے بعد ہو اسکو کہ کیا کہ دونو غالباً عورت کی نافذ ہوتی ہے  
ہوتی ہیں اور خلع کو اسو اسکو مقدم کیا کہ اسکی حرمت زائد ہے سبب منقطع ہونے تکام کو اور ظہار میں نکاح باقی رہتا ہے ہولفتہ مصداقاً ظاہر میں امر آتہ  
اذ قال لہا انت علی کظہر اقی ظہار لغت میں مصدر ہو ظہر کا عرب ظہر میں امر آتہ و سوت بولتی ہیں جب کہ مرد نے اپنی عورت سے یوں کہا کہ تو مجھ پر ایسی  
جیسو میری مالکی طہیر یہ ستارہ ہو و اسکو حرمت کی یعنی تو حرام ہو ظہار کے معنی لغت میں ہے حیدہ اور بھی ثابت ہیں لیکن شارح نے مناسبت مقام سیکو مقصود  
بذکر کیا و شرعاً تشبیہ المستلزم فلا ظہار لذلحی عندنا اور اصطلاح شرع میں ظہار عبارت ہو تشبیہ مسلم سے تو مسلم کی قید سو معلوم ہوا کہ کافر ذمی کیوں سٹے  
ظہار نہیں ہمارے نزدیک یعنی فقہ کے نزدیک بخلاف مذہب شافعی کے اسو اسکو کہ ثمرہ ظہار کا کفارہ ہو اور کفارہ میں معنی عبادت کو میں اور طاکمہ عبادت لائن  
نہیں مگر مسلمان کے و اسکو اور تشبیہ کی قید سے یوں کہنا مرد کا عورت سے کہ تو میری مالکی طہیر ہے نکل گیا اسو اسکو کہ بموجب فقیر ہر قسمانی کے یہ قول باطل ہو اگر اس  
کلام سے تحریم ظہار کا قصد کر کہ کذا فی حاشیۃ المدنی زوجہ کو کوکابیتہ و صغیرہ او مجنونہ تشبیہ مسلم کی اپنی زوجہ کو اگر مرد زوجہ کتا یہ ہو یا صغیرہ  
یا مجنونہ ہو اسو اسکو کہ قرآن مجید میں ثبوت ظہار میں من نسائکم کلفظ ارشاد ہوا ہو اور عرف میں نسائرجل اسکی زوجات کو بولتی ہیں تو کتا یہ و صغیرہ اور

بنا الطلاق







کتاب النکاح  
جلد دوم  
صفحہ ۱۸۸

لو و طہا ثانیاً قبل الکفارة اور دوبارہ عود کرے تو طہی کی طہرت اگر عورت طہی کر چکا ہو تو قبل کفارہ و نہی کے اسوہ کہ حرمت منوطہ فہم صحت کفارة المذکر  
فی الایة عنہما عزمًا موکداً فلو عزم من بعد بلالہ ان لا یطأھا کما کفارہ علیہا علی استباحة و طہا ثانیاً قبل الکفارة و طہا ثانیاً قبل الکفارة و طہا ثانیاً قبل الکفارة  
واللام یجوز عنہ اور عود کرنا زوج کا جو آیت قرآنی میں مذکور ہے یعنی تفریق دونوں لفظاً لیس من سواد او من سے عزم مصمم و قصد ہو کہ جو عورت کی طہی کی  
استباحہ پر ہو اگر زوجہ نے ارادہ طہی کا کیا پھر اس کا قصد طہی ہی تھا تو پھر کفارہ نہ لازم ہوگا اسوہ طہی کہ عزم ہو کہ نہ تو آیت کا یہ مطلب ہو کہ ہر شخص اپنی قول  
سے یعنی حرمت منکوحہ سے باز آدین سوار ارادہ طہی کا کرین فراموشی نے کہا کہ عود یعنی رجوع ہو اور لام لافا وین یعنی عزم حاصل کلام بھی ہو کہ سبب کفارہ  
و جب ہر ایک طہار اور قصد طہی ہو اور کفارہ عود پر اسوہ طہی مقدم ہو کہ کفارہ حرمت ثابتہ کا رافع ہے جیسے طہارت قبل ارادہ نماز کے رافع ہے حدیث کی دلیل آتی  
ان تطالبہ بالوطی لعلہ یحق حقہا و عازبہ عورت کو کہ زوجہ طہار سے مطالبہ طہی کا کرے کفارہ و لا کہ سبب متعلق ہے عود کے حق کے ساتھ طہی کے علیہا  
ان تمتنع من الاستمتاع حتی یکفر و علی الفاضی الزامہ بہ ای لا تکفیر فعلاً للضرر عنہا لجنس او ضعیف الی ان یکفر و یطلق اور جب  
عورت پر کہ روکے زوج کو طہی اور دوا عی حق کفارہ و نہی تک اور قاضی پر جب ہو لازم کہ یا زوج کا بخت کفارہ و نہی کے ناکہ عورت سے ضرر دور و قاضی  
پر زوج کا فید کرنا یا ان لازم ہے یہاں تک کہ کفارہ ادا کرے عورت کو طلاق دے فان قال کثرت صدق مالو یفوت بالکتاب سوا اگر زوج کھے کہ میں  
کفارہ طہار کا دیکھا ہوں تو اس کی تصدیق کرنا چاہی جس تک کہ وہ مشہور و معروف ہو تو اگر وہ کتاب ہوگا تو بدین گو اہوں کے تصدیق کرنا چاہی  
و لو قیتہ بوقت سقط بمضتہ اور اگر زوج نے طہار کو کسی وقت پر معین ادا مقرر کر دیا تو طہار ساقط ہو و سو قیت کے گزرنے سے مثلاً ایک مہینہ کی طہار تو  
ہی ہے کہ اندر اگر طہی کا ارادہ کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا اور بعد ہی سے کفارہ ساقط ہو و تعلیق بمضتہ اللہ تعالیٰ یطہرہ بخلاف مشیقہ فلا یطہرہ و تعلیق  
کرنا طہار کا حق تعالیٰ کی مشیت پر طہار کو باطل کرنا ہر شایون کہنا کہ انت علی کفر اعمی انشاء و اسد طہار کو باطل کرنا چاہی جیسو کہ طلاق کو باطل کرنا ہر خلاف مشیت  
فلا نے منفر کے یعنی اگر طہار مشیت زید یا عمر کر گیا تو اس کی مشیت سے طہار صحیح ہے و انت نومی بآنت علی مثل احمی او کا مٹی و کذا لو حذف علی خانیہ بنا  
او طلاقاً او طہاراً اصحت نیتہ و وقع مانع آہ لانه کنا یہ اور اگر اس قول سے کہ تو میرے نزدیک میری مٹی انہی ہو یا کسی مثل احمی کا مٹی بولا اور  
اسی طرح ہو اگر علی کا لفظ محذوف کر دیا یعنی یون کہ کہ انت علی مثل احمی تو اگر زوجہ نے اس قول سے تعظیم زوجہ کی نیت کی یا طلاق یا طہار کی نیت کی تو صحیح ہے  
نیت اس کی اور جو نیت کر گیا وہی واقع ہوگا اسوہ طہی کہ یہ قول کنایہ ہو اور کنایہ محتاج جو نیت کا تو اگر تعظیم کی نیت کر گیا تو طہار اور طلاق کونہ واقع ہوگی اور  
طلاق کی نیت سے طلاق واقع ہوگی اور طہار کی نیت سے طہار و لا یشو شتیناً و حتی الکاف لعلہ یحق حقہا و عازبہ عورت کو کہ زوجہ طہار ساقط ہو و سو قیت کے گزرنے سے مثلاً ایک مہینہ کی طہار تو  
قول یعنی انت علی مثل احمی سے کہ نیت کر گیا یا کاف کو یا مثل کو حذف کر گیا یعنی یون کہ کہ انت علی مثل احمی تو اگر زوجہ نے اس قول سے تعظیم زوجہ کی نیت کی یا طلاق یا طہار کی نیت کی تو صحیح ہے  
عرا و ہوگی طہار یا طلاق نہ واقع ہوگی کثر مفہوم ہو اسوہ طہی کہ عود کرنا چاہی جیسو کہ طہار ساقط ہو و سو قیت کے گزرنے سے مثلاً ایک مہینہ کی طہار تو  
کر وہ جو زوجہ کا یون کہ کہ انت علی مثل احمی تو اگر زوجہ نے اس قول سے تعظیم زوجہ کی نیت کی یا طلاق یا طہار کی نیت کی تو صحیح ہے و انت نومی بآنت علی مثل احمی او کا مٹی و کذا لو حذف علی خانیہ بنا  
طہار ثابت نہیں اسوہ طہی کہ تشبیہ سے غالی ہو لیکن کر وہ جو نیت کر گیا وہی واقع ہوگا اسوہ طہی کہ یہ قول کنایہ ہو اور کنایہ محتاج جو نیت کا تو اگر تعظیم کی نیت کر گیا تو طہار اور طلاق کونہ واقع ہوگی اور  
اور کر وہ جو نیت کر گیا وہی واقع ہوگا اسوہ طہی کہ تشبیہ سے غالی ہو لیکن کر وہ جو نیت کر گیا وہی واقع ہوگا اسوہ طہی کہ یہ قول کنایہ ہو اور کنایہ محتاج جو نیت کا تو اگر تعظیم کی نیت کر گیا تو طہار اور طلاق کونہ واقع ہوگی اور  
الادنی و هو الطہار الا صحیحہ اور اس قول سے کہ تو مجھ پر حرام ہو میری مٹی یا مٹی یا طہار یا طلاق کی کر گیا تو صحیح ہو اور جائز نہیں اس قول سے تعظیم کا  
ارادہ کرنا سبب زیادہ ہونے لفظ تحریم کے خلاف انت علی مثل احمی کے کہ او میں تحریم کا لفظ نہیں اور اگر کہ نیت کر گیا تو ادنی ثابت ہوگا یعنی طہار  
قول صحیح من و بآنت علی کفر اعمی یثبت الطہار لا غیر لانه صحیح ہو اور اس قول سے کہ تو مجھ پر حرام ہو میری مٹی یا مٹی یا طہار یا طلاق کی کر گیا تو صحیح ہو اور جائز نہیں اس قول سے تعظیم کا  
تعظیم اسوہ طہی کہ یہ لفظ میری طہار میں تو بدین نیت طہار کے ہی طہار ثابت ہوگا اور اگر شک طلاق یا طہار کا ارادہ کر گیا تو لغو ہوگا و لا طہار صحیح من  
انتہ و طہار صحیح نہیں اپنی نوڈی ہو و نہ ام و نہ اور سکا تب سے اسوہ طہی کہ لفظ نسا کا جو آیت طہار میں واقع ہے وہ نوڈی کو شامل نہیں اسوہ طہی کہ عرف





ادا کو کفارہ نہ ادا ہوگا اسو سطلو کہ سول لینا اسکا اختیار ہی فعل ہو بخلاف ارث کہ وہ فعل نہیں یعنی اگر کوئی اپنی  
 قوت و ایکو ارث میں پاوے اور میت ادا کو کفارہ کرے تو صحیح نہیں اسو سطلو کہ وارث ہونا اختیار ہی فعل نہیں تو صحیحہ عثمانی ہوگا بلکہ عثمانی ہوگا چنانچہ اسکا ذکر مختصر  
 گذر گیا و اعتنا نہ کیا بقیہ عنہا استحضار لایا المشترک کما یجوز اور آزاد کرنا اپنی نصف غلام کو پر نصف باقی کو کفایت کرتا ہے کفارہ  
 کی جانب سے دلیل تیسری بھی ملے مشترک غلام کے چنانچہ اسکا ذکر آویگا لایجوز فی فائت جنس المنفعة لانه هالک حکما کفایت نہیں کرتا آزاد کرنا اس  
 غلام کا جسکی جنس منفعت فوت ہو گئی ہو یعنی منفعت سمع اور بصر کی اور بلوغ اور ماہتہ سے تھا منہ اور بانوں سے جلون کی اور عقل کی فوت ہو گئی ہو تو اسکو آزاد  
 کر نیسے کفارہ نہ ادا ہوگا اسو سطلو کہ وہ در حکم میت ہے اور مرد اور میت منفعت سمع سمع ہر ایک بالکل منفعت فوت ہو تو نقصان منفعت کا ادا کو کفارہ میں ضرر نہ کرے گا  
 کالاعی و محنون لا یعقل فمن یفقی یجوز فی حال افاقہ و حرین لایجوز فی موتہ و ساقط الاستئذان غلام مفقود و المنفعة سے ادا اور اس  
 دیوانہ جو کہ نہ سمجھتا جو موجود یا نہ کہ کسی موش میں آجاتا ہو تو اسکا آزاد کرنا جائز ہے موش یا کسی کی حالت میں اور لیا یا جسکی صحت کی امید نہ ہو موش  
 جسکو دہشتہ اگر بڑی موش اسو سطلو کہ پوچھا جاسے پتا دینے و المقطوع بیدارہ او اھا ماہ او ثلث اصابع من کل بیدار و رجلا او بیدار و رجل من جانب  
 اور جائز نہیں وہ غلام کو دو نو تھکے یا دو نو تھکے کے انکو تھو یا میں انگلیاں ہر تھکے کی کٹی موش یا دو نو یا نوں یا ایک اتمہ اور ایک بانوں کی طرف اشارہ کرے  
 اسو سطلو کہ ان صورتوں میں تھانہ اور عین کی منفعت بالکل مفقود ہو و معتق مصلو کتب کافی اور جس غلام پر کہ بیخبری اور بیوشی غلام کی کفائی الکافی و  
 لایجوز مدبر امر و ولد و مکاتب آدی بعض بدلہ و لم یفجر نفسه فان عجز فخرن لا جاز وھی حیلة الجواز بعد ادا ائمہ شیعہ اگر کفایت نہیں کرتا  
 آزاد کرنا مبرا اور ام دلہ کا اور اس مکانک جسکی اپنی کتاب کا کچھ بدلا دیا گیا ہے اور وہ عاجز نہیں ہو گیا ادا ای باقی سے سو اگر عاجز ہو گیا ہوا اسکو  
 مالک نے اسکو آزاد کر دیا نہ میت کفارہ تو جائز ہے اور بھی عاجزی جیلہ جو عتاق مکانک کا بعد کچھ ادا کر نیسے یعنی جس مکانک کچھ مال دیا گیا ہو اسکا مالک  
 بیعت کفارہ اسکو آزاد کر دیا جائے تو اسکی بھی تدبیر ہے کہ مکانک اپنی عاجزی کو ظاہر کرے و اعتنا نہ کیا بقیہ عنہا المشترک لایجوز ابد ضامہ لقتل  
 التفصیل اور کفایت نہیں کرتا آزاد کرنا نصف عیب مشترک کا پر نصف باقی کو آزاد کرنا بعد ضامن ہو اسکی قیمت کو سطلو جو جائز ہے نصف اس کے نصف ات اخیر میں  
 یعنی ایک غلام کے دو مالک تھے نصف نصف سوا ایک مالک نے نہ میت کفارہ اپنا آدھا حصہ آزاد کر دیا تو نصف اخیر کی ملکیت میں نقصان بڑا یا بیخبری و سوا مالک  
 اب اسکو بیخبری نہیں سکتا لہذا اگر آزاد کرنا لا نصف باقی کی قیمت کا ضامن ہو کر باقی کو آزاد بھی کر گیا تو بی کفارہ نہ ادا ہوگا ان اگر اول اسے نصف آزاد کرنا  
 اور نصف باقی کا ضامن ہو کر کل عیب کو آزاد کرنا تو صحیح ہوتا و نصف عیب عن تکلیف لایجوز افاقہ بعد طعی من ظاہر منھا لاف قبل التام و اور کفایت  
 نہیں کرتا اپنی نصف غلام کو آزاد کرنا نہ میت کفارہ بل نصف باقی کو آزاد کرنا بعد طعی اس عورت کے جس ظہار کر چکا اسو سطلو کہ حکم کفارہ دینے کا قبل طعی وغیرہ کے  
 ہے اور قبل طعی کے نصف آزاد کرنا نہ میت کفارہ بل نصف باقی کو آزاد کرنا بعد طعی اس عورت کے جس ظہار کر چکا اسو سطلو کہ حکم کفارہ دینے کا قبل طعی وغیرہ کے  
 فی الجہت لہ عبد الخدمۃ لہو یجوز الہو لان یكون زمینا انتھی یعنی العبد لہ افاقہ کلا ہم و یجوز رجوعہ لہ لکنہ یتمتاجر الفل فی سوا کر لہا  
 کرنا لایا دی اسکو جسکو آزاد کرے اگر یہ محتاج ہو غلام کا اپنی خدمت کیو سطلو یا اسکو بیچ کر اپنی قرض ادا کر نیسے و سطلو کہ وہ قادر ہو غلام پر بیعت  
 کفائی البائع تو جو کلام کہ جو مرہ میں یوں ہو کہ مظاہر کا ایک غلام جو خدمت کیو سطلو یا اسکو بیچ کر اپنی قرض ادا کر نیسے و سطلو کہ وہ قادر ہو غلام پر بیعت  
 کرے مگر اسوقت غلام کا آزاد کرنا اور روزہ رکھنا درست ہے جب کہ وہ ایسا لنگڑا ہو کہ جل سکے انتھی کلام الجورہ یعنی غلام لنگڑا ہو تو اسکا آزاد کرنا درست  
 نہ ہوگا اور روزہ رکھنا جائز ہوگا شام نے کما ضمیمہ کوین کی مبدیہ طر پر یہ مطلب جو مرہ کا اسو سطلو مذکور کیا تاکہ کلام اسکا اور فقہاء کے کلام سے موافق ہو جاوے  
 اور یہ بھی ہوتا ہے کہ کوین کی مبدیہ طر پر یہ مطلب جو مرہ کا اسو سطلو مذکور کیا تاکہ کلام اسکا اور فقہاء کے کلام سے موافق ہو جاوے  
 ہوگی یعنی تا وقتیکہ کتب معتبرہ سے نقل میرے اس باب میں ثابت ہوگی احتمال ازیم مقبول ہے جو کہ عبارت جو مرہ کی بظاہر مخالف تھی بدائع کے لہذا اشارہ اسکی  
 تو میرے مقول کر دی تا اختلاف مندرجہ و لا یقتضی مشکئہ اور اگر اسکا معتبر نہیں یعنی اگر مظاہر کا ایک کہ جو مرہ میں وہ تھا تو اسکا بیچنا اسکی

قیمت سے اور کفارہ ظہار کے طور پر نہیں ہر ایک کو مکان ضرورت میں داخل ہو تو اس پر صوم لازم ہو گا ولو لم یصل وعلیہ ذنبتہ ان الذی  
 آخر آہ الصوم ولا نفق لان اور اگر عطا کر کے پاس مال ہو بعد اس پر اتنا ہی قرض ہو تو اگر مال قرض کو ادا کر دے تو اسکو صوم کفایت کرتا ہے اس طرح کہ وہ عتاق پر  
 اب تادین میں اور اگر تو میں کو ہنوز ادا نہیں کیا تو اسی دن دو قول میں ایک قول یہ ہے کہ روزہ رکھنا کافی ہے اور دوسرا قول یہ کہ کافی نہیں بلکہ مال غائب سے طہار  
 اور اگر اسکا مال غائب ہو یعنی شلا سفر میں ہو تو اس کے حصول کا قسط یہ ہے کہ آوے تو ظلم خرید کر ادا کر دے ولو علیہ کفارتان وفي ملکہ ذنبہ فضاء  
 عن احدھما انما یحقق عن الاخری لوی یحتمل وبعکسہ بحد اد اگر مرد پر دو کفارہ ہوں یعنی دو مرد تو تن سے ظہار کیا ہو اور اسکی ملک میں ایک ہی غلام ہو  
 سو اس میں سے ایک کفارہ ہو سے روزی رکھو اور دوسری کفارہ صوم کا کفارہ جائز ہو گا اسو اس طرح کہ وجود قدرت عتاق کے صوم جائز نہیں لیکن  
 کفارہ عتاق بلا شک میم ہے اور بالعکس کے جائز ہیں اگر اول تزا د کر دے اور دوسرے کفارہ میں روزی رکھو تو درست ہے اسو اس طرح کہ عدم قدرت میں صوم  
 کافی ہے کہ انی حاشیۃ المدنی صام شہرہ من ولہ ثمانیۃ وخمسین یوما بالحدال والا فستین یوما اگر عطا ہر عتاق پر تزا د ہو تو دو مہینہ روزی رکھو اگر عطا  
 دو مہینہ کے عطا فتن ان دنوں جائز نہ تھے سے یعنی اگر پہلی تاریخ سے روزہ رکھا اور وہ مہینہ اور دوسرا مہینہ دتیس دن کا ہو تو اٹھادین ذکر روزی کفایت کرتے  
 ہیں اور اگر پہلی تاریخ سے صوم شروع نہیں کیا تو دو مہینہ کے ساتھ روزی رکھنا یا پہلی تاریخ کو قتل علی التحریک فی البیض الاخیر کرمۃ العتق اور اگر تزا د ہو گیا غلام  
 آزاد کرنے پر پہلے مہینہ کے آخر میں تو لازم ہو گا دوسرے آزاد کرنا یعنی ساٹھویں دن مثلاً ظہر یا عصر کے وقت مظاہر کو مال مل گیا تو کفارہ صوم کا نہ ادا ہوا اسو اس طرح  
 کہ استمرار عتاق سے آخر تک شرط ہے صوم کی سوبان یا انگلیا تو مجھے صوم اسکا نقل ہو گیا دوسرے وجہ ہے کہ غلام خرید کر آزاد کر دے و آخر کرمۃ مذکورہ کفایۃ  
 لو اقلط ان حدکذا فلا اور اس دن کے صوم کو پورا کر کے استحباب کی راہ ہے وہ وجوب کی راہ ہے اور اگر اس صوم کو توڑ دے تو اس پر قضا واجب نہیں اگر مجھے  
 صوم نہ ہو گیا یعنی عتق ظہار صوم فعل ہے قضا واجب ہے لیکن اس صورت میں باوجود فعل نہیں ہے قضا واجب نہیں اسو اس طرح کہ شروع صوم بقصد فعل تھا لہذا نہ  
 اسکی قضا واجب ہے نہ تمام لیکن مجھے اس صورت میں وجوب کہ مجھ قدرت عتاق کے فی الغر صوم کو قطع کر دیا اور اگر بعد قدرت عتاق کے ساعت دو ساعت  
 عدم ثابت نہ تھا تو مجھے قائم مقام شروع فی النفس کے ہو گیا اب دوسرے تمام وجوب ہو گا اور اگر اب انظار کر گیا تو قضا واجب ہو گی چنانچہ کتاب الصوم  
 میں مذکور ہو چکا کہ انی حاشیۃ المدنی متنابعین قبل المسیس لیس فیہما رمضان وایام بھی عن حکوم ہا دو مہینہ بے در پی لگا کر روزہ رکھ  
 رکھو و علی غیر سے پہلے ایسی دو مہینہ کا صوم جو نہیں رمضان اور وہ یا پھر دن جبکا صوم شروع ہوتا ہے واقع ہوں اسو اس طرح کہ اگر رمضان درمیان میں  
 آج بادیگا تو رمضان کا صوم مقدم ہو گا اور اگر رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزہ رکھ گیا تو بھی رمضان ہی صحیح ہو گا نہ کفارہ نہ صوم کفارہ میں متابع  
 نہ انقطاع ہو گیا لیکن اگر مظاہر مسافر ہو گا اور روزہ بنیت کفارہ رکھ گیا تو البتہ صحیح ہو گا اور بطرح درمیان میں آنا رمضان کا مانع نہ متابع کا  
 اور بطرح ایام منیتہ کا درمیان میں پڑنا مانع نہ متابع کا و کذا اکل صوم شرک فیہ التنابع اور بطرح جس صوم میں لگا کر روزہ رکھنا شرط ہے رمضان  
 اور ایام منیتہ کا درمیان میں آنا مانع نہ متابع کا چنانچہ کفارہ قتل میں اور کفارہ انظار میں اور کفارہ یمین میں اور نظر معین جس میں متابع شرط کر لیا ہو  
 کہ انی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الفیہ فان افطر یعد کسفی ونفاس بخلاف حیض الا اذا ایست سوا اگر انظار کر کے سبب منع کے چنانچہ سبب  
 سفر یا نفاس کے بخلاف حیض کے اسو اس طرح کہ حیض کا مانع نہ متابع کا نہیں کفارہ قتل اور کفارہ انظار میں اسو مجھے کہ عورت ایسی دو مہینہ نہیں ہو سکتی جو  
 حیض سے خالی رہے نہ جگہ عورت کا سبب بری کے حیض منقطع ہو گیا ہو اور اس سے شلا کفارہ انظار کا صوم شروع کیا ہو تو اگر اب حیض آجیا تو مانع  
 ہو گا نہ متابع کا تو اسکو پھر سرے سرے روزہ رکھنا پڑے گا کفارہ ظہار میں حیض اور نفاس کا ذکر بھی خود نہیں اسو اس طرح کہ مجھے کفارہ سوا ایم کے عورت پر  
 وجوب نہیں ہوتا لیکن شارح نے ہمارے متابع کے اسکو بھی ذکر کر دیا اور بغیر اویطیہا ای الظاہر منہا اما لو طی غیرہا وطی غیرہا منقطع لم یصح  
 اتفاقا کا لو طی فی کفارۃ القتل یا انظار صوم کا بلا حذر کر دیا عورت سے جس سے ظہار کر چکا ہے و علی کر لیکن اگر اس عورت کو سوا ایم و زمرہ سے  
 ایسی و طی کر دے جو روزہ نہ تو دے یعنی رات میں یا دن کو سب سے و طی کر دے ایسی و طی صوم کے کفارہ کو ضرر نہیں اتفاقا طرین اور ایسی کر دے کہ طی

کہ کفارہ قتل میں مضر نہیں ہے، ہمارا کیا اور طہاراً حاکماً اور تاسیلاً کا فی المختار وغیرہ و تقشیراً و نفلک اللیلک الغد غلط ہے بلکہ فی  
 القہستان فی الخالفہ قننتہ اگر وہی کری طہار والی عورت کو سیر ہر رات کو یا عید یا ہول کر چاہیہ طلاق مصرح ہو نہ تو غیر میں اور قید لگانا  
 ابن ملک کا وہی شب میں ساتھ عید کے غلط ہے یعنی بھیجے بن ملک نے کہا ہے کہ اگر رات کو عید اوطی کرے تو مضر کفارہ ہے اور سہو مضر نہیں ہو بھیجے قول غلط ہے بلکہ  
 عید اور سہو اصطلاحاً مضر ہے اور جن کتابوں میں وہی لیل میں عید کی قید ہو تو ہفتہ کی قید ہو نہ آخر ازی کافی شرم المجمع اور غایۃ البیان اور غنایہ میں تصریح ہے  
 کہ بھیجے قید اتفاقی ہو کہ نہ انی البیروا لئلا یکین شرج قستانی میں وہ قول ہے جو مخالف ہے بحوالہ افاق کے تو خبردار رہنا قستانی نے یوں کہا ہے کہ اگر منظر ہر  
 سنہا ہو شب کو عید اوطی کرے تو ہستیہ ف موم کو جو چاہیہ تکلم اور مسوط اور ہایہ اور کافی اور قدوری اور مطہرات اور تنہ میں اور انکو سوا اور کتابوں میں  
 یوں جوئی اور نقطہ سیجائی کے قول پر جو شرح طحاوی میں یوں کہ گیا ہے کہ وہی لیل میں عید اور نسیان پر بھیجے لائن نہیں کہ عید کو ہایہ وغیرہ کے کلام میں  
 قید اتفاقی پر محمول کیجئے چنانچہ صاحب کفایہ اور اسکے تابعین نے کیا جو مالک صاحب غلیہ نے اسکی طرف اتفاقات نہیں کیا انتہی کلام القہستان نے  
 شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ قستانی غلط گوئی میں ابن ملک کے موافق ہو گیا اور جن کتب کی عبارت میں قید اتفاقی پر محمول میں ان سے استدلال کر رہے  
 اور مالک کتب معتد میں مصرح ہے کہ عید اور نسیان موقوف پر ہیں چنانچہ مختار اور قیام اور غایۃ البیان اور غنایہ اور طلاق صاحب کنز اسیر شاپرین  
 کہ انی حاشیۃ الدانی استأنف الصوم لا الاطعام ان قطبہا فی خلاۃ لا طلاق النص فی الاطعام و تقشیر فی التحریر صیام یعنی اگر کفارہ  
 طہار میں بعد زیا بلا عذر روزہ اظہار کری یا طہار والی عورت سے وہی کرے دو مہینہ کے اندر تو ہستیہ ف موم کا نہ طہار کا یعنی ہر مہر سے روزہ رکھنا  
 شروع کرے لیکن طہار کا ہستیہ ف لازم نہیں اگر نسیان طہار کے اسی عورت سے وہی کرے تو سبب مطلق ہو و نفس زانی کے طہار میں اور قید لگانے کے  
 اعتناق اور صیام میں یعنی حق تعالیٰ نے کفارہ و اطعام میں قبل مساس کے قید نہیں لگائی اور وہی مقصد طہار نہیں اتفاق اور صیام میں قید لگائی کہ قبل  
 مساس ہو لہذا وہی مقصد صیام ہو تو ہستیہ ف لازم ہو و العقد و لو کما تبار و مستشقی و کذا الحرج الحرج و علیہ بالشفہ علی المعتدل و غلام اگر جب  
 مکاتب ہو یا بیبا غلام جو جسکے مالک نے مثلاً نصف آزاد کر دیا ہو اور باقی کو غلامی کیو سلو اس سے تحت مزدوری کو داتا ہو اور سیرم وہ ہر جسکے نصیب  
 مالی کو اسکی حماقت کے سبب حاکم نے روک دیا ہو بنا بر قول معتد کے یعنی موجبہ قول ہے چاہیں کے لایحیر نہ بالکالا الصوم المذکور و غیرہ کو کفایت  
 نہیں کرنا مگر موم نہ کر یعنی دو مہینہ پہلے در پہ روزہ رکھنا کفارہ طہار میں وجب ہو غلام اور مکاتب اور حرج علیہ کو اور اس غلام کو جو بوا آزاد  
 نہیں اور سبب عدم تدریک ان بر عتاق اور طہار نہیں ہم اس مقام میں سوال وارد ہوتا ہے قاعدہ بھیجے کہ غلام پر نعمت اور عقوبت آ رہی ہو تو یا او کفارہ  
 بھی عقوبت ہو تو لازم یوں تھا کہ کفارہ عبد کا نصف ہو کفارہ حرج یعنی ایک مہینہ کا موم غلام کو کفایت کرتا اس سوال مقدر کا جواب شارح نے آئندہ  
 قول میں دیا کہ لو تین نصف لکنا ہا مریضی العبادۃ و کفارہ غلام کا آداب ہو اسکو کہ کفارہ میں معنی عبادت موجود ہے یعنی حرج کفارہ میں مضر  
 عقوبت اور مضر عبادت و دونوں لیکن عبادت اس میں غالب ہے اور حالانکہ عبادت میں تنصیف نہیں چنانچہ صوم اور صلوہ میں سیرم کفارہ میں و الشکر  
 للستید صنفہ اور مالک کو اختیار نہیں غلام کو صوم سے منع کر لیا اسو سیرم کہ بھیجے مجھے حقوق نکاح کے ہو موجب مالک نے غلام کو نکاح کی اجازت  
 دی تو اسکو سبب حقوق کو انجو اور گویا لازم کر لیا تو اب کیو کر موم کفارہ سو روک سکے دیو و صلیتہ علی سیدہ عنہ او اطعمہ و لو باخر کا عدم علیہ  
 التملیک الا فی الاحصاء و فی غیر عنہ المول قبل کذا و قبل و یجوز کفارہ طہار میں عتاق اور طہار غلام کا کفایت نہیں کرتا اگر یہ شک مالک اور اسکی  
 سے آزاد کر دیا طہار کرے اگر وہ بھیجے عتاق اور طہار یا م غلام ہو سبب م تا بایت تملیک کے یعنی عتاق اور طہار بدون مالک کے نہیں ہو سکتا اور غلام کسی  
 چیز کا مالک نہیں ہوتا اگر وہ مالک اسکو تملیک کرے مگر حصر میں غلام مالک ہوتا ہے یعنی اگر غلام با جازت مملی حج کا احرام کرے اور کسی عذر شرعی سے حج کو نہ کرے  
 تو مرنے اور اسکی طرف سے طہار کرے یعنی قربانی کا جانور اسکی طرف سے حرم میں بھیجے کہ وہ ان ذبیحہ کے نصیب ہو بعضی علماء نے کہا کہ قربانی کا بیبا موی پرستوی  
 اور بعضوں نے کہا کہ جب حرم طلاق طہار کا ارسال قربانی پر غیر مشہور ہو شارح نے اس میں صواب تہر اور منہ کی پیروی کی ہر فان غنہ عن النہم و مرنہ کی







[illegible]

اللَّعَانُ معہ باب ہر لعان کا ہوا لغت مصدر کا لَعَنَ کَفَّارَاتُ مِنَ اللَّعْنِ هُوَ اللَّعْنُ وَلَا يَبْعَادُ سُبُّهُ بِالْإِغْضَابِ لَعْنُهُ نَفْسُهُ قَبْلَهَا وَالسَّبُّ مِنْ سَبَابِ الذَّمِّ لَعْنُ ابْتِهَارِ لَعْنٍ كَصَدْرِ لَعْنٍ كَمَا جَرَّ قَائِلُ كَمْ هَمَزُونِ هِيَ لَعْنٌ أَبَاقُ عِلَّتْ كَمَا صَدْرُ هِيَ لَعْنٌ سَبُّ شَتْرٍ هِيَ اَوَّلُ لَعْنٍ عِبَارَتِ هِيَ بِالْفَتْحِ اَوَّلُ يَكْرُأُ اَوَّلُ دُرُودِ الْهُمُزِ يَعْنِي حَمْدُ اَللّٰهِ اَوْ تَبَّ مَا لِحَيْجٍ سَبُّ دُرُورِ كَرْنَا اَوَّلُ لَعْنٍ مَسْمُومٍ بِلَعْنٍ هُوَ اَنْ يَغْضَبُ لَانَّهُ لَعْنَتْ اَوْ يَغْضَبُ دُونَ لَعْنٍ مِّنْ ذَكَرٍ مَوْجِبَةٍ بِرَبِّهِ كَرْنِ مَرَدِّ كَيْفِ ذَاتِ كَوْ قَبْلِ عَوْرَتِ كُو اَوَّلُ سَبَقَتْ تَرْجِيحُ كَمْ سَبَابُ هَجْمٍ حَكَمُ لَعْنٍ كَا اَوَّلُ لَمَالِ بْنِ مَتِيَّهِ كَيْفِ مِّنْ اَوْ تَرَا حَقِّ تَعَالَى فَرَمَا هِيَ سُوْرَه نَزَمِ كَمْ جَو لَوْ كَمْ اِبْنِي اَزْدِ اَجْرُ كُو زَنَا كَا حَيْبُ لَكَ دِيْنِ اَوَّلُ كُو يَ كُو اَوَّلُ نَهْوِ سَوَالِ ذِكْرِ اَتَا تَوْنِ كَمْ تَوَعِبُ لَكَ اَنِيَا اَلَا اَلَمْ يَكُنْ نَامُ كِي جَارِ كُو اَبِي دَعُو كَمْ وَهْ مَخْصُ سَبِّ هِيَ اَوَّلُ بِانْجُو مِّنْ بَارِيُوْنِ كَيْفِ كَمْ اَلَمْ يَكُنْ لَعْنَتْ اَوَّلُ سَبِّ اَكْرُو دَعُو تَعَالَى اَوَّلُ عَوْرَتِ سَوَارِيُوْنِ ثَلَاثِي هِيَ كَمْ وَهْ سَبِّ جَارِ بَارِ اَلَمْ يَكُنْ نَامُ كِي كُو اَبِي مَسْ كَمْ مَقْرَرِ اَزْدِ سَكَزُو جَرِ جَو تَعَالَى اَوَّلُ بِانْجُو مِّنْ بَارِيُوْنِ كَيْفِ كَمْ اَلَمْ يَكُنْ غَضَبُ اَوَّلُ سَبِّ عَوْرَتِ پَرَا كَرْمُو سَبِّ مَوْشَرِ شَاهِدَا اَشَدَّ اَوْ بَعْدُ كَشْتَهُوْجِ اَلْزَنَا مَوْكَلِ اَشَدَّ بِالْاَيْمَانِ اَوَّلُ لَعْنٍ ابْتِهَارِ مَطْلَعِ شَرْحِ كَيْفِ عِبَارَتِ هِيَ جَارِ كُو اَبِيُوْنِ مَانَدُ شَهْوِ زَنَا كُو اَبِيُوْنِ كُو اَبِيَانِ جَو مَوْكَلِ اَوَّلُ حَكَمُ مَوْنِ قَسْمُوْنِ سَوَاطِلُ كُو لَفْظُ اَشْتَدَّ كَا مَشَاهِدُ هِيَ بِعَيْنِي اَوَّلُ قَسْمِ بِمَعْنَوِي هِيَ جِيَانِجِي اَسْكُو نَقْلَانِ كِتَابِ اَشْهَادِ مَوْنِ مَذْكُوْرُ كِيَا جَو اَوَّلُ اَلْمُسْتَقِي مِّنْ كِبَا كُو كُوْنِي اَبِيُوْنِ كُو اَبِي مَنِيْنِ جَو جَانِبِ مَدْعِي سَوَاطِلُ مَوْكَلِ لَعْنٍ اَوَّلُ قَسَامَتِ مِّنْ كَذَابِي مَاشِيَهْ اَلَمْ يَكُنْ فِي مَقْرُونَةٍ شَاهِدَا تَعَالَى بِاللَّعْنِ وَشَهَادَتُهَُا بِالْغَضَبِ لَا هُنَّ كَيْفِ لَعْنُ اللَّعْنِ فَكَانَ الْغَضَبُ اَوَّلُ لَعْنٍ اَوَّلُ بِانْجُو مِّنْ اَبِيُوْنِ مَرَدِّ مَقْرُونِ بِلَعْنَتِ نَوَا اَوَّلُ عَوْرَتِ كِي بِانْجُو مِّنْ اَبِيُوْنِ مَقْرُونِ غَضَبُ مَوْعُوْرَتِ كُو لَفْظُ غَضَبِ كَا اَبِيُوْنِ سَطُوْ مَخْصُوسِ مَوْكَلِ عَوْنِيْنِ اَبِيُوْنِ لَعْنُوْجِ اَوَّلُ اَوْ غَيْرِ بِلَعْنَتِ سَبِّ كِيَا كَرْنِي مِّنْ اَوَّلِ تَعَالَى هِيَ كُو كَمْ مَسْ جِيَزِي كِي عَاوَتِ هُوْنِي اَوْسُ سَبِّ وَجْهَتِ اَوْ رُفُوفِ كَمْ مَوْجَبَاتِ هِيَ

توغیب کا لفظ انکو دوسلو زیادہ تر زجر اور خوف کا باعث ہوگا قائمہ شہادۃ مقام حد القذف فی حقہ وشہادۃ انہا مقام حد الزنا فی حقہا  
ای اذ انزلنا عنک سقط عنہ حد القذف وعنہا حد الزنا لان الاستنہاء بالبلوغ کما للحد بل انشد مدوکی کو ایمان قائم مقام میں حد  
قذف کو اوسکے حق میں اور عورت کی کو ایمان قائم مقام میں زنا کی اوسکے حق میں جیسی جبکہ دونوں نے باہم لعنت کی تو مرد سے حد قذف کی یعنی تہمت لگانے  
کی ساقط ہوگئی اور عورت سے زنا کی حد ساقط ہوئی اسو اسلو کہ جوٹ میں خدا کو گواہ بنا کر ناممکن ہو مثل حد کے بلکہ حد سے بھی سخت تر ہو اسو اسلو کہ صحیح  
حدیث میں ثابت ہے کہ جو بھی قسم ملک کو اجازتی ہو ملک حد سے بھی زیادہ سخت تر ہو اسو اسلو کہ حد سے فقط دنیا میں تکلیف ہو اور جو بھی قسم سے دنیا اور آخرت  
دونوں میں تکلیف ہو وشرطہ قیام الزوجیۃ وکون النکاح صحیحاً لا فاسداً اور شرط لعان کی قیام زوجیت ہو اور نکاح کا صحیح ہونا فاسد نہ ہونا وطلقة  
ثلاثہ اور طلقہ بالثلاثہ اور منکوحہ بنکاح فاسد کا قذف لعان کا موجب نہیں بسبب زوجیت اور عدم صحت نکاح کے و سببہ قذف الرجل زوجہ قذف  
یوجب الحد الاجنبیۃ حصت بذلک لانہا ہی المقتدرۃ فتنہا لہا شرف الا احکمان اور سبب لعان کا تمت لگانا ہو مرد کا اپنی زوجہ  
کو ایسی تہمت کہ اگر میگانی عورت کو ایسی تہمت لگا دے تو مرد پر حد واجب ہو یعنی عورت از او سلمان پاک حد میں ہو حرام کاری سے اور مرد کے وجود پر  
گواہ نہ ہوں اور عورت منکر موہمت سے عورت مخصوص بشر الطہ کورہ اسو اسلو ہوئی کہ تمت اوسی پر لگی ہے تو شرط حصول کی اوسکی دوسلی پوری جائزین  
و سرکنہ شہادۃ موکدات بالیمن واللعن اور لعان کا کرکین گواہیان میں جو موکد مقسم ولعن ہوں و حکمہ حرمة الطریق للاستمتاع بعد النکاح  
ولو قبل التفريق بينهما الحدیث المتلاعنان لا یجتمعان ابداً اور لعان کا حکم حرمت وطی اور استمتاع ہو باہم انت کر نیکی کے بعد اگر پہلے تفریق نہ ہو  
کے ہو یعنی بعد طلاق کے وطی اور ساس حرام ہے اگر حد حاکم نے ہنوز حکم جاری کا دنیا ہو اور حکام لعان سے واجب تفریق ہے اور واقع ہونا طلاق بائن کا  
بعد تفریق کے اور وجوب نفقہ اور سکنی کا ناعدت و اطلاق نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ  
المتلاعنان اذا تفرقا لا یجتمعان یعنی زوجہ اور زوج لعان کر نیوالے جب جدا ہوں تو مجتمع نہ ہوں باقظان جو استقلال نے لیا کہ اس حد کی سند میں ایک  
مضانقہ نہیں یعنی چہرہ نہ ہوئی نہیں لیکن لائق عمل کے ہو اور حضرت عمر اور علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے عبد الرحمن بن ابی نعیم کی کہ یہی سنت  
جاری ہے کہ لعان کر نیوالے کا جو مجتمع نہ ہوں یعنی جہتک لعان کی حقیقت پر اصرار کریں تو بالاتفاق انہیں اتفاق کا ہو نہیں سکتا اور اگر بعد لعان کے بھی  
تکذیب کریں تو بعد طلاق بائن واقع ہوئے کے امام فہم اور محمد کے نزدیک باہم نکاح درست ہو اور ابی یوسف اور امام شافعی کے نزدیک حرمت دائمی ہے  
کہ زانی حاشیتہ الہی ذاہلۃ من ہواہل للشہادۃ علی المسلم اور اہل لعان کا وہ ہو جو مسلمان پر گواہی دینا کا اہل یعنی جو مسلم بالغ عاقل و بالغ اور  
کا فرار اور لڑکا اور دیوانہ لائق لعان کے نہیں قذف بصرہ الزنا فی دار الاسلام زوجۃ الحیۃ بنکاح صحیحہ ولو فی دارۃ الرجب العقیقۃ بن  
فعل الزنا و تہمتہ بان نہ تو طلاق اور طلاق و لا بنکاح فاسد ولا لہا ولا لہا اب جو بنو عیسا یا صیر کرنا کا دار الاسلام میں اپنی زنا  
زوجہ کو جو کہ منکوحہ ہو یا صحیح اگرچہ طلاق جمعی کی عدت میں عیب لگایا ہو اپنی زوجہ کو جو پاک دامن ہو فعل زنا سے اور تمت زنا سے عفت زنا سے پھر حسب  
کہ اوس سے کسی نے حرام وطی کی ہو کیا بھی بے شبہ علت کو اور نہ نکاح فاسد سے اور تمت زنا سے اسلو کہ عورت کا بیابا بے باکی نہ ہو تہمت کورہ معلوم  
ہو کہ گناہات زنا سے اور قذف مرد عورت سے اور قذف غیر غنیغہ اور مستہ سے لعان ساقط ہو و صلی اللہ علیہ وسلم لایا لہ الشہادۃ علی  
المسلم فخر جو حق و صغیر دخل لایعنی و الفاسق لایتم من اهل الداء اور زوجہ و زوجہ صلاحیت رکھو مومن عفت مسلم کی شہادت پر  
تو اس قبہ سے غلام اور صغیر کل گیا اور داخل ہو گیا اس قبہ میں اندھا اور مسلمان فاسق اسو اسلو کہ وہ فو اہل میں و اوس شہادت کے اوس نفی کسب  
الولد منہ اوس غیر یا سنے نسب و لکن ایسے نفی کی ہو اور ایسے غیر سے یعنی یون کہا کہ یہ لڑکا زنا کا جو میرا نہیں اور نہ اسکو زوج سابق کا  
وطا کبتہ او طالبہ الولد المنقۃ ای بموجب القذف وهو الحد عند القاضی ولو بعد العفو والتقاہم فاق تقاضم الزمان لا یبطل  
الحق فی قذف وخصائص محقق عباد بھی ہو اور مطالبہ کیا ہو زوجہ نے زوج کو باطل کیا ہو اوس سے ولد منقۃ منسوب اوسکا جو قذف سے جب

ہو ہے یعنی عورت یا مرد نے قاضی کے پاس مدقذ کا مطالبہ کیا ہو اگر یہ مطالبہ بعد عفرہ اور گذرنے مدت مدیکہ ہو اسو اسکو کہ مدقذ حق العسر ہو تو عورت کے  
 عفرہ سے عفرہ نہیں ہوتا اور مدت کا گذر جانا بھی مطلق مطالبہ نہیں اسو اسکو کہ زیادہ مدت گذر جانا حق کو باطل نہیں کرتا قذف بعد قصاص اور حقوق صلہ میں  
 گذرانی جو ہر قسم لعان میں مطالبہ اسو اسکو مفرط ہو کہ اگر عورت مطالبہ کرے گی تو لعان ساقط ہو اسو اسکو کہ لعان حق سے عورت کا تاکہ اپنی ذات سے دفع  
 حاکم کے بلا فضل لہا اللست لکھو ان یا صرہا بہ اور بہتر سے عورت کو پردہ پوشی اور حاکم کو جاسیہ کہ عورت کو پردہ پوشی کا حکم کرے یعنی عورت کہ  
 پردہ پوشی مناسب ہے تاکہ یہ کاری شہرہ نہ لگے لکن ای ان اقر بقذفہ او ثبت قذفہ بالبینۃ فلو انکر ولا یثبتہ لہما کہ شیخنا کہ سقط  
 اللعان لفظ اربع کا خبر ہے من قذف کی معنی جو اپنی زوجہ کو بشرط مذکورہ عیب لگا دے وہ لعان کرے اگر اپنی قذف کا مقصد موباد کا قذف نہ ہو تو  
 ثابت ہو گیا ہو پھر اگر مد بعد قذف کے منکر ہو گیا ہو اور عورت کے پاس گواہوں تو مرد سے قسم نہ لیا ہو گی اور لعان ساقط ہو گا چنانچہ کتاب الدعوی  
 میں آوے گا فان اقر بنفسہ حتی یدل عن او یکذب بنفسہ فیحد للعدۃ سو اگر زوج لعان سے انکار کرے تو قید کیا جاوے یا تناک کہ لعان کرے یا اپنی  
 ذات کو بٹھلا دے جو جب اپنی دروغ گوئی کو ظاہر کرے تو اسکو مدقذ کی ماری جاوے یعنی اشی کو مدقذ فان لا عن لا عنک بعد لاثہ المدعی  
 فلو یدل اذ لہا احادیث فلو فرق قبل الاحادیث حتم الحصول المقصود ہو اگر زوج لعان کرے تو زوجہ اسکو بعد لعان کرے اسو اسکو زوجہ مدعی ہو  
 تو اسکو تقدیم جائی ہو پھر اگر قاضی یہاں عورت سے لعان کرادے تو بعد لعان زوجہ کے عورت دوبارہ لعان کرے تاکہ ترتیب مشروع متحقق ہو سو اگر  
 قاضی تفریق کر دے دونوں میں قبل اعادہ عورت کو تو صمیم ہے سبب حصول مقصود کے معنی لاعن مقصود تھا سو حاصل ہو چکا گذرانی الاختیار والا  
 حیثیت حتی یدل عن او تصدقہ فیئذ فیہ اللعان اور اگر عورت بعد لعان مرد کے لعان سے انکار کرے تو قید کیا جاوے یا تناک کہ لعان کرے  
 یا زوجہ کی تصدیق کرے جو جب زوجہ کی تصدیق کرے سبب زوجہ سے لعان کرنا دفع ہو گا ولا یخذل ان صدقۃ اربع لاثہ لیس باقر فیصلہ اور عورت  
 پر حد زمانہ ماری جاوے گی اگرچہ مرد کی بار بار تصدیق کرے اسو اسکو کہ تصدیق اور زمانہ نہیں قصدا بلکہ مقصود عورت کا تصدیق مرد سے یہ ہو کہ اسکو  
 لعان نہ کرنا پڑے ولا ینتفی النسب لاثہ حتی الولد فلا یصدق ان فی ابطالہ اور جبکہ مرد نے قذف منی دے دیا اور عورت نے مرد کی تصدیق کی تو نسب  
 ولد کی نفی نہ ہو گی اسو اسکو کہ نسب حق ہو کر کے کا تو زوجین کی تصدیق نہ ہو گی اس کے ابطال حق میں تو لا کا زوجین ہی کا ٹھہر گیا ولوا متغنا حبسنا وطلاق  
 فی البصر علی اذ الوتغف المرأة اور اگر بعد النش کے زوجین نے لعان سے انکار کیا تو دو قیدیہ جاوین گئے اور محمول کیا جو جس زوجین کو بکرال  
 بین اس حالت کہ عورت نے قذف کو عادت نہ کر دیا ہو تو بعد معافی کے دونوں مجبوس ہوں گے لیکن عورت کو حق مطالبہ ثابت رہے گا چنانچہ مذکور ہو چکا  
 واستشکل فی التھر حبسہا بعد امتناعہ العلم وجوبہ علیہا حیثین اور مشکل جانا ہو نہ الفائق میں جس عورت کو بعد امتناع زوج کے سبب  
 زوجہ مرد لعان کے عورت پر اسوقت میں مدعی جب زوجہ سے لعان کرے یا تو زوجہ پر لعان ہی جب نہیں تو بوقت میں اسکو حبس کر لیا وجوبہ علیہا نکاح الفائق کا یہ کہ  
 جو بکرالائیں وغیرہ میں مذکور ہو کہ زوجین امتناع لعان سے مجبوس ہو گئے ہیں جس زوجہ کی کیا وجہ اسو اسکو کہ مد لعان زوجہ پر لعان وجب نہیں شیم معشی حتمی نے اس مشکل کا  
 یوں جواب دیا کہ امتناع زوجین سے مرد نہیں کہہ دیتے ان واحد میں امتناع کیا تا دونوں کا حبس ساتھی لازم آوے اور اشکال مذکور وارد ہو بلکہ مرد اور بہتر  
 اگر مرد بعد عند الطلب لعان نہ کرے گا تو مجبوس ہو گا اور طلب لعان زوجہ سے بعد قذف کے ہو اور زوجہ سے بعد لعان زوجہ کے واذ العاصیہ فی الزیج  
 شہدا لہ او کفرہ وکان اھلا للقذف ای بالاعاقل لا ناظما عند الاصل ان اللعان اذا سقط لمعنی من جهة قذف لثان صحت حد  
 ولا فلا یزال لعان اور جب کہ زوجہ لیاقت نہ رکھتا ہو شاہد ہو سکی سبب ملکیت اور کفر کے اور موباد قذف کا یعنی بالغ اور عاقل اور بولتا ہو تو بہتر  
 قذف کی حد ماری جاوے اور اسکی جہ سے کہ جب لعان ساقط ہو وہ کبیرت سے کسی علت سے تو اگر قذف صمیم ہے یعنی شرط قذف کی جامع ہو تو مرد  
 پر حد ماری جاوے گی اور اگر قذف کی شرط حاصل نہیں چنانچہ زوجہ صغیر ہے یا دیوانہ یا گونگا ہو تو نہ حد مجوزہ لعان وان صلیہ شہدا وللمال لھا  
 ہی نہ تصلم وھی لا یحد قاذفھا فلا حد علیہ کا لفظ قاذفہا اجنبیہ ولا لعان لاثہ خلف لکثہ یعن رحمہما لہذا الباب ہذا تصدیق بما فہم اور









ثابت اور نسب دہ کا مستثنیٰ نہ ہو تو مصنف کا قول جو سابق گذر گیا کہ ذوق دہ سے حاکم اس کا نسب نفی کر دی سوائے اطلاق پر نہیں بلکہ وہ مقید ہے بقید نفی کے یعنی جب نفی دہ کی باجماع شرائط نفی کے صحیح ہو تب ذوق دہ سے حاکم نفی نسب کی کرے نہ مطلقاً نفی اقل التوامیک و اقربا بالتامیک و ان لہم رجوع لکن لایہ نفسہ مرد نے نفی کی اول تو ام کی اور اقرار نسب کا کیا دوسرے تو ام کا تو اسکو حد ذوق دہ سے سبب تکذیب کرنا یعنی ذوق دہ سے ہم تو امان دن و دوڑ کون کو کہتے ہیں جکی دلاوت میں جبہ نہیں سے کہ مت گذری ہو تو جب اول کی نفی کی اور ثانی کا اقرار کیا تو اسکی تکذیب نہیں لازم آئی اسو سلیک وہ دونوں ایک ہی نطفہ سے پیدا ہوئی ہیں اسلئے کہ اقل مدت پر سے حمل کی جبہ مینے کی ہے تو ایک کا اقرار اور ثانی کی نفی مستور نہیں شائع مدین عدم مجموع کی قید لگائی یعنی اگر اپنے قول سے نہ پر جائیگا تو مدارجائیک شیعہ معنی محشی نے کہا کہ یہ فیہ شائع کی جو بیوع ہے اسو سلیک وہ لکھائیک اقرار سے اسکو تکذیب نفس لازم ہو گئی اسو سلیک وہ دونوں ایک نطفہ سے ہیں تو وہ فاذا ہو گیا اب رجوع کرنا اسکا اس قول سے مستط حد نہیں اور اسکا بوجہ اراق اور نہ الفائق احد و دہ اور مع الفکارا و شیعہ ملحق میں اس قید کو ذکر نہیں کیا شاید کہ یہ لفظ کاتب کی غلطی سے ہے انتہی کلامہ کذا فی حاشیہ

وان عکس لا یحق ان لہم رجوع لکن لایہ نفسہ اور اگر سابق کے بالکس کیا یعنی اول تو ام کے نسب کا اقرار کیا اور ثانی کی نفی کی تو لعان کرے بشرطیکہ اپنے قول سے یعنی نفی ثانی سے نہ پرے لعان لازم ہوگا سبب ذوق دہ سے ثانی کی نفی سے یعنی جب اول کا اقرار کیا تو عورت کی عفت کا قائل ہو اور جب ثانی کی نفی کی تو ذوق دہ سے لعان لازم آیا پس لعان واجب ہوگا والنسب ثابت فیہما لا یحقما من ماء واحد اور جب دونوں کون کا دو دو سو تو نہیں ثابت ہو اسو سلیک وہ دونوں ایک ہی نطفہ سے پیدا ہوئے ایک کا اقرار اور دوسری کی نفی ممکن نہیں ولو جاءت بثلاثة فی بطن واحد یعنی الشانی و اقربا لاولی و الثالث لا حق و ہم بثلاثة اور اگر عورت تین لڑکے جنی ایک بیٹ سو سو مرد نے لکھائیک نفی کی اور اول اور ثالث ولد کے نسب کا اقرار کیا تو لعان کرے بقید عورت کی نفی دہ سے اور دہ تینوں لڑکے بیٹوں میں مرد کے بوجہ اراق میں نوادہ سے برویت تم العیدر سبحان

اسی کو ثابت کیا ہو اور نہ الفائق میں جو کما ہے کہ اس میں حد جو سوا لائق عہد کے نہیں کہ قول مذہب کے مخالف ہو کہ ذوق دہ سے ثانی کی عفت کا قائل ہو اور باقی بالتامیک لکھو مینا کہ کھنڈ احدہم شیعہ اور اگر دہ اول و ثالث کی نفی کی اور دہ ثانی کے نسب کا اقرار کیا تو اسپر مدارج و سبب تکذیب اپنے نفس کے اور وہ لڑکے اسیکے بیٹے میں اندر جانے ایک لڑکے کے کہ ذکر ہشتی یعنی اگر بعد نفی قبل لعان کے کوئی لڑکا مر جاوے تو اسکا نسب نفی نہیں ہو سکتا اسو سلیک نفی میں حیات شرط ہے پر جب ایک کا نسب ثابت ہو تو باقی کا بھی ثابت ہوگا مات ولدا للعان ولہ و لکذا فاذا حاکہ لکلاھن ان ولدا للعان ذکر اکتبت نسبه اجماعا وان انتی لا لا ستغناء به بدنسب آبیہ خلافا لہما ان ملک مر گیا ولد لعان کا اور اسکا ایک ولد ہو لڑکی ہو یا لڑکا پر ملاعن نے بعد نفی کے باسید ارث مال و دلعان کی نسب کا دعویٰ کیا تو اگر ولد لعان کا مرد تھا تو اسکا نسب باجماع ثابت ہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے اسو سلیک ہر چند میت نسب مستثنیٰ ہو لیکن اسکا لکھائیک تھا جہ نسب کا تو دعویٰ ملاعن کا صحیح ہوگا اور اسے اثبات نسب و دہ میت کو اور اگر ولد لعان عورت تھی تو اسکا نسب ملاعن سے نہ ثابت ہوگا اسو مستثنیٰ ہونے ولد البنت کے سبب باجماع کے یعنی جہاں اسکی ثابت نسب نہیں لیکن اسکا باپ تو ثابت نسب لڑکی کے واسطے ثبات نسب کی کچھ حاجت نہیں اسو سلیک کہ اعتبار نسب باجماع ہو ہے نہ اسو بخلاف مذہب صاحبین کے کہ انکو نزدیک اس صورت میں ملاعن سے نسب ثابت ہوگا کہ ذکر ابن ملک فرمے مسائل لمعہ شارح الاوقاب ابو الولاء لکھائیک منہ سر اہم کا لکھائیک لا سیتلاق نسب من لیس حصہ بحر اقرار کرنا اس لڑکی کے نسب جو اس کے نطفہ سے نہیں حرام ہے مانند اسکو کے یعنی جب معلوم ہو کہ یہ لڑکا میت کے نطفہ سے نہیں تو اسکو اپنا بیٹا کہنا یا بیٹا تک سکوت کرنا کہ لوگ اسکو اسکا بیٹا کہنے لگیں تو یہ اقرار اہم سکوت حرام ہے واسطے ملاعن نے نسب اس شخص کے جو اس کے نطفہ سے نہیں کذا فی البہار الرائق یعنی نسب کا خطاط جائز نہیں تو ہم نے نطفہ سے ہو اسکی صاف نفی کر دے تاکہ خطا نسب نہ ہو جاوے سنن ابی داؤد میں ابو ہریرہ سے حدیث مروی ہو کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت ایک قوم میں اسکو ملا دیگی جو اس قوم سے نہیں یعنی ولد الزنا کو اپنا زوجہ کا بیٹا ظاہر کرے گی اسکو خدا ابشت میں نہ داخل کرے گا اور جو مرد ایک قوم میں

نفسہ تکذیب  
وہاں ہے  
وہاں ہے

کونسی کر جائدا دسکو اولین و آخرین میں فضیلت کر گیا و فیہ مٹی سقط اللعین توجہ ما اوثبت النسب بالاقوال و بطریق الحکم ہو بیغیر  
نسبہ ابتدا اور بحوالہ اثن میں ہے کہ جب لعان ساقط ہو کسی وجہ سے یا ثابت ہو گیا ہو نسب ایک بار کے افراد سے یا نسب ثابت ہو گیا ہو بطریق حکم فاضی کے توان  
مسائل میں اسکا نسب کبھی نفی نہیں ہو سکتا ذلوقفا و لم یلاعن حتی قذفها اجنبیہ بالیوم محمد فقد ثبت نسب الولد ولا ینفی بعد ذلک  
سو اگر زوج نے ولد زوجہ کی نفی کی اور ہنوز لعان نہیں کیا یہاں تک کہ اجنبی شخص نے زوجہ کو لٹکے کا عیب حکم یا یعنی یوں کہا کہ یہہ واکا اسکے زوج  
کا نہیں سو اجنبی پر بسبب اس قذف کے مداری گئی تو البتہ نسب ولد کا مورث کے زوجہ سے ثابت ہو گیا شرعاً تو اب بعد حکم فاضی کے اجنبی کی مدد پر اس کے  
کا نسب نفی نہیں ہو سکتا سو سہلکے حکم حد سے الحاق نسب ضمانت ہو گیا یہ سلسلہ قول سابق پر متفرع ہے نفی نسب التو امین ثومات احدی  
عن نوایہ و امیہ اخر لام فا لارث ثلاثا فرضاً و مراً للام السدس وللأخوين الثلث والباقي یرد علیہم وہ علم ان نفیہا کاشی  
عن کوفہ عصبہ اور بحوالہ اثن میں شرح تخلص سے منقول ہے کہ نفی کی ایک مرد و تو ام کی ہر ایک ادنیٰ سے مرگیا ہے تو ام بانی اولیٰ و احیا فی بانی  
کو چھوڑ کر تو ان تین وارثوں کا ارث تین ثلث سے ہو گا باعتبار فرض اور دو بار دینے کے سطر کے لگا چھٹا حصہ اور دو نو بیاتیوں کا ثانی باقی رہا نصف سو  
انہیں تینوں کو پہر دیا جاوے گا برابر ہر ایک کو تہائی تہائی بعد فرض اور دو کے ملا اور اس مسئلہ کی توضیح سے معلوم ہوا کہ دو نو تو ام کی نفی نے زندہ تو ام  
کو عصبیت کا ہونے دیا چھپہ و دو نو تو ام ایک نطفہ سے پیدا ہیں لیکن سبب قطع نسب کے زندہ تو ام میت تو ام کا عصبہ نہیں ہو سکتا سو سہلکے اگر عصبہ  
تو دو تہائی بائیکاہ فی حاشیۃ الدنی تا تلعن البر قال قد صحوا بقاء نسبہ بعد القطع فی کل الاحکام لقیام فی استہلالہ و تحکیم لا و  
والنفقة فقط حی لا تصح دعویٰ غیر النافی وان صدقہ الولد انتہی کہا صاحب بحر الرائق نے اور البتہ تصریح کر دی ہونے والے  
کے بعد نسب کی بعد قطع نسب کے جمیع احکام میں یعنی ولد منعی میں جمیع احکام ولایت کے ثابت ہیں بسبب قائم ہونے فراس عورت کے یعنی زوجت کے مگر  
ہو و حکم میں اسکی ولایت ثابت نہیں ایک وراثت میں اور ایک وجوب نفقہ میں فقط یعنی نہ مرد و لد کی وراثت پاسکتا ہو نہ ولد مرد کی اور ولد کا نفقہ مرد  
پر وجوب نہیں بلکہ اسکی بار و جب وراثت اور نفقہ کے سوا باقی سب احکام ولایت ثابت ہیں یہاں تک کہ نفی کر نیو ایسے سو ایک کو اس ولد کے نسب  
کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں چنانچہ ثابت النسب میں صحیح نہیں اگر مرد و لد اس غیر کے دعویٰ کی تصدیق بھی کرے تو ہی اسکا دعویٰ صحیح نہیں ہوتے کلام میں  
فتاویٰ عالمگیری میں وغیرہ سے منقول ہے کہ ولد ماعنہ بعض حکام میں ثابت النسب ہے چنانچہ اسکی گواہی ماعن کیو سطر مقبول نہیں اور نہ ماعن کی گواہی  
اسطر یا زکوۃ دینا و لد کا ماعن کو جائز نہیں اور نہ ماعن کو زکوۃ دینا و لد کا جائز ہے اور ولد کے فرد ماعن کے فرد پر حرام میں اور کسی اجنبی  
انسان کا دعویٰ نسب لد میں صحیح نہیں باوجود تصدیق ولد کے اور بعض حکام میں ولد ماعنہ مثل اجنبی کے ہے یعنی ارث اور نفقہ میں قلت قال اللہ  
ان ینکح من یولد مثله لمنزلہ او اذ احاہ بعد موتہ الملائعین فلیحفظ شایع کتابہ ہنسب نے کہا کہ دعویٰ نسب ولد لعان کا غیر نافی کو صحیح نہیں  
مگر اس صورت میں صحیح ہے کہ شخص غیر اتنی عمر والا ہو کہ ایسی عمر والیکا دیسا ولد پیدا ہو سکتا ہو یا کہ غیر نے دعویٰ ولد کا بعد موت ماعن کے کیا ہو سو اس  
مسئلہ کو یاد رکھنا چاہئے ہم طحاوی نے کہا کہ ہنسب نے اس قول کو کسی ایسی فقیر کی طرف نسبت نہیں کیا کہ جو لائق عتقاد ہو یعنی یہہ اشتنا الطلاق کتب مستندہ  
کے مخالف جو تو بدو حسن کے لائق اعتماد کے نہیں باک  
العینان وغیرہ یہہ باب ہے عین یعنی نامہ و وغیرہ کے احکام  
میں غیر عینین میں حضی اور شہور اور غشی مشکل اور محبوب اور شیم کبر اور شکار داخل ہیں ہمزون عتار او سو کہتے ہیں جو عورت کے کہیں بھی منزل  
ہو جاوے پر آتے ناسل کو ہستاد کی نہ کہ جماع کر کے کذا فی حاشیۃ الدنی ہو لغتہ من لا یقدر علی الجماع فقتل یعنی مفعول و جماعہ عتار  
وہ یعنی عین ہوزن سکین لغت میں ملکہ کہتے ہیں جو مطلق جماع کرنے پر قادر نہ ہو عین ہوزن فعل مبنی مفعول جو یعنی مجبور ہے حکام اور سبع  
اسکی منزل ہے و شر حکم لا یقدر علی جماع فیہ زوجہ یعنی لما یر منہ کہ کبر سیت اور سیم اذ الی لقاء لا یخیر لہا لانیع منہا اختیار  
اور طلاق شرع میں عین او سو کہتے ہیں جو اپنی زوجہ کے جماع فرج پر قادر نہ ہو جو شخص کہ دلی فرج پر قادر نہ ہو اور دلی فرج پر قادر ہو وہ بھی عین ہے

فقہ

الغنائ و غیرہ

عقوبی ہوسے  
بند کر دیا گیا  
کہ عورت پر قادر  
نہیں ہو سکتا

یعنی مدہمتہ سبب تصور مرد کے ہر جانچ زیادہ بڑا یا جادو اسوہلو کہ جس عورت کی شرمگاہ سبب زیادتی گوشت کے بند ہو اسکو اختیار تفریق نہیں  
اسوہلو کہ اس عورت میں نقصان عورت کی طرف سے نہ مرد کی طرف سے نہ کہانی اذاحیات المرأۃ زوجہا محبوتاً و مقطوع الذکر  
نقطۃ و صغیر کجاً اکاثر مرد و لو قصیر لا یمکنہ ادخالہ داخل الفرج فلیس لہا الفرجہ بحر و فیہ نظر جب کہ باوجود عورت اپنی زوج کو  
محبوب یعنی مقطوع الذکر و انحصارین یا فقط مقطوع الذکر یا دوسے یا زوج کے آئنا سائل کو نہایت صغیر پسیمیں کی گنڈی اور اگر کہ تاسل سبب  
چوہا ہو کہ اسکو اندر دنی فرج میں نہ داخل کر سکے تو عورت کو جہائی کا اختیار نہیں کذا فی البحر الرائق اور اس میں بحث اور گفتگو ہم یعنی جب سبب  
کو تاہی کے ادخال پر قادر نہ ہو تو وہ شخص مقطوع الذکر کی برابر ہے ہر کیا وجہ کہ عورت کو فرقت کا اختیار نہ کذا فی شرح الوہابیہ اور اصل اس امر میں  
کی صاحب بحر الرائق سے ہے بعد نقل عدم خیار کے محیط سے کذا فی حاشیۃ المدنی و فیہ للمحبس کالغنیۃ الا فی مسئلتین التاجیل و عجی الاول  
اور بحر الرائق میں جو کہ محبوب انہیں کے جو کہ سائلین لکنا جیل میں یعنی عینین کی فرقت میں مدت ہو اور محبوب میں مدت نہیں اور دوسرا لکنا ہونین  
یعنی محبوب کی زوجہ کے اگر لکنا پیدا ہو دوسرے تک بعد تفریق کے تو اسکا نسب محبوب سے ثابت ہوگا اور تفریق باطل ہوگی اور عینین میں تفریق باطل  
ہو جادگی ہم بحر الرائق میں یہ بھی مذکور ہے کہ تفریق محبوب میں بلوغ شرط نہیں بخلاف عین کے اور تفریق محبوب میں صحت محبوب شرط نہیں بخلاف  
عین کے کذا فی حاشیۃ المدنی فریق لکنا کو بطلانہا لوضوئہ بالغۃ غیر نفلاً و قرناً و غیر عالمیۃ بحالہ قبل النکاح و غیر اختیۃ بہ بعد  
اور اگر زوج محبوب ہو تو جہائی کر دے حاکم عورت کی درخواست سے اگر عورت حرہ بالغہ ہو بشرطیکہ اسکی شرمگاہ میں گوشت زائد اور ٹہنی مانع جماع  
نہو اور قبل نکاح کے زوج کا حال بھی نہ جانتی ہو یا بعد نکاح کے اس حال پر راضی نہ ہو گئی ہو اور اگر عورت محبوب کی لونڈی ہو تو فرقت کا اختیار اسکو  
نہیں بلکہ اسکو مالک کو سوا د اگر صغیر ہو تو بلوغ تفریق ہوگی کہ شاید وہ راضی ہو جادو اور اگر اسکی شرمگاہ میں گوشت زائد یا ٹہنی ہو  
تو نقصان عورت کی طرف سے ہے تو اسکا طلب فرقت میں حق نہیں اور اگر عورت راضی ہوئی تو سبب اسکو طلب فرقت میں اختیار نہیں بدینہما  
فی الحال و لو للمحبس حد فیرا لعدم فائدۃ التأخیر محبوب اور اسکی زوجہ میں حاکم بعد درخواست عورت کے فوراً جہائی کر دے اگر وہ محبوب  
نا بالغ صغیر ہو سبب نہ ہونے فائدہ تاخیر کے فلو جب بعد و صولہ الیہا مکرراً و صدارۃ عیناً بعد اسی الوصول لا یفرق لخصول حقیقۃ  
بالوطی صرۃ سو اگر ایک بار عورت سو جماع کرے بعد اس کے آلات تاسل کا ٹی گئی یا کہ زوج عینین ہو گیا عورت سو ایک بار جماع کرے بعد تو دونوں صورت  
میں تفریق یکساں ہوگی سبب حاصل جانے عورت کے حق کے ایک بار جماع کر نیسے اور ایک بار سے زیادہ جماع کر نیکا استحقاق دیا نہ ثابت ہو نہ قضاء کذا فی  
البحر الرائق بالطلاق من جامع تاضی فان اور اگر باوجود قدرت جماع کے شرارت سے ترک کر گیا تو گنہگار ہوگا اور لونڈی کی ترک و طلی میں کچھ گناہ نہیں  
کذا فی حاشیۃ المدنی ناقل عن النہجاءت اسراءہ للمحبس بولہ و لم یعلموا بحجۃ فادعاه ثبت نسبہ فوعلت فلہا الفرجۃ تارخانہ  
اور اگر عورت محبوب کی ایک لکنا لائی یعنی عینی اور عورت کو زوج کا مقطوع الذکر نہ معلوم نہیں سو محبوب نے اس کے کا دعویٰ کیا ثابت ہوگا  
نسب اسکا بعد اسکی عورت کو مقطوع الذکر نہ ما زوج کا معلوم ہوا تو اسکو جہائی میں اختیار ہے کذا فی التاار غانیہ و لو ولدت بعد  
التفریق الی مسئلتین ثبت نسبہ لا تزالہ بالصحیح التفریق بقی بحالہ یبقا عتیہ اور اگر عورت محبوب کی بعد تفریق کے دوسری  
تک لکنا جانی تو اسکا نسب محبوب سے ثابت ہوگا ایسا حال انزال ہونے پر کہ اگر نیسے اور باوجود ثبوت نسب تفریق بحال خود باقی ہے سبب بقا  
محبوبیت کے و لو کان عیناً باطل التفریق لولا غشۃ بقیۃ نسبہ کا یطل التفریق بالبینۃ علی اقارہا بالوصول قبل التفریق  
لا بعدہ لہتمۃ فسقط نظر الذلیلی اور اگر زوج عینین ہوگا اور تاضی نے تفریق کر دی ہو بعلت نامردی کے ہر عورت اسکی لکنا جانی دوسری  
کے اندر تو تفریق باطل ہوگی بوسوہلو زوال کی نامردی کے سبب ثابت ہونے اسکو نسب کے چنانچہ باطل ہوئی ہو تفریق کو امون سے یعنی گواہوں نے  
گواہی دی کہ عورت جماع زوج کا اقرار کر چکی تھی قبل تفریق کے تو تفریق باطل ہوگی اور گواہی دی کہ بعد تفریق کے عورت نے جماع کا اقرار کیا تو تفریق

بطل ہوگی نسبت کے نواقرض زلیح کا ساقط ہو گیا۔ زلیحی نے شرح کفر میں کہا کہ طلاق واقع ہو گئی مگر طلاق بائن ہو یہ نہ نفرت  
 کیونکہ بطل ہوگی چنانچہ عورت کا اقرار جماع بعد نفرت کے سبطل نفرت نہیں جو اس اعتراض کا یہ ہو کہ ثبوت نسب موجب بائعہ ازالہ جو بعد نفرت بائعہ  
 قطع آلات ناسل بھی موجود ہے بخلاف ثبوت نسب عین سے اسو سطل کہ ثبوت نسب زوال امر دی ظاہر ہوتا ہو اور نفرت تھی باعتبار امر دی کے جب  
 امر دی زائل ہوئی تو نفرت بھی باطل ہو گئی بخلاف اقرار بعد نفرت کے کہ اس میں عورت پر تہمت ہو ابطال قضائے بائعہ کے عورت جو اقرار  
 کرتی ہو کہ قاضی کا حکم باطل ہو جاوے لہذا اس کا اقرار لائق سماعت کہ نہیں کہ ان فی حاشیۃ المدنی نا تلاء عن البحر لود جدتہ عینا من لا یصل  
 الی النساء لمرض او کبر او سحر و سبطل المعقود و ہبانیہ اور اگر عورت نے اپنا زوج کو عین یا عینین وہ ہو جو و طلی نسا پر قادر نہ ہو سبب جاری کی  
 یا بڑا پنے کے یا جادو کے یعنی مرد پر ایسا جادو کیا ہو کہ جماع نہ کر سکے اور سحر کو معقود بھی کہتے ہیں کہ ان فی الوہابیہ اور بالفعل عرب میں اس کو  
 مر بوط بولتے ہیں کہ ان فی حاشیۃ المدنی او خصیۃ لا یتشہد کہ فان انتشر لم یخبر بحولہ فہو من عطفہ الخاص علی العام لختلافہ و  
 امکان یا وکالات الفقہاء یتساخمون فی ذلک فہر یا عورت نے اپنا زوج کو خصی یا بیکے آئے ناسل میں استادگی نہیں خصی اس کو کہتے ہیں جبکہ  
 آئے ناسل ہو اور نو طونون خواہ مل دہن سے خواہ قطع کر نیسے سو اگر لیا خصی ہو کہ اس کو آئے ناسل کو استادگی موتی ہو تو اس کی عورت کو اختیار  
 وقت کا نہیں کہ ان فی البحر الزاوق تو بر تقدیر عدم استادگی آئے ناسل کے خصی کا عطف عین پر از قسم عطف خاص کے ہو عام پر اور ہر چند خاص عام کے  
 حکم میں داخل ہوتا ہو لیکن بالتخصیص اس کو ذکر کیا سبب اشک و مخفی ہو نیکی یعنی شاید کسی کو اختصاص حکم کا ساتھ عین کے گمان ہو اور ہر چند عطف  
 خاص کا عام پر ہو اور عاطفہ مخصوص ہو اور بیان عطف خصی کا عین پر لفظ آؤ ہو لیکن فقہا سہو امور میں تساہل کرتے ہیں اسو سطل کہ اصل مقصود  
 افادہ احکام ہے کہ ان فی الزہر الفائق ہم نہ الفائق میں یہ جو اب ہو اعتراض صاحب ہو کہ خصی کا عطف کرنا عین پر کیا ضرورت تھا اسو سطل کہ خصی کو  
 عین شامل تھا اور اگر عطف خاص کا عام پر ہو تو ہو اور عاطفہ لازم تھا بلطفہ او اجماع سنۃ لا شتالہ علی الفضول الاکبر یعنی اگر عورت اپنا  
 زوج کو عین یا خصی یا زوج کو سطل ایک سال کی مدت مقرر کیا ہو و سطل مشتمل ہونے سال کے چار فصلوں پر تو اگر امر دی پیدا ہوگی تو کی بیماری  
 سے ہوگی تو سال بہر میں بسبب تبدل فصول مختلفہ کے دفع ہو جاوے گی اور عین کیو سطل مدت ایک سال کی حضرت عمر اور علی مرتضیٰ اور عبد اللہ بن مسعود  
 رضی اللہ عنہم سے مروی ہو کہ ان فی الہدیہ ولا عیبرۃ بتاجیل غیر قساخۃ البذلۃ اور سو ای قاضی شہر کے اور کیا مدت ٹھہرا مقرر نہیں ہم تاجیل  
 عورت کی اور غیر قاضی کی صحیح نہیں کہ ان فی قتاد و قاضیان قرۃ بالاہلۃ علی المذہب و فی ثلثاۃ و اربع و خمسین یوما و بعض یوم و بعض  
 کی قمری سال سے بنا بر ظاہر رویت مذہب کے ہے اور قمری سال وہ ہو جس کے بارہ مہینوں کا شمار ملال کھنے سے ہوتا ہو اور اس کو تین سو چون دن پر  
 ہوتے ہیں کہ ہر تہوڑا دن اور بھی سکی تو ساعت اور اڑتا لیس رقیق ہوتے ہیں کہ ان فی القستانی اور بعض فقہائے شریک کو ذکر نہیں کیا کہ ان فی العاکبر  
 نا تلاء عن الکا اور واقعات دلو الجیہ میں سال قمری کی تصحیح کی ہو اور یہی ظاہر الرویت ہو کہ ان فی الہدیہ اور بھی قول مستند ہو اسو سطل کہ صاحب مذہب سے  
 بھی ثابت ہو کہ ان فی منخ الغفار وقیل شمسۃ بالاہام وہی اذید یا حکا عتس یوما قیل وہ یفتی اور قول ضعیف یہ ہو کہ مدت عین میں  
 سال شمسی مستحب ہے جسکا شمار ایام سے ہوتا جائد دیکھنے سے اور وہ سال قمری سے گیارہ دن زیادہ ہو بعضوں نے کہا یعنی صاحب غلامہ نے  
 کہ ہسی پر فتویٰ ہے اور ہر رویت حسن حق ہو امام سے اور شمس لائمہ سحرسی اور صاحب تحفہ اور صاحب فایۃ البیان اور قاضی خان اور ظہیر الدین  
 سال شمسی کو مختار کیا ہو بنا بر حشیہ طے کے اور کمال الدین جعفر نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ سب اقوال محدث ہیں اسو سطل کہ امیر المؤمنین عمر  
 نے قاضی شریک کو لکھ بھیجا کہ عین کیو سطل ایک سال مقرر کر سے اور خود حضرت عمر نے عین کیو سطل ایک سال کی مدت مقرر کی بلا قید شمسی اور  
 چونکہ عرب سو احوال قمری کے سال شمسی کو ہرگز نجانے تھے تو جہان مطلق سال مذکور ہوگا وہاں قمری ہی مراد ہوگا تا دقتیکہ تصریح اس کو خلاف ہر نہایت  
 ہو اور سابقین میں مذکور ہو چکا کہ سال قمری ظاہر الرویت ہو تو وہی معتبر ہو گا اور اس کا خلاف لائق القات کے نہیں کہ ان فی حاشیۃ المدنی و لو اجماع

عین عینین ہوتا ہو  
 اور اگر عورت نے اپنا  
 زوج کو عین یا خصی یا  
 زوج کو سطل ایک سال  
 کی مدت مقرر کیا ہو  
 و سطل مشتمل ہونے  
 سال کے چار فصلوں  
 پر تو اگر امر دی  
 پیدا ہوگی تو کی  
 بیماری سے ہوگی  
 تو سال بہر میں  
 بسبب تبدل فصول  
 مختلفہ کے دفع  
 ہو جاوے گی اور  
 عین کیو سطل  
 مدت ایک سال  
 کی حضرت عمر  
 اور علی مرتضیٰ  
 اور عبد اللہ بن  
 مسعود رضی  
 اللہ عنہم سے  
 مروی ہو کہ  
 ان فی الہدیہ  
 ولا عیبرۃ  
 بتاجیل غیر  
 قساخۃ البذلۃ  
 اور سو ای  
 قاضی شہر کے  
 اور کیا مدت  
 ٹھہرا مقرر  
 نہیں ہم تاجیل  
 عورت کی اور  
 غیر قاضی کی  
 صحیح نہیں  
 کہ ان فی  
 قتاد و  
 قاضیان  
 قرۃ بالاہلۃ  
 علی المذہب  
 و فی ثلثاۃ  
 و اربع و  
 خمسین  
 یوما و  
 بعض یوم  
 و بعض



تو عورت کو اختیار دیا جاوے اور جس مجلس میں وصال اور جدائی ہو گئی زوجہ سے یا کڑی ہو گئی قبل طلب تفریق کے تو اختیار باطل ہو گیا یہ مسئلہ مخالف ہو مسئلہ کتاب کے کہ وہاں مدت دراز اختیار باقی ہو اور میان مجلس تک مقصور ہے اور سکا جو اب یہ ہے کہ مسئلہ سابق بنابر ظاہر الرویت کے ہے کافی البوم من البدائع اور محکمہ بنا بر قول مفتی جس کے ہو کافی محیط والواقعات کہ انی حاشیۃ الدینی وان قالت ہی نیک او کانت نیکاً صدق بحلفہ فان نکح فی الابداء اقبل دفی الا نیک محکمہ اور اگر متقی عورت نے کہا کہ میری عورت نیکہ ہو یا کہ نہ نہیں یا کہ وہ قبل نکاح اس زوج کے شبہ تھی تو زوج کے قول کی تصدیق کی جاوے گی ساتھ قسم کے سو اگر زوج نے قسم سے انکار کیا ابتدا میں یعنی قبل تاویل کے تو سال بہر کی مدت مقرر کی جاوے گی اور اگر اتنا ہی نکاح کیا یعنی بعد تاویل کے تو عورت کو مجلس تک اختیار دیا جاوے گا جو اب یہ زوج کے پاس رہو جاوے گا جو اب یہ عورت کو وحدت نیکاً وزعمت زوال حدیثاً بسبب اس غیر طہ کا صعبہ مثلاً لانه ظاہر الاصل عدم اسبابا من علیہ جانیہ زوج کی اس صورت میں ہی تصدیق ہوگی اگر عورت نیکہ بائی جاوے اور وہ گمان کرے انہو زوال بکارت کا دوسرے سبب سے ہو یا وہی زوج کے یعنی مثلاً یون ظاہر کرے کہ زوال بکارت کا دوسرے نے اپنی ادغلی سے کر دیا اس صورت میں قول زوج کی اسو اسو تصدیق ہوگی کہ ظاہر حال اسی پر دلالت کرتا ہے کہ زوال بکارت کا طہر ہی سے ہو یا نہ ادغلی سے اور اصل اور سبب کا عدم سو اسو جامع کے اور قول اسو سکا مستحب ہے جو تمسک بالاصل ہو اور ظاہر حال اسکا شاہد ہو کہ انی المعراج وان اختارہ ولود لا لہ بطل حقیقاً کالو وجد منہا دلیل اخر اچن بان قامت من مجلسہا او اقامہا اعوان القاضی او قام القاضی قبل ان تختارہا شیئاً بہ یفتی واقعات لا مکانہ مم العیام فان اختارت طلق او فرق القاضی اور اگر عورت نے زوج کو اختیار کر لیا اگر یہ یہ اختیار با قبلا دلالت حال کے ہو طہر کہ مہر و نفقہ مانگی تو باطل ہو جاوے گا حق اور سکا جانیہ او طہر ہی اور سقا باطل ہو جاتا ہو اگر اس سے اعراس کی دلیل بائی جاوے یعنی طلب فرقت سے و انتہائی کرے طہر کہ کڑی ہو جاوے اپنی مجلس سے یا اسکو مددگار قاضی کی کڑی کرین یا قاضی خود کڑی ہو جاوے قبل اختیار کرنے فرقت کے اسی قول پر فتویٰ ہے کہ انی الواقعات عورت اور قاضی کے کڑی ہو نیسو اسو اسو باطل ہو گیا کہ کڑی ہو نیسے ساتھ بھی اسکو اختیار فرقت کا ممکن تھا پہر باوجود کے سکوت کرنا دلیل سے رضا کی سو اگر عورت جدائی کو اختیار کرے تو زوج مطلق دے اور اگر وہ طلاق سے انکار کرے تو قاضی تفریق کر دے تو زوج الاول اور امرأۃ اخری حالۃ نکاح لا خیال لہا حل المذهب المفتی بہ بحر عن المحیط خلافت فیہ الخانیۃ نکاح کیا عنین نے پہلی زوجہ سے جو بعد تاویل اور تفریق قاضی کے جد ہو گئی تھی یا نکاح دوسری عورت سے جو عنین کا حال جانتی ہو کہ اسکی زوجہ میں سبب نامردی کے جدائی ہو چکی ہو تو بعد نکاح کے عورت کو جدائی کا اختیار نہیں نہ زوجہ اولی کو نہ دوسری عورت کو بنا بر مذہب مفتی جس کے ہو طہر کہ وہ اپنا حق و دست باطل کر چکی کہ انی البحر الرائق عن محیط اور یہ قول مفتی جس مخالف ہو تقسیم غانیہ کے ولا یفتی فی احد الرقبین بعین الاخر ولو شاکا کجھون و جذا یر و برص و قرین اور زوجین میں سے کسی کو اختیار جدائی کا نہیں دوسرے کے عیب سے اگر یہ نہایت بُرا عیب جانیہ جنون اور جذام اور برص اور رتق اور قرن اول میں بیماریاں تو مرد اور عورت دونوں کو شامل ہیں اور پچھلی دو بیماریاں عورت کے مکان مخصوص کو مخصوص ہیں کہ بسبب زیادتی گوشت اور ہڈی کے مانع ہیں جامع سے لیکن قسمستانی میں جو کہ محمد کے نزدیک اگر زوج کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو اختیار فرقت کا اور اسطرح ہر عیب زوج سے کہ عورت بدون مفرت کو اس کے پاس نہ ٹھہر سکے عورت کو اختیار ہو کہ انی حاشیۃ الدینی وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة لوبالزوج ولو قضی بالی حتم فتم اور خلت کیا ہو باقی یمون الامون نے یعنی مالک اور شافعی اور احمد نے امرامن خمسہ مذکورہ میں اگر یہ بیماریاں زوج میں جنون اور اگر قاضی مالکی یا شافعی یا حنبلی سبب ان بیماریوں کے نکاح کو رد کر دی تو صحیح ہو گا اور سکا حکم کہ انی فتح القدیرم شارح کے اس قول میں چند خلل ہیں اول یہ کہ ظاہر الکلام شارح کو مقتضی ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک زوج کی بیماریوں سے عورت کو تو اختیار فرقت کا جو نہ زوج کو حالاً کہ حق یہ ہو کہ اولیٰ نزدیک جنون اور جذام اور برص میں دونوں کو اختیار ہو اور پچھلی دو بیماریوں میں فقط زوج کو اختیار ہو دوسرا خلل یہ کہ اس قول سے لازم آتا ہو کہ رتق اور قرن کی بیماریاں زوج کو ہوتی ہو حالانکہ یہ خلاف واقع ہو چکی ہیں مثلاً غلط یہ ہو کہ مثلاً جمعی ممتحن نے کہا کہ فتم القدیرم





فاسد و مفسد و غیر زوج و بیع زیادہ آوشتہ و پیشینہ و غیرہ اور اصطلاح فقہانین عدت عبارتہ سے و اس طلاق سے جو عورت کو لازم ہے یا سفیرہ کے ولی کو لازم ہے نزدیک زائل کرنے کے تو عدت نہیں لازم ہے و اس طلاق کو اس وقت کہ عدت نہیں ہوتی مگر زوال نکاح سے یا زوال مشتبہ نکاح سے جیسے کہ نکاح فاسد یا جیسے وہ عورت جسکو عورتین شب زفاف میں زوج کے سوا کسی اور مرد کے پاس چوک کر پہنچا دین اور کہیں کہ بھرتی زوجہ ہو اور وہ مرد ولی کرے تو اس پر عدت واجب ہے شراح کہتے ہیں کہ تعریف عدت میں لائق بھرتی کہ مشابہہ نکاح کا لفظ بھی زیادہ کیا جاوے تاکہ یہ تعریف ام ولد کی عدت کو بھی شامل ہو جاوے کہ ام ولد کو مولیٰ آزاد کرے یا اسکو چھوڑ کر مولیٰ مر جاوے یا اسکو طلاق کرے کہ ام ولد کو بھی طلاق لازم ہے یا نہ نہ زوجہ کے بسبب ہم بستری مولیٰ کے کذا فی البحر الرائق مشتبہ بکسر اول و سکون ثانی اور بفتح اول و ثانی بھی صحیح ہے معنی مشابہہ شایع نے ولی سفیرہ کا لفظ اس واسطے زیادہ کیا کہ سفیرہ پر بعد موت زوج کے انتظار جب نہیں اس واسطے کہ وہ منوز مکلف نہیں تو اس وقت میں سفیرہ کے ولی انتظار کرنا لازم ہو گا تعریف عدت پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہ تعریف طلاق جمعی کی عدت کو شامل نہیں اس واسطے کہ طلاق جمعی میں نکاح نہیں زائل ہوتا اس پر اسطو بلا تعدید نکاح عدت میں جہت کرنا صحیح ہے لہذا اور کتب فقہ سے بدائع اور ابن کمال کی تعریف عدت کی نہایت خوب ہے کہ عدت نام جو اس مدت کا جو کہ واسطے انتضا و بقیہ آثار نکاح اور فراش کے مقرر ہوئی ہو تو وہیں سب افراد عدت کی داخل ہو گئے ہیں تاکہ کہ بقید فراش عدت ام ولد کی بھی داخل ہو گئی اور سفیرہ کا اعتراض رفع ہو گیا اس واسطے کہ اس تعریف میں لزوم نہیں کذا فی حاشیۃ الدنفی حکایت عجیبہ قبل مشہور ہوا مام عظم کے ایک مقام پر طعام و لیمہ مواد و بہائیون کا جبکا نکاح ہوا تھا وہ ہنوں سے عورتوں نے جو کہ اسکی زوجہ اس کے پاس کر دی اور اسکی اس کے پاس آخر میں صبح کھینچ کر کھلا اور فقہاء مشہور سے فتویٰ دریافت کیا گیا سب علما نے فتویٰ دیا کہ ہر عورت پر عدت لازم ہے بعد عدت کی ہر عورت چھو اپنے زوجہ اس جاوے اور ہر ایک بہائی پر بسبب طبعی بات جس کے منظر آتا ہے جب ام عظم نے کہا کہ سب حضرات فرست حکم فرمایا میری نزدیک اس سے آسان تر حکم ہو سکتا ہے علما نے فرمایا کہ وہ کیا ہو بیان کرو امام عظم نے دونو بہائیون کو بلایا اور پوچھا کہ تم دونو کو یہ پسند ہے کہ ہر ایک کے پاس ہی رات والی عورت بنی رہی دونوں نے کہا کہ ہم بل اسی امر پر راضی ہیں امام نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی منکوہ کو طلاق دی اور اپنی ہم بستری عورت سے نکاح کھلے تو اس میں عدت لازم نہ ہوگی اس واسطے کہ حلاق قبل دخول میں عدت نہیں سب علما نے اسکو نہایت پسند کیا اور امام کی ذکاوت کی تعریف کی کہ ہر ایک کی ہم بستری ہر ایک کے پاس بنی رہی اور عدت کی حاجت نہ ہوئی و بسبب جو یہاں عفو الیکاسیہ المتاکد بالتسلیم و ما جس کے جھگڑا من موت و حیات صحیحہ و لا عذر یخلو فی الرقاع و عدت واجب ہو گیا سبب مقدم نکاح ہو جاتا کہ تسلیم طبعی یا نام مقام و حکم یا تمام طبعی حکمت جو موت و حیات صحیحہ سے تو عدت لازم نہیں رہتا کی غلطی اس واسطے کہ رتقاء کی غلطی صحیح نہیں سبب انجستی کے رتقاء و عورت جو بسبب تنگی شرگاہ کے لائق جامع کے نہیں رہتا و مشرکھا الفرقہ اور شرط عدت کی جدا ہی ہو ورنہ نہایت ثبات لھا کہ مرقہ زوج و شرط و صحفۃ الطلاق فیہا ای فی العذر و عدت کے رکن وہ حرمین ہیں جو بسبب عدت کے ثابت ہیں جیسے غیر زوج سے نکاح کی حرمت اور زوج کے گھر سے کلنی کی حرمت اور طلاق واقع ہونے کی صحت عدت کے اندر ہم شہر رحمتی محشی نے کہا کہ رکن کہتے ہیں حقیقت شے کو تو مصنف اور شارح کو مناسب تھا کہ انتظار کو رکن عدت کا کہتے اور حرات مذکورہ عدت سے پہلے ہوتے ہیں تو حرات کو حکم عدت کا کہنا مناسب اس واسطے کہ حکم اس کے کہتے ہیں جو شوہر بستی ہو یا یہ طلاق صحت طلاق اور حرمت خست زوجہ ہی حکم میں داخل ہے تو بعض کو رکن کہنا اور بعض کو حکم قرار دینا حکم اور حرمین بے دلیل ہے کذا فی حاشیۃ الدنفی امام صاحب در غرر نے ایسا ہی کیا ہے یعنی جنکو بیان رکن کہا جو انکو حکم عدت میں مذکور کیا ہے و حکم ہا حرمۃ نکاح اختیار اور موت کی سن سے نکاح حرام ہونا حکم ہے عدت کا و انواھا حیض و استبراء و غیرہ حمل کا افادہ بقولہ اور اقسام عدت کی حیض اور صفیہ اور وضع حمل میں چنانچہ اسکو مصنف نے اپنا آئندہ قول میں مذکور کیا وہی حق سزا و لو کتابتہ تحت مسلم حیض لطلاق ولو وجعاً او فیہ یجیع سبابة و منه الفرقۃ بتعقیل ابن الیقین فہر اعدت حرمہ کے حق میں اگر جرحہ کتابتہ پر بیچ مسلمان کے عدت اور حرمہ کی جسکو نہیں تا ہو خواہ عدت بسبب طلاق کے ہو اگر جو رجعی طلاق ہو یا بسبب نکاح کے ہو یا بسبب سبب فاسد یا جیسے

کتاب الطلاق

کتاب النکاح میں سبب فسخ کے تفصیل مذکور ہو چکا اور بعد فسخ وہ جدا ہی ہے جو عورت کو حاصل ہوتی جو اپنے زوج کے فرزند کے بوسہ لینے سے کذا فی النہر  
 منخ الغفار میں مصنف نے کہا کہ فسخ کو مطلق کہنا کہ جمیع سبب فسخ کو شامل ہے بخیار بولغ اور خیار عتق اور ملک اعدا الزمین اور اعدا الزمین اور  
 عدم کفارت کو بعد الدخول حقیقہ اور حکما استقطہ فی الشرح وجزء بان قوله الا ان وطئت لجمع للجمع بعد دخول کے دخول حقیقی ہو گیا  
 کہ دلی یا دخول حکمی چنانچہ غلوت مصنف نے اپنی شرح منخ الغفار میں حقیقہ اور حکما کو ساکت کر دیا جو اور یہ یقین کیا کہ اسکا آئندہ تول یعنی ان وطئت کے شامل  
 سے یعنی عدت بالمیض اور عدت بالاشهر کو تو بیان حقیقہ اور حکما کہنا کہ ضرور نہیں اس واسطے کہ دلی حقیقی اور حکمی دونوں کو شامل ہے ثلث حیض کو اصل  
 لعدم حیض کے الحقیقہ حرمہ مذکورہ کی عدت پوری تین حیض میں بسبب عدم قسمت پذیر ہی حیض کے یعنی موجب نص قرآنی جب عدت کو تین حیض کامل ٹھہرے  
 تو اگر عورت کو حیض کے اندر طلاق ہوئی تو لازم تھا کہ اسکی تکمیل بعض حیض پہنچ گیا ہو لیکن چونکہ اس میں تین حیض ہو چکا ہو کہ حیض تجویز اور تقاسم کے لائق  
 نہیں لہذا کل حیض رابع تک عدت مستہ ہوگی اور حیض اول بسبب نقصان کے کالعدم ہو گا لاولی التعریف برایۃ الاحمد والثانیۃ علیہ الکلام و  
 للثالثۃ لفضیلة الحرجۃ جب معلوم ہو کہ عدت تین حیض میں تو اب اسکی مشروم ہونے کی حکمت دریافت کرنا چاہی تو پہلا حیض واسطو دفیت ہو نہ سکا  
 رحم کی ہو اس واسطے کہ اگر حمل ہوتا تو حیض نہ آتا اور دوسرا حیض واسطو تکمیل کماح کے یعنی تاکہ زوجہ ذوال نعمت نکاح کا ناسف کرے کہ عفت اسکو حاصل  
 تھی اور کہانے کہہ چکا کہ اسکو فکر نہ تھا اور تیسرا حیض واسطو فضیلت آزادی کے اس واسطے کہ لڑکی کی عدت دو حیض میں تو دوسرا شہادۃ اور عدت  
 حرمہ کے تیسرا حیض زیادہ ہو کہ ان فی البہر الرافق اور یہ یہی احتمال ہو کہ واسطو احتیاطا نہ کیے تین حیض کو مقرر فرمایا کہ شاید حیض اول استحاضہ ہو ہو واسطو  
 کہ استحاضہ مثل بھی ہوتا ہو اور تین بار حیض کا آنا قاطع ہو احتمال کا کذا اجلۃ اخر ولایا مات موکھا او اعتقہ لکات لہا فرائضا کا لکے لکے مالہ تنک  
 حایلا او اشتد او فخرۃ حذیکو اور یہ یہی عدت اس ام ولد کی بھی تین کامل حیض میں جسکا مالک مرگیا یا اسکو اسنے آزاد کر دیا اس واسطے کہ ام  
 کو بھی ہم بستی ثابت ہو جائے حرمہ کے یہ عدت ام ولد کی اس وقت تک جو جب تک وہ حاملہ اور آئسہ اور مالک پر حرام نہ ہو اگر حاملہ ہوگی تو ما وضع حمل  
 اسکی عدت ہو اور اگر آئسہ ہوگی تو تین مہینے اسکی عدت ہو اور اگر مالک پر حرام ہوگئی ہو کسی سبب سے تو کچھ عدت نہیں اور مالک پر حرام ہوئی ہو کسی سبب سے  
 ہے کہ غیر کے نکاح یا عدت میں ہوا ہو موی کے فرزند کی بشمول تقبیل کی ہو کذا فی حاشیۃ الدن فی ما تعلق عن الخانیہ ولوکات موکھا او زوجا ولو کذا  
 الاول تعتلک باربعۃ اشہر وعشرا یا بعد الاجلین جسکو اور اگر موی ام ولد کا اور زوج اسکا مرگیا اور معلوم نہیں کہ کون پہلے مرا تو وہ عدت  
 چار مہینے و ستر دن کرے یا کہ جو وہ تو نہیں بعید تر ہو اسکو عدت ٹھہراو کذا فی البہر الرافق اگر معلوم ہو کہ موی پہلے مرگیا تو ام ولد پر عدت نہیں  
 اور اگر زوج کی موت اول ثابت ہو تو اس کے دو مہینے یا پنج دن عدت میں اور اگر موی زوج کی عدت میں مرگیا تو کچھ عدت نہیں اور اگر موی بعد عدت  
 زوج کے مرگیا تو تین حیض کامل اسکی عدت ہو اور اگر موی کے بعد عدت کا مقدم اور آخر معلوم نہ ہو تو اسکی تفصیل بوجہ الرافق میں یوں ہے  
 کہ اگر اسقدر معلوم ہو کہ دونوں کی موت میں دو مہینے اور یا پنج دن کی مدت سے کتر ہے تو اس صورت میں ام ولد کی عدت چار مہینے اور ستر دن کی ہو اعتبارا  
 بدون اعتبار کرنے تین حیض کے اور اگر معلوم ہو کہ دونوں کی موت میں دو مہینے اور یا پنج دن کی مدت یا زیادہ گزر گئی ہو تو اسکی عدت چار مہینے اور ستر دن  
 دن میں باعتبار ہستکال تین حیض کے اور اگر دونوں کی موت کے پیرانہ کی مدت معلوم نہ ہو اور نہ یہ معلوم ہو کہ کون پہلے مرگیا تو امام کے نزدیک چار  
 مہینے و ستر دن کی عدت ہو بدون اعتبار کرنے تین حیض کے اور صاحبین کے نزدیک ابعد الابطین عدت ہو یعنی چار مہینے اور ستر دن باعتبار ہستکال  
 حیض اور ابعد الابطین کی تفسیر اور توضیح بعد تین ورق کے آویگی کذا فی حاشیۃ الدن فی ولائہ من زواجہ العدم تحقیق حرمۃ یا کرم صحابہ  
 اور ام ولد وارث نہ ہوگی اپنی زوجہ کی سبب صورتوں میں بسبب نہ ثابت ہونے آزادی ام ولد کے اپنی زوجہ کی موت کے دن ولائہ حلۃ موقوتہ و مملوہ کذا  
 یطھا العدم فی ما بین جو ہر اور عدت نہیں لونی پر اور بدوہر جس موی دلی کرنا تھا بسبب شہادت ہونے فرائض کے کذا فی البہرہ ولذا لونی اور  
 دہرہ کے ولد کا نسب موی سے ثابت نہ ہوگا بدون اور موی کے بھلاؤ ام ولد کے کہ اسکا فرائض مثل حرمہ کے ثابت ہو یا نہ ہو کہ اسکو ولد کا نسب ہو



خطا متحمل الصواب اعتقاد کرنا جو اور معتد پر غیر مذہب کو خطا اعتقاد کرنا واجب نہیں بلکہ فتنہ ہے تہمید کر دی جو کہ متعلقہ بمقتول کی جائز ہو یا وجہ فاضل کے حالانکہ  
مقتول کی خطا زیادہ تر جو فاضل سے چنانچہ صاحب بکر الرائق نے اپنی بعض رسائل میں لکھا ہے کہ صاحب نہر الفائق  
نے جو خلاصہ کے قول سے اپنی بحث کی نفی کی ہے وہ مسلم نہیں کہ انی حاشیہ الدینی وقد نظمہ شیخنا الخیر الرائق فقال سئل عن رجل طهر ابنته  
اشهر وفاعل ان ما یکن یقرن ویرن بعد الاوجه للقبض اھذا یقال بل انقل علیہ بنظر شارح کتابہ اور البتہ نظم کیا ہے جو کہ  
ہمارے استاد غیر الدین دہلی حنفی نے تصویب فرمایا ہے کہ دہلوی اس صورت کے جسکا طر متدہر نو مینو پوری مدت ہو اگر مالکی فاضل کا حکم کر کے ثابت  
کر دے اور بعد حکم فاضل مالکی کے کوئی وجہ نہیں اس حکم تو نہ کی جیسی فاضل حنفی اس حکم کو نہیں اور ماسکتا ایسا ہی قول کتابا چاہو یا فاضل جیسو کوئی  
اھتر اص و ارد نہیں ہر مہم وفا بقرۃ اصل میں وفا بقرۃ ہے لیکن بغیر وقت نظم ہر کوئی مذکور کر دیا اور بعض نسخہ میں بقدر بھی بقیہ کے جو خطا ہے  
نے کہا کہ جو اھتر اص اس قول پر وارد ہوتا ہے سو مذکور ہو چکا یعنی اکثر ملکہ نہیں مالکی فاضل جیسی نہیں تو وہاں نہایت مشقت اور تنگی ہوگی و اما اجتلاء  
الحیض فالمفتی کا فی حیض الفتح تقدیر ما یشرع فی حیض اشهر لا اھلہار وثلث حیض بشہر احتیاطاً اور جب عورت کا حیض راز  
ہو جاوے یعنی ہمیشہ خون جاری رہی ہو اور وہ اپنی حیض کی عادت بھول جاوے تو قول مفتی پنجنگ القدیک کے باب حیض میں مذکور ہے یہ ہے کہ اس کے طر کا  
اندازہ دو مہینے میں تو اس حساب سے کل عدت اسکی سات مہینے میں چھ مہینے تین طر کے اور ایک مہینہ تین مہین کا بنا رہتا ہے کہ ہم اور یہ قول حکم کا  
ہے اور غیر مفتی بہ غرضانی کا قول ہے کہ اس کے نزدیک اس عورت کی عدت تین مہینے ہیں اور اگر عورت کا خون ہمیشہ جاری ہو اور اسکو اپنی حیض  
کی مدت یاد ہو تو بموجب اپنی عادت کی حساب کر لے کہ انی البحر الرائق اور اگر شارح بجای ممدۃ الحيض کے ستمائتہ کا لفظ کہتا تو خوب تھا اسو معلوم کہ  
حیض و من من سے زیادہ نہیں تو انکا انی حاشیہ الدینی ثلاثة اشهر لا اھلہار لونی الفکر والا فبالایام ممدۃ حیض یعنی صغیرہ اور انسہ اور البتہ غیر  
عائشہ کے حق میں مہینہ کی عدت ہو اگر طلاق پہلی تاریخ واقع ہوئی تو حساب ہر مہینہ کا مال سے ہوگا اور اگر دوسرا مہینہ کے طلاق واقع ہوئی  
تو حساب ہر مہینہ کا دنوں سے ہوگا یعنی ہر مہینہ تیس دن کا کہ انی البحر الرائق وغیرہ وان وطئت فی کل ولوحکم کا الخلوۃ ولو فاسدہ کا ماعت  
وجوب ہوگی اگر عورت سو دلی ہوئی ہو جمیع مسائل مذکور میں اگرچہ دلی حقیقی نہیں بلکہ حکمی دلی ہو چنانچہ خلوت اگرچہ خلوت فاسدہ ہو چنانچہ اسکا بیان البیہ  
میں ہو چکا شارح خلوت کو مطلق کہا یعنی خلوت صمیمہ اور فاسدہ دونوں سے عدت لازم ہوتی ہو اور بھی قول صمیمہ اور ابتداء ای باب العدت میں فقط خلوت  
صمیمہ کو سبب عدت کا کہا سو افق قدوری کے قول کے جو غیر صمیمہ ہو کہ انی حاشیہ الدینی ولو وصیعا تجب العدۃ لا المہر قنیہ اور اگر زوج شیر خوار ہو اور بعد  
خلوت کے فراق ہو تو عدت بالاتفاق واجب ہوگی اور امام محمد کے نزدیک مہر نہ واجب ہوگا کہ انی القسیمیہ صورت فراق شیر خوار کی یہ ہے کہ شیر خوار کے بچے  
اور سکا نکاح فاسد کر دیا اور بعد خلوت کے حکم فاضل تفریق ہوئی کہ انی حاشیہ الطحاوی والدینی والعدۃ للموت اربعۃ اشهر لا اھلہار لونی الفکر کا  
وعشتر من الا یام بشرط بقاء الیکاح حیث الی الموت اور عدت زوج کی موت کی چار مہینے ہیں بحساب مال کے اگر موت پہلی تاریخ ہوئی ہو چنانچہ یلیا  
اسکا موجب اور دس دن یعنی چار مہینے دس دن عدت موت ہو بشرط باقی رہنؤ نکاح کے صمیمہ موت تک اسو اسکا نکاح فاسد میں مرد کی موت سو عدت وفات کی  
نہیں اور اگر مکتبہ اپنی خود کو خور کیا پھر بدل کتبت او اگر کے مر گیا تو اسکی زوجہ بر عدت وفات نہیں اسو اسکو کہ موت کی وقت نکاح باقی نہیں سبب اور  
بچے مکتبہ کے اور ای بدل کتبت ہے چرب وہ قبل موت کے آزاد ہو تو اپنی زوجہ کا مالک ہوا اور حالانکہ ملک اعد الزوجین سے نکاح باقی نہیں رہتا مطلقاً  
وطئت اولاً ولو صغیرۃ او کتابیۃ فتمت مسلمہ ولو عبد فلک من عنہا الکامل عدت وفات مطلقاً وجوب ہوئی دلی ہوئی ہو یا نوئی ہو اگر  
زوجہ صغیرہ یا کتابیہ ہو یہ مسلمان کے اگرچہ مسلم غلام ہو تو زوج کی موت میں کسی زوجہ کی عدت چار مہینے اور دس دن سے خالی نہیں سو ای حالیکہ کے کہ  
اسکی عدت دس دن سے ختم ہو فلت و حکم لا مہدۃ الطہر کا من قطع وہی واقعة الفتی ولم اھا فالان فر اجعہ شارح کہ کلام مصنف کی بیان  
عدت وفات میں ممدۃ طر کو بھی شامل جو ممدۃ طر کی مثال جیسو وہ وہ بلانوی الی عورت کہ اسکو اکثر حیض نہیں تو مدت تک اسکا سلسلہ کا ختم ہو طر کا

اور میں نے اسکو کسی کتاب میں نہ دیکھا سو اسے دیکھنے والے درمختار اب اس مسئلہ کو تلاش کیجئے کہ جو کتب فقہ میں ہم لکھا ہے وہ کیا فقہاً تصریح کر چکے  
 کہ عدت وفات سے کوئی خارج نہیں سو اس معاملہ کے تو اس قاعدہ کو کلیہ میں نہ لے کر بھی داخل ہے تو اب مراجعت اور تلاش کتب کی کیا حاجت ہے وفی حق  
 امة فی حیض لطلاق او فی حیض لعدم البیض اور جس لوڈی کو حیض ہوتا ہو تو بطلان طلاق یا فسخ نکاح کے اور جسے حق میں دو حیض کی عدت ہے  
 جو اسکو عدم قسمت بذریعہ حیض کے یعنی قاعدہ شریع کا بھیہ ہو کہ عدت لوڈی کی حرہ کی عدت سے آدمی ہو سکتی یعنی ڈیڑھ حیض لیکن چونکہ حیض میں نصف  
 اور ثلث متصور نہیں لہذا نصف کو پورا کر دیا و فی امة لوطی لطلاق او فی امة عنہا زوجہا نصف مال الحرة لقبول التخصیص اور اس  
 لوڈی کے حق میں جسکو حیض نہیں آتا بسبب خوردی یا بزرگی کا بعد بلوغ کے بھی واسطے طلاق یا فسخ کے یا اسکا زوج اسکو زبردستی کر گیا ہو وہ کی آدمی  
 عدت ہو بسبب لیاقت متضیف کے یعنی حرہ کی عدت ایسی صورت میں آدمی ہو سکتی تھی لہذا لوڈی کی عدت یہاں آدمی مقرر ہوئی تو منفرہ اور  
 النسہ اور بالنسہ حیض کی عدت طلاق یا فسخ میں ڈیڑھ مہینہ ہو اور عدت وفات دو مہینے یا پنج دن ہے وفی حق الحامل مطلقاً ولو امة او کلبیہ  
 او من زنا بان تترک بعد حیض من زنا قل خل بها ثمرات او طلقها تعتد بالوضع جواهر الفتاوی وضع جمیع حملہا کانت الحامل سے کتب جمیع  
 مافی البطن اور حاملہ کے حق میں مطلقاً اگر یہ حاملہ لوڈی ہو یا کتابیہ ہو یا حاملہ زنا سے ہو یا طبع پر کہ مثلاً زید نے نکاح کیا اور اس عورت سے چکوز نا کا کل  
 تہا پھر وطی کی اور اس سے اگر یہ وطی یا وضع حمل حرام تھی پھر زید کر گیا یا اسکو طلاق دی تو اسکی بھی عدت بوضع حمل ہوگی کذا فی جواهر الفتاوی  
 وضع جمیع حمل عدت ہو حاملہ کی اسو اسکو کہ حمل نام و جمیع مافی البطن کا تو اگر مثلاً آج ایک رکاب جنی اور بعد مہینے کے دوسرا رکاب جنی تو اسکی عدت  
 پچھلے رکے سے متقاضی ہوگی نہ اول ولد سے وفی البیض و جمیع اکثر الولد کا کل فی کل الاحکام الا فی جملہ الا ذواج احتیلاً اور بقرہ الرائق میں  
 کہ نکلتا اکثر بن و لد کا مانند نکلتی کل بن کے ہے سب احکام میں مگر عورت کی حلال ہونے میں واسطو ازواج کے اکثر بجا ہو کل نہیں بنا بر اعتبار کا یعنی  
 اگر حاملہ کے پیٹ سے اکثر بن و لد کا نکل آیا اور اقل اندر رہا تو عدت تمام ہوئی زوج اول پر حرام ہوگئی لیکن زوج ثانی کو منوز حلال نہیں بنا بر اس منبطل  
 کے کہ جمیع حمل کا وضع نہیں ہوا ولا غیرہ چیز فیج الراس ولو مہل الا قضا ص بقطعہ اور کچھ اعتبار نہیں سرنکلتی کا اگر یہ قدر ہو سکے  
 ساتھ سرنکلا ہو تو اسقدر سرنکلتے سے عدت آخر ہوگی اور قصاص بھی ہوگا اس کے قطع کر نہیں بلکہ پورا خون بہا ہی واجب ہوگا بلکہ مسیوان حصہ  
 خون بہا کا لازم ہوگا کذا فی مائتہ الدنی اور اگر حمل گر گیا تو اگر کچھ اعضا جدا جدا معلوم ہوتے ہوں تو عدت آخر ہوئی اور اگر خون بستیہ گوشت کا  
 تو تہا اگر تو عدت منقضی نہیں ہوئی کذا فی العالگیریۃ اطلاق من البدائع ولا یثبت نسبہ من المبانۃ لولا قل من سننین ثم باقیہ لا کثر  
 اور ثابت نہیں برائے نسب و لد کا سرنکلتے سے عورت بالنسہ کے پیٹ سے اگر کمتر و بر سے سرنکلا پھر اسکا باقی بدن بعد و بر سے نکلا ولو کان  
 من وجہا المیت صغیر غیر مہر اہی و ولدت لا قل من نصف حول من مویۃ فی لایحیہ لعموم آیۃ واولاد لا لایحیہ عدت حاملہ کی وضع  
 حمل ہے اگر چہ زوج اسکا جو کر گیا ہو صغیر ہو نہ قریب البلوغ اور جنی ہو صغیر کی زوجہ کتر چہ مہینے سے ابتدا ہو موت زوج سے بنا بقول اصح کے جسید  
 صغیر سے حمل متصور نہیں لیکن انقضاء عدت بدون وضع حمل کے نہیں بسبب عموم آیت قرآنی کے حق نقالے نے فرمایا کہ حمل والیوں کی عدت وضع حمل  
 ہے اس میں خصوصیت بالغ کی نہیں فرمائی تو صغیر اور کبیر کی موت یکساں ہوگئی اور کچھ قول امام اور محمد کا جو بخلاف ابی یوسف کے اور کثر نزدیک  
 کی عدت لازم ہو نہ حمل کی وفیق حکمت بعد موت الصبی بان ولدت فنصف حول فاکثر عکۃ الموت اسماعا لعدم الحمل حیث الموت  
 اور اس عورت کو حق میں جو حاملہ ہو گئی بعد موت صغیر کے اس طرح کہ جنی چہ مہینہ یا زیادہ میں موت کے بعد سے تو اسکو موت کی عدت لازم ہے  
 بالاجماع بسبب نہ ثابت ہونے حمل کے صغیر کی موت کے وقت بلکہ بعد موت صغیر کے حمل عادت ہوا بخلاف پہلی صورت کے ولا نسب فی حالیکہ اذا  
 ملة للصیۃ اور نسب و لد کا صغیر سے ثابت نہیں دونوں صورتوں میں اسو اسکو کہ صغیر میں معنی نہیں بہر جب سنی نہیں تو ولد کہاں نفقہ یعنی شوہر  
 من المراهق احتیالاً فیہ ان لائق ہو ثبوت نسب و لد کا زوج قریب البلوغ سے بنا بر اعتبار کا کذا فی فتم القدر قریب البلوغ دس برس کر



و نصف فحاشت نصیر حیضین فاعتقت نصیر ثلثاً فامثل بطهرها (ایا س نصیر یا لا شہر فاعادہ ما تصدیر بالحیض فمات نصیر  
نصیر ابدعہ اشہر عشرًا اور اگر یہ بدلتی ہے عدت چہ طہر پر چنانچہ نو روزی صغیر و منکرہ کو طلاق بھی ہوئی تو اسکی عدت جو ڈیڑھ مہینہ ہو اگر  
قبل گذرنے ڈیڑھ مہینے کے حیض آیا تو اب دو حیض کی عدت ہو گئی پر قبل انقضاء عدت کے وہ آزاد ہو گئی تو اسکی عدت تین حیض کی ہو گئی پر قبل  
تین حیض کے طہر اسکا دراز ہو گیا یعنی پچاس برس کی عمر تک حیض نہ آیا تو اب اسکی عدت تین مہینوں کی ہو گئی پر قبل گذرنے تین مہینے کے حیض جاری ہوا  
تو تین حیض کی عدت ہو گئی پر قبل انقضاء تین حیض کے زوج اسکا ہو گیا تو اب چار مہینے دس دن کی عدت ہو گئی تو یہ بائع یا نفل ہوا اور شایع چنانچہ  
کے انتقال کا قائل ہے تو شاید کہ اسنے پہلی صورت کو بھی انتقال قرار دیا ہے و اسہ سلم ائسہ اعتدلت بالاشہر اثم حادہ ما حل جابر نے  
حادثہا و حبلت من مزاج آخر بطلت عدتها و فسدت نکاحها و استأنفت بالحیض لان شرط الخلقۃ تحقق الیاس عن الاصل  
و ذلک بالبحر الدائم و هو ظاهر الروایۃ کما فی الغایۃ و اختار لا فی الهدایۃ فتعلیل النصیر الیکہ قالہ فی البحر بعد حکایۃ  
سببہ اقوال مصنف و اقوال المصنف اسنے صیغہ کی عدت کی پر مود کیا اسکے حیض نے بکثرت جاری ہو کر موافق عادت قدیمی کے یا کہ اسکو  
حیض نہ آیا لیکن بعد تین مہینے کے عدت کو اسنے نکاح کیا اور دوسرے زوج سے وہ حاملہ ہو گئی تو اس حیض کے آنے یا حاملہ ہونے سے مہینوں کی عدت باطل  
ہو گئی اور نکاح ثانی فاسد ہو گیا اسواسطے کہ عین عدت میں ہوا تو اب وہ عورت سر سے عدت کو بحساب حیض شروع کرے اسواسطے کہ عدت بلا شہر غفلت  
اتھی عدت بالحیض کی اور شرط خلاف ہو سکی مجھ سے کہ اصل سے نا اسیدی مشتق ہوا و تحقق نا اسیدی بسببہ اسیدی دائمی کے ہوتا ہے موت تک اور اس  
صورت میں بسبب حیض جانے یا حاملہ ہونے کی نا اسیدی نہ ہی اسواسطے کہ اسنے وہ ہو سکو نہ حیض مودہ حل اور یہی بطلان اور ہستیناں عدت ظاہر الروایت  
ہے کذا فی الغایۃ اور سیکو پسند کیا ہو یا یہ میں تو اسی روایت پر جو ہم اعتاد مقرر ہو گیا ایسا کہ مجھ سے بجا را ائق میں بعد نقل کرنے چہ قول کے جنکی  
نصیم ہو چکی ہے اس سلسلہ میں اور اسی ظاہر الروایت کو ثابت رکھا ہو مصنف تین اشہر میں ہم اسنے کے حیض جاری ہونے کی مراد میں جسند قول میں  
لیکن ترجمہ میں کثرت سیلان ہی کو نہ کو کہیا اسواسطے کہ بجا را ائق میں مذکور ہے کہ معراج الدرایۃ میں اسی قول پر فتویٰ ہے لکن اختار البہ حنفی  
ما اختارہ الشہید اٹھان رائہ قبل تمام لا شہر سہانف لا بعدھا قلت و هو ما اختارہ صدر الشریعہ و ملا خسر و الباقا و اقوال  
المصنف باب الحیض و علیہ فالنکاح جائز و تعتد فی المستقبل بالحیض کما صح فی الخلاصۃ و غیرہا و فی البوہرۃ و المجتہد ائہ الصیغۃ المختار  
و علیہ الفتویٰ و فی تصحیح القدورے و ہذا التصحیح اولیٰ من تصحیح الہدایۃ و فی الفہرۃ اعدل الی اقوال و مقامہ فیما علقتمہ علی المتفق  
لیکن اختیار کیا ہو جس نے جسٹو سہیلے اختیار کیا ہو وہ یہ ہو کہ اگر اسنے قبل تمام مہینے تین مہینے کے حیض کو دیکھا تو عدت مہینوں کی باطل ہوئی مگر  
سے حیض کی عدت شروع کرے اور بعد تمام مہینے تین مہینے کے حیض کو دیکھا تو عدت پوری ہو گئی اب ہستیناں عدت کا ذکر شایع کہتا ہو سیکو صدر الشریعہ  
نے شرح وقایہ میں اور ملا خسر و اور باقانی نے پسند کیا ہو اور اسی قول کو مصنف باب الحیض میں ثابت رکھا ہو اور بموجب اس قول مختار کے بعد  
تین مہینے کے نکاح زوج ثانی کا جائز ہو نہ فاسد اور زمان مستقبل میں اگر زوجہ ثانی طلاق دے تو عورت بحساب حیض عدت کرے چنانچہ ایسی تصحیح کی ہو  
خلاصہ و غیرہ میں اور جو برہ اور مجتہبے میں کہا ہو کہ یہی قول صحیح اور مختار ہو اور اسی پر فتویٰ ہو اور تصحیح قدوری میں یوں ہو کہ تصحیح اس قول کی  
بترے تصحیح ہے ایسے اور نہ الفائق میں کہا ہے کہ یہی قول سب روایات میں معتد ہے اور پوری تقریر کی شایع کی اور شرح میں جو بعضی لاکھ  
برکسی ہے و الصغیرۃ لوجا حشت بعد تمام لا شہر لا تستأنف الا اذا حاضت فی اثنا عشر مستأنف بالحیض کما تستأنف البعد  
بالشہور من حاضت حیضۃ او ثنتین فراتست کثرۃ اعل الجمع بین الاصل والبدل اور صغیرہ کو اگر حیض آدمی بعد تمام ہونے میں  
ہمیں کے تو ہستیناں عدت کا حیض ہے مگر یہ کہ جبکہ اسکو درسیان عدت کو حیض آدمی یعنی تین مہینے کے اندر آدمی تو حیض سے عدت شروع  
کرے چنانچہ ہستیناں عدت کا حیضوں سے وہ عورت کرتی ہو کہ کیا بار و ناب حیض آیا ہو وہ اسنے ہو گئی یعنی پچاس برس کو پہنچ گئی ان صورتوں



میں پہلی عدت چھوڑ کر دوسری عدت کا حکم اسو اسطر موانا کہ جمع ہوجانے اصل اور بدل سے پہلے اسو اسطر کو بدل در صورت تعدا اصل موانا کہ جو کچھ عدت  
 اصل ہوا اور کچھ بدل بھیہ جائز نہیں ولا یا من سبته للرد مبیہ وغیرہا خمس خمسین عند الجماع وعلیکہ الفتنی وقیل الفتنی علی خسیار  
 نھر اور ایسا من یعنی ناسیہ کی عمر خواہ عورت روم کی رہنوالی ہو خواہ اور کسی ملک کی بچپن برس جو نزدیک اکثر فقہاء کے اور اسی قول پر فتویٰ ہے  
 اور قول ضعیف بھیہ جو کہ بچپن برس پر فتویٰ ہو کذا فی النہر الفائق محمد سے روایت ہے کہ روم کی عورت میں حد ایسا من بچپن برس اور اسکے سوا میں  
 ساٹھ یا ستر برس لیکن اس روایت پر فتویٰ نہیں کذا فی البحر الرائق وفي البحر عن الجامع ضعیف بلغث ثلاثین سنة ولم تحض حکم بایا سبھا  
 اور بحر الرائق میں جامع سے منقول ہے کہ ضعیف و تیس برس کو پہنچی اور اسکو حیض نہ آیا تو اس پر ایسا من کا حکم کیا جاوے گا وکذا المتکون حاکم  
 فایسأل فلا عدۃ فی باطلہ وکذا موقوف قبل الاجازۃ واختیار لکن الصواب ثبوت العدۃ والنسب شیخ اور عدت منکوحہ نکاح  
 فاسد کی حیثین جو نکاح فاسد کی قید سے نکاح باطل نکل گیا کہ اوسمین عدت نہیں نکاح باطل بھیہ کہ غیر کی عورت سو دانستہ نکاح کرے اور سیطرہ نکاح  
 موقوف میں قبل اجازت کے عدت نہیں کذا فی الاختیار نکاح موقوف جیسے نکاح فضولی کا یا نکاح غلام یا لونڈی کا بلا اذن مولیٰ لیکن غنی یہ ہے  
 کہ نکاح موقوف میں عدت اور نسب ولد کا ثابت ہے کذا فی البحر الرائق والموطأ ویشیعہ ومنہ تزوج امرأۃ الغیر جالو یجالیھا کما یسیر  
 وللمکونۃ فی شیعہ ان یتقلو مع زوجہا الاول وتخرج باذنه فی العدۃ لقیام النکاح یدہما انما حریم الوطی حتی تکرہ نفقۃ  
 وکسوتھا کما یسیر یعنی اذا لم تکن عالمۃ راضیۃ کما سبجی اور عدت اس عورت کی جسکی وطی بشبہ ہوئی اور منکوحہ وطی بشبہ غیر کی عورت سو نکاح  
 کر لینا ہے نادانستہ چنانچہ آخر باب میں آوے گا اور اگر مرد نے دانستہ غیر کی عورت سو نکاح کیا تو وہ شبہ نہیں مریم زنا ہو اوسمین عدت نہیں اور جسکی  
 وطی بشبہ ہو گئی اور اسکو اپنے اول زوج کے پاس رہنا جائز ہے اور نکاح گھر سے اسکی اجازت سے عدت میں لازم ہے بسبب قائم رہنؤ نکاح کے دو روز  
 میں اور زوج اول کو حرام تو فقط وطی ہے عدت تک قیام نکاح کا یا نہ تک ثابت ہے کہ زوج اول کو عورت کا نفقہ اور لباس دینا لازم ہے کذا فی البحر الرائق  
 شایع کہتا ہے نفقہ زوج اول پر اسوقت لازم ہوگا جبکہ عورت واقف اندر ارضی نہو یعنی دو توفیقین یا ایک قید ضروری وجوب نفقہ میں چنانچہ اگر  
 عورت واقف ہو کہ شبہ شخص میرا زوج نہیں لیکن بچہ اسکو مرد کے پاس شب زفاف میں کر دیا ہو اور مرد سے کہا ہو کہ یہ میری زوجہ ہو اور وقت وطی  
 پر جبکہ عورت نے کہا ہو کہ میں غیر کی زوجہ ہوں لیکن اوسے اعتبار کیا ہو اور تلو اس سے مہم کیا ہو تو اس صورت میں کسی پر حد نہیں مرد پر بشبہ کے  
 اور عورت پر بسبب جبر کے اور عدت بعد وطی کے اوسپر واجب ہوگی اور نفقہ زوج اول پر لازم ہوگا اسو اسطر کہ عورت کا کچھ قصور نہیں کذا فی حاشیہ الی  
 وأمر الله بالطلاق والحال فان عدتها بالاشهر والوضع اور عدت ام ولد کی تو اس قید سے بدہ اور مہنتہ  
 پر عدت نہیں در انما لیک ام ولد آئسہ اور عالمہ ہو اسو اسطر کہ عدت آئسہ کی مہینوں سے ہے اور عدت حاملہ کی بوضع حمل ہے لیکن لیس  
 موت الوطی وغیرہ کفرۃ او متارکہ لا عدۃ ہوا لیسر بواءۃ الامم وهو بلحیض ولو یکفیکف حیضۃ احتیاطاً یعنی عدت منکوحہ  
 بنکاح فاسد اور موطورہ بشبہ اور ام ولد کی بشرط عدم ایسا من اور حمل کے نقطتین حیض میں وطی کر نیوالی کی موت میں ہی حیض کی عدت ہونہ مہینوں کی  
 اور غیر موت میں بھی تین حیض ہی کی عدت ہے غیر موت کی عدت جیسے نکاح فاسد میں فرقت ہوئی ہو حکم قاضی یا اطہار ترک وطی کے غم کا ایسی عورت کی  
 عدت باحیض ہوئی نہ بالاشہر اسو اسطر کہ عدت انکی محض واسطے رویت کرنے صفای رحم کے ہو اور بحد رویت نہیں ہو سکتا مگر حیض سے اور جبکہ  
 ایک حیض سے ہی صفائی معلوم ہوجاتی ہے لیکن ایک حیض پر کفایت کی بلکہ باجربتیا اس کے تین حیض مقرر ہو گئے ولا اعداۃ حیض طلقۃ فیہ  
 ایساکا اور اس حیض کا حبسین طلاق واقع ہوئی عورت پر شمار نہیں عدت میں بالاجماع اسو اسطر کہ قرآن سے حرہ کی عدت میں تین حیض اور حدیث سے  
 لونڈی کی عدت میں دو حیض ثابت ہیں تو پورے حیض مستحب ہو گئے نہ ناقص لہذا طلاق والا حیض ساقط الاعتبار ہے یعنی اسکی سوا تین اور حیض حرہ میں  
 اور دو حیض لونڈی میں لازم ہوں گے واذا وطئت المعتدۃ بشبہ لیسر المطلق وجبۃ اسس علیہ السبب اخلنا والمرئی من حیض

منہما وعلیہما ان یتولوا العدة الثانية فان تمکنت الاولیٰ اور جب دلی ہو گئی عدت والی عورت کی شہ پہ اگر طلاق دینو والی زوجہ ہی دلی کی تو وجہ  
ہو گئی معتدہ پر دوسری عدت بتجربہ و ہونے عیبت اور دو عدتیں متہ اخل ہو جاوین گی یعنی عیبت کی اور جو حیض کہ بعد وجہ عدت ثانیہ کے  
دکھائی دے گا وہ دونو عدتیں شمار ہوگا اور جب ہوگا معتدہ پر پورا کرنا دوسری عدت کا اگر تمام ہو گئی پہلی عدت چنانچہ اگر عورت کو طلاق بائن ہوئی اور  
اوسکو ایک بار حیض آیا اور اوسنے دوسری زوجہ سے نکاح کیا اور بعد دلی کے تفریق ہوئی ہر عورت کو اور دوبار حیض آیا تو یہ تینوں حیض دونو عدتوں میں  
مسمو ہو گئے تو زوج اول کی عدت تو پوری ہو گئی پہلا حیض اور یہ دوسری عدت مگر اور زوج ثانی کی عدت میں فقط وہی حیض ہیں تو جب ایک حیض اور  
ہوگا ثانی کی عدت تمام ہو گئی خلاصہ یہ کہ بھان جا حیض میں پہلا حیض تو پہلی عدت کو مخصوص ہو اور پہلا حیض دوسری عدت کو مخصوص ہے اور دوسری  
کے دو حیض دونو عدتوں میں مشترک اور متہ اخل میں ہم معتدہ سے مراد طلاق بائن کی معتدہ ہے تا کہ زوج مطلق کی دلی داخل رہو دلی شہ پہن اور  
اگر طلاق رجعی کی عدت میں معتدہ سے زوج دلی کر گیا تو رجعت ثابت ہو جائیگی کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا الکواکب المشہورہ وبعھا لہ معتدہ وفاقا  
اور یہ طرح متہ اخل ہو گئی دو عدتیں اگر ہر ایک عدت مہینہ کی ہو چنانچہ آئسہ کی عدت میں دلی شہ پہ گئی تو اگر پہلی عدت آخر ہو گئی قبل دوسری کے  
تو دوسری عدت کا بھی پورا کرنا مہینوں سے وجہ ہوگا ایک عدت مہینوں کی ہو اور دوسری حیض کی اگر معتدہ وفات ہو یعنی ایک عورت وفات  
زوجہ سے چار مہینے دس دن کی عدت میں تھی کہ اوسکی دلی شہ پہ گئی تو دوسری عدت حیض کی ہوگی تو اگر چار مہینے دس دن میں حیض بھی ہو گئی تو  
دونو عدتیں منقضی ہو گئیں سبب تد اخل کے اور اگر اس مدت میں حیض جاری نہ ہو تو بعد اس مدت کے تین حیض کی عدت ثانیہ واجب ہوگی کذا فی  
البحر الرائق فلو حدثت قولہ والمریئ منہما لعمھما وعتق لامل لو جعلت فاعل لھا الوضع المعتبرة الوفاة ولا تغیر لامل کما  
مر و صحیح البدایہ وجب معلوم ہوا کہ تد اخل دونو عدتوں کا عیساً حیض کی حد تو تین ہوتا ہے دلی شہ پہ مہینوں کی حد تو اگر معتدہ اپنے قول اور  
منہما کو محدود کرنا یعنی رویت حیض نہ مذکور کرنا تو دونو قسم کی حد توں کو شامل ہوتا ہے اور اوس معتدہ کو بھی شامل ہوتا ہے عدت میں حاملہ ہو گئی تو اوسکی  
عدت وضع حمل ہے یعنی اس عورت کو دو عدتیں لازم ہیں ایک حیض کی دوسری وضع کی لیکن دونو عدتیں وضع حمل سے منقضی ہو جاوین گی اسوہ طبعی  
کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا کذا فی الکافی ہر حاملہ کی عدت وضع حمل ہے مگر معتدہ وفات کی حدت مہینوں کے حساب سے ہو سوا اوسکو تغیر نہیں ہوگا  
چنانچہ گز گیا اسکا بیان زوجہ مہینوں میں جب کہ بعد موت منبر کے وہ حاملہ ہو جاوے اور اسی رویت کی تصحیح کی ہو یا الخ من وصیل العدة بعد  
الطلاق وبعد الموت حل الفوق اور عدت کا شروع بعد طلاق اور بعد موت کے ہوتا ہے فی الفور بلا توقف ومنقضى العدة وان جعلت المرأة  
بھما ای بالطلاق والموت لا ھما اھل فلا یشیط العلم فیضیہ صواء اعتقت بالطلاق او انکلی اور آخر مردانی ہوتا ہے اگر عورت کو خبر  
نہو طلاق اور موت کی یعنی زوج نے طلاق دی اور تین حیض ہو گئے یا زوج مر گیا اور چار مہینے دس دن گز گئے عدت آخر ہو گئی عورت کو طلاق اور  
موت کی خبر ہوئے اسوہ طبعی تعلیم ہے مدت معین کا سو گزر گئی تو اوسکے گز جانیکا علم مشروط نہیں خواہ زوج طلاق کا مقرر ہو یا منکر فلا ینقض لھا  
تھ انکرو اقیمت علیہ ینقض القاضی بالفرقة کان ادعت علیہ فی شوال ونقضی بہ فی الحضر فالعدة من وقت الطلاق لا من  
الخصاء بزایہ سو اگر زوج نے طلاق دی اپنی عورت کو پر منکر ہو گیا اور گواہوں نے اوسکو جھوٹا کیا اور قاضی نے حکم یا نہدائی کا منشاء عدت  
دعو ہو گیا کہ زوج نے اوسکو شوال میں طلاق دی تھی اور حکم عیبتی کا ہوا محرم میں تو عدت کی ابتدا طلاق کے وقت سے ہوگی یعنی شوال سے  
نہ قاضی کے حکم سے سو یعنی محرم سے کذا فی البرزازیہ وفي المطلاق المہینین وقت البیان اور طلاق مبہم میں ابتدا ہی عدت بیان کے وقت  
سے ہوگی نہ طلاق سے ولو شہدا بطلاقھا ثم بعدا یا محرم لا ینقضی بالفرقة فالعدة من وقت الطلاق لا القضاة اور اگر دو شاہدوں نے  
گواہی دی عورت کی طلاق کی ہر بعد چند روز کے عدت شاہدوں کی ثابت ہوئی ہر پتر قاضی نے حکم عیبتی کا دیا تو ابتدا ہی عدت وقت طلاق سے ہوگی  
انھما سو بخلاف مالوا بطلاقھا منذ زمان ما حیث فإن الغتھا من وقت الاقرار مطلقاً فلیا لیتھما الواضحة خلاف اس



طلاق فسخ سے طلاق واقعی کذا فی الجواب اور کناح فاسد میں عورت زوج کے گھر میں عدت کو نہ آخر کرے اسو سطلو کہ واقع میں وہ زوج ہی نہیں کذا فی الزاویہ  
 قَالَتْ مَضَتْ عِدَّتُهَا وَلَمْ يَحْضَرْهَا الرَّقِيقُ قَبْلَ أَنْ يَحْضَرَهَا فَهِيَ حُرٌّ لَهَا وَلِأَهْلِهَا وَالطَّلَاقُ كَمَا سَمِعْتَهُ نَعَمْ مِيرِیْ عِدَّتُهَا مَوَاجِلُیْ اَوْرَدَتْ مَجَازِیْ  
 رکھتی ہے انقضای عدت کو اور زوج عورت کی تکذیب کرنا ہی تو مقبول ہوگا تو عورت کا ساتھ قسم کھانے عورت کے اور اگر بدت میں انقضای عدت کا احتمال  
 نہیں تو قول عورت کا مقبول نہیں اسو سطلو کہ ہر چند عورت اس بیان میں اس کا قول البتہ مقبول ہوتا ہے لیکن امین کے قول کی اس وقت تعلیق  
 ہوئی جب ظاہر حال اس کے بیان کے مخالف نہ ہو اور بدت میں گنجائش انقضای عدت کی نہ ہو تو ظاہر حال اس کا مخالف ہوا لہذا اس کا قول مقبول ہوگا کناح  
 لو بالاشہور فالمتقدم بالبدن کو رد ولو بالکلیض فافلکھا کما یستلزم کما یؤکد لایا بدت ہر اگر عدت عورت کی معینہ کی جو جیسے سفیرہ اور آنسہ کی  
 تو تقدیر اس کی مذکور ہو چکی یعنی طلاق اور فسخ میں تین پہلے اور موت میں چار پہلے دس دن اور اگر لونڈی ہو تو آٹھ کے اور اگر عدت معینہ کی تو  
 نو کتر بدت انقضای عدت کی حرہ کے حق میں ساٹھ دن ہیں اور لونڈی کے حق میں چالیس دن ہم ساٹھ دن اس حساب سے ہوئے کہ گویا اول طہر میں طلاق  
 واقع ہوئی قبل دہلی کے اسو سطلو کہ معتد طلاق شنی سے مذہبی تو تین طہر کے پینتالیس دن ہوئے اور تین حیض کے اعتبار اسطو کہ تین بدت دن تو سب  
 ساٹھ دن ہوئے اور ہر طہر لونڈی کے دو طہر کے متیل دن اور دو حیض کے دن میں منجموع چالیس دن ہوئے کچھ مذہب امام فہم کا ہر بروایت امام محمد کے  
 اور صاحبین کے نزدیک اقل بدت حرہ کی انتالیس دن میں اس حساب سے کہ گویا اسکو آخر طہر میں طلاق ہوئی تو دو طہر کے تیس دن ہوئے اور تین حیض  
 کے نو دن بحساب اقل حیض کے اور لونڈی کی اقل بدت اکیس دن ایک طہر کے بندہ دن اور دو حیض کے چوبیس دن ہوئے تو موجب امام  
 فہم کے مذہب کے اگر حرہ دعوی کرے ساٹھ دن کے بعد کہ میری عدت آخر ہو گئی تو اسکا قول مع الیہین مقبول ہوگا اور اس بدت میں مقبول ہوگا  
 ما لم تَدْخُلِ السَّقَطَ کَمَا مَرَّتِ السَّجْعَةُ وَمَا لَوَ بَیْنَ طَلَاقِهَا مَعْلَتًا بَوْلًا دَهْنًا فَيَقْضُوْهُ لَئِنْ خَسَفَتْ وَعَشْرَتَيْنِ لِلزَّفَافِ کَمَا مَرَّتِ السَّقَطَ اَلْحَیْضُ اِسْ اَقْل  
 بدت کا اعتبار اس وقت تک ہر بدت عورت نے سقوط ولد کا ایویٹ سر دعوی نہیں کیا جتنا سچہ ہر بدت عورت نے اس وقت تک کہ طلاق  
 عورت کی اس کی ولادت پر نہ معلوم ہو اگر طلاق ولادت پر معلق ہوگی تو اقل عدت کے ساتھ کمپس دن نفاس کے طہر عبادین کے چنانچہ اسکا بیان بلکہ حیض  
 میں ہو چکا خلاصہ یہ کہ اگر عورت اسقاط حمل کا دعوی کرے بشرطیکہ ولد کے کچھ اعضا بن گئے ہوں تو فوراً مجرور اسقاط کے عدت آخر ہو جائیگی ادا اگر زوج  
 نے یون تعلیق کی کہ اگر تو جنے گی تو تو مطلق ہو تو اس صورت میں کتر بدت انقضای عدت حرہ کے چالیس دن ہیں ساٹھ دن حیض کی عدت کے اور کمپس دن  
 نفاس کے ہر چند نفاس کی اقل بدت معین نہیں لیکن عدت کی تعلیم میں کمپس ہی دن مقرر ہو چکے ہیں کچھ نکاح صحیح معتدل ولو من فاسد ولو  
 طلقہا قبل الوطی ولو حکا وجب علیک مہر نامہ وعلیکما عدۃ معتدۃ لولا کما یقتضی فیہ بالی طلاق لبقاء اقل وہو العدة مرد نے کناح  
 صحیح کیا اپنی معتد سے اگر عدت اس کی کناح فاسد ہی کے سبب ہو اور طلاق دی اسکو تو قبل دہلی کے اگر بعد دہلی ہو یعنی بعد علوت کے تو وجب  
 مرد پر پورا مرد اور لازم ہوگی عورت پر دوسری عدت سرفوسے اسو سطلو کہ عورت مرد کے قبضہ و قبضہ میں بسبب اول دہلی کے ہو اسطو بقا اثر دہلی کے وہ اثر  
 دہلی عبارت ہو عدت سو وجب اسنے دوسرا کناح کیا تو قبض اول بجای قبض ثانی ہو گیا جتنا اگر چیز منصرفا صے قبض میں ہو اور وہ اس کے الٹ سے  
 اسکو ضرر دے تو مجرور ضرر دے وہ قابض ٹھہرے گا تب یہ قبض کی کچھ حاجت نہیں وھذا احتک المسائل العشرۃ للبلدۃ علی ان اللادخول فی  
 الکناح الاول دخول فی الثانی اور ہمہ ایک مسئلہ ہوا دن مسائل عشرہ کا جنکی بنا اس قاعدہ پر ہو کہ کناح اول کی دہلی قائم مقام ہے کناح ثانی کے دہلی کے  
 ہم تفصیل ان مسائل عشرہ کی یوں کہ پہلا مسئلہ تو مذکور ہو چکا ۳ کناح فاسد کیا اور بعد دخول کے تفریق ہوئی ہر اسی عدت میں کناح صحیح کیا اور  
 قبل دخول کے طلاق دی تو مرد کامل اور عدت مستقلہ وجب ہوگی شارح اس مسئلہ ثانی کے لفظ و کو میں فاسد نہ ذکر کر چکا جو ہم کناح کیا اور بعد دخول کے  
 صحت میں طلاق بائن دی ہر عدت کے اندر کناح ثانی کیا ہر حالت مرض الموت میں قبل دخول طلاق بائن دی ۴ عورت نے غیر کفو سے کناح کیا اور قاضی نے دہلی  
 کی تالش سے تفریق کر دی دو نو میں ہر عدت کے اندر اس مرد نے کناح ثانی مہر سید کیا اور قاضی نے پرتفریق کر دی اور مرد نے قبل دخول کے طلاق

دی ۵ سفیر سے نکاح کیا اور بعد دخول کے طلاق بائن دی بہر مدت میں نکاح کیا بہر وہ باغ جوی پر وہ فارض ہوئی نکاح سے قبل دخول کے ۶ ایک سو چھ  
 نکاح کیا بہر بعد دخول کے اسکو طلاق دی بہر وہ مرد ہو گئی بہر مسلمان ہوئی بہر مدت میں زوج سے اس سے نکاح کیا اور قبل دخول طلاق دی ۷  
 بعد نکاح اور دخول کے طلاق دی بہر مدت میں نکاح کیا بہر وہ مرد ہو گئی بہر مسلمان ہوئی بہر مدت میں نکاح کیا بہر قبل دخول طلاق دی ۸  
 نکاح اور دخول کے طلاق دی بہر مدت میں نکاح کیا بہر وہ مرد ہو گئی بہر مسلمان ہوئی بہر مدت میں نکاح کیا اور قبل دخول کے ۹ ایک سو چھ  
 اپنی ذات کو خستہ کر کے نکاح فسخ کیا بہر مدت میں اس سے دو سال نکاح کیا اور قبل دخول کے طلاق دی ۱۰ لڑکی کو بعد نکاح اور دخول کے طلاق دی  
 بہر مدت میں نکاح کیا بہر وہ آزاد ہو گئی اور اس سے فسخ نکاح کر دیا قبل دخول کے سو ان مسائل عشرہ میں دخول نکاح اڑل جایا دخول نکاح ٹانیکہ ہے امام  
 اعظم اور ابی یوسف کے نزدیک پورا ہوا اور مدت مستقلہ واجب ہو گئی اور جو کہ نزدیک نصف مہر اور تکمیل مدت سابقہ واجب ہوئے مدت مستقلہ گذارنی  
 ماضیہ الہ فی اطلاق البیہ قول زفر لا یدفع علیہا ابطلہ المصنف بہا یطول و جزم بان القاضی المتعارف اذا خالف مشہور مدہ یہ مقتدا  
 حکمہ فی لا حکم کالو ارگشتی الا ان ینص السلطان علی العمل بغیر المشہور فیستوی فیصیر حنفیاً ذکر کا و لهذا الرقیع بل الواقع خلا  
 فیلحفظ اور زفر کا یہ قول کہ جس مدت وہ خود کا نکاح ہوا اور قبل دخول مطلقہ ہوئی اس پر مدت واجب نہیں ہو اس قول کو مصنف نے باطل کیا ہے  
 بکلام طویل اور یقین کیا ہے اس پر کہ اگر قاضی مقتدا نے اپنی مشہور مذہب کی مخالفت کی تو اسکا حکم جاری نہ ہوگا قول اصح میں چنانچہ اگر رشوت لیا حکم  
 کر گیا جاری نہ ہوگا مگر یہ کہ سلطان تصریح کر دے و سند تضامین غیر مشہور پر عمل کر سکی تو حکم جاری ہو جائیگا تو اس وقت میں وہ حنفی زفری ہوگا اور اس  
 حکم سلطان کا ہنوز واقع نہیں ہوا لکہ حکم سلطان مردم کا اسکے مخالف واقع سے یعنی قول راجح پر عمل کر لیا حکم ہے روم اور شام اور برین وغیرہ میں  
 تو اسکو یاد رکھنا چاہئے ذمۃ غیر حامل طلقہ مذہبی اوکات عنہا کہ مقتدا عند الی حنفیہ اذا اعتقد راذلک لا یستأنف بقرعہ و من  
 یعتقد ان ذمۃ غیر حاملہ کو طلاق ذمی ذمی نے یا ذمیہ کو زندہ چھوڑ کر ذمی کر گیا تو اس پر مدت نہیں نزدیک امام اعظم کہ جب کہ نکاح ذمی عدم مدت کے  
 معتقد ہوں اسو اسکو کہ ہم اہل اسلام امور بعد تعرض میں اونسے اور ان کے اعتقادات سے اور اسو اسکو کہ کفار مخالف با حکام شرعیہ نہیں دلوکانت  
 الذمۃ حاملاً اعتقد بوضعیۃ اتفاقاً و قیل الو لا لایجوز انما اذا اعتقدوا اور اگر ذمیہ حاملہ ہو تو وہ مدت کو موضع حل باتفاق امام اور  
 کے اسو اسکو کہ اسکے بیٹ میں رذکانت النسب گذارنی الہدایہ اور دلو الی نے وجوب مدت حاملہ ہو سکی مقتدا کیا ساتھ اس قیہ کے کہ جب کفار ذمی وجوب  
 مدت حاملہ کے معتقد ہوں اور یہ قول ضعیف ہوا اور پہلا اصح ہو گذارنی منع النکار والذمۃ کو طلقہ استسلی او مات عنہا فاعتقد انہ اقاہ طلقہ  
 لان المسلم یعتقد ان ذمیہ کتابیہ کو اگر مسلمان طلاق دے دیا اور کو زندہ چھوڑ کر مایہ سے تو وہ مدت کو اتفاقاً طلقہ او حاملہ ہو یا نہ ہو  
 کہ مسلمان مدت کو معتقد ہے و کذا لا تعتد مسیبة افترقت بتبانی الدارین لان الیہ حیث وجبت وجبت حال العیاد  
 والحیث یملی بالجماد الا الحامل فلا یجوز تزوجہا لا لانہا معتدہ بل لان فی بطنہا ولد ثابت النسب اس طرح مثل ذمیہ  
 وہ حریہ مدت کو سے جو دار الاسلام میں گرفتار ہو کر اپنے زوج سے جدا ہو گئی بسبب یائین دارین کے اسو اسکو کہ مدت جہان کین وجوب ہوئی ہو  
 تو وہ محفوظ رکھنے حق عباد کے واجب ہوئی ہے اور کا فوجی ملحق ہے ساتھ بہائم و درجہ کے سوا حاملہ حریہ کے کہ اس سے نکاح کر لیا جائیگا  
 یہ عدم صحت اسوجہ سے نہیں کہ وہ معتدہ ہو لکہ اس وجہ سے کہ اسکے بیٹ میں رذکانت النسب کونہ خیر حجت الیہا مسئلہ او ذمۃ  
 او مستأمنہ تر اسلمت او صارت ذمۃ لما مرانہ علی بالجماد الا الحامل لہا مخرجیہ وہ حریہ مدت کو جو دار الحرب بہرہ کر  
 ہمارے طرف سے نکل آئی مسلمان ہو کر یا ذمیہ ہو کر یا امان لیکر بہر مسلمان ہو گئی یا ذمیہ ہو گئی اسو اسکو کہ مذکور ہو چکا کہ حری جانور اور بہرین داخل  
 سوائے حاملہ کے بیدل گشتہ یعنی چرند اس پر مدت نہیں لیکن خیال و لذات النسب اس سے نکاح کرنا صحیح نہیں و کذا لا یدفع علیہ کو زوج  
 امرأۃ الغیر و علیہا حالاً بذلک و فی نسخہ المذنی و دخل بھا لا بد منه وہ یقتل و لهذا یجوز مع العلم بالحرۃ لای ذنا و المن

کتاب الطلاق  
 جلد ۲  
 صفحہ ۲۲۰  
 کتاب الطلاق



شہادت کے بعد انکار زوج کی ہوا کہ زوجہ کو ایک طلاق مٹ سے قبل ان تین طلاق کے دیگر ہر توہم کو اسی مقول کی  
 کہ انی البوارائن اسو سطر کہ ابطال حکم قاضی گراہن سے نہیں ہو سکتا و فیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما ان زوجا انقضت مائت و طلقها  
 ثلاثا و اتاھا مائتہ کما یصلی یدہ ثقیۃ بالطلاق ان کبر راء یھا انھما فلا بأس ان تعقدت و تخرج اور بوارائن میں جو ہر ہر مقول  
 ہے کہ عورت کو خبر دی ثقہ نے کہ اس کے غائب زوج نے اس کو طلاق دی تین بار بار وہ مر گیا یا عورت کے پاس زوج کی طرف سے خط آیا طلاق کا مستند  
 شخص کے اثبہ سو اگر عورت کو ظن غالب ہو کہ خبر اور غلط حق ہے تو کچھ مضایقہ نہیں کہ عدت کرے اور بعد عدت کے نکاح کر لے و کذا لقالت امراۃ  
 لرجل طلقنی زوجی و انقضت عدتها کما بأس ان ینکحھا اور یہ طریق اگر کسی عورت نے کسی مرد سے کہا کہ میں نے نکاح کر لیا ہے تو نکاح طلاق  
 دی ہے اور اس کی عدت منقض ہو گئی تو کچھ مضایقہ نہیں کہ مرد اس سے نکاح کر لے ہم لا بأس کی قیہ سے معلوم ہوا کہ نکاح کرنا اس سے تا  
 تحقیق کامل و فیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما ان زوجا انقضت مائت و طلقھا ثلاثا و اتاھا مائتہ کما یصلی یدہ ثقیۃ بالطلاق ان کبر راء یھا انھما فلا بأس ان تعقدت و تخرج اور بوارائن میں کافی حاکم سے منقول ہے  
 کہ اگر عورت کو شک ہو کہ زوج کی موت کے وقت میں تو عدت کرے اور سو فیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما ان زوجا انقضت مائت و طلقھا ثلاثا و اتاھا مائتہ کما یصلی یدہ ثقیۃ بالطلاق ان کبر راء یھا انھما فلا بأس ان تعقدت و تخرج اور بوارائن میں کافی حاکم سے منقول ہے  
 کذبہ فی مائتہ ثقیۃ لم تنقض نفقتهما و جازا کہ نکاح اختیار عملہ بخبر جماعا بقدر الامکان ولو ولدت لا کثر من نصف  
 حولی ثبت نسبہ ولو یفسد نکاح اختیار فی الاصل فترتہ لو مات دون المعتدة اور بوارائن میں محیط سے منقول ہے مرد نے دعویٰ کیا  
 کہ عورت اپنی انقضاء عدت کی خبر دیکھی ہے اور عورت اس کی تکذیب کرتی ہو اس مدت میں جو انقضاء عدت کی متصل ہے تو نفقہ عورت کی عدت کا مرد  
 سے ساقط ہوگا اور جائز ہوگا مرد کو نکاح کر لینا اس کی بہن سے بنا بر عمل کرنے و زوج کی خبر دون پرستی الامکان قدم سقوط نفقہ میں عورت کی خبر پر عمل  
 کیا اور اس کی بہن کے جواز نکاح میں مرد کی خبر پر عمل کیا اور اگر عورت طلقہ جہی جہد مینے سے زیادہ مدت میں تو دلہ کا نسب مرد ثابت ہوگا اور  
 نہ فاسد ہوگا نکاح عورت کی بہن کا قول اصح میں تو اس کی بہن ہی وارث ہوگی مرد کی اگر وہ مر گیا نہ عورت مستندہ **فصل فی الحداد فیہ فیصل**  
 ہے حداد یعنی سوگ میں جہا من باب احدث و قد و قر و روی ہے بالجمع لفظ حداد کا آیا جو تین باب سے افعال اور تصرف سے اور جہم بھی نہیں  
 ہے بجای ماحولہ مینے قطع یعنی قطع زینت اور اسمی منکر ہے الا باب افعال کا کذا فی الصحاح و هو لفتہ تکافی القاموس ترک الزینۃ للعدۃ  
 اور بعد اولفت میں جہا نہ تاسوس میں ہے عبارت ہی ترک زینت سے بسبب ت کے خواہ طلاق یا تین ہو خواہ جہی عورت کا فرہ ہو یا صغیرہ تو معنی لغوی  
 عام ہے معنی شرمی سے و شرک ترک الزینۃ و منھی ہا لمعتدة یا تین او موت اور مطلقا شمع میں حداد عبارت ہی ترک زینت اور خوشبو وغیرہ  
 سے واسطو مستندہ طلاق یا تین اور زوت کے تحذیر بضم الحاء و کسر ہا کا متر مکلفہ مسلمہ و ولوۃ منکوحہ بنکاح صحیح و دخل ہا بدل  
 قولہ اذا کانت معتدة بنتا او موت وان امرها المطلق او المیت بقرکہ لا ینقض الشرح اطھا ان لا ینقض حل فوائت نفقہا اگر  
 سوگ کہ عورت حاکمہ بالغہ مسلمہ اگر بہ زوجہ لو تہدی منکوحہ پر نکاح صحیح اور زوجہ اس کی دلی کر چکا ہو سوگ اور سوگت وہ جب تک زوجہ قطع نکاح اور  
 موت زوج سے مدت میں ہو تبہ یعنی قطع نکاح عبارت جو تین طلاق سے یا طلاق یا تین سے یا قطع سے یا تین وغیرہ کی وقت سے قطع نکاح اور موت سو  
 سوگ واجب ہو اگر بہ زوج طلاق دیو والا یا میت سوگ کرنے کی وصیت کر گیا ہو اسو سطر کہ ترک زینت حق ہے شمع کا واسطو ظاہر کرنے افسوس کے  
 نسبت نکاح فوت ہو جائے تو اس مسئلہ کی قیود سے معلوم ہوا کہ صغیرہ اور مجنونہ اور کافرہ اور منکوحہ بنکاح فاسد اور مطلقہ جہی پر سوگ کرنا لازم نہیں شام  
 کتاب کہ نکاح میں دخول کی قیہ لگائی ہے اس قبل مصنف جہا کہ معتدہ بت پر ترک زینت واجب ہو کر کہ مینوشتہ پر عدت واجب نہیں اگر بعد دخول کے  
 ہم طبعی نے کہا کہ قیہ دخول کی مینوشتہ کی واسطے تو صحیح ہے لیکن معتدہ موت کو سطر محض ہے اسو سطر کہ معتدہ موت پر بہر صورت ترک زینت واجب  
 نہ خود ہوا نہ تو اس قیہ کا ساقط کرنا ہی لازم نہایت بقرہ الزینۃ فی محلہ او حریر او معتدات بضمیق لاسنان و الطیبی ان لو یکن لھا  
 کسب لفیہ و اللہ عز و لو لا طیبی نہایت خلاص و الکلی و الحیاء و لیس المصنف فی المصنف غیر غیر اور ہر مایہ





واما الخالية فخطبها خیر ورضی به فلو سکنت فقولان خیر خطبها بالکسر الصواب وحدث والی سے پیام نکاح کا دنیا  
 حرام ہے کوئی عدت والی ہو کذا فی العینی تو معتدہ حق اور معتدہ نکاح فاسد کو بھی یہ حرمت شامل ہے اور جو عورت کہ عدت سنو خالی ہو تو اس سے پیام نکاح  
 درست ہے اور معرفت جبکہ دوسرے نے اسکو پیام نہ دیا ہو اور وہ راضی ہو گئی ہو اور اگر بعد پیام کے عورت نے سکوت کیا ہو نہ اقبال کیا ہو نہ انکار  
 تو اس میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ پیام دینا جائز ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ جائز نہیں ہم اصل ان روایات کی وہ حدیث متفق علیہ ہے جو  
 ایہ ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ لا یخطب احدکم علی خطبہ اربعۃ یعنی کوئی تم میں سے پیام نکاح کا نہ دے اپنے بھائی کی سنگتی  
 پر فقط خطبہ کسر اول بمعنی پیام نکاح اور بعضی ال لغت بضم اول بھی قائل ہیں وضم التعلیل کا زید التنازع لومعتدہ والی فاقول المطلق  
 اجماعاً لا قضایہ ال حد او المطلق ومفادہ جو اڑا لمعتدہ عتیق ویکساح فاسید ووطی شہبہ قہر اور صحیح ہے تعریف اگر معتدہ  
 وفات ہو یعنی گول گول پیام نکاح کا دنیا درست ہے نہ کہ گول کر چنانچہ بین کنا کہ میں نکاح کا ارادہ رکھتا ہوں یا کہ مجھکو آزاد ہو کہ حق تعالیٰ مجھکو نکاح  
 عورت میرے کرے اور صحیح نہیں تعریف مطلقہ سے بالاجماع اسواسطہ تعریف مطلقہ سے طلاق دینو الکی عدت کی نیت پر پہنچتی ہے اور اس تعلیل مستفاد  
 ہوتا ہے جو از تعریف کا دوسرا معتدہ حق اور معتدہ نکاح فاسد اور معتدہ ووطی شہبہ کے اسواسطہ کہ ان صورتوں میں کوئی طلاق دینو والا نہیں جسکی  
 عدت کا خوف ہو لکن فی العہدستان عن المصنف ان بناء التعریف علی الحرف لیکون قسماً فی من مضرت سورین منقول ہے کہ بناؤ تعریف  
 عورت کے کلمہ پر ہے اسواسطہ کہ گھر کے اندر جا کر تعریف کرنا درست نہیں اور سوا ہی معتدہ وفات کے کسی معتدہ کا گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے اسواسطہ  
 کہ نفقہ سب عدت والیوں کا مرد پر فرض ہے سوا ہی معتدہ وفات کے ہر جب نکلنا اور عدت والیوں کو جائز نہوا تو تعریف کرنا کیونکر ہوگا ولا ینفخ  
 معتدہ رجعی ونبات بای فرقیہ کانت علو ما فی الظہیر ولو غلیظۃ علی نفقۃ عدلہا فی الاصح اختیاراً وعلی الشکۃ فیلزمہا  
 ان تکلیف یتلک الی زوج معراج لوسرک او کما مبنو او لومون فاسید اور بیکر معتدہ رجعی اور بائیں کسی طرح جدا ہو گئی ہو کذا فی  
 الظہیر اگر یہ عورت نے اپنی عدت کی عرصہ میں غلغلا کیا ہو تو بھی نہ کلمہ قول اصح میں کذا فی الاختیار یا عوض سکے کے غلغلا کیا ہو تو لازم ہوگا عورت پر  
 اس صورت میں زوج کے گھر کو کہ یہ لینا تا عدت کذا فی المعراج کچھ عدم خروج لازم ہے اگر معتدہ حرہ ہو یا ایسی لونڈی ہو جسکو زوج نے ایک مکان  
 پر مقرر کر دیا ہو اگر یہ عدت نکاح فاسد کی ہو تو بھی اپنے گھر سے نہ نکلے ہم اگر لونڈی کی ہو اسواسطہ زوج نے مکان کو نہ معین کر دیا ہو تو اسکو  
 عدت میں نکلنا درست ہو خواہ وہ خالص لونڈی ہو یا بدہ ہو خواہ ام ولد خواہ مکاتبہ اسواسطہ کہ خدمت مولیٰ کی اور سہر جب ہو کذا فی الجوال  
 مکلفہ میں بینہا اصل لا لیا ولا ہار او لا الی صحن دایفہا متار ل لغیرہ ولو با ذنہ لاثہ حق اللہ تعالیٰ ان اختلاف غنی امہ  
 لتقدم حق العبد یعنی نہ کلمہ معتدہ مکلفہ اپنے گھر سے جس میں قبل عدت کی رہتی تھی اصلانہ کلمہ رات کو نہ دن کو اور نہ گھر کے اوس صحن میں کلمہ  
 جس میں غیر زوج کے مکانات ہوں اگر یہ زوج کی اجازت کلموں میں ہو تو بھی نہ کلمہ اسواسطہ کہ گھر سے نہ نکلنا حق ہے اللہ تعالیٰ کا تو زوج اسکو باطل  
 نہیں کر سکتا قرآن مجید میں ارشاد فرمایا لا تخرجن من بیتن حتی یخرجن ولا تخرجن یعنی عدت والیوں کو اونکو گھر سے نہ نکالو اور نہ وہ  
 آپ نکلیں بخلاف لونڈی کے کہ اسکو عدت میں نکلنا جائز ہے بسبب مقدم ہونے حق عہد کے یعنی مولیٰ کی خدمت کے ومعتدہ صحت تخرج  
 فی الحدیثین وتبیت اکثر اللیل فی منزلیہا لان نفقۃا علیہا فقہا کج لخر فہم حتی لو کان عندہا کافیا تھا بھارت کا مطلقہ  
 فلا یجوز لہا الخرج فہم اور موت زوج کی عدت والی نکلے زمین اور رات میں اور اکثر شب کو میں شب باشی کرے اسواسطہ کہ نفقہ اسکا کما  
 ہے نہ وارثوں پر تو ضرورت ہوئی اسکو کلموں کی اسطو تفصیل معاش کے بیان تک کہ اگر عورت کو بوس بقید کفایت مال ہو تو وہ بھی مطلقہ کی مانند  
 ہو جاوے گی پھر اسکو بھی باہر نکلنا جائز ہوگا کذا فی فتح القدیر ہم وادعہ میں رات اور دن میں اسواسطہ کہ مردن یا دن میں اور ہر رات نکلے  
 ہے وجوز فی الفقیہ خروجا صلاہم لا یبذل لہا منہ کر الخ وکلی لہا ادعہ جائز کما قنیہ میں نکلنا معتدہ کا ابیہ مردی کا کلمہ

درستی کو پہلے جیسے کہینی کی غیر گیری کے واسطے اس حالت میں جب کہ کوئی اور سا کارندہ نہ ہو طلاق او مات مہنی اثر فی غیر مستحکمہ حادث لیکہ  
 خود اگر جو جس جگہ کا مطلق ہوئی یا کہ زوج مرگیا اور حالاکہ وہ اپنے رشتہ داروں کے لئے کو گئی تھی اور کسی مکان میں پہنچ کر کے سو او طلاق یا نہ  
 منکر فوراً اپنے گھر میں پہنچ آوے اس واسطے کہ عورت پر پلٹ آنا واجب ہے و اعتقاد ان ای معتد طلاق و موت فی بیت و جبت فیہ ولا  
 خیر بجاگت منہ اور معتدہ طلاق اور معتدہ موت عدت بدوری کرین اور اس مکان میں حسین عدت واجب ہوئی ہے اور نہ کالی عاویہ اور اس سے  
 لا اکی خیر اوینہم المنزل او تحاٹ اھذامہ او تلف مالہا کو لا تحک کر اء البیت و تحو لک من الضرف مرآۃ قسح لا قسح  
 موضع الیکہ و فی الطلاق الی حیث شاء الن و مج معتد کہ کھانا با زنین مگر اس وقت جبکہ کوئی بزرگ کالے خواہ زوج یا صاحب مکان یا ورثہ  
 یا گھر منہم جو جاوے یا ذری گھر کے کر پڑنسیہ یا اپنے مال کے تلف ہوئیے ذری گھر کے کرایہ دیو کا عورت کو معتد در نہوا کسی قسم کی ضرورت نہیں ہے  
 اور رہی اور اس مکان میں جو مکان عدت سو قریب تر ہو یعنی حتی الاسکان و ورنہ جاریہ حکم تمام معتدہ وفات کا اور طلاق کی عدت میں اگر اس  
 قسم کی ضرورتیں پیش آویں تو وہ ان رہے جہاں کہ زوج جاری و لو لم یکنہا نصیبہا من الدار ہشتت من الی جانب محبتہ و ظاہر  
 وجہ البشرایہ لو قادی مرآۃ و الکر لہ و یحرم اقراہ و المصنف قلت لک البیتہ ساریتہ بشیخی المحبتہ استندت کل شتا و فلک  
 اور اگر معتدہ وفات کو کفایت نہ کرے اور سا حصہ جو زوج کے گھر سے بطور وراثت کو اسکو ملا تو خرید کر دیگیانوں سے کذا فی المحبتہ و ظاہر کلام  
 محبتہ کا دلالت کرتا ہو مول لینے کے وجوب پر اگر اسکو معتد در ہو یا کہ ایہ دینو کے وجوب پر کہ کذا فی البیور الرائق اور اسکو صاحب بچہ کے بہائی لینے  
 صاحب نہرے اور مصنف نے اپنی شرح میں مسلم رکھا ہوا شارح کہتا ہو لیکن جو کہ میں نے محبتہ کے دو نسخوں میں دیکھا ہو بجا ہی ہسترت کے ہونہ ہسترت ہو  
 جسکا مصدر ہسترت ہو تو اسکو تحقیق اور تنقیح کرنا چاہیو تو اس تقدیر میں مطلب محبتہ کا یہ ہو کہ اگر حصہ عورت کا رہیو کو کفایت نہ کرے تو عورت بجا  
 لوگون سے پردہ کرے طلبی اور شیم رحمہم عشی نے کہا کہ جن نسخوں میں شارح نے ہسترت دیکھا ہو غلط نسخہ تھے اسواسطے کہ صورت تو یہ ہسترت  
 ہے کہ حصہ عورت کا آٹا خاک ہو کہ رہیو کو کفایت نہیں کرتا پر جب مکان بقدر کفایت نہوا تو پردہ کر لینے سے کیا کام کلو گا حلا وہ ہے پوری عبادت  
 محبتہ کی رو سے کہ ہسترت میں الا جانب و اولادہ الکبار یعنی عورت خرید کر دیگیانوں اور زوج کی اولاد کبار سے تو در صورت ہسترت کے مطلب  
 یہ ہوگا کہ زوج کی اولاد کبار بھی پردہ کرے حالاکہ زوج کی اولاد بزرگین ہو اسکو کہ عورت محرم میں کذا فی مائتہ الدفی ولا یثمن سترتہ بدیہہما فی البیت  
 رتلا یحییٰ بالاجنبیۃ و مفادہ ان الحائل یمنع الخلوۃ الحرامۃ او طلاق بائن میں ضرور ہے پردہ مرد اور عورت کے درمیان تاکہ مرد کو اجنبی  
 عورت سے خلوت نہ ہو طلاق بائن سے عورت اجنبی ہو گئی تو پردہ کرنا ضرور ہوا اور اس کلام سے معلوم ہوا کہ حامل بائن سے خلوت ٹھیکہ کا یعنی اگر کوئی چیز درمیان  
 میں حامل ہو دیوار یا ٹاٹ کا پردہ یا کپڑا یا پردہ تو حرام خلوت ثابت نہیں ہوتی ورنہ ضاق للمتر علیہا و کان الذی زوج فاسقاً فی وجہ اولی  
 لان مکلفہا و اسکا مکلفہ و مفادہ وجوب الحکم بہ ذکر الکمال اور اگر ٹنگی کر ہوگان مرد و عورت پر یعنی پردہ کرنے سے لائق گزران کے  
 نہرے یا کہ زوج فاسق ہو جبکہ حرام حلال کی کچھ تمیز نہیں تو مکمل جاتا مرد کا اور اس مکان سے بہتر ہو اسواسطے کہ رہا عورت کا اور اس مکان میں ہادت جبکہ  
 مرد کا رہنا اور اس مکان میں کچھ وجہ نہیں اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہو کہ وجہ حکم کرنا زوج کے خروج پر کذا فی فنج القدر ہم پر چند فقہان  
 زوج فاسق کے خروج کو ادلی کہا ہے اور ادلی سے وجہ نہیں ثابت ہوتا ہو لیکن ادلیت کی تعلیل میں وجوب مکث عورت کو ذکر کیا ہو تو اس فرسے  
 ادلی بمعنی ارج سے تو حکم خروج کا وجہ ہوگا اسواسطے کہ جب بیٹھ اور محرم متعارض ہوتے ہیں تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے کذا فی فنج القدر و حسن ان  
 یجعل القاضی بدیہما امرآۃ نفقۃ فزق من بدیت المال بحر عن تلخیص الجامع قادراً علی التحلیق یعنی کہ عورت کو کہ تا ماضی مرد اور  
 عورت کے درمیان ایک شفعہ معتدہ عورت کو مقرر کرے جسکی روزی بیت الال سے دیجا و کذا فی البحر عن تلخیص الجامع مع و عورت ایسی ہو کہ مرد و عورت  
 میں حامل ہونے پر یعنی بوشیار قوت والی ہو کہ مرد کو ڈانٹو اور اگر نہ ملے تو شور کر کے لوگون کو بلا کے و فی المحبتہ الا فضل الحیل و القسیر

محبتہ کا دلالت کرتا ہو مول لینے کے وجوب پر اگر اسکو معتد در ہو یا کہ ایہ دینو کے وجوب پر کہ کذا فی البیور الرائق اور اسکو صاحب بچہ کے بہائی لینے

محبتہ کا دلالت کرتا ہو مول لینے کے وجوب پر اگر اسکو معتد در ہو یا کہ ایہ دینو کے وجوب پر کہ کذا فی البیور الرائق اور اسکو صاحب بچہ کے بہائی لینے

محبتہ کا دلالت کرتا ہو مول لینے کے وجوب پر اگر اسکو معتد در ہو یا کہ ایہ دینو کے وجوب پر کہ کذا فی البیور الرائق اور اسکو صاحب بچہ کے بہائی لینے

لَوْ سَقَا فِيمَا سَرَّ قَالَ لَهَا مَا أَنْ يَسْكُنَا بَعْدَ الثَّلَاثِ فِي بَيْتٍ وَاحِدٍ إِذَا رُفِقْنَا التَّقَاءَ إِلَّا ذَوَابَحَ وَكَوْنُكُن فِيهِ خَوْفٌ فَصَحَّ أَنْتَ  
اور مجھے میں یوں ہے کہ بشر یہ ہے کہ اگر کسی جاوے پردہ سوار اگر زوج فاسق ہو تو ایک عورت مقرر کیا دے کہ وہ حامل رہے دو فوین  
کھا جسے کے مصنف نے کہ جائز ہو مرد اور عورت کو رہنا ایک گھر میں بعد عدت کے بشرطیکہ دو روزہ اور زوجہ کی طرح نہ ملو تو من مثلاً عورت سر  
اور انہوں کو برہنہ کرتی ہو کر کے سامنے اور بشرطیکہ دو نو کے یک جا رہنے میں کچھ فساد کا خوف نہ ہوا تھے کلامہ و سئل شیخ الاسلام عن  
زوجین افترا و لكل منهما سبعتان سنة و بينهما اولاد شغلها ما فادقتم فیسکنان فی بیتہم ولا یجتمعا فی وقت  
ولا یلتقیان التقاء الا ذوا وجہ ہل لہم ذلک قال نعم و اقر المصنف اور کسی نے سوال کیا شیخ الاسلام سے زوجین کے باب میں جنہیں طلاق  
دیوے سے بدائی ہو گئی اور عدت گزر گئی اور ہر ایک کی ساتھ ساٹھ برس کی عمر ہو اور دونوں کے اولاد ہو کہ اوکا چھوڑا دو نو پر سخت مشکل ہے  
سود و اولاد والے گھر میں رہتے ہیں اور ایک فرس پر جمع نہیں ہوتے اور آپس میں جو رونا و نڈ کی طرح نہیں ملتے کیا اس طرح کا رہنا انکو  
درست ہو شیخ الاسلام نے کہا کہ ہاں درست ہو اور مصنف نے بھی اس روایت کو اپنی شرح میں سلم کر دیا ہے آیا تھا او مات عنہا فی سفیر  
و نو فی مصر و لیس بینہا و بین مصر ہا مدۃ سفیر جمعت و لکن ہا بین مصر ہا مدۃ و بین مقصد ہا اقل اللان بائن دی عورت کو یا  
ابو کو چھوڑ کر سفر میں مرد گیا اگر چہ راہ میں نہیں بلکہ کسی شہر میں طلاق یا موت واقع ہوئی ہو اور نہ در بیان اس جگہ کے اور در بیان موت  
کے شہر کی سفر کی مدت یعنی تین دن کی راہ نہ ہو تو عورت لوٹ آوے اپنے شہر میں اور اپنے گھر میں عدت منقذی کر دی اور اگر عورت کے شہر میں  
اور اس جگہ میں تین دن کی راہ ہو اور جہاں کو جاتی تھی اسکی مسافت وہاں سے تین منزل سے کم ہے تو وہیں جلی جاوے و ان کا نشت  
تلاش ای مدۃ السفر من کل جانب منہا ولا یعتبر ما فی مکتبہ و میسرت فان کان فی حفاظہ خیر بین سہو و مضی  
و ان اولاً فی الصورتین اور اگر اس جگہ سے دو نو طرف مدت سفر کی ہو یعنی وہاں سے وطن بھی تین منزل سے زیادہ اور مکان مقصود  
بھی تین منزل سے زیادہ تو اگر مکان طلاق یا موت کا جھل ہو تو عورت کو اختیار ہو وطن کے پہر آئیں اور مکان مقصود کی طرف چلو جانے میں  
اور دہستہ آئیں اگر کوئی شہر قریب ہو تو اسکا کچھ اعتبار نہیں عورت کے ساتھ کوئی اسکا محرم ہو یا نہ ہو دو صورتوں میں یعنی جب وطن  
مک مدت سفر نہ ہو تو عورت پہر جمع وطن جب ہو اس کے ساتھ محرم ہو یا نہ ہو اور جب دو نو طرف مدت سفر کی ہو تو عورت کو پہر نے اور چلو جانے  
میں اختیار ہو خواہ محرم ساتھ ہو یا نہ ہو والوہ احمد لتعد فی منزل الذی رج اور جبکہ دو نو طرف مدت سفر کی ہو تو چہ عورت مختار ہو  
لیکن وطن میں پہر آنا مستحب ہے کہ مدت کو زوج کے گھر میں منقذی کرے و لکن ان من من یصل للاقامة کافی للی و غیرہ و زاد فی  
النصر و مینہ و بین مقصد ہا سفر کا وقت فی مصر او قریۃ تصیل للاقامة تعد ثمة ان لم یجد تحراً اتفاقاً و کذا ان وجد  
عند الامامی ثم خرج ثم ان کان ولیکن اگر عورت کا جانے یا بہرین اسکو مقام پر گزار ہو جو رہنے کے لائق ہو یعنی شہر ہو یا گاؤں ہو  
کافی البحر و غیرہ اور نہ اتفاق میں اتنی قسیدہ اور زیادہ ملے کہ اس محل اقامت میں جہاں گزار ہو اور عورت کے مکان مقصود میں سفر  
کی مدت ہو یا کہ عورت طلاق اور موت کے وقت کسی شہر یا گاؤں میں ہو جو لائق رہنے کے ہو تو وہیں مدت کرے اگر محرم کو نپا دی یا نفاق  
امام اور صاحبین کے اور سبطین وہیں مدت کرنا چاہیو اگر محرم کو بھی با دو نزدیک امام کے پہر بعد مدت کے وہاں سے نکلو اور اپنے وطن  
کو آوے اگر محرم ساتھ ہو اور اگر محرم نہ ہو تو اسکو تین منزل یا زیادہ سفر کرنا حرام ہے یا تا تک کہ اسکا محرم آوے یا کہ عورت وہاں کسی سے کام  
کرے اور نہ اتفاق کی قسیدہ معلوم ہو کہ اگر در بیان کے شہر سے اور مکان مقصود سے سفر کی مدت سو کم مسافت ہوگی تو عدت وہیں کرنا واجب نہیں  
بلکہ اگر عورت چاہی تو مکان مقصود کو جلی جاوے کہ فی ما شبہ الطلاق و تنقل للعدۃ المطلقۃ بالبادیۃ فہم مع اهل الکلاہ فی حقیقۃ او  
خیفہ مع زوجہ ان تضررت بالکث فی المکان طلقا بہ فله ان یتول لها والا لا اور فصل مکان کئی رہو وہ مدت والی ہے

کتاب الطلاق  
باب من طلق امرأته  
و لم یجد تحراً  
فما یفعل

طلاق واقع ہوئی جنگل میں کذا فی فتح القدیر یعنی جب زوج مرد و سہمی اور بادیہ نشین جو ادنا و ستور سے کہ ایک جگہ نہیں ٹھہرتے جہاں جہاں چارہ  
 اوردانی اوسکے جانور دن کو ملتا ہو وہاں ٹھہرتے ہیں بہر جب چارہ ہو چکا تو پھر کوچ کرتے ہیں تو اگر کسی بادیہ نشین نے طلاق دی تو عورت اور نہیں  
 چارہ پانی تلاش کرنا ہوا ان کے ساتھ نقل مکان کرتی رہی تو ولی میں یا خیمہ میں اپنے زوج کے ساتھ اگر عورت کو غیر لوگوں کے پاس رہنے سے پس  
 مکان میں جس میں زوج نے اوسکو طلاق دی کچھ فرمود جان یا مال کا تو اس صورت میں زوج کو جائز ہو کہ اوسکو ساتھ لیکر چلتا پھرتا رہی تو ولی  
 یا خیمہ میں اور اگر عورت کو طلاق کے مکان میں کچھ مسرت نہ ہو تو دین مدت کو آخر کرے زوج کے ساتھ نہ رہے و لیس ملل و زوج المستأقر  
 بالمعتد و لوحن و جمعی بھی اور جائز نہیں زوج کو سفر میں لیجانا مدت و ایسا اگر مرد مدت رجعی کی ہو کذا فی البحر الرائق اسو اسلم کہ بعد مدت  
 کے عورت اجنبی ہو جاوے گی اور اجنبی عورت کو غیر محرم یا غیر زوج کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں و مطلقۃ الرجعیۃ کا لبا ثبوت فیما مشغیل انکامہ  
 عن مفارقتہ زوجہا فی مدۃ السفر لفقہاء الزوجۃ خلاف المتبایعۃ و مطلقۃ جمیعہ بائن کی مانند جو احکام سابقہ مذکورہ میں یعنی اگر  
 سفر میں طلاق رجعی ہوئی تو اگر وطن تین منزل سے کم ہو تو ضرور طبع آدمی اور اگر مکان مقصود کمتر ہو تو اوپر ملی جاوے و غیر ذلک مطلقہ بابتہ اور  
 رجعیہ میں فقط انا فرق ہے کہ اگر جنگل میں طلاق رجعی ہوئی ہو اور وطن تک اور مکان مقصود تک سفر کی مدت ہو تو مطلقہ جمیعہ کو منع ہے اپنے  
 زوج کی مفارقت سفر کی مدت میں سبب قائم رہنے زوجیت کی بخلاف مطلقہ بابتہ کے کہ اوس پر مفارقت لازم قیود مسائل فقہ شافعی کے طلاق  
 ان یسکنہا یجوز لہ لا یجوزہ و انما اعتدل فی مسکنہ المفارقتہ ظہیر ہے زوج نے درخواست کی قاضی سے کہ معتدہ کو ابو پڑوس کہے تو  
 قاضی اوسکو نہ قبول کرے و دین مدت کر عورت جہاں مفارقت ہوئی قبلت ابن زحیہ قالہ الشکک لا التفتت بتارخانہ زوجہ نے  
 ابن زوج کا بوسہ شہوت لیا تو بعد ہو گئی اور مدت لازم آئی تو زوج پر عورت کیوڑے سکونت کا مکان دینا لازم ہو گا نہ نفقہ دینا کذا فی اقامہ تاریخہ  
 لا ینفک معتدہ نکاح فاسد من الخیر فہر مجتہد قلت مقلد البنزانی خلافتہ لکن فی البدایہ لہ منعہا لخصمیان مانہ کہ معتدہ  
 و مجنونہ و احم و ولد اعتقہا فلینفک روک نہیں معتدہ نکاح فاسد کو باہر نکلنے سے کذا فی البجیہ شارح کتباہ کہ رویت بزازیہ کی ہے مخالف لکن  
 لیکن بدایہ میں ہے کہ مرد کو جائز ہے منع کرنا معتدہ نکاح فاسد کا اپنی نطفہ کی حفاظت کیوڑے اسطو جسے معتدہ کتابیہ اور مجنونہ اور احم و ولد کا جسکو  
 نے آزاد کر دیا ہو روکنا جائز ہو اسطو حفاظت نطفہ کے تو اس تفصیل کو یاد رکھنا چاہئے شارح نے کلام بدایہ سے مجتہد اور ظہیر کا تعلق کیا  
 یعنی مجتہد کی نفی منع خروج اسپر محمول ہو کہ روکتا حق الدین نہیں اور رویت ظہیر کی اسپر محمول ہو کہ روکنا باعتبار وجوب رجعی کے نہیں بلکہ اپنی نطفہ کی  
 حفاظت کیوڑے اور بھیہ جو شارح نے کہا کہ رویت بزازیہ کو مخالف ہو سو یہ ہو کہ اب اسطو کہ رویت منع خروج ظہیر سے سابق مذکور ہو چکی ہے بزاز  
**فصل فی ثبوت النسب** یہ فصل جو ثبوت نسب کے بیان میں یعنی ولد کا نسب زوج سو کس امر میں ثابت ہوتا ہو اور کس میں نہیں اگر ذلک فی المحلل  
 مستثنان لخبیر عائشہ رضی اللہ عنہا کما فی الرضاع وعند الامم الثلاثہ اربع سنین زیادہ تردد محل کی دو برس میں بدلیل خبر عائشہ رضی اللہ  
 عنہا کے جواب الرضاع میں مذکور ہو چکی اور تین امانوں کے نزدیک یعنی امام مالک اور شافعی اور احمد کے نزدیک اگر مدت محل چار برس میں ہم سنن طبرانی  
 اور بیہقی میں بطریق ابن مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ محل زیادہ نہیں ٹھہرا دو برس سے بقدر گردن ظل منزل یعنی جتنی دیر سایہ  
 چرخ کا گونسنے کے وقت ٹھہرا ہو اسقدر بھی دو برس سے زیادہ محل نہیں ٹھہرا تھمہ کتایہ جو کمال عشر سے اور ہر چند یہ اثر ہو حدیث مرفوعہ نہیں لیکن  
 چونکہ تعیین مدت داخل مجتہد نہیں تو بالضروریہ مسموع ہو گا شارح سے اور بیہقی نے ولید بن مسلم سے روایت کی کہ میں نے حدیث عائشہ رضی اللہ  
 کو امام مالک کے روایت ذکر کیا اور انہوں نے کہا سبحان الدیہ یہ کہو محمد بن عجلان کی زوجہ تین بار بارہ برس میں جینی ہر لڑکا چار برس میں لیکن یہ تہلیل  
 تمام نہیں اسو اسطو کہ حکایت معارض رویت کی نہیں ہو سکتی اور انقطاع معین اور پیٹ کا بولنا دلیل نہیں ہو سکتا اسو اسطو کہ امتداد طرس لکسال  
 ہوتا ہو اور بیاری سے پیٹ بھی بول جاتا ہو چنانچہ کہ مواد اور دایح سے حرکت بھی محل کی طرح معلوم ہوتی ہو اور حالانکہ محل نہیں ہوتا کذا فی فتح القدیر

عالم الکونین  
 من اللہ عز و جل  
 جس کا واسطہ  
 ہے ہر چیز میں  
 کمال ہے

وَأَقْلَاهُ سَنَةً أَشْهُرًا جَمَاعًا أَوْ بَعْضَ مَدَّتِ حُلٍّ كِيَوْمَ سَمِعَ كَيْفَ طَلَّقَ نَسَبٌ حَتَّى تَكُونَ فَرَايَا لِكُلِّهَا وَفَصْلًا كَلَمْ يَكُنْ  
 شَهْرًا كَلَمْ يَكُنْ حُلٍّ وَلَا كَلَمْ يَكُنْ فَرَايَا لِكُلِّهَا تَفْصِيلٌ مَتَّ بِرَدِّ سَرِي آيَةٍ مِّنْ ارشادِ ہوا کہ فصل کی مدت  
 دو برس ہیں تو معلوم ہو گیا کہ باقی چھ مہینے حُل کی مدت میں آ رہے جو علامہ نے آیت مذکورہ سے باب الرضاع میں امام غزالی کے مذہب کیو سطل  
 کیا ہو کہ تیس مہینے رضاع کی مدت اور تیس مہینے اگر حُل کی مدت اس آیت تکابوت ہوتی ہے لیکن حدیث عائشہ صدیقہ سوانح ہوا کہ دو برس سے زیادہ  
 حُل کی مدت نہیں ہوتی سو یہ سہ سال صحیح نہیں اسو اسلو کہ لفظ ثلثوں سے اطلاق واحد میں رضاعت کیو سطل تیس مہینے مراد لینا اور حُل کیو سطل جو چار  
 مہینے مراد ہو کرنا یہ جمع بن التحقیق و المجاز سے مالا کہ یہ صحیح نہیں علاوہ اس کے تحقیق یہ ہے کہ عدد میں گنجائش مجازیت کی نہیں کذا فی فتح القدیر  
 فَيُثْبِتُ نَسَبٌ وَلَدٍ مَّعْتَدَةٍ الْحَجِي وَلَوْلَا لَا شَهْرًا لَا يَسْمَا بَدِيعٍ وَفَاسِدُ الْمَنَاسِكِ فِي ذَلِكَ كَصَحِيحِهِ قَهْطَانِي وَإِنْ وَلَدَتْ  
 لَا كَذَلِكَ مِنْ سَنَتَيْنِ وَلَوْلَا لَعَشْرَ سَنَةٍ فَالْكَثْرُ لِحَتْمَالِ امْتِدَادِ طَهْرٍ وَأَعْلَوْهَا فِي الْعِدَّةِ تَوَثُّبٌ هُوَ كَانَتْ مَعْتَدَةٌ جَمْعِي كَلَمْ يَكُنْ  
 مدت اسکی مہینوں کے حساب سے ہر سبب یا اس کے کذا فی البدایع اور نکلے فاسد فقط ثبوت نسب میں برابر نکاح صحیح کے ہے کذا فی القحستانی  
 اگر چہ معتدہ جب بعد طلاق کے دو برس سے زیادہ میں جنی ہو گو کہ بعد سبیل برس یا زیادہ کے جنو تو بھی نسب ثابت ہو گا دیگا سبب احتمال دراز  
 ہونے اس کے طہر کے اور با احتمال اس کے عالمہ موی کے مدت میں یعنی احتمال ہو کہ مثلاً بعد طلاق کے اٹھارہ برس تک اسکو طہر یا حیض نہ آیا تو عدت  
 ہنز قائم ہے ہر مدت میں زوجہ نے وطی کی اور حُل رہ گیا اور دو برس میں لو کا پیدا ہوا تو یہ لو کا ثابت النسب یعنی زوج ہی کا ٹھہر گیا مالا  
 ثَبَرٌ بِمُضِيِّ الْعِدَّةِ وَالْمَدَّةِ فَحَتْمَالُهَا زِيَادَةُ دُرُوسَالِ كِيَوْلَادَتِ سَوَلَدَتْ ثَابِتُ النِّسْبِ اَوْ سَوَرْتَيْنِ هُوَ كَا جَبَّ كَهَوْرَتِ اَقْرَارِ نَكْرَجِي هُوَ اَنْقَضَا  
 مدت کا اور حالانکہ مدت بھی انقضای مدت کی محتمل تھی تو اگر طلاق سے بعد آٹھ مہینے کے جنو اور پہلے انقضای مدت کا طلاق سو سانسہ دن کے  
 بعد اقرار کر چکی تھی تو ولد ثابت النسب ہو گا اسو اسلو کہ اقل مدت عدت کی امام کے نزدیک ساٹھ دن میں اور اقل مدت حُل چھ مہینے میں تو آٹھ  
 مہینے انقضای مدت اور عدوت حُل اور تولد کے محتمل میں اور اگر انقضای مدت کا اوسنے اقرار کیا اور وقت اقرار سے چھ مہینے سے کمتر مدت میں جنی تو ولد  
 ثابت النسب ہو گا اسو اسلو کہ مدت انقضای مدت کی محتمل تھیں شرعا عورت کی تکذیب ہو گی اسو اسلو کہ چھ مہینے کمتر مدت میں لو کا پیدا نہیں ہو سکتا تو معلوم  
 ہوا کہ عین مدت میں حُل رہا تھا یا یہ اور کمتر اور باقی متون معتدہ میں بھی رویت مصرح ہو کہ اقرار کے وقت سو اگر چہ مہینے سو کمتر میں عورت جنو کی تو  
 ولذات النسب اور یہ شرح و تالیف میں بجای اقرار طلاق کا لفظ ہو غلطاً کا تب سے کذا فی الدرر الكامنة والولادة رجعة لوق لا کثر منہا  
 اولئما صحا علوقها فی العدة لا فی الاقل للشك وان ثبت نسبہ اور ہوگی ولادت رجعت اگر مطلقہ جمع دو سال زیادہ یا پوری دو سال جنی  
 رجعت ہونے کے مدت میں اور دو سال کمتر مدت میں جنی تو ولادت رجعت نہ ثابت ہوگی بسبب کے اگر چہ ولد کا نسب دو سال کمتر میں بھی ثابت ہو گا  
 ثبوت رجعت مطلقہ مدت کی وطی پر موقوف ہو تو جب دو سال سے زیادہ یا پوری دو سال میں ولادت ہوئی تو معلوم ہوا کہ بعد طلاق کے عین حُل رہا تھا اور اگر دو  
 سال کے کم یعنی نو مہینو یا بارہ مہینو میں مثلاً ولادت ہوئی تو احتمال ہو کہ حُل قبل طلاق کے ہو اور حُل ہو کہ بعد طلاق کے ہو تو سبب اس شک کے رجعت ثابت نہیں سکتی  
 لیکن ہر صورت ثابت ہو گا ثبوت رجعت بلا دعوۃ احتیاطاً کی مکتبہ تہ جاز بہ لاقل منہا میں وقت الطلاق لحو از وجود کا وقتہ چنانچہ ثابت  
 ہوتا ہو نسب بدون عمو زوج کے مبتدئ میں یعنی مطلقہ یا مطلقہ ثلثہ میں جو لو کا جنی دو سال سے کمتر میں طلاق کی وقت سے ثبوت نسب کا سبب حراز  
 وجود حُل کے وقت طلاق یعنی جب مبنوتہ دو سال سو کمتر میں جنی تو یہ احتمال ہو سکتا ہو کہ طلاق کی وقت حُل موجود تھا خلاصہ یہ کہ ثبوت نسب میں شارع کو اختیار  
 زیادہ ہو کہ لو کا ضائع نہ ہو لہذا اس کے ثبوت میں احتمال بھی کافی ہے یقین ہونا کہ ضرور نہیں بخلاف ثبوت رجعت کے کہ اوس میں احتمال کافی نہیں یقین بجای  
 ولو ثبت رجعتہا کا مرع یعنی دلہ مبنوتہ کا نسب ہر دو سال سے پیدا نہیں اسو وقت ثابت ہو گا جب کہ عورت انقضای مدت کا اقرار کر چکی ہو بشرط احتمال  
 مدت چنانچہ یہ ضرور معترقب نہ کر ہو چکا اور اگر بعد اقرار انقضای مدت دو سال سے کمتر اور چھ مہینوں سے اکثر میں جنو کی تو ثبوت نسب ہے گا اور اگر بعد اقرار

چہ مینے سے کمتر میں جنی کی تو دلالت ثابت النسب ہوگا اسو اسکو کہ عورت کی شرعاً تکذیب ہوگی لیکن یہ حکم مبتوتہ مدخلہ پر مخصوص ہے اور اگر خود نہ ہوگی اور نہ  
 فرصت سے بزرگ چہ مینے یا زیادہ میں جنی کی تو ثبوت نسب ہوگا اور اگر چہ مینے سے کمتر میں جنی تو ثبوت ثابت ہوگا کہ انی الرجعت تہنیم الاسلام مفتی ابو سعید  
 تحریر کی کہ اگر غیر مدخلہ وقت کا ح سے پوری چہ مینے میں جنی تو ثبوت ثابت ہوگا کہ انی الرجعت تہنیم الاسلام مفتی ابو سعید  
 فی حالۃ الطلاق و ذکرہ فی البحر ہر ائہ الصواب اور اگر مبتوتہ مدخلہ کا جنی پوری دو برس میں تو ثبوت ثابت ہوگا کہ یہ رویت ہو قدوری کی ہو اسکو  
 کہ اگر نسب ثابت ہو تو لازم آوی کہ حمل قبل طلاق کے تھا اور حمل قبل طلاق سے لازم آتا ہے کہ دو برس سے زیادہ مدت میں ولادت ہوئی حالانکہ یہ مینے سے  
 ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ پوری دو سال سے ثبوت ثابت ہوگا کہ سبب احتمال بہتو حمل کے حالت طلاق میں تو قبل زوال زوجیت حمل ثابت ہوا اور یہی مذہب ہے  
 قاضی خان کا اور مصنف جو ہر نے یہ یہ تھا کہ یہ کہ یہی قول ٹیک ہو اور قدوری کی رویت میں مسکو خبر الرائق میں کہا کہ حق یہ ہے کہ اس مسئلہ میں دو  
 روایتیں ہیں اور ہر مذہب ثبوت نسب میں متون متفق ہیں چنانچہ کلام صاحب کنز اور انی اور صمدی شریعت اور صاحب مجمع البحرین اس پر دلالت کرتا ہے اور  
 یہ علماء روایت مذہب سے زیادہ تردد نہیں کہ انی حاشیۃ المدنی لا بد حوتہ لآئہ الذی عتوہ شہبہ عقد ایضاً پوری دو سال کی ولادت سے  
 ولدت مبتوتہ ثابت النسب کا اگر دو برس کے دعویٰ سے البتہ ثابت النسب ہوگا اسو اسکو کہ زوج نے نسب کو اپنا اور خود لازم کر لیا اور بیان شہبہ عقد کا بھی ہے  
 یہ شارح نے جواب دیا زلیعی کے اعتراض کا کہ مدعی مبتوتہ کی عدت میں فقط شہبہ الفعل ہو اس سے نسب نہیں ثابت ہوتا تو دعویٰ زوج سے کہ نسب ثابت  
 ہو کہ جو الرائق میں جواب دیا کہ بیان فقط شہبہ الفعل ہی نہیں کہ اعتراض لگے بلکہ کے ساتھ شہبہ العقد بھی ہے تو اب دعویٰ مثبت نسب ہوگا اور غیر  
 شہبہ الفعل اور شہبہ العقد کی کتاب الحدود میں معلوم ہوگی کہ انی حاشیۃ المدنی ولا اذا ولدت کو ائین احکامہا قتل من ستنین ولا محسن  
 لا کثر ہر دو سال میں ولدت مبتوتہ ثابت النسب ہوگا اگر جب کہ مبتوتہ دو را کون کو ایک حمل سے جنی اس طرح کہ بعد طلاق کے ایک لڑکے کو دو برس کے کمتر میں  
 جنی اور دوسرے لڑکے کو دو برس سے زیادہ میں جنی مثلاً پہلا لڑکا بائیس مینے میں جنی اور دوسرا ساٹھ مینے میں جنی اسو اسکو کہ پہلا لڑکا تو بلا شرط  
 دعویٰ ثابت النسب ہوگا اور دوسرا بھی بلا دعویٰ ثابت النسب ہوگا اسو اسکو کہ دو دفعہ ایک ہی نطفہ سے ہیں لڑکا اذا املکھا فثبت ان ولدت لہا قتل من ستنین  
 اشہر من وقت الشراء ولو لا کثر من ستنین من وقت الطلاق پوری دو سال میں ولدت مبتوتہ ثابت النسب ہوگا اگر جبکہ مبتوتہ کا مالک ہو جائے  
 اس طرح کہ مثلاً بیوی کو بیوی پر دو سکھو طلاق دی پہرا سکھو خرید کیا تو اسکا دلالت ثابت النسب ہوگا لہا دعویٰ اگر وہ خرید کیوقت سے چہ مینے سے کمتر میں جنی اگر  
 طلاق کے وقت سے دو برس سے زیادہ میں جنی ہو کہ انی دعویٰ التبیین وکالطلاق سائر اسباب للفرقة بلا یعم اور مانند طلاق بان کے ہیں سب  
 باقی سبب جدائی کے کہ انی البیاع یعنی خیار بلوغ اور خیار حق اور عدم کفایت اور ارادت او تو یہ سبب طلاق کے احکام سابقہ مفصلہ میں مذکور طلاق بان کے  
 میں لکن فی القسطنطانی عن شریح الطلاق ان الدعویٰ مشروطہ فی الولادۃ لا کثر منہا لیکن قسطنطانی میں شرط مدعی یہ منقول ہے کہ ثبوت نسب میں  
 دعوت زوج کی مشروطہ پوری دو سال سے زیادہ کی ولادت میں یعنی پوری دو سال میں ثبوت نسب بلا دعوت ہوگا پیشاں کہ ہر ستنین کا کثر من ستنین ہی رویت  
 ہے جو مختار ہو صاحب جو ہر کی اور مصنف نے رویت قدوری کو اختیار کیا ہو وقت ستنین و ان لو فصلت لہ المراءۃ فی دواۃ وہو لا کثر منہ فی بیوی پوری دو  
 سال کی ولادت مبتوتہ میں دعویٰ زوج سے ثبوت ثابت النسب ہوگا اگر چہ عورت زوج کی تصدیق نہ کرے بوجب ایک رویت کہ اور یہی رویت قوی اقرب دینے کہ انی نعم بقیۃ  
 نزول الفائق میں ہے کہ دعویٰ زوج میں بیان در دو ایتیں ہیں ایک رویت یہ ہے کہ دعویٰ میں تصدیق عورت کی مشروطہ پوری دو سال سے زیادہ کی ولادت میں ستنین  
 اسی رویت کو ترجیح دی ہو صاحب فتح القدیر نے وثبت النسب لایا المطلقۃ ولی جمعاً المراءۃ المدخلہا وکذا غیر المدخلہا وکذا غیر المدخلہا وکذا غیر المدخلہا  
 لا فی لذت بہر نسب مہتمم مطلقہ کی دلالت اگر چہ طلاق رجعی جو مدخلہ مدخلہ بشرطیکہ مراہقہ جنی ہو کمتر سو کمتر مدت میں کمتر مدت چہ مینے میں اور اس سے  
 کمتر مثلاً ساڑھے پانچ مینے یا پانچ مینے خلاصہ یہ کہ اگر مراہقہ بعد طلاق کے چہ مینے سے کمتر مدت میں جنی تو اسکا دلالت ثابت النسب مراہقہ  
 اس لڑکی کو کہ جنی جو مدعی کے لائق ہو پشانیان بلوغ کی ہنوز ظاہر نہیں تو برس کی ہو یا زیادہ اور جو لڑکی کو پوری سے کم ہو تو اسکی ولادت متصور نہیں ہے



نکاحاً

کہ اور میں نے طلاق نہیں کی تھی یہ غیر ملکی قریب بقضاء و علما و کذا الموقوف ان ولدت لذلک من وقت الاقرار اذ الرکع سجداً اهلوا و کذا  
 جس مراہقہ نے کہا اپنی انقضای عدت کا اقرار نہیں کیا اور سکا دل ثابت النسب اور سہل طرح اور مقررہ کا دل ثابت النسب جو چہ بیٹے سے کتر میں مبنی قریب بقضاء  
 وقت سے یہ اس وقت میں ہے جب کہ مراہقہ نے اپنا مالہ جو بیٹا دعویٰ نہیں کیا اور اگر محل کا دعویٰ کیا تو وہ بالعد کی مانند ہو لاقل من تسعة اشهر  
 من طلاقها لکن یعلق فی النکاح والعدۃ والا لا یعلق بعدھا الا بقضاء عدتھا لکن یعلق سکوھا کا قریب بقضاء من حیث جمل کھا مراہقہ غیر مقررہ کا  
 دل ثابت النسب جو چہ جبکہ جو بعد طلاق کے نو مہینے سے کتر مدت میں برہمنی محل بیٹے کے نکاح میں یا عدت میں اور اگر نو مہینے سے کتر میں نہ جینی بلکہ پوری نو مہینے  
 یا زیادہ میں جینی تو ثبوت نسب نہ ہوگا بسبب احتمال برہمنی محل کے بعد عدت کے اسوہلو کہ بسبب کم عمری مراہقہ کو اسکا سکوت بجای اور انقضای عدت قریب بقضاء  
 ہم یہ جواب اس سوال پر کہ اگر جب مراہقہ مدخلہ نو مہینے یا زیادہ میں جینی تو احتمال ہے کہ اسکو نکاح میں یا عدت میں محل رہا ہو پھر کیا وجہ ہم ثبوت نسب  
 کی اور سکا ملحدہ من ہے عدم اقرار کا مان اگر اقرار انقضای عدت کا کرتی اور اس کے بعد پوری چہ مہینے یا زیادہ میں لا کا ہوتا تو النسب نسبتاً ثابت ہوتا تھا  
 جواب کا یہ ہے کہ انقضای عدت مراہقہ کا بسبب کم عمری کے مخصوص ایک ہی طور پر تھا یعنی فقط مہینوں پر جیسے بر تو بعد طلاق کے تین مہینے کا گذر جانا اور بسبب  
 کم عمری کے اسکا سکوت کرنا ہیچہ قائم مقام اقرار کے ہو تو جب کہ بعد تین مہینے کے پوری چہ مہینے یا زیادہ میں جینی تو معلوم ہوا کہ محل بعد عدت کی پیدا ہوا لہذا  
 نسب نہ ثابت ہوگا فلوا لک عدت حلالاً فہی کک ینتق فی بعض الاحکام لا عثر افھا بالبلوغ سر اگر دعویٰ کیا مراہقہ نے محل کا تو وہ اب برابر بالغہ کے  
 ہوگی بعض احکام میں بسبب اقرار بلوغ کے ہم جو الرائی میں کہا کہ اگر مراہقہ نے دعویٰ محل کا کیا طلاق بائن میں بہر کتر دو مہینے سے جینی اور طلاق رجعی میں شتلا  
 بیٹے سے کتر میں جینی تو اسکا دل ثابت النسب کا گذرانی غایۃ البیان قراہقہ اس حکم میں تو کبیرہ کی برابر ہوئی لیکن اور احکام میں برابر نہیں مثلاً  
 طلاق رجعی میں اگر مراہقہ مذکورہ ستائیس مہینے پوری میں یا زیادہ میں جوگی تو نسب ثابت ہوگا بخلاف کبیرہ کے کہ اس کے دل کا نسب ایسا تک ثابت  
 ہوگا بسبب سہمہ اور طہر کے گذرانی حاشیۃ الدنی و یثبت نسباً للامعتد فی الموت لاقل منہما من وقیہ ای الموت اذ اکانت کبیرۃ ولو  
 خفیۃ من خولی بھا اور ثابت ہوتا جو نسب معتدہ موت کا اگر ابتدا ہی موت سے کتر دو سال سے جسے بشرطیکہ کبیرہ ہو اگر چہ وہ مدخلہ نہ ہو اسوہلو کہ فرائض معتدہ  
 ثابت ہوتا جو مدخل اور اجتماع زوجین سے چنانچہ ہکا ذکر آویگا اما الصغیرۃ فان ولدت لاقل من عشرۃ اشھر عشرۃ اشھر عشرۃ اشھر ولا الا اور معتدہ  
 موت کی اگر صغیرہ ہو اور دس مہینے اور دس دن سے کتر میں جسے تو نسب ثابت ہوگا اسوہلو کہ اس سے ثابت ہوا کہ محل موجود تھا قبل انقضای عدت و یثبت  
 کے کیونکہ چاہے دس دن عدت کی ہو کر اور باقی اقل مدت محل سے اور اگر پوری دس مہینے اور دس دن یا زیادہ میں جینی تو نسب ثابت ہوگا اسوہلو کہ  
 محل بعد عدت کے حادث ہوا ولو اقرت بمحضہا بعد اربعۃ اشھر عشرۃ اشھر فلو لانت لستہا شھر لک ینتق اور اگر اقرار کیا کبیرہ یا مراہقہ نے  
 انقضای عدت کا بعد چار مہینے دس دن کے موت سے مبنی پوری چہ مہینے میں تو نسب ثابت نہ ہوگا واما الايسة فلک انقضی لان حلال الموت بالاشھر کل  
 الا الحامل فی طبعی اور عدت موت میں کبیرہ برابر معتدہ کے جو اسوہلو کہ عدت موت کے مہینوں کے حساب سے جو ہمتہ و کیونکہ سوائے حاملہ کے گذرانی طبعی  
 وارث ولدت لاقل منہما من وقتہ لا یثبت بدایعہ ولو لولھا کک لاکن یجسجھا اور اگر معتدہ موت کی جینی دو برس سے زیادہ مدت میں ابتدا ہی  
 موت سے تو نسب ثابت نہ ہوگا گذرانی البدائع اور اگر پوری سال میں جینی تو اسکا حکم مثل اکثر دو سال کے ہو گذرانی البیو کما یجسج سید کہ معتدہ موت کو معتدہ  
 معتدہ کے ساتھ مل کر کیا ہو گذرانی حاشیۃ الدنی و کذا الموقوف بمحضہا لولاقل من اقل مدۃ من وقت الاقرار لاقل من اکثرھا من وقت البیو  
 للیقین بلکہ لکھا اور سہل طرح ثابت ہوتا جو نسب اس صورت کو دل کا جسے اقرار کیا اپنی عدت کے گذر جائیگا اگر وہ جینی چہ مہینے سے کتر مدت میں اقرار  
 کبیرہ سے اسکا اگر جینی دو برس سے کتر مدت میں وقت فراق سے یعنی طلاق بائن یا موت سے نسب ثابت ہوگا بسبب یقین جو جانی در و خلوی صورت کے یعنی  
 جب وقت اقرار سے چار یا پانچ مہینوں میں تو معلوم ہوا کہ اس وقت اس کے رحم میں نطفہ تھا اور اسکا اقرار انقضای عدت کا محض غلط تھا اسوہلو کہ چہ مہینے  
 سے کتر مدت میں تو گذرنا ممکن نہیں خلاصہ یہ کہ ولدت کے ثبوت نسب میں دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ چہ مہینے سے کتر مدت میں جینی وقت اقرار سے دو مہینے سے کتر

وقت فراق سے دو سال سے کمتر میں جنی تو اگر دو سال سے زیادہ مدت میں جنی گی تو ولادت نسب کا اگرچہ وقت اقار سے چھ مہینے سے کمترت ہو جائے اگر  
بعد فراق کے بائیس مہینے کے بعد اس نے اقار انقضاء عدت کا کیا پر وقت اقار سے تین مہینے کے بعد لڑکا پیدا ہوا تو یہ ولادت نسب کا اس وقت  
شرط ثانی نہ پائی گئی اگرچہ شرط اول موجود ہو کہ انی منع انفار ولہذا لا یثبت لاحتمال حدوثہ بعد الاقرار اور اگر وقت اقار سے پوری چھ مہینے یا  
زیادہ میں وقت فراق سے دو برس سے زیادہ میں مقررہ جنی تو نسب نہ ثابت ہوگا بوسطہ احتمال حدوث حمل کے بعد اقار کے یا بوسطہ انقضاء اکثریت حمل کے  
وقت فراق سے دینثبت نسب ولذا المعتلۃ بموت او طلاق ان یجوز لہا ان تکتب لہا حیۃ تامۃ والکتابا لعلہ فیہ یقین ویرجی اور ثابت ہو کہ  
نسب ولید مستدہ موت باطلاق کا اگر صورت کی ولادت کا انکار ہو گیا ہو میں نے زوج نے طلاق میں اور زوج کے وارثوں نے نیت میں انکار کیا ہو کہ معتدہ ضعیف  
جنی اور معتدہ جمعی جو ولادت کی تو ثبوت نسب پوری دلیل سے ہوگا یعنی دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے نسبت ثابت ہوگا امام  
کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک فقط دای جنائی کی گواہی ثبوت نسب میں کافی ہو اور ایک روایت یوں ہے کہ صاحبین کے نزدیک ایک مرد کی گواہی  
بھی کافی ہے اور جب ظاہر دھل تکلفی الشہادۃ بکونہ ظاہراً فی الجرح یا کتفہ یا حمل ظاہر سے نسبت ثابت ہوگا حمل ظاہر سے یہ مراد کہ چھ مہینے سے کمترت  
میں ولادت ہو کہ انی الجورہ اور مفتی ابوسعود نے لکھا کہ حمل ظاہر سے یہ مراد کہ نشانیاں حمل کی اس قدر ظاہر ہوں کہ حمل سنبھ کا غن غالب حاصل ہو اور  
کیا کفایت کرتی ہے گو اہی کہ قبل وضع کے حمل ظاہر تھا جو الراتق میں بدلیل کما ہو کہ ان مشہدات ظہور حمل کی مثبت ہوگی نسب کی اس سہلو کہ بعد ولادت  
اور انکار زوج کے حمل موجود نہیں تو اس سہلو ثبات کے ضرور شہادت کی حاجت ہوگی کہ انی حاشیۃ الدنئی او اقار الزواج یا ای الحلیل  
یا اقار زوج سے کہ یہ حمل میرا جو نسب ثابت ہوگا ولانک تعینتہ تکفہ شہادۃ القابلۃ اجماعاً کما تکفہ فی معتدۃ حیۃ ولدت لکن من سنین  
لا یقل اور اگر تفسیر ولید میں انکار ہو یعنی زوج یا ورثہ کہتے ہوں کہ یہ لڑکا معتدہ کا نہیں تو اس صورت میں دای جنائی کی گواہی ثبوت نسب میں کافی  
ہے اجماع امام اور صاحبین کے چنانچہ کافی ہے گو اہی دای جنائی کی معتدہ جمعی میں جو دو برس سے زیادہ مدت میں جنونہ دو برس سے کم میں یعنی اگر معتدہ  
جمعی دو برس سے کم میں جنی گی تو ثبوت میں در حالت انکار زوج دای جنائی کی گواہی نہ کفایت کرے گی بلکہ محبت تاسہ یعنی دو مرد یا ایک مرد و دو عورتوں کی گواہی لازم  
ہوگی اور تصدیق بعض الروایۃ فیثبت فی حق المقتربین یا تصدیق کر فی بعض وارثوں سے نسبت ثابت ہوگا یعنی زوج نے ولادت مستدہ کا انکار کیا اور  
لکھا اس کے بعد بعض وارثوں نے تصدیق ولادت کی کی تو نسبت ثابت ہوگا فقط اقار کر کر لے وارثوں کے حق میں نہ سب وارثوں کے حق میں یعنی ورثہ  
مقرین ولہذا کو ابو حصون سے روایت دین گے نہ ورثہ منکرین وانما یثبت النسب فی حق خیرہم حتی الناس کا قۃ ان تہ نصبا لہ الشہادۃ یا ہم بان  
شہد مع المقرین لہذا لو صدق المقر فیۃ الی ذلک وہم من اهل التصدیق فیثبت النسب لا یفعل الرجوع اور ثابت ہوگا نسب  
غیر مقرین کے حق میں بیان تک کہ سب لوگوں کے حق میں اگر پوری ہو جائے نصاب شہادت کی اور نہیں ہے اس طرح بلکہ گو اہی دای وارث مقر کے ساتھ دوسرا مرد  
اور یہ طرح اگر تصدیق کرین وارث مقر کے یا فی ورثہ اور وہ اہل جمعی ہوں تصدیق کے یعنی عاقل بالغ ہوں تو اس وقت میں ثابت ہوگا نسب لہ معتدہ کا  
اور نفع ہوگا بعد تصدیق کے منکر موانع یعنی قصد ولد کا دینا ہوگا ولا یتبر نصبا لہا لا یشادک الملک بن اور اگر نصاب شہادت کی نہ ہو پوری ہوگی  
دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں تصدیق کرین وارثوں میں بلکہ ایک مرد اور ایک عورت تصدیق کرین تو ولایت معتدہ کا شریک کہ میں کا ہوگا بلکہ فقط ورثہ  
مقرین سے حصہ لیا دھل فیثبت فقط الشہادۃ وعلی الحاکم لا یحکم لا یطرد الشہادۃ الا قرا و شہدوا العدۃ نظر الشہادۃ ہا ان شہادۃ اور  
وارثوں کی تصدیق میں کیا لفظ شہادت کا اور مجلس کم قاضی بھی شرط ہو قول اصح یہ ہے کہ شرط نہیں برعایت مشہدہ اقار اور شرط کیا ہو قضاے شمار مقرین کا  
بمناسبت شہد شہادت خلاصہ یہ ہے کہ تصدیق ورثہ کے ودام کی مشابہ ہو ایک اقار اور دوسری شہادت اور چونکہ اقار میں لفظ شہادت اور مجلس  
حکم شرط نہیں تو اس سہلو تصدیق میں بھی شرط نہیں اور چونکہ شہادت میں عدم لازم ہے تو تصدیق میں بھی عدم مکرر ہو گیا وقول المصنف عن النبی  
ما یقید اشراط العدۃ لہذا قال فقوی شیخنا ویضی ان لا یثبت العدۃ مع ما لا یثبت عدۃ وفیہ ما یکف کثیر طالع الدلفی المقر





کہ اس کا دل بدون دھوکہ ثابت النسب لیکن نفی کر نیسے نفی بر جانا جو حیرت آفرینی یعنی فراس من شکوہ اور حجتہ جمعی کا کہ او کا دل بدون دھوکہ ثابت النسب  
اور اس کی نفی نہیں ہو سکتی بدون لعان کے چوتھا تو فی یعنی فراس من شکوہ بائن کہ اس کا دل ثابت النسب بلا دھوکہ اور اس کے دل کی نفی نہیں ہو سکتی کیسے  
اسو ہلو کہ نفی موقوف ہو لعان پر اور لعان کی شرط ہو قیام زوجیت سودہ بائنہ میں قائم نہیں اور اس طرح شکوہ فاسد اور نوٹھی شکوہ کو دل کی نفی نہیں  
ہو سکتی بسبب دم مونسے شرعاً لعان کے یعنی نکاح صحیح اور حیرت وقد استغفوا بقیام العنایین بلا دخول کتہن و حج المعرفہ بمشرفہ  
بیتہما کما استغفوا لہا شہر منہن تن و جہا لہن و لکل امۃ واستحل ما فتحہ اور البتہ کفایت کی ہر نعمت سے قیام فراہم بلا دخل  
پر ثبوت نسب میں قیام فراس من صارت ہو ملت و ملی ہے البتہ کے ہوا اگر ہمہ دخول حقیقی اور محکی کچھ بھی نہ ہو مانند نکاح مرد مغربی کے عورت مشرقیہ سو یعنی مرد  
مغربیہ اور عورت مغربیہ مشرق میں اتنا فاصلہ سے رہتے ہوں کہ دو نو کے درمیان سال بھر کی راہ ہو سو شکوہ مشرقیہ پوری ہو چھ مہینے میں جنی تیار  
نکاح سے تصدیق و ثبات النسب بسبب تصور ہونے و ملی کے باعتبار کرمیت یا استہدام جن کے کذا فی فتح القدیر یعنی ممکن ہے کہ بعد نکاح کے ازراہ کرمیت یا  
بعلی قبیح جن کے زوج مشرق سے مغرب میں ساعت واحد میں آوی اور ملی کر دیو طلاق کے کہا کہ بستر یہ ہو کہ بعد نکاح کے چھ مہینے اور ایک ساعت میں اگر  
فرز نہ ہو اسے اگر اس ساعت میں زوج کا زوجہ کے پاس ہو چھ مہینہ متخیل اور تصور ہو لکن فی الزہر لا یقتصر اہل الثانی اولی لان علی المسافۃ  
لیس من الکرامۃ قلت لکن فی حقا ید التقارذ ان جنم بالاول تبعاً لفتی الثقلین النفی بل سئل عن حکم ان الکعبۃ کانہ  
تزو وواحد امین الا ولایا وھل یجوز القول بہ فقال خزن العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاهل الولاية جائز عند اہل السنۃ و  
لا یبسن بالمجہد لا تھا اتردعو الی رسالۃ و بادو حایا یکفر فوراً فلا کرامۃ و تمامہ فی شرح الوہابیۃ من السیرۃ عنہ قولہ و  
من یولیہ قال علی مسافۃ + یجوز جہول ان یزعم کثیر + واثباتہ فی کل ما کان حارفاً + عن الشیخی النجفی یزیدی وینصر + لہ  
یضہر ہذا القول بنص محمدیہ انا تو من بکل مات الا ولایا لیکن ہر الفائق میں جو کہ تصور ملی مغربی میں دوسری وجہ یعنی استہدام جن پر  
اختصار کرنا بہتر ہے اسو ہلو کہ مسافت بعیدہ کا طر کا زمانہ قلیل میں کرات میں داخل نہیں ہوتا مگر لیکن شرح عقائد نسفی میں ملا سعد الدین نقضانی  
نے وجہ اول کا یقین کیا ہے یعنی مسافت کو کرمیت میں داخل کیا ہے اتباع متقی ثقلین امام محمد بن علی بن محمد نسفی کے بلکہ امام مدوح سے سوال ہوا کہ مجھے حکم  
ہے کہ کہیں مغرب ایک ولی کی زیارت کو جانا تھا یہ کہنا جائز ہو یا نہیں سو متقی ثقلین نے جواب میں کہا کہ خرق عادت بطریق کرمیت اہل ولایت کی وجہ اول جائز  
ہے اہل سنت کے نزدیک اور کچھ التباس نہیں کرمیت میں ساتھ مجوس کے یعنی مجھ کوئی نہ سمجھ کہ کرمیت اور مجوسہ دونو خارق عادت ہیں تو کیا فرق ہے  
کرمیت اور مجوسہ میں اسو ہلو کہ مجوسہ نہیں ہوتا اگر بعد دعوی پیغمبری کے اور ادعای رسالت سو فوراً کافر ہوتا سو ولی پر کرمیت کہاں بلکہ وہ استدراج ہے  
اور پوری تقریر اسکی شرح و ہدایہ میں کتاب السیرۃ اس قول منظوم کے پاس ہے کہ جو دکی و اسو ہلو مسافت کو جائز کہو وہ جائز ہے ہر بعض علما اسکو کافر  
کہتے ہیں اور ثبات کرمیت کا ہر خارق عادت میں خواہ ملی مسافت ہو یا غیر کے کرم الدین عمر نسفی سے منقول اور منصور سے یعنی اس قول کی نفرت اور یا سید امام  
محمد کی اس قول سے جو کہ ہم تصدیق کرتے ہیں کہ اپنے اولیائی ہم اگر خرق عادت مدعی رسالت کے ہوتے ہو وہ مجوسہ ہو اور اگر مؤمن متقی کے ہاتھ پر ہو وہ کرمیت  
ہے اور اگر کافر و منافق کے ہاتھ پر ہو وہ استدراج اور کرم ہے تو اس تقریر سے ایک قسم کا دوسری قسم سے اشتباہ نہیں شیعہ و ہدایہ میں ہے کہ ملی مسافت  
بعیدہ کو زمانہ قلیل میں ولی کیہ اسو ہلو بعض علما جائز نہیں کہتے اور اس کے مجوز کو جابل کہتے ہیں اور بعض کا فرادہ سلیح طور معجزات کبار کا مانند حیاء بیت  
ادھ صا کو سائب کر ڈالنا اور ہشاق قرار جو رش کر جانی سبنا انجیل سے اور طعام قلیل میں جماعت کثیر کو آسودہ کر دینا بطریق کرمیت کو ناجائز جانتے ہیں اور  
حق یہ ہے کہ ملی مسافت کرمیت میں ملے اور اس کا معتقد جابل یا کافر نہیں امام الحرمین سے کہا کہ قول پسندیدہ ہمارے نزدیک سیدہ کفر خارق عادت بطریق کرمیت  
کے جائز میں سوا اس کے کہ جو بیل قطعی منزع الوقوہ جسے قرآن کی برابر دوسرا کلام ظاہر کرنا اور قول انصاف امام نسفی کا کلام جو مذکور ہو چکا ہے  
کذا فی حلیۃ الدلی خاد عن اسراء یہ فتر و جث باس و ولدت اولاد انہر حاد فتر جاء الز و یجلاول فالاولاد لثانی علی الذہب الی الذی علیہ

وہا کہ مسافت بعیدہ کا طر کا زمانہ قلیل میں کرات میں داخل نہیں ہوتا مگر لیکن شرح عقائد نسفی میں ملا سعد الدین نقضانی نے وجہ اول کا یقین کیا ہے یعنی مسافت کو کرمیت میں داخل کیا ہے اتباع متقی ثقلین امام محمد بن علی بن محمد نسفی کے بلکہ امام مدوح سے سوال ہوا کہ مجھے حکم ہے کہ کہیں مغرب ایک ولی کی زیارت کو جانا تھا یہ کہنا جائز ہو یا نہیں سو متقی ثقلین نے جواب میں کہا کہ خرق عادت بطریق کرمیت اہل ولایت کی وجہ اول جائز ہے اہل سنت کے نزدیک اور کچھ التباس نہیں کرمیت میں ساتھ مجوس کے یعنی مجھ کوئی نہ سمجھ کہ کرمیت اور مجوسہ دونو خارق عادت ہیں تو کیا فرق ہے کرمیت اور مجوسہ میں اسو ہلو کہ مجوسہ نہیں ہوتا اگر بعد دعوی پیغمبری کے اور ادعای رسالت سو فوراً کافر ہوتا سو ولی پر کرمیت کہاں بلکہ وہ استدراج ہے اور پوری تقریر اسکی شرح و ہدایہ میں کتاب السیرۃ اس قول منظوم کے پاس ہے کہ جو دکی و اسو ہلو مسافت کو جائز کہو وہ جائز ہے ہر بعض علما اسکو کافر کہتے ہیں اور ثبات کرمیت کا ہر خارق عادت میں خواہ ملی مسافت ہو یا غیر کے کرم الدین عمر نسفی سے منقول اور منصور سے یعنی اس قول کی نفرت اور یا سید امام محمد کی اس قول سے جو کہ ہم تصدیق کرتے ہیں کہ اپنے اولیائی ہم اگر خرق عادت مدعی رسالت کے ہوتے ہو وہ مجوسہ ہو اور اگر مؤمن متقی کے ہاتھ پر ہو وہ کرمیت ہے اور اگر کافر و منافق کے ہاتھ پر ہو وہ استدراج اور کرم ہے تو اس تقریر سے ایک قسم کا دوسری قسم سے اشتباہ نہیں شیعہ و ہدایہ میں ہے کہ ملی مسافت بعیدہ کو زمانہ قلیل میں ولی کیہ اسو ہلو بعض علما جائز نہیں کہتے اور اس کے مجوز کو جابل کہتے ہیں اور بعض کا فرادہ سلیح طور معجزات کبار کا مانند حیاء بیت ادھ صا کو سائب کر ڈالنا اور ہشاق قرار جو رش کر جانی سبنا انجیل سے اور طعام قلیل میں جماعت کثیر کو آسودہ کر دینا بطریق کرمیت کو ناجائز جانتے ہیں اور حق یہ ہے کہ ملی مسافت کرمیت میں ملے اور اس کا معتقد جابل یا کافر نہیں امام الحرمین سے کہا کہ قول پسندیدہ ہمارے نزدیک سیدہ کفر خارق عادت بطریق کرمیت کے جائز میں سوا اس کے کہ جو بیل قطعی منزع الوقوہ جسے قرآن کی برابر دوسرا کلام ظاہر کرنا اور قول انصاف امام نسفی کا کلام جو مذکور ہو چکا ہے

الامام وعلیکم الفتن کما فی الخاتمة والجمهر فی الکافی وغیرہا فی حاشیة شرح المنار لابن الحنبلی وعلیکم الفتن ان احتملہ الحال  
لکن فی اخیر دعوی الجمع حکم ادبعتہا والفرقی بما احتملہ المصنف وعلیہ ان ملک بائنه للثمن فرس حقیقۃ والولد للفرس  
لمحقق وان کان فاسدا وتمامہ فیہ فراجعہ غائب ہر امر دینی عورت سوہر او سکوت زوج کی یا طلاق کی خبر پہنچی سو او سنہ بعد عدت کو زوج ثانی  
سے نکاح کیا یا عورت نے بدون خبر سنہ دعوی موت یا طلاق کا کہ کے بعد عدت کے نکاح کیا اور زوج ثانی سے اولاد ہوئی پر زوج اول یا تو میرا نکاح نکاح نکاح نکاح  
بنابر مذہب مفتی کے جسکی طرف امام عظیم نے آخر کار رجوع کیا کہ انی التبنیس عن العدوی اور اسی پر فتویٰ ہو گا فی الخاتمة والجمہرہ والکافی وغیرہا اول  
اول غیر مفتی بہ امام کا چہ ہے کہ میرا اولاد زوج اول کی ہوگی بسبب بقای نکاح کے اور شرح منار کے حاشیہ میں جو ابن حنبلی کا تصنیف ہے یوں کہ زوج ثانی کی اولاد  
ہونے پر فتویٰ ہو بشرطیکہ ظاہر حال اسکا حاصل ہو بشرطیکہ بعد نکاح ثانی کے پوری چہ مہینے میں لڑکا پیدا ہوا ہو اور اگر اس سے کم مدت میں ہوگا تو زوج  
اول ہی کا نسب ثابت ہوگا لیکن مجمع البحرین کی آخر کتاب الدعوی میں اس سلسلہ میں ہر قول نقل کئے ہیں پر فتویٰ اسی پر دیا ہو جسکو مصنف نے مستند جانا ہے  
یعنی زوج ثانی کی اولاد ہونے پر اور دلیل مفتی بہ ہو سکی ابن ملک نے شرح مجمع البحرین میں یوں بیان کی ہے کہ حقیقت میں زوج ثانی ہی سفر سنہ ہے  
یعنی الگ نہ اسن جو عورت او سیکے تحت تصرف میں ہو تو نسب ولد کا ذرا شحقی کیونکہ ثابت ہوگا اگر بعد نکاح فاسد ہو اور پوری تقریر کی شرح مجمع البحرین  
میں ہے سو اسکی طرف رجوع کریم طوطا نے نماز و ہر ثانی کے ثبوت نسب میں یہ شرط ضروری ہے کہ نکاح ثانی سے پوری چہ مہینے یا زیادہ میں ولادت ہو  
چنانچہ حاشیہ منار سے اسکی تصریح ہو چکی اور مختلف اور مفتی بہ ہونا فقط اولاد کے نسب میں نہ عورت میں اسوہلو کہ جب زوج اول آویگا تو عورت کیسکو  
ولایتی جاوگی باتفاق امام اور صاحبین کے کہ انی حاشیہ اللہ فرس و مع مسائل لمحة شرح کے تکلمہ فطلمہا فشرھا فاولادھا لا قتل من نصف  
حول مذشرھا اگر نکاح کیا اگر کوئی غیر کی لونڈی سوہر او سکو طلاق دی ہر او سکو مول لیا ہو وہ جہ مہینے سے کم مدت میں ابتدا خرید سو تو نسب  
ولد کا مرد کو لازم ہوگا خواہ مرد اقرار کرے یا انکار کرے اسوہلو کہ وہ ولد منکوہ ہو یا ولد معتد نہ ولد ملوک اسوہلو کہ خرید کی وقت سو اقل مدت محل  
نہیں گزری اور ذکر طلاق کا اتفاقی ہے اسوہلو کہ اگر بدون طلاق کو بھی او سکو خرید کر لیا تو بھی بھی حکم ہے اور بشرط ذکر خرید کا سہی اتفاقی ہوگا  
اگر بطریق مہر یا رشتہ لونڈی کا مالک ہوگا تو بھی یہی حکم ہے ولا لا الا المطلقۃ قبل الدخول واللبانۃ یثبتن فیہا طلقہا اور اگر وہ لونڈی بعد خرید  
کے پوری چہ مہینے یا زیادہ میں جہنی تو ولد کا نسب مرد سے ثابت ہوگا بدون اقرار مرد کے اسوہلو کہ وہ اس صورت میں ولد ملوک ہو نہ ولد منکوہ یا معتد اسوہلو کہ بعد  
خرید کے اقل مدت محل بائی گئی لیکن اگر لونڈی منکوہ کو طلاق قبل دخول ہوئی ہو یا بعد دخول کے دوبار طلاق بائن ہو گئی ہو تو مان عہد سہر ولادت کا اعتبار  
طلاق کے ہوگا نہ ابتدا خرید سے تو اگر مطلقہ قبل دخول طلاق سے چہ مہینے سو کم مدت میں جہنی تو اسکا ولد ثابت النسب بلا شرط اقرار لیکن فی الخاتمة  
یثبت لیستثنی فاقول لیکن دوسری صورت میں عہد سہر دوبار طلاق بائن ہوئی تو اس کے ولد کا نسب ثابت ہوگا پوری دومرتبہ کا اعتبار نہ میں ہے  
اس صورت میں بعد طلاق کے چہ مہینے سو کم مدت کا اعتبار نہیں بلکہ اگر وہ پوری دومرتبہ اس سے کم مدت میں جہنی کی بعد طلاق کے تو نسب ثابت ہوگا اسوہلو  
کہ دو طلاق کے بعد لونڈی حرام ہو جاتی ہے جو عہد خلیفہ تو بعد خرید کے اسکی دینی نہیں ہو سکتی لہذا اسکی صلہ کو بعد از وفات کی طرف نسبت کیا یعنی اقل  
طلاق کے کہ انی حاشیہ الدنی فی الرجوع کا کثر مطلقا بعد ان یکن لا قتل من نصف حولی منکرھا فی المستند لکن اول طلاق رجعی  
ولذات النسب ہر امر اگر بعد طلاق کے دوبار سے زیادہ مدت میں پیدا ہو گئی ہو مدت زیادہ ہو یا پنج برس یا دس برس یا بیشہ مالک ابتدا خرید ہو چہ مہینے  
سے کم مدت ہو د و نو صورتوں میں پہلی صورت سہر مطلقہ مراد ہو جسکو بعد دخول کے ایک طلاق بائن ہوئی اور دوسری صورت سہر مطلقہ رجعی مراد ہو  
ان مسائل مذکورہ کا یہ ہے کہ جب غیر کی لونڈی سے نکاح کیا ہوا سکو طلاق دی ہر او سکو خرید کیا تو وہ حامل سخالی نہیں یا طلاق قبل دخول کے ہو یا بعد  
دخول کے اور بعد دخول کے طلاق دو حالی سے خالی نہیں کہ یا طلاق رجعی ہے یا بائن و طلاق بائن دو حال سے خالی نہیں یا مہینت سفری ہو یعنی ایک طلاق  
بائن یا مہینت کبری یعنی دو طلاق بائن مطلق ہو کہ او میں تین طلاق سے مہینت کبری چوتھی ہو نہ دوسرے تو اگر طلاق قبل دخول کے دی تو اگر ولادت





ہوگا کہ نکاح کیا معتد بہ ان کے پر جنی کتر و سال سے ابتدا و طلاق ایسے اور پورے چھ مہینے میں نکاح خانی سے تو جو ارا ئق کے بعد اعدت میں بحث کر کے کہے  
کہ یہ ولد زوج اول کا ہو سکو کہ نکاح خانی فاسد بخلاف اول کے لہذا ولد زوج اول ہی کو حق ہوگا لیکن صاحب بکر ارا ئق نے وہیں نقل کیا جو بدائع سے  
کہ یہ ولد زوج ثانی کا ہوگا اس دلیل سے کہ پیش قدمی کرنا عورت کا نکاح پر دلیل ہے اور اسکا انقضای عدت پر اور بعد عدت کی زوج اول سے طعن نہیں ہو سکتا  
اور بھی بعض روایت بدائع کی قوی ہے تو بحث صاحب بکر ارا ئق اعتماد کے نہیں اور احقاق و ولد کا زوج ثانی کیوں ہے اس صورت میں یہ جب کہ اسکو بقا کو  
عدت اول کا علم نہ ہو یا تک کہ اگر زوج ثانی نکاح کی وقت بقیہ عدت کو مانتا ہو تو نکاح فاسد ہوگا اور ولد معتد کا زوج اول کا ہوگا اگر ممکن ہو نہایت اوسکا نہج  
اول سے اس طرح پر کہ جنی معتد و سال سے کتر میں ابتدا و طلاق سے یا زوج اول کی موت سے اور اگر طلاق سو و سال سے زیادہ مدت میں اور نکاح سے جو ہے  
چھ مہینے میں جنی تو ولد زوج ثانی کا ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ناقل عن البدائع ولو شکک امرأۃ فنجاءت بسقطہ مستنبین للخلق فان لم یجد بعدہ  
اشھبہ فنسبہ للثانی وان لم یجد بعدہ لایکون فانسبہ للاولی وفسد النکاح کل من البیہر اور اگر نکاح کیا مرد نے عورت معتد سے بھرا کے بیٹے  
سے بچہ تاہم جبکہ بعض اعضا ظاہر ہو چکے تھے گرا تو اگر بعد نکاح خانی کے پوری جارحینے میں گرا تو نسب اوسکا زوج ثانی سے ثابت ہوگا اور اگر ایک دن کر جا  
ہینے میں گرا تو نسب اوسکا زوج اول سے ہوگا اور نکاح فاسد ہوگا یہ صاحب بکر ارا ئق سے منقول ہیں پوری جارحینے میں زوج ثانی کا نسب اسو سکو کہ خلعت اعضا پر  
نہیں ہوئی مگر ایک مہینے و نہیں تو چالیس دن نطفہ پیٹ میں رہتا ہے اور چالیس دن خون بستہ ہوتا ہے اور چالیس دن گوشت کا توہر ہوتا ہے کذا فی البیہر اور نکاح خانی سے  
ثانی میں اسو سکو فاسد ہوگا کہ نکاح عدت میں واقع ہوا قلت و فی مجموع الفتاویٰ نیکہ کافر مسلمۃ فولدت منه لایثبت النسب منه ولا یحب الیعدۃ  
لانہ نکاح باطل شارح کتابہ کہ مجموع الفتاویٰ میں ہے کہ نکاح کیا کافر نے مسلمان عورت کا یہ جنی اوس سے تو ولد کا نسب کافر سے ثابت ہوگا اسو سکو کہ فاسد نسب  
ثابت نہیں ہوتا اور عورت پر عدت بھی جب نہیں اسو سکو کہ یہ نکاح باطل سے بخلاف نکاح فاسد کے اسو سکو کہ اوسکی وظی شہید ہے لہذا اوسیں نسبت نہ ہوا جو ہم اگر  
ایک مرد نے زنا کیا ایک عورت سو پر وہ حاملہ ہوئی پھر اس سے نکاح کیا پھر وہ جنی تو اگر پوری چھ مہینے یا زیادہ میں جنی تو ولد کا نسب مرد شہوات ہوگا اور اگر چھ  
مہینے سے کتر مدت میں جنی تو نسب ثابت ہوگا کہ وہ سو نسب ابتدا ثابت ہوگا بشرطیکہ یوں نکاح ہو کہ یہ میرا بیٹا زنا سے ہے اور اگر یوں کہ گیا کہ یہ میرا بیٹا زنا سے ہے  
تو نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر نکاح وارث نہ ہوگا کذا فی الینایع مرد مسلمان نے نکاح کیا اپنی محمد سے پھر اولاد ہوئی تو وہ اولاد امام کے نزدیک مردو ثابت ہے  
پھر اگر بعد صاحبین کے نزدیک ثابت النسب نہیں اسو سکو کہ نکاح محارم کا فاسد ہو امام کے نزدیک اور باطل ہے صاحبین کے نزدیک کذا فی الظہیر نسب شہادہ کر نیے  
بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو قدرت کلم کے کذا فی النہایہ کذا فی العالگیریہ باب  
حضرات میں حضانت بفتح و کسر عبارت سو تربیت ولد سے یعنی لڑکوں کی پرورش کے احکام اس باب میں مذکور ہیں مرد و ام و قاضیوں میں حضانت کو کبسر اول کیا  
اور شارح نے اتباع مصباح اور بکر اور نر کے فتح اول کو بھی مذکور کیا ہے اور عارضہ وہ عورت جو جو لڑکے کو پرورش کرے اور گود میں رکھے اور خیر الدین سبکی  
کہا کہ شرط حضانت کی یہ ہیں کہ عارضہ حرہ بالغہ امینہ ہو قار و مرد پرورش بہادر زوجہ اجنبی کے نکاح میں نہ ہو اگر پرورش کرے نو الامرد ہو تو اوس میں بھی  
یہی شرط ہیں سوائے شرط اخیر کے کذا فی حاشیۃ المدنی نکبت للامم النسبۃ ولو کتابیۃ او حی سیمۃ بعد الفرقة الا ان تكون مرتدۃ فیجوز  
قتل لانتھا تجنس ثابت ہے حق پرورش کا نسب ہی اگر چہ کتابیہ یا حیویہ اور کعبہ جد امی زوج کے ٹکڑیہ کہ مادہ کی مرد ہو گئی ہو تو اسکو حق پرورش نہیں ہوتا  
مردہ اسلام قبول کرے اسو سکو ارتداد میں حق پرورش نہیں کہ مردہ تا زمانہ ارتداد مجوس پر بیگی پھر عیس میں پرورش کرے کہ جو جو عیس پر بیگی عیسیت کہ ولد  
کے باپ دو تو مجوسی تھے پھر یہ مسلمان ہو گیا اور عورت مجوسی بنی رہی تو بھی حق پرورش اوسکا ہوگا اسو سکو کہ عورت کو محبت ولد کی یہی شہی امر ہے  
کافرہ مرہ مسلمہ او فاجرۃ فحی یا یضیم الولد بہ کفرنا و غنا و وسرۃ و نیا حۃ کا فی البیہر والکھ من جماع المصنف رحمہ اللہ ینظر العمل بالطلاق  
کا ہو مذهب الشافعی ان الفاسقۃ یدک الصلوۃ لاحصانۃ لہا و فی القنیۃ الامم اسحق بالولد ولو مسیحیۃ السیرۃ معروفۃ بالکفر  
مالو یقتل ذلک یا ولد کا فاسقہ ہر سیاق اور گناہ کرتی ہو جس سے لڑکا ضائع ہو جائے اندنہا اور گناہ اور چوری اور نومہ گری کے جناح پر یہ تفصیل بکر ارا ئق



کہ اگر طلاق مفت اور مالکہ صغیر کی کوئی اور عورت ماضیہ نہیں تو ابن عمر کو اسکا اختیار ہو ولا تجبر من لها الصلحۃ علیہا الا اذا تعینت لہا بان  
 لہا اخذتک من غیرہا او لکرمیک لابی لا الصغیر مالک بہ یعنی خانیہ وسیعہ فی النفقہ اور جس عورت کو حق حضانت شرط ثابت ہو اور پھر اگر  
 پرورش کو اسطو نہیں پونہی کہ شاید اس سے نہ ہو سکتی ہو اگر جبکہ ماضیہ نہیں ہو جاوے اس طرح ہر کہ صغیر کیسکی جاتی نہ لیتا ہو سوا اس عورت کو کہ لکڑیاپ اور صغیر والدہ  
 نہون تاکہ خادہ نہ کر کہی جاوے تو اس صورت میں بالاتفاق ماضیہ ہر کہ کیا جاوے گا پرورش کیوے اور اسی پر توری سے یعنی عدم جبر بر بلاد صورت قسین کذا فی ماضیہ  
 اور صغیر اسکا ذکر باب النفقہ میں آوے گا ہم ہدایہ اور تبیین اور دوا البیہ درد واقعات اور خلاصہ میں اسی اویت پر فتویٰ ہے کہ ماضیہ ہر جہرین اور طہریت  
 میں ہے کہ اگر صغیر کو کوئی محرم نہ ہو تو پرورش کو اسطو یا ہر کہ کیا جاوے گا تاکہ صغیر ضائع نہ ہو جاوے کذا فی ماضیہ الدہنی اذا استقطبت الامم حتما صار کسیت  
 او منشیہ فیستقل للیثۃ بجر اور جب کہ اسنے اپنا حق پرورش کا سا طر کر دیا تو مانند میت اور متزوجہ کی ہو گئی تو اس صورت میں حق حضانت کانا کی کثرت  
 منتقل ہوگا کذا فی البحر ولا تقبل الماخذۃ علی الطال حتی الصغیر فیما حلت علیہ اختلعت علی ان تترك ولہا عند النہر علی الخلفہ بطل  
 الشرط لا من حق الولد فلیس لہا ان تبطلہ بالشروط وان لم یوجد غیرہا بجر (بلا خلاف) فقہ و هذا یعمد الوحد و امتنع من القبول  
 بجر حیثین فلا اجرة لہا جو ہرہ اور قدرت نہیں ماضیہ کو حق صغیر کے باطل کرنے پر وہ حق صغیر کو ماضیہ کی ذات میں ثابت ہو یا نہ کہ اگر خلع کیا عورت  
 نے اس شرط پر کہ صغیر کو جوہر یا دیگی زوج کے پاس تو خلع صحیح ہوگا اور شرط عدم پرورش کی باطل ہو جاوے گی اسو اسطو کہ پرورش حق ہو صغیر کا تو عورت کچھ نہ نہیں  
 کہ اسکو باطل کر کے شرط کر کے اور اگر اسکو کوئی ماضیہ نہائی جاوے تو باہر جبر کیا جاوے گا بلا خلاف کذا فی فتح القدر اور یہ یعنی غیر اتم کا نہایا جانا شامل ہے  
 کہ غیر اتم موجود ہو اور پرورش کا انقبال نہ کر کو کذا فی البحر اور اسوقت میں یعنی سوا اس کے کوئی ماضیہ نہایا ہو اگر قبال نہ کر تو کچھ اجرت پرورش کی نہا دیگی  
 کہ وجہ کرنے پر کچھ اجرت نہیں کذا فی البحر ہم معلوم ہو کہ اس سلسلہ میں دو قول ہیں ایک قول یہ کہ باہر جہرین پرورش میں جہاں قبل اسکے تفصیل اسکی  
 مذکور ہو چکی اور دوسرا قول یہ ہے کہ باہر جہر پرورش صغیر میں ادھی منقول ہو فقہا ثلثہ سو یعنی نفیہ ابو اللیث اور جہدانی اور خواہر زادہ سے اذ فتح القدر  
 میں کافی حاکم سے خلع مشروط کا مسئلہ نقل کر کے فقہا ثلثہ کی تائید کی جو اور کہا ہو کہ کافی جامع ہو کلام محمد کی تو معلوم ہوا کہ بھی ثبوت جہاں الودیت ہو طوطا  
 نے کیا کہ کیونکہ باہر جہر ثابت ہوگا یعنی در صورت عدم قسین اور مالکہ اقوال شائع کے عدم جہر کے مفتی ہر ہر مطابق ہو گئے ہیں ادا اکثر ایسا ہوتا ہو کہ طہریت  
 سے قبل کسی کے مفتی پر عمل ہوتا ہو لہذا وجہ سے مضمت اور شارح سے کہ اس مقام میں جمع بین التناقضین سے راضی ہو چکی اور لازم ہون نہا کہ ایک قول کہ  
 پسند کرتے اور دوسرے پر پاسے تو ہاں کہ دیے کذا فی ماضیہ الدہنی ولستی لہا حصة اجرۃ الصلحۃ اذا التکن منکوحۃ ولا معتدۃ لا بیہ  
 وہی خیر اجرۃ أرضاۃ ونفقۃ کافی البی عن الشراحۃ خلافا لذلک نقل المصنف عن جواہر الفتاویٰ اور ستمی ہوتی ہو ماضیہ اجرت حضانت  
 کی جب کہ وہ منکوحہ اور معتدہ اس کے باپ کی نویشر طیکہ صغیر منکوحہ یا معتدہ کے بیٹ سو ہو اور اگر منکوحہ یا معتدہ کی سوت کا بیٹا ہوگا تو بی سوت کی ستمی  
 ہوگی کذا فی الزلیعی اور یہ اجرت پرورش کی وورہ پلائے اور نفقہ ولد کے سوا کہ کذا فی البحر عن السراجیہ تو باہر برتین چیزیں وجہ ہو یمن اجرت حضانت  
 اور اجرت رضاعت اور نفقہ ولد کذا فی الشرع بلا یہ اور مغائر ہونا اجرت حضانت کا رضاعت سو مخالف ہو اس قول کے جو مصنف نے اپنی شرح میں جو الفتاویٰ  
 سے نقل کیا ہم منع الفقار میں جو اہر الفتاویٰ میں یون منقول ہو کہ قاضی خان سے سوال ہوا کہ معتدہ کو اجرت حضانت کی ہونہی ہو بعد ایام شیر خوارگی کے  
 جواب دیا کہ نہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہو کہ اجرت حضانت اور رضاعت مغائر نہیں شیخ رحمہ نے کہا کہ شاید جو اہر الفتاویٰ کی عبا میں توفیق ہونو  
 ہے اسو اسطو کہ حضانت اور رضاعت دو متغائر چیزیں ہیں رضاعت کی مدت دو سال اور حضانت کی سات برس یا نو برس ہر ایک کے سقوط سو دوسری کیونکہ قطع  
 ہو در شرح النقایۃ للبا قالی عن البیہ الحیط سئل ابو حفص عن ثمن لہا مساک الولد ولکن لہا مسکن مع الولد فقال حل لا یسکن لہا  
 جمیعاً قال نعم لایمۃ الخادۃ ان حلیہ لیسکن فی الخضاۃ وکذا ان احتاج الصغیر لہا مسکن بل لا یسبب اور باقانی کی شرح نقایہ میں  
 سو مطلق سے منقول ہو کہ ابو حفص سے کسی نے سوال کیا اس عورت کا مسئلہ کہ جسکو صغیر کے رکھنے کا حق ہو چکا ہو اور اس عورت کا کوئی مکان نہیں جہاں صغیر

۱۳۹ جلد ۲ کتاب الطلاق

ساتھ بیکر ہو تو جو بایں کہا باپ پر دو نوکر پہلے مکمل دینا چاہیے اور پھر ان کے لئے کہا کہ قول غنا یہ ہو کہ باپ پر مکان دینا ایام پرورش میں واجب اور  
 اسطرح اگر صغیر خاں کا محتاج ہو تو باپ پر نادم کا دینا لازم کیا جاوے گا و فی کتب الشافعیۃ من ثلث الحضانۃ فی مال المحض من کولہ مال بلا فصل  
 من ثلث منفقۃ قال شیخنا و قوا عدلاً ما نقضت فیفتی و شوخرات الحضانۃ کالرضاع اور کتب ثنائیہ میں جو کہ غرض پرورش کا صغیر کے اس  
 کا ذکر ہو سکواں درخت سولہ ہو دور اگر صغیر کا مال نہ تو حصان کا صغیر اور جب جو صغیر کا منفقہ لازم جو شارح کتبا جو ہادی استاد خیر الدین رحیمی نے  
 کہا کہ ہم منفرد کے قوسد بھی ہو سکتا متفق ہیں تو اسی پر فتویٰ دینا چاہئے پھر خیر الدین رحیمی نے تحریر اور تفتیح کی جو کہ حضانت اندر رضاع کے معنی بنا کر قول  
 جامع کے جیسے رضاعت بقدر ارث کو دار ثون پر واجب دیکھو جو حضانت ہی بقدر ارث واجب جو قلم صغیر یہ جو کہ حسین تحریر ہویت کی نہیں ہے لیکن بطور  
 فتویٰ ہو متفق ہیں کہ جب صغیر کا باپ نہ ہو اور مال بھی نہ تو حضانت کی اجرت دار ثون پر واجب ہو بقدر ارث کے اندر رضاعت کے کذا فی حاشیۃ الدینی ناقلاً  
 من فتاویٰ خیر الدین الرحیمی ثم اعی بعد الام بان مات اولہ فقبل او استقطعت حکماً او تزوجت باحبیب ثم الام وان علقت عند عذر  
 اہلیۃ اللعین لہ پر بعد اسکے اسطرح کہ اگر گئی مردہ فاجر و غیر مومنہ ہو یا اوسنے حضانت قبول کی یا اوسنے اپنی حق کو ساقط کر دیا یا اجنبی سے نکاح کر لیا تو باقی  
 کو حق حضانت ثابت ہو اگر چہ بچہ دھڑلہ فانی بعید ہو مثلاً فانی کی یا فانی کی لیکن فانی بعیدہ کو حضانت ثابت ہوگی نزدیک عدم الہیت فانی قریبہ کے  
 یعنی اگر فانی غیری مثلاً مشکوٰۃ ہوگی تو اس صورت میں حق پرورش صغیر کا فانی ہو چکا ثم الام لایب ان حلت بالشرط المذکور پر بعد فانی کے حق پرورش  
 صغیر کی دادی کو ثابت ہو اگر چہ دادی بچہ دھڑلہ بعید ہو بشرط مذکور یعنی دادی بعیدہ کو در صورت عدم الہیت قریبہ کے حق بھیجا و اما ثم ام لایب  
 فتویٰ کثر عن ام لایب بل عن الخالۃ ایضاً جس اور فانی مان دادی ہو تو نہ کہیالہ خالہ سے بھی کذا فی البورالرائق فتوا لاخت لایب ثم الام لایب لان  
 هذا الحق لفرایق الام پر دادی کے بعد سگی بہن جو پر دادی بہن مقدم ہو سوتیلی بہن سے اسو اسطرح کہ یہ حق پرورش صغیر کا مخصوص ہے فانی قریب و الیون کو  
 ثم لاخت لایب بشرط بنت لا یون ثم الام ثم لایب پر دادی بہن کے بعد سوتیلی بہن کو حق جو پرورش کا پر سگی بہن کی بیٹی کو پر دادی  
 بہن کی بیٹی کو پر سوتیلی بہن کی بیٹی کو ہم سوتیلی بہن کی بیٹی خالہ پر مقدم نہیں بنا کر قول صحیح کے کذا فی فتاویٰ قاضی خان و بجا الرائق سیر رویت غیر صحیح جو  
 شارح نے بیان فرمایا کہ چنانچہ قول آئندہ میں خود شارح خالہ کی تقدیم کو سوتیلی بہن کی بیٹی پر بیان کر گیا ثم لاخت لایب کذا لایب لایب ثم الام ثم لایب  
 ثم بنت لا یب ثم بنت الام پر دادی بہن کی بیٹی کے بعد خالہ کے مرتب ہیں اسطرح یعنی پہلے سگی خالہ پرورش کیو اسطرح مقدم ہو پر دادی  
 پر سوتیلی خالہ پر سوتیلی بہن کی بیٹی پر صغیر کے سبائی کی بیٹیاں ثم العات کذا لایب پر بیٹیوں کے بعد پو بیان اسطرح ہیں یعنی چنانچہ سگی پو بی  
 دادی پو بھی پر سوتیلی پو بھی ثم خالۃ الام کذا لایب پر پو بیوں کے بعد مائی خالہ اسطرح پر یعنی پہلے مائی سگی خالہ پر دادی خالہ اس کے بعد  
 سوتیلی خالہ ثم خالۃ الایب کذا لایب پر مائی خالہ کے بعد باپ کی خالہ اسطرح پر یعنی اول سگی خالہ باپ کی پر دادی خالہ پر سوتیلی خالہ ثم خالۃ  
 الام ثم الایب ہذا لایب قریب پر باپ کی خالہ کے بعد مائی پو بیان پر باپ کی پو بیان کسی ترتیب گذشتہ سو یعنی مائی سگی پو بھی مقدم ہے پر دادی  
 پو بھی پر سوتیلی پو بھی پر سگی پو بھی پر دادی پو بھی پر سوتیلی پو بھی کذا لایب من فتح اعتدیر ہم اس ترتیب مذکور کی وجہ یہ ہو کہ لایب  
 پرورش کی اصل مستفاد ہو مائی جانب سے لہذا اور باپ حضانت قریب کے مقدم ہو باپ کی قریب پر کذا فی الاغتیار حسن ابو داؤد و میں عبد اللہ بن عمر  
 سے روایت ہو کہ ایک عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بیٹا ہے مگر طرف تھا اور میری چھاتی اسکو دودھ کی مشک تھی اور  
 میری گود ہکا گوارہ اور جو لاشا اور اسکے باپ نے ہمکو طلاق دی جو اور چاہتا ہو کہ اس لاشے کو مجھے چھین لے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کہ اسکو رکھنے میں تو حق جو جب تک کہ نود و سوا نکاح نہ کرے اور اختیار شرح مختار میں سعید بن مسیب مروی ہو کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ ام حاتم  
 کو طلاق دی اور لہ کو لینا چاہا تو وہ زمین جگر طہر مقدمہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جرم ہو اصدیق اکبر نے فرمایا کہ اسکو عمر کی رال لاشے  
 کیو اسطرح بہتر نہ کرے شہد پر لاشہ عورت کو دیا پرورش کیو اسطرح او ماصل اس روایت کی وہم لایب کی مرطا اور بیعتی اور مصنف ابن ابی شیبہ نے





مشتتہ کی یہ تقدیر ہے فقہ ابو الیث کی اور اسی پر فتویٰ ہے اور گیارہ برس کی لڑکی مشتتہ جو باطلاق ملاکذانی ازلیس مایانانی کے پاس تو بزوج نمک  
 رکھنے کا حکم ہوا اور اوکو سوا خالہ یا عمہ کے پاس تو برس تک حکم ہوا نہ بلوغ تک اسو اسکو کہ تعلیم آداب نسائی جیسے سینے پانچیکے بدون خدمت یعنی کی نہیں  
 ہو سکتی اور مایانانی یا دادی کے سوا خالہ یا عمہ اوکی طرح خدمت نہیں کی سکتی و عن محمد بن ابی الحکم فی الامم والجدل انکذا لک وہ یفوق اکثر  
 الفساد ذیلی اور امام محمد سے ایک روایت خلاف ظاہر روایت یہ ہے کہ ماورانی میں بھی یہی حکم ہے یعنی ماورانی کے پاس ہی سفیرہ تو برس سے  
 زیادہ رہے اور اسی روایت پر فتویٰ ہے بسبب کثرت فساد زمانہ کے کذا فی الزلیعی اور نقایہ اور غلامہ اور غیث المغنی اور بحر الرائق میں بھی  
 اسی روایت پر فتویٰ معترم ہے ثنائی میں کہا کہ ایک روایت ابی یوسف سے بھی ثابت ہے موافق محمد کے کذا فی حاشیۃ الدرر فی ہم سفیرہ کو بعد تو برس کے اس کے  
 پاس نہ رکھنا ظاہر اس صورت میں ہے جب کہ باپ نے اسکو طلاق دی ہو اور وہ کہیں جبری رہتی ہو اور اگر مطلقہ نہ ہو اور سفیرہ کے باپ کے پاس رہتی ہو  
 تو اس سے جدا کر نیکی کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی واللہ اعلم وافاد انہ لا تسقط الحضانیۃ بتزوج جہا مادامت لا تقصر للرجال الا فی دوا  
 عن الثانی اذا کان کیمتاً لیس بکافی القنیۃ اور مصنف کے اس قول سے کہ حضانت سفیرہ کی تا مدتہا ہے یہ فائدہ معلوم ہوا کہ حق حضانت  
 کا ساقط نہیں سفیرہ کے نکاح سے جب تک سفیرہ مرد کے پاس قائم رہے نہ کہ ایک روایت میں ابو یوسف سے یوں کہ جب سفیرہ لائق ہو نہت زوج  
 ہو اور زوج اس کے رکھنے سے راضی ہو تو حق حضانت ساقط ہو اگر وہ سفیرہ مشتتہ نہ کہ کذا فی القنیۃ ہو نہت سے یہ مراد ہو کہ زوج کا تنہائی میں سفیرہ  
 سے بھی لگتا ہو مطلقاً و محشی نے کہا کہ میری روایت ابی یوسف کی ضعیف ہے کہ مذہب معتبر کے مخالف ہے یعنی تو برس تک کی طرح حق حضانت ساقط نہ کہ کذا فی  
 حاشیۃ الدرر فی الظہیرۃ امراۃ قالت هذا ابتک منین وقد ماتت انا فاحلینی نفقتہ فقال صدقت لک انا لم عت وھی  
 فی منزلہ واداد اخذ الصبی عنہ حتی یعلم القاضی انا وخصم فباخذ لانی اقر بانہا جلد و حاضنتہ ثم ادعی احقیۃ حاد  
 وذا محتفل فان اخصم لا یب امرأۃ وقال هذه ابتک و هذا ابی منها وقالت الحدیث لا ما هذه ابنتی قد ماتت ابنتی ام هذا فافعل  
 لیس جلد والمرأۃ التي معہ ویدفع الصبی الیہما لان الفرائس لہما فیکون الولد لہما واما درخیرہ میں ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد سے کہا  
 کہ یہ تیرا بیٹا ہے میری بیٹی سے اور میری بیٹی مر گئی ہے تو مجھ کو اس لڑکے کا بیچ دیو اسو اسکو کہ بعد اسکے نانی پرورش کی تاکہ ہی سو مردے لگتا کہ تو بھی میری بیٹی  
 بیٹا ہو لیکن ماسکی نہیں مر گئی اور وہ میرے گھر میں ہے اور ارادہ کیا اس سے کہ لڑکی کو تو سننے کیا جاوے گا یہاں تک کہ قاضی اسکی ما کو جانے اور لڑکے  
 کی قاضی کے پاس حاضر ہو پر لڑکے کو لیا ہو اسو اسے مرد کو لڑکا نہ دیا جاوے گا کہ مرد نے اس عورت کی نانی اور عاضہ ہونیکا اقرار کیا پر دعویٰ کیا حقیقت  
 غیر کو یعنی نانی اور مادہ کو تو حق پرورش ثابت ہو لیکن بیٹے کی نانی سے ما اخص ہے پرورش میں اور یہ دعویٰ حق ہو نیکا محتمل ہے صدق اور کذب کا سو اگیا  
 نے حاضر کیا ایک عورت کو اور بیٹی عورت یعنی نانی سے کہا کہ یہ تیری بیٹی ہے اور یہ میرا بیٹا ہے اسکے بیٹے سو اور نانی سے کہا یہ میری بیٹی نہیں اور میری بیٹی  
 اس لڑکے کی ما تو مر گئی ہے تو اس صورت میں قول مرد کا اور اس عورت کا جو اس مرد کے ساتھ ہے معتبر ہوگا اور لڑکے میں دونو کو دلا یا جاوے گا اس  
 واسطے کہ فراس دونو ثابت ہو تو ظاہر یہ لڑکا انہیں دونو کا ہو کہ حیلین بینہما ولدا فاکفی الزوج انہ ابنتہ لامتنہا بل من غیرہا  
 عکست فقالت هو ابی لامتنہ محکم بكونہ ابنا لہما قلنا جنانہ زوج اور زوجہ کے پاس ایک لڑکا ہے پر دعویٰ کیا زوج نے کہ یہ لڑکا  
 میرا بیٹا ہے اس زوجہ سے بلکہ اور عورت سو اور اسکے بالعکس دعویٰ کیا عورت سو اس سے یوں کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مرد نے اس سے اور دونوں  
 کو اکیسکے پاس نہیں تو حکم کیا جاوے گا کہ یہ لڑکا دونو کا بیٹا ہے اوسے دلیل سے جو ہم نے بیان کی یعنی بسبب ثبوت فراس یعنی حقت زوجین کے ظاہر حال  
 یہ ہے کہ دونو کا بیٹا ہو لکن الو قال الحدیث هذا ابتک منین ابنتہ فاعقل بل من غیرہا فاعقل لہ ویأخذ الصبی منها ولدا الو  
 اخصم امرأۃ وقال ابی من هذا لا من ببتک وکذا ببتک الحدیث وصدقہ المرأۃ فالابن لہ لانی بہ لانی لما قال هذا ابی من هذا  
 المرأۃ تو فقد انکر کو حکم لہ فکون منکر الحدیث حضانتہا و اقر ببتک انتہی ملخصاً اور سپرچ اگر کہانانی نے ایک مرد کو یہ لڑکا



تیرا بیٹا میری بیٹی سے جو رگنی سو مردنے کہا کہ میرا بیٹا تیری بیٹی سے نہیں بلکہ اور عورت سے ہے تو قول مرد ہی کا معتبر ہوگا اور لیگا سیر کو اس عورت سے  
اور اس طرح اگر مرد نے حاضر کیا ایک عورت کو اور کہا کہ میرا بیٹا اس عورت سے ہے تیری بیٹی سے اور گھنڈہ کی نانی نے مرد کی اور اس عورت نے مرد کی بیٹی  
کی تو اب یہی سزا اور ترے صغیر کا اسوہ سلو کہ جب مرد نے کہا کہ میرا بیٹا اس عورت سے ہے تیری بیٹی سے تو اس نے نانی مزیکا نکال کر کیا تو اس کے حق ضمانت  
کو بھی منکر ہوا اور وہ عورت جو آپ کو نانی بتاتی ہے مرد کے حق کا اقرار کر چکی اور سکا بیٹا نکلا آخر ہو گیا بیان تک قول طہیرہ کا خلاصہ ہو کر لا خیار لکولل عند  
مطلقاً ذکر اور انہی خلاف الشافعی قلت و هذا قبل البلوغ اما بعد فی تخیر بیان ابوہ وان اراد الا نفرا دلہ ذلک مؤید زادہ مکتوبہ  
للنسیۃ اور نہیں ہے اختیار صغیر کو ہمارے نزدیک مطلقاً رکاوٹ رکھی بخلاف امام شافعی کے کہ او کو نزدیک بعد ايام ضمانت کے صغیر کو نہت یا ہو جائے  
کے پاس ہے چاہے باپ کے پاس ہے شایع کہتا ہے کہ میرے ہم اختیار صغیر کا سب سے نزدیک قبل بلوغ کے ہوا اور بعد بلوغ کے تو اس کو اختیار ہو یا باپ کے پاس  
رہے میں اور اگر بعد بلوغ کے تنہا رہے تو اس کا ارادہ کرے تو بھی اس کو جائز ہو جتنا سچ اس کو مؤید زادہ نے ذکر کیا ہے منیہ کی طرف منسوب کر کے تنہا رہنا  
مشروط ہے اس کے رشید ہونے پر اور اگر اس کی تنہائی میں خوف ہر فساد کا تو باپ ہی کے پاس رہ کر کذا فی ابوہ کہ ہم امام شافعی کی دلیل ترمذی  
کی حدیث ہو کہ ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا زوج میری بیٹی کو لے جاتا ہے اور مال لے لیتا تو میں سے پانی بہا  
ہے میری دھڑلے اور میری خدمت کرتا ہے تو حضرت نے رکے سے فرمایا کہ بیٹیرا باپ ہوا اور میری بیٹی باپ کو تو مانگے پکڑے جس کا تو چاہے تو اس نے ماکا ہنہ  
پکڑ لیا سو وہی اس کو لیکھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکاوٹ کا مختار ہو ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ قرینہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ رکاوٹ کا بالغ ہو گیا تنہا  
اسو سلو کہ کنوین سے پانی بہتا نہ دلیل ہے بلوغ کی اور نایا بالغ کو ہمارے نزدیک اسو سلو اختیار نہیں کہ رکاوٹ کا قسم دین کا رہنا اختیار کر گیا جان  
کیلئے اور پہلے سے کوئی مانع نہ ہوگا اور البتہ صحیح روایت سنو اب ہوا کہ صحابہ کرام رکاوٹ کو اختیار نہیں دیتے تھے کذا فی المدایہ و حاشیہ لکھنے  
و افادہ بقولہ بلغت الحائضۃ ثم یسقط اللیسۃ ان یدکر اتمھا الا بالی فی نفسہ الا اذا دخلت فی السیۃ واجتمع لھا اربعۃ فتنسکون  
حیث اُخبرت حیث لا یخوف حکیمہ اور مکمل بلوغ کو مضعف نہیں ہے اس قول میں بیان کیا کہ سچی رکاوٹ کی عورتوں کی حد یہ یعنی بالغ ہوئی تو اگر وہ کنواری  
ہے تو اس کو باپ یا سب سے اسو سلو کہ اس کو فاسق مردوں کے مکروہ و فحش کی خبر نہیں مگر جبکہ کنواری کی زیادہ عمر ہو جائے اور عقل کامل ہو چکے  
تو یہ جو جان اس کا سچی چاہے اسو سلو کہ اس پر اب خوف باقی نہیں رہا اور قول فی السیۃ مراد یہ ہے کہ کثرت اور بڑی عمر ہو جائے کہ فی حاشیہ المدایہ  
تا قلا من الوجیز و کفایۃ المتوفی وان یتیم لا یضمتھا الا اذا لم تکن مأمونۃ علی نفسہا فلا یلای الی ولایۃ القہر ولا یتیمہا کا ولا یتیمہ  
بحر من الطہریۃ اور اگر رکاوٹ شیبہ ہو یعنی ایک بار اس کا نکاح ہو چکا ہو تو باپ کو ولایت اس کو پاس رکھنے کی نہیں مگر جبکہ شیبہ کی ذات بر اطمینان ہو یعنی  
خوف ہر فساد کا تو باپ اور داد کو انجو پاس رکھنے کی ولایت اور قدرت ہو نہ اور اولیا کو جس کا کہ باپ داد کو ہتہ امین پاس رکھنے کی ولایت تھی دیے  
ہی خوف فساد میں بھی ولایت ہو کہ نانی البہر الرائق تا قلا من الطہرۃ والغلام اذا عقل واستغنی یرایہ لیس لا یضمتھا الی نفسہ الا اذا  
لم یکن مأموناً علی نفسہ فلہ ضمہ لاد فتم فتنوا و حایر و تادیبہ اذا وقع منه شیء ولا نفقۃ حکیمہ الا ان یتبرع بحی و اور رکاوٹ جب  
خاقل ہو اور ہوا ہو یا ہو یا ہو جائے کہ دوسرے کا محتار ہو نہ ہو سکا نیک تو باپ کو اس پر ولایت نہیں انجو پاس رکھنے کی مگر جبکہ اس پر اطمینان اور ہمتا نہ ہو یعنی  
اور وہ بصورت ہوا فاسق مرد تو اس وقت میں باپ کو اختیار ہے اس کو اپنے پاس رکھ کر اسو سلو دفع فتنہ اور دفع عار و ذلک کے اور باپ کو ولد بالغ  
کی تادیب کا اختیار ہے اگر اس سے کوئی فعل بد واقع ہوا اور باپ برادر کا منقہ و جب نہیں اگر بالغ کسب عاجز ہو مگر بطریق احسان کے کذا فی  
حاشیہ بحر الرائق و حاشیہ المدنی والبیہ بمنزلة الاب فی حقہ ما ذکر اور داد باپ کی برابر ہو اس میں جو نہ کر ہو چکا وان لم یکن لھا اب ولا  
ولکن لھا ام فھذا من مفسدان ان کان مفسدا لا یحکم من ذلک و کذا لک فی کل خصیۃ ذی حق و حقہ منہا اور اگر اپنے  
کا باپ اور داد انہا اور اس کا سبائی یا چچا ہو تو اس کو اختیار ہے بالغ کے پاس رکھنے کا بشرطیکہ سبائی یا چچا مفسد نہ ہو و مفسق فاسق ہو مفسد

بالغہ اسوہ سلوک کہ جب فساد مال کا خوف ہو تو کسی امین کے پاس امانت رکھنا کفایت کرتا ہے اور اگر مال کی بچاؤ فاسق ہو تو اسکو بالغہ کے پاس کا اختیار نہ کرنا اور  
 اس طرح حکم ہے ہر عصبہ میں جو بالغہ کا قربت دار محرم ہے یعنی صالح کو پاس رکھنا اختیار ہو اور فاسق کو نہیں کذا فی ما مشیہ الہدی فان لم یکن کما  
 ابی ولا بد ولا خیر صامین العصبہ او کان لها عصبہ مفسد فالنظر فیہا الی الحاکم فان کان ما مر من خلافها تنفیذ بالکفر  
 ولا وجہہا عند امرائہ امینہ قادری علی الحفظ لا فرق فی ذلک بین یکر و یتیب لانه جعلنا فی المسلمین ذکر العینہ وغیرہ  
 پر اگر بالغہ کا باپ اور دادا نہ ہو اور نہ اؤ کو سو کوئی اور عصبہ ہو یا عصبہ فاسق ہو تو اس میں عاکم کو فکر کرنا جائز ہو سو اگر بالغہ پر خوف فساد کا ہو تو عاکم  
 اسکو جو جسے جان چاہے تنہا ہو اور اگر خوف فساد ہو تو عاکم اسکو کسی امانت دار عورت کے پاس رکھے جو قادر ہو اسکی حفاظت پر کفایت  
 نہیں آسین یا کہ اور غیب میں عاکم کو اسوہ سلوک اختیار ہو کہ وہ اسوہ سلوک مقرر ہو اسکو کہ مسلمانوں کو دیکھتا رہے تاکہ مفاسد سے بچاؤ ہو ذکرہ العینی فی شرح  
 الکفر وغیرہ کا لزیمی و اذا بلغ الذکر وحل الکسب بذقہ حلالا علی العمل لیکتبوا او یخرجوا وینفق علیہم من کسبہم و لا یجوز  
 لوالد ولوالہب منہ ان یدفع کسبہ بن الی امین کا فی سائر الاموال موید زادہ معنی بالخلاصۃ اور جب کہ ہمیں ذکر کسب  
 حد کو یعنی کسب کار کے لائق ہوں قبل بلوغ کے کذا فی الطحاوی تو باپ اسکو کام کیوئے سپرد کرے تاکہ وہ کسب مال سے یا کرین یا اون سے نوکری اور  
 مزدوری کر اوی اور انکی اجرت سوا دیگر خرچہ کرے بھلاں ذکر یوں کہ کہ اسکا خرچہ باپ پر وجہ ہے نکاح کر دینا تک اگر یہ وہ قادر ہوں نوکری اور  
 مزدوری پر اور اگر باپ فضول خرچ ہو کہ جو اس کے پیدا کرتے ہوں اسکو سیوہ خرچہ کرنا تا ہو تو کسب رشکے کا امین کے پاس سپرد کیا جاوے چنانچہ  
 املاک صغیر کے امین کے پاس سپرد میں گے اگر باپ فضول خرچ ہوگا چنانچہ اسکی تصریح کی ہو مؤد زادہ نے خلاصہ کی طرف منسوب کر کے لیس للمطلقۃ  
 بائنا بعد علیہا الخ من بلوغ الی اخری بدینہما تفاوت فلو لم یکن بدینہما تفاوت بحیث ان یمکن ان یتصور  
 خیر جیم فی ہما لہم متمم مطلقا لانه کلا ینتقل من محل الی اخری شفعہ ما بن نہیں مطلقہ بائنا کو بعد مدت کے لیجانا رشکے کا ایک  
 شہر سے دوسرے شہر کو جبکہ درمیان میں زیادہ تفاوت ہو بہر اگر دو شہر نہیں زیادہ تفاوت نہ ہو اس طرح پر کہ ممکن ہو باپ کو اپنی رشکے کا دیکھنا بہر  
 اوسیدن اینو شہر میں بہر آنا تو یہاں سے ہو رشکے کا نہ جاوے مطلقا خواہ دوسرے شہر عورت کا وطن ہو یا نہ ہو اسوہ سلوک کہ جب دو شہر نہیں اتنی فشت  
 قریب ہوئی کہ ایک زمین جانا اور آنا مقصود ہے تو اس شہر میں جانا ایسا جیسے شہر کے ایک محلہ سے دوسرے محلہ کی طرف نقل مکان کیا کذا فی  
 الا اذا انتقلت من القرۃ الی المصر او فی حکسہ الخضر الولد یقلد باخلاق اهل السواد الا اذا کان ما انتقلت الیہ واما  
 وقد نکحہا ثوائی عقد علیہا فی وطنہا ولو قریۃ فی الاصل الا اذا لیس الا ان یكونا مستأمنین در صورت تفاوت دو شہر و ان  
 مطلقہ کو لیجانا ولد کا جائز نہیں مگر اس صورت میں جائز ہو کہ مطلقہ کا خون سے شہر کی طرف جاوے اسوہ سلوک کہ شہر میں صغیر کو شہر اور بلیقہ  
 حاصل ہوگا اور بالعکس کے یعنی شہر سے گاؤں میں لیجانا درست نہیں بسبب فر صغیر کے اسوہ سلوک کہ گنوار دن کی صحبت صغیر کی خوبی ہو جاوے گی  
 مگر اس صورت میں شہر سے دوسری بستی میں بھی لیجانا درست ہو جبکہ وہ بستی جیسے مطلقہ گئی ہو وطن ہے اسکا اور حالانکہ وہیں زوجہ نے  
 اسکا عقد نکاح کیا تھا اگر یہ وہ بستی گاؤں ہو یا بر تول اصح کے گریہ کہ وطن مطلقہ کا دار الحوب ہو تو وہاں صغیر کا لیجانا درست نہیں مگر یہ کہ  
 زوجہ اور زوجہ دونوں فرستائیں ہوں تو مطلقہ کو صغیر کا لیجانا دار الحوب میں ہی جائز ہے و هذا الحکم فی الام المطلقۃ فقط اما غیرہا  
 کذا فی الام ولان اخیقت فلا تقل حل نقلہ لعدم العقد بدینہما الا باذنیہ کا یجمع لاتب من اخر ابعیہ من بلوغہ بلا رضاع  
 ما یقتضی حضانتہا اور یہ حکم یعنی صغیر کا دوسری بستی میں لیجانا فقط مطلقہ کے حق میں ہے اور اسکو جیسے مانی اور وادی اور ام ولد جو اس  
 پر ہی ہو سو قادر نہیں صغیر کے لیجانا پر اسوہ سلوک کہ دو نو میں عقد نکاح نہیں مگر باپ کی اجازت سے لیجانا درست ہے چنانچہ باپ ہی منع کیا جاوے گا اگر اج  
 صغیر کے ایک شہر سے دوسرے شہر کے جس تک صغیر کی پرورش میں ہو مطلق و لد کا منہا لذلک وجہا سبب اولہ ان یتسلا

ایمان کیونکہ حق اہم کافی السراجیہ و مکیہ المصنفتہ فی شرحہ بما اذ المرکب کہ من یقتل الحیۃ لیکہ بعدہا و هو خارجہ اگر طلاق  
دیوے دے زوج نے اپنا نکاح کیا مطلقہ سے بسبب نکاح کر لینے مطلقہ کے توجہ سے باپ کو سفر میں ساتھ لیجانا صغیر کا بیان کہ کہ عود کر دے حق اسکی باپ کا یعنی جب  
صغیر کی کو زوجہ اننی طلاق سے تو اب سفر میں صغیر کا رکنا جائز نہیں بلکہ اس کے پاس بچا جانا چاہئے کہ مانع حضانت کا زائل ہو گیا حق حضانت نے عود کیا  
کذا فی السراجیہ اور مصنف نے اپنی شرح میں جو از سفر کو مقید کیا ہو اس شرط سے کہ جب بعد اس کے حق حضانت نے شیعہ انتقال کیا ہو اور یہ تفسیر ظاہر ہے  
مقام تردد اس میں نہیں یعنی اس کے نکاح کر لینے کے بعد اگر اننی صغیر کی نہ ہوگی تو البتہ باپ کو سفر میں لیجانا صغیر کا درست ہوگا اور اگر اننی موجود ہوگی تو سفر میں  
لیجانا نہ جائز ہوگا اس واسطے کہ بعد اس کے حق پر دس گمانی کو ثابت ہویم شر بلا لید میں بران سودہ رویت منقول ہو جو سراجیہ کے مخالف ہے کہ باپ کو صغیر کا  
لیجانا محل اقامت سے قبل استغناء صغیر کے جائز نہیں اگرچہ اس کے حضانت نہ ہو بلکہ سبب احوال عود حضانت کے زائل ہو جانے مانع سے کذا فی حاشیہ ایضاً  
وفی الحاشیہ لہ اسخا صہ الی مکان یمکنہا ان تبصر لہا کل یوم کافی جانہا فلیہ نظر اور عادی میں ہے کہ بعد نکاح کر لینے اس کے باپ کو صغیر  
کا لیجانا ہر شہر کے اس مکان تک درست ہو کہ ممکن ہو کہ وہ دیکھ آنا پوزدہ کا ہر روز چنانچہ ایک شہر کے دو سے کئی عادی میں لیجانا بھی اسی شرط کے مشروط  
ہے یعنی ہر روز دیکھ آنا ممکن ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہئے قلت وفی الذیۃ اجبۃ اذ اسقطت حضانتہ الام و اخذت الاب لہ فی خبر علی ان یومئذ  
لہا بل ہی اذا ادا دت ان تملک لا تملک من ذلک و افقی شیخنا الی مالک ان یسافر بہ بعد تمام حضانتہا و بان غیرہ لا یصل العصبۃ  
کا لایب و عنہا لہ لاصف و التا تار خانہ شارح کتا ہو اور سراجیہ میں ہے کہ جب ساقط ہو حق حضانت مامی اور لیلیا صغیر کو باپ کے توجہ سے  
نہیں باپ پر کہ یہ ہمارے صغیر کو اس کے پاس بلکہ واجب صغیر کے دیکھنا کا اور وہ کہ تو رد کی کجاوگی اور نہ تو دیا ہو ہمارے استاد غیر الدین رضی نے  
اسکا کہ بعد تمام ہونے ایام حضانت باپ صغیر کو سفر میں لیجاوے اور ہکا فتویٰ ہی دیا ہے کہ صغیر کے عصبیت برابر باپ کے میں صغیر کو لینے پاس کہنہ میں  
نہ صغیر کو عصبیت غیر محرم جسے چاہا کیا نہیں رکھ سکتا کذا فی التلخیص و التا تار خانہ شرح سلسلہ فقہ شارح کا خیمہ بالولید تطلقہا فظاہر البتہ  
بر ذلک ان اسخا صہ باذنیہا لیکن مہر مہر و ان بغیرہ اذ فیہا لہ کما لو شہر بہ مہر امہ شہر ہا تہ طلقہا فاعلیہ مہر مہر ہر ارا لہ فی  
ظہیر اور منتفی سے منقول ہے کہ مرد نے عورت کو نکاح کیا بصرہ میں پہرہ لاکا جنی پر صغیر کو مرد کو فہم لیگیا پر عورت کو طلاق دی پر مطالبہ کیا عورت  
نے صغیر کے پہرہ دیا تو اگر مرد صغیر کو عورت کی اجازت سے کو فہم لیگیا ہو تو اسکو بصرہ میں عورت کے پاس بچا دینا لازم نہیں بلکہ عورت سے  
کہا جاوے گا کہ اگر تو چاہی تو وہاں جا کر لے آ اور اگر لے اجازت اسکی لیگیا تھا تو صغیر کو بچا دینا اس کے پاس لازم ہوگا باپ پر چنانچہ اگر صغیر کو ساتھ  
اسکی اس کے لیگیا تھا پہرہ کو فہم سے بصرہ روانہ کر دیا پہرہ اسکو طلاق دی تو مرد پر لازم ہے بچا دینا صغیر کا اس کے پاس کذا فی حاشیہ الدینی یا جب  
النفاق فی لہ ما یفقهہ الانسان علی عیالہ یہ باب ہے نفقہ کے احکام میں نفقہ لغت عرب میں ہر کو کسوت میں جسکو خرچ کرے آدمی اپنا اول  
عیال پر و شرعاً ہی الطعام و الکسوة و المسکنۃ اور شرع میں نفقہ عبارت ہے طعام و لباس اور مکان سکونت سو یہ معنی شرعی محمد سو منقول  
ہے کذا فی مع الغفار اور یہ تفسیر نفقہ کی باعتبار استعمال فالکے ہو اور تفسیر عام نفقہ کی فتح القدر میں یوں ہے کہ اصطلاح شرعی میں نفقہ شئی کا عبارت  
اور شرح معین کہ نیسے جس کو شئی باقی رہی تو اس میں بھانم ملو کہ کا بھی نفقہ شامل ہو گیا و عنہا ہی الطعام و عورت میں نفقہ فقط طعام ہے کہ کسوت  
میں لہذا اگر کتب نفقہ میں نفقہ پر کسوت اور کسوت کو عطف کرتے ہیں اس واسطے کہ عطف متفقہی ہو منہایت کا ہم جو نفقہ کا قرآن اور حدیث ثبوت ہے  
حق تعالیٰ نے ایک آیت میں یوں ارشاد کیا کہ رزق اور کسوت زوجات کی ازواج پر ہے دستور کے موافق اور دوسری آیت میں فرمایا کہ مرد کو مرد کو  
جہان تم رہتو اور تیسری آیت میں ارشاد ہوا چاہو کہ مقدمہ والا اپنی مقدرہ خرچ کرے اور جیسے روزی تنگ ہو تو حقیقتہً خدا نے اسکو دیا ہے  
اور نہ صرف کرے حق تعالیٰ کسی جان پر مقدمہ سے دیا وہ کم نہیں فرماتا اور یہیم مسلم میں مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حجۃ الوداع میں خطبہ  
کے اندر یہ مضمون بھی فرمایا کہ زوجات کا تمہر رزق واجب ہے مرا فہم دستور کے اور یہی وجہ نفقات پر اجماع ہے مقتدر ہو گیا کہ ان فی فتح القدر و نفقہ

کتاب النکاح



و جب نہیں جبکہ زوج اور زوجہ دونوں نہایت صغیر ہوں جب نہ صغیر ہوں میں دو طرف سے مانع موجود ہو لیکن مانع صغیر کا بعد دوم ہے اور مانع صغیر کا تا نام ہو  
تو وجود قیام مانع کے جانب صغیر مستحق نفقہ کی ہوگی کذا فی منع الغارہ طلاق النہایم صنف کو مناسبت کہ بجا ہو دو کانت مسئلہ کے سر کا مسئلہ  
کا لا یعنی علی الحاکمین لہذا مترجم نے ترجمہ کو کما لکنا فقیرہ وغنیہ موطوءہ اولاً کان کان النہایم صغیراً او کانت دنفقہ او قنکارہ خواہ زوج  
محقق ہو یا نہ ہو خواہ نہ ہو اس طرح کہ زوج صغیر ہو یا زوجہ کی شرمگاہ بند ہو گوشت زائد یا ہڈی سے ہم اگر کوئی کے کہ جب زوجہ بیب یا دتی ہو یا  
گوشت زائد کے لائق جملہ کے ہو تو مانع عورت ہی کی طرف سے ہوا تو قیاس چاہتا ہو کہ اس کا نفقہ زوج پر واجب ہو اس کا جواب یہ ہے کہ مانع زوجہ کی طرف  
سے ثابت نہیں کہ زوج ایسی صورت میں تقبیل اور سلسل وغیرہ سے مستغنی ہو سکتا ہو اور نفقہ واجب ہوتا ہو احتباس یا منفعت سے مطلقاً بالخصم سے ہوتا ہو  
اور معتقہ او کبیر لا تو طوا و کذا صغیرہ فصل فی الخدمۃ الاول الاستنباط ان امسکنا فی بیدہ عندک الثانی واختار فی الفقہ  
خواہ زوجہ بیوہ ہو یا ایسی کبیرہ کہ ولی کے لائق نہ ہو اور یہ طریح اس زوجہ صغیرہ کا نفقہ واجب ہو لائق خدمت گذاری اور مرہست کو جو اگر زوج  
او مسکو اپنے گھر میں رکھے نزدیک ابو یوسف کے اور اسی قول کو پسند کیا ہو صاحب فقہ اور ایضاً نے کذا فی البہار الرائق ولو منعت نفسها  
للمرء خلجاً او لا و کذا مؤجل اخذ الثانی وحکیہ الفتاوی کا فی البہار والنہایم دار تضاہ عشتی الاستنباط لا لا مستحق نفقہ  
النفقہ تنفع زوجہا و جب اگر مرد اپنے ذات کو رد کا بر یعنی ولی پر قادر نہ ہو دیتی ہو اس طرح مرہست لینے کے اتفاق الختمہ خواہ مرد غلام  
ہو چکی ہو یا نہیں اگر مرد تمام مرہست ملے ہو تو یہی منع نفس سے نفقہ قاطع نہیں ہوتا نزدیک ابی یوسف کے اس طرح کہ جب زوج نے مرہست مل کر دیا کہ تہنیز  
مرہستی زوجہ کو یا عقل نیا تو اپنے حق استعمال کے سقوط سے راضی ہوا اور اسی قول ابو یوسف پر فتویٰ ہو چنانچہ بحر الرائق اور نہر الفائق میں جو اور  
ہشام کے محشی نے بھی اس کو پسند کیا ہو اس لیے کہ مرہست کیو اس طرح کہ مرد زوجہ کا حق واجب ہو تو باوجود کے ہی نفقہ کی مستحق ہوگی بقدر حاجت معاہدہ  
و مخاطب بقدر وسعہ الباقی فی فیہ لیس فیہ ولو موثراً دھم فقیرہ لا یکن ان یطعمہا حایاً کل بل یتدب نفقہ واجب ہر من طار  
نہ میں کے اور اسی پر فتویٰ ہو کذا فی الہدایہ تو اگر زوج اور زوجہ دونوں معتد و رد کہ میں تو نفقہ فراخی کے ساتھ واجب ہو اور اگر دونوں مفلس میں تو نفقہ کی  
لازم ہو اور اگر زوج کم مقتدر ہو اور زوجہ معتد و رالی جو تو زوج مخاطب ہے بقدر مقتدر کے دینو کا اور باقی نفقہ زوج پر دین ہوگا بوقت قدرت او سکوا  
کرے اور اگر زوج معتد و روالا ہو اور زوجہ محتاج ہو تو لازم نہیں زوج پر کہ کھلا دے اس کو جس سے آپ کھانا ہو بلکہ اپنا کھانا کھلا مانسحب ملامت  
یہ ہو کہ جب زوج اور زوجہ کا حال کیساں نہ ہو ایک صاحب فقہ درہم اور دوسرا مفلس تو دامن متوسط نفقہ واجب ہو یعنی مالدار اور تون سے کم اور محتاجون  
سے زیادہ کذا فی الدرر اور یہ قول مفتی بایعنی وجوب نفقہ برہایت حال نہ میں خصان کا قول ہے اور کخی نے کہا کہ وجوب نفقہ میں زوج کا حال مستحسن نہ ہوتا  
کا اور یہی ظاہر الروایت ہو اور یہی ہے امام شافعی کا ظاہر الروایت کی دلیل نص قرآنی جو کہ مقتدر و والا ہو مقتدر کے موافق خرچ کرے اور جس پر زنی نکاح  
وہ اسکے موافق ہو سے ہم ایہ میں قول مفتی ہو کیو اس طرح اس حدیث سے مستدل لال کیا ہو جو صحیح بخاری میں عائشہ صدیقہ سے مروی ہو کہ ہند بنت عتقہ نے کہا  
یا رسول اللہ ابو سفیان مرد بخیل ہے مجھ کو اس قدر نہیں دینا جو مجھ کو اور میرے والد کو کفایت کرے لیکن اگر اس کی ناپسندگی میں لیون تو مجھ کو کفایت کر سکتا  
ہے حضرت نے فرمایا کہ یسلیا کہ جو مجھ کو اور تیرے والد کو کفایت کرے موافق دستور کے یعنی متوسط نہ زیادہ نہ کم تو اس حدیث میں حضرت نے عورت کی حال کو بھی  
مستبرک کہا اور رعایت حال زوجہ میں نص قرآنی کے بھی موافق ہو کہ زوج محتاج بقدر اپنی طاقت کے دی اور باقی نفقہ جو زیادہ ہو اس کو مقتدر کہ وہ اس پر کفایت  
ہو گیا جب مقتدر ہوگا ب ادا کرے ولو ہی فی بیت ابیہا اذ الہا تطا لہا الرزق بالثقلۃ یعنی نفقہ زوجہ کا واجب ہو اگر مرد زوجہ اپنے باپ کے گھر میں ہو  
بشرطیکہ زوج نے مطالبہ نقل مکان کا کیا ہو اور سسرال میں محتاج ہو چا در ہوتا ہو اور اسی پر فتویٰ ہو کذا فی البہار الرائق اور اگر زوجہ بلاق زوجہ ہو  
اپنے گھر میں اور وہ نہ آئی ہو یا سسرال میں دونوں میں غلط نہ ہو تو نفقہ واجب نہ ہو گا جب تم تسلیم کے کذا اذا طلبتہا ولو کثیرہ او امتنعتم لایم  
اور من حقہ فی بیت النبی خان لہا کففقہ استخساناً لایقیا لہا مستحبین کذا لایم حقہ لہا کففقہ نقلت او فی مائۃ لایم حقہ لہا کففقہ



لہ والیقینہ لھا ولو انکرت انفاقہ فالقول لھا بيمينہا خیر اور اگر وہ میں خلاف پڑا مدت میں مثلاً عورت کہتی ہو کہ قاضی نے دو مہینے سے نفقہ  
 میں کر دیا ہو اور وہ کہتا ہو کہ ایک مہینے سے تو قول زوجہ ہی کا معتبر ہوگا اور اگر عورت کے مقبول ہونگے اور اگر عورت نفقہ نہ دیا ہو تو عورت ہی کا قول  
 معتبر ہوگا ساتھ اس کو قسم کہانی کے کہ ان فی الذخیرۃ وجوبت احدهما او طلاقھا ولو رجعیا كما فی الظہیریۃ والحائضۃ واحتیث فی البیض فاحذر من سئل  
 بالطلاق لکن احتیث المصنف فی جواهر الفتن والفتی عدم سقوطها بالرجع کیلّا یجحد الناس الذخیرۃ واستحسنہ فی حاشیۃ لاقتضا  
 وباب اول آفتہ شیخنا لکن عیہ الشرنبلالی شرحہ للوہابیۃ ما یجوز فی البیض من حکم السقوط ولو یأثنا قال وهو لا یجوز ما ذکر ابن  
 الشیخہ فتأمل عندہ الفتی سقط المفروض لا ینص صلاۃ اور سابقہ ہوتا ہے نفقہ مفروضہ زوج یا نہ ہو کہ موت سوا عورت کی طلاق سے اگر طلاق رجعی ہو کہ فی طبیق  
 وانما یتصور سوا سوا کہ نفقہ از قسم طلاق اور طلاق سے سابقہ ہو چنانچہ جبہ قبل القبض موت سوا سابقہ ہونا ہو اور اگر الراقین میں بذکر چہ دلائل عدم سقوط  
 نفقہ پر عتد کیا ہو طلاق میں رجعی ہو یا بائن لیکن مصنف نے اپنی شرح میں جو اہر القادی کے اس قول پر عتد کیا ہو کہ طلاق رجعی میں عدم سقوط نفقہ پر فتویٰ ہے تاکہ  
 لوگ اسکو حلیہ نہ ٹھہرائیں سقاط نفقات مفروضہ کا یعنی جب بہت نفقہ جمع ہو تو عورت کو طلاق رجعی دیکر رجعت کر لیں تاکہ اگر نفقہ دینا نہ پڑے کہ اس میں عورتوں کا  
 بڑا نقصان ہے اور اسی عدم سقوط کو طلاق رجعی میں اشتباہ کے محشی یعنی حموی نے پسند کیا ہو شارح کتاتہ ہمارے دوست اخیر الدین ربلی نے قول اول پر فتویٰ دیا ہو  
 یعنی مطلق طلاق کے سقوط نفقہ پر لیکن شرنبلالی نے شرح دیہانید میں اس قول کی تعلیم کی ہو جس کی بحث بقرار اثنین کی ہو یعنی عدم سقوط نفقہ کی اگر طلاق بائن ہو اور  
 کیا ہو کہ عدم سقوط بھی اصح ہو اور دیکھا ہو اسکو حکو ابن شہینہ نے ذکر کیا ہو واسطو ثبات سقوط کے شارح کتاتہ ہمارے متوال اور غور کیجئے اور مفتی اس سہل میں فتویٰ دیتے  
 وقت یعنی اگر وہ نفقہ مفروضہ میں ہو جس کے زوج نے طلاق دی ہو تو قاضی اور مفتی کو غور کرنا چاہیے سوا اگر معلوم ہو کہ نفقہ نہ دینے کی وجہ سے اس نے طلاق دی ہو تو وہ ہم  
 سقوط پر حکم کرے کہ فتویٰ ہو اور اگر عورت کی بڑی طلاق ہی تو سقوط نفقہ کا حکم فتویٰ ہو تو قاضی کے متوال یعنی کوئی اور طلاق بھی عتد کیا جائے کہ لا اذا استدانت باسم قاض فلا  
 تسقط بموجب او طلاق فی الصحیح لما مرّا لھا کا استدانتہ بنفسیہ وحبائش ابن الکمال لا اذا استدانت بعد فرض قاض ولو ملّا امر غیرہ  
 لکریحکہ بعد مفروضہ موت نے نفقہ کے عورت نے فرض لیا ہو نفقہ قاضی کی اجازت سے تو اب نہ سابقہ ہوگا موت یا طلاق سے قول صحیح میں کہ ان فی المھیط اسو سوا کہ  
 مذکور ہو چکا ہو کہ حکم قاضی فرض لینا عورت کا مانند فرض لینے زوج کے ہے بذاتہ خود تو جیسے زوج کا فرض لازم الادا ہو ویسی عورت کا کہ ان فی البیض اور عبارت ابن  
 کمال کی یوں ہو کہ موت اور طلاق سے نفقہ مفروضہ سابقہ ہوتا ہو کہ جب عورت نے نفقہ فرض لیا بعد فرض قاضی کے تو سابقہ نہیں ہوتا اگرچہ بدو حکم قاضی  
 فرض لیا ہو تو ہر کسی تحریر اور تنظیم کتب فقہ سے کہنا چاہیے کہ طلاق کے کمال کا متون اور شروع کے مخالف ہو تو لائق عتد اسکے نہیں کہ ان فی حاشیہ  
 الدنی ولا تدری النفقۃ والکسوف العجلاء بموتہ او طلاقہ عجلتھا الرجب او ابوالولقاء ثمة به یغنی اور تہ پیر دیا جاوے گا نفقہ اور لباس جو پیشگی  
 دیا گیا نہ موت سوا پرکتا ہو نہ طلاق سے نوح نے پیشگی دیا ہو یا اسکو باپے اگرچہ نفقہ اور لباس بعد موت اور طلاق کے موجود نہ ہو صرف میں نہ آیا ہو تو ہی  
 مسترد ہوگا اسی پر فتویٰ ہو کہ ان فی منع النفازا خلا من النمانیۃ والنفقۃ یبایع اللیقۃ ویسعی من ترک مکاتیب لو یحیی الماذون بالنکاح وبلانہ یطالک  
 بعد عتقہ فی نفقۃ من وجبہ المفروضۃ اذا اجتمع علیہ ما یجوز من اداۃ ولو یؤخر ذخیرۃ ولو یبیت المولی اپنی زوجہ کو نفقہ مفروضہ  
 میں بیجا جاوے گا خالص غلام جسکو اذن دیا ہو نے نکاح کا اور بدو اذن مولی کے اگر غلام نے نکاح کیا تو اس سے مطالبہ نفقہ کا بعد اسکی آزادی کے ہوگا  
 اور بدو اور مکتب جو عاجز نہیں ہو ابل کتابت سے محنت مزدوری کر گیا واسطو نفقہ زوجہ کے اور خالص غلام اس نفقہ کیو سوا بیجا جاوے گا جب کہ اس پر استدلال  
 نفقہ مجتمع ہو جاوے کہ وہ اسکے ادا کرے بیجا ہو ادا کیا ہو اسکو حرم من نفقہ نہ ہو کہ ان فی الذخیرۃ اگرچہ غلام کی زوجہ مالک کی بی بی ہو تو ہی اسکو واسطو بیجا جاوے گا  
 لا امیۃ ولا نفقۃ ولان وجبہ محررا بل نفقۃ حلّ اقلہ ولو مکاتیبہ لیسعیۃ للکرم در نہ وجب ہوگا نفقہ غلام پر اس زوجہ کا جو لونڈی  
 ہے غلام کے مولی کی اور نہ وجب ہوگا غلام پر نفقہ اسکو دلہا اگرچہ زوجہ اسکی حرم ہو کیونکہ نفقہ غلام کے دلہا کو دلہی کا وجب ہوگا اگرچہ اسکی مکاتیبہ  
 ہو اسو سوا کہ دلہا بی بی کا حرام و مکتب پر نہیں یعنی اگر حرم ہو تو دلہا کی حرم پر حرم ہے اور حرم پر حرم ہے اور اسکا نفقہ کیونکر حرم ہوا اسکی مکاتیبہ ہو





اسی طرح اور باقی سامان گھر کا جیسے چائیاں اور چار بلیاں اور خدہ اور فرش جیسے درمی شطرنجی اور وہ چیز جس سے عورت کو بکنی سفائی ہو اور پیل جو سٹیل جو  
 گنگی اور شیشاں جیسے گھاس سے بال مشا جو جاتے ہیں اور سے لکھلی یا صابون بطور عادت ہر ملک اور وہ چیز زوج پر واجب ہے جو عورت کی بغل گندگی  
 کو دور کر دے اور دھو دھو کے باکون کی جوتیاں واجب ہیں اور پھر بلیاں اسکا جوہرہ اور بکوالا حق میں جو قلمشہ مدنی میں باقی مضمون جوہرہ کا یوں منقول  
 ہے کہ لہذا اور زینت کی چیز جیسے خضاب اور سر سوزن و زنجیر و جب نہیں اور اسکا اختیار جو چاہی ہو چاہے جب وہ عورت استعمال کرے اور خوشبو  
 بھی زوج پر واجب نہیں مگر اسقدر بنا ہند کہ وہ در کمر نہ زیادہ اس سے اور طلاق جاری کی اجابت طیبہ اور نصدہ اور پھنکی زوج پر واجب نہیں اور اثا  
 بانی دینا واجب ہے جس سے عورت اپنی کپڑے دھوے اور اپنی بد تھامیل چھوڑ دے اور بکوالا حق کا باقی مضمون یہ ہے کہ زوج پر واجب ہیں لکڑیاں  
 جلا نیکی اور صابون اور تیل جو عام کپڑے اور باقی غسل اور وضو کا زوج پر واجب ہے مگر ان فی الطہیرۃ والواقعات اور یہ جو غلامہ میں جو کہ وہ عورت باقی زوج پر  
 فرض نہیں سو ضعیف رویت ہے و فیہ ائجہ القابلہ حل لمن استنابھا من زوجہ او نزع ولو جاءت بلا استیجار قبیلہ علی علیہا  
 اور بکوالا حق میں ہے کہ عورت دائمی جنائی کی اور سیر سے جسے اسکو بلایا مزدوری ٹھہر کر خواہ زوجہ نے یا زوجہ نے اور اگر دائی خود بلا درخواست کی  
 تو وہ دوزخ اور اسکی مزدوری محض ہے و تفرعن لھا الکسوف فی کل نصف حولی مرة ليجزى لھا الجعہ وحرًا وکبرًا اور فرض ہے عورت کو پوشاک دینا  
 ہر نصف سال میں ایک بار یعنی سال میں دو جوڑی کپڑی زوج پر فرض ہیں بسبب تہجد حاجت کے باعتبار گرمی اور سردی یعنی گرمی کی پوشاک جاپڑے  
 میں کام نہیں آسکتی اور نہ جاپڑی کی گرمی میں کام آتی ہے لہذا اسال بہرین دو بار پوشاک کی حاجت ہوتی ہے اور اگر قبل دن کے کپڑے عورت کی پہنے  
 تو اگر دسینے موافق عادت کے احتیاط سے پہنے اور پہر پہتے تو زوج پر اور پوشاک دینا واجب ہوگا اور اگر غلاف عادت کی احتیاط سے پہن رہی  
 تو زوج پر نئی پوشاک دینا واجب نہیں کہ ان فی العالمگیرۃ یا قلا عن الجورۃ والزوج اذ انفاق حلیکما بنفسیہ ولو بعد فرض القاضی خلاصہ  
 الا ان یظہر للقاضی عدم انفاقہ فیقرض ای یقدر لھا یطلبھا مع حضرتها ویأمرہا لعلیکما ان شکت مطلہ ولہ یکین صبا  
 ماثلہ لان لھا ان تأکل من طعامہ وتقتد ثوبا من کراسیہ بلا اذنیہ فان لم یعط حبسہ ولا تسقط عنه التفقہ خلاصہ  
 وغیرہا اور زوج کو جائز ہے نفقہ دینا عورت کو بذات خود یعنی اسکی فرد رایت کا خرید کر دینا کہ عورت کو باہر نکلی کی حاجت نہ پڑے اگر یہ خرید کر دینا بعد معین کر دینی  
 قاضی کے ہو کہ ان فی الخلاء صمد کریمہ کہ قاضی کو ظاہر ہو نہ نفقہ دینا زوج کا تو اگر قبل اسکے قاضی نے نفقہ نہ معین کر دیا ہو تو اب عورت کا نفقہ ٹھہرادی و بشرط اسکی ایک شرط  
 یہ کہ عورت کی درخواست میں معین کر دے اور خواہست دوسری شرط یہ کہ بوقت حاضر ہونے زوج کے معین کرے اسکو کہ غائب پر حکم جائز نہیں اور بعد معین کر دینی  
 کے اگر نہ دینا معلوم ہو تو قاضی حکم کرے تو بازوج عورت کو نفقہ دے اگر شکایت کرے عورت اسکے مانگو اور دیر لگا کر کی بشرطیکہ زوج سخی اور صاحب دستار خوان ہو  
 اور اگر زوج سخی اور صاحب دستار خوان ہو کہ بہت لوگ اسکی کشتہ بندی کے سبب اسکی دستار خوان پر کھائیں تو قاضی کو نفقہ دینا کہ اسپر حکم کرنا ناجائز ہو اسکو کہ  
 عورت کو اختیار ہو کہ اسکے کامنیں کھلے اور اسکو کہ وہ نہیں سہی کہ ایلیا کرے تو اسکی اجازت کہ اسکو اسکو کہ جو شخص بسبب اپنی جود اور سخاوت کو غیر دن کو  
 بلا وجہ کھلاتا اور رہتا ہو وہ عورت کو نفقہ واجب ہیں کیونکہ لکی کر گیا ہر اگر بعد نفقہ دینے قاضی کے اور بعد حکم انفاق کے زوج سرکشی سے نہ دے تو قاضی اسکو  
 قید کرے اور اس قید میں دسویسویس بھی ایام میں کافقہ زوج سہو نہ ساقط ہو گا کہ ان فی الخلاء صمد غیر ما قولہ فی کل شہر لک کل ملة تناسبہ کیوم للتحقیق  
 و سنۃ اللہ حقان اور مصنف کا یہ قول کہ قاضی برصیہ کافقہ معین کر دے اور اسکی یہ ہے جو کہ ہر شخص کرے پہلے رہ مدت ٹھہرادی جو سنا سبب اس شخص کے چنانچہ  
 پیشہ دیکھو اسکو ایک دن مدت ٹھہرادی اور زمیندار اور کشتکار کیسے سال ہر کی مدت ٹھہرادی اسکو اسکو کہ پیشہ دیکھو اسکو ایک دن مدت ٹھہرادی اور زمیندار اور کشتکار کیسے  
 مدت کر کے کا تو جن سو کھائیں تو قاضی یہیے دو گون پر حکم کرے کہ نفقہ منفرد ہو یا کرین اسکو اسکو کہ ان پیشہ در دن ایک مہینہ کا خرچ کیا کرے نہیں ہو گا  
 بخلاف زمیندار کیسے و ایسے کہ وہ سال ہر کا خرچ دیکھتا ہو اور اگر زوج سوداگر ہو یا ایسا نوکر ہو جسکو بعد معین کرے کہ خواہ ملحق ہو اسپر مہینہ ہر کا خرچ معین کرے  
 کہ ان فی نفع القدر وغیرہ تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کل شہر کا لفظ تفسیر لغائی ہے نہ اخر از می ولہ الذمہ کل یوم کا لھا الطلب کل یوم عند المساء لیس

الایاتی اور زوج کو اختیار ہو ہر روز کا نفقہ دینا جیسے عورت کو اختیار ہو ہر روز طلب کرنا یا شام کی وقت دے اگر وہ کا نفقہ نہ کرے بفرقت ہو اور پکا دے غلامہ بیٹا کہ بیٹے  
اور سال کی مدت نفقہ کیوں سہولت لازم نہیں کہ اس کا ترک جائز نہ ہو بلکہ بایر تخفیف زوجین کے ہوا اگر وہ راضی ہوں کہ ہر روز دیا لیا کریں تو ہم جائز ہو وگاہا اخذ  
کے بغیر نفقہ شہر کا کہ شوفا میں خیمہ عند الثاني وبہ نفقہ فقہ میں سائر الذیون علیہ وبہ یقینی بعضہم جو اہر القضاۃ من کفالة النیا  
الاول اور زوجہ کو جائز ہو مہینہ بہر کے نفقہ یا زیادہ کا ضامن لینا بوقت غائب ہو جائز زوج کے یعنی اگر زندہ ہو تو زوجہ کیوں جلا جاوے گا اور وہ زوجہ کیوں بیٹے یا سال  
کے نفقہ کا ضامن ہو گا تو ابی یوسف کے نزدیک یہ جائز ہو اور ہسی پر فتویٰ ہو کہ جو بچہ نکاحا بادی کو کافی تم قیود و عورت کی نفقہ پر باقی دیون کو قیاس کہ تو جس حدیث پر  
غائب ہو گیا خوف موت اور اس سے ضامن لیا جاوے اور ہسی پر بعض فقہائے فتویٰ دیا ہو چنانچہ جو اہر القضاۃ کی کتاب الکفالت پہلے باب میں یہ مذکور ہو فتح القدیر  
میں ہے کہ ابی یوسف کے نزدیک اگر عورت تمام عمر کے نفقہ کا یا ہر مہینہ کا یا بقایا نکاح کا ضامن طلب کرے تو صحیح ہے ولو کفل لہ کل شہر کذا البداء وقم علی لابی و  
کذا ولو یقل ابدًا عند الثالث وبہ یقینی بجز اور اگر کوئی کفیل ہو اور زوج کا یعنی ہر مہینے میں ہفتہ نقد یا اناج ہمیشہ دیا کرے یا زوجہ کو توبہ ضمانت دے تو بھی  
باتفاق ائمہ فقہ کے اور ہر طرح دائمی ضمانت ثابت ہوگی نزدیک ابی یوسف کو اگر ہمیشہ کا لفظ لکھا یعنی نقطہ اس قدر کہ کہ میں ہر مہینے میں تیار کر دے یا کہ نکاح نکاح کی طرف  
سے توبہ ہی دائمی ضمانت ہو اور ہسی پر فتویٰ ہو کہ ان فی البور اراق وفيہ علیہ کذا ین فی وجہ کمال التیقن یا قصدا لا یضاهل لیسقوط بہ الموت بخلاف  
سائر الذیون اور جو اراق میں ہو عورت نے طلب کیا قاضی سے کہ نفقہ معین کر دے اور زوج کا دین نہ ہو عورت پر تو نفقہ اور دین نہ ہو کا باہم ملکر مجاہد ہو گے  
بدون رضا مندی زوج کے یعنی اگر زوج کہیگا کہ نفقہ کو میرے دین میں سے حساب کر لو تو البتہ برابر ہو جائیگا اور بدون رضا مندی زوج کے نفقہ اس کو  
دین میں نہ مجاہد ہو گا اسو سہو کہ نفقہ دین ضعیف ہے کہ موت سے ساقط ہو جائے یا جو کھلاف اور باقی دیون کے کہ وہ موت سے ساقط نہیں ہوتے توبہ باہم حساب میں مجاہد  
ہو جائے میں خواہ دو نو شخص باہم مجاہدین یا دین کذا فی حاشیہ لہدی ناقلا عن البور وفيہ اجرت تدارک من ذی جہا وکما یستکثان فیہ لاجل  
حلیۃ اور جو اراق میں ہو کہ زوجہ نے لڑا دیا اپنا گھر زوج کو اور وہ دونوں اس میں سے میں تو کرایہ مرد پر نہ دے گا بلکہ بیگم شائع آجارہ فاسدہ کے زوج  
میں حاشیہ شہابہ سے نقل کیا ہے کہ فتویٰ اس روایت کی مخالف ہو یعنی زوج پر کرایہ اس صورت میں واجب چنانچہ دہان معلوم ہو گا ولو دخل جانی منزل کانت  
فیہ یا بجر فطوبت بہ بعد سنۃ فقال لہ اخبرک باق المنزل بالکراء علیک البجر فہو علیہا لاقھا العاقلۃ لا باز بہ اور اگر زوج نے  
دوطی کی زوجہ کی اس گھر میں بسیمہ بکرایہ رہتی تھی پھر عورت نے کرایہ کا مطالبہ ہوا بعد لکھنے زوج سے کہا کہ میں بکرو خرید کر چکیوں کے بیہکان کر ایہ کا جو اور  
کرایہ تیری زوجہ پر ہو تو زوج پر کرایہ لازم نہ ہو گا زندگی میں ہی پر لازم ہو گا اسو سہو کہ کرایہ ٹھہرنے والی ہو ہی نہ ہو زوج کذا فی الزاویہ و مضمونہ اھا لو سکتت بغیر  
اجارۃ فی ذق قفۃ او مالی تملیہ او معدی للاستغلال فالاجر علیہ فلیحفظ اور مضمون تعلیل عاقلہ ہر نکاح میں ہو کہ بدون اجارہ کے مکان وقف  
یا مکان مال نسیم میں یا اس مکان میں جو غلہ کہتی ہو سہو تیار ہو اور زندگی میں تو اس کا کرایہ زوج پر لازم ہو گا اسو سہو کہ عقد اجارہ نہ ہو چاہے نہیں کیا اور سکتی زوجہ  
زوج پر لازم ہو لہذا زوج کو اجرت دینا لازم ہو گا تو اس کو یاد رکھنا چاہیو و یقینا بقدر القلۃ والخصۃ لا نقدر بدراہم و دنا یدکافی للاختیار  
و عن آلا المصنف لشرح الجمع للمصنف اور قاضی شہرادی نفقہ زوجہ کا بقدر گرائی اور ازانی قطع کے اور نہ اندازہ کرے نفقہ کا درامہ اور دینار سے  
کذا فی الاختیار شرح المختار اور مصنف اپنی شیع میں اس عدم تقدیر کو اتن کی شیع جمع کی طرف منسوب کیا ہے لکن فی البحر عن الخیاط ثلث الخیاطۃ ان  
شاء القاضی فرضا اصابا فآؤ قومہا بالدرہم و یقینا بالدرہم لیکن جو اراق میں محیط ہر مجتہب سے سو سقول ہے کہ اگر قاضی چاہے  
نفقہ کو قسم قسم سے مثلاً گیسوں آؤ اور گوشت آنا اور کبھی اتنا اور دال اتنی خواہ ہر روز کی تقدیر کرے خواہ مہینے خواہ سال کی علی حسب المرتب یا قسم  
اکولات کی قیمت شہرادی درامہ سے ہر مجتہب کا اندازہ درامہ کی ہو اور زوج کو حکم کرے کہ ہر مہینے یا ہر سال اتنی درہم زوجہ کو دے کر وہ فیہ لکھتے  
علی نفسہا فہ ان یرفعہا للقاضی لیکل ما فرجن لہا حق فاحکم من اھل ال فاناہ یضہر کالہ ان یرفعہا للقاضی للیبس اللوز  
لان الزیۃ حقہ اور جو اراق میں ہو جب کہ قاضی نے زوجہ کا نفقہ معین کر دیا ہر اگر زوجہ اپنی ذات پر سے کرے اور جمع کرے کہ فی طبع سہو کہ کما ہر روز

طہ صوابہم  
ایک روز تیری لون  
ہو گا اور اندازہ  
کیا جاوے بعضی  
بہر حال



ہے جسے اس کی پوشاک نہ دیا اور اسے تنہا کلاہ لکن قد منافی المخرج من المخرج لوزن الیہ بلا حجاز یلحق به فله مطالبة الالب بالثقة  
 الا اذا سکت انتہی وحلیہ فلو زفت الیہ لا یجزم علیہ ما استغای به وفی فیما یلزم من کثرة المهر کثرة الجہار وعلیہ بعقلیہ ولا شک  
 ان المعروف کالتعویض فینبغی العمل بما سکتہ فی النہر شامہ کما یجزم علیہ من باب المهر من بحر الرائق سورہت متنی کہ اگر زوجه بچہ کی ماویہ  
 زوج کے پاس بدوین اور مقدر جس کے جو اس کو مناسب معلیٰ ہے تو زوج کو مطالبہ کرنا نقد الیٰ کا زوجہ کے بچہ پر تھا جو اگر اس صورت میں مطالبہ نہیں جب بدوین  
 چند مدت جب ہو تو اس قدر پر یعنی جب زوج کو نقد کا مطالبہ جائز ہو تو اگر چیز میں زوجہ کے ساتھ فروش اور طرفہ آئی تو زوج پر ادائیگی مستفیع ہونا اور  
 استعمال کرنا حرام ہوگا اسو اسطو کہ ہر عورت اور رواج میں یعنی مصر میں کثرت مہر التزام کرتے ہیں وہ طوطی یا دتی چیز کے اور طوطی ہر کا التزام کرتے ہیں وہ طوطی  
 قلت جنیر کے اور بلا شک جو چیز کہ مروج اور معروف ہو وہ مشروط کی برابر ہو تو لائق ہو عمل کر نیسکے جو مذکور ہو چکا یعنی عورت کے جنیر کا استعمال مرد پر حرام نہیں کذا  
 فی النہر الفائق ہم صاحب نہر کے کلام پر بحثیں زبست گفتگو کی جو اور ذکر کرنا اس کا تفصیل طوطی کلام کا موجب ہے علامہ بیہ کہ جہاں بالیقین اس کا رواج ہو کہ  
 مہر غریبی ہو یا وہ جنیر دیو کی ہو یا کچھ دیتو ہوں مثلاً مردان کا سودہ مرد ہو اور زوج نے دوسو درم دی سو مہر کے اور سو جنیر کے اور زوجہ کے بچہ کو مروج ہو  
 درم کے جنیر دیا تو البتہ زوج کو استعمال کرنا اسباب جنیر کا بدوین رضا مندی زوجہ کے بھی جائز ہے اور اگر باپ اس کا جنیر دی یا سودہ مرد سو کم دی تو البتہ اس صورت  
 میں زوج کو نقد مال کا بچہ سے مطالبہ ہوتا ہے اور اگر اسطو کہ معمول اور رواج نہ ہو تو جنیر کے اسباب کو انہی طرف میں لانا زوج کو جائز نہیں بدوین خوشی زوجہ کے  
 اسو اسطو کہ مالک جنیر کی زوجہ سے نہ زوج مان زوجہ کو البتہ انہی بچہ سے مطالبہ ہر کا اختیار ہے اگر وہ مہر لیا تو زوج کے کذا فی حاشیۃ الدنی و فیہ ص قضاۃ  
 البحر هل یقبل لقاؤی للنفقة حکم منہ قلت نعم لان طلب التقدير بشرطه دعویٰ لا تسقط بعضی المدققات و زبست الفائق اور بحر الرائق کی  
 کتاب القضاء منقول ہے کہ قاضی کا نفقہ مقرر کر دینا قاضی کے حکم میں داخل ہے یا نہیں میں کہتا ہوں کہ مان تقدیر قاضی کی حکم سے اسو اسطو کہ طلب کرنا تقدیر  
 نفقہ کا اس کی شرط کے موافق یعنی زوج کے حضور میں یہ دعویٰ ہو اور بعد دعویٰ کو مقرر کر دینا قاضی کا مسیگانہ حکم ہے جو جب یہ حکم موافق نفقہ ساقط نہ ہوگا  
 مدت گذرے یعنی اگر چند مدت زوج نہ لیا تو زوج کے ذمہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اس کو ایام گذشتہ کا نفقہ دینا لازم ہوگا ولو فرضت لہا کل نعم او کل شہ  
 هل یكون قضاء ما دام النکاح قلت نعم لا لما نعلم ولذا قالوا لا یبرأ قبل الفرض باطل و بعد لا یجوز ما مضی ومن شہر مستقبل  
 اور جب کہ تقدیر قاضی نفقہ معین ہو گیا عورت کو طوطی ہر دن کا یا ہر مہینے کا تو یہ حکم قضا بقای کا ہے تک ہو گا یا ایک ن یا ایک مہینہ تک میں کہتا ہوں کہ مان سبب  
 حکم بقای کا ہے زوجین میں جاری چلا جاوے گا اگر سبب مانع کے البتہ موقوف ہو جاوے گا چنانچہ نشو و نسو نفقہ ساقط ہو جاوے گا! وجود قائم رہو گا کہ  
 اور جو کہ تقدیر قاضی سے نفقہ دین ہو جائے لہذا فقہانے کہا ہے کہ اگر ان نفقہ سے قبل معین کر دینا قاضی کے یا قبل تر اضی طرفین کے باطل اسو اسطو کہ اگر نہیں  
 ہوتا مگر دین میں اور دین ہونا نفقہ کا بدوین حکم قاضی یا بدوین تر اضی طرفین کے نہیں ہوتا اور قاضی کے معین کئے یا تر اضی طرفین کے بعد ابرا کا نفقہ زمان  
 اضی اور ما مستقبل سے صحیح ہے اسو اسطو کہ ابرا بعد الوجوب کذا فی حاشیۃ الدنی ناقل عن البحر والنہر حتیٰ لو شرط فی العقد ان النفقة تجوز لیمن  
 خیر تقدیر و الکسوف کسوف الشیء والصفیق لولین فلہا بعد ذلک طلب التقدير فیہما بیان تک کہ اگر زوج نے نکاح میں یہ شرط کی کہ  
 نفقہ جہیزت ہو بلا تقدیر یعنی نہایت قلیل بقدر ضرورت اور اسطو کہ لباس میں شرط کی کہ ایک ہی لباس نکاح میں اور باڑ میں تو یہ شرط لازم نہ ہوگی تو صورت  
 نہایت ہو کہ بعد اس شرط کے بھی نفقہ اور لباس میں قاضی سے درخواست تقدیر کی کرے اسو اسطو کہ یہ شرط حکم قاضی نہیں اور اس میں شرط کی ہو  
 کہ مہر زوج نہیں ہوا اور یہ بحث ہو صاحب بحر کی روایت میں نہیں کذا فی حاشیۃ الدنی ولو حکم بموجب العقد بالکسوف لکسوف الشیء فلفظہ تقدیرھا  
 لعدم اللحاظ والحادیۃ اور اگر بموجب عقد مشروط کے حکم کیا قاضی یا کسی نے جو یہی شرط کو صحیح جانتا ہو تو قاضی مٹنی کو تقدیر نفقہ کی جائز ہے سبب  
 نہ پایا ہے دعویٰ اور عادت کے ہم صاحب بحر الرائق نے کہا کہ میں نے یہ مسئلہ مریم نہیں دیکھا لیکن فصول عمادی اور برازی کی کتاب القضاء میں یوں منقول  
 ہے کہ حکم قاضی کا اختلاف مذہب کو نہیں مٹا اگر اس شرط سے کہ قاضی نے حکم کیا ہو بعد دعویٰ صحیح کے عادت عمادی اور مدعا علیہ میں تو یہ مقتضی ہے کہ بعد حکم قاضی

مالکی کے بھی غرضی کو تقدیر جائز ہو اسو اسلو کہ یہ مسئلہ اس صورت میں مفروض ہے کہ قاضی مالکی کے روبرو عقد اور شرط واقع ہوئی اور قاضی نے اسکی تصدیق کر لی تو یہ حالت  
 خصوصیت اور دعویٰ پہلے نہیں واقع ہو کہ قاضی مالکی کا حکم نافذ ہو کر رافع اختلاف کا ہوتا کہ انی عارضیہ ہونے پر قاضی مالکی نے تصدیق کر لی اور اسکی تصدیق کے بعد  
 بعدہ ان کے حکم کو نافذ نہیں کیا۔ قال الشیخ قاسم فی من حیثات الاحکام لا وحلیہ فلا حکمہ الشافعی القوی فی القوی فلیس للحنفی الحکم بخلافہ فلیقتضی  
 لو اتفقا بکذا الفرض علی ان تاكل معه عن تبطل الفرض السابق لاجضاها بذلك باقی رہا یہ امر کہ اگر حکم کیا قاضی غرضی نے تقدیر نفقہ کا در اسم  
 یعنی طعام کی نقدی مقرر کر دی تو شافعی قاضی کو بعد کے ترمین کا حکم نہ یعنی قلیل بعد ضرورت کو نفقہ کا حکم نہ جائز نہ یا نہیں کہ شافعی قاسم نے موجب حکم  
 میں کہ جائز نہیں اور بنا براس عدم جواز کے اگر پہلے حکم کر چکا قاضی شافعی ترمین کا تو قاضی غرضی کو حکم نہ کرنا اس کے مخالف جائز نہیں اسو اسلو کہ جب حکم اول جامع  
 شرط رافع اختلاف کا ہو چکا تو اب حکم ثانی اسکو تو نہیں سکتا اسو اسلو کہ اگر دوسرا اور زوجہ دو بعد تقدیر نفقہ کے راضی ہو گئی کہ  
 زوجہ زوج کے ساتھ بعد ضرورت کو کہا دوسرے قوابل ہو جائیگی تقدیر سابق یعنی جو قاضی نے نفقہ مقرر کر دیا تھا اسو اسکا حکم موقوف ہو جائیگا اسو اسلو کہ  
 زوجہ اسی پر راضی ہو گئی وہ مثل مشہور بیان صادق آئی کہ جو رخصتم راضی ہو گیا کہ قاضی لیکن اگر بعد اسکو پہنچا راضی ہو گئی زوج کے ساتھ کہانیسے  
 تو نفقہ مفروض نہ ہو کر گیا اسو اسلو کہ حکم قاضی کا ادا نہ نکاح جاری ہو کہ انی عارضیہ الہی فی السرا حبیۃ قد کسو تھا در اسم و رضیت و نفقہ  
 حل لہا ان ترجمہ و تطلب کسوة و ما شاءا حجابا بعد اور سر اجنبیہ ہو کہ عورت کی پوشاک میں درم مقرر ہو گئے اور وہ راضی ہو گئی اور موافق اسو اسلو کہ قاضی  
 حکم بھی ہو گیا تو اب عورت کو اس سے پہنچا اور پوشاک میں کڑا مطلب نہ کرنا درست ہے یا نہیں جواب دیا کہ مان درست ہو قالوا ما یقی من النفقة فلیقتضی  
 و انفس بخلاف اسراحت و سرفہ و ہلاک و نفقہ غرضی کہ کسوة و الا اذا سخرت بالاستعمال المعتاد او استعملت معها انفس فیفرض حرام  
 اور نفقہ لگائے کہ جو کہ جتنا بچ رہیگا نفقہ مفروض نہ ہو کہ عورت کا ملوک ہو تو اسکو اور نفقہ قاضی دلا دیا یعنی مثلاً قاضی نے مثل درم ماہ رمضان کا نفقہ مقرر  
 کر دیا یا زوج نے اپنی غرضی مثل درم مہینہ مقرر کر دیا اور عورت نے باپچ درم میں رمضان کو بسر کر دیا یا پچ درم بچ رہی تو اسکی مالک عورت سو ماہ شوال میں  
 یہ درم باقی ماندہ جو انونگے بلکہ ماہ شوال میں اور وقت درم کا قاضی حکم کر گیا بخلاف نفقہ جو راضی اور ہلاکی اور نفقہ محرم اور لباس زوجہ کی لینے اگر  
 عورت نے نفقہ زوج کیا کہ مثلاً مہینہ ہر کے خراج کو دس دن میں ادا کیا نفقہ جو راضی ہو گیا یا اگر ہو گیا تو زوج بڑا اور نفقہ دینا لازم نہ ہو گا اور اگر اقرباء  
 محرم کا نفقہ بچ رہیگا تو مدت آئندہ میں جو ابوہریرہ کا دوسرے نفقہ دینا لازم نہ ہو گا اور یہ صریح اگر قاضی نے سال بھر کی پوشاک زوجہ کو دلا دی اور چار یا پچ مہینے  
 میں سب کچھ دے دیا تو قاضی زوج سے دوسری پوشاک نہ دلا دیا اگرچہ پوشاک پہن گئی ہو استعمال متساوی سے موافق عادت اور رواج کے باعتبار استعمال  
 ہوئی اور باوجود اسکے پارہ پارہ ہو گئی تو اس صورت میں دوسری پوشاک دلا دیا جائیگی یا عورت نے اس پوشاک کے ساتھ اپنی دوسری پوشاک بھی استعمال کی اور  
 دو نو پوشاکیں سال کے اندر ساتھی پارہ ہو گئیں تو اسکو دوسری پوشاک مقرر کیا جائیگی اسو اسلو کہ ان دونوں صورتوں میں جو قاضی کی غلطی یا سر  
 ہو گئی کہ اتنی پوشاک اتنی مدت میں عورت کیر اسلو کافی بنتی تو اب دوسری پوشاک لازم ہوئی کہ انی عارضیہ الہی و حجب لکھا دیا مملوک لکھا علی الظہر  
 مملوکا اما ولا شغل لہ خیر خد متبا بالفعول فلونہ لکن فی ملکھا اولو یجوز معھا لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا  
 سے ظاہر الودیت میں زوجہ کے خادم ملوک کا جبر جو راضی ملکیت ہو اور کچھ کام نہ ہو خادم کو سوا اسو اسکی خدمت کو تو اگر خادم ملوک زوجہ کا یا ملوک جو کہ  
 بالفعل خدمت نہ کرتا ہو تو وہ نفقہ نہ دیا جائیگا اسو اسلو کہ نفقہ خادم کا بمقابلہ خدمت ہے جو جب خدمت نہیں تو نفقہ بھی نہیں اور اگر زوجہ کا خادم مکاتب ہو تو  
 بھی اسکا نفقہ نہیں اسو اسلو کہ مکاتب جو راضی ملکیت نہیں و لکن جاعل فیہ لہ یقبل منہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا  
 لیکن جاعل لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا  
 کے خادم کے مکاتب پر بلکہ جو خادم کہ ایک سے زیادہ ہو اسکو کالہ بنیو زوج کو اختیار ہو گا کہ انی البو کھا لار و ایتہ زوجہ کے خادم کا نفقہ دے جب ہو گا اگر زوجہ  
 ہوگی نہ نہی کہ انی البو ہر سبب ملکیت زوجہ کی کے موثر لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا و اما لا نفقہ لہ لان نفقہ لکھا

کافئہ اور وقت وجب ہوگا جب زوج مقدور والا ہوتے ہوئے منسلق قبل اصح میں اور قول زوج ہی کا مقبر ہوگا اظہار تنگی اور افلاس میں اور اگر وہ نوکراہ گذران میں  
 زوجہ کو اگرچہ مقدور زوج کا ثابت کئی ہو اور زوج کو اگرچہ افلاس ثابت کرنا ہو تو عورت کو گواہ زیادہ تر لائق اعتماد کے ہونے کو کذا فی النہایہ ولولہ اولا  
 لایکفیہ خادم واحد فرض علیہ خادمین اولکذا اتفاقاً فقہ اور اگر زوج کے ہندہ رشکے ہوں جنکو ایک خادم کفایت نکرتا ہو تو زوج پر دو خادم ہوں  
 زیادہ کافئہ بقدر محتاجت مقرر کیا جائیگا بالاتفاق کذا فی فتح القدیر عن النافی خنیۃ شرف الیہ بخلاف کثیرا استحققت نفقۃ الجیمع ذکرہ المصنف  
 قال وفي البحر عن النہایہ وبہ تأخذ قال وفي السیراجیۃ ویفرض علیہ نفقۃ خادما معا وان کان من الاشراف فرض نفقۃ خادمین علیہ  
 الفقیہ اور ابو یوسف مروی ہو کہ عورت مالدہ اس پر بھی گئی زوج کے پاس بہت خادم ہوں کہ ساتھ توبہ توبہ نہ ہو کہ نفقہ کی عورت مستحق ہوگی چنانچہ اس روایت کو  
 ذکر کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں بہر مصنف نے کہا اور جو الرائق میں غایۃ البیان سے منقول ہو کہ ہم اسی روایت کو لیتے ہیں کہ صاحب بقرنے اور سراج  
 میں جو کہ زوج پر نفقہ ایک خادم کا فرض ہے اور اگر عورت منجملہ اشراف ہو تو وہ خادم کا نفقہ فرض ہوگا اور اسی قول پر فتویٰ ہو چلا ہے یہ کہ ظاہر الایض  
 میں نفقہ ایک خادم کا ذکر ہو لیکن فتویٰ ابو یوسف کے قول پر جو اگر عورت کو پاس خادم ملو کہ نہ تو زوج پر لازم نہیں کہ اس کو واسطہ خادم نوکر رکھے  
 بلکہ بازار سے سودا خرید کر لے دینا زوج پر لازم ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی و الاطلاق السراجیۃ ولا یفرق بینہما لیس فیہما باوانہما الثالث ولا یعد  
 ایضا لہ کو خائفاً حتماً ولو کھو سیلاً اور نہ جدائی کی وجہ سے دو فرسین بسبب عاجز ہونے زوج کے تینوں قسم کے نفقہ یعنی طعام اور لباس اور سکونت  
 اور نہ جدائی ہوگی اگر زوج غائب ہو کہ عدم ایضا حق نہ ہو کہ جو زوج مالدہ اور بعض اگر زوج سفر میں ہو اور زوجہ کو کچھ نہ بھیجتا ہو باوجود مقدور  
 تو بھی قاضی و دونین تفریق نہیں کر سکتا و سونہ الشافعی لعسائر النویح و بتخصیص ہا بغیبتہ و توقضی بہ حنفی لو یقتلہ نعم لو اضر  
 شافعیاً فقط فیہ نقد اذا لم یکن لیس المأمور اور جائز کی حیثیت شافعی نے تفریق زوجین کی زوج کے افلاس اور بسبب ضرر پر جو عورت  
 زوج کے غائب ہونے سے اور اگر حکم کرے قاضی حنفی تفریق زوجین کا بسبب افلاس یا غائب ہونے زوج کے تو اس کا حکم نافذ ہوگا اسو اسکو کہ اپنی خلاف مذہب حکم کرنا  
 جاری نہیں ہوتا ان اگر حکم کرے تو قاضی حنفی مذہب کو بہر شافعی تفریق کا حکم کر دی تو نافذ ہوگا بشرطیکہ رشوت نہ لی ہو اقرار اور یا سوئے کذا فی البحر الرائق  
 اسو اسکو کہ رشوت کا حکم نافذ نہیں ہوتا اور دوسری شرط نافذ حکم کی یہ کہ قاضی حنفی کو اجازت ہو کہ حکم کی طرف سے تفریق حکم کی معنی اختیار ہو کہ جسکو چاہے  
 حکم کرنا پسرو کہ غائب ہو کہ حکم نافذ ہوگا لیکن بینہما حکم بھی بقول صحیح زوج حاضر کے افلاس پر ہوگا نہ زوج غائب کے افلاس پر اگرچہ زوجہ نے گواہ گذرانے  
 ہوں افلاس زوج غائب پر اسو اسکو کہ افلاس اور مقدور سلیم الزوال سے اور سلیم الحصول امر ہو شاید کہ بعد شہادت شاہدوں کے سفر میں زوج مالدہ  
 ہو گیا ہو تو غائب کے افلاس پر حکم کرنا نافذ نہیں ہو سکتا اگرچہ قاضی شافعی الذہب نے حکم کر دیا ہو اسو اسکو کہ قضا علی الغائب شافعی کے نزدیک ان جائز ہیں جہاں شہد  
 ثابت ہو گیا ہو سو یہاں بابت نہیں ہو سکتا شاید وقت تضاد زوج غائب مالدہ ہو گیا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی و الاطلاق السراجیۃ و بعد الفرض یا مالا اتفاقاً  
 بالاسستدائہ لیس علیہ وان ابی الزوج اما بدون الاصر فیہ جم علیہا و علیہ ان صرح باھا حلیہ او توت ولو انکر یتم قال القول  
 بھتہ اور بعد فرض کے نفقہ کے زوج منسلق غائب پر حکم کرے قاضی عورت کو فرض لینے کا تاکہ اگر وہ ایسی عورت کا زوج پر یعنی جس سے فرض ہے عورت اس کے  
 کہ میں تجھے حکم قاضی فرض لیتی ہوں تو اپنا فرض میرے زوج سے بہر ہو اگرچہ زوج عورت کے فرض لینے سے راضی ہو اور قاضی کے بدون حکم اگر عورت فرض لیتی تو  
 فرض دینا والا اپنا فرض عورت سو لیا اور عورت زوج سے بہر لگی بشرطیکہ عورت نے فرض لینے وقت تصریح کر دی ہو کہ میں زوج پر فرض لیتی ہوں یا اپنی ولین  
 اسکی نیت کر لی ہو اور اگر زوج عورت کی نیت کا انکار کر دے یعنی یوں کہ کہ غلطی نے فرض لینے میری نیت نہیں کی تو زوج ہی کا قول مستند ہوگا کذا فی الحبۃ وحب  
 الاذاتہ علی من تجب علیہ نفقۃ و نفقۃ الصغار لو لا انک من کایم و عظمیٰ لیس لاس و نفقۃ اذا امنتہم لان ہذا من المعروف و یلیعہ  
 لا اختیار و سیفہم اور جب فرض دینا اس پر عورت اور اسکو چھوڑے تو کن کا نفقہ واجب ہوتا اگر زوج نہ تو جیسے بہائی عورت کا یا چاہا اور قریب  
 کیا جاوے گا بہائی اور جو ہوگا اندر جو جب کہ وہ فرض دینے سے انکار کرے اسو اسکو کہ یہ معروف اور مرد ہو کہ کذا فی الزلیلی والا اختیار و عنقریب یہ واضح ہوگا فرض میں



زینب سے لگا کر اختیار شرح مختار میں ہے کہ اگر عورت اور اس کا زوج مفلس ہیں اور اس کا قیادہ دوسرے زوج سے مالدار ہو یا بیانی مالدار کو نفقہ عورت کا زوج پر واجب ہو اور حکم کیا جاوے عورت کو بیانی کیسے پر کہ نفقہ عورت کو واجب ہو اسکو زوج کو مقدر ہو تو اس سے اپنا قرض ہرے جتنا کہ عورت کو دیا ہو اگر بیانی یا بیانی خارج مینے سے انکار کرے تو مقید ہوگا اسو اسکو کہ بیسوا مال میں بطور قرض دینا رائج اور مشہور ہے تو اس میں سے معلوم ہو کہ قرض یا عورت کو نفقہ کیا ہو عورت کو عورت اور اس کا زوج مفلس ہوں واجب ہو اس شخص پر حسب نفقہ عورت کا واجب ہو تا اگر زوج عورت کا نہ تھا اور یہ طرح اگر زوج مفلس کی اولاد و میر ہو اور اسکو انکو خرج کی طاقت نہ ہو تو واجب ہوگا نفقہ اولاد و صغار کا اور میر حسب صغار کا نفقہ واجب ہوتا اگر انکا بپ نہ ہو جائیسے اور بیانی اور چچا پر جب صغار کا بپ مقدر اولاد و میر مقدر اور انکو کھلایا پھنایا مالداروں سے ہرے لکڑی مائشۃ الدنی قضاۃ بنفقۃ الیٰ حبسہ انہ فیما صحتہ ثم نفقۃ یسارہ فی المستقبل قاضی نے حکم کیا کہ زوج پر نفقہ افلاس کا بسبب مفلس ہونے کے بعد مدت کے مالدار ہو گیا اور عورت مفلس بنی رہی پر جبکہ مالدار کیا عورت نے زوج سے نفقہ میں تو پورا کر دیا قاضی نفقہ کو موافق مقدر زوج کے آئندہ دیکھو اسکو بیان گذشتہ کیوئے نفقہ یسارہ زوج سے اور بیان نفقہ متوسطہ اسو اسکو کہ جب زوج مالدار ہو اور زوج مفلس یا بالعکس تو بموجب قول قضی کہ متوسطہ نفقہ واجب ہو اور اگر مصنفین دن کشا کہ بعد مقدر ہرے کے نفقہ متوسطہ واجب ہو جیسا کہ قول آئندہ میں ہو تو واضح ہوتا کہ انہ نے حاشیۃ الجملۃ والیٰ العکس وجب الوسط کا حکم یا اسکو بالعکس ہوا یعنی زوج اور زوجہ دونوں مالدار تھے تو قاضی نے نفقہ یسارہ کا حکم کر دیا تا پھر زوج مفلس ہو گیا تو اب متوسطہ نفقہ واجب ہوگا یعنی مالدار عورت کو کم اور مفلس عورت سے زیادہ تو زوج مفلس بقدر وسعت کے دیکھا اور بیانی اور میر قرض پر بیگا مقدر ہونے تک چنانچہ شروع باب میں اسکا بیان گذر گیا صلاحت نہ وجہا حل نفقۃ کل شہر علی ادراہم ثم قالت لا تکفین زینب مصلحتہ کر دیا عورت نے اپنا زوج سے جو من نفقہ ہر مینے کے چند درم پر پھر عورت نے کہا مجھکو مقدر درم کفایت نہیں کرتے میں تو زیادہ دلاؤ جاوےں گے ہم ظاہر عبارت اسپردالت کرنا ہو کہ مجھ دعوہ کے بدوں ملاحظہ کرنے قاضی کے غلہ کے نرخ میں زیادتی ہوگی حالانکہ ایسا نہیں بلکہ قاضی غلط کرے گا اگر در اہم متعین ہوں تو اس کے دعوہ کو نہ سنو والا بقدر کفایت زیادہ کر دیا چنانچہ غایہ میں ہو کہ اگر زوجہ نے مصلحت کیا زوج سے اسقدر کہ اسکو کفایت نہیں کرتا تو عورت کو اس صلح سے ہرنا اور بقدر کفایت کو طلب کرنا جائز ہو اور بحوالہ ائق میں ظہیر یہ سے منقول ہے کہ جب قاضی عورت کا نفقہ معین کر دیا پھر غلہ گران ہو گیا یا مستاجر ہو گیا تو قاضی اسکو بدلہ لے لکڑی مائشۃ الدنی ولو قال انی وبع لا اطاقن ذلك فهو لا یزول فلا التفات لمقالۃ بکل حال اور اگر عورت نے مصلحت کیا نفقہ کا در اہم پر پھر زوج نے کہا کہ مجھکو مقدر درم دیو کی طاقت نہیں تو یہ صلح لازم ہے تو کچھ التفات نہ کیا جاوے گا اس کے قول پر کسی حال میں اپنا مقدر ظاہر کر دیا کرے اسو اسکو کہ مصلحت پر راضی ہونا دلیل ہے اسکو قادیان پر لاکھ لاذا تغیر من غیر الطعام وعلیم العاقلان مادون ذلك المصلحت علیہ یکتفیٰ بکفایتہ فی نفس کفایتہا فقہلہ للمنفق من الثانیۃ فی البحر عن الذخیرۃ الا ان تغیرت القاضی عن حالہ بالسؤال من الناس فیوجب بقدر طاقتہ کہ جب بدیا کہ شرح غلہ اور جانے قاضی کہ بقدر پر صلح ہو گئی ہو اس سے کہ تر نفقہ عورت کو کفایت کرتا ہو تو اس وقت میں قاضی بقدر کفایت عورت کے مقرر کر دیا نقل کیا ہے اسکو مصنف نے اپنی شرح میں غایہ سے اور بحوالہ ائق میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ مصلحت زوج پر لازم ہو کر یہ کہ معلوم کرے قاضی زوج کی حقیقت دہری لوگوں سے جو یہ کہ رب ثمر اور نفقہ کو بقدر اسکی طاقت کر دیا ظہیر یہ صلاحتہا حل نفقۃ کل شہر علی مائتہ درہم والزن بھ محتاجہ لعلکم ان نفقۃ منہا اور ظہیر یہ میں ہے کہ صلح کی زوج نے زوجہ سے یہ دینے کے نفقہ میں سو درم پر اور حالانکہ زوج محتاج ہے تو لازم ہوگا زوج کو کہ نفقہ مثل کا یعنی عورت کے مناسب مال نفقہ لازم ہوگا مصلحت کہ کچھ متبارک و التنفقۃ لا تصیر کینا الا بالقبضۃ والرضاء ای اصطلاحاً جہا حل قدر متعین اصنافاً اور در اہم فقر فقبل ذلك لا یلزم شیء اور نفقہ زوجہ کا دین نہیں ہوتا زوج پر کہ کہ قاضی یا رضای طرفین یعنی دونوں کے مصلحت کر لینے سے قدر میں پر خواہ درمیں پر صلح ہو گئی ہو خواہ طعام کی قسموں پر بشا گیرن اتنا اور مال اتنی اور گوشت اتنا تو قبل قضا یا رضاکے زوج پر کچھ لازم ہوگا یعنی چند مدت بدون نفقہ گذر گئے اور پر قاضی نے نفقہ معین کر دیا و دونوں قدر میں پر راضی ہو گئے تو مدت گذشتہ کا نفقہ دینا لازم ہوگا و بعداً کہ تم جہم ہما انفقتم لومن مل نفسہا بلایا مرقاھن اور بعد قضا یا رضاکے بقدر عورت خرج کی گئی اسکو زوج سے ہر لگی اگرچہ اپنا ہی مال خرچ کیا ہو بدون قاضی کے حکم کے ولو اختلفا فی المد والفقہ















النفقة قطر لیت ہی آؤ کیا ہر گز مآخذ کذا لولہ یدرہن و نکلت ہر اگر بعد کے زوج غائب ہوا اور اسے گواہ گذرے کہ وہ زوجہ کو نفقہ دیکھا ہو تو زوجہ  
یا اس کے مناصب سے مطالبہ کرے اس کے سیر دینے کا جو وہ پہلے سے ثابت نفقہ کے اور سیر طرح اگر زوجہ گواہ نہ لاسکا اور زوجہ نے قسم سے انکار کیا تو بھی زوجہ کا کفیل سے  
مطالبہ ہو گا پھر دینے کا و لو نکلت قطر لیت فقط اور اگر زوجہ گواہ نہ لاسکے گا اور زوجہ قسم کماؤ گی کہ مجھ کو زوجہ نے نفقہ نہیں دیا تو فقط زوجہ سے مطالبہ ہو گا  
یہ عبارت صیغہ نہیں آئیں کا جن کی تخریف ہو کہ کتب معتد کے من لاف ہو اسو اسلو کہ جو اراؤن میں ہو کہ اگر زوجہ کے پاس نفقہ دینے کے گواہ نہ ہوں اور عورت قسم کماؤ  
کہ میں نے نفقہ نہیں پایا تو عورت اور کفیل وہ زوجہ کا نہ ہو گے کذا فی مآشیتہ الہی اور عالمگیری میں :- ایسے سے منقول ہے کہ اگر عورت نے انکار کیا کہ زوجہ کو نفقہ پہلے  
دیگیا تھا تو زوجہ مطالبہ کرے زوجہ کو کفیل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اصل عبارت شارح کی یوں ہو گی کہ لو اقرت تولیت فقط کا جن کی تخریف کر کے بجای اقرت کے طفت  
کہدیا اور دلیل واضح کا جن کی تخریف یہ ہے کہ محشی نے فی شرح مستی الا بحر شایع کی تصنیف سے یہ عبارت بدلے کے موافق کی جو فاؤر جمع و بر من آئے خلفیا  
مالا اور مآخذ نکلت بقیع علی الکفیل اور از میر و ان اقرت یا مآذ ای النفقة یقیم علیہا فقط کافی القستانی من شرح الطحاوی اسے لا تقرض علی غائبی قال  
الزوجہ بینہ علی الکسار او النسب یہ مقرر کیا جا رہا ہے نفقہ زوج غائب پر زوجہ کے گواہ گذرے کہ اسے نکاح پر گواہ لائے قریب کے شلائسب پر یعنی اگر عورت گواہ  
ہو تو قاضی کے پاس کہ میں نے نکاح میں غائب کی یا قراوت والا گواہ لاسکا کہ میں غائب کا باپ ہوں اور غائب کا بیٹا یا میں اس کا اقرار کر میں تو قاضی نفقہ نہ دے گا  
ولا تقرض ایضا ان لو نکلت مالا فا قامت بینہ لیقرض علیہ و یا مآذ ہا لا استدلال بقول لا یقرض لایہ قضاء کل الغائب اور اس میں نہیں  
بھی نفقہ نہ مقرر کیا جاوے گا اگر زوجہ غائب والی ہو جو دیکھا ہو سو عورت نے گواہ گذرے کہ اسے نکاح میں غائب پر نفقہ مقرر کر دی اور عورت کو اجازت دی تو من لینے کی تو  
اس میں قاضی نفقہ نہ مقرر کرے اور نہ ثبوت نکاح پر حکم دی اسو اسلو کہ یہ فیضا علی الغائب ہو اور حال کہ یہ صیغہ نہیں وقال ذکر لقیضی لہا ای بالنفقة لایہ  
ای بال نکاح و عمل القضاء الیوم علی هذا الحاجة فیفتی بہ و هذا من الشیث التي یفتی بها بقولہ فی خبر اور زفر نے کہا کہ جب عورت نکاح کے گواہ  
گذرے تو نفقہ کا حکم دیا جاوے گا نکاح کا اور قاضی کا عمل بالفعل اسی زفر کے قول پر سبب حاجت کے تو یہی قول مفتی ہے جو اور یہی کہ ایک ہر اوں میں مسائل سے  
جن میں زفر کے قول پر فتویٰ ہے کذا فی البور والنہر والافغان والعالگیریہ من العینی شرح الکفر اور عورتی نے پندرہ مسائل مفتی بہا قول زفر کے ثبوت کو میں نظم  
میں کہ تحصیل ان کی موجب تحلیل ہے کذا فی مآشیتہ الہی و علیہ فلو خاب لہ زوجہ و صیغہ اقبل بینہما علی الکسار ان لوکن عالمیہ بہ ثبوت فیض لہم  
و یا مآذ ہا اتفاق الاول استدلال لہا جمع ہر اور بنا پر قول مفتی ہے زفر کے اگر زوجہ غائب ہو اور اس کو ایک زوجہ اور جوڑے کے میں تو مقبول ہو گی گواہ اس کو  
نکاح پر پہلے نفقہ شہر نہیں کہ نہ نکاح پر حکم کر سکے وہ پہلے اگر قاضی کو حکم نہ نکاح کا پھر قاضی لڑکوں کی پہلے نفقہ مقرر کر دی اور حکم کر دی عورت پر نفقہ دینے کا اگر اس کے  
پاس مال بریا عورت کو فرض لینے کا حکم کرے تاکہ بعد عارضہ نے زوجہ کے اس سے بولے کذا فی البور الائن وحب لمطافۃ الی جمع البائین والفرقہ بار اصعب  
تکلیار حقیق و بلوغ و الذفر یق بعدہ الکفاء و النفقة و الشکک و الکسوة ان طالت المدۃ و مطلقہ جمی اور بائن کہ پہلے اور اس میں عدا شدہ عورت  
کے حد سے پہلے قصور پر چاہئے خیار مفتی اور خیار بلوغ سے یا عدم کفادت کی تفریق سے وجہ جو نفقہ اور سکنی اور پوشاک لیکن پوشاک اس صورت میں وجہ ہو گی  
جب مدت عدت کی حد نہ ہو عا و حکم یہ جو اب سوال تقدیر کا لیلی وغیرہ نے طلاق اور فرقت کی حد میں پوشاک کا ذکر نہیں کیا اور زفر اور غایہ اور مجتبے میں  
لباس کو بھی ساتھ نفقہ اور سکے کے ذکر کیا گیا اور جو شارح نے جواب دیا کہ مدت اکثر ملکہ نقضی ہو جاتی ہو تو پوشاک کی حاجت نہیں ہوتی لہذا اس کو نہ کر  
نہیں کیا اور اگر سبب امتداد طر کے مدت و راز ہو گی زفر پر پوشاک کی حاجت ہو گی کذا فی مآشیتہ الہی ناقل عن البور لا تسقط النفقة للمفروضۃ  
یعنی العذر علی الخیار و غایہ اور ساقط نہیں تو نفقہ مفروضہ مدت کے گذر جانے سے بنا پر قول مختار کے کذا فی البرازیہ معتدہ نے جب کہ نفقہ لیا یا زوجہ  
نے اس کو نہ دیا اور مدت گذر گئی تو طواری نے کہا کہ قول مختار یہ ہے کہ ساقط نہ ہو گا کذا فی نسخ الغار من البرازیہ ولو اذ حمت امتداد الطر فلہا النفقة  
مالہ حکم بانقضائها حال ما لم تدخر لجل فلہا النفقة ان ستنکح من طلقها و عمو کیا امتداد طر کا تو اس کو ساقط نفقہ لازم ہو گا جب تک کہ  
قاضی نے انقضای مدت کا نہ حکم کیا ہو اس طرح کہ زوجہ نے گواہ گذرے کہ عورت انقضای مدت کا اقرار کر چکی ہے پھر جب قاضی انقضای مدت کا حکم

یہی زفر کا قول ہے  
کہ ایک انصاف اور من  
ہو کہ اگر عورت نے  
انکار کیا کہ میں نے  
نکاح میں غائب کی  
یا قراوت والا گواہ  
لا سکا کہ میں غائب  
کا باپ ہوں اور غائب  
کا بیٹا یا میں اس کا  
اقرار کر میں تو قاضی  
نفقہ نہ دے گا  
ولا تقرض ایضا ان لو  
نکلت مالا فا قامت  
بینہ لیقرض علیہ و یا  
مآذ ہا لا استدلال  
بقول لا یقرض لایہ  
قضاء کل الغائب  
اور اس میں نہیں

دیگا تو بعد کے دعویٰ ہند اور طلاق کا مسودہ نہ ہوگا اور نفقہ عورت کو نہ دینا ناقض نکاح کی مدعی نہ ہوگی جو اگر عورت ملکہ کا دعویٰ کیا تو اس کا نفقہ دیا جائیگا اور اس کی ابتدا طلاق سے ہم یہ ترکیب اس کو متفقہ ہے کہ جب عورت دعویٰ ملکہ کا بعد حکم انقضائے عدالت کے تو وہ مستحق ہوگی نفقہ کی حالانکہ یہ صحیح نہیں اسو اسکو کہ ثبوت النسب کے باب میں مذکور ہو چکا کہ اگر عورت انقضائے عدالت کا اقرار کرے گی مدت محتمل میں پیرا کا جزو کی تو دلالت اب النسب نہ ہوگا پر جب نسب ہی ثابت نہ ہوگا تو نفقہ کی ذمہ داری ہوگا تو اگر شایع اور عاطفہ لانا یعنی یون کتارہ المقتات الحکم توبہ قباح نہ لازم آتی اسو اسکو کہ ادعا کی ملکہ کا مسئلہ معاشرہ تا قبل سے متعلق نہ تھا کذا فی تفتہ الاخبار حاشیہ الجملہ فلو مضت ان لا یجوز علیہا واثان مکملہ لاثانہ شرط باطل ہے اسو اگر عورت نے ملکہ کا دعویٰ کیا اور بعد طلاق کے وہ جس کی نفقہ جاری رہا پر طلاق ہو کہ اصل تھا تو عورت سے نفقہ پیر لیا نہیں پہنچا اگر یہ زوج نے اسکو شرط بھی کر لیا ہو یعنی کہا ہو کہ اگر ملکہ کا دعویٰ ہو تو میں نفقہ پیر لیا اسو اسکو کہ یہ شرط باطل ہے کہ انی البوار ان لا یصلح علی نفقہ البعد ان بالاشہار صحیحہ وان بالحیض لالجماعۃ اور اگر زوج نے مسلمہ کی معیت سے مدت کے نفقہ کی نفی چاہے وہ مقرر کرے تو اگر مدت اس کی سیزن کے حساب سے ہوگی بسبب باریا یا اس کے توبہ مسلمہ صحیح ہوگی اور اگر مدت اس کی حیض سے ہوگی توبہ مسلمہ صحیح نہیں بسبب جہالت مدت کے اسو اسکو کہ بسبب احتمال درازی طر کے اس کی مدت معین نہیں ہو سکتی لاجب النفقۃ بانواعہا لمعتدۃ لا موت مطلقاً ولو کما لا بد جب نہیں تیزن قسم کا نفقہ معتدہ موت کیلئے مطلقاً اگر یہ وہ حاملہ اور اسو اسکو کہ معتدہ موت کا زوج کے گھر میں باعتبار حق زوج نہیں بلکہ باعتبار حق شرع کے سو اگر مدت موت میں معرفت صفای رحم ملحوظ نہیں لہذا اس کی مدت حیض سے نہیں اور نفقہ جو واجب تھا سو تو انک اندک زوج کی ملک میں واجب تھا اور بعد موت زوج کے اس کی ملک باقی نہیں اور وارثوں پر واجب کرنا ممکن نہیں کذا فی منع النفاذ لیکن جمہور نے بر خدی سو نقل کیا ہے کہ معتدہ وفات اگر یہ حاملہ ہو تو اس کا نفقہ واجب اور قصائی میں بھی مغفرت سو قول ضعیف حسین منقول ہے تو معلوم ہوا کہ ہمیں خلتان ہے کذا فی حاشیہ الکر لایا اذا كانت ام ولد ہی حاملہ من مولا کا نفقہ من کل المال جو ہر معتدہ وفات کیلئے نفقہ واجب نہیں مگر جبکہ ام ولد حاملہ ہو اپنے زوج سے تو اسکو دوسرے نفقہ واجب ہو کہ بال میت سو کذا فی الجورہ بشرطیکہ مولا نے ملکہ کا اقرار کیا ہو اسو اسکو کہ بدون اقرار مولا کے ولذات النسب کا وجوب بالمشکل فقط لمعتدۃ فرقہ بمعصیت ہا اذا خرجت من بیتہ فلا تسکون لھا فی هذه الفرقة قصستانی کما یہ کرتے تو تقبیل ابنہ لا غیر طعمام و کسوف والفرق ان السکون علی السکون طحال النفقة حقاً فلتسقط بالفرقة بمعصیت ہا اور جب ہی فقط سکے اس مدت والیکہ دے ملکہ کی معصیت بعد امی ہو گئی مگر جبکہ زوج کے گھر سے نکل گئی تو اسکو دوسرے نفقہ بھی ہوگا اس جدائی میں کذا فی الفتاویٰ الکفایہ بمعصیت کی فرقت کی مثال جیسے عورت کا ورنہ مولا یا زوج کے دل کا بوسہ بشہرت لینا سو اس کے طعام اور لباس حق ہے عورت کا زوج کی فرقت بمعصیت میں ان وہ فرق کی یہ کہ سکون حق ہے بعد تعالیٰ کا سو وہ کسی حال میں ساقط نہیں ہوتا اور طعام اور لباس حق ہے عورت کا سو وہ عورت کی فرقت بمعصیت ساقط ہو گیا مگر خلاصہ میں یہ کہ جب جدائی زوجہ کی طر سے ہوگی تو معتدہ کا نفقہ واجب ہوگا اور اگر جدائی عورت کی طر سے ہوگا اگر بلا معصیت ہو جائے خواہ حق اور خیار بلوغ اور عدم کفایت میں تو نفقہ واجب ہو اور اگر جدائی بمعصیت ہو جائے ارتداد اور تقبیل زوج کے اصول یا فردہ کی تو ان میں نفقہ ساقط ہو تو لعان اور طلع اور ارتداد اور زوج میں احد اس طر سے خشتا من کی دلی میں نفقہ عورت کا واجب ہو اسو اسکو کہ جدائی زوجہ کی طر سے نہ زوجہ کی طر سے کذا فی العالگیریہ وتسقط النفقة بکفر القایہ لمعتدۃ ای ان خرجت من بیتہ والا فواجبہ قصستانی اور نفقہ ساقط ہوتا ہے عورت کے مرد ہو نیسے بعد طلاق بائن کے اگر وہ زوج کے گھر سے نکل گئی ہو اور اگر گھر میں موجود ہو تو نفقہ واجب ہو کذا فی الفتاویٰ یعنی اگر زوج نے طلاق بائن دی ہو وہ مدت میں مرد ہو گئی ہو تو اس کا نفقہ ساقط ہو گیا فقط ارتداد کے سبب نہیں بلکہ وہ حاکم کے پاس مقید رہی تو یہ کرنے تک تو سقوط نفقہ کی علت محسوس ہے نہ ارتداد اور اگر وہ مجبور ہو گئی زوج کے گھر میں رہی تو نفقہ واجب ہوگا بخلاف اس ارتداد کے جو قبل طلاق ہو کہ اس میں مطلقاً نفقہ ساقط ہو لا یعلق ابنہ لعدم حبسہ بخلاف المرتد حتی لو لم یحبس فلما النفقة تسقط ہوا کا نفقہ تمکین ابن زوج سے یعنی اگر زوج نے طلاق بائن دی اور زوجہ نے زوج کے دل کو اپنا و پر قرار کر دیا یعنی دلی سے راضی ہو گئی تو اس کا نفقہ نہ ساقط ہوگا بسبب مجبور رہنے زوجہ یعنی حاکم کے پاس ہو سکا متحد ہونا لازم نہیں جو اس کا نفقہ ساقط ہو یا وہی بخلاف مردہ کے کہ اس کا نفقہ بسبب حاکم کے



پیش سر ہون بلکہ او کی ہر نفقہ لازم ہے اور کا فلیپ ہا و سکی مسلمان ملک نفقہ لازم ہے چنانچہ ہکا ذکر آدیا کا کہانی المجرم جسے وہ عمارہ ذکر نفقہ و سکی کا صاحب  
 ہو کا جو اپنی کتاب میں یہ خارج کا کہانی حاشیہ النبی و کذا یجب لولایہ الملک لیس العاجز عن الملک سبک کنتی سطلقا اوزمین ومن یلقیہ العاکر  
 بلکہ سبک و طالب سبک لا یتقیرم کذا لکذا فی الزلیق العینی اور سطلق سے وجب ہر نفقہ و لایع کا جو عاجز ہے کا کسی سے چنانچہ باؤن سے لولا ہر  
 جیسے بیٹی کا نفقہ مطلقا وجب ہے منیرہ و کبیرہ تا عدم نکاح اور اس و لکذا نفقہ باپ پر وجب ہے سبکو عار و تنگ لاحق ہوتا ہر پیشہ وری سے انہا انیا و کرام  
 کے اور اس طالب علم کا نفقہ باپ پر وجب ہے جسکو تحصیل علم سے فراغت ہوتی ہر پیشہ وری کی و سطلق کہانی الزلیق العینی ہم یہ کہ کوئی نہ سبب کہ اشراف اور  
 کرام کو پیشہ کرنا عاری اسو سطلق کہ سماجہ اور اہل میت کسب کرتے تھے بلکہ وادیمہ جو کہ ادنیٰ عہد کی خاندان کے سبب لوگ شرعاً ہون اور انکو ذکر کر کے ہون  
 عر وری نہ لگاتے ہون چنانچہ علوانی سے کہا ہے کہ اگر ولد انیا ذکر ام سے مراد لوگ اور سکو فرد وری میں نہ لگاتے ہون تو وہ عاجز ہو اسکے باپ پر نفقہ تھا  
 اور جب ہو کہانی الملک لکیرہ تا قلا من الوجیز کہ کہانی منغ الفکار تا قلا من الخلامہ و اقنی ابو حائل بعد ما علی الطلبة و زمانا کا بسطہ فی العینہ و کذا قیل  
 فی القلا صہ بذل فی رفیقہ اور فتویٰ دیا جو ابر عارضہ عدم وجب نفقہ کا ہمارے زمانہ کے طالب علموں کے و سطلق سبب منق اور عدم تین کے چنانچہ اسکو خوب  
 واضح بیان کیا ہوتا ہے میں اور سہو اسے وجب نفقہ کو مقید کیا جو خلاصہ میں رفیع المہم کے ساتھ یعنی جس طالب علم کی ہمت عالی و مطلب علم میں آخر مطلب  
 ہر منہ منصب دنیا ہی پا دیا اور اسکا نفقہ باپ پر وجب ہے ہم فنادی مالگیر میں و غیر سے منقول ہے کہ جب طالب علم عاجز ہون بسبب انتقال علم کے کسب کرنے سے  
 تو انکا نفقہ انکا باؤن پر وجب ہے بشرطیکہ علوم شرعیہ میں مشغول ہوں نہ خلافیات بلکہ اور زبان فلسفہ میں اور ادین آثار اسلام اور فتویٰ کے معلوم  
 ہوتے ہوں اور اگر ایسے ہوں تو انکا نفقہ بھی وجب نہیں لایسار کہ ای لا بد فیہ لوفقیہ اسکا ذکر لک کثیفہ ابویہ و غیرہ یہ یعنی مالگیر  
 صاحب اقلی بالمیت فجب علی خیر فلا رجوع علیہ علی الصیح من المذہب الا لاچ موسیر جے نہیں مشارک ہو کوئی باپ کا اس امر میں اگرچہ  
 باپ محتاج ہو یعنی طفل اور بالغ عاجز اور بیٹوں کے نفقات میں باپ کا کوئی شریک نہیں اوسی پر وجب ہے اسکو غیر چنانچہ محتاج والدین کا نفقہ فرہ  
 پہ ہے اسکو چاہا یا داد پر اور دوزجہ کا نفقہ زوج پہ ہے نہ غیر اور اسی پر فتویٰ ہے یعنی طفل و غیرہ کا نفقہ تمام و کمال باپ پر ہوتا و فتیکہ نہایت سنگست ہر  
 اور جب کہ تنگ دست ہو گا تو وہیت میں داخل ہو تو اصل صورتیں باپ کے سوا اس قربت والی پر وجب ہو گا چہر نفقہ طفل کا وجب ہوتا و صورت نہ باپ  
 کے تو ایسے قریب پر نفقہ وجب ہو بدن اسکو کہ باپ سے پیوے بنا پر سیم نہ جب کہ مگر والدہ اور والدہ پر نفقہ کرے پر جب باپ کو مقدر ہو تو اس سے پیوے کہانی  
 ابو الراق قال و علیہ فلا بد من اصلاح المتون بسوہ صاحب یوے نما بنا پر مذہب سیم مذکور کے متون فقہ کو اصلاح دینا لازم ہو کہانی ابو ہرہ  
 یعنی جب مذہب سیم پر مشرک جب باپ نہایت تنگ دست ہو تو قربت و باہر طفل کا نفقہ وجب ہو اور حالاکہ متون فقہ میں اس پر اتفاق ہو کہ جو ہے باپ کا نفقہ  
 طفل و غیرہ میں کوئی شریک نہیں تو بموجب مذہب سیم کے متون اور شروع کو دست کرنا ضرور ہو اخیر الدین رہی نے ابو الراق کے حاشیہ میں کہا ہے کہ صاحب  
 متون نے قد وری کی مدد اپنی اختیار کی ہے کہ باپ کہتے اسکی اولاد کے نفقہ میں کوئی شریک نہیں خواہ باپ والدہ جو خواہ سنگست دست و تنگ دستی میں  
 اسکی اولاد کا نفقہ قربت و سطلق لازم ہے جب باپ کو مقدر ہو تو اس پر سیم کے متون اور شروع میں اسی روایت پر اتفاق ہے اور یہی معتد اور یعنی با  
 اور صاحب ابو الراق نے جسکو مذہب سیم گمان کیا ہے وہ لائق التفات کے نہیں اسو سطلق کہ نقل مذہب کیو سطلق متون ہی مخصوص ہیں شیم رحمتی نے کہا کہ جب  
 سے صاحب ابو الراق سے کہ اس مقام میں چپ رہا باوجود طفل کے حالاکہ بحث اور اعتراض کرنا صاحب بکر پر اسکی عادت ہو اور زیادہ تر تعجب  
 ہے کہ شایع نے بھی کلام صاحب بکر کو مسلم نہ کہا حالاکہ اسکے استاد اخیر الدین رہی نے اسکے طفل پر آگاہ کر دیا جو اور دوسرا طفل سیم شایع  
 کی عبارت میں یہ ہے کہ بعد نقل کلام صاحب بکر کے جو ہر جگہ کہ نسیم و المتقارین موجود ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ صاحب جو ہر نے ابو الراق کی عبارت  
 نقل کی حالاکہ یہ طفل جو اسو سطلق کہ صاحب جو ہر کا زمانہ بہت مقدم ہے صاحب سے تھا و عہد شعی کہا کہ اگر اسکا یہ مطلب خلاف متبادر کہا جاوے  
 کہ صاحب بکر نے جو ہر سے سیم بکر کی ہر سیم نہیں ہو سکتا اسو سطلق کہ بکر میں یہ روایت جو ہر سے منقول نہیں محشی مدنی نے کہا کہ میں نے ایک نسخہ نقل





کہ انی حاشیہ الکر والاکم اکر لا وضاع بلا عقد اجارۃ اور مطلقہ یا کیرے اجرت دودہ بلا نیکی ثابت بدو عقد جابجہ یعنی جب سال کی مدت کے اندر  
صغیر کا دودہ بلا دگی تو بابت اجرت دینا لازم ہوگا اگرچہ باپ نے اسکو نوکر نہ کیا ہو تو یہ مسئلہ مستثنیٰ ہو اور منقاعہ نفقہ سے کہ اجرت لازم نہیں ہوتی بدو عقد  
و حکم الصلح کا استیجار اور حکم صلح کا مانند حکم استیجار کے ہے یعنی صلح نوکری کی برابر ہو حکم مذکورہ میں تو اگر مانے ہیں سے مصالحہ کر لیا ہو کہ اتنورم ہر  
میں یا کو دگی اور دودہ بلا دگی تو اگر اسکو یہ یا مستعدہ جس سے تو صلح جائز نہیں جیسے نوکری جائز نہیں اور اگر تین طلاق یا بائن کی عدت میں صلح کی تو بوجہ  
رہیت جو مرد کے جائز ہو اور اگر بعد عدت کے صلح کی تو بالاتفاق جائز جیسے نوکری جائز ہو کہ انی حاشیہ پہلے دفعہ کل کو ضمیر جاز لا استیجار و وجبت لنفقۃ  
لا تسقط جمیع الزوج بن کنون اُسوة للفرقاء لھا اجرۃ لا نفقۃ اور جس ملک زوج یعنی صغیر کی ما کو نوکری کرنا جائز ہو اور نفقہ اسکو واسطے  
دجہ ہے تو اسکو دودہ بلا نیکی اجرت ساقط نہیں ہوتی زوج کے مرتبے یعنی صغیر کے باپ کے مرتبے بلکہ صغیر کی برابر ہوگی سب دین و لون کے یعنی جیسو اور  
قون والون کو میکے مال سے حصہ ملیگا ویسوی صغیر کی ما کو بھی ملیگا اسو پہلو کہ بھہ اجرت جو نفقہ جو زوج کی موت سے ساقط ہو عادی و جب علیٰ اُسو میں  
لو صغیر یا سوا الفطرۃ علی الاکچہ اور نفقہ اصول کا وجہ ہو ایسو ولد مستعدہ و رد پر صبر مدقہ فطر وجہ ہو یا بارتول ارجح کے یعنی جو مالک ہو ایسے نصاب  
کہ فاضل ہے حوالہ اصل سے اگر پناہی نہ ہو اور بھہ قول ابو یوسف کا ہو اور بھی مختار ہو صاحب ہدایہ کا اور اسی پر تفسیر ہو اور بعضوں نے کہا کہ وجہ نفقہ اصول  
میں نصاب زکوۃ کا مالک ہونا شرط ہے و تناس میں کما کہ بھی قول مفتی ہے کہ انی حاشیہ الکر والاکم اکر لا وضاع بلا عقد اجارۃ اور مطلقہ یا کیرے اجرت دودہ بلا نیکی ثابت بدو عقد جابجہ یعنی جب سال کی مدت کے اندر  
نزیلی اور کمال الدین نے فتح القدر میں نفقہ دینو اصول میں زکوۃ کے فاضل کسب ہم نہ الفائق میں قسم القدر سے منقول ہے کہ اگر بیٹا پیشہ درموز و دان  
امام محمد کا قول مستحب ہے یعنی جو اسکی اور اسکو عیال کے خرج سوا باقی ہو وہ اصول پر ترجیح کرے مثلاً بیٹا ہر روز پیشہ کرتا ہو اور چار بیٹوں میں اسکی عیال کا  
خرج ہو جاتا ہو اور وہ بیٹوں پکتے ہوں تو اوپر وجہ ہو کہ وہ لو بیسوا اپنے والدین کو دوسرے صاحب نہ لے کما کہ اسی قول پر چڑھا و کرد وجہ ہو اور بھی لائق تفتہ  
کے ہو کہ انی حاشیہ الکر والاکم اکر لا وضاع بلا عقد اجارۃ اور مطلقہ یا کیرے اجرت دودہ بلا نیکی ثابت بدو عقد جابجہ یعنی جب سال کی مدت کے اندر  
باب کو اپر خرج میں داخل اور شریک کرے خواہ اسکی کائی اس کے خرج سے فاضل ہو یا نہ ہو فقہ القدر میں ہو کہ حق تقاسمے والدین کا فریق کے حق میں فرمایا ہو  
صاحبہ ہما فی الدنیا معرفۃ فی الدین کے سبب سنا بیان بسر کر خود کمانا اور والدین کو سوا کھا چوڑا احسان اور نیکی کے خلاف ہو و فی المبتغی  
للفقیہ ابن تینس فی حسن مال ابنہ المؤمنین ما یکنفیہ اذ لا قاضی عنہ ولا قاضی عنہ لا یستغنی عنہ من ہو کہ محتاج باپ کو جائز ہے اپنومقدہ و رد پر بیٹوں کے  
مال سے جو مالینا بقدر کفایت کے جس میں بیٹے بیٹا نہ دیتا ہو اور مال قاضی نہ ہو اور اس جو بیٹے میں اوپر کہ گناہ نہیں اور اگر دمان قاضی ہو تو جو بیٹے کرنا دست  
نہیں قاضی سے ناکر ہو وہ نفقہ دلا و گا کہ انی حاشیہ الکر والاکم اکر لا وضاع بلا عقد اجارۃ اور مطلقہ یا کیرے اجرت دودہ بلا نیکی ثابت بدو عقد جابجہ یعنی جب سال کی مدت کے اندر  
ولد پر اپنا اصول محتاجین کا نفقہ وجہ ہو اگرچہ اصل ناما ہو کہ انی الذیرہ اور اگرچہ اصول محتاجین کسب پر قادی ہوں ہم اصول سے مراد اوپر باپ اور دادا اور  
اور نانا نانی لیکن پوتے پرداد کا نفقہ اس وقت فرض ہو گا جب باپ مر گیا ہو یا محتاج ہو اور نانا کا بھی نفقہ اس صورت میں نانی پر وجہ ہو گا جب مانہو یا محتاج ہو  
اور اصول کے وجہ نفقہ میں عدم قدرت کسب کی شرط نہیں بلکہ والدین اگر کسب پر قادی بھی ہوں تو بھی ولد مالدار پر اوکا نفقہ وجہ ہو اسو پہلو کہ حسان اور نیکی کاری  
سے بھیکے کا بدو عقد و رکے اذ کو کسب کی مشقت میں ذلالت و القول بکنک السبیل و البیتا علی عیہ اور قول معتبر ہو مقدہ کے منکر کا اگر گواہ مقبول میں  
مقدہ کے مدعی کے یعنی اگر باپ دعویٰ کرتا ہو کہ بیٹا مقدہ و رد لا ہو اور بیٹا منکر ہو مقدہ و رد کا قیو کا قول معتبر ہو گا اور اگر بیٹا دعویٰ کرتا ہو کہ باپ مقدہ و رد لا ہو بھی  
اسکا نفقہ وجہ نہیں اور باپ اپنومقدہ و رد کا منکر ہو تو باپ ہی کا قول معتبر ہو گا اگر اس کا اپنے اپنومقدہ و رد کے گواہ گذارے ہوں یعنی بیٹے ہی کا قیو کا قول معتبر ہو گا اور  
منکر بھی ہو جو دعویٰ ہو گا مقدہ و رد کا اسکو گواہ مقبول ہو گا نہ منکر کے بالشوہ بین لابن و البنت و قبل کالادث و یہ قول للشافعی نفقہ اصول کا  
اولاد پر برابر وجہ ہو بیٹا اور بیٹہ میں کچھ فوق نہیں تو اگر محتاج باپ کے بیٹے اور بیٹا ہو تو وہاں نفقہ اوپر وجہ ہو اور دادا اوپر بھی قول حق ہو اور اسی پر  
فتویٰ ہو کہ انی فتح القدر و الخلاصہ اسو پہلو کہ غلت وجود نفقہ ولادت ہو و ذہن برابر ہو اور قول ضعیف یہ ہے کہ بطور ارث وجہ ہو تو بیٹا و جد سے



اور بی ایک حصہ اور بھی تو ہے امام شافعی خمس الاثم نے کہا کہ نفقہ اصول کا اور لاہر پر سب سے اگر عقد درین کم تفاوت مواد اگر ایک نہایت زیادہ متعدد و روا  
 ہو اور دوسرا کم متعدد و روا تو نہ نفقہ میں بھی تفاوت لازم ہو کہ انی العالمیہ میں الذیخیر والعتیک فیہ القرب والخیرۃ فلولہ بنت وابن ابن او  
 بنت بنت وکاخ النفقة علی البنت وابنتہا لانه لا یعتد بالارث الا اذا استکثر یا کجائی وابن ابن فکذا ونفقا لایرث کوالد والدین فضل  
 ولله المرجع بانک والک لا یبیک اور نفقہ ولادت کے وجوب میں مستبر سے قرب اور جرئت تو اگر دو شخصوں میں جو جرئت بائی جاد سے اور ایک زیادہ  
 قریب ہو دوسرے سے تو قرب ہی پر نفقہ واجب ہوگا نا اعتبار اثبات البعد پر سو اگر ایک شخص کے بیٹی ہو اور پوتا یا ناک ہو اور بائی تو نفقہ اس کا پہلی صورت میں  
 بیٹی پر واجب ہوگا نہ پوتی پر اور دوسری صورت میں ناک پر واجب ہوگا نہ بائی پر اسو سہلو کہ بیان ارث معتبر نہیں مان مگر ارث مان معتبر ہے جب قرب میں روف  
 برابر ہوں جیسو داد اور پوتی یعنی ایک محتاج کا داد اور پوتا ہو تو اس کا نفقہ دو نو پر بقدر انکی ارث سکر ہوگا یعنی سدس داد پر اور باقی پوتے پر سہم  
 کہ دو نو سو قربت بیک واسطہ برابر ہے تو بیان ترجیم ہوگی کہ بھکت ارث کے اور در صورت تساوی قربت کی ارث معتبر ہے مگر کسی مرجع کی جنت سوسا دہی قریب  
 اور ارث بھی ساقط الاعتبار ہو جائے ایک محتاج کا باپ اور بیٹا مالدار ہوں تو اس کا نفقہ ولد پر ہم گناہ باپ پر حالانکہ قربت دونوں کا واسطہ برابر ہو اور اگر  
 ارث کا بیان اعتبار ہوتا تو سدس نفقہ باپ پر ہوتا اور باقی ولد پر باقی مہر بھان وجوہا ولد ہی ہوا مقتضای اس حدیث شریفہ کہ تو اور نیز مال تر و بائی  
 کا ہے تو دل کے مال کو باپ کا مال قرار دینا بھی وجہ ترجیم وجوب اتفاق کی ہوئی اور یہ نہیں فرمایا کہ باپ کا مال بیٹو کا ہو ہم بائی اور باپ اور داد کا ذکر کرنا  
 شمار کا ان مثالوں میں اور آئندہ مثالوں میں بھی محیل ہو گیا اسو سہلو کہ گفتگو بیان ہو وجوب نفقہ اصول کی ذریعہ کہ فی مائشۃ الدنی وفي الخانیة  
 لہ اکم ذات اب فکذا ونفقا اور غایہ میں ہو کہ ایک محتاج کی ماہی اور داد تو اس کا نفقہ بقدر انکی ارث کے ہو جیسو کہ اور ترجیم من اوکی مثال گدی  
 اسو سہلو کہ اگر ترجیم ہو سبب قرب کے اور داد کو ترجیم ہو سبب نسب کے لہذا ارث کا اعتبار ٹھہر دی القنۃ لہ ام و اب فکذا ونفقا اور ترجیم من  
 کہ ایک محتاج کی ماہی اور داد تو اس کا نفقہ برابر ہوگا اسو سہلو کہ داد اسو سہلو سے لہذا اگر ترجیم ہوئی بخلاف پہلی صورت کے دل کو کہ عم و اب فکذا ونفقا  
 آپ الام اور اگر محتاج کا چچا ہو اور داد تو اس کا نفقہ نا پر ہو سبب ترجیم جرئت کے اور ارث کا بیان اعتبار نہیں اگر چہ وارث چچا ہو نہ نا و سبب  
 فی البحر یقول لہ ام و عم فکذا ونفقا اور بجز ارائن میں فقہاء کے اس قول کو مشکل جانے کو کہ ایک محتاج کے چچا اور چچا تو اس کا نفقہ دو نو پر بقدر  
 ارث کے ہو یعنی ایک ثلث باپ اور دو ثلث چچا پر وہ اشکال کی جھجھ کہ وجوب نفقہ میں با مقدم تھی سبب جرئت کے بہر ارث کی اعتبار کر نیکی کیا وجوہا دل کو کہ ام و  
 عک و اب فکذا ونفقا لہ ام فقط ام کا لاد ث احتمال کا صاحب بکرنے کے اگر ایک شخص کے ہا مرد چچا اور داد تو یا نفقہ فقط ماہی کو لازم ہوگا یا ماند ارث کے  
 ہو گا بیان دو نو کا شمال ہے ہم شیخ جنتی بحث نے کہا کہ اصل اشکال صاحب یہ کام صاحب بکرنے کی پردہ کی جو حقیقت الحال یہ ہے کہ بیان دو نو و بیٹن میں  
 ایک قوی اور دوسری ضعیف قوی یہ ہے کہ ترجیم قرب اور جرئت کو جو د ضعیف یہ ہے کہ ارث معتبر ہو صاحب یہ نے دو نو و اب فکذا ونفقا اور ایک کو دو نو  
 مشتاق فی ما کر اشکال پیدا کیا حالانکہ ضعیف رویت مرکز قوی معارضہ کے لائق نہیں تو مسئلہ سابقہ میں یعنی جسکو صاحب بکرنے مشکل جانا ہو اور اس مسئلہ میں  
 جہین صاحب بکرنے کو محال اور تردد ہو جب رویت قوی کے یہ مکمل ہو کہ با نفقہ وجب ہو چچا پر و امہ سلم کہ فی مائشۃ الدنی فیخصا و تجب ایضا کل ذی  
 صحیح محرم صغیر او اننی مطلقا ولو کان لا اننی بالنفۃ صحیحہ اور بھی وجب ہو نفقہ بر قربت و امہ محرم کا صغیر مو یا اننی مطلقا اگر صغیر اننی تندرست  
 بانہ ہو ہم وجوب نفقہ کا منصب ہے ہر ساتھ محرم کے تو چچا کے بیٹو کا نفقہ وجب نہیں اسو سہلو کہ وہ اگر صغیر ہو لیکن محرم نہیں اور ضامی بائی ہن کا نفقہ  
 واجب نہیں اگر مردہ محرم میں لیکن قربت نسبی نہیں محرم سے مراد وہ ہو کہ جسکو ساتھ کاح نہ باز ہو بھت قربت کے اور صغیر کی قید سوا باقی کل گیا اور محرم  
 عورت میں فائدہ نمہ ہن تہا نجی بتبعی داخل میں ان کا نفقہ وجب ہو صغیر من یا بانہ تندرست ہوں یا باجائز بشرطیکہ محتاج ہوں اور غیر منکوہہ اسو سہلو کہ منکوہات کا  
 نفقہ انکی ازواج پر فرض ہو گا ان الذکر بالانکال جلیح عن الکسب یعنی زمانہ کسب و صفہ و کلیہ یا اس قرب محرم کا نفقہ وجب ہو جو مرد بالغ ہو لیکن  
 کسب عاجز ہے بسبب فرمن دائمی جاری کیجیے لولا ہوتا اور اندام ہوتا اور غافل نا فہم ہوتا اور نالاج مزاد فی الملتق والمختار او یحسین الکسب لہ قریب





در نیت و لا طلاقه کافی الذی یجوز بقدر ساجده لا فوقها رد غائب الی قول کو باینکه این نفقه کیو بیٹے اور ولد غائب کی زوجہ اور اسکی طلاق کے  
 نفقہ کیو بیٹے کذا فی البحر بمنجا اپنی بقدر حاجت سوزید رہم شیخ رحمتی نے کہا کہ بھیر ہی تمہاری ہے کہ مرجع ضمیر کا باب مہرتون لفظ نہیں یعنی بپ نفقہ  
 اور اپنی زوجہ اور اپنی اطفال کے نفقہ کیو بیٹے اس کے ال منقول کو بیچ لے اسو سطر کہ سابق ذکر ہو چکا ہو کہ محتاج بپ کی زوجہ اور اسکی اطفال کا نفقہ الدار  
 ولد پر واجب ہو کہ ذی حاشیۃ الدینی ولا فی حقین لہ علیہ سواھا کخالفۃ ذین النفقة لیسائر الذویات اور بپ جو اب اپنی ولد غائب مال کو بیوہ میں جو  
 او سب سے سوا نفقہ کے بسبب مخالف ہونے میں نفقہ کے البقی دیوں سے یعنی اور بیوہ میں جینا درست نہیں اسو سطر کہ بقدر نص علی الغائب ہر مختلف ہیں نفقہ کے  
 کہ وہ واجب ہو چکا ہو قبل فقہاء کے متقاضی کا اب حکم دینا واسطی سے کے اعانت ہو واجب سابق کی نہ نص علی الغائب کذا فی حاشیۃ مجلسی عن البحر ص ۱۸۱  
 لا دیکھنا مؤدع الابی کہ بیوہ لو انفق کو دیعۃ علی التوبۃ و زوجۃ و اطفالہ بغیر مرہا للک او قاض الکان ولا فی حقہما ان استغنا  
 تاوان دیگا قضا نہ دیانۃ امانت وار ولد کا چنانچہ اسکا دیون تاوان دیگا اگر دیون کو خرج کر گیا ولد غائب کے ما باپ اور زوجہ اور اطفال پر بدو نک  
 مالک یا قاضی کے اگر قاضی و ان ہو اور اگر قاضی و ان ہو گا اور امانت وار غائب کی عیال پر امانت کو صرف کر گیا تو او سب تاوان نہیں بدلیل استحسان کے  
 وجہ استحسان کی یہ ہے کہ او سنے الی استحقاق کو دیا تو وہ مسلح شہر نہ مقصد کا لا سرجو چنانچہ امانت وار کو پیر لینا جائز نہیں ابتدا و ان دیو کے اہم  
 کہ ابتدا و ان دیو کے امانت وار مالک ہو انفقہ کو فوعہ کا تو اب وہ محسن ٹھہرا اپنا مال ملو کہ دیکر کذا فی حاشیۃ الدینی عن البحر و کا لو ان شخص اذ نفقہ  
 المدفوع الیہ لا یتصل الیہ حکم حقہ اور سب طرح پیر لینا جائز نہیں امانت وار کو اگر شخص مرد و ثروت غائب کی اسی شخص میں جسکو او سنے نفقہ  
 دیا ہو سطر کہ اسکو زمین اور سکا حق ہو گیا مثلا زید نے کچھ امانت رکھی خالد کے پاس پیر زید سفر کو گیا اور مر گیا اور خالد نے وہ امانت زید کے ولد پر پیش کر لی  
 اور خالد کو سوا اس دس دیکر زید کا کوئی وارث نہیں تو اب خالد اس امانت کو ولد سے نہیں پیر سکتا والا ہوا ان لو انفقہ کا عندہ مال لا غائب ہوتا مالہ  
 علی انفسہما و هو من جنسہ ای جنس المنفقۃ لا یضمنان لوجہ بفقۃ الولاد والارن حاقۃ قبل القضاۃ حتی لو ظہر بجنس حقہ اقل  
 احدہما ولذا فی رسمت فی مال الذائب بخلاف بقیۃ الاقارب اور ما باپ اگر خرج کر بپ غائب ولد کے اس مال کو جو او کو پاس ہو اپنی اور پر اور مال کے  
 وہ مال از قسم نفقہ ہو یعنی اناج اور کپڑا اہم تو وہ تاوان نہ دیں گے بسبب واجب ہونے نفقہ اصول اور فردم اور نفقہ زوجہ کے قبل حکم کرنے قاضی کے سنا  
 کہ اگر باپ یا ولد سبزیارہ جب غائب کا مال کمین یا جاوے اور وہ مال از قبض نفقہ بھی ہو تو اسکو لینا اسکا جائز ہو بلا حکم قاضی اور بدو رضامی غائب  
 ولذا مال غائب میں ان کا نفقہ مفرد من ہر مختلف باقی اقارب عمار کے کہ ان کو غائب کے مال سے لینا جائز نہیں بدو حکم قاضی یا بلا رضامی غائب کے  
 ولو قال اب انفقۃ وانت مؤدع کذبا لا یجزم الحال لیم الخصم فی فلو ہنا فبیتۃ الاب یخلافہ اور اگر ولد غائب سفر ہو گیا نفقہ  
 یعنی باپ کے اور او سنے باپ کے کہ تو نے نفقہ لیا اور حال کہ تو مقدم و الا تھا اور باپ اسکی کذب کی تو باپ کا حال حکم کر گیا خصوصیت کے دن یعنی اگر زید  
 اور خصوصیت کو دن اسکا باپ مقدم و الا ہو گا تو قول ولد کا مقبول ہو گا اور اگر او سدن وہ محتاج ہو گا تو باپ کا قول مقبول ہو گا اور اگر دونو اپنی و ہوں  
 گواہ گذر این تو ولد کے گواہ مقبول ہو گے کذا فی الخلاصہ اسو سطر کہ گواہ اثبات کے مقدم میں نہ نفی کے قصی بفقۃ غیر المرءۃ حاقۃ ذال الی دلیل  
 والصغیر مضمت مدۃ شہر فی شہر فاکثر سقطت تحصیل الاستیفاء فیما مضی دار القضاۃ حکم ہو گیا ندبہ کہ سوا اور ا قاضی نفقہ کا او کو  
 ایک مہینہ یا زیادہ مدت بلا نفقہ تو گذشتہ مدت کا نفقہ ساقط ہو گیا ایسا مسل کو ہستنا کے زمان گذشتہ میں یعنی اقارب کا نفقہ واجب ہو و سطر دفع حاجت  
 کے سوجب مدت گذر گئی تو حاجت بھی نرمی اور زلیعی نے زوجہ کے ساتھ منکب بھی زیادہ کیا ہو ہم زلیعی نے عادی سے نقل کیا کہ نفقہ صغیر کا دن تو اسے  
 قاضی کے حکم سے نہ غیر صغیر کا سنتے اور صاحب بکر اور نہر نے بھی اسکو مسلم رکھا ہو شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ یہ غفلت جو ان علما کی کہ مقید کو مطلق بیان  
 کرتے ہیں اسو سطر کہ ذخیرہ میں عادی سے العزم ثابت ہو کہ نصای قاضی سے نفقہ ولد صغیر کا اس شرط میں ہوتا ہے جو جب قاضی صغیر کی کو نفقہ کیو بیٹے  
 از من لیو کا حکم کر دیا اور بدو ان اس شرط کے محض حکم قاضی سے نفقہ صغیر کا مرکز دیں نہیں ہوتا کذا فی حاشیۃ الدینی لمصنف ولما آتت الشہر و نفقۃ

الرفعة والصغير فتمت بئنا بالقضاء اور مینوسے کمات کا نفقہ محارم کا اور زوجہ اور ضعیف کا نفقہ دین پر واجب ہوا تو قاضی کے حکم سے ہم مینوسے کی مدد میں  
تھری اور اس سے کہ مدت تصیری ہوئی ہو سہو کہ قاضی پر مینوسے میں نفقہ کا حکم دیا تو اعتبار عادت تضاعف طول اور قرضہ کو رہا یا نفقہ نفقہ صغیری کی قول ابن  
مین مذکور ہو چکی اور وہی حق ہے و الله اعلم الا ان يستدل غیر لزوجة یا قرض فلولہ يستدل بالفعل فلا رجوع نفقہ آثار کی مدت گذشتہ  
سے ساقط ہو کر یہ کہ زوجہ کے سوا کوئی محرم قرض لے بلکہ قاضی تو دین پر واجب ہو گیا سوا اگر بعد حکم قاضی کے محرم نے قرض بالفعل نہ لیا مثلاً غیر کے صدقات سے  
اپنی گذران کی تو اسکو رجوع کرنا اختیار نہ ہوگا بسبب عدم حاجت اور حصول کفایت کے بل فی الذخیر لواکل اطفاله من مسأله التامین لا رجوع  
لا تمہم بلکہ زجر میں ہو کہ اگر غائب کی اطفال نے لوگوں سے سوال کر کے کہا یا بعد حکم شدات کو تو اوکی یا کو پیر لینا نفقہ کا اوکی یا پے جائز نہیں اور سہو  
کہ حاجت رفع ہو گئی ولو اعطوا شئاً واستدلوا بشئاً او انفقوا من مالها خرجت بما زادت خانیہ اور اگر اطفال کو کہہ نفقہ بطریق  
سوال ملا اور کہہ نفقہ اسکی رائے قرض لیا بلکہ قاضی یا انوال سے او نزع کیا تو اوکی یا پے پیرے مستند زیادہ ہو نفقہ سوال سے کذا فی النجایہ و تحقیق  
عزاکم فی اللہ للبسط لکن نظریہ فی النہایا لا اثر لانفاقہ مما استدلنا حتی لو استدلنا وانفق من خیرہ ووفی لہا استدلنا نہ لکم  
یستقطا ایضاً انت فی نفقہ محارم کا او سوقت دین پر واجب قاضی قرض لینا کا حکم کر دی اور محرم اسی مال قرض سے صرف کرے کہ محرم الزانی میں شرط  
انفاق کو مبسوط کی طرف نسبت کیا ہو لیکن نہ الزانی میں اس شرط میں گفتگو کی ہو کہ ال قرض سے صرف کرنا کہہ جائز نہیں یا تنک کہ اگر محرم قرض لے اور  
غیر قرض سے صرف کرے اور اسکو قرض سے ادا کرے تو بھی نفقہ ساقط نہ ہوگا انتہو کا ہم شیخ جمعی محشی نے کہا کہ غیر قرض و حال سوا خالی نہیں کہ وہ محرم کا  
مال ہے یا کسی اجنبی کا اگر ہو سیکاملو کہ جو نفقہ ساقط ہو بسبب رفع حاجت کے اور اگر غیر مال جو قرض اسی کا نام قرض جو قرض سے صرف کرنا اور سہو  
صادق آیا تو معلوم ہوا کہ اعتراض صاحب نہر کا محض بیجا ہے کذا فی مائتہ الدفی فلو مات لا ینک من علیہ النفقہ بعد ہا ای الاستدلال المذکور  
فی ای النفقہ دین ثابت ترکہ فی الصبیحہ بقرینہ نقل عن البرنیۃ تصحیحہ ما یخالفہ ونقل المصنف عن الطحاوی قال لا دلالة لک ترجع  
حقیات کما تخذل ہا من ترکہ ہو الصبیحہ انتہی ملخصاً دلالتاً سوا اگر اب مراد ہو یا وہ شخص مرد جو سہو نفقہ دینا واجب ہو بعد ہدیت مذکورہ کے  
تو وہ نفقہ دین ثابت ہوگا میت کے مال میں بقول صحیح کذا فی البعر عن الذخیرہ پر صاحب بولے اسکو مخالف بنایہ سو تقسیم نقل کی یعنی نفقہ مذکورہ مال میت کے  
لیا جاوے گا بقول صحیح اور مصنف نے منع الغفار میں غلام سے نقل کیا یرون بیان کر کے کہ اگر مانے صغیر کا نفقہ بلکہ قاضی قرض دیا اور اسکو اسکی یا پے پیرے لینا  
بیان تنک کہ اسکا باپ مر گیا تو باپ کے مال متروک سونے سکی گی بھی قول صحیح ہو انتہو قول المصنف نفصاً تو اس مقام میں تامل کرنا چاہئے ہم علی نے کہا کہ  
یہ امر تامل کرنا مفتی کیوئے ہے یعنی جب دو قرضوں میں تقسیم مختلف ہوئی تو مفتی غور اور تامل کر جو مسین اسانی فاق پر ہوا اس قول کو اختیار کر جو ضابطہ  
شارح نے خطبہ کتاب میں اس قاعدہ کی طرف اشارہ کیا ہو و فی البدایہ المعتبرہ من نفقہ القرب یہیں ولا یجس لہا تھا بعضی الزانی فی  
بالعصر فی قیلا فی اللہ لکننا ہا فوق المشہر لعدم سقوط مادۃ کامر اور بدائع میں ہو کہ جو شخص اپنی قریب محرم کو نفقہ نہ دے تو اس پر بار پڑی  
اور قید نہر کا بسبب ہر جائے نفقہ کے مدت گذر جانے سے کہ اسکا تذکرہ ماری ہو اور جو الزانی میں باپ ہو سکتے نہ باپ روہیکے عدم جس کو مفید کیا ہو بقید  
افوق المشہر سوا سہو کہ مینوسے کو کثرت کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا چنانچہ سکا بیان عن قریب ہو جا ہم عدم جس سے یہ مراد نہیں کہ جس اسکا مطلقاً جائز  
نہیں بلکہ مراد یہ ہو کہ جو جس بلا ضرب کافی نہیں اس سہو کہ فصل جس میں شبہ ہو مقول ہوگا کہ جس کا مانا جائز ہو اگر وہ اپنی قریب کے نفقہ نہ دے  
کذا فی مائتہ الدفی ولا یجس لہا من الاستدلال لکن جم علیہ بعد ہا وجہ اور قاضی کا حکم صغیر کیوئے قرض لینا کا صحیح نہیں کہ با قرض لیا اسکو  
کھلا دی اور بعد ایں جو نے صغیر کے اس سے پیرے یعنی قاضی کو ہدیت کا حکم دینا جائز نہیں کہ دو صورت میں ایک یہ کہ صغیر کا مال ہو کر اس میں  
نہر دوسری صورت یہ ہو کہ جس پر صغیر کا نفقہ واجب ہو کہ نہ ہو کذا فی منع الغفار وجب النفقہ بانواعہا المملوکہ منفعۃ ان کہ مملوکہ دین  
کھن حلی بن محمد متہ اور جب مینوسے قسم کا نفقہ اپنی مملوک کا اگر جب اسکی ذات کا مالک نہر فقط منفعۃ کا مالک ہو چنانچہ کسی نے اپنی غلام کو دوسری صورت













بکار آید یا مولیٰ یا نوذبی کو یون بکار کہ یا مولیٰ ہم مرئی کا لفظ مشترک ہو معانی کثیرہ میں چنانچہ ابن اثیر نے سبب معانی سے زیادہ شمار کئے ہیں از انجملہ اصرار و ہرج  
 اور مالک اور غلام آزاد لیکن جب غلام کو مولیٰ کہا تو کوئی سبب مناسب نہیں ہوتے سوا آزاد کے لہذا اس لفظ سے ملائیت عتق ثابت ہوگا بابر قول اصح کے کہ فی النہم  
 من الوالیہ الخلاف انا عبدک فی الاصلیۃ بخلاف اس قول کے کہ مولیٰ نے اپنی غلام کو کہا کہ میں تیرا غلام ہوں اس قول سے عتق نہیں ہوتا قول اصح میں اسو سطر  
 بعد کر لطف اور مرئی کا ہونا عتق کا اور اسرا و یا عتیق و لوقال اردت الکذب او حق یا عتیق العمل یون یا غلام کو یون بکار کہ یا حرا عتیق اور اگر مالک  
 نے کہا کہ میں نے اس قول سے کذب کا ارادہ کیا یا کام نہیں ہے آزاد کرنا مقدر و تمانہ عتق تو دینا ہے اسکی تصدیق ہوگی بسبب احتمال کے نہ فضا و اسو سطر کا ظاہر لفظ کو مطلق  
 سے آتا اذ اسماء بہ واشہد وقت تسمیۃ خانیہ فلا یعتق مالہ و لا یشاء و کذا فی الطلاق حرا و عتیق سے عتق ثابت ہوتا کہ جب کہ مالک اپنے  
 غلام کا حرا عتیق نام کہے اور نام رکھنے کی وقت لوگوں کو اسکا شاہد بھی کر دے کہ فی النہم اذ اسماء بہ واشہد وقت تسمیۃ خانیہ تو اب حرا عتیق کہنے سے غلام آزاد ہوگا جب تک کہ ایسا عتق کا  
 ارادہ نہ کرے اور سطر طلاق کا بھی حکم ہے یعنی اگر زوجہ کا طلاق یا مطلقہ نام ہو اور لوگ اسکو جائز ہوں تو طلاق یا مطلقہ کہنے سے طلاق نہ واقع ہوگی جب تک کہ طلاق  
 کا ارادہ نہ کرے کہ توبع تسمیۃ بالحر اذا ناداه بمرأوقہ بالجمعیۃ کیا آزاد او عکس بان سماء باناد و ناداہ بالعرفۃ یہاں عتق لغلام العلمیۃ  
 پر غلام کو مسمیٰ ہو کر نیکے بعد جب اسکو زبان جمعی میں بلفظ تیرا بکار کیا چنانچہ یا آزاد یا اسکی العکس کہ یون یعنی اسکا آزاد نام ہو کہ اور زبان عربی میں اسکو  
 بلفظ عربی بکار ہو چنانچہ یا حرا تو وہ غلام آزاد ہو جاوے گا بسبب عدم علیک اسو سطر کہ پہلے صورتیں اسکا حرام ہونہ آزاد اور دوسری صورت میں اسکا آزاد نام  
 ہے نہ ہو کہ ان اسات حرا و جہت حرا و نحوہما علیا یعربوہ عن البدن کا منہ فی الطلاق اسطر طلاق آزاد ہوگا یون کہ منہ سے کہ تیرا آزاد ہو یا  
 تیرا چہرہ آزاد ہو اور منہ ان اعضا کے جسے کل بدن کی تعبیر ہوتی ہے چنانچہ ذکر ان اعضا کا کتاب الطلاق میں گذر گیا و اضافہ لہ فی شائع کثرت عتق کذا لک  
 القدر لہ فی عند الامام کا سیبے اور اگر عتق کو بر شائع کی طرقت منفا کیا مثلاً یون کہ مالک ثلث آزاد ہو یا نصف آزاد ہو تو اس بقدر آزاد ہوگا جتنا  
 مولیٰ نے ذکر کیا یعنی اگر ثلث آزاد ہوگا اگر نصف آزاد ہوگا نہ کل بدن کی نسبت پذیری عتق کے فیک نام عظیم کے چنانچہ اسکا ذکر آوے گا  
 و من الصبر فی قولہ لعبدک انت حر و لا متہ انت حر جانیہ و عتق می کہ کی قسم یون کہنا ہو مولیٰ کا اپنی غلام سے کہ تو حرا ہو یا اپنی نوذبی سے کہ  
 تو حرا ہو اسو سطر کہ فتم کے نزدیک ایسی متناہوں میں اعراب آزاد کرنا نیت کا اعتبار نہیں ومنہ و ہبتک و بعتک ففسک فی عتق مطلقاً و کو زاد  
 بکذا توقفت علی القبول فتح و عتق مریم سے جو یون کہنا مولیٰ کا اپنی غلام سے کہ میں نے تیری ذات تکجو بخشی اور میں نے تیری ذات تیرا تھبیر مع کی تو اس قول سے  
 غلام آزاد ہو جاوے گا مگر مریم سے اور بیع کو قبول کرے یا نہ کرے اگرچہ ایسی عتق کی نیت کی ہو اور اگر مولیٰ نے یون زیادہ کر کے کہا کہ بیو تیری ذات تکجو بخش  
 و من دم کے عوض یا بیع کی یا بچہ دم کے عوض مثلاً تو غلام آزاد ہونا اسکے قبول کرنے پر موقوف ہوگا کہ فی فتح القدیم سبہ اور بیع نفس کو فتح القدیر میں  
 لغوی بصیر کہنا ہو مریم اور مالگیری میں عادی قدسی سے بھی قول منقول ہوا و اشارہ نے اسکو مریم صریح میں داخل کیا ہوا و محشی مدنی نے سبہ الرائق سے  
 نقل کیا کہ کو مختار صاحب تم القدر کا یہ کہ مریم کو لیکن مترجم نے جو فتح القدیر کو دیکھا تو یہ عبارت تھی و لیکن یہاں بیع کو تو لے لیں و فسک و بعتک  
 فسک الی آخر و انہ سلم ومنہ المصدل نحو العتاق علیک و عتقک علی فیتق بلا نیۃ و لو زاد واجب لو یعتق لحر و زوجہ لکفانہ  
 ظہیر یہاں و عتق مریم سے جو چنانچہ یون کہنا کہ ملق بچہ نامہ ہو یا ترقی بچہ نامہ ہو اور اگر جب کا لفظ زیادہ کر گیا یعنی یون کہے کہ تیرا عتق مجھ پر جب سے تو غلام نہ آزاد  
 ہوگا اسی احتمال سے کہ شاید مولیٰ پر آزاد کرنا کفارہ کیو سطر واجب ہو کہ نہ فی الظہیر یہاں سبب احتمال کی گنجائش ہوگی تو مریم نہ باقی را و فی البدایہ قیل لہ  
 اعتقدت عبدک فالو علی براشہ ان نعم لہ یعتق و ادب الیہ میں جو مولیٰ سے کسی نے کہا کہ تو اپنی غلام کو آزاد کیا سو اس نے سر سے اشارہ کیا کہ مان  
 اسطر سے غلام آزاد ہوگا اسو سطر کہ اسنو عتق کا لفظ نہیں کہا باوجود قدرت کی بخلاف گوئی کہ کہ اسکا اشارہ کافی ہو عتق میں و لو زاد من هذا العمل  
 عتق فضا و اور اگر ان سے بعد من هذا العمل زیادہ کر گیا یعنی اگر یون کہے کہ تو آزاد ہو اس کام سے تو غلام آزاد ہوگا فضا و نہ دینا ہم یہ عبارت شام کی  
 مسئلہ یا اور اس مسئلہ نہیں کا پہلے سبب اور بلکہ اصل کلام کی طرف راجع ہو کہ فی حاشیہ العلوی و التملک من البور و قال یا ساء لہ فاجابہ خاتم فقال

نہ ہم نے  
 دینی یا کہ  
 غلام کو یون بکار  
 یا حرا یا عتیق  
 یا حرا یا عتیق









اور جو دے زہرہ شد مجھ سے شافعیہ پر کذا فی فتح القدر یعنی امام شافعی کے نزدیک اصول فردم کی ملکیت الیہ حق ہوتا ہے جو جمیع عمار کی ملکیت و لو شفا فیفتی  
بعد و عندہ اس کے اکثر احوال و حیلہ الیہ مل منہ اگر ہر ایک محرم کا کل ایک ہو بلکہ بعض ملوک جو جیسے ثلث یا نصف قرا و سیدہ رازا و مو کا نزدیک  
امام مسلم حاصل کا ملک ہو جسے خود پر کرنا انہوں پر کی زندگی جو عالمہ و مو کو سب سے یعنی ایک شخص کے اپنے عزیز کی لڑائی سے نکاح کیا اور وہ عالمہ ہوئی پھر اس کو بیچو  
اور عالمہ کو خرید کیا تو یہ لڑائی ملوک ہوگی لیکن قبل ولادت اس کا چھپنا جائز نہ ہوگا اور جب جنم کی تولد اس کا آزاد ہوگا اسو ملوک کا ملک کا سماجی جو کوئی  
الملک صورت کیا اور کذا فی داریا حتی لو اعتق المسلم أو الحر فی عبدہ فی دار الحرب لا یعتق بعتقہ بل بالتخلیۃ فلا خلاف  
الشافعی جو نزدیک حق ملک ہوتے ہیں اگرچہ ایک صیغہ ہو یا دیوانہ یا کافر جو دارالاسلام میں جو دارالکافر یا حربی دارالحرب میں ابو قریب محرم کا ملک تو مجرم  
اس کے آزاد ہوگا اسو ملوک کا ملک مسلمین کے دامن جاری نہیں یہاں تک کہ اگر مسلمان یا حربی دارالحرب میں اپنی غلام کو آزاد کر گیا تو اس کو آزاد کر نیسوا  
مگر بلکہ غنیہ سے یعنی بعد عتاق باللفظ کے رفع تصرفات مالکانہ جو حق ثابت ہوگا تو امام غزالی کے نزدیک مالک کے دھوکہ دہا ثابت نہیں اسو ملوک آزاد  
اعتاق سے نہیں بلکہ غنی باللفظ کے نفوت صحیح خلاف ابو یوسف کے کہ ان کو نزدیک و لا مولیٰ کو ثابت ہو کہ ان کو نزدیک اعتاق باللفظ دارالحرب میں صحیح ہو کذا  
فی حاشیۃ الدی من الریسی ولو حبسہ مسلماً او ذمیاً اعتق بالانفاق لعد صحیح علیہ السلام استیفاء ذیلی اور اگر مولیٰ کا غلام دارالحرب میں مسلمان ہو  
یا ذمی ہو فقط لفظ اعتاق سے بلا شرط تخلیہ آزاد ہوگا باتفاق امام در صاحبین کے اسو ملوک کہ مسلم اور ذمی محل ملکیت نہیں کذا فی الریسی و یجوز ایضاً ان یولی جہ  
اسے الشیطان والصلیہ و ان اکثرہ اذ نکاح الذی رضامندی کیو ملوک آزاد کرنا اور شیطان اور بت کیو ملوک آزاد کر نیسوی صحیح ہو اگرچہ شیطان اور بت کیو ملوک  
آزاد کر نیسے وہ گنہگار ہوگا مسلم اس بت کو کہتے ہیں جو بصورت انسان ہو خواہ جاندی خواہ سولے خواہ لکڑی سوا جہتہ سے ہوا اس کو دشمن کہتے ہیں کذا فی  
غایۃ البیان و کفریہ ای بالاحتاق للصلح المسلم عند قصد التعظیم لان تعظیم الصلح کفر و صبارۃ علیہ کفر و لو قال الشیطان والصلح کفر  
کفر اور بت کیو ملوک آزاد کر نیسے مسلمان کافر ہو جائے نزدیک قصد کرنے تعظیم کے اسو ملوک تعظیم منکر کی کفر ہے اور جہرہ میں یہ عبارت ہے کہ اگر یون کہیگا کہ  
میں نے غلام کو شیطان یا صنم کیو ملوک آزاد کیا تو کافر ہو جائے و یجوز ایضاً ان یولی ای اگر وہ لو غیر ملوک اور زبردستی آزاد کرانے سو بھی حق صحیح ہوتا ہے  
اگرچہ جہرہ و زبانی دوسرے شخص نے اتنی نہ کی جو حسین بیان یا عضو تلف ہو یا خوف ہو چہند اگر وہ بین رضای مالک نہیں لیکن حق رضای موقوف نہیں  
اسو ملوک کہ بزل سے بھی حق صحیح ہوتا ہے اور مالانکہ بزل میں رضائیں کذا فی فتح القدر لیکن زبردستی کرنا الے یقین غلام کی دنیا و جب ہوگا کذا فی حاشیہ  
الک من الحموی و مشکوٰۃ تبیین سبب محض ایسی ہی ان کل مسلک حرام فلا یجوز الا للصلح فانہ کا لا یجوز اور صحیح ہو حق اور سستی اور نشی میں  
جو حاصل ہوئی ہو بسبب تعالیٰ کے حرام ہے کہ مصنف کا مطلب یہ ہے کہ کثیا و صباہ کی سستی سے حق نہ ہو جائے مضطر کا شراب غم اور شلٹ کا استعمال قصہ و  
اور بیقرب زبیل بلا طبع کا اور اوریدہ اور اغنیہ جو انکو سے نمون کذا فی المنع شارح کتاب باب الاشرہ میں امام محمد کا نقل مفتی بن مذکور ہوگا جو مسکر ہو حرام ہو اس کو  
تعلیل اور کثیر سبب حرام ہو تو شاید مذکور وین سے کوئی چیز مسکر محرم سے خارج نہیں یعنی سب پر مسکر محرم صادق ہو سوا و شراب مضطر کے یعنی جبکہ ملق میں  
نمہ ایک کیا جو نہیں اترتا اور بانی و بان نہیں تو اس وقت نمہ آتے ہیں کہ اسو شراب بی لینا حرام نہیں تو اگر اس کو بعدہ ہوگا تو مانند ہر شے کے اس سستی  
ہو مفتی صحیح ہوگا محشی مدنی نے کہا کہ اوریدہ اور شاید صباہ کے مسکر کا بھی یہی حال ہے جیسے کہ شرب بعض صغریٰ و فراجون کو نشہ ہوتا ہے تو اس سستی  
ہو حق صحیح نہ ہوگا ایضاً ہم کہہ رہے ہیں قصید حقیقہ ولا عانا اور حق صحیح ہے بزل یعنی بیہوشی کے ساتھ بھی بزل عبارت ہو عدم قصد حقیقت  
اور مجاز سے یعنی جس کلام کے معنی حقیقی اور مجازی مشکوک ہو کہ مقصود نہ ہون وہ بزل ہو چنانچہ خوش طبعی میں حقیقت اور مجاز کلام کفر اور نہیں ہوتا و ان  
حلق العیق بشرط کذا فی حرم و حق اذا دخل اور اگر ملوک کیا مولیٰ نے حق کو کسی شرط جیسے دخول دار پر تو یہ تعلیق صحیح ہے اور غلام آزاد ہوگا  
جب کہ میں داخل ہوگا اور مولیٰ کو اختیار ہو کہ قبل دخول دار اس کو بیہوش کر لے اور بعد بیع کے اگر غلام کہ میں داخل ہوا پھر اس کو مالک اولیٰ خرید کیا اور  
دوسرے بار کہ میں غلام داخل ہوا تو اب آزاد ہوگا کذا فی حاشیۃ الدی والتعلیق بآجری کا ثبوت بخیرہ و لو قال یعبد و هو ملکک فانہ حر









چونکہ دو دو نہیں پیدا کیا فی حاشیہ الذی وولد لکامہ من زوجه مالک لسیدہا تبعاً لہا اور ولد نوٹدی کا اوسکے زوج کے قطعہ ملک ہو اوسکو ملی کا  
 کا تابع ہو کر ولد حاصل ہو گا لکن مولد اسکو اور نوٹدی کا ولد اپنی موکی قطعہ سے آزاد ہو اوسکو وہ ابداً و علق سے آزاد ہو اوسکو کہ اسکا ہم ابن النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم بنتے مگر حراً و پرہیز نہیں کہ اول ملک ہو کر ولد ہو لی کا آزاد ہو جاتا ہے جیسا کہ متبادر ہوتا ہے یہ ایہ وغیرہ سے کہ فی منع الفقار و قد یکن سراً یفقد  
 بلاخص یہ کہ ان کے حکم امامت ابیہ قولہ سحرانہ و ولد ولد المعنی ظہیریہ اور گاہی دو قرین کا ولد حراً ہوتا ہے نہ آزاد کہ نیکی کے چنانچہ کما حق ظاہر  
 اپنی آپ کی نوٹدی سے کیا تو اسکا ولد آزاد ہو گا کہ وہ مالک کا پوتا ہو کہ فی الظہیریہ و علیہ قولہا من سیدہا و من ابنہ ادا ہو جس اور بنا ہ  
 تو ان ظہیریہ کے ولد نوٹدی کا اپنا مالک کے بیٹے یا مالک کے باپ آزاد ہو اوسکو کہ دو قول قریب محرم کی ملک میں کیساں میں فرس مسل  
 عتہ شام کا حملت امامت کا فرق کیا فرس کا فرس مسلم فعل یفسر مالک الکافر بیعہا لاسلامہ تبعاً قال فی الامتداد لہ لہ ان قلت کما مر لہ  
 لا یجوز لہ قبل الوضع موہوم وہ لا یسقط حق المالك کا فرہ نوٹدی ایک کا فرکی عالمہ ہوئی دوسرے کا فرسے پر وہ مسلمان ہو گیا یعنی زوج تو  
 نوٹدی کے مالک کا فرہ نوٹدی کی بیع کا بسبب امامت نہیں کہ باپ کا تابع ہو کر حکم کیا جاوے گا اس میں جو سو کہ حل ہیں میں خیر الا برین کا تابع ہوتا ہو نہ مسلم  
 کیا جاوے گا شہادہ میں کہا کہ میں نے اسکا حکم کلام فقہ میں معصوم نہیں دیکھا شایع با تابع صاحب نہر کہتا ہے ظاہر احزاب اس سوال کا یہ ہے کہ مالک پر بیع  
 میں جبر نہ ہوگا اوسکو کہ حل قبل ولادت کے امر ہو موم ہو احتمال ہے کہ حل ہو یا جاری اور بسبب اس امر ہو موم مالک کا حق نہ ساقط ہو گا و لہذا غایت میں کہا ہے  
 کہ اگر مالک نے اپنی نوٹدی کے حمل کی کیسے و سلطو وصیت کی تو اگر وصیت کے دن اسکو بیٹ میں یہ ہو سطر ہے کہ قبل مدت حل میں جنی اوسد کے تو وصیت  
 صحیح ہو اور اگر پورے چہ یا زیادہ میں جنی تو وصیت باطل ہے کہ فی حاشیہ الذی عن التراب علق البعض یہہ ابیہ علق البعض  
 احکام میں جب پورا علق مذکور ہو چکا تب اور پورا علق شروع ہوا اوسکو کہ اور پورا قلیل الوقوع ہو اور ثواب میں کثیر ہو پورے سے اعتق بعض حکماء  
 ولو قبضہما صحیح و لی یبایئہ آزاد کیا ہو لی نے ابو غلام کا کچھ حصہ اگر یہ غیر معین ہو تو بھی صحیح ہے اور لازم ہو گا مالک پر بیان کر دینا بعض مسک کا ام  
 غلط ہے نزدیک اگر غلام پورا نہ آزاد کرے بلکہ بعض بعض آزاد کرے تو صحیح ہے خواہ بعض معین کو آزاد کرے جو غنا کچھ نصف یا ثلث یا بعض غیر معین کو آزاد کرے  
 مثلاً یوں کہ میں نے بعض غلام کا یا جز غلام کا آزاد کیا لیکن در صورت ابہام قاضی اوس بیان کرے کہ بعض یا جز دوسو کیا مادی نصف یا ثلث اور اگر مالک پر  
 کہے کہ میں نے ابو غلام کا ایک سہم آزاد کیا تو امام غلام کے نزدیک چہا حصہ آزاد ہو گا کہ فی المم و سنی فیما یقر ان شکہ سحرانہ اوسے کہ غلام باقی میں  
 اور اگر مولی جاے تو باقی کو بھی آزاد کرے یعنی اگر مثلاً سو درم قیمت تھی غلام کی اور مولی نے آدھا آزاد کیا باقی رہی پچاس درم تو تحت مزدوری کے غلام مقید  
 مولی کو بچا کہ تو پورا آزاد ہو جاوے لیکن اسکا باقی حق فقط سہی ہے نہ پندرہ نہیں بلکہ اگر مالک باقی کو بھی آزاد کر دیا تو سہی کی کچھ حاجت نہ رہی و حق معتق البعض  
 کہ کتابی حتی یؤدوا لک ثلث بل لا یرد الی الیق لیس بل و لو جمیع بدینہ و بین قی فی البیع بطل فیہما و لو قتل و لم یرد و قاعلاً قوہ بخلاف  
 المکاتب اور وہ یعنی معتق البعض مکاتب کی مانند ہو مابین مکاتب کی مانند نہیں ایک یہ کہ اگر عاجز ہو سعادت سو فرق  
 کی طرف میں پھر جاتا بخلان مکاتب کہ وہ بدل کتاب کے عجز سے قیمت کی طر محو کرتا ہو امرانی یہ ہے کہ اگر جمع کیا جاوے دو میان معتق البعض ادخال غلام  
 میں جس سے دو دنوں کو سبب بنتے تو دو دنوں میں یہ باطل ہو گی نہ معتق البعض کی صحیح ہو گی اندہ حاکم غلام کی اوساگر مکاتب اور  
 غلام کی ساتھی بیع ہو گی تو مکاتب کی بیع باطل اور غلام کی صحیح ہو گی اور ثلث یہ ہے کہ اگر معتق البعض قتل کیا جاوے اور نہ چھوڑا مرنے مال جس سے قدر  
 اور تو اسکو قاتل پر قصاص واجب نہیں اوسکو کہ اس میں قتلات ہو کہ وہ آدمی اور غلام تو مشابہہ ہے کہ اسکو خون کا دھیرا رکھن ہو اگر وہ غلام نہ تھا تو  
 مولی مدعی ہو اور اگر آزاد تھا تو اسکو وارث مدعی میں بخلان مکاتب کہ بدو دن ادھو بدل کتاب کے جبہ مقتول ہو گا تو قیمت اوسکی ثابت تھی تو بلاشبہ اسکو  
 خون کا مدعی فقط مولی ہو گا نہ وارث تو مکاتب کے قاتل سے قصاص لیا جاوے گا اور اگر معتق البعض کا کوئی وارث نہ ہو گا مولی کے تو ہاں مقتول و قاتل نہیں  
 کہ اس صورت میں اسکو قاتل کا بھی قصاص لیا جاوے کہ فی حاشیہ الذی عن الشیخ الرضی و قال ان معتق بعض معتق کلہ والصحیح و قول الامام قسستانی

کتاب العقول





کہو اسے غلام سے چنانچہ بھی مذکور ہو گا سماعت بالکسریات جو اس عمل سے جس کو متفق البعض اور اگر کو اپنی ذات کی طرف تاثر باقی آتا وہ مجاہد کہنے سے  
 القاسم من اللہ لا یصلح لہما الا نفعا المتفقان اور وراثت آتا غلام کی ساری جائزہ میں ہر شے کو بھی سوا ہر شے کے حصہ میں نہیں آتا بلکہ ہر شے کا حصہ ہر شے کے حصہ میں ہے  
 یا مال یا صلح کر لی یا غلام کو میرا ملک بنا دیا اور اس سے سماعت کی صورت اس کے لئے غلام کی بھی دو شریک وراثت ہر شے کو بھی سوا ہر شے کے حصہ میں ہے اور اگر غلام کو میرا ملک بنا دیا  
 بھی یہی دو طرفہ ہے اور فیحق المتفق لو من سبیل وقد اختلف بالاذن فلو بہ استسعاۃ حل اللہ حب یا غریک مذکور کو اختیار ہو کہ آزاد کرے اسے  
 اپنے حصہ کا ضمان ہے اگر مقدور والا میرا ملک ہے اذن شریک اور اس نے آزاد کیا جو اصل میں اجازت لیکر آزاد کیا ہو تو شریک ضمان نہیں لے سکتا غلام سے  
 سماعت کر اور اگر بنا بر ادا ہو جائے سماعت کی صورت اجازت ضمان کی نفی مراد جو اعتاق اور صلح اور کتابت اور تدبیر کی اس سوا ہر شے کو بھی سوا ہر شے کے حصہ میں ہے  
 فی حاشیۃ الودع عن البرود میرا حصہ ہے جس کی تکفیر بالو لا کلمہ لہ لصلح در العتق کلمہ من جہت صحیح ملک بالضمان اور آزاد کرے  
 پھر اسے غلام سے اتنا مال جتنا اس نے ضمان دیا یعنی اس قدر مال کے سوا سماعت کر دے اور تمام وراثت غلام کی آزاد کرے اس کی ایک شریک اور جو اس کی شریک  
 اس کی جہت سے اس سوا ہر شے کو غلام کا ہر مال ہو گیا ضمان دیکر دھل جیو لہجہ بیان السعیۃ والضحان ان تعدل الشراکۃ نعم ولا لا اور کیا جائز ہے  
 جمع کرنا سماعت اور ضمان میں اجازت نہیں جو اسے ہو کہ ان جائز ہو اگر چند شریک ہوں یعنی اگر مثلاً ایک غلام کے تین مالک ہوں اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا  
 تو وہ تو شریکوں کو اختیار ہے کہ ایک ضمان لے اور دوسرا سماعت کر دے اور اگر ایک ہی شریک ہو تو ضمان اور سماعت کا جمع کرنا جائز نہیں کذا فی حاشیۃ الودع  
 عن الیدیم والبطوطی اختیار امر لعل الایستعاۃ فلا لا اعتاق اور جب کہ شریک نے اختیار کیا ایک امر کو خیارات سماعت تو دوسری امر میں اور پھر  
 جو باقی ہوئے اس کو بدل کر دوسرا اختیار نہیں کر سکتا سوا سماعت کے اس سوا ہر شے کو اگر شریک متفق البعض کی سماعت کو اختیار کرے گا تو اس کا آزاد کر دینا کا  
 اختیار ہے غلام اس کے لئے کہا کہ ظاہر کتابت اور تدبیر اور صلح سماعت کو شامل ہے والدہ علم دلوا باعہ او عہدہ نصیبہ لہجہ لکھتا ہے کہ کتابت اور اگر شریک نے اپنا  
 حصہ آزاد کر لیا ہے یا تنہا ہو یا اس کو سہ کرے تو جائز نہیں اس سوا ہر شے کو متفق البعض کی سماعت کی مانند عمل تکلیف باقی رہا و فیما یلکون ما لکما قد فیما یلکون  
 نصیبہ لہجہ لکھتا ہے کہ لا اعتاق سبیل ملین بہ وقوت یومہ ولا حق تہتہ اور آزاد کرے تو ایک کا مقدور ثابت ہوتا ہو بقدر قیمت حصہ شریک کے حصہ میں ہے جو حق  
 کے دن سوا اس لباس اور اس کے کوئی حصہ اگر متفق بقدر قیمت حصہ شریک کے ملک ہو تو ضمان دینا میں اس کا مقدور ثابت ہو قول اصم بن کنانی البیہ و لو  
 اختلفا فی قیمتہ ان قائما قوم الحال والا فالقول للمتفق لا نکایہ الزادۃ وکذا لو اختلفا فی بیارہ واعتسارہ اور اگر متفق اور شریک نے ضمان  
 کرین غلام کی قیمت میں اعتاق کے دن تو اگر غلام موجود ہو تو فی الحال اس کی قیمت ٹھہر لیا جائے اور اگر مر گیا ہو تو متفق کا قول مقبر ہو گا اس سوا ہر شے کو وہ منکر ہو  
 نہایت قیمت کا اور قول مقبر نہیں منکر کا اور ہر طرح اگر دونوں مختلف ہوں جو متفق کی مال داری اور منسلکی میں تو بھی متفق کا قول مقبر ہو گا و گو شہد  
 ای اشیر لعل قبولہا وان تعدل واجتہد معنما بدل ایہ کل من الشریکین یعنی الا من حطہ فان کل مصلی لہا اور اگر گواہی دے تو شریک  
 دوسرے شریک کے آزاد کرے اس کی اور ہر ایک منکر ہو اپنی حصہ کے آزاد کرے گا تو غلام سماعت کرے دو نو کے حصہ اگر کسی کے سوا ہر شے کو سماعت میں  
 یعنی ہر دو کے سوا ہر شے کو مقبول ہے شہادت کہ اگر چند شریک ہوں اور ان میں سے دو شریک تیسرے کے اعتاق کی گواہی میں تو بھی گواہی مقبول ہو گی اس سوا  
 کہ عدو انہو سوا ہر شے کو کہ نہیں ہر شے میں یعنی چاہے میں کہ اگر تیسری ہر اعتاق ثابت ہو تو ہم اپنی حصوں کا ضمان اور میں کہیں کنانی البایع مالہ لعل فیما القاضی  
 فی حاشیۃ الترقی او یکسب فی حیطہا دو شریکوں کو سوا غلام سماعت کرے تو وہ حصہ قاضی نے دو نو قسم میں لے لیا اور اگر قاضی نے دو نو قسم میں تو قیمت  
 میں غلام کو اختیار ہو گا خواہ اپنی قیمت اختیار کرے خواہ دو نو کے حصوں میں سماعت کرے سماعت تخلیف قاضی قیمت کا ثابت خلاف قیمت کے ہو اس سوا ہر شے کو  
 فی حق القدر میں مصرع ہو کہ اگر قاضی کے پاس جانے سے پہلے باجمہ دو نو شریکوں نے اعتاق کو دوسرے کی طرف نسبت کیا تو اس کا حکم کہ نہیں سوا سماعت اور اگر قاضی کے  
 پاس مقدمہ رجوع کیا اور قاضی نے دو نو سوا اعتاق کا حال دریافت کیا اور دو نو نے انکار کیا اور قاضی نے دو نو کو قسم دلائی اور ہر ایک نے قسم کھائی کہ میں نے نہ نہیں کیا تو  
 غلام پر قیمت نہ ثابت کیا جائے اس سوا ہر شے کو کہ اگر شریک کا ایسی گواہی ہو کہ اس کو شریک نے جبراً ہی قسم کھائی مقرر اس نے اپنا حصہ آزاد کیا ہو تو ہر ایک کی قسم صحت اور اگر غلام شریک





۱۔ جابر غلام سے سعایت کی اور جسے کہہ من کے شریکین فرما دیے اور شریکین سے منہ پر دین استثنائی نصف سے یہ منہ پر لکھا کہ لا ین  
 یبایعہ مطلقاً لکھا کہ فی العیالہ اور اگر خرید کیا اپنے قریب وار کے نصف کو اس شخص سے جو اس کا پورا مالک ہے قریب بالغ کو ضمان نہ کیا مطلقاً خواہ مالدار  
 برخواستہ منسلک سبب شریک کر لیا جائے کہ علت میں یعنی ملک شریک میں دخول مبیع کی علت ایجاب اور قبول سے سوا دوسرے بائع نے شریک کو اپنا شریک کر لیا وہ شریک  
 لکھا کہ لو استثنیٰ من اسد الشریکین لکھا کہ الضمان اجماعاً لکن ما یستلزم الا کو بیع لولم یشتد منہ پر اور ہم ضمان شریک میں معتقد بائع منہ پر  
 ملک کی قید لگائی اسوہ ملو کہ اگر اپنے قریب کو ایک شریک سے خرید کر گیا تو اس پر ضمان دینا لازم ہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے دوسرے شریک کو اسوہ ملو سے اپنا حصہ  
 نہیں جوا اسوہ ملو کو شریک ثانی نے شریک کو بیع میں اپنا شریک نہیں کر لیا ضمان شریک برائوت لازم ہوگا جبکہ وہ مالدار مواد اگر شریک منسلک ہو تو شریک غلام  
 سے سعایت کر اور لکھا کہ فی العیالہ لکھا کہ عبد بن ثلثہ بن واصل دیکھا کہ اغتصمہ استردھا منہ پر ان ضیق الساکت لکھا کہ لکھا کہ لکھا کہ لکھا کہ  
 ان شاء ثلثہ فیمتہ قناہم علی العبد لا موقوفہ لکھا کہ التذایر ضمان معاً وخصیہ وہی اصل ایک غلام جو جو کو تین مالکین اور تین شریک  
 مالک نے اس غلام کو مدبر کر لیا اور بعد اسکو دوسرے مالک نے اسکو آزاد کر دیا اور وہ دونوں مالک مالدار میں توفیر اسات مالک حسبنہ مدبر کر لیا آزاد کر لیا اگر چاہے مدبر  
 کر نیوے سے خالص غلام کی تمنا کی قیمت کا ضمان لے اور مدبر کر نیوے والا اس قدر غلام سے بڑے ضمانت کے تیسرا مالک آزاد کر نیوے سے اسوہ ملو کہ مدبر کر لیا ضمان ہو معاً  
 کا اور ضمان معاوضہ کا بھی اصل سے ضمان میں ملامت بھی ہو کہ شریک اول کے مدبر کرنے سے دوسرے شریکوں کے حصوں میں نقصان واقع ہو گیا تو ہر ایک کو اپنا حصہ میں ہر  
 اور کتابت اور ضمان اور سعایت ہو کہ اختیار تہاجب دوسرے شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو فقط تیسرے شریک کا حصہ باقی رہا تو اب تیسرے شریک کو مدبر لے و طرف ضمان  
 مستوجہ ہوا ایک ضمان مدبر اور دوسرے ضمان حق لیکن چونکہ ضمان تہیز ضمان معاوضہ سے یعنی مالک ہر ایک ضمان جو اور ضمان اتفاق ضمان اختلاف جو اسوہ ملو کہ غلام  
 مدبر کا بارہ اور اعادہ اور استرداد درست اور اتفاق میں یہ اسوہ ملو مدبر نہیں لکھا شریک ثالث کو مدبر کر نیوے سے ضمان لینا متعین ہو گیا نہ آزاد کر نیوے سے کہ اس  
 ماضیہ الدلی وضمن المدبر موقوفہ ثلثہ مدبر کا ماضیہ الدلی من ثلثہ فیمتہ قناہم علی العبد لا موقوفہ بتدبیر اور ضمان لے مدبر کر نیوے والا غلام کے آزاد کر نیوے سے  
 تمنا کی قیمت مدبر کر نیوے والا اس قدر ضمانت آپ ضمان میں ہو کہ یعنی خالص غلام کی تمنا کی قیمت قص منہ پر غلام کے اسکو مدبر کر نیوے سے وسیع و ضیق  
 المدبر ثلثہ فیمتہ قناہم علی العبد لکھا کہ التذایر ضمان معاً وخصیہ وہی اصل ایک غلام جو جو کو تین مالکین اور تین شریک  
 کرنا دوسرے خدمت لینا اور تیسرے بیع کرنا اور مدبر کر نیوے سے کا فائدہ فوت ہو جائے ماضیہ الدلی من ثلثہ فیمتہ قناہم علی العبد لا موقوفہ بتدبیر اور ضمان لے مدبر کر نیوے سے  
 ہر شریک ثالث مدبر کر نیوے سے دوسرے ضمان لیا اور مدبر کر نیوے والا آزاد کر نیوے سے اسوہ ملو کہ مدبر کر نیوے سے قیمت تمنا کی قیمت ہو کہ اسوہ ملو کہ دوم  
 ہر شریک اور اشارہ کا ثلثہ چہ والو لا یمن المعتبر والمذکور فلا ثلثہ لکھا کہ التذایر ضمان معاً وخصیہ وہی اصل ایک غلام جو جو کو تین مالکین اور تین شریک  
 آزاد کر نیوے والا مدبر کر نیوے سے میں تمنا ہو کہ دو تہا یان مدبر کر نیوے کی اور ایک تمنا آزاد کر نیوے کی اسوہ ملو کہ غلام کے اسوہ ملو کہ اس طرح ادن و دونوں ملک  
 پر آزاد کر نیوے والا ایک تمنا کی مالک تھا تو میراث بھی اسے ایک تمنا لکھی اور مدبر کر نیوے والا دوسری مالک تھا ایک تمنا لکھی کا تو خود مالک تھا اور دوسری لکھی  
 کا ضمان ہو کہ مالک ہوا لکھا دوسری میراث کی بارگاہ لکھا کہ التذایر ضمان معاً وخصیہ وہی اصل ایک غلام جو جو کو تین مالکین اور تین شریک  
 یا تو ادا اگر کوئی ہو کہ ایک لکھ لکھا کہ یہ نوٹھی میرے شریک کی ام ولد جو اور اس کے شریک نے لکھا کہ یہ میری ام ولد نہیں اور گواہ بن عویج  
 نہیں تو یہ نوٹھی شریک منکر کی ایک دن خدمت کرے اور ایک دن کسی خدمت کرے یہ اس کے اقرار پر عمل کرنے سے اسوہ ملو کہ جب اسکی ام ولد ہو گیا قائل  
 ہوا تو اسوہ ملو کا سفر مراد لکھا کہ اقرار پر پانچہ ہوا اور شریک منکر کا یہ گمان ہو کہ نوٹھی ویسی جیسی کہ پہلے تھی تو نصف نوٹھی میں اسکا حق ہو جو  
 و نصفہا فی کسبہا و لا فاعل لکھا کہ التذایر ضمان معاً وخصیہ وہی اصل ایک غلام جو جو کو تین مالکین اور تین شریک  
 اور دوسرے قول بھی ہو کہ نصف نفع منکر ہو اسوہ ملو کہ وہ نصف کا مالک ہے فیمتہ القدرین کہ لکھا کہ فی قول الحق یقرن امام کو کذا فی ماضیہ الدلی والیہا یمن لکھا کہ  
 اور رعایت مدبر کی کہ وہ نصف ہو گیا تو تیسرا ایک شریک دوسرے کی تصدیق کرے کہ نوٹھی کی نصف میراث ادا و اسکا نصف منکر کا ہوگا اور مالک منکر مراد ہو تو

امام عظیم کے نزدیک وہ آزاد ہوگی اور بقدر حصہ مشترک کے اسکو وارثوں کو پہلے سعایت کی گئی کہ ان فی العالم گیر ہوا قیمة لا تم طیل اور کچھ قیمت نہیں ام ولد کی امام کے  
 نزدیک اسو طو کہ ابن ماجہ اور دارقطنی اور حاکم نے عبد البین عباس سے روایت کی کہ ابراہیم کی باعینی ماریہ قطیعہ کا ذکر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حضرت  
 نے فرمایا کہ اسکو اسکو لے کر آزاد کر دیا تو میری حدیث متفقہی جو حریت اور ذوال قیمت کی لیکن حریت میں دوسری حدیث سے معارضت ثابت ہوا ابن ماجہ اور حاکم نے حدیث  
 مرفوعہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس لونڈی کے اولاد پیدا ہوا مالک سے وہ بعد موت مالک کے آزاد ہے تو ذوال قیمت بلا معارض باقی مالک کا  
 فی حاشیۃ المدنی لا یضرب دقہ اسلام ام ولد النصارى وقوما ھا بثلث قیمتھا قیمة ام ولد کی کچھ قیمت نہیں مگر ام ولد نصرانی کی اسلام کی بغیر ورت  
 یعنی اگر نصرانی کی ام ولد اسلام قبول کرے تو البتہ اس ضرورت سے بقدر اپنی قیمت اور سیر سعایت لازم ہوگی اسو طو کہ سلمان بنہ کہ کافر کی ملک کو نہیں رہ سکتی اور  
 مالک کی ملک صحیح باطل بھی نہیں ہو سکتی لہذا مانند مکاتیب کے اسکی قیمت پر سعایت لازم آوے گی اور صاحبین نے ام ولد کی قیمت بقدر ثلث قیمت لونڈی کے مقرر فرما  
 سے فلا یفعلن عینی اعتقہا مشرکۃ بان ولدت فادعیا لا وصارت ام ولد لہما فاعتقہا احدہما لیسلمن وکذا لو ولدت فادعیا احدہما  
 یثبت نسبہ ولا ضمان ولا سبعاۃ خلافا لہما پر جب ام ولد کی کچھ قیمت نہ ہوگی تو ضمان نہ لگایا وہ مالدار جسے مشترک ام ولد کو آزاد کر دیا اسطرح پر کہ  
 مشترک لونڈی ایک ولد جنی سودہ نو لاکر بنے اسکو نسب جو ہو گیا اور وہ دونوں کی ام ولد ہو گئی پھر ایک مالک نے اسکو آزاد کر دیا تو دوسری مالک کو آزاد کر دیا  
 ضمان نہ لگا اور اسطرح مشترک لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا اور ایک مالک نے اسکا دعویٰ کیا تو اسکا نسب ثابت ہوگا اور دوسری نسب پر ضمان دینا لازم نہ ہوگا اور نہ دوسری  
 پر یا اس کے ولد پر سعایت لازم ہوگی اسلئے کہ امام کے نزدیک ام ولد کی قیمت جی نہیں جو ضمان اور سعایت اور مستغفرم جو بخلات صاحبین کے کہ اوکو نزدیک اگر مدعی  
 مالدار ہو تو اس پر ضمان لازم ہوگا اور اگر مفلس سے تو ولد پر سعایت لازم ہوگی واما ان تصمن بلکحایۃ اجا حافلو قریحا الی سببع فافترسھا صلی لا ضمان  
 جنایۃ لا ضمان غصبہ لذلک ان تصمن الصبی الحرس ثلثہ ذلیعی اور البتہ ام ولد کا ضمان دیا جاوے گا سبب جنایۃ کے اتفاق امام اور صاحبین کے تو اگر ایک مالک  
 نے ام ولد کو شلایہ کے پاس کر دیا اور شہر نے اسکو سہاڑا الا تو میرے شخص ضمان دے گا دوسرے مالک اسلئے کہ یہ جنایت کا ضمان ہے غصب کا ضمان اور ضمان جنایت کا  
 تقوم پر جو توف نہیں بخلاف ضمان غصب کے اور سہو طو منیر حر کا ضمان دیا جاتا ہوا مانند اسکو کہ ان فی الزلیعی یعنی اگر منیر حر کو کوئی تلف کر دے ڈالے تو اس پر ضمان  
 جنایت لازم آوے گا اور مالک حر لائق قیمت نہیں ولو قال لعبد بن عندہ من ثلثۃ اشھد لہ احکام شرفہ واسحاہ ودخل اخر فاذا قولاہ احکام  
 شرفہ فمادام حیاً یوھد بالکلبان ایک شخص کے تین غلام ہیں سعید اور مرجان اور فیروز سو اس نے اگر شلایہ سعید اور مرجان دو حاضر غلاموں سے کہا کہ تم میں سے  
 آزاد ہو پھر ایک غلام شلایہ سعید باہر گیا اور تیسرا غلام آیا یعنی فیروز پھر مالک نے دوسری اپنا قول دوبارہ کہا کہ ایک تم میں آزاد ہو سترہا وقت تک مالک زندہ ہو تو پھر  
 بیان کرے گا حکم کیا جاوے گا یعنی اگر غلام قاضی سے نالیش کریں گے تو قاضی پھر مالک پر حکم کرے گا کہ بیان کر دے کہ تول اول اور ثانی میں کس کس غلام کو تو نے آزاد کیا  
 ہے جس جس کو مالک بیان کرے گا وہی آزاد ہوگا وان مات بلا بیان عشق عمن ثبت ثلثۃ ارباعہ نصفہ بالاول و نصفہ بنصفہ بالثانی اور  
 اگر مالک بلا بیان کر گیا تو جو غلام کہ دو نو تو نہیں شہر را یعنی مرجان سے تین ربع یعنی پورے آزاد ہوگا نصف تو ایجاب اول سے آزاد ہوگا اور نصف النصف  
 جو تہائی ایجاب ثانی سے آزاد ہوگا ہم تفصیل اس حال کی یوں ہو کہ جب مالک نے سعید اور مرجان سے کہا کہ تم دو میں ایک آزاد ہو دو تین کیسی مالک کے قول  
 ثابت ہوئی تو ایجاب اول سعید اور مرجان میں دائر ہوا لہذا نصف نصف ہو گیا اور سعید باہر گیا اور فیروز داخل ہوا پھر ایک  
 نے دوسری کہا کہ ایک تم میں آزاد ہو تو میرے ایجاب ثانی بھی داخل اور ثابت میں یعنی مرجان اور فیروز میں دائر ہوا تو میرے بھی دو تین نصف نصف ہو گیا نصف  
 مرجان کو اور نصف فیروز کو جو نصف کہ مرجان کو پہنچا وہ بالکل مرجان میں شائع ہوا اور پیل گیا اور چونکہ نصف مرجان کا ایجاب اول سے آزاد ہو چکا تھا  
 اور نصف فارغ غیر آزاد تھا تو جس قدر نصف آزاد کو پہنچا وہ تو لغو اور بیجا نہ ہو گیا اور جتنا فارغ کو پہنچا وہ باقی رہا یعنی جو تہائی اسو طو کہ نصف کو جو  
 حصہ کہیم جو ربع ہوتا ہو تو اس تفصیل سے صاف معلوم ہو گیا کہ مرجان سے تین ربع آزاد ہو گئے دو ربع ایجاب اول سے اور ایک ربع رکبات فی سے کہ ان فی الدار  
 وعائۃ الکلب عشق من کل من غیرہ نصفہ اور سوا مرجان کے ہر ایک غلام خارج اور داخل سے نصف نصف آزاد ہوا ایجاب اول سے سعید آزاد ہوا اور

ایجاب ثانی ہے جو در نصف آزاد ہوا نزدیک امام اور برابر سبک اور جو کہ نزدیک غلام اول سے یعنی فردوس فقط چارم آزاد ہوا اس سبب کہ ایک ثانی سے جو نسبت غلام  
 یعنی چارم آزاد ہوا اور ایسے فردوس بھی چارم ہی آزاد ہوا اگر کوئی سوال کرے کہ صاحبین کے نزدیک حق تو قسمت پر نہیں ہو گیا وہ یہ کہ اس مسئلہ میں صاحبین تجر  
 حق کے قائل ہیں نہ اس سبب کہ اس کا جواب شارح نے آئندہ قول میں بیان کیا لکن بقولہ لیس فی التوزیر والخصم و فی قلمو یبطل یعنی ثبوت تجزی حق کا  
 اس مسئلہ میں بطور تقسیم اور ضرورت کے ہو گیا جو تو سوا ہی عمل ضرورت کو اور مسائل میں متحدی اور تجاوز نہ ہو گا یعنی ایک غلام کا حق بسم ضرورت عدم تعیین کے دو میں  
 منقسم ہو گیا تو سوا ہی عمل کے اور عمل میں تجاوز نہیں ہو سکتا کہ انی مائتہ الدین فی شرح الارم من المختصر ان صدقہ لک المذکور منہ فی مرضہ وضاق  
 الثلث عنہم ولہم فی کل لورثہ و قد تمسک سوا و قد تمسک الثلث بذیہم کا بیان جعل کل عبد سبعۃ أسهم کسبہم العتق لا احتیاجا الی عشر فی نصف  
 و ربع و اقلہ اربعۃ فتقول لیس بقیہ الثلث الممال اور اگر بھی دو نو قول مذکور صادر ہوں مالک سے اسکی بیاری میں اور بلا بیان وہ ہو گیا اور ثلث مال سے غلام آزاد  
 ہو سکتا ہے کہ سوا میں غلاموں کے کچھ اور متروکہ میت کا نہیں اور وارث میت کے استقدر آزاد ہو سکتا ہے یا نہیں کہتے اور مالاکہ قیمت تینوں غلاموں کی برابر ہو تو اس  
 صورت مخصوص میں بحساب سابق مذکور کے ثلث مال ان تینوں غلاموں میں منقسم کیا جاوے گا ہر طرح پر کہ ہر غلام کے سات سہم قرار دے دو جو باوند سہم اس حق کے  
 چنانچہ اسکی تفصیل مذکور ہو چکی کہ تین سہم چارم کے اور دو سہم سبک کے اور دو سہم فردوس کے آزاد ہو جو تین تین ربع ایک کے اور نصف نصف دو کے ہر غلام کے سات سہم  
 مقرر ہو جو کہ اس تقسیم میں ہو گیا چنانچہ ہر ایک اس طرح کی جبین نصف اور ربع ہوا اور اسکا اقل خیر چار میں اس سبب کہ نصف چار کا دو میں اور ربع ایک اور چار کے چار  
 میں گنجائش سات سہم کی نہیں لہذا چار کو زیادہ کر کے سات قرار دیا اور بھی سات سہم ثلث الی ہے میت کا اور چونکہ حق مرض کا در حکم دیکھتے ہیں لہذا ثلث میں  
 ملے ہو اگر کوئی کہے کہ اہل فرائض نے تصریح کر دی ہو کہ چار کی زیادتی سات تک نہیں ہوتی اور اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ فرائض میں اجتماع دو نصف اور ربع کا نہیں ہوتا  
 لہذا اہل فرائض سات حوال کے قائل نہ ہوتے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فرائض کے سوا اور کہیں بھی جائز نہیں کہ اس طرح مصرع کیا ہو شارح کلام اہل فرائض  
 نے کہ انی الدر و حق رحمٰن ثبت ثلثۃ من سبعۃ و فی اربعۃ و حق من کل تخیر سہما و دیکھی فی خمسۃ فیہم سہما السبعۃ اربعۃ  
 عشر و سہما لوصایا سبعۃ لنگاد ہا من الثلث اور اس غلام سے جزا ثبات را دو نو ایجاب میں یعنی جزا کے تین سہم آزاد ہو جو سات سہم اور سعایت  
 کرے جو سہم میں اور ثبات کے سوا ہر ایک غلام سے دو سہم آزاد ہو جو یعنی سبک کے دو سہم آزاد ہو جو ثانی یا تین سہم میں وہ سعایت کرے اور فردوس کے بھی دو سہم  
 آزاد ہو جو تو وہ بھی باقی یا تین سہم میں کو شش کرے تو سعایت کے سات سہم تینوں غلاموں میں چودہ ہو جو اور میت یعنی حق کے سات سہم سات ہو جو لیس چار ہی ہو گئے  
 دیکھتے کل مال کی تمامی سو تو کل مال میت کا اکیس سہم چار و تین سو ثلث آزاد ہو جو یعنی سات باقی رہی و ثلث یعنی چودہ و ان طلق لیسوقہ الثلث کذا لک  
 و مصر حق سوا اور اگر طلاق دی ایک نزع نے اپنی تین عورتوں کو اس طرح یعنی ایک شخص کے تین عورتیں ہیں سو ایک دن اسکو باس و عورتیں حاضر ہیں سوا  
 کہ کہ تم دو میں سوا ایک مطلقہ ہو پہر ایک و تین سوا ہو اگر گئی اور تیسری آئی سوا و تیسری دوبارہ کہا کہ تم تین سوا ایک مطلقہ ہو اور حالانکہ مہر ان تینوں کے برابر ہی ہو  
 مہر کا برابر ہونا کہ فردوسین شارح نے یہ قید اتباع صاحب ذکر زیادہ کی اس سبب کہ حکم مسئلہ کا در صورت تفاوت مہر کے بھی کیساں ہو بلا تفاوت کہ انی مائتہ  
 الدین من المغنی ابی اسود قبل علی لیس قید البیک ثلث طلاق دی قبل علی کے قید قبل علی کی اس سبب کہ لکائی تاکہ ایک باب اول غید ہو جائے گا اسلئے کہ زوج غیر  
 مدخل ایک ہی طلاق ہو جائے گی جو تیس عورت کو ایجاب اول و چھ چارہ ایک ثانی کی عمل باقی نہ رہی تو اس امر میں طلاق حق کی مانند ہو گئی کہ انی مائتہ فی شرح الزیاتہ  
 و بعد ہم اس مسئلہ غرض میں تین طرح کے احکام ہیں ایک حکم مہر کا دوسرا حکم میراث کا اور تیسرا حکم عدت کا اور یہ سب احکام اس صورت میں مبتنی ہیں جبکہ  
 زوج جو طلاق بسم ذکر بلا بیان ہو گیا اور اگر زوج بیان کر دے گا کہ طلاق سے غلامی عورت مراد ہو تو وہ عورت بائندہ مراد ہوگی بلا عدت اور نصف مہر یا نیکی اور  
 دوسری عورت کو بوقت خطابہ بھی وہ نکاح میں ثابت ہوگی ادا اگر بعد اس بیان کے زوج مراد نکاح تو وہ باقی عورت میراث اور پورا مہر و دگی اور عدت  
 و نفات اور سہ لایم ہوگی کہ لا ینف سقط مہر من خرجت ثلثۃ اثمنان من ثبوت و کن من دخلت لای بالایجاب لای سقط نصف  
 مہر الواحد منصفان لای حید الثابتۃ فسقط زوج کل ثلث لای بالایجاب لای سقط الیہ منصفان الثابتۃ والداخلۃ و ساطع ہوگا









یہ ہے جن کی قسم قضا میں تلف بفتح عا و سکون لام مصدر بمعنی قسم کہانیکے اور تلف بمعنی عہد اور پیمان ہے کذا فی الصراح اور علف سورہ یحییٰ تعلیق صحتی کی  
اور سلسلہ تعلیق بالولادۃ کا حق البعض من اسو سطر مذکور ہو کہ در صورت عدم علم شرط کے بعض عتق مبرا ہو نہ کل کذا فی المنع قال ان دخلت الدار فکل مملوک  
لی یومئذ یخرج من لہ حیوان خیر لہ ولولیلہ اسواء مملکہ بعد حلفہ و قبلہ لان المعنی یوم اذ دخلت فاعتبر مملکہ وقت دخوله کہا  
فاعل کسی مخاطب ہے کہ اگر تو گرمین داخل ہوگا تو جو میرا مملوک ہوگا اسدن سو آزاد ہو تو آزاد ہو جاوگا جو نوڈی یا غلام کہ شکم کا مملوک ہوگا مخاطب کے داخل  
ہونیکے وقت اگر وہ مخاطب ات کو گرمین داخل ہو او خواہ شکم مملوک کا بعد تعلیق کے مالک ہو او یا قبل تعلیق کے اسو سطر کہ معنی یومئذ کے بیان میں ہے کہ  
جس روز کہ تو گرمین داخل ہوگا تو وقت دخول مخاطب کے ملک شکم کی معتبر ہوئی تو گو یا یون شکم نے کہا کہ وقت دخول کے جس غلام اور نوڈی کا میں مالک ہوگا  
وہ آزاد ہو مملوک نوڈی اور غلام دو نوڈی کو شامل ہے چنانچہ لفظ آدمی کا کذا فی الذخیرہ اور یوم اس مثال میں بمعنی مطلق وقت کے لہذا دخول لیل سے بھی عتق  
ثابت ہوگا ولذا لولہ قبل یومئذ عتق من لہ وقت حلفہ فقط کقولہ کل عبد لہ او املکہ حث بعد غدا وبعد شہر اعتبر وقت حلفہ لان  
لہ او املکہ الحال فلا یتناول الاستقبال حتی لولہ مملک شیا یوم حلفہ لغا یمیدہ اور چونکہ مثال سابق میں یوم دخول سولک معتبر ہوئی لہذا اگر  
سولی یومئذ کا لفظ نکمات تو وہی فقط غلام آزاد ہوتا جو تعلیق کے وقت اسکا مملوک تھا چنانچہ یہ قول سولی کا کہ جو غلام کہ میرا ہو وہ پر یون آزاد ہو یا جس غلام  
کا کہ مالک ہوں وہ پر یون یا بعد یومئذ کے آزاد ہو تو اس مثال میں معتبر ہوگی ملکیت سولی کی اسکو قسم کہانیکے وقت اسو سطر کہ لفظ لی اور املک موصوعہ پر زمانہ  
حال کیو سطر اسلو کی متعلق موات کا اثبات اسم فاعل ہو اور اسم فاعل اور اسم مفعول میں مذہب مختلف ہے جو کہ وہ حال کیو سطر ہو اور صیغہ فعل کا اگر حال  
اور استقبال دونوں میں متعلق ہو تو لیکن عند الاطلاق عرفا اور شرعا اور لغۃ زمانہ حال ہی آزاد ہوتا جو تو قول مذکور شامل ہوگا استقبال کو یہاں تاک کہ اگر شکم مالک  
ہوگا کسی غلام کا تعلیق کے دن تو اسکی تعلیق لہذا ہو جاوگی اور جس غلام کو کہ بعد تعلیق کے مالک ہوگا وہ ہرگز آزاد ہوگا و ذی قبل حبس لہ او املکہ  
حسب بعد سولی من کان لہ مملوک یوم قال هذا القول اور اس قول سے کہ جو میرا غلام ہو یا جس غلام کا میں مالک ہوں وہ بعد میری موت کے آزاد ہو  
تو درہم جو جاوگا جو غلام کہ اسکا مملوک ہوگا اسدن جسدن یہ قول اسنو کہ اسو سطر کہ اسم فاعل اور مضارع زمانہ حال کیو سطر کا مد بآ مطلقا بل صقیلا  
من مملکہ بعدہ و لکن ان مات عتقا من الثلث لتعلیقہ بالموت فیصیر وصیہ او جس غلام کا کہ سولی مالک ہوگا بعد تعلیق مذکور کے وہ غلام مد مطلق  
نہرگا بلکہ مد بر مقید ہوگا و لیکن اگر سولی بعد اس تعلیق کے مر جاوگا تو وہ غلام یعنی جو مملوک تھا قبل تعلیق کے اور جو مملوک مبرا بعد تعلیق کے آزاد ہو جاوگا  
طرفین کے نزدیک ثلث مال سے بابت تعلیق کرنے سولی کے موت پر تو یہ تعلیق وصیت ہو گئی اور وصیت نہیں واقع ہوتی مگر بعد موت کے خلاصہ یہ ہے کہ جو غلام  
مملوک تھا قبل تعلیق کے وہ تو بصب صیغہ حال کے آزاد ہو گیا اور جو غلام کہ بعد تعلیق کے مملوک ہوا وہ باعتبار صیغہ کے آزاد نہیں ہوگا جمع بین الحال والاستقبال  
لازم آوے بلکہ ایجاب عتق مبرا بطریق وصیکے لہذا ثلث مال سے معتبر ہوا اور وصیت حال اور استقبال دونوں کو شامل ہے لہذا اگر کوئی ثلث مال کی وصیت  
کر گیا اور مالانکہ وہ مفلس ہو اور بعد وصیت کے وہ مالک ہو اور مر جاوے تو وصیت اس میں جاری ہوگی کذا فی الدرر حاشیۃ الدن المملوک لا یتناول  
الحال لانه متبرک لانه لفظ مملوک کا شامل نہیں حال کو اسو سطر کہ جنہن تابع جو ابی کا یعنی مملوک سو متبرک وہ جو بالعقد مملوک ہو اور جنہن بالبتع مملوک  
ہے نہ بالعقد فلا یتفق محرر جارية من قال کل مملوک لہ کتر فھو من لو لم یفعل ذکر لدخل الحامل فیتقن الحامل تبعاً تو نہ آزاد ہوگا حاصل  
اوس سولی کی نوڈی کا جسے یون کہا کہ جو میرا مملوک ہو وہ آزاد ہو اسو سطر کہ لفظ مملوک کا حاصل کو شامل نہیں اور اگر سولی لفظ مذکور نہ کہتا یعنی فقط  
اسی قدر کہتا کہ جو میرا مملوک ہو وہ آزاد ہو تو مالہ نوڈی بھی عتق میں داخل ہو جاتی تو جنہن ہی تابع اپنی کا جو کہ آزاد ہو جاتا شارح کے کلام سے ثابت  
ہو کہ لفظ مملوک کا نوڈی کو بھی شامل ہے چنانچہ اسکا بیان ذخیرہ سو منقول ہو جاوگا و کذا لفظ المملوک والعبد لا یتناول الکاتب والمشتراک  
و یتناول المدبر والمرہون والمأذون حل الصواب اور یہ طرح لفظ مملوک کا شامل نہیں مکاتب اور عبد شتر کو اور شامل ہی غلام مدبر اور مرہون  
اور مأذون فی التجارۃ کو بنا بر قول درست کے شارح نے قول درست کے کہنے سے مجھے کی عبارت کہ رو کیا اس میں کہا ہے کہ لفظ

یہ ہے جن کی قسم قضا میں تلف بفتح عا و سکون لام مصدر بمعنی قسم کہانیکے اور تلف بمعنی عہد اور پیمان ہے کذا فی الصراح اور علف سورہ یحییٰ تعلیق صحتی کی

میرا اور ہر مومن اور مومن کو لفظ ملوک کا شامل نہیں و لولوی الذکور الذکر یعنی مرد اور اگر مولا نے کہا کہ ہر ملوک میرا آزاد ہے اور ملوک سے  
 نیت فقط غلام کو مکی کی نہ لوندیوں کی یا غلام ہر کی نیت کی تو دینا تو اسکی تصدیق ہوگی نہ فضا و اسو اسطو کہ ظاہر استعمال کے مخالف اور دینا تو اسطو تصدیق  
 ہوگی کہ تخصیص عام کا اوس نے ارادہ کیا اور تخصیص عام کو لفظ مختل ہے و فی ہذا لیکہ کلہم اسخرا لکرم یدین تو فہم احتمال الاختصاص لکن تاکید اور  
 اس قول میں کہ میرے ملوک بالکل آزاد ہیں اگر فقط ذکر کی نیت کر گیا تو دینا بھی اسکی تصدیق ہوگی اور اسطو درجہ امتثال اختصاص کے سبب تاکید کے  
 یعنی جب عام کی تاکید ہوگئی تو اب تخصیص عام کا احتمال نہ باقی رہا لہذا دینا بھی تصدیق ہوگی سب غلام اور لوندی اسکی آزاد ہو جائیں گی **فروع**  
 ملحقہ شارح کے حلف لا یعق شعیبہ فکا کتب اشتراکی قریباً و اشتراکی العید نفسہ حینت قسم کما می مولا نے کہ اپنے غلام کو نہ آزاد کرے اور اگر پہراوے  
 اپنے غلام کو کتاب کیا یا اسنو قریب محرم کو خرید کیا یا غلام نے خود اپنی ذات کو مولا سے مول لیا تو قسم ٹوٹ جاوے گی اسطو کہ کتابت بعد حصول بدل کتابت  
 کے عتیق محرم اور خرید کر قریب محرم کا سبب عتیق کا اور غلام کو خود غلام سے بیع کرنا عتیق ہے ان بعثک فانت شحر فباعہ فاسد لا عتیق و صحیحاً لا  
 اگر مولا نے غلام سے کہا کہ اگر تجھ کو میں بیچوں تو تو آزاد ہو اور اگر اسکو بیچا بیع فاسد کر تو وہ آزاد ہو گا اور اگر بیچا بیع صحیح کر تو آزاد ہو گا اسلئے کہ بیع غلام  
 کے بعد ملک بائع کی ضائع نہیں ہوتی و بیع تسلیم کے تو شرط عتیق کی ہوئی ملکیت میں بائی گئی لہذا وہ آزاد ہو جائیگا اور بیع صحیح میں بائع کی ملک باقی  
 نہیں رہتی تو شرط عتیق کی اور سوت بائی گئی جب کہ مولا کی ملک باقی رہی لہذا وہ آزاد ہو گا کہ انی مانسیتہ الدنی ناقلا عن المبیوط ان دخلت دار  
 فلان فانت حر فشهد فلان و اسخرا لکرم یدین مولا نے غلام کو کہا کہ اگر تو مثلاً زید کے گھر میں داخل ہو گا تو تو آزاد ہو گا اور دوسرے  
 شخص نے گواہی دی کہ غلام زید کے گھر میں داخل ہوا تو غلام آزاد ہو جاوے گا اسطو کہ دخول فعل غلام کا گھر نہ سانس نہ جانا کہ وہ گواہی میں قسم مودفی ان  
 کلمتہ لا یلتھما علی فعل فقسمہ اور اس قول میں کہ مولا نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو مثلاً زید کو کلام کر گیا تو تو آزاد ہو گا اور دوسرے شخص نے  
 گواہی دی کہ غلام نے زید کو کلام کیا تو غلام نہ آزاد ہو گا اسطو کہ گواہی زید نے اپنی ذات کے فعل پر دی لہذا مقبول ہوگی باقی رہی گواہی ایک آدمی  
 کی اور کاشع میں مستبداً نہیں و کو شہداً ایضاً فلان اتہ کلمہ اباً ہما جاذب ان یجحد اور اگر مثلاً زید کے درمیان نے گواہی دی کہ غلام نے کلام کیا  
 اور گواہ سے تو گواہی انکی درست ہوگی اگر باپ اور کاسٹر کو کلام کر گیا اسلئے کہ بیٹو کی گواہی برخلاف باپ کے درست ہو محل صحت نہیں و لکن ان ادعایہ  
 حید و ابطالہا الثانی اور بیع باپ اگر دعوی بھی ہو کلام کا تو بھی بیٹوں کو گواہی جائز ہو نزدیک محرم کے اسطو کہ اس دعوی میں باپ کو کلمہ منفعت نہیں اور  
 ابو یوسف بیٹو کی گواہی کو در صورت دعوی باپ کے باطل کہا **باب العتیق علی جعل بہم و بیعتہ المال صحیح ہے عتیق کا بشرط ملک**  
**جعل بضم جیم معنی مال ہے اور فتح جیم کا نعت تلیل ہے جعل اوس مال کو کہ تم میں جو انسان کو کسی فعل کیو اسطو مقرر کیا جاوے اور جعالت بالکسر او جمید معنی اسکی**  
**ماند ہو کہ انی الصراح اعتق عبدک علی مال صحیحہ معلوم الجنس والقدار فقبیل العبد کل مال فی المجلس یعنی مجلس علیہ لو خائباً عتیق و**  
**ان لم یؤدی لآلہ متعلق علی القبول لا لآلہ حتی لو شرا او انحرص بکل آزاد کیا مولا نے اپنے غلام کو صحیح مال جسکی جنس اور قدر معلوم ہو مقبول کیا**  
**غلام نے سب مال کو مجلس میں مجلس عام ہو مجلس خطاب کو اگر غلام حاضر ہو اور اسکی علم کی مجلس کو اگر وہ غائب ہو تو غلام مجبور قبول کے آزاد ہو جاوے گا اگرچہ**  
**اوس نے مال منور آزاد نہیں کیا اسطو کہ عتیق قبول پر عتیق ہونے اور بیان تاکہ اگر غلام اس کلام کو رد کر دیا اس سے اعراض کر دینی بلا قبول اسکی**  
**ہو مجلس سے تو عتیق باطل ہو جاوے گا سبب باجو مانے قبول کے اسطو کہ یہ معاوضہ ہو مال کا بجز مال کے اسطو کہ غلام اپنی ذات کا مالک نہیں اور معاوضہ**  
**موضوع کا ضرر جو جیسے بیع میں کذا فی الدررہم مال صحیح کی اسطو قید لگائی کہ بعض خیرا خیر کے عتیق صحیح نہیں مسلم کے حق میں اور لفظ مال شامل ہے**  
**نقد اور سباب اور حیوان اور کیل اور موزون کو بشرط طیکہ معلوم الجنس ہو اور جعالت وصفت کی مقرر نہیں اسطو کہ کسر جعالت ہو کذا فی الدررہم و شرح**  
**الی المکارم و مالو حلف یا داتہ کان اذیت فانت حر شمار کا ذوالالہ دلالہ اور اگر عتیق کیا عتیق کو مال کے ادا کرنے پر چنانچہ یون کہا کہ اگر تو معتد**  
**مال ادا کر گیا تو تو آزاد ہو تو غلام اذون فی التجارہ ہو گا باعتبار دلالت مال کے اسطو کہ مولا نے غلام کو ادا کر نیکی رغبت دلائی اور مال بدون کتب**

جواب العقیق

تعلیق علی کتاب التعلیق  
جلد ۲

مکتب کے حاصل نہیں ہوا تو گویا اس تجارت کی اجازت دی کہ وہ فی المصلیٰ وہل کچھ سچہ تو ذکر دہ فیہ فی اللہ اور بعد اس قول کے غلام کو دو کنا تجارت سوا جز نہیں  
اسکے جواب میں بکر الائمین میں تردید کیا ہے اس کے حکم میں ہر ایک رویت باہمی نہ ہو نہ سب سے استخراج کیا اور مختصر میں نے بھی اس میں قول فیصل میں مذکور کیا اور بعد  
لا مکاتبا لانه صبر فی تعلیق العلق بالکاداء وہی الخالیۃ المکاتبۃ عشرین مسئلہ ذکر نہایت تعدد اسی مال کی تعلیق سے غلام یا ذون مال  
مکاتب ہو گا اسو اسطو کہ قول مذکور میں اور احوال پر تعلیق حق کی صریح ہو بخلاف کتابت کے کہ اوس میں تصریح حق کی نہیں ہوتی بلکہ کتابت میں مولیٰ یوں کتنا ہو  
کہ میں نے مکتوبات کیا ہزار درم پر مشلا اور وہ یعنی جس غلام کا علق اور احوال پر معلق ہوا وہ مختلف ہو مکتوبات سے نہیں معلوم میں انہیں سو نو مسئلوں  
کو خارج نے ذکر کیا اور باقی مسائل کو شارح نے مان کی عبارت کے ساتھ لاجلہ بناسبت کلام پورا کر دیا شرح شمار مسائل کو اسطو مسئلہ پر ہند سہ عدد کو اسطو  
مستصرا کے رقم کر کا فعال فلا ینو قد حقیقہ علی قبولہ سرائے کیا اعمیون نہیں علق غلام مذکور کا اسکو قبول پر یعنی اگر بلا قبول مال کو ادا کر گیا تو آزاد  
ہر کا مکتوبات مکاتب کے کہ اسکا قبول کرنا شرط ہو ولا ینکمل و ۳ اور باطل نہ ہو گا علق غلام کے رد کر نہیں بخلاف مکاتب کے ولا ینکمل بلکہ قبل وجوب شرط  
وہی لکھا ۳ اور مولیٰ کو جائز ہو بیع کرنا اس غلام کا قبل وجوب علق کے شرط کی اور وہ شرط کیا ہے اور احوال پر مکتوبات مکاتب کے کہ بدون علق اور احوال پر مکتوبات  
کے اسکا بیع کرنا مولیٰ کو جائز نہیں ولو باعہ ثرا شتر او اهل یخیر قبول مایا فی بہ خلاف ہم اور اگر مولیٰ اسکو بیچے پورا اسکو خرید کر دے تو وہ بیع  
قبول کرنا اس مال کا جسکو غلام لاویں اس میں اختلاف ہوا ہر قسم کے نزدیک قبول کرنا جب ہوا اور محمد کے نزدیک وجوب نہیں لیکن اگر مولیٰ مال مذکور قبضہ کیا  
تو بالاتفاق آزاد ہو گا بخلاف مکاتب کے کہ اسکو مال کے وجوب قبول میں اختلاف نہیں لکن فی منع الغفار و علق بالظلیۃ بیحیث لو ملک یدک للکمال اخذہ لہ  
اور آزاد ہو گا غلام مذکور مال کو لگے رکھ دینے سے ہر دم پر کہ اگر مولیٰ ہاتھ یا پاؤں کو اٹھا لے ہم مکاتب بھی تعلیہ مال سے آزاد ہو جاتا ہے کہ فی المصلیٰ  
تو وہ فو میں کچھ فرق نہ ہوا تو اسکا ذکر صحیحان ہر قسم ہوا کہ فی حاشیۃ الدی اللوادی عنہ عیون تدریجاً او آخر خیر بالاداء فادی لا یعلق لان الشیط  
اداءہ ولم یوجد کالہ یکتب لو قید بدہا ہم فادی نا ذیرا و کلیس ابیض فدیہم فکیس اسو او لہذا الشہرۃ فدیہم فی غیر ۴ اور اگر  
مال ادا کیا غلام کی طرف سے کسی غیر شخص نے بطریق حسان کے ۵ یا غلام نے غیر شخص کو ادا کیا اور مال کا ادا کیا سو اسنو ادا کر دیا تو آزاد ہو گا اسو اسطو کہ شرط علق  
کی خود غلام کا ادا کرنا تھا سوا یا انجیا ۸ چنانچہ غلام آزاد ہو گا اگر مولیٰ نے ادا کیا اور اس میں دراجہ کی قید لگائی ہو غلام نے نیا راد اکو ۹ یا مولیٰ نے مثلاً ہزار  
درم دیو کی سفید تھیلی میں قید لگائی سو غلام نے ہزار درم سیاہ تھیلی میں دے ۱۰ یا مولیٰ نے اس تھیلی میں ادا کر کے شرط کی تھی سو غلام نے دوسرے مہینے میں  
مال ادا کیا سو ان جباروں مسائل میں غلام آزاد ہو گا بسبب باجوہ شرط مذکورہ کے بخلاف مکاتب کے کہ وہ جباروں صورتوں میں آزاد ہو گا بسبب اصل  
مستصرد بل کتابت اوصحۃ عنہ البعض بملکیہ وادی لباق ۱۱ یا مولیٰ نے مال میں سے کچھ کم کر دیا غلام کی درخواست سوا باقی مال کو اس نے ادا کیا تو  
آزاد ہو گا اسو اسطو کہ شرط حق کی کل مال تہا نہ بعض بخلاف کتابت کے کہ مکاتب باقی دیو سو آزاد ہو گا و لکنا الو اقرآہ ۱۳ اور اسطو کہ غلام آزاد ہو گا  
اگر مولیٰ مال کو صاف کر دیا بخلاف مکاتب کے کہ وہ صاف کر نہیں تو آزاد ہوتا ہم اس مسئلہ کا ذکر بھی بیان ہر قسم ہو اسو اسطو کہ ابراہیمین ہوتا گردن میں  
بیان غلام مذکور پر دین کمان ہے جو ابراہی کی گنجائش ہو کہ فی منع الغفار و مات المولیٰ اذا ہا الی الو ذلک لعدم الشرط بل العیون لکتابہ  
لہو ذلک ۱۴ یا مولیٰ مر گیا اور غلام نے مال معین دار تو نکو ادا کیا تو آزاد ہو گا بسبب باجوہ شرط کے اسو اسطو کہ شرط یہ تھی کہ مولیٰ کو دیو بلکہ غلام اور  
غلام کا لایا ہوا مال دار فون کا ملوک ہو تو غلام بیجا ہو گا بخلاف مکاتب کے کالومات العیون قبل الاداء ذکر کرتے ہو لکھا ۱۵ چنانچہ اگر غلام بیجا  
قبل ادا کرنے مال معین کے تو متروکہ اسکا مولیٰ کا ہو گا اور اس مال سے غلام میت کے آزاد ہو سکے و اسطو ادا کیا جاوے گا بخلاف مکاتب کے بل لہ  
اخذہ مطلقاً او ماضی عندہ من کسبہ ۱۶ بلکہ مولیٰ کو جائز ہو کہ قبل ادا کرنے مال کے جو مال کے غلام کا یا دیو لیلیو بخلاف مکاتب کے ۱۷ یا کائی  
غلام کی جو زیادہ مال معین ہے اسکو اس ادا کیا بھی جائز ہو بخلاف مکاتب کے و لوادی من کسبہ قبل العیون علق و وجہ السیۃ قبلہ  
اخذہ کیسے ۱۸ اور اگر مال معین کو غلام نے ادا کیا اس کائی ہو قبل تعلیق علق کے تھی وہ آزاد ہو جاوے گا اور احوال غلام سو مولیٰ پیر لیا بخلاف



حینا او حوضہ عنہما اذ قال ان حلال ولا یغنی لانی ان للتعلیق وحلی المتعاوضۃ اور مولیٰ کے اس قول میں  
 کہ اگر تیسری خدمت سال بہرے سے تو تو آزاد ہو و غلام آزاد ہو گا بدون یا جو جائے شرط کے یعنی خدمت یک سالہ سو اگر غلام مولیٰ کی خدمت سال بہرے کے لگایا بعض  
 خدمت کو مولیٰ کو مال دیا یا مولیٰ نے غلام سے یوں شرط کی کہ اگر تیسری اور تیسری اور مولیٰ کی خدمت کرے تو تو آزاد ہو جائے اور اس کی اولاد سو کوئی دیکھا تو ان میں سے تو  
 آزاد ہو گا اور اس طرح کہ ان شرطیہ تعلیق کے واسطے موضوع جو اور علی معاوضہ کے واسطے اور تعلیق میں بدون وجود شرط معلق علیہ کے معلق نہیں ہوتا اور معاوضہ  
 مساویہ میں فقط قبول کرنا کفایت کرتا چنانچہ جمیع عقود معاوضات کا بھی حکم ہے و خدمۃ الخدمۃ المعروفۃ بین التباس قدۃ ایہا کانت اور غیبت  
 پر مطلق ٹھہرے تو غلام مولیٰ کی وہ خدمت کرے جو لوگوں میں معروف اور مروج ہے بقدر مدت مقرر کی جتنی مدت ہو فان جعلت اوماتھو ولو سکا  
 کعتی و مولیٰ کا قبلہ پیر اگر مدت خدمت کی مہول ہے یا غلام قبل خدمت کے مراد ہے اگر بہ موت ملے جو چاہے اندھا ہو جائے یا مولیٰ مراد ہے اندھ کو کجا  
 سیت کو قرار دینا یہ تجویز جو صاحب نہر کی نہ رویت مذہب کی لیکن شارح نے بطور روایت ذکر کیا کہ ان فی عارضۃ المدنی ولو حذہ بعضہا فخصیصہ  
 اور اگر غلام مولیٰ کی تیسری مدت خدمت کرے تو تو آزاد ہو سکے موافق حساب کیا جاوے گا مثلاً چار برس کی خدمت پر مطلق ٹھہرے تو غلام ایک سال خدمت کر  
 کر گیا تو تینہیں کے نزدیک چارم دفعہ کر کے پون قیمت غلام کی اور سپر لازم آوے گی اور محمد کے نزدیک تین سال کی خدمت کی قیمت اور سپر لازم ہوگی لہذا فی الجہر  
 من شرح الطحاوی بحقیقہ فتوح قد منہ للورثۃ او من ترکہ للموتی و حینما ہے تجب قیمۃ خدمتہ وہ باخذ حادی اگر قبل خدمت  
 کے غلام پیر کر گیا تو امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک قیمت غلام کی وجہ ہوگی سو اگر مولیٰ کر گیا ہو تو غلام سو اور اس کی قیمت وارثوں کی ہو اس طرح ایجاد ہو  
 یا غلام کر گیا ہو تو اس کی مراد کہ سو مولیٰ کی ہو اس طرح قیمت مذکورہ ہوا کہ اور محمد کے نزدیک غلام کی قیمت وجہ نہیں بلکہ اس کی خدمت کی قیمت وجہ ہے اور بھی رویت  
 باخود اور مطلق ہے کہ ان فی الحادی العدس و ہل نفقۃ عیالہ لو فقر و علی مولاہ فی المدۃ کالمولیٰ لہ بالخیرۃ او یکسبہ للانفاق حتی یستغنی  
 الخ یجدیم کلکے غنی تحت فی البصر الثانی والمصنف الاول اور کیا نفقہ غلام کی عیال کا اگر وہ محتاج ہوں خدمت کی مدت میں اس کی مولیٰ پر جو جیسے اس  
 غلام کا نفقہ مولیٰ پر جو جسکو مولیٰ نے خدمت میں دیا کسی غیر شخص کی یا غلام اول کسب کرے عیال کی نفقہ سانی کی ہو اس طرح یہاں تک کہ کسب کی حاجت نہ ہو پھر خدمت  
 کرے مولیٰ کی مدت میں تک جیسے غلام کا عتق ال پر ٹھہرے تو مقدمہ ہونے تک اس کو مہلت ملتی ہے جو حوالہ حق میں اثر نالی کو تجویز کیا ہو یعنی کسب خدمت  
 پر مقدم کیا ہو بقیاس غلام غفلت کے اور مصنف نے اپنی شرح منع الغلامین امر اول کو تجویز کیا ہو یعنی مولیٰ پر اس کا اور اس کی عیال کا نفقہ وجہ ہے بقیاس  
 وصیت خدمت کی ہم مٹتی ملی نے کہا کہ ظاہر اقیاس صاحب بکر کا صحیح ہے لہذا صاحب نہر نے بھی اس کو مسلم رکھا ہے اور قیاس منصف کا وصیت کی خدمت پر  
 قیاس مع الفارق ہے اور اس طرح کہ وصیت کی خدمت غلام بلا عوض کرے لہذا اس کا نفقہ مولیٰ پر وجہ ہے اور بیان مولیٰ کی خدمت بعض اہل غلام  
 کے کہ اسے تو مانند ستا کر کے ہوا کہ ہم عبد منہ بعین کعبتک نفسک ہذا العین فہکک او استحققت یوجب چیمہ وعندہ حکم  
 قیمۃ چنانچہ غلام کو ہمیں خود غلام سو بعض کسی چیز میں نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تیری ذات کو تیرے ہاتھ سے یا نفقہ یا بعض اس گھڑی  
 کے مثلاً سو قبول کر لیا غلام نے پھر وہ گھڑی یا نوڈی یا لاک ہو گئی یا کسی اور شخص کی ملک ہو گئی تو غلام کی قیمت غلام پر وجہ ہوگی اور محمد کے نزدیک  
 گھڑی یا نوڈی کی قیمت وجہ ہوگی ولو قال جل لک لک امۃ استحق امتک بالذیل ان ترقی جینہا ان فعل العتق و انبت النکاح حقیقت  
 عتاقا ولا شیء علی امرہ لصحة اشتراط البذل علی الغیر فی الطلاق لا فی العتاق اور اگر کہا کہ بکر نے نوڈی کے اکات سے آزاد کر دے  
 اپنی نوڈی کو جو من ہزار درم کے اس شرط پر کہ میرے ساتھ اس کا نکاح کر دینا اگر مولیٰ نے اس کو آزاد کر دیا اور عورت کو نکاح سے نکال دیا تو وہ  
 صفت آزاد ہو جائے گی اور آزاد کر نیوالے پر کچھ دینا لازم نہیں اس طرح کہ شخص غیر خود من کا شرط کرنا طلاق یعنی طلع من صحیح ہے جو عتاق میں  
 اگر عورت اس مرد سے نکاح کرے تو ہزار درم اس کی قیمت اور اس کو ہر مثل تقسیم ہوگی تو ہر بقدر قیمت کے درم ہوں گے وہ ساقط ہو جائیں گے اور جس قدر ہر  
 مثل کے مقابلہ میں پڑیں گے وہ مرد پر لازم ہوگی لہذا فی فتح القدر تو انکار نکاح کی قید بیفائدہ ہو نوڈی نکاح کرے یا نکاح سے انکار کرے بہر صورت



آزاد ہوگی آزاد کرنا اسے پرکھ لازم ہوگا ولذا لفظ عتی قسم لا لہ فعل قیمتیہ و مضرہا ای مہر مہرہا لفظہا الشرائع اقتضاہ ولذا یجب  
 حصۃ ما سئلہ ای القیمۃ و تسقط حصۃ المہر اور آزاد کرنا اسے اگر قول مذکور میں لفظ عتی کا زیادہ کیا یعنی یون کہا مولیٰ سے کہ اپنی لڑکی  
 کو آزاد کر دی میری طرف سے جو عرض ہزار درم کے اس شرط پر کہ میری ساتھ اس کا نکاح بھی کر دی سو مولیٰ نے لڑکی کو آزاد کر دیا اور اس نے نکاح سے  
 انکار کیا تو ہزار درم تقسیم ہون گئے لڑکی کی قیمت اور اس کو مہر مثل پر بسبب متضمن ہونے اس کلام کے خریداری کو بنا بر اقتضای کلام کے گویا اس نے یون  
 کہا کہ لڑکی کو میری ساتھ بیچ کر اور اس کو میری طرف سے آزاد کر لیکن چونکہ قائل نے رقبہ کے ساتھ اس کا نکاح کو بھی ملایا اور ہزار درم کو یون میں جمع کے  
 مقابل کیا لہذا ہزار درم مجموعہ پر منقسم گئے اور ہر سہرہ قائل پر حصہ قیمت کا جس کی تسلیم مولیٰ وجہ ہوا اور حصہ مہر کا ساقط ہو گیا اس پر تسلیم کے فلو  
 نکحت القائل فخصۃ مہر مہرہا من لا لہ مہرہا فلیکون کھا فی وجہہ کہ مہر مہرہا ای لڑکی کو کہ سو آزاد کر لڑکی نے مرد قائل سے نکاح کیا تو ہزار  
 درم سو اس کو مہر مثل کا حصہ جس قدر ہوگا وہی اس کا مہر ہوگا تو اس قدر عورت کا مہر ہوگا وہ تو صورتوں میں لفظ عتی کے ملازمین اور اس کو ترک کرنے میں  
 ہم اگر قیمت لڑکی کی اور اس کا مہر مثل دو نو برابر ہیں اس طرح پر کہ سو درم کی اس کی قیمت ہو اور اس قدر کا اس کا مہر مثل ہو تو ہزار درم دو نو پر منقسم  
 ہون گئے ہر سو درم قیمت کا حصہ ہوگا اور ہر سو مہر مثل کا تو مسئلہ سابقہ میں یعنی جب کہ قائل نے لفظ عتی کا نہیں ملایا تو قیمت کا حصہ ساقط ہوگا اور ہر کا  
 حصہ یعنی ہر سو درم قائل پر وجہ ہون گئے اور جب کہ قائل نے لفظ عتی کا زیادہ کیا تو اس پر ہر سو درم قیمت کے بابت مولیٰ کے وجہ ہون گئے اور ہر سو درم  
 مہر کے لازم آویں گئے اور اگر قیمت اور مہر مثل میں تفاوت ہوگا اس طرح پر کہ قیمت کے دو سو درم اور مہر کے ایک سو تو ہزار درم کے دو ٹکٹ قیمت پر اور  
 ایک ٹکٹ مہر پر منقسم ہوگا تو مسئلہ سابقہ میں حصہ قیمت کا تو ساقط ہوگا اور حصہ مہر کا اس پر لازم ہوگا اور مسئلہ لاحقہ میں دو ٹکٹ مولیٰ کے وجہ ہون گئے  
 اور ایک ٹکٹ عورت کے مہر کا و اما اصحاب قیمتیہ فی الاول ہذا فی الثانیۃ لولا ہا یا باعتبار تضمن الشرائع و عدلہ اور ہزار درم سو حصہ  
 لڑکی کی قیمت کو سمجھا وہ مسئلہ اولیٰ میں ایگان گیا اس طرح کہ وہ مفت آزاد ہو گئی اور جس قدر اس کی قیمت کو مسئلہ ثانیہ میں سمجھا وہ اس کی مولیٰ کا  
 سے باعتبار متضمن ہونے خریداری کے اور عدم تضمن کے لہذا تفصیل اشق المولیٰ امثہ حل ان تزوجہ نفسہا فزوجہ فلما مہر مہرہا وجود  
 الثانی اقل اذ یفعلہ علیہ الصلوۃ والسلام و فضیۃ قلنا کان علیہ الصلوۃ والسلام خصوصاً بالنکاح بلا مہر آزاد کیا  
 مولیٰ نے اپنی لڑکی کو اس شرط پر کہ اپنا نکاح مولیٰ سے کرے سو اس نے اپنی ذات کا نکاح مولیٰ سے کیا تو اس کا مہر مثل مولیٰ پر لازم آوے گا امام غفرلہ اور  
 محمد کے نزدیک اس طرح کہ عتی مال نہیں اور مہر ہون مال کے نہیں ہوتا اور جائز رکھا سو اس معاوضہ کو ابو یوسف نے باقتضای فعل انحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے ام المؤمنین حضرت صفیہ میں ہم صحیحین میں بروایت انس بن مالک کہ حضرت ثابت بن کعب نے حضرت صفیہ بنت حنیئہ کو غیر قیدیون میں سے حضرت نے اپنے  
 واسطی اختیار کیا اور ان کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا ان کو عتی کو ان کا مہر قرار دیا شام کتبی ہم طرفین کی طرف سے ابو یوسف کو جواب دے تو  
 میں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نص قرآنی مخصوص تھے ساتھ نکاح بلکہ مہر کے یعنی نکاح حضرت صفیہ کا بھی بلا مہر تھا یہ بعض عتی کے اور امور مخصوصہ  
 میں قیمتہا جاز نہیں فان ابنت فلیکھا السعیۃ فی قیمتیہا اتفاقاً اور اگر بعد عتی کے بشرط مذکور کے آزاد لڑکی نکاح سے انکار کرے تو  
 اس پر اپنی قیمت کے اور اگر نہیں سعایت وجہ ہوگی اتفاق امام اور صاحبین کے وکن الو اکتفت المرأة عبداً علی ان ینکحها فان فعل  
 فلما مہرہا وان لکن فعلک یہ قیمتیہ اور اس طرح اگر بی بی ابو غلام کو آزاد کرے اس شرط پر کہ بی بی سے وہ نکاح کرے تو اگر غلام بی بی سے  
 بعد آزاد ہو سکے نکاح کرے گا تو بی بی کا مہر اس پر لازم ہوگا اور اگر نکاح سے انکار کرے گا تو اس پر قیمت اپنی اور اگر نا وجہ ہوگا ولو کان متعلقاً  
 حل لک ام ولدہ فقیلت معتقت فان ابنت نکاحہ فلا شیء علیہا خانہ لعدم تعظم ام الولد اور اگر ام ولد آزاد ہو بشرط  
 نکاح کے ہر اس سے یہ شرط قبول کی تو آزاد ہو جائے گی ہر اگر ام ولد نے مولیٰ کے نکاح سے بعد آزاد ہو سکے انکار کیا تو اس پر کہ جب ہوگا  
 کذا فی الخانیہ اس طرح کہ ام ولد لائق قیمت کرے نہیں جو بعد قیمت اس پر سعایت لازم آوے فی ہم مسائل لفظہ شام کے قال یخیر عتی





لے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ مدبر بنی جواد سے اور نہ یہ کیا جاد سے اور نہ آواز دے ثلث الی سے دار قطنی نے منع اس حدیث کی تضعیف کی جو اور  
موقوف ہوئی کی تقسیم کی ہے بعد چونکہ رقیہ تہ مدبر کی ہنوز زائل نہیں تو مسنوعیت اس کی بیع کی مخالفت قیاس کے برقی تو معلوم ہوا کہ کچھ قول ابن عمر کا بنا قیاس  
اجتہاد کے نہیں تو بالفرد محمول ہے سلع شارع پر تو اب حدیث جابر کا معارض ہوا اور حدیث جابر کے چند جواب ہیں اول یہ کہ ابتدا اسلام میں بیع حر کی جائز تھی  
پھر منسوخ ہوئی تو مدبر کی بیع بطریق اولیٰ جائز ہوگا جواب ثانی یہ ہے کہ امام محمد اگر فرضی مدبر سے دار قطنی نے روایت کی کہ کچھ جابر سے اس حدیث کا مشاہد ہوا  
کہ غلام مدبر کی خدمت میں بیع ہوئی تھی یعنی آباء اور کما جہ استثناء میں آئیہ تیسرا جواب یہ ہے کہ حدیث جابر کی حدیث قولی نہیں موعام ہو بلکہ واقعہ سے مال کا اور تمام  
مال کو محمول نہیں بخلاف حدیث ابن عمر کے کہ وہ حدیث قولی سے تو حدیث جابر کی حدیث ابن عمر سے معارض نہیں ہو سکتی چوتھا جواب یہ ہے کہ حدیث جابر کی مدبر  
مقتید پر محمول ہے نہ مدبر مطلق پر جہاں الامارہ اور مدبر مطلق کی حدیث کے جوابوں کو قیاس کرنا چاہئے کذا فی فتح القدر بلخصاً فلو قضی بطلان بیع مدبر  
انفک بطلان بیع مدبر کی صحت کا حکم کر گیا تو نافذ ہوگا اسو اسطو کہ حکم قاضی رافع سے اختلاف مذہب کا وہل یبطل المدبر بقیل  
انفک اور کیا قاضی کا حکم تدبیر کو باطل کر دیتا ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ ان قضای قاضی بطل تدبیر ہے ہم شارع نے بطلان تدبیر کو بقول ضعیف مذکور  
کیا حالانکہ قضاء قاضی سے تدبیر کا باطل ہونا قول ضعیف نہیں بلکہ منصوص ہے اہل مذہب کا اسو اسطو کہ طبرستان میں صرح ہے کہ اگر مولیٰ نے مدبر کو بیجا  
اور قاضی شافعی نے جواز میں حکم کیا تو تدبیر منسوخ ہو گئی نا ایک اگر یہ غلام مدبر کی ملک میں کسی دن کسی وجہ سے آویگا پھر بعد اس کو مولیٰ مرع کا  
اور غلام نہ آزاد ہوگا کذا فی منع انفک انفسہ کو قضی بطلان بیع مدبر کا اگر مولیٰ ضعیف نے غلام مدبر کو بیجا اور قاضی شافعی نے بطلان بیع کا  
بعد انشر غلام کہ حکم دیا تو یہ غلام آزاد کی مانند ہو جائیگا یعنی بالاتفاق اس کی بیع وغیرہ اب نہ جائز ہوگی اور یہ یہ طلب نہیں کہ اسو اسطو کہ مدبر سے  
انکام حر کے جاری ہونے کے دلا یوھب و لا یوھب و لا یوھب کالو قہ فشرط واقف الکتاب اللہن باطل لان الوقف فی بدستغیر  
امانۃ فلا یتأتی الا یفاء والا ستغیراً باللہن بہ یحس اور نہ ہر سہ کرنا غلام مدبر کا جائز ہوگا نہ اس کا رہن رکھنا جیسے وقف کا رہن  
جائز نہیں تو کتابوں کے وقف کرنا اس کو رہن کا شرط کرنا باطل ہے یعنی وقف کرنا الا یون شرط کرے کہ مکان یا مسو سے وقف کی کتابیں باہر  
کوئی نہ لیا وے بدون کسی چیز کے مگر در کہہ بانیکے تو یہ شرط باطل ہے اسو اسطو کہ وقف کا مال عاریت لینے والیکے ہاتھ میں بطور امانت کے اور  
امانت میں بدون تعدی کے ضمان نہیں تو کسی چیز کے گر در کہنے سے دین کا ایفا اور سہتہا نہیں ہو سکتا کذا فی البحر الرائق صاحب نے ہشباہ  
میں کہا کہ رہن شرعی کا شرط کرنا تو وقف میں جائز نہیں اور رہن لغوی اہستہ جائز ہے مستحب سے کوئی چیز رکھ لینا اور کہنے کے واسطے  
کذا فی مائتہ الدنی ولا یفسخ من المملک الا بالاعتاق والکتابۃ بعیال الحسبۃ وسیتضم فی بابہ اور نہ کلا جاد سے مدبر ملک سے مگر  
آزاد کر دینے اور مکاتب کر دینے سے تاکہ آزادی اس کو عید حاصل ہو جاد سے اور باب المکاتب میں کتابت مدبر کے مسائل واضح ہون گے یعنی جب  
مولیٰ نے غلام کو مدبر کیا تو اب سوا اعتاق اور کتابت کے کوئی تصرف سے اس کو اپنی ملک میں نہیں نکال سکتا یہاں تک کہ کیسے مدبر و مطو وصیت  
نہیں کر سکتا اور بدل صلح میں نہیں دیکھا مانند حر کے والیجۃ لم یبدل التدبیر علی وجہ بکلاف بعد ان یبدل بقیل کان تحت وانت رف  
یلا کی ارات بقیل بعد موتی فانت حر اور حیلہ اس شخص کے مدبر جو تدبیر کا ارادہ کرے اس طرح پر کہ اس کو بیع کے یہ ہے کہ اس کو مدبر مطلق کرے  
بلکہ مدبر مقتید کرے اس طرح پر کہ اگر میں مرن اور تو میری ملکیت میں نہ تو تو آزاد ہو یا یون کہے کہ اگر تو میری موت کے بعد باقی رہی تو تو آزاد ہو و سیکھ  
المدبر ویستاجر منک ولا یتکلم فی شئک جبراً اور مدبر سے خدمت لینا اور مزدوری کرنا اور اس کا کاج ذبردستی کر دینا جائز ہے اور مدبر نوڈی  
سے مدبر کرنا اور دوسرے مرد سے اس کا کاج بیکر کر دینا درست ہے والی المولیٰ الحق بکسبہ وارشہ ومصلح المدبر بقیام ملکک فی الجملہ اور مولیٰ مدبر کے  
کسب اور اس کے خون بھگا اور مدبر کے مہر کا حق ہے بسبب بقای ملک مولیٰ کے فی الجملہ اور اگر مدبر کسی خون کرے یا تو مولیٰ پر اس کا خون بہا دینا  
لازم ہوگا اور بقیہ خون میں بجا ہونے کے ارش کا ان سے سوغلط ہے اسو اسطو کہ مدبر آزاد نہیں مگر بعد موت مولیٰ کے اور مولیٰ کی حیات میں جو اس کے پاس

وہ مولیٰ کی ملک ہو پر مولے کا وارث ہونا معینی ہے وجوبہ ولو حکما کما لقاہ من ثلثا اعتق فی آخر جزی من حیوان المولیٰ من ثلثہ ای من ثلث مالہ یوم من ثلثا اذ قال فی صحیحہ انت حر او مذکرک ما سبھھا لا یتبع نصفہ من کل و نصفہ من الثلث حاکم اور مولیٰ کی موت ہو اگر وہ بھی جی موت ہو چنانچہ معاذ اللہ مولیٰ مرتد ہو کر دار الحرب میں ملجا ہو سے آزاد ہو گا مدبر حیات مولیٰ کے جزا خیر میں او سکولث مال سے یعنی اس مال کی تمامی سے جہاں کہ اس کی موت کے دن موجود ہے مگر جبکہ مولیٰ نے اپنی صحت میں کہا کہ تو حر یا مدبر ہو اور ہر وہ بدون بیان کرنے حریت اور تدبیر کے مگر کیا تو آزاد ہو گا یا غلام کا نصف او سکول کل مال سے بنظر اعتاق کے اور نصف او سکولث مال سے آزاد ہو گا بنظر تدبیر کے کذا فی عادی القدسی وسعی لخصا یہ ان لہجہ من الثلث اور وہ غلام جس کی حریت اور تدبیر سبب تھی سعایت کر کر کل مال اور ثلث مال کے حساب سے تو اگر غلام کا خمس ثلث مال سے نکلے ثلث کے پانچس میں سعایت کر کر اور اگر اس کا ربع نکلے تو تین ربع میں سعایت کرے علی ہذا القیاس یہ اس صورت میں ہو جبکہ ثلث مال سے نہ نکل سکے اور اگر ثلث مال میں کچھ مال ہو تو سعایت کی کچھ حاجت نہیں کذا فی حاشیۃ الدنی و فی ثلثیہ لان عقدہ من الثلث اور میری مدبر اپنی و ثلث میں سعایت کرے اس طرح کہ عتق مدبر کا ثلث مال سے ہوتا ہو ان لہجہ خیر ولہ وارث لہ یجبے ای التذہیر فان لم یکن لہ وارث او کان واجازہ عتق کلہ لا ینہ وصیۃ مدبر اپنی و ثلث میں سعایت کرے اگر مولیٰ نے سوا اس غلام کے اور کچھ مال کچھ مال اور مولیٰ کا ایسا وارث ہو جو مدبر کو جائز نہیں رکھتا یعنی آزاد ہو کر غلام کا تدبیر سے مفت جائز نہیں رکھتا تو اگر مولیٰ کا کسی وارث نہ ہو اور اعتاق کل غلام کو جائز کرے تو کل غلام آزاد ہو جاوے گا اس طرح کہ تدبیر و حقیقت وصیت ہو اور وصیت بدون اجازت وارث کے ثلث سے زیادہ جاری نہیں ہوگی ولذا لو قتل سیدک سعی فی قیمتہ کذا فی التلخیص ولو قتلک امر الولد لاشی علیک کما یسطہ فی الجہرۃ اور چونکہ تدبیر وصیت ہو لہذا اگر مدبر اپنی سیدہ کو قتل کرے تو ثلث مال سے بھی نہ آزاد ہو گا بلکہ اپنی کل قیمت میں سعایت کرے گا جسے مدبر غلام کا مدبر کل قیمت میں سعایت کرے گا اور اگر لپٹا کر ام دے قتل کیا تو وہ آزاد ہو جاوے گی مالک کی مرض سے اور اس پر کہ سعایت لازم ہوگی چنانچہ سبب جو ہر بن سعادت جو مدبر قتل سیدہ اس طرح آزاد ہو گا کہ اعتاق و حقیقت وصیت تھی اور وصیت قاتل کو اس طرح نہیں رہتی بخلاف ام ولد کے آزادی کے کہ وہ وصیت نہیں لہذا سعایت او سبب وجب نہیں وسعی فی کلہ ای فی کل قیمتہ ما مجتہدہ وهو حیثیۃ کما کتبہ قالہ سید ابی یوسف المدین لہ مدین کا یحییٰ اور اگر مولیٰ پر دین ہتھکڑی ہو کہ سب متروک کہ کو محیط ہو تو غلام اپنی سب قیمت میں سعایت کرے یعنی اس صورت میں ثلث بھی نہ آزاد ہو گا اور کل قیمت سے غلام مدبر کی قیمت مراد ہے نہ غلام خالص کی کذا فی الجہتۃ او غلام مدبر زمانہ سعایت میں نزدیک امام عظیم کے مانند مگر کاتب ہے تو اس کی شہادت مقبول نہیں اور نکاح اس کا نافذ نہیں اور عساجین نے کہا کہ وہ حر دیون ہے تو اس کی گواہی مقبول ہے اور اس کا نکاح بھی نافذ ہے ولود بواحد الشریکین فلا یخیر اراء العتق فان یمتد شریک فضاء سعی و نصفہ محتاجا اور اگر غلام کے دو مالکوں میں سے ایک شریک نے غلام کو مدبر کیا تو دوسرے شریک کو عتق میں سات یا چھ طرح کے اختیار حاصل ہیں چنانچہ اس کی تفصیل اب عتق البعض میں ہے جہاں سوا اگر شریک سبقت کو مدبر کرے تو اسے شریک نے ضمانت دی اور بلا رجوع علی العکبہ مدبر کرے تو لامر کی غلو یہ غلام اپنی نصف قیمت میں سعایت کرے اور اس کے وارثوں کی سب سے کذا فی المختار و ولد المدبر بکری تدبیرا مطلقا مدبر اور جو لونڈی مدبرہ تدبیر مطلق ہے تو اس کا لڑکا بھی مدبر ہے یعنی اس کے ساتھ وہ بھی مولیٰ کے ذریعے بعد آزاد ہو گا و اما المقتبۃ فلا یتبعھا اور وہ مدبر کی تدبیر مقید ہو لڑکا مدبر نہیں میں اپنی مالک تابع ہو گا یعنی اس کے ساتھ وہ آزاد ہو گا و ذکر فی البیع الفاسد ان ولد المدبر کا بیہ قاتل اور ذکر کیا جو مانع نے بیع فاسد کے باب میں کہ غلام مدبر کا لڑکا اپنی مالک کی مانند ہو سکتا ہے اور غور کریم و جہاں مال کی بیہ سے کہ یہ قول صحیح نہیں کذا فی البحر اس طرح کہ لڑکا اپنی مالک تابع ہوتا ہو نہ مالک کا اور نہ اس کے بعض نسخوں میں بھی واقع ہوا کہ مدبر کا ولد مدبر ہو جیسا کہ لہذا اور صاحب مدایہ کی طرف سے یہ جواب ممکن ہو سکتا ہے کہ لفظ مدبر کا مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے اور مراد مدبر سے عورت ہونہ مرد کذا فی حاشیۃ الدنی و اما تدبیر الحیل فلو عتقہ اور مدبر کر حاصل کا صحیح ہے جیسے مولیٰ آزاد کرنا صحیح ہے لیکن جن میں اس وقت مدبر ہو گا جب مدبر کر نیکی وقت سوا قبل مدت حاصل میں تولد ہو و لو ولد حیت



فتو سے یعنی اگر بر مطلق خالص غلام ہوتا تو اس کے مثل اقیس عدم قیمت ہوتے تو اب مدبر ہونے سے بین در قیمت ہوگی والدین المقتدر بقوم فتا حد  
حسن الخانیہ اور مدبر مقتید کی قیمت خالص غلام کی قیمت ٹھہرائی جاوے گی کذا فی الدرر عن الخانیہ فائدہ قیمت ٹھہرائی گئی ہے کہ اسکو موافق سعایت کر دینا  
عنہما صحیحہ قال لعبدک انت حر قبل موتی بشہر فہات بعد شہر عتق من کل الہ زاد فی المحبۃ ولو کلاہ ببعۃ فی الاصحہ اور درین غانیہ سے بقول  
ہے کہ مدبر میم نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے ایک مہینہ ہر میری موت سے پہلے ہر وہ مر گیا بعد ایک مہینہ کے تو آزاد ہوگا اسکو کل مال سے اسو طو کہ  
امام عظم کے نزدیک اسکا عتق اول مہینے سے متعلق ہوا جبکہ مولیٰ تندرست تھا کذا فی الدرر اور مجتبیٰ میں اتنا قول اور زیادہ کیا ہے کہ اس کے مولیٰ کو  
اسکا بیٹا جائز ہے قول اصم میں **فروع** مسئلہ ملحقہ شارح کا قال هر یض کنعتوا غلامی بعد موتی انشاء اللہ صحیح الا یصاء وقی ہوس کے بعد  
موتی ان شاء اللہ کہ یض لان الاول اخر کلا استثناء فیہ باطل والثانی یجافی صحیح الاستثناء کہ ایک بیار نے کہ آزاد کیجو میرے  
غلام کہ میری موت کے بعد نثار البند تو میری وصیت صحیح ہے اور ثلث مال سے آزاد کرنا لازم ہوگا اور اس قول میں کہ وہ آزاد ہو میری موت کے بعد نثار البند  
تو میری وصیت صحیح ہوگی اسو طو کہ قول اول بعینہ امر ہے اور استثناء امر میں باطل ہے اور قول ثانی ایجاب ہے تو استثناء اس میں صحیح ہے **باب**  
**الاستیلاء** ہولغۃ طلب الولد من زوجہ او اوصیہ وخصیہ الفقہاء بالثانی یہ باب ہے استیلاء کے احکام میں استیلاء و  
عرب میں عبارت ہو خواہش اولاد سے خواہ زوجہ سے خواہ لڑکی سے اور نعمانے اسکو مخصوص کر لیا ہے ثانی سے یعنی اصطلاح فقہ میں لڑکی  
اولاد لینے کو استیلاء کہتے ہیں اذا ولدت ولوسقط الہامۃ ولو مدبرۃ من سیدھا ولو باسۃ خال حنیہ فرجھا جب کہ جنی لڑکی  
اپنے مالک سے اگرچہ بچہ نام تام پیدا ہوا اور کو کہ لڑکی مدبر ہوا اور اگرچہ لڑکی نے مالک کا نطفہ اپنی شرکاء میں ڈال لیا ہو مگر چونکہ مالک نے عمل مخصوص  
میں جماع کیا ہو لیکن بعد انزال کے فوراً اگر ام اسکا نطفہ لڑکی نے داخل کر لیا ہو اور وہ حاملہ ہو گئی ہو اور لڑکا پیدا ہوا تو میری مالک کا مالک ہوگا اور  
لڑکی ام ولد ہو جائے گی کذا فی المنہ عن المویطہ باقوۃ فیلینی ان یشہد لثلاثۃ یترقی ولد بعد موتہ لڑکی جنی مالک کے اقرار ولد سے اور یوں  
لائق ہو مالک کو کہ لوگوں کو گواہ کر دے کہ یہ لڑکی میرا لڑکا جنی ہے تاکہ وارث اسکو ولد کو بعد موت مالک کے غلام بناوین ولو حاکم لا یقول  
سحاکھا او مافی بطنہا صحتی کا مرتبہ ثبوت النسب و هذا قضاء و اما حیانا فثبت بلا دعویٰ کا استیلاء معتق و معتق و معتق و معتق و معتق  
اگرچہ اقرار مالک کا لڑکی کے حاملہ ہونیکے وقت ہونہ ولادت کے وقت چنانچہ یوں کہنا مولیٰ کا کہ حمل اس لڑکی کا مجھے ہی ہوا اسکو بیٹ میں ہی سوچا  
ہے اور یہ یعنی ثبوت نسب ولد کا موقوف ہونا مولیٰ کے اقرار پر بنا بر حکم قاضی کے ہے اور دیانت میں یعنی فیما بینہ و بین اللہ تو نسب بدون دعویٰ کے بھی ثابت ہوگا  
تو مالک کو نفی ولد کی کرنا جائز نہیں اگر لڑکی سے جماع کرتا ہو بشرطیکہ وہ کو یہ گرد نہ کذا فی حاشیۃ الدینی جیسے استیلاء مرد و بیہوش اور مجنون کا بلا حاکم  
ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ مہینہ لینے اگر مرد و بیہوش یا مجنون کی لڑکی اس کے نطفہ میں ہوگی اور جنی کی تو وہ لڑکا مولیٰ کا ہوگا بلا اقرار مولیٰ  
کہ مجنون وغیرہ میں البیت دعویٰ کی نہیں اور ولدت میں زوج ولو فاسدا کو طریقیہ فقلت فاشترایا الزوج ای ملکھا کل  
او بعضا فقہاءم ولد من حیث المملک یا جنی لڑکی اپنے زوج سے جسکے ساتھ اسکو مولیٰ نے نکاح کر دیا تھا اگرچہ نکاح فاسد ہو یا برآمد و طریقیہ  
کے ہر وہ لڑکی جنی پیرا اسکو اس کے زوج مذکور نے خرید کیا یعنی اسکا مالک ہوا خواہ بیع سے یا ہبہ سو کل کا مالک ہو یا بعض کا تو یہ لڑکی  
جو مولیٰ کے اقرار سے جنی یا حکمو اسکا زوج مالک ہوا ام ولد ہو گئی مالک ہونیکے وقت سے یعنی ابتداء علوق سے کذا فی حاشیۃ الطحاوی علوق  
مملک ولدا من غیرہ خلیہ ببعۃ جب ام ولد ہونا لڑکی کا ابتداء مملک سے ہوا تو اگر زوج مذکور ام ولد کا جو غیر کے نطفہ  
سے ہو مالک ہوگا تو اسکو ولد کے بیج لینے کا اعتبار ہے و کذا لو اسقو لدا بمملک فخر استحققت ادلحقت ثم ملکھا فان تعلق  
امر الولد بتکثر بتکثر المملک کا لھا زوج بخلاف المدبرۃ اور اس طرح اگر لڑکی کو ام ولد بنا یا بسبب کے ہر وہ لڑکی غیر کی ملک  
ثابت ہوئی یا مردہ ہو کہ دار الحکوم میں ممالی ہر شخص اسکا مالک ہوا تو عتق ام ولد کا دوبارہ ثابت ہوگا بسبب دوبارہ ملک خریدنے کی وجہ سے

کتاب العتق

عربی استیلاء  
کتاب العتق میں ہے  
اور اگرچہ جنی  
کا نطفہ لڑکی میں  
ایجاب ہے کہ اس  
بطل کر دینا ہوتا  
وصیت صحیح ہوگی



محرم کا کرہ ہوتا ہے مگر ارک ملک سے بخلاف مدبرہ کے کہ اگر مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا پھر وہ مدبرہ ہو کر دارالموت میں گئی اور اگر فقار ہو کر ملوک ہوئی مولیٰ کی تو اب مدبرہ نہ ہوگی ہم یہ جو شارح نے کہا کہ غنق ام ولد کا کرہ ہوتا ہے مگر ارک ملک سے مراد غنق سے غنق مجازی جو یعنی ام ولد ہونا اور اسکا ہر ثابت ہوگا اور غنق حقیقی مراد نہیں اسو اسکو کہ ام ولد بعد مرے مولیٰ کے آزاد ہوئی ہے مولا کے لئے کھا شارح کو مناسب تھا کہ اس مسئلہ کو جدا گانہ ذکر کرتا ہے کہ ارتباط اسکا قبل سے مناسب نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی والمستقل لہذا کالمذہب وقدر ام ولد کا حکم مدبرہ کی مانند جو چنانچہ اسکا بیان ہوگا یعنی اسکی بیع اور ہبہ اور رہن جائز نہیں الا فی ثلثۃ عتق مذکورہ فی فروع الا مشاہدہ والبیع الفاسد من الجس ام ولد مثل مدبرہ سے مگر تیرہ مسئلوں میں فرق جو حکم ذکر اسکا ہے و قدیمی بحث میں اور بحر الکتب باب بیع فاسد میں مصرح جو زمین سے ماتن اور شارح نے بار صورتوں کو مذکور کیا منها انھا لتعق بغيره من کل مالہ والمدبرۃ من ثلثہ من غیر سباعیۃ والمدبرۃ تشغی اور تیرہ مسئلوں میں سے ایک یہ ہے کہ ام ولد مولیٰ کی موت سے اسکا تمام مال سے آزاد ہوتی ہے اور مدبرہ ثلث مال سے آزاد ہوتی ہے اور ام ولد بدون سعایت کے آزاد ہوتی جو اور مدبرہ سعایت کے آزاد ہوتی ہے ام ولد بعد موت مولیٰ کے کل مال سے آزاد ہو جاتی ہے اسکی بیع جائز نہیں اور سعایت اور ہبہ لازم نہیں اگرچہ مولیٰ قرضدار مراد ہو اور یہی مذہب ہے مجبور صحابہ اور تابعین اور فقہ معتبرین کا اگر شہ فریسی اور داؤد ظاہری جمہور کے مخالف اس میں قائل ہیں سوا لائق اعتماد کے نہیں کذا فی نفع القدیرو لوقضی بجواز بیعہ لکن یقتضی اور اگر قاضی غیر منفی ام ولد کی جواز بیع کا حکم کرے تو اسکا حکم جاری نہ ہو گا نزدیک محمد کے اور اس میں قول پر فتویٰ ہے کہ کذا فی حاشیۃ المدنی عن الخانیۃ والظہیر بل یتوقف محل قضائہ قاضی استرا مضاعفہ وابطالہ لا ذخیلہ ویتفق فی المدبرۃ کا حکم ابکہ چنانچہ بیع کا حکم موقوف رہے گا دوسری قاضی کے حکم پر جائز رکھنے میں اور باطل کر نہیں یعنی مجتہدین معتبرین کا اختلاف ہوتا تو قاضی کے حکم سے رفع اختلاف ہو جاتا اور جو کہ یہ حکم مجبور صحابہ اور فقہ کے مخالف ہے لہذا قاضی کا حکم رافع اختلاف کا نہیں ہو سکتا بلکہ دوسری قاضی کی قضایہ موقوف سے تو اگر دوسری قاضی غیر منفی نے اول قاضی کے حکم کو جاری کر دیا تو اب بیع ام ولد کی مانند ہوگی کیسے کہ ٹھنسی نہ ہوگی اور اگر قاضی حقیقی قاضی اول کا حکم باطل کر دیا تو اب بالاتفاق اسکی بیع باطل مراد ہوگی کذا فی الظہیر اور مدبرہ کو جواز بیع میں ایک ہی قاضی کا حکم نافذ ہوگا دوسری قاضی کے حکم پر موقوف نہ ہوگا اسو اسکو کہ مدبرہ کے جواز بیع میں مجتہدین معتبرین باہم مختلف ہیں چنانچہ امام شافعی جواز کے قائل ہیں واران ولدت بعدہ ولدت نسبتہ بلا دھوۃ اذ المرء حر علیہ یکتاح اور کتابۃ او وطلی ابنہ او المولیٰ امہا فحینئذ لو ولدت لکن من سبۃ شتر استہمیر لا یشتبہ الا فی المرقۃ فلا ینبت بل یتعق علیہ اور اگر ام ولد ایک ولد کے بعد دوسرا ولد جنی تو اسکا نسب بدون دعویٰ ملے کہ ثابت ہو جاوے گا بشرطیکہ ام ولد بعد ولد اول کے مولیٰ پر حرام نہ ہوگی جو کسی وجہ سے دوسرے کے ساتھ نکاح کر دینے سے یا ما کہتہ کہ دینے سے یا ابن مولیٰ کی دلی سے یا بی بی علی کہنے مولیٰ کے ام ولد کی ماسو تو اسوقت میں اگر ام ولد جو مدبرہ بیٹے یا چہ بیٹے سے زیادہ مدت میں جنی تو اسکو ولد کا نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا مگر دعویٰ نسب سے اثبتہ نسب ثابت ہوگا اگر ام ولد منکوحہ کے ولد کا نسب دعویٰ سے بھی نہ ثابت ہوگا اسلئے کہ اسکا ولد زوج سے ثابت نسب ہے بلکہ مولیٰ کے دعویٰ کرنے سے ولد اسکا مولیٰ پر آزاد ہو جاوے گا بسبب مولیٰ کے اقرار کے ولو لا قل من سبۃ شتر استہمیر ثبت بلا دھوۃ وقد استبرأ کما قبلہ وقد نہا فی یکتاح الرقیق وثبوت النسب اور اگر ام ولد ولد ثانی کو بعد عارض ہونے حرمت کے چہ بیٹے سے کثرت میں جنی تو اس کے ولد کا نسب مولیٰ سے بدون دعویٰ ثابت ہوگا اور دوسرے نکاح کر دینے کے اسکا نکاح فاسد ہو جاوے گا و اسکو مستحق ہونے استبراء کے نوٹ ہی کے حق میں قبل نکاح کے یعنی مولیٰ پر مستحب ہے کہ جب ام ولد کا نکاح کر دینے کا ارادہ کرے تو قبل از زیم کے ایک جہن سے استبرار کرے اگر کام کر دے کذا فی البیرونی شارح کتبی اور جہن استبرار کے استحباب کو غلام کے نکاح اور ثبوت نسب میں اول بیان کر دیا کہ یشتر فی غنیہ من غیر توقیف علی لیمان لان الفلاس اربعۃ ضعیفۃ للامۃ ووسطۃ لایم الولد وعلی حکمہا وقرنی للکسۃ فلا ینتفی لایمان وانی للمعتدۃ فلا ینتفی اصلا لعدم اللیمان چہ ام ولد کے ولد ثانی کا ثبوت نسب قرار دینے پر



مسلّم ہو گیا تو وہ بلا سعادۃ صفت آزاد ہو گئی اور اگر ام ولد قبل سعادت کے مر گئی اور اس کا ایک لڑکا تھا جسکو سعادت کی حالت میں جینی تو وہ اپنی مالکی قیمت میں بیعت  
 کرے بخلاف مکاتبہ کے کہ اگر اس کا مولیٰ مر گیا تو وہ مفت نہ آزاد ہوگی بلکہ اس کے وارثوں کی ہر سہو سعادت کر گئی کذا فی مائتہ الدینی وکذا حکم اللہ و فیفسد فی  
 ثلثہ فیمتہ اور یہ طرح ہے حکم دہر کا یعنی اگر ذمی اور مستامن کا دیر مسلمان ہو جاوے اور اس کا مولیٰ مسلمان ہونے سے انکار کرے تو نہ ہر اپنی دولت قیمت  
 میں سعادت کرے یعنی جو خالص غلام کی قیمت ہو اسکو دولت میں سعادت کرے کہ انی مائتہ الدینی ولو اسلم قبل الذی محی عنہ من الاسلام علیہ حد فانی  
 فیہا والاہر بیعتہ فخلصا من بد الکاف ذکر مسکین اور اگر ذمی کا خالص غلام مسلمان ہو گیا تو ذمی پر سلام فرض کیا جاوے اور اگر وہ بھی مسلمان  
 ہو تو خوب بات ہو وہ اس کا غلام با رہیگا جیسا کہ سابق میں تھا اور اگر اس نے اسلام سے انکار کیا تو غلام کے بیچ لے لے کا حکم کیا جاوے گا تاکہ مسلمان کا حق  
 نامتہ سے نجات پاوے کذا ذکر سکین فی شرح الکفر فان ادعی ولد امة مشدو کہ ولو مصر ابنہ ثبت نسبہ منہ ولو کافر او مرضا او مکاتب  
 لکنہ ان عجز فلہ بیعتا وھی ام ولدہ اور اگر ایک شریک نے دعوہ کیا مشترک لونڈی کے ولد کا اگر یہ شرکات ابنو بیٹے کے ساتھ ہو تو ثابت ہو گئے  
 و لکنہ من مدعی سے اگرچہ مدعی کا فر ہو یا بعض بر من الموت ہو یا مکاتب ہو لیکن مکاتب اگر ادعی بدل کتابت ہو عاجز ہو تو اسکو جو مال لڑی کا جائز ہو  
 اور مدعی موثر ہو مشترک ام ولد ہو مدعی کی وصی میں یوم العلق نصف قیمتہ او نصف عتقہا ولو معسر الا قیامہ ولہا لاناہ علی سہو اصل  
 اندھان ہو مدعی نطفہ رہنوکے دن اپنی شریک کو لونڈی کی نصف قیمت کا اور اسکو نصف مہر ملے گا اگرچہ مدعی مفلس ہو اسکو کہ یہ ضمان ہے  
 تنک کا نہ ضمان حق کا اور نہ ضمان ہوگا ولد کی قیمت کا اسو اسکو کہ ولد حاصل ہو کر نہ وقت علق سے ثابت لے بیٹے اور اسو سیرقت ضمان  
 لازم ہو تو عدوت ولد کا ملک مدعی میں ہوا نہ شریک کی ملک میں اور اگر مدعی باپ ہو اپنی شریک کا تو ضمان او سہ لازم ہوگا اسو اسکو کہ باپ کا حق ہو  
 بیٹے کے مال میں فان ادھیامہا معا او جہل السابق وقد استویا وقت الدیوعہ الا العلق فی الاوصاف فہی ابھیما اور اگر شریک  
 لونڈی کے ولد کا دو نو شریکوں نے زانہ راجد میں ساتھی دعوہ کیا یا ایک نے اول دعوہ کیا اور دوسرے نے بعد چند ساعت یا چند روز کے بعد  
 کیا لیکن بالفعل معلوم نہیں کہ کس نے پہلے دعوہ کیا تھا اور ملا کہ دو نو اسلام وغیرہ اوصاف آئندہ میں برابر میں دعوہ کر نیسکے وقت نہ نطفہ رہن  
 کی وقت تو وہ لڑکا دو نو کا بیٹا ہو ہم یہ مطلب نہیں کہ وہ لڑکا دو نو کے نطفہ سے پیدا ہوا ہو اسو اسکو کہ یہ تصور نہیں بلکہ جب دو نو مالکوں نے  
 برابر دعوہ کیا اور دو نو جمیع اوصاف مرجعہ میں متساوی ہیں تو ترجیح ایک کی دوسری بر نہیں ہو سکتی لہذا ولد کو دو نو کا بیٹا قرار دیا اور انام  
 کے نزدیک اس صورت میں قیادہ شناس کا قول مستبر ہے اسکا جواب یہ ہے کہ قیادہ شناسی محبت شرعی نہیں کہ بنا قیادہ شناسی کی فقط اکل پر ہے اور  
 اگر قیادہ محبت ہوتا تو لعان میں اویسی طرف رجوع کیا جاتی اور نفی ولد کی جمل سے کاہیکو موتی لہذا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکا اعتبار نہ کیا  
 اور خاص شریح کو کہہ بھیجا کہ دو نو شریکوں نے تمہیں کی لہذا اس کے مناسب حکم بھی دیا گیا اور اگر صاحبان کرتے تو حکم بھی صاف ہوتا اور  
 یہ حکم بحضور صحابہ بلا کسر مرا تو لائق محبت کو ہر اور بھی مذہب سے علی مرتضیٰ اور ابن عباس اور زید بن ثابت کا رضی اللہ عنہم کذا فی نسخ العفا  
 فلو لم یستویا قدیم من العلق فی ملکہ ولو بیعتا ہر اگر دو نو شریک برابر ہونے مالکیت میں یعنی ایک زانہ سابق میں مالک ہوا ہو  
 لونڈی کا اور دوسرا بعد اس کے تو وہ شریک مقدم ہوگا جسکی ملک میں نطفہ رہا اگرچہ مقدم ملک کا بیعت کا کے موقعہ تقدیر میں ہو کہ جب لونڈی  
 حاملہ ہوئی ایک کی ملک میں ہر ایک نے نصف لونڈی دوسرے کے ماتھے ہی پر وہ پوری چہ بیٹے میں بعد اس بیع کے جینی یا دو نو شریکوں نے ولد کے  
 نسب کا دعوہ کیا تو مالک اول مقدم ہے اسو اسکو کہ نطفہ اویسی ملک میں رہا تھیں مدنی نے کہا کہ مناسب ہون کتا تھا کہ بعد بیع کے چہ بیٹے  
 کتر میں جینی تاکہ مالک اول کی خالص ملک میں ملوک ثابت ہو اور اگر پوری چہ بیٹے میں جینی تو دو نو کی ملک میں ملوک کا احتمال ہوگا لائینی اور اگر  
 ایک شخص نے لونڈی سے نکاح کیا پرا دسنو اور دوسرے شخص نے لونڈی کو مول لیا پرا وہ چہ بیٹے ہر کتر مدت میں جینی بعد خرید کے ہر دو نو نے  
 اسکو ولد کا دعوہ کیا تو یہ لونڈی نکاح کر گیا ایک ام ولد ہوگی کذا فی فتم القدر و ابی مسک و ستر و ذی کتاب علی ابن و ذی علی

وھذا یدعی می اور باسولہم اور آزاد اور ذمی اور کنانی مقدم ہے جیسے اذ ذمی اور غلام اور مرتدا و مجوسی پر ہم حصہ لے نہ شرعاً ہے یعنی اگر  
باب اور بیٹا ایک لونڈی میں شریک ہوں اور لونڈی کے والد کا دو فوسا تھی دعویٰ کریں تو باپ کا دعویٰ مقدم اور اولیٰ ہے بیٹے پر اور سبط عظمیٰ  
سے ذمی پر اور آزاد مقدم ہے غلام ذمی مقدم ہے مرتدا و کنانی مقدم ہے مجوسی پر شراح نے تقدم ذمی کا مرتد پر بکر الراقی اور نزل الفائق اور شرح حموی  
لے اس حدیث سے نقل کیا لیکن بھیہ مخالف ہے زبیری اور فتح القدیر کے زبیری کی بھیہ عبارت ہو المرنہ اولیٰ من الذمی اور فتح القدیر کی بھیہ عبارت ہو لو کانت الذمی  
بین ذمی و مرتد فاولد لہ مرتد لائے اقرب الی الاسلام مفتی ابو سعید نے لکھا کہ تقدم ذمی کا مرتد پر سبقت قلم ہے کذا فی مائتہ الدنئی فہ لا یشتبہ  
ولذینان بلاد عتقہ لہما و الا لوطی کا مرتد پر ثابت ہو گا دوسری والد کا نسب بدون دعویٰ کے جمیع صورتوں میں جو مذکور ہو چکیں سبب حرام ہو ولی ام  
مشرک کے چنانچہ خیر عبد کو ہو چکا کہ ولد ذمی ام ولد کا بلا دعوت اس وقت میں ثابت النسب ہوتا ہے جب کہ ام ولد مولیٰ پر حرام نہ ہو گئی ہو بھلا صورت مذکور  
کے دھمی ام ولد ہوا کہ تنبیلت فی ملکھما اور بھیہ لونڈی شریک جسکے والد کا دو فوسا دی شریکوں نے سنا تھی دعویٰ کیا دونوں کی ام ولد ہے  
بشرطیکہ وہ دونوں کی ملک میں عالم ہوئی ہو اس طرح ہر کہ دونوں کی خرید کے بعد پوری جہ میں یا زیادہ مدت میں یعنی ہر خرید کے دن سے لایا اشتہار  
حاصل لے لکھا دعویٰ عتق فولاؤہ لہما و بلا دعاء احدہما یعنی نصف قیمۃ الولد کا العتق اور اس طرح ام ولد ہوگی اگر لونڈی کو دو فوسا  
مالکوں نے عالم خرید کیا اور وہ خرید کے دن سے اتنی مدت حاصل سے کثرت میں جہی پر دو فوسا نے دعویٰ کیا والد کے نسب کا تو وہ لونڈی ام ولد ہوگی اس  
دعویٰ سے اسو اسلو کہ فی الحقیقت بھیہ دعویٰ حق کا ہونہ استیلا کا اسلے کہ شرط استیلا کی یہ ہے کہ غلوک والد کا ملک ہو مویان قبل ملک کے غلوک حاصل  
تھا پر جب بھیہ دعویٰ حق نہ لے گا تو والد کی دلا دو فوسا کیوں کیو اسلو ہوگی اور اگر ایک شریک والد کا دعویٰ کرے گا تو والد کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا  
اور لونڈی کا نصف مہر دنیا اپنی شریک کو لازم نہ آوے گا اسو اسلو کہ دعویٰ استیلا کا تینوں و علی کل نصف عتقہا و ثقاصتاً اور در صورتیکہ دو فوسا  
شریکوں کی وہ لونڈی ام ولد ہوئی تو ہر شریک پر نصف مہر لونڈی کا لازم ہوگا ہر حصہ دوسری شریک کے اس شریک پر اس شریک کو نصف مہر دنیا  
چاہئے اور اس پر اسکو اور دو فوسا ہم اپنی حق کو جو اگر لین نہ کوئی نہ کوئی لے اگر کوئی کہے کہ جب دو فوسا میں برابر ہو گئی تو ایجاب مہر کا کیا  
فائدہ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اگر ایک شریک اپنا حق معاف کر دی تو دوسری کا حق باقی رہے گا اور اگر ایک کا حصہ درم پر بٹھا اور دوسری کا دنیا  
پر تو اسکو درم دنیا اور دنیا رہی بنا جائز ہوگا کذا فی فتح القدیر الا اذا کان نصیب احدہما اکثر فیاخذ منہ الزیادۃ فان المہر عند الملاء  
و دو فوسا کیوں کو نصف نصف مہر کا مگر اگر دنیا درست ہو کر جب کہ ایک شریک کا حصہ ملک کا زیادہ ہو دوسری کی ملک ہو تو دوسری شریک سے بقدر زیادہ  
ملک کے مہر لے مثلاً ایک شریک کا حصہ کا مالک ہو اور دوسرا ایک حصہ کا تو ثلث مہر ایک حصہ والیکو دنیا لازم ہوگا اسو اسلو کہ حق مہر کا بقدر ملک کے  
ہو یا ہو بخلاف البتہ والا ذیث والولاء فان ذلك لہما سبوتا وان کان احدہما اکثر فیاخذ منہ الزیادۃ فان المہر عند الملاء  
فیکون سبوتا لعدم الاولیۃ ویکف اللہ الارث والولاء بخلاف فرندی اور وارث اور ولای اسو اسلو کہ یہ امور دو فوسا کیوں کیو اسلو برابر  
ہیں اگرچہ ایک شریک کا حصہ زیادہ ہو دوسری شریک سے سبب عدم قسمت پذیری نسب کے نسب دو فوسا میں برابر ہو گا سبب عدم اولیت کے یعنی دونوں  
برابر ہیں کیو مقدم اور رجحان نہیں اور وارث اور ولای نسب کے تابع ہیں جب نسب میں تجویٰ ہوئی تو وارث اور ولای میں بھی تجویٰ ہوگی و ذیث کلین  
میں کل وارث ابن کامل اور در ارث ہوا گیا مہر ایک شریک دعویٰ سے پوری ہوگی ارث اسو اسلو کہ ہر مد مقرر اسکی فرزند کا اور مقرر کا اقارب  
اور سببیت ہو و ذیثا منہ ارث اب و اصل امہ اگر والد مر گیا تو دو فوسا شریک اسکو وارث ہوں گے ایک باپ کے ارث میں اسو اسلو کہ فی الواقع  
مستحق ارث پر ہی کا تو ایک ہی شخص سے لیکن چونکہ کسیکے بیان ترجیح نہیں لہذا ایک باپ کا حصہ دو فوسا تقسیم ہوگا وکن المکمل عند الامام لو  
کثر واولو نسبا وتمامہ فی اللہ احدینا وشرکین کا حکم ہے و سبط اگر زیادہ ہوں دوسرے تو انکا بھی ایسا ہی حکم ہے اگرچہ دعویٰ سے  
اگر نیر الیان والد کی عورت میں ہوں اور پورا بیان اسکا بکر الراقی میں ہے ہم پورا بیان بکر الراقی میں اس طرح ہے کہ اگر دو شریکوں سے زیادہ مدعی ہوں

یہ شریکوں کے ہونے سے  
اگر شریکوں کے ہونے سے  
یہ شریکوں کے ہونے سے  
یہ شریکوں کے ہونے سے  
یہ شریکوں کے ہونے سے

ولد کے تو امام عظیم کے نزدیک دعویٰ میں سے اس کا نسب ثابت ہوگا اگرچہ وہ کثیر مورث اور ابو صفت نہ تھا کہ دو دعویٰ میں سے زیادہ میں نسب ثابت ہوگا اور محمد کے  
 نزدیک تین سو زیادہ میں نسب ثابت ہوگا اور قسم القدر میں ہو کہ اگر ایک ولدین دو عورتوں نے تازع کیا تو امام عظیم کے نزدیک وہ ایک اور دو کا ہوگا ہوگا  
 نہ صاحبین کے نزدیک بلکہ ایک عورت سولہ ہوگا اور اگر ایک ولدین دو مردوں اور دو عورتوں نے تازع کیا ہر مرد یہ کہتا ہو کہ بھڑک کا میرا سوا میں عورت  
 سے اور عورت اس کی تصدیق کرتی ہے تو امام عظیم کے نزدیک وہ ایک اور دو مردوں اور دو عورتوں کا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک فقط دو مردوں کا  
 ہوگا نہ عورتوں کا نہ انی منع الغنار و فیه لو مات احدہما واعتقھا عتقت بلاشیء قلت فالعین انما یجوز فی الفتنۃ لا فی ام الولد بالیقین  
 بعضہا یقین کلہا اتفاقا عتبت فیہ فقط اور سوا الرائق میں ہے کہ اگر ایک شریک مرگیا یا ایک نے ام ولد کو آزاد کر دیا اپنی زندگی میں تو وہ بھٹ یا بھٹا  
 آزاد ہو جائیگی شائع ہوتا ہو تو امام عظیم کے نزدیک عتق بتخری نہیں ہوتا مگر خالص لونڈی میں نہ ام ولد میں بلکہ بعض ام ولد کے آزاد ہونے سے کل آزاد ہوتی  
 سے باتفاق امام اور صاحبین کے کہ انی المجتبیٰ تو اسکو آزاد کرنا چاہو کہ تجزی عتق کا امام کے نزدیک فقط خالص لونڈی میں منحصر ہے اور ام ولد کے عدم  
 تجزی میں اتفاق ہے جاریہ بیان رجلین ولدت فادھا احدہما وادعتھا الاخریٰ تخرج الکلا فان منہما معافا لدی عتقہ اولیٰ مستنبط  
 للعلوق خانہ ایک لونڈی مشترک ہو دو مردوں میں سو وہ جتنی تو ایک شریک نے اسکو ولد کا دعویٰ کیا اور دوسری شریک نے ام ولد کو آزاد کر دیا اور  
 یہ دو نوکلام دونوں سے ساتھ برابر کچھ تو کلام دعویٰ نسب کا ادنیٰ اور مقدم ہے بدھم مستند ہوئے عتق کے بوقت طلق ولد کے کہ انی النخانیہ یعنی عتق  
 نسب کا وقت طلق سے متعلق ہوگا سخاوت اتفاق کے کہ وہ بالفعل سے متعلق ہے تو گویا آزاد کر نیو لے غیر کے ولد کو آزاد کیا اور بھی صحیح نہیں کہ انی النخانیہ  
 ادعیٰ لدائمہ مکاتیبہ و صدقہ المکاتب لہ النسب بنصہا دفعھا کذا عتق ولد جاریہ لا یجوزہ او ولد مکاتبہ فلا یشترط تصدیق  
 کا سیجی دعویٰ کیا مولے نے اپنی مکاتب کی لونڈی کے ولد کا اور تصدیق کی مکاتب نے اسکی تو سنی کو نسب لدا کا لازم ہوگا ورنہ کے تصدیق سے چنانچہ  
 نسب ثابت ہوتا ہو جاریہ یعنی کے ولد کے دعویٰ سوا راہبنی کی تصدیق سے اور مولیٰ اپنی مکاتبہ لونڈی کے ولد کا دعویٰ کر گیا تو ثبوت نسب میں مکاتبہ  
 کی تصدیق مشروط نہیں چنانچہ کتاب المکاتب میں مذکور ہوگا ولیم المدعی العتق فیہ الاولیٰ یوم ولدا اور لازم ہوگا مولیٰ مدعی پر مہر لونڈی کا اور  
 قیمت ولد کے بعد پیش کے دن کی وسقط الحدیث عندہ النسب ہوا و ساقط ہوگی عدم کے سبب شبہہ قلت کے ولیم تصدیق ام ولد لدا عدم  
 بلکہ بعد لونڈی مکاتب کی مولیٰ کی ام ولد ہوگی اسو سطلو کہ اسکی ملک نہیں و ان کذبہ المکاتب لم یثبت النسب لہ علی نفسہ بالعقد  
 اور اگر مکاتب نے مولیٰ کی تکذیب کی دعویٰ ولد میں تو نسب لدا ثابت نہ ہوگا اسو سطلو کہ مولیٰ نے اپنی ذات کو باز رکھا تعرفت سبب عقد کا ہے یعنی  
 غلام کو مکاتب کیا تو اب مکاتب کے کسب پر مولیٰ کا تصرف کرنا جائز نہ تو بدون تصدیق مکاتب کے دعویٰ مولیٰ کا سبب نہیں دلالت منہ سبب جاریہ  
 خیرہ وقال احمل مولیٰ مولیٰ والولد ولکن فصلتہ المولیٰ ولا یحلل ولا ینکح فی النسب لم یثبت غیر کی لونڈی ایک شخص کے نطفہ سے  
 جنی اور اسنو دعویٰ کیا کہ لونڈی کے مولے نے اسکو مجبور محال کر دیا اور اسکا ولد میرا ولد ہو اور تصدیق کی مدعی کی مولیٰ نے احلال میں  
 اور تکذیب کی اسکی نسب میں تو نسب ثابت ہوگا ہم احلال سے مراد احلال بالترجیم ہے نہ احلال بالک اسو سطلو کہ لونڈی کے مالک ہر نکاح حکم  
 بعد کے مذکور ہوگا کہ انی حاشیہ اعلیٰ فان صدقہ فیہما جعبا یثبت ولا لا قال وقول النبی لود صدقہ فی الولد یثبت ای صح  
 تصدیقہ فی الاحلال فلا تحالفہ کا لا یخفی سوا مولیٰ نے تصدیق کی مدعی کی سب دو نو مردوں میں یعنی احلال اور نسب میں تو نسب  
 کا ثابت ہوگا اور اگر دو نو امر کی یا ایک امر کی تصدیق کی تو نسب ثابت نہ ہوگا کہ انی النخانیہ والد راد یہ قول زلیعی کا کہ اگر مولیٰ مدعی کہ لونڈی تصدیق  
 کرے تو نسب ثابت ہوتا ہو یعنی تصدیق ولد کے ساتھ تصدیق احلال کی مثبت ہر نسب کی نہ فقط تصدیق ولد کی تو کچھ مخالفت نہیں زلیعی اور غیر زلیعی  
 کلام میں چنانچہ امر مفی نہیں اسو سطلو کہ مسئلہ مفرد من ہو تصدیق فی الاحلال میں کہ انی النسخ ولو ملکھا او ملکہ بعد نکاح ایہ ای المولیٰ لو  
 مکاتبہ یوما من الدھر یثبت النسب نصیر ولہ اذا ملکھا البقاء اقرار لا و اگر مدعی مالک ہر لونڈی کا یا مالک ہوا اسکو ولد کا کسی دن

[illegible]





[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

ہم صاحب کز نے جو تشریف لغویں فعل ماضی کی قید لگائی جو سو اتنا ہی سے چنانچہ بالبعین میں مصرع ہو کہ لغو ماضی اور حال دونوں ہوتا ہو کہ انی النہم  
 و اما فی المستقبل فالمتعقد اور جو قسم کہ زمان مستقبل میں ہوتی ہو وہ بین منعقد ہے ماضی نے کہا کہ اس قول سے ثابت ہوتا ہو کہ نہیں ہوتی ہو مستقبل  
 میں مگر منعقد ہلا کہ گاہ مستقبل میں غوس بھی ہوتی ہے چنانچہ ہکا ذکر آویکا تو شارح کو یوں کہنا لازم تھا اما المنعقد لغوی المستقبل وخصه  
 الشافعی بما یخرجہ من حل اللسان بلا قصد مثل لا واللہ وبل اللہ وکولات اور امام شافعی نے لغو کو مقصود کیا جو اس قسم پر جو لوگوں کی  
 زبان پر بلا قصد جاری ہوتی ہے چنانچہ یوں کہنا لا واللہ وبل اللہ وکولات اگرچہ زمان مستقبل کی قسم کہا ہو بلا قصد تو بھی لغوی تو مرجع خلاف معنی اور شافعی کا  
 اس قسم میں ظاہر ہوتا ہو جو زمان مستقبل میں بلا قصد کہا کی جاوے جو معنی کے نزدیک وہ لغویں بلکہ منعقد ہو اور اس میں کفارہ لازم ہو اور شافعی کے  
 نزدیک وہ لغو ہو اور اس میں کفارہ نہیں کذا فی النہم فلذا قال ویجوز عقی او تواضعاً و تادیباً اور جو کہ لغوی تفسیر شافعی اور معنی میں مختلف نہیں  
 لہذا منعقد ہے کہا کہ بین لغویں مہید ہو معنی کی بنا بزرگسار کے اور ادب کے لغو بعینہ جزم نہیں بولام شارح نے یہ دفع دخل مقدر کیا یعنی عدم خبر  
 لغو کا قرآن میں منصوص ہے سو معنی نے لغو کو بطور تعلیق رجا کیوں بیان کیا وکلا للغی حلفہ علی صاحبہا کواشوا فی لسان فی حال  
 قیامہ اور لغو کے حکم کی ہند ہو ماضی کی سچی قسم کہا چنانچہ یوں کہنا کہ واللہ میں ابھی قائم ہوں یہ قسم کہا کی اپنے قیام کے وقت وکلا منعقدہ  
 وہ حلفہ حل مستقبل اتہ یمکنہ فقی واما ما مررت لا تطلم الشمس من الغموس اور تیسری قسم میں کی منعقد ہے کہ وہ قسم کہا کہ امر مستقبل  
 آئندہ پر جو حالت کو ممکن ہو تو ہند اس میں ہے کہ واللہ میں نہ مروں گا اور واللہ آفتاب نہ نکلے گا یہ غموس میں داخل ہے کہ خارج از مکان بشرحی ہذا  
 القسور فیہ الکفارۃ لایا یہ و احفظوا انی انکم ولا یصون حفظہا فی المستقبل فقط اور اسی قسم میں یعنی منعقدہ میں کفارہ ہو یہ دلیل آیہ قرآنی  
 کے کہ محافظت کرہ اپنی قسموں کو اور متصور نہیں محافظت کر مستقبل میں فقط اسو اسطر کہ ماضی موجود نہیں اور حال کو قیام نہیں وعند الشافعی یمکنہ  
 فی الغموس ایضاً اور امام شافعی کے نزدیک بین غموس میں بھی کفارہ ہو ان حدیث میں منعقدہ میں کفارہ ہو اگر قسم کو قیام دہی الکفارۃ  
 ترفع لا تفر وان لم توجد منه اللویۃ عنہا معہا ای مع الکفارۃ من لہجہ اور وہ یعنی کفارہ اور ثابوتیا ہو کفارہ حث کو اگرچہ عانت کو کفارہ  
 کے ساتھ تو چنانچہ ماضی جاوے کہ انی السربہ ولو الحالف کلہا او حلفہا او ذہلا او ساہلیا اگر یہ قسم کہا ہو کہ بین یا حث میں جبر کیا ہو یا نطقا کار  
 یا غافل او سکسو ہو گیا ہو خطا کی صورت یہ ہے کہ کہا جاوے تہا کہ مجھ کو بانی یا سوئہ سوئل گیا کہ واللہ میں باقی نہ ہوں گا اور ذہول کی صورت یہ ہے کہ کسی  
 کہا کہ تو جاری یا بین آنا سو اسکو منہ سو بلا قصد نکل گیا کہ واللہ میں آؤں گا کذا فی النہم اکثر علماء کے نزدیک سہر اور نسیان متحد ہیں اسو اسطر کہ  
 لغت میں دو نوسہ عبارت میں بلافرق اگرچہ دو نوسہ میں یوں تفرقہ کیا ہو کہ اگر صورت در کہ سے زائل ہو اور حافظہ میں باقی رہو تو سہر اور  
 اگر در کہ اور حافظہ دونوں سے زائل ہو تو نسیان ہو تو سہر میں کسب جدید کی حاجت نہیں بخلاف نسیان کو انسیا یا ان حلفان لا یخلف فہو نسی  
 فحلف فیکفر مرتان مرۃ الحنث و اشرف اذا فعل المحلوف علیہ عینی الحدیث ثلث ہر طعن حلفہا الیہا یا بول گیا ہو اسطر پر کہ ہے  
 قسم کھائی کہ قسم نکھا دیگا پر یہ قسم کھانا بول گیا ہو اور میں نے قسم کھائی کہ مثلاً زید سو نہ بولیکا تو یہ شخص دوبارہ کفارہ ہو ایک کفارہ قسم توڑنے کا  
 یعنی قسم کھانیکا اور دوسرا کفارہ زید سے بولیکا کذا ذکرہ البیہی خطا اور نسیان میں بین اور کفارہ اسو اسطر لازم ہو کہ بدعت حاکم حدیث و نحو  
 واد ہو کہ تین ہمیں میں نزل اور جہ برابر ہے طلاق اور عتاق اور بین میں ہم بات نے اپنی شرح میں باتباع زلیلی ناسی کی تفسیر محلی کی ہے اسو اسطر  
 کہ نسیان یقینی بین میں متصور نہیں لیکن شارح نے بقول معنی نسیان کو اپنی معنی پر کہا اور مثال سے ثابت کیا اور معنی بھی معنی کا اس میں  
 متبہ ہے کذا فی النہم فی الیہا او فی الحنث فیمکنہ بفعل المحلوف علیہ کلہا خلافاً للشافعی اگر حالف کرہ یا ناسی ہو بین یا حث میں  
 تو حاث ہو گا محلف طبع کے کرے یا کہ مثلاً قسم کھائی کہ میں زید کے گدہ داخل ہو گا اور کوئی اسکو جبرے کہ میں یکیا تو حاث ہو گا کفارہ لازم  
 آویگا بخلاف امام شافعی کے کہ ان کو نزدیک جبر سے حاث نہیں ہوتا وکذا یبحث لوقعہ و هو مضمی علیہا و یجنون فیکفر بالحنث کیف کان

اور سب طرح حالت ہوگا اگر ملوک علیہ کو حالت بیہوشی یا جنون میں کر دے تو کفارہ دہر حقیقہ کسی حالت میں نہیں مہر والقسم باللہ تعالیٰ ولو یقرع الہاء  
 اَوْ نَضْبُہَا اَوْ حَذَّہَا کَا یَسْتَعْلَہُ الْاَوْرَاقُ وَ کَذَا اَوْ اسیر اللہ کحل لہ القصار و کذا اِیْسِر اللہ عندہ من ریحہ فی البحر بخلاف یہ بکسر  
 اللام الا اذا کسرت الہاء وقصد الہامان اور قسم ثابت اور قسم ہوتی ہے اللہ کے لفظ سے اگر یہ حرف اخیر کو پیش یا زبر یا مدید اور کو حذف کر دے لا چکا  
 حذف ترک نہیں مستعمل ہے اور سب طرح جو واسم اللہ یعنی قسم ہو اسکی نام کی چنانچہ فام عرب کے لغوی کی عادت جو اور سب طرح قسم اللہ امام محمد کے نزدیک  
 یعنی قسم ہے اللہ کی نام کی اور اسکو ترجیح دی جو الائن من بخلاف بلہ بکسر اللام کہ وہ میں نہیں گرجب کہ زبردی اور یومی اور میں کا قصد کرے تو کہہ سکتا  
 میں ثابت ہوگی قسم بلہ بشدید و کسر لام جلا و حذف الف یعنی باللہ اصل میں تھا لام کو کسر دیا اور الف کو حذف کیا بلہ جو گیا چنانچہ اکثر لوگوں میں  
 مستعمل ہے اور قسم لام کا حکم شام نے ذکر کیا کہ انی الطحاوی اور فارسی اور اردو زبان میں باللہ بفتح لام و حذف الف بھی مستعمل ہے اور بامیہ  
 اخر من اسمائہ ولو مشددا کثرت الحلف بہ والا علی المذہب یا میں ثابت ہو سو اسو اللہ کے کسی اور نام سے منجملہ سہاسو الہی کے الہیہ  
 وہ اسم مشترک ہو اللہ اور غیر اللہ میں اور نام سے قسم کمانا مردج ہو یا نہ ہو ہر صورت قسم صحیح ہوگی بنا بر ظاہر مذہب کے اور قول غیر صحیح ہے کہ حق تعالیٰ  
 کے اسم خاص سے میں ہوتی جو جیسو اللہ اور جن سے اور اسم مشترک سے میں نہیں چنانچہ علیم اور علیم سے کذا فی النہم والعالیہ عن الانی کا لفظ  
 والوحیم والحلیم والعلیم وعلی اللہ یوم الدین والطالب الغالب اسو الہی کی مثال چنانچہ میں نامہ مسیم اللہ علیم اور علیم اور اللہ یوم الدین  
 اور طالب غالب اسم طالب غالب سے قسم کمانا اہل لہذا سے متعارف ہو کذا فی العالیہ عن الحیط والحق معنی کما مشددا کا سیجی اور چنانچہ  
 حق بشر علیہ صرف باللام ہر نہ منکر چنانچہ کا ذکر آگیا ہم اگر یوں کہے بھن اللہ لا فعل تو یہ میں ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور کہے حق اللہ  
 لا فعل تو یہ امام عظیم اور محمد کے نزدیک میں نہیں کذا فی التلاوتہ فی الحجۃ لونی بغیر اللہ خیر الیہاں دین اور مجتہد میں اگر اسو لفظ اللہ  
 یعنی رحیم اور علیم اور حق سے غیر میں کی نیت کرے تو باعتبار دیات کے اسکی تصدیق کیا و گئی بنا بر قضا کے اور بصفتہ یحلف بها عن امر  
 صفاتہ تعالیٰ صفتہ ذات لا یوصف بضدھا کعبہ اللہ وجلالہ وکبریاہ و ملکوتہ وجبروتہ وعظمتہ وقد رتک او صفتہ  
 فعل یوصف بها وبضدھا کالعصبہ والیضا فان الایمان مبنیۃ علی العرف فما نقوۃ الحلف فیہا وما لا فلا میں ثابت  
 ہوتی ہے منجملہ صفات الہی کے اس صفت کی قسم کمانے سے جس صفت سے قسم کمانی جاتی ہو عرف میں خواہ وہ صفت ذات کی ہو صفت ذات سو مواہب  
 ہے کہ اسکی ضد سے حق تعالیٰ نے موصوف ہوتا جیسے اللہ کی عزت اور جلال اسکا اور کبریا اسکی اور ملکوت اسکا اور جبروت اسکا اور عظمت  
 اور قدرت اسکی یا صفت فعل کی ہو صفت فعل سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ اس صفت اور اسکی ضد سے دونوں سے موصوف ہوتا جو چنانچہ  
 غضب اور رضا صفات میں اعتبار عرف کا اسو پہلے ہوا کہ قسموں کی بنا عرف پر جو جس صفت سے قسم کمانا مردج ہوگا تو وہ میں ہوگی اور جس صفت  
 سے قسم اہم نہیں وہ میں نہیں ہم صفت عبارت ہو اس اسم یا معنی سے جو ذات کو متضمن نہ ہو اور ذات پر محمول نہ ہو بلا اشتقاق چنانچہ عزت اور جبروت  
 اور منع اور عطا اسو پہلے کہ حق تعالیٰ کو عزیز کہتے ہیں نہ عزت اور قدیر کہتے ہیں نہ قدرت سو صفت دو قسم ہے صفت ذات اور صفت فعل صفت  
 ذات عبارت میں اور صفات سو کہ جنکی ضد اس سے حق تعالیٰ موصوف نہو چنانچہ عزت اور قدرت کو موصوف ہونہ ذلت اور مجز کر اور صفات  
 فعلیہ عبارت میں اور صفات سو جن سے حق تعالیٰ موصوف ہوا اور ان کے ضد اس سے بھی چنانچہ رضا اور غضب اور رحمت اور سخط اور  
 منع اور عطا اسو پہلے کہ حق تعالیٰ مانع بھی ہے اور معطی بھی لا یفسد بغیرہ تعالیٰ کالمبتق والقرآن والکعبۃ قال الکمال ولا یخفی  
 ان الحلف بالقرآن لان متعارف فیکون یمینا واما الحلف بکلام اللہ فیدفع مع العرف وقال العینی وحکم ان المصحف  
 میں لا یمینا فی زمانہ وعند الثلثۃ المصحف والقرآن وکلام اللہ یمینا نادا اسل والنبتی بیضاۃ قسم کمانی مابہر غیر اللہ  
 تعالیٰ کی جیسے نبی اور قرآن اور کعبہ کی اسو پہلے کہ حدیث صحیح متفق علیہ میں وار ہے کہ جب قسم کمانا ہو تو اللہ کی قسم کمانا یا سکوت کرے کما قال







اور یوں کتنا وقت اور حق اللہ اور بحوثہ اللہ اور بحوثہ اللہ لا الہ الا اللہ اور بحوثہ رسول اللہ یا بحوثہ اہل بیت علیہم السلام اور یوں  
کتنا قسم ہے اس کے مذہب کی اور اس کے ذہاب کی اور اس کی رضا مندی اور لعنت کی اور اس کی امانت کی اور اگر فلانا کام کرے تو اس پر غضب اللہ کا  
اور قہر اللہ کا اور لعنت اس کی بلکہ وہ شخص زانی سے یا سارق یا شراب کا پیو والا یا باجیہ کا کھانا والا ان اقوال سے قسم نہیں ہوتی بسبب ہم رواج  
کے شایع کتنا ہے تو مبتدہ اسے اور غیر اس کی لاسے و عقابین نہیں مگر جب اس لفظ سے اسم اللہ کا مراد رکھے تو البتہ بین ہوگی ہر چہ نہ تو  
وہ سکو آگے ذکر کر گیا لیکن شارح نے اشارہ کیا کہ اس کا ذکر کرنا میں مناسبت واسطے مختصر کے اور بہت باریک معانی میں وحی اللہ کے بین ہو سکو  
بہت کیا ہے بسبب رواج کے اور اگر بجا ہو واد کے بولا دے یعنی یوں کہے کہ بحوثہ اللہ میں ہیا کر دگا تو یہ بالاتفاق بین ہے کذا فی البحر الرائق  
بلکہ غایہ میں ہے کہ لفظ امانتہ کا بین ہے اسو سطلے کہ امانت صفت ہے اللہ کی اسو سطلے کہ ہما و الہیہ میں نہیں بھی ہے لیکن صفات الہیہ میں  
اعتبار رواج کا وجہ ہو چنانچہ اس کی تفصیل ہو چکی کذا فی حاشیۃ المحلی اور نہ الفائق میں ہے کہ اگر امانت سے عبادات کا قصد کر گیا تو بین کی  
جیسے صوم اور صلوٰۃ سے نہیں ہوتی فلو تعرفت هل یكون یمینا ظاہر کلامہم نعم و ظاہر کلامہم الکمال لا و تمامۃ فی النہر سو اگر اقوال  
ذکورہ سے قسم کھانا رواج ہو جاوے تو آیا یہ اقوال بین ہو گئی یا نہیں ظاہر کلام فقہا کا اس پر دلالت کرتا ہے کہ بان اور ظاہر کلام کمال الدین  
الہام کا یہ ہے کہ رواج سے بھی بین نہیں ہون گے اور پوری تفسیر اس کی نہ الفائق میں ہے و فی البیضاء ما یسمی للخصم لمرۃ لا یکفر مستحلفہ  
کذا فی حاشیۃ المحلی اور بحوثہ الرائق میں ہے کہ جو چیز حرام ہو جاتی ہو بسبب ضرورت کے تو اس کا حلال کہنے والا کافر نہیں ہوتا جیسے خون اور سور  
تو اگر یوں کہے کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ خون کھاوے یا سور تو بین ہوگی اسو سطلے کہ تعلیق کفر کی شرط سے بین ہو اور بہت حال خون اور سور  
ایسا نہیں خالصہ بیکہ کہ جو چیز کہ داعی حرام ہے اس طرح کہ اس کی حرمت کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی چنانچہ کفر اور نہ ہنہ ہو سکتا تو اس کا استعمال  
بطریق تعلیق بالشرط کا بین ہے اور جو چیز ایسی حرام ہے کہ اگر ہو اس کی حرمت بسبب ضرورت کے ساقط ہو جاتی ہے جیسے مردار اور شراب  
اور سور وغیرہ تو اس کا استعمال بطریق تعلیق بالشرط کے بین نہیں کذا فی الطحاوی الا اذا اراد الخالف بقوله حقاً اسم اللہ فیہا علی  
المذہب کا صحیح فی الحاشیۃ کہ جب کہ ارادہ کر گیا قسم کھانا لایہ قول حق سے اسم اللہ کا تو اب یہ لفظ بین ہوگا بابرہنہ بین کہ چنانچہ  
اس قول کی تفسیر کی ہے غایہ میں ومن حروفہ الواو والباء والتاء ولا م القسیر وحرف التنبیہ وھنہ لا الاستفہام وقطع  
الف الوصل والمیم المکسورۃ والمضمومۃ کقولہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ اور ہنہ حروف قسم کے داوہو اور بے اور نے چنانچہ اسم اللہ و  
اسم اللہ اور لام قسم کا منقول چنانچہ قد اور حرف تنبیہ یعنی ہو چنانچہ اللہ اور ہنہ استفہام کا مدودہ اور قطع الف وصل کا چنانچہ  
اسم اللہ اور میم مکسورہ چنانچہ ممد اور میم معنومہ چنانچہ ممد معانی ان سب حروف کے یہ کہ قسم کھانا ہون اللہ کی ہم ہنہ قسم کے بعد الف  
ہوتا ہے اور نام مقدس مجرور اور ہنہ قسم کو ہنہ استفہام مجازاً کہا کذا فی حاشیۃ المحلی وقد ذکر حروفہ ایجاباً فی حاشیۃ المحلی اسم اللہ بالحق  
الثلاث وغیرہ بغیر اللہ والذیم دفع الیمین ولعمریہ کقولہ اللہ بنصبہ بنزع الخافض وسیر الکوفیون مسکین لا تعلق کذا افاد  
اضدادہ فی التکید فی المقسمۃ علیہ لا یجوز اور گاہی حروف قسم کے پرشیدہ لا تو جاتے ہیں واسطے مختصر کے تو اسم مقدس اللہ کا مخصوص  
بجو کات ثلث ہوتا ہے حالت انہار میں اور سوا انہار بلکہ کے مخصوص ہوتا ہو بغیر ج کے یعنی او سین رفع اور نصب آتا ہو نہ جوا لازم ہو گیا ہے  
رفع الیمین اللہ اور لعمریہ کا یعنی نون اور رمو کا انہار کی مثال اللہ لا تعلق کذا یعنی قسم اللہ کی ہیا کہ دن کا البتہ نام مقدس کا نصب جائز  
ہو البسبب نزہہ خافض کے اور کو فیون نے اسکو جریا جو کذا ذکرہ مسکین شارح نے بیان رفع سے سکوت کیا کہ اس کا جواز ظاہر ہے محتاج  
وجہ کا نہیں اسو سطلے کہ اسم حالت رفعی میں مبتدہ اسو اور خبر مضاف یعنی اسم قسمی کذا فی النہر اثنی نے لافعلن کی مثال دیکر اشارہ کیا کہ اصل  
حروف تکید کا چنانچہ نہیں مقسم علیہ یعنی جبر قسم کھائی جاوے تو حقہ حقہ بقولہ الخلف بالعنین فی الاشیاء لا یكون الا بحرف التکید







ابوہریرہ کہ اگر کوئی نزدیک ذمی کو بھی کفارہ دینا جائز نہیں اور اسی قول پر فتویٰ ہے چنانچہ باب الزکوٰۃ میں گذر کیا تو بقول مفتی بہ علیہ قاضی ہما کہ معرفت کفارہ بعینہ معرفت زکوٰۃ ہے و لا کفارۃ بکفرہ بکفرہ بلین کافر وان حنث مسلمًا یا یثیہ انھو لا یمان لھو واما ان تکفروا ایمانکم فمیعنی الصدقۃ کتحلیف الحاكم اور کفارہ وجوب نہیں کافر کی قسم سے اگرچہ وہ مسلمان ہو کہ حادث ہو بلیل اس آیت قرآنی کے کہ انھو لا یمان لھو یعنی کافر کی قسم سے نہیں نہیں میں لہذا اول کتاب البین میں مذکور ہو چکا کہ شرائط صحت بین سے اسلام ہے اس واسطے کہ بین عبارت ہو اور کافر اہل عبادت کا نہیں اور یہ جو دوسری آیت میں وارد ہو ان تکفروا ایمانکم کہ اگر وہ اپنے تئیں تو میں تو مراد اس سے بین ظاہری ہو کہ کفار اپنے صدقہ کی قسم سے ظاہر کرتے ہیں نہ حقیقی جیسے قسم لینا حاکم کا کافر سے اس توقع سے کہ وہ قسم سے انکار کرے تو حق ثابت ہو جاوے اور اگر کفار کے حق میں بین کی ثابت نہیں لیکن چونکہ وہ اپنی اعتقاد میں نام الہی کی تعظیم کرتا ہے تو جو کوئی قسم سے انکار کرے تو مقصود حاصل ہو گا یعنی ظہور حق اس واسطے کہ کافر سے بین کی لینا چاہئے کہ انی النہر والنہم وهو ای الکفر فی ظہارہا اذا عرض بعدھا فلو حلف مسلم انما فادتد والعیاذ باللہ فہو اسلم ثم حنث فلا کفارۃ اصلًا لما تقررت ان الاوصاف الراجعة الی الحلق لیسیتی فیہا لا ابتداء والبقاء کا لمحہ مبیۃ فی التکلیف اور وہ یعنی کفر بالہا کہ کفارہ میں کو جب عارض ہو بعد قسم کہانی کے تو اگر قسم کہانی حالت اسلام میں ہو معاذ اللہ کافر ہو گیا بعد کے مسلمان ہو یا ہر قسم توڑی تو اوپر ہرگز کفارہ نہیں اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہو اصول میں کہ جو اوصاف کہ جو جمع کرنے میں محل کی طرف انہیں ابتدا اور بقا دونوں برابر میں جیسے وصف کفر کا نکاح میں ہم بیان اوصاف سو مراد کفر اور اسلام ہے اور محل سے مراد قسم کہانی اور انکشاف ہے اور مراد بقا سے عروض ہے چنانچہ حکم میں ہر مرتبہ کا وصف خواہ ابتدا ہو خواہ عروض ہو عارضی و دوزیری تو قرآنی پر ہمت فرمائیے حرام ہے جیسے اس کی زکوٰۃ حرام ہو جائی زکوٰۃ کی ماسو زنا کرنے سے و لا تذکر الکا فر بما هو شرعی لا یلزم شیء اور اس طرح ہم نہیں کے اگر نہ مانے کافر اس چیز کی جو از قسم عبادت ہے چنانچہ رسوم یا صدقہ تو اوپر کہہ لازم نہیں امام اعظم کے نزدیک نہ قبل اسلام کے نہ بعد اور بھی نہ ہر امام مالک کا اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک کفارہ مالی لازم ہے مگر اور صدقہ اور یہ جو صحیح میں عرفاء دن سے مروی ہو کہ میں نے کیا یا رسول اللہ میں نے جاہلیت میں ایک رات مسجد الحرام کے اعتقاد کی نقد الی تمہی سو حضرت نے فرمایا کہ اپنی مذکر ادا کر تو مراد یہ ہے کہ حالت اسلام میں عبادت خدا کا نہ کر قطع نظر جاہلیت کے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفارہ و حلف حل معصیۃ کعدم الکلام مع اقرباءہ او قتل فلان و اما قال الیوم لان وجود الحنث لا یتقیا الا والیین الموقدۃ اما الماخلفۃ فحنث فی غیر حکایہ فیوضی بالکفارۃ بموت الحالیف و یکلف عن یمینہ ہلالہ الحلف علیک غایۃ وجب الحنث والتکلیف لانه انھو الاہرین اور جو شخص قسم کھا لے کہ پرچا نہ پہننے والدین سے نہ لون کی یا آج کے دن فلا نے شخص کے قتل کر لیگی تو اس صورت میں قسم توڑنا اور کفارہ دینا واجب ہے اس واسطے کہ قسم توڑ کر کفارہ دینا آسان تر ہو ترک کلام والدین اور قتل ناحق سے سیکی طرف شیخ سعدی نے اشارہ کیا کہ اگر زکوٰۃ دل دوستان جبل ست و کفارۃ بین مسہل اور باتن نے قتل میں آج کے دن کی قید اس واسطے لگائی کہ وجوب حنث حاصل نہیں ہو سکتا اگر موت قسم میں اور مطلق قسم میں ترخت حالف کی آخر حیات میں ہوتا ہے اس واسطے کہ احیات حالف مثلاً نفی قتل کی نہیں ہو سکتی تو وصیت کیجاوے کفارہ دینو کی بعد موت حالف کے یعنی حالف وصیت کر جاوے کفارہ دینو کی اور حالف اپنی حیات میں کفارہ نہیں دے سکتا اس واسطے کہ کفارۃ قبل حنث کے صحیح نہیں اور کفارہ ادا کرے حالف اپنی قسم کا محلف علیہ کی موت سے یعنی جس کے قتل کی قسم کھائی کہ انی غایۃ البیان خلاصہ یہ کہ بین مطلق میں حنث بدو دن موت حالف یا محلف علیہ کی نہیں ہو سکتا بشرطیکہ محلف حنثیت ہو اور اگر منفی ہو چنانچہ عام کلام والدین تو حنث فی الحال متصور ہے کلام کرنے سے تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ الیوم مثال تاریکی قید ہے مثال اول کی کہ انی غایۃ البیان حنث و حنثہ ان المحلوف علیک اما قبل او یرثک وکل منہما انما معصیۃ وہ مسئلۃ التذکر و احکام حلف لیسیدہ ان الذین الیوم فیہ فرض اولی من غیرہ او غیرہ اولی منہ کفۃ علی قرآن و طری و جہ شہرہ و نحوہ و حنثہ اولی او مستویان کفۃ لایا

هذا الخبر فلا دبره اولی وایة واحفظوا ایمانکم تفید وجوبه فقهوه عشره اور قسم تو دین کے اقسام کا علامہ بطریق سیکھ ہیہ ہے کہ مخلوق  
 یعنی جس پر قسم کھائی وہ دو حال سے خالی نہیں کہ فعل سے یا ترک فعل اور ہر ایک یا بصیغہ اور بھی مسئلہ متن میں مذکور ہو چکا تو مصیبت کی قسم میں جنس  
 واجب ہو یا فعل اور ترک وجوب چنانچہ یوں قسم کھانا کہ والدین آج کے دن ظہر کی نماز پڑھو گا میرے شمال ہے فعل کی اور ترک کی مثال یوں ہو کہ  
 والدین شراب نہ پیو گا سو جب کی قسم میں بر وجوب ہو یعنی قسم کو پورا کرنا واجب نہ نماز اور عدم شرب غیر قسم سے پہلے بھی دہشتا لیکن قسم سے  
 زیادہ تر وجوب ہو گیا یا مخلوف علیہ اولی ہے اپنی غیر سے چنانچہ والدین صدقہ دو گنا فقیروں کو یا اپنے ماریوالوں کو نہ مارو گنا تو اس مطلق  
 کو قائم رکھنا اولی اور فعل سے اور ممکن ہے کہ مثل صباح کے اسکی بھی ترک وجوب کسی ملکہ اسکا وجوب مباحات کے وجوب سے بالا اولی ہے یا  
 مخلوف علیہ کا غیر اولی ہے مخلوف علیہ سے چنانچہ قسم کھانا عاقل کا اپنی زوجہ کی ترک قربت پر ایک مینے تک اور نہ اس کے چنانچہ والدین آج کل  
 پیاز نہ کھاؤں گا تو اس قسم کا توڑنا اولی اور فصل ہے یا مخلوف علیہ اور غیر اسکا دو نو برابر یوں چنانچہ اسکی قسم کھانا کہ تیرے روٹی کھانا دیکھا مثلاً  
 یا والدین روٹی کی سیر کو آج جاؤ گنا اور ایسی قسم کا قائم رکھنا اولی ہے اور یہ آیت قرآنی کہ وَاحْفَظُوا اَیْمَانُکُمْ کہ حفاظت کرنا اپنی قسموں کی  
 مباحات میں بھی وجوب برکی معنی ہے کہ انی نعم التذیر اور یہ دس صورتیں ہیں جو مذکور ہو چکی ہیں وہن صحیح ای علی نفسہ لا یتھل لوقال ان  
 اکلتم من هذا الطعام فهو علی حرام فاکلہ لا کفارۃ خلاصہ واستشکل المصنف جو شخص اپنی ذات پر حرام کر دے مانتے  
 تحریم بخیر کی قید لگائی اس واسطے کہ اگر اس طرح تحریم معطل کر گیا کہ اگر میں اس طعام کو کھاؤں تو وہ مجھے حرام ہے پھر بعد اس کے اس طعام کو  
 کھایا تو اس پر کفارہ نہیں کذا فی الخلاصہ اور شکل سمجھا کہ مصنف ہم مصنف اپنی شرح منہ الغفار میں وجہ اشکال کی یوں بیان کی ہے کہ معلول  
 بالشرط نزدیک و قریب شرط کے نہ ہو بخیر کہ ہے یعنی ہر کیا وجہ کہ حث میں کفارہ نہیں جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ تحریم منہ و معلق میں فرق  
 ہے اس واسطے کہ منہ میں طعام موجود کی تحریم ہے اور معلق میں تحریم ثابت نہیں گوئی اکل کو بعد اکل طعام وجہ نہیں کذا فی منہ اعلیٰ شینا  
 ولو حراماً او ملک غیرہ کقولہ الشکر او مال ذلالت علی حرام فیما مالہ یؤکلہ شبا کخانیہ جو شخص اپنی ذات پر کسی چیز کو حرام کرے  
 اگرچہ چیز مہیا غیر کی ملک ہو چنانچہ یوں کہنا کہ شراب مجھے حرام ہے یا مثلاً زید کا مال مجھے حرام ہو تو یہ قول یہیں ہے تاؤتیکہ اس قول سے  
 خبر دینو کا ارادہ کرے کذا فی الخانیہ اور اگر خبر بار کا ارادہ کرے گناہ پشار تحریم کا تو یمن ہو گا تو اس وقت شراب پیو سے فقط گناہ  
 ہو گا کفارہ لازم نہ آوے گا بخلاف انشاء تحریم کے کہ اس میں گناہ کے سوا کفارہ نہیں کا لازم آوے گا ثوق فعلہ بالکل او نفقہ و لو قصده  
 او وهب لو یحیث یحکم العرف ذیلی پر بعد تحریم کے اس میں فرق ہو گیا یعنی اگر طعام ہے تو اس کے کھانے سے یا دینا اور دم سے تو  
 اس میں فرق کرنے سے قسم کو توڑا تو کفارہ دے اور اگر بعد تحریم کے اس میں شی کو خیرات کر دیا یا کسی کو نفد یا تو مانت ہو گا بلکہ عرف کذا ذکرہ  
 الزیجی کفر لیمینہ لما تقر دان خیر لہ لالی علیہ جو اپنی ذات پر کسی شی کو حرام کر کے پورا اس کو کرے تو کفارہ دے جو اپنی قسم کا  
 اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے اصول میں کہ حرام کر دینا مال پر کو یہیں ہے یعنی قسم کی ایک یہ بھی صورت ہو کہ مال کو حرام کر ڈالے  
 منہ قولہا لو ان جہانت علی حرام و حرمات علی نفسہ و لو طارعت فی الجماع او اگر ہوا کفر سے بچتے اور میں قبیل قسم کے مجھے  
 قول ہے عورت کا اپنی زوجہ سے کہ تو مجھے حرام ہے اور حرام کیا بلکہ میں نے اپنی ذات پر تو بعد اس قول کے اگر اپنی خوشی جماع پر زوجہ کو قادر  
 ہونے دیگی یا زوجہ اس سے زبردستی جماع کر گیا تو وہ حالت ہو گی کفارہ دے جو کذا فی المجتبی و فیہ قال لقوم کلکم علی حرام و کلکم  
 الفقراء و اهل البغداد و اکل هذا الرغیف علی حرام حث بالبعض او مجتبی میں ہے کہ کما ایک شخص سے کہ کلام تمہارا مجھے حرام  
 ہے یا کلام اہل بغداد کا مجھے حرام ہو یا کھانا اس روٹی کا مجھے حرام ہے تو مانت ہو گا بعض کے کلام اور کچھ روٹی کے کھانے سے سو فی الواقعہ  
 لا اکلکم و اکلہ لہ یحیث لا بالکل زاد فی لا شبا کا لا اکلہ فی مجلس واحد و حلف لا یحکم فلا بد و لا یحکم

احدہما اور ایک کو انوۃ فلان ولہ آخر واحد تمامہ فیہا قلت وبہ عرف جواب تہ حلفا الطلاق ان اولاً ذہر جتہ  
لا یطعنون من بیتہ فطعم واحد منہم او یخفف اور اس قول میں کہ واحد میں تسو کلام کرنا یا روٹی کھاؤں گا تو عاٹ نہوگا مگر سب کے  
کلام سے اور سب روٹی کے کھانے سے زیادہ بیان کیا ہے شباہ میں مگر اس وقت بعض روٹی کھانے سے عاٹ ہوگا جب تمام روٹی کھا کر مجلس ہد  
میں متصور نہ ہو یا قسم کھانے کو کلام کر گیا فلاں اور فلاں سے اور نیت کی دو میں سے ایک کی یا یوں قسم کھائی کہ مثلاً ذہر کے بھائیوں سے نہ بولیگا  
اور ذہر کا ایک ہی بھائی ہے تو اس وقت میں ایک ہی شخص کے بولنے سے عاٹ ہوگا اور پورا بیان اسکا شباہ میں جو شام کھتا ہو میں کھتا ہوں کہ  
اس میں معلوم ہو گیا اس واقعہ کا جواب کہ ایک شخص نے طلاق زوجہ کی قسم کھائی اگر اس کے زوجہ کی اولاد اس کے گھر کو جائیں سو زوجہ کی اولاد  
بہت ایک وقت زوجہ کے گھر کو جائے تو زوجہ کا طلاق نہ واقع ہوگی اسو اس طرح کہ لفظ اولاد جمع جو بدون الف اور لام کے اور اقل مرتبہ  
جمع کو تین میں کھدانی ماضیہ المجرى من البحر کل حل او حلال المسلمین علی سائر ذاکمال اول الحرام یل منی و سخی فہو علی  
الطعام والشراب ولکن الفتویٰ فی زماننا علی انہ تبین امرأۃ بتطریقہ ولولہ اکثر بین جمیعاً بلائیۃ وان نوى ثلث اختلث  
وان قال لہ انی طلاقہ فیصدق قضاء لغلبۃ الاستیمال ولذا لا یخلف بہ الا الرجال طہیرہ کما ایک شخص نے کہ یہ سب حلال مجہر  
حرام ہے یا یوں کہ حلال امدا کا یا حلال سلین کا مجہر حرام ہے کمال الدین نے اتنا اور بھی زیادہ کیا ہے کہ یہ حرام مجہر لازم ہو گیا اور انہ میں  
قول کے تو ظاہر مذہب میں تحریم حلال کے کھانے یا پینے پر مجہر ہے تو بعد اس قول کے عاٹ نہوگا اگر اکل اور شرب سو لیکن ہمارے زمانہ میں فتویٰ  
اس پر ہو کہ قائل کی عورت بائن ہو جاوے گی ایک طلاق کر اور اگر اس کی زوجات ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک ایک طلاق سے بائن ہو جاوے گی  
بلا نیت اور اگر اس کلام سے تین طلاق کی نیت کر گیا تو تین طلاق واقع ہوگی اور اگر وہ کہے گا کہ تحریم حلال سے میں نے طلاق کی نیت نہیں  
کی تو دیانتہ اس کی تصدیق ہوگی بسبب غالب استعمال تحریم حلال کی طلاق میں ولہذا اس لفظ سے قسم نہیں کھانے  
عرف میں مگر مرد و عورتیں کھدانی المنع عن الطہیرۃ وان لم یکن لہ امرأۃ وقت الیمین سو انکے بعد کا اولاد فیمین فیکفر باکلاہ او شریک  
لویمنہ حل آیت ولو بالیہ علی ما یض فہو کفر لولہ کو کانت لہ امرأۃ وقتہا فبانت بلا عداۃ فاکل فلا کفار لا یضر فیہا اللطاد  
وقد عرفت لایلاہ اور اگر اس کی عورت نہ ہو میں کے وقت خواہ اس کے بعد میں کے نکاح کیا ہو یا نکلیا ہو تو اس وقت میں تحریم حلال کی طلاق  
ہوگی بلکہ میں ہوگی تو کفارہ دیوے پہنچنے اکل و شرب سے اگر بہین اس کی استقبال پر مواد اگر بہین امدا جلشانہ کے نام پاک سے مواضی پر مہر کہ  
اگر امدا میں نے ایسا کیا ہو تو حلال امدا کا مجہر حرام ہے تو یہ میں غموس ہے اگر جوئی قسم نہ یا بہین لنو ہے اگر اس کو صدق کا یمن مواد  
اگر اس کو ایک عورت بہین کے وقت بہرہ بائن ہو گئی بدون عدت کے یعنی غیر دخول تھی سو بعد میں کے وہ مطلقہ ہوئی ہے اور اس نے کچھ  
کھا یا چا تو اس اکل اور شرب سے اس پر کفارہ نہ لازم ہوگا بسبب ہر ما نے بہین کے طلاق کی طرف بسبب تہ منیکے سواب اکل اور شرب کی سبب  
نہیں جو کہتی اور سلسلہ تحریم حلال کا باب الایمان مذکور ہو چکا فائدہ ضروریہ بعد مسائل بہین کے اب مضغ مسائل مذکور کہ مذکور کہ ہوگا  
وجہ مناسبت بہین اور نذر کی یہ ہے کہ نفس وجوب بہین دو وقت ترک بہین اسو اس طرح نذر عبارت ہے ایجاب مباح سے کھدانی المنع یعنی عبادات  
غیر وہیہ کہ اجزا ہر وہ جب کہ فیما نسائی نے عمران بن حصین سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نذر دو قسم ہے سو  
جس شخص کی نذر اللہ تعالیٰ کی طاعت اور عبادت میں ہو تو وہ امدا کیو اسطرحے اور او میں نذر کا ادا کرنا لازم ہے اور جس شخص کی نذر اللہ  
تعالیٰ کی مہیبت امدا گناہ میں ہو وہ نذر شیطان کیو اسطرحے اور اسکا ادا کرنا یعنی منت کا اقرار لازم نہیں اور او میں کفارہ دیوے جو بہین  
کا کفارہ ہے اور علامہ شیخ تاسم نے شرح در البحار میں مہر بیان کیا ہے کہ یہ جو اکثر عوام الناس نذر انقویٰ ہیں اس طرح کہ بعض اولیاء اللہ کی قدیر  
جانب میں یوں کہتے ہوئے کہ یا حضرت فلاں نے ہمارا غائب آدمی اگر دین میں پہنچا تو یہاں ہمارا اچھا مر جاوے یا مر جاوے ہمارے برادر کو تو یہ کہیں اسو انیا



مريض وتشييع جنازة ودخول مسجد ولو صبح رسول الله صلى الله عليه وسلم والا فاضى لانه ليس من جنسها فرض مقصود و  
هذه هي الضابط كاف الدرد اور ادا کرنا لازم نہیں نذر کر نیوے پر اوس قسم کی نذر کا جسکی مجتنب شرم میں کوئی فرض نہیں چنانچہ عیادت بیاہ کی اور  
بنا نہ کے ساتھ چلنا اور مسجد کا داخل ہونا اگرچہ مسجد رسول اللہ کی ہوصلی اللہ علیہ وسلم یا مسجد انفسی ہو یعنی اگر کوئی نذر مانے عیادت مرعیض یا شہادت  
جنازہ یا دخول مسجد کی تو اوسکا ادا کرنا نافذ پر لازم نہوگا اگرچہ یہ امر عیادت میں لیکن مجالس انکی کوئی فرض مقصور بالذات نہیں اور یہی قاعدہ کلیہ  
مے لزوم اور عدم لزوم نذر میں کذا فی الدرر ام اگر کوئی کہے کہ حج میں طرف الزايرة فرض ہوا وہ بدون داخل ہونے مسجد الحرام کے نہیں ہونا اوسکا  
جواب یہ ہے کہ طرف فرض مے نہ دخول مقصور بالذات عبادت نہ ٹھہر بلکہ دھڑو اور اوسطوں کے چنانچہ وضو دھڑو نماز کے اور سپر حرج بل اور غافقا  
اور سراسر اور بانکی سبیل رکھنی کی نذر اگر مانیکا تو لازم نہوگی اوسو اوسطو کہ انکی جنس کا کوئی شرت میں فرض نہیں کذا فی المنعم وفي البحر شرح الدرر  
فزا د ان لا يكون معصية لانه فصح نذر صوم يوم اللان لا لغیره وان لا يكون واجبا عليه قبل النذر فلو نذر نذر في الاسلام  
لم يكن به شيء غيرهما وان لا يكون مالا لزم مسحه اكثر مما يحل لک او مالا لغیر فلو نذر النذر باللفظ ولا بملك لا ما لزم لزمه  
المائة فقط خلاصہ انتہی اور بکوال ائق میں مے کہ شرائط لازم ہونے نذر کی پانچ میں سے مصنف کی دو شرطوں پر تیسری شرط یہ زیادہ کی مے  
کہ وہ معصیت بالذات نہ تو تیسیم مے نذر یوم النحر کے صوم کی اوسو اوسطو کہ صوم عید قربانی کا معصیت بالذات نہیں بلکہ معصیت بالغیر ہو یعنی اوسو اوسطو منع  
مے صوم عید اضحیٰ کا کہ نسیات بانی کا دن ہوا اور اگر معصیت بالذات کی نذر کر گیا تو صمیم نہوگی اور کفارہ لازم آدیکا کذا فی حاشیہ الجلی من الفہریرہ اور  
جو تھی شرط نذر کی یہ ہو کہ وہ چیز ادا سپر وجب نہو قبل نذر کے تو اگر فرض حج کی نذر کر گیا تو ادا سپر وجب لازم نہوگا سوا اسی فرض حج کے اور پانچوں میں شرط  
نذر کی یہ ہو کہ وہ چیز زیادہ نہو اوس مال سے جس قدر کا کہ وہ مالک ہو یا وہ چیز غیر کی مالو کہ نہو سوا اگر نذرانی ہزار درم کی خیرات کی اور حالانکہ وہ مالک نہیں  
مگر سوا درم کا تو ادا سپر نقطہ سوا درم لازم ہون گے نہ زیادہ کذا فی الخلاصہ انتہی کلام البحر خلاصہ یہ ہو کہ نذر کی شرطیں پانچ میں کہ بدون ادا نہو صمیم نہیں  
شرط اول یہ ہو کہ اوسکی جنس کا فرض ہو یعنی نذر کے فرائض شرعیہ میں اصل ثابت ہو و دوسری یہ کہ عبادت مقصودہ ہو تیسری یہ کہ وہ بالذات معصیت  
نہو چوتھے یہ کہ مندر اور ادا سپر وجب نہو قبل نذر کے پانچوں میں یہ کہ منظور نذر کی ملک سے زیادہ نہو اور غیر کا مالو کہ نہو قلت و زیادہ اسی فواہر البحر  
وان لا يكون مستحیل الکو فلو نذر صوم ائیس او اعتکافا لم یصح نذر کا وف الفقیہ ان الذی یصدق والی الاغویاء لہو دیمہ صا  
لہو یقوت بناء السبیل شارح کتاب میں کتا ہوں اور بکوال ائق کی شرائط خمسہ نذر پر وہ شرط اور زیادہ کی گئی مے جو زراہر البحر میں مے وہ یہ ہے  
کہ مندر مستحیل الوجود نہو تو اگر کل یعنی جو م گذشتہ کا صوم یا اعتکاف کی نذر کی تو یہ نذر صمیم نہیں کہ ممکن الوجود نہیں اور تشبیہ میں ہو کہ نذر کی غنیا  
پر خیرات کر نیکی تو صمیم نہیں جب تک غنیا مسافریں کی نیت نکر اوسو اوسطو کہ غنی پر مست کرنا نذر کا جائز نہیں معصیت نذر کا فقر اور مساکین میں نہ غنیا  
یہ جو ہندوستان میں رواج ہو کہ نذر اللہ کا کمانا یا شیرینی مسکو کلا کے میں غنی کو بھی اور محتاج کو بھی سوغات شرع مے غنی کے کہنا ہے نذر اور انہیں فی  
تو اوسکا اعادہ لازم ہوا اور جیسو نذر کا دینا غنی کو جائز نہیں ویسوی سید کو بھی جائز نہیں نذر زکوۃ کے فنی سے مراد بیان وہ مے جو صاحب شہاد  
ہو یعنی جسکو ستاؤن روپیہ کا مقدور ہو خواہ اعتقد فقہ مویا جنس چنانچہ باغ یا زمین یا رہنوں کے سوا دوسری مویلی اتنی مالیت کی ہو کذا فی کتب لغتہ  
ولو نذر التبیح یا ذی الصلوۃ لہو نذر کا اگر نذر کی تسبیحات کی بعد نماز کے تو یہ نذر لازم نہیں اوسو اوسطو کہ سبحان اللہ کہنا فرض نہیں ولو نذر ان  
یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل یوم کذا فی وقیل لا اور اگر نذر مانی ثاورد و یعنی سوا ہزار بار ہر روز پڑھا کر دیکا تو یہ نذر اوسکو  
لازم الادا ہو اور قول ضعیف یہ ہو کہ لازم نہیں لزوم نذر کی یہ وجہ ہو کہ اگرچہ نماز میں درود پڑھنا فرض نہیں لیکن تمام عمر میں ایک بار درود  
پڑھنا فرض مے چنانچہ کتاب الصلوۃ میں مذکور ہو چکا تو درود کی نذر کرنا صمیم ہوگا کہ اوسکو مجتنب کی فرضیت ثابت ہو اور قول ثانی کی شاید وجہ  
یہ ہو کہ فرضیت درود کی قطعی نہیں واللہ اعلم کذا فی حاشیہ الجلی ثوان المتعلق فیہ تفصیل فان علقہ بشرط یزیدہ کان قدیم غایب او

نذر









تو بہتہ اسکو گرانے سے عانت ہوگا اسو اسکو کہ بیت عنکوت کو بھی لغت میں بیت بر تو میں ہم جتنا نزدیک میں من لغت کا اعتبار ہو اگر دین قسم کما دیکھا  
کہ گھر نگر اوگیا تو بیت عنکوت کے گرانے سے عانت ہوگا اور جنکو نزدیک میں من استعمال قرآن معتبر ہے اگر گوشت کھانہ کی قسم کما دیکھا تو مچھلی کھانے سے عانت  
ہوگا اسو اسکو قرآن مجید میں مچھلی گوشت فرمایا ہو اور امام عظمہ کے نزدیک مسرت معتبر ہے اسو اسکو کہ دار کھلم کا عرفی بولی پر جو باہم متعل ہے نہ لغت  
اور قرآن پر اور جو الفاظ کہ اہل لغت اور اہل حرف میں مشترک ہیں وہ ان لغت البتہ معتبر ہو بنا برعوت کے فتح القدیر میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے سفیان  
ثوری سے مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی قسم کما دے گوشت کھانہ کی قسم کھانے سے عانت ہوگا یا نہیں سفیان نے جواب دیا کہ ان حالت ہوگا اسو اسکو کہ  
قرآن مجید میں مچھلی گوشت فرمایا قال تعالیٰ کُلُوا مِنْ ثَمَرِهَا اِذَا جَاءَ ثَمَرُهَا لَکُمْ بِرِزْقٍ مِنْ رَبِّکُمْ کَذَٰلِكَ یُبَیِّنُ اللَّهُ لَکُمُ الْآیَاتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُونَ  
پیر ما او کو یاس اور سوال کر کہ اگر ایک شخص فرس پر بیٹھو کی قسم کما دے پر وہ زمین پر بیٹھے عانت ہوگا یا نہیں سفیان نے کہا کہ عانت نہ ہوگا امام نے  
سائل کو سکھا یا کہ کون عانت نہ ہوگا حالانکہ حق تعالیٰ نے زمین کو فرس کما ہو قال تعالیٰ وَ اَللّٰهُ جَعَلَ لَکُمُ الْکُفَّٰرَ رِجْسًا لَّیْسَ بِکُمْ عَلَيْهِمْ اَلْعَمَلُ فَاِذَا جَاءَکُمُ  
کَیۡدُ الْکَافِرِ فَاِذَا جَاءَکُمُ الْکَافِرُ فَاِذَا جَاءَکُمُ الْکَافِرُ فَاِذَا جَاءَکُمُ الْکَافِرُ فَاِذَا جَاءَکُمُ الْکَافِرُ فَاِذَا جَاءَکُمُ الْکَافِرُ فَاِذَا جَاءَکُمُ الْکَافِرُ فَاِذَا جَاءَکُمُ الْکَافِرُ  
نے بھی عرف کی طرف رجوع کیا نہ استعمال قرآنی پر الا یمان مبنیۃ علی الفاظ لاصل الاثر ارض فسمین مسنی من الفاظ پر نہ اغرض پر ہم غرض سے  
مراویان نیت ہو یعنی نیت بدون لفظ کے معتبر نہیں بلکہ لفظ انجور عرفی معنی کے ساتھ البتہ معتبر ہے تو اگر کوئی کہے کہ بانی مجھ کو بلا اور طلاق کی نیت کرے  
تو طلاق نہ واقع ہوگی اور یہ قاعدہ غیر مراد اس قاعدہ کا جو مذکور ہو چکا کہ قسم کی باع عرف پر ہو کذا شتہ الطول کا فلو اعتقاد علی غیرہ وحلف  
آن لا یشترى له شیئاً فی شری لا یشترى له بدھیم او اکثر شیئاً لا یحلف کھن حلف لا یحلف من الباب اولاً یصبر ما یسکو کھا او  
لیعذر بینه الیوم بالفخر من السطر وصرب بعضاً وغداً بیه خفیة اشتراک بالقیۃ اشتراک لا یحلف لاق العبرۃ لعموم اللفظ جب  
یہ قاعدہ ٹھہر کہ دارین کا لفظ پر جو غرض پر تو اگر مشکلم غرض ہو اور غیر شخص پر اور قسم کمائی کہ اسکو ایک بیسی کی چیز خرید دیکھا پر اس کو  
ایک درم یا زیادہ کی چیز مول لے دی تو عانت نہ ہوگا مانند کھنے جسے قسم کمائی کہ دروازہ سو نہ کھلیگا یا اسکو کوڑی نہ مارو گا یا اسکو اول روز  
بہر درم کھلا دیکھا پر قسم کمائی کہ اجبت کی طرح کھلا اور لا ٹھی سے مارا اور اول روز ایک روٹی کھلائی جسکو نہ درم سے مول لیا تھا کھانے  
الاشباہ تو عانت نہ ہوگا اسو اسکو کہ اعتبار عموم لفظ کا جو غرض عام اگر مشکلم کی غرض صلی صورت میں رہنا ہو گھر کا اور دوسری صورت میں نہ  
مانا غلام کا اور تیسری صورت میں کثیر التفریق کھانا ہو لیکن جو کہ میں من لفظ معتبر جو غرض لہذا احاطت نہ ہوگا لفظ کھانے کہا لیفیدہ یعنی مجھ و  
وال صلوٰۃ جہا در بعض نسخہ میں بذال مجھ جو غرض اسے اور بعض نسخہ میں یکا و بعضا جو غرض بعضا انظر اور موافق جو تخفیف جامع اور بجز الزات  
کے الا فی مسائل حلف لا یشترى به بشرط حیث باحد عشر بخلاف البیہ شبابہ میں من اعتبار لفظ کا جو غرض کا کہ حینہ مسائل میں غرض  
معتبر ہے نہ لفظ جنابہ قسم کمائی کہ اسکو دس درم سو خرید کر گا تو گیارہ درم خرید کرنے میں عانت ہوگا اسو اسکو کہ غرض مشکلم کی یہ ہے کہ دس درم اور  
زیادہ سو خرید کرے بخلاف بیع کے کھانی الاشباہ یعنی اگر قسم کمائی کہ دس درم نہ بیع کر گا پیرا دس سے گیارہ درم سے بی تو عانت نہ ہوگا مسئلہ  
کہ غرض بائع کی یہ ہے کہ زیادہ دس درم سے بیع کر گیا ہو حاصل ہوئی کہ فی الطول لا یحلف بدخل اللعۃ والسجد والبیعۃ للنصار  
والکعبۃ للیہود والذہلین والطلۃ النی علی الباب ذالہ یصلی اللیۃ عر فی حلفہ لا یدخل بیتاً لا تھا لہ تعد للبیۃ  
نہ عانت ہوگا اس قسم میں کہ بیت میں نہ داخل ہوگا کہ بیعہ اسجد و کعبۃ و ذہل و بیتا خانہ اور ڈیوڑھی اور اس جہت کے داخل ہونے  
سے جو دروازہ پر موجب کہ ڈیوڑھی اور جہت شب باشی کے لائق نہ ہو کہ انی البحر اسو اسکو نہ عانت ہوگا کہ مکان مذکور شب باشی کیو اسکو موضوع  
نہیں اور بیت اسکو کہتے ہیں جو شب باشی کیو اسکو موضوع موم اور اگر ڈیوڑھی وسیع ہو جس میں شب باشی ہو تو میرا جتنا گھر کے اندر لائق  
ہو کے ہو تو اسکو دخول سے البتہ عانت ہوگا صحاح جہری میں ہے کہ وہ نیز کبر وال وہ مکان ہو جو دروازہ اور گھر کے درمیان ہو جسکو اہل مشہر

نو بڑی کہتے ہیں اور اہل تصبات برو شاہی تھے میں اور ظہور سا باطنی کو کہتے ہیں کی دینوں کا ایک سرحد وازہ کی دیوار پر ہوا اور دوسری طرف بڑی  
 کی دیوار پر کذا فی المذہب ولذا یجوز ان علی المذہب لہ بیات فیہ صیغۃ اور ان لویکٹ مستعفا کفہ اور جو کہ بیت کے مفہوم  
 میں شب باطنی معتبر ہے تو شفعہ اور ایوان کے داخل ہوئیں عاٹ ہو گا بنا برمجہ مذہب اسو مطوکہ اسکو اندر موسم گراہیں ہر سو ہیں اگر جمہ او ہر بیت نہر  
 کذا فی فتم لہدیہ ہم ظاہر الامام شام کا صحیح نہیں اسو مطوکہ نفع القدر میں شفعہ کے مفہوم میں بیت ہوا مصرع ہو خواہ صفہ کی جا دیو اربین ہوں یا نہ اہل کو فہایتیں  
 دیو اربین ہوں اور ایک طرف کشادہ ہو جائے صاحب ہدایتے تقسیم کی ہوں البتہ میر ہو کہ بیت کے مفہوم میں بیت شرط نہیں تو صفہ الاربعین میں عام خاص کی اسبت  
 اور شام شاید کہ صفہ اور بیت کو تساوٰی سمجھا ہو والد علیہ السلام نے کہا صفہ اور ایوان ایک ہی چیز ہو تو عطف ایوان کا عطف تفسیری ہو ہندوستان کے  
 تصبات میں شفعہ کو صوفہ کہتے ہیں وفی لا یدخل لانا المرحلت بدخولہا خیرۃ لانا فیہا اصلا اور یوں قسم کہانیں کہ کسی گھر میں نہ داخل ہوگا عاٹ نہو  
 میران گھر کے داخل ہونے سے صہین کج عمارت باقی نہیں اور اگر کچھ دیو اربین ہندم ہو گئیں اور کچھ باقی ہیں تو لائق یوں ہو کہ عاٹ ہو کذا فی الفہم وفی ہذا  
 المذہب یجوز ان صارت صحر اءا وینت دانا الخری بعد لا اھدام لانا الدانا سورۃ للعرصۃ والیدنا وصفہ والصفۃ التما لعتدی فی  
 المذہب لانی المذہب اور یوں قسم کہانیں کہ اس گھر میں نہ داخل ہوگا تو عاٹ ہوگا دخول سے اگر چہ وہ گھر جنگل ہو گیا ہو یا اس کے انہدام کے بعد دوسرا  
 گھر وہاں بنایا گیا ہو اسو مطوکہ کہ نام سے صاحب کا اور عمارت وصف ہو اسکا اور وصف کا اعتبار غیر معین میں ہوتا ہو نہ معین میں ہم جو کہ مثال اول میں  
 لفظ دار کو ہو یعنی غیر معین لہذا عمارت اس میں مقبر ہوئی تو ویران گھر کے داخل ہونے سے عاٹ نہو گامعین حاضر میں وصف اسو مطوکہ معتبر ہو کہ اسکی  
 ذات بسبب ارہ کے تعریف وصف ہو زیادہ تر معروف ہو گئی اور مثال انہیں جو کہ لفظ دار سے ہو یعنی معین لہذا اس میں عمارت کا اعتبار نہو تو ویران گھر  
 داخل ہونے سے بھی عاٹ ہوگا اور اصطلاح فقہ میں وصف اور صفہ اسکو کہتے ہیں جو ایک چیز دوسری چیز میں قائم ہو اور اس کے قیام سے دوسری چیز  
 کا حسن اور کمال زیادہ ہو جاوے اور اسکو ہونے سے نقصان ظاہر ہو خواہ وہ چیز قائم ہو جو ہر دو اعرض کذا فی المذہب لانا اذا کان تحت شرجھا اور ایدہ للہ  
 کتحذیر علی هذا الرطب فیتقید البوصہ صف کا اعتبار معین چیز میں نہیں ہوتا اگر اس وقت جب کہ صفت شرط ہو قسم کی باعث ہو قسم کی جنانچہ یوں  
 قسم کہانا کہ اس ترک ہو کو لکھا دیا تو اس وقت میں معین میں بھی قید صفت کی معتبر ہوگی یعنی خشک کہو کہانے سے عاٹ نہوگا اسو مطوکہ قسم کی باعث ہو  
 کی تری ہو خشکی اور صفت کے شرط ہوگی یہ مثال کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اس گھر میں داخل ہوگی جو خانے کو گھر سے متصل ہو تو لائق ہو تو معین  
 صفت ہو کہ بطور شرط مذکور ہوئی کذا فی حاشیۃ الطحاوی وان جعلت بعد لا اھدام لہستائنا او مسجدنا او سحائنا او بیتنا او علی علیہ الماء فصار  
 لہذا لا یجوز ان یبیت دانا بعد لا لانا کہ قسم کہانی کہ اس گھر میں نہ داخل ہوگا پھر وہ گھر بعد ہندم ہو سکے یا غیا مسجد یا حمام یا بیت بنایا گیا ہو یا  
 یا بنی خالب ہر اسو گھر نہر ہو گیا تو وہاں کے داخل ہونے سے عاٹ نہوگا اسو مطوکہ کہ نام باقی زیادہ دوسرا نام ہو گیا یعنی باغ یا مسجد اگر چہ بعد ہندم ہو  
 کے دوسرے گھر بنایا جاوے تو بھی عاٹ نہوگا اسو مطوکہ کہ انہدام سے اول نام جاتا رہا جس کے عدم دخول کی قسم کہانی تھی کذا فی المذہب لانا البیت وکذا بیتنا  
 با لا وئی فہم اوبی بیتنا الخ ولو یفصل ولی لوزال اسم البیت چنانچہ عاٹ نہیں ہوتا یوں قسم کہانے ہو کہ اس بیت میں نہ داخل ہوگا پھر وہ  
 گرا گیا یا دوسرا بیت بنایا گیا اگر چہ اول کو تو کو کرنا یا ہو تو بھی عاٹ نہوگا اسو مطوکہ کہ نام معین بیت کا انہدام ہو تو بقی زیادہ دوسرا نام ہو یا  
 اور ہر طرح غیر معین بیت کی قسم سے بطریق اولی عاٹ نہوگا طحاوی نے کہا کہ تشبیہ غیر معین کی بیت معین سے فقط بتی صورت میں جو یعنی انہدام میں جو  
 اور بیت کی میر ہو کہ جب معین میں صفت یعنی عمارت بیت مقبر ہوئی تو غیر معین میں اعتبار عمارت کا بطریق اولی نہوگا وکو ھدم السقف وکی المیطام  
 فان حلہ حیث فی المعین لانا کہ صفت لانی المذہب لانا الصفت تعابریہ کا مرقح وخر لا فی البیرو لہذا لکن ذکر فیہ والنہر بانہ لا  
 فرق حیث حلہ البیت لانا اور اگر بیت کی جیت کر گئی نہ دیو اربین ہر او میں داخل ہو تو معین بیت کی قسم میں عاٹ نہوگا اسو مطوکہ کہ بیت معین بیت میں  
 نہ صفت کے ہو اور صفت کا اعتبار معین میں نہیں ہوتا اور عاٹ نہوگا بیت غیر معین کی قسم میں اسو مطوکہ کہ غیر معین میں صفت معتبر نہیں چنانچہ اسکی تفصیل

سابق میں مذکور ہو چکی اور بحوالہ اربعہ میں سے کسی ایک میں فرق کو بدائے کثیف نسبت کیا لیکن اوسین مضافات میں اقراض کیا کہ میت میں اور غیر میں کچھ فرق نہیں جب کہ وہ شب باشی کے لائق ہو قتل ہذا الدار لائے لو انشاء اللہ لیسویاں قال هذه حنث بدخولها على أي صفة كانت هكذا المسجد فبقائه مسجداً الى يوم القيامة یعنی شام کہ کتاب مصنف نے لایہ دل ذہ الدار کو باسم اشارہ اور تسمیہ مفید کیا اسو اسطو کہ اگر فقط اشارہ کر دے اور کثیف اور نام نہ لے یعنی یوں کہے کہ اس میں نہ داخل ہوگا تو مات ہوگا و دخول دار سے جس صفت پر کہ وہ مولیٰ اگرچہ باغ و حمام یا مسجد بن گئی ہو تو جس عات ہوگا چنانچہ ہذا المسجد میں یعنی قسم کھائی کہ اس مسجد میں نہ داخل ہوگا پھر وہ دیران ہو گئی اور وہ داخل ہوا تو مات ہوگا اسو اسطو کہ مسجد کا حکم قیامت تک باقی رہتا ہو اگرچہ وہ دیران یا باغ ہو یا دیوار ہو اور یہ قول ہے ابو یوسف کا اسی پر فتویٰ ہے ولو زین فی حصۃ فدخلها لم یحیث ما لم یقل محیث یعنی فلا یحیث کذا الدار لائے عقد یمینہ علی الاضافۃ و ذلک موجود فی الزیادۃ و بدائع شجر اور اگر مسجد میں کیسی زمین کا حصہ یا وہ کر دیا گیا تو اس کو دخول سے مات ہوگا جبکہ یوں کہے کہ غلامی قوم کی مسجد میں نہ داخل ہوگا پھر جب کہ اسطو کہ گیا کہ نو اسکو دخول سے مات ہوگا اور یہاں تک کہ دار کا در صورت زیارت حصہ اسو اسطو کہ مالعہ ابنیہ میں کو منع کیا ہو اضافت پر یعنی غلامی قوم کی مسجد پر اور یہ موجود ہو اس دیا و فی میں جو مسجد داخل ہو گئی کذا فی البحر من البدائع و لو حلف لا یجلس فی هذه الا شطوناً او الى هذا الحائط فخل کا تہنیکاً و لو بنی فیها او لا یکتب هذه السفینۃ فقضت فی الحدیث مستحباً کہ یحیث اور اگر قسم کھائی کہ اس ستون یا اس دیوار کثیف نہ ہوگا پھر وہ روز قیامت ہو بعد ہو گیا ہو گئے اگرچہ ان کو توڑ کر اسی اینٹ اور مٹی سے بنایا ہو یا یوں قسم کھائی کہ اس ناؤ پر سوار ہوگا پھر وہ قومی گئی بعد کے اوس کی ناکہ یوں دوبارہ بنائی گئی تو ستون یا دیوار کے پاس بیٹھنا یا اس کے سوار ہونے سے مات ہوگا اسو اسطو کہ بلانا نام داخل ہو گیا کذا فی حاشیۃ الطحاوی و لو حلف لا یکتب هذا العلم فکسره فکسره لا ینبذ غیرہ فکسره لا یشتم فکسره لا یبوی فاذا کسره فقد زال الاسم و مٹی ذال بطلت الیمین بناسخہ اگر قسم کھائی کہ اس نام سے نہ لکھو گا پھر اس کو توڑ دالا بعد کے پر قلم تراشا اور کس سے لکھا تو مات ہوگا اسو اسطو کہ غیر تراشی کا نام نام نہیں ہوتا بلکہ اس کو چینی کہتے ہیں پھر جب قلم کو توڑا تو قلم کا نام زائل ہو گیا اور جب نام زائل ہوا تو قسم باطل ہو گئی مٹھا کسے کہا کہ بال فعل عرف بدل گیا کہ لکھو تو قلم کہتے ہو قلم زائل نہ ہوا تراش کر لکھنے کے بعد ہی مات ہوگا والواقیہ علی السطح داخل عند المسکک مین خلافاً لکنا سترین اور جو شخص کہ جہت پر کھڑا ہو کہہ کہے اندر داخل ہو فقنا و متقدیر کے نزدیک بخلاف متاخرین کے یعنی اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ داخل ہوگا پھر دوسرے گھر کی جہت سے اس گھر کی جہت پر آیا تو متقدیر کے نزدیک مات ہوگا متاخرین کے نزدیک در وقت الکمال لکل الحیث علی سطحہ سائر و عدلہ علی سطحہ اور کمال الیوم نے فتم القدرین جمع میں القدرین کیا جہت کو اس جہت پر محمول کہ جسے گرویدہ ہو دیوار وغیرہ کا اور عدہ م حث عدم پردہ پر محمول کیا ہے یعنی اگر جہت کے گرد احاطہ ہو تو اس پر قائم ہو جسے مات ہوگا بموجب قول متقدیر کے ادا اگر اس پر پردہ نہیں تو مات ہوگا بموجب قول متاخرین کے اسو اسطو کہ در عبارت ہے اس سے جسے گرویدہ محیط ہو اور یہ امر نیچے اور اوپر دونوں دونوں میں حاصل ہے ادا اگر جہت پر احاطہ نہیں تو یہ بات حاصل نہیں کذا فی القسم و قال ابن الکمال ان الحالف من بلاد النجف لا یحیث قال مسکین و علیہ الفتن اور ابن کمال نے کہا کہ بلا مجسم کا قسم کھانا والا جہت پر قائم ہونے سے مات نہیں ہوتا اسو اسطو کہ بلا مجسم کے عرف میں اس کو داخل داریں کہتے ہیں اس کی جہت لکھا اسی قول پر فتویٰ ہے حلی نے کہا جب مدار قسم کا عرف پر ہوا تو طویلہ الفتن کہنا ہی سہی ہو کہ اس فتویٰ کو بلا مجسم پر محمول کہیو و فی البحر فاذا انہ لو ارتقی شجرۃ و احاط بها حث و علی قول المتاخرین لا و انما هو قول المتاخرین فی الکمال لائے لا یشتمی احاطہ عرف کا لو حفر بنیر داغاً و قنات لا یشتمی ہا اهل الدار اور بحوالہ اربعہ میں جو کہ مصنف کہنے وقت علی السطح کو داخل قرار دیکر اشارہ کیا کہ اگر گرویدہ وقت یا دیوار پر یا ہر سے کوئی چڑھادے تو مات ہوگا اور بقول متاخرین مات ہوگا اور ظاہر تو متاخرین کا قول ہے حسب صورتوں میں ہو کہ وقت علی السطح ادا و حث اور دیوار کے چڑھادے کو عرف میں داخل داریں کہتے چنانچہ اگر گرویدہ سے مات ہو دیوار وغیرہ کی ایسی ضروری کر دے

کہ گروہ او کے بانی سے اندر کی جانب سے متغیر ہونے تو اس پر غمان اور ترس متغیر گشتے والی کو داخل دارین کہتے قال معمر طلاقہ المسجد فلو فوفہ  
 مسکن قد دخلہ لم یحسب لایہ لیکن مسجد بدائم صاحبہ الرائق نے کہا کہ وقف علی الطم کو مطلق کن شامل ہو مسجد کو بھی تو اگر مسجد پر رہنے کا مکان  
 ہو سو اوسین جادی تو عانت ہوگا اسو سطر کہ وہ مکان مسجد نہیں کذا فی البائع ولوقید الدخول بالبا حین بالحدیث ولوقید الاذاعینہ  
 بالاشارة بدائم اور اگر قسم کما نوالے نے دخل دارین باب کی قید لگائی یعنی یون کہا کہ اس گرمین دروازہ سے داخل ہوگا تو نئی دروازہ کے داخل نہ  
 سے بھی عانت ہوگا اگرچہ بطور نقب ہو مگر اسوقت عانت ہوگا جب کہ دروازہ کو اشارہ سے مین کر دیا ہو کذا فی البائع نقب سو مراد وہ ہو دروازہ  
 بنائیکو دیوار تو وی گئی ہو کذا فی الطوطا والواقف قد مہ فی طاق الباب علی عشیۃ التي یحسب لو اخلق الباب کان خارجا لا یحسب وان  
 کان بعلکسہ یحسب لو اخلق کان داخل لا یحسب فی حلفہ لا یدخل اور جو شخص اپنی دو قدم سے دروازہ کے ایسی آستانہ پر کھڑا ہو کہ اگر وہ  
 بن گیا جادی تو آستانہ باہر ہو جادی تو عانت ہوگا اور اگر اس کے بالعکس ہو سطر کہ اگر دروازہ بند ہو تو آستانہ گھر کے اندر ہو جادی تو وہ عانت ہوگا اس  
 قسم میں کہ گرمین نہ داخل ہوگا ہم طاق باب ادعیت اور تکلف الباب آستانہ ہو جسکو اہل منہ دلیز اور جو کھٹ بولنیزین ولو کان الخلو علیہ الخرج  
 العکس الحکم اور اگر خروم دار پر قسم کمائی ہو تو مکمل بالعکس ہوگا یعنی یون قسم کمائی کہ والحدین اس گھر سے باہر آستانہ داخل ہو کر ہو  
 سے عانت ہوگا اور آستانہ خارج ہو کر ہو مرنے سے عانت ہوگا لکن فی الطوطا سطر لا یحسب فی الشجرۃ قصار جالی لوسقط سطر فی الطوطی  
 لم یحسب لان الشجرۃ کبناء الدار لیکن محیط میں جو قسم کمائی کہ اس گھر سے باہر نجاو کا پیر وہ گھر کے درخت پر چڑھ گیا سو اس حال پر ہوگا کہ اگر شاخ  
 سے گری تو گھر کے باہر راہ میں گری تو عانت ہوگا اسو سطر کہ گھر کا درخت مانند عمارت دار کے جسم شاخ نے استدار کہ کیا حکم سابق کا یعنی موجب روایت محیط  
 کے آستانہ خارج ہو کر ہو مرنے والا بی خارج نہیں مگر یہ کہ عرف کو فارق کہنے کذا فی الطوطا وھذا الحکم المذکور اذا کان الحالف واقفا بقل صبیہ  
 فی طاق الباب فلو وقف یحسب رجلیہ علی العشیۃ وادخل الاخری فان استوی الجانہ ان او کان الجانب الخارج اسفل لیسئل  
 وان کان الجانب الداخل اسفل حنث ذلیعی وقیل لا یحسب مطلقا ھو الحکم لان لا انفصال التام لایکون الا بالقدمان  
 اور یہ حکم مذکور یعنی آستانہ خارج اور داخل کا فرق اسوقت تک جو جہت کہ قسم کما نوالے اپنی دو قدم سے دروازہ کے آستانہ پر کھڑا ہو سو اگر ایک  
 قدم سے آستانہ پر کھڑا ہو اور دو قدم اندر گھر کے داخل کرے سو اگر درون و طوفین خارجی اور داخل برابر ہوں یا خارجی طرف بہت ہو داخل سے تو عانت  
 نہ ہو کہ عدم دخل کی قسم میں اسو سطر کہ تمام بدن کا بوجہ بہت جانب کی طرف ہوتا ہو اور اگر داخل طرف بھی ہو خارجی طرف سے تو عانت ہوگا کذا فی شرح الطوطی  
 اور دو سر قول یہ ہو کہ سطر عانت نہ ہو خواہ داخل طرف بہت ہو یا خارجی اور بھی قول صحیح ہو کذا فی الطوطی اسو سطر کہ پوری جدائی بدون دونوں  
 قدم کے نہیں ہوتی اور ایک قدم کے رہنے میں اگر بہت جانب کی طرف بدن کا بوجہ زیادہ ہوتا ہو لیکن دوسرے قدم کی طرف ہی لگاؤ رہتا ہو وہاں  
 الرکوب واللبس والسکون کا لا نشاء فیحسب بمکثہ ساعة اور دوام رکوب اور لبس اور سکون ہندہ نشاء کے ہو تو ایک ساعت کے  
 توقف سے بھی عانت ہوگا یعنی اگر قسم کمائی کہ اس مابور پر سواری ہوگا اور حالانکہ اس پر سواری ہو یا قسم کمائی کہ اس قمیص کو نہ پہنی گا حالانکہ وہ پہن کر  
 پہنے یا قسم کمائی کہ اس جوبلی میں نہ سکونت کرے گا حالانکہ اس میں ساکن ہے تو اگر بعد اس قسم کے ایک ساعت بھی سواری ہو یا قمیص نہ اوارے گا  
 یا گھر سے باہر نکل نہ دے گا تو عانت ہوگا اسو سطر کہ دوام اور ثبات ان افعال کا بجا ہی نشاء افعال ہے گویا اب سواری اب قمیص پہنا یا اب  
 سکونت کی لا دوام الدخول والخروج والفرج والظہیر لان الضابط ان ما یتم فلا یمہ حکم لا بداء ولا فلا اور دوام دخل  
 اور خروج اور تروج اور ظہیر نشاء کی ہندہ نہیں اسو سطر کہ قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جو فعل لائق استداد اور دیر بائی کے ہو مانند رکوب اور لبس اور  
 سکونت کے تو اسکے دوام کو بہتہ افعال کا حکم ہے اور جو فعل دیر بائی کے لائق نہیں مانند دخول وغیرہ کے اسکے دوام کو بہتہ افعال کا حکم نہیں تو اگر  
 قسم کمائی کہ اس گرمین داخل ہوگا حالانکہ اوسمین داخل ہے یا اوس سے کھلیگا حالانکہ وہ خارج ہو یا اوس عورت سے نکاح ہو گیا حالانکہ وہ اوسکی



مکرمہ یا دوسرا مال نہ ہو اور نہ ہی تو باوجود دوام ان فعل کے باعث نہ ہوگا اور دوام سے مراد یہ ہے کہ ایک ساعت بعد قسم کے بھی حالت باقی رہے کہ انی المنع من هذا الوالدین حال الدوام اما قبلہ فلا فلو قال نکھا رکبت طلاق او فعلت حرہم فو رکبت دایم تو نہ تھے طلاقہ و درہم و لو کان رکب الزمہ فی کل ساعة یمکنہ الذول طلاقہ و درہم و درہم یعنی دوام کو حکم نہ دے گا ہونا اوس شرط پر ہے کہ حالت دوام میں قسم نہ ہو اور اگر قبل کے قسم ہو گئی تو دوام فعل کو حکم نہ دے گا کہ نہیں تو اگر اوس نے نکھا کہ جب میں سوار ہوں تو تو طلاق ہے یا جو ایک درہم وجب ہو تو جب اس کے سوار ہوا اور سوار بنا رہا تو اس پر ایک طلاق اور ایک ہی درہم لازم ہوگا اور اگر قسم سے پہلے سوار ہوگا تو اس پر ہر ایک وقت میں جسین سوار می سے اور نہ ممکن ہو ایک ایک طلاق اور دوام لازم ہوگا کہ انی المنع عن المجتبی قلت فی غیر فی الا یستلزم الا بائدا الفعل فی الفصل کا ہوا ارادہ لو یؤدی الیہ مال استنادنا جیسے صاحب مجب نے کہا میں کہتا ہوں کہ ہمارے عرت میں حالت نہیں ہو تا اگر تہہ او فعل سے منع ال مذکورہ میں اگر کہیت کری اور اس کی طرف ہمارے دستاویز میلان کیا ہے ہم یقین خواہ فعل مستد موجب سے رکوب یا غیر مستد موجب سے داخل خواہ قسم در حالت تقبیل ہو یا نہ ہو بہ صورت دوام فعل کو تہہ او فعل کا حکم نہیں تو عرفا باعث نہ ہوگا اگر تہہ او فعل سے اور ایک رویت ابو یوسف کی اس کی سید ہو کہ انی المنع حلف لا یتسکن ہذا الدار او البیت او الحلقۃ یعنی الحائضہ فخرہ و یقی خناعہ و اھلہ حتی لو یقی و تذاجنحت قسم کھائی کہ اس گریا اثر بیت یا اس گئے محلہ میں سکونت نہ کرے گا سو خرو حالف و ان سے نکلیا اور اس کا سبب بخلاف اس کی زوجہ اور اولاد باقی رہی میاں تک کہ اس کی سبب سے ایک میخ بھی اگر باقی رہ جاوے گی تو طاق نہ ہوگا اس سبب سے سکونت عرفی عبارت ہو لقا و متاع اور ال سے چنانچہ اہل بازار تمام دن بازار میں رہتے ہیں لیکن وہیں کے کھاتے میں جان ان کو اہل و عیال اور سبب رہتا ہے وہم و آگہ کا واد یعنی اوپر لڑا تہہ سبب سے سکونت کیا اس سبب سے متاع اور بقا و ال کے ملک مستقلہ حثت کی کہ انی المنع واعتبر محمد نقل ما یقوم بہ السکون و هو ارق و علیہ الفتوی قالہ العینی ولو انتقل الی سکنی و صیجا حل الا وجہ قالہ النکاح و ارق و فی الزہر و اعتبار کیا ہو محمد نے نقل سبب باغی میں اس مستدر کو جس سے سکونت حاصل ہو اور یہ قول ہے ان ترم و اور اسی پر فتویٰ ہے بقول شیخ الاسلام عینی یعنی سبب سبب کا او مثلاً لہما بقول محمد ترک سکونت کیو سطل لازم نہیں بلکہ اگر بعد ضرورت سکنتی نقل متاع کر لیا تو طاق نہ ہوگا اگر کسی کی یا مسجد میں نقل مکان کیا ہو یا نہ ہو بلکہ اگر کسی کو کمال العین نے اور قاع محمد کا جو کہ کو نہ اتفاق میں ہم نہ اتفاق میں کہا کہ برہین کیو سطل نقل متاع اور اہل کافی ہو خواہ یہ نقل کسی جوئی کی طرف ہو خواہ کسی گلی یا مسجد کی طرف اور اطلاق عہد حثت اس پر بقول صاحب فتم القدر خلافا لہدایہ فیہ لم یض و ہذا الوجہ بالعرفیۃ و لربما الفارسیۃ کربختر وجہ بنفسیہ اور یہ یعنی بقا و متاع یا اہل سے طاق نہ ہونا اوس شرط پر ہے کہ جب میں مال کی عربی زبان میں ہو اور اگر فارسی زبان میں قسم ہو تو حالف اپنی قسم میں سجا ہوگا اپنی ذات کے شکنجے سے بنا عرف فارسی کے اگر چه متاع اور اہل باقی رہے گا لو کان سکنناہ تبعاً چنانچہ اگر سکونت مال کی بالتمہ ہونہ بالا صالت چنانچہ بڑا بیٹا باپ کے ساتھ رہتا ہو یا زوجہ زوج کے ساتھ رہتی ہو تو ضرور ج بنفسیہ سے حثت نہیں دے گا لو ابیت المرأة الثقلة و غلغلہ او لو یمکنہ الخ و غیرہ لو بدخول لیل او علی باب اشتغل بطلب داراخری او دابة و انفق ایا ما و کان لہ متعہ کثیرہ فاشتغل بطلبها بنفسیہ وان امکنہ ان یتسکک دابة لرجنت او چنانچہ عورت و نقل مکان سے انکار کیا اور زوج پر غالب کی یا حالف کو گھر سے نکلا ممکن نہوا اگر چه رات ہو جائے یا درازہ بند ہو جائے سے یا حالف گریا سواری کی تلاش میں مشغول رہا اگر چه اس تلاش میں اوس کی گھر میں موجود رہا یا حالف کا سبب بہت تھا اور اس کے اوٹھا لیجائے میں بذات خود مشغول رہا اگر چه اس کو کہ ایہ دنیا جانور کا سبب لادنے کیو سطل ممکن تھا ان سبب صورتوں میں طاق نہ ہوگا و لو فوی الحکم ببذنبہ دین و عند الشافعی یکفی شرجیہ بذنبہ الانتقال اور اگر عدم سکونت کی قسم میں حالف نے نقطہ اپنے بدن کا اٹھ باہر لیا تو باعتبار روایت کے اس کی تصدیق ہوگی نہ بنا برضا کے اور امام شافعی کے نزدیک نکلا مال کا انتقال کی نیت سے عدم حثت میں کافی ہو بخلاف المہر و البلد و القرۃ فانہ ید بنفسیہ فقط بخلاف شہر اربلہ و دکانوں کے یعنی اگر قسم کھائی کہ اس شہر یا دکان میں نہ

وہاں سے نکلتا ہے  
یعنی حثت کی نیت سے  
نکلتا ہے

تو حائض نہ ہوگا فقط بذات خود نکلے تو اگرچہ متام اور اہل اوسمی شہر میں ہوں بنا بر عین کے نہ الفائق میں کہا کہ ہمارے شہر کے عرف میں متام اور اہل  
کے رہنے سے انسان ساکن گنا جاتا ہے تو خروج بنفس سے حائض ہوگا **ف** مسئلہ ہفتہ شارح کا حلف لایساکن فلا نکاحا لکنہ فی عرصۃ دار او  
ہذا فی حجر و هذا فی حجر حائض الا ان تكون دارا کبیرا ولو تعاسا ہا بھا یطہرہما ان علی الدار فی عینہ حائض وان نکلھا  
لا ولود دخلھا فلا ن غصبان اقام معہ حائض حلیم اولاً وان انتقل فوراً لاکا لو نزل ضیفاً وکذا الوساقر لھا الف وفسلن فلا ن  
مع اہلہ بہ یفتی لانه لم یساکنہ حقیقۃ قسم کما فی کثلا زید کے ساتھ سکونت نہ کر گیا ہوا سکون کے میدان میں رہا یا حالف ایک کوٹھری  
میں ہوا اور زید دوسری کوٹھری میں تو حائض ہوگا اگر اوس وقت میں حائض نہ ہوگا جب کہ بہت بڑا ہوا اور اگر گھر کو حائض اور زید نے تقسیم کر لیا وہ بیان  
میں دیوار قائم کر کے تو اگر گھر کو قسم میں معین کر لیا ہو یعنی یوں کہا ہو کہ اس گھر میں زید کے ساتھ سکونت نہ کر گیا تو باوجود تقسیم نہ ہونے حائض ہوگا  
اور اگر گھر کو معین نہیں کیا قسم میں تو تقسیم نہ کر سے حائض نہ ہوگا اور اگر گھر میں زید داخل ہو گیا بطور غصب کے تو اگر حائض غاصب کے ساتھ  
اقامت کی تو حائض ہوگا خواہ حائض کو اوس کے رہنے کا علم ہو یا نہ ہو اور اگر حالف بجز دخول زید کے نکل گیا تو حائض نہ ہوگا چنانچہ اس صورت میں  
حائض نہیں ہوتا اگر مثلاً زید حالف کے گھر میں بطور مہمان کے اور زید اور سہیل کے حالف سفر میں جا رہے ہوں اور زید اس کے گھر میں اس کے عیال کے ساتھ  
رہے اسو سہیل کہ حالف نے اوس کو فی الحقیقت ساکن نہیں کیا مگر تقسیم کے بعد وہ روز اقامت نہ کر گیا حالانکہ حائض ساکن نہ گنا ہوا ہوگا اور سہیل کو  
اور کہنا چاہیو کہ سکونت بدون اہل اور متام کے متحقق نہیں ہوتی کذا فی حاشیۃ الطحاوی عن الجوزی ولو قدین المساکنۃ بشہمی حائض لیساکن  
تعدلم اہل ہا بھا لا یساکن لاقا مۃ علی اور اگر حالف مساکنت کی ایک مہینہ کے مقید کر گیا یعنی یوں کہیا کہ میں زید کے ساتھ ایک مہینہ سکون  
نہ کرے گا تو ایک ساعت کی سکونت سو بھی حائض ہوگا اسو سہیل کہ مساکنت میں ہوتا وہ مہینہ بخلات اقامت کے کذا فی البہم عدم ہمتہ اوس کو غیر مسلم  
سے چنانچہ مصنف مذکور کر چکا ہے کہ دوام رکوب اور سکون و حکم اہل اور کثر میں بھی ایک سو اونی ہو تو حق یہ ہے کہ بدون مساکنت ایک  
مہینے کے حائض نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ الجلی فی خزانۃ الفتاوی حلف لایضربہا فضررہا من غیر قصد لایحکمت اور خزانۃ الفتاوی میں  
ہے قسم کما فی کہ عورت کو نہ مارے گا نہ لگا دے گا اور حائض نہ ہوگا و حائض فی لایضربہا من المسجد ان حمل و اضرہا بآجرہ و ولد و  
بان حمل مکرہا لایحکمت ولود اضرہا بالخر و جہ فلا صبر اور حائض ہوگا اس قول میں کہ مسجد سے نہ خارج ہوگا اگر اٹھایا گیا اور بخوشی نکال گیا  
اپنے اہل سے اور اگر بدون اہل نکال گیا اس طرح کہ زبردستی اٹھایا گیا تو حائض نہ ہوگا قول اہم میں اگر بعد جبر کے خروج سے راضی ہو گیا وہ عیال  
لا یدخل افسد افسا و احکاماً اور نہ خروج کے دخول ہو تقسام اور حکام میں مگر اگر قسم کما فی کہ مسجد میں نہ داخل ہوگا تو اگر اپنے اہل سے  
کہا گیا تو حائض ہوگا اور اگر زبردستی داخل کیا گیا تو حائض نہ ہوگا اور خروج میں شارح نے مسجد کی قید اسو سہیل لگائی کہ خروج و اذات خود  
بدون متام اور اہل کے معتبر نہیں چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا و اذا لم یحکمت بدخلہ بلا امرہ ولو نزلت او عثر او عجب و سہل او یحک دایق  
حلی الصبیح طہیرہ لایحکمت لعدم فعلہ حلی المذهب الصبیح فتم وغیرہ و فی البحر عن الطہیریۃ بہ یفتی لکنہ خالف فی فتاوی  
فاقی تاغلا لھا اخذ بقول ابی جہا کہ لانه اذ فی لکنک علمت المعتد اور جب کہ حائض نہ داخل ہوا اس سے اگرچہ پہلے یا شکر کہا  
یا اندھو کے چلنے یا جانور کی کمرشی سے بنا بر قول معیم داخل ہو گیا ہو کہ فی الطہیریۃ تو حالف کی عین نہ باطل ہوگی لایساکن عدم فعل کے بنا بر  
معیم کے کذا فی فتم القدر وغیرہ اور بحر الرائق میں طہیریۃ سے منقول ہے کہ عدم بطلان عین پر فتور ہو تو بعد کے اگر داخل ہوگا تو حائض نہ ہوگا  
لیکن صاحب بحر الرائق نے اپنے فتاوی میں اس کے مخالف کہا ہو بطلان عین کا فتور و وجہ بدلیل قول ابی شجاع کے اسو سہیل کہ بطلان عین  
دوگون کے حق میں آسان تر ہوتا کہ حائض نہ ہو لیکن تجکو قول معتد یعنی عدم بطلان عین فتم القدر وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے تو فتور صاحب  
بحر الرائق متام کے نہیں دلا یحکمت فی قولہ لایضربہا لایحکمت ان خیرہ الیہا قاصدا عند انفصالہ من بادیہ لا مشیئ معہا

۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



کہ! دوکان میں گیا تو عاٹ نہوگا ملاقات اس میں شرط نہیں! نہوولو لو یا تہ نحتی مات احدھا حین فی اخر حینہ و کذا کل ثمنین خلقہ اما  
الموتة فیعتد اخرھا فان مات قبل مضیہ فلا حین و قوله حین یفید انہ لو ارتد و کئی لا یحیث لبطلان بعینہ ما لله عجز  
الردۃ کا مرکز فتد بر اور اگر عاٹ مملکت علیہ کے پاس آیا یا تاک کہ دو دن میں سے کوئی مر گیا تو عاٹ مات ہوگا اپنی آخر حینہ میں ہی طبع ہر مطلق قسم  
میں جس کا وقت معین نہیں کیا آخر حینہ میں عاٹ ہوگا اور موت قسم میں تو آخر وقت اور سکا متبرجہ چنانچہ یوں کہنا کہ مثلاً تیسری تاریخ محرم کی زید کے  
پاس جاوے گا تو تیسری تاریخ کے اخیر دن میں عاٹ ہوگا پھر اگر مر گیا قبل گزرنے وقت معین کے مثلاً تیسری تاریخ سے پہلے مر گیا تو عاٹ نہوگا اور مصنف  
کا یوں کہنا کہ اخیر حیات میں عاٹ ہوگا اسکا مفید ہوگا اگر حالت میں مطلق میں مرتد ہو گیا اور دار الحرب میں جا ملا تو عاٹ نہوگا بسبب باطل کے میں  
بالسد کے بجز وارتداد کے چنانچہ کتاب الیمین کے اول میں مذکور ہر جگہ کہ میں بالسد میں سلام شرط ہو سکو غور کر و جہ غور کی یہ ہے کہ نصف کے کلام  
میں موت حقیقی موت مراد ہو نہ حکمی موت مراد ہو اور شارح نے میں بالسد کی قید سو شمار کیا کہ اگر طلاق کی میں ہوگی تو ارتداد سے  
باطل ہوگی کذا فی حاشیہ الطحاوی کلف لیأثنتہ عذان استطاع فی استطاعة الصحة لانه المتعارف فیقع علی دفع الموانع کما  
او سطلان و کذا مجنون و انیسکان جس جتنا قسم کما کی کہ کل زید کے پاس جاوے گا بشرط استطاعت تو یہ استطاعت صحت پر محمول ہے اور سطلو کی یہ  
متعارف ہو نہ موت حقیقی پر جب استطاعت صحت مراد ہوئی تو رفع موانع پر واقع ہوگی چنانچہ بیاری یا منع کرنا بادشاہ کا اور سطلو مجنون اور نسیان کی یہ  
موانع میں داخل ہیں تجویز صاحب بحر الرائق یعنی جب استطاعت صحت رفع موانع سے عبارت ہوئی تو اگر عاٹ قسم کو قبول کیا یا وہ مجنون ہو گیا تو نہوگا  
یہ ہے کہ عاٹ نہوگا اور سطلو کی نسیان اور مجنون بھی موانع فعل میں داخل ہیں کذا فی المنہ طحاوی نے کہا کہ استطاعت صحت عبارت ہے سلامت جوارح اور  
صوت سباب سے اور امام محمد نے اسکو عدم مرض اور متع سلطان کہ مفسر کیا ہے و ان نووی بھی المقدّم للحقیقة المقارنۃ للفعل صلیات دینا نے  
لا قضاء حل الا وجه فتح لانه خلاف الظاهر وقد اظهر الزاهد اعترافہ ہما فی الختیبہ کا اظہار فی القنیہ فی موضعین من الفاظ  
التکفیر اور اگر عاٹ مثال سابق میں استطاعت سے قدرت حقیقی جو فعل سے متصل ہوئی ہو مراد لیا تو دینا آوے کی تصدیق ہوگی نہ قضا بنا بر وجہ قول  
کے کذا فی فتح القدیر اور سطلو کہ استطاعت سے قدرت حقیقی مراد لینا خلاف ہو ظاہر عرف کہ لکھنا آوے کی تصدیق قضا و نہوگی اور سطلو کہ قاضی خلاف ظاہر  
کو نہیں مانتا اور البتہ زائد ہی نے اپنا اعتزال بیان کتاب مجتبیٰ میں ظاہر کیا ہے جیسے تنبیہ میں سکو دو مقام میں منجملہ الفاظ تکفیر کے ظاہر کیا ہے ہم اہل سنت کے  
نزدیک افعال عباد بالکل حق تعالیٰ کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں اور او سیکلی مخلوق میں اور معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ عبد موجود ہے اپنے فعل کا اپنے اختیار سے  
شعنی نے کہا قدرت وہ صفت جو حکومت کما جہان میں پیدا کرتا ہو اکتساب فعل کے قصد کے نزدیک بعد سلامت آلات و سباب اور قدرت نہیں ہوتی  
مگر متصل فعل کے فتح القدیر میں ہے کہ قدرت عبد میں فعل سے سابق نہیں ہوتی بلکہ فعل کے ساتھ پیدا ہوتی ہے اور فعل میں اسکو کچھ تاثیر نہیں اور سطلو کہ  
افعال عباد مخلوق ہیں خدا کی اور زائد ہی نے اپنا اعتزال یوں ظاہر کیا ہے کہ حقیقت استطاعت کو متعارف فعل کہنا باطل ہے اور سطلو کہ یہ شعر ہے اور  
اہل سنت کے مذہب پر مبنی ہے اور سطلو کہ اگر ایسا ہی ہو تو فرعون اور ہامان اور باقی کفار جو کفر میں مرکب ہیں وہ قادر تھے ایمان پر اور او کو ایمان کہ  
مکلف کرنا تکلیف الا یطاق تھا اور نبی علیہم السلام کا آنا اور کتب آسمانی کا نازل کرنا اور او امر اور نواہی اور وعدہ اور وعید او کو حق میں بیفائدہ نہ  
اتھے کلامہ حالانکہ یہ قول اور سکا غلط ہے اور سطلو کہ تکلیف شرعی قدرت حقیقی پر موقوف نہیں تا او سکا اعتراض وارد ہو بلکہ قدرت ظاہری اور سطلو کہانی  
ہے یعنی سلا عفا اور صحت سباب چنانچہ سکی تفصیل علم کلام اور کتب اصول میں مذکور ہے کذا فی المنہ و دلائل الاسرار الطحاوی لا یشی بغير اذن ولا  
باذن و باخری او یعلی او یوصی شیء للیزکل خروج اذن لا تعزق او حرق او فرقة و لو نوئی کاذن مراد دین و تخیل بعینہ ہے و جہاد  
بلا اذن کما ندیم نے اپنی زوجہ کو نہ کھلیو گھر سے بغیر میری اذن یا اگر میری اذن سے یا اگر میری رضا و ہندی سے تو اس قسم کے قائم رکھتے  
اور سطلو کہ باری کلین میں زوج کا اذن شرط ہے مگر دینو یا جل جانی کے خوف سے یا عبدائی کے سبب کلین میں اذن مشروط نہیں اور اگر اس کلام میں زوج کا اذن

کی اجازت مراد رکھی تو یہ آیت اسکی تصدیق ہوگی نہ تضاد اور میں باطل ہوگی عورت کی اجازت بلا اذن نکلنے سے یعنی جب ایک بار بلا اجازت نکلی تو زوج مانت ہوا  
 ہے دوسری بار بلا اذن نکلنے سے مانت ہوگا کہ انی النہر ولو قال کلما خرجت فقد اذنک للو سيقط اذنه ولو قال اذنه ولو قال اذنه ولو قال اذنه ولو قال اذنه ولو قال اذنه ولو قال اذنه  
 وعلیکہ الفتنی ولو البلیہ اور بعد میں مذکور کے زوج نے کہا کہ جو بار کہ تو نکلے سو البتہ میں نے مجھ کو اجازت دی تو اس کلام سے ہر بار کا اذن لینا ساقط  
 ہوتا ہے اور اگر بعد اس اذن عام کے اسکو منع کر گیا نکلنے سے تو میم ہے امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہو کہ انی النہر البلیہ و فی الصبیح سحلت  
 بالطلاق لا یفسخ املہ لبلیہ کذا فی فہم لا مریح لک کو فیعت رجلا باذنه فثقل املہ لا یخف اور میرنیہ میں ہے کہ قسم کھائی طلاق کی کہ انہی ملک  
 فلا نے شرمین نہ بجاؤنگا پہرالش ہوئی ماکم کے پاس سو ماکم نے ایک رو کا اذن زوج بھیجا سو وہ اسکی اہل کو اسی شرمین لایا تو زوج مانت ہوگا اسکو  
 کہ ماکم پاس نالش کرنے سے ماکم اسور نہیں ہو جاتا کہ اسور کا فعل امر کی طرف منسوب ہو کہ انی المنع بخلاف قولہ الا ان او حتی اذن لک لا یتلغایۃ  
 بخلاف اس قول کے کہ نہ تکلیف گرتے گریہ کہ میں مجھ کو اذن دون یا نہ تکلیف تا اینکه میں مجھ کو اذن دون اسو اسلو کہ یہ قول غایت کیو اسلو ہے مانت ہوگی یا  
 باذنی میں برابر اجازت مشروط ہو اسو اسلو کہ استثناء و مغرغ ہو اور مستثنیٰ خروج مقررون بلا اذن ہر جملات لا تجزی حتی اذن لک کے کہ اسین اذن  
 غایت ہو خروج کی تو ایک بار کا اذن کافی ہے ہر خروج میں اذن لازم نہیں حتی کا غایت کیو پہلے موضوع ہوتا تو مریم ہو اور الا ان بمعنی حتی ہو مجاز کا کہ  
 الطی کا من البر ولو فتویٰ المقدس صحت اور اگر زوج الا ان اور حتی میں تعدد اذن کی نیت کر گیا تو اسکی تفسیق ہوگی قضاء اسو اسلو کہ اسکا  
 کلام محتمل ہے تعدد کا اور اسین خود اسکی ذات پر تشبیہ ہو کہ انی المنع حلف لایدخل دار فلان یزاد بہ یشعۃ الشکۃ الیک محرقا ولو تبعنا اکی  
 یا حارۃ قسم کھائی کہ داخل ہوگا فلا نیکی گھر میں مثلاً زید کے گھر میں تو مراد اس سے سکونت کی نسبت ہر طرف زید کے با بر عرش کے اگر یہ سکونت اسکی لقم  
 ہونے والا صالت یا بطریق عاریت ہو یعنی دار زید سے عورت میں وہ گھر مراد جو حسین زید رہتا ہو خواہ وہ ملوک ہو یا عاریت یا کبرا یہ ہو سکونت اسکی لقم  
 ہو یا کیسے ساتھ رہتا ہو جیسے سکونت بیو کی اس کے ساتھ یا سکونت زوجہ کی زوجہ کے ساتھ یا لقم ہو نہ بالاصالت بہر صورت جس گھر میں زید ساکن ہو  
 اس گھر میں داخل ہونے سے حالف مانت ہوگا اور اگر ایک گھر زید کا ملوک ہو اور اسین وہ نہیں رہتا ہو تو اس کے داخل ہونے سے مانت ہوگا یا باعتبار  
 عموم المجاز و معناه کون محل الحقیقۃ و ذامین افراد المجاز یعنی دار فلان سے دار سکونہ مراد ہو یا اعتبار عموم مجاز کے اور عموم مجاز کا یہ مطلب  
 ہے کہ محل حقیقت یعنی کلمہ حقیقی ایک فرد مراد ہو یا افراد مجاز سے یعنی مجازی معنی اسکو عام ہوں کہ حقیقی معنی اسین داخل ہو یا دین چنانچہ بیان اس  
 سکونہ میں دار ملوک داخل ہے شارح نے اشارہ کیا کہ یہاں جمع بین الحقیقت و المجاز نہ کوئی سمجھے اسو اسلو کہ وہ حقیقہ کے نزدیک مجاز نہیں بلکہ عموم  
 مجاز مراد ہو اور حلف لا یضعم قد صہ فی دار فلان حث بدخولہا مطلقا و لو سابقا اور لکنا لا نقر ان الحقیقۃ معنی کا متعذر  
 او مبہرۃ صہ لک المجاز حتی لو اضحیک و وضع قدمیکہ لویحیث یا یون قسم کھائی کہ اپنا قدم نہ رکھیگا فلا نیکی گھر میں تو مانت ہوگا اسین  
 داخل ہونے سے ہر طرح سے اگر یہ برہنہ یا اسو داخل ہو اسو اسلو کہ اصول میں ثابت ہو گیا ہو کہ جب حقیقت متعذر یا متروک ہوتی ہو تو مجاز  
 متعذر یا جاتا ہو بیان تاک کہ اگر گھر کے باہر لیتے اور اپنی دو قدم گھر کے اندر رکھ دے مانت ہوگا اسو اسلو کہ اس صورت میں اگر یہ وضع قدمین ثابت ہے  
 لیکن اسکو دخل نہیں ہے غلام یہ جب وضع قدمین کو داخل اور با سبب ترک کرنے حقیقی معنی کے تو اس پر میں چہ وضع قدم نہیں لیکن مانت ہوگا اور لیتی کی صورت میں  
 چہ وضع قدم ہو لیکن مانت نہیں اور حقیقی معنی کا متعذر ہونا اگلے باب میں معلوم ہوگا و شرط للخیث فی قولہ ان خرجت مثلا فان طالق  
 او ان ضربت عبدک فنبک شر لید الخ و ج والضرر فعلہ فو الا ان قصدا المنع عن ذلک الفعل عرفا و عدل لا ایمان  
 علیہ و ہذا لیسٹی بین العود تقر ابو حنیفہ و ہذا لیسٹی یا طہارہا ولو لیسٹی بعد اس قول میں کہ اگر تو مثلاً لیسٹی تو طالق  
 سے یا تو نے اگر ایو غلام کو مارا تو میرا غلام ازا ہو یہ کہنا خروج اور ضرب کے ارادہ کرنا لے کو تو اس فعل کا فوراً کرنا شرط جو حث کی اسو اسلو کہ  
 تعدد شکم کا روکا ہو اسوقت کے فعل سے پہلے کرنے پر وہ مستعد ہو ہو یا اعتبار عورت کے اور مردان قسوں کا عرف ہو اور اس قسم کو میں فور کہتو میں

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں فور کے اٹھارہ میں متفرق ہو کر اور کسی مجتہد نے ان کو خلاف نہیں کیا اس مسئلہ میں ہم جب زوجہ نے شلہ گھر سے کھنکھ کا قصد کیا اور زوجہ نے کہا کہ اگر تو کھلی تو مجھ کو طلاق ہو تو اگر زوجہ فوراً کھلی بلا وقت تو زوجہ حائض ہوگا زوجہ مطلقہ پر جاوے گی اور اگر زوجہ فوراً نہ کھلی بلکہ اس حکام سے گھڑی پر بعد کھلی تو حائض نہ ثابت ہوگا میں فرما کا حکم اول حضرت امام اعظم نے بیان کیا اور اگر عیال میں دو قسم کی جائیداد ہو ایک میں مطلق اور دوسری میں مقید اور میں فوراً کسی قسم کھلی کہ ظاہر میں مطلق ہو اور حقیقت میں مقید امام نے اس کا حکم حدیث جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا کہ کسی مرد مانگی تھی اور نہون نے عدم نفرت کی قسم کھائی پر بعد اس کو نفرت کی اور حائض نہ ہوئی کذا فی تبیین الکفر اور بحر الرائق میں محیط سے منقول ہے کہ امام اعظم سے کسی عالم نے میں فور کے نام رکھو اور اس کو حکم کالو میں سبقت نہیں کی اور نہ ان کو کہیں مجتہد نے ان کی مخالفت کی تو سب علماء اس مسئلہ میں عیال میں ابوحنیفہ کی بلکہ درحقیقت کل فقہ میں علماء عیال میں امام اعظم کی کذا فی المنہج چنانچہ امام شافعی نے ازراء انصاف فرمایا کہ الناس عیال لانی حقیقتہ فی الفقیہ وکذا ان حلفہ ان تغذیہ فلذا بعد قول الطالیق یقال تغذیہ معنی شرط الحیث تغذیہ معنی مطلقہ الطعام المدعو الیکہ اور سہی طرح اس قسم میں کہ اگر میں اول روز کا کھانا کھاؤں تو یہاں یہ کھانا کھاؤں ایکے اس قول کے بعد کہ آ میرے ساتھ اول روز کا کھانا کھا کر شرط ہو اسے حائض کے طالب کے ساتھ دوسری طعام کھانا چکے واسطو لایا اس واسطو کہ جواب امارہ سوال کا متضمن ہو یا ہو تو اسی طعام مخصوص پر حائض متفرق ہو تاکہ مطابقت واقع ہو سوال اور جواب میں وان ضہو الی ان تغذیہ اللیوم وصعک فعبک من حیث یطریق التغذیہ لزیادۃ علی الجواب فبحیث یصل مبتدئاً اور اگر جواب میں لفظ الیوم یا معک ملایا یعنی یون کہا کہ اگر میں اول روز کا کھانا آج کھاؤں یا میرے ساتھ کھاؤں تو میرا غلام آزاد ہے تو حائض ہوگا مطلق تغذی سے خواہ طالب کے گھر میں کھا دے خواہ اس کے ساتھ دوسری وقت کھا دے بہر صورت حائض ہوگا جواب پر زیادہ بڑھنا تو اسے فوہ سرفوسی شکم قرار دیا گیا نہ مجیب تو کھانے کے کہا کہ باتن کو لازم تھا بجا می کسی کے عندی کتابا جیسے صاحب کفر نے کہا ہو اس واسطو کہ لفظ غلام کا سوال میں ہوا تو مجیب کے کلام میں لفظ معک سے زیادتی نہ لازم آئی و فی خلافی لا شبہ ان لا الذراخی لا بقریۃ قما القور ومنہ طلبہ جامعاً فایت فقال ان لم تدخلی معی البیت فدخلت بعد سکون شہوۃ یحییٰ حشہ اور شبہاء کے کتاب الطلاق میں ہے کہ ان شرطیہ درنگی کے واسطو کہ مگر بقریۃ فوراً سبب فور کے واسطو کہ اور از قبیل فور کے یہ مثال ہے کہ زوجہ نے اپنی زوجہ کے جامع کی خواہش کی سو اس نے انکار کیا تو زوجہ نے کہا کہ اگر تو داخل نہ ہوگی میرے ساتھ کوٹھری میں تو مجھ کو طلاق ہے پر بعد سکون شہوۃ زوجہ داخل ہوئی نہ فوراً تو زوجہ حائض ہوگا زوجہ مطلقہ ہوگی و فی الخبر عن الحیض طویل الشناجیر لا یقطع الغور وکذا الوخاقت فوق الصلوۃ فقصکات واشتغلت بالوضوء لصلوۃ المکتوبۃ او مشغلت بالصلوۃ المکتوبۃ لانه حد زشر حاکم وکذا اخری اور بحر الرائق میں محیط سے منقول ہے ویریک جگہ اہل زوہد میں من قاطع فوراً نہیں اور سہی طرح اگر زوجہ فوت نماز سوڑی سو نماز پڑھو گویا مشغول ہوئی فرض نماز کے وضو میں یا فرض نماز میں مشغول ہوئی سو اتنا وقت قاطع سرحت کا نہیں شرعاً اور سہی طرح عرفاً یعنی اگرچہ انکار جامع زوجہ نے کہا کہ اندر نہ آوے گی میرے ساتھ تو مجھ کو طلاق ہو سو عورت ویریک جگہ اگر تو یہی یا نماز یا وضو میں مشغول رہی اور بہر اندر داخل ہوئی تو زوجہ حائض ہوگا اتنی وقت عندی سے مرکب العبد المأذون والمکاتب لیس لمواکف حق الیہ ان لا بشر طین اذ الہیکل دینہ مستغرق وقد کوا لا یخینئذ یحییٰ سواری عبد مآذون فی التہارۃ اور مکاتب کی اس کا مالک نہیں میں کے حق میں گرد و شرط سے جب کہ اس کا فرض مستغرق نہ ہو اور حائض اس سواری کی نیت کی ہو تو اس وقت میں حائض ہوگا یعنی اگر قسم کھائی کہ مثلاً زید کی سواری پر سواری ہوگا پر زید کے عبد مآذون یا مکاتب کی سواری ہو تو حائض ہوگا اور بشرط عدم احتراق بدین اور نیت کے حائض ہوگا اور اگر بدین مستغرق ہو تو حائض ہوگا اگرچہ اس سواری کی نیت کرچا ہو اس واسطو کہ عبد بدین مستغرق کے کسب میں سولی کی ملکیت نہیں امام کے نزدیک کذا فی المنہج حلف لا یرکب الیہ حل الیکہ الناس عوام من قریب وبعید وکذا فی طہر الانسان وبعید او بقرۃ او فیلا لا یحییٰ استحقاقاً بالنیۃ طہر بہ قلبک وینبغی حنۃ بالبعیر فی معرۃ الشام وبالغیل فی الہند للتعادف

تو زوجہ فوراً کھلی

تو زوجہ فوراً کھلی

قاله المصنف قسم کما می که سوار شوگا تو میه قسم او سپهر محمول ہے جسپر لوگ باعتبار رواج کے سوار ہونے ہیں گوڑی سوار اور چمرا اور گدھ سوار اگر انسان کی پیش  
پر سوار ہوگا یا ادنیٰ یا اعلیٰ یا باقی پر سوار ہوگا تو عانت نہ ہوگا بنا برستھان کے گراؤنٹ وغیرہ کی نیت سو البتہ عانت ہوگا کذا فی الطغیر شرح کتاہو  
اور لائق جو مٹا کر عانت کا ادب کو سوار ہے سوار شد شام میں انداز کی گھوڑی پر ہندوستان میں بسبب رواج کے ایسا کما می مصنف نے اپنی شرح منع الغفار میں ہم گدھ پر سوار  
ہوئے سے عرب میں عانت ہوگا لیکن ہند میں عانت نہ ہوگا اسو اسلو کہ رواج نہیں لیکن دہلی ہندوستان کے البتہ عانت ہون گے کہ وہ گدھ اور بیل  
پر سوار ہو کر تے میں اور چونکہ گوڑی اور باقی اور ڈولی اور گاڑی اور قہ پر ہند میں سوار ہوتا راجہ جو تو عدم سواری کی قسم سوار  
ان سوار یوں پر سوار ہوگا تو عانت ہوگا والدہ سلم ولو حیل علی الدابة مکرھا فلا حنت کحفہ لایرکب فرسا فیکب برذونا وبعکسه  
لان الفر من اسلم للعرب والبرذون اسلم للعجم وللخیل یفر هذا لوعیہ بالعریة ولوبالفراسیة حیث بکل حال اور اگر قسم  
کما می عدم سواری کی پر زبردستی لاد گیا جانور پر حنت نہیں جیسے اس قسم میں حنت نہیں کہ سوار ہوگا فرس پر زبردستی پر سوار ہوگا یا قسم کما می  
کہ برذون پر سوار ہوگا پر فرس پر سوار ہوگا اسو اسلو کہ لغت عرب میں فرس عربی کہوڑی کا نام ہے اور برذون عجمی کہوڑی کا نام ہے اور خیل کا لفظ  
دو نو کو عام ہے یہ عدم حنت اس صورت میں ہے جب کہ قسم عربی زبان میں ہو اور اگر قسم فارسی زبان میں ہو موطر ہے کہ بسبب سوار ہوگا ہم شد تو ہر  
حال میں عانت ہوگا خواہ عربی گوڑی پر سوار ہو خواہ عجمی پر اسو اسلو کہ آپ دونوں شامل ہیں فارسی کی ہند ہندی میں بھی تفرقہ گوڑی کے  
لفظ میں نہیں ولو خلف لایرکب اولایکب حرکبا حنت بکل حرکب سفینة او جمل او دابة وی الادھی و سینی علی مالو خلف  
لایرکب حیوانا او دابة اور اگر قسم کما می کہ سوار ہوگا یا مرکب پر سوار ہوگا تو ہر مرکب کے سوار ہونے سے عانت ہوگا نا ہو یا عاری یا جانور  
سوا و آدمی کے اور اگر باب میں قریب آدیکہ کہ اگر قسم کما می کہ حیوان یا دابة پر سوار ہوگا تو انسان اور کافر پر سوار ہونے سے عانت نہ ہوگا + +

### باب الیمن فی الاکل والشرب اللبس والکلام

ایضال ما یجمل المصنف فیہ الی الجوف کجی وکلیہ مقصود اولای وان ابتلعہ من خیم مضغہ پر دریافت کرنا چاہیو کہ اکل یعنی کما نا  
عبارت ہو بیٹ میں سچانے سے اسکو چہا نیکی لائق ہے ابو اسلو اپنی مٹھ کے چنا سچا ہاروٹی اور میوہ کا خواہ چہا و می یا نہ چہا و می یعنی اگر  
بدون چہا و نکل جاد سے والشرب ایضال ما یجمل المصنف من المایعات الی الجوف کما و غسل اور شرب یعنی پیا عبارت ہو بیٹ میں سچا  
سے اسکو جہا لائق چہا نیکی نہیں از قسم تلی چیزوں کے جیسے پانی اور شہد یعنی رقیق سائل کا بیٹ میں سچا نا ہو سطل مٹھ کے یہ حقیقت ہے شرب کی توانا کہ  
سے پانی پہنچ کر بیٹ میں لیجانا یا پیکاری سے دوا بیٹ میں سچا نا شرب نہیں فعلی حلقہ لایاکل بیضہ خوت بکھا جب حقیقت اکل کی معلوم ہوئی  
تو اس قسم میں کہ اندا نکھا یا کھا اسکے نکل جانے سے عانت ہوگا اندھو کی مانند دام اور پستہ ہو طوطا دے کہا کہ اندھو سوار دختہ اندھو اسو اسلو کہ کجا  
اندا لائق چہا نیکی نہیں دنی لایاکل عتبا مثلاً لایحیث بمصہ لان المصنوع نالت ولو عصفوا اکل فیترک حین بدائع اور اس قسم  
کہ انکو نہ کہا دیکھا اسکے عرق جو سننے سے عانت نہ ہوگا اسو اسلو کہ چوستا تیسری قسم ہو سوار اکل اور شرب کے اور اگر انکو کرا عرق بخورڈالا اور اسکے  
چھلکے کو کما یا تو عانت نہ ہوگا کذا فی البدائع اسو اسلو کہ چھلکا چبانے کے لائق ہے لکن فی هذا یقال ان سنی حلقہ لایاکل مثلاً لایحیث بمصہ  
دنی محرفاً لایحیث اور قلانی کی تہذیب میں جو قسم کما می کہ شکر نہ کہا دیکھا تو اسکے جو سننے سے یعنی اور اس لعاب کلجی عانت نہ ہوگا اور ہاروی  
میں یعنی مصر کے رواج میں عانت ہوگا م اصل ہندو کہ یہ ہے کہ بعض عرف میں چوستی کو بھی کما نا کہتے ہیں تو بموجب اس عرف کے انکو چوستی سے  
بسی مثال سابق میں عانت ہوگا کذا فی الطوطا واما الذوق فعمل الطغیر من معرفة الطغیر وحصل الی الجوف ام لا اکل وشر ذوق  
ولا عکس اور ذوق یعنی چکنا تو عبارت ہو مٹھ کے فعل سے فقط مزار یافت کر نیو د اسطو خواہ بیٹ میں وہ چیز جاد ہو یا سجا و سوار ہر اکل اور شرب  
ذوق ہے اور اسکو بالعکس نہیں یعنی ہر ذوق اکل اور شرب نہیں تو اکل اور شرب میں اور ذوق میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہو و لکن مقصود

الایمان والکلام



للصلوة لا یجوز اور اگر اندک اسطو کی تو عانت نہوگا یعنی اگر قسم کھائی کہ بانی نہ چلیگا تو کی کر نیسے عانت نہوگا اسطو کہ اسطو کی کرنے سے  
چاہتا ہوں اور نہیں ہوتا چنانچہ بقول ام محمد سے کہ انی الطولک ولو عنی بالذوق الا کل لم یصلک بالادلیل اور اگر عانت چکے ہو تو کھانیا اور وہ کیا  
تو اسکی تصدیق نہوگی مگر دلیل سے یعنی دلالت حال سے چنانچہ زیہ سو خالہ نے کہا کہ میری باس کھانا کھا خالہ نے کہا کہ میں تیرے باس کھانا چکوں گا نہ بانی  
تو بیان بقریہ سوال ذوق بمعنی اکل و شرب کے کہ انی المنع حلف لایا کل من هذه الخلة او الکرمه فصدق حنثہ بالکل من ثمها بالمثلثة  
ای ما یخرج منہا بلا تغیر یصنعہ جدیدہ فی حنثہ یا العنصر کباب الذین المطبوخ ولا یوصل غصن منہا البشرۃ اثنی قسم کھائی کہ  
اس کجور کے دخت یا انکور کے دخت کو کھا دیکھا تو متین حنث اسکی اوں دختوں کے شر کے کھانیسے شرشا و شلہ سے وہ چیز مراد ہو جو دخت سے نکلتی  
صنعت جدیدہ کو تو عین یعنی عصارہ کے کھانی سے عانت ہوگا نہ دس مطبوخ کے کھانیسے اور نہ عانت ہوگا اس دخت کی شاخ پر بند کرنے سے دوسرے  
دخت میں ہم جب عانت نے مضاف کیا ہیں کہ دخت کی طرف حالانکہ دخت اکول چیز نہیں تو یہیں لغوی قیاس سے اسطو قسم کلام عاقل کے اشکو  
ظاہر ہو رہا یعنی دخت سے مل کاار اور کیا بطریق مجاہد یعنی سبب کا اور کیا سبب ہو اسبب پہل خطبہ تم غیر عصارہ و بانی جو بھون کے شے کھانے والی کھس اور شیرہ کو  
کتے ہیں جو خود بخود پختہ کجور اور انکور سے ٹپکے چونکہ اذ صین نعل نسان کو دخل نہیں لندا اس کے کھانیسے عانت ہوگا جیسے کچی کی گدہ کجور کے کھانی  
سے عانت ہوتا ہو اور دس مطبوخ شیرہ سے پختہ کجور اور انکور کا جو جو ش دیا جاوے لندا اس کے کھانیسے عانت نہوگا جیسے عیدہ ترخنیہ اور کٹر  
انکوری سے عانت نہیں ہوتا اسطو کہ اگر انکور کی شاخ دوسرے دخت میں پر بند کی اور اس شاخ کے پہل کو کھانی تو عانت نہوگا بلکہ عانت انسان کے  
وان کل من البشرۃ ثم تکرر کشف عینہ الی ثمنہا فحنث اذا اشتد لی بہ ما کولاً واکلہ اور اگر اس دخت مملوف علیہ کے پہل تو یہیں اشکی  
اس دخت کی قیمت کی طرف مجاہد کی تو عانت ہوگا جب دخت کی قیمت سو کوئی کچلک چیز لیک اور اسکو کھا دیکھا ولو اکل من عین الخلة یا  
یحنث وان لو اھل ان الحقیقۃ مہجورہ لا ولو الجیہ اور اگر لعینہ کجور کے دخت کو کھا دیکھا کوٹ پیکر تو عانت نہوگا اگر خود دخت کھائی  
غیت کی ہر قسم کے دقت اسطو کہ حقیقت متروک ہو کہ انی الو لو الجیہ یعنی حقیقی معنی دخت کے میان متروک الاستعمال میں ہم شارح کو لازم تھا کہ  
بجای ہجورہ متغیرہ کو بولتا چنانچہ ایضاح الاصلاح میں ہر صاحب کشف نے کہا کہ مستدرکہ وہ ہو جو بلا مشقت نہ حاصل ہو جیسے کجور کے دخت کا کھانا  
اور ہجورہ وہ ہو جسکا وصول نسان ہو لیکن لوگوں نے اسکو جوڑ دیا جو جیسے وضع قدم کے معنی حقیقی متروک ہو کہ مطلق دخول میں مستعمل ہو کہ ان  
فی الطولک و فی الحدیث او نوی اکل عینہ بالرحمتہ باکل ما یخرج منہا لانه نوی حقیقۃ کلامہ قال المصنف تبناً لشیخہ وینبغی ان لا  
یصلد فی قضائہ لتعین المجاز زاد فی النہر فان قلت وروق الکرم ما یؤکل شر فاشنبغی صرح الیہا لعینہ قلت اھل العرف  
انما یا کلونہ مطبوخاً و محیطین ہو کہ اگر مالف لعینہ کجور کے دخت کے کھانیکی نیت کر لگا تو اسکو پہل وغیرہ کے کھانیسے عانت نہوگا اسطو کہ  
اوسو اینو کلام کے حقیقی معنی کا ارادہ کیا تو مجاہدین کیونکہ عانت نہوگا مصنف نے اپنی شرح میں باتباع اینو استاذ یعنی صاحب بحر الائق کے کہا کہ  
لائق یوں ہے کہ باوجود نیت حقیقت کے قضا اور اسکی تصدیق نہو سبب معین ہو چنانچہ معنی مجاہد کے تو غیر مجاز خلاف ظاہر ہوا اور غلات ظاہر  
قاضی تصدیق نہیں کرتا کہ انی المنع اور صاحب نہر الفائق نے اسطو تقویت اس قول کے اتنا زیادہ کہا ہو یعنی اگر تو کہے کہ انکور کے پتون کو عرف  
میں کھاتے ہیں تو لائق ہر میں کا بیہر یا بعینہ انکور کے دخت کی طرف تو میں جواب کہوں گا کہ اہل عرف پتون کو تو بجا کر کھاتے ہیں یعنی اگر کھانیا  
رواج ہوتا تو سوال صحیح ہوتا و فی الشافعی یحنث باللمح خاصۃ لا باللین لانھا ما کولہ فتنعقد البیان علیہا اور بیہر بکری کی قسم میں نقل کو  
کہانے سے عانت ہوگا نہ وہ کہانے سے اسطو کہ بیہر بکری خود کھانیکی چیز ہے تو یہیں بعینہ اوسے ہر قسم ہوگی نہ اوسے ہر قسم ہوگی یعنی دو  
اور وہی اور مسک و لا یحنث فی حلفہ لایا کل من هذا البئر او الرطب او اللین باکل رطبہ و تمرک و شیخ ازہ لا لا ہذا صفاست  
داحیۃ الی الیہا فتنعقد یہ اور اس قسم میں کہ کھا دیکھا اس گدہ کجور کو یا اس عیدہ تر کجور کو یا اس دو کو عانت نہوگا پہلی صورت میں تر کجور کھانے



حالت ہوگا اسو اسطو کہ خیر عبارت ہو کہ جو رکے جو رکے اگرچہ اسکو ساتھ کسی وغیرہ لایا گیا کہ فی البحر اور اسی میں ہو کہ جب تم لکھا کہ خیر معین ہو  
 سو اوسین سے کچھ تھوڑا لکھا یا تو ایسی قسم میں قاعدہ یکہ یہ جو جو چیز ایسی ہو کہ آدمی ایک مجلس میں سب کا جاتا ہو یا ایک بار اسکو سمجھتا ہو تو ایسا  
 حلف کا اس کے کل پر ہوگا یعنی اس کے سب کا جانے سے حالت ہوگا اور اگر آدمی ایک بار میں لکھا کہ ہو یا بی سکتا ہو تو اتفاقاً دین کا اسکو تھوڑا  
 کما میں ہوگا و لکن لا یخفی لہ حلف لایا کل بشر افا کل طبیباً و لایا کل زینباً بخلاف جس جو زور و کوز فان الاسمیتنا و ل  
 السوطیہ ایضا اسطرح حالت ہوگا اگر قسم کما ہی کہ گدر کہو لکھا و یا گدر اسنے کی تر کہو کما ہی یا انکو کو لکھا و یا گدر اسنے خشک انکو کما یا انکو  
 جو زور یا دام کی قسم کی اسو اسطو کہ ہند جو زور یا دام کا نام نہ ترا خشک کو ہی شامل ہو و لو حلف لایا کل طبیباً و لکسر اول لایا کل طبیباً و لکسر  
 حین با کل المذنب بکسر اللون المستدل لایا کلہ المخلوف بحککہ و زیادہ اور اگر قسم کما ہی کہ کی تر کہو یا گدر کہو لکھا و یا گدر قسم کما ہی  
 کہ نہ کی تر کہو کما و یا گدر کہو تو مذنب کہ اسنے سے حالت ہوگا اسو اسطو کہ اسنے نے حلف کو کما یا ساتھ زیادتی کے ہم مذنب کسر نون مشدود اس  
 کہو کہ کہتے ہیں جو بیج کی طرف سے نہ ہو یا اسو اسطو کہ وہ جو از ترختہ ہو اور اقل گدر اور بزر مذنب اسکو بالعکس کہ فی المنع عن  
 المغرب و لا حین لکسر ایضا کما سنا ید و الکاف اے غر جون و یقال عنقو کسر فیہا و طبیب حلفہ لا یشتدی رطباً لان الشراء یقع علی  
 بلحکۃ و المخلوف یا لکسر بخلاف حلفہ علی الاکل لوقوعہ شیئاً خفیاً اور حالت ہوگا گدر کہو کہ گدر کہو لکسر ایسا کہ جو بیج کی کہو ہی ہو اسطرح  
 قسم کما میں کہ کی کہو کہ خرید نہ کر گیا اسو اسطو کہ مول لینا کیا رکھی واقع ہوتا ہو اور مغلوب تابع ہوتا ہو غالب کے بخلاف کما نیکی قسم کے یعنی اگر قسم کما ہی  
 کہ کی کہو لکھا و یا گدر اسنے گدر کہ ساتھ تھوڑی کی کہو بھی کما ہی تو حالت ہوگا میدان مغلوب تابع غالب نہیں اسبب اتع ہونے اکل کے اندک اندک  
 نہ کیا رکی مانند خرید کہ ہم کما کسر کان غر جان ہو اور عقود ہی اسکو کہتے ہیں یعنی خوشہ خرما اور انکو ہندی ہیں اسکو گدر تو نہیں یعنی جین  
 میں مجتہد ہو کر سب ملتے ہیں و لا حین فی حلفہ لایا کل لکھا یا کل حرقة و ہما لا اذ نواھا لایا لکسر ایضا و لکسر و لکسر  
 علی و تذل فجلست علی جبل مع تسبیحہا فی القرآن لکھا و ایه و اقناد اللعین اور حین نہیں اس قسم میں کہ گوشت لکھا و یا شربا اور چھلکی  
 کما نے سے کہ جو کہ مخالف شربا اور چھلکی کی نیت کر گیا گوشت کے لفظ میں تو البتہ حالت ہوگا اور اوسین ہی حین نہیں کہ دابہ یعنی پٹنے والے جاندار  
 پر سوار ہوگا پر وہ کا فر ہو یا ہو یا قسم کما ہی کہ بیخ پر نہ بیٹھو گا پر سوار پر بیٹھا با وجودیکہ قرآن مجید میں چھلکی گوشت اور کا فر کو دابہ اور سوار دون کو  
 یسین فرمایا ہو حالت نہ کہ بسبب عرف کے یعنی دابہ کا عرف پر چڑھنا اطلاق قرآنی پر و ما فی التبیان فی حینہ فی لایا کہ حیواناً ہو کہ لایا  
 رکھا کہ فی الذہب بان السیف علی العنق عطفہ عندنا کا عرف القول اور جو قول حالت ہو گیا تبیین میں ہو اس قسم میں کہ جاندار پر نہ سوار ہو  
 انسان کے سوار ہونے سے اسکو نہ الفائق میں رد کیا ہو اسطرح کہ عرف علی ہمارے نزدیک مخصوص ہو اندہ عرف تولی شکم تبیین زلیج کی شرم  
 کتر میں ہو کہ اگر قسم کما ہی کہ میدان پر سوار ہوگا تو انسان پر سوار ہونے سے حالت ہوگا اسو اسطو کہ لفظ حیوان کا انسان کو شامل ہو اور عرف علی  
 یعنی انسان پر سوار ہو نیکی عادت نہیں ہو یہ مخصوص نہان کا نہیں ہو سکتا فتح القدر میں کہا کہ عدم تخصیص عرف علی کا قول صحیح نہیں اسو اسطو کہ مولی  
 میں ثابت ہو کہ حقیقت متروک ہوتی ہو عادت کی دلالت ہو اور عادت بعینہ عبارت ہو عرف علی سے اور تحریر میں ہو کہ عرف علی مخصوص ہو غنیہ کر زلیج  
 خلافاً للشافیۃ اور عرف تولی کا مخصوص ہونا بالاتفاق ہے کہ فی النہر و البحر لا لسان و الکبد و الکرس و الریۃ و القلق و الطحان و الخیر  
 حکم هذا فی عرف اهل الکوفۃ اما فی عرفنا فلا فی البحر عن الخلاصۃ و غیرہا و منہ علم ان العنق لیتد عرفہ قطعاً اور اگر نہان کا  
 گوشت اور کبھی اور اوچڑی اور پیڑی اور بول اور تلی اور تھوک گوشت میں داخل ہے لیکن یہ عرف کو نہیں کا ہو اور ہمارے عرف میں کبھی اور  
 اوچڑی وغیرہ کو گوشت نہیں کہتے کہ فی البحر عن الخلاصۃ وغیرہا و میں سے معلوم ہو گیا کہ انسان مجھی اپنی عرف کو بالیقین اعتبار کرے یعنی  
 حلف میں مرد مجھی کہ اپنی عرف کا اعتبار لازم ہو کہ عرف اسکو محبت نہیں لہذا فتح القدر میں مبرج ہو کہ معنی پر واجب ہے کہ بموجب عادت اس











نہ دیکھا تو کتابت سے معاف ہو، ان اخبار سے ادا علیکسے ان فلاں کا قدم و نحوہ بیعت بالصدق والکذب کہا کہ اگر تو مجھ کو خبر کر گیا یا اطلاع کر دے  
 کہ فلاں شخص آیا یا نہ آیا اسکے تو میرا غلام آزاد ہو تو مانتا ہو گا صدق اور کذب سے یعنی اطلاع اور اخبار فتح طلب کا صدق ہو گا کذب بہر صورت غلام آزاد ہو گا  
 ولو قال بقل وبعہ ونحوہ فعل الصدق خاصۃً لا فادھا الصفاق للخبیر بنفس القدر کم تحقیقناہ فی بحث الباع من الاصول اور اگر  
 یوں کہا کہ اگر تو مجھ کو نقد میں ملانی یا اس کے خبر کر گیا تو میرا اخبار صدق پر مخصوص ہو گا اس واسطے کہ بار بارہ الصفاق خبر بنفس قدم کا فائدہ دیتی ہو چنانچہ  
 اصول کی کتاب میں ہفتے اسکو متفق کیا ہے بار بارہ کی بحث میں یعنی بار بارہ الصفاق کیونکہ اسے موضوع پر توجیب دہ قدم کے لفظ پر آئی تو میرا طلب ہوا  
 کہ خبر قدم سے لامنی مبادی اور میرا مبادیوں متفق قدم کے نہیں ہو سکتا لہذا اخبار بالکذب اس میں مراد نہیں ہوتا طوطی کے کہنے کہا کہ ان اخبار سے  
 ان فلاں قدم میں بار بارہ مقدم ہے اس واسطے کہ مذت بار کا ان کا ساتھ ملو جو تو چاہے کہ وہ ان ہی اخبار بالکذب سے عانت نہ ہو دکن ان گفت  
 بقدم فلاں کا سیجی فی الباب الا ان اور سیرج فقط صحت بحث مقدم میں ہے اس مثال میں کہ اگر تو کتابت بعد دم فلاں کی کر گیا چنانچہ اگر کوئی  
 تو گیا و سال الرشید شیخ محمد بن حنفی حلف لا یکتب ال فلاں فَاَوْمًا بِالکتابۃِ ہل یحیث فقال نعم یا امیر المؤمنین ان کان مثلاً ان اور سوال  
 کیا یا ان رشید نے امام محمد سے کہ جس نے قسم کھائی کہ فلاں نے نہیں کو نہ لکھیا پھر اس نے دوسرے سے اشارہ کیا کہ نہ تو کا کیا عانت ہو گا تو امام محمد نے کہا ہاں  
 یا امیر المؤمنین عانت ہو گا اگر حالت تمنا شخص ہو گا اس واسطے کہ بار بارہ خود نہیں لکھتا بلکہ غیر کو حکم کرنا ہے کتابت کا اور عادت سلاطین اور امار کی ہے  
 کہ اشارہ اور ایثار سے حکم کرتے ہیں لایکملہ شہر امین حیان حلفہ قسم کھائی کہ فلاں سے ایک ہینہ نہ کلام کر گیا تو ابتدا ہینہ حلف کیونکہ  
 ہوتی تین دن تک ولو عسی فہ فعلہ بالیقینہ اور اگر حالت ہینہ کو معاذ کو کر گیا یعنی یوں کہا لا یکتب الشہر تو اس ہینہ کی باقی تاریخوں پر حث ہو گی  
 مثلاً کہ جو تاریخ تو قسم کھائی تو پہنچا یا چھ دن باقی میں اگر کلام کر گیا تو مانتا ہو گا بخلاف لا یحلفن الا لاصواتہ شہر فان التعلیل  
 الخیہ ان اس مثال سے کہ وہ اسکا وقت کو نکال دے وہ کہوں کا تو نا اہل تین کا اختیار جو چاہے ملک کے وقت سے ہینہ بہر عتکات کرے  
 اور چارہو باقی تاریخوں میں عتکات کو عزم اور یہی حکم جو حال اور دن کا اور بد الہین ہو کہ اگر مثلاً پھر دن رہی قسم کھائی کہ ایک دن کلام کر گیا  
 تو قسم ثابت ہو گی باقی دن اور پوری اگلی رات اور دوسرے دن کے پھر دن تک اور یہی حکم جو رات کا کہنا فی اللہ والفرق ان ذکر الوقت فیما یستلزم  
 الا بد لا یخرجاہ ما وراثہ و فیما لا یقتا ولہ للحد لایک ذیلہی اور فرق کلام اور عتکات میں یہ ہے جو کہ ذکر وقت کا اس فعل میں جو شامل ہو دوام  
 کو واسطہ اخراج اس وقت کے ہوتا ہے اور جس فعل میں شمول دوام کا نہیں تو اس میں ذکر وقت کا واسطہ دراز کرنے فعل کے ہے اور وقت تک کہنا فی  
 الزمیں مثلاً اگر عدم کلام کی عین میں ہینہ ذکر نہ تو تو عدم تکلم تمام عمر کو شامل رہتا تو ہینہ کے ذکر کرنے سے باقی مدت عمر کی کل گئی اور عتکات اور  
 صرم کی عین میں اگر ہینہ ذکر نہ تو تو تمام عمر کو عتکات اور صوم شامل نہ تو تو ذکر کرنا ہینہ کا واسطہ تعدیر عتکات اور صوم کے ہے حکف  
 لایکملہ فقرہ القرات او سبہ فی الصلوات لایحث انفاً قسم کھائی کہ کلام نہ کر گیا پھر اس نے قرآن پڑنا نماز میں یا سبحان ربی العظیم یا سبحان  
 ربی الاعلیٰ نماز میں کہا تو بالاتفاق عانت ہو گا اس واسطے کہ اسکو عت اور شرم میں شک نہیں کہتے کہ انی المنہ وان فعل ذلک خارجاً جہا حسنت  
 علی الظاہ کا ترجمہ فی اللہ ورجح فی الفیم عدماً مطلقاً للعرف وعلیہ الدبر والمتعلق بل فی البحر عن التہذیب لایحذف بقراءۃ  
 الکتب فی عرفنا انتہی وقواہ فی الشرع بلائیۃ قالوا علیک من الکفیۃ التصحیح لہ ماتہ مخالفۃ العرف وبقاس علیہ القاء عدم  
 شاکل یعزک علیہ ما فی الفیم واما الشرع فیحث بہ لہ کلام منظوم انتہی فقیر المنظوم اولی قائل اور اگر قرات قرآن اور سبیم  
 خارج نماز کی تو عانت ہو گا بنا بر ظاہر مذہب کے چنانچہ اسکو ترجمہ دی ہو کہ الراقی میں منتم القاریین ترجمہ دی ہو عدم حث کو عتکات کے مطلقاً  
 خواہ قرات اور سبیم نماز میں ہو خواہ خارج نماز خواہ عین عربی میں ہو خواہ فارسی میں اور عدم حث پر دراز اور مقتی الامور کا قول ہو بلکہ خود  
 سوا الراقی میں تہذیب قلا نسے سے منقول ہو کہ عانت نہیں ہوتا کہوں کے پڑھنے سے ہمارے عرف میں اتہو کلام اور قومی کیا ہو فتہ القدیر کے قول کو



کو مقید بنا غیر جزا کیا، سو اسکو کہ اگر مثال مذکور میں جزا کہ خدمت کرے سو یون کہے کہ اسکی عورت مطلقہ ہے گر مہر کہ زید آدمی تو اس صورت میں لا اطلاق  
غایت کے نہیں بلکہ شرط ہے، سو اسکو کہ طلاق ایسی چیز نہیں جو تعیین وقت کی قفل ہو تو عورت مطلقہ ہوگی زید کے قدم سے بلکہ زید کی موت  
ہم لا یعنی غایت دان ہوتا ہو جو قوت کا محتمل ہو اور طلاق اسکا قفل نہیں لہذا ایمان بمعنی شرط ہے تو گو یا دوسرے یون کہا کہ ان لم یقیدتم زید  
غایت طلاق یعنی اگر زید نہ آویگا تو طلاق ہے تو اب طلاق قدم زید سے نہ واقع ہوگی بلکہ اسکی موت سو ہوگی سو اسکو کہ قبل موت زید کے عدم قدم  
کا تحقق نہیں ہو سکتا، سو اسکو کہ میں مطلق ہے کالو قال لغيره والله لا املكك حتى ياذن لي فلان: وقال لغيره والله لا افارقك حتى  
تقضي عني حقي او حلف لي وقبضته اليوم فمات فلان قبل الاذن او مري من الدين فاليمن ساقطة ولا يصل ان الحالف اذا  
جعل اليمين غايه وفانت الغايه بطل اليمين بها خلا كالثاني چنانچہ مطلق غیر سے کہا کہ ذالمدین تجسرو برون کا مہر خاک کہ مثلاً  
زید مجکو اذن دے دیا حالت نے اپنے قرضدار سے کہا کہ ذالمدین مجکو چھوڑوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق ادا کر دے یا قرضدار نے قسم کھائی کہ البتہ اسکا  
آمن آج ادا کر گیا پھر زید مر گیا قبل اذن دینے کے ابری الذمہ ہو گیا قرضدار قرض معات ہو جانے سے تو قسم ساقط ہو جاوے گی اور اصل سقوط کی  
سے کہ قسم کھانے والے نے جیسا اپنی قسم کی ایک غایت مقرر کی اور وہ غایت فوت ہو گئی تو اسکی فوت مرنے سے قسم باطل ہو جاوے گی امام عظیم اور  
میرے نزدیک یہ سبدم امکان کے خلاف ابی ہر سبب کلمۃ مانال وما دام وما كان غايه يكتفى اليها من حلف لا يفعل كداما اذا  
يخالف في غير منها ثم رجع ففعل لا يحنث لانتهاء اليمين كمن ازال اور ادا م اور ادا ان کا غایت کیو اسکو جو تو یمن اوسیکے ساتھ آخر موعودی  
تو اگر قسم کھائی کہ ایسا کر دو گا اور ایک بھرا میں رہے گا پھر قسم کے بعد بھرا سو کھلا پھر وہیں لپٹ گیا پھر وہ فعل کیا جسکے کرنیکی قسم کھائی تھی  
تو مانت نہ ہوگا بسبب شتہ مرنے میں کے خروج سے وکذا لا ياكل هذا الطعام مادام في ملك فلان فباع فلان بعضه لا يحنث باكل باقيه  
لانتهاء اليمين ببيع البعض اور سبطرم قسم کھائی کہ اس طعام کو کھا دے گا جب تک کہ فلاں کی ملک میں رہے گا سو فلاں نے اس طعام کچھ بیچا تو باقی  
طعام کے کھانے سے مانت نہ ہوگا بسبب شتہ مرنے سے بعض کی بیع سے وکذا لا افارقك حتى تقضي عني حقي اليوم او حتى اقرضك الى السلطان  
اليوم لا يحنث بمضي اليوم بل بمفارقته بعده ولو قادم اليوم لا يحنث ولو فارقته بعده بشرط سبطرم قسم کھائی کہ مجکو چھوڑوں گا یہاں تک  
کہ تو میرا حق دے دے یا برون کہا کہ مجکو چھوڑوں گا یہاں تک کہ تجکو حاکم کے پاس لپیون آجکو دن تو مانت نہ ہوگا دن کے گزرنے سے بلکہ بعد  
مات کے قرضدار کے چھوڑ دینے سے مانت ہوگا اور اگر حالت یوم کو مقدم کیا یعنی یون کہا کہ لا افارقك اليوم حتى تقضي عني حقي پھر وہ دن گذر گیا  
اور اوسنے اسکو نہ چھوڑا اور قرضدار نے قرض نہ ادا کیا تو مانت نہ ہوگا اگر حالت یوم کو بعد گزرنے دن کے چھوڑ دیا ہو کذا فی البحر اسوطرم  
کہ حالت فراق کیو اسے اوسیدن کو وقت شہادت تھا کذا فی الطلاق من البحر وكذا لو حلف ان يزوج اباه بالقاضه ويخلفه فاعتز به الخصم  
او ظهر شهود سقط اليمين لتقيد من جهة المعنى لجال انكره كاسيحي في باب اليمين في الصريح اور سبطرم اگر قسم کھائی کہ کی کہ عتد  
کو قاضی کے دروازہ کہیں پہنچا دے گا اور قسم دلاوے گا پھر اقرار کیا اوسنے مال کا یا دعوی کے شاہد ظاہر ہو گئے تو یمن ساقط ہو جاوے گی بسبب مرنے میں کے عتد  
معنی کے اوس حال سے جب کہ وہ سکر تھا چنانچہ ہکا ذکر آوے گا یمن فی الفرب کے باب میں وفي حلفه لا يجزى عبداً اي عبداً فلان او حرسه او صلبه  
او لا يدخل داره او لا يلبس ثوبه او لا ياكل طعامه او لا يركب ثباتان ذالک اضافۃ ببيع او طلاق او عدل وکلمہ لو يحنث  
العبد ونحوه مما يملك كذا لا يشار اليه بهذا ولا حل للذهب كالعبد ساقط لا اعتبار عند الاشراف فكان كالنقش والدار  
اور اس قسم میں کہ فلاں کے شہاد زید کے غلام سحلام نہ کرے گا یا اسکی زوجہ یا اسکو دوست سولہ اشکو گھر میں نہ داخل ہوگا یا اسکا کپڑا نہ پہنے گا یا اسکا کتا  
نہ کھاوے گا یا اشکو جافز پر سوار نہ ہوگا اگر زید کی نسبت زائل ہو گئی بیع کرنے سے غلام اور دار اور ثوب اور طعام اور جانور میں بطلاق دینے سو زوجہ  
میں یا دشمنی مرنے سے دوست میں اور کلام کیا اوس سے مانت نہ ہوگا غلام میں اور اسکو مانند میں جو قابل ملک ہو چنانچہ گھر خواہ قسم کی وقت اسکی طرف



مادون الصیف و آخره اذا مضی خمسة عشر يوما فلو حلف ان يصوم اول يوم من اخر الشهر من اخر يوم من اول الشهر صام الفاضل  
عشر و السادس عشر اول شهر نصف صیئة سوکتیہ اور آخر شہر اوسوقت سو جب پندرہ روز گذر جاوین تو اگر قسم کما کی کہ آخر شہر کے اول روز میں  
اول شہر کے آخر میں روزہ رکھیا تو پندرہویں اور سولہویں تاریخ روزہ رکھو اسو اسلو کہ سولہویں آخر شہر کا پہلا روز ہو اور پندرہویں اول شہر کا پہلا روز  
ہے قضا کے لئے کہا کہ فاتح کو مناسب تھا یوں کہنا کہ اول شہر نصف شہر تک جو صیئہ کہفتانی نے کما ہو اسو اسلو کہ پندرہویں تاریخ کو فقائے اول شہر کا  
آخر دن کہا ہو والصیف من حين الفاء الحشو الى الباء ضد الشناہ بدلتہم اور گرمی کا موسم اوسوقت سو جب رومی ہوا کپڑا اتار ڈالا جاو  
یسا تک کہ پہرا و سکو پہن کی نوبت آوے اور سردی کا موسم اسکی بالعکس ہے کذا فی البدائع ہم فنادی عالمگیری میں دنوعات منقول ہو کہ صیف اور  
شتا کی معرفت میں طما کا کلام مختلف ہو اور قول مختار یہ ہو کہ اگر قسم کما فی الا اوس شہر میں رہتا ہو جہاں کے لوگوں میں گرمی اور سردی کا حساب  
مقرر ہو جس سے وہ صیف اور شتا کو سمجھا سکیں تو اسکی قسم میں وہی حساب مقرر ہو مراد ہوگا اور اگر دیان حساب معلوم نہ ہو تو شتا وہ جو زمین رومی  
یا پرستین وغیرہ کی حاجت ہو اور گرمی اسکے بالعکس ہے اور ربیع کا موسم آخر شتا سو ہو اول صیف تک اور ذی قعدہ آخر صیف سو ہو اول شتا تک و  
فی حلقہ لا یحکمہ اللہ بل لا بد من العلم بل مدایحیو الخالف عند عدم النسیۃ اور اس قسم میں کہ کلام کر گیا اس سے دہرا اور اچھین تو دہر  
اور اب سو عمر واد ہو یعنی حالت کی زندگی کی مدت عدمیت کو وقت یعنی درستیہ اسکی نیت ہی معتبر ہوگی قلیل زمانہ ہو یا کثیر اور دہر سے مدت حیات مراد ہو  
اوسوقت سو جب کہ لفظ دہر کا معنی باللام ہو و ذکر ہر شکر کہ یک روز قلا ہو کا الحین وغیرہ خافیت نہ اذالہ عن الامام شیخ فی مسئلہ حجب  
لافتاکہ بغیرہما اھل اور دہر شکر کو امام عظیم نے نہایا کہ اسکی مد کیا ہو اور صاحبین نے کہا کہ وہ اندھین کے جو یعنی چہ پہنہ پر محمول ہو اور یہ امر پوشیدہ نہیں کہ جب  
امام کہہ رویت وارد نہیں کسی مسئلہ میں تو اس میں خود دینا صاحبین کے قول پر جب ہو کذا فی النور الفائق ہم امام عظیم نے دہر شکر میں یعنی جبرائیل لام تعریف  
نہ فرمایا کہ زین نہیں جانتا کہ دہر کیا ہو اسلو کہ استعمال دہر کا انما و ثلثہ پر یعنی یہ دہر تعبیر اور وسیطہ پر ثابت نہیں مراد انہ لفظ حین کے تو نہ معلوم مراد امام  
کہ کیا اسکی تعبیر کیجئے اور اقل زمان اگر متیقن تھا لیکن اسکی عدمت حکم پر حلف کرنا مستبعد اسو اسلو کہ لفظ دہر کا عدم حکم بلا میں ہی متصور ہو لہذا  
اوس میں توقف کرنا لازم ہو اور یہ توقف میرم دلیل ہو امام کی قناعت اور تدین پر کہ بلا حجت شرعی اپنی عقل کو دین میں دخل نہ دیا اور اس میں اپنی عدم علی  
صاف اقرار کر دیا کذا فی فتح القدر علیہ اسکے حاشیہ میں ہو کہ شیخ الاسلام مفتی ابوسعود نے کہا کہ جب حجب میں اصلا نفس نہ ہو امام کے صاحبین تو امام  
ان کے قول پر عمل کرنا چاہئے چنانچہ سورہی حاشیہ شاہ میں مصرعہ کہا ہو اور امام مالک نے مذہب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں امام مالک سے تعیر نہ ہو تو امام  
شافعی کی طرف رجوع کرے و جب حنفی مذہب ہے مذہب میں اور امام مالک مذہب میں نفس بناوے تو امام شافعی کے مذہب کی طرف رجوع کرے و فی البدعہ  
جمعین و فی السراج قوفا لا ماخ فی اربعۃ عشر مسئلۃ و یقول لا ادری عن الامام الا اذ بعث بل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عن جبرئیل  
علیہ السلام ایضا اور اس میں ہے کہ توقف کیا ہو امام عظیم نے جو دہر سکون میں اور لفظ لا ادری کا یعنی میں نہیں جانتا چاروں اماموں سے منقول ہے  
بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام سے ہی لا ادری منقول ہے کرا نی میں مذکور ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو سوال ہوا کہ بہترین  
مکانات کون ہو فرمایا کہ میں نہیں جانتا جبریل سے دریافت کر دگا جبریل نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں ابورب سے دریافت کر دگا بہر حق جل شانہ نے فرمایا کہ  
خیر البقاع ساجد میں اور ساجد بہتر لوگ وہ ہیں جو اول مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور آخر کو نکلتے ہیں اور ساجد آید الوں میں بڑی لوگ وہ ہیں جو مسجد  
میں مسجد پیچھے آتے ہیں ملحق کل جاتے ہیں اور حقائق میں مذکور ہو کہ کہیں تبنیہ ہو عالم اور مفتی کیسے اسلو کہ جو امر معلوم نہ ہو اوس میں توقف کرے اور اپنی لاعلمی ظاہر  
کرنے سے ناک و باز کرے اسو اسلو کہ در صورت عدم علم حرات کر کے مسئلہ بتانا انفرادی ہے تحریم حلال یا تحلیل حرام سے اور مجملہ جو دہر مسائل مذکور کے  
و مسئلہ ابن ابی شریف نے نظم میں یوں بیان کئے ہیں نظم کل الامام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ ان قال لا ادری بلسعۃ آئو کہ اطفال اہل الشرک این مثلکم  
وہل الاماکہ الکرام متفقہ ام شبایہ الدنم و جلالتہ الی بطیب الاکل لہ و الدیر سع دنتہ الختان و کلینم و وصف المثلکم ای وقت حلقہ

کتاب الایمان  
جلد ۲  
صفحہ ۳۶۶  
مادون الصیف و آخره اذا مضی خمسة عشر يوما فلو حلف ان يصوم اول يوم من اخر الشهر من اخر يوم من اول الشهر صام الفاضل  
عشر و السادس عشر اول شهر نصف صیئة سوکتیہ اور آخر شہر اوسوقت سو جب پندرہ روز گذر جاوین تو اگر قسم کما کی کہ آخر شہر کے اول روز میں  
اول شہر کے آخر میں روزہ رکھیا تو پندرہویں اور سولہویں تاریخ روزہ رکھو اسو اسلو کہ سولہویں آخر شہر کا پہلا روز ہو اور پندرہویں اول شہر کا پہلا روز  
ہے قضا کے لئے کہا کہ فاتح کو مناسب تھا یوں کہنا کہ اول شہر نصف شہر تک جو صیئہ کہفتانی نے کما ہو اسو اسلو کہ پندرہویں تاریخ کو فقائے اول شہر کا  
آخر دن کہا ہو والصیف من حين الفاء الحشو الى الباء ضد الشناہ بدلتہم اور گرمی کا موسم اوسوقت سو جب رومی ہوا کپڑا اتار ڈالا جاو  
یسا تک کہ پہرا و سکو پہن کی نوبت آوے اور سردی کا موسم اسکی بالعکس ہے کذا فی البدائع ہم فنادی عالمگیری میں دنوعات منقول ہو کہ صیف اور  
شتا کی معرفت میں طما کا کلام مختلف ہو اور قول مختار یہ ہو کہ اگر قسم کما فی الا اوس شہر میں رہتا ہو جہاں کے لوگوں میں گرمی اور سردی کا حساب  
مقرر ہو جس سے وہ صیف اور شتا کو سمجھا سکیں تو اسکی قسم میں وہی حساب مقرر ہو مراد ہوگا اور اگر دیان حساب معلوم نہ ہو تو شتا وہ جو زمین رومی  
یا پرستین وغیرہ کی حاجت ہو اور گرمی اسکے بالعکس ہے اور ربیع کا موسم آخر شتا سو ہو اول صیف تک اور ذی قعدہ آخر صیف سو ہو اول شتا تک و  
فی حلقہ لا یحکمہ اللہ بل لا بد من العلم بل مدایحیو الخالف عند عدم النسیۃ اور اس قسم میں کہ کلام کر گیا اس سے دہرا اور اچھین تو دہر  
اور اب سو عمر واد ہو یعنی حالت کی زندگی کی مدت عدمیت کو وقت یعنی درستیہ اسکی نیت ہی معتبر ہوگی قلیل زمانہ ہو یا کثیر اور دہر سے مدت حیات مراد ہو  
اوسوقت سو جب کہ لفظ دہر کا معنی باللام ہو و ذکر ہر شکر کہ یک روز قلا ہو کا الحین وغیرہ خافیت نہ اذالہ عن الامام شیخ فی مسئلہ حجب  
لافتاکہ بغیرہما اھل اور دہر شکر کو امام عظیم نے نہایا کہ اسکی مد کیا ہو اور صاحبین نے کہا کہ وہ اندھین کے جو یعنی چہ پہنہ پر محمول ہو اور یہ امر پوشیدہ نہیں کہ جب  
امام کہہ رویت وارد نہیں کسی مسئلہ میں تو اس میں خود دینا صاحبین کے قول پر جب ہو کذا فی النور الفائق ہم امام عظیم نے دہر شکر میں یعنی جبرائیل لام تعریف  
نہ فرمایا کہ زین نہیں جانتا کہ دہر کیا ہو اسلو کہ استعمال دہر کا انما و ثلثہ پر یعنی یہ دہر تعبیر اور وسیطہ پر ثابت نہیں مراد انہ لفظ حین کے تو نہ معلوم مراد امام  
کہ کیا اسکی تعبیر کیجئے اور اقل زمان اگر متیقن تھا لیکن اسکی عدمت حکم پر حلف کرنا مستبعد اسو اسلو کہ لفظ دہر کا عدم حکم بلا میں ہی متصور ہو لہذا  
اوس میں توقف کرنا لازم ہو اور یہ توقف میرم دلیل ہو امام کی قناعت اور تدین پر کہ بلا حجت شرعی اپنی عقل کو دین میں دخل نہ دیا اور اس میں اپنی عدم علی  
صاف اقرار کر دیا کذا فی فتح القدر علیہ اسکے حاشیہ میں ہو کہ شیخ الاسلام مفتی ابوسعود نے کہا کہ جب حجب میں اصلا نفس نہ ہو امام کے صاحبین تو امام  
ان کے قول پر عمل کرنا چاہئے چنانچہ سورہی حاشیہ شاہ میں مصرعہ کہا ہو اور امام مالک نے مذہب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں امام مالک سے تعیر نہ ہو تو امام  
شافعی کی طرف رجوع کرے و جب حنفی مذہب ہے مذہب میں اور امام مالک مذہب میں نفس بناوے تو امام شافعی کے مذہب کی طرف رجوع کرے و فی البدعہ  
جمعین و فی السراج قوفا لا ماخ فی اربعۃ عشر مسئلۃ و یقول لا ادری عن الامام الا اذ بعث بل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عن جبرئیل  
علیہ السلام ایضا اور اس میں ہے کہ توقف کیا ہو امام عظیم نے جو دہر سکون میں اور لفظ لا ادری کا یعنی میں نہیں جانتا چاروں اماموں سے منقول ہے  
بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام سے ہی لا ادری منقول ہے کرا نی میں مذکور ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو سوال ہوا کہ بہترین  
مکانات کون ہو فرمایا کہ میں نہیں جانتا جبریل سے دریافت کر دگا جبریل نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں ابورب سے دریافت کر دگا بہر حق جل شانہ نے فرمایا کہ  
خیر البقاع ساجد میں اور ساجد بہتر لوگ وہ ہیں جو اول مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور آخر کو نکلتے ہیں اور ساجد آید الوں میں بڑی لوگ وہ ہیں جو مسجد  
میں مسجد پیچھے آتے ہیں ملحق کل جاتے ہیں اور حقائق میں مذکور ہو کہ کہیں تبنیہ ہو عالم اور مفتی کیسے اسلو کہ جو امر معلوم نہ ہو اوس میں توقف کرے اور اپنی لاعلمی ظاہر  
کرنے سے ناک و باز کرے اسو اسلو کہ در صورت عدم علم حرات کر کے مسئلہ بتانا انفرادی ہے تحریم حلال یا تحلیل حرام سے اور مجملہ جو دہر مسائل مذکور کے  
و مسئلہ ابن ابی شریف نے نظم میں یوں بیان کئے ہیں نظم کل الامام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ ان قال لا ادری بلسعۃ آئو کہ اطفال اہل الشرک این مثلکم  
وہل الاماکہ الکرام متفقہ ام شبایہ الدنم و جلالتہ الی بطیب الاکل لہ و الدیر سع دنتہ الختان و کلینم و وصف المثلکم ای وقت حلقہ



مستعمل ہوتا ہے۔ لہذا فی کتاب البین میں ایک مسئلہ بیان ہوتا ہے کہ جو زوجہ جو چاہے اور دوسرا مسئلہ وقت اولاد کا جو معنی ایک شخص نے  
 اپنی اولاد پر وقت کیا حال تک۔ دوسرا ایک ہی ولد ہو اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایسا قارب پر وقت کیا جو نکاح شہر میں رہتا ہو اور زمین کوئی باقی نہ رہا  
 سوا ایک شخص کے اور چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ تیسرے کا ہی کہ اس نایاب کی تین روٹیاں نکلا دیکھا اور اس نایاب میں ایک ہی روٹی جوئی تو نمانت ہوگا کہ انی الطلاق  
 و اہلک لا طبعہ والشیاب النساء فیقنع علی الواحد ایسا حال انہما ان المعرف للعدل ان امكن والا فان الجنس لو یؤی الکلی حکم اولیٰ لفظ  
 اطعمہ اور شیب اور نساکا ذکر صورت معرفت بالامام ہو کہ ایک پر واقع ہوا ہو و اسطو معرفت ہو نہ معرفت بالامام کے مطلق شخص نہ ہو کہ اگر ممکن ہو اور اگر ممکن نہ ہو  
 تو بنفس کسیرت معرفت ہوگا اور اگر کل اطعمہ وغیرہ کی نیت کر لیا تو سیمیم یعنی اگر قسم کما ہی کہ لایا کل الا طعمہ تو جس طعام کی حالت کے شہر میں عادت ہوگی اگر  
 کما سیمیم حالت ہوگا اور اگر طعام واحد کی عادت نہ ہو تو بنفس طعام ہوا ہوگی اور تین حق جنس کا ایک خردین بھی ہوتا ہو اور اگر اطعمہ وغیرہ کو بدون الف لام کے  
 بدولامینی ہون کما کہ لایا کل الا طعمہ تو بدون تین طعام کے حالت نہ ہو کہ انی الطلاق و باد

**البین فی الطلاق والعتاق**  
 یہ باب بر طلاق اور عتاق کی بین میں لاصل فیہ ان الولد المیت ولد فی حق غیریہ لا فی حق نفسیہ وان الاول استوفی فی سابق ولا خیر لفرج  
 لاحق والوسط لفرج مابین العدی المتساویین اس باب کے بعض مسائل میں قاعدہ یہ ہے کہ میت لہ ایضو غیر کے حق میں ولد ہو اور اپنی ذات کے حق میں ولد  
 نہیں اور البتہ اول فرو سابق کا نام ہو اور اخیر فرو لاحق کا نام ہو اور وسط اور اس فرد کا نام ہو جو برابر وعدہ کے درمیان میں واقع ہو مگر ولایت غیر کے حق میں ولد نہ  
 یعنی اسکو پیدا ہونے سے مدت متعینی ہوتی ہو حالہ کی اور اسکو تولد کے بعد کا ہون نقص ہو اور اسکی ام ولد ہو جاتی ہو اور اسکو تولد سے طلاق معلوم  
 ہو لولا وہ واقع ہو جاتی ہو لیکن ولایت ایضو حق میں ولد نہیں یعنی اسکا نام نہیں کہا جاتا اور اسکو غسل نہیں دیا جاتا اور اسپر نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی اور  
 وہ وارث نہیں ہوتا اور میت اسکو حق میں نافذ نہیں ہوتی اور اگر زمین ہوتا اور اس کے منہ میں عتاق نہیں غیر ضروری لیکن وجود فرو متاخر لازم نہیں  
 اور اخیر کے منہ میں وجود فرو سابق لازم ہو تو اگر شام اول کی تعریف ہون کر تاکہ اول وہ جو سب سے اسکا غیر مقدم نہ ہو تو اضم تر ہوتا کہ انی الطلاق  
 وان المتصف یا حدھا ینصف یا شرتک فلا کذلک للفعل لعدہ لان الفعل الثاني غیر کذلک فلو حال اخر من غیر انزو شہ فالتی اخر جھا  
 طابق طلیقت المتزوجہ حرانک لا یتجمل لایز وجھا للفعل وهو العقد وعقدھا هو لا شہر او قاعدہ یہ ہے کہ جو ذات کہ موصوف ہوگی ساتھ  
 ایک کے امور شہ سے تو دوسرے کے ساتھ موصوف نہ ہوگی یعنی جو ذات کہ موصوف با ولایت ہو وہ موصوف با خیر نہیں ہو سکتی لیکن البتہ اس کے اور نہیں ہو سکتا فعل  
 یعنی فعل البتہ موصوف با ولایت و آخر یہ ہوتا ہو سبب متخالف اور ثانی کے اسو اسکو کہ فعل ثانی جو موصوف بالآخر ہو وہ غیر ہو فعل اول کے جو موصوف با ولایت  
 ہے تو اگر بولا کہ آخر نکاح جو میں کون تو جس سے پہلا نکاح کون وہ مطلق ہو تو وہ عورت مطلقہ ہوگی جس سے دوبار نکاح کیا اسو اسکو کہ اولیٰ آخر کے لفظ  
 کو فعل کا وصف ٹھہرایا اور وہ فعل عقد نکاح ہو اور عقد عورت کا وہی آخر جو ہم ایک عورت سے دوبار نکاح کر لیا یہ صورت ہو کہ عورت سے اول نکاح کیا پھر  
 اسکو طلاق دی پھر اس سے دوسری بار نکاح کیا تو پہلا نکاح موصوف با ولایت ہوا اور دوسرا موصوف با خیر ہوا اور اگر یوں کہو کہ پہلی منکوحہ مطلقہ ہو بعد کے  
 ایک عورت سے نکاح کر کے پھر دوسری سے نکاح کر کے پہلی کو طلاق دی پھر اس سے نکاح کر کے پھر دوسرے کو طلاق دی تو وہی عورت مطلقہ ہوگی جس سے ایک بار نکاح کیا اسے  
 کہ جس سے اعدہ نکاح کا کیا وہ پہلی ہو چکی اب وہ پہلی نہیں ہو سکتی لہذا ثانی کے کہ انی الطلاق اول عبد استقر یا شہر فاشترى حبلا عتق لما حرم  
 ان الاول اسم لفرج سابق وقد وجد کما ایک شخص نے کہ اول غلام کو خرید کر دیا وہ اس پر اسے ایک غلام بول لیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اسے  
 کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ اول اس فرد کا نام ہو جو سابق ہوا اور وہ امر حاصل ہوا قسم ثانی نے کہا کہ وجود سابق میں بیان تامل ہو اور شاید وجہ تامل کی یہ ہے  
 کہ سابق لاحق کا متعینی ہو اور لاحق بیان موجود نہیں تو اگر شام یوں کہتا کہ اول وہ فرد جو سب سے کوئی مقدم نہ ہو تو خوب ہوتا چنانچہ عنقریب مذکور ہو چکا  
 دلو اشتد عبدین معاً ثم اشترى فلاحق اصلاً لعدم الفرقة اور اگر وہ غلاموں کو ساتھی بول لیا تو کوئی غلام آزاد نہ ہوگا لہذا سبب ہم فردیت کے  
 یعنی تین عتق ایک غلام کی خرید پر تھی سو وہ غلام کی خرید میں متمتع نہیں اور تیسرا غلام اول نہیں فان زاد کلمة واحدة او سودا و بالذات عتق





انہ کا بلکہ اپنے درختان الثلثہ وسط وکذا الثلثہ الخمسة وهكذا اور در وسط کا بیان تو بدائع میں ہون کہ متوسط ستمین ہوتا تھا طاق عدد  
 میں تین کا اور در وسط جو اور سہیلت باجہ کا قیاس اور انات کا چھ تھا متوسط ہونے والی تمام القیاس میں جنت میں متوسط نہیں ہوتا تو یہ ایک غلام خرید گیا ہر  
 دو سال پر تیسرا تو در وسط متوسط ہر چھ چھ ہوتا تھا خرید کیا تو در وسط متوسط ہو گیا ہر چھ چھ ہوتا تھا خرید کیا تو در وسط متوسط ہو گیا  
 یہی متوسط ہوا وہی تمام القیاس تو اس تقریب سے کہ ہر ایک تین یا پانچ میں متوسط ہوا ثبات نہیں ہو سکتا بدین سولی کی موت کو تو اگر سولی سے لگا کر وسط غلام سبکو  
 میں خرید کر ان تو در وسط ہوتے ہیں تو در وسط ہر ایک تین یا پانچ میں متوسط ہوا ثبات نہیں ہو سکتا بدین سولی کی موت کو تو اگر سولی سے لگا کر وسط غلام سبکو  
 اگر غلام ہر ایک چھ تو کوئی آزاد ہو گا کہ انی العطاء عن العبدی ان والذی فانت کذا حیث بالکسب ولو سقیلاً مستسبب الحاق ولا لا اگر تو  
 یعنی تو اگر ایسی ہو تو مانت ہو گا کہ وہ اگر کا پیدا ہو گیا ہر ایک تین یا پانچ میں متوسط ہوا ثبات نہیں ہو سکتا بدین سولی کی موت کو تو اگر سولی سے لگا کر وسط غلام سبکو  
 مانت ہو گا کہ انی فانت کذا حیث بالکسب ولو سقیلاً مستسبب الحاق ولا لا اگر تو  
 اگر تو جس تو اگر آزاد ہو گیا ہر ایک تین یا پانچ میں متوسط ہوا ثبات نہیں ہو سکتا بدین سولی کی موت کو تو اگر سولی سے لگا کر وسط غلام سبکو  
 یعنی اگر کیا کہ تو اگر آزاد ہو گیا ہر ایک تین یا پانچ میں متوسط ہوا ثبات نہیں ہو سکتا بدین سولی کی موت کو تو اگر سولی سے لگا کر وسط غلام سبکو  
 میرا ہوا بشارت عرفا اسکو الخیر ہوا خیر الضار علیک بلیمارہ عفرانی نعتہ وصنہ فبشرهم بعدا بالیوم بشارت یعنی خوشخبری عرف میں اوس  
 خبر کا نام جو مسرور اور خوش کردی تو اس قیاس سے کہ جو دینو والی خبر اعلیٰ گئی مسرور و بشارت نہیں عرف میں بلکہ نعت میں اوسکو بھی بشارت کہتی ہیں اور بشارت  
 کہ یہ بشارت تھا کہ کو بشارت و جو کا فرق کو عذاب و رزاق کی اور میں عرف کا اعتبار جو نہ نعت کا صفاق خیر الکذب فلا یعتبر وہ خبر است  
 ہونو اس قیاس سے کہ بشارت کہ بشارت نہیں یعنی جو بشارت نہیں ایسی بشارت نہیں ایسی خبر ہو کہ جو بشارت  
 ہی ایسی وہ اوسکو نہ جاننا ہو بشارت اور خبر کہ خبر دوسرے ہو گئی بانی خبروں سے یعنی اگر چند لوگوں نے خوشخبری سنائی تو جسے ادنیٰ خبر دی سکی  
 خبر کو بشارت کہیں گے نہ اوسکو ہوا اور لوگوں کی اوسو سکو کہ وہ آگاہ ہو چکا اور خبر سے فلو قال کل عبد بشری فبشری فیئشیر ہا لکذا متفقون  
 عشق الاولیٰ فقط لما قلنا تو اگر اپنے کہا کہ جو غلام ہو گیا ایسی بشارت دوسرے آزاد ہو پھر تین غلاموں نے بعد ابد بشارت دی تو فقط بشارت بشارت  
 آزاد ہو گا اوس وجہ سے جو کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں و نکون بکفایہ و رسالۃ سالہم یوم المشافہۃ فیکون کالحلۃ اور بشارت کہ نہ بھیجے اور کلام  
 ہے بھی ہوتی جو جبکہ مرئی نے خطاب بالمشافہۃ کی نیت کی ہو اور اگر مشافہۃ کی نیت کر گیا تو بشارت مانتہ حدیث کے مقیدہ بشارت ہوگی و لو انزل بعض  
 عبیدہ عبدلاً آخر ان ذکر الرسالۃ عشق المرسل ولا الرسول اور اگر مرئی کے بعض غلام نے دوسری غلام کو بھیجا بشارت دینو تو اگر اوس  
 رسالت کو ذکر کیا تو بھیجے والا آزاد ہو گا اور نہیں تو بایہ بھیجا تو لا آزاد ہو گا یعنی اگر پیام بھیجا تو اسے غلام نے بولن کہا کہ فلا نے غلام نے بھیجا بایہ  
 کلام بھیجا ہو تو بایہ کا بھیجے والا آزاد ہو گا اور اگر اوس نے پیام کو نہ ذکر کیا تو خود بایہ بھیجا تو لا آزاد ہو گا و ان بشارت و لا صفاً عذو الحقہما من  
 الکمل بدلیل فبشرہ لا بغلام علیہ اور اگر مرئی کے سب غلاموں نے بشارت بھیجی بلا مقدم و تاخر تو سب آزاد ہو جائیں گے لیسبب بشارت بشارت  
 کے ہر غلام سے بدلیل اس آیت قرآنی کے تو خوشخبری سنائی فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو فرزند صاحب سلم کی یعنی اس آیت میں جمیع ملائکہ تجرین کی بشارت  
 بشارت منسوب ہر کسی ملائکہ نے کہا کہ شافہۃ آیت مذکورہ میں منبر وہ کہا ہنر علی اور کمال الدین بن الہمام اور صاحب سراج الراق کے مانا کہ قرآن مجید میں بشارت  
 والی بشارت لا فرق فیہا بین ذکر الباء و ذکر حیا الخلاف الخیر فایہ یخص بالصدق مع الباء کا حرف الباء قبلہ اور بشارت کو لفظ میں کچھ فرق نہیں دیا  
 ذکر کرنے باوجود کہ اوسکو عدم ذکر میں یعنی خواہ بشارت کماستبایہ جاریہ مذکور ہو یا نہ ہو ہر صورت بشارت مخصوص بصدیق ہر بشارت کو کہ وہ باوجود  
 کے ساتھ مخصوص بصدیق ہر بشارت اس سے پہلے مذکور ہو چکا و الکتابۃ کما الخیر فیہا ذکر کی اور لفظ کتابت کا مانتہ خبر جو مذکور میں یعنی بار بار کہہ کر  
 یستقر ہر بار ہر بار اسکو صدق اور کذب و دروغ کو شامل ہو اوسو سکو کہ کتابت عبارت ہر جمع حروف سے ملتا و لا حلام بلانہ فیہ من الصدق و لو





الاول یحقق الاولی وطلقت الاولی اوحدها وان اختار الایجاب التام فحق الاخیان وطلعت الاخیان اور یہ مکرم جو نہ کہ ہر یکا فاش  
 ہے جب ثانی اذنیان کی خبر کو نہ مذکور کیا سو اگر اس کو مذکور کیا اس طرح کہ زوج نے کہا کہ یہ عورت مطلقہ ہو یا میرا اور یہ وہ مطلقہ بن یا میرے لئے کہا کہ یہ غلام آزاد  
 ہے یا میرا اور یہ وہ نو آزاد بن تو اس عورت میں نہ کوئی آزاد ہو گا نہ کسی عورت پر طلاق واقع ہوگی بلکہ قائل کو اختیار دیا جاوے گا اگر وہ ایجاب اول کو اختیار  
 کرے تو اول غلام نہ آزاد ہوگا اور پہلی عورت نہ مطلقہ ہوگی اور اگر اس نے ایجاب ثانی کو اختیار کیا تو پہلے وہ نو غلام آزاد ہوگی اور پہلی عورت نہ مطلقہ ہوگی  
 مطلقہ ہوگی حلف کا ایسا کہ فلا فاسا فالحالف ففسک فلا فاسا فالحالف ففسک فلا فاسا فالحالف ففسک عندا لا عندا الثانی وہ یقعہ قسم کا کہ نہ سکوت  
 کر گیا فلاش کے ساتھ پھر کیا حال ہے فلا فاسا فالحالف کی عیال کے ساتھ ساکن ہوا تو وہ عاقل ہوگا امام کے نزدیک ابی یوسف کے نزدیک اور قول ثانی منقہ  
 صم سے مسئلہ کا محل باب دخول اور خروج اور سکون و غیر چنانچہ شارح اس مسئلہ کو بافتاد ومان بھی مذکور کر چکا ہے قال العبدان ان لہما تأت اللیلۃ حتی یظہر  
 فاتی ظہر یضربہا حنف عندا الثانی لا عندا الثالث وہ یقعہ کما اپنوی غلام ہے کہ اگر آجکی رات نہ آتا کہ میں جگر ماروں تو تو آزاد ہو جیسا پھر  
 غلام آیا سو مولیٰ نے اس کو نہ آزاد ہوا تا عاقل ہوگا ابی یوسف کے نزدیک نہ محمد کے نزدیک اور یہی قول منقہ ہے جو اختلاف فی الحاق الشرط بالیمن المعقود لیکہ  
 السکوت فیصحیہ الثانی وابطلہ الثالث وہ یفقہ فلا یحسب فی ان کان کذا فکذا و سکت ثم قال ولا کذا فظہر انہ کان کذا خانیہ  
 اختلاف صاحبین کے شرط کے مابین میں معقود کے ساتھ بعد سکوت تو اس شرط کو تو صحیح کہا ہے امام ابو یوسف اور اس کو باطل کہا ہے محمد نے اور یہی  
 محمد کا قول منقہ ہے جو وقت نہ ہوگا اس طرح کہ نہیں کہ اگر ایسا ہو تو ایسا اور جب ہو گیا پھر بولا اور نہ ایسا پھر ظاہر ہو کہ ایسا ہی نہ تھا کہ انی انکانہ صم شارح  
 کی عبارت میں نہایت اجمال اور وقت ہو کہ شخص سکوت سمجھ نہیں سکتا اور خانیہ کی عبارت صاف ہے تو اس کا ذکر کرنا واجب ہوا خلاصہ عبارت خانیہ کا یہ ہے  
 کہ اگر دے اپنوی دوسری سے کہا کہ میری عورت تیری نہیں رات کو رہی تو اس کے پڑوسی نے کہا کہ اگر تیری عورت میرے پاس رات کو رہی ہو تو میری عورت کو طلاق  
 ہے اور یہ کہ مکرم چور یا ایک عورت پھر نہ ہو سکے کہ لا غیر تا یعنی تیری زوجہ کے سوا یہی کوئی عورت نہ ہو سکے پاس نہیں رہی پھر ظاہر ہو کہ عاقل کے پاس  
 دوسری عورت تھی تو تفسیر میں بھی نے کہا کہ عاقل کی عورت مطلقہ ہو گئی اور محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مطلقہ نہ ہوئی اور ان دونوں عالموں کا جواب متعلقہ ہوا  
 بسبب اختلاف صاحبین کے شرط کے مابین میں ساتھ میں معقود کے بعد سکوت کے ابو یوسف نے کہا کہ یہ الحاق شرط صحیح ہے اسی قول کو تفسیر میں بھی نے لیا اور  
 محمد نے کہا کہ الحاق شرط کا میں سے بعد سکوت صحیح نہیں اور اس قول کو محمد بن مسلمہ نے لیا اور اسی پر فتویٰ ہے جو اس مسئلہ کے سکوت مانع ہے تعلق جزا کو ساتھ  
 شرط کے تو دوسری شرط کے الحاق کو بھی سکوت مانع ہوگا یہ اختلاف صاحبین کا اس وقت ہے جب شرط سوغت ہو عاقل کی اور اگر شرط کے الحاق میں  
 اس کا فائدہ ہوا تو بالاتفاق الحاق جائز نہیں انتہی کہ انی الطلاق وکذا **باب الیمن فی البیع والشراء والصلوکم**  
**والصلوۃ وغیرہا** یہ باب جو بیع اور شراء اور صلوۃ وغیرہ کی یمن کے احکام میں الاصل یہ ان کل فعل تعلق حقوقہ بالمال بشرط کسب  
 و اجارۃ لا یحسب بفعل ما مورہ وکل ما تعلق حقوقہ بالمال کم کما یر و صدقۃ وما لا حقوق لہ کا حکم و ابراء یجوز بفعل وکیلہ ایک کا کہ نہ  
 سقیم و معسر فائدہ اسباب میں یہ ہے کہ جو فعل یا حق متعلق مباشرت اور عائد کے ساتھ متعلق ہوں چنانچہ بیع اور اجارہ تو آخر چش نہیں ہوتا اس کو اس  
 کے کرنے سے اس سے اس کو وکیل اور رسول ہے اور جو فعل یا حق میں کے حقوق اس سے متعلق ہوتے ہیں جیسے نکاح اور صدقہ اور وہ فعل جس کے حقوق نہ ہوں جیسے  
 عاریت دینا اور ابراء کرنا تو اس میں عاقل یا عاقل ہوگا یا عاقل کے فعل سے بھی عاقل ہو کر کرنے سے عاقل ہوتا ہے اس کو وکیل یا وکیل اس میں بعض مسافر اور معسر ہوتا  
 ہم معقودین قسم ہیں ایک قسم وہ ہیں جن کو حقوق عائدہ اور مباشرت متعلق ہوتے ہیں بشرط الیمین جیسے بیع اور شراء اور اجارہ اور عیث کے رومی  
 قسم وہ ہیں جن کو حقوق عائدہ سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ جس کے واسطے عقد ہوا ہو اس سے متعلق ہوتے ہیں چنانچہ نکاح اور طلاق اور عیث اور نکاحات اور صلح اور  
 صدقہ اور عیسری قسم وہ معقودین جن میں کچھ حقوق نہیں چنانچہ عارہ اور ابراء اور قضا و ذانی النہم عن الثانی یجوز فی البیاع فی نفسه لا بالکلیا اذا  
 کان عن یمین بشرط یفسد فی البیوع و منہ الہبۃ لبعوض ظہیرہا عاقل ہوگا خود اپنوی کرنے سے نہ امر کرنے سے جب عاقل اس قسم کو گواہ میں موجودات و غیرہ

باب الیمن فی البیع والشراء والصلوکم وغیرہا









متعلق ہو لیکن فی الحقیقت طعام مستقل جو معنی لہذا ملکیت طعام حسین شرط نمیزی و اما خبری الولد لا یتجسس فی حقیقۃ المملک بل یراد بالاختصاص  
یہ اور ضرب الولد کی مثال میں تو حقیقت ملک متصور نہیں بلکہ اختصاص لہذا ساتھ والدہ مراد ہو جو تو بنو خاص والد کی ضرب سے حادث ہوگا کل گیا اس قبہ سو ولد  
مشترک چنانچہ ام ولد کا وہ ولد جس کا دعویٰ و دشمنی نہ کیا تو اس کی ضرب سے حادث ہوگا لیسب ہم اختصاص کے اور چونکہ معتقد اکل اور شرب اور دخول اور  
اور ضرب ولد کو مذکور کیا حالانکہ ولد میں ملک متصور نہیں لہذا اشارت اس کی مراد ہے اگر وہ دیا لیکن دخول دار میں کلام باقی رہا دعویٰ نے لہذا اس کے  
دخول سے حادث ہوگا جس کا اختصاص مخاطب سے ثابت ہو یعنی وہ وارث اور اس کی طرف منسوب ہو کہ انی فتح القدر تو ظاہر اگر ایہ وہ لگے کہ داخل ہونے سے بھی حث  
ثابت ہوگا تو اشارہ کو مناسب ہے اگر اس سے ہی آگاہ کر دیا کہ ان فی الطول وادخلنا من حیث کا یہ جو کہ اختصاص کلام جب اس میں سے متصل ہو جو فعل  
متعدی کے بعد واقع ہو تو وہ حال سے خالی نہیں بلکہ متوسط ہو درمیان فعل اور اس کے مفعول ثانی کے یا مفعول سے متاخر ہو و در صورت میں یا فعل  
محل سے نیابت کا یا نہیں ہو اگر نیابت کا محتمل ہو اور وہ نو کے درمیان میں پڑے تو وہ لام اختصاص فعل کا فائدہ دے گا اور اگر اس کی حث کی شرط و توجہ  
فعل ہوگا بخصوصیت اس شخص کے جس کی ضمیر ہو خواہ عین اس کا ملک ہو یا نہ ہو اور یہ خصوصیت بدو اس کے حاصل نہیں اور اگر لام متاخر ہوگا  
مفعول سے تو اختصاص عین کا ضمیر و ایک ساتھ ہوگا اور شرط اس اختصاص کی یہ ہے کہ عین اس کا ملک ہو خواہ فعل اس کے اسطر واقع ہو یا نہ واقع  
ہو اور اگر فعل محتمل نیابت کا نہیں تو اس کو حکم میں افتراق ہوگا لام کے توسط اور تاخر میں بلکہ حادث ہوگا جب کہ اس فعل کو کہ چاہے خواہ اس کو اس خواہ  
بدون امر اسو اسطر کہ فعل نیابت کا محتمل نہیں تا اس کا اشتغال غیر فاعل میں ممکن ہو تو امر عدم امر برابر ہوگا تو یہ متعین ہوگا کہ بیان لام در وسط اختصاص  
میں ہو تا اس کا کلام لغو ہونے سے محفوظ رہے کہ ان فی منع الفکار و ان توشع غیق ای موصوف فیما فیہ تشدد لملک فی قضاء و دیانہ و دین فیما  
نور الفرق بین الدیانۃ و القضاء لا یتأتی فی الہین باللہ لان الکفارۃ لا مملک لہا کما حق اور اگر غیر مذکور کی نیت کرے گا تو اس کی تصدیق  
تضاد اور دیانہ کہی دیگی اس امر میں جس میں تنگی اور سختی ہوگی حالف پر اور فقط دیانہ تصدیق ہوگی اس امر میں جس میں آسانی اور تخفیف ہوگی واسطے  
حالت کے بعد اس کو نیت کرنا چاہے کہ دیانہ اور قضا کا تفرق عین بالمدین حاصل نہیں ہوتا اسو اسطر کہ کفارہ کا مطالبہ قضا نہیں ہم تشدد کی صورت میں  
کہ مخاطب ملک کپڑا بدو اس کو اس کے بجا مسئلہ اولیٰ میں اور اختصاص سے ملک کی نیت کی تو حادث ہوگا اور اگر نیت کرتا تو حادث نہوتا یا مخاطب کا  
غیر ملک کپڑا اس کو اس کے بجا مسئلہ ثانیہ میں اور اختصاص سے امر کی نیت کی تو حادث ہوگا اور اگر نیت نہوتی تو حادث نہوتا یا تخفیف کی صورت میں ہو کہ  
دو نو مسئلہ اولیٰ میں بالعکس نیت کرے یعنی مسئلہ اولیٰ میں اختصاص سے امر کی نیت کرے اور مسئلہ ثانیہ میں اختصاص سے ملک کی نیت کرے فقط دیانہ اس کی  
تصدیق ہوگی اسو اسطر کہ اس کے محتمل کلام کی نیت کی لیکن تضاد تصدیق ہوگی اسو اسطر کہ خلاف ظاہر ہو اور وہ منہم کہ ان فی المنہم قال ان بعثہ ای  
ابعثہ فہو حق تعالیٰ علیہ بعبا بالخیار لنفسہ حیث لو جود الشرط ولو بالخیار لغيرہ لا و ان اجیر بعد ذلک فی الاصل کما لو قال ان  
ملکۃ فہو حق تعالیٰ عند الامام کما مولى کہ گن غلام کو بیع کر دے یا اس کو خرید کر دے تو وہ آزاد ہو جائے گا اس کی بیع منقذ کی بشرط اپنی اختیار  
کے تو حادث ہوگا لیسب جو شرط کے اور اگر خرید یا فروخت بشرط اختیار غیر کے ہوئی تو حادث نہوگا اگرچہ غیر نے بعد اس کی اجازت ہی دی ہو قول اصح میں جب  
اس میں حادث نہیں ہوتا اگر یوں کہا کہ اگر میں اس غلام کا مالک ہوں تو وہ آزاد ہو جائے گا یعنی ہر اس کو بشرط اپنی اختیار کے مول لیا تو آزاد ہوگا لیسب اس کو  
عدم ملک کے نزدیک امام کے اسو اسطر کہ اختیار شرط مشتمل اس کی ملک میں داخل ہو نہیں سکتا کہ ان فی الطول ہم یہ کہ حادث ہوگا لیسب جو شرط کے  
یعنی امام کے نزدیک ہم قیام ملک ہم اور شرابا ہی گئی اسو اسطر کہ بیع الہم کی ملک سے خارج نہیں بشرط اس کو اختیار کے بل لا اتفاق اور حیا مشتری  
اگرچہ اس کی ملک کے دخول ہو نام جو امام کے نزدیک لیکن متن متعلق ہے اس کی تعلیق سو اور متعلق منہم کہ ان فی الطول ہم یہ کہ حادث ہوگا لیسب جو شرط کے مشتری عتیق کو  
منہم کہ تو اختیار نسخہ مراد ہوگا اور متن واقع ہوگا تو ہی طر تعلیق میں ہی ملک ثابت ہو کہ ان فی المنہم الفائق قید بالخیار لا لہ لو قال بعثہ فہو حق  
فباعہ بیعاً صحیحاً بالخیار لا یبقی لو قال ملکہ و یخیل الیہ ان لحقق الشرط ذلیلی مصنف ہم کو مقید بالخیار کیا اسو اسطر کہ اگر یوں کہا کہ

اگر میں اسکو بیع کر دوں تو وہ آزاد ہو اور جو بیع اسکو صحیح ہے اگر کہے بغیر بلا اختیار غلام آزاد ہوگا بسبب انہی بیع کی ملکیت کے حالانکہ تحقق فرما دیوں ملک کے نہیں رہتا  
اور میں باطل ہو جائیگی بسبب تحقق ہونے شرط کے کذا فی الزمینی و بحث الحالف فی المستلزم بالبیع والشراء الفاسد والموقوف بالباطل بعد  
الملاک وان قبضہ بوجہ عانت ہوگا و در صورتی میں عانت ہوگا یا اور شرار فاسد اور موقوف سے عانت ہوگا بیع اور شرار باطل  
بیسبب ملک کے اگر بیع قبضہ کے خلاف بیع فاسد اور موقوف کے کہ اس میں قبضہ سے ملک ہو جائیگی بیع موقوف کی یہ صورت کہ عانت مثلاً غلام کو زید قاتل  
سے بیچا اور فضولی نے اسکی طرف سے قبول کیا تو یہ کہ بیع غلام آزاد ہو جائیگا کذا فی المنع ولو اشتتری مذبذبا او مکاتبا لم یجفت الا باسارۃ قاضی و  
میر قاتل اور اگر غلام میرا زکات کو مل لیا تو عانت نہ ہوگا مگر قاضی اور مولی کی اجازت سے قسم کھائی کہ مثلاً غلام کو خرید کر لیا پھر اسے میرا خرید کر لیا تو  
عانت نہ ہوگا اور اسکو کہ میرا بیع نہیں لیکن میرا بیع میں مجتہدوں کا اعتقاد ہے تو اگر وہ قاضی جسکے مذہب میں میری بیع جائز ہو حکم جواز کا ہوگا تو اسوقت  
میں عانت البتہ عانت ہوگا اور اس طرح عانت مذکور غلام سکا کے خرید کرنے سے عانت نہ ہوگا لیکن اگر کاتب کا مالک اسکی بیع کی اجازت دے کاتب عانت ہوگا  
اور اسکو کہ کاتب منعم ہو گئی مولی کی اجازت سے تو منافی بیع زائل ہو جائیگی تمام ہو گئی **فصل** سئل فقیہ شافعی کا قال لامیہ ان بعثت متکئا متکئا فانت  
حرکۃ بائع نصفہا من زوج ولدت منه او من ابیہا لہو لقیمۃ عتق المولی ولو من حیث وقع والفرق فی الظہیرۃ کہ اس نے اپنی بیوی سے  
کہ اگر میں تیری ذات سو کہ نصف یا ثلث بیع کر دوں تو تو آزاد ہو اور جو بیوی لڑی اسکو اس دوم کے ماترہ بی بی کے لطف سے یہ لڑی جن میں بی بی لڑی کے  
بائے ماترہ اور جو بی بی تو حق مولی کا نہ واقع ہوگا اور اگر اسکو اجتناب سے بی بی تو حق واقع ہوگا اور فرق دو صورتوں کا ظہیر میں مذکور ہے ظہیر میں زوج  
زوج یون مذکور ہے کہ ولادت زوجہ اور نسب اپنے مقدم ہے یعنی ولادت اور نسب تینوں میں سے سابق الوجود ہے تو وہی واقع ہوگا جو مقدم ہے اور اس امر کا نتیجہ  
اجتناب کے حق میں ممکن نہیں کذا فی النہر و اما قد بالبیع لامیہ فی حلفہ لا یزکک امرأۃ او هذه المرأة فهو علی الصحیح دون الفاسد فی الصحیح  
اور مستثنیٰ حنفیہ کہ بیع فاسد کہ نہ مقید کیا مگر اسکو کہ یون قسم کھائے کہ نام نہ کرے کسی عورت سے یا اس عورت سے تو وہ صحیح کام پر عمل ہوگا نہ فاسد  
یعنی اگر قسم کھائی کہ نکاح کرے گا صحیح نکاح سے ثابت ہوگا نہ فاسد و کذا الو حلف لا یضیئ الا لا یصونم ولا یحی لان المقصود منها التراب من الکنا  
الحل ولا یثبت بالفاسد فلا تحلی الیہن بخلاف البیع لان المقصود منه الملک و اما یثبت بالفاسد والہبۃ والایجابۃ لکبیر اور  
اسی طرح اگر قسم کھائی کہ نماز پڑھیں یا روزہ نہ کرے یا حج نہ کرے صحیح نماز اور روزہ اور حج سے عانت ہوگا نہ فاسد اسکو کہ مقصود عبادات مذکورہ سے  
قواتب اور نکاح سے علت و علی مقصود ہے تو فاسد یہ مقصود نہ ثابت ہوگا تو فاسد کہ فیسوسین منحل نہ ہو یعنی حنفیہ نہ ثابت ہوگا بخلاف بیع کے اسکو کہ مقصود  
بیع سے ملک اور ملک تو بیع فاسد سے ثابت ہو جائیگی اور جہاں جہاں بیع کے جہاں جہاں فاسد سے بھی حنفیہ نہ ثابت ہوگا لو کان ذلک کلہ  
فی اللذ کان تزوجت او صحت فغیر علیہما ای الصحیح والفاسد لانہ اشبارا در اگر وہ بیع نکاح اور صوم اور صلوة اور حج زمان ماضی میں ہو جائیگی  
لان تزوجت یا ان صحت تو وہ دو پر حمل ہوگا یعنی کام صحیح اور فاسد اور صوم صحیح اور فاسد دو صورت ثابت ہوگا اسکو کہ زمان ماضی کی قسم ہے  
یعنی ماضی سے خبر دیا مسی کا مقصود ہونا ہونہ علت اور تو انکام کام اور صوم وغیرہ کا صحیح اور فاسد دو فیہا بر بلا جائیگی طحاوی نے کہا کہ شام کی  
تیمیل یعنی ان تزوجت یا ان صحت صحیح نہیں اسکو کہ یہ ماضی نہیں بلکہ مستقبل ہے اسکو کہ تعلیق ہے تو بہترین مثال دینا تھا کہ تزوجت و صحت صحیح  
اس نے اپنی بی بی سے نکاح الفارین ماضی کی یون مثال دی جو ان کنت تزوجت او صحت یعنی اگر میں نکاح کیا ہوں یا نماز پڑھی ہو یا روزہ رکھا ہو یا حج  
کرتی ہوں صحیح صلیق لانہ النکاح المعقود بذاتہ ہوا اگر ماضی کے نکاح سے کام صحیح کا ارادہ کرے گا تو اسکی تصدیق ہوگی قاضی کے نزدیک اسکو کہ  
صحیح نکاح تو کام مقین ہے کذا فی المنع من الہدایۃ اسکو کہ مقصود نکاح یعنی علت صحیح پر شرط ہے نکاح کا حکم جائز کیا اور ظاہر ایسی حکم صوم اور صلوة  
میں بھی ہوگا انی الطحاوی ان لہ اذہ هذا الرقی فکذا فاعش المولی اذہم فیہ تدبیر لفظا فلا یجفت بالمعقود فحۃ او استولد لامیہ  
لحقن الشرط بقوادیر علیہ البیہ حتی لو قال ان لہ ابدک فانت لک ذکرا و استولد عتق اگر میں نہ بیچوں اس غلام کو تو میں اسکو بی بی لڑا دیا

بی بی کے نکاح کا حکم صحیح ہے اگر بی بی کا نکاح صحیح ہے تو بی بی کا نکاح صحیح ہے

یا اینو غلام کو بتدبیر مطلق برکریا یا نویدی کو ام ولد بنایا تو حائض ہوگا بسبب متفق بر شرط کے محل بیع کے فوت ہو جانے سے یعنی بسبب اہتمام یا تدبیر مطلق یا ہستیا کے  
 ملوک لائق بیع کے نہ ایمان تک کہ اگر یون کہیں یا غیر ملوک سے کہ میں تمکو بیع کر دوں تو تو آزاد ہو پھر اسکو مدبر مطلق کیا یا ام ولد بنایا تو وہ آزاد ہو جاوے گا کیونکہ  
 کہ شرط یا بی گئی یعنی قدم بیع مصنف نے تدبیر مطلق کی قید لگائی تو تدبیر مطلق حائض بنوگا کہ فی الغم اسو اسکو کہ متعین قبل وجود شرط کے بیع جائز ہو ولا  
 یعتبر تکرار التی بالکذا لانه موہوم اور متبرنین تکرار رقی یعنی اعادہ ملکیت کا بسبب ارتداد کے اسو اسکو کہ وہ امر موہوم جو ہم شارح نے یہ دفع  
 دخل کیا مقرر یہ حال یہ ہے کہ متفق اور مدبر اور ام ولد کی بیع ممکن ہو سطر م کہ وہ مرد ہو جاوے اور دارالکوب میں جائیں اور پھر گناہ موادین اور موکی ملکوں کو  
 یا جس قاضی کے نزدیک مدبر کی بیع جائز ہو جو ازیم مدبر کا حکم ہو تو متفق شرط کا حکمت یہ کہ فوت ہونے سے نہ پاپا گیا پیر حائض کیونکہ موکا شام اسکا جواب یا کہ  
 اعادہ رقی کا ارتداد اسو امر موہوم ہو تو لائق اعتبار کے نہیں ملوگا کہنے کا جب یہ معلوم ہو تو شارح کو متناصب کہ یون کشاکش ولا یعتبر تکرار التی بالکذا ولا افضل  
 ریمیک الیہ تکرار دفع دخل جانا قال لہ امر ائہ تزوجت علی فقال کل امرأۃ طالق طلقک لکلفہ بکسر اللام وعن الثالث لا وحیہ النکاح  
 وفي جامع قاضی خان وبہ أخذ عاکہ مشائخنا وفي الذخیرۃ ان فی حال الغصب طلقک والاکا کہا اور اسکی عورت کو تو نے مجھ پر دو ملک کا  
 کیا سو زوج نے کہا کہ جو عورت میری ہو وہ مطلقہ ہو تو مخالفہ کبیر لام یعنی جس عورت نے اپنی زوج کو مطلق دلا یا وہ مطلقہ ہو گئی امام مظہر اور محمد کے نزدیک اسو اسکو کہ کل امرأۃ  
 میں وہ بھی داخل ہو اور ابو یوسف کے یہ روایت ہو کہ مطلق دلا والی عورت مطلقہ نہیں اسو اسکو کہ بقرینہ ولا حال وہ عورت کلیہ مذکورہ سو مستثنی ہو اور اسی قول کو  
 صحیح کہ اسے خرسنی اور جامع قاضی خان میں جو کہ اسی قول کو اکثر مشائخ نے لیا جو اور ذخیرہ میں یون تفصیل مذکور ہو کہ اگر زوج نے نکاح غصب میں یہ مطلق کیا تو وہ  
 ہی مطلقہ ہو اور نہیں تو وہ مطلقہ نہیں ملوگا کہنے کا کہ محل خلاف اس صورت میں جو جب بیع نے اسکی طلاق اور عدم طلاق کی نیت کی ہو اور اگر نیت کی تو بالطلاق  
 مرافق نیت کے مکرم ہوگا ولو قبل لہ الکف امرأۃ غیر ہذا المرأۃ فقال کل امرأۃ طالق فہذا لا تطلق ہذا المرأۃ لان قولہ غیر ہذا المرأۃ لا  
 یجتمہل ہذا المرأۃ فلم تداخل تحت کل لفظ ولا دل اور اگر زوج کسی نے کہا کیا تیری کوئی اور عورت ہو سو اس عورت کے سو اسکو کہ جو عورت میری  
 سے سو وہ مطلقہ ہو تو یہ عورت مطلقہ نہ ہوگی اسو اسکو کہ قول اسکا غیر ہذا المرأۃ احتمال نہیں رکھتا ہذا المرأۃ کا یعنی جب کہا سو اس عورت کی تو یہ عورت  
 اسکو شامل نہیں تو کل امرأۃ کے تحت میں نہ داخل ہوئی تو فقہ یہ کلام یون ہوئی کہ کل امرأۃ غیر ہذا المرأۃ فی طلاق نکاحات اول مثال کے کہ وہ ان کل امرأۃ  
 میں مختلف داخل ہو **فوق** متفرق علی الخواتم لغوات الحلق جنہ مساکل لمعہ شارح جو حائض ہونے پر متفرق ہیں بسبب فوت ہونے محل میں کے بخوان  
 لو نصبتی ہذا فی ہذا العقی فانت طالق فکسر کہ چنانچہ زوج کا یون کہنا زوج سے کہ اگر تو اس برتن سے مثلاً یا بی نکرا و سو اس میں یون تو طلاق ہے  
 پر عورت کے اسکو توڑ دینے تو حائض ہوگا اسو اسکو کہ وہ برتن جو نکاح سے یا بی وغیرہ کا بٹا اور پھر کہنا متصور مراد ان کو تذبذب فی قیاق ہذا النکاح فانت  
 کذا فطارک النکاح طلقک یا بیہ تدبیر ہوگا اگر نکاح کو اس کو توڑ دے تو مطلق ہو پھر کہ توڑ دے تو مطلق ہوگی قال لکیر کہ ان تزوجتک فکسر نکاح تو مطلق ہوگا  
 بحیث لا یمیکہ تنصہ الی حایتہم کما مر فی ابی محمد عورت سو کہ اگر میں تمکو نکاح کر دوں تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس سے نکاح کیا تو حائض ہوگا  
 اسو اسکو کہ میں اسکی منفرد ہوئی اسکی طرف جو نکاح یعنی عقد اگر بے فاسد ہو حلف لایزق بک بالکوفہ وحقہ خاسر کا لایان المقدر مکان  
 العقد قسم کما ہی کہ کو فی من نکاح کر گیا تو اسکو بے عقد نہ ہوگا اسکو کہ بے عقد کا مکان جو ہم بحر الائق میں جو قسم کما ہی کہ کو فی من نکاح کر گیا پھر  
 نکاح کا ارادہ کیا اور مرد دو نو کو فی من ہیں تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ مرد اپنی طرف سے ایک وکیل کو عی اور عورت دوسرا وکیل اپنی طرف سے کرے  
 پھر دو وکیل شہر بہر کل کر نکاح کریں تو حائض حائض نہ ہوگا اسو اسکو کہ بے عقد کا مکان جو کہ فی الطلاق ان تزوجتک فکسر نکاح فانت طالق امر ائہ  
 شر مزوجہا نانی لا تطلق اعتبارا باللعرین وقیل لطلق اگر میں شیب سے نکاح کر دوں تو اسکی عورت مطلقہ ہو پھر اس نے اپنی زوج کو طلاق دی  
 پھر اس سے نکاح کیا دوسری بار تو وہ مطلقہ نہ ہوگی باعتبار غرض کے یعنی شکم کو فی سے غیر زوجہ مقصود تھا اور دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقہ ہوگی باعتبار  
 عمر منقطع کے حلف لایان و بیہ من بنات فلان و لیس لفلان نیت لا یجوز عن ولایت لہ یعنی قسم کما ہی کہ مثلاً زید کی بیوی سے نکاح کر گیا اور

اگر بیعت کا وقت نکاح کے بعد ہو تو بیعت باطل ہے

اگر بیعت کا وقت نکاح کے بعد ہو تو بیعت باطل ہے

ماکانہ زید کے کوئی بیٹا نہیں تو عانت نہ ہو گا زید کی اس بیٹی کے نکاح سے جو بعد میں کے پیدا ہوئی کذا فی البحر المحیط نے کہا شاید قول محمد کا ہی اس اصول کو مانتے ہیں فتح القدیر سے یہ منقول ہے کہ کسی کے زید کے والد کا ایک ولد پیدا ہوا اور عانت ہو گیا تو طرفین کے نزدیک عانت ہو گا اور محمد کے نزدیک عانت نہ ہو گا اس اصول کو اصل یہ ہے کہ محمد کے نزدیک وجود والد وقت میں معتبر ہو اور طرفین کے نزدیک وقت حکم کے للنگرۃ عند خل تحت الذکر والمعرفة لا عند خل تحت الذکر فلو قال ان دخل هذا الدار احد فلان الدار له او لغيره قد خلتها الحال فحسب للنگرۃ عند خل ہوتا جو بیٹے نہ کرے اور معرفہ داخل نہیں ہوتا جو بیٹے نہ کرے تو اگر کہا اگر داخل ہو گا اس گھر میں کوئی تو ایسا ہو گا اور وہ گھر مال کا ہو یا اس کا غیر کا ہر اس گھر میں عانت داخل ہوا تو عانت ہر گاہ سبب تک عانت کا معنی یعنی حالت ہے تاہم قول مذکور میں بلفظ معرفہ نہیں مذکور کیا تو عانت نہ ہو الذا تحت نہ داخل ہو گیا یعنی ہر کے لفظ میں جبکہ ترجمہ کوئی ہو وہ بھی شامل ہو گیا بوجہ تاعدہ مذکورہ ولوقال جاری ودارك لا حینت لکالغیر لنعرفہ اور اگر یوں کہا کہ اگر داخل ہو گیا ہے گھر میں یا غیر ہو گھر میں کوئی تو حینت نہ ہو گا عانت کے داخل ہونے سے سبب تعریف عانت کے معنی عانت معرفہ جو سبب یا جو حکم کے تحت نہ داخل ہو گا عانت نے کہا یہ شارح نے لفظ داری کا بیان کیا نہ دار کا تو اس کو مناسبتاً یوں کہنا لا حینت لکالغیر والحق یہ لنعرفہا یعنی اگر یوں کہا کہ ان داخل دار کا احد تو ان گھر میں عانت کے داخل ہونے سے عانت نہ ہو گا اس اصول کو مخاطب معرفہ جو سبب تک خطاب کے تو احد کے تحت میں نہ داخل ہو گا وکن الوقال انکس هذا الرا من احد و اشار الی راسہ لا یحسب لکالغیر بمشہ لایہ متصل بہ خلقہ کان معرفۃ اذ فی من المعرفة بالاضافۃ لیس ذکر المصنف قبیل بالیہیین فی الطلاق معنی لکالغیر اور یہ طرم اگر کہا کہ اگر جو کسی اس کو کوئی اور اشارہ کیا نہ حکم نے اپنی سرکیرت تو عانت اس کو جو نے عانت نہ ہو گا اس اصول کو متصل ہر طرف سے جاری پیدا ہونے کے تو وہ معرفہ ہوا تو ہی ترا ضافت کے معرفہ کو کذا فی البحر یعنی تعریف سر کی پیشا رہ کر نیسے تو تیرہ داری کی اصناف سوا ما و سکو مصنف ذکر کیا ہوا باب الیہین سے پہلے طلاق میں ہشیاہ کی طر اشارہ کر کے لایہ النسیۃ فی العلم کان کلہ علام محمد بن احمد احد فکذا دخل الحاکم لو هو کذا لک الجواز استعمال العلم فی موضع النکرۃ فلم یخرج لکالغیر من عموم النکرۃ لیس معرفہ داخل نہیں ہوتا تحت نہ کر کے گرفت کر نہیں اور نام میں داخل ہوتا جو بیٹا نہ اگر کلام کر گیا محمد بن احمد کے غلام سے کوئی تو زوجہ اس کی مطلقہ ہو عانت داخل ہو گا تحت نہ کر کے اگر وہ ایسا ہو گا یعنی اگر عانت کا نام ہی محمد بن احمد ہو گا اور وہ بھی اپنی غلام سے کلام کر گیا تو عانت ہو گا سبب جائز ہونے استعمال نام کے بجا نہ کر کے تو اس وجہ سے عانت عموم نہ کر کے نہ نکلا کذا فی البحر جب استعمال نام کا بجا نہ کر کے جائز ہوا تو میں مذکور کی یوں تاویل ہوئی کہ اگر کوئی کلام کر گیا اس عروہ کے غلام سے جو کلام محمد بن احمد نے تو جب کا نام محمد بن احمد ہو گا اس کا غلام اس میں داخل ہو گا کذا فی الطحاوی قلت وفی لاشبہا المعرفة لا تدخل تحت النکرۃ لایہ المعرفة فی الخبر فدخل فی النکرۃ والیہ فی موضع الشرط کان دخل جاری هذا احد فالتی طالق فدخلت طلقت ولودخل هو لم یحسب لایہ المعرفة لا تدخل تحت النکرۃ وقامۃ فی القسم الثالث من ایمان ظہیر علیہ شارح کتاب ہشیاہ میں ہے کہ معرفہ داخل نہیں ہوتا تحت نہ کر کے مگر وہ معرفہ جو جزا میں واقع ہو یعنی معرفہ اس نہ کر کے میں داخل ہوتا جو شرط کے محل میں واقع ہو چنانچہ اگر داخل ہو گا کوئی میری اس گھر میں تو تو مطلقہ ہو زوجہ اس کی داخل ہوئی تو وہ مطلقہ ہو گی اور اگر زوج عانت داخل ہو گا تو عانت نہ ہو گا اس اصول کو معرفہ داخل نہیں ہوتا تحت نہ کر کے اور پوری تقریر اس کی ایمان ظہیر کی قسم ثالث میں جو ہم موی ہشیاہ کے محشی نے کہا کہ زوجہ اگر معرفہ جو بیٹا خطاب لیکن وہ جزا میں واقع ہو تو اس کا دخول اس نہ کر کے تحت میں جو شرط میں واقع ہو متنع نہیں اس اصول کو وہ جواز مند و مختلف کلام کے ہیں اور یہ طرم شرط کا معرفہ جزا کے نہ کر کے تحت میں واقع ہوتا جو کذا فی الطحاوی بملات داخل زوج کے تحت نہ کر کے کہ وہ جائز نہیں اس اصول کو ایک ہی جملہ میں یعنی شرط میں دو نو اتم میں و یجب سجدہ او عمر ما شیکما من بلایہ فی قوله حل الشئ الی بیت الله والکعبۃ و اراق دما ان یکلی داخلہ النقص ولو ادا دبیت الله بعض المساجد لم یکن مہ شئ اور وہ جب ہو گا جو یا عمر پیدل جگر اپنے شہر سے اس قول میں کہ مجھ پر عیب پیدل چلنا بیت المقدس یا کعبہ تک اور جانور ذکر کرے اگر ادا میں اور ہو اس اصول کو اس سے نہ ذکر میں نقصان داخل کیا اور اگر لفظ بیت اللہ بعضی مسجد کا ارادہ کر گیا تو اس پر کعبہ لازم

نہ قضاء نہ واپس اسلو کہ اسنے اپنی کلام کے حقیقی معنی ارادہ کیا مستثنیٰ یا قید کہا تو اگر کسی کے اندر یا کہیں اور کہیں تو اس پر حج یا عمرہ واجب ہوگا  
چنانچہ ہر ایسے میں مصر ہے اسلو کہ ایجاب حج یا عمرہ کا اعتبار مدلول لفظی اسکو استلزام کے نہیں اور نہ باعتبار ہمارے اور نظر غالب کے بلکہ اعتبار کے ہے  
یعنی علی المشی للی بیت اللہ ایجاب حج یا عمرہ میں مروج ہے تو ہمارے لغوی حقیقت عرفیہ ہو گیا ہمہ اس قول کے کہ علی حجہ أو عمرہ کذا فی المنہ ولا شیء بعید  
لشئ وجہاً واللہ ہابئ بیت اللہ والمشی الی الحرم والی المسجد الحرام والی الکعبۃ اومیزا اہلکوا الصفا والمروة او من لیلۃ او من  
لعدم العرب اور یوں کہنے میں کہ حج واجب ہے کلنا یا بانابت السنہ یا جہنا حرم تک یا مسجد الحرام تک یا کعبہ کے دروازہ تک یا نیک یا صفا مروہ یا نزلہ یا  
عرفات تک کہ حج واجب نہیں نہ حج نہ عمرہ صمیم عرت یعنی مسائل مذکورہ میں اور سلسلہ سابقہ میں کوئی وجہ فرق کی نہیں ہوا میری حرکت لا یشق عبد قبل الہ ان لہ  
الحج العاکر فانت سخرت فقال حججت وانا لبتا کھدین فشدت اجنحہ لا ضحیہ بکوفہ لو تقبل لقیامہا علی نعلی الحجۃ الخ  
لا تدخل تحت القضاء وقال علی یعق ورجعہ الحال آزاد ہو گا وہ غلام جس سے یوں کہا گیا یعنی اسکو مرئی نے کہا کہ اگر میں ابی سال حج کر دوں  
تو تو آزاد ہو جاؤں گی نے کہا کہ میں نے حج کیا اور غلام اسکو حج کا منکر ہوا اور دو گواہ لایا سو دو سو کو فہمیں اسکو قربانی کر لینی گواہی دی تو یہ  
گواہی مقبول نہ ہو گی بسبب قائم ہو نیسے نفی حج پر اسلو کہ قربانی کرنا حکم قاضی کے تحت میں داخل نہیں اور محمد نے کہا کہ غلام نہ آزاد ہو گا اور ترجمہ  
اسے اس قول کو کمال الدین نے فتح القدیر میں ہم چند ظاہر میں نہایت کی گواہی ہے یعنی کو فہمیں قربانی پر لیکن مقصود اس سے نفی حج پر اسلو کہ کو فہمیں  
دور ہر کعبہ سے تو جو شخص یوم النحر کو فہمیں ہوا اسکا پیچھا اوس سال کے حج میں نہیں ہو سکتا اور اثبات قربانی کا قاضی سے متعلق نہیں تو یہ گواہی نفی حج  
کی گواہی کی نہ ہو گی اور حالانکہ نفی کی گواہی مقبول نہیں اور خلاصہ ترجمہ فتح القدیر یہ ہے کہ یہ گواہی نفی نہیں بلکہ امر وجودی پر ہے جو متضمن ہے نفی کا  
تو مقبول ہو گی حلف لا یصوم صوم ساعۃ بنیتہ وان اقل لوجود شرطہ قسم کھائی کہ روزہ نہ رکھیں گے طوالت ہو گا ایک ساعت کے صوم  
سے بشرطیت صوم اگرچہ بعد ساعت کے اوس نے روزہ توڑ ڈالا بسبب اسکا یا جو شرط کے یعنی شرط ایک ساعت کے اسکا سو ہی باقی گئی ہو گی  
کہ صوم عبارت ہو اسکا مفطرات سے بعد تقرب کذا فی المنہ ولو قال لا اصوم صوماً او یوماً حنث بیوم لا ینقض فیہ صوم لکامل اور کہا  
کہ لا اصوم صوماً یعنی بعد نفل کے معصوم کو مرکا ذکر کیا یا یوں کہ نہ روزہ رکھوں گا ایک دن تو پھر سو ایک دن روزہ رکھوں گے طوالت ہو گا نہ کتر سو اسلو  
کہ لفظ صوم کا مطلق ہو تو فرد کا لکھ طرٹ منفرد ہو گا اور صوم کامل نہیں ہوتا بدین رات کے نیسے اور لا اصوم یوماً میں لفظ یوم کا خود صریح ہے  
تقدیر بدین میں کذا فی الطوالت حلف لیصوم فی هذا الیوم وكان بعد اکلہ وبعد الزوال صححت الیہا ان صححت للحال ان الیہا لا تعین  
الصحة بل التصویق کتھوڑہ فی الناس سے قسم کھائی کہ مقرر روزہ رکھیں گے اس دن میں حالانکہ بعد کھانا چکنا یا بعد زوال کے یہ کہا تو قسم صمیم ہو گی اور  
فی الفرع حاث ہو جاوینا اسلو کہ انعقاد میں کا صحت پر مستند نہیں بلکہ تصور پر اندھ تصور صوم کے ناسی میں صوم یعنی صوم بعد الاکل والزال ناسی  
میں مستند ہے یعنی جو صائم بول کر کہا گیا تو اسکا صوم باوجود اکل کے موجود ہو یا تصور صوم اوس ناسی کا بعد زوال کے جو نیت کرنا بول گیا کذا فی الطوالت  
وهو کما قال لا مرأۃ ان لو قسم فی الیوم فانت کذا فحاضت من ساعۃ ما بعد ما صلت رکعة فان الیہا تصح وتطقی فی الحال لان جزئ  
الدم لا یحتمل کاف لا استیضاۃ بخلاف مسئلۃ الکوز لان محل الفعل وهو الماء غیقا ثم اصاب لا یتصور وجوبہ اور وہ یعنی مثال سابقہ  
ہند اس مثال کے ہو کہ نماز میں نے اپنی زوجہ سے کہ اگر تو آج نماز پڑھیں تو تو مطلق ہو جاوینا سو وقت اسکا حیض جاری ہو گیا یا ایک رکعت بعد جاری  
ہوا تو یہ بین صمیم ہو اور زوجہ اسکی فی الحال مطلق ہو گی اسلو کہ جاری ہونا خون کا مانع صلوۃ کا نہیں چنانچہ استیضاۃ میں بخلاف مسئلۃ الکوز  
یعنی قسم کھائی کہ اس کو روزہ سے باقی ہو گا اور حالانکہ دسین باقی نہیں اسلو کہ محل فعل کا یعنی باقی اوسین مطلقا موجود نہیں تو یہ بین کسی وجہ سے  
مستور نہیں حنث فی لا یصل برکعتہ بنفس السجود اور اس قسم میں کہ نماز پڑھیں گے طوالت ہو گا ایک رکعت کے ارادے سے بجز عمدہ کر نیسے اسلو  
کہ صلوۃ عبارت ہو ارکان مختلفہ سے اور تمامی ارکان کی سجدہ پر ہو اسلو کہ عند التعمیق قعدہ اخیرہ ارکان صلیب میں داخل نہیں فتح القدیر میں کما حق

کہ اگر ان حقیقہ نماز کے پانچ میں اور قعدہ رکعتوں کے بعد جو رکعتیں صلوٰۃ کے بعد ہیں اور اسکی رکعتیں معتبر نہ ہوں گے کذا فی الفہم اور  
 نہ انفاق میں قعدہ کو شرط قرار دیا ہو نہ کن تو بطریق اولیٰ حث میں اسکا اعتبار نہ ہوگا بخلاف ان صلیت رکعت فانت شکر لا یعقوب الا بالاولیٰ الشفع  
 یحقق الکرکۃ بخلاف اس میں کہ اگر تو ایک رکعت نماز پڑھ گیا تو تو آزاد ہو اور آزاد ہوگا وہ گناہ کی پہلی رکعت سے تارکعت ثابت ہو مگر ہر چند اس مثال میں  
 رکعت اولیٰ چہ نہ دو رکعت پر لیکن بدون دو رکعت کے شرطاً تحقق رکعت اولیٰ کا مستور نہیں اسو اسکو کہ فقط ایک رکعت کا اور اگر نامعلوم ہو تو ایک رکعت  
 پڑھ کر کلام کر گیا تو غلام آزاد ہوگا کذا فی الطحاوی و فی لا یصلی صلوٰۃ یشفع وان لم یفعل اور اس میں کہ لا یصلی صلوٰۃ دو رکعت پڑھنے سے  
 حاث ہوگا اگرچہ اس نے قعدہ نہ کیا ہو اسو اسکو کہ قتم القدر سے منقول ہو چکا کہ وہ رکعت اصل نہیں نماز کا بخلاف لا یصلی الظهر مثلاً فانہ یشترط  
 الغتہ بخلاف اس قول کے کہ نماز گھر کی مثلاً نہ پڑھ گیا تو اسکی حاث ہونے میں تشدد مشروط ہو تشدد سے مراد تشدد خبری اسو اسکو کہ طہر میں  
 کہ اگر چار رکعت فرض کے نہ پڑھنے کی قسم کیا و یا حاث نہ ہوگا تا وقتیکہ چوتھی رکعت کے بعد تشدد نہ ہو کذا فی الطحاوی و حث فی لا یوعم احداً باقتلام  
 قوم بہ بعد شریعہ وان وصلیۃ قصد لا یوعم احداً الا انہ اصغر من قسم میں کہ کسی کی امامت نہ ہوگا حاث ہوگا قوم کی قسم اگر نیسے ساتھ  
 اسکو بعد شریعہ کرنے حاکم اگرچہ اس نے کسی کی امامت کا قصد کیا ہو اسو اسکو حاث ہوگا کہ وہ امام نہ ہوگا اسو اسکو کہ امامت میں نیت است  
 کی شرط نہیں ہے بلکہ فقط ان نواہی ان لم یوعم احداً اور حاکم کی فقط و یا نیت تصدیق ہوگی اگر اسکی نیت کر گیا یعنی اس نیت میں رہا  
 تصدیق ہوگی کہ کسی نیت نہ کر گیا وان اشہد قبل شریعہ لا یوعم احداً لا یحث مطلقاً لا دیانۃ ولا قضاء و حث لا قتل و لو ف  
 للجمعیۃ استخساناً اور اگر حاکم نے گواہ کر لیا قبل ان پڑھ کر کے نماز کر کہ وہ کسی کی امامت نہ کر گیا تو کسی طرح حاث نہ ہوگا نہ دیانۃ اور نہ قضاء اور نہ  
 مقتدر کی صمیم ہوگی اگرچہ نماز جمعہ میں یہ واقعہ ہوا ہو تا برس استخوان کے وہ استخوان کی یہ ہو کہ نماز جمعہ میں جماعت شرط ہے بدون نیت امامت کی  
 ماضی کا لا حث لو اتمم فی صلوٰۃ الجمارۃ او یحذف التلاوة لعدم کمالها جیسو حاث نہیں ہوا اگر امامت کی قوم کی نماز جنازہ و کعبہ  
 تلاوت میں سبب ہے عدم کمال کے یعنی لا یصلی صلوٰۃ کی حلف مطلق منصرف ہو فرد کمال کی طرف اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت جیسو ہم رکوع وغیرہ  
 کے نماز کمال نہیں بخلاف التلاوة فانہ یحث وان کانت الہامۃ فی النوافل منہا عنہا بخلاف نماز نفل کے کہ اسکی جماعت کرنے سے  
 حاث ہوگا اگرچہ امامت کرنا نفل میں ممنوع ہو جماعت نفل کی اور وقت ممنوع ہو جب کہ بطریق تداعی ہوتا ہے یہ ہو کہ چار مقتدی ایک امام کے  
 پیچھے نماز پڑھیں کذا فی الطحاوی و فی مسائل لم یشرک ان صلیت فانت شکر فانت شکر فانت شکر وانک المولیٰ لم یقین لا مکان الوقوف  
 علیہا بالاحتمال اگر تو نماز پڑھ گیا تو تو آزاد ہو اور غلام نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی اور مولیٰ نے اسکا انکار کیا تو آزاد ہوگا اسو اسکو کہ اس پر مطلع ہونا  
 ممکن ہے بلا مشقت قال ان ترک الصلوٰۃ فانت طالق فصلتہا قضاء طلق علی لا ظہر ظہیرہ کیا زوج نے کہ اگر تو نماز کر کہ کر گی  
 تو طالق ہے سو اس نے قضا کی نماز پڑھی تو وہ مطلق ہوگی بقول المرکز فی الظہیر یہ حلفاً استحق صلوٰۃ عن وقتہا و قد نام وقضا کا ظہر  
 الا باقانی عدم حثہ لحدیث فان ذلک وقتہا قسم کما می کہ اپنی نماز کو اسکو وقت سے موخر کر گیا اور حالانکہ وہ سو گیا نماز کے وقت پہر اسکو  
 اتنا کیا باقانی نے اس کے عدم حث کو قوی کیا ہے اس حدیث کی دلیل سے فان ذلک قتا یعنی جو نماز کی وقت سو گیا یا بھول گیا تو جب بگایا یا پڑوسی  
 تو وہی اسکا وقت ہو علیٰ کہ ہمارا ایمان کا عرف ہرچہ اور عرف میں اسکو موخر کرتے ہیں اگرچہ قضاء کرے اجتماع حدیثان فالظہر ظہیرہ  
 رد حدیث جمع ہونے تو طہارت دونوں سے ہوگی ہم قسم کما می کہ تمبیس سے وضو کر گیا پہر اسکی ناک سے خون نکلا پہر اس نے شباب کیا پہر اس نے وضو  
 کیا تو حاث ہوگا اسو اسکو کہ دو نو حدیث کی طہارت ہوئی حلف کی صلیتین هذا الیوم خمس صلوٰۃ بالجما حہ و شایعہ امرۃ ولا یقین  
 یصلی الظہر والعصر جماعۃ شریعہ ما تم غایتہ فیصل کا غربت ویصلی المغرب العشاء جماعۃ فلا یحث قسم کما می کہ البستر  
 اس ن میں پانچ وقت کی نماز جماعت سو پڑھ گیا اور اپنی عورت سے قرب کر گیا اور غسل نہ کر گیا تو اسکی تیرہ سو کہ فجر اور ظہر اور عصر کی نماز جماعت سے







اِنَّ غَمْتَ طَعْنُكَ اَوْ فَرِيقَتِكَ فَكَذَلِكَ اِذَا اُخْتَبِرَ اَكْثَرُ دَنَدَنَةٍ كَمَا رَوَى زَوْجِي الْاَكْبَرُ مِنْ نَبِيِّ كُرَيْسٍ يَانْبِرُ فَرَشَ بِسُودَنْ تَوْنُو مَطْلَعِي هِيَ نَوَافِثُ دَنَانِ  
 زَوْجِي كَاثِبِي هُوَ كَاثِبِي اَكْرَأُ سَا اَكْثَرُ دَنَانِ فَرَشَ بِرُكْبَانِ اَدْبَرِ مَشِيَا تَوْنُو مَطْلَعِي هِيَ كَذَانِي اَلْطَهْطَهْ وَهِيَ عَنْ يَمِينِ  
**من الباب الیہ فی الضرب والقول غیر ذلک** مَا يَكْسِبُ اَنْ يَدْخُلَ مَسْجِدًا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكْسِبُ مَسْجِدًا بِانْ يَضْرِبَ وَفِي قُل  
 وَغَيْرِهِ كِي قَسَمِ مِنْ شَارِحٍ مَنَاسِبٍ يُونِ تَهَا كَمَا سَبَابُ كُوَسْلُ شَيْءٍ كَرْتَمِيرِ كَرْنَا اَوْ مِنْ تَشْطِلِ وَالْاَكْثَرُ فَوَافِيقُ ذَلِكُ كَايَانِ هِيَ الْاَصْلُ هَذَا اَنْ مَنَاسِبًا مَرَكُ  
 الْمَيْتِ فِيهِ اَلْحَيُّ فِيهِ عَلَى اَلْمَلَكَيْنِ الصَّوْبِ وَالْحَيَاةِ وَفَا اَخْتَصَّ جَالَهُ الْحَيَوَاتِ وَهُوَ كُلُّ فَنَلٍ يَلِيْلُ وَيُوْلِيْلُ وَيُغِيْلُ وَيُغِيْلُ كَيْتَمُ  
 وَتَقْبِيلُ تَقْبِيلًا شَرَفٌ فَرَحٌ عَلَيْهِ تَا مَدَّ هِيَ اَنْ يَحْمِي هِيَ كِي جَسَدٍ مِنْ مَرْدٍ وَشَرِيكٍ هِيَ زَنْدِ هِيَ كَا تَوَاسِي قَسَمِ دَوْنُوْنَ مَا تَوْنُوْنَ بِرَدَقَمِ هِيَ مَوْتِ مِنْ  
 بَحِي اَدْبَارِ مِنْ بَحِي اَدْبَارِ كَمَا مَرَكُ حَالَتِ زَنْدِ كُو مَخْصُوسٍ هِيَ مَعْنَى جَوْفَلِ كَا لَتِ وَهِيَ اَوْرَدُ وَبُورِجَا وَهِيَ اَوْرَجِدُ كَرِي اَوْرَجِشِي خَشِي خَانِجَا كَالِي دِيَا اَوْرُوسِ لِيَا  
 اِيْسِي اَمْرِي قَسَمِ مَقْدَرِ مَحَبَاتِ هِيَ كِي بِرِ مَصْنُوعَةٍ اِسْ قَا مَدَّ بِرَا يَنَا قَوْلِ مَتَرَعٍ كِي هَلُو قَالِ اَنْ مَضْرُوبَاتِ اَوْ كَسْبَاتِ اَوْ كَلَمَاتِ اَوْ دَخَلَتْ عَلَيَاتِ اَوْ  
 قَبْلَكَ تَقْبِيلُ كُلِّ مَنَاسِبٍ بِالْحَيَوَاتِ حَقٌّ وَكُنْ بِاَلْاَمَلِ اَوْ عِنْمَا لَمْ يَحْتِ بِهِيَ لَهَا كِي لَيْتِ نَا كَرِيْنِ كِي يَكُنْ كَا كَرِيْنِ تَجْوَ اَرْدُوْنَ بِاَلْجَوَ كَسُوْ دُوْنَ بِاَلْجَمْعِ  
 سَ كَامِ كَرُوْنَ يَانْبِرِي بِاَسْ اُوْنِ يَانْبِرَا بُوْسَ لُوْنِ تُوْبِهِ هِيَ اِيْكُ قَوْلِ مَقْدَرِ زَنْدِ كِي هُوَ كَا سَهَابُ كَلِكُ اَكْرَانِ اَفْعَالِ سِوَا طَلَقِ يَخَافُ كُو مَطْلَعِي كِي كَا تَوَاحُثِ هُوَ كَا  
 اِنْ اَفْعَالِ كِي كَرْنَسَ سُو مَخْصُوسَةٍ كِي هُمُ تَعْلِيْقُ طَلَقِ يَخَافُ اِنْ اَفْعَالِ بِرُوْنِ كِي كَرِيْنِ تَجْوَ اَرْدُوْنَ يَا كَسُوْ دُوْنَ بِاَلْجَمْعِ سُو كَلَامِ كَرُوْنَ يَانْبِرِي بِاَسْ اُوْنِ يَانْبِرَا  
 بُوْسَ لُوْنِ نَوَاوَسْ كِي زَوْجِي مَطْلَعِي هِيَ يَا غَلَامُ اَسْ كَا اَزَادِ هِيَ بِرِ مَخَالِصِ فَرِيكِي بَعْدَ ضَرْبٍ وَغَيْرِهِ دَاخِعِ كِي تَوَاحُثِ هُوَ كَا ضَرْبٌ هُوَ اسْلَمِيَّتِ مِنْ نَهِيْنِ هُوَ سَكْنِي كِي فَرْبِ  
 عِبَارَتِ هِيَ فَعْلٌ وَدَرَاكِ سُو بِاَسْتِمَالِ لَ اَدْبَرِ سُو حَالًا كِي مَيْتِ مَحَلِ اِيْلَامِ اَوْرَدَاوِ بِنَهِيْنِ اَوْرَمِيَّتِ كُو حَرْفِ تَابِ تَابِ تَوَاوِ سُو جَمْعُ عِلْمَا كِي زَنْدِ كِي زَنْدِ كِي  
 عَطَا هِيَ هِيَ بِقَدَرِ دِيَا فِتْ كَرْنَسَ دَرُوْ كِي اَوْرَدُوْنَ كَا نَابِتِ رَهْنَا شَرْطِ نَهِيْنِ اَهْلِ سَنَتِ كِي زَنْدِ كِي بَلْكَ اَجْزَاوِ مَتَرَعِ مِنْ سِيْجِي حَيَاتِ عَطَا هِيَ هِيَ حَرْفِ كَلِمَةٍ سُو مَعْلُومِ  
 نَهِيْنِ هُوَ سَكْنِي اَوْرَكُوْتِ كِي مَعْلُومِ مِنْ تَمْلِيْكِ مَعْتَبَرِ اَوْرَمِيَّتِ لَانِ تَمْلِيْكِ كِي نَهِيْنِ اَمْرِ كَلَامِ سُو خَرَضِ اَفْعَالِ هِيَ اَوْرَمُوْتِ اَوْرَمِيَّتِ مَنَانِي هِيَ اَوْرَدُوْ دَخَلِ سُو اَوْرَدَاوِ اَكْرَامِ  
 هِيَ يَا نَابِتِ بَا زِيَا رَتِ اَوْرَدُوْتِ كِي بِحَدِّ كُوِيْ بَاتِ مَاسِلِ نَهِيْنِ اَوْرَمِيَّتِ حَالِ هُوَ شَرْعِ اَوْرَجَمَا اَوْرَقَبِيلِ كَا كَا لَانِ اَلْهَدُوْ اَلْمُ اَوْرَقَمِ اَلْقَدَرِ مِنْ نَدُوْ كُوِيْ كِي  
 مَيْتِ كُو سَاعَتِ نَهِيْنِ تَوْنُوْ مَعْنَى نَهِيْنِ اَوْرَدُوْتِ كِي مَيْتِ كِي فَرِيْكِي زِيَا رَتِ هِيَ هِيَ مَيْتِ كِي اَوْرَجَمَا هِيَ هِيَ مَيْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي مَيْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي مَيْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي  
 اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي اَوْرَدُوْتِ كِي  
 قَسَمِ هِيَ اُسْ ذَاتِ پَاكِ كِي حَيْكِي قَابُوْ مِنْ مِيْرِي جَانِ مَعْنَى كِي تَمِ اَلْمُسُوْ زِيَا دَهْ زَنْ نَهِيْنِ سَنَتِ هُوَ اَسْ كَا اِيْكُ جَوَابِ يَهِيْ كَا اِسْ حَدِيْثِ كِي مَعَارِضِ مَعْمُومِ بَحَارِي مِنْ دُوْ  
 حَدِيْثِ نَابِتِ هِيَ كِي عَالَمِ مَقْدَرِ نَهِيْنِ اِسْ رَوَايَتِ كُو قُرْآنِ مَجْدِيْ كِي دَوَا تَوْنُوْ سُو دُكِيَا اَوَّلِ اَيَّتِ يَهِيْ كِي كَرِيْنِ اَلْمُسْمِعِ مَعْنَى اَلْقَبِيْلِ كِي مَعْنَى نَوَسْنَانِ  
 سَكْنَا اَوْرَدُوْ جَوْفَرُوْنِ مِنْ مِنْ اَوْرَدُوْتِ اَيَّتِ يَهِيْ كِي كَرِيْنِ اَلْمُسْمِعِ مَعْنَى اَلْقَبِيْلِ كِي مَعْنَى نَوَسْنَانِ سَكْنَا اَوْرَدُوْ جَوْفَرُوْنِ مِنْ مِنْ اَوْرَدُوْتِ اَيَّتِ يَهِيْ كِي كَرِيْنِ اَلْمُسْمِعِ  
 بِطَرِيقِ فَرْبِ اَلْمَثَلِ تَهَا زَنْدُوْنِ كِي نَهِيْتِ كُو سَلَمِ خَانِجَا عَلِي مَرْتَعِي سُو مَقْوَلِ هِيَ كِي فَرِيْسَانِ مِنْ جَا كَرِ فَرَا يَا كِي تَهَارِي مَعْرُوْنِ كِي كَامِ هُوَ كُوِيْ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ  
 تَقْسِيْمِ هُوَ كُوِيْ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ  
 سَاعِ مَوْنِي رِيْلِ كَرِيْمِ كِي مَخْصُوسِيَّتِ كِي جِبْتِ سُو تَهَا بَارَا اَعْمَا رَتِ كِي كَا فَرُوْنِ كُو شَرِ زِيَا دَهْ هُوَ اَوْرَدُوْ جُو مَعْمُومِ سَلَمِ مِنْ حَدِيْثِ مَرْفُوعِ هِيَ كِي مَيْتِ جَوِيْمُوْنِ كِي  
 اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ  
 تَا حَدِيْثِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ  
 كَمَا كِي جَوَابِ ثَالِثِ نَهَايَتِ خُوبِ جَوَابِ مَعْنَى خُصْرَتِ كَا تَحْمُ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ  
 خُصْرَتِ سُو شَجَاوِ جَوْبِ سُو كِي كَامِ كِي هِيَ حَالًا كِي شَجَاوِ جَوْبِ مَعْلُومِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ  
 اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ اَوْرَدُوْتِ

من الباب الیہ فی الضرب والقول غیر ذلک

خبر من اخبار





لیکن جب ہر اجس کو مدد نہیں کر دیا لہذا اگر کثرت ثانی سے صرف یا ہم سلم میں قبول کرے اور اگر ہر دم کے درہم مستحق کو قبضہ کرنا میرے دہندہ اگر ایک اجازت دے تو جائز ہے لفظ ہر دم اور زبوت کا عربی لغت نہیں لیکن فقہاء میں استعمال ہے کذا فی نہر الفائق لا یدخلو حصلاً لا حصلاً او مستحقاً وسطاً لغت لا یتخلیاً من جنس الارواح و لکن لا یصلی بلعائے ہر دم و سلم لفظی کہ ہر دم کا یعنی حالت ہر دم اگر کسی دین کو اگر کسی کے درہم سے یا سترہ سے بنی پیچ میں غش ہوتا ہو اور کیا اس واسطے کہ دونوں درہم کی غش سے نہیں لہذا اگر کوئی صرف اور سلم میں دیکھو تو جائز نہیں ہم سترہ لغت میں ملے دشتہ یا موبہ سے کہ معنی تین برت دو نورن جائز ہے اور پیچ میں تانیا یا پیل یا پیچ کذا فی نہر العلماء وی نقل مسکن ان التبرع اذ غلبت المروءۃ والاسبقوۃ فلانہ حکم لہا لکن در مسکن نے رسالہ یہ فیہ سے نقل کیا ہے کہ درہم ہر دم میں جب سبیل یا موبہ کا زیادہ ہو تو لینا یا بیعے اور سترہ کا لینا تو حرام ہے اس واسطے کہ وہ تانیا ہے یا ہر تعلقہ ہم اگر ہر دم کو زیادہ کر کے نو غیر کو دینا بدو ن آگاہ کر دیں گے جائز نہیں کذا فی العلماء من ابی السود و ہذا الحدیث للسلال الحسن اللہ جعلوا الزیوف فیہا کما لک الحمد اور مجہد یعنی قضاء دین ان پانچ مسائل سے ایک مسئلہ ہے جن میں فقہانے زیوف کو مانند درہم جدیدہ کے قرار دیا ہے ہم امام احمدی و والی نے کذا اشعہ کے آخر میں ذکر کیا ہے کہ درہم زیوف بجای جدیدہ درہم کے ہیں پانچ عدد نو نہیں پہلی مجہد کہ ایک ہر دم کے گہر مول لیا کہہ سے درہم سے اور قیمت میں زیوف دئی تو شقیم کہہ سے درہم کو اس کو لیا دوسری مجہد کہ ایک شخص ضامن ہو کہہ سے درہم کا اور اوسنی کہہ سے درہم دئے تو کفیل کہہ سے کہہ درہم لیا تیسری مجہد کہ کہہ سے درہم سے کوئی چیز مول لی اور قیمت کہہ سے دی ہر اس کو شقیم سے بیجا تو اس المال جدید ہو گا چوتھی مجہد کہ قسم کہا ہے کہ دین ادا کر گیا ہر زیوف ادا کے تو حالت نہ ہو گا پانچویں مجہد کہ ایک دم کا فرض جدیدہ درہم تھا سو اوسنی زیوف کو لیا اور مرث کر دیا اور بعد مرث کرنے کے اس کو کہہ ٹو ہونے کا علم ہوا تو ہر اوسنی کہہ سے درہم نہیں لے سکتا امام اعظم اور محمد کے نزدیک کذا فی السنن ابی الدین و فی حلقہ ابی الدین لا قضیۃ مالک الیومہ فجاءہ فلا یجد و دفع للقاۃ و لوفی موضع لا فضلہ حدیث یہ فیہ مدینۃ البقیۃ ماث نہر کا فرض دار قضاہ سے یوں قسم کہانے میں کہ لہستہ ادا کر گیا تر مال آج کے دن پہرہ مال کو لایا سو اوسنی فرض خواہ کو نایا اور قاضی کو دیا یا اگر اس مکان میں ہر جہاں قاضی نہیں تو ماث ہو گا اسی پر فتویٰ ہے کذا فی فیتہ الفتی و کذا ابیہ لو وجہ فاعطاه فلم یقبل فوضعه بحیت تنالہ یکذا لو انما دفعہا والا لیکن کذا لک لا یدخل حدیثہ اور سبط جہاں نہر کا اگر اوسنی فرض خواہ کو نایا ہر اس کو مال دیا سو اوسنی قبول کیا اوس مال کو بھروسہ سے اتنا قریب کہہ یا کہ اس کا تھہ بوجھ سے کہ اگر وہ قبض کا ارادہ کرے اور اگر ایسا نہ ہو یعنی اتنی دور ہو کہ اس کا تھہ نہ ہو نہیم کے تو بار نہر کا یعنی حالت ہر دم کذا فی الغبریۃ و فیہا حلف لیمجدد فی قضائہ لمعلبہ لفلان باع للقاۃ بیعہ لو دفع الاصل الیہ اور غیرت میں جو قسم کہا ہے کہ البتہ کو شش کر گیا اوس دین کے ادا کرنے میں جو اس پر فلانے شفق کا ہے تو وہ واسطی ادا دین کے بیڑے اس مال کو جبکہ بیجا قاضی کو درست ہے اگر قاضی کے پاس مالش ہوئی ہو عدم ادا کی و کذا ابیہ بالبیع و لوفی ما یخص للقاۃ فیہ یہ ای سالدین لان اللہ یون نقصاناً بکما لہا اور سبط جہاں بار ہو گا میں ہم کرنے سے جو غرض میں ہے اور بیع کی مانند وہ عقد ہے جس میں مقابلہ اور معاوضہ عاں ہوتا ہو اس واسطے کہ ادا دین اپنی مانند ہو تا ہے ہم یعنی اگر قسم کہا ہے کہ زید کا دین ادا کر گیا ہر اوسنی کوئی چیز زید سے جو اس کو دین کے بیجی تو حالت نہر کا اس واسطے کہ اوسنی دین ادا کر دیا نقد دینا کہ ضرور نہیں اور بیع کی مانند معاوضہ ہونے میں کماح ہے مثلاً یعنی طالب دین نے اپنی دین کی کوئی بھی چیز کماح کیا اور یا دین اس کا ہر ٹھہرایا تو دین ادا ہو جا دیا حالت نہر کا کذا فی العلماء و ہیۃ الدین الدین من المیلون لیس بقضی لان الیۃ استقامۃ لا مصلحۃ اور یہ کہ نادان کا دین کو دین سے ادا دین نہیں اس واسطے کہ ہر عبارت ہے اس واسطے کہ معنی صاحب دین نے اپنا حق سا فطر کر دیا ہے معاوضہ نہیں معنی مجہد سے فرض خواہ کا اور ادا دین حالت کا فعل جو سربا یا گیا و حیثہ فلا یجفت کو کانت الیہ موقتہ عدم امکان الیہ وہیۃ لیس و تم کان الذی و طالعاً کما یومشراً لابتداء کما فی مسئلہ لک و در اس وقت میں تو حالت نہر کا

بین وقت ہر کی اسطر محکم امکان بر زمین کے ساتھ ہیہ کر دینو دین کے بغیر بعد ہیہ کر دینو دین کے امکان نہیں اور امکان بر زمین شرط ہونا  
 بین کی چنانچہ وہی شرط ہونا زمین کی چنانچہ مسئلہ کوئی بین مذکور ہو چکا ہم اگر زمین موت ہی اسطر محکم کہ دانہ آج کے دن دین ادا کر گیا تو بعد ہیہ کر دین  
 دین کے حاث ہو گا اور اگر مطلق بین ہی اسطر محکم کہ فلاں کا دین ادا کر گیا تو بعد ہیہ کے حاث ہو گا اسو اسطر محکم مطلق بین امکان بر بقا بین میں شرط ہونا  
 گنبد ابتدائے بین میں شرط ہی اور جبکہ حاث نے قسم کھائی تھی اس وقت امکان بر ثبات تھا تو بین مجسم ہو گئی پر حاث ہوا بعد گذرنے اور مقدر کے  
 مجسم حاث ادا ہی دین بر قیاد نہا سبب بوسی بر زمین کے مہیسر کہ انی الطحاوی عن ایشر نلالیہ وعلیہ لو حلف لیقتلہ فی دینہ غدا فقتلہ فی یوم  
 او حلف لیقتلہ فلا نکاحا فمات لیوم او حلف لیقتلہ کل هذا الرغیف غدا فاکله لیوم لم یحلت یلیع اور بنا بر شرط مذکور کے اگر قسم کھائی  
 کہ البتہ آسکا دین ادا کر گیا کل ہر آج اسکو کہ دیا یا قسم کھائی کہ مقرر فلاں شخص کو قتل کر گیا پھر وہ آج مر گیا یا قسم کھائی کہ البتہ اس روٹی کو کھا  
 کل پھر اسکو آج کھا گیا تو حاث نہو گا کہ انی شرح الزمعی ہو سطر محکم نیز من سر تو زمین امکان بر زمین کا کل کے دن فوت ہو گیا حلف لیقتلہ فی یوم  
 فان فاق حیدرہ بالکاد اء اول حاله ففصل وان قضی عنہ متبوع لا بد طہیدہ قسم کھائی کہ البتہ فلاں کا دین ادا کر گیا پھر اسکو فی غیر شخص  
 کو ادا کرنے کا امر کیا یا غیر شخص پر ادا ہی دین کا امر کیا پھر فرخواست نے اس پر قبضہ کر لیا تو حاث نہو گا اور اگر اسکی طرف کسی شخص نے بلا علم حاث  
 بطور احسان کے ادا کیا تو حاث نہو گا کہ انی الطہیریہ اسو سطر محکم ہیہ ادا کرنا حاث کی طہر منسوب نہیں ہو سکتا وہیہا حلف لا یقادر قیام ہیہ  
 حث یستوفی فقط بحیث اء او یحفظ فلا یس یفارق ولونام او غفل او شغلہ النسا بالکلام او منعه عن اللامہ متحدہ ہر عیمہ الحیث  
 اور طہیریہ میں ہر قسم کھائی کہ اپنی فرضدار کو چھوڑ گیا بہانہ کہ اپنا فرض پاوی پر حالف بیٹھا ایسی نکاحین کہ فرضدار کو دیکھتا ہو اور اسکی  
 حفاظت کرتا ہو تو وہ آسکا چھوڑ نہا نہیں یعنی حاث نہیں اور اگر فرضدار ہو گیا یا غافل ہو گیا یا کسی آدمی نے اسکو باقون میں لگایا یا اسکو کسی  
 اسکو ساتھ رہنے سے روکا بہانہ کہ فرضدار بھاگ گیا تو حالف حاث نہو گا ہم منع الفقار اور بحر الرائق میں براہ و بختی و لہذا داؤ عاطفہ کا حث  
 کیا ولو حلف لا یلاقیہا ان یقضی ما کل یوم دہا قریباً فم الیہ لکند الکفر وب او عند العیشہ قال اذا لم یجمل یوما ولیلۃ عن دفع  
 دہرہ لیلۃ الحث اور اگر عورت کی طلاق کی قسم کھائی کہ اسکو روز ایک درم دیا کر گیا پھر گامو اسکو غروب کے وقت درم دی یا عشا کو وقت صاحب مجموع  
 النوازل نے کہا کہ جب رات اور دن درم دیو سو خالی نہو تو حاث نہو گا کہ انی المنع عن البحر من اکثر نفون میں بدفع الیہ اور ایک نسخہ مکتوبہ عرب میں  
 بدفع الیہا تھا اور چونکہ یہی نسخہ مجسم تھا اور موافق منع الفقار کے لہذا اسکو اختیار کیا حلف لا یقبض دینہ من عیمہ دہرہ ما دون دہم  
 فقبض بقبضہ لا یحث حث حق یقبض کلہ قبضاً متوقفاً لوجود شرط الحث و یقبض کل لیلۃ التلقی قسم کھائی کہ اپنا فرض اپنی فرضدار  
 سے ایک ایک درم نہ قبضہ کر گیا پھر نہو فرض قبضہ میں کیا مثلاً پانچ درم یا دس درم تو حاث نہو گا بہانہ کہ سب فرض کو بطور متفرق لے ادا کر سب فرض  
 کو متفرق ایک ایک درم لگیا تو البتہ حاث ہو گا سبب پاوی جانے حث کی شرط کے یعنی قبض کرنا کل فرض کا بطور تفریق کے لا یحث اذا قبضت بقبض  
 ضروری کان قبضہ کلہ یوزن لا یقدر لبقا فاما دام فحمل الوزن قسم مذکور میں حاث نہو گا جبکہ فرض کو بتفریق ضروری قبضہ کر کر  
 چنانچہ سب فرض کو دوبار یا زیادہ تو لیسو قبضہ کر ہی اسو سطر محکم عرت میں اسکو تفریق نہیں کہتی جب تک کہ وہ تولی میں مشغول ہی اسو اسطر محکم گامو تولی  
 سب دین کا مقدر ہوتا ہے تو مقدر تفریق ضروری مشنی ہونی سے عرت میں کہ انی الطحاوی عن الزمعی لا یأخذ مالہ علی فلاں الا حلالہ او الا  
 جماعاً فک منہ دہرہ ما قریباً فم الیہ لکند الکفر وب او عند العیشہ قال اذا لم یجمل یوما ولیلۃ عن دفع  
 سب مال جو فلاں نے بدین جو کر کیا کی پر حالف نے اس میں سو ایک درم چھوڑا پھر پانی کو لیا جطر محکم چا خراہ جدا جدا خواہ کیا کی تو حاث نہو گا کہ انی  
 الطہیریہ اسو سطر محکم اسکو سب مال کو متفرق نہیں لیا اور ساری مال کا متفرق لینا ہی شرط تھی حث کی اور یہی جلد ہی پہلے مسئلہ کے عدم حث میں یعنی اگر  
 قسم کھائی کہ اپنا دین ایک ایک درم نہ لگیا تو متفرق لینے کا بھ جلد ہی ایک درم چھوڑ کر جطر محکم چا سے سے کا لا یحث صرف لکن امکان لے





علم حاکم کے اور جبکہ عین ساقط ہوگی بسبب زوال حکومت کے تو اعادة و بحسن کا بہرہ حکومت کے اعادة ہو گا کذا فی النعم طوطی کہی بھہ بحث ہی صاحب  
فتح القدیر کی اور ظاہر الزوائد یہ ہے کہ اطلاق کرنا مجرد و غرض مقصد کے لازم نہیں نسبت تاملت یا مفرد علی حاکم تاخیر اطلاق جائز نہیں کذا فی النعمانیہ والزیلع  
نوعیب ہر شارح مسو کہ بحث کو ذکر کرتا ہے اور ظاہر الایضاً کو ترک کرنا ہی ولو تفرق فلا یجوز الی منصب علی فالعین باقیۃ لکنا بآءۃ ممکنہ فیہ اور اگر قسم لینے  
والے حاکم نے بلا مفردی ترقی کی اسے منصب کی طرف تو میں مذکور باقی ہو بسبب اسکی زیادتی قدرت کے کذا فی النعم ہم طوطی کہی صاحب نے یہ حکومت یہ بحث  
ہے صاحب بھر کی نہ صاحب فتح القدیر کی تو لفظ فتح کا بعد لا فہم کے مذکور کرنا بہتر تھا ویر جلد الجہنم مسائل منها ما ذلک لبقیہ کما لو حلف

دست الیقین غریبہ او الکفیل بامر الکفول عنہ الی الخیر من البطلان الا باذنه تعقیباً لجزء حال قیام الدین ولا کھا لان الاذن  
انما یقع من لدن ولا یلزم کمال قیامہ اندر اسکی قبیل سو چند مسائل میں جن میں مطلق بدلات حال مقید ہر زمان مخصوص کسی اور نہیں کسی عضو مسائل کو  
نے انہو اس قول سے ذکر کیا چنانچہ قسم دلائی صاحب دین نے دیون کو یا اس الضامن کو جو بامر کفول عنہ ضامن ہو ہی سہا کی قسم دلائی کہ شہر کسی یا ہر گاہ  
بدون اسکو اذن کے تو مقید ہو گا کھنقا قیام دین اور ضمانت کی وقت ساتھ مطلقاً اسکو کہ اذن لینا صحیح نہیں مگر اس شخص سے جسکو قدرت ہو روائی کی  
تا وقت قیام قدرت و منها لو حلف الخیر امر انہ الا باذنه تعقیباً لجزء حال قیام الدین غریبہ امر انہ من الدلۃ عدم دلالتہ التعقیب  
ذیلے اور مسائل مذکورہ میں سو سبب سے جو قسم کہا ہی کہ نہ تکلیف عورت اسکی مگر اذن سے تو میں مقید ہوگی ساتھ حالت قیام نہ زوجیت کے بخلاف  
اس قول کے کہ نہ تکلیف عورت اسکو گہر سے کہ عید میں مقید بحال زوجیت نہیں بسبب م دلالت نفی کے کذا فی الزلیعی یعنی مثال اول میں اذن فریہ نہ تمام  
زوجیت کا اور مثال ثانی میں کوئی فریہ نہ زوجیت کا نہیں طوطی نے کہا کہ مثال ثانی میں دلالت زوجیت کی موجود ہے یعنی اضافت اسو اسکو کہ بعد انفضاء  
عدت کے اسکی عورت باقی رہی حلف لہبہن فلا اذاً فوہبہ لہم فلا یقبل ہرگز کذا فی عقد النکاح کے عادیہ و وصیتہ و اقراض میں قسم کہا ہی کہ  
مہر کر گیا فلا نے کو پہرا اسکو اسطو مہر کیا سو اسنو قبول کیا تو حاشا نہو گا اور اسطو مہر کا حکم ہے ہر عقد بصرع میں نہیں جان ہی معادۃ نہ نہیں جیسو عادت  
دینا یا کسیکے مال کی وصیت کرنا یا مال کا اقرار غیر کیا اسطو کرنا بخلاف البیوع و الخی و حثیت کا یہ کہ بالاقبول ولذا فی طر فیہ النکاح بخلاف بیع اور اسنے  
بیم کی بین میں کیونکہ حاشا نہو گا بدین قبول کے اور یہی حکم ہے ہر قسم نفی میں ہم مانند بیع کی اجارہ اور مرثیہ اور سلم اور نکاح اور ہرین اور علم ہی کذا فی النہار  
طوطی نفی کی یہ مثال سو قسم کہا ہی کہ مہر کر گیا تو فقط ایجاب سو حاشا نہو گا کذا فی الطوطی والاصل ان عقود النکاح لا یجوز الا بالایجاب فقط و  
المعاوضۃ لا یجوز الا بالایجاب والقبول معاً اور قاعدہ مسائل مذکورہ میں یہ ہے کہ تبرعات کے عقد فقط بمقابلہ ایجاب ہوتے ہیں اور معاوضات کے  
عقد بمقابلہ ایجاب اور قبول کے ساتھ ہی ہوتے ہیں وحضرہ المومنین لہ شرط فی الخیر فلو وہب الخائف لثانی لیرجئت اتفاقاً انہ  
ملاک فلیخلف ویرہہ کی میں میں حاضر ہونا مومنین لہ کاشرط صحت میں تو اگر حالت مہر کر گیا غائب مومنین کو تو حاشا نہو گا بانفاق مشائخ اور ذوق  
کذا فی شرح ابن ملک تو اسکو یاد رکھنا چاہیے لایحنت فی حلفہ لایستئم لہما ان لایستئم و رد دیاسمین وللعول علیہ العرف فتح اس قسم میں  
کہ ریحان کو نہ سو گھنہ کا حاشا نہو گا گلاب اور جہلی کے سو گھنہ سو اور اسمین متہر علیہ عشت ہو کذا فی فتح القدیر ہم مغرب میں مذکور ہے کہ ریحان لغت عرب  
میں ہر خوشبودار گہاں کو کہتے ہیں اور فقہاء کے نزدیک ریحان وہ ہے جو جلی شاخ اور پتی خوشبودار ہو وغیر ذلک من الاقوال اور ہمارے دیار میں یعنی مصر  
اسکندریہ میں واجب ہے کہ ریحان کسی ریحان تھا ہم مراد ہو بسبب عرف کے کذا فی فتح القدیر لغتاً علامہ یہ ہے کہ ہر ملک کے عرف کا اعتبار ہے قسم میں اصل نہیں  
ریحان کو کسی ادۃ و نامزد ابو تو میں وہ ہیں الشیر یقیم علی الشیر المقصود فلا یحنت لو حلف لایستئم طیباً فی جاریہ لہ وان دخلت لایستئم  
الی دملغہ فتح اور قسم سو گھنہ کی دافع ہوتی ہے بقصد سو گھنہ یا تو حاشا نہو گا اگر قسم کہا ہی کہ خوشبودار سو گھنہ کا پہرا اسکو بد معلوم ہوئی اگر چہ  
داخل ہوگئی ہو یا اسکو دماغ میں کذا فی النعم ولایحنت فی حلفہ لایستئم لہما ان لایستئم و رد دیاسمین وللعول علیہ العرف و ہر  
قسم میں کہ خرید کر گیا بغشہ اور گلاب کو حاشا نہو گا بغشہ اور گلاب کی بیوں کے خرید کرنے سے نہ بغشہ اور گلاب کی بیل خرید کرنے سے سبب بون کے ہم

وہی کہ حلف لایستئم لہما ان لایستئم و رد دیاسمین وللعول علیہ العرف فتح اس قسم میں کہ ریحان کو نہ سو گھنہ کا حاشا نہو گا گلاب اور جہلی کے سو گھنہ سو اور اسمین متہر علیہ عشت ہو کذا فی فتح القدیر ہم مغرب میں مذکور ہے کہ ریحان لغت عرب میں ہر خوشبودار گہاں کو کہتے ہیں اور فقہاء کے نزدیک ریحان وہ ہے جو جلی شاخ اور پتی خوشبودار ہو وغیر ذلک من الاقوال اور ہمارے دیار میں یعنی مصر اسکندریہ میں واجب ہے کہ ریحان کسی ریحان تھا ہم مراد ہو بسبب عرف کے کذا فی فتح القدیر لغتاً علامہ یہ ہے کہ ہر ملک کے عرف کا اعتبار ہے قسم میں اصل نہیں ریحان کو کسی ادۃ و نامزد ابو تو میں وہ ہیں الشیر یقیم علی الشیر المقصود فلا یحنت لو حلف لایستئم طیباً فی جاریہ لہ وان دخلت لایستئم الی دملغہ فتح اور قسم سو گھنہ کی دافع ہوتی ہے بقصد سو گھنہ یا تو حاشا نہو گا اگر قسم کہا ہی کہ خوشبودار سو گھنہ کا پہرا اسکو بد معلوم ہوئی اگر چہ داخل ہوگئی ہو یا اسکو دماغ میں کذا فی النعم ولایحنت فی حلفہ لایستئم لہما ان لایستئم و رد دیاسمین وللعول علیہ العرف و ہر قسم میں کہ خرید کر گیا بغشہ اور گلاب کو حاشا نہو گا بغشہ اور گلاب کی بیوں کے خرید کرنے سے نہ بغشہ اور گلاب کی بیل خرید کرنے سے سبب بون کے ہم

حیات پر غلبہ اور درود کا اطلاق ہر ذیل پر یہ حرف ہی صاحب کی اور ما مضیہ القدر کا اور اگر کہیں غریب لکھا ہو تو حرف حالت ہی نہیں ہوگا اس واسطے کہ مدار  
 قسم کا حالت کے حرف پر جو نہ تھا مصنفین کے حرف پر حلف لایہ زوج فرجہ فضولی فاجاز بالقول حلف و بالفعول ومنہ الکتاب خلافا  
 لابن شبرا لایحلف بہ یفتخا خانیہ قسم کہا ہی کہ نکاح اپنا کر گیا پہرا دس کا کام فضولی نے کر دیا سو حالت نے کام کو اپنی قول سے جائز کہا تو حالت ہوگا اور  
 اجازت فعلی ہو حالت نہ ہوگا اسی پر مستوی ہو کہ انہی امانیہ اور اجازت فعلی میں اجازت بالکتابت بھی داخل ہے یعنی اگر کلمہ یا کہ میں نے نکاح قبول کیا  
 تو بھی حالت نہ ہوگا خلافا لابن سہم کہ اس کو نزدیک کتابت ماندہ قول کے محرم مطلقا کہی کہتا ہے یہ تہا کہ شارح لفظ افہا کو اجازت قولی کے پاس ذکر کرتا  
 اس واسطے کہ خانیہ میں مستوی کا لفظ اجازت قولی میں مذکور ہے نہ اجازت فعلی میں ولو فرجہ فضولی لایحلف لایحلف بالقول لایحلف بالکتاب  
 لاستنادھا لوقت العقد اور اگر نکاح کر دیا یا کبر و کافر نے پہرا دس قسم کہا ہی کہ نکاح کر گیا تو حالت نہ ہوگا اجازت قولی جو بھی بالاتفاق یسبت  
 ہونے اجازت کے عقد کے وقت کی طرف اور عقد کا وقت قبل ملت کے تھا کہ امر امة تدخل فی نکاحی او تصیحا لا الہی فکذا فاجاز نکاح فضولی  
 بالفعول لایحلف بخلاف کل علیہ یکمل فی ملک فہو نکاح فاجازت لایحلف لکن انساب الملک صمدیہ کہا ایک شخص جو عورت کے میری نکاح  
 میں داخل ہو یا یون کہا کہ جو عورت مجھ پر حلال ہو جاوے وہ مطلق ہے پہرا دس نکاح فضولی کہ با اجازت فعلی جائز کہا تو حالت نہ ہوگا اور اجازت قولی سے حالت ہوگا لکن  
 نے البعوضات اس قول کے کہ جو غلام کہ میری ملک میں داخل ہو گا وہ آزاد ہو بہر غلام کی یہ فضولی با اجازت فعلی جائز کہی تو حالت ہوگا سبب کثرت اسباب  
 ملک کے کذا فی السوادیم یعنی مالک ہونے کے اسباب بہت ہیں چنانچہ خرید کر یا وراثت پانا یا سبب یا وصیت اور دخول نے النکاح کا ایک ہی سبب یعنی نکاح  
 کرنا اور وہ مخصوص بقول ہے تو نکاح میں کچھ فرق نہیں ہو سکتا میرا اور غیر میری میں کذا فی الموطا و فیہا حلف لا یطوق فلجاء لطلاق فضولی کا او  
 فلا فہو کا لیکنا خیرات سقوف المہر لیس با جازۃ لوجوبہ قبل الطلاق اور صمدیہ میں ہر قسم کہا ہی کہ طلاق مذکور پہرا دس فضولی کی طلاق مذکور کہ جائز کہا خوا  
 با اجازت قولی یا فعلی تو وہ یعنی طلاق ماندہ نکاح کی جو سوائی بات کے کہ مہر دینا اجازت فعلی نہیں طلاق میں سبب جب ہوں کہ قبل طلاق کے یعنی نکاح کے  
 اس واسطے کہ مہر جمعاً نکاح سے محرم جب طلاق ماندہ نکاح کے ہو ہی تو اجازت فعلی سے طلاق میں حالت نہ ہوگا بلکہ اجازت قولی سے حالت ہوگا اجازت فعلی  
 طلاق کی اس طرح کہ عورت کا اسباب اپنی کبر سے نکال دے لیکن طلاق ہر صورت واقع ہوگی بیان کلام سے حالت ہونے یا نہ ہونے میں کذا فی الموطا و قال  
 لاہرۃ الغیران دخلت دار فلان فانیت طالق فلجاء لال وجہ فدخلت طلق کما فضولی نے خبر کی عورت کو اگر تو غلام نے کے گھر میں داخل  
 ہوگی تو تو مطلق ہے بہر زوج نے یہ تعلیق فضولی کی جائز کہی ہر وہ داخل ہوئی تو عورت مطلقہ ہوگی ومثلہ فی علمہ حینہ بالجازۃ فلا لایکتبہ  
 الموقنون فی التعلیق من حیثہ ان تزوجت بامرہ بنفسہ او بکلیہ او بضمیہ او دخلت فی نکاح بوجہ مانکن من حینہ لایحلف  
 لان قولہ او بضمیہ علی قولہ بنفسہ مطلقہ تزوجت وہی خاص بالقول اور سکہ سابقہ کی ماندہ ہر نہ حالت ہونے میں اجازت فعلی سے  
 وہ اقرار نامہ جسکو دار النقا کے دائرہ میں نہیں تعالیٰ میں زوج کی طر فسی سطر مکتوب ہیں کہ اگر میں نکاح کر دوں کسی عورت سے خود آپ یا میرا کیل یا باو اطو  
 فضولی کے نکاح کر دوں یا عورت داخل ہو میرے نکاح میں کی طر فسی سطر مکتوب ہونے کے بعد اسکی مطلقہ اجازت فعلی سے حالت نہ ہوگا اس واسطے کہ اس کا قول او بضمیہ مکتوب  
 بنفسہ کی قول پر اور عامل اس کا تزوجت ہو اور تزوج مخصوص ہے ساتھ قول کے ہم زوجہ اس واسطے اقرار نامہ کہانی سے دار النقا میں تازو ہم سطر  
 نکاح کر کے سوائے اقرار نامہ سے زوجہ اس کا یا وکالت یا نکاح فضولی با اجازت قولی نہیں کر سکتا لیکن نکاح فضولی کو با اجازت فعلی کر سکتا ہر شارح نے  
 اس کے سبب اب کا ہی طریقہ آئندہ قول میں بتایا و انما یکتب اب الفصولی لوزاد او اجرت نکاح فضولی ولو بالفعول فلا یحلف الا اذا کان  
 المعلق طلاق لکن زوجۃ فیہ الامر الی شافعی یحلف علیہا المضاۃ فہو منافی للتعلیق ان الایمانہ کا فیہ ذلک محسوس اور فضولی کے  
 نکاح کا سبب اب تو اسطر م ہوگا اگر زوجہ اقرار نامہ مذکورہ میں اتنا مضمون زیادہ کہہ دے یا میں نکاح فضولی کو جائز کہوں اگرچہ با اجازت فعلی جائز  
 کہوں تو کوئی احتمال خلاصی دینا والی نہیں واسطے جواز نکاح کے کہ جبکہ سکہ مستند کی طلاق معلق ہو تو فاضلی شافعی کی طر فسی سطر م زوجہ کر دے





















مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب دہلی







جس کا شبہہ حکیم بھی کہتے ہیں ہم محل سے مراد وہ عورت جو جس کی شبہہ فی الشبهة الفعل اور دوسرے شہدے نے فعل جس کو شبہہ بھی کہتے ہیں یعنی  
 فعل وطی میں اشتباہ واقع ہوا شبہہ فی الفعل والتحقیق دخول هذه فی الاولیٰ وثبتتہ اور تیسرا شبہہ نے بعد ہی یعنی نکاح کا شبہہ اور تحقیق بھی  
 ہے کہ شبہہ عقد کا پہلے دونوں شبہہ نہیں داخل ہے کوئی علم نہ شبہہ نہیں اور غریب ہم اس کی تحقیق کر چکے فان ادعاها ای الشبهة ویکون دلیل  
 دھانہ ودفعت الحاد وکذا یستفاد ایضا بیکر دعواها الا فی دعوی الاکراه خاصۃ فلا بد من البرهان لانه دعوی بفعلي غیر لیکن مثنوی کہ  
 جس سے اگر زانی نے شبہہ کا دعوی کیا اور برہان سے یعنی گواہوں سے ثابت کیا تو اس کو گواہ مقبول ہو گئے اور عدل و سب سے قطعاً جو جاوگی اور اس طرح سے سناط  
 ہوگی حد فقط دعوی بلا برہان سے بھی مگر مقصور اکراه کے دعوی میں مجرد دعوی بلا برہان سقط عدلہ کا تو ضرور ہو گا اکراه کے دعوی میں برہان سے اس طرح کہ اگر  
 غیر کے فعل کا دعوی ہو تو دعوی پر اس کا ثابت کرنا لازم ہو گا کہ اسے البر لا حاد الا من شبہہ الحاد الی البر لا دشمی مشہد حکم یتبہ ای الثابت  
 حکم الشہر عجلہ مد لازم نہیں شبہہ محل سے یعنی شبہہ ملک سے اور شبہہ محل کو شبہہ حکیم بھی کہتے ہیں شبہہ حکیم جس میں محل کی علت حکم شرع ثابت ہو ہم  
 شارح نے تعریف شبہہ حکیم کی فتح القدر سے فعل کی جو مختلف معانی میں ہوتی ہیں ای الثابت شبہہ حکم الشرع محل محل یعنی شبہہ حکیم وہ جو جس میں محل کی علت  
 کا شبہہ حکم شرع ثابت یعنی شبہہ محل میں ثابت ہو سکتا ہو اور اس دلیل کو جو محل کی نافی ہو یعنی جو دلیل شرع کو دیکھ کر نظم نظر قائم تو شکوہ نافی حرم کی باقی کذا فی لیم افغانی ذلکا شبہہ محل  
 وہ ہے جہاں محل میں شبہہ ثابت ہو اس طرح کہ محل میں شبہہ ملک پایا جائے یعنی ملک رقبہ یا ملک ملی اور اس کو شبہہ حکیم کہتے ہیں اس اعتبار سے کہ محل کو حکم ملک کا دیا  
 ہے اسقاط حد میں اگرچہ نے تحقیق ملک ثابت نہیں مخطاوی نے کہا کہ یہ تقریر خوب واضح ہے وان کن حتمۃ شبہہ محل سے مد نہیں اگرچہ زانی حرم  
 محل کا گمان رکھتا ہو یعنی شبہہ محل میں اسقاط حد کا مدار دلیل شرعی پر ہے نہ زانی کے اعتقاد پر اس طرح کہ بسبب ثابت ہونے دلیل کے فہم الامم میں شبہہ قائم  
 ہے زانی اور کو جانے یا سمجھنے و دونوں برابر میں کذا فی الفتح اب مضاف اور شارح اشد شبہہ محل کے مذکور کرنے میں کوئی آدہ وللا ذلک وللا ذلک  
 وان سفل ولو وللا کحیثا فتح الحدیث انت راء لک لک لک چنانچہ اپنی ولہ کی نوڈی کا جماع یا اپنی پوتے کی نوڈی کا جماع اگرچہ ہوا نہ ہو  
 ہو کہ وہ بیٹا نہ ہو تو بھی پوتے کی نوڈی کے وطی سے مد نہیں کذا فی الفتح بدیل اس حدیث کے کہ تو اور میرا مال تیرا باپ کا ہے ہم ابن ماجہ نے جابر بن  
 سے بسند صحیح روایت کی کہ ایک مرنے والا کہ البتہ میرا مال ہو اور میرا بیٹا ہو اور میرا باپ مال کو مانگتا ہو حالانکہ وہ میرا مال کا محتاج نہیں خصوصاً مسلم  
 نے فرمایا کہ تو اور میرا مال تیرا باپ کا ہے اور اس مضمون کی حدیث طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کی جو ہم القصد الطیۃ کذا فی فتح القدر اس حدیث کی دلیل سے  
 معلوم ہوا کہ ولہ کا مال دالہ کا مال تو اس کی نوڈی کی دلی کی علت کا شبہہ ثابت ہو گیا بلکہ ہمیں اگرچہ واقع میں نظر اور دلائل شرعیہ کے اس کی علت ثابت  
 نہیں و معنیۃ الکنایات ولو کلفنا لکن مالہ وان توبہ بھا کذا فی لیم افغانی وللا عنہ الکنایات ذوالجہ ۱۲ چنانچہ کنایات  
 طلاق کی معنی وہ کی دلی سے مد نہیں اگرچہ حدت خلع بلا مال کی ہو کہ وہ کنایات سے تین طلاق کی نیت کی ہو کہ زانی انہر بدیل قول عمر بنہ کے کہ کنایات روایح  
 ہیں یعنی کنایات سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے جو ہم قول مذکور کو شبہہ حلت دلی کا پیدا ہوا اگرچہ مختار علی مرتضیٰ کا قول ہے کہ کنایات سے طلاق بائن واقع ہوتی  
 ہے اور خلع بلا مال میں اس طرح مد نہیں کہ اس کا بائن ہونے میں صحابہ مختلف ہیں کذا فی البیوع جامع النسخ اور فتح القدر میں خلع بلا مال کو شبہہ حکیم میں داخل  
 نہیں کیا تو ظاہر اس میں وہ قول میں کذا فی الطحاوی ووطی البائع الایۃ المبیعۃ والزوج الایۃ المکملۃ قبل تسلیم المشرک ووجہ  
 وللا بعد فی الفاسدہ اور چنانچہ دلی کرنا بائع کا بھی ہوئی نوڈی سے قبل تسلیم مشتری کے اور دلی زوج کے اس نوڈی سے جو مجوز ویکہ مہر میں  
 مقرر کیا قبل تسلیم زوجہ اور اس طرح کا ح فاسد میں بھی بعد تسلیم کرنے زوجہ کے بھی حد فقط ووطی الشہیۃ ای احد الشریکین جاریہ  
 المشرکۃ ووطی جاریہ مکاتبہ وعبدا لا اذن له وعلیہ دین محبط بما لہ ودفعتہ من الیمہ اور دلی شریک کو معنی دوسرے کو نہیں سوا ایک  
 کا دلی کرنا مشترک نوڈی کا اور اپنی مکانب کی نوڈی کے دلی اور اپنی عید اذن فی النجارتہ کی نوڈی کے دلی سقط مد ہو اور حالانکہ اس میں مد پرتا  
 دین ہو جو مد کو مال اور اس کی ذات کو محیط ہو کذا فی الزمعی اور اگر عید مد یون ہو گا تو طریق اولی مد نہیں ہم مشترک نوڈی کی ملک کا شبہہ تو ظاہر ہے

اور مکتوب اور عبد اودون کے مال بن حق سے مونی کا نوادہ کی حق میں شہدہ ملک البنت ثابت ہو و علی جاریہ من الغنیۃ بعد الاحوال بعد انما قبلہ  
اور علی غنیمت کی نوٹھی کی بعد ملے آنے دارالاسلام کے باقی ملے آنے کے ہم غازیون کا حق بعد استیلا کے ثابت ہو تو شہدہ ملک کا پیدہ ہوا اور بخار مراد  
بہرہ جو کہ علی اس کی قبل قسمت کی ہوئی اور بعد قسمت کے و علی سے مد لازم ہوگی بسبب نہیں ہو جانے ملک کے کذا فی الامم و و علی جاریہ قبل الاستیلا  
والتي فيها كخيار المثلثة والتي هي لختة خلتا اور مد نہیں خرید کی نوٹھی کو و علی سے قبل استیلا کے اور اس نوٹھی کے و علی سے قبل خرید کی نوٹھی کے  
باقی سے مستثنیٰ ہو اور اس نوٹھی کے و علی سے جو مری کی رضاعی بہن ہو ہم اور اگر بائع کو خیار ہو تو بطریق اولیٰ مد واجب نہیں اور یہی حکم ہے جبکہ ہم  
اور مستثنیٰ دو نوٹھ کو خیار ہو یا مرد اجنبی کو خیار ہو و زوجہ حق قسمت برتھا و مطاوعہ کا لہذا و جماعہ کا لہذا و ابتداء کا لہذا و ان کے  
من لہ فی حق ہم اور مد نہیں ہنس زوہ کو و علی سے جو مری ہو گئی زوہ پر کسب اپنے اہل زوہ کے دلہ کے جماع سے راضی ہو گئی یا اس زوہ کے و علی سے  
سے جو مری ہو گئی بسبب جماع کرنے زوہ کے اس کی یا اس کی بیٹی جو اس سے طلاق بعد از انام اس کی حرمت کے قائل نہیں ہم بعد تعلیل متعلق سے ارشاد اور  
اس کی بعد اس کتاب النکاح میں مذکور ہو چکا کہ مثنیٰ بظن نے ارشاد زوہ سے عدم زنت کا نفی دیا ہو اور باقی مورقون میں امام شافعی کا خلاف ثابت ہو  
بہر صورت شہدہ پیدا ہوا مد ساقط ہو گئی وغیر ذلک کما یفنی علی المتبع وادعی الحصر فی مسئلۃ مواضع ہمنوع اور سوالان امثلہ مذکورہ کے  
شہدہ محل کی اور بھی مثالین میں چنانچہ کتب فقہ کے دیکھتے داسے پر بھی امر منہی نہیں تو دعویٰ حصر کا چہ نکاح نہیں ممنوع ہو ہم بعد تفسیر بعض صاحب در پر  
ہر چند صاحب در نے دعویٰ حصر کا نہیں کیا مگر ظاہر کلام حصر پر ولایت کرنا ہی اس سے طلاق شمار کرنا یا ان کے مقام میں قرینہ سے منکر کا کذا فی المسیح  
ولاحۃ الصواب شہدۃ الفعل و شہدۃ اشتباہ اسی شہدۃ اشتباہ کا اور مد نہیں شہدہ فعل ہو بھی اور اس کو شہدہ اشتباہ  
بھی کہتے ہیں یعنی شہدہ اس کی حق میں ثابت ہو چکا ہو کہ پڑا حلت میں ہم شہدہ فعل کو شہدہ اشتباہ بھی بولتے ہیں ان ظن حلیۃ العیقۃ للعقۃ  
الظن وان لم یحصل الظن شہدہ فعل سے اس وقت مد ساقط ہوگی اگر زانی نے حلت و علی کا گمان کیا ہو اور اعتبار ظن کے دعویٰ کرنا اگر چہ  
نے الواقع اس کو ظن نہ حاصل ہوا ہو ولو ادعاہ احدہما فقط لہ یجد احسن یقر جمیعاً لعلہما بالسرور فی ہر دو اور عورت میں سے کوئی  
ایکے ظن حلت کا دعویٰ کیا تو دو نوپر مد نہ ماری یا دیگی یہاں تک کہ دو نو ملکر اپنے علم بالحرمت کا اقرار کریں کذا فی النہر یعنی شہدہ اشتباہ میں اس وقت  
دو نوپر مد باریجا دیگی جب دو نوں زنا کا اقرار کریں مگر چکر ہننے حرام جان کر نہ لیا اب شہدہ اشتباہ کی مثالین مذکور ہوئی ہیں کوئی ایک یا دو بولیکہ  
وان علیا شہدۃ چنانچہ اپنے والدین کی نوٹھی سے جماع کرنا اگرچہ والدین کے ہون کے ہون کذا ذکر شہنی یعنی دادا دادی کی نوٹھی یا پردا پردی  
کی نوٹھی سے جماع کرنا بھی مسقط حد ہو اس سے طلاق ملک بین الاموال والفرع سے بھی گمان ہونا ہو کہ ولد کو والدین کی نوٹھی کے جماع میں  
ولایت ہو چنانچہ باپ کو بیٹے کی نوٹھی پر ولایت ہو کہ انے النہر و مقتنۃ التلث و لوجملہ اور چنانچہ تین مطلق کی عدت والی سے جماع کرنا  
اگرچہ طلقات ثلثہ یکبارگی واقع ہو گئی ہوں ہم اگرچہ مطلقہ ثلثہ کی حرمت قطعی ہے لیکن بقا بعض احکام نکاح سے مانند وجوب نفقہ اور کسبی  
اور منع خروج اور ثبوت نسب غیر اس کو ظن حلت کا شہدہ ہو سکتا ہو منع اشتباہ میں کذا فی المسیح وایۃ اھوالہ وایۃ سیدہ اور چنانچہ اپنی زوہ  
کی نوٹھی سے یا اپنی مرنے کی نوٹھی سے جماع کرنا ہم حق فحاشی نے رسول کہ ہم علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرت خدیجہ کے مال سے معنی فرمایا چنانچہ ارشاد  
کیا (و وجہ حالہ) اس آیت سے شہدہ ہو سکتا ہو کہ زوہ کو زوہ کے مال میں تصرف کا اختیار ہو اور نظام محتاج ہو اپنی مرنے کے مال کا  
تو اگر زوہ یا غلام کو شہدہ حلت کا ہو تو مسقط حد قرار دیا جائیگا و علی المرتسین وایۃ العروۃ فی دواہیہ کا الجحد وایۃ النکاح  
نیز علی اور چنانچہ جماع کرنا مرنے کی نوٹھی سے مسقط حد ہو کتاب الحد دو کی روایت میں بشرط ظن حلت اور یہی روایت مختار ہو کذا فی شرح  
الزیلعی ہم جب مرنے کے کہا کہ میں مرنے کی نوٹھی کی حرمت جانتا تھا اور اس سے جماع کیا تو اوس میں درد و انہی میں سو کتاب الرہن کی روایت میں اس پر  
مد نہیں ہے مسئلہ شہدہ المحل کے فروع سے ہو گا اور کتاب الحد دو کی روایت میں مد واجب ہو یا یہ میں کہا کہ بھی قول اصح ہو اور شرح زیلعی میں کہا بھی

مختار ہے کہ فی المنع اسو اسطر کہ مروت پر مرتب کی ملکیت تصدق کر سونا موصی سے جناح مروت کی علت کا کذا نے لفظ وی فی الہدایۃ مستغنی  
 نہ نہیں کا مروت حسن اور بدایہ میں بزرگ و کچھ کو اسطر نوڈی کا عاریت مانگنے والا مرتب کی برابر ہو حکم میں معنی اگر مستغیر نوڈی کسی بگمان علت جناح کر جائز  
 نوڈی میں اور ہر حد نہیں جلیبی سے کہا کہ لارہن کا لام تعلیل کا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ نوڈی کو رہن رکھنے کو اسطر عاریت لیا اور یہ نام تہدیکہ کا نہیں یا یہ  
 مطلب ہوا کہ مروت نوڈی کو مرتب سے عاریت لیا وسیع ہے مگر اسناد لجرۃ والعصیۃ اور ساجرہ اور موصو بہ نوڈی کا حکم آگے آویگا وینفع ان  
 موقوفہ علیہ کا کھوٹا دھوا اور نہر الفائق میں کہا کہ لائق یون ہے کہ موقوف علیہ نوڈی مروت کی مانند مروت میں معنی بگمان علت اسکو دے  
 نہ نہیں و معتدۃ الطلاق علی مال وکذا المختلعة علی الصبیح بدایہ اور چنانچہ طلاق بعوض مال کے عدت والی سے جناح کرنا اور اسطر مروت  
 جناح کرنا بر قول مجہ کے کذا فی البدائع اسو اسطر کہ مطلقہ بعوض مال کے حرمت بالا جناح ثابت ہو مانند مطلقہ ثلثہ کی کذا نے المنع توبہ دن ظن علت  
 حد سا قط نہ ہوگی و معتدۃ الاحتاق والحال اظہار اُم و ولدہ اور چنانچہ عناق کی عدت والی سے جناح کرنا حالانکہ وہ ام ولد ہے مولیٰ کی  
 اسو اسطر کہ اسکی بھی حرمت بالا جناح ثابت ہو لیکن شہادہ علت ہو سکتا ہے بقارعدت کے سبب کہ کذا نے النہم والواطی ان ادعی النسب یثبت  
 فی الاولیٰ شہادۃ الحمل لانی الثانیۃ ای شہادۃ الفعل لتقصیہ نزالا فی المطلقۃ بکل بشرطہ بان تلاء لا قول من سننک لا اکثر الا بک  
 کا مروت نک وکذا المختلعة والمطلقة بعوض بالاولیٰ اظہار اور جناح کرنا اگر ولد کے نسب دعو کرے تو پہلے شہادہ میں معنی شہادۃ الحمل میں سبب  
 ثابت ہوگا نہ ثابت ہوگا نسب دوسرے شہادہ میں معنی شہادۃ الفعل میں اسکو خالص زمانہ ہو نیکی سبب ہو اور حد جسا قط ہوگی سو شہادہ کے سبب مگر مطلقہ ثلثہ  
 میں نسبت بلا حد و حرمت نسب ثابت ہو اسکی شرط کے پائے جانے اسطر چکر کہ مطلقہ مذکورہ دو سال کو کثرت میں جنی ہونے زیادہ دو سال کو زیادہ  
 میں نسب ثابت نہیں مگر بدعت چنانچہ بیان اسکا ثبوت النسب باب میں مذکور ہو چکا اور اسطر مختلعة اور مطلقہ بعوض مال کے ولد کا نسب بطریق اولیٰ  
 ثابت ہو کہ کذا فی النہایہ اسو اسطر کہ خلع اور طلاق بعوض مال میں طلاق سے کثرت ہو کذا فی الطلاق و ہر جب اکثر میں ثبوت نسب بعد تو اقل میں بطریق اولیٰ  
 ہوگا طلاق اور خلع میں اسو اسطر نسبت ثابت ہوا کہ اسمیں شہادۃ عقد ہی نکاحات باقی مواضع شہادۃ الفعل کے کہ وہاں شہادۃ عقد کا نہیں کذا فی المنع عن جہ  
 والا فی وطی امر اقرئت الیہ وقال للنساء ہی ذوجنک ولم تکن كذلك معتدۃ بخبر کل فیثبت نسبہ بالادعی علیہ اور نسب ثابت  
 نہیں ہوتا شہادۃ الفعل میں مگر اس حرمت کو وطی میں جو پہنچائی گئی مرد کے پاس اور عورتوں نے کہا کہ یہ میری زوجہ ہو اور حالانکہ وہ اسکی نو  
 نہیں بشرطیکہ مرد نے عورت کو نکلی خبر اذنا دیا ہو تو اسوقت میں اسکا نسب ثابت ہوگا و حرمت ہو کذا فی البحر والحدیۃ بکتابہ العتق ای عتق  
 الذکاۃ عنۃ ای الامام کو طبعی عقیم نکلیا اور حد نہیں شہادۃ العقد یعنی عقد نکاح کے شہادہ امام اعظم کے نزدیک چنانچہ اس محرم سے وطی کرنا  
 جس کو نکاح کیا ہم محرم کو مطلق کہا تو محرم سببی اور محرم سببی کو شامل ہر جہ امام کے نزدیک سبب شہادۃ عقد کے مذہب میں لیکن بایں  
 سیاست کے اور سخت قریب اور ضرب شدید واجب ہو اگر اسکو حرمت محرم کا علم ہو و قال لا ان حکم بالحرۃ حلالہ و عللہ الفتویٰ حلالہ  
 اور صاحبین نے کہا اگر دوطی حرمت محرم کی جانتا ہو تو حد مارا جاوے اور اسی پر فتویٰ ہو کہ کذا فی الخلائق لکن المصحح فی جمیع النسخ قول الامام  
 وکان الفتویٰ علیہ اولیٰ قلاۃ قاسمہ فی تصحیحہ لیکن عام شروع میں قول امام کا ترجمہ دیا گیا ہو تو اسی پر فتویٰ ہو کہ سبب سبب فاسم نے اپنی  
 تصحیح میں لکن فی القسطنطنیۃ علی قولہما الفتویٰ فی المستون لیکن ہستانی میں منکرات سے منقول ہے کہ صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے  
 سنون میں ہم یہ کہتے ہیں کہ سبب سبب عام کے معنی شروع کے قول پر اسو اسطر کہ منکرات بھی شرح ہو تو عموم جمیع شروع کا نہ ثابت ہوا و حشر نے  
 الفتیۃ انما من شہادۃ العمل فیہا یثبت النسب کہ امام اور قریب القدر میں تحریر کیا ہو کہ شہادۃ عقد شہادۃ العمل میں داخل ہے اور میں نسب ثابت  
 ہو چکا ہے چنانچہ مذکور ہو چکا دوطی نے نکاح بغیر طلاق و لا حد بکتابہ العتق اور نکاح بلا شہادہ کے جماع کرنے میں حد نہیں سبب شہادۃ عقد  
 فی الجہۃ تریس عیونہ او منکوحۃ الغیر او معتدۃ ووطیہا خالیا لای الیہ و یقر دان ظالمہ وکذا لک عنہ و خلافاً



اجنبی عورت کے جملہ سے جو شب زفاف میں پونچھائی گئی مرد کے پاس اور کہا گیا کہ مجھ تیری زوجہ جو حد مرد پر مہر عورت کا واجب یعنی مہر مثل بیکا حکم  
 کیا عمر فاروق نے اسے اور حد کا شمار کہ کتابی خبر دینا ایک عورت کا کافی ہے جان مرد فون کے قول پر عمل کیا جاتا ہے یعنی اگر ایک عورت بھی کسی کی کہ یہ  
 تیری زوجہ ہو تو حد اسے ہو چو کہ ابتدائی ملاقات میں امتیاز اپنی زوجہ کی غیر عورت سے نہیں ہوتی تو مقام ہی اشتباہ کا خطا دی نے کہا کہ شام نے یہ  
 حکم عمر فاروق سے نقل کیا حالانکہ بحر الرائق وغیرہ میں یہ حکم علی بن رضی سے ثابت ہو اور جو علی بن رضی کا لائن فعل فی الکجانب محدث وان  
 فی حدیثہ او احیثہ اور صحیحہ فلا حد لہما جماعا بل یغزو قال فی الحد بل یغزو بالحد وھذا الحد بالحد والحد کیس میں عمل مر تفعیر بل شکم  
 الاستحرام فی الحوائض والجماعاً حکم کیا دلی مقدمہ حد نہیں امام کی نزدیک در صاحبین نے کہا کہ اگر یہ فعل جانب میں کیا تو حد عاری جاوگی اور اگر  
 اپنے غلام یا نوڈمی یا زوجہ سے کیا تو باجماع امام اور صاحبین کے حد نہیں بلکہ تغیر دیا جاوے اور در میں کہا کہ تغیر دیا جاوے ابتداء سے جلاوے  
 کی اور اس پر دلیل اور اوچھ مقام سو اوڈہ اگر اوچھ مقام کے ساتھ ڈھلا کر اور عادی میں ہے کہ امور غلطہ مذکورہ سے کوڑی مارنے کی  
 تغیر صحیح تر ہے ہم صاحبین کے نزدیک لواطت میں حد اس دلیل سے کہ لواطت نامزد زنا ہو اسو علیکہ محل شہوت میں شہوت رانی اور آب ریزی سے  
 بوجہ حرمت اور امام اعظم کے نزدیک لواطت در حقیقت زنا نہیں ولہذا اصحابہ کرام اسکی جرم میں مختلف ہیں کسی نے آگ سے جلانا اور کسی نے اس پر دوا  
 کا ڈھانا اور کسی مکان بند سے بہرہ کے ساتھ گرانما تجویز کیا اور اس میں معنی زنا موجود نہیں اسو اسکو کہ اصاحت اور اشتباہ انساب نہیں تو اگر گنت عورت  
 میں لواطت زنا ہوتی یا بمعنی زنا تو صحابہ کرام کہ اہل لسان بھی اسکو موجب میں مختلف نہوتے بلکہ حد زنا تجویز فرماتے اور یہ جو ابن عباس سے سن  
 ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں حدیث مرفوعہ مروی ہے کہ جسکو تم قوم لوط کا عمل کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول کو قتل کرو تو یہ حکم بطریق  
 سیاست ہے نہ بطریق حد کذا فی الفتح لمخصا وفي الفتح یغزو ویستجن حتی یموت او یتوبک ولو اعتاد اللواطۃ فقللہ الامام سیاسة قلت و فی  
 الفتح معنی اللہم التقتیلہ بالامام یرفعہم ان القاضی یسئلہ الحکم بالسیاسة اور فتح الغیر میں ہے کہ لواطت کرنوالا تغیر دیا جاوے  
 اور تہ کیا جاوے یا نہ کہ مر جائے یا نوڈہ کرے اور اگر اسکو لواطت کی عادت پڑ گئی ہو تو امام یعنی سلطان اسکو قتل کرے بطریق سیاست کو شمار  
 کہتا ہو اور نہ الرائق سے منقول ہے کہ امام کی تعزیر اسکی مفہم ہے کہ قاضی کیو اسکو حکم سیاست کا نہیں ہم بحر الرائق میں یہ مسئلہ بطریق بحث کرے  
 نہ بطریق منصوص کے علاوہ اسکو امام کیو اسکو خصوصیت قتل اس جزئی سے سولازم نہیں تخصیص جیسے جزئیات سیاست کیو اسکو امام کے اور معین الحکام میں مذکور  
 ہے کہ اکثر جزئیات سیاست میں قاضی کو اختیار ہے کذا فی الخطا دی **مسئلہ** حد شام کا وہی الحرة الاصیحة اور وہی المقنن و  
 لو انک امر انک او امتہ صریحاً یدلک حتی انزل کرہ ولا شکی علیہ اور جو برہ میں ہے کہ زینت مار کر منی کا لانا حرام ہے اور اس میں تغیر ہو اور اگر  
 مرد نے قادر کیا اپنی زوجہ یا نوڈمی کو اپنی آلت تناسل سے عبت کرنا یا نہ کہ انزال ہوا تو یہ مکرر ہے اور اس پر کہ نہیں نہ حد تغیر ولا یکنون  
 لللواطۃ والجنۃ علی الصیحة لانه تعاقبها کو شہا خبیثہ والجنۃ مشرک خبیثہ اور لواطت نہوگی بہشت میں یا بریم قول کے ہے  
 کہ حق تعالیٰ نے اسکو تعلیم فرمایا اور قرآن مجید اسکا نصبت نام رکھا اور بہشت پاک ہر خواتم کو کذا فی الفتح و فی الامشیاء حرمتہا عقلیہ فلا  
 وجوب لھا فی الجنۃ وقیل سمعیۃ فتوحہ وقیل خلق اللہ تعالیٰ لھا نفھم الا علی کالذکور والاسفل کالانث والاصیحة الاول  
 اور شہادہ میں ہے کہ حرمت لواطت کی عقلی ہے تو اسکا وجود نہیں جنت میں اور قول طبعی یہ ہے کہ حرمت اسکی سمعی ہے تو اسکا وجود جنت میں ہوگا  
 اور بعضوں نے کہا کہ پید کر لیا اللہ تعالیٰ ایک کردہ کہ انکابد ان صفت اعلیٰ غرور وکی انڈہ ہوگا اور نصف اسفل عورتوں کی انڈہ ہوگا اور صحیح پہلا قول  
 عمومی فتوحات کہہ میں مذکور ہے کہ اہل جنت کے دوبرہوگی اسکو کہ دنیا میں دوبرہوگی ہوئی و اسطر دین براز کے اور جنت نجاسات کا مکان نہیں جوئی  
 لھا تو اسو تین لواطت کا مہر حل میں وجود نہیں جنت میں کذا فی الخطا دی و فی اللہ صریحاً شہد من الی نا لھو متھا علیاً و شہدنا و طبعاً  
 علی نالیس ہوا و طبعاً و تزل حرمتہ بزوج و شہد لھا فیها و حکم الحد عندہ لا یفتی بل للفتل لہ لانک مظهر علی قول





پیدا ہوا بعد اس وقت ہوتی کہ ان کے ابتدائے تفصیل مالا فضا کا فی الشیخ اور اگر نوٹ کی کوٹھنہ کرنا لازمی ہو تو اسکی تفصیل مصنف کی شرط ہے  
 ہم مصنف اپنی شرح مختصر الفقار میں کہا کہ دونوں راہیں یعنی قبل اور زبر ہیٹ کر ایک ہو جاوے اسکو انصاف کہتے ہیں تو نوٹ کی یا کسی دوسری یا مستحبہ اگر کسی  
 بزائعی ملا و عارضہ نوٹ و نوٹ پر حد مہر پر نہیں اور انصاف کوئی چیز اس پر لازم نہیں اور اگر وہ عارضہ ہو تو حد نہیں اور انصاف کو کچھ نہیں مگر مزید  
 سے اور اگر نوٹ کی راضی ہو بلا دھوئی شہد نوٹ پر حد مہر پر نہیں اور اگر نوٹ کی پر اور مہر نہیں پھر انصاف کو غلط کرنا چاہیے اگر مشابہت ہو تو مرد پر پورا ہو  
 واجب ہو اور اگر مشابہت نہ ہو تو ثلث دیت لازم ہو اور اگر شہد کا دعوی ہو تو وہ نوٹ پر حد نہیں پھر اگر بول ہوتا ہو تو ثلث دیت ہو اور مہر واجب ہو  
 ظاہر الروایۃ میں اور اگر بول نہ ہوتا ہو تو پوری دیت ہو اور مہر واجب نہیں بخیر کے نزدیک خلافاً محمد اور اگر نوٹ کی ایسی منبر ہو کہ جماع کے لائق ہو تو وہ کبیرہ  
 کی مانند ہو جمیع احکام میں سوا اس سقوط دیت کے اسکی رضا مندی ہو اور اگر منبرہ لائق جماع نہ ہو تو اگر اسکا بول نہ تھا ہو تو ثلث دیت اور مہر کامل لازم ہو  
 لیکن مرد پر حد نہیں اور اگر بول نہ تھا ہو تو پوری دیت لازم ہو نہ مہر بخیر کے نزدیک اور محمد کے نزدیک مہر بھی لازم ہو انہی شخصوں کو عصبہا قرین ہا شہد  
 صحت قیمتہا ولا حیل علیہ اتفاقاً بخلاف ما نوٹ کی ہا شہد قیمتہا فممن قیمتہا کما لو نوٹ کی شہد نہ تھیں لیسقط علیہ اتفاقاً بخلاف ما نوٹ کی کو  
 غصب کیا پھر اس سے زنا کیا پھر اسکی قیمت کا ضمان دیا تو مرد پر حد نہیں بالاتفاق بخلاف اسکی کچھ اگر زنا کیا اس سے پھر اسکو غصب کیا پھر اسکی قیمت کا ضمان  
 دیا چنانچہ عمرہ سے زنا کیا پھر اسکی نکاح کر لیا تو حد سا قہ نہیں ہوتی بالاتفاق کذا فی نتم القدر والحلیفۃ الذی لا والی قوتہ یوحی بالانصاف فی الاموال  
 لا غنا من حقوق العباد فیستوفیہ ولی الحق اما بملکینہ او بملکۃ المسلمین وبہ علم ان الفضا لیس لیسقط الاستیفاء فی الاموال لیسقط حق  
 اور وہ خلیفہ جسکے اوپر کوئی حاکم نہیں یا خود ہی تمام اور ثلث کرنے اسوال سو اسکو حق تمام اور ثلث اسوال مجملہ حقوق العباد ہو تو صاحب حق اسکو لے سکتا ہو  
 خلیفہ کے فائدہ کو دینے کی اپنی ذات پر اور اگر خلیفہ استاد کی کریم تو مسلمان کو بھی قوت اور شوکت سے استیفاء حق خلیفہ سے منظور ہو اور اگر غیر سیسی معلوم ہو گیا کہ استیفاء  
 تمام اس اور اسوال کیو اسکو قضا و قاضی شرط نہیں بلکہ حاکم کی قدرت دینے سے استیفاء تمام کیو اسکو قضا شرط ہو کذا فی النعم والجلد ولو لولہ حق اللہ  
 قتال ولا یصلیہ ولا ولا لایۃ لاحد علیہ اور حد ناری جاوے گی خلیفہ اور امام پر اگرچہ حد مذق ہو اسکو کہ حد و دین حق اللہ غالب ہو حقوق العباد پر اور انسانی  
 حد و دکی امام کے اختیار میں ہو اور کسی ولایت اور حکومت نہیں خلیفہ پر جو اس پر حد کو قائم کرے بخلاف آید اللہ فانہ یجذبہ الی الامام بخلاف حاکم شہر کے کہ  
 اس پر حد ماری جاوے گی بحکم امام **باب الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا** یہ باب ہر زنا پر گواہی دینے کے احکام میں اور اسکی گواہی سے جو  
 کرنے میں شہادۃ و ایحد متقادم بالاعتذار کموض او بعد مسامحۃ و خوف طریق لیسقط لیسقط شہادۃ دن نے گواہی دے حد متقادم کے سبب کی بلا غدا  
 بیماری یا دوری مسافت یا خوف راہ کی تو مقبول ہوگی بسبب ہمت کے ہم وہ ہمت یہ جو کہ حد و کاشا بہ مخیر ہو اور شہادت پیر وہ پوشی میں تو اگر اتنی تاخیر  
 پر وہ پوشی کے جہت سے تھی تو اب گواہی دینا نسا د باطن یعنی کینہ اور عداوت پر دلالت کرنا ہی اور اگر تاخیر نظر پر وہ پوشی تھی تو تاخیر سے فاسق ہوا اور فاسق  
 اہل شہادت نہیں اور جب سے تقادم مانع شہادت ہو جیسی ہی اقامت حد بعد القضا مانع ہو یعنی اگر بعد بعض قرب کچھ بیگ گیا اور پھر گرفتار ہوا تو تقادم زمان  
 سے اقامت حد نہ ہوگی کذا فی النعم **الفصل فی حد القذف** اذ فیہ حق العبد مگر حد مذق میں بعد تقادم کے بھی گواہی مقبول ہو اسواسطے کہ اس میں حق العبد ہو یعنی دعو  
 اس میں شرط ہو شہادت کی تو تاخیر انعدام دعوی پر محمول ہوگی تو نسق شاہد دن کا نہایت ہوگا و یخفی الما لیسقط لان حق العبد فلا یسقط بالانعدام  
 اور ضمانت لیمادگی سارق سوال مسروق کی اسواسطے کہ یہ حق العبد ہو تو تقادم زمان سے ساقط نہ ہوگا یعنی جیسا کہ حد بعد مذق کے چوری کی گواہی دے تو  
 ضمانت ساقط کیر اسکو گواہی مقبول ہوگی اسواسطے کہ دعوی شرط حق العباد میں تو تاخیر شہادت تاخیر دعوی پر محمول ہو تو نسق شاہد لازم نہ آیا کذا فی النعم  
 ولو ان یطہر لحد دم التقادیر حۃ لا تقضاء اللہمۃ **الفصل فی الشرب** کما سبقت اور اگر قرار کیا ہو جیسا کہ اساتہ گندنے دت کے تو مقرر ہوا  
 کیجاوے گی بسبب شرب ہونے ہمت کے مگر شرب غیر میں تقادم سے حد نہیں چنانچہ آگے اسکا بیان آدیکھا یعنی ہمت عداوت کی اپنی ذات سے تصور نہیں ناند شہادت  
 کی تقادم نہ ہوا لیسقط و لیسقط ہمت ہوا **فصل فی حد الشرب** اور تقادم شرب غیر کا ہو کہ جاتے رہے سیسی ہو اور غیر شرب کا تقادم ایک ہینا گند جانے سیسی

بما لا یستحق الحد فی الزنا والرجوع عنہا











ایک منہی ہوا یعنی دو شام سے ہم بار بار اتوبہ ہو گئی ہے جب صحابہ کرام نے ہر روز فساد کی ترقی دیکھی اور بالیقین معلوم کیا کہ جہنم کے دروازے باز ہوتے ہیں تو زیادہ بڑھیکا تو اسی پر اجماع کیا کہ انہوں نے نعم القدر بملخصاً قیداً بن مسعود کہ شارب الخمر کو ہلاک کر دے گا تو اس کو مارو اور عمر فاروق کے پاس ایک شارب الخمر آیا بعد زوال پریم کے اور اس نے اتوار کیا شرب کا تو اس کو غزیر دی حد جاری کی کہ انی المصلح من الزلیع والیسبک ان امرہ لا یضی بین الرجل والمرأة والسمک والارضین و قال لا من یختلک لک لک غالباً فالو یضنہ مستقیماً خالد بن ولید اور امام کے نزدیک مست وہ جو نفرت کرے مرد اور عورت میں اور آسمان اور زمین میں اور صاحبین نے کہا کہ مست وہ ہو جس کا اکثر کام بیہوشی ہو اور نہ بیان ہو تو اگر لغت کلام مستقیم اور نصف بیہوش ہو تو وہ مست نہیں کہ انہوں نے البحر و فیہ من اللغی قو لہما بعد حدیث لای الا امام فہم اور فتویٰ کیو سہی صاحبین کا قول مختار ہے بسبب ضعیف ہونے دلیل امام کے کہ انی الفتح ولوا لہ الشکر ان لہ یفتح فلا لکم ثم یعرض و ہذا الحدی للسلک بالستہم المستشاک من انہ کا کھانسی کا بسطہ المصنوعہ لا لاشباہ وغیرہا اور اگر مرد ہو گیا مست تو اس کا ارتداد صحیح نہیں تو اس کی زوجہ اور سہر حرام نہیں اس ارتداد کو اور یہ ایک مسئلہ ان سات مسائل سے جو مستحقین میں اس قاعدہ پر کہ مست مانند ہوشیار کے ہے چنانچہ مصنف نے ان مسائل کو اپنی شرح میں شباہ وغیرہ کی نسبت کر کے شرح بیان کیا جو ہم مصنف نے اپنی شرح میں انفقار میں شباہ وغیرہ کی نسبت کیا ہے کہ شرب محرم کاست ہوشیار کی مانند ہو مگر سات مسائل میں اس کی مانند نہیں امرت ہونے میں ۲ حدود خالص کے اقرار میں ہم شباہ علی الاشباہ و میں ہم نزدیک منیرہ اور منیر میں جبکہ ہر مثل سے اقل ہوا اکثر تو مجھے نزدیک مانند نہیں ۵ وکیل ہوا طلاق کا ہوشیار میں ہم مست ہو کر اس کی طلاق دی تو اتم نہیں ۴ بیع کا وکیل اگر مست ہو کر بیچے تو بیع نافذ نہیں ہوکل پر سے کوئی چیز غصب کی ہوشیار سے ہو کر اس کو پیر دی حالانکہ وہ مست نہ ہو وقل لا الاثر عن الجلیۃ حرمۃ اکل یغ و حشیشۃ و افیل انکرون حرمۃ الخمر و لیسکرا کجہا لا یجذب بل یغیر الفیقہ اور مصنف نے اپنی شرح میں جو ہر سے کتاب الاثر بہ میں نقل کی ہے حرمت خراسانی اجواہر کی اور ہیگ اور افیرن کی لیکن انکی حرمت کتر ہے شرب کی حرمت سے اور اگر ان چیزوں کے کھانے سے مست ہو گا تو اس پر نہیں بلکہ اس کو غزیرہ بجا دی گئی انتہر فتلہ و فی الذہر للتحقیق ما فی العناایۃ ان البیض صباک لا تحشیش الشکر کسنا فہم اور نہ الفائق میں ہے کہ تحقیق حناہ کا قول جو کہ خراسانی اجواہر مباح ہو اس واسطے کہ حشیش یعنی گہاس ہے پر اس کا نشا حرام ہے ہم طوطی نے کہا کہ اباحت بیخ میں تحلیل حشیش کی نے معنی ہو اور مجھ عبارت حناہ میں نہیں بیخ یعنی خراسانی اجواہر کی اباحت حناہ اور بحر الرافق میں مصرح ہے اور حناہ سے بھی اباحت معلوم ہوتی جو تو ظاہر اختلاف ہو اس کی اباحت اور حرمت میں تو دونوں قولوں کی توفیق میرے کہ خراسانی اجواہر میں دوسرے بقول قہستانی ایک قسم حرام ہے اور دوسری مباح اور اباحت بھی میرے نزدیک ہو اور مجھ نزدیک جسا کثیر نشا کرے اس کا تحلیل بھی حرام ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے چنانچہ مذکور ہو گا اقول علیہ لیس الحدیض فہر بہ لہ بعد التقدیم لایحد لما قرآن الامضاء من الفقہاء فی باب الحدیض شارب الخمر پر اقامت ہوئی بعض حدی مثلاً شیش ما تھ کوڑی بار گئی پیرہ بھاگ گیا پھر گرفتار ہوا بعد مدت کے تو اس پر حد نہیں اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ جاری کر دیا فضا میں داخل ہے باب الحدود کے اندر ولو شرب آدمی نایاً یستأنف الحد لہ اخل الحد کا سبب ہے اور اگر شرب پی یا زنا کیا دوسری بار تو ہستینا ہو گا حد کا سبب اخل متحد الخمر کے چنانچہ اس کا ذکر آگے آ گیا ہم یعنی اگر شارب پر کچھ حد جاری گئی اور وہ بھاگ گیا پھر دوسری بار شرب پی اور گرفتار ہوا تو اس پر شرب ثانی کے سبب سے ایک ہی حد جاری جاوے گی اور ثانی کی حد بقیہ حد اول سے بھی کافی ہے سبب اتحاد قصہ کے اور یہی حکم ہے زانی کے بھاگنے اور دوبارہ زنا کرنے کا ہر قسم مسئلہ متحد شمارم کا سبب ان او صاحب حججہ فیہ قصہ قصہ انسا تا فأت ان قادیان اعل منغہ ضمنہ الا لامصنف عماد مست یا ہوشیار کے گھڑیوں نے اس کو سانچہ کشتی کی سو کھل والا کسی انسان کو تو وہ مر گیا اگر سوار قادیان ہوا اس کو روک کر تو اس پر ضمان ہو اور اگر قادیان نہیں تو اس پر ضمان بھی نہیں کہ انی شرح المصنف عن العادیہ ہم

۱۰  
 کہ ایک نسخہ میں ہے  
 ولا یسبک ان امرہ لا یضی  
 فی حدیث میں ہے  
 فی حدیث میں ہے  
 حدیث میں ہے  
 حدیث میں ہے  
 حدیث میں ہے  
 حدیث میں ہے  
 حدیث میں ہے  
 حدیث میں ہے







مرگنی ہو اور اگر زندہ ہو تو طالعہ و سکی والدہ ہوگی نہ اوسکا ولد کذا فی حاشیہ المجلد فی غضب و یتفاق بالکلی الثالث فی غضب نین مرزوق سے متعلق جو معنی زناتہ فی الجمل اور کشت لایک اور کشت بابت فلاح کہو سو غضب اور دشنام کہو کہ تین قاذف ہر حد سے اور اگر حالت رضا میں اقوال میں سے کوئی قول کہیگا تو حد نہیں اسلئے کہ قول اول میں زنا معصود کے معنی پر اور قولین اخیر میں یعنی دل بیت محاسن اخلاق کی عدم مشابہت پر محمول ہے

**المطلب المقدوف المحقق لایہ حقاہو للمقدوف غائباً کمن یجلس فی ظل النخل و ان لم یسمعه احد فکان قد صدق ما جاد کا عقد**

محسن کی غمگین اور طلب سے اسو اسلئے کہ حد قذف و اسلئے منع عار کے اوسیکہ حق ہو اگر یہ مقدمہ وقت غالب ہو قاذف کی مجلس سے وقت قذف کے گو اوسکو عیب لگاتے کسی نے دشنام ہو کذا فی النہرم در صورت عدم سماع کے طریق اثبات قذف کا قاذف کے اقرار پر منحصر ہے اسلئے کہ قاذف کہو کہ میں نے یوں کہا تبیل و ان امرہ المقدوف بذلک شہر تملکہ بلکہ اگر یہ قاذف کو امر کیا ہو مقدمہ نے اسکا یعنی قذف کا کذا فی شرح التلکلمہ باوجود امر مقدمہ حد ساقط نہ ہوئی اسو اسلئے کہ صحیح حق اللہ سے تو عبد کی اباقت سے مباح نہیں ہوا کذا فی الخطا وی ویترجم الفرد و لخصه فقط اخصام

**للتخفيف باحتال صدمه بخلاف حد زنا و شرب** اور حد مارنے کو قذف کے بن سے ایسا پوچھتین اور دومی وغیرہ کا بہا ہوا اگر اتارا جاوے و اسلئے ظاہر کرنے کے قذف کو قاذف کے صادق ہونے کے احتمال میں بخلاف حد زنا اور شرب غیر کے ہم حد قذف کا سبب چونکہ قطعی نہیں کہ شاید قاذف صادق ہو لہذا اسکو سبب کثیر و زنا و ماری جادین کے سوا کسی پوچھتین اور پوچھنے کی کڑی کے تاخلف حد ظاہر ہو بخلاف حد زنا اور شرب کے کہ سوا یا جامہ اور نہیں سبب کڑی اتار ڈالے جادین کے لایحد بلست بابت فلاجہ لصلہ بون کہو سو کہ تو فدا نے کا بیٹا نہیں یعنی پتہ دار کا کا حد ماری جادگی مصداق ہونے سے

علامہ کے اسو اسلئے کہ فی الحقیقت وہ انہو باپ کا بیٹا ہے نہ داد کا بدینہ الیہ اولی الخالہ او علیہا و اسراۃ بدت شد الیہ الباء و لوی غیر و سہ اقامہ من یلیح لا یتیم اباء کما لہ حد نہیں اوسکی داد اکیثت اوسکی نسبت کر فیسے یا اوسکی امون یا اوسکی مزی اور پرورش کر بوالے کی بات نہ کریمو اگر چہ مری اوسکی مان کا زور نہ ہو کذا فی شرح الزلمی اسو اسلئے کہ داد اور چچا وغیرہ یا بار مجازی میں برات بہ شد یہ بار معصود یعنی مری ہے ولا یقول یا ابن فاحل الشک

یہ تصور ابن الکمال اور نہ بون کہو سو حد کو کہ او بارش آسمانی کے فرزند اسمین اعتراض کیا جو ابن کمال نے ہم اسو اسلئے حد نہیں کہ ابن بار السماء سے جو داد اور سماعت کی تشبیہ مراد ہوتی ہے چنانچہ عا مر بن عاترہ لقب ہمارا السار تھا اپنی سخاوت کے سبب سے اسو اسلئے کہ وہ انہو مال کو ابام مخط میں مثل نقران باران بکثرت دیتا تھا اور ام السند لقب ہمارا السماء تھے انہو حسن اور جمال کے سبب سے اور اوسکو فرزند جو لو کہ عراق تھے بنو مارا السماء کہلاتے تھے اور نعمان بن المنذر بھی لقب ابن مارا السماء تھا کذا فی الخطا وی الی الفلاح الاصلاح میں ابن کمال نے کہا کہ حالت غضب میں جو داد و جمال تشبیہ نہیں ہو سکتی اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہم التزام کرتے ہیں اور اوسکو نفی شجاعت اور سخاوت کا سبب نہیں دیتے ہیں اس حالت میں کذا فی النہر فخر القدر میں مذکور ہے کہ اگر دامن کسی مرد کا نام ہا السماء مشہور ہو تو دشنام کو قذف البتہ اوسپر حد ہے ابن مارا السماء کہو میں اور نہیں تو نہیں ولا یقول یا ابنتی لوی در عربی کو قطعی کہو سو حد نہیں ہم شرط ایک کردہ جو آدمیوں کا عراق میں واقع کو قطعی کہتے ہیں اور شرح جامع صغیر میں ہے کہ ابنا طعمی کشکار ہیں اسو اسلئے حد نہیں کہ اس قول سے نفی مشابہت عرب اور مشابہت اس کردہ کی اخلاق اور عدم فصاحت میں مراد ہے بلا گمان قذف فی النہر صنی تشبیہ لغیر قبیلہ او فناء حنا لغیر الفائق میں ہو کہ جب کوئی قابل نسبت کہم مخلص کو اوسکو غیر قوم کی طاعت یا اوسکو قوم سے اوسکی نفی کرے تو تفرید یا جاد سے ہم نہر الفائق میں ہے قول بطریق بحث جو بطریق روایت مذہب و نیزہ یا فخر الزنا یا بیض الزنا یا محمل الزنا یا سخی الزنا قاذف اور منحصر میں ہو کہ بون کہنا کہ او زنا کے جزوی او زنا کے اندر سے او زنا کے محل او زنا کے متعلق قذف ہے اسو اسلئے کہ عید الفاظ و الزنا کی اسلئے برے جانے ہیں تحمل بغضین کچھ گوسفند جب چارہ میں ہو اور سخی کچھ گوسفند جو پیدائش ہم نہر الفائق میں جو ہر سے منفرد ہے کہ بون کہنا قذف ہو کہ تو دل حلال نہیں بخلاف بالکشی الزنا او یکس اسم زنا لا فنیہ بکلمات اس قول کے کہ او زنا کے عید سے یا و حرام زنا سے یہ قذف نہیں کذا فی الغنیہ ہم لخطا وی نے کہا کیش الزنا میں شاید یہ وجہ ہو کہ قذف میں متعلق نہیں اور حرام شرعاً و عاراً کو بونہو ہیں اور اسو اسلئے کہ کل جازم زنا نہیں یعنی چنانچہ زنا و جماع حیض میں حرام ہے اور زنا نہیں و فیما کو حلال الی سنیہ فلا حلال و فنیہ میں





ہوگی کذا انی انتم غلغلہ مالوفالہ مثلاً یا خبیث فقال بل انت لم تغیر لہا حصہما وقد تشاؤا فانت کافیا بخلات او سکر محرمہ  
کہ اگر ایک شخص کسی شاکہ یا خبیث سوا کسی جوابدہ یا بلکہ تو خبیث ہو تو وہ تو نہیں تغیر نہیں اسو اسطر کہ تغیر دو نو کا حق ہے یعنی تغیر و اسطر حق آدمی کے ہے  
حالانکہ جوابدہ بنو سید و نون برابر ہو گئے تو وہ تو بکی مکافات ہو گئی یعنی وہ نون سے تغیر سا قوط ہو گئی جلا ف ما سیحی لوتشا انتا بین یبک القاضی  
اور نہ ہا لمریکاً فکاً طکک علیک مجلس الشیخ و لیتا و ت الضرب بخلات سابق و مسند سے جو ادب کا کہ اگر دو شخصوں نے باہم گالی دی تو انہی کے سامنے  
یا باہم ایک نے دوسرے کو مارا تو وہ نون برابر ہو جاوے گی مگر سقوط تغیر میں بلکہ وہ نون کو تغیر دیا جائیگی بسبب ادبی مجلس شہم کے اور بسبب متفاوت ہونے  
نسبہ کے ولو قالہ لیسہ و هو من اهل السنہ اذ ذلت بہ حاکم و لا لعلان اور اگر نون مذکور اپنی زد و جوسی کہا اور حالانکہ زوجہ اہل شہادت  
کا سوز و جہنے وہی قول پھر کر کہا تو عورت پر حد ماری جاوے گی اور لعلان نہ ہو گا مگر یعنی اگر زوجہ زد و جوسی کہا یا زانیہ سوا کسی جوابدہ یا بلکہ تو یعنی میں نہیں  
تو زانی سے تو عورت پر حد ماری جائے گی لعلان اور زوجہ میں اہلیت شہادت کی قید اسو اسطر لگائی کہ اگر وہ اہل شہادت نہ ہو گا تو اسکا قذف لعلان کا موجب نہ ہو گا  
تو وہ تو نہیں حد ماری جاوے گی کذا افتد الحلبي عن الایضاح الاصل ان الحدین اذا اجتمعوا فی تقدیم لحدہما اسقاط الاخر وجب تقدیمہ احتیاطاً  
للحدین قول مذکور میں مدد و جد اسقوط لعلان کا قاعدہ یہ ہے کہ جب دو حدین جمع ہو گئی اور ایک حد کے مقدم کرنے میں دوسری حد کا اسقاط ہو گا تو اسکی  
تقدیم واجب ہوگی حد ثانی کی جیلہ جو بھی کیو اسطر یعنی جب اول عورت پر حد ماری گئی تو وہ لعلان کے لائق نہ رہی اسو اسطر کہ حد و ذنی القذف لعلان کا اہل نہیں  
اور لعلان کی تقدیم میں البطلان کا نہ تھا لہذا تقدیم حد واجب ہوئی کذا فی النہم اگر کوئی کہو کہ تقدیم حد مذکور اجتماع حدین میں ہوتی ہے اور لعلان تو حدین  
اسکا جواب شارح نے آئندہ قول میں دیا واللعلان فی معنی الحد اور لعلان سببی حد ہے یعنی مشروریت لعلان کی و لعلان جاری کے ہو جائے حد و ذنی القذف لعلان  
لو قال لہا یا زانیۃ بنت الزانیۃ بدی بالحد لیس علیہا حد اور اسو اسطر یعنی حد ثانی کی جیلہ جو بھی کیو اسطر فقہانے کہا ہے کہ اگر زوجہ نے زد و جوسی کہا کہ  
یا زانیہ بنت الزانیۃ تو اول حد کی ابتدا کیجاوے گی تا لعلان مستثنی ہو جاوے یعنی زوجہ پر زد و جوسی کی مان کی قذف کی اول حد ماری جاوے گی تو لعلان سا قوط ہو جاوے گا  
اسو اسطر کہ حد و ذنی القذف لعلان کے نہیں رہتا بحر الرائق میں کہا کہ اگر زوجہ پہلو دعوی کرے گی تو وہ نون میں قاضی لعلان کر او یکا پیر زد و جوسی کی مان اپنی قذف  
کی حد کی طالب ہوگی تو مرد پر حد قذف ماری جاوے گی طحاوی نے کہا تو شاید مسئلہ مذکورہ شارح کا او مصوت میں مفروض ہے جب زد و جوسی اسکی مان معاً  
طالب ہوں ولو قالت فی جوابہ زنیۃ بک او معلنۃ ہذا رای الحد واللعلان للشدۃ اور اگر زوجہ کہے یا زانیہ اور زوجہ اسکو جواب دینا  
کہا کہ میں تجھ سے کیا یا زانیہ یا نکاح تو حد اور لعلان دونوں باطل ہو جاوے گی بشبک کے ہم تفصیل شک یوں ہے کہ عورت کا قول اسکا مقول ہے کہ اسکو قبل نکاح  
کے زنا کا ارادہ کیا تو حد واجب ہوگی نہ لعلان اسو اسطر کہ زد و جہنے نے زوجہ کے قول کی تصدیق کی اور نہ زوجہ نے اسکی تصدیق نہیں کی اور محتمل ہے کہ زوجہ نے  
اُس زنا کا ارادہ کیا جو زوجہ کے ساتھ بعد نکاح کے ہر معنی نکاح کے جماع کو بغیر زنا کہا تو یہ نسبتہ تقابل تو ہو جب اس احتمال کے لعلان واجب ہے نہ حد  
اسو اسطر کہ قذف مرد کی نفسی ہوانہ عورت کی نفسی ہوانہ کے سبب احتمالین مذکورین کے شک پڑا حد یا لعلان کے ثبوت میں ابتدا و نون سا قوط ہو گئے کذا فی النہم  
قید بالخطاب لا تھا لو لایا بابت ان فی معنی حد و حدہ خانیہ مصنف نے جواب کو بخطاب مذکور مقید کیا اسو اسطر کہ اگر زوجہ زوجہ کو یوں  
جواب دے گی کہ تو زانی تو ہے مجھ سے تو فقط زوجہ ہی پر حد ماری جاوے گی کذا فی النہم اسو اسطر کہ مسند افضل کا ایسی مقام میں ترجمہ نے العلم کیو اسطر  
مستعمل ہوتا ہے تو گو بازو جہنے یوں کہا کہ انت اعلم بالزانیۃ اور علم بالزانیۃ نسبت مروجہ نہیں کذا فی الطحاوی عن الکمال اور یہ جہ یعنی نسخہ میں ہے کہ حد و ذنی  
سو ترفیع ہو لو کان ذلک معہ لجنبتاً حدت و نہ لتصلدا تھا اور اگر وہ سے گفتگو مذکور اجنبی عورت سے یعنی مرد نے اجنبی عورت سے کہا کہ یا زانیہ  
اسکو جواب دیا کہ میں نے تیرے ساتھ زنا کیا تو عورت پر حد ماری نہ ہوگی بسبب تصدیق کرنے عورت کے یعنی عورت نے ہی مرد کو قذف کیا اور مرد کا حق تصدیق  
کرنے سے سا قوط ہو گیا اقرؤ لہ فہر لہا یا لعلان وان عکس جہ القذف والوللہ فیہا لا قیاساً اقرار کیا زوجہ نے ولد کا پہرا و اسکی نفی کی تو  
لعلان کرے نہ جیسو اور اگر اسکی بالعکس کیا یعنی اول نفی کی پہرا تو کیا تو مرد پر حد قذف ماری جاوے اور ولد و نون صورتوں میں مرد کا حق

۴۲۳  
کتاب النکاح





ہم شائع سراج کے قول سے غایۃ البیان اور منہ الفنی کے تعارض کو دفع کیا جو معنی تیسلیان کی روایت ہوتی پر محمول ہے جہاں ذمہ معتقد حضرت  
 ہون منہ الفنی کی روایت فقہا حرمت پر محمول ہے تو متا نفس نامہ ہر اور سراج کے مراد سراج الدین کا قادی ہر کہ لفظ الفنی وہاں لفظ الفنی کی روایت  
 لفظ فاسکلم ان ثبت باقرارہ او بشہادۃ المسلمین حد و ان ثبت بشہادۃ اہل الذمہ لا اور سراج ہیں کہ اگر ذمی ہے چوری کی باز ناکہ یہ  
 مسلمان ہوا اگر سر نہ باز نا اسکے اقرار یا اہل اسلام کی گواہی سے ثابت ہوا تو حد مارا جاوے گا اور اگر اہل ذمہ کی گواہی سے ثابت ہوا تو حد نہیں ہو سکتی کہ کفار کی  
 گواہی مسلم پر مقبول نہیں اور الفنا ذنوب بالقدن فان اقام اربعة علی ذلک ولو فی کفر لیسقط اخصاۃ کما مراد او بالزنا او بکفر او بکفر  
 قاذن نے قذف کا سوا اگر چار گواہ قائم کئے معتقدون کو زنا پر اگر یہ اقامت بینہ قاذن کی حالت کفر میں ہو سبب قذف ہونے حسان قاذن کی معنی معتقدون  
 کا حصان شرط ہے جو حد قذف میں نہ قاذن کا خاصہ نہ ذکر ہو چکا یا زانی نے خود زنا کا اقرار کیا یا بعد مجلس میں کیا چاہے یہ بیان گذر عبادۃ اللہ یا کی  
 اقرار یا بالزنا فیکون معناه اقامت بینہ علی اقرارہ بالزنا وقد سکت فی البیوان البینۃ علی ذلک لا تعد بحد اصلہ ولا یقول علیہا لانہ  
 ان کان متعذرا لاشتمع مع الاقرار الا فی سبغ مذکور فی الاشباہ لیست ہذا منہا فلذا اختلف المصنف العبادۃ فتنہا بارت در غرض  
 یون ہو اسکے اقرار بل زنا پر تو مطلب ہکا یہ ہوا یا قاذن نے گواہ قائم کئے زانی کے زمانے کے اقرار پر اور حالانکہ بحر الزانی میں خبر کی ہے کہ ہر گواہ  
 مستبرئین اور ہر مقام نہیں ہو سکتے اگر زانی شکر زنا ہو تو رجوع ہکا ثابت ہوا تو گواہی نہ ہو گی اور اگر مقرر سے تو گواہی لائق سماعت نہیں ہر وجود  
 اقرار کے مگر شاہد البتہ گواہی باوجود اقرار مستبر سے جسکی تفصیل شبہاء میں کور ہو اور ان شام قاضیوں سے یہی نتیجہ نہیں لہذا مانن فی درر کی عبارت کو بدل ڈالا  
 خبر واد ہو جائی یون کہہا اگر قاذن فی زنا پر گواہ قائم کئے یا زانی نے خود زنا کا اقرار کیا تو معتقدون پر حد ہو ہم شبہاء و لفظا ترین کور ہو کہ مقرر ہو گواہ  
 مسوع نہیں مگر سات جبکہ اسیت کے قرض روارث فی اقرار کیا تو گواہ مسوع ہونگے تا اور وارثوں پر حکم متعدی ہو ۳ مدعا علیہ کے اقرار و بصیت پر دوسرے کے  
 گواہ مسوع ہیں ۳ مدعا علیہ کے اقرار و کالت پر دیکل کے گواہ اثبات و کالت پر مسوع ہیں دفع ضرر کیو اسلیم استحقاق کی گواہی باوجود اقرار سخن کی مسوع  
 ہو تا بلوغ سر جو حکم آسان ہو ۵ اگر ایک خصوصیت کیو اسے منہ کے واجب تو باوجود ایک اقرار کے گواہی مقبول ہے ۶ اگر وارث فی مومن ہے کہ پہلے اقرار کیا  
 تو یہی شہاد مسوع ہے ایک باوجود کرایہ بازید کو ہر شہید کرایہ یا خال کو سوزیدے گواہ گراے اپنے کرایہ پر تو اگر خال حاضر ہو گا اور مقرر بھی ہو گا زید کی کرایہ کور  
 پر تو یہی شہاد زید کی مسوع ہوگی اور اگر غائب ہوگا تو مسوع نہ ہوگی کذا فی المطالع و حد المفذون یعنی اذالم تکن الشہادۃ لیسقط استفادہ کما کا بعض  
 مدعا جاوے گا معتقدون جب کہ گواہی حد متقدم پر نہ ہوگی چنانچہ بعض نے نہیں ہم حد المفذون ہر اہل اقام کی سینے اگر قاذن چار گواہ لاوے گا معتقدون کے  
 زنا پر تہمت و خود اقرار کر لیا تو معتقدون پر حد مارا جائی کیونکہ علی البینۃ لیسقط الاستیصال لا حد ہر شہد لا فی المصنف کی جمل ال فیام المجلس فان  
 یحضر حد اور اگر قاذن عاجز ہو گواہوں کو لیسے ہیقت اور حاکم سے رت مانگے کہ اسون کے حاضر کر نیکی جو اس شخص میں موجود ہیں تو سہ کہ ہمت دیجاوے تو قائم  
 پر اگر اسکے تو اسے قذف یا رجاء و لا یقل لیدھب لطایحہ بل یحبس فیقال ابعث الیہ من یحضر ہم اور حاضر شائے نیجاوے قاذن کو  
 تاکہ وہ گواہوں کی تلاش کو جاوے بلکہ وہ مجبور ہے نظر بند ہو اور اس سے کہہا جاوے کہ گواہوں کی طرف اس شخص کو بھیج جو انکو حاضر کرے و لو اقام اربعة قضا کا انہو  
 کما فی دیرنی اللیل عن القاذن و المفذون و الشہود ملقط اور اگر قاذن فی چار گواہوں فاسق سے اپنے قول کی گواہی لای تو قاذن اور معتقدون  
 اور گواہوں حد متقدم ہو جاوے گی کہ لفظ ہم قاذن اور شہود پر ہو اسلیم حد نہ رہی کہ نصا شہادہ دوسری ہو اگر وہ عادل نہیں اور معتقدون پر ہو اسلیم  
 حد نہیں کہ وجوب شہود عدل پر ہر فرق ہر تکلف جحد واحد لیسنا بات اتحد جنسہا بخلاف ما اختلف جنسہا کما بینا و دعمر اخلاقہ ما انا  
 اتحد للمفذون ام تعدد کلمۃ فی یوم و انا یطلب کما علما و یقصر ہم و ما اذ حد المفذون کما علما و یقصر ہم و ما اذ حد المفذون کما علما و یقصر ہم و ما اذ حد المفذون کما علما و یقصر ہم  
 فائہ ہم الاولی و لاشی للثانی للحد اخل ایک مدکانی ہر اہل جنایات کہ اسلیم جسکی جس متحد ہر بخلاف ان جنایات جسکی جنس مختلف ہے چنانچہ ہر میان کو  
 میں اس باب میں حکم جنایات فی شہدہ کا اشلیم ہر ملاق مصنف کا جب کہ معتقدون متحد ہو تہجد و قذف او کما ایک لفظ سے ہر چند الفاظ سے لیکن میں نفوذ کیا



بد فعل کی عادت نہ ہو کہ بد پرچہ اور بخشش منافی کی نسبت بد پرچہ کہ انی فی القدر ہو لفظ التادیب مطلقاً اور بد یعنی تفریر لغت میں عبارت ہو تا دیب سے  
مطلقاً خواہ مرتب ہو تو او غیر مذکور خواہ ضرب حد سے کہ بر یا زیادہ اور اصل تفریر کی عزت جو محسن بر تو اور دفع کے کذا فی السنخ و قول القاموس میں انہ مطلق  
علی ضرب ماکون الحدیث غلط نظر اور قاموس کا یہ فعل کہ اطلاق تفریر کا ضرب کتر از حد پر ہو غلط جو کذا فی السنخ نیز ہم نہ الغافلین میں یہ تفسیر طابین جری کہ کثیر  
منسوب ہو سکتا ہے کہ غلط کہا کہ بد فعل شرعی ہو جو صاحب مونس مذکور کی تو اہل لغت کی طرف جو جاہل ہو مطلقاً شرع سے کہ چونکہ ضرب ہوگی اور جو سے طاب  
و با کہ صاحب مونس فقط اوضاع لغویہ کا التزام نہیں کیا بلکہ اس کا عادی ہو کہ در بقولات مشرب اور مطلقاً کہ او اس طرح الفاظ فارسی بھی تفسیر فرما دیکر مطلقاً  
کرتا ہے اور کہ یہ اشارہ دیا ہے قاموس میں جو کذا فی السنخ مطلقاً عن ابی سمر و نفساً تادیب دون الحدیث اکثری شتعة و تثلثون سنکھا و اقل  
ثلثۃ فی بالنصب اور مطلقاً شرعین تفریر عبارت ہو تا دیب کتر از حد سے کتر مقدار تفریر کی او تالیس کوڑی ہیں اور کتر تین کوڑی اگر دو اسطے ضرب تفریر ہو  
یعنی ضرب الی تفریر کا یہ بیان جو یہ مطلق تفریر کا یہ ہے کہ قدری کا اور صحیح ہے کہ اقل تفریر کی کچھ حد نہیں امام کی رای پر موقوف ہو چکا ہے کہ اگر  
جاؤ کہ ایک کوڑا تیس سے از جا حاصل ہو گا تو اس کا فی ہو کذا فی السنخ و اعلی امام معظم در محمد کے نزدیک اکثر تفریر او تالیس کوڑی ہیں اور ابو یوسف کے  
نزدیک پچھتر کے تیس ہیں امام شافعی کے یہ یعنی چالیس سے ایک کوڑا کم کر دیا اور ابو یوسف کے یہ یعنی اسی سو یا پچھتر کوڑی کم کر دیں اور جلی حسین و حدیث  
جسکے پیچھے اور محمد بن حسن کے کتابا لا تار من دایت کیا ہو میں نے حدیثی غیر حدیثی میں اللہ نے جو حد تک ہو جو غیر حدیثی وہ ظالمون میں ہے جو اگرچہ عند بعضین یہ  
حدیث مرسل ہے لیکن مرسل امام کے نزدیک اور اکثر اہل علم کے نزدیک محبت ہو اور عمل کے لائق ہے اور حیثیت ہو کہ تفریر حد سے کتر جائے تو امام در محمد نے مطلقاً  
عبد کی حد جو اقل حد ہو تفریر کو کم قرار دیا ہو اسطے کہ لفظ حد کا حدیث مذکور میں مکر ہے اور ابو یوسف نے حد احرار سے کم کیا ہو سہلو کہ حریت میں ہے اور یہ جو  
صحیح ترین حدیث مرفوعہ ہے کہ تفریر تین سے کم نہ ہو زیادہ کرنا ناجائز ہو تو اس کا جواب ملا و خفی یون یا ہو کہ یہ حدیث منسوخ ہو صحابہ کرام کے مل کر نہیں مطلقاً  
اس کو بخاری نے اگر یہ حدیث منسوخ نہ ہوتی تو صحابہ کرام کی مخالفت کرتے ہو سہلو کہ وہ علم الناس ہو حکام شرعیہ میں کذا فی فی القدر و جملہ فی اللہ علی اکثر  
تواقیف اور در غور میں تفریر کو چار مراتب پر مشیر یا ہو ہم مراتب مذکورہ یون ہیں تفریر شرف الاشراف کی یعنی علماء دین اور سادات علویہ کی علامہ ہو سہلو کہ کذا  
اور کچھ کہ جو کچھ غیر معلوم ہوئی ہو کہ تم ایسا ایسا کرتے ہو سو اب ایسا کرنا اور تفریر اشراف کی بیٹے امرا اور دما قین کی علامہ اور دار القضا تک کہ بیٹے لانیس  
و ہقان جو اور زیدار یعنی مالکانون کا اسطے کہ وہ ہقان ہو جب دیگان کا یعنی صاحب یہ اور تفریر او سلا الناس سے اہل بازار کی کہ بیٹے لانیس اور زید کر کے  
اور تفریر خسیس یعنی کیون کی کہ بیٹے لانیس اور زید کر کے اور مار سے کہ کذا فی فی السنخ و اعلی امام کے یہ یعنی حدیث منسوخ ہے لہذا امام مع اہل کیست علی  
احکام القضا کان من کان من اشراف الاشراف لو اشراف خادۃ فادماہ لا یکتفی تفریر بل بالاعلام و ادنی انہ بالفضی صواب ہے تفریر اور یہ سب یعنی  
یہ جو مصنف اور صاحب نے مذکور کیا یعنی یہ عدم تفریر یعنی تفریر پر اسطے حاکم کے باوجود کہ کے مراتب اربعہ مذکورہ اپنی مطلق پر نہیں ہیں ہو سہلو کہ جو شخص کہ  
اشراف الاشراف ہو اگر شخص کو مارے کہ اس کو خون نکلے تو اس کی تفریر فقط علامہ اور مطلق سے کافی نہیں اور جو شخص معلوم ہو تا ہی کہ ہوتی میں اس کی تفریر ضرب ہو یا  
ہو کذا فی السنخ ہم موسیٰ شہد کہا کہ صاحب نے تفریر شرف الاشراف میں افراط کی بلکہ ہوتی مذکورہ میں علامہ اور چشم نامی تفریر سے ہو سہلو کہ شرف الاشراف  
کی تفریر کا مسئلہ مطلق نہیں بلکہ مفید ہے چنانچہ نمایہ میں مذکور ہے کہ علامہ کے ساتھ تیز نظر سے دیکھنا ترش رہو کہ لازم ہو میں مقدار سب تفریر کذا فی  
المطاعی و لا یفرق الضیق ذیہ و ذیل یفرق و ذوق ان یلم انصافاً یفرق و الا لا شح و ہبانیہ اور تفریر میں ضرب متفرق یکجا اور در متفرق میں  
کہ متفرق یکجا بدن پر اور دونوں قولوں میں توفیق یون گئی ہو کہ اگر تفریر اپنی نہایت مرتبہ کہ ہو نہ جاوی یعنی او تالیس کوڑی کو تو بدن پر مطلقاً طبعہ مارنا چاہی  
تا خوف ملا کی کا تفریر اس سے کتر ہو تو متفرق یکجا کی کذا فی فی السنخ و اعلی امام کے یہ تفریر فانیماں میں کہ متفرق مارنا چاہی ہو مضا کو سواری موبہ ادر سہلو  
شرعاً کہ اور ابو یوسف نے کہا کہ پٹ اور جلیہ کو ہی بھانپا ہو کہ کذا فی فی السنخ و یکن بہ و با حبسین و یکن علی الخن و قولہ الاذن و با کلام الضیف و بشکل  
القاضی لاہ بوجہ صلو میں و شتم غیر القذف مجبئی اور تفریر ہوئی جو ضرب اور عقید کرنے یا در گردن پر دوپ مارنے سے شتم کیجا ب سو اہل کا و حدیث



و لدی گالی یعنی والا در اسکے ذن کر نیسے اور ملک کے ذن سر اگرچہ ملک کا ذن کی اتم لہذا در سبط کا ذن کی ذن ہے اور سر فرج کے ذن باز نیسے اور ان ہر  
 مذکورہ بن تفریز کی منتھا کو پہنچا نا چاہیے یعنی اذنا لیس کر دے جسے چاہے اگر ایک شخص نے عورتا اجنبی سے سوای جماع کے کوئی فعل مرام کیا مثلاً بوسہ یا بوسہ  
 کیا یا چہرہ گر قمار جو بعد سہا بھیجے کہنے قبل اسکے نکالنے کے نواد سیر بھی غایت تفریز ہو اور سوای امور مذکورہ غایت تفریز کہ پہنچانا چاہیے ہم غیر محسوس  
 ذن جن جو مد سقہ ہوئی تو شد تفریز لازم ہوئی اس واسطے کہ موجب حد کی تفریز بت ہو چکی و بقذرت اسی جنتیم مسلم مایا فاسق الا ان یکن  
 معلوم الفسق کما ین شلا ادخلہ القاضی بفسقه لان الشیء قدما لحقه بنفسه قبل قول القائل نعم اور تفریز دیا ہو ہر سدان کی گالی یعنی  
 یعنی فاسق کہنے سے اگر یہ کہ وہ شخص معلوم الفسق ہو یعنی ہکا فاسق ہو اسکو معلوم اور ظاہر معلوم ہو چاہے مکاششا یا قاضی اسکے فسق کو جانتا ہو تو تفریز نہیں  
 قابل پر اس واسطے کہ فاسق مذکور نے اپنی جان پر آپ عیب لگایا قائل کے کہنے سے پہلے کہ انی نفع القدر ہم معتقد شتم کو ذن کیا عیاد انگار فاسق ماضی ظاہر کہ  
 کہتے ہیں یعنی جو عورت اور ذکوۃ ناحق زبردستی لے جو ہر جی لے افس کی تفریز شام کی ہے اور انہا کے ناموس میں فان اذاد القاذن اثباتہ بالیقینا فحیۃ  
 بلا بیان مسببہ لاشعہ ولوقال یا زانی واداد اثباتہ شیم لثبوت الحدیث خلاف الاول حق لو یلقوا فسقه بما ذیہ حق اللہ واللعبہ ثبوت وکنا  
 فی سخن الشاہد پر اگر گالی یعنی والا اسکے بعد فسق کے اثبات کا ارادہ کرے بلا بیان اسکے سبب کے تو شواہد سمیع ہوگی اور اگر کہیگا یا زانی اور اسکے  
 اثبات کا ارادہ کرے گا تو اسکی مستحرمی بسبب بت ہو و حد زان کے بخلاف اول کے یعنی بعد فسق بلا بیان سے یہاں تک کہ اگر شام واد سقا فسق میں فعل ہو یا نہ  
 کہ بن حسین عن احمد اجماع العبد یؤثر لہ کو اجماع قبول ہوگی اور یہی حکم سے شام کی طعن بن طعن مجر و سمیع نہیں اور بیان سبب سہلہ سمیع ہم فسق مجر و سمیع  
 کہ نہیں سبب فسق کا بیان ہو یعنی ترک صلوة یا زانیہ صرفہ بلکہ نسبت فسق علی الاطلاق ہو علی ہذا القیاس طعن مجر و یعنی ان ینال القاضی حق فی  
 فسقه فان یکن سبباً شامیاً کتقبل اجنبیۃ و عناقہا و دخلوا ہا طلب بینتہ لبعیۃ و لوقال ہو ترک و اجماع سأل القاضی المشتوم حاکم  
 یحب علیہ تعلل من الفرائض فان لم یکن نفاکت فسقه لما فی الجنبی من ترك الاستغفار بالفقه لا تقبل شہادۃ و المراد ما یجب علیہ  
 تہلکۃ منہ فہذا اور لائن ہو کہ قاضی گالی یعنی داسے سے اسکے فاسق ہونیکا سبب ہو چو ہر گاہ شبہ می بیان کرے چاہے اجنبی عورت کا بوسہ لیا یا اسکو  
 کلم سے لگایا اور اسے خلوت کرنا تو اسکے گواہ طلب کرے یا فاسق کو تفریز دے اور اگر اسے سبب فسق کا مفصل بیان کیا بلکہ یوں کہا کہ فسق ہکا ترک کر سنے  
 واجب ہو تو قاضی شتم سے یعنی جسکو گالی اسی واجبات کا سوال کرے یعنی فرائض سے ہم جس کا سببنا اور سبب واجب ہو چو سو اگر شتم ہم کو نہما ذو ہکا  
 فسق ثابت ہو گیا ہو کہ کبھی میں ہو کہ جو شخص شتمال فقہ کا ترک کرے تو اسکی گواہی قبول نہیں اور مرد اشتغال فقہ سے شہد ہو جس کا سببنا اور سبب واجب ہو کہ اسے  
 الزہری میں ہم جزیات فقہ کا در یافت کرنا واجب نہیں جبکہ ترک سو فاسق مرد و شہادہ ہو جائے بلکہ شتم واجبات مراد سے و غیر الشاہد ہکا کافر و حل لکلف  
 ان احقۃ المسلم کافر افعو الا کایہ یقی شتم ح و ہا کایہ اور گالی یعنی والا یا کافر کہنے سے تفریز واجب و اجابہ لکھا اور یا کافر کہنے سے کافر ہو گا یا نہیں جواب  
 ہکا یہ ہے کہ اگر مسلم کو کافر عقائد کر گیا تو ان کافر ہو جائیگا اور نہیں تو نہیں اسی پر فتویٰ ہے کہ انے شرح الوہابیہ ہم جب کہ بنا بر عقائد اسلام کا فرقہ قاعد کیا  
 نو دین اسلام کو اس کفر جانا اور جو اسلام کو کفر جانے وہ کافر ہے اور اگر یا کافر کہنے سے فقط سبب اور دشنام کا قصد کیا بلا عقائد کفر مسلم تو یہ تفریز نہیں بلکہ  
 فسق ہو کہ انی المنع و غیرہ اور ابن کثیر شرح شارح میں کہا کہ یہ جو حدیث ہے اذ انکرا لرجل آغاہ فقہاً و یسأله ما تو یہ یہ قتل پر محمول ہے کہ انی لکھا و  
 و لو انما یبہ بکلیتک کفر خلاصہ اور اگر ہکو فقط لبیک جو ابیگا تو کافر ہو جائیگا کہ انے خلاصہ یعنی یا کافر کہے جواب میں لبیک یا حاضر باجماعی کہا تو موجب  
 کافر ہو گا اگر اسے بکفر ہو گا اور اگر قائل کے خون ضرر ہو کہا یا کافر کو کافر یا الطاغوت اول کر کے کہا تو کافر ہو گا کہ انے لکھا و دی فی اللہاد خاتبہ قیل  
 لا یفر دمام یقل یا کافر و کافہ لا یتہ کافر یا الطاغوت فیکون محتملاً اور فتاویٰ تارخانیہ میں قول ضیف ہیشہ کہ فقط یا کافر کہنے سے تفریز قائل کی نہیں  
 جبکہ یوں کہو یا کافر باشد ہو سکو کہ ہر سلم کافر یا الطاغوت ہو یعنی بت کا شکر ہے کہ کافر کا لفظ محمل ہوا اور محمل میں تفریز نہیں ہم بتوں ہو سکو ضیف ہوا  
 کہ بتہ بل ماکت محسوب اور دشنام کے مخالف ہو لہذا ہا یہ و میرہ بن ملاق دار و باخیکث باسارت یا فاسق یا خنث یا خائن یا سونیہ یا بلدیہ یا کافر

و لو انما یبہ بکلیتک کفر خلاصہ اور اگر ہکو فقط لبیک جو ابیگا تو کافر ہو جائیگا کہ انے خلاصہ یعنی یا کافر کہے جواب میں لبیک یا حاضر باجماعی کہا تو موجب کافر ہو گا اگر اسے بکفر ہو گا اور اگر قائل کے خون ضرر ہو کہا یا کافر کو کافر یا الطاغوت اول کر کے کہا تو کافر ہو گا کہ انے لکھا و دی فی اللہاد خاتبہ قیل لا یفر دمام یقل یا کافر و کافہ لا یتہ کافر یا الطاغوت فیکون محتملاً اور فتاویٰ تارخانیہ میں قول ضیف ہیشہ کہ فقط یا کافر کہنے سے تفریز قائل کی نہیں جبکہ یوں کہو یا کافر باشد ہو سکو کہ ہر سلم کافر یا الطاغوت ہو یعنی بت کا شکر ہے کہ کافر کا لفظ محمل ہوا اور محمل میں تفریز نہیں ہم بتوں ہو سکو ضیف ہوا کہ بتہ بل ماکت محسوب اور دشنام کے مخالف ہو لہذا ہا یہ و میرہ بن ملاق دار و باخیکث باسارت یا فاسق یا خنث یا خائن یا سونیہ یا بلدیہ یا کافر



ان قصاص ہو پہلو کہ کتاب فہم سنال سے لکن جس میں منہضات ہو جنہاں لفظ فیہ قال المعنف وہو ظاہر لیکن منہضات میں وجوب مد کی نسبت  
نظم میں تصریح ہو مصنف اپنی شرط کے عارضہ میں کہا کہ یہی فعل ظاہر ہے اور اپنی شرط میں بعضے ہمارا جاشی سے نقل کیا کہ انصاف یہ ہے کہ جو تکلف لفظ سے  
کتاب میں مد واجب ہو اس لئے کہ کوئی شخص اس لفظ کو سوای مقام انہی کے استعمال نہیں کرتا خصوصاً حالت غضب میں تو گویا حقیقت عرفیہ ہو گئی کہ ان لفظوں  
یا این الفاظ اور تعزیر جو یا بن الفاظ کہہ سکتے ہیں فاجرہ وہ جو ہر گناہ کرتی ہو تو جسے زانیہ نہیں لہذا اوس میں مد نہیں لہذا فی النسخ انت ماوی القاص  
انت ماوی الزانی اور تعزیر جو یون کہنے میں کہ تو چور دن کا ستانی سے تو زانیہ غور توں کا تھا کی یہی ساری اور زانیات کا جامی پناہ وہ یا حق  
یلبس بالمہجیان اور یون کہنے سے تعزیر سے کہ اشخص جو لوگوں کے کہتا ہو ہم ابوہو کہتا ہو اس لفظ سے وجوب تعزیر کی وجہ سے نہیں کہی بعض کہتے ہیں غضب  
ہو سنا کہ یہ کہیں سے مراد فعل قبیح و فحش کی طرف اشارہ ہے یا حرام زادہ معناه المتعلا من العملی الحرام فیقع حالۃ المعصیۃ لا یقال فی المعصیۃ  
لا ہذا ذلک بل یؤاد ولد الزنا لا یقال کثیراً احادیثہ لکن اجماع اللہ علیہ لا یجوز اور تعزیر جو یا حرام زادہ کہہ سکتے ہیں معنی حرام زادہ وہ کہ وہی حکم  
یہ ہوا جو نو طے حرام زادہ حالت غضب و زکو شامی سے فقط زانیہ میں جو مد کا موجب کوئی سید کہہ کہ اس لفظ سے جو میں جیسے حالت غضب کی وہی مراد نہیں ہوتی  
بلکہ عرف میں امر او کہ لفظ سے دلالت نامراد ہوتی ہے ہر اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ غرض اس لفظ سے اکثر مکارہم ہی مراد ہوتا ہو تو ہوسلو مد نہیں یعنی باقتباس  
اور باعتبار حرکت دلالت نامراد ہوتی ہے لہذا مد نہیں **فہم** سند محدثہ شاکر کا نقل ہے کہ بالذات کا ذکر عرف بقا لا یقتل مالم یسختل و یثاق فی غیۃ  
ادب و لا یخرج جواہر فتاویٰ و تراویک ایک شخص نے اپنی ذات کے دیوث ہونیکا یا اس فعل قبیح کر شہرہ تو قتل کیا جاوگا جب تک یونی کو طلال بنامی اور اسکی تعزیر  
یہ شدت اور سختی کیجاوے یا پیش نفس اپنی زوج سے سنان کرے کہ انی جواہر القادی مہم مرد اس اقرار سے اپنی زوج کا قاتل ہوا تو اسے پھر جلازم ہو یا سنان کرے  
عدم لہذا نفس باید لازم ہو جیسا کہ جہوت ہوا ان کا اقرار کرے اور محض یہی ہو کہ انی العینی و فیہا قاصی قاتل و قال ان رجعت الی ذلک فاشہد باعلیہ  
ازہ رافضی قویجہ لا یكون رافضیاً بل حاصیاً و لو قال ان رجعت فھو کافر جمع لکن کہ کفار لا یمنون اور سہیں یعنی ہوا ہر الفنا وہی میں قاصی تو یہ کی  
کسی فعل سے اور کہا کہ اگر میں ہر یکم کر دوں تو تم او سپر گواہی دو کہ وہ راہی سوا اس سے پہر وہی فعل کیا تو وہ زانیہ نہو جاوگا بلکہ گناہ ہو گا اور اگر یون  
کہا کہ اگر میں ہر بہرہ نفل کر دوں تو کا زہی سو پہر وہی فعل کیا تو او سپر کفارہ قسم کا لازم ہو اس لئے کہ مسلمین بالکفر ہیں لہذا دبیحا و دینہ و باکلیہ  
یا نکس یا قریب یا قریب یا بقر یا حیۃ لظہول کذبہ و استحسن فی الحدایۃ التعزیر لولھا طلب من الاشراف و تبعہ الزبلی علی غایت  
نہی جاگی یون کہہ سکتے ہیں کہ اسی سوار سے کہنے اسی بکری اسی بندہ اسی بیابانی سائب تعزیر نہیں ان الفاظ میں بسبب ہر جو یا جسک جہوت کو اور  
ہر ایہ میں تعزیر نہیں جانی ہو اگر مخاطب شہر ان معنی علماء و ستاد اسی ہو اور صاحب ہر ایک زبانی وغیرہ تابع ہیں اس سہان میں یا حجام یا ابلہ یا ابن الجحام  
ابو اللیس و لہذا واجب لزبلی التعزیر فی باب الجحام اور تعزیر نہیں یا حجام یا ابلہ یا ابن الجحام کہہ سکتے ہیں اور حالانکہ مخاطب کا باب حجام نہیں اور زبلی  
یا ابن الجحام ہے میں تعزیر واجب جانی ہر م سبب ذہ کہہ کہ یا حجام میں تعزیر نہیں بسبب یہ کہ ہوسلو کہ مخاطب کا حجام کے پیشہ نہیں اور یا ابن الجحام میں تعزیر  
فی وجہ ہر ایک ریاض سے یعنی سامعین کو شبہہ ہر یکا کہ شاید مخاطب کا باب حجام تھا تو او سکو عیب لاحق ہوا اور صاحب نے سکھور دیکھا ہو کہ مسئلہ مذکور مخاطب کے  
بابی موت مفید نہیں ہم حجام وہ جو جو پختہ لگاوی اور ہند میں حلاق اور عزمین کو یعنی نامی کو حجام بولتے ہیں اور کہلہ وہ جو غافل ہو سلفاً ہمیشہ سوا غافل ہو  
اور حق وہ جسکو کہہ تیر نہیں آئے اس لفظ سے یا سوا حلاقانہ عرفاً یعنی الحق میں اور یا ماجر میں تعزیر نہیں ہوا اس لئے کہ عرف میں ہر جو جسک ہم صاحب مد  
نے کہا کہ ماجر کہہ سکتے ہیں وہ شخص جو اپنی زوج کو زنا کرے اس لئے دیاجرت لیکر لیکن ہمارے عرف میں ہوا ہر جسے سو بہرہ سے جو یعنی شیکہ کر غیلا اور نہیکہ کر انشا  
عیب نہیں لہذا تعزیر نہیں لفظ اسی نے کہا لیکن اگر قائل سے لغوی کا مادہ کر گیا تو تعزیر دیا جاوگا ہوسلو کہ نہ ہند دیوت کو جو یا بقیہ متوالیون بالکفر استی  
دی الملقط فی عرفنا لہذا فیہ حاکم و لدلخو اھو اور تعزیر نہیں لہذا کہہ میں ہوا اس لئے کہ عوام کہہ بولتے ہیں لیکن سے لے سکے نہیں جانی کذا فی  
النہر عن الدرر فارسی زبان میں لہذا اسکو کہہ میں جو غلام کراوی اور غلط ہے کہ ہمارے عرف میں لہذا اجرا و بنجا و ذون میں تعزیر ہو اور ولد الحرام میں بھی











و آخر جهان زجا جیس حق یوب او میت لسمیہ فی الارض بالفساد اور شہادہ میں کسی نے فریب یا ایک دیکھ کر اور کو کھا کر یا توڑا  
 دین و ملائکہ کا جان تک کہ توہر کر چہ بدین مر جاوے سبب کر انہی شخص کے زمین بن فسک و فساد من کہ دعویٰ علی اخوانہ یجید فامسک لہما  
 للظلمۃ فحسبوا غرہم غرہ ایک شخص کا دعویٰ نہا دوسرے کو سوا دوسرے کو سکون یا تو اس کے لوگوں کو ظالموں کے پاس پڑا یا سوا دوسرے کو سکون  
 کیا اور اس کے اندیشہ تو دعویٰ تفریر یا پاک بے غلہ علی لو کہم البیاد و کتبہ بخو تفریر دیکھا و دین بار یعنی لائق پر ہیز گا۔ یہی پر چاند نہند ایک کچھو کے  
 پہر نام انار غایہ میں ہے کہ خلاف عادیہ کہ وقت میں ایک شخص نے کچھو کا ایک پہل دینہ کے بازار میں پایا سو کو اٹھالیا اور بار کہتا تھا کہ یہ کچھو  
 ہر اس قبل سے سکون اپنے ہمارے تفریر کا ظہار غالی میں منظر تھا اس لئے انہیں ہر فاروق نے پیشہ اور مطلب و سکون پایا تو فرما کر کہا ہے سکون عالمہ و الوریہ  
 تفریر ہو جس وقت بغیر کہتا ہو کہ انی لعلطاک و من الاشباہ العنقر لا یسقط بالتوبۃ کا لحد تفریر سا فطرینین جوتی تو یہ کر کے مانند کسے شوقاں و  
 اشحنہ الشافعی ذوی الہیثا قلت قد قلنا لا صحا بنا عن العنقۃ و غیرہا و زادہ الناطق فی اجناسہ مالم یتکرر فیہم للتعنیر  
 پر صاحب شہادہ لکھا اور امام شافعی نے تفریر سے ذوی الہیثا یعنی تہن اور صاحب مروت کو مستثنو کیا جو میں کہتا ہوں کہ شہادہ میں اپنے صاحب جنفہ کے  
 قول فینہ سے مقدم ذکر کیے یعنی صاحبان مروت کے حق میں عدم تفریر سبب لعلطاک علی البیاد و کتبہ کی اور غلطی نے اپنی اجناس میں آنا زیادہ کہا کہ اصحاب مروت اس وقت تک  
 حد صاف ہو چکے بار بار تصور نہوا اور مکرر تہن میں تو تفریر بار بار دیکھی گھا و تہی قرآشی کا توں نقل کیا کہ جب اس نے دوبار تصور کیا تو معلوم ہو گیا کہ وہ صاحب  
 ہنسن دن الحدیث تجا فی عن عقیبہ ذوی المروقہ الا فی الحدیث میں کہ دور ہو صاحبان مروت کی عقوبت کے سرمایہ حکم میں ہی حدیث  
 نہ جب میں عدم تفریر صاحبان مروت و الیل ہر و فی شرح الجامع الصغیر للنادی الشافعی فی حدیث اقول للہ لا نانی ہوم القیمۃ ببعید بخلاف علی  
 دقتیک لہ دعا و او یفری لیا کخوار و شافعی لہا تو اجماع قال یؤخذ منہ بخرائس السارق و غنیہ فیلحفظ اور سنادی شافعی کی شرح جامع صغیر کے اند  
 اس حدیث میں کہ ڈانٹ لکھا ہے کہ یہی ملاوی تو قیام کے دن اپنی گردن پر لٹکا کر انٹ بلبلاتا یا گا ہی بیل بائیں بائیں کرتا ہو یا باہر کمری میں میں کرتی ہوئی تھک  
 لکھا کہ حدیث سے جو روایت لکھا ہے مانند کو گشتا یا نہنا تفریر کہ سبب لکھا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیو ہم سنادی کی عبارت کا نتیجہ میں جو کہ ابون خلیفہ لکھا کہ  
 محکو مینہ گان ہو کہ تفریر سارقی و غیرہ کی مالکہ کچھ حدیث سے نکال کر لغت سرب میں سخاوت کی آواز کو کہتے ہیں اور خوار گامی بیل کی آواز کو کہتے ہیں اور غازی  
 بغیر نام مشہد اور بعد اسکے ہمزہ غنوم محدودہ اور اسکو کتب جیم ہیز کمری کی آواز کو بولتے ہیں کذا فی لعلطاک ہم یہ حدیث سرقہ میں ہر دو ہی جو جانور کو  
 چورایا کہ وہی بانور اسکی گردن پر قیامت کیدن اپنی بولی بولتا ہوا تھا نصیحت کر سیکو انتقال فریب یہاں تک سبب اقول شافع شہادہ سے نقل کیے تھے اگر  
 کسی کو کسی پختہ لکھا و بہتر ہے کہ سیر کرے اور اگر مال سے تفریر آواز کو جائز ہو اور اگر یوں جواب دے بلکہ تو محنت ہو تو کچھ ہضایفہ نہیں اگر غلام یا بچہ اولی  
 کرے تو مصلے اور نہ کو تاویں مال سے اور جو شراب ارڈن کی بیس میں حاضر ہوتا ہو سپر تفریر ہو اگر چہ شراب پیاتو آواز کے پاس شراب ہو برتن میں اور  
 جو مقیم ہضایفہ نہیں و لکھا کہ اپنا ہونہند اس تفریر اور جو خان کہ شراب پیتا ہو یا بیاج کہتا ہو وہ تفریر دیا جاوے اور قید کیا جاوے اور اس طرح  
 معنی اور محنت اور نوہر مروت پر تفریر اور جس میں بیان تاک توہر کرین کذا فی فہم لکھا اگر ایک دوسرے کو کہا ہے غلہ پیٹے ملا تو اس پر تفریر ہو اگر ایک شخص  
 کسی مقدم کا ملک تو یہ لکھا کہ اپنے خدشہ میں لایا تو غلہ کھا کہ میں اس پر عمل نہیں کرتا یا یوں کہا کہ ایسا نہیں ہے جس ان علما نے فتویٰ دیا ہو طلاق کہ شخص حامل  
 اہل علم کو تفریر سے ذکر کرتا ہو تو اس پر تفریر واجب آویک حق میں بہتر ہے کہ جب اس نے کہا جاوے کہ کون چیز موجب اور تفریر ہو تو اسکا جواب ہو کتابت  
 اور خط کی پر دہ یعنی جسے اسناد بنا موجب تفریر ہو کام شرعیکی بطور مزاج کے ذکر کرنا موجب تفریر ہو اور جو مسلمان کو طلاق لاری یا اسکی پر دہی  
 سر پر لکھا کہ باز دین تو اس پر تفریر ہو کذا فی لکھا لکھا کہ کتاب سرقہ یہ کتاب ہے سرقہ یعنی چوری کی حکام میں سرقہ نہ بنتی سین ذکر راہ جملہ ہو اور  
 سکون راہی جائز ہو جو کہ مقصود حد و غفلت نفس اور غفلت عقل اور غفلت برہم لکھا حد و حد کتاب السرقہ کا ذکر کرنا مناسب ہوا اسکو کہ مال سے مخصوص جان ہوا ہر  
 کی مخالفت ہو لکھا اخذ الشی من الغیر خفیۃ و تسمیۃ المسروق سرقۃ مجازاً دینی جو دینی میں غیسر کیسیر کے لینے کہتے ہیں جہاں اور سرقہ کو جو دینی

کتاب سرقہ







میں کیا نہیں ہے جو قریب ہر کے پاس چوری کی اس پر قطع نہیں کہلنے لہذا فلا یتسارہم الیہ الفساق علیہم ونوا کہہ جہنم الیہ سرق اور جس سے جو جہنم  
 نہ ہو جائے اور جس سے گوشت اور تر ہو کر کھلنے نہیں تو ان کی چوری میں کو بقدر نصاب ہون قطع نہیں ولا بدین کون المسرق متفقاً مطلقاً فلا قطع  
 بقرہ فی حق مسلم مسلماً کان الشارح اودمیکاً کذا الذی اذا سرق من ذی حجر او خذیراً و مینہ لا یقطع لعدم تقویٰ ہما عندنا کذا کہے  
 الباقی ان اور مردہ جو سرق کا مال متروک نامطلقاً یعنی ہر دین کے نزدیک مال متروک ہون قطع نہیں مسلمان کی شراب چور الیہ سے خواہ سارق مسلم خواہ  
 اور یہ طرح جب ذی دوسرے ذمی سے شراب یا سوار یا مردہ کو چور کرے تو قطع نہیں ہر اسے کہ شہادہ نہ کہ مال متروک نہیں ہمارے معنی اہل اسلام کے نزدیک اس طرح  
 کو باقی نے مذکور کیا ہے ہم جیسی کہہ کہ شہادہ یا مردہ کو چور کرے تو قطع نہیں ہر اسے کہ شہادہ نہ کہ مال متروک نہیں ہمارے معنی اہل اسلام کے نزدیک اس طرح  
 شراب کی چوری سے تو قصہ پیش نہیں ہوتا فی دار العدل فلا یقطع بقرہ فی دار سرقہ او ذی حقہ ہر اسے کہ شہادہ نہ کہ مال متروک نہیں ہمارے معنی اہل اسلام کے  
 یا دار البیعی کی چوری سے کہلنے الباقی تو اگر بعض تجار مسلمین بعض کمال دار الحوب میں چور یا ہر جہاں الاسلام میں آئے تو چور گرفتار ہوا تو امام و مسکا ماہتہ نکالے  
 کہ انی البیوعین سرقہ واحد لا یقطع مالکہ ام قطع چوری ہوتی ہو مکان محفوظ ہو کیا رہی خواہ مال مالک ایک ہو یا چند مالک ہوں ہم حرز یعنی حفاظت کا  
 مکان دو قسم ایک حرز بنفسہ و سر حرز بغیرہ حرز بنفسہ مکان ہے جو حفاظت مال کو ہر جہاں ہو اور اس میں جانا بلا ان مالک مسوع ہو چنانچہ اگر مرد و دوکان اور غنیمہ  
 اور خزانہ اور صندوق اور حرز بغیرہ وہ مکان ہے جو حفاظت مال کے واسطے نہیں بنا کر وہ زمین گنبدان موجود ہو چنانچہ مسجد اور ماہ اور میدان اور منبر  
 کہ اگر مجلس کے مدفون مال کو چور یا تو اسید قطع ہو کہلنے البیوعین کی قیست معلوم ہو کہ اگر بعض مال کو گھر کو لگا لاپروہ و سکر بار داخل ہو کر باقی کو نکالے  
 قطع نہیں بشرطیکہ اطلاق مال یا غلاق باب یا صلیہ تنقب در میان میں شخص دفع ہو یا اور اگر ان امور کا تحلل نہیں واقع ہوا اور باوجود اسکے دوبار میں نکالے  
 یہ ایک ہی چوری ہے تو البتہ قطع ہو گا کہ انی لموی من سراج اور اسحق و ارفد و مالک سے معلوم ہو کہ اگر ایک شخص نے بقدر نصاب جماعت کا مال چور یا تو قطع ہو  
 اور اگر شخصوں نے بقدر نصاب ایک مال چور کیا تو ان پر قطع نہیں اور ہتھکڑیاں سارے کے حق میں نہ مالک کے حق میں بشرطیکہ حرز واحد ہو کہلنے  
 قطع ہو من البیوعین لا یقطع ولا تاویل کیہ وثبت ذلک عند الامام کا مہدی علیہ السلام شہادہ ہو اس میں بیش تاویل اور بیعت ثابت ہو اور امام کھنڈ کا پانچ  
 سید معترفت اثنی ہو کہ شہادہ کی قیست و شہادہ کا کیا جہتس ایہ ہر کے کہ ہو مال کا لایا اور تاویل کی قیست سے مصنف کی چوری غلط گئی کہ اس میں قطع نہیں  
 اس سبب کہ اس میں ملاوت کر سکی تاویل میں چوری سارے کے سبب ہو کہ واسطے لا یقطع ان اقوالاً مراد الیہ رجع  
 الثاني طاریعاً بقرہ سرقہ فی مسلم چوری تو ایسا ہے ساق کا قطع کیا جائے اگر اس سے ایک چوری کا اقرار کیا ہو اور ابو بکر کے ایک بار کے  
 اقرار کے طرف رجوع کیا اور اول دوسرے قابل ہو کہ وہ مجلس میں اور ایک اقرار سے چوری ثابت ہوتی ہو تا افراد لا ہما مکمل ہا بطل دین المتاخرین  
 من اثنی بقرہ ظہیریہ زاد الفہستانی معنی بالکلام المفقین و جہاں غرض لا یقطع و مستحقیقہ تو چور کا اقرار کرنا سارق کا جہاں زبردستی  
 سے یا جس چور سے متاخرین صحت الراء کا مستور دیا ہے کہ انی بطریقہ اور فہستانی فی خزائن الفہن کی طرف نسبت کر کے اتنا اور زیادہ کہا ہے کہ سارق کا لازمی  
 حلال ہونا کہ وہ اقرار کرے چوری کا اور معترفت ہم کی تحقیق بیان کرے اس کے ادش جلد جلد اور قطع ہو گا اگر وہ مرد گواہی دین چوری ہم مصنف نے وہ  
 مرد کی قیست و سبب نکلی کہ ورنہ ان کی گواہی نہیں قبول نہیں اور اقرار اور شہادہ میں جہت سے اشارہ کیا کہ شہادت علی شہادہ سوا و قسم کے  
 کا سوا قطع نہیں اگرچہ ضمان میں سے کہ انی ان لو عبد اثیر طاحہ فی مواہ ولا تقبل علی افرادہ ولی جہاں یہ اور اگر سارق غلام ہو تو قصہ  
 اس کے موئے کا شرط چو شہادہ کی اور گواہی قبول نہیں ظلم کے اقرار پر اگرچہ موئے کے سامنے ہم قادی عالمگیری میں کہ جب گواہی دے چوری دینے والے  
 کی دینے ہا زیادہ کی چوری کی تو اگرچہ مالک ہو چور جو بدلہ نفاق قطع ہو اگر مال کا مال نہ ہو نہ صاحب مال کو پر دیا جائے اور اگر مولیٰ غائب ہو تو امام کے نزدیک  
 قطع نہیں اور سرقہ کا ضمان اور اگر شہادہ سے کہ نصاب کی گواہی دے تو قاضی مال شہادہ کا حکم کرے قطع کا خواہ مولیٰ موجود ہو یا نہ قسطلہ الامام کیف ہی وہ  
 ان ہی دم ہی زاد فی الدار ما یسری ومعنی ہی دین سرق و بیٹھا احتیالاً للذکر اور سوال کرو امام کو اور میں کہ کہو کہ چوری ہوئی اور کہاں ہوئی



کما سر جو رکی کمال دیا تو عظمیٰ کہا سبحان اللہ جو کوئی ظلم شاہ بعد از اس سو فیادہ تر نہیں دیکھا کہ انی المنع دنی اکو الہ الذی فیہ من المشائخ من ائمتہ  
بعضہ افراد ہما ملا تھا اور ہزارہ کی کتاب الکرہ میں بعض مشائخ نے جو رکی اقرار کر رکھی کہ انکی سمت کا تو یہ دیا جو یعنی ضمانت کے حق میں قطع  
من میں ومن الحسن میل ضری حتی یقر ما لم یطهر العطر اور حسن بن یاسر مروی ہے کہ ضربہ حق کی حلال ہے یہاں تک کہ جو رکی اقرار کرے  
بشرطیکہ انی ضربی جسے ہر پہلو ہاوی و نقل المصنف عن ابن العز الحنفی حق لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انو یکرین القوام بعد من بعض  
المعاہدین حین کتو کثر حتی بن اخطب ففعل فذلکم علی المال قال وهو الذی یسم النکاح علیہ العلی دالا فالشہادۃ علی الشکات  
آنکہ دلا کو علیہ مد مصنف ابنی شرمین قاضی القضاۃ ابن العز حنفی سے نقل کیا کہ برویت صحیح ثابت ہوا جو کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیرین القوام  
رضی اللہ عنہ کو بعض معاہدین کے مار نکا حکم دیا جبکہ انہوں نے جی بن خطیب کو کافرانہ چاہا الہا مالاکو اسی آل پر سعادہ ہوا تھا پھر زیرین رضی اللہ عنہ  
ہکو مارا تو اس نے بتایا کہ قاضی نہ کوئی کہ یہ وہ حدیث مروی ہے جس میں دو گوگو وصحت ہوا اور اسی پر عمل ہی اور نہیں تو جو یوں برگو کی ہونا  
نہایت قلیل الوجہ دادر جو کہ انی المنع ثم نقل عن الزلیعی فی الخیاب قطع الطریق جو ان ذلک سیاستہ و اقول المصنف تبعاً للہجۃ و امن  
الکمال زاد فی النہد و ینفی التعلیل علیہ فی نہایتنا لعلبہ العساکر و میل ما فی الفنیس علی ما خیرہ مصنف باب قطع الطریق کے آخرین  
ہکا جواز بطریق سیاست نقل کیا اور مصنف فرما سئل کو با تباہ صاحب بحر اور ابن کمال کے ثابت رکھا ہر الفائقین میں آنا زیادہ ہو کہ سارق منکر کی  
جواز عقوبت پر عہد کرنا ہمارا زمانہ میں لائق اور سزاوار ہو بسبب غلبہ فساکے اور جو جنس میں عقوبت سارق کو ظلم کہا جو وہ علماء سابق کے زمانہ میں  
محمول ہے یعنی ہوتے آنا فساد و غالب ہوتا تو عقوبت کی چندان حاجت نہ تھی ہم مصنف آخر باب قطع میں نقل ذکر یوں نقل کیا جو کہ زلیعی نے تصریح کی جو کہ  
عند التکرار نقل کرنا بطریق سیاست اور از قبیل سیاست جو عقوبت کو کر مہش سے منقول ہے کہ اگر دماغیہ جو رکی انکار کرے تو امام کو جائز ہو کہ اپنے ظن غالب پر عمل  
کرے جو اگر شکا گمان غالب ہو کہ وہ سارق ہو اور مال مسروق اس کے پاس سے تو اسے سزاوار ہے کہ اسے عقوبت کرنا ظن غالب جائز ہو چاہے اگر امام فاضل کے پاس  
شراب کی مجلس میں کسیکو مہیا دیکھو اور چاہے اگر شک ہو کہ اسے ساتھ ملتا دیکھو اور فقہاء ظن غالب نقل نفس کو جائز کہا جو چاہے کوئی شخص کیسے اور بیان  
لکھا کہ یمنیکر اور دوسرے گمان غالب ہو کہ جبکو نقل کر گیا کہ انی المنع ثم نقل المصنف قبلہ عن الفقیہ لوگمن سنہ اویدا عن الشاک الشاک ادرشہ کاملال کا  
لیحصل ذلک بتسویۃ الجدا و اذ مات بالکفر یہ لیکر رہا ہے مصنف قبل زلیعی کے قول کے قید سے نقل کیا شرمین کہ اگر حاکم کے پاس حق شکات کا  
مدعی نے کسی شخص کی پر حاکم نے حکم دیا اور شکا دانت یا ماتہ ٹوٹ گیا تو مدعی شکوہ کرنا تو اس دانت یا ماتہ کی دبت کا ضمان دیکھنا مال کے نہ ضامن ہونا  
اگرچہ حاصل ہوا کسی دیوار کے چڑھنے سے یعنی اگر قید خانہ کی دیوار پر چڑھا ہو تو اسے اسطے اور اسکا دبت یا ماتہ تو مل گیا یا وہ شخص فرج کے مدعی ہو گیا تو مدعی الشرا  
کرنا مال کا ضامن ہوگا سو سلم کہ ہمیں مرجانہ قلیل الوجود سے تو سہکی نالشی غالباً سبب نہیں ہو سکتی کہ انی المنع شرعاً و عن الذخیرۃ لوقہ السطح  
لیقر خوف التعذیب فسقط فمات ثم ظہرت السرۃ علی ید الشراکان للوئذ أخذ الشاک یدۃ ابیہم و باغرمہ للسلطان لتعذیہ  
فی هذا التسلب سیجی فی الغصب اور مصنف شرمین زلیعی سے نقل کیا کہ اگر ایک شخص نے دوسرے پر جو رکی کا دعوہ کیا اور سلطان نے اس کا دینا کر لیا  
دو ایک بار مارا انی ہر قید خانہ میں قید کر دیا تو اگر وہ قید خانہ کی جہت پر چڑھ گیا تاکہ مار کر خوف ہو جاگے سو اگر وہ گرڑا اور دیکھا ہر جو رکی مال دے جسے شخص کے پاس  
ظاہر ہوا تو اس کے دارنوں کو انہو یا کبا خون بہا اور جتنا مال سلطان کو اس سے ڈانڈا لاش کر بولے سو لینا جائز ہے لیکن کسی عدوی کے اس سے لینے سے منع ہے  
ہوا اس کے سبب ہو کہ انی المنع اور شکا ذکر کیا بالغصب میں آویگا ففی بالغصب بیئنا و اقرار فقال المسروق منہ هذا متاعہ لم یسرق منی و انا شاک  
اور عدتہ اذ قال شہد کہ نہی ہی بر ذیل و اقر ہو یا طلی او ما شہدہ ذلک قال قطع حکم کیا یا منی نے ماتہ کا ٹوکا بسبب اسے یا انار کے پر سرق نہ  
یعنی صاحبان نے کہا کہ میرے گواہوں نے جوئی گواہی دی یا سارق نے اہل اقرار کیا یا انڈان اتوال کے کچھ اور کہا تو قطع نہیں ہم بعضی علماء کو قول پر مدعی کو  
تفریز چاہیو اگر دماغیہ کار مشہور ہو کہ انی لخطا و ندب تلغیہ کلا یقر بالسرقہ اور امام کو مستحب ہے یقین سارق کی تاکہ جو رکی اقرار کرے یہ



افایہ اور قطع نہیں کیا اس اور نزل اور مجلی اور جریون کی چوری اگر مجلی خشک نمکین ہو اور اگر چہ چرب یا بط یا مرغی و مرغی کو ذی غایۃ البیان و صمدیہ و درختی  
 قمری و نوید زاد فی الجنتی و اشنان و خمر و طعم و خمر و جلیح و شمشیر و شمشیر و قطع نہیں کیا اور اگر درختی کی چوری ہو اور جنتی میں آنا  
 زیادہ کہا ہو اور اشنان اور کوئلا اور نمک اور سفالی اور شیشہ کی چوری اس کے جلد و نمکینے سبب دلا یا کسکادہ فساد لا کلین و خمر و نوید زاد و کل  
 عقیقہ لاکھیز دنی یا مخطیہ لاقطہ لقطہ مطلقاً شمشیر اور اس چیز کی چوری قطع سے جو جلد مر مانی ہو جیسے وودہ اور گوشت اگر خشک گوشت  
 اور جو چرب کہا ہو یا وسط طیار لکھی ہو جیسے روتی نر اس میں قطع نہیں اور خط کے دنون میں قطع نہیں کسی طعام کی چوری قطعاً کڈلنے لینی م ازانی کو دینا  
 طعام نختہ میں قطع نہیں اور غیر نختہ چنانچہ گہو نہیں قطع ہو اور قطع میں کتہ اور نام کسین قطع نہیں ہو سہلو کہ حد نہیں دارد ہو کہ منظر ار کی ہو کہ میں قطع نہیں اور غیر  
 منہ سو منقول سے کہ خط کے سال قطع نہیں کڈانی افقہ و البحر و کافہ و طبعہ و قمر علی شجر و بطیخ و کل ملا کتبی حوا اور قطع نہیں تر بودی چوری و اور درخت  
 کے پہل سے اور غریزی سے اور اس ہر چیز کی چوری جیسے جو سال ہر مانی نہیں ہی م تر بودی کی قبضہ خشک میوہ نکل گیا تو خشک گھور اور خشک گھور کی چوری  
 قطع سے کڈانی البور و درختی م یجھتہ لعدم الاخراج اور جو کتبت کہ ہنز کا مانسین گیا اس کی چوری قطع نہیں سبب م امرار کی معنی مکان محفوظ میں نہیں کہا  
 گیا کہ مرند و صیقل ہر د آتش بیکہ مطلقاً و نو لانا م ذہب کا اور شہرہ سطر کی چوری قطع نہیں اگر چہ برن کا سونیکا ہوم شہرہ سطر کہ وہ بنوی کی چوری  
 امراد میں جو شکاری ہوں اگر چہ سونیکا برن میں ہو اس سطر کہ برن تابع ہو بیان نہ مقصود بالذات اور شہرہ سکرہ میں ہو سطر قطع نہیں کہ بعض غیر  
 حرام میں تو دنیا کا ہوا بنی برنجول ہو گا اور بعض کی اباحت میں مختلف ہو تو شہرہ پیدا ہو اس سطر قطع میں و الا ف لھو ملو طبل العوا فی الا حقا کات  
 صاحبہ لھو مکارث شبعۃ غایہ اور باجو کی چور میں قطع نہیں اگر چہ غازیو کا طبل ہو قول اصح میں ہو سطر کہ اس کا ہوا در لبک لائق ہوا جیسے  
 شہرہ کا ہو گیا کڈلنے غایۃ البیان م آلات لھو یعنی باجے جیسے دف اور طبل اور بربط اور ہنسی کی کتبت قیمت نہیں صاحبین کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ  
 نر اس کے تو بنو ابی ہرغان نہیں اور امام غسٹ کے نزدیک اگرچہ او کی قیمت ہو لیکن جو رانا او کا توڑ ڈالنے پر مجبور ہو گا بنا برہنی عن النکر کے کڈانی السع و کتبت  
 ذہب و فضہ و شطرنج و نر لکھیل و الکس و خیکار و المنکر اور سہ یا جانی کی جلیبا اور شطرنج اور نر کی چوری قطع نہیں ہی عن النکر کی تاویل سے  
 یعنی ہیکلینا توڑی پر مجبور ہو گا م صلیبے طلیبا مثلت جو سکو نضار م اپنا قبلہ بنانی ہوں اور بعضوں نے کہا کہ جلیبا دو لکڑیاں ہیں ایک کو دوسری پر ضم کر کر ان  
 سطر م نضار م کا گمان ہو کہ صیقلیہ لام کہ لسی چیر سوئی دیا تھا لہذا اس کو تبرک جاگین اور شطرنج کتبتین مجھے اور مہلہ سے ہی پڑنا جائز ہو اور  
 بنی نون ایک کہیل ہو جس کو اہل نرنگ کہیلے ہوں کڈانی اطہادی و باب مسجد دار لاثہ خیر لا خیر اور قطع نہیں مسجد اور گھر کے دروازہ کی چوری ہو سطر  
 کہ دروازہ غیر کی حفاظت ہو سطر جو محفوظ نہیں و متخفف و صحتی تحری لولیکین لان الحلیۃ بتم اور مصنف اور آزاد مصنف کی چوری قطع نہیں اگرچہ مصنف  
 یا مصنف زبور دار ہوں ہو سطر کہ زبور تابع ہو اور تابع کا عباد نہیں م مصنف میں ہو سطر قطع نہیں کتبت ملاوت و سطر لیا مواد لکڑی سارق جاہل جو نون لکھیل  
 ہو اور مصنف کی چور میں یہ حال ہے کہ شاید چپ کتے کیو سطر یا دایہ کر دیو کیو سطر اس کو لیا ہو کڈلنے السع و حکم کتبت لیت عن نفسه و نو کا ماحول کا  
 ادا کتبتی تہ و ما ختمت و خدائے اور اس ظام کتبت کی چوری قطع نہیں جو امیزہ یعنی اپنا حال بیان کر سکتا ہو اگرچہ اس کے لیتو کتبت وہ سونا ہر نون  
 اور انداز ہو ہو کہ عید کتبت کا لیتا یا عصب یا فریب یا ہر شے نہیں جو قطع لازم آویں عید کتبت میر ظام مراد ہو جو اپنا حال بیان کر سکتا ہو یا نر یا اللغ  
 کڈانی البور و کڈانی الحسا کی تالوش عیہ کتبت تفسیر و حدیث و دفعہ کتبت غیر الا کتبت لیت اور سوای حساب اور اوراق کتبت چوری  
 ہو قطع نہیں اس سطر کہ اگر وہ شری میں جیسو تفسیر و حدیث اور فقہ کی کتاب میں نوہ مکہ میں قرآن کے مانند ہیں یا ہاتھ لکھتے ہیں یا لکھتے ہیں اور اگر کتبت غیر  
 ہنرین نون کے حکم میں ہیں یا حال ہی عن النکر اس میں ہی قطع نہیں م شاعر فی باطل و ان کتبت غیر شریہ کو طبعہ کے اندہ کہا لیکن کتبتانی سے کہا کتبت شری  
 اور دوا دین اور کتبت میں قطع ہو اور صاحب ہو اور شریہ کہا کہ اگر سحر کی کتبت سارق کتبت ہوں تو کتبتا ہنر کا ناجا و کتبت العبد الصغیر و دفعہ  
 الحساب لیا کتبت حساب کا لان المقصود و دفعہ کتبت ان بلغ نصابا اما المصنوع بها المقتصر علم ما کتبتا و ہولیس ماکل فلا قطع بالقرن

اگر کسی چیز کی چوری ہو جس کی قیمت معلوم نہ ہو تو اس کی قیمت اس کی جگہ پر لکھی ہوئی قیمت کے برابر ہوگی







و در کان اندر سر این انکو چو در کی کا تو قطع بر سو سطر که بی کلمات حفاظت کے واسطے ستر من اور از قفل کا فقط ذکر ہو نہ را انکو کذا فی المسج و اعلیٰ انہ لا یستبر  
الحرز بالحق فقط مع وجود الحرز بالمكان لانه اقولی فلا یستبر الحار فظنی الحرام لانه حرز و یعتبر فی المسجد لانه لیس یحییٰ به یقین حق  
لا در مسلم کہ حفاظت نگہبان کی با وجود حفاظت مکان کے مقرر نہیں ہو سطر کہ حرز مکانی تو ہی ہو گلیبان کے حرز سو تو نگہبان مقرر نہیں مسلم من ہو سطر کہ حرز نہ  
ہو اور حرز نگہبان کا مسجد من مقرر ہو سطر کہ وہ حرز نہیں یعنی سوال کی حفاظت کے واسطے مسجد نہیں یعنی اسکا قوی ہے کہ اذکرہ لاشیء م یعنی م  
من غیر وقت دخول کی جو بری قطع ہو صاحب مال اپنے مال کے اپنی یا نہ اور مسجد من اگر مالک بنو مالک پس ہونگا تو قطع نہیں اور یہی حکم جو راہ اور حجاب و کلا  
کا من غیر انفعول من غیر حرز لانه قطع جسم قد لوق من صطیل علی المذہب قبل حرز کل شیء معتبر کچھ مسئلہ والا دن لمع  
المذہب نا جنتی لکن جزم القسٹکا بان الثانی ہوا المذہب فندہ اور جہاں کہ حرز ہوا یک قسم مال کا وہ بالکل انعام کے مولا حرز ہو تو قطع  
کیا جاوے گا سبب تکی جہد کی پہلے بنا بر صبیح مذہب کے اور بعض تو کہہا کہ حرز ہر شی کا معتبر ہے اسکے مال کے حرز سو لہذا قول ہوا انہ فی کل شیء یحییٰ  
تو یقین کیا ہو کہ ثانی مذہب صبیح ہو تو ہر دار و دیوار نام شایع آگاہ کر دیا کہ بیان در دو تو لون کی تصحیح ہوئی جو تو قول ثانی کے بموجب صطیل سو سوئی جو زمین قطع نہیں ہو اور  
کہ صطیل گھوڑ و گا حرز ہو نہ جہاں ہر کا لا قطع حفاظت ہون من یکثر الدہ اہم بین اہل اربعہ اور قطع کیا جاوے حفاظت یعنی جو دار کو انہی گلیبان کے  
اندہ ہر کو مسموع بتابع صاحب بکونی شرمین کہہا کہ حفاظت وہ جو جیکو در اہم کر کہہو سطر و جہاں وہ بدن اطلاع مالک کہہو ستر کہہو و کذا فی المسج  
ہو من یحییٰ لیکن الا بواب ما یفتح لہ اور قشاش بالقاء و شمس جو دروازے کے قفل کہہو کہہو سطر آلات طیار کہہو اذ افش حاکف و اذ بواب دازھا کا  
و خلا البیت من احدی قلی فیہ احدہ ہوا لیکلم بہ قطع شمنی قطع کیا جاوے جبکہ وہ درکان یا گھر کے مقفل دروازے کو نہیں کہہوے اور گھر من کوئی  
ہو اور اگر گھر من کوئی ہو اور وہ نہ جانتا ہو تو قطع کیا جاوے لیکلم لے لاشیء م زمین قفل کا کہہو لہ والا مجاہد حق نہیں اور یہی طرح جو جانتا ہو کہ گھر من کوئی  
ہو وہ بھی مجاہدے اور شرط قطع خفیہ سے منع لہذا جہاں ای سو مقفل ہو کہ جب گھر کا دروازہ ہو یا مقفل ہو پھر ستر یا ق ق جیکو قفل ہو اور یہ باب چو راوی  
تو قطع کیا جاوے گا اور اگر دروازہ کہلا ہو پھر ذکر کہہو کہ حرز کہہو قطع نہیں لہذا قطع لوق من الشیء نہا کا لانه حرز کہ شرح دہا نہ اور قطع کیا جاوے گا  
اگر جہت پر سو بقدر نصاب چو راوی سطر کہ جہت ہی حرز ہو کہ انی شرح الوہاب نہ بشرطیکہ جہت پر چو کر چو راوی اور جہاں من پھر یہی کہ اگر گھر اور پھر یہی ہو  
راہ کی طرف اور کوئی بیچو سے کہہو کہہو قطع نہیں اور من المسجد اذ ادبہ کل مکان لیس یحییٰ فیہ الطریق و الصحنہ و دحل المذہب عنک اے  
بحیث یمراہ و لوق الحار فظنا ثانی الا حرم مسجد سو چو راوی اور مالک کہہا کہ مالک اسکے پاس یعنی ستر کہہو من جہاں کہہو و کہہا کہ گھر جہاں مافظ سو نا قول  
مسجد کے ایسے ہر مکان کا ارادہ کیا جو حرز نہیں تو مسجد این قصد راہ اور مدان کو بی شالی جو مالک شارع سو مافظ راہ سو مالک ہو یا نہ اور ایس جہاں  
عام ہو کہ اسکے کہہو ہو یا پہلو کے بلکہ کہہا ہو اور مافظ سو تا ہو ہو سطر کہ انہ ہی مافظ لہا جانا ہو اور یہی قول اے جو کذا فی المسج لا یقطع لوق من  
مہیئ من اضافہ و لوق بعض جہاں الدار و من مہیئہ نہ مقفل لا حلال الحرز قطع کیا جاوے گا اگر مکان جہاں مالک جہاں اسکے جہاں کی گھر کہہو  
کسی کو ہر شی ہو چو راوی یعنی جہاں ہوا منہ رون مقفل سے چو راوی ہو سبب ہر ہر حرز کے یعنی گھر سب کو ہر یون کے ساتھ حرز وہ ہو جو دخول کے اذن  
ہو کسی سب کو ہر یون کا حرز جانا راہ او من شیعہ اذ لہ شیعہ من الدار لشیعہ عدم الاخذ بخلاف التعصب یا کوئی چو راوی اور گھر سو یا ہون  
کالی تو قطع نہیں شیعہ عدم اخذ کو بخلاف فصیح کے چو کہ نام گھر حرز و مدی تو بدن اخرج جہت نہیں منی بخلاف فصیح کے کہ نہیں کہہوے کالی لہذا شرط  
نہیں یعنی ہو کہ فصیح نام بصرمان اچھ گیا اگر وہ اس گھر سے باہر نہیں کالی اور اس سطر من کہہوے مراد جو نا گھر ہو ہو سطر کہہوے گھر کا حکم لہذا کہہوے  
ہو راہ و دین انحر جہ من حجۃ الدار المشیوعہ جہاں لہذا حاکم من اهل الحجر علی حجر لا یحییٰ کان کل حجر من حجر راہ و اگر ساروق نے ان کو نہ ہند  
ہو کہہوے حرز سے اسکے صحن کا لایا غار گری کی بعض اہل حجر وہ سر حجر وہاں تو قطع ہو گا وہ سطر کہ ہر حجر جہاں اسکے ساکن کے علوہ حرز جو م  
جہاں و ساکنات اور نمازیں مراد میں چکر ہو و انکو اسکے گھر کے صحن کی حاجت ہو بلکہ صحن و سطر قطع ہو تو یون جیو راہ اور میدان کذا فی المسج

طحاوی نے کہا اور افارست اخذ بالسرم ہے اور مطلب سہرہ ہوا نقب فذکر ان فی فی نسخہ المرق والشرح یاد وصوابہ بالواد کا فی الکفر  
شیخا فی الطريق بلکہ نصبا کا مخر اخذ قطع لان الرقی حلا یعمادھا الشرائق فاعبدالکمل فعلا واجدا یا سارق نے نقب یعنی کوئیل لگایا اور سہرہ گز  
دھل ہوا اور کوی چیر بعد نصاب اہ میں ال دی ہر کل کردہ چیری تو قطع کیا جا دیکا ہوا اسے کہ چیر کا پسینکہ یا ایک نہ سہرہ جسکی چور و نکو طاعت ہوتی ہو تو سہرہ  
سبب فعال یعنی نقب بنا اور دھل ہونا اور چیر کا پھینکنا یا اور پھر اوشالینا ایک ہی فعل مبتدئ سے شارح کہتا ہے اس طرح ہوا اس کتاب کے متن اور شرح کے لفظوں  
والقی بلفظ اور دیکھا اور شباب داوہی چنانچہ کہ نہیں دیکھا مگر جسم داو کا زبرد کیا نہ او کا ہم صوی نے کہا کہ شرط قطع ہے کہ چھینکے گئے چیر نظر آتی ہو اور اگر  
نظر نہ آتی ہو تو قطع نہیں اگرچہ ہر کو با چا دیکا ہو اسکو کہ وہ نہ پسینہ کے ہر کذا فی الطحاوی دی دلو لم یأخذہ اداخذہ غیرہ فحقن مضیتہ لا سارق اور اگر  
پسینہ نہ دے لے سکے نہ لیا باغیر شخص نہ ہو لیلیا تو پسینہ والا ضائع کرنا لامحور نہ سارق یعنی تو اس پر چنان واجب ہوگا نہ قطع اسلما علی اہلہ فمنا فک  
واخرجه اوعلق رسنہ فی عنق کلبی فحیلا لان سیرہ بصاف الیہ مال سر دیکھو ما نور پر لا اہر کو ہکا ہکا اور کو خارج کرد یا حرسو یا مال سرف  
کی رستی کوئی گردہ نہیں سلق کر دی اور کتے کو ڈانٹا اور ٹھکا کر دھل گیا تو قطع کیا جا دیکا ہو اسے کہ جانور اور کتے کا چلنا اور ٹھکانا اس شخص کی طرف منسوب ہوگا  
مگر اگر جانور کو ہکا ہکا اور خارج کیا بلکہ وہ خود دھل گیا اور اس طرح کتا بدون ڈانٹ کے آپ دھل گیا تو اس پر قطع نہیں ہو اسکو کہ خروج ہکا آدیکو طرف منصف  
بہین کذا فی البور والقالا فی النکاح فآخرجه فحیلا الشارح لہما تو مال سرف کو یا نہیں ڈانڈا یا ہر کو سارق کی حرکت دینے سے حرس کے اندر ہو کا لا تو قطع  
کیا جا دیکا بدلیل کہ شہدہ یعنی سہرہ کا لانا سارق ہی کی طرف منسوب ہوگا مگر صورت اسکی ہے کہ اگر کسی کے اندر نہ رہی اور ہکا پانی کہ سہا ہتا سارق ذوالا کی  
ڈال کر یا پنکوز درسی ہلا دیا تو مال باہر گھر سے نکل گیا کذا فی النسخ اولاً بشریکو بل آخرجه قوۃ جملہ علی الاخذ لانه آخرجه بسببہ ذلیعی یا نکال لا  
مال کو اپنی تحریک سے بلکہ پانی کے زور سے چھوٹے ہو گئے ہر کو با رہ کر دیا تو ہی قطع ہو یا بر اصع تواج کے اسکو کہ ہکا باہر کر دیا سارق ہی کے سبب ہو گا کذا فی  
شرح المزیلع قطع فی المکل لما ذکرنا سارق کا ماہتہ کا ما با دیکا جمیع مسائل مذکورہ سبب ان وجوہ جنکو منکر کیا ہم قطع جزا و وارن اخرجه ہکا ہکا ہکا ہکا  
ویشکل علی الاخذ ما قالو الوعلقہ علی طائر فطرا لا یزال الشارح لم یقطع فلذا والله اعلم جہم الحدادی وغیرہ بعد المقلم اور سہرہ  
اخر سہرہ کے شکل ہوتا ہے وہ سہرہ جسکو فقہاء کہا ہے کہ اگر سرفلو چڑیا کی گردنیں لٹکا دیا سو چڑیا اور کر سارق اگر میں پہنچی تو قطع کیا جا دیکا تو اللہ ہم سہرہ اور  
و غیرہ سہرہ امیرہ میں تم قطع کا یقین کیا ہم جیسے چڑیا کا اور ڈانڈا سارق کے کہ میں ہر سارق کی طرف منسوب ہوا تو چاہی کہ پانی کی قوت سے باہر نکلا یا اگر  
سارق کے ہی سارق کے طرف منسوب ہوا ان نقب ثم ناولہ اخر من حادج الدار ادا دخل یلکافی بیت واخذہ ویتقی اللص الظریف اور اگر  
نقب یا ہر کہ میں گھر مال سرف دے دے اور میکو یا جو گھر سے باہر چلی یا نقب باہر کو ٹھہر میں ہا نہ لارا اور مال لیا تو قطع نہیں اور سہرہ شخصکو قس طرف یعنی طرف چڑیا  
کہتے ہیں کہ چوری تو قری اور اگر گرفتار ہو تو قطع لازم نہ آو ہم پہلی صورت میں دونوں پر قطع نہیں ہو اسے کہ دخل ہوا خارج صادق نہیں دوسرے شخص کے یعنی  
اور خارج ہر تک حرس ثابت نہیں تو سرف کسی بڑے صادق آیا اور دوسری صورت میں بھی تک حرس سبب غل کے صادق نہیں کذا فی النسخ دلوۃ ضعیفہ فی  
النقب ثم خراج واخذہ لم یقطع فی الصحیح شتمی اور اگر مال کو پہلے نقب میں کہد یا ہر کل کر لیلیا تو قطع نہیں سبب غل میں کذا فی الشیخ او طرہ شتمی صہرہ  
خارجہ من نفس الکفر فلو داخلہ قطع فی الحل بعکسہ اور اگر چیر چابی کو جو جھین کی ذات سو باہر ہو اور در کھم کو لیا تو قطع نہیں اور اگر چابی اس میں  
اندھ تو اس کے چیر سے تو قطع کیا جا دیکا اور چابی کو لہو میں بالعکس حکم ہو یعنی با و خارج کے کہ لہو میں قطع ہو نہ داخل کے کہ لہو میں طر سے شتم ہو لہذا فاعلم  
طر اگر کہتے ہیں اندھ سو مراد چابی ہر کذا فی الطحاوی ان سرف من گھر علی وہن فطرا یقطع القاب الاول علی شتم واحد بعد اوستلک علیہ لا یقطع  
لان السارق والفاخذ الراعی لم یقتضہ والی حفظ یا دونوں کی چراگاہ یا قطار سو ایک اونٹ کی چوری کی یا اس پر لہو ہو تو جہر کی چوری کی تو قطع نہیں  
ہو اسکو کہ قطار مانگو والی در کہیف والی سے اور چراگاہ کے چرانے والی سے گھبراہتی مقصود نہیں ہوتی چہر تک نہ متحقق ہو بلکہ سائل اور قائم ہو قطع فست اور اگر  
ساق مقصود ہو اور راعی سو چرا مقصود شامخ کہنا کہ قطار بل یعنی تان و اونٹ ہیں جونس و امید ہر ہر ہم قطار کو قس مراد چابی یا قوس اور الفخ



فلینظ شارب کتابی ہم پہلو ذکر کر چکے ہیں نہ الفائن سے جو الفائن کا قول باب الوطی الموجب الحمد میں کہ قید لگانا امام کا منہ ہے کہ فانی کو حکم سب سے کرنا جائز نہیں  
نہ ہو کہ اور کہنا چاہیے طحاوی کہا ہم یہی مقام میں لکھ کر چکے ہیں لہذا کہ فانی کا حکم سب سے کرنا جائز نہیں وائے سب سے کرنا جائز نہیں **باب ثانی فی**  
**القطع واثباتہ** یہ باب جو کیفیت قطع اور کے اثبات حکام میں قطع بین السارقین من زندقہ ہو مقبول الیقین وحقم ووجوہا  
وعند الشافعی فذکر بفتح کا لہجہ و سارق کا دہنا ہاتھ اور کے بندہ سنت میں پہنچے سے اور دافا ہاتھ اگر تم تل کو بنا رہو چکے اور امام شافعی کے نزدیک  
دافا بنا رہو چکے ہی کہ فانی فتح القدیر میں مطلق ہاتھ کا لٹا تو نص قرآنی سے ثابت ہو اور دافا ہاتھ کی یقین میں ہندو سن سود کی قراوت ہو یعنی فانی کا قطع  
سورہ یہ قراوت مشہور ہے تو مطلق ثابت کی تفسیر اس قراوت صحیح ہو اور دافا کا لٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے فعل سے ثابت  
اور پہنچے سے کا لٹا متواتر ثابت ہو اور سے جس میں سند مخصوص کے طلب کر کے کیا جاتا نہیں اگرچہ دارقطنی وغیرہ میں ہندو کی حدیث بھی مروی ہیں اور قطع  
اصح ہے اگرچہ کتبہ نقل شافعی اور خارجوں کا قول کہ ہاتھ کو منہ ہو سے کا لٹا یا ہو مخالفت اجماع ہو اور دافا تو حدیث میں ثابت ہو حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت  
کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس راق کڑا آیا جسے شلہ چوڑا لیا تھا تو حضرت زفر یا کہہ میں نہیں گمان کرنا کہ کہنے چوری کی ہو سارق نے کہا یا رسول  
تو شلہ ہو کہ لیا ہو کہ اور ہو کہ قطع کر دے اور ہو کہ میرے پاس لاؤ قطع ہو اور دافا گیا پر ہو کہ حضرت کے پاس لاؤ تو فرمایا کہ تو یہ کر سوا میں نے  
تو یہ کی فرمایا اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کرے حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے بشرط مسلم اور ہو کہ مرسل میں اور قاسم بن سلام نے فرمایا کہ  
میں بھی روایت کیا ہو اور دارقطنی نے بھی قطع یہ اور دافا کی روایت کی ہو اور مغرب وغیرہ میں ہو کہ حرم یعنی دافا عبارت ہو گرم تیل میں ہاتھ تلوی  
اور فادہ دافا جو کہ ہے کہ خون بند ہو جاوے اور شافعی اور حنبل کے نزدیک گلوں میں ہاتھ لٹا یا یعنی بعد قطع اور دافا کے مسنون ہو سوا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کیا چنانچہ ابو داؤد اور ابن ماجہ میں مروی ہو اور ہمارے نزدیک یہ امام کی توجیہ پر موقوف ہو اور حضرت کا حکم قطع میں ثابت  
ہے کہ قطع سنت ہو کہ فانی فتح القدیر مصنف نے فرمایا کہ سب میں ہر امن ہو کہ جہاں ثابت ہو تو مسنون ہونا ثابت ہو واللہ اعلم بالصواب  
شدید بین فلا یقطع لاق الحدیث ایضا مختلف ویحسب لفظ یقطع لاق الحدیث گری اور مرد میں قطع کیا جاوے گا لاق ہو کہ خوف ہو ہو کہ حد  
قطع ناجہ ہو قطع کو دینی والی اور ساق منفرہ ہیکلنا امتثال پر قطع ہو گا دفن زنیہ و منی نہ کا جہاں حدیث دکلہ فی حسم علی السارق عندنا  
لنستبیر بخلاف ایضا المخصص للمخصص ففی بیت المال وقیل علی اللہ شرح دھانیہ قلت فی قضاء الخانیہ ہوا الصبیح لکن فی قضاء  
الجزایۃ وقیل علی المدعی ہوا لا حقہ کالسارق اور تیل کی قیمت اور کے مصارف جیسو ہاتھ کاٹو والی اجرت اور دافا کی کلفت میں لکھو  
کی قیمت اور تیل جو ش کر نیکی بن کی اجرت سارق پر ہو ہمارے نزدیک ہو سوا کہ وہی سبب پڑا ہو ان مصارف کا بخلاف مدعی اور ہا علیہ کے محض کی اجرت  
کے کہ وہ بیت المال سے متعلق ہے اور بعضوں نے کہا کہ مترس کرش ہو کہ فانی شرح الوہابیہ شارب کہتا ہو اور خانیہ کی کتاب الفضا میں مترس پر اجرت محض کی  
ہو صحیح ہو لیکن جزایۃ کی کتاب الفضا میں اور ایک نقل ہے کہ اجرت محض کی مدعی پر ہو اور بھی قول اصح ہو منہ سارق کے قطع یہ میں ودجلہ اللہ عنہ  
الکھولین عاکد اور سارق کا بیان پانون کا ناجا ہو شمر سے اگر وہ دوسرے بار چوری کرے فان قادنا لثا لا وحبس وعزل ایضا بالظن حق  
یعوب ای نظمہا فانکادات القایۃ شرح دھانیہ ہر اگر تیس بار چوری کرے تو قطع ہو گا اور قید کیا جاوے گا اور ہو کہ مارے ہی تفریہ و بجاوے  
بیان تک کہ توبہ کرے یعنی آثار توبہ کے ظاہر ہونے قطع زبانی توبہ کہ فانی شرح الوہابیہ ہم سرقہ ثانیہ میں بیان پانون کا ناجا حدیث اور ہاتھ ثابت ہو  
اور کہے کا نا اگر تیل علم کے نزدیک اور امیر المؤمنین عمر فاروق کا فعل سے اور شہر ثالثہ اور ابیہ میں قطع کرنا امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کے قول ثابت  
ہو توبہ بن الحسن کتاب الآثار میں یوں روایت کی خبر ابو صفیہ عن عمرو بن عبد اللہ بن سلمہ عن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ فرمایا کہ جب سارق چوری  
کرے تو میں ہکا دھنا ہاتھ کاٹوں ہر اگر وہ بارہ چوری کرے تو ہکا بیان پانون کاٹوں ہر اگر تیس بار چوری کرے تو اسکو قید میں کہوں یہاں تک کہ آنا خیر  
اور پس پیدا ہوں مجھ کو حیاتی ہو اللہ کے سینا بن کو ایسا کر کے چھوڑوں کہ نہ اس کے ہاتھ ہو جس کو کہا ہو پہنچا کرے اور نہ پانون ہو جس سے چلاوے

باب ثانی فی القطع

عندنا لا یقطع لاق الحدیث  
و یحسب لفظ یقطع لاق الحدیث  
گری اور مرد میں قطع کیا جاوے گا  
لاق ہو کہ خوف ہو ہو کہ حد  
قطع ناجہ ہو قطع کو دینی والی  
اور ساق منفرہ ہیکلنا امتثال پر  
قطع ہو گا دفن زنیہ و منی نہ کا  
جہاں حدیث دکلہ فی حسم علی  
السارق عندنا لنستبیر بخلاف  
ایضا المخصص للمخصص ففی  
بیت المال وقیل علی اللہ شرح  
دھانیہ قلت فی قضاء الخانیہ  
ہوا الصبیح لکن فی قضاء  
الجزایۃ وقیل علی المدعی ہوا  
لا حقہ کالسارق اور تیل کی  
قیمت اور کے مصارف جیسو ہاتھ  
کاٹو والی اجرت اور دافا کی  
کلفت میں لکھو کی قیمت اور  
تیل جو ش کر نیکی بن کی اجرت  
سارق پر ہو ہمارے نزدیک ہو  
سوا کہ وہی سبب پڑا ہو ان  
مصارف کا بخلاف مدعی اور ہا  
علیہ کے محض کی اجرت کے کہ  
وہ بیت المال سے متعلق ہے  
اور بعضوں نے کہا کہ مترس کرش  
ہو کہ فانی شرح الوہابیہ شارب  
کہتا ہو اور خانیہ کی کتاب  
الفضا میں مترس پر اجرت محض  
کی ہو صحیح ہو لیکن جزایۃ کی  
کتاب الفضا میں اور ایک نقل ہے  
کہ اجرت محض کی مدعی پر ہو اور  
بھی قول اصح ہو منہ سارق کے  
قطع یہ میں ودجلہ اللہ عنہ  
الکھولین عاکد اور سارق کا  
بیان پانون کا ناجا ہو شمر سے  
اگر وہ دوسرے بار چوری کرے  
فان قادنا لثا لا وحبس وعزل  
ایضا بالظن حق یعوب ای نظمہا  
فانکادات القایۃ شرح دھانیہ  
ہر اگر تیس بار چوری کرے تو  
قطع ہو گا اور قید کیا جاوے گا  
اور ہو کہ مارے ہی تفریہ و  
بجاوے بیان تک کہ توبہ کرے  
یعنی آثار توبہ کے ظاہر ہونے  
قطع زبانی توبہ کہ فانی شرح  
الوہابیہ ہم سرقہ ثانیہ میں  
بیان پانون کا ناجا حدیث اور  
ہاتھ ثابت ہو اور کہے کا نا  
اگر تیل علم کے نزدیک اور  
امیر المؤمنین عمر فاروق کا  
فعل سے اور شہر ثالثہ اور  
ابیہ میں قطع کرنا امیر المؤمنین  
علی مرتضیٰ کے قول ثابت ہو  
توبہ بن الحسن کتاب الآثار میں  
یوں روایت کی خبر ابو صفیہ  
عن عمرو بن عبد اللہ بن سلمہ  
عن علی بن ابیطالب رضی اللہ  
عنہ فرمایا کہ جب سارق چوری  
کرے تو میں ہکا دھنا ہاتھ  
کاٹوں ہر اگر وہ بارہ چوری  
کرے تو ہکا بیان پانون کاٹوں  
ہر اگر تیس بار چوری کرے تو  
اسکو قید میں کہوں یہاں تک  
کہ آنا خیر اور پس پیدا ہوں  
مجھ کو حیاتی ہو اللہ کے سینا  
بن کو ایسا کر کے چھوڑوں کہ  
نہ اس کے ہاتھ ہو جس کو کہا  
ہو پہنچا کرے اور نہ پانون ہو  
جس سے چلاوے

اور جہاں لڑاق اور امن الی شیبہ اور بیعتی ہے اسکو رد ہے کیا جو اور ابن ابی شیبہ میں مروی ہے کہ عرفان کے مشورہ کیا صحابہ کرام سے تو صحابہ کرام نے کہا کہ کیا شل  
تول علی رضی اللہ عنہ کے بغیر لک من الائمہ کذا نے فتح القدر وما دوی یقطع ثلثا دارا بقا ان علی علیہ السلام علی النساء و فیہ جہاد و بیت ہو کہ تیسری بار  
اور چوتھی بار کی چوری میں ہی قطع کیلئے اگر وہ رد ہے بیت میٹھیکہ تو سب پر محمول ہے! منسوخ ہو چکا ہے امام شافعی کے نزدیک تیسری بار کی چوری میں بائیں ہاتھ  
کا ماجا دیا اور چوتھی بار کی چوری میں ایسا بانوں کا ناجا دیا کہ دلیل حدیث ابی داؤد و بردایت جابر خلاصہ منقول ہے کہ ایک سارق کی چار بار کی چوری  
چار دن ہاتھ بانوں کا سے لگے مہربان پانچویں بار اسنو چوری کی تو حضرت علیہ السلام نے اس کے قتل کر ڈالنے کا امر فرمایا چنانچہ وہ مقتول ہوا  
اسنانے کے بعد کہ حدیث بنکر ہے منصب ابن ثابت ہمارا کہ وہ ضعیف ہے ہر چند منقول حدیث کا طریق کثیر سے ثابت ہے لیکن کوئی سند منقطع یا ضعیف نہیں  
ملی ہے کہ ان آثار کو پہنچتی ہے کیسی کہ پہل نہیں باقی اور عقل سے ثابت ہے کہ اگر حضرت علیہ السلام کو مقتول میں سارق کے چار دن ہاتھ  
بانوں قطع ہوتے اور صحابہ کرام اسکو جاد علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کوئی شک نہ کرتا اور مشورہ وقت اس کے خلاف پر جہاد صحابہ ہوتا تو علی رضی اللہ عنہ اسکو  
خلاف عمل کرنا یا روایات مذکورہ کے ضعیف ہونے پر دلیل ہے یا سب پر محمول ہو یعنی یہ حکم بطریق حدس قد نہیں بلکہ بطریق سنت ہے اسند منقطع سارق کے کذا فی حدیث  
بہر الغافلین میں کہا کہ سب پر محمول ہو سکی ہر دلیل ہے کہ پانچویں بار کی چوری میں قتل کا حکم ہے یعنی قتل سارق بطریق سنت ہے کہ نزدیک بطریق حدس کہن سارق  
اذا ما یسرق مقلوعہ او مثلاً او اصابعاً منها سواها سب الا حجام اور جملہ التینی مقطوعہ او مثلاً لم یقطع کا تہ اطلاق قبل سب  
یعنی چنانچہ جیسے چوری کی اور حالانکہ اس کے ہاتھ کا بائیں انگوٹھا قطع نہیں ہے یا سوامی بائیں انگوٹھے کے اس کے ہاتھ کی دو انگلیاں منقطع یا شل ہو جائیں  
دو ہاتھ بانوں قطع نہیں ہو تو کچھ قطع کیا جا دیا ہو کہ لیسٹ میں ایسا ہاتھ یا بائیں بانوں کا شلاد سکا در ضعیف ہلاک کرنا ہی بلکہ ایسے سارق کو قید کرنا چاہی  
تا بلکہ آثار مذکورہ میں ان سائل میں قطع نہیں کر گرت اور قرار کی سخت کافوت کرنا ہی کہ وہ چار چوٹی کا انگوٹھی پر ہو انگوٹھے کی قید ہو اسطے لگائی کہ اگر ایک انگلی غیر  
ابھام قطع نہیں ہوگی تو قطع ہوگا ہو سب کہ اس کے فوت ہوئیے گرفت میں خلل نہیں ہوتا اور بائیں ہاتھ کی قید ہو سب لگائی کہ اگر دوا ہاتھ شل یا ناقص  
الاصابع ہوگا تو ظاہر روایت میں منقطع ہوگا کذا فی اللج علی ہے کہا مہمور میں بائیں اور دوا ہاتھ بانوں ہو اسطے قطع ہوگا کہ یہ حدیث قطع نہیں ہمارے نزدیک اور  
دوا ہاتھ ہاتھ ہو سب قطع ہوگا کہ جب بائیں ہاتھ بیکار ہو تو گرفت متصور ہوگی اور سب ہلاک ہو اور اگر دوا ہاتھ بانوں شل ہوگا تو ہاتھ بانوں کا ایک طرف کا شل  
لازم آئے گا اور ہاتھ بیکار ہو سب قطع ہوگا کہ جب بائیں ہاتھ بیکار ہو تو گرفت متصور ہوگی اور سب ہلاک ہو اور اگر دوا ہاتھ بانوں شل ہوگا تو ہاتھ بانوں کا ایک طرف کا شل  
منہ و لکن الوقطعہ قبل الحکام فی الاصل اور ضمان نہ لگنا بائیں ہاتھ کا لاشعور والا اگرچہ اس سے عدا کا ہو قول صحیح میں کذا فی الزجر کہ قاطع کو اس کے ضمان  
حکم ہو اسطے کہ اسنو تلف کیا اور اس کے ہمہ نہیں ایسا چوڑا جو اس سے بہتر ہے یعنی انسان اور اسطرح ضمان نہیں اگر فریہ دے بائیں ہاتھ کو کاٹو  
اس میں یعنی قاضی نے عدا کو قطع کا حکم دیا اور غیر عدا نے قطع کر ڈالا اور قتل حکم کا قطع لگے آتے ہر ختم ضمان تو ضرور لازم نہیں تو اگر عدا کیا ہوگا تو ضرور دیا  
بایک و لو قطعہ احد قبل الامر بالفضاء وجب لقصاص العمد للذیہ فی الخطا و سقط القطع عن السارق سواء قطع عینہ او  
یساکہ اور اگر کسی ہاتھ کا قاتل حکم اور قضا کی تو قصاص واجب ہے مرد میں اور بیت واجب خطا میں اور سارق سے قطع ساق ہو جائیگا خواہ اسکا دوا ہاتھ ہتھ  
قطع ہو یا بائیں وقضاء القاضی بالقطع کالامر علی الصحیح فلا ضمان کافی اور قطع میں قاضی کی قضا ماند حکم کے ہے بابر قول صحیح کے تو بعد  
نقاء قاضی میں قاطع پر ضمان نہیں کذا فی الکافی و فی السراج جہاں سرق فلم یؤخذ باحق قطع عینہ فصاحا قطعہ وجملہ التینی اور سراج  
میں جو کہ ایک شخص نے چوری کی سو چور کا اس سے مواخذہ ہوا یہاں تک کہ اسکا دوا ہاتھ ہاتھ قصاص میں کاٹا گیا تو اسکا بائیں بانوں کا ناجا دیا گیا قصاص کی  
قید سے اعزاز ہوا اگرچہ اس کے قطع سے بھی اگر مردہ میں اسکا قطع ہو تو اب اسکا بار قطع ہوگا لیسٹ میں کذا فی اللج و طلب المسروق منہ اما ان القطع  
علی الناکر بشرط القطع مطلقا فی افراد و شہادۃ علی المذنب لیسٹ ان خصوصۃ شرط لظہور اللسرقہ اور طلب مال کو کاٹنے قطع کی شرط ہو مطلقا  
افراد سارق میں اور شہادۃ میں بابر مذہب قوی کے طلب مال ہو اسطے شرط ہوئی کہ خصوصیت چوری کے ظاہر ہوئی شرط ہو اور طلب قطع ظاہر شرط قطع نہیں کذا فی



سارق کے پاس سے ملے ہوئے بعد قطع کے تو سارق ثانی کا نام نہ قطع ہوگا کیسی خصوصیت سے اگرچہ مال کا مالک ہو مطالبہ ہو اسطرح کہ کوئی قبضہ ہوگا غیر مجسم سے  
چنانچہ ہکا ذکر بھی آتا جو دیکھتے بطلان مالک ایضا لو میرق منہم ای من الثلثۃ اور قطع ہوگا مالک کے ہی مطالبہ کے اگر ان میں کوئی پاس سے جوڑ بھی ہوگی  
یعنی الامتداد اور فاصیہ صاحب ربواہم اسطرح یعنی اور عینی اور صاحب سبب اور مصنف ذکر کیا جو نو معلوم ہو کہ باج بنو والا ہی مطالبہ کر سکتا ہے حالانکہ  
شائع شدنی سے مانند صاحب بجر اور مصنف کے ایسی ذکر کیا جو کہ معطلی ربوا مطالبہ نہیں کر سکتا ہو اسطرح کہ تسلیم ہو کہ قبضہ اور ملک ابی نہیں دھندہ علم کذا فی  
الطحاوی و لکن ابطلت لراہین مع غلبہ فہم یزین علی لظاہر لہ انہ ہوا مالک اور اسطرح قطع تو رہا جس مطالبہ میں نہ جس کے غائب ہو جس کے ساتھ بنا پر قول  
ظاہر ہے اسطرح مال میں ہون کا رہا جس ہی تو مالک ہے کہ انہ فی النسخ عن الجاح یعنی لہ مالک لعلین المسرق فاد بطلت لستار ق لو میں قین  
سارق بعد القطع سقوط حصہ قطع نہیں ہا لکے مال سرق طلب کرے یا سارق کے طلب نہیں اگر سارق کے پاس جوڑی ہوگی بعد قطع کے بسبب  
ہونے صنعت اس مال کے یعنی بعد قطع کے وہ مال غیر مقوم ہو سارق کے حق میں دہن اور سبب مالک کرے نہ ان وجہ نہیں کذا فی النسخ بخلاف ما اذا  
میرق الثانی من السارق الاول قبل القطع اد بعدا خبری بشتبہ فان لہ ولرب المال القطع لان سقوط التقوم ضرورۃ القطع اور  
فہما کالفا مشتبہ بعد القطع ہل للال اسیرداد کا روایات و اختار الکمال کذا لہ مالک بخلاف او کے جب سارق فی سارق اول  
سورج ہی کی قبل قطع کے یا بعد لمجا فرح کے شبہ ہونے سے ہو سٹو کہ سارق اول کو اور مال کو مطالبہ قطع کا ہی ہو اسطرح کہ مقوم مال کا سقوط بغیر وقت قطع  
سورج ہیان موجود نہیں تو سارق مانند صاحب کے ہو گیا تحقیق طلب میں پر قطع ہو جائے کہ سارق اول کو سارق ثانی سے مال کا پیر لینا جائز ہے یا نہیں اس  
وہ راہین میں اور مال الدین صاحب القدر نے مالک مال کا پیر دینا پسند کیا ہے ہو سٹو کہ اول اور ثانی دونوں خائن ہیں اور اگر مالک موجود نہ ہو تو  
قاضی اس مال کو حفاظت میں کرے جس پر غائب شخصوں کا مال محفوظ رکھتا ہے کہ انہ فی فتح سرق شیدا درۃ قبل الخصومة عند القاضی الی مالک و لو حکما  
کا اصولہ ولو فی غیر علیہ اد مالک ای للسر ق بعد القضاء بالقطع ولو جہت مع قبض اد ادعی انہ مالکہ وان لم یلکھن للشبہۃ ان  
لنقصت قبضہ من النصاب بفحصان الشوری بلکہ الخصومة لم یقطع فی المسائل الا ذکر کچھ چیز جہا ہی اور قاضی کے پاس نہ ہو جس سے مالک کو  
پیر دی اگرچہ مالک علی ہو چنانچہ مالک ہوا اگرچہ مالک کی میال میں داخل ہوں یا بعد کم ہو جائے قطع کے سارق نے مال سرق کا مالک مالک کو دیا اگرچہ مالک ہب  
یعنی سرقہ کی ہو یا سارق نے اس مال کے مالک ہو گیا دعوی کیا اگرچہ ہر دعوی کی جاتی ثابت کیا ہو مگر قطع نہیں بسبب شبہ پر جس کے یقین سرق کی گئی نہ سرق کے  
کم ہو جائے جو مطالبہ کے شر میں قطع ہوگا ان بار و سٹو نہیں آقا خبر فی نصاب تم اد علی حدھا شبہۃ مسقطۃ للقطع لو قطعاً قیداً باقرارہا  
لانہ لو اقرۃ سرق و فلاں فاکثر فلاں قطع الموقوفہ قلت انا و فلاں فاکثر فلاں و قصور سرقہ مضاعفہ پر دعوی کیا ایسا سارق نے ایسے شبہ کا قطع  
ساقط کرنا جو نہ دونوں پر قطع ہوگا مصنف قید لکھی وہ دونوں اتھار کی ہو اسطرح کہ اگر ایک سارق یوں اور دیکر گیا کہ میں جوڑی کی اور فلاں شخص نے اور فلاں شخص کو  
تو سرقہ قطع ہو نہ سرقہ مل کے کہ میں قتل کیا اور فلاں نے اور فلاں شخص نے تو قطع مقرر برقصا میں ہوگا مگر سرقہ نصاب جس میں ہے ہو اسطرح کہ دو سارقوں پر  
قطع نہیں تا وہ تنیک سرقہ بعد دو نصاب نہ ہونے لکھی اور سرقہ دغاب حدھا و شہادۃ ای شہادۃ اثنان علی سرقہ مضاعفۃ اما خبر لان  
شبہۃ الشبہۃ لا یقتلوا مگر وہ شخصوں جوڑی کی اور ایک اور نہیں ہو گیا اور وہ دغاب دغاب گواہی دی انکی جوڑی پر تو سارق حاضر قطع کیا جاوے گا  
ہو سٹو کہ شبہۃ شبہۃ سبب نہیں مینے اس حال سے قطع ساقط نہیں ہو سکتا کہ شبہۃ شبہۃ سارق او ی تو کوئی شبہۃ حاضر سارق کیو اسطرح بیان کرکے جوڑی کر  
یہ شبہۃ شبہۃ اور سرقہ قطع شبہۃ شبہۃ شبہۃ شبہۃ لو اقرع بعد مکلف بسرۃ فی قطع و سرقۃ السرۃ الی المسرق فی منہا لو قافہ اور اگر مکلف غلام نے جوڑی  
اور ایک تو قطع کیا جاوے گا اور مال سرقہ مالک کو پیر دیا جاوے گا اگر مال قائم ہو مگر قطع ہو سٹو کہ اقرار عید ابی ذات پر بھی جو عدو دار و نصاب میں مکلف  
کی قید ہو سٹو لکھی کہ عید کے اقرار پر قطع نہیں اور اگر مال ہلاک ہو گیا ہو تو قطع ہوگا بلا ضمان کما لو قاسف علیہ بثلثۃ بذا لکن بشرط حضورہ  
عند قاضیہما خلا فاللثانی لا عند اقرارہ جب انفا چنانچہ قطع ہو غلام پر اگر قائم ہوں گواہ ہو سکی جوڑی پر لیکن بشرط ہو جوڑی کے مالک

























یعنی توبه که اسلام لا یموت به کفی التنازع لا یمنع قتلهم حتی یدعونهم الی الجهاد فی دینهم ولا یمنع قتلهم المصنف اور حال نہیں ہو کر لانا اور کھڑے  
 جنگو سلام کی دعوت نہیں پہنچی اور دعوت سلام اگرچہ جاری نہ ہو مگر ہر کسی کی ہر مشرق اور مغرب میں لیکن حسین شک نہیں کہ بلا خدا میں ایسے کا ذریعہ  
 میں جنگو مطلق ہکا شورو نہیں ہے دعوت اسلام خبر نہیں پائی یہی سبب بات کہ اگر اسلام کی خبر ہو سکتی ہے نہ خبر نہ ہو کی تو آثار غائبہ میں کہ اس کے لڑنا مراد نہیں ہے  
 کہ امام اس کے خبر دینے کی درخواست کرے کہ ان فی الہدیر خلاف نقل مصنف کے ہم مصنف نے اپنی شرح میں کہا کہ دعوت اسلام ہوا سطلے و اجلی ہی تاکفار جملہ کفر  
 کہ ہم دین کے واسطے لڑتے ہیں مال و فیرو کی طرح شہید کر سطلے کہ اسلام قبول کریں اور قتال کی تربت نہ آوی اور قبل دعوت قتال کرنا گناہ ہے لیکن جہان نہیں سبب عام  
 یعنی دین اور احزاب اور دعوت عام حقیقہ ہو یعنی زبان کہنا دعوت حکمی یعنی شرق و غرب میں ہر جہاں اسلام کو سطلے لڑتے ہیں تو ہم شہادت قائم مقام  
 دعوت ہے چنانچہ سیر کیر اور ینا بیچ میں ہر جہاں کو جو ہم خلاف مصنف اور صاحب ہر فقط شہادت پر ہی اور صاحب شہادت میں اربعہ جو صاحب شہادت القدر کا تو صل کلام  
 نقل کرنا چاہیے نعم اللہ یہیں محض دعوت حقیقی اور حکمی نقل کرے کہ ہا کہ پیشک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ملا دین و دلوگ ہی ہیں کہ جنگو سطلے خبر از شہادت نہیں تو دعوت  
 اسلام کرنا دین واجب کا جہان کمان ہکا ہو کہ اسلام کی خبر نہیں پہنچی اور جہاں غیر پہنچی تو دین دعوت کرنا مستحب و کا و ذللا عنہ انما من بلغناہ الا اذا انصر  
 ذلک ضرر کا و لو بخلبہ انظر کان کسبتہ و لا و کسبتہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم دعوت الی الاسلام میں اہل دین اختیار کے انکو جنگو سلام کی خبر ہو گئی ہو مگر  
 حقیقت کہ دعوت الی الاسلام متضمن خبر ہو گویا غلبہ سطلے کہ وہاں درست کر کے مستند و جاویدین اقد کے اندر جو جاویدین تو ایسی جگہ دعوت کرنا مستحب نہیں  
 کہ ان فی نفع ہم دلیل استحباب دعوت و حدیث ہے جو محمد بن ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کو اسلام کی خبر دینا چاہو  
 اسلام میں ہوا اور حال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کو اسلام کی خبر دینا چاہو تو ان کو اسلام کی خبر دینا چاہو تو ان کو اسلام کی خبر دینا چاہو  
 کو گرفتار کیا اور حضرت اوسینہ جو یہ کہ آیا مجھ سے حدیث عبد اللہ بن عمر سے کہی وہ اس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کو اسلام کی خبر دینا چاہو  
 ایچا بنی و حق قوم و غیر قوم و قطع اشتکامہ و لو غیرہ و انفسا و زمرہ و عہدہ الا اذا غلب علی الظن ظفراً فیکفہ فہ اور اگر خبر دینا چاہیے تو ہم لوگ  
 د و ما گنیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے لڑنے لگنے مجاہد کو قائم کر کے اور ان کو پانی میں ڈبو کر اور ان کو گال میں جلا کر اور ان کے دھڑوں کو کاٹ کر اگرچہ ہلا کر اور ختم کر  
 اور ان کی کشتیوں کو اجاڑ کر اگرچہ کفن غالب ہو مگر یہی نفع ہو گیا تو درختوں اور کشتیوں کا خراب کرنا کہ وہی ہوا سطلے کہ وہاں دعوت کام میں آوے گئے کہ ان فی نفع  
 ہم مجاہدین مع جو مجاہدین بلخ کی وہ ایک اہل ہر جس سے بڑی بڑی تہرہ سنیا کرتی ہیں اور یہ تہرہ جنگ کی احادیث صحیحہ میں مع ہے کہ ہمارے عساکر اسلام کو حکم ہوا ہے  
 مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی میں بربرہ مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر یا جاہ کاسر دہر فرما رہے تھے تو عامل اس کی ذات کو اللہ تعالیٰ  
 سوڑتے رہی کی وصیت فرماؤ اور اس ہستی مسلمانوں کو اسطے ہلائی کی وصیت فرماتے تو یہ فرماتے ہو کہ وہ بشتی میں لے لے کر قتل کر دو جو شکر ہو اللہ کا شہادت کا  
 مال نہ چرواؤ اور قول کر کے خلاف قول کیجیو اور ان کا غیر نہ کہ ان کو داخل صغیر کو قتل کیجیو اور نہ بڑی کو پہر جب ان پر مشرک شمشیر تو ان کو تین خستوں کے طور پر ہلا کر  
 وہ مان جاوین تیر قول تو قبول کر اؤں اور رک جاؤں گے لڑیں گے انکو سلام کی طرف بلاؤ اور ان جاوین تو قبول کر اؤں اور باز وہ انکو پہر اس نقل مکان کی  
 دوزخ ہت کر کے انکو ہلا کر مہاجرین ملک میں رہیں اور اس کے خبر کر دی کہ اگر وہ یہ عہد کر کے تو انکو دہلا دے یہی جو مہاجرین دہلاؤ اور ان دہلاؤ جو مہاجرین  
 سو گروہ نقل مکان کرنا نہ قبول کریں تو انکو خبر کر دے کہ وہ صحابی مسلمان کے طرح ہوں ان پر حکم خدا جاری ہو گا جیسے کہ مؤمنین پر جاری ہوتا ہے اور غنیست اور  
 فی سوا کو حبیہ نہ لیا تا وہ قتل کیے کہ سب کے ساتھ شریک کر جاؤ کر کے اگر وہ اسلام کو نہ قبول کریں تو ان کے جیسے کا سوال کہ سو گروہ مان جاوین تو قبول  
 اور اس کے باندہ اور اگر خبر دینا چاہیے تو قبول کریں تو اللہ تعالیٰ سے دہانگہ دن رتیجا بی کی اور لڑنا شروع کر اللہ تعالیٰ کی تیر الیہ الوصول و سبب ہم بینک و  
 طحا و ان تدرسون انہم و لو تدرسون انہم فی ذلک النبی و لقصہ ہم ای الکفار اور اہل اسلام میں اور پزیر و فرہ سنیک رگر اگر پکارا بعض  
 مسلمان کو سپر نادین معنی اپنے لئے کہ اگر ان تاس تدریس پر جاوین تو یہی ہم کہ اچھا کھانا سناں قتل میں ہم کفار ہی کا دنیا کا قصہ کر کے نہ مسلمان کا اور  
 اگر کفار پزیر کر کے نہ تو اس سے سوال کیا جاوے کہ یا حضرت کیا حکم ہو ہم لڑیں یا نہ لڑیں ہم دین لغت عرب میں و در سو سنیک رنگو کہ میں خواہ در کا ہستی

نہ  
 صلہ معی لوز  
 ذوالسبب اللہ علیہ وسلم  
 صلہ معی لوز  
 فی سوا کو حبیہ نہ لیا تا وہ قتل کیے کہ سب کے ساتھ شریک کر جاؤ کر کے اگر وہ اسلام کو نہ قبول کریں تو ان کے جیسے کا سوال کہ سو گروہ مان جاوین تو قبول  
 اور اس کے باندہ اور اگر خبر دینا چاہیے تو قبول کریں تو اللہ تعالیٰ سے دہانگہ دن رتیجا بی کی اور لڑنا شروع کر اللہ تعالیٰ کی تیر الیہ الوصول و سبب ہم بینک و  
 طحا و ان تدرسون انہم و لو تدرسون انہم فی ذلک النبی و لقصہ ہم ای الکفار اور اہل اسلام میں اور پزیر و فرہ سنیک رگر اگر پکارا بعض  
 مسلمان کو سپر نادین معنی اپنے لئے کہ اگر ان تاس تدریس پر جاوین تو یہی ہم کہ اچھا کھانا سناں قتل میں ہم کفار ہی کا دنیا کا قصہ کر کے نہ مسلمان کا اور  
 اگر کفار پزیر کر کے نہ تو اس سے سوال کیا جاوے کہ یا حضرت کیا حکم ہو ہم لڑیں یا نہ لڑیں ہم دین لغت عرب میں و در سو سنیک رنگو کہ میں خواہ در کا ہستی















اجتہاد و الجہاد الفتنہ اولاد اے فقہی اذالم یکن للامام حق و اور تقسیم کیا جو غنیمت و ان یعنی دار الحرب میں مگر جب امام قسمت کی جہاد  
اور قسمت بہر جا جہاد کی غازیوں کے تو قسمت صحیح ہوگی یا قسمت کی غازیوں کے پاس انہی کے لئے اسلحہ تو ملال سے بشرطیکہ امام کے پاس بار برداری ہو فاد  
ابو اہل یحییٰ ہم بلکہ المثل و فایان فاذا اعتذر فلم یجالی تو قسمہا قد کل علی حلیہ قسم بیعہم والاھو ما شقوا لہ و سبوحہ پر اگر  
غازی غنیمت لایکو نمازین تو یا ادن پر امام جہاد کی جو مثل مور کے یا نہ جہاد سے ہیں دور و این میں جو از جہاد ایک رویت میں اور عدم جہاد و دوسری رویت  
میں جہاد و صورت عدم جہاد میں کہیں کو اسلحہ قسمت کرنا معتذر ہو تو اگر یہ مال جو کہ اگر بائ و دی تو ہر شخص اپنے بوجہ کے اور مثالاً فی ہر قادر ہو تو غنیمت کو غازیوں میں  
بائ و دی اور اگر قادر ہو تو نہیں دے صورت جہاد نقل کرنا شاق ہو اور اسکا حکم اول مذکور ہو چکا یعنی دواب کا بیج کرنا اور جلا نا اور عورتوں کو اور لوگوں کو نہیں  
زمین میں جہاد دینا و تعمیر الغنیمہ قبلہا لا للاحام و لا لغنیمہ یعنی اللہ تعالیٰ اسکا مال و غنیمت کا طعام جہاد جو ہے اور ہر اہل اسلام نہ جہاد غنیمت کو قبل  
قسم کے نہ امام کو یہ بار نہ اس کے غیر کو یعنی یہ قسم سنت مولیٰ اور اذکار کے واسطے جائز نہیں لیکن اگر کسی چیز کو کہا جس کے واسطے بیج کرنا یا عورتوں کو یا غیرہ و د  
ابیم تو قسم و قاتلہا قاتلہا لیکن دقتہ للغنیمہ بخانیہ اور بیگم و در و اسے اگر قبل قسمت دفع ہوئی ہو واسطے دور کرنے فساد کے اور اگر  
رو کرنا ممکن ہو تو اس کی قیمت غنیمت میں داخل کرے کہ انہ انانیہ و عدلہ لحقہم ثمانہ فی الی لاسوق و حرق و اور تدا اسلحہ و ثمانہ بالاقبال فان  
قاتلہا شاد کو ہم اور جہاد اور اگر غازیوں سے ملی دار الحرب میں جہاد و غازی کے برابر ہی اتقان غنیمت میں نہ دے بازار ہی اور جہاد اور جہاد و ان سلمان  
چاہے و قتال کے اور اگر بازار ہی وغیرہ کا فروغ لڑائی کرے تو وہ بھی غازیوں کے شریک ہوگی غنیمت میں ہم بازار کی کو حصہ بدو قتال کے ہو واسطے نہیں کہ اسکا  
و ان جہاد قتال کی قیمت نہیں جہاد میں کہہا تو ہمیں شہادہ کی اگر عورت دار الحرب میں جہاد اپنے زہد کی خدمت کے واسطے یا فہم جہاد یا بیسیان کی خدمت کے  
واسطے اور قتال کرے تو اس کے واسطے کچھ نہیں کذا فی الاختیار اور دفع القدر میں کہ اسے سیرم کو ہر کسی کے سائیں کا کچھ حصہ نہیں و لا من مات ثمانہ قبل قتلہ  
ابو یع و قاتلہا بعد اھما قاتلہا بعد الاخر اذین اذین اذین ثمانہ لہا و ملکہ متار خانیہ اور اس غازی کا حصہ نہیں جو دار الحرب میں بیگ غنیمت کے  
قسمت یا بیج سے ہے اور اگر وہ مر گیا قسمت یا بیج کے بعد و ان یا بیج کے آئے غنیمت کے دار الاسلام میں نواد کے حصے میں وارث جاری ہو گا یعنی اس کے دار غنیمت  
وراثت کے پادین کے سبب کہ ہو جائے اس کی ملکیت کے کذا فی التارخانیہ و ہذا اعلیٰ وجہ شہود الوفاقہ و ہر حق و قد قیست لم تفضل مستحسانا و  
یعنی من بعد حیلہ من بیت المال اھ و ارضانیہ میں کہ دعویٰ کیا اگر دے لڑائی میں حاضر ہو گیا اور اسکو گواہوں سے ثابت کیا اور حالانکہ غنیمت کی تقسیم ہو چکی  
تو قسمت کی ہوگی نہایت آسان اور بقدر اس کے حصے کے بیت المال سے اسکو عوض دیا جائیگا و ہذا فی البحر من قیاس الوقف و ہذا فی التارخانیہ و قد فی الخوف و شرا  
فی الوقف اور بحر الوقف میں جو وقف کا قبضہ کرے غنیمت پر تو اسکو رو کیا جو ہر الفائق میں اور اسکو ہر ہی کتاب کی کتابا لوقف میں تحریر کیا جو ہم صاحب جو  
کہا کہ اگر مستحق وقف ہو گیا بعد ہر پیدا ہونے اور امر از ناظر کے قبل از قسمت نواد کے حصہ میں وراثت ہوگی جب غنیمت بعد الاحراز میں وراثت ہوتی ہے صاحب  
مستحق کہا در اور غز میں صاحب جو حصہ کے نواد سے منقول ہے کہ امام اور موزن کا حصہ وقف میں سو بدو ن قبضہ ہو گیا تو حصہ اسے نظر ہو گیا ہے سہل کہ یہ حکم سہل  
علامی اور نول ضعیف ہے کہ ساتھ میں اس واسطے کہ وہ کم اجرت ہو تو اس سے سو بدو م اگر وقف کا قبضہ غنیمت پر غیر صحیح ہے شہاد و فہو ای للفقہانی  
لا خیر الا انقام فیہا ای دار الحرب بمختلف طعام و حطب و لآخر دھن بلا قسمہا اطلاق الکل تبعاً لکذا و قیاد فی الوقایہ الاسلامیہ بالحق  
و ہوا الحق و قیاد الکل فی الظہیریہ بعد فہی کامر عر اس کے کان فہی لم یجوز فیہ فی غنیمتہ المکتوبہ لہ و فقط غازیوں کو غیر کہ جائز ہو قسم ہوا میں  
یعنی دار الحرب میں جانور و در کے جہاد اور طعام اور کھڑی اور ہتھیار اور تیل سے بدو ن قسمت کے معتقد ان چیزوں کے منتقل ہو کر بائع کنز اور وقایہ  
ہتھیار کے منتقل ہو کر حاجت کیا اور بھی حق ہو اور سبب و مذکورہ کو ظہیر میں معتقد کیا ساتھ نہ منہ کرے امام کے اس کے کہانی سے اس سے مراد و انول  
ہتھیار سے ناسب چیزوں کے مناسب ہو تو اگر امام سبب ہی کہ اس کا انتفاع سے منع کر دی تو بائع نہیں فلائی جو قیاد میں منہ کی حد نہی کی ہے ہم جلی نے بحر  
الرفق سے نقل کیا لائن لائن کہ ہر امام کو بعد حاجت معتقد ہو اسلحہ کے جہاد لائن کو ان کو ان دس شراب کی حاجت ہوگی تو اس کے منہ کرنے پر عمل ہو گا





کہ ہو الذی اذین جیل انھم والعقبات بکسر العین جمع عتیق کرام خیل العرب المجین الذی ابوالکرمی و امہ عجیۃ والمقرن حکمہ  
 قاصح من معاً وادبر اذین جمع برذون یعنی عجی گھوڑی اور قاصح بکسر معن جمع عتیق یعنی عمدہ گھوڑی عربی اور جبین و گھوڑا اسکا باب عربی ہوا دران اوکی  
 عجی اور مقرن اسکا کسر یعنی اسکا باب عجی ہوا دران اسکی عربی کذا فی القاموس بید گھوڑی سب برابرین سوار کا حصہ پازمین ہم یعنی ملا کر نزدیک حصہ گھوڑی کا  
 فقط عربی گھوڑی بنی نصر سے مصنف اور شارح اسکا ذکر دیکر گھوڑی کا تفرقہ کرنا بیدلیل ہے ہوا سطل کہ رمضان ہر جنس خیل کی طرف سال اللہ فاسے  
 یومین زیابط الخیل اور بنی سب ہون کو کہتی ہیں اور ہوا سطل کہ اگر عربی گھوڑا طلب ہر ب فوجی تری لیکن عجی گھوڑا جانش اور ابکہ ہوا بنین نہ تری  
 تو ہر ایک میں جدی جدی شصت لایسہ و لاجلہ والبعل والمار لعلہم الا دھاب حصہ نہ یا با ویکانٹ اور خیر اور کہہ کا سبب عدم انطاری  
 کے یعنی جیسا کہ جہاد کے لائن بنیں اور اس میں نفس ہی اور نہیں باوجودیکہ صدر اسلام میں اونٹ اور گدہ اور خیر جہاد میں کثرت تھے تو لیکن کیسا حصہ  
 بنیں والمغسل لباقی یقتسم انلا تا عندا للتشیع والمسیکین و ابن التبیل اور غنیمت کا باقی خمس اپنے پانچواں حصہ چاروی نزدیک تین تہا و بنش جانا  
 یتیم اور مسکین اور مسافر کو ہم غیر وہ نابالغ ہو جسکا باب مرگیا اور بعد بالغ ہونیکے ہو یتیم نہیں کہتے و جا ذ حصہ فہ نصف و احد فہم اور جائز ہوا ہر کرنا  
 خمس کا ایک ہی قسم میں کذا فی الفتح ہم فہم ثلثہ کا ذکر کرنا واسطے بیان مصارت کے یعنی خمس یتیم اور مسکین اور مسافر کا حصہ خواہ تینوں کو و خواہ ایک  
 قسم کو و فی المندیہ لو امرنا لھا جہاد جہاد و قد حقه فہ فی شرح الملتقی اور غنیہ میں کہ اگر خمس کو غازیوں پر صرف کرے سبب کی جائزہ کی  
 تو جائز ہو اور البتہ ہو ہو کو خمس بیان کیا شیخ متوفی ہم شیخ طیف کا یہ مضمون کہ غنیمت کا خمس باقی مثل مدین اور کارز کے محتاج یتیم اور مسکین اور مسافر  
 ہو تو ہمارے نزدیک بہر تینوں میں حصہ کر کے اقسام غیر پر قسمت کی جاوے لیکن ہوا اور کیسا دینا جائز نہیں اسام نہیں ہو سبکو دی بعض کو بیشر طیکہ یعنی ہون  
 محتاج ہون و قدیم فقر اذ ذوی القربی من بنی ہاشم منہم ای من الاصل و الثلثۃ علیہم لحوار الصدقات لعلہم لا لھما و غیر شیعہ  
 محتاج ترانہ ابنی ہاشم جملہ صفات نمونہ میں مقدم کیے جاوے یتیم اور مسکین اور مسافر پر حسب اہل ہون و مدلت کے غیر بنی ہاشم کو واسطے نہ بنی ہاشم کے دہو ہم بنی  
 ہاشم یتیم اور یتیموں پر مقدم ہوا و بنی ہاشم مسکین اور مسکینوں پر اور اوکا مسافر اور مسافروں پر نہر الفائق میں کہا کہ ذوی القربی سے مراد بنی ہاشم اور بنی  
 مطلب ہیں فقط اور اوکا استحقاق فقط قرابت نہیں بلکہ نصرت کے سبب بھی یعنی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مکملامیکی موہنت اور مصاحبت  
 کی نصرت نہ قال کی نصرت اور اس کی نصرت بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ہوا معقولہ و ولید الذکی عور نہ کو ہی حصہ نہ تھا ہاں حصہ حضرت کی صورت سطل  
 ہو گیا سبب باقی رہو علت کی یعنی نصرت نہ کو سکہ اذاب بنی ہاشم اور بنی مطلب کے مستحق ہون کو سبب بھی کے دلائل لا فینا کھم عندا اور خمس میں کچھ  
 حق نہیں بنی ہاشم مالداروں کا ہمارے نزدیک ہم ہوا سطل کہ خلفاء و اربعہ رشیدین نے خمس کو سبب طرح صفات نمونہ پر تقسیم کیا اور ذوی القربی کے کو کچھ نہیں ہا  
 اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اسی گروہ ہاشم حقیقی نے تمہاری واسطے لوگوں کا فساد اور اوکا میل مجھ زکوۃ کو کر دیا اور اوکا کے عوض میں  
 خمس کا خمس ملو و یا تو معلوم ہوا کہ خمس میں ہر زکوۃ کا اور زکوۃ کا حق نہیں مگر محتاج نہ سبب خمس مستحق نہیں مگر محتاج اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے  
 جواد کو خمس ہاں تو سبب نصرت مکملامی اور مصاحبت کے و یا ہاں اور خلفاء و رشیدین جواد کو نہ یا تو ہوا سطل کہ ذوی القربی سے بیان حضرت کا نہ استحقاق کا  
 اور ہمارے نزدیک تقصیر کرنا مصنف و جد پر جائز ہو یا انکو غنی جان کرنا یا معلوم کرنا چاہی کہ بنی ہاشم کے علیہم سلم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن شہر بن  
 مناف ہیں اور عبد مناف کے چار بیٹے ہاشم اور عبد شمس اور مطلب اور نوفل چنانچہ عثمان بن عفان عبد شمس کی اولاد میں ہیں اور جبر بن مطعم نوفل کی اولاد  
 میں جب کفار قریش نے آپس میں عہد کیا کہ بنی ہاشم بائیں بیٹھیں اور اوکا کا کریم تا وقتیکہ وہ حضرت کو ندین قتل کر نیسکے واسطے تو بنی ہاشم ہی عہد کیا  
 کہ ہم آنحضرت کے و گاہ کہیں گے سو نوفل کی اولاد اور عبد شمس کی اولاد قریش کے شریک ہو و آمد بنی ہاشم حضرت کے شریک ہو و میاں تاک کہ تین برس  
 پہاڑ کی گہائی میں حضرت کے ساتھ قید رہی کمال شفقت اور کلیف کے ساتھ چانچہ کتب سیر میں فقیر مفضل موجود ہیں سنن ابوداؤد میں جبر بن شہر  
 عروسی ہو کہ جب آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فوج خبیہ کے بعد ذوی القربی کا حصہ فقط بنی ہاشم اور بنی مطلب دیا اور بنی شمس نے نوفل کو نہ یا تو



کمان اور نہیں ہو خواہ بندہ قوی اور توب اور بان و ما اصابہ منہم ای من المسلمین کادیہ قیہ ولا تفلحوا لان الفرض لا یفلح بالقرامات  
 اور جو سلطان افکار کی سپر جانی سے قتل ہو جاوین فراد میں دیت ہو نگارہ ہو سکی کہ قتال کفار فرض ہے اور زلفی داندہ سقر مقرر نہیں ہوتا ہوا  
 میں آواز بلند کرنا مستحب نہیں اور کرہ بھی نہیں اگر اس میں ترغیب ملے گا فائدہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور مجاہدین کو دار الحرب میں تاج بڑا مستحب ہو سکتا  
 کہ اگر وہ بغیرہ اس سے گریز نہ کرے تو ناخوش سے کاڑھ کر پھینک دے کر شاید پھر جاوے جسے سوچو نکو بڑا ناخوشی کو سنت رعب اور دہشت کی سہولت کذا فی الجور فانیہ  
 برکے مسلمانوں کو قاتل نہیں کہ جب بارہ ہزار ہوں تو فرار کریں اگرچہ کفار زیادہ ہوں ہم اس واسطے کہ حدیث ترمذی میں وارد ہے کہ بارہ ہزار رقیب کے  
 مغلوب نہیں ہوتے قادی مالگری میں کہ یہ صم فرار ہوتے ہر جگہ سبکی متغیر الکھ ہوں اور اگر اختلاف ہو تو دھند کا اعتبار ہو تو قہر الاکام بکلاۃ  
 بنیہ مسلم اذ من اجل قتل احدہم منہم اھلا دھا سخر ج واحد شاکل جیثہ قتل الباقی لجواز کون الخرج ہو ذاک لھم اور اگر اہم دار الحرب  
 کوئی شہر نہ ہو جس میں ایک مسلمان یا دو کی فریاد ہو تو ان میں سے کسی کا قتل کرنا حلال جائز نہیں اور اگر ایک کوئی شخص ادھن سے نکال دیا گیا تو ہفت میں باقی لوگوں کا  
 قتل کرنا حلال ہے اس احتمال سے کہ شہر خاص کا لگایا ہو وہی مسلمان یا دو ہو مگر نہ فی قتل القدر وھنا من اسراہر حاجی عظیمہ وھنا من الاستخفاف بہ  
 کسوف وکتب زفرہ وحلا و امرآی ولوحی المدا و انہ ہوا لھم ذخیرہ واداد بالبحر مافی مسلح لا تشاؤ بالکفران فی ارض العدو  
 اور ہم منع ہیں کھانا سے جسکی تنظیم واجب ہے اور اسکا استخفاف اور بی ادبی حرام ہے چنانچہ مصنف اور کتابین فقہ اور حدیث کی اور عورت کا اخراج منع ہے  
 اگرچہ عورت بڑی ہو وہ اگر کسی کے واسطے ہی قول میں ہو مگر نہ فی اللذیہ اور مصنف نہیں ہے جسے سلم کی حدیث کا ارادہ کیا کہ سفر میں قرآن کو نہ لیا و دشمن کی چیز  
 میں ہم دلیل گردن قرآن میں خاص لیکن ملت عامہ فی فقہ اور حدیث کو ہی قرآن کے ساتھ مل کر دیا آئی جلیش ہو من علیہ فلا کرہا لکن اسراہر العجا  
 والا مآذ اولی اگر اس بڑی لشکر میں قرآن وغیرہ کا لیا نامنع اور مکرر نہیں جس میں اس میں حاصل ہو لیکن بڑی عورتوں اور لونڈیوں کا ساتھ لیا نام کرہ اور  
 بہتر ہو جن ادھر رہے ایمان سے جنگ و درددل اسکی اہم کا قول نقل کیا کہ کفر لشکر چار سو اور کفر گھوڑا ایک سو اور اذا دخل مسلم الیہم بامان جائز  
 حل المصحف معہ اذا کانوا یقربون بالعھد لک لا الظاکر ہم تعذر حدایہ اور جب مسلم دار الحرب میں آوے امان لیکر جاوے تو مصنف کا ساتھ  
 لیا ناجائز ہو بشرطیکہ وہ عہد کو پورا کرنے ہوں ہو اسطے کہ ظاہر ہے مترس ہوں کہ کذا فی الہدایہ وھنا عن حدیث وعلولہ و عن مشکاۃ بعد النظر علیہم ما قبلہ  
 فلا یمن بہم لکن یاد اور ہم منع ہیں عہد کی اور خیانت و ناک اور کٹا ہوا اور بقیہ بیکو و بقیہ بیکو ہے اور نہ کرہ کہ نہیں کہ یہ مضائقہ نہیں کہ کذا فی الاعتبار ہم نقض میں  
 کی یہ صورت ہے کہ شلام ہو اور اس عہد ہو لیکن اگرچہ دن لڑنے کے بہانہ کہ انکو اطمینان ہو اتوا ب اسدن لڑنا جائز نہیں کہ عہد کی حرام ہو اور عین ادائی  
 کی وقت فریب کرنا اور دھوکا دینا جائز ہو سچ کہ بلا عہد عین ایسی حرکت کی کہ انکو معلوم ہو کہ آج ادائی نہ ہو گی سو وہ مطمئن ہو گئے ہر منی اور نہ پر عہد کیا یا الی اسلام  
 کسی حد سمیت چلے گئے اور کافر داخل ہو گئے تو یہ ناگہان را کو ادن پر لوٹ پڑی اور چار بار اعلیٰ ہذا القیاس انوکھا کتے بہت طریقوں میں فتح القدر ہے کہ حالت قتال  
 مبارک نے ہاتھ مارا سو کافر کا کھن کا نامبر ہاتھ مارا تو انکے ہونے پر ہر شہر ہمارا انکے اور ہاتھ کاڑھ تو یہ جائز ہے اسنے پس حالت قتال کی قیاس معلوم ہے کہ  
 جب فرار کرنا کر لیا تو اسکو مشدکہ کہ معنی ناک کاں ہاتھ کاٹنا جائز نہیں اور اختیار شرح مختار ہے کہ اگر ہنوز جنگ قائم ہے تو جائز ہے وحی قتل امرآی ق  
 خبر مکلف وشیعہ ہر قاتل لا ھیکلہ ولا نکل لہ فلا یقتل ولا اذا لکن اور ہم منع ہیں عورت اور غیر مکلف یعنی صغیر اور مجنون اور نہایت کہ بات  
 بڑے قتل کرنے سے جسکو نہ چھوڑی کتا بڑی جاکے دفن کذا فی مجرہ اولاد ہو لیکن اس سے قریب تو ایسا نہ مانہ قتل کیا اور نہ جبکہ وہ بوجہ کام رانی نے شریع طحاوی  
 میں کہا کہ شیخ فانی کا مل مغفل حالت ارتداد میں مغفل ہو اور جو بڑا عارف پریشان حواس ہے وہ مغفل ہو گا کہ مجنون میں اھل ہو دا علی مقعدہ و درمیں جھنجھو  
 در اھل اھل کتا شیش لکھا کھو الناس اور ہم منع ہیں کافر اندھ ہو اور لنگوٹ اور دام اللہ من خستہ حال ادھو ش اور دشمن نصرانی ناک الدنیا اور نہ لکھو  
 عہد خانہ دلتے لوگ جو آدمیوں میں ان کے قتل کرنا ہم اسطے کہ اہل اسلام کو ان سے کچھ ضرر نہیں اور پھل میں ہندوستان کے ان جو مومن کا جو  
 گوشت پر کرہ نہیں ہیں الا ان یکن احدہم ملکا و عقانلا اذا آراہی اھلک فی الحرب مگر جب انھما من کورین کوئی بادشاہ یا لڑا ہو یا ادائی میں























خون بہا لیا ہو اس کو کہ امام و سکا دی ہر جس کا کوئی دلی نہیں دینے کے لئے۔ الفل فلان فیہا سب آو الدینہ صلحاً لا العفو نظر لحن العاکہ اور لا و اسلم  
 اور ستان میں سے قتل محمد بن امام کو قاتل کا قتل جائز ہو یا نہ ہر قصاص کا یا خون بہا لینا بطور صلح کے نہ سبب کرنا بطریق عامہ مسلم کے مبنی اگر بیت اللہ  
 میں اعلیٰ ہوگی تو سبب اسلام کو حقیقت لگا تو خون معاف کر دینے میں اور کسی حق تلفی سے حربی آدمی آدمی واجب علیہ قود القصاص الحکم کا قتل  
 بل تجتنب عنہ العفو لکن یجوز قتلہ لان من دخلہ فلو امین بالنفس قاصی حی فی الجنایات حربی یا نہ جہنم نقصان واجب ہو جا چیا  
 بیت اللہ کے حرم میں تو حرم کے اندر و مقتول ہو گا بلکہ اس کا کھانا روکا جائی یعنی شکر کوئی کھانا پانا مطلقاً نہ کرنا وہ حرم کی باہر نکلے عاجز ہو کر ہر حرم کے  
 باہر قتل کیا جاوے اس واسطے کہ جو شخص حرم میں داخل ہو گیا ہو جب نفس قرآنی کے یعنی آدمی (و من دخلہ کان آمناً) اور مسئلہ کے کتاب الجنایات  
 میں آو گیا لا نصیر دار الاسلام دار الحرب یا حواء احکام اہل اللہ و باقی صلحاً لہا بدار الحرب و بان لا یبقی فیہا مسلم و ان  
 ذبح آمناً بالامان الاول علی نفسہ دار الاسلام دار الحرب نہیں ہوتا اگر تین امور کے پائی جانے سے ۱۔ اہل شرک کے حکام جاری ہو سکیں ۲۔ اور اس کے  
 متصل ہونے سے ۳۔ دار الحرب کے ساتھ سے ۴۔ اور اس کے ۵۔ دامن سلم یا دمی بے دہر کر نہ جاتی ہے اپنی ذات۔ امان اول سے ہر اہل شرک کو سبب اہل کفر و اہل  
 اہل کفر کے حکام علی الاعلان بلا دفع نہ جا سکتے ہیں اور حکم اسلام دامن نہ جاری ہو اور انصار اور الجہت سے مراد ہو کہ دونوں کے درمیان میں بلا اسلام کا کوئی  
 شہر نہ واقع ہو اور امان اول سے وہ امان مراد جو جنابت ہی قبل غالب ہر کے کفار کے مسلم کو سبب اور نہ سبب عقد ذمہ کے جہت اور اس سے کہ  
 تین صورتیں ہیں یا اہل حرب کسی شہر پر بلا اسلام غالب جائیں یا کسی شہر کے لوگ مزد ہو کر حکم لغوی جاری کریں یا اہل ذمہ عہد توڑ کر اپنے ملک پر غالب جائیں  
 تو ان سب صورتوں میں وہ ملک دار الحرب ہو گا امام عظیمؑ فرمایا کہ اگر شہر امان کو ذمہ سے اور صاحبین کے ملک کا فقط ایک شرط ہو دار الاسلام دار الحرب ہو گا  
 یعنی حکام کفر کے ظاہر کر سکیں اور یہی قول قیاس کے موافق ہے کہ نہ فیہا لایکیر عنہن اہل الذمہ و نہ کہا جائے دار الاسلام دار الحرب ہو گیا تو دامن حدود و انحصار  
 نہ خارج ہو گا اور اس کے کمال حرب کی جان اور مال کا منقرض ہونا مطلق سے سو اسی حالت خروج کے اور احکام مذکور شریک ہو جائیں گے دار الحرب دار الاسلام  
 ہو جائیگا و دار الحرب نصیر دار الاسلام یا حواء احکام اہل الاسلام فیہا جمعیۃ و عیدہ و ان بقی فیہا کافر اصلی و ان لم یصل تبدل  
 الاسلام در و ہذا ثابت فی نسخہ المتین سابق من نسخہ الشرح نکاتہ کہ لحن بعضیہ و وضعہ باقیہ اور دار الحرب الاسلامیہ  
 احکام اسلام جاری کرنے سے اس میں چنانچہ نماز عید اور عید الکریم و ان کا فرضی باقی رہی اور گو وہ ملک دار الاسلام نہ متصل ہو کر نہ الہ و راد و سیر  
 عبارت یعنی جہی وغیرہ کے دخول جو آخر تک تیج کے نسخوں میں ثابت ہو اور مصنف کی شرح کے نسخوں سے قطع ہو سوا یا مصنف کے نسخوں میں مذکور کیا  
 بسبب بعضیہ مضمون کے اور واضح ہو جاتی کلام سے دخول حربی کا حرم میں کتاب الجنایات میں آو گیا اور باقی مضمون واضح ہو گیا و نہ کہا اس کے واضح  
 ہو نہیں بحث ہو م شرح لحنی میں شرح لایسہ منقول ہے کہ قاری ہدایت سوال ہوا یا یہی شور یعنی مسجد کہ وہ دار الاسلام ہے یا دار الحرب ہے  
 جواب دیا کہ کسی میں اعلیٰ نہیں کہ دامن کسی کا تہر اور حکومت نہیں طحاوی نے کہا کہ ہم کجاف کے باب میں مذکور کر چکے ہیں کہ درباری شور دار الحرب  
 میں اعلیٰ ہے اور شیخ الاسلام ابو سعید حاشیہ میں بعد ذکر جواب قاری ہدایت مذکور ہے شرح لحنی علی ست کہ بحوالہ کا سطح دار الحرب حکم میں ہو چھ تو معلوم  
 ہو کہ جو قاری ہدایت نے مذکور کیا وہ اس کی بحث ہو تو نص مقدم ہو اور سپر اور شری نے اپنی فصول میں ابو اسیر مذکور کیا کہ دار الاسلام دار الحرب  
 ہوتا جب تک وہ سبب مور باطل ہو جائیں حتیٰ جہت سے وہ دار الاسلام ہو جاوے اور یہی جہاں نے اپنی بسبب میں اس طرح مذکور کیا ہے اور امام نامہ الدین نے  
 مشورہ میں کر لیا کہ دار الاسلام سبب جاری ہو حکام اسلام دار الاسلام ہوا ہو تو جب کوئی چیز طلاق اسلام باقی رہی تو جانب اسلام کو ترجیح دیا گیا کہ نہ اپنے  
 حاشیہ الخطا و لم یقطع میں مذکور ہو کہ جو بلاد کفار کے ہوتے ہیں ہین بلا شک وہ بلاد اسلام ہیں نہ بلاد حرب ہو سوا کہ وہ بلاد حبر سے متصل نہیں اور ہوا سطح کہ  
 کفار نے اس میں حکام کفر کے ہی جاری نہیں کی بلکہ اہل اسلام قاضی ہیں اور جس شہر میں ان کو طرف سے حاکم مسلمان قیامت جہاں اور عید و خراج اور عقیدہ  
 قضاہ جائز ہو بسبب تیلہ اس کے اور کفار کی اطاعت یا یہ ہوا عدہ ہر یا فادہ اور جس شہر میں کفار حاکم ہیں تو مسلمین کو قیامت جہاں اور عید جائز ہو اس کے پس کی

دار الاسلام کس  
 صورت میں دار الحرب  
 ہو جائے



لاہم ہر نامی شہر قریب و دور کے مشرق کی جانب سادہ علویہ پر موقوف ہو اور وہ جو بعضوں نے یعنی شام و قباہ وغیرہ نے کہا ہو کہ طرل عراق کا شہر ہے اول کو  
ثانی کو مصنف نے شریعت اپنی شریعت میں نقل کیا کہ غلط ہے چنانچہ اجماع ثانی قلعہ منیر سے دریای شام کے کنارے پریش میں وارد ہو جہادان کے ہو کہ کوئی زمینیں  
یعنی بلکہ دریای کدانی استسفی طحا کے مصباح نقل کیا کہ جہادان بوزن صیغہ شہر ہے دریای فارس پر متصل بصرہ و بالایام اثبات و عشرت  
یوم کا نصف و عشرہ عشرت ایک چارہ اج اور طرل عراق کا جہادان کے سارے ہوا میں کی راہ اور عرض اس کا دس ن کی راہ جو کہ انی لہر  
ہم جہادان میں شریعت و جز سے منقول ہے کہ سواد عراق کا طرل ایک سو ستر فرسنگ ہے اور عرض اس کی فرسنگ کا اور جہادان کی زمین کی چھتیس ایک چوبیس کے لئے  
ایک و ما فیہ عنق و لم یقتسمین جلیثنا الامم اس کے آفر اھلہ علیہ و انقل الیہ کفار اخر افریجہ صلی اخر لجنہ لا ھذا البق بالکاف و جہادان  
کہ بشوکت ہلام نفع ہوا اور لکرا اسلام کے دریاں تقسیم ہوا سوا کی غلط کہنے خواہ وہاں لوگ اس ملک پر ثابت اور قائم رہ گئے یا دوس ملک کی طرف اور کفار لاکر رہ گئے  
گو یا جو ملک بطور صلح کے مفتوح ہوا وہ خراج سے ہوا سطلے کہ خراج کا فرض سے سواد عراق پر ایسے زمینداروں کی فاروقی انہیں صحابہ کرام کے سامنے خراج  
مقرر کیا گیا کہ کتب سیر میں شہر ہر نقل وایت کی ہیں حاجت نہیں اور سبط بعد فتح مصر اور شام کے خلاف فاروقیہ میں خراج مقرر ہوا خراج کا فرض ہوا  
مناہج کہ درہم تینمیں عقوبت ہو اور زمین تقابلاً سے و لہذا خراج بجز لیا جائے کہ یہ کہ کفار و زمین امت کی ہو کہ یہ کہ خراج عین امن سے متعلق ہے چنانچہ  
کہ وہ عین فاروقی سے متعلق ہے تو بدوین زمرت کے تقاضا عشر کا نہیں اور یہ کہ عسلہ بزرگ خراج ہوا اور وہاں کے لوگ وہاں قائم رہ گئے بلکہ وہ مشرق  
نہ خراج سے اسو سچ کہ رسول کریم علیہ السلام نے اس کے واسطے فرمایا اور شام کے وہ عسلہ خراج بہ ہو کہ وہاں زمرت نہیں ہوتی و اللہ اعلم و ارض الشیخ مملو  
لاھلہ اچھو تبوہم و تقدر فہم دہا ہدایہ و بعد الامم الثلاثہ فی موقوفہ اعلی المسلمین فلم یجزمہ ہر حقہ اور سواد عراق کی زمین ہنوک ہوا ان کے  
لوگوں کی راہ پر کرنا اور زمین بصرہ و صیت اور جہاد اور وقت کے جائز ہو کہ نہ لے لہذا یہ اور باقی قریب و دور کے زمین مسلمانانہ  
وقف و زمین لوگوں کی یہ اس کے نزدیک ہوا زمین کی ان کے خراج اور عراق کے حکم میں وہ ملک جو جو ہو و سلام فقہ ہوا ان کے ملک لوگ زمین کے ہوا  
ملک بصرہ و جہاد اور ان کی اراضی پر خراج مقرر ہوا تو وہاں کے زمیندار اپنی اراضی کے مالک ہیں بیع اور ہبہ وغیرہ ان کو جائز ہے اور ان کے زمینداروں کی زمینوں کے  
کہ کوئی شخص زمینیں باقی خریدے اس کی ملکیت بیت المال کے طرف منتقل ہوگی کہ نہ لے لہذا عسلہ شریعت اللہ کی تو معلوم ہوا کہ اگر قریب و دور کے زمیندار  
اپنی زمینیں شرفاء مالک ہیں ان کی بیع اور ہبہ وغیرہ نافذ ہے اسلام کے جب ہندوستان فتح ہوا تو یہاں کے لوگوں پر ثابت رہا کہ ان کے خراج پھر قبضہ کے ہوا ان کی اراضی  
الوقف المشرقا من بیت المال اذا وقفها مشرقیہا فلا عشر ذہا ولا خراج شہر بلایہ معنی باللحم کذا الوام شہر ہوا کذا فی شرح الملق  
اور خراج واجب و وقف کی زمین میں اگر ارض قلعہ زمین میں خراج نہیں جو بیت المال سے خرید ہوئی جب کہ اس کو وقف کیا اس کے مشتری نے نہ اس میں عشرت  
نہ خراج کہ نہ لے لہذا یہ قلعہ مالک الجہاد سبط اس میں عشر اور خراج نہیں اگر مشتری نے اس کو وقف کیا چنانچہ غیر سکو شرح شیعہ میں مذکور کیا ہے ہر بیت  
کی اراضی جہاد سلطان کو جائز نہیں اگر اس شہر کو کہ جب ملین کو معاذ اللہ حاجت واقع ہو کہ نہ لے لہذا عسلہ شریعت اللہ کی تو معلوم ہوا کہ اگر قریب و دور کے زمیندار  
خرائجہ والعشرہ عشرہ درہم و مرقی الذکوۃ اور خراج واجب و وقف اور صغر اور جہاد کی زمین اگر وہ زمین خراجی ہوا اور عشر واجب اگر وہ عشری ہو  
کہ انی الدرہم و عشرہ لکنا بالذکوۃ میں مذکور ہو چکا و قالو اراضی مصر و الشام و خراجیہ اور فقہانے کہا ہو کہ زمینیں اور شام کی خراجی ہیں ہم یہاں سے  
کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مصر پر خراج مقرر کیا جب کہ اس کو عمر بن العاص نے فتح کیا اور سبط باجم صحابہ رضی اللہ عنہما شام پر خراج مقرر ہو کہ انی الذکوۃ  
الفقر الماخوۃ الان من اراضی مصر اخرج لآخر ایہ الا نری انھا لیست مملوۃ لکن انہ کا نہ لہذا عسلہ الممالکین شہدائینا بلا وارث فقہار  
لبیت المال و علی ہذا فلا یجزم بیع الامام ولا شراۃ من وکیل بیت المال لشیئ منہا لانہ کوئی البیعیہ فلا یجزم الالاف و ولا وایا شہ  
مزدنی الجہاد لشیئ العقار بضعف قیمتہ علی قول المتأخرین المتفق بہ قلت فی سیحی فی باب الوصی جواز بیع عقار الصحبی فی  
مکعب مسائل الفتح القدیر میں کہ جہادان میں ہوا مصر کی اراضی ہو وہ اجرت نہ خراج کیا نہ نہیں جاتا کہ وہ نہیں مذکورہ زمرت کو خراج کی ملک نہیں









ان لم یعلو قد لاہ ابتدا مترک علی مکان ایک قریہ جو کہ وہاں کے لوگوں کا قراج متعلق کسی پریم اور کسی پریم اور بہر اہل قریہ نے خراج برابر کسی کے ذریعہ  
کی اگر مقدار خراج کی ابتدا اس معنوم ہو کہ برابر تھا یا کہ و بیش تر بطور سابق جہاد یا دیکھا و لاخر ہم ان قلیل ملکات علی ارضہ او انقطع الماک و اصحاب الزرع  
افان سماویۃ کعنق و حرق و شہد تاہرہ الا اذا لقی من السنۃ ما علی الزرع فہ فانیاً اور محصول نہیں اور کشکار پر جسکی زمین پرانی یا پانی و  
سوی منقطع ہو گیا یا کہیت کو آسمانی آفات پہنچیں جیسے کہ کسی کا وہ بنایا بل جانا یا زیادتی سردی کی برف ریزی کسی گھر پر وقت اللہ محصول ہو گا جہاں آفات کو بعد  
سال میں ہند مدت باقی رہی جسین دوسرے بار زرت ہو سکے مگر فح تقدیر میں کہا فتوی اس پر جو کہ اگر بعد آفات مذکور کے سال میں تین ہستی باقی رہیں تو خراج  
ساقط ہو گا اور آفات معاصی کہ وہ مراد ہر جسکو انسان دفع کر سکے قادی خیر یہ میں کہا کہ بربازی نے ٹڈی کو بھی غرق اور حرق کے ساتھ لمحہ کیا ہی ہو اسلئے کہ  
اوسکا دفع کرنا نہیں ہو سکتا اور شک نہیں کہ کہیت میں کیر الگنا اور چوہا اور بندر اور چنبا ہی سطر مکن دفع نہیں لیکن جہاد کی اکثر علما نے بندر اور درندہ جانور  
اور افعی میں عدم سقوط کی تصریح کی ہو اور کچھ فرق نہیں خراج و نفیہ اور خراج معاصیہ اور عیشین اور زرت کے مانند رطبہ اور کرم اور مانند لانگے میں اور یہی  
قول یعنی سقوط خراج بافات مذکورہ انصاف قریب تر سے اور ظلم سے دور تر ہے اور قادی عالمگیری میں وجہ کروری سے مستدل ہے کہ محصول جو زمین پرانی  
کا کیا خوب طریقہ تھا کہ جب فراہم کی زرت اور کے وقت میں آفت رسیدہ ہوتی تھی تو اوسکو بیوہ وغیرہ مصارف اپنی خزانہ سے دیتی تھی اور کہتے تھے کہ ہم اپنی میت  
کشکار کے نفع میں شریک ہیں تو ہم ان کے خندان ہیں کیونکہ شریک ہونا بدستہ اسلام اس نیک فعلت میں سزاوارت ہے نہایت بحر الائق میں کہا کہ اگر  
ارشاہ فراہم کو کہہ دیں تو لا اقل ہر اوس خراج کا داندہ لے اما اذا کان لا خیر سماوی و دینی الا کما حدوا انھا کا کل قریہ و وسیع و نحو ہا کا کما  
و کا قریہ و د و دہ بجل و دھلت الخادیم بعد الحصار لا یسقط و قبلہ یسقط اور جب کہ آفت آسانی ہو اور اس پر کہ رہنا ممکن ہو جیسے بندر اور درندہ  
جہاد اور اذ کی مانند کی کہتے کہا جانے سے جیسے چوپایہ جانور اور چوہا اور کیر لکڑی البیلاک ہو گیا علیہ کہیت کا نوحے کے بعد تو خراج ساقط ہو گا اور قبل کہیت کا  
کے اگر علیہ تلف ہو گا تو خراج ساقط ہو گا مگر نہ وقت ساقط ہو گا جب سال میں اتنی مدت باقی ہو جس میں دوبارہ کہیت ہو سکے چنانچہ یہ کلام سابق میں معنوم ہوتی  
ہر الفائق میں کہا کہ کڑی کو آفت ساری میں نہ داخل کرنا مسلم نہیں بلکہ کے آفت آسانی ہو نہیں ترود کرنا لائق نہیں ہو اسلئے کہ اوس احتراز ممکن نہیں  
و لو هلك بعضہ ان فضل عما انفق شیئ اخذ منه مقدراً ما یلزم مصنف میرا ہر وقامہ فی الشر بلا لایہ معنی لا لایہ اور اگر تمام ہلاک  
ہو گیا بعض ہلاک ہو تو اگر کچھ غنہ فاضل پڑی خرچ ہو تو اوس خراج لیا جائی اوس قدر جسکو پہنچے بیان کیا کہ اگر بعض فی خرچ ہو سہاج الوعاج اور بایا  
ہا شریک لایہ بحر الائق میں ہم منہ انصار میں سہاج و عیج و منقول ہے کہ اگر بعض خارج ہلاک ہو تو محسوس کہا کہ اگر غلہ خراج کا دنا باقی رہا سہج پر کہ  
فی خرچ ہو اور دوم اور وصاع کے باقی رہا تو خراج واجب اور اگر مقدار خراج کسی کم اپنی راتو نصف واجب جہاد میں ہے کہ اس میں صواب ہے  
کہ اول سکون دیکھنا چاہی کہ مزارع کا کہیت میں کتنا خرچ ہو اور غلہ کی پیش گوئی دیکھنا چاہی تو جیسے غلہ سے مزارع کے خرچہ کو جو کر لے پر اگر کچھ ہو تو خراج  
سودہ مقدار خراج کی جسکو پہنچے بیان کیا یعنی نصف لے قال و کذا حکموا لاجاد قریہ الا فی نصف تاسع شریک لایہ میں کہا اور یہی حکم ہے اما فی ارض  
مستاجرہ میں ہم مطلقاً ہی نے کہا بحر الائق میں مذکور ہے کہ حکم امارہ مخالف حکم ذال میں ہو اسلئے کہ بعد رخصت اجرت لیا جاتی ہو بخلاف خراج کے ایسا کہ  
خراج کے ساتھ ملحق کرنا ہر امر میں نہیں فان عطلھا صاحبھا و ما من شراخ امواظھا او اسلم صاحبھا او اشتراک مسلکوں میں دہی اوس  
جیجٹ لکھا ہے ہر اگر خراجی زمین کو اوس کے مالک فی سطل رکھنا ہو یا اور اس میں کا خراج و قطع یعنی بھی تھا و اس میں کا مالک سلمان ہو گیا سلمان قریہ  
زمین خراج کی مولیٰ تو بہر صورت میں خراج واجب ہم مصنف نے نسبت غنیمت سے ثابت رہا کہ صاحب زمین عت پر قادی تھا اور اس میں زرت ہستی  
تو تقدیر اسکی ثابت ہوئی لہذا خراج اوس لازم آیا اور اگر مالک زرت کر نہیں مازہر و بیسے پا طافت میں ہے کہ ان اس ملک کے مالک کو چاہی ہو سکی  
زمین کسی غنیمت کو بیائی پردی اور مالک کی جسے سے خراج لیکر یا قبضہ مالک کیواسطے رکھی اور اگر مالک چلے زمین کر اجا سوسہ اور قرآن جہاد سوسہ خواہیت  
المال کے مال سے زرت کرادی اور اگر یہ کچھ خنوکے تو زمین کو بیچ لے اور اسکی قیمت سے خراج لے اور یہ کہ یہ ملکات کی کذا فی الجہاد و زرت ہر لکے

مذکورہ

بعد قیمت باقی ہو وہ مالک کو دیا بعد بیع کے مشتری سے خراج لیا کرے کذلک النہر الفائق سلمان برہتہ و خراج نہیں لیکن بقا ہی ہوا سطلے  
 کہ صحابہ کرام نے زمین خراج کی مولیٰ ہی تھی اور اسکا خراج دیا کرتے تھے کہ منصرف الغدیر و لو منقہ احسان من الزرع اعدا و کان الخراج خراج  
 معاشہ لا یجب شئ منہا لہذا اگر کسی نے کسی انسان کو دیا یا خراج یا بیع کا خراج نہا تو کوئی چیز واجب نہیں کہ انی اسراج ہوا سطلے کہ  
 وکنی سے پہلی عاجزی ثابت ہو گئی اور بنائی کا خراج بدون بدیش کے لازم نہیں وند علیت ان المباحو ذمن آراہی مصر ارجح لآخر ارجح  
 فما یفعل الان من الاخذ من الفلاح دان لم یتم ویشی ذلک قالوا اجدادہ علی التسلی فی بلادہ معتقہ یعقودارہ و ہذا ر ۶  
 الا انہی حرام بل لا یتہیہا ہر اور ہیکر معلوم ہو چکا کہ جو حاصل ہوتا ہی اراضی معسکہ جبرہ نہ خراج ہو جو کہ اب مولوں سے کشکاری لینے کا اگر وہ نہ ہو  
 اور یہی سبب خلافت ہو اور اسکا ہر جبر کرنا ایک شہر معین کے سبب پر کہ لینے لہو کو با و رکھو اور اگر میں زرعیت کرے سو حرام بل لا یتہیہا کذا فی النہر و  
 نحو فی الشریعۃ لایعزب اللہ حیث قال و قد علم ان معصرا ان کبیرت خراجہ بل بالاجزہ فلا شئ علی من لو یزعم و لکن مستحب  
 ولا یجوز علیہ سببہا فاعلم انہ انما یفعلہ من الاضرایہ حرام خصوصاً اذا اراد الاستغنا بالعلم اور انہ نہ الفائق کے شریعتاً نہیں  
 ہی جو ان کے طرف نسبت کر کے چاہے کہ یوں کہا ہو اور مقدم مذکور ہو چکا کہ اراضی مصر کی بالفعل خراج نہیں بلکہ باجرت ہی تو کوئی چیز واجب نہیں جس  
 اور معین زرعیت کی اور حالانکہ دستا جبر نہیں یعنی در صورت مستاجر ہی اور ممکن کے جبر واجب ہوگی اور اس پر جبر نہیں اس کے سبب جو حکام ظاہر  
 ہو کر وہ پھر چاہتے ہیں وہ حرام جو خصوصاً واجب کہ فزع شتال علم کا اراد کرے وقالوا لہذا من عم الاخص قادر علی اعلیٰ اعلیٰ کن عفوان فعلیہ مخرام الاصل  
 و هذا یعلم و لا یفتی بہ کمال جبر انما یفعلہ علمانے کہا کہ اگر فزع ہو کہ کتر چیز عمدہ تر پر قادر ہو کہ خراج نہ عفوان چوڑ کر جو ہو کہ نواد مسیدہ جبر کا  
 خراج واجب اور اس مسئلہ کو دریافت کیجئے اسکا فسترد بھیجئے تاکہ حکام ظاہرین لوگوں کے اموال پر جبر نہ کریں یعنی اگر حکام ظالم اسکا فتویٰ پایگا تو اسکو  
 مال لینے کا یہ مسیدہ لیا کہ کسی مثلاً زعفران چوڑ کر باجرا بوا اور اس سے زعفران کا محصول ناسخ لیگا اور مسیدہ جبر ظالم سے باجرا رضا خواجہ ان  
 یوق من السنۃ مفداً ما یملک المشتد من الزرع فعلیہ لہذا منہ و لا فعلی البائت عنا یہ بجا خراجی زمین کو اگر اس سے اتنی مدت باقی ہے  
 جس میں مشتری زرعیت کرے پر قادر ہو تو مشتری پر خراج ہی اور زمین تو باجہ پر کہ لئے لہذا یہ ہم فزع الغدیر سے مذکور ہو چکا کہ ان زرعیت میں زمین نہیں  
 نو می ہو و لا یقخذ العشر من الخراج من الخراج لا ہا لا یجوز ان خلاف الشافعی اور نہ لیا جائے مشتری سے زمین کے غلبہ ہی ہوا سطلے کہ  
 امام مفسر کے نزدیک موجود ہونے کے مشر اور خراج جمع نہیں ہو بخلاف امام شافعی کے کذلک الفزع و لا یتل الخراج بکثر الخراج فی سنۃ لو مو طفا  
 و الا بان کان خراجہ معاشہ لکن متعلقہ بالخارج حقیقہ اور دوبار خراج نہیں لیا جاتا و بار غلبہ پیدا ہونے سے ایک سال میں اگر بھی خراج  
 اور اگر جمع خراج نہیں ہر جبر کہ بنائی کا خراج جو تود و بار لیا جائیگا بکثیر ہونے بنائی کے خارج ہونے حقیقہ یعنی توجہ بر غلبہ پیدا ہو گا بانی و بنا  
 ہر کا عشر فاقہ یتکر بنائی کا خراج مشر کے مانند کر رہتا ہے زرعیت کی تکرار سے ترک الشلطان او نائبہ الخراج لوت الارض او وحبہ لہ و لو  
 شعاہ جاد عند الثاني وحل لہ لو مکھنا و الا تصدق بہ بہ یفتی و ما فی الحادی من ترجمہ حلیہ لغیر المصنف خلاف لغیر مولی  
 سلطان یا اس کے نائب فرخیم چوڑ دیا زید کو یا اسکو بخشہ یا اگر کسی سفارش سے چوڑ دیا بخشا تو ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی اور زید کو دہ سال  
 ہو اگر وہ خراج کا معشر ہو مثلاً فارسی یا قاضی یا مفتی یا درس ہو اور اگر صاحب بن خراج کا مصرف نہ ہو تو وہ خراج خیرات کرے اسی پر فتویٰ ہے اور جو تو ان  
 عادی قدسی میں جو غیر معشر کی ہی ملت کی ترجمہ میں سو قول شہود کے خلاف ہو کذا فی النہر و لو ترک العشر لا یجوز لیسما و یجوز جہ بنفسیہ للفقہ  
 صحابہ خلافاً لکافی قاعدۃ نصرت الامام منوطاً بالمصلحتین الا شہا معز بالکذا ذبہ فتنہ اور اگر سلطان مشر چوڑ دی عشری زمین مالک کو  
 تو مگر نہیں اتفاق صاحبین اور مالک شکو آپ ٹھائے فیروز کے واسطے کذا فی السراج بخلاف اس قول کے جو شہادہ کے اس قادی میں جو خراج کیلین  
 نسبت کر کے کہ نصرت امام کا مصلحت سے متعلق ہی ہو و اما و رہنا ہم در الفتی میں کہا جازا یہ میں جو زمین حشد ہی کے مالک پر عشر کا چوڑ دیا جائے خود غرضی ہو











وہی قوی مذہب ہوا کہ محل قتال وہ جو جب غرض کر جو جہاد سبب جہاد نہ ہو نہ ہی کے زہمت سے سوا اگر کما سبب جہاد کے نہ ہو تو بالاتفاق حرام الجہاد  
 کہ ان فی النہی صدر الاسلام کتاب الجہاد میں سقوط اور عدم سقوط میں دو روایتیں امام غزالی نے نقل کی ہیں اور ان میں سے کہ حرام الجہاد کیا کہ ان فی النہی  
 عن المحیط تو قول معتدل علیہ عدم سقوط ہوا اور غزالی نے اس کو حرام سقوط میں اور حرام مقاسمہ تو میں خارج ہو متعلق سے مانند غزالی نے لفظ الجہاد کے ذہن الجہاد  
 اکل اللغۃ یعنی ہوتی الحرام اور غزالی نے کہ محال نہیں غلہ کا کہنا تا وقت ادای غرض ہر اور یہی حکم سے عشر کا چنانچہ باب الزحان کے آخر میں بالمرکی  
 سے مترجم اور سکوا اور عدم سقوط غرض کو نقل کیا ہے ولا یقبل من الذمی لو یعتزل علی بدایہ فی الاصل بل یحلف ان باقی بنفسہ یتعطیہا  
 فاما والقابض منه فاعل اہدایہ اور زہی سے جزیرہ قبول کیا جائے اگر اس کو باقی رہے مانتہ بھی قبول صحیح میں بلکہ اس کو سکما جائے کہ آپ لاوی  
 سو اس کو کما ہو کرے اور زہی سے لینی والا بیٹہ کرے کہ لے الہدیہ و یقول اعطیا بعد اللہ ویصفیہ فی صدقہ لایا کا فود یا تم القائل  
 ان اذا لہ قنیہ اور جزیرہ کا لینی والا ذمے سے سکھے ای دشمن خدا کے دی اور اس کی گردن میں دیا رہی اور سکما کا فرمایا کا فرمایا کا فرمایا کا  
 ہو اگر اس کو قبول سے تکلیف دیا کہ لے القنیہ ولا یجوز ان یحدث بیعۃ ولا یشیۃ ولا مہرۃ ولا بیت نادر ولا مقبرۃ ولا مہرۃ ولا مہرۃ  
 فی دایر الاسلام و لو فرغ فی الخیار فیہ اور جائز نہیں دیکھو کہ کیا جہاد یہ اور زہنیہ اور نہ موسیٰ اور نہ شہداء اور نہ لیستان اور نہ ستم کہ ان فی الہادی  
 دار الاسلام عن الزور الاسلام قریہ میں احداث کرے تو بھی جائز نہیں قبول مختارین کہ ان فی الفتح ہم سہل فت بین عبادتہما یہ اور نصاریٰ کو مطلقاً جیتکتی میں  
 پر غلبہ شہنشاہ سے عبادت خانہ یہو کہ کہنے ہیں اور عبادت خانہ نصاریٰ کو یہ بولنے میں اور وہ کہ لفظ نصاریٰ کے واسطے مخصوص ہے اور صومہ و عبادت خانہ  
 جس کا کہ لیا یا اجا و کما خلق سے متعلق ہو کہ اس میں عبادت کیا وہ کہ ان فی الفتح ہندوستان میں نصاریٰ پہلے عبادت خانہ کو کرنا کہتی ہیں دیکھا کہ انہیں ہی  
 لا ماہدۃ الا امام بل ما اھلہم اشباہا فی اخیر الدہ حکم برقم الطاعون اور زہنیہ کا منہم عبادت خانہ دوبارہ بنایا جہادی یعنی نہ وہ عبادت خانہ جس کو کلام  
 دیا بلکہ وہ بنایا جو جو وہ وہ منہم ہو گیا چنانچہ شہادہ کی دفع دہائی دہاکے اخیر میں مذکور ہم مصنف کلام سے معلوم ہوا کہ صاحب قدس نے عرض کیا ہے  
 اور جو قدیم گرجا و سکالاعادہ جابر سے کہ ان فی النہی من غیر زیادہ علی البنا لا اقل ولا یعدل عن النقص الاول ان کفی فی تمامہ فی شکرہ  
 الوہبانیہ اعادہ منہم جائز ہون زیادہ کر کے پہلی عمارت پر اور تیار کرنا چاہیے شکست اول سے اگر وہ کافی ہو اور پورا بیان اسکا شرح و بیان  
 میں ہم اگر بنایا اول سے عدول ہو باوجود کفایت تو اس میں بناوٹانی کی زیادتی سے اول پر کہ لے النہر شرح و بیان میں مذکور کہ فقہاء نے تصریح کی ہے  
 منع زیادتی کی تو اس سے معلوم ہوا کہ جو کجی انیت سے بنا ہوا اس کو کجی انیت سے بنا ہوا سے اور جو کجی انیت سے بنا ہوا اس کو کجی انیت سے بنا ہوا  
 القدیمۃ فتزک مشککافی الفخیرۃ و معتکد فی الضحیۃ جرحلا فاما فی الفہستانی قدیمہ اور سادہ قدیمہ تو یہی کہ اسطے چوہر جابر  
 بلا غصہ وہ میں اور عباد کے واسطے چوہر جابرین بلا صلیہ میں کہ لے النہر جہاد میں مختلف ہوتے تھے کہ سوجہ دار رہنا ہم علی کے کہا فہستانی میں نہ سے  
 منقول ہو کہ جو بلا صلیہ سوا میں آو اس کے کل معادہ منہم کجی جائیں ہم روایات میں و عاکر الذمعی عتانی زہیہ بالکسر لباسیہ و ہینتہ و ہینتہ  
 و سرجہ و سیلاخہ اور منانہ اور عباد کیا جائے ہی ابی سلام سے ابی لباس اور بیت میں اور ابی سوار ہی اور زہن اور قہار میں شارح کہانی کہانی  
 ہی لباس اور ہینتہ سے اور نو دی نے شرح مسلم میں کہا کہ زہی الفتح جہاد سے کہ ان فی النہی و لا یجوز خیار الا اذا استعان بہم الامام و لہذا  
 و ذلک عناد خیرہ و جاز بقول کما ارکانا خانہ نو دی سوار ہو کہ زہی پر گروہوت جب امام اور سوار ہو جائے لڑائی کے واسطے اور اسطے جہاد  
 کفار کے مسلمین سے کہ ان فی الذخیرہ اور جابر سے دیکھو سوار جہاد کا نامت کہ ہو کے کہ ان فی التاثر خانہ و فی الفتح ہذا عند المتقدمین اختار  
 المتأخرین انہ لا یجوز اصلاً الا فی ہر دہ و فی الاشباہ والمعتقد ان لا یجوز اصلاً ولا یجوز العما و ان ترک لکما لہ فی ہر  
 نزل فی المجامع اور فی القیر میں سے کہ یہ یعنی جہاد کہ ہے پر سوار ہو ما مقد میں کے نزدیک ہے اور متاخرین نے یہ قول مختار کیا ہے کہ نہ سے  
 ہرگز سوار ہی نہ ہو کہ لیستہ ورت کے یعنی سوار غرض میں اور شہادہ میں ہے اور قبول معتد یہ کہ اہل ذہب مطلقاً نہ سوار ہوں اور پورا بیان نہ باذکر

ملک شہیدی  
 یہ کہ کہ  
 زہی ہر  
 اجعل  
 یہ کہ کہ  
 میں اور  
 فی ہر  
 کا کہ کہ



آنہ اور حقیقہ استقر علیہ الخلیفۃ تہی اور نہ نالی کی شرح و بیان میں سے اور کھاروی و جگہ جائیں کہ اور ہندو کے وطن بنانی سے ہوا کی  
 امر میں شریعت عرب کی تہی سے بن فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمع ہوا عرب کی زمین میں دو وین اور گرونی دان ہو گری کے واسطے جاو تہا  
 ہو اور وہاں زیادہ قیام کرے اور مسجد الحرام میں اسکا جانا سو سیر کر میں قوس مذکور سے اور جامع منیر میں صدم منہ ثابت ہو اور کبیر علی نصف ہر محمد بن  
 حسن رحمہ اللہ کی خطا ہر پیر سے کہ کبیر بن اوسی قبل کو نکو کیا ہو آخر الام میں ثابت ہو گیا ہے نبی منہ دخول راجع سے وفی الحائیکہ و محمد بن سلیم لہ عبد  
 بالکشیتم اور غانیہ میں ہو اور حیات کی باو ذیون کی عورتوں میں نہ اس کے فلا مرن میں نہ اس سے م او کی عورتوں کے گھون میں نہ اس کے طوق نالی  
 جائیں اور ان کی ازار میں سات کی ازار میں کھانہ ہون کہ اس نے الاضیاء والذی کلوا ذالک الشیء اذ انی اذ اذ شیرا حافی المصبر لا یبقی ان تبام منہ فلو اشتوی  
 یجب علی ہما من اللسۃ وقیل لا یجب الا اذا کثرت درہ اور دوسے نے جب کہ گھر مول لیا یعنی اس کے مول لینے کا ارادہ کیا شہر میں نہ اس کے ہاتھ  
 یہ کہ لائق نہیں ہو اگر کسی مول لیا تو اس پر جر کر کیا جائے اس کے بعد انی پر سہم کے ہاتھ اور قول ضعیف یہ کہ یہ پر جر اور زبردستی نہیں کر جب کہ کثرت گھر کر  
 فرمایا کہ ہر کہ لائق ہو اور قلت وفی بعض ضابط المفتی ابی السعود من کما فی القملوق سئل عن مسجد اہل یمن اطرافہ بیت لحد من المسلمین  
 و احاطہ بالکفۃ فکان الامام و انقوذت فقط لاجل یظن فی الذمک ان الیہ فیو ذان و یصلیان بہ فعل یحل لہم الوضیۃ فلیجاب بوجوب  
 تلك البیت یأخذہا المسلمون بقیۃ احبار علی القول وقد رد الامام الشریف السلطانی بقولک ایضا قال کما لا یبقی فی هذا اصلا میں کہنا  
 اور مفتی ابوسعد کے سر وضات میں کتاب المصنوعہ سو وار کے کہ اس کے سوال ہوا اس سے کہ اگر اس کے گرو پیش کسی سلطان کا گھر باقی نہیں رہا اور اس کے کافر دین سے  
 گھر یا سوا امام اور مؤذن و دان جائز کہتے ہیں یا نہیں یا سالانہ کو سطر سودان افان و تیر اور نماز پڑھتی ہیں تو ان کو مہینہ یا سالانہ حلال ہے یا نہیں بعض  
 موصوف نے بایں قول جواب دیا کہ اون گھر دین کو اہل اسلام قیمت دیکر زبردستی سے نور الیقین اور البیت امر شریف سلطانی ہی اسی باب میں وارد ہوا جو نو حکام کے  
 ہرگز تاخیر کرے ہم شائع جواب میں بقدر مناسب مقام ذکر کیا اور سوال مذکور کا جواب یہ ہے کہ امام اور مؤذن حق و ضعیف ہیں کہ اپنے کام پر مستعد و قائم  
 ہیں کہ انی لہما و وہاں میں لہما کو بعد ان ورد الامام الشریف السلطانی بعدم استخدام الذمیین للعبد و الجوارک استخدا مدعی عبد  
 او جاریۃ ما ذاکلزمہ فاجاب یلزم علی التفریق الشدید والحجۃ فی الحائیکہ وغیرہا ویؤمن بما کان استحقاقا لہم و کذا غیر ذلک و ہم  
 عن ذی انہی فلیحفظ ذلک اور مفتی مدوح کے سر وضات میں کتاب لہما کسی اور بعد وار ہو ام شریف سلطانی کے غلاموں اور نو ذی کو نہ خدمت کرنے  
 ذیون کا اگر ذی مشد فی غلام یا نو ذی کسی اور سپر لازم ہو تو مفتی موصوف نے جواب دیا کہ اس پر تفریق شدید اور قید کرنا لازم ہے سو غانیہ و غیرہ میں نہیں ہے  
 اور نو ذی کو دہا کر کیا جائے جس میں ان کی ذلت ہوا و سطر بدای کی جائے اس کے گھر و کی ہماری گھر کی انہی تو اس کو دہا کرنا جائی یعنی جب ہی اس کو استغنا ہو  
 تو ہستی ان میں ان کی تعلیم ہونی سے لہذا اور تفریق شدید لازم آگئی وان نکازی اهل الذنۃ و درایمابین المسلمین لیسکنوا فیہا فی المصبر جاز لہم و  
 نفعہ حینما ویلک و انما مکننا فیسئلوا فی شرط عدہ تعلیل الجماعات یسکننا ہم شرطہ الامام الخلو فی اور اگر ان ذمہ گھر و گھر کہ یہ ہیں مسلمانوں کی  
 آبادی کے انداز کہ اس میں رہیں شہر میں تو جائز ہو سبب ہونے اس کی منفعت کے مسلمین پر کہ یہ ہونے سے اور تا اہل ذمہ اہل اسلام کی حسن معاشرت کو دیکھیں تو سلام  
 قبول کرین شرط نہ کر جو جماعات میں رہے ان کی ساکت ہو مشیرہ و عدم تمکیل کی امام علوانی نے کی ہر قول ان ذلک من مسکننا ہم امیر و ایاکما علی الی  
 عنہم و التکفی حاجۃ لیس فیہا مسلمون و ہو محفوظ عن ابدیہ صف جرح عن الذخیرۃ سو اگر ان کو رہنے سے تسکین جماعات لازم آوے تو ان کو  
 مسلمین سے علم و ہر یکا اور اس کنارے میں سکونت کرنے کا حکم باوہر جس میں یمن نبی ہون اور محمد علی یوسف سے محفوظ ہو کہ لے ابو عمر الذخیرۃ و  
 فی الاشیاء و اختلاف فی مسکننا ہم بہت کافی لہم المعتقد البیوان فی حلیۃ خاصۃ منہی و اقرب المصنف و غیرہ لکن ردہ شیعہ  
 الاسلام جی زادہ و سحر مرآۃ فہم خطا نہ کہ انہم من الناحیۃ المحللۃ و لیس کذلک فقد صرح القرائشی فی شرح الجلال المصنف  
 بعد ما نقل عن الشافعی جہو یؤمن ان یبغی و فیہم فی امصار المسلمین و بالحق و بہر عنہ و بالتکفی خارجا لہما لکن ہم محلۃ









ذکرہ وغیرہ مرنی الزکوٰۃ و معروف خیر و ذکرہ مرنی الشیخ و بقیہ دارہ و ہوا لفظاً و تکرارہ و دویہ مقتولہ بلادی و مقررہ  
 لفظاً و فقیرہ بلادی و در بیان تمام ہر یکے تین قسم بیت المال کے صدقات سو بیہ عشر جزیرہ و خرچ کا ہی اور زکوٰۃ اور عشر کا معروف کتاب  
 الزکوٰۃ میں مذکور ہو چکا اور عشرت خمس اور کار کا ذکر کیا گیا البیر میں یعنی کتاب الجہاد کی فصل قسمت غنیمت میں مذکور ہو چکا باقی رہا جو تہی قسم کا بیت المال یعنی مال  
 مال اور منورہ بلادارث اور غنم بہا و شرف قل کا جس کا کوئی ولی نہیں اور صرف سکا اقلہ و قیاس اور فقیر ملاولی سے یعنی اسکے نفقات اور ان کا معالیات اور ملکہ  
 موستے کی تکفیل اور ان کی حیاتیات کی دیت میں مندر کیا جاوے گا کہ ان فی البہرہ و علی الامام ان یجعل کل نوع بیتاً یخصہ اور بادشاہ پر لازم ہو کہ ہر قسم کا ایک  
 ایک گھر بنا دے کہ وہ گھر اسی مال کے واسطے مخصوص ہو یعنی ایک بیت المال جزیرہ و خرچ کا اور دوسرا عشر اور زکوٰۃ کا اور تیسرا خمس اور کار کا اور چوتھا اقلہ  
 اور لا دارث ترکات کی دیت کا اور دائرہ جہاد سے لے کر لے گا یہہر جو کہ ایک قسم مال و دوسری قسم میں مخلوط ہو جائے ہر واسطے کہ ہر قسم علم عامہ سے  
 کذا فی البحر ولہ ان یکسب فی موضع من احدہا لیکسب منہ الاخر اور جہاد پر بادشاہ کو کہ دین کے ایک بیت المال سے تمام اس کو صرف کرے دوسرے بیت المال کے  
 مصرف میں ہم ہر جب اور شش قسم مال آدمی تو بیت المال سے فرض لیا تھا دسین پیر دی مگر جب کہ مال معروف از قسم صدقات اور محکم ہوا اور اہل خراج پر فرض  
 کیا ہوا اور حالانکہ وہ محتاج ہیں تو پیر نہ کیا کہ ضرورت نہیں اس واسطے کہ فقہ اور اہل خراج مستحق صدقات ہیں اپنی محتاجی کے سبب کذا فی البحر والہر و یطی فیقول  
 الحاکم و الحق و الفضاہ فان قسما کان اللہ علیہ مقسماً ذیلہ اور وہی مقدار حاجت اور بقدر فقرہ اور فضیلت کے سوا گھر میں بادشاہ فقیر کا  
 فرض تھا اور اس حساب کا لینا والا ہی کہ ملنے شرح الزبیری ہم فقیرین سے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے اہل اسلام کو برابر دیتے اور عارفانہ و اقارب کو بقدر  
 حاجت اور بقدر فقرہ اور فضیلت کے عطا فرما تھے اور عمل کرنا فاروق غلام کے فعل پر ہماری زمانے میں جسے کذا فی المطاوی من الحری و فی المطاوی اللہ بالکمل  
 فی حدیث لہ اذ فی القرآن ما تاکد بنا پر موافق انہم اور عادی قدسی میں ہے کہ مانظ سے مراد اس حدیث میں کہ مانظ قرآن کو ہوا و سو دینا میں  
 معنی ہوا اس واسطے کہ جو صحابہ کرام کے زمانے میں مانظ قرآن ہوتا تھا وہ حکام کا ہی عالم ہوتا تھا بخلاف اس وقت کے کہ ان کے لفظ و کلاشی لفظی فی بیت  
 المال الا ان ھیکل لفظہ فی عبطہ ما کسب جو عبطہ اور کسبہ عن نہیں ذی کے واسطے بیت المال میں مگر یہ کہ وہ ہلاک ہوتا ہو بلکہ فقیر کے تو اتنا اسکو  
 بیت المال سے دے جس سے یکبارہ اگر ملے دینے پر وہی مات غنم ذکر فی نصف الحول سوم من العطا لانه صلا فلا تھان الا بالفقیرین و غیرہ صدقات  
 بیت المال سے جسکا ذکر ہو چکا نصف سال میں ہر گیارہ مرتبہ عطا ملے یعنی صدقات و حسان جو وہ ہر ملک نہیں ہوتا بدوین فقیر  
 کے ہم خمی کی شرح میں ہے کہ رزق اور عطا متعارف بالعموم ہیں مگر فہم نے دونوں میں فرق کیا جو سوجاہل رشک کو بطور مشاہرہ دیا جائے اسکو رزق  
 کہتے ہیں اور جو بطریق مسالہ بہ مشہرہ بھی دے دیا جائے اسکو عطا کہتے ہیں اور فتح القدر میں ہے کہ عطا وہ ہے جو کہ جو مستحقین بیت المال کے نام پر کچھ ہی  
 میں لکھا جائے چنانچہ جاگیر ہمارے عرف میں لیکن جاگیر مانا ہوا اور عطا سالانہ اھل الطاعۃ و اھل النقاہ و الملتزمین و الملتزمین صلا شلہ  
 اور اہل عطا یعنی مسالہ دار ہمارے زمانے میں قاضی اور مفتی اور کسب ہیں کذا فی شرح القایم بحر الراس کی عبارت میں مثل القاضی و المفتی و الدار  
 اور یہی ہوتے ہیں کہ مقابلین و غیرہ کو بھی شامل ہو و کومات فی آخر لا و بعدہما کہ عطا یعنی لفظ لا بسم اللہ القوی الی قویہ لانه اذ فی  
 فقیرہ فیذنب النفاذ اور اگر اہل عطا مر گیا آخر سال میں یا بعد تمام ہو جائے سال کے چنانچہ اہل زارہ نے اسکی تفسیر کی ہے تو مستحب جو عطا  
 صرف کرنا اس کے قریب کہ طرف اس واسطے کہ اس نے اپنی محنت کشی کو پورا کر دیا تو عطا کا بھی پورا کر دینا اس کے واسطے مستحب ہوا یعنی اس کے  
 دار ثون کو دیکر ہم سہتجا بہ عشرہ علامہ یعنی اور شارج جمع کا تقارر ہے اور یہ کہ اس نے وجوب صرف کو اختیار کیا جو محقق ابن تمام نے کہا کہ اسکی  
 مقتضی ہے کہ اس کے دار ثون کو دینا واجب ہوا اس واسطے کہ جن متاکہ ہو گیا سال کے اندر تمام عمل سے چنانچہ سہم فانی کا موروث ہونا  
 بعد اھرا دار الاسلام کے سبب کہ ہونے حق کے استقن میں اگرچہ اسکی ملک ثابت نہیں کذا فی المطاوی و من لھلجھ لثومات او علی  
 قبل الحول قبل جب رتہ مابقی و فی لہا لثمنہ المجلد ذیلہ اور جو سالانہ پیشگی لے پر ہر جائے یا سوز دل ہر عمل سے سال سے پہلے ہر

فقرہ رزق  
 عطا ہر ایک

کتاب خدا رسال من سے باقی رہا تو اسے سب سے پہلے دیکھو اور بعد میں کچھ اور دیکھو کہ کیا یہ سب کے سب کے اندر شیعہ کے نزدیک خلافاً للحدیث والی النسخ علی النسخی  
والموقوف والایمان اذ کان کما وقع ولم یستوفی احسن ما اتا فانه یسقط لانه کالمضلة وکذا القاضی وقیل لایسقط لانه کالکفر و  
هكذا ثابت فی نسخ الشرح من ساقط من نسخ المتن هنا وتمامه فی الدرس وقد تحققت ان فی الوقف اور مؤذن اور امام سجد کا جب کہ وقف اور سکے  
دوسری ہو اور ان کو پورا سال گزرنے کا وہ مرگے تو وہ ساقط ہوگا ہوا اسلئے کہ وہ بجز صدقہ اور حسان کے جو اور یہی حکم ہے قاضی کا اور قول ضیف یہ  
ہو کہ وہ ساقط نہیں ہوتا اسوا اسلئے کہ وہ بجای حشر کے جو اور یہی حکم معصوم کی شرح کے نسخوں میں ثابت ہے اور حق کے نسخوں سے ساقط ہو اور پورا  
بیان اس کا دروغ میں ہے اور کتب بالوقف میں سے اسکو محض بیان کیا ہے ہم اور اگر امام اور مؤذن کے دوسری حشر معین ہو تو وہ موت سے ساقط  
ہیں ہوتی دروغ میں صدر الاسلام طاہر بن محمد کے فوائد میں مذکور ہے کہ ایک گاؤں میں امام سجد پر زمین وقف ہو سو امام نے اس کا غلہ بعد بخت  
ہو سننے کے لیا اور اس کا زون سے چلا گیا تو باقی سال کا حصہ اس سے مسترد نہ ہوا اور امام کو باقی سال کا حصہ کہنا ناجائز ہے اگر وہ محتاج ہو اور یہی  
حکم جو غلبہ علم اور مدرس کے کہ فی المطاوع باب لکرتدا یہ باب ہے مرد کے حکام میں جب معصوم نے کفر صلی کے حکام سے فراغت پائی تو کفر طارک  
کے حکام میں شرع کو کفر صلی سے مراد ہے کہ اس پر ایمان مقدم ہوا ہو بعد طوع کے اور کفر طاری وہ جو سپرین مقدم ہوا ہو غولفہ الواجب مطلقاً و  
شروعاً الرایع عن دین الاسلام مردعت میں یہ مانو والیکو کہتے ہیں مطلقاً خواہ ایمان سے پہلے یا غیر ایمان سے اور صطلاح شرع میں دین اسلام سے پہلے  
والیکو مردعت میں درگاہا اجماعاً علی الکفر علی اللسان بقول ایمان اور یقوت یعنی ارتداد کا رکن جاری کرنا ہے کفر کا زبان پر بعد ایمان کے ہم سبب ہوتا  
خاموشی کی نوعیت ہے اور ارتداد بلی حکم لسانی پر موقوف نہیں چنانچہ حق تعالیٰ کو بصفت اللائق موصوف عتقاد کری یا بعد مدت کے کا فر ہو جائیگا قصہ مذکور  
کہ فی المطاوع وہی تصدیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع ما جاء به عن الله تعالیٰ ما حکم بحیثہ ضرر لہ اور وہ یعنی ایمان عبارت ہے  
سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے یہ خبر میں بسکو حضرت لای اللہ تعا کفر طاری سے جسکا لانا بالیقین معلوم ہو چکا یعنی ضرورت دین محمدی کو دل سے ممان  
ہے حقیقت یہ ایمان کی اور ضروریات سے مراد وہ جسکو عوام ہی جانتے ہیں بلا احتیاج نظر و استدلال چنانچہ وحدانیت خدا و نبوت انبیاء و وجوب صلوة و  
زکوۃ و حشر وغیرہ کہ فی حاشیہ الجلبی و حل ہو فقط و هو مع الاقوال قولان و اکثر الحنفیہ علی الثانی و المحققون علی الاول اور کیا ایمان فقط  
تصدیق قلبی سے عبارت ہے یا تصدیق مع الاقوال سے ہیں دو قول ہیں اور اکثر حنفیہ قول ثانی پر ہیں اور علما و محققین قول اول پر ہم محققین سے مراد اکثر ماترین  
اور شاعرو ہیں اور خوارج کے نزدیک ایمان عبارت ہے تصدیق مع الاطاعت سے لہذا ان کے نزدیک گناہ سے آدمی کا فر ہو جائیگا اور اگر امیہ کے نزدیک  
فقط تصدیق زبانی کا نام ایمان ہے سو اگر تصدیق لسانی تصدیق قلبی کے مطابق ہو تو وہ مؤمن ناجی ہے والا تو مؤمن متکدر ہے انارح والاقوال شریک  
الاجزاء الاحکام الذینیۃ بعد الاثکان علی انہ یعتقد معنی تطویل بہ اتی بہ فان طولب بعلم فاعلم بقدر نفو کفر عناد و محققین  
ان کو دین کے نزدیک ایمان کا اقرار کرنا شرط ہے احکام دنیویہ کے جاری کرنا واسطے اس کے متفق ہو نیسے بعد سپر کہ مؤمن اسکا عتقاد کہہ کہ جب کسی  
ادس سے ایمان کا مطالبہ کری گا تو وہ ایمان کا اقرار کرے گا سو اگر ادس سے ایمان کا مطالبہ ہو اور ادس نے اقرار کیا تو اس کا یہ عدم اقرار اور چپ رہنا  
کفر عناد ہے ہم احکام دنیویہ سے مراد نکاح اور نکاح اور قبول شہادت اور صحت قضاء و تنسیل اور تکفین اور نماز جنازہ اور متاع برسا میں دفن کرنا ہے  
پھر اگر وہ مرگے اور ادس ایمان کا اقرار نہ کیا اور اس کے دل میں شبہ کہ جو کوئی ادس سے پوچھ گا تو وہ ایمان کا اقرار کری گا تو وہ خدا کو نزدیک  
مؤمن نامی ہوگا لیکن اسلام کے حکام دنیویہ اس پر جاری نہیں گے علما و محققین کا اس پر اجماع ہے کہ ترک عناد شرط ہے ایمان کی اور ترک عناد سے مراد  
یہ ہے کہ جب ادس سے ایمان کا مطالبہ ہو تو وہ اس کا اقرار کرے سو اگر بعد مطالبہ ادس نے اقرار نہ کیا تو یہ عدم اقرار کفر عناد ہی ہے اعتقاد سابق اسکو  
مخفی نہ ہوگا باقی رہا یہ کہ اگر اس کا متفق نہ ہو یعنی خالی الذہن ہو یا اسکا معتقد ہو کہ مطالبہ کرنے سے ایمان کا اقرار نہ کرے گا لیکن مطالبہ کے وقت اقرار  
کری سو یہ اقرار کیا کافی ہو گا بنظر حصول مقصود کے یا کافی نہ ہو گا بنظر عتقاد سابق کے کہ فی حاشیہ الجلبی طحاوی نے کہا ظاہراً جواب یہ ہے

کتاب

کجب اوس نے اقرار کیا تو اسکے ایمان میں کچھ شک نہیں اور قبل اقرار کے در صورت نامی کا فرہ گاسواسطے کہ اوس نے اپنی نیت میں اقرار  
ایمانی سے انکار کیا اور پہلی صورت میں شرط کرنا اعتقاد کا مقتضی کفر و اشد تھا علم قال المصنف و فی الفیہ من کفرک بلغظ کفر ارتداد لان  
لو یعتقدہ لا یخفان فهو کفر الیحد مصنف نے کہا اور نسخ القدر میں طے کئے سفر این اور خوش طبعی کی بلفظ کفر اگرچہ معتقد کفر ہو  
وہ مرتد ہو گیا بسبب خفیف جاننے کے تو وہ کفر عادی کے منہدم قادی خیرہ میں بحر الرائق سے منقول ہے کہ جو کلمہ کفر کا حکم کرے باعتبار نزول  
وہ کافر ہے نزدیک اور اوس کے اعتقاد کا کچھ اعتبار نہیں اور جس اعتبار خطا الکرہ کے اوس کا حکم کیا وہ سبک نزدیک کافر نہیں اور  
جس نے معلوم کر کے قصد اتکلم کیا وہ بھی بالاتفاق کافر اور جو کلمہ کفر کو بخوشی بولا لیکن اوس کے کفر ہونے سے جاہل ہے تو اس میں خفیات ہی  
والکفر لفظ الشکر و شکر کا لفظ ہے صلی اللہ علیہ وسلم فی نیئ ما جاء به من الذین ضلوا اور کفر لغت میں بھنے اخفا کے ہی اور  
میں عبارت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کذیب کس پر نہیں جس کو آپ لائی سبغہ دین کے بالیقین بلا تردد یعنی ضروریات دین میں سے ایک چیز  
انکار کرنا کفر ہے مثلاً جو فریبت ذکرہ یاچ کا سکر ہو یا ظہر کی شلا چار رکعت فرض کو نہ مانے وہ کافر ہے والفاظہ تعریف فی الفکادی بل افسر  
بالتابع مع انہ لا یفنی بالکفر کثرت منها الا فیما اتفق المشائخ علیہ کا سیجی قال فی الہر وقد الرکعت نفسی ان لا ائی لشیئ منها  
اور کلمات کفر کے فنا دو نہیں مشہور ہیں بلکہ ان کی جدا گانہ تالیف ہوئی ہے رسائل میں باوجود اسکے کہ کفر کافر تو نہیں جانا بسبب غیر کے اور نہیں  
گر اوس میں جس فقہ کا اتفاق ہے جانتا ہو گیا بحر الرائق میں کہا کہ میں نے اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ میں مستوی نہ ہو گا کسی چیز پر اور نہیں سے یعنی جس میں  
فقہ کا اختلاف ہو اس واسطے کہ مومن کو کافر کہنا بلا دلیل قطعاً خطرناک ہو فائدہ بعضی موجبات کفر قادی عالمگیری اور مطحادی سے مترجم نقل کرنا ہے  
تاہل اسلام اوسے کنارہ کرین جو شخص ہو کہ میں مفت سلام کی نہیں جانتا وہ کافر ہے اوسکا مہرم اور سلوۃ اور عبادت اور کلاخ سمیع نہیں اور اوسکی  
اولاد و الداننا ہے جو شخص حق تعالیٰ کو بعضغات ناقصہ موصوف کرے یا اوسکے کسی نام مقدس اوسکے کسی حکم سے سخر این کرے یا اوسکی وعدہ اور وعید کا  
انکار کرے یا اوس کا کوئی شریک یا فرزند یا زوجہ ہرادی یا اوس علم اور تدبیر کے طرف بھل یا مجر یا نقصان کی نسبت کرے وہ کافر ہے جو کہ اگر خدا بھیگو  
اس کام کا امر کرے تو میں نکر دن وہ کافر ہے جو شخص بعض انبیاء علیہم السلام کا مقرب ہو یا کسی سنت کو سنیں برسلین پسند کرے وہ کافر ہے جو حضرت اور وفعل  
کی نبوت کا منکر ہو وہ کافر نہیں البتہ ان کی نبوت میں جو شخص کہے کہ اگر فلاں شخص نے رسول اللہ ہو تو ہی اوسکا ایمان تلاؤن وہ کافر ہے رفتی  
شیخین کو کہ کبھی بالغت کرے تو وہ کافر ہے اور اگر علی مرتضیٰ کو کہی بکر صدیق سے نہیں کہے تو کافر نہیں مبتدع ہے قد عائشہ صدیقہ کافر ہے کفان اور  
ازواج طاہرات کے کہ اوسکا قاذف کافر نہیں لیکن سخی لغت ہے خلاف شیخین کا منکر بقول صحیح کافر ہے رافضیون کا یہ قول کہ دنیا میں اموات حبیب  
کرینگے یا جبرئیل علیہ السلام نے غلطی کی کہ علی مرتضیٰ کو چور کر محمد علیہ الصلوۃ والسلام کو درج پہنچائی یہ صاف کفر ہے یہ لوگ دین اسلام کی خلیج ہیں اور  
مرتدین میں داخل ہیں حدیث متواتر کا منکر کافر ہے اور حدیث مشہور کا منکر قبول سمیع کافر نہیں اور اس طرح خبر واحد کا منکر کافر نہیں بلکہ گہ گہ کافر ہے  
قبول کے استخفاف لا کہ اورداد کو عیب لگانا کفر ہے جو شخص قرآن کو غفون کہے یا قرآن میں کسی آیت کا منکر ہو یا سخر این اور بے ادبی کسی آیت کو کرے وہ کافر ہے  
جو قرآن کو دھوکہ دینے کی گت پر پڑے وہ کافر ہے آپ شخص نے کہا دوسرے سے کہ نماز پڑھ اور غسل جواب دیا کہ اسکو کون سر پراد ہوا ہے یا بولا کہ ہمارے  
دستے لوگ نماز پڑھتے ہیں یا بولا کہ تو نے نماز پڑھ کے کیا کیا یا یوں بولا کہ من زہدنا اور نہ پڑھنا برابر ہے یہ سب کفر ہے جو شخص کے بطریق  
استخفاف اور طنز کہہ سنے بہت نماز پڑھی تیری کوئی حاجت رہا نہ ہو تو وہ کافر ہے جو شخص کہے کہ نماز مجھ کو خدا اور نہیں یا حلال مجھ پر خدا  
نہیں یا نماز کو میں نے طاق پر نہ کہہ یا وہ کافر ہے جو شخص لاسباطم یا فقیہ کو گالی دے اوس پر خوف ہو کفر کا الگ جاہل نے کہا کہ یہ جو حکم کہتے ہیں  
دہشتان سیکے ہیں اور ابدی حوائی کہتے ہیں یا یوں کہا کہ نبی پر دیر سے سوہ کافر ہے اگر تقدیر سے مستدیان چہ حدیث صحیح کی روایت کی دوسری نے  
کہا کچھ نہیں یا یوں بولا کہ یہ بات کسی کام آتی ہے درم جانے کہ موجب جنت اور عزت ہو علم کے نام انا مہر سید قول کفر ہے جو شخص اپنے مکان پر بیٹھو

یہ بات کسی کام آتی ہے  
درم جانے کہ موجب جنت اور عزت ہو علم کے نام انا مہر سید قول کفر ہے جو شخص اپنے مکان پر بیٹھو

یہاں حسب کما رویہ نامین بلکہ بعضی مراد میں اس واسطے کہ جہود فاسفہ رسالت انبا کا قائل ہیں اور عیسوی سے نصاریٰ مراد نہیں بلکہ ایک نوع ہی یہودی  
جو عیسوی صہبائی یہودی کیطرت منسوب ہے شائع مسابہ کا قول جاری اور در اسکے مخالف پر یعنی عیسوی نہیں اور یہی شہادتین فردی ہر اور ظاہر ہے  
یہی عیسوی کے ماننے میں انکار توحید اور رسالت میں حکذا نے مائشہ الجلی و حیثیہ قدسہ من حیث حالہ بل عظم فی الدلائل شراط التبیہ  
فی کل یوم فی و نصہرائی و مثله فی فناء وی المصنف دابہ و غیرہا فی و حق فتادی قادی الہدایہ کذا انفی علماءنا و الذی انفی  
بہ یحق بہ بالشہادین بلا تشریح لان التلویظ بھما صبار علما علی الاسلام فیقتل ان رحمہما لعلیہ اور ہرقت میں یعنی جب معلوم ہو کہ  
انکار یا یحکم قسم میں اور اسکے اسلام میں حکم مختلف ہو تو ہتھسار کر یا چاہیے جسکا حال معلوم نہ ہو کہ اقسام خمسہ میں سے کس دین میں مرتد داخل ہو بلکہ عالم  
اور میں مشروط ہونے پر کہ ہر یہودی اور نصرانی میں اور سیکہ مانند ہر مصنف اور ابن نجیم وغیرہما کو قادی و نہیں اور قادی قاری ہدایہ کی کتاب میں  
عیسائی قوم دیاسے ماری علامتے اور جو میں نسوی و تباہوں و صحت اسلام سے شہادتین سے بلا شرط تبرا ہو سکی شہادتین کا ہونا اسلام کی علامات  
سنگی سے تو قتل کیا جائیگا اگر ہر جاری در صورت عدم اعادہ اسلام مرتبہ میں الفصل الثانی شہادتین محمول سے کذا فی المستفاد و اعلم انہ لا یقین بکفر  
مسلمہ اتھکن حمل کلاہ علی محلی حسن او کان فی کفر خلاف و لو کان ذلک رواۃ ضعیفہ کا کفر لا فی الجہد و لا فی الاشباہ علی  
انضغری اور سکو مبارک کفر نسوی نہ اجای و اس مسلمان کی کفر پر جسکے کلام کا محمول کرنا چو محمل پر مکن ہو یا اسکے کفر میں علما کا خلاف ہو اگرچہ یہ خلاف  
شہدیت روایت ہو چو چاہیے کہ جو الاثنین سکو خوب منع کر کے کہا ہو اور شہادہ میں عدم کفر در صورت اختلاف کو قادی و صغری کیطرت منسوب کیا ہو ہم معنی ہو  
سودنے مائشہ شہادہ میں تصریح کی ہے کہ عدم کفر میں رویت ضعیف ہی کافی ہے اگرچہ وہ رویت جاری غیر مذہب کی ہو فی الدلائل و غیرہا اذ اکان  
فی المسئلہ و جمع توجب کفر و واحد یمنعہ فعلی المقن المیل لما یمنعہ فقولہ لیتہ ذلک فمسئلہ و الا لام یمنعہ حمل المقن علی  
اور در و غیرہ میں ہے جب کہ ایک صورت میں چند وجہ ہوں موجب کفر کی اور ایک وجہ مانع کفر ہو تو معنی پر لازم سے سہل کرنا اس وجہ کیطرت جو مانع کفر ہو اگر  
اوس شخص کی نیت میں وہی وجہ جو مانع کفر ہے تو وہ شخص مسلمان ہو اور اگر سہل کی نیت میں وہ وجہ نہیں ہے تو فائدہ نہ کر گیا محمول کرنا معنی کا اوس کے خلاف  
و یمنعہ التعلیٰ فی ہذا الدعا و صبا حنا و مساء فاکہ سبب لعیضہ من الکفر یو عید الشہادۃ الامین صلی اللہ علیہ وسلم اللہم فی اعوانہ  
یا رب ان اشیر لک شہادا و انا اعلم و استغفرک لما لا اعلم انت عالم الغیوب و السلام لائق ہر پناہ مانگا بواسطہ اس دعا کی وسیع اور تمام  
کہ وہ سبب کفر ہو محفوظ رہی کا ہر جب عدہ رسول صادق اماندار کے علیہ صلوة و السلام وہ دعا اللہم سی آخر تک ہو یعنی خداوند امین پناہ مانگا ہوں پر  
تر و اس پر کسی چیز کو میں ترا شریک نہ ہوں جان بوجہ اور تیری شغف چاہتا ہوں اوس نہ کہ واسطے جسکو میں نہیں جانتا بلا شک تو علام الغیوب  
و حق الباطن مقبول کہ تو ایمان الباطن در او تو بہ کرنا ہوں سو وقت جب زندگی کی امید نہ ہو مقبول ہے نہ امان لانا سو وقت کا کہ نہ  
اور در عطا دی سے کہا مقبولیت تو یہ یا میں تعقی علیہ نہیں بلکہ بعضی علما نے عدم قبول کی تفسیر کی ہے و انفسہا علیہم اذ فیہا ایضا شہادہ نصرانیان علی نصرانی  
انہ اسلمو و ہو حکم تقبل شہادہم و کذا الوشہد بجل و امر انا من المسلمین و فی الغزائل تقبل شہادۃ رجل و امر انین علی الاشباہ  
و شہادۃ نصرانیین علی نصرانی یا کہ اسلم انھما اور یہ بھی در میں ہو کہ گواہی دی دو نصرانیوں نے ایک نصرانی پر کہ وہ مسلمان ہو گیا اور  
او مسکر ہو تو انکی گواہی مقبول ہونگی اور سہل طرح اگر گواہی دی ایک و دو عورتوں نے مجملہ مسلمین کے اور نوازل میں ہے کہ مقبول ہو گواہی ایک مرد و  
دو عورتوں کی اسلام لائے برا و مقبول ہے گواہی دو نصرانیوں کی ایک نصرانی پر اسکی کہ وہ مسلمان ہو گیا انھو و کلی مسئلہ انہ فتنہ مقبوعہ و لا  
جماکہ من نکلت ردۃ علی ما من اور جو مسلمان کہ مرتد ہو گیا تو اسکی توبہ مقبول ہو اگرچہ مرتدین کی توبہ مقبول نہیں اور نہیں سو ایک وہ جو جکا ارتداد  
چند بار واقع ہوئے یا اگر گزشتہ ہم سے قبول غیر معتدی و حق ہے کہ اسکی توبہ مقبول ہو چنانچہ آثار غانیہ پر نہار ہو چکا و انکا فقیست بنی من الانبیاء  
یا کہ یقتل حد و لا تقبل توبہ مطلقا و لو مقبلا اللہ تعالیٰ قیل لا نہ حق اللہ تعالیٰ و الاول حق اللہ لا یزول بالوقت و توبہ مقبول نہیں اوس نہ کی

جو کافر ہوا سبب گالی دی گئی کسی کے انبیاء میں سے ہوا سبب کہ وہ قتل کیا جائیگا بنا بر جریمہ اور اسکی توبہ مقبول ہوگی کیس طرح خواہ خود توبہ کر کے آیا ہو خواہ توبہ کو اپنی سے ثابت ہوئی ہو کہ انی البور اور الحق قتالے کو گالی دی تو توبہ مقبول سے ہوا سبب کہ وہ حق اللہ جو اراد دل نبی نبی کی گالی حق اللہ سے جو توبہ کرنے سے زائل نہیں ہونا ہم یہ جو کہا کہ اسکی توبہ مقبول نہیں یعنی نقاط قتل میں مقبول نہیں کذا فی الفتح بحر الرائق میں کہا اس توبہ سے معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک اسکی توبہ مقبول سے چنانچہ فقہانے اسکی تصریح کی جو ومن شئت فی عذابہ دکرہ کفر دکرہ کفر دکرہ کفر فی الدیر فی فصل بلغیہ لکھنؤ کا البرازیہ اور اسکی توبہ مقبول نہیں جو نبی کے گالی دینے والے کو عذاب اور کفر میں شک کرے اور پورا ایمان اسکا در بین جزیرہ کی نفس میں ہوا توبہ نقل کر کے ہم برازیہ میں ہو کہ ابن سحنون مکی نے کہا کہ اہل اسلام کا اجماع ہے کہ سب سے بڑی گالی دینے والا کافر سے اور حکم اس کا قتل سے اور جو شک کرے اس کے عذاب اور کفر میں وہ کافر ہو گیا وکذا فی البغیۃ بالغلبۃ فتح و اشباہ اور سبط بن دہر توبہ جو نبی کے ساتھ بغض رکھ کر دال سے کذا فی الفتح و الاشباہ فی فتاویٰ المصنف و صحیح لکھنؤ الا شیخ تہرا و والا شیخ تہرا و بہ لتعلق حقیقہ ایضا اور مصنف فتاویٰ میں ہے اور وجہ جو الحاق استہزاء اور استخفاف کا ساتھ گالی کے یعنی جو نبی سے تہنیر کرے جو وہ بھی مرتبہ غیر مقبول التورہ ہوا سبب کہ نبی کا حق اس سے ہی متعلق ہو گیا دہنا سبب عن قال لشریف لعن اللہ والدی الذین خلقوا فاجاب لجمع المصنف بقولہم لا یحق عہد خلا لا یحق ہاشم و لا اہلہم الحرمین کان جمع الجوامع و حیدر نے فیہم حضرت الرسول فینبی القول بالفتح و اذا کفر تبتہ لاقویۃ لہ علی ما ذکرہ البرازی فی تفسیر دہنا اشارتوں کو ملاحظہ فرمائیے ہاشم و امام طہر مین با حتمال العہد فلا کفر دہوا لانی ہذا ہینا لکنہم جمع بالامیل الی ما لا یفر اور اسی میں یعنی فتاویٰ مصنف میں سوال واقع ہوا اس کے حق میں جسٹس سیاط علی سے کہا کہ کونست کرے اسد خیرہ باون کو اور اون باون کو جو تہنیر کرے جو تہنیر توجواب بلکہ جمع مضاف عام ہوا مانی جو تہنیر عہد نہ ثابت ہو بخلاف ابن ہاشم و امام طہر مین کے مذہب کے کذا فی جمع الجوامع اور امتداد میں تہنیر کلام حضرت صاحب سالت کو شامل ہوا جائے تو اس کے کفر کا قائل ہونا لائق سے اور جب کافر ہوا صاحب سالت گالی دینے سے تو اس کے دہنا توبہ نہیں بنا بر او اسکی جسکو برازی نے ذکر کیا ہے اور شارحین تفسیر اس پر اتفاق کیا ہے ان گروائی ہاشم و امام طہر مین کا قول ملاحظہ کیا جائے بسبب متحمل عہد کے کفر اور اسکا ثابت نہیں اور یہی عدم تکفیر جاری مذہب کے لائق ہے بسبب یہ کہنے جاری اہل مذہب کے اس وجہ کی طرف اہل ہونے پر جو مانع تکفیر ہے وہ وجہ مانع کفر اس کے میں اہل ہاشم اور امام طہر مین کا قول ہے کہ جمع نفس عام نہیں ہوتی اور حتمال میں بیان یہ ہے کہ والدین اقریبین محدود ہیں تو صاحب سالت کا مشمول ثابت ہونا دیکھا من نقص مقام الرسالۃ بقولہ ان سببہ صلی اللہ علیہ وسلم و بعلیہ ان ابغضہ بقلیہ قتل حد الکافر التفسیر بہ لکن صرح فی آخر الشفاء بان حکمہ حکمہ تہذیب و مفادہ قبول توبہ کما لا یحقی اور فتاویٰ مصنف میں ہے کہ جو گناہ دی مرتبہ صاحب سالت کو اپنی قول سے سبط کہ حضرت علی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے قتل سے سبط کہ اس مرتبہ بالعلین سے بغض کے انہوں میں قتل کیا جائے بنا بر حکم چنانچہ اسکی تصریح گذر گئی لیکن قاضی عیاض مکی نے آخر شفاء میں تصریح کی ہے کہ حکم اسکا مانند حکم مرتد کے ہے تو مستفاد ہوا اس کے کہ توبہ اسکی مقبول ہے چنانچہ فقہی میں تہنیر تہذیب شفاء تہذیب منفق الخفیہ جہر شیخ الاسلام ابن عبد العال ان الکمال و غیرہ متبع البرازی و البرازی تبع حاکم التفسیر المسلول و عزاء اللہ و تم یقول لکھنؤ علماء الحنفیۃ وقد شرح و التذہب و معین الحکام و شرح الطحاوی و حاکوی الزاہدی و غیرہ بان حکمہ کالمرتد و لفظ الذنن من سبک رسول صلی اللہ علیہ وسلم قائمہ مرتد و حکمہ المرتد و یفعل بہ ما یفعل المرتد انہی و ہذا فی قول توبہ حکم مرتد الشفاء فی لفظ اور یہ بڑا جامع مصنف اپنی شرح منقہ الغفار میں اور نیز سنا منقہ حنفیہ مصر میں یعنی شیخ الاسلام ابن عبد العال سے کہ کمال الدین متنازع الفقہ وغیرہ عدم قبول توبہ میں برازی کے تابع ہیں اور برازی سبکی کا تابع ہے جو مصنف جو سیف مسلول کا اور برازی نے اس قتل کو سبکی کی طرف منسوب کیا ہے اور کہہ چکا علماء و خفیہ کسی عالم کی طرف نسبت نہیں کیا اور مقرر مقرر کی ہوتی اور معین الحکام و شرح طحاوی اور عادی نہادی وغیرہ میں ہے کہ حکم اسکا مانند مرتد کے ہے اور نفقہ کی جات کا یہ مطلب ہے کہ جسٹس گالی دی اور بدگوئی کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سو وہ مرتد ہے اور حکم اسکا مانند حکم مرتد کے ہے اور کہہ ساتھ وہ کیا جائے

[illegible]







ایمان حسب کما یریدنا نہیں مراد نہیں بلکہ بعضی مراد ہیں اس واسطے کہ جمہور فاسفہ رسالت انبیا کی قائل ہیں اور عیسوی سے نصاریٰ مراد نہیں بلکہ ایک قوم ہی ہو سکتی  
جو عیسوی اصطفا کی ہو وہی کبھی شتر منسوب سے مشائخ و مسابرہ کا قول بدائع اور در کے مخالف ہے یعنی جو عیسوی نہیں ادا ہی شہادتین فروری ہی اور ہمارے ہر  
ہر عیسویوں کے مانند ہیں انکار توحید اور رسالت میں ہلکانے ماضیہ العلیٰ و حیثیتہ فیستغفر من حول حالہ بل ہم فی اللہ شرا مشراط التورہ  
فی کل جموع و نصہراتی و مثله فی فناء و المصنوع دین غیہم و فی رھن فنادی قادی الھدایۃ کذا اننی علما ونا وکذا فی حق  
بہ حجتہ بانسہ ذہین الانثاری لان التلفظ بھما صہار علما علی الاسلام فیقتل ان احجم ما لعلہ اور ہرقت میں یعنی جب معلوم ہو کہ  
انکار یا بیخ قسم ہرین اور ان کے اسلام میں حکم مختلف ہے تو ہستفسار کرنا چاہیہ جسکا حال معلوم نہ ہو کہ اقسام حسب میں کسی دین میں مرتد داخل ہوا بلکہ عالم  
اور میں مشروط ہونے تک کہ ہر ہرودی اور نصرانی میں اور کسی کا مذہب مصنف اور ابن خیم وغیرہما کی قادی و نہیں اور قادی قادی ہدایہ کی کتابا ہرین میں  
عیسائی قادی و دایہ جاری علامتے اور جو میں سنوی و تباہوں و وصحت اسلام سے شہادتین سے بلا شرط تبرا ہو سکتا کہ شہادتین کا ہونا اسلام کی علامت  
سنگی سے تو قتل کیا جائیگا اگر ہر ہادی در صورت عدم اعادہ اسلام مرتد میں افضل الکتاب شہادتین ہوں سے کذا فی الدرسخفہ واعلم انہ لا یفتی بتکفیر  
مسئلہ امکان حل کلامیہ علی محلی حسن او کان فی کفری خلاف و لو کان ذلک رواۃ ضعیفہ کما خردہ فی الجہ و عن الابی الاشباہ علی  
انضغوی اور سکوماد کر کفر سنوی نہ یا جاری اس سلمان کی تکفیر بیک کلام کا محمول کرنا چاہیہ عمل پر مبنی ہوا اسکے کفر میں علما کا خلاف ہو اگرچہ یہ خلاف  
ضعیف روایت سے ہو چنانچہ بحر الانوار میں سکوخرب منع کر کے کہا جو اور شہادہ میں مدیم تکفیر و صورت خدوت کو قادی و سفر کی طیف منسوب کیا جو ہم مفتی ابو  
سور نے ماضیہ شہادہ میں تقریر کی ہے کہ عدم کفر میں رویت ضعیف ہی کافی ہے اگرچہ وہ رویت ہمارے غیر مذہب کی ہو فی الذلہ و غیرہا اذ ان  
فی المسئلۃ و جہ توجب تکفیر و احد یمنعہ فعلی المقن المبل لما یمنعہ لقول ینتہ ذلک فمسئلہ والام یمنعہ حمل المقن علی خلا  
اور در و غیرہ میں ہے جب کہ ایضہ میں چند وجہ ہوں موجب کفر کی اور ایک وجہ مانع کفر و مفتی پر لازم سے سہل کرنا اس وجہ کی طرف جو مانع کفری ہرگز  
اور شہادتین میں وہی وجہ جو مانع کفر سے تو وہ شخص سلمان ہو اور اگر کسی نیت میں وہ وجہ نہیں ہے تو فائدہ نہ کر گیا محمول کرنا مفتی کا اسکے قادی  
و یمنعہ التوقیٰ ہذا اللہ عاصیا و مستاء و آتہ سبیل لغیرہ من الکفر یوجب عدا القادین علی اللہ علیہ وسلم اللہم فی حقہ  
یا ان من ان اشیر بلک شیدا و انا اعلم و استغفر لہ لانا اعلم انک انت علیم الغیبہ اور مسالک لائن جو پناہ مانگنا ہر طور اس دعا کی سبب اور شام  
کہ وہ سبب کفر سے محفوظ رہی کا جو بے عدہ رسول صادق اماندار کے علیہ صلوات و اسلام و دعا اللہ سے آخر تک جو یعنی خداوند میں پناہ مانگنا ہوں جو  
نزدیک ہر کسی کو جو میں ہر شریک بنیادوں جان بوجہ اور برتری غفرت چاہتا ہوں اس لئے کہ واسطے جسکو میں نہیں جانتا بلا شک تو علام النبوی  
و قویۃ التباہی مقبولہ کہ وہ ایمان النبی مراد اور تو ہرگز مانگنا ہوں سو وقت جب زندگی کی امید نہ ہو مقبول ہے نہ ایمان لانا اس وقت کا کہ نہ  
اور در عطا دی سنہا مقبولیت تو یہ یا من مقن علیہ نہیں بلکہ بعضی علما نے عدم قبول کی تفسیر کی ہے و اندر شہادہ ایشا شہادہ نصرانیان علی نصرانی  
انہ اسلمو و یوکلکم تقبل شہادہم و کذا الو شہادہ لعل و امر انان من المسلمین و فی الفوازل تقبل شہادہ رجل و امر انان علی الاسلام  
و شہادہ نصرانیین علی نصرانی بانہ اسلم انھی اور یہ بھی در میں ہے کہ گواہی دی دو نصرانیوں نے ایک نصرانی پر کہ وہ مسلمان ہو گیا اور  
و منکر ہو تو ان کی گواہی مقبول ہونگی اور سبطر اگر گواہی دی ایک اور دو عورتوں نے مجاہدین کے اور نوازل میں ہے کہ مقبول ہے گواہی ایک مرد و  
دو عورتوں کی اسلام لائے ہر اور مقبول ہے گواہی دو نصرانیوں کی ایک نصرانی پر کہ وہ مسلمان ہو گیا انہو دکی مسئلہ اور نہ فقہہ مقبولہ و  
جہا کہ من منکر ہفت ردقہ علی کثر اور جو مسلمان کہ مرتد ہو گیا تو اس کی توبہ مقبول ہے اگرچہ مرتدین کی توبہ مقبول نہیں اور میں کسی ایک وہ جو جکا ارتداد  
خدا بار دان ہو یا نہ کہ شہادہ ہم یہ قول غیر معتد ہے و حق یہ ہے کہ اگر کسی توبہ مقبول ہو چنانچہ آثار غانیہ پر مذکور ہو گیا و الکافر یستنجی من الابیہ  
انہ یقبل حد و لا تقبل توبہ مطلقا و لو صعب اللہ تعالیٰ نلیک لائہ حتی اللہ تعالیٰ و الاول حق اللہ لا یزول بالحق و اور توبہ مقبول نہیں اور منکر کی



جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے یعنی اصرار میں قتل ہے اور توبہ میں نہیں اور یہ ظاہر ہے اس کی توبہ قبول ہونے میں چنانچہ شفا مذکور ہو چکا ہے تو ہر ایک  
یاد رکھنا چاہیے کہ شام مصطفیٰ کی عدم قبول توبہ کی سند سبکی کی طرف توجہ ہے جو سب سے اول کا مصنف ہے اور حالانکہ سبکی نے ائمہ مذہب میں جو حکام  
خفیہ کے دسم جہت پر علیٰ الغیر کہ علماء خفیہ کی تصریحات اس کو مخالف موجود ہیں و اللہ اعلم قلنا ظاہر الشفا ان قولہ یا ابن الذیذریہ یا ابن ماکہ کلہما ان  
قولہ لہما شیعہ عن ائمہ جہت کا شیعہ کہ ان شتم اہل ائمہ کا لایا و ظہر میں کہتا ہوں اور ظاہر شفا پر دلالت کرتا ہے کہ یوں کہنا کہ ای بی بی زرارہ سورہ کی یا ای  
فرزند سورہ کی اور یوں کہنا شامی سے کہ لوں کہ عذابی شتم پر اسبطرہ کفر اور البتہ شتم ملائکہ انبیاء کی شتم کا شتم تو یہی تحقیق اور تحریر کرنا چاہیے کہ سب  
مفسرین تلاش کرنا چاہیے کہ ہر ایک کے واسطے کہ فاضل صاحبنا الکی الذہبی سے کہا قول خفیہ کی واسطہ جہت نہیں ومن حوادث الفقہ مالو حکم  
حق بلکہ جہت ہی بل للشافعی ان یحکم یقول توبہ الظاہر لعلہا حدیثہ آخری دان حکم ہو چکا ہے ہر اور حوادث فوری سے ہے کہ اگر  
ضنی الذہبی سے نسبت نہیں کی کہ شام کے کفر کا حکم یا تو کیا شافعی الذہبی کے جائز ہے کہ اس کی قبول توبہ کا حکم کرے ظاہر جواب یہ ہے کہ ہاں جائز ہے اس لیے کہ یہ دو احادیث  
ہوئی ہیں اور ان کے کفر کے اگر شافعی الذہبی سے ہو جائے حکم ہی کہ یا تو کہ فی الزہری سے ہو سکتا ہے کہ وجبات کفر اور ارتداد کے متعدد ہیں چنانچہ زور کا جدا جدا ہو جاتا ہے اور  
عمل کا جملہ ہر ما تو موجب مستغیر ہا عدم قبول توبہ میں طحاوی نے کہا کہ سیدہ الی اور جواب ہر ازنی وغیرہ کے قول پر مبنی ہو حالانکہ اہل مذہب قبول توبہ کو قائل ہیں سب  
ذکر لا بد کہ قلت ثورایت فی مدونات الفقہ ابی السعوی مشوا الاصل فیہ ان طلب العلم ذکر عند حدیث نبوی قال اکل اکل احادیث النبوی علی  
صلیہ وسلم حدیثی یعلیٰ ہا فاجلک بانہ یکتفوا ولا یستغفروا الا کما کرمی وانا نیک بالحدیث الشیین للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقولہ ان الی  
عن اعتقاد ہر توبہ بعد بدلا یا تو فلا یقتل والثانی بعد الزندہ فبعد اخذہ لا یقتل توبہ انفاقا فیقتل وقبیلہ لا یقتل فی قبول توبہ  
فبعد اخذہ لا یقتل ولا یقتل وعند باقی الا توبہ لا یقتل ویقتل حدانک ودرہ اہر سلطان فی سنۃ اربع واربعم و تسعۃ فیقتل  
الملك المحبہ بر حایہ راوی الجائز بانہ ان ظہر صلاحہ وحسن توبہ واسلامہ لا یقتل ویکتفی بقرہ وحجہ علی قبول الامام  
الاعظم وان لم یکن من اناس فہم خبرہم یقتل علی قبول بقیۃ الایمان فی سنۃ ثلثہ فہذا الامر باسیر نظر القائل من فی القریبین ہو فیقول بقیۃ  
انہ فی حفظہ لیکن القوی شارح کتاب پر میری دیکھا مفتی ابو حنیفہ کے مراد میں ایک سوال جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک طالب علم کے نزدیک حدیث نبوی مذکور ہے کہ ہر ایک  
کہا کہ نسبت توبہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے میں نے پر عمل کیا جا تو مفتی نے یہ جواب دیا کہ وہ کا ذکر نہیں اول بار اپنی مستہام نگاری کی سبب اور دوسرے بار کا  
ہو اپنی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لگائی سے سوا کے پہلے کفر فقہادی میں امر کیا جاوے تجدید ایمان کا تو قتل کیا جاوے اور کفر نافی اس کا مفید زندہ ہے سو بعد زور کا یہ  
کہ اس کی توبہ مقبول نہیں بالاتفاق تو قتل کیا جاوے اور قبل اس کی گرفتاری کے خلاف ہو اس کی توبہ مقبول ہو نہیں سوا امام ابو حنیفہ کے نزدیک توبہ مقبول ہے تو وہ قبول  
ہو گا اور باقی تینوں اماموں کے نزدیک توبہ مقبول نہیں اور مقبول ہو گا بنا برکت کسب اہل اہل حقان کو سب حکم سلطانی دار دہواری یعنی سلطان روم کا حکم تسلیم  
میں ممالک مورد کے قاضیوں کو ساتھ مراعات کرنے راہی جانیں کے سطر ہر کہ اگر ظاہر ہر مرتد کی حاکم اور خوبی اس کی توبہ اسلام کی تو وہ مقبول ہو گا اور یہ  
کہجائی اس کی توبہ پر اہل مذہب تمام غلطی کے قول پر عمل کر نیچے اور اگر دشمنوں کو گونہ ہو چکی خیر اور نیکو کاری دریافت ہو تو قتل کیا جاوے ائمہ مذہب کے قول پر  
عمل کر نیچے ہر ۱۵۰ میں حکم ہو گیا جیسے سلطانی دوسرے حکم کے آئے سو تو فانی کو دیکھا چاہیے کہ دوسرے میں میں کسی اہل صلاح میں یا اہل فسق میں تو  
سوائے اس کے عمل کرنا چاہیے فقہ کلام المغنی سوا کہ یاد رکھنا چاہیے اور حکم سلطانی سے قبول توبہ اور عدم قبول کا اختلاف ہی دفع ہو گیا ہم غلط دیکھی کہ اس کا حکم  
علم مذکور کے کفر میں اہل ہو سکتا ہے اس کا کلام عمل حسن ہو سکتا ہے یعنی اس کے کلام کی یہ مراد ہے کہ اثبات حکام میں عمل نہیں ہوتا مگر حدیث میں ہے کہ میں  
اور اس میں حدیث ضعیف پر عمل نہیں بلکہ مراد ہے کہ امامیث مشوہہ پر عمل نہیں اور حدیث کہ اس طالب علم نے سنی پیغمبر جس مکہ شریف میں نہیں ہوتا  
یا مثنیٰ تو اس قصہ سے یاد رکھنا چاہیے اس پر کفر کا حکم نہیں ہو سکتا اور عمل استفہام اس کے قول میں ہر مرتد پر صدقہ پڑتا ہے اس سوالی شیعہ ہی ہوا اور  
بر تقدیر تسلیم ارتداد نہ ہو اس کا ثابت نہیں ہوتا و اللہ اعلم





صاحب موش کہا کہ ادنیٰ کتابوں کے خواص سوچے کہ ادنا جو مطالعہ پیش کیا کریں اور کیا سیکھیں جانا ہو تاکہ سلف اور عمل شکلات کے واسطے وہ وقت آتی ہو  
 الشیخ العارف عبد الوہاب شمرانی سیما فی کتابہ تذبذب الاغیاء علی نظریۃ من یحضر علیہ الا ولیا و فعلیک بہ وبالله التوفیق اور البتہ  
 شیخ اکبر کی شان اور صف کی شیخ عارف عبد الوہاب شمرانی نے اپنی اکثر تصانیف میں خصوصاً اپنی اس کتاب میں جس کا نام تنبیہ الاغیاء علی نظریۃ من یحضر علیہ  
 ہی سو تو لازم پڑا اس کتاب کو دیکھ کر انور بن محمد عبد الوہاب شمرانی نے فی کامل دایرہ عرب میں شہرہ کثیرہ تصانیف میں دالکا فرج سبیل اعتقاد الشیخ لایزالہ اور جو  
 کا فری سبب قضا و کرنے آج بھی یہی جاوہر الہی ہے کہ اس کی توجہ مقبول نہیں ہے حاشیہ شبلی میں ہی کہ سرورہ قول ہے جسے تنظیم فرما دیا اور تقریرات اور تاثیرات اور  
 طرہ منسوب ہوں اور شیخ صالح نے کہا کہ سرورہ فاروقی عادت کا ظہار ہی نفس شریضیت سے بہا شرت اعمال مخصوصہ محقق ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے صحابہ خلیفہ فرمایا  
 کہ سحر کے حقیقت اور تاثیر ہی الامام جہام میں اور قول ضعیف ہے کہ سحر کی کچھ حقیقت نہیں ہے بحر خیال ہندی کے اور سحر کا سیکھنا اور سیکھنا بالاطلاعات اہل علم کے  
 حرام ہی اور سحر کو سبب اعتقاد کرنا کفر ہے اور ہمارے صحابہ اور امام مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساحر کا فرج ہونا ہی سحر کے سیکھنے اور کرنے سے خواہ اور سحر کا  
 جانی یا نہ جانی اور سحر کو قتل کرنا چاہیے کہ فی اللعین عن الفتح اور تمیز الحرام میں الامام ابو یوسف ماریہ ہی سے منقول ہے کہ سحر کو مطلقاً کفر کہنا غلط ہے بلکہ اس کی حقیقت ہی کفر  
 واجب ہے سحر کو سحر میں اور جس چیز کا رد ہرچہ ایمان کی شرط میں لازم ہو تو وہ البتہ کفر ہے والاکو نہیں پیر جو سحر کفر ہی اور حسین مرد مقول ہو گیا نہ عورتیں اور جو سحر  
 کفر نہیں اور حسین الماکل نفس سے تو اس میں قطعی الطریق کا حکم ہے اور حسین مرد اور عورتیں برابر ہیں مقول ہو نہیں سکتے کشت کرنے فساد فی الارض کے  
 اور مقبول ہے تو یہ ساحر کی ہدایت کے ساحر نہیں ہوں جب ایمان لائی تو نوادگان ایمان سے نہ ہوا اور عدم قبول توبہ کا قول غلط ہے اچھے اور عدم قبول توبہ کا قول کلام  
 دنیا کفر میں مجہول ہے اور حکام تخت کفر میں توبہ لا شہد توبہ مقبول ہے ایک کلمہ سحر ہی جس سے عورت کی قیمت پر تار نہیں جو توفیق ابن عادل میں وہب بن  
 کی کتاب سے منقول ہے کہ جو شخص سحر سے توبہ نہ کرے اور انکو رد و تہرک و درگاہ کی پیر اور سحر بانی میں کہ کراۃ الکریسی او سپر ہی پیر اور کثرین جلد لیکر غسل کریں  
 تو اس کی ہنگامی انشاء اللہ مستحکم دفع ہو جائے کہ انی مائتہ اخطاوی دلوا مرآۃ فی الاصل لیسبغوا فی الارض بالفساد ذکرہ الزیلعی اگرچہ مستند سحر کی عورت  
 پر قول اصح میں بسبب سحر سحر کرنے فساد فی الارض کے نہ لایا ہے بلکہ ان کو اگرچہ غیر مائع متغی کا قول ہے کہ ساحر مقول ہو گیا بلکہ حسین کھائی اور مرد کے مانند  
 اور سحر کی زیمیں نے اپنی شرح میں کہا کہ اس کے سحر کا کفر غیر کو مستند ہے بلکہ خلاف مرتدہ اور مرتدہ ہے ثم قال لکذا الکافر بسبب الخی ندقہ لانہ لا وجعہ فی العلم  
 ظاہر المذہب لکن فی حقیقۃ الخانیۃ الغنی علی اللہ اذ اخذ الشاکر والزندہی اللعنۃ الذی اعی قبل توبتہ ثم تاب لم یقبل توبتہ و قتل ولو  
 اخذ بقتلہ ما قبلت توبتہ یعنی نے کہا اور سبیل جو کافر ہی بسبب توبہ کے اس کی توبہ مقبول نہیں اور عدم قبول توبہ کفر ہے القدر میں ظاہر نہ ہے قیام ہی  
 لیکن غایتہ کی کتاب نظر میں کہ قیوم ہے کہ جب امرایہ میں شہرہ جو نو کو نو زندہ کیا تاہم ہر تار قبل توبہ کرنے کے پیر اور کثرین جلد لیکر غسل کریں تو یہی قیوم ہے  
 توبہ مقبول نہیں اور وہ مقول ہو گا اور اگر بعد توبہ کرنے کے کہ توبہ ہو اور اس کی توبہ مقبول ہے اذ فی التبیان ان الخانیۃ لا تقبل توبہ اور سحر کے مائع میں  
 کی ہی کہ سحر ہی ہی والیک توبہ مقبول نہیں یعنی جو کافر ہی کہ اس کو توبہ نہ لیا گیا اور سحر سے پہلے کہ وہ سحر کا فی الشہنی الکافر قبل کالتسکیر اور شہنی میں  
 کہ کافر کو توبہ مقبول نہ ہے ساحر کے مانند کہا ہی عدم قبول توبہ میں ہم فتح القدر میں کہ کافر کو توبہ مقبول نہ ہے بلکہ کافر ہی اور یوسف کے نزدیک کافر کو توبہ میں جو کافر  
 اور تمیز ہی خبر دیا ہے اور یوسف کے نزدیک کافر ہی وہ ہے جس کے پاس من انہ لا یؤمنون ہمارے شہدے کہا کہ اگر وہ سحر کا مستند ہو کہ شیطاں کے تہ میں جو وہ چاہتا ہے تو وہ  
 کافر ہی اور اگر نقطہ تمیز کا مستند ہو تو کافر نہیں فی حاشیہ البیضاوی لما لا یجوز الذی اعی الی الخیار والایحی کا کافر الذی اور ملاحظہ کے حاشیہ بیضاوی  
 میں جو الیہ کہ کفر لوگوں کو ظاہر ہے اور باجماع زمین کے مانند یعنی اس کی توبہ مقبول نہیں آج ہی وہی جو سحر کو مصلح عقدا کرے جیسے کہ مستند ہو فی الفہم المکافق  
 الذی یطعن لکفر و تطہر الاسلام کا کافر الذی لا یمتد بہ بدین دیکل امن علم انہ یکتفی بالباطن بعض الضمیر دیکل کفر فی الظہر و تطہر اعتقاد  
 حرمیتہ و تاملہ وہ استیع القدر میں کہ مستحق کفر ہے چاہا ہی اور اسلام کو ظاہر کرنا ہی وہ دین کے مانند ہو کسی بن کو نہیں پتا اور سبیل کے شخص نے یہی کہ مانند جو کافر  
 میں بعض غیر مذکور ہیں کافر ہی کفر کا عقدا و ظاہر کر ہی اور پیر ایمان کا اسی میں ہم فتح القدر میں کہا کہ واجب کہ عدم قبول توبہ ہی ایمان





ایک مسلمان کے ارتداد پر اگر کسی کو قرض کیا جائے نہ بسبب تکلیف یہ ہو ورنہ عدل کے بلکہ اسوہ ہو کہ اس کا انکار نہ کرے اور دوسری تو یہ ہو اور رجوع ہی ارتداد سے عدم قرض سے مراد یہ ہے کہ فقط منکر کا قتل متنع ہو گا اور ثابت رہے گی بانی حکام مرتد کے چنانچہ عمل کا جھوٹا اور وقت کا باطل ہو جانا اور زوجہ کا جھڑپا بشرطی کہ انکار اور سنہ ادین میں جو حسین تو یہ مقبول ہوتی ہے اور نہیں تو قتل کیا جائیگا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام کے ارتداد سے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ ان فی الاستبہاء بوجہ الزانی میں آنا زیادہ کہا کہ غیوہ کیا ہے اور جو ہر مقام میں خطا کرتا ہے یعنی انکار کو عدم ارتداد پر مطلقاً محمول کرنا بھی یعنی عدم قتل کے سوا بقیہ حکام مذکورہ میں ہی اور ثابت رہا ہے کہ کو مصنف نے اپنی شرح میں اور ہر وقت تو مستثنیٰ جو وہ مرتد میں ہم خطا دی ہے کہا صواب یہ ہے کہ شارح غصہ عشرت کیا ہو سہل کہ عدم قتل منکر سابق کی چودہ صورتوں سے زیادہ دینی شریعت اور ہدایت اللہ نبی لای مایکون لکن اتفاقاً بطل العزل والکھارم فاولادہ ان لا یموت فی دماغہ خلاف یہ قفسہ بالاسیغافارہ المعقوبہ وحتیٰ بعد النکاح اور شریعتی کی شرح دہیانہ میں ہے کہ جو ارتداد کہ بالاتفاق کفر ہے اس سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے اور اس کی اولاد نکاحی اولاد ہو اگر کچھ نکاح ہو اور جس ارتداد کو کفر نہیں مطلقاً خلاف ہو اس میں استغفار اور توبہ اور تجدید نکاح کا امر کیا جائیگا یعنی بنا بر صیاط کے تجدید نکاح کا تفری دیا جائیگا اور بطلان نکاح کا حکم نہ ہو اور محیط میں قسم ثالث کو زیادہ کیا کہ اگر الفاظ ارتداد و ازراہ خطا صادر ہوں تو سب کفر نہیں اور حسین تجدید نکاح کا امر نہیں لکن استغفار اور رجوع کا امر کیا جائیگا کہ ان فی الطحاوی ولا یرک المرنک علی ذلک باعطاء البیعت ولا بامان موقت ولا بامان موقت لا یجوز استغفار بعد ایضا بقدر الحرب بخلاف المرتدہ خانہ اور مرتد چھوڑ دیا جائیگا اپنی ارتداد پر عزم و دیگر اور نہ امان موقت اور نہ امان دائمی سے اور جائز نہیں اور اس کا نام بنام بعد الحاق دار الحرب کے خلاف مرتد کہ اس کا ہر حق بعد الحاق دار الحرب کو جائز ہے کہ ان فی النہایہ والکفر کلہ ملکہ واحدہ خلافاً للشافعی فلیقصر عن یحییٰ دینی او عکسہ ترک علی حالہ ولم یجبر علی القعود اور یہ قسم انہم کفر کی ایک دین اور ملت میں بخلاف امام شافعی کے تو انہم انہی ہو گیا ہو دینی اور اس کے حکم انہم اس حال پر چھوڑا جائیگا اور اس پر چھوڑا جائیگا پہلی دین کے عود پر ورنہ ملکہ المرتدین ملکہ ذوالا موقوفہ فان اسلم ماکہ ملکہ وان مات اذ قتل علی ذلک او حکم علی آتہ ورت کسب اسلامہ وارثہ المسلمون و لہ وجہ بشرط العیدۃ ذلیق بعد قضاء دین اسلامہ و کسب تہ فی بعد قضاء دین دتہ و ناکامیادت ایضا حکم علی ذلک اور زائل ہوتی جو زند کی ملکیت او کے مال سوزہ ال سوزہ ال سوزہ یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو تو اس کی کسب عود کیا اور اگر مر گیا اور اس ارتداد پر مقتول ملہ الحاق دار الحرب کا اور حکم ہو گیا تو حالت بھلا کے او کے کسب کیا گیا وارث مسلم وارث ہو گا اگر وہ وارث او کی زوجہ ہو تو بشرط طہائی عدت گذرانی شرح الزیلعی وراثت ہوگی بعد اسی دین اسلام کے اور اس کے ارتداد کا کسب نیست جو بعد اسی دین ارتداد کی اور صاحبین کہا کہ وہ بھی میرٹ ہے جو مرتدہ کی کسب یا نہ ہو حسن ابو یوسف سے روایت کی کہ دین ارتداد کا کسب اسلام ہو گیا جائیگا لیکن اگر کفایت کر گیا تو ارتداد کے کسب اور کیا جائیگا بدائع اور دلو الجیہ میں کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت نقل میں ہے کہ مخالف ہو کہ ان فی الطحاوی ہی عن حموی وان حکم القاضی علیما تہ علق ملکہ من ثلاثہ مالہ وام ذلکہ من کل مالہ وحل ذلکہ و تقسیم مالہ و یورثہی مکاتبہ الی انوار ثلثہ ذلک لا للمرتد لانه المعقوبہ بدائع اور اگر الحاق دار الحرب کی مرتد پر قاضی نے حکم کیا تو اس کا درجہ نکاح سے آزاد ہو گا اور اس کی ام و اولاد اس سے آزاد ہو گی اور اس کا دین ہو جائے حال لازم الارادہ ہو گا اور ہر مال وارثوں میں قسمت کیا جائیگا اور اس کا کتاب بدل کتابت کو اس کے وارثوں کو اور اگر نکاح اور وراثت میں ہو سہل ہوگی ہر اسطے کہ وہی آزاد کرنے والا ہے کہ ملنے البدائع یعنی اس کے وارث ابتدا و ولا کے اکاب نہیں گئے بلکہ عصبہ بنفیسہ اسکو وراثت میں پائیگا اور اگر دلائل وارثوں کا حق ہو تو عورت بھی اس میں داخل ہوتی کہ ان اطہاری دینی ان لا یصح القضاء بہ الا فی ضمن دعویٰ حق العبدہا اور لائق یہ کہ الحاق دار الحرب کا حکم صحیح ہو مگر دعویٰ حق العبدہ ضمن میں کہ ان فی النہر یعنی حکم الحاق قصدا صحیح نہیں ہو سکتا ہو سہل کہ الحاق موت کو مانہ ہو اور موت کا دن داخل تحت قضا نہیں ملے اس بحث کی صاحب کبیر سے دیکھو ان تغیر المرتد علی اربعۃ اشیاہ فینفذ منہ اتفاقاً ما لا یبعد مما مد لایہ دہی خمس الاستیلاء و الاطلاق و قبول العقبۃ و تسلیط الشفیع و اخرج علی عکبہ المأذون اور معلوم کہ مقتوفات مرتد کے چار قسم ہیں سوا اس کا وہ تصرف بانفاق امام اور صاحبین نافذ ہو کہ مال ولایت پر معتد نہیں اور وہ پانچ چیزیں ہیں استیلاء اور طلاق اور قبول ہر اور ششم شفعہ اور تصرف سے باز رہنا یعنی عیدان و دن کا

یہ شرح ہے کہ اگر کسی نے ارتداد سے رجوع کر لیا تو اس کے کسب اسلام ہو گا اور اس کے وارثوں کو اس کے مال کا حصہ ملے گا



مکاتبتہ بدل کتابتہ وارث کو نہیں اولیٰ اور اگر عاقل ہو اور ادا ہو یا کتابت ہو تو ہر اور سکا مدد کر جو جائز ہے کہ فی البدیہہ و یقیناً مائتہ من عبادہ فی الاسلام  
 لان ترک الفلوق والصلیٰ بمعصیۃ و المعصیۃ یقنیٰ بعد الذلۃ و جس عبادت کو حالت ہلاکت میں ترک کیا ہو اور سکو مسلمان ہو جس کے ذرا کرے  
 ہو سکو ترک صلوة اور میام معصیت ہو اور معصیت باقی رہتی ہے بعد ارتداد کے کہ لے لے فاضی خان غرض شمس اللہ رحمہ اللہ ہی یہاں فیہ منقطع اور جو ہے  
 کہ ہلاکت میں ادا کی وہ باطل ہو سکتی ارتداد سے ولا یقضیٰ من العبادات الا بالانحلال لانه بالردۃ صاۃ کا لکھنا لا یصلیٰ فاذا اسلم وہو غنی فصلیٰ بخیر  
 فقط اور تضامی جائزگی عبادت میں جو ای جج کے ہوا ہے کہ مرتد بابت ارتداد کے کافر ہے کہ برابر ہو گیا پر جب وہ اسلام لای اور غنی ہو تو بقیہ عمر جو ہے  
 ہم فصار جج سے عاقل جج کا مراد ہے ہوا ہے کہ جج کا وقت تمام عمر طحاوی نے لکھا عاقل جج کا صر صر جج ہی ہوا ہے کہ اگر اداں وقت نماز پڑھ کر مر  
 ہو گیا اور آخر وقت مسلمان ہوا تو اس نماز کا عاقل جج کی طرح اور اس کا وقت منور باقی ہے ماند وقت جج کے مسئلہ اصحاب لا اوشیٰ جج بہ  
 القصاص و احل الشرف یعنی المال للشرق لا لحد خانہ و اصلہ انہ یق اخذ بحق العبدۃ اماخذہ ففیہ تفصیل مسلم نے کمال  
 لیا ایسا فعل کیا جس سے قصاص واجب ہو یا مرکب حضرت فرما اراد اس مال سرق ہو نہ مگر فی النانیہ اور قاعدہ اس کا یہ ہے کہ مرتد حق العبدین ماخوذ  
 ہوگا اور غیر حق العبدین تفصیل ہے ہم غانیہ میں ہے کہ اگر مسلم پر حد شرب خریدہ سکرا واجب ہو پھر وہ مرتد ہو یا پھر مسلم لایا قبل لحوق دار الحرب کے تو وہ  
 ماخوذ نہ ہوگا اور اگر مرتد امام کی قید میں ہو جس سے اس کا مرکب ہو تو وہ حد خور و سرکر میں ماخوذ نہ ہوگا اور حد و اللہ میں ماخوذ ہوگا اور اگر مرتد امام کے  
 پاس مجموعہ میں نہیں اور اس کا مرکب پھر مسلمان ہو قبل لحوق دار الحرب کے تو یہی اس پر پڑے نہیں کہ فی المنع ادا الدیۃ لثوارتدا او اصحابہ وہو مقتد  
 فی دار الاسلام موقوف و حکایت نماز ما مشوجہ مسلم لایق اخذ بہ کلاہ بسلام موجبیت کا مرکب پھر مرتد ہو یا مرکب شہادت کر کہ پھر لاکر وہ  
 مرتد نہ تھا دار الاسلام میں پھر وہ دار الحرب میں جا کر ملاد اور اہل اسلام سے مدت تک لڑا کیا پھر دار الاسلام میں یا مسلمان ہو کر تو ان سب چیزوں کا اس سے مؤخر  
 ہوگا یعنی مال اور قصاص امد مال مشرق اور دین کا و لو اصحابہ بعد ما یحق مرتد افاکلم لایق اخذ بشی من ذلک لان الحرب لایق اخذ بہ  
 الاسلام بما کان اصحابہ حال قونیہ محارب لکن اگر مرکب ہو اٹھ کر نہ کر کہ بعد لاحق ہونے دار الحرب کے مرتد ہو کر مسلمان ہوا تو امر مذکورہ میں سے  
 کسی چیز کا مواخذہ اس سے نہ ہوگا ہوا ہے کہ مرتد کو حرنی کافر ہو گیا اور جسے ماخوذ نہیں ہوا بعد اسلام کے اون قتال میں جس کا مرکب ہوا بدت حار  
 ہونی اہل اسلام سے اخیوت بارتداد و زہا فلما الذل و سیم بالشر بعد العیدۃ استحسننا کفی الاخبار من نقیہ ہونہ و تطلیقہ ثلثا و  
 کذا العولین نقیۃ فانما ہا بکتنا بطلانہا و اکبر اھا انہ حق لایس بان نقیۃ و تزوج مکتوب عورت کو خبر ہو چکی اپنے نزدیک مرتد ہو جانے کی  
 تو اس کو دوسرے زوج سے نکاح کر لینا جائز ہے بعد عدت کے بدلیل استحسان کی چنانچہ عورت کو دوسرا نکاح جائز ہے مرد سے کہ خبر کہنے میں نہ ہو چکی شری  
 یا اس کے تین طلاق دینے کی اور سیرج اگر خبر مقتد نہ ہو اور عورت کے پاس اس کی طلاق کا خط لای زوج کی طاعت ہو اور عورت کو ظن غالب ہو جائے اس کے  
 حق ہو چکا کہ یہ مضایقہ نہیں کہ وہ عدت میں بیٹھے اور بعد اس کے نکاح کر لے کہ لے السبوط والمہذہ و لی غیلا و اذخنی بحر مجلس ابداد لا  
 یجائس ولا یق کل حقائق حق تسلیم فلا یفضل خلافا لالشافعی اور عورت مرتد و اگر بے خبر یا غنی ہو کہ فی البیہ مشیہ مجموعہ بھی اویا پائے یہاں جاوے  
 اور سابقہ نہ کہلائی جائے کہ فی الحقائق بیان تاک سلام قبول کرے اور قتل کیجائی مختلف امام شافعی کے ہم عدم قتل مرتد و سو د ساعہ سختی سے جو آپ اس کا  
 خائن عقیدہ کرتی ہو کہ فی الحیط امام شافعی کی قتل مرتد میں یہ دلیل ہے کہ جو اپنا دین بدل دے اس کو قتل کر دیا جائے دلیل وہ حدیث ہے جس میں قتل نسائی ہے  
 وار د ہے اور وہ کافر و صلیہ اور مرتد و دونوں کو شامل ہے بلکہ امام غزالی نے اپنی سند سے روایت ابن عباس سے عدم قتل مرتدات اور او کی قید کر کے اور مرتد اسلام  
 قبول کروانے کی حدیث روایت کی ہے کہ فی افیہ و لکن قتلاہم لای یضمن شیدا و لو امانہ فی الاہم اور اگر مرتد و کو کسی قتل کر دیا تو کو بجزیر کا ضامن ہوگا اگر  
 مرتد ہونے سے پہلے اس میں ہوا ہے کہ قتل خون کی اسلام سے ہوتی ہے جو مردہ زالی ہو گیا لیکن قاتل پر متزیر ہے کہ لے لے الو لو امانیۃ و حدیث عن قتلاہم لای یضمن  
 یہی الوطی مواء طلب ذلک ام لای لاہم و ہونے کے مجموعہ آئین الحقین اور مرتد کو مذہبی اپنے مولے کے پاس مجموعہ کیجائی اس کی خدمت کرے کہ وہ سہو سہو











بیتنا علیہ السلام وحکمہ حاکم البعۃ بالجماع الفقہاء کما حقیقۃ فی الفقہ ہر دریافت کرا جائیگا کہ انکا  
اماموں میں سے کون سے ہیں قسم ہیں ایک طاع الطریق یعنی اہل فروع بلانادیل اور بلا شریک یا بنا دین بلا شریک اور انکا حکم معلوم ہو گیا اور دوسری قسم ایسے  
جو باغ نہیں جانتے سب سے پہلے باغ جانی ہیں اور انکا حکم انکا دوسری قسم خوارج وہ قوم ہیں جن کے وسط قوت اور شریک حاصل ہے امام پر خارج ہو کر  
میں تاویل سے گمان کرتے ہیں کہ امام باطل پر ہر باعتبار کفر اور سبب معصیت کے جو موجب قتال ہے امام کا انکی تاویل سے وہ حلال جانی ہیں ہم اہل اسلام کے  
انہوں اور مالوں کو اور جندی کرتے ہیں ہماری عورتوں کو اور کافر کہتے ہیں ہماری بی بی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے اہل کے اور انکا حکم مانند حکم غزوہ  
ہو یا علی تھا چنانچہ اسکی تحقیق فتح القدر میں کی ہے صریح القدر میں کہ جبہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک خوارج درجہ کفر بقاء ہے اور بعضی محدثین اسکی  
کفر کے قائل ہیں ان میں سے کچھ نے کہا میں نہیں جانتا کہ اہل حدیث کے ساتھ کوئی موافق ہو یا نہ ہو کفر خوارج میں اور بعض نے کہا کہ خوارج فقہاء کی نقل کا اور محیط میں کفر  
پر موقوف ہے اہل بدعت کی تکفیر نہیں کرتے اور بعض نے کفر کرنے میں اس پر دال کی جسکی بدعت دلیل قطعی کے مخالف ہے اور صاحب محیط نے یہ کہ اکثر  
اہل سنت کی طرف نسبت کیا ہو اور نقل اہل حدیث سے عدم کفر ثابت ہو ان پر یہ البتہ ہے کہ اہل مذہب کے کلام میں اکثر اہل بدعت کی تکفیر واقع ہو لیکن کفر واقع ہونا کلام  
دار نہیں جو عقیدہ میں ہیں اور فقہاء و مجتہدین کا کلام معتبر نہیں اور مجتہدین سے منقول عدم کفر ہے اور ان میں سے نقل ہے جب مجتہدین زیادہ تر وہ ہیں جنکی  
جلی نے کہا کہ یہ کلام دجیر ہے کہ شک ہے کہ معتق ہے عدم کفر اور ان رافضیوں کا جو سبب نہیں اور قضا عائشہ صدیقہ کثرت میں اور حالانکہ یہ صریح کفر کا  
طریق دیئے گئے ہیں جواب ممکن ہے کہ عدم کفر اہل بدعت سے روافضیوں کو کہ انکی تکفیر مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ انکی تکفیر نفس فقہاء سے ثابت ہو وائے علم و  
اثام تکفیر نہ لکھتے عن تاویل و انہی کان باطلہ اھل ان المسئلہ بلانادیل کما تری بالامامۃ اور ہم جو خوارج کی تکفیر نہیں کرتے تو اس سبب کہ ان کا  
قال اور استہلال تاویل سے ہو اگرچہ یہ تاویل اہل حدیث سے بخلاف مستحق تاویل کے کہ اسکی تکفیر صریح ہے چنانچہ کتاب الصلوٰۃ کے اندر باب الامامۃ میں مذکور  
ہو چکا کہ الامام یصلیٰ علیہ وسلم کما یأمر بہ بالما یبغی من الاشراف والاعیان دکان یفقد حلقہ فی رعیتہ خوفاً من تہدی وجہ و نہ اور امام ہوجا یا امام  
دوسری شہر اور رئیسوں کے بیت کرے اور اس کے حکم جاری ہو جائے اسکی رعیت میں اس کے خائب ہو اور وہ سب سے ہم امت ثابت ہوتی ہے اہل حدیث اور عقیدہ  
بیت سے باخلاف سابق کے اختلاف سے اور امت میں صلیٰ علیہ وسلم کی بیت کی یا بعد معین کی بیت شرط نہیں بلکہ جامعہ علما یا جامعہ اہل رائی اور تہذیب کی بیت کا  
اور کذا فی المطاہی من السائرہ و ترحا فان باعہ الناس الامام ولم یفقد حکمہ فہم لہجۃ عن قہرہ لا یصلیٰ علیہ اما کما سوا لوگوں نے ایک امام بیت کی اور اسکا  
حکم نافذ نہ ہوا ان میں سے ایک عاجز ہر ایک کے اور صاحب نبیہ و نوہ امام ہونے کا قضاہ اصرار امامت لکھا کہ لا یقول ان کان لہ قہر وہ خلیفہ لہ و ہ بالفقر فلا یفقد  
والا یقول بہ لانہ متفقہ کسانہ وقامۃ فی کتبہ کلام ہر جب کہ ایک شخص شہر و وطن مذکورہ امام ہو اور اسکی علم شرع کیا تو معزول کرنے سے معزول ہو گیا  
اگر اس کے وسط قوت اور غلبہ نہ ہو ہو سکتا کہ وہ سبب قہر اور شریک کی پر سلطان ہو جائیگا تو معزول کرنا مفید نہ ہو گا اور اگر اسکی واسطے قوت حاصل نہیں ہو  
مستطیع ظلم اور ستم کے معزول کرنے سے معزول ہو گا اس واسطے کہ وہ مفید ہے اور بخت امت کا ہر ایمان کتب کلام میں ہو گا ذائقہ جماعہ مسلمین عن طاعتہ  
او طاعۃ نائبہ الذی الناس فی امان در و علیہ اعلیٰ بلایۃ دہام الیہ ای الی طاعتہ و کشف شکبہ ہتم استحبنا ہر جب جماعت مسلمین امام کی  
الذائقہ خروج کیا یا اس کے اور نائب کی طاعت خردیم کی جسکے سبب لوگ امان میں ہیں کہ انکی اور مسلمین مذکورین غائب ہو گئے ایک شہر پر تو امام انکو اپنی  
طاعت کے طرف بلادی اور انکو شیعہ کو مل کر یا ہر سبب کے نہ باہر وجہ کے فان خیر و اخصین حل لنا فانہم بد آحتی تغرب جمعہم اذ حکم بد و علی  
ذلیلہ دہم الاحیاء والاضیاء سوا ہر ایک ایک مکان پر اور اس میں جمع ہو کر نہ حلال ہو گیا ہو قال باو کا سب سے پہلے بیان کیے او کی جماعت پر نشان ہو  
ہر ایک حکم قال کا ہر تاویل کی دلیل پر اور وہ عبارت ہے جماعہ اور امتناع سے معنی ظاہر الجماعہ اور امتناع او کا ارادہ قتال کی دلیل ہے لہذا او کا قتال حلال  
اگر وہ قتال کی ابتدا نہ کریں ہر قتال کو خواہ زیادہ ہمارے اہل بیت پر ہو اور ہر مذہب بخاری اور قدوری نے نقل کیا کہ قتال شروع کرنا ہر تاویل و فقہاء  
شروع نہ کریں ای ہر دین عامہ الامام انک انما یؤمر من علیہ بالجماعۃ لان طاعۃ الامام فیما یبغی منہ فکیف یأمر بہ بدایہ و تہذیب

مستطیع





انگور اور جس کڑی سے باجوئے ہیں اس کی بیج کردہ تریبی سے کہ لے لہر فی الفیض یفقدونہم لولا ان لا ولی کتاب فیہ ہوا فیضنا  
کتاباً فان جملوا نہ فہو بشہادۃ عدلین نقد والا لا اور فتح القدر میں کہ باغیوں کے فاشے کا حکم نافذ ہو بشرطیکہ وہ عادل ہوں باغی اور اگر باغی ہوں تو اس کا  
حکم نافذ نہ ہوگا اور اگر باغیوں کے فاشے نے ہماری قاضی کی طرف خط بھیجا ہو کہ اس کو اس کے دو عادلوں کی گواہی سے حکم کیا ہو تو وہ حکم نافذ ہوگا اور نہیں نہیں  
ہم علی عدم نافذ نہ کر قاضی باغی وہ ہے کہ قضاۃ قاضی جیسے جہدین کی رہی کے مخالف ہو ہوسلے کہ حکم قاضی کا جہدات میں نافذ ہو اگرچہ قاضی عادل کی راہی کے  
مخالف ہو تو اطلاق شراح کا صیغہ نہیں کہ انی اطلاق عن الفیض واند سہماہ علم استغفر اللہ فیہم **کتاب القیظ** یہ کتاب جو قیظ کو حکام میں عقوبہ  
معم القیظۃ بالکجا کو تعرضتہ ما لغوات المنصہ المال و قد تم القیظۃ لتعلقہ بالنفس و ہی مقدمہ علی اتمال نصف کتاب القیظ کہ کتاب القیظ کے  
سہ ماہہ کتاب الجہاد کے پھر لایا ہوا اسلے کہ جان اور مال دونوں معرض ہلاک میں ہیں جیسا کہ جہاد میں نہیں اور اصول مرض تلف میں ہیں اور مقدم کیا کتاب القیظ  
بسیب اس کے متعلق ہونے کے جان سے اور حالانکہ جان مقدم ہو مال پر ہوا لہذا ما یلقظ ففعل یعنی مفعول لہ تفرغ علی الولایۃ لکن فی ذہب اعتبار اتمال  
قیظ لغت میں وہ جو زمین سے اور نہایا جادی فعل یعنی مجھے مفعول ہو ہوا اس کا استعمال غالب کیا دلہ مطرہ پر باعتبار انجام کے یعنی جو راہ کا پینکا اور دلا گیا  
آخر اس کو کسی اور نہایا گیا ہو اسلے کہ قیظ کا دشمن کا ہم علی مولیٰ طرح اھلکہ خوفا من العیلة اور ارا من قیلة الرقیۃ اور شرمین قیظہ اسلے کہ  
اس بچو کا نام ہے جس کے لوگوں کو اس کو پینکا یا جی کے خوف سے یا بہت زنا سے بچنے کے واسطے مضیعہ آخر وقت پر فائدہ ہوگا اس کا تاج کرنا یعنی جو  
اس کو نہاد ہوا ہو وہ گنہگار ہو اور اور نہایا لیسہ والا فادہ یا ب معنی ثواب یا د گیا التقاطہ فرض کفایۃ ان علی علی ظنی حلالہ لولم یفقدہ و لولم یفقدہ  
بہ غیرۃ ففرض عین و منکھ دویۃ یعنی یقیم فی بدیعہ یعنی قیظ کا اور نہایا فرض کیا ہے اگر قیظ کر گمان غائب ہو اس کی ہلاک کا اگر وہ کو نہاد ہوا ہو اور اگر  
قیظ کر کوئی نہ جانا ہو سو اس کے تو اوتھ میں اور نہایا فرض میں ہے اور اس کو ماتہ ہو اندھ کو کوئین میں گرتے دیکھنا کہ انی نہیں ولا فسد وہ کما فیہ  
میں تشفقہ والا شہاد اور اگر اس کی ہلاک کا خوف ہو تو اور نہایا لیسہ کا سنو ہے اس کو کہ میں شفقنا اور بیٹا جو جان کا ہم شفقنا لعل ہر فصل اھل  
اور ایک جان کا جانا سبب دیوں کے بدلے کے برابر جو حق تعالیٰ نے فرمایا ان احباہا کما تمنا ابھی الناس یحبون انی الزلی و ہی مسئلہ شہادۃ القیظ  
رقیہ علی خصم و هو القیظ کسبئی یلہ اور قیظ از او سلمان ہو اور الاسلام کی محبت سے اگر اس کی رفیت کی محبت سے خصم پر او خصم پر ان قیظہ ہر سبب  
ہو تو اس کے ہاتھ کے ہم بدیع دخل ہے کہ میں بدین خصم کے محبت نہیں اور نہایا صم یہاں کوئی نہیں شریح جابد باکہ خاصہ قیظہ ہر سبب کہ اس کو کہیں میں شفیق  
یہ کے احق ہو تو اس کا صرف بدین میں زائل ہوگا اور محبت سے یہاں میں مراد جو نہافر کہ انی لعلہ و ما یحتاج الیہ من نفقۃ و کسوی و شکی  
و دوا و دھوا و از وجہ السلطان فی بیت المال ان کوھن علی التقاطہ اور جس چیز کی قیظ کو پہنچے ہو خرک اور پوشاک اور مکان و شکر  
اور در اور جسے جب کہ سلطان کا تاج کر دی وہ بیت المال میں ہو بشرطیکہ قیظ اس کا اور نہایا لیسہ کا اہی ہو محبت کر و ملک کان لہ مال و قریۃ فی الہ  
او علی قریبہ اور اگر قیظ کا مال ہو یا اس کی کہیں قریب ثابت ہو تو جمع فرویات مذکورہ اس کے مال میں یا اس کی ذیبت و لون پر میں دلالتہ و قریۃ فی  
بیت المال کجانیۃ لان القیم بالغنم و ارارث القیظ کی اگرچہ بیت ہو بیت المال میں جیسا کہ بیت بیت المال میں متعلق ہو ہو سکتا ہے نہایت فائدہ  
ہم تو اگر قیظ محکم نہیں یا لایا تو اس میں محکم ہو بیت لیسہ بیت المال میں اخل ہوگی اور اگر قیظ کو کوئی عداوت کر و تو سلطان کو اختیار ہو چاہی قاتل کو قتل کر و چاہی  
دین پر صلح کرے لیکن سلطان میں نہیں کر سکتا کہ انی الفیض اور اگر قیظ سے جنایت صادر ہوگی تو اس کی دین بیت المال سے دیا ہوگی و لیسہ کا لیسہ اخذ  
منہ قتل و اھل الامان لعلہ اخذ بالولایۃ العامۃ فی الفیض لا داف المصنف تبعاً للجم و حرافی المنہو لکن لا یمنی لعلہ الا یوجب اور کسی  
جائز نہیں لیسہ قیظ کا مقتضی زبردستی اور سلطان محکم کراد سکا لے لیسہ سبب محبت مائیکہ جائز ہو یا نہیں فہم القدر میں کہا کہ جائز نہیں اور ثابت کہا ہے  
قول کو مصنف اپنی شرح میں اتباع صاحبی ہو اور تحریر کی ہو فی الفیض میں کہ ان سلطان کو لیسہ زبردستی جائز ہو لیکن اس کو لیسہ لائق نہیں مگر سبب صاحب  
یہ کہ قیظ ہر قیظ لائق ہو فلی اخذ لعلہ خاصہ الاول و الذیہ الا اذا قدہ باختیارہ لانه ابطال حقہ ہو اگر قیظ کو کسی شخص سے زبردستی

اس میں سے زبردستی جان کر اس سے نہایت کڑی ہے

الباور حضرت کی اوسر لفظ اول سے نواد سیکو مرد یا جاوگا کر اوسر نہ میرا جاوگا جب کا اوسر دوسر کو اپنی خوشی سے دباو ہر اسے کا اوسر  
پناح آپ بطل کر یا دھند ادا اللہ لفظ نون بعد از شتر تحت کما لوالو جحد لا مسلم کا تو قلنا رعا فی بیہ المسلم لانہ انعم للبیطخا  
اولا اسقوا ما لکرا فی قیہ القاصی میر جتا اور یہ یعنی لفظ سو برہنی نہ لینا اس موت میں جو کہ لفظ ایک ہی ہوا اگر لفظ متعدد ہوں اور ایک ہج  
ر کہتا ہو چنانچہ اگر لفظ ایک مسلم اور ایک نے پایا ہر دونوں نے جگر داکا نو لفظ مسلم ہی کو دایا جاوگا ہر اسے کہ مسلم کے پہلے لفظ کو نافع ہو کہ وہ ہی  
مسلمان ہو گا کہ نہ لے لیا اور اگر دونوں لفظ برابر ہوں اسلام غیر میں تو اوسر میں ناضی کی تجویز کو دخل ہے کہ ان فی البیضا و یثبت نسبہ من داخل  
بجہر مدھو اولی و ثانی لفظ استخسا نا کو جگا الا کلبا کلبہ متخا یہ اور اگر دو لفظ نے پایا اور ایک نے اس کے شیکا ہو گیا یا تو اس کا نسب ایک لفظ کو  
ثابت ہو گیا ہو و اس کے دعویٰ کیسے بدلیل اسحسان بشرطیکہ لفظ زندہ ہوا اگر زندہ ہو گا تو نسب دعویٰ سے ثابت ہو گا و نہ لایا ہی کے کہ ان فی البیضا  
ہم و میر اسحسان کی سبب ہو کہ اقرار نسب میر کے واسطے ہوا درخ لفظ کا ابطال نمنا واقع ہوا بغیر ذرت ثبوت نسب اور بہت چیز میں نمنا ثابت ہو جاتی ہیں  
نقصہ نکذا فی الحموی وین استخسا نا کو لدا امة مشترکہ اور نسب لفظ کا ثابت ہوا ہو و بربر شخص کے دعویٰ سے کسی مشترک کو نہ دی کہ اگر  
نسب ثابت ہوا ہو و شریکوں کو بشرط دعویٰ ہم و شخص برابر وہ جن میں کوئی مرتب نہیں تو لفظ کا دعویٰ خارج ہو گا و عبادۃ المنیۃ اذ عا  
اکثر من اثنتین فی الامام نہ یثبت الی خمسة ظاہر فی عدم قبول دعویٰ الراشد ولا یشترط اتحاد الامم فکل فی القحسنا کی من  
النظم ما یقید ثبوت من اکثر فیہ اور عبارت منہ کی ہے کہ لفظ کے نسب کا دوسر زیادہ خصوص دعویٰ کیا تو امام غلام روایت ہو کہ نسب  
ہو گا پانچ شریک ظاہر اس عبارت کا دلالت کرتا ہے کہ پانچ سو زیادہ کا دعویٰ مقبول ہوا در شرط نہیں اتحاد مانکا دعویٰ مذکور میں کہ ان فی البیضا لیکن نسبت  
میں نظم سو وہ عباد مقبول ہو جو مفید ثبوت نسب پانچ سو زیادہ میں ہی تو اسکی تحریر اور تفسیر کرنا چاہیے ہم کہتے ہیں نقابہ ہو مقبول ہے کہ البوصیفہ کے  
نزدیک و دوسر اکثر میں نسبت ثابت ہوا ہو طحاوی نے کہا کہ عبارت منہ اس طرح کی صریح ہو کہ موت نسب کی پانچ شخص تک نہیں ہو اور قہستانی کی عبارت  
غیر صریح اور اثنی عشر ہوا کہ صریح ہو نہ غیر صریح ہوا اذ عا و احد لا ذات زوج فان صلحا زاد وجہا اذ شہدت لها القابلۃ اذ قامت ثبوتہ و  
لو جحد ادر اثین علی الوکادۃ محقق دعویٰ ہا الا کما فیہ من تحمیل النسب علی الذی اور اگر لفظ کے نسب ایک عورت شوہر والی سے دعویٰ کیا ہو  
شوہر نے اسکی تصدیق کی یا دایم جہا ہی نے اسکی گواہی دی یا نہ قائم ہوئی و لاوت پر اگرچہ گواہ ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تو عورت کا دعویٰ جہم ہے  
اور اگر اسبائیں منی زوج وغیرہ نے اسکی تصدیق کی تو دعویٰ نسب صحیح نہیں اس واسطے کہ اس دعویٰ میں شخص غیر پر نسب ثابت کرنا ہی یعنی زوج پر دلالت  
میں لھا زوج فلا یثبت شہادۃ و جلیں اور اگر عورت مدعیہ کا شوہر فوت ہو و ور کی گواہی ضروری ثبوت نسب میں دلالت عا امران فان اقامت لحدھا  
ظہیۃ فی الدلی بہ دلالت اقامتہا جمیعاً فیہا کلا لھا اکل من الخانیۃ اور اگر لفظ کا دعویٰ عورت نے دعویٰ کیا اور ایک نے گواہ قائم کی تو دوسری  
سائے لائق تحریر اور اگر دونوں عورتوں نے گواہ قائم کیے تو وہ دونوں کا بیٹا ہو مملکت صاحب کے کہ ان کے نزدیک و کسب کا بیٹا نہیں یہ سبب ان کو  
خانیہ و مقول میں دین اذ عا کما رجاء و وصف احدھا علامۃ بلای جسدہ لا یولیہ و اذ ان فی القاصی اذ ان فی القاصی اذ ان فی القاصی اذ ان فی القاصی  
بشرط یوسف و اسلوا و میں ان اذ عا فان استقامت فیہا اور اگر لفظ کے نسب کا دعویٰ کیا اور ایک نے اوسر میں کوئی نشانی بیان کی ہے  
کو سکو بران میں نہ پڑی جن کی باجور نہ ہو اور کاشان حوافر پڑا تو خوشی خوشی زیادہ تر حدیثی بشرطیکہ کوئی دوسر نہ ہو یا عارض اسکی ہو چنانچہ دوسر شخص  
گواہ یا مملکت اناد ہو گیا ہو سبقت قبض مہلان ہوا ہو اسکی اتنی عمر ہو کہ اس کے والد کا ہر س کے بشرطیکہ دونوں مدعیوں نے ساری عمر مذکور کی ہو سو اگر شہادہ واقع  
تو لفظ دونوں میں مشترک ہو گا کہ اگر ایک شخص کا بیٹا لیکن موافق ہوا اور دوسر نے ثبوت نسب گواہ گواہی کے یا کہ دوسرا زادی اور صاحب غلام ہو کہ ہوا اور  
مستحقان ہر دونوں صورتوں میں حالت کا کہ ہوا ہو گا و لو اذ ان فی احدھا ائہ ائہ و الا سرائہ ائہ ائہ و الا سرائہ ائہ ائہ و الا سرائہ ائہ ائہ و الا سرائہ ائہ ائہ  
انک کہ دعویٰ کہ لفظ اسکا بیٹا ہو اور دوسر نے کہا کہ وہ کسی بی بی پر اسکا جو دیکھا تو تفسیر سے سارا دوسر شخص سے تروہ و نو کو دایا جاوگا سبب عدم جہم

اور اگر خشتی شکل زمین نوادہ کو دایا جا گیا جو دعویٰ کرے کہ وہ برابر یا بری یعنی بشرط توافق و الا وہ سکر کہ دایا جا گیا ہو سکر کہ جب علامت توافق واقع ہوگی  
تو حکم ہوگا کافی الظہیر یہ مقدمہ شکی کیا ہوں کہنا مناسبت والا ظہر دانی کہ انی العبادی و قوتہ ہند مسلمہ ذمیان ولان فی مسلمان قضی بہ المسلم  
تاکا رجا نیہ اور اگر کوئی مسلمان کی دوز میوں اور ذمی کے واسطے مسلمان سے تو قیظ مسلمان ہی کو دایا جا گا کہ انی التا رجا نیہ ہو سکر کہ ذمی  
کو ایمان صحت میں برابر ہیں لیکن مسلم کو بسبب الہم کے ترجیح ہوئی و ثبت نسبہ من ذمی لکن ہو مسلم استحقاقا فذرع من یدہ قبل عقل الادیان  
ما لم یدھن یسلمین انہ آبنہ فیکون کافرا نھذا اور ثابت ہو گا نسب لعیظ کا ذمی سے بسبب دعویٰ نسب کے لیکن قیظ مسلمان ہی دلیل سہان تو ذمی کے  
بابتہ سچ ہیں لیا جا گیا تعقل ادیان سہیل واد فیکہ ذمی و مسلمانوں کی گواہی سہ ثابت نہ کرے کہ وہ اسکا بیٹا ہے پر جب یہ ثابت کر گیا تو اب لعیظ کا ذمی ہو گا  
کہ انی الظہر و جب سہان کی جگہ کہ دعویٰ ذمی متضمن نسب ہو اور سہین لعیظ کا فائدہ ہو باعتبار برورش کے اور ذمی اسلام میں اسکا ضرر ہو اور ثبوت  
نسب کا ذمی و لک کا کا ضرر و ضرر نہیں ہو واسطے کہ کا ذمی کا بیٹا مسلمان ہو جاتا ہے اپنی ماں کے مسلمان ہو جاتا ہے تو دعویٰ ذمی کی تصحیح ہوئی لعیظ  
شفعت میں نہ اسکی منفرت میں کہ انی لعیظ و عن الحموی ان لم یکن ای یوجد فی مکان اهل الذمۃ کفر بہم اذ یجوز و کینسبہ لعیظ نہ کو سہم  
بشرطیکہ الی ذہب کے مکان میں بنا لیا گیا مرجحہ ذمیوں کا ذمی میں یا نفعی کے عبادتخانہ یا سود کی پرستش گاہ میں و المسلمۃ رب لعیظہ لانہا لعیظہ  
مسلم فی مکانہا نسلم و کافری مکانہم نکافرا و کافری مکانہا و حکسہ قطا کھار و ایتہ اعتبارا لکان لسیظہ اختیارا و سہیل کو باوجود  
محل ہے ہو واسطے کہ یا قیظ کو سہم یا سہار میں مکان یعنی الہی اسلام کی آبادی میں تو سہم ہو یا کافرنے یا کافرنے کی آبادی میں تو کافرنے یا کافرنے یا کافرنے  
مکان میں سہم نے یا کافرون کے مکان میں تو ظاہر الروایہ میں مکان کا اعتبار ہی بسبب این ہونے مکان کے کہ انی الاضیاء شرع الخیار یعنی مکان مقدم ہو اور سہیل  
کہ لعیظ کا مکان میں ہونا متحقق ہے قبل وضع ذہب کے اور نسبت ترجیح کی سہا تک ہو کہ انی الفتح و ثبت نسبہ من عکید و ہو حروان ادعی انہ آبنہ من  
دوجہ الامۃ عند محمد و کلام الزیلعی ظاہر ہے اختصارا و ثابت ہوا ہی نسب لعیظ کا غلام ہو بسبب دعویٰ نسب کے اور حال نہ لعیظ آزاد ہو اگر وہ غلام ہو کر  
کیا ہو کہ لعیظ اسکا بیٹا ہو اسکی ادنیٰ دہیسی جو لونڈی ہے ہو سکر کہ مملوک کی کا ولد کا ہو آزاد ہو جاتا ہے قبل انفصال اور بعد انفصال کے ہو سکر عتاق کی بہر  
محمد کا جو از زلیحی کلام اس قول کے ختم کرنے میں ظاہر ہے و لو اذعاه حران احدھا انہ آبنہ من ہذا لحرۃ و الاخر من الامۃ فان ذی یدعیہ من  
الحرۃ اولی لثبوتہ من الجائزین ذلیلی اور اگر لعیظ کو نسب دعویٰ کیا در آزاد و تن ایک نہ کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اس آزاد عورت سے اور وہ سکر نہ کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے  
اس لونڈی سے تو جو شخص دعویٰ کرے کہ اسکی حرۃ و مقدمہ و بسبب ثابت ہو سکے و جانب ہو کہ انی الزیلعی یعنی اثبات کام نسب و جانب سے مقدم ہے ایک جانب سے  
وان و جیدعہ مال فقولہ حملہ لظاہر و لو فو قہ او لحنہ ا و آبنہ ہو علیہا لاما کان یقینہ اور اگر لعیظ کے ساتھ مال پالیا تو اسکیا ہو ظاہر ہو کر  
سوی یعنی ظہر مال و ثبات کرنا ہی کہ جس لعیظ کو ذالا نوادہ کے مشر کو سہ مال ہی رکھد اگر سہ مال لعیظ کے اوپر ہو یا بیوی یا کہ مال جائز ہو جس لعیظ سے نہ وہ مال  
جو اس کے قریب ہو فیہ قہ الواحد و غیرہ الیہ یا مرقا فی ظاہر الروایہ لآنہ مال خدام نوادہ کو پانوالا یا غیر اسکا لعیظ کی طرف ہو  
قاضی کے حکم سے ظاہر الروایہ میں ہو سکر کہ وہ مال ضائع ہو یعنی اسکا کوئی محافظ مالک نہیں تو ایسے مال میں ایسے مشر کی طرف قاضی کو اختیار ہو کہ انی الفتح و  
تو قریب قاضی دلاوہ للملقظ قہ ظہریہ لآنہ قضائہ فی فصل مجتہد فیہ نعوذہ بعد بلوغہ ان یوالی من شاء عالم یقبل عنہ بیت المال خانیہ  
اور اگر قاضی نے لعیظ کی دلا لعیظ کو واسطے مقرر کی ترجیح ہو کہ انی الظہیر یہ ہو سکر کہ فصل مجتہد فیہ میں قضا ہی یعنی بعضی علما کا یہ نہ ہے کہ منقطع متق کرنا نہ ہے  
کہ انی ہو ان لعیظ کو جائز ہو کہ سہیل یا بالغ ہو جس کے بعد موالا ہو جس کی جگہ بیت المال سے اسکی جانب سے ویت نہ دیکھی ہو کہ انی الخانیہ یعنی اگر ویت بیت  
ذمی گئی ہوگی تو لعیظ کو موالا کا اختیار نہیں ہو گا و سکال مال اسکی موت کے بعد بیت المال میں نخل ہو گا لان الخراج بالضمان و یدفعہ فی حوزہ و لعیظ لعیظ کو  
سہر کر و متنا سیکہ میں کہ مجتہد یا جیسے ہر الفائن میں ہوں مناسبت کہنا کہ اسکو علم سکھاد اور اگر اس میں قابلیت ہم کی ہو تو شیعہ کہا ہو و یقبض ہبت و صدق قہ  
اور سہیل و غیرت پر ملحق متنبہ ہو یعنی اگر لعیظ کو کوئی شخص کوئی چیز بطور ہدیہ یا خیرات دے تو اسکو وہ ملحق ہو کہ و لیس کہ مستثنیہ فلن یصل فہلک حقہ و کوام الخ



آنکه لفظ کتب ذخیره اور جائز نہیں لفظ کو تفسیر کرنا لفظ کا ہر اگر اس میں یہ کیا سو وہ ہلاک ہو گیا تو لفظ پر ضمان لازم ہو گا اور اگر ختم کرنے والوں کو  
 جا کر وہ لفظ جو ضمان میں ہو گا کذا فی الذخیرہ ولہ نقلہ حینئذ شاء و بقی منقہ من مصر الی قریۃ فیہا اور لفظ کو جائز ہو اور کیا ایسا جاننا چاہیے  
 اور لفظ جو اس کا رد کرنا شہر کے بجائے سو گاؤں کی طرف کذا فی البحر ہو اسلئے کہ گاؤں میں اور کسی کو بجز جائی و لا یفید للفظ علیہ کما جہ و ہم و کذا اچار  
 فی الامم لان الولاية علیہ فی مالہ و نفسہ للسلطان بحديث السلطان ولی من لا ولی لہ اور لفظ پر نکاح اور بیع لفظ کی نافذ نہیں اور اس طرح  
 اس کا اجارہ نافذ نہیں بل اس میں ہو سکتا ہے کہ لفظ پر حکومت اس کے مال اور جان میں سلطان کے واسطے ہے بسبب اس حدیث کہ کہ بادشاہ اور سکا ولی ہے  
 جس کا کوئی ولی نہیں **فروغ** مسائل فقہ شائع کے نو باعہ او کفل او دبر او کاتب او اعتق او وحب او تصدق و مسلم ثم اقراۃ عبد لریک یسجد  
 فی ابطال شی من ذلک لانه متهم و تمامہ فی الخانیہ اگر لفظ نے بعد کچھ بیج کی یا نہایت کی یا پھر ظلم کہد بر کیا یا کتاب کیا یا بازو کیا یا سہ کیا یا صدق  
 دیا اور قبضہ کر دیا یا ہزار کیا کہ وہ شخص زید کا غلام ہو تو اس کی تصدیق کیجی گی نفقات مذکور کے ابطال میں اسلئے کہ وہ اس قرار میں متهم ہے اور یوں رہا  
 اس کا فایز میں و جموں کا نسب لفظ اور شخص جموں نسب لفظ کے مانند ہو طلاء چنے کہ بظاہر اطلاق اس پر لالت کرتا ہو کہ لفظ کے جسم کا جموں نسب  
 میں جاری ہیں **کتاب القیظ** لفظ کے کلام میں ہی بالقیظ و تسلیح اکرم و ضمیر اللیل الملقط حیو لفظ  
 بضم لام و فتح قاف ہو اور کون قاف ہو جائز ہو یہ ہم مال لفظ کے واسطے موضوع ہے کہ کذا فی شرح الیسی و ستر قاما یو جہد ضا یعاب کمال اور صطلح شریعہ  
 لفظ وہ مال جو ضمان یا اجارہ یعنی ان غیر محفوظ جس کا مال معلوم نہ ہو فی الثاۃ خانۃ تخرج عن المضمرات مال یو جہد لا یعرف مالکہ و لیکن بمسک  
 کمال لفظ اور ثاۃ خانۃ میں مضمرات سے تفسیر لفظ یون ہو کہ جو مال یا اجارہ اور اس کا مال معلوم نہ ہو اور وہ صلیح نہ ہو جی کے مال کہ مانند فی الخیظ و فتح  
 ضا یو لفظ علی الفیظ و التملیک اور محیط میں کہ لفظ عبارت ہو چیز ضائع کے اور شاید فی حفاظت کی واسطے غیر محفوظ نہ ہو لفظ کے ہم لفظ شی منقہ ہو نہ ہو  
 بہان رنہ بمنزہ منقہ ہو واعد بہتر تیسہ کہ تیس کے مقام پر تھکتا کذا فی الطحاری و هذا یقینا علی مالکہ کالوا قیم من الشکران و دنیہ انہ امانہ لا لفظ  
 لانه لا یعرف بل یقینہ مالکہ اور یہ تعریف محیط کی اور مال کو بھی مال ہو جس کا مال معلوم نہ ہو چنانچہ کہ فی خبر سبک اور اس قسم میں یہ نکل ہو کہ مست کی گری خبر  
 امانت ہو لفظ نہیں ہو سکتا کہ وہ چھوڑا ہی نہیں جاتی بل اس کے مال کو بھی کئی مذہب فقہ مالک لکھا ان آمین علی نفسہ تعویضا کالافا لک اولی اذنت  
 خبر کا وہ مال مالک کے مال کی وہ لفظ نہیں ہے لفظ کا وہ مال کی تعریف کر لیا اور اگر عہد نہ ہو یعنی شکائع ہو تعریف اور عدم تعریف میں تو اس پر  
 ترک خبر ہو فی البدلہ وان اخذ ہا لنفسہ ثم کذا کا لفظ صلب اور برائے عین اور اگر لفظ کو اپنی واسطے لگا تو حرام ہو اسلئے کہ وہ غصب کے برابر ہو  
 وجہ فی فرض لغہ و غیرہ عند حق و صیغہ کما کان مال المسلم حرمۃ کمال نفسہ فلو ترکھا حق ضاعہ آثم و ہل یضمن ظاہر کلام الذوق لا  
 ظاہر کلام المصنف لغو فی الصیغہ یا جہاد یا علی منطۃ انسان فلم یمنعہ حق اکل ذال فی البدایہ العظیمہ انہ یضمن کتبھی اور جب کما اٹھانا  
 یعنی فرض ہو کذا فی الفیظ و غیرہ اسکی ضائع ہو گیا خون کیوت خیا کتا بالقیظ من مذکور ہو چکا ہو سکتا ہے مال کی واسطے حشر ہو چھبہ ہو کسی جائی حشر ہو سکتا ہو سکتا ہو  
 نہان تک وہ مال ضائع ہو گیا تو وہ گنہگار ہو گا اور کیا اس پر ضمان لازم آوے گا یا نہیں ظاہر کلام شریعہ کہ ضمان نہیں اور ظاہر کلام مصنف کا اسکی شریعہ میں ہے کہ  
 او پر ضمان ہو ہو سکتا ہے کہ یہ نہیں ہو کہ ایک گدہ انسانی کی گھون کہتا ہو سو اس کی اسکو نہ روکایا شک کہ وہ کہا گیا ابدان میں کہا قول صحیح یہ ہو کہ وہ ضمان ہو گا  
 اس پر مقدمہ نہ الفائق کا قول ہو یعنی عدم ضمان چنانچہ فتح تقدیر کی آمیزہ رد ہتی ہو یہی اور سکہ حارین اعلان مشاہدہ و تحقیق ہو بخلاف ترک لفظ کہ ضمان نہ  
 فرمشاہدہ اور تحقیق سے ہو سکتا ہو مکن ہو کہ لفظ اس شخص کے ہاتھ میں آوے جو اس سے زیادہ سزا میں کذا فی الطحاری و فی الفیظ و غیرہ لفظ قادم و دھا الی کما  
 یضمن فی ظاہر ارادۃ انہم تقدیر و غیر میں ہو کہ اگر لفظ اوٹھا یا ہر وہ کہد یا تو ضمان کا ظاہر ارادۃ میں ہو اور مقابل ظاہر ارادۃ کو قول الضمان و غیرہ  
 الفاظ صحتی حکم لفظ و مدہوش و معنوی و مسکران لعدم الحفظ عنہم اور صحیح ہو لفظ اوٹھا یا صغیر اور غلام کا مجنون اور مدہوش اور غافل اور سہ  
 بستیہ حفاظت کے اور ہم جب غیر اور غلام لفظ اوٹھا یا تو تعریف دی اور موملے پر لازم ہوگی کذا فی الطحاری فان اسجد علیہ بانہ اخذ لید

کتاب القیظ

حل دہ و یکفہ ان یقول من معقودہ بشئ لقطۃ قد لولا علی مسوگر او من لقطۃ لیر شاد کیا سہرح کہ او سنی لقطۃ لیا یی تاو سکو سہرح او سکے  
مالک اور شہ کر نیسے واسطے اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ جسکو ہم سنو کہ لقطۃ تلاش کرنا ہے تو او سکو میں سے بائیں ہی سجیو و عرف ای ناڈی علیہا کھیت و جدھا  
وفی الجہام اور تعریف کرنا یعنی او سپر کار تارہا جہان او سکو پایا اور مجامع ماس میں یعنی مساجد کے ابواب اور بازاروں میں اور بستوں میں یوں کارنا  
را کہ میں کی جیہ پایا ہی میں او سکے مالک کو نہیں جانتا تو او سکے مالک سے یاس آوی اور او سکے لیا تادی کہ انی المسج اور اگر اس کی تعریف ہی عاجز ہو تو دوسرے  
شخص کو دیکر کہ وہ تعریف کرے کہ انی التارخانیہ الی ان علم ان صاحبہا لایطہا اداھا انفسہ ان بقیت کالاطیحة والجاریمان تک کار تارہی کہ معلوم  
ہو جائی کہ او سکا مالک اب تلاش کرنا ہو گا یا یہاں تک لقطۃ مرعایا اگر تاتی رکھا جائی جسے کہانے کی قیمتہ خیرین یا سہل ہم علم سے مراد ظن غالب ہی معلوم کیا  
ہی قول مستفہ بہ ہو کہ انی مضمرات از ظاہر الروایۃ میں ایک سال کی تعریف ہی مطلقہ کہ انی لیسو طیر تقدیر سال میں اقوال میں کہ ہر جمعہ میں یا ہر مینو یا ہر شنبہ میں  
تعمیر کرے اور تلاش کی تیسرے معلوم ہو اگر جو جز لائق طلب ہو جسے کیجور کی افتادہ گھنڈیاں یا انار کے چمکے تو او سنی فائدہ لینا بلا تعریف جائز ہی لیکن مالک کی  
مالک او سنی زائل نہیں ہوتی ہواسطے کہ ملک مجبول ہویم نہیں گریب پسکی کیوقت نوم متعین ہو گیا ہو اور شہادی وہ مالک ہی اور ہی حکم ہے لقطۃ سناں  
کہانہ قیمتہ گذرانی اطفا دی کا کثا امانۃ لیر تضمین بلا تحویل بشرط شہاد اور تعریف مذکور کے لقطۃ منقطع کے ہائے میں امانت ہو گا یعنی بالاعتدای لائق ضمان نہیں  
خالی لم یثبتہ مع التکلیف منہ او لم یغیر فاضل من ان اکثر رجھا اخذہ للذی وقیل لکنا فی قولہ جینہ وہ یأخذ حادی و اقوالہ المصنف وغیرہ  
سو اگر منقطع نہ کیسکو گواہ کیا باوجود اسکے تاو رہے کہ یاو سنی تعریف کی تو فاضل من ہو گا اور او سکا مالک کار کرنا ہو سپر و نی کی نیت ہی لینے کو اور قبول کیا ہو  
ابو یوسف نے قول منقطع کا او سکی قسم ساتھ اور سنی کہ ہم لیتے ہیں یعنی ہی معنی ہی کہ انی الحادی اور ثبات رکھا ہو مصنف وغیرہ نے ہم قول صحیح میں محمد  
ہی ابو یوسف کے ساتھ میں گذرانی الینا ہم تو بائیں ہیں کہ قول برہنہ ہو و لوی من الحکم او غلبۃ او کثیر کا فلا فرق بین مکان مکان و لقطۃ و لقطۃ  
اگرچہ لقطۃ حرم کا ہو یا کم یا زیادہ ہو تو کچھ فرق نہیں درمیان ایک مکان کے جسے مکان ہی اور ایک لقطۃ کے دوسرے لقطۃ ہے ہم لقطۃ حل اور حرم کی تعریف میں  
کچھ فرق نہیں امام عظم اور مالک و شافعی اور احمد کے ایک قول میں اور دوسرا قول امام شافعی کا یہ ہے کہ ہمیشہ تعریف کرنا ہی یہاں تک کہ مالک دسکا پیدا ہو سکا  
کہ تعریف میں ہر روایت ابو ہریرہ شہ فرغ میں اور ہی کہ لایطہا سنا طہا الا انیش یعنی حلال نہیں لقطۃ کہ کا کہ سرف کے واسطے اور سہن تعریف کی فید نہیں  
تو وہ ثابت ہوا او سکا جواب ہے کہ سنا حدیث کا یہ ہے کہ لایطہا حلال نہیں مگر معروف کو اور اپنے واسطے لینا حلال نہیں اور تعریف کے واسطے رفع میں ہم  
ہو کہ کوئی زمان کی تعریف کو سنا طہا سنا سبب اظہار او چیز مسافروں کی ہے جو متفرق ہو گئے تو اب تعریف ہی کیا فائدہ کہ لقطۃ الفتح اور سبب لقطۃ لیل  
اور کثیرہ کی تعریف میں کچھ فرق نہیں قول معتد میں اور غیر متہ یہ قول ہے کہ او دوسروں میں یا زیادہ کی سال ہی تعریف جائز اور دس دوسرے زیادہ کی دوسو تک ایک  
ہمیز اور دس درم کی سات دن اور تین درم کی تین دن اور ایک درم کی ایک دن تعریف جائز کہ لقطۃ لقطۃ ہی فید فید الوافہا لقطۃ او الاصلہ حق ہا  
علی فقیر و لیر علی اصلہ و درجہ و درجہ الی اذا عرف انہا لقطۃ ہی ناھاا فہم فی حدیث المال انکارنا کیہ ہر بعد تعریف کے کہ او ہا نیو الا نفع ہر لقطۃ ہو کر  
محتاج ہو اور اگر محتاج نہ ہو تو او سکو فقیر پر تصور کرے فقیر اسکی اصل اور فرع اور زید ہو کہ جب معلوم ہو جائی کہ لقطۃ ذی کامی تو وہ بیت المال میں کیا جا گا گذر  
التارخانیہ و فی الفنیۃ لو دجا و جہ المال و لقطۃ لقطۃ ہا و رفیعہ میں ہو کہ اگر او مال کی امید ہو تو او سکی قیمت کرنا یا دھیمے والا واجب نہیں  
کہ انی البقران جامعاً لکھا بعد المصدق فی خیر بیان ابتداء لعلہ و لیر بعد لکھا و لہ نقا ہا ہر او سکا مالک یا صدق کر نیسے بعد تودہ مختار ہو او  
مصدق کو جائز کہ میں اگرچہ بعد ملاکی لقطۃ کے اجازت واقع ہو اور او کی مالک کو او سکے تصدیق کا ثواب ہو گا او تعریف و الظاہر انہ لیس للوصی مالک  
اجازت نہاھی مالک مختار ہی ضمان لیر میں ظاہر یہ ہے کہ مالک منیر کے وصی اور باپ کو اجازت تصدیق کا ضمان نہیں و فی الوہابیۃ القبری کیا لیر فیض من ان  
لم یثبتہم لایہ او وصیۃ المصدق و ضما تانی ماکھا لاکمال القصد اور دہانہ میں ہو کہ منیر الخ کے برابر ہی تو ضمان او سپر لازم آویا اگر او سنی او ہا نیو  
وقت شہد کیا ہو پھر اسکے باپ او سکی تصدیق کرنا اور لقطۃ کا ضمان یا ضمان ہی زوال ہو نہ منیر کے مال ہو تو تصدیق باہر القاضی فی الاصلہ کان لہ ان تصدیق

ملہ  
ہر مینو یا ہر شنبہ میں  
تعمیر کرے







یہ دھن علی باقیہ اولی اقرار ہو بلکہ ذیل میں سو اگر ملے اور کے بہا گئی کا شکر ہو مختارہ دین کے خون سے خود کی قسیم کہاں کہ وہ نہیں بھاگا اگر کہہ کرنا  
کرنے والا گواہ لاو اسکے بہا گئی پر یا مولی کے بہا گئے اور پر تو اب تم معتبر نہ ہو گئی کذا فی الزیلعی فان طالع المدای ملة الحجی باعہ القاضی  
ولو علم مكانه لثلا لثیضه المولى بكذا النفقة سو اگر مولی کے آنے کی مدت دراز ہو جائی تو فاضلی کو بچہ ملے اگرچہ اس کا مکان جانتا ہوتا مولی کا ضرر  
کثر خرچ ہو و حفظتہ لہا حبہ و استامن ثنیہ ما نفق علیہ منہ اور فاضلی اسکی قیمت کو اسکے مالک کیواسطی محفوظ رکھو اور رکھنے اور اسکی  
قیمت سے خرچ ہو اور اس پر یعنی اگر بیت المال سے اور خرچ ہو تو اتنا اسکی قیمت سے بیت المال میں کہے کہ موطا دی و کہا بہتر یہ ہے کہ شارع ثنیہ کے لفظ کو  
نہ لانا ہو اسلئے کہ مصنف کا قول یعنی منہ معنی ہے وان جاء المولى بعد و بوجہ او علو دفع باقی المثل البیہ اور اگر مولی بعد بیع آیا اور گواہی سنو  
ملک ثابت کی یا علیہ بیان کر کے تو باقی قیمت اسکو دی جائی ہم عدلی نے کہا علم شد بلام ہو یعنی علامت اور علیہ مذکور کیا موطا دی کہا فاموس ہی مطلب  
تجفیف ثابت ہوتا ہو و لا یلک المولى نقص بیعہ ای بیعہ القاضی لاثاہ بالشرع حکمیہ کا تیقظ اور مالک نہیں مولی اسکی بیع کے توڑنا ہو اسلئے  
کہ یہ فاضلی بابر شرع فاضلی کے حکم کے اندر نہیں ٹوٹی فلکن رأیت فی معروضہا الرجوع الی لتعود معنی الرجوع انہ صدقہ امر السلطان بمعنی  
عن اعطوا الاذن بیع عبید العسکر تہ و حیثینہ فلا یصح بیع عبید السباھیہ فلہم اخذ ہا من مشرقہا و جہہ المشرقی ثنیہ علی  
البائع و اما فی عبید الوعا یا کذا نک اذا کان یقین فاحش و الا فللرعا یا المثل و بذلک ورد الامر ایضا انہی بالنعی فلیحفظ فکہ ہجوین  
کہتا ہوں بیع و لیکہا ابو سو و رجوع مفتی روئے کے معروضہ میں صادر ہوا حکم سلطان روئے کا فاضلی کے منع کرنے میں اہل لشکر کے غلاموں کی بیع کی اجازت  
دینے سے اور ہوقت میں تو صحیح نہیں ہے اسلئے علاموں کی بیع تو اور کہو شریعتی و لہذا جائز ہو اور شریعتی اسکی قیمت باقی سے پہلے اور طایف  
میں بھی یہی حکم ہے جب کہ یہ صریح نقصان ہوئی ہو اور اگر بیع میں خسار نہ ہو تو رعایا کو قیمت دیکر لینا درست ہو اور یہاں جس حکم سلطانانی وار ہو ہو  
انہی جواب لفتی البیہ تو اسکو اور کہنا چاہو کہ ضروری و تو دعویٰ تہ بالبر او کذا لک ادا استیلا دہا ام و جہہ فی نقصہ الا ان یكون عند  
ذلک منہا او یلکھن علی ذلک نہرا و اگر مولی گمان کرے کہ یہ بایک یا تہ بایک یا تو مولی کی سہارا دے تو اسکی نقدین ہونگی نقص بیع میں کہ ہوتی نقدین  
ہوگی کہ مولی کے پس تو مذہبی کے پٹ کا رد کا ہوا اس گمان پر گواہ لاو کہ نے النہ و مختلف فی الفضل قبل اخذ الفضل و قبل ترکہ و لو عرف بلیتہ  
فایضا الیہ اولی اور سب سے پہلے غلام میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اس کا لینا افضل ہے اور بعض نے کہا کہ چھوڑنا افضل ہے اور اگر اس کا گھر جانتا ہو تو اس کا  
بیع بخیر دینا بہتر ہے ابن عبد الجبار بہ رجل قال لم اجد و ہ شیان من المال صلیف ولا شی علیہ ایک غلام بہا گئے سو اسکو کوئی مرد بیکر لایا اور بولاک  
میں اس کے ساتھ کچھ مال نہیں پایا تو اسکی نقدین ہو گئی اور سب نے پوچھیں جو مولی ردۃ حید نقولہ الا فی اربعوں درہم الیہ من مدۃ سفر فکفر و ہوائی  
و لکمال ان الراد و لو صلیف او عبد الکل الجمل المولى من یستحق الجمل اور جو پیر لاک غلام کو مولی کے پاس سفر کی تہ یا زیادہ سی حال کہ پیر لایا اور لوگوں پر  
یہ جو مختارہ کے سختی ہیں اگرچہ بچہ لانے والا صغیر غلام ہو لیکن تمام کا مختارہ اس کے مولی کا ہے جو مل لہم جماعہ لکھن اور عبید بر وزن کریمہ بتا جو جسکے لینا  
جمل کا ترجمہ مختارہ کیا سختی مختارہ وہ شخص ہے جو بخل و غفلت ال سو اب نہیں اور جو اس کا فائدہ ہو و برکت سے لے نے سخاوت نہیں چاہی شایع کہا میں رد کی خبر  
مصنف کا آئندہ قول ابون و رہا ہر تہ لہ لآجل السلط او ختہ و یضغیر و وہی یقیم و مالک و من استعان بہ کانت وجد نہ فی ذلک انما انما و کانت  
فی عیالہ و ابی و احیا الزوجین مطلقا ذلیلی شریک منف و دھبائیہ و لو لایحیہ فلیست لک منی و عتبت بصدقہ و اتمان اجرت کو ذیہ لکائی ہو اسلئے کہ فقہائے  
با و شاہ اور کو تو ال اور صحابہ اور عقیم کے وصی و رشیک عیال دار و برکت مولی نے دنیا ہی ہو چکر کہ الزباجی غلام کو یا تو اسکو بیکر لینا سو اسلئے کہا اچھا یا غلام کا  
پیر لایا اسکی عیال میں ہو اور جد الزوجین کا بیبا مطلقا خواہ عیال میں ہو یا نہ ہو کذا فی الزیلعی و شریعتی و موطا دی میں کہ فی النصف و الوہابیہ و الوالوجیہ تو تحقیق بچہ  
کیا رشع سختی ہو ہی موطا دی کہا کہ غیر مستحق ہو جس کا کیا ہو کہ اعدالہ نہیں ہیں سود میں یعنی ذبح کیا ہو کہ غلام کو پیر لایا و بجا بیار و جبکہ غلام کو لاکر  
اور برادران میں ہر مستحقان کی سود میں بان او بکا کہ شریک ہر جبکہ وہ دزد کی عیال میں سود میں نہ ہو و نہ مستحقان کے اس قول میں اصل میں ان کا ان فی عیالہ و ابون و رہا

بفضل صلیہ فیما زاد علیہا ولو بلا شرط استحقاقا غلام کے پیر لایو الیکو اسطے چالیس درم مختار اگر شرط کی ہو مگر نے مختار کی بنا پر نہیں ہے پھر مختار  
چالیس درم پھر گیارہ تو چالیس سے زیادہ درم پر صلح کرنا باطل ہے ہم قیاس سے کہ بدو شرط مختار نہیں لیکن جب مختار صحت کرنا کا جہاں صلح مختار نہ ہو اگرچہ اسکی  
مقدار میں خلاف ہو لہذا مدت سفر میں چالیس درم مقرر ہوئی اور کمترین کمتر تا جیم روایات مجمع ہو جائیں کہ ان فی الجملہ عن الحموی ولو رد امة ولها ولذا یقول  
الابان فی کلان غیر مختار اندر سر لایو لایو ہی کو اور اس کا ایک بیٹا ہی جو اس کے معنی کو سمجھتا ہو تو وہ مختار ہے کہ ان فی الہیہ بخلاف ان لم یکن لہا عند الثانی  
لشروع بالمشق فلذا یقول حکمہ او بالمتفق چالیس درم مختار لازم ہے اگر غلام کی قیمت چالیس کے برابر ہو تو اس کے نزدیک سبب ثابت ہوئی چالیس درم کے  
صحت کرنا کی خصوصیت تو ہوا اسطے متون فقہ کے معنیوں نے ابو بوسن ہی کے قول پر قیاد کیا ہے ان اشہد انہ احدہ لایوہ والا لاشی کلہ مختار  
لانہم ہو اگر سر لایو لایو نے سپر گراہ کیا ہو کہ اسکو گرفتار کیا ہو یا جو کچھ اسطے اور اگر گراہ نہیں کیا تو اس کے وسط کچھ نہیں ہوا اسطے کہ ترک شہادات کرنا ہی  
کہ اس سے اپنے واسطے گرفتار کیا ولو اذہ من اقل منها بقسطہ وقیل یرضہ لہ برائی الحاکم او یقید با صطل احما بہ یعنی ناکار خانہ بھرا ہو کہ  
پیر لایو الیکو واسطے کمزرت سفر مختار ہے چالیس کے حساب اور وہ تو اس سے کہ اسکو قدر قبل دینا چاہیے تاکہ مختار ہو یا اسکی تقدیر ہو دونوں کی ضمانت  
سوا سنی فی ہر صورت ہے کہ ان فی الجملہ عن آثار خانہ ولو من المصروف فی حقہ لہ او بقسطہ کا ہو اور اگر اسکو اس سے ہر ہی پیر لایو یا جیمین رہتا ہو تو اسکو قدر قبل  
دینا چاہیے یا چالیس کے حساب یا کچھ کم کر دیا دام ولو دیکر وما ذل فی الحق فی الجملہ اور ام ولد اور میر اور عبد و ذل عن اجارہ عاص غلام کو برابر ہے مختار ہے میں ان مآ  
المتو قبل وصولہ ای لایو دہم ہذا دام ولو فلا یجمل لہ لعیقہ ما حق اور اگر مگر غلام کو کچھ سے ہر ہی پیر لایو یا جیمین اور حال نہ کہ مدبر ام ولد ہی تو پیر لایو الیکو و  
مختار نہیں لایو دہم ہذا دام ولو کیسے کی موت اور اس کے پیر لایو یا جیمین کچھ مختار نہیں وان آتی منہ بعد ان شہادۃ المتقدم لم یضمن لآئہ امانہ یحتمل توسہل  
فی حاکمہ نفسہ مشقہ ان ظہر ان مالک عن القنیۃ اور اگر غلام بہا گیا پیر لایو الیکو یا اس بعد اس کے شہاد متقدم کے تو پیر لایو لایو اسے برضمان نہیں ہوا  
کہ غلام اسکی مال تھا ان میں ملاقتی ضمان نہیں اگر اس سے غلام کو ان فی کام میں لگا لیا ہو وہ بہا گیا تو ضمان دینا کافی شح ابن مالک عن القنیۃ و فی  
الوہابیۃ لو انزل المؤمن ابا کہ قبل تو لایو یا جیمینہ و بلکہ مرید الرقیقۃ عالم میں ابا کہ اور دہا نیہ میں کہ اگر کو نے اسکو بہا گیا کا لکھ لایو اس کا  
قول قبول ہو گا نہ کہ ساتھ انصاف و ہر اسکی قیمت لازم ہوگی جب وہ اسکو بہا لائے ثابت کری یعنی گواہی سے یا اس کے اقرار سے کہ ان فی الجملہ وی  
لو آتی اوقات قبلہ مع حکمہ منہ لآئہ فاصب اور ضامن ہو گا گرفتار کرنا لایو اگر غلام بہا گیا یا مگر کیا قبل شہاد کی یا جو دے کے فادر ہو سکے شہاد  
ہوا اسطے ضامن ہو گا کہ وہ فاصب ولا یجمل لہ فی الوجہ من خلا لالتانی فی التانی لان الاشہاد عند لیس بشرط ذیہ و فی الکلفۃ اور او کو واسط  
مختار نہیں و دون صورتوں میں یعنی در صورت وار بعد لا شہاد اور در صورت ترک شہاد بخلاف ابو بوسن کے دوسری صورتیں ہوا اسطے کہ او کو کمزربا گیا ہو  
کہ شرط نہیں غلام کے مختار بن اور لفظ میں ہم طحاوی نے کہا کہ جہن عترض ہے ہوا اسطے کہ ابو بوسن کے نزدیک بعد لا شہاد کے بھی بہا گیا جائز  
مختار ہے واجب نہیں تو ترک شہاد میں بطریق اولی واجب ہو گا بلکہ او کو کمزربا دیک مختار نہ بدون ہو چا دینی کے واجب نہیں ان او کو کمزربا دیک شہاد شرط نہیں  
تو پیر شہاد کے خارج ہی قول خلافا لثانی کو سبب حذف کرنا اور انہ اخذ لیرہ کو قول کے پاس کرنا اور مختار ہے کہ خلافا لثانی و ضمن قبلہ کی طرف راجع ہو ہوا اسطے کہ  
قسم ثانی ہو و ان ابن منہ کی دلچسپی کے ساتھ لیرہ یہ لایو اور مختار نہیں مگر اس کے پیر لایو یا جیمین سکوناد ہونیکے تصرف کی راہ ہے وجعل عبد الرحمن  
حل المؤمن لو قیمتہ مساویۃ للذین ادا فل ولو اکثر من الذین فعلمہ بعد ذینہ والباقی علی الراہن لان حقہ بالقدار المفروض منہ اور اس  
رجح غلام کا نہیں ہے جو اگر اسکی قیمت برابر ہو دین کے یا کمتر ہو اگر قیمت زیادہ ہو دین تو مرن پر مختار ہے ہر بقدر اس کے کہ ان فی مختار نہیں ہوا اسطے  
کہ اس کا حق اس کے بعد ضمان کے ہی مختار نہیں ہر صورت میں ہر خواہ راہن زندہ ہو یا مردہ ہوا اسطے کہ موت سے پہلے اہل نہیں ہو جاتا کہ ان فی اہم والیہ و  
جعل عبد الرحمن بوعبیدہ لاسان یجند منہ لاسان علی صاحبہ لجدہ فی الحاکم لان المنفعدہ فاذا انقضت الخلفۃ رجم صاحبہ علی صاحبہ  
الوقبۃ او بجم العبدۃ فیہ ای فی الجملہ اور مختار اس غلام کا جسکی گواہی کی وصیت ایک انسان کے وسط ہو چکی اور اسکی خدمت کرنیکی وصیت دوسرے







کہ اس کے پاس خبر ہو چو یعنی موت باطلاق کی اور علی مرتضیٰ نے کہا کہ وہ عورت مبتلا ہوئی ہے نوادہ کو میر کرنا چاہیو تا وہ قبیحہ کی موت معلوم ہو  
 باطلاق اور ہوا سے کہ نکاح کا ثبوت معروف ہو چکا اور غیبت فقہ کی موجب نہیں اور موت جبر تھا میں تو نکاح شک سے زائل نہیں ہو سکتا اور اگر  
 رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طاعت آخر کو رجوع کیا ہو کہ انی النسخ طحاوی نے کہا مفتی ابو الشیخ نے فقہ سے نقل کیا کہ اگر امام مالک کے  
 قول پر مومن مرد و عورت میں سے کسی نے غیبت کے ذریعہ سے نکاح کے ثبوت سے غیبت غنی لومات رجحان کے  
 بنتین وابن مفقود وللمفقود بنتان وابن والزلة فی بد البنتین والکل معروفون بغتہ لابن واختصموا للقاضی لا یفعل ان یحکم  
 المال عن موضوعه ای لا ینزعہ من بد البنتین خزانة المغتیبین اور مفقود میت ہی اپنی فیکے حق میں نوادہ نہ ہو گا غیر ہی یہاں تک کہ اگر  
 ایک مرد مر گیا دو بیٹیاں اور ایک مفقود بیٹا چوڑا اور مفقود کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہی اور ترکہ مٹو کی دو بیٹیوں کے ہاتھ میں ہے اور سب لوگ مقرر  
 بغتہ ابن میت ہیں یعنی کسی کو اس کی حیات اور موت اور مکان معلوم نہیں اور انہوں نے قاضی کے فیصلے کی تو قاضی کو لائق نہیں کہ مال کو اس کے  
 مکان و جنبش دی یعنی مال کو مورت کی بیٹیوں کے ہاتھ سے نہ کا لے کہ انی خزانة المغتیبین ولا یستحق ما اوصی له اذا مات الموصی بل یؤتی قسما من کل  
 موصی اقراہ فی بلد علی المذہب لہ الغالب اختیار الزلیق تعویضہ الامام اور مفقود مستحق نہیں اس مال کا جسکی وصیت ہوئی اس کے واسطے  
 جس کے وصیت کرنا لامر گیا بلکہ مفقود کی وراثت کا حصہ ہمارا کہا جاوے اس کے شہر والے معصرون کی موت تک بنا بر ظاہر مذہب کے ہو سکتا کہ اکثر ایسا  
 ہوتا ہے کہ آدمی اپنے سب قرآن اور اشیاء سب زیادہ کتر زندہ رہتا ہی اور اختیار کیا ہی نہیں ہے تعویض اسکی امام کے واسطے یعنی حاکم جنت مصلحت  
 دیکھ تو اسکی موت کا حکم سے ہم مقابل ظاہر مذہب گیارہ قول ہیں اور نہیں ان میں سے کسی کی تقدیر ہو کر الرائق میں کہا ہے مشائخ سے کہ ظاہر مذہب کے  
 فی نصف کینہ اختیار کرتے ہیں مالا لکہ مقلدین امام عظیم پر اتباع ظاہر الذہب سبب ہے وحق یقول البینۃ ان یجعل القاضی من فی بد المال انصافا  
 عنہ ویتصیبہ لیکم القبل علیہ البینۃ ظہر اور طریقہ قول شہادت کا یہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں مفقود کا مال ہے اسکو قاضی خصم ہوا ہی ہو غنہ و سیرت  
 یا قاضی کسی کو اس کا زندہ بنا کر اس پر گواہی ل کر کوئی فی النہر قلت فی افعات المغتیبین لقد نسی اذ ندی مغربا للغبیۃ انہ اما یحکمہ واما یقتضی  
 لانہ ان یحکمہ فیسلم ینضم الیہ القضاء لیکون حجة بن کہتا ہوں اور قدری افندی کی وہاں المغتیبین میں تقدیر ہو سکتی ہو مفقود کی موت کا تو  
 حکم قاضی کی تقاضی کیا جائیگا ہو اسطے کہ اسکی موت امر محتمل ہے تو جب اس کے طرف تقاضی منضم ہوگی حجت ہوگی ہم اور دوسرے قول یہ ہو کہ بعد  
 انقصاوت بلا تقاضی اسکی موت کا حکم ہو گا کہ انی لغتہانی اور متصار قدری افندی کا قول اول براہ کی ترجیح کا مفید قدری افندی کا نام عبدالقادر  
 ہو کہ انی لطحاوی فان ظہر قبلہ قبل موت اقراہ حیثا قلہ ذلک القسط ہر المفقود زندہ ظاہر ہو قبل مرے اپنے ہمسرہ نوادہ کو وہ حصہ وراثت کا  
 دیکھا جو اس کے واسطے اور ہمارا کہا گیا ہم اور یہی حکم ہے اگر وہ زندہ ظاہر ہو بعد موت قبل حکم فاضل کے اور اگر زندہ ظاہر ہو بعد اپنی موت حکم کے تو ظاہر وہ  
 اس میں سب کے برابر ہوگا اور مرد کے برابر ہو جو مسلمان ہو تو جو مال کہ وارثوں کے ہاتھ میں باقی ہو گا اسکو وہ پاویگا اور جو مال صرف ہوگا اسکا  
 مطالعہ نہیں شیخ شاہین نے کہا کہ اسکی زوجہ کو ملے گی اور اولاد زوجہ کی کوئی مال نہ ہو گا و علی النہر فنادی عالمگیری تا انرا غنہ ہی منقول ہے کہ اگر  
 مفقود آیا بعد گزرنے مدت کے تو اپنی زوجہ کا وہی حق ہے اور اگر اسکی زوجہ دوسرے نکاح کر لیا تو اسکا اس پر کوئی اختیار نہیں دیکھا جھگڑو ہی فی حق مالہ  
 یوم علیہ ذلک ای من اقراہ فقعد منہ عرسہ للشیخ و یقسم مملکہ بین من یرتہ الا ان اور بعد موت اقراہ اسکی موت کا حکم کیا جاوے اس کے مال کے  
 حق میں جس دن کہ معلوم ہو یعنی اس کے اقراہ کا مرنا تو اس سبب اسکی زوجہ موت کی عدت میں بیٹھو اور ہر مال تقسیم کیا جاوے اور لوگوں کے درمیان میں جو  
 اسکی وراثت ہیں ہم اور جو اس کے وارث ہیں بدت کی مرگہ او کو حصہ ملے گا کہ بافقہ اب مر گیا اور سب طرح آدمی ام ولد اور مدبر اب آزاد ہوں دیکھو ہی فی  
 حق مال خیرہ من حین فقدا فی ذلک الموصی لہ الی من برت منہ عند موتہ لکن انما کفر لک الا سیفہا ب موصی لک لک حجة ذلک کا مشیت  
 اور بعد موت اقراہ حکم کیا جاوے مفقود کی موت کا اس کے غیر مال کے حق میں جس وقت کہ وہ گم ہوا تو جو حصہ کہ اس کے واسطے ہمارا کہا گیا ہوا ہر جاوے

توضیح مذہب میں امام  
 مالک کے قول اور  
 دینا قاضی کو نہیں

اودن لوگوں کے طرف جانی مورت کو دارت بنوا دیک موت کے نزدیک ہوا سطلے کہ ثابت ہو چکا ہر علم ہر حال میں کہ مستعجب یعنی ظاہر محبت و اخبر ہر نہ شبہ نہ  
 ہم جو اسطو اسکی موت کا حکم نہیں اس کے مال کے حق میں کم ہر نیکی وقت سے ہوا سطلے کہ ظاہر حال اسکی جات پر دلالت کرنا ہی اور وہ مفقود ہے  
 مدہ منت کا دلکان ہم المفقود وارث کے محبت بہ لم یعط الوارث شیدا و ان المنقص حقه بہ اھبط اقل النصیبین و بوقع الھائی اور اگر  
 مفقود کے ساتھ ایسا وارث ہر جو مجموع نامہ مفقود کے سبب تو اس وارث کو کہ نہ دیا جائیگا اور اگر وارث کا حق کم ہوتا ہو مفقود کے سبب تو اس کے  
 حصون میں اسکو کم حصہ دیا جائیگا اور باقی اوٹھا رکھا جائیگا ہم مثلا ایک شخص مر گیا دو بیٹیاں اور ایک مفقود بیٹا اور ایک پوتا یا پوتی چھوڑ کر مال  
 مورت کا اجنبی کے ماتہ میں ہے اور سب وارثوں نے فقدان ابن میں اتفاق کیا ہر دونوں بیٹیوں نے میراث طلب کی تو انکو نصف دیا جائیگا ہوا سطلے کہ  
 اتنا اوٹھا حصہ ہر صورت متیقن ہے اور نصف باقی اوٹھا رکھا جائیگا اور اولاد ابن کو کہ نہ ملے گا ہوا سطلے کہ وہ محبوب ہیں اگر مفقود زندہ ہو تو وہ میراث کے  
 مستحق نہیں کہ سبب شک کو اور اجنبی کے ماتہ مال غلبا جائیگا تا وقتہ کہ اسکی خیانت نہ ظاہر ہو کر کفر فی المسخ تکلیفی و ھلک الفرائض و لکذا احتذہ  
 القدوری و خذک اندھل کے اندر عمل اس گفتگو کا فرائض سے لہذا قدوری غصیرہ ہو گیا ہم حنفیہ کہیا ہم یعنی اگر حمل کے ساتھ دو سرائیسا وارث ہو  
 جو کہ سطر ساقط ہوتا ہو اور اصل سے متغیر ہوتا ہو تو اسکو پورا حصہ ملے گا بشرطیکہ متیقن ہونیکے ہر حال میں چنانچہ اگر مورت ایک بیٹا اور حاملہ زوجہ ہو  
 تو زوجہ کو آٹھواں حصہ ملے گا اور اگر اب وارث ہو کر حمل سے اس کا حصہ ساقط ہو جائے تو اسکو کہ نہ دیا جائیگا اور اگر ایسا وارث ہو جس کا حصہ حمل  
 سے متغیر ہو جائے تو اسکو اقل النصیبین ملے گا چنانچہ اگر مورت نے زوجہ حاملہ اور مردہ چھوڑی توجہ کو چھوڑا حصہ یا جائیگا سطلے کہ کو تیرہ بیٹی اور اگر حاملہ اور  
 بیٹا چھوڑے تو سطلے کہ بیٹا ساقط نہیں باقی سولہ حصہ ہوتا ہو اور ممکن ہو کہ حاملہ بیٹی چھوڑا ساقط ہو جائے بیٹی کو سبب اور جائز ہو کہ حاملہ بیٹا جو تو اور امیر ہو سطلے  
 اور عدم سقوط میں تو اصل تحقیق مشکوک فیہ ہوا لہذا اسکو کہ نہ ملے گا اور حمل کے واسطے ابن واحد کا حصہ اوٹھا رکھا جائیگا اسکی اول برتوئی ہو کر کذا فی  
 المسخ و الطھادی فرع مسئلہ ملحقہ شارح کالیں للعارض تو دیکھ ائمہ غائب و مجنون و عتدھا دلہ آن یکا تھما و دبیمہ کا فاضی کو درست نہیں  
 شخص غائب اور مجنون کی لونڈی اور انکے غلام کا نکاح کر دینا اور اسکو خیار ہی اذکر مکاتب کرنے اور بیہ ذالہ میں اسطرچ اوکو اجارہ دینے کذا فی شرح  
 الباقی و اندھل کا ہم دستغیر اندھلیم **کتاب الشریعۃ** یہ کتاب ہر شرکت کے حکام میں لایحق مناسبتھا للمفقود من حیثہا کا ما قبل قد تحقیق  
 فی مالہ عندھا ماحولہ پر مشید نہیں مناسبت شرکت کی ساتھ مفقود کے ماتہ کی جیت سے ملے گا ہر شرکت ثابت ہو جاتی ہے مفقود کے مال کے ہر حصہ کے  
 مورت کو ہر نیکی وقت ہم مصنف کتاب الشریعہ کو کتاب المفقود کے بعد لایا و وجہ کی مناسبت ایک وجہ یہ کہ ایک شرکا کا مال دوسرے شرکا کے مال مات  
 ہر نامہ جو مفقود کا مال شخص ماضی کے مال میں مات ہوتا ہو اور دوسری وجہ یہ کہ گاہی مفقود کے مال میں شرکت متحقق ہو جاتی ہے چنانچہ اگر مفقود کا مورت  
 گیارہ زندہ مفقود اور دوسرے وارث کو چھوڑ کر اور یہ مناسبت انہیں دونوں میں مخصوص ہے اور پہلی مناسبت عام جو دونوں میں اور آتی اور لفظ  
 لفظ میں اگر لفظ کے ساتھ مال ہو کذا فی المسخ ہی یکسر فیکون فی العرف لفظ الخلفۃ یعنی بان لفظہا لائمہا مسکبہ شرکت بکسر اول و سکون ثانی  
 بقول مروف لغت میں عبارت ہے خلف یعنی و حصون کو اسطر لانا کہ بعد اسی باقی ہر عقد کا نام شرکت رکھا گیا ہوا سطلے کہ شرکت سبب عقدی ظاہر  
 کہما فی سبب کی عقد کی طرف راجع ہو اور بعضی شخون میں لائہا ہے اور اس میں قلب ہی بلکہ لائہ سببہا کہنا نہیں ہر و شرع عبادۃ عن عقید بن المتشارکین  
 فی الاصل و الیہ جو ہی اور مطلق شرعین شرکت عبارت ہو عقد میں المتشارکین و اصل یعنی رأس المال اور صنعت میں کذا فی الجوبہ تو اگر صنعت میں  
 ہونہ رأس المال میں تو وہ مضارب ہے اور اگر رأس المال میں ہونہ صنعت میں تو وہ مضاعت ہے کذا فی الطھادی و دیکھانی شرع العین اختلاف ہوا  
 رکن شرکت کا شرکاء العین میں دونوں مالوں کا لیا ہر یعنی دونوں مالوں میں ایسا خلاط ہو کہ ایک کی تمیز دوسرے سے سخت ہر ہر اور خلاط کو مانند خلاط ہے  
 دو مال کا ملنا اور ملائیسان حکم میں کذا فی بھی فی العقول لفظ القید لہ اور رکن شرکت کا شرکاء العقد میں وہ لفظ ہے جو عقد مفید یعنی ایجاب قبول  
 رکن ہر چنانچہ یوں کہنا ایک شرکا کا کہ میں تیرا شرک ہوا فلا فی ظانی جیر میں اھو دوسرے شرکا یوں کہنا کہ میں قبول کیا و شر لھو اذھا لھن الوحد فابل الشریعۃ

کتاب الشریعۃ





الاشیاء بالشرک کہ میں اور دوسرے اشخاص کو مانع جو جو مبتلا بافتا ہو یعنی منفی کو منفی محرم رسالہ مبارکہ صاحبہ الفائق کی تصنیف جو کہ انی الہیہ و زآد  
الوانی محشی الدن الشفاعة ایضا فرجہ اور وانی محشی در غنہ شریفہ کو مبنی یادہ کیا محی خط اور خطا پر تو اس کے طرف مرحمت کر ہم عاشیہ مذکور  
کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ ہشتاد و سورت خطا در خطا پر سبب ہوا و اس کے معنی کو لائق تھا کہ ہشتاد و سورت شریفہ کا بھی اشارہ کرنا ہو  
مگر وہ شخص دارش ہون زمین کے تو ایک دارش کو اپنا حصہ زمین مذکور غیر شرک سے جو چنانچہ زمین ملا اذن شرک کذا فی الخطا دی و اما الانشام یہ یغنیہ  
شریکہ فی بیت و حاکم وارض یثقف بالکل ان کانت لادمن بنفعہا الزرع والا لاجر بخلاف الدابة و غیر ہا و نامہ فی الفصل الثالث و  
الثلاثین من الفصل لکن اور فائدہ لینا چہ شرک سے اپنی شرک کی نصبت میں سو بیت اور فائدہ اور زمین میں تو بالکل شرک سے شفع ہو اگر زمین کفہ  
فائدہ کرتی ہو اور اگر زمین کو ضرر ہو زمین سے تو جان نہیں کذا فی البحر بخلاف جانور اور اس کے مانند کے اور ہکا پور ایمان فصولین کی تفسیر میں فصل میں  
مجموعی نے کہا جانور شرک پر سوار ہو تو شرک کے ہر اسطے کہ سواری میں تعادلت ہو تا ہی یعنی سوار کار کی سواری سے جانور کو تکلیف نہیں  
تا واقف کی سواری سے مشقت ہوتی ہے اور علمائے کہا ہے کہ شرک کو نہ ہی ایکن ایک شرک کی پان ہے اور دوسرے دن دوسری کے پاس ہوا چند  
مسائل ہمایا کہ بنا سبت مقام مذکور ہے میں جنکو منفی بولسعدی سراج سے نقل کیا ہے ہمایا عبارت ہے باری مقرر کرنے سے منافع شرک سے معلوم  
چاہیو کہ باری باندہنا منافع شرک میں جانور جو بنا بر حسن کے اور اس میں فاضل کا جبر جاری ہے قسم کے باندہ کہ یہ کہ قسمت اتوری ہے ہکمال شفع  
میں ہر اسطے کہ اس میں منافع کا اجتماع ہو زمان و حسد میں اور ہمایا میں اجتماع منافع ہے لہذا تب ہی اور ہمایا بطل نہیں ہوتی موت خود و از قسم جاریہ اور  
عاریت نہیں کہ اس کا بطلان ہو جائے موت سے اور جب ایک شرک طالب امت کا ہو تو نقص ہکا جانور جو در کوئی ایسا عقد نہیں جس کا فسخ دوسری کی  
طلب جانور ہو سوای ہمایا کے اور ہمایا میں قسم پر ہی ایک ہمایا او سپر میں ہی جو اصل کی قسمت کرنے سے ہی حاصل ہو اور نشان مستعمل سے  
مختلف نہیں تو یہ قسم صحیح ہے چنانچہ ایک گروہ شخصوں میں شرک ہے سواد نہیں ہے آپس میں یہ قرار دیا کہ بعضے مکان میں ایک رہی اور بعضے میں رہا  
آپس میان بدت کی کچھ حاجت نہیں ہر شخص کو جانور جو کہ آپ اس میں رہی یا اس مکان اس گروہ کا کہ کو دی اور اگر آپس میں رہتے ہا یا کہ ایک شخص کو  
رہی اور دوسرا چو تو یہ جانور ہی دوسری قسم ہمایا کی ہے جو اس شرک کے منافع میں ہو جو اصل کی قسمت کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتی لیکن  
خلاف پذیر نہیں چنانچہ غلام میں ہون قرار دیا کہ ایک غلام ایک مولی کی خدمت کری اور دوسرا غلام دوسرے مالک کی خدمت کری اور یہ جانور ہی  
قول پر سبب جانور ہونے قسمت رفیق کے اور امام عظم اگرچہ جواز قسمت رفیق کے قابل نہیں لیکن اگر نزدیک قسمت فی الشافع جانور ہی ہو سکتی کہ نہیں اسد  
غیر مختلف ہو تیسری قسم ہمایا کی وہ ہے جو منافع مختلف میں ہو چنانچہ سواری کے دو جانور دن میں یہ بات مقرر ہو کہ ایک شرک سوار ہو اور دوسرے  
دوسرا دو دن جانور دون شرکوں کی سواری میں رہن تو یہ ہمایا جانور نہیں کیلئے ہونے شفع دو ایک اور سبط ایک سواری پر رہا ہی ہو  
سوار ہا ہی جانور نہیں بخلاف عبد واحد ہو اسطے کہ سوار ہوا مختلف ہو اعتبار صداقت سوار کی اور خدمت غلام کی مختلف نہیں ہو اسطے کہ غلام اپنی خدمت  
خدمت کر تا ہی الا اطلاق کا محفل نہیں ہوتا اور جانور سوار نہیں مجبور ہے اور اگر دو شرکوں نے ایک نخل اشجریں یہ مقرر کیا کہ ہر شخص ایک جانب کے پھل لیا کری یا کبری  
ایک ہن کا ایک شخص دو دے اور دوسرے ہن سے دوسرے شرک کی تو یہ جانور نہیں ہو سکتا کہ ہمایا منافع کے ساتھ مخصوص اس سبب کہ اس کو بقا نہیں تو قسمت  
اد میں متعدد ہی اور ہر اسطے موجود ہے و زمین کو جوئی قسمت ہو سکتی ہے بعد حصول کے علاوہ ہکالا اور البان تفاوت ہیں اور جان میں قسمت جاریہ  
نہیں الا بعد بل کذا فی الخطا دی مضافاً اور خطا دی نے کہا فصلین کی فصل مذکور میں مذکور ہے کہ شرک گھر میں ایک شرک ہا دوسرے شرک کی غیبت میں  
تو اس چہ شرک فاعل کا لازم نہیں اگرچہ وہ گھر کے ہر اسطے ہمایا ہو ہو سکتا کہ کوئی شخص میں شرک گھر ہر شرک کا مملوک قرار دیا جائے ہی سبیل الہمال  
ہو سکتا کہ اگر ایسا ہو تو شرک کا اس میں اقل ہوتا اور ہمایا اسباب کہنا منع ہے تو منافع ملک لکل باطل ہو جائے اور حالانکہ یہ جانور نہیں ہرچہ کہ شرک نہیں  
حاضر اپنی ملک میں ساکن ہا تو اس سبب کہ گھر کا ہو سکتا کہ وہ باوایل ملک اس میں دوسرے عقیدے ای القہہ بسبب عقیدہ بالہ لکن کا دوسری قسم شرک کی

فصل جانور





















فاسد ہو اور حاصل کا ایک ساجھ نشی ہو اور اس پر علیہ کی ہر شے سے دلوں پر علیہا الذی قال یجوز للمیثاق وللآخر ایسے مثل الدائمہ لولہ لاجل  
 الشریک ولا یجوز بیکر فیکسیر من اجل مثل بحر البخل والبعید غیر اور اگر ایک شخص نے اپنا جانور دوسرے کو دیا تا وہ اس کے اندر گھومے اور نہ تو فیض  
 گیسر کے مال کا ہو اور نہ دوسرے کو جانور کی چیز میں بیگی اور اگر ایک شخص کا بچہ ہے اور دوسرے کا اونٹ تو اجرت و وزن میں منقسم ہوتی خواہ اونٹ کی  
 اجرت کو مانگنے والی الزم صاحب نہ ہو کہ اس سے شریک فاسد کہ جانور کی منفعت ال شریک بوجہ کی بیعت نہیں کہتی ونبطل الشریک ان کی شریک  
 العقد حتی یصح ما یملک الاخر والا تاتہ عن کل حکمی اور باطل ہو جاتی ہو شریک یعنی شریک عقد ایک شریک کے مرتبے دوسرے شریک نے اس کی موت  
 سے ملنے کی ہو یا نہ ہو اس سے کہ موت عزل حکمی ہے تو علم اس میں شرط نہیں موت سے شریک ہو اس سے باطل ہو کہ شریک میں دو کالت ضرر ہو اور موت کی  
 روک ت باطل ہو جاتی ہو کہ ان فی النسخ ولو حکما بان فیض بلقاء ہر تگ اس سے شریک باطل ہوئی ہو اگر یہ موت حقیقی ہو حکمی ہو سطر پر کہ ایک شریک کے  
 لحوق دار الحرب پر حالت دارتداد میں فاضل حکم ہو گیا ہو ونبطل ایضا بانکار ہا وبقولہ لا یحل یحل فیم اور شریک باطل ہوئی ہو شریک کی نکاح سے اور نہ  
 کہ جس سے کہ میں تیری ساتھ کام نہیں کرتا کہ ان فی النسخ ونبطل ایضا بانکار ہا وبقولہ لا یحل یحل فیم اور شریک باطل ہوئی ہو شریک کی نکاح سے اور نہ  
 ہوتی ہو لیکن شریک کی فسخ کر دینے سے اگر مال شریک عروض ہو نہ عقد بخلان مضامبت کے کہ فسخ کر دینے سے نہیں فی اگر مال عروض ہو اور یہی قول چھارہ  
 کہ ان فی البراۃ ونبطلان نہ یہی کے کام سے ہم بیعت کے کام سے نکلا ہو کہ جبال عروض ہو تو فسخ جائز نہیں دینق افسل علم الاخر لا تفسد عزل قصدا اور  
 فسخ شریک موقوف ہو دوسرے شریک کے علم پر ہو اس سے کہ یہ عزل قصدا ہے نہ حکمی ہم طحاوی کہ تینوں طرح کا فسخ علم پر موقوف ہو یعنی فسخ انکاری اور غلام  
 عدل کا فسخ اور فسخ صریح ونبطلان فسخ کا فسخ بکذا لک العادل لکنہ یقتضی بوجہ ملکی البیعت تیار خانیہ اور شریک باطل ہوئی ہو شریک کی جنون  
 سابق ہوئے اور فسخ شریک بعد کا فسخ مال کے واسطے سے لیکن وہ خیرات کر دی جو جنون ال کی منفعت کو کہ ان فی التار فانیہ ہم ظہر اس شریک فسخ نہیں حکم  
 اس میں باطل ہو جنون اور طلاق جنون کی مدت ایک مہینہ ہو یا چھ مہینے علی اختلاف القولین کہ ان فی طحاوی ولم یزک احدہما لال الاخر بقید اذ نہ فان اذ  
 کل فایا ما اذ یجوز کل قصید صلیحہ وبقاضا ورجع بالزائد وادرنہ زکوۃ دی ایک شریک دوسرے شریک کو مال کی بدو ان اس کے اذن کے  
 ہر اگر شریک نو دوسرے کو اپنی مال کی زکوۃ دینے کا اذن دیا ہو دو نون ساہی زکوۃ دی یا بقدیم اور تاخیر معلوم نہ ہوئی تو ہر شریک حصہ شریک ثانی کا ضامن  
 آدمی اور دو نون یا چھ مہینے یعنی اگر شریک مفاد ضمیمہ شریک عیان میں دو نون کا مال برابر ہو تب تو باجمہر اکرین اور اگر شریک  
 عیان جو حسین ودفن مال کم و بیش چھ نون یا زیادہ مال والا مقدار زیادہ کو شریک ضامن ہے وان اذ یا متعاقبا کان الضمان علی الثانی علی ما اذ یا متعاقبا  
 اذ لا کالمسوی باء الکرخ اذ الکفاد اذ اذ قد فلفق یو بعد اذ الایم ففسخ ما فعل الاخر علی حکمی ذیہ لا یشترط العلم خلا فالحال اور  
 اگر دو نون شریک نے زکوۃ لگے شیخ لہا کی نو دوسرے دی والے پر ضمان ہو گا خواہ ثانی کو اپنے شریک کا داکر نے کاظم نہ ہو جیسو اور زکوۃ اور کفارہ کا  
 ہو وجب کہ غیر کو یہ بعد ادا کرنے امر کے بذات خود ضامن ہو تا ہی اس واسطے کہ امر کا فعل عزل حکمی ہے اور حسین علم شرط نہیں امام کے نزدیک  
 بخلاف صاحبین کے نزدیک کہ اون کے نزدیک ضمان نہیں در صورت عدم علم ہم در صورت تعاقب ثانی ادا کرنے والے پر ہو اس سے نہیں واجب ہوا  
 کہ اس نے ادا کیا امر اگر لینے فرض کا ساقط کرنا امر پر ہو اس واسطے کہ جب امر نے اول زکوۃ دی تو اس پر سے فرض ساقط ہو گیا ہو اگر اس سے  
 دینے سے کہ یہ سلف ہو تو وہ امر کا مخالف ہو لہذا اس پر ضمان لازم آیا خواہ اس کو سکا علم ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ امر کے ادا سے امور حکم  
 مزل ہو گیا بسبب نوبتہ کے جس کا یہ بعد یہ مختلف نہیں ہوتا علم اور جن سے جیسے یہ عبد کا وکیل ہو کل کے تعاقب کر لینے سے مزل ہو گیا  
 ہو سکو حق کا ہم ہو یا نہ کہ فی النسخ مشق ایسے المتفاوتین امة باذن الاخر جہت فلا یکن سکوۃ لیسطھا ہی لہذا لایستلزم  
 بالاشق لہم من الاذن بالشرع لعل علی الحیۃ اذ لا مل یو لہا لکھ لکھ موقطی الشریکۃ وحب الشریک فیما لا یقتضی حاکمۃ  
 دکانین ما یضیق لکن ایک شریک متوافر نے لوندی خریدی دوسرے شریک کو امر دوزن سحر کا فی ہو گا چاہے ہوا اس واسطے غرض کی تا اس سے ہوتا

کر و تودہ نو ذی و سبکی یک خاص ہوگی نہ شرکت کی مفت حلوک مشتری ہوگی اس واسطے کہ واسطے خرید کا اذن دینا سب کا مستحق ہو سو ہر کوئی  
 حلال ہو سکا کوئی طریقہ نہیں سوا ہی سبب سبب رام ہوئے مشترک نو ذی کی و سبکی کے اور بی شیع کا اوس امر میں جس میں تقسیم نہیں ہو سکتی جائز ہے  
 اور صاحب نے کہا کہ شریک مشترک کو نصف قیمت دینا لازم ہے و الباقی و المستحق اخذ کل شیء و غیرہا التمام المتما و ضمتہ لکفالہ اور  
 نو ذی کے باغ اور سخی کو جائز ہو نو ذی کی قیمت اور اوس کا ہر شل لینا شریک سے سبب مستحق ہو مفاد ضمتہ کے ضمانت کہ ہم بیان لف و نشر مرتب ہو  
 یعنی باغ مشترک سے قیمت اوسکی لیکتا ہو اور سخی مشترک و من اشتری عبدًا مثلاً فقال له اشتر کنی ذیہ فقال فعلت ان قبل القبض  
 لم یعمد ان یکنی و کرمہ نصف الثمن و ان لم یعلم بالثمن خیر عند العلم به اور بولا ایک غلام خرید کیا تو غیر شخص نے اوس سے کہا کہ سہن مجھ کو شریک  
 کر لے سو مشتری نے کہا کہ میں یہ کام کیا یعنی شریک کیا اگر یہ قول قبل قبض کے ہے تو میں نہیں اور اگر بعد قبض کے ہے تو میں بھی ہو اور شریک نصف  
 قیمت لازم ہو اور اگر دوسرے کو قیمت معلوم نہیں تو وہ قیمت معلوم ہو جس کے وقت چاہے لے جائے شے ہم قبل القبض شرکت ہو سخی بھی  
 ہو سخی کہ یہ منقول کی قبل القبض جائز نہیں و لو قال اشتر کنی ذیہ فقال نعم فلو فیہ اشتر ذال مثلاً و اجبت بتمام فان کان القائل  
 قالاً بمشاركه الا اول فله و بقية دان لم یعلم فله نصف الثمن لعموم مطلقاً شرکائی کا مصلہ و حیثاً نہ خرج العبد من ماله الا ان  
 اور اگر غیر شخص سے کہا کہ مجھ کو شریک کر لے مثلاً غلام کی خرید میں سو مشتری نے کہا ان تجھ کو شریک کیا پر مشتری کو دوسرے شخص ملا اور اوس نے بھی بھند او  
 کہا یعنی شرکت کی درخواست کی اور جواب دیا گیا کہ ان تو بھی شریک ہو تو اگر قائل ثانی مشارکت شخص اول کو جانتا ہی تو وہ جو تھا ہی کا مالک ہو اور اگر اسکو  
 مشارکت کا علم نہیں تو نصف کا مالک ہوگا اس واسطے کہ قائل ثانی کو پورے غلام کی شرکت مطلوب اور ثانی غلام کل جا بیگا اول کی ملک سو ہم قائل ثانی در صورت  
 علم مشارکت ہو سخی جو نہائی کا مالک ہوگا کہ ایسا یا اول سے نصف غلام قائل اول کو ہو گیا تھا و نصف مشترک کا تو ایسا ثانی کی سو مشتری مشارکت نہیں  
 مگر اگر نصف میں تو نصف النصف ربع ہوا اور قائل ثانی در صورت عدم علم مشارکت ہو سخی نصف کا مالک ہوگا کہ قائل ثانی کو عید مل سبب کیا کہ مطلوب حال ایسا  
 اول نصف عبد میں قائل اول کو شریک کر لے تو نصف باقی قائل ثانی کا ہوگا پر مشتری اول کی غلام نہ کچھ بھی ملکیت باقی نہ رہی کہ انی لکن ما اشتریت ائیم من احوال العباد و انھن فی ذ  
 بیک فقال انهم جازا شیکا ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ جو میں آج خرید کروں تجارت کی قسم سو دوسرے نے نہجہ میں مشترک ہو سو دوسرے کو کہا انی لکن ما اشتریت ائیم  
 نو ذیہ اور دوسرے نے اور ایک شخص سے دوسرے سے نہیں کہ سنا بدو اوسکی اجازت ہو سخی کہ دونوں خرید میں شریک ہو سخی میں بیکان فی العباد و فیہا تعقل ثلثہ علیہا عقد  
 شریک فیہا احد غلام ثلث اکبر و کا شریک الاخرین اور اشباہ میں کہ میں قصود ان ایک مکر قبول کر لیا بلا عقد شرکت سوا ایک شخص نے و حل یوراک و یاتو کہ تو تباہی نزدیکی کی  
 باقی و شخص کو کہ بیگیا ہم کہ وہ باہر شریک ہو تو تو شخص شریک مل اندم تھا سو سخی کہ شخص تباہی کا ہم تباہی فردیر کہ حوض سخی تھا سو جملہ بیعتوں پر کام کر دیا تو دوشکل اسو  
 بطور جسک کہ پند سخی فردیر کا ہو گا ان جہان کہا سیکم باعتبار قضا کو لیک یا بقدر امانت کہ لیک یوریک فردیر ہی یا سنا سبب جملہ اوس کام لینا بطوریکہ نہ ہو سخی کا  
 حال اس سبب کہ اس تمام کام اس سبب کیا کہ پوری فردیر ہی یا سنا سبب جملہ اوس کام لینا بطوریکہ نہ ہو سخی کا  
 کہ یہ شریک مفاد و حق و دوسرے شخص مکر جو اول مکر کو قبض میں تو مکر ہی قول سے سنا سبب جملہ اوس کام لینا بطوریکہ نہ ہو سخی کا  
 حتیٰ ان یخلف انہ کان مع الحی فی حیثیہ المیت کہ وہ گذار شرکت و ضمتہ بقر مقبول نہیں جبکہ سیر کو اہ غلامین مال مشترک شریک نہ کیا جائے تا شریکیت کی زندگی میں ہو سخی کا  
 مستحق بقا و مال نہیں کہ مکر جو کمال ملک ہو گیا ہو سنا سبب جملہ اوس کام لینا بطوریکہ نہ ہو سخی کا  
 فتح ثم عرف احد الشریکین فی البلاء و الاخر فی السفر فاما اذا قصته فقال ذوالدلیل قد استقرضت القاء القاء لہ ان المال فی بلاء تعرف کیا ایک  
 شریک تو شریکین اور دوسرے نے سفر میں ایک شریک کی قسمت کا ارادہ کیا تو باقی مال نے کہا کہ میں نے تو ہزار دم خرمن لے لیتے یعنی شرکت نہیں ہو سخی کا  
 تو وہ سخی کا قول مستحب اگر مال اس کے ہاتھ میں ہم امد دوسرے کو ہزار دم لینا جائز ہو کہ انی لکن حللی نے کہا ذوالدلیل کہ سبب بعد قبض مال کی شریک کی قسم



اور دوسرا وہی ہو کہ زمین یا تھا تو قاضی و دان امین کو بھیج کر اوسکو دیکھ کر اگر ترک زمین میں دونوں کا فرض معلوم کرے تو زبردستی بخوادے اور جامع الفضلین میں  
کہ بن چکی اور حام اگر نسیہ نہ ہو کر جنگ ہو گیا تو اسکی تعمیر میں جبر نہیں زمین کو دونوں شریک تعمیر کریں اور اگر عمارت قائم ہو اور کچھ منہدم ہو تو جو شریک مرست کرے اور  
اوپر زبردستی جائے اور اگر محتاج ہو تو دوسرا شریک مرست کرے اور نصف اور دوسرے ہر گاہ فی الطحاوی و فی غصب المجتبے میں بلا اذن شریک فلا  
لہ شریک لہ نصف البذلک یکنون الزرع بیدہما قبل النیات لہما تجزؤ بعدا جازوا ان اراد قلہ یقاسمہ فیقلعہ من نصیبہ و یضم الخ اسیر  
نقصان الارض بالقلم والصواب نقصان الزرع اور مجتبے کی کتاب الغصب میں ہے کہ زراعت کی بلا اذن شریک کے سوا اسکو شریک نہ اسکو ادایم داتا  
کیستی و دونوں میں مشترک ہو اگر کمیٹی جس سے پہلو بچد یا تو جائز نہیں اسو اسکو کہ وہ بجز زرع و مسموم ہو اور بحدہ نسبت جس کے جائز اور اگر شریک غیر زرع میں نسبت  
او کما شریک ارادو کیا تو اسکو باجم تعمیر کرے پہلو اسکو او کما شریک لہ اپنے حصہ سے اور زراعت کی بلا اذن نقصان زمین کا حصہ دی جو نقصان کا انکار  
ستم ہوا اور شریک یہ ہو کہ نقصان زراعت کا حصہ انھیں ملے کہ قول انیشا مع کا ہو اسو اسکو کہ عبارت مجتبو لفظ بالقطع منشی ہو گئی جائز نہیں  
مجتبے کے نسخہ مقدم میں ایضاً ہے یا ای و در کتب شریک کی بلا وجہ ہو اسو اسکو کہ غاصب میں شریک جو بننے بلا اذن اپنے شریک کے کہیستی کی استیصال و فی قسما  
المشترک اذا اقلعہما فالاحدھا العیارة فان احتل القسم لا یجوز قسمة ولا یجوز لیس قسمة و تامة و فی شریکة المنظر لہ العیارة اور شریک  
کی کتاب القسمة میں ہے کہ مکان مشترک جب منہدم ہو جائے اور ایک شریک اسکی مرست سے انکار کرے تو اگر وہ مکان قابل مرست ہے تو اسکی تعمیر میں جبر نہیں  
اسکی تعمیر کچھ دی یعنی دوسرے شریک کی درخواست سے اور اگر مکان قابل تعمیر نہیں ہے تو شریک اسکو باجم یعنی قاضی کے حکم سے پہلو اسکو امید و نصفین  
حاصل کرے اور پورا اسکیان منظر ہو کہ کی کتاب الشریکہ میں ہے یا شریک شریک شریک لہ یا شریک و لو بلا اذن شریک داخل و فیما حد الخلط  
والا خلاط و یجوز ذاک البیوع و التغاطی اور منظرہ مجبہ میں ہے ایک شریک نے اپنا حصہ دوسرے شخص سے بیا اگر بلا اذن شریک باجم کے مع کی ہو کہ  
مرست غلط اور اختلاط کے ترمیم اور غلطی جائز کہی گئی ہے یہ مسئلہ شریک الملک کا جو ارباب میں مذکور ہو چکا ہے الغریک ہما لوبا عا  
حصہ من فیس و ابنا عا و ذلک منه الا یحیی و لکما و کان فابغیر اذن الشریکا فان یشاءوا ضعنوا الشریک او من  
اشتری منه علی ما قدر و کما پر میان شریک اگر اپنا حصہ کوئی دوسرے شخص سے بیا اور نصف یعنی اس سے مول لے اور کوئی ملکہ ہو جائے اور یہ ہم تعمیر اذن  
شریکوں کے ہو ہی ہو تو جو بوجہ روایت فقہاء کے شریکوں کو اختیار ہو کہ شریک سے ضمان لین یا اس سے جس سے اسکی خریدیم و مرست اذن شریک تضامین  
نہیں اور شریک پر ضمان اس صورت میں جوب اوس نے کوئی اختری کو تسلیم کر دیا ہو اور اگر مشتری نے بلا تسلیم باجم اسکو لیا ہو تو فقط مشتری پر ضمان  
کذا فی الطحاوی و ان یکن کل شریک لا یجوز حصۃ ساجد لہ من آخر و کان یخص منہما قد اذنا و لذلک فی تعمیرھا و بالبناء و بالاج  
صالح للمستاجر و فی ذالین علی الشریک لا یجوز اور اگر شریک نے اپنا حصہ تمام کا دوسرے کو عاہدہ دیا ہو اور ایک شخص نے دونوں شریکوں میں سواض  
مستاجر کو اسکی تعمیر اور بنائیکلی اجازت دی ہو تو مستاجر کو جائز نہیں اس تعمیر کا بجم یا کفلا دوسرے شریک سے جسے اجازت نہیں دی گئی ہے لکھا شارح  
عاشیہ پر یہ عبارت بیان کہی ہو قلت ظاہر و آیر جم علی الاذن یعنی ہر جہا اقلعہ ام یحیی فی اجم یعنی میں کتا ہوں کہ ظاہر کلام مذکور یہ ہو کہ مستاجر اذن  
دیہ و شریک سے مرست لہج لیگا انبیات باقی ہے کہ تمام خرج اوس سے لیا یا بقدر اسکو حصہ کے تو اسکو کتب نقصان میں تلاش کرنا جائز ہو طحاوی نے کہا کہ  
یہ عبارت بعض نسخ در التمار کے اندر مرقوم ہو اور آخر میں اسکو لفظ منہ ترمیم کہ یہ عبارت عاشق کی جو اسو اسکو کہ عادت مصنفین یہ ہے کہ عاشق  
کے تمام کے بعد نہ کہتے ہیں لو احدث من الشریکین سکن و فی الدار مدۃ مہینۃ التین و فلیس للشریک ان یطالہ و باجم التین  
ولا المظاہرۃ و باجم سکن مثل الاول و لکنۃ ان کان فی المستقبل یطلب ان یأخذ الشریک ما یغایب فافہم و دع الشریک کا و شریک  
میں سے ایک شریک را گھر میں ایک مرست ہو جو گذر گئی زمانہ سے تو دوسرے شریک کو کرایہ اٹھنا جائز نہیں اور نہ اسکا اسکو مطالبہ ہے کہ اس میں زمین اول  
کی برابر لیکن اگر زمانہ مستقبل میں شریک نے مطالبہ سکونت کا بطر عا یا کہ کو تو قہر لیا یا جو کما سہو کہ سمجھ لے اور ہر وقت شریک کو اس میں نہ سنا و کتب



حکمہ مالک اللہ تعالیٰ تصدقاً منفعیاً علی من احب لو غنیاً فیکرم فلا یجوز له ابطاله ولا یؤثر عنه وعلیکہ الفتنی ابن کمال و ابن الشیخ  
 اور صاحبین نزدیک وقف عبارت میں کے جس کرے اللہ تعالیٰ کی ملک کے حکم پر اور اسکی منفعت کے مرت کرے مسیہ یا اگر یہ موقوفہ علیہ فنی جو بہر جہ وقف کی  
 ملک سے خارج ہوا تو وقف لازم ہو گیا تو وقف کو اسکا باطل کر دینا جائز نہیں اور شکار و اسکو درخت میں نہا و گیا اور صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ سے  
 کذا مر ابن کمال و ابن شیمہ و سبکیہ اراذلہم حبیب النفس فی الدنیا باین الہیاء و بالآخرۃ بالثواب و سبب وقف کا ارادہ کرنا جو محبوب ملی اور پسندیدہ  
 جانی کا دنیا میں دوستوں کے اندر و آخرت میں ثواب حاصل کرنے سے یعنی بالنیۃ من اہل اللہ مباح بدلیل صحیحہ من الکافی یعنی حصول ثواب وقف  
 اور شخص کی نیت سے موقوفہ جو اصل سے نیت کا یعنی مسلم عاقل بالغ ہو سکو کہ وقف کرنا مباح ہو بدلیل صحیحہ موقوفہ کا فنی یعنی جبکہ فانی وقف ہو اگر وقف فنی  
 عبادت نہیں تو ثواب نیت سے موقوفہ اصل وقف سے قدر کیوں واجباً بالذکر فی مقصد ہذا و یتمیمہ و لو وقفہا علی من لا یجوز له ان یرفع حاداف  
 الحکمہ و یقیناً نذر ہذا و یقیناً صدقہ اور وقف کرنا کسی وجہ پر نہ نذر کرنا کسی وجہ پر موقوفہ کو تصدق کر دینا اسکی قیمت کو اور اگر اسکو وقف کیا اور سپر  
 جسکو ذکر و دنیا جائز نہیں تو حکم میں وقف جائز ہو گا اور نذر باقی رہی گی اور اس تقریر سے صفت وقف کی معلوم ہو گئی صفت وقف کی یہ ہو کہ وہ مباح اور نذر  
 اور فنی نہ ہو مباح وہ وقف ہو بلا قصد قربت ہو لہذا فنی ہو وقف مسمیہ اور اسکو کچھ ثواب نہیں اور وقف قربت بقصد عبادت ہوا ہو مسمیہ اور وقف  
 فرض مند و جو چنانچہ یون کہنا کہ اگر میرا والد یا والدہ یا میرا بھائی یا بھائی کا وقف کرنا مباح ہے اگر نذر کرنا والا یا بنو اصول اور فروع پر وقف کرنا تو وقف  
 جائز ہو گا لیکن نذر ادا نہ ہو کر کذا فی البحر اور یہ جو شرط ہے کہ اسکو تصدق کر دینا اسکی قیمت کو تو مسئلہ نذر باقی وقف کو اور مسئلہ کے ساتھ شرط کر دیا جبکہ  
 صدقہ وقف کا نذر ہو مالا کہ وہ فروع کا حکم مختلف ہو نذر باقی وقف کا حکم تو ابھی معلوم ہو چکا اور صدقہ کے نذر ہو نیک بھلائی میں یہ حکم ہو کہ اگر حکم مرت  
 یا فانی کے جو چھٹی سے وقف ثابت ہو تو وہ وقف ہو اور اگر وہ کسی میں صدقہ کا ارادہ کیا تو وہ نذر ہو اسکو تصدق کر دینا اسکی قیمت کو اور اگر کچھ نیت  
 نہ ہو تو وہ میراث ہو کذا فی الطحاوی و حکمہ حق تعالیٰ اور حکم وقف کا گذر گیا اسکی تعریف میں ہم حکم یعنی اثر قربت جو تعریف میں مذکور ہوا سو  
 تصدق ہو منفعت کا و حلالہ المال المتقویہ اور وقف کا محل مال متقویہ جو قابل وقف ہو طحاوی نے ثمال سے وہ مال مراد ہو جو قربت کا ملوک ہو وقف کر سیکے  
 وقت تو اگر زمین کو غصب کر کے وقف کیا ہو اسکو خرید یا مالک سے تو صحیح نہیں و لکنہ لالفاظ الخاصۃ کا ردی ہذا صدقہ موقوفہ موقوفہ علی  
 المساکین و نحوہ من لالفاظ کہ قوفۃ لیلۃ او علی وجہ الخیر او الخیر اکتفی ابو یوسف بلفظ موقوفہ فقط قال الشیخ فی تفسیرہ لیس فیہ  
 اور رکن وقف کا الفاظ مخصوصہ میں چنانچہ یون کہنا کہ میری میر زمین صدقہ موقوفہ و انہی مساکین پر اور نہ ان الفاظ کے چنانچہ یون کہنا کہ صدقہ  
 خدا کی ہو موقوفہ ہو یا علی وجہ الخیر یا علی وجہ البر موقوفہ ہو اور ابو یوسف فقط بلفظ موقوفہ اکتفا کی یہ یعنی اگر سید کہ کہ میر زمین یا میر یا موقوفہ  
 ہے بلا ذکر مساکین اور بلا قید و دام تو کافی ہے صدقہ شہید کہہا کہ ہم اسی قول کا فتویٰ دیتے ہیں عیب کے ہم الفاظ کو رکن اسکو کہہا کہ اگر وقف  
 مع الشراط لکنہ بلفظ تو وقف صحیح نہیں بالاتفاق کذا فی القستانی اور شرمہ ملحق میں ہو کہ طرفین کے نزدیک وقف صحیح نہیں جب تک اسکو جو ہمتہ ہو  
 طے اور شاہدوں کو اسکو سفنون پر گواہ کرنا ہوتا ہے مشائخ نے ابو یوسف کے قول پر فتویٰ دیا ہو کہ جو بلفظ نذر باقی ذکر و دام و رجعت صرف کافی ہو اگر شرط  
 علمائے مجتہد کے قول پر فتویٰ دیا اشتراط تسلیم میں کذا فی الطحاوی و شرطہ شرط مسائل الفقہاء کثرۃ و تکلیف اور شرط وقف کی وہ جو باقی تبرعات  
 کی شرط جو چنانچہ آنا دی اور تکلیف تو غلام اور غنوں کا وقف صحیح نہیں و ان لیکون قوفۃ فی ذالہ اور شرط وقف یہ ہو کہ فی ذاتہ قربت ہو ہم تو مسلم یا  
 فنی کا وقف نصار ہو یا یہو کہ معیار در فقہ اہل حرب پر صحیح نہیں اور فنی پر وقف کرنا نہیں قربت ہو اسکو کہ ذیرو میں ہو کہ تصدق علی الفنی میں ایک طرح کی قربت  
 ہے کثر قربت غیرت معلومہ انہی لالفاظ لکنہ لالفاظ شریعت کی یہ ہو کہ معلوم ہوتا ہے مجہول منجز نہ معلوم کسی شرط پر موقوفہ بشرط موجود جائز ہو ہم تو  
 اگر اپنی کچھ زمین وقف کی لا تقسیم تو صحیح نہیں یا یون کہہا کہ میر زمین فقیر یا میری قربت و انون پر وقف ہو تو باطل ہو لیس کے کذا فی العالگیریہ اور  
 اس طرح وقف زمین یا بشتا رہا صحیح نہیں بسبب تقسیم وقف ہوا کہ اگر میرا میرا ہو تو میرا وقف ہو مساکین پر تو صحیح نہیں بسبب تعلق کے اور اگر





























حکم تحت بالشرط و بعد فی الاموال الثانیة یا غیر ذلک وقت کی سیم کا جائزہ اور خرید کر دوسری قیمت کی زمین چاہر جب یہ کہ چکا تو دوسری زمین سہی زمین کی  
 مانند ہوگی اور کسی شرط میں اگر بہت غرا کا سائیکہ نہ ہو گیا ہر دوسری زمین کو تیسری زمین سے پہلے اس طرح کہ مستبدان کا حکم بات ہوا تھا ابیشہ طے کے اور شرط پہلی زمین میں بیانی  
 گئی دوسری میں دام لا مستبدان اولو للمساکن بعد من الشرط فلا یملکہ الا انفسہ در و شرط فی البحر خیر و جاعل فی انتقام بالکلیۃ و کوک الیدل  
 حقا و المستبدان قاضی الجعۃ للفقیر بن العلو و العمل و درون شرط وقت زمین کا بدلنا اگر یہ مستبدان فقط مساکین کے واسطے ہوئی اور مساکین نہیں  
 اس وقت قاضی کے کہ انی الدرر اور جو ان میں مستبدان قاضی کے دھڑلہ کر گیا ہو کل جائز وقت کا انتقام سے بالکل اور ہر زما و من کا زمین اور ہر مستبدان کا قاضی جنت یعنی قاضی صاحب علم و  
 عمل ہر شرم بوالرائی کی یا نہ شرط سے دوسرے کو نہ کر گیا یعنی اتنی آمدنی یا نہ رہا جس سے وقت کی مدت ہو کر دوسری میں قاضی نون قاضی عالم یا عمل کو قاضی جنت  
 کہا ہو جب اس حدیث و فہم کے جو حال کے برید سے رویت کی کہ دو قاضی زمین میں اور ایک قاضی جنت میں جس قاضی نے حق کو دریافت کیا ہر دوسری پر حکم کیا سو جنت میں سے  
 اور جس قاضی نے حق کو دریافت کیا ہر ظلم کیا نہ ہے یا حکم کیا بغیر علم کے تو دوسری زمین میں نہ انی الطحا و فی النہر ان المستبدان قاضی الجعۃ فالفقیر بہ مکسبہ  
 فلا یشتہ ضیاعہ و نوبالدر ہر و الذنا یدر و کہ الوشرط عدل و ہر احد المسائل السبعۃ التي یحل فیہا شرط الواقف کا بستر فی الاستباہ اور  
 فی الاموال میں تکرار وقت کا بدلنا انامہ جنت ہو تو اس کا طہان ہو تو اس کے ضامن نہ ہو نہ کا خوف نہیں اگر یہ مستبدان دہا ہم در زانیت ہوا دوسرے ہر مستبدان قاضی جائز ہو  
 اگر نہ ہے نہ مستبدان کی شرط کی ہوا دوسری ایک سلسلہ ہوں سات مسائل میں میں شرط وقت کی مخالفت بجائی جو غنائی اور کو شہادہ میں شرح بیان کیا جو ہم شہادہ  
 میں کہ شرط وقت کی نفس شرم کی برابر ہو جب العمل پر نہیں کو چند مسائل میں اشرط کی وقت تا نذر کے نہ مغرول ہوئی تو انی ناظر کے مغرول کر نہیں قاضی جنت ہر ۲  
 کی وقت کو ایک مسئلہ بارہ اجارہ مذکور حال کہ لوگ ایک سال کے اجارہ میں غبت نہیں کئے یا زیادتی اجارہ میں فقیر دن کا انعم ہو تو قاضی کو مخالفت جائز نہ ناظر کو ۳  
 و اتقہ شرط کی کہ میری قبر پر قرآن پڑا جاوے تو تعین باطل ہے امام کے قول پر ہر طو کہ قبر پر قرآن پڑنا کر دہ ہو اور مجھ اور غنا محمد کا قول ہو عدم کہ امت کا تعین  
 لازم ہوگی ہم شرط کی کہ فاضل آمدنی فلاحی مسجد کے سالوں پر تصدق ہو تو قیوم یعنی سنہ کی کو غیر مسجد مذکور کے سالوں کو اور فقیر غیر مسائل کو دینا جائز ہو ۵ شرط کی کہ  
 مستحق کو اتنی روٹی اور تہ کوشت ہر روز دیا جاوے تو سنو کی کو نقد دینا جائز ہو اور دوسری رویت میرے کو فقیر دن کو طلب عین یا قیمت لینا جائز ہو یا قاضی کو جائز  
 ہے کہ امام کے مشروط کو زیادہ کر دی اگر امام کو او مستعد کفایت کرتا ہو شرط کی امام عالم متقی ہو کے وقت قدم مستبدان کی شرط کی تو قاضی کو مستبدان جائز ہو اگر بشرط  
 اوستہ حق میں تھے انصا و زاد ابن المصنف فی ذواہر نامتہ و ہر اذا تصدق الواقف و لای الحاکم ضمیمہ شہادہ کا الوصی عن اہل النفع و انوار  
 و ابن شہینہ عارضہ شہادہ سہمی زوار میں اثران مسئلہ زیادہ کیا وہ یہ کہ جب فقیر کی دہت نے کہ کوئی شخص ناظر کا شریک نہ ہو اس وقت میں اور حال کے  
 اس کے ساتھ شرط کے لایکی مصلحت دیکھی تو جائز ہو جیسے وصی کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنا جائز ہو اور اس کی نسبت انفع المسائل کی طیف کی ہم مشرف بنیم اول و  
 سکون ثانی وہ جو کہ حفاظت کا امر نہ کسی اور کام کا اور مشرف بھی معنی مشرف ہو در مسائل ثانیہ ہر زمانہ مسئلہ یہ زیادہ کیا گیا کہ جب وقت شرط کی کہ مستعد  
 زیادہ اجرت اجارہ زیادہ جائی اور حال کہ اجرت مثل اس سے زیادہ ہو سراج خانہ نے تھا کہ جائز نہیں یعنی بدون اجرت مثل کے اجارہ دینا جائز نہیں اگر جب وقت  
 نے یہ شرط کی ہو کہ انی الطحا و فیہا لا یجوز مستبدان العام لا فی اذیع اور شہادہ میں ہو کہ آباد وقت کا بدلنا جائز نہیں اگر بار صورت میں شہادہ میں جائز نہیں  
 یون حکمہ بن اذیع اگر مستبدان کی شرط کی ہو ۲ فاصبے اس کو غصب کیا اور اوپر قنایانی جاری کیا کہ زمین زراعت کے لائن نہ ہو تو موتی اس کے ضامن ہو لیکر دوسرے  
 زمین ہر کو عرض خرید کر دوسرے فاصبے زمین غصب کی اور کو انہیں بن تو فاصبے قیمت لیکر دوسری زمین خرید کر پہلی شرط کے موافق وقت کر دوسرے اگر کو غصب  
 عمرہ زمین کثیر العمر و وقت کے عرض دینا مؤثر ہو یوسف مفتی بہ قول پر بدلنا جائز ہو قلت لک فی معرفۃ المغنی ابن التتوۃ فی مسئلہ شہادہ  
 و تحنین و شہادہ و شہادہ شہادہ مستبدان و انحران یحییٰ باذن الشکطان تبعا لکن جیم صدر الشہادہ انتھی فی خطہ میں کتابہ  
 لیکن معنی اس حدیث میں یہ کہ نوٹوں کا وں سال بن امر شریف سلطان ردہ کام مستبدان وقت میں جاری ہوا ہو اور حکم ہو گیا کہ مستبدان باذن  
 سلطان ہو اگر یہ معنی اتباع رجیم صدر الشہادہ ہو تو ہو کہ یاد رکھنا چاہیے ہمیشہ شرط مستبدان پر مستبدان کیا صدر الشہادہ نے شرط و قاضی بن













وتمتنی قضی بالیقینہ شمس لما عتقنا راسخ فیکون وفعا بک الاولیٰ اور یہ سیرم فتویٰ ہر ایک اس قول پر جو وقت کبھی طو زیادہ تر نافع جو حسین علما کا اختلاف ہے کہ اس  
 مادی اندسی اور جب کہ قاضی زمین وقت کی قیمت کا حکم کرے تو جو عیون اسکو دوسری زمین خرید کرے تو تینہ میں وقت ہوگی زمین اول کی عیون یعنی اسکا وقت ہونا لفظ وقت  
 پر موقوف نہیں کہ فی زمین المنفی اور اختلاف علما کی یہ صورت خلا کہ ایک قول میں ہستبال وقت در صورت ثلث محمول جائز ہے اور دوسری قول میں جائز نہیں مگر در صورت  
 نقد ان محمول مطلقا تو عدم جواز پر فتویٰ دیا جائیگا کہ میر وقت کو نام نہ ہو سبب باقی رہنما اسکی ذات کو اور ہمال لفظ ہرجا اسکی قیمت کے والد تقبل فیہ الشہادۃ حسبہ  
 بدل اللہ حق اربعۃ عشر مینا الوقف حل ما فی الاشبہ لا لا تحکم التصدیق بالغلۃ وهو حق اللہ تعالیٰ اور حسین گواہی مقبول ہوتی تو تحصیل ثواب کو بطریق  
 دعوہ کو کہ جو وہ مقام میں اور حسین سے ایک نف ہر کذا فی الاشباہ اور سہلو کہ اثر مرتبہ تف کا تصدیق ہو محمول کا اور تصدیق حق اللہ تعالیٰ اسکی گواہی میں دعوہ دینی کی  
 کو یہ حاجت نہیں جو وہ مقامات مذکورہ میں وقت طلاق تعلیق طلاق کوئی کا آزاد ہونا اسکا مدبر ہونا قطع لال مضلن نسبت حدنا حد شرب ایلا  
 اقرار حرم مصاہرت اسے مری کے نسب دعوہ کذا فی الطحاوی عن الاشباہ بقول الوقف محل معینان هل تقبل بلا دعویٰ فی الخانیۃ ینبغی لا اتفاقا و فی  
 شرح الوہابیۃ للشیخ حسن ہذا التفصیل هو المختار فی التتارخانیۃ ان ہو حق اللہ تقبل والا لا بالادعیٰ یلخص ما فی رسی یہاں کہ اگر وقت حسین  
 لوگوں پر ہو گیا اور حسین گواہی بلا دعوہ مقبول ہو یا نہیں غایہ میں کہا لاقی میر کہ مقبول نہیں بالاتفاق اور شیخ حسن کی شرح وہابیہ میں جو اور یہ تفصیل ہے کہ ہر گواہی اور ثبوت  
 میں جو کہ اگر دعوہ الیہ تو مقبول ہو اور حق اللہ نہیں تو گواہی بلا دعوہ مقبول نہیں ہو سکیا و رکنا چاہو ہم تفصیل مذکور سنا و غایہ کی تفصیل مراد ہو کہ غیر حسین پر مقبول  
 نہ حسین پر قلت لکن یجب ان الشخضہ میں کہ لیکن بحث کی جو حسین یعنی المطلق قبول شہادت میں عبد البر بن شمعہ نے ہم ابن شمعہ نے کہا کہ تفصیل مذکور لایہ ہی اور سہلو  
 جب شہادت قائم ہوئی اس کے بعد اس نف کی قوم معین تھی جو تو حسین دعوہ ضرور ہر البیثبات ہونے اسکا استحقاق اور ہستبال کے اگر یہ آخر کار اسکو فقراستی ہون بخلاف  
 اس گواہی کے فقراستہ سبکہ وقت پر قائم ہو کذا فی المنہ علی نے کہا ضمیر فیہ کی راجع ہو اس الملاق کی طرط جو کلام مان ہو مستفاد ہو تفصیل کی طرف مطلقا نے گنا شمار کی  
 صبارت اسکو مخالف ہو ہم وہ حق المصنف بقولہا طحاوی ابی اصل الوقف لما لہ للعقل و یا شدراط الدعویٰ للبشوات الاستحقاق لما فی الخانیۃ  
 لوکان لہ مستحق ولو بدیہ لو یزعم لہ شیء من الغلۃ و نصبت کما للفقراء و مصنف ابنی شرح میں بخلاف مذکور کہ دعوہ کر دیا ہو سہلو مقبول ہو تو گواہی کے  
 مطلقا ہر ثبوت ہونے اصل وقت کے کہ کہ مریم اسکو فقیر میں اور ہو سہلو ضرور دعوہ کے ہر ثبوت ہونے استحقاق کے ہو سہلو غایہ میں جو کہ اگر ان استحقاق ہوا و دعوہ  
 کرے تو اسکو کچھ غلہ دیا جائیگا و تمام غلہ ہر ثبوت ہونے پر صرف کیا جائیگا خلاصہ فقہ مذکور میر کہ ثبوت اصل وقت مقام نہیں دعوہ کا مطلقا اگر ہم مستحق بدین دعوہ کے  
 غلہ ہا رگا اور ثبوت استحقاق شخص حسین بلا شہادہ ہو پر وقت ہو تو اب ابن وہبان اور ابن شمعہ کے کلام کا خلاف مستفاد ہو گیا کذا فی المنہ قلت و مضافا لہ انہ لو ادعی  
 استحقاق ہم انہا لہ لہم منہ علی المدفۃ لکلا بولیۃ کا حق قد ہی میں کہتا ہوں کہ تو قول مذکور مستفاد ہوا کہ مستحق دعوہ کر گیا تو مستحق علیہ ہو گا باوجود اس بات کے  
 کہ مستحق کا دعوہ ہو سو حسین بنا قبول مفتی کے بدین تولیت کے چنانچہ عنقریب بگذا گیا تو غور کر ہم علی نے فی جو مذکور ہو چکا وہ یہ کہ در صورت غصب کی دعوہ ہو گا نہ مستحق  
 بلا تولیت اور اگر مستحق وقت میں انہ استحقاق کا دعوہ کر گیا تو بلاشبہ صحیح و محتاج تدبر نہیں و فی الاشباہ لنا شہادۃ حسبہ فی اربعۃ عشر ولین لنا مطلقا حسبہ لکلا  
 فی دعویٰ الموقف علیکما اصل الوقف فالتشم عند البعض المفقذۃ لا الا بولیۃ فاذا التشم دعواہ فالاجنبۃ اولیٰ بنتہ وقد قرئتنبہ اور شہادہ  
 میں جو کہ ہم معینوں کے نزدیک شہادہ حسبہ جو وہ مقام میں چنانچہ عنقریب مذکور ہو چکا اور ہمارے نزدیک ہی حسبہ میں موقوف علیہ اصل وقت دعوہ میں کہ اسکا ہر دعوہ ہو  
 بعض نزدیک اور قول منفی میں ہم سمع نہیں مگر تولیت ہر دعوہ اسکا سمع نہ ہوا تو اجنبی اس کے ہر دعوہ کلام الاشباہ اور البتہ مذکور ہو چکا سو اگر وہ دعوہ ہو تو اسکو  
 کا دعوہ خاص سبب ہے اور بیان اصل وقت کا دعوہ ہو تو وہ دعوہ کی مندرت میں شک نہیں و فیہ بیان الواقعہ لول الوقف قد فی الصیحہ زیادہ شہادۃ لکلا  
 انبأنا للجهول و فی العادیۃ تقبل اور شرط ہو دعوہ وقت میں بیان واقف کا اگر یہ وقت قد ہی ہو قول صحیح میں کذا فی البرزانیۃ یا ثابت محمول کی ہر سہلو اور غایہ میں جو کہ مقبول ہے  
 یہ بیان وقت اور یہ قول ہے ابو یوسف کا اور ہی پر شائع ہے ہم میں اور جو کہ وقت میں ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہے اور نہیں کے قول پر فتویٰ ہو کذا فی المنہ و تقبل فیہ  
 الشہادۃ محل الشہادۃ و شہادۃ النساء مع الرجال و الشہادۃ بالکفر لا بانیۃ محکمہ وان صرح ابی اسحاق السماعی فی المختار و لول الوقف علی معینین  
 محفظا

قال الطحاوی  
 قال شمس الاشباہ  
 راجع فی شرح الشہادۃ  
 فی النکاح









البیوع ویکمل اجزاء المثل فیہ لافى الملك لو استحقى على المعتدل فبازیدہ وغیرہا اور اگر بائع مذکور گواہ قاضی کرے اور اسکو وقف کرے یا حجت شرعی ظاہر کرے تو مقبول ہوگی تو بیع باطل ہوگی اور بشرط لازم ہوگا وقف میں ملک میں درموت اور اسکو استحقاق کے بقول مستند کذا فی الزاویہ وغیرہا وقف میں اجرت مثل لازم ہو جاتی ہے بلا عقد اجابہ بخلات ملک حتی کے اور حجت شرعی سودہ و شترہ وادی و مویع کے وقف ہونے پر گواہی دی جائے فقہا و ابن نجیم میں مسائل کے سوال میں مصرعہ و اوطا ہر بیان شامہ کا اس پر دلالت کرتا ہو کہ مقرب عمل کرنا جائز ہو بلا بیان شرعی اور مالانکہ بیعت مدہ مذکور کے مخالف ہو کہ خط معمول بہ نہیں ہوتا اور خدا بن نجیم نے سوال کے جواب میں منعقد گواہوں پر تصدیق کیا ہو ان ہشباہ کے بعض مفسرین نے کہا ہو کہ قاضی کی محفوظ سبیل پر عمل کرنا جائز ہے کذا فی الطحاوی و لیس للشدی حبشہ بالحق مثنیۃ من ہذا مستحق اور شترہ کو جائز نہیں روک رکھنا وقف مذکور کا قیمت لیکھ کے و بطور کذا فی المسئدہ من باب الاستحقاق اسو اسکو کہ جس بجای رہن ہو اور وقف میں رہن جائز نہیں وہی احکام المسائل المسئدہ المستثناة من قولہم سبیل فی نقص بالآخر من جہتہ فسد علیہ مرد و کج حلیہ اور وہ یعنی بیع کر کے وقف کا دعویٰ کرنا ایک مسئلہ ہوا ان سات مسائل سے جو ستنی میں فقہاء کے اس قول سے کہ جو شخص سہی کرے اسکو توڑنے میں حرج اسکی جہت سے پورے پورے سہی ہو تو اسکی سہی مقبول ہے کذا فی فضاء الاشباہ و اعتماد فی الغنم و الجحر انہ الیہ و فضاء حکوم باقرہ فیہ ذیل الا لا وہو تفصیل حسن اعتماد المصنف فی الاستحقاق لکن اعتماد الاول استلزام تبعاً للکنز و غیرہ اور فتم القدر میں اور بحر الرائق میں اس پر اعتماد کیا ہو کہ اگر بائع نے اسکا دعویٰ کیا کہ بیع سہا وقف ہو سہی کرنا بیع قاضی کا حکم ہو گیا تو دعویٰ اسکا مقبول ہو اور نہیں تو نہیں اور یہ خوب تفصیل جو جسر بنف نے باب الاستحقاق میں اعتماد کیا ہو لیکن آخر کتاب میں قول اہل بیعتہ اطلاق وقف پر خواہ لزوم کا حکم ہو اس پر یا نہ ہو موصف نے اعتماد کیا ہو کہ نہ وغیرہ کے تابع ہو کہ تفصیل مذکور امام کے قول پر مبنی ہو اور بقول مثنیٰ جو حکم بالزوم کی کہ نہ حاجت نہیں دینی العبادۃ لا تقبل عند الامام و هو المختار و وصقہ الیہ علی قال و ہل یخلف او عمارہ میں ہو کہ گواہ مقبول نہیں امام کے نزدیک اور یہی مختار ہے اور در فہم نے اسکو تصدیق کی ہو اور کہا کہ یہی قول قرب تر با صیاط ہو و فی دعویٰ المنطوقہ للجببۃ و ہذا فی فقیرہ و حق اللہ تعالیٰ انما لو کا علی العباد لم یخرج خلش و قد ذکرتنا فبکہا مطلقاً لشیوہ اصلہ لملک للفقراء فقہا و قد ذکرتنا فی فقاویہ بن نجیم فقہ شیعہ دعواہ و بیعتہ و بطول البیوع و منظرہ بمیکہ کتاب الدعویٰ میں ہے اور یہ بیعتہ دعویٰ وقف کے گواہ مقبول ہوتا اس وقف میں ہے جو حق اللہ ہے اور اگر وقف عباد پر ہو تو جائز نہیں میں کتاب میں ہم مقدم ذکر کر چکے مقبول ان شہادت کا مطلقاً اسطو ثبوت ہونے اصل وقف کے کیونکہ اسکا انجام کار فقیروں کے لئے ہو تو اسکو غر کر لے اور ابن نجیم کے فتاویٰ میں ہے کہ ان دعویٰ وقف کا اگر گواہی مسوم ہو اور یہ باطل ہوگی البانی للمسکین اولیٰ من القوم بخصیۃ مایہ و الموزن فی الخنا و الا اذا عین القوم اصلہ حق عینہ البانی انما لا سیدہ مقدم ہو اہل محکمہ سے امام اور موزن کے مقرر کرنے میں بقول مختار کہ جب کہ قوم نے امام اور موزن بانی کو امام اور موزن سے اصلہ اور الیق معین کیا یعنی اس وقت میں تجویز اہل محکمہ ہر اسو اسکو کہ اسکی منفعت اہل محکمہ کی طرف راجع ہو حق الوقف قبل وجود الموقوف حلیہ فلو وقف علی اولاد نہ لایر ولا ولکہ اعلیٰ مکان ہذا لا لبناء مسجد یا اود سبۃ حق ولا حقہ معہم ہر وقف کرنا قبل وجود موقوف علیہ کے تو اگر خالد نے زیہ کی اولاد پر وقف کیا اور مالانکہ اسکو کوئی اولاد نہیں یا اس مکان پر وقف کیا جسکو مسجد یا مدرسہ بنانے کے کیا گیا تو صحیح ہو قول اصم میں ونصہ و العلقہ للفقراء ان یولد لزیہ او یبثنی المسجد عمارہ ذلک و فی النہر من یبغیہ لہ و وقفہ حللہ سبۃ یدکس فیہا المذکور مع طلبیہ فلنکس فی غیرہا لتعدا التمدد فیہا ان نقصت العلوفۃ لہ لا للفقراء کا یقع فی اللوم اور منہ کیا جاوے مقصد وقف کا فقیروں پر بیان تک کہ زیہ کے اولاد یا مسجد بنائی جائے کذا فی العادیہ نہ الفائق من اتنا زیادہ کیا ہو کہ اگر وقف نے وقف کیا اس مدرسہ حسین مدرس درس کرنا ہو طالب علموں کے ساتھ سودہ مدرس پڑانے کا اور مدرسہ میں سوا اس کے تیسبہ نہ ہو و حق اس مدرسہ میں نزاع ہو کہ مدرسہ کو یا مدرسہ کو یا مدرسہ کو چنانچہ لاروم میں رائج ہو ہم مدرسہ مستند ہوئی تیسبہ ہم ہو جائے کہ بعد واقع ہو کر آبادی سوزن محکمہ حق اللشیم یہاں ضروریہ میں جو فتویٰ کیں اسطو حادث ہو کہ ہم شامہ علامہ نے آخر کتاب الوقف میں کثرت مسائل لمحہ کو زیادہ کیا اور بعد نصف کتاب کے تنگنا و ایجاز سے کل کر گشت مید ان الطنا نقطہ اسی باب میں پسند کیا اگر صدق الامام ارضاً علی ساقیہ لیس خراجھا لکلفہا استغنی عنہا الخ البکد فقہا وکیل الامام لیساقیہ ہی ملک ہل بصرہ احباب بعض



میں سے ایک کر کے تو اس کا حکم کیا جائے اگر گواہی بھی نہ تو غیر میں پر مشتمل کیا جائے جس تک کہ وہ بطلان وقت فقہاء شرعی نے ظاہر مواد اور ابطالان  
وقت فقہاء ظاہر میں ہر حکم کے واسطے وقت کیا تو وقت مذکور وقت کی ملک میں ہر آدمی اگر وہ زندہ ہو اس کو وارث کی ملک میں اگر  
وقت مر گیا مریات المال کی ملک میں ہو گا اگر وقت اور وارث کوئی نہ ہو تو وقفہ السلطان جائز و لوجہ خاصہ فظاہر کلام  
لا یتجہ اما اگر وقت کیا یا و شہادے علی العموم تو جائز ہو اور اگر وقت خاص کے واسطے وقت کیا جائے ایک شخص کی اولاد پر وقف کیا تو ظاہر کلام فقہاء میں یہ کہ یہ  
وقت خاص نہیں یعنی سلطان کا وقت بیت المال سے عام صحیح ہے جو خاص اس واسطے کہ خصوصیت میں بقیہ مسلمین کی حق تلفی نہ کرے فی شرم الوہابیہ لوشہید  
المتولی مع آخر وقت مکان کا داخل المسجد فظاہر کلام فقہاء قبول کیا اگر گواہی دی متولی نے دوسرے گواہ کے ساتھ فلاں مکان کے وقف ہوئی ہے  
تو ظاہر کلام علماء تبدیل شہادت پر دلالت کرتا ہے کہ لا تلزم الحاسبہ کل عام و یکفی القاضی منہ بالاجمال لومعنی فافہا لمانۃ ولو تمہما فی حق علی  
التعین شہادۃ فستیاد لا یکتبہ بل یکتب لہ ولو اٹھہ تحلیفہ فنیہ قلح وقت منہ فی الشریکۃ ان الشریک والمضارب والوصی المتولی  
لا یلزم بالتفصیل وان غرض قضاء التالیس الا الوصول للتحقیق المحصول لازم نہیں محاسبہ متولی کا ہر سال اور قاضی متولی کے محاسبہ علی پر کفایت  
کرتا اگر وہ امانت میں مشہور ہے اور اگر شہد کفایت ہو تو اس پر جو کر کے تعین مضارب پر اندک اندک اور اس کو قبیہ کر کے ملک اور اس کو دیکھا دیا اور اگر اس کو  
مستہم یا دوسرے قسم کھلا دیا تو کذا فی القسبہ میں کتاب ہون اور ہمنو کتاب الشریکۃ میں مستہم ذکر کیا ہے کہ شریک اور مضارب اور وصی اور متولی کو حساب بنا  
تفصیل لازم نہیں اور ہمارے زمانہ کے قاضیوں کو حساب لینے سے کچھ غرض نہیں ہوائی حاصل کرنے حرام مال کے لوداعی المتولی الدفع قبل قولہ بالا  
یجوز لکن ایف الملا ابوالسعود انہ الذفع من غلۃ الوقف فی وقفہ کا اولادہ وارادہ اولادہ قبل قولہ وانما الذفع لہ  
ایام بالجامع والبقایہ غیرہما لا یقبل قولہ کا لوداعی مستاجر شخصاً للببناء فی الجامع بأجر معلومہ فقہاء نے تسلیم کیا ہے کہ لوداعی  
قولہ قال المصنف وهو تفصیل فی غایۃ الحسن فیعل بہ واعتمده ایہ فی حاشیۃ الاشباہ اگر متولی نے مقدار کو حق دینا کا دعویٰ کیا تو اس کا  
قول ہون قسم کے قبول ہو گا لیکن معنی ظاہر سے تو دیکھا کہ اس کا کہ اگر متولی نے دعویٰ کیا حق دینا کا غلہ وقف دینا سے اس پر وقف میں جائز ہے اولاد اور  
اولاد کی اولاد کو تو اس کا قول مقبول ہو اور اگر اس نے جامع مسجد کے امام یا دربان اور مانند ان کو اصل خدا کے دین کا دعویٰ کیا تو اس کا قول مقبول ہو گا چنانچہ اگر  
ایک شخص کو مزدوری لگا یا جامع مسجد کی تعمیر کیو اس واسطے اجرت مقرری کے پر دعویٰ کیا تسلیم اجرت کا تو اس کا قول مقبول نہیں معتقد ابن خفا دعویٰ کیا کہ یہ  
تفصیل معنی مرحوم کی نہایت خوبی میں جو تو اسی پر عمل کرنا چاہتا ہو اور اسی پر معتقد کے بیٹے نے حاشیہ شہادہ میں اعتماد کیا ہے قلت ویسجد فی العارۃ بمنزلیہ لکھنؤ  
لو اجر القیو فخری لفقیر المسکین فی لا یتجہ میں کتاب ہون اور آگے آگے کتاب العارۃ میں نقل قول اخبرنا ہ کہ اگر متولی نے فلاں مکان وقف  
اجارہ دیا پر وہ متولی معزول ہوا تو اجرت لینا متولی معزول کا حق ہو قبل اصم میں اس واسطے کہ متولی سابق کا اجارہ دینا وقف کیو اس واسطے شہادہ ابن خفا کیو اس واسطے  
یکمال المعزول مہمادۃ المستاجر علی التعین لنعرف قال المصنف الذفع قبل عقد کا اور کیا متولی معزول مالک ہو تصدیق مستاجر کا موت پر نہیں  
لے کہا ان مالک ہو معتقد کیا اور جو قبل میری نزاکہ راجح ہو وہ عدم ملک معاوقت ہو یعنی اگر متولی معزول کے کہ میں نے مستاجر کو مرمت کرانیا اور عرف  
میرا دین کا اذن دیا تھا تو وہ میں خلت ہو علما کا لیس للمتولی اخذ زیادۃ علی قاتلہ الواقع اصل جائز نہیں متولی کو زیادہ لینا اس پر جو شکل  
واسطے وقت مقرر کر دیا سلطان خراہ اجرتہ مثل کی برابر ہونہ کہ فی الطحاوی و صحیحہ ہر شہد جمیعہ ما یحصل لمن تمام دعویٰ شریعیہ وغیرہ فی خلاص  
الوقف الشریعیہ اور جو بڑھتی اور فائدہ شرعی اور علی حاصل ہون اور سب کا وقت کے معارف شرعیہ میں صرف کرنا جب جو ہم یہ اس صدر میں ہے  
کہ جب متولی کی اجرت نہ مقرر ہوئی ہو والا عوام قدیمہ معزولہ کا متولی کو لینا جائز ہو اس واسطے کہ معزولہ کا لوداعی فی الطحاوی و صحیحہ الحاکم احسن  
الموتیوں برقیہ شریعیہ علی الارضی غنیک اللہ علی الشرعیۃ الکمل من فتاویٰ المصنف قلح لکن سبب فی الوصایا وکذا یضآن لکھنؤ  
اجرتہ مثل عملہ فستیادہ اور وجہ ہو ماکہ پر شریعت لینا دوسرے پر حکم کرنا شریعت پر دینا کا شریعت دوسرے کو بعد دوسری شریعت کے یہ سبب مل باقہ تار دوسری معتقد











تولدین ابوہما من اولاد الطہور یا تہتمل نصیبہما لہما لکھما من اولاد الطہور یا اعتبار ابیہما کا تعلیم میں کلا سنا وغیرہ اندیشہ  
 شتمل کے حق میں جسے وقف کیا نہ ہو اناث کی اولاد پر نہ اناث کی اولاد پر ایک ستمی عورت اس پر دو ولد چھڑ کر گئی جنکا باپ ذکر کی اولاد سے یہ ستمی عورت میں نے دیا کہ عورت  
 مستحقہ کا حصہ وہ خود کی طرف منتقل ہوگا اس سطل کو وہ خود پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ ذکر کی اولاد میں سے ہیں انہو باپ کے اعتبار سے جو جائزہ اسعاف وغیرہ سے معلوم  
 ہوتا ہے وہ اولاد شعاوت و التنا و حانیۃ نو وقف حل حقیقہ یکون لولدہ و ولدی ولدا ابدا ما تاسلوا من اولاد الذکور و ذلک لاناث الا ان یکن  
 ازواجہن من ولد الذکور کل من یحتمل نسبہ الی الواقع بالآباء فہو من حقیقہ و کل من کان ابوہ من غیری الذکور من ولد الذکور  
 فلیس من حقیقہ انتھی اور سعات اور تارخانہ میں ہو کہ اگر وہ تہتمل نہ ہو تو یہ تہتمل نہیں ہوتا اور اگر وہ تہتمل ہو تو یہ تہتمل ہے کیا جب  
 اولاد کی نسل باقی رہے گی ذکر سونہ اناث سو گرا اناث کی اولاد اس وقت وقف میں داخل ہوگی جب کہ اناث کے ازواج و تہتمل ہوتوں کی اولاد میں جس شخص کا نسب  
 کی طرف راجع ہو اس پر اناث کے وہ وقف کا عقب ہو اور جس شخص کا باپ واقف کی اولاد ذکر سے ہو سو وہ شخص واقع کے عقب میں داخل نہیں کلام الاستعا قول  
 غیر قول اول کی توضیح یہ ہے کہ اس سطل کو وہ خود پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ ذکر کی اولاد سے ہیں انہو باپ کے اعتبار سے جو جائزہ اسعاف وغیرہ سے معلوم  
 یتنسب الیہ من قبل آباءہ ولا یدخل اولاد البنات وانما الوصیۃ فی الوصایا انہ لو اوصی لآلہ وجنبہ دخل کل من  
 لان الولد انما یتنسب لآلہ لا لآلہ بنت و بہ حکم خواجہ اذنیۃ نو وقف علی اولاد الطہور دون اولاد البنات فمات مستحقہ عن ولدین  
 ابوہما من اولاد الطہور ہل منتقل نصیبہما لہما فاجبت و تم منتقل نصیبہما لہما لکھما من اولاد الطہور یا اعتبار ابیہما کا تعلیم میں کلا سنا وغیرہ اندیشہ  
 یہ کہ اگر ایک شخص نے وصیت کی اپنی آل اور اپنی جنس کے سطل کو داخل ہوگا اس وصیت میں جو شخص کے منسوب ہوں اس کی طرف اس کی آبا اور اجداد کی جانب سے اور نہ داخل  
 ہوگی اولاد بنات کی اور اگر عورت نے وصیت کی اپنی اولاد میں سے کسی سطل کو عورت کا ولد وصیت میں نہ داخل ہوگا مگر اس عورت میں داخل ہوگا جب کہ باپ کا  
 عورت عرصہ کی قوم سے ہو اس سطل کو کہ اگر انہو باپ کی طرف منسوب ہوتا ہو اپنی ما کی طرف میں کتا ہوں اس تقریر سے جواب اس عارضہ کا معلوم ہو گیا کہ اگر وقف کیا  
 اولاد ذکر پر نہ اولاد بنات پر بہر او میں سے ایک عورت مستحقہ دو ولد چھڑ کر گئی جنکا باپ ذکر کی اولاد سے ہے کیا عورت کا حصہ وہ خود کی طرف منتقل ہوگا اس سطل کو وہ خود  
 منتقل ہوگا سو میں نے جواب دیا کہ ان عورت کا حصہ وہ خود کی طرف منتقل ہوگا اس سطل کو وہ خود پر صادق آتا ہے کہ وہ ذکر کی اولاد میں سے ہیں انہو باپ کے اعتبار سے جو جائزہ اسعاف وغیرہ سے معلوم  
 یہ کہ عورت پر یہ ستمی عورت اس پر دو ولد چھڑ کر گئی جنکا باپ ذکر کی اولاد سے ہے کیا عورت کا حصہ وہ خود کی طرف منتقل ہوگا اس سطل کو وہ خود  
 در و غیر آہم بیان عبارت در التنا و حانیۃ نو وقف حل حقیقہ یکون لولدہ و ولدی ولدا ابدا ما تاسلوا من اولاد الذکور و ذلک لاناث الا ان یکن  
 لیکن ترجمہ نے ستمی عورت پر یہ ستمی عورت اس پر دو ولد چھڑ کر گئی جنکا باپ ذکر کی اولاد سے ہے کیا عورت کا حصہ وہ خود کی طرف منتقل ہوگا اس سطل کو وہ خود  
 و تقریبا عند الثاني و بہ یقینی کجعلہ لولدہ و لکن یخص بالصلیۃ در عبارت مراد یہ ہے کہ اپنی ذات اور اپنی اولاد اور اپنی نسل اور اپنی عصب کے  
 وقف میں محصول وقف کا اپنی ذات کی طرف منتقل ہوگا اس سطل کو وہ خود پر صادق آتا ہے کہ وہ ذکر کی اولاد میں سے ہیں انہو باپ کے اعتبار سے جو جائزہ اسعاف وغیرہ سے معلوم  
 ولد کے اس سطل کو وہ خود کی طرف منتقل ہوگا اس سطل کو وہ خود پر صادق آتا ہے کہ وہ ذکر کی اولاد میں سے ہیں انہو باپ کے اعتبار سے جو جائزہ اسعاف وغیرہ سے معلوم  
 کو ہی شامل ہو جائے گا و انتہی ولد ذکر کی نہ تہتمل لکھی ہو وہ ولد عورت کو ہو اس سطل کو وہ خود پر صادق آتا ہے کہ وہ ذکر کی اولاد میں سے ہیں انہو باپ کے اعتبار سے جو جائزہ اسعاف وغیرہ سے معلوم  
 عن الدرر دیستقل بہ الواحد فان انتقل الولد الصلیۃ فللفقر و دون ولد الولد الا ان لا یکن حین الوقف صلیۃ فہو من ولد الذکور و ذلک لاناث الا ان یکن  
 اثنی دون من دونہ من البنات و دون ولد البنات و دون ولد الذکور و ذلک لاناث الا ان یکن حین الوقف صلیۃ فہو من ولد الذکور و ذلک لاناث الا ان یکن  
 فقرا کیو سطل ہوگا نہ وقف کے ہوتے کیو سطل ہوگا اس وقت وقف و ولد صلیۃ ہو تو اب وقف و ولد الامین کو مخصوص ہوگا اگر چہ ولد الامین عورت ہو نہ نصیر  
 ولد الامین کو منجانبہ بطور کے اور نہ وقف کے اتنی کو قول اصم میں یعنی اس سطل کو اولاد بنات کی اپنی یا کی طرف منسوب ہوتی ہو نہ اہمات کی طرف منتقل و ولد الامین کے  
 کہ فی الدرر و لوزاد و ولد و لک فقط اقصیٰ حلیہما اور اگر وقف زیادہ کیا کہ میں نے وقف کیا اپنی اولاد پر اور اپنی عورت پر نہ وقف تو ولد اور سطل پر مخصوص ہوگا









ایکے گواہی دی کہ یہ عاقلینے اقرار کیا کہ گروہی کا جو اور دوسرے یہ کہ گروہی اور میں ساکن تھا تو مقبول ہوگی ہم پر چند سکوت با جبارہ و جبارہ بھی ہوتی ہو لیکن  
 اس میں اصل یہ ہے کہ اگر اسی مقبول ہوگی علی الخصوص کہ دوسری شہادت ہو کہ گروہی کی تائید ہو کہ کسی السابعة عشرة شہد اہل تھا و لدت منه ذکر اقل الاخر  
 انہی لقبیل ۱ ایکے گواہی دی کہ زوجہ ہرگز کا جنی اور دوسرے تھا کہ اس کی لڑکی جنی تو مقبول ہو ہم صورت اس کی یہ کہ مطلق اس کی مطلق و لدت ہو لیکن  
 ہر گواہی تھی الثامنة عشر انکرا ذن عبیدہ فشہد احدہا علی اذنیہ فی الشیاب بلا خوف للطعام قبل ۱۸ سولی نے انکار کیا اپنی غلام کو تجارت کے  
 اذن دینے کا تو ایکے گواہی دی کہ بیرون کی تجارت کی اذن کی اور دوسرے نے غلام کی تجارت کی گواہی دی تو مقبول ہوگی اسو اسکو کہ ایک قسم میں اذن دینا صحیح  
 انوار کوشا مل ہوتا ہے کہ فی باب الماذن التاسعة عشر اختلاف شہادۃ الاقرار بالمال فی کونہ اقربا لعربیۃ و بالفارسیۃ قبل بخلافہ فی الطلاق  
 ۱۹ اختلاف کیا اقرار مال کے دوا ہونے کے اس نے عربی زبان میں اقرار کیا یا فارسی میں تو مقبول ہوگی بخلاف طلاق کے کہ اس میں مقبول ہوگی یعنی اسو اسکو کہ  
 میں اتفاق معوی کافی ہو بخلاف طلاق کے العشر و شہد احدہا انہ قال لعلی انت محروک الاخر انہ قال ازادی قبل ۲۰ ایکے گواہی دی کہ  
 سولی نے اپنی غلام سوجہی میں کہا کہ انت حر یعنی آزاد ہو اور دوسرے نے کہا فارسی میں آزادی یعنی تو آزاد ہو تو مقبول ہے الحادیۃ والعشرون قال لا یرتد  
 ان کلمت فلا تافان طالق فشہد احدہما انہ کلمتہ عندہ ولا یخبر عشیۃ طلق ۲۱ زوج نے اپنی عورت کو کہا کہ اگر تو فلا نسو بات کرگی تو طلاق  
 ہے سوا ایکے گواہی دی کہ اس نے اس سے اول عدویات کی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس سے آخر عدویات کی تو وہ مطلق ہوگی الثانیۃ والعشرون ان  
 طلقک فحبک محرق قال احدہما طلقنا الیم ولا اخرنا طلقنا آسن بقیم الطلاق والعناق ۲۲ زوج اپنی زوجہ کو کہا کہ اگر میں تجھ کو طلاق دوں تو  
 میرا غلام آزاد ہو ایکے گواہی دی کہ اس نے آج کے دن اس کو طلاق دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس کو کل طلاق دی تو طلاق اور عناق واقع ہوئی  
 اس مسئلہ میں اور مسئلہ سابقہ میں مقصور و ملحوظ یعنی حصول شرط قطع نظر زمان سے الثالثة والعشرون شہد احدہما انہ طلقنا ثلث البتۃ ولا یخبر  
 انہ طلقنا ثلثین البتۃ یقضی بطلقین و یکمل الرجعة ۳۳ ایکے گواہی دی کہ زوج نے زوجہ کو بین طلاق البتۃ دی اور دوسرے نے گواہی  
 دی کہ وہ طلاق البتۃ دی تو وہ طلاق کا حکم ہوگا اور زوجہ جب تک مالک ہوگا ہم اگر لفظ البتۃ کا شہادت سے متعلق ہو نہ طلاق سے تو رجعت بلا تکلف ثابت ہو اور اگر  
 طلاق سے متعلق ہو تو ملک رجعت سے مراد یہ ہے کہ عادیہ نکاح کا مالک ہو بعد جبکہ اسو اسکو کہ طلاق بائن کے بعد عادیہ نکاح جائز ہو الرابعۃ والعشرون شہد  
 احدہما انہ اعتق بالعربیۃ ولا یخبر الفارسیۃ قبل ۳۴ ایکے گواہی دی کہ سولی نے عربی زبان میں غلام کو آزاد کیا اور دوسرے نے کہا فارسی میں  
 تو مقبول ہو ہم یعنی شاہنے عربی فارسی میں گواہی دی اور شاہ نے یہ نہیں کہا کہ سولی نے ہر آزاد کیا تو ہمیں مسئلہ کے ساتھ کر رہو کہ اس میں  
 قتل سولی کا عربی فارسی میں مذکور ہو الخامسة والعشرون اختلاف فی مقدار المهر فی بعضی لا قیل ۳۵ شاہ نے اختلاف کیا مقدار میں تو  
 اقل ہر ہر حکم ہر حکم طلاق نے کہا جامع الفصول میں مذکور ہے کہ شاہ نے بیع اور جبارہ اور طلاق اور عناق کی گواہی دی ہر میں مال کے اور مختلف ہوئی  
 مقدار مال میں تو اگر اسی مقبول نہیں کہ کام میں مقبول ہو اور میں میں مثل کی طرف رجوع ہو گیا اور صاحبین نے کہا کہ کام میں ہی مقبول نہیں انتہی تو اقل ہر حکم  
 کر اس کو کافی ہو السادسة والعشرون شہد احدہما انہ وکلمہ بخصوۃ مع فلان فی دار سماء و شہد الاخر انہ وکلمہ بخصوۃ مع فلان  
 فی شیء اخر قبل ۳۶ ایکے گواہی دی کہ فلا نے فلا نے فلا نے کو فلاں کو ساتھ خصوصیت کو نکا وکیل کیا جو اس میں جس کا وکیل نے  
 نام لیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اس کو خصوصیت کا وکیل کیا جو اس میں گروہی کی خصوصیت میں اور دوسری چیز کی خصوصیت میں بھی تو گواہی مقبول  
 ہوگی اس میں گروہی کی وکالت میں جس پر دو شاہ متفق ہوئے السابعة والعشرون شہد احدہما انہ وقفہ فی حقہ ولا یخبر انہ وقفہ فی حقہ  
 قبل ۳۷ ایکے گواہی دی کہ وقفہ نے اس کو وقف کیا اپنی صحت میں اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس کو اپنی مرض میں وقف کیا تو وہ مقبول ہیں  
 طلاق کے کیا لیکن یہ کہی تحریر ہوئی کہ وقف کل میں ہوگا یا ثلث میں اگر اس کا اقرار ہی بالی اور ظاہر ثلث ہی ال معلوم ہوتا ہے کہ اس کو قبل ثابت کرنا جائز ہو  
 الثامنة والعشرون لو شہد شاهدانہ او علی الیہ یم الخمیس والخمیسۃ جازت ۳۸ اگر ایک شاہ نے گواہی دی کہ وہ فلاں







جامع الفصولین اور از انجھ یہ کہ شاید وہ کسی کی جبری کی باتفاق کو اپنی دی اور اختلاف کیا اور سکرنگ میں قریہ گواہی اور کفر نہ قبول ہو خلاف  
 صاحبین کے کذا فی جامع الفصولین ومنہا شہد احدہا بکفالتہ والآخر نحو الہ نقبل فی الکفالتہ لا تھا اقل جامع الفصولین اور از انجھ یہ کہ ایک  
 نے کفالت کی گواہی دی اور دوسرے نے حوالہ دین کی تو کفالت میں گواہی مقبول ہوگی اسو سہلو کہ خاصہ نسبت بکوالہ کتر ہو کذا فی جامع الفصولین ہم یہ صورت  
 ستائیں مگر صورت کے ساتھ کر دے ومنہا شہد احدہما اتہ وکلہ بطلانہا وحداہا وشہد الآخر اتہ وکلہ بطلانہا وطلانہا (۱) کذا فی المستدرک  
 فہو وکیل فی طلاق التلقا علیہا وہی فیہ ایضا اور از انجھ یہ کہ ایک نے گواہی دی کہ شہد زید کو زوجہ نے فقط طلاق کی زوجہ کی طلاق کا وکیل کیا ہو  
 اور دوسرے کو گواہی دی کہ اسکی طلاق کا اور دوسری طلاق صورت کی بھی طلاق کا وکیل کیا ہو تو زید اوس صورت کی طلاق میں وکیل ہوگا جس صورت پر وہ نوشاہ  
 متفق ہوئے اور یہ مسئلہ بھی جامع الفصولین میں ہے ومنہا شہد اوکا لہ وناذ احدہما اتہ عنہ نقبل فی الوکالہ لانی العزل وہی فیہ ایضا اور  
 از انجھ یہ کہ دوشاہ دون نے دلالت کی گواہی دی اور ایک گواہ نے اتنا زیادہ کہا کہ وکیل مذکور کو معزول کیا دالہ سے تو شہادت وکالت میں مقبول  
 ہوگی نہ معزول کر نہیں اور یہ مسئلہ بھی جامع الفصولین میں ہے ومنہا شہد احدہما انہا لکھا لاتی زوجہا دفعہا الیکما عوصہا  
 حق الاستیمان وشہد الآخر انہما لکھا لاتی زوجہا اقرانہا بکھا نقبل لان کل بائع مقلک للملک لمشریہ فکاتھا شہد انہما لکھا  
 اور از انجھ یہ کہ عورت نے ایک زمین کا دعویٰ کیا ایک شاہ نے گواہی دی کہ وہ زمین اوس عورت کی ملک ہو اسو سہلو کہ اوس کو زوجہ وہ زمین اوس کو  
 عوصہا عورت کے دی ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اوس زمین کی عورت ہی مالک ہے اسو سہلو کہ اوس کو زوجہ نے اقرار کیا کہ زمین عورت کی ملک ہو تو گواہی  
 مقبول ہو اسو سہلو کہ ہر بائع ابو مشتری کی ملک کا سفر ہے تو گواہی دو نوشاہ دون نے بالاتفاق گواہی دی کہ زوجہ نے عورت کو زمین کا مالک کیا ہو ہم  
 جب زوجہ نے زمین عوصہا عورت کی دی تو زوجہ بائع شہد اور استیمان عبادت ہو مگر کذا فی الطلاق وقیل قولہ لا ہما لاشہد احدہما اتہ دفعہا لکھا  
 وشہد بالعتق وشہد الآخر اقرارہ بالملک و باختلف المشہو بہ اما لو شہد احدہما ان زوجہا دفعہا عوصا والاخر اقرارہ اذہا فکھا  
 عوصا نقبل لانہما کما لو شہد احدہما بالبعیم والاخر اقرارہ وہی جامع الفصولین انتہی کلام الشیخ صاحب الامام الشیخ محمد بن  
 عبد اللہ العتبی اور قول سیف میں شہادت مذکورہ مرد و عوصہا سہلو کہ جب ایک گواہ نے اسکی گواہی دی کہ زوجہ نے زمین کو عوصہا عورت کے دیا اور عقد  
 معاہدہ کی گواہی دی اور دوسرے نے زوجہ کے اقرار بالملک کی گواہی دی تو مشہد مختلف ہو گیا یعنی جس کو شہادہ ملے اور بالملک کی گواہی دی اور اگر ایشاہ دون گواہی دیا کہ شہد  
 زوجہ نے زمین عوصہا عورت کے دی اور دوسرے زوجہ کے اقرار پر یوں گواہی دیا کہ اوس نے زمین عوصہا عورت کی تو مقبول ہوتی بسبب متفق ہونے دو نوشاہ کے  
 چنانچہ ایک شاہ اگر گواہی دے بیع کی اور دوسرا گواہ بائع کے اقارب پر گواہی دی تو مقبول ہو اور یہ مسئلہ بھی جامع الفصولین میں ہے  
 تمام ہر جہا کلام شمع عالم بن شیم محمد بن عبد غنی کا فی الاشباہ السکوت کا لفظی الا فی مسائل حکم منہا سبعتہ وثلاثین مشاہدہ  
 میں ہو کہ سکوت لفظ کی نسبت ہر جہا مسائل میں شمار کیا ہو مسائل مذکورہ میں سے سببیں اولیٰ بیتہا کہ شمار میں کتا السکوت لیس کا لفظ  
 الا فی کذا چنانچہ اس طرح ہر بعض نسخہ در المختار میں اور یہ نقل بالمعنی ہے اسو سہلو کہ مشاہدہ کی عبارت میں ہو القاعدۃ اثانیۃ عشر لا یشب الی ساکت  
 قول ثم قال ثم عن ذہ القاعدۃ مسائل مرفیہ فکون السکوت نیا کا لفظی کذا فی الشہاد اور ترجمہ ہے مسائل کو کتاب الکام کے باب الادلیا  
 میں مفصل ذکر کیا ہے قلت وناذ فی متن البصائر مسئلتین میں کتا ہرن اور مزیر البصائر میں دو مسئلے اور زیادہ کہ میں لاؤ فی مسئلۃ السکوت  
 فی الاجارۃ قبول ورضی کقولہ لیس کارج اریہ اسکون بکذا والا فانقل فسکت لریعہ المسیح و ذکرہ المولف فی الاجارۃ بیلا مسئلہ یہ ہو کہ  
 سکوت کرنا اعبارہ میں قبول اور رضامندی چنانچہ صاحبانہ کا یوں کہنا ابو گمر کے مسند و الاسو کہ سکوت کر بعض آخر کے والا او شہد عا اور ہر شاہر  
 جب را تراء سکومین کرایہ دینا لازم ہوگا اور ہر مشاہدہ اسکو کتاب الاعبارہ میں ذکر کیا ہو الثانیۃ شکوت اللعیم قولہ شکالۃ قال المولف  
 فی جہا سکوت عند وضع یدہ فیہ قبول دلالة انتہی دوسرے مسئلہ یہ ہو کہ ساکت رہنا امانت رکھنے والے کا قبول ہو ملاقات محل مولف مشاہدہ

سکوت السکوت کا لفظی

سکوت کا لفظی و کتا السکوت لیس کا لفظ الا فی کذا چنانچہ اس طرح ہر بعض نسخہ در المختار میں اور یہ نقل بالمعنی ہے اسو سہلو کہ مشاہدہ کی عبارت میں ہو القاعدۃ اثانیۃ عشر لا یشب الی ساکت قول ثم قال ثم عن ذہ القاعدۃ مسائل مرفیہ فکون السکوت نیا کا لفظی کذا فی الشہاد اور ترجمہ ہے مسائل کو کتاب الکام کے باب الادلیا میں مفصل ذکر کیا ہے قلت وناذ فی متن البصائر مسئلتین میں کتا ہرن اور مزیر البصائر میں دو مسئلے اور زیادہ کہ میں لاؤ فی مسئلۃ السکوت فی الاجارۃ قبول ورضی کقولہ لیس کارج اریہ اسکون بکذا والا فانقل فسکت لریعہ المسیح و ذکرہ المولف فی الاجارۃ بیلا مسئلہ یہ ہو کہ سکوت کرنا اعبارہ میں قبول اور رضامندی چنانچہ صاحبانہ کا یوں کہنا ابو گمر کے مسند و الاسو کہ سکوت کر بعض آخر کے والا او شہد عا اور ہر شاہر جب را تراء سکومین کرایہ دینا لازم ہوگا اور ہر مشاہدہ اسکو کتاب الاعبارہ میں ذکر کیا ہو الثانیۃ شکوت اللعیم قولہ شکالۃ قال المولف فی جہا سکوت عند وضع یدہ فیہ قبول دلالة انتہی دوسرے مسئلہ یہ ہو کہ ساکت رہنا امانت رکھنے والے کا قبول ہو ملاقات محل مولف مشاہدہ







بعد کے غیر ملکی جہت میں اگر قسم مشتری پر لازم ہوا و شاید وہ قسم انکار کرے تو وہ گھر شیعہ کو دیا جائے اور منیر کی ملک سے کل جائے الثالثہ نو کا کتبہ فی ذیل  
 خلاصہ اجارہ کے اوٹھانے کا حال رجلاں فقہاء الی القاضی فاقربہ لاحدھا ثلثا اذ لا یخلفہ فان ادعی ملکاً مؤسلاً و شیعہ میں جہتہ و لو کہ نہ  
 انہ یخلفہ فان ادعی حلیہ الغصبیہ خلیفہ لانه لو اقر بالغصب یجب علیہ الضمان کذا فی النوازل سم اگر ایک شخص کے پاس غلام یا نوٹری یا پھر ایک  
 دوم و دون کے دعویٰ کیا تو دونوں کا علیہ کو قاضی کے پاس لیکن سو اس ایک دعویٰ کی اسطر اقرار کیا پر دوسرے نے اسکی قسم لیو کا ارادہ کیا ہوا سو اسے نہ مل سکے  
 خرید کر کیا مدعا علیہ سے دعویٰ کیا تو اسکو قسم لینا جائز نہیں اور اگر اوپر غصب کا دعویٰ کیا تو اسکو قسم لینا جائز ہے اسو اسطر کہ اگر مدعا علیہ غصب کے اقرار کرے گا  
 تو اوپر ضمان وجہ ہوگا کذا فی النوازل سم اگر مدعی خانی خرید کا اقرار کرے گا تو اوپر ضمان وجہ نہ ہوگا اسو اسطر کہ وجیز اسکا قسم لیو کسے وہ سر شیری کو  
 ملی اور اسکا اقرار دوسرے پر جہت نہیں غایۃ الامر یہ ہو کہ دوسرا مقررہ قیمت پر بیگ اگر قیمت دینا ثابت ہوگا کذا فی النوازل ملک و ملک اور میں  
 بیان نہ ہو یعنی بہت خرید یا سبب اور اشت کے مالک ہوا اور بیسٹلہ کرے جو خانیہ کے تہمیر میں مسئلہ سر غلط ملک و مل کی قبیلہ میں زیادہ جو اقرار بعد اسٹلہ کے  
 لاینبہ الصغیر اذا فرغ من الشفع فی مقدار الثمن فالقول للک یا عین کا ذکر کتبہ من کتب المذہب سم اگر خرید کیا باب ابو منیر ہے کیو  
 ایک گھر پر اختلاف ہوا شفع کے ساتھ مقدار قیمت میں تو باب ہی کا قول متبر جو لا قسم کے جائز ہے اگر کتب اہل مذہب میں یعنی قسم اسو اسطر نہیں کہ باب پر بیسٹلہ  
 مال میں قسم نہیں جائز ہے ذکر مر جیکا الخ مسبۃ لو ادعی السارق انہ استہلك المسروق و لا یجوز انہ فاقول عندہ فالقول للسارق و لا یجوز حلیہ  
 ۵۵ اگر اس نے دعویٰ استہلاک مسروق کا کیا اور مسروق کا مالک مدعی ہو کہ وہ مال قائم ہو ساق کے پاس سے ساق کی نقل متبر جو اور اوپر قسم نہیں سم بیسٹلہ المتروک جو  
 ساق کے قطع کے بعد بقرہ عبارت نوازل قال ابو الیث فی النوازل و مثل ابو القاسم عن السارق اذا استہلك المسروق بعد القطع بیدہ هل  
 یضیی قال لا و یستحق حلیہ فیما استہلكہ قبل القطع و بعد القطع فیل یقال السارق قد مالک و قال صاحب الیال لو تفتت مالک و هو عندہ  
 فاقول هل یخلف قال یجب ان یكون القول قول السارق ولا یمین علیہ فنعہ ابو الیث نے نوازل میں کہا کہ ابو القاسم سوال ہو ساق کا جنو مال مسروق  
 کو استہلاک کیا انہ قطع دیکے بعد کیا اور سپر ضمان لازم ہوا جواب یہ کہ ضمان نہیں اور ساق کا حکم کیساں ہی استہلاک مال میں قبل قطع یا اور بعد قطع دیکے ہوا وہ سے  
 سوال ہوا کہ اگر ساق کہہ کہ مال ملاک ہوا اور مال کہہ کہ تو نے اسکو استہلاک نہیں کیا اور وہ تیرے پاس موجود ہی کیا ساق سے قسم لیجاگی کہا ابو القاسم وہ ساق  
 جو ساق ہی کا نقل متبر جو وہ دن قسم کے ہم ملکا نے کہا بیان ملاک مال اور استہلاک کا حکم کیساں سو السادسۃ اذا وھب الرجل شیئاً و اراد الرجوع فاذا  
 الموهوب قال لوھب فالقول قولہ ولا یمین علیہ کذا فی الثانیۃ وغیرھا ۵۶ جب اگر نے کوئی چیز سب کی اور ارادہ کیا پس لینے کا سر موہوب کہ  
 موہوب کی ہلاکی کا دعویٰ کیا تو موہوب کہ کا قول متبر جو اور اوپر قسم نہیں کافی الخانیہ وغیر السابغہ اثری حلیہ ملک دعویٰ فلاں المیت فانکر لا یخلف  
 مدعی علیہ پر دعویٰ ہوا کہ تو فلاںے میت کا مدعی سو اس نے انکار کیا تو اس سے قسم لیجاگی ہم بیسٹلہ کرے جو خانیہ کے بارہویں مسئلہ کے ساتھ الثالثۃ ادعی  
 علیہ انک وکیل فلان فانکر انک وکیل فلان یخلف وھما فی البرازیۃ ۵۸ مدعا علیہ پر دعویٰ ہوا کہ تو فلاںیکا وکیل ہو اسو اسکا کیا کہ میں فلاںیکا وکیل نہیں  
 تو اس سے قسم لیجاگی اور یہ دونوں مسئلے برازی میں ہیں امیہ علیہ خانیہ کے جو دوویں مسئلہ کے ساتھ ہر کے السابغہ قال الواھب قال لو تفتت مالک و هو عندہ  
 فالقول لہ بلا یمین ۵۹ وہ ساق کہا کہ میں نے سبب مدعی کو ساق کے کہا کہ تو نے عرض نہ نہیں کیا تو موہوب کہ کا قول متبر جو بلا قسم اسو اسطر کہ اصل مسئلہ  
 یہ کہ مدعی عرض مر السابغہ اشد شیعہ فقال البایع انت محجور فقال لا سبۃ انا ما ذون قال قول لہ بلا یمین ۶۰ غلام نے کوئی چیز خریدی  
 مو بائع نے غلام سے کہا کہ تو مجھ سے یعنی مو کے محجور تجارت کی اجازت نہیں ہی سو غلام نے کہا میں ما ذون فی التجارۃ ہوں تو غلام ہی کا قول متبر جو بلا قسم  
 الحادیۃ عشرۃ اذا اشد شیعہ من عبد فقال احدھا انا محجور فقال لا یخلف انا و انت ما ذون قال قول لہ بلا یمین ۶۱ وہ ساق کہا کہ ایک غلام  
 دوسرے غلام سے کوئی چیز خریدی سو ایک غلام نے کہا کہ میں مجبور ہوں اور دوسرے غلام نے کہا کہ ہم دونوں ما ذون فی التجارۃ ہیں تو قول متبر جو اسکو جو مدعی نے  
 کا بلا یمین اسو اسطر کہ مدعی پر یہ فریہ ہی اذن کا الثانیۃ عشرۃ بائع القاضی لال یستوفی فرغہ المشتق علیہ یغنی عن ابراءت منہ فالقول قولہ









او میں وہ عیب ظاہر جسکا بائع اتوار نہیں کرتا اور اس پر گواہ بھی قائم نہیں کہ وہ عیب بائع کے پاس تھا سو قاضی اسکو بائع پر روک دیا پھر اسکا مراد  
 اس قزو اس پر سزا کو باطل کر دیا ورنہ سزا کے پاس اسکو پیر سے ومنہ اذا حکم بغير حجة المرأة التي لم يثبت لها حق دفع الحكم لغير  
 لها لغيره لغيره وروايتكم اللان في حقكم لغيره اور ان اجماع پر کہ ایک ما کہنے اور عورت کی بیٹی کی تحریر کا حکم کیا جس سے اسکو سزا پر  
 بل قریب طلاق دی پھر اسکا مراد دوسری ما کہ کے پاس ہوا تو ما کہ اول کے حکم کو باطل کر دیا سو پہلو کہ تحریر اس میں قرآنی کے مخالف ہے اور  
 یہ جو تہماری گورون میں ہیں ہمساری اور عورتوں سے جسے تم صحبت کی سوا گتھنے اور سے صحبت کی تو تہم پر کہ گناہ نہیں ورنہ  
 اذا اختلف الصواب على قولين فما اخذ الناس بأحد قوليه وروايتكم لآخر حكم القاضي بالمرسلة لم ينقض عنه خلافا  
 اللسانی اور قسم ثانی یعنی حسین امام اور صاحبین مختلف ہیں مسئلہ یہ کہ جب صبیہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف ہوں دو قول پر ہوں گونے اولیٰ ایک قول پر  
 عمل کیا اور دوسرے قول کو چھوڑا سو قاضی نے قول شرک پر حکم کیا تو امام کے نزدیک ما کہ میں اسکو تو دوسری جگہ ابورسک ومنہ اذا اخطى أم امرأته و  
 حکم بقاء النكاح ثم دفعه لا يخرى خلافا له لم يثبت له ثواب الن فيم جاحلا فهو في سعة وإن حالما لا يثبت له المقام معها لأن القضاء  
 لا يثبت ولا يثبت خلافا لا يثبت خلافا له لم يثبت له ثواب الن فيم جاحلا فهو في سعة وإن حالما لا يثبت له المقام معها لأن القضاء  
 کذا فی جامع الفضلین اور قاضی نے بقا نکاح منکوحہ کا حکم کیا پھر مراد دوسری ما کہ کے پاس جو اسکو مخالف اعتقاد رکھتا ہو تو ما کہ میں اسکو باطل کر دیا  
 پھر اگر زہد عادل ہو تو وہ کشالیش میں ہے یعنی منکوحہ کے پاس رہنا اسکو جائز ہو اور اگر عالم ہو تو اسکو منکوحہ کے پاس رہنا حلال نہیں اسکو پہلو کہ قاضی کا حکم  
 حرام کو حلال نہیں کر دیا اور نہ حلال کو حرام بخلاف امام عظیم کے کہ اولیٰ نزدیک بقا نکاح کا حکم لازم البطان ہو کذا فی الطحاوی وروايتكم لآخر حكم القاضي بالمرسلة لم ينقض عنه خلافا  
 رجل وروايتكم لآخر حكم القاضي بالمرسلة لم ينقض عنه خلافا ذلك مذهبنا وروايتكم لآخر حكم القاضي بالمرسلة لم ينقض عنه خلافا ذلك مذهبنا وروايتكم لآخر حكم القاضي بالمرسلة لم ينقض عنه خلافا  
 لغيره ولا يثبت خلافا له لم يثبت له ثواب الن فيم جاحلا فهو في سعة وإن حالما لا يثبت له المقام معها لأن القضاء  
 پھر مراد دوسری ما کہ کے پاس ہوا وہ متفرق کر دی زمین میں اور ما کہ نے اسکو مطلقا ذکر کیا بلا خلاف امام اور صاحبین کے تو ظاہر اس پر ہے کہ قاضی کا حکم کافر ہے  
 امام کا قول ہے سب کے مخالف ہو چکے اس نص قرآنی کے کہ نہ نکاح کر جو تنہا ہو یا بونے نکاح کیا عورتوں سے اور نکاح سوا بیان دلی مراد ہو یعنی اس عورت  
 سے قربت ہو جسے تہماری یا بونے قربت کی ہم نص مذکور اس مسئلہ کی دلیل نہیں ہو سکتی بلکہ اس مسئلہ کی دلیل ہو جسکو جامع الفضلین میں اس طرح ذکر کیا  
 کہ اگر قاضی نے مذہب امام کا حکم نہیں کیا ہو سکتا ہے بالکمال یہ حکم نافذ ہو گا کہ اسکی حرمت کتاب الدین منصوص ہو کذا فی الطحاوی ومنہ اذا قضى خلاف  
 مذهبنا خلافا ووافق قول مجتہد فلا يثبت له ثواب الن فيم جاحلا فهو في سعة وإن حالما لا يثبت له المقام معها لأن القضاء  
 قاضی نے خلاف اپن مذہب کے غلط حکم کیا اور کسی مجتہد کے قول کے موافق ہو گیا پھر دوسری قاضی کے پاس مراد ہو تو وہ اسکو جاری رکھو امام کے نزدیک اور  
 صاحبین نے کہا کہ اسکو باطل کر دے اسکو پہلو کہ وہ غلط ہو اور غلط مجتہد فیہ نہیں ہم جامع الفضلین میں ہے کہ قاضی المجتہد نافذ ہو سب علماء کے نزدیک بالکمال  
 لیکن سزا دہر یہ ہو کہ قاضی عالم ہو مواضع خلاف ہو اور قول مخالف کو چھوڑ دے اور اپن مذہب کے موافق حکم کر جو جامع علماء کے نزدیک باتفاق روایات صحیح ہو اور اگر  
 قاضی کو مواضع متباہر کا علم ہو تو اسکا نفاذ حکم میں ہمارے علماء دور و دین میں یعنی صحت اور عدم صحت اور اگر قاضی مجتہد ہو اس سے غیر کے مذہب پر ہو  
 حکم کیا تو یہ حکم امام کے نزدیک نافذ ہو اور اگر عدا حکم کیا تو بھی بقول صحیح نافذ ہو اور صاحبین اور ائمہ ملتہ نے کہا کہ نافذ نہیں ہو چکے زعم کے اور صاحبین  
 ہی قول برنہ ہو جو بعضوں نے کہا کہ امام کے قول پر فتوہ ہو کہ انی الطحاوی ومنہ المدیون اذا حبس لا يكون حبسه حجة عليه وقال القاسم  
 بن معن حجة على من حكاه ثم دفعه لا يخرى خلافا له لم يثبت له ثواب الن فيم جاحلا فهو في سعة وإن حالما لا يثبت له المقام معها لأن القضاء  
 اسکو تصرفات کا نہیں اور قاسم بن معن نے کہا کہ مانع ہو اگر قاضی نے اسکو منع تصرف کا حکم کیا پھر اسکا مراد دوسری قاضی کے پاس ہوا تو اسکو باطل کر دیا  
 اور صاحبین نے کہا کہ وہ حکم نافذ ہو سوا اگر دوسری قاضی نے بھی پہلے قاضی کے موافق حکم کیا تو اب وہ حکم نافذ ہو گا اور باطل ہو گا یعنی باتفاق ومن القسم الثانی

اذا سكرنا شاهدنا الحبيب في الخيال ثم ندفع الحمار في حلاله فنه نقضه عند الثاني وعن الامام لا اخلا فلا تاد و تيسر في قسم  
 ہے جب حاکم نے حکم کیا ایک شاہ اور مدعی کی قسم پر پالی مقدمات میں ہر مرافعہ ہوا دوسرے حاکم کے پاس جکا ذہب اسکی خلاف ہو تو اس حکم کو باطل  
 نزدیک اور امام سے ایک رویت میں جو کہ باطل نہ کرے سبب اختلاف آنا کے یعنی بعینہ آثار ایک شاہ اور عین کے حکم کے جو از پر دلالت کرتا۔  
 جو از پر ہم موافق تفسیر سابق کے مناسب یہ تھا کہ مسئلہ قسم ثانی میں مذکور ہوتا اسو اسلو کہ قسم ثالث وہ ہے جس میں امام سے رویت نہ ہو مالا کہ  
 موجود ہے گریہ کہ رویت سو دعویٰ مقبرہ اور رکئے ومنہ اذا قصص القاضي بشهادة الامام لا يثبت او يلحق به ثبوت فیم لا سخر لبراهه اعضدا  
 یتقصه عند محفل اور از بجلد یہ کہ جب قاضی باپ کی گواہی پر اسکو نیٹے یا دادا کی رویتے حکم کرے ہر دوسرے کے پاس مرافعہ ہو جکا ذہب اسو  
 اور یہ صف کے نزدیک اسکو جاری رکھے اور محمد کے نزدیک اسکو باطل کرے ومنہ اذا تزوج الثانی باینتہ من الی وحکم الحاکم بجلد لک ثم فیم  
 لمن لا یبطله لانه ما یستثنى من الناس ذکره فی شرح المحیط اور از بجلد یہ کہ جب زانی نے اپنی زانیہ کی بیٹی سے نکاح کیا اور حاکم نے اسکو  
 ملال مرنیکا حکم کیا ہر مرافعہ ہوا اس حاکم کے پاس جکا ذہب اسکو مخالف ہو تو اسکو باطل کرے اسو اسلو کہ اسکو لوگ سیو بمانتے ہیں ہم دو گون سے  
 اصل فضل مراد میں اور مناسب یہ تھا کہ عین خلاف کو مذکور کرتا اسو اسلو کہ قسم ثالث سے ہے ومنہ رجل اثنى عبدا فمرات المثنى ولا وارث  
 له فرفض القاضی بجلد نه للمثنى ثم دفع الحاکم اخر نقضه وجعل ماله لیسیت المال عند ابی یوسف وهن صحیح لقوله صلی اللہ علیہ  
 وسلم انما الولاء لمن اثنى ولا یکن مولى المولى لانه مستحق بالعقد وهو فاقهم بما فاستقوا کافر وجبة فاضخم هذا المقام فانه  
 من حیو اهر هذا الکتاب والله اعلم بالعقوب والیک الامم الحکم والمآب اور از بجلد یہ کہ ایک مرد نے غلام کو آزاد کیا پھر آزاد کو نیرا لامر گیا  
 اور اسکو کوئی وارث نہیں ہر قاضی نے اسکی میراث غلام آزاد کو دلائی ہر مرافعہ ہوا دوسرے حاکم کے پاس تو اس حکم کو باطل کرے جو اور اسکا ان بیٹا  
 کے واسطو شہر اسے ابو یوسف کے نزدیک اور بھی قول صحیح ہے بدلیل اس حدیث صحیح کے کہ میراث اسی شخص کے واسطو ہے جس نے آزاد کیا یعنی غلام آزاد  
 کے واسطو میراث نہیں اور مولی العتاقہ بر مولی المولا کا احرام لازم نہیں آتا اسو اسلو کہ مولی المولا سستی میراث کا عقد مرالمان سے ہر آوا و عقد مذکور  
 دو زمین قائم ہے تو دو میراث بانے میں برابر ہو گئے جیسے زوجیت زوجین میں برابر قائم ہو یعنی سطلن ارث میں نہ مقدار سہو مع سو فیصد جان اس  
 مقام کو کہ وہ اس کتاب کے جو احرام میں سے ہے اور اندھ لے دانا تر ہو ٹھیک بات کا اور اوسکی طرف مرجع اور اب جو مولی المولا نہ کہ شخص  
 بمول النسب کہیں عقد محبت مستفاد کریں تو اگر کوئی ادھکا وارث نہ تو ایک دوسرے کا وارث ہو گا بخلان ولا عتاقہ کو کہ اوسیں آزاد لافظ  
 اپنے غلام آزاد کا وارث ہوتا ہے اور غلام آزاد اسکا وارث نہیں ہوتا فقط

**خاتمة الطبع** الحمد لله والمنة که جلد دوم قایم الا و طر ترجمہ اودہ در المختار ماہ جامدی الاول سنہ ۱۰۴۰ ہجری میں مطبع صدیقیہ قدیم  
 بانس بریقی تقسیم و تجیل حرم السباد محمد حسن صدیقی طبع سے آ رہے ہر وی الحمد للہ اولاد آخر آدمی علی کل عبد مصطفیٰ  
**اشتہار** حقوق ترجمہ اس کتاب کے بموجب قانون بستر شہ سے کہ محفوظ کرنے کے کوئی صاحب بدون اجازت تحریری احقر کے تصد طبع لغزادین نہ  
**تالکاس** جس ہلدیہ اطرب ہر فقرائی اخترا بیدین اسکو مسروق تصور ہر کہ تصد خریداری کریں  
**تنبیہ** و اسطہ اسباب کو کہ یہ کتب مطبوعہ صدیقی کی جو مطر عنوان موج متضمن ادبہ تاریخ علمی گئی









